نوشیروان نامہ

دفتر اوّل

داستانِ امیر حمزہ صاحبقران

واضح ہو کہ داستان امیر حمزہ صاحبقران وہ بحر زخار ہے جسکے منتہاے قعر تک زنجیر فکر کا پہونچنا نہایت دشوار ہے جن صاحبون نے یہ داستان ملاحظہ فرمائی ہے وہ خوب جانتے ہین کہ اُنمین سے ہر ایک داستان کا کسقدر حجم بزرگ ہے اور اُنکے اصول فارسی کے مصنف علام شیخ ابو الفیض فیضی نے جو ان داستانون کو واسطے تفریح طبع جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے تصنیف فرمایا اُنکی تصنیف مین کسقدر خون جگر کھایا ہوگا۔ اِسکے آٹھ دفتر ہین اور بعض دفتر کی کئی جلدین حسب تفصیل ذیل ہین

تعداد دفتر	نام داستان	تعداد جلد	تعداد دفتر	نام داستان	تعداد جلد
اول	نوشیروان نامہ	۲ جلد	پنجم	طلسم ہوش ربا	۷ جلد
دوم	کوچک باختر	۱ ″	ششم	صندلی نامہ	۱ ″
سوم	بالا باختر	۱ ″	ہفتم	تورج نامہ	۲ ″
چہارم	ایرج نامہ	۲ ″	ہشتم	لعل نامہ	۱ ″

کل دفتر مذکورہ بالا طبع ہوکر اشاعت پذیر ہوگئے بلکہ ان کے سوا بقیہ طلسم ہوش ربا دو جلدون مین اور طلسم فتنہ نور افشان تین جلدون مین اور طلسم ہفت پیکر تین جلدون مین اور طلسم نوخیز جمشیدی تین جلدون مین آفتاب شجاعت و جلدون مین و گلستان باختر تین جلدون مین طبع ہوکر نذر ناظرین ہوے۔ بالفعل نوشیروان نامہ کی

جلد دوم

جسکو گل گلزار فصاحت بلبل شاخسار بلاغت ماہر خوش بیان کامل شیرین زبان شیخ تصدق حسین صاحب داستان گو نے حسب ایماے مالک مطبع ہذا بڑی جانکاہی سے بزبان اردو نہایت فصیح و بلیغ ترجمہ فرمایا۔

بار سوم

باہتمام بابو منوہر لال بھارگو سپرنٹنڈنٹ

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ مین طبع ہوئی

سنہ ۱۹۱۵ع

اطلاع - اس مطبع مین ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہے جسکی فہرست مطول ہر ایک شایق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہے جس کے معائنہ و ملاحظہ سے شایقین اصلی حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہین قیمت بھی ارزان ہے اس کتاب کے ٹیٹل پیج کے تین صفحے جو سادے ہین اُن مین بعض کتب قصہ جات نثر اُردو کے درج کرتے ہین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہے اس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدردانون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو

نام کتاب	قیمت
کتاب قصہ جات نثر	
داستان امیر حمزہ صاحبقران - جسکی ترتیب و تزئین آٹھ دفترون مین ہے جسکو ابو الفیض فیضی فیاضی وزیر اکبر بادشاہ نے شہنشاہ اکبر کی تفریح طبع کے لیے یہ مبسوط داستان تصنیف کی اور امراو سلاطین کے دربارون مین داستان گوؤن کے حسن بیان سے تا این زمان یادگار زمانہ رہی - چونکہ شے نایاب تھی ہر شخص چاہتا تھا کہ اس کا ترجمہ اُردو مین ہو جائے لہذا مطبع منشی نولکشور مین دفتر اول سے دفتر ہشتم تک ترجمہ ہو کر طبع ہوا جسکی قیمت درج ذیل ہے	
انوشیروان نامہ جلد اول	عہ/ پ
۲- 〃 جلد دوم	عہ/ پ
۳- ہرمز نامہ متعلقہ نوشیروان نامہ جلد دوم -	للعہ/ پ
۴- ہومان نامہ متعلقہ نوشیروان نامہ - جلد دوم	عہ/ پ
۵- کوچک باختر -	عہ/ پ
۶- بالا باختر -	عہ/ پ
۷- ایرج نامہ جلد اول	عہ/ پ
۸- 〃 جلد دوم	عہ/ پ
۹- طلسم ہوش ربا جلد اول	عہ/
۱۰- 〃 جلد دوم	عہ/
۱۱ 〃 جلد سوم	عہ/
۱۲ 〃 جلد چہارم	ے/
۱۳ 〃 جلد پنجم کا حصہ اول	عہ/
۱۴ 〃 حصہ دوم	عہ/

نام کتاب	قیمت
۱۵- طلسم ہوش ربا جلد ششم	ہے/
۱۶ 〃 جلد ہفتم	ے/
۱۷- بقیہ طلسم ہوش ربا جلد اول مصنفہ منشی احمد حسین صاحب متخلص بہ قمر	عہ ۱۲/ پ
۱۸- ایضاً حصہ دوم -	عہ/ پ
۱۹- صندلی نامہ دفتر ششم	عہ/ پ
۲۰- تورج نامہ جلد اول دفتر ہشتم داستان امیر حمزہ	ے/ پ
۲۱- تورج نامہ جلد دوم	صہ/ پ
۲۲ لعل نامہ جلد اول دفتر ہشتم	عہ/ پ
۲۳- 〃 جلد دوم	عہ ۱۲/ پ
طلسم فتنہ نور افشان جلد اول - جس کی خوبی و عمدگی ملاحظہ پر موقوف ہے	ے/ پ
۲- 〃 جلد دوم	ہے/ پ
۳ 〃 جلد سوم	للعہ/ پ
ایضاً - کامل جلد یکمشت ہر سہ جلد کے لیے	لعہ/ پ
طلسم ہفت پیکر - از منشی احمد حسین صاحب قمر جلد اول	عہ/ پ
۲- 〃 جلد دوم	عہ ۱۲/ پ
۳ 〃 جلد سوم	ے/ پ
طلسم خیال سکندری - جلد اول از منشی احمد حسین قمر	عہ/ پ
ایضاً جلد دوم	عہ/
ایضاً جلد سوم	عہ/
طلسم زعفران زار جلد اول	عہ ۱۲/
ایضاً جلد دوم	عہ/
سوانح عمری عمرو عیار - مطبوعہ غیر	عہ/ پ

نوشیروان نامہ

دفتر اوّل

داستانِ امیر حمزہ صاحبقران

واضح ہو کہ داستان امیر حمزہ صاحبقران وہ بحر زخار ہے جسکے منتہاے قعر تک زنجیر فکر کا پہونچنا نہایت دشوار ہے جن صاحبون نے یہ داستان ملاحظہ فرمائی ہے وہ خوب جانتے ہین کہ اُنمین سے ہر ایک داستان کا کسقدر حجم بزرگ ہے اور انکے اصول فارسی کے مصنف علام شیخ ابو الفیض فیضی نے جوان استانون کو واسطے تفریح طبع جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے تصنیف فرمایا اُنکی تصنیف مین کسقدر خون جگر کھایا ہوگا۔ اسکے آٹھ دفتر ہین اور بعض دفتر کی کئی جلدین حسب تفصیل ذیل ہین

تعداد دفتر	نام داستان	تعداد جلد	تعداد دفتر	نام داستان	تعداد جلد
اول	نوشیروان نامہ	۲ جلد	پنجم	طلسم ہوش ربا	۷ جلد
دوم	کوچک باختر	۱ 〃	ششم	صندلی نامہ	۱ 〃
سوم	بالا باختر	۱ 〃	ہفتم	تورج نامہ	۲ 〃
چہارم	ایرج نامہ	۲ 〃	ہشتم	لعل نامہ	۱ 〃

یہ کل دفتر مذکورۂ بالا طبع ہوکر اشاعت پذیر ہوگئے بلکہ ان کے سوا بقیۂ طلسم ہوش ربا دو جلدون مین اور طلسم فتنۂ نور افشان تین جلدون مین اور طلسم ہفت پیکر تین جلدون مین اور طلسم نوخیز جمشیدی تین جلدون مین آفتاب شجاعت دو جلدون مین و گلستان باختر تین جلدون مین طبع ہوکر نذر ناظرین ہوئے۔ بالفعل نوشیروان نامہ کی

جلد دوم

جسکو گل گلزار فصاحت بلبل شاخسار بلاغت ماہر خوش بیان کامل شیرین زبان شیخ تصدق حسین صاحب داستان گو نے حسب ایماے مالک مطبع ہذا بڑی جانکاہی سے بزبان اُردو نہایت فصیح و بلیغ ترجمہ فرمایا۔

بار سوم

باہتمام بابو منوہر لال بھارگو سپرنٹنڈنٹ

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ مین طبع ہوئی

۱۹۱۵ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی کرم نوع الانسان علی باقی انواع الحیوانات بالنطق والکلام وزینہ بحلیۃ العقل تحصیل المرام حمد وثنا اُس خالق ارض وسما کو سزاوار ہی جسنے ایک لفظ کن سے ہیجدہ ہزار عالم کو پیدا کیا اور اپنی رحمت کاملہ سے انسان کو خلعت اشرف المخلوقات سے سرفراز فرماکر کل موجودات سے ممتاز فرمایا طلسم جہان کو اس عمدگی سے آراستہ فرمایا کہ اگر ادنی سے اُسکے نیرنگ کو چہندسان کامل چاہیں کہ شمہ اُسکا دریافت کرسکیں کیا مجال اور عجائب وغرائب دہر کو اسقدر وسعت عطا فرمائی کہ اُسکے ایک فرد کی کنہ ماہیت اور باعث خلقت کا پہچاننا فلاسفۂ عالم کو سراسر دشوار بلکہ محال ہیچ ہی ۔ تو ان در بلاغت بسحبان رسیدہ نہ در کنہ بیچون سبحان رسیدہ اگرچہ جملہ مخلوقات مین جوہر عقل سبسے برتر ہی کہ معرفت ذات حق اُسی پر منحصر ہی لیکن بچشم غور و انصاف اگر ملاحظہ کیا جائے تو کل سبب کل مخلوقات کا عشق ہو اگر یہ خلق نہوتا انتظام عالم کا بگڑجاتا ۔ کوئی کسی کو نہ پوچھتا باپ بیٹے کی اور بیٹا باپ کی ہمدردی نکرتا ۔ توالد وتناسل کا باب مسدود ہوجاتا پرورش اطفال کا طریقہ باقی نرہتا ۔ اسی کے باعث سے انبیاے عظام واولیاے کرام خاصان باری مین محسوب ہوے ۔ اسی کے نہونے سے شیاطین اور اُنکے تابعین راندۂ درگاہ ہوکر کیسے کیسے معتوب ہوے ابلیس کی عقل آرائی کچھ کام نہ آئی آخر کیسی مُنہ کی کھائی ۔ خالی عقل سے کام نہین نکلتا انجام بخیر نہین ہوتا ہی جون جون بڑھتی جائیگی خرابی لائیگی ۔ اسی کے ذریعہ سے سیکڑون کافر ہوگئے ہزارون مرتد ہوگئے ہزارون مشرک بنگئے ۔ ہان اگر عقل کے ساتھ عشق بھی ہوتا تو یہ خرابیان پیدا نہوتین بس معلوم ہوا کہ عقل محتاج عشق کی ہی اور عشق محتاج عقل نہین یہ تو عشق حقیقی کے صفات کا ایک شمہ بیان ہوا ۔ اب رہا عشق مجازی اسکو بھی برا نہ کہنا چاہیے اسی کا نام قنطرۃ الاخلاص ہی اسی زینہ کے وسیلہ سے ہزارون بام حقیقت پر

چڑھ گئے ہین۔ اپنے ساتھیون اور ہمراہیون سے ہزارون منزل آگے بڑھ گئے ہین۔ الغرض خدا کی نعمات کا شکر ادا ہونا یہ تو ممکن ہی نہین ہی جو کچھ اُسنے ہمکو عطا کیا ہی اور عطا کریگا سراسر فضل و حکمت سے مملو ہی۔ اُسکے نور قدرت کی ہر سمت جلوہ گری ہی اُسکی صنعت بیمثال اور حکمت لازوال ذرّے ذرّے مین بھری ہی۔ انسان ضعیف البنیان کی کیا طاقت کو اُسکی داستان قدرت مین سے ایک نقط بیان کر سکے یا اُسکے دریاے ناپیدا کنار اور قلزم زخار محامد مین سے بذریعۂ شناوری و قوت البشری در مقصود لاسکے۔

حمد لائق داور اکبر کو ہی
باغبان ہی گلشن آفاق کا
یہ نگارستان عالم کا چمن
گل کھلائے سیکڑون لاکھون ہزار
وہم اس رہ مین قدم فرسودہ ہی
ادعاء عرفان کا ہی محض افترا
کس سے اُسکی قدرتون کا ہو حساب

خالق اشیاے بحر و بر کو ہی
ہی عجب وہ صانع رنگین نگار
ہی نسیم لطف حق سے خندہ زن
ہی وہ ہی بس قابل حمد و ثنا
اور پاے فہم خواب آلودہ ہی
حمد کیا لکھون طبیعت دنگ ہی
جسکے دریا کا فلک ہی اک حباب

ہی یہ ادنی وصف اُس خلاق کا
جسنے پیدا کین بہارین بے شمار
اُسنے دکھلائین بہارین بے شمار
جسکی ہی نے ابتدا نے انتہا
ورک و عقل و فہم ہی یان نارسا
خامہ میدان ثنا مین لنگ ہی
سبحانہٗ ما اعظم شانہٗ اعز برہانہٗ

نعت سرور کائنات خلاصۂ موجودات رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین احمد مجتبی محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ واصحابہٖ اجمعین الے یوم الدین

درود نامحدود اُس ذات ستودہ صفات پر جو باعث ایجاد عالم ہوا جسکا دین متین قیامت تک برقرار رہیگا جسکا لقب پاک حبیب خدا ہی وہی خاتم المرسلین ہی وہ ہی افضل النبیین ہی اُسی نے دین اسلام کو رواج دیا اُسی نے طلسم کفر کو شکست کیا وہ ایسا اپنی امت پر مہربان ہی کہ کل انبیا بروز حشر ہیبت خالق سے نفسی نفسی کہینگے اور آپ بنظر رافت و رحمت امتی امتی فرمائینگے وہ کون خاتم الانبیا شفیع روز جزا حبیب رحمان لنگر زمین و آسمان محمد مصطفے احمد مجتبی علیہ و علی آلہ الوف التحیۃ والثنا ہین۔

تذکرہ امین و سرافراز و خوش لقب
مُزّمل و مقرب و یسین و حق طلب
یون جلے سایہ ہی تن صاف نبی کا نور
معشوق بے نیاز کو شایان نتھا ظہور
سب انبیا ہین اور یہ صاحب قرار اور
ہین سب گلون کے رنگ بھی حاصل ہزار اور

مکی و ابطحی و تہامی حبیب رب
رنگ گل بشیر و نذیر آشکار ہین
جیسے ہو عکس آئینۂ شمس دور دور
خود چھپ کے اپنے نور کو ختم رسل کیا
تیغو نکی باڑھ اور دم ذوالفقار اور
ہی نور آفتاب درخشان چراغ مین

اُمّی و ہاشمی و محمد شہ عرب
اسری لعبدہ کے چمن کی بہار ہین
رحمت سے اُسکی ابر ہی چتر شہ غیور
احمد کو اپنی سمت سے مختار کل کیا
سب کی بہار اور ہی اُنکی بہار اور
چاند ایک پھول چاندنی کا انکے باغ مین

منقبت امام ہمام حضرت سرور غالب مطلوب کل طالب مظہر العجائب مظہر الغرائب امام المتقین یعسوب الدین امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ الصلوٰۃ والسلام

تحیات زاکیات اور مناقب طیبات اُس برگزیدۂ باری کی بارگاہ عرش اشتباہ مین پیشکش ہین جسنے رواج دین مبین اور اعانت سید المرسلین مین اپنی جان سی عزیز چیز کو وقف کر دیا اور جسکی صولت تیغ بے دریغ نے بڑے بڑے شجاعان عرب و رکافران مورد قہر رب کو زبون و سرنگون کر کے رایت اسلام کو بلند کیا جسکی شان مین سورہ ہل اتی نازل ہوا جسکا خصوص اعزاز در زمرہ کرام آیۂ مباہلہ سے کامل ہوا وہ کون نفس رسول زوج بتول داماد رسول و دوسرا سید الاوصیا قاتل المشرکین امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام ہین

جناب حیدر کرار ساقی کوثر
جہان پناہ ید اللہ قاتل عنتر

امام درونق محراب و زینت ممبر
بڑے بڑے صنمونکے بگاڑنے والے

خدیو حور و ملک بادشاہ جن و بشر
کھڑے کھڑے در خیبر اکھاڑنے والے

علی حبہ جُنہ ٭ قسیم النار و الجنۃ
وصی مصطفےٰ حقا ٭ امام الانس و الجنۃ

التماس بخدمت ناظرین اولوالالباب و سبب تالیف کتاب

یہ ذرہ بیمقدار خاکپاے ارباب اولوالابصار ہیچمدان کفش بردار صاحب ہنران خوشہ چین سخنوران جہان اذل کونین خاکسار شیخ تصدق حسین داستانگو خدمت فیضدرجت صاحبان فن مین دست بستہ عرض کرتا ہی کہ اس رذل الخلائق کو ہمیشہ سے قصص و حکایات پاستانی کے سُننے کا شوق تھا اور جس کسی محفل مین داستان کہی جاتی تھی نہایت شوق و ذوق سے شرف حضوری حاصل کرتا تھا۔ یہ تو قاعدہ ہی کہ جس کسی کو کسی بات کا شوق تہ دل سے ہوتا ہی آخر کو وہ ہی بات اُسکا پیشہ ہوجاتی ہی اور اُسی امر مین اُسکو نشو و نما حاصل ہوتا ہی۔ اسیطرح اس کمترین کو بھی داستانگوئی مین رفتہ رفتہ مہارت حاصل ہوئی اور ارباب کرم اور اصحاب ثروت و ہمم کا اس ہیچمدان کے طرز بیان کو پسند فرمانا اور نظر عزت افزائی سے دیکھنا اور اپنے محافل فیض شمائل مین یاد فرمانا میرے شوق مین باعث افزائش ہوگیا گویا ع سمند ناز پہ اک اور تازیانہ ہوا ٭ حتی کہ ایک روز یہ حقیر سراپا تقصیر اپنے غریبخانہ پر بیٹھا ہوا تھا کہ دوست قدیم محب صمیم جناب شیخ حامد حسین صاحب ملازم قدیم مطبع تشریف لائے اور اثناے گفتگو مین فرمانے لگے کہ مجکو جناب مستطاب معلی القاب امیر کبیر رئیس باتوقیر قدردان صاحب ہنران رتبہ شناس ذی کمالان مہر سپہر جاہ و جلال خدیو مسند حشمت و اجلال مشہور نزدیک و دور یعنی جناب منشی نولکشور صاحب سی۔ آئی۔ ای نے بغرض تالیف و ترجمہ فارسی داستان امیر حمزہ صاحبقران کے یاد فرمایا ہی۔ چونکہ یہ کام ترجمہ خصوصًا اتنی بڑی داستان عظیم الشان کا نہایت اہم تھا اور کمترین اپنے کو اس بار عظیم کے اٹھانے کے قابل نہ جانتا تھا پس بنظر اپنی ہیچمدانی اور نیز بسبب عدیم الفرصتی کے احقر نے اقرار نہ کیا۔ مگر جب محب موصوف یعنی شیخ صاحب ممدوح بصدد کا اصرار حد سے زیادہ بڑھا اور کئی مرتبہ انھون نے احقر کو سرفراز فرما کر تقاضا کرنا شروع کیا اُسوقت ناچار و مجبور ہوکر بموجب الامر فوق الادب خدمت فیض موہبت جناب منشی صاحب بالقابہ مین حاضر ہوا جناب محتشم الیہ نے اپنے لطف عمیم سے مجھ ذرہ بیمقدار پر مثل آفتاب درخشان کے اس درجہ عنایت و پرورش فرمائی جسکی امید مجکو نہ تھی سچ ہی ٭ زقدر و شوکت سلطان نگشت چیزے کم ٭ ز التفات بر احوال زار گمنامے بعد گفتگوے بسیار ذکر ترجمہ و تالیف و ترتیب نوشیروان نامہ و کوچک باختر و بالا باختر و ایرج نامہ و صندلی نامہ و تورج نامہ وغیرہ کا درمیان مین آیا۔ کمترین نے بسر و چشم منظور کیا اور بموجب ارشاد فیض بنیاد کار مفوضہ کی انجام دہی مین مصروف ہوا بحمد اللہ کہ باقبال آقاے نامدار۔ نوشیروان نامہ کی ہر دو جلد و کوچک باختر و بالا باختر و ایرج نامہ کی ہر دو جلد کا ترجمہ مرتب ہوگیا اور یہ کل دفاتر مع اپنی اپنی جلدون کے چھپکر شائع بھی ہوگئے چنانچہ نوشیروان نامہ کی جلد اول تمام و کمال چھپکر شائع ہوئی اب یہ اُسی دفتر کی جلد دوم مرتب ہوکر پیشکش شائقین والا تمکین ہوتی ہی۔ یہ رذل الخلائق آپ حضرات سے امیدوار ہی کہ اس بے بضاعت کی ہیچمدانی پر نظر لطف فرما کر جہان کہین اس ترجمہ مین لغزش معلوم ہو قلم عفو سے اصلاح فرمائین اور بفحواے الانسان مرکب من الخطا و النسیان عیب پوشی کو کام مین لائین اور اس روسیاہ سراپا گناہ کو بدعاے خیر یاد کرین ان اللہ لا یضیع اجر المحسنین ٭

ای خداوند کارساز و کریم	مالک و صانع و قدیم و حکیم	تجھسے گوہر نے یہ چمک پائی ہی
تونے انسان مین دی یہ رعنائی	سب کو تجھسے ملی وجود کی راہ	تیری قدرت پہ تیری صنع گواہ
تو انیس دل غریبان ہی	مرہم زخم سینہ ریشان ہی	مغفرت پر تری ہی سب کو ناز
ای مرے کارساز بندہ نواز	عرض مطلب مین ہون بہت حیران	شرم سے بند ہو رہی ہی زبان
روسیہ شرمسار و پر تقصیر	روز و شب بند معصیت مین اسیر	مبتلاے بلاے حرص و ہوا
پاے بند جفا و جرم و خطا	مین سزاوار نار تو ہی نور	مین گنہگار تو خداے غفور
تو رحیم اور گناہگار ہون مین	مغفرت کا امیدوار ہون مین	اللھم صل علی محمد و علی آل محمد

آغاز داستان شوکت بیان تشریف لانا امیر حمزۂ صاحبقران کا پردۂ قاف سے طرف پردۂ دُنیا کے بمدد اشقر دیوزاد بن ارنائیس اور راستے مین عجائبات ملاحظہ کرنا

نیرنگ نمایان عجائبات روزگار و تماشا بینان طلسمات زمانہ بدکردار اس عبارت داستان رنگا رنگ کو بطرز آراست
پیراستہ کرکے قلم رنگین رقم سے یون نقش کرتے ہین کہ جب امیر کشورگیر دیو سمندون ہزار دست کو قتل کرکے آگے بڑھے
چلتے چلتے ایک صحراے سبزہ زار مین پہونچے دیکھا جا بجا زمین نہایت مصفا اور صاف ہے اور ہزارہا نازنینان مہ جبین مہ طلعت
خوبصورت حورپیکر پری رخسار دُرِ در گوش مرصع پوش مصروف خرام ناز ہین امیر کو دیکھ کر ایک نازنین دوڑ کر اپنی
شاہزادی کے پاس گئی اور عرض کیا اے بی بی ایک مرد جوان رعنا نہایت حسین و خوش جمال اس خطۂ باصفا مین
وارد ہوا ہے لائق دید ہے یہ سن کر وہ مہ جبین اُٹھ کھڑی ہوئی اور سامنے امیر کے آکر مجرا کیا امیر نے فرمایا تو کون ہے
اُس نے کہا میرا نام ہلال دُرِ در گوش ہے آپ اپنی کیفیت سے مطلع فرمائیے امیر کشورگیر نے اپنا نام و نشان بتایا
ہلال دُرِ در گوش امیر با توقیر کو اپنے ساتھ لے کر باغ مین آئی امیر نے پوچھا کہ یہ جنگل فقط عورتون کا ہے یہان مرد کا
کہین نام و نشان نہین اسکی کیا وجہ ہے ہلال دُرِ در گوش نے کہا یہ جو درخت سامنے لگا ہے جو عورت اپنے بدن کو
اس درخت سے مس کرتی ہے وہ فوراً حاملہ ہو جاتی ہے بعد انقضاے مدت حمل کے اُس عورت کے بطن سے لڑکی پیدا
ہوتی ہے لڑکا کبھی پیدا ہوا ہی نہین گویا یہ درخت تخم زن الثانیہ ہے کہ وصال مرد کا مزہ دکھاتا ہے امیر یہ سنکے نہایت متعجب
ہوے اور کہا کہ ان نازنینون مین سے کچھ عورتین مین اپنے ہمراہ لیجاؤنگا ہلال دُرِ در گوش نے کہا یہ عورتین سواے
یہانکے کہین نہین رہینگی آپ کے پاس سے غائب ہو جائینگی مگر خیر بروقت چلنے کے لیجیے گا یا امیر جسوقت سکندر بارادۂ
تسخیر ملک قاف کی طرف آیا اور یہان اُسکا گذر ہوا اُسنے اُس درخت سے حال اپنا دریافت کیا حکما جو اُس کے ہمراہ تھے
اُنھون نے بتایا کہ یہ درخت حال آیندہ کا بتا دیتا ہے چنانچہ سکندر کو آواز اُس درخت سے آئی کہ اے سکندر بعد چھ مہینے
کے تیری موت ہے اور ایسے مقام پر ملک الموت تیری روح قبض کرینگے کہ زمین و آسمان سب آہنی ہوگا اور ایک نقابدار کہ
وہ جوان مغربی ہوگا وہ تجھے قتل کریگا یہ سنکے سکندر بہ تعجیل تمام یہان سے روانہ ہوا اور اُس صحرا مین پہونچا کہ جہان
اُسکی موت آنے والی تھی جب زمانہ قضا کا قریب آیا ایک سوار نمودار ہوا اُسنے اپنی زرہ آہنی بچھا دی اُسپر سکندر بیٹھا
اور ایک سوار نے سپر آہنی کا سایہ کیا یکایک ایک نقابدار جوان مغربی آیا اور سکندر کو تلوار ماری سکندر تڑپ کر
مر گیا اور وہ جوان پھر چلا گیا شاید وہ ہی ملک الموت ہوں بموجب حکم درخت وہ ہی زمین و آسمان اُسکے واسطے
لوہے کا تھا الغرض امیر کو سنکر اشتیاق ہوا اور اُس درخت کے قریب آئے اور اپنا حال پوچھا اُس درخت سے
ایک آواز آئی اے امیر کیا پوچھتے ہو تین مہینے کے بعد تم مر جاؤگے یہ سُنکر زہرۂ مصری اور خواجہ بہلول وغیرہ
کا رنگ اُڑ گیا اور سب رونے لگے مگر امیر نے سُنکر شکر خدا کیا اور بدرگاہ خدا عرض کیا پروردگار ہزار ہزار لاکھ لاکھ
شکر ہے مجھکو تو ایک پلک مارنے کا بھی سہارا نہ تھا نہ یہ کہ ابھی تین مہینے تیری قدرت سے جیونگا اور دُنیا کی عیش
و راحت کرونگا یکایک امیر کو اُس درخت سے پھر آواز آئی اے حمزہ ہمنے تیری عمر بہت بڑی کی تو نہایت صابر
ہے ہمکو صبر و شکر تیرا بہت پسند آیا غرضکہ امیر وہانسے رخصت ہوئے اور سات سو عورتین وہانکی اپنے ساتھ لیکے
چلے جب ایک منزل پر پہونچے آدھی عورتین غائب ہوگئین دوسری منزل پر جو خیال کرکے دیکھا تو کل سو عورتین
باقی ہین اور سب غائب ہوگئین یہ دیکھ کر خواجہ بہلول اور خواجہ آشوب گھبرائے پچاس پچاس عورتین دونون آدمیون
نے اپنی اپنی کمر سے باندھ لین جسطرح سے کہ مسافر سفر مین کپڑون کی گٹھری کمر سے لگاتا ہے اور امیر کے ساتھ روانہ ہوے

منزل سوم تک پہونچتے پہونچتے وہ بھی سو عورتین مثل بوے عطر کے کمر سے گم ہوگئین یہ دیکھکر خواجہ بہلول اور
خواجہ آشوب نے امیر سے حال بیان کیا امیر نے کہا بھائی ہلال ؤردر گوش پہلے ہی کہہ چکی تھی یہ عورتین آپکے
پاس کبھی نہ رہینگی وہ ظہور مین آگیا کسی نے کیا خوب مثل کہی ہی مثل آنبہ کا بجل انبہ مین لگتا ہی ایک بین دوسرے
کا پیوند نہین ہوسکتا المختصر امیر آگے کو روانہ ہوے ایک صحرا مین پہونچکر دیکھا کہ ایک جوان رعنا خوشرو حسین وجمیل
درخت سے بندھا ہوا ہی اور آہ آہ کرتا ہی امیر نے اُس سے پوچھا تو کون ہی اُسنے کہا کہ میرا نام معروف شاہ
مازندرانی ہی امیر باتوقیر نے کہا کہ تو مسلمان ہوجا تو مین تجھکو رہا کردون اُسنے دین اسلام قبول کیا اور امیر کشورگیر
نے کلمہ پڑھا کر اُس کو مسلمان کر لیا بعد اُسکے اُسکو قید سے رہا کیا پھر امیر نے اُسکی مدارات کی اور حال اس کے گرفتار
ہونے کا دریافت کرنے لگے معروف شاہ مازندرانی نے عرض کیا ای امیر مین قلعہ چین پر فوج لے کر
چڑھا تھا اور دھاوا کیا چاہتا تھا کہ ایک دیو مجھکو اُٹھا لایا تھا اور نام اُسکا دیو لکھہ لات ہی امیر یہ سُنکے
آگے بڑھے چار پانچ کوس چلے تھے کہ دیکھا ایک جوان نہایت طرحدار کمند مین جکڑا ہوا پڑا ہی اور کراہ کراہ کر آہ
کرتا ہی امیر باتوقیر اُس جوان کے قریب جو آئے تو دیکھا کہ ایک پتھر بہت بھاری اُس کے سینے پر رکھا ہی
امیر نے وہ پتھر اُسکے سینے سے اُٹھا کر پھینکدیا وہ جوان اُٹھکر قدمون پر امیر کے گر پڑا امیر نے پوچھا تو کون
ہی اُسنے کہا میرا نام بہرام گرو بن خاقان چین ہی مین لندھور کے ساتھ ملک سگ سران پر گیا تھا
کہ خط میرے ملک سے آیا کہ معروف شاہ مازندرانی قلعہ پر چڑھ آیا ہی مین اُسی وقت وہان سے روانہ ہوا
اور ملک چین کی طرف چلا جب قریب پہونچا تو ایک پنجہ مجھکو اُٹھا لایا یہان ایک دیو نے مجھکو گرفتار کرکے
ڈال دیا یہ سُن کے امیر آگے بڑھے تھوڑی دور چلے تھے دیکھا کہ ایک دیو سامنے آیا اور آتے ہی اُس دیو نے
وار شمشاد کا وار امیر پر کیا امیر نے خالی دے کر ایک ہاتھ تیغ عقرب سلیمانی کا مارا اُس دیو کے دو ٹکڑے
ہوے پھر امیر وہان سے آگے بڑھے ایک دریا نظر پڑا رحمت پروردگار پر نظر کرکے پار اُس دریاے
بے پایان کے اُترے

دو کلمے داستان مشقت نشان پہلوان عادی کے بیان ہوتے ہین

برگشتگان گردش فلک کجرفتار و آوارہ شدہ گان دور زمانہ ناہنجار اس داستان مسافت خیز ان مسافران کویون
قلم صعوبت رقم مین لاتے ہین کہ پہلوان عادی لشکر نوشیروان سے حسب بہ اعانت نقابدار نارنجی پوش
رہا ہوکر چلا بادیہ پیمائی کرتا ہوا صحرا کی خاک اُڑاتا ہوا ایک شہر مین پہونچا لوگون سے دریافت کیا کہ یہان کا
بادشاہ کون ہی سبھون نے کہا کہ نام یہان کے بادشاہ کا شمار زنگی ہی پہلوان عادی یہ سُنکے کاروانسرا مین گئے
بھٹیارے نے حال دریافت کیا پہلوان عادی نے کہا مین ایک مرد مسافر ہون تلاش روزگار مین یہان آیا ہون
اُس بھٹیارے نے کہا مین تم کو پانچ ٹکے روز دونگا رات کو تم پہرا دیا کرو پہلوان عادی راضی ہوے پانچ ٹکے روز
کی اُس بھٹیارے کی نوکری کی جب شام ہوئی اُس بھٹیارے کے پاس گئے کہا مہترجی پانچ ٹکے لاؤ غرضکہ انھین
پانچ ٹکون مین روز بسر کرتے تھے مگر ان کا پیٹ نہ بھرتا تھا بھوکھے رہجاتے تھے رات کو سب مسافرون کا کھانا رکھا ہوا
چُرا کر نکال لاتے تھے اور پھر پھرا کے کھاپی کے بیٹھ رہتے تھے اُس سرا مین کھانے کے واسطے سب مسافر غل شور
مچایا کرتے تھے ایک روز اتفاقاً اُس بھٹیارے نے دیکھ لیا ان کو منع کیا اور تاکید کردی کہ خبردار خبردار
کبھی ایسی حرکت بیجا نہ کرنا مگر پہلوان عادی نے نہ مانا پھر مسافرون کا کھانا چرا کر کھایا پھر شور و غل ہوا

بے شمارہ عاجز آیا اور پہلوان عادی کو برطرف کر دیا یہ وہان سے بھوکھے پیاسے بازار مین آئے دیکھا ایک محافے کے ساتھ
بہت سے سپاہی چوبدار پیدل و سوار چلے جاتے ہین پہلوان عادی جان پر تو اپنی کھیلے ہوئے تھے تلوار
کھینچ کر جا پڑے کچھ لوگون کو قتل کیا اور سب کو مار کر بھگا دیا اور محافے کی سواری کو ایک مقام پر اتار کر بیٹھ گئے
دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین حسین و خوبصورت کمسن ہے اُس سے پوچھا تو کون ہے اُسنے کہا مین بادشاہ کی بیٹی ہون
اُدھر لوگ سواری کے ساتھ کے جو بھاگ کر گئے بادشاہ کو خبر کی بادشاہ اپنے ہمراہ فوج لے کر خود آیا دیکھا کہ
ایک بہت بڑا جوان خوش وضع طرحدار اُس دختر کو لیے ہوئے بیٹھا ہے بادشاہ قریب پہلوان عادی کے
آیا اور پوچھا کہ تو کون شخص ہے پہلوان عادی نے کہا مین شہزادہ قلعۂ تنگ رواحل کا ہون اور نام میرا
پہلوان عادی بن معدیکرب ہے بادشاہ نے کہا کہ بہتر ہے مگر اس شہر کا دستور بھی تمکو معلوم ہے پہلوان عادی نے
کہا کیا دستور ہے بادشاہ نے کہا کہ یہان جو عورت مرجاتی ہے تو اُسکے شوہر کو بھی ساتھ ہی اُسکے دفن کرتے ہین اور
جو مرد مرجاتا ہے تو اُسکے ساتھ اُسکی زوجہ کو زندہ دفن کرتے ہین اگر تو اس امر پر راضی ہو تو مین تیری شادی اپنی
دختر کے ساتھ کر دون پہلوان عادی نے یہ سب منظور کیا اور دل مین کہا ارے میان جب تک زندہ ہو کھانے
کو تو پیٹ بھر کے ملیگا جب وہ مریگی تو دیکھا جائیگا غرضکہ بادشاہ اپنی دختر نیک اختر اور پہلوان عادی کو اپنے
ہمراہ لے کر آیا اور پہلوان عادی کا نکاح شاہزادی کے ساتھ کر دیا اور کھانا بہت عمدہ پکوا کر پہلوان عادی
کو خوب کھلوایا شب کو جب تخلیہ ہوا شاہزادی سے بوسہ و کنار ہونے لگا ہنگام وصل عجب سانحہ گذرا شاہزادی نے
بڑا شور و غل مچایا چونکہ وہ عورت نازنین دُبلی پتلی کمسن اور یہ تنومند جسیم پہلوان زبردست قد و قامت مین بلند و بالا
اس وجہ سے وہ تاب نہ لاسکی غنچۂ سربستہ نازک ہولے تیز و تند سے بکس کر گل پژمردہ ہوکر رہ گیا یعنے وہ صدمۂ عظیم
سے مرگئی صبح کو یہ خبر بادشاہ کو ہوئی بادشاہ رو دیا پیٹا اور دفن و کفن کا اُس کے سامان کیا اور جنازہ شاہزادی کا
گورستان مین لایا اور دو قبرین برابر کھُدوائین اور آکر پہلوان عادی سے کہا کہ ایک قبر مین تم آؤ اور دوسری
قبر مین اس مردے کو رکھین گے پہلوان عادی نے کہا کہ اے بادشاہ تمہاری بیٹی ہے تمھین لازم ہے کہ ایک قبر مین
تم جاؤ اور دوسری قبر مین اپنی بیٹی کو رکھو مین تو ہرگز نہین قبر مین اُترونگا بادشاہ نے کہا کہ اسکو جلد پکڑ لو اور
جلد دفن کرو سب لوگ بادشاہ کے پہلوان عادی کو پکڑنے کو دوڑے اور سب مل کر ٹوٹ پڑے تلوار
چلنے لگی مگر پہلوان عادی کسی کے ہاتھ نہ آتا تھا سب فوج بادشاہ کی عاجز ہوگئی مگر ایک وزیر نے کہا کہ مین
اس شیر ژیان کو پکڑ لونگا آپ مطلق نہ گھبرائیے وہ وزیر بد باتدبیر سامنے پہلوان عادی کے آیا اور کہا کہ تو ابھی
نہین دفن کیا جائیگا دو دن تک بادشاہ کے یہان تیری دعوت کیجائیگی عمدہ عمدہ کھانے تجھے کھلائے جائینگے
پھر تو قبر مین دفن کیا جائیگا پہلوان عادی کھانے کا مضمون سُن کر راضی ہو گئے پھر بادشاہ نے پہلوان عادی
کے واسطے کھانا منگوایا اور پہلوان عادی کھانا کھانے مین مصروف ہوئے وزیر نے فوج کو اشارہ کیا
دو سو آدمیون نے آکر پہلوان عادی کو گھیر لیا اور سب نے پکڑ کر باندھ لیا قبر مین ڈالنے کے واسطے
لے چلے پہلوان عادی فریاد و الغیاث کرنے لگے اور بدرگاہ قاضی الحاجات بلک بلک کر دعا مانگنے
لگے ہنوز دعا پہلوان عادی کی ختم نہ ہوئی تھی کہ جانب صحرا سے گرد اُٹھی امیر با توقیر کی سواری تو قریب
آ پہونچی تھی مگر بہرام گرد بن خاقان چین کچھ فاصلہ سے آگے صحرا کی سیر کرتا ہوا چلا آتا تھا کہ یہ مجمع کثیر
بہرام گرد بن خاقان چین نے دیکھا پہلوان عادی نے بہرام گرد کو دیکھ کے فریاد و الغیاث کی بہرام

نے پہلوان عادی کو قبر مین نہ ڈالنے دیا اور اُن لوگون سے چھین لیا بہرام گرد بن خاقان چین سے تلوار چلنے لگی
پہلوان عادی بھی تلوار پکڑ کے لڑنے لگا امیر باتو قیر حمزۂ صاحبقران زمان نے جو بہرام گرد بن خاقان چین
کے نعرے کی آواز سنی جھپٹ کر آئے اور لڑنے لگے غضب کی جنگ وجدل ہوئی چار گھڑی کامل تلوار چلی ہزارون کو کشتہ
کیا امیر با توقیر کا بادشاہ سے مقابلہ ہوا بادشاہ نے تلوار ماری امیر نے باڑھ بچا کر قبضہ پر ہاتھ ڈال دیا اور تلوار
بادشاہ کی چھین لی کمر زنجیر مین ہاتھ ڈال کر اُٹھا لیا اور تین بار چرخ دے کر آسمان کی طرف پھینکا گرتے ہوے ایک ہاتھ
تیغۂ عقرب سلیمانی کا مارا کہ دو ٹکڑے ہوکر دور گرا اور تمام فوج کو مار کر بھگا دیا اور شہر کو اسلام آباد کیا پھر پہلوان عادی
کو گلے سے لگایا اور حال دریافت کیا پہلوان عادی نے کہا کہ عمرو نے مجھے کوڑے مار کر نکال دیا اور ملکہ
مہر نگار کو بھی کوڑا مارا امیر باتوقیر کو یہ سُن کر نہایت رنج ہوا اور پہلوان عادی کو اپنے ہمراہ لے کر چلے کہ
سامنے ایک دریا نظر آیا اسمین ایک صندوق کو دیکھا کہ بہا جاتا ہے امیر با توقیر نے اس صندوق کو کمند آصفا
سے نکالا اور پہلوان عادی کے حوالے کیا اور دریا کے پار اُترے اُسی مقام پر پہلوان عادی کو وہین
چھوڑ کر شکار مین مصروف ہوے ادھر پہلوان عادی نے صندوق کو کھولا اُسمین سے ایک قطی نکلی جب اُس
قطی کو کھولا اُسمین سے ایک سرمہ دانی نکلی اُس سرمہ دانی کی ڈانٹ جو کھولی اسمین سے دھوان نکلنا شروع ہوا
وہ دھوان نکلتے نکلتے دو سو کوس بلند ہوا اُس سے ایک شکل وشمائل دیو کی پیدا ہوئی اور وہ دیو پہلوان عادی
کی طرف بڑھا کہا ای آدم زاد مین تجھے کھا جاؤنگا پہلوان عادی نے کہا ای دیو بموجب آیۂ کریمہ حکم خدا کی
تعمیل کرنا چاہیے قولہ تعالےٰ ھل جزاء الاحسان الا الاحسان ۔ ای منافق احسان کا بدلہ یہ نہین ہے جو تو ارادہ
کرتا ہے اس دیو نے کہا یہ وہ زمانہ آیا ہے کہ نیکی کا بدلہ بدی ہے پہلوان عادی کے سامنے ایک درخت سایہ دار
تھا دیو سے پہلوان عادی نے کہا کہ تو اس درخت سے پوچھ جو یہ کہے وہ تو کر اُس دیو نے بموجب کہنے
پہلوان عادی کے درخت سے پوچھا کیون ای نہال تازہ و تر یہ بتا کہ جو تیرے سائے کے نیچے بیٹھے گا وہ
جل جائیگا یا ٹھنڈھا ہوگا درخت سے آواز آئی ای دیو سُن مین نے تو یہ دیکھا ہے کہ جو شخص دھوپ مین جلتا
ہوا آتا ہے میرے سائے کے نیچے ٹھہر کر راحت پاتا ہے اور جس وقت یہان سے چلنے لگتا ہے تو ایک ٹہنی میری تقریبًا
توڑ لیتا ہے اور پانچ ڈھیلے مزا خا مارتا ہے اب اس بات کو تو اپنے دل مین سمجھ لے اُس دیو نے کہا کیون ای آدمزاد
اب تو تجھکو کھا لینا حلالاً طیبہً ہے یہ کہکر قصد کھا لینے کا پہلوان عادی کو کیا کہ یکایک حضرت خضر علی نبینا ء
نمودار ہوے اور پوچھا تم دونون آپس مین کیا تکرار کرتے ہو پہلوان عادی نے اپنا احسان بیان کیا
اُس دیو نے اُس درخت کی کیفیت بیان کی حضرت خضر علیہ السّلام نے فرمایا ای دیو مجھکو تعجب ہے کہ اتنی سی
سرمہ دانی مین تو کیونکر گیا اور کس طرح اُسمین سمایا اور کس صورت سے نکل آیا مین اپنی آنکھ سے یہ باتین
دیکھ لون تو پھر کچھ حکم دون دیو اُسی وقت دھوان بنکے اُس سرمہ دانی مین اُتر گیا حضرت خضر علیہ السلام
نے پہلوان عادی سے کہا کہ جلدی اس سرمہ دانی مین ڈانٹ استوار لگا دے دیو نے کہا افسوس
مین چوک گیا دھوکا کھایا فقرے مین آکر بند ہو گیا پہلوان عادی نے وہ سرمہ دانی اُسی طرح قطی مین بند
کی اور قطی صندوق مین رکھ کر قفل دیدیا اور کہا یہ صندوق عمرو کو دونگا اس عرصے مین امیر باتوقیر بھی شکار کھیل کر
آگئے پہلوان عادی امیر کے ساتھ چل کھڑا ہوا امیر باتوقیر مسافت صحرا طے کرتے ہوے ایک دامن کوہ مین پہنچے
وہان مقام کیا شب وہین بسر کی جب صبح ہوئی امیر نے زہرہ مصری و اشقر دیوزاد و خواجہ بہلول

دو تین کوس آگے بڑھ کر فقیر کی صورت بنے اور ایک درخت سایہ دار کے نیچے جاکر بیٹھ گئے یہان تو امیر باتوقیر یاد ملکہ مہر نگار مین صورت فقیر کی بنے درخت کے نیچے بیٹھے ہین اب اُدھر کا حال سُنیئے فتنہ وزیرزادی نے ملکہ مہر نگار سے کہا اے بی بی قربان جاؤن محل مین بیٹھے بیٹھے طبیعت حضور کی کلفت ہوگئی ہوگی بہت عرصہ ہوا کہ آپ نے قلعہ کی سیر نہین کی ہی آج چل کے تفریحاً قلعہ کی سیر کیجیے اور دل بہلائیے ملکہ مہر نگار فتنہ کے ساتھ آئی اِدھر اُدھر ٹہل کر سیر کرنے لگی اور دل بہلانے لگی یکایک ایک سرخاب صحرا کی طرف سے اُڑتا ہوا آیا فتنہ وزیرزادی نے ملکہ مہر نگار سے کہا کہ حضور اس سرخاب کو تیر سے نشانہ کرین اگر تیر اسپر پڑا تو امیر آج آجائینگے اور اگر تیر خالی گیا تو نہین آئینگے یہ شگون اچھا ہی امتحان کر لیجیے ملکہ مہر نگار نے تیر کمان مین پیوست کرکے دل مین نیت امیر کے آنے کی کی اور وہ تیر سُرخاب کو مارا تیر سرخاب کے بازو پر پڑا اور سرخاب اُچھلتا ہوا قلابازیان کھاتا ہوا چلا ملکہ مہر نگار نے عمرو کو آواز دی اے بھائی خواجہ یہ سرخاب شکار میرے شگون کا ہی لینا جانے نہ دینا خواجہ عمرو ملکہ مہر نگار کی آواز سُنتے ہی جھپٹے اور جست کرتے ہوئے چلے مگر اُس صید ملکہ مہر نگار کو نہ پایا یہان وہ سرخاب شکار کیا ہوا مہر نگار کا آگے امیر باتوقیر کے گرا امیر نے فوراً اُسکو ذبح کیا اور تیر اُسکے بازو سے نکال کر دیکھا اس ناوک دلدوز پر نام ملکہ مہر نگار کا مرقوم تھا حمزہ صاحبقران اُس تیر کو آنکھون سے لگا کر چومنے لگے اس عرصے مین عمرو بتلاش شکار ملکہ مہر نگار دوڑتے ہوئے اُس فقیر کے پاس پہونچے دیکھا کہ اُس فقیر نے شکار کو ذبح کیا ہی اور تیر اُسکے بازو سے نکال کر وہ فقیر چومتا ہی اور آنکھون سے لگاتا ہی عمرو کو غصہ آیا اور کہا او فقیر نالائق یہ کیا بے ادبی کرتا ہی تو کیسا فقیر ہی کہ حمزہ صاحبقران کے ناموس کا شکار ذبح کیا اور اُسکے تیر کو چومتا جاتا ہی کچھ تجھکو حیا نہین امیر ایسے مصروف تصور ملکہ مہر نگار تھے کہ کچھ عمرو کے کلام کا جواب نہ دیا عمرو نے جھنجھلا کر سوا یا پچیس من کا پتھر فقیر پر اُٹھا کر کھینچ مارا فقیر نے اُس پتھر کا کونا چٹکی سے پکڑ لیا عمرو نے اور دوسرا پتھر مارا فقیر نے پتھر پر پتھر تاک کر مارا درمیان مین دونون پتھر آپسمین ٹکرا کر گر پڑے اور چورا ہو گئے عمرو یہ قوت دیکھکر متعجب ہوا اور پوچھا اے فقیر تو کون ہی فقیر نے کہا مین قاف سے امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران کا پیام لایا ہون عمرو نے کہا بیان کر کیا پیام لایا ہی فقیر نے کہا امیر باتوقیر نے پہلوان عادی کو پوچھا ہی عمرو نے کہا اور بھی کسی کو کچھ کہا ہی فقیر نے کہا امیر نے مقبل وفادار کو بھی پوچھا ہی عمرو نے کہا اور کسی کو فقیر نے کہا ملکہ مہر نگار کو پوچھا ہی عمرو نے کہا شاہ جی اور بھی کسی کو پوچھا ہی فقیر نے کہا ہان چلتے وقت مجھسے کہدیا تھا کہ لشکر مین ہمارے ایک کہنہ دزد ہی اُسے بھی پوچھ دینا عمرو نے کہا اور بھی کچھ کہا ہی فقیر نے کہا ایک بات اور کہی ہی مگر یہ بھی کہدیا تھا کہ ملکہ مہر نگار کے کان مین کہنا اور کسی سے بیان نہ کرنا عمرو نے کہا کہ یہ مشکل ہی مگر خیر تو نہین ٹھہر اس مین ملکہ مہر نگار سے دریافت کرلون تو تجھکو جواب دون یہ کہکر خواجہ عمرو قلعے مین دوڑتے ہوئے گئے اور جاکر ملکہ مہر نگار سے کہا کہ قاف سے ایک فقیر آیا ہی وہ کہتا ہی کہ مین امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران کا کچھ پیام لایا ہون ملکہ مہر نگار کے کان مین کہونگا اور کسی شخص سے نہ بیان کرونگا ملکہ مہر نگار نے کہا بھیا تم جلد اُس فقیر کو میرے پاس بلا لاؤ خواجہ عمرو پردے کا بندوبست کرکے محل کے باہر نکلے اور سرداران لشکر کو پاس بلا کر کہا کہ تم سب ننگی تلوارین لیے ہوئے کھڑے رہنا جب وہ فقیر ملکہ مہر نگار کے کان مین بات کہہ چکے فوراً اُس فقیر کو تم سب ملکر مار ڈالنا یہ کہکر عمرو فقیر کے پاس آئے اور اپنے ہمراہ اُس فقیر کو لے کر مع دولت فیض منزلت ملکہ مہر نگار پر پہونچے اور ملکہ کے سامنے اوٹ کھڑا کرکے اُس فقیر کو اندر محل کے لے گئے جب وہ فقیر اوٹ کے پاس آیا اُسوقت ملکہ مہر نگار نے کہا شاہ جی فرمائیے امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان کی کیا خبر ہی فقیر نے کہا اے ملکہ امیر بڑی

مصیبت مین ہین آسمان پری نے امیر کو قید کیا ہی بند وبست تخت مین پھنسے ہین یہ سنتے ہی ملکہ مہر نگار نے ایک
چیخ ماری اور رونے لگی بس دل شگفتہ امیر با توقیر بے چین ہوگیا اور کہا ای ملکہ مہر نگار سنو تو سہی تم تو کہتی تھین کہ مین
حمزہ کی بو پہچانتی ہون افسوس ہی کہ اتنے ہی عرصے مین تم بھول گئین بوکیسی آواز بھی نہ پہچانی کہ مین کون ہون ای
ملکہ مہر نگار مین ستم حمزہ صاحبقران زمان یہ سنتے ہی ملکہ مہر نگار نے اوٹ کو تو ہٹا دیا اور دوڑ کر امیر با توقیر کے
گلے سے لپٹ گئی عمرو نے سب سردارون سے کہا کہ اس فقیر کو مار لو اور غصے مین آکر عمرو بھی خنجر لے کر دوڑا کر ملکہ نے کہا
ہان ہان ای بھائی عمرو کیا کرتے ہو خنجر نہ مارنا یہ حمزہ صاحبقران ہین تمنے ابتک نہ پہچانا یہ سنکے عمرو نے خنجر ہاتھ
سے پھینکدیا اور دوڑ کے امیر کے قدمون پر گر پڑا امیر نے گلے سے لگا لیا مگر امیر ملکہ کے گلے مل مل کے ایسے روئے
کہ روتے روتے ساتھ ہی امیر و ملکہ کو غش آیا اور لوگون نے ہوشیار کیا عمرو بھی اسقدر رویا کہ قدم حمزہ پر بھی عمرو
کو تین مرتبہ غش آیا بعد اسکے جب تسلی اور اطمینان سے بیٹھے حال جدائی کا اور کیفیت تمام اپنی مصیبتون کی حرف بحرف
بیان کی بعد اسکے امیر حمام مین گئے پوشاک بدلی کلاہ شاہانہ زیب سر کی بعدہ امیر نے عمرو کو پاس بلایا اور کہا کہ
ابھی میرے آنے کی کسی کو اطلاع نہ کرنا بلکہ تم قلعے مین پکار دو کہ حمزہ نے قاف مین قضا کی عمرو نے بموجب حکم
امیر با توقیر حمزہ صاحبقران قلعے مین ہر طرف جا کر ندا کی اور مشتہر کر دیا کہ یارو آگاہ ہو حمزہ صاحبقران
نے قاف مین قضا کی یہ سنکے ذوالحمار عادی کے بھائی نے کہا کہ ملکہ مہر نگار سے مین عقد کرونگا کہ وہ میری بھاوج
ہوتی ہی خواجہ عمرو نے یہ سُن کے امیر با توقیر سے آکر بیان کیا امیر نے کہا خیر اب تم فلان کوہ پر جاؤ وہان سردار
ہمارے اور لشکر ہمارا مع پہلوان عادی وغیرہ اُترا ہوا ہی اُن سب کو ہمراہ اپنے لے آؤ عمرو تو اودھر روانہ
ہوے امیر نے اودھر تمام ساکنان قلعہ کو اور ذوالحمار کو طلب کیا اور کہا او نالائق یہ تیری کیا حرکت ناشائستہ تھی
ذوالحمار نے کہا کہ نشۂ شراب مین یہ کلمہ میرے مُنھ سے نکل گیا تھا اب میری خطا معاف کیجیے امیر نے خطا اسکی معاف
تو کی مگر اُس روز سے ذوالحمار کو جلادون مین محسوب کیا اس عرصے مین عمرو بھی سب سردارون کو اور لشکر کو ہمراہ
اپنے لے کر آئے امیر با توقیر اشقر دیوزاد کا بلوانا بھول گئے تھے اب حال اشقر دیوزاد کا ساعت فرمایئے
کہ جب اشقر دیوزاد نے امیر کو وہان نہ پایا امیر کو تلاش کرتا ہوا چلا آتے ہی لشکر نوشیروان پر گرا اور
فوج کو مارنا شروع کیا لوگ نوشیروان کے اشقر کو پکڑنے کو دوڑے مگر کسی کے ہاتھ نہ آیا بختک نے نوشیروان
سے کہا کہ معلوم ہوتا ہی امیر آگئے کیونکہ خواجہ بزرجمہر نے خبر دی تھی کہ جب مرکب حبشی تمھاری فوج پر گرے گا تو
جاننا کہ امیر قاف سے آگئے یہان امیر با توقیر نے خواجہ عمرو بن امیہ ضمری سے کہا ای خواجہ جاؤ اور مرکب
کو ہمارے لے آؤ کیا عجب ہی کہ وہ مرکب لشکر نوشیروان کی طرف ہوا ہو خواجہ جب تم مرکب کو ہمارے دیکھنا اُسکے
پاس نہ جانا نہین تو وہ تمکو فوراً مار ڈالیگا یہ کہ کر آواز دینا ای بچۂ ارنائیس تجھکو حمزہ صاحبقران نے بلایا ہی یہ
سُن کے خواجہ عمرو لشکر نوشیروان کی طرف روانہ ہوے جب قریب لشکر کے پہونچے دیکھا کہ فوج مین ایک تلاطم
ہی وہ مرکب ایک ایک کو مارتا پھرتا ہی اور کسی کے ہاتھ نہین آتا ہی خواجہ عمرو قریب اُس مرکب کے گئے اور پکار کر
کہا ای بچۂ خرنائیس چل تجھکو حمزہ نے بلایا ہی اشقر دیوزاد یہ سُنکر عمرو کی طرف مارنے کو جھپٹا اور عمرو سر پر پاؤن
رکھ کر بھاگا اشقر بھی پیچھے پیچھے دوڑتا ہوا آیا یہان عمرو بھاگ کر صاحبقران کے پاس آیا اور کہا یا حمزہ صاحبقران
مرکب آپ کا مجھکو مارے ڈالتا ہی حمزہ صاحبقران یہ کلام خواجہ عمرو کا سُن کے در دولت سے باہر تشریف
لائے دیکھا اشقر دیوزاد ہر طرف دوڑتا پھرتا ہی اور ایک ایک کو مارتا ہی صاحبقران زمان نے آواز دی

اے اشقر کیا کرتا ہی کیون خواجہ وغیرہ کو مارتا ہی اے اشقر آگاہ ہو یہ خواجہ عمرو میرا بھائی ہی خبردار مارنا نہین اشقر دیوزاد
سر جھکا کر آگے امیر باتوقیر کے آیا اور قدم سے امیر کے اپنی آنکھین ملنے لگا اور زبان جنی مین کہا اے حمزہ خواجہ نے
مجھکو بچہ خر نامیس کہکر پکارا تھا امیر باتوقیر نے کہا یہ نام تیرے باپ کا بھول گیا تھا پھر خواجہ سے کہا اے خواجہ اسکا
نام اشقر دیوزاد ہی اور اسکے باپ کا نام دیوار نامیس تھا غرضکہ جب اشقر دیوزاد بھی آگیا تب امیر باتوقیر نے
عمرو سے کہا کہ لشکر مین بآواز بلند پکار دو کہ حمزہ قاف سے آگیا اور قلعے مین داخل ہوا عمرو نے اسی وقت لشکر
نوشیروان مین جا کر امیر باتوقیر کے آنے کی خبر دی پھر خواجہ عمرو کو پہلوان عادی نے وہ ہی صندوق دیا اور
کہا اسمین بہت مال ہی جب عمرو نے اُس صندوق کو کھولا اُسمین سے ایک قطی نکلی عمرو نے اُس قطی کو کھولا اُسمین
ایک سرمہ دانی تھی عمرو نے اُس سرمہ دانی کی ڈانٹ جو کھولی اُسمین سے دھوان پیدا ہوا اُس دھوئین سے
ایک دیو بنکر سامنے عمرو کے کھڑا ہوا اور قصد عمرو کے کھا لینے کا کیا عمرو نے سفید مہرہ نکال کر پھونکا اور اُس
مہرے کی صدا مین یہ بات کہی کہ اے امیر دوڑو مجھکو اِس دیو سے بچاؤ یہ دیو مارے ڈالتا ہی مگر وہ دیو سفید مہرے کی
آواز پر ناچنے لگا گویا اُسکے نزدیک وہ باجہ تھا اُس دیو کو نہایت پسند آیا امیر باتوقیر مہرے کی آواز سنتے ہی
پاس خواجہ کے آئے تو عجب کیفیت ملاحظہ کی کہ ایک دیو سامنے عمرو کے ناچ رہا ہی امیر نے آتے ہی اُس دیو کو
ڈانٹا اور کہا جا سرمہ دانی مین یہ سنتے ہی وہ دیو اُسیطرح دھوان بنکر سرمہ دانی مین چلا گیا امیر نے اُس سرمہ دانی
کو بند کر کے صندوق مین مقفل کر دیا پھر امیر نے پوشاک بدلی اور دربار نوشیروان مین ارادہ جانے کا کیا ملکہ مہر نگار
نے منع کیا مگر امیر کشور گیر نے نہ مانا مع سرداران نامی وگرامی کے روانہ ہوے ادھر نوشیروان کو خبر ہوئی کہ حمزہ صاحبقران
آتے ہین اُسنے ایک نخل جواہر نگار اپنے دربار مین بچھوایا جب امیر باتوقیر دربار مین پہونچے تو نوشیروان نے بڑی تعظیم
وتکریم سے امیر کو نخل زرین پر بٹھایا امیر نے بہت سے تحفہ جات نوشیروان کو دیے منجملہ اور تحفہ جات کے وہ
صندوق بھی منگوا کر نوشیروان کو دیا اور کہا کہ اس کو کھلوائیے نوشیروان نے سردارون سے اُس صندوق کو
کھلوایا اُسمین سے ایک قطی نکلی اُس قطی کو جو کھولا اُسمین ایک سرمہ دانی تھی سرمہ دانی کی ڈانٹ کو جو کھولا اُسمین
سے دھوان پیدا ہوا اُس دھوئین سے ایک دیو بنکر سرداران نوشیروان کی طرف دوڑا سب سردار اُٹھ اُٹھ کر
بھاگے اور پلنگون کے نیچے چھپ گئے وہ دیو نوشیروان کی طرف چلا یہ دیکھ کر امیر باتوقیر اُٹھ کھڑے ہوے اور دونون
شاخین اُس دیو کی پکڑ کے جھٹکا دیا کہ وہ دیو زمین پر گرا امیر باتوقیر نے اُس دیو کی ٹانگین چیر کر پھینکدین اب سب کو
یقین کامل ہوا کہ امیر ضرور قاف مین گئے ہونگے اور ہزارون دیوؤن کو مارا ہوگا پھر امیر باتوقیر رخصت ہو کر
نوشیروان سے چلے کہ بختک نے زردہین کامرانی سے کہا کہ یہی وقت امیر کے مار ڈالنے کا ہی زردہین کامرانی
نے چار لاکھ کابلیون کو حکم دیا کہ تم سب حمزہ کو گھیر کر مار لو سب کابلی چہار طرف سے امیر پر ٹوٹ پڑے امیر سے
تلوار چلنے لگی عمرو بھی امیر کے ساتھ لڑنے مین مصروف ہوا جب کابلیون کی یورش زیادہ ہوئی اور امیر باتوقیر بھی
لڑتے لڑتے تھک گئے وقت حیات تنگ ہوا امیر نے آسمان کی طرف دیکھ کر کہا پروردگارا تو ہی معین و مددگار
ہی اس بندۂ عاجز کو تو بچا کہ ناحق کافرون نے گھیرا ہی ابھی دعا امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان کی ختم ہوئی
تھی یکایک صحرا کی طرف سے ایک گرد اُٹھی دیکھا کہ نقابدار نارنجی پوش مع چالیس ہزار سوار کے آیا اور شریک
جنگ ہوا خوب تلوار چلی آخر کار تمام کابلیون کو مار کر بھگا دیا غرضکہ لشکر کفار مین ہل امان بجا وہ نقابدار صحرا کی
طرف روانہ ہوا امیر نے نقابدار کی بڑی تعریف کی اور پوچھا اے خواجہ یہ نقابدار کون ہی عمرو نے کہا مجھے نہین معلوم ہی

نقابدار کون ہے نام اپنا نہین بتایا مگر اسنے میری بڑی بڑی مدد کی اور بڑی بڑی آفتون سے اسنے مجھکو بچایا امیر یہ سنکے چپ ہو رہے مگر اُس نقابدار کی امیر کے دل مین محبت پیدا ہوئی اور متفکر تھے کہ اس نقابدار کا نام و حال دریافت کرنا چاہیے پھر امیر باتوقیر داخل قلعہ ہوئے اُدھر ہودم دمشقی نے نوشیروان سے پوچھ کر بختک کی رائے سے طبل جنگ بجوایا امیر کو خبر ہوئی اودھر بھی نقارہ زدمی پر چوب پڑی رات بھر تیاری جنگ ہی صبح کو دونون لشکر میدان جنگ مین اگر صف آرا ہوے جب نقیب نقابت کر گئے لشکر کفار سے قہار دمشقی نکلا ادھر سے امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران میدان کارزار مین برآمد ہوے بعد نگاورزی و ہمسخنی کے نیزہ بازی ہوئی چند طعن مین امیر نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا اُسنے تلوار کا وار کیا امیر نے خالی دیکر تیغہ عقرب سلیمانی کا ہاتھ مارا قہار دمشقی دو ٹکڑے ہو کر گرا اسی طرح سات سردار اور پہلوانان زبردست امیر کے ہاتھ سے مارے گئے آخر کار تو مین کامرانی لشکر امیر پر آگرا ادھر سے سرداران نامی بھی جھپٹے جنگ مغلوبہ ہو گئی تلوار چلنے لگی ایسی تلوار دو پہر تک چلی کہ خون کے دریا بہے کشتون کے پشتے ہو گئے کفار کی کمک پر کمک چلی آتی ہے چار طرف سے بلوہ ہے لشکر اسلام متردد ہوا یکا یک ایک گرد صحرا کی طرف سے اٹھی اور نقابدار نارنجی پوش پیدا ہوا اور ہمراہ اسکے بھی چالیس ہزار کی جمعیت تھی اُسنے آتے ہی ایسی شمشیر زنی کی کہ لشکر کفار کے جی چھوٹ گئے اور نوشیروان لشکر کو بھی چھوڑ کر ساتھ ہودم اور بہام کے جانب دمشق بھاگا اور فوراً داخل شہر دمشق ہوا یہان امیر کشور گیر بعد بھاگ جانے نوشیروان کے بفتح و فیروزی بصرے مین آئے اور حکیم بزرجمہر سے ملاقات کی اور پانی چشمہ حیات کا آنکھون مین بزرجمہر کی لگایا آنکھین اسی وقت بزرجمہر کی روشن ہو گئین پھر سارا حال قاف کا بزرجمہر سے بیان کیا اور کچھ تحفے قاف کے بزرجمہر کو دیے اور پوچھا کہ فرمائیے اب مین کیا کرون بزرجمہر نے کہا اے امیر آپ کوہ شام پر جا کر اپنی شادی کیجیے امیر باتوقیر نے منظور کیا اب امیر تو کوہ شام کی طرف روانہ ہوے اور حکیم بزرجمہر کو نوشیروان نے طلب کیا بزرجمہر دمشق کو راہی ہوے

ادھر کوہ شام پر پہونچکر امیر نے اپنی شادی کا سامان کیا تیاری ہونے لگی

دوسکھے داستان مسرت نشان ملکہ آسمان پری کے بیان ہوتے ہین

مجلہ آرایان بزم تخدائی و پیرایستگان محفل عروسی بصد زیبائی نوشاہ قلم عروس سخن کو مسند قرطاس پر یون جلوہ پرداز کرتے ہین کہ ایک روز ملکہ آسمان پری نے عبدالرحمٰن جنی سے کہا کہ فرمائیے امیر باتوقیر اب کہان ہین اور کیا کرتے ہین عبدالرحمٰن جنی نے کہا اے آسمان پری امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران کوہ شام پر ہین اور سامان عقد ملکہ مہرنگار مین مصروف ہین کل عقد ملکہ مہرنگار دختر نوشیروان کا امیر کشورگیر حمزہ صاحبقران کے ساتھ ہوگا یہ سنکے آسمان پری نہایت برہم ہوئی اور کہا مین ابھی لشکر دیولے کر جاتی ہون اور مہرنگار کو گرفتار کیے لاتی ہون عبدالرحمٰن جنی نے کہا اے آسمان پری ہرگز ایسا ارادہ فاسد نہ کرنا ورنہ امیر کشورگیر تیری تمام نسل کو قتل کریگا اور ایک کو زندہ نہ چھوڑیگا مناسب یہ ہے کہ بسہولت اور بعد لطف و مدارات ملکہ مہرنگار سے ملو اور بہ محبت و الفت پیش آؤ بلکہ اہتمام شادی کا تم خود کرو کہ امیر خوش ہون اور رضامند ہین کہ اسمین تمھارے حق مین بہتری ہے آسمان پری نے کہا کہ بہتر پر کیونکر ہو سکے عبدالرحمٰن نے کہا مین تمکو اپنے ساتھ لیے چلتا ہون یہ کہکر عبدالرحمٰن جنی اٹھ کھڑے ہوے اور آسمان پری نو لاکھ کا لشکر لیکر عبدالرحمٰن جنی کے ہمراہ کوہ شام کی طرف پردہ دنیا پر روانہ ہوئی جب قریب کوہ شام کے ایک صحرائے پرفضا مین پہونچی عبدالرحمٰن جنی نے کہا مناسب ہے کہ اسی صحرا مین ڈیرے ڈالدو اور اسی میدان لق و دق مین ٹھہرو اور خیمہ برپا کرو مگر خواجہ عمرو عیار حمزہ صاحبقران کو اُٹھوا منگاؤ تو وہ سب

کاموئی درستی کردیگا یہ سنکر آسمان پری نے لشکر دیوان سے حکم کیا کہ اسی جگہ خیمے استادہ کرو اور یہین مقیم ہو آسمان پری لشکر
دیوان لیکر اُسی صحرائے سبزہ زار مین اُتری اور دیو تندک سے کہا کہ تو کوہ شام پر جا اور عمرو عیار حمزہ کو جلد اُٹھا لا دیو
تندک کوہ شام پر آیا اور پنجہ سے عمرو کو اُٹھا لے گیا عمرو کرہ ہوا مین پہونچکر بیہوش ہو گیا دیو تندک نے لیجا کر
سامنے آسمان پری کے رکھدیا جب عمرو کی آنکھ کھلی دیکھا کہ مین صحبت دیوان مین ہون اور سامنے مسند جواہر نگار پر ملکہ
آسمان پری جلوہ افروز ہی عمرو نے بخوبی پہچانا اُٹھکر ملکہ آسمان پری کو سلام کیا اور کہا آپ نے مجکو کیون تکلیف دی کہ
دیو سے اُٹھوا منگایا ملکہ آسمان پری نے مسکرا کر کہا کہ مو نے تجکو تکلیف کیا دی بلکہ یہ نہین کہتا کہ خوشا تقدیر تیری جو
میرے جلوہ حسن کی زیارت کی عمرو نے کہا اے ملکہ آسمان پری ملکہ مہر نگار سے آپکا حسن و جمال زیادہ نہین ہی کہ مین
لٹکا وکنان ہون آسمان پری نے کہا اے خواجہ مین چاہتی ہون کہ ملکہ مہر نگار اور امیر با توقیر سے مجھے صفائی کرادو
عمرو نے کہا اے آسمان پری کیون اپنی جان کے پیچھے پڑی ہو خدا کے واسطے جلد یہانسے چلی جاؤ کہ امیر با توقیر اٹھارہ برس
کے بعد نہایت عاجز و پریشان ہو کر آئے ہین تمھاری طرف سے مزاج مین بہت برہمی ہی نہین معلوم کیا ہو عبدالرحمن
جنی نے کہا اے عمرو سچ کہتے ہو اسمین کوئی شک نہین مگر اب تو کچھ تدبیر کرنا چاہیے تمھاری عیاری سے یہ کام بعید ہی عمرو
آسمان پری نے کہا اے خواجہ مین کسی طرح نہ مانونگی جسطرح ہو سکے امیر کو رضامند کر دو یہ کہکر ایک صندوقچہ جواہر کا نکالکر
عمرو کے آگے رکھدیا عمرو خوش ہو کے مثل گل صد برگ کھل گیا اور صندوقچہ اُٹھا کر داخل زنبیل کیا اور کہا اے ملکہ آسمان پری
اب تم دیکھو مین کیا کارگزاری کرتا ہون اُس عرب کی کیا مجال ہی جو تمسے نہ رضامند ہو اچھا اب مجکو پہونچوا دو آسمان پری
نے دیو تندک سے کہا کہ خواجہ عمرو کو پہونچا آ عمرو کو دیو تندک نے ساتھ لیکر کوہ شام پر پہونچا دیا عمرو امیر با توقیر
کے پاس آیا اور کہا اے حمزہ بھاگ کھل غضب ہوا آسمان پری نو لاکھ دیوون کا لشکر لے کر یہان آگئی اب تیری خرابی ہوگی
شادی مین کھنڈک پڑی صحبت عروسی بے لطف ہوئی یہ سنکر امیر گھبرا گئے اور عمرو سے کہا اے خواجہ اب کیا کرون
کچھ تدبیر بتاؤ عمرو نے کہا میرے بتائے کچھ نہ بنے گا آسمان پری بہت بگڑی ہوئی ہی امیر نے اُسی وقت
دس ہزار روپیے عمرو کو دیے اور کہا اے بھائی خواجہ تم آسمان پری کو راضی کرو عمرو نے یہ سنکر روپیہ تو نذر زنبیل
کیا اور وہانسے ملکہ مہر نگار کے پاس آئے اور کہا اے ملکہ بنا گل پھولا ہی نو لاکھ دیوون کا لشکر لیکر آسمان پری
آگئی مگر تم اتنا خیال رکھنا کہ آسمان پری سے بصد لطف و مدارات پیش آنا اور بہ اطاعت اُسکی خاطر داری کرنا
نہین تو خدا معلوم کیا انجام ہو ملکہ مہر نگار نے کہا بھیا جو کچھ تم کہو مین اُسکو بسر و چشم بجا لاؤن اور مین خود بھی استقبال
وہان چلکر ملاقات ملکہ آسمان پری کی کرونگی یہ کہکر چلنے کا سامان کیا خواجہ عمرو اُٹھکر باہر آئے اور سات ہزار
پہلوانان جنگی کو حکم دیا کہ مسلح و مکمل ہو کر زرق و برق بنکر غرب سے شرق تک دو صفین باندھ کر کھڑے ہو پاؤن سے پاؤن
اور شانے سے شانہ بھڑا رہے کہ اُدھر کا آدمی نہ تمیز کر سکے کہ کون آتا جاتا ہی ملکہ مہر نگار ناموس حمزہ عالیوقار بصد شوکت و حشم
ملکہ آسمان پری کی ملاقات کو جائینگی بموجب حکم خواجہ عمرو تمام پہلوانان زرین پوش زرہ پوش بر دوش مسلح و مکمل ہو کر دو صفین
باندھکر آراستہ ہوے ملکہ مہر نگار بصد جاہ و تجمل و اقتدار محل سے برآمد ہو کر روانہ ہوئین مگر آگے وزیرزادیان جدا جدا
گروہ نازنینان مہ جبینان کا لیے کر چلین خواجہ عمرو آگے بڑھکر ملکہ آسمان پری کے پاس پہونچے اور خبر دی کہ اے
ملکہ آسمان پری خوش ہو کہ ملکہ مہر نگار تمھاری ملاقات کو اور ملنے کو تمسے آتی ہین آسمان پری نے اُٹھکر منہ دھویا
مسی کاجل کر کے آراستہ ہوئی بالون مین عطر گلاب ڈالکر شانہ کیا زلفون کی ناگنون کو دوش پر ڈالا پوشاک فاخرہ
پہنکر دریائے جواہر مین غرق ہوئی اور تاج زرین سر پر رکھ کر تخت مرصع کار پر تمکن ہوئی یکایک آمد آمد کا شور

ہوا کہ فتنہ وزیرزادی ملکہ مہر نگار کی چھ سو نازنینان مرصع پوش ومہ جبینان دُرّ در گوش کو لباس پرتکلف سے
اور زیور جواہر کے پہننے سے زرق وبرق مثل عروس شب اول کے بنی ہوئی تھیں ہمراہ لیے مع تحفہ جات آئی ملکہ
آسمان پری حسن وجمال اور جاہ وجلال فتنہ کا دیکھ کر اٹھا چاہتی تھی کہ خواجہ عمرو نے کہا آپ تشریف رکھیے
یہ میری معشوقہ فتنہ وزیرزادی ملکہ مہر نگار کی ہے پس ملکہ آسمان پری مسکرانے لگی فتنہ نے مع چھ نازنینوں کے
صفیں باندھ کر مجرا کیا اور تحفہ جات ملکہ آسمان پری کے پیشکش کیے کہ اتنے میں پھر آمد آمد کا غل ہوا دیکھا دو پریزادیں
حور کی صورتیں لباس وزیور سے مغرق مع چھ چھ سو نازنینوں کے آئیں آسمان پری نے پھر ارادہ اٹھنے کا کیا
عمرو نے کہا اے آسمان پری یہ بھی دونوں وزیرزادیاں ملکہ مہر نگار کی ہیں ایک کا نام دلشاد ہے اور دوسری کا نام
دلنواز ہے اُن دونوں نے بھی صفیں باندھکر مجرا کیا اور بحضور ملکہ آسمان پری آکر مودب بیٹھیں ناگاہ پھر غلغلہ
اٹھا زہرہ مصری لباس وزیور میں آراستہ وپیراستہ مع چھ سو نازنینان وحسینان کے حاضر ہوئی اور صف
باندھ کر تسلیمات بجا لائی اور جو تحفے ہمراہ تھے وہ سامنے ملکہ آسمان پری کے رکھدیے ملکہ آسمان پری نے کہا اے
زہرہ مصری تم کیونکر یہاں آئیں زہرہ مصری نے عرض کیا کہ سمندون ہزار دست نے مجکو قید کر لیا تھا امیر
باتوقیر زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران نے اُسکو قتل کیا اور مجکو رہا کر کے اپنے ساتھ لے آئے یہ ذکر تھا
کہ ایک بار شور وغل بلند ہوا دیکھا کہ بارہ سو نازنینان وحسینان ومہ جبینان مہر تمکینان مرصع پوش دُرّ در گوش پری پیکر
سیمبر حور لقا نازک ادا راست وچپ پیش وپس پوشاکیں زرق وبرق پہنے ہوئے زیور وجواہر میں غرق شہرۂ آفاق از غرب
تا شرق آراستگی عروسانہ کیے بیچ میں ملکہ مہر نگار دختر نوشیروان ناموس امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان حسن خدا
کی شان کا نمونہ آراستگی بیحد وانتہا بصد ناز وادا خراماں خراماں چلی آتی ہیں ملکہ آسمان پری دیکھتے ہی شاہزادی
کو اُٹھ کھڑی ہوئی قریب آکر پہلے گلے ملی پھر ہاتھ پکڑ کر تخت پر برابر اپنے بٹھایا اور طبق زر ملکہ مہر نگار پر سے نثار کیا بعد ملاقات
ہونے اور مزاج پرسی کے آسمان پری نے کہا صاحب میرا جی چاہتا ہے کہ ملکہ مہر نگار کی شادی میں خود کروں گی یہ کہکر چند
دیووں کو بلایا اور حکم کیا کہ جاؤ جلد پردۂ قاف سے بارگاہ سلیمانی اور قنات بیچینی اور کہا یہ چینی اور شہنا نواز
نوبت والے اور جمیع ضروریات کتخدائی لاکر حاضر کرو الغرض بہت سے دیو اُسی وقت پردۂ قاف میں گئے
اور سب اشیا ولا لاکر موجود کیں پریزادان زریں کمر آراستگی محفل رقص وصحبت عروسی وغیرہ میں کمر ہمت چست
باندھکر موجود ہوے اور آتشبازی سلیمانی قاف سے منگوائی گئی کہ جسکو آج تک پردۂ دنیا پر دیکھنا کیسا سُنا
بھی نہوگا ایک دم میں کوسوں تک بارگاہیں اور خیمے تنبو قناتیں چھولداریاں استادہ ہوگئیں وہ صحراے
لق ودق بہتر از آبادی سا بلکہ شہر لکھنؤ ہوگیا جنگل میں منگل تھا ہر طرف بازاریں مثل چوک آراستہ وپیراستہ
تھیں دکانہاے گلفروش وتنبولی وغیرہ دو رویہ ہر جگہ جمیں کٹورا کھنک رہا ہے خوانچے والے آوازیں لگا رہے
ہیں ساقنوں کی دکانوں پر ڈھولکیں بجتی ہیں تانیں اُڑ رہی ہیں جا بجا منگیرے تنے ہوئے ناچ ہر قسم کا ہو رہا ہے اُدھر
کا حال سُنیے کہ آسمان پری ملکہ مہر نگار کی طرف سے بندوبست کرتی ہے اور قریش سلطان امیر باتوقیر زلزلۂ قاف
ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران زمان کی طرف سے بڑی دھوم دھام اور سامان سے مانجھا ہوا تمام اہالی دربار مع
امیر باتوقیر زعفرانی کپڑے پہنے ہوئے ہیں اور امیر مانجھے کا جوڑا زیب جسم کیے ہیں گویا اُتنا صحرا زعفرانی تھا ادھر
محل میں تمام انیسیں جلیسیں ملکہ مہر نگار کے ہمراہ مع آسمان پری زعفرانی جوڑے سے آراستہ بعد اُسکے ساچق کا
سامان اس دھوم دھام اور جاہ وتجمل سے ہوا کہ چشم فلک نے بھی نہ دیکھا تھا اور مہندی بھی بڑے تزک واحتشام سے

آئی ناظرین والاتمکین پر واضح ہو کہ جسوقت سامان ماتجھے وغیرہ ملکہ مہر نگار دختر نوشیروان کا ملکہ آسمان پری کی طرف درست ہوا ادھر امیر با توقیر حمزہ صاحبقران نے بھی بندوبست کیا خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری کو خلعت کوتوالی مرحمت ہوا اور اسی طرح مقبل وفادار اور پہلوان عادی وغیرہ کو عہدے برائے انتظام تقسیم کئے گئے اتفاقاً نوشیروان نے بھی سُنا کہ امیر با توقیر حمزہ صاحبقران کی شادی ملکہ مہر نگار کے ساتھ بڑی دھوم دھام سے ہوتی ہی اور بندوبست شادی اور سامان جلسہ وغیرہ کا ملکہ آسمان پری نے کیا ہی اور کل اسباب تماشے آیا ہی اور ناچ گانا پریون کا ہی صحرائے سبزہ زار آراستہ کیا گیا ہی جنگل مین منگل ہی نوشیروان کو بھی سُن کر نہایت اشتیاق ہوا کہ کیفیت جلسہ شادی اور ناچ پریون کا دیکھین حکیم بزرجمہر نے کہا کہ چلیے کیا مضائقہ ہی بختک نے کہا اگر آپ وہان جائینگے تو حمزہ آپ سے نکاحنامہ پر مہر کرالیگا نوشیروان یہ کلام بختک کا سُنکر چپ ہو رہا اور بعد تھوڑے عرصے کے پھر کہا کہ دل تو میرا بہت مشتاق جلسے کا ہی کیا کیا جائے کیونکر ناچ دیکھین بختک نے کہا حضور ایسے جلسے کا تو تماشا امیر دیکھتا ہی یا فقیر دیکھتا ہی یا تو حضور اپنے سامان و تزک شاہی سے چلین اور بخوبی بیٹھ کر صحبت مین تماشا ناچ کا دیکھین یا فقیر بنکر جائیے اور تماشا ناچ کا دیکھکر چلے آئیے کسی شخص کو کانون کان خبر نہو نوشیروان کو بختک کی یہی رائے پسند آئی اور کہا کہ میرے نزدیک فقیر بنکر جانا بہتر ہی کہ کسی شخص کو خبر تو نہ ہوگی رات بھر تماشا ناچ کا دیکھینگے صبح ہوتے ہی چلے آئینگے یہ سُنکر بائیس آدمی ہمراہ چلنے پر نوشیروان کے مستعد ہوئے بختک نے مع نوشیروان سب کے سر اور داڑھی مونچھین منڈوائین اور گیروا بستر کرکے سب کو شکل آزاد بنایا اور تماشا جلسۂ شادی امیر با توقیر کا دیکھنے کو چلے راہ مین ہو حق کرتے ہوئے چلے جاتے تھے فقیرانہ کلام ہر ایک کی زبان پر جاری تھے غرضکہ اسی طرح نوشیروان سب کو ہمراہ لیے ہوئے پہونچا یہان عمرو پانچسو عیار طرار ساتھ لیے ہوئے کوتوالی چبوترے پر کرسی جواہر نگار پر بیٹھا ہی یکایک دیکھا سامنے سے بائیس فقیر گیروی تہمدین باندھے ہوئے چار ابرو کا صفایا کیے حق اللہ کرتے ہوئے چلے آتے ہین عمرو نے عیارون سے کہا ان فقیرون کو روکنا جانے نہ دینا ان سب کو ہمارے پاس لاؤ ہم دریافت کرین کہ یہ فقیر کون سے ہین اور کہان سے آئے ہین عیاران لشکر اسلام فوراً گئے اور اُن فقیرون کو خواجہ عمرو کے سامنے لائے عمرو نے پوچھا کہ تم کون ہو اور کہان سے آئے ہو اور کہان جاؤگے اُن فقیرون نے کہا بابا ہم سب آزاد فقیر ہین اور صحرا نوردی ہمارا کام ہی سُنا ہی کہ یہان جلسۂ رقص ہی ہم بھی تماشا دیکھنے کو آئے ہین عمرو نے کہا تم سب کے کیا نام ہین اور کس گلیم فقیری کے ہمنشین ہو اور کس مرشد کا پیالہ تم سب نے پیا ہی ناظرین والا تمکین پر واضح ہو کہ جب یہ سب کے سب وہان سے چلنے لگے تھے تو بختک نے سب سامان فقیرون کا کیا تھا مگر یہ سب پتے تجویز کرنا جو خواجہ عمرو نے پوچھے یہ بھول گیا تھا اور نام بھی سب فقیرون کے نہین رکھے تھے یہ کلام عمرو کا سُنکر سب گھبرائے اور سب کے سب چپ ہو کر بغلین جھانکنے لگے اور کچھ جواب نہ دیسکے یہان عمرو نے جو غور سے دیکھا تو بختک اور نوشیروان اور بزرجمہر کو پہچانا جب کسی نے کچھ درست جواب نہ دیا اور آئین بائین شائین بے ترکیب باتین بکنے لگے عمرو نے سرہنگ مصری سے کہا کہ ان فقیرون کو ہمارے خیمے مین لیجاکے بند کرو اور بہر الحمل کرو صبح کو دیکھا جائیگا سرہنگ مصری اُن فقیرون کو لیکر خیمہ عمرو مین آیا اور پیچھے پیچھے عمرو بھی پہونچا اور عیارون سے کہا مین ان فقیرون کو خوب پہچانتا ہون یہ بختک ہی اور یہ نوشیروان ہی اور یہ بیژن کامرانی اور یہ شروین کامرانی اور وہ ہومان دمشقی

اور ہامان دمشقی اور بزرجمہر وغیرہ مین جلد ان سب کو رسی سے باندھ دو کوئی ان مین سے بھاگنے نہ پائے ادھر
تو عمرو یہ بندوبست کر رہے ہین اور اُدھر سر ہنگ ملی نے جاکر امیر با توقیر حمزہ صاحبقران سے کہا کہ
عمرو نہایت ظلم کر رہا ہی کہ بائیس فقیر نہین معلوم کہان سے آئے ہین اور وہ سب مشتاق ملنے کے ہین
عمرو نے اُن سبکو باندھکر قید کیا ہی امیر با توقیر یہ سنکر اُسی وقت عمرو کے خیمے مین آئے عمرو پر خفا ہوے اور
فرمایا ای عمرو مین نے تمکو اسواسطے نہین کوتوال کیا ہی کہ تم خلق پر ظلم کرو اور ایک ایک کو باندھکر قید کر دو یہ کیا حرکت کیا
ہی ان بیچارے فقیرون کو چھوڑ دو عمرو نے کہا ای امیر آپ نے ان فقیرون کو نہین پہچانا یہ بختک ہی اور وہ نوشیروان
ہی اور یہ بزرجمہر ہین اور یہ ژوبین کامرانی وغیرہ سرداران نوشیروان ہین یہ سنکر امیر بزرجمہر کے پاس آئے اور
جلدی سے بزرجمہر اور نوشیروان کو کھولا اور سب کو رہا کیا اور بزرجمہر سے کہا کہ اجی یہ کیا کیا آپ سب لوگ
سوار ہوکر کیون نہ تشریف لائے بزرجمہر نے کہا مین نے تو پہلے ہی رائے دی تھی کہ تزک سامان وجاہ وحشم سے
چلیے اور شریک جلسہ شادی ہوجیے مگر بختک نے یہ رائے دی کہ جسکا نتیجہ یہ ہوا اور سب کو ذلیل و رسوا کرایا یہ سنکر
امیر با توقیر نے سب کو نہلا کر پوشاکین منگوا کر پہنائین اور سب کو آراستہ و پیراستہ کرکے اپنے ساتھ بحبت تخت مین
لائے اور نوشیروان کو مسند زرین پر بٹھایا ملکہ مہر نگار نے جو سنا کہ نوشیروان و بختک و بزرجمہر وغیرہ بھی آئے
ہین اپنے خیمے مین بلوایا نوشیروان کو ملکہ مہر نگار نے سلام کیا نوشیروان نے بیٹی کو سینے سے لگایا ملکہ نے اپنے باپ
کی تھوڑی خاطر کی بعد اسکے نوشیروان آکر محفل رقص مین بیٹھا اب یہان جلسہ رقص ہی اور پریون کا ناچ ہو رہا
ہی اور امیر با توقیر حمزہ صاحبقران زمان دولھا بنے ہوے پوشاک شاہانہ پہنے اور سہرا باندھے ہو جھرمٹ
مین پریزادون کے آئے اور ہزارہا دیوون نے مبارک سلامت کا غل مچایا مسند عروسی پر دولھا جلوہ افروز ہوا
ملکہ آسمان پری نے دیوون کو گرد امیر کے مقرر کیا سب دیو مروحہ جنبانی کرنے لگے امیر با توقیر پر چتر طاؤس
زرین بال کا ہونے لگا مگر آسمان پری نے سب دیوون کو حکم قطعی دیا کہ کوئی دیو کسی کو اذیت نہ پہنچانے اور تکلیف
نہ دے یہان یہ جلسہ جمع ہی ناچ ہو رہا ہی یکایک آسمان پر ایک برق چمکی اور شعلۂ آتش بھڑک کے زمین پر گرا دیکھا
کہ ایک دیو ہے قد اسکا ہزار گز کا شاخین دراز دو ہزار من کا ارہ لیے ہوے محفل رقص مین آیا اور بائین فرش
کھڑا ہوکر للکارا وہ آدمزاد کون ہی جسنے دیو مندل کو قتل کیا ہی امیر با توقیر حمزہ صاحبقران یہ سنکر اٹھے اور
سہرا بہشتی موتیون کی لڑیون کا اُلٹ کر پگڑی سے لپیٹا اور نعرہ کیا کہ دیو مندل کو مین نے مارا ہی یہ کہکر امیر
آگے بڑھے اسنے ارہ گران تانا امیر محفل سے علیحدہ ہٹ کر کھڑے ہوے اُس دیو نے ارہ مارا امیر نے خالی دیکر
ایک ہاتھ تیغ عقرب سلیمانی کا مارا وہ دیو دو ٹکڑے ہوکر گرا امیر با توقیر نے اُن دونون ٹکڑون کو دور پھینکا
یہ دیکھتے ہی نوشیروان کے حواس باختہ ہوگئے اور سمجھا کہ حقیقت مین امیر نے سیکڑون دیوون کو کوہ قاف
مین مارا ہوگا ملکہ آسمان پری نے جو یہ معرکہ سنا ایک طبق پر از زر و جواہر امیر با توقیر پر سے نثار کیا ملکہ مہر نگار
نے بھی امیر با توقیر کے واسطے تصدق بھیجا حمزہ صاحبقران سہرا باندھ کر مسند عروسی پر آکر بیٹھے ناچ ہونے لگا
پریان مبارکباد دولھن دولھا کی سلامتی کی دینے لگین دولھا پر سے پھول نچھاور کرنے لگی آسمان پری نے قاضی
جمال کو واسطے نکاح پڑھنے کے طلب کیا یہان پہلے ہی سے خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری نے قاضی جمال صاحب
کو جمالگوٹے پیس کر شراب مین دیے تھے قاضی جمال کو دستون نے ایسا پریشان کیا کہ قاضی جی بیہوش تھے
عجب حال تھا تمام بدن مین آگ لگی ہوئی تھی اور دست پر دست آ رہے تھے خواجہ عمرو آپ قاضی جمال کی شکل بن کے

آئے اور عقد امیر با توقیر کا پڑھا اُسی وقت نکاحنامہ لکھا گیا مُہرین سب کی ہونے لگین نوشیروان کے سامنے بھی وہ نکاحنامہ آیا نوشیروان کو کچھ عذر کرتے نہ بن پڑا آخر نوشیروان نے مہر اپنی نکاحنامہ پر کی اور لاکھو روپئے قاضی جی کو دیے اور آسمان پری نے بھی بہت سا زرو جواہر دیا اور ملکہ مہرنگار نے خلعت دیا پھر عمرو کا نکاح فتنہ وزیرزادی کے ساتھ حمزہ صاحبقران نے پڑھا عمرو نے سوا پیسہ زنبیل سے نکال کر امیر کے آگے رکھدیا امیر با توقیر نے کہا یہ کیا عمرو نے کہا اے امیر یہ اپنی توفیق ہے میری اوقات سوا پیسے کی ہے جو آپکے آگے پیشکش کیا اور آپکے نکاح مین جو مجکو لاکھون روپے ملے آپ صاحبقران زمان ہین بادشاہ ایسا ہی دیتے ہین غرض مبارک سلامت کا غل ہوا پریون نے مبارکباد دے کر صحبت برخاست کی وہ سامان و تزک براتکا وہ دھوم دھام وہ جشن وہ آتشبازی کا پرستان کی چھوٹنا وہ باجے پرستانی وہ توپین قاف کی وہ جلوس پوپریون کا اگر بیان کیا جائے تو بہت طول ہوگا مطلب داستان رہجائیگا غرضکہ محافے مین دُلھن کو سوار کیا اور گھوڑے پر دولھا سوار ہوا اور بہت سے محافے اور تخت پریون کے جلوس وباجے نوبتین نشان آگے آگے اُس خط بعد مین حلقہ کرکے دُلھن دولھا بارگاہ سلیمانی مین اُترے اور نوشیروان وغیرہ کے لیے علحدہ ایک بارگاہ استادکرائی نوشیروان وغیرہ اُس مین آکر بیٹھے اور خواجہ عمرو اور امیر با توقیر حجلہ ہاے عروسی مین داخل ہوے شب زفاف نے چہرۂ نورانی اپنا دکھایا تجلی مہرو ماہ سے دونون کا کاشانۂ دل منور ہوا کلید آرزو نے صندوقچہ حسرت وارمان کو وا کیا اور دانہ ہاے لولوے شاہوار خانۂ اعلیٰ مین ڈالے چنانچہ اُسی روز شب وصل مین ملکہ مہرنگار اور فتنہ وزیرزادی دونون حاملہ ہوئین ملکہ مہرنگار کے بطن سے قباد شہریار پیدا ہوگئے اور فتنہ وزیرزادی کے بطن سے فیروزہ بن عمرو ظہور کرینگے ابھی یہ دونون مہرو ماہ برج حمل مین جلوہ افروز ہین کہ یکایک طفل منور رخ بطن مشرق سے براے ضیا پردازی و عالم آرائی پیدا ہوا یعنی آفتاب عالمتاب نے فلک نیلی رواق ظہور کیا صبح ہوئی بعد حمام و انفراغ فرائض امیر با توقیر حمزہ صاحبقران زمان بارگاہ سلیمانی مین جلوہ گر ہوے سب سردار بھی جمع ہونے لگے اور نوشیروان مع سردارون کے بارگاہ سلیمانی مین آیا امیر نے تسلیمات بجالا کر خسر اسمجھ کر نذر پیش کی اور کہا اے بادشاہ اب آپ دین اسلام قبول کرنے مین کیا فرماتے ہین نوشیروان نے کہا اے امیر اب مین دمشق سے ہو آؤن تو مسلمان ہونگا یہ کہکر اُٹھ کھڑا ہوا اور امیر سے رخصت ہوکر مع بختک وغیرہ کے جانب شہر دمشق روانہ ہوا ادھر آسمان پری بارگاہ سلیمانی امیر با توقیر حمزہ صاحبقران کو دے کر مع قریشہ سلطان پردۂ قاف کی طرف روانہ ہوئی امیر با توقیر یہان بعیش و عشرت رہنے لگے اُدھر نوشیروان دمشق مین ہوکر تخت پر بیٹھا دربار جمع ہوا بختک وغیرہ نے امیر با توقیر کی بڑی تعریف کی اور تحسین و آفرین کرکے کہا حقیقت مین ایسا بہادر اور شہزور کوئی آدمی کسی شہر مین نہ ہوگا نوشیروان سنتا تھا اور دل مین مثل ہیزم خشک کے جلتا تھا اور غصہ سے مُنھ سرخ ہوا جاتا تھا تمام دربار صورت نوشیروان کی دیکھتا تھا اور خاموش تھا جب بختک نے امیر حمزہ صاحبقران زمان کی بیحد و انتہا تعریف کی سنتے سنتے ہومان کو غصہ آگیا اور کمان اپنی مقبل حلبی کو دی اور کہا اس کمان کو امیر با توقیر حمزہ صاحبقران زمان کے پاس لیجاؤ اور جاکر کہنا کہ اس کمان کو توڑ ڈالیے دیکھون تو امیر کیسے شہزور اور زبردست ہین مقبل حلبی وہ کمان لیا لی ہومان دمشقی کی لے کر امیر کشورگیر کے پاس آیا اور آکر امیر با توقیر سے عرض کیا کہ ہومان دمشقی نے یہ کمان اپنی دی ہے اور کہا ہے کہ اسکو توڑ ڈالیے

امیر نے اُس کمان کو ایک چٹکی کے اشارے میں شکست کیا اور مقبل کو ٹکڑے اُس کمان کے دے کر رخصت کیا
مقبل حلبی بصدق دل مسلمان ہوا اور وہان سے ٹکڑے کمان کے لے کر چلا بعد اُسکے جانے کے امیر کشورگیر
حمزۂ صاحبقران نے کمان طوسی مقبل وفادار کو دی اور فرمایا ای مقبل یہ کمان ہومان کے پاس لیجاؤ
اور کہنا کہ اسپر زور کرے مقبل وفادار امیر سے رخصت ہوے اور کمان لے کر چلے اتنے عرصے مین
بہرام گرد بن خاقان چین اور معروف شاہ مازندرانی نے امیر باتوقیر سے عرض کیا کہ ہملوگ بہت
عرصے سے اپنے ملک کو نہین گئے ہین اگر اجازت ہو تو جاکر ہو آئین امیر باتوقیر نے کہا بہتر ہی اور دونون
کو فوراً رخصت کیا یہان مقبل وفادار کمان لے کر ہومان دمشقی کے پاس پہونچے ہومان نے اپنی
بارگاہ مین طلب کیا اور دنگل پر بٹھایا مقبل نے ہومان کو کمان امیر باتوقیر کی دی ہومان نے اُسیوقت
جلسۂ عام مین کمان طوسی پر بخوبی زور کیا مگر کمان مطلق ذرا بھی نہ چڑھا کیا اُسکے بعد اور سب سردارون نے موافق
اپنی اپنی قوت کے زور بہت کچھ کیا مگر کسی طرح کمان نہ چڑھی مقبل وفادار نے کہا لاؤ کمان مجھے دیدو اسی قوت و
زور پر امیر باتوقیر سے مقابلے کا دعویٰ کرتے ہو اور کہتے ہو کہ ہم صاحبقران سے سامنا کرینگے یہ کلام سنکر
ہومان کو غصہ آگیا کہا او کنیز بچے یہ تو کیا بکتا ہی غرضکہ اسی طرح دونون مین تکرار بڑھی ہومان دمشقی نے
اپنے سردارون سے کہا مقبل پر ٹوٹ پڑے تلوار چلنے لگی جتنے مسلمان مقبل وفادار کے ہمراہ آئے تھے وہ سب
درجۂ شہادت پر فائض ہوے اور مقبل وفادار بھی زخمی ہوے مقبل حلبی مقبل وفادار کو اپنے گھر اُٹھا کر
لے گیا اور زخمون مین ٹانکے دلوائے رات کو مقبل حلبی مقبل وفادار کو ساتھ لے کر امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران
زمان کی خدمت مین حاضر ہوا امیر باتوقیر نے مقبل حلبی کو خلعت دیا اور مقبل وفادار کا علاج ہونے لگا
امیر کشورگیر نے خواجہ عمرو سے کہا کہ مین چاہتا ہون ہومان سے خفیہ زور کرون عمرو نے کہا بہت خوب بسم اللہ
چلیے پھر امیر کو عمرو نے بشکل خواجہ اسد بنایا اور آپ بشکل خواجہ شہر در بنا اور کشتی پر مع چند آدمیون کے
سوار ہو کر دمشق کی طرف روانہ ہوے جب کنارے شہر دمشق کے پہونچے کشتی سے اُتر کر بارگاہ ہومان
مین آئے ہومان دمشقی کو خبر ہوئی کہ خواجہ اسد اور خواجہ شہر در آئے ہین ہومان نے اندر دربار کے طلب کیا
اور دنگل میں بٹھنے کو دیا جسوقت خواجہ اسد نقلی اور خواجہ شہر در نقلی دربار مین پہونچے ہومان اس وقت
لاف وگزاف کر رہا تھا کہ امیر مجھسے بھلا کیا لڑ سکتے ہین خواجہ شہر در نقلی نے ہومان سے کہا کہ یہ میرا چھوٹا
بھائی خواجہ اسد امیر سے زور کر چکا ہی پہلے اس سے زور کیجیے تو تجکو معلوم ہو کہ آپ مین زور و قوت کسقدر
ہی ہومان نے خواجہ اسد سے پنجہ پکڑا خواجہ اسد نقلی نے اُنگلی ہومان کی توڑ ڈالی ہومان کو غصہ آگیا
اُٹھکر خواجہ اسد سے لپٹ پڑا اب زور بخوبی پہلوانی کا ہونے لگا دوپہر کے بعد ہومان دمشقی کو خواجہ
اسد نے اُٹھا کر دے مارا اور وہانسے روانہ ہوے شہر کے کنارے آکر کشتی پر سوار ہو کر چلے داخل قلعہ ہوے
یہان ہومان دمشقی سے کرگدن ساسانی نے کہا شکل اپنی اپنی بدلے ہوے عمرو اور امیر تھے امیر نے اُنگلی
بھی تمھاری توڑ ڈالی بختک نے بھی کہا سچ ہی یہ زور سوا امیر باتوقیر کے اور کسی شخص مین نہین ہی ہومان نے
کہا اب کیا کرون بختک نے کہا مین تدبیر بتاتا ہون تم جاکے لشکر امیر باتوقیر پر شبخون مارو یہ سُنکے زود مین
کامرانی آٹھ لاکھ کابلیون کا لشکر لے کر راہی ہوا تو لاکھ دمشقی لے کر ہومان روانہ ہوا اور ایک کرور دمانتی
اور ساسانی ہمراہ لیکر نوشیروان راہی ہوا یہ سب کے سب رات کو لشکر امیر پر آگرے سلطان بخت مغربی نے

آواز دی کہ یارو ہوشیار ہو جاؤ نوشیروان مع سرداروں اور فوج کثیر کے شبخون آکر گرا ہی ادھر عمرو نے امیر کو بیدار کیا اور یہ کہا کہ نوشیروان مع فوج کثیر شبخون گرا ہی لشکر مین تلوار چل رہی ہی امیر گھبرا کر اُٹھے اور تیغہ عقرب سلیمانی لے کر اشقر دیوزاد پر سوار ہو کر چلے ادھر ہومان لڑتا ہوا قریب بارگاہ سلیمانی کے آپہونچا تھا امیر باتوقیر سے مقابلہ ہوا امیر نے اشقر کو روکا ناگاہ اشقر کا پانون طناب مین خیمہ کی اُلجھا امیر کشورگیر اشقر کے سنبھالنے مین مصروف ہوے نگاہ امیر باتوقیر کی دشمن کی طرف سے پھر گئی ہومان برابر امیر کے آچکا تھا فوراً ازہ پشت نہنگ دو ہزار من کا مارا امیر باتوقیر کے سر پر چڑا تا دو ابرو اُترآیا امیر باتوقیر نے دستانہ مارا ازہ جھٹکا کر نکل گیا چادر خون کی امیر کے چہرے پر آپڑی زخم سر مین ہوا لگی امیر بیہوش ہو گئے عمرو امیر کو لیکر بھاگا ہومان و نوشیروان وغیرہ نے تعاقب کیا سامنے ایک پہاڑ نظر آیا عمرو امیر کو لیکر اُس پہاڑ پر چڑھ گیا ہومان بھی پیچھے پیچھے مع لشکر کفار کے پہونچا مقبل وفادار و سرداران عالیوقار نے مقابلہ کیا وہ سب کے سب زخمی ہوے اور عمرو کے ساتھ ہی پہاڑ پر چڑھ گئے ہومان مارتا ہوا چلا جاتا ہی کہ یکایک سامنے سے گرد اُڑی اور چار نقابدار پیدا ہوے ایک نقابدار نے بڑھ کر عمرو سے کہا کہ آج شب کو اسوقت حضرت ابراہیم علٰے نبینا و علیہ السلام نے ہمکو مسلمان کیا اور نام ہمارا جبار حلبی ہی اور حضرت نے بتاکید ہمسے فرمایا تھا کہ امیر و عمرو وغیرہ ہومان و نوشیروان سے شکست کھا کر زخمی ہوے ہین اور اسی پہاڑ پر بھاگ کر آئے ہین جلد جاؤ اور اپنے قلعے مین اُن سب کو لے آؤ خواجہ عمرو نے نقابدار سے پوچھا کہ تمھارا قلعہ کہان ہی جبار حلبی نے کہا اسی کوہ پر دہنہ نقب ہی کہ راہ اُسکی میرے قلعے مین گئی ہی عمرو سب کو مع امیر باتوقیر لے کر جبار حلبی کے ساتھ اُسی دہنہ نقب سے قلعے مین آئے اِدھر زوبین کامرانی بھی تعاقب کنان کوہ پر آیا دیکھا کہ دہنہ نقب مین لشکر امیر باتوقیر اُتر گیا یہ بھی لشکر لیکر اُسی دہنہ نقب مین آیا اُس نقب مین تھوڑی دور پر دوراہا تھا ایک راستہ صحرا مین نکلا تھا اور ایک راہ قلعے کو گئی تھی چونکہ تاریکی تھی زوبین کامرانی صحرا کی راہ پر آگیا اور لشکر امیر بھی آگے آگے اُسی راستے پر گیا مگر امیر و عمرو اور چند آدمی جبار حلبی کے ہمراہ وہ دوسری راہ سے قلعے مین داخل ہوے زوبین کامرانی مع لشکر جب صحرا مین آکر نکلا آیندو روند سے پوچھا کہ ادھر کچھ فوج گئی ہی کسی نے کہا کہ ایک لشکر حلب کو گیا ہی یہ بھی بتعجیل تمام حلب مین آیا معلوم ہوا کہ امیر و عمرو مع لشکر قلعے مین داخل ہو گئے جب ہومان برابر قلعے کے پہونچا دیکھا دروازہ بند ہی ہومان نے بند و بست کر کے دعا وا کرنے کا ارادہ کیا اب قلعے پر لڑائی شروع ہو گئی یہان جبار حلبی نے آتے ہی امیر وغیرہ کا علاج کیا زخمون مین ٹانکے دلوائے اب امیر کو ہوش آیا دیکھا مین قلعے مین ہون پوچھا یہ کیا سامان ہی عمرو نے کہا قلعۂ حلب ہی اور ہومان و ہامر دعا وا کرتے ہین امیر نے کہا مجکو دروازہ فیلبند پر لیچلو عمرو امیر کو دروازۂ فیلبند پر لایا امیر وہان بیٹھ گئے اُدھر ہومان مع فوج کے برابر خندق کے آچکا تھا دیکھا کہ ایک نقابدار پیدا ہوا اور وہین سے تلوار کھینچکر لشکر کفار پر آپڑا اور وہ غضب کی شمشیر زنی کی کہ ترک فلک نے کانون پر ہاتھ رکھ لیے ہزارون کو کاٹ کر ڈالدیا اور وہ نقابدار تلوارین مارتا ہوا برابر ہومان کے پہونچا اُسنے ازہ پشت نہنگ کا وار کیا نقابدار نے بچاکر قبضہ پر ہاتھ ڈال دیا اور جھٹکا دے کر چھین لیا پھر بند دست پکڑ کے ہومان کو اُٹھا لیا ہامر نے بڑھ کر تلوار ماری نقابدار نے اُس کی بھی تلوار چھین لی اور بائین ہاتھ سے اُسکو بھی اُٹھا لیا اور دونون کو بجائے سپر لے کر سامنے کفار کے لڑنے لگے چالیس قدم بڑھ کر دونون کو تین بار چرخ دے کر زمین پر مارا کہ جسم نجس دونون کا فرون کے چورا چورا ہو گئے سب کفار بھاگے کشتون کے پشتے لگ گئے خون کا دریا بہنے لگا امیر

قلعے سے نکل کر دوڑے اور نقابدار کو سینے سے لگا لیا اور کہا ای نقابدار سچ بتا کر تو کون ہی عمرو نے کہا ای امیر
نقاب اٹھا کر دیکھ لیجیے یہ سن کے امیر باتوقیر نے نقاب چہرے سے نقابدار کے ہٹا دی دیکھا کہ ہمصورت
حمزہ صاحبقران عالیشان صاحبزادۂ بلند اقبال ہی پوچھا تو دریافت ہوا کہ یہ نوجوان اقبال نشان
عمرو بن حمزہ صاحبقران ہی اور یہ بطن سے ملکہ گلشن آرا بانو کے ہی امیر بہت خوش ہوئے اور گلے سے لگا یا
خوب پیار کیا اور شکر کیا کہ پروردگار نے فرزند ارجمند ایسا ہمزور و ہمطاقت و ہمقوت و ہمصورت و ہمسیرت عنایت
کیا امیر باتوقیر کو قوت دلی ہوئی فرزند کے ملتے ہی اور دل بڑھ گیا پھر امیر باتوقیر اور شاہزادۂ عمرو بن حمزہ مع
لشکر کے شمشیر زنی کرتے ہوئے اور لشکر نوشیروان کو مارتے ہوئے دمشق مین پہونچے نوشیروان صحرا کی طرف بھاگا
امیر باتوقیر نے دمشق پر پھر قبضہ کر لیا اور تمام دمشقیون کو مسلمان کیا اور بارگاہ مین آکر جلوہ افروز ہوئے
دیکھا امیر نے کہ ایک خواجہ سرا لڑکے کی انگلی پکڑے ہوئے امیر باتوقیر کے سامنے لایا اور عرض کیا کہ ہومان اسکا
نام ہی اور ہام دمشقی کا یہ بیٹا ہی امیر اُس لڑکے پر بہت رحم ہوئے اور ملک اُسکے باپ اور چچا کا اُس لڑکے کو دیا
اور وزیرون سے اُسکے کہا کہ اس لڑکے کو اچھی طرح پرورش کرنا عمرو نے امیر باتوقیر سے کہا کہ اس لڑکے سے خوف
معلوم ہوتا ہی کہ اسکے ہاتھ سے آزار پہونچین گے مناسب یہ ہی کہ اسکو بھی قتل کر ڈالیے امیر باتوقیر نے فرمایا کہ خلاف
شرع ہیں نکرونگا کس واسطے کہ یہ لڑکا نخیطا اور یتیم ہی یہ ضرور واجب الرحم ہی مین رضامندی پروردگار کا
جویان ہون ملک و مال کا مین فقط خواہان نہین ہون

دوسرا کلمے داستان حیرت بیان ہونا امیر باتوقیر کا مع عمرو بن حمزہ یونانی کے قلعہ حلب مین
اور خفا ہو کر نکال دینا ملکہ مہر نگار کو امیر کا اور تباہ و برباد پھرنا ملکہ مہر نگار کا ایام حمل مین
امیر باتوقیر کے پاس سے نکل گئے

دست برداران محبوب خوش اسلوب مضامین دلکش و دلداری و آوارہ شدہ گان کوچۂ عبارت داستان
داستان صعوبت بیان نزبان طراری و فراری اس تقریر دلپذیر کو یون قلم برداشتہ تحریر کرتے ہین کہ جسوقت
امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زلزلۂ قاف ثانی سلیمان شہر دمشق سے کوچ کر کے مع لشکر و عمرو بن حمزۂ نامدار
و ملکہ مہر نگار عالیوقار قلعۂ حلبیہ مین پہونچے اور بعد عیش و سرور قیام کیا اور در باریداری ہونے لگی جب
ملکہ مہر نگار کو معلوم ہوا کہ نقابدار نارنجی پوش فرزند امیر باتوقیر کا ہی اور نام اُسکا عمرو بن حمزہ یونانی ہی
اسکو بھی نقابدار کی بہادری و جراری و حسن و جمال جہان آرا سنکر نہایت اشتیاق دیکھنے کا ہوا امیر باتوقیر سے
کہلا بھیجا کہ یا امیر مین آپ کے فرزند سعادتمند کے دیکھنے کی بہت مشتاق ہون امیدوار ہون کہ ایک لمحہ بھر کے
واسطے یہان بھیج دیجیے صاحبقران زمان بعد عز و شان بعد برخاست کرنے دربار کے اپنے قوت بازو و فرزند جگر
عمرو بن حمزہ کو ساتھ لیکر داخل محل ہوئے شاہزادہ والا تبار عمرو بن حمزۂ نامدار نے دیکھتے ہی ملکہ مہر نگار کو
با ادب سلام کیا اور نذر پیش کی ملکہ مہر نگار نے عمرو بن حمزہ کا سر سینے سے لگایا اور خلعت فاخرہ مرحمت کیا
بہادری و دلاوری کی بہت تعریف کی عمرو بن حمزہ تھوڑی دیر ٹھہر کر رخصت ہوئے اور لشکر مین آگئے بعد
جانے عمرو بن حمزہ کے ملکہ مہر نگار نے کہا کہ جس زمانے مین ہماری شادی اولاد بن مرزبان خراسانی سے
ٹھہری تھی اور آپ سے عشق ہوا تھا اگر اُس ایام مین میرے یہان لڑکا پیدا ہوتا تو اتنا ہی بڑا ہوتا یہ کلام
نافرجام ملکہ مہر نگار کا سنکر امیر باتوقیر کو غصہ آگیا چہرہ سرخ ہوا غیظ سے تھر تھر کانپنے لگے اور ملکہ مہر نگار سے

پاس سے اٹھکر باہر محل کے چلے آئے اُسی وقت خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری کو بُلایا اور تمام کیفیت بیان کی اور کہا
ای خواجہ اِس دختر آتش پرست کو ہمارے یہان سے ابھی نکال دو عمرو نے بہت سا عذر کیا اور لیجز کہا ای امیر ملکہ نے
عمداً یہ کلمہ نہین کہا ہی بلکہ سہواً مُنہ سے نکل گیا ہوگا اب عفو کیجیے امیر باتوقیر کو اور زیادہ غصہ آگیا اور کہا ای عمرو اگر
تو اس دختر آتش پرست کو اسوقت محل سے نہ نکالیگا تو ابھی مارے کوڑون کے اُسکی اور تیری دونون کی کھال گرا دونگا
بہتر یہ ہی کہ جاؤ محل مین اور ابھی اُس کمبخت کو نکال دو ذرا پاس و لحاظ نہ کرو مجبور وناچار عمرو محل مین آیا اور کہا ای ملکہ تمنے
غضب کیا اتنا سا کلمہ ازراہ نادانی کہکر امیر باتوقیر کو برخاستہ کر دیا یہ عرب طوطا چشم ہوتے ہین جب بگڑتے ہین
تو کسی کی نہین سُنتے ہین مجھکو حکم دیا ہی کہ اسی وقت ملکہ کو نکال دو ورنہ پھر مین تم دونون کے ساتھ بے ترکیبی کرونگا
ای ملکہ اب سوائے نکل جانے کے تمکو کوئی چارہ نہین اور مجھکو بھی کچھ بن نہین پڑتا ایسا نہو کہ تمھارے ساتھ مین بھی
راندۂ درگاہ امیر باتوقیر ہون پھر میری اور تمھاری دونون کی آبرو مین خلل آجائیگا ملکہ مہر نگار بعبد حال زار یہ کلام
مصیبت التیام خواجہ عمرو سے سُنکر آنکھون مین آنسو بھر لائین اور کہا ای بھائی عمرو بہتر ہی جو کچھ تقدیر کا لکھا ہین
تو سمجھی تھی کہ اب طالع خفتہ بیدار ہوا مگر ابھی مقدر میرا برگشتہ ہی دیکھیے فلک پیر کیا دکھاتا ہی یہ کہکر ملکہ مہر نگار اُٹھ کھڑی
ہوئین اُسی وقت بارہ سو کنیزین انیسین جلیسین مع فتنہ وزیرزادی کے ہمراہ ملکہ مہر نگار چلنے کو تیار ہوئین عمرو نے
فتنہ سے کہا کہ تم کیون جاتی ہو تمھارا تو عقد میرے ساتھ ہوا ہی اب تمکو ملکہ سے کیا کام ہی اور نہ مین تمھین نکالتا ہون
فتنہ نے ناک پر انگلی رکھ کر کہا لو خوب مین اور ملکہ مہر نگار کو زندگی مین چھوڑ دون مجھسے تو یہ نہوگا جہان پر میری
شاہزادی ہوگی وہان پر مین بھی ضرور رہونگی جب یہان ملکہ مہر نگار نہونگی تو مین کیا تجھ ایسے موے سوختے کالے
دھیڑ کے مُنہ کو آگ لگاؤنگی فقط مین نے اپنی ملکہ کی خاطر سے تیرے ساتھ عقد کیا تھا ورنہ مجھکو تیری کیا پروا تھی مین
ایسون سے جوتی پر لونا بھی نہین رکھواتی عمرو نے نیلے پیلے دیدے نکالکر کہا کہ بسم اللہ جو تیچ سنبھالیے آشیانہ خالی
کیجیے تمسے بہتر حور وش پری پیکر گلرخسار ستر سو آکر اس جال مین پھنسینگی شعر تمکو معشوق بہت ہمکو طرحدار بہت +
دم سلامت رہے بندے کے خریدار بہت + پھر ملکہ مہر نگار نے مقبل وفادار کو بُلایا اور اشک حسرت اپنے رخسار
پر بہا کر کہا ای بھائی مقبل تُسے ہوسکتا ہی کہ تم اسوقت بیکسی و مجبوری مین ہمارا ساتھ دو مقبل وفادار ملکہ سے
یہ کلمے حسرت آمیز سُنکر رونے لگے دل مین رحم آگیا اور کہا خداوند کریم کسی پر بُرا وقت نہ ڈالے ای ملکہ مین جان و دل
سے حاضر ہون بسم اللہ چلیے آپ میری مالک و مختار مثل امیر باتوقیر کے ہین غرضکہ ملکہ مہر نگار ایک ایک سے
گلے ملتی تھی اور رخصت ہوکر روتی تھی جسوقت ملکہ مع کنیزان خاص وغیرہ کے سوار ہوئی خواجہ عمرو کو بُلایا اور زار زار
با دل بیقرار رو رو کر رخصت ہوئی اور کہا اگر خدا کو منظور ہی تو کبھی پھر بھی ملاقات کسی جگہ پر ہوگی ای بھائی خواجہ عمرو
شعر جو جیتے ہین تو پھر بھی ملجائینگے + نہین تو کیے کی سزا پائینگے + افسوس صد افسوس مقدر نے کیا کیا چندے بھی
محبوب کے وصل سے دلشاد نہ رہا گردون نے پھر برباد کیا شعر حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد + روے گل
سیر نہ دیدیم و بہار آخر شد + پھر آسمان کی طرف سر اٹھاکر کہا ای فلک کجرفتار و ای چرخ بیدار تجھکو عاشق و معشوق
کا وصل دو دن بھی گوارہ نہ ہوا کہ دفعتاً اسطرح کی جدائی ڈالی اشعار تنگ آیا ہون مین اب ہاتھون سے
بد کردار کے + ظلم اُٹھ سکتے نہین ہین چرخ کجرفتار کے + شادمانی ایک دم کی ہی فلک کو ناگوار + دفعتاً پہلو نکل
آتے ہین کیا آزار کے + ای فلک بہتر ہی شاہی سے فقیری رحم کر + کیون ستاتا ہی گدا کو کوچۂ دلدار کے + مختصر ملکہ مہر نگار نے
مضطر و بیقرار زار زار روتی ہوئی سوار ہوکر مع خواصان خاص وغیرہ کے ایک طرف کو صحراے پر آشوب کا راستہ لیا اور مقبل

دس ہزار فوج جرار اپنے ساتھ لے کر ہمراہ ملکہ مہر نگار کے چلے یہ سب مسافر آوارۂ دست غربت چند روز منزلین طے کرتے ہوے ایک دوراہے پر پہونچے وہان دریافت کیا کہ یہ دونون راہین کدھر کدھر گئی ہین لوگون نے کہا کہ ایک راہ ملک مدائن کو گئی ہو اور ایک راستہ یہان سے ہندوستان کو گیا ہو ملکہ مہر نگار نے راہ مدائن کی چھوڑ دی اور یہ خیال کیا کہ ایسا نہو باپ میرا مجھکو گرفتار کرکے زوبین کامرانی کے حوالے کر دے یہ سوچ کر ہندوستان کی راہ لی دو تین منزلین طے کی تھین کہ ایک قلعہ دکھائی دیا دریافت کیا کہ اس قلعہ کا کون مالک ہو تو معلوم ہوا کہ یہ قلعہ گرگین ومیعاد کا ہو انکو جو خبر ہوئی کہ ملکہ مہر نگار دختر نوشیروان ادھر سے جاتی ہو وہ اسی وقت چالیس ہزار فوج سے آئے اور محاصرہ کر لیا ملکہ نے کہا کہ دریافت کرو ہمکو کسواسطے گھیرا ہو لوگون نے جاکر گرگین سے پوچھا اُسنے کہا کہ ملکہ کہان جاتی ہین ہمارے قلعہ مین اگر اُتر ین تو ہم آگے نہ جانے دینگے مقبل وفادار یہ کلمۂ بیہودہ سُنکر غضبناک ہوے اور قبضۂ شمشیر پر ہاتھ رکھکر کہا او نابکار و کیا کلمۂ واہیات اپنی زبان سے نکالتے ہو تم نہین جانتے ہو کہ یہ کون شاہزادی ہو یہ دختر نوشیروان ملکہ مہر نگار ناموس زلزلۂ قاف ثانی سلیمان امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران زمان ہو غرضکہ ایسی کچھ تکرار ہوئی کہ فساد عظیم برپا ہوا تلوار چلنے لگی کچھ لوگ مقبل کی فوج کے مارے گئے اور مقبل وفادار بھی زخمی ہوے ملکہ نے فتنہ سے کہا کہ تو عمرو کی زوجہ ہو اور صحبت یافتۂ عیار اعظم ہو اس مقام پر کچھ عیاری کر کہ ہم سب کی جان بچے فتنہ آگے بڑھی اور گرگین ومیعاد سے امان چاہی اور مقبل وفادار وغیرہ کو جو زخمی تھے اُٹھوا لیا اور گرگین وغیرہ کے پاس گئی اور کہا کہ ملکہ مہر نگار پوچھتی ہین کہ تم دونون مین ہمارا عاشق زار کون ہو گرگین نے کہا مین ملکہ کا عاشق ہون میعاد پکارا واہ مین پیشتر سے ملکہ پر شیفتہ و فریفتہ ہون فتنہ نے کہا یہ کیا ہوگا تم کہو مین عاشق ہون وہ کہین مین شیدا ہون ایک انار و صد بیمار کس کس کو شفا ہوگی ملکہ نے وہان سے پوچھا ای فتنہ کیا ہو فتنہ نے وہین سے پکار کے یہ شعر پڑھا شعر غم صیاد و فکر باغبان ہو ✤ دو عملے مین ہمارا آشیان ہو ✤ ملکہ نے کہا اسکا فیصلہ کر لینا چاہیے فتنہ نے کہا ملکہ کہتی ہین پہلے تم دونون آپسمین فیصلہ کر لو تو مجھسے غرض رکھو ورنہ مین کسی کی بات کو منظور نہ کرونگی گرگین نے یہ سُنکر کہا کہ مین ملکہ کو لونگا میعاد پکارا مین دختر نوشیروان پر قبضہ کرونگا غرض دونون مین تکرار بڑھی تلوار چلنے لگی دونون نے زخم کاری کھائے مگر میعاد گرگین کے ہاتھ سے مارا گیا اور گرگین فتنہ کے ساتھ شاہزادی کے پاس آیا ملکہ مہر نگار چپ ہوئی اور کہا ای فتنہ اب کیا ہوگا فتنہ نے کہا صدقے جاؤن دیکھو تو خدا کیا کرتا ہو مین عیار طرار کی جورو ہون تو سہی جو اسکو بھی نہ مار ڈالا ہو آپ صرف تماشا دیکھیے مقبل وفادار بھی حیران ہو کہ فتنہ نے بڑا غضب کیا ملکہ کو گرگین کے قبضے مین کر دیا الغرض گرگین ملکہ کو اور تمام ہمراہیان ملکہ کو ساتھ لیکر قلعے مین داخل ہوا اور دو پہر رات گئے گرگین دولھا بن کر سہرا سر سے پانو تک ہارون کا باندھ کر ملکہ کے پاس آیا فتنہ نے گرگین کو ملکہ سے دور بٹھایا اور کشتیان شراب وکباب کی منگائین پہلے جام شراب بیہوشی آمیز کرکے فتنہ نے گرگین اور اسکے ہمراہیون کو دیا وہ سب کے سب بیہوش ہو گئے پیتے ہی شراب کے ذائقہ موت کا زبان پر آگیا فتنہ نے خنجر کھینچا ادھر مقبل نے کہا اب کیا دیکھتے ہو ان سب نابکارون کے سر کاٹ لو فوراً سب کے سر کاٹ کر لاشین قلعے کے باہر پھنکوا دین یہ خبر دزربان سیستانی کو ہوئی کہ وہ گرگین ومیعاد کا باپ تھا اُسی وقت روتا ہوا نوشیروان کی طرف چلا

داستان عشق بیان امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران کا عاشق ہونا رابعہ اطلس پوش پر دو کلمے

عاشقان صورت زیبا پری پیکر و خوش جمال و شیفتگان تصویر بے نظیر ماہ لقا و حور مثال اس داستان عشق نشان کو

زبان قلم محبت رقم سے صفحۂ دل عشاقان پر یون لکھتے ہین کہ ایک روز امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران زمان بعد
غزوشان طلایہ پھر رہے تھے ایام شب ماہ تھے اور چاندنی شفاف سبزۂ بیگانہ پر چھٹکی ہوئی بھلی لگتی تھی اور سلطان
مغربی مثل سایہ کے ساتھ ساتھ تھے دیکھا کہ ایک ہرن نہایت خوشرو پری پیکر سبزۂ شاداب کو چرا کرتا ہوا صحرا
مین پھر رہا ہی امیر نے اُس ہرن کو دیکھکر سلطان مغربی سے کہا کہ تم یہین ٹھہرو مین اس غزال رمیدہ کو شکار
کرتا ہون یہ کہکر اُسکے پیچھے گھوڑا ڈالا ہرن چوکڑیان بھرتا ہوا چلا گھوڑا بھی طرارے بھرتا ہوا تعاقب مین دوڑا تین
دن کامل وہ ہرن صحرائے لق ودق مین چلا گیا اور امیر با توقیر نے بھی تعاقب نہ چھوڑا از روے شکار مین گھوڑا اڑائے
ہوے چلے گئے چوتھے روز وہ غزال رمیدہ مثل طائر پریدہ ایک صحرا مین پہونچکر غائب ہوگیا امیر کو نہایت تاسف
ہوا کہ تین دن بے آب ودانہ جستجوے شکار مین دوڑا اور پھر شکار ہاتھ نہ آیا اب امیر کا بھوک اور پیاس کے
صدمے سے عجب حال ہی غش پر غش ضعف ونقاہت سے چلے آتے ہین چہار طرف اُس صحرا مین ہرن کو تلاش کیا
کوسون کہین ہرن کا پتا نہین معلوم ہوتا کہ چلتے چلتے ایک صحرا مین آئے دیکھا کہ ایک سوداگر اُترا ہوا ہی امیر با توقیر
گھوڑا اُڑاتے ہوے اُس سوداگر کے قریب گئے اور کہا مین بہت تشنہ وگرسنہ ہون چوتھا روز ہی کہ مین نے
نہ کچھ کھایا نہ پیا ہی وہ سوداگر یہ سُن کے ہاتھ امیر کا پکڑ کے اپنے خیمہ مین لایا اور اُسی وقت دستر خوان منگوا کر
بچھوایا اور امیر با توقیر کو کھانا کھلوایا اور آب سرد پلوایا امیر کھانا کھا کر اور پانی پی کر شکر خدا بجا لائے
سوداگر نے کہا تو کون ہی امیر نے کہا مین بھی سوداگر ہون قزاقون نے مجھے لوٹ لیا لوگ میرے ساتھ کے مارے گئے
مین بھوکا پیاسا اس طرف نکل آیا سوداگر نے کہا اچھا تو رہ تیرے واسطے دونون وقت کھانا عمدہ آیا کریگا
امیر وہان رہے دن بھر استراحت کی سہ پہر کو براے تفریح سیر کرتے ہوے ایک طرف چلے ایک مقام پر دیکھا کہ
ایک بڈھا ہرن کے کباب لگا رہا ہی امیر کو خوشبو کبابون کی اچھی معلوم ہوئی دل نے رغبت کی امیر اُسکے
پاس آکر کھڑے ہوے اُس بڈھے نے امیر سے صلاحًا کہا کہ آپ بھی نوش فرمائیے امیر آستین چڑھا کر بیٹھ گئے
اور بسم اللہ کہکر کھانے لگے وہ کباب ایسے ذائقے کے تھے کہ امیر با توقیر کو اچھے معلوم ہوے سب کباب
کھا گئے اُس بڈھے نے کہا ای شخص تو سب کباب کھا گیا اب مین کیا کھاؤنگا مجھے بھوکا رہا جائیگا امیر با توقیر
نے کہا تو میرے ساتھ چل اس سوداگر کے یہان سے میرا کھانا آئیگا تو وہ کھا لینا وہ بڈھا امیر کے ساتھ آیا امیر
نے اپنا کھانا اُس بڈھے کو دیدیا اور آپ بستر خواب پر آئے اُدھر رات کو لوگون نے سوداگر سے کہا معلوم ہوتا ہی
یہ شخص قزاق ہی کہ اپنے ساتھ والون کو مقام بتا دیا ہی دو پہر رات گئے وہ لوگ آکر لوٹ لینگے سوداگر ان لوگون
کے بہکانے سے امیر کو اسی صحرا مین تنہا سوتا چھوڑکر مع قافلے والون کے کوچ کر گیا صبح کو جو امیر بیدار ہوے
دیکھا مین تنہا اس سنسان بیابان مین پڑا ہون نہ سوداگر ہی نہ اُسکا قافلہ ہی صحرا مین سناٹا ہر طرف ہی امیر نے
دعا کی کہ خداوندا اس سوداگر نے مجکو اس صحرا مین تنہا چھوڑ دیا ہی اب کسطرف جاؤن اسکو اس دغا کی سزا
دیجیو امیر اُٹھکر اُس فقیر کے پاس آئے اور سارا حال اُس سوداگر کا بیان کیا اور کہا کہ مین تو راہ سے نابلد
ہون کس طرف جاؤن اور کیا کرون اُس بڈھے نے کہا چلیے مین آپ کو راہ پر لگا دونگا الغرض امیر اُس
فقیر کے ساتھ چلے تھوڑی دور اُسنے ہمراہ لا کر راستے سے لگا دیا امیر با توقیر پانچ چھ کوس چلے تھے دیکھا ایک جنگل مین
وہی سوداگر مع ہمراہیان وقافلے والونکے درخت سے بندھا ہوا ہی امیر با توقیر اُسکے پاس آئے اور کہا کہ یہ کیا
تجکو ہوا کسنے تجھے لوٹا ہی اور تجکو درخت سے باندھ دیا ہی یہ تجکو اُسکی سزا ملی جو تو مجھکو تنہا جنگل مین رات کو چھوڑ کر چلا آیا

وہ سوداگر بہت پشیمان ہوا اور رونے لگا امیر با توقیر نے کہا کچھ حال تو بیان کر سوداگر نے کہا وہ سامنے قزاقونکا مقام
مثل قلعہ کے ہی اور نام اُس قزاق کا شبرنگ حرامی ہی اُسنے مجھے لوٹ لیا اور مع ساتھ والون کے مجکو درخت سے
باندھ دیا ہی امیر یہ سنکر فوراً اُسطرف کو روانہ ہوے وہ امیر با توقیر کو دیکھکر مع اپنے ہمراہیون کے قلعہ سے نکلا اور آگے
بڑھکر آیا اور للکار کر کہا اے ناشدنی اجل رسیدہ اسی مین تیرے لیے بہتری ہی کہ ہتھیار اور لباس اپنے جسم کا دیدے نہین
تو تو مارا جائیگا امیر با توقیر نے کہا اے میرا تیرا مقابلہ ہو جائے اگر تو مجکو زیر کرے تو ہتھیار اور پوشاک لے لے غرضکہ
امیر سے اور شبرنگ حرامی سے مقابلہ ہوا شبرنگ نے بڑھکر تلوار ماری امیر نے تلوار اُسکی چھین لی شبرنگ
امیر سے لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی دوپہر کامل زور ہوا امیر با توقیر نے ایک مقام پر ریل کر لنگر اُس کا توڑا اور
بند دست مین ہاتھ ڈال کر اُٹھا لیا اور سر سے بلند کر کے چاہا کہ زمین پر مارین شبرنگ چلایا امان امان امیر
نے فرمایا بشرط ایمان شبرنگ نے قبول کیا امیر نے چھوڑ دیا شبرنگ کلمۂ توحید پڑھکر مسلمان ہوا از صدق
ایمان لایا دین اسلام قبول کیا امیر نے کہا اے شبرنگ اس سوداگر کو رہا کر اور مال و اسباب اسکا دیدے
شبرنگ نے اُس سوداگر کو بموجب حکم امیر با توقیر کھول کر رہا کیا اور سب اُسکا دیدیا وہ سوداگر مع اپنے
ہمراہیون کے امیر کو دعائین دیتا ہوا ایک سمت چلا گیا ناظرین پر واضح ہو کہ ایک راوی یہ لکھتا ہی کہ وہ
بڈھا جو راہ بتانے کو امیر کے ہمراہ آیا تھا وہ پھر کر اپنے مقام نہین گیا امیر کے ساتھ چلا آیا تھا جب امیر نے
شبرنگ کو زیر کیا اور شبرنگ مسلمان ہوا امیر نے سوداگر کو کھلوا کر رہا کیا اور مال و اسباب سب اُسکا امیر
با توقیر نے شبرنگ سے دلوا دیا اس اسباب کے ساتھ ایک صندوقچے پر دوڑ کے وہ بڈھا فقیر گر پڑا اور کہا اے
امیر یہ صندوقچہ میرا ہی اور مین بھی سوداگر ہون نام میرا منصور بازرگان ہی مین صحرا مین لٹ کر فقیر ہو کے
بیٹھ رہا تھا امیر نے وہ صندوقچہ منصور بازرگان کو دلوا دیا اُسنے وہ صندوقچہ کھولا اور اسمین سے ایک تصویر
اسنے نکالی یکایک امیر کی نگاہ اُس تصویر بے نظیر پر پڑی فوراً دل سے آہ منھ سے واہ کی اور کلیجا پکڑ کے
بیٹھ گئے ہزار جان سے عاشق ہوے تیر عشق سینے کے پار ہوا دل تڑپ کر پہلو مین دلدار کے لیے بیقرار ہوا بعد
دم بھر کے پوچھا اے بھائی یہ تصویر کسکی ہی اُسنے کہا اے امیر یہ تصویر دلپذیر ملکہ رابعۂ اطلس پوش کی ہی اور
یہ بیٹی ہی قدوس رومی کی جو دربند کامیاب کا حاکم ہی امیر با توقیر نے کہا تو اس تصویر کو بیچتا ہی اُسنے کہا کہ مجکو
سات جہاز راگی کے بدلے مین یہ تصویر ملی ہی امیر با توقیر نے کہا کہ ایک جہاز تو مجھسے نفع کا لے لے اور یہ تصویر
بے نظیر مجکو دیدے وہ سوداگر راضی ہوا امیر نے ایک رقعہ مہری عمرو بن حمزہ کو لکھا کہ قرۃ العین نور الابصار
وا ی راحت جان و دل بیقرار فرزند ارجمند عمرو بن حمزۂ نامدار طال اللہ عمرہ بعد دعاے مزید حیات و ترقی
درجات کے تمکو معلوم ہو کہ مین بخیر و عافیت ہون کچھ فکر و تردد نہ کرنا مین نے ایک تصویر بے نظیر اس سوداگر
منصور بازرگان سے آٹھ جہاز راگی کی قیمت پہ مول لی ہی یہ سوداگر میرا رقعہ مہری لاتا ہی تم فوراً اسکو آٹھ جہاز
کی قیمت دیدینا کچھ حیلہ و حوالہ نہ کرنا اور اب مین دربند کامیاب کو روانہ ہوتا ہون الامیر با توقیر
حمزۂ صاحبقران زمان نے یہ رقعہ لکھ کر مہر اپنی اُس رقعے پر ثبت کی اور ملفوف کر کے اُس سوداگر کو
دیا اور کہا کہ لشکر ظفر اثر ہمارا حلب مین ہی اور ایک بیٹا میرا کہ نام اُسکا عمرو بن حمزہ ہی وہ حاکم
لشکر ظفر پیکر کا ہی تو جا کے یہ رقعہ مہری میرا اُسکو دے دینا وہ تجکو اُسی وقت آٹھ جہازون کا روپیہ
دے دیگا یہ سوداگر وہ رقعہ مہری امیر با توقیر کا لے کر جانب حلب روانہ ہوا اور امیر با توقیر

دربند کامیاب کی طرف عشق مین ملکہ رابعہ اطلس پوش کے چلے چند فرسخ راہ طی کی تھی کہ ایک دوراہا ملا امیر نے
پوچھا کہ دربند کامیاب کا کون سا راستہ ہی لوگون نے کہا کہ دونون راہین دربند کامیاب کو گئی ہین مگر ایک راہ
سے چھ مہینے کے عرصے مین پہونچنا ہوتا ہی اور ایک راہ سے آدمی چالیس روز مین جاتا ہی لیکن یہ قریب کا راستہ بسبب
خوف کے بند ہی اور وہ دور کا راستہ کھلا ہوا ہی اُس طرف کچھ دہشت نہین راہ بالکل صاف وشفاف ہی امیر نے
چالیس روز کے راستے پر قدم ڈالا لوگون نے امیر کو منع کیا کہ ای شخص ادھر سے ہرگز نہ جا جہالت کو کام نہ فرما نہین
معلوم کیسی گذرے ادھر جان جوکھون ہی ہمارا کہنا مان لے بزرگون کا قول صادق آتا ہی شعر زن. بیوہ مکن اگرچہ
حور است ٭ رہ راست برو اگرچہ دور است ٭ سُنا ہی کہ اس طرف ایک دیوانہ رہتا ہی وہ لوٹ کر مار ڈالتا ہی
امیر با توقیر نے فرمایا خداے ما بزرگ ست وہ حافظ حقیقی بچانے والا ہی مجھے کیا کسی کا ڈر اور خوف ہی جب
پروردگار میرا نگہبان ہی یہ کہکر امیر کشور گیر بسم اللہ کہکر اُسی چالیس روز کے راستے پر نصر من اللہ وفتح قریب پڑھ
کہتے ہوے چلے جاتے جاتے جب نصف راستہ طی کر چکے دیکھا کہ ایک کھیت فالیز کا ہی چونکہ امیر با قیر
عرصے کے بھوکھے پیاسے تھے ایک پھل اُس فالیز مین سے توڑا چاہتے ہین کہ کھائین دیکھا اُس صحرا مین سامنے
سے ایک دیوانہ پیدا ہوا اور یہ کہتا ہوا آتا ہی ای نا شدنی اجل رسیدہ کیون تیری موت تجکو ادھر لائی ہی تو نے
میری اولاد کو مار ڈالا امیر با توقیر اُسکا کلام سُنکر حیران ہوے اور دل مین کہا کہ وہ جو دیوانہ سُنا تھا شاید
یہ وہی ہی یہ سوچ کر اُسکو دیکھکر ہنسنے لگے وہ آگ بگولا ہوکر جھپٹا اور قریب آکے ایک چوبدست امیر
با توقیر پر ماری امیر نے چوبدست کو پکڑ کے جھٹکا دیا کہ ہاتھ سے اُسکے نکل گئی امیر نے چھین کے پھینکدی
دیوانہ امیر سے لپٹ گیا کشتی ہونے لگی دو دن برابر زورکشتی مین امیر با توقیر سے اُس دیوانے نے کیا
تیسرے دن امیر کشور گیر نے لنگر اُس دیوانے کا توڑا اور کمر زنجیر مین ہاتھ ڈال کر دیوانے کو اُٹھالیا اور سر پر
چرخ دے کر چاہا زمین پر مارین کہ دیوانہ بعد ہوشیاری چلایا ای آغا سرخ کندہ زن امان امان
حمزۂ صاحبقران نے فرمایا بشرط ایمان دیوانے نے قبول کیا امیر با توقیر نے اُسکو چھوڑ دیا اور کلمۂ
توحید تلقین کیا وہ دیوانہ از سر صدق مسلمان ہوا اور دین اسلام اختیار کیا امیر با توقیر نے کہا کہ میرے ہمراہ
چل یہ سُنکر دیوانہ گھبرایا کہا ای آغا سرخ کندہ زن اب میرے ساتھ میرے گھر پر چلیے مین اپنے مان
باپ سے پوچھ کر چلونگا وہ دیوانہ امیر کو ساتھ لے کر گھر مین آیا اور اپنے مان باپ سے ساری کیفیت بیان
کر کے کہا کہ مین آغا سرخ کندہ زن کے ساتھ جاتا ہون اُنکے والدین نے منع کیا اور کہا اُنکے ساتھ نہ جانا
اُس دیوانے نے ایک چوبدست ماری کہ دونون مر گئے پھر اپنی زوجہ کے پاس گیا اور سب حال بیان کر کے
کہا کہ مین آغا سرخ کندہ زن کے ہمراہ جاتا ہون اُنکے یہان لڑکا پیدا ہوا تھا اُسنے شوہر دیوانے کی گود
مین لاکر لڑکے کو ڈالدیا اور کہا کہ تمھین اختیار ہی دیوانہ خوشی خوشی اُس لڑکے کو لیے ہوے امیر با توقیر کے پاس آیا اور
لڑکے کو امیر کے آگے رکھدیا اور کہا کہ میری زوجہ کے یہان آج یہ لڑکا پیدا ہوا ہی آپ اسکا نام کچھ رکھدیجیے امیر نے
فرمایا تیرا نام کیا ہی اُسنے کہا مجھکو قندس دیوانہ کہتے ہین امیر با توقیر نے فرمایا کہ مین نے تیرے لڑکے کا نام صبا
بن قندس رکھا یہ سُنکر قندس دیوانہ نے لڑکے کو اپنی زوجہ کے پاس پہونچا دیا اور ساتھ امیر کے روانہ ہوا
صاحبقران عالیشان اور قندس دیوانہ منزلین طی کرتے ہوے چلے جاتے ہین کہ ایک جنگل مین دیکھا ایک لشکر
اُترا ہوا ہی امیر با توقیر نے قندس دیوانہ سے کہا کہ جاکر دریافت کر کہ یہ لشکر کسکا ہی قندس دیوانہ قریب لشکر آیا اور ایک

پوچھا کہ صاحب فوج کا کیا نام ہی یہ لشکر کسکا ہی جس سے پوچھا تھا اُسنے تو کچھ جواب نہ دیا دوسرے شخص نے کہا کہ
آصف الیاس مالک فوج ہین قندس دیوانہ نے ایک چوب اُسکو ماری وہ تڑپکر مرگیا لوگون نے کہا یہ کیا سوال
دیگر جواب دیگر قندس نے کہا مین تو اس سے پوچھتا تھا وہ کیون بول اُٹھا لوگ اُس دیوانے پر ٹوٹ پڑے ہلڑ
ہوگیا اتنے مین امیر بھی آگئے اور دیوانے کو ڈانٹا فرمایا ہمنے تجھکو نام پوچھنے کو بھیجا تھا یا لڑنے کو دیوانہ جھجھک کر
پیچھے ہٹ گیا امیر نے کہا یہ دیوانہ ہی اسکے حرکات وسکنات پر خیال نہ کرو جانے دو مین نے ڈانٹ دیا ہی اب
یہ نہ بولیگا یہ ذکر تھا کہ آصف والیاس بھی سُنکر آگئے پوچھا کیا ہی امیر نے کہا کہ یہ دیوانہ میرے ساتھ ہی مین نے
اس سے کہا کہ جا کر صاحب فوج کو دریافت کر آ یہ یہان آ کر اپنے دیوانے پن مین کسی سے بھڑ پڑا مین نے اسکو ڈانٹ دیا
اب کیا مجال اسکی جو یہ کسی سے بول سکے اُنھون نے کہا آپ کا نام کیا امیر نے کہا میرا نام سعد شامی ہی مین
دربند کامیاب کی طرف جاؤنگا قزاقان صحرا نے مال واسباب لوٹ لیا یہ کہکر روانہ ہوے اور آصف
والیاس بھی دربند کامیاب کو چلے مگر امیر باتوقیر نے جو آصف والیاس سے پوچھا تم کون ہو اُن دونون
نے کہا کہ ہم حاکم دربند کامیاب قدوس رومی کے بیٹے ہین اور ملکہ رابعہ اطلس پوش کے بھائی ہین امیر
دل مین بہت خوش ہوے کہ خدا نے راہبر ساتھ کر دیا راہ کا پتا بجا انسے معلوم ہوتا رہیگا غرضکہ امیر باتوقیر اور
آصف والیاس علحدہ علحدہ دور دور آگے پیچھے جاتے ہین جب قریب دربند کامیاب کے پہونچے
امیر نے دیوانے سے کہا کہ جاؤ شہر مین اور کاروانسرا تلاش کر کے جگہ اُترنے کی تجویز کرو قندس دیوانہ
کاروانسرا مین آیا اور ایک ایک کو مار کے نکالنے لگا یہانتک کہ جتنے بھٹیارے تھے سب کو مار کے نکال دیا
اس عرصے مین امیر بھی سرا مین آئے لوگون نے امیر سے کہا اُس طرف نہ جائیے ایک دیوانہ سرا مین ابھی
گھُس آیا ہی وہ سب کو مار کے نکال رہا ہی امیر نے سب کو تسلی دی اور کہا تم لوگ گھبراؤ نہین یہ دیوانہ میرے
ساتھ ہی پھر امیر نے دیوانے کو ڈانٹا اور ایک مقام پر سرا مین ایک بھٹیارے کے مکان مین اُترے یکایک
آصف والیاس بھی سرا مین سیر کرتے ہوے آئے اور امیر کو پہچانکر صاحب سلامت کی اور کہا اے سعد شامی
ہم آپ کو اپنے باپ کے پاس لے چلین گے یہ تمام کلفت وافلاس آپکا دور ہو جائیگا سعد شامی نے کہا
اے صف والیاس ہمارے یہان آج آپ کی دعوت ہی اُنھون نے کہا کہ آپ سفر مین ہین آپکو دعوت
کرنا لازم نہین بلکہ ہمکو مناسب ہی کہ ہم آپ کی دعوت کرین کہ آپ مسافر ہین سعد شامی نے نہ مانا اور آصف
والیاس کی مع متعلقین وہمراہی کے دعوت کی اور اُس دیوانے کو ایک بازوبند اپنا دیا اور کہا کہ اے دیوانے
یہ بازوبند کہین جا کر پانچ ہزار روپئے پر رہن کر لا قندس بازوبند لیکر گیا اور ایک مہاجن کے یہان
پانچ ہزار روپئے کو رہن کیا اور پانچ توڑے لے کر آیا اور امیر کو لا کر وہ روپئے دیے امیر باتوقیر نے بھٹیارے
کو بُلا کر کہا اے مہتر جی ہمکو آصف والیاس کی مع ہمراہیون کے دعوت کرنا منظور ہی جلد پخت کا سامان کر دیہ
کہکر امیر نے توڑے روپیون کے اُس بھٹیارے کے آگے رکھ دیے اُسیوقت اُسنے سب سامان مہیا کر کے کھانا پکوانا
شروع کیا غرضکہ کھانا تیار رہوا پلاؤ زردہ اور متنجن دو زعفر وسالن کئی طرح کے شیر برنج بہت خوش ذائقہ آصف
والیاس مع ہمراہیون کے آئے امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران نے دیوانے سے کہا کہ خیمے ڈیرے کرایہ کے
لا کر صحبت آراستہ کرو اور روشنی کا بھی خوب سامان کرو اور طائفے جا کر لاؤ غرضکہ سب درست ہو گیا
محفل رقص آراستہ و پیراستہ ہوئی ناچ ہونے لگا لوگ کھانا کھا کر آنے لگے اور محفل مین بیٹھکر ناچ دیکھنے لگے

تمام رات ناچ ورنگ اور دورہ شراب وکباب رہا صبح کو صحبت برخاست ہوئی آصف الیاس سعد شامی کو
ہمراہ لیکر باپ کے دربار مین آئے امیر با توقیر نے قدوس رومی کو بادب سلام کیا اور دنگل پر بیٹھ گئے
بادشاہ نے امیر سے کہا ای سعد شامی تونے غضب کیا تو اس دنگل پر بیٹھ گیا یہ دنگل فولاد پنجہ کش کا ہی جسکا زمانے بھر
مین کوئی ہمسر نہین ہی امیر نے کہا آپ نہ گھبرائیے مین اُسکو جواب دے لونگا یہ ذکر تھا کہ دیکھا سامنے سے
فولاد پنجہ کش بھی دربار مین آیا اپنے دنگل پر جو بیگانے کو بیٹھے دیکھا کہا ای شخص تو میرے دنگل پر کیون بیٹھ گیا تو
مجھے نہین جانتا مین کون ہون اور کیا زور اور کس طرح کی قوت رکھتا ہون سعد شامی نے کہا ہان مین تجھے
جانتا ہون اور تیری قوت کا بھی حال سُنا ہی جس بات کا تجھکو دعوی ہو مین حاضر ہون وہ دوسرا دنگل بچھوا کر
بیٹھ گیا امیر سے پنجے کا زور کیا پھر کامل پنجے کا زور ہوا کیا آخر کار امیر نے اُسکی انگلی توڑ ڈالی فولاد پنجہ کش
دربار عام مین بہت خفیف ہوا اور شرمندہ ہوکے امیر سے لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی تین پہر کامل کشتی ہوئی بعد اُسکے
امیر نے لنگر اُسکا توڑ کے اُٹھا لیا اور فولاد پنجہ کش کو زیر کیا بادشاہ نے یہ دیکھ کر سعد شامی کی بڑی عزت و
توقیر کی اور ایک مکان شاہی آراستہ کراکے امیر با توقیر کو اُتارا اور بہت سے آدمی خدمت کے واسطے تعین کیے
اور کئی خوان کھانے کے مقرر کر دیے امیر با توقیر کو اُتار لا امیر اور قندس دیوانہ اُسمین فروکش ہوے اور رہنے
لگے ایک روز آدھی رات گئے امیر با توقیر کو رابعہ اطلس پوش کا خیال آیا اور جس مکان مین امیر با توقیر
فروکش تھے وہ مکان ملکہ رابعہ اطلس پوش کے محل سے ملا ہوا تھا امیر با توقیر بعد نصف شب کے اُٹھے اور کمند
پھینک کر محل مین رابعہ اطلس پوش کے پہونچے دیکھا کہ تمام محل منور ہی چاند تو آسمان پر سے جلوہ کرتا ہی اور
آفتاب حسن ملکہ رابعہ اطلس پوش زمین پر سے چار طرف ضیا باری کر رہا ہی رابعہ اطلس پوش
جواہر نگار چھپر کھٹ پر ہاتھ پاؤن پھیلائے ہوئے بیخبر سوتی ہی امیر با توقیر قریب اُسکے آئے اور بیتابی دل
عشق منزل سے چاہا کر بوسہ لب جانبخش کا لون کہ رابعہ اطلس پوش کی آنکھ کھل گئی دیکھا کہ ایک شخص میرے
برابر جھکا ہوا کھڑا دیکھ رہا ہی بیساختہ خائف ہوکر چور چور کہکر غل مچایا محل والیان سب جاگ اُٹھین اور امیر بھاگے
اُسی کمند پر سے اُترکے اپنے مکان مین آکر سو رہے وہان محل مین تمام کنیزین روشنی لیکر ڈھونڈھنے لگین کونا کونا
محل کا دیکھا کہین کسی کا پتا نہ لگا رات بھر اُن سب کو اسی تلاش مین گذر گئی ایک ایک سے کہتی ہی کہ مین نے خود
دیکھا کہ ایک آدمی تھا اور پھر ایسا غائب ہوگیا کہ پتا نہ لگا یہ کوئی آسیب تھا یا ہوائی یا کوئی جن یا پریزاد تھا کہ
نگاہ پڑتے ہی معدوم ہوا جب صبح ہوئی امیر با توقیر پوشاک پہنکر دربار مین بادشاہ قدوس رومی کے آئے
فولاد پنجہ کش نے دنگل امیر کا بالادست بچھوا دیا اور آپ بائین طرف بیٹھا یکایک ہرکارون نے خبر دی کہ
دولاے فرنگی پانچہزار فرنگی لیکر دروازۂ شہر پناہ پر اُترا ہی انیس فرنگی نامہ لیے ہوے آتا ہی یہ ذکر تھا کہ
انیس فرنگی سامنے سے آیا بادشاہ کو مجرا کیا اور کرسی پر بیٹھ گیا اور نامہ مرزوق فرنگی کا بادشاہ کو دیا بادشاہ نے اُس نامہ کو
کھول کر پڑھا اُس مین یہ لکھا تھا ای بادشاہ قدوس رومی تم کو معلوم ہو کہ فرزند میرا کپیتان فرنگی تمھاری دختر
رابعہ اطلس پوش پر عاشق ہوا ہی بہتر یہ ہی کہ ملکہ رابعہ اطلس پوش کو جلد سوار کرکے دولاے فرنگی کے ہمراہ روانہ
کر دو اور جہیز وغیرہ کی کچھ فکر و تردد نہ چاہیے مین اُسکی شادی یہان بڑی دھوم دھام سے آپ کرونگا اور تمکو فخر کرنا چاہیے کہ
مرزوق فرنگی اپنے بیٹے کے واسطے تمھاری دختر کا خود خواستگار ہوا کہ نامہ لکھکر انیس فرنگی کے ہاتھ بھیجا اور دولاے
فرنگی کو مع فوج کے براے حفاظت روانہ کیا ہی مناسب ہی کہ ہمراہ نامہ دار کے ملکہ رابعہ اطلس پوش کو فوراً

روانہ کرو کہ مین یہان صحبت عروسی اور جلسۂ شادی مہیا کرکے بڑی دھوم سے شادی کتخدائی کرلونگا اگر
اس کے خلاف کیا تو بڑی قیامت ہوگی اور تم بعدہ پچھتاؤگے قدوس رومی مضمون نامہ کو پڑھکر کانپ
گیا اور کچھ وزیر سے حکم دیا چاہتا تھا کہ امیر با توقیر کی نگاہ رابعہ اطلس پوش کے نام پر پڑی امیر
سمجھ گئے کہ یہ نامہ دربارۂ شادی ملکہ رابعہ اطلس پوش کے آیا ہے فرمایا مین دیکھون اس نامے کو امیر نے یہ کہکر
وہ نامہ قدوس رومی کے ہاتھ سے چھین لیا اور بخوبی تمام وکمال پڑھا امیر کا غصے سے منھ لال ہوگیا اور نامہ
کو چاک کرکے پھینکدیا انیس فرنگی نے بگڑکے کہا ای شخص غضب کیا تو نے مرزوق فرنگی کا نامہ پھاڑکر پھینکدیا
تو سزا اسے سخت پائیگا اور یہ کہکر انیس فرنگی نے کرچ کھینچکر ماری امیر نے دیکر خالی دی اور اٹھکر ہاتھ پکڑ لیا
اور ایک طمانچہ مارا کہ گردن اس کی پشت کی طرف پھر گئی اور تڑپکر گرا مرگیا اسی طرح چار فرنگی امیر نے مارے
لوگ بھاگے اور دولاے فرنگی سے سب کیفیت بیان کی دولاے فرنگی نے اسی وقت بگل معرکہ آرائی
دیا اور طبل جنگ بھی بجوایا ہرکارون نے یہ خبر قدوس رومی کو دی قدوس رومی نے امیر با توقیر سے کہا ای
سعد شامی غضب ہوگیا اب کیا ہوگا سعد شامی نے کہا آپ نہ گھبرائیے مین اسکو جواب دے لونگا غرضکہ
رات بھر تیاری جنگ دونون طرف رہی صبح کو امیر با توقیر لشکر لیکر میدان جنگ مین آئے ادھر سے دولاے
فرنگی مع اپنی فوج کے میدان مین آیا صف آرائی ہونے لگی یہان آصف والیاس نے اپنے باپ سے کہا کہ یہ
خلاف مروت ہے کہ ہم جاکر سعد شامی کے نہ شریک ہون یہ کہکر دونون بھائی فوج لیکر میدان رزمگاہ کیطرف
چلے فولاد پنجہ کش نے کہا کہ مین بھی چلتا ہون سعد شامی کا مین بھی شریک ہونگا غرضکہ یہ بھی مع فوج روانہ
ہوا ایک طرف میدان مین صفین جماکر کھڑا ہوا جب نقیب نقابت کرگئے ازرق فرنگی نکلا اور میدان مین آکر
مبارز طلب کیا ادھر فولاد پنجہ کش صف سے نکلا ازرق نے بڑھکر کرچ ماری فولاد پنجہ کش کے سر پر ٹپکی سر
اسکا زخمی ہوا خون بہنے لگا زخم سر کو رومال سے باندھا اور جھپٹ کر ہاتھ تلوار کا مارا ازرق فرنگی دو ٹکڑے ہوکر
گرا یہ دیکھتے ہی توماس فرنگی پرے سے نکلا ادھر سے قندس دیوانہ چلا فولاد پنجہ کش کو تو پھیر دیا توماس سے
مقابلہ کیا توماس فرنگی نے کرچ ماری قندس دیوانہ نے چوبدست پر روک کر وار چوبدست کا کیا توماس
فرنگی پر پورا حربہ پڑا کہ وہ پراٹھا ہوکر لقمۂ اجل ہوا اسی طرح قندس دیوانہ نے چار فرنگی جلیل القدر مارے
فوج پراگندہ ہونے لگی دولاے فرنگی نے بگل دیگر فوج کو روکا اور کہا تم لوگ نہ گھبراؤ مین اس دیوانے کو
پکڑے لاتا ہون ناظرین والاتمکین پر واضح ہو کہ اہل فرنگ ہمیشہ سے بڑے مدبر اور ہوشیار ہین کوئی ملک انھون نے
بغیر فطرت اور چالاکی کے فتح نہین کیا دولاے فرنگی کچھ فن عیاری سے بھی آگاہ ہے غرضکہ دولاے فرنگی
گھوڑا چمکا میدان مین آیا قندس دیوانہ نے اپنی زنجیر کھڑکھڑائی گھوڑا اسکا چراغ پا ہوکر الف ہوگیا اور میدان
سے بھاگا دولاے فرنگی پھر گھوڑے کو پھیر کر لایا دیوانے نے پھر زنجیر کھڑکھڑائی گھوڑا پھر بگڑکر سوار کو لے کر
بھاگا یہ کیفیت میدان مین کئی مرتبہ ہوئی اب گھوڑا میدان مین سامنے دیوانے کے نہین آتا اور دونون طرف
لشکر مین سب ہنس رہے ہین دولاے فرنگی ہرچند گھوڑے کو پھیر پھیر کر لاتا ہے مگر گھوڑا کسی طرح رخ نہین کرتا
غرضکہ دولاے فرنگی نے دور سے دیوانے کو آواز دی او دیوانے تو کارزار کرنے آیا ہے یا فوج کو تماشا
دکھاتا ہے اب خبردار ہوجا حربہ کر زنجیر نہ ہلانا یہ کہکر دولاے فرنگی گھوڑے کو کڑکڑاکر برابر قندس دیوانہ
کے آیا دیوانے نے چوبدست کا وار کیا دولاے فرنگی نے بڑھکر پھرتی سے حلقہ ہاے کمند مارے دیوانہ

کمند مین پھنس کر گرا دولاے فرنگی نے دوڑ کر دیوانے کی مشکین باندھ لین اور طبل امان بجوا دیا قندس دیوانہ قید ہوکر افواج فرنگی مین آیا دونون لشکر اپنی اپنی طرف پھر گئے مگر امیر با توقیر کو قندس دیوانہ کا گرفتار ہوجانا بہت شاق ہوا نہایت صدمہ ہوا بلکہ شب کو اسی رنج مین کھانا نوش نہ کیا اور کہا انشاء اللہ کل سب کو شکست فاش دیکر قندس دیوانہ کو چھڑا لاؤنگا شام کو دولاے فرنگی نے پھر طبل جنگ بجوایا ادھر بھی نقارۂ رزمی پر چوب پڑی رات بھر دونون طرف تیاری جنگ رہی صبح کو دونون لشکر میدان مین صف آرا ہوے امیر و آصف و الیاس فوج لے کر مقابل لشکر فرنگیان آکر کھڑے ہوے دولاے فرنگی گھوڑا جھکا کر پرے سے نکلا مبارز طلب کیا ادھر سے سعد شامی نے اسپ پری پیکر کو جلوہ آرا کیا گھوڑا امیر با توقیر کا جک کر مثل برق جہندہ کے میدان رزمگاہ مین آیا دولاے فرنگی نے بڑھ کر گرج ماری امیر نے خالی دیکر ہاتھ تیغہ عقرب سلیمانی کا مارا دولاے فرنگی کی کمر پر پڑا دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا یہ دیکھتے ہی سب فرنگی چار طرف سے سعد شامی پر ٹوٹ پڑے امیر تلوار پکڑ کے فوج مین دھنس گئے ادھر سے آصف و الیاس بھی فوج لیکر شریک سعد شامی ہوے تلوار چلنے لگی خون کا دریا بہنے لگا کشتون کے پشتے ہوگئے فوج فرنگی خوب کشتہ ہوئی باقی ماندہ لوگ بھاگے امیر نے قندس دیوانہ کو چھڑا لیا اور لشکر کو مارے تلوار دن کے بھگا دیا اب فوج فرنگی لاش دولاے فرنگی وغیرہ کی لے کر مرزوق فرنگی کے پاس بھاگی جاتی ہے اسکو تو یہین چھوڑ دیجیے ادھر امیر با توقیر حمزہ صاحبقران بفتح و فیروزی پھرے آصف و الیاس بڑی دھوم سے طبق زرنثار کرتے ہوے سعد شامی کو بارگاہ شاہی مین لائے یہان ایک شور و غل برپا تھا کہ سعد شامی بڑا بہادر اور زبردست ہے خوب لڑا فرنگیون کو مار کے بھگا دیا بڑے بڑے جلیل القدر فرنگی سعد شامی کے ہاتھ سے قتل ہوے اب سعد شامی بفتح و فیروزی دربار مین بڑی دھوم سے آتا ہے یہ خبر جو محل مین پہونچی ملکہ رابعہ اطلس پوش کو بھی سعد شامی کے دیکھنے کا اشتیاق ہوا ہمراہ اپنی جلیسون انیسون کے بالا خانہ محل پر جو سر راہ تھا آکھڑی ہوئی اور جھروکون سے دیکھنے لگی غرضکہ سعد شامی تیغہ کاندھے پر رکھے ہوے قدم با قدم جھومتے ہوے دربار مین آئے و مسند شوکت پر جلوہ افروز ہوے بادشاہ قدوس رومی نے بڑی تعریف کی اور زر و جواہر سعد شامی پر سے تصدق کیا امیر تھوڑی دیر دربار مین ٹھہر کر اپنے مکان عالیشان مین آئے پوشاک رزم اتاری لباس بزم جسم پر آراستہ کیا جب دو پہر رات گئی کمند پھینک کر محل مین ملکہ کے داخل ہوے یہان ملکہ رابعہ اطلس پوش بھی چھپر کھٹ پر لیٹی ہوئی جاگ رہی تھی اور شیوہ وزیر زادی پاس اسکے بیٹھی باتین سعد شامی کی کر رہی تھی یکایک کچھ کھٹکا ہوا دیکھا کہ درخت کی آڑ مین ایک آدمی کھڑا ہے شیوہ اٹھکر جو درخت کے پاس آئی پہچانا کہ سعد شامی ہے مگر چہرہ نورانی کی چھوٹ اس درخت کے سائے مین پڑتی ہے کہ گویا چاندنی نے کھیت کیا یا ماہ شب چاردہ اپنی طلعت دکھاتا ہے شیوہ نے آکر ملکہ سے عرض کیا کہ اے بی بی سعد شامی درخت کے نیچے کھڑا ہے ملکہ نے کہا بلا لا امیر با توقیر ہنستے ہوے ملکہ رابعہ اطلس پوش کے پاس آئے اور برابر ملکہ کے چھپر کھٹ پر بیٹھ گئے ملکہ بھی اٹھ بیٹھی اور کہا اے سعد شامی تو ہمارے محل مین بے غرض ہوکر بے محابا کیون چلا آیا امیر نے کہا جذبۂ عشق سے قرار نہوا بیتابی دل کھینچ لائی اے ملکہ مین سعد شامی نہین ہون مین داماد نوشیروان حمزۂ صاحبقران زمان ہون تیرے اشتیاق مین منزلین طے کرکے آیا ہون بڑی بڑی مشقتین و جفائین اٹھائی ہین دیکھ یہ تصویر تیری میرے گلے مین مثل تعویذ جان کے حمائل ہے ملکہ رابعہ اطلس پوش نے اسی وقت تصویر صاحبقران کی نکالی اور مقابلے مین رکھ کر دیکھا تو سر مو فرق نہ پایا بہت شاد ہوئی امیر سے

لپٹ گئی اُسی وقت گلابیان شراب کی طلب کین اور جام بھر کر امیر کو دیا امیر با توقیر نے وہ جام زرنگار ہاتھ مین لیا
اور تعریف پروردگار عالم کی اور حمد و ثنا اُس خالق کون و مکان کی کرنا شروع کی اور فرمایا اگر تم دین حق اختیار
کرو تو مین بھی جام پیون ملکہ نے اُسی وقت دین اسلام قبول کیا امیر نے کلمۂ توحید تعلیم کرکے جام پیا ملکہ بصدق دل
مسلمان ہوئی اب باتین راز و نیاز کی ہونے لگین یکایک چہرۂ محبوب مہر منیر یعنے آفتاب عالمتاب نے حجلۂ مشرق
سے جلوہ گری کی صبح ہوگئی اور آصف و الیاس دونون بھائی ملکہ رابعہ اطلس پوش کے حسب معمول مدام
آگئے محلدار نے آواز دی کہ شہزادے دونون آصف و الیاس ملکہ کے پاس آتے ہین ملکہ نے کہا اے امیر اب کیا
ہو تم جلدی سے کہین پوشیدہ ہو جاؤ امیر نے فرمایا ہم کسی سے روپوشی نہین کرتے ہین اگر آصف و الیاس
آتے ہین تو آنے دو ہر چہ بادا باد حمزہ صاحبقران زمان جسطرح بیٹھے تھے اُسی طرح بیٹھے رہے آصف و الیاس
آئے دیکھا کہ سعد شامی پہلوے ملکہ رابعہ اطلس پوش مین جلوہ گر ہی ملکہ نے تو اپنا سر جھکا لیا اور کلیجہ دھڑکنے لگا
کہ دیکھیے کیا ہوتا ہی آصف و الیاس نے کہا اے سعد شامی یہ کیا حرکت نالائق ہی تجھکو کچھ حیا بھی مانع نہوئی
امیر نے فرمایا اے برادرمن سعد شامی نہین ہون مین حمزہ صاحبقران زمان داماد نوشیروان ہون آصف
و الیاس بہت خوش ہوے او گلے ملے اور بڑی خاطر و مدارات سے پیش آئے اور تھوڑی دیر ٹھہر کر صاحبقران
کو اپنے باپ قدوس رومی کے دربار مین لائے امیر با توقیر دنگل شوکت پر متمکن ہوے اتنے عرصے مین
آصف و الیاس نے جھک کر بادشاہ کے کان مین کچھ کہا بادشاہ دل مین بہت شاد ہوا اور بیساختہ ہنس کر
وزیر خوش تدبیر کے کان مین کوئی بات چپکے سے کہی وزیر بھی بہت خوش ہوا اور چند کلمے تہنیت آمیز بادشاہ
سے کہکے اُٹھ کھڑا ہوا اور سامان شادی کتخدائی کرنے لگا دوسرے دن بادشاہ نے ملکہ رابعہ اطلس پوش کو اور
امیر با توقیر حمزہ صاحبقران زمان کو مانجھے کا جوڑا پہنا دیا تمام شہر مین دھوم دھام شادی کی ہونے لگی
ہر ایک نے رعایا سے ملازم تک زرد پوشاکین بدلین گویا تمام شہر زعفرانی ہوا کیفیت تازہ نظر آنے لگی انکو
تو یہان مانجھے مین چھوڑ دیجیے کچھ حال خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری کا سُن لیجیے

دو کلمے داستان مسرت بیان جانا خواجہ عمرو کا دربند کامیاب مین بہ تلاش امیر کشور گیر حمزۂ صاحبقران اور کچھ حال عمرو بن حمزۂ یونانی کا

طے کنندگان مسافت دور و دراز و بادیہ پیمایان صحراے آشفتہ طراز بوساطت اشہب قلم جولان رقم تلاش
مضامین آبدار صحرا نوردی صفحۂ قرطاس پر یون تحریر کرتے ہین کہ جسوقت وہ سوداگر منصور بازرگان عمرو بن
حمزۂ یونانی کے پاس آیا اور وہ رقعہ مہری امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران زمان کا پیش کیا عمرو بن حمزہ نے
وہ تحریر آنکھون سے لگائی اور اُسی وقت آٹھ جہاز کا مال منصور بازرگان سوداگر کو دے کر بصد اعزاز و اکرام
رخصت کیا جب سوداگر چلنے لگا خواجہ عمرو نے پوچھا اے بھائی تجھے کچھ معلوم ہی کہ امیر کہان گئے ہین سوداگر نے
کہا کہ تصویر ملکہ رابعہ اطلس پوش کی مجھسے لے کر دربند کامیاب کو گئے ہین کہ وہ تصویر دختر نیک اختر
قدوس رومی حاکم دربند کامیاب کی ہی یہ کہکر وہ سوداگر چلا گیا اور خواجہ عمرو بن امیہ ضمری اُسی وقت
دربند کامیاب کی طرف روانہ ہوے بعد قطع منازل اور طے مراحل کے جب قریب دربند کامیاب کے
پہونچے ایک سوداگر جلیل الشان کی صورت بن کر دربار بادشاہ قدوس رومی مین آئے دیکھا دربار بادشاہ
کا جمع ہی اور تمام درباری وغیرہ درباری اور رعایا وغیرہ زرد پوش ہین اور امیر با توقیر بہت بھاری عمدہ مانجھا

جوڑا پہنے ہوے تخت بادشاہ کے پاس زنگل شوکت پر جلوہ افروز ہین سوداگر نے بطریق اہل اسلام سلام کیا
امیر نے جواب سلام دیا بادشاہ نے پوچھا اے سوداگر کیا لایا ہو سوداگر نے جواب دیا کہ لایا تو کچھ نہین ہون ایک
غلام میرا بھاگ کر اُلٹے یہان آیا ہو اُسکی تلاش مین یہان تک پہونچا ہون اب اُسکو پہچانا کہ اس جگہ موجود ہی
سب لوگ حیران ہوے کہ یہ سوداگر کیا بکتا ہو یہان دربار شاہی مین سب ملازم بادشاہ ہین اسمین غلام اس
سوداگر کا کونسا ہو بادشاہ نے کہا اے سوداگر کسکو تو نے پہچانا کونسا یہان تیرا غلام ہو عمرو نے صاحبقران
کی طرف اشارہ کیا اور کہا یہ میرا غلام ہو بھاگ کر یہان آیا ہو بادشاہ نہایت متعجب ہوا اور فوراً دل مین
خیال گذرا کہ افسوس میری بیٹی ملکہ رابعہ اطلس پوش کی شادی غلام کے ساتھ ہوگی یہ سوچ کر بادشاہ کے دل پر ایک
صدمۂ عظیم گذرا اور امیر کی طرف دیکھ کر بادشاہ نے کہا اے سعد شامی یہ سوداگر کیا کہتا ہو اور اس امر کا کیا واقعہ ہو امیر
نے فرمایا کہ یہ سوداگر جھوٹا ہو جھک مارتا ہو ناگاہ قندس دیوانہ اُٹھا اور پکارا او آغا کا لیے جنگ جو تند خو تو
کیا بیہودہ بکتا ہو یہ کہکر چوبدست عمرو پر ماری عمرو نے پھرتی سے خالی دی اور چلایا اے حمزہ بچا مجکو دیوانہ
مار ڈالیگا امیر نے فرمایا اے خواجہ تم ہو مین نے نہین پہچانا تھا پھر قندس دیوانہ کو امیر باتوقیر نے ڈانٹا اور منع کیا
عمرو دوڑ کر حمزہ صاحبقران سے لپٹ گیا بادشاہ نے جو یہ ماجرا دیکھا یا تو سکوت تھا یا اب خلاصہ تصدیق ہوگیا
کہ بیشک یہ حمزہ صاحبقران زمان ہین اور یہ خواجہ عمرو عیار طرار آنکا ہی غرضکہ امیر باتوقیر خواجہ عمرو کا ہاتھ
پکڑ کے اُٹھ کھڑے ہوے اور اپنے ہمراہ لیے ہوے ملکہ رابعہ اطلس پوش کے پاس آئے عمرو نے ملکہ کی مذمت
کرنا شروع کی ملکہ برہم اور بدمزاج ہونے لگی عمرو نے امیر سے کہا اے امیر کس پر عاشق ہوے ہو اسقدر
تو حسن و جمال کا شہرہ اور یہ بڑا آنکھ مین ہنیٹ اور پھلی ملکہ کی وزیرزادی شیوہ نے کہا دُر موے نگوڑے
کالیے تیری آنکھ مین خود ہنیٹ اور پھلی ہوگی میری ملکہ کے سامنے چودھوین رات کا چاند نکلتے ہوے شرماتا
ہو عمرو نے کہا کیا مین جھوٹ کہتا ہون اے لو آئینہ مین صورت اپنی ملکہ خود دیکھ لین یہ کہکر ایک آئینہ زنبیل سے
نکالکر سامنے ملکہ کے رکھدیا اب جو ملکہ نے دیکھا درحقیقت جو عمرو کہتا ہو صحیح ہو اب جسنے صورت ملکہ کی دیکھی
وہی عیب نظر پڑا تب امیر نے ملکہ سے کہا کہ خواجہ کو کچھ دو تو یہ عیب تمھارے چہرے کا دور ہو جائے خواجہ بے لیے
ہوے کچھ نہ مانینگے ملکہ نے ایک صندوقچہ جواہر کا منگوا کر خواجہ کے آگے رکھدیا خواجہ نے وہ صندوقچہ لیکر نذر زنبیل کیا
اور وہ آئینہ سامنے سے ہٹا لیا ملکہ نے اپنا آئینہ منگا کر صورت اپنی دیکھی جیسی صورت پیشتر تھی ویسی پائی ملکہ بہت
متعجب ہوئی اور خواجہ سے کہا اے خواجہ کچھ گاؤ یہان خواجہ عمرو حسن و جمال شیوہ وزیرزادی پر عاشق ہو چکے
تھے عمرو نے کہا اگر شیوہ وزیرزادی تمھاری اپنی زبان سے کہے تو مین گاؤن شیوہ نے کہا بس بس چل چھے چھائین پھوئین
مجھے کیا غرض جو مین گانے کو تجھسے کہون تیرا جی چاہے گا بجانہ تیرا جی چاہے نہ گا عمرو نے کہا ظاہر مین گانے کو
منع کرتی ہو اور اشارے سے بلائین لے کر کہتی ہو کہ خواجہ کچھ گاؤ شیوہ نے کہا موے مونڈی کاٹے کچھ شامت
آئی ہو کمبختیون نے گھیرا ہو کہ جو تہمت رکھتا ہو عمرو نے کہا کہ اچھا کھائی نہ ہو اب نہ زبان سے کہو نگا کہ تم کہتی ہو
مین گاتا ہون غرضکہ عمرو نے جوڑی ہفت پیوندی کی زنبیل سے نکالی اور بجا کر گانا شروع کیا عجب سمان بندھا کہ
سب وجد کرنے لگے گاتے گاتے خواجہ پھر تھم گئے اور کہا اے ملکۂ عالم دیکھ شیوہ اشارے سے بلائین لیکر ہاتھ دونون
پھیلاتی ہو کہ آؤ میرے گلے سے لگجاؤ بھلا کہین ہو سکتا ہو کہ غیر تخلیہ مین ایسا کرون شیوہ نے کہا اے ملکہ دیکھو مین
موے ناشدنی سے بولتی نہین ہون خواہ مخواہ مجھے چھیڑتا ہو میری بلا اشارے کرے بلائین لے مین ایسے مُردے بہاڑی کو تے کو اپنی

ایڑی چوٹی پر سے اُتار کے منگل اتوار صدقہ کرتی ہون اچھا بھلا چنگا گاتے گاتے پھر بھنا سوار ہوا نہین معلوم
یہ اپنے دل مین کیا سمجھتا ہی مین ایسون سے پاخانے مین لوٹا بھی نہین رکھواتی عاشق ہونا چیز دیگر ہی یہ کلام
سنکے صاحبقران زمان ہنسنے لگے فرمایا ای شیوہ خفا نہ ہو خواجہ کی بات کا بُرا نہ مانو یہ جب عاشق ہوتے ہین
پہلے اُسکی مذمت کر کے حیران و پریشان کرتے ہین یہ انکا قاعدہ کلی ہی پھر ملکہ سے امیر نے کہا ای ملکہ خواجہ شیوہ
پر عاشق ہین اور شیوہ راضی نہین ہوتی ہی اکھڑی اکھڑی باتین کرتی ہی تم ذرا اسے سمجھا دو ملکہ نے شیوہ کو
کہ سنکر راضی کیا اور بہت کچھ سمجھایا المختصر وہ رات اسی جلسہ عیش مین بسر ہوئی دوسرے روز سامان شادی کا ملکہ
رابعہ اطلس پوش کی ہوا بڑی دھوم ہوئی ناچ و رنگ بہت ہوا عقد ملکہ رابعہ اطلس پوش کے ساتھ حمزہ
صاحبقران کا ہوا اور عمرو کا عقد شیوہ وزیرزادی سے ہوا دونون ایک روز ہم بستر ہوے ملکہ رابعہ اطلس پوش
اور شیوہ وزیرزادی دونون اُسی شب کو حاملہ ہوئین ملکہ رابعہ اطلس پوش کے بطن سے علمشاہ رومی پیدا ہونگے
اور شیوہ کے بطن سے سیارہ بن عمرو پیدا ہوگا الغرض امیر باتوقیر و خواجہ عمرو بعیش و عشرت رہنے لگے آٹھ روز کے
بعد امیر حمزہ صاحبقران کو اپنا لشکر یاد آیا صبح کو بادشاہ کے پاس آئے اور فرمایا کہ بہت عرصہ ہوا مجھکو لشکر
چھوڑے ہوے اب مین اپنے لشکر مین جاؤنگا آپ سے اجازت طلب ہون بادشاہ نے کہا ای امیر یقین ہی کہ
بعد آپکے جانے کے مرزوق فرنگی ملک میرا تاخت و تاراج کرے امیر نے فرمایا کیا مجال اُسکی میرا لشکر حلب
مین ہی جسوقت مجھکو اطلاع ہوگی اُسی وقت مع لشکر فوراً آؤنگا یہ سنکے بادشاہ مایوس ہوکے چپ ہو رہا اور امیر
باتوقیر کو رخصت کیا امیر دربار سے اُٹھکر محل مین ملکہ کے پاس آئے اور ایک بازوبند اپنا ملکہ کو دیکر کہا اگر تمھارے
بطن سے بیٹا پیدا ہو تو یہ بازوبند اُسکے بازو پر باندھ دینا اور عمرو کی زوجہ شیوہ وزیرزادی نے عمرو سے کہا کہ موے
تو بھی کچھ نشانی اپنی دیگا یا نہین عمرو نے کہا میرے پاس کیا ہی جو مین نشانی دون شیوہ نے کہا بس اسی پر غرّاتا تھا
مثل مشہور ہی مثل خالی تجھکو اڑا اڑ جائے - یہ نعرہ و شور عاشقی اور ایسی محبت جاہ و بیار پر مثل ٹھیک ہی مثل گانٹھ گرہ
مین کوڑی نہین گٹھے والے ہوت - واہ خوب عشق کرنے چلے تھے بقول شخصے مثل بے زر عشق ٹین ٹین عمرو نے سنکے قہقہہ
مار کر خوب ہنسا اور کہا واری میرے باغ عشق کی بلبل تو تو خوب چہکتی ہی خفا نہو اچھا تیری خاطر ہوے یہ کہکر زنبیل
سے دو گرہین ہلدی کی اور سات سمین اور ایک گھنگھنا شیوہ کو دیکر کہا اگر لڑکا پیدا ہو تو یہ ہلدی کی گرہین اُسکے
بازو پر باندھ دینا اور اگر لڑکی ہو تو یہ کوڑیان اُسکے کان مین ڈالدینا شیوہ عمرو کا منھ دیکھکر چپ ہو رہی مگر
دل مین آتش غیظ و غضب سے جل بھنکر خاک ہوگئی سب کے سامنے نہایت غیرت معلوم ہوئی الغرض امیر باتوقیر اور عمرو
جانب حلب روانہ ہوے دوسری منزل پر ایک صحراے سبزہ زار نظر آیا امیر کو وہ صحرا بہت دلچسپ روح افزا معلوم ہوا
اُسی جگہ مقام کیا چونکہ وہ صحرا نہایت شاداب تھا ہواے سبو ہر طرف سے آتی تھی گویا نمونہ جنت یا خلد بر فضا تھا
اور دوپہر کے وقت امیر باتوقیر کو دھوپ مین چلتے چلتے راحت جو ملی ایک درخت کے نیچے لیٹ گئے ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا
جو بدن کو لگی نیند آئی سو رہے امیر نے تو یہان آرام کیا قندیس دیوانہ ٹہلتا ہوا سیر کنان ایک کوہ پر پہونچا وہانکی ہوا
اُسکو اچھی معلوم ہوئی وہ دیوانہ اکیلا اُس پہاڑ پر لیٹ کر سو رہا جب بالکل غافل ہوگیا ایک شیر ببر آیا اور اُس دیوانہ
کو مار ڈالا اور خون و گوشت اُسکا کھا پی کر چلا گیا یہان امیر باتوقیر بیدار ہوے عمرو سے پوچھا کہ قندیس دیوانہ کہان ہی
عمرو نے کہا ابھی ابھی ٹہلتا ہوا اس پہاڑ پر گیا ہی امیر باتوقیر عمرو کو ساتھ لیکر اُس پہاڑ پر گئے دیکھا کہ قندیس دیوانہ کو
شیر نے مار ڈالا ہی اُسکے بدن کے ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے ہین امیر کو نہایت صدمہ ہوا اور قندیس دیوانہ کی لاش کو ایک

مقام پر دفن کیا اور رنج وغم کرتے ہوئے روانہ ہوئے جاتے جاتے بعد دو چار منزلون کے برابر ایک قلعہ کے
امیر با توقیر اور خواجہ عمرو پہونچے اور حاکم اُس قلعہ کا ربیع رومی تھا اُسکو خبر ہوئی کہ امیر حمزہ صاحبقران
زمان اور خواجہ عمرو عیار اُسکا اس طرف کو آتے ہین بہت سے سرداران ذیوقار لیکر استقبال کو امیر کے
آیا اور بڑے اعزاز و اکرام سے حمزہ اور عمرو کو اپنے قلعے مین لایا اور بڑی خاطر و مدارات کی اور جلسہ جشن
آراستہ کیا دورۂ شراب کی نوبت آئی امیر نے فرمایا کہ مین ابھی تیری دعوت و مدارات قبول نکرونگا اور
کوئی چیز نکھاؤنگا جب تک کہ تو مسلمان نہ ہوگا یہ سنکر ربیع رومی چپ ہوا اور عرض کیا یا امیر میرے ملک کے
برابر ایک قلعہ ہے کہ نام اُسکا صنوبر آباد ہے حاکم اُسکا فرہاد صنوبر آبادی ہے وہ ہمیشہ مجھکو پریشان کرتا ہے اور فوج
لیکر غفلت مین آگر گرتا ہے بڑی خونریزی ہوتی ہے اگر آپ اُس قلعہ کو فتح کیجیے تو مین بھی دین اسلام قبول کرون امیر
نے فرمایا کہ وہ قلعہ تو مجکو بتلا دے ربیع رومی اپنے ہمراہ امیر با توقیر کو لیکر چلا بعد تین دن کے برابر قلعہ صنوبر آباد کے
پہونچے باہر اُس قلعہ کے مقام کیا اور ایک نامہ امیر نے فرہاد صنوبر آبادی کو لکھا کہ ای فرہاد ہم تیرے علاقے مین آئے ہین
اور نام ہمارا امیر حمزہ صاحبقران زمان ہے تمکو مناسب ہے کہ دین اسلام قبول کرو ورنہ بزور شمشیر آبدار قلعہ خالی
کرونگا اور تمکو سزائے سخت دونگا والسّلام و اکرام یہ نامہ نصیحت شمامہ لکھکر لفافے کو ملفوف کیا اور خواجہ عمرو بن
اُمیہ ضمری کے ہاتھ روانہ کیا خواجہ نامہ امیر لیکر بعد عزت و توقیر لیکر قلعہ مین فرہاد کے پاس پہونچے اور عمرو نے نامہ امیر
با توقیر فرہاد کو بڑی عزت سے دیا اسنے نامہ لیکر شعر لیکے خط کو دیدہ تر پر رکھا ہو گاہ سینے پر تو گہ سر پر رکھا بعد کھولکر وہ
نامہ نصیحت شمامہ پڑھا اور جواب اُسکا بعد آداب شہنشاہی یہ تحریر کیا ای خسرو زمان و ای ملک گیر جہان ای تاج بخش
سلاطین ای تخت نشانندۂ صدر زمین پروانہ نصیحت شمامہ حضور پہونچا مضمون سے مطلع ہوا قدم حضور میرے سر و چشم پر مگر
میرے قلعہ مین ایک دروازہ فولادی ہے کہ اُسکو چالیس آدمی کھولتے ہین اور بند کرتے ہین اگر آپ اُس دروازے کو
اکیلے کھولکر بند کر دیجیے تو مین جانون کہ آپ کا دین برحق ہے اور قوت و طاقت بھی داد الٰہی ہے آپ جلد تشریف
لائیے مین سب دروازے قلعے کے کھلوائے دیتا ہون زیادہ حد ادب یہ جواب لکھکر نامے کو بند کیا اور عمرو
کو بعد خلعت انعام دے کے روانہ کیا خواجہ عمرو جواب نامہ لیکر خدمت امیر مین حاضر ہوئے امیر با توقیر
پڑھتے ہی اُس نامے کو اُٹھ کھڑے ہوئے اور قلعے کے اُسی پھاٹک پر پہونچے اور بسم اللہ الرحمن الرحیم کہکر دونون پٹ
پھاٹک کے ہاتھ رکھکر ہلایا اور تنہا پھاٹک کو کھول دیا اور امیر و عمرو و ربیع رومی داخل قلعۂ صنوبر آباد ہوئے فرہاد
نے امیر کی بڑی تعظیم و تکریم کی اور مسلمان ہوا ربیع رومی بھی طوطے کی طرح کلمہ پڑھکر اسلام لایا تین روز امیر با توقیر نے اُس قلعہ
مین قیام کیا جب فرہاد سے رخصت ہوئے ربیع رومی نے کہا کہ آپ میرے قلعہ مین تشریف لے چلیے ابھی مین نے آپ کی
دعوت نہین کی ہے امیر بمجبوری ہمراہ ربیع رومی کے قلعے مین آئے ربیع رومی نے بڑی دھوم سے امیر کی دعوت کی مگر
سب کھانون مین بیہوشی ملا دی امیر با توقیر اور عمرو عیار کھانا کھاتے ہی بیہوش ہوئے ربیع رومی نے فوراً طوق و
زنجیر مین امیر اور خواجہ کو قید کیا صبح کو صاحبقران اور عمرو کی آنکھ کھلی اپنے تئین گرفتار طوق و زنجیر مین پایا
شکر کردگار کیا عمرو نے امیر سے کہا کہ ربیع رومی نے دغا کی یہ بصدق دل مسلمان نہوا تھا پھر ربیع رومی نے
میدان خونی تیار کیا اور جلاد کو بلا کر حکم کیا کہ امیر و عمرو کو قتل کر لوگ زیر دار امیر و عمرو کو قتل کرنے کے لیے
لائے کہ اتنے مین قاموس وزیر ربیع رومی کا آیا اُسنے عرض کیا کہ میری رائے یہ ہے کہ آپ ان دونون کو قتل
نکیجیے بلکہ نوشیروان کے پاس بھیج دیجیے ربیع رومی نے رائے وزیر قاموس کی بہت پسند کی اور

امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران اور عمرو کو ارابے پر سوار کرکے شہر مدائن کی طرف روانہ کیا اس داستان کو تو یہین چھوڑ دیئے

دو کلمے داستان شوکت نشان مقبل وفادار اور ملکہ مہر نگار دختر نوشیروان کے بیان کیے جاتے ہین

معرکہ آرایان میدان عیاری وکار پردازان دشت فہم وعقل وطراری اس داستان شعبدہ بیان کو بجنگ تزک قلم شمشیر شیم سے یون لکھتے ہین کہ جب مقبل وفادار مع ملکہ مہر نگار برابر قلعۂ ہشت حصار کے آئے اور گرگین ومیلاد کو خبر ہوئی قلعہ پر سے توپین مارنا شروع کین ادھر سے مقبل وفادار نے تیر باران کیے ایسے تیر مارے کہ دروازہ قلعہ کا چھلنی ہوگیا پھر مقبل وفادار مع فوج جرار دھاوا کرکے آپڑے اور پھاٹک قلعے کا توڑ کے اندر دھنس آئے اُدھر لشکر میلاد وگرگین ادھر مقبل وفادار تلوار چلنے لگی مقبل لڑتے ہوئے برابر گرگین کے پہونچے اُسنے تلوار ماری مقبل نے جو خالی دے کر ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا گرگین دو ٹکڑے ہوکر گرا میلاد نے جو دیکھا کہ گرگین ہاتھ سے مقبل کے مارا گیا تلوار کھینچکر جھپٹا مقبل نے تیر کمان مین پیوست کرکے جو مارا سینۂ پرکینہ اُسکا توڑکر پار نکل گیا میلاد ونشانۂ تیر ہوکر واصل جہنم ہوا اُدھر فوج مین تلوار چل رہی ہی ہزارون کا خون ہوگیا تھوڑے آدمی رہگئے وہ بھاگ کر قلعہ کے باہر آئے اور قلعہ سیستان کی طرف روانہ ہوئے یہان مقبل وفادار نے قلعۂ ہشت حصار پر قبضہ کیا صدائے امن وامان بلند ہوئی مقبل وفادار مع ملکہ مہر نگار بصد عیش ونشاط قلعۂ ہشت حصار مین رہنے لگے وہان وہ لوگ بھاگے ہوے سیستان مین پاس مرزبان خراسانی کے آئے اور سب حال رورو کر بیان کیا مرزبان خراسانی اُن فراریون کو لیکر قلعہ مدائن مین آیا اور ملازمت بادشاہ نوشیروان کی حاصل کی اور عرض کیا کہ اے بادشاہ تین بیٹے میرے ملک کی دوستی مین قتل ہوے اب ایک غلام حمزۂ صاحبقران کا مقبل وفادار قلعۂ ہشت حصار مین مع ملکہ مہر نگار کے قبضہ کیے ہوے بیٹھا ہے امیدوار ہون کہ میری داد دیجیے اور پھر تمام حال قلعۂ ہشت حصار کی جنگ کا بیان کیا بختک نے کلام مرزبان کی تائید کی اور بول اُٹھا کہ اے بادشاہ ضرور مرزبان کی کمک کرنا چاہیے کچھ فوج بھیجکر ہمراہ مرزبان کے ملکہ مہر نگار اور مقبل وفادار کو گرفتار کریجیے خواجہ بزرجمہر نے منع کیا یہ کسی طرح بہتر نہین مگر خواجہ کا کہنا نہ مانا بادشاہ نے فوج ہمراہ مرزبان خراسانی کے کردی یہان مرزبان لشکر ہمراہ لے کر آیا اور قلعۂ ہشت حصار کو گھیرا مگر قلعے پر قبضہ نہوسکا آخر کار چار طرف سے قلعے کو گھیر کر فوج بڑھی ادھر کا حال سُنیے کہ جب ربیع رومی نے قید امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران اور خواجہ عمرو کی روانہ کی تو سرخان رومی اور فغفور رومی کو مع دس ہزار سوار کے ہمراہ کیا کئی منزل کے بعد سرخان رومی مع تین ہزار سوار کے ارابہ خواجہ عمرو کا لے کر کئی کوس آگے بڑھ آیا جب رات ہوئی سرخان مع فوج ایک مقام پر اُترا اہل فوج کا دوبار مین اپنے مشغول ہوے جب دو پہر رات آئی خواجہ عمرو چند اشعار دردآمیز بالحان داؤدی اُسی وقت کی دُھن اور راگنی مین گانے لگا سرخان نے جو گانے کی آواز سنی دل سینے مین بیتاب ہوگیا لوگون سے پوچھا یہ کون گا رہا ہے لوگون نے کہا کہ عمرو قید مین گاتا ہے حکم دیا عمرو کو ہمارے سامنے لاؤ لوگ عمرو کو سامنے سرخان کے لائے سرخان نے پوچھا تو ہی گا رہا تھا تجھکو گانا آتا ہے عمرو نے کہا اے سرخان ایسا گاتا ہون کہ کبھی کسی نے ایسا گانا نہ سُنا ہوگا سرخان نے کہا گاؤ عمرو نے کہا ہاتھ میرے

کُھلوا دو کہ کچھ بجاؤن بھی اور گاؤن بھی سرخان نے حکم دیا کہ عمرو کے ہاتھ کھولدو غرضکہ عمرو کے ہاتھ کھولدیے گئے عمرو نے جوڑی ہفت پیوندی نَے کی نکالی اور بجا کر گانے لگا ایسا گایا کہ سب کے سب مست ہو کر بیخود ہوگئے عمرو چپ ہو رہا جب سب ہوشیار ہوے سرخان نے حکم دیا کہ دورۂ شراب ہو عمرو نے کہا مین یون نہین پیتا جب سب کو اپنے ہاتھ سے پلا لیتا ہون تو آپ پیتا ہون غرض عمرو نے گلابیان شراب کی اُٹھا لین اور آنکھ سب کی بچا کر بیہوشی آمیز کی اور ایک ایک جام سب کو دینا شروع کیا جب تمام صحبت کو شراب تقسیم کر چکا پھر گانا شروع کیا یہانتک کہ سب کے سب اوندھے سیدھے گر گر کے بیہوش ہوے عمرو اُٹھا اور نیمچہ کھینچ کر پہلے بیڑی اپنے پانون کی کاٹی پھر سرخان کے سر کو قلم کیا بعد اُسکے جتنے اُس صحبت میں تھے اُن سب کو قتل کیا اور قنات خیمہ چاک کرکے نکل گیا صبح کو فوج سرخان نے جو یہ سانحہ دیکھا وہ سب پھر کر فغفور رومی کے پاس آئے اور تمام روئداد بیان کی فغفور حیران و پریشان ہوا اور کہا کہ عمرو سے خوف ہے مبادا یہان بھی آکر عیاری کرے کہ آقا اُسکا امیر با توقیر قید مین ہے فوج کو حکم کیا کہ قید سے امیر کی ہوشیار رہنا دوسرے روز فغفور جو کوچ کرکے شام کو منزل پر پہونچا عمرو صورت سقے کی بنکر آیا مشک آب سرد کی بھری کاندھے پر دھرے ہوے کٹورا بجاتا ہوا فوج مین داخل ہوا اور سب کو پانی پلانے لگا مگر امیر کی قید تک نہ پہونچا تھا کہ لوگون نے پہچان لیا اور پکڑنے کو دوڑے عمرو جست و خیز کرکے نکل گیا تیسرے روز عمرو ایک سوداگر کی شکل بنکر آیا لوگون نے پہچان لیا پھر گھیرا عمرو نے نیمچہ کھینچا اندھیری رات تھی لڑائی ہونے لگی خوب تلوار چلی بہت سے ہمراہیان فغفور رومی کو قتل کیا آخر کار جب نرغہ عمرو پر زیادہ ہوا جست و خیز کرکے نکل گیا کسی کے ہاتھ نہ آیا صحرا مین آکے رات بسر کی جب صبح ہوئی عمرو دل مین سوچا کہ مجھسے یہ مرحلہ طے نہوگا امیر کی رہائی ممکن نہین چل کر حمزہ یونانی کو خبر کرکے لانا چاہیے یہ خیال کرکے لشکر اسلام کی طرف روانہ ہوا یہان فغفور رومی قید امیر با توقیر کی لیکر مع فوج قلعہ لبست پیش مین داخل ہوا اور دربار نوشیروان مین آیا بادشاہ کو سلام کیا اور تمام حال بیان کیا کہا کہ حمزہ کو قید لایا ہون بختک نے کہا ای بادشاہ حمزہ کو جلد قتل کرنا چاہیے کہ تمام فساد عظیم اسی کے سبب سے ہین سب ملک پاک ہوجائین اور شر و فتنہ مٹ جائے نوشیروان نے حکم دیا لاؤ حمزہ کو فغفور رومی حمزہ کو مسلسل بطوق و زنجیر سامنے نوشیروان کے لایا نوشیروان نے کہا ای حمزہ تونے مجھکو ایسے ایسے صدمے دیے ہین کہ کلیجہ میرا داغ داغ ہو گیا ہے اب تو بتا کہ تیرے حق مین کیا کرون مین امیر با توقیر نے فرمایا کہ او آتش پرست اب مین تیرے قبضے مین ہون جو تیرا جی چاہے وہ میرے واسطے کر مجھکو کچھ پروا نہین پروردگار عالم میرا حافظ و نگہبان ہے نوشیروان غصے سے مثل آتش سوزان سُرخ ہوا اور حکم دیا کہ آج حمزہ کو زندانخانے مین رکھو مگر بہت ہوشیار و خبردار رہو کل میدان قلعہ لبست حصار مین میدان خونی میدان کیا جائے کہ حمزہ کو قتل کرونگا غرضکہ حمزۂ صاحبقران کو فغفور زندانخانے مین لیگیا صبح کو میدان خونی تیار قلعہ لبست حصار مین آراستہ ہوا اور منادی کوچہ بکوچہ ندا کرنے لگا کہ آج حمزۂ صاحبقران زلزلۂ قاف ثانی سلیمان قتل کیا جائیگا جس شخص کو اُسکا تماشا دیکھنا منظور ہو وہ میدان قلعہ لبست حصار مین آئے اسطرف کا حال سُنیے کہ تمام فوج مسلح و مکمل ہو کر آئی اور میدان خونی کو چہار طرف سے گھیر کر کھڑی ہوئی اور اب فغفور رومی حمزۂ صاحبقران زمان کو زندانخانے سے مسلسل بطوق و زنجیر اُس میدان خونی مین لایا اسطرف نوشیروان بھی تخت نخوت پر مسرور و شادان سوار ہو کر آیا بختک کینہ خواہ بھی ہمراہ ہے اور

اراکین سلطنت و امیران انجمن و سرداران لشکر وغیرہ گرد وپیش سواری کے آئے اور آکے اُلٹے پر نوشیروان کی کھڑے ہوئے نوشیروان نے حکم دیا کہ حمزہ کو دار پر کھینچ کر تیر باران کرو کہ یہی جانے کہ اُسکا عوض یہ ہوتا ہی اسوقت حکم پروردگار عالم مالک زمین و زمان پیدا کنندہ عالمیان کا قریشیہ سلطان کو پہونچا کہ ای قریشیہ پدر تیرا امیر با توقیر زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران ملک مدائن مین درمیان میدان قلعہ بست چکار قید شدید مین ہی اور تیر باران ہوکر قتل ہوا چاہتا ہی جلد خبر لے قریشیہ سلطان فوراً مثل چابک ناوک خیال تخت پر بیٹھ کے روانہ ہوئی اور مثل برق کے تڑپ کر گری اور امیر کو اُٹھا کر تخت ہوا پر بٹھا کر روانہ ہوئی کفار متفکر و حیران دیکھتے رہگئے اور امیر غائب ہو گئے اُدھر کا حال سُنیے کہ خواجہ عمرو مثل باد صبا بے پر و بال اڑتے ہوئے لشکر اسلام مین آئے اور عمرو بن حمزہ یونانی کو خبر کی اور تمام کیفیت بیان کی اور کہا کہ ای عمرو بن حمزہ جلد چلکے اپنے باپ کو رہا کرو نہین معلوم انکے ساتھ نوشیروان کیا بدسلوکی کرے عمرو بن حمزہ یونانی فوراً اُٹھ کھڑے ہوئے اور مع چند سرداران جرار کے ہمراہ عمرو کے روانہ ہوئے ادھر قریشیہ سلطان نے امیر کو لا کے بارگاہ سلیمانی مین اُتارا لشکر سب شاد ہوا سرداران فوج نے نذرین دین نقارہ شادیانی لشکر اسلام مین بجا امیر نے آتے ہی پوچھا عمرو بن حمزہ کہان ہین لوگون نے امیر با توقیر سے بیان کیا کہ خواجہ عمرو حیران و پریشان متردد و متفکر آئے تھے اور حال آپ کی گرفتاری کا بیان کیا عمرو بن حمزہ یونانی فوراً سوار ہو کے ہمراہ خواجہ عمرو کے روانہ ہو گئے آپ کو پروردگار عالم نے بخیر و عافیت یہان پہونچایا پھر امیر نے فرمایا کہ ای قریشیہ سلطان اسپ و اسلحہ میرا انکے بیچ مین رہگیا ہی اُسکو جلد منگوا دو قریشیہ سلطان نے ایک دیو بھیج کے اسپ و اسلحہ امیر با توقیر کا منگوا لیا بعد اُس کے قریشیہ سلطان امیر سے رخصت ہو کر قاف کی طرف روانہ ہوئی ادھر نوشیروان قلعہ ہشت حصار پر پڑا رہا ہی مگر مقبل وفادار سے سر بر نہین ہوتا نہایت حیران و پریشان ہی ایک روز نوشیروان نے بختک کو خلوت مین طلب کیا اور کہا ای بختک کوئی تدبیر ایسی تجویز کر کہ قلعہ ہشت حصار پر قبضہ ہو بختک نے عرض کیا بہت خوب کچھ دیر سوچ کر بختک نے کہا کہ آپ مرزوق جادو کو نامہ لکھیے اور وہان سے کچھ ساحر بلوائیے اس سے کوئی بہتر تدبیر نہین غرضکہ بحکم بادشاہ نوشیروان بختک نے ایک نامہ نوشیروان کی طرف سے مرزوق جادو کو اس مضمون کا لکھا کہ ای بادشاہ جادوان ای مالک مملکت ساحران تم کو معلوم ہو کہ غلام امیر حمزہ صاحبقران زمان مقبل نوجوان مع فوج میری دختر ملکہ مہر نگار کے ساتھ قلعہ ہشت حصار کو قبضہ مین کر کے بیٹھا ہی اور مین نے بڑی بڑی کوششین کین اور خوب خوب لڑائیان ہوئین مگر قلعہ ہشت حصار فتح نہوا مجھکو اس امر مین نہایت تردد و انتشار ہی لہذا تم کو لکھا ہوتا ہی کہ دیکھتے ہی اس نامے کے تم اپنے تئین یہان بہت جلد پہونچا کر اور میری کمک کرو مین نہایت ممنون ہونگا فقط یہ نامہ لکھ کر بختک نے کرگس ساسانی عیار طرار کو دے کر کہا کہ جلد مرزوق جادو کو یہ نامہ پہونچا کرگس اُسی وقت طرف قلعہ کاشمیر کے روانہ ہوا بعد چند روز کے کاشمیر مین پہونچا اور حاکم کاشمیر ہلال و جلال کے دربار مین آیا اور سب حال نوشیروان کا بیان کیا ہلال و جلال نے سنگر بدرگ کاشمیری کو ہمراہ کرگس کے کر کے مرزوق جادو کے پاس روانہ کیا بعد چند روز کے بدرگ کرگس کو ساتھ لیے ہوئے دربار مرزوق جادو مین گیا دونون نے مرزوق جادو کو سلام کیا اور کرگس عیار نے نامہ نوشیروان کا مرزوق کو دیا اس نے وہ نامہ

نوشیروان کا پڑھا اور مضمون سے مطلع ہوا اُسی وقت عنقاروت جادو اور ماروت جادو کو بلا کر کہا کہ تم دونون ابھی اس عیار نوشیروان کے ساتھ جاؤ اور جو کچھ کہ نوشیروان کہے اُسی طرح اس کی کمک تم دونون کرو پس کر وہ دونون جادوگر ہمراہ کرگس ساسانی عیار نوشیروان کے روانہ ہوے اور جب دربار مین نوشیروان کے آکر پہونچے نوشیروان نے اُن دونون جادوگرون کو براعزاز و اکرام بٹھایا بڑی خاطر و مدارات سے پیش آیا عنقاروت جادو اور ماروت جادو نے حال پوچھا بختک نے تمام کیفیت بیان کی اور ساتھ اپنے لیجا کر قلعہ ہشت حصار کو بتا دیا اُن جادوگرون نے آکر نوشیروان سے عرض کیا ای بادشاہ اس قلعے کے جو دہنی طرف پہاڑ ہی اُسپر ہم جا کے مقیم ہوتے ہین آپ ہر روز دس من شراب اور دس خوان کھانے کے مقرر کیجیے کہ ہمکو روز بلا ناغہ پہونچایا کرین اور ہم پندرہ روز برف باری کرینگے ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑینگے نوشیروان یہ سنکے بہت خوش ہوا اور اُن جادوگرون کو خلعت و انعام دیا وہ جادوگر بادشاہ سے رخصت ہوکر بسمت کوہ روانہ ہوے جب کوہ پر آئے دیکھا ایک چشمہ بہت صاف و شفاف ہی وہان تک کے دونون جادوگر از سرتا پا برہنہ ہوے اور اُس چشمے مین نہائے اور ایک جگہ پر دونون نے کنارے چشمے کے بیٹھ کر چوکا دیا اور اگیاری کر کے گوگل اور کافور اور لونگ اور لوبان وغیرہ سُلگایا اور ایک خوک کو اسی چوکے مین ذبح کیا اور شراب اگیاری پر چھڑکی اور بیٹھکر اسم سحر پڑھنا شروع کیا اور خون خوک اور شراب لیکر اُسمین روئی کے گالے بھگوائے اور آسمان کی طرف بسمت قلعہ ہشت حصار اُڑائے وہ روئی کے گالے ابر بنکر پھیلنے لگے اور تمام قلعہ کو چھپا لیا اُس ابر سے برفباری ہونے لگی تین دن ایسی برفباری ہوئی کہ اندر قلعے کے بیس گز زمین سے بلند برف کے چبوترے اور ٹیکرے بنگئے قلعہ مین در و دیوار اور زمین تمام برف کی معلوم ہوتی تھی اور باہر قلعے کے جو خندق تھی وہ سب برف سے بھر گئی تھی بلکہ گرد نواح خندق و قلعہ دور تک ہٹ ہٹکر برف کے ڈھیر لگ گئے تھے کہ ناگاہ خواجہ عمرو بن حمزۂ یونانی کو ہمراہ لیے ہوے وہان پہونچے ایسی برف دیکھکر حیران ہوے آسمان کی طرف سر اُٹھا کے خیال دیکھا کہ سواے اس قلعے کی حد کے گرد و نواح مین کہین ابر کا نام نہین سمجھ گئے کہ یہ کار سحر ہی اُسی وقت اپنے تئین ہیزم فروش کی صورت بنایا اور لشکر نوشیروان مین آئے کہ وہ لشکر قلعے کو گھیرے ہوے تھا خواجہ عمرو نے لشکر مین آکر ایک شخص سے پوچھا کہ یہ کیا سبب ہی کہ قلعے پر تو اسقدر برفباری ہی کہ راہین بند ہین اور لشکر پر کہین نہین ہی اُس شخص نے کہا کہ تجھکو پوچھنے سے کیا حاصل ہی عمرو نے کہا کہ مین ایک مرد پیر ہون اور کبھی اس لشکر مین نہین آیا ہون اب ہیزم فروخت کرنے آیا ہون اس باعث سے پوچھا مین نے اُس شخص نے کہا ای غافل عنقاروت جادو اور ماروت جادو یہ دونون بھیجے ہوے مرزوق جادو کے آئے ہین بحکم نوشیروان اُنھون نے اس قلعے پر برفباری کی ہی کہ اس قلعے مین ایک غلام حمزہ صاحبقران کا ملکہ مہر نگار کو لیے بیٹھا ہی اور نوشیروان سے قلعہ فتح نہین ہوتا اس سبب سے یہ تدبیر کی کہ سب ہلاک یا گرفتار ہون عمرو نے کہا کہ شاید اس قلعے مین دشمن ہین اُنکے ہلاک ہونے کے لیے برفباری کی گئی سچ ہی کہ مارنا دشمنون کا بہتر ہی خواجہ یہ کہکر روانہ ہوے اور بارگاہ نوشیروان مین آئے اور ایک خدمتگار کی صورت بنکر داخل دربار ہوے دیکھا کہ کچھ سوار اور پیادے اور کئی خچر شراب و طعام لذیذ کے بار کیے ہوے کھڑے ہین اور بختک حکم دے رہا ہی کہ جلد شراب و طعام عنقاروت جادو اور ماروت جادو کیواسطے لیجاؤ

یہ سنکے خواجہ دربار سے نکلے اور راہ پر آکر ایک روٹی دسترخوان مین لپیٹ کر راستے پر ڈال دی اور آپ ایک درخت کی آڑ مین پوشیدہ ہوگئے بعد ایک ساعت کے دیکھا کہ دو ہی سوار و پیادے آتے ہین جب قریب اُس دسترخوان کے پہونچے ایک نے اُنمین سے وہ دسترخوان اُٹھا لیا کھول کر دیکھا کہ دسترخوان مین ایک روغنی روٹی بہت بڑی ہی سب نے چھین جھپٹ کرکے ایک ایک ٹکڑا روٹی کا کھایا قدم اُٹھاتے ہی بیہوش ہوکے گرے عمرو جھپٹ کر آیا اور نیمچہ کھینچ کر سب کو قتل کیا اور آپ بصورت خچربان بنکر اور شراب طعام لیکر خچر ہنکاتا ہوا اُن دونون جادوگرون کے پاس پہونچا مگر اُس شراب و طعام مین بخوبی بیہوشی ملا دی تھی غرضکہ اُن جادوگرون نے سب خچرون سے کھانا اُتارا اور دونون بیٹھ کر مزے سے کھانے لگے عمرو بانسری بجاکر گانے لگا وہ جادوگر ہنسے اور کہا کہ تیرا کیا نام ہی عمرو نے کہا کہ میرا نام مجمود دیگر نگی ہی جادوگرون نے کہا کہ ای مجمود دیگر نگی گلابیان اُٹھا اور جام شراب لبریز کر تو بھی پی اور ہمکو بھی پلا عمرو نے گلابی اُٹھاکر اور اُنمین داروے بیہوشی ملائی پہلے جام بھرکے اُن دونون جادوگرون کو دیا وہ جادوگر شراب پیتے ہی بیہوش ہوے خواجہ عمرو نے دونون کا سر کاٹ لیا فوراً ابر قلعہ ہشت حصار کا برطرف ہوا بر فباری موقوف ہوگئی عمرو کوہ سے اُترکر عمرو بن حمزہ یونانی کے پاس آئے اور کہا کہ مین نے جادوگرون کا خاتمہ کردیا اب قلعے مین چلو کہ وہین ملکہ مہرنگار و مقبل وفادار ہین خواجہ عمرو عمرو بن حمزہ یونانی کو ساتھ لیکر قلعہ ہشت حصار مین آیا عمرو بن حمزہ کو ایک مقام پر ٹھہراکر مقبل وفادار سے ملاقات کی مقبل دوڑکر عمرو سے لپٹ گئے اور ساتھ لیکر محل مین ملکہ مہرنگار کے پاس آئے دیکھا آغوش ملکہ مین شہزادہ جلوہ گر ہی خواجہ بہت خوش ہوے اور شہزادے کو گود مین لیکر پیار کیا اور مہرنگار سے کہا ای ملکہ تو حمزہ سے چھوٹ کر اس آفت مین مبتلا ہوئی اگر حمزہ ہوتا تو اس شہزادے کا پیدا ہونا کیفیت دیتا اور جشن تازہ ہوتا پھر عمرو نے نام شہزادے کا قباد شہریار اُسکے نانا کے نام پر رکھا بعد اُسکے خواجہ عمرو نے کہا ای ملکہ تم عمرو بن حمزہ سے کیون خفا ہو اگر اس مقام پر عمرو بن حمزہ نہوتے تو اس قلعہ مین تم مرجاتے ملکہ مہرنگار نے کہا ای بھائی مین عمرو بن حمزہ سے کب آزردہ ہون عمرو بن حمزہ میرا فرزند ہی یہ جو کچھ ہوا میری تقدیر کی بُرائی سے ہوا مین اپنی نادانی پر خود پشیمان ہون ای بھائی عمرو جاؤ اور جلد لاؤ عمرو بن حمزہ کہان ہین عمرو اسی وقت شہزادہ عمرو بن حمزہ کے پاس آیا اور کہا کہ ملکہ مہرنگار تمھاری بہت شاکی ہی شاہزادے نے کہا ای خواجہ ملکہ مہرنگار میری مادر مہربان ہی کیا مجال میری جو مین اُنکے سامنے سرتابی کرون ہرگز مجھکو نہین معلوم تھا کہ امیر باتوقیر نے ملکہ مہرنگار کو میرے سبب سے نکالا غرضکہ عمرو بن حمزہ ساتھ خواجہ عمرو کے آئے اور سلام کرکے جھکے ملکہ نے گلے سے لگا لیا عمرو بن حمزہ نے ہاتھ جوڑکے عذر کیا اور کہا ای مادر مہربان مجھکو مطلق آگاہی نہ تھی کہ آپکے نکل آنے کا کیا باعث ہوا اب مجھکو برائے خدا عفو کیجیے اور آئینہٴ دل کو کدورت الم سے صاف رکھیے عمرو نے کہا ای شہزادے میری راے یہ ہی کہ تم لشکر نوشیروان پر نام امیر باتوقیر سے نعرہ کرکے شبخون مارو اور مین جاکے امیر کو لاتا ہون یہ کہکر عمرو تو امیر کی طرف روانہ ہوا جب لشکر اسلام مین پہونچا روتا ہوا سامنے امیر کے آیا اور کہا کہ ای حمزہ تم یہان کیا غافل بیٹھے ہو عمرو بن حمزہ شکار کھیلنے گیا تھا کفار نے آکر گھیرا ہی اکیلا عمرو بن حمزہ لڑ رہا ہی امیر باتوقیر یہ سنتے ہی اُٹھ کھڑے ہوے اور ہمراہ خواجہ کے روانہ ہوے لشکر امیر بھی مسلح و مکمل ہوکر عقب امیر کے چلا یہان عمرو بن حمزہ لشکر نوشیروان مین لڑ رہے ہین خوب شمشیر زنی کر رہے ہین کہ یکایک نعرہ ہوا نعرہٴ حمزہ صاحبقران سے امیر عرب ضیغم روزگار ہے منم صف شکن صفدر رونا مدار ہے

وتیغم میدان جنگ آوران + جرسوشود الامان الامان + مع لشکر ظفر اثر آکر فوج نوشیروان پر گرے تلوار چلنے لگی
امیر باتوقیر اور عمرو بن حمزہ نے وہ شمشیر زنی کی ہزارون کفار قتل ہوئے بڑی خونریزی ہوئی لشکر نوشیروان نے
شکست کھائی پانون اُٹھ گئے آخر کار سب فوج کفار بھاگ کر مدائن مین آئی امیر باتوقیر فتح و فیروزی خیمہ استادہ
کرا کے وہین فروکش ہوئے عمرو قلعے مین آیا اور قباد شہریار کو آغوش مین مانند دل و جان کے لے کر سامنے امیر
کے آئے امیر نے پوچھا کہ یہ لڑکا کسکا ہے عمرو نے عرض کی کہ یہ لڑکا ایک ظالم کا آپکے پاس فریاد لیکر آیا ہے مان اس
لڑکے کی تباہ و برباد ہے کہ باپ نے اس لڑکے کے مان کو اسکی نکال دیا ہے اُسنے مجکو اپنا وکیل کرکے آپکی خدمت
مین بھیجا ہے کہ داد اس لڑکے بیچارے کی دیجیے امیر نے غصہ ہوکے کہا کہ اے عمرو اس لڑکے کو میرے پاس تو لا عمرو
نے کہا حاضر ہے امیر نے کہا کہ باپ اس لڑکے کا کہان ہے عمرو نے کہا کہ باپ اس لڑکے کا نہایت شہزور اور زبردست
ہے مین ڈرتا ہون ایسا نہو کہ وہ مجھسے بدلے امیر نے کہا تم اُسکو لاؤ تو مین اُس سے سمجھ لونگا آخرکار خواجہ عمرو
نے ہنس کر کہا اے حمزہ تو ایسا نادان ہے کہ میری بات کو نہین سمجھتا اور اس لڑکے کی شکل و شمائل تو بھی نہین پہچانتا
یہ شہزادہ بلند اقبال فرزند تمہارا ہے امیر یہ سنکے ہنس پڑے اور اُس لڑکے کو آغوش تمنا مین لیکر سینے سے لگایا
خوب پیار کیا اور کہا کہ مین نے تقصیر ملکہ مہرنگار کی عفو کی عمرو نے کہا کہ مین نے نام اس شہزادۂ عالیوقار کا
قباد شہریار رکھا ہے کہ یہی نام اس لڑکے کے نانا کا تھا غرضکہ امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان ہمراہ خواجہ عمرو
کے اُس شاہزادے کو گود مین لیے ہوئے قلعۂ ہشت حصار مین پاس ملکہ مہرنگار کے آئے اور خوش و خرم
رہنے لگے اور فتنہ وزیرزادی کے یہان بھی بیٹا پیدا ہوا نام اُسکا چالاک بن عمرو رکھا ادھر کا حال سُنیے
کہ جب نوشیروان شکست کھاکر مدائن کی طرف روانہ ہوا راہ مین شروین کامرانی اور بہزن کامرانی
سے ملاقات ہوئی نوشیروان نے کہا کہ میرے پاس یہان تم کس کام کو آئے اب چلو میرے ساتھ بس ان دونون
کو پھیر لایا اور کابل کو روانہ ہوا اُنکو کابل مین چھوڑ کے آپ طرف مدائن کے آیا خواجہ بزرجمہر استقبال
کر کے مدائن مین لائے عیارون نے یہ خبر امیر باتوقیر کو پہونچائی یہ سُنتے ہی عمرو بن حمزہ اُٹھ کھڑے ہوئے اور
عرض کیا اے امیر اگر حکم ہو تو مین تعاقب مین شروین کامرانی کے جاؤن امیر نے فرمایا اے فرزند ذرا صبر کرو مین بھی اسی
فکر مین ہون بعد تین روز کے امیر باتوقیر مع سردارون کے کابل کی طرف روانہ ہوئے بعد چند روز کے کچھ فاصلے سے مع لشکر
ظفر پیکر امیر اُترے اور خیمے اُستادہ ہوئے یہ خبر شروین کامرانی کو پہونچی وہ قلعہ کو بند کرکے بیٹھا عمرو نے امیر سے عرض
کیا کہ شروین نے قلعے کو بند کر لیا سب فوج بھی قلعہ بند ہوئی امیر نے قلعے کو آکر گھیر لیا لڑائی شروع ہوئی اکثر
فوج اسلام نے دعاوا بھی کیا مگر قلعے کو نہ لے سکے لیکن قلعے کو فوج اسلام گھیرے رہی بعد سہ روز عمرو بن حمزہ شکار
کھیلنے چار فرسنگ تک گئے تھے کہ ایک کوہ نمودار ہوا وہان ایک آہو کو دیکھا کہ چر رہا ہے عمرو بن حمزہ نے تیر سے آہو
کو شکار کیا اور کباب اُسکے لگا کر کھائے ابھی کچھ کباب باقی تھے کہ ناگاہ ایک قلندر پیدا ہوا اور اُسنے سوال
کر کے دعا دی شہزادے نے وہ کباب کہ جو باقی تھے اُس فقیر کو دیدیے قلندر نے وہ کباب لیکر ایک جام آب
خنک لبریز کر کے خدمت مین شہزادۂ عمرو بن حمزہ کی حاضر کیا شاہزادے نے وہ پانی لیا چونکہ پیاسے تھے
سارا جام پی گئے پیتے ہی بیہوشی نے اپنا اثر دکھایا شہزادہ عمرو بن حمزہ بیہوش ہوئے وہ فقیر عیار تھا نام اُسکا
سہیل بن خجستہ زابلی تھا فوراً اُسنے مشکین باندھ لین اور پشتارہ کر کے قلعۂ زرنگار کی طرف روانہ ہوا اور اپنے
گھر مین لاکر قید کیا کہ قضائے کار ملکہ حوررخ سہیل بن خجستہ زابلی کے مکان مین آئی سہیل نے عمرو بن حمزہ کی کیفیت بیان

کی اور کہا کہ مین نے اسکو اپنے گھر مین قید کیا ہی اور ارادہ میرا یہ ہی کہ زروبین کامرانی کی خدمت مین لیجاؤن ملکہ حور رخ
نے کہا کہ میرے سامنے اُسے لاؤ کہ مین بھی دیکھون کہ وہ کون ہی سہیل سامنے ملکہ کے شہزادے کو مسلسل کرکے لایا
ملکہ حور رخ دیکھتے ہی ہزار جان سے عاشق ہوگئی اور ناوک عشق نے سینے مین کلیجے کو دوسار کیا اُف کہکر
گری اور بیہوش ہوئی اسی طرح شہزادہ عمرو بن حمزہ بھی شمشیر عشق ملکہ سے گھائل ہوے اور جمال بیمثال پر نگاہ
کرتے ہی آہ آہ کرنے لگے جب ملکہ کو ہوش آیا صحبت عیش آراستہ کی اور شہزادہ عمرو بن حمزہ کو رہا کرکے بُلایا
اور مسند پر اپنے پہلو مین بٹھایا اور دورہ شراب شروع ہوا شہزادے نے کہا جب تک تم دین اسلام قبول
نہ کروگی مین تمھارے ہاتھ سے کوئی چیز نہ کھاؤنگا نہ پیونگا یہان تو یہ شغل تھا اُدھر خواجہ عمرو تلاش مین عمرو بن
حمزہ کی دروازہ زرنگار پر پہونچے اور گھوڑا عمرو بن حمزہ کا پہچانا خواجہ عمرو ایک کہاری کی شکل بنکر اندر آئے
اور جلسے مین آکر شہزادے کو اور ملکہ کو مجرا کیا اور عرض کیا ای ملکہ تمھارے باپ کو کسی نے خبر کردی وہ آتا ہی دیکھیے کیا
ہو ملکہ سُنکے گھبرا گئی شہزادے نے کہا ای ملکہ تم کیون گھبراتی ہو اگر تمھارا باپ آتا ہی تو آنے دو عمرو کہاری کی صورت
بنے ہوے بیٹھ گئے اور کہا ای ملکہ اگر حکم ہو تو کچھ گاؤن اور شہزادے کا اور آپکا دل شاد کرون ملکہ نے کہا گاؤ عمرو
نے کمر سے جوڑی ہفت پیوندی نے کی نکال کر سر ملائے اور اُسی وقت کی دھن مین کچھ اشعار گانا شروع کیے عمرو بن
حمزہ پہچان گئے کہ یہ خواجہ ہین جب وہ کہاری گا چکی ملکہ نے بڑی تعریف کی اور بہت سا انعام دیا عمرو بن حمزہ
نے کہا کہ واہ خواجہ واہ تمھارا بھی دُنیا پر مثل و نظیر نہین ہی ملکہ نے کہا ای شہزادے یہ کون ہی عمرو بن حمزہ نے کہا خواجہ
عمرو بن اُمیہ ضمری عیار طرار ہمارے پدر عالی مقدار کے ہین ملکہ ہنسنے لگی عمرو بصورت اصلی ہوگئے تھوڑا روز نہ یہ
سب خبرین ملکہ کے باپ کو دین وہ سُنتے ہی نہایت غضبناک ہوا اور پیچ و تاب کھا کر ایک نامہ زروبین کامرانی
کو لکھا زروبین کامرانی نے پانچ ہزار آدمی راہ نقب سے قلعہ زرنگار مین پہونچائے اور عقب سے آپ بھی
آیا یہان خواجہ عمرو اور عمرو بن حمزہ ملکہ سے رخصت ہوکر کئی روز کے بعد اپنے لشکر مین آگئے جب زروبین
کامرانی وغیرہ نے قلعہ زرنگار مین کسی کو نہ پایا ملکہ حور رخ اپنی بہن کو ہمراہ لیکر قلعہ کابل مین چلا آیا ناظرین
والاتمکین پر واضح ہو کہ راوی بیان کرتا ہی کہ امیر باتوقیر نے ایک سال کامل جستجو کی مگر کوئی صورت فتحیابی قلعہ
کی نظر نہ آئی امیر باتوقیر نہایت متردد و متفکر تھے کہ عمرو اپنے خیمے سے برائے تلاش راہ قلعہ نکل گیا تیسرے روز
ایک کوہ پر پہونچا دیکھا کہ یہان سے پانی اندر قلعے کے جاتا ہی عمرو بصورت سقا دل بنکر اُسی راہ سے اندر قلعے کے
پہونچا اور بارگاہ زروبین مین آیا وہان خواجہ سرون کرد خانسامان زروبین کامرانی کا تھا اُسنے عمرو
سے پوچھا کہ تو کون ہی عمرو نے کہا کہ مین باورچی ہون خواجہ سرون نے کہا تو کھانا خاصے کا عمدہ پکاتا ہی عمرو نے کہا
ایسا کھانا پکاتا ہون کہ مالک نہایت شاد و مسرور ہو اور مجھکو عزیز رکھے اور جو میرے ہاتھ کا کھانا کھائے پھر ون انگلیان
چاٹا کرے اور عمر بھر مزہ کھانے کا زبان پر رہے خواجہ سرون نے عمرو کو باورچیون مین نوکر رکھا عمرو نے اُسی
رات کو کھانے مین بیہوشی ملا کر خواجہ سرون کو کھلایا وہ کھاتے ہی بیہوش ہوا عمرو پشتارہ اُسکا باندھ کے اُسی
راہ سے روانہ ہوا کہ جس راہ سے آیا تھا اور بہ تعجیل تمام خواجہ سرون کو لاکے اپنے خیمے مین قید کیا اور صبح کو
خدمت امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان مین حاضر ہوا امیر کو مجرا کرکے بیٹھ گیا امیر باتوقیر نے فرمایا کہ
ای بھائی خواجہ عمرو تم تین روز سے کہان گئے تھے خواجہ عمرو نے عرض کی کہ مین جستجوے راہ قلعہ مین گیا تھا
ایک راستہ مین نے بمشکل تلاش کیا ہی اُسطرف سے جاکے اندر قلعہ کے پہونچا اور خواجہ سرون کو خانسامان

ژوبین کامرانی کا ہی اسکو گرفتار کرکے لایا ہون وہ میرے خیمے مین قید ہے امیر باتوقیر یہ سنکر ہمراہ عمرو خیمۂ عمرو مین
آئے اور اُس خانساماں کو دیکھا عمرو سے کہا کہ اسکی مشکین کھولدو اور ہماری بارگاہ مین لاؤ عمرو خانساماں کو رہا
کرکے بارگاہ فلک اشتباہ صاحبقران زمان مین لائے امیر نے خانساماں کو خلعت دیا اور بہت خاطر و
مدارات سے پیش آئے وہ خانساماں از سر صدق مسلمان ہوا اور عرض کی کہ حضور کو مین راستہ قلعے کا بتادونگا
کہ اندر قلعے کے بارگاہ ژوبین کامرانی مین بخوف و خطر مع فوج آپ داخل ہوجیے حضور میرے ہمراہ چلین یہ
سنکر امیر باتوقیر اُس خانساماں کے ساتھ چلے وہ خانساماں چار فرسنگ لے گیا دیکھا امیر نے کہ ایک گنبد مقفل
ہے خانساماں نے کہا کہ قفل توڑ لیجے امیر نے وہ قفل گنبد کا توڑا اور اندر اُس گنبد کے آئے دیکھا کہ تین قبرین
سنگ مرمر کی بلند تعویذون کی ہین خانساماں نے عرض کیا کہ تعویذ اُکھاڑ لیجے امیر نے بہت زور کیا بمشکل تمام
ایک تعویذ کا ڈورا اُکھڑا اُسمین سے دروازہ نقب کا ظاہر ہوا اندر اُس نقب کے آئے دوسرا دہنہ نقب کا اور پیدا
ہوا خانساماں نے کہا کہ درمیان اس نقب کے دو خزانے بادشاہ کیکاؤس کے ہین اور وہ جو کہ دوسری
راہ ہے وہ خوابگاہ ژوبین کامرانی کے قریب نکلی ہے یہ سنکے امیر باتوقیر نے پہلوان عادی کو تو خزانے
پر بٹھایا اور عمرو کو ہمراہ لیکر دوسری راہ سے نقب مین روانہ ہوے بعد دو گھڑی کے عمرو اور امیر باتوقیر زیر تخت
ژوبین کامرانی پہونچے اور تخت کو امیر باتوقیر نے ایک ہاتھ سے اُٹھا لیا دیکھا کہ ژوبین کامرانی تخت پر بیٹھا
ہے امیر نے چاہا کہ مع تخت ژوبین کو زمین پر مارون کہ ژوبین کامرانی اُچک کر زمین پر کودا امیر نے تخت کو
زمین پر پھینک دیا کہ ٹکڑے ہوگیا امیر باتوقیر نے بآواز بلند اندر سے نعرہ کیا تمام اہل لشکر اسلام صداے
نعرۂ امیر باتوقیر سنتے ہی قلعے کے دروازے پر پہونچے اور دروازہ توڑ کے اندر قلعے کے گھس پڑے تلوار چلنے
لگی ہزارہا کفار مارے گئے مگر ژوبین کامرانی اور بیژن کامرانی بھاگ کر ایسے غائب ہوے کہ کہین
پتہ نہ لگا امیر اور عمرو نے بہت تلاش کیا مگر قلعے مین نہ پایا تمام کفار کو قتل کرکے بخرمندی قلعے پر قبضہ کیا بعد
اُسکے پہلوان عادی کو حکم دیا کہ خزانہ نکال لو اور بازار مین فروخت کرو پہلوان عادی نے خزانہ نکال کے
انبار کیا اور آپ پاس خزانے کے بیٹھے رہے لیکن عمرو نصف شب کو آدھا خزانہ اُس انبار مین سے چپکے چپکے
نکال لیگیا صبح کو بڑا شور و غل ہوا کہ خزانہ اُسمین سے کون نکال لیگیا غرضکہ امیر باتوقیر باقی خزانہ اپنے تصرف
مین لائے اور عمرو سے پوچھا اے خواجہ اب ژوبین کامرانی یہان سے بھاگ کر کسطرف گیا ہے عمرو نے کہا کوہ کتور
کی طرف بھاگا ہے اُدھر کا حال سنیے کہ جب ژوبین کامرانی اور بیژن کامرانی بھاگ کر کوہ کتور پر پہونچے ایک روز
شب کو برف باری ہوئی یہ سب پہاڑ سے نیچے اُتر آئے آدھی رات کو ملکہ حوررخ بیٹی اُسکی بارگاہ ژوبین سے
باہر آئی اور گھوڑے پر سوار ہوکر ایک طرف کو روانہ ہوئی یہان صبح کو ژوبین کامرانی اور بیژن کامرانی نے
ہرچند تلاش کیا مگر کہین نہ پایا مجبور و ناچار کتور کیطرف روانہ ہوے اُدھر ملکہ حوررخ تین شبانہ روز راہ طے
کرتی چلی گئی چوتھے روز ملکہ طوربانو سے ملاقات ہوئی ملکہ طوربانو نے پوچھا تو کون ہے ملکہ حوررخ نے کہا مین
ایک سوداگر کی دختر ہون قزاقون نے قافلہ میرے باپ کا لوٹ لیا تاریک شب مین یہ آفت نازل ہوئی
سب پراگندہ ہوکر بھاگے مین اسطرف نکل آئی طوربانو نے کہا آؤ میرے ساتھ چلو میرے مکان مین عیش کرو
حوررخ طوربانو کے ہمراہ قلعۂ تنگ حصار مین آئی اور بعیش و عشرت رہنے لگی اِدھر ژوبین کامرانی و بیژن
کامرانی تباہ برباد ہوکر بعد چند روز کے بہمن کی خدمت مین آئے اور تمام کیفیت جنگ قلعہ اور گم ہوجانا ملکہ حوررخ کا

بیان کیا بہمن نے اُس کو تسلی دی اور مہمان اپنا کیا اور کہا کہ تم دونون خاطر جمع رکھو جس وقت حمزہ اس طرف
آوینگے مین اُنسے خود مقابلہ کرونگا الغرض بعد گذر جانے چند ایام کے امیر با توقیر حمزہ صاحبقران کیقباد شوکت
وشان سات لاکھ اور ستر ہزار سوار جرار ہمراہ رکاب سعادت انتساب لے کر کتور کی طرف روانہ ہوے جاتے
جاتے جب ایک دوراہے پر پہونچے وہان ابو شہاب خرقہ پوش سے ملاقات ہوئی امیر نے اُس سے دریافت
کیا اُسنے کہا کہ ایک راہ سات روز کی ہی مگر درہ ہاے زنبوران کے برابر سے جانا پڑتا ہی اور ایک راہ سات
مہینے کی ہی امیر با توقیر نے فرمایا کہ چلے فکر درۂ زنبوران کی چاہیے خواجہ سے کہا کہ پردہ بارگاہ کا الٹ دو کہ
سامنا ہو غرضکہ چار فرسنگ سے زنبور دکھائی دین جب رات ہوئی عمرو اُس درۂ زنبوران پر پہونچے دیکھا کہ
عجب طرح کا شہد نایاب چار طرف پڑا ہی عمرو پھر آئے اور پہلوان عادی سے بڑی تعریف کی اور کہا چل کے
دیکھو تو ایسا شہد عمدہ کبھی نگاہ سے نہ گذرا ہوگا الغرض عمرو نے پہلوان عادی کو ایسا ورغلایا کہ پہلوان
عادی عمرو کے ساتھ چلے جب اُس مقام پر پہونچے پہلوان عادی نے کہا ای خواجہ مین ڈرتا ہون
ایسا نہو کہ زنبورین لپٹ کر نیشزنی کرین عمرو نے کہا کہ رات کے وقت نہ لپٹین گی اُنکو معلوم نہوگا اپنے خانون
مین مخفی ہین پہلوان عادی یہ سُنکر درے مین داخل ہوے اور بیٹھ کر شہد پر ہاتھ لگانے لگے اور بڑے
بڑے چنگل مار کر شہد کھانے لگے یکایک زنبورین بھنبھناتی ہوئی اپنے خانون سے نکلین اور آہٹ اور
بو آدمی کی جو پائی چہار طرف سے گھیر کر پہلوان عادی کے لپٹ گئین پہلوان عادی سب شہد
کھانا بھول گئے چیخین مار کر فریاد کرنے لگے اور خواجہ عمرو کو دشنام دے کر بُرا بھلا کہنے لگے ہر مرتبہ یہی
کہتے تھے ای خواجہ خدا تجھسے سمجھے کہ تو نے مجکو اس بلا مین گرفتار کیا ارے جلد مجکو اس عذاب سے نکال
نہین تو میری جان نہ بچیگی عمرو باہر درے سے پکار رہے ہین ای بھائی عادی کیا ہوا کیون غل مچاتے ہو
اگر زنبورون نے گھیرا ہو تو چلے آؤ شہد سے ہاتھ اُٹھاؤ نہ کھاؤ غرضکہ یہ پہلوان عادی ہزار خرابی
گرتے پڑتے ٹکراتے ہوے باہر درے کے آئے اور آتے ہی بیہوش ہو کر گر پڑے عمرو قریب پہلوان عادی
کے آیا دیکھا تمام بدن سوج پھول گیا ہی پہلوان عادی ایک تو موٹے تھے ہی اور پھول کر کُپا ہو گئے غرضکہ
عمرو پہلوان عادی کو کنارے پر لشکر کے لے کر آیا اور صبح کو امیر با توقیر کو خبر ہوئی امیر نے سامنے
بلا کر پہلوان عادی کا علاج کیا اور فرمایا کہ جو کوئی علاج اس درۂ زنبوران کا کرے مین اُسکو بادشاہی
اپنے لشکر ظفر پیکر کی دون یہ سُنکر خواجہ عمرو بن اُمیۂ ضمری دوڑے ہوے ملکہ مہر نگار کے پاس آئے
اور کہا کہ آج مین تمھارے فرزند ارجمند شہزادۂ بلند اقبال قباد شہریار خوشجمال کو لشکر اسلام کا بادشاہ
کراتا ہون پھر شہزادہ قباد ذی نہاد کو خوب فہمائش کی اور ہمراہ اپنے لے کر خدمت امیر کشورگیر مین لائے
قباد شہریار نے جھک کر با ادب تمام امیر کو مجرا کیا اور دست بستہ عرض کی ای پدر نامدار اگر حکم ہو تو مین
زنبورون کا علاج کرون امیر نے قباد کو گلے سے لگایا اور فرمایا ای فرزند مجھسے بیان تو کرو تم کس صورت
سے زنبورون کا علاج کروگے قباد نے عرض کیا کہ دشت سے ہیزم خشک جمع کرونگا چار طرف اس درۂ
زنبوران کے انبار لکڑیون کا لگا دونگا بعدہ اُن لکڑیون مین آگ دے کر جلا دونگا سب جلکے خاک ہو جاینگی
بعضی بھاگ جائین گی اُن کو مار لیا جائیگا امیر با توقیر کلام قباد پر بہت ہنسے فرمایا یہ تدبیر خوب نکالی شہزادے
نے کہا خواجہ نے بتائی ہی الغرض خواجہ عمرو نے اسی تدبیر سے اُس درے کو پاک و صاف کیا اور

زنبورون کو جلا دیا بعد تین روز کے امیر با توقیر آگے روانہ ہوے اور قریب درۂ خاکستر زنبوران کے پہونچے
وہان مقام کیا عمرو بن حمزہ وہان سے واسطے شکار کے نکلے میان صحرا جب آئے اژدہا بن بہمن جلادہ عمرو بن
حمزہ پر جھپٹا شہزادۂ عمرو بن حمزہ نے ایک طمانچہ مارا کہ وہ صحرا سے بھاگا اور گرتا پڑتا بہمن کے پاس آیا
اور حواس اپنے درست کرکے بہمن سے کہا کہ عمر بن حمزہ صحرا مین شکار کھیلنے آیا تھا مین نے اُسکو ایک
طمانچہ مار کر بھگا دیا بہمن خوش ہوا اور اُسکی پشت پر ہاتھ پھیرا یہان ہرکارون نے یہ خبر امیر با توقیر کو
پہونچائی جو کہ اژدہا بن بہمن کی زبانی سُنی تھی امیر بہت رنجیدہ ہوے جب شہزادہ عمرو بن حمزہ شکار کھیل کے
بارگاہ امیر مین آئے امیر کو مجرا کیا امیر نے غیظ و غضب مین آکر فرمایا ای نامرد تو نے روے سیاہ پھر مجکو دکھایا کہ
اژدہا بن بہمن نے تجکو طمانچہ مار کر زیر کیا اور تو نے اُسکا کچھ نہ کیا جا دور ہو سامنے سے میرے عادی نے ہاتھ
شہزادہ عمرو بن حمزہ کا پکڑ کے عرض کیا کہ آپ اسوقت میرے ساتھ تشریف لائیے امیر غصّے مین ہین آپ کچھ
خیال نہ کیجیے شہزادہ پہلوان کے ساتھ باہر بارگاہ کے آیا مگر غصے سے چہرۂ نورانی مثل آفتاب کے سرخ تمام بدن لرزان
چشم حیا مین قطرہ اشک ڈبڈبائے ہوے اپنی بارگاہ فلک پناہ مین داخل ہوے اور کمند محکم کے دونون سرون پر حلقے
بنائے اور ایک حلقہ ستون زبردست سے باندھا دوسرا حلقہ اپنے گلے مین ڈالا چاہا کہ پھانسی لگا کر اپنے تئین ہلاک
کرون اُدھر جسوقت امیر کی بارگاہ سے عمرو بن حمزہ باہر نکلے خواجہ عمرو نے تیور شہزادے کے بد دیکھے عمرو بھی
فوراً بارگاہ سے نکلا پوچھا عمرو بن حمزہ کہان ہین لوگون نے کہا اپنی بارگاہ مین گئے ہین عمرو بھی ساتھ
تیز رفتاری کے بارگاہ عمرو بن حمزہ مین آیا دیکھا کہ گلے مین حلقۂ کمند کی پھانسی لگائی ہی پکارا جو مین لے مین
سوچا تھا وہی سامنے ہوا خبردار عمرو بن حمزہ کیا کرتے ہو یہ کہکر عمرو جست کرکے پہونچا اور اسی وقت حلقۂ کمند
جو گلے مین عمرو بن حمزہ کے تھے خنجر آبدار سے قلم کردیے مگر اتنے ہی عرصے مین ایسا صدمہ شہرگ پر دم گھٹنے
سے ہوا کہ عمرو بن حمزہ بیہوش ہوگئے اور آنکھین حلقۂ چشم سے نکل آئین خواجہ عمرو نے سر زانو پر رکھکر دامن
کی ہوا دی اور گلاب و کیوڑا چھڑکا اور چند قطرے منھ مین ٹپکائے بڑی دیر کے بعد جب ہوش آیا چشم نیم وا
سے عمرو کو دیکھا آواز بسبب صدمہ و ضعف کے نہ نکل سکی مگر زار زار رونے لگے اور آہستہ سے کہا کہ ای
عمر نامدار تمنے مجکو کسواسطے بچایا باپ نے تو مجکو نامرد کہا ہی ایسے جینے سے مرجانا بہتر ہی عمرو نے کہا ای
شہزادے وہ نامردی کی بات نہ تھی بلکہ یہ بات نامردی کی ہی کہ اپنے ہاتھ سے اپنے گلے مین پھانسی لگا کر
مرجائے اگر تو بہادر ہی تو سفر بارگاہ بہمن مین جاکر اژدہا بن بہمن کا سر کاٹ لا اُس نابکار سے لڑکے اپنی جان
دیدے کہ تا قیامت تواریخ مین نام تیری بہادری کا رہے پس شہزادہ یہ سُنکے چپکا رہا تھوڑی دیر کے بعد جب
حواس درست ہوے اور قوت آئی اُٹھکر مسلح و مکمل ہوکر گھوڑے پر سوار ہوا اور کتور کی طرف چلا ادھر عمرو
خدمت امیر مین آیا اور کہا ای حمزہ تو نے غضب کیا عمرو بن حمزہ کو تو نے آج مار ڈالا ہوتا خوب ہوا جو مین
جا پہونچا کیا دیکھتا ہون کہ حلقۂ کمند کی پھانسی لگا کر اپنے تئین ہلاک کیا چاہتا ہی مین نے جاکر کھولا غش آگیا تھا
پانی چھڑکا اور ہلایا ہوا دی جب ہوش آیا گھوڑے پر سوار ہوکر روانہ ہوا امیر نے کہا ای خواجہ عمرو بن حمزہ
کو جاکر میرے پاس لے آؤ یہ سنتے ہی عمرو بصورت ہوا پاس عمرو بن حمزہ کے پہونچے جاہا اندرون بارگاہ داخل
ہون چوبدارون نے چوبدست دکھا کر منع کیا عمرو نے چند آدمیون کو قتل کیا باقی ماندہ بھاگ کر پاس بہمن کے پہونچے
اور دہائی دینے لگے اتنے عرصے مین عمرو و عمرو بن حمزہ بھی پہونچے اور نعرہ کرکے اپنا نام ظاہر کیا بہمن نے کہا عمرو بن حمزہ تو ہی کی

کہ میرے بیٹے کے ہاتھ سے ایک طمانچہ کھا کر بھاگ گیا اور پھر بچا بلکہ صحیح وسالم ہوکر میرے دربار مین آیا شہزادے نے
کہا او بہمن اگر تیرے بیٹے نابکار کا طمانچہ کی گردہشت سے بھاگتا تو تو ہی اپنے دل مین غور کر پھر کاہے کو تیرے دربار
مین یکہ وتنہا آتا دیکھا تو نے کسطرح دلیرانہ تیرے دربار مین چلا آیا کہان ہے وہ دروغگو خرنا ہموار بلا اُسکو کہ
بہادری اُسکی مین دیکھون اژدہا بن بہمن دربار مین بیٹھا تھا کچھ جواب نہ دیا پھر ہر چند بھی مردی کی اُسکے بدن
پر نہ آئی بلکہ شیر جنگاہ کے نعرے کرنے سے مثل روباہ اور زیادہ دبک گیا بہمن کو معلوم ہوا کہ عمرو بن حمزہ حق پر
ہے اور اژدہا کاذب ہے بلکہ اُس سے ڈر گیا بہمن نے پسر کیطرف دیکھ کر کہا کہ تو تو کہتا تھا کہ عمرو بن حمزہ تجھسے
ڈر کر بھاگ گیا اب وہ ہمین دربار مین بہادرانہ آیا ہے اور تجھکو للکار رہا ہے تو اُسکو جواب بھی نہین دیتا اگر زور اور
دعوی بہادری کا رکھتا ہے تو جا اُسکو جواب دے اور زیر کر مین تجھکو سرفراز کرونگا اژدہا بن بہمن مجبور ہو کر ناچار
جان پر کھیل کر دنگل سے اُٹھا اور مقابلے مین عمرو بن حمزہ کے آیا شہزادے نے کہا اب کیا دیکھتا ہے تلوار کھینچ ابھی
امتحان ہوا جاتا ہے اژدہا نے یہ سنکر تلوار کھینچی اور وار کیا شہزادے نے بازو بچا کر ہاتھ قبضے پر ڈالدیا اور جھٹکا دیکر
تلوار چھین لی اور بائین ہاتھ سے بند دست کو تھام کر اُٹھا لیا اور چرخ دیکر پھینکا جب اُدھر سے گرنے لگا بائین ہاتھ
مین موے سر اُس نابکار کے تھام کر ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا کہ دو ٹکڑے ہو کر ادھر ظالم کا زمین پر گرا سر نجس اُس کافر کا
ہاتھ مین لیکر نعرہ کیا او بہمن ہمین سر تیرے پسر کا کاٹ کر لیے جاتا ہون اگر تجھکو بھی کچھ دعوی مردی کا ہو تو قصاص اپنے
بیٹے کا اگر مجھسے لے مین موجود ہون بہمن کے بھی دل مین ایسی دہشت سمائی کہ بیٹھا دیکھا کیا اور کچھ جواب نہ دیا عمرو بن حمزہ
اُسکے سامنے بیٹے کا سر کاٹ کر لیچلے بلکہ سرداران بہمن نے قصد کیا کہ سد راہ ہو کر حملہ آور ہون بہمن نے منع کیا عمرو بن
حمزہ بصد دلیری و جوانمردی سر اُس نابکار کا لیے ہوے روانہ ہوے خواجہ عمرو پہلے سے جست و خیز کرتے ہوے
دوڑ کر لشکر اسلام مین آئے اور امیر سے آکر بہادری عمرو بن حمزہ کی بیان کی امیر با توقیر دلیری و جوانمردی سنکر بہت
خوش ہوے اور سردارون کو واسطے استقبال کے بھیجا سرداران لشکر اسلام بصد احتشام عمرو بن حمزہ کو بارگاہ
مین لائے امیر کشورگیر نے اُٹھ کر گلے سے لگا لیا اور باعزاز واکرام دنگل پر بٹھایا بعد برخاست کرنے دربار کے
اپنے ہمراہ محل مین لیکر آئے اور ملکہ مہرنگار سے روداد سب بیان کی ملکہ نے بھی شہزادے کی بہت تعریف کی اور
فرزندانہ گلے سے لگایا اور دعا درازی عمر و ترقی اقبال کی دی اُدھر بہمن جو بعد قتل ہوجانے پسر کے محل مین گیا تین
شبانہ روز باہر نہ آیا چوتھے روز بصد رنج و غم آکر تخت پر بیٹھا اور ژوبین کامرانی سے کہا کہ ایک پسر حمزہ یکہ وتنہا
دلیرانہ آیا اور ایسا کام بہادری کا کیا اب معلوم ہوا کہ حمزہ شیر زبردست ہے اور شجاعت و بہادری مین کوئی اُسکا ثانی نہین
ژوبین کامرانی نے کہا اے بہمن اُسکے لشکر مین ایک عرب پیادہ بلاے بے درمان اور آفت جہان ہے نام اُسکا
عمرو ہے وہ عیار ہے وہ عیار حمزہ کا ہے اُس سے بڑے بڑے بادشاہان اولوالعزم خوف کرتے ہین اور جس ملک مین وہ
پہونچا تباہ و برباد کر دیا اگر وہ عیار کسی طرح گرفتار ہو کر آئے تو پھر حمزہ کا مار لینا بہت آسان ہے بہمن نے کہا ایک میرا
عیار ایسا ہے کہ دوسرا اُسکا دُنیا مین نہوگا ژوبین نے کہا اُسکو بلا بہمن نے اُس عیار قاسم کتوری کو طلب کیا جب
وہ حاضر ہوا ژوبین کامرانی نے کہا اے قاسم کتوری اگر تو لشکر اسلام مین جا کر عمرو کو گرفتار کر لا تو گویا تمام
لشکر اسلام کو تو نے گرفتار کیا قاسم کتوری نے کہا مین اُسکو لایا یہ کہکر روانہ ہوا لیکن یہان عمرو بصورت قلندر
مین گروہ فقیرون کے لیے ہوے باہر قلعے کے زیر درخت بیٹھا ہے کہ قاسم کتوری بھی پہونچا اور برابر عمرو کے
آیا اور پوچھا شاہ صاحب کہان سے آتے ہو عمرو نے کہا لشکر امیر سے آتا ہون اور نام میرا درویش خاکی ہے

قاسم نے پوچھا کہ تنے عمرو کو بھی اپنی آنکھ سے دیکھا ہی قلندر نے کہا ہان بابا دیکھا ہی قاسم نے کہا اُسکا بھی سن
تھا اسا ہی درویش نے کہا عمرو کا سن ایک سو پچاس برس کا ہی قاسم نے ایک اشرفی نکالکر اُسکے پیشکش کی
اور کہا شاہ صاحب قبول کیجیے عمرو لالچی تو انتہا کا ہی وہ اشرفی لینے کو ہاتھ بڑھایا قاسم کتوری نے
بائین ہاتھ سے حلقہ ہاے کمند مارے عمرو گرا قاسم نے چھاتی پر چڑھکر مشکین باندھ لین اور کہا او وزد بایک گردن
مجھکو فقرہ دیتا ہی عمرو تو بھی ہی او کہتا ہی اور کوئی ہوگا پر قاسم عمرو کا پشتارہ لیکر قلعہ تنگ حصار کو روانہ ہوا جبکہ
اپنے گھر مین پہونچا عمرو کو تہخانے مین بند کردیا اور دروازے مین قفل دیکر کنجی اپنی جورو کو دیدی اور آپ
کتور کو چلا گیا اتفاق سے ملکہ طور بانو دختر بہمن کا بھی محل قریب اسکے مکان کے تھا اُسمین ملکہ طور بانو رہا
کرتی تھی اور جورو سے قاسم کتوری کی بہت رسم و اتحاد تھا غرضکہ جب قاسم عمرو کو بند کرکے چلا گیا اُسکی جورو
کے دل مین آیا کہ دیکھون تو اسنے کسکو لاکر قید کیا ہی آکر قفل تہخانے کا کھولا عمرو سے پوچھا تو کون ہی عمرو
نے کہا مین رنگریز ہون دکان میری چوک مین ہی اُس عورت نے پوچھا تیرا کیا نام ہی عمرو نے کہا میرا نام
جنید کتوری ہی اُس عورت نے کہا تجکو قاسم نے کیون قید کیا ہی تجھسے کیا خطا ہوئی عمرو نے کہا سن میری ایک
جورو تھی اور دو لڑکے تھے جب وہ سب مر گئے تو مین نے ایک کنیز کمسن خوبصورت خریدی قاسم اُسپر
عاشق ہوا اور کہتا ہی کہ یہ کنیز مجکو دیدے اور وہ کنیز اس سے ناخوش ہی اسے منظور نہین کرتی ہی دوسرے
یہ کہ مین نے اُسکو اپنی گھروالی بنایا ہی اُس سے مجکو بڑی راحت ہی قاسم نے چاہا کہ بزور و ظلم اُس کنیز کو
چھینون مجھسے اس بات پر لڑائی ہوئی یہ مجکو پکڑ لایا اور قید کیا اور اب آپ اُسی کنیز کے پاس گیا ہوگا
قاسم کتوری کی جورو نے یہ سُنکر عمرو کو چھوڑ دیا اور کہا کہ جلد جا اُس کنیز کی خبر لے عمرو رہا ہوکر باہر مکان
کے آیا اور بارگاہ بہمن کیطرف چلا یہان قاسم کتوری نے آکر بہمن وزدمین سے کہا اگر مین اسوقت عمرو کو
گرفتار کرکے لاؤن تو کیا دیگا بہمن خوش ہوا اور قاسم کو بہت سا انعام دیا قاسم وہان سے خوشی خوشی اپنے گھر مین
آیا اور جورو سے کنجی تہخانے کی طلب کی اُسکی جورو نے غصہ ہوکر کہا او بیحیا تو ہر ایک شخص پر ظلم و ستم کرتا ہی پرائی
کنیزون کو تاکتا اور عاشقی کرتا ہی وہ بیچارہ رنگریز جنید کتوری نام اُسکا ہی اُسکی کنیز کو چھینتا ہی جب اُسنے
اپنا حال بیان کیا مجکو غصہ آیا مین نے اُسکو چھوڑ دیا قاسم کتوری نے یہ سُنکر اپنا سر پیٹ اور کہا کہ تو نے
غضب کیا ارے وہ رنگریز جنید کتوری نہ تھا وہ عمرو عیار حمزہ کا تھا مین بہمن کے حکم سے اُسکو گرفتار کرکے
لایا تھا اور تو نے اُسکو رہا کردیا اب بہمن سُنیگا تو کیا کہیگا یہ کہکر دوڑا ہوا گھبرایا ہوا بہمن کے پاس آیا اور سب
کیفیت بہمن سے بیان کی بہمن نہایت غضبناک ہوا اور حکم قتل دیا مگر زوبین کامرانی نے قاسم کو رہا کیا اور
ایک خلعت دیا اور کہا کہ جا اور تلاش کرکے عمرو کو جلد لا قاسم کتوری قلندر کی صورت بنکر بارگاہ سے نکلا اور
عمرو کی تلاش مین چلا پشت کی طرف سے عمرو بھی چلا آتا تھا اُسنے قاسم کو پہچانا قریب آکر حلقہاے کمند مارے
قاسم گرا عمرو چھاتی پر چڑھ بیٹھا اور مشکین باندھ لین پشتارہ کرکے وہان سے روانہ ہوا جب بارگاہ امیر ہا تو قریب
داخل ہوا سامنے امیر کے پشتارہ رکھدیا امیر نے کہا ای خواجہ کسکو گرفتار کرلائے عمرو نے کہا کہ قاسم کتوری عیار
بہمن کو گرفتار کرلایا کہ آج اسکی عیاری کا شہرہ ہی امیر نے پشتارہ کھلوا کر قاسم کتوری کو رہا کیا اور بعد
لطف و مدارات پیش آئے قاسم کتوری بصدق دل کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا خواجہ عمرو کی جو نگاہ چہرۂ پُر ملال
شہزادہ عمرو بن حمزہ پر پڑی دیکھا زرد مثل زعفران ہی عمرو نے پوچھا کیا حال ہی تمہارا چہرہ کیون زرد ہوکر

اُتر گیا ہی کیا کچھ خدا نخواستہ علیل ہو ڈر و نہین کچھ بیان کرو شہزادہ عمرو بن حمزہ آنکھون مین اشک بھر لائے عمرو چونکہ حال عشق عمرو بن حمزہ سے آگاہ تھا کہ یہ ملکہ حور رخ پر عاشق ہی عمرو نے مسکرا کر چپکے سے عمرو بن حمزہ سے کہا کہ تم روتے کیون ہو گھبراؤ نہین ملکہ حور رخ دختر زرمین کو طور بانو کے پاس دیکھ آیا ہون تم میرے ہمراہ چلو تو مین تمکو دکھلاؤن الغرض عمرو اور عمرو بن حمزہ پہر رات گئے روانہ ہوئے جب وہان پہونچے دیکھا دروازہ قلعے کا بند ہی عمرو نے آواز دی اے دربانان قلعہ جلد جاکر ملکہ طور بانو سے خبر کر دو کہ شہزادہ عمرو بن حمزہ تمہاری ملاقات کو آیا ہی دربان گئے اور ملکہ طور بانو سے کہا کہ ملکہ نہایت متفکر ہوئی اور کہا کہ اُس نے تو میرے بھائی کو عین دربار مین قتل کیا اور سر کاٹ کر لے گیا اب کیا سبب ہی جو آدھی رات کو میرے پاس تنہا آیا ہی مجکو اسوقت کچھ بن نہین پڑتا اگر نہین بلاتی ہون تو اپنے دل مین سمجھے گا کہ ملکہ مجھسے ڈر گئی اگر بلاتی ہون مبادا کچھ فتور ہو بہر کیف آدمیون سے کہا یہان بُلالو ملکہ شمشیر حمائل کرکے اور نیزہ ہاتھ مین لیکر مسلح و مکمل ہوکے کھڑی ہوئی ادھر سے آگے آگے عمرو اور پیچھے عمرو بن حمزہ چلے عمرو نے بڑھکر ملکہ کو مجرا کیا ملکہ ہنسی اور کہا کہ تو ہی جنید کستوری رنگریز ہی عمرو نے ہنسکر کہا حضور ہان مین وہی رنگریز ہون دعاگو آپ کا عمرو بن حمزہ کو ہمراہ لیے ہوئے محل مین ملکہ کے آیا اور مسند زرین پر بیٹھا یا ملکہ طور بانو کا وہ وقت کھانا کھانے کا تھا ملکہ نے خاصہ طلب کیا کنیزون نے لاکر دسترخوان بچھایا ملکہ کھانا کھانے کو بیٹھی حور رخ رومال ہاتھ مین لیکر مگس رانی کرنے لگی عمرو بن حمزہ نے جو دیکھا آنکھون مین آنسو بھر لائے حور رخ نے اشارہ کیا ای شہزادے تمہاری محبت اور عشق مین گرفتار مبتلا ہوئی ہون اور طور بانو اپنے دل مین سمجھی اور جانتی ہی کہ میری محبت مین شہزادہ آیا ہی خیر ای شہزادے خدا کو یاد کرو اور ہم بھی نظر بخدا کیے ہین شعر جو جیتے رہینگے تو ملجاینگے + نہین تو کیے کی سزا پاینگے + الغرض جب کھانے سے فراغت ہوئی طور بانو نے پوچھا ای شہزادے اسوقت تمہارے آنے کا کیا سبب ہوا عمرو بن حمزہ تو بصد حزن و ملال خاموش بیٹھے رہے کچھ جواب نہ دیا عمرو نے کہا ای ملکہ سچ تو یہ ہی کہ یہ حسینہ و جمیلہ جو تمہاری خدمت مین بدل و جان مصروف ہی یہ شہزادے کی معشوقہ ہی اگر اسکو مجھے بخشدو تو بڑا احسان ہوگا ملکہ طور بانو نے کہا ای خواجہ تم جانتے ہو کہ والد شہزادہ نامدار امیر بانوقیر میرے باپ کے دشمن ہین ابھی مین اسکو کیونکر دون جسوقت میرے باپ کو امیر زیر کرینگے اور مین مسلمان ہوجاؤنگی جو کچھ تم کہوگے وہ قبول کرونگی عمرو یہ سنکر چپ ہو رہا ملکہ نور بانو نے حور رخ سے کہا کہ بیٹھ جاؤ حور رخ آگے شہزادے کے بیٹھ گئی طور بانو نے عمرو سے کہا کہ مین نے سُنا ہی کہ تم خوب گاتے ہو تمکو علم موسیقی مین کمال حاصل ہی آج تمھارا گانا فدا ہم بھی سُنین کہ کیا گاتے ہو عمرو نے کہا بہت خوب خواجہ نے جوڑی ہفت ہوندی کی زنبیل سے نکالی اور جابجان دا و دی وقت کی چیز گنگنا کر گانا شروع کی ایسا گائے کہ ملکہ رونے لگی اور عمرو کی بڑی تعریف کی اور کچھ جواہر پیش بہا پیش کرکے کہنے لگی افسوس صد ہزار افسوس مین نے اپنی عمر ساری بیہودگی مین بسر کی اور کچھ نہ پایا اب امیدوار ہون کہ امیر با توقیر سے دست بستہ میری طرف سے عرض کرنا یا تو جلد میرے باپ کو قتل کیجیے اور یا مسلمان کیجیے یہ کہکر شہزادہ عمرو بن حمزہ سے عرض کیا کہ آپ خاطر جمع رکھین آپ کی معشوقہ میرے پاس امانت ہی اب مین اس کو آرام سے رکھونگی اور اگر آپ کا مزاج چاہے تو ابھی اسکو لیجائیے مین مانع نہین ہون غرضکہ انھین باتون مین شب گذری صبح ہوگئی عمرو نے کہا ای شہزادے اٹھو لشکر مین چلو ملکہ طور بانو نے کہا ای خواجہ آج کی رات اور یہان قیام کرو عمرو نے کہا انشاء اللہ

پھر آپ نکلے عمرو یہ کہکر اٹھ کھڑا ہوا شہزادہ عمرو بن حمزہ کو اشارہ کیا وہ وہین بیٹھے رہے ملکہ طور بانو یہ سمجھی
کہ شہزادہ حور رخ پر عاشق ہی بس عمرو شہزادے کو وہین چھوڑکر راہی ہوا اور دوڑا ہوا خدمت امیر مین آیا
امیر کو مجرا کیا امیر نے فرمایا ای خواجہ عمرو بن حمزہ کی خبر کہ عمرو نے کہا مجکو نہین معلوم لیکن اسوقت مین
صحبت ملکہ طور بانو مین گیا تھا دیکھا مین نے کہ ملکہ طور بانو فن سپہ گری مین بہت زبردست ہی بہمن کی
وہ شاگرد ہی وہ مجھسے کہتی تھی ای خواجہ امیر کو لاؤ مین بھی دیکھونگی اور اگر میرا قابو ہوگا تو مسلمان ہوجاونگی
ای امیر اگر تم تنہا میرے ہمراہ چلو تو ایک تماشا بھی تم کو دکھاؤن امیر یہ سنکر اٹھے اور اشقر دیوزاد پر سوار
ہوکر ہمراہ عمرو کے روانہ ہوے پہر دن باقی تھا کہ خواجہ امیر باتوقیر کو ساتھ لیکر در قصر ملکہ طور بانو پر پہونچے
اور اندر محل مین عمرو نے کہلا بھیجا ای ملکہ طور بانو تمنے عمرو بن حمزہ کو اپنے یہان چھپا رکھا ہی امیر باتوقیر یہ خبر
سنکے آئے ہین خواہ آؤ خواہ انکو بلاؤ جوابدہی اپنی اُنسے کرلو ملکہ یہ سنکر باہر آئی اور قہقہہ مار کر ہنسی اور کہا
خواجہ تم مجھسے عیاری کی باتین کرتے ہو یہ کہکر امیر باتوقیر کو مجرا کیا اور ہاتھ پکڑکر محل مین لائی مسند زرین
پر بٹھایا شہزادہ عمرو بن حمزہ اور ملکہ حور رخ نے مجرا کیا اور صحبت نشاط مہیا کی ملکہ نے ہاتھ باندھکر عرض
کیا یا امیر کشورگیر آپ مجکو زمرہ کنیزان مین تصور کیجیے امیر بہت خوش ہوے اور تلطف و مہربانی فرمائی ملکہ
طور بانو نے کہا ای امیر باتوقیر اگر آپ میرے باپ کو قتل کیجیے تو مین مسلمان ہوجاؤن امیر نے کہا اگر اوسمین
تمکو بھی اور تمھارے باپ کو بھی مسلمان کرونگا یہ کہکر امیر باتوقیر رخصت ہوکر روانہ ہوے اور اپنے لشکر مین آئے
ہرکارون نے یہ خبر بہمن کو دی کہ دور ذریعے ایسے جلسے ملکہ طور بانو کے محل مین ہوتے ہین اور عمرو سے اقرار
کیا ہی کہ اگر امیر میرے باپ کو قتل کرین تو مین بھی مسلمان ہوجاؤن بہمن بہت درہم و برہم ہوا اور غصے سے کہا
کہ اب بہادری اہل عرب کو معلوم ہوگی اور وہ گیسو بریدہ میرے ہاتھ سے کہان جاتی ہی اور حکم دیا کہ بارگاہ
ہماری بیرون قلعۂ کتور استادہ کردو اور سب فوج کو حکم دیا سب خیمے وہین برپا ہون کل لشکر اسلام سے مقابلہ
ہوگا شب کو طبل بجوایا ہرکارون نے جاکر امیر کو خبر دی کہ بہمن نے طبل جنگ بجوایا ہی امیر نے بھی نقارہ زرین
بجنے کا حکم دیا ادھر بھی کوس حربی پر چوب پڑی رات بھر تیاری جنگ ہی صبح کو دونون لشکر میدان جنگ
مین صف آرا ہوے نقیب نقابت کرکے چلے گئے بہمن گھوڑا چمکاکر میدان مین آیا اور مبارز طلب کیا ادھر
سے امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان اشقر دیوزاد کو مثل برق جہندہ چمکاکر میدان کارزار مین آگئے
اور دونون تکاور زن ہوے کہ بہمن کا دس قدم پیچھے ہٹگیا اشقر دیوزاد بھی بسبب جھونک کے
ڈھائی قدم پسپا ہوا بعد ہمسخنی نیزہ بازی ہوئی چند طعن مین بہمن کا نیزہ امیر باتوقیر نے ہوائی کیا بہمن
نے گرز مارا صاحبقران نے کار عمود تھام کر جھٹکا دیا اور چھین کر پھینکدیا بہمن بہت خفیف ہوا تلوار
میان سے کھینچکر وار کیا امیر نے خالی دیکر ہاتھ تیغ عقرب سلیمانی کا مارا بہمن نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا
تیغہ سپر کو قلم کرکے سر پر پہونچا تا دو انگل اتر آیا بہمن نے سر پیچھے کھینچا تیغہ سر سے نکل کر گردن مرکب پر پڑا
سر مرکب کا کٹکے زمین پر گر پڑا بہمن کود کر زمین پر آیا اور چاہا کہ اشقر کو ذبح کرے کہ امیر باتوقیر بھی فوراً
جست کرکے بہمن کے مقابلے مین آگئے بہمن امیر سے لپٹ گیا کشتی ہونے لگی دن بھر زور ہوا شام کا غروب
آفتاب امیر باتوقیر نے بہمن کا لنگر توڑا اور بند دست مین ہاتھ ڈال کر اٹھا لیا چرخ دیکر زمین پر
مارا چھاتی پر چڑھکر فرمایا کہ اسلام کے بارے مین کیا کہتا ہی بہمن نے دین اسلام قبول کیا اور کلمہ

پڑھ کر مسلمان ہوا امیر نے بہمن کو چھوڑ دیا بہمن نے زروین کامرانی اور بیشرن کامرانی کو بلاکر قدمون پر امیر کے گرا دیا اور عرض کیا یا امیر میری خاطر سے انکی خطا معاف کیجیے امیر نے کہا اگر یہ دونون مسلمان ہو جاین تو کیا مضائقہ ہے ابھی خطا معاف کرتا ہون دونون اُسی وقت خوف جان سے طوطے کی طرح کلمہ پڑھکر مسلمان ہوے عمرو تو بڑا دور اندیش ہے اُسکو زروین اور بیشرن کے اسلام لانے مین شک رہا امیر سے کہا اگر آپ چاہتے ہین کہ بہمن دائرہ اسلام مین رہے تو ان دونون کو قتل کیجیے امیر نے فرمایا ای خواجہ تم سچ کہتے ہو مگر مناسب نہین ہی لوگ کیا کہینگے کہ زروین اور بیشرن دونون مسلمان ہو گئے تھے پھر امیر نے قتل کیا اگر یہ منافق ہین اور بخوف جان دین اسلام قبول کیا ہے تو پھر سزا پاینگے القصہ امیر با توقیر بہمن کو ساتھ لے کر لشکر مین آئے اور بارگاہ مین جلوہ افروز ہوے بہمن کو کرسی پر لند مورد کی بٹھایا اور جانشین ووکیل اپنا کیا اور صحبت نشاط آراستہ کی ناگاہ پہلوان عادی نے آکر عرض کیا کہ ملکہ طور بانو بھی حاضر ہے امیر نے فرمایا بلالو ملکہ طور بانو حاضر ہوئی اور ادب سے امیر کو مجرا کیا اور چند یاقوت احمر نذر دیے اور از سر صدق مسلمان ہوئی امیر نے فرمایا ای ملکہ تو اپنی شادی کرلے شاید تجھسے بیٹا پیدا ہو اور ہاتھ سے اُسکے کار دین اسلام نکلے ملکہ طور بانو نے فرمایا آپ سچ فرماتے ہین مگر مجکو بھی دعوی بہادری و دلیری کا ہے جو کوئی مجکو فن سپہ گری مین زیر کریگا مین اُسیکے ساتھ اپنی شادی کرونگی امیر با توقیر مسکرائے اور کہا بہتر ہے عمرو بن حمزہ سے تو لڑسکتی ہو ملکہ نے کہا جی ہان اُنسے لڑونگی پس بموجب حکم امیر با توقیر عمرو بن حمزہ اور طور بانو دونون اُٹھے اور کشتی ہونے لگی بڑے بڑے زور دونون طرف سے ہوتے تا غروب آفتاب کشتی ہوا کی مگر کوئی زیر نہ ہوا برابر رہے جب شام ہوئی امیر نے فرمایا اب موقوف رکھو کل لڑنا عمرو بن حمزہ نے کہا اب اسکو زیر کیا چاہتا ہون تھوڑی دیر آپ اور توقف کیجیے امیر نے کہا نہین جو ہم کہتے ہین ایسا کرو عمرو بن حمزہ نے کہا جیسی آپ کی خوشی یہ کہکر ملکہ طور بانو کو چھوڑ دیا ملکہ نے کہا یا امیر جو کچھ ہونا تھا وہ آج ہوگیا آیندہ کل مجھکو معاف رکھیے اب مین نہ لڑونگی مگر اب مین یہ چاہتی ہون کہ حضور اس کنیز کو خدمت بابرکت ملکہ مہرنگار مین رہنے کی اجازت دین تو بہتر ہے میرا دل چاہتا ہے کہ خدمت ملکہ مہرنگار مین رہون اور کوئی مجھے شوہر نہین چاہیے ہے امیر نے فرمایا جیسی خوشی تمھاری یہ کہکر امیر با توقیر اُٹھ کھڑے ہوئے اور ملکہ طور بانو کو گود مین اُٹھا کے گلے سے لگایا اور دخترانہ پیار کیا فرمایا تو میری بیٹی ہے مین نے تجکو آج سے اپنی دختر بنایا چل تو ملکہ مہرنگار کے پاس امیر با توقیر ملکہ طور بانو کو اپنے ہمراہ لے کر محل مین داخل ہوئے اور ملکہ مہرنگار کے ہاتھ مین ہاتھ دیا اور فرمایا یہ میری آج سے بیٹی ہے تم بھی اسکو بیٹی جانکر رکھو ملکہ مہرنگار کو ملکہ طور بانو نے مجرا کیا ملکہ مہرنگار نے گلے سے لگایا اور پیار کیا اور بڑی مدارات و تلطف سے ملکہ نے اپنے پاس رکھا

دو کلمے داستان شوکت بیان ابو عمرو بن شداد حبشی کے بیان ہوتے ہین کہ وہ بادشاہ ملک حبش کا تھا

نغمہ پردازان بلبل ہزار داستان و زمزمہ سرایان مرغ خوش الحان گلشن طبیعت رنگین مین طوطی زبان شکرستان کو عین بہار مین چہچہہ نواز کرکے بیان داستان رنگارنگ کو بہ عبارت نفیس قلم شاخسار شگفتہ و تر و تازہ سے صفحۂ قرطاس پر یون زیب و زینت دیتے ہین۔ کہ ایک روز ابو عمرو بن شداد حبشی

واسطے شکار کھیلنے کے گیا تھا جب شکار کھیل کر پھرا تو راہ مین ایک مرد درویش کو دیکھا کہ کاغذ سفید دبا یک
کی تصویر بنا کر ہاتھ سے پکڑی ہی اور آدمیون کا شہر کے گرد اُسکے ہجوم ہی بس یہ دیکھ کر ابو عمر و بن شداد حبشی
بھی وہان آیا اور اُس فقیر سے پوچھا کہ تیرے ہاتھ مین کیا ہی فقیر نے کہا کہ تصویر شفیع مشکبار دختر اطہر زنگی کی ہی
وہ حبشی دیکھتے ہی تصویر بے نظیر کو عاشق وشیدا ہوا اور اُس فقیر کو بہت سا زر و جواہر دیکر تصویر لے لی
دوسرے روز نوے ہزار سوار جرار اپنے ہمراہ لیکر سمت زنگبار روانہ ہوا جب قریب ملک زنگبار پہونچا
تو خبر اطہر زنگی کو ہوئی کہ ابو عمر و بن شداد حبشی بہ ارادہ کتخدائی ملکہ شفیع مشکبار آتا ہی کہ وہ تصویر
دیکھکر عاشق ہوا ہی اور تصویر اُسکے پاس ہی اطہر زنگی نے فوج کو حکم دیا کہ باہر قلعہ کے خیمے برپا ہون غرضکہ
اُسی روز سامان جنگ تیار ہوا خیمہ بارگاہ مین استادہ ہوئین اطہر زنگی اپنی بارگاہ مین داخل ہوا طبل جنگ
بجوایا اُدھر بھی نقارۂ نبردی پر چوب پڑی رات بھر سامان جنگ دونون لشکرون مین رہا صبح کو میدان جنگ مین
دونون لشکر صف آرا ہوے بعد نقابت نقیبان اطہر زنگی میدان مین آیا مبارز طلب کیا ادھر سے ابو عمر و بن شداد
حبشی مقابلہ کو نکلا اور نعرہ کرکے کہا اے اطہر زنگی اگر تجکو اپنی جان بچانا منظور ہی تو اپنی دختر کو مجھے دے ورنہ
تجکو قتل کرکے تیری دختر کو اپنی کنیزی مین لاؤنگا آخرکار بعد ہمسخنی دنگا وردی کے نیزہ بازی ہوئی چند طعن مین
ابو عمر و بن شداد نے اطہر زنگی کا نیزہ ہوائی کیا اطہر زنگی نے تلوار ماری عمر و بن شداد نے خالی دی اور بند دست
پکڑکے اُٹھا لیا اطہر زنگی نے امان چاہی اور کہا کہ آج کی شب مشورہ کرکے صبح کو جواب دونگا ابو عمر و بن شداد نے کہا
بہتر ہی غرضکہ اطہر زنگی کا ایک بھتیجا قاموس زنگی تھا اُس سے اطہر زنگی نے پوچھا کہ تیری کیا رائے ہی اور اس مین کیا کرنا چاہیے
قاموس زنگی نے کہا کہ ابو عمر و بن شداد سے کہو کہ تم جب مکہ کو فتح کروگے تو اپنی دختر کی شادی تمھارے ساتھ کرونگا
یہ سُنکر ابو عمر و بن شداد فوج لیکر نوے ہزار سوار کے ہمراہ مکہ کی طرف روانہ ہوا بعد چند روز کے برابر کوہ ابو قبیس
کے آکر ابو عمر و بن شداد اُترا اُمیہ ضمری نے یہ خبر خواجہ عبد المطلب کو پہونچا کر دروازہ قلعہ کا بند کروا دیا دوسرے
روز ابو عمر و بن شداد نے قلعہ پر دھاوا کیا مگر کچھ نہوا ابو عمر و بن شداد شام کو پھر اپنی بارگاہ مین آیا اور
کہلا بھیجا اگر اپنی خیریت اور جانبری تم لوگ چاہتے ہو تو قلعہ کو کھولدو کہ مین اپنا قبضہ کرون بعد چند روز کے پھر
قلعہ تمکو دیکر چلا جاؤنگا خواجہ عبد المطلب نے جواب مین تحریر کیا کہ مین اپنے سردارون سے مشورت کرکے قلعہ خالی
کردونگا ابو عمر و بن شداد حبشی نہایت خوش ہوا اور وہین قیام کرکے منتظر جواب رہا ادھر خواجہ عبد المطلب نے
اُسی وقت ایک نامہ امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران زمان کو تحریر کیا کہ اے فرزند جلد ہماری اور ہمارے متعلقون
و قلعہ کی خبر لو کہ ابو عمر و بن شداد حبشی کی قلعہ پر چڑھائی ہی مگر مین نے مصلحتاً اُسکو نامہ لکھکر روکا ہی غرضکہ یہ نامہ
لکھکر خواجہ عبد المطلب نے امیہ ضمری کو دیا (امیہ ضمری) جانب کتور خدمت امیر با توقیر مین روانہ ہوا جب
کوہ کتور پر امیہ پہونچا کھڑا ہوکر ہر طرف دیکھنے لگا ناگاہ عمرو آتا تھا اُسنے دیکھا کہ امیہ ضمری باپ میرا کھڑا
ہوا ہی ایک گوشے مین آکر صورت بدو کی بنائی جیسے کہ عرب صحرائی ہوتا ہی اور قریب اپنے باپ امیہ ضمری کے آیا
اور ایک پتھر اُٹھا کر اونٹ کے مُنہ پر مارا اور امیہ کو للکارا او عرب اگر تو اپنی جان کی خیر چاہتا ہی تو شتر و اسباب و لباس
اپنا مجکو دے دے امیہ ضمری منت و سماجت کرنے لگا اور ہاتھ جوڑنے لگا خواجہ عمرو نے نہ مانا آخرکار خواجہ
عمرو نے اپنے پدر سے سب کپڑے اور اسباب اور اشتر چھین لیا اور پکڑکر خدمت امیر با توقیر مین لایا اور عرض کیا کہ
آج وہ کام کیا ہی مین نے کہ تمام عمر نہ کیا ہوگا امیر نے فرمایا وہ کام کیا ہی کچھ بیان کر خواجہ عمرو نے کہا کہ مین نے اپنے باپ کے

ساتھ عیاری کی کرشتر ولباس وغیرہ چھین لیا - امیر با توقیر نے فرمایا کہ کہاں ہے خواجہ عمرو نے کہا کہ باہر بارگاہ کے ہے
امیر با توقیر نے فرمایا کہ اسے میرے سامنے لاؤ ایک ملازم گیا اور جا کے امیہ ضمری کو سامنے امیر با توقیر کے لایا دیکھا
امیر با توقیر نے کہ امیہ ضمری سر و پا برہنہ نالان وگریان چلا آتا ہے جب قریب آیا رو رو کر عرض کیا کہ میری داد
دیجیے آپ کے لشکر میں آکر میں لوٹا گیا کہ لباس اور اونٹ اور اسباب سب چھین لیا امیر با توقیر ہنسے اور لباس اونٹ وغیرہ
اُمیہ ضمری کے حوالے کیا اُمیہ ضمری متفکر ہوا اور کہا کہ آپ کون ہیں نہایت حق شناس ہیں سچ سچ اپنا حال بیان کیجے
امیر با توقیر نے فرمایا تو نے مجکو نہیں پہچانا منم حمزہ صاحبقران زمان بن خواجہ عبد المطلب اور یہ مکاری تیرے بیٹے
خواجہ عمرو کی ہے اُمیہ ضمری یہ سنکر غضبناک ہوا اور کہا او ظالم تو نے مجکو ذلیل وخوار کیا تو بھی اسی طرح اپنے فرزند کے ہاتھ سے
ذلیل وخوار ہوگا امیر با توقیر نے اُمیہ ضمری کو سمجھایا اور لطف ومہربانی کی اُمیہ ضمری نے نامہ خواجہ عبد المطلب کا
دیا حمزۂ صاحبقران نے نامے کو پڑھا اور اُمیہ ضمری کو اُسیوقت جواب دیکر رخصت کیا اور کہا کہ تو پہلے چل میں بھی آتا
ہوں اور کوئی فکر کرتا ہوں اُمیہ ضمری کوہ کتور سے طرف مکہ کے راہی ہوا تھا حمزۂ صاحبقران نے خواجہ عمرو کو
بلایا اور کہا تیری کیا رائے ہے اس بارے میں کیا کرنا چاہیے خواجہ عمرو نے کہا کہ میری رائے یہ ہے کہ یہاں لشکر میں اپنی جگہ
پر کسی کو چھوڑ دیجیے جو جامد وزبردست ہو اور آپ مجکو ہمراہ لیکر مکہ کو چلیے امیر با توقیر کو یہ رائے پسند آئی اور اپنا
جانشین ہمن کو کیا اور سرداروں کو بلا کر تشفی ودلاسا دیا اور کہا کہ تم گھبرانا نہیں میں انشاء اللہ بہت جلد آتا ہوں
یہ کہکر امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران اشقر دیوزاد پر سوار ہو کر خواجہ عمرو کو اپنے ہمراہ لیکر مکہ کی طرف روانہ ہوے
اور بہ تعجیل تمام راہ طی کرکے چلے آتے تھے اب یہاں کا حال سُنیے کہ روز وعدہ خواجہ عبد المطلب جب گذر گیا دوسرے
روز ابو عمرو بن شداد حبشی اسی ہزار سوار اور ایک ہزار فیل جنگی ہمراہ لیکر سوار ہوا اور خواجہ عبد المطلب سے
کہلا بھیجا کہ وعدہ تمہارا گذر گیا بہتر یہ ہے کہ قلعہ کو خالی کر دو ورنہ یہ جان لیجیے گا کہ ٹھوکروں سے ہاتھیوں کی دروازۂ
قلعہ کو ٹکڑے ٹکڑے کر دونگا اور سب کو مار کر نکالدونگا خواجہ عبد المطلب نے کہلا بھیجا کہ او نابکار ستم شعار تو مجکو مجبور
ناچار سمجھتا ہے جب تک میرے دم میں دم ہے کیا مجال تیری جو آنکھ اُٹھا کر قلعۂ مکہ کی طرف دیکھ سکے ابو عمرو
بن شداد یہ سنکر نہایت درہم وبرہم ہوا اور غضبناک ہو کر قلعہ پر حملہ کیا اہل قلعہ نے ایسی توپوں کی باڑھ برابر
ماری کہ مثل آتشبازی کے آتش پیکار بھڑکی بارہ ہزار سوار جرار شدادی قتل ہوے ابو عمرو بن شداد نے غصہ سے
فیل جنگی کو دوڑایا اور قریب دروازۂ قلعہ پہونچا فیل بیٹھ گیا اور دروازے پر سجدہ کرنے لگا ابو عمرو بن شداد اور
زیادہ پُر غضب ہوا اور کجک مار کے اُٹھایا مگر فیل نے سر اپنا سجدے سے نہ اُٹھایا جب تو ابو عمرو بن شداد نے
غصے سے تلوار خرطوم فیل پر ماری کہ خرطوم اُسکی قلم ہوگئی ابو عمرو بن شداد جست کرکے خندق کے اُس پار ہوا اور
چاہا تھا کہ قریب آکر چاہا کہ عمود گرانبار مارے کہ پھاٹک چور چور ہو جائے خواجہ عبد المطلب نے بدرگاہ رب العزت مناجات
کی ای قاضی الحاجات ای رفیع الدرجات ای علام عمات ای مجیب دعوات یہ خانہ کعبہ مبارک ہے تیری ذات خاص نمونہ پرستش
وسجدہ گاہ عالم وعالمیان ہے اسکی حرمت تیرے ہاتھ ہے تو ہی اسکا حافظ ونگہبان ہے کوئی کافر اسپر ظفریاب نہو ہنوز ابھی
دعاے خواجہ عبد المطلب تمام نہوئی تھی مصرع اندامن دشت گرمے برخاست + ایک ساعت نہ گذری تھی کہ دامن غبار
ہواے صحراے لق ودق سے چاک ہوا اور دہیں سے نعرہ ہوا نعرۂ امیر با توقیر کشور گیر حمزۂ صاحبقران ؎ امیر عرب
ضیغم روزگار + منم صف شکن خسرو نامدار + ز تیغم بمیدان جنگ زمان + بہر سو شود الامان الامان + ساتھ ہی اُسکے دوسرا
نعرہ ہوا نعرۂ عمرو ؎ عمرم کہ کلاہ از سر قیصر بربایم + خال رخ نجنگ بد اختر بہ بریم + در محفل خسروان چو گردم ساقی + جام وقدح

دسبوح و ساغر بہ بزم * آواز نعرہ ہاے شیران روزگار سنکر ابو عمرو بن شداد حبشی گھبرایا اور پھر کر دیکھنے لگا کہ امیر
با توقیر مع خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری آپہونچے امیر با توقیر نے تیغ صمصام کھینچا عمرو نے بھی تیغہ عیاری نکالا ابو عمرو
بن شداد نے مقابلے مین آکر تلوار ماری امیر با توقیر نے تلوار اُسکی چھین لی اور زنجیر کمر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا ابو عمرو
بن شداد نے امان مانگی کہا دین اسلام قبول کرتا ہون امیر با توقیر نے اُسکو چھوڑ دیا ابو عمرو بن شداد طوطے کی طرح
کلمہ پڑھکر خوف جان سے مسلمان ہوا اور اپنے لشکر مین آکر اُسی وقت مع فوج اپنے ملک کو کوچ کر گیا یہان امیر با توقیر مع
خواجہ عمرو داخل قلعہ ہوے اور بدر نامدار کو مجرا کیا خواجہ عبد المطلب نے امیر با توقیر حمزہ صاحبقران کو گلے لگایا اور
دعاے ترقی جاہ و جلال دی عمرو نے بھی آداب بجا لایا اور قدمبوسی خواجہ عبد المطلب کی حاصل کی اُدھر ابو عمرو
بن شداد ایک مقام پر اُترا اور شکار کھیلنے کو صحرا مین آیا وہان خبر پائی کہ شہنشاہ نوشیروان یکہ و تنہا شکار کھیلنے
کو آیا ہے اُسی وقت ابو عمرو بن شداد حبشی نے فیل جنگی کو دوڑایا اور شہنشاہ نوشیروان کو گرفتار کر لیا اور مع ہودج
فیل پر ڈالکر اپنے ملک کی طرف چلا راہ مین ابو عمرو بن شداد نے نوشیروان سے کہا اگر تو اپنی دختر کو میرے پاس
لائے اور شادی کر دے تو بہتر ہے ورنہ تجھکو قتل کر دونگا جب یہ خبر بختک کو پہونچی کہ نوشیروان کو ابو عمرو بن شداد
نے گرفتار کر لیا ہے ہرمز کو بادشاہ کیا ادھر ابو عمرو بن شداد نے نوشیروان کو لاکر قفس آہنی مین بند کیا کہا جب تک
تو اپنی دختر ملکہ مہرنگار کو نہ بلوا دیگا تجھکو ہرگز نہ چھوڑونگا نوشیروان نے کہا کہ حمزہ صاحبقران ٹبراز بردست
عرب ہے ملکہ مہرنگار اُنکے قبضے مین ہے اُسکا آنا بہت مشکل ہے ایک روز ابو عمرو بن شداد حبشی نے رات کو پنجرا
بادشاہ نوشیروان کا اپنے پلنگ کے پاس رکھوایا اور کہا اے نوشیروان کچھ کہانی کہہ نوشیروان نے کہا مجھکو
کوئی کہانی کہنا نہین آتی ہے اگر کہہ تو مین کچھ اپنا حال بیان کرون ابو عمرو بن شداد نے کہا بہتر ہے بیان کر
نوشیروان نے قصہ حمزہ صاحبقران شروع کیا ابو عمرو بن شداد نے پنجرا نوشیروان کا پلنگ کے اوپر لٹکوا دیا
جب نوشیروان قصہ کہتے کہتے خاموش ہو رہا پنجہ پاؤن مین مارا اب اُدھر کا حال ملاحظہ کیجیے کہ امیر با توقیر نے
خواجہ عمرو سے کہا کہ تم جاکر ذرا کتور کی خبر لاؤ کہ ہمین نے میرے لشکر سے کیا سلوک کیا خواجہ عمرو طرف کتور کے
روانہ ہوے اسطرف بختک نے حکیم خواجہ بزرجمہر سے کہا کہ تم قرعہ پھینکو کہ معلوم ہو نوشیروان کو حمزہ صاحبقران
رہا کرینگے یا نہین خواجہ بزرجمہر نے کہا کہ نوشیروان رہا ہو جائیگا بختک نے کہا کہ نوشیروان کیونکر رہا ہوگا
امیر با توقیر حمزہ صاحبقران ہم سب کے دشمن ہین خواجہ بزرجمہر نے کہا کہ دم ہمارا خواجہ بزرجمہر نے ابو الخیر
کو روانہ کیا ابو الخیر خدمت حمزہ صاحبقران مین پہونچا اور رقعہ خواجہ بزرجمہر کا دیا حمزہ صاحبقران
رقعہ خواجہ بزرجمہر پڑھتے ہی چلے جب خواجہ بزرجمہر کے پاس پہونچے خواجہ بزرجمہر نے کہا اے امیر با توقیر نوشیروان
اگرچہ کاذب و کافر ہے مگر ضرور چاہیے ہے آپ کو کہ میری خاطر سے نوشیروان کو رہا کیجیے امیر با توقیر خواجہ بزرجمہر
سے یہ سنکر اُسی وقت حبش کی طرف روانہ ہوے جب برابر حبش کے پہونچے نزدیک باغ ابو عمرو بن شداد حبشی
کے اُترے دن بھر آرام کیا وقت شب لباس سیاہ پہنکر چلے اور کمند پھینک کر محل پر ابو عمرو بن شداد حبشی
کے پہونچے دیکھا کہ نوشیروان قفس آہنی مین بند ہے اور داستان ہماری بیان کر رہا ہے امیر با توقیر برابر نوشیروان
کے جاکر بیٹھے اور اپنے تئین ظاہر کیا نوشیروان ڈرا امیر با توقیر نے کہا کہ کیون ڈرتا ہے مین تجھکو رہا کرنے آیا ہون
لیکر قفس آہنی مع نوشیروان ہاتھ مین اُٹھا کر در باغ پر آئے وہان اشقر دیوزاد کو نہ پایا تلاش کرتے ہوے صحرا
کیطرف چلے گئے اور پنجرا در باغ پر رکھدیا سوچے کہ آکر لیلونگا اور یہان ابو عمرو بن شداد جو صبح کو بیدار ہوا اور پنجرا نوشیروان

کا نہ دیکھا اُسی وقت عیارون کو خبر کے واسطے روانہ کیا ایک عیار نے آکر خبر دی کہ قفس نوشیروان در باغ پر رکھا ہی
ابو عمرو بن شداد آیا اور پنجرا نوشیروان کا اٹھا لیگیا اور باغ مین لایا اور کہا ای نوشیروان تو کسواسطے بھاگ گیا
تھا نوشیروان نے کہا میرا امیر مجکو اٹھا لیگیا تھا ابو عمرو بن شداد حبشی نے کہا واہ کیا خوب این گل دیگر شگفت

دو کلمے داستان صعوبت نشان خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری کے بیان ہوتے ہین

رہ نوردان صحرائے وحشت انگیز و بادیہ پیمایان دشت صعوبت خیز اس داستان گردش آئین کو نوک خامہ
سے صفحۂ تحریر پر یون لاتے ہین کہ جب خواجہ عمرو بن اُمیۂ ضمری ملک کنتور سے بہمن و لشکر اسلام کی خبر لیکر
پھرے مکہ مین آئے خواجہ عبد المطلب کو مجرا کیا اور قدمبوسی حاصل کی امیر باتوقیر کو پوچھا خواجہ عبد المطلب نے
فرمایا کہ امیر کشور گیر طرف ملک مدائن کے گئے ہین خواجہ بزرجمہر کا خط آیا تھا نہین معلوم اُسمین کیا لکھا تھا خواجہ
عمرو اُسی وقت طرف ملک مدائن کے روانہ ہوئے جب مدائن مین خواجہ بزرجمہر کے مکان پر پہونچے خواجہ
عمرو نے خواجہ بزرجمہر سے امیر باتوقیر کا حال دریافت کیا خواجہ بزرجمہر نے کہا کہ امیر باتوقیر ملک حبش کو گئے
ہین خواجہ عمرو بھی بنگر حبش کی طرف چلے جب حبش پہونچے تو معلوم ہوا کہ امیر باتوقیر برائے تلاش اشقر دیوزاد
جنگل کی طرف گئے ہین عمرو بھی صحرا کی طرف راہی ہوئے جب خواجہ عمرو قریب صحرائے زنگبار کے پہونچے دور
سے ایک گوہر شبچراغ نظر پڑا قریب جاکر دیکھا امیر باتوقیر ریگ بیابان مین غرق پڑے ہوئے ہین
خواجہ عمرو نے امیر باتوقیر کو نکالا امیر باتوقیر بیہوش تھے پانی چھڑکا اور پلایا امیر باتوقیر نے بڑی دیر کے بعد
چشم نیم وا سے دیکھا عمرو نے کہا ای امیر باتوقیر اٹھو مین خواجہ عمرو ہون امیر باتوقیر جب ہوشیار ہوئے اُٹھے
عمرو نے حال بیان کیا اور امیر باتوقیر کو بصورت ہنسا بنایا اور آپ بصورت بازی گر بنکر چلا اور سامنے ابو عمرو
بن شداد کے بازی کرنے لگا وہ سب حبشی تماشا دیکھنے مین مشغول ہوئے ادھر امیر باتوقیر نے قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالکر
نعرہ کیا نعرہ ؎ امیر عرب ضیغم روزگار ٭ صف شکن خسرو نامدار ٭ زضیغم بمیدان جنگ آزمان ٭ بہر سو شود الامان
الامان ٭ حبشیون کو معلوم ہوا کہ یہ حمزۂ صاحبقران ہین چہار طرف سے زغہ کرکے آپڑے تلوار چلنے لگی جنگ مغلوبہ
ہوگئی عمرو نے بھی نیمچہ کھینچا اور لڑنے لگا ادھر امیر باتوقیر اور عمرو اور اُدھر کئی ہزار حبشیان زبردست آب
دونون آدمی گھر گئے گرفتار ہوا چاہتے ہین یکایک اشقر دیوزاد سامنے سے پیدا ہوا اور ہر غول پر جھپٹ
جھپٹ کر حملہ کرنے لگا کفار سب پراگندہ ہوئے اشقر دیوزاد نے آتے ہی فوج حبش مین تلاطم ڈال دیا ادھر
امیر باتوقیر لڑتے ہوئے تلوارین مارتے ہوئے برابر ابو عمرو بن شداد حبشی کے پہونچے اُسنے تلوار ماری
امیر باتوقیر نے بازہ بچاکر قبضے پر ہاتھ ڈال دیا اور بند دست پکڑ کر اُٹھا لیا اور چرخ دے کر چاہتے ہین کہ
زمین پر دے مارین کہ فوج حبش سے صدائے الامان الامان بلند ہوئی امیر باتوقیر نے ابو عمرو بن شداد
سے کہا کہ مسلمان ہو ابو عمرو بن شداد کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوا اور بہت سے حبشی دین اسلام سے بہرہ یاب ہوئے
امیر باتوقیر نے ابو عمرو بن شداد کو چھوڑ دیا اور ملک اُسکا اُسی کو بخشا پھر نوشیروان کو رہا کرکے امیر باتوقیر
طرف مدائن کے روانہ ہوئے اور اب مکۂ معظمہ کو تشریف فرما ہوئے سرداران مکہ نے پیشوائی کرکے امیر کو
داخل قلعۂ مکہ کیا جب امیر باتوقیر قیام پذیر خانۂ کعبہ ہوئے وہان لشکر اسلام مین امیر باتوقیر بہمن کو
اپنا جانشین کرکے آئے تھے بیٹی اُسکی ملکہ طور بانو کہ خدمت مین ملکۂ مہر نگار کے رہتی تھی ایک روز طور بانو
نے ملکہ مہر نگار کو مجرا کیا اور عرض کیا امیدوار ہون کہ حضور میری دعوت قبول کرین کہ قلعہ کنتور کے اندر ایک باغ ہی

کہ اسکو گلشن آباد کہتے ہین اگر حضور اُس باغ کی سیر کو چلین تو اسکو آراستہ کراؤن ملکۂ مہر نگار نے کہا کہ سچ کہتی ہی تو طور بانو نے کہا حضور دروغ نہین ہی ملکۂ مہر نگار نے کہا کہ بغیر امیر با توقیر کے کیونکر جاؤن نہین معلوم اُنکی اجازت ہو کہ نہو طور بانو خاموش ہو رہی ملکہ مہر نگار نے کہا کہ تو عمرو بن حمزہ یونانی کو بلا لا حسب عمرو بن حمزہ یونانی اندر محل کے آئے ملکہ مہر نگار نے کہا ای عمرو بن حمزہ یونانی طور بانو نے میری دعوت کی ہی مگر شہر کتور کے باغ مین تمھاری کیا صلاح ہی جاؤن کہ نہ جاؤن شہزادے نے کہا امان جان بالفعل امیر با توقیر نہین ہین مناسب تو نہین ہی مگر طور بانو بھی عزیز ہی اور دعوت کا رد کرنا اچھا نہین ہی بہتر یہ ہی کہ آپ جائیے اور ایک روز رہکر چلی آئیے مالکۂ مہر نگار نے منظور کیا عمرو بن حمزۂ یونانی نے حکم دیا کہ منادی ندا کردے کہ قلعہ مین کوئی مرد نہ رہے سب باہر قلعہ کے نکل جائین غرضکہ ملکہ محافہ مین سوار ہوکے تماشا قلعہ کتور کا دیکھتی ہوئی داخل باغ گلشن آباد ہوئی باغ کو جو دیکھا نہایت شاداب تر و تازہ ہی نہالہاے میوہ دار جھوم رہے ہین گلہاے رنگا رنگ کھلے ہوے ہین طائران خوش لحان زمزمہ سازی کرتے ہین بیچ مین بارہ دری نہایت خوشنما مثل قصر خلد برین زیبندہ ہی اور صحن مین ایک نہر بہتر از نہر لبن آب شفاف سے لبریز ہی ملکہ باغ کو دیکھ کر نہایت دل فرحناک ہوا طور بانو نے ملکۂ مہر نگار کو تخت جواہر نگار پر بٹھایا اور بزم شاہانہ آراستہ ہوئی طور بانو اور کنیزان مرصع پوش دُر در گوش کو گرد ملکۂ مہر نگار کھڑا کیا یہان بزم طرب آراستہ ہی اور ملکہ مہر نگار تخت پر جلوہ افروز ہی کہ مال حجت کابلی نے یہ خبر ژوبین کامرانی اور بشیرن کامرانی کو پہونچادی وہ دونون گبر ناہنجار بہمن کے پاس آئے اور حال ملکۂ مہر نگار کا بیان کیا بہمن نے کہا کہ مین نے سُنا ہی کہ ملکۂ مہر نگار نہایت حسین اور خوبصورت ہین ژوبین کامرانی نے ملکہ مہر نگار کے حسن کی بڑی تعریف کی بہمن نے کہا کسی طرح ملکۂ مہر نگار کو ذرا مجھے دکھا دو ژوبین نے کہا اچھا یہ کہکر اُن تینون نے حجام کو بلوا کر چار ابرو کا صفایا کرایا سب داڑھی مونچھ منڈوا کر خوب گھٹوایا اور لباس زنانہ پہنکر کچھ اسباب دعوت کا ہاتھ مین لیا اور چلے جب در باغ پر وہ تینون پہونچے خواجہ سرا نے روکا کہ تم تینون عورتین غیر ذالک کہان جاتی ہو باغ مین حکم جانے کا نہین ہی اُنھون نے ناک پر اُنگلیان رکھکر کہا اوئی تو کیا عورتون کی بھی ممانعت ہی مردون سے پردہ کر عورتون سے بھی پردہ ہی ہم دحستدان سالون مقدم ہین براے زیارت ملکہ مہر نگار کے آئے ہین اگر تمھارا حکم ہو تو ملکہ کو جاکر دیکھ آئین خواجہ سرا نے کہا کہ خیر جاؤ وہ تینون باغ مین آئین اور ایک گوشے مین پوشیدہ کھڑی ہوئین ملکہ سیر باغ مین مشغول خرام ناز تھی کہ نظر ان تینون کی ملکہ پر پڑی بہمن ہزار جان سے ملکہ مہر نگار پر عاشق و فریفتہ ہو گیا ایسی صورت اور ایسا حسن و جمال جو عمر بھر نہ دیکھا تھا بیہوش ہوکے گرا ژوبین کامرانی نے بہمن کو ہوشیار کیا اور کان مین بہمن کے کہا کہ جلد اب باغ سے نکلو ایسا نہو کہ کوئی دیکھ کے پہچان لے تو قتل کیے جاؤ اب ملکہ مہر نگار جو تمام بہار باغ سیر کرکے آئی اور تخت پر بیٹھی طور بانو سے کہا کہ کچھ جسم مین لرزہ سا ہی اور طبیعت کچھ بے لطف ہو گئی ہی بہتر یہ ہی کہ اب تو مجکو رخصت کر کہ دل میرا گواہی دیتا ہی کہ یہان ضرور کوئی نامحرم ہی طور بانو اُسی وقت اُٹھی اور تمام باغ کو دیکھا کونا کونا ڈھونڈھا کوئی نامحرم نظر نہ آیا غرضکہ ملکۂ مہر نگار اور طور بانو سوار ہوکر اپنے لشکر مین آئین بہمن نے کہا اے ژوبین کامرانی تمنے مجکو باغ مین لیجا کر گرفتار بلاے عشق ملکہ مہر نگار کیا اب صلاح بتاؤ کہ کیا کرون کس صورت سے ملکہ مہر نگار ہاتھ آئے ژوبین کامرانی اور بشیرن کامرانی نے کہا پہلے تو توبہ کرکے اپنے دین مین آؤ بارگاہ آراستہ کرکے دربار مین بیٹھو سرداران لشکر کو جمع کرو نذر

دین حکم جاری ہو بعد اُسکے اپنی فوج کو حکم دو کہ جہان اہل اسلام ملین مارو اور لُوٹو تم مطلق مسلمانونکی شرکت ظاہر و باطن
نہ کرو جب سرداران لشکر اسلام تمسے سخت کلامی کرین یا طعنہ زنی کرین تم بھی مقابلہ کرکے جنگ کرو بالفعل امیر
باتوقیر مکہ کو گئے ہوے ہین اور کوئی سردار لشکر اسلام مین ایسا نہین ہے کہ تمھارا مقابلہ کرسکیگا غرضکہ دوسرے روز وہ
تینون جمع ہوکر آئے اور سرداران لشکر اسلام نے جو دیکھا کہ ان تینون نے داڑھی مونچھ منڈوا ڈالی ہے نہایت
متعجب ہوے کہا یہ کیا سبب ہے مگر عمرو بن حمزہ یونانی نے جو دیکھا بہت غصہ ہوا حکم دیا یہ تینون گبر نابکار ہین
قتل کرو پہلوان عادی نے کہا کہ امیر باتوقیر کا پاس و خیال اور ملاحظہ ہے مناسب نہین ہے ادھر ملازمان بہمن نے
زیادتیان اور ظلم و بدعت آزردے لشکر اسلام مین کرنا شروع کین چند بقال و نانبائی وغیرہ کو گرفتار کرکے باندھ
لیگئے جب رات کو پہلوان عادی بارگاہ مین آیا عیار ابوالقاسم نے خبر دی کہ ملازمان بہمن فوج اسلام اور آزردے
لشکر اسلام پر ظلم و بدعت کرتے ہین پہلوان عادی یہ سنکے برہم ہوا دوسرے روز جو بہمن بارگاہ امیر باتوقیر مین
آیا پہلوان عادی سے ملاقات ہوئی دونون بارگاہ مین آئے پہلوان عادی نے کہا اے بہمن اول تو تونے خلاف
طریقہ دین اسلام کیا کہ داڑھی اور مونچھ منڈوا ڈالی دوسرے اب ملازمون کو واسطے بدعت کے لشکر اسلام مین
بھیجا ہے کہ انھون نے تمام فساد برپا کر رکھا ہے ہم لوگ فقط امیر باتوقیر کے خوف سے نہین بولتے ہین ورنہ کیا مجال جو
کوئی سرکشی کرسکے تجکو چاہیے ہے کہ مسلمانون پر شفقت و تلطف کرے اُسکے عوض مین یہ بدعت ہے بہمن نے کہا کہ اچھا تمھاری
خاطر سے مین اپنے لوگون کو منع کردونگا اور تنبیہ و تاکید کردونگا پہلوان عادی نے طرف عمرو بن حمزہ یونانی کے دیکھا
شہزادے نے کہا کہ اچھا آج کے روز بھی خاموش ہو دیکھا جائیگا یہ سنکر پہلوان عادی و دیگر سردار غصہ ہوکر اپنی اپنی
بارگاہ خیام مین گئے اور عمرو بن حمزہ یونانی بھی درہم و برہم ہوکر دربار برخاست کرکے اپنی بارگاہ مین گئے یکایک
شور و غل برپا ہوا عمرو بن حمزہ یونانی نے پوچھا کیا ہے یہ غلغلہ کیسا ہے لوگون نے کہا کہ ملازمان بہمن زیادتی کرتے ہین
فساد برپا ہے عمرو بن حمزہ صاحبقران نے کہا کہ ان بیحیاؤن کو مارکے لشکر سے نکالدو چنانچہ تلوار چلی تین سو
اہل اسلام قتل ہوے اور دو سو آدمیون کو لوگ بہمن کے گرفتار کرکے لے گئے دوسرے روز عمرو بن حمزہ یونانی
دو سو آدمی ہمراہ لیکر بہمن کے پاس آئے اور کہا اے بہمن مین جانتا ہون تجکو ژوبین اور بیژن نے گمراہ کردیا
ہے اگر تجکو عزت اپنی رکھنا منظور ہے تو جانشینی امیر باتوقیر کی چھوڑدے اور جگہہ سے امیر باتوقیر کی اُٹھ جا نہین تو
ایسی تلوارین مارونگا کہ نام و نشان نہ باقی رہیگا ژوبین نے اشارہ کیا کہ اُٹھ کے چلا جا بہمن اُسکے کہنے سے
اُٹھ گیا اور جاے امیر باتوقیر چھوڑدی شہزادہ عمرو بن حمزہ یونانی جاے امیر باتوقیر پر متمکن ہوے سرداران
لشکر اسلام نے مبارکباد دی اور نذرین گذرانین ادھر بہمن ژوبین کا ملانی کے اغوا کرنے سے اپنی بارگاہ مین
آیا اور دربار جمع کیا ژوبین سے کہا اب کیا کرنا چاہیے ژوبین نے کہا پہلے طوربانو کی فکر کر کہ وہ تیرے دین
مین آئے نہین تو قتل کر بہمن نے کہا کہ طوربانو خدمت مین ملکہ مہرنگار کے ہے اُسکو کیونکر قتل کرسکتا ہون
ژوبین نے کہا کہ طوربانو کو کسی حیلے سے طلب کر اور چار سو آدمی مسلح و مکمل زیر پردہ خیمہ پوشیدہ کر جب طوربانو
آئے اُسکو سمجھا اگر وہ بُت کو سجدہ کرے تو بہتر ہے ورنہ اُنھین لوگون سے حکم کر کہ وہ اُسکو قتل کرین یہ سنکر بہمن نے
طوربانو کو بلوایا طوربانو ملکہ مہرنگار سے اجازت لیکر لباس شاہانہ پہنکر گھوڑے پر سوار ہوئی اور بارگاہ بہمن مین
آئی باپ کو مجرا کیا اور بیٹھ گئی بہمن نے کہا اے ملکہ طوربانو تجکو خبر ہے یا نہین مین تو دین اسلام سے پھر گیا اور خدا پرستی
چھوڑدی بہتر یہ ہے کہ تو بھی دین اسلام کو چھوڑ کر بُت پرستی اختیار کر طوربانو نے کچھ جواب ندیا بہمن اُٹھا اور ایک

بت کلان کو لاکر سامنے طور بانو کے رکھدیا اور کہا کہ اسکو سجدہ کر یا جوابدے ملکہ طور بانو نے جو گوشۂ چشم سے خیال کیا کہ
لوگ پردہ ہاے بارگاہ مین شمشیر بکف ستعد قتل پر کھڑے ہین ملکہ طور بانو اٹھی اور بت کلان کے سامنے قبلہ کی طرف سجدے
مین جھکی اور راز دل بیان کیا اور تضرع و زاری درگاہ جناب باری مین عرض کیا ای خداے عز و جل تو خوب عالم و دانا ہی کہ
یہ گبر ناہنجار میرے قتل کی فکر مین ہی مین ہرگز ہرگز اس بت نالائق کو سجدہ نہین کرتی تو سزاوار سجدہ ہی بس دو انگلیون
کی محراب کرکے سجدہ کیا جب سر سجدے سے اٹھایا بہمن بہت خوش ہوا اور ملکہ کو گلے سے لگایا اور کہا ای ملکہ کوئی
ایسی فکر کر کہ ملکہ مہر نگار میرے ہاتھ آئے طور بانو نے کہا بہت خوب یہ کتنی بڑی بات ہی اگر حکم ہو تو جاؤن اور کچھ
فکر ملکہ مہر نگار کی کرون بہمن نے کہا جا اور بہت جلد اسکی فکر کرنا ملکہ طور بانو بہمن سے رخصت ہوکر روانہ ہوئی
اور ملکہ مہر نگار کی خدمت مین آئی اور برگشتہ ہونا بہمن کا اور کیفیت اپنی سب بیان کی اور کہا کہ معلوم ہوتا ہی کہ بہمن
آج شب کو کیا تعجب ہی جو شبخون مارے ملکہ مہر نگار نے کہا پھر کیا کیا جائے طور بانو نے کہا کہ عمرو بن حمزہ یونانی
کو بلاکر بارگاہ سلیمانی استادہ کرائیے اور آپ اُس مین مقیم ہوجیے اور گرد اُسکے خندق کھدوا دیجیے ملکہ مہر نگار نے عمرو
بن حمزہ یونانی کو بلایا اور ساری کیفیت بیان کی اور کہا ای فرزند بارگاہ سلیمانی برپا کرو اور چہار طرف خندق
کھدوا دو اور اسی مین مین اور تم اور سرداران وغیرہ جمع رہین طور بانو مقابلہ کفار کا کریگی عمرو بن حمزہ یونانی
نے کہا ای والدۂ معظمہ امیر بانو تیر جو سہینگے تو کیا کرینگے ملکہ مہر نگار نے کہا کہ ای فرزند تم بھی سچ کہتے ہو مگر خاطر بانو بھی
ضرور ہی غرضکہ عمرو بن حمزۂ یونانی نے ایسا ہی کیا ملکہ طور بانو جوشن و سلاح حرب جسم پر لگاکر مسلح و مکمل ہوکر در بارگاہ
سلیمانی پر بیٹھی جب نصف شب ہوئی بہمن ایک لاکھ ستر ہزار سوار مع ژوپین و بیژن کے ہمراہ لیکر آیا اور
شبخون مارا جب داخل بارگاہ ملکۂ مہر نگار ہوا دیکھا بارگاہ خالی پڑی ہی نہ ملکہ مہر نگار ہی نہ طور بانو ہی بہمن نے
کہا کہ ملکۂ مہر نگار وغیرہ کہان گئین ژوپین کاہرانی نے کہا معلوم ہوتا ہی کہ یہ سب بارگاہ سلیمانی مین ہین
بہمن بارگاہ سلیمانی پر آیا ہنگام شب تاریک مین معلوم نہ ہوا بہت سے لوگ بہمن کے خندق مین گر کے مر گئے لشکریون
نے آواز دی کہ ادھر دیکھ بھال کے آنا گرد بارگاہ کے خندق عمیق ہی بہمن ہنسا اور کہا کہ واہ وا بارگاہ کو قلعہ بنایا
ہی اس سے کیا ہوگا اگر مین نے ایک مسلمان کو بھی زندہ چھوڑا تو نام اپنا بہمن نہ رکھا غرضکہ اسی تلاطم مین صبح
ہوگئی اور دن چڑھ گیا ژوپین نے کہا ای بہمن اگر چاہتا ہی تو مسلمانون پر فتحیاب ہو پہلے طور بانو کو قتل کر پھر
اہل اسلام کا مار لینا آسان ہی یہ سنکر بہمن نے کرگدن کو دوڑایا ادھر طور بانو نے ایک تیر سہ پہلو کمان مین
پیوستہ کرکے جو مارا کرگدن کی پیشانی پر پڑا بہمن مع کرگدن گرا بہمن لوٹ پوٹ کے پھر اٹھ کھڑا ہوا اور
دوسرے کرگدن پر سوار ہوا طور بانو نے اسکو بھی گھائل کیا اسی طرح طور بانو نے تین کرگدن مارے اور کہا او
ملعون تیرا قتل کرنا بہت آسان ہی بہتر یہ ہی کہ جو کچھ کیا وہ کیا اب منفعل ہوکے توبہ کر اور دین اسلام قبول ورنہ
ناحق جہنم مین جائیگا بہمن وہان سے پھرا اور کہا مین طور بانو سے مقابلہ نہ کرونگا ژوپین کاہرانی نے کہا نامردی
کی کیا باتین کرتے ہو اور کسی کو آواز دیکر مبارز طلب کرو تب تو بہمن نے بآواز بلند پکارا ای سرداران لشکر اسلام
اگر تم بہادر ہو تو نکلکر میرا مقابلہ کرو نامردی کی باتین کرتے ہو کہ آپ بارگاہ مین چھپ کے عورت کی پناہ مین
بیٹھے ہو اور وہ عورت میری دختر ہی اسوجہ سے مین اُس سے مقابلہ نہین کرتا نہین تو عورت کا قتل کرنا کتنی بڑی بات
ہی کیا تم مین کوئی ایسا جری اور دلیر نہین ہی کہ میرا مقابلہ کرے یہ سنکر پہلوان عادی مقابلہ کو نکلا بہمن نے جھپٹ کر تلوار
ماری پہلوان عادی نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تلوار سپر کو قلم کرکے سر پر پڑی دو ابرو تک اُتر آئی عادی نے دستانہ مار تلوار

سر نے نکل گئی بہمن نے چاہا دوسرا ہاتھ تلوار کا مارے کہ عمرو بن حمزہ یونانی نے للکارا پہلوان عادی کو پھیر دیا آپ بہمن سے مقابلہ کیا بہمن نے وہ ہی تیغ خون آلود شہزادے پر ماری تلوار مرکب پر پڑی عمرو بن حمزہ یونانی کا گھوڑا کشتہ ہوا شہزادہ جست کر کے زمین پر آیا اور جھپٹ کر تلوار ماری کہ دونوں پاؤں کر گدن کے قلم ہوئے بہمن کود کر زمین پر آیا اور شہزادے سے لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی تا غروب آفتاب زور کشتی کے ہوئے کوئی زیر نہوا لشکر بہمن میں طبل بازگشت بجا بہمن نے کہا اب کل دیکھا جائیگا دوسرے روز پھر میدان میں لشکر صف آرا ہوا بہمن میدان میں آیا اور عمرو بن حمزہ یونانی سے مبارز طلب ہوا عمرو بن حمزہ یونانی گھوڑا چمکا کر میدان میں آیا بہمن نے دوڑ کر تلوار ماری ادھر مرکب عمرو بن حمزہ نے سکندری کھائی یہ گھوڑے کو سنبھالنے لگے تلوار بہمن کی خود پر پڑی دو ابرو تک اتر گئی عمرو بن حمزہ نے وستانہ مارا تلوار جھٹکا کر نکل گئی مگر چادر خون کی چہرے پر آپڑی بہمن نے چاہا دوسرا ہاتھ تلوار کا مارے بہرام گرد بن خاقان چین للکار کر جھپٹے عمرو بن حمزہ یونانی کو پھیر دیا آپ مقابلہ کیا بہمن نے اُسی تیغ خون آلود سے بہرام کو بھی زخمی کیا جب طور بانو نے دیکھا کہ ایسے ایسے نامی سردار بہمن نے زخمی کیے گھوڑا چمکا کر میدان میں مقابلہ کو آئی اور آتے ہی ایک ہاتھ تلوار کا جھک کر مارا کہ کر گدن کی گردن قلم ہوئی بہمن کود کر زمین پر آیا طور بانو بھی جست کر کے زمین پر پہونچی دونوں لپٹ گئے کشتی ہونے لگی یہانتک کہ دن تمام ہوا شام آئی لشکر بہمن میں طبل بازگشت بجا بہمن اپنی بارگاہ میں آیا طور بانو و سرداران لشکر اسلام بارگاہ سلیمانی میں آئے اُسوقت سلطان بخت مغربی نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ جب تک امیر ابو تمیر حمزہ صاحبقران تشریف لائیں لشکر اسلام قلعۂ تنگ حصار میں جا کر مقیم ہو رائے سلطان بخت مغربی کی سب سرداران لشکر اسلام نے قبول کی اور اُسی وقت رات کو تمام خیمہ ڈیرہ اور بارگاہیں اٹھوا کر لشکر اسلام مع سرداران عالیمقام و ملکۂ مہر نگار وغیرہ قلعۂ تنگ حصار میں آئے اور دروازہ بند کر کے بیٹھ رہے اُدھر شمیم بن قاسم کستوری نے بہمن کو خبر دی کہ ملکۂ مہر نگار اور تمام سرداران لشکر اسلام وغیرہ قلعۂ تنگ حصار کو گئے بہمن یہ سنکر بہت غضبناک ہوا اور فوج لیکر طرف قلعۂ تنگ حصار کے روانہ ہوا اور آتے ہی لڑنے لگا کئی روز تک کارزار رہی لشکر بہمن بہت قتل ہوا آخر کار بہمن تن تنہا جست کر کے اُس پار خندق کے پہونچا اور چاہا کہ زور کر کے دروازے کو توڑے کہ سلطان بخت مغربی نے آواز دی ای بہمن سچ ہے قول کل شی یرجع الی اصلہ دیکھ کہ سب مسلمان کیطرح دیکر ادھر آئے تو نے یہاں بھی ستانا شروع کیا ملکہ طور بانو نے بھی بہ خاطر پدری رعایت کی مگر تو نے بیوفائی سے ہاتھ نہ اٹھایا بہمن نے کچھ نہ سنا اور دروازہ توڑ کر قلعہ میں آیا اُسوقت جانب راست سے ایک شہسوار نقابدار سفید پوش پیدا ہوا اور آتے ہی تلواریں مارنے لگا اُس نقابدار نے ایسی شمشیر زنی کی کہ بہمن وغیرہ دنگ ہوئے پھر لشکر اسلام بھی مدد نقابدار سفید پوش کو پہونچا تلوار چلنے لگی ہزارہا کفار قتل ہوئے آخر کار لشکر کفار نے شکست کھائی اور بہمن اور زوبین و بیژن بھاگ کر قلعۂ کستور میں گئے جب نقابدار سفید پوش فتحیاب ہو کر قلعہ میں آیا نقاب اُلٹ کر جمال چہرۂ بیمثال اپنا سب کو دکھایا تمام لشکر اسلام بہت خوش ہوا اور دروازہ قلعہ تنگ حصار کا بند کر کے بیٹھ رہے اُدھر زوبین و بیژن نے بہمن کو صلاح دی کہ برابر آپ چلمین کے مقیم ہوں اُسطرف کا حال سنیے کہ امیر ابو تمیر نے خواب میں دیکھا کہ بارگاہ سلیمانی کو لشکر خوکان نے گھیرا ہے اور اہل اسلام بہت تنگ آئے ہیں یہ خواب دیکھتے ہی امیر ابو تمیر بیدار ہوئے اور پریشان ہو کر دوسرے روز اپنے پدر بزرگوار خواجہ عبد المطلب سے رخصت ہو کر روانہ ہوئے بعد چند روز کے ایک شب امیر ابو تمیر راہ بھولکر خراسان کے راستہ پر نکل گئے دیکھا کہ ایک قلعہ

سامنے ہے دریافت کیا یہ کونسا شہر ہے اُسنے کہا اسکو خراسان کہتے ہین اور بادشاہ یہان کا مرزبان کلہ زن آہنی
ہے امیر باتوقیر نے فرمایا کہ مین چاہتا ہون کہ اس قلعہ کی سیر کرون خواجہ عمرو اور حمزۂ صاحبقران دونون سوداگر کی
صورت بنے اور داخل قلعہ ہوئے تمام بازار کی سیر کرتے ہوے کاروانسرا مین آکر اُترے دوسرے روز واسطے غسل کے
حمام مین آئے دیکھا اور آدمی بھی حمام مین ہین امیر باتوقیر اور خواجہ کو بصورت سوداگر جلیل الشان دیکھ کر
سب نے مجرا کیا بعد اُس کے مالک حمام مع ملازمین کے آیا اور سب آدمیون کو نکال کر باہر کیا کہا کہ جاؤ اپنی اپنی
جگہ پر تم کو نہاتے ہوے بڑی دیر ہوئی یہ سُن کے سب کے سب آدمی باہر نکلے امیر باتوقیر اور خواجہ عمرو
نہایا کیے پھر اُس مالک حمام نے اُن سے بھی کہا کہ اب تم بھی جاؤ بس نہا چکے خواجہ عمرو نے کہا او بے وقوف
کچھ دیوانہ ہوا ہے ابھی غسل سے نہین فارغ ہوے ہین کیونکر چلے جائین غرضکہ اُن سے تکرار ہوئی عمرو نے جانوا
مالک حمام کے کھینچ مارا اُس کی پیشانی زخمی ہوئی وہ تیورا کے گرا اور ملازم دوڑ پڑے کچھ زخمی ہوے کچھ مارے
گئے کچھ بھاگ کر مرزبان کلہ زن آہنی کے پاس آئے اُس نے پوچھا کیا ہوا قاموس سبک رفتار نے
کہا کچھ لوگ حمام مین نہانے کو آئے ہین اُنھون نے پیادون کو قتل کیا مرزبان کلہ زن نے کہا کہ اُن کو
کچھ کہا ہوگا مین خود جاکر پوچھتا ہون غرض مرزبان کلہ زن خود آیا بیٹھ گیا حمزہ نے تعظیم کی مرزبان کلہ زن
کو تعجب ہوا پوچھا کہ تم کون ہو تم نے میرے پیادون کو کس تقصیر پر قتل کیا خواجہ عمرو نے جواب دیا کہ
اُنھون نے بدزبانی کی تھی اُنکو سزا دی گئی مرزبان کلہ زن نے کہا کیا تم کیانی ہو خواجہ عمرو نے کہا ہم
مرد سوداگر ہین یہ ہمارا بھائی ہے ہمارا نام خواجہ بازرگان شامی ہے اور میرے بھائی کا نام خواجہ سیفا سوداگر
خدا پرست ہے لشکر امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران مین رہتے ہین مرزبان کلہ زن نے کہا مین چاہتا ہون کہ
نوشیروان سے دوستی پیدا کرکے جاؤن اور امیر باتوقیر سے ایک بار مقابلہ کرون ای سوداگر سچ کہہ کہ امیر
باتوقیر سے عہدہ برا ہو سکونگا خواجہ عمرو نے کہا کہ سچ تو یہ ہے کہ یہ میرا بھائی جو ہے اس مین زور اور قوت امیر
کے برابر ہے اگر تو اس کو بفن سپہ گری زیر کر دیگا تو حمزۂ صاحبقران کو بھی زیر کریگا مرزبان کلہ زن نے کہا
کہ کل مقابلہ ہوگا اور شہر مین منادی کردی جسکو زور اور کشتی دیکھنا ہو وہ کل فلان مقام پر آئے اور مرزبان کلہ زن
آہنی ہمسر حمزۂ صاحبقران سے مقابلہ کریگا غرضکہ تمام خلقت صبح کو وہان جمع ہوئی اور مرزبان کلہ زن اور
خواجہ عمرو اور حمزۂ صاحبقران بھی آئے کشتی ہونے لگی چار پہر دن زور ہوا کیے آخر قریب شام امیر کشور گیر نے
لنگر مرزبان کلہ زن کا توڑا اور بند کمر مین ہاتھ ڈال کر اُٹھا لیا اور ہاتھ سر سے بلند کیا بعد تھوڑی دیر کے
آہستہ سے زمین پر رکھدیا مرزبان کلہ زن آہنی بہت خفیف ہوا اور کہا تھوڑے عرصے تک آپ یہان
رہیے خواجہ عمرو نے کہا ہم بھی یہی چاہتے ہین کہ ہم یہان رہین اسباب ہمارا پیچھے سے آتا ہے لیکن اب تو
بالفعل کاروانسرا مین ہم جاتے ہین کل آئین گے یہ کہہ کر عمرو اور حمزۂ صاحبقران کاروانسرا کی طرف
روانہ ہوے کاروانسرا مین تھوڑی دیر ٹھہرے جب رات زیادہ آئی جانب کنتور روانہ ہوئے صبح کو قاموس
سبک رفتار نے یہ خبر مرزبان کلہ زن کو پہونچائی کہ آپ نے دیکھا تھا اُن دونون مین ایک حمزۂ
صاحبقران اور دوسرا عمرو عیار تھا وہ کنتور کی طرف روانہ ہوگئے یہان امیر باتوقیر اور خواجہ عمرو بن
امیۂ ضمری قریب قلعہ کنتور کے پہونچے اپنا لشکر نہ دیکھا کہا ای خواجہ دریافت تو کرو کہ لشکر میرا کیا ہوا
عمرو گیا اور ایک پیر مرد کو پاس امیر کے لایا امیر باتوقیر نے اُس سے پوچھا کہ تجکو خبر ہے لشکر اسلام کہان گیا

اُس پیر مرد نے کہا ای صاحب یہان بڑے بڑے معرکے گذر گئے بہمن دین اسلام سے پھر گیا اور طوربانو نے
اُس کو شکست دی سردار آپ کے سب زخمی ہوے اب قلعۂ تنگ حصار مین ہین یہ سُن کر امیر باتوقیر قلعہ
تنگ حصار مین آئے سرداران لشکر اسلام نے استقبال کیا امیر باتوقیر تخت سلیمانی پر جلوہ افروز ہوے
اور طوربانو کی امیر باتوقیر نے بڑی تعریف کی اور تلطف و مہربانی سے پیش آئے اور پوچھا کہ اب بہمن کہان
گیا طوربانو نے کہا کہ ژوبین و بیژن کو لیکر آب چلپن کو گیا ہی امیر باتوقیر بھی مع لشکر کوچ کر کے وہان پہونچے
اور ایک نامہ بہمن کو لکھا اور عمرو کے ہاتھ بھیجا خواجہ عمرو نامہ امیر باتوقیر لے کر گئے اور بارگاہ بہمن مین
داخل ہوے اور نامہ امیر باتوقیر کا بہمن کو دیا بہمن نے وہ نامہ پڑھا اور جواب مین اُس نامے کے لکھا کہ
آبا و اجداد میرے سب بُت پرست تھے مین اُن بزرگون کا دین و مذہب چھوڑونگا اور طوربانو نے دوستی
مین تمھاری تلوارین مجھکو ایسی مارین اور میری فوج سے ایسی لڑی کہ فوج میری بھاگ گئی اور تاب لا سکی اگر ایک
سال کی مہلت مجکو دو تو بہتر ہی بعد اُسکے پھر تم سے مقابلہ کرونگا اور اگر چاہتے ہو کہ مجکو قتل کرو تو اختیار ہی اب تو
مین مردے سے بھی بدتر ہون یہ لکھ کر نامہ خواجہ عمرو کو دیا عمرو جواب لیکر آئے امیر باتوقیر نے پڑھ کر کہا کہ
اچھا مین نے مہلت دی عمرو متفکر ہوا اور کہا ای امیر یہ کیا کرتے ہو کیون ملعون کو سال بھر کی مہلت دیتے
ہو بہتر تھا کو قتل کرو امیر باتوقیر نے کہا ای خواجہ تم نہین جانتے ہو اس کو مہلت دینے مین مطلب ہی دو کام
اجرا ہونگے یہان دو کام کرنا مجکو فرض ہین اول عمرو بن حمزۂ یونانی کی ملکہ حوروخت سے شادی کرونگا
دوسرے شہزادہ قباد کو تخت شاہی پر بٹھا کر اپنے لشکر کا بادشاہ کرونگا یہ کہکر صحبت شاہانہ آراستہ کی اور
شہزادۂ قباد کو پوشاک شاہانہ اور تاج جواہر نگار سے زیب و زینت کر کے تخت شاہی پر جلوہ افروز کیا
تمام لشکر اسلام مین خبر مشتہر ہوئی شادی جشن سب نے برپا کی شہزادۂ قباد کو نذرین دین غرضکہ چالیس
شبانہ روز جشن شاہانہ کو گذرے تھے کہ عیار خجستہ کابلی ایک درویش کی صورت بن کر برائے سیر محفل اور
خبر گیری کے لشکر امیر باتوقیر کی طرف آیا خواجہ عمرو نے کمند مار کر گرفتار کیا اور خدمت امیر باتوقیر لشکر گیر
مین لایا اور زندان خانہ مین قید کیا اور آپ بہ صورت خجستہ کابلی بارگاہ ژوبین کامرانی مین آیا اور
مجرا کیا کہا کہ مین لشکر امیر باتوقیر مین گیا تھا بھائی میرا گرفتار ہو گیا مین اپنی جان بچا کر یہان چلا آیا ژوبین
کامرانی نے کہا تو کس واسطے گیا تھا خجستہ کابلی نقلی نے کہا اگر گیا تھا مین تو کیا ہوا اب مین آج کل مین امیر
کو خدمت مین تمھاری لے آؤنگا القصہ آدھی رات گئے خواجہ عمرو نے ژوبین کامرانی اور بیژن کامرانی
کو بیہوش کر کے پشتارہ باندھا اور خدمت امیر باتوقیر مین لایا امیر باتوقیر نے کہا کہ خواجہ انکو ہوش
مین لاؤ جب دونون ہوش مین آئے بڑے اعزاز و اکرام سے پیش آئے اور دونون کو امیر باتوقیر نے خلعت دیا
اور دنگلون پر بٹھایا امیر باتوقیر نے فرمایا کہ ای ژوبین و بیژن ملکہ حوروخت کو برضا و رغبت اپنی مجکو دو تو
مین نکاح حوروخت کا عمرو بن حمزہ کے ساتھ پڑھون ان دونون نے لطف و مہربانی امیر باتوقیر کی دیکھکر
ملکہ کو بخشدیا امیر باتوقیر نے نکاح ملکہ حوروخت کا عمرو بن حمزۂ صاحبقران کے ساتھ کیا بعد اُسکے
امیر باتوقیر ملکۂ حوروخت اور عمرو بن حمزۂ یونانی کو ساتھ لے کر داخل محل ہوے کنیزان خاص نے
حجلۂ عروسی تیار کر کے دلھن دولھا کو حجلے مین داخل کیا عمرو بن حمزۂ یونانی وصل ملکہ حوروخت سے
مسرور ہوے اور گوہر مقصود ملکہ حوروخت کو حاصل ہوا صبح کو عمرو بن حمزۂ یونانی بارگاہ امیر باتوقیر

مین آئے اور مجرا کیا اور دنگل پر بیٹھے تمام سردارون نے مبارکباد دی امیر باتوقیر نے زوبین کامرانی وبیژن کامرانی کو واسطے دین اسلام اختیار کرنے کے نصیحت کی اُن دونون نے کہا ای امیر باتوقیر جسوقت کہ ہمین مسلمان ہوگا ہم دونون بھی مسلمان ہونگے امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران اُن کو رخصت کرکے ہمین کے پاس آئے اور فرمایا کہ ای ہمین تو مسلمان ہوجا ہمین سُنکر خاموش ہو رہا امیر باتوقیر نے پھر ایک نامہ بادشاہ نوشیروان کو لکھا کہ ای شہنشاہ زمان و ای عادل نوشیروان مین چاہتا ہون کہ نواسا تمھارا شہزادۂ قباد میرے لشکر کا بادشاہ ہو اگر خود تشریف لاؤ بہتر ہی نہین تو کچھ جواب لکھو کہ بموجب تمھارے فرمانے کے عمل کیا جائے امیر باتوقیر نے یہ نامۂ مسرت شامہ ملفوف کرکے خواجہ عمرو کو دیا خواجہ عمرو نامہ لے کر روانہ ہوے جب خواجہ عمرو بارگاہ نوشیروان مین پہونچے مجرا کیا اور نامۂ امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران نوشیروان کو دیا نوشیروان نامہ سُنکر بہت خوش ہوا اور خواجہ بزرجمہر کی طرف دیکھا خواجہ بزرجمہر نے کہا ای بادشاہ اگر خود تشریف لے جائیے بہت خوب ہی اور اگر نہ جائیے تو مبارکباد لکھ کر بھیجدیجیے بختک بولا کہ سر قباد شہریار کا نہ ہونا چاہیے یہ سُنکر نوشیروان نے خواجہ عمرو کو خلعت سات پارچے کا دیا اور تین خلعت امیر باتوقیر اور شہزادۂ قباد کو بہت بھاری دیے اور ایک لاکھ شاگرد پیشہ کو بارہ ہزار تجر اشرفیون کے بھیجے اور جواب تحریر کیا کہ ای امیر باتوقیر مبارک ہو تمکو خطبۂ اسلام بنام برخوردار شاہزادہ قباد پڑھنا چاہیے اور اگر بزرگ بادشاہ ہم کو سمجھو سکہ ہمارے نام جاری کرو بس یہ جوابنامہ لکھ کر خواجہ عمرو کو دیا اور سعد زرین کمر اور سعید زرین کمر کو مع بارہ ہزار سوار کے ہمراہ کرکے قلعۂ تنگ حصار کی طرف خدمت امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران مین روانہ کیا

دو کلمے داستان شوکت نشان دارای ہند لندھور بن سعدان کے بیان کیے جاتے ہین

گرفتاران زندان رنج و غم و مصیبت زدگان محبس رنج والم اس داستان صعوبت نشان کو قلم اشک ریز سے صفحۂ قرطاس اندوہ اساس پر بسواد اندوہ دل غم جانکاہ یون لکھتے ہین کہ جب دارای ہند لندھور بن سعدان کو تخمیناً سترہ برس قید شدید شاہ صفا ترک مین گذرے ایک روز قید خانے مین لندھور حیران و پریشان مضطر و نالان بیٹھ کے رونے لگا اور ہاتھ طرف آسمان کے اُٹھا کر درگاہ بے نیاز یون ملتجی ہوا ای قاضی الحاجات و ای چارہ گر بیکسان و حلال مہمات اب تو اس بندہ عاجز پر رحم کر یا تو کوئی سبب اس قید بلا کے رہائی کا کر یا ملک الموت کو حکم دے کہ میری روح قبض کرے کیونکہ اب یہ سختی مجھ سے نہین اُٹھ سکتی یہ مناجات بتضرع و زاری کرتے کرتے عالم غشی طاری ہوا آنکھین بند ہوئین سو گیا بخت خوابیدہ بیدار ہوے عجب واقعہ عالم رویا مین دیکھا نور جمال قدرت ذوالجلال نظر آیا دیکھا کہ تخت نور پر حضرت ابراہیم علی نبینا و علیہ السلام جلوہ افروز ہوے اور دست مبارک بشفقت و مہربانی پشت پر لندھور کی پھیرا اور فرمایا ای فرزند قوت جسمی بقدرت الٰہی دی کہا کہ حق تعالےٰ تجھکو رہا کریگا لندھور بن سعدان یہ خواب دیکھ کے بیدار ہوا اور اُسیوقت قید آہن کو توڑا اور ہاتھ سے بزور و قوت سنگ نقب اُٹھا کر پھینکدیا اور اُس قید خانے سے باہر آیا اور نعرۂ کوہ شگاف کیا شعر جزیرہ ہاے دریا را گرفتم تا بہ ہندستان ٭ اگر نامم نمی دانی منم لندھور بن سعدان ٭ باش ای کافران بے دین بہتر یہ ہی کہ تم سب مسلمان ہوجاؤ نہین سب کو قتل کرونگا جسوقت افواج ترک نے سُنا چہار طرف سے ترغہ کرکے دوڑے یہان لندھور للکارتا ہوا بارگاہ شاہ صفا ترک مین آیا اور

ستون بارگاہ کا اُکھاڑ کر لڑنا شروع کیا جسکو وہ ستون ٹرھ کے مارا وہ واصل جہنم ہوا اس عرصہ مین سرداران لندھور
جو بعد قید ہو جانے لندھور کے شاہ صفاترک کے نوکر ہو گئے تھے سامنے لندھور کے آئے اور مجرا کیا اور ساتھ
لندھور کے جنگ و جدل کفار سے کرنے لگے چار پہر کامل لڑائی ہوا کی قریب شام کے لندھور لڑتا ہوا کفار کو
قتل کرتا ہوا قریب شاہ صفاترک کے آیا شاہ صفاترک نے تلوار ماری لندھور نے تلوار اُسکی چھین لی اور
بند کمر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا اور چرخ دے کر زمین پر مارا اور چھاتی پر چڑھ کر مشکین باندھ لین اور قید کیا ترک سب
مسلمان ہوئے ملک کو اُسکے تحت و تصرف مین اپنے لایا اور وہان شہپال بن فرخ ہندی بھی مع چند سردارون
کے قید تھا اُسکو بھی رہا کیا اور آپ تخت شاہی پر متمکن ہوا شہپال دنگل پر بیٹھا تمام سرداران لشکر جمع ہوے
دربار آراستہ ہوا لندھور نے شہپال سے کہا کہ مجکو امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران سے یہ امید نہ تھی کہ مجھپر یہ
واقعہ عظیم پڑا کہ مین سترہ برس قید شدید مین رہا اور امیر باتوقیر نے میری خبر مطلق نہ لی شہپال نے کہا ای لندھور
کوئی وجہ ہوگی جو امیر نے خبر نہ لی پھر لندھور نے حکم کیا کہ ملک مین منادی ندا کرے کہ خبردار کوئی نام حمزۂ
صاحبقران کا نہ لے اور جو کوئی نام امیر باتوقیر کا لیگا قتل کیا جائیگا ادھر امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان
نے خواجہ آشوب اور خواجہ بہلول کو بہت سا روپیہ دے کر رخصت کیا اور ایک نوشتہ لکھدیا کہ میرے لشکر
مین کوئی مزاحمت نہ کرے غرضکہ دونون روانہ ہوئے جب بصرے مین پہونچے سوداگری کرنے لگے شدہ شدہ خواجہ
آشوب اور خواجہ بہلول کو بھی خبر ہوئی کہ لندھور نے ملک مین اپنے منادی کر دی کہ کوئی امیر باتوقیر کا نام
نہ لے ان دونون نے صلاح کی کہ چلکر سیر اُس ملک کی کیجیے یہ صلاح کرکے دونون شہر مین آئے اور اسباب خرید
کرکے سراندیپ کی طرف روانہ ہوئے بعد چند روز کے پہونچے اور کاروانسرا مین اُترے دوسرے روز
لندھور کی ملازمت حاصل کی لندھور نے پوچھا نام تمھارا کیا ہی اُنھون نے نام اپنا بتایا اور کہا ہم
دونون مُنہ بولے بھائی ہین امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان کے لندھور حمزۂ صاحبقران کا نام
سُنتے ہی درہم و برہم ہوا کہا کہ تم نہین جانتے کہ یہان امیر باتوقیر کا نام لینے کا موقع نہین ہی تمنے نام امیر
باتوقیر کا کیون اپنی زبان سے لیا خواجہ آشوب اور خواجہ بہلول نے کہا کہ ہم ناواقف ہین ہمین نہین معلوم
اگر ہمنے خطا کی ہو تو ہم کو قتل کرو لیکن ہم حیران ہین کہ اسکا کیا سبب ہی امیر باتوقیر نے بھی اپنے لشکر کو حکم
منادی کر دیا ہی کہ کوئی نام لندھور بن سعدان زبان سے نہ نکالے لندھور نے کہا آخر کیا سبب ہی
اُنھون نے کہا کہ امیر باتوقیر اکثر شاکی تھے کہ مین اٹھارہ برس کے بعد قاف سے پردۂ دُنیا پر آیا اور لندھور
بن سعدان نے خبر بھی میری نہ لی لندھور نے کہا کہ اسمین نہ خطا میری تھی اور نہ امیر باتوقیر کی تقصیر تھی اب ای
خواجہ آشوب اور خواجہ بہلول مین چاہتا ہون کہ کسی صورت سے خدمت امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران مین
جاؤن اور گناہ اپنا بخشواؤن اُنھون نے کہا ای لندھور اگر تم آپ سے جاؤگے تو سبک ہوگے اور وہ ساتھ اخلاص
و دوستی کے پیش نہ آئینگے لندھور نے کہا کہ تم کوشش کرو تو عفو تقصیر ہو اُنھون نے کہا بہتر ہی لندھور نے
خواجہ آشوب کو رخصت کیا اور شہپال ہندی سے کہا ای عم نامدار اب کیا صلاح ہی اُسنے کہا کہ پہلے خانۂ کعبہ کو جاؤ اور
پدر نامدار حمزۂ صاحبقران زمان خواجہ عبدالمطلب سے خطا بخشواؤ لندھور یہ سُنتے ہی خانہ کعبہ کو روانہ ہوا تیس دن
کے بعد ملک بصرہ مین پہونچا وہان سے بیت اللہ تین منزل تھا وہان مقام کرکے لندھور بن سعدان آیا

دو کلمے داستان بشاشت نشان ابو عمرو بن شداد حبشی کے بیان ہوتے ہین

راویان اخبار فرحت آثار و مخبران روداد مسرت نگار اس داستان خصوصیت بیان کو یون تحریر کرتے مین کہ جب
ابو عمرو بن شداد حبشی مسلمان ہو کر اپنے ملک مین آیا جاسوس نے یہ خبر اطہر زنگی کو پہونچائی اطہر زنگی نے یہ خبر
سنکے ساری حقیقت اپنی دختر سے بیان کی دختر اطہر زنگی نے ایک نامہ ابو عمرو بن شداد حبشی کو لکھا کہ اگر تو
جاکر اس کام کا سرانجام کرے تو بہتر ہی نہین تو مین خود جاکر اُس عرب کو جواب دون دلق جاسوس نامہ لیکر
ابو عمرو بن شداد کے پاس آیا اور ابو عمر بن شداد حبشی نامہ پڑھکر مضمون سے آگاہ ہوا اور خانۂ کعبہ
کی طرف روانہ ہوا خانۂ کعبہ مین پہونچتے ہی قلعہ کو گھیر لیا لڑائی ہونے لگی یہانتک جنگ و جدال ہوئی کہ
مسلمان عاجز آئے قریب تھا ابو عمرو بن شداد حبشی قلعے کو لے لے کہ خواجہ عبد المطلب نے بدرگاہ
قاضی الحاجات مناجات با دل پر اضطرار کی یکایک صحرا سے گرد اُٹھی اور دارائے ہند لندھور بن سعدان
با لشکر ہندوستان نمودار ہوا لندھور نے جو دیکھا کہ ہنگامہ کارزار برپا ہی اور قلعہ کعبہ پر ایک حبشی کی
چڑھائی ہی وہین سے لندھور بن سعدان نے نعرہ کیا شعر منم لندھور بن سعدان منم شیر نیستانم + منم گرد
زیانم منم رستم پہلوانم + ابو عمرو بن شداد حبشی صدائے نعرہ کوہ شگاف سنتے ہی قلعہ کی طرف سے پھرا اور
بڑھ کے لندھور سے مقابلہ کیا اور تیغہ جھپٹ کر مارا لندھور نے خالی دیکر ایک گرز گرانبار کا وار کیا ابو عمرو
بن شداد گرد برد ہوکر جہنم واصل ہوا پھر لندھور بن سعدان مع فوج و لشکر ہندیان فوج حبشی پر تلوار کھینچ کے
آپڑے تلوار چلنے لگی ہزارون کا کشت و خون ہوا آخر کار حبشی شکست کھا کر بھاگے لشکر لندھور نے خزانہ
و بارگاہ و مال و اسباب سب فوج حبشیون کا لوٹ لیا اور لندھور بن سعدان خواجہ عبد المطلب کی خدمت
مین آیا اور قدمبوسی خواجہ عبد المطلب کی حاصل کی خواجہ عبد المطلب نے گلے سے لگایا لندھور بن
سعدان نے عرض کیا کہ امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران مجھسے آزردہ ہین خواجہ عبد المطلب نے کہا کہ مین
تمھاری خطا معاف کرادونگا یہ کہکر خواجہ عبد المطلب لندھور اور پسران لندھور کو مع لشکر
ہندیان ہمراہ لیکر خدمت امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران زمان مین آب جلین کی طرف روانہ ہوئے
بعد چند روز کے وہان پہونچے اُدھر خواجہ عمرو بن اُمیۂ ضمری سعد زرین کمر کو چھوڑ کر واسطے سیر کے نکلے تھے
پہر دن آیا ہوگا کہ خواجہ عمرو طرہ بازون سے خوش فعلیان کرتے ہوئے کوہ جلین پر آکر ٹھہرے اور سبزہ زار صحرائے
فرحت نگار کا نظارہ کرنے لگے ایک سمت کو جو نگاہ کی دیکھا کہ لشکر اور فیلون کی بھیر بیشمار ہی خواجہ عمرو نے دل مین
خیال کیا کہ یہ لشکر کسکا ہی دریافت کرنا چاہیے اُس طرف لندھور بن سعدان نے حکم کیا کہ پردۂ بارگاہ اُلٹ دو تا
کہ سیر سبزہ زار اور گل خودرو کی نظر آئے ملازمون نے جلدی سے آکر بارگاہ کا پردہ اُلٹ دیا لندھور بن
سعدان سیر صحرائے فرحت افزا کی کر رہا تھا ناگاہ نگاہ لندھور بن سعدان کی خواجہ عمرو پر پڑی دور ہی
سے لندھور نے خواجہ عمرو کو پہچانا اور بارگاہ سے نکل کر آواز دی کہ ای خواجہ عمرو بن اُمیۂ ضمری ادھر آؤ
وہان کس واسطے کھڑے ہوئے حیران حیران دیکھتے ہو خواجہ عبد المطلب نام خواجہ عمرو کا سنکر بہت خوش ہوئے
اور اُٹھے کہا مین جاکر خود عمرو کو ساتھ لے آؤنگا یہ کہکر عمرو کی طرف چلے قریب پہونچے خواجہ عبد المطلب نے فرمایا
خواجہ عمرو بن امیۂ ضمری سلام علیکم عمرو نے جواب یا علیک السلام اور مزاج پرسی خواجہ عبد المطلب کی کی
خواجہ عبد المطلب ہنسے اور کہا ہان خواجہ مین بہت اچھی طرح سے ہون عمرو بن امیہ ضمری آگے بڑھکے پانون
پر خواجہ عبد المطلب کے گرا خواجہ عبد المطلب نے گلے سے لگا لیا اور ہاتھ پکڑکے اپنے ہمراہ بارگاہ مین لائے

لندھور خواجہ عمرو کو دیکھکر برائے تعظیم اُٹھ کھڑے ہوئے اور خواجہ عمرو سے مصافحہ کرکے باعزاز و اکرام
بٹھایا خواجہ عمرو نے ہنس کر کہا ای بیمروت اتنے عرصے تک کہان تھا لندھور بن سعدان نے کہا ای
خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کچھ نہ پوچھو حال میرا ایک فسانۂ عظیم ہی قابل بیان کے نہین ہی اگر ایک نکتہ بھی اُسکا
بیان کرون تو دفتر بیشیار ہو غرضکہ کچھ مختصر سا اپنی قید کا حال بیان کرکے کہا ای خواجہ عمرو اب تمھارے پاس آیا
ہون مین کہ امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان سے عفو تقصیر کرا دو اور ای خواجہ عمرو سچ تو یہ ہی کہ کوئی خطا میری
نہین ہی عمرو ہنسا اور کہا کہ تو نے بُرا کیا اپنا ملک چھوڑکر آیا امیر باتوقیر خطا تیری نہ بخشینگے اور نہ صلح کرینگے
لندھور نے کہا کہ مین خود جاکر امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران کے قدمون پر گر ونگا اور خطا بخشواؤنگا عمرو بن
امیہ ضمری نے کہا کہ امیر باتوقیر باہر نہین آتے ہین محل مین جلوہ افروز رہا کرتے ہین اور ای لندھور بن سعدان
تجکو معلوم ہی یا نہین کہ حکم امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران نافذ ہو چکا ہی کہ کوئی ذکر لندھور بن سعدان کا میرے
لشکر مین نہ کرے لندھور ہنسا اور خواجہ عمرو کا ہاتھ پکڑکر اپنی خوابگاہ پر لایا اور ایک توڑا اشرفیون کا خواجہ
عمرو بن اُمیۂ ضمری کی نذر کیا خواجہ عمرو نے کہا تم یہین ٹھہرو مین امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران کو تمھارے
استقبال کے واسطے لاتا ہون پھر خواجہ عمرو سعد زرین کمر اور سعید زرین کمر کو ہمراہ لیکر بارگاہ امیر باتوقیر کشورگیر
حمزۂ صاحبقران مین آئے مجرا بجا لائے اور کچھ کیفیت بطور معمہ بیان کی اور کہا چلکر ذرا ملاحظہ فرمائیے اور کچھ
نقد و جنس مثل تحفہ جات کے پیش کیے امیر باتوقیر بہت خوش ہوئے اور خلعتہائے زرین فرستادۂ نوشیروان
زیب جسم کرکے مع پسران عالی منزلت و سرداران ذی حرمت خلعت سے آراستہ و پیراستہ ہوکر چلے مگر خواجہ عمرو
نے خلعت نہ پہنا یونہین ہمراہ امیر باتوقیر کے روانہ ہوئے امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران نے پوچھا ای خواجہ عمرو تم
خلعت کیون نہین پہنتے ہو خواجہ عمرو نے کہا ای حمزۂ صاحبقران یہان کا کچھ عجب طریقہ دیکھا ہی جو تمھاری
خدمت کرتا ہی وہ بہرہ مند نہین ہوتا ہی مین تمھاری خدمت مین اس واسطے آیا ہون کہ ذرا آپ کو بھی تماشا دکھاؤن
راہ مین ایک لشکر عظیم دیکھا مین جب قریب اُس لشکر کے پہونچا تو معلوم ہوا کہ یہ لشکر مسلمانان ہی اُس لشکر مسلمانان
نے مجکو پہچانا اور پوچھا تو اس جگہ کیونکر آیا ہی مین نے کہا کہ امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران کی خدمت مین جاتا ہون
یہ سُنکر وہ سب مجکو بادشاہ لشکر کے پاس لے گئے اور میرے لشکر کے بادشاہ کا ساتھ بیوفائی کے نام لیا مین نے
کہا وہ کیونکر بیوفا ہی اُس بادشاہ نے کہا جسوقت مین نے سُنا کہ وہ بادشاہ مجھسے آزردہ ہی مین نے اپنے عمر نامدار
سے دس برس جنگ و جدال کی اور ایک مدت مدید تک قید مین ترکون کی رہا اُس بادشاہ عرب بیوفا نے
میری ایک مرتبہ بھی خبر نہ لی اب خود آیا ہون کہ اُس عرب سے جنگ کرون امیر باتوقیر نے یہ سُنکر فرمایا کہ وہ کون ہی
خواجہ عمرو نے کہا کہ وہ بادشاہ مجکو ہندوستانی معلوم ہوتا ہی پہلے تمھارا نوکر تھا اب تخت شاہی پر متمکن ہی امیر باتوقیر
نے فرمایا کیا ذرا اے ہند لندھور بن سعدان آیا ہی خواجہ عمرو نے کہا جی ہان وہی آیا ہی امیر کشورگیر نے فرمایا اگر
وہ مجھسے صلح کریگا تو مین سب خطائین بخشدونگا عمرو نے کہا آپ سچ فرماتے ہین مگر وہ خطا آپ کی نہ بخشیگا آخر کار
عمرو نے سات سو اشرفیان امیر باتوقیر سے لین اور راضی ہوکر کہا کہ اگر تم چاہتے ہو کہ تمسے اور لندھور بن
سعدان سے صلح ہو جائے میری رائے یہ ہی کہ اسی وقت برائے استقبال لندھور بن سعدان تشریف لیچلو
امیر باتوقیر اُسی وقت سوار ہوئے اور ساتھ خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کے چلے لندھور بن سعدان کو جو
خبر ہوئی کہ امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران تشریف لاتے ہین لندھور بن سعدان بھی ادھر سے سوار ہوکر چلا

راہ مین ملازمت امیر باتوقیر کشورگیر سے فیضیاب ہوکر قدمبوسی بجالایا امیر باتوقیر نے لندھور بن سعدان کو
بہ شفقت و مہربانی گلے سے لگایا اور بارگاہ سلیمانی مین لائے اور محفل عیش و نشاط برپا کی اور اپنے پدر نامدار
خواجہ عبدالمطلب کو بھی اور تمام لشکر کو بھی بلوایا اور بصد ادب و بہ اعزاز بسیار بارگاہ سلیمانی مین
لائے اور قباد و شہریار کو آراستہ و پیراستہ فرماکر سامنے جد امجد خواجہ عبدالمطلب کے اور سامنے
لندھور بن سعدان کے تخت شاہی پر بٹھاکر پھر دوبارہ جلسۂ جلوس شاہانہ برپا کیا راوی بیان کرتا ہے کہ
ایک روز شہنشاہ نوشیروان عادل زمان قلعہ مدائن مین تخت پر بیٹھا تھا اور عدل و حکم سلطنت
مین مصروف تھا بختک نے چالیس آدمی قوم زرگر سے طلب کیے اور گھر مین اپنے بلایا اور اشرفیان
اور روپیے بنام قباد و شہریار تیار کر کے رکھے اور اُن زرگرون کو قتل کیا اور اپنے مکان مین اُنکو دفن کیا
کہ کسی پر رازسکہ افشا نہوا وہ سکے روپیے اشرفیون کے خدمت نوشیروان مین لایا اور بیان کیا کہ آپنے
تو امیر کو ممانعت لکھی تھی کہ سکہ زر و سیم شہزادۂ قباد کے نام جاری نہ کیجیے گا مگر حمزۂ صاحبقران نے بخلاف
حکم حضور سکہ جاری کرایا نوشیروان سنتے ہی درہم و برہم ہوا خواجہ بزرجمہر کو بلایا اور کہا دیکھو حمزۂ
صاحبقران نے یہ کیا حرکت کی کہ سکہ قباد کے نام جاری کیا بزرجمہر نے کہا غلط ہے امیر باتوقیر نے کبھی ایسا
نہین کیا ہوگا بختک نے کہا اگر مین دروغ گو ہون اپنے آدمی لشکر امیر باتوقیر مین بھیجکر دریافت
کر لیجیے جھوٹھ سچ معلوم ہو جائیگا آخر کو بختک کی وجہ سے دریافت ہوا کہ سکہ قباد و شہریار کے نام جاری
ہوا ہے بختک نے عرض کیا کہ معلوم ہوا ہے بیژن کامرانی و زردہین کامرانی و بہمن آب جلیس مین مقیم ہین
اور مین نے کتاب مین دیکھا ہے کہ امیر باتوقیر کے ہاتھ سے بہمن کا خون ہوگا اس اثنا مین بہمن بلخی
مدائن مین آیا اور ملازمت بادشاہ کی حاصل کی نوشیروان نے کہا اے بہمن تو دیکھتا ہے کہ اس عرب نے
کیسا سر اُٹھایا ہے کہ تمام ملک میرا اپنے تخت و تصرف مین لایا ہے کوئی ایسا پیدا نہوا کہ اس عرب کو قتل
کرے بہمن نے کہا اے بادشاہ آپ خاطر جمع رکھیے اگر میرے دم مین دم باقی ہے تو ایک ہی معرکہ کارزار مین اُس
عرب کو خدمت حضور مین گرفتار کر لاؤنگا اور اگر ایسا نہ کرون مین تو نام میرا بہمن نہ کہیے گا بادشاہ نوشیروان
بہت خوش ہوا اور بہمن نوشیروان سے رخصت ہوکر دریائے جلیس کو چلا گیا اور بختک نے تمام شہر مین
وہی سکہ پھیلا دیا اور اشرفیان اور روپیے اور اٹھنیان و چونیان دو دونیان جیسے جب شہر مین چلنے لگے
نوشیروان کو اب خبر تحقیق معلوم ہوئی بہت درہم و برہم ہوا بختک نے پھر دوبارہ اور آگ لگائی
اور نوشیروان سے کہا اے بادشاہ امیر باتوقیر نے ایسی بدعہدی کی اور اُنھون نے سکہ قباد کے نام
کا جاری کیا اب آپ کی کچھ اصل و حقیقت نہ رہی نوشیروان کو پہلے تو بختک کے کہنے کا یقین
نہ تھا مگر اب بالکل یقین ہوگیا اور لوگون کی زبان سے سُنا مگر اسکی کچھ اصل نہ تھی بختک نے بداد و ستے
یہ شرارت ذاتی پیدا کر کے نوشیروان کو درہم و برہم کیا اُدھر زردہین کامرانی و بیژن کامرانی اور بہمن
کو بھی خفیہ تحریر کیا کہ تم بھی بادشاہ نوشیروان کو لکھو اے بادشاہ نوشیروان یہان بھی اور لشکر امیر
باتوقیر حمزہ صاحبقران مین بھی سکہ قباد و شہریار جاری ہے آپ فوج اور بھیجیے تو ہم حمزہ صاحبقران سے
جنگ عظیم کرین الغرض اس مضمون کی عرضی زردہین کامرانی و بیژن کامرانی وغیرہ کی طرف سے بادشاہ نوشیروان
کو پہونچی نوشیروان عادل زمان نے ایک نامہ امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران کو اس مضمون کا لکھا

کر یا امیر کشور گیر حمزۂ صاحبقران زمان اور جو کچھ ہوا سو ہوا مگر مین نے آپ کو منع کیا تھا کہ سکہ قباد کے نام جاری
نہ کرنا آپ نے خلاف حکم ہمارے کیا کہ سکہ قباد کا تمام ملک مین جاری کرایا اور میری عدول حکمی کی اب مین تمکو سزا ے
معقول دونگا یہ نامہ لکھکر بہزاد طوسی اور کاؤس کاشانی کے ہاتھ امیر باتوقیر کے پاس روانہ کیا اور بعد اُسکے
آپ بھی ایک کرور سوار جنگی ہمراہ لیکر روانہ ہوا جب قریب دریاے حلبین کے پہونچا بہمن وغیرہ کو خبر ہوئی کہ
بادشاہ نوشیروان مع لشکر بیکران خود آیا ہے ژوبین کامرانی بہت خوش ہوا اور کہنے لگا کہ لات اعلے
ومنات معلے نے اپنا فضل کیا کہ بادشاہ نوشیروان خود آیا لازم ہے کہ جلد پیشوائی کو چلو اور بادشاہ کو استقبال
کرکے لاؤ غرضکہ ژوبین کامرانی و بیژن کامرانی و بہمن وغیرہ دو منزل پیشوائی کرکے نوشیروان عادل
کو لیگئے ہرکارون نے یہ خبر امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران کو دی کہ شہنشاہ نوشیروان مع ایک کرور سوار
کے آیا ہے اور بہمن وغیرہ نے پیشوائی کرکے دریاے حلبین مین اُتارا ہے امیر باتوقیر یہ خبر سُنکے متحیر ہوے
اور خواجہ عمرو سے کہا اے خواجہ عمرو دریافت کرو کہ یہ خبر اخبار سچ ہے کہ نوشیروان آکر میرے دشمنون سے
ملا خواجہ عمرو بھی یہ سُنکے متعجب ہوے ناگاہ وہ دونون بہزاد طوسی و کاؤس کاشانی نامہ نوشیروان کا
لیکر امیر باتوقیر کے پاس پہونچے دربار مین آکر امیر باتوقیر اور قباد شہریار کو مجرا کیا امیر باتوقیر نے کرسی
اُن دونون کو دی وہ سلام کرکے کرسی پر بیٹھ گئے اور عرض کرنے لگے یا امیر باتوقیر ہمکو تو آرزو تھی کہ سطح
قباد شہریار کی قدمبوسی کرین لیکن مجبور تھے کہ نمکخوار نوشیروان کے ہین کچھ اختیار نہ تھا اور اب آئے بھی
تو نامہ اُسکا لیکر حاضر ہوے یہ کہکے نامہ نوشیروان کا امیر باتوقیر کو دیا امیر نے نامہ پڑھکر عمرو سے کہا اے
خواجہ تمکو معلوم ہے کہ مین نے کب قباد کے نام کا سکہ جاری کرایا ہے خواجہ عمرو نے امیر باتوقیر کے سر کی قسم
کھاکر کہا اے بہزاد طوسی و اے کاؤس کاشانی ہرگز امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران نے قباد شہریار کے نام
سکہ نہین جاری کیا امیر نے بھی کہا کہ برب کعبہ مجکو سکہ کے جاری ہونے کا حال مطلق نہین معلوم اور نہ میرے لشکر
مین قباد شہریار کے نام کا سکہ جاری ہے تم خود جاکر دریافت کرلو اور سکہ منگاکر بازار سے دیکھ لو لیکن اے بہزاد طوسی
و اے کاؤس کاشانی اب مین کہتا ہون کہ تم دونون اسی طرح نوشیروان عادل زمان سے کہدینا کہ یہ امر منجانب
پروردگار ہوا ہے اور کسی دشمن کی یہ شرارت ہے اب جو ہوا سو ہوا مین نے سکہ قباد کے نام کا اگر نہین جاری کیا تو
اب کرونگا کیا تو مجکو اپنے لشکر بیکران پر دھمکاتا ہے یہ سُنکر وہ دونون جواب نامہ لیکر نوشیروان کے پاس آئے
اور جو کچھ امیر باتوقیر نے فرمایا تھا نوشیروان سے بیان کیا بختک بول اُٹھا اگر امیر باتوقیر نے سکہ نہ جاری
کیا ہوتا تو امیر باتوقیر یہ کیون کہتے ژوبین کامرانی نے کہا حضور طبل جنگ بجوائیے بہمن نے کہا مین مدد
بلواتا ہون بختک نے کہا بلوائیے القصہ بہمن نے آدمان منارہ گردن اور فرہاد غوری و زنگاوہ
غوری و مرزبان خراسانی و بہرام شہر البستانی و بہرام شیر خوار کو نامے لکھے چنانچہ پہلے زنگاوہ غوری
اور فرہاد غوری آئے اور اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا ہرکارون نے امیر باتوقیر کو خبر دی ادھر قباد شہریار
نے حکم دیا کہ نقارۂ رزمی پر چوب پڑے دونون لشکر تیار ہوکر صبح کو میدان مین آئے اور بعد صف آرائی فرہاد
غوری اجازت شہنشاہ نوشیروان سے لیکر میدان مین آیا ادھر سے صفا نوش اور صدف نوش نکلے امیر
باتوقیر حیران ہوکر رہ گئے صفا نوش سے پہلے تو مذہب کی گفتگو ہوئی صفا نوش نے لات و منات کو بُرا کہا
فرہاد غوری نے نیزہ مارا صفا نوش نے چند طعنون مین نیزہ اُسکا ہوائی کیا فرہاد غوری نے تلوار ماری صفا نوش نے

پیچھے سر کو کھینچ لیا مرکب زخمی ہوا صفا نوش کو دیڑا وہ بھی مرکب سے اترا کشتی ہونے لگی بہر سبب کے بعد فرہاد غوری نے زیر کرکے صفا نوش کو باندھ لیا اور اپنے عیاروں کے سپرد کیا صدف نوش نے پھر بڑھکر تلوار ماری فرہاد غوری نے روک کر ایک ہاتھ تلوار کا مارا صدف نوش نے پھر تلوار ماری فرہاد غوری نے خالی دے کر بند دست پکڑ کر اٹھا لیا اور باندھ کے لے گیا لشکر مین طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنے اپنے خیمون کی طرف پھر گئے بختک نے کہا ان کو قتل کرو نوشیروان نے کہا بہتر ہے اتنے مین نامہ بہرام بستانی کا آیا اُس مین یہ لکھا تھا اے بادشاہ نوشیروان اگر عمرو بن حمزہ یا اُس کے دونون ماموں تمھارے ہاتھ آ جائین تو وہ میرے بھائی فریدون شاہ یونانی کی اولاد مین ہین میرے پاس بھیجدینا فرہاد غوری نے کہا اے نوشیروان ایسا ہی کیجیے اب جو کوئی گرفتار ہوکر آئیگا اُس کو قتل کیجیے گا غرضکہ فرہاد غوری کو دس ہزار سوار ہمراہ کرکے صدف نوش کو بہرام کے پاس روانہ کیا یہان امیر باتوقیر اور عمرو بن حمزہ کو خبر ہوئی کہ پہلے تو یہ رائے تھی کہ دونون قتل کیے جائین اور اب اُن کو کہین پر بھیجدیا ہے امیر باتوقیر بہت خفا ہوے کہ ان دونون کو کسنے کہا تھا جو انھون نے میدان مین نکل کر مقابلہ کیا غرض عمرو بن حمزہ یونانی کو یہ فکر ہوئی کہ دریافت کیا جائے جہان وہ گئے ہون مین وہان جاکے چھڑا لاؤن اُدھر لشکر نوشیروان مین پھر طبل جنگ بجا لشکر اسلام مین بھی کوس حربی نوازش مین آیا صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے فرہاد غوری پھر نکل کر میدان مین آیا اور پکارا کہ کوئی مرد میدان مقابلے کو آئے عمرو بن حمزہ یونانی نکلے میدان مین آئے پہلے تگاورزن ہوے سات قدم فرہاد غوری کے گینڈے کو پسپا کیا بعد ہمسخنی کے فرہاد غوری نے نیزہ مارا سنان نیزے کی عمرو بن حمزہ نے نیزے پر روکی بعد چند طعنون کے نیزہ فرہاد غوری کا ہوائی کیا اُسنے تلوار میان سے لی چاہتا تھا کہ وار کرے کہ ایک بچہ پیدا ہوا اور عمرو بن حمزہ کو اُٹھا لے گیا یہ ماجرا دیکھکے امیر باتوقیر بہت حیران ہوے اور بختک صلواۃ پڑھکر ناچنے لگا اور کہا اے فرہاد غوری اب چلیے یہ کہکر طبل بازگشت بجوادیا جب فرہاد غوری آیا بختک نے کہا کہ تم خوب بچے ہمنے تو تم سے صبر کیا تھا بہمن نے کہا تو بڑا شریر ہے کہ جو اپنی مدد کرے اُسکی بدخواہی چاہے یکایک ہرکارون نے آکر خبر دی کہ آدین آدان منارہ گردن دراز رکاب آتا ہے نوشیروان نے بختک اور طوغان بن بہمن کو اُسکے استقبال کے واسطے بھیجا یہان حمزۂ صاحبقران کو بھی خبر ہوئی کہ ایک پہلوان نہایت زبردست قوی ہیکل بادۂ نخوت سے مخمور آتا ہے امیر دیکھنے کو دمامے پر آکر کھڑے ہوے جب وہ آدین آدان منارہ گردن ہمراہ بختک وغیرہ کے آیا دیکھا کہ نہایت قد طویل ہے اور دونون گال سُرخ ہین ایک ران ہاتھ مین اُسکے خوک کی ہے وہ کھاتا چلا آتا ہے اور خون اُس ران خوک کا مسوڑھون سے جاری ہے اور بہت سے لونڈے کمسن گرد اُسکے گلابیان شراب کی لیے ہوے اور قدم قدم پر جام شراب بھر بھر کے پلاتے جاتے ہین غرضکہ وہ پہلوان اسی طرح دربار نوشیروان مین گیا اور ڈنگل پر بیٹھا اور نوشیروان سے کہنے لگا کہ کیا سبب ہے پہلے تو حمزہ صاحبقران تمھارا ملازم تھا اب تمھین سے لڑتا ہے بختک نے کہا مجھسے پوچھو اے پہلوان حمزہ صاحبقران ایک مجاور زادہ کعبے کا ہے پہلے تو آکر شہنشاہ نوشیروان عادل زمان کا ملازم ہوا بعد اُسکے شہنشاہ جہان پناہ نے فرزند اپنا بنایا کہ حقیقت مین اب تو وہ فرزندگی جگہ ہے جب بختک نے باغ مراد مین پوشیدہ آنا حمزۂ صاحبقران کا بیان کیا تو بہزاد فرامرز بگڑے اور کہا او مسخرے یہ تجھسے حقیقت کون پوچھتا ہے جو بیان کر رہا ہے بختک نے چپکے سے کہا اے

پہلوان مین تمھارے پاس خلوت مین اگر اور کچھ بیان کرونگا نوشیروان نے جو دیکھا خفا ہوا کہا کیا سرگوشی کر کے چپکے چپکے باتین کر رہا ہی خاموش رہ غرضکہ جب دربار برخاست ہوا آدین آدان اپنے خیمہ مین آیا پیچھے پیچھے بختک بھی ہو چلا عمرو بھی ایک فراش کی صورت بن کر ساتھ چلا بختک کے ساتھ ہی خیمہ مین آدین آدان کے آیا بختک نے امیر کا اوّل سے آخر تک سب حال بیان کیا اور کہا کہ اب تو بادشاہ نوشیروان کا نواسا بھی پیدا ہوا ہی نام اُسکا قباد شہریار رکھا ہی اسکو اپنے لشکر کا بادشاہ کیا ہی اور سکہ بھی اُسکے نام کا جاری ہوا ہی ای پہلوان اور تو بہت لوگ حمزہ صاحبقران کے لشکر مین ہین مگر ایک ساربان زادہ کہ نام اُسکا عمرو ہی اُسنے سب کا ناک مین دم کر دیا ہی تمسے کہے دیتا ہون کہ اُس سے ذرا تم بہت ہوشیار رہنا اُسکو اختیار رہی جسکی صورت چاہے بنجائے اور جسکو چاہے ذلیل کرے پھر ایک بات چپکے سے کان مین کہی وہ یہ تھی کہ تم اپنے آدمیون مین سے ایک کو معین کر لو جو زیادہ معتبر ہو اور اُسکو اشارے سے تجویز کر کے بتا دو کہ وہ جو تمھارا کام کرے اُسی اشارے کے ساتھ کرے اور کھانا پینا تمھارا اُسی کے ہاتھ رہے یہ کہکر پھر تھوڑی دیر ادہر اودہر کی باتین بختک کرنے لگا بعد اُسکے جب رخصت ہوا پہلوان نے کہا ملک جی تم روز ہمارے پاس آیا کرو الغرض بختک اپنے خیمہ مین آیا اور عمرو بھی بختک کے پیچھے ہمراہ چلا بختک تو اپنے خیمہ مین داخل ہوا عمرو باہر خیمہ کے ایک گوشہ مین بیٹھ رہا جب بختک کھانا کھا کے پلنگ پر سونے کو گیا عمرو قنات چاک کر کے اندر آیا اور بختک کا شانہ پکڑ کے ہلایا جب بختک بیدار ہوا عمرو نے اپنی صورت اصلی بختک کو دکھائی بختک کا دیکھتے ہی عمرو کو دم فنا ہو گیا ڈر کے مارے کانپنے لگا ہاتھ جوڑ کر کہا اُستاد ایسے مین آپ کا تابعدار ہون عمرو نے کہا ملک جی بتائیے آپنے ہمارے واسطے کیا جمع کیا بختک نے کہا حضور بھلا میرے پاس کیا ہی لیکن یہ کاغذ آپکے سالانہ کا موجود ہی وہ روپیہ لے لیجیے عمرو نے کہا وہ تو ہمارا مقرری ہی علاوہ اُسکے کیا ہی اور یہ بتلاؤ کہ آدین آدان سے کیا باتین چپکے چپکے مصلحت آمیز کی ہین بختک نے کہا حضور مین کیا عرض کرون ہر چند عمرو نے پوچھا مگر بختک نے نہ بتایا اُسوقت عمرو نے سوغات کعبہ کی چند دانے خرمے کے پیش کیے اور کہا ملک جی اسکو نوش کیجیے اور بتائیے یہ تبرک کعبہ ہی جو شخص اسکو کھالے اُسکی عقبے پاک ہو جائے بختک نے کہا حضور مین تو آپ کا خادم ہون اسکے کھانے کی کیا احتیاج ہی عمرو نے کہا ملک جی آپ نوش تو کیجیے بختک نے پھر انکار کیا عمرو نے خنجر پر ہاتھ ڈالا ناچار و مجبور ہو کر بختک نے وہ خرمے کھا لیے اب بختک کھاتے ہی بیہوش ہو گیا عمرو نے بختک کو تو ایک صندوق مین بند کیا آپ اُسکی صورت بنکر اُسی کے پلنگ پر لیٹ رہا بعد دو گھڑی کے لوگون پکارا جب سب اندر خیمے کے آئے دیکھا بختک پلنگ پر لیٹا ہی بختک نقلی نے کہا وہ صندوقچے ہمارے جواہر کے لاؤ ملازم نے سب صندوقچے جواہر کے اور گچھا کنجیون کا سامنے بختک نقلی کے رکھدیا عمرو نے کہا تم سب باہر جاؤ مین ان صندوقچون کو تنہا دیکھونگا وہ سب کے سب باہر چلے گئے عمرو نے سب صندوقچے کھول کے جواہر تو زنبیل کیا اور اُن صندوقچون مین کنکر پتھر بھر دیے اور لوگون کو آواز دی جب سب اندر خیمے کے آئے عمرو نے کہا مین بارگاہ آدین آدان منارہ گردن مین چلتا ہون یہ سب صندوقچے وہین لے آؤ یہ کہکر خچر پر سوار ہوا اور خیمہ آدین آدان منارہ گردن کیطرف روانہ ہوا جب اندر خیمہ کے آیا آدین آدان منارہ گردن کو سلام کیا اور وہ صندوقچے اُسکو دیے وہ بہت خوش ہوا عمرو نے کہا وہ جو مینے تمسے کان مین کہا تھا وہ تم بھول گئے تو نہین بھلا میرے سامنے

چپکے چپکے بیان تو کر وا اُسنے سب سبق کی طرح فر فر پڑھکر سُنا دیا عمرو نے کہا حقیقت مین بڑے ذہین اور عقلمند ہو
وہان بختک صندوق مین ہوشیار ہوا اور چیخنے لگا ارے مجکو نکالو کسنے مجکو صندوق مین بند کیا غرضکہ سب
ملازم بختک کے دوڑے اور صندوق کو کھولا دیکھا بلاک جی ہین جلدی سے ملاک جی کو صندوق سے نکالا
بختک نے کہا مجکو کسنے صندوق مین بند کیا تھا سبنے کہا حضور ہمکو نہین معلوم مگر ہان اتنا جانتے ہین کہ آپکی
صورت کا ایک آدمی خچر پر سوار ہوکر آدین آدان منارہ گردن کے یہان گیا اور ہمسے کہا کہ یہ سب
صندوقچے جواہر کے وہان پہونچادو ہم سب لوگ صندوقچے آدین آدان منارۂ گردن کے خیمے مین پہونچا کر
چلے آئے اب ہم متعجب ہین کہ آپ تو صندوق مین بند تھے وہ آپ کی صورت کا کون شخص تھا بختک نے کہا وہ
عمرو تھا اور سر پیٹنے لگا کہا ای یارو وہ عمرو تھا مجکو لوٹ لیگیا غرضکہ روتا پیٹتا اپنے خیمہ سے نکلکر بارگاہ آدین آدان
منارہ گردن کی طرف روانہ ہوا اور ایک چوبدار سے کہا جلد تو دوڑ جا اور آدین آدان منارہ گردن کے کان
مین چپکے سے کہنا کہ وہ عمرو عیار ہی ہے جو میری صورت بنکر آیا ہے تم میرا ہاتھ پکڑ کے غل مچانا کہ ہمنے عمرو کو پکڑا غرضکہ
پہلے بختک سے چوبدار پہونچا اور اُسنے سب پیام بختک کا بیان کیا آدین آدان منارہ گردن نے عمرو کا ہاتھ تھام لیا اور غل مچانے لگا کہ ہمنے عمرو کو پکڑا ہے اس عرصے مین بختک بھی آپہونچا اُسنے جو یہ غل سُنا
خوشی خوشی اندر خیمہ مین آدین آدان منارۂ گردن کے آیا اور کہنے لگا او عمرو تونے سب میرا مال و
اسباب لوٹ لیا اب کہان بھاگ کے جائیگا یہ سُنکر عمرو نے کہا او دزد نالائق تو میری صورت بن کے آیا
اور آدین آدان منارۂ گردن سے کہلا بھیجا کہ دیکھو ای پہلوان عمرو کیسا ہے دیا ہے دزد ہی یہ سُنکر
آدین آدان منارہ گردن نے کہا سچ ہے ابھی چوبدار بھی کہ گیا ہے یہ کہکر آدین آدان منارہ گردن نے
عمرو کا ہاتھ چھوڑ دیا اور بختک کا ہاتھ پکڑ لیا بختک دوہائی دینے لگا اور کہنے لگا ارے صاحبو ذرا غور سے
دیکھو مین بختک ہون اور یہ عمرو ہے ای آدین آدان دیکھ پچتائیگا مین کہتا ہون کہ یہ عمرو ہے اسکا ہاتھ
جلد پکڑ لے نہین تو عمرو بھاگ جائیگا آدین آدان منارہ گردن نے ملازمون سے کہا اس نالائق کو
جوتیان مارو یہ کیون غل مچاتا ہے یہ سُنتے ہی بختک پر جوتیان پڑنے لگین بالغرض بختک پر ایسی پاپوشین
پڑین کہ آپ کہین اور پگڑی کہین پوشاک کے ٹکڑے ہو گئے پھر آدین آدان منارہ گردن نے حکم دیا کہ جلاد کو
جلاد کو یہ عمرو جعلی ہے بختک نقلی کو قتل کر دو ادھر تو جلاد آیا اُدھر بختک ہاتھ جوڑ کے اشارے سے کہنے لگا کہ ای خواجہ سلامت میری جان بچاؤ مین اپنے مال و اسباب کا آپ سے کبھی مزاحم نہوا اور قسم ہے
لات و منات و عزیٰ کی کبھی آپ سے کوئی حرکت بیجا نہ کرونگا عمرو نے اشارے سے کہا او ملعون تیری یہی
سزا ہے جب تو بختک نے کہا ای آدین آدان منارہ گردن میرا اور اسکا گرم پانی سے منھ دھلواؤ
ابھی معلوم ہوا جاتا ہے عمرو نے جو دیکھا کہ اب منھ اس نالائق کا دھلوایا جائیگا سب مجکو اور اسکو پہچان
لینگے عمرو فوراً آدین آدان منارہ گردن کے قریب آیا اور کہا ای پہلوان تم کان اِدھر لاؤ تو مین تمسے کچھ
بات کہون آدین آدان منارہ گردن نے کان آگے بڑھا کر سر جھکایا عمرو نے ایک دھول ماری کہ تاج
سر سے الگ جا پڑا عمرو نے تاج اُٹھا لیا اور جست کرکے قنات کے باہر نکل گیا وہان آکر نعرہ کیا منم
شاہ عیاران عیار عمرو بن اُمیہ ضمری نامدار جب تک لوگ دروازے کی طرف سے خیمہ کے باہر جائین
عمرو نکل گیا پچتانے لگا آدین آدان منارہ گردن — نے بختک کے سامنے ہاتھ باندھے اور بہت سی

عذر و معذرت کی اور کہا کہ مجکو آپ سے نہایت شرمندگی حاصل ہوئی القصہ آدین آدان منارہ گردن دربار نوشیروان
مین آیا اور تمام حال بیان کیا عمرو وہان بھی فراش کی صورت بنکے رات کو دربار مین نوشیروان کے آیا دیکھا سب بیٹھے
ہین آدین آدان منارہ گردن میرا ذکر کر رہا ہی اور عمرو پیچھے آدین آدان منارہ گردن کے کھڑا اغلال بناتا
ہی اور کبھی شمعون کے گل لیتا ہی کہ بختک نے پہچانا لیکن مارے ڈر کے کچھ نہ کہا اور ایک کاغذ پر یہ مضمون لکھا ای
آدین آدان منارہ گردن یہ جو فراش گل لے رہا ہی یہ عمرو عیار ہی آدین آدان منارہ گردن کچھ منگا کر
انعام دو جب یہ قریب تمھارے انعام لینے آئے اسی وقت گرفتار کر لو اس مضمون کا پرچہ کاغذ سامنے
آدین آدان کے لکھ کے ڈالدیا آدین آدان منارہ گردن نے وہ کاغذ اٹھا کر پڑھا اور کئی توڑے
روپیے کے منگائے ملازمان نوشیروان کو اور اپنے بھی نوکرون کو تقسیم کیے عمرو کے منھ مین بھی پانی بھر آیا کہا ای خواجہ
یہ روپیہ مفت جاتا ہی یہ سوچ کر عمرو بھی روپیہ لینے آیا آدین آدان منارہ گردن نے روپیہ ہاتھ پر رکھ کر ہاتھ
آگے بڑھایا عمرو نے چالاکی سے روپیہ اٹھا لیا اور پیچھے ہٹ گیا دوبارہ آکر عمرو کہنے لگا ای پہلوان میرا بھائی
باہر گیا ہی اسکا بھی حصہ دو آدین آدان منارہ گردن نے کہا لو جیسے ہی عمرو روپیہ ہاتھ پر سے اٹھانے
لگا آدین آدان منارہ گردن نے عمرو کے ہاتھ پکڑ لیے اور ایک جھٹکا مار کر عمرو اوندھے منھ ہو کر گرا
آدین آدان منارہ گردن نے عمرو کی مشکین باندھ لین اور جلاد کو طلب کیا بختک نے اشارے سے
کہا ای پہلوان جلدی اسکو قتل کرو آدین آدان منارہ گردن نے کہا ملک جی قسم ہی لات و عزا کی اب
اگر نوشیروان بھی کہیگا تو عمرو کو بغیر قتل کیے نہ مانونگا اتنے مین جلاد بھی آیا اب عمرو بلبلانے لگا کہتا تھا ای
پہلوان تم بھول گئے مین تو تمھارا قدیم نوکر ہون آدین آدان منارہ گردن نے کہا او دزد مکار مین
قسم کھا چکا ہون اب تجکو زندہ نہ چھوڑونگا ادھر ہرکارون نے امیر با توقیر حمزہ صاحبقران کو خبر دی
کہ خواجہ عمرو چلے تو بختک کی صورت بنکر آدین آدان منارہ گردن کے خیمہ مین گئے اور اسکو ذلیل کیا
پھر بارگاہ نوشیروان مین روپیہ کے لالچ سے گرفتار ہو گئے اور انکو حکم قتل کا ہوا ہی جلاد بھی آگیا ہی یہ سنکے
امیر کشورگیر حمزہ صاحبقران پہلے تو خواجہ عمرو پر خفا ہوئے پھر جوش محبت سے دل مین کہا اے حمزہ صاحبقران
عمرو نے اٹھارہ برس تیری ناموس کی حفاظت کی اب مروت سے بعید ہی جو خواجہ عمرو کو نہ بچاؤن یہ کہکر امیر
با توقیر حمزہ صاحبقران بارگاہ سلیمانی کے باہر آئے اور اشقر دیوزاد پر سوار ہو کر چلے اور عقب مین
امیر با توقیر حمزہ صاحبقران کے لندھور بن سعدان اور بہرام گرد بن خاقان چین وغیرہ بھی چلے پھر تو سرداروں
کا تار بندھ گیا ایک کے بعد ایک جانے لگا ادھر امیر با توقیر حمزہ صاحبقران نے اشقر دیوزاد کو رانون
مین دبا کر کوڑا اٹھایا اشقر دیوزاد نے بزبان جنی عرض کیا اگر آپ کو ایسے ایسے تیجون کا خیال تھا تو آپ نے
میرے پر پرواز کیون قلم کیے یہ کہکر اشقر دیوزاد مثل صرصر تیز رو کے سرپٹ بھاگا چشم زدن مین در بارگاہ
نوشیروان پر حمزہ صاحبقران پہونچے چوبدار اور دربان وغیرہ دیکھتے ہی اٹھ کھڑے ہوئے اور ہان
ہان کرکے امیر با توقیر پر دوڑے امیر با توقیر حمزہ صاحبقران نے بے تحاشا اشقر دیوزاد کو مہمیز کیا
دش دش ہٹ ہٹ ادھر ادھر چھڑپ کھا کر گرے امیر با توقیر حمزہ صاحبقران مع اشقر دیوزاد بارگاہ
نوشیروان مین داخل ہوئے اور خواجہ عمرو کو ہاتھ پکڑ کے اپنی طرف کھینچ لیا بختک کا بیٹا ہوا اٹھ کھڑا ہوا
اور حمزہ صاحبقران کی تعریف کرنے لگا اور عرض کیا یا امیر با توقیر آدین آدان منارہ گردن وہ سامنے

بیٹھا ہو اُسی نے خواجہ کو پکڑ لیا تھا آدین آدان مینارہ گردن نے کہا او بدذات آپ ہی تو تو نے مجھسے
کہکر عمرو کو گرفتار کرایا اور کہا جلد قتل کر واب حمزۂ صاحبقران کو دیکھ کر یہ باتین بناتا ہو آدین آدان
مینارہ گردن یہ کہکر امیر باتوقیر کی طرف متوجہ ہوا اور کہا ای حمزۂ صاحبقران مین نے عمرو کو گرفتار کیا تھا
معلوم ہوا کہ تمھاری بہادری سب اس عیار طرار کے بھروسے پر ہو جبتو تمھارے عیار نے مجکو ذلیل کیا امیر
باتوقیر نے فرمایا ای آدین آدان مینارہ گردن یہ بت پرستی کا باعث ہو کافر جس طرح پائے ذلیل و خوار کرے
آدین آدان نے کہا ای حمزۂ صاحبقران اب تم عمرو کو لیجاؤ تمسے کوئی نہ بولیگا کس سبب سے کہ تم اکیلے ہوا ور
میری بہادری مین فرق آئیگا یہ سنکے امیر باتوقیر نے تیغۂ عقرب سلیمانی کو نکال کے کہا ای آدین آدان
اگر تم مجھسے ڈروگے تو مین تم سب کو نامرد جانونگا آدین آدان مینارہ گردن نے کہا ای حمزۂ صاحبقران
اگر یہی بات ہو تو آؤ ایک زور پنجہ کا کر لو امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران یہ سنکر گھوڑے سے اُترے اور
کرسی پر بیٹھ گئے آدین آدان سے پنجہ ہونے لگا امیر باتوقیر نے زور کر کے جھٹکا جو مارا آدین آدان
مینارہ گردن کی انگلیان ٹوٹ گئین پنجہ اُتر گیا امیر باتوقیر نے اُٹھ کھڑے ہوے اور عمرو کو ہمراہ لیے ہوے بارگاہ
سلیمانی کی جانب چلے سرداران آدین آدان نے جو دیکھا کہ ہمارے آقا کی امیر باتوقیر انگلیان توڑ کے چلے ہین
مع فوج سب سردار تلوارین کھینچ کھینچ کر حمزۂ صاحبقران کے سر پر ٹوٹ پڑے امیر باتوقیر نے بھی تیغۂ عقرب سلیمانی
کو جلوہ دیا تلوار چلنے لگی کشتون کے پشتے امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران نے لگا دیے دریا خون کے بہا دیے عمرو
خنجر کھینچے ہوے پیچھے اشقر دیوزاد کے لڑ رہا ہو جسوقت لوٹ مار کر خنجر کا وار کرتا ہو تو سیکڑون کی ٹانگین قلم کرتا
ہو یکایک نعرۂ لندھور بن سعدان کا ہوا اشعار منم صاحب عمود و جانشین حمزۂ دلگردان ✦ شہ ہندوستان
رستم زمان لندھور بن سعدان ✦ فلک شد بارگہ انجم سپہ خورشید تاج من ✦ بفرمانم بود سہ صد ہزار و ملک ہندوستان
ساتھ ہی لندھور بن سعدان کے دوسرا نعرہ بہرام گرد بن خاقان چین کا ہوا شعر منم گرد بہرام خاقان چین ✦
کہ از ہیبت من بلرزد زمین ✦ پھر تو ایک کے بعد ایک سرداران لشکر اسلام نعرے کرنے لگے اور تلوارین تول تول
کے آپڑے تمام فوج اسلام کا اژدہام ہو گیا جنگ مغلوبہ ہونے لگی وہ تلوار چلی کہ گاؤ زمین تھرا گئی خون کا سمندر
اُبل پڑا نوشیروان کو جو خبر ہوئی گھبرا گیا بختک بدحواس ہو کے غل مچانے لگا جلدی سے طبل بازگشت
بجوا دیا آدین آدان مینارہ گردن اپنی فوج پر بہت خفا ہوا دونون لشکر جدا ہوے امیر باتوقیر مع سرداران
و فوج اسلام بارگاہ سلیمانی کی طرف تشریف لائے ادھر آدین آدان کی انگلیون کا علاج ہونے لگا

دوسے داستان جرأت نشان اُٹھا لیجانا ایک جادوگرنی کا شہزادہ عمرو بن حمزہ یونانی کو اور قتل ہونا اُس جادوگرنی کا

ساحران ناطقۂ افسون گری و جادوگران خوش تقریر ساحری اس داستان شعبدہ نشان کو قلم سحر ساز تحریر
تقریر سے صفحۂ قرطاس پر یون آراستہ کرتے ہین کہ جسوقت عین معرکہ کارزار مین عمرو بن حمزۂ یونانی کو پنجہ
ایک باغ لالہ زار نہالہاے تازہ پر از اثمار ہر سمت گلون پر بہار ہر جگہ نسیم مروجہ جنبانی کو تیار طائران
خوش نواز مزمہ ساز مرغان چمن بصد خوش الحانی نغمہ پرداز وہ باغ مثل گلشن شداد نہایت آراستہ پیراستہ
اور قصر جواہر نگار بہت مزین و خوشنما مین اُٹھا لے گیا عمرو بن حمزہ یونانی کی بعد تھوڑی دیر کے آنکھ
کھلی باغ کی شگفتگی دیکھ کر دل باغ باغ ہوا دیکھا کہ ایک جادوگرنی سامنے ہاتھ باندھے کھڑی ہو

اور [illegible] شہزادے پسر حمزہ صاحبقران مین تم پر نہایت شیفتہ و فریفتہ ہون مجکو اپنی کنیزی مین
قبول کرو کہ مین تمپر طلسم نارنج سے عاشق ہوئی ہون عمرو بن حمزہ نے تیوریان چڑھا کر انکار کیا اس فتنہ جادوگرنی
نے کئی دن تک منتین کین عمرو بن حمزہ نے نہ مانا اُس جادوگرنی کو غصہ آیا مگر چونکہ عاشق تھی اور تو کچھ نہ کیا ایک
سوداگر کے ہاتھ عمرو بن حمزہ کو بیچ ڈالا اور کئی روز کے بعد سوداگر سے خرید لائی اور سحر بند کر کے ایک صحرا مین
عمرو بن حمزۂ یونانی کو چھوڑ دیا لیکن بسبب محبت کے دونون وقت آکر کھانا پانی دیجایا کرتی تھی الغرض عمرو
بن حمزۂ یونانی سحر بند اُسی صحرائے پر فضا مین مثل دیوانہ صحرائی پھرتے ہین اور کہین جا نہین سکتے ہین ایک روز عمرو
بن حمزہ نے عالم رویا مین دیکھا کہ کوئی بزرگوار فرماتے ہین ای حمزۂ یونانی جادوگرنی کو فریب سے قتل کرنا کچھ
مضائقہ نہین ہے تم کیون تامل کرتے ہو جلد اس کو قتل کرو عمرو بن حمزہ یہ خواب دیکھ کر بیدار ہوے اور تدبیر اپنے دل
مین اُس جادوگرنی کے قتل کی سوچنے لگے یکایک وہ جادوگرنی آئی عمرو بن حمزہ اُس کو دیکھ کر رونے لگے اُسنے کہا
ای شہزادے کیون روتے ہو اگر میرے وصل پر راضی ہو تو ابھی تم کو اُسی باغ مین لیجلون عمرو بن حمزہ نے کہا کہ مین
بھی تیرا عاشق زار ہون مین تو تیرا امتحان کرتا تھا اور مین اسواسطے روتا ہون کہ ایسا نہو کوئی تجکو مار ڈالے تو مجکو
نہایت صدمہ و الم ہوگا یہ سُنکے فتنہ جادوگرنی بہت خوش ہوئی اور عمرو بن حمزہ کو پھر اُسی باغ تر و تازہ مین لائی
اور کہنے لگی ای شہزادے تو خاطر جمع رکھ تجکو کوئی نہین قتل کر سکتا عمرو بن حمزہ نے ہنس کر کہا ای جان جہان کوئی جام
شراب ہمارے ہاتھ سے پیو کہ نشہ کا دفور دل کو سرور ہو اُسنے گلابیان شراب کی اور قابین کباب کی لا کر عمرو بن
حمزہ کے سامنے رکھدین عمرو بن حمزہ نے پے در پے سات جام شراب تند و تیز لبالب اُس جادوگرنی کو پلائے کہ مست ہوکر
جھومنے لگی اور پلنگ پر لیٹ گئی عمرو بن حمزۂ یونانی بھی آکر برابر اُسکے لیٹے باہین گردنون مین ڈالدین جب وہ
جادوگرنی نشہ مین آکر بیہوش ہوئی عمرو بن حمزہ اُس کی چھاتی پر چڑھ بیٹھے اور اس زور سے اسکا گلا گھونٹا کہ وہ کافرنی
واصل جہنم ہوئی اور جو اُسکی خواصین اور کنیزین تھین اُن کو مطلق سحر نہ آتا تھا عمرو بن حمزۂ یونانی نے سب کو مال و
زر و جواہر وہان کا دے دے کر آزاد کیا اور وہان سے روانہ ہوے جاتے جاتے راہ مین ایک شہر ملا دریافت کیا
کہ یہ شہر کونسا ہے لوگون نے کہا اُس کو شہر البستان کہتے ہین اور یہان کا حاکم بہرام البستانی ہے عمرو بن حمزہ اُس
شہر مین آئے اور زر و جواہر دے کر ایک گھوڑا بہت عمدہ خرید کیا اور اُس کو ساز و یراق سے آراستہ کر کے سوار
ہوے اور شہر کی سیر کرتے ہوے چلے کہ ایک طرف کو غل و شور برپا ہوا عمرو بن حمزۂ یونانی نے پوچھا کہ یہ شور
کیا ہے لوگون نے بیان کیا کہ صدف نوش و صفا نوش قید ہو کر آئے ہین اور یہ بھتیجے بہرام البستانی کے
ہین بادشاہ نے سمجھایا کہ تم لات و منات پرست ہو جاؤ اُنھون نے انکار کیا نہ مانا اُن کے واسطے حکم قتل ہوا
ہے چنانچہ آج روز قتل اُنکا ہے جلاد اُن دونون کو قتل کرنے کو لیے جاتے ہین یہ سُنکے عمرو بن حمزہ نے
اُنکی طرف گھوڑا بڑھایا اور لوگون کو ہٹا کر پاس صدف نوش اور صفا نوش کے پہونچے اور جلاد کو چبوترے
پر سے پاؤن پکڑ کے کھینچ لیا اور دونون کی قید اُسی وقت کاٹ دی اور تلوار تول کر نعرہ کیا کہ منم شہزادہ عمرو بن حمزہ
یونانی فوج بہرام البستانی آمادۂ کارزار ہوئی تلوار چلنے لگی اور بہرام البستانی بھی مشغول جنگ ہوا عمرو بن
حمزہ یونانی نے دم بھر مین صدہا کو قتل کیا تلوار مارتا ہوا قریب بہرام البستانی کے پہونچا بہرام البستانی
نے تلوار کا وار کیا عمرو بن حمزۂ یونانی نے وار بچا کر ہاتھ قبضۂ شمشیر پر ڈالا اور تلوار بہرام البستانی کی چھین لی
اور زنجیر کمر کو تھام کر اُٹھا لیا اور ہاتھ سر سے بلند کر کے چرخ دیا بہرام البستانی پکارا امان امان

عمرو بن حمزہ یونانی نے کہا امان بشرط ایمان بہرام البستانی نے قبول کیا عمرو بن حمزہ یونانی نے بہرام البستانی
کو زمین پر رکھدیا بہرام البستانی مع فوج وغیرہ کے از سر صدق مسلمان ہوا بہرام شہزادہ عمرو بن حمزہ یونانی کو
بارگاہ مین لایا حال سب دریافت کیا اُسکو معلوم ہوا کہ یہ میرا نواسا ہے اس سبب سے کہ فریدون شاہ یونانی بہرام البستانی
کا بھائی تھا یہ سنکر بہت خوش ہوا اور بہت اعزاز و اکرام سے دعوت ضیافت کی عمرو بن حمزہ یونانی نے تیسرے
روز فرمایا اب مین رخصت ہوتا ہون بہرام البستانی نے کہا کہ ایک ہفتہ رہو تو مین بھی تمھارے ہمراہ چلونگا
عمرو بن حمزہ یونانی نے کہا کہ امیر باتوقیر کو بڑی تشویش ہوگی تم میرے جانے کے بعد چلے آنا یہ کہکر اپنے ماموون کو
اپنے ساتھ لیکر اور کچھ فوج بھی ہمراہ لیکر اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوے یہان نوشیروان منتظر ہے کہ آدین آئی دن
منارہ گردن غسل صحت کرے تو طبل جنگ بجوائین القصہ ایک روز دور شراب ناب کا بارگاہ نوشیروان
مین چل رہا تھا جب فرہاد غوری اور زنگادہ غوری کو نشہ ہوا حکم کیا ہمارے نام طبل جنگ بجے فوراً لشکر
کفار مین طبل جنگ بجا یہ خبر ہرکارون نے امیر باتوقیر کو پہونچائی ادھر بھی نقارۂ رزمی نوازش مین آیا صبح کو
دونون لشکر میدان مین آکر صف آراستہ ہوے فرہاد غوری میدان مین آیا اور امیر باتوقیر کو پکارا امیر باتوقیر نے
سنتے ہی بادشاہ سے اجازت طلب کی اور چاہتے تھے کہ میدان مین نکلین کہ صحرا کی طرف سے گرد اڑی دیکھا کہ عمرو بن
حمزہ یونانی مع صدف نوش اور صفا نوش کے فوج لیے ہوے آتے ہین عمرو بن حمزہ یونانی نے دیکھا کہ میرا
حریف میدان مین کھڑا مبارز طلب کر رہا ہے دور ہی سے بادشاہ کو اور امیر باتوقیر کو مجرا کیا اور اجازت طلب
کرکے نعرہ کرتے ہوے میدان مین آئے فرہاد غوری بھی اُدھر سے بڑھا پہلے تو تکاورزن ہوے سات قدم مرکب
فرہاد غوری کا پیچھے ہٹ گیا اور تین قدم مرکب عمرو بن حمزہ یونانی کا پسپا ہوا بعد ہمسخنی نیزہ بازی ہوئی
چند طعنون مین عمرو بن حمزہ نے فرہاد غوری کا نیزہ ہوائی کیا اُسنے جھنجھلا کر تلوار ماری اُنھون نے وار اُسکا
رد کرکے ایک ہاتھ تیغۂ آبدار کا مارا اُسنے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تلوار سپر کو کاٹ کے سر پر پہونچی فرہاد غوری
نے سر کو پیچھے کھینچا تلوار گردن پر گینڈے کے پڑی سر گینڈے کا قلم ہوا فرہاد غوری کود کر علحدہ ہوا اور چاہا
کہ مرکب کو عمرو بن حمزہ یونانی کے پکڑے شہزادہ بھی ہان ہان کرکے کود پڑا فرہاد نے پھر تلوار ماری عمرو
بن حمزہ نے خالی دے کر بند دست پکڑا اور جھٹکا مارکے تلوار فرہاد غوری کی چھین لی فرہاد غوری
لپٹ پڑا عمرو بن حمزہ یونانی سے کشتی ہونے لگی دو گھڑی کے بعد اُسکا لنگر توڑکر عمرو بن حمزہ نے
فرہاد غوری کو اُٹھا لیا اور فرمایا ای کافر الکفر حالا در شناختن پروردگار عالم چہ میگوئی فرہاد غوری نے
کہا ای پسر حمزہ تو نے میرے سامنے لات و منات کو بُرا کہا مجکو اسکا کفارہ دینا واجب ہوا یہ سنتے ہی عمرو
بن حمزہ نے چرخ دے کر فرہاد غوری کو زمین پر مارا اور چاہتے تھے کہ چھاتی پر چڑھکر مشکین باندھین کہ
زنگادہ غوری یہ دیکھتے ہی تلوار کھینچکر دوڑا اور پکارا ای پسر حمزہ تو نے غضب کیا میرے بھائی کو پٹک دیا
اور آتے ہی زنگادہ غوری نے تلوار ماری عمرو بن حمزہ یونانی نے فرہاد غوری کو پھر اُٹھا لیا اور بجائے
سپر سامنے زنگادہ غوری کے کیا تلوار اُسکی فرہاد کی کمر پر پڑی فرہاد غوری قتل ہو جانے لگا زنگادہ غوری
تو پیچھے ہٹ گیا عمرو بن حمزہ یونانی نے فرہاد غوری کی مشکین باندھکر عیار کے حوالے کیا اور زنگادہ غوری
کا مقابلہ کیا زنگادہ نے پھر تلوار ماری عمرو بن حمزہ یونانی نے تلوار اُسکی چھین کے پھینکدی اور دوسرا ہاتھ
کمربند مین ڈالکر اُٹھا لیا اور چرخ دے کر زمین پر مارا چھاتی پر چڑھکر اُسکی بھی مشکین باندھین خواجہ عمرو

دوڑ کر میدان مین آئے اور دونون کو اپنے لشکر مین لے گئے اُن دونون کی فوج نے چاہا کہ تلوارین کھینچ کر جا پڑین اور
عمرو بن حمزہ سے لڑین بختک نے منع کیا اور طبل بازگشت بجوا دیا دونون لشکر میدان سے پھرے اپنی اپنی بارگاہون
مین آئے بختک نے سر بارگاہ پکار کے کہا ایہا الناس ان دونون کو بڑا غرور تھا اب سزا لے معقول انکو ملگئی
آدمین آدان منارہ گردن نے مسکرا کر بختک کو سخت کہا اور یہ مشورہ قرار پایا کہ آدمین آدان کو صحت
ہوجانے تو پھر [illegible] امیر اب جنگ وجدال موقوف رہے اتنے مین ہرکارون نے خبر دی کہ طول
زنگی اور طال زنگی اور طلوع شاہ زنگی سو سو ہاتھی لئے ہوئے کفیل سے آئے ہین اور طلوع شاہ بادشاہ ہی
لشکر کا اور وہ دونون طول زنگی وطال زنگی بعہدہ پہلوانی اُسکے ساتھ ہین دریا پہنچے مالک شاہ ملکوت
کے ہین کہ جو بادشاہ ملک فرنگوشیہ کا ہی یہ جو خبر نوشیروان کو ہوئی بہت خوش ہوا اور طبل شادمانی بجوایا امیر
باتوقیر نے جو یہ خبر سُنی فوراً جام گلگون عفریت طلب کیا اور عین بارگاہ مین جام اور خلعت رکھوا دیا اور فرمایا کہ جو کوئی
ایسا دلاور و بہادر کہ اُنکو روکے اور وہ زنگی بچے یہان ہرگز نہ آنے پاوین راستہ ہی مین اُنکو سزا دیجائے یا باندھکر
سامنے بادشاہ کے حاضر کرے یہ سُنتے ہی دارائے ہند لندھور بن سعدان اپنے دنگل پر سے اُٹھا امیر باتوقیر نے
فرمایا ای جانشین من مین خاص تمکو نہ کہسکا خیر بسم اللہ جاؤ تمسے بہتر کون ہی نصر من اللہ فتح قریب لندھور بن
سعدان نے یہ سُنکے مجرا کیا اور عادل شیر دل اور فاضل شیر دل اور بلند خان قندہاری کو
ہمراہ لیکر روانہ ہوا لندھور بن سعدان نے راہ مین کہین مقام نہ کیا برابر چلا گیا ادھر سے لندھور بن
سعدان جاتا ہی اور اُدھر سے وہ کافران زنگی آتے ہین جب قریب پہونچے ہرکارون نے خبر دی کہ سات کوس پر
لشکر زنگیون کا ہی لندھور بن سعدان نے تھوڑی دور آگے بڑھکر اپنے خیمہ برپا کیے ہرکارون نے اُدھر کے یہ خبر
زنگیون کو پہونچائی کہ لندھور بن سعدان روکنے کو آیا ہی وہ زنگی یہ سُنکر حیران ہوے کہا ہم تو نوشیروان
کے پاس جاتے تھے معلوم ہوتا ہی کہ حمزۂ صاحبقران بھی آیا ہوگا لوگون نے کہا کہ حمزۂ صاحبقران نہین ہی
فقط لندھور بن سعدان کو بھیجا ہی الغرض زنگیون کے لشکر مین طبل جنگ بجا ادھر لشکر لندھور بن سعدان
مین بھی نقارہ رزمی نوازش مین آیا صبح کو دونون لشکر میدان مین آکر صف آرا ہوے طول زنگی اُدھر سے نکلا
مبارز طلب کیا ادھر سے فاضل شیر دل نکلے لندھور بن سعدان نے انکو ہر چند منع کیا مگر انھون نے نمانا
اور میدان کارزار مین آئے طول زنگی بھی فیل پر سوار تھا ادھر یہ بھی فیل جنگی پر سوار تھے پہلے تو دونون فیل بھڑکر
اپنی اپنی سونڈون سے خوب لڑے اسنے خرطوم اُسکی کمر مین ڈالی اسنے خرطوم سے اسکو پیٹا اسنے دندان اُسکے
اسنے دانت اسکے توڑ دیے بعد اُسکے طول زنگی نے گرز مارا فاضل نے سپر پر روکا اور سر کو اپنے بچاکر پیچھے کھینچا
وہ گرز ہاتھی کے سر پر پڑا فیل نے سر پھرا کر خالی دیا فاضل نے پھر گرز مارا طول زنگی نے رد کر کے بھڑکر بند دست
پکڑ کرکے اپنے ہاتھی پر کھینچ لیا فاضل نے اُسکی گردن پکڑ کر جھٹکا مارا دونون مین کشتی ہونے لگی درمیان کشتی مین
فاضل نے خنجر نکالکر کمر سے طول زنگی کو مارا خنجر زرہ کو کاٹ کر آڑا نکل گیا طول زنگی نے بھی گھبرا کر خنجر مارا
فاضل کے شانے پر پڑا شانہ زخمی ہوا غرضکہ دونون مین اُسی فیل پر خنجر چلنے لگا یہ معرکہ جو طول زنگی کے
بھائیون نے دیکھا فوج لے کر دوڑے ادھر لندھور بن سعدان بھی مع لشکر جھپٹا تلوارین
کھینچکر چلنے لگین لندھور بن سعدان نے ہزارون کو مار کے گرا دیا اور اپنے تئین فاضل
کے قریب پہونچایا اور فاضل نے طول زنگی کو زیر کر کے فیل پر باندھکر لندھور کو دے دیا

لندھور بن سعدان نے طول زنگی کو خواصی مین ڈال لیا اور گرز پکڑ کر مشغول جنگ ہوا یہانتک کہ سات ہزار فوج زنگی قتل ہوئی طبل بازگشت بجوا دیا دونون لشکر پھر کر اپنے اپنے خیمے مین آئے اور لندھور بن سعدان بارگاہ مین آیا زنگیون نے کئی روز طبل جنگ نہ بجوایا لندھور بن سعدان حیران ہوا کہا ایہاالناس اب مین کیا کرون مجھے اسلیے جلدی ہی کہ یہان سے پھر کر جاؤن تو آدین آدان منارہ گردن کی لڑائی دیکھون اُدھر طال زنگی کے یہان ایک عیار تھا کہ نام اُسکا سیارہ زنگی تھا اُسنے طلوع شاہ کو یہ صلاح دی کہ شبخون آج ماریے غرضکہ اُن دونون نے لشکر لندھور بن سعدان پر شبخون مارا اور ہزارون کو قتل کیا لندھور بن سعدان کو جو خبر ہوئی مسلح و مکمل ہو کر بارگاہ سے نکلا اور سب لشکر ہوشیار ہوا تلوار چلنے لگی سیارۂ زنگی نے انار آتشبازی کے اور بان آتشبازی کے جو چھوڑے تو لندھور بن سعدان کا ہاتھی بھاگا بلکہ جتنے ہاتھی لشکر لندھور مین تھے سب بھاگے دو منزل پر جاکے ٹھہرے لندھور کو بڑا صدمہ ہوا زنگیون نے آکر سب مال و اسباب لشکر لندھور کا لوٹ لیا اور طول زنگی کو چھڑا کر لیگئے اور اُسی وقت لشکر نوشیروان کی [illegible] ت کوچ کیا جب لندھور بن سعدان پھر کر آئے یہ دو منزل آگے نکل گئے تھے غرضکہ لندھور بن سعدان بھی اُن کے تعاقب مین چلا یہان آدین آدان نے غسل کیا اور طبل جنگ بجوایا ہرکارون نے خبر امیر باتوقیر کو پہونچائی اِدھر بھی کوس حربی بجا رات بھر تیاری جنگ رہی آلات حرب و ضرب درست ہوا کیے صبح دونون لشکر میدان مین آئے صف آرائیان ہوئین آدین آدان منارہ گردن فوج سے نکلا امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران کو پکارا غرضکہ امیر باتوقیر چاہتے ہین کہ نکلین کہ دیکھا از پردۂ بیابان گرد بر خاست کہ طول زنگی اور طال زنگی مع طلوع شاہ لاکھ سواران زنگی سے پیدا ہوے طول زنگی نے دیکھا کہ نوشیروان نے خبر بھی نہ لی اور ہماری راہ نہ دیکھی طبل جنگ بجوا دیا بلکہ آدین آدان منارہ گردن میدان مین کھڑا مبارز طلب کر رہا ہی طول زنگی نے اپنے مرکب کو بڑھایا نوشیروان حیران ہوا کہ یہ تو ہماری مدد کو آیا ہی یہ آدین آدان منارہ گردن کی طرف کیون جاتا ہی طول زنگی نے بڑھکر آدین آدان منارہ گردن سے کہا تو کون ہی کہ مجکو دیکھکر میدان سے نہ پھرا آدین آدان منارہ گردن نے کہا کیا تو مسلمان ہی اسنے کہا نہین تو مین مسلمان نہین ہون آدین آدان منارہ گردن نے کہا تو مجھ سے پھر کیون لڑتا ہی طول زنگی نے کہا ہم لات و منات پرست ہین سب سے لڑتے ہین اور گیدی لا جلد کیا ضرب بہادری کی رکھتا ہی آدین آدان منارہ گردن کو غصہ آگیا جھنجھلا کر تلوار کا وار کیا طول زنگی نے بفنون سپہ گری وار اسکا رد کرکے ایک ہاتھ تلوار کا مارا یا تو شعاع تیغ سپر پر چمکتے دیکھا تھا یا جگرگاہ مین آکر دم لیا آدین آدان منارہ گردن دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا یہ دیکھتے ہی نہنگ اُچھل کر ناچنے لگا طول زنگی نے منھ طرف لشکر اسلام کے کیا اور امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران کو پکارا کہ اگر دعوے مردمی ہی تو میدان رزم مین آکر مبارزی کرو امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران یہ سُنکر فوراً میدان رزمگاہ مین آئے پہلے ہمتکا ور ہوئے سات قدم طول زنگی کا فیل ہٹ گیا طول زنگی نے نیزہ مارا امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا طول زنگی نے پھر گرز مارا امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران نے گرز اُسکا رد کرکے گرز مارا طول زنگی نے بھی رد کیا وہ گرز فیل کے سر پر پڑا بھیجا فیل کا نکل پڑا فیل زمین پر گرا طول زنگی کود کر زمین پر آیا اور تلوار کا وار کیا امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران نے

خالی دیکر قبضہ پہ ہاتھ ڈالدیا اور چاہا کہ تلوار چھین لون طول زنگی نے امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران کا گریبان
پکڑ لیا امیر باتوقیر بھی اشقر دیوزاد سے کود کے کشتی ہونے لگی کہ یکایک پردۂ بیابان سے گرد اٹھی دیکھا کہ
لندھور بن سعدان مع سرداران آپہونچا امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران کو مجرا کیا اور کہا یا امیر باتوقیر یہ میرا
حریف ہے امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران نے فرمایا ای جانشین سن تم جاکر لشکر مین ٹھہرو یہ سنکر لندھور بن سعدان
رنجیدہ خاطر ہوکر سامنے قباد شہریار کے آکھڑا ہوا یہان امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران نے ایک ضرب
مین طول زنگی کو زیر کیا پھر طال زنگی نکلا امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران نے اُسکو بھی زیر کیا اور باندھکر
خواجہ عمرو کو دے دیا یہ دیکھکر تیسرا بھائی اُسکا طلوع شاہ حمزہ صاحبقران کے سامنے آیا اسکو
دیکھکر لشکر بھی تلوار پکڑ کر چلا طلوع نے سب کو منع کیا اور امیر باتوقیر سے عرض کیا ای امیر کشورگیر مجکو کلمہ
پڑھا دیجیے مین مسلمان ہوتا ہون اور اُن کو بھی چھوڑ دیجیے اُن دونون نے آپ سے لڑنے کی سزا پائی یہ سنکر
امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران بہت خوش ہوے اور کلمۂ توحید پڑھایا تینون بھائی مع لشکر از سر صدق
مسلمان ہوے نوشیروان یہ ماجرا دیکھکر رنجیدہ کبیدہ ہوا اور طبل بازگشت بجواکر مع لشکر پھر گیا امیر باتوقیر
اپنے لشکر مین آئے اور بارگاہ سلیمانی مین جلوہ فرما ہوے اور ان تینون کو خلعت دیے یہ تینون بھائی
خلعت فاخرہ پہن کر دنگل پر بیٹھے لیکن لندھور بن سعدان عادل شیردل اور فاضل شیردل نے
آنکھین بلائین امیر باتوقیر نے منع کیا ای جانشین سن اب یہ مسلمان ہوے ہین انسے اپنا دل صاف کر لو
کاوش دور کرو امیر باتوقیر تو یہ کہکر چپ ہو رہے جب یہ باہر نکلے عادل شیردل اور طول زنگی سے
بحث ہونے لگی آخرکار آپس مین تلوار چلی جب یہ خبر امیر باتوقیر کو ہوئی امیر باتوقیر باہر تشریف لائے
اور عادل شیردل کو منع کیا اور طول زنگی کو بارگاہ مین لے آئے لندھور بن سعدان نے جو سنا بہت
بگڑا لوگون نے منع کیا اور سمجھایا مگر لندھور بن سعدان نے نہ مانا کہا میرا بھی خیمہ باہر نکالو مین کچھ امیر
باتوقیر کی پروا نہین رکھتا ہون یہ خبر امیر باتوقیر کو ہوئی کہ لندھور بن سعدان بگڑکر چلا جاتا ہے امیر باتوقیر
تینون کے ہاتھ رومال سے بندھواکر لندھور بن سعدان کے پاس آئے اور لندھور بن سعدان کے
قدمون پر اُن تینون کو گرادیا اور کہا ای جانشین سن انکا قصور عفو کرو لندھور بن سعدان حمزہ
صاحبقران کی اس بات سے بہت خوش ہوا لندھور نے طول زنگی اور طلوع شاہ کو خلعت دیا امیر
باتوقیر نے انکو لندھور بن سعدان کے حوالے کیا اور کہا ای جانشین سن یہ تمھارے زرخرید ہین انکو اپنے
پاس رکھو شدہ شدہ یہ خبر شہنشاہ نوشیروان کو ہوئی تمام کفار سنکر آتش حسد سے جل کر خاک ہوگئے
اور حیران ہوے کہ کیا تدبیر کرین بہمن تو زخمی ہے ابھی اچھا بھی نہین ہوا اور جو لوگ کہ مدد کو آئے تھے
انکا یہ حال ہوا بہمن نے نوشیروان سے کہا ای بادشاہ بہرام شیرخوار ابھی تک نہین آیا ہے اب
کسی کو جزیرۂ ہمیشہ بہار پر بھیجیے کہ بہرام شیرخوار کو جاکر ساتھ لے آئے یہ سنکر بختک کو حکم دیا کہ تو
جاکر بہرام شیرخوار کو اپنے ساتھ لے آؤ دربار بادشاہ نوشیروان مین تو یہ مصلحت ہو رہی تھی مگر
خواجہ عمرو بھی ایک فراش کی صورت بنے ہوے دربار مین کھڑے یہ باتین سن رہے تھے الغرض
بختک حکم پاکر بارگاہ کے باہر آیا اور چالیس عدنیون کے نام لکھے اور انکو اپنے ہمراہ لیکر کشتی پر سوار
ہوا اور سبکے نام کاغذ مین دیکھ کر کشتی پر سوار کرنے لگا اس واسطے کہ شاید عمرو بھی صورت بدلکر نہ چلا آوے اور

ایک غلام حبشی سے کہا کہ وہ فلان صندوقچہ جا کر لے آ عمرو بھی پیچھے اُس غلام حبشی کے آیا راہ مین بیضہ بیہوشی مارا کہ وہ غلام حبشی گرا اور بیہوش ہو گیا عمرو نے اسکو نذر زنبیل کیا اور اُسکی شکل بنکر صندوقچہ لیکر کشتی پر آیا بختک نے پہچان لیا لیکن مارے ڈر کے کچھ نہ کہا اتنا پوچھا تیرا کیا نام ہی عمرو نے کہا میرا تو نام کاغذ پر لکھا ہی پڑھ لیجیے بختک نے کہا سچ ہی مین بھول گیا تھا عمرو نے کہا ابھی سے بھول پڑتی تو آگے بڑھ کے کیا ہو گا لیکن مجکو بھولکر وہان چھوڑ نہ آئیے گا بختک نے کہا نہین تو خاطر جمع رکھ ایسا نہ ہو گا مگر ڈر سے اور کچھ نہ کہہ سکا اور نہ کسی پر ظاہر کر سکا

دوسرے کلمے داستان بھیجنا شہنشاہ نوشیروان کا بختک کو جزیرہ ہمیشہ بہار مین واسطے لینے بہرام شیر خوار کے

زہروان مطالب قلزم فسانہ رنگین و آشنایان مضامین داستان خوش آئین قلم ماہیت رقم سے سطح پر آب و تاب قرطاس پر اب یون رقم کرتے ہین کہ جب بختک بحکم نوشیروان جزیرۂ ہمیشہ بہار کیطرف چلا اور کشتی پر سوار ہو کر عمرو کو پہچان لیا مگر ڈر کے مارے کچھ نہ کہہ سکا دوسرے روز بختک نے عمرو سے کہا کہ او حبشی تو پردے پاس فلان خواص سے کیا باتین کر رہا تھا یہ کہکر اپنے غلامون سے کہا کہ اس کو نظر بند کر دو یہ حکم پاتے ہی غلامان زرین کمر گرد خواجہ عمرو کے رہنے لگے اور بختک نے چپکے سے غلامون سے کہدیا اسکو پکڑ لو غرض کشتی تو چلی جاتی تھی کوئی روز منزل شہر رہ گیا تھا کہ غلامون نے عمرو کو پکڑ لیا بختک نے مارے ڈر کے خواجہ عمرو کو مارا تو نہین لیکن بیہوش کر کے ایک صندوق مین بند کر لیا اور کہا کہ اسکو جا کر سامنے بہرام شیر خوار کے قتل کرونگا جب کچھ بعد ایک روز کے کشتی جزیرہ ہمیشہ بہار مین پہونچی بختک مع غلامون وغیرہ کے اُترا اور دربار مین بہرام شیر خوار کے آیا اور صندوق بھی عمرو کا لیتا آیا بہرام شیر خوار نے دیکھا کہ نوشیروان نے اپنے وزیر اعظم کو میرے لینے کے واسطے بھیجا ہی اور کچھ مال بھی آیا بہرام خوش ہوا اور اپنے دنگل سے اُٹھکر بختک کی تعظیم کی گو کہ بہرام بھی اپنے شہر کا بادشاہ ہی اُس بارگاہ مین تخت شاہی رکھا ہی مگر بسبب عوض پہلوانی بہرام تخت پر نہین بیٹھتا ہی دنگل پر متمکن رہا کرتا ہی الغرض بختک نے جھک کر مجرا کیا بہرام نے بسبب وزیر اعظم ہونے بختک کے بڑی شان و شوکت سے تعظیم و تواضع کی بختک بہرام کو دیکھکر دلمین بہت خوش ہوا اور کہنے لگا کہ ہان یہ لایق مقابلہ امیر ہی غرضکہ بہرام نے حال نوشیروان اور امیر کا بختک سے پوچھا اسنے اول سے آخر تک سارا قصہ امیر کا بیان کیا اور عمرو کا بھی حال کہا کہ وہ ساربان زادہ بلاے بیدرمان آفت جہان ہی مگر اے بہرام معلوم ہوتا ہی کہ ہر لڑائی کی فتح تمھارے مقسوم مین ہی کہ وہ تمھاری تقدیر سے آنے کے وقت اسطرف کو میرے ہاتھ آگیا مین نے اسکو صندوق مین بند کر رکھا تم اُسکو قتل کرو اسنے بڑے بڑے شاہ و شہریارون کو قتل کیا اور بادشاہ ہفت کشور تک کو ذلیل و خوار کرایا یہ کسی کے ہاتھ نہین آتا ہی مگر مین نے بڑی شکل سے گرفتار کیا ہی بہرام نے جو یہ سنا بختک سے کہا مجھے تمنے بڑا اشتیاق دلوایا جو عمرو ایسا ہی تو اسے جلد منگاؤ بختک نے کہا اس صندوق مین ہی بہرام نے جو صندوق کھولا بختک نے جو بسبب خوف ہلاک ہو جانے کے بیہوشی کم دی تھی تو دیکھا کہ عمرو ہوشیار ہی جیسے ڈھکنا صندوق کا اُٹھایا خواجہ عمرو نے تالیان بجا کر کہا مصرع ہمیشہ دلبر سوجان مبارکباد شد بہرام نے کہا تو کون ہی عمرو نے کہا اے پہلوان بلبان لوگ میرا نام نیرنگ کلاوشت ہی مجکو زبردستی ملک جی نے صندوق

مین بند گیا ہی اس واسطے کہ شاید میرا گانا آپ کو پسند آئے اور آپ مجھکو نوکر رکھ لین ای پہلوان جہان جب ملک جی بجاتے
ہین میرا گانا سنتے ہین آپ انھین سے پوچھیے کہ مین جھوٹھ کہتا ہون یا سچ بولتا ہون بہرام شیر خوار نے کہا ملک جی
بتلاؤ کہ نیرنگ سچ کہتا ہی یا نہین اب تو بختک کی جان نکل گئی اور یہ مجال نہوئی کہ کچھ جھوٹھ سچ کہے بختک چپ رہا
بہرام نے اسکو صندوق سے نکالا اور لا کے مسند زرین پر بیٹھا خواجہ عمرو سے کہا او نیرنگ کلاونت کچھ گاؤ جب تو
عمرو نے کمر سے جوڑی ہفت پیوندی کی نکالی اور وقت کی چیز سوچ کے گنگنایا اور ہفت پیوندی بجانے کا نا شروع
کیا ایسا گایا بجایا کہ بہرام اور اسکے ملازم وجد مین آکر جھومنے لگے اور بختک کو برا بھلا کہنے لگے بہرام شیر خوار
نے کہا کہ نوشیروان بڑا احمق ہی ایسے مہمل کو وزیر اعظم کیا ہی جسکو بالکل عقل سے بہرہ نہین ہی یہ کہکر خواجہ عمرو
کو کھول دیا اور بہت سا انعام دے کر اپنے پاس رکھا القصہ بہرام شیر خوار روز خواجہ عمرو کا گانا سنا کرتا
ہی اور محظوظ ہوتا ہی اور بختک بھی دربار مین روز آتا ہی رات کو اپنے خیمہ مین جاتا ہی جسوقت سے بختک نے
نامہ نوشیروان کا بہرام شیر خوار کو دیا ہی بہرام شیر خوار نے اسی روز سے تیاری چلنے کی ہی مگر نیرنگ
کلاونت کو ہر وقت اپنے پلنگ کے پاس رکھتا ہی بختک اب یہ چاہتا ہی کہ بہرام شیر خوار جائے نہ جائے
مجکو کسی طرح سے رخصت کر دے بلکہ اسی ارادے سے روز روز آتا ہی ایک دن خواجہ عمرو نے گلیم عیاری اوڑھکر
ایک کاغذ لکھکر بختک کی جیب مین ڈالدیا اور آکر بہرام شیر خوار سے خواجہ عمرو نے کہا کہ آپ نے اور کچھ سنا
بہرام شیر خوار نے کہا کیا خواجہ عمرو نے کہا آج ایک نامہ بختک کو نوشیروان نے بھیجا ہی تو اسنے پڑھکر
جیب مین رکھ لیا ہی کیا آپ سے اسنے کچھ ذکر نہین کیا مگر مجکو قیاس سے معلوم ہوتا ہی کہ نوشیروان نے کچھ آپکے
مقدمہ مین لکھا ہی ای پہلوان دوران مجکو معلوم ہوتا ہی یہ کچھ آپ سے برائی کریگا بہرام شیر خوار نے کہا کیا تو
سچ کہتا ہی عمرو نے کہا آپ ایک کام کیجیے جب ملک جی آئین اُنسے نامے کا تذکرہ کیجیے اور طلب کیجیے اگر وہ انکار
کرین ان کی جیب مین ہاتھ ڈال کے نکال لیجیے گا الغرض جب بختک دربار مین بہرام شیر خوار کے آیا پہلے
تو بہرام شیر خوار نے نامے کا حال پوچھا بختک نے کہا کیسا نامہ مین نہین جانتا ہون اسوقت باشارۂ
خواجہ عمرو کے بہرام شیر خوار نے بختک کی جیب مین ہاتھ ڈال دیا اور نامہ نکال لیا بختک دیکھکر حیران
ہوا مگر جان کے خوف سے دم نکل گیا اور دل مین کہا کہ یہ درشنہ حامل کی چالاکی ہی ای بختک مین نے تو بہت سا
چاہا کہ چلا جاؤن اس ملعون بہرام شیر خوار نے نہ جانے دیا اب لات و منات وغیرہ اس ملعون سے میری
جان بچائین الغرض بہرام شیر خوار نے وہ نامہ پڑھا اس مین مضمون قتل بہرام شیر خوار مندرج تھا اور مہر جو
نوشیروان کی اپنے قتل نامہ پر دیکھی آگ ببولا ہو گیا اور غصہ سے لال ہو گیا شعلۂ غیظ و غضب نکلنے
لگے ایک مقام پر اس نامہ مین کیا لکھا مکرر سہ کرر یہ فقرہ لکھا تھا ای بختک تجکو قسم ہی میرے حق نمک کی اگر
بہرام شیر خوار نہین آتا تو اسکو گرفتار کرکے لے آ اور اگر زندہ ہاتھ بھی نہین آسکتا تو بہرام شیر خوار کا سر
کاٹ لا یہ نامہ کا مضمون پڑھکر بہرام شیر خوار نے سر اٹھایا اور بختک کو گھورکر دیکھا اور کہا او ملعون
یہ تیرے بادشاہ نوشیروان نے کیا لکھا ہی تیری بھی اتنی مجال ہی کہ تو مجکو گرفتار کرے یا قتل کرے
دیکھ مین تجکو ابھی سزا دیتا ہون یہ کہکر بہرام شیر خوار نے حکم دیا کہ بختک کو پکڑ لو اور سب مل کے
اسکو جوتیان مارو اب بختک پر فراشی جوتا مثل اولے کے برسنے لگا جھنٹے بال کھوپڑی مین تھے
سب اڑ گئے بجا گنجے ہو گئے بھیجا بلبلا ہو گیا کپڑون کے پرزے پرزے اڑ گئے عجب حال ہوا

بدل گئی جب بختک خوب پٹ چکا بہرام شیر خوار نے حکم دیا اب اس ملعون کو قتل کر دو اور خواجہ عمرو
کو بڑا بھاری خلعت دیا جب تو بختک نے مجبور و ناچار ہو کر خواجہ عمرو کے آگے ہاتھ باندھے اور
اشارے سے کہا یا استاد مجھکو بچا لیے خواجہ عمرو کو بھی ترس آگیا بہرام شیر خوار سے کہا اسکو ابھی قتل
نہ کیجیے اور اسکے پانچوں ابروں کا صفایا کر کے منھ کالا کرو اور اسکو ننگا کر کے گدھے پر سوار کرو اور کچھ لوگ
گرد و پیش اس کے ساتھ ہوں اور آگے آگے ڈھنڈھورا با آواز بلند کہتا جائے کہ بادشاہوں سے ایسی حرکت
جو کریگا اسکی یہی سزا ہے بہرام شیر خوار کو یہ رائے پسند آئی کہا واہ نیرنگ کلاونت کیا خوب تدبیر سوچی الغرض
بہرام شیر خوار نے اسی طرح سے بختک کو تشہیر کرا کر نوشیروان کے پاس بھیجدیا اور اپنے لوگوں سے کہدیا کہ اسکو
کنارے شہر کے چھوڑ کر چلے آنا اور بختک کے آدمی اور خواص جو تھے وہ سب ڈر کے مارے بھاگ گئے کہ مبادا ہمارا
بھی یہی درجہ ہو جب بختک اس حال خراب سے چلا گیا تو خواجہ عمرو نے دل میں کہا اب کیا کروگے کسواسطے کہ بہرام
شیر خوار نے تمسے کچھ برائی نہیں کی بلکہ بڑا سلوک کیا یہ سوچ کر رات کو بہرام شیر خوار کے تئیں بیہوش کیا اور اسکی شکل بنکے
اسکے پلنگ پر سو رہے صبح کو دربار میں آکر سب سے کہا میں نے رات کو ایک خواب دیکھا ہے گویا حشر نمایاں ہے اور جہنم
شعلہ زن ہے اور ایک طرف کو اُس جہنم کے کچھ لوگ بھی کھڑے ہیں اور مجھکو فرشتے جہنم کی طرف لیے جاتے ہیں اور کہتے
ہیں کہ تیرا مقام یہی جہنم ہے میں جو اُن لوگوں کی طرف بھاگتا ہوں تو فرشتے کہتے ہیں کہ تو اُنکی طرف کیوں
جاتا ہے وہ لوگ تو مسلمان ہیں انکی جگہ بہشت میں ہے تو ادھر چل میں نے ڈر کر اُسی وقت کلمہ پڑھا اور مسلمان
ہوا اور کہا اب تو مجھکو جہنم نہ لیجاؤ غرض یہ خواب بیان کر کے خواجہ عمرو نے سب کو مسلمان کیا اور بتخانے کھد وا ڈالے
مسجدوں کی بنا کی اور ہر گلی کوچہ میں آواز لا الہ الا اللہ اور صدائے اذان آنے لگی پھر اُٹھکر علیحدہ مکان
میں آئے اور بہرام شیر خوار کو زنبیل سے نکالا اور نعرہ کیا منم شاہ عیاران عیار خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری
نامدار بہرام شیر خوار دیکھ کر حیران ہوا کہا کہ میری شکل کا دوسرا آدمی کہاں سے آیا ہے اسوقت خواجہ عمرو
نے ساری حقیقت بیان کر کے کہا اے بہرام شیر خوار بختک سچ کہتا تھا میں نیرنگ کلاونت نہیں ہوں
میں خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری ہوں میں نے تیری فوج کو اور یہاں شہر کو مسلمان کیا اور بتخانے سب
کھد وا ڈالے اور مسجدوں کی بنا ڈالدی ہے اب تو مسلمان ہو جا اور اپنا ملک لے اتنی بات تیرے
واسطے اس سبب سے ہے کہ تو نے کوئی مجھے بُرائی نہیں کی ہے انشاء اللہ حمزۂ صاحبقران سے کہکر
تیرے لینے کو سردارانِ اسلام بھیجونگا اور نوشیروان نامرد ہے امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران بڑے
بہادر اور شجاع ہیں تو اُنکا ملازم ہو کر بہادرانِ عالم میں نامور ہی ہوا اور بہمن کا جو کچھ حال ہوگا تو بچشم خود
دیکھ لینا اگر تجھکو اپنے لوگوں کے مسلمان ہونے کا یقین نہ ہو تو تو پردے کے پاس کھڑا رہ میں ان سے
لات و منات پر لعنت کہوا دوں بہرام شیر خوار نے کہا اچھا بہتر ہے غرضکہ خواجہ عمرو نے بہرام شیر خوار
کو تو پردے میں رکھا اور آپ بہرام شیر خوار کی صورت بنے ہوئے باہر نکلے اور سب کو بلا کر کہا کہ تم
لوگوں سے مجھکو ابھی شک باقی ہے یہ سنکر سبھوں نے کلمہ پڑھ کر کہا لات و منات پر لاکھ لاکھ بار
لعنت ہے یہ سنتے ہی بہرام شیر خوار باہر نکل آیا یہ دیکھ کر سب مثل آئینہ متحیر ہوئے کہ دو بہرام
کہاں سے آئے پھر اُسوقت بہرام شیر خوار نے کلمہ پڑھا اور از سر صدق مسلمان ہو کر دین اسلام اختیار
کیا اور خواجہ عمرو کو بہت سا مال نذر دیا پھر خواجہ عمرو نے بہرام شیر خوار سے کہا اب میں رخصت ہوتا ہوں اور

تم لشکر امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران مین چلے آنا یہ کہکر عمرو بہرام شیرخوار سے رخصت ہوکر روانہ ہوا اور
بختک کو راہ مین آملا یا اب خواجہ عمرو بھی اسکے ساتھ چلے اہالیان لشکر بختک کی صورت دیکھکر سمجھے کر یہ
بہرام شیرخوار ہی یہ خبر نوشیروان و بہمن کو ہوئی کہ بہرام شیرخوار آتا ہی اور ڈنکا آگے ہوتا ہو نوشیروان نے
ساسانیون اور کرگانیون کو بھیجا کہ بہرام شیرخوار کو جاکر یہان لاؤ جب بختک قریب لشکر نوشیروان کے
آیا تو اودھر سے ساسانی وکرگانی براے استقبال آئے اور بختک کو بہرام شیرخوار سمجھکے مجرا کیا بختک
نے کسی کا سلام نہ لیا ملکہ آنکھ تک نہ جھپکائی لوگ بہرام شیرخوار کی صورت دیکھ کر بہت حیران ہوئے
اور آپس مین کہنے لگے کہ یہ نوشیروان سے بھی زیادہ مغرور ہی غرضکہ بختک کو اسی طرح بارگاہ نوشیروان
مین لائے سب کو دیکھکر بہت حیرت ہوئی نوشیروان نے بہمن سے پوچھا کیا یہی قطع بہرام شیرخوار
کی ہی جب تو بہمن نے حیران ہوکر دونون ہاتھ پھیلا کر بختک کو بہرام شیرخوار سمجھکر گلے سے لگایا اور
کہا ای بہرام شیرخوار پہلے تو تیری یہ وضع نہ تھی اب تو نے اپنی حیثیت کیسی بنائی ہی بختک نے غصہ
سے کسی کو سلام نہ کیا اور قریب تخت نوشیروان پہونچا یہ دیکھ کر نوشیروان اپنے تخت سے اٹھا اور
دونون ہاتھ پھیلا کر بختک کو بہرام شیرخوار جانکر گلے سے لگالیا اور چاہا کہ ہاتھ پکڑکے پاس اپنے بٹھائے
اسوقت بختک نے کہا ای بادشاہ اب بھی آپنے مجکو نہین پہچانا مین بختک آپکا وزیر ہون جب تو
بادشاہ نوشیروان نے ہاتھ چھوڑدیا اور کہا او کمبخت تو نے میری پوشاک سب خراب کی ارے یہ
کیا حرکت نالائق تھی کہ تو ایسی شکل بناکر آیا بختک نے کہا بہمن سے پوچھو یہ حال میرا انکی بدولت
ہوا جب نوشیروان نے بہت اصرار کیا تب بختک نے کہا ای بادشاہ عمرو نے یہ حال میرا کروایا یہ
سنکر نوشیروان بہت غصہ ہوا اور حکم کیا کہ اس ملعون کو خوب جوتیان مارو اسی وقت بختک پر جوتے
پڑنے لگے عمرو بھی کھڑا دیکھ رہا ہی آخر کار جب بختک خوب پٹ چکا تو اپنے گھر کی طرف راہی ہوا اور یہ شعر
پڑھتا جاتا تھا شعر گئے دونون جہان کے کام سے ہم نہ ادھر کے رہے نہ اودھر کے رہے ✤ نہ خدا ہی ملا نہ
وصال صنم نہ ادھر کے رہے نہ اودھر کے رہے ✤ یہ کیفیت دیکھکر خواجہ عمرو بھی امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران
کے پاس آئے امیر باتوقیر نے پوچھا ای خواجہ کہان تھے خواجہ عمرو نے ساری حقیقت جزیرہ ہمیشہ بہار
کے جانے کی امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران سے بیان کی اور کہا ای امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران اسکو
مین مسلمان کرکے آیا ہون اور وہ خود بھی آتا ہی ای امیر باتوقیر اسکو اچھی طرح باعزاز واکرام بلوانا چاہیے
اتنے مین ہرکارون نے خبردی کہ بہرام شیرخوار آتا ہی امیر باتوقیر نے یہ سنکر بہت سے پہلوانون کو بھیجا
غرض وہ پہلے سے آیا بہرام نے خواجہ عمرو کو مجرا کیا خواجہ نے کہا ای بہرام شیرخوار مجھے کیا مجرا کرتا ہی یہ سب
پہلوانان حمزہ صاحبقران تیرے لینے کو آئے ہین بہرام شیرخوار نے کہا ای خواجہ عمرو تمھاری بدولت
ایمان حاصل ہوئی اور یہ افتخار و عزت پائی الغرض سب اپنے ہمراہ بہرام شیرخوار کو لیکر بارگاہ امیر
باتوقیر حمزہ صاحبقران مین لائے امیر باتوقیر نے بھی نیم قد سے تعظیم کی اور ہنگل پرشوکت عنایت کیا
خلعت سے خلعت کیا کہ اس عرصے مین پھر خبر آئی کہ بہرام شہر لبستانی بھی آتا ہی امیر باتوقیر نے اسکو بھی
بخوبی استقبال کرواکے بلوایا اور خلعت سے اسکو بھی سرافراز کیا یہ خبر نوشیروان کو ہوئی سنکر بہت
جلا آتش حسد دل مین بھڑکنے لگی اور مایوس ہوکر کہا اب مین کیا کرون بختک نے آکر بہمن سے کہا

کہ تم اچھے تو ہو گئے اور غسل نہیں کیا میں نے کتاب نمدی دیکھا ہے کہ دو پہر تک تمھارا ستارہ امیر باتو قیر پر
زبردست و غالب ہے اور امیر باتو قیر تمھارے ہاتھ سے زخمی ہونگے ای بہمن تمکو لازم ہے کہ تم غسل کی راہ
نہ دیکھو اور طبل جنگ بجواؤ یہ سنکر بہمن نے کاہنوں سے پوچھا انھوں نے بھی یہی کہا جب تو بہمن نے اپنے نام
پر طبل جنگ بجوایا ہے کارون نے یہ خبر امیر باتو قیر حمزہ صاحبقران کو دی کہ لشکر کفار میں بہمن کے نام پر
طبل جنگ بجا ہے امیر باتو قیر نے بھی نقارہ رزمی کا حکم دیا لشکر اسلام میں بھی کوس حربی بجا عمرو حیران ہوا اور
امیر باتو قیر سے کہنے لگا ای امیر باتو قیر حمزہ صاحبقران کچھ دال میں کالا معلوم ہوتا ہے کہ ابھی تک
ارادہ جنگ کا نہ تھا اور نہ کوئی پہلوان ایسا کہیں سے آیا امیر باتو قیر نے فرمایا ای خواجہ عمرو تمکو ہمیشہ شک
گذرتا ہے غرضکہ دونوں طرف رات بھر تیاری جنگ رہی صبح کو میدان میں دونوں لشکر آکر صف آرا ہوے
نقیب نقابت بھی کر گئے بعد اسکے بہمن مسلح ہو کر نکلا او میدان کارزار میں آیا اور امیر باتو قیر حمزہ صاحبقران
زمان کو پکارا امیر باتو قیر بھی اشقر دیوزاد کو جولان کر کے نکلے اور میدان میں آکر مقابل ہوے بہمن کا
گینڈا سات قدم پیا ہوا بہمن نے جھنجھلا کر تلوار ماری امیر باتو قیر حمزہ صاحبقران نے سپر پر روکی
بختک تو حیران ہوا کہ یہ کیا ماجرا ہے کہ جو امیر باتو قیر زخمی نہوے امیر باتو قیر نے بھی تیغہ عقرب سلیمانی
کو کھینچا اور چاہا کہ بہمن کو ہاتھ ماریں بہمن دہنی طرف کو جھکا آگیا اور بڑھ کر ہاتھ تلوار کا مارا امیر باتو قیر
نے اشقر دیوزاد کو ادھر جھکایا پانوں اشقر دیوزاد کا موش خانے میں پڑا مرکب نے سکندری کھائی
امیر باتو قیر مرکب کے سنبھالنے میں رہے ادھر تلوار بہمن کی امیر باتو قیر کے سر پر پڑی دو ابرو تک
اُتر آئی امیر باتو قیر نے دستانہ مارا تلوار تو چھٹا کر نکل گئی لیکن جا در خون کی منھ پر آئی مع اشقر دیوزاد
امیر باتو قیر حمزہ صاحبقران خون میں نہا گئے رومال کس کے سر میں باندھا اور غصے میں آکر تیغہ عقرب
سلیمانی کا ہاتھ بہمن پر مارا بہمن نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تلوار نے سپر کو قلم کر کے سر بہمن پر مقام
کیا تیغہ کاٹتا ہوا تا دو ابرو اُتر گیا فوج کفار نے جو دیکھا کہ بہمن زخمی ہوا تلواریں کھینچکر لشکر کفار آ پڑا
ادھر امیر باتو قیر کے پہلوانان جرار تلواریں پکڑ کر آگرے جنگ مغلوبہ ہو گئی تلوار چلنے لگی امیر باتو قیر
بھی حالت زخمداری میں لڑ رہے تھے جب غش طاری ہوا اور اشقر دیوزاد معرکہ جنگ سے امیر
باتو قیر حمزہ صاحبقران کو لے نکلا اور ادھر بہمن کا کر گدن کسی طرف کو بھاگا یہاں بہرام اور طول زنگی
و طال زنگی وغیرہ سب لڑ رہے ہیں کشتوں کے پشتے لگا رہے کہ عمرو بن حمزہ یونانی نے علم لشکر نوشیروان
کا قلم کیا اور یہاں ابو المعجن گرد زخمی ہوا اور علم لشکر اسلام کا طوق حران گر دنے لیا ادھر لندھور لڑتا
ہوا قریب نوشیروان کے پہونچ گیا گرز گران سنگ ہاتھ میں ہے غصہ سے منھ سرخ ہو رہا ہے یہ جو بختک نے
دیکھا فوراً طبل بازگشت بجوا دیا دونوں لشکر اپنے اپنے خیموں میں پھر کر آئے قباد شہریار نے زخمیوں
کے ٹانکے دلوائے اور علاج شروع کیا اور کہا کہ سب تو آئے لیکن میرے والد ذی وقار امیر باتو قیر حمزہ صاحبقران
نہیں تشریف لائے خواجہ عمرو کو حکم ہوا کہ جلد تلاش کرو امیر باتو قیر حمزہ صاحبقران کو اشقر دیوزاد
کسطرف لے گیا خواجہ عمرو نے اُسی وقت عیاروں کو چار طرف روانہ کیا سب عیار ایک رات اور
ایک دن تلاش کر کے تھک گئے مگر امیر باتو قیر حمزہ صاحبقران کا کہیں پتا نہ لگا ادھر بہمن بھی غائب
ہو گیا مگر بہمن تو تیسرے روز ایک گانون میں جا کر نکلا کہ وہاں تک اُسکا عمل تھا وہاں [illegible] بہمن کو

اپنے مکان پر لائے اور جراح کو بلوا کر ٹانکے دلوائے بعد تھوڑی دیر کے مرکب پر سوار کرکے لشکر بادشاہ نوشیروان
مین بھیجدیا لیکن امیر باتوقیر کشورگیر کا پتا نہ لگا عمر واسطے تلاش کے نکلا اُدھر اشقر دیوزاد نے حمزہ صاحبقران
کو ایک صحرا مین تالاب کے کنارے ڈالدیا اور آپ امیر باتوقیر کے آس پاس چرا مین مصروف ہوا اتنے
مین وہانکا زمیندار آیا اور امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران کو اپنے گھر مین لاکر اپنے ہاتھ سے ٹانکے لگائے
اور یخنی اور شوربہ گوسپند کا خوب پلایا امیر باتوقیر کو جب ہوش آیا اُسنے حال پوچھا امیر باتوقیر حمزہ
صاحبقران نے اپنا حال چھپایا اور کہا قزاقون سے اور مجھسے لڑائی ہوئی مین زخمی ہوگیا مرکب میرا
مجکو معرکہ جنگ سے لے نکلا اب تمنے مجھپر یہ احسان کیا لوگون نے کہا کہ انکو ایک گوسفند کی یخنی روز ملے
تو جلدی اچھے ہون امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران نے زمیندار سے کہا کہ تمھارے جتنے بکرے صرف ہونگے
ہم اُن بکرون کی کھالین اشرفیون سے بھر دینگے تم ضرور ان گوسفندون کی کھالین رکھ چھوڑنا یہ باتین سُنکر
وہ زمیندار حیران ہوا اور سمجھا کہ یہ شاید کوئی بادشاہ ہی الغرض امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران کو روز یخنی ایک
گوسفند ملنے لگی چندروز مین زخم اچھا ہوگیا بلکہ اور زیادہ طاقت آگئی ایک روز کا ذکر ہی کہ امیر باتوقیر حمزہ
صاحبقران اُس زمیندار کے دروازے پر بیٹھے تھے اور وہ سب زمیندار اپنے اپنے کام کو گئے تھے
امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران کو آواز زنجیر کی کھڑکھڑاہٹ کی آئی اب جو دیکھا تو ایک دیوانہ آتا ہی کہین
اُس دیوانے نے اُس زمیندار کی دختر کو دیکھ لیا تھا اُسکی تلاش مین وہ اُسوقت آیا دیکھا کہ دروازے مین
اُس مکان کے ایک لکڑی کا کندہ اڑا ہوا ہی کہ کوئی کھول نہ سکے وہ دیوانہ باشتیاق دختر زمیندار وہ کندہ
لکڑی کا ہٹانے لگا یہ دیکھکر امیر باتوقیر نے للکارا او دیوانے تو کیا کرتا ہی صاحب مکان اسوقت نہین ہی تو
کیون دروازہ توڑتا ہی دیوانے نے امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران کے کہنے کی کچھ ساعت نہ کی جب تو امیر باتوقیر
حمزہ صاحبقران کو غصہ آیا اور اُٹھ کھڑے ہوئے اور دیوانے کو للکارتے ہوئے برابر آئے جو لوگ وہان
موجود تھے مارے ڈر کے بھاگ کر علیحدہ کھڑے ہوگئے دیوانے کہنے کو جنونی ہوتے ہین لیکن بکار خود ہوشیار
ہوتے ہین جب دیکھا اُس دیوانے نے کہ حریف برابر آگیا ایک چوب ماری امیر باتوقیر کشورگیر نے خالی دی
وہ زمین پر پڑی ایک تتق گرد کا بلند ہوا اگر اُس چوب کی ایک ذراسی بھی جھپیٹ پڑتی تو کام انسان کا
تمام ہوجاتا دیوانے نے جھنجھلا کر دوسری بار پھر چوب ماری امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران نے خالی دیکر
چوب پکڑ لی اور چھین کے پھینک دی اور بند کمر مین ہاتھ ڈال دیا کہ دیوانے کو اُٹھالون مگر وہ دیوانہ چمٹ گیا
کشتی ہونے لگی آخرکار بڑی دیر کے بعد جب دیوانہ مجبور ہوا امیر باتوقیر کشورگیر کے شانے مین کاٹ کھایا
امیر باتوقیر نے ایک طمانچہ مارا اُسنے شانہ چھوڑ دیا اب امیر باتوقیر کو بھی جلال آگیا ایک جھٹکا زور سے
مارا کہ وہ دیوانہ منھ کے بل زمین پر آرہا امیر باتوقیر نے کمربند مین ہاتھ ڈال کے اُٹھالیا اور سر سے بلند کرکے
فرمایا پڑھ کلمۂ لا الہ الا اللہ دین اسلام اختیار کر اُس دیوانے نے کہا اے شخص تیرا کیا نام ہی امیر باتوقیر نے
تیور بدلکے کہا پہلے تو بتا تیرا کیا نام ہی اُس دیوانے نے کہا میرا نام بہرام صحرانشین ہی یکایک کلاہ امیر باتوقیر
حمزہ صاحبقران کی پیشانی نورانی سے سرک گئی رگ ہاشمی نے مثل برق کے تڑپکر جلوہ دکھایا دیوانے
کی جو نظر پڑی دیوانے نے کہا آپ امیر باتوقیر کشورگیر حمزہ صاحبقران زمان تو نہین ہین امیر باتوقیر
نے فرمایا ہان مین حمزہ صاحبقران ہون دیوانے نے کہا مجکو کلمۂ توحید پڑھا دیجے اور مین تو

پہلے سے مسلمان ہون میری یہ دعا تھی کہ میری پشت کسی سے زمین کو نہ لگے آج ایک بزرگ نے مجھسے خواب مین کہا
تھا ای دیوانے تجکو سوائے حمزۂ صاحبقران کے کوئی زیر نہین کر سکتا اُسکی نشانی یہ ہی کہ پیشانی نورانی پر اُسکی رگ
ہاشمی کا ظہور ہوگا غرضکہ امیر با توقیر نے اُسے کلمہ بتایا دیوانے کو مسلمان کیا اور وہ لوگ جو بھاگ گئے تھے زمیندار کے
پاس پہونچے حال دیوانے کا سب بیان کیا کہ تمنے تو اسطرح دختر کو رکھا ہی دیوانہ اسکے لیے جاتا ہی یہ سُنکر زمیندار
دوڑا آیا دیکھا کہ اُس زخمی نے اُس دیوانے کو زیر کیا اور وہ قدمون پر گرا ہوا ہی یہ دیکھکر وہ زمیندار بھی امیر کشور گیر
کے قدمون پر گر پڑا اور کہا آپ اپنا نام بتایئے جب تو امیر با توقیر نے سارا حال اپنا بیان کیا تمام دیہات کے
لوگ از سر صدق مسلمان ہوے اتنے مین دیکھا امیر با توقیر نے کہ بیابان سے ایک گرد اُٹھی مان اُس دیوانے
کی زبیدۂ شیر دل آئی اور چوبدست پکڑکے امیر با توقیر حمزہ صاحبقران پر چلی کہ ابھی تجکو مار ڈالونگی اُس دیوانے
نے بہت منع کیا کہ یہ آقا سرخ کندہ زن ہی زبیدہ شیر دل نے نہ مانا بلکہ دیوانے کو جھڑک دیا اور امیر با توقیر پر
آتے ہی ایک چوب ماری امیر کشور گیر نے چوبدست اُسکی چھین کے پھینک دی زبیدہ شیر دل ہٹ گئی کشتی
ہونے لگی بڑی دیر تک زور ہوا وہ عورت اپنے بیٹے دیوانے سے بھی زیادہ لڑی آخر کار امیر با توقیر نے اُسکو بھی
زیر کیا اُسوقت وہ بھی قدمون پر امیر با توقیر کے گری اور عرض کیا مجکو دیوانے کی بات کا اعتبار نہ تھا حقیقت
مین تو آقا سرخ ہی پھر دونون بیٹون نے کہا یا امیر با توقیر آپ میرے گھر چلیے حمزۂ صاحبقران نے کہا
مین نے زمیندار سے وعدہ کیا ہی جب تک مین کالین گو سفندون کی زرد جواہر سے نہ بھر دونگا کہین ہرگز
نہین جاؤنگا تم جاؤ مین بھی آؤنگا الغرض وہ دونون چلے گئے دیکھا سامنے سے خواجہ عمرو آئے اور زمیندار
سے کہنے لگے او زمیندار تو نے دشمن نوشیروان کو اپنے گھر مین رکھکر علاج کیا اور وہ اچھا ہوا مین ہرکارہ
ہون لشکر نوشیروان کا وہ زمیندار سُنکر بہت خائف ہوا جان نکل گئی اور یہ ارادہ کیا کہ اپنے لوگون سے
کہون کہ کوئی اس ہرکارے کو گولی بندوق کی مار دے جب عمرو قریب آیا امیر کشور گیر نے پہچانا اُن لوگون
سے کہا کہ یہ میرا بھائی ہی نام اسکا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری ہی اور کہا خواجہ ادھر آؤ جب خواجہ عمرو پاس آئے
امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران نے حال قباد شہریار کا پوچھا خواجہ عمرو نے کہا جلد چلو سارا لشکر پریشان خاطر
ہی حمزۂ صاحبقران نے کہا ای خواجہ عمرو مین نے اس زمیندار سے وعدہ کیا ہی روپئے اشرفیون سے
کھالون کے بھر دینے کا مین بغیر وعدہ پورا کیے برب کعبہ یہان سے ہرگز نہ جاؤنگا یہ سُنکر خواجہ عمرو وہان سے
اُلٹے پھرے اور لشکر اسلام مین آکر لندھور بن سعدان اور بہرام وغیرہ سے بھی کہا اور قباد شہریار
سے بھی بیان کیا کہ امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران قید ہین جسکو امیر با توقیر کو چھڑانا منظور ہو وہ
اپنے موافق مقدور کے روپئے اشرفیان لیکر چلے تو امیر با توقیر ابھی رہائی پا جائین غرضکہ یہ جو خواجہ عمرو
سے لندھور وغیرہ نے سُنا خرجیان روپیہ اشرفیون کی بھر کر سوائے قباد شہریار اور خادمان محل تمام پہلوان
امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران کے رہا کرنے کو چلے یہ خبر نوشیروان کو ہوئی کہ سب پہلوان امیر
با توقیر کشور گیر کے چھڑانے کو گئے ہین یہ سُنکر بختک نے ہمن وزیر وبین کامرانی وغیرہ سے صلاح کی
کہ قباد شہریار اکیلا ہی چلکر شبخون مارو اور ملکۂ مہر نگار کو لے آؤ غرضکہ رات کو تمام فوج لیکر بختک
کے مشورے سے ہمن شبخون مارنے کو چلا وہان خواجہ عمرو سب پہلوانون کو ہمراہ لیے پاس امیر
با توقیر حمزۂ صاحبقران کے پہونچے سب نے خرجیان روپئے اشرفیون کی روبرو امیر با توقیر کے

رکھدین امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران نے سب پہلوانون کو دیکھ کر کہا اے خواجہ عمرو تم سب کو اپنے ساتھ لے آئے اور بادشاہ قباد و شہریار کو اکیلا چھوڑ آئے یہ تمھاری عقل سے بعید ہی پس اب جلد چلو یہ کہکر امیر باتوقیر نے کھالیں روپے اشرفیون سے بھر دین زمیندار مالا مال ہو گیا اور کہنے لگا مین بھی ہمراہ چلونگا اتنے مین دیوانہ اور اسکی مان بھی آئی اور امیر کشور گیر سے کہا یا امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران آپ ہمارے گھر کی طرف سے ہو کر چلین القصہ امیر باتوقیر سبکو ہمراہ لیکر دیوانے کے گھر آئے اُسنے کہا یا امیر باتوقیر دو روز تو دعوت قبول کیجیے امیر باتوقیر نے نہ مانا اُسی وقت کوچ کیا دیوانہ بھی ہمراہ ہو لیا یہان جو بختک نے دیکھا کہ دو پہر رات سے زیادہ آئی بہمن و بیژن سے کہا تم جاکر شبخون مارو اور آپ ایک طرف سے لشکر لیکر مع نوشیروان کے لشکر امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران پر آ پڑا یہان سلطان بخت مغربی اور قارن بخت مغربی چالیس ہزار سوار اور پیدل سے طلایہ پھر رہے تھے کہ دیکھا بہمن شبخون مارنے آیا ہی یہ دیکھکر اُنھون نے اپنے لوگون کو لشکر مین بھیجا کہ تمام لشکر کو جاکر ہشیار کر دو غرضکہ سارا لشکر اسلام ہوشیار ہو گیا مگر سردار کوئی نہ تھا سوائے پہلوان عادی اور مقبل وفادار کے وہ سوار ہو کر آئے روشنی کو حکم دیا ادھر لشکر کفار آ پڑا تلوار چلنے لگی اور ابوالمحجن گرد اور طوق حران گرد یہ بھی نہ تھے علم نصرت شیم لشکر اسلام کا اور لوگون نے اُٹھا لیا اور لڑنا شروع کیا کشتون کے انبار دم بھر مین ہو گئے ہزارہا مسلمان مارے گئے پہلوان عادی ایسا لڑا کہ سر سے پا تک زخمی ہوا یہ خبر قباد و شہریار کو ہوئی مرکب خنگ سیہ تیطاش کو طلب کر کے سوار ہوے اور تیغہ عقرب سلیمانی لیکر بارگاہ سے نکلے کفار سے لڑنے لگے ایک شخص نے تلوار قباد و شہریار پر عقب سے آکر ماری تاج سر کٹ گیا اور سر پر ہلکا سا زخم لگا اُدھر محل کے دروازے پر ملکۂ مہرنگار سر پیٹ رہی تھی کہ عیارون نے آکر بہ منت ملکۂ مہرنگار کو محافہ مین سوار کیا اور تمام محلات معلات کو فنسون مین اور میانون مین سوار کر کے اور حور رخ کو ہمراہ ملکۂ مہرنگار بٹھا کر مع خادمان کا محل سب کو لشکر سے لے گئے اب کوئی چار گھڑی رات باقی ہی اور خوب تلوار چل رہی ہی کہ بیژن قریب قباد و شہریار کے پہونچا اور ہاتھ تلوار کا مارا قباد و شہریار نے قبضہ پر ہاتھ ڈال کے تلوار بیژن کی چھین لی اور کمر زنجیر تھام کے اُٹھا لیا چاہے سیر اُسکو لیکر کفار سے لڑنے لگے وہ جو ہاتھون پر تڑپا حلقۂ زنجیر ٹوٹ گیا بیژن زمین پر گرا کابلیون نے جان پر کھیل کر بیژن کو اُٹھا لیا اور لیکر بھاگے قباد و شہریار نے اتنے عرصہ مین بارہ کابلی قتل کیے ایک تلوار کسی کافر کی تخت قباد و شہریار پر جو پڑی تخت کٹ گیا فوج تمام بپا ہو رہی تھی کہ لوگون نے قباد و شہریار سے کہا اے شہریار تاج و تخت پر صدمہ پہونچا اب مناسب ہی کہ کسی طرف کو نکل چلیے قباد و شہریار نے کہا مین ہرگز نہ جاؤنگا اگر میری قضا آئی ہی تو کیا چارہ ہر چہ بادا باد غرضکہ بہا تنگ تلوار چلی کہ دو پہر رات گذر کر دو پہر دن آگیا ہان امیر باتوقیر نے خواجہ عمرو سے کہا کہ اے خواجہ آگے بڑھکر لشکر کی ذرا خبر لاؤ کہ سب خیریت ہی خواجہ عمرو نے تیز رفتاری کے ساتھ آکر جو دیکھا تو یہ معرکۂ عظیم برپا ہی دور ہی سے دیکھ کر شل ہو مرتیز دستند کے بھاگا اور امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران سے آکر سارا حال بیان کیا امیر باتوقیر سنتے ہی گھبرا گئے اور اشقر دیوزاد کو سرپٹ دوڑایا ہاتھ تلوار کھینچ کر برابر آکر نعرۂ کوہ شگاف کیا اشعار امیر عرب ضیغم روزگار ✤ پل صف شکن قیصر و نامدار ✤ ز تیغم بہ میدان جنگ آوران ✤ بہر سو شود الامان الامان ✤ برابر امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران کے نعرہ لندھور بن سعدان کا ہوا اشعار رستم صاحب عمود و جانشین حمزہ بدگردان

شہ ہندوستان رستم زمان لندھور بن سعدان + فلک شد بارگہ انجم سپہ خورشید تاج من + بہ فرمانم بود سہ صد
ہزار و ملک ہندوستان + بعد اُسکے نعرہ بہرام گرد بن خاقان چین کا بھی ہوا شعر منم گرد بہرام
خاقان چین + کہ از ہیبت من بہ لرزد زمین + پھر تو نعرے برابر سرداران لشکر اسلام کے ہوئے اور نعرہ عمرو بن
حمزہؒ یونانی کا بھی ہوا شعر منم فخر شجاعان وبہ از گرد یلان باشم + کہ ہمنام امیر حمزہؒ صاحبقران باشم
بختک نے جو ایسے ایسے نعروں کی آواز سُنی جان نکل گئی روح نجس دوزخ کی طرف جانے لگی ڈگمگا کے
اوندھے مُنھ گرا نوشیروان نے کہا او بزدلے یہ کیا تیرا حال ہوا بختک نے کہا ای بادشاہ نوشیروان
حمزہؒ صاحبقران اور سرداران اولوالعزم آپہونچے میرا تو یہ حال ہی آپ اپنی کہیے آپ کے دل کی کیا کیفیت
ہی اب امیر باتوقیر وغیرہ کے ہاتھ سے بچنا مشکل ہی بس اب جنگ موقوف کیجیے اپنا راستہ لیجیے نوشیروان
بھی بختک کے کہنے ایسا گھبرایا کہ تاج سر سے گرا ہزارہا آدمیوں مین ذلیل ہوا جھنجھلا کر بختک سے کہا
و مردک تونے ایسا پریشان کیا کہ مجکو دونوں لشکروں مین ذلت ہوئی اِس عرصہ مین عمرو بن حمزہؒ
یونانی سے اور بہمن سے سامنا ہوا شہزادے نے کہا باش او نامرد یہ تو اُس سے جلے ہوئے تھے اُسنے
تلوار ماری اُنھون نے خالی دی اور گرز بخیر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا اور چرخ دے کر زمین پر مارا چھاتی پر چڑھ کے
مشکین باندھلین اور عیار کے حوالے کیا یہ دیکھ کر بختک نے طبل بازگشت بجوا دیا امیر باتوقیر حمزہؒ صاحبقران
بارگاہ سلیمانی مین داخل ہوے اور سب فوج اپنے اپنے خیمون مین گئی سرداران امیر باتوقیر اپنے اپنے مقام پر متمکن ہوے
امیر باتوقیر نے کہا لاؤ بہمن کو جب بہمن سامنے امیر کے آیا امیر حمزہؒ صاحبقران نے فرمایا ای بہمن تو
مسلمان ہوجا بہمن نے کہا جب نوشیروان کو آپ گرفتار کرلین گے مین مسلمان ہوجاؤنگا امیر نے حکم
کیا کہ بہمن کو قید کروا ابھی پھر حیلہ کرتا ہی یہ ذکر تھا کہ خانۂ کعبہ سے امیہ ضمری نامہ لیکے آیا امیر باتوقیر
اور بادشاہ اسلام کو مجرا کیا اور نامہ امیر کو دیا امیر حمزہؒ صاحبقران نے نامہ خواجہ عبدالمطلب
اپنے پدر بزرگوار کا آنکھوں سے لگایا اور پڑھا اسمین یہ لکھا تھا کہ ای فرزند ارجمند بعد دعاے درازی عمر و ترقی درجات
کے تمکو معلوم ہو کہ اطہر زنگی سعد زنگی کے قتل ہونے کی خبر سُنکے آیا اور قلعہ گھیر لیا ہی جلد آکے خبر لو یہ
سُنتے ہی امیر کشور گیر اُٹھ کھڑے ہوے اور خواجہ عمرو کو ہمراہ لیکر خانۂ کعبہ کیطرف روانہ ہوے چند روز
مین آکے خانہ کعبہ کے قریب پہونچے مگر اُس وقت داخلہ امیر حمزہؒ صاحبقران زمان کا ہوا کہ توپ بند
ہوچلی ہی اور اطہر زنگی خندق پر آپہونچا ہی یہ دیکھتے ہی امیر باتوقیر نے وہین سے نعرہ جگر خراش کیا کہ
زمین ہل گئی فوج اطہر زنگی کی بد حواس ہوگئی اشعار امیر عرب ضیغم روزگار + یل صف شکن خسرو نامدار +
ز تیغم بہ میدان جنگ آوران + بہر سو شود الامان الامان + صداے نعرۂ امیر سُنتے ہی اطہر زنگی نے
پلٹ کے دیکھا اور بڑھ کر تلوار ماری امیر باتوقیر حمزہؒ صاحبقران نے سپر گرشاسپ پر
روک کے تیغۂ عقرب سلیمانی کا ہاتھ مارا کہ اطہر زنگی کو دو کرکے گینڈے کے تنگ سے گذر گیا یہ
دیکھکر فوج زنگی دوڑ پڑی اُدھر سے اہل کعبہ دروازہ قلعہ کھول کر نکل پڑے تلوار چلنے لگی وہ جنگ عظیم برپا ہوئی
کہ پناہ بذات خدا تلوارین مارتے ہوے امیر کشور گیر اُنکے پڑاؤ تک پہونچے مگر اُن کفار کو پڑاؤ پر
بھی نہ ٹھہرنے دیا تمام زنگی متفرق ہوگئے اور کئی کوس تک اُنکو بھگا دیا اور پڑاؤ کفار کا لوٹ لیا
امیر باتوقیر خانۂ کعبہ مین تشریف لے گئے چدنا مدار عالی تبار کی ملازمت حاصل کی اور بعد

کئی روز کے رخصت ہو کر روانہ ہوے آتے آتے حمزہ صاحبقران راہ بھول گئے آگے بڑھکر ایک شہر ملا
امیر باتوقیر نے خواجہ عمرو سے کہا کہ آتے وقت تو یہ شہر نہ ملا تھا معلوم ہوتا ہی کہ ہمنے راہ گم کی خیر شہر میں چلو
دیکھا جائیگا غرضکہ خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری دروازۂ شہر پر آئے دیکھا ایک مقام پر ہجوم ہی جب قریب
آیا نگاہ کی تو دیکھا ایک کمان اور لگرا اشرفیون کا رکھا ہی دیکھتے ہی خواجہ عمرو کے مُنہ مین پانی بھر آیا
دل مین سوچا ای عمرو تیرے ہمراہ امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران ہین وہ کمان چڑھا دینگے یہ سوچ کر کمان
اُٹھالی اور زور کرنے لگے جب کمان نہ چڑھ سکی لوگون نے پکڑا عمرو چلایا اتنے مین امیر باتوقیر بھی وہان
آپہونچے فرمایا کیا ہی کیون اسکو پکڑتے ہو اُن لوگون نے بیان کیا امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران نے کمان اُٹھالی
اور ایک اشارے مین کمان کو توڑ ڈالا اور خواجہ عمرو سے کہا کہ ان اشرفیون کو تقسیم کر دو خواجہ عمرو نے چہارم
حصہ اشرفیون کا تقسیم کر دیا باقی ماندہ نذر زنبیل کین اور وہان سے خواجہ عمرو و حمزۂ صاحبقران آگے بڑھے
کاروانسرا دریافت کرنے لگے ایک شخص نے جو یہ حال دیکھا وہ امیر اور خواجہ عمرو کو اپنے گھر مین اس لالچ
سے لے گیا کہ مجکو بھی کچھ اشرفیان ملجائینگی غرضکہ امیر باتوقیر اور خواجہ اُس شخص کے گھر مین آکر اُترے
یہ خبر اُس شہر کے کوتوال کو ہوئی اُسنے کچھ آدمی بھیجے کہ جاکر اُنکو بُلا لاؤ اُسوقت خواجہ عمرو باہر کھڑکی کے کھڑے
تھے اُنھون نے آکر کہا کہ جسنے کمان توڑی ہی اُسکو کوتوال کے آدمی بلانے آئے ہین یہ کہکر خواجہ عمرو پھر
دروازے کے باہر آئے اور کہا کہ وہ کل آئیگا اسوقت تھکا ہوا چلا آتا ہی اسوقت نہین آئیگا اُن آدمیون
نے کہا او بدمعاش یہین کھڑا ہوا تقریر کرتا ہی اُسنے نہین جاکر کہتا خواجہ عمرو سے تکرار ہونے لگی خواجہ نے
خنجر پر ہاتھ ڈالا یہ غل سُنکر امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران بھی دروازہ کے باہر آئے ادھر خواجہ عمرو سے
وہ آدمی لپٹ رہے تھے امیر کشورگیر نے قبضہ تلوار کا مارا وہ تڑپ کر گرا اور مر گیا اور لوگ بھاگے کوتوال
کو خبر کی اور وزیر سے بھی جاکر روداد بیان کی اُن دونون نے کئی ہزار سوار بھیجے کہ پکڑ لاؤ یہان جب وہ سوار
آئے امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران بھی اشقر دیوزاد پر سوار ہوے اور باہر آئے کہ اُن مین سے ایک نے
دوڑ کر امیر باتوقیر کا پاؤن پکڑ لیا اور کہا چل تجکو کوتوال بُلاتا ہی دوسرے نے کہا گھوڑے سے کھینچ لو اُسنے
چاہا کہ امیر باتوقیر کو گھوڑے سے کھینچ لے امیر باتوقیر نے اُسکو بھی ایک قبضہ شمشیر مارا سر اُسکا پھٹ گیا
اور بھیجا نکل پڑا لوگ تلوارین کھینچ کر دوڑے امیر نے پچیس تیس آدمیون کو قتل کیا اور جو پشت پر آیا اُسکو
عمرو نے خنجر سے ہلاک کیا یہان تک کہ مرزبان کلہ زن آہنی جو اُس شہر کا بادشاہ تھا اُسکو خبر ہوئی
وہ اُسی وقت سوار ہو کر کچھ فوج اپنے ساتھ لیکر آیا دور سے خواجہ عمرو اور امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران کو
دیکھا سب کو منع کیا کہ خبردار کوئی نہ لڑے اور آگے بڑھکر امیر کو مجرا کیا دو دھکڑے ہو کر کہا اگر اجازت ہو تو
مین تنہا قریب آپ کے آؤن امیر نے بخوشی اُس کا سلام لیا اور کہا ای بادشاہ مرزبان کلہ زن آہنی
آؤ جب وہ پاس آیا امیر سے بہت سا عذر کیا اور سمجھا کر امیر کو اپنی بارگاہ مین لایا اور حال دریافت کیا
امیر نے فرمایا میرا نام خواجہ سعد شامی ہی کتور مین رہتا ہون یہ سُنکر مرزبان کلہ زن آہنی
نے کہا آپ بہمن اور نوشیروان سے تو آگاہ ہونگے اور حمزہ کو بھی جانتے ہونگے حمزۂ صاحبقران
نے فرمایا ای مرزبان کلہ زن آہنی جانتا کیا مجھ سے اور امیر کے بیٹے سے بہت ملاقات ہی
آٹھ پہر صحبت رہتی ہی مرزبان کلہ زن آہنی نے پوچھا کیا حمزہ صاحبقران بڑا بہادر ہی امیر

نے کہا بیشک اُسنے کہا کہ بہمن نے مجھے بلوایا ہی اے خواجہ سعد شامی اگر تم کہو تو مین جاؤن امیر نے کہا جانا تمھارا بہتر نہ ہوگا اس سبب سے کہ حمزۂ صاحبقران نے عفریت دمندون ہزار دست کو قاف مین جاکر مارا ہی اور امیر حمزۂ صاحبقران کی بارگاہ مین سب تلوار کے دھنی ہین اور زور پنجے اور کشتی کا ہر وقت ہوا کرتا ہی بلکہ حمزہ کے بیٹے سے اور مجھسے بارہا زور ہوا کرتا تھا آپ کا جی چاہے تو مجھسے زور آزمائی کر لیجیے بعد اُسکے اُنسے جاکر زور کیجیے گا یہ سُنکر مرزبان کلہ زن آہنی نے کہا اگر آپ کا جی چاہتا ہی تو مین بھی موجود ہون غرضکہ حمزۂ صاحبقران سے مرزبان کلہ زن آہنی نے پنجہ کیا امیر حمزہ نے پنجہ اُسکا اُتار دیا مرزبان کلہ زن آہنی کا رنگ زرد ہو گیا امیر سے کہنے لگا کہ مین تو کشتی لڑتا ہون پنجے کی کیا اصل حقیقت ہی امیر حمزۂ صاحبقران نے کہا اچھا آیئے خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نے چپکے سے منع کیا کہ ہرگز کشتی نہ لڑنا اور اگر لڑنا تو زیر ہو جانا کہ جسمین جان بچے اور یہان سے صحیح و سلامت نکل چلین نہین تو ہزارہا کفار یہان گھیر لینگے جان بچانا مشکل ہوگی پھر خواجہ عمرو نے مرزبان کلہ زن آہنی سے بہت کچھ کہا امیر نے خواجہ عمرو کو جھڑک دیا اور کہا الگ کھڑے ہوکے تماشا دیکھو غرضکہ امیر با توقیر سے اور مرزبان کلہ زن آہنی سے کشتی ہونے لگی دوپہر کے بعد حمزۂ صاحبقران نے مرزبان کلہ زن آہنی کو زیر کیا اور بند دست پکڑ کر اُٹھا لیا مرزبان کلہ زن آہنی کا رنگ رو متغیر ہو گیا لیکن ضبط کر کے کہا ای سعد شامی تمنے مجھے وہان کی ذلت سے بچایا اب مین تمھارا شاگرد ہوتا ہون امیر با توقیر جہان اُترے تھے وہان اسباب وغیرہ چھوڑ آئے تھے مرزبان کلہ زن آہنی سے کہا اب مین رخصت ہوتا ہون صبح کو حاضر ہوا کرونگا مرزبان کلہ زن آہنی نے کہا اب آپ یہین رہیے امیر حمزۂ صاحبقران نے کہا کہ آج تو مین وہین رہونگا کیونکہ سب اسباب میرا وہین پڑا ہی انشاء اللہ تعالےٰ کل سے یہان رہا کرونگا پھر مرزبان نے کہا کہ اچھا دعوت تو قبول کیجیے کھانا کھاکر چلے جایئے گا غرضکہ امیر با توقیر اور خواجہ عمرو کھانا کھاکر مرزبان سے رخصت ہوے اور اشقر پر سوار ہوکر شاہراہ چھوڑ کر روانہ ہوے جب امیر اس مقام پر آئے جہان اُترے تھے عمرو نے کہا حمزہ چلو اب ٹھہرو نہین امیر نے کہا ای عمرو چلتا ہون اسوقت مہترانی کھڑی تھی اُسنے بھی یہ نام سُنے غرضکہ امیر با توقیر بہ تعجیل تمام اُدھر کو روانہ ہوے اور یہان مرزبان کلہ زن آہنی کو شب بھر نیند مارے رنج کے نہ آئی صبح کو دربار مین آیا اور ملازمون سے کہا کہ ایہا الناس مجکو بڑا صدمہ ہی کہ وہ سوداگر ابھی تک دربار مین نہین آیا چوبدار کو اُسکے مکان پر بھیجو کہ وہ جلدی بلا لاے چوبدار اُسی وقت دوڑا ہوا آیا خواجہ سعد شامی کا پتا نہ پایا آکر مرزبان سے چوبدار نے کہا ای بادشاہ وہ نہین ہی چلا گیا اُسنے حکم دیا کہ شہر مین دریافت کرو لوگون نے بہت تلاش کیا کہین پتا نہ معلوم ہوا مرزبان نے مہترانی کو بُلایا اُس سے پوچھا کہ تو نے اُنکے نام سُنے تھے اُسنے کہا ای بادشاہ اتنا مین نے سُنا تھا کہ چلتے وقت ایک نے کہا یا حمزہ چلو دیر نہ کرو دوسرے نے کہا ای عمرو چلتا ہون یہ کہکر دونون نے آپسمین صلاح کی اور چل کھڑے ہوے مرزبان کلہ زن آہنی نے جو ہین امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران کا نام سُنا سجدۂ شکر کیا اور لوگون سے کہا کیون مین نہ کہتا تھا کہ یہ سوائے امیر حمزۂ صاحبقران کے اور کسی کی طاقت نہین ہی اب جلد جاؤ اور دس پانچ کوس تلاش کرو جہان ملجا ئین ساتھ لے آؤ مین اُنکے ہمراہ رکاب رہونگا لوگ دوڑ دور تک گئے بہت

تلاش کیا مگر کہین نہ پایا اُسوقت تمام لشکر اپنا اپنے ہمراہ لیکر مرزبان لشکر اسلام کی طرف روانہ ہوا یہان
امیر اپنی بارگاہ مین آئے سُنا کہ نوشیروان و ہرمز و فرامرز و ژوبین کامرانی و بیژن کامرانی و
اژدہاے بن بہمن چند آدمیون سے سارا لشکر چھوڑ کر غائب ہوگئے امیر کو یہ سُن کے بہت حیرت ہوئی
ہرکارون سے کہا جلد خبر لاؤ کہ یہ لوگ تنہا کہان گئے ہین اور وہان نوشیروان یہ صلاح کرکے بھاگا
کہ اب امیر کو صورت نہ دکھاؤنگا اگر لشکر ہمراہ لونگا تو پھر وہی بکھیڑا ہوگا القصہ نوشیروان جاتے
جاتے ایک صحرا مین پہونچا وہ بیشہ قزاقون کا تھا اُنھون نے آکے سب کو گھیرا اور کہا کہ گھوڑے اور
ہتھیار اپنے ہمکو دیدے بختک نے یہ سُنکر کہا ارے تم نہین جانتے ہو یہ بادشاہ ہفت اقلیم ہی نام اسکا
نوشیروان عادل ہی تم بادشاہ سے بے ادبی کرتے ہو اور اسی کی عملداری مین رہتے ہو یہ سُنکر
قزاقون نے کہا اگر یہ بادشاہ ہی تو ہم تبرک سمجھ کر لوٹینگے وہ لوگ یہ سُنکر ناچار ہوے کہ اب کیا کرین غرض
ژوبین و بیژن جو ہمراہ تھے اُنھون نے کہا ہم لڑینگے اور اس طرح سے ہتھیار نہ دینگے بادشاہ نے کہا تم
ہرگز لڑنیکا قصد نہ کرنا مین اپنی پوشاک و تاج وغیرہ دیے دیتا ہون اور تم بھی دیدو اب سواے اسکے
اور کوئی تدبیر بن نہ پڑی غرض حکم سے بادشاہ کے سب ناچار ہوے قزاقون نے سبکو ننگا کیا اور ایک چادر کے
ٹکڑے پھاڑ کر دیے اُن سبھون نے باندھے اور سر بصحرا چل نکلے آتے آتے ایک صحرا مین پہونچے دیکھا کہ ایک لشکر
بڑا ہی بختک نے آگے بڑھکر پوچھا یہ لشکر کسکا ہی لوگون نے کہا مرزبان کلہ زن آہنی کی یہ فوج ہی بختک
نے خوش ہوکے نوشیروان سے کہا ای بادشاہ یہ وہی ہی جسکو بہمن نے واسطے مدد کے طلب کیا تھا معلوم
ہوتا ہی کہ اب یہ آیا ہی جب آپ کا حال سُنے گا خوشی سے دعوت و ضیافت کریگا یہ صلاح کرکے سب کے سب
نوشیروان کو ہمراہ لیکر دربارگاہ مرزبان کلہ زن آہنی پر آئے اور لوگونسے کہا کہ جاکر خبر کرو کہ تمھارے
دربارگاہ پر نوشیروان وغیرہ آئے ہوے ہین چوبدار نے جاکر سب حال نوشیروان وغیرہ کا بیان کیا کہ اس حال
خراب سے دربارگاہ پر کھڑے ہین مرزبان نے کہا او مسخرے تو بکتا کیا ہی کچھ تجکو خبط ہی بھلا نوشیروان بادشاہ
ہفت اقلیم ہی وہ اس حال سے میری بارگاہ پر آئیگا چوبدار نے عرض کیا حضور مین سچ کہتا ہون بختک
بھی ساتھ ہی اُسی نے مجھسے کہا مرزبان کلہ زن نے کہا اچھا بلا لو جب نوشیروان اندر بارگاہ کے آیا بختک
نے کہا ای مرزبان کلہ زن آہنی یہ بادشاہ ہی اور اسی کی مدد کو بہمن نے تمھین بلایا تھا جب تو
غضبناک ہوکے مرزبان نے کہا او گیدی یہ بادشاہ ہفت اقلیم ہوکر بھاگتا پھرتا ہی اور مین تو مسلمان
ہو چکا ہون دین حمزۂ صاحبقران بڑا زبردست ہی اگر حمزۂ صاحبقران کا دین ایسا نہوتا تو تم سب کے
سب اس حال سے کیون بھاگتے پھرتے تمھین اپنے دل مین منصف ہوکر حمزۂ صاحبقران نے تم سب کا
کیا حال کیا پھر اہل دربار کی طرف مخاطب ہوکر کہا ایہا الناس پروردگار عالم نے میرے اوپر کیا اپنا فضل و کرم
کیا کہ دولت ایمان بھی ہاتھ آئی اور آبرو بھی رہی مین سوچ رہا تھا کہ حمزۂ صاحبقران کو کیا نذر دونگا میرے
پاس کوئی چیز ایسی نہ تھی اب انھین سب کو لیجاکے صاحبقران کو نذر دونگا یہ کہکر حکم دیا کہ ان سب کو گرفتار
کرو حکم مرزبان کلہ زن آہنی سے لوگون نے سب کو مع نوشیروان وغیرہ کے گرفتار سلسل بطوق و زنجیر
آہنی کیا دوسرے روز مرزبان کلہ زن آہنی نے کوچ کیا جب قریب لشکر امیر کے مرزبان قید
نوشیروان وغیرہ کی لیکر آیا امیر با توقیر کو خبر ہوئی کہ مرزبان کلہ زن آہنی آتا ہی اور رخ اُسکا لشکر اسلام

کی طرف ہو امیر حیران ہوئے عمرو نے کہا ای حمزہ صاحبقران معلوم ہوتا ہو کہ اُسنے تمھارا نام کسی سے سُن لیا اتنے مین ایک خبردار نے آکر کہا کہ بائیس آدمی مع نوشیروان کے قید کرکے لایا ہو امیر بہت خوش ہوئے اور اُس خبردار کو انعام بہت سا دیا جب مرزبان کلہ زن آہنی دروازہ بارگاہ امیر با توقیر حمزہ صاحبقران پر آیا امیر نے چند پہلوانون کو استقبال کے لیے بھیجا وہ سب مرزبان کلہ زن آہنی کو بڑے اعزاز واکرام سے لیکر خدمت امیر کشور گیر مین آئے حمزہ صاحبقران نے نوشیروان کو دیکھ کر سلام کیا اور حمام مین بھیجا پھر بہمن کو طلب کیا جب بہمن سامنے امیر حمزہ صاحبقران کے آیا اُس مغرور نے سلام نہ کیا امیر نے فرمایا ای بہمن تو نے اقرار کیا تھا کہ جب نوشیروان قید ہوگا تو مین مسلمان ہوجاؤنگا اب تجکو لازم ہو تو دین اسلام قبول کر اور مسلمان ہوجا یہ سُن کر بہمن نے کہا یا امیر با توقیر اگر نوشیروان بھی مسلمان ہوگا تو مین اپنا دین نہ چھوڑونگا جب کلمۂ کفر زبان سے بہمن کی سُنا قباد شہریار نے حکم کیا کہ اس کافر کو ابھی قتل کرو اُسی وقت جلاد نے بہمن کو قتل کیا اور سر اُسکا کاٹ کر امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران کے پاس لائے امیر سر بہمن دیکھ بہت حیران ہوئے قباد شہریار نے کہا کہ مین نے حکم قتل دیا یا امیر با توقیر جبکہ شرط اُسکی پوری ہوگئی تو پھر کیون عذر کیا امیر یہ کلام قباد کا سنکر چپ ہو رہے یہ دیکھتے ہی طوغان بن بہمن و بیژن وغیرہ کے ہاتھ پاؤن مین سُستی پڑ گئی ورروح فنا ہوگئی اور ہاتھ باندھکر کہنے لگے یا امیر با توقیر ہمکو کلمۂ توحید بتائیے غرضکہ طوغان از سر صدق مسلمان ہوا امیر با توقیر نے اُسکو رہا کیا نوشیروان نے کہا ای امیر مین مدائن مین جاکر مسلمان ہونگا امیر با توقیر نے فرمایا ای بادشاہ تجکو اختیار ہو پھر تو نوشیروان وغیرہ بارگاہ سے باہر آئے اور دو تین دن نوشیروان اپنے لشکر مین رہکر مدائن کو چلا راستے مین ژوبین کامرانی و بیژن سے کہا کہ تم میرے لشکر سے نکل جاؤ اگر تم رہوگے تو پھر فساد ہوگا یہ سُن کے ژوبین کامرانی و بیژن کامرانی اپنے کابلیون کو ہمراہ لیکر نکل گئے بختک نے پھر بادشاہ کو بہکانا شروع کیا کہ ای بادشاہ کشمیر چلیے خضران شاہ کشمیری کو طلب بھی کیا تھا اور اُسنے دو جادوگر آپ کی مدد کو بھیجے تھے وہ خواجہ عمرو کے ہاتھ سے مارے گئے اگر اُس سے چلکر اپنا حال بیان کروگے تو وہ امیر کا لشکر تمام کردیگا غرضکہ یہان تک بختک نے نوشیروان سے کہا کہ بادشاہ آمادہ ہوکر کشمیر کو چلا یہ خبر امیر کو ہوئی کہ نوشیروان نے ژوبین کامرانی و بیژن کامرانی کو راہ سے نکالدیا اور آپ کشمیر کو چلا گیا امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران نے حکم دیا کہ ہمارا بھی پیش خیمہ کشمیر کی طرف روانہ کرو اور بعد حکم دینے کے امیر خود بھی سوار ہوکر مع سرداران عالیشان کے کشمیر کی جانب روانہ ہوئے

دو کلمے داستان شوکت نشان قدوس رومی اور رابعہ اطلس پوش کے بیان ہوتے ہین

بادہ نوشان ساغر وصال مہر طلعت و مخموران شراب نایاب اُلفت و محبت اُس داستان عشق نشان کو بعد شوکت و عظمت صفحۂ کاغذ پر قلم دوستی شیم سے یون لکھتے ہین کہ جب امیر با توقیر حمزہ صاحبقران زمان شہر روم سے ملکۂ رابعہ اطلس پوش کے ساتھ عقد کرکے چلے آئے اور ملکہ مع وزیرزادی حمل سے تھی اور قیصر روم جو ملکہ رابعہ اطلس پوش کا چھوٹا بھائی تھا سات لاکھ سوار تحت حکومت اُسکے تھے یہ خبر اُسکو ہوئی کہ حمزۂ صاحبقران اس طرف کو آتے تھے اور انھون نے تیرے باپ کو مسلمان کیا اور ملکہ رابعہ اطلس پوش سے عقد کرکے چلے گئے بلکہ وہ حمل سے ہین یہ سُنکر قیصر روم کو غصہ آگیا اور قہرمان و قارن بن قہرمان کے

لاکھ سوار محول کیے اور حکم دیا کہ جاکر قدوس رومی کو مع خواتینان محل کے گرفتار کر لاؤ الغرض قارن وقہرمان حکم پاتے ہی قیصر روم کا فوج لیکر شہر روم مین آیا اور قدوس رومی کو مع آصف والیاس ورابعہ وشیوہ کے سب کو گرفتار کرکے سامنے قیصر روم کے لائے قیصر نے سلام نہ کیا اور کہا تم لوگون نے مجکو بھی خبر نہ کی اور جھٹ پٹ مسلمان ہوگئے بہتر یہ ہو کر اپنا دین قدیم اختیار کرو قدوس رومی نے کہا کہ امیر حمزہ صاحبقران نے دولاے فرنگی کو مارا اور میرے عدو سے شہر میرا بچایا پس وہ پروردگار عالم برحق ہو لات ومنات کیا گیدی خر ہین قیصر روم نے یہ سنکے حکم دیا کہ ان سب کو قید کرو اور ملکہ رابعہ اطلس پوش اور شیوہ کو ایک حمام مین قید کیا کہ وہ حمام اسکے باغ کے پاس تھا قیصر یہ بھی سُن چکا تھا کہ رابعہ اطلس پوش حاملہ ہے اور شیوہ وزیرزادی بھی حاملہ ہے وہان ایک خواجہ سرا مقرر کیا اور کہدیا کہ باہر سے ان کو دو دو روٹیان اور دو دو آبخورے پانی کے دیدیا کرنا لیکن انکے یہان جسوقت لڑکا پیدا ہو مجکو خبر کرنا اُسکو تو مین قتل کرونگا اور ان سب کو سمجھاؤنگا کیونکہ قصور تو قدوس رومی کا ہے یہ بیچاری عورتین بخیطا ہین —

دو کلمے داستان مسرت نشان پیدا ہونا علشاہ رومی کا اور منشا کرنا قیصر رومی اور زوجہ قیصر رومی کا اور بارہ برس کے سن مین مارنا فیل سپید کو

جشن کنندگان مضامین نوآئین وجلسہ آرایان داستان مولود ذیجود علشاہ رومی قلم ظہور رقم کو صفحۂ قرطاس مثل تختۂ آب روان پہ یون جاری کرتے ہین کہ جب بعد نو مہینے کے ملکہ رابعہ اطلس پوش اور شیوہ کو دروزہ شروع ہوے تو ملکہ رابعہ اطلس پوش زار زار مثل ابر نوبہار رونے لگی جب تو شیوہ نے خواجہ سرا سے کہا اے خواجہ سرا کوئی دائی تو بھیجدے ملکہ رابعہ اطلس پوش کا اب بہت حال ابتر ہے غرضکہ جب تک خواجہ سرا دائی لائے ملکہ رابعہ اطلس پوش کے یہان بھی اور شیوہ کے یہان بھی لڑکا پیدا ہوا خواجہ سرا جو آیا پوچھا کیا ہوا کہا بیٹا پیدا ہوا خواجہ سرا نے جاکر اُسی وقت قیصر روم سے کہا اے بادشاہ مبارک ہو کہ بیٹا دونون کے یہان پیدا ہوا قیصر روم نے حکم کیا اُس لڑکے کو یہان لے آؤ خواجہ سرا نے لڑکے کو طلب کیا کہا کہ قیصر روم کا حکم ہے کہ لڑکے کو لے آؤ ملکہ رابعہ اطلس پوش منتین سماجتین کرنے لگی اور خواجہ سرا سے کہا کہ تو جاکر کہدے کہ اسکے عوض مین تو مجکو قتل کر اس بچے معصوم نے تیرا کیا قصور کیا ہے خواجہ سرا نے آکر پھر قیصر روم سے کہا کہ وہ لڑکا نہین دیتی اور منت وعاجزی کرتی ہے قیصر کو غصہ آیا اور خواجہ سرا کو قتل کیا اور دوسرے خواجہ سرا کو بھیجا کہ تو جاکر لڑکے کو چھین لا وہ جو آیا ملکہ رابعہ اطلس پوش نے اُسکو بھی نہ دیا اُس خواجہ سرا نے کہا کیا مجکو بھی قتل کرائیے گا مین ضرور لڑکے کو لیجاؤنگا اب تو اُس لڑکے کو ملکہ رابعہ اطلس پوش نے کلیجے سے لپٹا لیا جب وہ خواجہ سرا دست درازی پر آمادہ ہوا اور چھیننے کو ہاتھ بڑھایا شیوہ دوڑکر اُس خواجہ سرا سے لپٹگئی اور خواجہ سرا سے کشتم کشتا دھینگا مشتی ہونے لگی اِس قدر شور وغل ہوا کہ زوجہ قیصر روم کو جو خبر ہوئی اُسی وقت وہ آئی ملکہ رابعہ اطلس پوش نے اُٹھ کر سلام کیا اور دوڑکر قدمون پہ گر پڑی اُسنے اُس مولود کو گود مین اُٹھا لیا اور باہر آئی خواجہ سرا کو مار کے نکالدیا خواجہ سرا نے جاکر قیصر روم سے فریاد کی قیصر کو یہ سنکر بہت غصہ آیا اور تلوار کھینچکر محل مین آیا اور اپنی زوجہ سے کہنے لگا کہ تو نے میرے حکم مین فرق کیا مین اس لڑکے کو ابھی قتل کرونگا اُسنے کہا اے قیصر دیکھو تو سہی کہ اس لڑکے کی کیا صورت اور کیا شکل وشمائل ہے اور علاوہ اسکے خیال کر تیرے یہان بھی کوئی اولاد نہین ہے تجکو لات منات کا شکریہ ادا کرنا چاہیے

کر ایسا مہر جمال ماہ تمثال لڑکا عنایت ہوا تو باہر جا کے اب تو مین سلامی کی چھڑ وا مین زچہ خانہ بنا کر بیٹھونگی
اور دھوم سے چھٹی کرونگی اور تارے دیکھونگی کیونکہ یہ امیر حمزہ صاحبقران کا فرزند ہی جو اسکو دیکھے گا بہت مسرور
ہوگا قیصر روم نے جو صورت اس مولود صاحب حشمت وجود کی دیکھی ہزار جان سے عاشق ہوگیا اور اسی وقت
باہر آکر سلامی کا حکم دیا اور سب مین مشہور کیا کہ میرے یہان بیٹا پیدا ہوا لوگون نے مبارک سلامت کی دھوم مچائی ناچ
رنگ ہونے لگا اور قیصر نے بڑی دھوم دھام سے چھٹی کا سامان کیا تمام ارکین دولت وحشمت اور لشکر اور تمام رعایا کو
علے قدر مراتب جوڑے تقسیم کیے اور روز پیدائش سے چھٹی اور زمانہ چھٹی سے بڑے چلہ تک یعنی چالیس روز تمام
شہر مین آئینہ بندی اور ہر قسم کی آراستگی کی اور گلی گلی نوبتخانے رکھوا دیے اور ہر مکان پر جلسۂ رقص وسرود رات دن
ہوا کیا اور دونون وقت خوانہاے طعام لذیذ وعمدہ واشیاے نادرہ ملازم وغیر ملازم سب کے گھر دن پر بھیجے اور
چھٹی تو اس اہتمام اور دھوم دھام سے قیصر روم نے کی کہ امیر حمزہ صاحبقران بھی کرتے تو اس سے بڑھکر نہ کرتے
لیکن دودھ ملکہ رابعہ اطلس پوش سے پلوایا شکل دایہ کے رکھا جب دودھ بڑھ چکا قیصر نے ملکہ رابعہ اور شیوہ
وزیرزادی کو قدوس رومی کے پاس قید کیا اور اس مولود کا نام علم شاہ رومی رکھا ہر فن کے اُستاد ذی علم کامل
نوکر رکھے نیزہ بازی اور تیر اندازی اور شمشیر زنی وغیرہ اور جو کچھ فن سپہگری اور کشتی کے ہین سب سکھانے اور
بارہ ہزار لڑکے انکے ہمسن نوکر رکھدیے وہ ساتھ ساتھ شہزادے کے رہنے لگے جب اُن سب کا سن بارہ برس کا ہوا
تو ایک روز دربار قیصر روم مین علم شاہ رومی بیٹھے تھے کہ ایک فیل مست سپید رنگ چھوٹ گیا اور شہر مین بہت
سے لوگون کو مارکے دربار مین آیا قیصر روم تو ڈر کے مارے تخت پر سے کود کر کمرے مین بھاگ گیا اور قاہرہ جن
قہرمان بھی بھاگ کے چلا گیا اور سب اپنی جان بچا کر بھاگے لیکن علم شاہ کھڑے رہے جب تو قیصر وہین سے چلایا
ای فرزند ای جان پدر ادھر چلے آؤ علم شاہ نے نہ مانا یہانتک کہ ہاتھی برابر علم شاہ کے آگیا اور سونڈ گردن
مین علم شاہ کی ڈالی علم شاہ نے ہاتھ سے سونڈ کو پکڑ کر جو زور کیا سونڈ سر سے کھینچ لی فیل مست چیخ مار کے بھاگا
قیصر نے آکے گلے سے لگا لیا اور اسی وقت تصدق اُتروایا اُسدن سے نام علم شاہ رستم پیلتن اور فیلکش رکھا اب
علم شاہ ہر روز دربار قیصر مین بیٹھنے لگے ایک روز اُنھون نے احوال امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران زمان
کا سُنا کہ امیر نے تمام ملک نوشیروان کے چھین لیے یہ سُنکر علم شاہ نے قیصر روم سے کہا
کہ مین تمام شہر اور ملک امیر سے چھین کر تمہارا قبضہ کرادونگا قیصر روم یہ سُنکر بہت خوش ہوا اور
سات لاکھ سوار جرار اپنی فوج مین منتخب کر کے زیر حکومت علم شاہ کر دیے علم شاہ وہان سے مع فوج گران روانہ
ہوے پہلے استنبول مین آکر محمود شاہ استنبولی اور مظفر شاہ استنبولی کو زخمی کیا اور ملک چھین لیا آگے بڑھکر
مصر کو بھی لے لیا یہانتک کہ یونان مین آکر گلشن آرا کو نکالدیا اور یونان پر بھی قبضہ کیا ملکہ گلشن آرا
نے امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران زمان کو عرضی لکھی ای تاج بخش سلاطین زمان ای شیر بیشۂ ہمت وشجاعت
پسر قیصر رستم پیلتن نے آکر ہمارا شہر چھین لیا اور کابل مین جو شہر وہین وہین گئے کسی کو خبر نہ کی ایک قریہ
قلعہ مین گھس آئے دلاور زنگی خوب لڑا صدف نوش اور صفا نوش زخمی ہوکر نکل گئے اور حور رخ جو بھاگی
تو شہر مین بہرام گوہر فروش کی دکان مین آکر چھپی اُسنے حور رخ کو بیٹی کیا اور گھر مین پوشیدہ رکھا اور وہین تھے
تمام شہر مین اپنا عمل کر لیا یہ عرضی جو خدمت مین امیر کے پہونچی عمرو بن حمزہ نے کہا کیا مشکل ہی کہ یہان کا تو وہ حال
اور ناموس کا یہ حال ہر طرح سے وقت ہی یہ کہکر پہلے حور رخ کو بچانے چلے کہ وہ حمل سے تھی اور کہنے لگے ایہا الناس

ژ وبین اسکو مار ڈالیگا یہ سوچکر امیر سے ساٹھ لاکھ سوار لیے اور اپنے سوار نارنجی پوش مع بارگاہ نارنجی
کے لیکر کوچ کیا چلے راہ مین شہر روم ملا اور ایک آہو دیکھا اُسپر گھوڑا ڈالا وہ آہو جو بھاگا تو ایک باغ مین کر چند
قدم پر تھا اُسمین دیوار پھاند کے چلا گیا عمرو بن حمزہ نے بھی گھوڑے کو کدایا مرکب صبا رفتار بھی دیوار باغ
پھاند گیا اندر اُس باغ سے کے آکر دیکھا کہ رمنہ ہے اور صدہا آہو پھرتے ہین یہ دیکھکر عمرو بن حمزہ نے آہو دون
کو شکار کرنا شروع کیا بہت سے آہو مار ڈالے ناظرین پر واضح ہو کہ یہ رمنہ قیصر کا ہے اور بیچ مین اُس باغ
کے ایک بارہ دری ہے اُسمین قیصر بیٹھا ہوا شراب خواری کر رہا ہے اُسنے جو یہ حال دیکھا اپنے لوگون سے کہا کہ یہ کون
بے ادب ہے جو ایسی حرکت نالائق کرتا ہے اسکو ہمارے پاس بلا لاؤ لوگون نے آکر منع کیا اور کہا تمکو ہمارا بادشاہ
قیصر شاہ بلاتا ہے عمرو بن حمزہ نے کہا کیا مین تمھارے بادشاہ کا نوکر ہون میرا آہو یہان دیوار پھاند کر چلا آیا تھا
اُسکو مین نے شکار کیا یہ سُنکر قیصر نے کہا اُسکو پکڑ لاؤ ایک شخص آگے بڑھا اور چاہا کر پانون اُنکا پکڑ کر گھوڑے سے کھینچ لے
عمرو بن حمزہ نے ایک قبضہ تلوار کا مارا کر سر اُسکا پھٹ گیا وہ تڑپکر گرا اور مر گیا یہ دیکھتے ہی اور لوگ دوڑ پڑے عمرو بن
حمزہ نے جو گھوڑے کو کدایا وہ مثل غزال رمیدہ کے طرارہ بھر کر باغ کے اُس پار ہو گیا جب تک لوگ دروازے سے
نکلین اُسمین عمرو بن حمزہ اپنے لشکر مین پہونچ گئے پہلے قیصر نے جب نام اُنکا دریافت کیا تھا تو انھون نے کہا تھا کہ مین بیٹا حمزہ صاحبقران
کا ہون غرضکہ لوگ تلاش کر کے چلے آئے اور قیصر سے کہا اُسکا پتا نہین لگا کیا معلوم کون شخص تھا قیصر نے علشاہ کو نامہ لکھا
کہ میرے باغ کے رمنہ مین امیر یا تو تیرا بیٹا عمرو بن حمزہ آیا تھا اور میرے سامنے اُسنے بے ادبی کی کہ صدہا آہو سے طرح طرح
کہ جنکو مین دل سے عزیز رکھتا تھا اُنکو شکار کر گیا جس طرح سے ہو سکے اُسکو زندہ پکڑ کے میرے پاس بھیجدو عیار نامہ
قیصر کا لیکر علشاہ کے پاس آیا علشاہ نے نامہ پڑھکر کابل کی طرف کوچ کیا اور عمرو بن حمزہ جو چلے تو راہ مین فرخ
نے کہا اے شہریار جسطرح سے مین کہون اُسطرح سے آپ چلین اور یہ تو آپ جانتے ہین کہ نو مہینے امیر قلعۂ کابل کو
گھیرے ہوئے پڑے رہے اور کچھ نہوا اگر عمرو و دعیاری کرتے تو قلعہ ہرگز ہاتھ نہ آتا اب آپ تنہا چلیے الغرض عمرو بن
حمزہ نے تمام اپنے لشکر کو تو کمینگاہ مین کوہ کی بٹھایا اور دس سوار مع لہراسپ وغیرہ ہمراہ اپنے لیکر فرخ کے ساتھ
ایک طرف کو قلعہ کے حوالی مین آئے وہان ژوبین کا حکم تھا کہ صبح کو دروازہ قلعہ کا کھلے اور شام کو بند ہوا کرے اور
جو کوئی آئے اُسکو دیکھ بھال لے اور بہت ہوشیاری کے ساتھ شناخت کر کے آنے دیا کرو چنانچہ نمک والے زیادہ آتے
جاتے تھے اب کوئی چار گھڑی دن چڑھا ہوگا ایک نمک والا اپنا بیل لیے ہوئے قلعہ سے نکلا فرخ نے اُسکو دیکھکے عمرو بن
حمزہ سے کہا اے شہریار آپ ذرا علیحدہ ٹھہریے یہ کہکر فرخ چلا وہ بیل والا بیل چھوڑ کے نالے مین اُتر گیا اور ایک جگہ پیشاب
کرنے کو بیٹھا فرخ نے پیچھے آکر اُسکو ایک حباب بیہوشی مارا وہ بیل والا بیہوش ہو کر گرا فرخ نے اُسکی مشکین باندھکر
ایک گوشہ مین ڈالدیا اور آپ اُسکی شکل بنکے بیل اُسکا لیکر دروازۂ قلعہ پر آیا اور کہا کہ دوران سر مجکو ہونے لگا سر میرا بہت
پھراتا ہے ذرا اُٹھہر بھی جاؤن اور ایک کام اور بھی ہے وہ کر لونگا نگہبانون نے کہا تو کون ہے اُسنے کہا وہی قدیم نمک والا بیل والا
جو ابھی ادھر سے گیا تھا نگہبانون نے کہا کیون پلٹ آیا بیل والے نے کہا یکایک سر پھرانے لگا دوسرے یہ کہ جہان مین
اُترا ہوا تھا وہان طاق پر دس روپئے اور کچھ بھول کر چلا آیا ہون جلدی سے دروازہ کھولدو ایسا نہو کہ کوئی اور اُٹھا لے
وہ سب نگہبان آپسمین مشورہ کرنے لگے کہ ہمکو تو آواز مین فرق معلوم ہوتا ہے فرخ نے جو یہ سُنا ایک دروازے کو دھکا دیا
دروازہ چوپٹ کھل گیا نگہبانون نے کہا تو نے دروازے کو دھکا کیون مارا اتنی بات پر فرخ سے اور نگہبانون
سے تکرار ہونے لگی کہ سامنے سے عمرو بن حمزہ بھی گھوڑا دوڑا کر دروازہ مین گھس آئے لوگ اُنسے آمادۂ فساد ہونے لگے

اتنے مین وسون سوار بھی اندر چلے آئے عمرو بن حمزہ نے نعرہ کوہ شگاف کیا شعر منم فخر شجاعان دہ وازدہ گروہ یلان ہاشم
کہ ہستم نام امیر حمزہ ؤ صاحبقران ہاشم + صداے شیر بیشۂ صاحبقران سنتے ہی سب نے پہچانا دروازہ چھوڑ کر بھاگے
پیادون سے تلوار چلنے لگی عمرو بن حمزہ اور لہراسپ نے کشتون کے پشتے لگا دیے اب ہزارون کابلی برابر گھٹا کی طرح
امنڈ کے آنے لگے تلوارونکی بجلیان چمکین بعد چار گھڑی کے عمرو بن حمزہ کی فوج قلعہ مین دخل پڑی اب کابلی زخمی ہوکر
گرتے اور بھاگتے ہین عمرو بن حمزہ یونہین تلوارین مارتے ہوے فوج کے ریلے پیلے ہوے بارگاہ شروین پر آئے مع
گھوڑے اندر چلے لوگون نے روکا کسی کو قبضہ مارا کسی کو تلوار ماری بہت سے گھوڑے کی جھڑپ مین آکر گر پڑے غرضکہ عمرو بن
حمزہ مرکب پر سوار یونہین بارگاہ شروین و بیژن مین آئے اُن دونون نے جو دیکھا کہا ارے اسکو روکتے نہین ہو اسکو
جلدی مارلو لوگ گرد آگئے اب بارگاہ مین تلوار چلنے لگی بیژن آگے اور بڑھا اور عمرو بن حمزہ پر وار تلوار کا کیا عمرو بن حمزہ نے
خالی دیکر ہندوست نقام کر اٹھا لیا برابری جھپٹ کر شروین نے بھی تلوار ماری عمرو بن حمزہ نے بیژن پر وہ تلوار رد کی اور
بیژن کو شروین پر کھینچ مارا دونون گرد برد ہوکر نیچے گرے کابلی دوڑ پڑے عمرو بن حمزہ اور لہراسپ وغیرہ نے وہان
بھی کشتون کے پشتارے باندھ دیے اور صدہا کابلیون نے جان اپنی دیکر چاہا کہ انکو اٹھا لیجائین عمرو بن حمزہ نے فرخ کو
اشارہ کیا فرخ نے حلقے کمند کے دونون کو مار کر پکڑ لیا اب چار طرف الامان الامان کا غل ہوا عمرو بن حمزہ نے امان دی
اور شروین و بیژن کو قید کیا آپ بارگاہ مین بیٹھے اور حوررخ کو تلاش کیا لوگون نے کہا وہ تو کئی روز سے غائب ہے شروین نے
بہت تلاش کیا کہین پتا نہ لگا یہ سنکر عمرو بن حمزہ کو بڑا صدمہ ہوا مگر جب حوررخ بھاگی تھی تو بہرام گوہر فروش کے پاس
پہونچی حوررخ نے بہرام سے کہا تھا ای بابا جان جب میرا وارث آئیگا تجھ سے بہت سلوک کریگا اب جو خبر بہرام کو ہوئی دروازے
پر حاضر ہوا اور لوگون سے کہا میری خبر کرو لوگون نے جاکر عمرو بن حمزہ سے کہا حکم دیا کہ بلالو بہرام گوہر فروش کو لوگون نے
اندر بارگاہ کے بلا لیا بہرام نے آکر مجرا کیا اور حوررخ کا سارا حال بیان کیا عمرو بن حمزہ نے بہرام کو بڑے اعزاز و اکرام سے بٹھایا
اور خاطر مدارات کی اور محافہ بھیجکر حورخ کو بلوایا اب عمرو بن حمزہ شب کو تو محل مین رہتے ہین اور صبح کو بارگاہ مین آکر
جلوہ افروز ہوتے ہین اور تمام فوج انکی باہر قلعہ کے ہو ایک روز عمرو بن حمزہ بارگاہ مین جلوہ آرا تھے اور گرد تمام سردار
و پہلوان مع لہراسپ وغیرہ کے صندلیون پر بیٹھے تھے کہ آکر ہرکارے نے خبر دی کہ کوئی زنانی سواری در بارگاہ پر آئی ہے عمرو
بن حمزہ نے قلعدار کو بلوا کر دریافت کیا قلعدار نے چپکے سے آکر کان مین عمرو بن حمزہ نے کہا ای شہریار آپکی والدۂ ماجدہ ملکہ
گلشن آرا یونان سے بھاگ آئی ہین علمشاہ نے انکو نکالدیا ہو وہ اپنی بہو کے پاس آئی ہین عمرو بن حمزہ نے حکم دیا کہ
سواری محل مین اترواؤ غرضکہ مان عمرو بن حمزہ کی بہو کے پاس رہنے لگی ادھر عمرو بن حمزہ نے حال بیژن اور شروین کا امیر کو
لکھا کہ مین نے آپکے دشمنون کو قید کیا ہو اور بفضل ایزدی سارا قلعہ کابل کا لے لیا عمرو بن حمزہ نے نامہ امیر کے پاس روانہ کیا
دوسرے روز ہرکارے نے خبر دی کہ علمشاہ بیٹا قیصر کا آیا ہو اور یہانسے سات کوس پر خیمہ برپا کیا ہو سات لاکھ سوار جرار
اُسکے ہمراہ ہین ادھر یہان جب علمشاہ اتر چکے اور خیمے برپا ہو چکے نامہ قیصر کا علمشاہ کے پاس پہونچا اور فرزند جسطرح
سے ممکن ہو عمرو بن حمزہ کو میرے پاس باندھکر بھیجدو کہ مین اپنے رمنہ مین بیٹھا ہوا شراب پی رہا تھا وہ مع گھوڑے
اندر چلا آیا کئی آدمی مار ڈالے اور بہت سے آہوان خوش انداز و طرحدار کو شکار کیا یہ دیکھکر مجکو نہایت صدمہ ہوا اور نشہ ہرن
ہوگیا علمشاہ کو نامہ پڑھتے ہی غصہ آگیا اور مرکب پری پیکر پر سوار ہوکر یکہ و تنہا واسطے گرفتاری عمرو بن حمزہ کے اپنے
لشکر سے چلے تا حد کابل تک آتے آتے رات ہوگئی عمرو بن حمزہ بارگاہ سے حوررخ کے پاس جا چکے تھے اور
لہراسپ بارگاہ مین مع پہلوانون کے شراب پی رہا تھا اور ناچ ہو رہا تھا یکایک علمشاہ مع مرکب بارگاہ مین

میں گھس آئے جسنے قصد رد کرنے کا کیا اسکو جھڑک دیا بہت سے گھوڑے کی جھڑک میں آکر گر پڑے علمشاہ نے بارگاہ میں للکارا کہ
تم میں سے عمرو بن حمزہ کون ہے لہراسپ نے کہا منم پسر حمزہ یہ کہکر اٹھا اور ایک تلوار علمشاہ پر ماری علمشاہ نے قبضے پر ہاتھ ڈالکے
تلوار چھین لی اور بند دست تھام کر لہراسپ کو اٹھا لیا اب جو کوئی پہلوان بڑھکر تلوار مارتا ہے علمشاہ لہراسپ کو سامنے کر دیتے ہیں
انتہا کی جرأت و طاقت اسیطرح علمشاہ لہراسپ کو ایک ہاتھ میں اٹھائے ہوئے بارگاہ سے باہر نکلے اور سات کوس تک برابر دوڑتے
چلے آئے اور اپنی بارگاہ میں داخل ہوئے ستون بارگاہ سے باندھکر لوگوں سے کہا میں پسر حمزہ کو پکڑ لایا سب علمشاہ کی تعریفیں کرنے
لگے خادم گرد پھرنے لگے علمشاہ نے لہراسپ سے کہا اے پسر حمزہ اس دن کی بھی تجکو خبر تھی یا نہیں جو تونے میرے پدر بزرگوار قیصر سے
بے ادبی کی اسکی سزا یہ ہے لہراسپ نے کہا کہ اے علمشاہ میں اسوقت نشہ میں تھا میرے منھ سے یہ کلمہ نکل گیا منم پسر حمزہ میں تو ادنے
غلام اسکا ہوں میرا نام لہراسپ ہے عمرو بن حمزہ میں نہیں ہوں علمشاہ نے یہ سنکر ایک قہقہہ مارا اور کہا لو صاحب یہ پسر حمزہ
نہیں ہے علمشاہ کی ہنسی پر سب ہنسنے لگے علمشاہ نے لہراسپ سے کہا اے پسر حمزہ تو کیوں ڈر کر اپنے کو چھپاتا ہے تجھے کوئی قتل
نہ کریگا بلکہ میں تیری سفارش قیصر سے کرونگا اب لہراسپ کو سب سردار چھیڑ چھیڑ کر ہنسنے لگے ہیں کہ آؤ لوگو غلام پسر حمزہ
کی زیارت کر لو ایسا غلام کسی نے نہ دیکھا ہوگا لہراسپ کھسیانہ ہو کر تنگ ہو رہا ہے اور جان سے بیزار ہو کر کہتا ہے اے
علمشاہ تمکو میری بات کا یقین نہیں آتا اور مذاقیہ کلام کرتے ہو میں جسکا ملازم و نمکخوار ہوں وہ کشندۂ شنکل جادو ہے
اور طلسم نارنج کو اسی نے فتح کیا ہے خیر تم لوگ میرا کہنا نہیں مانتے کوئی دم میں آپ ہی کھل جائیگا جو جو لہراسپ کہتا ہے اور پسر
حمزہ ہونیکا عذر کرتا ہے سب بارگاہ علمشاہ میں قہقہے لگاتے ہیں اسی مذاق و دل لگی میں صبح ہوگئی یہاں عمرو بن حمزہ جو بارگاہ
میں آئے فرخ نے عرض کیا اے شہریار رات کو علمشاہ تنہا آئے تھے اور لہراسپ کو اٹھا کر اپنی بارگاہ میں لیے چلے گئے
عمرو بن حمزہ نے پوچھا کہ بالکل تنہا تھا فرخ نے کہا اے شہریار چاکر تک ساتھ نہ تھا اسیوقت عمرو بن حمزہ نے مرکب طلب کیا اور
کہا خبردار میرے ساتھ کوئی نہ آئے ورنہ میں بہت بری طرح پیش آؤنگا یہ کہکر مرکب پر سوار ہوئے اور علمشاہ کی طرف گھوڑا ڈالا جب
لشکر علمشاہ میں آئے لوگوں نے جانا کوئی ملازم ہوگا جب دروازہ بارگاہ پر پہونچے چاہا مع مرکب بارگاہ میں جائیں لوگوں نے
روکا پسر حمزہ نے گھوڑے کو گدگدایا بہت سے جھڑپ میں آکر گر گئے سیارہ نے دوڑ کر علمشاہ سے کہا اے شہریار پسر حمزہ مع مرکب
بارگاہ میں آگیا علمشاہ یہ سنتے ہی دنگل سے اٹھے لہراسپ نے خوش ہو کر کہا میری بات کا نہ یقین آتا تھا اب تو میرا کہنا سچ ہوا علمشاہ
دروازہ تک نہ پہونچے تھے کہ عمرو بن حمزہ داخل بارگاہ ہوئے نگاہ جو علمشاہ کی عمرو بن حمزہ پر پڑی خون نے جوش مارا اور
محبت برادری پیدا ہوئی سر سے پا تک دیکھا اور شاد ہوئے جھککر سلام کیا عمرو بن حمزہ نے جو یہ کیفیت علمشاہ کی دیکھی جواب سلام
دیا علمشاہ نے تعریف کی کہ کیا مرکب ہے اور کیا راکب ہے خیر اتریے اور تشریف لائیے عمرو بن حمزہ نے کہا کہ میں اپنے مطلب کو
آیا ہوں علمشاہ نے کہا مجھے معلوم ہے وہ حاضر ہے اور لوگوں سے کہا کہ جلد لہراسپ کو کھولدو لوگوں نے آکر لہراسپ کو کھولدیا
لہراسپ نے کہا اب کیوں مجھے کھولتے ہو اب نہ رہا کرو تو جانوں علمشاہ نے کہا اب آپ اتریے تشریف فرما ہوجیے عمرو بن حمزہ
گھوڑے سے کود پڑے اور علمشاہ سے فرمایا کہ اس گھوڑے کو تم لیلو علمشاہ نے کہا بہت خوب عنایت آپکی آپ تو
میرے بزرگ ہیں میں تو آپکا خرد ہوں عمرو بن حمزہ نے وہ گھوڑا اور زرہ طلسمی اتار کر سیارہ کو دی اور کہا کہ گھوڑا اپنے
اصطبل میں جاکر باندھدے اور زرہ سلحخانہ میں رکھدے علمشاہ نے یہ شفقت دیکھکر مجرا کیا اور اپنے دنگل پر بٹھایا کہ لہراسپ
آیا اور عمرو بن حمزہ کو آداب بجا لایا اور علمشاہ سے کہا او پسر قیصر کیوں اب تیرے وضو شکست ہوگئے عمرو بن حمزہ نے جھڑک دیا
کہا چپ رہ علمشاہ مسکرانے لگے اب یہ صحبت امیر یا تو قمر حمزہ صاحبقران کی باتیں دونوں میں ہونے لگیں علمشاہ نے کہا
آپ میں بغیر کھانا کھلائے آپکو نہ جانے دونگا عمرو بن حمزہ نے کہا اگر تم بھی میری دعوت قبول کرو تو کیا مضائقہ ہے علمشاہ نے کہا

بسر وچشم عمرو بن حمزہ نے فرخ کے کان مین چپکے سے کہا کر دوسرا گھوڑا لا فرخ گیا اور دوسرا گھوڑا مع سازو یراق جواہر نگار
کے لاکر دربارگاہ حاضر کیا یہان جلسۂ عیش وعشرت بعد آب وطعام کے مہیا ہوا دوپہر رات تک صحبت شراب وکباب
ناچ رنگ رہی بعد دوپہر رات کے عمرو بن حمزہ علشاہ سے رخصت ہوکر لہراسپ کو ساتھ لیے ہوے چلے اور محل
مین داخل ہوے دوسرے دن علشاہ کی دعوت کا سامان کیا طرح طرح کے کھانے تیار کرائے علشاہ نے مع لشکر
آکر دعوت کھائی بعد فراغت طعام عمرو بن حمزہ علشاہ کو بارگاہ مین لائے دنگل طلسمی دیکھ کر بہت تعریف کی عمرو بن
حمزہ نے اُسی وقت علشاہ کو دنگل دیدیا علشاہ اُسی دنگل پر متمکن ہوے عمرو بن حمزہ نے علشاہ سے کہا ای برادر تم
اب لات ومنات کی پرستش چھوڑ دو اور خداے بزرگ خالق آسمان وزمین کو برحق جانو کہ وہ پیدا کرنیوالا کل مخلوقات
کا ہی اور وہ وحدہ لاشریک ہی علشاہ نے کہا ای برادر صاحب ہمارے آپکے ایک روز کشتی ہو جائے اگر آپ مجھکو زیر کرینگے
تو مین آپکا دین قبول کرونگا یہ سنکر عمرو بن حمزہ نے اکھاڑا تیار کرایا اور علشاہ وعمرو بن حمزہ دونون اکھاڑے مین اترے
اور کشتی ہونے لگی کوئی پہر بھر کشتی ہوئی تھی کہ فرخ نے آکر عمرو بن حمزہ کے کان مین کچھ چپکے سے کہا عمرو بن حمزہ ایسے
خوش ہوے کہ مثل گل نوشگفتہ وہ غنچہ سے لب نازک کھل گئے اور ہنسنے لگے علشاہ تھم گئے اور کہا ای برادر صاحب ہم بھی
سُنین تمکو کیا خوشی ہوئی عمرو بن حمزہ نے کہا کچھ نہین علشاہ نے کہا جبتک آپ نہ بیان کیجیے گا مین ہرگز زور نہ کرونگا
آپ بیان تو فرمائیے کہ ہم بھی خوش ہون عمرو بن حمزہ مجبور ہوے اور کہا ای برادر ابھی میری زوجہ کے یہان لڑکا
پیدا ہوا ہی علشاہ یہ سُنکے ہی نہایت خوش ہوے اور عمرو بن حمزہ کو چھوڑ دیا اور کہا ای برادر ہمارے تمھارے پھر
امتحان ہوگا اب یہ وقت خوشی کا ہی لڑنا نہ چاہیے ای برادر صاحب ایک عرض میری قبول کیجیے اگر آپکو ناگوار خاطر
نہو تو بیان کرون عمرو بن حمزہ نے کہا ای برادر کہو کیا کہتے ہو علشاہ نے کہا میرا جی چاہتا ہی کہ مین آپکے فرزند ارجمند کو
اپنا فرزند کرون اور چھٹی وغیرہ بھی مین ہی کرونگا عمرو بن حمزہ یہ سُنکے بہت خوش ہوے اور کہا ای برادر یہ فرزند مین نے
تمھین کو دیا تم کو اختیار ہی جو چاہو کرو

اب دوکلمے داستان سعد کوفی نور عین عمرو بن حمزہ کو علشاہ رومی کو فرزندی مین لینا اور چھٹی وغیرہ بڑی دھوم سے کرنا

شادی کنندگان جلسۂ عیش ونشاط وسرت نمایان صحبت شادی وانبساط اس داستان فرحت نشان کو قلم شاخ
نخل گلستان فرحت وسرور سے تختۂ بہار تروتازہ پر حروف مشجری کے یون گلچینی کرتے ہین کہ جب علمشاہ رومی
نے فرزند جگر بند حمزۂ یونانی نسے سلطان سعد کو اپنا بیٹا کیا بڑی دھوم سے چھٹی کا سامان کیا اپنے لشکر سے
تا لشکر عمرو بن حمزہ سب کو جوڑے زرق وبرق تقسیم کیے اور وہان سے یہان تک سات روز برابر روشنی کرائی
اور جلسہ گاہ رقص جابجا معین کیا نوبتین ہر ہر مقام پر رکھوائین کھانے ماباب عمدہ عمدہ تمامی شہر کو روز
تقسیم کرائے بڑی دھوم دھام سے چھٹی کی ایک ہفتہ علشاہ وہین رہے بعد اُس کے علشاہ قیصری کی طرف
روانہ ہوے یہان عمرو بن حمزہ رات دن عیش وعشرت کرنے لگے حور رخ کا جو دم گھبرایا اپنے محل کے بالاخانے
پر چڑھی سیر کرتے کرتے ایک مقام پر جو نیچے جھک کر دیکھا تو شروین کامرانی اور بیژن کامرانی زیر دیوار محل
قید ہین جب اُن دونون نے اپنی بہن کو دیکھا شرمندہ ہوکر حیا سے سر جھکا لیا حور رخ نے اپنے بھائیون کو
دیکھ کر سلام کیا اور کہا ای برادر یہ کیا تمھاری شامت ہی کہ مسلمان نہین ہوتے اور قید رہنا گوارا ہی اگر
اب بھی دین اسلام قبول کرو تو مین عمرو بن حمزہ سے سفارش کرکے تمھارا قصور معاف کرادون اور

تمھارا ملک تمکو دلوادوں یہ سنکر ژوبین نے کہا اے بہن سچ ہے مگر یہ نہیں ہوسکتا کہ ہم عمرو بن حمزہ سے کہیں کہ
تم قصور ہمارا معاف کرو اور مسلمان تو ہم ضرور ہونگے مگر یہاں سے جا کر پھر آئینگے تو مسلمان ہونگے اگر تجھسے ہوسکے
تو دو تلواریں ہمکو لادے تو ہم یہاں سے چلے جائیں اور جس طرح جی چاہتا ہے اُسی طرح آکے مسلمان ہوں یہ سنکر
حورزخ کو بھائیوں کی محبت آگئی نیچے اُتر کے آئی دو تلواریں عمرو بن حمزہ کی تھیں وہ اپنے بھائیوں کو لاکے
دیں بیژن نے تلوار کو میان سے کھینچا اور باڑھ کو دیکھنے لگا ژوبین نے تلوار کھینچی ایک ہاتھ حورزخ کو مارا اگر
دیوار حائل ہوتی اور حورزخ بیٹھ نہ جاتی تو اُسی وقت کام تمام تھا حورزخ تو چیخ مار کے بھاگی اور ژوبین و
بیژن نے تلوار سے کیلیں بیڑیوں کی کاٹیں اور قید خانے سے چلے آدمیوں کو زخمی کرکے کوٹھے پر سے کود کر
نکل گئے ادھر عرضی عمرو بن حمزہ کی امیر باتوقیر کو ہونچی یہ مضمون نامہ پڑھ کر بہت غصہ آیا کہ آپ کے دشمنوں
کو میں نے قید کیا حکم کیا کہ میرے لشکر میں اُس ملعون کا کوئی نام نہ لے بعد اُسکے دوسری عرضی امیر کو ہونچی کہ
آپ کے یہاں پوتا پیدا ہوا ہے اُسکا نام رکھیے امیر باتوقیر نے کچھ جواب نہ لکھا القصہ یہاں عمرو بن حمزہ سے
لوگوں نے آکر بیان کیا کہ ژوبین و بیژن کئی آدمیوں کو زخمی کرکے قید خانے سے بھاگ گئے نہیں معلوم انکو
کسنے تلواریں لادیں عمرو بن حمزہ محل میں آئے اور حورزخ سے حال بیان کیا حورزخ قدموں پر گر پڑی کہا اے
شہریار یہ خطا مجھسے ہوئی عمرو بن حمزہ نے کہا تمنے بُرا کیا امیر باتوقیر کو ان دونوں کے قید ہونے کا حال لکھ چکا
ہوں اگر انھوں نے طلب کیا تو کیا جواب لکھونگا عمرو بن حمزہ یہ کہکر محل سے باہر آئے اور مرکب صبا رفتار
کو طلب کیا اور لوگوں کو چار طرف دوڑایا اور خود سوار ہو کر تلاش میں اُن دونوں کی چلے غرضکہ آتے آتے
شہر زرنگار میں ہونچے کہ جہاں بہزاد بن خجستہ کے ہاتھ سے آپ قید ہوئے تھے عمرو بن حمزہ نے وہاں ہونچ کے
دیکھا کہ ایک محل ہے اور چلمن پڑی ہے اندر چلمن کے شمسہ بانو مجھلی بہن حورزخ کی بیٹھی ہے اور نرگس آرا اور
جہان آرا وغیرہ یہ سب خواصیں سامنے کھڑی ہیں جیسے ہی نگاہ ملکہ شمسہ بانو کی عمرو بن حمزہ پر پڑی
تیر عشق کا جگر کے پار ہوگیا نرگس آرا نے کہا اے بی بی تمنے انکو پہچانا یہ تمھارے بہنوئی ملکہ حورزخ کے شوہر
ہیں یہ سنکر ملکہ نے نرگس آرا سے کہا بلالے نرگس آرا نے چلمن اُٹھائی اور کہا اے شہریار یہاں آئیے یہ
تو آپ کا گھر ہے یہ ملکہ شمسہ بانو حورزخ کی مجھلی بہن ہے عمرو بن حمزہ یہ سُنکر اندر آئے اور یہ بھی دیکھتے ہی
شمسہ بانو پر عاشق ہوگئے ملکہ نے ہاتھ پکڑ کر ناز و ادا سے مسند پر بٹھالیا اور کہا اے شہریار آپ کہاں تشریف
لائے عمرو بن حمزہ نے کہا میں بیژن کامرانی و ژوبین کی تلاش میں آیا ہوں ملکہ نے کہا کل تو آئے
تھے کیا معلوم تھا نہیں تو روک لیتی خیر اب تو شام ہوئی حضور آرام فرمائیں کل دیکھا جائیگا پھر گلابیاں
شراب کی اور قابیں کباب کی منگا کر سامنے عمرو بن حمزہ کے رکھیں اور کہا یہ بادۂ عیش ہے کوئی جام
نوش فرمائیے عمرو بن حمزہ نے کہا مجکو تامل ہے ملکہ نے کہا کس وجہ سے آپکو تامل ہے شاہزادے نے کہا اگر
کلمہ پڑھو تو کیا مضائقہ ہے یہ سُنتے ہی ملکہ شمسہ بانو نے کلمہ پڑھا دین اسلام قبول کیا اور بصدق مسلمان
ہوئی اب دورۂ شراب چلنے لگا جب نشہ ہوا پردہ حجاب کا درمیان سے اُٹھ گیا بوس و کنار ہونے لگا
جب پہر رات آئی ہاتھ پکڑ کے شاہزادۂ عمرو بن حمزہ کا کمرے میں لائی وہاں مسند عیش پر بیٹھی ناچ ہونے لگا
جب دو پہر رات آئی بدرہ جادو بڑی بہن ملکہ شمسہ بانو کی آئی اور پکار کر دروازہ کھلوایا دو محلدار نے تامل
کیا بدرہ جادو خفا ہونے لگی کہ آج کیا ماجرا ہے جو دروازہ بند ہے محلدار نے مجبور ہو کر دروازہ کھولدیا

اور ذکر ملکہ شمسہ بانو سے کہا آپ کی بڑی بہن بدرہ جادو تشریف لائی ہین یہ دونون مسند پر جدا جدا ہو بیٹھے جب
بدرہ جادو سامنے آئی عمرو بن حمزہ نے سلام کیا یہ تو اپنے بھائی کا دشمن سمجھ کر آئی تھی کہ عمرو بن حمزہ کو
قتل کرونگی اب جو صورت بے نظیر رشک مہر منیر عمرو بن حمزہ کی دیکھی ہزار جان سے عاشق شیفتہ و فریفتہ ہوگئی
اور محبت آمیز باتین کرنے لگی عمرو بن حمزہ تو بزرگانہ کلام آپ اور جناب اور قبلہ و کعبہ کرکے کرتے تھے اور
وہ کہتی تھی صاحب قبلہ اور کوئی ہوگا اور کعبہ کسی کو نہ بنائیے آپ جناب کرکے نہ باتین کیجیے مین آپ کی خادمہ
عاشق زار ہون اور صاحب آپ سے کچھ مجھے علیحدہ کہنا ہے ذرا اُٹھیے میرے ساتھ چلیے یہ سُن کر عمرو بن حمزہ
اُٹھ کھڑے ہوے بدرہ جادو اپنے ہمراہ لیکر باہر آئی اور باتین عاشقانہ کرتی ہوئی چلی جب اپنے مکان مین
عمرو بن حمزہ کو لائی ہاتھ باندھ کر سامنے کھڑی ہوئی اور کہا ای پسر حمزہ مجکو اپنی کنیزی مین قبول کیجیے
عمرو بن حمزہ نے انکار کیا بدرہ جادو نے کمرے مین لاکر عمرو بن حمزہ کا تیغ سحر سے سر کاٹ لیا اور چھوڑ کر
چلی گئی یہان جو پانچ چار گھڑی کا عرصہ ہوا ملکہ شمسہ بانو کا عجب حال ہوگیا لوگون سے کہنے لگی وہ لکا تا اپنے
ہمراہ تو عمرو بن حمزہ کو لیگئی ہی دیکھیے کیا سلوک کرتی ہی غرضکہ شمسہ بانو یہانتک مضطر و بیقرار ہوئی کہ خود اسونگی
ساتھ لیکر بدرہ جادو کے مکان پر آئی دیکھا کہ بارہ دری کے پردے چھوٹے ہوے ہین اور اندھیرا ہی آخر
تاب نہ آئی پردہ اُٹھا کے جو دیکھا اندھیرے مین کچھ نہ معلوم ہوا دل کو تو آتش عشق جلا رہی تھی بیساختہ
پکار اُٹھی کہ ای عمرو بن حمزہ اگر زندہ ہو تو آواز اپنی مجھے سنا دو کچھ جواب نہ ملا اندر جو آئی تو ایک جگہ پاؤن
ملکہ کا خون کے تھالے مین پڑ گیا جب تو رو رو کر پکاری ارے صاحبو جلد روشنی لاؤ روشنی جو خواصین لائین
دیکھا سر عمرو بن حمزہ یونانی کا علیحدہ کٹا پڑا ہی لاش خون مین غلطان جدا ہی ملکہ شمسہ بانو یہ دیکھ کر پیٹنے لگی اور
سیاہ پوش ہوکر تابوت مین لاشہ عمرو بن حمزہ مع سر بریدہ رکھکر کابل مین حور رخ کے پاس آئی جب حور رخ
نے لاش عمرو بن حمزہ کی خون مین آغشتہ دیکھی ہائے کر کے لاش پر گری اور ماں عمرو بن حمزہ کی ایسا روئی
اور پیٹی کہ قریب مرگ ہوگئی تمام محل مین کہرام برپا ہوگیا ہر ایک کی زبان پر ہائے عمرو بن حمزہ تھا ملکہ گلشن آرا
نے کہا کہ تابوت میرے پیارے فرزند لاڈلے کو کل جوان کا امیر با توقیر حمزہ صاحبقران کے پاس لیچلو اور
مین اُنسے کہونگی یا امیر آپ مسیحائے زمان ہین میرے فرزند جگر گوشہ اور اپنے ہمشکل عمرو بن حمزہ کو جلائیے
غرضکہ بیچ مین تابوت اور گرد تمام لشکر مع خادمان محل کے سیاہ پوش ہوکر امیر با توقیر کے پاس آئے
یہ خبر امیر کو ہوئی اسقدر امیر روئے کہ بصارت مین امیر کی فرق آگیا پھر بزرجمہر کے بیٹون کو بلا کر
پوچھا کہ حال عمرو بن حمزہ کا دریافت کرو انھون نے اُسی وقت زائچہ کھینچ کے ستارون کا ملان کیا
جب نگاہ خانۂ حیات پر پڑی معلوم ہوا کہ عمرو بن حمزہ زندہ ہین انھون نے عرض کیا ای امیر با توقیر
پروردگار عالم آپکا کلیجا ٹھنڈا رکھے اور خانہ روشنی نور عین فرزند جگر بند سے منور رہے شاہزادہ
عمرو بن حمزہ کا خانۂ حیات باقی ہی مگر عجائبات طلسم مین پھنسے ہین کسی ساحرہ نے بزور تیغ سحر سر کاٹ کے
ظاہر مین رکھا یا ہی آپ خاطر جمع رکھیے اپنے دل کو سنبھالیے انشاء اللہ تعالے شاہزادہ پھر آپ کے
آپ سے ملیگا پھر عمرو بن اُمیہ ضمری نے امیر با توقیر سے کہا یا امیر آپ کھانا نوش کیجیے دل کو بہلائیے
مین جاکر بدرہ جادو کا سر کاٹے لاتا ہون اور عمرو بن حمزہ کا بھی پتا لگاتا ہون بڑی مشکل سے
اور سب کے سمجھانے سے امیر نے تیسرے دن تھوڑے غذا کو کوشش کی اور عمرو واسطے تلاش

عمرو بن حمزہ کے اُسیوقت روانہ ہوا

اب دو کلمے داستان عجائب نشان جانا عمرو بن اُمیۂ ضمری کا تلاش مین عمرو بن حمزہ کی اور قتل کرنا بدرہ جادو کو

رہروان منازل خوف وخطر وتجسسان مراحل طلسمات حذر اس داستان اندوہ نشان کو یون لکھتے ہین
کہ جب خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری بصد اندوہ والم طے مراحل اور قطع منازل کرتے ہوئے ملک زرنگار مین پہونچے
ایک عورت کی شکل بنکے ہر قصر اور ہر محل مین آئے مگر کہین بدرہ جادو کا پتا نہ پایا حیران ہوکر پھر باہر آئے اور شہر
مین تمام بازارون کی سیر کی ایک بساطی کی دکان پر بیٹھ گئے ایک ایک چیز کو اُٹھا کر دیکھا اور رکھدیا اُس بساطی نے کہا
کیون میان صاحب کیا لوگے کس چیز کی تلاش ہی عمرو نے کہا کچھ لینا نہین ہی فقط دیکھتا تھا اُس نے کہا تم کون ہو
کہان سے آئے ہو عمرو نے کہا نوکری کی تلاش مین نکلا ہون یہ بتاؤ کہ یہان میری نوکری ہو جائیگی بساطی نے
کہا میان جی یہان تو عملداری بدرہ جادو کی ہی مگر وہ آج کل لامکان مین رہتی ہی عمرو نے کہا لامکان کیسا اُس نے
کہا کہ باہر شہر کے ایک صحرا مین اُس نے ایک کوٹھی بنوائی ہی اُسکو سحر سے آراستہ کیا ہی اُسکا نام لامکان
رکھا ہی بالفعل وہ وہین رہا کرتی ہی ابھی سواری اُس کی لامکان کی طرف گئی ہی یہ سُن کر عمرو اُٹھ کھڑے ہوے
اور شہر سے نکل کے راہ اُسی صحرا کی لی مگر حیران وپریشان تھے کہ اس فاحشہ قطامہ نے کہان لامکان بنایا ہی
غرضکہ ایک جگہ بیٹھ گئے اور پانسے نکال کر پھینکے اور حساب لگا کر چارون طرف عقل سے دریافت کیا
ایک طرف کو پتا لگا اُسی جانب چل کھڑے ہوے جاتے جاتے بعد دور وزکے ایک کوہ ملا دیکھا کہ آگے
کوہ کے راہ مسدود ہی مگر ایک ٹیکرے پر دیکھا ایک منڈھی پڑی ہی اسمین ایک فقیر بیٹھا ناریل پی رہا ہی
عمرو اُسکے پاس آیا اور سلام کیا اُسنے حیران ہوکر پوچھا کہ تو کون ہی اور کہان سے آیا ہی یہان تو پرندہ بھی گذر
نہین کر سکتا ہی عمرو نے کہا میرا بیٹا جوان مان سے لڑکے نکل گیا ہی اُسکی مان نے میرا دانہ پانی حرام کیا ہی ناچار
ہوکر اُسکے ڈھونڈھنے کو نکلا ہون اگر کچھ راہ خرچ ملے تو چلا جاؤن محتاج ہون ایک کوڑی پاس نہین ہی فقیر
نے کہا یہ لامکان بدرہ جادو کا ہی اور مین اُسکا ملازم ہون تو ٹھہر جا بدرہ جادو کی سواری آتی ہوگی مین
اُس سے کہکر کچھ تجکو دلوادونگا عمرو وہان بیٹھ گیا کچھ باتین فقیرانہ کرنے لگا وہ فقیر حیران ہوا اور کچھ اُسکے
دل مین شک گذرا کہنے لگا اے شخص کیا تو عمرو ہی کیونکہ یہ باتین تو سواے عمرو عیار کے کوئی نہین جانتا ہی عمرو
نے کہا کہ مین تو جیتا ہون آپ جیتے جی کو مارے ڈالتے ہین فقیر نے کہا تیری سمجھ مین نہین آیا ارے تو عمرو عیار
ہی عمرو نے کہا شاہ صاحب نہ یار رہے نہ مددگار رہے تن تنہا ہون غرضکہ جو بات اُس فقیر نے کہی عمرو نے
اصلا حاً اُلٹا جواب دیا اور ایسے مغالطے مین اُس فقیر کو ڈالا کہ فقیر بھی چکر مین آیا آخر عاجز ہوکر کہنے لگا
خیر بابا تو آج یہان رہ جو کچھ ہو سو ہو کل بدرہ جادو آئیگی اُس سے تیرا مطلب اجرا ہو جائیگا یہ سنکر عمرو
نے جھٹ پٹ وہین بستر لگایا اور رات بھر اُس فقیر کی چلمین بھرا کیا مگر مارے ڈر کے عمرو کو شب بھر نیند
نہ آئی بلکہ وہ فقیر باتین کرتے کرتے سو بھی رہا عمرو جاگا کیا صبح جو ہوئی دیکھا عمرو نے کہ ایک اژدر آتش فشان
چلا آتا ہی اور اُسپر ایک ہوادار زمرد نگار کسا ہی اور ایک کھاروے کی جھولی رکھی ہی بدرہ جادو کس
مغروری سے بیٹھی ہی اور سامنے ایک ناریل جڑاؤ دھاری اور رائی سرسون کے دانے بہت سے رکھے
ہین مگر اس طرف کو آتے آتے اور طرف کو بدرہ جادو پلٹ کر چلی گئی عمرو نے فقیر سے کہا

شاہ صاحب کیا ہی بدرہ جادو ہی وہ تو اور کسی طرف کو گئی فقیر نے کہا مین کیا کرون تیرا مقسوم جب تو عمرو نے
فقیر کی بہت سی منتین کین اور ہاتھ جوڑ کے کہا کہ شاہ صاحب کچھ تو تدبیر کیجیے مین کہا تنگ پڑا ہون تب اُس فقیر
نے ایک کاغذ لکھکر عمرو کو دیا کہا کہ لیجا کر تو بدرہ جادو کو دیدے وہ تجھے کچھ ضرور دیگی عمرو نے کاغذ لیا اور
چلا کبھی دوڑا آخر کار جست کر کے قریب بدرہ جادو کے پہونچا اور سلام کر کے وہ کاغذ دیا بدرہ جادو کاغذ
پڑھنے لگی اُسمین لکھا تھا کہ یہ شخص بہت محتاج ہی رات سے آپکے انتظار مین یہان پڑا ہوا ہی جو کچھ ہو سکے
دیجیے کہ یہ اپنے گھر پہونچ جائے مگر آپ ذرا پہچان لیجیے گا کہ یہ کوئی عیار تو نہین ہی مجھکو عمرو عیار کا اسپر
شبہ ہوتا ہی اور اُس سے ہر طرح سے دریافت کیا یہ مطلق انکار کرتا ہی بدرہ جادو تو کاغذ پڑھنے مین مشغول
ہوئی یہان عمرو نے پیچھے دو قدم ہٹ کے خنجر کمر سے نکالا اور تول کر پہلو پہ اس زور سے مارا کہ مع ہاتھ خنجر پہلو
سے اُس پار ہوگیا بدرہ جادو چکر کھا کے گری مگر گرتے ہوے اُسنے زبان سے کہا بگیر ساتھ ہی اس صدا کے عمرو بھی
یونہین کھڑے کا کھڑا رہگیا حس و حرکت جاتی رہی دست و پا بے قابو ہوگئے پیرون نے بدرہ جادو کے باندھ لیا
اُدھر تو بدرہ جادو تڑپ رہی ہی اُدھر عمرو اپنے تئین چھڑاتا ہی اور پاؤن اُٹھاتا ہی مگر جنبش نہین کھاسکتا جب
پاؤن زمین سے نہ چھوٹے تو عمرو گھبرایا اور دل مین کہنے لگا ایسا نہو کہین وہ فقیر دیکھ لے تو اور غضب ہو
غرضکہ بعد دو گھڑی کے بدرہ جادو تڑپ کر فی النار والسقر ہوگئی اندھیرا چھا گیا ہواے تند و تیز چلنے لگی صداے
گیر و گیر آئی تلاطم عظیم برپا ہوا اُدھر عمرو کے پاؤن چھوٹ گئے قید سحر سے رہا ہوگیا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی
کشتی مرا نام من بدرہ جادو بود افسوس مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم اب جو تاریکی دفع ہوکر موقوف
ہوئی اُجالا ہوا عمرو نے دیکھا نہ وہ کوہ ہی نہ وہ راہ مسدود ہی سامنے ایک صحراے لق و دق مین ایک چھوٹا سا
مکان مثل کوٹھی کے بنا ہوا ہی اور لاش اُس ساحرہ کی خون مین غلطان پڑی ہی سامنے فقیر بیٹھا ہی عمرو فقیر کے
پاس آیا اور خنجر خون آلود تولکر پکارا منم سر برندہ جادوگران شاہ عیاران عیار خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری
نامدار یہ دیکھکر فقیر کانپنے لگا اور بید کی طرح [illegible] پھر گڑگڑا کے کہنے لگا اے خواجہ سلامت مین جادوگر
نہین ہون عمرو نے کہا اچھا تو مال بتا وہ فقیر عمرو کو اُسی مکان مین لایا عمرو جو اندر مکان کے داخل ہوا دیکھا
کہ چند خواصین اُسمین بیٹھی ہین عمرو نے اُن خواصون سے کہا بتاؤ مال بدرہ جادو کا کہان ہی اُن سب نے کہا
اے خواجہ اُسکا جو کچھ مال و متاع تھا وہ سب کارخانہ سحر کا تھا جس وقت تمنے اُسکو قتل کیا وہ سب مال جلکر
خاک سیاہ ہوگیا ہان جو اصلی مال و اسباب اُسکا ہی وہ موجود ہی آئیے ہم آپکو سب دکھاتے ہین یہ کہکر وہ
خواصین عمرو کو ساتھ لیکر گوشے گوشے مین آئین اور سارے مکان کا جو کچھ اسباب و مال اصلی تھا وہ خواجہ
عمرو کو بتا دیا عمرو نے وہ سب مال اُٹھا کر نذر زنبیل کیا اور اُن خواصون سے پوچھا کہ عمرو بن حمزہ کہان ہی
اُن خواصون نے کہا ہم سحر نہین جانتے ہین کیا معلوم کہان ہی اگر سحر جانتے ہوتے تو بتا دیتے اُنمین سے ایک
خواص ساحرہ تھی مگر قدرے عجب یہ اُسنے دیکھا عمرو سے کہا کہ پہلے تو عمرو بن حمزہ یہین تھے کل یہان سے لے جا کر
زندان سحر مین کسی اور مقام پر قید کیا ہی وہ مقام ہمکو نہین معلوم القصہ عمرو نے سر بدرہ جادو کا خنجر سے
کاٹ لیا اور دل مین کہا کہ پہلے سر بدرہ جادو کا لیجا کے امیر باتوقیر کو دیجیے کہ اُنکو کسی قدر قرار آئے پھر آکر
عمرو بن حمزہ کی تلاش کیجیے یہ سوچ کر سر بدرہ جادو کا لیکر عمرو جانب لشکر اسلام روانہ ہوا اور امیر باتوقیر
کو لاکر سر بدرہ جادو کا دیا امیر بہت خوش ہوے اور سر اُسکا ایک درخت بلند مین لٹکا دیا لیکن عمرو

نے جواب امیر کو دیکھا تو بصارت چشم امیر باتوقیر کی بہت کم پائی حیران ہوکر لوگون سے پوچھا کہ میرے بعد
کوئی آیا تھا اُن سبنے کہا ای خواجہ بعد آپ کے جانے کے ایک کحال آیا تھا اُسکے سرمہ لگانے سے یہ حالت امیر
کی ہوگئی کہ بصارت چشم بالکل کم ہی عمرو نے جو دریافت کیا معلوم ہوا کہ بختک نے اپنے بھانجے کو کحال بنا کے
بھیجا تھا اُسنے نیل کی سلائیان امیر کی آنکھون مین پھیر دین غرضکہ عمرو بخوبی دریافت کرکے لشکر نوشیروان
مین آیا اُن دنون مین لشکر نوشیروان کا قریب کشمیر کے تھا اُس روز بختک کا دل ایسا
گھبرایا کہین قرار نہ آیا کبھی خیمے کے اندر جاتا اور کبھی ٹہلتا ہوا باہر خیمے کے آتا تھا اُسی عالم پریشانی اور گھبراہٹ
مین دل کو یہ سوجھی کہ شب کو بیٹھ کے پوجنے دو سو بت جواہر نگار نکالے اور سامنے رکھکے اُنسے کہنے لگا ای
لات اعلی اور منات معلی یہ آج کی رات کیسی وحشت زدہ ہی کہ دل سینے مین بچین ہی ضرور کوئی آفت آنے والی
ہی تم مجھے بچا لو یہ کہکر بختک اُٹھ کھڑا ہوا دل گھبرایا باہر خیمے کے پھر نکل آیا ادھر اُدھر ٹہلنے لگا عمرو جو خیمے
مین آیا دیکھا بختک نہین ہی اور بت جواہر کے رکھے ہین عمرو نے فوراً بتون کو اُٹھا کر نذر زنبیل کیا اور باہر نکلے
بختک کو دیکھنے لگا بختک جو وہان سے بھاگا شتر خانے مین آیا اور بیچ مین اونٹون کے چھپ کر بیٹھا
شتربان نے جو دیکھا جانا کہ چور ہی لپک کے ایک سونٹا بختک کی کمر پر مارا اور کہا او بچا معلوم ہوا
کل میرا لوٹا جو چوری گیا ہی تو ہی چرا لیگیا تھا بختک ہائے کرکے لنگڑاتا ہوا بھاگا ایک اور شتربان نے راہ
مین غُل مچایا کہ لینا پکڑنا چور بھاگا جاتا ہی غرضکہ دونون شتربان اُس کے تعاقب مین دوڑے مگر نہ پایا
بختک بھاگ کے ایک رنڈی کے مکان مین آیا اور جلدی سے نکال کے پانچ اشرفیان اُس کے آگے ڈالدین
اور کہا کہ آج کی رات مین تیرے یہان رہونگا اُس رنڈی نے کہا میان مین شب باشی دوسرے تماش بین کی
لے چکی ہون مین تمکو نہین رکھونگی تم جاؤ میرے گھر سے میرا آشنا آتا ہوگا بختک نے کہا اُس سے تو نے کیا
شب باشی لی ہی اُس رنڈی نے کہا وہ سات اشرفیان دے گیا ہی اور ایک اشرفی کھانے اور پان ڈلی
الائچیون کے واسطے دی ہی بختک نے جلدی سے پانچ اشرفیان اُسکے آگے رکھدین اور دو اشرفیان پان
ڈلی وغیرہ کیواسطے دین اور کہا اُسکو کل بلانا آج مجکو تو اپنے یہان رکھلے غرضکہ لالچ بری بلا ہوتی ہی اُس
رنڈی نے وہ سب اشرفیان اُٹھالین اور راضی ہوگئی بختک جھپٹ کر پلنگ پر لیٹ گیا اور اُس کسبی سے کہا
آؤ جی تم بھی لیٹو عمرو وہان ڈھونڈھتا ہوا اُس کسبی کے مکان پر پہونچا اور باواز بلند پکارا کہ اسوقت چور بادشاہ
کی اشرفیان چرا کر بھاگا ہی جہان پتا لگیگا اور جسکے گھر مین نکلے گا وہ گرفتار ہوگا اور گھر ضبط کر لیا جائیگا یہ
صدا اُس کسبی نے جو سُنی مارے ڈر کے کانپنے لگی پیشاب خطا ہوگیا بقول شخصے چور کی داڑھی مین تنکا گھبرا کر
مکان سے باہر نکل آئی اور عمرو سے کہنے لگی ارے صاحب ایک تماش بین میرے یہان آیا ہی اُسنے بارہ
اشرفیان مع خوراک وغیرہ شب باشی کی مجکو دی ہین اور وہ اندر پلنگ پر لیٹا ہی تم آؤ دیکھو پہچان لو
یہ جو کلام اُس رنڈی کا سُنا بختک دیوار پھاند کے بھاگ گیا عمرو نے جو اندر آکے دیکھا تو بختک
نہین ہی غرضکہ وہ اشرفیان تو کسبی سے عمرو نے لے لین اور پھر بختک کو ڈھونڈھتا ہوا چلا جاتے جاتے
عمرو کو ایک صحرا ملا وہان ایک قبرستان تھا بہت سی قبرین کچی پکی سالم ٹوٹی پھوٹی تھین عمرو دوڑتے
دوڑتے تھک گیا ایک قبر کے چبوترے پر بیٹھ گیا ناگاہ ایک قبر سے آواز آئی ای لات اعلی و منات معلی
اگر آج کی رات مجکو بچا لو تو بڑا احسان کرو صبح کو مین تمہاری بڑی دھوم دھام سے دستر خوان کرونگا

جیسے یہ آواز عمرو نے سنی اُس قبر پر آکے ایک لات ماری قبر کی مٹی بختک کے اوپر گری بختک ہائے کر کے رہگیا
عمرو نے کہا ای ملگ جی جلدی نکلو لات و منات نے بُلا یا ہی کہا ہی کہ میرے دامن مین آکر چھپ رہو کوئی نہ بولیگا
بختک نے آواز عمرو کی پہچانی دل مین کہا کہ مرشد کامل آ گئے آج قضا کا سامنا ہی مجبور رہو کر بختک قبر سے
باہر نکل آیا عمرو نے دیکھتے ہی بختک کو خنجر کمر سے نکالا اور کہا او ملعون تو نے امیر حمزہ صاحبقران زمان
کو اندھا کر دیا آج مین تجکو مار ڈالونگا ہرگز نہ چھوڑونگا یہ کہکر عمرو چاہتا ہی کہ جھپٹ کر خنجر مارے
کہ پشت کی طرف سے آواز آئی خبردار ای عمرو ابھی اسکو نہ مارنا عمرو نے جو پلٹ کر دیکھا تو حضرت خواجہ خضرؑ
تشریف لاتے ہین عمرو نے کہا یا حضرت اس کمبخت کور باطن نے امیر حمزہ صاحبقران کی آنکھون مین میل کی
سلائیان پھیر دادین امیر نابینا ہو گئے حضرت خضر نے کہا تو جا امیر اچھے ہو گئے اور بختک کی قضا نہین ہی خنجر مارنے
سے کیا حاصل عمرو نے حضرت خضر کی قدمبوسی حاصل کر کے کہا یا حضرت مجھے کچھ دیتے جائیے حضرت نے فرمایا وہ فلان
درخت کے نیچے طلائی خشتین رکھی ہین جتنی تو چاہے سے لے یہ کہکے حضرت تو غائب ہو گئے اور بختک بھی بھاگ گیا
عمرو خوشی خوشی اُس درخت کے قریب آیا دیکھا کہ مٹی کی خشتین رکھی ہین عمرو ہنسکے پکارا واہ واہ حضرت نے خوب مجھسے مزاح
کی الغرض عمرو بن امیہ ضمری لشکر امیر مین آیا دیکھا کہ امیر با توقیر حمزہ صاحبقران زمان کی آنکھین روشن ہین
عمرو بہت خوش ہوا اور پوچھا ای حمزہ آپکی آنکھین کسطرح روشن ہوئین امیر نے فرمایا کہ آج شب کو عالم رویا مین
ایک بزرگوار نہایت متبرک صورت تشریف لائے اور اپنا دست مبارک پھیرا گویا وہ ہاتھ دست شفا تھا پروردگار عالم
کی قدرت کاملہ سے آنکھون مین اسقدر بصارت ہوئی کہ پہلے سے بھی زیادہ روشن ہین مجکو نہایت رنج و غم تھا
ایک تو فرزند کی جدائی کا صدمہ دوسرے بصارت جانے کا الم مین نہایت مجبور و ناچار تھا ناظرین الاکمین
پر واضح ہو کہ جیسا عمرو بن حمزہ کا غم و الم اُٹھایا آنکھون کے بینا ہونے کی اُس سے زیادہ خوشی حاصل
ہوئی امیر با توقیر حمزہ صاحبقران نے بڑی دھوم سے جشن نوروزی کیا +

اب دو کلمے داستان شجاعت بیان کوچ کرنا امیر با توقیر حمزہ صاحبقران زمان کا طرف کشمیر کے بتلاش نوشیروان بیان کیے جاتے ہین

دشت نوردان کاروان منازل صحرائے سبزہ زار و بادیہ پیمایان لشکرستان کوہستان بر مودت شعار اس داستان
سحر بیان کو یون تحریر کرتے ہین کہ جب امیر کشور گیر زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران نے جانب کشمیر
کوچ کیا اور منزلین بسخت و درشتی طی کرتے ہوئے قریب ملک کشمیر کے پہنچے لیکن نوشیروان قبل پہونچنے
حمزہ صاحبقران کے داخل شہر کشمیر ہوا ہرکارون نے خضران شاہ کو خبر دی کہ بادشاہ نوشیروان
آیا ہو اور داخل شہر ہو چکا ہی خضران شاہ برائے استقبال مع سرداران نامی کے آیا اور بادشاہ
نوشیروان کو استقبال کر کے بڑے جاہ و حشم سے لایا اور تخت پر بارگاہ مین بٹھایا بعد حاصل
کرنے قدمبوسی کے استفسار کیفیت کیا اور امیر با توقیر کا حال پوچھا بختک نے تمام حال اول سے
آخر تک سامنے خضران شاہ کے بیان کیا خضران شاہ نے مرزوق جادو کو اس مضمون کا نامہ
لکھا ای مرزوق جادو تمکو بعد از سلام شوق معلوم ہو کہ بادشاہ نوشیروان عادل امیر با توقیر حمزہ صاحبقران
سے عاجز ہو کر اور شکست کھا کر بھاگے بھاگتے یہان آیا لہذا تمکو لکھا ہوتا ہی کہ فوراً دیکھتے ہی نامہ
کے سامان جنگ مہیا کر کے جلد اپنے تئین پہونچاؤ کہ ایسا نہو تا تب مین امیر کشور گیر لشکر لیکر

آ جائیں، تحریر ہوا کو تاکید مزید جانو یہ نامہ لکھکر ملفوف کیا اور اُسی وقت عیار کے ہاتھ روانہ کیا اس اثنا
مین شہر میں کامرانی اور بیژن کامرانی بھی آ گئے اور ان دونون نے سلطان سر برہنہ اور تیش دیوانہ
اور پیر فرخاری کو نامہ لکھا کر فوراً دیکھتے ہی اس نامہ کے جلد اپنے تئین پہونچاؤ ادھر ہرکارون نے
آکر خبر دی کہ امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان مع لشکر ظفر پیکر آتے ہیں نوشیروان کے یہ خبر سنتے ہی طائر
ہوش اُڑ گئے اور نہایت خوفناک ہوا کہا اب کیا ہوگا خضران شاہ نے کہا آپ کیون ڈرتے ہیں آپ
کی دعوت کرلوان تو پھر طبل جنگ بجواؤن پھر کہا مرزوق بھی آئے تو دعوت ہو حسب لکئی روز گذرے چار دن
بجائیون نے آپسمین مشورہ کیا کہ طبل جنگ بجوا کر امیر کا مقابلہ کرو اگر مرزوق جادو آ جائیگا تو اُس سے بیان
کرینگے چونکہ تمکو آنے مین عرصہ ہوا تمھاری مدد سے طبل جنگ بجوایا ہے الغرض یہ صلاح کر کے جب طبل جنگ بجوایا یہ
خبر ہرکارون نے امیر کو دی کہ لشکر کفار مین طبل جنگ بجا ہے امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان نے بھی اپنے لشکر
مین حکم دیا کہ بفضل ایزدی ہمارے یہان بھی نقارۂ زریں بجے عمرو نقارخانے مین پہونچا اور حکم امیر کشورگیر کا
سُنایا نقارۂ سکندری پر چوب پڑی رات بھر تیاری جنگ ہی بہادرون نے آلات حرب و ضرب درست کیے صبح کو
دونون لشکر میدان رزمگاہ مین آئے میدان درست ہوا صف بندیان ہونے لگین بعد اُسکے نقیب بلند آواز
نکلے اور نہیب جوانمردی و بہادری کی دیکر ہٹ گئے اب امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران منتظر کھڑے ہیں کہ کوئی
پہلوان اُدھر سے نکلے یکایک دیکھا از پردہ بیابان گردے برخاست دونون لشکرون کے جوان اسطرف
دیکھنے لگے بعد تھوڑی دیر کے دیکھا کہ مرزوق جادو تخت پر سوار چالیس ہزار جادوگرون کا بڑا پشت پر
بتعجیل تمام رومین چلا آتا ہے مرزوق جادو نے آکر بادشاہ نوشیروان کو مجرا کیا اور حال پوچھا بختک
نے کچھ مختصر حقیقت اُن جادوگرون کے قتل ہونے کی بیان کی یہ سُنکر مرزوق جادو غضبناک ہوا
سمنکال جادو کو حکم دیا کہ تو جا کر امیر حمزہ کا مع لشکر جلد خاتمہ کر الغرض کہ سمنکال جادو حکم مرزوق
جادو پاتے ہی میدان کارزار مین آیا اور امیر کشورگیر کو پکارا امیر کشورگیر اشقر دیوزاد کو چمکا کر نکلے
اور میدان مین آئے سمنکال جادو نے رائی اور مشر اور سرسون کے دانے ہاتھ مین اُٹھائے اور اسم سحر
پڑھکر امیر باتوقیر پر وہ دانے مارے امیر باتوقیر نے اسم اعظم ورد زبان کیا وہ سب دانے امیر اور اشقر دیوزاد
پر سے چھڑا کے زمین پر گر پڑے امیر باتوقیر نے برابر سمنکال جادو کے آکر تیغ عقرب سلیمانی کھینچا اور
بڑھکر ایک ہاتھ مارا تیغ امیر کا مثل برق جہندہ کے سر پر سمنکال جادو کے چمکا کاٹتا ہوا زمین پر پہونچا
بجلی کی طرح تیغ تڑپ کر نکل گیا سمنکال جادو دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا ایک تلاطم عظیم برپا ہوا تاریکی
چھا گئی ہوائے تند چلنے لگی پھر شور و غل مچانے لگے بعد تھوڑے دیر کے آواز آئی کہ ہیہی مرا نامم سمنکال
جادو بود افسوس مردیم و جاندادیم و بمطلب خود نرسیدیم جب تاریکی وغیرہ سب برطرف ہوئی
مرزوق جادو نے دلیمان جادو سے کہا کہ تو جا اور کوئی سحر زبردست کر کے امیر باتوقیر کو گرفتار کرے یا قتل کر
دلیمان کس کبر و نخوت سے تنہا ہوا چلا میدان مین بمقابلہ امیر کشورگیر ٹھہرا اور ایک ناریل نکالکر اسم سحر
پڑھا اور بہت بیہودہ خوانی اُسکے ساتھ کیے اور وہ ناریل امیر باتوقیر پر کھینچ مارا امیر باتوقیر نے پھر اسم اعظم کو
ورد کیا برکت اسم اعظم سے وہ ناریل نہ پھٹا اور خالی گیا امیر کشورگیر نے وہ ہی تیغ خون آلود جھپٹ کر
دلیمان جادو کو مارا وہ بھی دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا بختک نے دیکھکر کہا اسی طرح سب جادوگرون کو امیر حمزہ

قتل کرینگے اور کسی کا سحر امیر پر اثر نکریگا یہ کہکر طبل بازگشت بجوا دیا دونون لشکر پھر اپنے اپنے خیمون مین گئے اور امیر با توقیر بارگاہ سلیمانی مین بفتح و فیروزی شادان و فرحان داخل ہوے اُدھر نوشیروان اور خضران شاہ مع مرزوق جادو وغیرہ بارگاہ مین آئے بختک نے مرزوق جادو سے کہا کہ امیر سے کبھی کوئی سر بر نہوگا اور کسی طرح کا سحر امیر پر تاثیر نکریگا جبتک تم اسم اعظم امیر کا بند نہ کر دوگے اسوقت تک کچھ نہین ہو سکتا جتنے جادوگر مقابلے کو نکلینگے سب امیر کے ہاتھ سے مارے جاے جاینگے الغرض مرزوق جادو اپنے خیمے مین آیا امیر کا اسم اعظم بند کرنے کا سامان کیا کہ مرزبان جادو ساحر بھی ہی اور عیار بھی ہی اُسنے مرزوق جادو سے کہا اگر حکم ہو تو مین امیر کو گرفتار کر لاؤن یہ سنکر مرزوق جادو نے کہا کہ اچھا جا اور امیر کو پکڑ لا مرزبان جادو شب کو لشکر امیر مین آیا اور ایسا سحر کیا کہ تمام لشکر اسلام بیخبر سو گیا مرزبان جادو وہان سے بارگاہ سلیمانی مین آیا دیکھا امیر آرام کر رہے ہین مرزبان جادو قریب امیر کے آیا اور چاہا کہ سحر کرکے بیہوش کرے فوراً امیر بیدار ہو گئے اور اسم اعظم پڑھکر دم کیا اور للکارے کہ تو کون ہی مرزبان بھاگا اور آکر مرزوق جادو سے کہا کہ امیر بڑے زبردست ہین اسم اعظم کے آگے کوئی اسم سحر کارگر نہین ہوتا مرزوق جادو کے دو شاگرد ساحر زبردست تھے ایک کا نام آشکار جادو دوسرے کا نام انکار جادو تھا اُن دونون سے مرزوق جادو نے کہا کہ تم دونون جاؤ اور سحر کرکے امیر کو گرفتار کر لاؤ وہ دونون بصورت طائر ہوکر بارگاہ سلیمانی پر آئے اور ایک روزن تھا اُس روزن پر آکے بیٹھے انکار جادو نے جھک کر اُس روزن سے اندر بارگاہ کے جھانکا اسوقت امیر با توقیر بیدار تھے اُس طائر پر جو نگاہ امیر با توقیر کی پڑی تیر کمان مین پیوستہ کرکے مارا حلق پر طائر کے پڑا وہ تڑپ کر گرا امیر نے عمرو کو آواز دی وہ جھپٹ کر آیا اور سر اُسکا کاٹ لیا آشکار جادو بھاگ کر سامنے مرزوق جادو کے آیا اور حال بیان کیا مرزوق چپ ہو گیا دوسرے دن اُسنے اسم اعظم بند کرنے کا سامان کیا چلے خون خوک سے نہایا اور چوکا بھی اُسی خون سے دیا اور آگ دہکا کر لوبان لونگ کافور گوگل جلا کر اور شراب و خون کا چھینٹا دے کر اسم سحر پڑھنے لگا یکایک وہ بچہ خوک سر بریدہ اُٹھ کھڑا ہوا اور مرزوق کی طرف چلا کر اُسنے پھر آگیاری تیز کرکے اسم سحر پڑھا اور حکم کیا کہ جا حمزہ کا اسم اعظم لیکر اس شیشے مین اُتر جا وہ جانور اسمین اُتر گیا شیشہ اُٹھا کر طاق مین رکھدیا اور آپ بصورت طاؤس بارگاہ سلیمانی پر آیا اور سحر زبردست کیا امیر با توقیر اور تمام لشکر امیر غافل ہو گیا مرزوق جادو بصورت طاؤس بارگاہ کے اندر آیا اور امیر کو پنجے مین دبوچ کے اُٹھائے لیے چلا گیا ایک راوی نے یہ بھی لکھا ہی کہ اُس روز امیر کو غسل کی حاجت ہوئی تھی اُٹھکر نہلائے غسل کیا پوشاک بدلنے کا ارادہ تھا کہ بیٹھے بیٹھے غنودگی طاری ہوئی غافل ہو گئے مرزوق جادو امیر کو اُٹھا لایا اور فوراً آہنگرون کو بلوا کر غل و زنجیر مین اسیر کیا اور زندانخانے مین بھجوایا جب صبح ہوئی دربار نوشیروان مین مرزوق جادو آیا اور عرض کیا ای بادشاہ مین امیر کو پکڑ لایا بختک بولا کہان ہین اُسنے کہا زندانخانے مین ہین پھر حکم کیا کہ امیر کی قید لاؤ داروغہ زندانخانہ امیر کو مسلسل بطوق و زنجیر دربار نوشیروان مین لایا امیر نے ہنسکر بطریق اسلام سلام کیا نوشیروان نے کہا کیون اس دن کی تمکو خبر نہ تھی اب تمھارے واسطے کیا کیا جائے امیر نے کہا جو تجھسے ہو سکے اُسمین کوتاہی نکرنا خداے بزرگ است مرزوق جادو نے پھر امیر کو زندانخانے مین بھیجا اور نوشیروان سے کہا اب عمرو آپ کا بغیر امیر کے کیا کر سکتا ہی

نوشیروان نے کہا مین عمرو سے نہین ڈرتا ہون مرزوق جادو نے کہا کہ ابھی تو امیر کو مین اپنے یہان قید
رکھتا ہون جسوقت عمرو کو بھی گرفتار کرونگا دونون کو آپ کے حوالے کردونگا یہ کہکر نوشیروان سے رخصت
ہوا اور سلام کرکے جانب کاشغر مع قید امیر وغیرہ روانہ ہوا اُدھر کا حال سُنیے کہ جب صبح ہوئی لشکر اسلام
مین ایک غل ہوا کہ امیر غائب ہوگئے شاید کوئی جادوگر امیر کو اٹھا لے گیا عمرو حیران پریشان ہوا
بہت تلاش کیا مگر پتہ نہ لگا آخرکار آدھی رات گئے بختک کے مکان پر آیا وہ سو رہا تھا اُسکو ہوشیار
کیا بختک نے عمرو کو دیکھکر صلواۃ پڑھی اور کہا حضور خیر تو ہے عمرو نے کہا حمزہ کا حال بیان کر بختک
نے کہا ایک روز تو امیر یہان قید رہے آج مرزوق جادو طرف کاشغر کے لے گیا عمرو نے خنجر
کھینچا اور کہا ایک صندوق روپے اشرفیون کا دے بختک نے اُسی وقت ایک صندوق اشرفیون کے
توڑون سے بھرا ہوا عمرو کو دیا عمرو نے کہا کہ دو ہزار اشرفیان تجھسے اور لونگا مگر اسوقت نہین جب میرا
جی چاہیگا بختک نے اقرار کیا عمرو نے کہا ایک تمسک لکھدے اُسنے جان کے خوف سے تمسک بھی
لکھدیا عمرو وہ پرچہ تحریری اور وہ صندوق لیکر کاشغر کی طرف روانہ ہوئے جب قریب دروازہ قلعہ کے
پہونچے ارادہ کیا کہ اندر قلعے کے جائین سر جو بلند کیا دیکھا ایک پنجرہ آہنی رکھا ہے اور اُسمین ایک گربۂ سیاہ
بیٹھی ہے جب عمرو نے قدم دروازے مین رکھا گربۂ سیاہ نے آواز دی عمرو آیا عمرو آیا لینا پکڑنا جانے نہ دینا
عمرو اُس بلی کو دیکھکر حیران ہوا اور باہر دروازے کے چلا آیا راوی بیان کرتا ہے کہ اسی طرح عمرو صورتین
تبدیل کرکے ستر مرتبہ آیا جب اُس بلی نے غل مچایا عمرو بھاگا آخرکار عمرو دو تین جست کرکے پنجرے پر
بلی کے پہونچا اور فوراً پنجرا اُٹھاکر داخل زنبیل کیا اور شور و غل اُس بلی کا سُنا لوگ جب دوڑکر اُدھر سے
آئے عمرو جست کرکے باہر دروازے کے آیا یہ خبر مرزوق جادو کو ہوئی کہ عمرو بھی آیا اور گربۂ سیاہ کا
پنجرا اُٹھا لیگیا مرزوق جادو کو فکر عظیم پیدا ہوئی اور شہر کو سحر سے بند کردیا اب عمرو بہت حیران ہوا
بہت سی فکرین کرکے آخرکار عمرو داخل ایوان شاہی ہوا جب مرزوق نے عمرو کو دیکھا ساحرون
کو حکم کیا کہ عمرو کو پکڑ لو اُدھر ساحر چلے اِدھر عمرو نے بھی خنجر کھینچا لڑائی ہونے لگی عمرو نے بہت سے
ساحرون کو قتل کیا آخرکار مرزوق نے سحر کرکے عمرو کو گرفتار کیا اور اُسی وقت آہنگرون کو بُلاکر
مسلسل بطوق و زنجیر آہنی کردیا اور کہا کہ میدان خونی تیار ہو عمرو کو تو مین ابھی قتل کرتا ہون اور امیر کو
جب حکم نوشیروان کا آئے گا تو قتل کرونگا غرضکہ میدان خونی تیار ہوا اور مرزوق جادو آکر کھڑا ہوا
کہا لاؤ عمرو کو اُسوقت ساحر عمرو کو لائے اور نطع پر بٹھایا جلاد تیغہ خونی کھینچکر پہلو دباکر کھڑا ہوا حکم کا منتظر
تھا اُدھر عمرو نے تڑپ کر بدرگاہ قاضی الحاجات مناجات کی یکایک آسمان پر ایک تڑاقہ ہوا اور
برق چمکی دیکھا کہ ملکہ قریشیہ سلطان بہ پرِ سلیمانی لیکر گری تمام ساحرون کو قتل کرنا شروع کیا مرزوق
جادو اُٹھکر بھاگا قریشیہ سلطان نے جھپٹ کر ایک ہاتھ تیغ کا مارا وہ بھی دو ٹکڑے ہوکر گرا تمام
شہر کا سحر اُٹھ گیا ایک ساحر زندہ نہ چھوڑا عمرو اور امیر یا تو قبر حمزۂ صاحبقران کو چھڑایا اور
ایوان شاہی مین آئی جو کہ ساحر بھاگ گئے تھے دیوون نے ڈھونڈ ڈھونڈ کر سبکو نوش جان کیا
ملکہ قریشیہ سلطان نے امیر سے عرض کیا اب حضور اپنے لشکر مین تشریف لیچلین امیر نے فرمایا ابھی نہین
جاؤنگا اتنے مین اسم اعظم بھی کھل گیا عمرو نے ملکہ قریشیہ سلطان سے کہا اے ملکہ ایک گربۂ سیاہ

پائی ہی دیکھو کیسی خوبصورت ہی یہ کہکر گربۂ سیاہ زنبیل سے نکالی اور بلی کے سامنے چھوڑدی وہ گربۂ سیاہ بھاگی
عمرو نے دوڑکر چاہا اُسے پکڑ لون وہ بلی ایک چاہ پر آئی عمرو نے دیکھا دختر حسینہ جمیلہ بیٹھی ہی معلوم ہوا کہ یہ
بھی جادوگرنی ہی عمرو اُس دختر کو دیکھتا ہوا بلی کی طرف چلا کہ اُس دختر نے آواز دی ای عمرو مین دختر
مرزوق جادو ہون مگر سحر نہین جانتی ہون مجکو تو خدمت امیر با توقیر مین لیچل عمرو نے پوچھا کہ یہ بلی کہان چلی گئی
اُس دختر نے کہا تخت کے نیچے بیٹھی ہی عمرو تخت کے پاس آیا بلی تخت کے نیچے سے نکلکر بھاگی ناگاہ ایک
دیو پیدا ہوا اور اُس بلی کو کھا گیا عمرو نے کہا ای دختر مرزوق جادو تو تو کہتی ہی مین سحر نہین جانتی ہون
مگر تو بڑی ساحرہ زبردست ہی تب تو اُس دختر نے کہا کہ مجکو سحر تین استادون سے ملا ہی اوّل تو مین دمامہ
کی شاگرد ہون دوسرے شمامہ نے مجکو کامل طور پر بتایا ہی اور تیسرے اپنی مان سے الگ سیکھا ہی اور نام میرا
محروق جادو ہی الغرض عمرو اُس دختر کو خدمت امیر با توقیر مین لایا اور کہا یا امیر یہ نازنین دختر مرزوق
جادو ہی اور نام اسکا محروق جادو ہی امیر نے فرمایا ای ملکہ محروق جادو اب تو مسلمان ہو جا وہ دوڑ
کر امیر کے گر پڑی امیر نے اسکو مسلمان کیا پھر ملکہ قریشیہ سلطان رخصت ہوکر جانب پردۂ قاف
روانہ ہوئی امیر کشورگیر نے طبل شادمانی بجوایا اور بڑا جشن عام فتح کا کیا یہ خبر نوشیروان کو ہوئی اسکو
نہایت صدمہ ہوا اسوقت صابر برہنہ پوش نے عرض کیا ای بادشاہ ملک تردمین ختنی اپنے بھائیون کو
ہمراہ لیکر مع ستہ ہزار سوار کے آپ کی مدد کو آیا ہی اور بھائی اسکے بڑے پہلوان زبردست ہین اور نام
انکا سلطان سر برہنہ و طلیشی دیوانہ ہی یہ سنکر نوشیروان نے بختک سے کہا کہ تو سرداران نامی کو برائے
استقبال ان سب کے لیجا اور بڑے اہتمام سے اُن سب کو لے آ بختک نے سب سردارون کو ہمراہ لیکر
پہلوانون کا استقبال کیا اور بڑی شان و شوکت سے دربار مین لایا نوشیروان نے دنگلون پر بٹھایا اور
دو دو جام شراب کے پلائے جب وہ نشۂ شراب سے بدمست ہوئے نوشیروان سے عرض کیا کہ آپ طبل جنگ
بجوائین نوشیروان نے طبل جنگ اُنکے نام پر بجوایا امیر با توقیر کو ہرکارون نے خبر دی امیر نے بھی نقارۂ ندی کا
حکم دیا ادھر بھی طبل سکندری پر چوب پڑی رات بھر دونون طرف تیاری جنگ رہی صبح کو میدان آراستہ ہوا
دونون لشکرون کی صفین جم گئین نقیب نقابت کرکے چلے گئے سلطان سر برہنہ میدان کارزار مین آیا اور
امیر کا نام لیکر پکارا امیر بھی اشقر دیوزاد کو چمکا کر نکلے اور مقابلہ مین سلطان سر برہنہ کے آئے بعد نگاورزی
و تیغ زنی نیزہ بازی ہوئی امیر نے نیزہ سلطان سر برہنہ کا ہوائی کیا اُسنے جھنجھلا کر تلوار کھینچی اور جھپٹ کر
وار کیا امیر نے بازو بچا کر قبضے پر ہاتھ ڈالدیا اور جھٹکا دیکر تلوار چھین لی اور کمر زنجیر کو تھام کر اُٹھا لیا اور
سر سے بلند کرکے چرخ دیکر زمین پر مارا اور چھاتی پر چڑھ کر مشکین باندھ لین اور عمرو کے حوالے کیا
طلیشی دیوانہ نے جو دیکھا بہت برہم ہوا دہین سے تلوار کھینچکر دوڑا امیر نے فرمایا تھم تھم گھبرا نہین طلیشی
دیوانہ نے آتے ہی تلوار کا وار کیا امیر نے اُسکی بھی تلوار چھین لی اور بند دست مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا
اور چرخ دیکر زمین پر مارا حق گرد اُٹھا زمین تھرا گئی امیر نے چھاتی پر چڑھکر اُسکی بھی مشکین باندھ لین
ملک تردمین ختنی نے جو دیکھا کہ میرے دونون بھائی گرفتار ہوگئے لشکر کو حکم کیا کہ بلوہ کردو تمام
لشکر کفار تلوارین کھینچکر آ پڑا ادھر سے لشکر اسلام تلوارین پکڑ کے کفار پر گرا تلوار چلنے لگی جنگ مغلوبہ ہوگئی
ایک ایک ہاتھ سے کشتون کے پشتے لگا دیے دریائے خون بیان سے دہان تک جاری ہوا آخرکار لشکر کفار

سے نے شکست کھائی نوشیروان اور بختک مع ملک زوبین قصنی بھاگے مدائن کا راستہ لیا امیر کشورگیر نے قلو شمیر
کو فتح کیا اور ایوان شاہی میں آکر بیٹھے دربار جمع ہوا امیر نے فرمایا لاؤ سلطان سر برہنہ اور کلبشی دیوانہ
کو عمرو نے دونوں کو لاکر حاضر کیا امیر نے دونوں کو کرسیاں بیٹھنے کو دین اور فرمایا تم مسلمان ہو جاؤ ان
دونوں نے قبول کیا غرضکہ وہ کلمہ پڑھکر مسلمان ہوئے اُدھر نوشیروان جو بھاگا سیدھا مدائن کو چلا راہ میں
بختک نے صلاح دی کہ میری یہ رائے ہے اگر بہتر جانیے تو ملک اصفہان کو چلیے کہ بادشاہ وہاں کے
شہروں کے بڑے بہادر ہیں کہ انکا مثل و نظیر آج نہیں ہے نوشیروان بادشاہ راضی ہوا اور ایک نامہ
مندویل اصفہانی کو لکھا کہ میں امیر حمزہ صاحبقران سے سخت عاجز آیا ہوں تمھارے ملک میں آتا ہوں
اگر تمھاری خوشی ہو آؤں اور تم میری مدد کرو یہ نامہ ملفوف کرکے گرگس ساسانی کو دیا اور وہ بہت جلد ملک
اصفہان میں پہونچا اور بادشاہ اصفہان نے نامہ پڑھا اور اسیوقت جواب نامہ لکھا کہ اے بادشاہ
ہفت کشور نوشیروان عادل نامہ آپکا آیا نہایت مسرت حاصل ہوئی میری عین خوشی ہے کہ آپ
تشریف لائیے میں ضرور آپکے واسطے امیر حمزہ سے لڑونگا جب جواب نامہ نوشیروان کو پہونچا نوشیروان
نوشیروان نے کوچ کیا اور چند روز میں قریب اصفہان کے پہونچا شاہان متعلقہ اصفہان اپنے اپنے
قلعوں سے باہر آئے اور استقبال نوشیروان کا کیا اور بڑے جاہ و حشم سے بارگاہ میں لائے اور دعوت
ضیافت نوشیروان کی کی محفل عیش برپا کی نوشیروان بیٹھا ہوا دعوت کا کھانا کھا رہا تھا کہ ایکبار آہ
جگر خراش کھینچی مندویل نے کہا اے بادشاہ نوشیروان خیر تو ہے یہ آہ کیوں کھینچی نوشیروان نے کہا اے
مندویل اصفہانی کوئی بہادر ایسا پیدا نہوا کہ امیر حمزہ کو زیر کرتا اُسنے کہا خیر کیا ہوا اب دیکھیے کہ
آپکو کیا ہوتا ہے غرضکہ نوشیروان ملک اصفہان میں رہنے لگا اُدھر عمرو نے امیر باتوقیر کی طرف سے
معدیکرب کو حکم دیا کہ پیش خیمہ طرف اصفہان روانہ کیا جائے اُسیوقت معدیکرب پیش خیمہ امیر باتوقیر
مع لشکر لیکر اصفہان کو روانہ ہوا عمرو نے امیر سے کہا کہ میں چاہتا ہوں آپ مجکو بھی رخصت کریں کہ میں
آپ سے پیشتر اصفہان میں پہونچوں کہ لشکر اصفہانیوں کا دیکھوں کیا آراستگی اور سامان ہے دوسرے
یہ کہ میں نے سُنا ہے ایک عیار اصفہان میں ہے اسکو گلباد عراقی کہتے ہیں اُسکے چار ہزار شاگرد ہیں میں جاتا
ہوں اُسکے پاس پہونچوں اور سب عیاروں کا امتحان کرکے زیر کروں امیر باتوقیر یہ سنکر مسکرانے لگے اور
عمرو کو رخصت کیا خواجہ عمرو بعد طے مراحل و قطع منازل کے بہ آسائش اصفہان میں آئے وہاں لشکر شہنشاہ
عراقی قریب آتشکدہ کے اُترا ہوا تھا عمرو دربارگاہ پر آیا دیکھا بارگاہ نہایت نفیس و آراستہ ہے اور نوشیروان
تخت سلطنت پر بیٹھا ہے بختک مسند وزارت پر قائم ہے عمرو نے دل میں کہا کہ اندر بارگاہ کے چلنا چاہیے
یہ سوچ کر عمرو اندر بارگاہ کے آیا اور ادھر اُدھر خوب سیر کی جب باہر بارگاہ کے آنے لگا دیکھا کہ لوگ خوانوں کو
بورے لیے جاتے ہیں عمرو نے ایک باربردار سے کہا اے برادر ان بوروں میں کیا ہے اُسنے کہا کہ یہ بختک
کا بختیارک سیر کرنے گیا ہے اور کھانا بہت سا پکنے والا ہے ان بوروں میں [illegible] ہے میں لیے جاتا ہوں
عمرو نے کہا اے برادر مجکو دو میں پہونچا دونگا تم تھک [illegible] گئے ہوگے اس واسطے کہ اگر محنت ایسی کرونگا تو
تمھارے باورچیخانے میں بھی کھانا کھاؤنگا اُسنے وہ بار حلوے کا عمرو کو دیدیا عمرو نے دارو بیہوشی
بہت سی اس میں ملا دی اور اُسکے ساتھ باتیں کرتا ہوا چلا جب سیرگاہ پر پہونچا دیکھا عمرو نے

کہ بختیارک کے ساتھ جمیع احباب و ملازمان بے انتہا ہی اور صحبت دوستان مین بیٹھا شراب خواری کر رہا ہی عمرو نے
وہ نمک لیجا کر باورچیون کو دیدیا باورچیون نے وہ سب نمک کھانون مین چھوڑ دیا جب کھانا تیار ہوا
دسترخوان بچھا بختیارک وغیرہ یہان سب کھانے بیٹھے اور ملازمون کو بھی تقسیم ہو گیا سب کے سب وہ کھانا
کھاتے ہی بیہوش ہوے عمرو نے بختیارک کو برہنہ کیا اور پوشاک اُسکی آپ پہنی اور خود بختیارک کی صورت
بنا اور بختیارک کو ایک ڈھابلی مین کبوترون کی کٹھری باندھکو بند کر کے قید کر دیا پھر جمیع احباب اور
ملازمون کو ہوش مین لاکر کہا اب چلو یہان اب لطف شراب و کباب کچھ نہین بختیارک نقلی اُٹھ کھڑا ہوا بارگاہ
مین نوشیروان کی آیا بختک نے کہا ای فرزند تو کہان گیا تھا بختیارک نے عرض کیا ای بابا جان سیر کرنے گیا تھا
لیکن اِس روز شہنشاہ عراقی نے صحبت جشن آراستہ کی تھی مگر بادشاہ نوشیروان ایسا مکدر خاطر تھا کہ مطلق کسی سے
ہمکلام نہوتا تھا ہلیل جنگ عراقی نے کہا ای بادشاہ ہفت کشور آج آپ کا مزاج کیسا ہی کہ آپ نہایت
اسوقت پریشان اور مکدر ہین نوشیروان نے کہا ای ہلیل جنگ عراقی امیر حمزہ سے مین نہایت عاجز و مجبور
ہوا ہون ہلیل جنگ عراقی نے کہا ای بادشاہ مین نے سُنا کہ حمزہ رعیت زادہ ہی نوشیروان نے کہا سب
غلط اور جھوٹ ہی امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران کا ایک نوکر بارہ ہزار ملک ہندوستان کا بادشاہ ہی دوسرے
شاہزادہ چین یعنے خاقان چین اور بیٹا اسکا بہرام گرد یہ سب اُسکے نوکر ہین یکایک بختک آیا اور اُسنے
کہا ایک عیار امیر باتوقیر کا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نام ہی اُسکا علاج کسی طرح نہین ہو سکتا ہی ہلیل نے
کہا ای ملک جی اُسکی کیا اصل اور حقیقت ہی تمنے ہمارے عیار گلباد عراقی کو نہین دیکھا بختک نے کہا کیا وہ بھی اسی طرح
کا عیار طرار ہی ہلیل نے کہا اُس سے بھی زیادہ ہی بختک نے کہا عمرو بلاے بے درمان اور آفت جان ہی اٹھارہ
برس سے بادشاہ ہفت کشور نوشیروان کو پریشان کر رکھا ہی یہ سُنکے ہلیل جنگ عراقی نے اُسی وقت گلباد
عراقی کو طلب کیا گلباد نے آتے ہی سجدہ کیا اور پاے بادشاہ نوشیروان پر بوسہ دیا ہلیل نے کہا ای بختک
دیکھو اُسکا کیا طور ہی بختک نے کہا ای ہلیل جنگ عراقی آپ سچ کہتے ہین بہت خوب عیار ہی لیکن عمرو کو بھی
اِس سے کم نہ سمجھیے گا گلباد نے کہا ای ملک جی مجکو آپ کس سے مشابہت دیتے ہین ہلیل نے کہا ای گلباد
بختک کہتا ہی عمرو بہت بڑا عیار طرار بلاے بے درمان ہی مین کہتا ہون گلباد اُس سے کہین بڑھا ہوا ہی
گلباد نے کہا ہر طرح مجکو اطاعت و فرمانبرداری نوشیروان سے کام ہی مین جان اپنی لڑا دونگا بختک نے
کہا ای ہلیل و گلباد کیا تعجب ہی کہ اسوقت عمرو اِس دربار مین موجود ہو ہلیل نے کہا بختک تو تو احمق
ہو گیا ہی اگر عمرو اِس دربار مین ہی تو بتا کونسا عمرو ہی معلوم ہوتا ہی تو کور دل ہی بختک نے کہا عمرو بصورت
اصلی نہو گا کسی اور بھیس مین ہو گا کس واسطے کہ اُسکو اختیار ہی وہ چاہے تو دن بھر مین بہتر صورتین بدلے اگر
اِس جگہ اسوقت ہی تو یا تو رکابدار یا اور کوئی شکل بنا ہوا ہی ہلیل باواز بلند پکارا کہ ای خواجہ عمرو بن
امیہ ضمری اگر اسوقت تم اِس دربار مین حاضر ہو تو صورت اصلی اپنی ہمکو دکھا دو کہ ہمارے تمھارے
کوئی رنج و ملال نہین ہی اگر ہی تو نوشیروان سے ہی اسکا دین تمھارے دین کے خلاف ہی اور ہمارا ایک ہی
طریقہ ہی جو دین و آئین تمھارا ہی وہی ہمارا بھی ہی ہلیل جنگ عراقی ابھی یہ کہہ رہا تھا کہ بختیارک نقلی اُٹھ کھڑا
ہوا بختک نے کہا ای فرزند کہان چلے عمرو آگے ہلیل کے آیا اور صورت اصلی اپنی دکھائی اور بختک سے عذر و معذرت
کرنے لگا بختک نے کہا ای عمرو بیٹا میرا بختیارک کہان ہی تو نے اُسکو کیا کیا عمرو نے کہا ملک جی ڈرو نہین

بیٹا تھارا بختیارک سیرگاہ مین جو دُھابلی کبوترون کی بنی ہوئی ہو اُسمین بند ہو عہلیل نے کہا ای خواجہ تم آگے امیر حمزہ سے کیون آئے ہو اسکا کیا منشا تھا عمرو نے کہا مین نے مہتر گلباد کی بڑی تعریف سُنی تھی کہ وہ عیار بے بدل ہو اس سبب سے مین پہلے امیر با توقیر سے آیا کہ اُس سے ملاقات کرون اور دیکھون اور اُسکو عیاری کرکے حلقۂ اطاعت مین لون گلباد آگے بڑھا اور کہا ای عمرو تو مجکو اپنے حلقۂ اطاعت مین کھینچے گا عمرو نے کہا ہان ضرور ایسا کرونگا اسیواسطے مین پیشتر امیر با توقیر سے آیا ہون مہتر گلباد عراقی نے کہا تو فقط اتنا ہی کر کہ اب تو شہر سے باہر چلا جا اگر پھر تو شہر مین کسی صورت سے آ ئیگا تو مین تیرا غلام حلقہ بگوش ہو جاؤنگا عمرو نے کہا بہتر یہ کہکر اُٹھا اور بختیارک کی منڈیل اور قلم دوات بختک کو دیدی اور مثل برق تڑپ کر باہر آیا اور اپنے تئین شہر سے باہر کیا یہان گلباد نے آٹھو دروازے شہر کے بند کردیے اور قفل زبردست اُن دروازون مین ڈال دیا اور ایک دروازہ کھلا رکھا اور آپ اُس دروازے پر بہت ہوشیاری سے بیٹھا اور گرد شہر کے خندق عمیق کھدوا کر پانی بھروا دیا اور چار ہزار عیار چارون طرف آٹھون دروازون کے برجون پر مقرر کیے عمرو پانچ روز تک شہر مین پھیرا رہ نپایا اتفاق روزگار ایک قافلہ آیا اور اُس قافلے مین خواجۂ داراب قافلہ باشی تھا اور وہ گلباد کا بھی شریک تھا عمرو صورت بدل کر اُس قافلے مین آیا اور سیر کرنے لگا ناگاہ سرہنگ مصری بھی وہان آگیا عمرو نے جو سرہنگ مصری کو دیکھا اپنے پاس بلایا کہ اسوقت تم خوب آگئے غرضکہ عمرو نو غلام کی صورت بنا اور سرہنگ مصری کو خواجہ سوداگر کی شکل بنایا اور چلا خواجۂ داراب کے خیمہ پر آیا خواجۂ داراب نے سرہنگ مصری کی تعظیم کی سرہنگ مصری نے کہا ای خواجۂ داراب مین بھی سوداگر ہون اور میرا اسباب خدا پرستون نے چھین لیا فقط ایک یہ غلام میرے پاس رہگیا ہو مگر یہ بڑا صاحب کمال ہو اشعار اساتذہ اسکو خوب یاد ہین اور گاتا بھی خوب ہو اور ساز بھی عمدہ بجاتا ہو اور بہادر بھی ہو اگر تمھارا جی چاہے تو تم لے لو خواجۂ داراب نے کہا وہ غلام کہان ہو سرہنگ مصری نے آواز دی ای مقبول اِدھر آ عمرو جھپٹ کر خواجۂ داراب کے پاس آیا داراب نے دیکھا بہت خوش ہوا اور کہا کچھ پڑھ عمرو نے ایک شعر عاشقانہ دلچسپ پڑھا داراب پھڑک گیا ایسا خوش ہوا عجب نہ تھا کہ عمرو کو گلے سے لگالے سرہنگ مصری نے کہا یہ چنگ بھی بہت خوب بجاتا ہو اور طنبورے بانسری وغیرہ کا تو اُستاد کامل ہو غرضکہ داراب نے جو قیمت اُس غلام کی کہی سرہنگ مصری نے وہ دیدی اور غلام نقلی کو داراب نے مول لے لیا سرہنگ مصری قیمت لیکر چلا گیا داراب نے اپنے ملازمون کو حکم کیا کہ اسباب بار کرو اب شہر مین چلکر مقیم ہونگے بموجب حکم داراب اسباب بار ہوا اور قافلہ سوداگر کا شہر کو روانہ ہوا ادھر گلباد کو خبر ہوئی کہ سرہنگ مصری شہر مین آیا ہو گلباد نے کہا اچھا آیا ہوگا پھر گلباد کو خبر ہوئی کہ داراب سوداگر بھی مع قافلہ و اسباب وغیرہ کے آتا ہو گلباد نے کہا آنے دو دوسرے دن گلباد مع چند عیارون کے ٹہلتا ہوا سیرکنان داراب کے پاس پہونچا داراب نے تعظیم کی پاس بٹھایا کہا آج کل تمھارے شہر مین گلی گلی شور و غل کیسا ہو اور شہر تمھارا کچھ پر آشوب رہا ہو گلباد نے عمرو کی ساری حقیقت بیان کی اور کہا کہ اکثر تم آئے ہو یہ غلام تمھارے پاس نہ تھا اب یہ غلام کہان سے لائے ہو مگر وہ غلام نقلی آگے اُٹھ کے سو رہا تھا پھر گلباد نے کہا ای داراب اِس غلام کو تم کہان سے لائے ہو داراب نے کہا ای گلباد مین پردۂ ظلمات کی طرف گیا تھا وہان سے خرید کر لایا ہون گلباد نے کہا کتنی قیمت کو خرید اہی داراب نے کہا دس ہزار روپے کو مول لیا ہو اور اس غلام مین بہت

صفتین ہین بیان کرنا اُنکا فضول ہی آپ خود ملاحظہ کر لیجیے گا ادنیٰ سی صفت یہ ہی کہ ایسا خوب گاتا بجاتا ہی
کہ مین جانتا ہون کہ شاید پردۂ دنیا پر کوئی اور دوسرا ایسا گاتا بجاتا ہو گلباد نے ہزار روپے اور منافع دیگر گیارہ ہزار
روپے کو وہ غلام نقلی مول لیا داراب نے کہا یہ غلام تو نے کسواسطے خریدا گلباد نے کہا مین نے اپنے واسطے
مول لیا داراب نے کہا سچ کہتا ہی یا جھوٹھ کہتا ہی کسواسطے کہ مین اسکو چاہتا ہون اگر تیرے پاس رہیگا تو مین
جب چاہونگا دیکھ لونگا اور اگر یہ بادشاہ کے پاس جائے تو پھر آنا اسکا گھڑی گھڑی مشکل ہی گلباد نے کہا ای
داراب یہ تیرے پاس نہ آئیگا داراب نے کہا وہ تیرے پاس رہنے کو راضی نہین ہی تب تو گلباد نے عمرو سے
کہا ای غلام میرے پاس آ مین تجکو اپنے گھر لیچلونگا عمرو رونے لگا کہا مین اپنے آقا کو بہت چاہتا ہون مین کبھی اُنسے
جدا نہونگا گلباد نے کہا اسطرح میرا آقا تجکو رکھتا تھا اُسی طرح مین بھی تجکو رکھونگا داراب نے بھی کہا تو جا کبھی کبھی
جب تجکو مہلت کاروبار سے اپنے آقا کے ہوگی تو چلا آیا کرنا گلباد نے بہرام سے کہا ای بہرام اس مقبول غلام کو
میرے گھر پہونچا دے بہرام عمرو کو ہمراہ لیے ہوئے گلباد کے گھر مین لایا گلباد کی زوجہ کو عمرو نے سلام
کیا اور نام زوجۂ گلباد کا خوبک تھا آتے ہی عمرو نے جوتیان زوجۂ گلباد کی سیدھی کر کے جھاڑ کے
قاعدے سے رکھدین اور سلا اور لوٹا پانی بھر کر اور ڈبیا منجن کی اور جیبی لاکر سامنے خوبک کے یہ اسباب
واسطے منھ دھونے کے رکھا اور رومال لیکر کھڑا ہوا اور کچھ مزے کے شعر عاشقانہ اشتیاقانہ آہستہ آہستہ
پڑھنے لگا زوجۂ گلباد منھ دھویا کی اور اشعار سنا کی مگر وہ غلام نقلی یعنے عمرو زوجۂ گلباد کو بہت پسند
آیا دل مین کہا اب اس غلام مقبول کو اپنے پاس رکھونگی مین تو گلباد کو نہ دونگی چاہے خوش ہو چاہے ناخوش
یہ ذکر تھا کہ گلباد برج قلعے کا عیارون کو سپرد کر کے گھر مین آیا اُدھر اُس روز عمرو سے گلباد شرط تو کر چکا تھا
کہ اگر ایک مرتبہ بھی تو شہر مین چلا آئیگا تو تمام عالم سے تو عیاری مین بہتر ہی مین شرط ہارا اور تو جیتا
غرضکہ گلباد جب اپنے گھر مین آیا زوجہ نے اسکی کہا ای گلباد اس غلام کو مین اپنے پاس رکھونگی
اور تجکو نہین دونگی پھر تمام اسکی خدمتگزاری اور اشعار خوانی گلباد سے بیان کی گلباد نے کہا اچھا
تمھین اپنے پاس رکھو کیا مضائقہ ہی یہ کہکر گلباد چلا گیا اور تین روز برابر گھر مین نہ آئے سویا عمرو وہی
اپنی خوش طبعی کیا کرتے اور اشعار پڑھتے ہین زوجہ گلباد بہت خوش ہی جب رات کا وقت ہوتا ہی
جہان جوتیان اسکی رکھی رہتی ہین وہان دوپہر رات گئے پڑکر سو رہتا ہی چوتھے دن گلباد گھر مین آیا اور رات
کو پہلوے زوجہ مین سویا عمرو بھی اسی جگہہ سو رہا جہان روز سوتا تھا بعد دوپہر رات کے اُٹھا دیکھا کہ
دونون بیخبر سو رہے ہین اسنے بیہوشی سنگھا کر دونون کو بیہوش کیا اور خوبک کے سر کے بالون سے داڑھی
گلباد کی بجلے مضبوط باندھ دی پھر کچھ سوچ کے گلباد کی داڑھی اور زوجۂ گلباد کے سر کے بال بالکل تراش لیے
دونون کو صفاچٹ میدان کر دیا اور دونون کو برہنہ کیا گلباد کو تو خوبک یعنی عورت کی شکل بنایا اور
خوبک کو گلباد یعنی مرد کی صورت کر دیا اور سب پوشاک و لباس اور سرمہ کاجل وغیرہ سے آراستہ کر کے چھوڑ دیا اور
آپ تمام مال اور اسباب گھر کا لیکر راہی ہوا جب صبح ہوئی کنیزین اُٹھین دیکھا دونون جورو خاوند پڑے لیٹے
ہوے سو رہے ہین مگر زوجہ گلباد نے ہمیشہ سے یہ مقرر کر دیا تھا کہ ایک کنیز قبل طلوع آفتاب آتی تھی اور مہندی
وسمے وغیرہ سے دونون کو آرایش کرتی تھی بعد اسکے دونون کو جگاتی تھی چنانچہ وہ کنیز حسب معمول اُس روز بھی
آئی اور گلباد کو آراستگی زن سے درست کرنے لگی کیونکہ عمرو نے گلباد کو تو بصورت زن بنا دیا تھا اور زوجہ

گلباد کو بطریق مردانہ کے اُس کنیز نے آراستہ کرکے کہا اُٹھیے ہوشیار رہو جیسے صبح ہو اور جو کچھ آرائش باقی ہو وہ
بھی کردن گلباد بیدار ہوا کنیز کو جھڑکا کہا قطامہ دلوائی ہوئی ہو عورتون کی آرائش سے مجکو فرمین کرتی ہو کنیز
ذرا الگ ہٹ گئی یکایک زن گلباد بھی اُٹھی دیکھا دوسری عورت آراستہ و پیراستہ کی ہوئی بغل مین جیرے
لیٹی ہو پہلے دل مین اپنے کہا شاید گلباد نے رات کو دوسری عورت اور بلوائی ہو ایک دو ہتڑ مارا کہا او
قطامہ تو میرے شوہر کو خراب کرنے آئی ہو گلباد گھبرا کے اُٹھ بیٹھا کہا اری بی بی مین یہ کیا کرتی ہو مین عورت
نہین ہون گلباد ہون ذرا آئینہ مین اپنی صورت تو دیکھو تم کون ہو خوبانے آئینہ جو منگا کر دیکھا کہا واہ وا
این گل دیگر شگفت تم مین ہون اور مین تم ہو رات کو یہ کیا کرشمہ ہوا زن گلباد سر پر ہاتھ پھیر کر جو دیکھتی ہو تو ایک
بال برائے نام بھی نہین ہو سارا سر گھٹا ہوا ہو گلباد جو اپنی داڑھی پر ہاتھ پھیرتا ہو تو نہ داڑھی ہو نہ مونچھ سر منڈا
چھلا ہوا کیسر دو ہو نہایت شرمندہ اور خفیف ہوا گلباد نے کہا یہ کام سوائے عمرو عیار کے اور کسی کا نہین ہو کنیز دن
سے کہا بلاؤ مقبول غلام کو کنیزون نے آکر کہا نہ تو مقبول غلام کا کہین پتا ہو نہ گھر بھر مین کوئی اسباب باقی ہو
کوئی چرا لیگیا بالکل گھر کا صفایا کر گیا لیکن جب عمرو یہ سب کرشمہ کرکے جانے لگا تھا تو ایک پرچہ کاغذ لکھکر ڈال گیا
تھا ایک کنیز نے وہ کاغذ اُٹھا کر گلباد کو دیا اُسنے پڑھا لکھا تھا منم شاہ عیاران عیار خواجہ عمرو بن اُمیہ نامدار
مین نے تجھپر اور تیری جورو پر رحم کھایا کر قتل نہین کیا کسواسطے کہ تو میرے قبضہ مین تو آچکا تھا مگر تیرے خون سے
درگذرا بس فقط حلقہ عیاری مین اپنے تجکو کھینچ لیا کہ وہ جو دعویٰ عیاری تیرا تھا اُسکو مٹا دیا گلباد نے وہ کاغذ
پڑھکر پھاڑ ڈالا اور بہرام سے کہلا بھیجا تو عمرو کو شہر مین دریافت کرکے کہان ہو اور جو کوئی مجکو پوچھے کہدینا کہ
گلباد بیمار ہو وہ شخص بہرام عیار کے پاس گیا اور حال گلباد کا بیان کیا اور پیام گلباد کا بہرام سے کہا اتفاقاً
اُسیوقت جہلیل و نجنگ و ہرمز بھی بہرام عیار کے یہان آئے اور کہا کل سے گلباد نہین آیا کیا حال ہو بہرام نے کہا
گلباد بیمار ہو گیا نجنگ نے جہلیل و ہرمز سے کہا آؤ چلو گلباد کو دیکھ آئین ایسے کامل کی عیادت کرنا فرض ہو
اُن دونون نے کہا چلو جب گلباد کے گھر آئے گلباد کو خبر ہوئی کہ نجنگ اور ہرمز و جہلیل جنگ عراقی تعادی
بیماری کا حال سُنکر دیکھنے آئے ہین گلباد مجبور ہوا آخرکار گھر مین اُن تینون کو بُلا لیا جہلیل و ہرمز نے دیکھتے ہی
گلباد کو کہا ہائین ارے یہ کیا ہوا نجنگ ہنسا اور صلوٰۃ پڑھی گلباد نے کہا خواجہ عمرو نے یہ حال میرا اور میری جورو
کا کیا اور سارا گھر لوٹ کر لیگیا خیر بعد چند روز کے اسکا عوض عمرو سے لونگا اب تم لوگ ہمارے یہان رہو جبتک
کچھ کچھ ریش کے بال نکلین یہ سُنکے نجنگ وغیرہ گلباد کے گھر مین مہمان ہوے اور کھانے عمدہ عمدہ اور شراب
و کباب سے دعوت و ضیافت انکی کی بعد چندے کے ایک روز گلباد عمرو کی تلاش مین اپنے گھر سے نکلا
ادر کوتوالی چبوترے پر آکر بیٹھ گیا دیکھا کہ ایک قلندر جاتا ہو گلباد نے پہچانا اور پکارا ای قلندر کھڑا رہ تجھسے
ایک کام ہو یہ کہکر چبوترے پر سے ایک جست کی عمرو نے جو دیکھا گلباد آتا ہو خنجر کھینچکر جھپٹا اور گلباد کو
ایک ہاتھ مارا گلباد نے خنجر روک کے اپنے سب عیارون کو پکارا کہ جلد دوڑکے آؤ عمرو کو گھیر کر پکڑ لو
عیاران گلباد یہ شور کرتے ہوے دوڑے کہ لینا پکڑنا جانے نہ دینا عمرو جست کرکے ایک کوٹھے پر گیا گلباد
عراقی بھی پیچھے خواجہ عمرو کے جست کرکے بالاے بام آیا اور شاگردون کو آواز دی کہ جلد آؤ یہ سابان نادہ جانے
نہ پائے عمرو یہ سُنکر پھر بھاگا اور جست کرکے دوسرے کوٹھے پر گیا گلباد بھی جست کرکے پہونچا جب خواجہ عمرو نے دیکھا کہ
گلباد مع شاگردون کے تعاقب کیے ہوے چلا آتا ہو اسوقت خواجہ عمرو نے منڈھی حضرت دانیال علیہ السلام کی زنبیل سے

نکال کے کھڑی کی اور ایک پلنگڑی اُس مین بچھا کر آرام کرنے لگے گلباد نے جب یہ دیکھا تو فوراً شاگردون کو حکم دیا کہ اب اسے چارون طرف سے گھیر لو اور تیر اور پتھر مارو کہ اب یہ تھک گیا ہے بس ان سب نے ایسا ہی کیا مگر کچھ حربے اثر نہ کیا یہ حیران تھا کہ کیا کرون اور قریب جانے سے ڈرتا بھی تھا کہ عیار کامل ہے ایسا نہو کہ دام مکر مین پھنسا لے پس عمرو نے زنبیل سے ایک پتلا اپنی ہمشکل نکالا اور گلیم اوڑھ کر اُس پتلے کو ایک طرف پھینکا سبکو معلوم ہوا کہ عمرو نے جست کی سب عیار مع گلباد اُس طرف دوڑے عمرو جست کرکے اور ایک کوٹھے پر آیا اور آواز گریہ سُنی حیران ہوا کہ کون یہان روتا ہے دریافت کرنیکو نیچے اُترا معلوم ہوا کہ سمینہ بانو اُنکی ہمشیر کا گھر ہے وہ عمرو کو دیکھتے ہی لپٹ گئی اور کہنے لگی کہ بھیا تمھارے بہنوئی کو مین نے تمھارے پاس بھیجا تھا اور کہدیا تھا کہ جسطرح ممکن ہو بھائی صاحب کو یہان لے آؤ صد شکر کہ وہ کسی نہ کسی بہانے سے تمھارے پاس پہونچے اور تمکو لائے مین نے جب تمھارے یہان آنیکی خبر سُنی تھی مین ڈر رہی تھی آخر تمھارے بہنوئی کو تمھاری تلاش مین بھیجا مین شکر کرتی ہون کہ پروردگار عالم نے صحیح و سالم تمکو مجھسے ملایا اب تم یہان چین سے رہو عمرو نے کہا اے بہن سمینہ کسوقت مین تجسے ملاقات ہوئی ہے کہ مین نہایت حیران و پریشان اور مفلس ہو رہا ہون بچے بالے بھانجی بھانجے کیا کہینگے کہ ماموں جان ہمارے گھر مین خالی ہاتھ آئے مگر انشاء اللہ تعالے پروردگار عالم کارساز مطلق ہے کوئی نہ کوئی سامان مہیا کردیگا سمینہ بانو نے کہا بھیا تم اسکا خیال نہ کرو یہ بھی تمھارا گھر ہے جب تمھارے پاس ہوگا لڑکونکو دیدینا پھر سمینہ بانو نے کنیزون سے کہا کہ جلد گرم پانی لاؤ میرے بیرن کے ہاتھ پانون مُنھ دھلاؤ نکھا جھلو پانون دباؤ خدا جانے کہان کے تھکے ماندے مسافت اُٹھائے ہوے آئے ہین عمرو نے کہا ابھی گلباد سے مقابلہ تھا چار ہزار عیارون مین گھرا ہوا تھا مگر خدا نے مدد کی اُنکے دام مکر سے نکالا اور یہانتک مجکو پہونچایا سمینہ نے کہا الحمد للہ خدا نے میری دعا قبول کی غرضکہ سمینہ خاطر و مدارات مین عمرو کی مصروف ہوئی طعامہاے لذیذ تیار کیے ناگاہ ایک لڑکا سامنے آیا عمرو نے سمینہ سے پوچھا یہ کون ہے سمینہ بانو نے کہا اے بھیا یہ تمھارا بھانجا ابوالفتح ہے عمرو اُسکو دیکھ کے بہت خوش ہوے اور ہاتھ پھیلائے سمینہ نے ابوالفتح سے کہا بیٹا آگے بڑھ کے ماموں جان کو سلام کرو ابوالفتح اصفہانی ہاتھ پھیلا کر دوڑ پڑے ابوالفتح اصفہانی نے سلام کیا پھر مصافحہ خواجہ عمرو سے کیا عمرو کے ہاتھ مین انگوٹھی مہر کی تھی ابوالفتح نے مصافحہ کرنے مین ہاتھ سے اُتار لی اور عمرو کو بسبب خوشی کے معلوم نہوا ابوالفتح مصافحہ کرکے عمرو کی گود مین بیٹھ گیا عمرو نے بھانجے کو گلے سے لگایا اور پیار کیا کہ اتنے مین کنیزون نے لاکر دسترخوان بچھایا کھانا طرح طرح کا چنا عمرو اور ابوالفتح وغیرہ نے خوب سیر ہوکر کھانا کھایا آب سرد خوشگوار پیا شکر خدا کیا جب عمرو وغیرہ کھانا کھا چکے کنیزین ہاتھ دھلانے لگین عمرو کی نگاہ اُنگلی پر پڑی دیکھا انگوٹھی مہر کی ہاتھ مین نہین ہے متعجب ہوکر فکر مین بیٹھا سمینہ بانو نے کہا اے بھائی تم اسوقت کیون زیادہ فکرمند ہو کچھ سبب تو بتاؤ عمرو نے کہا مجکو بڑا تعجب ہے کہ جب مین یہان آیا تھا اُس وقت تک میرے ہاتھ مین انگوٹھی مہر کی تھی اور اسوقت میرے ہاتھ مین نہین ہے اتنی دیر مین کیونکر غائب ہوگئی ابوالفتح نے انگوٹھی اپنے ہاتھ سے اُتار کر خواجہ عمرو کو دی اور کہا کہ پہچانیے یہ تو آپ کی انگوٹھی نہین ہے ابوالفتح نے عرض کیا اے ماموں جان مین تو سُنتا تھا کہ آپ بڑے عیار طرار اور چالاک و ہوشیار ہین مین نے انگوٹھی آپ کے ہاتھ سے اُتار لی اور آپ کو خبر نہوئی عمرو نے پوچھا اے ابوالفتح تو نے میرے ہاتھ سے کسوقت انگوٹھی اُتاری تھی ابوالفتح نے کہا مصافحہ کرنے مین عمرو نے کہا مین تم لوگون کے ملنے کی خوشی مین نہایت محو ہوگیا تھا کہ محسوس نہوا دوسرے یہ کہ تم لوگون سے کچھ دغدغہ نہ تھا اطمینان کلی تھا بالکل خیال نہ کیا عمرو نے سمینہ بانو سے کہا اے بہن تمھارا فرزند انشاء اللہ تعالی عیار زبردست ہوگا سمینہ بانو نے کہا اے بھائی تمھاری اسپر نظر لطف و کرم ہوگی تو کچھ کام کا ہوجائیگا اب یہ تمھارے سپرد ہے عمرو نے کہا

ای ہین اگر خدا چاہیگا تو مین ابوالفتح کو فن عیاری مین کامل کردونگا ابوالفتح نے جو عمرو کے ہاتھ مین دستمالی ایسی دیکھی پوچھا کیون ماموجان یہ کیا چیز ہی عمرو نے کہا اسکو دستمالی کہتے ہین ابوالفتح نے کہا دستمالی کیا شی ہی عمرو نے کہا اسمین ایسی بیہوشی رہتی ہی ابوالفتح نے پوچھا داروے بیہوشی کیسی ہوتی ہی عمرو نے اسکا سارا حال بیان کردیا ابوالفتح نے کہا تھوڑی سی مجکو بھی مرحمت کیجیے عمرو نے کہا تم ابھی کیا کروگے اُسنے کہا کسی جگہہ پر کام آجائیگی عمرو نے چالیس تولے داروے بیہوشی ابوالفتح کو دیدی اور کہا اچھی طرح رکھنا پھر خواجہ عمرو وہان رہنے لگے اور ابوالفتح کو فن عیاری سکہانے لگے چندے مین ابوالفتح کو عمرو نے فن عیاری مین کامل کردیا ایک روز عمرو نے ابوالفتح سے پوچھا کہ اس شہر مین کچھ رئیس زادے یا شاہزادے وغیرہ بھی رہتے ہین ابوالفتح نے کہا جی ہان قریب اس مکان کے ایک دختر حسینہ و شکیلہ و جمیلہ رہتی ہی کہ اُسکے حسن دلفریب جمال حیرانگیز کا شہرہ سُن سُنکے دور دور سے بادشاہزادے اور وزیر زادے اور سوداگر بچے آتے ہین عمرو نے کہا نام اُسکا کیا ہی ابوالفتح نے کہا صعوہ جنگی اُسکو کہتے ہین عمرو یہ سُنکے خاموش ہو رہا جب رات ہوئی بعد فراغت طعام وغیرہ سب سو رہے عمرو اُٹھا اور ابوالفتح کو بستر پر سوتا چھوڑا اور چپکے سے باہر آیا سیر کرتا ہوا تہلتا دروازۂ باغ صعوہ جنگی پر پہونچا دیکھا کہ دروازۂ باغ بہشت نژاد ملکہ صعوہ جنگی پر بہت سے آدمیون کا مجمع ہی اور جو آدمی کہ اندر باغ کے جاتے ہین وہ نہایت خوش و خرم ہین اور جوش عشق صعوہ جنگی مین محو ہین اور درد و ولولہ دیکھنے کا دل مین بھرا ہوا ہی اور جو آدمی کہ اندر سے باغ کے آتے ہین وہ نہایت رنجیدہ خاطر مضمحل شکستہ دل چہرہ اُترا ہوا مردے کی صورت ہین اور بہت سے آدمی خموش سکوت مین دروازے پر کھڑے ہین اور بعض بیٹھے ہین عمرو نے ایک شخص سے پوچھا کہ یہ کیا باعث ہی کہ اسقدر تو آدمی پریشان حال مُہر سکوت لب پر سر جھکائے ہوئے متفکر و متردد بیٹھے ہین اور جو اندر جاتے ہین وہ مسرور و شادان ہین اور جو اندر سے آتے ہین وہ پر ملال و محزون ہین اُس شخص نے کہا معلوم ہوتا ہی کہ تو اس شہر مین نیا وارد ہوا ہی عمرو نے کہا ہان مین مسافر ہون وہ شخص بولا کہ اس باغ کے اندر ایک قصر بہتر از قصور سکندر و دارا ہی اُس قصر مین ایک حوروش نازنین و مہ جبین حسین مہر تمکین رہتی ہی اور نام اُسکا صعوہ جنگی ہی تمام رئیس و امیر شاہزادے و وزیرزادے اسکا حسن و جمال سُنکر عاشق ہوے ہین اور اُسکے عشق مین آوارہ وطن خانہ بدوش ہوکر یہان آئے ہین وہ نازنین کسی کے ہاتھ نہین آتی ہی یہ جو بیٹھے ہین اُسکی صورت دیکھنے کو بھی ترستے ہین مشتاق دیدار جمال پرمثال بیٹھے ہین مگر یہ مال و دولت اپنے پاس نہین رکھتے ہین اور جو لوگ کہ دولتمند ہین وہ اندر جاتے ہین اور صحبت مین اُسکی شریک ہوکر بیٹھتے ہین اور اُسکا گانا بجانا بھی سُنتے ہین عمرو نے پوچھا کیا صعوہ جنگی کو گانے بجانے سے بھی شوق ہی اُس شخص نے کہا کہ خوب گاتی بجاتی ہی بلکہ اُس فن مین اپنا نظیر نہین رکھتی جبتک اُن لوگون کے پاس کہ جو اُسکی صحبت مین بیٹھتے ہین روپیہ رہتا ہی اُنکی خاطر و مدارات کرتی ہی اور جب روپیہ ہوچکتا ہی تو نکالدیتی ہی وہ بیچارے محزون و نالان اپنے گریبان مین منہ ڈالے ہوے چلے آتے ہین شعر وہان سے اسطرح مایوس عاشق پھر کے آتے ہین ❊ عدم کو جسطرح دُنیا سے خالی ہاتھ جاتے ہین ❊ اور جو جانیوالے اندر باغ کے ہین دیکھو لوگ کس جوش و ولولے سے شوق وصل مین روپیہ اشرفی اُچھالتے ہوے چلے جاتے ہین مگر وہ بھی چند روز مین اسیطرح باہر نکالدیے جائینگے ان سب کا یہ حال ہی کہ جب بالکل مفلس ہوگئے زیر دیوار باغ معشوق چھاؤنی چھاکر بیٹھے ہین مگر اُسکو پروا بھی نہین ہی کہ کون میرے عشق مین دیوانہ ہی اور کس کو اشتیاق دیدار ہی مگر ہان آٹھ پہر کے بعد ایکبار ملکہ صعوہ جنگی اپنے تئین زیور و لباس سے آراستہ کرکے اور مسی کاجل وغیرہ لگاکر خوب سی بن ٹھن کے سراپا دریچے سے بام کے نکالدیتی ہی اور اپنے صادق عاشقون کو جمال بے مثال دکھاکر بغیر شمشیر بران کے ذبح کرجاتی ہی اور آپ بیٹھ لیتی

ہے عمرو یہ سنکر پیچھے ہٹا اور ایک گوشہ مین آکر رنگ روغن عیاری کا نکالا اور لباس وغیرہ سے آرائش کرکے
ایک سوداگر جلیل القدر کی صورت بنا اور باغ مین ملکہ صعوہ چنگی کے داخل ہوا جسوقت زیر قصر پہونچا اتفاق
سے اسیوقت صعوہ چنگی نے سر دریچے سے نکال کے دیکھا کہ سب عاشق زار میری امید وصل اور اشتیاق
مین موجود ہین یکایک عمرو کی نظر اُسپر پڑی تیر عشق کلیجے کے پار ہوا تیغ ابرو نے حلال کیا اُفت کیلئے دل پکڑ لیا
یہ معلوم ہوا کہ یہ نازنین جست کرکے سینہ پر آ پڑی عمرو آہ کرکے زمین پر گرا سب نے جانا یہ سوداگر بھی عاشق ہو گیا
اُس نازنین نے سر اپنا دریچے سے اندر کھینچ لیا عمرو نے دل سے کہا کہ افسوس توکس بلا مین گرفتار ہوا خدا خیر کرے نظم
بیٹھے بٹھائے خود بخود آزار ہو گیا + اے دل توکس بلا مین گرفتار ہو گیا + سودائے زلف وابروے خمدار ہو گیا +
گھایل تو دل ہوا جگر افگار ہو گیا + غرضکہ جب حواس عمرو کے بجا ہوئے بیتابانہ قصر پر ملکہ صعوہ چنگی کے آیا کہ اُس
نازنین کی دایہ عمرو کے پاس آئی اور پوچھا تم کون ہو عمرو نے کہا مین جوان سوداگر ہون ملکہ صعوہ چنگی کے حسن وجمال
پر عاشق ہوکر آیا ہون اشتیاق دیدار اور حسرت وصال رکھتا ہون اور مشتاق اُسکے گانے بجانے کا بھی ہون دایہ
نے کہا کچھ روپیہ بھی ہے عمرو نے کہا روپیہ کیون نہین ہے مثل مشہور ہے کہ بے زر عشق ٹین ٹین + یہ کہکر عمرو نے ایک توڑا
روپیون کا نکالکر دایہ کو دیا دایہ اپنے ہمراہ لیکر سوداگر نقلی کو اندر لائی عمرو نے دیکھا کہ وہ قصر مثل گلشن ارم ہے ہر چیز
سے آراستہ و پیراستہ ہے فرش شاہانہ بچھا ہے اُسپر مسند جواہر نگار بچھی ہے چھت پر دے زربفت کے جھلا جھل
کر رہے ہین چہار طرف شیشہ آلات معقول ہے ملکہ صعوہ چنگی مثل طاؤس طنازکے جلوہ گر ہے عمرو بصورت سوداگر
آئے اور بے تامل اُسکے پہلو مین مسند پر بیٹھ گئے ملکہ صعوہ چنگی نے کہا پہلے ہمارے تمہارے کچھ شغل چوسر کا ہو عمرو
نے کہا بہتر ہے اس نازنین نے دام چوسر بچھایا اور دل مین کہا اس سوداگر کی کیا اصل حقیقت ہے دم بھر مین سبکے
چھڑوا دونگی جو کچھ اسکے پاس ہے ایک بازی مین تو جیت لونگی مگر یہ نہ جانتی تھی کہ یہ عمرو بلائے بے درمان آفت جان
اُستاد زر عیاری ہے الغرض عمرو چوسر کھیلنے لگا اور ہر بازی صعوہ چنگی سے ہارا اور جو بازی ہارا وہ داؤن مین کم تھی
یہانتک کہ جو کچھ عمرو کے پاس نقد وجنس تھا وہ سب ہار دیا اب ملکہ صعوہ چنگی خوش ہے قہقہے لگاتی ہے عمرو نہایت
فکرمند اور محزون وغمگین دل مین کہتا ہے کیا اپنا بھی حال اب ایسا ہی ہونا ہے جیسا کہ تونے اُن لوگون کو دیکھا ہے اس
تردد وملال سے عمرو کا بدن گرم ہو گیا اور چہرہ اتر گیا مگر پھر دل با حواس کرکے کہا اے عمرو ایک بازی اس سے
بھاری لگا پھر جو کچھ ہوگا دیکھا جائیگا یہ سوچ کر عمرو نے کہا اے ملکہ جو کچھ کہ تمنے مجھسے جیتا ہے ابکی وہ سب بازی مین
لگا دو بلکہ اور کچھ اضافہ اُسپر کردو کہ یہ رفتہ رفتہ سے ایک ہی مرتبہ فیصلہ ہو جائے ملکہ تو بازی جیتے ہوے تھی
سمجھی کہ سچ تو ہے ایک ہی مرتبہ مین اس سوداگر کو جیت کے نکال باہر کرو جھگڑا کسواسطے لگا رہے غرضکہ ملکہ نے
جو مال ودولت اس سوداگر نقلی کا جیتی تھی اُتنا ہی اپنا اور اسقدر اضافہ کرکے بازی مین لگا دیا عمرو نے کہا مجکو منظور
ہے اور کھیلنے لگا پانسہ پھینکنے لگا دفعتہ ہوا تیز چلنے لگی شمع مین جھلملاہٹ پیدا ہوئی عمرو نے گلگیر اُٹھا کر شمع کا
گل جو لیا شمع خاموش ہو گئی اندھیرا ہوا ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہ دیا ملکہ نے خواص کو آواز دی کہ جلدی شمع کو
روشن کر یہان عمرو نے جلدی سے پانسے بدلکر جیتی ہوئی بازی بے رکھدیے کہ اتنے مین خواص نے شمع روشن کی عمرو نے
بازی جیت لی صعوہ چنگی کا منہ فق ہو گیا اب تو ساتھ عیاری کے سب بازیان عمرو نے جیتنا شروع کین القصہ
جسقدر مال ودولت صعوہ چنگی کا تھا سب جیت لیا ایک حبہ اُسکے پاس باقی نہ رہا عمرو نے کہا اے ملکہ اب چوسر
اُٹھاؤ بہت کھیل چکے مین نے تمہارے گانے بجانے کی بڑی تعریف سنی ہے اب کچھ گاؤ بجاؤ صعوہ چنگی

نے چنگ منگایا اور بجا کر گانے لگی جب گا چکی عمرو نے بڑی تعریف کی اور کہا اب چنگ مجکو دو کچھ مین بھی گنگناؤن
صعوہ چنگی نے چنگ عمرو کو دیا عمرو چنگ بجا کر لحن داؤدی سے گانے لگا دو ایک غزلین لحن داؤدی چنگ
بجا کر گائی تھین کہ طائران خوش الحان پرواز کرتے کرتے مثل سحاب کے اوپر چھا گئے اور ہر در و دیوار سے صدا آہ و
آہ کی بلند ہوئی اور پُر درد اشعار کے پڑھنے سے تو یہ نوبت ہوئی کہ انسان کیسے جانوران صحرائی روتے تھے اور
صعوہ چنگی کا تو یہ حال ہوا کہ فریاد و زاری کرتے کرتے بیہوش ہو گئی عمرو نے گانا موقوف کیا خواصون کا یہ حال تھا
کہ کوئی ادھر تڑپتی تھی کوئی اُسطرف لوٹ رہی تھی عمرو اُٹھا اور کیوڑا گلاب لا کر ملکہ صعوہ چنگی پر چھڑکا دامن کی ہوا
دی صعوہ چنگی بڑی دیر کے بعد ہوشیار ہوئی اُٹھ بیٹھی کہا اے سوداگر تو نے اب صبر و قرار و آرام اور تمکین کھو دیا
آج تک مین نے کبھی ایسا گانا نہین سُنا تھا مین خواجہ عمرو کا شہرہ سُنتی تھی وہی لطف و کیفیت تیرے گانے
مین پائی اے سوداگر تجکو قسم ہے دین و آئین کی جو کچھ کہ تو رکھتا ہے سچ بتا تو عمرو تو نہین ہے مجھسے صاف صاف
بیان کر دے خواجہ عمرو بھی تو صعوہ چنگی کے عاشق زار تھے جسوقت اُسنے قسم دی عمرو ہنسنے لگا کہا اے
ملکہ حقیقت مین مین خواجہ عمرو بن امیہ ضمری صعوہ چنگی نے کہا خواجہ اب تم اپنی صورت اصلی دکھاؤ اگر قول تمھارا
سچ ہے مین شکل تمھاری اصلی دیکھون کہ مین بھی مشتاق ہون عمرو نے اُسیوقت اپنی صورت اصلی صعوہ چنگی کو
دکھائی صعوہ چنگی لپٹ گئی اور ہاتھ عمرو کے چوم لیے عمرو نے کہا تجھ مین کیا ایسا کمال ہے جو ہاتھ میرے
چومتی ہے صعوہ چنگی نے کہا مین اسوجہ سے خاطرداری کرتی ہون کہ تجھسے بہتر و افضل بادشاہ ہفت اقلیم
بھی نہوگا اب سب میری آنکھ کے نیچے خاک معلوم ہوتے ہین مین چاہتی ہون کہ تیری کنیزی مین رہون کسواسطے
کہ پھر کوئی دم میرے عشق کا نہ بھرے اور میری خواستگاری نہ کرے مجکو سوائے تیرے کوئی قبول و منظور نہین ہے
اور ان سب عاشقون مین یہ تین عاشق بہت زبردست ہین اُنسے ڈر لگتا ہے کوئی تدبیر اُنسے بچنے کی کرنا چاہیے
ایک عاشق میر انگلباد ہے دوسرا عاشق میر اسمعیل اصفہانی ہے اور تیسرا عاشق میر اگرد عراقی ہے مگر اسوقت تک اُنسے
اتنا بھی نہوسکا کہ میرے دامن کو چھو لیتے اب مین تجھپر عاشق ہون اور یہ تینون مجھپر شیفتہ ہین عمرو نے کہا اے ملکہ صعوہ چنگی
تو دین اسلام قبول کر پھر کیا مجال کسی کی جو آنکھ اُٹھا کر دیکھ سکے صعوہ چنگی نے قبول کیا کلمہ پڑھکر مسلمان ہوئی ملکہ
صعوہ چنگی نے صحبت عیش برپا کی بعد طعام لذیذ و شغل شراب و کباب کے عمرو ملکہ صعوہ چنگی سے ہمبستر ہوے جام
بادہ وصال چلنے لگا تھوڑی سی رات باقی تھی دونون لپٹ کر بوس و کنار کرتے کرتے سو رہے یکایک تیزپائے عراقی
عیار قصر صعوہ چنگی کے آیا دیکھا کہ ایک شخص بصورت سوداگر صعوہ چنگی سے لپٹا ہوا سو رہا ہے قریب کھڑے ہو کر خوب
غور سے دیکھا پہچانا کہ عمرو ہے فوراً دونون کو بیہوش کر کے مشکین باندھین اور اُسی پلنگ پر چھوڑ کر بھاگا کہ مہلیل و حزم
و خدنگ و کلباد کو خبر کرون اُدھر کا حال سُنیے کہ چار گھڑی رات باقی تھی کہ ابوالفتح کی آنکھ کھل گئی بیدار ہوا دیکھا
عمرو بستر خواب پر نہین ہے دل مین سمجھا کہ بیشک ماموخان قصر صعوہ چنگی پر گئے ہین کسواسطے کہ مجھسے سب حال
صعوہ چنگی کا دریافت کر چکے ہین اُسوقت ابوالفتح اُٹھکر چلا اور قصر صعوہ چنگی پر آیا دیکھا کہ ملکہ صعوہ چنگی
اور عمرو ایک پلنگ پر بندھے پڑے ہین سمجھا کہ معلوم ہوتا ہے ماموخان نے عیاری کر کے ملکہ صعوہ چنگی سے
ہمبستری کی سوتے مین کوئی عیار اُنکو باندھکر کسی کو بلانے گیا ہے پھر پانون کے نشان سے پہچانا کہ تیزپائے عراقی
آیا تھا وہ باندھکر کلباد کو خبر کرنے گیا ہے ابوالفتح نے چاہا کہ عمرو کو کھولے عمرو ہوشیار ہو گیا دیکھا کہ مین اور
صعوہ چنگی بندھے ہوئے پڑے ہین اور ابوالفتح سرہانے کھڑا ہے عمرو نے غصہ سے کہا اے ابوالفتح یہ کیا نالائق حرکت

کی تونے ابوالفتح نے کہا ای ماسو نجان تیز پاے عراقی عیار نے تم دونون کو باندھا ہی اور آپ خبر کرنے گلباد
وغیرہ کو گیا ہی صعوۂ جنگی نہایت فکرمند ہوئی ابوالفتح نے کہا ای ملکہ کچھ خوف نہ کرو پھر جلدی سے عمرو کو تو
کھولدیا اور ایک کنیز کو اُسیوقت بصورت سوداگر بناکر عمرو کی طرح آراستہ کرکے اُسی طریق سے صعوۂ جنگی
کے پلنگ پر باندھکے چھوڑ دیا اور آپ عمرو کو ہمراہ لیکر چلا آیا ادھر تیز پاے عراقی نے آکر گلباد اور مہلیل
وہرمزد نخنک کو خبر پہونچائی کہ عمرو بصورت سوداگر صعوۂ جنگی سے ہمبستر تھا مین دونون کو باندھکر چھوڑ آیا
ہون ذرا چلکے دیکھو تو کہ کیا تماشا ہی یہ سُنتے ہی مہلیل وہرمزد نخناک و گلباد قصر مین صعوۂ جنگی کے
آئے اور دیکھا کہ صعوۂ جنگی ایک سوداگر کے ساتھ بندھی ہوئی پلنگ پر پڑی ہی مہلیل نے پیچ وتاب کھاکر
کہا دونون کو قتل کرو گلباد نے منع کیا کہا تامل کرو پہلے صعوۂ جنگی کو بیدار کرنا چاہیے کہ وہ اپنے افعال بد
سے سب کے سامنے منفعل اور شرمندہ ہو پھر قتل کرنے کا اختیار ہی گلباد نے رفع بیہوشی دے کر
ہوشیار کیا صعوۂ جنگی نے آنکھین کھولکر دیکھا کہ سب کھڑے ہین اور ہم دونون بندھے ہین گلباد نے کہا
ای صعوۂ جنگی تونے یہ کیا نالائق حرکت کی اب تجکو اسکی کیا سزا دیجاے صعوۂ جنگی نے کہا مین نے ہرگز سزا کا
کام نہین کیا ہی تجکو کیا کوئی سزا دے سکتا ہی ذرا گوش ہوش سُن تیز پاے عراقی مجھسے عداوت قلبی
رکھتا ہی میری کنیز کو اس صورت سے آراستہ کرکے پاس میرے سُلادیا اور مجکو بیہوش کرکے باندھ لیا دیکھ
موجود تو ہی یہ کنیز ہی یا عمرو بصورت سوداگر ہی جب کنیز کو ہوشیار کیا وہ علیحدہ اُٹھکر کھڑی ہوگئی اور
اپنے تئین بصورت سوداگر مردانے بھیس مین دیکھ کے بہت گھبرائی اور شرمندہ ہوئی تیز پاے عراقی
موجود تھا یہ کرشمہ دیکھکر بہت متعجب ہوا اور پشیمان ہوکر کہنے لگا کہ یہ بھید میری سمجھ مین نہین آتا مین نے
تو عمرو کو گرفتار کیا یہان کنیز کیونکر بدلکر آگئی ہرمزد نخنک تیز پاے عراقی پر بہت خفا ہوے
اور حکم کیا کہ مارو اسکو لوگون نے تیز پاے عراقی کو مارنا شروع کیا ایسا مارا کہ بیدم کردیا دو روز
کے بعد تیز پاے عراقی واصل جہنم ہوا اُدھر مہلیل وہرمزد نخنک باغ کی سیر کرکے اپنے اپنے
مقام پر آئے شام کو پھر گلباد ٹہلتا ہوا باغ مین صعوۂ جنگی کے پہونچا سیر و تماشا کرنے لگا ایکبار
گلباد کیا دیکھتا ہی کہ ایک مالن حسین وخوبصورت اور کمسن چنگیر مین پھولون کا گہنا رکھے کس ناز و غمزہ
سے چلی آتی ہی گلباد نے پکارا او مالن کہان جاتی ہی مالن نے کہا ادہی معتبر جی لو خدا کی شان تم تجکو بھی
ٹوکتے ہو انگلیان مٹکا کر کہا اپنے حواس پکڑو عقل کے ناخن لو روز آتی جاتی ہون ملکہ کو گہنا پھولون کا
پہناتی ہون تم دیکھتے ہو اور آج ٹوکا گلباد نے کہا ای بی مالن خفا نہو جوانی کی اُمنگ نہ دکھاؤ مین تجکو
اسواسطے بلاتا ہون کہ ایک بات مجھسے سُن لو وہ چپکے سے ملکہ صعوۂ جنگی سے کہدینا مالن نے کہا
بیان کردین کھڑی ہون گلباد نے کہا ای چمک چاندنی مالن ذرا میرے پاس آتو مین کان مین تیرے
کہدون مالن نے کہا چل پرے مردوے یہ فقرہ کسی اور کو دے مخلدار کو بلاکے کہلابھیج کہ یہ عہدہ اُسی کا ہی
میرا کام یہ نہین ہی جب گلباد نے دیکھا کہ مالن کسی طرح فریب مین نہین آتی اور یقینی یہ عمرو ہی صورت اپنی
بدلے ہوے جاتا ہی اسطرف عمرو نے دل مین سوچا کہ گلباد نے مجکو پہچان لیا زمین سے پلٹ کے قریب
گلباد کے آیا اور مع چنگیر پھولون کا گہنا گلباد کے مُنھ پر کھینچ مارا جیسے ہی پھولون کی بو دماغ مین
گلباد کے پہونچی فوراً بیہوش ہوکے گرا عمرو نے نعرہ کیا منم شاہ عیاران عیار خواجہ

عمرو بن امیہ ضمری نامدار لوگ دوڑے دیکھا گلباد بیہوش پڑا ہی جا بجا سبھون نے اُٹھائین اُن سبھون کی ناک
مین خوشبو جو پھولون کی پہونچی وہ سب کے سب بیہوش ہوگئے عمرو باغ سے راہی ہوا مگر مہتر شان نے
عمرو کا تعاقب کیا اور للکارتا ہوا دوڑا آگے آگے جست کرتا ہوا عمرو جاتا ہی اور پیچھے پیچھے مہتر شان ہی تھوڑی
دور عمرو گیا تھا کہ ایک گڑھا ملی عمرو اُدھر دیکھنے لگا کہ کسی طرف سے راستہ ملے مہتر شان نے کہا کہ او عمرو
اب میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا عمرو نے کہا او بچہ کیا بکتا ہی وہ جو تیرے مہتر جی پیچھے کھڑے ہین بھلا وہ
تو پہلے میرا مقابلہ کرلین تیری کیا اصل وحقیقت ہی مہتر شان نے پیچھے پلٹ کر دیکھا عمرو نے بیضہ بیہوشی
مارا مہتر شان گرا اور بیہوش ہوگیا عمرو نے اُسکے کپڑے اُتار لیے اور جو کچھ نقد تھا وہ بھی لے لیا اور ٹانگ
پکڑکے مہتر شان کو گڑھیا مین ڈالدیا اور آپ اُسکی صورت بنکر اور اُسی کے کپڑے پہنکر پیر راستہ گئے
باغ مین صعوہ جنگی کے آیا اُسوقت گلباد بھی ہوشیار ہوچکا تھا اور اُسکے عیار سب بیٹھے ہوے تھے
کہ عمرو بشکل مہتر شان آیا اُن عیارون نے پوچھا کہ مہتر جی عمرو ملا یا نہین مہتر شان نقلی نے کہا کہ عمرو
نے تو ناک مین دم کر دیا پھر مخلدار سے کہا او بی بی مخلدار کہو تمھارا کیسا مزاج ہی جیب کیون بیٹھی ہو اور
تمھاری ملکہ کیسی ہین مخلدار نے کہا مہتر جی اچھی ہین مگر پریشانی اس سبب سے ہی کہ ملکہ عمرو کیواسطے رو رہی
ہین مہتر شان نے کہا ملکہ کو ذرا سمجھایا کرو دل بہلایا کرو اگر موقع ہو تو ملکہ کو ذرا ہم بھی دیکھین مخلدار تو
عمرو سے ملی ہوئی تھی بولی آؤ چلو مین تمکو دکھلا لاؤن یہ کہکر مخلدار تو قصر مین داخل ہوئی عمرو بھی بصورت
مہتر شان پردہ اُٹھا کر اندر پہونچا صعوہ جنگی رو رہی تھی عمرو نے گلے سے لگا کر کہا ای ملکہ رو تی
کیون ہو مین کیا کرون کس مشکل سے آنا ملا ہی میری خطا کچھ نہین بقول شخصے گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے یہ
تمھارے یہان کے بھیدی کا روز فتور برپا رہتا ہی اور جو تمھارے یہان بھیدی ہی مین اُسے خوب جانتا ہون
ملکہ نے کہا ای خواجہ وہ کون ہی جلد اُسکا نام بتاؤ عمرو نے کہا سیوتی گلباد سے ملی ہوئی ہی وہ روز سارا
حال بیان کر دیتی ہی ملکہ نے سیوتی کو بُلایا اور کہا او قطامہ نمکحرام تو ہی بغلی گھونسا ہی گلباد سے روز حال
کہدیا کرتی ہی سیوتی مکر گئی اور پکاری او ہی او ہی مجھپر کیون تہمت رکھی جاتی ہی آپکے قدمون کی قسم
بی بی جو کچھ کہا ہو بھلا مجکو کیا پڑی ہی کہ سو کام چھوڑکے اُس موے نگوڑے مارے کو جاکر خبر دونگی اے بی بی
جو تم سے بدی کرے اُسکے دیدے پھوٹ جائین ملکہ نے جھنجلا کر کہا چپ رہ چغلی کھاتی ہی اور مکراتی ہی جو ناحق
کسی کو تو کہیگی تیرے ہی دیدے پھوٹینگے تو ہی اندھی لولی ہوکے بیٹھیگی یہ کہکے ملکہ نے خواجہ سرا کو
حکم کیا کہ مارو کوڑے اِس قطامہ کو اور پوچھو اِس سے کہ تو نے گلباد سے حال خواجہ عمرو کا کہا تھا
یا نہین خواجہ سرا نے جب پانچ سات کوڑے مارے اُسوقت قبول کر جی ہان ایک مرتبہ کے کہنے کی
گنہگار ہون عمرو نے کہا کیون مین جھوٹ تو نہین تہمت رکھتا تھا ای ملکہ اب یہ کرو کہ سیوتی کو مار ڈالو نہین
اسکو قید کردو اور کسی وقت باہر نکلنے نہ دو القصہ ملکہ نے سیوتی کو کوٹھری مین بند کرکے قفل لگا دیا اور
اُس روز سیوتی نے اقرار کیا تھا کہ آج رات کو جو عمرو آئیگا تو مین ضرور تمکو اُسیوقت خبر دونگی گلباد
عیارون کو ساتھ لیے ہوے باہر قصر کے در باغ پر آیا منتظر کھڑا ہی کہ اگر عمرو ادھر سے آئیگا تو مقابلہ
ہوگا اور اگر کسی صورت سے اندر قصر کے پہونچے گا تو سیوتی کہہ چکی ہی ضرور خبر دیگی گلباد تو اِس
انتظار مین رات بھر دروازۂ باغ پر عیارون کو لیے ہوئے راہ دیکھتا رہا یہان خواجہ عمرو نے

ساتھ ملکہ صعوہ جنگی کے تمام شب آرام کیا اور سیوتی کوٹھری مین بند رہی جب دو گھڑی رات باقی رہی عمرو اُٹھا ملکہ سے کہا اب مین جانے کا سامان کرتا ہون صبح قریب ہر مین سیوتی کی شکل بنکر جاؤنگا تم سیوتی کو بعد میرے جانے کے رہا کر دینا الغرض جب صبح ہوئی عمرو ایک گوشہ مین بیٹھکر سیوتی کی صورت بنا ہوا ملکہ کے پاس آیا سلام کر کے ملکہ کی جھٹ جھٹ بلائین لینے لگا اور کہا ای بی بی اب مین جاتی ہون اور آپ کے نمک کی قسم کھاتی ہون اب کبھی آپ کی بات کسی سے نہ کہونگی ملکہ نے کہا چل دور دفان مردار خبردار میرے سامنے نہ آنا عمرو کو اختیار ہی اُسی نے تجکو چھوڑ دادیا ہر وہی جانے مین نہین جانتی یہ کہکے ملکہ نے منھ اپنا اُسکی طرف سے پھیر لیا سیوتی نقلی یعنی عمرو باہر چبوترے پر بارہ دری کے آیا اور پکارا بھلا او صعوہ جنگی بھیا تو نے مارا ہر اور ذلیل کیا ہر دیکھ تو بھی اب جا کر گلباد سے کہکر تجکو اور عمرو کو سزاے معقول لواتی ہون یہ سُنکے ملکہ نے خواصون سے کہا اس قطامہ کو پکڑ لاؤ خوب مارو سب خواصین دوڑین عمرو وہان سے جست کر کے ملکہ کے پاس آیا اور کہا ای ملکہ تجکو تم نے نہ پہچانا منم خواجہ عمرو بھلا ای ملکہ جب تمنے مجکو نہ پہچانا تو وہ گیدی خر کیا پہچان سکتا ہر غرضکہ سیوتی نقلی ملکہ سے رخصت ہو کر چلی اور لونڈیون کیطرح بڑبڑاتی ہوئی دروازے کے باہر آئی گلباد کو دیکھتے ہی رونے لگی اور کہنے لگی واہ مہتر جی مین باز آئی تمھاری محبت مہربانی سے رات کو تمھارے سبب سے موے مردار مونڈی کاٹے عمرو نے ایسی گت میری بنوائی کہ بچیا زندگی تھی جو بچ گئی ملکہ سے کہکر عمرو نے خوب کوڑے کھلوائے اور کوٹھری مین بند کر دیا اب چلتے وقت عمرو نے چھوڑا اب تم ذرا علحدہ چلو تو مین کہتے اور کچھ خفیہ حال کہونگی گلباد نقرے مین عمرو کے آگیا علحدہ آیا عمرو نے نعرہ کیا منم شاہ عیاران عیار خواجہ عمرو بن اُمیہ نامدار یہ کہکر بیضہ گلباد کے مُنھ پر مارا گلباد بیہوش ہو کر گرا عمرو نے جال الیاسی نکالکر گلباد کو باندھ لیا اور پشتارہ کاندھے پر اُٹھا کر پکارا ایہا الناس مین تمھارے اُستاد کو باندھے لیے جاتا ہون یہ سُنتے ہی سب عیار دوڑے اور عمرو بھاگا آتے آتے راہ مین دیکھا ایک دھوبی نوجوان گدھے پر لادی کپڑون کی رکھے ہوے چلا جاتا ہر عمرو برابر اُس دھوبی کے آیا اور اُسکے مُنھ پر ہاتھ پھیر دیا وہ بیہوش ہو کے گرا اور آپ اُسکی صورت بنا اور اُس دھوبی کو ایک کونے مین ڈالدیا اور گدھے پر سے لادی اُتار کے نیچے پشتارہ گلباد کا رکھا اور اوپر لادی کپڑون کی رکھی اور گدھے کو ٹخ ٹخ ہنکاتا ہوا دریا پر آیا لادی کپڑون کی اُتاری اور پشتارہ بھی گلباد کا کنارے دریا کے رکھا اور اُسپر کچھ کپڑے پھیلا دیے اور آپ پاٹا درست کر کے چھوا چھو کرنے لگا اتنے مین سب عیار جمع کیے ہوے دریا پر آئے اور دھوبیون سے پوچھا کہ ادھر سے کوئی شخص پشتارہ لیے ہوے گیا ہر عمرو بول اُٹھا کہ اسطرف گیا ہر یہ کہکے ان سبکو ٹالدیا بعد تھوڑی دیر کے کلباد بھائی گلباد کا آیا اور کہا کہ ای دھوبیو کوئی ادھر سے گیا ہر اور دھوبی تو نہ بولے عمرو نے کہا بہت سے گئے ہین مین نے تو سب کو بتادیا کلباد عمرو کے کلام کرنے سے کچھ سر ہو گیا مگر بالکل نہ پہچان سکا کچھ شبہہ سا عمرو کا گذرا کلباد نے اُس دھوبی سے کہا اس لادی مین کیا ہر اور تو کسکے کپڑے دھوتا ہر عمرو نے کہا مین سب کا دھوبی ہون جو کپڑے دُھلواتا ہر اُسکے دھوتا ہون کلباد نے کہا لادی تو اپنی کھول مین دیکھون کیسے کیسے کپڑے ہین عمرو نے کہا مہتر جی تم مجکو نہین جانتے ہو مین ملکہ صعوہ جنگی کا دھوبی ہون اس لادی مین اُسی کے کپڑے ہین سواے اور پوشاک و لباس کے چھوٹے چھوٹے کپڑے بھی ہین جنکو محرم رکھتے ہین اُسکو کوئی نا محرم نہین دیکھ سکتا ہر یہ باتین سُنکر کلباد نے کہا تو بکتا کیا ہر کیسی صعوہ جنگی جلدی کھول لادی

اور سب کپڑے دکھا عمرو نے کہا بہت اچھا مگر یہان سے گوشے مین چلکر لادی کھولیے اور کپڑے دیکھیے کلباد
علیحدہ ایک گوشہ مین آیا عمرو نے وہ لادی سامنے کلباد کے رکھی اور کہا حضرت جی آپ خود اپنے ہاتھ سے
لادی کھولکر دیکھ لیجیے جب کلباد لادی کھولنے لگا عمرو نے خنجر کھینچکر نعرہ کیا منم شاہ عیاران عیار خواجہ
عمرو بن امیہ نامدار کلباد و سیدھا ہوکے عمرو کی طرف جھپٹا مگر کلباد کو خیال آیا اگر تو عمرو کے پکڑنے کو دوڑتا
ہو تو کلباد رہجائیگا کلباد پلٹ آیا اور کپڑے کھول کے کلباد کو رہا کرنے لگا عمرو وہین سے پکارا دیجیا گیدی
مجکو خود منظور نہ تھا نہین تو جب گرفتار کیا تھا اسی وقت قتل کرتا یا نہ قتل کرتا تو تو مجھسے لے بھی جاسکتا تھا
یہ کہکر عمرو تو نکل گیا کلباد نے اپنے بھائی کلباد کو نکالا اور فتیلۂ رفع بیہوشی دیا جب کلباد ہوش مین آیا
پوچھا ای بھائی کلباد کیا ہوا کلباد نے بیان کیا غرضکہ وہ سب ملکر دروازۂ باغ صعوۂ چنگی پر آئے اور یہ تجویز
کی اب تو کسی صورت سے عمرو کو ضرور گرفتار کرنا چاہیے ہو ایک روز نوشیروان اور بختک اور گرد عراقی
اور جھلیل اور ہرمز و فرامرز اور کلباد وغیرہ باغ مین ملکہ صعوۂ چنگی کے براے سیر آئے ملکہ صعوۂ چنگی
نے جو انکے آنے کی خبر پائی بارہ دری سے نکلکر باہر آئی نوشیروان وغیرہ کو سلام کیا گرد عراقی نے کہا
ملکہ بادشاہ نوشیروان یہان آیا ہو اسکی تعظیم کرو تم چنگ خوب بجاتی ہو اور یہ مشتاق ہین اسوقت کچھ
سناؤ ملکہ صعوۂ چنگی نے کہا ای گرد عراقی جب دل مسرت کنان تا بومین ہوتا ہو اور اطمینان و راحت
و آرام کا سامان ہوتا ہو تو گانے بجانے پر دل لگتا ہو مگر خیر ہرمز و فرامرز کی خاطر ضرور ہو یہ کہکر چنگ
منگوایا اور بجاکر گانا شروع کیا ہرمز و فرامرز و نوشیروان وغیرہ عالم وجد مین آکر جھومنے لگے اور بہت
پسند کیا گرد عراقی نے کہا ای ملکہ قسم ہو لات و منات کی اب جو کوئی تیرے بارے مین کہیگا مین ہرگز یقین
نہ لاؤنگا اور بہت سی خاطر جمع ملکہ کی کردی پھر نوشیروان وغیرہ کو ہمراہ لیکر چلا راہ مین دیکھا دو شہدے
لڑرہے ہین ایک تو کہتا ہو قسم مرشد کی وہ ڈگ مارونگا کہ پسلیان توڑ دونگا دوسرا کہتا ہو قسم پیر کی ایسی
ٹکر دونگا کہ نجلہ (نزلہ) ناک سے گرنے لگے گا ہرمز و فرامرز نے کہا یہ کون ہین جو لڑتے ہین بختک نے کہا یہ شہدے
ہین معلوم ہوتا ہو کہ جوے مین کچھ ہار جیت ہوئی ہو اسپر لڑتے ہین ہرمز نے کہا کہ ہمنے جوا کھیلتے نہین دیکھا بختک
نے کہا مین تمکو جوا کھلوا کر دکھلادونگا یہ کہکر بارگاہ مین سب آئے نوشیروان تخت پر متمکن ہوا اور سب نگلون
پر بیٹھے بختک نے ڈھنڈھورا پٹوادیا کہ جتنے جواری شہر کے ہین سب بارگاہ نوشیروان مین حاضر ہون
جوا کھیلا جائیگا اور یہ سب تماشا دیکھینگے غرضکہ جب دوسرا دن ہوا جواری آکر جمع ہوے جوا ہونے لگا
ہزارون کی ہار جیت پر نوبت پہونچی اور شہ نشین پر ہرمز و فرامرز و مندویل و جھلیل وغیرہ آکر بیٹھے

اب دو کلمے داستان آنا عمرو کا سوداگر بنکے اور جیت لینا گرد عراقی و کلباد وغیرہ سے باز و نکو

غزل دل دیا تھا مجھکو خالق حسین پانیکے لیے
ہم بھی حاضر ہین تمھارے ناز اٹھانیکے لیے
دل وہ دل ہو جو تیرے ناز اٹھانیکے لیے
آئے ہین وہ آج میرے پھول شانیکے لیے
ہمسفر کی کیا ضرورت ہمکو راہ عشق مین
کیک آیا ہو جو تیری چال اڑانیکے لیے

یاد دیا تھا و مبدم صدمے اٹھانیکے لیے
مرتے ہین ہم آپکے کوچے مین آنے کے لیے
سر وہ سر ہو جو ہو تیرے آستانیکے لیے
کشتۂ تیغ تغافل ہون جیونگا کیا بھلا
خضر دل موجود ہو رستہ بتانے کے لیے
اب فلک بھی در پے ایذا ہو میری ہر دم

تم ہوا آمادہ محبت آزمانے کے لیے
آرزو رکھتے ہین سب جنت مین جانیکے لیے
ناز اٹھانیکا عوض کرتے ہین مجھسے بد مگا
آئین عیسی ہی اگر مجکو جلانے کے لیے
شعر کہین ہی کھانا ہین قسمت مین اسکی کھل گیا
شاخ جو مین نے بجائی آشیانیکے لیے

غرضکہ ایک میلا تھا تمام شہر جمع ہوا تھا ہر طرف غل و شور جوا کھیلنے کا ہو رہا تھا لوگ نڈر ہوکے آوازین دو اتیا پنجے چھکے کی لگا رہے تھے کسی کا خوف نہ تھا حاکم وقت خود اپنے سامنے جوا کھلوا رہا تھا جا بجا تخت تنبولیون کے لگے ہوئے تھے خوانچے والے اپنے خوانچون مین نہایت عمدہ عمدہ مٹھائی لذیذ اور نفیس خوش ذائقہ لیے ہوئے بیٹھے تھے اور بخوشی خاطر قیمت لیکر ہر ایک خریدار کے ہاتھ فروخت کرتے تھے اور بعض جواری شوقین کھانے والے مٹھائی کے اپنی اپنی چھتیان ڈال کر مٹھائی کے دونے خوشی خوشی نوش کرتے تھے کوئی گنڈیری کی تلاش مین گنڈیری والے کو پکارتا تھا کوئی پیاس کے مارے بیتاب ہوکر اپنے اپنے مذہب کے موافق سقے اور برہمن کو پکارتا تھا کوئی حقے کا شائق ساقی کی تلاش مین ادھر اُدھر بیقراری کے ساتھ گھومتا تھا کہین ایک ڈومنی اپنی جوڑے خانہ مین گاتی ہوئی آنکلی جسکا دامن پکڑا لیے ہوئے نہ چھوڑا کبھی کوئی غزل گائی کبھی کوئی ٹھمری اڑائی غرضکہ ہر طرف تحصیل کرتی پھرتی تھی اُدھر مہر سپہر عیاری قطب فلک خنجر گذاری شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ ضمری نامدار جوڑے کا حال سنکر شکل ایک جواری کی بنے ہوئے آئے دیکھا کہ ایک ڈومنی نہایت خوش گلو کم عمر خندہ پیشانی بصورت نورانی شباب جوانی مین مست ہر دل عزیز ایک نئی چیز بھاؤ بتا کر گا رہی ہے اور جسکے پاس جاتی ہے بے تامل دامن اُسکا پکڑ لیتی ہے بغیر لیے ہوئے نہین چھوڑتی عمرو اپنے دل مین سوچا کہ یہ ڈومنی بڑی مال والی ہے تھوڑی سی دیر مین اسنے بہت کچھ تحصیل لیا قریب اُسکے گئے پشت پر سے چولی اُسکی کاٹ لی کہ موباف قیمتی اُسکی چولی مین پڑا ہوا تھا اور پشواز کا لچکا بھی کاٹ لیا یکایک اُس نازنین مہ جبین نے سر کو اپنے ہلکا پایا اور نظر پشواز پر جو پڑی لچکا بھی غائب دیکھا چولی پر ہاتھ پھیرا دیکھا کہ ندارد ہے اور خواجہ نے گلیم اُڑھ لی لیکن وہ ڈومنی لگی شور و غل کرنے بادشاہ نے پوچھا اری کیا ہوا وہ رو رہی ہے اور کچھ نہین کہتی غرض جسکی نگاہ پڑی دیکھا کہ چولی کٹی ہوئی ہے اور پشواز کا لچکا بھی چاقو سے کترا ہوا معلوم ہوتا ہے جب سپاہیون نے اُس عورت سے بہت پوچھا تب اُسنے کہا نہین معلوم کون سا تھا غضب کا چور تھا کہ آنکھون کا کاجل نکال لے گیا اتنے لوگون مین یون چولی کاٹ لیگیا کہ کسی کو خبر نہوئی وہ بھی چولی کا چور ہے نوشیروان نے کہا تو یہان کیون آئی تھی کیا جانتی نہین تھی کہ جوئے خانے مین سب بدمعاش جمع ہوتے ہین اُسنے اور رونا شروع کیا کہ واہ رے بادشاہ خوب عدل کرتا ہے غرضکہ نوشیروان نے اُسے کچھ دلوا دیا پھر تو ڈومنی زر کثیر پاکر اپنے نقصان کو بھول گئی اور خوشی مین آکر یہ غزل عاشقانہ درد آمیز گانے لگی

غزل

ابھی وہ طفل نادان ہے نہین قدر اسکو عاشق کی
خطا میری ہے کیا اے جان جو مجھسے کج ادائی ہے
غدارا اے صنم بوسہ لب شیرین کا دے ہمکو
دم قالب مین جب تک ہے آپکی اُلفت سمائی ہے
تمہارے ہاتھ کو کیونکر ید بیضا سے دون نسبت
محبت مین تمہارے ہمنے کیا ذلت اٹھائی ہے
پس از مردن بجائے فاتحہ اُس شوخ نے آکر
لبون سے آپکے لعل یمن کو شرم آئی ہے

بت غارتگر دین پر طبیعت میری آئی ہے
ولیکن یاد اُسکو خوب طرز دلربائی ہے
رقیب روسیہ کے خرمن دل پر گرے بجلی
لبون پر مثل ذرہ داب ہماری جان آئی ہے
تلون طبع ہے وہ یار حال اُسکا نہ کچھ پوچھو
کہین رنجش تراش سے آپکا دست حنائی ہے
تمہارے مصحف رخ کا نہین بوسہ لیا ہمنے
نشانے کو ہمارے قبر پر ٹھوکر لگائی ہے
کہین جانے نہ دینگے آپکو ہم پاس سے اپنے

اسی باعث سے مین نے دیر مین کی جبہ سائی ہے
صف اغیار سے ملتے ہو صاحب پر تو بتلاؤ
تو مین سمجھونگا کالی چیز پر کچھ آفت آئی ہے
نہین ہے مثل مجنون ہوش کچھ اے غیرت لیلی
گھڑی بھر مجھسے خوش ہے وہ تو اکدم مین لڑائی ہے
نہ کرتے عشق گر تجھسے ذلیل و خوار کیون ہوتے
قسم جھوٹی کلام اللہ کی کیون تمنے کھائی ہے
چبا کر پان تمنے سرخ جب تک ہونٹ اپنے دکھائے
نہین دم بھر گوارا آپ کی ہمکو جدائی ہے

نہین سوے حرم آیا کبھی بھولے سے وہ کافر رقیب رو سیہ نے کچھ اُسے پٹی پڑھائی ہی	پرستش بت کی کرکے برہمن نے منھ کی کھائی ہی مدد گویا نبی ہو کچھ براے کبریا جلدی	نہین آیا مرے گھر وہ شکر لب ایک مدت سے حقیر ناتوان پر لشکر غم کی چڑھائی ہی

جب مُغنی یہ غزل گا چکی اور ہر ایک کو خوش کر کے زر وافر تحصیل چکی تب وہ دعائین دیتی ہوئی چلی گئی مگر بختک نے یہ جو ماجرا دیکھا اُٹھکر چارون کونون کو سلام کیا پکارا اس پھرتی کے صدقے سبحان اللہ کیا کہنا نوشیروان نے کہا یہ تجھے قاروے مین بھالے نظر آتے ہین بھلا عمرو یہان کہان بختک نے کہا سوا اُنکے یہ خوبی دوسرے مین نہین کہ اتنے مین دیکھا کہ ایک سوداگر باریش سفید گنٹھا ہاتھ مین لیے چلے آتے ہین نوشیروان وغیرہ کو سلام کیا اور آکر تماشا جوے کا دیکھنے لگے نوشیروان نے مندویل و تہلیل سے کہا کہ دیکھیے باین ریش و باین وضع جوے خانے مین آئے ہین غرض ہر شخص انکی وضع اور حرکتون پر ہنسا ایک دو جواری نے بنایا اب عمرو نے داؤن لگانا شروع کیے اور ہارنے لگا بہت سے داؤن ہار کر اب جیتنا شروع کیا جتنے جواری تھے کسی کے پاس کوڑی نہ رہی سب مال عمرو نے جیتا اور گلباد کو بھی خوب جیتا اب مال لیکر اُٹھنے کا ارادہ کیا گلباد نے کہا اور کھیلو عمرو نے کہا اب کل اور جمع لاؤگے تو کھیلنگے اُسنے کہا اب کسوت عیاری بدتا ہون عمرو نے اُس سے کہا اچھا اور تمام مال باندھا اب کہا کہ تو بڑا بیحیا ہو گیا مین نے تجھسے نہین کہا تھا کہ اب جو میرا مقابلہ کرے تو گو کھائے یہ لیکر مال تو نذر زنبیل کیا اور پکارا منم مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری شاہ عیاران عیار بیشک طرار خنجر گزار عمرو بن امیہ نامدار اور جست کی کہ دروازہ کے پار نکل گیا گلباد نے چاہا کہ تعاقب کرون بختک نے منع کیا اور کہا سوا صعوہ کے مکان کے اور کہین یہ نہ پہنچیگا اور مندویل نے گلباد کو بہت بُرا بھلا کہا کہ اُسی مُنھ پر دعوے بہتری کا کرتا ہی کہ عمرو ہر مرتبہ جوتا لگا جاتا ہی مگر بختک نے کہا کہ ای مندویل اس سے عزت نہین گھٹ جاتی عمرو نے صدہا دھوکے کھائے ہین ابکی نہین ابکی گرفتار کریگا گلباد کا جدا دل بڑھا اور مندویل کو بھی راضی کر کے گلباد کو خلعت دلوایا اور کہا کہ اب جا اور عمرو کی تاک مین بیٹھ جہان تا دیا تھا غرضکہ گلباد عمرو سے جلا ہوا پھر صعوہ جنگی کے مکان پر آیا اور عمرو کی تاک مین بیٹھا اور عمرو رات کو پھر صعوہ جنگی کے یہان آیا اور گلباد کو بھی خبر ہوئی کہ عمرو آیا ہی تین پہر رات گئے گرد عراقی پاس آیا اور کہا چلیے عمرو آیا ہی بختک اور گرد عراقی سوار ہو کے چلے اور سب کو منع کیا کہ کوئی نقیب آواز نہ دے جب سواری گرد عراقی کی صعوہ کے مکان پر پہونچی وہان نقیب نے آوازی صعوہ اور عمرو کو خبر ہوئی کہ سواری گرد عراقی کی آپہونچی صعوہ نے کہا ای عمرو اب مین ذلیل ہونگی نہین تو تو چھپ جا عمرو نے کہا ملکہ نہ گھبراؤ اور شکل اپنی ایک خواص کی بنائی گرد عراقی اندر آیا صعوہ نے کہا اسوقت غیر معمول کہان آنا ہوا مین نے سُنا ہی کہ تمنے کسی سے آشنائی کی ہی یہی سبب ہی کہ ہمسے وہ نگاہ نہین ہی گرد عراقی نے کہا ملکہ اسوقت خواب مین تمکو دیکھا جب آنکھ کھلی جی گھبرایا دل یہان کھینچ لایا اور یہان عیارون نے چپکے چپکے زر دیدہ نگاہون سے دیکھنا شروع کیا کہ عمرو کہان ہی اسی طرح صبح ہو گئی اور کچھ دن بھی چڑھا ہوگا کہ اسنے حقہ مانگا ایک خواص نے لاکر سامنے رکھا گرد عراقی حقہ پینے لگا اور بختک نے صعوہ کو اُستانی کہہ کے چھیڑنا شروع کیا صعوہ لاکھون لگا بیان دے رہی ہی بگڑ رہی ہی کہ اتنے مین گرد عراقی نے کہا کسی حجام کو بلا لاؤ مین خط بنواؤنگا عمرو کہ خواص بنا ہوا تھا سب سے پہلے دروازے پر پہونچا اور وہان حجام بنکر کھڑا ہو رہا یہان سے خدمتگار جیسے دروازے کے باہر حجام کی تلاش مین نکلا عمرو نے آئینہ دکھایا خدمتگار اُسے ساتھ لیے ہوئے اندر آیا گرد عراقی نے کہا آج نیا

حجام دکھائی دیا عمرو نے کہا جی ہاں ابھی کل میں باہر سے آیا ہوں ایک گانوں کا رہنے والا ہوں تلاش میں روزگار کے نکلا ہوں مجھسے خط بنوائیے گا تو معلوم ہوگا کئی شہروں میں پھر کر ادھر آیا ہوں طبیعت سیلانی ہے ایک جگہ رہا نہیں جاتا بیلے تو جان گیا میری قدر ہوئی خاص تراش خطاب ہوا گرد عراقی نے کہا اچھا ہمارا بھی خط بناؤ عمرو نے آئینہ نکالکر دیا گرد عراقی دیکھنے لگا عمرو نے چاندی کی کٹوری نکالی اور خط بنانے لگا گرد عراقی بختک سے باتیں کرنے لگا عمرو نے اپنے طور پر خط بنایا بختک کی جو نگاہ پڑی صلواۃ پڑھی گرد عراقی نے کہا یہ کیا باتیں کرتے کرتے یہ تونے کیا کیا بختک نے کہا آئینہ دیکھیے اب جو گرد عراقی نے صورت آئینہ میں دیکھی ایک طرف کی داڑھی دوسری طرف کی مونچھ منڈی ہوئی پائی کہا او حجام یہ تونے کیا کیا بختک نے کہا میرا مجرا واہ اُستاد کے میان کیا کہنا اور عمرو نے کہا اوہ کیا سمجھے یہ عیاری عمرو بن اُمیہ ضمری اور دو منزلے سے نیچے کودا گلباد کی جان نکل گئی کہ اگر تو بھی ساتھ ہی کودا تو ہاتھ پانوں ٹوٹ جائینگے مگر عیار عمرو کے تعاقب میں چلے گلباد بھی روانہ ہوا ادہر گرد عراقی نے دوسری طرف کی بھی داڑھی منڈوائی اور گھر کو گیا مگر گلباد تلاش عمرو میں باہر شہر کے نکل گیا ایک صحرا میں پہونچا دیکھا ایک جوگی مڑھی میں بیٹھا ہے گلباد سوچا کہ اسکے پاس چلو حال اپنا بیان کرو اور پوچھو کہ آیا عمرو تیرے ہاتھ آئیگا یا نہیں یہ اس ارادے میں ٹھہرا تھا کہ جوگی ہنسا اور کہا بچہ جو تو پوچھنے کو ہے وہی ہوگا گلباد نے کہا کیا ہوگا جوگی نے کہا تو عمرو کو گرفتار کریگا اب تو گلباد کا اعتقاد بڑھا دوڑ کے جوگی کے قدموں پر گر پڑا کہ اگر آپ چاہینگے تو سب کچھ ہوگا جوگی نے کہا بچہ معلوم ہوتا ہے تو کسی پر عاشق ہے اور وہ محبوب بھی اُس سے محبت رکھتی ہے گلباد نے کہا جی ہاں ایسا ہی ہے جوگی نے کہا اچھا تو جا اور پانچ روپیہ دے جا کہ میں تیرے واسطے محنت کروں تو عمرو کو گرفتار کرے گلباد نے اسیوقت روپیہ جیب سے نکالکر دیے جوگی نے ایک دو ناریوڑیو نکالدیا کہ کھاتا چلا جا گلباد کو شک ہوا اس پھیر میں ہے کہ ریوڑیاں کھاؤں یا نہیں اور فقیر کہ رہا ہے کہ بابا کھالے گلباد کو بودار و بیہوشی کی آئی پلٹ کر حلقہ کمند کا مارا جوگی غافل بیٹھا تھا یہ نہ جانتا تھا کہ گلباد سمجھ گیا ساتوں حلقے گلے میں پڑے گلباد نے باندھ لیا اور کہا او ساربان زادے بڑی دغا کی تھی ہر چند عمرو نے منتیں کیں کہ میں عمرو نہیں ہوں گلباد نے نہ چھوڑا اور لیکر چلا راہ میں سوچا کہ پہلے اسے گھر لیچل جب مندویل سے انعام لینگے تب اسے دینگے اور عمرو کو گھر میں لاکر کوٹھری میں بند کیا اور آپ مندویل کے پاس گیا یہاں گلباد کی زوجہ رعنا بانو نہا رہی تھی اب جو نہا کے اٹھی لونڈیوں نے کہا آج مہتر جی کچھ لاکر کوٹھری میں رکھ گئے ہیں اس طرح جیسے کوئی شے چھپا کے رکھی جاتی ہے عمرو نے جو کوٹھری میں سے یہ آواز عورتوں کی سنی دعا کی کہ دادا جی میری شکل ایک ضعیف کی بنجائے وہی شکل ہوگئی اب رونا شروع کیا ایک بھیانک آواز سے عورتیں ڈریں کہ کون بلا ہے آکر پوچھا تو کون ہے عمرو نے کہا رمضانی شراب فروش ہوں مہتر جی میری بیٹی پر عاشق ہوے مجھسے کہا میرے ساتھ نکاح کردے جب میں نے نہ مانا کہ برادری سے اٹھا دیا جاؤنگا تو مجھکو قید کیا اور آپ قاضی کو بلانے گئے ہیں رعنا بانو نے کہا اسے کھولدو اور ذرا موے کو آنے تو دو دیکھو کیا درجہ کرتی ہوں لونڈیوں نے عمرو کو کھولکر نکالا دیکھا کہ اک کلوار ہے رعنا نے پانچ سو اشرفیاں اسکو دیں کہ جا کر اپنی بیٹی کا نکاح ابھی کردے کہ وہ موا خر دم رہے اور اگر پرائی عورت پر نگاہ ڈالے تو اُسکا شوہر اُسے سزا دے عمرو نے کہا اے خدا سلامت رکھے آپکی تو جوتی کی بھی وہ برابری نہیں کر سکتی نہیں معلوم کہ مہتر جی کو کیا ہوا ہے ایسی رعنا جورو کو چھوڑ کے اور پر نگاہ ڈالتا ہے رعنا نے کہا اب تو جا اور دوسرا دروازہ کھولکے عمرو کو نکالدیا اور لونڈیوں سے کہا کہ حرامزادیو آج اگر میرا کہنا نہ مانا تو سب کا سر مونڈونگی اور ناک کاٹونگی سب نے ہاتھ باندھ کر جو حکم

وہ بجا لائیں رعنا نے کہا کہ آج جب گلباد آئے تمہارا بچا ہو جو اُسکو نہ مار دیا تو اس ارادے پر تیار ہو کر بیٹھی اور گلباد
جو بارگاہ مین گیا مندویل سے کہا کہ اگر عمرو کو پکڑ لاؤن تو کیا دیجیےگا مندویل نے بہت سا مال دیا اور وعدہ
کیا کہ جب عمرو کو سامنے لاؤگے تو دونگا اب گلباد نے کہا مین عمرو کو پکڑ بھی لایا بختک تو صورت اُسکی دیکھنے لگا
اور خوش ہوا لیکن پھر کچھ سوچ کے کہنے لگا ای گلباد یہ کیا غضب کیا تو نے عمرو کو گھر مین چھوڑ آیا گلباد نے کہا اگر
گھر مین نہ چھوڑ آتا تو اسقدر اشتیاق نہ پیدا ہوتا اور مجھے اتنا انعام نہ ملتا بختک نے کہا کہ اس لالچ مین تو نے
عمرو کو کھویا دیکھیے جو وہ گھر مین ملے گلباد نے کہا میرے گھر سے کون لیجائیگا بختک نے کہا اچھا چلو معلوم
ہو جائیگا گلباد چلا بختک بھی ہمراہ ہوا یہ دونون تو چلے اور عمرو جو وہان سے چھوٹا چلا کر دربار کی خبر لے
دیکھ کر گلباد وہان گیا کہتا ہو دروازہ بارگاہ پر آیا شکل ایک خوانچہ والے کی بنا آواز لگائی جلیبیان
گرما گرم صبح کا وقت تھا ایک خدمتگار بارگاہ سے باہر آیا روپیہ دیا کہ دو آنہ کی جلیبیان دے باقی پیسے
پھیر دے عمرو نے جلیبیان تول کر اُسے دین اُسنے وہین کھڑے کھائین اور کہا اب پیسے لا عمرو نے کہا پیسے
تو میرے پاس نہین ہین مین نے ابھی کسی کے ہاتھ کچھ بیچا نہین اُسنے کہا پھر جہان سے ہو مجھے دے مین کیا جانون عمرو
نے کہا اچھا چلیے بازار سے روپیہ بھنا کر آپکے پیسے آپ کو دیدون اپنے آپ لیلون وہ خدمتگار ہمراہ ہوا راستے مین اُس سے
باتین کرنا شروع کین کہ نام آپ کا کیا ہو آپ بڑے خوش مزاج معلوم ہوتے ہین اُسنے نام بتایا پوچھا ملازم کسکے ہین
اُسنے کہا مندویل کا نوکر ہون عمرو چپ ہو رہا اور گلیون گلیون چلا ایک مقام پر اس خدمتگار کو جھٹک آئی
بیہوشی نے طمانچہ مارا کہ لڑکھڑا کر گرا بیہوش ہوا عمرو نے کپڑے اُسکے اُتار کے آپ پہنے اُسکی شکل بنکر اُسے کسی گڑھے
مین ڈالدیا اب وہان سے بارگاہ کی طرف چلا دیکھا کہ گلباد اور بختک ساتھ آتے ہین دل مین سوچا کہ ای عمرو یہ
حرامزادہ تیری گرفتاری کی خبر سنکر آتا ہو جب یہ دونون قریب آئے سلام کیا بختک نے اُسے اچھی طرح نہ دیکھا عمرو
گلیم اوڑھکر ہمراہ ہوا کہ سنون تو سہی کیا باتین ہوتی ہین بختک گلباد سے بار بار کہتا تھا کہ ای گلباد بڑا دھوکا کھایا
تونے کہ عمرو کو گھر پر چھوڑ آئے دیکھو اب وہ نہ ہاتھ آئیگا گلباد کہتا ہو ملک جی تمکو تو رہ رہ کے وحشت ہوتی ہی
وہ کیا جادو کا جھونکا ہو جو پھونک کر بیٹھا ہی بھلا عیارون کے گھر مین قید ہوکر کوئی نکل جا سکتا ہی بختک نے کہا اچھا
دیکھتے ہین اتنے مین پھر بختک نے کہا ای گلباد جس لالچ کے لیے تو نے عمرو کو ہاتھ سے کھویا دربار مین لیے نہ
چلا آیا وہ بھی عبث ہی کچھ تیرے ہاتھ نہ آئیگا تو نے اپنے شاگرد سے کہا ہو کہ تو خلعت و زر و مال جو مندویل سے
ملا ہو اُسے لیکر آ مجھے نہین امید کہ وہ تجھے ملے ضرور مرشد چھوٹ گئے رستے مین تیرے شاگرد سے لے لینگے گلباد نے
کہا ملک جی زیادہ نہ بکو تمکو خلل دماغ ہوا اول تو عمرو کا چھوٹنا مشکل دوسرے عمرو چھوٹا بھی تو جان اپنی بچا کر
بھاگیگا یا مال کی فکر کریگا تیسرے یہ کہ اُسے کیا معلوم کہ مجھے مال ملا ہو اور میرا شاگرد لیے ہوئے آتا ہی بختک نے
کہا منہ سے بات نکلی اور اُنھون نے سن لی یہ ممکن نہین کہ اب مال تیرا بچے غرضکہ عمرو نے یہ سب باتین سنین
اور راہ سے پھرا کہ اب چلکر مال لینا چاہیے طرف بارگاہ مندویل کے صورت وہی خدمتگار کی بنا ہوا چلا
دیکھا کہ وہی شاگرد گلباد کا مزدور کی تلاش مین نکلا ہی اور کوچہ بکوچہ گلی در گلی مزدور کو پکارتا پھرتا ہی کہ
کوئی مزدوری کریگا جسکو مزدوری کرنا ہو میرے ساتھ جلد چلے مزدوری خاطر خواہ ملے گی جلدی سے آپنے
کہا کہ مین مزدور کو بلائے لاتا ہون اور الگ جاکر صورت مزدور کی بنکر سامنے آئے کہ وہ جو میان گو سے
ہین اُنھون نے بھیجا ہی اور مال و اسباب سر پر رکھکر چلا جب ایک تراہا ملا آنکھ بچا کر غائب گیا عیار نے

پیچھے پھر کر دیکھا تو مزدور کا پتا نہین شاگرد گلباد خلعت و زر نقد کے فراق مین مزدور کو ڈھونڈھتا رہگیا اُدھر گلباد بختک
کو ساتھ لیے ہوے اپنے گھر پر آیا عورتون نے بختک کو دیکھکر رعنا بانو سے کہا ای بی بی وہ کلوا سچ کہتا تھا کہ بہتری
قاضی کو لینے گئے ہین تم دیکھو تو وہ بہتری قاضی کو ساتھ لیے آتے ہین بختک نے جو یہ باتین عورتون کی سنین یہ تو بڑا استاد
ہی کچھ سوچ کے دروازہ پر ٹھہر گیا گلباد گھر کے اندر آیا دیکھا دروازہ کوٹھری کا کھلا ہوا ہی بدحواس ہوکر خواصون سے
پوچھا کہ دروازہ کسنے کھولا کنیزین تو چپکی بیٹھی رہین رعنا بانو نے بڑھکر جواب دیا چچا جان ہمنے کھولا مونڈی کاٹے جوانمرگ
کی اب شامت آئی ہی موے مردے گوشت رمضانی شراب فروش کی بیٹی لنگڑی لولی چپڑی پر عاشق ہوا اور اُس
بیچارے غریب کو غضب کرکے یہان بند کیا اور اُسکی لڑکی کے ساتھ نکاح کرنے کو قاضی لیکر آیا گلباد نے حیران ہوکر کہا
ارے رعنا تو بکتی کیا ہی کچھ تجکو سودا ہو گیا ارے وہ عمرو تھا مین اُسے گرفتار کر لایا رعنا یہ کہتی ہوئی اُٹھی کہ دُر نگوڑے کفر تو ڑ
تجھپر لات کی مار تجھسے باتین بگھارتا ہی گلباد کو غصہ زیادہ آگیا لپک کے جورو کے جھونٹے لیے اُسنے داڑھی پکڑ کے کھینچی
اور خواصون سے کہا مردار دیکھتی ہو اور اس مردے کی دوا نہین بتاتی ہو جب تو خواصین تمام چہار طرف سے شور
کرتی ہوئی دوڑین کسی نے لکھٹی چولھے کی جلتی ہوئی اُٹھائی کسی نے جوتی لی کسی نے لکڑی لی اور کوئی پھکنی دست پناہ لیکر جھپٹی
ایسا گلباد کو مار کر برا حال کر دیا جب گلباد کی خوب ہی گت بنی گلباد نے رعنا کے جھونٹے چھوڑ دیے اور اپنی داڑھی
چھڑا کر بھاگا مگر آدھے بال داڑھی کے نچگئے بھاگا ہوا دروازے کے باہر آیا پیچھے پیچھے رعنا اور خواصین اُسکی دوڑ کر
دروازے پر آئین گلباد تو اُچک کے آگے نکل گیا بختک جو دروازے پر کھڑا تھا عورتون کو دیکھکر بھاگنے لگا رعنا
نے کہا کہ بھڑوے قاضی کو پکڑ لینا خواصون نے بختک کو گھیر کر پکڑا اور اُسی طرح مارنا شروع کیا بختک چلایا ارے
گلباد مجھکو پھنسا کے آپ بھاگا جاتا ہی گلباد پھر پلٹکر آیا اور بڑی دقت سے کھینچ کھانچ کے بختک کو چھڑایا اور
دونون بھاگے پگڑیان و جوتے مارپیٹ مین دونون کے وہین رہگئے بدحواس پریشان کپڑے پھٹے ہوے بال داڑھیون
کے نچے ہوے ہانپتے کانپتے بارگاہ مندویل مین دونون آئے بختک تو نہایت بدذات ہی دربار مین آتے ہی قہقہہ
لگا کر مارے ہنسی کے زمین پر لوٹنے لگا مندویل حیران کبھی بختک کی صورت دیکھتا ہی اور اُسکی ہنسی پر ہنستا ہی کبھی
گلباد کی شکل دیکھتا ہی پوچھتا ہی ارے خیر تو ہی کچھ کہو تو سہی کہ کیا ہوا آخر گلباد نے سارا حال مندویل سے بیان کیا
مندویل کو سنکر غصہ آیا اور گلباد کے منھ پر تھوکا اور کہا او بیحیا اسی بات پر تو دعوی عیاری کرتا ہی اور عمرو نے تجکو
اور تیرے بھائی گلباد کو کتنی مرتبہ ذلیل کیا ہی جا میرے سامنے سے دور ہو تو قابل بیان آنیکے نہین ہی گلباد آنکھون مین
آنسو بھر لایا اور افسوس کرکے یہ شعر پڑھنے لگا شعر گئے دو جہان کے کام سے ہم نہ ادھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے ؎
نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے ؎ بختک نے جو گلباد کو بیدل دیکھا مندویل سے
سفارش کرکے خطا گلباد کی بخشوائی اور خلعت دلوایا اور رابلی تمام کو توالی کی بہتری دلوا دی گلباد عیارونکو لیکر
کوتوالی چبوترے پر آکے بیٹھا مگر نہایت رنجیدہ سامنے کوتوالی کے ایک بھیڑ آدمیونکی لگی سب کھڑے گلباد کو دیکھ
رہے تھے کہ گلباد نے دیکھا ایک بڈھا ساتھ اپنے ایک لڑکا لیے ہوے چلا آتا ہی گلباد نے اُس بڈھے کو بلایا پوچھا کہان
رہتا ہی اُسنے کہا فلان نالے پر جہان بھینسین بندھی ہین اور کئی درخت تاڑ کے ہین اُسی جگہ میرا گھر ہی اور کچھ اسباب سوداگری
بھی ہی اگر آپ کو لینا ہو تو میرے ساتھ چلکے پسند کر لیجیے یہ سنکر گلباد نے بہرام عراقی سے کہا کہ تو جاکر اُسکا گھر دیکھ آ تو
پھر مین چلون بہرام عراقی اُسکے ساتھ ہوا جب نانبائی کی دوکان پر پہونچے وہ لڑکا کہنے لگا مین بھوکا ہون مجکو یہان کھانا
کھلا دو وہ بڈھا اُس لڑکے پر غصہ کرنے لگا بہرام عراقی نے اُس بڈھے کو منع کیا اور لڑکے سے کہا کہ چل مین تجھے نہاری

اور شیرمال دلوا دون بلکہ مین بھی کھاؤنگا یہ کہکر نانبائی کی دکان پر آئے اور اُسکے بالاخانہ پر بیٹھے اور پانچ روپیہ بہرام عراقی
نے نانبائی کو دیے نانبائی نے دسترخوان بچھوادیا اور نہاری اور شیرمالین وغیرہ بہت سی چنوا دین بہرام اور بڈھا اور
روکا تینون کھانا کھانے لگے ناگاہ ایک فقیر نے آکر سوال کیا بڈھے نے نانبائی سے کہا تو پانچ روپیہ اپنے پاس سے
اسکو دیدے مین کھانا کھالون تو تجکو دون نانبائی نے اُس بڈھے کے کہنے سے پانچ روپیہ فقیر کو دیدیے پھر اور چند فقیر
آئے بڈھے نے نانبائی سے کہا مین لڑکے کو بھیجکر روپیہ گھر سے منگواتا ہون تو انکو بھی پانچ روپیہ دیدے بڈھے نے اُس
لڑکے سے کہا کہ تو جاکر گھر سے جلدی دس روپیے لاکر نانبائی کو دیدے لڑکا تو اُدھر روانہ ہوا اب بڈھا بھی کسی فقرے
سے جایا چاہتا تھا کہ گلباد عراقی ہر دوکان پر عمرو کو ڈھونڈھتا ہوا چلا آتا تھا اس نانبائی کی دکان پر جو بہرام کے
ساتھ بڈھے کو کھانا کھاتے دیکھا فوراً پہچان لیا کہ یہ عمرو ہے پیچھے نانبائی کے آکر گلباد کھڑا ہوا اور چپکے سے نہاری مین
بیہوشی ملادے اب جو بہرام نے نانبائی سے نہاری اور طلب کی تو نانبائی نے وہی نہاری بھیجدی عمرو اب نہاری شیرمال
کے کھاتے ہی بیہوش ہو گیا گلباد نے آکر عمرو کو پکڑ لیا ناظرین پر واضح ہو کہ وہ جو لڑکا عمرو کے ساتھ تھا وہ ابوالفتح بیٹا
اخی سعید کا اور بھانجا عمرو کا تھا گلباد نے اُسیوقت بہرام عراقی کو اپنے بھائی گلباد کے پاس مع عمرو کے روانہ
کیا عیارون نے تختارہ عمرو کا باندھا اور دربار مین مندویل کے لیکر آئے گلباد نے سامنے مندویل کے تختارہ عمرو
کا رکھدیا عمرو کو گرفتار دیکھکر بختک و نوشیروان بہت خوش ہوئے اور سب عیارون کو انعام دیا مندویل نے کہا عمرو
کو ہوش مین لاؤ گلباد نے رفع بیہوشی جو دی عمرو ہوشیار ہوا دیکھا کہ سامنے مندویل وغیرہ کے گرفتار ہون مندویل نے
عمرو سے کہا او ساربان زادے تجکو اس دن کی خبر نہ تھی جو تو ایسی ایسی حرکتین کرتا تھا کہ سبکو عاجز کردیا بختک نے گرد عراقی سے
کہا کہ صعوہ جنگی کو بھی بلاؤ اور انکے سامنے عمرو کو قتل کرو وہان صعوہ جنگی کو پہلے خبر ہو گئی کہ عمرو گرفتار ہو کر دربار مین
گیا ہے اور قتل کیا جائیگا یہ خبر سنکر ملکہ صعوہ جنگی زار زار مثل ابر نوبہار رو رہی تھی کہ ملازم گرد عراقی کے آئے اور کہا اے ملکہ
تمکو گرد عراقی نے دربار مین طلب کیا ہے صعوہ جنگی فوراً اُٹھ کھڑی ہوئی اور دربار مین گرد عراقی کے آئی صعوہ جنگی
خواجہ عمرو کو دیکھکر رونے لگی اور دل مین کہا اگر عمرو قتل ہوگا تو مین بھی اپنی جان دونگی اس اثنا مین مندویل نے
عمرو سے کہا کہ اے عمرو اب تو تم قتل کیے جاؤگے گانا تو اپنا آج سناؤ عمرو نے کہا بہت خوب یہ کہکے عمرو نے گانا شروع کیا
یکایک طعیلیل نے آکر کہا کہ اب گانا موقوف کیجیے اور چلکے خاصہ نوش کرلیجیے یہ سُنکے سب کھانا کھانے کو چلے بعد تھوڑی
دیر کے کھانا کھا کر جب سب آئے عمرو نے پھر گانا شروع کیا ایسا گایا کہ سمان بندھ گیا ادنیٰ اور اعلیٰ سب خوش
ہوئے تعریفین کرنے لگے مگر عمرو نے جو دیکھا تو سب پر آثار بیہوشی ظاہر ہونے لگے عمرو حیران تھا کہ ان سب کو بیہوش
کسنے کیا جب تمام اہل دربار بیہوش ہوگئے گویا وہ شہر خاموشان تھا یکایک ایک لڑکا آیا اور تمام مال اُٹھا اُٹھا کر
ایک جگہ پر ڈھیر کیا پھر عمرو کے پاس آکر کہا تو کون ہے عمرو نے کہا مین بیچارہ غریب ہون گلباد نے مجکو ناحق قید کیا
ہے جب تو وہ لڑکا یعنی ابوالفتح نے کہا اگر تو کہدے کہ مین عمرو ہون تو مین تجکو ابھی رہا کردون عمرو نے ناچار ہو کر کہا
کہ مین عمرو ہون ابوالفتح نے کہا کہ مجکو تو ایک پرچہ کاغذ پر آتا لکھدے کہ مین اس لڑکے کا شاگرد ہوا عمرو نے پہلے تو
تامل کیا بعد گفتگوے بسیار عمرو نے ایک کاغذ کے پرچہ پر لکھکر مُہر کردی ابوالفتح نے ایک ہاتھ عمرو کا کھول دیا اور
آپ وہان سے چلا گیا عمرو نے خنجر سے اپنی قید کاٹی اور سارا مال بارگاہ مندویل کا نذر زنبیل کیا اور سبکے دہان [illegible]
کانے کرکے عزقیان چار چار انگل کی باندھکر سب کے کپڑے اُتار لیے اور صعوہ جنگی کو بھی زنبیل مین ڈالکر اُسکے مکان پر آیا
اور تمام مال ملکہ صعوہ جنگی کا اور تمام خواصون کو بیہوش کرکے زنبیل مین ڈالا اور اُسیوقت اصفہان سے راہی ہوا

راہ مین عمرو نے یہ خبر سنی کہ امیر دو منزل پر اصفہان سے آگئے ہین عمرو بہت خوش ہوا اور امیر کے لشکر کیطرف
چلا جاتے جاتے جب قریب لشکر امیر کے پہونچا سرہنگ مصری سے ملاقات ہوئی عمرو نے سارا حال بیان کیا اور
بارگاہ سلیمانی مین آکر امیر اور قباد شہریار کو مجرا کیا اور تمام ماجرا گلباد اور صعوہ چنگی کا بیان کیا لیکن یہ نہ کہا کہ مین
صعوہ چنگی کو ساتھ لایا ہون غرضکہ امیر نے اسیوقت کوچ کیا اور دو کوس اصفہان سے ہٹ کر بارگاہ سلیمانی برپا
کرائی اور تمام بارگاہین اور خیمے استادہ ہوے اور عمرو نے بھی اپنی بارگاہ علحدہ استادہ کی اور اسمین آکر صعوہ چنگی کو زنبیل
سے نکالا اور ہوشیار کیا جب صعوہ چنگی کو ہوش آیا پوچھا ای عمرو تم مجکو کہان لائے عمرو نے کہا لشکر امیر باتوقیر مین
داخل ہوے صعوہ چنگی نے کہا کہ میرا مال واسباب اور خواصین کہان ہین عمرو نے اسیوقت تمام مال واسباب وخواصین
زنبیل سے نکالکر آگے صعوہ چنگی کے رکھدیے صعوہ چنگی حیران ہوئی اور کہا ای خواجہ تم مین بڑی کرامات ہی الغرض عمرو نے
خیمہ صعوہ چنگی آراستہ کرکے صعوہ سے کہا لو چنگ بجاؤ اور ہم گائین صعوہ چنگی چنگ بجانے لگی اور عمرو ٹہلک ٹہلک کر
گانے لگا ادھر قاسم تنگ رو اصلی عیار پہلوان عادی کا جاتا تھا گانے بجانے کی آواز سنکر در خیمہ عمرو پر ٹھہرا اور جاکر
پہلوان عادی سے بیان کیا عادی نے جاکر امیر باتوقیر سے کہا معلوم ہوتا ہی عمرو ملک اصفہان
سے کچھ عورتین لایا ہی اور لشکر مین سب کے ہاتھ بیچیگا امیر باتوقیر پہلوان عادی سے یہ سنکر عمرو کے خیمہ مین آئے دیکھا کہ
گانا ہو رہا ہی چنگ بج رہا ہی صحبت عیش وعشرت جمع ہی امیر باتوقیر نے آواز دی کہ ای خواجہ ہم بھی آئین عمرو صدائے
حمزہ صاحبقران سنکے باہر نکل آیا اور کہنے لگا کہ ای امیر باتوقیر مین ملکہ صعوہ چنگی پر عاشق ہون اور عشق صادق
ہی کاذب نہین ہی کہ آپ معشوقہ کو مول لین یہ سنکر امیر باتوقیر نے فرمایا اچھا تمھین اختیار ہی کیا مین کچھ کہتا ہون مگر یہ بتاؤ ملکہ
صعوہ چنگی کو کیا ہمسے چھپاؤگے ہمنے تو ملکہ مہر نگار کو تمسے نہین چھپایا عمرو نے عرض کیا ای امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران
زمان آپ مالک مختار میری جان ومال اور اہل وعیال کے ہین بھلا آپ سے کیا پردہ ہوگا یہ کہکر حمزہ صاحبقران کا
ہاتھ پکڑکر اندر خیمہ کے لایا صعوہ چنگی نے مجرا کیا امیر باتوقیر صعوہ چنگی کو دیکھکر نہایت حیران ہوے اور دل مین کہا کہ اس
صورت کا معشوق دلفریب ومحبوب جامہ زیب عمرو کی شکل پر کیونکر عاشق ہوا غرضکہ امیر باتوقیر تھوڑی دیر ٹھہر کر رخصت
ہوے اور محل مین آئے ملکہ مہر نگار سے سارا حال عمرو اور صعوہ چنگی کا بیان کیا ملکہ مہر نگار نے سنکر فتنہ سے تمام حال
عمرو اور صعوہ چنگی کا بیان کیا فتنہ نے جلکر کہا میری پاپوش کی نوک سے اگر عمرو صعوہ چنگی بالزادی کو لایا اور وہ
سوا سوندی کا تاجادہ مرگ اسی طرح ہر جائی پن کرتا پھرتا ہی ایک روز ملکہ مہر نگار نے عمرو سے کہا ای خواجہ صعوہ چنگی
اپنی معشوقہ کو ذرا ہمین بھی دکھاؤ عمرو فوراً صعوہ چنگی کو ساتھ لیکر محل مین آیا صعوہ چنگی نے ملکہ مہر نگار کو مجرا کیا ملکہ
مہر نگار صعوہ چنگی کو دیکھکر بہت خوش ہوئی اور کہا بیٹھو جیسے ہی فتنہ نے دیکھا کہ صعوہ چنگی آئی ہی اور ملکہ نے اسکو
اپنے پاس بٹھایا آتش رشک وحسد سینے مین مشتعل ہوگئی کلیجا جلکر کباب ہوا توشک خانہ مین جاکر چپکی ہوکر بیٹھ رہی کہ میرا
سامنا اس مردار کا نہو ملکہ مہر نگار نے ایک خواص سے پوچھا کہ فتنہ کہان ہی اسنے عرض کیا ای ملکہ وہ تو منھ پھلائے تیوریان
چڑھائے ہوے توشک خانہ مین بیٹھی ہی ملکہ نے کہا لو موئی دیوانی ہوگئی ہی احمق بدشامتون نے گھیرا ہی موجب ایسا ہی کرتے
ہین ای گلچہرہ خواص تو جاکر فتنہ سے کہہ کہ ملکہ صندوقچہ جواہر کا مانگتی ہین جلد لاؤ وہ خواص دوڑی توشک خانہ مین گئی اور ملکہ کا
حکم سنایا فتنہ مجبور ونا چار ہوکر صندوقچہ جواہر نگار کا لیکے خدمت مین ملکہ کی حاضر ہوئی مگر صعوہ چنگی کی صورت دیکھتے ہی
بے آگ جل گئی اور اسکی طرف سے منھ پھیر لیا ملکہ مہر نگار نے صندوقچہ کھولا اور سب جواہر بیش بہا صعوہ چنگی کو دیا کہ
کبھی صعوہ چنگی کے باپ نے آنکھ سے نہ دیکھا ہوگا صعوہ چنگی نے اٹھکے مجرا کیا مہر نگار نے فتنہ سے کہا ای فتنہ جوہم

کہین اُسکو منظور کرو فتنہ سُنکر چپ ہو رہی جواب ملکہ کو نہ دیا مہر نگار نے کہا اے فتنہ صعوہ جنگی کے گلے لگ جا تُو
آپسمین میل اور اتحاد رکھو یہ کہکر ملکہ مہر نگار اُٹھی اور ہاتھ دونون کا پکڑکے گلے ملوا دیا لیکن یہ مقدمہ سوتاپے کا ایسا
ٹیڑھا ہوتا ہے کہ کبھی دل سوتون کا صاف نہین ہوتا غرضکہ صعوہ جنگی ملکہ مہر نگار سے رخصت ہوکر اپنے خیمے مین آئی
عمرو نے عیارون سے تاکید شدید کر دی کہ صعوہ جنگی کے خیمے سے بہت ہوشیار رہنا اور ہر وقت گرد خیمہ صعوہ جنگی
پہرا چوکی رکھنا کہ اب گلباد اور گرد عراقی کو خبر ہوگی کہ عمرو صعوہ جنگی کو لیگیا ہے وہ نہایت کوشش اور
جستجو کرینگے عجب نہین جو آکے نکال لیجائین عمرو تو اس بندوبست مین تھے اور پہرا چوکی بہت ہوشیاری کیساتھ بٹھائی

دو کلمہ داستان آنا گلباد کا اور چُرا لیجانا ملکہ صعوہ جنگی کو اور راہ مین عیاری کرنا ابوالفتح کا اور قید کرنا امیر کو برج عراق زہرمار مین

مخبران روایات داستان رنگین اسطرح اس کیفیت کو تحریر کرتے ہین کہ جب خواجہ عمرو بن امیہ ضمری ملکہ
صعوہ جنگی کو لیکر چلے آئے صبح کو سب کی آنکھ کھلی دیکھا کہ سب کے مُنھ کالے ہین اور ساری صحبت لٹی ہوئی ہے مگر
نہ عمرو ہے نہ صعوہ جنگی ہے بختک تو اُچھلنے لگا اور صلوٰۃ پڑھنے لگا یہ خبر گرد عراقی کو ہوئی کہ صعوہ جنگی کو مع گھر بار
عمرو لیگیا گرد عراقی نے بہت غیر حال کیا گلباد نے کہا تم خاطر جمع رکھو مین صعوہ جنگی کو لشکر امیر با توقیر سے
نکالے لاتا ہون یہ کہکر جتنے عیاران اصفہان تھے لشکر امیر با توقیر مین صورت بدلکر ملگئے کہ آج کل لشکر امیر کا تر کی پر تر
اور گلباد بھی رات کو چلا کہ صعوہ جنگی کو چُرا لاؤن یہ سوچکر سامنے خیمہ صعوہ جنگی کے صورت بدلکر آیا دیکھا کہ بہت سے عیار
گرد خیمے کے بیٹھے پہرا دے رہے ہین جب یہان اُسکا دسترس نہ چلا بارگاہ سلیمانی مین آیا اور امیر با توقیر کو چُرا لیگیا صبح کو بارگاہ
مین لایا نوشیروان و مندویل وغیرہ بہت خوش ہوے اور سب نے کہا کہ امیر کو ابھی قتل کرو یہ سُنکر بختک نے کہا اے مندویل
اگر تم امیر کو قتل کروگے تو عمرو مار ڈالیگا اور قید کروگے تو چھڑا لیجائیگا ہر طرح مشکل ہے گلباد نے کہا کہ بختک قلعہ
ترک اصفہان مین برج زہرمار ہے اسمین امیر کو قید کرو عمرو کو پتا بھی نہ ملیگا بختک نے کہا بہتر ہے غرضکہ
گلباد نے امیر کو لیجا کر برج زہرمار مین قید کیا اُدھر لشکر اسلام مین صبح کو خبر ہوئی کہ امیر بارگاہ سلیمانی مین
سے غائب ہوگئے عمرو نے بھی سُنا نہایت صدمہ ہوا سارے لشکر کو رنج ہوا مہر نگار نے رو رو کے عجب حال کیا
عمرو نے بہت جستجو اور کوشش کی مگر امیر با توقیر کا کہین پتا نہ لگا دوسرے دن رات کو پھر گلباد آیا عمرو تو قباد
شہریار کی خبر کو گیا ہوا تھا گلباد صعوہ جنگی کو چُرا لیگیا خواصین پیٹنے لگین اور رو رو غل مچانے لگین عمرو جو قباد کے
پاس سے آیا سُنا کہ لشکر مین سے آواز رونے کی آتی ہے عمرو حیران ہوا کہ لشکر مین کون روتا ہے جب عمرو قریب خیمے کے
آیا سُنا کہ خیمہ صعوہ سے آواز رونے کی آتی ہے عمرو جلدی سے خیمے کے اندر آیا خواصون نے روکر کہا اے خواجہ صعوہ کو گلباد
چُرا لیگیا یہ سُنکر عمرو اور سب عیار دوڑے کہ چلکر صعوہ کو چھڑا لائین گلباد پشتارہ لگائے چلا جاتا تھا کہ راہ مین ایک
رومال پڑا تھا گلباد نے اُٹھا لیا دیکھا کہ ایک طرف رومال کے کونے پر کچھ روپیے بندھے ہین اور ایک طرف ڈلیان
مصری کی چاندی کے ورق کی لگی ہوئی بندھی ہین اور اسمین کچھ چھوٹی الائچیان بھی ہین گلباد نے مصری کی ڈلیان تو
پھینکدین اور روپیے لیلیے اور الائچیان کھانے لگا جیسے الائچی کھائی بیہوش ہوکے گر پڑا ابوالفتح نے جھاڑی مین سے نکلکر
گلباد کو باندھا اور دفع بیہوشی دیکر گلباد کو ہوش مین لایا گلباد نے دیکھا کہ ایک لڑکے نے مجکو باندھ لیا
ہے کہنے لگا اے لڑکے اپنے روپیے لے اور مجکو چھوڑ دے ابوالفتح نے کہا تو کیا لیے جاتا ہے گلباد نے کہا گرد عراقی کی
معشوقہ صعوہ جنگی کو لیے جاتا ہون ابوالفتح نے کہا او گیدی تو میری نانی کو اسطرح کہتا ہے اور مجھے تو میری خالا کے

سارا ماجرا تیرا بیان کیا تھا کہ امیر کو تو ہی چرا لیگیا ہی اور آج صعوہ کو چرا لایا ہی یہ سنکے مین پہلے سے راستے پر آبیٹھا تھا اور رومال میرا ہی تو روپیہ مجھے کیا دیگا تو نے وہ گرہ کھولی نہین اسمین میوشی بندھی تھی گلباد نے کہا او لڑکے تو مجھسے ہزار روپیہ لیلے اور مجکو چھوڑ دے ابوالفتح نے کہا او گیدی کیا بکتا ہی مگر اب ابوالفتح حیران ہی کہ ایک تو یہ پشتارہ دوسرے گلباد اور قد میرا چھوٹا سا کیونکر ان دونون کو لیجاؤن آخر ابوالفتح نے سوچکر گلباد کے پاؤن مین رسی باندھی اور پشتارہ صعوہ کا دوش پر لگایا گلباد کو کھینچتا ہوا لیچلا کہ پشت اسکی چھل گئی گلباد غل مچانے لگا اس اثنا مین کلبا د عراقی آگیا گلباد نے اسکو دیکھکر کہا ای بھائی یہ لڑکا مجکو مارے ڈالتا ہی ابوالفتح کلباد کو دیکھکر حیران ہوا اور پشتارے کو ایک طرف رکھکر نیمچہ کھینچا کلباد سے لڑائی ہونے لگی جب کلباد نے چاہا کہ رسی کھولے رسی کا سرا ابوالفتح کے ہاتھ مین تھا فوراً اسنے جھٹکا مار دیا اور کلباد کو پاس نہ آنے دیا بہت ہوشیاری سے ابوالفتح لڑ رہا ہی کہ اتنے مین بہرام عراقی بھی آپہونچا اب ابوالفتح گھبرایا خدا سے دعا کرنے لگا اور دل مین کہنے لگا کہ واہ یک نشد دو شد لیکن دل کو مضبوط کرکے دونون سے لڑنے لگا ابوالفتح تو اکیلا ہی اور وہ دو ہین مگر دونون کی چوٹ مین روکتا ہی اور جواب دیتا ہی لڑتے لڑتے ابوالفتح نے ایک ہتھکٹی بہرام کو ماری بہرام عراقی زخمی ہوا پیچھے ہٹ کر کہنے لگا او لڑکے تو نے مجھے زخمی کیا ابوالفتح نے کہا او گیدی سوائے زخمی ہونے کے کیا لڈو پیڑے لڑائی مین ملتے ہین ابوالفتح لڑ رہا ہی اور دعا مانگتا جاتا ہی کہ عمرو نے ابوالفتح کی آواز دور سے پہچانی پکارا کون ہی ابوالفتح نے عمرو آواز سنکر کہا ای ماموجان جلد آئیے کہ ممانی کا پشتارہ مین نے گلباد سے چھین لیا اور بہرام وکلباد دونون میرے پیچھے پڑے یہ سنکر عمرو نیمچہ کھینچکر جھپٹا آتے ہی دونون سے لڑنے لگا کہ گلباد کی رسی کا سرا ہاتھ سے ابوالفتح کے چھوٹ گیا ادھر سرہنگ مصری بھی آگیا اب تو ایک سے ایک لڑنے لگا کہ ادراک عراقی دو ہزار سوار سے آیا اسکو دیکھکر عمرو نے ابوالفتح سے کہا ای فرزند تو چلاجا اور سرہنگ مصری سے بھی عمرو نے کہا تم بھی نکل جاؤ یہ دونون لڑتے ہوئے راہی ہوئے عمرو نے صعوہ جنگی کو توزنبیل ڈال لیا اور نکلنے کا ارادہ کیا کہ سلطان بخت مغربی پانچ ہزار سوار سے طلایہ پھرتے پھرتے ادھر نکل آئے دیکھا لڑائی ہو رہی ہی عمرو کی آواز سنکر نعرہ کیا اور تلوار مین کھینچکر جا پڑے تلوار چلنے لگی صبح تک پانچسو آدمی سلطان بخت مغربی نے قتل کیے اور باقی مع ادراک عراقی کے بھاگ کر بارگاہ مندیل مین آئے گلباد کو بڑا صدمہ ہوا اسطرف رات کو کوئی قباد شہریار کو چرا لیگیا صبح کو لشکر اسلام مین غل ہوا کہ قباد شہریار خوابگاہ پر سے غائب ہوگئے عمرو نے جو تلاش کیا معلوم ہوا کہ مندیل نوشیروان کو بھی خبر نہین کہ قباد کو کون چرا لیگیا ادھر بختک نے مندیل سے کہا کہ طبل جنگ بجواؤ مندیل نے کہا کہ امیر تو ہمارے پاس قید ہین اور ہمکو تو لڑنے کی خوشی تھی بختک نے کہا ای مندیل غنیمت جانو کہ امیر قید مین ہین غرض کہ مندیل نے بختک کے کہنے سے طبل جنگ بجوایا یہ خبر عمرو کو ہوئی سب لوگ لشکر اسلام مین گھبرائے کہ اب کیا ہوگا نہ تو امیر ہین نہ بادشاہ لشکر اسلام عمرو نے سب کو تسلی دی کہا نہ گھبراؤ خدا حامی و مددگار ہی لندھور جانشین حمزہ تو موجود ہی غرضکہ ادھر لشکر اسلام مین نقارہ بندھی پر چوب پڑی رات بھر تیاری جنگ ہی صبح کو دونون لشکر میدان مین آکر صف آرا ہوئے کہ یکایک طرف بیابان سے گرد اٹھی دیکھا کہ لاکھ سوار سے کندر کوہ کرمانی آیا پھر دو بار گرد اٹھی دیکھا کہ سلسل شاہ بختی ولد اثن شاہ لاکھ لاکھ سوار سے آئے کہ پھر گرد کا تتق اٹھا کہ عجم خان تین لاکھ سوار سے آیا اب جو سب کی آمد ہوئی اور یہ سردار کمک کو نوشیروان کی آنے لگے سب فوج کفار و سردار استقبال مین مصروف ہوئے دن کم رہگیا مندیل نے ارادہ کیا کہ طبل بازگشت بجوا کر اپنے اپنے خیمون مین پھر جائین مگر عجم خان مع تین لاکھ سوار کے آپا دشاہ نوشیروان کے پاس بھی نہ گیا وہین سے بھاگ لی لشکر لندھور پر آپڑا تلوار چلنے لگی لاش پر لاش گرنے لگی اب نمک

لندھور کچھ پسپا ہونے لگی عجم خان گھوڑا اُٹھا کر برابر لندھور کے آیا اور پکارا باش او ہندی اب تو میرے ہاتھ سے
کہان جائیگا یہ کہکر تلوار ماری کہ ہودا بھی کٹا اور فیل لندھور کو بھی غصہ آیا دو دمہ ہندی کھینچکر ایک ہاتھ مارا عجم خان
نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تیغ سپر کو کاٹکر جگرگاہ تک اُتر گیا عجم خان زمین پر گرا لاش تڑپنے لگی فوج اُسکی بھاگی پھر خوب
تلوار چلی لاکھ سوا عجم خان کے مارے گئے باقی بھاگ گئے جب لشکر نوشیروان مین آئے بختک نے طبل بازگشت
بجوایا دونون لشکر پھرکر اپنے اپنے خیمون مین آئے بختک نے کہا واہ میان عجم خان خوب جلدی کرکے سب سے پہلے
تم نے ہاتراب ملک عدم کا کیا نوشیروان بختک پر خفا ہوا مندویل نے پھر طبل جنگ بجوایا ادھر لشکر اسلام مین بھی
کوس حربی بجا رات بھر تیاری جنگ رہی صبح کو دونون لشکر میدان جنگ مین آئے کہ ازپردہ بیابان گردے برخاست جب
دامنہ گرد شگافتہ ہوا دیکھا شاہنگ چرخی زن لاکھ سوار سے کمک کو نوشیروان کی آیا یکایک پھر گرد اُٹھی ہر یقہ
دس ہزار سوار سے آیا پھر گرد اُڑی دیکھا کہ ملک فرخ و کجم کاسہ فروش و مریخ دہل زن آئے اور برابر مندویل
کے پہونچکر سلام کیا شاہنگ چرخی زن نے اجازت طلب کی اور میدان مین آیا اور مبارز طلب کیا عمرو نے لندھور
سے کہا اے دارائے ہند تم نہ جانا اب لشکر تمہارے دم سے ہے کہ سلطان بخت مغربی لندھور سے اجازت لیکر میدان
مین آئے لیکن شاہنگ چرخی زن کی نئی لڑائی اور نیا حربہ ہے جب سلطان بخت مغربی سامنے آئے
شاہنگ چرخی زن نے گھوڑون کو چرخ دیا کہ تحت گرد بلند ہوا اور اُسی گرد و غبار کی تاریکی مین اپنا حربہ کیا
سلطان بخت مغربی زخمی ہوا یہ دیکھکر قارن قاز مغربی نکلا وہ بھی اُسی طرح زخمی ہوا اور دو سردار اور شہید ہوئے
تمام لشکر حیران ہوا کہ حربہ اسکا نہین کہائی دیتا ہے اور سردار زخمی ہو جاتا ہے عمرو اور لندھور کو نہایت فکر ہوئی اور اُسنے
ساتھ میدانداریان کین دس بارہ سردار تو زخمی ہوئے پانچ چار پہلوان مارے گئے عمرو نے لندھور سے کہا اے دارائے ہند
خدا خیر کرے امیر باتوقیر اور بادشاہ تو نہین ہین یہ کافر عجیب لڑائی لڑتا ہے اسطرف بختک و نوشیروان و مندویل وغیرہ
بہت خوش ہین اور نوشیروان و مندویل نے اُنکی دعوت کا سامان کیا اور شاہنگ چرخی زن سے کہا کہ بعد دعوت کے
طبل جنگ بجوانا غرض بسبب دعوت کے لڑائی موقوف رہی عمرو نے جو سُنا تو لندھور سے کہا کہ مین بھی دعوت کا سامان
دیکھ آؤن لندھور نے کہا خواجہ تمکو اختیار ہے مگر عمرو نے دل مین سوچا اے خواجہ آج بختک سے امیر باتوقیر کا
حال چلکر پوچھو یہ دل مین خیال کرکے عمرو چلا اور بارگاہ نوشیروان پر آیا راہ بختک کی دیکھنے لگا کہ جب بختک نکلے
تو اُسکے خیمے مین چلکر پوچھون غرض بختک کو جو دیر ہوئی تو عمرو نے اپنے دل مین کہا کہ خدا جانے بختک کب آئے بہت دنون
سے بہن کو نہین دیکھا ہے اے خواجہ ذرا چلکے سمینہ کو دیکھ آؤ یہ سوچکر عمرو اپنی بہن کے مکان پر آیا اور اندر گھر کے جو چلا تو
ایک غلام نے روکا اخی سعید نے اشارے سے غلام کو منع کیا اور عمرو اندر چلا گیا اپنی بہن سے ملا سمینہ نے کہا اے بھائی امیر
باتوقیر اور بادشاہ قباد تو قید ہین اور گلباد تمہارا دشمن ہو رہا ہے ذرا اُس سے ہوشیار رہنا عمرو نے کہا اے بہن خدا
حامی و مددگار ہے وہ میرا کیا کر سکتا ہے پھر عمرو نے پوچھا ابوالفتح کہان ہے اُسنے کہا بھیّا ایک احاطہ مکان کا اُسنے مول لیا
اُسی مین کھیلا کرتا ہے اور کھانا تک نہین کھاتا ہے یہ سُنکر عمرو احاطہ مین آیا دیکھا ابوالفتح سر سے پا تک خاک
مین غلطان ہے عمرو کو دیکھکر ابوالفتح بہت خوش ہوا اور کہا ماموجان میرا مجرا لو عمرو نے کہا اے فرزند تمنے اپنا یہ کیا حال
بنایا ہے ابوالفتح نے کہا ماموجان مین بیکار نہین رہتا جب سے مین نے خبر سُنی ہے کہ امیر باتوقیر کو قلعۂ تیرک اصفہان
مین بیچ تہہ بار کے اندر قید کیا ہے مین نے اس احاطے سے نقب کھودی ہے اور مٹی نکالکر ڈھیر کر رہا ہون سب نقب تیار
ہے فقط ایک دیوار حائل رہگئی ہے یہ سُنکر عمرو نے ابوالفتح کو گلے سے لگایا اور نقب کے اندر گیا دیوار مین چھید کرکے جو جھانکا

دیکھا ہزارون عیارون کے پہرے اُس برج زہرہ بار کے چارون طرف بیٹھے ہین اور گلباد نے وہ چوکسی کی ہو کہ پرندہ پر
نہین مار سکتا ہو عیارون کو حکم دیا ہو کہ جو باہر جائے پھر نہ اندر آئے اور آئے تو گلباد نے جو پتا بتایا ہو وہ بتا دے علاوہ اسکے
ایک عیار مریخ ڈہل زن کو ڈھول دیا ہو کہ تو آٹھ پہر بجا بجا کر ان سب کو جگایا کر وہ ڈھول بجاتا ہوا چارون طرف پھرتا
ہو عمرو نے دن کو توقف کیا اور رات کو نقب سے نکلکر ایک طرف کو کمند پھیلا دی جب وہ ڈھول بجاتا ہوا اُدھر آیا عمرو نے
اُسکو پکڑ لیا اور اُسکا اس زور سے گلا دبایا کہ وہ مر گیا عمرو نے اُسکو تو ایک خرابے مین ڈال دیا اور آپ اُسکی صورت بنکے اسیطرح سے
ڈھول بجاتا ہوا چلا اور عیارون کے برابر آکر کہا ایہا الناس بہت ہوشیار رہنا لیکن دل مین یہ سوچتا ہو کہ کیونکر سبکو بیہوش
کرون ای عمرو ایسا نہو کہ گلباد روز خبر کو آتا ہو چلا آوے غرض اسی فکر مین صبح ہو گئی اور گلباد و کلباد دونون آئے
عمرو انکو دیکھکر حیران ہوا اور سے گلباد و کو سلام اور ڈھول بجاتا چلا گیا دل مین کہا ای عمرو تم اسکا سامنا کرو اور گلباد اُٹھکر
اِدھر اُدھر پھرنے لگا چارون طرف دیکھ بھال کر سامنے مریخ کے آیا صورت دیکھکر شک ہوا کہا او مریخ ادھر آ کیا کرتا ہو مریخ نقلی
نے کہا جو آپ نے عمدہ سپرد کیا ہو اُسی کام پر حاضر ہون گلباد نے کہا ای مریخ جو مینے کہا تھا وہ یاد ہی عمرو نے کہا حضرت جی
خوب یاد ہی اسبات پر گلباد کو یقین ہوا کہ یہ عمرو ہو اسنے فقرے سے پوچھا کہ مین نے تیرے پاس کیا چیز رکھوائی تھی عمرو نے
کہا آجتک تو امانت مین خیانت نہین کی گلباد نے بھائی کو اشارہ کیا کہ یہ عمرو ہو اسکو پکڑ لو کلباد نے کہا ای بھائی آپکو خبط ہوگیا
ہو کہ اپنے لوگون کو عمرو بتاتے ہو آخر کو گلباد نے اچھی طرح عمرو کو پہچان کر کہا او مریخ تو نے بڑی چوکسی کی ادھر آ ایک
بات سُنتے اب عمرو کو یقین کامل ہوا کہ اسنے مجکو پہچان لیا عیارون سے عمرو نے کہا تم ہٹ جاؤ تو مین حضرت جی کی بات سُن لون
عیار ہٹ گئے گلباد خفا ہوا کہ تم سب کیون ہٹ گئے عمرو نے گلباد سے کہا اب کوئی نہین ہو کہو کیا کہتے ہو معلوم ہوتا
کہ آپکو کچھ شک ہو گلباد نے کہا شک کیا یقین ہو عمرو نے کہا اگر تمکو یقین ہو تو ہم خواجہ عمرو گلباد نے کہا لینا اسکو یہ کہنا تھا
کہ عیارون سے عمرو نے جست کرنے مین صورت تبدیل کی اور نیمچہ پکڑ کے لڑنے لگا عیار لینا لینا کر کے دوڑے عمرو بھی کہتا چلا جاتا
ہو کہ لینا غرض عمرو نے سب عیارون کو مع گلباد خوب اُس مکان کے احاطہ مین پریشان کیا اور نگہ بچا کر نقب سے نکل گیا
گلباد مع سب عیارون کے حیران ہو کر رہگیا اور کہنے لگا کہ ایہا الناس عمرو کدھر غائب ہو گیا لیکن کلباد و گلباد چارطرف
تلاش کرنے لگے اور عمرو جو نقب سے نکلکر آیا تو اخی سعید نے کہا ای خواجہ اب سارا گھر ہمارا اور ہم قتل ہونگے اگر نقب
گلباد دیکھ لیگا کہ اسکے گھر مین دہنہ ہو غضب ہو جائیگا عمرو نے کہا تم گھبراؤ نہین غرض اخی سعید کو تسلی دیکر ابو الفتح سے
کہا ای فرزند اب کام جان جوکھم کا ہو ابو الفتح نے کہا ماموجان جو کام ہو مین حاضر ہون جب تو عمرو نے زنبیل سے مال بہت
نکالا اور ابو الفتح سے کہا اسکو احاطہ مین پھیلا دو ابو الفتح اور عمرو نے روپیہ اور اشرفی اور جواہر نقب کے منھ سے لگا کر
تمام احاطہ مین پھیلا دیا اور چپ ہو کے بیٹھ رہے وہان گلباد نے تین روز تک عمرو کو ڈھونڈھا اور تیسرے دن لاش
مریخ کی پائی مگر سڑ گئی تھی اب گلباد کو بھی یقین ہوا کہ گلباد سچ کہتا تھا آگے جو بڑھے تو دہنہ نقب کا لا کلباد نیمچہ پکڑ کے نقب
مین کودا آتے آتے دیکھا کہ دہنہ نقب کا اخی سعید کے احاطے مین ہو لیکن بڑا مال پڑا ہوا ہو جب تو کلباد نے گلباد
سے کہا کہ اس مال کو تو اُٹھا لیجا کل اخی سعید کو گرفتار کرینگے یہ کہکر دونون بھائی دو مرتبہ بہت سا مال اندر لیگئے
جبکہ عمرو نے دیکھا کہ یہ دو مرتبہ مال لیگئے ہین فوراً حلقے کمند کے دہنہ نقب پر بچھا دیے اور ایک سرا اپنے ہاتھ مین اور
دوسرا سرا ابو الفتح کو دیا اور چپکے بیٹھ رہے مگر یہ عمرو نے سمجھا دیا تھا کہ جب گلباد سر باہر نکالے تم اس جال کی سے دبوچنا
کہ غل و شور نہ کرنے پائے القصہ یہ تو گھات مین بیٹھے اور گلباد تیسری مرتبہ پھر آیا جیسے ہی سر نکالا عمرو نے ایک جھٹکا دیکر
فوراً گلا دبایا اور بیہوش کر کے بیٹھے کلباد بھی اُسکے پیچھے آتا تھا دھماکا سُنکر اُسنے کان کھڑے کیے لیکن دل مین کہا بھائی ہو

کہیں ٹھوکر کھاکر گر پڑے ہونگے یہ سوچ کر کلباد نے دہنہ نقب سے اپنی گردن نکالی ابوالفتح نے جھٹکا دیا اور دوڑ کر پکڑ لیا
عمرو نے دونوں کو نذر زنبیل کیا اور آپ کلباد کی صورت بنا ابوالفتح سے کہا ای فرزند تو لشکر اسلام میں جاکر بہرام گرز بن
خاقان چین سے کہنا کہ دو ہزار سوار لیکر باہر آوے ابوالفتح نے اپنے باپ کو تو لشکر میں بھیجا اور آپ کلباد کی صورت بنکر عمرو
کے پیچھے چلا عمرو کلباد بنا ہوا باہر نقب کے آیا عیاروں نے کہا کیوں مہتر جی کچھ عمرو کا پتا لگا کلباد نقلی نے کہا کل اخی سعید
کو گرفتار کرونگا کہ اُسکے مکان میں دہنہ نقب کا ہے ایہا الناس عمرو قید امیر کی دیکھ گیا اب وہ چھڑا لیجائیگا اب میں قید
امیر کی اور جگہ رکھونگا یہ کہکر کلباد نقلی اُس کنوئیں پر آیا جہاں امیر باتوقیر قید تھے عمرو نے دیکھا کہ پتھر کنوئیں پر رکھا ہے
اُسکو ہٹوا کر کنواں کھولا اور کھٹولا باندھکر عمرو اُترا دیکھا امیر باتوقیر کا عجب حال ہو گیا ہے عمرو قدموں سے امیر باتوقیر
کے لپٹ گیا اور کہا یا امیر باتوقیر چلو غلام تمھارا تمکو لینے آیا ہے یہ کہکر امیر کو باہر نکالا امیر باتوقیر کو غش آگیا تھا عمرو نے
عیاروں سے کہا پیچھے چلو پھر عمرو نے عیاروں سے کہا صاحبو عمرو کیا ہے عیاروں نے کہا کوئی اُسسے بہتر نہیں ہے عمرو نے
کہا ایہا الناس اگر یہاں عمرو آکر امیر باتوقیر کو چھڑائے تو اُسکا دین برحق ہے عیاروں نے کہا مہتر جی آپ کی عقل سے
ہماری عقل بہتر نہیں ہے آپ زیادہ عقلمند ہیں جو تم کروگے وہ ہمکو بھی منظور ہے اس اثنا میں ابوالفتح بھی بشکل کلباد آیا
عیاروں نے دیکھا کہ کلباد بھی آگیا لیکن قد چھوٹا ہو گیا عمرو سمجھ گیا کہ خاقان چین آ پہونچا مگر عیار ابوالفتح کو دیکھکر
حیران ہوے عمرو نے امیر باتوقیر کو ہوش میں لاکر نعرہ کیا منم مہر سپہر عیاری خواجہ عمرو بن امیہ ضمری پھر عیاروں سے
کہا بہتر یہ ہے کہ دین اسلام قبول کرو یہ سنتے ہی سب عیار عمرو پر دوڑے عمرو نے تیغ کھینچا لڑائی ہونے لگی کہ سامنے
سے بہرام دو ہزار سوار لیکر آیا بہرام کو دیکھکر عیاروں کی جان نکل گئی غرض جو کہ تیرہ دردن تھے وہ بھاگ گئے اور باقی
سب عیار اور تمام قلعہ پھر مسلمان ہوا عمرو نے وہ قلعہ اخی سعید کو دے دیا اور ہزار سوار واسطے حفاظت کے
اُسکے پاس چھوڑ دیے اور امیر باتوقیر کو ہمراہ لیکر بفتح و فیروزی لشکر اسلام کیطرف چلے

دوسری داستان جلالت نشان امیر باتوقیر کا اپنے لشکر میں آنا اور قید قباد کی لیکر آنا مالک اژدر کا نوشیروان کے پاس

نقل کنندہ عبارت دلچسپ اس داستان کو یوں لکھتے ہیں کہ بعد دعوت کے شاہ ہنگ چرخی زن نے طبل حرب
بجوایا ادھر لشکر لندھور میں بھی نقارۂ رزمی پر چوب پڑی رات بھر تیاری جنگ رہی صبح کو دونوں لشکر میدان
میں صف آرا ہوئے یکایک صحرا کیطرف سے گرد اڑی خواجہ عمرو پیدا ہوئے بعد عمرو کے دیکھا کہ امیر کشور گیر
حمزہ صاحبقران زمان آتے ہیں لندھور وغیرہ دیکھتے ہی امیر کو دوڑے اور استقبال کرکے لشکر میں لائے بختک امیر
باتوقیر کو عمرو کے ہمراہ دیکھکر ناچنے لگا اور صلواۃ پڑھی امیر کے آنے سے اُس روز دونوں لشکر پھر گئے اپنے اپنے خیموں
میں آئے اور امیر باتوقیر بارگاہ سلیمانی میں داخل ہوئے عمرو بالا دوی کے واسطے نکلا جب کئی کوس گیا تو ایک پہاڑی
پر اُسنے عمرو نے دیکھا کہ ایک خیمہ برپا ہے اور فوج اُتری ہوئی ہے عمرو صورت بدل کر لشکر میں آیا اور در بارگاہ جاکر
کھڑا ہوا دیکھا کہ مالک اژدر اور دو عیار وزرا عرب اور اُسکا شاگرد شاہ ہنگ کھڑے ہیں اور قباد کو شاہ ہنگ چرالایا ہے
یہ بھی ستونوں سے بندھے ہوئے ہیں اور مالک کہ رہا ہے کہ تم دین لات کا قبول کرو تو میں نوشیروان کے پاس لیچلوں یہ سنکر
قباد نے جواب دیا ای مالک اگر یونہیں قضا آئی ہے تو ہر چہ بادا باد لات کیا اگیدی مسخرہ ہے میں اُسپر لاکھ لاکھ لعنت کرتا ہوں
یہ سنکے مالک کو غصہ آیا اور کہنے لگا بھلا دیکھوں تو خدا تیرا تجکو کیونکر بچاتا ہے یہ کہکر جلاد کو بلایا اور حکم کیا کہ اسکو ابھی
قتل کرو جلاد نے حکم مالک سے قباد کو زیر دار کھینچا جب تو قباد نے کہا میری ایک وصیت ہے جو کوئی لشکر امیر باتوقیر میں جائے

تو امیر با توقیر سے کہدے کہ ناحق خیر سے ہاتھ نہ اٹھانا جب قباد یہ کہہ چکا تو جلاد نے تیغ خونریز کو تولا کہ ایک پتھر جلاد کے شانے پر پڑا شانہ جلاد کا اتر گیا اور تیغہ ہاتھ سے چھوٹ گیا دوسرا جلاد آیا اسکے سر پر پتھر پڑا سر پھٹ گیا بھیجا نکل پڑا واصل جہنم ہوا مالک یہ ماجرا دیکھکر حیران ہوا اور شباہنگ سے کہا دیکھو تو یہ کون شخص پتھر مارتا ہی اب لوگ چار طرف ڈھونڈھنے لگے یہان تیسرا جلاد آیا عمرو نے اسکے جو پتھر مارا تو اسکی چھاتی پر لگا لیکن درازعرب نے دیکھ پایا کہ ایک پیادہ پگڑی باندھے پیادون مین کھڑا ہی وہی پتھر مار رہا ہی جب تو درازعرب نے کہا لینا اس پیادے کو یہ سنکر عیار دوڑے عمرو نے نعرہ کیا منم مہتر عیاری خواجہ عمرو بن امیہ ضمری اور للکارا او کافرو کیا تمہارا مقدور ہی جو اس شہریار کا ایک موے بدن میلا کر دیہ کہکر عمرو جست کر کے نکل گیا شباہنگ عمرو کے پیچھے دوڑا راہ مین عمرو نے برابر آکے بیضۂ بیہوشی مارا شباہنگ کے منھ پر وہ بیضۂ بیہوشی پڑا شباہنگ بیہوش ہو کے گرا عمرو نے اسکو تو خرابے مین ڈال دیا اور آپ اسکی صورت بنکر درازعرب کے پاس آکھڑا ہوا لوگون نے مالک سے کہا اب اسکو قتل نہ کیجیے مالک نے کہا ایہا الناس دشمن طعنہ زن ہونگے کہ مالک دب گیا یہ کہکر حکم کیا کہ جلد اسکو قتل کرو شباہنگ نقلی نے درازعرب سے کہا ای استاد یہ نواسا بادشاہ نوشیروان کا ہی اسکو قید کرو قتل نہ کرو اور تم میری طرف سے مالک سے کہو کہ اسکا قتل کرنا بہتر نہوگا بڑی قباحت ہی درازعرب نے کہا ای شباہنگ تجکو اس بات مین کیا دخل ہی مالک نے جو سنا پوچھا کیا ہی درازعرب نے کہا ای شہریار یا تو شباہنگ قباد کو پکڑ لایا تھا یا اب سفارش کرتا ہی کہ اسکو قتل نہ کیجیے مالک نے کہا بہتر ہی اسکو قید کرو لیکن درازعرب بولا کیا اب ہم عمرو سے دب جائینگے یہ کہکر جلاد سے کہا جلد اسکو قتل کر کیا دیکھتا ہی ہاتھ تیغۂ خونخوار کا اسکو مارے یہ درازعرب کا کہنا تھا کہ ایک ہاتھ تلوار کا شباہنگ نقلی یعنی عمرو بن امیہ ضمری نے درازعرب کو مارا تلوار سر پر درازعرب کے پڑی ٹکڑے ہو کر گرا عمرو نے یہ نعرہ کرکے جست کی کہ او مالک اگر تو نے قباد کو قتل کیا تو یہ جان لینا تجکو خیمہ مین گھس کے مار ڈالونگا اور ایک ساعت جیتا نہ چھوڑونگا یہ کہکر عمرو نکلا اور مالک نے آواز دی ارے اس دزد مکار کو پکڑو تو عمرو مثل برق تڑپ کر نکل گیا اور ایک گڑھے مین جاکر ایک خواص کی صورت بنا اور پھر مالک کے عقب آکھڑا ہوا اور رومال ہلانے لگا مالک خفا ہو رہا تھا اور سردار سمجھا رہے تھے کہ جانے دیجیے کیا ضرور ہی جو آپ دزد بازیگر کے سر چڑھیے مالک نے کہا واہ میری بات مین فرق آئیگا اسکو جلد قتل کر دو یہ کہتا تھا کہ عمرو نے پشت پر سے مالک کا تاج لیا اور جست کر کے برابر جلاد کے آیا اور ایک تلوار جلاد کو ماری کہ وہ گر کے جہنم داخل ہوا عمرو پھر وہان سے جست کر کے نکلا اور یہ نعرہ کرتا ہوا مثل صرصر تیز و تند چلا گیا نعرہ عمرو دم کہ کلاہ از سر قیصر بہ برم + رنگ از رخ بختک بداختر بہ برم + در محفل خسروان چو گردد ساقی + جام و قدح و سبو و ساغر بہ برم + یہ کیفیت دیکھکے مالک کو بھی خوف پیدا ہوا دل مین کہا مجکو اسکے قتل کرنے سے کیا حاصل ہوگا یہ نواسا بادشاہ نوشیروان کا ہی بہتر یہ ہی کہ اسکو لیجا کر بادشاہ کو نذر دون وہ خوش ہوگا یہ سوچ کر حکم دیا کہ قباد کو قید کرو جبکہ عمرو نے دیکھا کہ قباد کو فلان جگہ قید کیا اب کسی قدر اطمینان ہوا اور یہ لشکر امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران کی طرف چلا کہ حمزۂ صاحبقران سے یہ کیفیت قباد شہریار کی بیان کیجیے یا تو امیر با توقیر آکر یہین چھڑا لینگے اور اگر مالک کوچ کر جائیگا تو راہ مین چھین لینگے القصہ یہ سوچ کر عمرو لشکر

امیر باتوقیر مین آیا اور بارگاہ مین آکر امیر کو مجرا کیا اور حال قباد شہریار کا بیان کیا وہان مالک نے اُسی وقت قباد کو ارابے پر بٹھا کر طرف لشکر نوشیروان کے کوچ کیا اور مالک بارگاہ مین نوشیروان کی آیا قباد نے بطریق اسلام سلام کیا مندویل نے کہا او پسر حمزہ یہ تیرا نانا ہی اور بادشاہ ہفت اقلیم کا ہی تو نے اسکو سلام نہ کیا خیر اب بھی تو دین اپنے نانا کا قبول کر تو تیری جان بخشی کرا دون قباد شہریار نے کہا او مندویل لات کیا گیدی ہی مین اُسپر لا کو لا کو لعنت کرتا ہون اور مرنے کی مجکو پروا نہین یہ گفتگو سُنکر مالک قباد کا عاشق ہوگیا اور دل مین کہا ای مالک خدا پرست بڑے بہادر ہوتے ہین اُدھر نوشیروان نے غصہ ہوکر کہا کہ آج تو اسکو قید کرو کل قتل کرونگا بختک کی بھی یہی صلاح قرار پائی کہا بہتر ہی یہ خبر کارون نے آکر امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران کو دی کہ یا امیر کشورگیر کوئی پہلوان دراز عرب ہی وہ بادشاہ کی قید لیکر نوشیروان کے پاس آیا ہی اور نوشیروان نے حکم دیا ہی کہ آج قید رکھو کل قتل کرونگا امیر باتوقیر نے فرمایا کل دیکھا جائیگا کہ رات کو سر ہنگ مصری جاکر نوشیروان کو چرا لایا امیر بہت خوش ہوئے اور حکم دیا کہ اسکو عقابین پر کھینچ دو وہ لوگ قباد کو قتل کرین مین نوشیروان کو قتل کرونگا اس اثنا مین عمرو نے گلباد اور کلباد کو زنبیل سے نکالا اور سامنے امیر کے باندھکر حاضر کیا امیر نے فرمایا انکو ہوش مین لاؤ عمرو نے رفع بیہوشی دونون کو دی جب دونون کو ہوش آیا اپنے تئین اس حالت مین دیکھکر بہت حیران ہوئے عمرو نے کہا کیا دیکھتے ہو بہتر یہ ہی کہ مسلمان ہو جب تو گلباد اور کلباد نے عمرو کی بہت تعریف کی اور کہا ہمکو کلمہ بتائیے عمرو نے اُنکی صورت دیکھکر کہا یا امیر باتوقیر یہ دونون بڑے مکار اور غدار ہین انکو نہ چھوڑئیے گا ای امیر باتوقیر مین نے آجتک ایسے عیار نہین دیکھے امیر نے عمرو کا کہنا نہ مانا اور دونون کو کلمہ پڑھایا وہ دونون طوطے کی طرح خوف جان سے کلمہ پڑھکر مسلمان ہوئے لیکن آپس مین یہ مشورہ کیا کہ خالی ہاتھ مندویل کے سامنے کیا جائین بہتر یہ ہی کہ نوشیروان کو چھڑا لیچلین کیونکہ ہماری خفت مٹجائیگی الغرض گلباد اور کلباد نوشیروان کو عقابین پر سے چرا لے گئے صبح کو خبر امیر باتوقیر کو ہوئی عمرو نے کہا یا امیر مین آپ سے کہتا تھا اور آپ نے میرا کہنا نہ مانا اُدھر جاتے ہی نوشیروان نے حکم دیا کہ جلد قباد کو زیر تیغ کرو اُسی وقت جلاد نے قباد کو زیر دار بٹھایا یہ خبر امیر کو ہوئی فوراً اشقر دیوزاد پر سوار ہوکے اور عمرو کو ہمراہ لیکر طرف لشکر کفار کے روانہ ہوئے اور عمرو نے چلتے وقت لشکر مین پکار دیا تھا کہ امیر لشکر کفار مین تنہا جاتے ہین خدا جانے کیا ہو جسکو آنا ہو جلد آوے یہ سُنکر لندھور وبہرام وغیرہ پیچھے امیر باتوقیر کے روانہ ہوئے اور امیر نے اشقر دیوزاد کو ایسا تند جولان کیا کہ عمرو بھی پیچھے رہگئے جب امیر کشورگیر برابر لشکر کفار کے پہونچے تیغ عقرب سلیمانی کو کھینچ لیا اور جو سامنے پڑگیا قتل کرنا شروع کیا بزن و بگیر کی صدا بلند ہوئی کشتون کے پشتے لگا دیے قباد شہریار نے جو امیر باتوقیر کا نعرہ سُنا فوراً قید اپنی توڑ ڈالی اتنے مین عمرو بھی آگیا برابر ایک سوار کے پہونچ کر پہلو مین خنجر مارا وہ سوار گھوڑے سے گرا عمرو وہ گھوڑا لیکر قباد کے پاس آیا اور قباد شہریار کو اُس گھوڑے پر سوار کیا اور ایک تلوار بھی نکال کر قباد کو دی قباد بھی لڑنے لگے یکایک نعرہ لندھور اور بہرام کا ہوا اور آتے ہی لشکر سے لڑنے لگے اب خوب تلوار چلنے لگی اور تمامی سرداران لشکر اسلام ایک کے بعد ایک آتے لگا خبر مندویل و نوشیروان کو ہوئی

بختک نے کہا خبردار کوئی اُس سے مزاحم نہ ہو قباد کو لیجانے دو الغرض امیر باتوقیر نے بفضل ایزدی بہت سے کفار کو قتل کیا اور تمام لشکر پسپا ہوا قباد کو چھڑا کر اپنے ساتھ لشکر مین لائے اور جشن عام کیا وہان مالک اژدر و سندویل و ہلیل وغیرہ کو بڑا صدمہ ہوا کہ امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران ہمارے لشکر سے قباد کو چھڑا کر لیگئے اور ہمسے کچھ نہوسکا اب یہ ارادہ کیا کہ ہجوم دکھلا کر طبل جنگ بجوائین +

دو کلمے داستان مارا جانا گرد عراقی کا اور پتہ لگانا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کا

محبسان روایت تازہ اس داستان رنگین کو یون تحریر کرتے ہین کہ ایک روز گرد عراقی کسی صحرا مین شکار کھیلنے گیا وہان کسی نے ایسا ایک پتھر مارا کہ وہ سینہ پر پڑا گرد عراقی زمین پر گر کے تڑپا اور مر گیا لوگ اسکی ہمراہی کے لاش اسکی گریان و نالان بارگاہ نوشیروان مین لائے بختک نے پوچھا ارے کیا ہوا یہ کیونکر مر گیا لوگون نے کہا کسی نے پتھر مارا سینہ پر پڑا مر گیا اُسنے کہا کہان پر یہ واقعہ ہوا بیان کیا کہ فلان صحرا مین شکار کھیلنے گیا تھا غرضکہ گرد عراقی کی لاش دیکھکر سب کو صدمہ ہوا بختک نے کہا اے سندویل جو ہم بتائین وہ تدبیر کرو اسکا تابوت اور یہ پتھر ایک کشتی مین مع زنانی پوشاک کے امیر کے پاس بھیجدو اور یہ کہلا بھیجو کہ یا امیر باتوقیر آپ صاحبقرانی خواجہ عمرو کے بھروسے پر کرتے ہین یہ پتھر کہ وزن مین سوا پانچ سیر کا ہے سوائے عمرو کے کوئی نہین باندھتا ہے یا تو آپ یہ پوشاک زنانی پہنیے اور یا عمرو کو باندھ کر بھیج دیجیے یہ سنکر سب نے کہا اے بختک کیا خوب تدبیر تو نے بتائی ہے الغرض اسی طرح سے وہ تابوت اور وہ کشتی پتھر و پوشاک کی بہرام عراقی اپنے ہمراہ لیکر سامنے امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران کے آیا اور جو کچھ بختک نے کہدیا تھا وہ بیان کیا جب تو امیر باتوقیر نے عمرو کی طرف دیکھا اور کہا اے خواجہ یہ کیا کہتا ہے عمرو حیران ہوا اور کہا اے حمزۂ صاحبقران آپ کے سر کی قسم مین اس روداد سے مطلق واقف نہین ہون لندھور وغیرہ نے بھی کہا یا امیر باتوقیر کافر کی بات کا کیا اعتبار یہ بختک کی بدذاتی ہے امیر نے فرمایا اے دارائے ہند یہ سب کچھ ہے مگر یہ بات بہادری اور عدالت سے بعید ہے اور ایک مرتبہ یہ بھی اُنکے کہنے کو ہوا تھا کہ عمرو کو بچہ اُٹھا لے گیا تھا مین ہرگز نہ مانونگا امیر نے لندھور سے کہکر پھر عمرو کی طرف مخاطب ہوے کہ اے خواجہ اسکا پتا لگاؤ نہین تو برب کعبہ تمکو باندھکر بھیجدونگا عمرو نے کہا یا امیر باتوقیر وہ میرے دشمن ہین مجکو قتل کرینگے امیر نے کہا پھر جو کچھ ہو عمرو ناچار ہوا اور کہا اچھا مجکو تین دن کی مہلت دیجیے امیر نے فرمایا کسی کو ضامن دو عمرو نے پکار کر کہا ایہا الناس کوئی ہمارا ضامن ہوتا ہے کسی نے جواب نہ دیا عمرو نے لندھور کی طرف دیکھا لندھور نے کہا عمرو کا مین ضامن ہون امیر نے کہا اے دارائے ہند یہ نہ جاننا کہ مین جانشین حمزۂ صاحبقران ہون سب جانتے ہین کہ عمرو سے زیادہ مجکو کوئی عزیز نہین جب اسکے واسطے یہ بات ہے تو دوسرے کی کیا حقیقت ہے بخدا اگر عمرو نہ آئیگا تو تمکو باندھکر بھیجدونگا لندھور نے کہا مجکو منظور ہے القصہ عمرو لندھور کو ضامن دیکر باہر نکلا اور ایک طرف کو روانہ ہوا دوپہر تک اِدھر اُدھر تلاش کیا پتا نہ لگا پھر اور سمت کو گیا اسی طرح چار طرف پھرتے پھرتے دو روز گذر گئے اور مطلق پتا نہ لگا عمرو بہت حیران ہوا اور بیٹھ کے ایک جگہ فال کھولی اور پھر ایک طرف کو چلا تھوڑی دور گیا تھا کہ ایک شہر معلوم ہوا جیسے عمرو شہر مین آیا لوگون نے پکڑا عمرو نے کہا اے یار مین نے کیا خطا کی ہے

مین تو ایک بیچارہ مسافر ہون لوگون نے کہا اس شہر کا حاکم اندھا ہی جو کوئی مسافر آتا ہی ہم اُسے اُسکے پاس لیجاتے
ہین وہ اُسکے ہاتھ کی ہتھیلی سونگھکر چھوڑ دیتا ہی یہ سُنکر عمرو ناچار ہوا اور وہ لوگ عمرو کو پکڑکے اندھے کے
پاس لائے اندھے نے ہتھیلی عمرو کی سونگھی اور کہا یہ عمرو ہی اسکو قید کرو عمرو حیران ہوا کہا
یہ بڑا عقلمند ہی اور نہایت قیافہ شناس ہی الغرض عمرو کو ایک مکان مین قید کیا عمرو دعا مانگنے لگا دل مین
کہتا تھا ای عمرو ایک روز وعدے مین باقی ہی اگر نہ پہونچونگا تو سب کہینگے عمرو جان بچاکر چلا گیا اور
لندھور کو قتل کروا دیا یہ سوچ کر عمرو تلملایا کیا اتنے مین آواز پہرے والے کی گانے کی آئی عمرو درِ زندان
پاس آ بیٹھا اور تال دینے لگا اُسنے کہا کیا تجکو ٹھیکہ بجانا آتا ہی عمرو نے کہا گانا بھی آتا ہی بجانا بھی آتا ہی
اُسنے بایان عمرو کو لاکے دیا کہا بجا عمرو نے کہا ایک ہاتھ میرا کھولدو تو مین ٹھیکہ بجاؤن اُسنے ایک ہاتھ
عمرو کا کھولدیا عمرو بجانے لگا اور گانے بھی لگا لیکن چپکے چپکے سرہن کا رگڑا بیڑیون پر دیتا جاتا ہی جبکہ
بیڑیان کٹ گئین عمرو نے کہا مین پیاسا ہون اُسنے کہا پانی مین بھی پیونگا جب تو عمرو نے پانی مین بیہوشی
ملاکر اُسکو دیا کہا لو پہلے تم پیلو اُسنے ہاتھ سے عمرو کے پانی لیکر پیا بس پیتے ہی وہ بیہوش ہو گیا عمرو یہ تدبیر
کرکے قید خانہ سے باہر نکلا اور جلدی شہر کے باہر ہوا جاتے جاتے ایک صحرا ملا دیکھا ایک شخص چلا آتا
ہی جیسے اُسنے عمرو کو دیکھا کہا ای شخص کپڑے اپنے اتار دے مین قزاق ہون عمرو نے اُس سے کہا ای بندہ
خدا مین فلک کا ستایا ہون تو مجھے کیون ستاتا ہی اور کاہے کو راہ روکتا ہی اُسنے نہ مانا عمرو نے کہا بھلا
ای احمق مین تجھے کپڑے دے دونگا یہ سُنکے اُسنے نیمچہ کھینچ کے عمرو کو مارا عمرو نے سپر پر روکا خوب
دونون مین نیمچہ چلا پھر اُسنے خنجر کھینچا عمرو نے بھی خنجر نکالا بڑی دیر تک خنجر بھی چلا کیا کچھ نہوا تب تو
اُسنے ایک پتھر سوا پانچ سیر کا تراشا ہوا گوپھن مین دے کر عمرو کو مارا عمرو نے خالی دیا پھر عمرو
نے پتھر مارا اُسنے بھی خالی دیا غرض دونون مین سنگبازی بھی ہوئی مگر چوٹ کسی نے نہ کھائی تب
اُسنے عاجز ہوکر پوچھا تیرا کیا نام ہی عمرو نے کہا تیرا کیا نام ہی اُسنے کہا مجکو اسلم بادپا کہتے ہین جب تو
عمرو نے بھی نعرہ کیا منم مہتر عیاری خواجہ عمرو بن اُمیّہ ضمری اُسنے کہا عمرو کو تو میرے باپ نے
قید کیا ہی تو کیونکر چھوٹ گیا عمرو نے کہا ای اسلم سچ بتا کہ گرد عراقی کو تو نے مارا ہی اسلم نے
کہا ای عمرو گرد عراقی نے میرے باپ کو اندھا کروا دیا تھا اُس روز سے مین اُسکی تلاش مین
رہا کرتا تھا کبھی اکیلا نہین ملتا تھا ہر وقت اُسکے ساتھ لوگ رہتے تھے ایک روز شکار پر تنہا اُسنے
آہو کے پیچھے گھوڑا ڈالا مین نے اُسکو پتھر گوپھن مین دے کر مارا وہ مر گیا مین نے اُس سے بدلا
اپنے باپ کا لے لیا ای خواجہ وہ اندھا میرا باپ ہی اور نام شباہنگ ہی جب تو عمرو نے اُس سے
کہا ای اسلم تو میرے کپڑے اور ہتھیار وغیرہ سب لے لے مگر میرے ساتھ چلکر امیر باتوقیر
حمزۂ صاحبقران کے سامنے کہدے کہ مین نے گرد عراقی کو پتھر سے مارا ہی اسلم نے کہا واہ
خواجہ عمرو خوب سبق پڑھاتے ہو جان بوجھ کر عذاب مین پھنسواتے ہو عمرو یہ سنکر پیچھے ہٹے اور ایک
بیضۂ بیہوشی نکال کر مُنھ پر اسلم کے مارا وہ بیہوش ہوکر گرا عمرو نے اُسکی مشکین باندھکے پشتارہ لگایا
اور مثل باد صرصر کے لشکر امیر کی طرف روانہ ہوا اُدھر لندھور کے ملازمون مین چرچا ہونے لگا تمام
ہندی کھاچی گجراتی کہتے ہین کہ آخر اُس مکار نے دغا کی اب امیر لندھور کو باندھکر بھیجدینگے جان لینا

کہ ہم بھی جان اپنی دیدینگے اور تخت تک اُٹ دینگے یہ خبر امیر باتوقیر کو ہوئی کہ لندھور کی فوج یہ کہتی ہی
بلکہ سب آمادہ جنگ ہین یہ سُنکے امیر نے لندھور کو بُلایا کر اور یہ حکم دیا کہ بیڑیان پہنکر آئے جب تو لندھور نے اپنی
فوج سے کہا ایہا الناس جو مین کہون وہ کرو گے سب نے کہا ہم جان دینے کو موجود ہین لندھور نے کہا بہتر یہ ہی کہ
مین قید ہوکر جاتا ہون تم لوگ ہرگز دخل نہ دینا یہ کلام سُنکر فوج لندھور کی خاموش ہورہی اور لندھور بیڑیان پہنکر
خدمت امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران مین آیا امیر نے کہا ای لندھور اب کیا کہتے ہو لندھور نے کہا یا امیر باتوقیر
مرد کی بات ایک ہی جب تو امیر نے حکم دیا کہ لندھور کو زیر دار بٹھاؤ جسوقت اتنا دن گذر جائے تب قتل کرنا
الغرض لندھور کو زیر دار بٹھایا اور ذوالخمار عادی نے کولے کا خط لندھور کی گردن پر لگایا اور ذوالخمار
نے کہا ای لندھور تم تو عمرو کو جانتے تھے اور پھر ضامن ہوے لیکن تمام ہندی عمرو کو بُرا بھلا کہہ رہے تھے اور
ہتھیار باندھے آمادہ جنگ کھڑے تھے ادھر لشکر امیر باتوقیر بھی تیار رہتا کہ شاید ہندی کچھ فساد کرین کہ صحرا
کی طرف سے عمرو پشتارہ لگائے پیدا ہوا اور لندھور کو مجرا کیا کہا ای بادشاہ ہندوستان کیا کہنا ذاک اللہ
فی الدارین دوست صادق ایسا ہی کرتے ہین یہ کہکر عمرو فوراً امیر باتوقیر کے پاس آیا امیر باتوقیر نے عمرو
کو دیکھتے ہی فرمایا کہ جلد لندھور کو لاؤ جبکہ لندھور آیا امیر نے حکم دیا بیٹھو لندھور بموجب حکم امیر کے
بیٹھ گیا عمرو نے اسلم بادیا کو پشتارے سے کھولکر نکالا اور ہوش مین لایا آنکھ جو اسلم بادیا کی کھلی عمرو
کو تو پہچانا مگر اور سب کو دیکھکے حیران ہوا امیر باتوقیر نے حال اسلم سے پوچھا اُسنے سب بیان کیا اور
کہا کہ یا امیر مین مسلمان ہوتا ہون اسلم کو امیر باتوقیر نے مسلمان کیا اور بہرام عراقی وغیرہ کو مار کے
نکلوا دیا اور کہا کہدینا کہ اب یہ چوریان اگر زنانی پوشاک تمکو پہناؤنگا یہ کہکر عمرو سے کہا ای خواجہ بیٹھو
عمرو نے کہا یا امیر خدا تمھاری صورت مجکو نہ دکھائے یہ کہکر عمرو صحرا کیطرف چلا جب تو امیر نے کہا ای عمرو
میرا قصور معاف کر عمرو نے کچھ جواب بھی نہ دیا کہ لندھور پکارا ای خواجہ امیر اس طرح سے کہتے ہین اور
تم نہین مانتے ہو عمرو نے کہا ای دارائے ہند بخدا مجکو تیرا کہنا قبول ہی بلکہ جان تک عزیز نہین تیرے حکم سے
ناچار ہون غرض بموجب حکم لندھور کے عمرو امیر سے ملا اور بہرام عراقی نے جاکر سارا ماجرا نوشیروان و
مندویل و فہلیل سے بیان کیا بختک نے کہا ہمنے چال کی تھی مگر نہ چلی مین اسکو کیا کرون کہ مندویل نے
خفا ہوکر طبل جنگ بجوایا نام پر شہاب چرخی زن کے یہ خبر امیر باتوقیر کو ہوئی ادھر نقارہ رزمی پر چوب
پڑی رات بھر تیاری جنگ رہی اور صبح کو دونون لشکر میدان مین صف آرا ہوے شہاب چرخی زن
نکلا سب حیران ہوکر آپس مین کہنے لگے کہ ایہا الناس ناحق زخمی ہوتے ہو اور اس سے مقابلہ کرنا بیکار
ہی غرض یہ سب مشورہ کر رہے تھے کہ صحرا کی طرف سے گرد اُٹھی دیکھا کہ ایک نقابدار چرخی زن آیا
اور اُسی طرح گھوڑے کو چرخ پر لگایا اسکا گھوڑا آگے اور اُسکا گھوڑا پیچھے اُسنے ایک حربہ مارا نقابدار
نے خالی دیا پھر ایک حربہ نقابدار چرخی زن نے جو مارا تو شہاب چرخی زن زخمی ہوا پھر اُسنے وہی حربہ
مارا نقابدار چرخی زن نے خالی دیکر جو ایک بھنڈارے کا ہاتھ مارا تمام آنتین نکلکر اُسکی ڈھیر ہوگئین
نقابدار نے ایک تلوار اور ماری کہ وہ جہنم واصل ہوا فوج اُسکی نقابدار پر چلی نقابدار نے بند
نقاب توڑ ڈالے اور نعرہ کیا لوگون نے دیکھا کہ خواجہ عمرو بن امیہ ضمری ہین مگر جسوقت شہاب
چرخی زن نے نام پوچھا تھا تو عمرو نے کہا کہ منم نقابدار ملک الموت چرخی زن اب

منددیل نے چاہا کہ مین نکلون نجتک نے روکا کہا ای منددیل شگون بد ہی تین روز نہ لڑو چوتھے روز امیر باتو قیر تیرے ہاتھ سے زخمی ہونگے نجتک کے کہنے سے منددیل لشکر لیکر پھر گیا ادھر امیر باتوقیر وقبا داپنی اپنی بارگاہ مین آکر بیٹھے کہ سامنے سے پہلوان عادی ہاتھ ابوالفتح کا پکڑے امیر کے پاس آیا ابوالفتح نے امیر کو مجرا کیا اور ہاتھ باندھکر عرض کی یا حمزہ صاحبقران عالیشان آپ منصف ہین میرا انصاف کیجیے امیر نے فرمایا کیا کہتا ہی بیان کر جب تو ابوالفتح نے وہ کاغذ جو کہ اُستادی وشاگردی عمرو نے لکھدیا تھا امیر کے آگے پیش کیا اور کہا یا امیر کرسی ہدہد اور کسوت عیاری خواجہ سلامت سے دلوا دیجیے یہ سنکر امیر باتوقیر نے عمرو کی طرف دیکھا عمرو نے کہا یا امیر یہ تو بچہ ہی مین نے ایک یہ بھی عیاری کی تھی ابوالفتح نے کہا مین ہرگز ہرگز نہ مانونگا اور اب جو آپ کا جی چاہے تو ہم شرط ہو جیسے غرضکہ عمرو اور ابوالفتح مین گلیم گوش کے کان کاٹنے پر شرط ہوئی ابوالفتح نے کہا آپ کوئی عیاری کرین لیکن ایک بات ٹھہر جائے جو اس عیاری کو کرے وہ کرسی ہدہد لے عمرو نے کہا اچھا جب تو ابوالفتح نے کہا کہ گلیم گوش کے مین کان کاٹ لاؤن یا تم کاٹ لو غرض اس بات پر دو بر و امیر باتوقیر کے دونون راضی ہوے ابوالفتح امیر کو سلام کرکے باہر آیا اور عادی کو لالچ دے کر کہا کہ کچھ شتر پُر از مال واسباب مجکو دو مین جاکر قریب مکان گلیم پوش اترونگا شب کو تم کچھ لوگ بھیجنا وہ مجکو لوٹ کر چلے جائین عادی راضی ہوا یہ تو مشورہ کرکے پہلے ہی ابوالفتح کو لایا تھا سب سامان تیار کردیا ابوالفتح ایک سوداگر بچہ بنکے زیر مکان گلیم گوش اُترا رات کو کچھ لوگ آئے اور تمام مال واسباب لوٹ کرلے گئے ابوالفتح چادر اوڑھکر زار زار مثل ابر نوبہار رونے لگا غرض آواز رونے کی گلیم گوش نے سُنی کمرہ کھولکر جو جھانکا دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین منہ چھپی رو رہی ہی صورت دیکھتے ہی فوراً عاشق ہوگیا وہین سے پوچھا تو کون ہی ابوالفتح نے کہا مین کمبخت سوداگر کی بیٹی ہون ابھی قزاقون نے میرے باپ کو مار ڈالا اور مال واسباب لوٹ کرلے گئے یہ سُنکر اُس گلیم پوش نے کہا ای جان جہان مین کمند لٹکاتا ہون تم اس پر چڑھ کے چلی آؤ ابوالفتح نے کس ناز و انداز سے فوراً کہا اچھا بہتر ہی جو تقدیر کا لکھا گلیم گوش نے کمند لٹکائی اور ابوالفتح کمند پر چڑھ کے اُسکے پاس پہنچا اُسنے ابوالفتح کو بٹھایا بڑی خاطر ومدارات کرنے لگا گلابیان شراب کی اور قابین کباب کی سامنے ابوالفتح کے لا لا کر رکھنے لگا ابوالفتح نے شراب مین فوراً بیہوشی ملادی اور جلدی سے ایک جام لبریز کرکے کہا کہ پہلے تم ہمارے ہاتھ سے پیلو تو پھر ہم بھی پئین گلیم گوش نے خوشی خوشی جام شراب پیا پیتے ہی بیہوش ہوا ابوالفتح نے کان اُس کے کاٹ لیے اور اپنے جوتے مین رکھ کے چلا جیسے زینے پر سے اترا پہرے والون نے کہا کون جاتا ہی ابوالفتح جو چادر اوڑھے ہوے تھا اُنھون نے جانا کوئی لونڈی بھاگی جاتی ہی پیچھے ابوالفتح کے دوڑے اور ابوالفتح نے چاہا کہ دروازے سے نکلون وہان گلباد اور کلباد صبح کے وقت اپنے باپ کو سلام کرنے آتے تھے ابوالفتح انکو دیکھکر پیچھے ہٹا وہ جو اندر آئے دیکھا گلیم گوش بیہوش پڑا ہی اور دونون کانون سے خون بہ رہا ہی اور کان کٹے ہوے ہین اُنھون نے جھلکی تو دیکھی تھی آواز دی کہ خبردار یہ عورت جانے نہ پائے یہ کہکر دونون جھپٹے اور گلباد نے ایک نیمچہ مارا ابوالفتح نے خالی تو دیا مگر ذرا سا زخم سر پہ لگا پھر تو چارون طرف سے تلوارین پڑنے لگین جب تو ابوالفتح جست کرکے ایک کوٹھے پر جا رہا کلباد بھی برابر آگیا تھا کہ ابوالفتح نے نیمچہ مارا کلباد

گر پڑا جب ارادہ چڑھنے کا کرتا ہی ابو الفتح اُسکو برابر نہین آنے دیتا ہی اس اثنا مین صبح ہو گئی کلباد نے اُسوقت بچانا کہ وہی لڑکا ہی جو صعوہ کو مجھسے چھین لیگیا تھا یہ خبر مندویل وتہلیل وغیرہ کو ہوئی وہ بھی آئے اور نوشیروان وبختک بھی آئے مندویل نے کلباد سے کہا تو اسی مُنھ پر دعوی بہتری کا کرتا ہی اور ایک لڑکا ہاتھ نہین آتا ہی یہ کہکر مندویل نے حکم دیا کہ خبردار سوائے عیار کے اور کوئی شخص نہ آوے اب تو سب عیار حیران ہو ہو کر کہنے لگے کہ یا تو آگ لگا دو اور یا سیڑھی لگا کے پکڑ لو لیکن ابو الفتح کے جو سر سے لہو بہت نکلا تو اُسے چکر آنے لگا اور دل مین کہا ای ابو الفتح اب تم مارے گئے یہان بیٹھے بیٹھے عمرو کے دل مین آیا کہ ای خواجہ یہین سے چل کر ذرا حال کہ کہ مجھسے ابو الفتح کرسی ہدہد مانگتا ہی اور یہان عمرو کی بہن اور اخی سعید کو خبر ہوئی کہ ابو الفتح کو عیارون نے گھیرا ہی اور مارا جاتا ہی یہ سُنکر دونو میان بی بی رو رو کر کہ رہے ہین کہ بیٹا بھی مارا گیا اور گھر بھی لٹ جائیگا غرض یہ ذکر ہو رہا تھا کہ عمرو آیا بہن نے بھائی سے رو رو کر سب حال بیان کیا یہ سُنتے ہی خواجہ عمرو صورت اُنھین لوگون مین سے کسی کی بنا کر کھڑا ہوا دیکھا عمرو نے کہ مندویل نے جو کلباد کو بُرا بھلا کہا کلباد چلا عمرو نے برابر آکر کہا بہتر جی تم ٹھہرو مین اس لڑکے کو پکڑے لاتا ہون یہ سُنتے ہی کلباد ٹھہر گیا اور عمرو نے ایک کمند کوٹھے پر ماری اور چڑھ گیا ابو الفتح نے نیمچہ مارا عمرو نے جو جست کی تو ابو الفتح کو بھی پھاند کے پار نکل گیا ابو الفتح عمرو پر دوڑا اور عمرو نے دیکھا کہ کلباد بھی اُسی کمند سے چڑھا آتا ہی عمرو نے ابو الفتح کو چھوڑ کے ایک نیمچہ کلباد پر مارا کلباد نے سر پیچھے ہٹایا نیمچہ کمند پر پڑا کمند کٹ گئی کلباد نیچے گر پڑا اب عمرو نے نعرہ کیا کہ منم مہر سپہر عیاری و ماہ فلک خنجر گزاری شاہ عیاران عیار خواجہ عمرو بن اُمیہ نامدار یہ سُنکے بختک ناچا اور صلوٰۃ پڑھنے لگا لوگون نے کلباد سے کہا بہتر جی پہلے تو ایک تھا اب دو ہوے جب تو کلباد نے غصہ مین آکر آگ لگا دی عمرو نے جو یہ دیکھا فوراً ایک پتھر مین ایک رقعہ لکھکر اپنی بہن کے گھر مین پھینکا اور اُس مین یہ لکھدیا کہ مین ابو الفتح کو لیے جاتا ہون تم گھبرانا نہین غرض ابو الفتح کو غش آ رہا تھا عمرو نے پشتارا باندھ کے بالائے دوش لگایا اور پچھواڑے ایک مکان تھا اُس مین کود اوہان سب عورتین تھین وہ عمرو کو دیکھکر لٹھیان چولھے کی لیکے دوڑین عمرو جلدی سے دروازہ کھولکر نکل گیا اور صورت تبدیل کر کے شہر مین آیا اور کلباد وغیرہ ناچار ہو کے اور پھر پھرا کر اپنے مکان پر گئے اب عمرو شہر سے نکلکر ایک صحرا مین پہنچا دیکھا کہ قافلہ سوداگر دن کا پڑا ہوا ہی عمرو وہان ہو نچا اور سوداگر سے کہا کہ صحرا مین میرا سارا مال لٹ گیا فقط یہ غلام زخمی بچا ہی تو مین اسکو بیچتا ہون یہ کہکر ابو الفتح کی تلاشی جو لی کان گلیم گوش کے کٹے ہوے ابو الفتح کے جوتے مین پا کے وہ کان لیکر رکھے اور عمرو ابو الفتح کو بیہوشی مین اُس سوداگر کے ہاتھ بیچ کے روانہ ہوا اور لشکر اسلام مین ہو نچکر بارگاہ امیر مین آیا بادشاہ کو اور امیر کو سلام کیا اور کان گلیم گوش کے امیر و بادشاہ وغیرہ کو دکھائے اور کہا کہ مین کان گلیم گوش کے کاٹ لایا ہون امیر با توقیر نے عمرو کی بہت تعریف کی وہان جب تین روز گذر گئے تو مندویل نے بختک سے دریافت کر کے طبل جنگ بجوایا یہ خبر امیر با توقیر کو ہوئی یہان بھی نقارۂ رزمی پر چوب دی گئی صبح کو دونون لشکر میدان جنگ مین آئے مندویل نکل کر میدان مین آیا اور امیر کو پکارا امیر با توقیر نے بھی مرکب جولان کیا پہلے ہنگا ور ہوے سات قدم مرکب مندویل کا پسپا ہوا اور تین قدم امیر کا

گھوڑا پیچھے ہٹا مندویل نے مرکب کو روک کر کہا یا امیر باتوقیر مین نے آپ کو نہین چڑوایا تھا مجکو تو آپ سے
لڑنے کی آرزو تھی امیر باتوقیر نے فرمایا اے مندویل اس گفتگو سے کیا فائدہ جو کچھ حربہ رکھتا ہو لا یہ سُنکر
مندویل نے اپنے دل مین کہا کہ اس سے نیزہ بازی کون کر سکتا ہے اگر نیزہ ہوائی ہو گیا تو کمال ذلت ہو گی
یہ سوچکر مندویل نے تلوار امیر باتوقیر پر ماری امیر نے چاہا کہ اشقر کو برابر ملا کر تلوار کو رد کرین پاؤن اشقر کا
سوش خانے مین جا تا رہا امیر باتوقیر اشقر کو سنبھالنے مین مصروف ہوئے تلوار مندویل کی سر پر پڑی تا دو
ابرو اُتر آئی اشقر دیوزاد مدد سبحانہ تعالی سے اُچک کر باہر میدان مین آیا امیر باتوقیر نے خون سر سے
پاک کیا تیغہ عقرب سلیمانی کا ہاتھ مارا مندویل نے سپر پر روکا تیغہ سپر کو کاٹ کر سر پر پہونچا تا ابرو اُتر گیا یہ معرکہ
دیکھکر دونون لشکر تلوارین کھینچ کھینچکر آپڑے تلوار چلنے لگی کشتون کے پشتے لگ گئے مندویل وغیرہ بھی زخمی
ہوے اور لندھور برابر نوشیروان کے پہونچ گیا بختک نے فوراً طبل بازگشت بجوا دیا جب تو دونون
لشکر پھرے اپنے اپنے خیمون مین آئے مگر نہ امیر کا پتا لگا اور نہ مندویل کا ادھر ادھر کے تمام عیار دونون
کو ڈھونڈھ آئے جب کہین پتا نہ لگا اُس وقت بادشاہ نے عمرو سے کہا اے خواجہ تم امیر کی تلاش کو جاؤ
عمرو بموجب حکم بادشاہ کے امیر باتوقیر کو ڈھونڈھنے چلا اُدھر اشقر دیوزاد نے جب امیر کو زخمی دیکھا
اور نوبت غشی کی طاری ہوئی اشقر دیوزاد میدان رزمگاہ سے امیر کو لیکر نکل گیا چلتے چلتے ایک مقام
سبزہ زار پر صبح ہوئی دیکھا کہ ایک جھیل ہے اور سامنے اُسکے کوہ پرشکوہ ہے اور ایک طرف دیوار باغ
کی ہے اُسکی پشت پر اشقر دیوزاد چرا مین مشغول ہوا جب گیاہ سبز کھا کر سیر ہوا تو جھیل مین آکر پانی
پیا پھر ہری جولی تو حمزہ صاحبقران مثل ستارہ سحر کے زین خورشید لقا پر سے زمین پر گر پڑے
نکان جو پہونچی چشم نیم وا سے دیکھا اور پھر آنکھ بند کر لی مگر اشقر دیوزاد پاس آتا ہے اور کس طرح چاہتا
ہے کہ امیر باتوقیر مجبیر سوار ہون لیکن امیر کو ہوش نہین ہے جبکہ اشقر دیوزاد نے دیکھا کہ امیر ہرگز ہوش
مین نہین آتے پھر ادھر اُدھر گرد امیر کے چرا مین مشغول ہوا اور امیر کا نصف چہرہ پانی مین تھا
اور وہ باغ ملکہ مشکبوے کاکل کشا کا تھا اور اسکے باپ کا نام سلیمان فارسی تھا اور دوسرا نام
فاریاب شاہ بادشاہ شہر فارس تھا اور وہ باغ شہر سے دو منزل پر تھا اکثر ملکہ مشکبوے کاکل کشا
برائے سیر اُس باغ مین آیا کرتی تھی اتفاقاً اُس روز بھی ملکہ اپنے باغ مین آئی ہوئی تھی اور تمام خواصین
اُسکی مشغول سیر تھین کوئی جھولا جھول رہی تھی کوئی گیند اکھیل رہی تھی کوئی کسی شغل مین تھی اور ملکہ
مشکبوے کاکل کشا اپنی وزیرزادی دلربا کا ہاتھ پکڑے ہوئے جھیل مین پاؤن لٹکائے پانی
سے کھیل رہی تھی یکایک ملکہ نے کچھ رنگ پانی کا مبدل بہ سرخی مائل پایا چلو مین پانی لیکے سونگھا تو
اُس پانی مین سے لہو کی بو آئی وزیرزادی سے کہا اے دلربا پانی سے لہو کی بو کیسے آتی ہے اُسنے
کہا ملکہ تمکو وہم ہے یہان لہو کہان ملکہ نے کہا اے دلربا تجکو میرے سر کی قسم ذرا تو اُٹھکر دیکھ تو سہی
یہ لہو پانی مین ملا ہوا کہان سے آیا ہے دلربا قسم دینے سے ملکہ کے مجبور ہوئی کچھ خواصون کو ساتھ لیکر
جھیل کے کنارے آئی دیکھا کہ ایک جوان مثل آفتاب درخشان کے شفق خون مین آلودہ کنارے
جھیل کے پڑا ہے یہ دیکھکر دلربا فوراً ملکہ کے پاس پھر آئی اور کہا اے ملکہ ایک شخص خورشید صورت
زخمی پڑا ہے ملکہ اُسی وقت اُٹھکر دلربا کے ساتھ ساتھ آئی اور امیر باتوقیر کو دیکھتے ہی

عاشق ہوگئی دلربا سے کہا کہ اسکو اٹھا کے باغ مین لیچلو مین اسکا علاج کرونگی الغرض ملکہ امیر باتوقیر کو اٹھوا کر
باغ مین لائی اور بارہ دری مین مسند زرین پر لٹا دیا ایک خواص نے ملکہ سے کہا ای بی بی ایک گھوڑا ابھی تشنہی
ہو ملکہ نے کہا اسکو بھی باغ مین لاکر باندھ دو خواصین آئین اور اشقر دیوزاد کو چمکارا وہ ساتھ ساتھ خواصون
کے چلا آیا اسکو باغ مین لاکر ایک مقام پر علیحدہ باندھ دیا ملکہ نے جراح کو بلایا اور ہزار روپیے اسکو دیکر کہا کہ
انکو جلد اچھا کر دے مین بعد انکی صحت کے تجکو بہت سا انعام دونگی جراح نے تین روز مین امیر باتوقیر کو اچھا
کر دیا اب جو امیر کشور گیر کی آنکھ کھلی ملکہ کو دیکھتے ہی تیر عشق جگر کے پار ہوا جب چوتھے روز امیر باتوقیر نے
غسل صحت کیا ملکہ بہت خوش ہوئی اور جراح کو انعام کثیر دیا اور صحبت جشن آراستہ کی امیر باتوقیر پہلو مین ملکہ
مشکبوے کاکل کشا کے جلوہ افروز ہوے گلابیان شراب کی اور قابین کباب کی آکر رکھی گئین پہلے ملکہ نے
امیر باتوقیر سے کہا کچھ اپنا حال بیان کرو کہ کون ہو اور کہان سے زخمی ہوکر یہان آئے امیر کشور گیر نے فرمایا کہ
نام میرا زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران زمان ہی مندویل اصفہانی سے لڑائی ہوئی میدان کارزار
مین تلوار چلی وہ میرے ہاتھ سے زخمی ہوا اور مین اسکے ہاتھ سے زخمی ہوا میرا مرکب مجکو یہان لے آیا ملکہ سنکے
چپ ہو رہی کہا ای حمزۂ صاحبقران کچھ شغل شراب و کباب کرو امیر نے فرمایا ای ملکہ اگر مسلمان ہو جاؤ تو
مین دورہ گلفام مین شریک ہون اور کباب وغیرہ بھی کھاؤن ملکہ رضامند ہوئی اور چپکے سے بصدق دل
کلمہ پڑھکر مسلمان ہوئی اور دلربا وزیرزادی نے بھی دین اسلام قبول کیا مگر خواصون نے کہا اگر ہماری
جان بچےگی تو ہم مسلمان نہ ہونگے امیر باتوقیر چپ ہو رہے جب تک شب ہوئی ملکہ امیر کا ہاتھ
پکڑے ہوے باغ مین چاندنی کی سیر دیکھ رہے تھی کہ عمرو بھی اس جھیل پر آیا اور بیٹھکر ہاتھ منھ دھونے لگا
یہان باغ مین بعد مینوشی کے گانا بجانا شروع ہوا آواز جو گانے کی عمرو نے سنی فوراً باغ مین چلا آیا دیکھا کہ
امیر باتوقیر ملکہ کے پاس بیٹھے ہین اور گانا ہو رہا ہی عمرو گلیم عیاری اوڑھے ہوے صحبت مین آیا ایک
گانے والی کا موباف چوٹی کا اور ایک کی پشواز کا کونا کاٹ لیا وہ جو سامنے ملکہ اور امیر کے کھڑی
ہوئی ناچتے کو ملکہ نے دیکھا کہا او اچھل چاندنی خیلا یہ تو کیسی طوائف بے حیا او بے شرم ہی ذرا تو اپنی
پشواز کو تو دیکھ اسنے جو جھک کے آگے پشواز کو دیکھا دونون ہاتھ آگے رکھ کے اوہی کرکے بیٹھ گئی
مارے شرم و حجاب کے دل مین کٹ گئی ازسرتاپا پسینے مین غرق ہوگئی امیر باتوقیر اور ملکہ خوب قہقہہ مار
کے ہنسے عمرو نے خوب چپکے چپکے تماشا دیکھا پھر عمرو نے اپنی اصلی صورت جو دکھائی خواصین ایسی
ڈرین کہ اوہی کرکے چیخ ماری اور بیہوش ہوکے گر پڑین جب ہوش آیا بدحواس ہانپتی کانپتی گھگی بندھی
ملکہ کے پاس آئین اور کہا ای بی بی ایک بن مانس اس باغ مین آیا ہی خدا خیر کرے ملکہ بھی ڈر کے امیر
سے لپٹ گئی امیر نے تلوار کھینچ کے کہا او ملکہ تم گھبراؤ نہین کیون ڈرتی ہو یہان آئیگا تو مارونگا اب جو
امیر نے خیال کرکے دیکھا تو عمرو چلا آتا ہی امیر باتوقیر نے خواصون سے پوچھا کہ تم سب اسیکو دیکھ کے
ڈری تھین یہی بن مانس ہی خواصون نے کہا حضور ہان وہ یہی ہی امیر نے ملکہ سے کہا یہ تو میرا بھائی ہی
مجھے تلاش کرنے آیا ہی عمرو نے وہین سے کہا ای حمزۂ صاحبقران کس کے پاس تم بیٹھے ہو کہ جسکے سر مین
گنج پلپلین تمام جھڑی ہوئین دلربا وزیرزادی نے کہا تو نگوڑے موذی کالے کی شامت آئی ہی ہماری
ملکہ کو عیب لگاتا ہی ملکہ نے دلربا کو منع کیا کہ خبردار کچھ کہنا نہین ایسا نہو کہ امیر آزردہ ہون امیر نے

ملکہ سے کہا ای ملکہ عمرو کو کچھ دیدو نہین تو اور زیادہ مذمت کریگا ملکہ نے دو صندوقچے جواہر کے منگا کر عمرو کو دیے
عمرو بہت خوش ہوا اور کہنے لگا ای ملکہ تمھارا بھی کیا بُرا مقسوم ہی کہ ایسا لعل بے بہا اس سنگ سخت سے
ٹوٹا امیر نے کہا ای خواجہ تم جو کچھ چاہو کہو مگر مین تمکو ایک حبہ بھی نہ دونگا غرضکہ بعد رمز و کنایہ کے عمرو
دلرُبا کی گفتگو پر عاشق ہوا امیر نے کہا آج کچھ گاؤ عمرو نے گانا شروع کیا جب دلربا نے عمرو کا گانا سُنا
ہزار جان سے عاشق ہوگئی عمرو گاتے گاتے چپ ہو رہا کہا ای ملکہ دلرُبا اشارے سے کہتی ہی کہ اپنا گانا مجکو
بھی بتادے دلرُبا سنکر جل گئی کہا ای ملکہ تمھارے سر کی قسم اور میرا ستیاناس جائے جو مین نے اُس سے کچھ
بھی اشارہ کیا ہو ملکہ نے کہا ای دلرُبا کیا مضائقہ تم کھسیانی کیون ہوتی ہو دلربا نے کہا ای ملکہ خدا نہ کرے
جو مین ایسے بن مانس کو قبول کرون یہان یہ باتین ہو رہی تھین کہ اس عرصہ مین ایک خواص نے جا کر سب
حال فاریاب شاہ سے کہدیا وہ تلوار کھینچ کر وہان سے آیا خواصون نے ملکہ سے کہا تمھارا باپ تلوار کھینچے
ہوے غیظ و غضب مین آتا ہی ملکہ کی یہ سُنکر جان نکل گئی امیر سے کہا کہ تم اور خواجہ کوٹھے پر چلے جاؤ امیر
با توقیر نے فرمایا ای ملکہ تم کیون گھبراتی ہو آنے دو جب ملکہ نے دیکھا امیر نہین مانتے آپ اُٹھکر بھاگنے لگی امیر
نے دوپٹہ ملکہ کا پکڑ لیا ملکہ دوپٹہ چھوڑ کر ننگی بھاگی فاریاب شاہ نے جو ملکہ کو بھاگتے دیکھا تلوار تولکر ملکہ پر
چلا اور للکارا او شوخ دیدہ گیسو بریدہ ٹھہر کہان جاتی ہی مین آج تجکو بغیر سزا دیے نہ چھوڑونگا امیر نے اُٹھکر نعرہ
کیا کہ او فاریاب شاہ ادھر آ مردان روزگار کا سامنا کر عورت پر کیا تلوار اُٹھاتا ہی یہ نامردی کی بات ہی
فاریاب شاہ نے کہا تیرا کیا قصور ہی تو زخمی پڑا تھا یہ کیون تجکو اُٹھا کر لائی پہلے اسکو مارلون پھر تجھسے سمجھونگا
امیر نے للکار کر کہا او بیحیا پہلے ادھر آ خبردار ملکہ سے نہ بولنا ورنہ سزا ے سخت پائیگا اُسنے سواے کلمہ توحید
پڑھنے کے اور دین اسلام قبول کرنے کے کوئی اور گناہ نہین کیا یہ سُنکر سلیمان یعنی فاریاب شاہ نے امیر پر
جھپٹ کر تلوار ماری امیر نے خالی دیکر بند دست پر ہاتھ ڈالدیا اور ایسا جھٹکا مارا کہ سلیمان اوندھے منھ زمین پر
آ رہا امیر با توقیر وہین اُسکو دبا بیٹھے جسطرح باز کسی طائر کو شکار کرکے دبوچ لیتا ہی امیر نے بآواز بلند فرمایا ای سلیمان
حالا درشناختن وحدانیت پروردگار چہ میگوئی سلیمان نے کہا میری ایک شرط ہی ورنہ مجکو قبول ہی امیر نے اُسیوقت
اُسکو چھوڑ دیا اور فرمایا کہ کیا شرط ہی تیری سلیمان نے کہا یا امیر ایک خداوند مینارنشین میری سرحد مین ہی اُسکا
حال بتائیے کہ وہ کون ہی اور سال بھر کے بعد وہان ایک میلہ ہوتا ہی اور اُس میلہ کا زمانہ آج کل ہی امیر نے فرمایا
تو چل میرے ساتھ سلیمان نے اُسی وقت کوچ کی تیاری کی عمرو نے کہا یا امیر تمنے وعدہ کرلیا خیر بہتر یہ سُنکر ملکہ
رونے لگی اور کہا اگر اُسکا بتا نہ لگا تو سلیمان مجکو مار ڈالے گا بہتر یہ ہی کہ تم مجکو اپنے لشکر مین بھجوا دو امیر نے فرمایا ای
ملکہ خدا کو یاد کرو کیون گھبراتی ہو انشاء اللہ تعالے مین بہت جلد آؤنگا القصہ امیر نے بعد دو چار روز کے ہمراہ
عمرو و سلیمان وغیرہ طرف ثریا کوہ کے کوچ کیا بعد قطع منازل و طی مراحل امیر وغیرہ ثریا کوہ پر آئے
دیکھا ایک مینار سونے کا ہی جسکی بلندی تین سو ساٹھ گز کی ہی اور چبوترہ اُسکا کوس بھر کے دورے مین ہی جس وقت
عمرو کی نگاہ اُس سونے کے مینار پر پڑی منھ مین پانی بھر آیا مگر دیکھا کہ لاکھون آدمی چلے آتے ہین اور میلہ
جمع ہوتا جاتا ہی اور الکہ زنگی وہان کا مالک ہی اور کمیل زنگی وہان کا کوتوال ہی براے بند و بست میلے کے کئی
ہزار اپنی فوج لیکر آیا ہی اور اُسی چبوترے پر مع مصاحبون کے بیٹھا ہی اور جتنے شاہ اور شہریار زادے
آئے ہین وہ نیچے چبوترے کے کھڑے ہین سلیمان امیر کو لیکر ایک طرف اترا رات بھر وہان کی سیر دیکھی جب

صبح ہوئی سلیمان نے امیر سے کہا کہ آپ جلدی چلیے نہین تو بار نہ ملیگی امیر با توقیر اور عمرو اور سلیمان آکر
قریب چبوترے کے کھڑے ہوے امیر نے دیکھا کہ اس مینار سے چمک پیدا ہوئی اور سب کی آنکھوں مین چکا چوند
ہو گئی بلکہ آنکھین جھپک گئین امیر وغیرہ بہت حیران ہوے اور الکہٗ زنگی مع کل تماش بینون کے سجدے کو
جھکا امیر دیکھا کیے اور سجدہ نہ کیا کہ آواز گنبد سے آئی ای الکہٗ زنگی ادھر الکہٗ زنگی نے کہا ای خداوند مینار نشین
حاضر ہون آواز آئی الکہ کچھ دیکھا بھی تو نے یہ جو سلیمان آیا ہی اسکے ساتھ حمزہٗ صاحبقران اور عمرو عیار
اسکا آیا ہی اور ہمکو ان تینون نے سجدہ نہ کیا ان تینون کو پکڑ کے راضی کر دا ور ہمکو انسے سجدہ کرا اوالکہٗ زنگی
نے رینگلے کسیل زنگی سے کہا تو انکو پکڑ لا یہ سنکے عمرو کی تو ڈر کے مارے جان نکل گئی اور کہنے لگا یا امیر بھاگو نہین
تو گرفتار ہو جاؤگے آیندہ تمھین اختیار ہی لو مین تو جاتا ہون اور اس ملعون نے ہمکو دور ہی سے پہچان لیا
امیر نے عمرو کو گھورکا اور کہا ڈرتا کیون ہی گھبراہنہین وہ گیدی کیا کر سکتا ہی سلیمان نے کہا یا امیر با توقیر
آپ نے دیکھا امیر نے فرمایا یہ کوئی شیطان ہی جو بندگان خدا کو بہکاتا ہی یکا یک کوتوال لوگون کو لیکر
آیا اور امیر کو پکڑنے کا ارادہ کیا امیر نے تلوار کھینچی اور سلیمان نے بھی تلوار کھینچی لڑائی ہونے لگی جو عقب سے
آتا تھا عمرو اسکو خنجر سے مارتا تھا ایسی تلوار چلی کہ کشتون نے پشتے لگ گئے دریا خون کا بہنے لگا مگر امیر نے
دیکھا کہ مین قتل کرتا جاتا ہون اور آدمی کم نہین ہوتے ہین چار طرف سے نرغہ ہی اُسوقت امیر چبوترے
سے نیچے کودے اور صدہا کفار کو قتل کیا لیکن ایک مقام پر سلیمان جو گھر گیا اسکو پکڑ لیا اور امیر پر بھی
ہر طرف سے حلقہاے کمند کفار پھینکنے لگے امیر با توقیر بھی گرفتار ہو گئے عمرو جست کر کے نکل گیا کفار
کوس بھر تک تعاقب کر کے خواجہ عمرو کا گرد نہ پایا سب کے سب پلٹ آئے اور امیر و سلیمان
کو باندھ کر سامنے مینار نشین کے لائے خداوند مینار نشین نے کہا ای الکہٗ زنگی تین روز تک ان دونون کو
قید رکھو اور سمجھاؤ کہ خداوند مینار نشین کو سجدہ کرو نہین تو قتل کیے جاؤگے غرض امیر با توقیر اور سلیمان
کو الکہٗ زنگی اپنے ساتھ لایا اور بہت منت سماجت کر کے کہا کہ کیون اپنی جان شیرین دیتے ہو اور زہر
تلخی مرگ چکھتے ہو خداوند کو سجدہ کرو تمھارا بڑا مرتبہ کیا جائیگا امیر با توقیر نے فرمایا ای الکہٗ زنگی تو کیون
شیطان کے بہکانے سے اپنے خدا کو بھول گیا ہی یہ کوئی شیطان ہی اسپر لعنت کر اور پروردگار کی وحدانیت
کا اقرار کر دوزخ سے پھر کر بہشت کا رخ کر اس مین دونون جہان کی بہتری ہی الکہٗ زنگی نے کہا اچھا آپ کھانا
کھائیے امیر نے کہا اب تو مین قید ہون جو کچھ تو کہیگا کرونگا ورنہ کھانا نہ کھاتا الکہٗ زنگی نے امیر با توقیر
اور سلیمان کو بہت تحفہ تحفہ کھانا کھلایا سلیمان نے کہا ای امیر مین نے اسی واسطے آپ سے شرط کی تھی
اب تو جان جاتی ہی بہتر یہ ہی کہ سجدہ کیجیے جہالت سے کیا فائدہ امیر نے فرمایا ای سلیمان کچھ پروا نہین جل
آئے جان جائے صبر کر دیکھ تو پروردگار عالم کیا کرتا ہی مصرع ع صبر تلخ است ولیکن بر شیرین دارد + اُسطرف
خواجہ عمرو جو نکل گیا تھا پھر بیتاب ہو کے امیر کی محبت مین آیا کہا کہ چل کے دیکھ تو سہی کہ امیر کس طرح
سے ہین یہان آکے جو دیکھا تو امیر اچھی طرح سے ہین عمرو کی خاطر جمع ہوئی اب عمرو اُس چبوترے پر آیا اور
وہان مینار نشین کا یہ حکم ہی کہ رات کو یہان کوئی نہ رہے اور اُس مینار مین ایک سوراخ ہی تمام خلائق حسب
اپنے مقدور کے روپیہ اشرفی جواہر وغیرہ اُس مین ڈالدیتی ہی گویا کہ خداوند مینار نشین کی یہ پرستش
ہی اسی طرح بہت کچھ چڑھاوا چڑھتا ہی عمرو یہ دیکھکر حیران ہوا کہ یہ مال جو چڑھاتے ہین اس

سوراخ میں سے مینار کے اندر ہی اندر کہاں غائب ہو جاتا ہی یہ سمجھکر عمرو آپ چبوترے کے اوپر چڑھا کچھ دہشت سی معلوم ہوئی رونگٹین بدن کے کھڑے ہو گئے عمرو نے دل سے کہا ای خواجہ دن کو وہ کیفیت رات کو یہ حال اس شیطان نے مشہور کیا ہی جو رات کو چبوترے پر آئیگا وہ فوراً اندھا ہو جائیگا یہ سوچ کر ایک دغدغہ دل کو پیدا ہوا مگر خدا پر نظر کرکے اور دل کو مضبوط کرکے چبوترے پر آیا بالکل سناٹا تھا پہلے تو چار طرف پھرا جب کہین راہ نہ پائی تو عمرو نے کیلین داؤدی زنبیل سے نکالین اور ایک کیل اُس مینار پر گاڑی اُس پر پاؤن رکھا دوسری کیل گاڑی دوسرا پاؤن رکھا تیسری کیل گاڑکے پہلی اور دوسری کیل کو اُکھاڑ لیا اسی طرح کیلین گاڑتا ہوا اور اُکھاڑتا ہوا پاؤن رکھ رکھ کے چڑھا تین سو ساٹھ گز کی بلندی یونہین طے کی اور اُسی سوراخ مین سے پاؤن ڈال کے اندر مینار کے اُتر گیا وہان جا کے جو دیکھا عجب سامان دلفریب ہی اور ایک طرف فرش پرتکلف پر گنگا جمنی پلنگ سجا ہوا بچھا ہی آگے اُس پلنگ کے مسند جواہر نگار آراستہ ہی اور ایک سورج لگھی ہی اُسپر پردہ زرین پڑا ہی جسوقت آفتاب نکلتا ہی تو مینار نشین پردہ اُٹھا دیتا ہی اُسکی چمک سے سب کی آنکھین جھپک کر چکا چوندھ کرتی ہین غرض رات تو کم تھی عمرو ڈر کے مارے ایک ستون کی آڑ مین کھڑا ہو رہا اور کمند کے حلقے اس دریچے سے ملا کر بچھا دیے اور سرا کمند کا اپنے ہاتھ مین رکھا یکایک عمرو نے دیکھا کہ ایک تخت ہوا پر معلق چلا آتا ہی اُسپر ایک شخص بصورت مقدس سفید داڑھی مُنھ پر بیٹھا ہی وہ تخت برابر اُس دریچے کے آکر لگا اور پیر مقدس اُس تخت سے اُترا اور اُس دریچے مین گردن ڈال کے آنے لگا جیسے ہی اُس پیر نے سر اپنا اُس دریچے مین ڈالا عمرو نے جھٹکا مارا حلقہ کمند آصفائے با صفا کا گلے مین اُسکے پیوست ہو گیا عمرو نے فوراً اُسکو باندھکر نذر زنبیل کیا اور آپ اُسکی صورت بنکر اُسکی جگہ پر بیٹھکر تماشا میلے کا دیکھنے لگا دیکھا کہ الکۂ زنگی امیر با توقیر اور سلیمان کو ارابے پر ڈال کر لاتا ہی عمرو نے یہ دیکھکر اُس پردے کو اُٹھایا سب کافر سجدے کو جھکے اور مینار نشین امیر سے پہلے کہہ چکا تھا کہ تو میرا بندۂ خاص ہی ای حمزۂ صاحبقران مین نے تجکو کعبہ سے بلا کر اس مرتبہ کو پہونچایا کہ نوشیروان تیرے ہاتھ سے بھاگا بھاگا پھرتا ہی پھر عمرو نے سفید مہرہ بجا کے امیر کو کچھ سُنایا مگر مہرے کی آواز سُنکر لوگ حیران ہوے اور کہنے لگے اُسوقت خداوند کی آواز ہیبتناک پہونچی ہی مثل رعد کے خداوند گرجتے ہین معلوم ہوتا ہی کہ امیر پر غصہ کر رہے ہین پھر عمرو نے آواز دی ای الکۂ زنگی حمزہ راضی ہوا یا نہین الکۂ زنگی نے کہا ای خداوند مین نے کس کس طرح سے سمجھایا مگر امیر نہین مانتے ہین عمرو نے کہا کہ بلاؤ جلاد کو یہ سُنتے ہی اسی وقت جلاد حاضر ہوا سلیمان امیر سے کہنے لگا یا امیر اہل اسلام مین تو تقیہ بھی درست ہی آپ تقیہ کر لیجیے بیفائدہ یہ جہالت ہی امیر نے فرمایا ای سلیمان یہ مقام تقیہ کا نہین ہی پھر عمرو نے ایک پرچہ کاغذ بخط جنی لکھکر کمند آصفا مین باندھا اور امیر کی طرف اُڑا دیا وہ پرچہ کاغذ اُڑتا ہوا سیدھا امیر کی گود مین آکر گرا امیر نے جو اُسکو پڑھا تو لکھا تھا کہ منم مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گزاری شاہ عیاران عیار خواجہ عمرو بن امیۂ ضمری نامدار یا امیر مین نے کفار کے خداوند مینار نشین کو پکڑ لیا اور اُسکی جگہ پر مین بیٹھا ہون اب چاہون تو تجکو قتل کردون اور چاہون چھوڑ دون بہتر یہ ہی کہ آدنی ثریا کوہ کی مجکو لکھدو اور پرچا اس مین باندھ دو امیر اُس پرچہ کاغذ کو پڑھکر بہت خوش ہوے سلیمان نے پوچھا یا امیر کاغذ کیسا ہی کیا آپ کو کچھ خداوند نے لکھا ہی امیر نے فرمایا معاذ اللہ ای سلیمان کیا کلمۂ کفر مُنھ سے نکالتے ہو دیکھا تمنے آخر جو مین کہتا تھا وہی ہوا مینار نشین

شیطان مجسم تھا اور یہ میرا عیار عمرو ہی مینارنشین کو اسنے پکڑ کر قید کر لیا عمرو مجکو لکھتا ہی کہ آمدنی یہان کی میرے نام
لکھدو مین اُسکے جواب مین لکھتا ہون ای خواجہ مجکو مطلق خوف جان نہین اور یہ مال تو غازیون کا ہی تمکو کیونکر
دیدونگا جو کہ تمکو دہیک ملتی ہو وہی ملیگی غرضکہ امیر نے جواب لکھا اور عمرو کے پاس بہونچا عمرو نے پڑھکر الکہ
سے کہا کہ حمزہ کو قتل کر جیسے جلاد آیا امیر کو زیر دار بٹھایا عمرو نے آواز دی کہ جب مین تین حکم دون تو امیر کو قتل کرنا
الکہ نے امیر سے کہا کہ تیرے خداوند مینارنشین کی بڑی عنایت ہو کہ کاغذ لکھکر تمھارے پاس بھیجا امیر نے کہا ای الکہ
تو مجکو کیا نمایش دکھلایا کرتا ہی تو پہچانتا ہو کہ یہ کون بول رہا ہو ارے نادان وہ شیطان تیرا دفع ہوا یہ عمرو ہی
الکہ نے کہا تو خداوند کو امیر اپنا عیار بتاتا ہی عمرو نے پھر کاغذ لکھا کہ او عرب بیمروت بھول گیا وہ بی بی زبیدہ
کی مرغیون کے انڈے جو مین نے تجکو کھلائے تھے وہ اب نہین یاد ہین تو اپنی جان بچکے یہان آئے ہین اور اس مردک
کو پکڑا ہی دیکھ اب بھی لکھدے نہین تو قتل کرونگا وہ کاغذ پھر امیر کے پاس آیا تمام خلقت دیکھتی ہی کہ کاغذ آپ سے
آپ آتا ہی اور جاتا ہی خداوند سے اور امیر سے نامہ و پیام ہو رہا ہی اس امر عجیب سے سب کا اعتقاد اور زیادہ ہوتا جاتا ہی کہ
سلیمان نے امیر سے کہا کہ جو در اصل یہ عمرو ہی تو آپ آمدنی کوہ ثریا کیون نہین لکھدیتے ہین امیر نے کہا ای سلیمان مین کیونکر
لکھدون عدالت کے خلاف ہی اور یہ در اصل عمرو ہی امیر نے وہی جواب لکھکر بھیجا کہ مین ہرگز نہ دونگا جب عمرو نے پڑھا
غصہ ہوکر الکہ سے کہا امیر پر بانس مار اور یہی ساتھ ہی حکم دیا کہ جب مین تین حکم دون تو قتل کرنا یہ لکھکر پھر امیر کو لکھا
کہ ای امیر جہان تیرے پاس صدہا شہر ہین یہ ایک مجکو دیدے جبکہ یہ کلمہ امیر نے لکھا دیکھا سلیمان و الکہ نے امیر سے
بہ منت و سماجت چوتھائی آمدنی لکھوادی عمرو یہ جواب پڑھکر خفا ہوا اور حکم دیا او الکہ اس سے جلد سجدہ کرو نہین تو
قتل کر مین نے دو حکمون کا ایک حکم دیا اس اثنا مین امیر نے سلیمان کے کہنے سے ناچار ہوکر نصف آمدنی کوہ ثریا کی لکھدی
اب عمرو نے بھی جانا کہ امیر اس سے زیادہ نہ دیگا یہ سوچکر الکہ سے کہا کہ مجھسے اور خداے ناوید سے سازش ہوگئی ہی امیر
کو چھوڑ دے بلکہ جو یہ تم سب سے کلمہ پڑھنے کو کہے تو کلمہ بھی پڑھو جسوقت عمرو نے یہ کہا فوراً الکہ نے امیر کو رہا کر دیا اور اپنے
گھر مین لایا اور سامنے امیر کے ہاتھ باندھ کے کھڑا ہوا جب امیر نے الکہ کو کلمہ پڑھایا اُسوقت الکہ متردد ہوا امیر نے
کہا تو کیا تردد کرتا ہی خداوند عمرو ہی الکہ نے کہا مین تو کلمہ نہ پڑھونگا ہان جو عمرو ہی تو کیا مضائقہ یہان عمرو نے پکارکے کہدیا تھا
کہ جو یہان آئیگا وہ ہرگز ہرگز جانبر نہوگا یہ سنکے تمام سپاہ مارے ڈر کے چلا گیا جب کوئی نہ رہا تو عمرو دوپہر رات گئے مینار سے
اُترا اور سارا مال نذر زنبیل کیا پھر زنبیل سے بھتنے نکالے اور کمند آصفاے باصفا کو مینار مین باندھکے اُنسے کہا کہ اس
مینار کو ہلاؤ اُن بھتنون نے ایسا ہلایا کہ مینار اپنی جگہ سے اُکھڑ گیا عمرو نے معجزہ طلب کرکے وہ مینار زنبیل مین رکھ لیا اور
وہان سے ایک طوائف کی شکل بنکر الکہ کے یہان آیا دیکھا صحبت عشرت جمع ہی امیر مسند پر بیٹھے ہین ناچ ہو رہا ہی عمرو
بھی اُن طوائفون مین ملکے گانے لگا امیر عمرو کی آواز پہچان گئے عمرو سے کہا ای خواجہ تم اپنی اصلی صورت دکھاؤ عمرو نے
کہا ای امیر اسوقت ساری آمدنی لکھدو تو کیا مضائقہ ہی امیر باتوقیر نے فرمایا ای خواجہ ہم تمکو قسم دیتے ہین تم نہین ملتے ہو
یہ سنتے ہی عمرو نے اپنی صورت اصلی بنائی کفار حیران ہوے امیر نے کہا ای الکہ مینار کی تو خبر لو الکہ نے جو جاکر دیکھا مینار
ندارد ہی ایک غار عمیق ہو گیا ہی الکہ متحیر ہوا آکر سب حال امیر سے کہا امیر نے کہا تم لوگ کیون حیرت مین ہو عمرو نے اپنی
زنبیل مین مینار رکھ لیا ہی الکہ نے کہا مجکو یقین نہین ہی امیر نے کہا اگر تم لوگ اُسکو دیکھ لو تو مسلمان ہوگے الکہ
نے کہا جی ہان پھر امیر نے عمرو سے کہا ای خواجہ تم ان سب کو مینار دکھا دو تو یہ مسلمان ہون خواجہ نے امیر سے کہا اگر سب آمدنی
لکھدیجیے تو دکھا دون امیر نے انکار کیا لیکن سلیمان نے کہا یا امیر میری خاطر سے لکھدیجیے مجبوراً امیر نے لکھدی اُسوقت عمرو نے

میدان مین آکر سب کو وہ مینا زنبیل سے نکالکر دکھایا مگر آخر کار سرا عمرو نے نہ نکالا فوراً زنبیل مین رکھ لیا اُسوقت سارا شہر
مسلمان ہوا اور تین روز امیر وغیرہ وہان اور رہے چوتھے روز ملکہ سے کہا کہ مین لشکر کو جاتا ہون تم اپنے ملک مین ہو رہان
چلتے وقت عمرو دلربا سے وعدہ کر آیا تھا کہ امیر کو ادھر لاؤنگا عمرو نے امیر سے کہا یا امیر اب ملکہ سے چلکر عقد کر لیجیے تو اپنے لشکر کو
جائیے سلیمان نے یہ سنکر عرض کیا یا امیر وہ تو آپ کی لونڈی ہی الغرض امیر عمرو کے کہنے سے شہر فارس مین آئے اور ملکہ
مشکبوے کاکل کشا سے عقد کیا اور خواجہ نے دلربا سے عقد کیا امیر سے ملکہ کے یہان فرخ شہسوار قلندر پیدا ہوے اور خواجہ سے دلربا
کے یہان نسیم بن عمرو پیدا ہوا چلتے وقت امیر نے ایک یکہ ملکہ کو دیا کہ اگر بیٹا ہو تو اُسکے بازو پر باندھ دینا اور اگر دختر ہو تو کسی شاہ و شہریار
کے ساتھ عقد کر دینا عمرو نے بھی دلربا کو ایک جھنجھی کوڑی دی اُسنے جلکر کہا او عمرو تو نے سارا مال کوہ ثریا کا لیا اور مجکو ایک کوڑی دیتا ہی
عمرو نے کہا یہ میرا شگون نیک ہی غرض امیر نے ملکہ سے رخصت ہو کر کچھ لوگ سلیمان کے اپنے ہمراہ لیکر طرف اصفہان کے کوچ کیا

دو کلمے داستان عمرو کا مینار نشین کو عورت بنا کر نجنگ کے ہاتھ بیچنا اُسکا بھاگ جانا اور عمرو کا اُسکے عوض مین دیو لینا

راویان اخبار اس داستان کو یون لکھتے ہین کہ لشکر نوشیروان مین تیاری مالک اژدر کی جنگ کی ہو رہی تھی کہ پہلے عمرو
آیا قباد سے کہا امیر آتے ہین یہ سنکر سب استقبال کو گئے اور بخوشی امیر کو بارگاہ مین لائے یہ خبر لشکر نوشیروان مین ہوئی کہ امیر
آئے مالک نے سنکر کہا مین اب امیر سے لڑونگا اور یہان عمرو نے خیمہ مین آکر مینار نشین کو زنبیل سے نکالا اور کمند اصفہانی سے مضبوط
باندھکر ہوش مین لایا اور پوچھا تو کون ہی پہلے تو اُسنے نہ بتایا جبکہ عمرو نے کہا کہ او مردک جلد بتا ورنہ مار ڈالونگا تب اُسنے کہا ای
عمرو مین شیاطین سے ہون اب مجکو چھوڑ دے عمرو نے کہا مین تجکو ہرگز نہ چھوڑونگا تو بندگان خدا کو ورغلاتا ہی شیطان منتین کرنے
لگا عمرو نے کہا تو عورت حسینہ بن جا اور قول دے کہ مین نہ بھاگونگا تو مین نجنگ کے ہاتھ تجکو بیچ ڈالون وہان سے تو چلا جانا اُسنے
عمرو سے قول دیا عمرو نے چھوڑ دیا شیطان لوٹ لگا کر عورت حسین بنگیا جیسے ہی صبح ہوئی عمرو در خیمہ نجنگ پر آیا اور لوگون سے
کہا کہ ملک جی سے کہدو کہ عمرو کو کچھ تمسے کہنا ہی یہ جو نجنگ نے سنا ڈر کے مارے کانپنے لگا گھبرا کر خیمہ سے باہر آیا جھک کر سلام کیا اور کہا
کیا حکم ہی عمرو نے کہا ملک جی گھبراؤ نہین ذرا علحدہ چلو تو کہون نجنگ نے کہا اندر چلیے عمرو اندر آیا نجنگ نے کہا ارشاد کیجیے
عمرو نے کہا ملک جی ہم ایک عورت خوبصورت نوشیروان کے لیے لائے ہین ای نجنگ تو مکوا دے نجنگ نے کہا مجکو تو دکھاؤ
عمرو نے جیسے ہی اُس عورت کو نکالا نجنگ دیکھتے ہی عاشق ہو گیا اور عمرو سے کہا مین اس نازنین کو بادشاہ کے لیے لیجاؤنگا
عمرو نے کہا ملک جی اگر یہ گم ہو جائیگی تو قیمت اسکی جو مین کہونگا دینا پڑیگی نجنگ نے کہا بہت خوب عمرو اُس عورت کو
نجنگ کے حوالہ کر کے چلا گیا یہ خبر ہرمز او رفرامرز کو ہوئی کہ عمرو ایک عورت پری رو نجنگ کو دے گیا ہی ہر دو فرامرز فوراً خیمہ
نجنگ مین آئے اور دیکھتے ہی اُسکو عاشق ہو گئے اور کہا ملک جی یہ عورت ہم مول لینگے نجنگ نے کہا تم کیونکر لوگے یہ نازنین
بادشاہ کے بکا ہی اسپر کوئی نگاہ بھی نہین اُٹھا سکتا جبکہ نجنگ نے یہ بہانہ کیا دونون چلے گئے نجنگ نے اپنے دل مین کہا کہ عمرو
جو مجھسے طلب کریگا وہ دونگا بلکہ کچھ اضافہ کر کے دیدونگا مگر اسے نہ دونگا القصہ جب نجنگ اُس نازنین کو تخلیہ مین لا کر
مشغول اختلاط ہوا اُسنے بھی وہ غمزے کیے کہ نجنگ جان فدا کرنے لگا پھر نجنگ نے شراب منگائی اور دونون پیکر مست ہوئے
اسوقت شیطان نے نجنگ سے کہا ای غفیان آؤ اب لطف وصل ہی پھر دونون باہم بوس و کنار کرنے لگے جب نجنگ بیتاب
ہو کر آمادہ وصل ہوا شیطان نے کہا ذرا ٹھہرو مین پیشاب کر آؤن نجنگ نے اُس بیخودی مین آفتابہ خود لا کر اُسکے پاس رکھ دیا
اُسنے کہا تم ذرا باہر جاؤ نجنگ باہر آیا شیطان فوراً آفتابہ لیکر غائب ہو گیا جب دیر ہوئی نجنگ آواز دیکر اندر آیا دیکھا مع
آفتابہ وہ عورت غائب ہو گئی ایک آہ کھینچی اور ہائے کر کے زمین پر گر پڑا تھوڑی دیر کے بعد دلکو سنبھالا اور کہا عمرو تو نے
ہاتھ بیچ بکا ہی اب جو قیمت لیگے وہ دینا ہوگی غرضکہ علی الصباح عمرو نجنگ کے پاس آیا نجنگ نے ہاتھ جوڑ کے عمرو سے کہا کہ وہ عورت

بھاگ گئی بلکہ میرا آقا بھی لیگئی آپ جو قیمت فرمائیے وہ دیدیجائے عمرو نے کہا مین وہ عورت لونگا بختک نے کہا آپ تو بیچ گئے
ہین قیمت کے مستحق ہین عمرو غصہ ہوا اور کہا او مردک تیرے ہاتھ وہ عورت بیچی تھی یا بادشاہ کیلیے لایا تھا بختک نے کہا اچھا آپ دربار
نوشیروان مین چلیے وہان اسکا فیصلہ ہوجائیگا جب یہ دونون بارگاہ مین آئے عمرو نے نوشیروان کو مجرا کیا اور ہاتھ جوڑ کر کہا کہ
کل مین نے ملک جی کے ہاتھ ایک عورت پریرو آپکے واسطے بھیجی تھی اگر پسند ہو تو اسکی قیمت جو مانگون وہ پاؤن یہ سنتے ہی نوشیروان
بختک کا منھ دیکھنے لگا ہرمز اور فرامرز نے گواہی دی کہ حضور عمرو سچ کہتا ہے ہمنے بھی آپکا نام لیا تھا نوشیروان نے غصہ ہوکر بختک سے
کہا کہ اس نازنین کو جلد لا بختک نے دست بستہ عرض کیا کہ حضور وہ عورت بھاگ گئی بادشاہ نے کہا تو جھوٹا ہے بختک نے ہزارون
قسمین کھاکر کہا غلام سچ عرض کرتا ہے بادشاہ کو اسکی قسمون پر یقین آیا عمرو سے کہا اسکے عوض مین جو تو مانگے وہ بختک سے دلادون
یہ سنکر عمرو نے کہا کہ مین ایک آدمی لاتا ہون ملک جی اسکے برابر جواہر تول دین بختک راضی ہوا عمرو نے عادی سے آکر کہا اے
عادی ترحلوہ کھاؤگے اسنے کہا جی ہان عمرو نے گھی و میوہ و قند سفید کثرت سے ڈالکر ترحلوہ کئی سو من پکواکر عادی کو کھلایا اسنے
یہانتک کھایا کہ اٹھ نہ سکا عمرو سے کہا اب مجھسے چلا نہ جائیگا عمرو نے پالکی پر سوار کراکے لشکر نوشیروان مین روانہ کیا اور کہا کہ تمکو
وہان ترازو مین تلواؤنگا جب عمرو اور پالکی عادی کی آئی اور میزان میدان مین کھڑی ہوئی عمرو نے پالکی برابر میزان کے رکھوائی
اور عادی سے کہا کہ ترازو مین جاکر بیٹھو عادی مشکل سے جاکر پلے مین بیٹھا بختک نے سارا جواہر منگاکر ترازو مین رکھدیا مگر پلہ
عادی کا نہ اٹھا عمرو نے کہا اشرفیان رکھوائیے اشرفیون کے توڑے منگاکر رکھے جب پلہ کچھ زمین سے اٹھنے لگا عمرو نے کہا اب روپیہ رکھو
اسنے سب روپیہ منگاکر رکھوادیا غرض سارا گھر بختک کا عمرو نے لوٹ کر نذر زنبیل کیا اور عادی کو اپنے ساتھ لے آیا لیکن عادی کا
ابتر حال تھا امیر نے جو سنا عمرو کو بلاکر خفا ہوے اور حکم دیا کہ عادی کا جلد علاج کرو اگر مرجائیگا تو خواجہ تمکو بھی اسی کے ساتھ دفن کردونگا
ادھر تو عادی کا علاج ہونے لگا اور عمرو بالا دوی کو نکلا ایک صحرا مین گلباد و کلباد ملے انسے اور عمرو سے لڑائی ہونے لگی جب عمرو
نے دیکھا کہ کچھ اور عیار چلے آتے ہین عمرو ایسا بھاگا کہ پتا بھی نہ لگا جب کئی کوس نکل گیا دیکھا کہ ایک سبیل پانی کی رکھی ہے پیاسا تھا پانی
پیتے ہی بیہوش ہوکر گرا گلباد و کلباد بھی پھرتے پھرتے ادھر آنکلے عمرو کو بیہوش پاکر مشکین باندھ لین اور زنبیل عمرو کو جو کھولا اسمین
ایک رومال مین پڑیان تھین انکو کھولکر جو سونگھا فوراً بیہوش ہوکر گرے عمرو کو جو ہوش آیا اپنی زنبیل اٹھا اور ان دونون کی کمند
سے مشکین باندھ پشتارہ لگا داخل بارگاہ امیر ہوا اور سامنے امیر کے ہوش مین لایا یہان ابوالفتح بادشاہ سے کہہ رہا
تھا کہ خواجہ مجھسے کان چھین لائے اور مجھکو ایک سوداگر کے ہاتھ غلام بناکر بیچ لیا عمرو نے جو سنا کہا یہ جھوٹا ہے مین نے
تیری جان بچائی اس سبب سے بیچ کر چلا آیا اسنے کہا جو ہوا سو ہوا مجکو کیسی ہی ہد ہد لکھدیجیے پھر مین تمسے نہ بولونگا عمرو نے
کہا پھر وہی باتین کرتا ہے غرض بادشاہ نے ابوالفتح کو سمجھایا وہ بادشاہ کے کہنے سے چپ ہو رہا عمرو نے ابوالفتح کو خشت
طلائی دلوائی اور کہا تو لشکر مین رہا کر پھر گلباد و کلباد کو قید کیا اور وہان مالک اژدر نے طبل جنگ بجوایا یہ خبر امیر
ولندھور کو ہوئی لندھور نے کہا یا امیر مجکو بھی اسکی لڑائی کا بڑا اشتیاق ہے غرض امیر نے بھی نقارۂ رزمی بجوایا کہ غل ہوا
عمرو دوڑا دیکھا کہ ایک شخص بھاگا جاتا ہے عمرو نے اسکو پکڑ کر کہا تو کون ہے اسنے کہا اے خواجہ مرزبان خراسانی سلیمان شاہ
کی دختر پر عاشق ہوکر فوج لیکر چڑھ آیا ہے اور کہتا ہے کہ اپنی بیٹی مجکو دے جبکہ سلیمان شاہ بدحواس ہوا تو اسکی دختر نے کہا
امیر ولندھور سے کشتی لڑے اور انکو زیر کرے تو مین تجکو قبول کرون مرزبان نے سبک پایا اپنے عیار کو بھیجا کہ لندھور کو
چرالا تو وہ آکر لندھور کو چرا لیگیا مین بھی اسکے ساتھ تھا نہ نکل سکا عمرو نے اسکو چھوڑ دیا اور خیمہ لندھور مین آیا دیکھا علیٰ
لندھور کے اپنا غیر حال کر رہے ہین یہ خبر امیر کو ہوئی مگر چونکہ فوج میدان مین آچکی تھی امیر نے عمرو مالک کے پاس بھیجا کہ
لندھور کو تمہاری جنگ و جدال کا بڑا اشتیاق تھا اسکو کوئی چرا لیگیا اب آٹھ روز کی مجکو مہلت دو کہ لندھور آجائے تو پھر

مقابلہ باطمینان تمام ہو عمرو نے یہ پیام امیر کا آکر مالک سے کہا مالک نے برضا و رغبت ایک مہینے کی مہلت دیکر کہا کہ میری طرف
سے امیر سے کہنا کہ جب آپکے جی مین آئے لڑیے گا عمرو نے اسیطرح امیر سے بیان کیا یہ سُنکر فوجین طبل بازگشت بجا اور اپنے اپنے
خیمون مین آئے امیر نے عمرو سے کہا ای خواجہ تم جاکر لندھور اور ہرمز زبان کو چرا لاؤ تو ہم بھی اُنکی کشتی کا تماشا دیکھین پھر امیر نے
گلباد و کلباد کو بلایا اور کہا کہ تم مسلمان ہو جاؤ وہ دونون راضی ہوکر صدق دل سے مسلمان ہوے اور کہا ای خواجہ ہم بھی تمھارے
ساتھ چلینگے اور سر ہنگ مصری اور ابو الفتح نے بھی کہا کہ ہم بھی آپ کے ہمراہ ہین الغرض خواجہ امیر سے رخصت ہوکر یہ چار
عیار طرار اپنے ساتھ لیکر طرف شیراز کے روانہ ہوے گلباد و کلباد نے کہا اُستاد صورت تو تبدیل کیجیے جب سب عیارون نے
اپنی صورتین بدلین اور شہر شیراز مین داخل ہوے اور ایک کاروانسرا مین آکر اُترے عمرو نے سب عیارون سے کہا کہ غیر
مالک مین آکر اپنے پاس سے کھایا تو کیا کمال کیا بہتر یہ ہی کہ اپنی گرہ کا پیسہ کوڑی نہ صرف کرین یہ سُنکر گلباد نے کہا کہ پھر آپ کوئی
تدبیر کرین عمرو ایک سوداگر کی صورت بنا اور ان چارون کو اپنا گماشتہ بنایا اور شیراز کی بازار مین آیا وہان ایک نانبائی تھا
کہ وہ اُستاد بریان پزان تھا عمرو اُسکی دکان پر آکے بیٹھا اور کہا کھانا لاؤ اُسنے جو اُنکی صورت دیکھی سمجھا کہ کوئی بڑا سوداگر
ہی فوراً دسترخوان بچھایا اور اسپر ہر رنگ کا کھانا چن دیا اُن پانچون نے خوب سیر ہوکر کھایا کہ اس اُثنا مین ایک فقیر نے آکر
سوال کیا عمرو نے نانبائی سے کہا اس فقیر کو پانچ روپیہ دیدو اُسنے صندوقچہ کھولکر پانچ روپیہ دیدیے عمرو نے کہا ہم کھانا کھاتے ہین
تو تمکو روپیہ مع قیمت کھانے کے منگا دین اس عرصہ مین اور فقیر آنے لگے عمرو اُسی نانبائی سے روپیہ دلوانے لگا غرضکہ اسقدر فقیر
افراط سے آئے کہ نانبائی نے دو سو روپیہ تک دیے اور عمرو نے پہ کمکر دلوائے جبکہ عمرو چلنے لگا تو اُس نانبائی سے کہا کہ تمھارے
صندوقچہ مین اب کتنے روپیہ ہین ذرا گن تو ڈالو اُس نانبائی نے جو غلہ کو نکالکر گنا دو سو روپیہ نکلا عمرو نے کہا تمنے اپنے روپیے
گن لیے اُسنے کہا ہان مگر وہ جو روپیے آپنے اُٹھوائے ہین وہ تو دیجیے عمرو نے کہا ابھی تو گنوا کے صندوقچہ مین رکھوا دیے اب
کیسے تم روپیے مانگتے ہو یہ سنتے ہی وہ غل مچانے لگا لوگ جمع ہو گئے عمرو نے سب سے کہا صاحبو اس نانبائی سے پوچھو کہ دو سو
روپیے اُسنے مجکو دیے تھے وہ مین نے گنوا کے ابھی اسکو دیدیے اسنے روپیے اپنے صندوقچہ مین بند کیے یا نہین لوگون نے اُس سے
پوچھا اُسنے کہا ہان صاحب یہ دو سو روپیے تو میرے ہین وہ مین نے صندوقچے مین بند کر دیے وہ جو انھون نے لیے تھے وہ روپیے
مانگتا ہون عمرو نے کہا لو صاحب ابھی لے چکا ہی پھر دوبارہ مانگتا ہی اتنے مین سبک پا آیا اُسنے جو یہ تقریر سُنی تو بریان پز کو
قائل کیا اور عمرو سے کہا آپ جائین غرض کہ عمرو وغیرہ تو سرا مین آئے وہ بریان پز روپیٹ کر رہگیا سبک پا اپنے گھر چلا گیا یہان
دوسرا دن جو ہوا عیارون سے عمرو نے کہا آج پھر کوئی تدبیر کرو گلباد اُسی وقت مردہ بنا اور چارون نے اُسکو چارپائی پر
ڈالا اور ایک چادر اوپر اُسکے اُڑھائی اور کلمہ پڑھتے ہوے چلے آتے آتے سبک پا کے دروازے پر پہونچے سبک پا گھر سے نکلا
پوچھا کیا ہوا اُنھون نے کہا ایک لاوارث مرگیا ہی اسکو لیے جاتے ہین کہ کسیطرح کچھ مانگ کر دفن کرین سبک پا نے پانچ روپیے
کسی سے دلوا دیے اُس روز پانچون نے سرا مین بھٹیاری سے کھانا پکوا کر کھایا غرضکہ تین روز تک اسیطرح مردہ بن بنکے سبک پا
سے روپیے لیے اور خوب کھانا پکوا کر کھایا پانچوین روز دیکھا کہ عمرو کے درد اُٹھا عمرو نے کہا اب مین نہ بچونگا یہ کہتے کہتے ان چارون
عیارون نے دیکھا کہ خواجہ مر گئے سب عیار رونے پیٹنے لگے تب عمرو نے چپکے سے کہا کہ ہماری باری کو باطل کرتے ہو یہ سُنکر عیارون
کے جسم مین جان آئی عمرو کو چارپائی پر ڈالکر سبک پا کے دروازے پر آئے اور ہائے وائے کرکے شور و غل کیا اور زار زار
رونے لگے سبک پا خفا ہوتا ہوا اپنے مکان سے نکلا کہا تم لوگون نے میرا گھر تاک لیا ہی کہ روز مردہ لیکر موجود ہوتے
ہو کیا یہ مکان میرا مردہ خانہ سمجھا ہی لوگون نے کہا اچھا اس مُردے پر سے چادر تو اُٹھاؤ ہم ذرا مُردے کی
صورت دیکھین ان چارون عیارون نے چادر مُنہ پر سے ہٹائی دیکھا درحقیقت مردہ ہی چہرے پر بخوبی مردنی

چھائی ہو ناک کا بانسہ بیٹھا ہوا ہو کان کی لوین بھی مڑ گئی ہین آنکھون مین حلقے پڑے ہین اور نبضین بھی ساقط ہین جسم سے بو مردے کی آتی ہو یہ حال دیکھکر سبکیا نے غسال کو بلا کر کہا کہ اسکو غسل میت دیکر اور قبر کھدوا کر دفن کر دو یہ سنکر غسال اُس مردے کو دریا کے کنارے لایا قناتین گھیری گئین اور مردے کو چارپائی سے اُٹھا کر تختہ پر لٹایا اور تمام کپڑے اُتار کر شستہ کی لنگی لپیٹی اور نہلانا شروع کیا اُدھر دوسرے آدمی نے غسال کے کفن قطع کر کے سیا جب غسال نہلا چکا اور کافور سے حنوط بھی کر چکا تو کفنانے لگا عمرو یکایک اُٹھ بیٹھا اور کہنے لگا کہ مین بھوکا ہون جلدی کچھ مجکو کھلا غسال مارے ڈر کے گر پڑا اور غش آگیا عمرو نے اُسی وقت غسال کو داروے بیہوشی دی کہ وہ بالکل بیہوش ہوگیا عمرو نے اپنی صورت کا اُس غسال کو بنایا اور اُس غسال کی شکل آپ بنے اور کفن پہنا کر اُسکو چارپائی پر لٹایا اور کلمہ پڑھتے ہوئے خلق بکثرت نکلے جب اُس مردہ نقلی کو لیکر قبرستان مین پہونچے وہ غسال ہوشیار ہوا عمرو نے دیکھا کہ اب یہ اٹھا چاہتا ہو دوڑ کر اُسکے پاس آیا اور چپکے سے اُسکے کان مین کہا کہ خبردار اُٹھنا نہین جب تک تجکو قبر مین لٹا کر تختے نہ دین تو یونہین سانس روکے پڑا رہنا نہین تو تیرے گھر بھر کو مار ڈالونگا یہ کہکر عمرو سبکیا کے پاس آیا اور کہا میری مزدوری دو اُسنے پانچ روپیہ عمرو کو دئیے عمرو روپیے لیکر راہی ہوئے تکیہ پر جب قبر تیار ہو چکی مردے کو قبر مین اتارا اور تختے قبر مین دینے لگے تین تختے ابھی قبر مین دیے تھے کہ قبر مین اندھیرا ہونے لگا غسال گھبرا کر اُٹھ بیٹھا وہ جو گورکن تختے قبر مین دے رہا تھا مردے کو دیکھتے ہی ڈر گیا اور غش کھا کر گرا غسال کو جب ہوش آیا دونون مین کشتی ہونے لگی مردہ زندہ لڑنے لگا غسال چاہتا ہو مین پہلے قبر سے نکلون گورکن چاہتا ہو مین پہلے یہانسے بھاگون غرضکہ مردہ پہلے اسیطرح کفن پہنے ہوئے قبر سے نکلا پھر گورکن قبر سے نکلکر اپنے گھر کو بھاگا کھدوائی بھی قبر کی ڈر کے مارے چھوڑ دی اور نہ مانگی غسال کفن پہنے ہوئے شہر کیطرف چلا لوگ شہر کے بھاگے اور شور مچایا کہ مردہ کفنایا ہوا چلا آتا ہو جسطرف یہ غسال جاتا ہو لوگ ڈر ڈر کے بھاگتے ہین آخرکار اُسنے اپنا کفن نوچکر پھینکدیا اور پکار کر کہنے لگا یارو مین غسال ہون عمرو نے یہ میرا حال بنایا ہو اور سکھا دیا تھا کہ ایسا کرنا یہ سنکر سب نے جب قریب آکر غور سے دیکھا تب پہچانا سب کے جان مین جان آئی لوگون نے یہ خبر سبکیا کو پہونچائی کہ وہ مردہ عمرو عیار تھا اور وہی تمسے پانچ روپیے بھی لیگیا هرزبان نے جو یہ کیفیت سُنی بہت خفا ہوا سبکیا کو جھڑک دیا اور کہا کہ تو لندھور کو جو پکڑ لایا عمرو نے آکر تجھسے کیا کیا عیاریان کین اور تجھسے کچھ بھی نہو سکا اسی پر تو دعویٰ عیاری کا کرتا ہو سبکیا نہایت ذلیل ہوا اور کچھ لوگ ساتھ لیکر سراپا عمرو کی تلاش کو آیا عمرو اُسوقت عیارون کو لیکر کہین گیا ہوا تھا یہان سبکیا تو عمرو کو تلاش کرنے لگا اور عمرو لندھور کو ڈھونڈھتا ہوا اُس باغ مین آیا جہان لندھور کو رکھا تھا دن بھر تو عمرو نے مع عیارون کے وہان خوب سیر کی اور رات کے وقت لندھور کو بیہوش کر کے پشتارہ باندھا اور لیکر نکل گیا صبح کو هرزبان کو خبر ہوئی غیظ و غضب سے مُنہ سُرخ ہو گیا اور هرزبان نے سبکیا کو بلا کر بہت سخت سُست کہا سبکیا نے عرض کیا اگر آپ فرمائین تو مین پھر لندھور کو جا کر لے آؤن هرزبان نے نہ مانا اور کہا کہ ہو شاہ سلیمان آخر تو مجکو لندھور سے لڑنا ہو تم میرے ساتھ چلو مین نوشیروان کے سامنے لڑونگا شاہ سلیمان راضی ہوا اور یہ دونون فوجین اپنی لیکر روانہ ہوئے عمرو نے ایک صحرا مین لا کر پشتارہ دوش سے اتارا اور لندھور کو کھولکر ہوش مین لایا اور سارا حال بیان کیا لندھور نے عمرو کو بہت تحسین و آفرین کی اور ہمراہ عمرو وغیرہ کے لشکر امیر با توقیر کیطرف چلے آتے آتے صحرا مین ایک پہاڑ ملا اُسکے نیچے سب کے سب اُترے عمرو نے گلبادے کہا کہ تم جاکر امیر با توقیر کو خبر دو گلباد تو امیر کے پاس آیا اور لندھور کا سارا حال بیان کیا ادھر کا حال سُنیے کہ جس پہاڑ کے نیچے لندھور و عمرو وغیرہ فروکش ہوئے تھے اُس پہاڑ سے کچھ عورتین اُتر کر آئین اور کہا کہ آپ اس صحرا مین کیون پڑے ہین ہمارے مکان پر چلیے لندھور یہ سُنکر ہمراہ عورتون کے

سب کو ساتھ لیکر یزدان وہ بُرگیا دیکھا کہ ایک باغ نہایت پُر بہار و آراستہ ہی ایک طرف کو بارہ دری بڑے تکلف کی
پردے پٹا پٹی کے پڑے ہین شیشہ آلات بیش قیمت لگا ہی گلدستے چبوترے پر گرد چنے ہوے ہین اور بارہ دری مین فرش مخمل
زرنگاری کا بچھا ہی اور اُسپر ایک مسند جواہر نگار آراستہ ہی اور اُس مسند پر ایک عورت حسین نازنین بیٹھی ہی اُسنے لندھور کو دیکھتے ہی
مسند پر اپنے پاس بٹھایا اور استفسار حال کیا لندھور نے اپنا نام بتایا جب تو اُسنے کہا ای لندھور تم مجکو قبول کرو لندھور نے
انکار کیا اور کہا کہ جبتک ہم نکاح نہین کرتے مشغول صحبت وصل نہین ہوتے اگر تم دین اسلام قبول کرو تو کیا مضائقہ ہی جب اُس
لکاد نے دیکھا کہ لندھور کسی طرح راضی نہین ہوتا سحر کر کے لندھور و عمرو وغیرہ کو گرفتار کر لیا یاران تو یہ سحر ساحرہ مین سب
گرفتار ہوے وہان امیر با توقیر منتظر ہین جو سردار کہ پیشوائی کو لندھور کی گئے تھے خالی پھر آئے اور کہا کہ ای امیر با توقیر لندھور
و عمرو وغیرہ کا کہین پتا نہین یہ سنکر امیر بہت گھبرائے اور اُسی وقت اشقر دیوزاد پر سوار ہو کر مقبل کو ہمراہ اپنے کر چلے اور
گلبا دیو سے کہا کہ تو وہ مقام مجکو بتا دے کہ جہان سے عمرو نے تجکو روانہ کیا تھا گلباد امیر کو ساتھ لے کر آیا اور وہ مقام بتا دیا جب
امیر وہان آئے تو کسی کو وہان نہ پایا آگے جو بڑھے تو اُسی پہاڑ کے نیچے پہونچے بعد تھوڑے عرصہ کے اُسی طرح وہ عورتین آئین امیر کو
بھی ساتھ اپنے وہان لائین امیر دل مین سمجھ گئے کہ لندھور بھی یہین ہوگا جب امیر باغ مین پہونچے دیکھا کہ بارہ دری مین ایک عورت
نازنین مسند پر بیٹھی ہی اُسنے امیر کو اپنے پاس بٹھا کے سوال وصل کیا راوی لکھتا ہی کہ نام اُس نازنین کا ریحانہ جادو تھا امیر
نے جو خیال کر کے دیکھا تو مُنہ سے اُسکے بو آتی ہی دل مین امیر نے کہا کہ یہ لکاد ساحرہ ہی امیر دل مین سوچکر اسم اعظم پڑھنے
لگے اور اُس سے پوچھا کہ تو جادوگرنی ہی اُسنے کہا کہ تمنے کیونکر جانا امیر نے کہا تیرے مُنہ سے بو آتی ہی یہ سُنکر اُسنے امیر پر سحر کیا
امیر پر کچھ کارگر نہوا یہ دیکھکر وہ بدحواس ہوئی اور چاہا کہ بھاگ کر نکل جاؤن امیر نے فوراً اسم اعظم دم کر کے جو تیغ عقرب سلیمانی
کا ہاتھ مارا وہ ساحرہ دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گری سارا طلسم ٹوٹ کر برباد ہوگیا جتنی خواصین اُسکی تھین سب جلکر خاک سیاہ
ہوگئین جن جنکو پکڑ لائی تھی وہ ہاتھ باندھکر حاضر ہوئین مگر لندھور کی قید کا پتا نہ لگا جب کہ بہت تلاش کیا تو ایک کوٹھری
مین بند پایا اُسی وقت لندھور کو رہا کیا اور سب کو ہمراہ لیکر لشکر ظفر پیکر مین آئے اُدھر **مرزبان** اور سلیمان شاہ
بارگاہ **نوشیروان** مین داخل ہوے بادشاہ کو دونون نے مجرا کیا بادشاہ **نوشیروان** نے دونون کو دنگل بیٹھنے کو
دیے **مرزبان** دست راست کو بالا دست بیٹھا اور **مالک اژدر** وغیرہ جتنے سردار تھے وہ سب چپکے بیٹھے دکھائی
جب **مندویل اصفہانی** آنکر اپنے دنگل پر بیٹھا دیکھا کہ **مرزبان** مجھسے بالا دست بیٹھا ہی دل مین بہت تاؤ پیچ
کھایا مگر چپکا بیٹھا رہا جھلیل نے جو دیکھا کہ **مندویل** رنجیدہ ہی پوچھا ای برادر تم اسوقت پر غم اور متردد کیون ہو مندویل
نے کہا بادشاہ نے اسکو بالا دست کیون بٹھایا ہی غرضکہ **مندویل** سے ضبط نہوسکا مرزبان سے کہا تم اس مقام پر
نہ بیٹھو اور کسی طرف جا کر متمکن ہو مرزبان نے نہ مانا دونون مین تکرار ہونے لگی جھلیل نے کہا اچھا خیر اسوقت تو بیٹھا
رہنے دو ای مرزبان کل آنا تو تم اس مقام پر نہ بیٹھنا مرزبان نے کہا مین تو ہر روز اسی مقام پر بیٹھونگا مندویل نے دست
بقبضہ ہو کر کہا کل کیسا آج ہی مین اسکو یہان نہ بیٹھنے دونگا جب **مرزبان** نے بھی تلوار کھینچی یہ دیکھکر **نوشیروان** نے
مندویل کو منع کیا اور کہا کہ کوئی مہمان سے لڑتا ہی یہ تمھارے گھر مین آیا ہی اور مہمان ہی تمکو عزت دینا چاہیے اور مدارات کرنا
لازم ہی القصہ نوشیروان نے سمجھا کر رفع شر کر دیا سب سردار اپنے اپنے دنگلون پر بیٹھے لیکن **مندویل و جھلیل** دونون
مکدر خاطر رہے جبکہ دربار برخاست ہوا مندویل اپنے مکان پر آیا دل مین کہنے لگا کہ نوشیروان مادہ خر یا زن احمق کے
مانند ہی اور حمزہ قدردان ہی یہ سوچکر بھائی کے پاس آیا اور کہا کہ ای برادر مین اب **مرزبان** سے کیونکر لڑون اور
نوشیروان سے مجکو بڑا صدمہ پہونچا کہ ہمنے اسکو اپنے شہر مین اتارا اور اہل و عیال کی تباہی اور بربادی کا کچھ خیال نہ کیا

امیر سے لڑے مقابلے کیے اُسکا عوض یہ ہی کہ اس نامرد نے سر دربار ہمکو بے حقیقت سمجھا ہی برادر مین امیر کی خدمت
مین جاتا ہون اس بات کو سنکر جہلیل اور شہنشاہ عراقی بھی رضامند ہوے دوسرے روز جو جو عزیز قریب تھے
اُن سب کو اپنے ہمراہ لیکر طرف لشکر امیر کشور گیر کے چلے یہ خبر امیر کو ہوئی پہلے اخبار مرزبان کے سُن چکے تھے اسی سبب
سے امیر کو صداقت ثبوت ہوا کہ یہ بگڑکر آتے ہین جب تو امیر نے فوراً عبدالجبار و بہرام وغیرہ کو واسطے
استقبال کے بھیجا جب مندویل وغیرہ بازار مین آئے اہل بازار دیکھکر حیران ہوگئے جیسے ہی آگے بڑھ دیکھا سب سردار
امیر باتوقیر کے آتے ہین مندویل وغیرہ گھوڑون سے اُترنے لگے سردارون نے منع کیا کہ اُترو نہین جلد چلو
امیر باتوقیر تمھاری راہ دیکھ رہے ہین مندویل وجہلیل یہ عنایت امیر کی دیکھکر بہت خوش ہوے اور دروازے
پہ بارگاہ کے آکر اُترے اندر جو داخل ہوے تو چار چین بچز ان نظر پڑے دیکھا سامنے تخت پر قباد اور امیر باتوقیر
دنگل شوکت پر اور تمام سردار اپنے اپنے دنگل پر بیٹھے ہین مندویل یہ کارخانہ دیکھکر دل مین کہنے لگا کہ نوشیروان
کیا گیدی ہی یہ دربار تھا یا نہ ہی ان دونون نے مجرا کیا اور نذر دی امیر باتوقیر نے اُٹھکر انکے ہاتھ پکڑ لیے اور بادشاہ
قباد کو نذر دلوائی پھر دونون از سر صدق مسلمان ہوے امیر نے دنگل عنایت کیے اور خلعت سلیمانی مرحمت ہوے
پھر امیر نے عمرو سے کہا ای خواجہ انکے واسطے بانا ع سلیمانی اور تاش تمامی کا خیمہ برپا کرا دو عمرو نے اُسی طرح کا خیمہ
آراستہ کردیا دونون بھائی امیر کی مدح وثنا کرتے ہوے سب کو خیمہ مین لے کر آئے لندھور و عمرو بھی انکے ساتھ
آئے اور بیٹھکر باتین کرنے لگے مندویل وجہلیل کی سات لاکھ فوج آپس مین صلاح کرکے سارا مال واسباب
لیکر صبح کو مندویل کے پاس آئی اور کہا کہ آپ نے ہمکو اطلاع بھی نہ کی اور ہمکو آپ چھوڑ کے چلے آئے مندویل
نے آکر امیر سے عرض کیا کہ تمام فوج میری آئی ہی امیر نے کہا تم اپنی فوج سے ہوشیار رہنا کس واسطے کہ تم مسلمان ہوگئے
ہو اور وہ سب ابھی عالم کفر مین ہین اب مجھکو تمھارا زیادہ پاس وخیال ہی یہ سنکر مندویل نے کہا ای امیر وہ سب میرے
ملازم ہین اُنسے مجھکو کچھ خطرہ نہین یہ کہکر مندویل بارگاہ کے باہر آیا اور اپنی سات لاکھ فوج کو مسلمان کیا یہ خبر
نوشیروان کو ہوئی وہ نہایت بدظن ہوا اور مرزبان کیطرف دیکھکر کہا کہ سب تیرا فساد ہی اور پُرغضب ہوکر کہا کہ کوئی
ایسا ہی کہ عراق مین جاکر سارے شہر کو قتل کرے اور اُنکے ناموس کو پکڑ لائے مندویل وجہلیل وغیرہ اپنے اہل وعیال
کو عراق مین چھوڑ آئے تھے اور فوج کو لیکر لڑنے کیواسطے اصفہان مین ہمراہ نوشیروان کے آئے تھے القصہ یہ
جو نوشیروان نے حکم دیا مرزبان اور سلیمان شاہ دنگلون سے اُٹھے اور عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو ہم یہ کام کرلائین
نوشیروان نے اجازت دی وہ دونون لاکھ سوار اپنے ہمراہ لیکر عراق کو روانہ ہوے ہرکارون نے آکر دربار مین
امیر کے سامنے یہ اخبار گذرانا مندویل وجہلیل یہ سنکر گھبرا گئے امیر نے فوراً جام کلہ عفریت منگوا کر دربار مین
رکھا اور بہ آواز بلند کہا کہ ایہا الناس مین چاہتا ہون کہ تم مین سے کوئی بہادر جائے اور انکو راہ مین روکے
یہ سنتے ہی مندویل وجہلیل نے عرض کی کہ ای امیر باتوقیر ہمسے اور انسے تنازعہ ہی اگر حکم ہو تو ہم جاکر انکو روکیں
اور مقابلہ کرین امیر نے منع کیا اور کہا کہ تم ابھی کسی سے مقابلہ نہ کرو کوئی اور چلا جائیگا لیکن ان دونون نے نہایت
بہ منت اصرار کیا امیر نے مجبور ہوکر فرمایا خیر تمھین اختیار ہی مگر مہمان کو ابھی تکلیف نہ دینا چاہیے اگر تمھاری یہی خوشی ہی
تو بہتر ہی جاؤ یہ سنکے دونون نے امیر و بادشاہ کو مجرا کیا اور بارگاہ سے باہر آکر گھوڑون پر سوار ہوے اور لاکھ سوار
ہمراہ اپنے لیکر طرف عراق کے روانہ ہوے اور جو چھ لاکھ فوج باقی رہی وہ بعد انکے روانہ ہوئی کہ انکے بھی سب
ناموس وہین تھے یہ خبر نوشیروان کو ہوئی ایسا غضبناک ہوا کہ داڑھی کے بال سب اُسکے کھڑے ہوگئے اور

چہار طرف دیکھنے لگا اور کہا ایہا الناس کوئی تم مین سے ایسا نہین ہی جو جاکر اُنکا مقابلہ کرے اور روکے یہ سُنکر
طول شنجر زنگی دنگل پر سے کودا اور چالیس ہزار سوار لیکر چلا یہ خبر امیر با توقیر کو ہوئی نہایت متردد ہوے کہ اب اسکو
بھیجون کہ مالک کا مقابلہ ہو یکایک لندھور اپنے دنگل سے کودا اور باہر آکے حکم دیا کہ اسی سوار سے زیادہ میرے ہمراہ
نہ آئین اسپر بھی دولاکھ ہندی ہمراہ لندھور کے چلے اب جو یہ نوشیروان نے سُنا دونون گھٹنے ٹیک کر کھڑا ہو گیا
اور مارے غصّہ کے کانپنے لگا ہرمز و فرامرز سے کہا کہ تم جاؤ اور جو جو سردار مرد کو آئے تھے چنانچہ مسلسل شاہ
یزدی نجم کا سبغر و شرف ہزبر جنگی لکدا کم شاہ و کنند رکوہ کرمانی وغیرہ کو فوج بیشمار دیکر روانہ کیا پھر یہ سب خبر امیر
با توقیر کو ہوئی بادشاہ سے اجازت لیکر امیر بھی طرف عراق کے روانہ ہوے نوشیروان نے جو سُنا کہ امیر بھی گئے ہین
آپ بھی اٹھ کھڑا ہوا جبتک نے جانا کہ محل مین جائیگا مگر بادشاہ نے سواری طلب کی اور آپ بھی مع فوج کے کوچ کیا
قباد کو جو خبر پہونچی کہ نوشیروان بھی روانہ ہوگیا یہ بھی تمام فوج لے کر راہی ملک عراق کو ہوے

دو کلمے داستان مرزبان خراسانی کے بیان ہوتے ہین

شاطران افواج مضامین کیفیت اس داستان رنگین کی یون تحریر کرتے ہین کہ پہلے مرزبان خراسانی اور سلیمان شاہ
عراق مین پہونچے اور اہل عراق کو بھی یہ خبر معلوم ہوئی کہ مندویل وغیرہ مسلمان ہوے ہین اور نوشیروان نے
غضبناک ہو کر مرزبان خراسانی کو برائے قتل و گرفتاری نامو بہائے مندویل وغیرہ بھیجا ہی کسی کو اس بات کا
یقین نہ آتا تھا یکایک تتق گرد صحرا سے اٹھا معلوم ہوا کہ مرزبان فوج لیکر آتا ہی فوراً دروازہ قلعہ کا بند کر لیا
چہار طرف توپین تیار کر کے لگا دین مرزبان جب قریب قلعہ کے آیا پکار کر کہا کہ حکم بادشاہ نوشیروان کا ہی کہ دروازہ
کھول دو عراقیون نے جواب دیا کہ ہم بادشاہ نوشیروان کو نہین جانتے کہ کون سا گیدی ہی اور خبردار اگر آگے قدم بڑھاؤ
تو مارے گولون کے اڑا دینگے سلیمان نے یہ سُنکر کہا کہ پھر چلو مین نے تو تجسے کہا تھا کہ رات کو چلنا تجنے نہ مانا مرزبان نے کہا کہ
یہ سارا فساد تو میرے سبب سے ہوا ہی اگر اب پھر جاؤنگا تو کیا کسی کو منھ دکھاؤنگا غرضکہ ان باتون مین شام ہو گئی رات بھر
تدبیر کیا کیے صبح کو مرزبان نے دھاوا کیا اُدھر سے توپون کی باڑھ چلی ہزارہا کفار ایک ساعت ہی فیر مین اُڑ گئے چار گھڑی توپ اور
تیر کی مار رہی جب توپ اُڑ کی تاریکی دھوئین کی کم ہوئی دیکھا کہ مرزبان بیس ہزار سوار سے خندق پر پہونچا مرزبان نے
آواز دی کہ بس اسی مین خیر ہی کہ دروازہ کھول دو اور ہاتھ باندھکر عورتون کو محافے مین سوار کر کے نکل آؤ نہین تو تمسب
کی آبرو مین فرق آئیگا یہ سُنکر اہل قلعہ گھبرا گئے اور درگاہ خدا مین دعا کرنے لگے اور زار زار رونے لگے دیکھا سمجھون نے
کہ ایک گرد صحرا ایکطرف سے اٹھی مندویل و جہلیل پیدا ہوے اور وہین سے تلوار کھینچ کے جھپٹے فوج مرزبان پر آپڑے تلوار
چلنے لگی مرزبان نے جو پلٹ کر دیکھا پھاٹک قلعہ کا چھوڑ دیا گھوڑا اڑا کر میدان مین آیا مندویل کا مقابلہ کیا اور آتے ہی
تلوار کا ہاتھ مارا سر پر پڑا تا دوابرو تلوار اُتر آئی مندویل نے دستانہ مارا تلوار سر سے نکل گئی خون بہنے لگا زخم سر رومال
سے باندھکر مرزبان پر تلوار ماری سر پر پڑی چھ انگل تلوار سر مین اُتر گئی زخم گہرا لگا مرزبان نے پھر ہاتھ تلوار کا مارا
مندویل کا زخم چار ہوا مندویل نے جو دوسرا ہاتھ تلوار کا مارا مرزبان کا شانہ نشانہ ہوا مندویل نے پھر
دوسرا رومال سر سے کس کر باندھ لیا اور لڑنا شروع کیا جہلیل و سلیمان سے جو مقابلہ ہوا یہ دونون زخمی ہوے لیکن
سلیمان کا حال غیر ہوگیا اس اثنا مین مرزبان نے تلوار مندویل پر ماری مندویل نے سر جُرا یام کبکام آیا مندویل
نیچے گرا گرد تمام لاشین پڑی تھین مندویل مین اُٹھنے کی طاقت نہ تھی ایک لاش کی چھاتی پر ہاتھ ٹیک کر مرزبان کے مرکب
کو تلوار ماری پانون گھوڑے کا زخمی ہوا کہ لوگ مندویل کے پہونچے بیچ مین مندویل کو کر لیا اور کہا کہ آپ قلعہ مین چلیے

کہ زخم کاری لگا ہی مندویل نے نہ مانا اور خراسانی پسپا ہو رہے تھے کہ شور و غل ہوا مندویل نے پوچھا یہ غل کیسا ہی لوگون
نے کہا کہ طول شنجر زنگی نے آکر سب کو پسپا کر دیا یہ سنکر مندویل نے پھر مرکب طلب کیا اور دیکھا کہ میری فوج پسپا ہوری
ہی لوگون نے کہا ای شہریار آپ قلعہ مین چلکر علاج کیجیے مندویل سنتے سنتے بدمزاج ہوکر از راہ غیظ و غضب کہنے لگا کہ
صاحبو اگر تمکو جانا ہو چلے جاؤ مین تو یہین شہید ہونگا لیکن تم لوگ میرے مرنے کے شاہد رہنا اور اگر امیر یا تو قیر
آجا مین تو کہدینا کہ آپکا تازہ غلام کام آیا یہ ذکر تھا کہ نعرہ بہرام گرد کا ہوا اور چینیون نے وہ تلوار کی کہ تمام فوج کفار درہم
برہم ہوگئی طول شنجر زنگی سے اور بہرام گرد سے مقابلہ ہوا طول زخمی ہوا لیکن کسی نے طول زنگی کو پیچھے سے آکر ایسا
تبضہ مارا کہ سر اسکا کیٹ گیا یہ گھوڑے پر جھومنے لگا اور دیکھا ادھر اُدھر زخمیون کے ڈھیر کہین لاشون کے انبار ہین مگر مندویل
بھی زخمی کھڑا ہوا غش کے عالم مین جھوم رہا ہی جہلیل کا بھی یہی حال ہی مگر کھیت سے قدم نہین ہٹاتے ہین جب آنکھ
کھولتے ہین لوگ کہتے ہین کہ بہرام نے آکر ایسی شمشیر زنی کی ہو کہ لڑائی اب فتح ہوا چاہتی ہی یکایک پھر گرد اُڑی
او سالک اژدر کا نعرہ ہوا اسی ہزار نیزہ دارون سے آکر سیکڑون کو چھید کیا مالک بہرام سے مقابلہ ہوا بہرام بہت
زخمی ہوگیا تھا اور سالک کے اوچھا سا زخم لگا کہ نعرہ لندھور کا بھی ہوا ہندیون سے وہ تلوار چلی کہ مالک کے ہمرہی
بہت سے مارے گئے لندھور فیل میمونہ سے اُترکر دوسرے ہاتھی پر سوار ہوا اور پوچھا کہ مندویل وجہلیل کدھر ہین
ہمراہیان لندھور نے دریافت کرکے کہا کہ اُدھر زخمی کھڑے ہوے اپنے ہمراہیون مین جھوم رہے ہین لندھور مندویل
وجہلیل کے پاس آیا کچھ ہندی بھی ساتھ لندھور کے چلے آئے لندھور خفا ہوکر کہنے لگا تم لڑائی کو چھوڑکر کیون
میرے ہمراہ آئے تم جلو کفار سے لڑو مین ابھی مندویل وجہلیل کو دیکھ کے آتا ہون غرضکہ لندھور پاس مندویل
وغیرہ کے آئے مندویل کو لوگون نے ہوشیار کیا اور کہا کہ جانشین حمزہ صاحبقران تشریف لائے ہین یہ سنکر
مندویل نے آنکھ کھولی اور لندھور کو سلام کیا لندھور نے کہا ای بہادر کیا حال ہی مندویل نے کہا کہ شکر ہی
خداوند جلیل کا کہ شہادت کا زمانہ قریب ہی لندھور نے کہا ای مندویل تم گھبراؤ نہین اچھے ہوجاؤگے اب تم
قلعہ مین جاکر ٹانکے زخمون مین دلواؤ مندویل نے کہا کہ مین ہرگز نہ جاؤنگا اُسوقت لندھور نے مندویل کو نہین
دیں اور اُنکے ہمراہیون سے کہا کہ جلد انکو میدان سے علیحدہ لیجاؤ اور زخمون مین ٹانکے دو یہ سُنکے لوگ
مندویل کو میدان کارزار سے جدا کرکے علیحدہ لائے اور جراح کو بلوایا جب تک جراح آئے جو جو ہوشیار
سپاہی تھے وہ ٹانکے لگانے لگے اودھر لندھور پھر آکر لڑنے لگا کہ مالک اژدر سے سامنا ہوا مالک کے ہاتھ
سے لندھور کے اوچھا سا زخم لگا اور لندھور کے ہاتھ سے مالک بہت زخمی ہوے لیکن لندھور جو دوسرا
فیل بدلکر لڑا تھا مالک نے جو تلوار لندھور کو ماری لندھور نے اپنے تئین بچایا تلوار فیل پر پڑی سونڈ فیل
کی کٹ گئی لندھور نے فوراً مالک کے گھوڑے کو ڈکیا اب یہ نوبت ہی کہ میدان مین خوب تلوار چل رہی ہی کفار ادھر
سے اُدھر بھاگتے پھرتے ہین کہ ہرمز و فرامرز اور سلسل شاہ یزدی وغیرہ آئے ان سب کے ہمراہ بہت فوج بھی بڑھ
بڑھ کے ہندیون سے لڑنے لگی ہندی پسپا ہوے یکایک نعرہ امیر با توقیر کا ہوا اور دہین سے تیغ عقرب سلیمانی
کھینچا اور آتے ہی دریاے کفار مین ڈوب گئے ایسی شمشیر زنی کی کہ کشتون کے پشتے لگا دیے بختک نے کہا ای
ہرمز و فرامرز جلد طبل بازگشت بجواؤ کہ سب پہلوان مالک کے زخمی ہین اور مرزبان و سلیمان شاہ
کا بُرا حال ہی ہرمز و فرامرز چاہتے ہین کہ حکم طبل بازگشت کا دین کہ سامنے سے نوشیروان کرور سوار کی
جمعیت سے آیا پھر طبل بازگشت نہ بجا اور زیادہ تلوار چلنے لگی مگر امیر کے ہمراہ کچھ فوج نہ آئی تھی نہ لندھور کے ساتھ

فوج کثیر تھی اب یہ کیفیت ہونے لگی کہ اہل اسلام بھاگ کر قلعہ مین جانے لگے یہ دیکھکر امیر با توقیر گھبرا گئے یکایک صدائے طبل سکندری آئی اور قباد مع تمام لشکر اسلام کے آپہونچے بختک قباد کو دیکھکر ناچنے لگا اور صلواۃ پڑھکر کہا کہ مین تو جانتا تھا کہ آج امیر کا فیصلہ ہوا لیکن خدا امیر کا بڑا زبردست ہی اور ہر جگہ پر بچاتا ہی اے بادشاہ بہتر یہی کہ اب رات بھی ہوگئی طبل بازگشت بجوا دیجیے نہین تو حمزہ آج ہی خاتمہ کردیگا بختک نے نوشیروان سے حکم لیکر طبل بازگشت بجوایا دونون لشکر اپنے اپنے خیمون مین آئے زخمیون کے ٹانکے لگے لاشونکو اٹھوا کے دفن کرایا نوشیروان بھی اپنی بارگاہ مین آکر بیٹھا کہ قیصر رومی وعلمشاہ بولا کہ فوج لیکر کمک کو نوشیروان کی آئے نوشیروان دست تاسف ملکر کہنے لگا اگر یہ تھوڑی دیر پیشتر آتے تو مین طبل بازگشت نہ بجواتا ادھر بارگاہ سلیمانی مین امیر وقباد نے جلوہ فرمایا دوسرے دن جب امیر دربار مین آکر متمکن ہوے تو ایک لڑکا محل سے نکلکر بارگاہ مین سامنے امیر کے آیا اور وہ لڑکا سلطان سعد ہی بیٹا عمرو بن حمزہ یونانی کا اور سن اسکا دس برس کا ہی آتے ہی اس لڑکے نے امیر با توقیر اور قباد شہریار کو مجرا کیا اور عرض کیا کہ یا امیر پسر قیصر سے میرے باپ کا ذنگل اور گھوڑا آپ دلوا دیجیے امیر اسکی باتین سنکر ہنسنے لگے اور کہا اے نور نظر اچھا مین دلوا دونگا یہ سنکر وہ صاحبزادہ اندر محل کے خوشی خوشی آیا اور اپنی مان سے کہنے لگا کہ ہم دادا جان کے پاس واسطے ذنگل و مرکب کے گئے تھے حور رخ نے کہا اے فرزند اب علمشاہ آیا ہی تمھارے دادا جان لڑکر دلوا دینگے یہ سنکر وہ صاحبزادہ دل مین بہت شاد و خرم ہوا

دوسرے داستان حیرت نشان سلطان سعد کا جانا علمشاہ کے پاس لشکر نوشیروان مین باپ کا ذنگل و مرکب لینے کو

شوکت نمایان بہادران روزگار اس داستان حیرت نشان کو یون لکھتے ہین کہ دوسرے روز چار گھڑی رات رہے وہ صاحبزادہ بلند اقبال اٹھا اور سلاح جنگ بدن پر آراستہ کرنے لگا پوشاک پہنکر زرہ جامہ پہنا جوڑی خنجر کی کمر سے لگائی تلوار گلے مین حمائل کی داستانے پہنے نیزہ ہاتھ مین لیا باہر محل کے نکلا شاطر کو بھی خبر نہ کی جو گھوڑا اپنی سواری کا تھا اسکو خود کسا اور سوار ہوکر لشکر نوشیروان کیطرف روانہ ہوا جب لشکر نوشیروان مین پہونچا خیمہ علمشاہ کا تلاش کرنے لگا چونکہ لشکر نوشیروان کا ایک کروڑ ساٹھ لاکھ تھا اس افراط بارگاہ و خیام مین لڑکے کو خیمہ علمشاہ کا کیونکر پتا لگتا ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے صبح ہوگئی باغات انبہ افراط سے تھے ایک درخت کے نیچے کھڑا ہوا ادھر ادھر حیران حیران دیکھ رہا تھا کہ ایک شخص گھوڑے پر سوار آیا اسنے جو سعد کو دیکھا فریفتہ ہوگیا سعد نے پکار کر کہا کہ اے جوان کچھ تجھسے ہمین کہنا ہی یا تو وہ جاتا تھا یا پلٹ آیا اور کہا کیا ہی کہو اس لڑکے نے کہا علمشاہ کا خیمہ کدھر ہی اسنے پوچھا کہ کیا کام ہی سعد نے کہا میرے باپ کا ذنگل اور گھوڑا اسکے پاس ہی مین اس سے لینے کو آیا ہون اسنے کہا تمھارا کیا نام ہی اسنے کہا میرا نام سلطان سعد ہی اور میرے باپ کا نام عمرو بن حمزہ ہی یہ سنکر وہ سوار ہنسا اور سمجھ گیا دل مین کہا اے علمشاہ یہ وہی لڑکا ہی جسکی مین نے چھٹی کی تھی اللہ اکبر اس عمر مین کیا بہادر ہی علمشاہ نے اس لڑکے سے کہا کہ تو اسکو نہین جانتا وہ رستم پیلتن ہی تیرے بچپنے مین ہاتھی کی سونڈ کھینچ لی کہ ہاتھی چیخ مار کر بھاگا اور تیرے باپ نے بخوشی اپنا ذنگل دیا پھر تیرا اسمین کیا اختیار ہی بہتر یہ ہی کہ تو پھر جا اور اسکے منھ نہ چڑھ سعد نے کہا کہ تجھے اس سے کیا بحث ہی بتانا ہو بتادے نہ بتانا ہو اپنی راہ لے مین اور کسی سے دریافت کرلونگا تب تو علمشاہ نے کہا منم رستم پیلتن علمشاہ نوجوان سعد نے کہا اگر تو ہی علمشاہ ہی تو گھوڑا اور ذنگل میرے باپ کا دیدے مین تجھسے ابھی لونگا علمشاہ نے کہا تو میرا کیا کریگا سعد نے کہا مین تجھسے لڑونگا علمشاہ نے کہا اگر تجھکو دعوی جنگ کا ہی تو لا جو کچھ حربہ رکھتا ہو سعد نے کہا یہ ہمارے دادا جان کا آئین نہین

علشاہ نے ازراہ ہنسی کے نیزہ سعد کیطرف مارا سعد نے خالی دیکرا اور آنکھ کو تاک کر تیر مارا اگر وہ خالی نہ دے تو آنکھ
کے پار ہو علشاہ نے کہا او لڑکے تو نے غضب کیا تھا مجھکو کنڈا کر دیا تھا پھر تو نیزہ چلنے لگا بائیس طعنون مین ایک جگہ
پر ڈانڈ جو علشاہ نے ماری بچہ تھا نیزہ ہاتھ سے نکل گیا سعد نے تلوار کھینچکر ایک ہاتھ مارا علشاہ نے بارہ بچاکر قبضہ
شمشیر پر ہاتھ ڈالدیا سعد نے گریبان پکڑ لیا دونون گھوڑون سے نیچے کو دے کشتی ہونے لگی علشاہ نے جھٹکا دیکر
دونون گھٹنے سعد کے زمین کو آشنا کیے اور بند دست مین پکڑ کے اُٹھا لیا اُسی صورت سے اُسکو لیے ہوے قیصر
کے پاس آیا تمام حال بیان کیا یہ تو تیرہ دروں تھا بہت غضبناک ہوا اور لڑکے کو طوق و زنجیر مین مسلسل کر کے
نوشیروان کے پاس لایا سعد نے سلام علیک کی سب اور زیادہ جل گئے لوگون نے کہا او لڑکے یہ بادشاہ ہفت کشور
ہی تو اس سے ڈرا سعد نے کہا آتش پرست سے کیا ڈرنا یہ وہی شخص ہی کہ عمرو نے اسکی داڑھی پیشاب سے
مونڈی تھی نوشیروان یہ سُن کے غصہ ہوا اور کہا ای قیصر اسکو لیجاؤ قتل کرو قیصر نے کہا آپ کو اختیار ہی بختک
نے کہا اسکا دادا موجود ہی کون اسے قتل کر سکتا ہی اگر قتل کرو تو اسی بارگاہ مین قتل کرو علشاہ دربار مین بیٹھا تھا غصہ
ہو کر کھڑا ہو گیا کہا کہ ایک لڑکے کو قتل کرنا کیا ضرور ہی اسنے کونسا ایسا جرم کیا ہی اگر یہان قتل کروگے تو مین
چلا جاتا ہون قیصر نے کہا ای فرزند وہ بادشاہ ہی مالک ہی اُسکو اختیار ہی تم کیون بولتے ہو یہ سُنکر علشاہ خفا
ہو کر اپنے خیمہ مین چلے گئے اور قیصر نے کہا اسکو باہر لیجا کر قتل کرو مالک جی تم جو کہتے ہو کہ اسکو کون قتل کر سکتا ہی
بھلا دیکھین تو کون اسکو چھڑا لیجاتا ہی غرض لڑکے کو باہر بارگاہ نوشیروان کے لاکر زیر تیغ بٹھایا اور جلاد تیغہ
کھینچکر سر پر آیا دو حکم تو ہو چکے تیسرے حکم کا جلاد امیدوار کھڑا ہی ادھر علشاہ بار بار خبر منگواتا ہی ادھر جلاد نے
کہا او لڑکے جو کچھ کھانا ہو کھالے پینا ہو پی لے جو کہنا ہو بیان کر سعد نے کہا مطلق بھوک پیاس نہین تو اپنا کام کر
جلاد نے کہا لاؤ آنکھون پر پٹی باندھ دون سعد نے کہا کچھ پٹی کی ضرورت نہین ہی تو ہاتھ تیغہ کا لگا ہرگز ہم پٹی
نہ باندھینگے لیکن قبلے کے رُخ ہمکو ہونا ضرور ہی یہ کہکر وہ لڑکا آپ قبلہ رُخ ہو بیٹھا کر جلاد کو تیسرا حکم بھی آیا جلاد
نے کہا ای صاحبزادے اُٹھ کر ہو بیٹھو مین تمھارا غلام ہون تمکو بچاؤنگا یہ کہکر اُس لڑکے کو اپنے کاندھے پر بٹھا کر بھاگا جو
شخص سامنے آیا وہی تیغہ مارا دو ٹکڑے ہو کر گرا کچھ لوگون نے خود طرح دی جو جو صاحب دلاور تھے وہ رو رہے تھے غرضکہ
جلاد اُس لڑکے کو لیکر نکل گیا یہان علشاہ بارگاہ نوشیروان مین جو آیا کہا ای قیصر یہ کیا تو نے کیا اب مین بارگاہ امیر
مین جاکے دونون کو لاتا ہون یہ کہکر گھوڑے پر سوار ہو کر علشاہ بارگاہ امیر کیطرف چلا اور وہان محل مین غل ہوا امیر
با توقیر کو بھی خبر ہوئی کہ سعد لشکر نوشیروان مین گیا ہی امیر اور سب سردار گھبرا کر باہر آئے امیر نے اشقر کو طلب
کیا کہ سامنے سے زرد پوش پیدا ہوا اور سعد کو لاکر سامنے امیر کے کاندھے پر سے اُتار دیا پھر امیر با توقیر کو
سلام کیا امیر تو پوتے کی طرف مصروف ہوے طوق و زنجیر کٹوانے لگے وہ زرد پوش غائب ہو گیا امیر نے
سعد کو تو محل مین بھیجا اور آپ بارگاہ کی طرف چلے تھے کہ سامنے سے علشاہ آئے امیر کو سلام کیا اور کہا کہ وہ
جلاد کہان ہی امیر نے کہا مجھکو نہین معلوم کہ وہ کون تھا اور کہان گیا علشاہ نے کہا کہ وہ لڑکا کہان ہی مین اُسکو
پکڑ لیجاؤنگا علشاہ کو دیکھکر امیر کو محبت پدری آگئی دریاے محبت جوش زن ہوا امیر نے کلیجے کو تھام کر بلطف
فرمایا ای رستم اگر تم آئے ہو تو گھوڑے سے اُتر و مین ابھی سعد کو بلواتا ہون یہ کہکر امیر نے سعد کو بلوایا
اور کہا ای رستم یہ موجود ہی اسکو لیجاؤ علشاہ نے کہا ای حمزہ صاحبقران ثانی سلیمان اب مجھکو یہ مناسب
نہین کہ تم پوتے کو قید کر کے دوا در مین لیجاؤن اب مین پھرا جاتا ہون امیر نے کہا کہ اچھا ایک دو

گھڑی تو ہمارے پاس بیٹھو غرضکہ علمشاہ کو امیر ساتھ لیکر بارگاہ سلیمانی مین آئے لیکن جب امیر نے چاہا کہ
رکاب پر ہاتھ ڈالین ہان ہان کہکے علمشاہ کو دوڑا امیر نے لاکر اپنے دنگل پر بٹھایا علمشاہ نے قباد کو مجرا کیا
اور بارگاہ سلیمانی کو دیکھکر بہت محظوظ ہوے علمشاہ نے امیر سے کہا آپ نے وہ شفقت کی ہی جیسے کوئی
کسی کا بزرگ عزیز اپنے فرزند پر کرتا ہی اور یہ جرات تو کسی مین نہین دیکھی جو آپ نے کی کہ اپنے پوتے کو قید کر کے
دشمن کے حوالے کر دیا اب میری حمیت سے بعید تھا کہ جو مین لیجاتا مگر وہ عیار ملتا تو اُسے نہ چھوڑتا پھر امیر نے جام
شراب لبریز کر کے دیا علمشاہ نے مجرا کر کے لے لیا ناچ گانے سے علمشاہ کو بڑا عشق تھا ناچ ہونے لگا علمشاہ
بیٹھے ہوے ناچ دیکھ رہے ہین اور تمام سردارون پر نظر ہی خصوصاً لندھور سے بار بار چشمک چلی جاتی ہی
اب دونون رستمون مین آنکھ لڑتی ہی علمشاہ نے امیر سے پوچھا کہ یہ کون ہین امیر نے فرمایا میرا جانشین
لندھور بن سعدان بادشاہ کل ہندوستان کا ہی علمشاہ نے کہا کہ میرا جی چاہتا ہی کہ لندھور سے پنجہ کرون امیر
نے منع کیا علمشاہ نے نہ مانا بلکہ امیر سے منت کی امیر چپ ہو رہے لندھور نے ہاتھ بڑھایا کہا مین موجود ہون
علمشاہ نے بھی ہاتھ بڑھایا پنجہ ہونے لگا لندھور جب زور کرتا ہی علمشاہ مع دنگل چلے آتے ہین اور جب
علمشاہ زور کرتے ہین لندھور مع دنگل بڑھ آتا ہی جب لندھور کے ماتھے پر پسینا آگیا اور علمشاہ کا چہرہ سرخ
ہو گیا امیر نے بیچ مین آکر اپنے سر کی قسم دونون کو دی اور کہا بس زور ہو چکا دونون کو جدا کیا پھر سب
ناچ رنگ مین مصروف ہوے امیر نے عمرو سے کہا کہ خواجہ تم بھی کچھ گاؤ عمرو نے کہا کیا آپ نے مجھکو گویا مقرر کیا ہی
امیر نے کہا نہین آپس کی صحبت ہی تمکو ہمارے سر کی قسم گاؤ عمرو گانے لگا ایسا گایا کہ مع علمشاہ تمام بارگاہ کو محو
کر دیا علمشاہ بار بار تعریف کر رہے ہین کہ مین نے کبھی ایسا گانا نہ بارگاہ نوشیروان مین سنا نہ اور کہین سنا ادھر
یہ خبر قیصر کو ہوئی کہ علمشاہ گانا عمرو کا بارگاہ امیر مین بیٹھا سن رہا ہی تجنک تونا دھنا تا دھنا کر کے ناچا اور
کہنے لگا اے قیصر اب علمشاہ سے ہاتھ اٹھاؤ اگر آئینگے بھی تو آدھے مسلمان ہو کر اور ہم پہلے ہی جانتے تھے کہ دودم
یہان ہی غنیمت ہی آخرکار قیصر نے گھبرا کر سیارہ رومی کو علمشاہ کے پاس بھیجا اور کہدیا کہ ساتھ ہی اپنے لانا اور قریب
اسی ہزار سوار کے روانہ کیے اور اُنسے کہدیا کہ تم بھی دہنے بائین کو داشتہ آید بکار لگے رہنا شاید تلوار چلے ادھر
سیارہ رومی بارگاہ سلیمانی پر آیا اور بازار جار بلقیس اور بازار چوب شمشاد اور چار چمن بخزان کو دیکھکر بہت
حیران ہوا پھر لوگون سے کہا کہ ذرا میری عرض کر دو لوگون نے جا کر کہا کہ سیارہ رومی علمشاہ کے پاس آیا ہی امیر نے
فرمایا علمشاہ کو اختیار ہی جسکو چاہے بلائے غرضکہ سیارہ رومی علمشاہ کے پاس آیا بادشاہ قباد اور امیر کو مجرا
کیا اور کان مین رستم کے کچھ کہا یہ سنتے ہی علمشاہ گھبرا گئے اور امیر سے کہا کہ جانے کو تو جی نہین چاہتا ہی مگر مجھکو
اجازت جانے کی دیجیے پھر حاضر ہونگا قیصر نے بلایا ہی نہین معلوم کیا کار ضروری ہی امیر نے کہا آج شبکو
یہین رہجاؤ کل صبح کو چلے جانا علمشاہ نے کہا مین ضرور آپ کی خدمت باسعادت مین حاضر ہونگا اور اب
جو آؤنگا تو رہونگا امیر نے فرمایا اچھا بہتر تمھین اختیار ہی علمشاہ نے کہا اگر مین عمرو کو بلاؤن تو آپ
بھیجدینگے امیر نے کہا جب بلاؤگے مین عمرو کو بھیجدونگا یہ سنکے علمشاہ رخصت ہوے اور قباد بادشاہ
کو اور امیر کو مجرا کر کے چلے امیر دربارگاہ تک ساتھ آئے پیچھے پیچھے اور سردار بھی آئے علمشاہ نے کہا
کہ آپ تشریف لیجائیے امیر نے کہا تم سوار ہو علمشاہ نے کہا جب تک حضور اندر نہ تشریف لیجائینگے مین
ہرگز نہ سوار ہونگا بس اتنی بندہ نوازی کیا کم ہی جو حضور نے اس خاکسار کی امیر نے قسمین دیکر گھوڑے

پر سوار کیا اب علمشاہ دل مین ایسا خوش ہوا اور کہا کہ یہ خلق و مروت مین نے کسی مین نہین دیکھا غرضکہ علمشاہ
تو سوار ہوکر بارگاہ نوشیروان مین آئے اُدھر محل مین سلطان سعد کا عجب حال ہی رنج والم سے ہوا دل مین کہا کہ دادا
نے اپنا دنگل علمشاہ کے بیٹھنے کو دیا اور یہ خاطر و مدارات کی تم اپنا دنگل وگھوڑا مانگتے تھے یہ دوسرا جلہ پیدا ہوا یہ
دل مین سوچکر چپ ہو رہا اُدھر علمشاہ جو بارگاہ نوشیروان مین آیا مجرا کرکے بیٹھا سب سرداز چشمک کرنے لگے دل
مین علمشاہ نے کہا کہ یہ سب کہتے ہونگے کہ علمشاہ کہان گیا تھا کچھ اس سے نہوسکا بختک نے کہا ماشاءاللہ علمشاہ
نے کہا ہان مین کیا مجھکو معلوم ہی لیکن سب سے زیادہ تو بد ذات ہی مگر ای بادشاہ جو مین کہون اُسکا جواب سب
دین کہ کوئی شخص ایسا ہوگا جو اپنے پوتے کو میرے پہونچتے ہی قید کرکے دیدے اور وہ عیار بھاگ گیا جو اُس لڑکے کو
لے گیا تھا دوسرے یہ کہ جو شخص ایسا صاحبقران ہو میری کیا حقیقت ہی مجھ ایسے اُسکی بارگاہ مین بہت سے ہین
وہ رکابداری کرکے مجھکو اُتارنے لگے مجھکو چاہیے تھا کہ مین بیٹھ جاتا پھر اپنا دنگل مجھکو بیٹھنے کو دیا بختک نے کہا کہ ہمتو
پہلے ہی جان گئے تھے کہ تم آدھے مسلمان ہو چکے ہو علمشاہ نے کہا تو بڑا بانی فساد ہی یہ سنکر کسی کو جواب دیتے نہ بن پڑا
سب ہان سچ ہی کہکر چپ ہو رہے اِس عرصے مین دربار برخاست ہوا اور قیصر نے جب سُنا تھا کہ علمشاہ دربار
امیر مین گانا سُن رہے ہین ایک خیمہ تاش تمامی بادلے کا تیار کراکے استاد کرایا تھا کہ جب علمشاہ آئے تو اسمین
بیٹھے ایسا نہو کہ بارگاہ سلیمانی کو دیکھکر آئے اور یہان اُسکا دل نہ لگے اور ایک تاج بھی کئی سال کا خراج ملک مصر
صرف کرکے تیار کرایا تھا اور کشتی مین لگا کر رکھا تھا کہ علمشاہ آئیگا تو مین یہ تاج اُسکو پہناؤنگا اب جو علمشاہ نے وہ
تاج وخیمہ دیکھا بہت خوش ہوا اور تاج سر پر رکھا اور گرد کشتیان جواہر کی رکھین اور لوگ بادلہ پوش ہوکر بیٹھے
بختک بھی ساتھ علمشاہ کے خیمے مین آیا اور طائفے واسطے ناچنے کے قیصر نے امیر کی لاگ پر بھیجے کہ علمشاہ کا
دل بہلے غرضکہ ناچ ہونے لگا علمشاہ نے بختک سے کہا کہ دو چیزون کی کمی ہی ایک شفقت امیر یا تو تیر بھلا وہ تو
کہان دوسرے عمرو کا گانا بختک نے کہا ان لوگون کے سامنے عمرو کی کیا حقیقت ہی علمشاہ نے کہا مین امیر سے
کہہ آیا ہون دیکھو عمرو کو کر کیا گاتا ہی بختک نے کہا ایسا کام نہ کیجیے گا خدا نہ کرے جو اُسکا قدم آئے تمام محفل خاک
ہو جائے اول تو وہ خدا پرست ہی علمشاہ نے کہا ہمکو اُسکے مذہب سے کیا کام ہی اپنا اپنا دین علیحدہ ہی بقول شخصے
عیسیٰ بدین خود موسیٰ بدین خود یہ کہکر سیارہ کو بلایا اور کہا کہ تو لشکر امیر مین جا اور میری طرف سے امیر کو مجرا کہنا اور
کہنا کہ عمرو کو بلایا ہی سیارہ دربارگاہ سلیمانی پر آیا اور خبر امیر کو ہوئی امیر نے سیارہ کو اندر بارگاہ کے بلایا سیارہ
نے آکر امیر کو مجرا کیا اور عرض کیا کہ علمشاہ نے عمرو کو بلایا ہی امیر نے کہا خواجہ جاؤ عمرو نے کہا اب تو مین گویا ہو گیا
امیر نے پانچہزار روپیے عمرو کو دیے اور کہا کہ جاؤ مین علمشاہ سے وعدہ کر چکا ہون غرض پہر رات گئے عمرو گیا
اور پہونچکر علمشاہ کو سلام کیا عمرو کی رستم نے بہت خاطر و مدارات کی مگر بختک کا تو دم فنا ہو گیا اور چاہا کہ
چلا جاؤن علمشاہ نے روکا عمرو نے دیکھا کہ سارا خیمہ جگر جگر کر رہا ہی اور عجب محفل آراستہ ہی علمشاہ نے کہا ای
خواجہ گاؤ عمرو نے کہا مین کچھ گویا ہون اُسوقت خاطر سے آپ کی اور امیر کے کہنے سے گایا تھا علمشاہ نے کہا
یہ کون کہتا ہی تم تو شوقین ہو عمرو نے کہا نہ میرے ساتھ ساز ہی نہ بجانے والے ہین اپنے یہان کے سازندون کو
حکم کیجیے کہ یہ ساز بجائین یہ سنکے اُنکی تیوری پر بل پڑا کہ یہ کوئی ہمسے بھی زیادہ گانے والا ہی بھلا یہ کیا گائیگا
لیکن بموجب حکم ساز بجانے لگے اور عمرو گانے لگا اور اُنکو بے تالا بنانے لگا تب تو لوگون نے عمرو کو سارہ کی قسم
دی کہ آپکے ہاتھ ہماری عزت ہی پھر تو عمرو ایسا گایا کہ سب اہل محفل محو ہو گئے علمشاہ نے کشتیان جواہر کی خواجہ

کو دین عمرو نے نہ لین علمشاہ نے بہت کہا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نے کہا مجھکو امیر نے منع کیا ہی مین ہرگز نہ لونگا
عمرو نے پھر کہا مین ناچتا بھی ہون یون بھی اور گھنگھرو بھی باندھ کے ناچتا ہون بلکہ ناچتے مین شراب بھی پلاتا جاتا
ہون اور شراب گرنے نہین پاتی اگر چاہون تو ناچتے مین ایک گھنگرو آواز دے اور چاہون سب آواز دین علمشاہ
نے عمرو کی بڑی تعریف کی اور کہا کہ اچھا شراب بھی پلاتے جاؤ اور ناچتے بھی جاؤ عمرو یہ سنکر اٹھا اور گلابیان
اور جام ہاتھ مین لے کر فوراً انکو سب کی بچا کر بیہوشی شراب مین ملائی اور سب کو پلانا شروع کیا اور ناچنے بھی لگا
نجتک کو عمرو نے جو جام شراب دیا اُسنے کہا حضور میرا تو جلاجیہ ہی مجھکو حکیم صاحب نے شراب پینے کو منع کیا ہی خواجہ
نے قسمین دیکر جبریہ اسکو بھی پلائی جب سب بیہوش ہوے تاج علمشاہ کا اور سب کشتیان جواہر کی لین لیکن سب کے
کپڑے نہ لیے اور وہان سے چل کھڑا ہوا صبح کو امیر نے پوچھا خواجہ تم گئے تھے کیا ہوا عمرو نے کہا اے امیر کچھ نہین
فضل الٰہی ہی مجھکو کشتیان جواہر کی دیتے تھے مین نے آپ کے ڈر کے مارے نہ لین لوگون نے مجھسے کہا کہ یہ رات کو
دیتا ہی صبح کو چھین لیتا ہی امیر تو یہ سنکر چپ ہو رہے وہان جو علمشاہ کی آنکھ کھلی دیکھا تاج نہین ہی اور کشتیان
بھی جواہر کی غائب ہین اور چچا کو بھتیجے نے خوب ذلیل کیا ہی آپسمین جوتا چلا نجتک نے کہا مین نہ کہتا تھا کہ
عمرو کو نہ بلایئے علمشاہ کو بہت غصہ آیا دل مین کہا اے علمشاہ اب تو نوشیروان اور قیصر کو کیا منہ دکھائیگا
بہتر یہ ہی کہ بارگاہ امیر مین جاکر عمرو کو سزاے معقول دے علمشاہ یہ دل مین سوچ کے تنہا سوار ہوے اور بارگاہ امیر
باتوقیر مین آئے امیر نے جو خبر پائی کہ علمشاہ غصے مین بھرے ہوے آتے ہین حیران ہو کر بارگاہ سلیمانی سے باہر نکل آئے
علمشاہ نے امیر کو سلام نہ کیا امیر نے خود سلام علیک کہا جب تو علمشاہ خجل ہوے اور کہا کہ مجھکو غصے کے سبب سے
کچھ نہ معلوم ہوا مین نے آپ کو نہ پہچانا تھا معاف کیجے گا امیر نے فرمایا گھوڑے سے اُترو علمشاہ نے کہا بس اب
کچھ نہ فرمایئے گا عمرو کہان ہی فوراً بلوایئے امیر نے کہا وہ موجود ہی آپ بارگاہ کے اندر چلین وہ بھی حاضر
ہوگا جب امیر نے بہت اصرار کیا اور قسمین دین علمشاہ بارگاہ مین آئے امیر نے اپنے دنگل پر بٹھایا علمشاہ
نے کہا مجھکو عمرو نے بہت ذلیل کیا اب سواے مرجانے کے کوئی علاج نہین امیر نے فرمایا کچھ حال تو بیان
کرو علمشاہ نے کہا کہ مین کشتیان جواہر کی اسکو دیتا تھا اُسنے نہ لین اور مجھکو اور سب محفل کو بیہوش کرکے وہی
کشتیان اور تاج میرا چرا لایا علمشاہ یہ کہہ رہے تھے کہ عمرو بھی سامنے آیا اور عرض کیا کہ مین حاضر ہون مین نے آگے ہی
امیر باتوقیر سے کہدیا تھا کہ مین نے سنا ہی کہ علمشاہ جو کچھ کسی کو دیتا ہی وہ بعد تھوڑی دیر کے واپس کر لیتا ہی اور
آپ تو نشے مین تھے جب مین گیا تو آپنے مجھکو دیا مجھکو تو معلوم تھا کہ حضور صبح کو لے لینگے اس سبب سے مین اسی
وقت اٹھ کے چلا آیا علمشاہ نے کہا کون کہتا ہی عمرو نے کہا آپ ہی کے لوگ کہتے تھے جب تو مین آپ سے
نہ لیتا تھا اب یہ تاج حاضر ہی علمشاہ نے کہا اب مین نہ لونگا امیر باتوقیر نے اپنا خود جو تبرکات اثاثہ صاحبقرانی
مین سے تھا علمشاہ کے سر پر رکھدیا علمشاہ نے جو دیکھا تعجبانہ خوش ہوے دل مین کہا کہ تاج تو ایسے ایسے
بہت بن سکتے ہین یہ خود صاحبقرانی کہان دستیاب ہو سکتا ہی غرضکہ امیر نے پھر صحبت عیش برپا کی اور ناچ
ہونے لگا وہان نجتک نے قیصر سے سب حال بیان کیا اور صلوٰۃ پڑھنے لگا قیصر نے کچھ فوج اور سپارہ کو بھیجا یہان امیر
باتوقیر نے بڑی خاطر و مدارات اور دعوت و ضیافت علمشاہ کی کی اور فرمایا آج مین تمکو شب کو یہین رکھونگا
جانے نہ دونگا علمشاہ نے کہا حضور میرا بھی یہی جی چاہتا ہی کہ خدمت بابرکت صاحبقران مین شب کو رہون
امیر نے کہا اے رستم خدا وہ خدا ہی کہ جسنے زمین آسمان کو پیدا کیا انسان جن وانس و حور و ملک دیو و پری وغیرہ کو خلق کیا

علمشاہ نے کہا وہ لوگ کہتے ہیں کہ لات و منات نے سبکو پیدا کیا امیر نے فرمایا لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم
ذرا تمھیں عقل سے سوچو وہ کیا چیز ہیں اُنکو بھی خدا نے پیدا کیا ہی امیر با توقیر دلائل قواعد ایمان و دین اسلام تعلیم کر رہے
ہیں کہ سیارہ بھی آیا اور علمشاہ سے کہا کہ فوج بھی آئی ہی اور قیصر بھی آتا ہی علمشاہ نے امیر سے کہا کہ اب مجکو اجازت
دیجیے مجھکو جانا ضرور ہی یہ کہکر امیر سے رخصت ہوے اور بارگاہ نوشیروان میں آئے سارا حال بیان کیا اور وہ
خود دکھایا ہرمز نے بڑی تعریف کی کہا یہ خود تمھارے سر پر بہت مزین ہی علمشاہ نے اُتار کے وہ خود ہرمز کو نذر دیا
ہرمز نے خود پہن لیا یہ خبر امیر کو ہوئی امیر نے کہا مجھکو اس سے کیا مطلب میں نے تو علمشاہ کو دیدیا وہ جسکو چاہیے
دیدے سلطان سعد نے بھی سُنا کہ دادا جان نے خود اپنا رستم کو دیدیا اُسنے ہرمز کو دیا سعد نے کسی سے نہ کہا اور
چار گھڑی رات رہے گھوڑے پر سوار ہوکے لشکر نوشیروان میں صبح ہوتے ہوتے پہونچا خیمہ ہرمز کو دریافت
کرکے مع گھوڑے خیمہ میں چلے دربانوں نے جو دیکھا روکا اور غل مچانے لگے سعد نے کسی کو قبضہ مارا کسی کو ڈانٹا اور
اندر خیمہ کے آئے اُسوقت ہرمز بیٹھا ہوا اُسخود دھو رہا تھا دونوں طرف اُسکے ملازم کھڑے تھے سعد قریب ہرمز کے
آیا اور خود سر سے اُتار لیا لوگ دونوں طرف سے تلواریں کھینچ کر دوڑے سعد گھوڑے کو چھیڑ کر نکل گئے اور آپس
میں ایک کی تلوار ایک پر پڑی بہت سے آدمی باہم لڑکر زخمی ہوے سلطان سعد باہر خیمے کے آئے اب جو
سامنے آیا بڑھکر تلوار ماری اُسکے دو ٹکڑے ہوے سعد خود لیکر نکل گیا یہ سب خبر علمشاہ کو ہوئی غصہ ہوکر
چلا اور کہا کہ اب بارگاہ میں گھسکرے آؤنگا اور عقب سے نوشیروان اور قیصر تمام فوج لیکر کمک کو چلے
خیال کیا کہ اب ضرور تلوار چلے گی اور وہاں امیر نے بھی خبر پائی کہ آج پھر سلطان سعد چلے گئے امیر بھی
تمام سرداروں کو لیکر نکلے لیکن علمشاہ جو چلا دیکھا کہ سعد سامنے چلا جاتا ہی علمشاہ نے للکارا باش او سعد
میں آ پہونچا سعد یہ صدا علمشاہ کی سُنکر ٹھہر گیا علمشاہ نے قریب آکر کہا کہ تو خود ہرمز کے سر سے اُتار لایا سعد
نے کہا جب تو نے خود ہرمز کو دیا تو میں اُتار لایا علمشاہ نے کہا مجکو تیرے دادا نے دیا تھا سعد نے کہا
اگر تو خود پہنتا تو میں نہ لیتا تجھکو کچھ قدر نہوئی اور کافر کو تو نے دیا علمشاہ نے کہا اب کیا تو لیجا سکتا ہی سعد
نے کہا دیکھ میں لیے جاتا ہوں جب جانوں کہ تو لے لے علمشاہ نے کہا تلوار کھینچ سعد نے کہا یہ ہمارا طریقہ
نہیں ہی یہاں یہ گفتگو تھی کہ قیصر فوج لیکر آ پہونچا سعد نے کہا کہ تو اسکے بھروسے پر رستمی کرتا ہی وہ قیصر
حمایتی تیرا آیا علمشاہ نے جو پھر کے دیکھا دل میں بہت خفیف ہوا کہا اے قیصر تو کیوں آیا اب جو دیکھا
تو نوشیروان بھی آیا علمشاہ نے سب کو منع کیا اور نہایت شرمندہ ہوا اُدھر سامنے سے لندھور پیدا ہوا
پس سب سے پہلے چلا تھا لندھور کو جو دیکھا تو نو لاکھ کا پرا بندھا ہوا پشت پر ہی اور دونوں بھائی عادل شیر دل
اور فاضل شیر دل بھی ہمراہ ہیں علمشاہ کا رنگ سُرخ ہوگیا اور کہا کہ خوب ہوا تیرے حمایتی بھی آگئے اب کیا
حیلہ باقی ہی دیکھ تو اب تجھسے خود لیے لیتا ہوں سعد نے لندھور کو جو آتے ہوے دیکھا بہت خوش ہوا کہا کہ دادا جان
نے ہماری خبر لی پھر جو دیکھا امیر با توقیر بھی تشریف لائے لیکن ایک طرف کو کھڑے ہو رہے یکایک پیچھے صدائے
طبل اسکندری آئی قباد بھی مع لشکر کے آکر موجود ہوگئے اب امیر کھڑے ہوے دیکھ رہے ہیں کہ علمشاہ اور
سعد آمادہ پیکار ہیں امیر نے بادشاہ سے کہا کہ کیا مشکل کا مقام ہی کہ سعد کی صغر سنی اور وہ علمشاہ کہ جوان اگر
بلا لیتا ہوں تو صاحبقرانی میں فرق آتا ہی اگر نہیں بلاتا ہوں تو بچہ ایک جوان کے ہاتھ سے تلف ہوتا ہی لندھور
نے کہا میری راے میں آتا ہی کہ بلا لیجیے کہاں وہ اور کہاں یہ امیر نے کہا یہ تو ہوگا یہ دیکھکر عمرو دعا مانگنے لگا کہ پروردگار

تو اس بچے کو اس جوان پر ظفریاب کرنا یہان علمشاہ سے اور سعد سے تکرار ہو رہی تھی کہ ایک طرف سے گرد اُٹھی دو
نقابدار ایک سفید پوش اور ایک سبز پوش پیدا ہوے سفید پوش بڑھکر علمشاہ کے پاس آیا اور کہا تیرا کیا نام
ہی علمشاہ نے کہا تجھے میرے نام سے کیا کام ہو اُسنے کہا کچھ مجھے کہنا ہی علمشاہ نے اپنا نام بتایا نقابدار نے کہا
ذرا الگ تو چل اور دو تین باتین تو سُن لے علمشاہ نے کہا یہ وقت بات سُننے کا نہین ہی اُسنے کہا بہت
ضروری امر ہی سعد نے کہا کیا مضائقہ جا کے سُن آؤ کہ نقابدار کیا کہتا ہی مین اسی مقام پر کھڑا ہوا ہون ہم لوگون
مین دغا نہین ہی کہ دشمن کو دغا سے مارین غرض علمشاہ نے مرکب کو نقابدار کی طرف بڑھایا اور کہا کہ کیا کہتا ہی
نقابدار نے اپنے بائچے کو پانْون پر سے ہٹایا دیکھا پانْون مین نقابدار کے بیڑیان پڑی ہین نقابدار نے کہا مجھکو
تو نے پہچانا مین شیوہ جنگ نواز ای رستم تمھاری مان رابعہ اطلس پوش اور نانا تمھارا قددس رومی ہی ان سب کو
قیصر نے قید کیا ہی اور تمکو بھی قتل کرتا تھا اسکی جورو نے اپنا بیٹا کر کے پالا اور مان سے تمھاری دودھ پلوایا بعد اسکو
بھی قید کیا اور مین عمرو کی جورو ہون سیارہ میرا بیٹا ہی امیر یا تو تیر تمھارے باپ ہین اور یہ لڑکا سعد تمھارا بھتیجا ہی
ای نادان کس سے تو لڑتا ہی لازم ہی کہ پہلے مان کو اور نانا کو قید سے چھڑاؤ یہ سُنتے ہی علمشاہ گھوڑا اُٹھا کر قیصر کے
پاس آیا اور یہ کلام سلطان سعد بھی سُن رہا تھا دل مین کہا کہ یہ تو تیرا چچا ہی وہ بھی پیچھے چلا تجنک نے صلوۃ پڑھی
اور قیصر سے کہا اب ہمنے تیسے صبر کیا ایک نشدہ دوشد قیصر نے کہا ای رستم یہ کیا اپنی رستمی مین دھبا لگایا کہ حریف کے
سامنے سے ہٹ آیا علمشاہ نے کہا او گیدی تو نے مجھکو لات پرست بنایا اور میرے باپ سے چھڑایا اور اب لڑواتا
ہی قیصر نے کہا لوگون سے کہ اسکو پکڑو لوگ آپڑے علمشاہ نے تلوار کھینچی جسکو ایک ہاتھ مارا وہ دو ٹکڑے ہوا اور سعد
نے بھی تلوار کھینچکر مارنا شروع کیا اور کہا عمو جان ہوشیار وہ نامرد پیچھے سے آتا ہی علمشاہ نے سعد سے کہا ای جان عم ای
فرزند تم اپنے دادا جان کے پاس جاؤ سعد نے کہا اب مین آپ کو چھوڑکر کہان جاؤنگا قیصر نے جو یہ حال دیکھا تلوار
کھینچکر علمشاہ پر آیا اور بڑھکر تلوار ماری علمشاہ نے تلوار کو روکر کے ایک ہاتھ تلوار کا مارا قیصر کے سر پر پڑا جگرگاہ تک
اُتر گیا قیصر دو ٹکڑے ہو کر گرا آدمیون نے جو دیکھا چار طرف سے ٹوٹ پڑے ادھر امیر اور لندھور اور بہرام وغیرہ
تلوارین پکڑے سنم سنم کے نعرے کرتے ہوے آپڑے اور لہراسپ گرد تو عمرو بن حمزہ کو یاد کرکے سعد کے پیچھے مشل
پروانے کے پھرتا تھا جو آیا اُسے قتل کیا ادھر سے ساسانی اور گندز کوہ کرانی وغیرہ مع مالک اژدر لڑنے لگے
اور اسی ہزار نیزہ دار جو مالک کے ہمراہ تھے برابر سے سب نے نیزے مارے اسی ہزار آدمی ایک مرتبہ نیزون
مین چھید لیے آدھر مقبل وفادار کے تیر اندازون نے جو تیر کی بوچھار کی کشتون کے پشتے لگا دیے لاشون کا
انبار ہوا بازار موت گرم تھا لہو کا دریا بہا تمام بہادر بحر بلا ے خنجر و تیغ مین شناوری کرنے لگے زورق ہوش حواس
کافرون کی طوفان مین آگئی آب شمشیر کی طغیانی ہوئی لندھور نے جسکو گرز مارا وہ پیوند زمین ہو گیا حمزہ صاحبقران
لڑتے ہوے قریب نوشیروان کے پہونچ گئے اور امیر نے علم نوشیروان کو مع علمدار کے چار ٹکڑے کیا
نوشیروان نے گستہم کے بیٹون سے کہا کہ امیر کو اشقر سے گھسیٹ لو آن دونون نے قریب آکر چاہا کہ امیر
کو اشقر سے الٹ دین جب نہین دونون نے پانْون پر ہاتھ ڈالا امیر نے ایک کے قبضہ شمشیر اور دوسرے کے
گھونسا مارا دونون بیہوش ہوکر گرے ادھر رومیون نے ہاتھ اُٹھا کر کہا کہ قیصر تو مارا گیا علمشاہ اب آپ بادشاہ
روم کے ہین ہمکو پناہ دیجیے یہ دیکھکر تجنک نے طبل بازگشت بجوا دیا یہ لوگ ایسے معروف کارزار تھے کہ طبل پر تلوار لگی
طبل بھی کٹ کے دو ٹکڑے ہوا تجنک نے طبل کو الگ لیجا کر بجوانا شروع کیا جب صداے طبل بازگشت سب کے

گوش زد ہوئی سب نے ہاتھ روک لیے اور دونون لشکر جدا ہوئے امیر نے عمرو سے کہا کہ سعد کی خبر لاؤ دیکھو کس طرف
ہی عمرو اسی انبوہ فوج مین سب کو چیرتا پھاڑتا اسطرح چلا کبھی کسی کے ہاتھی کے نیچے سے نکل گیا کبھی گھوڑون کو
اُچک گیا اِدھر اُدھر بہت تلاش کیا نہ علمشاہ نہ سعد نہ اسپ تینون آدمیون کا پتا کہین نہین ہی عمرو سب
جگہہ تلاش کرکے امیر کے پاس آیا اور کہا یا امیر کہین سعد کا پتا نہین مگر اتنا بختک کی زبانی سُنا ہی کہ وہ نوشیروان
سے کھڑا ہوا کہ رہا تھا ای بادشاہ دیکھا تو نے وہ لڑکا تو عمرو کہتا تھا اور علمشاہ جان عمرو کی صدا دیتے تھے اور اُس
لڑکے سے بار بار کہتے تھے ای فرزند تم دادا کے پاس جاؤ اُسنے نہ مانا کہا مین آپ کو چھوڑکے اب کہان جاؤنگا معلوم
ہوتا ہی کہ وہ سب روم کو گئے الغرض **نوشیروان** مع فوج اُدھر پھرا اور امیر سب سردارون کو لیکر داخل بارگاہ
سلیمانی ہوئے دونون طرف کے زخمیون کا علاج ہوا امیر نے ہرکارون کو برائے تلاش سعد و علمشاہ روانہ کیا
اُدھر نوشیروان نے جاسوسون کو خبر کے واسطے اُن دونون کی بھیجا بعد کئی روز کے **ہرزبان خراسانی** نے
نوشیروان سے کہا ای بادشاہ آپ میرے نام پر طبل جنگ بجوائیے

دو کلمے داستان مالک اژدر کے بیان کیے جاتے ہین

مالک اژدر صاحب نیزۂ دو سر چند پہلوانان نیزہ دار اپنے ہمراہ لیکر لشکر امیر مین آیا اور اژدرو سے لشکر
صاحبقران مین آکر مرکب کو جولان کیا اور نیزہ جو مارا از سر تا پا زمین مین در آیا فقط سنان و بنان باقی رہگئی اور
کچھ لوگ اپنے اُس نیزے پر مقرر کیے اور وہان سے چلا آیا لیکن اُن لوگون سے کہدیا کہ جو کوئی اس نیزے کو
اُکھاڑے تو اُس سے کہنا مالک کا مقابلہ کرنا پڑیگا یہ خبر امیر کو ہوئی اُٹھ کھڑے ہوئے اور سب سردارون کو ہمراہ لیکر
اژدوے معلی مین آئے دیکھا تو تمام لشکر کا ہجوم ہی عمرو نے سب کو ہٹایا امیر نے آکر نیزہ ایک دم مین زمین سے نکال لیا
اور عمرو کو ساتھ لیکر دروازۂ بارگاہ نوشیروان پر آگئے یہ خبر نوشیروان کو ہوئی وہ دل مین ڈرا کہا دیکھیے خیر ہو آج
امیر کیون آتے ہین غرضکہ امیر با توقیر نے آکر وہی نیزہ زمین پر مارا کہ سنان و بنان تک زمین مین غرق ہوگئی امیر
وہان سے چلے گئے یہ خبر مالک کو ہوئی نوشیروان بختک و ہرمز و فرامرز کو ہمراہ لیکر مع سردارون کے تماشے
کے لیے آیا اور حکم کیا کہ زمین کو کھود کر گرفت نیزے کی ہو جب دو گز کھدوایا اُسوقت نیزہ پکڑ کے زور کیا پہلے ندا
مین قدآدم کھینچا غرضکہ تین زور مین نیزہ زمین سے نکالا بختک نے کہا ہمکو معلوم ہوگیا کہ تم مین اور امیر مین اتنا
فرق ہی مالک نے خفیف ہو کر اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا جب امیر کو خبر ہوئی اُدھر بھی کوس حربی پر چوب پڑی
رات بھر سامان جنگ مین دونون طرف کے لشکر مصروف رہے صبح کو جانبین کے لشکر مسلح و مکمل ہو کر میدان رزمگاہ
مین آئے صفین آراستہ ہوئین نقیب نقابت کر کے چلے گئے مالک اژدر صاحب نیزۂ دو سر نے اپنی فوج سے نکلکر
عرصۂ کارزار مین آکر امیر با توقیر کو آواز دی اُدھر سے ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران زمان مرکب کو جنبش دیکر مقابلے کو
نکلے میدان مین آئے پہلے تگاورزنی ہوئی سات قدم مرکب مالک کا پیچھے ہٹ گیا اور تین قدم پر امیر با توقیر کا گھوڑا پیچھا
ہو کر ٹھہرا اُسوقت مالک اژدر نے اور امیر نے گھوڑون کو پالانون مین مسل کر بڑھایا مالک نے جھنجھلا کر نیزہ مارا امیر نے
سنان نیزہ اپنے نیزے پر روکی نیزہ بازی ہونے لگی سنانون سے سنانین بنانون سے بنانین لڑنے لگین گویا دو اژدہا
جنگ آزما گتھے ہوئے زبانین نکالکر قلاب آتشین چھوڑتے تھے فولادی سنانون سے شرارے نکلکر آسمان کیطرف
اُڑتے جاتے تھے جو پرند اُڑتا ہوا آتا تھا سیخ آتش سنان پر کباب ہوتا تھا یا تنگ کر سنانین بنانین نیزون کی گر گر کر خراب
ہوگئین بڑی دیر کے بعد امیر با توقیر نے نیزہ مالک اژدر کا ہوائی کیا مالک کو از حد زیادہ غصہ آیا گرز گران سر اُٹھا کر مارا امیر نے

گرز سام پر روکا آواز خراقے کی آئی پھر امیر نے گرز اٹھا کر مارا مالک نے گرز آتے دیکھکر سر جھکایا مرکب پر گرز پڑا گھوڑا
مالک کا مر گیا مالک نے چاہا کہ اشقر کو پیدل کرے امیر باتوقیر کود پڑے مالک دوڑ کر امیر سے دست و گریبان ہو کر لپٹ پڑا
کشتی ہونے لگی تین دن کامل کشتی رہی زور ہوا کیے چوتھے دن مالک نے چھاتی مین سر ڈالکر امیر کو دوڑایا دس قدم پر آگر
ایک جھٹکا مارا دونون گھٹنے امیر کے زمین سے آشنا ہوے مالک نے کمر بند امیر کا پکڑا کہ اٹھالے امیر مثل برق جہندہ کے
تڑپ کر نکل گئے اب امیر کشورگیر حمزہ صاحبقران زمان مالک اژدر کو دوڑا کر لیچلے بیس قدم پر امیر نے لیجا کر جھٹکا
مارا کہ دونون گھٹنے مالک کے زمین سے لگ گئے امیر نے کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالا اور نعرہ تکبیر کہہ کے اٹھا لیا پہلے زمین
کمر تک لائے دوسرے زور مین سینہ تک اٹھایا تیسرے زور مین سر سے بلند کر کے چرخ دیا اور کہا اے مالک حالا
ورشنا خلق وحدانیت پروردگار عالم چہ میگوئی مالک نے کچھ جواب نہ دیا امیر نے چاہا کہ زمین پر مارین عمرو نے کہا
یا امیر مالک بیہوش ہے آپ اسکو باندھکرے چلیے پھر اسکو سمجھایا جائیگا یہ جو عمرو نے کہا امیر نے مالک کو زمین پر
رکھدیا عمرو نے مالک کو باندھ لیا تمام لشکر دیکھا کیا کسی کا حوصلہ نہ پڑا کہ مالک کو چھڑائے نوشیروان تو ملول ہوکے
اپنی بارگاہ مین پھر گیا امیر باتوقیر اپنی بارگاہ سلیمانی مین آکر بیٹھے اور مالک کو طلب کیا اور چند کلمہ حمد و وحدانیت
خداوند جلیل پروردگار عالم و عالمیان مالک کو تعلیم کرنے لگے مالک نے کسی طرح نہ مانا امیر نے کہا اے عمرو مالک کو
کھولدے اگر مسلمان بھی ہوگا تو قتل نکرونگا جسکی مین تعریف کر چکا ہون اسکو قتل نہین کرتا ہون پھر لندھور سے کہا کہ تم
مالک کو علیحدہ لیجا کر سمجھاؤ اور مالک نے کہا میری قید کو نہ کھولو غرض مالک کو ہمراہ لیکر لندھور اپنی بارگاہ
مین آیا اور سمجھانے لگا اور کہا کہ کھانا تو کھاؤ مالک نے مارے صدمے کے نہ کھانا کھایا نہ پانی پیا کہا اے لندھور لوگ مجھے
کیا کہینگے کہ مالک مسلمان ہو گیا اور زیر بھی ہوا اس جینے سے مرنا بہتر ہے لندھور نے کہا کہ کون ایسا ہوگا جو یہ کہیگا
کیا تم کسی سے کم ہو اور اگر زیر بھی ہوے تو اس سے کہ جو ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران زمان ہے اور انھین سے ہم بھی بلا تامل
سردار زیر ہوے ہین اور جتنے سردار امیر کے ہین کسی سے تم کم نہین ہو اور مجھسے امیر نے فرمایا تھا کہ اگر مالک مسلمان ہوگا تو مین
اسکو چھوڑدونگا کہ وہ اپنے ملک کو چلا جاے جب مالک نے یہ سنا اور لندھور نے بھی قسم کھائی مالک نے کہا اب امیر
سے میرا قصور معاف کرا دو لندھور اپنے ساتھ لیکر مالک کو امیر کے پاس آیا اور مالک کو قدم امیر باتوقیر پر گرا دیا
امیر باتوقیر نے گلے سے لگا لیا اور کلمہ توحید تعلیم کیا مالک از سر صدق مسلمان ہوا امیر نے دنگل عنایت کیا فرمایا جہان
چاہو بیٹھو لندھور نے پہلے دن اپنے پاس بٹھایا دوسرے روز مالک نے امیر سے پوچھکے دنگل آہنی اپنا سامنے لندھور
کے دست چپ کیطرف بچھوایا غرض مالک اژدر دست چپ کے مالک ہوے امیر بہت خوش ہوے
اور اسی ہزار نیزہ دار جو ہمراہ مالک کے تھے وہ بھی پاس مالک کے چلے آئے یہ خبر نوشیروان کو
ہوئی اسکو بڑا صدمہ ہوا سب کے جی چھوٹ گئے نوشیروان نے کہا اب مین امیر سے نہ لڑونگا مرزبان خراسانی نے
کہا میرے نام طبل جنگ بجوائیے اور ابھی یہ سلسل شاہ باقی ہین کیا اپنے دین کو برباد کرینگے یہ کہکر مرزبان نے
طبل جنگ بجوایا امیر کو بھی خبر ہوئی یہان نقارۂ رزمی بجا رات بھر سامان جنگ ہا صبح کو دونون لشکر میدان مین آگئے
مرزبان نکلا اور پکارا اے خدا پرستان و اے زبردستان جسکو تمنا مرگ کی ہو میرے مقابلے کو آئے یہ سنکر ادھر سے
طوفان بن یمین نکلا بعد لگاورزنی و تیغ زنی نیزہ بازی ہوئی جب دا نہ دین نیزون کی ٹوٹ گئین مرزبان نے تلوار کھینچکر ماری
طوفان کی سپر کو کاٹ کے کاسہ سر مین صدمہ آئی طوفان نے دستانہ مارا تلوار جھنکار کر نکل گئی چادر خون کی منہ پر آئی شاطر نے آکر
باگ گھوڑے کی پکڑی اور شاکر لشکر مین لیگیا بہرام شیر خوار نکلا وہ بھی زخمی ہوا مرزبان شام کے وقت طبل بازگشت بجوا کر پھر گیا

دوسرے روز پھر میدان میں آیا اور دل میں سوچا کہ ای مرزبان اگر شاید تو کسی سوار امیر سے زیر ہوا تو تیرا نام چھپ جائیگا
اب تو امیر سے مبارز طلب ہوا اگر امیر کو زیر کیا تو بڑا نام ہوگا اور اگر مارا گیا تو غازی کہلائیگا یہ سوچکر امیر کو
پکارا کہ ای حمزہ آؤ میرے مقابلے کو یہ سنکر امیر نکلے اور جنگ آور ہوے چھ قدم مرزبان کا گھوڑا پیچھے ہٹ گیا اور
تین قدم امیر کا مرکب پسپا ہوا مرزبان نے امیر کو سلام کیا امیر نے فرمایا ای مرزبان میں تیرے اوصاف مسند دل
سے سن چکا ہوں خدا کرے کہ تو بھی مسلمان ہو جاے اور لات کو لعنت کرے مرزبان نے کہا ای امیر اب کچھ نہ کہیے گا
اگر آپ مجھکو زیر کریں تو مضائقہ نہیں غرضکہ مرزبان نے نیزہ امیر کو مارا صاحبقران نے بعد چند طعنوں کے نیزہ
حوالے کیا مرزبان نے خفیف ہو کر تلوار ماری امیر نے سپر پر لگا نٹھ کر جو تیغہ عقرب سلیمانی کا ہاتھ مارا مرزبان
نے سپر پر روکا اور سر کو بھی بچایا مگر تیغہ سپر کو کاٹ کے گردن مرکب پر پڑا سر گھوڑے کا قلم ہوا مرزبان زمین پر گرا سنبھل کر
جاہا کہ اشقر کو ذبح کرے امیر ہاں ہاں کرکے کود پڑے مرزبان نے امیر پر تلوار ماری امیر نے تیرا بدل کے خالی دی
اور قبضہ میں ہاتھ ڈال کے تلوار مرزبان کی چھین لی مرزبان دوڑ کر لپٹ گیا کشتی ہونے لگی بعد دو روز کے امیر نے
زیر کرکے اٹھا لیا خراسانی تلواریں پکڑ کے چلے ادھر سے لندھور دوڑا لگے بہرام اپنے ہمراہیوں کو لیکر فوج پر آ گئے
تلوار چلنے لگی امیر نے مرزبان کو تو باندھ کر عمرو کو دیا اور آپ بھی تلوار تولے ہوے فوج میں در آئے مارے تلوار کے
گھمسان کر دیا کشتوں کے پشتے لگا دیے دریا خون کا بہنے لگا امیر کا اور نجم کاسہ فروش کا سامنا ہوا اسنے امیر کو تلوار
ماری امیر نے خالی دی اور کمر بند میں ہاتھ ڈال کے اٹھا لیا اور بجاے سپر کے اسکو لیکر مشغول کارزار ہوے نوشیروان
نے طبل بازگشت بجوایا امیر پھرے اور بارگاہ سلیمانی میں آ کے مرزبان کو دلائل آئین دین اسلام تعلیم کیے مرزبان نے
نہ مانا کہ مسند دل سے تو چھٹ گئی اب وہ تو موجود ہی بھلا تیرا کیا مرتبہ ہوگا امیر نے کہا اگر مرزبان مسلمان ہوے تو اسکو
وزیر کردوں مالک وغیرہ نے مرزبان کو سمجھایا آخر کار مرزبان بھی مسلمان ہوا اور مرزبان کے کہنے سے نجم کاسہ فروش بھی مسلمان
ہوا یہ خبر خراسانیوں کو ہوئی رات کو لشکر نوشیروان پر شبخون مارکے چلے آئے بختک یہ سنکے ناچا اور جلوہ پڑھنے لگا اب
نوشیروان حیران ہے کہ اور کوئی مدد کو آئے تو مقابلہ امیر کا ہوئے اور امیر کے یہاں جشن ہو رہا ہے کہ خبر تنگ رواحل سے
آئی کہ دو بھائی آبدین اور تابدین ہیں کئی شہر امیر کے انھوں نے لے لیے ہیں اور اب تنگ رواحل پر دو لاکھ
سوار لیکر چڑھ آئے ہیں یہ جو خبر عادی نے سنی امیر سے کہا مجھکو رخصت کیجیے امیر نے منع کیا کہ اور کسی کو بھیج دونگا تم نہ جاؤ
لیکن عادی نے نہ مانا امیر سے رخصت لیکر اپنے غازیوں کے ہمراہ تنگ رواحل کیطرف روانہ ہوا اسوقت پہونچا کہ قلعہ والے
تو دعائیں کر رہے ہیں اور یہ دونوں نیچے قلعے کے پہونچ گئے ہیں کہ عادی مع غازیوں کے تلوار کھینچکر جا پڑے اور تلوار چلنے
لگی یہانتک پہلوان عادی لڑتا لڑتا زخمی ہو گیا آخر کار تاب جنگ نہ لا سکا لوگ عادی کو لیکر جنگل میں آئے دامان باد جھکے
استقامت کی قلعہ والوں نے دروازہ قلعہ نہ کھولا لیکن باہر عمل آبدین کا ہو گیا اور یہ ارادہ ہے کہ قلعہ کو لیلیں یہان امیر نے
خواب دیکھا کہ عادی کے لشکر کا پتا نہیں ہے لوگوں سے دریافت کیا اور عمرو عادی کو تلاش کرتا ہوا پہونچا حال پوچھا عادی
نے سب بیان کیا عمرو نے کہا ایک تدبیر ہم بتائیں لیکن ہمارا نام امیر سے نہ لینا عادی نے کہا نہیں کسی سے نہ کہینگے عمرو نے
کہا میں جاکر دونوں کو بیہوش کرکے قتل کرتا ہوں تم تھوڑی دیر کے بعد شبخون مارنا لوگ جانینگے کہ یہ شبخون میں مارے گئے
عادی یہ سنکر بہت خوش ہوا کہ تمام اہل و عیال قلعہ میں قتل ہوتے ہیں غرضکہ رات کو عمرو خیمہ میں انکے قنات چاک کرکے آیا
دیکھا دونوں سوتے ہیں عمرو نے تابدین کو بیہوش کیا دوسرے کو بیہوش کرنے چلا تھا کہ عادی نے شبخون مارا اور غل ہوا عمرو نے
کہا کہ عادی نے جلدی کی عمرو نے یہ شور و غل سنکر تابدین کا سر کاٹ لیا اور خنجر بھول کے نکل گیا آبدین اٹھا دیکھا کہ بھائی کو

کسی نے مار ڈالا باہر جو نکلا دیکھا ہزارہا لوگ مارے گئے غرض آبدین لاش تابدین کی اور وہ خنجر لیکر بھاگا قلعہ اپنا عادی
نے لیلیا اور عمرو عادی سے رخصت ہوکر امیر کے پاس آیا سارا حال عادی کے زخمی ہونے کا اور شبخون مارنے کا امیر سے
بیان کیا کہ اب انکو بھگا کر آیا ہون امیر یہ سنکے چپ ہو رہے اور آبدین تابدین کا تابوت لیکر نوشیروان کے پاس
آتا تھا لیکن یہ چاہا تھا کہ ملک فتح کر کے جائینگے جب یہ پہونچا خبر بختک کو ہوئی نوشیروان سے اُسنے آکر کہا نوشیروان
نے جواب پایا کہ وہ تو عادی سے بھاگ کر آیا ہو سرداران امیر سے کیا مقابلہ کریگا بختک تو ایک ہی بدذات ہو سوچا کہ یہ
تابوت لانا کچھ بھید سے خالی نہین ہو نوشیروان سے کہا تو عادل زمان ہو اُسکو بلاکر حال تو پوچھ نوشیروان نے بلوایا
حال دریافت کیا اُسنے ساری کیفیت بیان کی اور خنجر دکھایا کہ شبخون عادی نے مارا لیکن کوئی عیار بیہوش کر کے میرے بھائی
کو قتل کر گیا خنجر جو بختک نے دیکھا پہچانا کہ عمرو کا ہو ایک خنجر عمرو کے پاس اور دوسرا امیر کے پاس رہتا ہو بختک نے کہا
تو تابوت اپنے بھائی کا اور زنانے کپڑے امیر کے پاس لیجا تابدین تابوت اپنے برادر کا اور پوشاک زنانی لیکر امیر کے
پاس آیا اور کہا یا امیر آپ عیار کے بھروسے پر صاحبقرانی کرتے ہین یہ سُنکے امیر کو غصہ آیا عمرو سے پوچھا عمرو نے جھوٹی
قسمین کھائین اُسنے خنجر دکھایا اب امیر کو بالکل یقین آیا کہ عمرو نے مارا امیر نے کہا ای عمرو تو میرے سر پر ہاتھ تو دھر
عمرو اُٹھا اور کہا یہ فقرہ اور کسی کو دیجیے مین تمھارے پاس آؤن تم ایک کافر کے لیے مجھکو پکڑ کے حوالے کر دو مین نے
عادی کی جان بچائی کہ تمھارا دودھ شریک بھائی ہو اسکا تم احسان نہین مانتے ہو اب امیر تو کہتے ہین کہ تو اُدھر آ عمرو بھاگا
امیر نے کہا لینا عمرو سے کہ کیا مجال پکڑ عمرو نکل گیا کئی کوس گیا تھا کہ بارہ سو عیار عمرو کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ ہمارے
صاحبقران تو آپ ہین اُدھر امیر نے اُس سے کہا کہ یہ کپڑے اُس نامرد نوشیروان کو جاکر پہنا دے تو نے دیکھا کہ وہ
بھاگ گیا اگر وہ ہاتھ آتا تو پکڑ کے بھیجد ونگا یہان عمرو اپنے سب عیارون کو ساتھ لیکر برج زہرمار مین اپنی بہن کے
پاس آیا اور محفل عیارون کی جمع کی صحبت آراستہ کی اور اپنا خطاب شاہ جہان اور شہریار جہان رکھا اور
سب عیارون کو خطاب خان کا دیا یعنی ابو الفتح خان اور گلباد خان اور سرہنگ خان وغیرہ سب سے
کہا جو جسکا عیار ہو وہ اُسکو چرا لاوے کہ مین امیر سے لڑونگا اور مین امیر کو چرا لاؤنگا سب عیار قلعہ سے نکل کر چلے امیر
بانتو قرنے سُنا کہ سب عیار عمرو کے پاس برج زہرمار مین گئے امیر نے مقبل وفادار کو حکم دیا کہ جس عیار کو دیکھنا پکڑ لانا
اُدھر سردارون نے مع لندھور یہ مشورہ کیا اور کہا کہ امیر ناحق عمرو پر خفا ہوتے ہین کیا فکر کرین جو عمرو پھر امیر کے پاس
آوے سو خنکر یہ تدبیر ٹھہری کہ قباد و شہریار سے اگر سب نے کہا آپ کل صبح کو امیر سے عمرو کا قصور معاف کرا دین اور آپکا
کہنا امیر نہ رد کرینگے بیلے تو قباد نے انکار کیا کہ شاید امیر نہ مانین وہ عمرو سے بہت خفا ہین پھر کہا کہ تم سب کے کہنے سے
اور خاطر سے کہونگا لیکن تم سب لوگ بھی میرے کلام کی تائید کرنا یہ صلاح کر کے سب اپنے اپنے خیمہ مین آکر سو رہے صبح کو
جو امیر بارگاہ سلیمانی مین آئے کیا دیکھا گھڑی دن آیا تھا کہ مقبل آئے اور چھوٹے چھوٹے سردار آئے نہ تو ابھی بادشاہ آئے
اور نہ سرداران جلیل القدر آئے امیر حیران بیٹھے ہین کہ غل ہوا سلطان سر برہنہ اور تیس یوانے اور سیر فرخاری
خیمہ سے چوری گئے یہ خبر امیر سُن رہے تھے کہ ہندی روتے ہوئے آئے اور کہا یا امیر بانتو قیر لندھور مع عادل وفاضل
اور طول زنگی اور طال زنگی کے اور بہت سے ہندی پہلوان لشکر سے غائب ہو گئے بعد اُسکے خبر آئی کہ دراز حبیب
مالک کوئے گیا جسنے پیشتر اُسکا بچا نا پھر محل مین ملکہ مہر نگار کے رونے کا غل ہوا کہ فیروزہ بن عمرو قباد کو لے گیا
غرض کہ بہرام وغیرہ کو بھی ایک ہی شب مین عیار چُرا لیگئے اب سوائے امیر کے کوئی نہین رہا اور وہان عمرو
نے حکم دیا کہ سب کو طوق و زنجیر مین مسلسل کر کے قید کر دیکن قباد کو سونے کا طوق اور زنجیر پہنا دو غرض کہ

ان سب کو قید کیا پھر عمرو کو خیال آیا لندھور کے پاس آیا اور سر پہ تاج رکھے ہوے لندھور کو سلام کیا
اور کہا مین تمھارا بڑا احسانمند ہون تمکو نہ قید کرونگا لیکن میری اطاعت کرو اور امیر کو چھوڑ دو لندھور نے کہا
ای عمرو واسطے خدا کے مجھکو دُہری قید مین رکھو مین امیر کو کیا منھ دکھاؤنگا عمرو نے بہت کچھ سمجھایا لندھور نے
نہ مانا اور کہا تم نہ کہو مین آپ زنجیر پہنونگا اُسوقت عمرو ناچار ہوکے چلا گیا لوگون سے اپنے کہ گیا کہ جس طرح
لندھور کہے وہی کرنا الغرض لندھور بھی قید ہوے سب سردارون سے کہا کہ میری اطاعت کرو تو چھوڑ دون سب نے
کہا اگر امیر بھی گرفتار ہون تو کیا مضائقہ ہے دوسرے روز عمرو نے عیارون سے کہا کہ نوشیروان کو مع سب سردارون
کے چرا لاؤ عیار گئے اور سب کو چرا لائے ان سب کو عمرو نے بڑی قید شدید مین رکھا اور آبدین کو صبح اور شام کوڑے
مارتا تھا اور کہتا تھا کہ یہ سب فساد تو نے برپا کیا بختک کے کہے سے مین نے تجھکو قتل نہ کیا اب مار ڈالونگا اور لشکر
نوشیروان مین رسالدار وغیرہ کو کہلا بھیجا کہ تم چلے آؤ تمھارے دمن سے کچھ کام نہین جسطرح نوشیروان کے نوکر ہو
اُسی طرح ہمارے نوکر اُن لوگون نے آپسمین مین مشورہ کیا یہ سب عیار ہین چلکر سب کو قتل کرو اور پکڑ لو نوشیروان کو
چھڑا لو چلے تو نہ راضی ہوے انکار کیا پھر کہلا بھیجا کہ ہم سب تابعدار ہین حاضر ہوتے ہین عمرو سوچا کہ پہلے تو ان
گیدیون نے انکار کیا اور اب ایسے جلد راضی ہوگئے ایسا نہو کہ یہ سب ملکر دغا کرین اور ہم سب کو پکڑ لین لشکر تو تیرے پاس
نہین جو انسے لڑیگا یہ سوچ کے انھین کہلا بھیجا کہ تم وہین رہو یہان نہ آؤ انھون نے کہا اب ہم ضرور آئینگے عمرو نے خفا ہو کر
کہلا بھیجا کہ خبردار یہان نہ آنا ان بھون نے کہا عمرو کو بکنے دو چلو ہم لڑکے سب کو چھین لین یہ کہکر وہ سب چلے ادہر عمرو کو
یہ خبر ہوئی عمرو نے حکم کیا کہ نوشیروان کو مع پسران و بختک و بختیارک وغیرہ کے سب کو زیر دار بٹھا دو غرضکہ عیارون نے
انکو زیر دار بٹھایا ادہر وہ سب لڑنے کو جو آئے زیر دار سب کو بٹھا دیکھکر پھر گئے عمرو نے اور لوگ چار طرف کے نوکر رکھنا شروع
کیے اور سب سے کہدیا کہ تمھارا مذہب ہے مین کچھ کام نہین تم نوکری کرو الغرض عمرو رات کو لشکر امیر مین آیا کہ امیر کو بھی
چرا لاؤن اُسوقت امیر بارگاہ مین بیٹھے تھے اور سامنے شمعین روشن تھین عمرو بھی فراش کی صورت بنکر آیا امیر نے
پرچھائین دیکھی سمجھے کہ سوائے اُس قد باریک گردن کے کوئی نہین یہان آسکتا امیر نے مقبل کو آواز دی کہ لینا دیو
اور خود بھی اُٹھے عمرو جست کرکے بھاگا اور پکارا اے عرب سوسمار خوار بے مروت وہ دن بھول گیا کہ مین نے نوشیروان
سے اٹھارہ برس تیرے ناموس کو بچایا تو بھی میرا نام عمرو کر تیری نیند اور کھانا پینا بند کردون یہ کہکر نکل گیا مقبل
وفادار بھاگے امیر نے کہا عمرو آیا تھا ای مقبل تم ہمارے پلنگ کے پاس رہو اور یا دروازۂ بارگاہ پر تیر و کمان
لیے ہوے لیس بیٹھے رہو جسوقت عمرو آئے فوراً تیر سے نشانہ کرنا مین حکم دیتا ہون خبردار چوکنا نہین اور اگر تم دو جاگ سکو
تو مین اندر محل مین جا کر سوؤن مقبل نے کہا آپ شوق سے با آرام مجھے مین رات بھر جاگونگا امیر نے کہا تا امکان
مین بھی نہ سوؤنگا امیر نے مقبل کو پتا بتایا کہ یہ نشان سب سے کہدینا جب ہم دہنا ناک کا تھنا کھجلائین تم بایان
تھنا کھجلانا جب ہم دہنا کان پکڑین تم بایان کان پکڑنا اب امیر نے تو یہ بندوبست کیا اور عمرو جو عیارون کے پاس
آیا صبح کو تاج سر پر رکھے تخت حکومت پر بیٹھا اور رات کا حال امیر کا بیان کیا عیار سنکر چپ ہو رہے عمرو نے کہا
مین تمھارے دل کی بات جانتا ہون کہ تم سب کہتے ہوگے کہ ہمپر تو یہ تاکید کی کہ آج ہی سب کو جا کے چرا لاؤ
اور اپنے سے کچھ نہ ہوسکا ای عیارو امیر کو مثل ان سب کے نہ سمجھنا وہ اُستاد عیاران ہے بڑی مشکل ہے کہ کوئی اُسکو
گرفتار کرے اور پھر لاؤنگا تو مین ہی لاؤنگا اور اگر نہ یقین ہو تو جن صاحب کا دل چاہے جا کر دیکھین عیارون نے کہا
حضور سچ ہے جیسا آپ اُنکو جانتے ہین ہم کیا جانین غرضکہ دوسرے دن رات کو عمرو پھر آیا دیکھا کہ مقبل تیر و کمان لیے ہوے

دروازے پر بیٹھا ہے عمرو حیران ہے کہ کسی وقت یہ نہیں سوتا اے عمرو اب کیا کرون غرضکہ عمرو سامنے مقبل کے ایک ڈھبا مٹی کا تھا اُسکے نیچے چھپا اور سر کو اُسمین سے نکالا اور مقبل نے بھی پرچھائین دیکھی سنبھل کر بیٹھے جب دیکھا کہ کسی نے سر نکالا مقبل نے تیر مارا سینہ پر پڑا تیر دوسار ہو گیا مقبل نے لوگون کو پکارا کہ لینا مین نے عمرو کو مار لیا لوگون نے آکر اُس ڈھیے پر تلوارین مارنا شروع کین مقبل نے کہا مر تو چکا ہے اب کیون تلوارین مارتے ہو اسے اٹھا لاؤ لوگون نے اُسکو اُٹھانے کا قصد کیا اب جو دیکھا ایک پتلا ہے عمرو نے اُسکے ایک کانٹا لگایا تھا اُسمین کمند باندھے ہوئے ہلاتا تھا اور نچاتا تھا مقبل وغیرہ تو اس شغل مین رہے کہ پتلے کو دیکھتے اور سب کو دکھاتے تھے اور ہنستے تھے کہ عمرو کی چالاکی دیکھو کیا پتلا بنایا اُسکو آگے دھر دیا آپ بکر چلا گیا وہان عمرو اندر بارگاہ امیر کے آیا دیکھا کہ امیر پلنگ پر سوتے ہین عمرو آہستہ آہستہ قریب پلنگ کے آیا لیکن امیر جاگ رہے تھے چپکے پڑے ہوئے دیکھتے تھے اُدھر مقبل بھی اندر بارگاہ کے آیا سوچا کہ ایسا نہو عمرو اندر آگیا ہو جیسے ہی عمرو نے مقبل کو آتے دیکھا سمجھا کہ مقبل بیشک تیر ماریگا وہ جو شمعین جل رہی تھین اُنکو بجھا دیا امیر اٹھ بیٹھے مقبل سے کہا عمرو کو لینا عمرو فوراً قنات چاک کرکے نکل گیا امیر نے کہا اے مقبل جو عمرو نے کہا تھا وہی کیا کھانا اور سونا حرام کر دیا اور یہان عمرو نے صبح کو ساری حقیقت عیارون سے بلکہ قباد اور لندھور سے کہی لندھور نے کہا اے عمرو تم میری خاطر سے اپنا قصور امیر سے معاف کرا لو غرض بصلاح لندھور قباد کی طرف سے امیر کو ایک نامہ لکھا کہ یا امیر یہ نامہ ہے قباد کیطرف سے بلکہ سب سردارون کیطرف سے کہ ہمسب پے رحم کیجیے اور عمرو کا قصور معاف کر دیجیے کہ ہم سب اس بلاے نجات پائین یہ نامہ لکھکر امیر با توقیر کے پاس بھیجا امیر نے پڑھکر یہ جواب لکھا کہ مین نے تمکو خدا کے سپرد کیا تم سب خدا سے کہو اگر یونہین تم سب کی قضا آئی ہے تو کیا چارا اور مین تو عمرو کا قصور نہ معاف کرونگا بلکہ اُس ساربان زادے کا بند بند جدا کرونگا عمرو وہ نامہ پڑھکر چپ رہا اور سب کو وہ نامہ امیر کا دکھایا سب سُنکے خاموش ہو رہے عمرو رات کو پھر لشکر امیر مین آیا اور ایک چوبدار کی شکل بنکے سامنے مقبل کے گیا اور آپ ہی آپ پکار کر حاضر ہے کہکر بارگاہ کے اندر چلا گیا دیکھا امیر پلنگ پر لیٹے ہین جب امیر کے آیا اور کچھ عیاری مین بیہوشی رکھکر چاہتا ہے کہ سونگھاے امیر تو جاگ رہے تھے پاس لیکے عمرو کا ہاتھ پکڑ لیا روغن خوشبو تمام بدن مین عمرو کے لگا ہوا تھا عمرو نے ہاتھ کھینچا فوراً پھسل کر چھوٹ گیا عمرو بھاگا امیر بھی پیچھے دوڑے عمرو کا پاؤن جو فرش مین الجھا گر پڑا امیر بھی برابر پہونچ گئے عمرو چاہتا تھا کہ جست کرکے بھاگے امیر کے ہاتھ مین پاؤن عمرو کا آگیا عمرو نے کہا ہاے یا امیر پاؤن مین پھوڑا ہے امیر نے پاؤن عمرو کا جلدی سے چھوڑ دیا عمرو بھاگ کر نکل گیا امیر کو بڑی ندامت ہوئی مقبل جو آیا امیر نے کہا مین نے عمرو کو پکڑ کے چھوڑ دیا اب مین دل مین کہتا ہون کہ اُسنے کہا کہ میرے پھوڑا ہے مین چوک گیا پھوڑے کو پھوڑ کیون نہ دیا مقبل یہ سُنکے ہنسنے لگے عمرو کی چالاکی پر بہت متحیر ہوئے غرضکہ عمرو پہر رات رہے آیا دیکھا کہ مقبل جاگ رہا ہے صورت اپنی بدل کے رونے لگا اور دہائی دینے لگا مقبل نے کہا ارے کیا ہوا عمرو نے کہا مین رنگریز ہون وہ جو غلام امیر کا ہے میری دکان پر بیٹھا ہے کہتا ہے کہ اپنی بیٹی کا نکاح میرے ساتھ کر دے وہ پائجامہ رنگوانے کو لایا تھا میری بیٹی نے جو ہاتھ نکالا لیا عاشق ہو گیا اب دونا مٹھائی کا لایا ہے اور جہیز زبردستی کرتا ہے کہ میرے ساتھ نکاح کر دے اے مقبل صاحب یہان بڑا اندھیر ہے جبتک خواجہ رہے کسی پر ظلم نہوا آپ ذرا چل کر اُسکو سمجھا دین وہ سامنے تو میری دکان ہے مقبل اُٹھے اور کہا اُس نمک حرام کا نام بد کیا مقدور اُس غلام کا جو تم کو ستائے یہ کہکر مقبل اُسکے ساتھ چلے عمرو لیکر تھوڑی دور لایا اور ایک رومال زمین پر ڈال دیا اور کہا اے مقبل کیا آپ کا رومال گر پڑا یہ کہکر عمرو نے اُٹھا لیا مقبل نے کہا میرا تو نہین

ہے مگر اسمین کیا ہے عمرو نے کہا ایک بٹوا بھاری سا ہے مقبل نے کہا اسے کھولو عمرو نے کہا میری مجال ہے بڑے آدمی کی
چیز مین کھولون اس بٹوے کو آپ ہی کھولیے مقبل نے جو کھولنے کا قصد کیا نہ کھل سکا غرض سینے سے لگا کر جو زور کیا
وہ بٹوا کھل گیا اور ایک بقعہ دھوئین کے مانند بیہوشی کا نکلا مقبل بیہوش ہو کے گرا عمرو نے کپڑے مقبل کے اتار لیے
وہان ایک رستہ کسبیون کی کوٹھری بنی تھی اسکے نیچے مقبل کو ڈالدیا اور آپ مقبل کی شکل بنکر بکتا ہوا بارگاہ
امیر کے دروازے پر آیا اور لوگون سے کہا کہ وہ غلام میری آواز سنکر بھاگ گیا اور یہان امیر نے پانی مانگا آبدار
پانی لیکر گلاس مین امیر کے پلانے کو چلا آپ اسکے سامنے بشکل مقبل آیا اور اسکے ہاتھ سے پانی لے لیا اور پلانے کو چلا
اسمین بیہوشی ملا کر امیر کے آگے گلاس حاضر کیا امیر نے اشارہ کر کے بایان تھما پکڑ لیا عمرو حیران ہوا دیکھا امیر سنبھل
بیٹھے اور کہا آگے لا پھر امیر نے کہا شاید بھول گیا ہوا تیسری مرتبہ امیر نے کان پکڑا اب عمرو کی عقل حیران ہے بہت کچھ
عقل کو لڑایا آخر آپ بھی کان پکڑا امیر نے پہچانا اور کہا تو آگے نہین آتا عمرو اور پیچھے ہٹا جاتا ہے اور کہتا ہے مجھکو دہشت
ہے امیر نے کہا ہان مین جانتا ہون اگر نشہ ہے تو کیا مضائقہ تو آگے آ کر پانی پلا مین کچھ نہ کہونگا عمرو نے کہا مین نے بھی پہچانا
جب تو امیر غصہ ہو کر اٹھنے لگے عمرو نے وہی گلاس منہ پر امیر کے کھینچ مارا اور بھاگ گیا اب جو صبح ہوئی مقبل کو ہوش آیا
اپنے تئین اس حال خراب سے دیکھا بہت برہم ہوا مگر کیا کرے ایک ہاتھ آگے اور ایک ہاتھ پیچھے رکھکر چلا کسبی کے جو
جو آدمیون نے دیکھا کہ ایک ننگا دھڑنگا کھڑا تھا اب جاتا ہے ایک آدمی نے دوڑ کر ایک سونٹا مقبل کے مارا کہا کہ کل تو ہی
چار لوٹا اجڑ لیگیا تھا اب تو سب لوگ کسبی کے اٹھکر لپٹ گئے اور لات مکی پڑنے لگی جب تو مقبل نے اس عورت سے کہا
ارے مین مقبل ہون اسوقت دو ایک آدمیون نے پہچانا وہی سب لوگ ہاتھ باندھنے لگے کہ ہمسے خطا ہوئی مقبل نے
کسبی سے کہا کہ ذرا دوپٹہ اپنا دے کہ مین سامنے امیر کے ننگا کیونکر چلا جاؤن اس کسبی نے اپنا دوپٹہ دیا مقبل دوپٹہ باندھکر
گھر مین آئے اور پوشاک بدلی پھر امیر کے دربار مین آئے اور سارا حال امیر سے بیان کیا امیر بہت حیران ہوئے کہ کیا تدبیر کی جائے
دوسرے روز عمرو پھر رات گئے پھر آیا اور ایک فراش کی صورت بنکر بارگاہ کے اندر داخل ہوا دیکھا امیر سوتے ہین عمرو نے
چاہا کہ امیر کو بیہوش کرے امیر کی آنکھ کھل گئی عمرو پھر بھاگا امیر نے مقبل کو پکارا سب چہار طرف سے دوڑے عمرو
نہ نکل سکا چوب بارگاہ کی پکڑ کے چڑھ گیا اور مثل چھپکلی کے بارگاہ کی چھت مین چھپ رہا لیکن عمرو کا دل دھڑکتا ہے
کہ ایسا نہو مقبل تیر مارے لوگون نے مقبل سے کہا ہمنے کسی کو نکلتے نہین دیکھا مقبل اندر بارگاہ کے آیا امیر
اٹھکر بیٹھے اور پوچھا اے مقبل کتنی رات باقی ہے مقبل نے کہا پہر رات اور باقی ہے امیر نے کہا تو بھی تھک گیا اور
کچھ نہو سکا بلا سے تو وہ نکل گیا تو نے تیر بھی مارا مگر کیا کرے وہ چلا تھا اب تو رات نہین ہے کل سے ملاء ہم پھر بیٹھے
پھر مقبل سے کہا جا کر باہر ہوشیاری سے بیٹھنا اور آپ شمع کے سامنے کتاب کھول کے پڑھنے لگے عمرو فکر عیاری مین
غوطہ زن رہا پھر ایک مطلب ہاتھ لگا سو چکر زنبیل سے روئی نکالی اور اسمین بیہوشی ملا کر پروانے بنائے اور کمند
آصفا کو نکالا اور معجزہ اس سے طلب کیا کہا اے کمند بال سے باریک ہو جا تا کسی کی نظر مین نہ سمانا اور اسمین پروانے
باندھکر شمع پر مارا وہ پھر سے جل گیا امیر دیکھ رہے تھے جانا کہ پروانہ تھا جل گیا عمرو نے پھر اسی طرح ساٹھ ستر پروانے
شمع پر مارے اور وہ پھر پھر ہو کر جلے اور عمرو نے اپنی ناک مین پہلے سے کشمشی روئی کی دے لی تھی اب تو تمام
بارگاہ مین بیہوشی پھیل گئی امیر کتاب پڑھتے پڑھتے شمع کے آگے بیہوش ہو گئے عمرو نیچے اترا پشتارہ امیر کا
باندھ کے زنبیل مین رکھ لیا اور آپ صورت امیر کی بنکے پلنگ پر سو رہا صبح کو اٹھا اور مقبل کو بلا کر سارا حال رات
کا دہرایا بعد اسکے اشقر کو طلب کیا اور بہ اطمینان تمام سوار ہو کے برج زہرمار مین چلا آیا اور جاتے ہی پکارا

او مقبل منم خواجہ عمرو بن امیہ ضمری مین امیر کو لیے جاتا ہون غرضکہ قلعہ مین آکر امیر کو زنبیل سے نکالا اور طوق و زنجیر میں مسلسل کر کے قید کیا اور سرہنگ خان کو حکم کیا کہ کل جلاد و ڈھلنگی اور بانس اور آرے [illegible] حاضر ہون اور ابوالفتح خان کو پالکی مین سوار کر کے لشکر امیر میں بھیجا ابوالفتح نے آکر رسالدارون اور کمیدانون کو بلا کر کہا کہ عمرو نے کہلا بھیجا ہے کہ تم اگر ہماری نوکری کرو اور اگر نہ منظور ہو تو جواب صاف دو سبھون نے آپس مین مشورہ کیا کہ جب امیر پکڑ گئے تو ہماری کیا حقیقت ہے غرض بارگاہ سلیمانی اور اثاثہ صاحبقرانی لیکر عمرو کے پاس حاضر ہوے عمرو نے ملکہ مہرنگار کو کہلا بھیجا کہ تمکو کیا غم ہے تم بیٹھی رہو اور مجھکو دعائین دیا کرو پیٹ بھر کے روٹی تن بھر کا کپڑا سرکار شاہ شاہان شہریار جہان سے تمکو ملا کریگا ملکہ نے کہا کہ اس سے کہنا او نمک حرام خدا تجھکو غارت کرے امیر تو قید ہون اور تو مجھکو اسطرح سے کہے یہ اور کسی کو جا کر دے میں فقیرنی نہیں ہون میں بادشاہ ہفت اقلیم کی اور زوجہ ثانی سلیمان کی ہون غرضکہ ابوالفتح تو سب کو لیکر حاضر ہوا اور صبح کو ملکہ مہرنگار کل ناموسان صاحبقران کو ہمراہ لیکر آئی کہا جہان میرا وارث اور میرا فرزند قید ہے وہین مین بھی رہونگی غرض ملکہ مہرنگار وغیرہ بھی برج زہرہار مین مقیم ہوئین اور یہان عمرو نے حکم جلادون کو دیا تھا صبح کو سامان جلاد لیکر حاضر ہوے اور میدان خونی تیار ہوا عمرو نے سرخ کپڑے پہنے اور تاج شاہی سر پہ رکھا تخت پر ننگی تلوار لیکر بیٹھا سب قیدیون کو طلب کیا ایک طرف نوشیروان وغیرہ کو ایک سمت امیر کو مع سردارون کے بٹھایا عمرو نے کہا او عرب سوسمار خوار دیکھا تو نے یہ کیا سامان خدا نے کر دیا اس دن کی بھی تجھکو خبر تھی اب میری اطاعت کر نہین تو قتل کرونگا امیر نے کہا او ساربان زادے یہ بھی قدرت خدا ہے کہ تجھ غلام کو مین نے اس مرتبہ کو پہونچایا اگر زندگی ہے اور مین قید سے چھوٹا تو بند بند تیرا جدا کرونگا عمرو نے حکم کیا کہ کوڑی بھر بانس امیر کی پنجہ پر توڑ دو یہ کہنا تھا کہ لوگ بانس لیکر امیر کے سر پر آئے عمرو نے تو اشارہ سے منع کیا اور زبان سے کہا کہ بانس کیون نہین مارتے یکایک ان سب کے ہاتھ خشک ہو کر رہگئے لندھور اٹھا چلے تو عمرو کی منت کی پھر کہا بس اب زیادہ نالائقی کو کام نہ فرمائیے حکومت ہو چکی اب خطا اپنی امیر سے معاف کرانا چاہیے اور اگر ایک ذرا بھی بانس امیر کے بدن پر چھو گیا تو ہم قید توڑ کر تجھکو مار ڈالینگے اور اب مطلق پاس لحاظ نہ کرینگے اب ہماری آنکھون مین خون اتر آیا ہے عمرو نے کہا ای لندھور مجھکو تو دھمکاتا ہے اگر اب مین بانس نہ لگواؤن تو میرے حلال مین فرق آتا ہے یہ کہکر اٹھکے اندر چلا گیا اور اشارہ طرف آدمیون کے کیا لوگون نے بانس آدمیون پر مارے اور کچھ بانس بختک پر بھی پڑگئے آدمین زمین پر لوٹنے لگا بختک دہائی دینے لگا پھر عمرو نے کہا ان سب کو قید خانے مین پہنچا کر رکھو سب کے سب قید خانے مین بند کیے گئے شب کو عمرو نے خواب مین دیکھا ایک بزرگوار کہتے ہین کہ ای عمرو امیر کے قدمون پر تو گر اور قصور اپنا معاف کرالے کہ وہ تیرا خداوند نعمت ہے ادھر امیر نے اور تمام سردارون نے بھی خواب دیکھا کہ عمرو آئیگا اور قدم پہ گریگا ای امیر اب تو عمرو سے ملجا ایک کافر کو مارا تو کیا مضائقہ جو ہونا تھا وہ ہو چکا غرض صبح کو امیر نے خواب سب سے بیان کیا سردارون نے کہا ہمنے بھی یہی خواب دیکھا ہے اگر عمرو آئے تو یہ خواب سچا ہے ابھی یہ ذکر ہو رہا تھا کہ خواجہ عمرو بن امیہ ضمری تاج شہنشاہی سر پہ رکھے ہوئے پوشاک فاخرہ زیب جسم کیے آیا اور آکر قید خانے کو کھلوایا قریب امیر کے پہنچ کر قدمون پر امیر کے توقیر کے گر پڑا اور کہنے لگا ای امیر میرا قصور معاف کیجیے یہ کہکر رونے لگا قباد نوشے اور امیر سے کہا اب آپ عمرو کو گلے سے لگا لیجیے غرض امیر بھی یہی چاہتے تھے عمرو کو گلے سے لگا لیا عمرو نے کہا یا امیر تم شکر کرو کہ تمھارا یہ مرتبہ خدا نے کیا ہے کہ ایک ساربان زادہ تمھاری سرکار دولت مدار کا یہ طاقت رکھتا ہے پھر خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نے آہنگرون کو حکم کیا کہ جلد ان سب کی قید کا تو

یہان جب تک آہنگر آ مین امیر اور لندھور وغیرہ نے قید اپنی توڑ ڈالی اور سب سرداران امیر کا ہو کے عمرو سب کو ہمراہ لے کر آیا قباد کو تخت پر بٹھایا اور امیر ذنگل ناد عنبر پر بٹھایا اور سرداران دست چپی و دست چپی سب اپنے اپنے مقام پر بیٹھے اور حکم دیا کہ نوشیروان و بختک کو لاؤ بختک نے نوشیروان کو پٹی پڑھائی جب سامنے وہ سب آئے امیر نے کہا کہ میری اطاعت قبول کر اور مسلمان ہو نوشیروان نے کہا کہ آپ مجکو گرفتار کیجیے تو کیا مضائقہ ہو اب تو عمرو کی قید مین ہون عمرو نے کہا امیر یہ بختک مردود کی بدذاتی ہو غرض امیر نے نوشیروان کو چھوڑ دیا سب کو نوشیروان اپنے ہمراہ لیکر پھر عراق مین آیا امیر بھی سب کو لے کر چلے جہان پہلے بارگاہ تھی وہین آکر پھر بارگاہ سلیمانی اور خیمے استادہ کرائے اور بعد عیش و عشرت وہان فروکش ہوے نوشیروان امیر سے ایک ہفتہ کی مہلت لے کر گیا تھا امیر کے لشکر مین جشن ہوا کیا کہ سلمان شاہ بھی آیا اور مسلمان ہوا امیر نے کہا مرزبان نے سمجھایا ہوگا امیر کو بڑی خوشی ہوئی لیکن عمرو سے صفائی قلب نہین ہوئی ہو امیر تو دل مین نادم ہین کہ عمرو نے تمام عمر تیرے ساتھ بھلائی کی اور جان نثار رہا ایک حرکت نالائق یہ ہو گئی تو ایسا نہو کہ دل مین عمر کے کچھ دغا ہوا اور ادھر عمرو بھی امیر سے دور دور رہتا ہو اور دل مین پس و پیش کرتا ہو کہ ای عمرو تو نے وہ حرکت بیجا امیر سے کی ہو کیا عجب ہو کہ امیر حکم قتل کرنے کا دین امیر نے جو عمرو کا یہ حال دیکھا الگ لیجا کر کہا کہ ای برادر مین تو کچھ مجھ سے رکا ہوا معلوم ہوتا ہو اور ملدر خاطر ہو عمرو نے کہا یا امیر مجکو ابھی خوف ہو کہ آپ شاید اُسکا عوض لین اور مین کیونکر نہ ڈرون کہ آپ کے حکم مین محکوم ہون امیر نے یہ سُنکر عمرو کو گلے سے لگایا اور کہا تو ہرگز مجھ سے خوف نہ کر ای عمرو میرے دل مین تیری طرف سے بالکل کشیدگی نہین ہو اور خیال بد نہین ہو دل میرا مثل آئینہ صاف و شفاف ہو ای عمرو بخدا تو مجکو زہر بھی دے دے تو بھی مین تجھ سے خفا نہون عمرو یہ سُنکر قدمون پر گر پڑا اور کہا ای حمزہ خدا خوب جانتا ہو کہ مین کیسے سے تیرا عاشق زار ہون خدا اُس دن کو مجھے نہ رکھے جو تجکو مین بُری طرح دیکھون اُسی طرح پھر وہ دونون عاشق و معشوق ہو گئے اور وہان نوشیروان نے بختک سے کہا کہ تو نے مجکو اس حالت کو پہونچایا مین تو اپنے شہر مدائن مین عہد کر کے جا بیٹھا تھا تو مجکو ورغلا کے اصفہان مین لایا آخر یہ نوبت تو پہونچی اب یہ بتا کہ مین اب کیا کرون اور تو نے کہا تھا کہ کتاب ہندی مین دیکھا ہو کہ اصفہان مین خونریزی امیر کی ہوگی بختک نے کہا پھر کیا کرون جو مین نے کہا تھا وہ تو ہوا لیکن آپ کی تقدیر سے مین ناچار ہون کہ مالک پہلوان جا کر امیر سے مل گیا اور مسلمان ہوا اور قیصر سے بڑی طاقت تھی کہ ایکدم سب کو قتل کر دیگا وہ فرزند امیر کا نکلا غرض نوشیروان بہت بختک پر خفا ہوا بختک نے کہا تو پیل ہندی اور دیو پیل ہندی بھی آئے تھے کہ مین نوشیروان نے کہا آیا کوئی میرا تو یا ور نہین تھا اب مین مدائن کو چلا جاؤنگا تو مجکو امیر سے توقع ہو کہ وہ پھر میرا پاس کرینگے اور مجھ سے نہ لڑینگے ساسانی تو بختک سے ملے ہوے تھے انھون نے تو کچھ جواب نہ دیا مگر اور ون نے یعنی غیور و چار آدمیون نے کہا کہ آپ سچ کہتے ہین ہم مارے خوف کے کچھ نہ کہہ سکتے تھے ناحق ہزارہا آدمی کا خون ہوا اور ہوگا اسکا آپ کو ضرور خیال کرنا چاہیے اور پاس و لحاظ دین کا کرنا واجب و لازم ہو اور بہت سوچ سمجھ کے کام ہونا اچھا ہوتا ہو

دو کلمے داستان نوشیروان و بختک و دو دیل ہندی کے لکھے جاتے ہین

منکشفان روداد استمدادی بموجب دفتر قدیم بزبان اُردو بفصاحت و بلاغت یون تحریر کرتے ہین کہ جب نوشیروان روٹھ کر مدائن کو چلا اور بختک سے لطیع تو نے لڑائی کا نام لیا تو تجکو قتل کرونگا بختک مارے ڈر کے

جب ہو رہا نوشیروان نے کوچ کیا بعد چلے جانے نوشیروان کے مسلسل شاہ اور کندر کرمانی اور لندائم شاہ
وغیرہ اور جو جو شاہ و شہریار مدد کو نوشیروان کی آئے تھے سب صلاح کرکے امیر کی خدمت میں آئے اور کہا یا امیر
اب ہم نے جانا آپ کا دین برحق ہی ہر چند کہ لات پرستی قدیم سے ہی مگر کچھ اصل اسکی معلوم نہیں ہوتی اور ہم جسکی مدد
کو آئے تھے وہ چلا گیا ناحق ہم نے اپنی اوقات ضائع کی ہم نے سنا ہی کہ بختک نے بہت کہا کہ قویل ہندی اور
دویل ہندی آتے ہیں اب نہ جانا چاہیے مگر بادشاہ نے نہ مانا وہ چلا گیا یا امیر نوشیروان کا کچھ قصور نہیں ہی
وہی بختیا بدذاتیاں کرتا ہی اور اسکو ادھر سے ادھر تباہ و برباد بہکاتا پھرتا ہی بختک بھی شیطان سے کم نہیں ہی
ای امیر اب ہمکو کلمہ پڑھائیے ہم سب مسلمان ہوتے ہیں امیر نے سب کو کلمہ توحید تعلیم کیا سب اہل صدق کلمہ
پڑھکر مسلمان ہوئے امیر کو نہایت خوشی ہوئی اور سب سرداروں سے کہا اب تو مہلت ہی چلو چلکے شکار کھیلیں
یہاں اب کون ہی جس سے لڑینگے ہرکاروں نے خبر دی کہ نوشیروان نے کوچ کیا اور مدائن کو گیا یہ سنکر اور خاطر جمع
ہوئی سب کے سب شکار میں مصروف ہوئے یہاں امیر تو ہر روز شکار کھیلا کرتے ہیں ادھر نوشیروان چلا جاتا
ہی راہ میں بختک نے سب فوج سے کہا کہ تمھاری روزی گئی جب بادشاہ مدائن میں پہونچے گا تم سب کو
برطرف کردے گا کیونکہ لڑائی تو موقوف ہوئی سب نے کہا کہ ملک جی پھر کسی طرح تم بادشاہ کو آمادہ جنگ کرو
بختک نے کہا میں کہونگا مگر تم بھی ایک زبان ہو جانا صبح کو بختک نے پھر کہنا شروع کیا ای بادشاہ آخر وہی
ہوا ہمکو تو کچھ نہیں لیکن آپ کی سلطنت جاچکی سب ملک حمزہ نے چھین لیے ایک مجاور زادہ اسکو یہ قدرت
و طاقت تجکو کیا لوگ کہینگے کہ بادشاہ ہفت اقلیم اسطرح بھاگتا پھرتا ہی اور حمزہ سے کسی طرح سر نہیں ہو سکتا اور
جو کچھ روپی کا ٹھکانا رہ گیا ہی وہ بھی حمزہ چھین لے گا ایسا ایسا جو سب نے سنا ہر ایک نے بختک کے کلام کی تائید کی
بادشاہ نے کہا پھر میں کیا کروں بختک نے کہا ای بادشاہ تو دیکھ میں قویل ہندی کو لکھتا ہوں وہ مثل دیو کے
ہی وہ لندھور سے لڑنے آتا ہی ستائیس سو من کا گرز باندھتا ہی آخر تو وہ لندھور اور امیر سے لڑے گا تو بھی اسکی
شرکت کر تماشا دیکھ کہ کیا ہوتا ہی اور میں نے کتاب نجومی میں دیکھا ہی اور سب نجومی بھی یہی کہتے ہیں کہ قویل ہندی کے
ہاتھ سے سب تہ ہونگے اور کوئی اسکی ضرب نہ روک سکے گا اسمیں کیا عجب ہی کہ لشکر امیر پر قران صعب ہو یہ کہکر بادشاہ کی
طرف سے نامہ بختک نے قویل ہندی کو لکھا کہ بادشاہ نوشیروان کو حمزہ نے بہت عاجز کیا ہی بادشاہ ہر ملک میں بھاگتا
پھرتا ہی حمزہ ابھی پیچھا نہیں چھوڑتا یہ جو نامہ قویل ہندی نے پڑھا اسی وقت وہاں سے کوچ کیا اور یہاں نوشیروان
کو بختک نے ایک مقام پر ٹھہرایا ادھر امیر با توقیر شکارگاہ میں تھے کہ ایک روز صحرا میں ایک شخص آیا اور امیر کو
مجرا کیا ایک کاغذ دے کر چلا گیا امیر نے جو کاغذ کو کھولکر پڑھا تو لکھا تھا خواجہ بزرجمہر کی طرف سے امیر کو
معلوم ہو کہ تمھارے لشکر پر قران صعب ہی ایک مہینا جو ادھر سرزمین اصفہان پر رہو گے تو کوئی نہ بچے گا نوشیروان
قویل ہندی کو ساتھ لے کر لڑنے کو تم سے آئے گا تم اور سردار تمھارے بیماری میں مبتلا ہونگے اب بصلاح خواجہ عمرو
بن امیہ ضمری بسمت شمال دور جا کر استقامت کرو خبردار اصفہان میں نہ رہنا اور بعد تمام ہو جانے اس قدر
ایام نحس کے پھر تمکو اختیار ہی امیر جو شکار سے آئے نام تو بزرجمہر کا نہ لیا کہا ہمارے ایک شفیق نے کچھ کلمات
نصیحت آمیز لکھے ہیں نام اسکا ظاہر نہ کرونگا کیونکہ دیوار و در کان رکھتے ہیں اور وہ کلمے یہ ہیں یہ کہکر وہ نامہ سب
کو سنا دیا امیر کو بزرجمہر کی بات کا بڑا اعتقاد تھا گو کہ نجومیوں لوگ کافر بتاتے تھے اور دروغ گو سمجھتے تھے
عمرو نے کہا یا امیر میں سمجھ گیا ہوں برائے خدا جلد یہاں سے نکل چلو امیر نے کہا کہ میں خوف بلائے ناگہانی اور

جان کے ڈر سے بھاگون مگر لوگ یہی کہینگے کہ امیر قویل کے ڈر سے بھاگ گئے ابھی تو مین نہین جاتا ہون امیر نے
چند روز تامل کیا اب سردار بھی بیمار ہونے لگے اور اس قدر بخار کی فصل پھیلی کہ سارا لشکر امیر حمزہؑ صاحبقران
بجارضۂ بخار بیمار ہو گیا اور تپ شدید نے ایسا زور باندھا کہ بیہوشی طاری ہو گئی آٹھ آٹھ پہر بخار کی شدت
سے آنکھ نہ کھولی عمرو نے ملکہ مہر نگار سے کہا کہ اب سب کا خاتمہ ہوا چاہتا ہے اور امیر یہان سے نہین جاتے
جب کہتا ہون چلیے منع کرتے ہین مہر نگار نے کہا بھیا امیر کو کہنے دو جیسا مناسب ہو اب وہ کرو چلے تمام
لشکر کو اسی وقت روانہ کر دو کہ نحوست اس صحرا کی برطرف ہو غرض کہ عمرو نے لشکر کو تو روانہ کیا اور
امیر کو بیہوش کر کے پالکی مین ڈالا اور ناموسان امیر کو ہمراہ لے کر شمال کی طرف روانہ ہوا ادھر یہان بادشاہ نوشیروان
کے پاس قویل ہندی اور دویل ہندی آئے سارا حال نوشیروان سے لشکر امیر کے لشکر کی طرف راہی ہوئے
جب اصفہان مین پہونچے دیکھا کچھ رعایا جنگلے قلعہ مین گھر بار لیے وہ تو ہین امیر کے لشکر کا پتہ نہین لوگون سے
پوچھا کہ لشکر امیر کا کدھر گیا انھون نے کہا یہ تو ہمین نہین معلوم مگر یہ سنا ہے کہ سمت شمال امیر کے لشکر نے کوچ
کیا بختک نے دریافت کر کے کہا کہ اس طرف کو قلعہ قضا و قدر اور شہر عدن ہے یہ بھی ادھر کو روانہ ہوئے
آگے تو عمرو دعائین کرتا چلا جاتا ہے اور پیچھے یہ سب بھی دو منزلہ کرتے ہین یہ اگر اصفہان کو نہ آتے اور
اسی طرف سے امیر کے پیچھے چلتے تو بڑا غضب ہوتا کس واسطے کہ ایک قباد تو بخار سے بچے ہوئے تھے لیکن درد سر
ہر روز انکو بھی رہتا تھا اب جو اصفہان سے چلے ہین تو کچھ کچھ بیماری دفع ہوتی جاتی ہے اور امیر و مالک
دلشد ہور کو تو چار چار پہر ہوش نہین آتا اور عمرو نے سب سے کہدیا ہے کہ امیر سے کوچ کی خبر نہ کرنا عمرو ان سب کو
لیے ساتھ اپنے چلا جاتا ہے کہ کہین بیٹھنے کا سہارا لے الغرض بائیس روز کے بعد ایک صحرا ملا دیکھا اسمین ایک
قلعہ پتھر کا ہے اور دروازہ اسکا کھلا ہے عمرو قلعہ مین آیا اب جو دیکھا صدہا مکان پختہ در و دیوار پھوٹے ہین عمرو حیران
حیران چارون طرف دیکھتا ہے اور پھرتا چلا جاتا ہے کہ ایک طرف پھنکار کی آواز آئی عمرو نے دیکھا کہ بہت بڑا سانپ
کالا سر اٹھائے پھن کو پھیلائے جھوم رہا ہے عمرو دیکھتے ہی بھاگا اور طرف جو گیا دیکھا ہزارہا کروڑہا چھوٹے بڑے
ہر قسم کے سانپ بچھو بیٹھے ہین عمرو وہان سے بھی جان بچا کر بھاگا اور دل مین کہا اے عمرو معلوم ہوتا ہے کہ اسی سبب
سے یہان کوئی نہین رہتا ان موذیون کے مارے سب کے سب شہر چھوڑ کر چلے گئے عمرو نے باہر قلعہ کے
کئی کوس پر آکر بارگاہ و خیمے برپا کرائے اور امیر کو اسمین اتارا اور سب لشکر کو حکم اترنے کا دیا اور آپ
جنگل کی طرف بار لکڑیون کے جمع کرنے لگا اور قلعہ مین اس مقام پر سرنگ لگائی اور کپیان بارود کی
برابر سے جا بجا مین اور لکڑیان سرنگ مین بھر کے آگ دے دی سرنگ جو اڑی لکڑیون مین آگ لگ گئی
تمام سانپ بچھو جل گئے اور مر کے فی النار ہو گئے قلعہ مین ہر مقام پاک و صاف ہو گیا عمرو کئی روز کے بعد امیر
کو لے کر قلعہ مین آیا اور سب فوج کو بھی بلا لیا اور سردارون کو مقامات رہنے کے بتا دیے اور چہار طرف زمین
لگا کر ساتھ بند و بست موافق اپنی مرضی کے قلعہ کو آراستہ کیا کئی روز کے بعد وہان پر نوشیروان بھی آیا
یہان آ کر سنا کہ امیر اور تمام سردار بخار کی شدت سے بیہوش ہین قویل ہندی نے کہا اب کیا لطف لڑائی کا
ہے کہ امیر تو بیمار ہین بختک نے کہا شکر کرو ہماری خاطر سے طبل جنگ بجواؤ اور سب کا کام تمام کرو دشمن کو
جس طرح ہو سکے مار ڈالے نوشیروان نے بھی یہی کہا جب تو چھوٹے بھائی یعنی دویل ہندی نے کہا
ہمین تو بادشاہ کے حکم سے کام ہے جو کہیگا وہ کرینگے الغرض طبل جنگ بجوایا امیر کو جو ہوش آیا عمرو نے

کہا یا امیر ہم تکو اصفہان سے لے کر چلے آئے خدا نے یہ قلعہ دیا ہی اور دویل ہندی کو نوشیروان لے کر
آیا ہی اور طبل بھی اُسنے آتے ہی بجوا دیا امیر نے سجدہ شکر کیا لیکن یہ کہا ای عمرو تو نے مجکو بدنام کیا کہ امیر
بھاگ گئے عمرو نے کہا کہ آپ کو تو مین بیہوش کر کے لایا امیر نے فرمایا ہمکو فیلبند دروازے پر تکیہ لگا کر بٹھا دو ہم
لڑائی کا تماشہ دیکھینگے کچھ طبیعت بہلے گی عمرو نے کہا بہت خوب آپ دیکھیے گا انشاء اللہ دہ تو مین مار دنگا
سب کو بھگا دونگا امیر نے کہا ای عمرو خبردار تو مین مارنا اب عمرو دعائین مانگتا ہی اور سامان جنگ کر رہا ہی
رات بھر تو تیاری قلعہ مین رہے خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نے لوگون سے کہا کہ جب وہ حملہ کرین خبردار تو مین
ضرور مارنا امیر کو مین جواب دے لونگا اتنے عرصہ مین صبح نمودار ہوئی خواجہ عمرو باہر محل کے آیا اور امیر با توقیر
کو پلنگ پر بٹھا کر لایا اور فیلبند دروازے پر بٹھایا اور لندھور و مالک بہرام و مندویل وغیرہ سب پاس تخت
ہین مگر بیمار ہین سب ہلملا رہے ہین زرہ اور جوشن تو پہن نہین سکتے مگر تلوارین سب لے سامنے رکھی ہین اور امیر کی
آنکھین تپ کی وجہ سے بند ہین اور عمرو دوربین لگائے ہوئے دیکھ رہا ہی کہ سامنے سے نوشیروان گرد
سوار کو لشکر لے کر آیا کہ تق گرد کا بلند ہوا اور یہ معلوم ہوا کہ ابھی آفتاب نہین نکلا بعد اسکے آید قویل سندی
اور دویل ہندی کی ہمراہی سات لاکھ فوج لے کر وہ بھی برابر کارزار آئے نوشیروان کو مجرا کیا بختک نے کہا کیا
ارادہ ہی دونون نے کہا ہمارا جی تو یہ چاہتا ہی کہ امیر سے لڑین اور لندھور سب کو قتل کرین بختک نے
نوشیروان کو اشارہ کیا کہ جلدی انکو میدان کارزار مین بھیج کہ امیر پر قران صاحب ہی سب بیمار ہین غرض
نوشیروان نے کہا ای دویل ہندی ہماری تو یہ خوشی ہی کہ قلعہ پر حملہ کرو غرض اجازت میدان بادشاہ
نوشیروان سے لے کر چلا اور لوگون سے کہا اول تو مجکو یقین ہی کہ تو مین نہ مارینگے اور اگر شاید ایسا کرین کہ سب
سامان آلات حرب و ضرب قلعہ مین موجود ہی اور عمرو حکم دیوے کہ تو مین مارو تو تم لوگ کیون اپنی جان دفع
گولے کی زد پر سے ہٹ کے ٹھہر دو اور دور سے لڑائی دیکھو کہ کیا ہوتا ہی اُن لوگون نے نہ مانا کہ ہم لوگ کس روز
کے واسطے ہین جب وقت پر ہم نہ کام آئے تو کس کام کے غرض سب نے مل کر دھاوا کیا اور یہ دونون بھائی بھی گرز لیکر
چلے جب زد پر پہونچے عمرو نے حکم کیا کہ فیر بارود تو مین مار کر اڑا دو ان کافرون کو بحکم خواجہ عمرو توپون پر تپی پڑی
کئی سو توپ کی آواز ایک مرتبہ ہوئی زمین ہل گئی پانی دریا کا اچھلنے لگا یا تو امیر کو سب کچھ لوازم چونکاتے تھے اور
ہوش نہ آتا تھا یا توپون کے چلنے ہی امیر کی آنکھ کھل گئی امیر نے عمرو کو اپنے سر کی قسم دی کہ تو مین نہ مارنا اب عمرو
ناچار ہوا اور ہاتھ کو روکا جنگی قضا آئی تھی صدہا ایک فیر مین توپون کے نذر ہوگئے اب جو دیکھا برابر دور تک لاشین
پڑی ہین اور باقی بھاگ گئے لیکن دویل ہندی اور قویل سندی گرز لیے ہوے خندق پر کھڑے ہین اور کہہ رہے
ہین ای عمرو ساربان زادے دروازہ کھول دے زیبان امیر نے اشتر طلب کیا کہ جسطرح ہوگا مین مقابلہ کرونگا عمرو امیر
کو سمجھانے لگا اور سب نے قباد سے کہا کہ آپ عا کرین الہی ہم سب آمین کہین کہ خدا اس مشکل کو آسان کرے اور
کافرون سے جان بچائے قباد شہریار نے دعا کی اور سب نے آمین کہی کہ دیکھا سب نے از پردہ بیابان گرد بر خاست

دو کلمے داستان شجاعت بیان آنا علم شاہ کا نقابدار یا قوت پوش بنکے اور مع فیل شعا کے مارنا خندق مین دویل ہندی اور قویل ہندی کو

یکہ تازان عرصہ شجاعت و جرأت نمایان میدان شوکت و ہمت عرصہ کارزار دفتر داستان مین بزبان شمشیر تیز قلم یون
معرکہ آرائی دکھاتے ہین کہ جب اس گرد بیابان لق و دق نگاہ ہوا دیکھا کہ ایک نقابدار گھوڑے اشاۓ ہوے مع دس ہزار سوار اسکے

پہلے آتے ہین نقابدار نارنجی پوش آگے آگے پیچھے اسکے نقابدار یاقوت پوش اور اُسکے پیچھے نقابدار سفید پوش
یہ تینون نقابدار مع سواران جرار ایک طرف کو ٹھہرے اور دس ہزار سوارون نے پرا اپنا جمایا کر نقابدار یاقوت پوش
بڑھکر پکارا باش او نامرد ازلی یہ کیا کرتا ہے بے ادبی کے کلام زبان پر لاتا ہے مین آپہونچا یہ سنکے دویل ہندی بپرا اور
ہاتھی پر سوار ہوکر اور گرز کو گھماکے آگے بڑھا اور کہنے لگا او نقابدار اجل رسیدہ یہ برقع بیحیائی کا منھ پر ڈال کے آیا ہے تو
نہین دیکھتا کہ صاحبقران تو میرے خوف سے قلعہ مین چھپا بیٹھا ہے اور عمرو نے قلعہ کے اوپر سے اس قدر تو مین مارین
اور کچھ نہ ہوسکا بھلا تو کیا میرا مقابلہ کرسکتا ہے نقابدار یاقوت پوش نے للکار کر کہا او گیدی کیا جھک مارتا ہے
بس زبان کو سنبھالے ہوئے نہین تو ابھی گدی سے تیری زبان کھینچ لونگا یہ سنکے تاؤ پیچ کھاکے دویل ہندی نے گرز گران
تارا نقابدار نے سر کو جڑایا مگر ذراسی گرز کی جھڑپ جو لگی گھوڑا نقابدار کا مرگیا گرز زمین پر گر پڑا آتش گرد اٹھا نقابدار
اُس غبار مین چھپ گیا دویل ہندی نے آواز دی کہ زدم و پست کردم یہ دیکھکر عیار نقابدار درمیان گرد کے آیا اور چھینٹا
پانی کا دیا اور عرض کیا کہ حریف لاف زنی کرتا ہے نقابدار یاقوت پوش اُس گرد و غبار سے نکل کر باہر آیا لیکن
پیادہ تھا دویل ہندی نے دیکھا کہ نقابدار میری ضرب سے بچ گیا گرز اُٹھاکر پھر چلا ادھر نقابدار جھپٹ کر اُسکے
ہاتھی کے پیٹ کے نیچے پہونچ گیا اب دونون لشکر بغور دیدۂ دل سے نگران ہین اور امیر باتوقیر کا کلیجہ منھ کو چلا آتا
ہے جب سے نقابدار کو دیکھا ہے محبت دل مین نقابدار کی پیدا ہوئی ہے جسوقت کہ دویل ہندی نے گرز مارا
تھا امیر نقابدار کے واسطے دعا کرنے لگے تھے غرض کہ دویل ہندی تو گرز کو تانے ہے اور نقابدار نیچے ہاتھی
کے آچکا ہی تھا کہ نقابدار نے پیٹ مین ہاتھی کے ہاتھ دے کر نعرۂ اللہ اکبر کرکے بزور و قوت دست غیبی ہاتھی
دویل ہندی کو اُٹھا لیا بختک تو اُچک اُچک کر ناچنے لگا اور نوشیروان کے کاندھے پر ہاتھ رکھکر صلواۃ
پڑھنے لگا نوشیروان نے بختک کو ڈانٹا کہ او بد تمیز تو آپے سے کیون باہر ہوگیا اوپر چڑھا بیٹھتا ہے بختک نے
کہا کہ حضور کو دنیا کا نشیب و فراز دکھاکر ہوشیار کرتا ہون وہان امیر کا بخار چڑھا ہوا اُتر گیا تپ بھی جسم
سے ڈر کر بھاگی کہ ایسا نہو مین بھی گرفتار ہوجاؤن امیر نے سردارون سے فرمایا کیون صاحبو کبھی ایسے زور بھی
دیکھے ہین یہ نقابدار یاقوت پوش آدمی ہے یا جامۂ بشریت مین کوئی زبردست دیو ہے دویل ہندی نے جو
دیکھا کہ اس نقابدار نے مجکو مع ہاتھی اُٹھا لیا پہلے تو ڈر کے مارے جان نکل گئی لیکن وہ بیحیا کہنے لگا کہ ایسا لنگ
مارون کہ تو بھی یاد کرے اور اے نقابدار تیرے ہاتھ سے چھوٹ جاؤن تو اُٹھ نہ سکون نقابدار نے کہا او نامرد
مع ہاتھی تجکو اس خندق مین نہ ڈالا تو کچھ کام نہ کیا یہ کہکے دویل ہندی کو مع فیل ایک ہاتھ سے اُٹھائے ہوئے
خندق کی طرف چلا اور چالیس قدم لیجا کر اُسی خندق مین دویل ہندی کو مع فیل کے ڈالا اوپر ہاتھی ہوا اور نیچے
وہ کافر تھا اُس خندق مین دویل ہندی کا کہین پتہ نہ لگا اب نقاب دار یاقوت پوش میدان جنگ مین
آکر ٹھہرا اور عیار سے اپنے گھوڑا طلب کیا عیار جھپٹ کر گھوڑا ساز و یراق سے درست لایا نقابدار گھوڑے پر سوار
ہوکر قویل ہندی کی طرف چلا قویل ہندی نے بڑھکر تلوار ماری پھر گھوڑا نقابدار کا کام آیا نقابدار گھوڑے
سے کود کر پیدل ہوگیا اور اللہ اکبر کہکے اُسکو مع گھوڑے کے اُٹھا لیا اور اُسی خندق مین اُسکے بھائی کے پاس اُسے
بھی ڈالدیا کہ قویل ہندی کا بھی پتہ نہ لگا یہ دیکھکر فوج ہندیون کی تلوارین کھینچکر نقابدار پر آپڑی ادھر نقابدار
سفید پوش وغیرہ بھی تلوار پکڑکے کفار پر گرے مشغول جنگ ہوئے تلوار چلنے لگی لاش پہ لاش کافرون
کی گرادی ادھر امیر کو صحت ہوئی اور قران صعب بھی اُتر گیا دروازہ قلعہ کا کھلوا کر سب سردار

تلواریں کھینچے ہوئے نکل پڑے اور لڑنے لگے جنگ مغلوبہ ہوئی نوشیروان نے بختک سے کہا کیوں او بدذات یہ
کیا ہوا بختک نے کہا پھر آپ کا کیا ضرر ہوا جسکی جان گئی گئی جو ارادہ آپ کا جب تھا اب کیجیے اور بھاگ چلیے
مدائن کا راستہ لیجیے یہ بھی ایک تماشا تھا جو دیکھ لیا غرض نوشیروان بدحواس و پریشان ہوکر بھاگا ہندی ہزاروں
قتل ہوئے اور نقابدار یاقوت پوش نوشیروان کے تعاقب میں چلا پڑا اور نوشیروان کے آپڑا اسپ چھینے
اور بارگاہ لوٹ لیے نوشیروان ایسا بھاگا کہ پیچھے پھر کے بھی نہ دیکھا امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران نے مقبل
اور عمرو کو بھیجا کہ جاکر نقابدار کو بلا لاؤ عمرو کو آتے دیکھکر نقابدار سفید پوش نے کہا خواجہ عمرو آتے ہیں
خواجہ عمرو نے وہاں پہونچ کر سب کو منع کیا کہا کہ حکم امیر باتوقیر کا ہے اب آگے نہ جاؤ یہ سنکر نقابدار پھرا
خواجہ عمرو نے سلام کیا اور کہا ماشاءاللہ جزاکم اللہ خیراً امیر باتوقیر نے سلام کہا کہ اے نقابدار تو نے بڑی
بہادری کی ہماری جان بچائی اور ہم پر احسان کیا برائے خدا ہم سے ملاقات کیجیے بغیر جانا نقابدار نے کہا
میری طرف سے آداب تسلیمات کہنا اور یہ عرض کرنا کہ غلام نے کیا کیا اور آپ پر کون احسان کر سکتا ہے یہ
باتیں ہو رہی تھیں کہ مقبل وفادار بھی آگیا اور سلام کر کے کہا کہ امیر باتوقیر نے فرمایا ہے کہ ہمارے سر کی
قسم ہمارے پاس آؤ اور جو نہ آؤگے تو میں خود آؤنگا نقابدار نے کہا وہ کیوں تکلیف کریں میں خود حاضر ہوتا ہوں میں خود
چاہتا تھا کہ اس آتش پرست کو پکڑ کے نذر دوں یہ سنکے عمرو وہاں سے چلا آیا اور امیر سے کہا کہ نقابدار آتا ہے امیر
اشتیاق میں بیٹھے تھے کہ نقابدار آیا جب تھوڑی دور رہ گیا نقابدار گھوڑے سے اترکر پیدل ہوا اور سامنے امیر
کے آیا امیر دیکھتے ہی دنگل سے اٹھے اور ہاتھ پکڑ کر دنگل پر بٹھایا اور بہت شفقت سے گلے لگایا اور بعد اُسکے
نقابدار سفید پوش کو گلے سے لگایا اور امیر باتوقیر نے فرمایا کہ ان نقابداروں سے بوئے محبت آتی ہے اور دل
کو میں ملتا ہے قرار و آرام ہوتا ہے نقابدار یہ باتیں سنکر بہت محظوظ ہوئے امیر نے فرمایا اے نقابدارو اگر تم نے اسقدر
احسان کیا ہے اور سرفراز فرمایا ہے تو اپنی اپنی صورتیں بھی دکھاؤ کہ دل اور زیادہ خوش ہو یہ سنکے نقابدار یاقوت پوش
چپ ہو رہا اور نقاب سے آنسو بہنے لگے امیر نے یہ دیکھ کے بند نقاب کھول ڈالا اب جو دیکھیں تو پسر قیصر ہے حیران ہوئے کہ
اللہ اکبر یہ تیرے زور اور یہ تیری قوت پھر دوسرے کے بھی بند نقاب کو کھولا وہ جو سفید پوش تھا لہراسپ ہے اُسنے کہا یا
امیر باتوقیر یہ تیسرا نقابدار آپ کا نبیرہ ہے امیر نے اُسکے بند نقاب کو جو کھولا دیکھا کہ شہزادہ سلطان سعد ہے جب تو امیر نے کہا
کہ یہ کیا ماجرا ہے تم کہاں گئے تھے اور کہاں سے آتے ہو لہراسپ نے کہا یا امیر وہاں جو وہ نقابدار آیا تھا وہ شیوہ تھی عمرو
کی زوجہ اُسکا بیٹا کیارہ ہے اور ملکہ رابعہ اطلس پوش سے یہ لڑکا ہوا کہ جسکا نام علمشاہ رومی ہے اُنکے نانا اور ماں
کو قیصر رومی نے قید کیا اُسی وقت شیوہ نے آکر کہا کہ تم اپنے نانا اور اپنی ماں کو نہیں قید سے چھڑاتے ہو اور باپ
سے لڑتے ہو یہ سنکے قیصر کو جاکے اُسنے قتل کیا سلطان سعد تو مقابلہ میں کھڑا تھا یہ بھی پیچھے چلا اُنھوں نے کہا کہ تم
کیوں آتے ہو اپنے دادا کے پاس رہو میرے ساتھ نہ آؤ پلٹ جاؤ انھوں نے کہا اے عمو جان اب میں آپ کو نہ چھوڑونگا
آپ کے ہمراہ رکاب رہونگا غرض کہ یہ کہتے ہوئے روم کو چلے گئے غلام ساتھ گیا تھا وہاں جاکر ماں کو اور نانا کو قید
سے چھڑایا اور قہرمان رومی اور قارن بن قہرمان اور سب رومیوں کو مسلمان کیا تمام ملک روم کو مسلمان کر کے
یہاں آئے ہیں یہ سنکے امیر باتوقیر بہت خوش ہوئے بعد چند روز کے سب سرداروں نے مل کے علمشاہ کی
دعوت کی لیکن لندھور بن سعدان کی بارگاہ میں سوائے حمزہ صاحبقران و قباد شہریار کے مع خواجہ عمرو
سب موجود ہیں [illegible] ہو رہا ہے دورہ شراب ہے جام زرنگار گردش میں آیا ہوا ہے جب نشہ سبکو ہوا چلے

علشاہ بولے کہ امیر کو چاہیے کہ بانہ صاحبقرانی مجکو دین اور آپ خانۂ کعبہ مین جاکر عبادت پروردگار عالم کرین
مین یستم جون اور ایسے پہلوان کو مین نے مع فیل کے اٹھا لیا کہ لندھور سے بھی زیادہ تھا جب تو لندھور نے
کہا کہ مجکو بھی امیر نے زیر نہین کیا ہی ادھر مند دیل اور جہلیل بولے کہ ہم بخوشی دل اپنے مسلمان ہوے اور جو جو
سردار نہین زیر ہوے تھے اُنھون نے بھی یہی کہا اور عالم نشہ مین بہت کچھ لاف وگذاف کی اور جو جو سردار زیر ہو چکے
تھے وہ اُن سب کو منع کرتے تھے کہ عالم نشہ مین کیا بیہودہ بک رہے ہو کچھ تم کو خوف امیر با توقیر حمزہ صاحبقران کا نہین
ہی غرض کہ صبح کو یہ سب اخبار دربار مین امیر کے سامنے گذرے امیر دل مین لیے رہے سُنکے خاموشی اختیار کی اور خواجہ عمرو
سے بھی ذکر اسکا نہ کیا جب بعد چند روز کے امیر سب طرح سے اچھے ہو گئے اور غسل صحت خندق پر ٹھہرا اور خندق کے گرد
قناتین کھڑی ہوئین اور پہلوان عادی بھی نہانے لگے یکایک آندھی ایسی چلی کہ آب خندق مین طوفان ظاہر ہوا امیر
با توقیر حمزہ صاحبقران اور پہلوان عادی بہ گئے یہ خبر خواجہ عمرو کو ہوئی خواجہ عمرو نے ہر طرف ڈھونڈھا
تلاش کیا دونون کا کہین پتہ نہ لگا ادھر صاحبقران بہتے بہتے ایک کنارے پر پہونچے بڑی دیر تک دم لیا بعد اسکے
پانی سے نکلکر کنارے پر آئے کھڑے ہوے حیران پریشان چہار طرف دیکھ رہے تھے ایک شخص گھوڑے پر سوار چلا جاتا
تھا امیر نے اُسکو آواز دی اے سوار ادھر آ کچھ مجکو تجھ سے پوچھنا ہی اُسنے کچھ جواب نہ دیا جانا کوئی سودائی ہی ننگ
دھڑنگا کھڑا ہی گھوڑا آگے بڑھایا امیر نے پکار کر کہا اے شخص تجکو قسم ہی اپنے دین و مذہب کی ایک بات میری سُن لے
اُسنے کہا او نالائق تو بکتا کیا ہی جب تو امیر کو غصہ آگیا اور کہا او بیحیا نالائق تو اور تیرا باپ بلکہ میری ہفتاد پشت
یہ سُنکے وہ برہم ہوا اور تلوار کھینچ کر جھپٹا آتے ہی امیر کو ایک ہاتھ تلوار کا مارا امیر با توقیر نے بانہ بچا کر ہاتھ قبضہ
شمشیر پر ڈالا اور تلوار اسکی چھین لی اُسوقت امیر غصہ مین تھے وہی تلوار تول کر ایک ہاتھ اُسکو مارا وہ شخص دو ٹکڑے
ہو کر گرا یہ دیکھکر امیر کو اُسکے حال پر افسوس آیا اور اُسکو مار کے پچتائے کہا خدا خیر کرے ناحق یہ قتل ہوا مگر
کچھ رمقے جان باقی تھی کہ اُس سے امیر نے کہا اے شخص مین نے تجھے کس طرح بلایا اور تو نے یہ سخت جواب دیا اور
پاس میرے نہ آیا اگرچہ مین فقط اتنا تجھ سے پوچھتا کہ یہ کون سا شہر ہی اور تو کون ہی لیکن تو نے جہالت کی اور اس جہان
مین آکر ناحق اپنی جان دی یہ سُنکے وہ شخص اپنے حال پر رونے لگا اور کہا کہ یہ شہر عدن ہی اور ایک سوداگر خواجہ
خورشید بازرگان ایک محلہ مین رہتا ہی اُسکا مین غلام ہون اتنی بات کرکے وہ مر گیا امیر نے اُسکے کپڑے اور سب
ہتھیار لے لیے اور آپ اُسکے کپڑے پہنے اور اُسکے ہتھیار لگائے اور اُسی کے گھوڑے پر سوار ہو کے شہر عدن مین آئے
اور کاروانسرا تلاش کرنے لگے خواجہ خورشید کے لوگون نے جو دیکھا کہ گھوڑا اور ہتھیار غلام خواجہ خورشید کا ہی چاہا
اور آکے امیر کو گھیرا اور کہا تو نے غلام کو کیا کیا معلوم ہوتا ہی کہ تو قزاق ہی اُسکو مار کے یہ ہتھیار اور گھوڑا چھین لیا ایک
شخص نے یہ خبر خواجہ خورشید کو جاکر پہونچائی وہ سُنتے ہی آیا امیر حمزہ صاحبقران کو پہچانا کہ اُسنے امیر کے
ہاتھ ملک اصفہان مین کچھ اسباب بیچا تھا خواجہ خورشید نے کہا کہ اے امیر با توقیر حمزہ صاحبقران اُسنے آپ کا
کیا قصور کیا تھا امیر نے کہا تو میرے پاس نہ آتا نہین تو تجکو بھی قتل کرونگا خواجہ خورشید نے کہا آپ میرے گھر مین
تشریف لے چلیے مین آپکو پہچانتا ہون یا امیر آپ داماد شہنشاہ نوشیروان کے حمزۂ صاحبقران زمان ہو
امیر نے کہا تو سچ کہتا ہی خواجہ خورشید نے کہا پھر چلیے آپ تامل کیون کرتے ہین امیر با توقیر خواجہ خورشید کے
گھر مین اُسکے آئے اور پوچھا یہان کا کون بادشاہ ہی خواجہ خورشید نے کہا قارن عدنی یہانکا بادشاہ ہی اور مجھ سے
بہت ملاقات ہی امیر نے کہا ہماری بھی ملاقات اُس سے کرا دو خواجہ خورشید نے کہا آپ کی ملاقات ضرور اُس سے

کرادونگا امیر نے کہا ای خواجہ میرا ارادہ ہی کہ مین دیوانہ بنون اور ایک نقب کھدوا دو جو روپیہ تمھارا صرف ہوگا
اُس سے المضاعف تم کو دونگا یہ بھی ایک قسم کی سوداگری ہی خواجہ خورشید نے کہا کچھ کھدی ہوئی بھی نقب ہی باقی اور
تیار کرا دونگا غرضکہ خواجہ خورشید نے اپنے مکان کے اندر سے صحرا تک نقب تیار کروادی اور امیر با توقیر دو گھڑی رات
رہے اُس نقب مین آکر بیٹھے اور یہ نعرہ کیا بلالوم بلالوم اُس نعرے کی آواز جو سات کوس تک گئی سارا شہر دہل گیا یہ خبر
قارن کو ہوئی وہ بھی آیا اور تمام شہر آیا تین روز تک میلا لگا رہا امیر نے خواجہ خورشید کو اشارہ کیا اور کہا بلالوم جب تو
خواجہ خورشید پاس آیا امیر نے کاغذ پر لکھا کہ قارن شاہ سے کہو کہ ہمارا نام دیوانہ کرکنگ عدنی ہی
لات اعلیٰ اور منات معلیٰ نے بھیجا ہی کہ تو جاکر نوشیروان کے ملک کو جو امیر حمزۂ صاحبقران نے چھین لیے ہین وہ
دلوا دے اور سب کو زیر کرا ای قارن تو بادشاہ نوشیروان کو اپنے شہر مین بلا تو سب بند و بست ہو خواجہ خورشید
نے قارن شاہ سے کہا قارن شاہ نے عرضی شہنشاہ نوشیروان کو بھیجی بختک نے وہ عرضی بادشاہ نوشیروان
عادل زمان کو دکھلائی اور آمادہ کیا ناچار نوشیروان نے کوچ کیا بعد چند روز کے نوشیروان شہر عدن مین پہونچا جب
قارن سے ملاقات ہوئی سارا حال بیان کیا پھر ساتھ اپنے لاکر نوشیروان کو کرکنگ عدنی کو دکھایا اُسنے
بھی آواز بلالوم سُنی بختک حیران ہوا عقل چکر مین آگئی سب فیلسوفی بھول گیا دیوانے نے خواجہ خورشید سے کہا کہ
نوشیروان سے کہو کہ امیر حمزۂ صاحبقران کو بلائے بادشاہ نوشیروان نے کہا اچھا اور اُسی وقت نامہ امیر با توقیر کو
لکھا امیر کشورگیر تو لشکر مین نہ تھے بجاے امیر علمشاہ زنگل پر بیٹھا ہی کہ نامہ آیا قباد شہریار نے کہلا اسی وقت کوچ کرو
غرض یہ بھی شہر عدن مین پہونچے یہ خبر قارن کو ہوئی اور بختک نے دریافت کیا کہ امیر ڈوب گئے اور لشکر مین نہین ہین دل مین
کہا ای بختک کہین یہ تو امیر حمزۂ صاحبقران نہین پھر کہتا ہی کہ وہ کاہے کو اپنا لشکر قتل کرے گا غرض کہ دیوانے کے
حکم سے طبل جنگ بجا دونون لشکر میدان مین آئے اور راہ دیکھ رہے ہین کہ دیوانہ آئے جب پہر دن آگیا اُسوقت
طوفان عدنی رخصت لے کر میدان مین آیا چاہتا ہی کسی کو پکارے دیکھا کہ گرد اُڑی اور دیوانہ پیدا ہوا اور طوفان عدنی
پر آکر ایک چوب ماری کہ طوفان عدنی گرد برد ہو گیا بختک صلواۃ پڑھنے لگا اور قارن عدنی کا عجب حال ہوا کہ
اس دیوانے نے پہلے میری ہی طرف کے سردار کو مار ڈالا قارن نے خواجہ خورشید کو بلا کر کہا کہ جاؤ پوچھو اُس سے یہ تونے
کیا کیا کہ طوفان کو قتل کیا خواجہ خورشید نے آکر امیر سے کہا امیر نے کاغذ پر لکھا کہ ہم تو آتے تھے یہ کیون میدان مین آیا
اگرچہ عرصہ ہوا تھا کیا مضائقہ تھا اسواسطے یہ مارا گیا یہ سنکے سب مارے ڈر کے چپ ہو رہے اور امیر میدان مین آکر للکارے
بلالوم یہ سنکے سلطان سر برہنہ نکلا امیر نے کہا بلالوم سلطان سر برہنہ نے کہا کیا بلالوم لا جلد ضرب بہادری جو کچھ
پاس رکھتا ہو امیر نے دھیلی چوب ماری اُسنے سر کو چرایا وہ چوب گھوڑے پر پڑی گھوڑا مر گیا سلطان سر برہنہ نیچے گرا
امیر حمزۂ صاحبقران بھی گھوڑے سے کودے اور کمر بند مین ہاتھ ڈال کے اٹھا لیا اور باندھ کے لشکر قارن شاہ
مین دے دیا اب چپنی دیوانہ نکلا اُسکو بھی باندھ کے قارن کے لوگون کے حوالے کیا طوفان بن بہمن نکلا اُسکو بھی
باندھ لیا اسی طرح قریب شام تک سات پہلوانون کو باندھ کے لشکر قارن مین بھیجا اور طبل بازگشت بجا دیا
دیوانہ تو اپنے مقام پر چلا گیا نوشیروان بارگاہ مین آیا بختک نے جو یہ حال دیکھا اُسنے کہا ای شہنشاہ جہان
نوشیروان عادل یہ دیوانہ مجکو حمزہ معلوم ہوتا ہی نہین معلوم اس مین کیا مصلحت سمجھا ہی نوشیروان
نے کہا او کیدی تو ہمیشہ عقل کے گھوڑے دوڑایا کرتا ہی بختک نے کہا ای شہنشاہ زمان بھلا آمین سے ایک کو
قتل تو کیجے ابھی حال کھل جائے گا خواجہ خورشید نے کہا مین دیوانہ سے پوچھ تو آؤن خواجہ خورشید

سنے آکر امیر سے کہا حمزہ صاحبقران نے کہا جب سب کو زیر کر لونگا اور لات و منات کا جو حکم ہوگا وہ کیا جائیگا خواجہ خورشید نے آکر قارن سے کہا اور پھر یہ کہا کہ مجکو حکم دیوانے کا ہوا ہی کہ قیدیون کو اپنے پاس رکھو قارن عدلی نے کہا بہتر ہی خواجہ خورشید سب سردارون کو لیکر اپنے مکان پر آیا اور اچھی طرح سے بعیش تمام اُن سب کو رکھا غرض کہ اسی طرح سے نومید اندریان ہوئین سب سردارون کو امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران نے قید کر لیا پھر جو طبل بجا سلطان سعد نکلے علمشاہ نے منع کیا مگر نہ مانا میدان مین آئے اور امیر سے مقابلہ کیا امیر کشورگیر نے چوب ماری گھوڑا سلطان سعد کا کام آیا سلطان سعد نے چاہا گھوڑے کو دیوانے کے پکڑین امیر گھوڑے سے کود پڑے سلطان سعد دوڑ کر لپٹ گیا اور تلوار ہاتھ سے پھینک دی کشتی ہونے لگی دوپہر امیر نے سلطان سعد کو لڑایا پھون کی طرح سے زور دلایا بعد دوپہر کے زیر کر کے لے گئے صبح کو بختک نے کہا بھلا سلطان سعد کو تو قتل کرو میر جھوٹ سچ کھل جائیگا خواجہ خورشید نے کہا ای بختک تو چاہتا ہی کہ بنا ہوا کام بگڑ جائے یہان یہ باتین ہو رہی تھین کہ غل ہوا دیوانہ آتا ہی اتنے مین دیوانہ مع گھوڑے بارگاہ بادشاہ نوشیروان مین چلا آیا سب مارے ڈر کے اُٹھ کھڑے ہوئے سبھون نے تعظیم کی نوشیروان نے کہا ای دیوانۂ قدرت لات اعلی و منات معلی آؤ اور دنگل شہنشاہ نوشیروان نے عنایت کیا امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران ہلدیکے دنگل پر بیٹھے چارون چولین دنگل کی ہل گئین اور کہا بلالوم نوشیروان و قارن عدلی وغیرہ کا مارے ڈر کے پیشاب خطا ہو گیا خواجہ خورشید نے کہا ای دیوانہ بلالوم وزیر اعظم کہتے ہین کہ سلطان سعد کو قتل کر دیجو خواجہ خورشید نے کہا بختک اُٹھا اور ہاتھ باندھ کر کہنے لگا کہ میری کیا مجال جو مین مرشدزادے کے قتل کو کہون پھر امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران نے خواجہ خورشید کی طرف دیکھ کے بلالوم کہا جب خواجہ خورشید حمزہ صاحبقران پاس آیا امیر کشورگیر نے کاغذ پر لکھا کہ ہم کل لات اعلے کے پاس جائینگے اور دریافت کرینگے اگر اُنکا حکم ہوگا تو ہم آکر تمہارے ہاتھ سے اُسکو قتل کرائینگے یہ لکھکر امیر اُٹھے گھوڑے پر سوار ہو کے جب بازار مین پہونچے لشکر مین غل ہوا کہ ایک دیوانہ اور آتا ہی دیکھا کہ ایک دیوانہ دبلا پتلا سا ایک ٹڈے گھوڑے پر سوار سامنے آیا امیر نے للکارا بلالوم عمرو نے جو برابر پہونچ کے نعرہ بلالوم کا مثل آپ بھی پکارا جلالوم امیر باتوقیر نے نیزہ مارا عمرو نے سنان نیزہ سپر پر روکی اور جلالوم کا نعرہ کر کے کہا ایہا الناس میرا نام دیوانہ گویا ہی اور لات اعلی نے مجکو بھیجا ہی اور اس دیوانے کو تغیر کیا ہی اور مجکو بحال کیا ہی اور کہا ہی کہ دیوانہ بلالوم کو باندھ لا امیر حمزہ صاحبقران سمجھ گئے کہ یہ عمرو ہی غرضکہ نیزہ بازی ہونے لگی یہانتک کہ دونون نیزون کی ڈنڈین ٹوٹ گئین امیر باتوقیر کو غصہ آیا اور بلالوم کہکے چوب ماری عمرو نے جست کر کے خالی دی اور تلوار کھینچ کے ماری امیر نے تلوار روکی بڑی دیر تک رد و بدل ہوئی جب عمرو تلوار مارتا ہی امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران بفنون سپہ گری رد کرتے ہین اور جب امیر باتوقیر چوب مارتے ہین عمرو جست کر کے خالی دیجاتا ہی آخر ناچار ہو کر عمرو بھاگا امیر پیچھے دوڑے انکو بارگاہ سلیمانی مین لگا کر لایا امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران مع مرکب بارگاہ مین چلے آئے قباد شہریار تخت پر بیٹھے تھے یہ گھوڑے سے اُتر کر اپنے دنگل پر بیٹھ گئے اور پانون قباد شہریار کی طرف پھیلا دیے لوگون نے چاہا دیوانے کو کمند مار کے پکڑ لین بادشاہ نے منع کیا کہا ہرگز یہ امر نہ کرنا پھر امیر اُٹھا چلے علمشاہ اور لندھور دیوانے کا حال سُنکے آئے اور بارگاہ مین دیوانے کا اور اُنکا سامنا ہوا قباد شہریار نے اپنے سر کی قسم دی کہ یہان اس سے ہرگز نہ بولنا علمشاہ اور لندھور یہ سُنکر چپ ہو رہے اور دیوانہ چلا گیا اور جا کر پھر طبل بجوایا دوسرے دن دونون لشکر میدان مین آئے لندھور بن سعدان نے چاہا کہ مین میدان مین جا کر مقابلہ کرون

قباد نے منع کیا لندھور حیران ہی کہ جب مین کارزار کو نکلتا ہون قباد شہریار منع کرتے ہین علمشاہ چاہتے ہین کہ
نکلین اور دیوانے سے سامنا کرین گرد اُٹھی اور وہی دیوانہ یعنی عمرو آیا امیر کشورگیر نے کہا بلالوم عمرو نے کہا جلالوم
امیر نے چوب اُٹھائی عمرو نے چپکے سے ہاتھ باندھ کے کہا کہ یا امیر کشورگیر مین نے آپ کو پہچانا یہ کس خفگی ہی کیون آپ نے
اپنے سرداروں کا یہ حال کیا عمرو تو یہ کہتا ہی امیر بلالوم کہتے ہین عمرو نے کہا تو یہ سر حاضر ہی کاٹ لو امیر نے چوب
ماری عمرو گر پڑا امیر نے گھوڑے سے کود کے باندھ لیا اور طبل بازگشت بجوا کر لے گئے اور رات کو عمرو کو بلایا خواجہ
خورشید عمرو کو لے کر آئے عمرو آتے ہی قدموں پر امیر حمزہ صاحبقران کے گر پڑا اور کہا کہ آپنے یہ کیا کیا کہ سارے لشکر کا
خاتمہ کر دیا امیر کشورگیر نے کہا ای عمرو کسی سے اس راز کو ظاہر نہ کرنا ای عمرو وہ بات یاد ہی کہ علمشاہ نے کہا تھا کہ امیر باتوقیر
حمزہ صاحبقران خانۂ کعبہ کو جائین اور مین صاحبقران ہون اور لندھور بن سعدان نے بھی کہا تھا کہ ہم بھی
نہین زیر ہوئے ہین تو مین نے یہ آزمایش کی ہی اگر خدا نے مجکو صاحبقران کیا ہی تو حال معلوم ہو جائیگا اور ان
لوگون کا مجھپر احسان نہ رہیگا ای عمرو مین تجکو نوکر کیکے رکھونگا صبح کو خواجہ خورشید سے کہا کہ قارن شاہ عدلی سے
کہو جو یہ دیوانہ گویا ہی جسکی صدا جلالوم کی ہی اسکو ہم نے پسند کیا ہی اور اپنا ملازم بنائینگے خواجہ خورشید نے نوشیروان
سے بارگاہ مین جاکے کہا قارن شاہ عدلی نے تو کہا اُنکو اختیار ہی اگر ہم سے کہے تو ہم اُسکی خدمت کرین یہ نصیب
ہمارے جو وہ ہم سے خدمت لے اور اپنے کاروبار مین رکھے یہ سنکے خوب ناچا اور صلواۃ پڑھنے لگا الغرض امیر
باتوقیر حمزہ صاحبقران نے عمرو کو اپنا شاطر بنایا اور طبل جنگ بجوایا اور یہان قباد شہریار اور ملکہ مہر نگار کا عجب
حال ہی فتنہ سے کہتی ہی کہ امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران تو یون گئے اب اس فرزند کی مجکو آس ہی اب یہ تنہا رہا جاتا
ہی جسوقت دونون لشکر میدان مین آئے دیکھا وہی دیوانہ اور ساتھ اُسکے ایک شاطر برابر رکاب پکڑے چلا آتا ہی اور آتے ہی
دیوانے نے پکارا بلالوم خواجہ خورشید نے کہا ای خداپرستو یہ دیوانہ مبارز طلب کرتا ہی کوئی اس سے مقابلے کو آئے یہ
سنتے ہی لندھور بن سعدان کا ارادہ ہوا کہ مقابلے کو نکلے قباد شہریار نے منع کیا لندھور بن سعدان نے کہا ای قباد
شہریار آپ مجکو شرمندہ کرتے ہین کہ امیر کشورگیر حمزہ صاحبقران کے پوتے اور بیٹے تو لڑنے کو جائین اور لندھور نہ جائے
قباد شہریار نے جب اپنے سر کی قسم دی لندھور رک گیا اور علمشاہ رخصت لیکر میدان مین آئے پہلے ہنگامہ درہم
پھر قدم بہ قدم کب علمشاہ کا پیچھے ہٹا اور تین قدم پر امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران کا مرکب ہٹ کے کھڑا ہوا امیر
باتوقیر کشورگیر نے کہا بلالوم علمشاہ نے کہا کوئی دم نہین حال بلالوم کا کھلا جاتا ہی جیسے کہ بارگاہ مین آکر تو نے
بے ادبی کی کیا کہون جو قباد شہریار قسم نہ دیتے تو وہین کیفیت تجکو معلوم ہوتی پھر امیر بانگ گیر نے کہا بلالوم عمرو جو شاطر
بنا کھڑا تھا اُسنے کہا دیوانہ کہتا ہی کہ اس تقریر سے کیا فائدہ لاضرب بہادری جو کچھ تو اپنے پاس رکھتا ہو علمشاہ نے کہا یہ
ہمارا طریقہ نہین ہی اُسوقت حمزہ صاحبقران نے نیزہ مارا علمشاہ نے نیزے کو نیزے پر روکا پھر خوب نیزہ بازی
ہوئی بعد پھیر پھر کے حمزہ صاحبقران نے علمشاہ کا نیزہ ہوائی کیا علمشاہ غیرت کے مارے کٹ کٹ گیا اور کہا او
دیوانے یہ نیزہ تو نے نہین نکالا یہ میرا بڑا بول پیش آیا کہ جو مین نے دعوی صاحبقرانی کا اپنے باپ کیا تھا اب
اس زندگی سے مر جانا بہتر ہی علمشاہ نے یہ کہکر گرز مارا امیر نے چوب بست بردہ گرز روکا امیر کے پیرون سے پسینا
جاری ہوا اور گھوڑے کی کمر ٹوٹ گئی غرق زمین ہو گیا ایک تتق گرد بلند ہوا امیر اُسمین چھپ گئے لیکن ہاتھ دونون
امیر کشورگیر کے مثل ستونون کے باہر رہے علمشاہ نے آواز دی زود ہو بیست کردم جب گرد و غبار دفع ہوا اور دیکھا امیر
حمزہ کا امیر باتوقیر پیدل تو ہو گئے تھے آڑے ہو کر گرد سے نکلے اور بلالوم بلالوم کہتے علمشاہ کے سامنے آئے علمشاہ

کو سنبھالتا آگیا امیر نے چوب دست ماری علمشاہ نے خالی دی گھوڑا علمشاہ کا کام آیا کود کر زمین پر آ رہے اور حمزہ صاحبقران کو تلوار ماری امیر باتوقیر نے ہاتھ بچا کر قبضہ پر ہاتھ ڈال دیا اور جھٹکا مار کر تلوار چھین کے دور پھینک دی علمشاہ نے غصہ ہو کر گریبان میں ہاتھ ڈال دیا امیر کشورگیر بھی لپٹ گئے کشتی ہونے لگی حمزۂ صاحبقران دل میں اپنے دعا مانگنے لگے اے پروردگار عالم یہ جوان تازہ اور زور آور میں کمزور اور ضعیف مثل مور ناتوان بندۂ عاجز ہوں تو ہی میرا حامی و مددگار ہے اگر مجھکو تو نے صاحبقران اپنے فضل و کرم سے کیا ہے تو اسپر مجھکو فتحیاب بھی کر غرضکہ تین روز تک کشتی ہوا کی تیسرے دن امیر دونوں شانے پکڑے ریلتے ہوئے چلے آٹھ قدم پر جا کر جھٹکا دیا اور لنگر علمشاہ کا اکھاڑ کر زمین پر مارا دونوں گھٹنے علمشاہ کے آشنا بزمین ہوئے علمشاہ نے پھر لنگر کا امیر باتوقیر نے کمربند پکڑا علمشاہ نے چاہا کہ زور کر دن توڑا ٹوٹ جائے لاکھ طرح سے تڑپے اور لنگر بھی مارا مگر امیر کشورگیر نے ہلم دے کے اٹھا لیا اور سر سے بلند کیا اور چرخ دے کر زمین پر مارا مگر امیر نے یہ سب زور بائیں ہاتھ سے کیے تھے اور بائیں ہاتھ سے اٹھایا بھی تھا اسی سبب سے علمشاہ دست چپی ہوئے غرضکہ امیر باتوقیر نے باندھکر عمرو کے حوالے کیا اور طبل بازگشت بجوا کر پھر گئے نوشیروان اور قارن شاہ عدلی خوشی کرتے ہوئے بارگاہ میں آئے امیر نے کہا جہاں سب قید ہیں وہیں انکو بھی رکھوا سبکی روز طبل جنگ نہ بجوایا قباد شہریار کو وہ صدمہ ہوا کہ کھانا چھوڑ دیا ہوا ادھر امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران کو بھی فکر و تامل ہوا کہ اب سامنا لندھور کا ہے خدا اسکی ضرب سے بچائے عمرو سے کہا کہ اے خواجہ کوئی تدبیر بتاؤ عمرو بھی حیران ہوا امیر نے فرمایا اے عمرو تو میرا اشقر دیوزاد مجھکو لا اور خواجہ خورشید بازرگان کے ہاتھ بیچ ڈال خواجہ عمرو نے کہا اے امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران قباد شہریار نہ بیچے گا اگر کہو تو اس سے کہدوں امیر نے کہا خبردار ایسا نہ کرنا سارا کھیل بنا ہوا بگڑ جائے گا عمرو نے کہا بہت خوب پھر رات کو عمرو لشکر میں آیا اور قباد شہریار کے پاس آکر کہا اے شہریار آپ نے غلام کو بھی پہچانا قباد شہریار سمجھے کہ شاید میری قضا یوں ہی آئی ہے کہ یہ فرشتہ ملک الموت ہے خواجہ عمرو نے صورت اپنی دکھائی اور کہا اے قباد شہریار آشنا آپ سے کہنے آیا ہوں کہ آپ خاطر جمع رکھیے گا انشاء اللہ تعالے دو چار روز میں پھر آپ کا عمل ہو جائے گا اور امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران خیریت سے ہیں یہ کہکر خواجہ عمرو تو غائب ہو گئے اور گلیم اوڑھ کر اشقر دیوزاد کے پاس آئے اور زبان جنی میں کہا کہ تیرے آقا نے مجھکو بلایا ہے یہ سنکے اشقر دیوزاد نے سر اپنا ہلایا عمرو اشقر دیوزاد کو کھول کے لے گیا اور اپنی صورت بدل اشقر دیوزاد کو خواجہ خورشید کے ہاتھ بیچا خواجہ خورشید نے نوشیروان اور قارن شاہ عدلی سے کہا کہ میں نے آج ایک گھوڑا حبشی مول لیا ہے قارن شاہ عدلی نے کہا ہم دیکھیں خواجہ خورشید نے اشقر دیوزاد کو طلب کیا قارن تو اس گھوڑے کو دیکھکر عاشق ہو گیا نوشیروان سے کہا اے بادشاہ میں نے کچھ نہیں مانگا یہ گھوڑا خواجہ خورشید سے مجھکو دلوا دے پھر قارن نے خواجہ خورشید سے کہا جو کچھ تو کہے گا وہ میں تجھکو دونگا یہ گھوڑا مجھکو دیدے خواجہ خورشید نے کہا کہ میں دیوانے سے بھی اس گھوڑے کا ذکر کر چکا ہوں اگر وہ نہ لے گا تو آپ اس گھوڑے کو لے لیجیے گا یہ سنکے قارن چپ ہو رہا اب قارن شاہ کی کیا مجال جو کچھ کہہ سکے غرضکہ اشقر دیوزاد کو خواجہ خورشید نے لا کر امیر حمزہ صاحبقران کو دیا امیر نے طبل جنگ بجوایا صبح کو دونوں لشکر میدان آئے دیکھا کہ دیوانہ اشقر دیوزاد پر سوار اور شاطر برابر رکاب پکڑے چلا آتا ہے القصہ میدان میں حمزۂ صاحبقران ٹھہرے اور آواز بالاوم کی دی شاطر نے کہا اے خدا پرستو دیوانہ مبارز طلب کرتا ہے یہ سنتے ہی لندھور بن سعدان نے ہاتھی اپنا دوسرا طلب کیا فیل میمونہ سے اتر کر اس فیل پر سوار ہوا پھر قباد شہریار کو مجرا کیا بعد کہا آج تک آنچ نہ جانے دیا خیریت کا

دیکھیے قباد شہریار کی دلجمعی تو خواجہ عمرو کے کہنے سے ہو چکی تھی کہا جاؤ سپرد خدا کیا لندھور بن سعدان نے
مجرا کیا اور جام لبالب پی کر فیل کو اپنے نکالا اور ہولتا ہوا برابر دیوانے کے آیا دیوانے نے صدا دی بلا لوم
لندھور نے کہا او بے ادب بادشاہ نے مجکو روکا نہیں تو بارگاہ میں آکر تجکو سزائے معقول دیتا دیوانے نے پھر
بلا لوم کی آواز دی شاطر نے کہا دیوانہ تیرا نام پوچھتا ہے لندھور نے کہا منم لندھور بن سعدان جانشین
حمزہ صاحبقران او دیوانے لا ضرب بہادری کی دیوانے نے بڑھکر چوب دست ماری لندھور نے گرز پر روکی
ایک آواز تڑاقے کی بلند ہوئی ایک شعلہ آگ کا ہودے میں گرا لندھور کا عجب حال ہوا کہا کہ یہ دیوانہ بلائے بے درمان
آفت جہان ہے پھر لندھور نے گرز مارا دیوانے نے چوبدست پر روکا مگر دیوانہ تیورا گیا غش طاری ہوا گرد و غبار بے انتہا
اڑ کر بلند ہوا اشقر دیوزاد اوس گرد میں چھپ گیا لندھور بن سعدان پکارا زدم و بستم یہ آواز دیوانے کے
کان میں گئی امیر نے اشقر دیوزاد کو گرد و غبار سے نکالا اور بڑھکر پھر چوب دست لندھور بن سعدان پر ماری لندھور
نے خالی دی وہ چوب فیل کے سر پر پڑی سفر ہاتھی کا پاش پاش ہو گیا وہ فیل مع لندھور زمین پر گرا پھر اشقر لندھور نے جا
کر اشقر دیوزاد کو لی گردن دیوانہ بھی مرکب سے کود پڑا لندھور بن سعدان دست و گریبان ہوا کشتی ہونے لگی تمام دن
اور تمام رات کشتی ہوئی دوسرا دن بھی یونہیں گذرا تیسرے دن امیر با توقیر حمزہ صاحبقران نے لندھور کا زور توڑا
اور سینہ میں ہاتھ دے کے ریل لے چلے نئی قدم پر جا کے لندھور کو پٹکا دونوں گھٹنے لندھور کے زمین پر آ کے ٹکے امیر نے
بند دست میں ہاتھ ڈال کے اٹھا لیا اور کمر تک لائے تھے کہ زور ٹوٹ گیا لندھور زمین پر گرا صاحبقران نے اپنا زور
کر بین لندھور کے باندھا اور زور کیا پہلے زور میں کمر تک اٹھا کے لائے دوسرے زور میں سینہ تک لائے تیسرے زور
میں سر سے بلند کر لیا اور داہنے شانے کی طرف سے زمین پر مارا لندھور چاروں شانے چت گرا حمزہ صاحبقران نے
باندھ کر خواجہ عمرو کے حوالہ کیا اور جہاں سب قید تھے وہیں انکو بھی قید کیا اور طبل بازگشت بجوا کر پھر آگئے خواجہ
خورشید نے کہا کہ دوسرا دن ہے کہ علشاہ نے کھانا نہیں کھایا امیر نے خواجہ عمرو کو بھیجا عمرو نے بہت سا سمجھایا مگر کسی نے
کھانا نہ کھایا عمرو نے آکر امیر سے کہا کہ میرا کہنا کچھ اثر نہیں کرتا کوئی کھانا نہیں کھاتا امیر با توقیر ایک عمامہ گیر دار
باندھکر عبا دوش پر رکھکے وہاں آئے جہاں سب قید تھے لندھور بن سعدان نے علشاہ سے کہا دیکھا تم نے میں نے
امیر با توقیر حمزہ صاحبقران کو پہچانا یا امیر با توقیر ہیں سب خوش ہوئے بعد اسکے خواجہ عمرو بھی آئے اور کہا چلو
امیر با توقیر حمزہ صاحبقران تمکو بلاتے ہیں سب سردار اٹھ کھڑے ہوئے اور سامنے امیر کے آکے دیکھا امیر بیٹھے
ہیں سبھوں نے مجرا کیا اور کہا ہمکو دیوانے نے زیر کیا ہے ہم اپنی جانیں دیدینگے جب تو امیر کشورگیر نے کہا کیا دیوانہ ہے تم بھی
دیوانہ بنا تھا تم نے جو کہا تھا میں اب صاحبقران ہوں میں نے بھی آزمائش کی اگر تم صاحبقران ہوتے تو میں کچھ چلا جاتا
علشاہ رونے لگے اور قدم پر گرے اور کہا کہ جب آپ جانتے تھے مجکو زیر کر دیتے لندھور بن سعدان نے کہا میں نے کیا کہا تھا جو
آپ نے مجکو پھنسایا امیر نے کہا تم نے بھی تو کہا تھا کہ تجکو امیر نے زیر نہیں کیا اگر اب بھی تم زیر نہوتے تو یہ احسان مجھپر تھا
اور خواجہ خورشید سے کہا صبح کو تم نوشیرواں کے پاس جانا اور کہنا کہ ان سب کو بلا کے قتل کرو اور خواجہ عمرو سے کہا کہ تم
قباد شہریار سے جا کر کہدینا کہ تم صبح کو نوشیرواں کی بارگاہ میں سب فوج لے کر آنا غرضکہ خواجہ خورشید نے نوشیرواں
سے آکر کہا دیوانہ کہتا ہے کہ ان سب کو قتل کرو یہاں یہ ذکر تھا کہ امیر بھی سجے ارابے لیکر مع مرکب بارگاہ میں نوشیرواں
کی آئے اور راب گویا ہوئے کہ اے بادشاہ جو لات و منات کو سجدہ کرے اسکو اپنے پاس بٹھا اور یہ جو نہ قبول کرے اسکو
قتل کر تجنگ تو کلمہ پڑھنے لگا اور کہنے لگا ایک سردار یہاں کا اور دوسرا سردار امیر کے ادھر ادھر منتظمین بیچ میں بیٹھا

ہمارا سردار ہو قارن شاہ عدنی نے کہا تو بڑا بدذات ہے امیر حمزہ صاحبقران نے بھی کہا یہ بانی فساد ہے غرض نوشیروان نے بختک سے کہا تو جا کر سب کو بختک نے آکر کہا بادشاہ نوشیروان کہتا ہے اگر لات ومنات کو سجدہ کرو تم سب کی جان بری ہو ورنہ سب کو قتل کرونگا سب سرداران حمزہ صاحبقران نے کہا کہ ہم لات ومنات پر لاکھ لاکھ لعنت کرتے ہین بختک نے آکر بادشاہ نوشیروان سے کہا وہ سب انکار کرتے ہین اور نہین مانتے ہین امیر صاحبقران نے کہا پھر کہو پھر کہو غرض تیسری مرتبہ مین سب راضی ہوے کہ لات ومنات سچے ہین اُن کفار نے بت لاکر رکھے اور کہا کہ سجدہ کرو سب نے اُنگلیون کی محراب بنا کر سجدہ کیا جب بادشاہ نوشیروان نے سب کو اپنے پاس بٹھایا اتنے مین غل ہوا کہ قباد شہریار فوج لے کر آ پہونچا ادھر امیر کشورگیر اور سب سردارون نے نعرے کیے نوشیروان تو ڈر کے مارے اُبلق کے تخت پر سوار ہوا اور بھاگا قارن شاہ عدنی بھی سوار ہوا یہان تلوار چلنے لگی کفار کے تن و سر کٹ کٹ کے گرنے لگے یکایک سامنا امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران سے قارن شاہ عدنی کا ہوا قارن نے تلوار ماری امیر باتوقیر نے سپر پر روک کے جو ایک ہاتھ جنیو کا مارا قارن شاہ عدنی دو ٹکڑے ہو کے زمین پر گرا اب فوج قارن کی لڑنے لگی کہ شمار مین سات لاکھ آدمی تھے ادھر حمزہ صاحبقران و علمشاہ و لندھور بن سعدان و مالک نے ایسی شمشیرزنی کی کہ کفار کے چھکے چھڑوا دیے ادھر قباد شہریار نے ایسی تلوارزنی کر لشکر کفار مین تہلکہ ڈال دیا نوشیروان تو ساسانیون کو لے کر بھاگا عدنیون کو اپنی جان کی ایسی پڑی کہ الامان الامان کا ہر طرف شور بلند ہوا امیر کشورگیر نے سب کو پناہ دی اور سب کلمہ پڑھ کے مسلمان ہوے مسجدون کی بنا ہوئی اور بتخانے منہدم کر دیے شیوالے منہدم کروا ڈالے حمزہ صاحبقران بارگاہ قارن شاہ عدنی مین آئے اور قباد شہریار کو تخت پر بٹھایا اور آپ نگل نادعنبر پر متمکن ہوے علاوہ کرسی ہر ہر پر خواجہ عمرو اور سب سردار اپنے اپنے ڈنگلون پر بیٹھے خواجہ خورشید کا بڑا مرتبہ امیر نے کیا اور سات گنج قارن شاہ کے امیر نے منگوا کر خواجہ عمرو کو دیے اور خواجہ خورشید بازرگان کو جتنا کہا تھا اُس سے المضاعف دیا اور کہا ایک شہر کی حکومت دونگا امیر نے پوچھا قارن شاہ کا کوئی عزیز بھی ہے لوگون نے کہا اُسکا بیٹا موجود ہے فرامرز بن قارن شاہ عدنی نام ہے امیر نے کہا اُسکو لاؤ لوگ جو گئے اُسکی مان نے کہا امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران آگ مین وہ سمجھی تھی کہ شاید امیر مجھکو پسند کرینگے اسواسطے امیر باتوقیر کو بلایا لوگون نے آکر امیر سے کہا امیر باتوقیر نے فرمایا اُسے یہین لے آؤ اور کہنا مین نہ آؤنگا یہ سنکے اُسنے بیٹے کو بھیجا جب فرامرز بن قارن شاہ عدنی امیر کے سامنے آیا صورت اُسکی دیکھتے امیر باتوقیر کا دل بھر آیا خواجہ عمرو سے کہا اے خواجہ عمرو نہین معلوم اُسکے ہاتھ سے مجھکو کیا صدمہ پہونچیگا کہ اسکو دیکھکر میرا دل بھر آیا خواجہ عمرو نے کہا آپ اسکو بھی قتل کیجیے حمزہ صاحبقران نے کہا یہ کیونکر ہو سکتا ہے ابھی بے خطا ہے کوئی قصور اس سے نہین ہوا غرضکہ امیر باتوقیر نے اسکو خلعت دیا اور بہ کراہت اُسکا ملک اُسکو دے دیا اور اسکو بھی مسلمان کیا اتالیق اُسکے واسطے اپنی طرف سے معین کیے کہ اسکو مذہب اسلام کے قواعد تعلیم کرین اب خواجہ عمرو سے صاحبقران نے کہا کہ خبر نوشیروان کی لاؤ تو کوچ کرین خواجہ عمرو نے کہا دو روز کیجیے جانے دیجیے نوشیروان تو مدائن کو گیا ہوگا اب اسکا پیچھا نہ کیجیے حمزہ صاحبقران نے کہا جبتک وہ دین اسلام نہ قبول کریگا اُسوقت تک بغیر مارے نہ چھوڑونگا پھر حمزہ صاحبقران نے خواجہ عمرو سے کہا کہ اے خواجہ عمرو پہلوان عادی کا پتا نہ لگا خواجہ عمرو نے کہا امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران نہین معلوم کیا ہوا پہلوان عادی کدھر گیا یہ کہکے عمرو نے بالا دوی کو نکالا اور امیر کشورگیر دربار مین جلوہ افروز رہے

داستان پہلوان عادی کا پہونچنا اندلس مین اور عادیہ بانو کو زیر کرکے عقد کرنا اور کرب کا حمل رہنا

مشاطہ گان الفاظ و معانی و حجلہ نشینان نکتہ دانی اس داستان عشرت بیان کو یون جلوہ آرا کرتے ہین کہ جب پہلوان عادی ہمراہ امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران کے غسل صحت کا آب شفاف و صاف مین کرنے کو آئے اور کپڑے اتار کے اُس آب روان مین اترے امیر و عادی دونون بسبب امواج بحر طوفانی کے بہ گئے بہتے بہتے ملک ان مین نکلے جسکا بیان ہو چکا ہی اور پہلوان عادی بہتے بہتے غوطے لگاتے آب روان کو طی کر کے کئی روز کے بعد ایک کنارے پر جا لگے اب جو باہر نکلے دیکھا سامنے کچھ آبادی ہی معلوم ہوا کہ یہان کوئی شہر بستا ہی خستگی منزل آب رواں سے اور بھوک کے باعث سے نہایت مضمحل ہو گئے تھے پس آہستہ آہستہ وہان سے بازار مین آئے دیکھا چار طرف برابر دکانین ہر قسم کی آراستہ ہین بھوکے تو کئی روز کے تھے بیتاب ہو کے ایک حلوائی کی دکان پر کھڑے ہو کر مٹھائی وغیرہ بغیر پیسے کھانا شروع کی وہ انکو ننگا دھڑنگا دیکھکے ڈر کے مارے الگ ہٹ گیا اور وہین سے غل مچایا کیا یہ سب کچھ کھا گئے کسی طرف کو آنکھ اُٹھا کے بھی نہ دیکھا یونہین کھڑے کھڑے ساری دکان حلوائی کی کھا گئے آگے بڑھکے دیکھا بنیے کی دکان جسمی جبائی اناج سے ہی وہین دکان پر کھڑے ہو کے اناج پھانکنا شروع کیا وہ بنیا بھی دکان چھوڑ کے بھاگا بازار مین ایک شور و غل ہوا کہ یہ دیونگا منگا کہان سے آیا ہی غرض کر بیچ چوک مین آئے وہان بھی اُسی طرح سے جو چیز پائی کھا گئے لوگ دوڑے اور جا کر کوتوال سے فریاد کی وہان سے کوتوالی چبوترے کے سپاہی آئے اور چاہا کہ پکڑ لیں پہلوان عادی نے ایک تھونی کسی دکان کی اکھاڑ لی وہ دکان گر پڑی جو لوگ اُس دکان کے نیچے بیٹھے تھے دب گئے اور عادی نے تھونی پکڑ کے مارنا شروع کیا بائیس آدمی مار ڈالے ہرکارون نے بادشاہ کو پرچہ اخبار کا گذرانا بادشاہ نے حکم کیا اسے ہمارے پاس لے آؤ چند سپاہی بادشاہ کے آئے اور کہا کہ تمکو ہمارا بادشاہ بلاتا ہی اور کہتا ہی کہ تم یہان آؤ اور رعایا پر ظلم و جور نہ کرو ہم تمکو بہت خوش کرینگے اور اپنی فوج کا سپہ سالار کرینگے غرض لوگ سمجھا بجھا کے پہلوان عادی کو بادشاہ کے پاس لے گئے بادشاہ نے پوچھا تمہارا نام کیا ہی پہلوان عادی نے کہا میرا نام و ودھ شریک حمزہ صاحبقران ہی مین بادشاہ قلعہ تنگ و اجل کا ہون اور اس شہر کا کیا نام ہی اور آپ کا اسم مبارک کیا ہی بادشاہ نے کہا اس شہر کو اندلس کہتے ہین اور نام میرا معروف شاہ ہی اگر ایک شرط میری پوری کرو تو مین مسلمان ہون پہلوان عادی نے کہا وہ شرط کیا ہی معروف شاہ نے کہا کہ ایک نقابدار یہان ہی اگر تم اسکو زیر کرو تو ہم سب مسلمان ہو جائین سنتے ہی پہلوان عادی نے کہا بہتر ہی الغرض بادشاہ نے پہلوان عادی کو پوشاک فاخرہ پہنائی اور ہتھیار اور گھوڑا دیا صبح کو عادیہ بانو بیٹی معروف شاہ کی نقابدار یاقوت پوش بنکے آئی اور پہلوان عادی کا مقابلہ کیا پہلوان عادی نے کہا او نقابدار یاقوت پوش جو کچھ ضرب بہادری رکھتا ہو لا نقابدار یاقوت پوش نے نیزہ مارا پہلوان عادی نے نیزہ روکا چند طعنون کے بعد نقابدار یاقوت پوش کا نیزہ پہلوان عادی نے ہوائی کیا نقابدار یاقوت پوش نے تلوار ماری پہلوان عادی نے سپر اپنا چرایا گھوڑے کی گردن پر تلوار پڑی سر مرکب کا کٹ گیا پہلوان عادی زمین پر گرا چاہا کہ نقابدار یاقوت پوش کے گھوڑے کو پکڑے کہ نقابدار یاقوت پوش کود کے زمین پر آیا اور پہلوان عادی سے دست بہ گریبان ہوا پہلوان عادی بھی ہاتھ گردن مین ڈال کے لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی تھوڑی دیر کے بعد پہلوان عادی نے لنگر نقابدار کا توڑا اور بند کمر مین ہاتھ ڈال کے نقابدار کو اُٹھا لیا لوگون نے کہا بس بس اب رکھدو پہلوان عادی نے نقابدار کو چھوڑ دیا نقابدار یاقوت پوش گھوڑے پر سوار ہو کے چلا گیا پہلوان عادی معروف شاہ کے پاس آیا اور کہا اب مسلمان ہو معروف شاہ کلمہ پڑھکر از سر صدق مسلمان ہوا اور سب کو دین اسلام مین لایا بتخانے کھدوائے اور مسجدون کی بنا ڈالین دربارگاہ مین آ کر بیٹھا پہلوان عادی کو دنگل پر بٹھایا اور حکم کیا کہ پہلوان عادی کیواسطے

بارگاہ زرین استادہ ہو بموجب حکم معروف شاہ اسی وقت بارگاہ برپا ہوئی اور کل سامان مہیا ہوگیا
پہلوان عادی اپنی بارگاہ مین آیا اور ملکہ شاہ محل مین داخل ہوا بیٹی سے جاکر پہلوان عادی کی بڑی تعریف کی اور کہا
یہ بڑا مرد مردانہ جوان رعنا اور رودار و نمودار اور خاندان عالی سے ہے اور امیر با توقیر حمزہ صاحبقران زمان کا
دودھ شریک بھائی ہے عادیہ بانو دل مین رضامند ہوکر چپ ہورہی معروف شاہ سمجھ گیا کہ عادیہ بانو راضی
ہے بقول شخصے الخموشی نیم رضا بادشاہ باہر محل کے آیا اور پہلوان عادی کو بلوایا کہ میری بیٹی ملکہ عادیہ بانو ہے
اسکو تو قبول کر پہلوان عادی دل مین بہت خوش ہوا اور راضی ہوکر کہا کہ آپ کو اختیار ہے غرض کہ اسی روز بادشاہ
نے بڑے دھوم سے مانجھے کا سامان کیا اور پہلوان عادی کو مانجھا بٹھایا یکایک خواجہ عمرو بن امیہ ضمری بھی
پوچھتا دریافت کرتا آیا اور شہر اندلس مین داخل ہوا اور ایک سوداگر کی شکل بنکے بازار کی سیر کرتا ہوا چلا ایک چوبدار
معروف شاہ کا تھا کہ اسکا نام مصری تھا اسکو خواجہ عمرو نے پانچ روپے دیے اور اسکے ساتھ بارگاہ معروف شاہ
مین پہونچا بادشاہ کو سلام کیا بادشاہ نے سوداگر جان کر کرسی بیٹھنے کو دی اور حال پوچھا سوداگر نے کہا اے بادشاہ
ایک غلام میرا ایک صندوقچہ چراکر بھاگ کے تیرے شہر مین آیا ہے معروف شاہ نے کچھ لوگ اپنے خواجہ عمرو کے
ہمراہ کردیے کہ جاکر تلاش کرکے اسکا غلام اسکے حوالے کرو عمرو بصورت سوداگر ملازمان شاہی کے ساتھ آیا بارگاہ
پہلوان عادی مین دیکھا کہ ہاتھ دستام دونون بیٹے معروف شاہ کے درسالے پہلوان عادی کے بیٹھے ہین اور تمام وزرا
بھی معروف شاہ کے حاضر ہین دربار پہلوان عادی کا جمع ہے اور معروف شاہ محل مین شادی کی تیاری کررہا ہے
خواجہ عمرو نے پہلوان عادی کو دیکھکر کہا او غلام اب تو کاہے کو مجھ سے آنکھ ملائے گا تو میرا صندوقچہ چراکر بھاگا
اور یہان آیا اب بادشاہ کی بیٹی کے ساتھ اپنی شادی کرتا ہے یہ تو نے کیا کیا خیر مجھے اس سے کیا تو میرا صندوقچہ جواہر کا
مجکو دیدے اور تو جان اور تجھے اپنے فعل کا اختیار ہے پہلوان عادی نے گھبراکر پہلے تو ادھر اودھر دیکھا پھر کہا او مسخرے
ہے شرط کہ ابھی تجکو نوکر دون سے پٹوا دون یہ سنتے ہی سارا دربار خواجہ عمرو کے مارنے پر آمادہ ہوا قریب تھا کہ لوگ خواجہ
عمرو کو مارین یہ دیکھکر خواجہ عمرو گھبرا گئے دل مین کہا مفت مین اب پٹ گئے فوراً پہلوان عادی کے قریب آئے
پہلوان عادی کو خواجہ عمرو نے اپنی بائین آنکھ کا تل دکھایا پہلوان عادی نے پہچانا کہ خواجہ عمرو ہین اٹھکر بھائی
بھائی کہکر گلے لگے اور ہنسکر کہا او دزد باریک گردن یہ کیا دل لگی تھی کہ تو نے مجکو ذلیل کیا اور وہان لوگون نے جاکر بادشاہ کو
خبر دی کہ وہ جو سوداگر آیا ہے پہلوان عادی کو اپنا غلام بتاتا ہے اور کہتا ہے کہ میرا صندوقچہ جواہر کا لیکر بھاگ آیا ہے معروف شاہ
کو سنکر بڑا رنج ہوا اور کہا خوب ہوا کہ مین نے اب ابھی سن لیا کہ پہلوان عادی غلام سوداگر کا ہے ابھی خیر ہے کہ شادی میری بیٹی
ملکہ عادیہ بانو کی اسکے ساتھ ہونے پائی تھی اب معلوم ہوا کہ غلام ہے لاکھ لا کہ پہلوان عادی نے سب سے کہا کہ یہ عمرو ہے
مجھ سے بموجب ہنسی دل لگی کے یہ کلمہ کہا تھا مگر کسی کو یقین نہ آتا تھا جب خواجہ عمرو نے عادی سے پانچ ہزار روپے لیے
اسوقت عمرو نے اپنی اصلی صورت دکھائی اور سارا ماجرا بیان کیا جب معروف شاہ نے اچھی طرح سے دریافت اور
تحقیقات کرلی تو ملکہ عادیہ بانو کی شادی پہلوان عادی کے ساتھ کی جس دن پہلوان عادی ملکہ عادیہ بانو کو
بیاہ کر لایا اور شب زفاف ہوئی گوہر آبرو صدف بے بہا کو ملا یعنی اسی روز ملکہ عادیہ بانو کو کرب غازی کا حمل رہا
اب عمرو حیران ہے اور تعجب مین ہے کہ پہلوان عادی نے ملکہ عادیہ بانو کو مجھ سے چھپایا خواجہ عمرو کے دل مین ہے کہ
کسی طرح اسکی صحبت مین پہونچا چاہیے ایک روز رات کو محل مین آیا پہلے تو ناچنے والیون کی پشواز مقراض نکال کے
کاٹ لی اور دو ایک کی چوٹیان مقراض سے کاٹ لین ملکہ عادیہ بانو کی جو نگاہ پڑی خوب ہنسی بلکہ تمام صحبت ہنسنے لگی

پہلوان عادی بھی مسکرا دیا اُسوقت عمرو ایک درخت پر سے کودا عورتین ادہی ادہی کرکے بھاگین اور سامنے ملکہ کے آکر
گرین کہا یہ بن مانس کہان سے آیا ہو پہلوان عادی سمجھ گیا کہ یہ عمرو ہو ملکہ عادیہ بانو سے کہا کہ یہ وہی عمرو ہو جو بصورت
سوداگر آیا تھا اور مجکو کہتا تھا کہ غلام ہو اور صندوقچہ جواہر کا میرا چرا لایا ہو ملکہ عادیہ بانو نے خواجہ عمرو کو بلوالیا عمرو آکر
صحبت عیش و نشاط مین بیٹھا اور سمن رخ وزیر زادی ملکہ عادیہ بانو کی تھی اُسپر عمرو عاشق ہوا مگر پہلے ملکہ عادیہ بانو کی
تعریف کے عوض مین مذمت کی ملکہ عادیہ بانو نے خواجہ عمرو کو کچھ دیا اور کہا خواجہ عمرو آج کچھ گاؤ اور مجکو اپنا گانا
سُناؤ خواجہ عمرو نے گانا شروع کیا اور سمن رخ کو ذلیل اُس محفل مین کرتا جاتا ہو اور گاتا جاتا ہو ہر بار کہتا ہو سمن رخ
میری بلائین لیتی ہو اور کہتی ہو کہ مجکو بھی گانا سکھا دے سمن رخ نے شرمندہ ہوکر ملکہ عادیہ بانو سے کہا اے ملکہ میرا
ستیاناس جائے اور تمھارے ہی سر کی قسم جو مین نے کچھ بھی کہا ہو پہلوان عادی نے کہا انکا یہی حال ہو جب کسی پر
یہ عاشق ہوتے ہین پہلے اُسکو ذلیل کرتے ہین اور اُسکی مذمت بیان کرتے ہین انکی یہی حرکتین ہین اب انکو خوش
کرو کہ یہ بھی امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران کے بڑے رفیق قدیم ہین اگر ایسا ہو تو پھر ہم تم ایک جگہ رہین چین کرین
ملکہ عادیہ بانو نے سمن رخ کو بہت سی قسمین دے کر راضی کیا اور خواجہ عمرو کا نکاح سمن رخ کے ساتھ کردیا اُسی شب
کو سمن رخ بھی حاملہ ہوئی اور اندلس تیز رفتار کا حمل رہا خواجہ عمرو نے اور پہلوان عادی نے چندے خوب جشن
کیا اور عیش و عشرت مین بسر کی پھر پہلوان عادی سے کہا اب لشکر مین چلو امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران کا حال
نہین معلوم کہ اُنپر کیا گذری پہلوان عادی نے معروف شاہ سے کہا کہ اب مجکو اجازت خدمت امیر حمزۂ صاحبقران
مین جانے کی دیجیے مجکو حال حمزۂ صاحبقران کا نہین معلوم کہ کہان ہین اور کیسے ہین معروف شاہ نے کہا جو
خوشی تمھاری اپنی زوجہ کو بھی ساتھ لیے جاؤ پہلوان عادی نے کہا وہان پہونچ کر انشاء اللہ بلا لونگا اس عرصہ مین
خواجہ عمرو تو چلے گئے کہ پہلوان عادی تھوڑے عرصہ مین ہمراہ فوج معروف شاہ کے کوچ بہ کوچ آئیگا مین دو روز مین
پہونچونگا غرض کہ خواجہ عمرو ملک عدن مین جسوقت پہونچے معلوم ہوا کہ شہنشاہ نوشیروان کوہ ششدر کیطرف
ہی وہان دو بھائی ہین کہ نام اُنکا جمشید ششدری اور خورشید ششدری ہو امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران بھی
نوشیروان کے تعاقب مین اُسی کوہ ششدر پر کوچ کرگئے ہین خواجہ عمرو سُنتے ہی اُسیوقت کوہ ششدر
کی طرف روانہ ہوگئے راہ مین امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران سے ملاقات ہوئی کہ وہان سے پانچ منزل کوہ ششدر
سے فاصلہ تھا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نے سارا حال پہلوان عادی کا بیان کیا حمزۂ صاحبقران سُنکے
بہت خوش ہوے وہان جمشید ششدری نے نوشیروان سے کہا اے بادشاہ کیا آپ کا حال ہو کہ ایک حمزہ سے
آپ بھاگتے پھرتے ہین اپنے سارے ملک چھڑوا دیے یہ کیا غضب کیا اب آپ یہان رہیے کیا مجال جو حمزہ یہان آکر
دست درازی کرے دیکھیے تو مین اُسکا کیا حال کرتا ہون بختک نے کہا اے جمشید اسکی بڑی کہانی ہو مین تجھ سے کسی وقت
کہونگا جب امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران کوہ ششدر کے قریب پہونچے خبر نوشیروان کو ہوئی کہ امیر مع لشکر یہان
سے پانچ منزل پر ہین اُسوقت نوشیروان شراب پی رہا تھا ہاتھ پانون مین رعشہ پڑگیا اس طرح ہاتھ کانپے کہ جام
شراب ہاتھ سے گرگیا جمشید نے کہا اے بادشاہ تو بڑا حمزہ سے خائف ہو رہا ہو کہ نام حمزہ سنتے ہی جسم مین تھرتھری پڑی
بختک نے کہا کہ ہم ایسے بدبخت و کم نصیب ہین کہ جس شہر مین جاتے ہین وہ تباہ و برباد اور تاراج ہوجاتا ہو تم بھی
یا تو قتل ہوگے یا مسلمان ہوجاؤگے فقط حمزہ کے آنے کی دیر ہو جمشید و خورشید ہنسنے لگے اُدھر امیر چلے آتے تھے
اور لوگ پہلوان عادی کے ہمراہ بارگاہ سلیمانی کے تھے کہ راہ مین ایک تالاب ملا اُسپر بارگاہ سلیمانی برپا کردی کہ وہ

مقام نہایت پر فضا اور دلچسپ تھا امیر نے اُس مقام کو بہت پسند کیا تھا بلکہ کہا تھا کہ ہم یہین رہینگے اس سبب سے کہ وہ بھی اُدھر سے کئی کوس پر چڑھ آئے گا اور ہم بھی بڑھکر میدا نداری کرینگے لیکن بارگاہ یہین رہیگی اب امیر تو عیش وعشرت مین مشغول ہین کہ ایک خط کعبہ سے آیا کہ ازہر زنگی نے بارہ سو ہاتھیون سے قلعہ کو گھیرا ہو کہتا ہی کہ کعبہ کو ہاتھیون سے گروا دونگا ای امیر جس طرح سے ہو جلد آؤ اور ہماری کمک کرو امیر حمزۂ صاحبقران نے قباد وشہریار سے کہا آپ تو یہین رہین اگر وہ مقابلے کو آئے تو علشاہ ولندھور ومالک سمجھ لینگے اب آپ آگے جانے کا قصد نہ کیجیے گا جب تک کہ مین نہ آؤن کوئی امر نوایجاد لشکر مین ہماری طرف سے نہو مین فقط خواجہ عمرو کو ساتھ اپنے لیے جاتا ہون قباد وشہریار نے کہا کہ مناسب تو یہ ہی کہ قدرے فوج اپنے ساتھ لے لیجیے صاحبقران نے انکار کیا قباد وشہریار بہت مصر ہوے شہریار کے کہنے سے کچھ لوگ مقبل کے اور کچھ لوگ بہرام کے ہمراہ لیکر کعبہ کی طرف روانہ ہوے ہرکارون نے خبر نوشیروان کو پہونچائی کہ امیر با توقیر اور خواجہ عمرو بن امیہ ضمری مع چند بہادرون کے کعبہ کو گئے نامہ آیا تھا کہ ازہر زنگی کعبہ پر چڑھ آیا ہی بختک بہت خوش ہوا اور کہا کہ یہی وقت ہی ان سب کا خاتمہ کرو جمشید شش در نے کہا جبتک حمزۂ صاحبقران نہ آئینگے مین جنگ نہ کرونگا مگر تو حمزہ سے لڑنے کی خوشی ہی بختک نے کہا ای جمشید شکر کرو کہ عمرو و امیر دونون لشکر اسلام مین نہین ہین اگر تم لڑوگے تو بیشک ظفریاب ہوگے جمشید وخورشید نے بختک کے کہنے پر عمل نہ کیا اور ٹال دیا ایک روز نوشیروان کے درد تھا اور خلاف معمول محل مین گیا اور ملکہ مہرنگار جب امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران کے پاس آئی تھی اور امید ملکہ مہرنگار بالکل قطع ہوگئی تھی نوشیروان نے ملکہ زرانگیز خاتون سے کہا تھا کہ اگر اب تیرے یہان کوئی بیٹی شاید پیدا ہو تو خبردار اُسکو مار ڈالنا زندہ نہ رکھنا جب ملکہ زرانگیز خاتون کو حمل رہا اور ملکہ مہر گہر تاجدار پیدا ہوئی تو ملکہ زرانگیز خاتون نے فیروزہ تاجدار کو پوشیدہ کر ڈالا اور نوشیروان سے کہدیا کہ بیٹی پیدا ہوئی تھی اُسکو تیرے حکم کے بموجب قتل کر ڈالا وہ مرگئی جھگڑا چکا قصہ پاک ہوا مین نے تیری خوشی کی تو ناخوش نہ ہونا

دوگلے داستان عاشق ہونا نوشیروان کا اپنی بیٹی ملکہ مہر گہر تاجدار پر اور کچھ حال علمشاہ کا

مخبران اخبار عشق انگیز اس داستان محبت آمیز کو یون تحریر کرتے ہین کہ جب بادشاہ نوشیروان بسبب درد کے بہت بیچین ہوا غیر معمول وقت محل مین آیا وہی ملکہ مہر گہر تاجدار کہ جسکو ملکہ زرانگیز خاتون نے چھپایا تھا محل مین سامنے ٹہل رہی تھی نوشیروان کو جو آتے دیکھا بھاگی پازیب پاؤن سے نکل کر رہ گئی نوشیروان نے جو پازیب کو دیکھا ملکہ زرانگیز خاتون سے پوچھا کہ یہ پازیب کسکی ہی ملکہ نے کہا میرے پاس اکثر شہزادیان وزیرزادیان آیا کرتی ہین کسی کے پاؤن سے نکل کر رہ گئی ہوگی نوشیروان نے پازیب اُٹھائی اور ہاتھ مین لے کر باہر آیا اور بختک کو پازیب دکھا کر حال بیان کیا اور کہا کسیطرح ممکن ہو تو اُسکو دیکھون جسکی یہ پازیب ہی بختک نے کہا حضور کچھ مشکل نہین ہی پھر ایک روز غیر معمول محل مین جائیے اور اُس پری کی تاک رکھیے بلکہ تاک انگور مین چھپ کر کھڑے ہو رہیے اور اسطرح دیکھ لیجیے نوشیروان ایک روز بائل دے کے غیر معمول پھر محل مین آیا اور تاک انگور مین چھپ کر بیٹھ رہا اُس ماہ لقا کی تاک جھانک مین تھا کہ اپنے معمول سے ملکہ مہر گہر تاجدار اپنی مان ملکہ زرانگیز خاتون کے پاس آئی تھی نوشیروان نے یکایک دیکھا کہ بارہ دری کا پردہ اُٹھا اور مشعلین اور فانوسین جلتی ہوئی ساتھ روشنی زمین سے فلک تک گویا محل مین آگ لگی تھی اور بہت سی خواصین دُر در گوش مرصع پوش اُس ماہرو کے گرد بیچ مین آپ مثل آفتاب درخشان کے چلی آتی ہی جب تو فقط پازیب دیکھکر عاشق ہوگیا تھا اب جو قریب سے اس ابرو کمان رشک ماہ تابان کو دیکھا تیر عشق کلیجے کے پار ہوگیا اور بے اختیار ہوکر دوڑا

ملکہ مہرگہر تاجدار نے چاہا کہ بھاگ جاؤن نوشیروان تو برابر ہو بچ گیا تھا ہاے جان جہان کہکر ہاتھ اسکا پکڑ لیا
یہ تو شرم کے مارے واسطے مجرے کے جھکی اور عرض کیا کہ ای پدر نامدار مین تیری دختر ہون ملکہ زرانگیز خاتون
نے جو یہ حال دیکھا کہا ہان ہان ای بادشاہ کیا غضب کرتا ہی یہ تیری دختر ماہ پیکر ملکہ مہرگہر تاجدار ہی مین نے
بسبب اسکی محبت کے تجھ پوشیدہ کرکے اس دختر ماہ لقا کو تجھ سے پوشیدہ پالا ہی اور تیرے خوف سے تجھ سے
اسوقت تک نہین ظاہر کیا ہی نوشیروان نے ملکہ زرانگیز خاتون کو جھڑک کر کہا کیا بکتی ہی تجکو تو سوت کی
جھل ہوگی اور میری اسیر جان جاتی ہی یہ کہکے نوشیروان نے ملکہ مہرگہر تاجدار سے لپٹنے کا ارادہ کیا ملکہ
مہرگہر تاجدار نے چیخ مار کر کہا ای امان جان بچائیے حب تو ملکہ زرانگیز خاتون نے خنجر نکالا اور پکاری کہ
تجکو اور اپنے تئین ابھی ہلاک کرونگی اور خواصون کو حکم کیا کہ تم کیا کھڑی ہوئی دیکھتی ہو اس بوبک کو مار ڈالو اسکو
تو بھس لگا ہی خواصین مارنے کو دوڑین یہ جو معرکہ نوشیروان نے دیکھا بد حواس ہو گیا مادہ زن تو ہمیشہ سے ہی ڈرکے مارے
ملکہ مہرگہر تاجدار کا ہاتھ چھوڑ دیا اور بھاگ کر باہر محل کے نکل آیا بختک پہچان گیا کہ یہ اس نازنین پر محل عاشق
ہوا ہی بختک نے پوچھا ای بادشاہ کیا ہوا نوشیروان نے کہا ای بختک کچھ نہ پوچھ اب مین زندہ نہ بچونگا مین محل مین ایک
عورت نازنین مہ جبین پر عاشق و فریفتہ ہوا ہون ملکہ زرانگیز خاتون کہتی ہی کہ یہ تیری بیٹی ہی اسکی کوئی تدبیر کر اسنے
کہا جو مین کہون وہ کیجیے آپ کو کوئی کیا کہہ سکتا ہی کس کی کیا مجال اور کیا طاقت آپ خاطر جمع رکھیے اس بات پر مین
سب کی مہرین کروائے دیتا ہون نوشیروان اسکے خوش ہوا جب صبح کو نوشیروان دربار مین آیا اور بختک بھی آکے
اپنے مقام پر بیٹھا اہل دربار سے کہا کیون صاحبو جو کوئی بیج بوئے اور وہ درخت بار لائے پہلے صاحب باغ نہ کھائے یا اور کسی
کو دے سب لوگ بالاتفاق بول اٹھے کہ پہلے صاحب باغ نہ کھائے بعد اسکے اورون کو تقسیم کرے بختک نے کہا تو تم لوگ اس
محضر پر مہر ثبت کرو سب نے بے تامل مہرین کردین بزرجمہر سے بھی حکم کیا کہ تم بھی اس کاغذ پر مہر کرو بزرجمہر نے کہا کہ مین ایک
عبارت لکھ کے مہر کرونگا بختک نے کہا وہ عبارت کیا ہی خواجہ بزرجمہر نے کہا اول یہ کہ وہ خونین نہو اگر خون دے حرام ہی بختک نے
کہا یہ تم سے کس نے پوچھا تھا جو یہ تقریر لگائی ایک تم اکیلے اگر مہر نہ کروگے تو نہ کرو تمھارے نہ مہر کرنے سے کوئی حرج نہین
واقع ہوگا نوشیروان نے کہا استاد کی مہر ہوئی بختک نے کہا قاضی جی نے تو مہر کردی انکی مہر کی کیا احتیاج ہی
غرض اسنے تیاری نکاح کی کرنا شروع کی اور جوڑا شہانا پہنا اب ملکہ زرانگیز خاتون کا عجب حال ہی بیٹی سے یہ سب
حال بیان کرکے کہا کہ پہلے تجھے مارونگی بعد کو مین مرجاؤنگی پھر ملکہ زرانگیز خاتون نے خواجہ بزرجمہر کو بلایا اور کہا کہ تم
بادشاہ کو سمجھاؤ خواجہ بزرجمہر نے کہا کہ بادشاہ سوائے بختک کے کہا کسی کا نہین مانتا لیکن ایک تدبیر ہی امیر با توقیر
حمزۂ صاحبقران تو لشکر مین نہین ہین مگر تمھارا نواسا قباد بادشاہ لشکر مین ہی اس سے کہلا بھیجو ملکہ زرانگیز خاتون
نے ایک نامہ قباد شہریار کو لکھا اور سارا احوال تحریر کر دیا اور ایک شخص کے ہاتھ خدمت قباد شہریار مین
بھیجا یہان قباد شہریار بارگاہ سلیمانی مین بیٹھے ہین اور علمشاہ و لندھور بن سعدان و مالک اور
سعد یہ سب بھی موجود ہین کہ نامہ ملکہ زرانگیز خاتون کا آیا قباد شہریار نے پڑھا لکھا تھا ای قباد شہریار
ای فرزند جگر بند ملکہ مہرنگار و حمزۂ نامدار اپنی خالہ ملکہ مہرگہر تاجدار کی آبرو اپنے نانا نوشیروان سے بچاؤ کہ
وہ کسی طرح نہین مانتا اور ملکہ مہرگہر تاجدار کے ساتھ عقد کرتا ہی قباد شہریار پڑھتے ہی اس نامہ کے سناٹے مین
آیا علمشاہ نے جو یہ حال قباد شہریار کا دیکھا ہاتھ بڑھا کے وہ نامہ پکڑ لیا اور کہا مین دیکھون اس نامہ مین کیا لکھا ہی
حضور آپ کو کیا ایسی تشویش ہی قباد شہریار نے ہاتھ سے وہ کاغذ چھوڑ دیا اور علمشاہ نے اس کاغذ کو لیکر پڑھا اور کھڑے

ہو گئے کہا اگر حکم ہو تو اُسکو جا کر سزا دون قباد شہریار علمشاہ سے بہت خوش ہوے علمشاہ باہر نکلے اور گھوڑے
پر سوار ہو کر لوگون کو منع کیا کہ کوئی میرے ہمراہ نہ آئے غرض سیارہ تک کو ہمراہ نہ لیا یکہ و تنہا لشکر نوشیروان
مین آئے بعد اُنکے سعد بھی چلے علمشاہ جو دروازہ بارگاہ نوشیروان پر پہونچے گھوڑے کو کوڑا جو کیا الف ہو گیا
علمشاہ نے اڑ جو کی تو اندر بارگاہ کے گھوڑا داخل ہوا چوبدار دوڑے اُنھون نے کسی کی بھی نہ سُنی اور بارگاہ کے
اندر پہونچ کے گھوڑے سے اُترے دیکھا نوشیروان زرد کپڑے ماتم کے پہنے بیٹھا ہی علمشاہ رومی تخت پر برابر
نوشیروان کے بیٹھ گئے اور داڑھی پکڑ کے سر بارگاہ اُٹھا بیٹھی کرائی جمشید و خورشید ششدر و حیران ہو کے
رہ گئے لوگون نے تلوارین کھینچین اور چاہا کہ علمشاہ کو مارین علمشاہ نے کہا ان سب کو منع کر ورنہ تجھکو مار ہی
ڈالونگا نوشیروان و بختک نے سب کو منع کیا ادھر سعد بھی مع گھوڑے بارگاہ نوشیروان مین آ پہونچے
علمشاہ سے سعد نے کہا عمو جان مین بھی آ پہونچا جو کچھ حکم کیجیے بجا لاؤن پھر علمشاہ نے کہا کہ خبردار سعد سے بھی
کوئی نہ بولے بختک نے کہا حضور کیا مجال کسی کی جو کوئی بولے غرض تین مرتبہ نوشیروان کو اُٹھایا بٹھایا اور کہا
او آتش پرست اس داڑھی پر یہ حرکت او نالائق خبردار اس ارادے سے باز آ نہین تو ابھی تجھکو قتل کرون گا خواجہ بزرجمہر
نے کہا ای رستم زمان بس بس ای بہادر دوران ای علمشاہ رومی اب بادشاہ اپنی سزا کو پہونچا علمشاہ نے کہا کیا کہون
آپ نے بھی اس گیدی کو دسمجھایا کہ ای نامعقول یہ تو کیا حرکت بیجا کرتا ہی خواجہ بزرجمہر نے کہا میرے کہنے کو عمل مین
نہ لایا غرض بزرجمہر کے کہنے سے علمشاہ نے نوشیروان کو چھوڑ دیا اور ایوان مین آئے سعد نے کہا اب آپ سوار
ہون تشریف لے چلیے دونون بہادر سوار ہو کے چلے لیکن آپسمین یہ سب لوگ کھسر پسر کر رہے تھے علمشاہ نے جو دیکھا
پکارے ابھی مین موجود ہون تم لوگ یہ نہ کہنا کہ چلے گئے جسکا جی چاہے مجھسے سمجھ لے نوشیروان نے منع کیا سب چپ رہے
بختک نے کہا آپ تشریف لیجائین علمشاہ جب باہر نکل کے آئے بختک نے ایک ایک سے کہا واہ رے نامردو تمسے
کچھ نہ ہو سکا سب کھڑے دیکھا کیے ارے اب بھی نہ جانے دو علمشاہ اور سعد جب قریب بازار کے پہونچے نائی نے
آئینہ دکھایا اور کہا ای شہریار حمام تیار ہی علمشاہ نے سعد سے کہا آؤ حمام کر لو تو پھر چلین لوگ جو جمشید و خورشید کے
پیچھے پیچھے چلے آتے تھے ایک نے ایک سے کہا چلو آگے بڑھکے ٹوکین غرض سب آگے بڑھ آئے اور ایک ایک نے
کہا او پسر مجادر تو نے بادشاہ نوشیروان کو سر دربار ذلیل کیا ہی شرط یہ تجھکو سزا دین علمشاہ نے کہا او گیدی بیہودہ
تمھارا بادشاہ جمشید آئے تو مین اُس سے گفتگو کرون وہان بھی تو کھڑا رہا اُس سے کچھ نہ ہو سکا یہ سُنتے ہی اُن
لوگون نے چاہا کہ علمشاہ کا پاؤن پکڑ کے گھوڑے سے کھینچ لین کہ علمشاہ نے دو ایک کو قبضہ تلوار کا مارا سر اُنکے
پھٹ گئے اب تو سب تلوارین پکڑ کے لڑنے لگے پھر تو علمشاہ نے تلوار کھینچی جانبین مین لڑائی ہونے لگی علمشاہ
اور سعد نے ایسی شمشیرزنی کی کہ کشتون کے پشتے لگا دیے اب جو دیکھا تو ہزارہا نامرد چلے آتے ہین یہ خبر
نوشیروان کو ہوئی خواجہ بزرجمہر نے کہا ای بادشاہ اسمین تیری بدنامی ہوگی کہ بارگاہ مین تو کچھ نہ ہو سکا
باہر جب نکلے تو بلوہ کر کے گھیرا اور قتل کروا ڈالا نوشیروان نے حکم دیا کہ جا کے منع کر دو اُسی وقت لوگ دوڑے
آئے اور سب کو لڑنے سے منع کیا بموجب حکم نوشیروان لوگ لڑنے سے باز آئے علمشاہ اور سعد اپنی بارگاہ
مین آئے اور قباد شہریار سے ساری کیفیت نوشیروان کی بیان کی کہ سر بارگاہ دربار عام مین بادشاہ
نوشیروان کے کان پکڑ کے تین مرتبہ اُٹھایا اور بٹھایا اور منع کر دیا کہ خیر اب اس حرکت بیجا سے باز آ سعد نے
بھی بڑی بہادری کی سعد نے کہا عمو جان مین نے کیا کیا آپ نے تو اُس آتش پرست کو خوب ذلیل کیا

جسوقت علمشاہ دربار قباد شہریار مین پہونچے تھے تو اُسوقت قباد شہریار ایک نامہ پڑہ رہے تھے قباد نے یہ ذکر سُنکے وہ پرچہ کاغذ ہاتھ سے رکھدیا اور کہا اے علمشاہ بس ہوچکا سوائے اس ذکر کے اور کوئی بات نہین ہو اگر ایسی ہی غیرت ہو دیکھو تو یہ نامہ ابھی آیا ہو کپیتان فرنگی نے نانا کو تمھارے قتل کیا اور تمھارے ماموں اور تمھاری ماں کو گرفتار کیا ہو اور تمھاری ماں پر عاشق بھی ہوا ہو اگر ایسی غیرت رکھتے ہو تو اُنکو چھڑا لاؤ یہ جو قباد شہریار نے کہا علمشاہ غصہ کے مارے تھر تھر کانپنے لگے آنکھون مین پردے غیظ و غضب کے پڑ گئے ایک طمانچہ قباد کے مارا کہ قباد غش کھا کے تخت سے گرے اور بیہوش ہوگئے سب سردار تلوارین کھینچ کے اُٹھے و لندھور بن سعدان سامنے علمشاہ کے آیا اور کہا او رومی یہ کیا تو نے بادشاہ سے بے ادبی کی امیر با توقیر حمزہ صاحبقران سے ناچار ہون ورنہ تجکو اسکی سزا دیتا علمشاہ نے لندھور کو بھی تلوار ماری لندھور نے خالی دی مگر غفلت مین ذرا سا پہیلا تلوار کا لگا ہلکا چرکا کھایا لندھور نے کہا اے علمشاہ تو کیا چاہتا ہو علمشاہ نے کہا غیرت کا خواہان ہون لندھور نے کہا تو بہتر یہ ہو کہ اب تو یہان سے نکل جا ورنہ فساد عظیم ہوگا اور تیری آبرو مین فرق آئے گا تو خفت اُٹھائے گا

دو کلمے داستان جانا علمشاہ کا طرف روم کے قباد شہریار سے بگڑ کے اور مارنا کپیتان فرنگی کو

برہم کنندگان صحبت عیش و نشاط اس داستان کو اسطرح لکھتے ہین کہ جب علمشاہ رومی فساد برپا کرکے غصہ مین باہر بارگاہ کے نکلے سوار ہوکر گھوڑے پر مع فوج کے روم کی طرف چلے اور سعد بھی پیچھے پیچھے ہمراہ علمشاہ کے ہوے دیکھا علمشاہ نے کہ سلطان سعد بھی چلا آتا ہو علمشاہ نے کہا اے فرزند تم کیون آتے ہو مین تو اپنی زندگی سے بیزار ہون اور حقیقت مین مجھ سے حرکت بیجا ہوئی جب میری ماں کی عاشقی کا نام سر بارگاہ لیا اُسوقت غصے سے مجکو کچھ نہ سوجھا اب مین یہ شکل امیر کو کیا دکھاؤنگا سلطان سعد نے کہا اے عمو جان مجکو آپ بود او نکو در جانتے ہین مین آپ کا ساتھ نہ چھوڑونگا اور اگر زیادہ مصر ہوجیے گا تو مین اپنے تئین ہلاک کرونگا اتنے مین لہراسپ بھی آ کر موجود ہوا علمشاہ رومی نے کہا او لہراسپ تو کیون آیا لہراسپ نے کہا یہ نشانی عمرو بن حمزہ یونانی کی ہو جہان سلطان سعد وہان مین پھر دیکھا کہ زنگاوہ بھی چلا آتا ہو کہا اے زنگاوہ تو کیون آیا اُسنے کہا مین بھی تو غلام اُس شہریار کا ہون غرض کہ مع سیارہ کے پانچون آدمی روم کو چلے اور یہان قباد کو ہوش آیا مارے شرم کے کسی سے آنکھ نہ چار کی محل مین ملکہ مہر نگار کے پاس آئے اور سب سردار لندھور بن سعدان کو بُرا کہنے لگے کہ تم نے اسکو جانے دیا لازم تھا کہ اُسکو قتل کرتے یا قید کرتے لندھور نے کہا وہ بھی تو بیٹا امیر با توقیر حمزہ صاحبقران کا تھا ہم کو اُسوقت پاس حمزہ صاحبقران کا آگیا قباد بادشاہ نے کہا تو علمشاہ کیا فرزندی حمزہ صاحبقران سے نکل جائے گا یہان تو آپس مین یہ ہیچ کے تذکرے ہین اور وہان ملکہ مہر نگار نے قباد شہریار کو دیکھکر کہا علمشاہ نے تم سے کیا بے ادبی کی قباد شہریار نے کہا اس ذکر کو جانے دیجیے دور کیجیے قصور مجھی سے ہوا تھا ملکہ مہر نگار نے کہا ایک تو تو نبیرۂ نوشیروان ہو دوسرے فرزند حمزہ صاحبقران ہو اور وہ رومی بچہ ہو اگر کوئی مرد کمینہ دکم ظرف عورت کو گھر مین ڈال لے اور اُس سے اولاد ہو تو وہ شہزادون کی برابری کیونکر کریگا خدا اسکو غارت کرے اور اُسکے ہاتھ ٹوٹین کہ میرے شہزادے کے ساتھ یہ بے ادبی کی کم بخت یہ سب سردار بیٹھے ہوے دیکھا کیے اور کسی سے کچھ نہ ہوسکا آگ لگاؤن ایسے تخت سلطنت کو کہ میرے پارۂ جگر نور نظر کو سر دربار ذلت ہو تو سہی میرا نام ملکہ مہر نگار جو اُس موئے سعدے کی تیاکے جھوٹے ٹکڑے نہ کھجواؤن فتنہ نے کہا بی بی چپ رہو خواجہ عمرو اور امیر با توقیر کی بات بھول گئین کہین ایسا نہ ہو کہ امیر پھر ناراض ہون غرضکہ ملکہ مہر نگار خاموش ہو رہین قباد شہریار فکر اور سوچ مین آ کر پیچ و تاب کھاتے ہین اُدھر علمشاہ رومی شہر کامیاب مین پہونچے اور کپیتان فرنگی مرزوق فرنگی کا بیٹا خبر دولائے فرنگی کی سُنکر

آیا تھا اور سارے شہر کو اسلام آباد دیکھکر قتل و غارت کرکے آصف و الیاس کو زخمی کیا اور علاوہ اُن دونوں کے چارسو آدمیوں کو قید کرکے لے گیا اور ملکہ رابعہ اطلس پوش کی تلاش کرکے حکم دیا کہ ملکہ جہان لے فوراً اسی وقت بلا تامل گرفتار کرلاؤ تاخیر نہ کرو تاکید مزید جانو اور کپیتان فرنگی مع نو لاکھ فوج کے پہاڑی کے اُس طرف پڑاؤ ڈالا بارگاہ و خرگاہ ایستادہ کرایا علشاہ نے جو آکر دیکھا تمام شہر کے مکان و کوشیان نہایت عمدہ عمدہ و باغات چمنستان و جابجا کے درخت سب مسمار ہین اور چاہ و تالاب سے پہچانا کہ یہ شہر وہی ہے اور یہ فلان مقام تھا اور چارون طرف نہرین لہو کی بہ رہی ہین اور صدہا سر مانند گیند کے اُن نہرون مین تیر رہے ہین اور صدہا ہاتھ پاؤن بہتے چلے جاتے ہین اور جو کہ جانور اوپر سے اُڑکر اُن سرون پر اپنی چونچ مارتے ہین تو وہ سر ڈوب جاتے ہین مگر پھر اچھل کر تیرنے لگتے ہین اُسوقت یہ معلوم ہوتا تھا کہ جیسے کسی کسان نے اپنی باڑی کے سب تربوز توڑ کر بچھا دیے ہین اور زمین پر ہزارہا لاشین سردار اور بے سر کی مجتمع ہین اور گرد اُن لاشون کے اوپر اور بعض ادھر اُدھر باطمینان تمام آسودگی کے ساتھ کھا رہے ہین علشاہ کو یہ حادثہ جانکاہ دیکھکر بہت بڑا صدمہ ہوا قریب شام تو وہان پہونچے تھے اپنے نانا کی لاش کو اُس انبار مین تلاش کرتے ہوے ایک تکیے پر گذر ہوا دیکھا کہ اُسی تکیے پر کچھ روشنی ہے تیسرے دن ہامان وزیر اپنی جان پر کھیل کر قدوس رومی کی لاش اُس تکیے پر دفن کرنے کو لایا تھا اب جو ہامان نے گھوڑون کی ٹاپون کی آواز سُنی مارے خوف کے جسم مین تھرتھری پڑ گئی ہاتھ پاؤن مین رعشہ ہو گیا ہوش و حواس جاتے رہے ایکبارگی ذہن مین آیا کہ کپیتان فرنگی کے لوگ آگئے قدوس کی لاش ویسے ہی وہین چھوڑ کر بھاگا جب نیچے اُس تکیے کے ٹیکرے اُترا علشاہ کو دیکھکر پہچانا ہامان دوڑ کر علشاہ کے قدمون پر گر پڑا اور رونے لگا اور کہا کہ آپ کے نانا کی لاش کو دفن کرنے آیا تھا علم شاہ اور ہامان پھر پلٹ کے تکیے پر آئے اور علم شاہ نے اپنے نانا کے لاشے سے لپٹ کر دونون آنکھون سے دو دریا بہا دیے اور بہت آہ و زاری و فریاد و فغان کرکے دفن کیا جب کسی قدر بعد تجہیز و تکفین لاشے کے حواس خمسہ علشاہ کے بجا ہوے اُس وقت علم شاہ نے ملکہ رابعہ اطلس پوش کا حال ہامان سے پوچھا اُسنے عرض کیا اے شہریار مجھے کچھ خلاصہ حال نہین معلوم ہے کیونکہ مین تو بھاگ گیا تھا لیکن اتنا جانتا ہون کہ وہ غائب ہو گئین اگر وہ ملتین تو کپیتان فرنگی چلا جاتا انھین کی تلاش مین وہ دریا پار پڑاؤ ڈال کر پڑا ہے اور لشکر ہی اُسکے مسلح و مکمل مستعد جنگ ہین اور آپ کے ماموں مع چارسو آدمیون کے قید ہین یہ سُنکر علشاہ نے چلنے کا ارادہ کیا ہامان نے کہا کہ وہ نو لاکھ سوارون سے مقیم ہے آپ تنہا وہان جاکر کیا کیجیے گا علشاہ نے کہا کہ اے ہامان اسکی مجکو پروا نہین ہے خدائے مابزرگ ست اور کہا اے بھائی ہامان مجکو تو مرجانا منظور ہے غرض کہ ہامان رخصت ہوکر علشاہ سے ایک طرف کو چلا گیا اور علشاہ دریا کی طرف واسطے مقابلہ کپیتان کے چلے سیارہ نے ہاتھ باندھکے عرض کی اے شہریار جو مین کہون اگر قبول کیجیے تو بہتر ہے علشاہ نے کہا کہ سیارہ نے کہا مین ایک عیاری کرتا ہون مگر اس شرط پر کہ آپ قسم کھائیے علشاہ نے اُسکے کہنے کو قبول کرکے قسم کھائی اُس وقت سیارہ نے کہا کہ مین ایک نقارہ لاتا ہون آپ چل کر کپیتان کی فوج پر شبخون ماریں مین نقارہ بجاؤن اور آپ امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران کا نعرہ کرین اور سلطان سعد لندھور بن سعدان کا نعرہ کرین لہراسپ مالک کا نعرہ کرین علم شاہ کو یہ راے پسند آئی سیارہ اُسی وقت علم شاہ کو کوہ پر

شہر اکر لشکر کیپتان مین آیا اور نقارخانے مین ایک سوداگر بچے کی صورت بن کر آیا اور کم سن اور حسین و
نازک بدن گلفام گل اندام اپنے تئین بنایا اُس نقارخانہ مین ایک نقارچی بڑا حسن پرست تھا وہ اُس جوان
خوشرو و خوبرو یعنی سیارہ کو دیکھتے ہی عاشق ہوگیا اور سیارہ کو اپنے پاس بلایا اور کہا ای لڑکے نوجوان تو کون
ہی اُسنے کہا مین سوداگر بچہ ہون باپ میرا مارا گیا مین تباہ و برباد حیران و پریشان مارا مارا پھرتا ہون اگر کوئی
شخص ایسا ہوتا کہ مجکو اپنی کسی خدمت مین قبول کرتا تو اُسکا اپنی عمر بھر ممنون و مرہون رہتا نقارچی نے کہا تو میرے
پاس اگر رہنا منظور کر تو بہتر ہی اُسنے کہا اچھا پھر نقارچی سے کہا کہ لاؤ تمھارا نقارہ سینک لاؤن غرض کہ نقارچی کو بیہوش
کیا اور نقارہ لے کر راہی ہوا وہان جب سیارہ کو عرصہ ہوا علم شاہ گھبرائے سلطان سعد سے کہا کہ معلوم ہوتا ہی کہ
سیارہ مجکو مقرر دیکر چلا گیا مین تو جاتا ہون زنگادہ نے کہا ای شہریار ابھی تھوڑی دیر اور اُسکا انتظار کیجیے سیارہ آتا ہوگا
اور آپ اکیلے جاکر کیا کیجیے گا کہین اکیلا چنا بھاڑ پھوڑتا ہی آپ جلدی ناحق کرتے ہین علمشاہ نے کہنا اُسکا مطلق نہ مانا
اور چل کھڑے ہوے راہ مین تپش آفتاب سے شدت پیاس کی طاری ہوئی جستجوے آب مین علمشاہ بیقرار ہوے
افتان و خیزان چند قدم اور چلے تھے کہ دیکھا ایک ٹیکرا داہنی طرف ہی اور اُس ٹیکرے پر کچھ درخت سایہ دار بسقدر
بلند اور شاخون اور ٹہنیون سے گرانبار ہین کہ جنکا سایہ اُس ٹیکرے کے نیچے سڑک سر راہ پر دور تک رہتا ہی اور
ایک چاہ پختہ لب سڑک نہایت خوشنما بنا ہوا ہی اُسی کنوئین پر رستی نہایت عمدہ اور مُدول نہایت گول رکھا ہوا ہی
چند آبخورے شابات سے منڈھے ہوے منقش کی جھالر ٹکی ہوئی بطور سبیل کے اُس کنوئین کی جگت پر لنگی سرخ
کپڑے کی بچھی تھی اور ساگ سبز لہلہاتا ہوا طرح طرح کا اُس لنگی پر بچھا ہوا ہی اور وہ آبخورے آب شفاف سے بھرے
ہوے اُسکی جگت پر رکھے ہین یہ تو از حد پیاسے تھے ہی سجدۂ شکر ادا کرکے اُس سبیل کے قریب پہونچے اور چاہا کہ آبخورہ
اُٹھا کر پانی پئین کہ دفعتہً آواز علمشاہ کے کان مین آئی کہ ای بابا اللہ بھلا کرے آپ ابھی دھوپ مین چلے آتے ہین اِس
ٹیکرے پر تشریف لائیے اور آرام کیجیے بعد ایک ساعت کے پانی نوش فرمائیے گا یہ سنتے ہی اُس ٹیکرے پر چڑھ گئے اور وہان
جاکر دیکھا کہ ایک فقیر ضعیف العمر باریش سفید ایک ہاتھ مین حقہ اور دوسرے ہاتھ مین پنکھا لیے بیٹھا ہی اُسنے کہا بسم اللہ
آئیے فقیر کی گدڑی حاضر ہی علمشاہ اُس فقیر کی گفتگو سنکر اپنے دل مین نہایت خوش ہوے اور کہنے لگے کہ یہ کوئی میرا بہت بڑا
مربی ہی اور اسکو مجھ سے نہایت اُلفت ہی یہ سوچ کر بیٹھ گئے جب تو اس فقیر نے انکے آگے حقہ اور پنکھا رکھ دیا اور کہا کہ
حقہ نوش کیجیے اور پنکھا جھلیے تاکہ پسینہ راہ کا خشک ہو جاوے اور آپ کے ہوش و حواس بجا ہون تکلن راہ کثافت
منزل دور ہو تو ٹھنڈے وقت سدھاریے گا یہ کہکر وہ فقیر پنجرے جانورون کے بستیان کھول کر دانہ پانی اُن
جانورون کو دے کر پنجرون کو سائے مین لٹکانے لگا علمشاہ نے پوچھا کہ اب اگر حکم ہو تو پانی پیون اُس پیر مرد
نے کہا بسم اللہ اب کچھ مضائقہ نہیں نوش کیجیے علمشاہ یہ سنکر اور خوش ہوے کہ فقیر میرے ہم مشرب ہی کچھ
دغدغہ نہین ہی اچھی طرح آرام کرین ٹھنڈے وقت چلین گے یہ خیال کرکے علمشاہ نے پانی پیا اور اُسکے بستر پر
آنکھ اور آرام فرمایا ادھر فقیر اُن پنجرون کے جانورون کو دانہ پانی دے کر اور پنجرے لٹکا کر فراغت کر کے
ایک پیالی شیشے کی نہایت عمدہ و نفیس لایا اور ایک ڈبیا نقرئی کہ جسمین افیون رکھی تھی ڈبیا کھول کر
افیون اُس پیالی مین گھولنے لگا اور حقہ بھر کر اپنے آگے رکھ لیا اور ایک نعرہ کیا بعد نعرہ کرنے کے دمبدم
خاموش رہا اور علمشاہ سے کہا کہ میان مسافر آپ کسی طرح گھبرائیے نہین یہان کوئی خطرہ نہین ہی جو جو
امورات پیش نظر آئین آنکھ لیٹے ہوے دیکھیے گا وہ سب آپ کے مفید مطلب ہونگے پھر بعد تھوڑی دیر کے دوسرا

نعرہ کیا نعرہ کرتے ہی آواز گھوڑون کے ٹاپون کی آنے لگی علشاہ نے اپنے دل مین خیال کیا کہ چند سوار گھوڑون
پر آتے معلوم ہوتے ہین دیکھیے خداوند کیا کرتا ہی کہ دفعتہً چار سوار نقاب پوش نمودار ہوے اور آتے ہی اترکر
گھوڑون کو درختون سے باندھ دیا اور زین پوش اپنے اپنے گھوڑون کے اُتارکر زیر درخت قریب چاہ بچھاکر
بیٹھے اور کہا کہ شاہ صاحب لائیے اُس پیر مرد نے وہی پیالی افیون کی اور حقہ بھرا ہوا پیش کیا ان چارون سوارون
نے پیالی فقیر سے لے کر دو دو گھونٹ بطور چسکی کے پیے اور حقہ بھرا ہوا سامنے اپنے رکھکر شاہ صاحب سے پوچھا کہ
ای شاہ صاحب جو کچھ آپکا کام ہوئے مجھ سے جلد بیان کیجیے شاہ صاحب نے کہا کہ یہ جو مسافر لیٹا ہی لشکر
اسلام سے ہی اور کپتان فرنگی کے مقابلہ کو تنہا جاتا ہی مگر راہ بھول کر میری طرف آنکلا ہی اور یہ راہ اسطرف
کی خطرناک ہی اور اُسکا وہان تک پہونچنا دشوار ہی اس لیے بہ نظر برادر اسلامی آپ کو تکلیف دی ہی کہ اگر
آپ لوگ چاہین تو اس مسافر کو وہان کا پہونچنا آسان ہوگا یہ گفتگوے فقیر مرد بزرگ کی سنکر اُن چارون سوارون
نے علشاہ سے کہا کہ ہم کو شاہ صاحب کا فرمانا بسر و چشم منظور ہی ای بھائی مسافر تشریف لے چلیے یہ کہکر اُن
چارون سوارون مین سے ایک سوار نے اپنے گھوڑے پر سوار کرکے کہا کہ اب تم اپنی آنکھین بند کرلو علشاہ نے
اپنی آنکھین بند کرلین وہ سوار ایک چشم زدن مین اُس راہ پُرخطر سے بچ کر ایک اور راہ پر پہونچے اور کہا ای بھائی
مسافر اب تم اپنی آنکھین کھول دو علشاہ نے فوراً اپنی آنکھین کھول دین دور سے دیکھا کہ سیارہ نقارہ لیے
ہوے آتا ہی بس علشاہ نے وہین اُنکے گھوڑے پر سے اُتر کے اُنکے احسان کا شکریہ ادا کرکے کہا کہ اب آپ لوگ
تکلیف نہ فرمائین مین اب راستہ پاگیا جب تو وہ لوگ بدرجہ مجبوری علشاہ سے رخصت ہوے اور چھپ کر نظر سے
پوشیدہ ہوگئے اُدھر سیارہ نے پکارا کہ کون ہی علشاہ نے پہچانا اور کہا ای سیارہ تو نے بڑی دیر لگائی
اُسنے کہا ای شہریار آپ نے غضب کیا تھا کہ آپ یونہین تنہا چلے تھے غلام تو آتا تھا خیر چلیے بسم اللہ
نصر من اللہ فتح قریب یہ کہکر ہمراہ علشاہ کے لشکر کپتان فرنگی مین آئے پہلے تو ایک علم کو قلم کرکے
زمین پر گرایا اور طنابین خیمون کی کاٹ ڈالین اُدھر سیارہ نے نقارہ بجایا سلطان سعد نے لک بھو
کا نعرہ کیا پھر پھراسپ نے مالک کا نعرہ کیا جو لوگ سوتے تھے بیدار ہوگئے اور کرچین کھینچ کر غول کے
غول چلے اور ایک دوسرے کو لشکر امیر سمجھ کے کرچین مارنے لگے بہت سے فرنگی مثل چڑیون کے طنابون
مین پھنس کے مرگئے اب سیارہ نقارہ بجاتا ہی اور یہ نعرہ کرکے تلوارین مارتے ہوے چلے آتے ہین کہ
کپتان فرنگی کو خبر ہوئی وہ بھی خیمے سے نکل کر جلدی سوار ہوا اور آکر میدان مصاف مین للکارا اور
حمزہ کیا ڈکیتاپن کرتا ہی اگر مرد ہی تو مجھ سے میدان مین مقابلہ کرے جو صدا کپتان فرنگی کی علشاہ نے سنی
تلوارین غصہ مین مارتے ہوے غول مین دھنسے اور اپنے تئین اُس تک پہونچایا اور کہا کیا بکتا ہی میرا تو بڑا تعجب
ہی ارے نامرد عاقل منم رستم فیلتن فیلکن کشندہ دویل ہندی دتویل ہندی کپتان فرنگی نے یہ صدا
غیظ و غضب سنکر جوش مین آکر سات سومن کا تیغہ مارا فوراً علشاہ نے اُلٹا دستانہ مارا تیغہ ہٹ ہوگیا ہاتھ قبضہ
پر ڈال کر تیغہ اُسکا چھین لیا اور وہی تیغہ جو تان کر مارا کپتان کے دو ٹکڑے ہوے وہ جو گورے اُنکے ساتھ تھے اُنسے
اب تلوار چلنے لگی علشاہ نے لاش پر لاش ڈھیر کردین آخر تاب نہ لاسکے کپتان فرنگی کے مرنے سے سب کے حواس باختہ
ہوگئے جنگلی جانورون کی طرح سے تیز تیز بھاگے ایک مقام پر آصف و الیاس مع چار سو آدمیون کے قید تھے اُنکو
رہا کیا علشاہ نے اُنکو سلام کیا اور کہا کہ پہلے والدہ صاحبہ کا کچھ حال زبان مبارک سے فرمائیے کیونکہ مجکو زمانہ دراز سے

والدہ صاحبہ سے نہ تو قدمبوسی حاصل ہوئی اور نہ اُنکے حالات مفصلہ سے آگاہ ہوا یہ گفتگو ے پاس علشاہ کی سنکر
آصف الیاس انکو اپنے ہمراہ لیکر ایک باغ مین آئے اُسمین ایک تہخانہ تھا اُنھون نے ملکہ رابعہ اطلس پوش کو
مع خواصون کے اسمین پوشیدہ کر دیا تھا اور اوپر سے بہت سے درخت کاٹ کر تہ خانے پر ڈال دیے تھے علشاہ
نے درختون کو ہٹا دیا کر جو نہین کھٹکا ہوا خواصون نے ملکہ سے کہا کہ اے ملکہ شاہ کیتان کے لوگ یہان بھی
سراغ لگاتے لگاتے آپہونچے ملکہ نے انگوٹھی ہیرے کی اپنے ہاتھ سے اُتاری اور ہاتھ مُنھ کے پاس لائی اور
اپنے ہلاک کرنے کا قصد کیا اب جو دروازہ کھُلا اُنھون نے دیکھا خوش ہوکے پکارین اے ملکہ مبارک ہو رستم آئے
ملکہ یہ سنتے ہی دوڑی اُدھر علشاہ آگے بڑھے ملکہ نے اپنے لخت جگر نور نظر علشاہ کو گلے سے لگایا اور رونے لگی
اس قدر ملکہ روئی کہ زمین مین سیلاب ہوگیا خون محبت نے جوش مارا تو ایکبارگی گھگی بندھکر ملکہ کو غش آگیا اب
سب خواصین گھبرائین کسی نے کیوڑا چھڑکا کسی نے ہنڈول مٹی پہ کیوڑا ڈال کر ملکہ کو سنگھایا کوئی پنکھا جھلنے لگی
کوئی گلاب خالص لاکر ملکہ کو پلانے لگی غرض کہ جب ہوش آیا اُس وقت علمشاہ اپنی والدہ ماجدہ کو تشفی و
دلاسا دے کے باہر آئے جو لوگ کہ قدوس کے زندہ بچ کر بھاگ گئے تھے مع ہامان وزیر سب حاضر ہوئے
لہراسپ بھی لہو مین ڈوبا ہوا آیا اُسوقت علشاہ کو سعد کا خیال آیا پوچھا کہ سلطان سعد کہان ہے
لہراسپ نے کہا مجھے کیا معلوم مین بھی آپ کے ہمراہ ایک طرف کو بڑھا تھا اب علشاہ کا یہ حال ہوا کہ
ساری خوشی فتح کی فراموش ہوگئی سیارہ سے کہا جلد جا سیارہ آکر لاشون مین ڈھونڈھنے لگا ایک مقام
پر دیکھا کہ ایک فرنگی گھائل پڑا ہے اور پاؤن اُسکے کٹے ہوے ہین مگر جیتا ہے اُس فرنگی نے کہا اے شخص کیا
ڈھونڈھتا ہے سیارہ نے کہا اپنے شہریار کو تلاش کرتا ہون اُس فرنگی نے کہا اور تو کچھ مجھے نہین معلوم مگر ایک شخص
قد دار آیا تھا پکارا ارے چار آدمیون سے کیون بھاگے جاتے ہو جب بہت اُسنے کہا وہ ٹھہرے کہا تو کون ہے اُسنے کہا مین
اُنھین چارون مین سے ہون اگر شنہ کیتان کو مین پکڑ دون تو اپنے بادشاہ سے مجکو وزارت دلوا دیگا اُسنے کہا
تو مجکو دھوکا دیتا ہے بھلا کوئی بھی اپنے آقا کو قید کروائے گا مجکو یقین نہین آتا ہے اُسنے کہا مین نے منع کیا تھا کہ تم
چار آدمی ہو کیون لاکھون سے مقابلہ کو جاتے ہو اب اُنکی فتح ہوئی کیونکہ بارگاہ امیر مین میری چار آنکھین ہونگی
کہینگے یہ وہی ہے جو علشاہ کو منع کرتا تھا اپنا بودا پن ہم لوگون کو دکھاتا ہے اُسنے جو یہ کہا اُنکو یقین آیا پھر اُنکو دہین
ٹھہرا کر ایک نوجوان کے پاس آیا اُسنے عالم زخمداری مین پانی پینے کو مانگا نہین معلوم اسنے پانی مین ملا کر کیا اُس
جوان کو پلایا کہ وہ پانی پیتے ہی بیہوش ہوگیا اُسکو باندھکر اُسنے فرنگیون کے حوالے کیا وہ سب اُسکی قید اور
کیتان کی لاش لے کر جہاز پر سوار ہوگئے اور مرزوق کے پاس گئے وہ گورا باتین کرتا جاتا تھا اور کرچ
کھینچتا جاتا تھا یکایک سیارہ کو ایک ہاتھ مارا اگر سیارہ جست کر کے اُڑ نہ جائے تو دونون پاؤن
قلم ہو جائین سیارہ نے تلوار کھینچ کر کہا او سور مین نے تیرا کیا گناہ کیا تھا جو تو نے مجکو تلوار ماری کہ میرے
پاؤن کٹنے سے رہ گئے اُس گورے نے کہا کہ مین نے چاہا تھا کہ تجکو بھی اپنے پاس واسطے باتون کے
رکھون سیارہ نے کہا کہ ہے اب مشرک تجکو مارون اور سر کاٹ کر پھینک دون تو نے ایسی نمکحرامی
کی پھر سیارہ نے اُس کے مُنھ پر تھوک دیا اور ایک ہاتھ تلوار کا مارا اور وہان سے علمشاہ کے پاس آیا
اور سارا حال سلطان سعد وغیرہ کا علمشاہ سے بیان کیا یہ سنتے ہی علمشاہ نے سیارہ سے کہا کہ تو تو
عرضی میری لکھ امیر با توقیر کے پاس جا کہ پھر مین بارگاہ امیر با توقیر حمزہ صاحبقران مین مُنھ دکھانے کے

قابل نہین ہون یہ لکھے عرضی علمشاہ رومی نے امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران کو لکھی سارا حال اُسمین عاشقی نوشیروان کا اور جو کچھ بارگاہ مین واقعہ گذرا تھا اور جو کچھ قباد شہریار نے مان کے بارے مین کہا تھا وہ سب کیفیت عرضی مین لکھی اور سیارہ کو عرضی دیکر رخصت کیا اور آپ مع لہراسپ طرف ملک فرنگ کے جہاز پر بیٹھکر روانہ ہوے اور وہان جب کبھی ریحان اور زنگاوہ قرشیہ مین پہونچے تو اُسی وقت ریحان نے عرضی مرزوق کو لکھی کہ لاش کپتان فرنگی کی لایا ہون اور اُسکے کشندہ کو کو بھی ہمراہ لے کر آیا ہون یہ جو مرزوق فرنگی نے سُنا ایسا رنج و غم ہوا اور اس قدر صدمہ پہونچا کہ تمام شہر کو مرزوق فرنگی نے سیہ پوشی کا حکم دیا اور سب نے ایک کالا کپڑا بازوون پر باندھ لیا غرض جب لاش لے کر مرزوق فرنگی کے پاس آئے تو مرزوق فرنگی سب سردارون کو لے کر یعنی آلاگرد فرنگی اور مالاگرد فرنگی سپہ سالار اور اسلم وزیر اور بلیرین اسلم خوب روئے اور مرزوق فرنگی نے کہا کہ لاش اسکی خداوند لقیاے زرین تن کے پاس بھجوا دو وہ جلا دیگے پھر زنگاوہ کو ذنگل بیٹھنے کو دیا اُسنے سلام کیا لیکن سب بُرا کہنے لگے کہ یہ نامرد ہی اپنے آقا کو پکڑوا دیا اور بسبب احسان کے اسکی نذر قبول کی اور خلعت دیا اور علمشاہ رومی کا حال پوچھا اُسنے کہا کہ آپ سلطان سعد کو بُلا کر دیکھ لین ایک ہی صورت دونون کی ہی غرض سلطان سعد کا ارادہ طلب کیا جب سلطان سعد سامنے مرزوق فرنگی کے آئے زنگاوہ کو دیکھکر سلام علیک کی مرزوق فرنگی بہت خفا ہوا اور کہا او لڑکے تو کچھ نہ ذرا تیرے دل مین کچھ خوف نہین سلطان سعد نے کہا کہ کافر در نامرد سے کیا ڈرنا اگر مرد ہی تو ہاتھ میرے کھلوا دے اور پھر لڑ لے تو مین جانون کہ تم لوگ مرد ہو مرزوق نے کہا اِس زبان دراز کو قتل کرو زنگاوہ بولا کہ اسکو قتل نہ کرو بلکہ قید شدید مین رکھو تاکہ اسکی خبر سُنکے علمشاہ رومی آئے اور جو علمشاہ رومی نے سُنا کہ سلطان سعد قتل ہو گیا تو پھر علمشاہ رومی نہ آئے گا جب وہ آجائے گا تو اُسکو بھی گرفتار کر کے دونون کو قتل کرنا غرض کہ مرزوق فرنگی کو اُسکی راے پسند آئی اور اشقش قیلانی کے حوالے کیا کہا کہ تو اسکی قید خداوند لقیاے زرین تن کے پاس لے جا وہ جیسا حکم کرے وہ کرنا اشقش قیلانی سلطان سعد کو لے کر خداوند لقیاے زرین تن کے پاس آیا وہان ایک باغ تھا کہ وہ مقام رومین حصار مشہور تھا اسمین ایک بارہ دری بہت عمدہ نہایت تیاری کے ساتھ بنی تھی تمام جواہر بیش قیمت اسمین نصب ہین اسمین مسند زرین پر خداوند لقیاے زرین تن بیٹھا ہی اور گرد صدہا بت جواہر نگار رکھے ہین سبھون نے آکر سجدہ کیا سلطان سعد کھڑے رہے خداوند لقیاے زرین تن دیکھکر بہت خفا ہوا لوگون نے سلطان سعد سے کہا او لڑکے تو سجدہ نہین کرتا تجکو اپنی جوانی پر رحم نہین آتا کیون اپنا خون ناحق کرتا ہی کہنا مان اب بھی سجدہ کر شاید خداوند لقیاے زرین تن تجھ سے خوش ہون اور چھوڑ دین سلطان سعد نے کہا لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم تم لوگ کیا بکتے ہو یہ کوئی شیطان یا شیطان کا بچہ ہی جو اسمین سمایا ہی مین لاکھ لاکھ لعنت کرتا ہون ایسے خر پر کو سجدہ کرواتے ہو لاحول کا نام جو خداوند لقیاے زرین تن نے سُنا بے چین ہو گیا جب تو جھنجھلا کے بولا او سلطان سعد تینے تیرے دادا کو قاف مین بھیجا اور ملکۂ آسمان پری سے شادی کرا دی اور وہان سے بُلا کر نوشیروان کے ملک فتح کروائے اور تجکو اور علمشاہ رومی کو

چار آدمیون سے نو لاکھ پر فتح دی سلطان سعد نے کہا او مردک کیا بکتا ہی خداوند لقیاے زرین تن نے
غصہ ہوکر کہا اُسکو جہنم مین ڈال دو لوگون نے کہا ای خداوند اسکا ابھی جہنم مین ڈال دینا بہتر نہین کیونکہ ابھی
اسکا چچا آتا ہوگا یہ سُنکے لقیا نے کہا اسکو قید کرد اچھا دونون کو ساتھ ہی سزا ملیگی یہ سُنکر اشقش نے قیدخانہ
قدرت مین قید کیا کہ وہ قیدخانہ بہت بڑا ہی وہان زنگادہ نے مزروق فرنگی سے کہا کہ سلطان سعد
کی تصویر کھچواکے اپنی عملداری بھر مین بھجوادو کہ جہان اس شکل کا آدمی ملے پکڑکے ہمارے پاس بھیجدو مزروق
فرنگی یہ سُنکے بہت خوش ہوا کہا تو بڑا عقیل ہی اور قابل وزارت کے ہی یہ کہکے زنگادہ کو اپنا وزیر کیا سلطنت
وزارت سے زنگادہ کو خلع کیا اور تصویر سلطان سعد کی کھچواکے ہر ملک مین بھجوادین وہان علمشاہ رومی
طوفان دریا سے بہکے ایک جگہ کنارے پر پہونچے جہاز سے اُترکر گھوڑون پر سوار ہوکے صحرا بصحرا چلے
اور وہ صحرا ملتے جاتے ہین کہ منزلون کہین بستی کا نشان بھی نہین برابر دانے پانی کا نام نہین جہان بھوک کی خواہش
ہوئی بناس پتی کھالی ایک مقام پر جو گھوڑون نے گھاس کھائی گھوڑون کا پیٹ پھول گیا اور گھوڑے مرگئے
انھون نے بھی مارے ڈر کے بناس پتی کھانا چھوڑدی اب کئی روز تک پانی جو نہ ملا لہراسپ کا پیاس کے
مارے عجیب حال ہوگیا لہراسپ نے کہا ای شہریار اب تو میرا پیاس کے مارے دم نکلا جاتا ہی علمشاہ رومی
پانی کی تلاش مین چلے ایک مقام پر ٹیکرا تھا اُسپر ایک شخص ملا علمشاہ رومی نے منت سے کہا ای شخص اگر
کہین پانی ہو تو ہم کو دے وہ گیا اور پانی لایا اور کہا پیو انھون نے کہا میرا بھائی پیاس کے مارے مرتا ہی
اُسنے کہا تم بھی پیو اور اُنکو بھی پلاؤ یہ کہکر وہ علمشاہ رومی کے ساتھ آیا اور لہراسپ کو پانی پلایا علمشاہ رومی
کے بھی جب حواس درست ہوے پوچھا ای شخص تو کون ہی اور یہان کوئی شہر بھی قریب ہی اُسنے کہا کہ تم راہ
بھول گئے ہو یہان شہر کیسا یہ مقام طلسم ہی فولادحصار اسکا نام ہی جاؤ مجکو تم پر رحم آیا نہین تو اس طلسم
مین تباہ و برباد ہوجاتے علمشاہ رومی اُسکو دعا دے کر آگے بڑھے لیکن علمشاہ رومی نے کہا اگر دو گھوڑے
ممکن ہون تو ہم مول لین اُس شخص نے دو گھوڑے بھی انکو دیے یہ دونون سوار ہوکر آگے چلے کئی دن تک
پھر پانی انکو نہ ملا پھر مارے پیاس کے انکا غیر حال ہوا کہ سامنے سے دروازہ باغ کا نمودار ہوا لہراسپ
نے کہا ای شہریار باغ مین پانی ہوگا باغ مین چلیے تھوڑی دیر دم لین ہوا کھائین اگر ممکن ہو تو پانی پی لین
پھر آگے بڑھینگے علمشاہ رومی یہ سُنکر اُس باغ مین آئے جب سامنے بارہ دری کے پہونچے ایک پیرمرد کو
دیکھا بیٹھا ہی علمشاہ رومی نے پیرمرد سمجھ کے سلام کیا اُسنے کہا ای شخص تو نے غضب کیا مع گھوڑے باغ
مین چلا آیا علمشاہ رومی نے کہا ہمارا پیاس کے مارے غیر حال ہی پہلے تھوڑا پانی پلا دے تو ہم کلام ہون
اُسنے دونون کو پانی پلایا علمشاہ رومی نے کہا تیرا کیا نام ہی اُسنے کہا میرا نام شیخ لدھا ہی اور یہ باغ
ملکہ سمینہ بانو کا ہی اور وہ بیٹی آلاگردی کی ہی مین سب باغبانون کا داروغہ ہون بلکہ مین نے ملکہ سمینہ بانو
کو گود مین کھلایا ہی علمشاہ رومی نے کہا میان لدھا ذراسی شراب ہو تو ہم کو دو اُسنے اُٹھ کے الماری
کھول دیکھا کہ صدہا گلابیان شراب ناب کی اور جامہاے زرنگار رکھے ہین لدھا نے اُسمین سے ایک
گلابا اور ایک جام زرین نگار لاکے دیا علمشاہ رومی نے جام شراب بھر کر پہلے لہراسپ کو دیا
لہراسپ نے کہا کہ پہلے یہ شراب اسکو پلالو تو پیون علمشاہ رومی نے کہا سچ کہتے ہو یہ کہکر جام بھر کے شیخ لدھا
کو دیا اُسنے کہا مین نے تمام عمر اپنی شراب نہین پی انھون نے کہا تو ہم بھی نہ پئین گے جب تو ناچار

ہوسکے شیخ لدھا نے ذراسی شراب چکھی مزاج لگا زبان ذائقہ شراب سے آشنا ہوئی اور سانگ کے پی بعد اسکے
انھون نے پی اب جو نشہ شراب کا ہوا میان لدھا آپ سے باہر ہو گئے انگلیان مٹکانے لگے آخر کو
ہنستے ہنستے اٹھکر ناچنے لگے علمشاہ رومی نے کہا میان لدھا تمھاری کوئی اولاد بھی ہو اُسنے کہا مین نے
شادی ہی نہین کی علمشاہ رومی نے کہا ہم تمھاری شادی کرینگے یہ جو لدھا نے سُنا تالیان بجاکر اُچھلنے
لگا اور ایک گیت اس طرح کا اُسی وقت بناکر گانے لگا اب تو ہماری شادی ہوگی ✦ بے شادی بن کر
باغ مین رہینگے شادی کی نوبت بجے گی ✦ علمشاہ اور لہراسپ لدھا کی باتون پر ہنس رہے ہین
اور وہ ناچ رہا ہی اور دور شراب چل رہا ہو دروازہ باغ کا بند ہو لدھا نے انکے گھوڑے اور ایک مکان
مین چھپا دیے ہین اسواسطے کہ شاید ملکہ سمینہ بانو آجاے تو ان دونون کو بھی چھپا دونگا یکایک
آواز آئی او لدھا دروازہ کھول لدھا نے نشہ شراب مین نہ سُنا علمشاہ نے سُنکے کہا میان لدھا کوئی
دروازے پر پکار رہا ہو یہ سُنتے ہی لدھا کا نشہ شراب کا ہرن ہو گیا علمشاہ اور لہراسپ کو ایک
مکان مین چھپاکر دروازہ کھولدیا دیکھا کہ ملکہ سمینہ بانو گھوڑے پر سوار اور گلعذار وزیرزادی مع سب
خواصون کے گھوڑون پر سوار باغ مین آئین ملکہ نے کہا او نگوڑے بڈھے قبر کے مردے آج کیا تھا کہ جو
دروازہ کھولنے مین اتنی دیر کی غرض کہ لدھا آگے آگے ملکہ کے ناچتا چلتا تھا اور تالیان بجا بجا کر گاتا ہوا
کہتا تھا اے ملکہ اب تو ہماری شادی ہوگی ہم بے شادی نہکر باغ مین رہینگے ملکہ خوب ہنسی اور گلعذار
وزیرزادی وغیرہ سب ہنس رہی ہین کہتی ہین کہ آج کمبخت لدھا کو سودا ہو گیا ہو یہ کہتی ہوئی سب ملکہ
بادشاہزادی کے ساتھ بارہ دری مین آئین اور مسند زرتار مرصع نگار پر ملکہ سمینہ بانو بیٹھی لدھا نے
تالیان بجاکر ہنس کر کہا اے ملکہ آج ہمارے باغ مین دو جوان خوش رو خورشید طلعت آئے ہین وہ ہماری
شادی کرینگے ملکہ نے فرمایا اے لدھا وہ جوان کہان ہین ذرا ہم بھی انکو دیکھینگے لدھا نے بتادیا ملکہ نے اُسیوقت
گلعذار وزیرزادی سے کہا کہ تو جاکر انکو لے آ گلعذار وزیرزادی گئی اور اپنے ہمراہ اُن دونون جوانون کو
لائی راہ مین کہتی آتی تھی کہ چلو میان ملکہ ہماری تمکو بلاتی ہین افسوس صد افسوس یہ جوانیان تمھاری
مفت اپنی جان گنوائی تم کو یہ خیال نہ آیا کہ ایک تو اسکو مرد کے نام سے نفرت ہو اور دوسرے اس باغ مین
پرندہ پر بھی نہین مارسکتا اور تم چلے آئے اس موے غارت گئے نگوڑ مارے لدھا نے تمکو بلاکے باغ مین کہا
اور پھر ملکہ سے کہہ بھی دیا ضبط بھی نہ کیا علمشاہ تو یہ گفتگو گلعذار وزیرزادی کی سُنکے چپ رہے مگر لہراسپ
نے کہا کیا ہوا جو آئے کچھ گناہ کیا تیری ملکہ ہمارا کیا کرے گی تو جا ہم نہین جاتے کیا ہم اُسکے نوکر ہین
علمشاہ ہزار جان سے نام ہی ملکہ سمینہ بانو کا سُنکے عاشق ہو چکے تھے جی چاہتا تھا کہ کسی طرح جلد
سامنا ہو لہراسپ کو منع کیا اور کہا ہم چلتے ہین مصرع ع بر سر فرزند آدم ہر چہ آید بگذرد ✦ الغرض
دونون جوان گلفام و گل اندام ساتھ گلعذار وزیرزادی کے آئے جیسے دونون کی نگاہین چار ہوئین
برچھیان عشق کی دو دلون کے پار ہوئین علمشاہ تو تیر مژگان کا نشانہ ہوگئے ملکہ سمینہ بانو بھی سنان
نگہ سے گھائل ہوئی آفت کہکے کلیجے کو تھام لیا قریب تھا کہ دونون غش آجائے علمشاہ کو تو لہراسپ
نے سنبھالا اور ملکہ سمینہ بانو کو گلعذار وزیرزادی نے تھاما اور ملکہ سمینہ بانو کی کیفیت یہ ہو کہ اسیر
اشعر کوتوال شہر عاشق ہو اور ملکہ اُسکو قبول نہین کرتی جب سے تصویر علم شاہ کی اُسکے ہاتھ لگی تھی

پیشتر ہی سے عاشق و شیدا ہو گئی تھی اب جو تصویر سے مشابہ اپنے دلدار علمشاہ کو پایا خنجر عشق سے بسمل ہو کر جان نثار کرنے لگی گلعذار نے ان دونون سے کہا یہ ملکہ ہی اسکو سلام کرو کہ یہ بادشاہزادی ہی یہ بھلا کب سلام کرتے ہین اور نگاہین محبت کی ڈالتے ہین آخر بیان تک سلام کو کہا کہ گلعذار آپ سلام کرنے لگی اور اشارے سے بتانے لگی کہ اس طرح سلام کرتے ہین اسواسطے گلعذار یہ باتین کرتی تھی کہ شاید دونون کی جان بخشی ہو اور ملکہ سمینہ بانو کو ان جوانون پر ترس آجائے علمشاہ رومی گلعذار کا سلام لیتے جاتے اور ہنستے جاتے ہین سمن رُخ نے کہا ای گلعذار تو کچھ دیوانی ہو گئی ہی اس لدھا مونڈی کا ستیاناس جائے کہ ایسے جوانون کو قتل کروایا بعضی کہنے لگی کہ اری نگوڑی ذرا دیکھ تو سہی کہ ملکہ کا کیا حال ہی وہ آپ ہی کشتۂ خنجر عشق ہو رہی ہی آخر ملکہ سمینہ بانو نے جھنجھلا کے کہا صاحبو تمھین کیا پڑی ہی نہین سلام کرتے نہ کرین تم کس واسطے پیچھے پڑی ہو اُن سے کہو آئیے بیٹھیے معلوم ہوا کہ یہ اس شہر کا رہنے والا نہین ہی یہی سمجھ کر تو مین نے بلایا ہی سمن رخ نے کہا لو میان مبارک اپنی جان سے سلامت رہو اب حکم بیٹھنے کا مل گیا بیٹھو جین کہ وہ سمن رخ کے کہتے ہی علم شاہ مسند پر آکر برابر ملکہ سمینہ بانو کے بیٹھ گئے کہ خواصین ہان ہان کرکے بڑھین اور کہا یہ بے ادبی سب نے چاہا کہ ہاتھ پکڑ کر اُٹھا دین جب تو ملکہ نے کہا بیٹھا رہنے دو کیا میری شان و شوکت گھٹ جائے گی کیا یہ بندہ بقیاسے زرین تن کا نہین ہی خواصین خاموش ہو کر رُک گئین ملکہ نے علم شاہ سے پوچھا کہ تم باغ مین کیون آئے تھے علم شاہ نے آہستہ سے کہا کہ ہمارا پیاس کے مارے غیر حال تھا ہم اس باغ مین پانی پینے آئے تھے تمھارے ملازم لدھا نے پانی پلایا لدھا یہ سُنکے خوب قہقہہ مار کر ہنسا اور ناچنے لگا اور کہا ملکہ اب تو ہماری شادی ہوتی ہی ملکہ نے کہا ارے صاحب یہ تو بتاؤ تم نے اس سے کیا کہدیا جو یہ بک رہا ہی علمشاہ نے کہا سچ کہتا ہی مین نے لدھا سے کہدیا تھا کہ ہم تیری شادی کر دینگے گلعذار نے کہا کہ یہ تمھارے باپ کی جگہ ہی اس سے تم دل لگی کرتے ہو علمشاہ نے بجواب کہا کہ تیرا باپ ہوگا تیری اسکی آٹھ پہر باغ مین صحبت رہتی ہی ملکہ سمینہ بانو ہنسنے لگی گلعذار کو منع کیا اور علم شاہ سے بمنت پوچھا کہ تمھارا نام کیا ہی علم شاہ نے کہا میرے نام سے تم کو کیا کام ہی تم میرا نام نہ پوچھو سب پر ظاہر نہ کرو پردہ رہنے دو تم کو کھانا پینا تمھارے یہان کا حرام ہو جائیگا سمن رخ نے ہنسکر کہا واہ میان وہی مثل ہی مثل مان نہ مان مین تیرا مہمان ای صاحب ذرا اپنا منھ بنواؤ بقول شخصے منھ چومتے ہی گال کاٹا اتنی بات کرنے مین چل نکلے یہ تم نے غنیمت نہ جانا کہ ملکہ کی تم پر نہایت عنایت و مہربانی ہوئی نہین تو قتل کیے جاتے ملکہ نے غصہ ہو کر سمن رخ سے کہا چپ رہ مردار کیون ستاتی ہی وہ تو کچھ جواب تیری بات کا نہین دیتے تو ٹائین ٹائین کیے جاتی ہی پھر ملکہ سمینہ بانو علم شاہ کی طرف مخاطب ہوئی کہا ای صاحب تم کو میرے سر کی قسم نام اپنا بتاؤ علم شاہ قسم دینے سے مجبور ہوے اور کہا میرا نام رستم پیلتن پیلتن پسر امیر ہاتو قیر حمزہ صاحبقران ہی تب تو ملکہ نے بعد غور کرنے کے کہا کشندہ گیتا آن فرنگی تمھین ہو علم شاہ نے کہا ہان مین ہی نے اُس کو قتل کیا ہی یہ سُنکے ملکہ کو اور سب خواصون کو ایک

سناٹا ہوا ملکہ سیمینہ بانو نے گلعذار سے کہا کیا مشکل ہے یہ کمبخت دل بھی آیا تو کسپر آیا جسکی تلاش ہے کہ ہاتھ آئے تو گرفتار ہو اگر گویم مشکل و گر نہ گویم مشکل پھر سب اصحون سے ملکہ نے کہا کہ خبردار یہ کلمہ کوئی زبان سے نہ نکالے اگر کسی نے اس باغ کے باہر ذکر کیا تو ہمین بری طرح سے پیش آؤنگی پھر علمشاہ سے کہا انکو علیحدہ بٹھاؤ علمشاہ نے لہراسپ سے کہا کہ بھائی تم ذرا ہٹ جاؤ الگ جا بیٹھو لہراسپ اُٹھکے علیحدہ بیٹھا اور یہان ملکہ نے شراب منگائی اور سیمین رخ سے اشارہ کرکے جام شراب سے لبریز کروایا سیمین رخ نے ساغر بادۂ ناب کا بھر کر علمشاہ کے آگے پیش کیا علمشاہ نے انکار کیا کہا مین نہ پیونگا ملکہ نے کہا کیون نہ پیوگے یہ کیا علمشاہ نے کہا مین تو پہلے ہی کہتا تھا کہ نام نہ پوچھو تم جانتی ہو کہ ہم خدا پرست ہین اگر تم کلمہ پڑھو تو کیا مضائقہ سیمین رخ نے ہنس کے کہا لو یک نشد دو شد میان ذرا ہوش مین آؤ ایسی باتین نہ کرو کہ بقیائے زرین تن کو غصہ آجائے ایسا نہو کہ یہ بارہ دری کی چھت گر پڑے علمشاہ نے کہا اُس گیدی کی کیا اصل وحقیقت ہے وہ شیطان ہے اُسپر لاکھ لاکھ لعنت کرتا ہون ملکہ سنکے چپ ہو رہی اور لہراسپ کو پھر شراب بھیجی لہراسپ نے بھی یہی جواب دیا لیکن جو خواص کہ شراب لیکر گئی اُسپر نگاہ لہراسپ کی پڑی اُسنے بھی بنگاہ معشوقانہ لہراسپ کو دیکھا اور لگاوٹ کی باتین کرنے لگی بمنت وسماجت کہا کہ لو ہمارے سر کی قسم یہ جام شراب پی لو اب اُدھر وہ خواص لہراسپ سے بجد ہوا اس طرف ملکہ علمشاہ سے مصر ہے کہ شراب پیجیے اور عیش وعشرت کیجیے علمشاہ یہی کہتے ہین اگر تم کو منظور ہے کہ مین تمہارے یہان کا کھاؤن پیون تو کلمہ پڑھو غرض ملکہ راضی ہوئی اور کلمہ پڑھا مع خواصان خاص بصدق دل مسلمان ہوئی علمشاہ نے پھر شراب پی اور ملکہ کو بھی پلائی لہراسپ نے بھی پی صحبت عیش برپا ہوئی ناچ ہونے لگا جام شراب گردش مین برابر رہا جب نشہ شراب کا چڑھا اور پردۂ حجاب برطرف ہوا علمشاہ نے گلے مین ہاتھ ڈالکے بوسہ لینے کا ارادہ کیا وہ نازو ادا سے پیچھے ہٹ گئی غرض اختلاط اور بوس وکنار ہونے لگا ادھر لدتعا کا جو نشہ اُترا ملکہ کو دیکھکر کہا کہ واہ بی ملکہ صاحب انھون نے تو خوب ہماری شادی کی بس اب شادی رہ گئی ہماری شادی نہ ہونے پائی کہ پہلے اپنی شادی کر لی علمشاہ نے لدتعا کو بھی پھر مسلمان کیا اور کہا کہ ہم تمہاری شادی کر دینگے اور یہ تو اب عیش وعشرت مین مشغول ہوئے

دو کلمے داستان سلطان سعد کے بیان ہوتے ہین کہ عاشق ہونا سعد کا دختر مرزوق فرنگی یعنی ملکہ ماہ گوہر بند پر قلعہ قلاب مین

مخبران دفتر داستان عشق نشان اب اس فسانۂ نایاب کو یون قلم بند کرتے ہین کہ سلطان سعد قلعہ قلاب مین قید ہین اور ملکہ ماہ گوہر بند دختر مرزوق فرنگی نے بھی بھائی کے غم مین سیاہ پوشاک پہنی ہے اور آٹھ پہر رویا کرتی ہے یہان تک ابر غم والم دل پر چھایا کہ مجنون ہوگئی تنکے چننے لگی دلربا اور ہوش ربا اور انجمن آرا نے مشورہ کیا کہ ملکہ کے واسطے فکر کرنا چاہیے ہے نہین تو اسی طرح ہلاک ہوجائینگی مرزوق فرنگی سے جاکر یہ سب کیفیت ملکہ کی بیان کی اور اجازت مانگی کہ اگر حکم ہو تو چند روز ملکہ کو صحرا کی ہوا کھلائین ادھر اُدھر کی سیر کرائین کہ خفقان اور جنون ملکہ کا برطرف اور خیال غم برادر فراموش ہو دل بہل جائے مرزوق فرنگی نے اجازت دی کہا اچھا بہتر تو ہے کسی طرح ملکہ کو بہلاؤ مگر خداوند سے بھی دریافت کرلیا جائے خداوند نے بھی اجازت دی مگر ملکہ گھوڑے پر سوار ہوئی اور سب خواصون کو ساتھ لیکر بھی بقیائے زرین تن کے پاس آئی جو خداوندا سکا مشہور تھا ملکہ نے خداوند کو دیکھکر سجدہ کیا اور اپنا حال

بیان کیا القصہ ملکہ ماہ گوہر بند بقیاے زرین تن سے اجازت لے کر براے تفریح مع خواصون کے طرف صحرا کے چلی اور پھرتے پھرتے اور سیر کرتے کرتے قلعہ قلاب مین آئی خبر اشقش قلابی کو ہوئی حیران ہو کر پوچھنے لگا کہ اے ملکہ آپ یہان کہان تشریف لائین ملکہ نے کہا رنج و غم برادر سے مین بہت پریشان تھی گھبرا کر سیر کرنے کو نکل آئی اشقش تو مجکو جو نگاہ حسرت سے دیکھا کرتا ہو مجکو بھی کچھ خیال تیرا آگیا ادھر چلی آئی دل سے دل کو راہ ہوتی ہو یہ جو ملکہ نے کہا اشقش تو مر گیا جان فدا کرنے لگا دل مین کہا خدا وند بقیاے زرین تن نے مجھپر بڑی مہربانی کی اور ملکہ سے کہا غلام کو آپ نے سرفراز کیا جہان آپ کا جی چاہے وہان اتریے غرض باغ مین بارہ دری تھی وہ خالی کروا دی ملکہ اسمین فروکش ہوئی اشقش سے کہا جب ہم تم کو بلائینگے اسوقت آنا اشقش نے آکر اپنے لوگون سے کہا کہ ملکہ نے جو جو حرکت آج مجھ سے کی ہو میری عقل حیران ہو کہان مین اور کہان وہ لوگون نے کہا آپ بھی تو خوبصورت اور طرحدار جوان ہین اور ماسوا اسکے دل پر کیا اجارہ ہو اودھر یہان بموجب آئین انگریزی کے ملکہ گھوڑے پر سوار ہوئی اور خواصون کو ہمراہ لے کر ہوا کھانے دو گھڑی چڑھے نکلی اشقش سے بھی خبر نہ کی پھرتے پھرتے دروازۂ قید خانہ پر آئی دروازہ قید خانہ پر ایک گورا سیاہ وردی پہنے ہوے پہرا دے رہا تھا ملکہ نے کہا یہ کسکا مکان ہو گورے نے کہا یہ قید خانہ ہو ملکہ نے کہا اسمین کون قید ہو گورے نے کہا بھتیجا کشندۂ کپتان فرنگی کا قید ہو ملکہ نے کہا دروازہ کھول دے مین دیکھونگی گورے نے پہلے تو منع کیا جب ملکہ خفا ہوئی گورے نے قفل قید خانے کا کھول دیا ملکہ اندر قید خانے کے آئی جیسے سلطان سعد پر ملکہ کی نگاہ پڑی تیر عشق کا جگر دوز ہو گیا مثل تصویر حیرت ہو کر بت بن گئی دلربا نے کہا اوقیدی سلام کر سعد نے کہا ہم تو خریدار ہین جو جنس چاہین ملکہ بھین ہم ابھی مول لیتے ہین ملکہ نے کہا تو نے کپتان کو مارا سعد نے کہا ہان ملکہ نے تلوار کھینچ کر اسکو مار ڈالونگی یہ کشندہ میرے بھائی کا ہو سعد نے سر جھکا دیا اور کہا تجکو بھی قسم ہو جو تلوار نہ مارے جلد سر کاٹ لے اور عاشقانہ شعر پڑھنے لگا اشعار کشتہ ہون تیغ ابروے خمدار یار کا ✤ سر کٹانا ضرور ہو مجھ دل فگار کا ✤ ہو آج گل بہار یہ ہو جوبن جوبار کا ✤ عالم عجیب ہو گیا گل کے سنگار کا ✤ دلربا و ہوش ربا دونون نے کہا ہان ہان ملکہ عالم جانے دیجیے ملکہ نے کہا مین تو مار ہی ڈالونگی اب کب چھوڑتی ہون اور سعد ٹکٹکی باندھے دیکھ رہا ہو اور نگاہ ملکہ کی بھی شہزادہ والاقدر پر گڑ گئی ہو یہ خبر اشقش کو بھی ہوئی آکر ملکہ کے قدمون پر گر پڑا کہ میرا ٹھکانا نہ لگیگا اور اے ملکہ عالم یہ قاتل کپتان فرنگی کا نہین ہو یہ قیدی جھوٹ کہتا ہو اسکے چچا نے مارا ہو اگر اسکو مار ڈالوگی تو وہ ہاتھ نہ آئیگا ملکہ نے کہا خیر تیری خاطر سے مین چھوڑے دیتی ہون اور رونے لگی ظاہر مین تو بھائی کو روتی تھی اور باطن مین فرقت دلدار مین جان کھوتی تھی خنجر عشق سعد نے دل کو ملکہ کے ایسا گھائل کیا تھا کہ آب اشک چشمۂ دل سے منھ دھوتی تھی دل مین کہتی تھی کہ کیونکر اسکو لے جاؤن اور وصل سے اپنا دل شاد کرون اسی فکر مین چار گھڑی قید خانے مین کھڑی رہی اور چہرۂ بے نظیر سلطان سعد رشک ماہ منیر کو دیکھا کی آخر ناچار ہو کر باغ مین گئی اور پلنگ پر پڑی کھانا پینا ترک کر دیا سب خواصون نے سمجھایا کسی کا کہنا نہین مانتی ہو اور کچھ حال دل مضطر اپنا نہین بیان کرتی ہو تین روز تک کھانا نہ کھایا دلربا نے کہا بی بی تم کھانا کھاؤ بالا بیہودہ رنج و غم مین اپنے کو ہلاک نہ کرو کچھ مجھسے اپنے دل کا حال تو کہو جب بہت دلربا مصر ہوئی ملکہ نے عشق سلطان سعد کا اظہار کیا اور کہا

جب سے سلطان سعد کو دیکھا ہی دل بےچین ہی اور جان پر بنی ہی یقین ہی کہ اسکی فرقت مین مر جاؤنگی جبتک
وہ نہ آئیگا زندگی نہ ہوگی دلربا نے کہا بس اتنی سی بات کا رنج و ملال ہی آپ کھانا کھائیے اٹھیے چلیے
پھریے دل بہلائیے مین اسکو لائی ہون یہ کہکے دلربا نے قسمین دین ملکہ کو اٹھایا ملکہ نے ہاتھ منھ دھوکے
کچھ کھایا لیکن جو نوالا منھ مین رکھا حلق سے بمشکل تمام اترا اچھو ہو ہو گیا باقی کے گھونٹون سے نوالے اتارے
غرض کہ دلربا نے ملکہ کو کھلا پلا کے سمجھا بجھا دن بھر بہلایا کی رات کو کھانا بہت عمدہ پکوایا اور اسمین زہر ملا کے
خوان مین رکھا چند عورتین ساتھ لے کر دروازہ قیدخانہ پر آئی اور نگہبانون سے کہا یہ اشرفیان لو اور کھانا قیدی
کو کھلا دو کسواسطے کہ جب سے ملکہ گئی ہی کھانا پینا چھوڑ دیا ہی شاید اس قیدی کی نذر ہوگئی ہی نگہبانون نے
کہا یہ ہماری مجال نہین ہم ایسا نہین کرسکتے جو کھانا قیدی کو کھلا دین اسنے کہا پھر تمہین یہ کھانا کھالو اور یہ
اشرفیان بھی لے لو اب خوان پھیر کے کہان جاؤن مین ملکہ سے کہدونگی کہ قیدی کو کھانا کھلا آئی یہ سب خوش
ہوے اور اسی وقت بیٹھ کے کھانا سب نے کھالیا اور اپنے اطفال کے لیے باندھ رکھا بعد چار گھڑی کے
وہ سب تڑپنے لگے آخر کو مر گئے شعلہ رو اندر قیدخانے کے آئی سعد کو کھانا بیہوشی کا کھلایا جب سعد بیہوش
ہوا پشتارہ باندھ کے ملکہ کے پاس لائی ملکہ نے کہا ہوش مین لا شعلہ رو نے دفع بیہوشی دے کر ہوشیار
کیا جب سعد کو ہوش آیا دیکھا کہ ایک باغ ہی اور بہت سی ماہ پیکر بیٹھی ہین دلربا نے کہا یہ ملکہ ہی
سلام کرو کہ تمھاری جان بخشی ملکہ عالم نے کی سعد نے کہا تو بخشی کیا ہی ملکہ نے دلربا کو منع کیا اور سعد کو
اپنے پاس مسند پر بٹھا لیا اور گلابیان شراب کی منگائی خواصین کشتیان شراب و کباب کی لائین
ملکہ نے جام شراب بھر کر سعد کو دیا سعد نے انکار کیا اور کہا کہ اگر تم مسلمان ہو جاؤ تو ہمارے تمہارے
صحبت عیش قرار پائے اور ہم شراب پیتین اور تم بھی پیو ہم خداپرست ہین کافر کے ہاتھ کا کھانا ہم پر حرام ہی
یہ سنکے ملکہ ماہ گوہر بند مع خواصون کے از سر صدق مسلمان ہوئی صحبت نشاط پھر برپا کی ناچ ہونے لگا
جام شراب گردش مین آیا اشقنش نے سنا کہ قیدی کا پتہ نہین اور نگہبان سب مردہ پڑے ہین
اسنے تمام شہر مین تلاش کروایا کہین پتہ نہ لگا بعد کئی دن کے ایک ملکہ کی خواص نے اشقنش سے
سارا حال کہدیا کہ ملکہ قیدی کو لیے عیش کر رہی ہی اشقنش پوشیدہ ہوکر باغ کے کوٹھے پر بیٹھا اور
سارا تماشا دیکھا کہ چبوترے پر مسند آراستہ ہی اور ملکہ اور سعد زانو سے زانو دبائے بیٹھے ہین یہ دیکھکر
اسکی آنکھون مین خون اتر آیا تلوار کھینچ کر وہین کوٹھے پر سے کودا خواصون نے جو آتے دیکھا جھٹ کر
ملکہ سے کہا مگر مارے ہول اور گھبراہٹ کے بات پوری زبان سے نہین نکلتی کوئی کہتی ہی ای ملکہ اشقنش
اور کوئی کہتی ہی قلابی غرض ایک خواص نے دونون ہاتھون سے دل تھام کے کہا ای ملکہ عالم اشقنش
قلابی تلوار کھینچے آتا ہی ملکہ یہ سنتے ہی گھبرا کر اٹھی اور بدحواس ہوگئی سلطان سعد نے ہنس کے
ہاتھ ملکہ کا پکڑ لیا اور باطمینان تمام کہا ای جان جہان تم بیٹھو اس مردک کو آنے دو ملکہ بیٹھ گئی سعد
نے آنچل ملکہ کے دوپٹے کا اپنے زانو کے نیچے دبا لیا ملکہ دوپٹہ بھی چھوڑ کے بھاگی ادھر اشقنش ملکہ کو
بھاگتے دیکھکے دوڑا اور للکارا او ملکہ کہان بھاگ کے جاتی ہی ادھر آ نہین تو دہین اگر تجھکو قتل کرونگا
سعد نے کہا او اشقنش ادھر کہان دوڑا جاتا ہی عورت کو کمزور سمجھ کے غصہ کرتا ہی کیا مجال تیری
جو ملکہ کو نگاہ اٹھا کر دیکھے ادھر آ کے مردون سے سامنا کر تو حال معلوم ہو اشقنش یہ سنکے

بلٹا اور آتے ہی سلطان سعد کو تلوار ماری سلطان سعد نے تکیہ اُٹھا کر تلوار کو گانٹھا اور قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈال دیا اور جھٹکا مارا کر تلوار ہاتھ سے اشقشِ قلابی کے نکل گئی سلطان سعد نے تلوار اشقش کی چھین لی اور بند دست پکڑ کے ایک ہکہ دیا کہ اشقش منہ کے بل آرہا سعد اُٹھکر اشقش کی چھاتی پر چڑھ بیٹھے اور اُسی کا خنجر کمر سے کھینچ کر کو کہ پر اشقش کی رکھدیا اور فرمایا کہ حالا در شناختن وحدانیت پروردگار عالم چہ می گوئی اشقش نے کہا بیشک اب مین نے جانا کہ تو مرد مردانہ ہی اور دین تیرا برحق ہی اشقش کلمہ پڑھکر از سر صدق مسلمان ہوا اور کہا ای شہریار شعلہ رو خواص کو ملکہ ماہ گوہر بند سے دلوا دیجیے اور ملکہ آج سے میری مان کے برابر ہی اب سلطان سعد نے ملکہ کو بلایا اور شعلہ رو کو اشقش کے تئین دلوا دیا بلکہ عقد کر دیا اشقش نے کہا ای شہریار اگر مرزوق فرنگی کو خبر ہوگی تو ملکہ ماہ گوہر بند کو سزاے سخت دے گا اور مجکو بھی قتل کرے گا سلطان سعد نے کہا دیکھا جائیگا یہ سُنکے ملکہ نے صحبت عیش برپا کی جام شراب گردش مین آیا ناچ گانا ہونے لگا اب انکو تو یہان صحبت عیش و نشاط مین چھوڑ دیے

دو کلمے داستان شجاعت نشان امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران کے بیان کیے جاتے ہین

بہادران معرکہ شجاعت و غازیان عرصہ کارزار و جرات و ہمت اس داستان شوکت نشان کو یون بیان کرتے ہین کہ جب امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان و خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نامدار و مقبل وفادار طرف مکہ معظمہ کے روانہ ہوے اور جلد تر بہ در پی قطع منازل و طی مراحل کرتے ہوے قریب قلعہ مکہ معظمہ کے پہونچے وہان ابو عمرو دھاوا کرکے اس پار خندق کے دروازہ قلعہ پر پہونچا اور للکارا ای اہل قلعہ جلد دروازہ کھول دو نہین تو پھاٹک توڑ کے تمام قلعہ کو مسمار کر دونگا اور سب کو قتل کرونگا وہان قلعہ مین سب بدحواس ہوگئے اور سبھون نے دعا بدرگاہ خداوند کریم کی کہ ای پروردگار عالم تو ہی ہم سب لوگون کا حامی و مددگار ہی تیرا ہی ہم سب کو بھروسا ہی اس دشمن کے ہاتھ سے نجات دے اور شر و فساد سے اسکے محفوظ رکھ ابھی دعا ناتمام تھی کہ صحرا کی طرف سے گرد اُٹھی اور نعرہ اللہ اکبر بلند ہوا تمام لشکر ابو عمرو سواران ہرزہ کار و دشمنان پروردگار گھوڑون پر سوار آٹھو اُٹھکر چارجانب دیکھنے لگے یکایک دامنہ گرد چاک ہوا اور دوسرا نعرہ بلند ہوا نعرہ امیر غریب عینم روزگار

منم صف شکن خسرو نامدار ✤ زتیغم بہ میدان جنگ آوران ✤ بہر سو شود الامان الامان ✤

لوگون نے دیکھا امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان مع اہالیان گھوڑے اُڑاتے تلوارین کھینچے ہوے چلے آتے ہین یہان آتے ہی امیر باتوقیر وغیرہ تلوارین پکڑ کر فوج پر گرے مارے تلوارون کے ستھراؤ کر دیا تمام فوج درہم برہم ہوگئی یہ دیکھکر ابو عمرو پلٹا اور امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران کا مقابلہ کیا ابو عمرو نے جھپٹ کر تلوار ماری امیر باتوقیر نے خالی دے کر ہاتھ قبضہ شمشیر پر ڈال دیا اور تلوار ابو عمرو کے ہاتھ سے چھین لی اور کمر زنجیر تھام کر ابو عمرو کو اُٹھا لیا چرخ دے کر زمین پر مارا اور مشکین باندھکر خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کے حوالے کیا اور فوج ابو عمرو پر تلوار پکڑ کر جا پڑے اور لڑنے لگے اُدھر مقبل وفادار مع سرداران نامدار دشمنون کو نشانہ تیر کرنے لگے جس کے تیر مارا جگر توڑ کر سینے کے پار نکل گیا وہ گر کر تڑپنے لگا عمرو کا یہ حال ہی کہ عقب مین

امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران کے خنجر کھینچے ہوے لڑ رہا ہی جو پشت پر امیر کی آیا عمرو نے خنجر سے اُسکا
کام تمام کیا غرض کہ چشم زدن مین کشتون کے پشتے لگا دیے خون کے دریا بہا دیے جو کچھ کفار
باقی رہے وہ بھاگے تھوڑی دور تک تو مقبل وفادار کے لوگون نے تعاقب کیا بعد اُسکے پھر
آئے وہ سب لوگ بھاگ کر گھاٹیون مین پہاڑ کی پوشیدہ ہوے خواجہ عمرو نے اور مقبل کے لوگون نے
پڑاؤ پر آکر تمام مال و اسباب خیمہ و خرگاہ وغیرہ لوٹ لیا امیر باتوقیر قلعہ مین آئے خواجہ عبدالمطلب
کو سلام کیا سب سے ملے اور سب کو تسلی اور دلاسا دیا خواجہ عمرو سے کہا ابو عمرو کو میرے سامنے لاؤ
ابو عمرو کو روبرو امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران کے لائے امیر نے کہا ابو عمرو دین اسلام قبول کر اسی
مین تجکو نجات ہی اس مردود نے دین اسلام قبول کرنا منظور نہ کیا امیر نے غضبناک ہوکر کہا اسکو قید
سخت مین رکھو بعد دو تین روز کے امیر باتوقیر خواجہ عمرو کو اپنے ہمراہ لے کر کوہ ابو قبیس پر آئے اور
ابو عمرو کو بلایا اور کہا کہ بتا تیرا زر و جواہر کہان ہی اُسنے کہا میرے پاس کچھ نہین ہی امیر نے کہا کہ اس
مردک نابکار کو کوڑے لگاؤ عمرو کوڑا لے کر آیا اور ابو عمرو کو مارنا شروع کیا ابو عمرو فریاد و زاری کرنے لگا
اور دُہائی دینے لگا آخر کو ابو عمرو نے بتایا کہ چار صندوق زر و جواہر کے اس مقام پر ہین خواجہ عمرو
نے اُس مقام کو کھدوایا چار صندوق بھرے زر و جواہر کے نکلے عمرو اُس غار مین گیا کہ شاید
اور مال ہو کہ اتنے مین چند آدمی اور اُس غار مین آئے عمرو سے پوچھا کہ تجکو کس نے بند کیا
ہی ابو عمرو نے کہا کہ چورون نے مجکو اور اسکو بند کیا ہی اُن آدمیون کو ان دونون پر رحم آیا کہا
جاؤ ہم تم کو رہا کرتے ہین ابو عمرو چلے اوپر غار کے آیا عمرو بعد تھوڑی دیر کے جو آیا ابو عمرو کو اُس
مقام پر باہر غار کے نہ پایا ہر چند لوگون سے پوچھا کہ ابو عمرو کہان ہی اور صندوق زر و جواہر کے کیا ہوے
سب نے کہا ہم نہین آگاہ عمرو شور و غل کرنے لگا اور کوڑا لے کر ادھر اُدھر جھپٹا اور بہت تلاش کرنے لگا
غصے مین یہ کہتا جاتا ہی کہ ابو عمرو جہان مل جائے گا مارے کوڑون کے کھال گرا دونگا او مکار دغاباز
تو مجھ سے بھاگ کر کہان جائے گا مین وہ جانباز جہان گشت ہون کہ تجکو ایک دم مین ڈھونڈھ کر
تہ خاک سے نکال لونگا اور مزہ اس مفروری کا چکھا دونگا کہ تو اپنی زندگی بھر نہ بھولے گا اور کبھی
ایسے عیار کی قید سے نہ بھاگے گا مگر کہین نشان تک بھی ابو عمرو کا خواجہ عمرو کو نہ ملا اب عمرو اور
بھی زیادہ تر پریشان اور بدحواس ہوا گھبرا کر کہتا تھا کہ امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران سے کیا
کہونگا اور کیونکر منہ دکھاؤنگا امیر جو پوچھینگے کہ مال جو کچھ نکلا تھا وہ کیا ہوا اور ابو عمرو کو کہان
غائب کر دیا غرض ہر چند چار جانب دوڑا اور تلاش کیا مگر کسی جگہ اثر بھی ابو عمرو کا نہ پایا ناچار
و مجبور ہوکر عمرو پھر آیا ان امیر باتوقیر پھر اُن کفار کو مارتے ہوے فوج ابو عمرو کو بھگاتے ہوے
کعبہ مین داخل ہوے اب فوج ابو عمرو جو قتل ہونے سے باقی رہ گئی وہ بھاگ کر اپنی جان بچا کر کوسون
اور منزلون نکل گئی کہ کہین فوج کفار کا پتا تک نہین امیر باتوقیر بفتح و فیروزی جو داخل مکہ معظمہ ہوئے
اپنے والد ماجد خواجہ عبدالمطلب کی قدم بوسی حاصل کی اور بھائیون سے ملے سب کو بڑی خوشی
ہوئی ہر گلی کوچے سے صدا خوشی اور خرمی کی آنے لگی اور تمام باشندے خانۂ کعبہ کے خبر تشریف
لانے امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران کی سنکر نہایت خوش و خرم ہوے اس اثنا مین عمرو بھی آیا اور

کہا ای شہریار ذی وقار ابو عمرو بھاگ گیا اور جو مال دخزانہ مین نے جستجو کر کے دستیاب کیا تھا وہ بھی ابو عمرو لے گیا امیر بہت ہنسے اور کہا ای دزد باریک گردن مین سمجھ گیا تو نے ابو عمرو سے کچھ رشوت کھائی اور اسکو رہا کر دیا عمرو نے کہا ای عرب تو کہتا ہی کہ تجھے کر ابو عمرو کو رہا کیا اُسنے تو مجکو کئی خزانے دیے کہ مین مالا مال ہو گیا غرض بعد مضحکہ کے جو کچھ سچ سچ تھا وہ سب بیان کیا امیر نے کہا چلو مین چلتا ہون شاید کہ ابو عمرو فوج جمع کر کے پھر آئے غرض مقبل کو کعبہ مین چھوڑ کے ہمراہ خواجہ عمرو کے اُس جگہ آئے جہان پردہ غار نمایان ہوا تھا اور وہ مقام ابو عمرو کا تھا اور اُسی جگہ سے ابو عمرو بھاگا تھا ادھر کا حال سُنیے کہ جب تلاش کر کے ابو عمرو کی خواجہ عمرو کعبہ کو چلے گئے بعد تین روز کے ابو عمرو بھاگتا ہوا تباہ و برباد ہوتا ہوا اپنی جان پر کھیل کے بھوکا پیاسا اپنے مقام پر آیا الکنہ کو دیکھا کہ سامان کتخدائی کرتا ہی اور نوبت شادیانے بج رہے ہین اور ڈھول اور تاشے گرجتے ہین جب ابو عمرو اندر آیا عجب سامان نظر پڑا کہ الکنہ ادھر اُدھر دوڑ رہا ہی اور ایک خیمہ مین دولہا دلھن باہم بیٹھے ہوے شراب پیتے ہین اور ایک نازنین مہ جبین گل پیرہن غنچہ دہن بصد ناز و ادائے معشوقانہ یہ غزل عاشقانہ بھاؤ بتا بتا کر گا رہی ہی

غزل

دل مرا قیدی ہوا زلف بت بے پیر کا
جا نکلیے اب ہم ارادہ ہو گیا کشمیر کا
خاک کوے خوبرویان گر نہیں ہو مجھے
آہ مٹ سکتا نہین لکھا مری تقدیر کا
رند ہون روز ازل سے مے پرستی کا ہی شوق
نقش ہی دل پر ہمارے یار کی تصویر کا
بزم مین اُس گلعذار کے بوسے لیتے ہین رقیب
دیر و کعبہ مین ہی جلوہ یار کی تنویر کا
اُسکے کوچہ مین ہمیشہ ہی رقیبون کا گذر
ای جفا جو کچھ تو باعث کر بیان تشہیر کا
دل ہی یا پہلو ہی یا ہی جان یا سیر اجگر
مین بھی قائل ہو گیا اُس شوخ کی تقریر کا
لاتے ہو صورت دکھا کر دام مین ہر ایک کے
مدح خوان ہون جان و دل سے شبر و شبیر کا
اندنون ہی شوق میرے پاؤن کو زنجیر کا
گر لکھون اُس بت کو نامہ کاغذ کشمیر کا
ای ہوس نام بھولے سے نہ لون اکسیر کا
مصحف رخسار جانان کے تصور مین مدام
واعظا کسواسطے فتوی لکھا تکفیر کا
لب نہ ہلنے پائے قاتل کے مرے نکلا دریغ
ہو چھپے پروانہ کے دل سے ستم گلگیر کا
مل گیا میرے گلے سے آکے وہ بت جنگجو
مین اگر جاؤن تو مجکو علم ہو تعزیر کا
کر کے دل عاشق کا وہ بسمل کشتہ تیر نظر
ای ستمگر کون ہی جو رائین تیرے تیر کا
قتل اب روکے کیا اُس رشک گو نے مجھے
کیون نہ شہرہ ہو تمھارے حسن عالمگیر کا
تنگ آکر بیوفائی سے بتان ہند کی
شہر دون شہرون پھر تو شہرہ ہو مری تقصیر کا
کیا کرون دست عالی بھی تکبیر مین کھسکین
کرتا ہون نظارہ مین قرآن کی تفسیر کا
مانی و بہزاد کا احسان اُٹھائین کس لیے
مر گیا مین جب خیال آیا اُنسے تکبیر کا
بے سبب پھرتے نہین ور اُسکا شیخ و برہمن
یہ اثر شاید ہی میرے نالۂ شبگیر کا
لاشۂ بے سر کو عاشق کے پھرایا ہر طرف
پھر یہ کہتا ہی مجھے دعوی کا ہوا تخجیر کا
گفتگو پر اُسکی مائل ہی ہر اک پیر و جوان
کُھل گیا اُس جوہری پر جوہر اُس شمشیر کا
ہون ثناگو ہر دوم اصحاب نبی کا ای ظفر

ابو عمرو اس حال پریشان سے تھا کہ کسی نے اسکو نہ پہچانا مگر ابو عمرو نے بھی جہان طعامہاے لذیذ واسطے دولہا دلھن کے رکھے تھے چلے وہان جھکر خوب تنکے کھانا کھایا وہ سب آدمی ابو عمرو کو دیکھکر حیران ہوے اور سب کے ہاتھ پاؤن مین تھرتھری پڑ گئی بعد سیر و سیراب ہونے آب و طعام سے ابو عمرو کے حواس درست ہوے اور خلیہ مین آ کر دولہا کے گریبان مین ہاتھ ڈال دیا اور اسکو پکڑ کے مشکین باندھین اور آپ پہلوے عروس مین بیٹھکر بوس و کنار مین مشغول ہوا اور شراب پی کر طالب وصل ہوا عروس نے انکار کیا ابو عمرو نے کہا تم ڈرو نہین الکنہ کے لوگ کیا کر سکتے ہین ادھر سب لوگ چپ بیٹھے دیکھ رہے ہین کہ یہ کیا سانحہ ہی یکایک امیر با توقیر اور خواجہ عمرو بھی پہونچے اب دی

الکنہ کے غل مچاکر دوڑے اور عمرو کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہا کہ یہ بن مانس کہان سے آیا ہی کچھ لوگ ابوعمرو چھپے
کہ اُس غول صحرائی کو عمرو کے پاس سے جلد مارو اور ہٹاؤ یہان امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران اور خواجہ
عمرو بن امیہ ضمری اندر خیمہ کے آئے ابوعمرو نے جو امیر اور عمرو کو دیکھا گھبرا گیا ایسا بدحواس ہوا کہ اور
تو کچھ نہ ہوسکا صراحی شراب کی سامنے رکھی تھی اٹھا کر کھینچ ماری وہ صراحی چوب خیمہ پر پڑی پاش پاش
ہوگئی امیر نے بڑھکر ابوعمرو کے گریبان مین ہاتھ ڈال کر کھینچ لیا اور چھاتی پر چڑھکر اُسکی مشکین باندھین
اور خواجہ عمرو کے سپرد کیا اور کہا ای خواجہ عمرو اب اسکو نہ چھوڑ دینا کہ یہ مردک بھاگ جائے اور الکنہ سے
امیر باتوقیر بہت خفا ہوئے الکنہ دست بستہ امیر سے کھڑا ہوکر عرض کرنے لگا کہ حضور تشریف فرما ہون غرض کہ
امیر و عمرو کو بٹھایا اور شراب و کباب لاکر حاضر کیے عمرو کو خیال ہوا کہ ایسا نہ ہو کہ پھر ابوعمرو بھاگ جائے خواجہ
اُٹھے اور حلقہائے کمند سے ابوعمرو کو درخت چنار مین جکڑ دیا اور اُسکے آس پاس سنگریزے بڑے بڑے چُن کر
جمع کیے بعد اُسکے پھر عمرو امیر کے پاس آیا اور شغل شراب کباب مین مشغول ہوا اور ناچ ہو رہا تھا بیٹھکر ناچ
دیکھنے لگا وہان ابوعمرو بندھا ہوا سو گیا خواب مین دیکھا کہ کوئی شخص پتھرون سے مارتا ہی اور ایک آدمی
نے گلے مین پھانسی لگائی اور کھینچتا ہوا لے گیا اور مالک جہنم کے حوالہ کیا یہان عمرو نے امیر سے کہا کہ ابوعمرو
پھر بھاگا چاہتا ہی یہ کہکر عمرو باہر آیا دیکھا ابوعمرو اُسی حال خراب مین ہی اب عمرو ابوعمرو کو لے کر
امیر باتوقیر کے پاس آیا ابوعمرو نے امیر سے سارا حال اپنے خواب بیان کیا امیر نے کہا کہ دیکھو تجکو
پروردگار عالم نے کیفیت عقبے دنیا مین دکھادی اگر تو مسلمان ہو جاتا اور عالم کفر مین نہ رہتا تو یہ خواب
کبھی نہ دیکھتا اب بھی خیر ہی کہ کلمہ پڑھ اور وحدانیت پروردگار کا قائل ہو اور دین اسلام قبول کر جہنم سے
بری ہو جائیگا ابوعمرو نے امیر کے فرمانے کا کچھ خیال نہ کیا اور دین اسلام سے انکار کیا دوسرے روز امیر نے
ابوعمرو کو قتل کیا اور سر اُسکا لے کر مکہ معظمہ کو روانہ ہوئے اور وہان آکر دروازہ مکہ معظمہ پر سر اُس کافر کا
لٹکایا اور چند روز امیر باتوقیر مکہ معظمہ مین مقیم ہوئے عمرو بہ تلاش زر و جواہر نکل کر کوہ ابوقبیس کی طرف
گیا راہ مین ابوعمرو کے لوگون سے ملاقات ہوئی اُنکے ساتھ کوہ ابوقبیس پر عمرو آیا اور اُن سب کو
بیہوش کرکے باندھ لیا اور پھر سب کو فتیلۂ رفع بیہوشی دے کر ہوش مین لایا اور کوڑا پکڑ کے کھڑا ہوا کہ بتاؤ
مال ابوعمرو کا کہان ہی دو چار کو دو ایک کوڑے مارے بھی آخر سب نے جان کے خوف سے خواجہ عمرو
کو جو کچھ مال و اسباب ابوعمرو کا تھا بتادیا عمرو نے وہ سب مال و اسباب لیکر نذر زنبیل کیا اور خدمت
امیر باتوقیر مین آیا ایک شب امیر نے خواب پریشان دیکھا کہ تمام لشکر سیاہ پوش ہی اور علمشاہ اور
سلطان سعد دریائے خون مین ڈوب رہے ہین ہاتھ پاؤن مارتے ہین مگر نکل نہین سکتے ہین امیر یہ خواب
پریشان دیکھکر بیدار ہوئے اور اُسی وقت عمرو کو بلاکر خواب بیان کیا عمرو نے کہا ای امیر مین نے بھی یہی
خواب دیکھا اب آپ تشریف لے چلین امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران صبح کو خواجہ عبدالمطلب وغیرہ
سے رخصت ہوکر اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوئے دوست آشنا ساکنان کعبہ پہنچنے کے شناسا دور تک امیر
کے ساتھ آئے امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران نے سب کو تسلی و دلاسا دے کر رخصت کیا اور خواجہ عمرو
اور مقبل وفادار کو ہمراہ لے کر چلے جلد جلد راہ طے کرتے ہوئے لشکر مین اپنے پہونچے رات کا
وقت تھا چپکے چپکے آئے جب دربارگاہ پر پہونچے سردارون کو خبر ہوئی امیر کو سب نے پہچانا مجرا کیا

امیر محل مین داخل ہوے ملکہ مہرنگار سے ملے بیٹون کو گلے سے لگایا صبح کو بارگاہ سلیمانی مین آکر جلوہ افروز
ہوے امیر نے دیکھا کہ دربار مین سب سردار اپنے اپنے مقام پر دنگلون کی زیب ہین مگر رستم و سعد اور
لندھور نہین ہین امیر باتوقیر نے فرمایا ای عمرو اُس خواب پریشان کی یہی تعبیر ہی کہ رستم و سعد و لندھور
کہان ہین معدیکرب نے کہا یا امیر خرسنہ روم سے ایک نامہ آیا تھا اُسمین یہ لکھا تھا کہ پسر فرزوق شاہ
فرنگی یعنے کپیتان فرنگی آیا اور اُسنے خرسنہ روم کو تباہ و برباد کیا اور قدوس رومی کو قتل کیا اور سب
زن و مرد کو قید کر لیا قباد شہریار نے نامہ پڑھ کے علشاہ سے کہا بڑی بہادری کا دم بھرتے ہو جاؤ جا کر اپنی
مان کو رہا کراؤ قید فرنگ سے چھڑاؤ رستم کو یہ بات سُنکے نہایت ناگوار ہوا رستم نے قباد شہریار کے
طمانچہ مارا کہ بادشاہ بیہوش ہو گئے سب سردار بگڑ گئے لندھور اور سرداران لندھور بہت برہم ہوے
لندھور نے دو وجہ سے طرح دی اول تو آپ کا خیال تھا دوسرے عالم زخمداری مین تھے خاموش ہو رہے
مگر رستم اُسی وقت اُٹھ کھڑے ہوے اور مع اپنی فوج کے طرف خرسنہ روم کے روانہ ہوے عقب سے
سلطان سعد اور لہراسپ اور زنگادہ ساتھ رستم کے چلے معدیکرب نے یہ حال بیان کیا اور تمام روداد نوشیروان
کے عاشق ہونے کی ملکہ مہر گہر تاجدار پر اور جانا علشاہ کا برائے گوشمالی نوشیروان بیان کیا امیر یہ مضمون
بے عنوانی سُنکے قباد شہریار پر بہت برہم ہوے اور غضب ناک ہو کر قباد کو بہ نگاہ غیظ دیکھا اور کہا ای قباد بیحیا
جو تمکو بادشاہ اپنے لشکر کا کر دیا اس سبب سے تو مغرور ہو گیا علشاہ کسی طرح سے کمتر نہین ہو بلکہ اسکی دلیری و بہادری
کے مقابلے مین تم نہین ہو وہ کہان نہین غائبانہ میرا سینہ سپر رہا اور جو کام کہ اُس سے ظہور مین آیا تم سے ہرگز
نہ ہو سکے گا اور اگر تم اپنے دل مین سمجھتے ہو کہ مین نواسہ نوشیروان کا ہون تو علشاہ بھی بادشاہ قدوس رومی کا
نواسہ ہو بلکہ نوشیروان اسوقت تک بت پرست ہو اور علشاہ کا نانا مسلمان ہو چکا ہو امیر اُسوقت قباد شہریار پر
ایسا خفا ہوے کہ سردارون کو مطلق یارا سعی و سفارش برائے قباد نہوا کوئی کلام نہ کر سکا سب چپ بیٹھے رہے یہ خبر محل
مین پہونچی ملکہ مہرنگار اور سب ناموس امیر گریان ہوے کہ امیر نے قباد شہریار کو ایسے کلمے سبکی کے کہے قباد بہت شرمندہ
ہوے یہان امیر غصہ مین تھے کہ سیارہ بن عمرو وہ نامہ رستم کا لے کر آ پہونچا جو علشاہ نے بروقت روانگی ملک فرنگ کے
خرسنہ روم سے کیفیت اپنی اور نانا کی لکھی تھی سیارہ نے امیر کو مجرا کیا اور وہ نامہ رستم کا امیر کے ہاتھ مین دیا امیر نے فوراً
لفافہ چاک کر کے نامہ پڑھا لکھا تھا کہ مین نے والدہ ماجدہ کو رہا کیا اور نانا صاحب یعنی قدوس رومی کی لاش کو دفن کیا کفن
کپیتان فرنگی قتل کر چکا تھا اور شہر کو آباد کر دیا ہو کپیتان فرنگی سے مقابلہ کر کے اسکو قتل کیا اور لشکر فرنگ کو مارے
تلوارون کے بھگا دیا مگر زنگادہ غوری نے تمگریزون سے مل کر بڑا غضب کیا کہ سلطان سعد کو گرفتار کر دیا اب غلام
ملک فرنگ پر سعد کو رہا کرنے جاتا ہو اور لہراسپ میرے ہمراہ ہو دیگر یہ کہ والدہ صاحبہ میری قید نہ تھین ماموں صاحب
آصف شاہ نے زیر زمین بطور عہد مخفی کر دیا تھا اور اُنکے ساتھ سب عورتین خواصین وغیرہ بھی تھین کہ کسی طرح
سے اُنکی حرمت مین فرق نہ آئے مین نے اُن سب کو نکالا اور پھر محل مین داخل کر کے بعد احترام بٹھا دیا اور شہر
روم کا بند و بست کر کے اپنے ماموں آصف شاہ کو بادشاہ کیا ہو جنسے کہ وہ نامہ مجکو لکھا تھا کہ والدہ صاحبہ
کے قید ہونے کا اُسمین ذکر کیا تھا اُس کاتب کی غلطی سے تھا بلکہ وہ فقط طعنہ کا تھا امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران
نے بخوبی مضمون نامے کا پڑھکر قباد سے کہا کیون تم نے مضمون نامہ رستم کا سُنا دیکھو کیا لکھتے ہین پھر
سیارہ نے بھی دست بستہ خدمت امیر مین عرض کیا کہ حضور عبارت رستم بہت درست و صحیح

یہ نہین ہی مین نے بچشم خود دیکھا ایک سر مو فرق نہین ہوا امیر نے فرمایا کہ افسوس صد افسوس یہ بیچارے بیکس
و تنہا دریاے فرنگ کو گئے ہین اگر خدانخواستہ کچھ انکی جانون پر آبنی تو کیا ہوگا مین کیا کرونگا یہ کہکے تھوڑی دیر امیر
نے سکوت کیا اور بعد اسکے دل مین کچھ سوچ کے عمرو کو حکم دیا کہ لشکر مین منادی کرو کہ ہمارا کوچ ملک فرنگ کیطرف
ہوگا تین روز کی مہلت دیجاتی ہی کہ سب اپنا اپنا سامان جنگ درست کرکے روانہ ہون یہ سُنکے قباد شہریار مجرا کرکے
امیر کو محل مین سے آئے اور مادر مہربان ملکہ مہرنگار سے ساری حقیقت بیان کی ملکہ مہرنگار کو بہت ناگوار ہوا
قباد ایک گوشہ مین آکر چھپکر بیٹھ رہے امیر نے کئی بار بارگاہ مین بلوایا قباد نہ آئے جب تو امیر بغیظ و غضب
محل مین آئے اور فرمایا قباد شہریار کہان ہی کیون نہین بارگاہ مین آتا ملکہ مہرنگار نے کہا آپ نے سر دربار
اُسکو سبک کیا اور فرماتے ہین کہ دربار مین کیون نہین آتا اسی شرمندگی سے وہ بارگاہ مین نہین گیا آپکو مناسب
نہ تھا کہ بارگاہ مین سب کے سامنے ایسے کلمے اُسکو کہتے امیر یہ سُنکے ملکہ مہرنگار پر خفا ہوے اور کہا کہ کیا
علمشاہ میرا بیٹا نہین ہی جو قباد نے سر دربار اُس سے کلمۂ طعن کہا کہ جاؤ اپنی مان کو قید فرنگیان سے
چھڑاؤ قباد نے نہایت نالائق حرکت کی کوئی اپنے حقیقی بھائی کو ایسا کلمۂ ذلت کا سر دربار کہتا ہی ملکہ مہرنگار
نے جو دیکھا کہ امیر زیادہ برہم ہین خاموش ہورہی یہ خبر بھی قباد سے ایک خواص ملکہ نے جاکہی
قباد شہریار نے یہ سُنکے دل مین کہا کہ انشاء اللہ مین چند روز کیواسطے نکل جاؤنگا اور کار نمایان جان پر
کھیل کر کرونگا کہ امیر کو معلوم ہو کہ قباد نے بھی کچھ کام کیا اور رستم سے کم نہین ہی غرض کہ دوسرے روز
بھی قباد شہریار دربار مین نہ آئے امیر نے بھی نہ بلایا بعد تین دن کے امیر کشورگیر حمزہ صاحبقران نے
سرحد عدن سے طرف ملک روم کے کوچ کیا اور تمام لشکر ہمراہ رکاب ظفر انتساب ہوا خواجہ عمرو بھی
ساتھ ہوے قطع منازل اور طے مراحل کرکے خرسنہ روم مین پہونچے دیکھا کہ تمام خرسنہ ویران و تباہ ہی
امیر پریشان ہوے مگر اُترے لشکر نے قیام کیا رابعہ بانو خبر سُنکر واسطے استقبال ملکہ مہرنگار کے آئی
اور شرف حضوری مہرنگار حاصل کیا اور قباد کا گلہ کیا کہ کوئی اپنے برادر حقیقی کو ایسا کہتا ہی مہرنگار نے
کہا کہ باپ نے اُسکے یعنی امیر با توقیر حمزہ صاحبقران نے قباد کو دربار مین تنبیہ کی ہی اول تو علمشاہ نے
قباد سے گستاخی کی کہ سر دربار اُسکی حقیقی خالہ کا حال بیان کیا اُسنے بھی جواب مین اُس کے یہ کلمہ منہ
سے نکالا غرض کہ امیر حمزہ کنارے دریاے روم کے فروکش ہوے اور بارگاہ سلیمانی استادہ کرکے
دربار کیا اور پروانے تمام ملکون مین لکھوا کر روانہ کیے کہ ہر دیار کے بادشاہ و شہریار یہان آکر حاضر ہون فرمان
پہونچتے ہی نامۂ امیر کے سب اطراف و جوانب کے شاہ و شہریار جو متعلقہ روم کے تھے آئے امیر کا دربار
گرم ہوا پھر سب سے امیر نے فرمایا کہ اس شہر کو پھر آباد کرو جیسا پہلے تھا اُسی طرح سے ہو اور تیس ہزار
آدمی یہان محافظت کے واسطے رہین کہ پھر مین آکر ملک فرنگ سے خرسنۂ روم کو دوبارہ آباد کرون
بہتر یہ ہی کہ جیسا پیشتر تھا اُسیطرح اب بھی یہ شہر آباد ہو اور آصف شاہ کو بادشاہ کیا کہ وہ بڑا بیٹا قدوس
رومی کا تھا اور اُسکو سب فہمایش کرکے سپرد کیا بعد اُسکے امیر با توقیر نے حکم کیا کہ ہمارے لشکر کا کوچ ملک
فرنگ کیطرف ہو اور کشتیون کو مہیا کرو لیکن قباد شہریار نے دیکھا کہ امیر با توقیر میری طرف مطلق ملتفت
نہین ہین نہ مجکو دربار مین بلاتے ہین اور نہ کچھ صلاح و مشورہ مجھسے ہی دل سے کہا اے قباد اب تیرا رہنا اس
لشکر مین اچھا نہین ہی بہتر یہ ہی کہ اب یہان سے نکل اور تنہا ملکون کی سیر کر یہ سوچ کر دو پہر رات گئے اُٹھے

اور بارگاہ سلیمانی سے باہر آئے دیکھا سب اندر ہستے باہر تاب لشکر مین سوتے ہین دریا کے کنارے پر آئے اور ایک کشتی تلاش کی اور توکل بخدا کرکے اُس کشتی مین بیٹھے اور کہا ای قباد چل یا تو اس دریا مین غرق ہو یا کوئی کار نمایان کیا کہ امیر جو بہ نظر حقارت دیکھتے ہین اُنکو بھی معلوم ہو کہ قباد بھی فرزند شجاع و بہادر ہی یہ کہکر کشتی کو ایک جانب روانہ کیا

در کلمے داستان امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران بیان کیے جاتے ہین

مخبران روایت دفتر داستان اب یون تحریر کرتے ہین کہ جب امیر باتوقیر مع لشکر ظفر اثر کشتیون پر سوار ہونے لگے دیکھا کہ چند کشتیان ملک فرنگ کی طرف سے آتی ہین امیر نے عمرو سے کہا کہ ان کشتیون کو ٹھہراؤ تو کچھ حال رستم کا ان لوگون سے دریافت کرین عمرو نے بڑھ کے ملاحون کو آواز دی کہ کشتیون کو روک لو غرض کہ کشتیان سب کنارے پر دریا کے آکر لگین عمرو نے پوچھا کہ ان کشتیون مین کون لوگ ہین سب نے کہا کہ سوداگر ہین عمرو اُن سوداگرون کے پاس گیا اور اُنکو اپنے ہمراہ لیکر امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران کے پاس آیا صاحبقران نے فرمایا کہ تم کو کچھ خبر رستم و سعد کی معلوم ہے سوداگرون نے بیان کیا کہ یا امیر وہ کار نمایان رستم نے کیا ہی کہ دیدہ نہ شنید اگر آج کے دن رستم دستان اور سام بن نریمان ہوتے تو داد شجاعت و مردانگی کی دیتے بعد اُسکے تمام کیفیت اُس نقابدار پلنگینہ پوش کی بھی بیان کی کہ خوب خوب سعد و رستم کی مدد کی امیر و عمرو حیران ہوے کہ وہ نقابدار کون ہی جسنے کہ مدد آکر رستم و سعد کی ناظرین پر واضح ہو کہ اس نقابدار کو بعضون نے نقابدار پلنگینہ پوش لکھا ہی اور بعضون نے نقابدار سبز پوش بھی تحریر کیا ہی اُن سوداگرون نے کہا کہ اُن دنون مین ہم قروشیہ مین تھے اور یہ خبر سُنی تھی کہ مالا گرد فرنگی جو سپہ سالار مرزوق شاہ ہی اُسکو مرزوق شاہ نے بھیجا تھا واسطے مقابلۂ رستم کے وہ کافر ہاتھ سے رستم کے زخمی ہوا تھا اور مرکب اُسکا رستم نے چھین لیا تھا کہ نام اُس مرکب کا اشتر مالا کبود ہی مرزوق شاہ یہ سُنکر بہت خفا ہوا اور غصہ ہوکر کہا کہ فوج جائے اور رستم کو قتل کرے امیر باتوقیر سُنتے ہی اس خبر فرحت اثر کے بہت شاد ہوے اور سوداگرون کو خلعت دیا اور عمرو سے کہا کہ اب ہم کو جلد وہان پہونچنا چاہیے غرضکہ سوداگر تو رخصت ہوے اور امیر باتوقیر مع لشکر کشتیون پر روانہ ہوے سردارون نے آپس مین صلاح کی کہ اب امیر کے آگے عذر و معذرت کرکے خطا قباد شہریار کی معاف کرانا چاہیے سب سردار وغیرہ مل کے امیر کے پاس آئے اور کہا ای امیر باتوقیر یہ بحث قباد شہریار اور علمشاہ کی برائے تسخیر ملک فرنگ تھی کہ اس حیلہ سے حق تعالے ملک فرنگ کو فتح کرائیگا اب ایک غرض ہم غلامون کی اور قبول ہو امیر نے فرمایا کہو سردارون نے کہا ای امیر ہم چاہتے ہین کہ اب قباد شہریار کی بھی خطا معاف کیجائے اور ہم قباد شہریار کو بلاتے ہین آپ اُنکو گلے سے لگا لیجیے اور تقصیر اُنکی عفو کیجیے کہ وہ بھی بہادر و شجاع فرزند ارجمند ہین اُدھر ملکہ مہر نگار نے خواجہ عمرو کو زر و جواہر دیکر کہا کہ ای بھائی خواجہ کسی طرح امیر سے قباد کی خطا معاف کرادو عمرو نے بھی امیر سے کہا کہ ای امیر سب غصے کو برطرف کرو فرزند جگر بند کی چشم نمائی اتنی بہت ہو میری خاطر سے اب قباد کو بلوا کر گلے سے لگالو اور خطا معاف کرو امیر باتوقیر راضی ہوے اور محبت پدری نے جوش مارا فرمایا بلواؤ قباد شہریار کو حقیقت مین اگر بہ نظر انصاف دیکھو تو قباد نے بہت بڑی خطا کی ہی لیکن تم لوگون کے کہنے سے مین درگذر کرتا ہون

اور قباد کی خطا معاف کی عمرو دوڑا ہوا محل مین ملکہ مہر نگار کے پاس آیا اور کہا کہ مین نے امیر کو راضی کیا ہو
قباد کہان ہو میرے ساتھ کردو تو مین امیر سے ملوا دون مہر نگار نے کہا بخیا قباد تو رات سے باہر ہو محل مین نہین آیا
دیکھو کہین باہر تلاش کرو کسی سردار کے خیمے مین ہوگا عمرو فوراً باہر محل سے آیا اور ہر ایک سردار کے خیمہ مین تلاش
کیا مگر کہین پتہ نہ پایا اور جا بجا ڈھونڈھا قباد نہ ملا آخر کو تلاش کر کے عمرو امیر کے پاس آیا اور کہا اے امیر رات سے
قباد کا پتا نہین ہو کیا جانیے کہان چلا گیا امیر گھبرا کر اٹھ کھڑے ہوے اور محل مین آئے ملکہ مہر نگار سے پوچھا
قباد کہان ہو مہر نگار نے کہا مجکو نہین معلوم وہ رات سے باہر جو گئے پھر نہین آئے امیر باہر خیمہ کے آئے
لوگون سے دریافت کیا سبھون نے کہا ہمین خبر نہین کہ قباد کہان ہین امیر دریا کے کنارے آئے کہ شاید قباد
عالم پریشانی مین سیر کرنے دریا کی آیا ہو اُس جگہ بھی کچھ نشان قباد کا نہ پایا تمام لشکر مین شور و غوغا بلند ہوا
اور قباد کے گم ہو جانے کا سب کو ملال گذرا امیر آنکھون مین آنسو بھر لائے اور صدمۂ عظیم امیر کے دل پر ہوا
محل مین خبر ہوئی کہ امیر نے بہت تلاش کیا مگر قباد کا کہین پتا نہ لگا امیر رو رہے ہین اور تمام سردار محزون و
نالان ہین یہ سنکے مہر نگار سر پیٹنے لگی اور تمام عورات محل شور و فغان و آہ کرنے لگین امیر نے عیارون کو
چارون طرف دوڑایا کہ جلد قباد کو تلاش کرو اور لشکر مین حکم ناطق مشتہر کیا اور عمرو سے کہدیا کہ خبردار
جب تک قباد شہریار نہ آئے کوئی لشکر مین جلسۂ عیش و نشاط برپا نہ کرے اور شراب نہ پیے اور ناچ
نہ دیکھے عمرو نے تمام لشکر مین منادی کردی اور حکم امیر باتوقیر جاری کردیا پھر عمرو محل مین ملکہ مہر نگار کے
پاس آیا دیکھا کہ ملکہ نے دانہ پانی ترک کردیا اور چیخین مار مار کر روتی ہو عمرو نے مہر نگار کو تسلی و دلاسا دیا
اور کہا اے ملکہ رو نہین خدا کو یاد کرو پروردگار عالم پھر جلد قباد کو لائیگا اور پھر تمہارا فرزند تمسے آکر ملیگا دیکھو
علمشاہ کو کہ وہ یکہ و تنہا ملک فرنگ کو گیا ہو قباد بھی بہادری اور شجاعت مین اُس سے کم نہین ہو کیونکہ
امیر باتوقیر کے بیٹون مین ایک دوسرے سے کم نہین ہو ادھر امیر باتوقیر رویا کرتے ہین ہر وقت قباد شہریار
کی یاد ہو پھر ملازمان قباد کو امیر نے بلایا اور بہت خفا ہوے اور بعضون پر مار پیٹ بھی کی کہا کہ تم کیسی ملازمت
اپنے آقا کی کرتے ہو کہ خبر نہین رکھتے اُسکو تنہا چھوڑ دیا کہ وہ پوشیدہ ہو کر کسی طرف کو نکل گیا دو ایک کا بدلا
قباد کو ایسا چھوٹا یا کہ وہ جان سے مر گئے غرض کہ دو تین روز اسی طور سے گذرے کہ کسی نے شراب نہین پی
اور خوشی ترک کی مگر بغیر شراب بچین ہین ایک شب کو عمرو و ارشیون پریزاد و فرہاد خان بکطری وغیرہ
نے آپس مین صلاح کی کہ کسی ترکیب سے شغل شراب و کباب ہونا چاہیے مگر امیر کو خبر نہو ایک خیمہ بارگاہ
سلیمانی سے دور استاد کیا اور اسباب عیش و نشاط مہیا کیا اور عمرو و ارشیون وغیرہ وہان بیٹھکے شراب
پینے لگے اور چند آدمی اپنے ارشیون نے دروازے پر خیمہ کے معین کردیے کہ کوئی یہان نہ آنے پائے
اگر کوئی یہان دوسرا آئیگا اور شغل شراب مین شریک ہوگا مبادا امیر کو نہ خبر ہو جائے کہ امیر خفا
ہون لیکن جناح دیوانہ قدوس کا بیٹا جو تھا وہ تمام رات لشکر امیر باتوقیر کی گشت اور چوکسی کرتا
تھا اور ہر ایک کی خبر گیری کرتا تھا چوبدست ہاتھ مین لیے ہوے المست پھرتا تھا اتفاقاً اس روز
اسی در خیمہ پر پہونچا قصد اندر جانے کا کیا دربانون نے منع کیا جب اُسنے خیمے مین آنے کا ارادہ
کیا اور پہرے والون نے روکا تو دیوانے نے دو چار کو طمانچہ مارا کہ وہ گر کر تڑپنے لگے دیوانہ اندر خیمہ
کے آیا دیکھا کہ عمرو و ارشیون و فرہاد خان وغیرہ شراب پی رہے ہین دیوانے نے کہا کہ جلسہ

تھے اب الگ ہی الگ آپ ہی آپ ہی ہمکو خبر ہی نہین ارشیون وغیرہ نے کہا کہ آؤ بیٹھو تم بھی ہو مگر امیر کو اطلاع
ہو غل و شور نہ مچاؤ اُسنے کہا کہ دیوانہ تو ہون مین مگر ایسا دیوانہ نہ سمجھنا کہ کسی کا راز افشا کرون اور مالک
سے کہدون یہ سنکے ارشیون نے اُسکو بھی جام شراب دیا اُسنے پے در پے کئی پیالے شراب کے چڑھائے جب
دیوانہ کو خوب نشہ ہوا اُٹھا کہ باہر جاؤن ارشیون وغیرہ نے کہا کہ آج رات کو یہین مہمان رہو دیوانے
نے کہا مین جاؤنگا مہمانی نہ منظور کرونگا ہرچند سب نے کہا اُس دیوانے نے نہ قبول کیا عمرو نے کہا یہ
تو بُرا ہوا اگر یہ دیوانہ باہر جائیگا ضرور ہر ایک سے کہیگا ہم سب کو رسوا کریگا ارشیون نے کہا
کہ خواجہ تم اس دیوانے کو ایک گھوڑے پر سوار کرو اُسکے پیچھے گھوڑے کے پٹھے پر آپ بیٹھو اور لشکر سے
باہر لیجا کر دو منزل کے فاصلے پر اُسکو چھوڑ آؤ عمرو اُٹھا اور دیوانے سے کہا کہ آؤ ہم تم سیر کرنے چلین تو
اس گھوڑے پر سوار ہو دیوانہ گھوڑے پر سوار ہوا اور اُسکے پیچھے پٹھے پر گھوڑے کے عمرو بیٹھا اور
گھوڑے کو دوڑاتا ہوا باہر لشکر کے دور نکل گیا وہان عمرو گھوڑے سے کود کے بھاگا اور اُس دیوانے کو
وہین چھوڑ دیا رات بھر دیوانہ نشہ مین صحرا نوردی کرتا رہا جب صبح کو وہ ہوشیار ہوا اور بخوبی ہوش مین آیا
دیکھا کہ مین گھوڑے پر سوار تنہا جنگل مین ہون حیران ہوا اور وہان سے پھر کر اُسی خیمہ مین آیا ارشیون نے
کہا کہ دیوانے آ کہ مین تجھکو تیرے باپ کے گھر مین پہونچا دون یہ کہکر اُسکو پھر گھوڑے پر سوار کیا اور آپ
اُسکے پیچھے گھوڑے کے پٹھے پر بیٹھا اور گھوڑا اُڑاتا ہوا ایک فرسنگ آیا ایک دریا ملا اُس دیوانے کو
وہان چھوڑ دیا دیوانہ مست تو تھا بالکل نشہ فرو نہوا تھا راست و چپ پھرا ادھر اُدھر گیا ایک کوہ نظر پڑا
دیوانہ اُس کوہ پر آیا دیکھا کہ چند گھر برنگ سیاہ ہین اور آگ اُن گھرون مین دہک رہی ہے اور وہ گھر سرخاب
گلہ بان کا تھا کہ ہمیشہ دو تین فرسنگ لشکر سے علیحدہ رہتا تھا اور دو تین ہزار گلہ بانون کا وہ افسر تھا اور
گوسفندان امیر با فراط تھے اُنکو وہ رکھا کرتا تھا اور اُن گوسفندون کو چراتا تھا اور کھلاتا پلاتا تھا اور
دودھ اور گوشت اور گھی اور کھال امیر کے یہان پہونچایا کرتا تھا اور تمام لشکر کو دیتا تھا وہ دیوانہ وہان آیا اور
نعرہ کیا کہ یہان کون رہتا ہے سرخاب گلہ بان باہر مکان کے آیا اور دیوانے کو پہچانا اپنے ساتھ گھر مین لیکر
آیا سرخاب گلہ بان کی ایک دختر نہایت حسین و خوبصورت تھی اور نام اسکا مہربانو تھا اور مردمان صحرائی
کا دستور ہے کہ وہ اپنی عورتون کو کسی سے پوشیدہ نہین کرتے دیوانہ جو گھر مین سرخاب کے آیا دیکھتے ہی
مہربانو پر عاشق ہو گیا اور سرخاب سے کہا کہ مین اس عورت کو اپنی زوجہ بناؤنگا سرخاب نے کہا
کہ یہ میری دختر ہے دیوانے نے کہا کہ کسی کی یہ دختر ہو مجکو اس سے کیا کام اب تو میری یہ زوجہ ہو
گلہ بانون نے دیکھا کہ یہ شخص دیوانہ کچھ اُلٹی سیدھی سمجھتا نہین ہے ایسا نہو کہ ایک ایک کو مارنے لگے تو
کیا ہوگا سرخاب نے کہا اے دیوانے آؤ یہان بیٹھو تمکو شراب پلاؤنگا اور اس دختر کو آراستہ کرکے تمکو دونگا
دیوانے کو ایسا فقرہ دیا کہ وہ خوش ہو گیا اور راضی ہو کر بیٹھ گیا اور شراب پینے مین مشغول ہوا دختر سرخاب
بھی دیکھتے ہی اُس دیوانے کو فریفتہ ہو گئی کیونکہ دیوانہ بھی حسین اور طرحدار جوان رعنا تھا القصہ سرخاب
گلہ بان نے شراب بیہوشی آمیز اُس دیوانے کو پلائی دیوانہ پیتے ہی شراب کے بیہوش ہوا سرخاب نے
اسکو ایک صندوق مین بند کرکے وہ صندوق دریا مین پھینکدیا اور سرخاب نے اپنے لوگون سے کہا کہ
خبردار یہ راز کسی پر ظاہر نہو اور امیر کو خبر نہ پہونچے کہ ہمکو ذلیل و خوار کرین اور سزا دین دوسرے روز

سرخاب نے کہا کہ گو سفندون کو باہر نکالو کہ چرائی کو جائین مگر مہربانو کا جو دل دام عشق دیوانہ مین اسیر تھا بہت مضطر و بیقرار تھی کبھی آہ دل پر درد سے کھینچتی تھی کبھی چشمہ چشم سے اشک حسرت بہاتی تھی اسی عالم بیقراری مین مہربانو لب دریا پر آئی اور ملاح سے کشتی طلب کی جب کشتی قریب آئی مہربانو ناو پر بیٹھی اور راہ دریا پر روانہ ہوئی مگر دل سے کہتی تھی اے مہربانو یا تو اس دیوانے کو پایا یا غرق محیط عشق ہوئی اُدھر وہ صندوق دیوانے کا پانی مین بہتا ہوا کنارے ایک جزیرے کے پہونچا کہ وہان کچھ زنگیون کے مکان تھے اُن زنگیونکا ایک سردار تھا کہ نام اُسکا دیو سیاہ زنگی تھا اور چالیس زنگی اُسکی خدمت مین تھے ایک روز وہ زنگی جلسۂ رنگیان مین بیٹھا ہوا شراب خواری کر رہا تھا ناگاہ دیکھا سامنے سے ایک صندوق دریا مین بہتا ہوا چلا آتا ہے اُس دیو سیاہ زنگی نے زنگیون سے کہا کہ اس صندوق کو لینا جانے نہ پائے زنگی دریا مین کود اور اُس صندوق کو نکال لائے دیو سیاہ زنگی نے حکم کیا کہ اس صندوق کو کھولو لوگون نے صندوق کو کھولا اُسمین دیو دیوانہ بشکل انسان نکلا مگر بیہوش تھا لوگون نے صندوق سے باہر نکالا جب دیوانہ ہوش مین آیا گریہ و زاری کرنے لگا کہ وہ میری زوجہ حور وش کہان ہے زنگی سب حیران ہوے اور کہا تیری زوجہ کون ہے دیوانہ رویا اور حال مہربانو کا بیان کیا اب زنگیونکو معلوم ہوا کہ یہ دیوانہ کسی پر عاشق ہے زنگیون نے کہا رو نہین شراب تو پی صبر کر دل کو اپنے سنبھال وہ معشوقہ بھی تجکو ملجائیگی دیوانہ بیٹھا اور شراب خواری کرنے لگا ناگاہ دور سے دریا مین ایک کشتی نمودار ہوئی جب وہ کشتی قریب آئی اور دیوانے نے مہربانو کو دیکھا بیتابانہ بیساختہ زنگیون کو للکارا اور مارنے کو اُٹھا کہا کہ اس جگہ سے تم سب چلے جاؤ کہ میری معشوقہ آ ہوئی یہ کہکر کنارے پر آیا اور کشتی کو پکڑ کر کھینچا مہربانو نے جو دیوانے کو دیکھا بہت خوش ہوئی اور کشتی سے باہر آئی زنگیونکو دیکھکر ڈری جب دیو سیاہ زنگی کی نگاہ اُس حور وش عاشق کش پر پڑی ہزار جان سے عاشق ہوگیا اور بیساختہ بولا کہ لو یہ تو میری پری پیکر ہے مین اس مہ لقا پر ہمیشہ سے جان دیتا تھا اور یہ میری قدیم معشوقہ ہے دیوانے نے یہ سُنکے ایک چیخ ماری اور للکار کر کہا او بیحیا سیاہ رو یہ معشوقہ میری ہے تو کیا بکتا ہے دیو سیاہ زنگی نے کہا تو کیا بکتا ہے چپ رہ یہ میری معشوقہ قدیم ہے دیوانہ تو بادۂ عشق سے سرشار ہو رہا تھا صراحیان شراب کی زنگیون کو اُٹھا اُٹھا کے مارنا شروع کین سب زنگی نے غول کرکے اُس دیوانے پر ٹوٹ پڑے اور دیوانے کو پکڑ لیا اور مشکین باندھ کے ڈالدیا دیوانہ زنگیون کو بُرا بھلا کہنے لگا لوگ ہنسنے لگے کہ یہ عجیب قسم کا دیوانہ ہے بعضون نے ارادہ قتل کرنے کا کیا دیو سیاہ زنگی نے کہا کہ اسکو قتل نہ کرو اگر دیوانہ ہے تو اسکو قید مین رکھو مہربانو رونے لگی اور دیوانے کیطرف دیکھ کے کہتی تھی کہ تجسے مین دور ہوئی تیرے وصل سے محروم ہوئی ایک دیو سیاہ کے دام مین پھنسی مہربانو بہت مجبور و ناچار تھی دیو زنگی نے اپنے پہلو مین لیکر مہربانو کو بٹھایا اور بوس و کنار کرنے لگا مہربانو نے دیوانے کو دیکھکر کہا اے بادشاہ حسن و خوبی مثل تیرے صورت و سیرت مین کسی کو نہین دیکھتی ہون یہ دل چاہتا تھا کہ رات دن تیری بغل مین رہون مگر کیا کرون فلک نے نہ چاہا دیوانے نے کہا او فاحشہ پہلوے زنگی مین بیٹھی ہے اور مجھپر طعنہ زنی کرتی ہے تو آ میرے پہلو مین بیٹھ کہ کچھ تو مزہ زندگانی کا اُٹھے کبھی رو رو کر اس زنگی کو کہتا تھا اے تیرہ دروں تو نے مجکو باندھ کے مجبور کیا اگر مین کھلا ہوا ہوتا تو اسوقت اس زن فاحشہ کو اور تجکو تباہ دیتا ادھر مہربانو نے ایک گلابی شراب کی اُٹھا اور اُس مین بیہوشی ملا اور جام لبالب کرکے زنگی کے ہاتھ اُس دیوانے کو

بھیجا کہ اس دیوانے کو بھی شراب پلا دو دیوانے نے کہا اے مہربانو تو بالکل اندھی ہو گئی ہے مجکو زنگی بے شراب پلواتی ہے کیا ہوا اگرچہ میرے ہاتھ بندھے ہین پیالہ شراب کا اور میرے منھ سے لگا کہ دل خوش ہو یہ سنکے مہربانو نے اور برعکس دیوانے کے کیا کہ جام شراب ناب لبریز کرکے منھ سے زنگی کے لگایا اور دیو سیاہ زنگی کو سامنے دیوانے کے پے در پے کئی جام پلائے اور سب زنگیون کو اپنے ہاتھ سے شراب پلائی تھوڑی دیر مین نشہ شراب کا زنگیونکو ہوا ایسے بدمست ہوے کہ آخرکار سب بیہوش ہوگئے کسی کو اپنے سر و پا کا ہوش نہ رہا مہربانو اٹھی اور دیوانے کو کھولا اور ایک خنجر نکال کے دیوانے کو دیا کہا کہ لے ان سب زنگیون کے سر تن سے جدا کر دیوانے نے اسی وقت سب زنگیون کے سر کاٹ کے ڈالدیے اور کشتی پر سوار ہوکر لشکر امیر باتوقیر کیطرف روانہ ہوا دیوانہ بہت شادمانی سے آغوش مین اس معشوقہ کو لیکر بیٹھا کشتی تو رو مین چلی جاتی ہے اور دیوانہ مہربانو سے بوس و کنار کر رہا ہے یکایک وہ کشتی بیچ دھارے مین پہونچی موج دریا نے طمانچہ طوفان کا مارا کشتی اس جگہ سے اچھلکر علیحدہ دھارے سے دور جاکر گری وہان پہاڑ کے بڑے بڑے ٹھیکرے پانی مین تھے کشتی اسپر گرتے ہی پاش پاش ہوگئی اور پیندا کشتی کا پھٹ گیا پانی کشتی مین بھرا کشتی کے سب تختے الگ ہوے دیوانہ پانی مین گرکر غوطے کھانے لگا پہاڑ کا ٹکڑا جو ہاتھ کے نیچے آیا اس پتھر کو تھام کر پہاڑ پر آ ٹھہرا ہوا دیکھا کہ مہربانو ایک تختے پر ناؤ کے بیٹھی ہوئی بہی جاتی ہے مگر زار زار روتی ہے اور بہت نالان و ہراسان مجبور و ناچار ہے دیوانہ دیکھ رہا ہے کہ مجھ سے اور معشوقہ سے ہزار ہا کوس کا فاصلہ ہے کبھی روتا ہے کبھی دیوانہ وار سر پیٹتا ہے کبھی کہتا ہے کہ ہاے افسوس مین نے اپنی معشوقہ کو اپنے ہاتھ سے کھو دیا دیکھیے اسپر کیا گذرتی ہے دیوانہ تو یہ کہتا رہگیا اور تختہ مہربانو کا بہتا ہوا بعد دو روز کے ایک مقام پر پہونچا مہربانو نے دیکھا کہ کشتیان سوداگرون کی آتی ہین غرضکہ تختہ قریب کشتی سوداگر کے آیا سوداگر نے جو ایک مہ جبین مہروش حسین حور لقا کو اس طوفان مین دیکھا کہ ایک پارہ تختہ پر بہی آتی ہے جلدی سے جھک کر اس نازنین کا ہاتھ پکڑ لیا اور اٹھا کر اپنی کشتی مین بٹھا لیا جب اس نازنین کے حواس درست ہوے حال پوچھا اس نازنین نے کہا کہ مین کنیز ایک سوداگر کی ہون کشتی طمانچہ طوفان دریا سے ٹوٹ گئی آقا میرا مع مال و اسباب سوداگری غرق محیط قضا ہوا مین ایک تختے پر بہکر یہان پہونچی سوداگر نے اس سے وصل کی خواہش کی اس نازنین نے کہا اے سوداگر تو مجھپر ظلم و ستم نکر میری حرمت کا احترام کر حرام کرنے سے دست بردار ہو ورنہ مین اپنے کو ہلاک کرونگی اس سے بہتر یہ ہے تو مجکو کسی کے ہاتھ بیچ لے کہ پیشہ سوداگری مین اسکا کچھ مضائقہ نہین ہے سوداگر اس نازنین کے انکار محض سے مجبور رہا اور کشتیون کو اپنی ملک فرنگ کی طرف روانہ کیا ہمراہ اس نازنین کو بھی لیا بعد چند روز کے وہ کشتیان سوداگرونکی کنارے دریا کے زیر قلعہ قدرت پہونچین رستم نے سنا کہ چند سوداگرون کی کشتیان زیر قلعہ ٹھہری ہین اور ایران کیطرف سے یہ سوداگر آتے ہین رستم دل مین خوش ہوا اور کہا کہ انسے کچھ حال امیر کا ضرور دریافت ہوگا ان سوداگرون کو ضرور بلانا چاہیے ہے یہ سوچ کے رستم نے اپنے عیار کو بھیجا اور کہا کہ سوداگر کو بلا لا عیار گیا اور سوداگر کو اپنے ساتھ بلا لایا سوداگر نے علمشاہ کو مجرا کیا رستم نے کہا اے سوداگر تیرا کہان سے آنا ہوتا ہے اس نے کہا ایران کی طرف سے آتا ہون رستم نے کہا مجکو کچھ امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران کا بھی حال معلوم ہے سوداگر نے کہا مین کنارے دریا کے اترا ہوا تھا اور امیر باتوقیر بھی مع لشکر وہین جلوہ آرا تھے سنا مین نے کہ امیر قباد پر بہت خفا ہوے اور مہرنگار نے جو سعی کی انسے بھی آزردہ ہوے قباد کو بہت ناگوار ہوا اور دو پہر رات گئے قباد شہریار غائب ہوگئے صبح کو امیر کو خبر ہوئی بہت تلاش کیا مگر کہین پتا قباد کا نہ لگا امیر بہت محزون و

نالان ہین اور محل مین گریہ وزاری کا شور ہی ملکہ مہر نگار نے مفارقت مین اپنے پارۂ جگر قباد شہریار کی غیر حال کیا ہی علمشاہ سُنکے چپ ہو رہے اور سوداگر سے پوچھا کہ کچھ تحفہ جات اُس طرف کے لایا ہی سوداگر نے عرض کیا بہت کچھ اسباب عمدہ عمدہ لایا ہون اور منجملہ اُن اشیاے سوداگری کے ایک کنیز بہت حسین وخوبصورت مثل آفتاب درخشان کے لایا ہون رستم نے کہا مین اُس کنیز کو دیکھون واسطے مہر انگیز کے مین خرید کرونگا سوداگر نے اُسیوقت مہربانو کو بلوا کر رستم کو دکھایا جیسے ہی رستم نے مہربانو کو دیکھا اور مہربانو نے علمشاہ پر نگاہ کی دونون نے پہچانا کس واسطے کہ رستم نے مہربانو کو لشکر امیر باتوقیر مین بہت دیکھا تھا مہربانو رستم کو دیکھ کے دعائین دینے لگی اور کہا ای شہریار مین کنیز کسی کی نہین ہون مین دختر سرخاب گلہ بان امیر باتوقیر ہون میرا نام مہربانو ہی پھر مہربانو نے تمام سرگذشت اول سے آخر تک دیوانے کا حال اور اُسکا عاشق ہونا اور اپنا بھی مائل ہونا اور کیفیت دیو سیماے زنگی وغیرہ کی سب بیان کی رستم یہ سُنکر بہت خوش ہوا اور کہا کہ وہ دیوانہ میرا بہت بڑا دوست ہی کیا ہو گیا مہربانو نے کہا وہ دریا مین رہ گیا نہین معلوم کہ زندہ ہی یا غرق دریا ہوا علمشاہ نے کہا تو گھبرا نہین شاد وخرم ملکہ مہر انگیز کی خدمت مین رہ جبتک امیر آئین شاید کہ دیوانہ اُنکے ہمراہ آئے ای مہربانو اگر دیوانہ زندہ ہی تو ضرور تجھسے آکر ملیگا اور اگر مرگیا تو صبر کر اب خدا پر توکل کرکے ملکہ مہر انگیز کے پاس عیش وعشرت مین مشغول ہو پھر علمشاہ نے سوداگر سے کہا کہ یہ نازنین کسی کی کنیز نہین ہی بلکہ کنیز یہ ہماری ہی سوداگر بہت شرمندہ ہوا اور اُسکے عوض مین کنیزین اس سوداگر کو دیدین اور مہربانو کو داخل حرم محترم یعنی ملکہ مہر انگیز کی خدمت مین بھیجدیا اور آپ منتظر امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان رہے اور مدام دل سے یہی دعا ہی کہ پروردگارا جلد امیر باتوقیر کے قدوم میمنت لزوم سے مشرف کر اور جلوۂ نور صاحبقرانی آنکھون سے دکھا کہ پھر وہی جلسۂ عیش وعشرت مہیا ہو اُدھر وہ سوداگر خوش وخرم اُن کنیزون کو لیکر علمشاہ سے رخصت ہوا اور اپنے مقام پر آکر رستم کی تعریف وتوصیف از حد کرنے لگا اور کہا کہ حقیقت مین مثل امیر باتوقیر یہ جوان بے نظیر ہی یہ خلق اور یہ مروت اور چہرے سے شان شجاعت وبہادری اور ہمت ومردانگی کسی فرد بشر مین نہین دیکھی اگر ایسا صاحب ہمت وشوکت وصولت نہوتا تو تنہا ملک فرنگ پر کیونکر قابض ہوتا اُس سوداگر نے علمشاہ رومی کی بڑی تعریف کی تمام متعلقین سوداگر حال علمشاہ سُنکر وجد کرنے لگے

دو کلمے داستان مسافت نشان امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران کے بیان کیے جاتے ہین

محزونگان دل پُر ملال اس داستان الم نشان کو اسطرح لکھتے ہین کہ امیر کشور گیر حمزۂ صاحبقران زمان کو رنج وملال گم ہو جانے سے قباد شہریار کے تھا کہ چند دن مین چہرہ اُتر گیا اور غذا وغیرہ بھی ترک ہو گئی اور کوئی بات خوش نہ آتی تھی یہ سبب اسی رنج والم کے ایک مہینا کامل لب دریا فروکش رہے اور یہ بھی خیال دل پُر ملال کو تھا کہ شاید قباد شہریار آجائے اور برابر ہر روز عیارون کو چہار طرف براے تلاش قباد شہریار بھیجا کرتے تھے مگر کہین پتا ونشان اُس گم کردۂ راہ غم وآلام کا نہ ملا پریشانی امیر باتوقیر سے تمامی لشکر اور سرداران نامور کو صدمۂ عظیم تھا اور بطریقہ شادمانی برطرف تھا غرض کہ ایک روز جو امیر باتوقیر نے شب کو بستر خواب پر استراحت فرمائی عالم رویا مین ملاحظہ فرمایا کہ ایک مقام پر نہایت فرحت افزا مکان خوشنما ہی اور گرد اُسکے چمن بندی ہی نہرین لبریز پانی خوشگوار لہرین مارتا ہی گلدستے چارون کونون پر گلہاے رنگا رنگ کے رکھے ہین اشجار باردار جھوم رہے ہین میوے گونا گون لگے ہین بلبلین چہک رہی ہین پھولون کی کلیان

کھل کھل کر جا بجا مہک رہی ہین اور طیور بھی زمزمہ سنج ہین سرو گلستان استادہ ہین کہین کوکو کا شور کہین یاہو
کی صدا بلند ہے ایک مرد بزرگ پوشاک سبز پہنے اور عمامہ سبز سر مبارک پر رکھے جریب بادام تلخ کی مثل عصاے
موسی عمران دست حق پرست مین ہے امیر باتوقیر نے اُس صاحب شان و شوکت کو دیکھکر سلام کیا اُن بزرگوار نے
بلطف و مدارا امیر سے فرمایا اے حمزہ اسقدر کیون محزون اور نالان ہے رنج و ملال کو دل سے دور کر راہ خدا مین
کار نمایان بمستعدی رہا ہے مردی سے کوتاہی نہ کرنا چاہیے کہ پروردگار عالم و عالمیان جامع المتفرقین ہے بچھڑون کو
ملاتا ہے غمزدون کو شاد کرتا ہے برباد شدگان کو آباد کرتا ہے تو قباد شہریار اپنے فرزند دلبند کیواسطے کیون ہراسان ہے
وہ بھی جرأت و ہمت تجھے دکھائیگا اور کفار کو قتل کریگا اسلام کو رواج دیگا تیرا نام بلند ہوگا ضرور ایک روز تجھسے
ملیگا تیرا دل مسرور و شاد کام کریگا اب تجکو لازم ہے کہ یہانسے کوچ کر ملک فرنگ کی طرف روانہ ہو کہ انشاء اللہ
تعالے قباد شہریار سے وہین ملاقات ہوگی غرضکہ امیر باتوقیر یہ خواب دیکھ کے بیدار ہوے اور عمرو و لندھور
و مالک کو بلایا اور حال شب کے خواب کا بیان کیا اور فرمایا اے خواجہ لشکر مین منادی کرو کہ ہم ملک فرنگ
کیطرف کوچ کیا چاہتے ہین سب مستعد ہون اور اپنا اپنا سامان درست کرین کاروبار سفر مین ہوشیار رہین یہ
سُنکے خواجہ عمرو نے جاکر لشکر مین منادی کوچ کی کردی تمام سردار و لشکریان مسلح و مکمل ہو کر درست ہوے یہان
عمرو سے امیر باتوقیر نے فرمایا کہ کشتیان تیار کراؤ اور اسباب و خیمہ و بارگاہ بار کراؤ عمرو نے سب کشتیان وغیرہ
درست کراکے اسباب بارگاہ وغیرہ لدوائے سب کشتیون پر سوار ہونے لگے عمرو کا ڈر کے مارے عجب حال ہوا
پانی کا شور دھارے کا زور موجون کی لہرین دیکھکر دم پر بنی کہا یا امیر آپ جائیے مین نہ جاؤنگا سردارون وغیرہ
نے روپیے کا لالچ دیا اور کہا کہ فرنگ مین بہت زر و جواہر ہے اگر تم چلوگے تو یہ سب تمہین دستیاب ہوگا عمرو نے
کہا ایسا مال جہنم واصل ہو جب اپنی جان نہوگی تو وہ مال کون لیگا آخرکار امیر نے کچھ روپیہ عمرو کو دیا اور طمع زر
و جواہر امیر نے اور سردارون نے ملک فرنگ کی بہت کچھ دی عمرو راضی ہوا اسباب عمرو کا بھی کشتی پر بار کیا
اور ساعت نیک دیکھکر کشتیون کو روانہ کیا لیکن امیر نے پھر چلتے وقت پیر فرخار کو تاکید مزید تعمیر عمارت
خرسنہ کی بہت کی کہ وہ کارندہ خرسنہ روم تھا اُس سے کہا اے پیر خبردار کسی سے ڈرنا نہین مرد مردانہ
رہنا جو کوئی حریف و دشمن اسطرف کا رخ کرے مجکو فوراً اطلاع دینا اور جو کچھ خبر ملک ایران سے آئے
ہر روز مجکو لکھتے رہنا کہ مین اُسکی تدبیر سے غافل نہون اور وہین سے بندوبست یہان کا کرتا رہون الغرض امیر
باتوقیر اُس پیر کو سمجھا بجھا کر کشتی پر آئے اور بادبان کشتیون کے دریاے قہار مین چھوڑ دیے جب کشتیان
روانہ ہوئین امیر نے مُنھ طرف آسمان کے بلند کیا اور کہا اے پروردگار توہی ہر حال مین حافظ و نگہبان ہے تو
ان سب بیچارون کی ہر وقت چارہ سازی کیجیو اور بخیر و عافیت کنارہ بحر امید پر پہونچائیو اُسکے بعد یہ
شعر دمبدم ورد زبان کیا شعر درین دریاے بے پایان درین طوفان موج افزا ؛ دل افگندیم
بسم اللہ مجریہا و مرسٰہا ؛ اب کشتیان راہ پانی کی طے کرتی ہوئی ہوا پر چلی جاتی ہین کہین گرداب بلا
نظر آتے ہین کہین موجین اپنی لہرین دکھاتی ہین دھارے کا زور دیکھکے دل دہلنے لگتا ہے پانی کا شور دیکھ
حواس منتشر ہین امیر باتوقیر یا خالق بے نظیر کہتے ہوے چلے جاتے ہین غرضکہ راہ منازل آب قہار طے کرکے بعد
ایک ہفتے کشتیان اُس کوہ کے قریب پہونچین کہ جہان دیوانہ جناح بن قدوس بیٹھا تھا کئی روز گذر گئے تھے
کہ تشنہ و گرسنہ تھا آب و طعام سے مطلق آشنا نہوا تھا عجب عالم مایوسی جان سے بے ہراس دلگیر مضطر و نالان

حیران و پریشان چار طرف دیکھتا تھا مگر ہر سمت سوائے پانی کے یا وہ پہاڑ کہ جسپر بیٹھا تھا کچھ نظر نہ آتا تھا
دل مین کہتا تھا کہ ای پروردگار عالم تونے مجھے کس بلا مین پھنسایا اب تو مجھپر رحم کر اور مجکو اس قید سخت
سے رہائی دے کئی روز گذرے کہ مین تشنہ و گرسنہ ہون اب تو اپنی صفت رزاقی کی دکھا کہ اب تاب ضبط
اس تیرے بندہ گنہگار عاجز و مجبور کو نہین ہی ابھی وہ دیوانہ یہ دعا کر رہا تھا کہ سامنے سے کشتیان نمودار
ہوئین جیسے ہی اُس دیوانے نے کشتیون کو دیکھا شور و غل کرنے لگا اور دہائی خدا اور رسول کی دینے لگا
حمزہ صاحبقران نے فرمایا ای خواجہ دیکھنا یہ سامنے پہاڑ پر کون غل مچاتا ہی ذرا پکار کر اس سے دریافت
کرو عمرو نے ہاتھ اُٹھا کر آواز دی اور حال اور نام و نشان پوچھا دیوانے نے جواب تو دیا مگر پانی کے
شور و غل سے اُسکی بات سمجھ مین نہ آئی امیر با توقیر نے فرمایا کہ کشتی اُس طرف لیچلو جب کشتی قریب اُس پہاڑ کے
آئی امیر اور عمرو نے جناح بن قندوس دیوانہ کو پہچانا اور اُسنے بھی سب کو پہچانا خواجہ نے ہاتھ پکڑ کے
اُسکا کھینچ کے چاہا کہ کشتی پر بٹھالین مگر نہ آسکا دیوانے نے امیر کو مجرا کیا صاحبقران نے دیوانے سے فرمایا
کہ تو یہان کیونکر آیا اور اس مصیبت مین کس طرح پھنسا وہ گریہ و زاری کرنے لگا اور کہا کہ مین اپنا حال بیان کرونگا
امیر نے کہا کہ خواجہ کسی طرح سے اُسکو لینا چاہیے عمرو نے بہت سی تدبیرین کین مگر کوئی نہ بن پڑی امیر نے فرمایا
کہ کشتیون کو لنگر کرا دو اور کشتیون کو قطار باندھکے دو رویہ استادہ کرو اور پردے باندھ دو دیوانے سے کہو
کہ جست کرکے کشتی مین کود پڑے عمرو نے کہا امیر مجھسے یہ جھگڑا نہ ہو سکیگا مجکو پانی سے ڈر معلوم ہوتا ہی امیر نے کہا
ای عمرو مین تجکو مین اشرفیان دونگا عمرو نے کہا لا دے امیر نے تین اشرفیان عمرو کو دین اور کہا کہ جلد اسکو
کشتی پر لاؤ عمرو نے تدبیر اسی طرح کی اور پردے سب کشتیون کے باندھ دیے لندھور نے آواز دی ای دیوانے
جست کرکے کشتی مین آ دیوانے نے لندھور کو برا بھلا کہا اور یہ کہا کہ تو چاہتا ہی مین پانی مین گر کر ڈوب جاؤن
یا ہاتھ پاؤن میرے کشتی مین گرکے ٹوٹ جائین مین مرجاؤن تو معشوقہ کو میری لے لے یہ سُنکے حمزہ صاحبقران
و عمرو وغیرہ حیران ہوئے کہ یہ دیوانہ کیا کہتا ہی عمرو نے کہا ای حمزہ معلوم ہوتا ہی کہ دیوانہ کسی پر عاشق ہی پھر
عمرو نے سب سے کہا کہ تم لوگ سب اس سے کہو اگر تو یہان آئیگا تو تیری معشوقہ ملجائیگی سب نے ایک زبان ہوکر
پکار کر کہا ای دیوانے اگر تو کشتی مین پھاند یگا تو تیری معشوقہ سے تجھسے ملاقات ہو جائیگی نہین تو ہم کشتیون کو
لیے جاتے ہین تو یہین تڑپ تڑپ کر مر جائیگا نا چار ہو کر دیوانے نے دل سے کہا اگر تو نہین جاتا ہی یہ لوگ
سب چلے جائینگے نہین معلوم پھر تجھپر کیا گذرے الغرض دیوانے نے اپنی آنکھین بند کرلین اور جست کرکے
کشتی مین آیا عمرو اُسکو امیر کے پاس لایا دیوانے نے امیر کو مجرا کیا امیر نے حال اُس سے پوچھا دیوانے نے
اول سے ساری حقیقت اپنی بیان کی اور کہا کہ جب مین نے زنگیون کو قتل کیا اور معشوقہ کو لیکر کشتی مین بیٹھا کشتی
میری بیچ مین آکر ٹوٹ گئی معشوقہ میری ایک تختے پر بہتی ہوئی معلوم نہین کہان گئی اور مین اس کوہ پر رہ گیا
یہ کہکر لندھور کی طرف پھر کے کہا کہ تم کہتے تھے اور اقرار کیا تھا کہ مین تیری معشوقہ کو دونگا لا کہان ہی لندھور
دیوانے کی باتین سُنکر ہنسنے لگا دیوانے نے بڑھ کے لندھور کے گریبان مین ہاتھ ڈالا کہا کہ مین تجھسے اپنی
معشوقہ کو لونگا لندھور نے کہا ای دیوانے تیری معشوقہ میرے پاس نہین ہی مجکو چھوڑ دے دیوانہ گریبان
کسی طرح نہ چھوڑتا تھا اور کہتا تھا تو میری معشوقہ کو دے یا مجکو پھر اسی کوہ پر پہونچا دے جب معشوقہ میری
مجھسے ملجائیگی تو مین اُسکے ساتھ آؤنگا غرضکہ دیوانہ یہی کہتا ہی اور نالہ و زاری کرتا ہی تمام سردار و عیار

اُسکی دیوانگی پر ہنستے ہین عمرو نے کہا ای دیوانے رو نہین شور و غل نہ کر صبر کرنا چاہیے معشوقہ کو تیری تجھسے خدا ملا دیگا تو منتظر رہ غرضکہ عمرو وغیرہ نے دیوانے کو سمجھا کر مطمئن کیا اب کشتیون کے لنگر اُٹھے اور سب کشتیان روانہ ہوئین بعد چند روز کے ایک طوفان عظیم آیا صدہا جہاز و کشتیان غرق دریاے اجل ہوئین جہاز مثل برگ خزان دیدہ ہواے تیز و تند مین اُڑ گئے مگر کشتیان امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران زمان کی مثل گرداب چکر مین آکر اِدھر اُدھر پھر رہی ہین راہ پر نہین آتی ہین پانی بانسون اُچھل اُچھل کر کشتیون کو تباہ کرتا ہی آگے بڑھنے نہین دیتا ہی اسی حال پر ملال مین چار مہینے اُسی مقام دریا مین گذرے تمام لشکر امیر و سردار وغیرہ حیران و پریشان ہین اور زندگی سے سب کو ہراس ہی سب آٹھون پہر دعائین کرتے ہین جب امیر کشور گیر نے دیکھا کہ طوفان کسی طرح برطرف نہین ہوتا اور کشتیان سب تباہی مین پڑی ہین ایک مقام سے دوسرے پر نہین پہنچتی ہین بہت حیران ہوئے اور بیقرار ہو کر ہاتھ طرف آسمان کے اُٹھائے اور دل رجوع کرکے بدرگاہ قاضی الحاجات مین مناجات کرنے لگے ای پروردگار عالم ای نوح غریبان اس تلاطم دریاے قہار سے ان کشتیون کو نجات دے اور اپنی رحمت کاملہ نازل کرکے ساحل مقصد پر پہونچا دے فوراً باستدعاے امیر با توقیر وہ طوفان بعد چار مہینے کے دور ہوا ملاحون نے آکر مژدۂ رحمت پروردگار سُنایا کہ حق تعالیٰ نے اس بلاے طوفان سے نجات دی اور سفر بھی تمامی پر ہی یقین ہی کہ ایک دو روز مین ساحل مراد پر پہونچین امیر نے یہ سُنکے سجدہ کیا اور بہت خوش ہوئے اور مُنہ اُن ملاحون کا موتیون سے بھر دیا اور سب سردار وغیرہ ایک دوسرے سے بغلگیر ہوئے اور امیر با توقیر کو سب نے نذرین دین گویا وہ دن روز عید تھا کہ پروردگار عالم نے رحم کیا اور جانین سبکی بچائین غرضکہ پانچ روز اور راہ دریا کی طی کی چھٹے روز کشتیون کا لنگر کنارے پر ہوا سب لشکر امیر کا اُترا خیمے بارگاہ برپا ہوئے سب سردار اپنے اپنے خیمون مین آئے اور امیر با توقیر بارگاہ مین داخل ہوئے عیارون نے آکر کہا یہ مقام دربند رکابنی ہی اور لشکر علمشاہ بھی اسی مقام پر ہی یہ سُنکے امیر با توقیر اور زیادہ خوش ہوئے اور بہ عیش تمام وہان رہنے لگے مگر اب فکر قباد شہریار کی ہی کہ کسی طرح قباد کا پتا لگے اور نشان معلوم ہو ہر ایک عیار طرار سے کہا کہ جو کوئی قباد کا حال اور خبر نیک کہیگا مین اُسکو بہت کچھ انعام دونگا اور خوش کردونگا اس قصے کو تو یہین چھوڑ دیجیے

اب دو کلمے داستان شوکت نشان قباد شہریار کے بیان کیے جاتے ہین

رہروان راہ قلزم زخار طبیعت اس داستان شوکت نشان کو یون قلمبند کرتے ہین کہ قباد شہریار دو پہر رات گئے لشکر امیر با توقیر سے پوشیدہ ہو کر کنارے دریا کے آئے اور ایک کشتی تلاش کرکے اُسپر سوار ہوئے اور شکر پروردگار عالم کرتے ہوئے چلے تین شبانہ روز کشتی پانی مین روان رہی تین دن تک نہ کھانا نہ پانی تشنہ و گرسنہ غیر حال یاد خدا مین چلے جاتے ہین چوتھے روز سامنے ایک شہر دکھائی دیا دلمین قباد بہت خوش ہوئے اور کہا کہ اس مقام پر چلکے اُتریے کہ کچھ آرام ہو تھوڑی دیر استراحت کیجیے یہ سوچ کر قباد کشتی کو پھیر کر برابر جزیرے کے لائے اور کشتی سے اُترے اور کشتی کو باندھ دیا اور جزیرے مین داخل ہوکے اِدھر اُدھر سیر کرنے مین مشغول ہوئے جب جزیرے کے اندر آئے دیکھا کہ عمدہ و نایاب عمارت آراستہ و پیراستہ ہی کہ کبھی نگاہ سے نہ گذری تھی اور اسباب اُسمین نہایت تحفہ تحفہ ہی لیکن کوئی اُس جزیرے مین آدمی نہین ہی قباد حیران ہوئے مگر بھوکے جو بہت تھے طعام کی تلاش مین چار طرف پھرے جاتے جاتے ایک دروازہ باغ کا دکھائی دیا اُس باغ مین قباد شہریار آئے دیکھا وہ نہایت شگفتہ و شاداب ہی اُس مین

بارہ دری بہت عمدہ ہو اُس بارہ دری مین جو آئے فرش وغیرہ آراستہ پایا مسند زرین بچھی ہوئی اور ایک مقام پر خوان کسے ہوئے مُہر کیے ہوئے طعامہاے لذیذ کے رکھے ہین قباد نے خوانون کی سب مُہرین توڑ ڈالین اور بیٹھکر بسم اللہ کر کے کھانا کھانے لگے جب طعام لذیذ کھا کر سیر ہوئے شکر خدا کیا ہاتھ مُنھ دھو کر اب مشغول سیر ہوئے تھوڑی دیر نہ گذری تھی دیکھا کہ دروازے پر اُس باغ کے غوغا بلند ہوا قباد شہریار باہر باغ کے آئے دیکھا کہ ایک جوان رعنا قوی ہیکل لباس انگریزی پہنے مسلح و مکمل اور چالیس جوان اسی صورت کے ہمراہ اُسکے ہین وہ للکار رہا ہو کہ کون ہمارے گھر مین بغیر ہماری اجازت داخل ہوا ہو اور دیکھا کہ اُسکے ہمراہ تین جہاز بھرے ہوئے زر و جواہر کے ہین اور اسباب بیشمار ہو قباد کو وہ دیکھکر پکارا کہ تو کون ہو اور کہان سے آیا ہو قباد نے کہا مین مرد غریب مسافر ہون کشتی میری اس مقام پر آکر ٹوٹ گئی مین یہان آکر ٹھہر گیا اُس جوان کو غصہ آیا اور کرچ کھینچکر قباد کو ایک ہاتھ مارا اور کہا کہ بے اجازت تو مکان غیر مین کیون آیا قباد نے خالی دیکر ہاتھ قبضے پر ڈالدیا اور جھٹکا مار کر کرچ اُسکی چھین لی اور بند و بست کو تھام کر مرکب سے اُٹھا لیا وہ چالیس آدمی جو اُسکے ہمراہ تھے قباد پر تلوارین کھینچکے ٹوٹ پڑے قباد نے اُس جوان کو بجاے سپر ہاتھ مین لیا اور لڑنا شروع کیا جو قریب آیا اُسکو بضرب شمشیر قتل کیا جب نصف آدمی اُسکے مارے گئے اُس جوان نے کہا اے بہادر اب مین تجھسے زیر ہوا مجکو چھوڑ دے اور اپنا نام بتا مین نام خدا پر ایمان لا چکا ہون مجھسے ایک بزرگ نے کہا تھا کہ اس سال مین اپنا نام و ایمان نہ ظاہر کرنا اے بہادر حال میرا کوئی نہین جانتا ہو تجھسے اپنا حال فقط ظاہر کیا ہو قباد نے اُسکو چھوڑ دیا اُسنے کہا نام میرا فیروز زہر خوار ہو اور یہ نام مین نے اسواسطے رکھا ہو کہ مین ہمیشہ تین مثقال زہر کھایا کرتا ہون اے جوان مَین مین ایک امراے مرزوق شاہ فرنگی سے ہون ایک روز مجھسے اور مالاگرد فرنگی سے تکرار ہوئی اور مالاگرد فرنگی جو سپہ سالار مرزوق شاہ ہو اُسنے اُسکی طرفداری کی اور مجھپر غصہ ہوا مگر مجھسے اور مالاگرد سے نزاع قلبی ہوگئی مرزوق شاہ نے جو دیکھا کہ یہ مالاگرد فرنگی کا دشمن ہو سال بھر تک مجکو مرزوق شاہ نے قید مین رکھا میرے عزیز و اقربا نے بہت چاہا کہ مجکو رہا کرین مرزوق شاہ نے میرا گناہ نہ بخشا اور رہا نہ کیا لیکن مجھسے اور مالاگرد سے جو نزاع تھی بعد سال بھر کے مرزوق شاہ نے مجکو قید سے رہا کیا اور مجھسے کہا کہ تو فوج لیکر فرنگ کو چک پر جا اور خدمت ارشی تاجدار و قرشی تاجدار مین رہ کسواسطے کہ یہان سے فرنگ کوچک تین مہینے کی راہ کا فاصلہ ہو اور وہان ایک کوہ واقع ہو کہ اسکو جبال الطراق کہتے ہین وہان کے یہی ارشی و قرشی حاکم ہین اور بادشاہت کرتے ہین مگر شاہ صفا ترک کہ وہ بہت بڑا بادشاہ ہو ملک ماچین و فرنگ و حبش اُسکے قبضے مین ہین ہر سال واسطے لڑنے کے لشکر لیکر ارشی و قرشی پر جاتا ہو اور مار کر تباہ و برباد کرتا ہو تو اُسکو نہ آنے دینا اور مار کر ہٹا دینا مین فوج لیکر مرزوق شاہ سے فرنگ کوچک پر آیا اور ارشی و قرشی کی خدمت مین بصد اعزاز و اکرام رہا جب شاہ صفا ترک لشکر کشی کر کے آیا ارشی و قرشی بھی فوج کو صف بہ آراستہ کر کے میدان نبرد مین پہونچا اور لڑائی ہونے لگی وہ تلوار چلی کہ ترک فلک نے پناہ مانگی کشتون کے پشتے لگا دیے خون کے دریا بہا دیے قریب تھا کہ شاہ صفا ترک کو شکست دون کہ اسلم فرنگی سے مقابلہ ہوا اُسنے کرچ کا وار کیا مین نے خالی دیکر جو ہاتھ تلوار کا مارا مع مرکب دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا مین نے للکار کر کہا او کفار و کہان آج رستم اور اسفندیار ہین کہ میرا مقابلہ کرین ناگاہ رزمیا بان گروہ برجستہ

دیکھا کہ جبال الحراق کی طرف سے پانچ ہزار سوار شاہ صفا ترک لیکر آگرا مین نے وہ شمشیر زنی کی کہ اُنکے
دانت کھٹے ہو گئے ہزارون کا خون بہ گیا مین نے اُنکو بھیڑون کی طرح سے کاٹ کر ڈالدیا مگر نوشتۂ تقدیر
سے مجبور ہو گیا مجھ سے شاہ صفا ترک کا سامنا ہوا اور بعد بہت دیر نیزہ بازی کے اُسکے ہاتھ سے زخمی
ہوا اے جوان رعنا یہ چالیس آدمی میرے بھائی ہین اور میرے محرم راز ہین آخر مین شاہ صفا ترک سے
شکست کھا کر بھاگا اور مع چالیس برادرون کے اس جزیرے مین مقیم ہوا پانچ برس مجکو یہان رہتے ہوے
گذرے ہین مین اب پیشہ قزاقی کا کرنے لگا ہون جو قافلہ کہ ادھر سے آتا ہی اُس کو لوٹ لیتا ہون اور سبکو
مار کر دریا مین ڈال دیتا ہون مگر جو قافلہ کہ مسلمان کا آتا ہی اُس سے نہین بولتا اور کافرون پر بدعت و
ظلم کرکے مال و اسباب چھین لیتا ہون ہرچند لوگون نے مجکو تلاش کیا مگر نہ پایا البتہ تونے مجکو بضرب دست زیر کیا
اب تو اپنا نام اصلی بتا قباد نے کہا منم قباد شہریار پسر حمزۂ صاحبقران عالی وقار اور حال اپنا سب
بیان کیا اُس جوان نے کہا الحمد للہ اب تو مجکو اپنی خدمت مین رکھ قباد نے کہا مین خود تیری ہمراہی مین
رہونگا اور تیری ہمراہی مجکو اولیٰ تر ہی کہ تونے مجکو اپنے جزیرے مین رہنے کی جگہ دی غرض کہ قباد شہریار
وہان رہنے لگے تین دن کے بعد اُس جوان سے قباد نے کہا کہ مین اب پھر فرنگ کوچک کو جاتا ہون اور
کافرون کو درہم برہم کرکے ملک کو مسخر کرتا ہون اگر خداے عز و جل توفیق کریگا تو لشکر لیکر آؤنگا آخر الامر
قباد شہریار کنارے دریا کے آئے اور لوگون سے فرنگ کوچک کی راہ دریافت کی لوگون نے کہا کہ
دامن کوہ کو تھامے ہوئے چلے جاؤ یہی راستہ سیدھا ہی فرنگ کوچک مین پہونچ جاؤگے یہ سُنکے قباد
کشتی پر سوار ہو کر روانہ ہوئے تین شبانہ روز برابر چلے کہ اُسی پہاڑ کے برابر درۂ جبال الحراق اور
ایک صحراے لق و دق نمودار ہوا اب قباد شہریار اُس صحراے لق و دق مین پہونچے اور جبال الحراق کے
نیچے نیچے چلے جاتے ہین یکایک اس کوہ سے ایک نقابدار پلنگینہ پوش پیدا ہوا دیکھا کہ مرکب ابلق پر
سوار مسلح و مکمل مردانہ وار ایک جوان ہی آکر نعرہ کیا کہ تو کون ہی قباد شہریار نے بھی للکارا کہ او زن باکرہ
نقابدار بنکے کہان آئی اور نام بہادران اولو العزم کا کیا پوچھتی ہی نقابدار پلنگینہ پوش نے کہا کہ تو
اپنے کو بہادر اور شجاع جانتا ہی قباد نے کہا بیشک مین بہادر ہون کہ بیٹا شجاع اور دلیر کا ہون نقابدار
نے کہا ہشیار اور خبردار ہو یہ کہکر نیزہ مارا قباد نے نیزے کو سپر پر روکا اسقدر طعنین چلین کہ دونون نیزے
ٹکڑے ہو کر گر پڑے قباد نے تلوار کھینچی نقابدار ہنسا قباد نے ہاتھ تلوار کا مارا نقابدار نے خالی دیکر
قبضہ پر ہاتھ ڈالدیا چاہا کہ تلوار چھین لون مگر نہ ممکن ہوا بند و بست قباد شہریار کو تھام کر مرکب سے اُٹھالیا
قباد کو صدمۂ عظیم ہوا اور تکان سے بیہوش ہو گئے نقابدار نے زمین پر رکھدیا جب ہوش آیا درگاہ خدا
مین دعا کی اے رب پاکذات و اے پروردگار عالم تجھسے عزت و حرمت کا ملتجی ہون اور اب تو مجھکو بھی بقدر
طاقت و قوت عطا کر کہ برابر سرداران امیر کے ہون اور دشمن پر غالب رہون کیونکہ والد نامدار حمزۂ
صاحبقران عالیوقار سے روگردان ہو کر آیا ہون اب جو پھر کے جاؤنگا تو اُنکے سامنے شرمندہ و نادم
ہون یہ دعا کرکے قباد اپنے مرکب پر سوار ہو کر چلا ناگاہ قباد نے دیکھا کہ کوہ سے ایک بزرگ نورانی
صورت پیدا ہوے شان خداے جلیل چہرے سے ہویدا اور سبز پوشاک زیب جسم انور عمامہ نورانی سر مبارک
پر اور لکہاے نور چار طرف سے احاطہ کیے ہوئے اور گرد اُنکے چند بزرگوار سبز پوش ہمراہ قریب

قباد کے آگے آکر کھڑے ہوئے ایک سبز پوش نے اُن سے کہا کہ یہ پسر حمزہ ہی اور مراد اپنی کہتا اور دعا کرتا ہی کہ جلد میری مراد بر آئے یہ کہکر اُس بزرگ سبز پوش نے کیا کام کیا کہ کمربند قباد کی کمر سے کھولا اور اُن سبز پوش کے ہاتھ مین دیا اُنھون نے کمر مین پھر باندھ دیا اور پشت اور سر پر بہ شفقت تمام ہاتھ پھیرا قباد شہریار کا مرکب وہین کھڑا ہوا تھا کہ مین قباد کی ہاتھ ڈال کر مرکب پر سوار کیا اور فرمایا کہ ای قباد تو کچھ غم و الم نہ کر تیرا پروردگار حامی و مددگار ہی جا اپنے لشکر مین اور باپ سے اپنی خطا کو بخشوا کہ وہ از جانب خداوند جلیل امیر با توقیر حمزہ صاحبقران ہی اور وہ فراش راہ محمدی ہی اب کوئی تجکو مرکب سے جدا نہین کر سکتا اور کوئی تجھپر غیر کف غالب نہین آسکتا پس تیرا جو مطلب تھا وہ بر آیا اور کچھ باقی ہی اور چند کارِ جنگ تجھ سے نمایان ہونگے ایک سبز پوش اُن سب سبز پوشون مین سے بڑھا اور مبارکباد قباد شہریار کو دی قباد شہریار نے دست بستہ عرض کی کہ یہ بزرگ سبز پوش کون ہین اُنھون نے کہا ارے تو انکو نہین جانتا یہ حضرت آدم صفی اللہ علیہ السلام ہین قباد آگے بڑھا اور پابوس ہوا اور ہاتھ اُنکے آنکھون سے لگائے اور چومے یکایک قباد کو ہوش آگیا اب جو آنکھ کھول کے دیکھا اپنے تئین پشت مرکب پر پایا اور قباد از سر تا پا عرق جسم مین غرق تھا اور اپنے مین قوت اور طاقت اور شان و شوکت دہ چند سے بھی زیادہ پائی کہ یہ طاقت اپنے جسم اور دست و پا مین کبھی نہ دیکھی تھی قباد بہت خوش ہوا اور گھوڑے سے اُتر کر دو رکعت نماز شکر کی بجا لایا اور سجدۂ شکر مین جا کر الحاح و زاری درگاہ جناب باری مین یون کرنے لگا ای پروردگار عالم و عالمیان مین ایک بندۂ ناچیز مور ضعیف ہون تو نے یہ الطاف و کرم فرمایا اگر ہر بن موے تن زبان ہو جائے تو بھی تیرے ان احسانون کا شکر ادا نہ ہو سکے تجھی سے ہر وقت مدد کا طلبگار رہون تو ہی میری ہر جگہ حمایت و اعانت کرنا یہ کہکر سر سجدۂ شکر سے اُٹھایا اور کہا کہ اب وہ سوار کہان ہی آئے میرے سامنے کہ پوست استخوان سے اُسکا جدا کرون یہ کہکر اُس جنگل مین گھوڑا دوڑایا تھوڑی دور چلا تھا کہ دیکھا جنگل مین ایک درخت چنار کے نیچے وہی نقابدار قالین بچھائے ہوئے بیٹھا ہی اور نقاب چہرے سے اُلٹے ہوئے ہی اور بارہ ہزار نقابدار سبز پوش گرد اُسکے کھڑے ہین اور کچھ لوگ سوتے ہین اور کچھ جوان اُسکے پاس بیٹھے ہین جیسے ہی اُس نقابدار پلنگینہ پوش نے دور سے دیکھا فوراً نقاب چہرے پر ڈالی اور اُٹھ کھڑا ہوا اور نعرہ کیا کہ او طفل تو شیرون کے مقابلے پر یون دلیرانہ آیا قباد نے کہا اب مین تجکو کب چھوڑتا ہون نقابدار نے کہا کہ مین جانتا تھا کہ تو مر گیا ہوگا مگر زندہ رہا تو وہ وقت بھول گیا اور وہ صدمہ تجکو نہین یاد رہا یہ کہکر نقابدار نے پہلوے مرکب قباد پر نیزہ مارا مرکب قباد مر گیا قباد پیادہ آیا اور چوٹی مرکب نقابدار کی پکڑ کے جھٹکا دیا کہ مرکب نقابدار مُنہ کے بھل گرا نقابدار کود کے جدا ہوا قباد نے ایک گھونسا مرکب کے سر پر مارا کہ مغز مرکب کا پھٹ گیا اور دوڑ کے نقابدار سے لپٹ گیا کشتی ہونے لگی نقابدار نے کہا او طفل وہ طاقت تجھ مین اور تھی اور اب قوت تجھ مین اور ہی یہ قوت کہان سے تجکو دستیاب ہوئی قباد نے کہا کہ خدا نے مجکو عطا کی اب تو مجکو اپنا نام بتا اور صورت دکھا نقابدار نے کہا تجکو میرے نام سے کیا کام ہی تو اپنا نام بتا قباد نے اپنا نام بتایا نقابدار نے گلے سے لگایا اور کہا ای قباد شہریار تو یہان کیونکر آیا قباد نے ساری کیفیت بیان کی نقابدار نے کہا اب کیا ارادہ ہی قباد نے کہا کہ امیر ملک فرنگ کو فتح کرنے آتے ہین مین چاہتا ہون کہ پہلے مین فرنگ کو چک کو فتح کرون اور لشکر امیر مین جاؤن

دوسرے داستان عرضی لکھنا لندھور کا اور جانا امیر کشور گیر حمزہ صاحبقران کا طرف خرسنہ روم کے بیان کیے جاتے ہین

راویان راست بیان اس داستان شجاعت نشان کو یون بیان کرتے ہین کہ وہان امیر نے بھی فرنگ سے کوچ کیا تمام ملک سب کو تقسیم کیے مسروق آلاگرد مالاگرد کو دیے اور ضمیران شاہ اشقش اور شمعر کو دیے اور آپ ارادہ ایران کا کیا غرض خرسنۂ روم کی طرف سے چلے اور سرزمین خرسنہ روم مین آئے شکار کھیلتے ہوئے چلے جاتے ہین غرض ایک دن ایک آہو پر گھوڑا ڈالا یکہ و تنہا ایک صحرا مین اُسکو صید کیا اور گھوڑے سے اُترکر ذبح کیا اب امیر راہ اور سب لشکر کی دیکھ رہے ہین کہ سامنے سے ایک نقابدار بادلہ پوش گھوڑے پر سوار آیا اور کہا تو نے میرے صید کو کیون شکار کیا امیر نے کہا مجھے نہ معلوم تھا اپنا شکار لیجاؤ اُسنے کہا تمکو قتل کرونگا امیر نے کہا اسی مُنھ پر تو قتل کریگا ایک آہو تو مارا نہ گیا اور امیر نے آواز سے پہچانا کہ عورت ہی جب تو کہا جو ارادہ ہو وہ کرین موجود ہون نقابدار نے کہا یا امیر ہم آپ مُردہ ہین کسکو مارین تب تو امیر گھبرائے کہا تو میرا نام کیا جانے جب تو نقابدار نے کہا اگر آپ نے وعدہ خلافی کی اور نہ پہچانا مگر ہم تو اپنے قول کے سچے ہین امیر نے کہا تو ای شخص آگاہ کر مین نہین جانتا اُسنے کہا وہ سامنے باغ ہی چار گھڑی مین آنا مین خاطر جمع سے کہونگی امیر نے کہا ابھی چلو یا اپنی صورت دکھاؤ اُسنے کہا بس کہدیا آنا یہ کہکر چلا گیا امیر کو تاب نہ آئی بڑی مشکل سے چار گھڑی کیا بلکہ تین گھڑی کے بعد چلے اور باغ کے دروازے پر پہونچے دیکھا کہ ایک حبشن آئی امیر کو سلام کیا اور کہا کہ چلیے امیر گھبرا کے دیکھنے لگے اُسنے کہا آپ خوف نہ کرین یہ جگہ دشمن کی نہین امیر نے کہا اگر دشمن ہوگا تو میرا کیا کریگا مین تو سوچتا ہون کہ گھوڑا کہان باندھون اُسنے کہا کہ آپ بہ شوق اس درخت مین باندھین الغرض امیر اشقر کو باندھ کے اُسکے ساتھ باغ مین آئے دیکھا کہ دو عورتین امیر کو دیکھکر بھاگین اور ملکہ سے کہا کہ حبشن ایک مرد لیے آتی ہی ملکہ نے کہا آنے دو یہ تو نہین جانتی تھین حیران ہوکر چپ ہو رہین اور امیر چبوترے پر آئے مسند پر ملکہ کو دیکھا اور دیکھا کہ سامنے حوض مین لال سبز مچھلیان تیر رہی ہین اور فوارے چل رہے ہین ڈالیان پھولون کی نیچے کیلون کے پتے اُسپر جو پانی گرتا ہی تو مثل مروارید سفید کے بوندین معلوم ہوتی ہین ملکہ اُٹھی امیر نے پہچانا کہ صورت آشنا ہی ملکہ نے کہا آپ نے مجکو پہچانا میرا نام ہماے قیصری ہی آپ وعدہ کرگئے تھے آخر کو مین نے ڈھونڈھ نکالا اور مین نے جو حال آپ کے آنے کا سُنا فرنگ مین اُسی دن سے مین نے بھی شکار اختیار کیا کہ کہین تو سامنا ہوگا غرض امیر تو عاشق تھے اتنے مین عمرو بھی آیا بعد اُسکے قباد اور کل لشکر بھی پہونچا اور امیر نے ملکہ سے نکاح کیا اُسکے بیٹے سے شیرویہ اور شیر افگن پیدا ہوتے ہین بعد کئی دن کے عرضی لندھور اور علمشاہ کی پہونچی مضمون عرضی کا یہ تھا کہ مارا جانا جنید کا اور قید ہوکے جانا سعد کا ہیکلان کے پاس طرف سومنات مغرب کے امیر سُنکے بیچین ہوئے کہا کوئی سپہلے جاکے سعد کی اور شہر کی خبر لاوے اور جواب لکھا کہ ای علمشاہ تم چلے آؤ تو ہم تم ملکے مغرب کو چلین اور وہ جواب عرضی کا علمشاہ اور لندھور کو پہونچا اور دونون نے حلب سے کوچ کیا

دوسرے داستان کرب غازی کا بارہ برس کے سن مین زیر کرنا نقابدار نگینہ پوش کو بیان کیے جاتے ہین

محرران شیرین زبان اس داستان کو اسطرح بیان کرتے ہین کہ عادی نے جو معروف شاہ اندروسی
کی دختر سے عقد کیا تھا تو کرب پیدا ہوا پرورش پانے لگا نانا اور مان بہت فریفتہ ہین جب بارہ برس کا
سن ہوا بارگاہ مین آکر بیٹھا لیکن دیوانہ ہین ہر بات مین بھورے بھورے بال ٹوپی کے آگے
پریشان ایکدن نانا اور مان سے کہا اگر ہمکو رخصت دو تو ہم بھی امیر کے پاس جائین اور باپ سے
ملین یہ سنکر مان نے کہا بیٹا جو خدا اس قابل کریگا تو جانا غرض ایکدن بارگاہ مین اپنے نانا کی کرب
بیٹھے تھے کہ سامنے سے ایک سوداگر روتا پیٹتا آیا اور معروف شاہ سے فریاد کی کہ آپ کے زیر قنات
یہان سے چار منزل پر لوٹا گیا کوئی پلنگینہ پوش مع چالیس ہزار قزاق کے اس کوہ پر رہتا ہے اور اسنے
مجکو لوٹ لیا معروف شاہ نے سنکے کہا کہ مین کیا کرون میرا مال اور رسد لوٹ لیتا ہے مین اسکا کچھ نہین
کرسکتا یہ سنکر سوداگر زیادہ رونے لگا کرب نے نانا سے کہا کہ نانا جان آپ نے اسکو صاف جواب دیا
اور اسکی مدد نہ کی معروف شاہ نے کہا اب تم کچھ مدد کرو کرب نے کہا اچھا اور اٹھ کھڑا ہوا معروف شاہ
نے پھر ہنسی سے دیوانہ سمجھکر کہا کہ اب تو یہ مدد کریگا بھلا ہم بھی دیکھین اور کرب نے سوداگر کا ہاتھ پکڑ کر باہر
لاکر کہا چل بتا ہم تیرا مال چھین دین سوداگر کی جان نکل گئی کہا ای صاحبزادے مین مال سے باز آیا اب تو
جان بھی جائیگی جو مین تمکو لے جاؤنگا کرب نے کہا تجکو کیا اگر تو نہ چلیگا تو تجکو مار ڈالونگا یہ سنکر کرب کے دونون
مامون ہام اور سام اندر سے باہر آئے اور بھانجے کی تقریر سنی سمجھایا کہ ای مامون کی جان بیٹا کرب بس
جانے دو اپنا سن تو دیکھو کرب نے کہا مامون صاحب آپ بخدا اس مقدمہ مین نہ بولیے ضرور جاؤنگا یہ کہکر
چل کھڑے ہوئے اور گھوڑے پر سوار ہوکر سوداگر کو آگے رکھ لیا دونون مامون بھی بہ محبت اُسکے ساتھ چلے
یہ خبر عادیہ بانو کو ہوئی وہ رونے لگی اور معروف شاہ سے کہلا بھیجا کہ جسطرح سے ہو میرے فرزند کو میرے
پاس بھیجدو نہین تو مین باہر نکلونگی معروف شاہ یہ سنکر گھبرا گیا کہ ارے یہ تو چلا گیا دس ہزار سوار روانہ
کیے کہ جس طرح سے ہو کرب کو لے آو غرض وہ بھی آئے اور سب منزل پر پہونچے رات ہو گئی دونون مامون
اور باقی رفیقون اور یارون نے بڑی رات تک کرب غازی کو سمجھایا کرب نے کہا اچھا مین نہ جاؤنگا اور
یہ خبر سنکے اندروس تیز رفتار بیٹا امیر کا بھی چلا کہ کرب کو کیا منہ دکھائے گا اور یہان جب سب سو رہے
تو کرب اٹھا اور گھوڑے پر سوار ہو کر چلا اور آتے آتے قریب اس کوہ کے پہونچا قلعہ پر سے دیدبانون نے
دیکھا کہ ایک چڑیا سونے کی چلی آتی ہے جاکر فتاح سے کہا اسنے چار شخص بھیجے کہ جاکر اسکا گھوڑا اور کپڑے
لیلو مگر جان سے نہ مارنا وہ چارون کوہ پر سے اترے اور اسکے پاس آئے یہ تو حیران کھڑے تھے کہ کیونکر
اس تک پہونچون غرض انھون نے کہا ای لڑکے تجکو کچھ خوف نہ آیا یہ وہ جگہ ہے کہ ہیکلان اور سکندر مغربی
کا مال چھینا جاتا ہے ہمارے سردار کو تجھپر رحم آیا تو بس اب اپنا گھوڑا دیدے اور چلا جا کرب نے کہا کہ اگر تمھارا
سردار آئے تو کیا مضائقہ ہے وہ مجھ سے ملیگے انھون نے ایک قہقہہ مارا کہا تو دیوانہ ہے بھلا وہ تیرے واسطے
آئیگا کوئی ایسا نہین کہ اس سے جاکر کہے ایک نے کہا خیر تجکو ٹٹو دین جب تو گھوڑا دیگا کرب نے کہا تمکو خبر ہی
بھلا گھوڑا دے کے کوئی بھی ٹٹو لیگا انھون نے کہا پھر تو کیا کریگا کرب نے کہا مین لڑونگا انھون نے کہا ہم
سے لڑ کرب نے کہا جب تم ضرب کر دگے مین سمجھ لونگا ایک نے بچہ جان کے نیزے کی انی سے ڈرایا کرب
نے چھین کے وہی نیزہ مارا کہ پشت سے پار نکل گیا جب تو دوسرے نے تلوار ماری آخر کو کرب نے تین کو

مار ڈالا جو تھا بھاگ گیا اور جا کر فتاح پلنگینہ پوش سے کہا وہ دس ہزار سوار لیکے گھاٹی سے اُترا کرب
نے جو فوج کو آتے دیکھا دعا کی اور دل مین کہا کہ اب فتاح آ پہونچا فتاح نے کہا او لڑکے غضب کیا تو نے
کہان جائیگا اور لوگون سے کہا پکڑ لو لوگون نے چار طرف سے حملہ کیا کرب نے کہا او فتاح بہادری تیری یہی نہین
لوگون پر ہی یہ جو سُنا غیرت آئی کہ سچ ہی تو بدنام ہوگا لوگون کو منع کیا کہ خبردار کوئی نہ آئے اور کرب سے کہا
لے اب تیرا کیا ارادہ ہی کرب نے کہا تو ضرب کر ہمارا یہ دستور نہین ہی یہ سُنکے اُسنے پہلے نیزہ ہلکے سے مارا کرب
نے بر فن سپہ گری رد کا غرض یہ تو حریفانہ لڑتے ہین اور وہ کودک جانکر کرب سے حریفانہ نہین لڑتا غرض ایک جگہ
نیزہ اُسکا ہوائی گیا تب تو رنگ زرد ہو گیا جھنجھلا کر ایک تلوار ماری کرب نے روکی اور ایک تلوار آپ ماری
اُسنے سر کو چرایا گھوڑا کام آیا وہ نیچے گرا کرب نے اپنا گھوڑا دوڑا کر بہ جلدی تمام ہاتھ تھام لیا اور کہا اور
گھوڑا منگا یہ سکے کرب بھی کودے یہ حرکتین جو اُسنے دیکھین اپنے دل مین عش عش کرنے لگا اور کہنے لگا واہ واہ
تم خوب بہادر بے بدل ہو بیشک اپنا مثل و نظیر نہین رکھتے ہو ہم تو کودک سمجھے تھے مگر تم خوب فن سپہ گری مین
بہرہ رکھتے ہو تم نے خوب محنت کرکے یاد کیا ہی مین ایسا نہ جانتا تھا کہ تم کو اس سن مین یہ جرأت ہی بیشک بہادر
ایسے ہی ہوتے ہین کرب نے جواب دیا جی یہ سب آپ ہی کا فیضان صحبت ہی اور جرأت تو میری ابھی کیا دیکھی
کہ اتنے مین فتاح نے دوڑ کے بند دست انکا پکڑا اُنھون نے بھی بند دست پکڑا کشتی ہونے لگی پہر بہر کشتی
ہوئی تھی کہ سامنے سے عیار کرب کا پہونچا اب اُسنے جھٹکا مارا دونون گھٹنے کرب کے زمین پر آشنا
ہوئے اور اُسنے زور کیا کہ اُٹھا لون کرب مثل برق کے نکل گیا اور پشت پر آکے کمر بند مین ہاتھ ڈال کے
اُٹھایا لیکن چرخ نہ دیسکے کیونکہ قد تو اُسکا بڑا ہی اور یہ کودک سر اُٹھا پیر زمین مین لگ گئے غرض چھاتی تک
اُسکو اُٹھا لائے اُسوقت وہ پکارا کہ امان کرب نے جلدی سے رکھدیا اور کہا سوداگر کو بلاؤ جب سوداگر آیا
کرب نے کہا مال اُسکا دے اور کلمہ پڑھ تب وہ گھبرایا لوگ اسکے بدمزہ ہوئے اُسنے منع کیا اور کرب سے کہا ای
شہریار میری ایک شرط ہی کہ مین ہیکلان کی بیٹی پر عاشق ہون اور مین اُسکا سپہ سالار ہون اور ملکہ بھی مجھسے
بہت مانوس تھی بلکہ گاہ گاہ صحبت اُس سے ہوتی تھی ایک دن یہ خبر اُسکے باپ اور بھائی کو ہوئی ای شہریار
سکندر ایسا بہادر ہی مین اُسکے ڈر سے بھاگ کر یہان آکے رہا ہون اور جب سے قزاقی اختیار کی اگر آپ کا
دین برحق ہی تو ملکہ کو مجکو دلوادو تو مین مسلمان ہوتا ہون کرب نے کہا اچھا ہم دلوادینگے جب تو فتاح نے کہا کوہ پر
چلیے اور کرب کو لیکر کوہ پر آیا کہا ای شہریار کلمہ بتائیے مجکو یقین ہی کہ میرا محبوب مجکو ملے گا کرب نے کلمہ بتایا وہ از سر
صدق مع چالیس ہزار قزاقون کے مسلمان ہوا غرض اندس کو بھیجا کہ سوداگر اور دونون ماموون کو لے آؤ
وہ آکر سبکو لیگیا جب ہام اور سام پہونچے فتاح کا یہ حال دیکھکر حیران ہوئے اُسوقت سوداگر سے کہا کہ
جو تیرا مال ہو وہ لیلے زیادہ نہ لینا غرض مال سوداگر کا دیا اور کرب نے کہا ای فتاح مغرب کو چلو لیکن
تنہا اور اگر جمعیت ہوگی تو مطلب جاتا رہیگا کرب مع فتاح اور سبکو ہمراہ لیکر پہلے شہر اندروس مین
آیا نانا سے ملا نانا نے گلے سے لگا لیا کرب نے کہا دیکھا آپ نے ہمنے مال دلوا دیا جب تو نانا نے کہا ای بیٹا
مین نے ہنسی سے کہا تھا اور وہان کا انکی عجب حال تھا مان کے پاس آئے مان نے کہا ای فرزند یہ کیا کیا
تھا اُنھون نے کہا امان ہمکو نانا نے جو غیرت دلوائی تو ہمنے جا کر اُسکا مال دلوا دیا اور فتاح کو مع
چالیس ہزار قزاقون کے مسلمان کیا اور تم جو کہتی تھین کہ اس قابل ہو لو اب تو ہم اس قابل ہوئے پھر مان نے

کہا میں اب بھی نہیں جانتی کرب نے کہا دیکھو ہم نے اسطرح سے فتاح کو زیر کیا یہ کہکر ایک لنڈی کھڑی تھی اُسکو دے مارا سب اسکے دیوانے پن پر ہنسنے لگے اور کرب نے کہا امان جان ہم نے فتاح سے اقرار کیا ہو کہ اُسکی محبوبہ کو جو بیٹی ہیکلان کی ہو دلوا دینگے ہم مغرب کو جاتے ہین مان نے کہا ای فرزند وہ سات لاکھ سوار و پیدل رکھتا ہو اور ہم بھی اُسکو خراج دیتے ہین مین تو ہرگز نہ جانے دونگی کرب نے کہا مین ہرگز نہ مانونگا اور اکیلا جاؤنگا جب تو مان لاچار ہوئی

دو کلمہ داستان جانا کرب کا شہر سومنات مغرب مین واسطے لینے معشوقہ فتاح پلنگینہ پوش کے

کرب نے باہر آکے فتاح اور اندیس کو ہمراہ لیا تینون شخص طرف سومنات کے چلے اور وہان سے سومنات تین چار منزل تھا آخر شہر مین پہونچے اور سرا مین اُترے لیکن فتاح کی صورت اندیس سے کہکر بدلوا دی کہ اُسکو سب پہچانتے ہین ایسا نہو کہ حال کھل جائے غرض سرا مین بیٹھے تھے کہ غل ہوا دیکھا کہ سب لوگ بھاگے جاتے ہین کرب نے پوچھا کیا ہو لوگون نے کہا قیدی آتے ہین ایک تو پوتا امیر کا ہو دوسرا رفیق ہو یہ جو کرب نے سُنا فتاح سے کہا چلو ہم بھی چلین غرض کرب فتاح اور اندیس کو لیکر باہر آئے دیکھا کہ ارابے پر سوار قیدی چلے آتے ہین اور بہت سے سوار گرد ارابے کے ہین اور تمام گلی کوچون مین اژدہام ہو یہانتک کہ ایک سوار کے دیکھنے سے ایک تماش بین گر پڑا سعد نے کہا کہ اس بندہ خدا نے تیرا کیا کیا تھا کہ جو تو نے اسکو گرا دیا یہ جو سعد نے کہا اُسکے ہاتھ مین ایک سونٹا تھا سعد پر تانا اور کہا او شخص تجکو کیا قید تو چلا جاتا ہو اسیر تیرا یہ حال ہو اُسنے جواب دیا کہ کیا تم یہ سمجھے کہ رسّی جل جاتی ہو تو کیا رسّی کا بل بھی جل جاتا ہو نہین بلکہ رسّی جلتی ہو اور اُسکا بل نہین جلتا ہو پھر سعد نے کہا او گیدی کیا کرون ناچار ہون یہ کہکر لنگر مارا کہ پہیے ارابے کے زمین مین دھنس گئے اب لاکھ لاکھ زور کیا جاتا ہو بیلون پر قمچیان پڑتی ہین لیکن ایک قدم پیر اُٹھا نہین سکتے پیر فغاری نے کہا ای سعد اس سے کیا فائدہ ہو اب وہان تک تو چلو کہ جسکے پاس تمھین بھیجا ہو غرض پیر کے کہنے سے لنگر اُٹھا لیا اور ارابہ ہیکلان کے دروازے پر پہونچا لوگ سعد اور پیر فغاری کو اُتار کے اندر لے چلے کرب نے کہا بھئی فتاح ہم بھی اندر چلین کہین ایسا نہو کہ وہان تلوار چلے اور امیر کے پوتے کا ہم ساتھ نہ دین فتاح نے منع کیا کرب نے نہ مانا اور اُسی ہجوم مین یہ بھی بارگاہ مین پہونچے دیکھا تخت پر ہیکلان اور دنگل پر سکندر ابن ہیکلان بیٹھا ہو سعد نے کہا سلام علیکم یہ جو ہیکلان نے سُنا چین بہ جبین ہوا کہا او نبیرہ حمزہ تجکو خوف نہ آیا اب بہتر یہ ہو کہ سومنات کو سجدہ کر مین تجکو چھوڑ دون اور اپنا سپہ سالار بناؤن سعد نے کہا لاکھ لعنت ہو اسپر یہ جو کہا ہیکلان خفا ہوا اور فوج کو حکم کرنے لگا کہ سب فوج تیار ہو اُسکے مقابلے کے واسطے اُسنے جواب دیا کہ ایک متنفس کے لیے اتنی فوج کو حکم دیتا ہو جب یہ سُنا تو کہا کہ جاؤ اسکی گردن مارو جب تو جلاد سر پر سعد کے آیا کرب نے فتاح سے کہا کہ اب مین تلوار میان سے لیتا ہون فتاح نے روکا اور کہا ذرا تامل کیجیے کہ ہیکلان کے خلف و فیروز دو سپہ سالار تھے اُنھون نے کہا کہ انکو خداوند کے پاس بھیجو ایسا نہ ہو کہ وہ خفا ہو کہ میرے پاس نہ بھیجا ہیکلان نے کہا تمنے خوب کہا اور لوگون سے کہا کہ اسکو خداوند کے پاس لیجاؤ اور کہنا یہ پوتا امیر کا ہو آپ کو اختیار ہو اور لیکر سعد کو چلے کرب بھی فتاح کو لیکر چلا جہان اُسکا باغ تھا اُس مین سعد کو لائے اُس باغ مین اسقدر ہجوم تھا ایک تو وہان کے نگہبان دوسرے تماش بین اس سبب سے کرب اور فتاح نہ جاسکے اور دروازہ پر رہ گئے القصہ سعد جو آئے

دیکھا کہ تین درجے کا مکان ہی اور تمام جواہر نصب ہی اور بڑی تیاری ہی اور لوگ پرستش کر رہے ہین
اپنے اپنے موافق نذرین چڑھا رہے ہین اور ہزار ہا بت سونے اور چاندی کے ہین اُنپر جواہر نصب ہی
اور ایک بہت بڑا بت بیچ مین رکھا ہی اور ہار اور پھول اور سہرے موتیون کے اُسکے اوپر پڑے ہین
اور سامنے میوہ مٹھائی اور کھانا رکھا ہی لوگون نے کہا ای خداوند یہ پوتا امیر کا ہی اور ہیکلان نے تیرے
پاس بھیجا ہی کہ سومنات نے آواز دی کہ او نبیرۂ حمزہ تونے مجکو سجدہ نہ کیا کہ مین نے حمزہ کو یہ شوکت
اور یہ زور و طاقت دی کہ دیوون کو قاف مین مارا اور یہان تمام مُلک نوشیروان کے چھنوا دیے اور مجکو
اور علمشاہ کو کس کس طرح فرنگ مین بچایا بہتر یہ ہی کہ مجکو سجدہ کر سعد نے کہا لا حول ولا قوۃ الا باللہ او
گیدی لاکھ لاکھ لعنت تجھپر تو کوئی شیطان ہی کہ لوگون کو بہکاتا ہی یہ جو سعد نے کہا اُسنے خفا ہو کر کہا کہ اسکو بھی
قتل کرو اور وہ جو سامنے دو شخص کھڑے ہین اُنکو بھی پکڑ لو ایک ابوالفتح دوسرا گلباد ہی واسطے جاسوسی
کے حمزہ نے بھیجا ہی یہ جو کہا لوگ دوڑے جب تو گلباد اور ابوالفتح نے خنجر کھینچا دس آدمی مارے آخر کو
پکڑے گئے اُسنے حکم کیا کہ صبح کو سبکو قتل کرو لوگ لائے اور قید خانہ مین بند کیا کرب نے جو یہ سُنا لوگون
سے پوچھا کہ یہ قیدی کہان قتل ہونگے ایک نے کہا وہ سامنے میدان مین دارین نصب ہین وہان قتل
کیے جاوینگے القصہ کرب اور فتاح اور اندیس سرا مین افسوس کرتے پھرے فتاح نے کہا ای شہریار
کھانا تیار ہی کرب نے کہا بھائی بھوکھ کسکو ہی اب ہم بھی راہ صبح کی دیکھ رہے ہین اور تمکو کیا مین بے لڑے
نہ رہونگا فتاح نے کہا مین آپ کو اکیلا نہ جانے دونگا اس مین دو پہر رات آگئی کرب نے کہا فتاح
چلو تمہاری معشوقہ کو ہم دلوا دین آخر تو کل مرنا ہی فتاح نے دل مین کہا ای فتاح اس سن مین کیا یاد ہی
جب تو فتاح نے کہا ای شہریار کیونکر چلیے گا کرب نے کہا تم چلو تو خدا اے ما بزرگ است اور لباس
شب روی پہنکر تینون چلے کہ دیکھا چوکی پہرے ہین دورباش کی آواز بلند ہے نرسنگے پھنک رہے ہین
آخر سب پہرون سے بچتے ہوئے گلچہرہ کے مکان کے عقب پہونچے تو ایک گڑھا دیکھی گھاس بہت بڑی
لگی ہی اور ایک چوکیدار اُس پار زیر دیوار بیٹھا ہی جب کوئی آتا ہی آواز دورباش کی دیتا ہی اور یہان
تینون آدمی اُس مین اُترے اور غوطے مارتے ہوئے چلے جب اُس پار پہونچے گھاس مین چھپے عیار نے
کہا کہ آپ ٹھہرین مین آتا ہون اور کتے کی چال چلا اور کبھی شل مارکے چھاتی کے بل چلا اور برابر اُسکے پہونچا
اُسنے کہا تو کون ہی یہ کہتا تھا کہ اندیس نے ایک خنجر مارا پشت کو توڑ کے ہاتھ پار نکل گیا آواز تک اُسکی
نہ نکلی اور یہ دیکھکر کرب اور فتاح پہونچے اور کہا سبحان اللہ عیار نے کہا جو کام ہمارا تھا وہ ہم نے
کیا کرب نے کہا بھائی اندیس کمند بھی ہی اُسنے کہا موجود ہی اور کمند پھینک کے پہلے تو اندیس
چڑھ گیا کرب نے کہا بس اب تم اُتر آؤ اور یہان بیٹھو جہان چوکیدار بیٹھا تھا اور آواز اُسی طرح کی
دیے جانا یہ کہکر فتاح کو لیکر اوپر چڑھے اور اندیس نیچے بیٹھا کرب نے دیکھا ایک مکان بہت عمدہ ہی
پردے چھوٹے ہوئے ہین فتاح کو تو پردے کے پاس کھڑا کیا اور آپ اندر آئے دیکھا کہ ایک ماہ پارہ
پلنگ پر سوتی ہی اور خواصین نیچے سوتی ہین کرب نے آکر ملکہ کا پانون پکڑ کر ہلایا ملکہ کی آنکھ جو کھلی
دہل کر رہگئی غل نہ مچا سکی دل مین سوچی کہ سوائے ملائک یا جن کے اسوقت کون آسکے گا جب تو ملکہ
اُٹھکر پائنتی بیٹھی اور یہ سرہانے بیٹھ گئے اور کہا ای گل چہرہ خوف نہ کر مین تیرے عاشق کو تیرے پاس لایا ہون

جب تو اُسنے دل کو مضبوط کرکے کہا آپ کون ہین اور عاشق کون ہو کرب نے کہا میرا نام کرب ہو
اور فتاح پلنگینہ پوش میرا ملازم ہو اُسکو مین نے مسلمان کیا ہو اُس سے مین نے وعدہ کیا تھا کہ تجکو
تیرے معشوق سے ملا دونگا ملکہ نے کہا وہ کہان ہو کرب نے کہا وہ باہر کھڑا ہو عاشق تو یہ بھی تھی سُنکے
جان آگئی کرب نے کہا تو بھی کلمہ پڑھ اُسنے بھی کلمہ پڑھا اُسوقت فتاح کو کرب نے اشارہ سے
کہا کہ آؤ فتاح بھی اندر آیا خواصون نے دیکھا کہ دو آدمی نہایت قوی ہیکل مہیب شکل سیاہ پوش
ننگی تلوارین ہاتھ مین لیے ہوئے چلے آتے ہین سب خواصین آہ اوہ کرتی ہوئی بھاگین اور چھپ رہین
کرب نے ملکہ گلچہرہ سے کہا ای ملکہ اب سمجھے ہمکو اور اسکو پہچانا ملکہ نے کہا ای بہادر سچ تو یہ ہو کہ اسوقت
تک ہنوز تو میرے ہوش درست ہین اور نہ مین نے آپ دونون صاحبون کو پہچانا جب تو کرب نے
کہا ای ملکہ ڈرو نہین مین کرب بن پہلوان عادی سپہ سالار حمزۂ صاحبقران کا ہون اور
یہ بہادر فتاح پلنگینہ پوش ہو پہلے یہ تمھارے باپ کے پاس ملازم تھا ایک مرتبہ تمھین اُسنے دیکھا تھا
فریفتہ ہوکر اُسنے سکندر تمھارے بھائی سے اپنے ساتھ تمھارے عقد ہونے کی خواہش کی لیکن سکندر نے
منظور نہ کیا یہ بیچارہ تمھاری محبت مین جاکر صحرا نشین ہوا مین نے اسکو زیر کرکے مسلمان کیا اُسنے شرط
کی تھی کہ از سر صدق مسلمان مین اُسوقت ہونگا جب میری محبوبہ و مطلوبہ مجکو ملیگی اگر اسکو قبول کرو تو
فبہا ورنہ قتل کرونگا ملکہ یہ سُنکر بیساختہ ہنسی اور کہا ای بہادر دوران عرصہ چھ ماہ کا ہوتا ہو کہ حضرت
ابراہیم خلیل اللہ علی نبینا و علیہ السلام میرے خواب مین آئے اور مجھے مسلمان کرکے اس شخص کے
ساتھ منسوب کیا بعد اُسکے نوشیروان کے بیٹے کے ساتھ میری نسبت ٹھہری مین نے قبول نہ کیا
یہ سُنکر کرب و فتاح دونون خوش ہوئے ملکہ نے اپنی خواصون کو پکارا جو جہان چھپی تھی وہ وہان
سے بے تحاشا دوڑی گلچہرہ سب پر خفا ہوئی کہ مین نے ان دونون جوانون کو براے امتحان بُلایا تھا کہ
تم لوگ نمک حلال ہو یا نہین اگر کوئی دشمن اسی طرح آتا تو تم مجھے چھوڑ کر چلی جاتین خیر اب کبھی ایسی حرکت
نہ کرنا جاؤ بہت جلد سامان عیش و عشرت مہیا کرو وہ سب شراب و کباب و طعام کی فکر مین گئین ابھی
تھوڑی رات باقی رہی تھی بلکہ صبح قریب تھی کہ کرب نے سُنا منادی ندا کر رہا ہو کل صبح کو سعد نبیرۂ
حمزہ دبیر فرخاری مع کئی ہزار فوج کے جو گرفتار ہوکر آئے تھے دار پر کھینچے جائینگے کرب نے
گھبرا کے پوچھا فتاح سُننا تو یہ کیا ڈھنڈورا پٹ رہا ہو ملکہ نے کہا آج صبح سے تمام شہر مین یہی شور ہو
کہ کل نبیرۂ حمزہ وغیرہ دار پر کھینچے جائینگے خدا جانے نبیرۂ حمزہ کون شخص ہو مگر اتنا جانتی ہون کہ مسلمان
ہو خدا اُس بیچارے کی جان بچائے کرب نے کہا میرا آقا زادہ ہو ابھی مین نے نہین کہا تھا کہ میرا باپ
سپہ سالار لشکر حمزہ کا ہو اور حمزہ وہ شہریار ہو کہ جسنے قاف مین جاکر بہت دیوزادون کو تہ تیغ کیا
اور صدہا کو زیر کرکے ملکہ آسمان پری کو اپنے عقد مین لایا اور ای فتاح اب تم یہان رہو عیش و عشرت
کرو جو کہ مین نے تجسے وعدہ کیا تھا وہ وفا ہوا اب مین اُس شہزادے کی مدد کو جاتا ہون خدا نے چاہا
تو دشمنون کے ہاتھ سے بچاتا ہون فتاح مانع ہوا اور ملکہ نے بھی بہت سمجھایا کہ ای شہریار اکیلا سو رما
جینا بھاڑ نہین پھوڑتا کرب نے کہا ہزار جانین میری سلطان سعد کے ایک ناخن پا پر نثار ہین یہ کہکر
کرب چلا فتاح بھی ہمراہ ہوا وہان پہونچکر دیکھا کہ میدان کارزار مین تمام عالم جمع ہو اور دارین برپا ہین

اور مریخ عاد پچاس ہزار فوج سے انتظام کر رہا ہی کوئی کہتا تھا کہ خدا ان نوجوانون پر رحم کرے اور انکی
جانین بچین کوئی کہتا تھا کہ ایسے شخصون کا مر جانا ہی بہتر ہی غرض سواے دشمن کے کوئی وہان پر دوست
نظر نہ آتا تھا اُسوقت مریخ عاد نے جلادون کو حکم دیا کہ بادشاہ ہیکلان مین حکمون کا ایک حکم دیکھا
ہی کہ ان قیدیون کو فوراً قتل کرو جیسے ہی جلادون نے عزم قتل کیا فوراً کرب غصہ مین آکر بیتاب ہوکر
تیغہ آبدار کھینچکر مع فتاح جا پڑا اور تلوار چلنے لگی اُسوقت لشکریان ہیکلان اور تمام تماش بین جو کہ مجمع
عام مین وہان پر موجود تھے حیران اور پریشان ہوئے کہ یہ دو شخص کون ہین جو ایسے بڑے میدان
کارزار مین اس قدر فوج سے لڑتے ہین مفت اپنی جانین رائگان کرتے ہین اور ادھر سلطان سعد
اور پیر فرخاری بہ درگاہ خداوند تعالے مصروف دعا تھے کہ ای رب العالمین پروردگار عالم وای
قاضی الحاجات رباعی ای آنکہ بہ ملک خویش پاینده توئی ✤ وز دامن شب صبح نماینده توئی ✤
کار من بیچاره قوی بستہ شده ✤ بکشاے خدایا کہ کشاینده توئی ✤ یہ دست مناجات بدرگاہ رب ذوالجلال
تھے کہ کرب کے نعرہ کی آواز آئی جرأت نے خانہ آرزو مین آکر چرخ مارا کہ قید آہن کو ان دونون جوانون
نے مثل تار عنکبوت کے توڑکر پھینکدیا اور جلادون کے ہاتھ سے تلوارین چھینکر مثل سیل فنا کے اس لشکر
ظلم شعار پر آپڑے اور کرب نے دو سوارون کو قتل کرکے دو گھوڑے اُن دونون کو یعنی سلطان سعد
اور پیر فرخاری کو لا کر دیے اور کہا کہ آپ دونون صاحب ان گھوڑون پر سوار ہوکر لڑیے اب لشکر
سکندر عاد کا میدان مین آیا اور یہ چارون بہادر لڑتے لڑتے گھر گئے پھر بھر تلوار چلتے ہو چکا تھا
کہ اُسوقت پیر فرخاری نے فلک کی جانب دیکھا اور یہ مناجات زبان پر لایا **مناجات**

ای شہنشاہ عرب میرا امام عالی جناب	تا بکی دنیا مین کھینچون مین عذاب بیحساب	مصطفے کیواسطے میری مدد کیجے شتاب
ہے یہی ورد زبان مجکو بعین اضطراب	یا علی یا ایلیا یا بوالحسن یا بوتراب	حل ہو مشکل سرور دین شافع یوم الحساب

یہ مناجات ورد زبان تھی ہی کہ دیکھا از پردۂ بیابان گرد سے برخاست بعد گرد فرو ہونے کے دامن دشت
کوہ اور نگ تو تیار رنگ سے ایک نقابدار سفید پوش مع چار سو نقابدار کے پیدا ہوا جب وہ نقابدار
سفید پوش قریب لشکر کفار پہونچا نعرہ کیا اور تیغ آتشبار کھینچکر مع اپنے ہمراہیان نقابدار کے لشکر کفار
کو جلانے لگا کفار نہایت مضطر و پریشان تھے اُسی عالم مین ایک آندھی سیاہ رنگ پیدا ہوئی کرب
نے عرض کیا کہ ایک طرف سے مارتے ہوئے لشکر کفار کو تہ تیغ کرتے ہوئے نکل چلیے یہ بہادران جرار
لشکر کفار کو تہ تیغ کرتے ہوئے کئی ہزار کفار کو قتل کرکے ایک صحرا مین آئے جب وہ آندھی برطرف ہوئی
کفار اپنے اپنے سر کو پیٹ کر فریاد و فغان کرتے ہوئے حاضر دربار بادشاہ ہیکلان ہوئے اور
سعد اور پیر فرخاری وغیرہ کے رہا ہو جانے کا کل حال مفصل بیان کیا ہیکلان یہ معرکہ عظیم سنکر
صدمہ مین ماتم زده ہوکر بیٹھتا ہی اور یہان اب حال کرب اور سلطان سعد کا بیان ہوتا ہی کہ
کرب سلطان سعد کو اپنے ہمراہ لیکر قریب لشکر امیر نامدار کے پہونچا اور سلطان سعد سے
رخصت ہونے لگا سلطان سعد نے کہا ای بہادر امیر سے ملاقات کر لیجے کرب نے کہا کہ مین
انشاء اللہ تعالے بہت جلد خدمت امیر مین حاضر ہونگا ابھی موقع نہین ہی یہ کہکر روانہ ہوا راہ مین
کرب نے نقابدار سفید پوش سے کہا کہ ای نقابدار اب تم اپنا چہرۂ نقاب اُٹھاکر مجھے جلد دکھاؤ

نقابدار نے نقاب جو اپنے منھ پر سے اُٹھائی دیکھا کہ ملکہ گلچہرہ ہی اور بموجب حکم ملکہ اُن نقابداروں نے اپنے اپنے منھ پر سے نقابین اُٹھین وہ سب ملکہ کی خواصین تھین گرب ملکہ کو اور ملکہ کی خواصون جانبازون کو دیکھکر نہایت خوش ہوئے اور ان سب کو ساتھ لیکر طرف قلعہ آہن حصار کے راہ طے کرتے ہوئے چلے

اب دو کلمے داستان داخل ہونا سلطان سعد کا مع پیر فرخاری کے لشکر امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران مین بیان کیے جاتے ہین

راویان خوش بیان اس داستان مسرت نشان کو یون تحریر کرتے ہین کہ جسوقت سلطان سعد کنارے دریاے بصرہ کے پہونچے اور خبر امیر کو ہوئی امیر نے جملہ سردارون کو واسطے استقبال کے روانہ کیا سب سردار سلطان سعد کو بارگاہ مین لائے سعد نے مجرا گاہ پر سے بادشاہ کو مجرا کیا پاے تخت کو بوسہ دیا امیر کی خدمت مین تسلیم بجا لائے اور اپنے دنگل پر بیٹھے اور پیر فرخاری نے بھی ہمراہ سعد حاضر ہوکر بہ قواعد شاہانہ پہلے بادشاہ کو مجرا کیا اور پھر امیر کو بھی آداب بجا لایا اور علے قدر مراتب اپنی جگہ پر بیٹھ گیا امیر نے سعد سے حال پوچھا سعد نے تمام کیفیت ہیکلان اور سکندر بن ہیکلان اور ثمرات سخنگو کی بیان کی اور گرفتار ہونا عیارون کا اور اپنی رہائی عرض کی اور کہا کہ ایک جوان رستم شکوہ نے اگر مجھے رہا کیا امیر نے فرمایا کہ تم کیون اُسکو چھوڑ آئے اپنے ہمراہ کیون نہ لیتے آئے سعد نے عرض کیا کہ یا امیر ہرچند مین نے اُس جوان سے کہا لیکن وہ کسی صورت سے نہ آیا اور نام بھی اپنا نہ بتلایا اور یہ کہا کہ انشاء اللہ تعالی اگر زندگی ہے تو بہت جلد خدمت امیر مین حاضر ہوتا ہون لیکن عمرو نے جو حال ثمرات سخنگو زرین تن کا سنا کہ کئی سو من کا وہ پتلا طلائی ہی اور جواہر اُس مین نصب ہین عمرو کے منھ مین پانی بھر آیا اور کہا کہ ای خداوند عالم اگر یہ پتلہ مجھے ملجاتا تو مین اپنے قرض سے ادا ہو جاتا اور اپنی زنبیل مین احتیاط سے رکھتا کوئی ٹکڑا بھی جواہر کا رائگان نہ ہوتا سعد نے کہا کہ سکندر بن ہیکلان پانچ لاکھ سوار کی جمعیت سے مدد نوشیروان کو آیا ہی جس روز کہ مین وہان تھا نامہ نوشیروان کا اُسکے پہونچا تھا کہ اسی اثنا مین خبر آئی کہ زخم جمہور جہانسوز کا اچھا ہوگیا اور طبل جنگ بجا ہی امیر نے بھی فرمایا کہ بفضل ایزدی و بتائید ربانی ہمارے لشکر مین بھی نقارۂ رزمی بجے یہان تو نقارہ بج رہا ہی دیکھیے صبح کو کون کون بہادر میدان جنگ مین نام حاصل کرتا ہی

اب دو کلمے داستان علمشاہ کا شکار کو جانا اور ہرن پر گھوڑا ڈالنا ہرن کا غائب ہونا سوار کا نمودار ہونا اور علمشاہ سے مقابلہ کرنا علمشاہ کا اُسکے ساتھ ضمیران شاہ کے پاس جانا اور مقابلہ کرکے اُسکو زیر کرنا پھر ضمیران شاہ کو مسلمان کرنا بیان کیے جاتے ہین

کاتبان شیرین زبان اس داستان صید نشان کو اس طور پر بیان کرتے ہین کہ جسوقت علمشاہ مع لہراسپ اور مع اپنی فوج کے واسطے شکار کے روانہ ہوئے ناگاہ راستے مین سامنے سے ایک ہرن نمودار ہوا علمشاہ اور لہراسپ نے ہرن پر گھوڑا ڈالا یہان تک اُس ہرن کا پیچھا کیا کہ رات ہوگئی اور ہرن غائب ہوگیا لشکر ساتھ سے چھٹ گیا غرض اُن دونون نے ایک درخت پر

رات بسر کی جب صبح ہوئی گھوڑون پر سوار ہوئے اور راہ طے کرتے ہوے چلے یکایک ایک گورخر ملا اُسپر
گھوڑا اُٹھایا تمام دن چلے گئے پہر دن رہے وہ گورخر غائب ہو گیا اور ایک مسافر دکھائی دیا علمشاہ
نے پوچھا کہ تو کہان سے آتا ہی اُسنے کہا یہ سامنے شہر ہی اسکا یہ نام ہی یہ کہکر وہ تو چلا گیا علمشاہ نے لہراسپ
سے کہا کہ چلو اس شہر مین سرا کو تلاش کرین اور شب بھر وہان بسر کرین لہراسپ نے کہا ای شہریار
کیا ضرور جو شہر مین جائین کچھ آفت نہ پیش آئے علمشاہ نے کہا کیا پرواہ ہی لہراسپ تو چپ ہو رہا یہ شہر
کے اندر آئے دیکھا کہ شہر بہت آباد ہی سرا کی تلاش مین چلے جاتے تھے کہ ایک حمام ملا حمامی نے اس
جوان کی صورت دیکھی آئینہ دکھایا اور کہا حمام تیار ہی حضور نہالین علمشاہ اور لہراسپ حمام مین
گئے اور نہانے لگے گھوڑے حمامی نے باندھ دیے ایک حمامی ان دونون جوانون کو نہلانے لگا وہان ایک
تصویر علمشاہ کی لگی تھی اور ایک تصویر ضمیران شاہ کے دروازے پر لگی تھی جو یہان کا بادشاہ
ہی حمامی نے نہلاتے نہلاتے جو تصویر کو علمشاہ کی صورت سے مشابہ پایا فوراً ایک حجام کو بلایا اور
کہا کہ فولاد زنگی جو یہان کا کوتوال ہی اُس سے جاکر عرض کرو کہ کشندہ کیتیان فرنگی کا آیا ہی
حجام نے بموجب حکم حمامی کے فولاد زنگی سے جاکر عرض کیا فولاد نے اُسی وقت پیادے بھیجے کہ جاکر
پکڑ لاؤ اور آپ بھی بہت سے لوگ ساتھ لیکر چلا جب وہ لوگ برابر حمام کے پہونچے حمامی نے جو گھوڑون کی
ٹاپون کی آواز سُنی کہا کوتوال آتا ہی علمشاہ سمجھے کہ واسطے نہانے کے آیا ہوگا علمشاہ اور لہراسپ
نے جلدی جامے خانے مین جاکر کپڑے پہنے اور زرہ و ہتھیار لگاکر باہر آئے کہ وہ پیادے آپہونچے اور
کہا ای جوان چل تجھے کوتوال بُلاتا ہی علمشاہ نے کہا کیا بکتا ہی میرے سامنے سے دور ہو کیا مین کوتوال کا
نوکر ہون پیادون نے کہا تو کشندہ کیتیان گنہگار ہی جب تو لہراسپ نے کہا ای شہریار آپ نے
میرا کہنا نہ مانا علمشاہ نے کہا ای لہراسپ خدا کو یاد کرو شعر سر نے پیچم ز شمشیر حبیب ؛ ہر چہ آید
بر سر من یا نصیب ؛ یہ کہکے تلوار میان سے کھینچی اور ستر آدمی علمشاہ نے مارے اور چالیس
پیادے لہراسپ نے قتل کیے اتنے مین فولاد زنگی بھی آپہونچا دیکھا کہ اسقدر پیادے مارے گئے
اور اب کوئی آگے قدم نہین دھرتا دور سے کہتے ہین مارلو مارلو یہ خبر بادشاہ کو ہوئی ضمیران شاہ
بادشاہ نے فولاد زنگی سے کہلا بھیجا کہ جسطرح ہو سکے اُن دونون جوانون کو ہمارے پاس لے آؤ
یہ سُنکے فولاد زنگی نے پیادون کو ہٹایا اور ہاتھ باندھ کے علمشاہ کے پاس آیا اور عرض کیا کہ حضور
اگر مناسب جانین تو بادشاہ سلامت نے آپ کو یاد کیا ہی تشریف لے چلیے علمشاہ نے فرمایا اچھا
مین چلتا ہون یہ کہکر علمشاہ اور لہراسپ فولاد زنگی کو ہمراہ لیکر گھوڑون پر سوار ہو کر بارگاہ
ضمیران شاہ مین آئے دیکھا کہ قریب چار سو کے کرسی اور دنگل نشین بیٹھے ہین علمشاہ نے
بطور خداپرستون کے سلام علیک کی ضمیران شاہ نے غصہ ہو کر لوگون کو اشارہ کیا کہ اسکو پکڑ لو
جانے نہ پائے بموجب حکم بادشاہ لوگون نے چاہا تھا کہ اسیر حلقۂ کمند کرین علمشاہ اور لہراسپ نے
تلوار کھینچی اور قتل کرنا شروع کیا لوگون کا ہر طرف سے ہجوم تھا اور یہ دونون شمشیر بکف تھے جو سامنے
آیا دو ٹکڑے ہوا یہان تک کہ ہزار ہا آدمی باڑھ پر آکر کٹ گئے اب یہ کیفیت ہی کہ علمشاہ
اور لہراسپ کے سامنے کوئی نہین اُٹھتا علمشاہ قریب تخت بادشاہ کے پہونچے ضمیران شاہ

تلوار ماری علمشاہ نے تلوار کو دیکھکر دستانہ مارا کہ تیغ پٹ پڑی ہاتھ بند دست پر ڈالدیا اور کلائی مروڑ کر
تلوار چھین لی اور کمر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھالیا اور بجائے سپر اسکو لیا اسنے جو دیکھا کہ اب جان بچتی نہین معلوم
ہوتی امان مانگی علمشاہ نے کہا امان بشرط ایمان یہ حرامزادہ ترس جان سے مسلمان ہوا اور بظاہر
سارے شہر کو مسلمان کیا انکو تخت پر بٹھایا بعد کئی روز کے کھانے مین بیہوشی ملاکر انکو مع لہراسپ
کے بیہوش کیا اور بلاکر آہنگرون کو اسیر طوق و زنجیر کرایا اور حکم کیا کہ انھین ہوش مین لاؤ عیارون نے
فتیلہ رفع بیہوشی دیا علمشاہ اور لہراسپ کو ہوش آیا اپنے تئین اسیر پایا اور ضمیران شاہ کو
تخت پر متمکن دیکھا سمجھے کہ دغا کی ضمیران شاہ نے کہا کہ انکو قتل کرو کہ ان دونون نے خداوند کو
بُرا کہا ہی جلاد آیا اور چبوترہ ریگ کا بناکر تیار کیا اور ان دونون کو بٹھایا اور خط انکی گردن پر لگایا
اور تلوار کھینچکر سر پر کھڑا ہوا اور کہا جو کھانا ہو کھا لو جو کہنا ہو کہہ لو کہ ایک حکم آچکا ہی دو حکمون کی دیر
ہی علمشاہ نے جواب دیا کہ ہمارا مالک و مختار پروردگار ہی تو تلوار مار اگر زندگی ہماری ہی تو کچھ
نہ ہوگا اتنے مین ایک نے کہا کہ ای ضمیران شاہ ایسا نہ ہو کہ مرزوق خفا ہو جائے اور کہے کہ
میرے پاس کیون نہ بھیجا ضمیران شاہ بولا کہ تو سچ کہتا ہی اور حکم کیا کہ قتل نہ کر اور تیاری چلنے کی
طرف مرزوق کے کی لیکن یہ بھی اسکو خبر معلوم تھی کہ آلاگرد کی بیٹی سمینہ بانو اسپر عاشق ہی اور اشعر
مع تمام قلعہ کے مسلمان ہی اور کیی زلزال نے باپ کو اپنے قتل کروایا دو لاکھ سوار سے وہ بھی مسلمان
ہوا ہی فولاد سے کہا کہ کوئی ایسا ہی کہ سمینہ بانو کو پکڑ لائے اور وہ قلعہ بھی لے لے فولاد نے کہا کہ یہ
میرا کام ہی اُسنے کہا قلعہ تو بہت مستحکم ہی لیکن کوئی تدبیر ہو ورنہ کچھ نہ ہوسکے گا فولاد نے کہا کہ میرے
پاس علمشاہ کی مہر ہی مین نے اُسکے ہاتھ سے اُتار لی ہی اُسکی مہر سے نامے لکھکر اور صندوقون مین
آدمیون کو بند کرکے لیجاؤنگا کہ سمینہ بانو کے واسطے علمشاہ نے مال بھیجا ہی اس بہانے سے جاکر
قلعہ سے لے آؤنگا ضمیران شاہ نے کہا اچھا مین تو اسکی قید لیکر چلتا ہون تو قلعہ قیلاسب مین
سمینہ بانو کو پکڑکر لے آنا بادشاہ تو علمشاہ کی قید لیکر روانہ ہوا اور فولاد زنگی نے تیاری قلعہ پر
چلنے کی کی صندوقون مین دو دو آدمی بٹھائے کہ جو پہلوانان زبردست سے تھے اور کوچ کرکے
قلعہ آہن حصار پر روانہ ہوا جب قریب پہونچا خبر اشعر کو توال کو ہوئی اشعر نے پوچھا تو کون ہی
کہان سے آیا ہی فولاد زنگی نے نامہ مُہری بنا ہوا شہزادہ رومی علمشاہ کی طرف سے بھیجا ہوا ملکہ
کو پہونچایا ملکہ نے پڑھا تو سارا احوال شکار و حمام اور پھر مسلمان ہونا ضمیران شاہ کا لکھا تھا اور آخر
مین یہ مضمون تھا کہ یہ مال ہم نے تم کو بجائے تحفہ کے بھیجا ہی اس مین جواہر نایاب ہی تم اپنا گہنا بنوانا
اور مین قریب آیا چاہتا ہون ملکہ نامے کو دیکھکر نہایت خوش ہوئی کہ پہلے بھی تحفہ آچکا ہی اشعر سے
کہا بھیا تم اُسکو قلعہ کے اندر بلوا لو اشعر نے کہا ملکہ اس مقام پر تمھارا کہنا نہ مانونگا یہ مقدمہ ناموس کا ہی
اور اگر ایسا تھا تو لہراسپ کو کیون نہ بھیجا اسکا اعتبار نہین ملکہ نے کہا کچھ ہمکو بلا یا ہی کہ جو لہراسپ
آتا مال تھا جسکے ہاتھ چاہا بھیجدیا اور لہراسپ کو کسی اور مہم پر بھیجا ہوگا اشعر نے ملکہ کے اصرار سے
مجبور ہو کر کہلا بھیجا کہ تم مال بھیجدو اور تمھارے آنے کی اجازت نہین ہی کیونکہ یہان علمشاہ کا ناموس
ہی جب علمشاہ آئینگے تم بھی اندر قلعہ کے آجانا فولاد تو ایک مکار ہی اُسنے کہا بہتر ہی جو حکم آپ کا ہو

ہے وہان آنے کا کام بھی نہین آپ صندوق منگوا لیجیے مین بھی آ رہونگا ورنہ صندوق مزدورون کو لدوا کر بھیجے اشعر نے ایوان مین رکھوا لیے مگر اُن صندوقون مین اُسنے ایسی ترکیبین رکھی تھین کہ جو اُسکے اندر بند ہو وہی کھول سکتا تھا بس یکایک سب پہلوان اور بہادر اندر سے نکل نکل کر مسلح و مکمل تو تھے ہی قلعہ کے لوگون پر گرے قتل کرنا شروع کیا اشعر نے اپنے دل مین کہا کہ یہ بھی ہم سے چوک ہوئی کہ پہلے ایک صندوق منگوا کر نہ دیکھ لیا مصرع ہرچہ آید بر سرمن یا نصیب ؛ اور تلوار کھینچکر یہ بھی اُن پہلوانون پر گرا لڑنے لگا لیکن اشعر گھبرایا ہوا تھا کہ ایک مرتبہ پاؤن اشعر کا ایک سوار کہ قتل ہوا تھا اور اُسکی لاش پڑی تھی اُسکی زرہ مین اُلجھا اشعر گرا لوگ اوپر سے آ پڑے اور اشعر کو پکڑ لیا اور دروازہ قلعہ کا کھولدیا اب فولاد زنگی مع لشکر اندر گھس آیا اور قتل کرنا شروع کیا آخر لوگون نے امان مانگی فولاد زنگی حرامزادہ اندر محل کے گھس گیا سمینہ بانو اُسکو دیکھکر بھاگی لیکن اُس بجیا نے دوڑکر پکڑ لیا اب حال اُس طرف کا گذارش کیا جاتا ہے کہ جب ماہ گوہر بند کو عرصہ زیادہ ہوا مرزوق نے آلاگرد اور مالاگرد سے کہا کہ ماہ گوہر بند آٹھ روز کا وعدہ کرکے گئی تھی اور اتنا عرصہ ہوا اب تو اُسکی خبر منگوانا لازم ہے یہ کہکر مہتر جاسوس شاگرد برق فرنگی سے کہا کہ تو جا کر قلعہ قیلاب سے خبر لادے اور آلاگرد نے کہا کہ اے جاسوس قلعہ آہن حصار سے سمینہ کی خبر بھی لیتے آنا غرض مہتر جاسوس چلے قلعۂ قیلاب پر آیا خبر اشقنش کو ہوئی اُسنے آکر ملکہ سے کہا ملکہ کی یہ سنتے ہی جان بدن مین باقی نہ رہی سعد سے کہا کہ ایک دم کے واسطے طوق و زنجیر پہن لو سعد نے نہ مانا ملکہ نے جام شراب مین بیہوشی ملا کر سعد کو بیہوش کیا اور اسیر طوق و زنجیر کرکے جاسوس کو بلوایا اُسنے آکر ملکہ کو مجرا کیا اور خوب غور سے ملکہ کو دیکھا تو کچھ اور ہی نقشہ پایا اور وہ کنوارپن اور چہرے کی رنگت نہین پائی حیران ہوا سمجھا کہ کچھ دال مین کالا ہے بعد تھوڑی دیر کے سعد کا حال پوچھا اشقنش نے جاسوس کو قیدخانے مین لا کر دکھا دیا اُسنے دیکھا کہ سعد پڑا سوتا ہے اور چہرے پر اُس کے بشاشت ہے قیدیون کی سی حالت چہرے پر طاری نہین ہے چپ ہو رہا ملکہ نے اسکو خلعت دیکر رخصت کیا ملکہ کے سامنے سے تو یہ چلا گیا لیکن باہر جا کر ایک گٹھا لکڑیون کا اپنے سر پر رکھکر اپنی شکل ایک مزدور کی بنائی اسکا ایک دوست اس قلعہ مین رہتا ہے اُسکے گھر مین اُترا اور رہنے لگا لیکن اُسنے بھی کچھ حال ملکہ کا اس سے نہ کہا ایک دن جاسوس پہر رات رہے سے اُٹھا اور کمند ڈال کے محل مین آیا اور صورت ایک خواص کی بنکر کونے مین چھپکر کھڑا ہو رہا دیکھا کہ سعد اور ماہ گوہر بند دونون مسند پر بیٹھے ہین جام شراب کا چل رہا ہے اور بوس و کنار ہو رہا ہے اور سعد علمشاہ کا حال بیان کر رہا ہے جاسوس نے اپنے دل مین کہا کہ اگر تو اسوقت سامنا کرتا ہے تو اسکے ہاتھ سے مارا جائیگا یہ سب ماجرا دیکھکر اور سنکر قلعہ سے نکل گیا اور اب قلعۂ آہن حصار مین پہونچا لیکن یہ اُس زمانے مین آیا تھا کہ علمشاہ قلعہ مین موجود تھے ابھی ریحانیہ پر نہین گئے تھے غرض اشعر کوتوال نے علمشاہ اور لہراسپ کو پوشیدہ کیا اور جاسوس کو بلا لیا ملکہ سمینہ بانو کو اُسنے مجرا کیا اور آلاگرد کا پیغام پہونچایا اور چلا گیا بعد دو روز کے صورت اپنی بدل کے محل مین سمینہ بانو کے پاس آیا اور علمشاہ اور سمینہ کو ایک جگہ بیٹھے دیکھا اُسوقت علمشاہ قصہ کپتیان کے مارے جانے کا اور نو لاکھ سوارون کو بھگانے کا

بیان کر رہا ہی اور عورتین اوہی اوہی کر رہی ہین غرض بیان کا بھی حال دیکھ کے جاسوس اپنے گھر مین آیا اور سوچا کہ اے جاسوس اگر مرزوق کے سامنے گوہر بند کا حال کہا تو وہ مروا ڈالیگا اور آلاگرد بھی بہادر بے نظیر ہی اور بہادر کے لیے غیرت بھی ضرور ہی یہ سوچکر بہتر برق فرنگی کہ اُستاد اُسکا تھا اُس سے بیان کیا برق اور جاسوس آلاگرد کے پاس آئے اور ملکہ ماہ گوہر بند اور سعد کا حال بیان کیا اور کہا کہ اگر آپ اُسکے حامی رہین تو مرزوق سے اُسکا حال بیان کیا جائے آلاگرد نے کہا جسوقت مین بارگاہ مین ہون اُسوقت کہنا جب صبح ہوئی مرزوق آکر تخت پر بیٹھا اور سردار جمع ہوے کہ جاسوس آیا مرزوق نے کہا کہ حال ملکہ کا بیان کر اُسنے بہت اچھی طرح سے کان مین مرزوق کے سمینہ بانو کا عشق علمشاہ سے اور اشعر کا مسلمان ہونا سب بیان کیا یہ سُنکے مرزوق نے آلاگرد کی طرف دیکھا اور کہا تمکو سمینہ کی بھی خبر معلوم ہوئی کہ وہ شوخ دیدہ علمشاہ پر عاشق ہوئی اور اشعر کو تو اول مسلمان ہوا آلاگرد نے کہا بجا ہی مجکو تو یہ معلوم ہی کہ قلعۂ قیلاب کو سلطان سعد نے مع اشقتش اور ملکہ ماہ گوہر بند کے مسلمان کیا یہان تک کہنے پایا تھا کہ مرزوق نے کہا یہ کیا مین کچھ کہتا ہون تو کچھ سمجھتا ہی ارے اشعر آلاگرد نے کہا جی ہان اشقتش کو مرزوق نے کہا تیری بیٹی سمینہ اُسنے کہا ملکہ ماہ گوہر بند حضور کی دختر کو سلطان سعد نے مسلمان کیا یہ سُنکے مرزوق خفا ہوا اور چاہا کہ حکم قتل دے کہ برق فرنگی نے ہاتھ باندھ کے عرض کیا کہ حضور آلاگرد بھی سچ کہتا ہی حضور یہ دونون ساتھ ہوئے ہین اور جاسوس بچشم خود دیکھ آیا ہی آپ کے خوف سے خدمت حضور مین عرض نکیا آلاگرد سے آپ کا حال اور آپ سے اُسکا حال بیان کیا یہ سُنکے مرزوق دم بخود ہو گیا گردن نیچی کرلی اور آلاگرد کی طرف دیکھکر کہا کہ تم قلعۂ آہن حصار پر جاؤ اور علمشاہ اور سمینہ بانو دونون کو پکڑ لاؤ اور آلاگرد سے کہا کہ تم قلعۂ قیلاب پر جاؤ اور سلطان سعد کو پکڑ لاؤ یا سر اسکا لاؤ بلکہ اُس گیسو بریدہ کو بھی قتل کرنا یہ دونون بارگاہ سے باہر آئے اور اپنی اپنی فوج لیکر کوچ کیا لیکن یہ معرکہ گزر چکا تھا کہ علمشاہ شکار کو نکلے تھے اور کیپی ازلال کو مار کر کیپی زلزال کو مع لشکر مسلمان کیا تھا اور پھر دو لاکھ فوج لیکر مع کیپی زلزال شکار کھیلنے چلے اور راہ بھول کر مع لہراسپ شہر ریحانیہ مین پہونچے اور قید ہوئے اور ضمیران شاہ قید انکی لیکر مرزوق کے پاس قلعۂ قیلاب کی طرف ہوتا ہوا چلا اُنکو تو اسی راہ مین چھوڑ دیجیے

اب دوسرے داستان فولاد زنگی اور سلطان سعد کے بیان کیے جاتے ہین

محرران خوش بیان اس داستان نادر بیان کو یون رقم کرتے ہین کہ ضمیران شاہ نے فولاد زنگی جو قلعۂ آہن حصار پر بھیجا تھا وہ اشعر اور سمینہ کو گرفتار کرکے قریب قلعۂ قیلاب کے آیا اور اشقتش کو لکھا کہ مین سمینہ کو پکڑ کے لایا ہون تو بھی سعد کی قید لیکر آکہ اُسکے چچا کو ضمیران شاہ قید کرکے لیے آتا ہی یہ جو اشقتش نے دیکھا سعد بارگاہ مین تھے اُسنے وہ کاغذ پیش کیا سعد نے کہا کہ مین ابھی جاکر سمینہ بانو کو چھڑا لونگا وہ میری چچی ہی اشقتش نے کہا آپ اندر تو تشریف لیجائیں ملکہ سے تو خبر کیجیے سعد نے کہا وہ عورت ہین نہ جانے دیگی رونا پیٹنا مچا مُنگی غرض دس ہزار سوار لیکر مع اشقتش کشتیون پر سوار ہو کر دریا پار اُترے اور وہان سے جو گھوڑے اُٹھائے پہر رات رہے فولاد زنگی کے لشکر پر پہونچے اور وہ اپنے خیمہ مین خواب مرگ مین تھا کہ سعد نے لشکر پر شبخون

مارا اور قتل کرنا شروع کیا ہزارہا آدمی مار ڈالے کہ اس غلغلہ مین فولاد زنگی کی آنکھ کھل گئی خیمہ سے
باہر نکلا پوچھا کہ کیا معرکہ ہی لوگون سے کہا ایک نقابدار شبخون گرا ہی لوگون کو قتل کر رہا ہی بس یہ سُنکر
فولاد زنگی مرکب پر بیٹھکر چلا کہ اسنے آواز نعرہ سعد کی سُنی مگر سعد نقابدار بنے ہوئے قتل کر رہے تھے
کہ عین گرمی جنگ مین سعد اور فولاد کا سامنا ہوا فولاد نے کہا او لڑکے کیون تیری شامت آئی ہی
کہ میرے لشکر پر شبخون گرا معلوم ہوتا ہی کہ پیمانۂ عمر تیرا لبریز ہو چکا ہی یہ کہکے تلوار سعد پر ماری سعد
نے پشت شمشیر پر روک کر جو ہاتھ تیغۂ آبدار کا مارا مع مرکب چار ٹکڑے ہوئے لوگون نے سردار کے
مرتے ہی امان مانگی اور سب مسلمان ہوئے سعد نے اشعر کو تو ال اور اُسکے ملازمون کو چھڑا یا وہ
قدمون سے لپٹا کہ ای شہریار آپ نے میری جان بچائی جب امن ہوئی تو سعد نے اشعر سے کہا
کہ میری طرف سے سمینہ بانو کو مجرا عرض کرنا کہ آپ چچی جان میری بجائے مان کے ہین جیسے مین
علمشاہ کا ملازم ویسے آپ کا ملکہ سمینہ بانو محافہ مین قید رو رہی تھی کہ اشعر نے قریب جاکر ملکہ کو
مجرا کیا اور کہا کہ آپ کے بھتیجے نے ہم سب کو قید سے چھڑایا اور فولاد زنگی کو مارا اور آپ کو تسلیم
کہلا بھیجی ہی سمینہ یہ سُنکے بہت خوش ہوئی اور کہا کہ سعد سے کہو کہ اگر تم مجکو چچی جانتے ہو تو میرے سامنے
کیون نہین آتے کوئی اپنے عزیزون سے بھی چھپتا ہی غرض سعد نیچی نگاہ کیے سامنے محافے کے آئے
اور ملکہ سمینہ بانو کو سلام کیا سمینہ نے دعائین دین اور بلائین لین سعد نے اشعر اور اشقش کو
ہمراہ سمینہ کے کرکے قلعۂ قیلاب کی طرف روانہ کیا اور کہدیا کہ آپ ملکہ گوہر بند کے پاس رہین
مین عمو جان کو چھڑانے جاتا ہون دوسرے دن اشقش راہ سے پلٹ گیا اور اشعر سمینہ کو لیکر قلعۂ
قیلاب کی طرف راہی ہوا لیکن جب اشقش راہ سے پلٹکر سعد کے پاس پہونچا عرض کیا کہ ای شہریار
میرا دل گھبرایا دمبدم آپ کا خیال آتا تھا مین راہ سے پلٹ آیا اشعر ساتھ گیا ہی سعد نے کہا مرحبا کہ
رفیق اور محبت دار ایسے ہی ہوتے ہین اشقش نے کہا ای شہریار ایک بات کا مجھے نہایت کھٹکا ہی
اس سے اور مین گھبرا کر چلا آیا کہ ضمیران شاہ دو لاکھ فوج سے قید آپ کے عمو جان کی لیے آتا ہی
اگر آپ قیدی ہوکر چلینگے تو کام بن پڑیگا نہین تو رسائی علمشاہ تک مشکل ہوگی اور میرا حال بھی
ضمیران شاہ کو معلوم نہین ہی کہ یہ مسلمان ہو گیا ہی کیونکہ اُسنے مجکو طلب بھی کیا ہی کہ سعد کی قید لیکر آ
جب آپ اُسکے سامنے پہونچین اُسکو مار کر علمشاہ کو چھڑا لین سعد نے کہا یہ ہرگز نہوگا کہ مین قیدی بنکر
اُسکے سامنے جاؤن مین بزور شمشیر علمشاہ کو چھڑاؤنگا اگر دو لاکھ ہین تو کیا کرینگے اشقش نے عرض کیا
کہ ای شہریار سپہگری کے چھتیس فن ہین جیسا موقع ہو ویسا کرنا چاہیے اگر اُنھون نے آپ کو آگے بڑھکر
روکا اور کچھ لوگ قید علمشاہ کی لیکر راہی ہوئے تو آپ کا مطلب فوت ہو جائیگا مین نے مانا کہ آپ
سبکو قتل کرینگے مگر علمشاہ کو نہ پائینگے سلطان سعد نے کہا سچ کہتے ہو جب یہ لوگ لشکر ضمیران شاہ
کے قریب پہونچے اشقش سعد کو ہلکی سی قید پہنا کے اور پانچ ہزار سوار گرد ا راہ سے کرکے اور
پانچ ہزار سوار اپنے ہمراہ لیکے چلا لیکن اُدھر لشکر ضمیران شاہ کا اُترا ہوا تھا ضمیران شاہ بیٹھا
ہوا تھا کہ لوگ فولاد زنگی کے لاشہ فولاد کا لیے ہوئے آئے اور کہا کہ ایک نقابدار نے فولاد کو مارا بعد
اُسکے یہ خبر آئی کہ اشقش قید سعد کی لیے آتا ہی کہ سہرا اب کہ بیٹا ہی ضمیران شاہ کا نہایت مرد جری ہی

اور حرامزادہ بھی ہی باپ سے اور مشیر دن سے کونسل کی کہ کیا سبب تھا کہ نقاب ڈال کے سعد کا نعرہ کرکے
فولاد کو مارا یا کوئی خداوند لقیائے زرین تن کا ماننے والا سمینہ پر عاشق ہوا ہی کہ الزام سعد کے سر رکھکر
فولاد کو قتل کیا سعد کو کسکی چوری تھی جو قید ہوکے آتا اور حکم دیا کہ آنے دو اور آپ خیمہ سے باہر
نکل کر ٹہلنے لگا کہ سامنے سے آرابہ سعد کا اور اشقش آیا سعد نے سلام علیک کی ضمیران شاہ خفا
ہوا اشقش نے کہا اسکا یہی معمول ہی جبسے قید ہوا ہی اپنے خداوند کا نام ہر وقت لیا کرتا ہی ضمیران شاہ
نے کہا ای اشقش تو نے نہ سمجھایا اشقش نے کہا جب اُسنے مرزوق کے سامنے سلام علیک کی اُس سے
نہ ڈرا تو تم کیا ہو اور لقیائے زرین تن تک کو بُرا کہا ضمیران شاہ نے کہا کیا یہ خداوند سے بھی نہین
ڈرتا اشقش نے کہا بلکہ لعنت کرتا ہی ضمیران شاہ نے کہا تو بھی کہتا ہی اُسنے کہا یہ مثل تو نے نہین سُنی
نقل کفر کفر نباشد یہ کہکر سعد کو ارابے پر سے اُتارا اور ہاتھ سعد کا کھینچا کہ مین تو اسطرح پر لایا ہون
بس یہ دیکھکر سعد نے قید توڑی اور تلوار میان سے لی پھر تو پانچ ہزار سوار مرنے والے برابر ارابے کے
تھے مع اشقش ضمیران شاہ پر جا پڑے اور پانچ ہزار سوار جو باقی تھے اُنھون نے لشکر کو رد کا غل ہوا کہ
سعد آیا عملشاہ خیمے مین مقید تھے یہ سمجھے کہ سعد مارا گیا ایک مرتبہ غصہ مین آکر بیتاب ہوکر زور کرکے
قید کو توڑا اور باہر نکل آئے اور اس ارابے کو کہ جسپر قید تھی اُٹھاکر سر پر چرخ دیکر جو مارا اُس بھینس کا
خاتمہ ہوگیا ہڈیان پسلیان چور ہوگئین یہ زور عملشاہ کا دیکھکر لوگون نے دل ہار دیے ہوش جاتے رہے
چھکے چھوٹ گئے ہمتین پست ہوگئین مگر ادھر اُدھر لہراسپ نے دیکھا کہ عملشاہ نے قید توڑی دل اُسکا
نہایت مسرور ہوا اور سعد کے آنے کی بھی اسکو از حد خوشی ہوئی کہ ایک بار شادان و فرحان ہوکر
زور جو کیا قید لہراسپ کی بھی ٹوٹ گئی اور قید خانے کے دروازے پر نکل کر تلوار ایک آدمی
کی بزور چھین کر لڑنا شروع کیا ادھر عملشاہ نے آواز دی کہ بیٹا سعد تم کدھر ہو سعد نے کہا عمو جان مین
بفضل ایزدی اسطرف لڑ رہا ہون حاضر ہوتا ہون کہ سامنے عملشاہ کے کپی سہراب آیا اور پکارا کہ قید
تو نے توڑ ڈالی تو بڑا ہیکڑ معلوم ہوتا ہی اور تلوار ماری عملشاہ نے ارابے پر روک کر ہاتھ بند دست پر
ڈالدیا اور ہاتھ کو مروڑ کر تلوار چھین لی اور کمر بند مین ہاتھ ڈالکر اُٹھالیا اور سر پر چرخ دیا اور کہا جالا در
شناختن پروردگار عالم چہ میگوئی کپی سہراب نے کچھ جواب نہ دیا عملشاہ نے اُسے برو سے ہوا
اُچھالدیا کہ مثل کنجشک کے معلوم ہونے لگا دم تو اسکا راستے ہی مین نکل گیا تھا لیکن جب گرنے لگا
عملشاہ نے اُسی کی تلوار سے چو رنگ ہوائی کاٹا بس اسکا مارا جانا تھا کہ ضمیران شاہ کی
آنکھون مین خون اُتر آیا پکارا کہ او ردی غضب کیا تو نے کہ بیٹے کو میرے مار ڈالا اب تو میرے ہاتھ سے
بچ کر کہان جائیگا یہ کہکر قریب عملشاہ کے پہونچ کر تلوار ماری عملشاہ نے خالی دیکر تلوار چھین لی اور کمر بند
مین ہاتھ ڈال کر اُٹھالیا اور سر پر چرخ دینا شروع کیا ضمیران شاہ نے دیکھا کہ اب جان بچتی نہین معلوم
ہوتی بیٹے کے غم کو بھی بھول گیا اور سمجھا کہ تو بھی چو رنگ ہوا پکارا امان عملشاہ نے کہا بشرط ایمان
اُسنے منظور کیا عملشاہ نے بہت آہستہ سے زمین پر رکھ دیا اور کہا کہ گو تو ایک مرتبہ دغا کر چکا ہی
لیکن ہمارا یہ قاعدہ نہین کہ جو نام اسلام کا لے اور دین اسلام قبول کرے ہم اُسے قتل کرین ضمیران شاہ
قدمون پر گرا اور کہا کہ ای شہریار اب ایسی خطا نہوگی معلوم ہوتا ہی کہ اقبال آپ کا یاور ہی آپ پر کوئی

فتح یاب ہوگا اور ای شہریار دین آپ کا برحق ہی اگر بقیبائے زرین تن خداوند برحق ہوتا تو میرے بیٹے کو زندہ کر دیتا اور اب از سر صدق و صفا کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا علمشاہ نے کہا کہ اگر تیرا اعتقاد اُسپر ہو تو بقیبائے زرین تن سے اپنے بیٹے کو طلب کر اُسنے کہا ای شہریار مین نے لعنت کی جیسی مین نے آپ سے دعا کی ویسا ہی میرا بیٹا مارا گیا غرض سب کو امان دی اور ضمیران شاہ دو لاکھ سوار سے مسلمان ہوا اور علمشاہ کی دعوت نہایت اہتمام سے کی دوسرے دن علمشاہ نے کہا کہ ای ضمیران شاہ مین مرزوق فرنگی پر جاؤنگا ضمیران شاہ نے کہا ای شہریار ابھی مناسب نہین ہی کیونکہ وہ ساٹھ لاکھ فوج رکھتا ہی بہت ہوگا آپ تین چار لاکھ سے مقابلہ کرینگے اب اسوقت مین بہتر یہ ہی کہ آپ میرے ساتھ شہر ریحانیہ کو پلٹ چلیے اور شہر کو اسلام آباد کریجیے اور کبھی زلزال کو بھی بلائیے اور امیر بھی آجائین تو پھر البتہ مرزوق سے مقابلہ پورا ہوگا اُدھر سعد نے لہراسپ سے کہا کہ میری طرف سے عمو جان کی خدمت مین عرض کرو کہ مین بھی قلعۂ قیلاب کو چند روز کے واسطے جاتا ہون کچھ لوگ باقی ہین اُنکو بھی مسلمان کرکے حاضر ہونگا لہراسپ نے علمشاہ سے عرض کیا علمشاہ نے کہا کہ سعد کو بلالو لہراسپ نے جاکر کہا کہ علمشاہ آپکو بلاتے ہین سعد نہایت شرمگین سامنے آئے کیونکہ دھیان انکا ملکہ ماہ گوہر بند مین لگا ہوا تھا علمشاہ نے کہا کہ کیون بیٹا سلطان سعد تم ہمارا ساتھ چھوڑتے ہو سعد نے کہا جسوقت تک جسم مین جان باقی ہی اُسوقت تک تو خدا چاہیگا تو قدم سے آپ کے جدا نہونگا مین نے صرف اس سے عرض کیا کہ حضور ابھی تو ریحانیہ کو تشریف لیے جاتے ہین مین بھی قلعۂ قیلاب پر ہوکر وہین حاضر ہوتا ہون علمشاہ نے کہا اچھا جاؤ سپرد پروردگار عالم کیا یہ رخصت ہوکر چلے لہراسپ نے کہا کہ مجکو بھی ساتھ لیے چلیے سعد نے کہا کہ تمھارا چلنا مناسب نہین ہی عمو جان اپنے دل مین خیال کرینگے کہ اُسنے اپنا پرایا کیا کہ اپنے ساتھ اپنے سردارون کو بھی لیتا گیا یہ کہکر لہراسپ کو وہین چھوڑا اور اتشقش کو ہمراہ لیکر قلعۂ قیلاب کی طرف چلے اور یہان سعد ملکہ ماہ گوہر بند سے کہ گئے تھے کہ جسوقت سمینہ بانو آئین تو تم سلام کرنا اور استقبال کرنا نذر دینا اپنا بزرگ سمجھنا کیونکہ وہ میری چچی ہین اور کبھی یہ خیال نہ کرنا کہ مین شہزادی ہون اور یہ وزیر زادی ہین اب یہ تمھاری بزرگ ہین ماہ گوہر بند نے ویسا ہی کیا جب سُنا کہ سمینہ بانو آئی ہین دروازے تک گئی استقبال کرکے لائی مسند پر بٹھایا نذر دی استنے مین سُنا کہ سعد آئے ہین اور سعد اندر محل کے داخل ہوئے سمینہ بانو کو مجرا کیا سامنے آکر ادب سے بیٹھے سمینہ نے حال علمشاہ کا پوچھا سعد نے جاکر چھڑانا علمشاہ کو اور علمشاہ کا جانا طرف ریحانیہ کے بیان کیا سمینہ نے بلائین سعد کی لین اور کہا کہ واری تمنے بڑا کام کیا مگر اب مجکو رخصت کرو سعد نے کہا کیا کام ہی آپ کے وہان جانے کا یہ قلعہ بہت مستحکم ہی یہین رہیے تو مناسب ہی سمینہ نے نہ مانا سعد نے مجبور ہوکر کہا کہ آپ کو اختیار ہی اور سمینہ کو رخصت کیا اور اشقر سے کہا کہ ذرا ہوشیاری سے جانا غرض اشقر محافے مین سمینہ بانو کو سوار کرکے قلعۂ آہن حصار کی جانب روانہ ہوا لیکن اب حال شہزادہ علمشاہ رومی کا سُنیے کہ جب علمشاہ ضمیران شاہ کے ساتھ طرف ملک ریحانیہ کے روانہ ہوئے اور شہر مین آکر تمام شہر کو اسلام آباد کیا بتخانے کھدوائے مسجدون کی بنا ڈلوائی اور ایک نامہ بنام کبھی زلزال کے یہان روانہ کیا کہ بہت جلد اپنے تئین پہنچاؤ تو مرزوق پر چلین اور لڑین عیار نامہ لیکر

روانہ ہوا اُدھر کہی زلزال بارگاہ مین اپنی بیٹھا ہوا تھا اور کہہ رہا تھا کہ کچھ خبر شاہزادہ علمشاہ رومی کی
نہ معلوم ہوئی کہ اتنے مین عیار پہونچا اور نامہ شاہزادے کا پیش کیا اُسنے اُسکو نامہ کی تعظیم دی اور جواہر
نثار کرکے آنکھون پر رکھا مضمون نامہ سے آگاہی ہوئی بس اُسی وقت حکم دیا کہ فوج ہماری تیار رہے سب
لشکر تیار ہوگیا وہ اُسی وقت چل کھڑا ہوا اب حال ضمیران شاہ کی عرضی کا سُنیے جو کہ اُسنے مرزوق کو
لکھی تھی وہ اب پہونچی کہ علمشاہ اور لہراسپ کو قید کرکے لاتا ہون اسوقت مرزوق نے آلاگرد اور مالاگرد
کو لکھا تھا کہ اب تم آگے کوچ نہ کرنا جو ہم پھر لکھینگے اُسپر عمل کرنا وہ چار پانچ مہینے ٹھہرے رہے کہ پھر مرزوق کو
دوسری خبر پہونچی کہ ضمیران شاہ تیرے شہر کے قریب پہونچ چکا تھا کہ سعد نے اُسپر شبخون مارا اشتقش نے
فریب کیا کہ طوق قید پہنا کر سامنے ضمیران شاہ کے لایا اور سعد نے قید توڑ کر علمشاہ کو چھڑا لیا اور بیٹا ضمیران شاہ
کا کہ سہراب بھی مارا گیا اور فولاد زنگی بھی کشتہ ہوا اور اب ضمیران شاہ بصدق دل مسلمان ہوا اور علمشاہ
کو لیکر ریحانیہ کو واپس گیا یہ سُنکر اُسی وقت نامہ مالاگرد کو لکھا کہ تو جا کر علمشاہ کو پکڑ لا یا سر اُسکا لا اور آلاگرد
کو لکھا کہ تو سعد کو گرفتار کر لا غرض یہ نامے آلاگرد و مالاگرد کو پہونچے اور دونون کوچ کرکے روانہ ہوئے مگر
مالاگرد قریب ریحانیہ کے پہونچا خبر علمشاہ کو ہوئی ضمیران شاہ نے عرض کیا کہ اے شہریار مالاگرد پہلوان
زبردست ہے فرنگستان مین اُسکا مثل و نظیر نہین ہے اگر ارشاد ہو تو قلعہ بند ہوکے لڑین علمشاہ یہ سُنکر برہم ہوا
اور کہا کہ خبردار اب کبھی ایسا کلمہ زبان سے نہ نکالنا اور علمشاہ نے لہراسپ اور ضمیران شاہ کو مع دو تین لاکھ
فوج کے لیکر قلعہ کو پشت پر رکھ کے باہر خیمہ برپا کیا یہ خبر مالاگرد کو ہوئی اُسنے طبل جنگ بجوایا ادھر علمشاہ نے بھی خبر
طبل جنگ کی سُنکر اپنے یہان بھی طبل جنگ بجوایا غرض چار پہر رات تیاری جنگ و جدل مین بسر ہوئی صبح کو دونون
لشکر میدان مین آئے صف بندیان ہونے لگین تبرداروں نے زمین کو ہموار کیا سقون نے پانی چھڑکا غرض
بعد بند و بست کے میدان مین مالاگرد فرنگی نے اپنے مرکب کو جولان کیا اور نقیب نے میدان مین آکر پہلے
سراپا میدان کا دکھایا اُدھر مالاگرد نے بہادری کے ہاتھ نکالے جب خوب عرق عرق ہوگیا اور گھوڑا بھی
پسینے پسینے ہوگیا اُسوقت مرکب کو روک کر پکارا کہ او ضمیران تو نے پہلے تو نمک حرامی اپنے مالک کی کی مرزوق
سے پھر گیا اور اب میرا سامنا کرتا ہے خیر اب جسپر تیرا ابھروسہ ہو اُسکو میرے مقابلے کو بھیج بس یہ سُننا تھا کہ شہزادہ
علمشاہ نے مرکب اپنا صف لشکر سے نکالا اور قریب مالاگرد کے پہونچکر تنگا ورزن ہوا اور مرکب کو روک لیا
اور مالاگرد کو سلام کیا مالاگرد نے کہا یہ کیا علمشاہ نے کہا ہم لوگون کا آئین یہی ہے مالاگرد نے کہا تو نے ایسے
قصور کیے کہ کوئی حیلہ باقی نہین ہے کہ تیری جان بخشی ہو علمشاہ نے کہا مین جان بخشی نہین چاہتا ہون بلکہ
مین نے تو اپنا بزرگ آپ کو سمجھا اور چچا خسر جان کر سلام کیا بس یہ کہہ رہے تھے کہ مالاگرد نے غیظ مین آکر
نیزہ مارا علمشاہ نے نیزے کو نیزے پر لیا اب نیزہ بازی ہونے لگی یہانتک کہ سنانین اور بُنانین بیکار
ہوگئین جھڑ پر جھڑ پڑنے لگی دونون نے نیزون کو ہاتھون سے پٹک کر تلوارین کھینچ لین مالاگرد نے تلوار
علمشاہ پر ماری علمشاہ نے خالی دیکر تلوار ماری مالاگرد نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تلوار سپر پر پوری
بیٹھی کہ سپر کے دو ٹکڑے ہوئے اب تلوار علمشاہ کے خود پر مالاگرد کی پہونچی اُسنے بھی خود کو کاٹا مالاگرد
نے جھٹکا مارا کہ تا دو ابرو اُتر گئی علمشاہ نے دستانہ مارا تلوار تو چھٹکر نکل گئی اور چادر خون کی سر سے باہر
آئی علمشاہ نے اُسی حالت زخمداری مین ہاتھ تلوار کا مارا مالاگرد نے بفنون سپہگری خالی دیا لیکن اب

علمشاہ کو غش آگیا اور گھوڑا اُنکو میدان مصاف سے لے نکلا بس یہ دیکھنا تھا کہ لہراسپ کی آنکھون مین
خون اُتر آیا اور تلوار کھینچکر دوڑ پڑا ادھر ضمیران شاہ نے دل مین یہ خیال کیا کہ ایسا نہو لہراسپ مالاگرد
کے ہاتھ سے مارا جائے تو مین علمشاہ کو کیا مُنھ دکھاؤنگا اسلیے کہ جب علمشاہ زخمی ہوا تو لہراسپ کی
کیا حقیقت ہی بس یہ بھی مع فوج مالاگرد پر آپڑا ہر چند لہراسپ نے منع کیا لیکن اُسنے نہ مانا یہ دیکھکر اُدھر سے
مالاگرد کے لوگ بھی دوڑ پڑے تلوار چلنے لگی جنگ مغلوبہ ہوئی تین پہر کامل تلوار چلی ہزارہا آدمی کٹ گئے آخر کو
ضمیران شاہ قریب شام طبل بازگشت بجوا کر پھر گیا دونون لشکر اپنی اپنی فرودگاہ پر آئے لیکن علمشاہ کی
ہر چند تلاش کی کہین نشان نہ ملا تین روز تک برابر دوڑا کیے لیکن پتا نہ لگا مالاگرد نے تیسرے روز طبل جنگ
بجوایا یہ خبر ضمیران کو ہوئی اُسنے لہراسپ سے کہا کہ رات کو نکل چلو قلعہ بند ہو کر لڑو اسنے نہ مانا اور کہا کہ
کل مین خود بھی مقابلہ کرلون تو پھر تمھین اختیار ہی اور نشۂ شراب مین حکم دیا کہ طبل جنگ بجے غرض رات بھر
دونون طرف نقارے گڑگڑائے اور تیاری جنگ رہی صبح کو ادھر سے لہراسپ مرکب پر سوار لشکر کو لیے
ہوئے میدان مین آیا اُدھر سے مالاگرد غزنگی اپنے لشکر سمیت میدان مین آیا اور صف باندھکر کھڑا ہوا جب
نقیب نقابت کرکے چلے گئے تو مالاگرد مرکب کو چمکا کر میدان مین آیا اور مبارز طلب ہوا ادھر سے لہراسپ
اپنے مرکب کو دوڑا کر مقابل مالاگرد آیا اور نگاورزن ہوا مرکب برابر سے ہٹ گئے مالاگرد نے کہا کہ لا اپنا
حربہ جو کچھ رکھتا ہو کہ ہوس تیرے دل مین نہ رہ جائے لہراسپ نے غصہ مین تلوار تو کھینچ لی لیکن جواب دیا
کہ یہ اہل اسلام کا دستور نہین کہ پیشدستی کرین جب تیرے حربے سے جدا بچ جائیگا تو ہم بھی وار کرینگے بس یہ سُننا
تھا کہ مالاگرد نے کہا کہ معلوم ہوا کہ پیمانۂ عمر تیرا لبریز ہوچکا ہی اور ہوشیار و خبردار ہو کر تلوار ماری لہراسپ نے سپر کو
چہرے کی پناہ کیا مگر یہ وار ہی مالاگرد سے پہلوان زبردست کا اُسکی سپر سے کہین رکتا ہی صاف سپر کٹ گئی اور تلوار
تا دو ابرو اُتر گئی لہراسپ نے دستانہ مارا تلوار تو جھٹکا کر نکل گئی لیکن چادر خون کی سر سے باہر آئی اور لہراسپ
کو غش آگیا ضمیران شاہ نے جو دیکھا کہ یہ بھی زخمی ہوا بس فوج کو اشارہ کیا کہ مار لو جانے نہ پائے تمام فوج
اُسکی دوڑ پڑی اُدھر سے مالاگرد کے لوگ بھی آگئے تلوار چلنے لگی آخر کو قریب تھا کہ ضمیران شاہ کی فوج شکست
کھا کر بھاگے اور یہ دعا کر رہا تھا کہ ای پروردگار بچا ناہم سبکو کہ تیر دعا کا ہدف اجابت پر بیٹھا اور پردۂ بیابان
سے گرد و غبار بلند ہوا جب گرد قریب آکر شق ہوئی اور غبار فرو ہوا دیکھا کہ کیی زلزال مع لشکر آپہونچا اور
ضمیران شاہ کا شریک ہوا اب پھر ذرا قدم جمے آخر کو شام ہوئی طبل بازگشت بجا دونون لشکر میدان سے
پھرے اپنے اپنے خیمون مین آئے ضمیران شاہ نے بارگاہ مین آکر زخم مین لہراسپ کے ٹانکے دلوائے اور
کیی زلزال سے مشورہ کیا کہ اب کیا کرنا چاہیے شاہزادہ علمشاہ مالاگرد کے ہاتھ سے زخمی ہوا اور اسکو گھوڑا لیکر
نکل گیا کہین پتا نہین لگتا لہذا جبتک شاہزادہ نہ آئے اُسوقت تک اِس سے قلعہ بند ہو کر لڑنا چاہیے اور
اس زمانے مین لہراسپ کا بھی زخم اچھا ہو جائیگا کیی زلزال نے کہا کہ کل مین مقابلہ کرلون تو تمھین
اختیار ہی ضمیران نے قسم سر علمشاہ کی دی کہ جبتک شاہزادہ نہ آئے تم نہ لڑو اگر تم بھی زخمی ہوئے تو پھر قلعہ بند
ہو کر لڑنا بھی مشکل ہو جائیگا اور آجکل ستارہ گردش مین ہی کیی زلزال مجبور ہوا اور ساتھ ضمیران شاہ کے
قلعہ مین آیا یہ خبر صبح کو مالاگرد کو ہوئی کہا کچھ پرواہ نہین ہی اور مع فوج آکر قلعہ کا محاصرہ کرلیا اور خیمہ برپا کیا
اور مشورہ کرکے طبل جنگ بجوایا اور کہا کہ صبح کو یہ قلعہ لے لونگا اُسکے لوگون نے آپس مین کہا کہ مالاگرد جو

کہتا ہی وہی کرتا ہی بیشک یہ قلعہ خالی کرالیگا اور یہ خبر ضمیران شاہ کو ہوئی کہ مالاگرد نے طبل جنگ بجوایا ہی اور
کہا ہی کہ صبح ہوتے ہی قلعہ کو لونگا ضمیران شاہ اور اُسکے لوگون کا تو دم نکل گیا کیونکہ یہ سب جانتے ہین کہ مالاگرد
جو کہتا ہی وہی کرتا ہی الغرض ضمیران لہراسپ کے پاس آیا اور سارا حال بیان کیا لہراسپ نے کہا خدا کو
یاد کرو اور اُسکو آنے دو جب آئیگا تو دیکھا جائیگا تم مجکو فیلبند دروازے پر بٹھا دو مین سمجھ لونگا ای ضمیران معلوم
ہوا کہ ستارہ ہمارا گردش مین تھا کہ علمشاہ سا اژدہاے دمان ہاتھ سے اسکے زخمی ہوا اور مین نے
چاہا تھا کہ مالاگرد سے لڑکر اُسے پکڑ لاؤن مین بھی زخمی ہوا آخر اب سمجھا جائیگا ضمیران نے کہا ای لہراسپ
کیا کہنا بہادر ایسے ہی ہوتے ہین اور میرے یہ سب لوگ ہین تو مسلمان لیکن دل ہارے دیے ہین الغرض
رات بھر طبل جنگ بجا صبح ہوئی لہراسپ فیلبند دروازے پر آبیٹھا اور سبکو سمجھا کے خاطر جمع کی اُدھر مالاگرد
نے یورش کی جب سامنے آیا یہان سے توپ چلی لہراسپ نے ضمیران کو منع کیا کہ کیون تو مین مارکر مجکو بدنام
کرتے ہو خدا پر شاکر رہو مالاگرد کو یہان تک آنے دو ضمیران نے نہ مانا اور ہزارہا آدمی مالاگرد کے اُڑ گئے لیکن
مالاگرد گولون کو رد کرتا ہوا گرز گران ہاتھ مین لیے ہوئے لب خندق آپہونچا اُدھر گولندازون نے اب جو ہاتھ
روکا اور دھوان برطرف ہوا دیکھا تو مالاگرد لب خندق کھڑا ہی اور پکار رہا ہی کہ او ضمیران اب بھی دروازہ
قلعہ کا کھولکر چلا آ تو جانتا ہی کہ جو مین کہتا ہون وہی کرتا ہون تیرا قصور ہر زوق سے معاف کرادونگا یہ سنتے ہی
ضمیران کی جان نکل گئی اور آپسمین کونسل کی کہ مالاگرد کے کہنے پر رہوگے تو اچھا ہی جب تو لہراسپ نے
کہا ای ضمیران ہراس کو راہ نہ دو وہ کیا دہی مسخرہ ہی دعا کرو باقی تم اُسے دروازے تک تو آنے دو ہم
اسی حالت زخمداری مین لڑینگے غرض سب نے ہاتھ اُٹھا دیے سر کھولدیے دعا مانگنا شروع کیا کہ ای معبود حقیقی
وای رب تحقیقی ای کس بیکسان وای یاور غریبان اسوقت مین سوا تیرے ہمارا کون مددگار ہی بس ان سب کا
بلبلا کر دعا مانگنا تھا کہ تیر دعا کا ہدف اجابت پر بیٹھا و از پردۂ بیابان گردے برخاست تیرہ و خیرہ خیرہ
سر گرد بر آسمان رسیدہ و پاے گرد در زمین پیچیدہ اب جو وہ گرد قریب آکر شق ہوئی دیکھا کہ ایک نقابدار
پلنگینہ پوش پیدا ہوا اور مانند شیر غضبناک کے للکارا کہ باش باش او گبر کیا کرتا ہی پہلے مجھسے مقابلہ کر لے تو پھر
قلعہ پر جانا مالاگرد اُس طرف متوجہ ہوا کہ یہ نقابدار کون ہی اور کہان سے آیا ہی اتنے مین نقابدار نے قریب
پہونچکر تنگا در ماری کہ مرکب مالاگرد کا چھ قدم پسپا ہوا اور گھوڑا نقابدار کا دو قدم پیچھے ہٹا مالاگرد پکارا کہ او
نقابدار ہیجیا برقع پوش کیا تیری قضا دامنگیر ہوئی ہی نقابدار نے کہا دور ہو او نامرد تو ہیجیا ہی یا مین ہون
جو اپنے سے نہ لڑے اُس سے لڑنا کیسا مالاگرد نے کہا مین نے تو اس لوہے کے دریا کو پیر کر اپنے کو لب خندق
پہونچایا اور تو مجکو اس جرأت پر نامرد و ہیجیا کہتا ہی دیکھون تو کیسا بہادر ہی لا جو حربہ بہادری رکھتا ہو نقابدار
نے کہا یہ ہمارا دستور نہین کہ پیشدستی کرین ہم خدا پرست ہین تجکو بھی لازم ہی کہ لقیاے زرین تن پر
لعنت کر بس یہ سننا تھا کہ مالاگرد نے غیظ و غضب مین آکر تلوار ماری نقابدار نے خالی دی اور اپنا وار
کیا مالاگرد نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تھا لیکن تلوار جو پڑی اُسکے سپر کو کاٹا خود اور سر کے دو ٹکڑے کرکے
تا دو ابرو اُتر آئی مالاگرد نے دستانہ مارا تلوار تو جھٹکا کر نکل گئی مگر خون جو سر سے جاری ہوا ضعف
طاری ہوا لوگ اسکے لشکر کے یہ ماجرا دیکھکر نقابدار پر دوڑ پڑے نقابدار بھی تیغ آبدار کھینچکر مشغول
جنگ ہوا لہراسپ نے ضمیران سے کہا کہ جلد نقابدار کی مدد کرو ضمیران فوج لیکر قلعہ سے باہر نکلا اور

فوج پر مالاگرد کی جا کر گرا تلوار چلنے لگی فوج بے سردار کہین ٹھہرتی ہی آخر کو لوگ مالاگرد کے اسکو لیکر نکل گئے لہراسپ نے آکر نقابدار کو مجرا کیا اور کہا آپ توقف کرین تو مین کچھ عرض کرون نقابدار نے کہا کونسی ایسی بات مین نے کی ہی اور رحم کیا کہو گے یہ کہکر جدھر سے آیا تھا اُسی طرف واپس گیا یہ نقابدار عمرو بن حمزۂ یونانی تھے لہراسپ اور ضمیران بر فتح و فیروزی قلعہ مین داخل ہوئے لیکن لوگ مالاگرد کے جو اُسے لیکر بھاگے تھے چار پانچ کوس پر جا کر ایک دامنۂ کوہ مین قرار پکڑا اور زخم مین نیے سردار کے ٹانکے لگوائے علاج اسکا ہونے لگا کہ مالاگرد اچھا ہولے تو پھر جیسا مناسب ہوگا دیکھا جائیگا

اب دو کلمے داستان شاہزادہ علمشاہ کے زیر کرنا مسروق فرنگی برادر مزوق فرنگی کو بیان کیے جاتے ہین

راویان راست بیان اس داستان فتح نشان کو اس طور پر تحریر کرتے ہین کہ جب علمشاہ کو میدان مصاف سے گھوڑا لیکر نکل گیا تھا ایک بیشہ مین پہونچکر کچھ گھاس چرنے لگا بعد اسکے ایک تالاب کے قریب گیا اُس مین سے پانی پیا مگر پھریری جو لی تو علمشاہ نیچے اُسکے گرے لیکن بیہوش تھے اتفاقاً ایک زمیندار کا اُس طرف سے گذر ہوا اُسنے دیکھا کہ ایک آفتاب کنارے تالاب کے لب بام ہی یعنی ایک جوان نہایت حسین رجبین زخمی کنارے تالاب کے پڑا ہوا ہی بس وہ آیا اور علمشاہ کو اُٹھا کر اپنے گھر لیگیا اور گھوڑے کو بھی لیجا کر باندھ دیا اور جراح کو بلا کر زخم مین ٹانکے لگوائے پٹی مرہم کی بند ہوائی جب علمشاہ کو ہوش آیا اُس زمیندار نے پوچھا کہ آپ کون ہین انھون نے کہا کہ مین سوداگر ہون قزاق مال و اسباب میرا سب لوٹ لیگئے اور مجکو زخمی کرکے ڈال گئے گھوڑا مجکو اس تالاب تک لے آیا اور نام اپنا پوشیدہ کیا کچھ زید عمرو بکر بتا دیا غرض چند روز مین زخم اچھا ہوا کبھی کبھی سیر کو بھی علمشاہ جانے لگے ایک روز ایک صحرا مین پہونچے کہ وہان ایک باغ انارون کا تھا اور تمام انار سُرخ سُرخ لگے ہوئے تھے کوئی درخت ایسا نہ تھا کہ پھلا نہوا ایک عجب فضا تھی علمشاہ کھڑے سیر دیکھ رہے تھے کہ آواز زنجیر کی کان مین آئی ادھر اُدھر دیکھا پشت کی طرف جو پھر کے دیکھا کہ ایک دیوانہ چوبدست گران سر ہاتھ مین لیے ہوئے چلا آتا ہی بس قریب علمشاہ کے پہونچکر پکارا کہ تو کون ہی اور کہان سے آیا ہی اب مین تجھے ضرور مار ڈالونگا مین روز ایک نہ ایک آدمی پر اپنی چوبدست آزماتا ہون علمشاہ نے کہا آخر میری خطا کیا ہی مین نے تیرا کچھ لیا ہی وجہ کیا دیوانے نے کہا کہ اگر مین نہ آتا تو تو ضرور انارون کو توڑ کر کھا جاتا اور لیجاتا معلوم ہوتا ہی کہ تو چور ہی علمشاہ نے کہا او گیدی دیوانے کیا بکتا ہی یہ کہنا تھا کہ اُس دیوانے نے وہی چوبدست ماری علمشاہ نے خالی دی اُسنے دوسری چوبدست ماری اُنھون نے دستہ پکڑ لیا اور چاہا کہ ہاتھ مروڑ کر چھین لے دیوانہ چوبدست چھوڑ کر علمشاہ سے لپٹ گیا علمشاہ نے بھی چوبدست کا دستہ ہاتھ سے چھوڑا اور آمادۂ تلاش ہوا کشتی کلہ بکلہ دہنہ بدہنہ ہونے لگی مگر جب علمشاہ اُسکو پکڑاتے ہین وہ چکیت مارتا ہی یہ گھونسا مارتے ہین غرض ایک مقام پر زہ کر کے اُسے ریل لے چلے اور جھٹکا دیا کہ دونون گھٹنے آشنائے زمین ہوئے اور کمر بند مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا اور کہا کہ در شناختن پروردگار عالم چہ میگوئی دیوانے نے کہا پہلے تم اپنا نام بتاؤ اور یہ بھی بیان کرو کہ تم کون ہو علمشاہ نے اپنا نام بتایا اور حسب و نسب بیان کیا اور رگ ہاشمی دیوانے نے دیکھی کہا کہ بیشک مذہب آپ کا برحق ہی اور مجکو قبول و منظور ہی علمشاہ نے اُسے زمین پر رکھدیا وہ قدمون سے

لیلیا اور کلمہ پڑھکر از سر صدق مسلمان ہوا اور کہا کہ نام میرا مسروق دیوانہ ہی اور شہریار مین بھائی مرزوق
فرنگی کا ہون مجکو خواب مین ایک بزرگ نے آپ کا نام بتایا کہ تو اُس سے زیر ہوگا اور اُسکا دین قبول
کر لینا اُس روز سے مین نے یہ پیشہ اختیار کیا اور میرے پاس تیس ہزار دیوانے ہین بعد اُسکے علمشاہ سے کہا کہ اب
دعوت میری قبول کیجیے اور میرے گھر چلیے علمشاہ اُسکے ساتھ ہوئے جب وہ اپنے بیشہ مین پہونچا دیوانون نے
دیکھا کہ یہ نیا شخص کون مسروق کے ساتھ چلا آتا ہی سب کے سب تماشا سمجھ کے شور و غل مچاتے ہوئے
دوڑے اور آکے گھیر لیا ہر ایک قصد کرتا ہی کہ علمشاہ پر چوبدست مارے لیکن مسروق منع کرتا ہی آخر کو
مسروق نے سب کو مسلمان کیا اور علمشاہ کی دعوت نہایت تکلف کے ساتھ کی بعد فراغت دعوت کے
علمشاہ نے مسروق سے کہا کہ مین اب ریحانیہ کو جاؤنگا دیوانے نے کہا کہ مین ہمراہ رکاب ہون غرض
علمشاہ مع مسروق اور تیس ہزار دیوانون کے طرف ملک ریحانیہ کے روانہ ہوئے کہ چلکر لہراسپ
وغیرہ کی خبر لینا چاہیے کہ مالاگرد سے کیا گذری انکو راستہ مین چھوڑیے کہ بروقت انکا حال بیان کیا جائیگا

اب دو کلمے داستان سلطان سعد کا شبخون مارنا لشکر مالاگرد پر اور گرفتار ہو جانا سلطان سعد کا بیان کیے جاتے ہین

کاتبان خوش بیان اس داستان کو یون بیان کرتے ہین کہ سعد قلعۂ قیلاب مین ملکہ ماہ گوہر بند کے
ساتھ عیش و عشرت مین بسر کر رہے تھے کہ ایک روز خبر سلطان سعد کو پہونچی کہ شاہزادۂ علمشاہ
مالاگرد کے ہاتھ سے زخمی ہوکر غائب ہوگئے اور لہراسپ بھی زخمی ہوا اب ضمیران شاہ مع لہراسپ
قلعہ بند ہی یہ سنکر سعد نے اشقش سے کہا کہ تم یہین رہو مین جاکر شبخون مارونگا کہ یہ فرنگی بھی کچھ دنون
تو یاد کریگا ہر چند اشقش نے کہا کہ ملکہ سے تو رخصت ہو لیجیے سعد نے نہ مانا اور پانچ ہزار سوار لیکر
ملک ریحانیہ پر روانہ ہوا آتے آتے قریب لشکر مالاگرد کے ایک دامنۂ کوہ کی آڑ مین قیام کیا جب
رات ہوئی تو چلنے کی تیاری کی اور پہر رات رہے اپنے سوارون کو لیکر لشکر مالاگرد پر شبخون گراقتل کرنا
شروع کیا کشتون کے پشتے باندھ دیے فوج کو پامال کر ڈالا مالاگرد کچھ اچھا بھی ہو چکا ہی اسکو خبر ہوئی کہ
سعد شبخون گرا ہی جلدی سے سلاح جنگ سے آراستہ و پیراستہ ہوکر مرکب پر بیٹھکر چلا کہ سعد سے مقابلہ کرے
اب کوئی دو گھڑی رات باقی ہوگی کہ سعد نے کہا اگر صبح ہو گئی تو بڑا غضب ہوا نکل چلنا چاہیے اور کچھ لوگ
انکے بھی مارے گئے اب ارادہ نکلنے کا کیا مگر فوج مالاگرد کی چار لاکھ ہی یہانتک کہ صبح ہو گئی اب لوگون نے
دیکھا کہ سعد ایک طرف گھوڑا دبلئے چلا جاتا ہی قصد یہ ہی کہ اب نکل چلیے لوگ مالاگرد کے چالاک ہین زمین مین
جابجا کمندین بچھادین اور کچھ آدمی درختون پر چڑھ گئے اب سعد لڑتا ہوا اُس طرف پہونچا لوگون نے
حلقے کمند کے مارے یہ اُلجھکر گرے سب ٹوٹ پڑے اور سعد کو پکڑ لیا یہ دیکھکر اُنکے لوگ بھاگے مالاگرد
سعد کی گرفتاری سے بہت خوش ہوا لوگون نے کہا کہ بس اب اسکو مرزوق کے پاس لے چلیے ضمیران تو
قلعہ بند ہی اور علمشاہ کا اسوقت تک کہین پتا نہین لگا اور آپ کا زخم ابھی اچھا بھی نہین ہوا بعد صحت
آکر پھر سامنا کیجیے گا مالاگرد نے اس صلاح کو بہت پسند کیا اور حکم کیا بلاؤ آہنگرون کو بموجب حکم اُسی وقت
آہنگر حاضر ہوئے اور سعد کو اسیر غل و زنجیر کیا اور ارابے پر ڈالکر اُسی وقت وہان سے کوچ کیا لوگون نے
کہا بس ڈر ہی تو اُس نقابدار کا ہی جلد چلیے چلیے اور بہت ہوشیاری رکھیے گا غرض رات بھر مالاگرد جاگا کرتا ہی

یہانتک کہ کوچ بکوچ منزل بمنزل کئی روز کے بعد شہر افروقیہ مین پہونچے خبر مالک افروقیہ کو ہوئی کہ مالاگرد
فرنگی قید سلطان سعد کی لیے ہوئے آتا ہی بس جلدی سے مع رفقا اُٹھکر کھڑا ہوا اور شہر سے باہر آیا استقبال
کرکے لیگیا دعوت کی جب مطمئن ہوکے بیٹھے مالاگرد نے سارا حال اول سے آخر تک بیان کیا کہ علمشاہ زخمی
ہوکے غائب ہو گیا مین نے قلعہ پر یورش کی تھی لب خندق جا پہونچا تھا کہ نقابدار پلنگینہ پوش آیا اور اُسنے
مجھے زخمی کیا مجھے اُس نقابدار کا بڑا اندیشہ ہی مالک افروقیہ نے کہا کہ میری تو یہ صلاح ہی کہ قید سعد کی یہان
چھوڑ جائیے مین حفاظت سے رکھونگا اور آپ جاکر مرزوق سے اطلاع دیجیے یا وہ فوج زیادہ بھیجکر بلوالیگا یا
یہین سے اسکا سر کاٹ کے لیجائیے گا جیسا وہ حکم کریگا ویسا کیجیے گا ورنہ بیشک نقابدار قیدی کو چھڑا لیجائیگا
غرض مالاگرد کو نقابدار کا نہایت خوف تھا اور رعب نقابدار کا اُسپر چھایا ہوا تھا قید سعد کی وہین چھوڑی
اور آپ روانہ ہوا خبر مرزوق کو ہوئی کہ مالاگرد آتا ہی اور سعد کو بھی اُسنے اسیر کیا علمشاہ زخمی ہوکر نکل گیا
سب سرداروں کو واسطے استقبال کے بھیجا وہ آئے اور مالاگرد کو استقبال کرکے لے گئے مرزوق نے
پوچھا ای مالاگرد قید سعد کی کہان ہی مالاگرد نے کہا ای شہریار نقابدار پلنگینہ پوش کے خوف سے قید سعد کی
مین نے افروقیہ مین چھوڑ دی ہی کیونکہ نقابدار نے مجھے ایک مرتبہ زخمی کیا تھا نقابدار زبردست روزگار ہی
اور سارا حال اول سے آخر تک بیان کیا اور کہا کہ اب جیسا حکم ہو ویسا کیا جائے میرے نزدیک سعد کا
یہان تک لانا مناسب نہین تھا میرا دل گواہی دیتا ہی کہ نقابدار ضرور چھڑا لیجائیگا مرزوق نے کہا کہ
اب تم آرام لو مین اور شخص کو بھیجے دیتا ہون وہ سر سعد کا لے آئیگا اور زنگاوہ غوری کی طرف دیکھکر
کہا کہ تم فوج اپنی لیکر افروقیہ جاؤ اور سر سلطان سعد کا لاؤ زنگاوہ یہ حکم سُنکر کچھ فوج ہمراہ لیکر راہی ہوا
لیکن اُسطرف آلاگرد فرنگی جو قلعہ قیلاب پر چلا تھا اُسکے آنے کی خبر اشقش کو ہوئی اشقش نے ملکہ
ماہ گوہر بند سے کہا کہ ملکہ بڑا غضب ہوا آپ کے باپ نے آلاگرد کو آپ کی اسیری کے واسطے بھیجا ہی
عورت کی عقل تو اُلٹی ہوتی ہی سُنتے ہی گھبرا گئی اور کہا کہ مین بھی قلعہ آہن حصار مین سمینہ بانو کے پاس
چلونگی ہم وہ ایک جگہ رہینگے جو گذریگی دونون پر ساتھ ہی گذریگی اشقش نے ہر چند سمجھایا کہ خدا نہ کرے
اگر راستے مین اُسنے آکر گھیر لیا تو بڑا غضب ہوگا یہ قلعہ مستحکم ہی ملکہ نے کسی طرح نہ مانا اُسوقت اشقش ناچار
ہوکر ساٹھ ہزار سوار مسلح و مکمل ہمراہ لیکر دوسرے دروازے سے قلعہ کے ملکہ کو لیکر راہی ہوا یہان
زنگاوہ غوری چند روز مین قریب شہر افروقیہ کے پہونچا خبر مالک افروقیہ کو ہوئی بسبب اسکے
کہ یہ وزیر مرزوق کا ہی استقبال کو آیا اور لاکر بارگاہ مین بٹھایا حال پوچھا زنگاوہ نے کہا مین بحکم
مرزوق کا واسطے قتل سعد کے لایا ہون مالک تو سُنکر چپ ہو رہا اور سب لوگ اپنے دل مین
زنگاوہ کو گالیان دینے لگے کہ یہ نمک حرام ہی اور سعد کی جوانی پر افسوس کیا غرض مالک افروقیہ نے کہا
جو حکم مرزوق کا ہو کیا چارہ ہی مثل حکم حاکم مرگ مفاجات ؀ اور ایک باغ مالک نے خالی کرا دیا
اُس مین زنگاوہ پچاس ہزار فوج سے اُترا وہ تو اُدھر گیا ادھر مالک نے آکر سعد سے کہا کہ زنگاوہ حکم
مرزوق کا تیرے قتل کے واسطے لایا ہی سعد نے کہا جو مرضی پروردگار عالم کی غرض دوسرے روز یہ ٹھہری کہ سعد
کو قتل کردو اور شہر سے باہر ایک کوہ ہی اُسپر لیکے چلے اور تمام شہر تماشا دیکھنے کے لیے زیر کوہ جمع ہوا
زنگاوہ غوری ایک ہاتھی پر سوار ہوا اور پچاس ہزار سوار ہمراہ لیکر بیچ مین ارابہ سعد کا اور مالک

افروقیہ دو لاکھ سوار سے ایک طرف اُسی طرح کوہ پر پہونچے جلاد سعد کو لیکر بالاے کوہ آیا اور زیر کوہ یہ
فوج کثیر پرا باندھ کر راستہ روک کے کھڑی ہوئی اور جلاد نے سعد کو زیر دار بٹھایا جو صاحب اولاد تھے وہ
سعد کی جوانی پر رو رہے تھے اور زنگاوہ کو بُرا کہہ رہے تھے کہ زنگاوہ نے ایک حکم دیا جلاد نے خط
گردن پر کھینچا اور کہا کہ جو کہنا ہو کہہ لے اور جو کھانا ہو کھالے کہ پھر زندہ نہ ہو سکیگا سعد نے کچھ جواب نہ دیا
اور مُنھ قبلہ کی طرف کر لیا اور جلاد کو پٹی آنکھوں پر نہ باندھنے دی کہ اس مین زنگاوہ نے دوسرا حکم نہ دیا
اور کہلا بھیجا کہ ای سعد اگر اب بھی لقیانے زرین تن کو سجدہ کرو تو تمھارا قصور معاف کرادونگا سعد نے
کہا اُس سے کہنا کہ او جلبی نمکحرام تجھپر اور لقیا دونون پر لاکھ لاکھ لعنت ہی بس یہ جو زنگاوہ نے سُنتا
ہاتھی سے اُتر کے تلوار کھینچ کر سامنے سعد کے آیا اور کہا او سعد مین تجکو سمجھانے آیا ہون دیکھ مرزوق نے تجکو
وزیر کیا تو بھی چل تیرا بھی بڑا مرتبہ کرا دونگا اور ذمہ اپنا کرتا ہون سعد نے کہا او گیدی نمکحرام کیا بیہودہ بکتا ہی
یہ سُنکے زنگاوہ نہایت برہم ہوا اور تلوارین کھینچ کر سعد پر آیا کہ مین تجکو قتل کرونگا اور ایک تلوار سعد پر ماری
سعد نے ہتھکڑی سامنے کر دی اور خدا کو یاد کیا غصہ تو بہت بُری چیز ہی زور جو کیا قید تو ڑڈالی اور زنجیری
پکڑکر زنگاوہ پر دوڑے کہ اے حرامزادے مجھے قتل کر زنگاوہ کا یہ معرکہ دیکھکر دم نکل گیا اور دل مین کہا
کہ غضب ہوا ایک تلوار اور ماری سعد نے ہاتھ قبضہ شمشیر پر ڈالدیا اور پنجہ مروڑ کر تلوار چھین لی یہ بھاگا
سعد پیچھے دوڑے زنگاوہ مارے خوف کے اُلجھکر گرا سعد نے کمربند پکڑکر اُٹھا لیا اور زیر کوہ پھینکدیا
غرض سر تلے ٹانگین اوپر یہ گرا سر اسکا پھٹ گیا ایک ہاتھ بھی اُکھڑ گیا وہ لوگ پچاس ہزار جو اسکے نیچے صفین
باندھے کھڑے تھے سعد پر دوڑے سعد کے ہاتھ مین تلوار زنگاوہ کی تھی جسنے اوپر پہاڑ کے آنے کا ارادہ
کیا سعد نے تلوار ماری کہ دو ٹکڑے ہوئے غرض اب تلوار چلنے لگی اور سعد یکہ و تنہا لڑ رہا ہی ہر طرف
ایک شور ہی کہ قیدی چھوٹ گیا ہی جانے نہ پائے سعد اکیلے اور اُدھر اتنون کی یورش ہاتھ بھی تھک گیا دل مین
دعا کر رہا ہی کہ خداوندا بچانا اس غدر کفار سے کہ یکایک پردہ بیابان سے گرد اُڑی اور ایک نقابدار
پلنگینہ پوش مع چالیس ہزار سوار کے پشت پر پیدا ہوا اور نعرۂ اللہ اکبر جگر سے کھینچ کر تلوار پکڑکر کفار پر
گرا اور قتل کرنا شروع کیا اب سعد کا بھی دل بڑھا کہ نقابدار ہماری مدد کو آیا ہی کیونکہ نعرۂ اللہ اکبر سے
یہ پایا جاتا ہی کہ مسلمان ہی یہ بھی جمکر لڑنے لگا کہ نقابدار قریب سعد کے پہونچا سعد نے کہا ای نقابدار بہادر
تو کون ہی نقابدار نے کہا مین تیرے باپ کا دوست ہون مجھسے اور تیرے باپ سے بڑی ملاقات ہی
مین تیرا یہ حال سُنکے آیا ہون تو نہ گھبرانا یہ کفار تیرا کیا کر سکتے ہین سعد نے کہا تو آپ میرے بزرگ ہین
اور آپ نے مجھپر کمال احسان کیا لیکن یہ کیا کلمہ کہا کہ نہ گھبرانا آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ مجکو کمین پر بھی
ہراس تھا نقابدار نے کہا تم ایسے ہی بہادر ہو اور نقابدار مثل پروانے کے سعد کے گرد لڑ رہا تھا مرنے سے
کچھ پروا نہین لاش پر لاش گرا دی کشتون کے پشتے لگا دیے مالک نے دیکھا کہ نقابدار زبردست روزگار
معلوم ہوتا ہی اس سے لڑنا چاہیے بس گھوڑے کو چمکا کے سامنے نقابدار کے آیا اور پکارا او مغلوک روزگار
تو نے تہلکہ ڈالدیا ترا کی گذارم یہ کہکر تلوار نقابدار پر ماری یہ تو بڑے آزمودہ کار ہین قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈالا
اور مروڑ کر ہاتھ تلوار چھین لی اور پکڑکر کمر زنجیر کا بند نعرۂ اللہ اکبر جگر سے کھینچ کر مالک کو مرکب زین سے
اُٹھا لیا اور سر پر چرخ دینا شروع کیا اور کہا در شناختن پروردگار عالم چہ میگوئی مالک نے امان

مانگی نقابدار نے چھوڑ دیا اور چند کلمے وحدانیت الٰہی مین زبان مبارک سے ارشاد کیے اُسنے اپنے
لوگون کو منع کیا کہ اب نہ لڑو اور نہ لڑنگا وہ سب لوگ مُسے اُٹھا کرلے بھاگے مالک نے نقابدار سے کہا کہ
اب میرے شہر مین چلیے نقابدار نے کہا کیا مضائقہ ہی غرض مالک سعد اور نقابدار ملنگینہ پوش کو لیے ہوئے
شہر مین آیا اور سارے شہر کو مسلمان کیا بتخانے توڑ ڈالے گئے مسجدون کی بنا پڑی سعد نے ہاتھ باندھکر
نقابدار سے کہا کہ آپ اپنے کو ظاہر کیجیے اور دوڑکر سعد اُس نقابدار کے گلے سے چمٹ گیا دیکھا سب نے کہ
نقابدار کے آنسو جاری ہین محبت پدری سے دل اُمنڈ آیا نقابدار نے کہا ابھی مصلحت نہین ہی چند روز مین
تمیز ظاہر ہو جائیگا سعد نے کہا اب جدائی آپکی شاق ہی نقابدار نے کہا مین آیا کرونگا اور مالک کی طرف دیکھکر
کہا کہ خبردار اگر سعد کو کوئی ایذا پہونچی اور مین نے سُن پایا کہ تو نے کوئی امر بیجا کیا تو اتنا سمجھے رہنا کہ تیری
نسل مین سے ایک کو باقی نہ رکھونگا یہ جو نقابدار نے کہا مالک لرز گیا کیونکہ پہلے اسکے دل مین یہ تھا کہ نقابدار
جائے تو سعد کو بیہوش کرکے قید کرلے اور پاس مرزوق کے بھیجدے اب کچھ نہ بن پڑا دوڑکے قدمون پر نقابدار
کے گرا اور کہا کہ کیا مجال غلام کی اور از سر صدق مسلمان ہوا غرض نقابدار تو سعد سے رخصت ہوکر چلا گیا
مالک نے سعد سے کہا کہ آپ تخت پر بیٹھیے کیونکہ آپ زیب اورنگ شاہی زینت کج کلاہی ہین مین آپکے
سامنے تخت پر نہ بیٹھونگا سعد نے کہا کہ تخت تمھارا تمکو مبارک رہے مجکو ہوس شاہی کی نہین ہی ہماری جگہ
دنگل ہی ہم اُسی پر بیٹھے ہین غرض یہ تو عیش و عشرت مین مصروف ہوئے ایک روز ایک پرچہ اخبار کا مالک
نے سعد کو دکھایا اُس مین یہ لکھا تھا کہ ملکہ ماہ گوہر بند خبر آلاگرد کے آنے کی سُنکر خوف کے مارے قلعۂ قیلاب
سے نکل کر قلعۂ آہن حصار کو جاتی تھی راہ مین آلاگرد نے گھیرا ہی بس یہ دیکھنا تھا کہ سعد گھبرا گیا مالک سے
کہا کہ ابھی ایک گھوڑا جو نہایت چست و چالاک ہو دو مالک نے کہا ای شہریار کیا کیجیے گا آپ کا تو سارا شہر ہی
سعد نے کہا ای مالک وہ میرا ناموس ہی ضرور مین اُسکے بچانے کو جاؤنگا مالک نے کہا چار لاکھ فوج آلاگرد
کے ہمراہ ہی اور آپ یکہ و تنہا مین کیا کرینگے اور وہ بھی دونون بھائی اس اقلیم مین یکتاے روزگار ہین
کہ انکی تلوار کی پناہ نہین ہی سعد نے کہا پھر ہمین کیا پروا ہی مالک نے کہا اچھا مین بھی چلتا ہون اور
حکم دیا کہ سب فوج ہماری تیار ہو اُسی وقت دو لاکھ سوار اسلحے مسلح و مکمل ہوگئے غرض سعد اور مالک
دو لاکھ فوج سے روانہ ہوئے اب حال سُنیے اُس طرف کا جب اشقتش ملکہ ماہ گوہر بند کو لیکر قلعہ سے نکلا مارے
خوف کے دو روز تک کہین مقام نہ کیا تیسرے دن ایک دامنۂ کوہ مین اُترے کمرین کھولین کچھ کھانا پکایا
خیمے مین ملکہ کو اُتارا یہ خبر آلاگرد کو ہوئی کہ اشقتش ملکہ کو لیکر قلعۂ قیلاب سے نکل گیا یہ سنتے ہی اُسنے
بھی پیچھا کیا غرض آتے آتے یہ بھی قریب لشکر اشقتش کے پہونچ گیا اور دو کوس کے فاصلہ پر خیمہ برپا کیا ہی اب
ہرکارے نے آکر خبر دی کہ آلاگرد آپہونچا اشقتش نے ملکہ کو اطلاع دی کہ آلاگرد آپہونچا اور دو کوس پر
خیمہ برپا کیا ہی ملکہ کا تو یہ خبر سُنکے عجب حال ہوگیا اشقتش سے کہا بھیا کسی طرح راتون رات یہان سے
بھاگ چلو اشقتش نے کہا ملکہ خدا کو یاد کرو اتنا گھبراتی کیون ہو پہلے تو تم نے نہ مانا اور قلعہ سے نکل پڑین اب
اگر بھاگینگے تو وہ چھوڑ دیگا اس سے ہم بھی جمکر لڑینگے جو خدا چاہیگا وہ ہوگا ملکہ نے کہا اچھا مجکو زہر کا
پیالہ بنا دو کیونکہ اسپر تمھارا فتحیاب ہونا یہ تو خدا کے اختیار مین ہی لیکن جب وہ میرے پکڑنے کو
آئیگا اور مین دیکھونگی کہ اب وہ خیمہ مین گھس آیا تو مین زہر کا جام پی لونگی اسواسطے کہ خدا اب مرزوق کی

صورت نہ دکھائے غرض یہ سب تو مصروف گریہ وزاری ہوئے اور ملکہ دعائین مانگنے لگی کہ خداوندا بچائیو
اس ظالم کے پھندے سے کہ یہ پہلوان زبردست ہی اشقش اسپر کیونکر فتحیاب ہوسکتا ہی اُدھر اشقش باہر
آیا افسران فوج سے بلاکر کہا کہ بھائیو آبرو تمھارے ہاتھ ہی یہ ناموس ہی تمھارے شہریار کا اُسکے بچانے مین
کوشش ضرور ہی اور یہی دن ہی شعر رستم رہا زمین پہ نہ بہرام رہ گیا۞ مردون کا آسمان کے تلے نام رہ گیا۞
سامنا زبردست سے ہی یہی دن نام کا ہی سب نے عرض کیا کہ آپ کے کہنے کی بات ہی یہ مقدمہ دین کا ہی
ادھر تو یہ تدبیرین ہو رہی ہین اور اُدھر جاسوسون نے ملکہ کی خبر آلاگرد کو پہونچائی بمجرد سننے اس خبر کے
آلاگرد نے کہا کہ ابھی جاکر گھیر لو اگر کوئی بھی نکلنے کا ارادہ کرے فوراً گرفتار کرنا ہرگز نہ ڈرنا یہان اشقش نے
مع سپاہ کے تمام رات نگہبانی کی بہت جانفشانی کی کہ مبادا آلاگرد شبخون مارے ہم سبکو مار اُتارے صبح کو
آلاگرد نے دولائی فرنگی سے کہا کہ تو اشقش کے پاس جا اور تمام نشیب و فراز دکھا ملکہ میری جانب سے
اُسے ہیبت دلانا بہت ڈرانا دھمکانا اور کہنا کہ ملکہ کو میرے حوالے کردے ورنہ بہت بُری طرح پیش آؤنگا
تیری بوٹیان چیل کوون کو کھلاؤنگا او رای نالائق تجھے خوف مرزوق کا بھی نہین ہی جو تو مسلمان ہوگیا
لیکایک بے ایمان ہوگیا دولا یہ پیغام لیکر اشقش کے پاس آیا اور جو جو آلاگرد نے کہا تھا حرف بحرف کہہ سنایا
اشقش نے جواب دیا کہ میری طرف سے آلاگرد کی خدمت مین تسلیم عرض کرنا اور کہنا کہ مین تو ملکہ کا تابعدار ہون
مین نے اسکی مرضی کے خلاف نہین کیا اب آپ نے ایسا ارشاد فرمایا ہی بہت بہتر ہی مجھے ایک دن کی مہلت
ملے کہ مین ملکہ کو سمجھا کر خدمت عالی مین لے آؤن اسواسطے کہ اگر جبر کرونگا تو وہ اپنے تئین ضایع کرے گی دولا نے
اسکی گفتگو مو بمو آلاگرد سے بیان کی آلاگرد نے کہا خیر ایک دن کی مہلت بھی سہی پھر کیا عذر کرینگے ادھر اشقش نے
در خیمہ پر دو انگریز بہرا دینے کو مقرر کیے اور اُنسے کہدیا کہ خبردار جسوقت مین مارا جاؤن فوراً ملکہ کو بھی قتل
کر ڈالنا یہ کہکر چلا ہی تھا کہ دیکھا سامنے سے کچھ لوگ چلے آتے ہین غرضکہ جب قریب آئے تو معلوم ہوا کہ
اشقر کو توال سمینہ بانو کو لیے ہوئے مع بیس ہزار سوار کے آیا ہی کسواسطے کہ جب مالاگرد کو یقین ہوگیا
کہ زنگاوہ سعد کا سر لینے گیا ہی سوچا کہ تو چل کے سمینہ کا کام تمام کردے یہ خیال کرکے چار لاکھ سوار اپنے
ہمراہ لیے اور قلعۂ آہن حصار کی طرف چلا یہ خبر سمینہ کو بھی پہونچ گئی یہ بھی اشقر کو ہمراہ لیکر قلعۂ قیلاب
کی طرف چلی راہ مین سُنا کہ وہ تو آپ بھاگے آتے ہین آلاگرد نے انھین بہت تنگ کیا ہی یہ خبر سنکر
سمینہ بانو ملکہ ماہ گوہر بند کے پاس آئی اور سارا حال تمام و کمال کہا اشقش نے خوش ہوکر اشعر سے
کہا کہ چلو اب ہم تم شریک ہوکر رہینگے شعر بہر کارے کہ ہمت بستہ گردد۞ اگر خارے بود گلدستہ گردد۞
انشاء اللہ اگر ہمت نہ ہاردی تو فتحیاب ہونگے کیونکہ ہم تم دو ہین شعر دو دل یک شود بشکند کوہ را۞
پراگندگی آرد انبوہ را۞ غرض ملکہ نے اشقش کو بلاکر پوچھا کہ اب کیا ہوگا اسنے کہا ملکہ خدا کو یاد کرو
الحاصل ایک عجیب امید و بیم کا عالم تھا جسے جی اپنا اپنا ماتم تھا کوئی مبتلاے ہراس تھا کوئی بدحواس
تھا ان لوگون کی یہ کیفیت دیکھکر تاب نہ لاسکا دن آخر ہوگیا اور رات میں شب سیاہ پوش ہوکر شریک
مجلس اندوہ والم ہوئی ہر ایک دست نیاز کو جانب درگاہ بے نیاز بلند کیے ہوئے مصروف دعا ہی
شور قیامت برپا ہی جب ملکہ زیادہ مبتلاے آلام ہوئی شب بھی صدمے مین تمام ہوئی اور مہر [illegible] دروکر
ہلاک ہوگیا غرض کہ گریبان سحر بھی انکے غم سے چاک ہوگیا صبح قیامت نمودار ہوئی ملکہ بہت بیقرار ہوئی گھبرا گھبرا کر

ہر ایک کا منھ تکتی تھی لیکن عالم اضطراب مین کچھ کہہ نہ سکتی تھی اشقش کو بلایا اور کہا کہ اب کہو شعر وہ بھی ہوگا
کوئی امید بر آتی جسکی ؛ اپنے مطلب نہ اپنی چرخ کہن سے نکلے ؛ آج یا تو جان دین یا ایمان دین اشقش نے
تسلی دی کہ اے ملکہ گھبراؤ نہین خدا بہت بڑا مسبب الاسباب ہے کوئی سبب نکلا ہی چاہتا ہے کہ اتنے مین دولا
فوراً آکر موجود ہوا اور اشقش کو بلا کر کہا کہ آلاگرد نے پیام دیا ہے تمھین خوب گوش ہوش سے سنو وہ پیغام
یہ ہے کہ اے اشقش ہم نے سُنا ہے سمینہ بانو بھی آئی ہے چونکہ آج دن وعدے کا ہے لہذا اسکے ساتھ ملکہ کے اُسے بھی
لیتے آنا اشقش نے کہا میری طرف سے آداب عرض کرنا اور کہنا کہ رات کو مجھے بہ سبب سمینہ بانو کے
موقع نہ ملا جو ملکہ کو سمجھاتا ایک دن کی مہلت مجھے اور ملے تو دونون کو راضی کرکے لے آؤن دولانے
جاکر یہی کہدیا آلاگرد نے قسم کھائی کہ اگر کل نہ لایا تو خاک سیاہ کردونگا سب کو تباہ کردونگا خیر ایکدن اور یہی
غرضکہ وہ دن شب وصل سے کم نہ تھا چشم زدن مین نظر سے غائب ہوگیا پھر وہی مونس رنج و الم بال کھولکر
زندون کے ماتم مین بصد تعب آئی یعنی دن گذرا شب آئی کہ صحرا کی طرف ایک روشنی نظر آئی آتے آتے
جب قریب خیمہ کے پہونچی تو دیکھا کہ ایک انگریزی فوج کے ساتھ مشعلین روشن ہین اور ایک پون بلاس ہندی
گھوڑے پر سوار سب کے آگے ہے لوگون نے پہچانا کہ شہزادہ سعد نوجوان ہے اشقش کو خبر دی وہ دوڑا آکر
قدمبوس ہوا دیکھا کہ سعد دلاور کے ہمراہ مالک افریقیہ مع دو لاکھ فوج کے ہے خیمہ مین بھی سعد کے آنے کی خبر
ہوئی سمینہ نے اندر بلایا سعد جری نے سمینہ کو مجرا کیا صبح کو یہ خبر آلاگرد کو پہونچی ہوش گم ہوگئے اور کہا کہ بڑا
صاحب اقبال ہے اُدھر مالاگرد نے قلعہ آہن حصار مین سُنا کہ سمینہ فیلاب کو چلی گئی یہ بھی تعاقب مین
چلا اور تیسرے دن آلاگرد کے لشکر مین پہونچا کیفیت یہان کی دریافت کرکے بھائی پر خفا ہوا کہ مہلت کیون
دی اُسی وقت کام تمام کرنا تھا اب سعد بھی مع فوج کے آگیا یہ کہکر طبل جنگ بجوادیا رات بھر طرفین مین
تیاری رہی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے میمنہ و میسرہ ساقہ و کمینگاہ درست کرکے دونون لشکر
صف آرا ہوئے مالاگرد نے آلاگرد سے کہا کہ اشقش سے تم لڑو اور اشعر سے مین لڑون یہ کہکر خود جانب
وعدہ گاہ مصاف روانہ ہوا ابھی آدھی دور تک آیا تھا کہ صحرا کی طرف سے گرد نمودار ہوئی جب دامنہ گرد
کا چاک ہوا تو دیکھا کہ بارہ ہزار دیوانے زنجیر اور ہتھکڑی ہلاتے ہوئے چلے آتے ہین بیچ مین علمشاہ ہین
اور مسروق دیوانہ ہے سعد علمشاہ کو دیکھکر بہت خوش ہوئے اور علمشاہ نے جو میدان مین مالاگرد کو دیکھا
خود بھی میدان مین آیا اور سلام کرکے کہا کہ تم میرے سُسرے ہو مین تمھین اپنا بزرگ جانتا ہون تمھین بھی
چاہیے کہ بقیاے زرین تن پر لعنت کرو اور مسلمان ہوجاؤ مالاگرد نے برہم ہوکر تلوار ماری علمشاہ
نے اپنے تئین تو بچایا لیکن گھوڑے کا سر کٹ گیا یہ پیدل ہوا اور مالاگرد سے کہا بڑے حیف کی بات ہے
کہ مین پیدل لڑون اور تم سوار ہوکر لڑو وہ بھی زمین پر کود پڑا چونکہ یہ مرکب علمشاہ کو پسند ہے اور
اقلیم فرنگ مین اسکا ثانی نہین ہے علمشاہ جست کرکے گھوڑے پر سوار ہولیا اور فوراً گھوڑے پر سوار
ہوکر علمشاہ نے سلام کیا اور کہا کہ جب بزرگ سے کوئی شے ملتی ہے تو خُرد سلام کرکے لیتے ہین مالاگرد
غصہ ہوا اور دوسرے گھوڑے پر سوار ہوکر مقابل ہوا شہزادے نے اسکے گھوڑے کو پکڑ لیا اور خود بھی
جست کرکے زمین پر آیا کہ مبادا یہ عوض نہ کرے غرض کشتی ہونے لگی تمام دن گاؤزوری ہوا کی شام کو
جب تک روشنی آئے شہزادے نے موقع پاکر جھٹکا مارا کہ دونون گھٹنے اُسکے آشنا بہ زمین ہوگئے

مالاگرد نے چاہا کہ مین روم جاؤن علمشاہ نے زنجیر کمر مین ہاتھ ڈالکر اُسے دونون ہاتھون پر علم کیا اور کہا مالا در شناختن
پروردگار چہ میگوئی مالاگرد نے جواب نہ دیا علمشاہ نے باندھکر اپنے عیارون کے حوالے کیا مالاگرد کی فوج
نے جو یہ کیفیت دیکھی چاہا کہ چھین لین آلاگرد نے روکا اور کہا رات کی رات صبر کرو صبح کو سمجھ لینگے غرض
آلاگرد طبل بازگشت بجواکر واپس گیا ادھر لشکر اسلام مین نقارے فتح کے بجنے لگے علمشاہ بھی شادان
و فرحان اپنے لشکر مین آئے رات عیش و عشرت مین بسر کی صبح کو بارگاہ مین مالاگرد کو طلب کیا کرسی پر
بٹھایا اور کہا کہ کلمہ پڑھو اور اپنے دل مین سوچو کہ لقیا کیا مردک ہے جسے تم اپنا معبود جانتے ہو اسنے
علمشاہ کے کہنے پر مطلق اعتنا نہ کی ادھر تو یہ اسکو سمجھا رہے ہین اُدھر مسروق دیوانہ ملکہ ماہ گوہر بند اور
سمینہ کے خیمے مین بے کہے سُنے چلا گیا سمینہ نے تو اُٹھکے مجرا کیا اور گوہر بند چھپ گئی یہ خبر سُنکر علمشاہ
عمازی اور سعد نوجوان دوڑے جب خیمے مین پہونچے علمشاہ نے مسروق سے کہا یہ کیا حرکت تھی مسروق
نے جواب دیا کہ وہ میری بھتیجی ہے غرضکہ گوہر بند بھی سامنے آئی علمشاہ اور مسروق کو سلام کیا مسروق
نے علمشاہ سے کہا کہ ای شہزادے گوہر بند کو مین نے تجھے دیدیا تو اب مرزوق سے کچھ خوف نہ کر بخوشی
مین نے بخشا علمشاہ نے کہا کیا بکتا ہے وہ تو میری بیٹی ہے اور تجھسے کسنے مانگا تھا یہ دیوانہ پن تیرا مین ابھی
گوشمالی کرکے برطرف کیے دیتا ہون سعد دلاور نے کہا آپ دیوانے سے کیون بحثتے ہین علمشاہ نے کہا
ای مسروق باہر جا خبردار پھر ایسی حرکت نہ کرنا مسروق باہر جو آیا مالاگرد پر بہت غصہ کیا اور کہا کہ ای شخص مین
تجھسے کہتا ہون کلمہ پڑھو اور تو نہین پڑھتا بہتری اسی مین ہے کہ کلمہ پڑھ اور لقیا پر لعنت کر ادھر سمینہ نے
اپنے باپ کی گرفتاری کی کیفیت سُنی اندر بلوایا گوہر بند کو ہٹا دیا اور مجرا کرکے قدمون پر گر پڑی اور کہا ای پدر
والا گہر سوا کلمہ پڑھنے کے اور کوئی گناہ مجھسے نہین ہوا امیدوار ہون کہ آپ بھی کلمہ پڑھیے مالاگرد نے بیٹی کا
یہ کلمہ سُنکے سر جھکا لیا لیکن کلمہ پڑھنے پر راضی نہوا علمشاہ نے اسکے جسم سے قید کو برطرف کیا اور کہا جہان جی چاہے
چلے جاؤ مین تمھارے قتل کے درپے ہونگا جب اچھا کہا اُسے بُرا نہ کہونگا مالاگرد اسکی اس حرکت سے بہت
خوش ہو کر کلمہ پڑھنے پر راضی ہوگیا غرضکہ کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا اور کہا اب مین اپنے لشکر مین جاکر آلاگرد
کو بھی مسلمان کرکے لاتا ہون یہ کہکر علمشاہ سے رخصت ہوا اپنے لشکر مین آیا آلاگرد سے کہا کہ بھائی اگر
ارادہ علمشاہ سے لڑنے کا ہے تو مجھسے لڑلو مین تو مسلمان ہوا اور تمھین مسلمان کرنے آیا ہون آلاگرد نے
مصلحتاً کلمہ پڑھ لیا اور شراب مین بیہوشی دیکر مالاگرد کو قید کرکے اپنے سردارون سے کہا کہ مین علمشاہ سے
لڑونگا اگر مین نے زیر کرلیا تو خیر نہین تو مالاگرد کو لیکر مرزوق کے پاس چلونگا یہ خبر علمشاہ کو پہونچی
بمجرد سُننے اس خبر کے اُٹھ کھڑا ہوا کہ ابھی مالاگرد کو چھڑا کے لاتا ہون اشتقش نے منع کیا اور کہا توقف کیجیے
سر میدان آلاگرد کو گرفتار کیجیے گا مالاگرد کو رہا کیجیے گا لیکن اسنے نہ مانا جب تو سعد نے ہاتھ باندھ کر کہا
مجھ کمترین کو حکم ہو کہ جاؤن کیونکہ آلاگرد مجھسے لڑنے آیا تھا علمشاہ یہ سُنکر چپ ہو رہا لیکن بیتاب ہی
کہ کیونکر جاؤن اور مالاگرد کو چھڑا لاؤن کہ اتنے مین آلاگرد نے طبل جنگ بجوایا علمشاہ کو سُنکر نہایت خوشی ہوئی

اب دو کلمے داستان امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران کے احوال مین تحریر کیے جاتے ہین

شعر زراویان سخن صحیح اینچنین مرویست ٭ کہ اختصار سخن بہتر از زیادہ رویست ٭ امیر طرف خانہ کعبہ
کے روانہ ہو چکے ہین اور ابو عمرو زنگی کعبہ مطہر پر یورش کر رہا ہی بارہ ہزار ہاتھی ساتھ مین اُدھر سے مجاوران کعبہ

جان بچ کر توپین مارنے لگے جب توپین ٹھہرین ہزار ہالاشین دیکھین لیکن ابوعمرو لب خندق آیا گرز
کاندھے پر لیے کھڑا جھوم رہا ہی اور ہر مرتبہ قصد کرتا ہی کہ تنہا گھس کر سبکو ہلاک کر ڈالون اُدھر خواجہ عبدالمطلب
دعا مانگ رہے ہین کہ ای کس بیکسان وای دادرس درماندگان اس مرتد کے ہاتھ سے ہمارے معبد کو بچا
ابھی یہ دعا تمام نہ ہوئی تھی کہ بیابان کی طرف سے گرد نمایان ہوئی جب قریب آکر دامن گرد کا چاک ہوا
دیکھا کہ حمزۂ صاحبقران بلباس غربت چلے آتے ہین بس وہین سے نہیب دی کہ باش او مردود تیرے واسطے
عزرائیل کی صورت مین آپہونچا ابوعمرو امیر کی جانب جھپٹا جب قریب پہونچا وہی گرز جو کاندھے پر تھا سر پر مارا
امیر باتوقیر نے کلہ گرز کا پکڑ کر جھٹکا دیا کر عمود اس مردود کے ہاتھ سے چھوٹ گیا اسنے تلوار ماری امیر نے وہ بھی
چھین لی جب تو لپٹ گیا امیر نے زنجیر کمر مین ہاتھ ڈالکر نظر کی صورت اُٹھا لیا اور سر سے بلند کر کے ڈھیلے کے
مانند زمین پر مارا یہ کیفیت دیکھکر اسکی فوج نے زغہ کیا حمزۂ صاحبقران نے بعجلت تمام ابوعمرو کو باندھکر
عمرو کے حوالے کیا اور آپ فوج پر جا گرے دوسری طرف سے مقبل مع بارہ ہزار تیر انداز کے آگرا پھر کون
ٹھہر سکتا تھا سب بھاگ کھڑے ہوئے امیر نے آکر خواجہ عبدالمطلب کو مجرا کیا وہ امیر کو لیکر کعبہ مین آئے سامان
دعوت مہیا کیا اُدھر عمرو نے ابوعمرو زنگی کو لاکر ایک صحرا مین کسی درخت سے باندھا اور تازیانہ لیکر سر پر چڑھا
کہ جلد بتا تیرا مال واسباب کہان ہی اُسنے بتا دیا کہ فلان جگہ جنگل مین ایک نقب ہی اُسکے اندر سات
صندوق پُر از زر و جواہر ہین عمرو اسے تو وہین بندھا چھوڑکر آپ تلاش نقب مین چلا غرض نقب تو ملی
لیکن صندوق نہ تھے جھلا کر چلا کہ ابھی مار ڈالونگا ادھر ابوعمرو نے کسی راہگیر سے خوشامد کر کے اپنے تئین
کھلوا لیا عمرو جو آیا ابوعمرو کو نہ پایا بہت گھبرایا اور سب واقعہ آکر امیر سے بیان کیا امیر نے کہا ای عمرو
تمنے بڑا غضب کیا کہ اُسے چھوڑ دیا عمرو نے کہا آپ کو ایسی ہی پڑی ہی میرا تو گھر لٹ گیا تمام محنت
برباد ہو گئی غرض امیر اُٹھ کھڑے ہوئے اور عمرو کو ساتھ لیکر اسکی تلاش مین چلے ابوعمرو زنگی جو یہان سے
چھوٹا ایک گانون مین پہونچا وہان برات تھی دُولہا دُلہن آرسی مصحف دیکھ رہے تھے ابوعمرو زنگی دُلہن پر
عاشق ہو گیا اور دُلہن کو محفل سے اُٹھا کے الگ ایک خیمے مین لایا تمام براتی اسکی منتین کرنے لگے کہ آپ
بادشاہ ہین رعایا پر اتنا ظلم نہ چاہیے یہ کس کی سنتا ہی اُس ماہرو کو آغوش تمنا مین لیکر مشغول بوس وکنار
ہو گیا گویا قمر در عقرب آشکار ہو گیا کہ اتنے مین امیر بھی پہونچے ایک مجمع کو جزع و فزع کرتے دیکھا پوچھا
کہ کیا واقعہ ہی انھون نے تمام کیفیت زنگی کی بیان کی امیر فوراً اُس خیمے مین گھس گئے جہان ابوعمرو زنگی
اُس شعلہ رو کے ہمراہ مشغول بوس وکنار تھا غرض امیر کی صورت دیکھتے ہی مصرع رنگ چہرے سے
ہو گیا کافور بنا لیکن امیر پر جھپٹکر تلوار ماری امیر نے خالی دیکر تلوار چھین لی اور اسے مثل پہلی مرتبہ کے
اُٹھا لیا اور باندھکر پھر عمرو کے حوالے کر کے بہت تاکید کی کہ ابکی نہ غفلت کرنا عمرو تو اسے لیکر
صحرا مین پہونچے ادھر تمام براتی امیر کے قدمون پر گرے اور دعوت کی اُدھر عمرو نے زمین مین
کمند آصفانے باصفا بچھائی اور کمند کے اوپر زنگی کو کھڑا کیا پھر درخت سے باندھا کہ اگر ذرا جنبش کرے
کمند آصفا بچی ہو جائے اور تازیانہ لیکر کھڑا ہوا کہ بتا مال کہان ہی زنگی نے قسمین شدید کھائین کہ مین
بھول گیا تھا فلان جگہ ہی تم جا کرے لو عمرو نے دو پتھر پیرون کے نیچے رکھدیے اور آپ تلاش
مال مین چلے ادھر اسنے قصد کیا کہ زور کر کے بند توڑ ڈالون کہ وہ پتھر پیرون کے نیچے سے نکل گئے

کمند آ چیدا گر گلو گیر ہوئی اور دم گھنگر مثل دود آہ کے مرسینہ سے نکل گیا ادھر عمرو نے اُس جگہ بھی مال نہ پایا
تو ارادہ مصمم کر لیا کہ ابھی ضرور مار ڈالونگا غرض آکر جو دیکھا تو وہ بے مارے مر گیا تھا یہان امیر نے خواب مین
دیکھا کہ علمشاہ پر وقت سخت و صعب ہے اور رابعہ اطلس پوش دریاے خون مین غوطے کھا رہی ہین یہ دیکھ
چونک پڑے عمرو کو طلب فرمایا اس عرصے مین عمرو بھی اپنے خیمہ مین آ چکا تھا حاضر ہوا امیر نے خواب بیان کیا
عمرو نے نیک تعبیر دی اور زنگی کی کیفیت بیان کی امیر نے فرمایا خیر اب کوچ کرو بہت جلد چلو میری طبیعت گھبراتی ہے
نیند نہین آتی ہے غرض چل کھڑے ہوئے راہ مین سیارہ سے ملاقات ہوئی اُسنے عرضی رستم کی دی اور زبانی
بیان کیا کہ سعد کو زنگاوہ قید کرکے مرزوق کے پاس لے گیا ہے امیر نے فرمایا مفصل بیان کر اُسنے نوشیروان
کا اپنی بیٹی مہر نگار تاجدار پر عاشق ہونا اور علمشاہ کا نوشیروان کو سر دربار کان پکڑ کر اُٹھانا بٹھانا پھر آکر
بارگاہ مین یہ کیفیت بیان کرنا قباد کا اُسکے جواب مین رابعہ کو کلمۂ سخت کہنا علمشاہ کا قباد پر ہاتھ اُٹھانا
تاج کا کج ہو جانا لندھور کا کہنا کہ اگر آبرو چاہتا ہے تو چلا جا اسکا تکیے پر آنا اور لاش قدوس کی دفن کرنا پھر
لولاکو پر منجاب ہونا کیتیان کا مارا جانا سب بیان کیا امیر سُنکے غصہ مین آکر خفا ہوئے کہ علمشاہ نے اگر
آتش پرست کے ساتھ یہ حرکت کی تو اچھا کیا قباد نے بہت بُرا کیا کیونکہ قدوس تو مسلمان تھا جیسے اُسکی مان
ویسے قباد کی مان کیا یہ خیال کیا کہ مین بادشاہ ہون اور نوشیروان کا نواسا ہون عمرو نے عرض کی کہ ای
شہریار یہ بچہ ہے اور علمشاہ کا جنبہ کرتا ہے محض یہ جھوٹا ہے امیر نے عرضی جو پڑھی تو اُس مین بھی یہ لکھا تھا امیر یہ حالات
دریافت کرکے اپنے لشکر مین آئے جو کہ سفینہ کوہ پر چڑھا ہے اور بارگاہ مین بیٹھے بادشاہ کو مجرا تو کیا لیکن پیچ کے
ہوئے غور جو کیا تو دنگل رستم و سعد پر غاشیہ پڑا دیکھا لندھور و بہرام سے حال پوچھا سب نے بیان تو کیا
مگر قباد کی طرفداری کی امیر نے فرمایا صاحبو اُسکے سن کو دیکھو اور اس جرأت کو خیال کرو اگر یہ حرکت کی تو
آتش پرست سے کی اُسکا نانا اور مان مسلمان تھی اور خیر یہ بھی جانے دو میرا بھی پاس نہ سہی تو اُسکی مان اور اُسکی
مان کیا جدا تھین جو یہ کہا گیا کہ اپنے مان کی تو خبر لے اُسپر کیتیان فرنگی عاشق ہوا اور جھونٹے پکڑ کے لے گیا
یہ کہکر خیمے مین تشریف لائے مہر نگار نے کہا آپ تو خوب سانڈ پال کے چھوڑ گئے تھے جسکو آپ نے اپنے لشکر اور
سرداروں کا بادشاہ کیا اُسے ایسا طمانچہ مارا کہ کئی ساعت تک بیہوش رہا اور وہان کیونکر اس سے ایسی حرکت
ہوتی رومی بچہ ہے اگر تم تمام دنیا مین رنڈیان کرتے پھروگے تو کیا وہ سب میرے برابر ہو جائینگی امیر نے یہ سُنکر
ارشاد فرمایا کہ ای ملکہ مہر نگار یہ نہ خیال کرنا کہ مین نوشیروان کی بیٹی ہون جیسے رابعہ میرے نزدیک ویسی ہی
تم قباد نے اُسکی مان کا نام سر دربار اس ذلت کے ساتھ لیا خوب کیا جو اُسنے طمانچہ مارا یہ سُنکر مہر نگار رونے لگین
امیر باہر تشریف لائے شب کو بارگاہ سلیمانی مین آرام فرمایا اُدھر جو مہر نگار کے پاس بادشاہ اسلام آئے
سُنا کہ امیر علمشاہ کی تعریف کرتے ہین تین روز تک قباد باہر نہ نکلے اور عذر کیا کہ طبیعت علیل ہے امیر نے بھی
مطلق اعتنا نہ کی قباد کو ایک صدمہ تو تھا ہی امیر کے عیادت نہ کرنے کا دوسرا غم ہوا پہر رات باقی ہوگی کہ
چوری سے گھوڑے پر سوار ہو کر صحرا کی راہ لی کئی کوس کے بعد دریا ملا ایک کشتی کنارے پر بندھی دیکھی بادشاہ
نے پہلے گھوڑے کو اُسپر چڑھا دیا پھر آپ کشتی پر بیٹھے اور قصد کر لیا کہ یا تو اپنی جان دیدو یا علمشاہ کو سزاے معقول
دو انکو تو یونہین رہنے دیجیے اب حال ملکہ مہر نگار کا سُنیے کہ جب صبح کو خبر ہوئی بہت تلاش کیا کہین بادشاہ کا
پتا نہ پایا امیر کو اطلاع کی انھون نے بھی صدمہ کیا اور ہرکارے چاروں طرف دوڑائے کہ ڈھونڈھ لاؤ لیکن کسی کو

بتایا نہ طلا مہرنگار نے خواجہ زادون کو بلوایا اُنسے پوچھا اُنھون نے موافق مشورہ عمرو کے کہدیا کہ شہزادہ قباد
نیک نہاد بہت بڑی شان سے تشریف لاوینگے یہ سنکر کچھ تسلی ہوئی اُسپر امیر نے کہلا بھیجا کہ تمکو کیا پڑی ہی جو
تلاش کروگے مگر مجھے اجازت دو کہ جاکر مین خود ڈھونڈھ لاؤن اور تمام محل کو ماتم سرا کردیا چھوٹے بڑے تک سب
سیاہ پوش ہوئے اُدھر امیر نے بھی شراب چھوڑدی اور تمام اہل دربار کو سیاہ پوشی کا حکم فرمایا یہ سنکر مہرنگار کو
اور بھی تقویت ہوئی کہ امیر کو بھی قباد کا صدمہ ہی اب دربار مین کوئی سردار شراب نہین پیتا ہی ایک دن لندھور نے
اپنے خیمے مین مع دیوانہ بن قندس کے شراب پی دیوانہ شراب پیکر باہر آیا وہان ابوالمحاسن اور ابو عامر وغیرہ
موجود تھے اُسے پکڑکر ایک صحرا مین لیجاکر چھوڑدیا کہ مبادا امیر کو خبر ہو تو وہ خیال کرینگے کہ سب شراب پیتے ہونگے یہان
بختک نے نوشیروان کو ورغلایا کہ آپ فرنگ مین چلیے وہان مرزوق شاہ فرنگی جو نسو لاکھ فوج رکھتا ہی خوب امیر
اور علمشاہ سے لڑیگا حسب دلخواہ معرکہ پڑیگا آپ بھی دیکھیے گا نوشیروان نے بختک کے کہنے سے جانب فرنگ
کوچ کیا دوسرے دن خورشید و جمشید شمشدری امیر کی خدمت مین حاضر ہوئے اور عرض کی کہ معلوم ہوا نوشیروان
کا دین ہیچ ہی اور آپ کا دین برحق ہی اگر ہم جانتے کہ یہ ایسا ہی تو ضرور اسے گرفتار کرلیتے اب ہم از سر صدق مسلمان
ہوتے ہین غرضکہ امیر نے ان دونون کو مسلمان کیا اور بہت خوش ہوئے خلعت سلیمانی سے انھین مخلع کیا دلکی عنایت
کیے اب امیر کو تشویش و پیچ ہی کہ اگر مین فرنگ کو جاتا ہون تو مہرنگار کہینگی کہ علمشاہ کی مدد کو گئے اور میرے بیٹے کی
تلاش نہ کی غرض خواجہ بزرگ امید سے فرمایا کہ آپ ملکہ سے کہدین جو شخص جانب فرنگ جائیگا وہی قباد کا
پتا پاجائیگا اُنھون نے اسیطرح جاکر ملکہ سے کہا ملکہ نے امیر سے کہلا بھیجا ہی کہ اب تو نوشیروان بھی فرنگ مین گیا ہی
آپ کو کس کا انتظار ہی تو نہین جاتے یہ سنکر امیر نے بخوشی تمام تیاری فرنگ کے سفر کی فرمائی سامان سفر مہیا کیا

اب دوسرے داستان عاشق ہونا دیوانہ بن قندس کا نگرک دختر سرخاب پر اور سرخاب کا دیوانے کو دریا مین پھینکنا بیان کیے جاتے ہین

شعر بساط آرائے بازار معانی و چینین آرد متاع نکتہ دانی کہ جب دیوانہ بن قندس کا نشہ ہرن ہوا
اپنے تئین ایک صحرا مین پایا ایک طرف روانہ ہوا کنارے دریا کے پہونچا لب دریا محل عالیشان نظر آیا دریچے مین
ایک حور بچہ پری پیکر رشک قمر کو دیکھا شعر برس پندرہ ایک کا سن و سال و نہایت حسین اور صاحب جمال و نازک اندام
نازنین سرجبین مہر تمکین کی نظر بھی دیوانے پر پڑی دیکھا کہ ایک جوان خوش رو نیک خو ہی سولہ سترہ برس کا سن
ہی اُسنے اپنی محرم راز ہوشربا کو بھیجا کہ اس جوان کو بلالے ہوشربا نے جاکے دیوانے سے کہا کہ ہماری ملکہ آپ کو
بلاتی ہین دیوانہ نگرک کو دیکھکر دوڑا داخل محل ہوا جب قریب نگرک کے پہونچا پہلو دبا کے مسند پر بیٹھ گیا
اور دست گستاخ کو دراز کیا راز و نیاز آغاز کیا نگرک شرمائی آنکھ چرائی ملکہ تمام جسم چرایا حظ دنیا جو پایا آنکھون مین
ڈورے لال ہوئے دل مین اور ہی خیال ہوئے یہ خبر سرخاب کو ہوئی سنگ حوادث کی صورت سے آپڑا
اور کہا اے دیوانے یہ کیا حرکت ہی اسنے جواب دیا کہ تجھے کیا سرخاب نے کہا کہ یہ میری بیٹی ہی دیوانے نے کہا مین
تیرا داماد ہون سرخاب مصلحتاً خاموش ہو رہا اور جیب سے پڑیا بیہوشی کی نکالی دیوانے کی آنکھ بچاکر شراب مین
بیہوشی ملائی نگرک نے یہ حرکت اپنے باپ کی دیکھ پائی لیکن خوف کے مارے زبان پر نہ لائی غرض وہی شراب
بیہوشی آلود دیوانے کو پلائی پیتے ہی بیہوش ہوا میخانہ غفلت کا جرعہ نوش ہوا ایسے تو سرخاب نے خیال کیا کہ صاحبقران
کے پاس لیجاؤن پھر سوچا کہ خود ہی کیون نہ مار ڈالون دل کا بخار نکالون یہ تصور کرکے ایک صندوق مین بند کیا اور

دریا مین ڈال دیا اپنی بیٹی کو بہت سخت وسست کہکر چلا گیا اُدھر تو سرخاب گیا اِدھر نگزک نے بقیہ بیہوشی کی
پڑیا جو اسکے باپ نے شراب مین ملائی تھی اُٹھا کر اپنے دوپٹہ کے آنچل مین باندھ لی اور خیال کیا کہ جہان میرے
یار جانی کی جان گئی ہی مین بھی جا کر ہلاک کرون یہ تصور رکھکے ہوشربا کو بھی نہ خبر کی چپکے سے چپکر نکل گئی کنارے
دریا کے ایک کشتی کہ واسطے سیر دریا کے ہر وقت بندھی رہتی تھی اُسی پر سوار ہوئی اور لنگر اُٹھا دیے اب یہ تو بہتی
ہوئی دریا مین چلی اُدھر کا حال سُنیے کہ دیوانے کا صندوق بہتا ہوا ایک صحرا مین کنارے دریا کے ٹھہرا اس جنگل مین
گیارہ زنگی مردمخوار بارھوان اہرمن اُن سب کا سردار مصروف شرابخوری تھے سب نے اس صندوق کو نکالکر
کھولا دیوانے کو دیکھکر سب کے سب بغلین بجانے لگے خوشی منانے لگے اور کہا کہ آج لات ومنات نے ایک لقمہ
تر و تازہ بھیجا ہی اب ہم اسکے کباب کھائینگے دیوانے کی آنکھ جو کھلی ڈر گیا جیتے جی مر گیا لگا دعائین مانگنے کہ اتنے مین
نگزک کی کشتی نمودار ہوئی دیکھتے ہی پکارا ہائے نگزک اہرمن نے دوڑکر نگزک کو کشتی پر سے اُتارا فوراً نیت
مین فتور آیا چاہا کہ ہمبستری کرے اور جو گیارہ حبشی تھے آپس مین وہ سب بھی ایسے ہی شور کرنے لگے اہرمن
نے کہا ہم سب بمنزلہ بارہ برج کے ہین لہذا اس مہ سیما کو باری باری آغوش تمنا مین لو پہلے میری باری ہی یہ
کہکر چاہا کہ دست ہوس بڑھائے نگزک نے کہا ای شخص تو بالکل جانور ہی آداب ہمکناری سے محض بیخبر ہی ارے
اول مینوشی بعدہٗ ہم آغوشی یہ سُنکر اہرمن نے کہا کہ اچھا شراب پی لے اسنے جام وصراحی ہاتھ مین لی اور وہی
پڑیا بیہوشی کی جو آنچل مین بندھی تھی کھولکر سب کی نظر سے پوشیدہ کرکے صراحی مین ڈال دی اور جام مین
شراب اُنڈیلی پہلے اہرمن کو پلائی پھر اور گیارہ جو تھے اُن سبکو بھی دی سب نے زہرمار کی پیتے ہی سب
بیہوش ہوگئے آغوش اجل مین سو گئے دیوانے کو زنگیون نے درخت سے باندھا تھا نگزک نے اُسے کھولا اور
اشارہ کیا کہ ان سب کے سر کاٹ لے اُسنے ایسا ہی کیا جب یہ سب جہنم واصل ہوے دیوانہ مع نگزک کے کشتی پر
سوار ہوا کشتی بہتی ہوئی چلی جب وسط دریا مین پہونچی طوفان عظیم نمایان ہوا کشتی قریب ایک پہاڑ کے پہونچی تھی
کہ وہ طوفان تمام دریا پر محیط ہو گیا دیوانہ پہاڑ پر کودا اور نگزک کو بھی آواز دی کہ ای نگزک تو بھی کود جبتک
وہ کودے کشتی دور پہونچی یہ یہان چیختا رہا وہ اُدھر روتی رہی کشتی طوفانی ہوکر بہہ چلی جب طوفان فرو ہوا تو نگزک کو
ایک جہاز ملا مالک جہاز نے بنسوتی بھیج کے اُسے بلوایا حال پوچھا اُسنے کہا کہ سرخاب جو حمزہ صاحبقران کا
گلہ بان ہی اُسکی مین بیٹی ہون اور دیوانہ بن قندس کی محبت مین دیوانی ہو کر اس نوبت کو پہونچی ہون
اُسنے بہت خاطر کی اور کہا تو میری بیٹی ہی خاطر جمع رکھ انشاء اللہ تیرا مطلب بر آئیگا اور وہ دیوانہ کہان ہی
جس کے ہجر اُلفت مین تو آشنا ہی اُسنے ساری کیفیت مفصل بیان کی غرض وہ اسکو اپنے ہمراہ لیکر چلا

اب دو کلمے داستان امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران والاشان کے بیان کیے جاتے ہین

محرران داستان خوش بیان شیرین کلام راست زبان اس داستان شجاعت نشان کو اس پیرایہ مین
بیان کرتے ہین کہ امیر نے کئی سو جہاز تیار کرائے اور تمام لشکر سمیت سوار ہو کر چلے عمرو بسبب خوف دریا کے
جہاز کے تہخانے مین چھپا راہ مین ایک پہاڑ پر دیوانہ بن قندس کو دیکھا کہ رو رہا ہی اور نگزک نگزک پکارتا ہی
چونکہ امیر کو اسکی بہت تلاش تھی کشتیان دوڑائین کہ اسے لے آئین جب کشتیان قریب پہونچین لوگون نے
کہا کہ دیوانے چل تجھے امیر بلاتے ہین اُسنے جواب بھی نہ دیا اور نگزک نگزک بکا کیا سب نے کہا کہ ہم نگزک
کے حکم سے تجھے لینے آئے ہین جب یہ سُنا دھم سے کود پڑا اور اپنی جان کا مطلق خیال نہ کیا جب سامنے

امیر کے آبادی نکلز ک کے نعرے بلند کیے امیر نے فرمایا کہ غالبًا یہ ہمارے گلہ بان کی بیٹی پر عاشق ہوا ایسا
نہو کہ اپنے تئین دریا مین گرادے اسے قید کرو غرض وہ قید ہوا بعد چند روز کے سب جہاز کنارے دربند
کامیاب کے پہونچے امیر نے لوگون سے دریافت کیا کہ شہر یہان سے کتنی دور ہے معلوم ہوا کہ دس کوس ہے
امیر کو اشتیاق ہوا کہ کیونکر ملکہ رابعہ اطلس پوش کو دیکھون لوگون سے ممانعت کی ہرگز ہرگز کوئی مہر نگار
تک یہ خبر نہ پہونچائے کہ ہم دربند کامیاب ہے اور دل مین خیال کیا کہ کیونکر رابعہ تک پہونچون اگر مہر نگار سنیگی
اپنی جان دیدیگی کہ ہمارے لڑکے کی خبر نہین لیتے اور رابعہ کے یہان چلے گئے غرض رات کو عمرو چھپکر رابعہ کے
پاس پہونچا رابعہ نے بہت شکایت کی عمرو نے جوابات صالح وصائب دیکر تمام کیفیت قباد اور علمشاہ کی بیان
کی اور کہا کہ امیر اسوجہ سے نہین آسکتے ہین غرض رابعہ نے عمرو کو کچھ دیا جب تو عمرو نے ایک فطرت رابعہ کو
تسلیم کی کہ اس صورت سے امیر مل سکتے ہین یہ کہکر چلدیا صبح کو ملکہ رابعہ بالوزمع تمام انیسون جلیسون اور
بارہ ہزار سوار کے سیاہ پوش ہوکر مہر نگار کے خیمے کے دروازے پر آکر موجود ہوئی مہر نگار نے جو سنا سخت
گھبرائی فتنہ سے کہا کہ دیکھ تو یہ کیون آئی ہین فتنہ نے آکر دیکھا سب کو سیاہ پوش پایا جاکر ملکہ سے کہا اب آپکو
چاہیے ہے کہ استقبال کرکے لائیے اور حال پوچھیے آنے کی حقیقت دریافت کیجیے سیاہ پوشی کی علت پوچھ لیجیے
مہر نگار نے کہا تو جان جیسا مناسب ہو ویسا کر یہ سنتے ہی فتنہ مع چند انیسان ملکہ کے آئی اور استقبال کرکے
مجرا کرتی ہوئی سامنے ملکہ کے لے گئی رابعہ نے ملکہ کو مجرا کیا اور آنکھون مین آنسو بھر لائی ملکہ نے کہا
بیٹھو بی بی تم کیون مغموم ہو رابعہ نے جواب دیا کہ حضور جسکا شہزادہ گم ہوجائے وہ ملول نہ ہو تو کیا شاد
ہو اس رستم مونڈی کاٹے جوانا مرگ کو گہری گور مین گاڑون اسکی صورت کو مُردے شو لیجائین اسکے
وہ ہاتھ کاٹے لجائین جو اُسنے اپنے ولی نعمت پر اُٹھائے یہ نہ سمجھا کہ کہان آقا اور کہان غلام مہر نگار نے جو
یہ گفتگو سُنی سمجھی کہ اسکے دل مین بھی قباد کی اُلفت ہے اور بہت زیادہ ہے جب تو یہ اس طرح سے اپنے فرزند کو
کوستی ہے گھبرا کے مہر نگار نے کہا بی بی میرے سامنے تو نہ کوسو میرے نزدیک دونون برابر ہین دونون
بھائی بھائی ہین رستم محض بے قصور ہے خطا قباد کی ہے خیر جو ہوا سو ہوا اب کوسو کاٹو نہین یہ کہکے گلے سے
رابعہ کو لگا لیا اور بہت لطف کے ساتھ پیش آئی سامان شاہانہ اسکے واسطے بھی مہیا کروا دیا رابعہ نے
کہا حضور اسکی کیا ضرورت تھی جہان اور کنیزین سرکار کی ہین وہان ایک مین بھی ہون ادھر عمرو دریچے
کے پاس کھڑے سب کیفیت دیکھ رہے ہین اور امیر سے لمحہ بہ لمحہ جاکر بیان کرتے ہین جب دونون مین
میل ہوگیا عمرو نے امیر کو جاکر مبارکباد دی امیر نے پانچ ہزار روپیے عمرو کو دیے اور کہا تیری ذات
سے دونون گھر بنے رہے ورنہ غضب ہی ہوا تھا مگر جب قباد آئینگے اُسوقت ایک خلعت مع پانچ ہزار
روپیے کے اور بھی دونگا ابھی امیر یہ باتین کر ہی رہے تھے کہ ایک سوداگر آیا کچھ چیزین عجیب وغریب
پیش کین اور سعد و علمشاہ کا کل حال اول سے آخر تک بیان کیا کہ یہ سانحہ گذرا اور اب
سات لاکھ فوج ہمراہ لے کر مرزوق سے لڑنے کو گئے ہین امیر نے یہ سنکر سوداگر کو بہت کچھ دیا اور
بڑی خوشی کی آصف الیاس جو اپنی بہن کے ہمراہ آئے تھے انھین انکے مقام پر بھیجدیا کہ دربند کامیاب
کو پہلے سے بھی زیادہ آباد کرو اور خود جہازون سے لنگر اُٹھوا کر روانہ ہوئے اب اُدھر کا حال
سُنیے کہ آلا گردر رات کو طبل جنگ بجوا چکا ہے اور ایک عرضی بھی مرزوق کو مالا گردنے

سال کی روانہ کی ہو مرزوق نے جواب مین کہلا بھیجا ہو کہ بہت جلد مالاگرد کو لیکر میری خدمت مین حاضر ہو
آلاگرد رات ہی کو بھائی کی قید لیکر بھاگا آپ تو راستہ مین ٹھہرا مالاگرد کو مرزوق کے پاس بھیجدیا خبر علمشاہ
کو ہوئی رستم نے کہا کہ اسوقت بفضل ایزدی میرے پاس سات لاکھ جوان ہین کیسا مالاگرد مرزوق سے
جیلکر لڑونگا یہ کہکر فوڑا کوچ کیا راہ مین جمشید بازرگان ملا اسنے نگزک کو خدمت علمشاہ مین پیش کیا
علمشاہ نے پوچھا ای نازنین تو کون ہو اور کہان کی رہنے والی ہو نگزک نے اپنی کیفیت راست راست
عرض کی کہ مین دیوانہ بن قندس کے ناموس سے ہون علمشاہ نے اسے سمینہ کی خدمت مین رکھا اور
کہا کہ تم ملکہ کے پاس رہو یہ کہکر آپ روانہ ہوا

اب دو کلمے داستان شہزادۂ قباد نیک نہاد کے بیان کیے جاتے ہین

کاتبان شیرین زبان و راویان راست بیان اس داستان راستی نشان کو قلم جواہر رقم سے صدف قرطاس
مین یون دُر افشانی کرتے ہین کہ انکی کشتی بہتے بہتے بعد چند روز کے کنارے دریا کے پہونچی کشتی سے اُتر کر
پیدل چلے کئی دن کے بھوکے تھے غش کی نوبت تھی یہان گرے وہان گرے یہ حالت تھی کہ صحرا مین
ایک چار دیواری دیکھی لیکن اُسکا دروازہ کہین پر نہ تھا مگر دیوارین نیچی تھین دیوار کو پھاندکر اندر آئے
دیکھا کہ ایک لین ہو اُس مین بہت سے گھوڑے بندھنے کے نشان ہین میخین گڑی ہین تھان بنے ہین
مگر گھوڑا کوئی نہین ایک جانب کو دروازہ لگا ہو اندر اسکے باغ پُر فضا ہو اور در باغ صورت چشم انتظار
وا ہو شہزادے نے پہلے دروازے پر جاکر کئی آوازین دین جب کچھ جواب اندر سے نہ آیا تو قدم اندر رکھا
دیکھا گلزار پر بہار ہو ایک بارہ دری نفیس بنی ہوئی ہو مسند لگی ہو خوان خاصے کا سر بمہر رکھا ہو کوری صراحیون
مین آب سرد بھرا ہو شہزادے نے سجدۂ شکر بدرگاہ رزاق حقیقی کیا اور خوان کی مہر توڑکر کھانا نوش جان
کیا پانی پیا بیسن سے ہاتھ دھوئے گلوری کھائی عطردان سے عطر نکالکر اپنے جسم مین ملا ڈوپٹا تان کر مسہری پر
آرام کیا سہ پہر کو آنکھ کھلی گھوڑون کی ٹاپون کی آواز کان مین آئی شہزادے نے اُٹھکر مُنہ دھویا کہ اتنے مین
ایک شخص قوی ہیکل کو آتے دیکھا قباد نے سلام کیا اُسنے کہا ادب بے ادب تو کون ہو شہزادے نے جواب دیا
کہ بھائی شریف ہون آج تیسرے فاقے کھانا کھایا اسکی جو مزاج مین آئے سزا دو اُسنے کہا اچھا باہر چل
شہزادۂ قباد باہر تشریف لائے دیکھا کہ بہت سے آدمی دیو پیکر بیٹھے ہین کہ اُس شخص نے کہا لا کیا حربہ
رکھتا ہو تیرے دل مین بھی کوئی آرزو نہ رہ جائے کہ مین بے لبی اور بیکسی مین مارا گیا شہزادے نے کہا
کہ بھائی میرے پاس یہان کیا ہو جو حربہ مجھسے طلب کرتے ہو اسنے شہزادے کو نیزہ دیا غرض لگا ورزنی
ہونے لگی تھوڑی دیر مین شہزادے نے اسکا نیزہ ہوائی کیا اُسنے جھلاکر تلوار ماری شہزادۂ قباد نیک نہاد
نے تلوار بھی اسکے ہاتھ سے چھین لی اور زنجیر کمر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا پھر باہستگی تمام زمین پر رکھدیا اُسنے پوچھا
آپ کون ہین اب نام نامی و اسم گرامی ضرور ارشاد فرمائیے شہزادے نے تمام حقیقت اپنی بیان کی وہ کلمہ پڑھکر
مسلمان ہوا اور جو لوگ کہ وہان موجود تھے وہ سب بھی مسلمان ہوئے اب اُسنے اپنی کیفیت بیان کی کہ
میرا نام فیروزۂ زہر خوار ہو جس طرح آلاگرد و مالاگرد دو کپتیان اقلیم فرنگ مین پہلوانان نامی ہین اسیطرح
ایک مین بھی ہون چنانچہ مجھ سمیت چار تھے ایک دن میری نظر ملکہ ماہ گوہر بند پر پڑی اور طبیعت بھی اسیر
ہو گئی مین نے اپنے رفیقون مین یہ ذکر کیا کہ مین اسے چاہتا ہون لیکن اُسے میرے نام سے نفرت ہو یہ خبر

مرزوق کو ہوئی وہ نہایت برہم ہوا کہ مین اسکے خوف سے بھاگ کر اس صحرا مین آیا اور اب پیشہ قزاقی کا
کرتا ہون یہ سب میرے زیر کردہ اور فرمانبردار ہین یہ کہکر سامان دعوت مہیا کیا اور ایک گھوڑا شہزادے کو
دیا کئی روز کے بعد شہزادے کو خیال آیا کہ ای قباد تو نے ذرا سی بات پر سلطنت کو ترک کیا اب یہان کیا سمجھ
پڑا ہی ایک دن فیروزہ زمرخوار سے رخصت کا سوال کیا اسنے کہا مین بھی ہمراہ رکاب سعادت انتساب ہون
یہ چپ ہو رہے رات کو جب سب غافل ہوگئے اور یقین ہوا کہ سوگئے شہزادہ گھوڑے پر سوار ہوکر چل کھڑا ہوا
پھر ایک جنگل مین گذر ہوا کہ تین روز تک کچھ قسم غذا سے نہ حکمن ہوا بھوک کی شدت سے عجب کیفیت ہوئی دور
سے ایک محل عالیشان نظر آیا قریب پہونچے دروازے پر دستک دی صدا لبے برخاست جب تو بسم اللہ کہکر
اندر قدم رکھا دیکھا کہ مکان نہایت پاکیزہ بنا ہی صحن مین ایک چمن ہی بارہ دری شیشہ آلات سے سجی ہی قسم طعام و غیرہ
اور دیگر اشیاے راحت مہیا ہین شہزادے نے بھوک کی شدت مین آغاز و انجام پر نظر نہ کرکے خوب سیر ہوکر کھانا
تناول کیا اور پلنگ پر استراحت فرمائی بعد تھوڑی دیر کے ایک نقابدار رنگین پوش نمودار ہوا شہزادے نے
اُٹھکر سلام کیا اُسنے جواب سلام دیا اور پوچھا تو کون ہی شہزادے نے سب کیفیت بیان کی یہ سنکر نقابدار نے کہا
او بے ادب ابھی تجھ پر رستم سے جری کا سامنا کریگا ابھی تجھے اسکی سزا دیتا ہون کہ بار دیگر ایسا خیال لغو تو
اپنے دل مین نہ لانا یہ سنکر شہزادے کو بھی غصہ آیا اور کہا کہ اچھا پھر دیر کیا ہی بسم اللہ جو کچھ دل مین ہی پوری
کرنے مین تو عذر خواہ ہون کہ بعوض کھانا کھانے کے جو چاہے سزا دے لیکن اگر تو رستم کا طرفدار ہی تو آ یہ کہکر
شہزادے نے میدان لیا نقابدار نے بھی بھالا سنبھالا لگا اور رزم شروع ہوئی بعد بہت عرصے کے ایک مقام پر
موقع پا کر نقابدار نے بند کو گانٹھ کے ڈانڈ پر ڈانڈ ماری کہ نیزہ شہزادے کے ہاتھ سے چھوٹا بلکہ خود بھی
جھونک مین گھوڑے پر نہ سنبھل سکے رکابون سے پیر باہر ہوگئے لاکھ لاکھ اپنے تئین روکا گھوڑے پر نہ ٹھہر سکے
زمین پر تشریف لائے اُٹھنے نہ پائے تھے کہ نقابدار نے فوراً سینے پر نیزہ رکھ دیا اور کہا ہی شرط مار ڈالون لیکن
کیا مارون مین بھی مسلمان ہون مگر اب کبھی کشتۂ قوبل ہندی و کپتیان فرنگی کے مقابلے کا خیال
دل مین نہ لانا دیکھ تو اُسنے کیا نام پیدا کیا اور کتنے شہر فتح کیے اب فوج جرار مہیا کرکے مرزوق سے لڑنے
کو گیا ہی خبردار پھر کبھی ادھر آنے کا ارادہ نہ کرنا یہ کہکر نقابدار تو چلا گیا شہزادہ قباد جھاڑ پونچھ کے اُٹھ کھڑے
ہوئے آنکھون مین آنسو بھر کر دل مین خیال کیا کہ ای قباد لعنت ہی تمھاری زندگی پر نقابدار نے بہت سچ
کہا ہی سوا جان دینے کے کوئی چارہ نہین دنیا مین کوئی مجھ سا بیچارہ نہین یہ سوچ کر راہ صحرا کی لی ایک
سیب کا درخت ملا اُسمین پھانسی لٹکائی اور اپنے گلے مین پہنکر لٹک گئے طائر روح پر فتوح قفس عنصری مین
شکل بسمل پھڑکنے لگا قریب تھا کہ شہزادہ جان بحق تسلیم ہو جائے یکایک داہنی طرف سے ایک سوار نقابدار
نمودار ہوا اور آتے ہی تلوار سے پھانسی کو کاٹ دیا اور کہا ای شخص تو کیون حرام موت مرتا ہی شہزادے نے
آنکھ کھول کر دیکھا تو ایک نقابدار کو اپنے اوپر بہت مہربان پایا کیفیت اول سے آخر تک بیان کی نقابدار
نے شہزادے کی کمر سے پھندا کھولا اور اپنے ہاتھ سے پھر کمر باندھی اپنا نظر کردہ کرکے کہا کہ جا اب تیری پیٹھ کبھی
آشنا بزمین نہ ہوگی جب تو شہزادے نے رکاب سعادت انتساب کو بوسہ دیا اور پوچھا کہ ای برگزیدۂ
بارگاہ باری اپنا نام نامی و اسم گرامی مجھے تعلیم کر سوار نے جواب دیا کہ میرا نام آدم صفی اللہ ہی شہزادے نے
چاہا کہ کچھ اور پوچھون پلک جھپکی سوار نظر سے غائب ہوگیا شہزادے نے دل مین کہا کہ امتحان تو کرون کہ آیا واقعی

مین نظر کردہ حضرت آدم صفی اللہ کا ہوگیا ہون یا خواب و خیال ہی غرض جس درخت مین پھانسی باندھی تھی
اسکے تنے کو کولے مین لیکر زور جو کیا تو جڑ سے اُکھڑ آیا شہزادہ مارے خوشی کے جامے مین پھولا نہ سمایا پھر
اُسی باغ مین آیا اور نقابدار پلنگینہ پوش کو للکارا کہ ای نقابدار تو نے مجھے کیا کہا تھا اُسنے جواب دیا کہ
شاید تیری قضا دامنگیر ہی اور تو بڑا بے غیرت ہی کہ دوبارہ سامنے آیا خیر لا کیا حربہ رکھتا ہی شہزادے نے کہا کہ
ہمارا دستور پیشدستی نہین تو ہی حربہ کر نقابدار نے باکراہ تمام شہزادے کی زنجیر کمر کو تھام کر زور کیا کہ سر سے
بلند کرون شہزادے نے لنگر مارا جنبش بھی نہ ہوئی جب نقابدار عرق مین غرق ہو گیا تو شہزادے نے اسکے کمربند کو
پکڑ کر نعرہ کیا شعر قباد دلاور شہ عالمم ٭ نظر کردہ حضرت آدمم ٭ اور بکہ مار کر سر سے بلند کیا پھر باہستگی زمین پر رکھ دیا
اور کہا ای نقابدار بار دگر کسی بہادر سے ایسی گفتگو نہ کرنا اور تمام کیفیت اپنے نظر کردہ ہونے کی بیان کی نقابدار
پلنگینہ پوش نے کہا کہ ہان اب البتہ تم رستم سے مقابلے کے لائق ہوئے بہادرون مین فائق ہوئے
بسم اللہ کر و جاؤ شہزادہ باغ سے نکل کر رد براہ ہوا تھوڑی دور پہونچ کر دیکھا کہ ایک میدان مین دو لشکر
صف آرا ہین ایک طرف لاکھ سوار و پیادے ہین اور دوسری طرف نو لاکھ کی جمعیت ہی جس طرف فوج کم ہی
اُدھر کا سپہ سالار کیشنہ فرنگی نام زخمی ہو چکا ہی اور مالک اس فوج کا ارشی تاجدار و قرشی تاجدار بیٹے ہین
مرزوق شاہ کے انکا شہر قرشیہ چھیننے کے ارادے سے شاہ صفاترک نے نو لاکھ کا لشکر بھیجا ہی چنانچہ
موت اعظم نامی پہلوان دیو پیکر صفاترک کے لشکر سے نکلکر میدان مین آیا ہی اور نہیب دے رہا ہی کہ کسی
آرزوے مرگ ہو میرے مقابلے کو آئے قرشی کی طرف سے ابھی تک کوئی پہلوان نہین نکلا موت اعظم لاف دلیری
کا دم بھر رہا ہی اور بڑھتا ہی چلا آتا ہی شہزادے کو قرشی کے حال پر رحم آیا اور میدان مین آکر موت اعظم
کو للکارا کہ ای پہلوان یہ شرط دلاوری نہین ہی جو مغلوب ہو اُسپر اسقدر یورش محض نامردی ہی موت اعظم
نے کہا او گیدی کیا بکتا ہی اگر تجھے کچھ جرأت ہی تو سامنے آ شہزادے نے کہا لا کیا حربہ رکھتا ہی موت اعظم نے
نیزہ مارا شہزادے نے بند گانٹھ کے ڈانڈ پر ڈانڈ ماری کہ نیزہ اُس کا ہوائی ہو گیا جھنجھلا کر موت اعظم نے
تلوار ماری شہزادے نے بدن چرا کر پشت شمشیر سے ہتھلی کا ہاتھ جو سیدھا کیا تو کلائی موت کی بیکار ہو گئی
تلوار دور گری جب تو وہ گھوڑے پر سے کودا شہزادہ بھی ساتھ ہی زمین پر تشریف لایا جبتک شہزادہ سنبھلے
موت نے فوراً پیاپے تین اُکھیڑین لگائین لیکن شہزادے نے جنبش بھی نہ کی جب وہ ہانپنے لگا مارے
غصے کے کانپنے لگا شہزادے نے پھر کر اُسکا سر بغل مین لیا اور ایک ہاتھ سے اُسکا پنجر جبڑا ادھر تو ہاتھ
اُسکے ڈھیلے ہوئے ادھر شہزادے نے ٹانگ پر بھر کر مارا کہ چارون شانے چت زمین پر آیا شہزادے
نے ٹھوکر ماری اور فرمایا ای پہلوان سنبھل وہ مانند مار دم بریدہ کے پیچ و تاب کھا کر اُٹھا اور پھر جھپٹا
شہزادے نے لنگوٹ مین آگے ہی سے ہاتھ ڈالکر نال کی صورت سر سے بلند کر لیا اسکی فوج نے جو یہ کیفیت دیکھی
دھاوا کر دیا قرشی نے جب یہ کیفیت مشاہدہ کی اپنی فوج کو حکم دیا کہ ہان جاؤ اور اس جوان کو بچاؤ غرض تلوار
چلنے لگی شہزادے نے موت اعظم کو تو باندھکر عیاران لشکر قرشی کے حوالے کیا اور آپ تلوار کھینچکر لشکر
مخالف مین در آیا گویا بکریون مین شیر نر آیا چند ساعت مین ہزارون کو کاٹ کے ڈالدیا بقیۃ السیف
تاب مقاومت نہ لا سکے بھاگے کہ جا کر شاہ صفاترک کو خبر کرین یہان ارشی و قرشی قباد کے گرد
پھرنے نقارے فتح کے بجاتے ہوئے اپنی فرودگاہ کی جانب آئے شہزادے سے پوچھا کہ سر دشمن ہنبی

اپنے نام نامی سے ہمین اطلاع دے کہ ہم ابھی تک تیرے مرتبے سے نہین آگاہ ہین شہزادے نے کہا سوداگر بچہ ہون شہاب نوجوان میرا نام ہی ارشی و فرشی شہزادے کو بہت خاطر و مدارات کے ساتھ شہر مین لائے اور اپنی محلسرا کے پاس باغ مین رکھا چند آدمی واسطے خدمت کے مقرر کیے شہزادے نے کہا کہ شکر ہی پاؤن ٹکانے کا ٹھکانا تو ہوا اب یہ قاعدہ ہی کہ شبکو شہزادے باغ مین آرام کرتے ہین صبح کو گھوڑے پر سوار ہو کر سیر کو تشریف لیجاتے ہین وہان سے واپس ہو کر دربار مین شہزادہ قباد رونق افزا ہوتے ہین

اب دوسرے داستان عاشق ہونا شہزادہ قباد والا نژاد کا ملکہ ماہ سیما قمر عذار دختر ارشی تاجدار پر بیان کیے جاتے ہین

غزل ای بردہ گوی حسن ز خوبان روزگار
موہوم نقطہ ایست نہ پنہان نہ آشکار
عشقت چو در سراچہ دل خانہ گیر شد
عقل طویل را نہ بود ہیچ اعتبار

قدت براستی چو سہی سرو جویبار
دادیم دل بدست خط و زلف و خال تو
زین در اگر بدر شوم آیم باضطرار
منصوبہ ہوای تو حافظ کنون چہ باخت

الحق وجود و نقش و نشان دہان تو
از دست ہر سہ تا چہ کشد این دل فگار
گر سرو پیش قد تو سر میکشد مرنج
در ششدر غمت دلش افتاد مہرہ وار

مے پرستان خمخانہ محبت و ساقیان میکدہ مودت شیشہائے شراب بیان کو صفحہ زمین میخانہ پر یون چھڑکتے ہین کہ ایک روز حسب دستور شہزادہ قباد نیک نہاد اسپ باد رفتار پر بہ نظر سیر سوار ہوا اسپ سریع السیر جہان جہان رواں ہی کہ سامنے سے ایک بگھی نمودار ہوئی جب قریب شہزادے کے پہونچی تو دیکھا کہ عجب گاڑی ہی باوجودیکہ مہر و ماہ کے کبھی چشم فلک سے نہ گذری ہوگی اگر اسکی تعریف لکھی جائے تو ایک دفتر نیا ترتیب پائے اسوجہ سے اسکا جواب عنقا تصور کیا شیشون کی جگہ پر الماس کے آئینے ترشے ہوئے نصب تھے اُن آئینون پر نظر جو پڑی تو دیکھا کہ ایک آئینہ رو عنبرین مو گلبدن گل پیکر گلبو گلعذار غنچہ دہن سیب ذقن نار پستان نازک میان چشم فتان جلوہ گر ہی اور پہلو مین ایک ضعیفہ کوزہ پشت خمیدہ کمر ہی اُس نازنین مہ جبین نے شہزادے کو اور شہزادے نے اُسکو دیکھا شعر جب نظر سے نظر دوچار ہوئی ٭ ایک برچھی جگر کے پار ہوئی ٭ لیکن بیکس وہ بے بس شہزادہ مبتلائے غم ہوا قلب کا عجب عالم ہوا شعر دل یہ کرنے لگا طپیدن ناز ٭ رنگ چہرے سے کر گیا پرواز ٭ پھر تو طرفین سے شعر ہو گئے تیر خنجر آہون کے ٭ تیر چلنے لگے نگاہون کے ٭ بگھی کے پیچھے شہزادے نے گھوڑا ڈالا گاڑی کے اندر سے کوزہ پشت دلالہ شیطان کی خالہ عجوزہ فرہاد کش پکاری کہ ای شخص کدھر آتا ہی یہ سواری کسی بازاری کی نہین ہی ہماری خوزادی اس شہر کی شہزادی اس مین سوار ہی تجھے اپنی جان کا بھی خوف نہین ہی چل اپنا رستہ لے نہین تو اس بے ادبی کی سزا قرار واقعی پائیگا چھٹی کا دودھ زبان پر ذائقہ دیجائیگا ملکہ نے کہا ای دادا کیون منع کرتی ہو اُسنے ملکہ کو بھی جھڑک دیا شہزادے کو کچھ شرم ایسی مانع ہوئی کہ گھوڑے کی باگ روک لی گاڑی چشم زدن مین نظر سے غائب ہوئی آخر شہزادہ دربار مین آیا لیکن گھبرایا ہوا تھوڑی دیر کے بعد اُٹھکے اپنی فرودگاہ مین آکر تصور ملکہ سے باتین کرنے لگا ادھر تو یہ مجبور ہی اُدھر شہزادی مجبور ہی دلکو مسوس رہی ہی دادا کو کوس رہی ہی کہ اس لکاتہ نے کیا کیا کلمات نادرست اُس شکل اور یگانہ حسن و خوبی کی شان مین زبان لغویت توامان سے نکالے وہ اپنے دل مین مجھی کو برا کہتا ہوگا کہ اُسنے منع نہ کیا مگر شاید اُسے بھی مجھسے اُلفت پیدا ہو گئی ہی طبیعت اُسکی بھی شیدا ہو گئی ہی جب تو بگھی کے ساتھ آتا تھا برا تو نہ کہتا ہوگا کبھی کہتی ہی کہ ای ماہ سیما صورت تو بھولی بھولی ہی

سات پانچ نہین جانتا ہی اگر تجھسے اُسے اُلفت ہو گئی تو بہت گھبراتا ہو گا کیا کرون کوئی تدبیرین نہین
پڑتی سخت حیرت مین مبتلا ہون جب دل گھبراتا ہو گا تو کون اسے سمجھاتا ہو گا کسی سے کہنے کی بات نہین ہی
دل ہی دل مین رنج کریگا ایسا نہو نصیب دشمنان بخار ہو آئے اور نزاکت کے سبب سے وہ تاب نہ لائے
تو مدعیون کے اور بھی لینے کے دینے پڑ جاینگے اگر طبیعت بحال رہی تو یقین ہی کل پھر اسی وقت دیکھنے آئیگا
اور اگر خدا نہ کرے شیطان کے کان بہرے اُسکے دشمن نہ آئے تو ضرور کوئی پیچ پڑا خدا اس ددا کو غارت کرے
جسنے اُسے بُرا بھلا کہا شاید ان باتون سے ددا کی ناراض ہو گیا تو بھی کل نہ آئیگا غرض ایسی ہی بہکی بہکی باتین
دل سے کر رہی تھی کہ اتنے مین کھانے کا وقت آیا ایک خواص نے آکر عرض کی سرکار کی عمر دراز ہو دسترخوان
بچھا ہی خاصہ چن دیا گیا ہی سب تیار ہی بڑی حضور کو آپ ہی کا انتظار ہی ناچار مان کے خوف سے اُٹھی دسترخوان
پر جا بیٹھی مگر عذر کیا کہ اگر باجی امان کی مرضی ہی تو مین کھانا کھاتی ہون لیکن آج کچھ پیٹ مین گرانی ہی نبض بھی
درست نہین پاتی ہون سر مین درد کمال ہی طبیعت پر اضمحلال ہی اسکی مان نے کہا نا صاحب مین نہین کہتی
کیا مین تمہاری دشمن ہون اسوقت خاصہ بھی تم نوش کرو صبح کو طبیعت صاف ہو جائیگی اور مین ابھی حکیم صاحب
کو بلاتی ہون اُسنے کہا جی نہین باجی امان حکیم صاحب کی کوئی ضرورت نہین ہی فقط اسوقت خلاف عادت
تھوڑا سا میوہ جو کھا لیا تو وہی ابھی تک ہضم نہین ہوا کچھ کھٹی ڈکارین بھی آتی ہین جو جو بڑھیان معزز وہان
بیٹھی تھین سب کی سب بولین اوہی دور پار دشمنون کو کھٹی ڈکارین آئین لڑکی کیا کیا فال بد زبان سے نکالتی ہی
نام خدا جون جون بڑھتی جاتی ہین نئی نئی باتین سیکھتی جاتی ہین مین اپنی ایڑی دیکھون اب تو پندرھوان سال
شروع ہی ابھی تک وہی بچپنے کی باتین ہین یہ نہین سمجھتی ہین ہم کیا زبان سے کہتے ہین اچھی بُری بات مین آجتک تمیز
نہین سمجھتی وہ کون سا دن ہو گا کہ اُنھین عقل آئیگی غرض وہ سب بکتی ہی رہین یہ اُٹھکر اپنی خوابگاہ مین آئی
پھر وہی خیالات دل مین جاگزین ہوئے ادھر شاہزادے کا بھی یہ عالم ہی کہ کھانا پینا بجز غم واشک وحسرت
والم کے کچھ نہین اور ملکہ سے بھی ایک درجہ بڑھکے خیالات دل مین سمائے غرض اسی صورت سے دونون نے شب
بسر کی رو رو کر سحر کی جلدی سے شہزادے نے اُٹھکر فریضۂ سحری سے فراغت کی لباس مکلف زیب جسم کیا گھوڑے پر
سوار ہو کر سر راہ آکر انتظار کرنے لگا کہ وہی گھبی اُسی صورت سے نمودار ہوئی شہزادے نے موافق روز اول کے
گھوڑا ڈالا پھر اس سیہ رو تیرہ درون شب فرقت کی شریک نے غل مچانا شہزادے کو ڈرانا دھمکانا شروع کیا ملکہ
نے کہا میری ددا مین تیرے صدقے مین تیرے قربان آنے بھی دے مجھ مین کیا لگا ہی جو توڑ لیجائیگا آدمی کو آدمی
دیکھتا ہی ہی یہ کہکر شہزادے کو آنکھ کا اشارہ کیا کہ چلے آؤ شہزادے نے گھوڑے کو مہمیز کرکے بالکل گھبی سے ملا دیا اب
بخوبی تمام عاشق نے معشوق کو اور معشوق نے عاشق کو دیکھا یہ حالت دیکھکر پھر ددا چیخنے لگی کہ ارے او ناشدنی تو کیا
کسی اور شہر کا رہنے والا ہی جو یہان کے آئین سے نہین واقف ہی یہان کا طریقہ یہ ہی کہ عورتین سوار ہوتی ہین تو کوس کوس
بھر گرد و نواح مین کوئی مرد نہین چلتا چل اپنا رستہ لے نہین تو اسکی سزا دلواؤنگی شہزادے نے کہا اونکا تہ آپ ہی تو
بلاتی ہی اور پھر آپ ہی ڈراتی ہی ددا نے کہا لو اور غضب دیکھو ارے مجھ بڑھیا پر تہمت ستیاناس جائے میرا جو مین نے
بلایا بھی ہو ہی بی بی میرے تو ہوش جاتے رہے اور اس ٹانگ برابر چھوکرے کو دیکھو ارے اس فتنے کو دیکھو مجھے
بنیا چندرا تا ہی کہ تمہین نے بلایا ہی ملکہ نے کہا چلو ہو گا چپ رہو بلایا یا نہین بلایا آدمی کے پاس آدمی آتا ہی حیوان کے
پاس نہین جاتا ہی اس دنیا زادے نے ملکہ کو بہت سخت کہا اور چیخنے لگی کہ آج ہی تیرے باپ سے کہدونگی تو مجھ بوڑھی

ڈھونڈھو کو دم دیتی ہی جوانی مین مین نے بھی ایسے بہت کھیل کھیلے ہین آج ضرور تیرے باپ سے کہونگی ملکہ ڈر کے
سہم گئی شہزادہ بھی ٹھٹھکا گاڑی روانہ ہوئی شعر حسرت پہ اُس مسافر بیکس کے روئیے ؛ جو تھک گیا ہو بیٹھ کے
منزل کے سامنے ؛ شہزادے نے پکار کے کہا شعر اُڑا کے خاک یہ مشت غبار لیتا جا ؛ مجھے رکاب مین ای شہسوار لیتا جا
غرض شہزادی جہانتک سیر کو جاتی تھی وہان تک بھی نہ گئی راہ سے گھبی کو پھروا دیا محل مین داخل ہوئی اس کٹانے
اپنی حکمت عملی سے ملکہ کا سوار ہونا بھی موقوف کرا دیا اور بھی ملکہ کی حالت ردی ہوئی ادھر شہزادے واپس ہوکر
دربار مین آئے لیکن دل نہ لگا بیلہ اُٹھکر باغ مین چلے گئے دوسرے روز پھر بامید دیدار گھوڑے پر سوار ہوکر پہونچے
بہت عرصے تک انتظار کیا گاڑی نہ آئی جب تو طبیعت گھبرائی اور دل مین کہا کہ انا للہ وانا الیہ راجعون
یقینی اب ہماری موت کا زمانہ آ گیا اُس بڑھیانے کوئی فتنہ ایسا برپا کیا کہ آج وہ آرام جان حزین ناظورۂ
زہرہ جبین سوار نہوسکی مجبور واپس ہوکر دربار مین آئے اور ناسازی طبیعت کا بہانہ کرکے جانب باغ راہی ہوئے
پھر تو وقتاً فوقتاً ناتوانی زور کرنے لگی شعر بستر غم پہ گر پڑا وہ زار ؛ درد کا گھر بنا دل بیمار ؛ لحظہ بہ لحظہ کیفیت دگرگون ہوئی
آخرالامر نوبت بجنون پہونچی شعر گھٹنے طاقت لگی جو روز بروز ؛ آتش ہجر ہوگئی دل سوز ؛ اُدھر ملکہ کی بھی یہی کیفیت
ہوئی شعر نہ رہا دل مین ضبط کا یارا ؛ سر جہان پایا دھرسے دے مارا ؛ آدمیون سے نفرت ہوئی عزلت گزینی
اختیار کی کھانا پینا ترک کردیا بستر ناتوانی پر گری اشعار عاشقانہ دل مین پڑھنے لگی جس باغ مین شہزادہ
فروکش ہی اُسکی دیوار کے پاس بائین باغ محل شاہی ہی اور ایک نہر بنی ہوئی ہی کہ نصف اس طرف ہی اور
نصف بائین باغ مین ہی دیوار مین جالیان پتھر کی لگی ہین کہ ادھر کا پانی اُدھر اور اُدھر سے ادھر آتا ہی ایک دن
ملکہ کا جی چاہا کہ اُس بحر حسن کی یاد مین دل ہر وقت پانی پانی ہوا جاتا ہی چلکر نہر مین نہاؤن دل کو بہلاؤن کہانتک
غم کھاؤن شعر غم کھاتی ہون لیکن مری نیت نہین بھرتی ؛ کیا غم ہی مزے کا کہ طبیعت نہین بھرتی ؛ غرض اُٹھکر خواصون
سے کہا چلو آج نہر مین نہائین سب کی سب اُٹھ کھڑی ہوئین اسد ن کی تو امیدوار ہی تھین کہ ملکہ کی طبیعت
بحال ہو تفریح کا خیال ہو غرض ملکہ چند خواصون کے ساتھ نہر مین آکر نہانے لگی ادھر شاہزادے کا دل بھی اُس
بحر حسن خوبی کی یاد مین بیتاب ہوا نہر کے کنارے آ بیٹھا اور یہ شعر یاد دلدار مین پڑھنے لگا شعر گمان ہوا ہے مجھے
پستان و ناف جانان کا ؛ جب اک بھنور کے مقابل مین دو حباب آئے ؛ اور کبھی کہتا تھا شعر اُس یم حسن بغیر
اشک بھی کرتے ہین کمی ؛ متحیر ہون لگی دل کی بجھاؤن کیونکر ؛ یکایک نظر شہزادے کی جالیون پر پڑی دیکھا کہ دیوار
کے اُسطرف پریون کا ہجوم ہی گاتیان باندھے نہر مین غوطے لگا رہی ہین چھینٹا لڑ رہی ہین اور ان پریون مین
وہ بلقیس وش بھی ہی جسکے فراق مین اس سلیمان مرتبت کا یہ حال ہوا ہی جینا وبال ہوا ہی دیکھتے ہی رعب حسن
سے دل سینہ مین پانی پانی ہوا پکارنے کی جرأت نہوئی پاس پہونچنے کی صورت نہوئی لیکن وہ آب روان کی
گرتی دیکھکر دل بیتاب ہوگیا دست ہوس کو مل مل کر رہگیا المختصر وہ سب نہا کر اپنے اپنے مقام پر گئین یہ ادھر
آکر بستر الم پر گرا ادھر شہزادی بھی تاب ضبط نہ لاسکی اپنی دونون محرم راز خواصون کو بلایا ایک کا نام نو بہار
دوسری گل بہار غرض تخلیے مین بلا کر انسے کہا کہ ہم تو نشانۂ خدنگ عشق ہوگئے ہین لیکن اس درد کو خدا غارت
کرے کہ جسنے میرے عیش کو تلخ کیا اب چاہے تم بھی مجھے بُرا کہو یا بھلا جسنے موت اعظم کو گرفتار کیا ہی اُسی جرار طبیعت
آئی ہی اُسی کی صورت بھائی ہی اُن دونون نے جوابدیا کہ ملکۂ عالم کچھ آپ نے دنیا سے انوکھی تو بات کی نہین
سلف سے ہوتا آیا ہی بہت سی شہزادیون نے ایسا کیا ہی مہر نگار کو خیال کیجیے کہ کتنے بڑے بادشاہ کی بیٹی ہین

اور بہت سی گذر گئین آپ کو یہ خبر ہی کہ وہ شخص آپ کے پس دیوار ہی ہر وقت ممکن وصل دلدار ہی اب ہم آپ کو ترکیب
بتائین اس لکا تہ کو خوب شراب پلائیے کہ یہ زندہ درگور ہو جائے اور آپ کمند کے ذریعہ سے وصل دلدار کا حظ اٹھائیے
ملکہ یہ سنتے ہی باغ باغ ہو گئی مارے خوشی کے جامے مین پھولے نہ سمائی غرض اپنی خوابگاہ مین آئی دیکھا کہ وہ ضعیفہ
سیہ رو سر کے بال سفید جیسے شب فرقت کی چاندنی بیٹھی ہوئی پلنگڑی مین پان کوٹ رہی ہی گویا خون عاشق مین ہاتھ
بھر رہی ہی شہزادی نے آکر گلے مین باہین ڈالدین اور کہا میری اچھی ددا آج تم ہمارے ہاتھ سے شراب پینا ہم آج سے
روز شب کو شراب اپنے ہاتھ سے پلایا کرینگے اسنے کہا اچھا تو چمٹی کیون جاتی ہو چھوڑ دو تو سہی میرا گلا گھٹتا ہی
اوہی لڑکی کتنی چمٹنے کی عادت ہی دور بار رکھو اس مین چمٹنے کی کیا ضرورت تھی الغرض شام ہوئی شہزادی نے
جام و صراحی ہاتھ مین لیکر ساقی گری شروع کی اس ترکیب سے دورہ کیا کہ اگر کسی کو دو جام دیے تو ددا کو چھ ساغر
دیے تھوڑی دیر مین ددا کو تین ترلوک دکھائی دینے لگے لگی واہی تباہی بکنے شہزادی نے کہا ددا تمکو نشہ زیادہ ہی
تم لیٹ رہو غرض لیٹتے ہی بیہوش ہو گئی گویا خواب مرگ مین سو گئی شہزادی نے گل بہار سے کہا کہ پھر کیا دیر ہی شعر
آندم کہ دل بہ عشق دہی خوش دمے بود ٭ در کار خیر حاجت ہیچ استخارہ نیست ٭ اسنے کہا کہ بسم اللہ کیجیے غرض کمند پھینککر
ملکہ کو ٹھے پر مع دونون اپنی محرمون کے آئی وہان سے شہزادے کی طرف باغ مین اتری گل بہار اور نو بہار نے
کہا آپ ٹھہریے ہم اندر جاکے دیکھ آئین کہ وہ کس شغل مین ہی الحاصل یہ دونون پردہ اٹھا کر اندر آئین دیکھا
کہ سر بزانو ایک شخص بیٹھا ہی کہا ذرا آنکھ اونچی کیجیے ہماری ملکہ نے کہا ہی کہ آپ ہماری گلی کے برابر کیون گھوڑا
لائے تھے ملکہ کا نام سنتے ہی شہزادے نے سر اٹھا کر دیکھا تو دو عورتون کو دیکھا کہ ابھی کمسن ہین ہنسی مذاق کے
دن ہین کہا کہ ہماری طرف سے اتنا عرض کردو کہ خطا ہوئی معاف کیجیے یہ سنکر دونون ہنسین اور کہا تم بھی
بہت میٹھے میٹھے باتین نہ بنائیے ہماری ملکہ خود سزا دینے کو تشریف لائی ہین باستماع اس خبر کے چہرے پر سرخی
آگئی اور شہزادہ قباد اٹھکر ہمراہ ان خواصون کے چلے ہی تھے کہ سامنے سے ملکہ کو آتے دیکھا دوڑکر پروانہ وار
گرد اس شمع بزم رعنائی کے پھرے ملکہ نے شرما کر سر جھکا لیا شعر نیچی نظرون سے دیکھ بھال لیا ٭ سر پہ آنچل
الٹ کے ڈال لیا ٭ شہزادے نے ہاتھ پکڑ لیا ملکہ فرط حیا سے عرق عرق ہوئی غرض شہزادے نے لاکر مسند
پر بٹھایا مدعاے دلی پایا ملکہ نے گل بہار کو اشارہ کیا کہ شراب پلاوہ اٹھی طاق پر سے شیشہ و جام
بے دغدغہ انجام اتار لائی پہلے ساغر لبریز کر کے شہزادے کے روبرو پیشکش کیا شہزادے نے انکار کیا
اور فرمایا کہ مین شراب تمہارے ہاتھ سے نہ پیونگا جب تک تم مسلمان نہوگی ملکہ نے پوچھا کہ سچ بتاؤ تم
کون ہو کیا نام ہی شہزادے نے کہا نوشیروان کا نواسہ حمزۂ صاحبقران کا بیٹا ملکہ مہر نگار کے
بطن سے ہون ملکہ یہ سنکر بہت خوش ہوئی اور کلمہ پڑھکر مع خواصون کے از سر صدق مسلمان ہوئی اسوقت
گل بہار نے ایک جام بھر کر ملکہ کے ہاتھ مین دیا اور کہا کہ آپ ہی اپنے ہاتھ سے انھین شراب پلائین ملکہ نے
جام لیکر سر جھکا کے ہاتھ طرف شہزادے کے بڑھایا اور دبی زبان مین کہا شعر بمے سجادہ رنگین کن گرت
پیر مغان گوید ٭ کہ سالک بیخبر نبود ز راہ و رسم منزلہا ٭ شہزادے نے فرمایا شعر گر یار مے پلائے تو پھر کیون نہ پیجیے ٭
زاہد نہین مین شیخ نہین کچھ ولی نہین ٭ اور جام وہ نیک فرجام پی گیا پھر اپنے ہاتھ سے ساغر بھر کر ملکہ کو دیا اسنے بھی
بے عذر پی لیا دو چار جام کی نوبت آئی تھی کہ ڈورے آنکھون مین لال ہوئے وصل کے دلون مین خیال ہوئے
پردۂ حجاب جو درمیان مین تھا صورت رقیب اٹھ گیا قباد نے دست اشتیاق کو گستاخ کیا گلے مین ہاتھ ڈالکر

اپنی طرف کو کھینچا اور چاہا کہ بوسہ لب نازنین کا لین دل کا مزہ نکالین ملکہ نے اپنے دست نگارین شہزادے کے عارض رنگین پر رکھکر ہٹا دیا اور کہا صاحب آنکھین کھولو ہوشیار ہو اسد رہ نہ بے اختیار ہو مہمان کی یونہین خاطر کرتے ہین غرض اسی قسم سے راز و نیاز کی باتین رہین کہ فلک کجرفتار کو رشک آیا یہ جلسہ نہ دیکھا گیا تو چشمہ ماہ کو آنکھ پر سے اُتار لیا اور شیشۂ آفتاب کو آنکھ پر چڑھانے لگا موذن نے بانگ اللہ اکبر سُنائی مرغ نے بھی ککڑون کون مچائی شہزادے نے گھبرا کر فرمایا شعر مر گئے ہم وصل کی شب سُنکے زاہد کی صدا ہ یان دم تکبیر ہی اللہ اکبر ہو گیا ہ ملکہ نے کہا شعر زاہد بھی دوسرا ہی شب وصل مین حریف ہ کہنے کو گو جہان مین صبح و خروس ہی ہ غرض ملکہ شہزادے سے رخصت بصد دقت ہوئی شام کا وعدہ کیا کہ پھر آئینگے دل غمدیدہ کو دن بھر بہلائینگے الحاصل اُس روز سے یہ معمول ہوا کہ رات کو شہزادی مع خواصان خاص کے آتی صبح کو چلی جاتی لیکن اب فلک کجرفتار کی نیرنگی کا بھی حال سُنئے یعنے اُسی دد انے ایک روز شراب نہ پی اور شام سے دردسر کا بہانہ کرکے مُنھ کو لپیٹ کر لیٹ رہی اتفاق سے صورت بخت سو گئی ملکہ بھی شعبدہ بازی چرخ سے غافل ہو گئی دیکھا ددا تو خواب خرگوش مین ہی حسب دستور شہزادۂ مہجور کے پاس آئی وہی صحبت عیش و نشاط برپا ہوئی اُدھر وہ مکارہ بیدار ہوئی شہزادی کا پلنگ خالی دیکھا بارہ دری بھی خواصون سے خالی پائی اُٹھکر چھچھوندر کی طرح ہر گوشے مین تلاش کیا سیڑھی لگا کر کوٹھے پر چڑھی دیکھا کہ دوسرے باغ مین کمند پڑی ہی اُسی پر سے اُتر کر مجلس عشرت کی طرف متوجہ ہوئی دور سے دیکھا کہ ملکہ اُسی جوان کے ساتھ نشے کے عالم مین گرم صحبت ہی ٹانگون مین ٹانگین گردنون مین ہاتھ پڑے ہین دوپٹہ گاؤ پر رکھا ہی کرتی ہشت مشت مین چڑھ گئی ہی کاجل آنکھون کا پھیلکر عارض گلرنگ پر آیا ہی شفق حسن مین جا بجا لکۂ ابر سیہ دکھائی دیتے ہین جوڑا کھل گیا ہی کچھ بال رُخ روشن پر آگئے ہین شعر گیسوے مشکین رُخ محبوب تک آنے لگے ہ چشمۂ خورشید مین بھی سانپ لہرانے لگے ہ یا شہزادہ سورۂ والیل و والضحیٰ کی تلاوت مین مصروف ہی یا سانپ نے من کو حلقے مین لیا ہی یا دود آہ عاشق مین شرر ہی یا نیچے رانون تک چڑھے ہین ساقہاے سیمین ضو دیتی ہین یہان ہر قسم کی باتین تو ہو ہی رہی تھین اُس روز حسب اتفاق حسب و نسب کا ذکر ہو رہا تھا ددا نے کل کیفیت شہزادے کی کھڑے کھڑے سُنی اور اُلٹے پاؤن پھر کر چلی گئی اور جا کر ملکہ کے چچا قرشی تاجدار کو بلا لائی کوٹھے پر سے سب کیفیت دکھائی دیکھتے ہی اُسے غصہ آیا اور قصد کیا کہ جا کر شہزادے کو قتل کرے ددا نے روکا کہا ای شہریار یہ جوان بہت زبردست ہی موت اعظم ایسے پہلوان کو زیر کیا آپ اسکے مقابلے کے قابل نہین ہین اسکی بھی سمجھ مین آگیا اور جا کر اپنے بھائی ارشی تاجدار سے کہا چلکر اپنی دختر نیک اختر کی صحبت کی اسوقت سیر کیجیے وہ بھی ہمراہ اپنے بھائی کے آیا اور غیظ و غضب مین تھرا یا کہا بھائی تمنے مجھے کیون یہ کیفیت دکھائی پہلے ہی کیون نہ قتل کیا خیر پھر اب مین جاتا ہون اور دونون کو اس امر قبیح کی سزا دیتا ہون قرشی نے کہا ہرگز ایسا قصد نہ فرمائیے گا ورنہ بہت پچتائیے گا کیونکہ ہم اور آپ دونون اس سے جانبر نہین ہو سکتے جوان زبردست ہی اسے بمکائد قتل کیا چاہیے غرض دونون یہ صلاح کرکے چلے آئے علی الصباح کلیشم کو بلایا اور اُسکو تمام حال کہ سُنایا اسنے کہا کہ ای شہریار اگر اسے یون قتل کیجیے گا احسان فراموشی ہی اسے کہا ای کلیشم یہ بھی مین نے ددا کی زبانی سُنا ہی کہ یہ بیٹا ہی حمزہ کا اور مرزوق شاہ کا حکم ہی کہ اگر ذریات حمزہ مین سے کسی کی لاش بھی ملے تو میرے پاس بھیجدو یہ حیلہ خوب ہی مجھے یہی ترکیب مرغوب ہی غرض بالاتفاق سب نے اس راے کو پسند کیا اور اپنے عیار سے

کہا جاکر اُسے گرفتار کر لا اسنے کہا کہ ملکہ کو خفیہ بلا کر آپ قید کریں میں بصورت ملکہ جاکر اُسے گرفتار کرتا ہوں
ارشی نے اپنی بیٹی کو بلا بھیجا جب وہ آئی اُس سے کہا کہ مجھے کچھ امر ضروری تخلیہ میں تجھسے کہنا ہے اور اُسکو ایک
تہخانے میں لاکر مسلسل و مطوق کیا عیار بھی سب کی نظر بچاکر وہیں پہونچا اور کہا ای شہریار ابھی باہر تشریف
نہ لیجائیے گا میں پہلے ملکہ کی صورت بن لوں غرض بہت جلد عیار نے اپنی صورت بہ شکل ملکہ تبدیل کی
اور ساتھ ارشی کے باہر آیا ہمراہ خواصوں کے ملکہ کے باغ میں جاکر دائے سے سب حال ملکہ کے جانے کا
پوچھا اسنے جسقدر معلوم تھا بیان کیا غرض اُسی روز شب کو ہمراہ خواصوں کے ملکہ علی شہزادے کے
پاس آئی اور شراب بیہوشی آلودہ شہزادے کو مع کل خواصوں کے بیہوش کیا مخمانۂ اندوہ کا جرعہ نوش
کیا اور سب کو تو وہیں رہنے دیا شہزادہ کا پشتارہ باندھکر سامنے ارشی کے لایا اُسنے اُسی حالت بیہوشی میں
شہزادے کو پابند سلاسل کیا اور کہا کہ اسے کیشہ کے حوالے کر دو غرض کیشہ بد اندیش نے اپنے قبضے میں کیا
عیار نے فتیلہ رفع بیہوشی دیا شہزادے نے آنکھ کھولی اپنے تئیں قید سخت و صعب میں پایا یاد ملکہ میں کلیجا
منھ کو آیا ارشی نے کہا او کیشہ موت اعظم کی اور اس مسلمان بے ایمان کی قید لیکر مرزوق شاہ کی خدمت
میں جا ادھر ملکہ کو بلا کر بہت سخت و سست کہکر چھوڑ دیا اور کہا کہ اب کبھی اُس جوان کا نام نہ لینا بیٹی اُسے
قید کرکے مرزوق کے پاس بھیجا ہے ملکہ بیچین تنگ چلی آئی اور مع چار سو خواصوں کے سیاہ پوش ہوکر کیشہ کے
تعاقب میں چلی دربانوں نے روکا شہزادی نے جھڑک دیا وہ سب دوڑے ہوئے قرشی و ارشی کے پاس
آئے اور سب واقعہ ملکہ کے سیاہ پوش ہوکر مع چار سو خواصوں کے تعاقب میں کیشہ کے جانے کا بیان کیا
یہ دونوں بہت غصہ ہوئے ہو تلوار لیکر مع تھوڑی فوج کے تعاقب ملکہ میں چلے ادھر ملکہ پہنچ ہزاروں ہمت
کیشہ بد اندیشہ کی فوج پر جاکر کسی نے تلوار ماری کسی نے چماق مارا کسی نے تیر لگایا غرض غدر مچ گیا
کیشہ نے کہا ہاں ان سب کو گرفتار کر ملکہ کو پکڑ لو ملکہ نے اپنے تئیں بصد خرابی سامنے شہزادے کے پہونچایا
اور کہا ای شہریار ذی وقار میرے گلے سے کو وار رہنا شہزادے نے جو ملکہ کو بایں مردی و مردانگی دیکھا تڑپکر
سر جھکا کر ایک جھٹکا دیا کہ تمام قید مثل تار عنکبوت کے ٹوٹ گئی شہزادے نے جھپٹکر ایک سوار کی گردن پکڑ کر
گھوڑے پر سے کھینچ کے زمین پر دے مارا اور اُسی کی تلوار لیکر فوج کفار پر حملہ کیا موت اعظم نے جو یہ حالت دیکھی
اُسنے بھی جھٹکا مار کر اپنی قید کو توڑ ڈالا اور پکارا کہ ای شہریار میں مسلمان ہوا یہ کہکر کسی سوار کی تلوار چھینکر
قلع و قمع میں مصروف ہوا پھر تو اُن دونوں شیران بیشۂ جرأت نے کشتوں کے پشتے لگا دیے شہزادے نے
ملکہ کو تو پشت پر رکھ لیا اور کفار کے استیصال میں محو ہو گئے کہ اتنے میں ارشی و قرشی بھی مع چند سواروں کے
پشت پر سے آگرے موت اعظم نے جو پلٹ کر دیکھا جھپٹ کر قرشی کو بجائے سپر ہاتھ پر اُٹھا لیا اور پکارا ای شہریار
خبردار پشت پر ارشی آیا شہزادے نے بھی سپر کو ہاتھ سے پھینک کر ارشی کو سپر بنایا ارشی اور قرشی نے امان
مانگی تمام فوج بھاگ کھڑی ہوئی شہزادے نے کہا امان بشرط ایمان دونوں نے قبول کیا اور از سر صدق مسلمان
ہوئے کلمہ پڑھا موت اعظم نے بھی کلمہ پڑھا کیشہ جفا پیشہ یہ حالت دیکھکر شہزادے کے پاس ہاتھ باندھکر آیا اور
باز روے دغا مسلمان ہو گیا غرض ارشی تاجدار اور قرشی تاجدار شہزادے کو لیکر شہر میں آئے بتکدے
ڈھانے لگے مسجدوں کی بنائیں پڑنے لگیں کیشہ دغا پیشہ نے از راہ کینہ شہزادے سے کہا ای شہریار باوقار
اب ہم سب تو مسلمان ہو ہی چکے اور آپ کو اپنا آقا تصور کرتے ہیں لہذا جو حکم ہوگی آپ ہی سے عرض کریں

فرض ہوگا جنپر میرا خاص مسلمان ہونا مشروط ہی کیونکہ مین زیر نہین ہوا محض اپنی خوشی سے مسلمان ہوا ہون وہ شرط یہ ہی کہ یہان سے قریب ایک کوہ پر شکوہ ہی اُس مین اژدہے نے مسکن اختیار کیا ہی اگر آپ اس دابۃ الارض کو قتل کرین تو مین زیر ہون اور از سر صدق مسلمان ہو جاؤنگا مین نے واجب جانکر عرض کیا اب اختیار ہی حضور کو خواہ کمر ہمت باندھین یا نہ باندھین جبر تو ہی نہین شہزادے نے فرمایا کہ بسر و چشم مین اس مہم کے فتح کرنے کو موجود ہون پتا دو یا چلکر بتا دو موت اعظم نے عرض کیا کہ اے شہریار گیتی شہ بد اندیشہ ہی اسکی گفتگو سے دغا کا اظہار ہی آیندہ حضور کو اختیار ہی بندہ مجبور و ناچار ہی شہزادے نے فرمایا اے شفیق صادق تو بہت سچ کہتا ہی لیکن میرے خاندان سے یہ امر خلاف ہی کہ کسی مہم سے روگردانی کرون اگر وہ اژدہا خونخوار ہی تو کیا فکر خدا تو یار ہی ادھر ملکہ نے یہ خبر سُنی کہلا بھیجا کہ اے شہزادے کیون میرے دشمنون کو بے وارث کیا چاہتے ہو آخر تمہین اژدہے کے مارنے سے کیا علاقہ شہزادے نے جواب دیا کہ بعوض نصیحت میرے حق مین دعا کرو اور گیتی شہ سے کہا چلو اب دیر نہ کرو چلکر پتا بتا دو گیتی شہ ہمراہ ہوا شہزادہ روبراہ ہوا چونکہ وہان سے قریب تھا گیتی شہ نے پہاڑ دور سے دکھا دیا اور کہا اسی مین رہتا ہی شہزادہ روانہ ہوا گیتی شہ پھر کر شہر مین آیا انکو تو یہین رہنے دیجیے اب حال نوشیروان کا سُنیے کہ یہ جو مرزوق شاہ کے پاس پہونچا تمام کیفیت اول سے آخر تک بیان کی بختک مردک بولا کہ ابھی تو دو ہین ایک سعد دوسرا علمشاہ انھون نے تو یہ قیامت برپا کی ہی جسوقت امیر آجائینگے تو کیا ہوگا کہ اُنکے ساتھ پانچ سو دلاور ہین ایک سے ایک بہتر اور برتر ہی میری صلاح یہ ہی کہ جتنے بندر آپ کے قلمرو مین ہین سبکو شقے روانہ کیجیے کہ کوئی جہاز یہان نہ آنے پائے سوداگرون کی بھی ممانعت کر دیجیے مرزوق نے ایسا ہی کیا کہ تمام بنادر قلمرو مین شقے لکھے سب طرح سے اپنی خاطر جمع کر لی اب مالاگرد کی کیفیت سُنیے کہ راہ مین اسے ہوش جو آیا جھٹکا مارکر اپنی قید کو توڑ ڈالا اور تلوار لیکر آلاگرد پر دوڑا وہ بھاگا اسنے اپنی فوج کو اپنے قبضے مین کیا اور سب کو لیکر علمشاہ عالیوقار کی خدمت فیض منزلت مین آیا

اب دو کلمے داستان امیر با توقیر حمزہ صاحبقران نامدار عالی تبار کے بیان کیے جاتے ہین

شعر نگارندۂ داستان عجیب و غریب یہ لکھتا ہی ماجراے غریب کہ جسوقت امیر نامدار مع فوج و ناموس کے جہازون پر سوار ہو کر قریب ایک پہاڑ کے پہونچے دیکھا کہ اُس پہاڑ کے عقب شہر کورانیہ آباد ہی مالک وہان کا گیرنگ شاہ ہی اور اس پہاڑ پر قلعہ ہی توپین چڑھی ہین غرض گیرنگ کو خبر ہوئی کہ کوئی سوداگر جلیل القدر جاتا ہی اور کئی جہاز اُسکے ہمراہ ہین اُسنے کشتیون پر آدمیون کو روانہ کیا کہ اسے پھیر دو غرض لوگ آئے امیر سے کہا کہ ہمارے مالک کا حکم ہی جدھر سے آئے ہو اُسی طرف واپس جاؤ امیر نے فرمایا بھائی ہم سوداگر ہین ہمیشہ اسی طرف سے جاتے آتے ہین روکنے کی کیا وجہ اُن لوگون نے جواب دیا کہ ہمارے شاہ کے پاس مرزوق شاہ کا شقہ آیا ہی اُس مین قطعًا ممانعت ہی خواہ سوداگر ہو خواہ مسافر کسی کے جانے کا حکم نہین ہی امیر نے فرمایا کہ ہمارے پاس آذوقہ ہو گیا ہی اگر کچھ غلہ ہمین دیدو تو پلٹ جائین ان لوگون نے پیغام گیرنگ کو بھیجا اُسنے جواب دیا کہ ہم غلہ نہ دینگے جب تو امیر بہت ہی پریشان ہوئے اور تھوڑی اشرفیان لیکر نہخانہ مین عمرو کے پاس آئے اشرفیان پیش کین کہ یہ آپ کا

نذرانہ ہو اب یہ مصیبت دور کیجیے سب واقعہ بیان کیا خواجہ عمرو لباس فاخرہ پہنکر باہر آئے اور کہا کہ بھائیو
ہماری ذات سے تم سب کو بڑی زحمت ہوئی ایک تکلیف اور کرو چونکہ یہ پیٹ کا مقدمہ ہے اور آدمی کی
زندگی اسی پر موقوف ہے لہذا اسقدر صندوق پُر از مال و جواہر میرے پاس موجود ہیں ایک مرتبہ یہ کہلا بھیجو کہ
یہ سب صندوق آپ لیں اور انکے برابر غلہ ہمیں تول دیں اُن لوگوں نے یہ بھی کہلا بھیجا باستماع اس پیام کے
گیرنگ کے منہ میں پانی بھر آیا اور کہا کہ خیر اُسنے کہتا سب صندوق بار کرکے تھوڑے آدمیوں کے ساتھ
لاکر قلعے میں لیجائیں عمرو نے یہ سنتے ہی چار سو چالیس صندوق کہ دار تختہ سے لگائے ہر ایک میں ایک دلاور
مثل امیر نامدار و لندھور و بہرام و حارث و عبد الجبار و عبد القہار و مقبل شاہ و عربی و خاقل زنگی
کے بند کر دیے وہ صندوق ایسے ہیں کہ اوپر سے نہ کھل سکیں اور اندر سے جب چاہیں باسانی تمام کھول لیں
قفل بند رہے اور کہدیا کہ جب میں نہیب دوں تم سب نکل آنا غرض وہ سب صندوق کشتیوں پر لادے گئے
بہت سے عیار مزدوروں کی صورت بنکر ہمراہ ہوئے جب کنارے پر صندوق پہونچے عمرو جو سوداگر بنے ہوئے
تھے کشتی سے اُترے گیرنگ بھی منتظر تھا عمرو نے سلام کیا اور کہا کہ ہم سب کی جانیں آپ نے بچائیں ورنہ
تڑپ تڑپ کر بھوک کے صدمے سے مرجاتے گیرنگ نے کہا اگر ہم غلہ نہ دیں اور صندوق تمہارے چھین لیں
تو کیا کرو عمرو نے کہا بد عہد بھی ہیں اور تو کیا کر سکتے ہیں گیرنگ لفظ بد عہد پر آگ ہو گیا اور کہا بارود جمع کرکے
یہ سب صندوق اُڑادو ہم بد عہد نہیں خود ہی نہ بچیں گے غرض بارود کا انبار ہونے لگا اب خواجہ گھبرائے اور
کہا اے شہریار میری خطا معاف کرا سنے کہا اب تیری خطا معاف ہو سکتی جا تیری جان بخشی کی ورنہ تجھے بھی
جلا دیتا جب تو عمرو نے جھنجھلا کر نہیب دی کہ او ملعون تو کیا ہماری جان بخشیگا خبردار میں تیری جان کیواسطے
عزرائیل ہوں اتنا کہنا تھا کہ کھٹا کھٹ سب صندوقوں کے تختے کھل گئے اور اُن میں سے نہنگان بحر
شجاعت تلواریں ننگی لیے ہوئے باہر آئے جو فوج کہ قلعہ میں موجود تھی اسنے سامنا کیا گیرنگ نے کہا ہاں ارے
اس سوداگر مکار کو تو گرفتار کرلو یہ نہ جانے پائے اُسنے بڑی دغا کی امیر اور لندھور وغیرہ کے نعرے ہونے لگے
عیاذاً باللہ ہلچل مچ گئی اور لوگوں نے خواجہ کو گھیرا تو یہ بھاگے گیرنگ بھی تعاقب عمرو میں چلا خواجہ
گھبرا کر ایک پہاڑ پر چڑھ گئے جو آتا ہے یہ فلاخن میں پتھر رکھ کر مارتے ہیں کہ اُسکا سر پھٹ جاتا ہے بیہوش ہو کر
گر پڑتا ہے گیرنگ نے کہا کہ ایک آدمی کے واسطے اتنی فوج جمع ہے ارے سب کے سب ایکبار حملہ کردو ورنہ
جانبری مشکل ہے یہ بڑا مکار ہے جب تو خواجہ گھبرائے دیکھا کہ سب سے پہلے ایک حبشی قوی ہیکل پہاڑ پر آیا
آتے ہی خواجہ کو سلام کیا اور کہا مجھسے نہ ڈریے میں آپ کا غلام ہوں عمرو نے دیکھا کہ یہ حبشی قوی القوے ہے
بغدہ سات سو من کا کاندھے پر رکھے ہے خواجہ نے جواب سلام دیا وہ بغدہ پکڑ کر گیرنگ کی فوج پر جا پڑا
صدہا کو جہنم واصل کر دیا لیکن کہاں تک پکڑ تنہا ہے عمرو نے دست دعا بلند کیے ابھی دعا انکی ختم نہ ہوئی تھی کہ
بیابان کی طرف سے گرد اُٹھی اور مثل صرصر کے آناً فاناً میں قریب اُس پہاڑ کے پہونچ گئی دیکھا خواجہ نے گرد جو نہ
گرد کا چاک ہوتے ہی ایک نقابدار پلنگینہ پوش مع بیس ہزار سوار کے ظاہر ہوا اور گیرنگ کی فوج پر گرا
صدہا کو کاٹ کے ڈالدیا جو بچے وہ رو بفرار ہوئے گیرنگ تن تنہا نقابدار پر جھپٹا اور تلوار ماری نقابدار نے
خالی دیکر مثل طفل خردسال کے ہاتھ پر علم کر لیا ادھر امیر اور لندھور وغیرہ نے تمام فوج کو کاٹ کے ڈال دیا جو
سب خواہان امان ہوئے امیر نے سب کو امان دی جو لوگ گرفتار ہوئے تھے اُنسے عمرو کو پوچھا اُنھوں نے

بیان کیا کہ اس طرف وہ بھاگے تھے امیر مع سرداروں کے اُس طرف چلے دور سے لندھور نے دیکھا کہ ایک نقابدار گیر تنگ کو ہاتھ سے اُٹھائے ہوا لیکبارگی شکل کلوخ اُسنے اُچھال دیا اور ہوائی جو رنگ کیا عمرو نے دوڑ کر رکاب سعادت انتساب کو بوسہ دیا اور پوچھا آپ کون ہین نقابدار نے جواب دیا کہ ہم مسلمان ہین اور وہ ہین کہ جسکا کوئی پوچھنے والا نہین مصیبت ہر وقت ساتھ رہتی ہی اسی صحرا مین مسکن ہی عمرو نے کہا مین آپ کو ہرگز نہ چھوڑونگا جب تک آپ اپنا نام نہ بتائینگے اتنے مین شاطر نے آکر شانہ عمرو کا پکڑا اور تنگ گھسیٹ کر لیگیا اور ڈھکیل دیا کہ عمرو زمین پر گرکے کو سنے لگے اُسنے کہا جب آتا ہی بک بک کرتا ہی اتنے عرصے مین نقابدار مع اپنی فوج کے چلا گیا امیر بھی اس عرصے مین آگئے عمرو نے سارا حال بیان کیا کہ یا امیر اگر تم نہ آتے تو ہم جانتے کہ نقاب ڈالکر تمھین آئے تھے سارا انداز تمھارا ہی تھا امیر نے فرمایا ای عمرو کمین قباد نہو غرض داخل شہر ہوکر امیر نے تمام شہر کو مسلمان کیا بارگاہ استادہ ہوئی امیر آکر بیٹھے عمرو نے کہا ای امیر بھلا جان بخش میرا ایک حبشی ہی کیا بہادر شخص ہی سبحان اللہ پہلے آکر اُسی نے سلام کیا اور گیر تنگ کی فوج سے لڑا امیر نے فرمایا وہ کہان گیا عمرو نے کہا ابھی تک تو موجود تھا یہ کہکر خواجہ اُٹھے بارگاہ سے باہر آئے دیکھا کہ بغدہ لیے ہوئے دروازے پر بیٹھا ہی عمرو کو دیکھتے ہی سلام کیا عمرو نے کہا ای نوجوان تو نے میری جان بچائی تو میرا جان بخش ہی چل تجھے امیر بلاتے ہین غرض وہ ساتھ عمرو کے بارگاہ مین آیا امیر کو مجرا کیا اور اپنا حال یون بیان کرنے لگا کہ میرا نام عمران حبشی ہی سعد کو جو زرد پوش لایا تھا وہ غلام ہی تھا لیکن اس نظر سے چلا گیا تھا کہ کوئی شی واسطے نذر کے لے آؤن تو حضور مین چنانچہ آج مین نے اپنی جان نذر کی تھی لیکن خدا نے اور میرے مولا نے بچایا ورنہ مر جانے مین باقی کیا تھا کہ اس فوج مین مین تنہا تھا میرا باپ حبش کا بادشاہ تھا اور مین اپنے چچا کی بیٹی پر عاشق تھا چونکہ ہم اور وہ ہم مکتب تھے تو ہر وقت راز و نیاز کی باتین رہتی تھین چنانچہ والد نے انتقال کیا اور بسبب ہماری صغرسنی کے چچا حکومت پر بیٹھے اپنی بیٹی کی منگنی میرے ساتھ کر دی چونکہ پردہ نہ تھا اور مین اُس سے مالوف بہت تھا ہر وقت اُسکے پاس بیٹھا رہتا تھا یہ خبر چچا کو ملی اُنھون نے ناخوش ہوکر مجھے نکالدیا مین نے ایک صحرا مین آکر اپنے گلے مین پھانسی لگالی کہ ایسی زندگی سے مرنا بہتر ہی جب مین قریب مرگ ہوا تو تمام صحرا مین ایک شور پھیل گیا اور ایک بزرگ نورانی صورت نے آکر پھانسی گلے سے کاٹ دی مین نے جو دیکھا تو چار جانب فرشتہ ہا نورانی صف بستہ کھڑے ہین اور ایک شخص نقاب منھ پر ڈالے میرے برابر تشریف فرما ہین اور مجھسے فرماتے ہین کہ کیون اپنی جان دیتا ہی جا ہم نے تجھے اپنا نظر کردہ کیا اور پٹکہ اپنے دست مبارک سے میری کمر مین باندھکر فرمایا کہ آج سے پیٹھ تیری کسی زبردست و زیردست سے آشنا بزمین نہوگی مین نے پوچھا کہ آقا نام نامی و اسم گرامی سے مطلع فرمائیے تو فرمایا نام میرا شاہ مردان ہی جا تو عمرو کا شاگرد ہو اور مسلمان ہو لات کو لات مار اب تو گرفتار کبھی نہ ہوگا اور اگر تو قید ہو جائے تو یہ جاننا کہ اب قضا آگئی ہے اسکے تیری گرفتاری محال ہی اور ایک تعویذ مرحمت فرماکر تعلیم فرمایا کہ جا اپنے چچا کے سامنے وہ شادی تیری اپنی بیٹی کے ساتھ کر دیگا اور تخت تیرا تجھے دیگا چنانچہ ویسا ہی ہوا کہ شادی بھی کرنے پر چچا راضی ہو گیا اور سلطنت بھی میری مجھے دیدی مگر مین آپ کے اشتیاق مین چلا آیا تخت کو آپ کی فرقت مین تختہ تابوت تصور کیا یہ سنکر عمرو نے اُسے گلے سے لگایا اُسنے کہا اب آپ بھی اپنی زبان مبارک سے کلمہ تعلیم فرمائین اگرچہ مین مسلمان ہو چکا ہون لیکن میری یہی خواہش ہی کہ میرا رتبہ اور زیادہ ہو جائے امیر نے کلمہ پڑھایا خلعت عنایت کیا خطاب دیا خشت طلا

پر بیٹھنے کا حکم فرمایا قران نے تمام حال سعد خوش مآل اور علمشاہ با اقبال کا بیان کیا اور کہا فی الحال قلعۂ آہن حصار مین مقیم ہین امیر نے قباد کا حال پوچھا اور فرمایا کہ یہ نقابدار کون جرار ہی قران نے اس بارے مین اپنی لاعلمی ظاہر کی یہ خبر ملکہ مہرنگار کو ہوئی کہ اس طرح ایک نقابدار آیا تھا سوچی کہ میرا فرزند قباد ارجمند ہو خواجہ زادون کو بلوایا اُسنے پوچھا اُنھون نے کہا قریب تر اس سرزمین پر ملاقات ہوا چاہتی ہی یہ سنکر بہت خوش ہوئی امیر نے عمرو کو علمشاہ اور سعد کے پاس روانہ کیا اور فرمادیا کہ ہماری طرف سے کہنا کہ باباہم تو اتنی دور سے تمھارے واسطے آئے اور تمھین خبر نہین عمرو تو بموجب حکم امیر کے قلعۂ آہن حصار مین بعجلت تمام پہونچا دیکھا کئی لاکھ فوج ہر دروازے پر چوبدار اپنے عہدے پر موجود ہین عمرو نے چوبدار سے کہا بھائی ہمین جانے دو کہ ہم رستم کے باپ کے پاس سے آئے ہین اُنھون نے کہا کہ بے اجازت ہماری مجال نہین جو آپ کو جانے دین اُنھون نے کہا جا کر کہدو علمشاہ سے کہ تمھارے پاس امیر نے عمرو کو بھیجا ہی غرض خبر ہوئی حکم دیا بلالو جب خواجہ سامنے پہونچے سعد نے مجرا کیا علمشاہ نے کرسی عنایت کی جب خواجہ بیٹھنے لگے علمشاہ نے سروقد تعظیم کی اور کہا عمو جان تشریف رکھیے جب بیٹھے علمشاہ نے مزاج پرسی کی عمرو نے کہا مین تجھ سے ڈرتا ہون اسواسطے کہ تیرے ایک طمانچے مین سلطنت خاک مین ملتی ہی یہ جو یاد دلایا علمشاہ نے کہا عمو جان فی الحقیقت مجھسے بڑا قصور ہوا اور مجھے بڑا صدمہ اپنی اس گستاخی کا ہی آپ ہی اس ملال کو امیر کے دل سے دور کرین تو ہو عمرو نے کہا خالی تو ممکن نہین کیونکہ اتنے ملک فتح کیے لیکن میری قرضداری کا اسوقت تک خیال نہین علمشاہ نے کئی صندوقچے جواہر کے عمرو کو دیے عمرو بہت خوش ہوئے اور تمام کیفیت عرضی کے جانے کی بیان کی اور امیر کا پیام دیا علمشاہ نے خوش ہوکر کہا کہ اگر امیر نے غلام کو یاد فرمایا ہی تو حاضر ہونے مین کیا عذر ہی ایک ہفتے مین حاضر ہوتا ہون غرض عمرو وہان سے رخصت ہوکر خدمت امیر مین آئے اور سب کیفیت بیان کی پھر کہا ایک ہفتے مین وہ آتا ہی امیر نہایت متردد ہوئے اور فرمایا کہ اے عمرو اگر علمشاہ آئیگا تو مہرنگار اپنی جان دیدینگی لیکن اگر تم کچھ کوشش کرو تو ہو سکتا ہی کہ ملال ملکہ کے دل سے دور ہو جائے عمرو چپ ہو رہا جب سات دن گذر گئے اور علمشاہ نہ آئے تو امیر کو ایک تازہ فکر پیدا ہو گئی عمرو سے فرمایا کیا وجہ ہوئی جو علمشاہ نہ آیا نہین معلوم کیا پیچ پڑا اُدھر کی یہ کیفیت ہی کہ جب علمشاہ سوار ہوکر جانب امیر روانہ ہوئے اثنا راہ مین ایک دوراہا ملا لوگون نے کہا یہ دونون راستے منزل مقصود کے ہین لیکن جو قریب ہی وہ مخدوش ہی اسواسطے کہ دیوانہ نہنگ بچہ ایک صحرا مین رہتا ہی مرزوق شاہ نے بہت کوشش کی کہ اسے ہلاک کرے فوجین بھیجین مگر کسی سے وہ نہ ہلاک ہوا آخر عاجز ہوکر اس راہ کو مفقود سمجھ لیا اب کوئی ادھر سے نہین گذرتا اور اگر کوئی جرأت کرتا ہی تو اپنی جان سے گذرتا ہی لہذا مصرع ؏ رہ راست برو اگرچہ دور است ؞ علمشاہ نے کہا مین ادھر ہی سے جاؤنگا دیوانے کو مارونگا یہ کہکر گھوڑے کو مہمیز کرکے اُسی طرف کی راہ لی جب تو سعد نے بھی علمشاہ کے تعاقب مین گھوڑے کو تیز کیا یہ کیفیت دیکھکر تمام لشکر بھی ہمراہ روانہ ہوا جب اُس بیشہ مین علمشاہ مع لشکر کے پہونچے تو دیکھا بہت سے سوار و پیادے متلاشی شکار ہین علمشاہ نے ایک سے پوچھا تم لوگ کون ہو اُنھون نے جواب دیا کہ ہم سب دیوانے کے نوکر ہین وہ آج اس دشت مین شکار کھیلتا ہی تم یہان کیون آئے ہو جلد واپس جاؤ اور اگر تم نہ جاؤگے تو تمھاری جان جائیگی علمشاہ نے کہا کیا بکتا ہی جا اپنے مالک سے خبر کر دے کہ تیرا سر کوب آ پہونچا اُسنے جاکر دیوانے سے یہ حال بیان کیا اُسنے کہا آنے دے وہ نہین آیا ہی اُسکی قضا لائی ہی غرض ․

شہزادے مع اپنے ہمراہیون کے قریب دیوانے کے پہونچے دیوانے نے مالا گرد کو دیکھا کہا کہ تو مرزوق کا
بھائی ہی تجھے چھوڑ دونگا اور سب کو سزا دونگا مالا گرد نے کہا کیا بکتا ہی نہین جانتا کہ رستم کا اس دشت مین
آج گذر ہوا ہی اور وہ میرا آقا ہی اسنے کہا کون شخص ان سب مین سے رستم ہی علمشاہ نے مرکب کو بڑھا کر
فرمایا سن رستم ای دیوانے کلمہ پڑھ دیوانے نے کہا کہ کیا لبقیا سے بھی کوئی زیادہ ہی جسکا کلمہ پڑھون علمشاہ نے
فرمایا ہزار ہزار لعنت ہی لبقیا پر دیوانہ یہ سنتے ہی غیظ مین آکر دیوانہ ہو گیا اور نیزہ علمشاہ پر مارا علمشاہ نے
بند کو کاٹکر نیزے کو نیزے سے رد کیا غرض نگاور زنی شروع ہوئی چند طعن مین علمشاہ نے نیزہ دیوانے کا
ہوائی کیا اسنے جھنجھلا کر تلوار ماری انھون نے قبضہ پر ہاتھ ڈالکر جھٹکا دیا دیوانہ گینڈے پر سے کود پڑا یہ بھی
مرکب سے زمین پر تشریف لائے گلی گشتی ہونے تین شبانہ روز کشتی رہی آخر دیوانے جھنجھلا کے ایک چلیت لگائی
کہ اگر زرہ نہو تو شانے کا بوٹا اُتار لے علمشاہ نے ایک ہکہ مارا اور زنجیر کمر مین ہاتھ ڈالکر نعرہ اللہ اکبر کرکے
زمین سے اُٹھا لیا پہلے زور مین کمر تک دوسرے زور مین سینے تک لاکر سینے کا ہکہ دیا اور سر سے بلند کر لیا
قریب تھا کہ زمین پر دے مارین دیوانہ امان امان پکارنے لگا شہزادے نے باہستگی اُسے زمین پر رکھدیا
اور فرمایا کہ کلمہ پڑھ وہ از سر صدق مسلمان ہو کر علمشاہ کے ہمراہ ہوا غرض چند روز مین لشکر علمشاہ کا
قریب لشکر امیر کے پہونچا امیر کو خبر ہوئی سرداران دست چپ کو حکم دیا کہ جاؤ اور سبکو استقبال کرکے لے آؤ
غرض سب گئے اور علمشاہ کو مع سعد کے استقبال کرکے لائے علمشاہ نے مجرا کیا امیر نے گلے سے لگا لیا پھر
سعد کو دیکھا نہایت مسرور ہوئے غرض جتنے آئے تھے سب جانب دست چپ بیٹھے امیر نے قندس کو
طلب کیا وہ جو آیا نعرے نگرزک کے نعرے کرنے لگا علمشاہ نے امیر کی خدمت مین عرض کی کہ نگرزک حضور
کے گلہ بان کی بیٹی ہی اسکو مین نے راہ مین ایک تاجر سے خریدا ہی امیر نے قندس سے فرمایا کہ تم نے انکو
نہ سلام کیا انکے پاس نگرزک ہی اسنے کہا کہ نگرزک سامنے آئے تو مین انھین سلام کرون اور یہ تو میرے
آقازادے ہین جب تو امیر نے قندس کو قید سے رہائی دی اور نگرزک کے ساتھ عقد کر دیا یہ خبر فتنہ نے
مہر نگار کو دی کہ علمشاہ باین حشم و خدم آیا ہی رابعہ نے کہا ای بی فتنہ بانو تم نے بھی کس شوم کا نام لیا
مہر نگار نے کہا کہ واہ یہ تو نہ کہو بی تم شوق سے خوشی کرو رابعہ نے کہا مین جب خوشی کرونگی جب میرا شہزادہ
قباد تشریف لائیگا ادھر یہ باتین ہو رہی ہین اُدھر حسب الامر امیر با توقیر علمشاہ ہاتھ باندھکر آئے اور
مہر نگار کے قدمون پر گر کے رونے لگے کہ مجھسے بہت بڑا قصور ہوا معاف کیجیے مہر نگار نے گلے لگایا اور کہا
بیٹا کوئی خطا قصور نہین تم دونون بھائی ہو اس مین ہمین دخل نہین اسنے کہا مین تو غلام ہون یہ فقط
حضور کی عزت افزائی ہی کہ خادم کو یہ مرتبہ مرحمت ہوتا ہی مہر نگار نے رابعہ کے گلے سے علمشاہ کو لگایا
غرض اندر باہر جشن ہونے لگا اب امیر نے پوچھا کہ آگے کون شہر ہی لوگون نے کہا آگے شہر اسلم وزیر کا ہی
اُسکا ایک بیٹا ہی اُسے پیکر بن اسلم کہتے ہین اور تمام کاروبار سلطنت مرزوق کا وہی کرتا ہی امیر یہ سنکر فوراً
مستعد ہوئے کہ چلکر اب شہر اسلم مین قیام کرینگے غرض خیمہ و خرگاہ بار ہوا اور امیر اُس طرف کو روانہ ہوئے

اب دو کلمے داستان شہزادہ قباد کے بیان کیے جاتے ہین

راویان جادو بیان اس داستان سحر نشان کو یون تحریر کرتے ہین کہ جب شہزادے کیشہ نامعقول سے
جدا ہو کر اژدہے کی تلاش مین روانہ ہوئے کیشہ شہر مین آیا موت اعظم نے کہا ای کیشہ اگر میرے آقا کا

ایک رونگٹا بھی سیلا ہو تو یاد رکھنا کہ تیری بوٹیان کاٹ کر چیل کوون کو دونگا غرض شہزادۂ قباد اس مقام پر پہونچے جہان سے اژدہے کے رہنے کا مقام دس کوس تھا دیکھا کہ تمام گھانس زمین کی جل گئی ہی جب اور آگے بڑھے تو شعلہ ہاے آتش دکھائی دینے لگے اور قریب جاکر دیکھا کہ ایک اژدہا ستر سوگز کا ہی جب دم کھینچتا ہی تو تمام کنکر پتھر اسکے منھ مین چلے آتے ہین اور جب دم چھوڑتا ہی تو تین تین چار چار کوس پر جاکر گرتے ہین چونکہ یہ امیر کی زبانی کیفیت بیشہ فیض رسان مین اژدہے کے مارنے کی سُن چکے تھے اُسی طرح پینترا بدل کر تیر اسپر مارا تیر پڑتے ہی اژدہے نے دم جو کھینچا تو شہزادے اُسکے مُنھ مین چلے جب ایک تیر کے فاصلے پر پہونچے دوسرا تیر لگایا کہ وہ داہنی آنکھ پر پڑا اژدہے نے ایک چیخ ماری کہ تمام صحرا لرز گیا اور مُنھ بھی اسکا بہ سبب تکلیف کے دوسری طرف پھر گیا پھر اُسی حالت ہیجان مین اُسنے مُنھ ادھر کیا شہزادے نے تیسرا تیر مارا کہ وہ بائین آنکھ مین لگا اژدہے نے پھر تو اپنا سر ٹیک پٹک کر جان دیدی ادھر اژدہے کے چیخنے کی آواز شہر مین آئی کیشہ بد اندیشہ سمجھا کہ اژدہا مارا گیا سب سے پوشیدہ اُسی صحرا کی طرف چلا شہزادے نے نشانی کے واسطے کئی دانت اُسکے اُکھاڑ لیے اور واپس ہوکر شہر کی طرف چلے تھوڑی دور چلکر بسبب کسل راہ کے مضمحل ہوکر ایک درخت کے سائے مین زمین پر زمین پوش بچھاکر لیٹ رہے گھوڑے کو چھوڑ دیا وہ مرغزار صحرائی مین جاکر چرنے لگا کیشہ بھی پہونچا پہلے تو گھوڑے کو قتل کیا کہ مبادا ہوشیار ہو جائے اور میرا پیچھا کرے اب وہی تلوار خون آلود لیکر شہزادے کی جانب چلا کہ ایک طرف سے آواز آئی اے قباد ہوشیار ہو کیشہ جفا پیشہ تلوار مارتا ہی کیشہ نے پھر کر دیکھا کسی کو نہ پایا پھر تلوار پکڑ کر چلا پھر یہی آواز آئی ابکی بار یہ ناشدنی بالکل سرہانے پہونچ چکا ہی چاہتا ہی کہ تلوار مارے اتنے مین پھر وہی آواز بہت زور و شور سے آئی ابکی بار شہزادۂ قباد چونک پڑا یہ گیدی بھاگا قباد نے اُٹھکر گھوڑے کو مقتول پایا کچھ بن نہ آیا دیکھا کہ سامنے سے نقابدار پلنگینہ پوش آتا ہی آتے ہی گھوڑے سے اُترکے کہا اے شخص یہ غفلت اور یہ دعوی کہ مین رستم سے لڑونگا لے میرا گھوڑا اور جاکر اس نالائق کو مار شہزادے نے فرمایا کہ یہ نہوگا آپ میرے محسن ہین مین سوار ہون اور آپ پیدل رہین نقابدار نے کہا میرے ساتھ اور بھی گھوڑے ہین جب تو شہزادے گھوڑے پر سوار ہوکر کیشہ کے تعاقب مین چلے اور وہ بھاگا یقین اسکو ہوگیا کہ اب جان نہین بچتی غرض بھاگتے بھاگتے ایک مقام پر پہونچا دیکھا ایک لشکر اُترا ہوا ہی لوگون سے پوچھا کہ یہ کسکا لشکر ہی معلوم ہوا کہ شاہ صفا ترک کی فوج ہی جلدی سے جاکر شاہ صفا ترک کو سلام کیا اور کہا اے بادشاہ میرے تعاقب مین وہ شخص آتا ہی جس نے موت اعظم کو زیر کیا ہی میری جان بچائیے اسنے کہا نہ گھبرا ادھر جب نقابدار کے ہمراہی آئے اسنے گھوڑا طلب کیا اور سوار ہوکر شہر مین آیا موت اعظم سے سارا واقعہ کیشہ و قباد کا بیان کرکے چلا گیا موت اعظم مع قرشی وارشی کے بہت جلد مع چند سوارون کے روانہ ہوا اب شہزادے بھی فوج مین داخل ہوگئے اور کیشہ کو ڈھونڈھتے ہوئے خیمہ کے اندر در آئے شاہ صفا ترک کے لوگون نے ہرچند روکا مگر یہ کسکی سنتے ہین غرض جاکر صفا ترک کے برابر تلوار برہنہ کیے ہوئے پہونچے اور پوچھا کیشہ کہان ہی کیشہ پہلے ہی انکو دیکھکر ستون خیمہ کی آڑ مین کھڑا ہو رہا تھا صفا ترک نے بہت الحاح کے ساتھ عرض کی اے شہریار آپ تشریف رکھین وہ حاضر ہی اور میرا بھی سر حاضر ہی اتنے مین موت اعظم اور قرشی وارشی بھی آپہونچے اور شہزادے کی طرح خیمے کے اندر پہونچ گئے غرض بعد بہت گفت و شنید کے شہزادے دنگل پر متمکن ہوئے اور ان

تینون بہادرون کو بھی بیٹھنے کا حکم دیا یہ بھی بیٹھے اسوقت شاہ صفا ترک کیشہ کا ہاتھ پکڑ کے سامنے
شہزادے کے لایا اور عرض کیا کہ اسکی ایک یہ بھی خطا معاف فرمائیے اور پھر سے کلمہ پڑھائیے مین نے
سنا کہ دو مرتبہ یہ کلمہ پڑھکے دغا کر چکا ہی بلکہ ابکی بار مین بھی مسلمان ہوتا ہون مگر ایک شرط ہے وہ شرط یہ ہی کہ
یہان سے قریب ایک پہاڑ ہی اُسپر ایک طلسم بنا ہی اُسکی خبر لائیے شہزادے نے فرمایا کہ ابھی چلکر بتادے
غرض کہ شاہ صفا ترک شہزادے کو لیکر جانب طلسم چلا ہر چند موت اعظم نے منع کیا اور بہت سمجھایا لیکن شہزادے نے نہ مانا

اب دو کلمے داستان احوال امیر و عمرو کے بیان کیے جاتے ہین

امیر نے جب کورانیہ سے کوچ کیا لوگون سے پوچھا کہ اسکے آگے کون سا شہر ہی لوگون نے کہا کہ اسکے آگے
شہر انوریہ ہی انور بادشاہ ہی اور پیکر بن اسلم رہتا ہی امیر نے عمرو سے فرمایا کہ ای خواجہ تم جاکر شہر مرزوق
کی تو خبر لاؤ الحاصل عمرو مع سیارہ کے روانہ ہوئے اور شہر مرزوق شاہ مین پہونچے اسکے شہر کو خوب بھانپا
دریافت ہوا کہ اسکے اصطبل مین ایک مرکب اور شتر خانے مین دو شتر نایاب ہین سیارہ کو کچھ تعلیم کرکے
بوقت شب جانب اصطبل روانہ کیا اور خود شتر خانے کی طرف چلے اتفاق سے جیسے ہی سیارہ دروازہ اصطبل
پر پہونچا ایک سائیس کو باہر آتے دیکھا صاحب سلامت کرکے پوچھا بھئی کہان جاتے ہو اسنے کہا صاحب
گھر جاتے ہین کھانا کھانے اسنے کہا کب آؤگے اُسنے جواب دیا دو گھنٹے مین آئینگے غرض باتین کرتا ہوا ہمراہ
ہو لیا راہ مین اس سے ایسی باتین کین کہ وہ سیارہ سے ناخوش ہوا اور کہا تو کون ہی جو ہمارے ساتھ آتا ہی
جا اپنا راستہ لے سیارہ نے سناٹا پاکر ایک طمانچہ سائیس کو مارا چونکہ کھائیون مین حبا بہاے بیہوشی
دبے ہوئے تھے وہ بیچارہ چرخ کھاکر زمین پر گرا اور بیہوش ہوگیا اسے تو وہین ایک تھری مین دبا دیا اور آپ
اسکی صورت بنکر بعد تین گھنٹے کے آیا اور سائیسون نے پوچھا کہ بھائی دیر کیون لگائی کہا آج بھیا کی سسرال
سے عورتین آئی تھین اُنسے باتین کرنے مین دیر ہوگئی اے لو یہ مٹھائی ساتھ لائی تھین ایک ڈلی چکھ لو
یہ کہکر انگوچھے سے کھول کر کچھ مٹھائی ایک ایک دو دو ڈلیان جتنے جاگتے تھے سب کو دین ان سبھون نے
منھ مین رکھ لی کھاتے ہی ہر شخص کو پیاس لگی ایک اُنمین سے اُٹھا کہ پانی پیے اُٹھتے ہی گرا اور بیہوش
ہوگیا جتنے بیٹھے تھے اُنھون نے دیکھا اور سب کے سب ایکبار اسکے اُٹھانے کو اُٹھے وہ سب بھی اسی
نوبت کو پہونچے سیارہ نے اپنی صورت مرزوق کی بنائی اور اُسی گھوڑے پر سوار ہوکر چل دیا جہان
خواجہ نے بتا دیا تھا وہان جاکر خواجہ کا انتظار کرنے لگا ادھر خواجہ جو شتر خانے کے دروازے پر پہونچے
وہان نہایت درجہ حفاظت پائی جست کرکے ایک دیوار پر گئے اُسکے نیچے ایک ساربان سو رہا تھا
نے مین بیہوشی رکھکر اسکے دماغ مین پھونکی جب وہ بیہوش ہوا چارون طرف دیکھا سب کو سوتا پایا اُتر کر
اسکی شکل بنکر اُسے تو کھین چھپا دیا اور آپ نے تمام ساربانون کو بیہوشی سنگھاکر بیہوش کیا دونون سانڈنیان
کسکر مہار دونون کی ہاتھ مین لی اور دروازے سے نکلے نگہبان جو دروازے پر تھے اُنھون نے
پوچھا کہ اسوقت خلاف معمول سانڈنیان کہان جائینگی ساربان وضعی نے جواب دیا کہ آج ہمین
دن سے حکم مل چکا تھا کہ دونون سانڈنیان پہر رات گئے در دولت پر آئین آج بادشاہ اور وزیر
دونون تنہا جاکر کوئی حمزہ آیا ہی اُسکا سر کاٹ لائینگے خبردار کسی سے نہ کہنا نہین تو غضب ہو جائیگا
وہ لوگ دم بخود ہو رہے یہ سانڈنیان لیکر چل دیے اور سیارہ کے پاس پہونچکر اُسی وقت سوداگرون کی

بصورت بنگر دونون جانب لشکر امیر روانہ ہوئے صبح کو لشکر مین بہونچا گھوڑا علمشاہ کے ہاتھ بیچا اور سائیسان
لندھور نے خبر دین بعد کئی روز کے حال کہلا بھیجا کہ وہ لال سوداگر خواجہ عمرو تھے ادھر کی سنیے کہ جب
سائیس اور سواربانون کو ہوش آیا سب نے غل مچایا مرزوق شاہ نے سنا کہا ابھی تلاش کرو یہ کون تھا
بختک نے کہا یہ کام خواجہ عمرو کا ہے اُسنے اپنے عیار برق فرنگی سے کہا کہ جلد جاکر اُسے گرفتار کرلا یہ بھی
سنا ہے کہ اسی سوار کی نظرون سے لشکر امیر قریب آگیا ہے غرض اُسی وقت برق اپنے ہمراہیون سمیت
بجانب لشکر امیر روانہ ہوا آکر بصورت اصلی نامہ مرزوق کا امیر کو دیا اُس مین لکھا تھا کہ ہمارا مرکب اور شتر
آپ کا عیار چرا کرلے گیا ہے عنایت فرمایئے امیر نے علمشاہ اور لندھور سے فرمایا کہ کیا ارادہ ہے انھون نے
عرض کیا کہ حاضر ہین مگر ہمارا روپیہ عمرو سے دلوا دیجے گا امیر نے عمرو سے روپیہ طلب کیا خواجہ نے جواب دیا کہ
مین نے قرضدارون کو دیدیا اب میرے پاس کہان آپ کا بھی قرضدار رہا تو روپیہ دونگا یا گھوڑا لا دونگا لندھور
کو شتر دونگا غرض امیر نے برق کو مرکب اور اشتر دلوا دیے وہ لیکر مرزوق کے پاس آیا تمام کیفیت بیان کی چونکہ اسنے
واسطے مدد کے چار جانب نامے لکھے تھے چنانچہ دو سردار بہت سی فوج لیکر آگئے ہین ایک کا نام سر آہن خوار
دوسرے کا نام فر آہن خوار یہ دونون دربار مین موجود ہین جب برق نے کیفیت بیان کی آلاگرد نے
عرض کی کہ مجھے حکم ہو تو جاکر امیر کو پکڑ لاؤن یہ دونون سردار بھی مستعد ہوئے کہ ہمین بھی اجازت ملے ہم ذمہ
کرتے ہین کہ ضرور پکڑ لاوینگے برق نے بھی بیڑا اُٹھایا کہ مین ضرور چرا لاؤنگا پیکر بن اسلم بھی جانے پر آمادہ ہوگیا
غرض یہ سب مع بارہ لاکھ فوج کے انوریہ مین آئے امیر کو بھی خبر ہوئی لندھور سے فرمایا کہ جاؤ قلعہ انوریہ کو
چھین لو لندھور عادی و فاضل کو ہمراہ لیکر انوریہ مین آیا اور چار کوس کے فاصلے سے خیمہ برپا کیا رات کو
طبل جنگ لندھور نے بجوایا آلاگرد کو خبر ہوئی کہ لندھور واسطے مقابلے کے آیا ہے اور اُسنے نقارہ رزمی
بجوایا ہے اُسنے بھی حکم دیا کہ ہان ہمارے لشکر مین بھی بجے کوس حربی غرض صبح تک دونون طرف تیاریان رہین
علے الصباح آلاگرد نے میدان مین آکر لندھور کو نہیب دی لندھور نکلا آنگا در زنی ہوئی نیزہ چلا بعد
دو پہر کے سنانین بنانین بیکار ہوگئین اُسوقت آلاگرد نے گرز گران سر لندھور پر مارا لندھور نے گرز کو
گرز پر روکا تھوڑی دیر تک گرز بازی رہی اس مین بھی دونون برابر رہے آلاگرد تلوار کھینچکر مرکب سے کود پڑا
لندھور بھی زمین پر آیا آلاگرد نے تلوار ماری لندھور نے خالی دیکر قبضے پر ہاتھ ڈالدیا آلاگرد نے گریبان
لندھور کا پکڑا کشتی ہونے لگی وہ دن تمام ہوا رات ہوئی رات بھر کشتی رہی دوسرے دن بھی تین پہر گذر گئے
دونون برابر رہے کہ سامنے سے امیر اشقر پر سوار مع سرداران نامدار کے نمودار ہوئے میدان مین آکر فرمایا
کہ ای رستم ہند بس اب چھوڑ دو کل پھر لڑنا لندھور نے محجوب ہوکر چھوڑ دیا دونون لشکر اپنی اپنی
فرودگاہ پر آئے رات کو آلاگرد نے پھر طبل جنگ بجوایا لشکر اسلام مین بھی نقارہ پر چوب پڑی صبح کو
آلاگرد میدان مین آیا امیر کو پکارا امیر میدان مین آئے پہلے تو امیر نے سمجھایا کہ تو میرا اسعد حبشی ہے اپنے
بھائی کے پاس آ مسلمان ہو اُسنے کہا کیسا بھائی یہ مذہب کا مقدمہ ہے جب تو امیر نے فرمایا کہ لا کیا ضرب
رکھتا ہے اُسنے تلوار ماری امیر نے خالی دی اور کلائی پر ہاتھ ڈالکر اسکی تلوار کو اپنے قبضے مین کیا وہ
دوڑ کر دست و گریبان ہوا امیر بھی اشقر سے کود پڑے تین شبانہ روز کشتی رہی چوتھے روز امیر نے اسکو
اُٹھا لیا اور باندھکر عیارون کے حوالے کیا اسکی فوج مع انور شاہ کے بھاگ کر قلعہ بند ہوئی امیر نقارہ

فتح و ظفر بجاتے ہوئے اپنے لشکر مین تشریف لائے

اب دو کلمے داستان آنا ارشیون پریزاد کا اور فتح کرنا قلعہ انوریہ کو پھر مسلمان ہونا انورشاہ کا اور اپنی بیٹی دینا لندھور کو اور پیدا ہونا الماس کا اور نامہ لیکر جانا ارشیون کا مرزوق کے پاس بیان ہوتے ہین

محرران شیرین سخن و کاتبان نورتن اس داستان ظفر نشان کو یون صفحۂ قرطاس پر نمودار کرتے ہین کہ امیر نے آلاگرد کو مسلمان کیا اور قلعہ پر حملہ آور ہوئے لندھور کو ازبسکہ بہت صدمہ تھا یہ اجازت لیکر چلا کہ جو ہو سو ہو آنسو تو پچھہ جائین جسطرح ہو اس قلعہ کو مین ہی فتح کرون آلاگرد کو نہ زیر کرسکنے کا صدمہ تھا تو برطرف ہوجائے اس خیال مین یہ تو سینہ سپر کیے ہوئے چلا جاتا ہی کہ صحرا کی طرف سے ایک نقابدار مع چالیس ہزار سوار کے نمودار ہوا آتے ہی قلعہ کی جانب متوجہ ہوا قریب خندق پہونچ کر گرز کو خندق کے اُس پار پھینکا اور خود پھرا کر خندق کے پار ہوا در قلعہ کو دو ضرب گرز مین توڑا یہ کیفیت دیکھکر امیر بھی مع سردارون کے ہمراہ نقابدار کے قلعہ مین در آئے تلوار چلنے لگی امیر کا اور انورشاہ کا سامنا ہوا امیر نے جھپٹکر انورشاہ کو اُٹھا لیا اُدھر سے طبل بازگشت بجا انورشاہ کو لیکر امیر بہت خوشی خوشی فرودگاہ مین تشریف لائے نقابدار نے آکر چہرے سے نقاب اُلٹکر امیر کو مجرا کیا دیکھا تو ارشیون بیٹا ہی لندھور کا امیر نے بہت تعریف کی اور انورشاہ کو بلاکر فرمایا کلمہ پڑھو وہ بے عذر از سر صدق مسلمان ہوا لندھور اپنے فرزند ارجمند کو دیکھکر بہت مسرور ہوا ملال دل دور ہوا انورشاہ امیر کو لیکر شہر مین آیا تمام شہر مسلمان ہوا پھر انورشاہ نے اپنی بیٹی کی شادی لندھور کے ساتھ کردی اس سے الماس پیدا ہوگا اور فریر آہن خوار و سریر آہن خوار نے جو قلعہ سے نکلے میدان مین آکر طبل جنگ بجوایا یہ خبر امیر کو پہونچی امیر نے فرمایا کہ ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگ بجے غرض رات بھر تیاری رہی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے سریر آہن خوار میدان مین نکلا اور پکارا کہ گرا آرزوے مرگ باشد بیاید ادھر سے علمشاہ نکلے پہلے ہمنگا ور ہوئے سات قدم وہ اور تین قدم علمشاہ ہٹے پھر اُسنے تلوار جاری اُنھون نے بدن چُرا کر خالی دیکر ایک ہاتھ کرگک کا ایسا لگایا کہ برابر سے دو پر کالے کردیے آدھا دھڑ الگ اور آدھا الگ لشکر کفار مین طبل بازگشت بجا علمشاہ شادان و فرحان اپنے لشکر مین آئے پھر شب کو دونون طرف نقارۂ رزمی پر چوبین پڑین صبح کو فریر میدان مین آیا اور پکارا جسے عروس مرگ کی محبت ہو وہ آئے ادھر سے لندھور نکلا جاتے ہی ہمنگا ور ہوا دونون برابر رہے فریر نے گرز مارا لندھور نے خالی دیکر جو گرز کا وار کیا استخوان اسکے سرمہ ہوگئے اسکی فوج نے رو بفرار کیا اُسوقت امیر سجدۂ شکر بدرگاہ قاضی الحاجات کرکے آگے روانہ ہوئے جب شہر مرزوق کا تین کوس کے فاصلے سے رہا امیر نے منشی سیف ذوالیدین سے فرمایا کہ ایک نامہ صولت شمامہ تیار کرو اور بارگاہ مین ایک جام اور بیڑا رکھکر فرمایا اُسوقت یہان صدہا پہلوان لشکر شکن موجود ہین آیا ہی کوئی ایسا جو ہمارے نامے کا جواب مرزوق سے لائے لیکن نامے کی منزلت بجا نہ پائے اس عرصہ مین منشی نے نامہ لاکر حاضر خدمت کیا فوراً ارشیون پریزاد اُٹھا اور جام پیکر بیڑا اٹھا لیا لندھور کو سخت صدمہ ہوا کہ ابھی قلعہ مین گھس پڑا خدا نے بچا لیا اور پھر اب جو ستر لاکھ فوج پر جاتا ہی القصہ ارشیون مع اپنی چالیس ہزار فوج کے روانہ ہوا ادھر مرزوق کو لمحہ بہ لمحہ خبر پہونچتی ہی چنانچہ یہ خبر بھی پہونچی کہ ارشیون جسنے قلعہ کو فتح کیا ہی وہی بصیغۂ نامہ بری آتا ہی اسنے شمشیر جنگ آزما کو بہر استقبال

روانہ کیا راہ مین ارشیون اور شمشیر سے ملاقات ہوئی جب دونون قریب بارگاہ کے پہونچے ارشیون نے
اپنی فوج کو دور چھوڑا اور خود مرکب کو چھیڑ کر دروازۂ بارگاہ پر آیا گھوڑے سے کود کر اندر بارگاہ کے چلا شمشیر نے
اسکی جرأت کی بہت تعریف کی اسنے جواب دیا کہ یہین تمام تعریف کو نہ تمام کیجیے کچھ بارگاہ کے واسطے بھی رہنے دیجیے
غرض سامنے مرزوق کے آیا اور باواز بلند پکارا السلام علیکم اسپر میرا اسلام ہو جو خدا کو واحد جانے اور اُسکے
نبی کو مانے یہ سنکر تمام قلعہ مین غلغل چین عجبین ہوئی ارشیون شمشیر جنگ آزما کا دنگل خالی دیکھکر بے تکلف بیٹھ گیا
شمشیر نے کہا کیا خوب ہے آپ کی تعریف جو کی تھی یہ آپنے اُسکا عوض کیا اسنے خیال بھی نہ کیا کہ کیا کہتا ہے
مرزوق نے نامہ طلب کیا ارشیون نے کہا کشتیان جواہر کی منگا یہ سمجھا کہ شاید اپنے واسطے کہتا ہے غرض
مرزوق نے ساٹھ کشتیان جواہر کی منگائین ارشیون نے چالیس کشتیان نامے پر سے اور بیس اپنے اوپر سے
تصدق کرکے لٹا دین چونکہ حسب الامر امیر کے عمرو بھی اسکے تعاقب مین آئے ہین اُسوقت بشکل فراش دربار مین
موجود ہین جلدی سے جال الیاسی نکالکر ان کشتیون کو غنیمت سمجھکے نذر زنبیل کیا ارشیون نے مرزوق کو اس
شرط سے نامہ دیا کہ اُسمین بہت کچھ سخت وسست لکھا ہے خبردار دم نہ مارنا مرزوق نے نامہ بختک کو دیا
اس مین بعد حمد خدا و نعت رسول کے لکھا تھا کہ ای مرزوق لقیا پر لعنت کر اور لات پر لات مار مسلمان ہوجا
نوشیروان کو گرفتار کرکے بھیجدے بختک نے اور دس باتین اپنی طرف سے ملا کر پڑھنا شروع کیا مرزوق
کو سنکر غصہ آیا اور پشت نامہ پر جنگنامہ تحریر کیا اور ارشیون کو دیا وہ نامہ لیکر جانب لشکر امیر روانہ ہوا اود
بختک نے کہ اسلم سے تو پی بدلی ہو اور بھائی کہتا ہے کہا کہ ای اسلم مرزوق سے کہو کہ برق فرنگی سے فرمائین کہ
جاکر سبکو چُرالائے ورنہ تو مین جانتا ہون کہ امیر سے کوئی لڑ نہین سکتا ہے اسلم نے مرزوق سے کہا کہ بختک
اس طرح کہتا ہے اُسنے برق کو بلا کر کہا وہ راضی ہو کر سردارون کو چُرانے کی فکر مین تدبیرین سوچنے لگا ادھر
عمرو کو بھی خبر ہوئی کہ برق سے سامنا ہے یہ ادھر اپنے لشکر کی صیانت اور حفاظت مین مصروف ہوا

اب دو سطے داستان شہزادہ قباد نیک نہاد کے بیان کیے جاتے ہین

کہ جب شہزادہ قباد طلسم ضحاکیہ کے برابر پہونچے دیکھا ایک درہ کوہ ہے لیکن تمام وحوش دار ہو رہا ہے اُٹھا تا
ایک جوان کو درے کے اندر بھیجا ابھی وہ اندر نہین پہونچنے پایا تھا کہ ایک آندھی سیاہ اُٹھی اور ایک پنجہ
لگکر اُسے اُٹھا لیگیا قباد نے مثل امیر کے سجادہ بچھا کر عبادت کرنا شروع کی اور دعا مانگنے لگا اسی کیفیت مین
آنکھ جھپک گئی خواب مین دیکھا کہ کوئی کہتا ہے ای قباد ہرگز اس درے مین نہ جانا داہنی طرف ایک غار ہے
ادھر جانا تھوڑی دور پر ایک کنوان ملیگا اُسکے اندر کودنا ایک دروازہ ملیگا اسکے اندر ایک گنبد بنا ہوگا اُسمین
سیڑھیان بنی ہونگی ایک ایک سیڑھی چھوڑ کر چڑھ جانا اگر دوسری سیڑھی پر پاؤن پڑا تو جل جاؤگے غرض
شہزادے کی آنکھ کھل گئی پھر آرام کیا صبح کو سب سے رخصت ہوکر اُسی طرف چلے جب کنوئین پر پہونچے کمند کے
ذریعہ سے کنوئین مین گئے اور دروازے سے گنبد مین آئے ایک ایک سیڑھی چھوڑ کر تمام زینے کو طے کیا دیکھا
کہ ایک چبوترہ بنا ہے اور ایک گھوڑا نہایت خوبصورت پھر رہا ہے شہزادے اُسپر سوار ہوئے وہ لیکر اُڑا
اور کئی منزل چلا گیا ایک قلعہ کے دروازے پر اُتار کر غائب ہو گیا شہزادے حیران کھڑے تھے کہ ایک نقابدار
یاقوت پوش مع چالیس ہزار سوارون کے نمودار ہوا اور شہزادے کو سلام کیا پھر ایک نقابدار
فیروزہ پوش چالیس ہزار سواران فیروزہ پوش سے آیا اور ٹھہر گیا پھر ایک نقابدار سبز پوش نے اسی صورت

سے آکر مجرا کیا پھر نقابدار سفید پوش اسی طرح آیا جب چار دن ایک جا جمع ہوئے شہزادے سے کہا کہ ہم آپ
کو یہاں کی بادشاہت کی مبارکباد دیتے ہین کیونکہ یہان کا بادشاہ مرگیا ہی کئی دن مین یہان میلہ ہوگا ہم آپ کے
سر پر تاج رکھینگے اگر آپ نے تاج پہنکر تمام حاضرین میلہ کا سلام لیا اور بادشاہ اول کی ایک بیٹی ہی خورشید جہان
اسکا نام ہی اُسکے ساتھ اپنی شادی کی تو ہم سب آپ کے تابعدار ہین ورنہ اس تاج مین سے ایک شعلۂ آتش نکلکر
آپ کو جلا دیگا شہزادے نے جواب دیا کہ ہمین سب منظور ہی غرض وہ سب شہزادے کو قلعہ مین لائے اندر واسطے
خدمت کے لوگ مقرر کیے دوسرے دن شہزادے کا دم جو گھبرایا سیر کو نکلے سامنے ایک پہاڑ دکھائی دیا اُسپر
چڑھ گئے ایک مکان نہایت طیاری کا نظر آیا بے تکلف اُسکے اندر آئے دیکھا کہ مسند پر تکلف پر ایک نازنین
بیٹھی ہی خواصین گرد و پیش جمع ہین قیافے سے معلوم کیا کہ ملکہ خورشید جہان یہی ہی ادھر ملکہ نے شہزادے کو
جو دیکھا عاشق ہو گئی ایک خواص خاص کے ذریعے سے شہزادے کو طلب کیا شہزادے جاکر مسند پر ملکہ کے
برابر بیٹھ گئے ایک خواص پکاری او قیدی طلسم کہان بیٹھا ہی چونکہ یہ بھی ملکہ پر فریفتہ ہو چلے ہین اُس خواص کو
سُنا کر یہ شعر پڑھا شعر خاک ہی اپنی اُٹھے تو اس مکان سے اُٹھ سکے ٭ ہم جہان جون نقش پا بیٹھے نہ وان سے
اُٹھ سکے ٭ ملکہ نے خواص کو جھڑک دیا کہ کیا بکتی ہی غرض ایک صحبتی مین جو شہزادے کی نظر پڑی دیکھا کہ دو عورتین
جادوگر نیان بیٹھی ہین واضح ہو کہ یہ دو نون خواصین ملکہ کی ساحرۂ زبردست ہین اور ملکہ اُنھین بہت عزیز
رکھتی ہی ایک سمن جادو دوسری یاسمن جادو ہی ملکہ نے شہزادے سے حال پوچھا اُنھون نے تمام کیفیت اپنے
آنے کی اور نقابداروں کے ملنے کی بیان کی ملکہ نے ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور کہا خیر شہزادے
شراب پیو اُنھون نے شراب پی جب خوب نشہ ہوا ایک خواص نے کہا شہزادے ہم سب حاضر ہین جسکو تم پسند
کرو وہ تمھاری خدمت مین شب بھر حاضر رہے قباد نے ملکہ کا ہاتھ پکڑ لیا ملکہ رونے لگی قباد حیران ہوئے مگر
مارے خوف کے ملکہ کچھ کہہ نہ سکی سبب یہ ہی کہ بادشاہ اس طلسم کا فیروز شاہ تھا جسکی یہ بیٹی ہی جب سے وہ مرگیا
کوئی بادشاہ نہین ہوا اسی طرح جو کوئی طلسم مین آتا ہی اُسکے سر پر تاج رکھکر تخت پر بٹھاتے ہین بعد
ایک ساعت کے ضحاک جادو وزیر فیروز شاہ کا دیو بنکے ہاتھ مین تیر کمان لیکر آتا ہی اور ایک تیر مار کر
ہلاک کر ڈالتا ہی کبھی اسکا تیر خطا نہین کرتا غرض وہ رات تو عیش مین بسر ہوئی صبح کو لوگ آئے شہزادے
سے کہا چلیے غرض بجبر شہزادے اُدھر گئے ملکہ ادھر رویا کی کھانا بھی نہ کھایا دو پہر اسی کیفیت مین گذر گئے
اُسوقت یاسمن جادو نے عرض کیا کہ ای شہزادی خاصہ نوش فرمائیے تو ملکہ خورشید جہان نے سمن و
یاسمن کو الگ لیجا کر کہا کہ کوئی تدبیر ایسی نکالو جس مین شہزادے کی جان بچے نہین تو جان نہ بچیگی
یاسمن نے کہا آپ خاصہ نوش فرمائین ہم شہزادے کو بچا لینگے غرض ملکہ نے کھانا کھایا جبکہ تیسرا
دن آیا میدان مین میلہ جمع ہوا سامنے گنبد لاجورد کے شہزادے کے سر پر تاج رکھا کہ ایک آندھی
اُٹھی سامنے سے ایک دیو مہیب بہ شکل عجیب پیدا ہوا ایک آنکھ سے کانا شیطان کا نانا تیر اور
کمان ہاتھ مین ادھر ملکہ چلمن مین مع سمن و یاسمن کے بیٹھی ہی کہ اس عفریت نے تیر کو کمان مین
جوڑ کر شست و مشت سے درست کر کے شہزادے پر مارا یہان سمن و یاسمن نے سحر کیا کہ وہ تیر آدھی دور
آکر پلٹ گیا اور اسی دیو کے حلق پر پڑا کہ وہ جہنم واصل ہوا تمام طلسم تیرہ و تار ہوا اور آواز آئی کشتی مرا
کہ نام ضحاک جادو بود سب نقابدار دوڑکر شاہزادے کے قدمون سے لپٹے نذرین گذرنے لگین شادی ملکہ

خورشید جہان کی شہزادے کے ساتھ کرکے تخت پر بٹھایا شہزادے نے فرمایا کہ طلسم تو نہ ٹوٹا سب نے عرض
کی طلسم اب درہم برہم کرنے سے کیا حاصل ہم سب آپ کے مطیع ہین شہزادے نے فرمایا کہ مسلمان ہو کلمہ پڑھو
سب نے کلمہ پڑھا لیکن بچے نے توبہ نہ کی اور کہا کہ شاید آپ سے اور کسی ساحر سے مقابلہ پڑے غرض شہزادے
کے حکم سے دروازۂ طلسمی کھلا اور حسب الطلب شہزادے کے قرنشی دارنشی و شاہ صفاترک و موت اعظم
وغیرہ طلسم مین داخل ہوئے شہزادۂ قباد کو مجرا کیا شاہ صفاترک اور کیشہ اب از سر صدق مسلمان ہوئے
شہزادے نے ملکہ خورشید جہان کو وہین چھوڑا اور فرمایا کہ تمھین بلالونگا اور خود سوالاکھ فوج لیکر کوچ کیا
ارنشی نے کہا کہ ماہ سیما کا غیر حال ہی قریب ہے مرجائیگی شہزادے نے فرمایا کہ پہلے وہین چلونگا غرض پہلے شہر
قرنشیہ مین آکر ماہ سیما سے ملے اور سنا کہ امیر کا لشکر بھی آگیا ہی الحاصل بعد چند روز کے اپنی فوج اور پوست
اژدہا و مال طلسمی اپنے ہمراہ لیکر لشکر امیر کی جانب روانہ ہوئے راہ مین شکار کھیلتے ہوئے چلے جاتے ہین ایکروز
شب کو کسی صحرا مین قیام فرمایا صبح کو جب بیدار ہوئے سنا کہ نقابدار پلنگینہ پوش آکر علی الصباح فوج پر گرا
اور بہت سے سوار اور پیادے ہلاک کیے اور مال طلسمی سب لے گیا قباد کو غیظ آیا اور فرمایا کہ تلاش کرو
وہ کدھر گیا مین اُسے اس بے ادبی کی سزاے معقول دونگا بے اسکے چین نہ لونگا غرض بہت تلاش کیا کہین
پتا نہ پایا مجبور آگے کو روانہ ہوئے اتفاق سے ایک روز شکارگاہ مین شہزادۂ قباد نے نقابدار کو دیکھا
فورًا للکارا کہ اے نقابدار خبردار ہو چونکہ غصہ تو آیا ہی تھا جاتے ہی ایک ہاتھ تلوار کا مارا کہ گھوڑا نقابدار کا
کام آیا نقابدار نے بھی چاہا کہ انکے گھوڑے کو پی کرے پر بھی کود کر زمین پر آئے کشتی ہونے لگی تین شبانہ روز
زور آزمائیان رہین آخر نقابدار بھی شل ہو گیا اور کہا اے قباد اب البتہ تو رستم کے مقابلے کے لائق
ہوا جا بسم اللہ کر اور اپنا مال جو مین لے گیا تھا مجھسے لے مین فقط امتحان کرتا تھا جب تو قباد بھی گلے سے
چمٹ گیا اور کہا یہ سب آپ ہی کا تصدق ہی نہ آپ تشنیع دیتے نہ مین نظر کردہ ہو کر اس مرتبہ کو پہونچتا غرض
بہت شکریہ نقابدار کا ادا کیا اور کہا امیدوار ہون کہ ایک مرتبہ اپنے روے انور کو بے نقاب دکھلائیے
اور یہ بھی فرمائیے کہ اسم مبارک آپ کا کیا ہی الحاصل بعد بہت اصرار کے نقابدار نے الگ ایک مقام پر
لیجا کر چہرے سے نقاب اُلٹی اب جو دیکھا تو عمرو بن حمزہ یونانی کو پایا دونون خوب گلے ملکر روئے
عمرو نے قباد سے قسم لی کہ اس راز کو افشا نہ کرنا اور رخصت ہو کر روانہ ہوا قباد نے اپنی فوج کو
چار جوق پر تقسیم کیا ایک گروہ کا افسر موت اعظم کو کیا دوسرے غول کی سپہ سالاری کیشنہ کو دی
اسی طرح تیسرے غول کا مالک شاہ صفاترک کو کیا چوتھے کا سردار فیروزہ زہرخوار کو کیا اور
اپنے چہرے پر نقاب فیروزہ ڈال کے چالیس ہزار سوار کو نقابدار فیروزہ پوش بناکے قرنشی دارنشی
کو بادشاہ بناکر تخت پر سوار کیا اس صورت سے لشکر امیر کی جانب روانہ ہوئے

اب دو کلمے داستان فطرت توامان عیاری کرنا برق فرنگی کا اور پکڑ لیجانا تمام سرداران لشکر امیر کو

جسوقت ارسیون واپس آیا اور تمام حال مرزوق کے دربار کا بیان کیا امیر بہت مسرور ہوئے
اور حکم دیا کہ ہان لشکر تیار ہو یہان تو یہ سامان ہی اُدھر برق نے اپنے عیارون کے بارادۂ گرفتاری
سرداران اسلام روانہ ہوا ایک صحراے خوفناک مین پہونچکر اپنے عیارون کو کچھ سکھایا اور کہا کہ تم سب

ہماری تعلیم پر کاربند ہوئے کہکر ایک پوست سگ نکالا جس مین جو راسی گھنڈیان لگی ہوئی تھین اور کوئی
اُن گھنڈیون کو سوا برق کے نہین کھول سکتا تھا غرض اپنے جسم پر پوست کو چست کیا گھنڈیان لگاکر لشکر
امیر کی طرف روانہ ہوا قریب بارگاہ پہونچکر ہرطرف ٹہلنے لگا جسنے دیکھا کہا کیا خوبصورت کتا ہی اور پکڑنے
دوڑا اُسنے ایکسد بھبکی دی کسی کی جرات نہ پڑتی تھی کہ اسے پکڑے یہ پھرتے پھرتے عیارون مین آیا عمرو
نے ابوالفتح اور ابوطاہر سے کہا کہ اس کتے کو پکڑ لاؤ یہ دونون دوڑے بعد بہت کوشش کے ابوطاہر
نے اس سگ وحشی کو پکڑا اور سامنے عمرو کے لایا عمرو نے اسکے گلے مین پٹہ ڈالکر اپنے پلنگ کے پائے مین
باندھ دیا اور اپنے عیارون سے کہا کہ اب تم مین سے کوئی حفاظت نہ کرے یہ کتا ہی کافی ہی غرض سب
غافل ہو گئے بعد کئی روز کے شب کے وقت برق نے سبکو غافل پا کے گھنڈیان کھولین اور کھال سے باہر
آکر عمرو کو سوتے مین بیہوش کیا اور پشتارہ باندھ کے اُسی صحرا مین پہونچا اپنے عیارون کے سپرد کر کے پھر
کتے کی شکل جہان بندھا تھا وہین آکر بندھ گیا صبح کو لشکر مین غل ہوا کہ عمرو غائب ہو گیا دوسرے دن
علمشاہ اور سلطان سعد کو لے گیا اب تو امیر کو تشویش ہوئی عیارون سے فرمایا کہ خبر لو کیا بیٹھے ہو
دیکھو کون آتا ہی اور سردارون کو لیجاتا ہی لاکھ لاکھ تجسس و تفحص کیا مگر کسی کا پتا نہ پایا تیسرے روز
تہادی کو لیگیا غرض یونہین دفعہ دفعہ بہرام و مالک و مندویل و تہلیل وغیرہ کو چرا لیگیا اب
لشکر مین چند سردار مثل لندھور وغیرہ کے رہ گئے ہین برق نے تمام اسیرون کو مرزوق کے پاس
بھیجا اور کہلا بھیجا کہ ہرگز ابھی قتل نہ کیجیے گا جب تک امیر کو گرفتار نہ کرلون اسنے قلعہ آہن حصار
مین سب کو بھیجدیا مالک وہان کا مملوک کوتوال ہی اور وہین خزانہ بھی رہتا ہی وہان سب قید ہوئے
اب عمرو کو بھی ہوش آیا علمشاہ نے پوچھا کہ یہ کیا واقعہ ہی عمرو نے کہا میری سمجھ مین نہین آتا ہان
اتنا جانتا ہون کہ برق فرنگی کو مرزوق نے بھیجا تھا یہ شاید اُسی کی نیرنگی ہو غرض سوچتے سوچتے
عمرو نے سب سے کہا کہ مین عیاری کرتا ہون تم سب شور کرکے روؤ یہ کہکر اپنے تئین مردہ بنایا اب جو
لوگون نے دیکھا تو ناک کا بانسا ٹیڑھا ہو گیا ہی اور جسم سے مردے کی بو آتی ہی سب کے سب چیخ چیخ کر
رونے لگے محافظان محبس نے آکر حال پوچھا سب نے کہا کہ ایک عیار مر گیا لوگ مصنوعی نعش کو سامنے
مملوک کے لے گئے اُسنے کہا کہ اسے پھینکدو وہ لوگ اسے ایک جنگل مین لائے اور کمند مین باندھ کر
کنوئین مین لٹکا دیا عمرو نے پانی مین پہونچ کر اپنے تئین کمند سے رہا کیا اور ایک پتھر باندھ دیا وہ لوگ
پتھر لیے ہوئے مملوک کے پاس آئے اور تمام کیفیت بیان کی اسنے کہا کہ معلوم ہوا خدا پرست مرکے
پتھر ہو جاتے ہین اور مرزوق کو اس حال کا پرچہ لکھا بختک نے سنتے ہی کھلوہ پڑھی اور کہا
کہ عمرو چھوٹ گیا اب وہ سب کو چھڑا لیجائیگا ادھر عمرو جو کنوئین سے نکلے سیدھے اپنے لشکر کی
طرف بھاگے اُسی جنگل مین پہونچے جہان برق کے عیار ہین چونکہ صحرا بے ہول خیز ہی درندون
کے خوف سے دریا کے کنارے کمند بچھاکر مٹی مین چھپا دی اور آپ ایک جھنڈی مین پوشیدہ ہو گئے
رات تو ہو گئی تھی بعد دوپہر کے دیکھا کہ ایک کتا پشتارہ لگائے چلا آتا ہی اور ایک عیار ہمراہ ہی
عمرو نے یہ دیکھکر دبکی لگائی یہانتک کہ انھون نے دریا کے کنارے آکر پشتارہ اُتار کر پانی پیا اور
آپس مین باتین کرنے لگے کہ امیر بہت ہوشیار ہین جب تک وہ نہین گرفتار ہوتے سردارون کا

قتل کرنا صلاح نہین ہی اسوقت عمرو نے پہچانا کہ یہ وہی کتا ہی جسکو مین نے باندھا تھا برق پشتارہ
اُٹھا کر چلا ہی تھا کہ عمرو نے کمند کا سرا پکڑ کر جھٹکا مارا برق اور دوسرا عیار دونون گرے حلقے کمند کے
گلے مین بھی ہو گئے عمرو نے کمینگاہ سے نکلکر ان دونون کو بھی باندھا اور لاکر حضرت امیر مین پشتارہ رکھدیا
کھولکر جو دیکھا تو لندھور بیہوش پشتارے مین بندھے تھے اب تازیانہ لیکر کتے کو مارنا شروع کیا اور
کہا ای برق اپنی صورت اصلی پر آ ورنہ مار ڈالونگا غرض بعد کئی تازیانے کھانے کے برق [illegible]
کھولکر کھال سے باہر آیا امیر نے فرمایا ای برق تو بڑا زبردست عیار ہی تجھے چاہیے کہ مسلمان ہو جا امیر کے
اس کلام فصاحت التیام نے اسکے دل پر ایسا اثر کیا کہ وہ از سر صدق مسلمان ہوا لیکن عمرو نے
اسے قید کر لیا اور امیر سے کہا جبتک سب سردارون کو رہا نہ کر لونگا اسے رہا نہ کرونگا غرض کہ خواجہ
عمرو برق کی صورت بنکے مملوک کے پاس آئے اور ایک وضعی شقہ اُسے دیا کہ جس پر مرزوق کی
مہر تھی اور مضمون اسکا یہ تھا کہ ہمنے برق کو تمام اسیرون کا اختیار دیا جو یہ چاہے وہ کرے کوئی
تعرض نہ کرے مملوک نے کہا جائیے آپ کو اختیار ملا ہی اسنے کہا کہ تم جا کر قیدیون کو بقیا پرستی کی ترغیب
دو تو مین مرزوق شاہ سے سفارش کرکے ان سب کو بچالون اسنے جا کر قیدیون سے کہا کہ بقیا پرست
ہو جاؤ تو جان بچتی ہی سب متفق اللفظ بولے بقیا پر اور اسکے ماننے والے پر لعنت یہ خبر وضعی برق کو
ہوئی اسنے کہا کہ خیر ایک مرتبہ مین خود بھی جا کر تفہیم و تعلیم کر آؤن تو کل پھر سب کو قتل کرونگا یہ کہکر
مصنوعی برق محبس مین آیا اور پکارا کہ ای قیدیو بقیا کو سجدہ کرو خداے نادیدہ سے پھرو اور
چپکے سے کہا گھبرانا نہین مین ہون عمرو بس اب چلو جلدی مملوک کا کام تمام کرکے خزانہ لوٹ لو سب کی
قید کاٹ دی اور محبس سے باہر لایا دربانون نے بھی بخوف شقے کے کچھ نہ کہا غرض باہر لاکر سبکو تلوارین
دین اور کہا کہ ہان کفار کا استیصال کرو سب تلوارین پکڑ کے بلاے بے درمان اور آفت ناگہانی
کی صورت آپڑے مملوک کو خبر ہوئی کہ قیدی رہا ہوئے اور تمام قلعہ مین غدر مچا دیا ہی مملوک پتلون
سنبھالتا ہوا کرچ کھینچ کر کوٹھی سے نکلا علمشاہ نے جاتے آتے دیکھا جھپٹ کر ایک ہی ہاتھ مین دو کیا
پھر وہ کیفیت ہوئی کہ چار چیزین بے ان چار کے بیکار ہین تکیہ بے فقیر فقیر بے پیر ترکش بے تیر لشکر بے امیر
ایسی حالت مین فوج کے قدم کب تکتے ہین سب بھاگے کچھ مسلمان ہوئے عمرو نے تمام خزانہ بار کیا اور
قلعہ مین کسی کو بٹھا کر آپ مع سردارون کے اردوے امیر کی طرف چلے ادھر مرزوق نے عمرو کی رہائی کا
حال سنکر مملوک کو لکھا کہ سب اسیرون کو قتل کر ڈال ادھر سے نامہ بر آتا ہی اُدھر سے فوج فراری جاتی
ہی راہ مین ملاقات ہوئی نامہ بر سے سب کیفیت بیان کی وہ ہمراہ فوج کے واپس ہو گیا مرزوق سے
جا کر بیان کیا اسنے زانو پر ہاتھ مارا اتنے مین خبر آئی کہ برق بھی مسلمان ہو گیا اور بھی ملال ہوا غصے کے
سبب سے عجیب حال ہوا فوراً اٹھ کھڑا ہوا اور فوج کو لیکر مع نوشیروان کے اپنے شہر سے نکلا ایک منزل
لشکر امیر سے ہٹ کر خیمہ برپا کیا فوج اپنے ٹھکانے پر اُتری اسی شب کو طبل جنگ بجوایا امیر کو خبر ہوئی
ادھر بھی نقارۂ رزمی پر چوب پڑی صبح کو دونون لشکر میدان مین صف آرا ہوئے اُدھر سے امیر ادھر سے
مرزوق و نوشیروان بھی اپنے لشکر مین آکر موجود ہوئے کہ ایک طرف سے گرد اٹھی جیب و دامن
گرد کا چاک ہوا دیکھا کہ ایک نقابدار فیروزہ پوش مع چالیس ہزار نقابدارون کے آیا تخت پر

ارشی اور قرشی سوار ہین نوشیروان نے پوچھا یہ کون ہین مرزوق نے کہا کہ یہ دونون میرے فرزند ارشی تاجدار و قرشی تاجدار ہین غالبًا میری مدد کو آئے ہین انکے عقب مین جو دیکھا چار غول چار چار لاکھ فوج کے اور آئے شاہ صفا ترک اور موت اعظم دکیشہ و فیروزہ زہر خوار یہ چارون اُنکے افسر ہین غرض آکر ایک طرف اُنھون نے بھی پراجا دیا مرزوق کی طرف سے آفرین پہلوان میدان مین آیا اور نہیب دی ادھر سے نقابدار فیروزہ پوش میدان مین گیا آفرین سے ہمنگاور ہوا دس قدم نقابدار اسے لے گیا اور چار قدم خود ہٹا آفرین نے نیزہ مارا نقابدار نے ہوائی کیا اُسنے تلوار ماری اُنھون نے چھین لی جب تو وہ کود کر چمٹ گیا چار گھڑی کی کشتی مین نقابدار نے اسے زیر کیا اور باندھکر شاطر کے حوالے کیا اسکے بعد زرین بال نکلا نقابدار نے اسے بھی بآسانی باندھ لیا اتنے مین شام ہوگئی مرزوق طبل بازگشت بجوا کے پھر گیا نقابدار ان دونون اسیرون کو لیکر اپنی فرودگاہ مین آیا امیر نے عمرو سے فرمایا کہ جاؤ اس نقابدار کی خبر لاؤ کہ کون ہی یہ خواص کی صورت سے نقابدار کے خیمے مین داخل ہوئے ادھر مرزوق نے ارشی و قرشی کو نامہ لکھا کہ تم ہماری مدد کو آئے اور ہمارے پہلوان نقابدار سے زیر کرائے نامہ لیکر اسلم و زنگادہ وزیر لشکر قرشی مین آئے دربارگاہ پر پہونچکر خبر کرائی اندر طلب ہوئے جاکر نامہ قرشی کے ہاتھ مین دیا نقابدار اور قرشی و ارشی وغیرہ سب دربار مین موجود ہین نقابدار نے قرشی سے پوچھا یہ کون ہی قرشی نے عرض کیا کہ یہ وزیر اعظم ہی اور نام اسکا اسلم ہی پھر زنگادہ کو پوچھا اسلم نے کہا یہ اب وزیر ہوا ہی پہلے یہ سعد کا ملازم تھا مسلمان سے کافر ہوگیا اور کل کیفیت اسکی بیان کی نقابدار نے کہا اسکے کپڑے اُتار کر آدھا مُنھ کالا اور آدھا مُنھ لال کرکے گدھے پر سوار کرکے ہنڈواؤ اور اسلم کو بھی نکالدو غرض ایسا ہی ہوا چلتے وقت قرشی نے کہا کہ ہماری طرف سے مرزوق کو پیام دینا کہ ہم نقابدار کے تابعدار ہین اگر تو بھی مسلمان ہو تو شرف ملازمت سے ممتاز ہو اسلم نے جاکر کیفیت بیان کی مرزوق کو بڑا صدمہ ہوا یہان آفرین اور زرین بال خوف جان سے مسلمان ہوئے ایک مرتبہ شب کو موقع پاکر آفرین تلوار کھینچ کر نقابدار کے بالین آیا لیکن اُسکی آنکھ کھل گئی یہ بھاگا نقابدار دوڑا آفرین لشکر مرزوق مین پہونچا اور پھر کر نقابدار سے مقابل ہوا عمرو نے جو یہ کیفیت دیکھی یہ بھی پیچھے پیچھے سیر دیکھنے چلے گئے غرض کہ آفرین نے نقابدار پر تلوار ماری اُس نے خالی دیکر جو کرتک کا ہاتھ ایک لگایا آفرین کے دو پرکالے ہوئے پیکر بن اسلم طلایہ پھر رہا تھا جھپٹ کر نقابدار پر آیا آتے ہی برس پڑا نقابدار نے خالی دیتے دیتے ایک ہاتھ مانگ کا لگایا کہ تلوار چار انگل سر مین در آئی یہ گرا نقابدار نے کہا گرے کو کیا مارون یہ کہکر آفرین کا سر کاٹ کے اپنے خیمے مین آیا لوگ پیکر کے پیکر مجروح کو اُٹھا لے گئے مرہم پٹی مین مصروف ہوئے پیکر اپنے دل مین نقابدار کی تعریفین کرنے لگا عمرو امیر کی خدمت مین آیا اور سارا حال کہہ سُنایا لیکن نام سے وقفیت نہونے کا سبب بیان کیا کہ وہ بڑا صاحب اقبال ہی مین ڈر گیا کہ مبادا مجھے جاسوس تصور کرکے مار نہ ڈالے اس خوف سے مین بھاگ آیا یہ باتین سُنکر امیر حیران ہین کہ یا الٰہی یہ کون شخص ہی اور الفت پدری بھی جوش کرتی ہی وہان مرزوق نے پیکر کا زخمی ہونا اور آفرین کا سر کٹنا سُنا بہت افسوس کیا اور کئی روز تک طبل جنگ نہ بجایا جب تو نقابدار نے طبل جنگ بجوایا مرزوق نے اور امیر نے بھی طبل جنگ بجوایا صبح کو نقابدار نے میدان مین آکر نہیب دی کہ ای مرزوق جسے تمنائے مرگ ہو اُسے میرے مقابلے کو بھیج

یہ سنکر ہلال بن خونخوار فرنگی نے اجازت لیکر میدان مین آکر نہیب دی اور نقابدار کو نیزہ مارا سینے
تک کیا اسنے جھنجھلا کر تلوار ماری اسنے سپر کو چہرے کی اوٹ کی اور زیر سپر تلوار لگائی کہ حریف زبردست ہو
غرض تلوار نے سپر کو کاٹ کر دم شمشیر پر دم لیا نقابدار نے جو ہاتھ مارا اُسنے بھی سپر چہرے کی پناہ کی نقابدار کی
تلوار نے سپر کو مانند قرص پنیر کے دو کر کے حریف کی کمر مین قیام کیا یعنی کام تمام کیا دوسرا فرنگی ماہیار نکلا
اسکو بھی مانند خیار تر کے دو کیا پیکر نے نکلنے کا قصد کیا مرزوق نے کہا آج ساعت اچھی نہین ہے تم نہ جاؤ دوسرے
تم ابھی زخمی ہو اسنے کہا مین اب اچھا ہون مرزوق نے نہ مانا اور طبل بازگشت بجوا دیا تینون لشکر اپنی اپنی فرودگاہ
پر آئے مرزوق نے ایک عرصے تک پھر طبل جنگ نہ بجوایا آخر پھر نقابدار نے طبل رزمی بجوایا مجبوری مرزوق
نے بھی نقارۂ رزمی بجوایا امیر کے لشکر مین بھی طبل جنگ پر چوب پڑی صبح کو تینون لشکر میدان مین صف آرا
ہوئے نقابدار نے نہیب دی کہ اے مرزوق کسی کو بھیج وہ چپ ہو رہا اور جواب نہ دیا جب نقابدار نے
امیر کی طرف خطاب کیا کہ یا امیر آج سے آپ کی باری ہے بھیجیے کسی بہادر کو یہ سنکر عادی امیر سے اجازت
لیکر میدان مین آیا بعد ردو بدل کے نقابدار نے ایک ہاتھ تلوار کا کمر بچا کر سر پر مارا کہ اسکے تا دو ابرو اتر آئی
شاطر لیگیا پھر نقابدار نے آواز دی کہ اور کسی کو بھیجیے بہرام آیا وہ بھی زخمی ہوا مندویل دہلیل کو نقابدار
نے پکڑ لیا غرض کہ اسی طرح دو مہینے کے عرصے مین تین سو پچاس سردار گرفتار ہوئے شہزادۂ سعید کا بھی بولا
اکھڑ گیا جب تو نقابدار نے سر میدان کہا یا امیر کہانتک ان تیل ماشون کو بھجوائیگا اب رستم کو بھیجیے
دیکھون وہ کون ہے اور کیسا ہے یہ کلمہ سنکر علمشاہ کو تاب نہ رہی اور اجازت لیکر میدان مین آیا اور آتے ہی
ہنگامہ گرم ہوا دونون برابر رہے علمشاہ نے گرز مارا نقابدار نے گرز پر گرز کو روکا ایک تڑاقا ہوا تق گرد کا
اُٹھا نقابدار غبار مین پوشیدہ ہو گیا علمشاہ پکارا نہ دم وپست کر دم شاطر نے آکر چھینٹا دیا خاک کو گردش
ہوئی پاس جا کر پکارا اے بہادر حریف لاف زنی کر رہا ہے یہ آواز سنکر نقابدار نے آنکھ کھولی اپنے تئین عرق
مین غرق پایا مرکب کی کمر ٹوٹی دیکھی جھنجھلا کر تلوار کھینچ کے دوڑا یہ کیفیت دیکھکر علمشاہ بھی کودا نقابدار نے
تلوار ہاتھ سے پھینکدی اور دست و گریبان ہو گیا کشتی ہونے تین پہر کامل رد و بدل رہی نہ اسے ظفر
نہ اُسے خطر انجام کار گھونسا چلنے لگا علمشاہ نے ایک گھونسا نقابدار کی گردن پر مارا کہ گردن اُسکی کج
ہو گئی اسنے طمانچہ مارا کہ علمشاہ کا مُنہ پھر گیا پھر علمشاہ نے گھونسا مارا اسنے درجواب اسکے پھر طمانچہ
مارا غرض بہت سے طمانچے نقابدار نے مارے جب تو امیر نے کہا یہ نئی جنگ ہے اب یہ دونون یونہین ہلاک
ہو جاینگے خود میدان مین تشریف لائے نقابدار کی نقاب کو ہاتھ سے پکڑ کر ایک جھٹکا دیا کہ نقاب کے
سب بند ٹوٹ گئے دیکھا تو شہزادۂ قباد نیک نہاد ہین امیر نے مجرا کر کے گلے سے لگایا علمشاہ سے
فرمایا کہ تم بھی مجرا کرو غرض علمشاہ نے مجرا کیا امیر نے دونون کو گلے ملوایا دونون کو لیکر لشکر کیجانب چلے علمشاہ
کو بڑا صدمہ ہوا کہ ایک طمانچے کے عوض قباد نے اتنے طمانچے مارے کاش کہ مین بھی طمانچہ مارتا
تو برابر رہتا امیر دونون کو لیکر محل مین آئے ملکہ مہر نگار کو قریب تھا کہ شادی مرگ ہو جائے تمام
محل مین تہنیت کی دھوم ہو گئی بارگاہ مین تخت پر سے غاشیہ اُٹھا شہزادے آکر تخت حکمرانی پر
جلوہ گر ہوئے اُدھر مرزوق نے طبل جنگ بجوایا امیر کو خبر ہوئی نقارۂ رزمی بجا رات بھر تیاری رہی
صبح کو دونون لشکر میدان مین آکر صف آرا ہوئے پیکر بن اسلم مرزوق کے لشکر سے نکلا ابھی لشکر اسلام سے کوئی

نہین نکلنے پایا تھا کہ بیابان سے ایک مرتبہ نقابدار پلنگینہ پوش نمودار ہوا آتے ہی پیکر سے مقابل ہوا اُسنے
جھپٹکر تلوار ماری نقابدار نے خالی دیکر زنجیر کمر مین ہاتھ ڈالدیا اور مثل سپر کے اُٹھا کر جدھر سے آیا تھا اُسی
طرف چلا گیا امیر نے عمرو سے فرمایا کہ خواجہ جاؤ اُس نقابدار کی خبر لاؤ خواجہ بھی اُسکے تعاقب مین روانہ ہوئے
تھوڑی دور پہونچکر دیکھا کہ کئی ہزار سوار پیکر کے چھین لینے کے ارادے سے چلے آتے ہین اور کہتے ہین کہ ایسا
نہین ہوسکتا جو ہم اپنے مالک کو گرفتار ہونے دین جسوقت تو اس سے مقابل ہوا تھا اُسی وقت ہم ادھر
روانہ ہوئے تھے کہ مبادا تو پیکر کو قتل کرکے چلا جائے تو ہم راہ مین تجھے قتل کرین یہ کہکر سب ایکبار ٹوٹ پڑے
نقابدار نے پیکر کو سپر بنایا اور تلوار کشی کرنے لگا یہانتک کہ آدھے سے زیادہ سوار راہی دارالبوار ہوئے
باقی کے پاؤن اُٹھ گئے تاب استقامت نہ لائے نقابدار پیکر کو لیے ہوئے اپنے لشکر مین آیا لوگون نے پوچھا
حضور تو شکار کو تشریف لے گئے تھے یہ شکار زبون کہان ہاتھ لگا نقابدار نے کہا جنگل مین سب ہی قسم کے حیوان
ہوتے ہین منجملہ اُنکے ایک یہ بھی ہے عمرو جو اُنکے لشکر مین پہونچے تو اب حیران ہوئے کہ کیونکر تفتیش کرون غرض
ایک کبابی کی دُکان پر آکر پوچھا کیون بھائی یہ نقابدار کون ہے کہان سے آیا ہے اسنے جواب دیا کہ شاید تو جاسوس ہے
سودا لینا ہے تو لے ورنہ اپنا راستہ لے عمرو کو تو اُسنے باتون مین لگایا اور ادہر اُدھر کچھ اشارہ کیا تھوڑی دیر مین
عیاران نقابدار نے آکر پس پشت سے عمرو پر کمند ماری اور گرفتار کرکے نقابدار کے پاس لائے اُسنے
دیکھا کہ ایک مجہول الاحوال آدمی ہے پوچھا تو کون ہے اور تجھے کیون گرفتار کیا ہے اسنے جواب دیا مین ایک مرد
مسافر ہون بہ تلاش روزگار یہان آیا ہون محض بے خطا مجھے گرفتار کیا ہے نقابدار نے کہا تو جاسوس معلوم
ہوتا ہے ارے ہماری تلوار لے آؤ ایک خادم نے لاکر تلوار دی نیام سے کھینچ کر تلوار کو خوب تولا اور بولا
سچ بتا تو کون ہے ورنہ ابھی چورنگ کرتا ہون یہ سنتے ہی عمرو زمین پر لیٹ گیا اب جو لوگون نے دیکھا تو نبضین
ساقط ہین مُردنی چھائی ہے کانون کی لوین پھر گئین بانسہ ناک کا ٹیڑھا ہے سب نے کہا کہ یہ تو مر گیا نقابدار نے کہا
جب مر ہی گیا ہے تو چورنگ سے کیون باز رہون یہ کہکر چاہتا تھا کہ لگائے اتنے مین عمرو کلمہ پڑھتا ہوا اُٹھ بیٹھا
اور پکارا مین شاہ عیاران نقابدار نے دوڑ کر گلے سے لپٹا لیا اور کئی کشتیان زر و جواہر کی دین عمرو نے
کہا اے بہادر برائے خدا اپنی صورت دکھادے نقابدار نے جواب دیا خواجہ مین وہ ہون جسکا کوئی پرسان
نہین میری صورت دیکھنے سے کیا حاصل عمرو نے بہت اصرار کیا نقابدار نے اقرار لیا کہ میرے پاس سے
نہ جانا اور میرا راز افشا نہ کرنا عمرو راضی ہوا نقابدار نے بند نقاب کھول کر صورت زیبا دکھائی عمرو نے
دیکھا کہ عمرو بن حمزہؑ یونانی ہے اُٹھکر عمرو بلاگردان ہوا اسنے پھر نقاب مُنھ پر ڈال لی عمرو نے قصد کیا کہ اب جلد
نقابدار نے نظر بند کیا کہ مبادا جاکر افشائے راز کرے پھر پیکر کو طلب کیا اور کہا مسلمان ہو وہ بخوف جان
مسلمان ہوا اور وقت و موقع کا منتظر رہا ایک شب سب کو سوتا پاکر تلوار لیکے چلا کہ نقابدار کو قتل کرے
گھبراہٹ کے سبب سے طناب خیمہ مین اُلجھکر گرا نقابدار کی آنکھ کھل گئی پیکر بھاگا نقابدار تعاقب مین
چلا لوگون نے روکا کہ اب جانے دیجیے صبح کو سمجھ لیا جائیگا بلکہ جو ہوا خواجہ عمرو موقع پاکر باہر نکل گئے اور
لشکر امیر مین پہونچکر تمام کیفیت عمرو بن حمزہؑ کی بیان کی امیر اُسیوقت مع سردارون کے روانہ ہوئے
اور نقابدار کے لشکر مین پہونچے یہ خبر عمرو بن حمزہؑ کو ہوئی اُسوقت بمجبوری استقبال کیا امیر دوڑ کر
چمٹ گئے اور فرمایا بیٹا تیرے ہجر مین ہم اس حال کو پہونچے اسنے جواب دیا کہ آپ نے آجتک میری خبر نلی

غرضکہ امیر نے تمام فوج عمرو کی اپنے ہمراہ لی اور عمرو پر سے زر و جواہر نثار کرتے ہوئے بارگاہ مین لائے عمرو نے قباد کو مجرا کیا قباد نیم قد کھڑے ہوگئے دنگل پر بٹھایا پھر امیر محل مین لیگئے عمرو نے پہلے مہر نگار کو نذر دی پھر رابعہ بانو وغیرہ کو اور اپنی مان کو نذر دی گلشن آرا قریب تھا کہ شادی مرگ ہوجائے فرزند کو گلے لگایا نذرین دلوائین کو نذرے کیے رات بھر محل مین جشن رہا صبح کو شہزادہ عمرو بارگاہ مین آئے اُدھر مرزوق نے کہا کہ اب مین کیا تدبیر کرون بختک نے کہا کہ تیرا عہدہ برآ ہونا محال و ممتنع ہی اتنے مین پیکر جو عمرو کے تیغے سے بھاگا تھا اور یہان آکر پناہ لی تھی اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا ای شہریار سپاہی کے چھتیس فن ہین اُس روز وہ مجھے دھوکے مین اُٹھا لیگیا تھا مین آج پھر لڑونگا بختک نے کہا کہ جو رائے میری ہی اگر اسکے پابند ہوگے ضرور فتح یاب ہوگے نہین تو پچھتاؤگے پیکر نے کہا بتاؤ اُسنے کہا آج تم اپنے نام طبل جنگ اس شرط پر بجواؤ کہ اگر فرزند حمزہ بہادر ہی تو مجھسے اس طرح لڑے نہ مین اسکا حربہ روکون نہ وہ میری ضرب روکے زرہ و بکتر وغیرہ بھی نہ پہنے اس مین یہ منشا ہی کہ ہیٹھدستی وہ لوگ کرتے نہین پہلے وار تیرا ہی ہوگا تو خنجر مارنا اگر نوک خنجر بھی سینے پر پڑی کام تمام کردیگی اسنے اسی طرح طبل جنگ بجوایا لشکر امیر مین سب کو سکتا ہوگیا شہزادہ عمرو نے عرض کی یا امیر آپ سکوت نہ فرمائین میرے نام طبل جنگ بجوائین یہ فتنہ پردازی بختک کی ہی غرض اسکی یہ ہی کہ اہل اسلام پیشدستی تو کرتے نہین ضرور قتل ہونگے یہان کیا فکر ہی خدا یاور ہی پیکر کیا ناکار ہی الحاصل یہان بھی نقارہ رزمی گڑگڑایا رات بھر لشکر اسلام عجب بیم و ہراس مین رہا صبح کو پیکر لباس بزم پہنکر میدان رزم مین آیا لیکن مسلح ادھر سے شہزادہ عمرو بھی آئے پیکر نے کہا لا کیا حربہ رکھتا ہی شہزادے نے کہا تو جانتا ہی کہ ہمارا دستور پیشدستی نہین تو حربہ کر اگر فضل خدا ہمارے شامل حال ہی تو ہم بھی حربہ کرینگے اسنے خنجر مارا شہزادے نے سینہ تان دیا اور نظر خنجر پر رہی جب خنجر قریب سینے کے پہونچا اس پھرتی سے بدن چرایا کہ کسی کو ثبوت نہوا اور خنجر اُسکا شہزادے کے پہلو سے نکل گیا بلکہ پیکر بھی جھونک مین اوندھا ہوگیا شہزادے نے اُسپر ہاتھ تلوار کا ایسا لگایا کہ پیکر برابر دو پیکر ہوگیا بختک ناچ کر صلواۃ پڑھنے لگا مرزوق نے اپنی فوج کو حکم دیا کہ ہان گھیر کر مار لو اس عرب بچے کو جانے نہ دو پھر تو چھ ستّر لاکھ فوج مرزوق اور کرور سوار نوشیروان کے ٹوٹ پڑے شہزادے سنے پینترا بدلا ادھر امیر نے جو یہ کیفیت دیکھی مع اپنے سردارون اور فوج کے خود بھی جا پڑے جنگ مغلوبہ ہونے لگی بہادران لشکر اسلام نے کشتون کے پشتے اور لاشون کے انبار لگادیے تین پہر کامل خونریزی رہی آخر فوج کفار پسپا ہوئی بختک نے جلدی سے طبل بازگشت بجوایا امیر بفتح و فیروزی اپنے لشکر کی طرف پھرے اہل اسلام کی لاشین تلاش کرکے دفنائین زخمیون کے ٹانکے دلوائے ادھر بختک نے مرزوق سے پوچھا کہ آیا یہان کوئی مامن ایسا بھی ہی جہان تھوڑے عرصے تک پناہ لین اسنے کہا ہان خداوند لقیا کا باغ ایک قلعہ مین ہی اور وہ قلعہ نہایت مستحکم ہی غرض رات کو مرزوق مع نوشیروان کے بھاگ کر اُسی قلعہ مین آیا صبح کو امیر نے یہ خبر سُنی کہ مرزوق قلعہ بند ہوگیا چند سردارون کو واسطے فتح کرنے قلعہ کے روانہ کیا اتنے مین علمشاہ و سعد وغیرہ بھی آئے اب جو گرد سے قلعہ کو دیکھا ہوش جاتے رہے کہ یہ قلعہ کس صورت سے فتح ہوسکتا ہی تین درجے ہین اور ہر درجے مین توپین چڑھی ہین چیونٹی کی طرح ہم لوگ دور ہی سے بھُن جائینگے نہایت تشویش پیدا ہوئی یہان امیر کو بھی استحکام قلعہ کی خبر پہونچی

جلدی سے عمرو کو روانہ کیا اور پیام دیا کہ جب تک ہم نہ آئین ہرگز کوئی قلعہ پر حملہ نہ کرے ہمنے اس قلعہ کی کیفیت
سُنی ہی غرض خواجہ آئے اور امیر کا پیغام دیا یہان سبکو یہ گمان ہوا کہ امیر نے بطور طعن کے یہ پیام دیا ہی علمشاہ
نے کہا اچھا عمرو جان اب آپ کل جائیے گا آج رات کو یہین تشریف رکھیے مین قسم کھا چکا ہون کہ کل ضرور اس قلعہ کو
فتح کرونگا عمرو نے کہا جہالت اور شی ہی تدبیر اور چیز ہی یہ قلعہ بے تدبیر کے فتح نہوگا اگر روپیہ خرچ کرو تو مین تدبیر
کرون سب روپیہ صرف کرنے پر راضی ہوئے خواجہ نے ایک صحرا مین لوہے کا رن گھر بنایا بلندی مین اُسی
قلعہ کے برابر تھا اور اس مین پہیے لگائے اسی طرح درجون مین توپین لگائین اندھیری رات مین فوج کو
حکم دیا کہ اسے ریل کر لیچلو اور قلعے کے برابر قائم کرو غرض وہ رن گھر متصل خندق کے قائم ہوا صبح کو مرزوق
نے جو دیکھا سر پیٹ لیا اور کہا کہ اب توپ کی لڑائی بھی نہ رہی کیجیے اب کیا کرین سوچتے سوچتے ذہن مین آیا
کہ ایک ساحر اسلم کی بیٹی پر عاشق ہی اگر اُسکی معشوقہ اسے دلوادون تو وہ ضرور آکر ایسے وقت مین مدد
کریگا اہل اسلام سحر کچھ جانتے نہین یہ خیال کرکے اسلم کو راضی کیا اور وہ ساحر جو بقیا کے باغ مین رہتا ہی اُسے
بلوایا اسلم کی بیٹی اسکے حوالے کی اور کہا کہ اسکے عوض مین تم ہماری مدد کرو اُسنے کہا اچھا اب تم سب خاطر جمع
رکھو ادھر سُنیے کہ عمرو کو عرصہ جو گذرا تو امیر مع بادشاہ اسلام کے اپنی فوج سمیت تشریف لے آئے اور
عمرو کی صناعی کی بہت تعریف کی اور وہان اس ساحر نے بزور سحر چند پتلیان بنا کر دیوار ہاے قلعہ پر بٹھائین
اور ہر ایک کے ہاتھ مین مشعل سحر دی تاثیر ان مشعلون کی یہ ہی کہ جو شخص غیر ساحر اسکی روشنی مین آئے بیہوش
ہوجائے ادھر سے عیاران لشکر اسلام تدبیر فتح قلعہ مین گئے جو روشنی مین ان مشعلون کی گیا تاثیر سحر نے بیہوش
کردیا صبح کو اُسنے آکر سب کو گرفتار کرلیا خواجہ عمرو نہایت پریشان ہین کہ بارا الٰہا یہ کیا معاملہ ہی جو عیار
جاتا ہی پھر کر نہین آتا ایک روز علے الصباح برق فرنگی دوڑا ہوا عمرو کے پاس آیا اور کہا یا اُستاد مجھے
آج خدا نے بچایا مین رات کو ہمراہ عیاران لشکر اسلام کے گیا تھا جیسے روشنی مین پہونچا بیہوش ہوگیا
قلعے کی دیوارون پر مشعلین روشن ہین انکی تاثیر سے لوگ بیہوش ہوجاتے ہین چنانچہ صبح تک اُسی عالم بیخودی
مین ہمراہ سب عیارون کے پڑا رہا بہت سویرے ایک شخص آیا اور سب کو گرفتار کرکے لیگیا مگر مجھپر
اُسکی نظر نہ پڑی جب آفتاب بلند ہوا اور وہ مشعلین خاموش ہوگئین مجھے ہوش آگیا مین بھاگا لیکن
عجب قسم کی بیہوشی تھی مین سب کو دیکھتا تھا اور سب کی بات سمجھتا تھا مگر حس و حرکت دست و پا مین
اور گویائی زبان مین نہ تھی خواجہ نے کہا خیر آج معلوم ہوا کہ کوئی ساحر ہی اس قلعہ مین اُسی نے یہ تدبیر کی ہی
اور دام تزویر بچھایا ہی کہان جائیگا میرے ہاتھ سے انشاءاللہ قریب تر جہنم واصل کرتا ہون یہ کہکر امیر کی
خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کی یا امیر آپ اسم اعظم کا حصار گرد قلعے کے کردین مین جاکر عیاری کرتا ہون
یہ کہکر قلعہ کی پشت پر آیا ادھر دروازہ باغ بقیا کا ہی اور ہر وقت وہ در کھلا رہتا ہی عمرو نے اپنی صورت
ایک بڈھے کی بنائی پلکین تک سفید ردئین تمام جسم تے نقرئی پیٹھ پر اسقدر گرد جمی ہی کہ گھاس اُگ آئی ہی گھٹنون
مین اور سینے پر سیاہ داغ پڑے ہین پیکرما کرتا ہوا دروازہ باغ کی طرف چلا دربانون نے پوچھا کہ تو کتنے دنون
سے راستہ چل رہا ہی عمرو نے جواب دیا آٹھ مہینے ہوئے مجھے گھر کو چھوڑے ہوئے ایک منت مین نے مانی تھی
کہ اگر میری مراد پوری ہوگئی تو مین پیکرما کرتا ہوا باغ بقیا تک جاؤنگا اور رات بھر بقیا کی پرستش
کرونگا دربانون نے کہا دیکھیے ایسے ایسے بھی صاحب اعتقاد بندے ہین انھین کون روکے جانے بھی

دو غرض اس صورت سے خواجہ داخل باغ ہوئے اتنے مین شام ہو گئی دیکھا کہ تمام باغ مین روشنی ہوئی
اور ایک بت سونے کا سوا سو گز کا جسپر انواع و اقسام کے جواہر نصب ہین اور گرد و پیش صدہا سونے
چاندی کے چھوٹے چھوٹے بت رکھے ہین بڑے بت کا نام بقیا ہی اور وہ باتین بھی کرتا ہی پنون مین بھوگ
کھاتا ہی نہین معلوم بول و براز اُسکا کیا ہوتا ہی اپنی جگہ سے جنبش بھی نہین کرتا ہی اتنے مین نگہبانون
اور مراد مندون کو نکالکر باغ مین تخلیہ ہوا مگر خواجہ کو کور و کر تصور کرکے رہنے دیا کہ یہ کیا دیکھیگا اور اتنی دور
سے آیا ہی دوسرے تمام رات پرستش کی مراد مانی ہی اسے رہنے دو الغرض فقط خواجہ مراد والون مین رہے
اور دربان سب نکالدیے گئے اب عمرو نے دیکھا تو چالیس عورتین دُر در گوش مرصع پوش نظر آئین اور اُنکے
بیچ مین زہرہ بانو اسلم کی بیٹی اور زہرہ کی بڑی بہن مہ جبین نے آکر بقیا کو سجدہ کیا اور زہرہ نے دعا
مانگی کہ ای بقیاے زرین تن اگر تو خداے برحق و معبود مطلق ہی تو ہماری آبرو اُس جادوگر سے بچا اور
اسکو غارت کر دے کہ ہمارا دل اس سے رجوع نہین ہی مرزوق نے بجبر ہمین اسکے حوالے کیا ہی یہ کہکر
چیز چیز بلائین لین اور مع کنیزون کے دوسرے دروازے سے نکلکر دونون بہنین چلین خواجہ بھی گلیم
اوڑھکر ساتھ ہوئے باہر قلعہ سے نکلکر دیکھا کہ ایک دریاے زخار موجزن ہی ابھی دیر نہوئی تھی کہ ایک
مورپنکھی نمودار ہوئی اُسپر کوئی نظر نہ آیا خود بخود آکر کنارے پر ٹھہری ملکہ زہرہ بانو مع اپنی بہن اور
انیسون کے سوار ہوئی چونکہ خواجہ دریا سے خائف بہت ہوتے ہین یہ بھی آنکھین بند کرکے کشتی مین آئے وہ
مورپنکھی اُڑتی ہوئی چشم زدن مین بشکل نظر دوسرے کنارے پر پہونچی سب عورتین اُسپر سے اُترین خواجہ
بھی ہمزاد کی صورت ہمراہ ہین اب یہ سب ایک اور باغ مین پہونچین کہ اسکو غیور جادو نے بزور سحر بناکر
طلسم بند کر دیا تھا اور خود اس باغ مین رہتا تھا غرض یہ سب سامنے غیور جادو کے پہونچین ملکہ نے کہا
ای غیور ہم بہر صورت تیرے فرمانبردار ہین ہمین کوئی عذر نہین لیکن ناز معشوقانہ ہماری خو ہی اسکو برا نہ سمجھ
پہلے امیر کو غارت کر پھر ہمسے مدعاے دل حاصل کر اسنے کہا یہ محال ہی چونکہ مین ایک عرصے سے بیتاب و دل
کباب ہون اور طرہ یہ کہ جیسے تو میرے قبضے مین آئی ہی لیت و لعل مین ایام گذاری کر رہی ہی جب تک
تیرا شربت وصل نہ پیونگا امیر کو غارت نہ کرونگا یہ کہکر جام شراب اپنے ہاتھ سے لبریز کرکے ملکہ کو دیا اُسنے
اپنی خواص کو دیدیا یہ حرکت ملکہ کی غیور کو سخت ناگوار گذری مہ جبین سے کہا اسی مین خیر ہی کہ مین جاکر
بارہ دری مین لیٹتا ہون تم اسے راضی کرکے میرے پاس بھیجدو یہ تو ادھر اُٹھکر گیا اُدھر زہرہ بانو ایک درجے
مین پلنگ بچھا تھا اُسپر آکر لیٹ رہی مہ جبین نے آکر سمجھانا شروع کیا جب اُسنے نہ مانا تو مہ جبین اُٹھکر
غیور کے پاس آئی اور کہا ای غیور ابھی وہ کنواری بالی ہی نوش وصل و نیش فصل کے مزے سے دل اُسکا
خالی ہی کسی طرح راضی نہین ہوتی دو تین دن کی مہلت دے تو مین اُسے راضی کرون غیور نے اور زیادہ
برہم ہوکر کہا کہ ای مہ جبین مین نہ مانونگا جسطرح ممکن ہو اُسے راضی کرکے آج ہی لاؤ اُسنے کہا اچھا پھر جاتی ہون
اور سمجھاتی ہون یہ کہکر چلی ادھر خواجہ نے میدان خالی پاکر گلیم اُتاری اور سرو شمشاد وزیرزادی کی صورت
بنکر ملکہ کے پاس آکر کہا کیون نصیب دشمنان مزاج کیسا ہی اُسنے کہا ای شمشاد پیاسی ہون خواجہ نے گلاس
پانی سے بھرا اور بیہوشی ملاکر اُسے پلایا پیتے ہی چھینک مار کر بیہوش ہوئی خواجہ نے اُسے زنبیل مین رکھا
اور خود اُسکی صورت بنکر لیٹ رہے اتنے مین مہ جبین بھی آکر پہونچی اور پھر سمجھانا شروع کیا کہ اری احمق دنیا

ہمنے کسی ایسی عورت ہی جسکو مرد کی خواہش نہین اور یہ وقت ایسا تیرے باپ پر پڑا ہی کہ بقیا دشمن پر بھی
نہ ڈالے اپنا مطلب نکال لے پھر چاہے چھوڑ دینا اسوقت جاکر اسکے پہلو مین لیٹ جانا موا بڈھا تو ہی تیرے
قابل وہ کب ہی اب میرا منھ کھلواتی ہی اری وہ اپنی ہوس پوری کریگا زہرہ مصنوعی نے کہا باجی ہمین تو
ڈر لگتا ہی یہ جو کچھ تمنے کہا سچ ہی لیکن تمھارا اور میرا دونون کا یہ اُستاد ہوا ہی نہ تم واقف ہو اس لذت سے
نہ مین آگاہ ہون خیر اس جھر ملوس سے اتنا کہدو کہ آہستگی سے جو ہوتا ہو وہ کرے مہ جبین نے کہا مین پہلے ہی
یہ سب سمجھا آئی ہون خاطر جمع رکھ غرض زہرہ وضعی اُٹھکر اس منحوس کی خوابگاہ مین آئی دیکھتے ہی دوڑا
اور آغوش تمنا مین لیکر دو چار بوسے لب لعلین کے لیے گویا رقاصۂ چرخ زندان برج عقرب مین محبوس
ہوئی یعنی ہمقران غیور منحوس ہوئی الحاصل غیور نے لاکر چھپر کھٹ پر لٹایا مصروف بوس وکنار ہوا کہ زہرہ
نے کہا ای غیور عجب بے لطف تیری صحبت ہی مجھے ایسی طبیعت سے نفرت ہی نہ شراب نہ کباب فقط
ایک بار لٹاتا ہی یہ سنتے ہی وہ اُٹھا گلابی شراب کی بھر کر اور بہر گزک قاب کباب کی لیکر آیا اس عرصہ
مین زہرہ مصنوعی نے جیب سے پڑیا بیہوشی کی نکالی اُسنے گلابی لاکر آگے ملکہ کے رکھدی اُسنے اسکی
نظر سے پوشیدہ شراب مین بیہوشی ملائی اور پڑیا کبابون مین رکھدی جام بھر کر اُس نافر جام کو دیا جیسے ہی
اُسنے ساغر ہاتھ مین لیا پیرون نے خبر دی کہ یہ عمرو ہی اور شراب بیہوشی آلودہ ہی ہرگز نہ پینا اُسنے فوراً
سحر کیا کہ دست وپا عمرو کے بیکار و بے حس ہوگئے غیور پکارا او دزد مکار باش بڑا غضب ہوا تھا تو
مجھے مار ہی چکا تھا جلد بتا ملکہ کو کیا کیا عمرو نے کہا مین بھوکا تھا کھا گیا اُسنے کہا خیر مین تجھے کھاتا ہون
تیری خبر خداوند نے سامری نامے مین دی تھی مین تیرے ہی خوف سے یہان آکے طلسم بناکے پڑا تھا
لیکن تو یہان بھی آیا یہ کہکر کوٹے ڈھکانے خنجر نکالکر ایک پوٹی عمرو کی کاٹی نمک مرچ کی تلاش مین چلا کہ
کبابون کی قاب جو خود لایا تھا اُس مین ایک پڑیا رکھی دیکھی سمجھا کہ نمک مرچ ہی اُسے اُٹھا لایا اور اُس
بوٹی کو پڑیا مین خوب آلودہ کرکے آگ پر رکھا دھوان اُٹھا اور اُسکے دماغ مین جاکر موثر ہوا چھینک آئی
بیہوش ہوگیا عمرو حیران بیٹھے ہین کہ اب اسے کیونکر قتل کرون ہاتھ پاؤن بزور سحر پہلے ہی وہ بیکار کرچکا
ہی اسی فکر مین تھے کہ سامنے سے ایک ساحر سیاہ فام وقوی ہیکل دکھائی دیا خواجہ جیتے جی مرگئے اور کہا ای عمرو
اب نہین بچوگے یہ آکر اسے ہوشیار کریگا پھر کب زندگی ہوگی ابکی بار وہ تمام جسم کی بوٹیان کاٹکر رکھ لیگا جب
کباب بھونیگا یہ تو اس خیال مین تھے اُس ساحر نے آکر سلام کیا اور کہا یا اُستاد منم جہتر قران عمرو نے یہ
آواز سنکے گویا جان تازہ پائی اور کہا بیٹا جلد اس ملعون کو جہنم واصل کر اُسنے غیور کی زبان مین پہلے سوزن
دیا پھر خنجر مارا اُسے رو مین تن پایا نکالکر بغدہ اب جو سر پر مارتا ہی مغز اُس خود سر کا پریشان ہوا کاسہ سر پاش پاش
ہوگیا آندھی آئی پیرون نے غل مچایا کشتی مرا کہ نام من غیور جادو بود قران نے کہا یا اُستاد مین سب عورتونکو بیہوش
کر آیا ہون عمرو نے آکر ملکہ مہ جبین کو بھی داخل زنبیل کیا اور کہا ای جان بخش میرے اب جلد یہان سے جا ورنہ کوئی
آفت تازہ آجائیگی غرض عمرو ایک طرف اور قران ایک جانب روانہ ہوئے ادھر جو پتلیان اسکی بنائی ہوئی تھین
قلعہ پر سے گرین علمشاہ نے دیکھا اور کہا شاید خواجہ نے ساحر کو مارا پھر اب تو کیون تاخیر کریہ خیال کرکے تلوار کھینچ لی
اور مع اپنی سپاہ کے قلعہ مین درآیا چونکہ دروازہ قلعہ کا غیور نے کھلوا دیا تھا کہ جو کوئی آئیگا دشمنی مین بیہوش
ہوجائیگا غرض علمشاہ نے نعرہ کیا نولاکھ تلوار برابر کھنچ گئی پھر تو امیر بھی مع قباد وسعد ولندھور وغیرہ کے قلعہ مین

گھس پڑے اور سب کے نعرے بلند ہوئے یہ خبر نوشیروان اور مرزوق کو پہونچی بختک نے اشارہ کیا
نوشیروان تخت پر سوار ہوا مرزوق بھی جلدی سے اپنے تخت پر سوار ہو کے مقابلے مین امیر کے آیا نوشیروان
دوسرے دروازے سے نکلکر رو بفرار لایا علمشاہ نے جو دیکھا کہ مرزوق سامنے تخت پر سوار اپنی فوج کو
للکار رہا ہی جھپٹکر برابر آیا مرزوق نے تلوار ماری علمشاہ نے خالی دے کر تخت کے نیچے ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا
اور کہا ای مرزوق اب مین تخت شاہی کو تیرے مبدل بہ تختۂ تابوت کرتا ہون یہ کہکر خندق مین پھینکدیا نیچے
مرزوق اور یہ تخت اُستخوان ریزہ ریزہ ہو گئے اتنے مین خواجہ عمرو بھی آ پہونچے اور پکارے ارے صاحبو عمرو
مین فتاح اس قلعہ کا ہون مجھے تو آنے دو نقار خانے مین طوطی کی آواز کون سنتا ہی غرض کہ لاکھون جان
سے مارے گئے اور کتنے ہی زخمی ہوئے بقیۃ السیف نے امان مانگی ان سبکو امان دی خواجہ نے کہا کہ یہ قلعہ
مین نے فتح کیا ہی بقیا اور تمام بت جو اسکے گرد رکھے ہین سب مجھے دیجیے امیر باغ بقیا مین تشریف لائے اور فرمایا
او بقیا کیا کہتا ہی اُسنے کہا مجھے سجدہ کر امیر نے فرمایا کہ ای رستم ہند ایک گرز اسکو مارو کہ یہ اپنی سزا کو پہونچے
جیسے ہی لندھور نے گرز اُٹھایا سب نے دیکھا کہ بقیا کا منھ کھلا دود غلیظ مُنھ سے نکلکر آسمان کی طرف
بلند ہوا پھر وہ یک بیک مجسم ہو کر پکارا ای امیر مین دیو بقیا تیرے ڈر سے تو مین نے قاف کو چھوڑا اور
یہان مسکن بنایا لیکن تو یہان بھی آیا خیر کہان جائیگا میرے ہاتھ سے تجھے بے مارے کب چین لیتا ہون
یہ کہکر چلا گیا لندھور کا گرز جو اُس صنم طلائی پر پڑا ریزہ ریزہ ہو گیا عمرو نے تمام ٹکڑے اُسکے چن چن کر
نذر زنبیل کیے اور جو چھوٹے چھوٹے بت رکھے تھے وہ بھی زنبیل مین رکھ لیے امیر نے جن لوگون کو پناہ
دی تھی وہ بلکہ تمام ملک فرنگ کے باشندے مسلمان ہوئے خزانہ امیر کے ہاتھ آیا مسجدین تعمیر ہونے لگین
بتکدے منہدم ہوئے امیر نے فرمایا کہ جب تک خبر نوشیروان کی آئے قباد اور سلطان سعد اور علمشاہ
کی شادی مین مصروف رہونگا عمرو نے ملکہ زہرہ بانو اور مہر جبین کو بھی زنبیل سے نکالکر مسلمان کیا اتنے مین
ہرکارون نے آکر دست ادب بستہ مجرا گاہ پر سے مجرا کیا بعد دعا و ثنا کے عرض کی مرتاد شاہ مع دو لاکھ
سوار کے واسطے ملازمت سرکار ذوی الاقتدار کے آتا ہی امیر نے چند سردارون کو واسطے استقبال کے
روانہ کیا وہ سب استقبال کر کے لائے دربار مین داخل ہو کر امیر کو مجرا کیا امیر نیم قد واسطے تعظیم کے
اُٹھے مرتاد دوڑ کر قدمون پر گرا امیر نے سر اُسکا اپنے سینے سے لگایا اُسنے نذر دی امیر نے اسکا ہاتھ پکڑ کر
سامنے قباد کے بڑھایا اور کہا نذر قبول ہو قباد نے نذر معاف کی دنگل واسطے بیٹھنے کے عنایت ہوا
جب وہ بیٹھا امیر نے ایک تحریر سیاہ اسکے گلے مین دیکھی اُس سے پوچھا کہ اس تحریر سیاہ کی کیا علت ہی
اُسنے عرض کی ای شہریار میرے اولاد نہوتی تھی بعد مدت کے ایک بیٹا ہوا تو مین اسے نہایت عزیز رکھنے لگا
اور اُسے شکار کا شوق بہت تھا ایک روز صحرا مین شکار کھیل رہا تھا ہرن چوٹ کھا کر بھاگا یہ بھی اُسکے
تعاقب مین چلا میرے شہر سے نو منزل پر ایک مرغزار سراپا بہار ہی لیکن ہمہ تن خار ہی اُس مین طلسم ہی کہ
اُسکا نام طلسم نادر فرنگ ہی غرض اس صحرا مین پہونچ گیا مجھے جو خبر ہوئی بیتابانہ مین پہونچا کہ ابھی پھیر ہی
مبادا طلسم مین چلا جائے اُس طلسم مین سامنے سے ایک قلعہ دکھائی دیتا ہی جسمین تین درجے ہین پہلا
لوہے کا اور دوسرا چاندی کا تیسرا سونے کا اور اُس درجے مین صدہا بنگلے ہین بیچ مین ایک بنگلہ نہایت
وسیع ہی ہر بنگلے پر ایک طاؤس بیٹھا ہی بڑے بنگلے پر بڑا طاؤس ہی اور ایک چاند الماس تراش اسپر بنا ہوا

ہی جسکی روشنی بارہ منزل تک محیط ہی نظر آسے دیکھنے مین خیرگی کرتی ہی اور سامنے ایک صفۂ باصفا مع سیڑھیون
سمیت بلور کا ہی اُسکے آگے خندق مثل دریا کے ہی اُس مین ایک میل طویل نصب ہی اور کچھ اُسپر کندہ
کیا ہوا ہی اُس میل تک ہر شخص جاتا ہی غرض میرا فرزند قریب اُس میل کے پہونچا اُسکی عبارت پڑھی
لکھا تھا کہ یہ طلسم نادر فرنگ ہی اس مین انواع و اقسام کے عجائبات اور خزانے ہین جو اسے فتح کرے
وہ لے اتنا پڑھتے ہی بہ عجلت تمام طلسم کے اندر چلا مین چیختا ہی رہا اُسنے سماعت نہ کی یا امیر اس چبوترے
کے گرد ہزارون گورے بندوقین لیے کمپنی جمائے کھڑے ہین کرتیان سرخ بانات کی انپر کلابتون کا کام
کیا ہوا گلے مین ہین اور جو تین درجے ہین اُنمین درجۂ آہن ناچ گھر ہی نقرئی درجے مین صدہا ارگن باجے رکھے
ہین درجہ طلائی مین کرسی پر ایک فرنگن بیٹھی ہی دو عورتین مصروف مگسرانی ہین اور ایک عورت آگے
کھڑی ہی اور سوا اسکے جو لاکھون در ہین سب مین ایک ایک دو دو گھوڑے کھڑے ہین غرضکہ جب میرا
فرزند چبوترے کی پہلی سیڑھی پر چڑھا سب گورون نے بندوقین اپنے اپنے کاندھے پر رکھ لین جب دوسری
سیڑھی پر پاؤن رکھا سب قواعد کرنے لگے یونہین جب چبوترے کے اوپر پہونچ گیا ارگن باجے بجنے لگے
اور طاؤس ناچنے لگے ہر مور کے دم سے آتشبازی چھوٹنے لگی مُنہ سے لڑی موتیون کی پانی مین گرنے لگی
جو طاؤس سب سے بڑا تھا اُسکے مُنہ سے انڈے کے برابر موتی گرنے لگے جو گورے درجون مین کھڑے تھے
سب نے سر باہر نکالکر ٹوپیان اُتارین اور سلام کیا جو طاؤس سب سے بڑا تھا اسکے مُنہ سے ایک
موتی برابر بیضۂ فیل مرغ کے پانی مین گرا اور گرتے ہی ایک کشتی کی صورت ہو گیا اُسپر ایک زن حسینہ
بیٹھی تھی جب وہ کشتی کنارے آئی نازنین اُسپر سے اُتری اور کچھ فرش اپنے ہمراہ لائی تھی چبوترے پر
آکر بچھونا کیا مسند تکیے گاؤ وغیرہ سے آراستہ کرکے میرے فرزند سے کہا آؤ بیٹھو وہ جاکر مسند پر بیٹھا نازنین بھی
برابر بیٹھی اور گلابیان شراب کی جو ہمراہ لائی تھی اُن مین سے شراب پیالے مین بھری اور اُسکو دی ایک
جام خود پیا پھر ایک گیند بلوری اپنے پاس سے نکالا اُسکو اُچھالنے لگی اور کہا ای شہریار دو گھنٹے اس صحبت
کا معمول ہی جب دو گھنٹے گذرے وہ گیند پھٹا اُس مین سے دود غلیظ پیدا ہو کر تمام طلسم مین پھیل گیا تاریکی
چھا گئی اور صدا غل و شور کی ایسی بلند ہوئی کہ مجھے تو خوف طاری ہوا بعد دو گھنٹے کے وہ تاریکی دور
ہوئی نہ وہ عورت معلوم ہوئی نہ فرش کا نشان ملا جو کچھ اول تھا وہی سامان پھر نظر آیا اور ای شہریار اپنے
فرزند کا پتا نہ پایا مین خاک اُڑاتا اپنے شہر مین واپس آیا اور سیہ پوشی اختیار کی ایک روز کسی سوداگر سے
حضور کے اوصاف سنکر دیوانہ وار یہان تک پہونچا کہ اگر میرے طالع کی رسائی ہو گی تو آپ ضرور امداد فرمائینگے
اور میرے فرزند کو مجھسے ملائینگے امیر نے فرمایا تم خاطر جمع رکھو مین انشاء اللہ تمھارے فرزند کو تم سے ملاؤنگا
ضرور طلسم مین جاؤنگا پھر قریشی وارشی اور عالا گرد و مسروق سے فرمایا کہ بھئی تم سب ہمارے ہمدم ہو
جو اسوقت مین کہ ہم کمال عدیم الفرصت ہین سامان شادی مہیا کرنا ہمین بار ہی لہذا موافق شرع شریف
کے اپنی دخترون کو ہمارے فرزندون سے منعقد کردو سب نے عرض کیا زہے نصیب ہمارے غرض بہ عجلت
تمام قباد شہریار اور سلطان سعد وغیرہ کی شادی سے فراغت حاصل کی سوا مشغلۂ سلیمانی کے اور
سب سامان مہیا تھا بعد الفراغ کدخدائیون کے امیر نے بادشاہ اسلام سے عرض کیا کہ آپ سب کو
لیکر ایران کی طرف نہضت فرمائین قریب تر انشاء اللہ مین بھی آتا ہون بادشاہ نے فرمایا کہ مین

ہمراہ چلونگا غرض امیر مع قباد شہریار اور دیگر سرداروں کے مرتاد کو ہمراہ لیکر طلسم نادر فرنگ کی جانب روانہ ہوئے جب مرتاد شاہ اپنے شہر مین پہونچا بہت دھوم سے امیر کی دعوت کی بعد اُسکے امیر کو ایک روز کا وقفہ نہایت دشوار ہوا وہان سے طلسم نو منزل تھا ہمراہ مرتاد شاہ کے اس مرغزار مین تشریف لائے اور مرتاد سے رخصت ہو کر طلسم مین چلے کہ عمرو دوڑ کر امیر سے لپٹ گیا اور کہنے لگا ای شہریار آپ سے بعید ہی کہ بے سمجھے بوجھے طلسم مین قدم رکھتے ہین امیر باتوقیر نے یہ سنکر ایک رات وہان قیام کیا دوسرے دن علی الصباح ایک کلاغ گردن زدنی سے فرمایا کہ جا اُس چبوترے پر بیٹھ مین نے تیرا خون بحل کیا وہ خوشی خوشی گیا اور مثل فرزند مرتاد کے غائب ہو گیا امیر نے چلنے کا ارادہ کیا پھر عمرو نے روکا قباد شہریار نے فرمایا امیر اگر اس طلسم کی فتح آپ کے نام ہی تو بشارت ہو گی جب القا ہوئے تب آپ تشریف لیجائین امیر نے قبول کیا وہ دن بھی وہین بسر ہوا شب کو سجادہ بچھا کر امیر مصروف عبادت ہوئے صبح ہونے نہ پائی تھی کہ آنکھین امیر کی بند ہو گئین دیکھا ایک تخت آسمان کی جانب سے زمین پر آیا اُسپر ایک بزرگ نورانی صورت متمکن تھے امیر نے سلام کیا اُنھون نے جواب سلام دیا اور پوچھا کیا ارادہ ہی امیر نے عرض کی طلسم نادر فرنگ کو فتح کرنے کا قصد ہی آپ فرمائین کہ میرے نام اسکی فتح ہی یا نہین اُنھون نے فرمایا البتہ تمھارے نام فتح ہی کیونکہ جو شرطین فاتح طلسم کے واسطے ہونا چاہئین وہ سب صفتین تم مین ہین مگر لوح تمھارے پاس نہین ہی اس طلسم کی فتح کرنے والے کے لیے شہ زور ہونا واجب ہی بہادر ہونا ضرور ہی کسی پیغمبر کے خاندان سے بھی ہو لوح بھی پاس رکھتا ہو اور سب اوصاف تو تم مین ہین لیکن لوح کا نہونا غضب ہی امیر نے عرض کیا آپ کوئی سبیل نکالین ان بزرگ نے ایک مکتوب نکالکر دیا اور فرمایا کہ اگرچہ کوئی آدمی اس راہ سے جائیگا تو بھی یہی حال ہو گا جو تم نے دیکھا مگر یہ مکتوب کو لو اور اپنے پاس رکھو تم دست راست کی جانب جانا بعد کئی کوس راہ طی کرنے کے ایک ٹیکرا ملیگا اُسپر ہاتھ رکھکر اس مکتوب کا پہلا اسم تین سو مرتبہ پڑھنا یک بیک وہ ٹیلا اُڑ جائیگا وہان پر ایک غار ہو جائیگا تم غار مین جانا ایک صحرا ملیگا اُس مین تالاب ہو گا اور ایک منارہ تالاب پر ہو گا پانی کے اندر خرس و شیر و مگر و میمون کنارے پر تالاب کے مُنھ کھولے بیٹھے ہونگے تم اپنے تئین اُنکے مُنھ سے بچا کر ایسی جست کرنا کہ وسط مین تالاب کے پہونچ جانا اگر دامن بھی تمھارا اُن جانورون سے چھو گیا تو قیامت تک رہائی محال ہی امیر نے عرض کیا آپ اپنے نام نامی و اسم گرامی سے بھی مطلع فرمائین اُن بزرگ نے جواب دیا کہ نام ہمارا عیسے روح اللہ ہی اتنا فرما کر وہ غائب ہوئے امیر کی آنکھ کھل گئی زیر بالین وہی مکتوب عطیہ حضرت عیسے علی نبینا و علیہ السلام ملا مکتوب لیکر باہر تشریف لائے سب سے خواب کی کیفیت بیان کی اور مکتوب دکھایا سب کو خوشی حاصل ہوئی امیر نے فرمایا کہ

خدا حافظ اب مین نہین ٹھہر سکتا

اب دو کلمے داستان بشارت پا کر تشریف لیجانا امیر کا طلسم نادر فرنگ مین بیان کیے جاتے ہین

راویان خوش بیان نادر کلام شیرین مقال داستان فرحت نشان بشاشت آثار کو یون رقم کرتے ہین کہ امیر کشور گیر نے مرکب طلب فرمایا جب اشقر سامنے آیا حکم دیا کہ یہ نہین کوئی اور گھوڑا لاؤ لوگون نے دوسرا گھوڑا حاضر کیا امیر باتوقیر اُسپر سوار ہو کر جانب دست راست روانہ ہوئے جب اُس ٹیکرے کے قریب پہونچے اُسکو اسم پڑھکر معدوم کیا غار نمودار ہوا بسم اللہ کہکر اُس قعر بلا مین در آئے

صحرا مین پہونچے تالاب وسیل دیکھا حسب تہدید حضرت عیسیٰ کے تالاب مین کودے بعد کئی ساعت کے پانون تہ کو لگا اب جو آنکھ کھلی دیکھا نہ وہ تالاب ہی نہ منارہ ز چار طرف آنکھین پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے لگے ایک صحراے لق ودق پایا اُس مکتوب کو کھول کر دیکھا لکھا تھا کہ جب طلسم کشا سب آفتون سے بچکر تالاب مین کودے اور جانورون سے تالاب کے بھی کوئی ضرر اُسکو نہ پہونچے تو ایک صحرا مین پہونچیگا اُس جنگل مین ایکطرف چلا جائے اسکو سواری ملیگی بس امیر حیران ہوئے کہ یہ کیسی خبر ہی نہ تو یہ بتایا کہ سواری پر سوار ہونا اور نہ یہی خبر ہی کہ احتراز کرنا غرض پھر مکتوب کو کھولا اُتنا ہی لکھا پایا حیران ہو کر بند کر دیا اور بڑی دیر تک ساکت رہے پھر سہ بارہ کاغذ کو کھولا تو ایک حرف بھی نہ پایا گھبرا کر آب دیدہ ہوئے اور توبہ کر کے کہا کہ بار دیگر ایسے امر مین جرأت نہ کرونگا مکتوب کو رکھا اور ایک طرف کو روانہ ہوئے دیکھا سامنے سے پانچ سو گورے گھوڑون پر سوار بندوقین کاندھون پر رکھے چلے آتے ہین امیر اُنھین دیکھکر ایک جانب راستہ چھوڑ کر ہٹ گئے وہ سب امیر کے سامنے سے نکلے چلے گئے بعد تھوڑی دیر کے چار سوار اور آتے ہوئے نظر آئے لباس انگریزی پہنے ہوئے ایک ان سب کے آگے اور تین اسکے پیچھے جب قریب امیر کے پہونچے تو سبھون نے گھوڑون سے اُتر اُتر کے صف باندھکر پرے جما کر بندوقین ہاتھ مین لیکر قواعد کر کے سلام کیا امیر نے جواب سلام دیا جو سب سے آگے تھا اُسنے دست بستہ خدمت امیر باتوقیر مین عرض کی کہ ہمارے بادشاہ انتشار شاہ نے آپ کو بلایا ہی اور وہی مالک ہی اس طلسم کا مین وزیر اعظم ہون شعلہ میرا نام ہی اور یہ تینون بھی وزیر ہین سواری آتی ہی تشریف لے چلیے ابھی یہ سخن ناتمام تھا کہ ایک تخت سامنے سے پیدا ہوا لیکن منڈا جب نزدیک آیا شعلہ نے کہا سوار ہوجیے امیر اس منڈے تخت پر سوار ہوئے چارون وزیرون نے پائے تھامے اور وہ جو سوار پانچ سو پہلے گئے تھے وہ بھی آکر ہمراہ ہوئے غرض بڑی شان وشوکت سے امیر کو شہر مین لائے جب سواری دروازۂ بارگاہ انتشار شاہ پر پہونچی سواران ہمراہی باہر ٹھہر گئے چارون وزیر امیر کو مع تخت اندر لائے دیکھا کہ سامنے تخت پر انتشار شاہ بیٹھا ہی اور چار سو کرسی نشین بارہ دری مین درجہ بدرجہ بیٹھے ہین امیر کو دیکھکر نہ بادشاہ اُٹھا نہ کسی سردار نے تعظیم کی تخت امیر کا جب مثل تخت شاہی کے لگا دیا گیا تو بادشاہ نے اُٹھکر سلام کیا اور کہا بیٹھیے امیر نے انکار کیا انتشار نے عرض کیا کہ تخت لینے کے ارادے سے تو آپ تشریف لائے ہین اور تخت پر بیٹھنے سے پرہیز ہی آئیے آئیے زیادہ انکار نہ فرمائیے غرض بعد بہت انکار واصرار کے امیر باتوقیر تخت پر برابر انتشار شاہ کے متمکن ہوئے بادشاہ نے کہا کہ مین آپ کو خوب جانتا ہون نام آپ کا حمزہ صاحبقران ہی اگر آپ طلسم کشائی سے باز آئین تو ہم آپ کے مطیع ہوتے ہین دعوت نوش فرمائیے جو شی مرغوب ہو اپنے ہمراہ لیجائیے امیر نے جواب دیا کہ گفتگو تمھاری کچھ ہماری سمجھ مین نہین آتی ہم طلسم کشائی کے ارادے سے آئے ہین اب کب باز آتے ہین انتشار ہنسا اور شعلہ سے کہا کہ امیر کو یہان کی کیفیت سنا دے شعلہ نے کہا یا امیر یہ طلسم نادر فرنگ ہی جب یہ تیار ہو چکا اُسوقت کاہنون نے کہا کہ یہان طلسم کشا کا آنا پر ضرور ہی اور جو راہ کہ اس طلسم کی ہی اُدھر سے اگر لاکھ جانین رکھتا ہوگا تو ایک بھی سلامت نہ لیجائیگا جب تو سب متردد ہوئے اور بعد ایک مدت کے یہ راہ بنائی جدھر سے آپ تشریف لائے جس تالاب مین آپ کودے تھے اُس مین جانور ہین کہ وہ دراصل چارون ساحر زبردست ہین اُنکو اِسی واسطے وہان مقرر کیا کہ طلسم کشا کو قید کرین چونکہ آپ بااقبال ہین قید تو نہوئے مگر آپکا

اسم اعظم اُنھون نے بند کر لیا اور عقرب سلیمانی بھی بیکار ہی اُنھین دو چیزون کا آپ کو بھروسا تھا اب یاد کیجیے
دیکھیے اسم اعظم یاد آتا ہی امیر نے غور رجوع کیا تو مطلق اسم اعظم نسیاً منسیا ہو گیا تھا جب تو امیر بہت گھبرائے شعلہ نے
کہا کہ جب تک وہ ساحر نہ مرینگے اور مرحلہ نہ ٹوٹیگا اسم اعظم آپ کا نہ کھلیگا یہ سنکر امیر کو بصد قلق آگیا انتشار نے
کہا آپ انتشار کو دل مین راہ نہ دین مین آپ کا فرمانبردار ہون تو لاکھ ساحر میرے تحت حکومت ہین مین آپ
دعوت کھائیے جب تک مزاج عالی قبول کرے تشریف رکھیے جو خوشی پسند ہو اپنے ہمراہ لیجائیے اب تو دعوت
قبول کیجیے امیر نے بہ مجبوری دعوت قبول کی انتشار نے شعلہ سے کہا آپ کو لیجا کر دعوت کھلا غرض وہ امیر
کو لیکر ایک مکان مین آیا اُس مین دو گورے ننگی کرچین ہاتھ مین لیے ہوئے کھڑے تھے اور ایک پلٹن مسلح
کھڑی تھی بارگاہ ہشامی برپا تھی امیر کو خیال ہوا کہ شاید میری بارگاہ منگوائی اس بارگاہ مین امیر کو
شعلہ لایا چھپر کھٹ لگا تھا مسند بچھی تھی امیر اسپر رونق افروز ہوے چالیس عورتین دُر در گوش صبح پوش
حاضر ہو کر ناچنے لگین شعلہ نے کہا یا امیر پہلے کھانا نوش فرمائیے پھر ناچ دیکھیے امیر دسترخوان پر تشریف
لائے لیکن اُن عورتون مین سے ایک پر امیر کی طبیعت مائل ہو گئی تھی شعلہ سے پوچھا کہ اگر تم کہو تو
مین فلان عورت کو اپنے ہمراہ کھانا کھلاؤن اُسنے کہا آپ کو اختیار ہی جسے چاہیے اپنی خدمت مین
لائیے امیر نے خوش ہو کر اُسے شریک طعام کیا بعد فراغ طعام کے شعلہ نے عرض کیا کہ اب مین رخصت
ہوتا ہون پھر حاضر ہونگا بادشاہ کے پاس ہو آؤن یہ کہکر انتشار کے پاس آیا اُسنے پوچھا کیونکر قید کیا
اسنے کہا جسطرح شاہ و شہریار قید ہوتے ہین اس صورت سے محبوس ہین بارگاہ شاہی برپا ہی چالیس
عورتین ناچنے گانے کے واسطے ہین ایک دل بہلانے کو ہی رمنہ شکار کے واسطے ہی انھین کبھی یہ خیال
بھی نہوگا کہ مین قید ہون بلکہ وہان سے جانے کو جی نہ چاہیگا انتشار نے خوش ہو کر شعلہ کو خلعت دیا
غرض امیر تو قید ہوئے اس طلسم مین بعد سال بھر کے ایک میلہ ہوتا ہی جب وہ زمانہ آیا سامان میلے کا
ہونے لگا انتشار نے امیر کو بلا بھیجا کہ آپ بھی آکر اس میلے کی سیر کرین کبھی ایسا تماشا آپ کی نظر سے
نہ گذرا ہوگا شعلہ امیر کے پاس آیا اور پیام انتشار کا دیا امیر نے فرمایا کہ مین نے قاف کے عجائبات
دیکھے ہین اُنسے بہتر یہان کے عجائب نہونگے مین آسائش سے بیٹھا ہون کہدینا کہ مین نہین آؤنگا
اُسنے آکر انتشار سے کہا وہ چپ ہو رہا جب تمام میلہ جمع ہو چکا ایک ابر آیا اُس مین سے تخت
پیدا ہوا اُسپر ایک شخص ضعیف باریش سفید بیٹھا تھا کتاب اُسکی بغل مین نام اُسکا انجم کتابخوان ہی
غیور شاہ جسکو سب باشندگان طلسم سجدہ کرتے ہین یہ اسکی طرف سے میلے مین وعظ کہتا ہی آکر ایک
گنبد بلورین مین تخت اُسکا اُترا اسنے کہا ای انتشار حمزہ کو تنے نہین بلایا اسنے جواب دیا کہ وہ
نہین آتے ہین مین نے پہلے ہی بلوایا تھا انجم نے کہا کہ میرے نام سے بلوا غرضکہ پھر شعلہ گیا اور کہا
یا امیر آپ کو انجم کتابخوان بلاتا ہی اُسوقت کچھ امیر کا بھی جی چاہا اُسکے ساتھ چلے آئے دیکھا تو انواع و اقسام
کے عجائب و غرائب میلے مین مہیا ہین اور گنبد بلورین مین ایک مرد ضعیف کتاب بغل مین لیے بیٹھا ہی امیر کو
دیکھکر پکارا یا صاحبقران میرے پاس آئیے امیر نے کہا اچھا اچھا کا مُنھ سے نکلنا تھا کہ اُسکے ہمراہی جو تھے تخت
امیر کا اُٹھا کر انجم کے پاس لے گئے اب سحر شعلہ کا برطرف ہوا انجم نے کہا کہ یہان کا دستور ہی جو کوئی طلسم کشائی
کے دعوے سے آتا ہی اسکے سر پر ایک تاج مخصوص ہی وہ رکھتے ہین اگر ٹھیک ہوا تو البتہ وہ طلسم کشا ہی اُسکے

مبارکباد دیتے ہین ورنہ اپنی سزا کو پہونچتا ہی لہذا وہی تاج آپ کے سر پر بھی رکھا جائیگا امیر نے فرمایا مجھے
قبول ہی انجم نے انتشار سے کہا کہ مین تاج و تخت منگاتا ہون اسنے کہا منگائیے اور دل مین خیال کیا کہ
تاج سر پر رکھتے ہی امیر مر جائینگے یہ تو دستور ہی غرض بحکم انجم تاج اور تخت الماسی و بارگاہ زربفتی آئی برج
بلورین مین بارگاہ نصب کی گئی تخت بچھایا امیر کو اُسپر بٹھایا تاج سر پر رکھا ٹھیک ہوا انجم نے کہا یا امیر
طلسم کشائی مبارک ہو یہ بارگاہ لیجیے اور باغ کرامت مین جائیے کہ اس مین سحر اثر نہین کرتا پھر کتاب کھولکر وعظ کہنا
شروع کیا کہ ای صاحبان طلسم جو اس عرب کی اطاعت کریگا وہ تو بچیگا اور جو ذرا بھی اسکے حکم سے گردن تابی
کریگا اپنی سزا کو پہونچیگا یہ سنکر انتشار نے کہا مجھے مرنا قبول ہی لیکن اسکی اطاعت نہین منظور ہی امیر کو اپنے
دیو اور رخش وغیرہ ہمراہ کرکے باغ کرامت مین بھیجدیا تخت امیر کا وہ سب لیے چلے آتے ہین کہ ایک
بارہ دری زمردی کے برابر تخت پہونچا اُس مین ایک نازنین نے کہ سن اُسکا قریب پندرہ برس کے ہی اور
انتشار کی دختر ہی دیکھا طرفین سے حضرت عشق کی مدد ہوئی سب بلا رد ہوئی لیکن تخت روا روی مین
چلا گیا باغ کرامت مین پہونچا جب بالکل اثر سحر شعلہ کا امیر پر سے دور ہوا اُسوقت خیال آیا کہ ای حمزہ تم
اس باغ مین نہایت مسرور تھے شاید سحر شعلہ مین مسحور تھے اب آپ مین آئے تو اس نازنین کی یاد مین دل بیقرار
ہوا رات دن اشعار عاشقانہ ورد زبان ہوئے بلکہ صدمۂ فرقت سے چند دن مین نیم جان ہوئے اُدھر وہ
مہ جبین بھی بستر غم پر گری آب و طعام سے نفرت ہوئی اور دل پر نقاہت ہوئی طاقت نے جواب دیا
ناتوانی نے بیعت کی دو دن رخسار زرد ہو گئے ہونٹھ خشک چشم مین تری حواس مین ابتری آدمیون
سے نفرت تنہائی سے رغبت ہوئی گانا سننے کا ازحد شوق تھا اب اسکو بھی جی نہین چاہتا باغ کی سیر سے
خار الم دل مین چبھتا ہی غرض کہ نہایت حالت ردی ہوئی خواصون نے آکر لاکھ لاکھ دم دلاسے سے
پوچھا ملکہ نے ہر ایک سے ناسازی طبیعت کا بہانہ کیا اور کچھ نہ کہا یہ خبر انتشار کو پہونچی اُسے بڑا انتشار
ہوا بیتابانہ دوڑا ہوا آیا اور ملکہ کو گلے سے لگاکر خوب پیار کیا اور کہا ای نور نظر تو جانتی ہی مجھے کس مرتبہ
تجھ سے اُلفت ہی تین لاکھ ساحرہ اور ساحر بچیان تیری خدمت کے واسطے مقرر کی ہین سچ بتا تجھے کیا صدمہ
پہونچا کیا خیال ہی کس بات کا ملال ہی اگر طلسم کشا کے خوف سے یہ حالت ہی تو محض تمھارا بچپن ہی عین
حماقت ہی اس مجہول الاحوال کی کیا طاقت ہی جو طلسم کو فتح کرے اسنے اپنے مزاج کی نادرستی کا اظہار کیا
انتشار نے اطباے حاذق طلب کیے اُنکی تشخیص مین کوئی مرض نہ آیا سب نے کہا نبض سے ضعف
پیدا ہی اور سب طرح فضل خدا ہی آپ شہزادی کو اپنے سامنے عرق بید بلوائین آملہ اور ورق کھلائین
عطریات کا زیادہ صرف رہے باغ کی سیر کرین یہ کہکر حکیمون نے رخصتی مجرا کیا انتشار نے انیسان
ملکہ کو تاکید اکید کی کہ ہرگز کوئی دقیقہ دوا دوش مین فروگذاشت نہونے پائے یہ کہکر چلا گیا ملکہ اُٹھکر
گوشۂ تنہائی مین آئی بہت جزع و فزع کی اور کہا ای خداے طلسم کشا اگر تو برحق ہی تو میرے باپ کو
طلسم کشا کا مطیع کردے غرض تین دن بے آب و دانہ اس محو خیال محبوب کو گذرے اسکی ایک دایہ ہی
قتالہ نام نہایت مسن اسکو بھی اس حال کی خبر ہوئی بیتابانہ دوڑی آکر کہا ای ملکہ خیر تو ہی یہ کیا حالت
تمھاری ہو گئی مین تو چار روز کے واسطے گئی تھی دائی بندی کا کیا حال ہو گیا مجھ سے تو کچھ بیان کر تیرے
چہرے سے آثار عشق کے پیدا ہین اگر ایسا ہی تو کیا قباحت ہی شہزادیون کے واسطے کوئی عیب نہین ہی مگر واری جاؤن

مصرع عیب بھی کرنے کو ہنر چاہیئے ۔ اب جو صحیح احوال ہو بتاؤ دائی سے پیٹ نہ چھپاؤ تمہین اپنے عالم
جوانی مین صدہا ایسے مرحلے جھیلے ہین بارہا ایسے کھیل کھیلے ہین اور ہر مہم مین اپنی جان نثار کرونگی بجان و
دل تلاش دلدار کرونگی جب تو ملکہ نے کہا دائی اماں میری ہی اُلفت کی قسم کھاؤ کہ جو تو کہیگی اُس سے
انکار نہ کرونگی اُسنے کہا چھوکری تو بھی بڑی احمق ہے اری جسکے پیٹ سے تو نکلی ہے اُنکو بھی وہ محبت نہو گی جو مجھے
تجھسے اُلفت ہے تو شوق سے بیان کر ملکہ نے کہا نہیں قسم کھاؤ اُسنے کہا اے لے تیری ہی مرگ کی قسم جو تو کہیگی مین
اُسے قبول کرونگی ملکہ نے آبدیدہ ہو کر کہا شعر سینہ مالامال درد ست ای دریغا مرہمے ۔ دل ز تنہائی
بجان آمد خدارا ہمدمے ۔ ای دائی اماں اصل تو یہ ہے کہ میری شامت آئی ہے طلسم کشا پر طبیعت آئی ہے دایہ
سنکر بہت گھبرائی کہا ای ملکہ جو شخص کہ اپنے دین و آئین کا دشمن ہے اُسپر تو ریجھی ہے ملکہ نے رو کر کہا بس
دائی اماں دیکھ لیا کہ اگر مین اپنی سگی سہیلی سے بیان کرتی تو وہ کاہیکو دین و مذہب کا خیال کرتی ہاے اپنے
اور غیر مین یہ فرق ہے اتنا کہکر زار زار مثل ابر بہار رونے لگی یہان تک روئی کہ ہچکی بندھ گئی جب تو دائی نے
سر سے پاتک بلائین لین اور کہا چھوکری تو بھی کتنی بے وقوف ہے اتنی سی بات اتنی بُری معلوم ہوئی کہ
اپنے اور پرائے کی گنٹ سے رکھدے اری تو کہے تو ابھی اُسے یہان لے آؤن یا تجھے اُسکے پاس لیجاؤن اُسنے
جواب دیا مجھے یہ نہین منظور ہے کہ ایک نظر دیکھ لون بلکہ میری تو خواہش یہ ہے کہ تمام عمر اُس سے جدائی نہو
دایہ نے کہا اس بارے مین جو تو کہے وہ مین کرون ملکہ نے کہا ای دائی اماں انجم کتابخوان نے اپنی
وعظ مین تمام سہیلیون کو سُنا دیا کہ یہ طلسم کشا ہی ضرور سب مرحلون کو درہم برہم کریگا جو اسکی اطاعت کریگا وہ تو
بچیگا در صورت عدول حکمی زندگی وبال ہوجائیگی پھر ہم کیون نہ اسکی مدد کرین بہتر یہ ہے کہ تم جا کر لوح لے آؤ اسکے
دل مین ابھی سے گھر بناؤ بعد طلسم ٹوٹنے کے تمھاری بڑی توقیر ہوگی دایہ نے کہا مین ابھی جاتی ہون اور لوح لیکر
ابھی پھر آتی ہون تم میرے سامنے دو چار نوالے کھاؤ تو مجھے قرار ہو اور بخاطر جمعی جا کر حصول لوح مین کوشش کرون
غرضکہ ملکہ نے چند نوالے پانی کے گھونٹون کے سہارے حلق سے اُتارے دایہ رخصت ہو کر چلی بزور سحر پر پرواز
پیدا کرکے ہوا ہو گئی اور کئی منزل تک اُڑی چلی گئی ایک صحرا مین پہونچکر زمین پر اُتری وہان درخت کے سایے
مین ٹھہر کر چارون طرف غور سے خوب دیکھا جب بالکل سناٹا پایا تو سحر خوانی شروع کی تاثیر سحر سے ایک طبقہ زمین کا
اُڑ گیا اور غار ہو گیا دایہ اُسمین اُتری دیکھا کہ ایک چار دیواری ہے دروازہ بھڑا ہوا ہے یہ دروازہ کھولکر اندر آئی
ایک دالان اور اُسکے پہلو مین دروازہ تھا اُس دروازے پر ایک انگریز مہیب بشکل عجیب کرچ کھینچے کھڑا تھا پہلے
تو یہ جھجکی پھر کچھ سوچ کر اُسکے پاس گئی اُسے مٹی کا بنا ہوا پایا غرض دروازے کے اندر آئی وہان انواع و اقسام
کے جواہر کے انبار پائے اور ایک صندوقچہ دیکھا اُسپر کئی غلاف چڑھے تھے اُن غلافون کو اُتارا صندوقچہ بند پایا
کھولنے کا قصد کیا کسی طرف نشان کلید نہ پایا متحیر ہوئی کہ مفت بدنام ہوئی اور مطلب بھی نہ حاصل ہوا اب یہان سے
پھر جا کر بادشاہ کو خبر دینگے بڑی خجالت ہوگی خفت کے سبب سے کیا حالت ہوگی یہ خیال کرکے کئی دوہتڑ اپنے منھ پر
مارے اور ایک ہاتھ اُس صندوقچے پر مارا فوراً پٹرا اُسکا کھل گیا یہ ترکیب اسے بھی نہ معلوم تھی منجانب اللہ کلید قدرت
سے کھلا اُسمین بھی جواہر بے بہا رکھے تھے منجملہ اُنکے لوح بھی ایک خانے مین رکھی تھی اسنے لوح کو ہاتھ مین اُٹھا لیا
اور دروازے سے نکلکر دوسرے دروازے پر آئی وہان سے غار کے اوپر آئی سحر پڑھکر غار کو ہموار کر دیا لوح کو
گلے مین ڈالا اور اُسی صورت سے اُڑکر ملکہ کے پاس پہونچی ملکہ پلنگ پر پڑی جاگ رہی تھی فتانہ نے آواز دی کہ بی بی

آرام کرتی ہو ملکہ اُسکی آواز سنکر بیتابانہ اُٹھ کھڑی ہوئی اور کہا دائی امان خدا کے طلسم کشا تمھین لایا مین نے تو دل مین عہد کیا تھا کہ اگر تم کامیاب واپس آؤگی تو مین اُسی وقت سے مسلمان ہو جاؤنگی اب تم حال بیان کرو فتانہ نے کہا واری مین نے صندوقچہ لوح تک حاصل کر لیا تھا مگر اُسکی کنجی نہ ملی اتنا کہنا تھا کہ ملکہ آہ کا نعرہ مار کر پلنگ پر گری اور بیہوش ہو گئی جب تو دایہ نے دوڑکر کیوڑے سے مُنھ دھلایا بازو پر رومال کھینچکر باندھا کان مین کہا دوا قربان لوح حاضر ہی ہی اگر لوح نہ ملتی تو دائی بندی کی زندگی دشوار تھی یہ سنکر ملکہ نے آنکھین کھول دین فتانہ نے لوح گلے سے اُتار کر ملکہ کے آگے رکھدی اُسنے کہا دائی امان یہ میرے کس کام کی ہی فتانہ بولی پھر ناحق مجھے اس آفت مین ڈالا ملکہ نے اُسکی بلائین لین اور کہا میری دائی امان مین تمھارے صدقے یہ لوح طلسم کشا تک پہونچادو فتانہ نے کہا مین نگوڑی تمھاری بلا لیکے مرجاؤن تم میری بلائین کیون لیتی ہو یہ تو بیان کرو کہ تمھین اُسکے پاس لیچلون یا اُسے لے آؤن اُسنے کہا یہ نہین فقط تمھین جاؤ اور لوح دے کر چلی آؤ فتانہ نے جواب دیا کہ بیٹی باغ کرامت کے گرد تمھارے باپ کے لوگ پہرا دیتے ہین وہ دیکھ پائینگے تو بڑی آفت ڈھائینگے اُسنے گلے مین ہاتھ ڈالدیے اور پھر چٹ چٹ بلائین لیکر کہا ہمارا مُردہ دیکھے جو یہ کام ہمارا نہ کرے فتانہ نے کہا ہی چھوکری کیا فال زبان مُنھ سے نکالتی ہی چل ہٹ میرے پاس سے یہ باتین مجھے نہین اچھی لگتی ہین خبردار اب میرے ساتھ کبھی اسطرح کی باتین نہ کرنا نہین تو صورت نہ دکھاؤنگی لے مجھے چھوڑ مین جاتی ہون یہ کہا اور بزور سحر باز بلند ہنکر اُڑی چشم زدن مین باغ کرامت کی دیوار پر جا پہونچی دیکھا صدہا دیو پری باغ مین پھر رہے ہین اور قلب باغ مین چوکی سنگ مرمر کی بچھی ہی اُسپر ایک جوان خوبصورت بیٹھا ہوا یہ غزل عاشقانہ پڑھ رہا ہی

غزل

نوائے بلبلت ای گل کجا پسند افتد
جزین قدر کہ رقیبان تند خو داری
زمانہ گر بہ مشک ختن دہد برباد
تراسزد کہ غلامان ماہرو داری
دعاش گفتم و خندان بزیر لب میگفت
توان بدست تو دادن گرش نکو داری
زکنج مدرسہ حافظ مجوے گوہر عشق
صبا تو نکہت آن زلف مشکبو داری
کہ گوش ہوش بہ مرغان ہرزہ گو داری
قبائے حسن فروشی ترا نزیبد و بس
فدائے تو کہ خط و خال مشکبو داری
بسر کشتی خود ای سرو جویبار مناز
کہ گیستی تو و باماچہ گفتگو داری
زجرعۂ تو سرم مست گشت ہوشت باد
قدم برون نہ اگر میل جستجو داری
بہ یادگار بمانی کہ بوے او داری
دران شمائل مطبوع ہیچ نتوان گفت
کہ ہیچو گل ہمہ آئین رنگ و بو داری
دم از ممالک خوبی چو آفتاب زدن
کہ گر بادو رسی از شرم سر فرو داری
دلم کہ گوہر اسرار حسن و عشق دروست
خود از کدام خمست اینکہ در سبو داری

اور اُس چوکی کے آگے ایک حوض صاف و شفاف پانی سے لبریز ہی اُسمین کبھی مُنھ دھوتا ہی اور کبھی ہاتھ مین پانی لیکر اُچھالتا ہی اُسکے قطرات کو دیکھکر کہتا ہی یہ دُر ہاے دریاے فراق مین ایسے دندان یار بھی سفید تھے مگر معلوم نہین وہ کہان ہی جس کو ایک نظر دیکھنے سے دل بے قابو ہو گیا اور اُس تغافل شعار نے خبر نہ لی اسی صورت سے کبھی وہ جوان بارہ دری مین جاتا ہی گاہ پھر آکر اُسی چوکی پر بیٹھتا ہی دایہ کو اپنا وقت یاد آیا اور کہا کیون ای فتانہ کبھی ایسا زمانہ تمھارے عاشقون کے واسطے بھی ہو گیا ہی غرض امیر بارہ دری مین آکر چھپر کھٹ پر چیت لیٹ رہے فتانہ بھی اندر آئی چپکے سے لوح امیر کے سینے پر رکھکر آپ چھپ گئی امیر نے جو دیکھا تو لوح دل کے قریب لوح طلسم کو پایا دل مین کہا کہ نگار زندۂ الواح آفرینش نے یہ لوح بھیجی اور اُٹھکر گویا ہوئے جس شخص نے لوح میرے سینے پر رکھدی وہ محسن ہی میرا مین امیدوار ہون کہ اپنی صورت بھی دکھادے کہ مین شکریہ

حسب دلخواہ ادا کردن فتانہ نے اپنے دل مین خیال کیا کہ لوح تو دے چکی اب پوشیدہ ہونے سے کیا نتیجہ
غرض اپنی صورت اصلی سے سامنے امیر کے آئی صاحبقران نے دیکھا کہ ایک زن کوزہ پشت نہایت مسن ہی
پوچھا ای نیک بخت تو کون ہی اُسنے جواب دیا کہ مین انتشار کی ملازم ہون اُسکی بیٹی ملکہ ماہ سیما کی دایہ ہون
اُسکی خاطر سے یہ لوح مین نے تم تک پہونچائی امیر نے کہا آج سے تم میری مان ہو مین اب دم بھر بیٹھ جاؤ تو
کچھ باتین کردن فتانہ نے کہا داری اسوقت میرا قیام یہان نامناسب ہی مبادا کوئی فتنہ برپا ہو مجھے جانے دو
یہ خیال رکھنا کہ اگر کوئی میری صورت سے تمھارے پاس آئے تو بے لوح دیکھے اُسکی جانب ملتفت نہونا یہ کہکر
چلی صحن باغ مین پہونچکر بزور سحر شاہین بنکر اُڑی اور آناً فاناً مین ملکہ کے پاس پہونچی یہان امیر نے
لوح کو دیکھا اُسمین لکھا تھا کہ ای طلسم کشا جو تو باغ کرامت مین پہونچنا تو وہان تنہا داہنی طرف جانا وہان
وقتاً فوقتاً لوح کو دیکھتے رہنا صاحبقران یہ دیکھکر بہت خوش ہوئے اور جو جو دیو جن وہان پرستاری کے واسطے
موجود تھے انکو یہ مژدہ دیا سب نے متفق اللفظ مبارکباد دی امیر با توقیر سب سے رخصت ہوکر حسب ہدایت
لوح روانہ ہوئے ایک دشت مین پہونچے عرصۂ قیامت کا نمونہ بلکہ اُس سے دونا تھا دہشت سے ہر ذی روح کا
زہرہ آب تھا گویا سوا نیزے پر آفتاب تھا تمازت سے ہرن کالا ہوتا تھا سر ٹپک کر جان کھوتا تھا ہواے تند
چلنے لگی چونکہ ریگستان تھا جا بجا ریت کے ٹیلے بن گئے امیر کے زرہ جوشن گرمی سے مثل آگ کے جلنے لگی گھبرا کر
ایک ٹیلے کے پاس آئے کہ شاید اُسکی آڑ مین سایہ ہو یکایک زمین مین غرق ہونے لگے جتنا زور کیا اُتنے ہی غرق
ہوتے چلے گئے جب سینے تک زمین مین سما گئے اُسوقت لوح یاد آئی جلدی سے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ ای
طلسم کشا اگر بیابان ریگ مین گذر ہو تو بہت ہوشیار رہنا وہ ریت نہین ہی بلکہ چھوٹی چھوٹی مچھلیان ہین
اور اگر غرق ہوگئے تو ایک بہت بڑی مچھلی پر ایک مچھلی سوار آئیگی تمھارے سینے کو توڑ کر پار گذر جائیگی پھر سب
مچھلیان تمھارے جسم کو غربال کر دینگی پس چاہیے کہ تیر پر یہ اسم پڑھکر جو مچھلی بڑی مچھلی پر سوار ہو اُسکو مارنا کہ نام
اسکا حوت جادو ہی اب جو صاحبقران نے بغور دیکھا تو دراصل وہ ریگ نہین ہی چھوٹی چھوٹی مچھلیان ہین
اور حوت جادو مچھلی کی صورت ایک مچھلی پر سوار سامنے سے چلی آتی ہی امیر نے بعجلت تمام وہ اسم لوح سے یاد کرکے
تیر اسم پر دم کرکے حوت پر مارا کہ اُلٹکر مچھلی پر سے گری ایک تاریکی چھا گئی آندھی آئی بیرون نے غل مچایا کشتی مرا
کہ نام حوت جادو بود بعد تھوڑی دیر کے تاریکی دور ہوئی امیر کے پہلو سے سلام کی آواز آئی پھر جو صاحبقران
نے دیکھا تو اپنے مطیع دیوؤن مین سے ایک دیو کو پایا اُسنے کہا یا امیر ایک مرحلہ آپ نے فتح کیا مبارک ہو بارگاہ
زرلفتی حاضر ہی تشریف لے چلیے استراحت فرمائیے امیر بہت خوش ہوئے اور کہا کہ یہ نیا طلسم ہی بارگاہ وغیرہ اپنے
ساتھ ہی رہتی ہی غرض اُسکے ہمراہ تشریف لائے دیکھا کہ بارگاہ استادہ ہی باغ کرامت کی تمام پریان وغیرہ
جمع ہین امیر جاکر مسند پر متمکن ہوئے رات بھر ناچ دیکھا صبح کو فریضۂ سحری ادا کرکے لوح کو دیکھا اُس مین
لکھا تھا کہ بعد فتح ہونے مرحلۂ اول کے بائین جانب جانا القصہ صاحبقران حسب ہدایت لوح روانہ ہوئے
ابھی ایک دشت مین گذر ہوا تھا ہواے سرد چلنے لگی ابر اُٹھا ترشح شروع ہوا ژالہ باری ہونے لگی امیر نے سپر کو
سر کی پناہ کیا حسب اتفاق اُسی ہاتھ مین لوح بھی تھی جس مین سپر تھی لوح جو بلند ہوئی تمام ابر مثل روئی
کے شق ہوگیا بارش موقوف ہوئی دیکھا کہ ایک ساحر بالاے ہوا قائم ہی اور سحر کر رہا ہی صاحبقران نے
لوح کو دیکھا اُسمین لکھا تھا کہ نام اسکا تگرگ جادو ہی یہ اسم پڑھکر تیر مارنا چاہیے غرض امیر نے تیر مارا کہ

وہ مثل شکار زبون کے زمین پر گر کر جہنم واصل ہوا آندھی آئی پانی برسا صدائے گیر و دار بلند ہوئی پھر ایک
آواز آئی کشتی مرا کہ نام من تلگ جادو بود بعد تھوڑی دیر کے آسمان صاف ہوا ایک پری نے آکر امیر کو
سلام کیا اور کہا بارگاہ تیار ہی امیر بارگاہ مین تشریف لائے ایک پریزادے آکر خبر دی کہ ایک ضعیفہ کو زہ پشت
آپ کی خدمت مین باریاب ہوا چاہتی ہی امیر نے فرمایا آنے دو جب وہ آئی تو پوچھا تا کہ فتانہ ہی پہلے اسنے سلام کیا پھر
بلائین لین امیر نے قصد کیا کہ لوح دیکھین پھر اسکے احسان پر خیال کر کے خاموش ہو رہے فتانہ نے کہا واری
جاؤن پھر آپ نے غلطی کی کہ لوح کو نہ دیکھا یہ طلسم ہی مین تو کیا اگر فرشتہ بھی آئے تو بے حکم لوح کے اُسکی جانب
التفات نہ کیجیے اور حوت جادو کی ارتھی سامنے انتشار کے گئی ہی اُسنے بہت صدمہ کیا اور حکم دیا ہی کہ طلسم کشا
کے دشمن کو بہت جلد ہلاک کرو لوگ حضور کی ایذا رسانی کے واسطے چل چکے ہین ملکہ نے مجھے اطلاع دینے
کو آپ کی خدمت مین بھیجا ہی یا امیر بے لوح ملاحظہ کیے کسی سے مخاطب نہ ہوجیے گا یہ کہکر فوراً چلی گئی امیر نے
رات عشرت مین بسر کی صبح کو بعد نماز کے لوح کو ملاحظہ کیا لکھا دیکھا کہ ابکی مرتبہ مرحلہ ترخان بن خونخوار
کا ہی یہان سپاہی بھی ہین ساحر بھی ہین بے لوح دیکھے ہرگز کوئی کام نہ کرنا صاحبقران سب سے رخصت
ہو کر روانہ ہوئے بعد دوپہر کے دو باغ ملے دیکھا ایک داہنی دوسرا بائین طرف ہی اور دروازون پر ایک ایک درخت
ہی ایک پر عقاب دوسرے پر سرخاب یہ دونون جانور بیٹھے ہوئے باتین کر رہے ہین سرخاب نے کہا اگر طلسم کشا
میرے درخت کے نیچے سے جائیگا طلسم بآسانی فتح ہوگا اور اگر لوح دیکھیگا اُس مین لکھا ہوگا کہ سڑک سڑک
جا اگر موافق لوح کی ہدایت کے جائیگا ہلاک ہوگا امیر نے اسکے کہنے پر نہ خیال کر کے لوح کو دیکھا لکھا
تھا کہ یہ دونون جانور جادوگر ہین ایک کا نام کاؤس جادو ہی اور دوسرے کا نام قنون جادو ہی انکے مکر
مین نہ آنا بلکہ ہو سکے تو ایک تیر بسم اللہ کہکر دونون کو لگانا ادھر تو انھون نے لوح کو دیکھا اُدھر وہ دونون
جانور اُڑ گئے اور جا کر ترخان کو خبر دی کہ طلسم کشا آ پہونچا ہمارے جال مین نہ پھنسا ترخان مع کئی ہزار ساحران
جرار کے مقابلے کو آیا راہ مین امیر سے دو چار ہوا تلوار چلنے لگی اگرچہ امیر نے کشتون کے پشتے لگا دیے لیکن اُنمین کچھ
کمی نہوئی جب تو گھبرا کر لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ جب تک ترخان نہ مارا جائیگا ساحر نہ بھاگینگے نہ کم ہونگے اور
وہ اُنھین سب مین ہی بلندی پر کھڑا ہی امیر نے چارون طرف نظر کی ایک ساحر مہیب کو ٹیلے پر کھڑے دیکھا کہ
مصروف سحر خوانی ہی صاحبقران نے فوج پر حملہ کیا چھیڑ ہو گئی جھپٹ کر اُس ساحر کے پاس پہونچے اُسنے حربہ
کیا امیر نے خالی دیکر ایک ہاتھ جنیلو کا ایسا لگایا کہ اسکے دو ٹکڑے ہو گئے ہنگامہ قیامت برپا ہوا آواز
آئی کشتی مرا کہ نام من ترخان بن خونخوار جادو بود بعد تھوڑی دیر کے تاریکی دور ہوئی ایک دیو نے
آکر عرض کی کہ بارگاہ حاضر ہی امیر نے جا کر بارگاہ مین قیام کیا ناچ ہونے لگا رات ناچ رنگ مین بسر ہوئی
صبح کو لوح دیکھی لکھا تھا کہ آگے باغ نیرنگ جادو کا ہی اور اسی باغ سے راہ طلسم کی ہی ایک دن توقف کر
دوسرے دن یہان سے جانا بے لوح دیکھے کوئی کام نہ کرنا غرض امیر دوسرے دن روانہ ہوئے دور سے بلغ
دکھائی دیا اُسمین بہت سی عورتین حسین نازنین پچکاریان ہاتھون مین مع نیرنگ کے رنگ پاشی مین مصروف تھین
امیر نے لوح دیکھی لکھا تھا کہ اسکو اسطرح مارو کہ یہ رنگ تم پر نہ ڈالنے پائے ورنہ ہمہ تن پتھر ہو جاؤگے لوح بھی کام نہ دیگی
اور جب یہ مر جائیگی تو اسکی ساتھ والیان سب غائب ہو جائینگی کوئی تمسے متعرض نہوگی امیر سوچتے ہوئے چلے کہ کس حربے
سے اسے مارون جو ایک قطرہ رنگ کا مجھپر نہ پڑے اگر پڑا تو پتھر ہو جاؤنگا یہ سوچتے ہوئے بلغ کے اندر پہونچ گئے ایک عورت نے

نیرنگ سے کہا دیکھیے تو یہ کون مرد واہی جو ہم عورتون مین گھس آیا اُسنے پھر کر دیکھا اور دل مین خیال کیا کہ شاید
یہی طلسم کشا ہی اسی کے قتل کا بیڑا انتشار کے دربار سے اُٹھا کر آئی ہون اور پچکاری لیکر امیر پر دوڑی قریب
آکر کہا ای شخص تو یہان کیون آیا ہی امیر نے کہا کہ دل کے ہاتھون یہانتک پہونچا ہون اُسنے کہا تو طلسم کشا ہی
صاحبقران نے فرمایا کہ طلسم کشائی کا باعث تو ہی ہی تیرے حسن کی شہرت سنکر یہان آیا ہون زندگی سے ہاتھ
دھو چکا ہون فقط اتنا چاہتا ہون کہ تو اپنے ہاتھ سے مجھے قتل کر یا شربت وصل سے کامیاب کر جب تو
اُسنے دل مین کہا کہ مار ڈالنا اسکا اپنے اختیار مین ہی ایسے جوان سے اپنے دل کا مزہ تو نکال لے اور کہا سچ
کہ تجھے میری کیا چیز پسند ہی امیر نے فرمایا کس کس چیز کی تعریف کرون تیرے ایک ایک رو مین پر میری
ہزار ہزار جانین نثار ہین یہ سُنکر اُسنے اور سینے کو تانا امیر نے بڑھکر وہی ہاتھ پکڑ لیا جسمین پچکاری تھی اُسنے کہا
ای طلسم کشا یہ ہاتھ میرا چھوڑ دے ایسا نہو کہ کوئی بوند رنگ کی تجھپر پڑ جائے تو ہیزم خشک کی صورت جل جائیگا
مگر امیر نے کچھ خیال نہ کیا اور اسکو باتون مین لگا کر ایک طرف لیچلے جب دیکھا کہ بالکل محو ہی ایک جھٹکا اُسکے ہاتھ کو
اسطرح دیا کہ پچکاری چھوٹ کر زمین پر گری لیکن اپنے تئین امیر نے بچایا اور اُسپر بھی نہ ثابت ہوا کہ امیر نے
پچکاری گرا دی اور پچکاری مین سے ایک قطرہ رنگ کا نہ گرا نیرنگ جھکی کہ زمین سے پچکاری اُٹھائے امیر نے
پشت پر خنجر مارا کہ وہ آہ کا نعرہ مار کر گری وہی تاریکی جو ساحر کے مرنے سے پیدا ہوتی ہی چھا گئی دار و گیر کی
صدا بلند ہوئی پھر آواز آئی مارا مجھکو کہ نام میرا نیرنگ جادو تھا بعد تھوڑی دیر کے تاریکی دور ہوئی
دیو آکر امیر کو بارگاہ مین لیگئے حسب دستور رات عشرت مین بسر کی صبح پھر روانہ ہوے کئی منزل چل کر
دریاے آتش ملا کہ ہر شعلہ تا چرخ چنبری پہونچتا تھا امیر نے حیران ہو کر لوح کو دیکھا لکھا پایا کہ اس دعا کو
پڑھکر آتش مین کود پڑ امیر نے ایسا ہی کیا بعد کئی ساعت کے پانون زمین پر لگے دیکھا میدان ہی اور اُسمین
ایک فیل مست کھڑا جھوم رہا ہی مگر پانون مین بہت موٹی زنجیر آہنی پڑی ہی صاحبقران نے پھر لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ
جب آگ مین کود کر میدان مین پہونچوگے تو وہان ایک مست ہاتھی بندھا ہوا نظر آئیگا حقیقت مین ہاتھی نہین
ہی اور نہ بندھا ہی محض دھوکا دینے کو پانون مین زنجیر ڈالے ہی وہ ایک ساحر ہی کہ نام اُسکا فیلان جادو ہی وہ جب
پیچھے دوڑے تو سیدھے نہ بھاگنا اسواسطے کہ اسکی سونڈ سے نہ بچوگے اور اگر اسکی زنجیر یا کوئی عضو تم سے مس
ہو گیا تو فوراً جلکر خاک سیاہ ہو جاؤگے لہذا بچا لا کی تمام بسم اللہ کہکر تلوار اُسکے کسی عضو مین چبھو دینا وہ مثل
آتشبازی چھوٹ جائیگا اور وہ جہان کھڑا ہی وہان ایک غار ہی جب اُسکے مرنے سے تاریکی ہو تو اپنے تئین اُسمین
گرا دینا جیسے ہی امیر نے لوح کو جیب مین رکھا وہ ہاتھی زنجیر تڑا کر دوڑا صاحبقران نے موافق ہدایت لوح کے
اُسکے جسم سے تلوار چبھوا دی وہ تو آتشبازی کیطرح چھٹنے لگا آواز آئی کشتی مرا کہ نام من فیلان جادو ہو وہان ای
طلسم کشا کو پکڑ لو جانے نپائے مار لو اسکو گھیر لو اور ایک تاریکی چھا گئی امیر نے اپنے تئین اُس غار مین گرا دیا پھر
بعد پانون زمین پر لگے دیکھا کہ ایک دشت جنگل بن کے نمونے مین کھڑا ہون صد ہا ہاتھی چلے آتے ہین امیر نے لوح کو
دیکھا لکھا پایا کہ یہ فیل سفید جو سب سے بڑا ہی تیر پر یہ دعا دم کرکے اسکی مستک پر لگا امیر نے فیل سفید کو تیر مارا
وہ گر کر مر گیا سب ہاتھی غائب ہو گئے امیر آگے بڑھے ایک باغ ملا نہایت دلچسپ اندر آئے اور مصروف گلگشت
ہوے اُدھر کی کیفیت سنیے کہ جب متواتر ساحران نامی کی ارتھیان سامنے انتشار شاہ کے پہونچنے لگین اُسنے
اپنے جلسے مین جھنجھلا کر کہا مجھے سخت حیرت ہی کہ جب مین نے لوح صندوق مین رکھی تھی تو چار آدمیون کے سوا پانچوان موجود

نہ تھا کسنے لوح اسکو پہونچائی حیف کی جا ہو کہ میرے ملازم اُسکے دوست ہین جو شخص لوح اِس سے چھین لائے اپنا
دستور اعظم اُسے کرون یہ سُنکر تندویر جادو اُٹھا اور کہا ای شہریار یہ کام میرا ہو بادشاہ نے خلعت رخصت دیا یہ قصد
باغ امیر کے روانہ ہوا اب سُنیئے جس باغ مین امیر موجود ہین یہ باغ اُسی ملعون کا ہو غرضکہ امیر ٹہلتے ہوئے قلب باغ
مین پہونچے دیکھا ایک حوض پر چوکی بچھی ہو اور ایک شخص بشکل نورانی بیٹھا ہوا کتاب پڑھ رہا ہو امیر کو دیکھکر کتاب
بند کی اور کہا آو حمزہ یہ سُنکر امیر نے فرمایا السلام علیک اُسنے کہا علیکم السلام ای حمزہ مین انجم کتابدار کا بھائی ہون
اسکے حکم سے یہان آکر آپکا انتظار کر رہا تھا اسواسطے کہ امانت آپکی میرے پاس ہو وہ لیجیے یہ کہکر مکتوب نکالا اور
کہا چار مرحلے آپ نے فتح کیے یہ پانچوان مرحلہ ہو اسلیے میرے بھائی نے یہ مکتوب آپکو دیا ہو کہ یہانسے لوح بیکار ہوگی
اب آپ اِس مکتوب کے ذریعے سے مرحلے توڑیے گا امیر نے فرمایا کہ انجم کے احسانات میرے اوپر بہت ہین اُسنے کہا
کہ آپ غسل کرکے یہ مکتوب مجھ سے لین تاکہ مین سبکبار ہون امیر نے تاج اُتار کر رکھدیا اُسنے اشارہ کیا خواصین
پانی لیکر آئین امیر نے سب لباس اُتارا اور نہانے لگے اُس مردک نے جیب سے لوح نکالکر جست کی سامنے امیر کے
آکر نعرہ کیا منم تندویر جادو اسی منھ پر دعوی طلسم کشائی کا تھا امیر کے ہوش جاتے رہے جلدی سے تاج
اُٹھا کر سر پر رکھ لیا اور تلوار کھینچکر اُسکے پیچھے دوڑے وہ ہوا ہوگیا آخر مایوس پھرے آکر لباس پہنا اتنے مین
دیو آئے بارگاہ مین لیگئے امیر نے لوح چھین جانے کی حقیقت بیان کی سب نے افسوس کیا اور کہا یا امیر
غنیمت سمجھیے کہ تاج اُسنے نہ لیا ورنہ آپ کی زندگی محال تھی اُدھر وہ مردک لوح لیکر انتشار کے پاس
پہونچا اُسنے خوش ہوکر گلے سے لگایا اور کہا کیون ایہا الناس طلسم کشا کیا کرسکتا ہو پھر لوح کو ماش کے آٹے
مین رکھکر سوزن جادو کی کھوپڑی بزور سحر تراش کے لوح کو اُسکے اندر رکھا پھر سحر پڑھنے لگا کہ کھوپڑی
جیسی تھی اُسی صورت سے ہوگئی بعد اسکے ایک سحر ایسا کیا کہ زمین شق ہوئی اُس مین سوزن سما گیا جب تو
انتشار نے کہا دیکھون اب کون طلسم کشا کا دوست لوح کو اُس تک پہونچاتا ہو افسوس یہ ہو کہ بارگاہ
زرفقی مین رہتا ہو تاج طلسمی سر پر ہو باغ کرامت مسکن ہو نہین تو ابتک مین اسے ضرور مار ڈالتا
ارجل جادو نے کہا یہ کام میرے سپرد کیجیے مین اُسے مارے ڈالتا ہون انتشار نے کہا اچھا جا اور
جو ضرورت ہو ہم سے لے اُسنے چار لاکھ ساحر اپنے ہمراہ لیے اور آکر برابر باغ کرامت کے خیمہ زن ہوا لوگون
سے کہلوا بھیجا کہ امیر اگر لوح کے بھروسے پر طلسم کشائی کرنے آیا ہو تو کوئی کمال نہین کیا اور بارگاہ و باغ کرامت
کے ذریعے سے لڑتا ہو تو بہادر نہین اگر جوانمرد ہو تو ہم سے آکر لڑے یہ سُنتے ہی امیر کو غیظ آیا فرمایا کہ ہمارا
خیمہ باغ کرامت کے باہر برپا ہو پریزادون نے منع کیا امیر نے نہ مانا غرض خیمہ امیر کا باغ کے باہر
استادہ ہوا رات کو طرفین سے طبل جنگ بجا صبح کو امیر میدان مین آئے ارجل آکر مقابل ہوا امیر پر کئی
تیر سحر مارے مگر تاج کی برکت سے سب خالی گئے جب تو امیر نے عقرب سلیمانی کو نیام انتقام سے
کھینچکر ایک ہاتھ سر پر اُس خود سر کے لگایا کہ خود و سر و سینہ و کمر کو کاٹ کر مع فرس اس بوالہوس کو
دو کیا تمام ساحر ترسول اور بسول لیکر دوڑے امیر نے بھی غدر مچادیا ایک ایک ہاتھ مین چار چار کو
چورنگ کیا ارجل کی لاش بیرون نے لیجاکر انتشار کے سامنے رکھدی اُسنے بڑا صدمہ کیا اور
جادوگر جو اسکے ہمراہ گئے تھے کچھ مارے گئے کچھ بھاگے امیر پھر باغ مین تشریف لائے یہان انتشار
نے تندویر سے کہا کہ تونے لوح تو لے لی مگر تاج نہ لیا کہ جسکے ذریعے سے وہ ابتک ہر ایک پر زبردست پڑتا ہی

ارجل کا بھائی مرجل دربار مین بیٹھا تھا بولا ای شہریار ارجل تو احمق تھا مین اُسسے جاکر پکڑے لاتا ہون
یہ کہکر اُٹھا اور کئی سَو ر اُس سُور نے منگوائے سبکا چون ایک حوض مین بھر کر سحر پڑھنا شروع کیا جب سحر
تیار ہوا حوض مین کودا اب جو نکلا تو روئین تن ہو گیا اور بھی کئی ساحرون کو اُس مین نہلوا کر روئین تن بنایا
اب بارہ ہزار جادوگر اپنے ہمراہ لیکر اُسنے بھی باغ کرامت کے سامنے خیمہ اپنا استادہ کیا یہان ملکہ ماہ سیما کو
خبر ہوئی کہ بادشاہ نے طلسم کشا سے لوح چھنوا کر زمین مین دفن کردی یہ سُنکر بڑا صدمہ ہوا کھانا پینا چھوڑ دیا
یہ حال جب انتشار کو معلوم ہوا اپنی بیٹی کے پاس آکر بہت دلاسا دیا کہ ای نور نظر مین جانتا ہون جو صدمہ
تجکو ہی فقط طلسم کشا کے خوف سے تمھاری یہ حالت ہی تو بیٹا جو زیادہ خوف کی چیز تھی وہ تو مین نے منگوالی یعنے
لوح اب تاج اور بارگاہ زرلفتی و باغ کرامت باقی ہی قریب تر یہ بھی چھینے لیتا ہون تم کھانا کھاؤ پانی پیو
خاطر جمع رکھو کیا طاقت طلسم کشا کی جواب کسیطرح سے باشندگان طلسم کو ایذا پہونچا سکے اپنے نزدیک بہت
بڑی تسلی کرکے یہ تو چلا گیا مگر ملکہ کا اور بھی حال غیر ہوا کہ تاج بھی چھین لینے کا قصد ہی مارے رنج کے پانچ روز
تک بے آب و غذا رہی لوگون نے بہت سمجھایا کہ ملکۂ اعظم کھانا کھائیے پانی پیجیے کسی کو جواب نہ دیا اور قتانہ
اپنی بیٹی کے پاس گئی ہوئی تھی چھٹے روز آئی ملکہ کی حالت سُنی بیتابانہ صورت پروانہ اس شمع بزم وفا کے
پاس آئی اور پوچھا واری خیر تو ہی اُسنے سب کو ہٹا کر تخلیہ مین کہا دائی امان غضب ہوا لوح طلسم کشا سے چھن گئی
اور ابا جان نے زمین مین دفن کی ہی اب ساحرون کی چڑھائی طلسم کشا پر ہو رہی ہی میری دائی امان تم نے
جسطرح سے ایک مرتبہ لوح لا دی اس مرتبہ بھی کوشش کرکے لوح لا دو قتانہ نے کہا واری اب لوح کا ملنا
محال ہی کیونکہ جبتک تمھارے باپ نہ قتل ہونگے لوح نہ ملیگی تو مجھ سے یہ حرکت کبھی نہوگی ملکہ نے کہا تم ابکی کئی
روز کے بعد کیون آئین اُسنے جواب دیا کہ بی بی مین نے ایک تلوار بنائی ہی وہ اگر روئین تن پر پڑے تو مثل خیار
دو کردے یہ سُنکر ملکہ نے قتانہ کے گلے مین ہاتھ ڈالدیا اور کہا ای میری دائی امان یہ تلوار طلسم کشا کو دے دو
اگر زندہ رہیگا تو لوح ملنے کی توقع رہیگی دائی نے کہا بیٹی اب تم یہ چاہتی ہو کہ راز افشا ہو تم بھی بدنام ہو میری
بھی جان جائے ملکہ نے کہا کہ پھر کوئی تو تدبیر نکالو ادھر پردے کے باہر خواص ملکہ کی گوہر جادو یہ سب گفتگو کھڑی
سُن رہی تھی اور بھی خواصین اس حال سے کسی قدر ماہر ہو چکین تھین گوہر جادو ہاتھ باندھکر سامنے ملکہ کے
آئی اور کہا ملکۂ عالم اگر مجھے حکم ہو تو جاکر تلوار اُس جرار تک پہونچا دون ملکہ نے خوش ہو کر کہا کہ اچھا جا قتانہ
سے کہا دائی امان وہ تلوار گوہر کو دے دو یہ پہونچا دیگی دایہ نے جاکر سب سے پوشیدہ تلوار لاکے گوہر کے
حوالے کی یہ تلوار لیکر طرف باغ کرامت کے چلی وہان مرجل نے باغ کے پاس پہونچکر طبل جنگ بجوایا امیر نے
بھی باہر اپنے خیمے برپا کرا کے نقارۂ رزمی بجوایا صبح کو میدان مین امیر کے مقابلے مین آیا کئی تیر امیر پر مارے لیکن
بسبب تاج کے کوئی تیر قریب تر نہ آیا اُسنے ماش کے دانے سحر پڑھکے مارے وہ بھی بلاگردان ہو کر گرے امیر نے
جھنجھلا کر تلوار ماری اُسنے سر جھکا دیا اور کہا دیکھو زور طلسم کشا کی تلوار کا مگر تلوار اُسپر پڑکر اچٹ گئی اور ایک
جھنکار ہوئی دو تین ہاتھ امیر نے متواتر اُسکے سر پر لگائے جیسے گھن پہ سے ضرب اچٹ جاتی ہی یہ صورت
ہوئی امیر نے دل مین کہا اب بیشک موت آئی اتنے مین پہلو سے ایک ہاتھ پیدا ہوا اُسمین تلوار تھی امیر نے
قصد کیا کہ لیلون وہ ہاتھ خود امیر کیطرف بڑھا غرض امیر نے تلوار لیلی مرجل تو سر جھکائے کھڑا الافدی کر رہا تھا
امیر نے اسی تلوار کا ایک وار کیا کہ اُسکے دو ٹکڑے ہو گئے تب تو امیر نے کہا یہ حرکت بھی کسی دوست کی تھی غرض ملکہ کی

رو ئین تن اُس تلوار سے جہنم واصل کیے لاشین سبکی ہوا مین اُڑا کر غائب ہوگئین باقی بھاگے پریزادون نے آکر ہاتھ
امیر کے چوم لیے اور بفتح وفیروزی باغ کرامت مین لائے جب لاش مرجل کی سامنے انتشار کے گئی اُسنے کہا
مجھے بڑا قلق تو یہ ہو کہ جسطرح طلسم کشا ان ساحرون کو مارتا ہو کسی روز رات کو آکر میرا کام تمام کرے پھر باغ مین
جا بیٹھے تو مین اسکا کیا کر سکتا ہون کوئی ایسی تدبیر ہوتی کہ جیسے مین نے اسم اعظم بند کیا ہو اُسی طرح کوئی اُسے
باغ کرامت مین قید کردے یہ سنکر دو ساحر اُٹھ کھڑے ہوے اور کہا یہ ہمارا ذمہ ہو کہ وہ باغ کرامت
سے نہ نکلنے پائے وہین قید رہے یہ دونون یعنی خونخوار جادو اور خونریز جادو اپنے مکان پر آئے
اور آٹھ روز مین سحر تیار کرے باغ کرامت سے باغ کوس ہٹکر سحر جو کیا تو ایک قلعہ گرد باغ کے بنگیا اور
دیوارین اُسکی باغ کی دیوار سے بدرجہا بلند ہوگئین یہ خبر جا محل مین بھی ہو اکہ خونخوار اور خونریز نے یہ
سامان کیا ہو ملکہ کو سنکر بڑا قلق ہوا اور دوا سے کہا میری اچھی دائی امان ایک مرتبہ جاکر طلسم کشا سے اتنا
کہدو کہ اس تلوار کو لوح سے زیادہ عزیز رکھنا کہ میرا باپ یعنی انتشار شاہ کسی حربے سے مر نہین سکتا سوا
اس تلوار کے قتانہ شب کو باز بنکر اُڑی جب قلعے کی دیوار پر پہونچی تو دیکھکر سخت متردد ہوا کہ بہت بڑا سحر کیا ہو
غرض دیوار باغ کرامت پر جاکے بیٹھی امیر کنارے حوض کے بیٹھے ہوے تھے قتانہ اصلی صورت سے
کمال مضمحل سامنے امیر کے آئی امیر نے فرمایا اے دائی امان اب لوح کہان ہو جو دیکھون بعد اسکے ملکہ کا حال
پوچھا قتانہ نے کہا اپنی زندگی سے بیزار ہین جب کوئی تازہ خبر وحشت خیز سنتی ہین کھانا پانی ترک کر دیتی ہین
اب کہلا بھیجا ہو کہ مثل لوح کے تلوار بھی نہ کھو بیٹھنا کیونکہ انتشار کی قضا اسی تلوار سے ہو بہت ہوشیار
رہنا خبردار اب دھوکا نہ کھانا اور خدا حافظ یہ کہکر رخصت ہوئی قلعے کا حال مصلحتاً نہ کہا یہان پریزادون نے
امیر کو آکر قلعہ کی خبر دی اُنھون نے سقف باغ پر جو دیکھا تو متردد ہوے شب بھر عبادت کی اور خوب گریہ
زاری کی قریب صبح آنکھ جھپک گئی عالم رویا مین حضرت عیسےٰ علی نبینا وعلیہ السلام پھر تشریف لائے اور فرمایا
کہ اے طلسم کشا لوح چھنوا دی کہو اب کیونکر اس طلسم کو توڑوگے امیر رونے لگے جب تو حضرت عیسےٰ نے ایک مکتوب
عنایت کیا اور فرمایا کہ اب بجاے لوح اس سے کام لینا اتنا ارشاد کرکے تشریف لیگئے امیر کی آنکھ کھل گئی خواب
کی کیفیت پریزادون سے بیان کی وہ سب نہایت خوش ہوے امیر نے مکتوب کو دیکھا لکھا تھا کہ یہ اسم پڑھکے
اژدہے کے منھ مین کود پڑو امیر نے باغ کرامت سے نکلکر وہی اسم پڑھا اور اژدہے کے منھ مین کود پڑے تھوڑی
دیر کے بعد پانون زمین مین لگے دیکھا کہ اژدہا تو اُسی صورت سے ہو مگر مین قلعے کے باہر کھڑا ہون اب جو دیکھا
تو آگے ایک خندق ہو جسمین بجاے آب خونناب بہ رہا ہو مکتوب کو پھر دیکھا اُسمین لکھا پایا کہ خونریز جادو فلان
درخت کے نیچے گلیم اوڑھے لیٹا ہو اُسے مارلو تو یہ خندق غائب ہو جائے امیر اُس درخت کے قریب گئے خونریز جادو
پانون کی چاپ سنکے اُٹھا اور اُنکو دیکھکر حملہ ہاے سحر کرنے لگا مکتوب وتاج کی برکت سے کوئی حملہ موثر
نہوا یہ حیران ہوا سحر پڑھکر چاہتا تھا پر پرواز پیدا کرکے اُڑ جاؤن کہ امیر نے دوڑکر تلوار ماری اسکے دو ٹکڑے
ہوے زمین کو زلزلہ ہوا آسمان چکر مین آیا تاریکی چھاگئی شور دار وگیر بلند ہوا اور آواز آئی کشتی مرا نام مین
خونریز جادو بود یہ آفت جو برپا ہوئی خونخوار بیٹھا ہوا رسوئین مین روئی کھا رہا تھا گھبرا کر باہر نکل آیا امیر
کو دیکھکر حیران ہوا اور اُسنے بھی بہت سے حملے سحر کے کیے مگر بیکار ہوے امیر نے مکتوب کو معائنہ کیا
اُس مین لکھا تھا کہ یہ اسم تیر پر دم کرکے اسپر مارو اگر یہ زندہ بچا اور انتشار تک پہونچ گیا تو بڑا مخمصہ

پڑجائیگا اتنی دیر مین اُسنے پر پیدا کرلیے اور اُڑکر چلا امیر نے اسم پڑھکر تیر مارا اُسکے سینے پر پڑا دو سار ہو گیا وہ
مرکر گرا زمانہ تیرہ و تاریک ہو گیا بیر چلانے لگے کشتی مرا نام خونخوار جادو بود اب جو بغور دیکھا تو قلعے کو بھی نہ پایا
خندق تو پہلے ہی خونریز کے مرنے سے غائب ہو گئی تھی اتنے مین پریزادون نے لاکر بارگاہ برپا کی امیر نے مکتوب
کو دیکھا لکھا تھا کہ بارگاہ مین ہرگز نہ جانا بائین طرف کو جاؤ امیر نے باغ کرامت کو چھوڑکر بائین جانب کا
راستہ لیا تھوڑی دور گئے تھے کہ دریائے آتش ملا پھر مکتوب کو دیکھا لکھا تھا یہ اسم پڑھکے اسمین کود پڑو امیر نے
اسم پڑھا اور مکتوب کو منہ پر رکھ لیا آنکھین بند کرکے آگ مین کود پڑے بعد تھوڑی دیر کے آنکھ جو کھولی تو ایک
باغ دیکھا اسمین کئی دیو بیٹھے تھے امیر نے مکتوب کو دیکھا اس مین لکھا تھا کہ یہ سب ساحرین بزور سحر دیو
بنگئے ہین اُن مین جو سیاہ فام ہے اُسکا نام سوزن جادو ہے اُسی کے کاسہ سر مین لوح غلولہ مین ہوئی
رکھی ہے اسے اس طرح مارنا کہ زخمی ہوکر ہلاک ہو لوح تک آسیب نہ پہونچے اُنھون نے مکتوب کو گردانا کہ اُن
دیوون کی نظر امیر پر پڑی وار شمشاد اور سنگدستی لیکر دوڑے امیر تو سہمندون سے لڑ چکے ہین ان سب وار
خالی دیے اور جھپٹ جھپٹ کے ہلے کرنے لگے کتنے زخمی ہوے اور کتنے مارے گئے آخر کو دھوکا دیکر ایک
ہاتھ سوزن کے سر پر اوچھا سا لگایا کہ کاسہ سر اُسکا تراشکر زمین پر گرا اور غلولہ لوح کا اچھلکر دور گرا امیر نے
دوڑکر اسے تو اُٹھا لیا باقی دیوون سے لڑنے لگے تھوڑے ہی عرصہ مین سب گھائل ہوے کتنے جہنم واصل
ہو گئے کئی بسمل رہے ایک اُنمین سے گرتا پڑتا بھاگا امیر باغ سے باہر آئے پریزاد بارگاہ لیے موجود تھے امیر اندر
بارگاہ کے تشریف لیگئے سبکو لوح ملنے کا مژدہ دیا اُنھون نے مبارکباد دی اب امیر حیران ہین کہ اس غلولے سے
لوح کو کیونکر نکالون غرض مکتوب کو دیکھا لکھا تھا کہ اس غلولے کو تراشو مگر لوح نہ کٹنے پائے اور غلولے کے ٹکڑے
بھی بہت حفاظت سے رکھنا وقت پر بہت کام آئینگے جسکو دیدوگے اُسپر سحر نہ اثر کریگا امیر نے اسیطرح لوح کو نکالا
وہان انتشار کو خبر ہوئی کہ طلسم کشا کو لوح ملی سوزن مارا گیا اُسنے زانو پر ہاتھ مارا اور پشت دست چبانے لگا
محل مین بھی خبر پہونچی ملکہ نے شاد ہوکے دایہ کو بلاکر کہا دائی امان طلسم کشا کے پاس جاؤ اور میری طرف سے
مبارکباد دو فتانہ فوراً خوشی خوشی عقاب بنکر شب کو پہونچی امیر کو مجرا کیا امیر نے دوڑکر ہاتھ پکڑا اور کہا دائی امان
مزاج کیسا ہے اُسنے کہا واری میرا ہاتھ چھوڑدو مین بلائین لوے یون امیر نے فرمایا کہ قسم کھاؤ جو مین کہون
اُسمین کوشش کرنا اسنے قسم کھائی امیر نے فرمایا ہان اب بیٹھو اور ملکہ کے مزاج کی خیر و عافیت پوچھی اُسنے کہا
بہت اچھی ہین تمھین مبارکباد دی ہے امیر نے فرمایا کہ میری طرف سے اتنا پیام دینا کہ اب خدا نے بھی میرے حال
پر رحم فرمایا ہے لوح ملگئی ابھی پانچ در بند فتح کرنے ہین کیا امید زندگی کی اگر مرگئے تو حسرت ہی رہجائیگی اس سے بہتر
یہ ہے کہ ایکمرتبہ ہم اور تم یکجا ہون تو کچھ ارمان نکلے یہ مین قبر مین تو باحسرت نجاؤن فتانہ نے کہا واری ابھی جاتی ہون
اور اسکا جواب لاتی ہون غرض فتانہ اُسیوقت وہانسے روانہ ہوئی آکر ملکہ سے بیان کیا اُسنے کہا دائی امان
وہ سچ کہتے ہین پھر تمھین جا ہو گی تو ایسا ہو گا فتانہ نے کہا جو تم کہو وہ مین کرون ملکہ نے جواب دیا کہ تم جانتی ہو
مین جا نہین سکتی اُنھین کو لاؤ فتانہ نے کہا مین ابھی لائی تم یہان سامان راحت مہیا کرو اور اُڑکر امیر کے پاس
پہونچی کہا چلیے آپ کو بلایا ہے امیر نے اپنے تئین لباس پرتکلف سے آراستہ کیا عطر لگایا فتانہ نے تخت سحر تیار
کیا امیر کو اُسپر بٹھاکے لے اُڑی چشم زدن مین ملکہ کے پاس پہونچا دیا یہان ملکہ نے باغ مین ایسی روشنی کی تھی کہ
چیونٹی سوار کو بہیئت مجموعی دکھائی دیتی تھی تخت امیر کا آکر باغ مین اُترا فتانہ نے جاکر ملکہ کو خبر کی ملکہ یہ سنکر

خاموش ہو رہی جب تو فتانہ نے کہا چھوکری تو بھی کتنی کج خلق ہو آپ ہی تو بلایا اور جب وہ آئے تو چپکی بیٹھی ہو مجھے
بھی شرمندہ کرانے کا قصد ہو یہکر ہاتھ پکڑ کے اُٹھایا اور تخت کے پاس لائی یہان بھی آکر ملکہ چپ کھڑی ہو رہی
خواصون نے کان مین کہا کہ حضور ہاتھ پکڑ لیجیے اُسنے جواب دیا بھئی ہمین شرم آتی ہو دور ہو ہمارے پاس سے باتین
تعلیم نکرو جب تو ایک خواص گستاخ نے زبردستی ہاتھ ملکہ کا پکڑ کر امیر کے ہاتھ پر رکھدیا امیر خوش ہو کر اُٹھے اور
ساتھ ملکہ کے آکر مسند پر بیٹھے خوشی کے مارے پھولے نہین سماتے ہین دل بیتاب ہو بقول شاعر شعر وعدۂ
وصل چون شود نزدیک ؛ آتش شوق تیز تر گردد ؛ مگر ملکہ ڈری ہوئی چپکی بیٹھی ہو بعد تھوڑی دیر کے اُٹھی
امیر سمجھے کہ رفع حاجت کو جاتی ہو اور یہ چپکے سے بارہ دری مین جا کر چھپر کھٹ پر لیٹ رہی جب کئی گھڑی کا
عرصہ گذرا تو امیر نے فتانہ سے پوچھا ملکہ کہان گئین اُسنے کہا مجھے نہین معلوم جا کر ڈھونڈھتی ہون غرض
آکر دیکھا تو چھپر کھٹ پر لیٹا پایا کہا ای لڑکی تجھے یہ کیا ہوا کہ اُس بیچارے کو بلا کر بٹھا دیا اور آپ آکر لیٹ رہی اُسنے
کہا دائی امان ہمین تو حجاب آتا ہو بات کیونکر کرین فتانہ نے کہا چلکر اُسکے پاس تو بیٹھو اُسنے کچھ جواب نہ دیا
فتانہ چپکی چلی آئی امیر سے کہا ملکہ آپ سے کچھ خفا ہو گئین آپ ہی چلکر منائین امیر اُٹھے فتانہ اپنے ساتھ
ملکہ کے پاس لائی اور خود باہر جا کر دروازے بند کر لیے امیر جو چھپر کھٹ پر بیٹھے ملکہ کے اندام مین دہشت
سے رعشہ پڑ گیا اور دل مین کہا ای ماہ سیما تو نے کیا حرکت کی دیکھیے اسکا انجام کیا ہوتا ہو اور اُٹھکر
دوسرے پلنگ پر جا بیٹھی امیر بھی ساتھ ہی پہونچے جب تو گھبرائی اپنے تئین اکیلا دیکھکر کھڑی ہو گئی
امیر نے پوچھا مجھ سے کیا خطا ہوئی جو تم ناراض ہو کر چلی آئین اُسنے کہا کچھ نہین اچھا چلو بیٹھین یہ کہکر باہر
چلی امیر بھی ہمراہ باہر آئے فتانہ نے کشتیان شراب کی آگے رکھدین امیر نے فرمایا ای فتانہ تنہا مین شراب
نہ پیونگا اور بغیر مسلمان کیے تم لوگون کو اپنا ہم مشرب نکرونگا یہ سُنتے ہی ملکہ نے کہا پھر ہمین تو نہین معلوم کہ مسلمان
کیونکر ہوتے ہین ہمین [illegible] اسلام تعلیم کرو امیر نے ملکہ کو کلمہ پڑھایا وہ از سر صدق مسلمان ہوئی بعد ملکہ
اور سب خواصین مع فتانہ کے مسلمان ہوئین ملکہ نے اپنی ساحرنیون کو طلب کر کے مسلمان ہونے کی
ترغیب دی وہ سب بھی انکو یقین از سر صدق سبکی سب مسلمان ہوئین اب تو امیر مارے خوشی کے پھولے
نہین سماتے ہین غرض رات بھر جلسۂ عیش و عشرت مین امیر رونق افزا رہے صبح کو بعد فریضۂ سحری کے گلگشت
چمن مین دل بہلایا الحاصل اسیطرح تین روز تک امیر نے داد عیش دی چوتھی شب فتانہ نے کہا ای ملکہ اب میری
راے تو یہ ہو کہ آج امیر کو رخصت کرو کیونکہ ابھی تک تمھارے باپ کو خبر نہین ہوئی ہو مین نے یہ ترکیب کی تھی کہ
جو کوئی خبر کیواسطے آیا باہر ہی سے پہرے والون نے سمجھا کر اُسے رخصت کر دیا ایسا نہو کہ اُسے خبر ہو جائے تو برا
غضب ہو ملکہ نے کہا ای میری رفیق دل بیتاب نہین مانتا کیا کرون اچھا آج کی شب اور رہنے دے کل پہونچا دینا
وہ شب ہو رہی پھر وہی سامان عشرت وہی محو دنی کی صحبت برپا ہوئی یہ دیکھکر گردون دون کو رشک آیا نیا شعبدہ
دکھایا یعنی انتشار کو بیٹھے بیٹھے اپنی بیٹی کا خیال آیا سرخاب جادو کو حکم دیا کہ جا کر ملکہ کی خبر لا مزاج کیسا ہو
آج کل شغل کیا ہو سرخاب جو آیا دربانون نے در باغ پر اُسے روکا اور اپنی طرف سے کہدیا کہ خیر و عافیت ہو
مزاج ملکہ کا بہت اچھا ہو سرخاب اپنے دل مین سوچا کہ کیا وجہ ہو جو مجھے اندر نہ آنے دیا یہ جو خیال آگیا
فوراً بزور سحر پرواز پیدا کر کے بالاے ہوا صحن باغ تک آیا دیکھا کہ عجب صحبت برپا ہو یعنی ملکہ طلسم کشا کے
ساتھ مصروف اختلاط ہو فتانہ طنبورہ چھیڑ کر گا رہی ہو دور مُے لالہ فام بے آرام چل رہا ہو اُسنے پاکون

پھرا اور جاکر انتشار سے بیان کیا اُسنے سُنتے ہی مارے دم بریدہ کیطرح پیچ وتاب کھاکر شعلہ وزیر سے کہا تو جاکر مع ملکہ سب کو قتل کرین نے خون بجل کیا شعلہ مثل شعلہ جوالہ کے روانہ ہوا آتے ہی بالاے ہوا قائم ہوا اور سحر پڑھ پڑھکر ماش کے دانے اُس بدمعاش نے تمام باغ مین پھینکنا شروع کیے جسپر ایک دانہ پڑا وہ فوراً پتھر کا ہوگیا یہانتک کہ فتانہ بھی پتھر کی ہوگئی جب تو امیر حیران ہوے کہ یہ کیا تماشا ہے اتنے مین ملکہ بھی سنگ سبز کی پتلی ہوگئی امیر نے سر جو اُٹھایا تو شعلہ کو بالاے ہوا سحر کرتے دیکھا چاہا کہ تیر مارین وہ غائب ہوگیا اور چلتے وقت ایسا سحر کیا کہ تمام باغ مین آگ لگ گئی جہان امیر بیٹھے تھے فقط اتنی جگہ باقی رہگئی اور تمام باغ مین آگ اور سیاہی دھوئین کی دکھائی دیتی تھی اُسی صورت سے چار پہر امیر حیران بیٹھے رہے آخر اُٹھکر جابجا ٹہلتے ہوے چلے زینہ باغ کا ملا کوٹھے پر آئے دیکھا کوسون تک صحرا آگ سے بھرا ہے لیکن بسبب بلندی کے کوٹھے پر کچھ کچھ روشنی تھی امیر نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ یہ سحر شعلہ کا ہے تو اس اسم کو پڑھکر کنکریون پر دم کرکے آگ کیطرف پھینکدے ایک دروازہ نمودار ہوگا تو نکل جانا ورنہ تاوقتیکہ شعلہ مارا جائیگا کوئی آدمی نہ بچیگا امیر نے وہ اسم پڑھکر سنگریزون پر دم کیا اور آگ کیطرف پھینکدیے فوراً دروازہ دکھائی دیا امیر اُس دروازے سے نکلکر باہر آئے پھر کر جو دیکھا تو باغ مین وہی آگ اور دھوان ہے اتنے مین باغ کرامت کے پریزاد آکر حاضر ہوے اور عرض کیا بارگاہ مین تشریف لے چلیے امیر بارگاہ مین آئے شب بھر آرام کیا صبح کو لوح دیکھی لکھا تھا زیادہ صدمہ طلسم کشا کو زیبا نہین کیونکہ عقل زائل ہوتی ہے اب جس طرف جی چاہے جاؤ مگر وقتاً فوقتاً لوح دیکھتے رہنا غرضکہ داہنی جانب امیر روانہ ہوے ایک صحرا مین پہونچکر چار دیواری نظر آئی دروازہ اسکا کھلا ہوا تھا اندر آئے تو باغ دیکھا آراستہ و پیراستہ اسباب مثل میز کرسی وغیرہ کے اپنی اپنی جگہ قرینے سے رکھا ہے اور ایک میز جواہر نگار رکھی ہے اُسکے پاس تخت مرصع بچھا ہے اُسکے پہلو مین کرسی پر ایک پادری کتاب کھولے ہوے پڑھ رہا ہے اور ایک انگریز کھڑا سُن رہا ہے یہ دیکھتے ہی امیر نے فرمایا او نالائق کیا بک رہا ہے میری تعظیم کر پادری نے سر اُٹھا کے جو دیکھا تو طلسم کشا کو اپنے قریب پایا جلدی سے کتاب بند کردی تمام باغ مین تاریکی چھاگئی امیر کا دم گھٹنے لگا دل مین کہا اے حمزہ کیا غضب کیا کہ لوح کو نہ دیکھ لیا اب تو حرف بھی نہ معلوم ہوتے اتنے مین کسی نے آکر ہاتھ لوح پر ڈالا امیر نے لوح کو بہت مضبوط پکڑ لیا اور تاج کو بھی دوسرے ہاتھ سے سنبھالا بلکہ مارے خوف کے تاج کو اُتار کر ہاتھ مین لے لیا اُسمین گوہر شبچراغ لگا تھا اُسکی روشنی مین لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ جہان تک ممکن ہو پادری کو قتل کرو اور یہ اگر ممکن نہو میز جواہر نگار اور تخت اُلٹ دو اُسکے نیچے ایک نقب ہے اندر نقب کے چلے جاؤ پھر لوح سے مشورہ لینا غرضکہ لعل کی روشنی مین امیر تخت کے پاس آئے اور بزور میز و تخت کو اُٹھاکر پھینکدیا ایک دروازہ دکھائی دیا اُسمین سیڑھیان بنی ہوئی تھین زینے سے اُترکر ایک اور باغ مین پہونچے دیکھا کہ ایک مکان تین درجے بنا ہوا ہے اور صدہا بگھیان کھڑی ہین اُنپر انگریز اور انگریزنین سوار جھک جھک کر اُس مکان کو دیکھ رہے ہین امیر نے چاہا کہ اُنسے کچھ پوچھین پھر خیال آیا کہ لوح کو دیکھ لون لوح جو دیکھی لکھا تھا کہ اُن انگریزون سے بات نہ کرنا ورنہ مشکل ہوگی بہتر یہ ہے کہ دوسرے درجے پر چلے جاؤ امیر دوسرے درجے پر آئے دیکھا کہ بڑی تیاری ہے صدہا صندوق رکھے ہین گھڑیال لٹک رہا ہے موگری سونے کی رکھی ہے اور ایک صندوقچہ رکھا تھا ایک بیک پیڑا اُسکا کھل گیا اور ایک جانور مثل لال کے

اسمین سے نکلا تین مرتبہ افسوس صد ہزار افسوس پکارا اسکی آواز پر گھڑیال بھی تین مرتبہ بجا پھر جانور صندوقچے مین چلا گیا اور پٹرا بند ہوگیا امیر حیران ہوے اور سوچے کہ شاید یہ سب اسی جانور کا تماشا دیکھ رہے ہین اسی سوچ مین ایک گھنٹہ گذر گیا کہ وہ جانور پھر نکلا اور اسی طرح بولا گھڑیال بھی بجا پھر جانور صندوقچے مین چلا گیا اب امیر نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ اے طلسم کشا اگر یہ تین مرتبہ چلا گیا تو کام بہت دشوار ہو جائیگا تمھین چاہیے کہ یہ اسم پڑھکر تیر اسکی منقار پر مارو کہ اتنے مین پھر وہ جانور نکلا پہلی ہی صدا پر امیر نے تیر مارا کہ حلق کو توڑکر پار گذر گیا چشم زدن مین وہ باغ و مکان غائب ہوگیا دیکھا ایک صحرا سنسان ہو کا مکان ہے امیر آگے بڑھے ایک فقیر ملا انھون نے سلام کیا اسنے سلام لیکر اشارے سے کہا کہ بیٹھ جاؤ مین کچھ کہون گا لیکن اب جو انھون نے بغور دیکھا تو وہی باوڑی کنس جادو ہے جو باغ مین کتاب پڑھ رہا تھا امیر نے نہیب دی کہ او ملعون تو نے باغ مین غضب کیا تھا میرے ہلاک کرنے مین کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا تھا اب بتا کہان جائیگا کی گذارم کہ از دست من بدر روی اسنے چاہا کہ سحر کرکے اڑ جاؤن امیر نے جھپٹ کر تلوار ماری کمر پر پڑی دو ٹکڑے ہوگئے تاریکی چھا گئی آواز آئی کشتی مرا کہ نام من باوڑی کنس جادو بود جب بعد تھوڑی دیر کے روشنی ہوئی پریزاد حاضر ہوے امیر کو بارگاہ زربفتی مین لائے شب کو امیر نے بارگاہ مین بسر کی صبح کو پھر ایک طرف روانہ ہوے دیکھا ایک فقیر زیر درخت بیٹھا عبادت مین مصروف ہے اور تسبیح ہزار دانونکی پڑھ رہا ہے دل مین خیال کیا کہ اے حمزہ یہ بڑا عابد معلوم ہوتا ہے اور بڑھکر اسے سلام کیا اسنے کچھ خیال نہ کیا کہ کون ہے اور کیسے سلام کرتا ہے انکا اعتقاد اور زیادہ ہوا پھر سوچے کہ لوح مین بھی دیکھ لون اسمین بھی کوئی دھوکھا نہو غرض لوح مین نکلا کہ یہ تندویر جادو ہے جسنے لوح چھین لی تھی یہ اسم پڑھکر تیر مارو وہ تو سر نیچا کیے عبادت کررہا تھا ادھر سے تیر امیر کا چلا تالو پر پڑا وہ گھبرا کر اوندھا لیٹ گیا مقام مبرز سے تیر نکل گیا وہی غل و شور برپا ہوا جو ساحر کے مرنے سے ہوتا ہے پھر آواز آئی کشتی مرا کہ نام تندویر جادو بود جب روشنی ہوئی تو دیکھا امیر نے کہ آگے آگے ایک جوان خوشرو اور اسکے پیچھے کئی آدمی چلے آتے ہین جوان نے امیر کو سلام کیا اور کہا خدا طلسم کشا کا بھلا کرے جسنے تندویر کو مار کر مجھے اُس کی قید سے رہائی دی آپ کون شخص ہین اور کہان جاتے ہین آیا طلسم کشا سے واقفیت رکھتے ہین یا نہین امیر نے فرمایا کہ تندویر کو مین ہی نے مارا ہے اور مین مرتاد شاہ کا فرستادہ یہان آیا ہون وہ جوان دوڑکر قدمون پر گرا اور کہا مین مرتاد شاہ کا بیٹا ہون ملکزادہ میرا نام ہے اتنے مین پریزاد بارگاہ لائے امیر مع ملکزادہ وغیرہ بارگاہ مین تشریف لائے اور کلمہ پڑھا کر اپنے ساتھ کھانا کھلایا رات بھر صحبت عیش برپا رہی صبح کو امیر نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ ہرگز تم باغ کرامت کیجانب ابھی قصد نہ کرنا تاوقتیکہ مراحل فتح نہ کرلو امیر نے پریزادون سے کہا کہ ان سب کو باغ کرامت مین لیجاؤ یہ کہکر آپ ایک جانب کو روانہ ہوے تھوڑی دور گئے تھے کہ ایک پہاڑ سامنے دکھائی دیا اُسکے اوپر جاکر دیکھا تو کئی لٹھے سونے کے پڑے تھے انمین ایک شخص بندھا تھا امیر کو دیکھکر پکارا کہ واسطے خدا کے مجھے کھولدو مین طلسم مین پھنس گیا ہون گرشموکھون کا بادشاہ ہون امیر نے قصد کیا کہ لوح کو دیکھین اُسنے بیتاب ہوکر پھر واسطہ خدا کا دیا جب تو امیر نے دوڑکر اُسکے بند کاٹ دیے وہ جست کرکے سامنے امیر کے آیا اور کہا منم قنطس جادو اور ایک ہاتھ امیر پر مارا امیر نے خالی دیکر ایک ہاتھ عقرب سلیمانی کا لگایا اُسکے دو ٹکڑے ہوگئے دونون ٹکڑے لوٹ کر دو قنطس بنگئے امیر نے دونونکو قتل کیا دو کے چار ہوگئے غرض کہ اسیطرح ہزارون پر

نوبت پہونچی جب تو اُنھون نے اُسی عالم جنگ مین بسرعت تمام لوح کو نکالکر دیکھا لکھا تھا کہ یہ سب قفنس کے ہیرین
جہانتک قتل کروگے زیادہ ہوتے جائینگے اور قفنس بالائے ہوا ابر مین پوشیدہ سحر کر رہا ہے تم لوح کو اونچا کردو
جب ابر شق ہوا اور تخت قفنس کا دکھائی دے تو تم تیر پر یہ اسم دم کرکے اُس ملعون پر مارنا امیر نے ایسا ہی کیا
جب لوح کے عکس سے سحاب مانند پنبہ واخیدہ کے منتشر ہوا قفنس کا تخت نمودار ہوا اُنھون نے تیر مارا
وہ زمین پر گر کر جہنم واصل ہوگیا ایک شور برپا ہوا کہ کُشتی مرا نام قفنس جادو بود بعد تھوڑے عرصے کے
روشنی ہوئی پھر بدستور بارگاہ آکر موجود ہوئی رات امیر نے بارگاہ مین بسر کی صبح کو پھر ایک جانب روانہ ہوئے
صحرائے آتشبار زمین گذر ہوا جہان کی نسیم سحری باد سموم تھی زرہ امیر کی مثل آگ کے جلنے لگی امیر بہت
گھبرائے لوح کو دیکھا اُسمین لکھا تھا کہ آگے چلے جاؤ یہ اور آگے بڑھے دیکھا کہ درخت ہے اُسمین دو جگنو
گاہ چمکتے ہین گاہ غائب ہوجاتے ہین اور اُسی مین سے شعلے بلند ہوکر تمام دشت مین گرتے ہین کہ وہ دشت
کرۂ نار ہو رہا ہے اُنھون نے پھر لوح کو دیکھا اُس مین لکھا تھا کہ یہ درخت نہین ہے شعلہ جادو وزیر ہے
جسنے ملکہ کو خواصون سمیت پتھر کا بنا دیا ہے اور یہ تمھاری تلوار سے نہین مریگا جو تلوار اُسکے پاس ہے اُسی
سے اسکی قضا بھی ہے جب تو امیر نے فرمایا کہ او مردود ازلی مین تیرا عزرائیل آپہونچا شعلہ جادو یا تو مثل
درخت کے تھا یا مجسم ہوکر دوڑا اور امیر پر تلوار ماری اُنھون نے قبضے پر ہاتھ ڈالکر جھٹکا دیا اُسکی تلوار اُنکے
قبضے آئی وہ ملعون بھاگا اور تھوڑی دور جاکر سحر پڑھنے لگا کہ پر پیدا کرکے اُڑ جاؤن مگر یکایک اُسکو مہلت دیتے
ہین دوڑ کر اُسکے تلوار کا ہاتھ لگایا کہ مانند خیار تر کے دو ٹکڑے ہوگیا وہی تاریکی چھائی جیسی پہلے بیان
ہوئی آواز آئی کُشتی مرا نام شعلہ جادو بود افسوس مردم و جان دادم و بمطلب خود نہ رسیدیم جب اسکا
مرحلہ بھی فتح کر چکے شب کو پھر بارگاہ مین قیام کیا اب صبح کو آٹھوین مرحلے کی فکر مین روانہ ہوئے تھوڑی
دور گئے تھے کہ صحرا مین گذر ہوا دیکھا کہ جابجا تالاب بھرے ہین اور جنگل مین ایک شخص الاؤ لگائے
بیٹھا ہوا آٹا گوندھ رہا ہے اُنھون نے لوح کو دیکھا لکھا پایا کہ یہ اسم پڑھکر سنگریزون پر دم کرد اور
ہر تالاب مین پھینکو اُنھون نے ایسا ہی کیا تھوڑی دیر کے بعد سب تالاب غائب ہوگئے مگر ایک
تالاب باقی رہگیا کہ اُس مین ایک منارۂ بلند بنا ہوا تھا اور جو شخص کہ آٹا گوندھتا تھا امیر کی جانب
دوڑا جب قریب آیا امیر نے بعجلت تمام لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ تلوار سے اِسے قتل کرو امیر نے تلوار
نیام سے لی اُسنے بھاگنے کا ارادہ کیا اُنھون نے ایک وار مین دو کردیے تاریکی ہوگئی آواز آئی کُشتی
مرا کہ نام بحران جادو بود جب روشنی ہوئی اور بارگاہ نہ آئی تو اُنھون نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ اس
تالاب کے قریب داہنی طرف جاؤ لیکن بہت آہستہ قدم رکھو ایک شخص فرنگی میل کے پاس صور منھ سے
لگائے بیٹھا کتاب دیکھتا ہوگا چپکے سے جاکر کتاب اُٹھالینا وہ اندھا ہوجائیگا تم قتل کرنا اور اگر سامنے
سے جاؤگے وہ صور پھونک دیگا تمام صحرا مین آگ لگ جائیگی لوح بھی کام نہ دیگی غرض امیر نے جاکر دیکھا تو
موافق حکم لوح کے پایا چپکے سے جاکر کتاب آکر اُٹھالی وہ ہاتھ بڑھا کر چار جانب ٹٹولنے لگا امیر نے ایک ہاتھ
تلوار کا مارا کہ گردن اُسکی کٹ گئی غل و شور دار و گیر کا برپا ہوا آواز آئی کُشتی مرا کہ نام ہلاہل جادو بود بعد
تھوڑی دیر کے روشنی ہوئی حسب دستور بارگاہ آکر موجود ہوئی امیر بارگاہ مین تشریف لائے لوح کو دیکھا اُسمین
لکھا تھا کہ جو مرحلے اس طلسم مین تھے سب تم نے فتح کیے یعنی حوت جادو کو قتل کیا اخگر جادو کو واصل جہنم کیا

ترخان بن خوار کو مارا نیرنگ جادو کا مرحلہ توڑا گنتس جادو کا دربند فتح کیا قتنس جادو کو قتل کیا
شعلہ جادو کو جہنم مین پہونچایا بجران جادو کو ہلاک کیا ہلاہل جادو کا بکھیڑا پاک کیا وہ بھی تمھارے ہاتھ
سے غارت ہوا اب تم باغ کرامت مین جاؤ یہ دیکھکر امیر باغ کرامت مین تشریف لائے ملکزادہ سے ملے
اور تمام کیفیت بیان کی وہ بہت خوش ہوا امیر نے جشن کا حکم دیا کہ اتنے مین فتانہ نے آکر سلام کیا امیر
نے پوچھا دائی امان ملکہ کی خیر و عافیت کہو اُسنے پہلے امیر کی بلائین لین پھر کہا سب اپنی اصلی صورت پر
آگئے اور ملکہ بہت اچھی طرح سے ہین آپ کی خیریت دریافت کرنے کو بھیجا ہی امیر نے فرمایا تم جاکر میری
طرف سے کہدو کہ ای ملکہ اب تمھارا وہان رہنا اچھا نہین کیونکہ ضرور انتشار شاہ آزار پہونچائیگا بلکہ
تم جاکر ابھی لے آؤ فتانہ ملکہ کے پاس آئی اور پیغام امیر کا دیا وہ اُسیوقت چلنے پر مستعد ہوگئی تین لاکھ
ساحر بچیان جو مسلمان ہوئی تھین اُن سب کو اپنے ہمراہ لیکر روانہ ہوگئی فتانہ نے آکر امیر کو اطلاع دی کہ
ملکہ آتی ہین امیر بہر استقبال اُٹھے اتنے مین محافہ ملکہ کا آگیا سواری سے اُترتے ہی امیر کے قدمون پر
گرنے لگی امیر نے گلے لگایا اور لاکر مسند پر بٹھایا پیالہ مئے ارغوانی کا گردش مین آیا اُدھر انتشار شاہ کو
مرگ شعلہ کی خبر پہونچی سُنتے ہی تمام اندام مین رعشہ پڑگیا اتنے مین سُنا کہ بجران اور ہلاہل بھی عازم جہنم ہوے
اسنے مغموم بیٹھ لیا اور کہا کوئی جاکر اُس گیسو بریدہ ماہ سیما کو پکڑ لائے اُسے اپنے ہاتھ سے قتل کرونگا بلکہ
جلادونگا کچھ تو میرا دل ٹھنڈھا ہوگا کہ اُسی نے طلسم کو درہم و برہم کرایا اتنے مین ایک ساحر آیا اور کہا
ملکہ مع تین لاکھ ساحرنیون کے مسلمان ہوکر باغ کرامت مین طلسم کشا کے پاس چلی گئی پھر تو انتشار
نے اپنے تئین زمین پر دے دے پٹکا اور کہا کہ ہمارے ملازم سب نمکحرام ہین اُنھون نے غفلت کرکے ہمین
اس نوبت کو پہونچایا خیر اب یا تو ہم اپنی جان ہی دینگے اور یا طلسم کشا کو قتل ہی کرین گے

اب دو کلمے داستان احوال خیر مآل لشکر ظفر پیکر امیر با توقیر حمزہ صاحبقران عالیشان کے بیان کیے جاتے ہین

راویان اخبار و ناقلان آثار لکھتے ہین کہ امیر قباد نیک نہاد سے چالیس روز کا وعدہ کرکے طلسم مین تشریف
لائے تھے جب اکتالیسوان دن ہوا سب کو انتشار پیدا ہوا علمشاہ نے قباد سے کہا ای شہریار ابھی اُمیدوار
ہون کہ رخصت ملے تو جاکر امیر کی خبر لاؤن قباد نے خلعت رخصت عنایت کیا یہ تو اُسی راہ سے چلے جدھر سے
محبوسان طلسم گئے ہین دوسرے روز عمرو سوچا کہ کبھی مین امیر سے جدا نہین ہوا حیف کا مقام ہی کہ علمشاہ
تو تلاش امیر مین جائے اور مین نہ جاؤن یہ خیال کرکے خواجہ نے بادشاہ اسلام سے رخصت لی اور اُسی
راہ سے یہ بھی چلے پہلے علمشاہ جیوترے پر گئے وہی عورت آئی جسکا ذکر ہوچکا ہی اور اسی طرح اندھیر
ہوا ایک پنجہ پیدا ہوکر علمشاہ کو اُٹھالے گیا وہ پنجہ میمون جادو کا تھا اُسنے اُنھین لیجاکر انتشار کے
سامنے حاضر کیا اور کہا ای شہریار یہ امیر کا بیٹا ہی طلسم مین قید ہوا تھا مین حضور کی خدمت مین لے آیا
یہ بہت خوش ہوا کہ اب حمزہ مجھے کیا ایذا دے سکتا ہی اگر میری ایذا رسانی کا قصد کریگا تو مین اُسے قتل
کرونگا یہ کہکر اپنے سامنے قید کیا دوسرے روز پھر میمون آیا آداب بجالایا اور عمرو کو مقید بقید سحر
حاضر کیا انتشار خواجہ کو دیکھکر اور بھی خوش ہوا اور کہا او ساربان زادے تیری شکایت جمشید و
سامری اپنی کتاب مین لکھ گئے ہین اب تجھے مین عذاب الیم مین مبتلا کرکے مارونگا اور سحر پڑھنا شروع کیا

بعد تھوڑی دیر کے زمین شق ہوئی اُسنے کہا اے علمشاہ چلا جا یہ کہنا تھا کہ علمشاہ خود بخود زمین مین غرق ہو گئے
پھر زمین ہموار ہوگئی انتشار نے خوب چیخکر تین مرتبہ کہا یا جداہ اس سے خبردار رہیے گا اور بہت احتیاط
سے اسے رکھیے گا عمرو نے جو یہ دیکھا روح نکل گئی ہاتھ جوڑنے لگا کہ اے شہریار میرے بارے مین یہ جو
آپ نے فرمایا محض لوگون کا افترا ہے مین بالکل احمق ہون اول درجے کا گمنامی ہون دلیل یہ رکھتا ہون
کہ جسے کہیے اُسے سجدہ کرون انتشار نے کہا کیون مجھے دم دیتا ہے خیر سمجھا جائیگا اب پوچھو گا کہ مین نے
تیری سرایندگی کی بہت تعریف سنی ہے عمرو نے کہا دُکھ مین راگ مجھے نہین یاد ہے تھوڑی دیر مین تو
قتل ہو جاؤنگا گاؤن کس دل سے میمون نے عمرو کو ترسول دکھایا کہ گانا شروع کر نہین تو اس سے
پیٹ پھاڑ ڈالونگا جب تو خواجہ صاحب ڈر کے مارے گانے لگے ایسا گائے کہ تمام حاضرین محفل
مست و لایعقل ہو گئے عمرو نے کہا کہ اگر میرا ایک ہاتھ کھل جاتا تو مین نے بجاتا اور نئے نئے راگ سناتا بلکہ
راگ لاتا انتشار نے کہا راگ لانا کیا معنی خواجہ نے جواب دیا کہ وہ راگ گاتا جو دنیا مین نہین ہین میرے
ہی بنائے ہوے ہین اُسنے میمون سے حکم کیا کہ ایک ہاتھ اسکا کھولدو غرض ایک ہاتھ انکا جب کھلا
تو بانسری نکالکر خواجہ نے خوب بجائی جب تمام محفل وجد مین آئی تو عمرو نے زنبیل سے روئی رفع بیہوشی
کی نکالکر اپنے دونون نتھنون مین دے لی اور عطر بیہوشی نکالکر تمام جسم مین ایک ہاتھ سے ملا اُسکی
خوشبو سے تمام حاضرین جلسہ جھومنے لگے اور کئی منٹ مین بیہوش ہو گئے خواجہ نے کمند آصفاے باصفا
زنبیل سے نکالکر میمون پر پھینکی اور جھٹکا مارکر اپنے پاس گھسیٹ لیا پھر زنبیل سے خنجر نکالکر اُس خود سر کا
سر کاٹ ڈالا تاریکی چھا گئی دار و گیر کا غل ہوا بعد تھوڑی دیر کے بیرون نے آواز دی کشتی مرا کنام میمون
جادو بود جب کئی ساعت کے بعد روشنی ہوئی تو خواجہ نے اپنے تئین رہا پایا اور تمام محفل کو بیہوش پایا
جلدی سے استرہ نکالکر انتشار کی داڑھی مونڈی مگر کچھ بال باقی رہنے دیے ایک رقعہ لکھکر ان بالون مین
باندھا کہ منم شاہ عیاران کیون اے انتشار دیکھا تو نے ہمارے خدا کو کیسا ہمکو رہا کیا ہمارا نام ریش تراشندۂ
کافران بھی ہے اگر تجھے داڑھی کا شوق ہو تو ہر سال خراج ریش ہمین بھیجا کرنا اور جو جو بیہوش پڑے تھے انکو بھی اسی
نوبت کو پہونچا دیا سب کے منہ نصف سیاہ اور نصف سرخ رنگے بعد اسکے خواجہ عمرو تلاش امیر کشور گیر مین روانہ ہوے
لیکن تمام اسباب بارگاہ انتشار کا نذر زنبیل کر گئے اب حال علمشاہ کا سنیے کہ یہ جو زمین مین غرق ہوے تو ایک
باغ مین پہونچے نہایت پر تکلف گلشن تھا اُسمین ایک عورت سیاہ فام تمام خدا چار سو برس کا سن فرخ کے تخت
کے دن بارہ دری مین گاؤ سے لگی بیٹھی ہے اور اُسکے پہلو مین ایک نازنین مہر تمکین متمکن ہے علمشاہ اُس ماہ کا دل
عاشق ہوے اور وہ اُنھین دیکھکر فریفتہ ہوئی بڑھیا نے جو علمشاہ کو دیکھا ایک قفس بزور سحر تیار کرکے انکو اسمین
قید کیا اور ایک ساحر بچے کو دیکر کہا کہ بڑے محبس مین لیجا وہ قفس لیکر مکان مین آئی اور چھت مین لٹکا دیا اب جو
علمشاہ نے دیکھا تو چھت مین بہت سے پنجرے لٹکے ہین ایک پنجرے مین ایک پیر مرد بھی قید ہے علمشاہ نے اُس
مخاطب ہوکر حال پوچھا اُسنے کہا کہ پہلے آپ اپنی حقیقت اور گرفتار ہونے کی علت بیان کرین تو مین بھی اپنا ماجرا
کہونگا اُنھون نے تمام کیفیت امیر کے آنے کی بیان کرکے کہا کہ مین اُنکا بیٹا ہون اُنھین کی تلاش مین آکر گرفتار ہوا ہون
پیر مرد نے کہا اب میری کیفیت سُنیے کہ نام میرا شہریار شاہ ہے مین اس طلسم کا بادشاہ تھا اور انتشار میرا وزیر تھا
میری نسل مین اسلاف کرام سے ایک مہرہ سیاہ چلا آتا ہے کہ وہ مہرہ جسکے پاس ہو وہی اس طلسم کی حکمرانی کرے

یہ لکانہ جسنے آپ کو قفس مین بند کرکے یہان بھیجا ہو یہ انتشار کی نانی ہو محل مین بہت معزز تھی موقع پاکر مہرہ
لیگئی چنانچہ انتشار اُسی مہرہ کی برکت سے بادشاہ ہوگیا اور تمام میرے لواحق کو قتل کرڈالا ایک لڑکی
میری کہ نام اُسکا ملکہ گلفام سہی قامت ہو وہ نہایت کمسن ہو اور ماہر جادو نانی انتشار کی اُس سے مالوف
بھی تھی اسکو تو ماہر نے پال لیا اور کوئی میری نسل سے نہ بچا مجکو یہان قید کیا اب آپ مجھ سے فرمائین کہ جب
امیر طلسم کو فتح کرین تو سلطنت میری مجکو ملے علمشاہ نے اقرار کیا وہ وہین مسلمان ہوا علمشاہ نے پوچھا
کہ وہ مہرہ کہان ہو شہریار نے کہا کہ چھت مین اُسے لٹکایا ہو اسکے نیچے پلنگ بچھایا ہو اُس پلنگ پر خود سوتی
ہو یہان گلفام کا یاد علمشاہ مین بہت غیر حال ہوا خواب و خور حرام ہوگیا ماہر نے کہا شاید قیدی کو دیکھکر
میری بچی ڈر گئی جو جو علاج ہوتا ہو حالت اسکی ردی ہوتی جاتی ہو یہ خبر زلالہ جادو کو پہونچی زلالہ ملکہ کی پھوپی
بھی ہو اور دایہ کی بیٹی بھی ہو یہ دیکھنے کو آئی اور الگ لیجا کر کہا اے ملکہ مین تمھاری جان نثار قدیم ہون اگر کوئی راز
ہو تو مجھ سے نہ چھپا تا جب ملکہ نے اُسے اپنے اوپر مہربان پایا تو کہا اے زلالہ ایک اسیر طلسم پر دل آیا ہو گویا دل
ہاتھ سے گیا اسکی ایسی صورت ہو کہ شعر مین تو کیا ہون خود اگر دیکھے اُسے حسن آفرین ٭ اپنی حسن‌نمائی پہ حیران
خود وہ صورت گر رہے ٭ شاہی اُسکے روے انور سے نمایان ہو ای جان کی زبانی سُنا ہو کہ وہ علمشاہ بن
حمزہ ہو اگر اُس سے ملنے کی تو نے کوئی تدبیر بتائی تو البتہ زندگی ہوگی ورنہ جینا محال ہو اتنا تو کر کہ مجلس کلان مین
جا کر اُسکی خیر و عافیت مجھے لادے اور اُسکو بھی میرا حال سُنادے اسنے کہا یہ کتنی بڑی بات ہو ابھی جاتی ہون
غرض زلالہ گئی اور محافظان مجلس کو بزور سحر بیہوش کیا اندر آکر عقلیہ علمشاہ کو دریافت کرکے مزاج پرسی
ملکہ کی جانب سے کی پھر ملکہ کی کیفیت سنادی علمشاہ نے کہا کہ میری طرف سے کہنا اے ملکہ میری خواہش ہو
تو مہرہ سیاہ جس طرح بنے ماہر سے لیکر مجھے پہونچا دے زلالہ یہ سُنکر گلفام کے پاس آئی اور علمشاہ کا پیام
دیا اسنے کہا کہ یہی وقت ہو امی جان سو رہی ہین جا کر نکال لائین غرض یہ دونون لرزان و ترسان بارہ دری
مین آئین دیکھا کہ ماہر کے سینے پر مہرہ آویزان ہو زلالہ نے خنجر کو ایک چوب دستی مین باندھکر ڈورا کاٹا
گلفام نے دوپٹے کو پھیلا کر روکا کہ اُس شب فرقت کی خالہ کے اوپر نہ گرنے پائے جب مہرہ حاصل ہوگیا
تو زلالہ کو دیا کہ جا دے آ وہ اُسی طرح پھر پہونچی جیسے ہی مہرہ علمشاہ کو دیا قفس کی تیلیان ایک ایک
کرکے مثل شاخہاے خزان رسیدہ کے گر گئین علمشاہ رہا ہوگئے شہریار شاہ نے کہا اے شہریار مجھے نہ
فراموش کیجیے گا علمشاہ نے کہا قول مردان جان دارد گھبراتے کیون ہو اب یہ تو کہو کہ تمھاری رہائی کی
کیا سبیل ہو اسنے کہا جبتک وہ لکانہ نہ مریگی رہائی میری محال و ممتنع ہو کیونکہ اُسنے طلسم بند کر دیا ہو علمشاہ
اُسکی بخوبی خاطر جمع کرکے ہمراہ زلالہ ملکہ کے پاس آئے زلالہ نے پہلے آکر ملکہ کو خبر دی کہ وہ آتے ہین ملکہ کا شکل
دہشت سے یہ حال ہوا کہ اپنی جگہ سے جنبش کرنا محال ہوا زلالہ کو کچھ جواب نہ دیا اُسنے آکر علمشاہ سے کہا کہ
ملکہ آپ سے کسی بات پر خفا ہو گئی ہین یا تو یہ بیتابی تھی یا خبر آمد سُنکر خاموش ہو رہین علمشاہ خود ملکہ کے پاس
آئے اور کہا اے جان جان وای آرام دل پر ارمان میری کیا خطا ہو اسکا بھی جواب نہ دیا جب تو علمشاہ نے
ہاتھ پکڑ لیا اور کہا تمھین قسم ہو اپنے حسن خداداد کی کچھ منھ سے بولو جب تو دبی زبان کہا کہ بیٹھو علمشاہ
پہلو مین بیٹھ گئے زلالہ کشتی شراب کی لیکر حاضر ہوئی علمشاہ نے ملکہ و زلالہ کو مسلمان کیا دور جام مے
لالہ فام بے دغدغۂ انجام ساتھ گلفام کے چلنے لگا جب چار گھڑی رات باقی رہی تو زلالہ نے کہا اے شہریار ؟)

اب رات کم ہو پہلے چلکر ماہر کا کام تمام کر دیجیے پھر عیش کیجیے یہ سُنکر علمشاہ اُٹھ کھڑے ہوے زلالہ نے ایک
تلوار دی اور کہا آپ قسم کھائیے کہ مین سوتے مین ماہر کو مارونگا اُنھون نے جواب دیا کہ ہمارا یہ آئین نہین
ہی ملکہ نے ہاتھ جوڑکر کہا کہ ہم سب کی جانین اس مہرے کی بدولت جائینگی اُنھون نے کہا اچھا جیسا تم کہو گی
ویسا ہی ہوگا غرض تلوار لیکر آگے یہ اور پیچھے پیچھے ملکہ و زلالہ چلین یہ دونون توپس پردہ کھڑی رہین
علمشاہ بارہ دری مین آگئے اور پیر مین اُس لکاتہ کے نوک تلوار کی چبھو دی اُسنے آنکھین کھولدین پہچانا کہ
یہ تو وہی قیدی پسر حمزہ ہی کہا ارے تو یہان کہان کسکی مجال تھی جو میری زندگی مین تجھے رہا کردیتا معلوم ہوا
کہ تو ہمزادی خوب ہوا کہ تو آگیا مین تیرا اسیر بناؤنگی تو بہادر بھی بہت تھا تجھ سے بہت کام نکلینگے علمشاہ نے
کہا او لکاتہ اب تو میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگی مین تیرے واسطے ملک الموت بنکر آیا ہون اُسنے گھبرا کر چھت
کیطرف جو نظر کی مہرے کا صندوقچہ نہ پایا جان نکل گئی سمجھی پیچ پڑا بزور سحر اُسنے ایک دیوار آہنی درمیان مین
حائل کردی زلالہ اور ملکہ یہ دیکھکر بہت گھبرائین کہ غضب ہوگیا اتنے مین علمشاہ نے مہرۂ سیاہ کو دیوار سے
چھوا دیا فوراً وہ دیوار غائب ہوگئی جب تو وہ روباہ خصال شیرنی بنکر دوڑی علمشاہ نے مہرہ سامنے کیا اب
جو غور سے دیکھا تو ایک بڑھیا چارون ہاتھ پاؤن سے چلی آتی ہی علمشاہ نے جھپٹ کر تلوار ماری سر کٹکر دور
گرا شور دار و گیر بلند ہوا آندھی آئی تاریکی ہوگئی پھر آواز آئی کشتی مرا کہ نام من ماہر جادو بود بعد
تھوڑی دیر کے روشنی ہوئی لاش اُس لکاتہ کی پڑی دیکھکر زلالہ اور ملکہ دونون بہت خوش ہوئین ملکہ علمشاہ
کو لیکر اپنی بارہ دری مین آئی زلالہ نے کہا اے شہریار ابھی دغدغہ باقی ہی کہ گرد و نواح کے ساحر آکر یورش
کرینگے علمشاہ نے کہا خدائے ما بزرگ است غرض پھر وہی صحبت عیش برپا ہوئی ساغر شراب کا گردش مین
آیا اتنے مین شہریار شاہ نے آکر دروازے پر دستک دی زلالہ نے کہا اے شہریار غضب ہوا شہریار شاہ اپنے
ہمراہ فوج لیکر شاید آیا ہی علمشاہ نے کہا ڈرو نہین وہ میرا دوست ہی اندر بلالو زلالہ اُسے اندر لائی آکر
اُسنے علمشاہ کو مجرا کیا اُنھون نے مسند سے اُٹھکر تعظیم کی اور ملکہ سے کہا کہ یہی تمھارے باپ ہین اُنسے ملو وہ
اُٹھکر گلے سے چمٹ گئی شہریار شاہ نے کہا آپ نے مجھے عمر دوبارہ بخشی سلطنت دلوائیے سوا اس دختر کے اب
کوئی میرا نہین ہی اور آپ اب یہان توقف نہ فرمائیے کیونکہ انتشار جب سنیگا نو لاکھ ساحرون سے آئے گا
اگرچہ ایک لاکھ ساحر اسوقت میرے بھی مطیع ہین مگر پھر بھی ابھی اُسکے مقابلے کے لائق نہین ہون لیکن
انشاء اللہ تو سہی کہ اس نمکحرام کو قرار واقعی سزا نہ دی تو کچھ کام نہ کیا آپ فی الحال خدمت امیر مین تشریف
لیچلین علمشاہ راضی ہوے اُسنے بزور سحر ایک گھوڑا تیار کیا اُسپر علمشاہ سوار ہوے محافے مین ملکہ کو بٹھایا
شیر پر خود سوار ہوا زلالہ اور بہت سی ساحرنیان ماہر کی مطیع اسلام ہو گئی تھین سب ہمراہ ہولین اور سب کے
سب روانہ ہوے ادھر انتشار کی آنکھ جو کھلی تو اپنے تئین زمین پر پڑا دیکھکر حیران ہوا آنکھین پھاڑ پھاڑ کر
چارون طرف دیکھنے لگا اتنے مین حاضرین جلسہ ہوش مین آئے کسی نے کہا اے شہریار آئینے مین اپنی صورت تو ملاحظہ
فرمائیے اُسنے سر ہلایا چھن چھن آواز آئی گھبراکر آئینہ مانگا اب صورت دیکھی تو بہت ہنسا چار ابرو کا صفایا داڑھی
مین چند بال ہین اُنمین گھنگھرو بندھے ہین اور ایک رقعہ بھی بندھا ہی منھ کالا ہی تمام بارگاہ لُٹی پڑی ہی اور سب
حاضرین محفل لوٹ پوٹ ہوے ہین رقعہ کھولکر پڑھا چارون طرف دیکھا عمرو کو نہ پایا بہت غصہ کیا اور حکم دیا کہ
تمام طلسم مین تلاش کرکے اُس ساربان زادے کو لاؤ لوگ تلاش عمرو مین چلے اور خواجہ جو چلے تھوڑی دور پہ

جاکر ایک بارگاہ زربفتی نظر آئی خواص کی صورت بنکر داخل بارگاہ ہوے دیکھا کہ مسند پر امیر بیٹھے ہین اور
پہلو مین ایک نازنین مہر تمکین جلوہ گر ہی عمرو نے کہا یہ عرب بھی بڑا خوش نصیب ہی جہان جاتا ہی ایک نہ ایک
معشوق سے گرم صحبت ہوتا ہی اتنے مین ایک دیو نے آکر خبر دی کہ رستم فیلتن طلسم مین آئے انتشار نے زیر زمین
اُنھین قید کیا بعد اسکے خواجہ آئے وہ بھی قید ہوے مگر تمام محفل کو بیہوش کرکے نکل گئے امیر بیتاب ہو کر اٹھ کھڑے
ہوے کہ جاکر علمشاہ کو چھڑا لاؤن فتانہ نے کہا ای شہریار پہلے لوح سے مشورہ لیجیے پھر کہین جانیکا قصد کیجیے
غرض امیر نے لوح دیکھی لکھا تھا کہ قریب تر ملاقات ہوا چاہتی ہی خانہ حیات برقرار ہی امیر یہ دیکھکر خاموش ہو رہے
عمرو نے گلیم اوڑھ کر آواز دی او عرب دیکھی تیری مروت امیر نے آواز پہچانی اور کہا ای خواجہ اگر آئے ہو تو
سامنے آو عمرو اپنی صورت اصلی سے سامنے امیر کے آئے سب خواصین ملکہ کی چیخکر بھاگین اور کہا یا امیر انتشار
نے شاید بن مانس کو بھیجا ہی ہمین اُسکی صورت سے خوف آتا ہی امیر نے کہا ڈرو نہین یہ آدمی ہی عمرو نے کہا ای امیر
یہی شرط محبت تھی کہ بیٹے کی گرفتاری کا حال سُنکر بیتیاب نہ دوڑے اور ہماری خبر بھی نہ لی امیر نے کہا ای خواجہ تمھاری
خیر رہائی کی بھی تو سُن لی تھی عمرو نے کہا خیر یہ تو سب ہوا اب مجھے یہ تو بتاؤ کہ ایسی بدصورت عورت کو اپنے پہلو مین کیون
بٹھایا گول چہرہ کالا رنگ آنکھون مین موتیا بن سر مین بالخورہ فتانہ نے کہا او غول بیابانی اپنی صورت تو دیکھ میری ملکہ
کو کیا کہتا ہی جسکا آج عالم مین نظیر نہین امیر نے فتانہ کو اشارے سے منع کیا اور ملکہ سے کہا تم برا نہ ماننا انکی ہنسنے کی
خو ہی دوسرے یہ مرد طماع ہی اسے کچھ دو ملکہ نے کئی صندوقچے زر و جواہر کے عمرو کو دیے جب تو خواجہ نے کہا اصل
تو یہ ہی کہ لعل پتھر سے ٹوٹ گیا ہی ای امیر کہان تو مجاور زادہ اور کہان یہ شہزادی میرے نزدیک تو چاند مین گہن
لگ گیا سب حاضرین جلسہ ہنسنے لگے اتنے مین ہرکارے نے آکر امیر کی خدمت مین عرض کیا کہ لشکر ساحران آتا ہی
شاید انتشار نے عزم مصاف کیا ہی یہ سُنتے ہی خواجہ باہر نکل آئے دیکھا تو لشکر ساحرون کا چلا آتا ہی آگے علمشاہ
گھوڑے پر سوار اُسکے پیچھے ایک شخص شیر پر سوار ہی اور باقی ساحر بازلط قرقرے وغیرہ پر سوار ہین ترسول نیسول ہاتھون
مین شعلے منہ سے نکلتے ہین اور ایک محافہ بھی سبکے بیچ مین ہی خواجہ عمرو دوڑے امیر سے آکر کہا مبارک ہو علمشاہ
آتے ہین یہ سُنکر امیر بیتاب ہو گئے اور بارگاہ کے باہر تشریف لائے علمشاہ امیر کو دیکھکر گھوڑے سے کود کر امیر کے
قدمون پر گرے امیر نے سر انکا سینے سے لگایا اور شہریار شاہ نے آکر نذر دی امیر نے نذر اُسکی قبول علمشاہ کو
لیکر بارگاہ مین آئے فتانہ سے کہا تم سواری اُتروا لو اور ملکہ سے کہنا کہ یہ میری بہو ہی اپنے برابر مسند پر بٹھانا بہت
خاطر کرنا غرض فتانہ نے سواری اُتروائی اور جاکے ملکہ سے کہا ماہ سیما گلفام کو استقبال کرکے لینے آئی گلفام
نے سلام کیا ماہ سیما نے لیجاکر مسند پر بٹھایا یہان علمشاہ نے تمام کیفیت شہریار کی امیر کے سامنے بیان کی کہ
یہ بادشاہ طلسم ہی انتشار اسکا ملازم تھا بسبب نمکحرامی کے بادشاہ بن بیٹھا امیر نے فرمایا کہ ای شہریار تم خاطر جمع
رکھو انشاء اللہ المستعان اس شیطان کو اس گستاخی کی سزا بہت جلد دیتا ہون اور تمھین تخت پر بٹھائے دیتا ہون
غرض ناچ رنگ کی صحبت مین کئی ساعت امیر بیٹھے رہے بعد کو اُٹھکر محل مین تشریف لیگئے علمشاہ نے گلفام
کو مہرہ دیکر کہا کہ تم بھی معززان طلسم سے ہو اسے اپنے پاس رکھو عمرو نے جاکر یہ خبر امیر کو دی کہ علمشاہ نے ایسی
نادر چیز ضایع کردی امیر نے بھی تاج یاقوتی ماہ سیما کو دیا اور فرمایا کہ اب تم پر بھی کوئی سحر نہ کریگا عمرو کو بڑا صدمہ
ہوا کہ جو بیٹا کرتا ہی وہی باپ بھی کرتا ہی خواجہ کے چہرے سے آثار ملال جو ظاہر ہوے امیر نے بفراست دریافت
کرکے وہ ٹکڑا جسمین تختی لوح نکلی تھی عمرو کو دیا کہ لو خواجہ یہ تم اپنے پاس رکھو تاج اور مہرے سے یہ کسی طرح

کم نہین ہی خواجہ نے بسبب مالیت ہونے کے اُسے نہ لیا اُدھر انتشار شاہ کو ماہر جادو کے مرنے کی خبر ہوئی اور یہ بھی سُنا کہ علمشاہ شہریار کو رہا کرکے خدمت امیر مین لے گیا فوراً اُسنے حکم دیا لشکر ہمارا تیار ہو غرض جب لشکر اُسکا سب مسلح و مکمل ہو چکا تو یہ طرف باغ کرامت کے روانہ ہوا یہان ہرکارون نے آکر یہ خبر امیر کو پہونچائی کہ انتشار نے لشکر کشی کی ہی قریب تر بارادہ جدال و قتال آیا چاہتا ہی امیر نے بھی باہر باغ کے بارگاہ برپا ہونے کا حکم دیا انتشار کا خیمہ و خرگاہ آگیا اور میدان مصاف صاف ہونے لگا جب دونون لشکرون کے میدانمین خیمے برپا ہو چکے شب کو طرفین سے طبل جنگ بجا صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے بعد صفوف آرائی کے انتشار کیطرف سے صورت نگار میدان مین آیا اُدھر سے شہریار شاہ امیر سے اجازت لیکر اُسکے مقابلے کو گیا صورت نگار نے ایک نارنج مارا شہریار نے سحر کیا نارنج مثل ثمر خزان رسیدہ کے زمین پر گر پڑا اور خود سحر پڑھکر ایک ترنج صورت نگار پر مارا کہ اُسکے سینے کو توڑ کر پار گذر گیا اور ایک ساحر اُسکی طرف سے آیا اُسکا بھی ایک ترنج مین کام تمام کیا غرض شہریار نے کئی ساحر مارے انتشار کو انتشار پیدا ہوا اور طبل بازگشت بجوا کر پھر گیا دوسرے روز خود میدانمین آیا اُدھر سے امیر تشریف لیگئے جو تلوار فتانہ نے دی تھی فقط وہی ہاتھ مین تھی انتشار نے بزور سحر اژدہا امیر کی جانب بھیجا جب قریب آیا تلوار کی برکت سے نیلا سوت دکھائی دیا امیر نے جھپٹ کر ایک ہاتھ جو مارا تو انتشار کے مع مرکب چار ٹکڑے ہو گئے فوج نے جو یہ دیکھا تو ایکبار سب نے حملہ کیا جنگ مغلوبہ ہونے لگی اُدھر سے امیر کی فوج بھی ٹوٹ پڑی خوب گھمسان کی لڑائی دوپہر تک رہی آخر انتشار کی فوج نے شکست کھائی امان مانگی امیر نے سبکو امان دی اور مسلمان کرکے شہریار کا مطیع کیا سب نے کہا کہ ہمارا بادشاہ تو یہی ہی خوب ہوا کہ وہ بد انجام مارا گیا شہریار کو تخت پر بٹھایا اور پھر لوح کو دیکھا اُسمین لکھا تھا ای حمزہ تمام دربند فتح ہو گئے اب طلسم کو رہنے دو تمہارا فرزند فتح کریگا تم اپنی مراد کو پہونچ گئے فرزند مرتاد کو بھی رہا کر لیا اب تم چلے جاؤ دربند جو ٹوٹ گئے تو راہ بھی کھل گئی یہ دیکھکر امیر نے اپنی شادی ماہ سیما کے ساتھ اور علمشاہ کی گلفام کے ساتھ کرکے شہریار سے رخصت چاہی اُسنے بعد کئی روز دعوت کرنے کے امیر کو رخصت کیا امیر مع علمشاہ و خواجہ عمرو و ماہ سیما و گلفام و ملکزادہ وغیرہ طرف اپنے لشکر کے روانہ ہوئے اور جس راہ سے جاکر یہ سب قید ہوئے تھے وہ راستہ کھل گیا تھا اُدھر سے کئی روز مین داخل لشکر ہوئے قباد سے ملے مرتاد شاہ سے ملکزادہ کو ملایا بعد اُسکے ملکہ مہرنگار کے پاس گئے تمام لشکر مین تہنیت کی دھوم ہوئی امیر نے جشن نوروزی کیا اور مصروف عیش ہوئے

اب دو کلمے داستان آنا شتر سوار کا حلب سے اور جانا علمشاہ و سعد و لندھور کا جانب حلب

شعر زراویان سخن سنج این چنین مرویست ؛ کہ اختصار سخن بہتر از زیادہ رویست ؛ راوی عجائب نگار لکھتا ہی کہ ایک روز امیر بارگاہ مین تشریف فرما ہین کہ ایک شتر سوار نامہ لیکر آیا سیف ذوالیدین نے پڑھا وہ نامہ عبدالجبار حلبی کیطرف سے اِس مضمون کا تھا کہ ہیکلان عاد مغربی نے ایک پہلوان جنید نام جسکو چودہ سو من کا حربہ باندھتا ہی اسواسطے بھیجا ہی کہ یا تو آکر ثمرات کو سجدہ کرو اور یا لڑو یا امیر ہمین اُس سے لڑنیکی طاقت نہین ہی کسی بہادر کو بھیجیے کہ وہ آکر ہماری جان اور ایمان بچائے بمجرد سُننے اس مضمون کے امیر نے جام بھر کر رکھا کہ کوئی بہادران مین سے جائے علمشاہ نے اُٹھکر جام پی لیا اور دو لاکھ فوج اپنے ہمراہ لیکر روانہ ہوئے دوسرے روز پھر امیر نے جام بھر کر رکھا کہ اور بھی کوئی جائے سلطان سعد نے جام پی لیا اور دو لاکھ فوج لیکر یہ بھی روانہ ہوئے تیسرے روز پھر امیر نے جام بھر کر رکھا کہ ایک دلاور اور جائے لندھور جام پی کر

دو لاکھ فوج سے چلا یہان ہیکلان نے جنید کو تقید کردی تھی کہ جاتے ہی قلعے کا محاصرہ کرلینا غرض اُسنے
آتے ہی قلعے کو گھیر لیا اور نیب دی کہ کوئی تم مین سے اگر مرگ کا خواہان ہو تو مجھسے مقابلہ کرے ورنہ کل
قلعہ لیلونگا اور نہین تو ثمرات سخنگو کو سجدہ کرو عبدالقہار و عبدالجبار نے سُنکر کچھ جواب نہ دیا اور یہی کہا کہ
جو مرضی خدا کی غرض رات کو جنید نے ایک شخص کو اپنی طرف سے بھیجا کہ جو تو جاکر سمجھا میری طرف سے کہنا
کہ کیون اپنی جان دینے پر آمادہ ہو مجھ سے لڑنا گویا ملک الموت سے پنجہ کرنا غرض وہ ایلچی قلعے مین آیا اور سب
مراتب تعلیم کیے عبدالجبار نے کہا ثمرات سخنگو پر لعنت اور اُسکے پرستارون پر لعنت ہو کہنا کہ اے
جنید خدائے ما بزرگ است ایلچی بے نیل مرام واپس آیا صبح کو جنید نے تین لاکھ فوج سے قلعے پر حملہ کیا
لیکن قلعہ بہت مستحکم تھا کوئی قریب قلعے کے بھی نہ پہونچا خندق کے اسیطرف سب رہے جب تو جنید نے سبکو منع
کیا اور کہا کہ تم سب ٹھہرو مین اکیلا جاتا ہون یہ کہکر گرز سنبھالا اور خندق کے کنارے پہونچکر پکارا اے عبدالجبار
اب یہ قلعہ میرا ہو چکا نکل باہر کسی نے جواب نہ دیا جنید جست کرکے اُس پار پہونچا اور گرز اُٹھایا کہ دروازے کو
توڑے جب تو تمام زن و مرد رونے پیٹنے لگے عبدالجبار نے بھی دعا مانگنا شروع کیا کہ بیابان کی جانب سے
گرد اُٹھی جب دامنہ گرد کا چاک ہوا دیکھا کہ آگے علمشاہ ہین اور اُنکے پیچھے بہت فوج ہے یہ دیکھکر عبدالجبار
نے سجدۂ شکر بدرگاہ بے نیاز کیا اور کہا کہ ہان نقارۂ شادمانی بجاؤ نقارے کی آواز جو جنید نے سُنی کہا او
عبدالجبار اپنی مرگ کی خوشی کرتا ہے عبدالجبار نے کہا کہ اب تیری مرگ کی شادی ہے اتنے مین علمشاہ
نے قریب پہونچکر نعرہ کیا کہ باش او نامرد کہان جاتا ہے جنید نے پھر کر کہا تو نے کیونکر مجھے نامرد جانا دیکھ اس
خندق کو کس سہولت سے مین نے عبور کیا ہے اور تو کون ہے علمشاہ نے کہا منم رستم پیلتن و خیلکن کشندہ قویل
ہندی و کپیتان فرنگی او گیدی لا کیا ضرب رکھتا ہے اتنے مین علمشاہ بھی خندق کو عبور کرکے پاس پہونچ گئے
جنید نے خفا ہوکر ایک تلوار ماری علمشاہ نے سپر چہرے کی پناہ کی تلوار سپر کو کاٹکر تا دو ابرو اُتر آئی خون کی چادر
آنکھون پر آئی انھون نے رومال سے چہرے کا خون پاک کرکے ایک ہاتھ مارا مگر بسبب زخم سر کے ہاتھ اوچھا
پڑا اُسنے شمشیر کو سپر پر لیا تھا تلوار نے سپر و خود کو کاٹا خفیف سا زخم سر پر بھی آیا اتنے مین فوج جنید کی آگئی اور
اپنی علمشاہ کو گھیر لیا انکی فوج نے جو یہ دیکھا وہ بھی ٹوٹ پڑی اُدھر قلعے مین سے عبدالجبار و پیر فرخاری وغیرہ
بھی اپنی فوج لیکر نکلے دھاوا ہو گیا تین پہر تلوار چلی کشتون کے پشتے اور لاشون کے انبار ہو گئے جنید کی فوج
پسپا ہونے کو تھی کہ وہ طبل بازگشت بجوا کر اپنے خیمے مین پھر گیا علمشاہ قلعے مین آئے زخم مین ٹانکے دلوائے
اُدھر اُسنے بھی اپنے زخمیون کے ٹانکے دلوائے دو پہر رات گذری تھی کہ سعد کا نعرہ ہوا اور آکر جنید کی فوج پر
مع فوج کے گرے تلوار چلنے لگی یہ خبر عبدالجبار کو پہونچی وہ بھی اپنی فوج لیکر نکلا پیر فرخاری نے بھی تلوار کھینچ لی
یہان علمشاہ بسبب تکلیف زخم کے غش مین تھے انھین خبر نہین ہوئی غرض دوپہر دن اور دوپہر رات تلوار
چلی کہ سلطان سعد و پیر فرخاری پر حلقہائے کمند پڑ گئے اور لیجا کر انھین قید کیا عبدالجبار پھر قلعہ بند ہو جب
علمشاہ کو ہوش آیا سعد کے قید ہونیکی کیفیت سُنی کمال ملال ہوا اور قصد کیا کہ ابھی جا کر چھڑا لاؤن عبدالجبار
نے بمنت روکا کہ آپ کا حال بہت سقیم ہے ایک عرضی امیر کو لکھیے اُسوقت تک آپ کو بھی صحت ہو جائیگی اُدھر جنید
نے سعد کو اپنے سامنے طلب کرکے کہا کہ اگر تو ثمرات کو سجدہ کرے تو تجھے چھوڑ دون سعد نے لعنت کی اُسنے
کہا یہ واجب القتل ہے اسے قتل کرو اور پانچ سو سوار بھی قید ہو گئے تھے انھین بھی قتل کرنے کا حکم دیا

پیر فرخاری اور سعد نوجوان مع پانچ سو سوارون کے زیر تیغ بٹھائے گئے کہ بلال عاد و انصار عاد نے کہا ان سبکو ہیکلان کے
پاس بھیجدو ایسا نہو کہ وہ خفا ہو غرض ان سبکو قید کرکے بلال عاد کو مع تین سو سوارون کے ہمراہ کرکے ہیکلان کے پاس
روانہ کیا اور دوسرے روز پھر طبل جنگ بجوایا جب قلعے سے کوئی نہ نکلا تو خندق پر آکر پیغام دی کہ اب تو کوئی
حاجت نہیں ہے چلو تم سب بھی ہیکلان کی خدمت مین کہ اتنے مین پشت پر سے آواز آئی باش اور نامرد اُسنے پھر کر
دیکھا تو ایک شخص کو ہاتھی پر سوار پایا پوچھا کیا نام رکھتا ہے اُسنے کہا منم لندھور بن سعدان رستم ہندوستان لاکیا جو یہ
رکھتا ہے شعر بیار انچہ داری زمردی نشان ٭ کمان کیانی و گرز گران ٭ جنید نے گرز مارا لندھور نے گرز کو گرز پر روکا ایک تڑاقا ہوا
لیکن ہاتھ لندھور کا مثل ستون کے قائم رہا پھر گرز لندھور نے جو مارا اُسنے بھی گرز کو پناہ سر کیا گرز پہ گرز پڑا دونون گرز سر مین
در آئے اور سر دھڑ مین دھڑ گینڈے کی پیٹھ مین گینڈا زمین مین دھنس گیا ایک تھلتھلا خون کا زمین مین بن گیا فوج نے
زغنہ کردیا لندھور کی فوج بھی آپڑی جنگ مغلوبہ ہونے لگی عبدالجبار و عبدالقہار بھی فوج لیکر نکلے خوب تلوار چلی ایک کم
اٹھارہ ہزار فوج جنید کی رہگئی وہ بھاگی اور جہان خیمے تھے وہان پہونچ کر چاہا کہ اپنے خیمے لیکر بھاگین مگر لندھور
کب دار لینے دیتا ہے ہزار دنکو وہان بھی قتل کیا غرض جو باقی رہے وہ بھاگے اور جاکر ہیکلان کو خبر کی اُسنے شہر
شہر ڈھنڈھورا پٹوادیا کہ کل پوتا حمزہ کا گردن مارا جائیگا جسے دیکھنا ہو آئے یہ صدا کرب غازی کے کان
مین بھی پہونچی وہ اسوقت فتاح و ملکہ گلچہرہ کی صحبت مین بیٹھا تھا یہ خبر سنکر بولا ای فتاح اب تم اپنی معشوقہ کے
پاس بیٹھو مین جاتا ہون کیونکہ خدا نے وہ دن دکھایا کہ عاشق و معشوق اکٹھا ہوئے ہین اُسنے کہا بھلا مجھسے یہ ہو سکتا
ہے کہ آپ جائین لڑنے کو اور مین عیش کرون کرب نے قسم دی کہ تم بیٹھو اور آپ باہر نکل آئے مگر وہ بھی انکے پیچھے پیچھے
چلا آیا غرض کرب فتاح و اندلس کو لیکر قتلگاہ مین آئے دیکھا کہ تماشائیون کا انبوہ ہے زیر دار سلطان سعد
و پیر فرخاری اور اُسکے دونون بیٹے اور پانچ سو سوار یہ سب بیٹھے ہین جلاد پھر رہے ہین انصار عاد جوان کی
قید لایا تھا اسی کا اہتمام ہے کرب لوگون کو ہٹاتا ہوا قریب دار کے پہونچا کہ دو چار نے روکا مگر اُسنے کسی کا کہنا
نہ سنا ایک شخص نے تلوار ماری اُسنے خالی دیکر ایک ہاتھ جو مارا اُسکے دو ٹکڑے ہوئے تماشائی تو بھاگنے لگے
تلوار چلنے لگی فتاح نے دوڑ کر ایک ہاتھ انصار پر مارا وہ زخمی ہوکر گرا اندلس نے ایک جلاد کو جہنم واصل کیا کرب
نے سامنے سعد کے پہونچ کر آواز دی کہ ای شہریار غلام آپکا آپہونچا اسکو دیکھکر سعد نے جھٹکا مارا کہ قید مثل تار عنکبوت کے
ٹوٹ گئی اور دوڑ کر ایک سوار کی تلوار چھین کے ایک سوار پر ہاتھ مارا وہ گرا اُسکے گھوڑے پر سوار ہوکر سعد بھی لڑنے
لگے اندلس نے دوڑ کر پیر فرخاری کی قید کاٹ دی ابوالفتح نے گلباد کو رہا کیا اسی طرح ایک نے دوسرے کو قید سے
رہائی دی تلوار چلنے لگی اُدھر ہیکلان کو خبر ہوئی اُسنے انقال کو کئی ہزار سوار دیکر بھیجا وہ آیا اور لڑنے لگا اتنے
مین ایک نقابدار اسی ہزار سوار لیکر آیا اور کرب کی طرف سے لڑنے لگا غرض شام ہوگئی اور فوج ہیکلان کی پسپا ہوئی
کرب و سعد صحرا کی طرف روانہ ہوئے سعد آگے بڑھ گئے تھے ایک مقام پر ٹھہرے اور کرب کا انتظار کرنے لگے
کہ اس لڑکے نے ہمارے اوپر احسان کیا ہے ایسا نہو کہ دو فوج اگر اُسے گھیرے جب دیر ہوئی گلباد کو بھیجا کہ جاکر
ڈھونڈھ لاؤ ادھر کرب سے فتاح نے کہا کہ ذرا توقف کیجیے وہ سامنے تالاب معلوم ہوتا ہے چلکر منہ ہاتھ دھوئیے
غرض یہ بیٹھے ہوئے منہ دھو رہے تھے کہ گھوڑون کی ٹاپون کی آواز کان مین آئی فتاح نے کہا شاید
ہیکلان نے اور فوج بھیجی ہے ہوشیار ہو جیے یہ سب جلدی جلدی گھوڑون پر سوار ہوئے اب جو دیکھا
تو وہی نقابدار ہے جو آکر لڑا تھا لیکن زخمی بہت ہو گیا ہے کرب نے کہا ای بہادر تو نے ہمپر احسان کیا

اپنا نام بتا اُسنے کہا مین وہی گلچہرہ آپ کی لونڈی ہون یہ کہکر بند نقاب کھولدیے کرب نے فتاح کو بلایا
اور کہا لو بھئی تمھاری معشوقہ بھی آگئی وہ بہت خوش ہوا اتنے مین گلباد نے آکر کہا آپ کو سلطان سعد یاد
کرتے ہین کرب مع اپنے ہمراہیون کے گلباد کے ساتھ سلطان سعد کی خدمت مین آیا سعد نے نقابدار کا
حال پوچھا کرب نے بیان کیا پھر سعد نے کہا کہ نقابدار کے ساتھ تمھارا نام بھی دریافت ہو گیا مگر اپنے جد و آبا کا
نام بھی بتاؤ کرب نے کہا مین شہر اندلس کا رہنے والا ہون اور مسلمان ہون آپکو کبھی میرا حال معلوم ہو جائیگا
بلکہ میرے والد حمزہ صاحبقران کے ملازم ہین سعد نے بہت اصرار کیا مگر کرب نے نہ بتایا غرض سعد تو
امیر کے لشکر کی طرف چلے کرب اپنے شہر کیجانب روانہ ہوا یہان ہیکلان کو خبر گذری کہ انقال کا بھی انتقال
ہو گیا اور سب قیدی رہا ہو گئے مگر کرب اور فتاح کا حال نہ کھلا اب یہ سب حیران ہین کہ کون چھڑا لیگیا ۔

اب دو کلمے داستان نوشیروان کے بیان کیے جاتے ہین

کہ جب نوشیروان فرنگ سے بھاگا سیدھا مدائن مین آیا اور عہد کیا کہ اب امیر سے نہ لڑونگا اور بختک سے
کہا خبردار کبھی حمزہ کی طرف سے کوئی بات ایسی نہ کہنا کہ جس سے پرخاش کا اظہار ہو یہ سب ذلتین تیری ہی ذات
سے ہوئین یہ خبر امیر کو بھی پہونچی وہ بہت خوش ہوئے اور کہا کہ اب ہم کو لڑنا منظور نہین ہی لیکن بختک کے پیٹ
مین چوہے چھوٹ گئے کہ حمزہ نے ملک بھی لیے اور صلح بھی ہوئی ادھر نوشیروان نے امیر کو کچھ تحفے بھیجے امیر نے
نوشیروان کو ہدیے روانہ کیے اب امیر با توقیر حمزہ صاحبقران نے خیال کیا کہ صلح ہو گئی ۔

اب دو کلمے داستان عرضی لکھنا بختک کا جمہور کو نوشیروان کی طرف سے طلب مین اور آنا اُسکا مع فوج کے

راوی شیرین تقریر نے تحریر کیا ہی کہ سوچتے سوچتے بختک کے ذہن مین ایک فطرت آئی اُسنے سنا کہ شہر طرطوسیہ مین
جمہور جانسوز طرطوس بہادر شہنشاہ تبرزن ایسا پہلوان ہی کہ تین سو ساٹھ من کا تبر باندھتا ہی فوراً ایک عرضی
نوشیروان کی طرف سے اس مضمون کی لکھی کہ حمزہ نے میرے سب شہر چھین لیے ہین اگر آپ مدد کر کے
دلوا دیجیے تو آپ کا بڑا نام ہو اُسنے جواب مین لکھا کہ آجتک شہنشاہ نے مجھے اطلاع نہ کی اب مین حاضر ہوتا ہون
جب یہ جواب آیا بختک نے نوشیروان کو دکھایا اُسنے کہا کہ پھر تو نے وہی باتین نکالین اُسنے جواب دیا کہ وہ
بڑا جری و بہادر ہی عجب نہین کہ حمزہ کو زیر کرے اور آجکل از روے رمل بھی حمزہ کے ستارے نحس ہین اسکے
اشارے سے اور ساسانیون نے بھی کہا ای شہریار مردون کے واسطے لڑنا مر نا فخر ہی وہ تو موم کی ناک تھا ہی پھر گیا
اور کہا کہ اچھا آنے دو اتنے مین ہرکارون نے خبر دی کہ جمہور کا لشکر آگیا اب یہان سے دو چار کوس پر ہی نوشیروان
نے بختک کو بہر استقبال بھیجا اُسنے لاکر نوشیروان سے ملازمت حاصل کرادی امیر اب بصرہ پر تھے نوشیروان
اسکو لیکر مع فوج وسپاہ آب بصرہ کی طرف روانہ ہوا یہ خبر امیر کو بھی ہوئی کہ نوشیروان ایک پہلوان کو لیکر بہر مقابلہ
آتا ہی امیر کو یقین نہ آیا اور عمرو سے کہا خواجہ تم جاؤ اس واقعے کی خبر لاؤ خواجہ عمرو روانہ ہوئے تیس کوس
پر آکر دیکھا کہ ایک لشکر عظیم اُترا ہوا ہی یہ دیکھکر خدمت امیر مین آکر عرض کیا یا امیر اتنی فوج ہی اور ایسے ایسے
جوان ہین کہ نہ دیکھے نہ سنے جب تو امیر کو بھی یقین آیا غرض نوشیروان نے آکر پانچ کوس کے فاصلے پر لشکر
امیر سے اپنا خیمہ برپا کیا طرطوس لشکر امیر کو دیکھکر حیران ہوا اور یہان سب بہادر طرطوس

کیطرف محو تھے کہ کیا جوان ہے رات کو لشکر نوشیروان مین طبل جنگ بجا ادھر بھی نقارۂ زرّین پر چوب پڑی رات بھر
دونون لشکرون مین تیاری رہی صبح کو طرفین سے فوجین میدان مین آکر صف آرا ہوئین بعد صفوف آرائی کے جمہور
میدان مین آیا اور پکار کر کہا آیا تم مین سے کس کو آرزوے مرگ ہے اگر زندگی کسی کو دو بھر ہو تو آئے کہ چھٹی کا دودھ
زبان پر ذائقہ دیجائے یہ صدا سنکر آلاگرد نے امیر سے رخصت چاہی امیر نے فرمایا کہ جا خدا کے سپرد کیا آلاگرد میدان
مین آکر ہمنگادر ہوا بارہ قدم آلاگرد اور دو قدم جمہور پسپا ہوے پھر آلاگرد نے بھالا سنبھالا جمہور نے بھی نیزہ ہاتھ
مین لیا پہلی ہی ضرب مین جمہور نے آلاگرد کے شانے کو نشانہ کیا جب یہ زخمی ہوا عیار میدان سے لیگیا بعد
اسکے مالاگرد و اسقنش اسکے ہاتھ سے زخمی ہوے یہ دیکھکر علمشاہ کو تاب نہ رہی امیر سے رخصت لیکر میدان مین
آئے پہلے جمہور سے ہمنگادر ہوے پانچ قدم وہ ہٹا اور تین قدم پر علمشاہ قائم ہوئے جمہور نے تلوار کھینچ کے
کہا لاؤ کیا حربہ رکھتا ہے علمشاہ نے جواب دیا یہ ہمارا آئین نہین ہے پہلے تو حربہ کر اُسنے تلوار ماری انھون نے سپر کو بنیاد سر کیا
تلوار نے سپر کو کاٹا اور چار انگل سر مین اُتر آئی علمشاہ کے منھ پر چادر خون کی آگئی رومال سے خون پاک کرکے ایک ہاتھ
ایسا اُس منحوس پر مارا کہ وہ بھی زخمی ہوا مگر کم اتنے مین شام ہوگئی طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنی فرودگاہ
پر آئے شب بھر ہر شخص درستی اسلحہ مین مصروف رہا صبح کو غل ہوا کہ عمرو بن حمزہ خیمے سے غائب ہوگئے اور دوسری
روایت مین ہے کہ میدان جنگ سے ریچھ اُٹھا لیگیا بہر نوع امیر کو بڑا صدمہ ہوا تمام لشکر نوشیروان مین
تلاش کیا اور دس دس کوس سوار ہو آئے لیکن پتا نہ لگا جب تو امیر نے حکیمزادون کو طلب کرکے پوچھا کہ زائچہ
کرکے حال عمرو کا کیا بیان کیجیے اُنھون نے زائچہ کرکے عرض کیا یا امیر خانۂ حیات تو برقرار ہے لیکن عذاب الیم
مین مبتلا ہین اگر پانچ روز کی مدت مین پتا لگا تو خیر ورنہ زندگی محال ہے امیر نے فرمایا کہ نامعلوم کی تلاش کیونکر
ہوسکتی ہے بزرگ امید نے عرض کیا کہ دست راست گئی منزل کے بعد زمین زرد ہے اور وہان بو بساھندی
اور چراھندی آتی ہے جیسے مردے سڑتے اور جلتے ہین اُس صحرا مین ایک پہاڑ ہے اسی پہاڑ کے عقب مین پتا لگتا ہے
امیر نے بادشاہ سے عرض کیا کہ مین جاتا ہون لڑائی ابھی کئی روز موقوف رہیگی کیونکہ جمہور بھی زخمی ہے یہ کہکر اشقر
پر سوار ہوے عمرو کو ہمراہ لیا اور بہت تیز و تند اشقر کو دوڑایا دن بھر مین کئی سو کوس نکل گئے شام کو
ایک مقام پر اُترکر نماز پڑھی اشقر کو چھوڑ دیا اور خود کچھ انجیر نوش کرکے آرام کیا عمرو پانون دبانے لگا جب
زیادہ رات آئی عمرو بھی سو رہا اتنے مین ایک غول صحرائی دار شمشاد بکف آیا اشقر نے اسکو دیکھکر ہمہمہ کیا امیر
بیدار ہوگئے غول کو دیکھکر نہیب دی کہ ادگیدی باش کے میگزارم کہ از دستم زندہ میروی غول نے
جھپٹکر دار شمشاد کا وار کیا امیر جست کرکے اُسکے پہلو مین آئے اور عقرب سلیمانی کھینچ کر چاہا کہ وار کرین وہ
بھاگا امیر بھی اشقر پر سوار ہوکر اسکے تعاقب مین روانہ ہوے عمرو بھی اُٹھکر ساتھ ہوا غرض باقی رات
اور تمام دن اُسکے تعاقب مین رہے شام کو وہ غائب ہوگیا دو دن گذر گئے تین دن میعاد مین اور باقی
رہے جب رات کو امیر نے آرام فرمایا اور عمرو بھی سوگیا پھر وہی غول آیا امیر کی آنکھ کھلی پھر وہ بھاگا اور امیر
نے اُسکا پیچھا کیا دو دن تک وہ بھاگا غرض چار دن گذر گئے جب وہ غول پھر غائب ہوا امیر نے حساب کیا
اور ناامید ہوئے کہ چار دن گذر گئے ایک دن باقی ہے اور آگے چلے تو زمین مائل بہ زردی پائی عمرو سے فرمایا
کہ خواجہ دیکھو یہان کی زمین زرد ہے اور آگے بڑھکر بالکل زرد زمین تھی جب تو کچھ امید ہوئی تھوڑی دور اور
چلے تو دیکھا کہ تمام صحرا کے درخت جلے ہوئے ہین اور اُن مین سے بوے بد آتی ہے سامنے ایک پہاڑ ہے

دوڑکر امیر و عمرو پہاڑ کے گرد تلاش کرنے لگے کہ عمرو کے کان مین آواز آئی جیسے کوئی کہتا ہو افسوس صد افسوس کس بے بسی و بیکسی مین موت آئی ہے امیر نے بھی خبر نہ لی کہ دم واپسین ایک مرتبہ جمال باکمال سے آنکھین روشن ہو جائین یہ آواز سنکر عمرو نے چارون طرف دیکھا کہ ایک غار سے یہ آواز آتی ہو اور اُس غار پر ایک سنگ گران رکھا ہو خواجہ نے لاکھ لاکھ زور کیا مگر پتھر نے جنبش نہ کی جب تو خواجہ نے سفید مہرہ نکالکر بجایا امیر بیتاب ہو کر دوڑے جب قریب پہونچے عمرو نے کہا یا امیر اس غار مین عمرو بن حمزہ ہین امیر نے پتھر کو ہٹایا دیکھا ایک غار عمیق ہو عمرو کی مشکین بندھی ہین اور چت لیٹا ہو سینے پر ایک بھاری پتھر رکھا ہو عمرو کمند لٹکا کر غار مین اُترا پتھر پر بہت زور کیا جب وہ نہ اُٹھ سکا تو کمند اُتار نکالکر اُس سنگ پر ماری اور جھٹکا دیا پتھر ہٹا عمرو بن حمزہ کا دم رک رہا تھا اب آنکھین کھل گئین خواجہ نے کمند کے وسیلے سے بالا ے غار پہونچایا امیر نے حال پوچھا عمرو بن حمزہ نے عرض کیا کہ خداوند بقیا ے زرین تن جو فرنگ سے بھاگا تھا اُسنے یہان اپنا مسکن بنایا ہو اور رہی مجھے سوتے مین اُٹھا لایا یہان قید کر کے کہا جب تک حمزہ کو نہ مار لونگا چین نہ لونگا۔

اب دو کلمے داستان امیر با توقیر حمزہ صاحبقران کے ہاتھ سے مارا جانا بقیا ے زرین تن کا پھر جانا امیر کا شہر اردبیل مین اور عاشق ہونا ملکہ گردیہ بانو پر

راوی شیرین تقریر کہتا ہو کہ یہ سنکر امیر مع عمرو بن حمزہ و خواجہ اُسکی تلاش مین روانہ ہوے دور سے دیکھا کہ وہ سو رہا ہو امیر نے دوڑ کر نوک تلوار کی اُسکے تلوے مین چبھو دی اُسنے آنکھ کھولکر کہا ای حمزہ تو نہ مانیگا یہ کہکر اُٹھا اور وار تمشاد امیر پر ماری امیر نے خالی دیکر ایک ہاتھ عقرب سلیمانی کا جو اُسکی کمر پر لگایا مثل خیار تر کے دو ٹکڑے کیے اور عمرو سے فرمایا کہ خواجہ ایک گھوڑا کہین سے لاؤ کیونکہ فقط اشقر ساتھ ہو اور فرزند میرا پیادہ ہو عمرو ایک طرف چلا دریا کے کنارے گھوڑے کسی سوداگر کے نہلائے جاتے تھے سائیسون کے پاس پہونچکر عمرو نے کہا کہ بھائی مین بھی گھوڑون کی تجارت کر چکا ہون گھوڑا رکھنے مین کما حقہ دخل رکھتا ہون سائیس نے کہا کہ ایک گھوڑا نہلاؤ تو ہم اپنے مالک کے پاس تمھین لیجا کر نوکر رکھوا دینگے عمرو نے ایک بچھیڑا تاکا اور اُسی کو نہلانا شروع کیا بعد نہلانے کے کاٹھی کھینچی سائیس نے تعریف کی کہ سچ سچ تمھین خوب دخل ہو کل تم بوڑھے ہو گئے ہو جبد سے گھوڑے تمسے دیکھینگے خواجہ نے کہا دیکھو مین اسے پھیرتا ہون یہ کہکر پشت پر پہونچے اور ایڑ لگا کر جانب امیر راہی ہوئے سائیس سر پیٹتے رہے خواجہ نے امیر کے پاس پہونچکر کہا کہ دس ہزار روپیے کو یہ گھوڑا ٹھہرا ہی امیر نے فرمایا کہ یہان روپیہ کہان خواجہ نے کہا رقعہ لکھدیجیے مین نے اُسے روپیے دیدیے دین لشکر مین پہونچکر آپ سے لیلونگا امیر نے رقعہ لکھدیا اور گھوڑا عمرو بن حمزہ کو دیا آپ اشقر پر سوار ہوئے اور ایک جانب کو روانہ ہوئے دور سے سواد شہر نظر آیا جب قریب پہونچے تو دیکھا کہ گھسیارے گھاس چھیل رہے ہین امیر نے عمرو سے فرمایا کہ خواجہ ان گھسیارون سے شہر کا نام پوچھو عمرو جو قریب اُن کا کشون کے پہونچا وہ سب بھاگے اور سمجھے کہ جنگل سے بن مانس نکل آیا عمرو اُنکے پیچھے دوڑا اور پکارا کہ ارے ٹھہرو تو اُنھون نے عمرو کی ایک نہ سنی غرض جب دوڑتے دوڑتے تھک گئے تو گٹھے گھاس کے زمین پر دیے مارنے لگے اور ہش ہش کا شور مچایا جب تو عمرو نے کہا ارے کیا تم سبھون کی شامت آئی ہو ارے مین آدمی ہون اور اپنے دل مین خوب ہنسا کہ میری بھی کیا صورت ہو جو دیکھتا ہو بھاگتا ہو غرض جب بہت عمرو نے کہا تو وہ سب خاموش ہوئے خواجہ نے پوچھا کہ اس

شہر کا کیا نام ہی انھون نے کہا اس شہر کو اردبیل کہتے ہین بہرام شاہ آردبیلی یہانکا بادشاہ ہی چوبین چوب گردان اسکے بیٹے کا نام ہی عمرو نے آکر امیر سے سب حال بیان کیا امیر داخل شہر ہوے شہر کو بہت آباد رعایا کو دلشاد پایا خواجہ نے فرمایا کہ یہان کوئی مکان بکرایہ ٹھہرے تو کچھ دنون قیام کرین اس فکر مین تھے کہ ایک حلوائی کی دُکان کے قریب پہونچے وہ حلوائی امیر کو دیکھکر دوڑا اور آکر مجرا کیا امیر نے پوچھا کہ بھائی یہان کوئی مکان واسطے سکونت کے بکرایہ ممکن ہی حلوائی نے کہا آپ نے مجھے نہین پہچانا مین آپ کا غلام ہون مکہ معظمہ مین میری دُکان حضور کے والد ماجد کے دروازے کے برابر تھی شمس میرا نام ہی مکان غلام کا حاضر ہی تشریف لیچلیے یہ کہکر ایک تھال مٹھائی کا امیر کو نذر دیا امیر نے دیکھا کہ مٹھائی کے نیچے سوا سو اشرفیان بھی ہین امیر نے انکار کیا خواجہ کے منہ مین پانی بھر آیا اور کہا یا امیر نذر اسکی قبول کیجے کیونکہ اسکی دلشکنی کا خیال ہی اُسنے عمرو کو بھی پہچانا اور سلام کیا لیکن عمرو بن حمزہ کو نہ پہچانا کیونکہ جب مکہ سے امیر آچکے ہین تو یہ پیدا ہوئے تھے عمرو سے پوچھا خواجہ صاحب مزاج تو اچھا ہی کچھ خانہ کعبہ کا حال کہیے عمرو نے کہا کہ بھائی کچھ ہمارے واسطے بھی رکھا ہی اُسنے کہا جی ہان آپ کی بھی خدمت کرونگا اور مونڈھے گھر سے لاکر دُکان کے سامنے بچھا دیے امیر کو بٹھایا اشقر کو باندھ دیا عمرو و عمرو بن حمزہ و صاحبقران سب بیٹھے اتنے مین ایک سانڈنی سوار سامنے سے نمودار ہوا اور اپنی سانڈنی کو اُڑاتا ہوا چلا گیا اسکے بعد کچھ سوار و پیادے عصا بردار وغیرہ جوق جوق گروہ گروہ چلے گئے شمس نے دست بستہ امیر سے عرض کیا کہ آپ ایک لمحے کے واسطے دُکان مین تشریف لیچلین امیر اُٹھکر دُکان مین آئے اور پوچھا کہ کیا سبب یہان بٹھانے کا ہی اُسنے عرض کی کہ بیٹی بہرام شاہ کی ملکہ گردیہ بانو اپنے باپ کے پاس جاتی ہی غرض کہ دیکھا امیر نے ایک نقابدار اسپ باد رفتار پر سوار ہی اور گرد لوگ اہتمام کرتے ہوئے چلے آتے ہین جب گھوڑا برابر دُکان کے پہونچا فرس نے ٹھوکر لی نقابدار نے اپنے تئین سنبھالا مگر بند نقاب کے ٹوٹ گئے امیر نے صورت جو دیکھی عاشق ہوگئے ملکہ تو بند نقاب کے باندھکے روانہ ہوئی لیکن امیر کو یارائے ضبط نہ رہا یہ بھی پیچھے پیچھے گئے عمرو نے سمجھایا کہ یا امیر یہ کیا حرکت ہی عمرو بن حمزہ اپنے دل مین کیا کہیگا امیر نے اسے کچھ جواب نہ دیا دل ہی بے قابو تھا شعر ناصحا سود نصیحت کا نہین عاشق کو ٭ مین نہ مجنون تو بھلا کیا کوئی سمجھائے مجھے خلاصہ یہ کہ امیر ملکہ کی تعاقب مین چلے یہانتک کہ بارگاہ بہرام پر پہونچے ملکہ گھوڑے سے اُترکر داخل بارگاہ ہوئی یہ بھی پیچھے پیچھے بارگاہ مین پہونچے انکے عقب مین عمرو بھی پہونچا دیکھا کہ تخت پر بہرام شاہ بیٹھا ہی اور پہلو مین دنگل پر اسکا بیٹا متمکن ہی دوسرے دنگل پر نقابدار جاکر بیٹھ گیا اتنے مین ایک شخص نے نامہ لاکر بہرام کے ہاتھ مین دیا پڑھتے ہی اسکا رنگ زرد ہوگیا ملکہ گردیہ بانو نے جو یہ کیفیت دیکھی رگ شجاعت نے حرکت کی ہاتھ بڑھاکر نامہ اپنے باپ کے ہاتھ سے لیا اور پڑھا وہ تحریر آذرچین تبریزی کی طرف سے ملکہ کی خواستگاری مین تھی بعد تعریف لات و منات کے لکھا تھا ای بہرام شاہ آجتک تو تم ہمارے خراج گزار تھے مگر اب ہم تمھین اپنا عزیز بنایا چاہتے ہین خراج بھی معاف کیا اپنی بیٹی ہمین دو اسی واسطے ہمنے کسی غیر کو نہین بھیجا شمس تبریزی کو روانہ کیا کہ یہ بہادر بھی ہی اور ہمارا عزیز بھی ہی بس تم اسی کے ساتھ کردو یہ جو ملکہ نے پڑھا بہت غصہ ہوئی اور نامہ کو پھاڑ ڈالا شمس نے ملکہ کو ناسزا کہا اُسنے اپنے دنگل سے اُٹھکر ایک طمانچہ اس زور سے مارا کہ سر دھڑ سے اُڑ گیا اُسکے ہمراہی سہم گئے اور لاش شمس کی لیکر روتے پیٹتے اپنے ملک کو چلے امیر و عمرو یہ قوت و جرأت دیکھکر دنگ ہوگئے اور ملکہ چین بجبین مرکب پر سوار ہوکر اپنے باغ کو چلی بہرام نے کہا بیٹا تم نے غضب کیا ایسا غصہ کوئی کرتا ہی ملکہ نے کہا اُسکی

سنزا یہی تھی غرض ملکہ تو باغ مین داخل ہوئی اور امیر بیرون باغ سرپکڑ کے زیر درخت بیٹھ گئے جب تو عمرو نے کہا یا امیر آپ
یہین بیٹھیں مین جاکر کوئی فطرت کرتا ہون

اب دو کلمے داستان عمرو کا کلانوت بنکر ملکہ گردیہ بانو کے باغ مین جانا اور عیاری کرکے امیر عمرو بن حمزہ کو کلانوت بچہ بنا کر لیجانا بیان کیے جاتے ہین

ز نوازان مجلس اندوہ و ملال و تفتہ جگران دل خون و آشفتہ حال صفحۂ عرصۂ فراق پر قلم مژگان جوہر دم مرکب سویداے
چشم عاشق مجبور سے یون تحریر کرتے ہین کہ جب عمرو نے امیر کی حالت سقیم دیکھی تو اقرار کیا کہ اگر مین زندہ ہون تو
ضرور وصل ہو گا یہ کہکر ایک گویے کی صورت بنکر باغ کے رمنے کے سامنے ایک بدرو کے حوض پر بیٹھکر ز نوازی کرنے
لگا یہ صدا ملکہ کے کان مین پہونچی ملکہ نے زلف آرا جلشن سے کہا جاکر دیکھ یہ کون گا رہا ہے اُسے بلا لا وہ جو دروازے
کے پاس آئی کہا اے بڑے میان تمھین ہماری ملکہ نے بلایا ہے خواجہ نے جواب نہ دیا اُسنے کہا او گویے ارے نگوڑے
کیا تو بہرا ہے جب تو عمرو نے سر اُٹھاکر دیکھا اور کہا کیا کہتی ہے اُسنے جواب دیا کہ اوبہرے کیا ابھی تو نے نہین سُنا کہ
ہماری ملکہ بلاتی ہین عمرو نے کہا صاحب بھلا مجھے ملکہ کیون بلاتی ہونگی مین بیچارہ بڈھا کس کام کا کسی جوان کو بلایا ہوگا اُسنے
کہا او بڑھاپے پیٹے تو ہماری ملکہ کو کیا کہتا ہے عمرو نے کہا کہ کیا مین تیری ملکہ کا نوکر ہون وہ جلکر ملکہ کے پاس آئی اور کہا
حضور وہ نہین آتا اے ملکہ خدا اُس بڑھاپے پیٹے کو غارت کرے کہ جیسے کلمے اُسنے آپ کے حق مین کہے ہین مجھ
نگوڑی کے منھ سے نکلا کہ ہماری ملکہ بلاتی ہین اُسنے نہین معلوم کیا کیا کہا ملکہ نے کہا کیا بہت بوڑھا ہے اُسنے کہا
حضور فلک پیر کا اُستاد ہے پھر ملکہ نے پوچھا کہ آخر اُسنے کیا کہا تو کہتی کیون نہین ہم اجازت دیتے ہین اُسنے
عرض کیا کہ حضور کہنے لگا کسی جوان کو بلایا ہوگا ملکہ یہ سنکر ہنسی اور اسکے کہنے کا یقین نہ کرکے دل شاد و دلنواز
و مہر افروز کو باری باری بھیجا جب عمرو نہ آیا اُنھون نے بھی آکر کہا داری زلف آرا سچی ہے وہ نگوڑا کسی طرح نہین
آتا ملکہ گانا سنکر بیتاب تو ہو چکی تھی خود اُٹھ کھڑی ہوئی کہ مین آپ جاکر اُسے لاتی ہون جب سامنے عمرو کے پہونچی
خواجہ صاحب کی عجب کیفیت ہوئی قریب تھا کہ غش آجائے مگر اپنے تئین سنبھالا اور دلمین کہا اے عمرو کس کس
بات کی تعریف کی جائے غرض اگر اسکا سراپا لکھون تو ایک دفتر سراپا اُسکے صفحۂ عارض کی صفت مین ختم ہو جاے
الحاصل عمرو پھر سر نیچا کرکے گانے لگا جب ملکہ قریب پہونچی تو ایک خواص نے کہا او بڑھاپے پیٹے ہماری ملکہ
تشریف لائی ہین عمرو جلدی سے اُٹھ کھڑا ہوا اور مجرا کرکے بلائین لین ملکہ نے کہا ارے کیون رے سمجھنے
چار مرتبہ تجھے بلوایا اور تو نہ آیا عمرو نے کہا بلاؤن مجھے کب بُلایا مین تو تمھارا دھیپے کا منگتا ہون زلف آرا بھی
اور کہا او مونڈی کاٹے مین نہین آئی تھی عمرو نے کہا ہان ملکہ صاحب یہ آئی تھی لیکن ایک نوجوان گھوڑے پر
سوار ادھر سے گذرا یہ اُسکے ساتھ چلی گئی پھر مجھے نہین معلوم کیا ہوا جو کچھ اُسنے کہا مجھے خبر نہین زلف آرا نے کہا ملکہ
میرا ستیاناس جاے جو یہ بات ہوئی ہو اور خواصون کو بھی ایک نیا فقرہ بنا کر کہا وہ سب کوسنے لگین اور ملکہ نے
کہا ہان مین خوب جانتی ہون یہ سب مستانیان ہین مرد تو ملتا نہین گری پڑتی ہین خیر بڈھے تو میرے ساتھ
چل جب عمرو باغ مین ملکہ کے ساتھ پہونچا تو خوب گایا ملکہ نہایت محظوظ ہوئی اور دس ہزار روپیہ عمرو کو دیے
اُسنے جھک کر مجرا کیا اور کہا آپ نے تو مجکو دیے لیکن بیٹے میرے چھین لینگے اور وہ مجکو باپ نہین جانتے ملکہ نے
کہا او بڈھے کیا تیرے بیٹے بھی ہین عمرو نے کہا بے اُنکے تو میرا گانا آدھا ہے ملکہ نے کہا کیا مجال جو تجھے باپ جانین
جا اور بہت جلد اُنکو میرے پاس لے آ عمرو وہان سے نکلکر ایک پیادے کی صورت بنا اور

امیر کے پاس آکر للکار کے کہا ای شخص تو کون ہی جو یہان بیٹھا ہی اور یہ لڑکا تیرا کون ہی نہین جانتا کہ یہ محل شاہی ہی امیر نے فرمایا کہ بھائی مین تمہارا کیا لیتا ہون چلا جاؤنگا خواجہ نے کہا اُٹھتا ہی تو اُٹھ ورنہ تجھے سزا دیتا ہون یہ کہکر دست بقبضہ ہوا اور امیر پہ دوڑا امیر نے اُٹھکر ایک ہاتھ سے اُسکا ہاتھ پکڑا اور دوسرے ہاتھ سے چاہا طمانچہ مارین عمرو نے خال چشم دکھایا امیر نے ہاتھ چھوڑ کر کہا خواجہ صاحب معاف فرمایئے گا مین بیٹھا ہون اور کیون نہون میرا تو عجب حال ہی کیئے کچھ نتیجہ بھی اس محنت کا نکلا عمرو نے کہا یا امیر کچھ نہ پوچھیے ہم تو بالکل لٹ گئے زنبیل بھی چھن گئی اور سب بھی اگر اسکی کوئی سبیل نکالیے تو ایک راہ نکالی ہی اُسمین کوشش کیجئے امیر نے فرمایا ای خواجہ تین لاکھ روپیے دونگا اور لاؤ مین مہر کیے دیتا ہون عمرو نے کہا کہ آپ کہیے گا مین نے بیہوشی مین مہر کردی غرض امیر نے قسمین شدید کھائین کہ ای خواجہ ہرگز مجھسے یہ نہوگا جو تم سمجھے ہو جب تو عمرو نے کہا خیر جو مین کہون وہ قبول کرو امیر راضی ہوئے تو خواجہ عمرو نے زنبیل سے ایک طنبورہ اور دائرہ نکالا اور تین جوڑے کپڑون کے نکالے جیسے گویے پہنتے ہین امیر سے کہا ایک جوڑا تم پہنو اور ایک اس چھوکرے کو پہناؤ پہلے تو امیر جھجکے پھر بفرمائش حضرت عشق جوڑا پہنا بمجبوری عمرو بن حمزہ نے بھی وہ لباس پہنا طنبورہ امیر کو دیا کہا اسے کندھے سے لگاؤ اور دائرہ عمرو بن حمزہ کو دیا غرض امیر نے اُلٹا طنبورے کو کندھے پر رکھا عمرو نے کہا او عرب تو بھی بڑا بدسلیقہ ہی ارے تونبا نیچے اور ڈانڈ اوپر کرلے امیر نے اُسی طرح طنبورے کو لیا الحاصل اس صورت سے عمرو ان دونون کو لیکر چلا مگر اپنا لباس وہی رکھا جو پہلے تھا اور جب ملکہ نے انکا نام دریافت کیا تھا انھون نے اپنا نام نامی واسم گرامی میمونہ یکرنگی بتایا تھا اور جب اپنے بیٹون کے ملکہ سے شاکی ہوئے تھے تو ایک کا نام دائرہ جنگی اور دوسرے کا نام اُستاد بجرنگی بتایا تھا القصہ خواجہ صاحب مع امیر و عمرو بن حمزہ کے دروازۂ باغ پر پہونچے محلدار نے کہا او بڈھے یہی تیرے بیٹے ہین عمرو نے کہا اجی ہان محلدار نے کہا اچھا تو اندر جا جب انھین ملکہ یاد فرمائینگی تو مین بھیجدونگی کاہے سے کہ یہ جوان ہین خواجہ اندر آئے ملکہ تو منتظر ہی تھی انھین تنہا جو آتے دیکھا کہا کیون میمونہ یکرنگی تم اکیلے آئے اُسنے کہا خدا سلامت رکھے رسول اللہ کا سایہ رہے ہین تو پہلے ہی عرض کرچکا تھا کہ وہ بڑے بدذات ہین بڑی مشکل سے یہان لایا محلدار نے روکا وہ بگڑ گئے مین اپنی جان بچاکر چلا آیا یہ سُنکر ملکہ کو غصہ آیا اور حکم کیا کہ کوئی جاکر جلد اُن دونون لڑکون کو جو باہر دروازے کے ہین لے آؤ اور اُس محلدار کو بھی پکڑ لاؤ غرض کئی خواصین دوڑین اور دونون لڑکون اور محلدار کو اپنے ساتھ لاکے حاضر کیا سامنے ملکہ کے چلمن پڑ گئی سب نے کہا ملکہ کو مجرا کرو امیر نے جواب نہ دیا اور نہ سلام کیا جب تو خواصین خفا ہوئین کہ تم ملکہ کو بھی سلام نہین کرتے بڑے خودسر معلوم ہوتے ہو غرض خواجہ چلمن کے اندر ہین اتنے مین ملکہ محلدار کی طرف مخاطب ہوئی اور کہا کہ اگر تونے مجھے گود مین نہ کھلایا ہوتا تو آج تجھے مار ڈالتی پھر کہا کہ کیون اُستاد بجرنگی تم بوڑھے باپ سے خر بلتے ہو امیر نے فرمایا کہ وہ مردک باپ کسکا ای ٹکے کا نفرہ ہی عمرو نے کہا بلا لون مین نہ کہتا تھا مگر اس گفتگو مین ملکہ بھی امیر پر فریفتہ ہوگئی اور دل مین کہا ای گردیہ بانوحیف کا مقام ہو کہ اتنے بڑے بادشاہ کے ایلچی کو مار ڈالا اور ایک گویے پر دل آیا افسوس مفت جان گئی اور کہا ای میمونہ کچھ انسے گواؤ عمرو نے کہا ملکہ فرماتی ہین کچھ گاؤ امیر نے فرمایا کہ بجا باہر آؤ تو ہم گائین اور تمھین کمنی کا ناچ نچائین عمرو نے کہا ملکہ عالم جب تک آپ انکی ہڈیان نرم نہ کرینگی یہ نہ مانینگے ملکہ نے کہا خیر تمھین کچھ گاؤ اور حکم کیا کہ ہمارا پنجہ و کمان لے آؤ بہت سی حبشنین گئین ایک درخت لائین اُس مین بجائے ثمر ایک پنجہ لٹک رہا تھا پھر جاکر کمان فولادی لائین کہ جسکی شہرت شہر شہر تھی ملکہ نے کہا تم دونون کمان و پنجہ موجود ہی اسپر زور کرو اگر پنجہ پھیر دیا اور کمان کو چڑھا دیا تو خیر ورنہ اپنے باپ میمونہ کو آج سے باپ کہنا امیر اُٹھے اور کمان کو یہان تک چڑھایا کہ چِلّہ ٹوٹ کر دو ٹکڑے ہوگئی عمرو بن حمزہ نے اُٹھکر پنجے کی پانچون انگلیان توڑ ڈالین تمام خواصین دنگ ہوگئین اور

ملکہ کو بھی حیرت ہوئی کہا اچھا ہم تم سے کشتی لڑینگے دو پلنگ بچھوا دیے اور کہا آج رات کو تم ہمارے مہمان ہو کل دیکھا جائیگا
اور حکم دیا کہ صبح کو اکھاڑا تیار ہو امیر کو رات بھر خیال ملکہ مین نیند نہ آئی ادھر ملکہ کو رات بھر فکر رہی کہ دیکھیے اس محبت کا کیا انجام
ہوتا ہی غرض صبح ہوئی ملکہ چٹ لنگوٹ سے درست ہوئی اور امیر کے واسطے بھی لنگوٹ بھیجا امیر نے پھیر دیا کہ ہمارے پاس
ہی غرض امیر و ملکہ اکھاڑے مین آئے امیر نے ملکہ کے کاندھے پر ہاتھ رکھا اور فرمایا کہ ملکہ پیچ کیجیے ملکہ نے کہا تو کیگا مین نے ہاتھ
دیدیا تھا اس سے تم لیگئین ہاتھ اپنا ہٹالے امیر نے دوسرا ہاتھ دوسرے کاندھے پر رکھا اور کہا آپ زور کرین اے ملکہ
یہ تو ہاتھ ہین مین سر دینے کو موجود ہون اُسنے خفا ہوکر جواب دیا کہ شامت تو نہین آئی ہو یہ کونسی ناسزا گفتگو ہو امیر چپ
ہو رہے جب تو ملکہ نے دستی امیر پر زبردستی کی امیر نے اُسکی روک کے لیے ہاتھ سینہ ملکہ پر پہونچایا ملکہ شرما کے پیچھے ہٹی ناف
کے برابر آئی اور ہاتھ اونچا کرکے چاہا امیر کے کاندھے پر رکھے امیر وہین سے بغلی ڈوب کر پشت پر آئے اور دونون ہاتھ کمر مین
دیے ملکہ سیدھی کھڑی ہوئی جب دیر ہوئی ملکہ نے کہا کیا سوچ ہو اگر کوئی پیچ نہ یاد ہو تو دکھنی گرہ کریے امیر نے ہاتھ اپنے ڈھیلے
کرکے اکھیڑ لگائی دونون ہاتھ پھسلتے ہوے ملکہ کے سینے پر آگئے اور نیچہ بھی امیر نے کھولدیا ملکہ دہین سے جھونک دے کر بیٹھی
امیر کف افسوس ملتے رہگئے اور وہ اسکی پشت پر آگئی امیر نے ہاتھ بڑھا کر چاہا کہ سر ملکہ کا اگر دستیاب ہو تو دھوبی پاٹ
کرون ملکہ نے کمر چھوڑ کے امیر کا ہاتھ باندھکر ٹانگ کی امیر نے عمداً اپنے تئین ٹانگ پر بھرنے دیا غرضکہ جب ملکہ نے ٹانگ
پر بھر کر مارا امیر اُترتے چلے آئے ملکہ جھکی دے کر الگ ہوئی پھر سامنے سے زور ہونے لگا امیر نے ملکہ کی بغلون سے ہاتھ ڈالکر
پیشانی بند کیا اب سر ملکہ کا پشت کیجانب جھکا امیر اور چسپ ہوئے گویا آغوش تمنا مین لیلیا سینے سے سینہ دبنے لگا ملکہ نے اپنی گردن
ڈھیلی کردی امیر نے بھی ہاتھ ڈھیلے کردیے وہ وہین سے پٹون پر ٹھی امیر جست کرکے الگ ہوئے غرض اسی طرح تین شبانہ
روز کشتی رہی سبب یہ تھا کہ امیر کو ہر بند پر ایک حظ اُٹھتا تھا اگر یہ نہوتا تو شاید پہلے یا دوسرے ہی زور مین زیر کر لیتے
الحاصل تیسرے روز ملکہ نے ہکہ مارا ایک زانو امیر کا آشنائے زمین ہوا ملکہ نے کئی زور کیے لنگر امیر کا نہ اکھڑا جب تنگ جی جاہا
جسم سے جسم کو مس کیا جب چاہا کھڑے ہوگئے اور خود ہکہ مارا کہ دونون گھٹنے ملکہ کے زمین بوس ہوے امیر نے پنجہ کمر مین
ہاتھ ڈالکر نعرہ کیا پہلے زور مین تا کمر لائے دوسرے مین سینے تک تیسرے زور مین سینے کا ہکہ دے کر سر سے بلند کر لیا اور آہستگی
زمین پر رکھدیا ملکہ اُٹھکر اندر چلی گئی اور خواصون سے کہدیا ابھی کوئی اندر نہ آئے جاکر کمند کی پھانسی چھت مین لٹکا کر کرسی پر
کھڑی ہوئی اور گلے مین پھندا دے کر کرسی کو لات ماری پھانسی گلے مین کچی ہوگئی آنکھین نکل آئین یہان امیر کو خیال
ہوا کہ کہین ایسا تو نہو کہ ملکہ غیرت مین آکر اپنی جان دیدے بینا بانہ اندر چلے آئے ہر چند خواصون نے روکا مگر کسی کی نہ
سنی آکر جو دیکھا تو آفتاب لب بام ہی ملکہ دم توڑ رہی ہی امیر نے تلوار سے کمند کو کاٹ دیا اور سر ملکہ کا زانو پر لیکر بیٹھے اتنے
مین خواصین اور عمرو بھی آگئے سب پریشان گھبرائین کوئی کیوڑے سے منھ دھلانے لگی کوئی کیوڑہ حلق مین ٹپکانے
لگی کسی نے مٹی پر کیوڑا چھڑک کر سنگھایا کسی نے بید مشک پلایا ملکہ نے آنکھین کھولدین اپنا سر بجبر کی کے زانو پر پایا
جھیپ کر سر سرکایا امیر نے فرمایا اے ملکہ تم ناحق منفعل ہوتی ہو منم امیر حمزہ صاحبقران اور یہ عمرو میرا عیار ہی استنے
خواجہ نے اپنی اصلی صورت بنائی خواصین ڈرکے بھاگین عمرو نے ملکہ سے کہا اے ملکہ فی الحقیقت یہ میرا مالک ہی اور مین
عمرو اسکا نمک پروردہ ہون ملکہ نے کہا میرے یہان امیر اور عمرو کی تصویرین ہین ارے کوئی لے آئے خواصون
نے لاکر حاضر کین اب جو ملایا تو سر مو فرق نہ پایا ملکہ اُٹھ بیٹھی اور جلسۂ عیش منعقد ہوا شراب کی کشتیان چنی گئین ملکہ
نے جام شراب امیر کو دیا اُنھون نے عذر کیا اور فرمایا اے ملکہ پہلے تم مسلمان ہو پھر مجھے شراب پلاؤ غرض
ملکہ مع خواصون کے مسلمان ہوئی اور جام چلنے لگا عمرو مصروف سرائندگی ہوا لیکن

پریچہرہ پر خواجہ کا دل آیا گاتے گاتے کہنے لگے یوں رنڈی تو میری بلائیں لیتی ہی ملکہ نے کہا خواجہ کیا ہی اسنے جواب دیا ای
حضور یہ عورت کلموہی تیری بلائیں لیتی ہی اور کہتی ہی مجھے بھی گانا بتاؤ پریچہرہ یہ سنکر کوسنے لگی امیر نے ملکہ سے کہا ہمارے خواجہ
صاحب کا یہ طریقہ ہی کہ جسپر عاشق ہوتے ہین اُسے یونہین ذلیل کرتے ہین بہتر یہ ہی کہ تم پریچہرہ کو راضی کرو ملکہ نے پریچہرہ
کو بمشکل راضی کیا جب تو خواجہ کی بھی خاطر جمع ہوگئی پھر تو عیش ہونے لگا قریب ایک مہینے کے گذرا ہوگا کہ ایک روز پریچہرہ دوڑتی
ہوئی آئی اور ملکہ کے کان مین کچھ کہا ملکہ سنکر چپ ہو رہی امیر نے پوچھا ملکہ کیا ہی ملکہ نے کہا کچھ نہین جب بہت مصر ہوے تو کہا
ہلال تبریزی و مہلال تبریزی آذرچین تبریزی کی طرف سے لاکھ سوار لیکر آئے ہین اور تمام شہر کو قتل کر ڈالا ہی
اباجان اور بھیا کو قتل کیا چاہتے ہین امیر بھی سنکر چپ ہوے اور بہانے سے اٹھکر سلح خانے مین آئے ہتھیار لگائے **عمرو بن
حمزہ** بھی پہونچکر ساتھ امیر کے ہتھیار لگانے لگا یہان ملکہ نے پوچھا کہان ہین کسی نے کہدیا ہتھیار لگا رہے ہین ملکہ دوڑی اور
لاکھ لاکھ امیر کو روکا مگر یہ نہ رُکے **عمرو و عمرو بن حمزہ** کو ساتھ لیکر چلے اسوقت پر پہونچے کہ **ہلال و مہلال** دربار مین
در آئے ہین **بہرام و چوبین** اور چار سو رفیقون کو قید کر لیا امیر نے **عقرب سلیمانی** کھینچکر نعرہ کیا **عمرو بن حمزہ** نے بھی
تلوار کھینچی غرض یہان تو تلوار چلنے لگی اور **عمرو** نے تمام قیدیون کو رہا کر دیا وہ بھی سب آکر شریک امیر ہوے کہ **ہلال** سے
اور امیر سے آکر مقابلہ پڑا اُسنے تلوار ماری امیر نے خالی دے کر ایک ہاتھ **عقرب سلیمانی** کا لگایا برابر سے دو پرکالے
ہوگئے **عمرو** نے دوڑکر اسکا سر کاٹ لیا اور نیزے پر بلند کیا اس کیفیت کو دیکھکر تمام فوج کے پیر اُکھڑ گئے **مہلال** بھی
بھاگا امیر اُسے دور تک بھگا آئے **بہرام** نے امیر کو گلے سے لگایا اور تمام لاشین پھکوادین جشن فتح ترتیب دیا امیر نے
فرمایا کہ ای بہرام مسلمان ہو جاؤ وہ خوف جان سے مسلمان ہوا غرض تمام شہر مسلمان ہوا امیر نے **عمرو** سے کہا کہ اب
تم بہرام سے ملکہ کی خواستگاری کرو **عمرو** نے **بہرام** کو الگ بلاکر کہا کہ اب ایسی ترکیب کیجیے کہ بار دگر کوئی غنیم سر
اُٹھانے نہ پائے کہا تمھین بتاؤ خواجہ نے کہا کہ تم اپنی بیٹی **حمزہ** کو دیدو پھر کسی کی جرأت نہ پڑیگی کہ آپ کے ملک کا خیال
بھی کرے اور یہ لڑائی خاص امیر کے سر رہیگی اُسنے کہا میری عین خوشی ہی یہان آکر **عمرو** نے کہا لیجیے مبارک ہو جنکو
راضی کر لیا اب جاتا ہون ملکہ کو تسکین دے آؤن یہان **بہرام** نے تمام شراب مین بیہوشی ملائی اور **عمرو** کا راستہ
دیکھنے لگا کہ وہ بھی آئے تو شراب کا دور چلے **عمرو** یہان ملکہ کے پاس آیا سب کیفیت فتح ہونے کی بیان کر کے کہا
سب کو مسلمان کیا تمھارے باپ سے تمھاری خواستگاری کی ہی وہ راضی ہوگئے ہین ملکہ نے کہا تم جاکر امیر کو بلا لاؤ
خواجہ نے جلسے مین آکر پوشیدہ امیر سے کہا کہ ملکہ نے بلایا ہی جلد چلیے امیر کئی جام پی چکے تھے اُٹھتے ہی بیہوشی نے
طمانچہ مارا گر کر بیہوش ہوگئے **بہرام** نے انکو باندھکر اپنے بیٹے کے حوالے کیا کہ تو انھین **مہلال** کے پاس لیجا
کہنا کہ یہ خطاوار ہین جو چاہے انھین سزا دے اور عرضی بھی لکھی غرضکہ **چوبین چوب گردان** اپنے ہمراہ بیس
ہزار سوار لیکر **مہلال** کے پاس پہونچا دست بستہ جاکر مجرا کیا اور عرضی بہرام پیش کی لکھا تھا کہ ای **مہلال بہادر**
مین بالکل بیخطا ہون یہ حرکت اُس گیسو بریدہ کی تھی کہ پہلے نامہ چاک کر ڈالا مین اسکے دفعیہ کی فکر مین تھا کہ اتنے مین
وہ طمانچہ مار بیٹھی جب آپ اور **ہلال** تشریف لائے تو **حمزہ** نے آکر غدر مچا دیا مجبور بھی بدعت کی مین ترس جان سے
مسلمان ہوگیا لیکن موقع پاکر ان تینون سرکشون کو قید کیا اب آپ کی خدمت مین حاضر ہین آپ انھین قتل
کرین یا پیش شاہ بھجائین عرضی پڑھکر **مہلال** بہت خوش ہوا یہان ملکہ کو انتظار امیر مین جب رات ہوگئی تو بہت
گھبرائی پریچہرہ سے کہا کیا باعث ہی کہ نہ خواجہ پھرے نہ امیر آئے اُسنے کہا ابھی تک تو نہین تشریف لائے غرض
ملکہ کو بستر غم پر نیند نہ آئی جب رات گذری صبح ہوئی بلکہ دو پہر دن گذر گیا تو ملکہ نے پریچہرہ سے کہا کہ خدا خیر توے

خدا جانے کیا پیچ پڑا وہ باہر آئی کچھ لوگون کی زبانی معلوم ہوا کہ بہرام نے بڑا غضب کیا جس شخص نے ہم سب کی جان بچائی اُسکو بیہوشی دی اور قید کر کے مہلال کے پاس بھیجدیا اور اُنکے دونون ہمراہی بھی قید ہو کر گئے یہ سنتے ہی پریچہرہ کی روح قالب سے پرواز کر گئی اور ملکہ کے پاس آکر تمام کیفیت کہہ سنائی ملکہ کی یہ سُنتے ہی عجب حالت ہوئی

اب دو کلمے داستان ملکہ گردیہ بانو کے نقابدار یاقوت پوش بنکر مع فوج جانا اور امیر کو رہا کرنا بیان کیے جلتے ہین

گرفتاران زندان فرقت عالم یاس مین یون غل و شور کرتے ہین کہ جسوقت ملکہ نے یہ خبر وحشت آثر سُنی اپنے باپ پر بہت بہت لعنت کی اور اپنی نو سو خواصون کو نقابدار بناکر اور خود بھی نقاب دار یاقوت پوش بنکر اور دس ہزار سوار جو کہ جوکی پہرے کے تھے ہمراہ لیکر چلی سہ منزلہ کر کے شب کو قریب لشکر مہلال کے پہونچی پریچہرہ نے کہا میری ایک راے ہو ملکہ نے کہا کہو اُسنے کہا کہ تین حصے اپنی فوج کے کیجیے ایک ایک غول تین طرف سے آئے ایک جانب سے لندھور کا نعرہ ہو دوسری طرف سے مالک کا نعرہ ہو تیسری طرف سے علمشاہ کے نہیب کی صدا بلند ہو ملکہ نے یہ راے بہت پسند کی کہ سامنے چاندنی کی روشنی مین دیکھا کہ کئی ہزار آدمی مہلال کی طرف چلے جاتے ہین ملکہ نے پریچہرہ کو بھیجا کہ جاکر خبر لایہ کون لوگ ہین وہ گئی اور بیان کیا کہ یہ سب اہل شہر ہین واسطے رہائی امیر کے جاتے ہین یہان ملکہ نے اپنی فوج کے تین گروہ کیے ایک کا سردار پریچہرہ کو بنایا دوسرے غول کا مالک ثمن برکو اور تیسرے جوق کو آپ لیا اتنے مین آسمان پر ابر تیرہ و تار آیا خوب تاریکی ہوئی پریچہرہ نے کہا حضور یہی وقت ہو چلیے غرض جاتے ہی تینون غول نعرے کر کے گرے تلوار چلی اندھیرے مین مہلال کی فوج آپس مین کٹنے لگی اور علمشاہ و لندھور و مالک کے نعرے کی آواز لشکریون نے جو سُنی جیتے جی مرگئے کہ ان بہادرون کے جھنڈے گڑے ہوئے ہین آنسے کون لڑسکتا ہو قریب تھا کہ رو بفرار لائین کہ مہلال گینڈے پر سوار ہو کر پہونچا اور سب کو آواز دی ای مردان بکوشید تا جامۂ زنان نپوشید اور شہرت پہلوان سے کہا کہ تو جاکر حمزہ وغیرہ کو قتل کرڈال کہ جھگڑا ہٹ جاے وہ زندان مین آیا اور تلوار کھینچکر امیر کی طرف چلا عمرو بن حمزہ نے کہا او سگ ناپاک کہان جاتا ہو پہلے ادھر آ اُسنے جھپٹکر عمرو بن حمزہ پر تلوار ماری عمرو بن حمزہ نے بیڑی پر روکی بیڑی کٹگئی امیر کی آنکھون مین زمانہ تیرہ و تار ہو گیا غیظ مین آکر جھٹکا مارا قید مثل تار عنکبوت کے ٹوٹ گئی شہرت نے جو دیکھا تو وہ پھر امیر با توقیر کی طرف دوڑا اُدھر عمرو بن حمزہ نے جھٹکا مارا بیڑی تو کٹگئی ہتھکڑی و زنجیر توڑ کر بیڑی شہرت کے سر پر ماری کہ سر اُسکا پھٹ گیا اور زمین پر گر کر جہنم داخل ہوا عمرو بن حمزہ نے اُسی کی تلوار لیکر خواجہ عمرو کی قید کاٹ دی خواجہ نے دوڑ کے جہان امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران کی عقرب سلیمان رکھی تھی وہان سے لاکر صاحبقران کو دی پھر تو دو نعرے اُدھر سے بھی بلند ہوئے وہان مہلال فرہاد نے مارے تلوارون کے اندھیر کر دیا تھا اور غدر مچا دیا تھا لیکن سب اپنے ہی ملازمون کو قتل کرتا ہو دو چار آدمی ملکہ کی طرف کے بھی قتل ہوتے ہین اتنے مین صبح بھی قریب ہوئی روشنی ہو گئی امیر زندان سے باہر آئے دیکھا کہ ایک نقابدار لڑ رہا ہو اور مہلال اُسپر جایا چاہتا ہو امیر نے للکارا کہ او مہلال ادھر آ کہان جاتا ہو وہ مثل باد کے صاحبقران پر آیا اور برس پڑا کئی وار روک کر ایک ہاتھ جنیو کا جو امیر نے لگایا کر سے نکلگیا اُدھر فرہاد نقابدار پر جا پڑا امیر دیکھ رہے ہین کہ نقابدار نے خالی دیکر ایک ہاتھ لڑک کا مارا کہ فرہاد بھی واصل جہنم ہوا پھر تو اُسکی فوج پر میر و نقابدار ٹوٹ پڑے دو ساعت مین امان کا شور بلند ہوا امیر نے سب کو امان دی نقابدار ایک طرف کلکر چلا امیر نے کہا خواجہ اس نقابدار کی خبر لاؤ خواجہ اُدھر روانہ ہوے یہان چوبین چوب گردان ہاتھ باندھکر سامنے امیر نامدار کے آیا اور کہا کہ یا امیر مین بالکل بیخطا ہون والد کے حکم کی تعمیل مین مین نے یہ قصور کیا ہو معاف فرمایئے گا ادھر پریچہرہ نے عمرو کو آتے دیکھا ملکہ سے کہا وہ ٹھہر گئی خواجہ نے قریب پہونچکر کہا ای

نقابدار بہادر ہمارے امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران نے تمہین بلایا ہو یا اپنا نام بتا دو پریچہرہ نے کہا او نالایق تو ہمین نہین پہچانتا جب عمرو نے آواز اُس نقابدار کی پہچانی اور کہا بائین ملکہ آپ نے یہ کیا غضب کیا او داس نکاتہ کی تو مین ناک چوٹی کاٹ ونگا پریچہرہ نے کہا دور ہو تیرے منھ کو جھلسا عمرو نے کہا چپ رہ کیا بکتی ہو ملکہ بولی ای خواجہ مجھسے کب ہو سکتا کہ اپنے سامنے شوہر کو قتل ہونے دیتی عمرو نے کہا حضور وہ عرب بڑا بیمروت ہو وہ اسی لائق تھا آپ سے نہایت ناراض ہوگا اور اگر کچھ خرچ کیجیے تو مین تدبیر کر کے اُسے راضی کرلون غرض ملکہ نے دس ہزار روپیے دینے کا اقرار کیا عمرو نے کہا اب آپ باغ مین چلین مین راضی کرونگا یہ کہکر امیر نامدار کے پاس آیا انھون نے پوچھا کیون خواجہ وہ نقابدار کون تھا عمرو نے کہا جسکے دلکو لگی تھی وہی تھا تمھاری جورو تھی اور کون تھا امیر نے کہا بڑا غضب کیا لوگ کہینگے کہ انکی جورو بھی لڑتی ہو عمرو نے کہا مین نے پہلے نہ کہا تھا کہ یہ مرد مار عورت ہی اُسوقت یہ نہ خیال آیا جب تو یہ کہا بیٹا بہادر پیدا ہوگا خیر اب جو کچھ ہوا وہ ہوا مین نے سمجھا دیا ہو بار دگر ایسا نہوگا غرض چوبین چوب گردان حمزہ صاحبقران وخواجہ عمرو وعمرو بن حمزہ کو لیکر باپ کے پاس آیا وہ دوڑ کر قدمون پر گرا اور کہا کہ مین لوگون کے بہکانے مین آگیا کئی شخص متفق ہوکر یہی کہنے لگے کہ جب امیر کشورگیر چلے جائینگے تو آذرچین نولاکھ فوج سے آکر تمام ملک کو تاراج کردیگا امیر نے جواب دیا کہ جب مین جاتا تو یہانکا بندوبست نہ کرتا جاتا اُسنے کہا کہ مین البتہ خطاوار ہون جو مزاج مین آئے سزا دیجیے امیر باتوقیر نے تصور معاف کیا وہ از سر صدق انکی مرتبہ مسلمان ہوا اور شادی امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران کی ملکہ گردیہ بانو کے ساتھ کردی امیر نامدار نے خواجہ عمرو کا عقد پریچہرہ کے ساتھ پڑھ دیا عیش میں بسر ہونے لگی پریچہرہ سے امیہ بن عمرو پیدا ہوگا اور ملکہ گردیہ بانو سے بدیع الزمان کی ولادت وقت پر بیان ہوگی ایک مہینے تک امیر نامدار یہان رہے بعد مہینے کے ایک روز عمرو نے کہا کہ وہان علمشاہ بہت زخمی تھا اور جمہور کے کم زخم لگے تھے ایسا نہو کہ جمہور اچھا ہوکر طبل جنگ بجوائے تو وہان کوئی لڑنے والا نہین ہی چلنا چاہیے ملکہ نے سنکر کہا کہ مجھے کسپر چھوڑے جاتے ہو امیر نامدار نے کہا مین جاکر تمہین بلاؤنگا اور جب آذرچین ادھر آنے کا ارادہ کرے فوراً مجھے اطلاع دینا مجھے یہین پاؤگی بہرام نے بھی بہت روکا لیکن امیر نہ ٹھہرے اور چلتے وقت ایک بازوبند ملکہ کو دیا کہ تم حاملہ ہو اگر بیٹا ہو تو اُسکے بازو پر باندھنا اور جو بیٹی ہو تو تمہین اختیار ہی یہ دیکھکر خواجہ صاحب نے بھی زنبیل سے نکالکر ایک جھنجھی کوڑی اور لوہے کی کیل اور ایک ہلدی کی گرہ پریچہرہ کے آگے پھینکدی کہ اگر بیٹا ہوگا تو یہ اسکے بازو پر باندھ دینا اور بیٹی ہو تو اپنے گلے مین ڈال لینا دودھ زیادہ ہو جائیگا اُسنے کہا نگوڑے آخر اپنی اوقات پر آگیا نا عمرو نے کہا یہ تبرکات ہین کم نہ جان ارے اسکی برکت سے تیرے دلدر جاتے رہینگے یہ کہکر چٹ چٹ بلائین لین اور کہا تو میرے صدقے اسکو اپنے ہاتھ سے اُٹھا کر رکھ لے کم تبہ نہ خیال کر جب تیری آنکھین ہو جائینگی تو اسکی حقیقت تجھپر کھل جائیگی اُسنے کہا چل دور ہو جواب جوتیان کھانے کو جی چاہتا ہی یا امیر کشورگیر اس مرچڑے کو منع کیجیے نہین تو مجھسے کچھ کہے گا بعد اسکے رونے لگی یا تو ملکہ رو رہی تھین یا بیساختہ ہنسی آگئی اور کہا خواجہ تمھاری حرکتین ہر وقت پیش نظر رہینگی عمرو نے کہا کہ حضور مین بھی ہر وقت پیش نظر رہونگا چندن کی فرقت ہو وہان پہونچ کر مین ہی تو لینے آؤنگا غرض امیر کشورگیر رخصت ہوئے

مراجعت فرمانا امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران کا شہر اردبیل سے اور راہ مین عاشق ہونا عمرو کا ایک دختر زمیندار پر پھر عقد ہونا عمرو کا اُسکے ساتھ

راوی شیرین تقریر نے روایت کی ہو کہ جب امیر ملکہ سے رخصت ہوکر باہر آئے بہرام وچوبین سے ملے

اور اُن سے بھی رخصت ہوکر مع چند آدمیون کے روانہ ہوئے ایک دیہ مین گذر ہوا دور سے ہجوم آدمیون کا نظر آیا امیر نے عمرو سے فرمایا کہ دریافت کرو کہ یہ سب لوگ کیون جمع ہین عمرو دوڑ کر گانوکن کے اندر آیا دیکھا کہ کنوئین پر ایک نازنین کھڑی ہو گرد اُسکے مجمع ہو اُس نے ایک شخص سے دریافت کیا وہ بولا اسکا باپ زمیندار ہو اُس نے داراستادہ کرکے سات کٹوریان نصب کی ہین اور شرط کی ہو کہ جو کوئی تیر سے یہ کٹوریان گرادے اُسکے ساتھ اپنی بیٹی کی شادی کردون گا ورنہ مار ڈالون گا عمرو نے پوچھا کہ زمیندار غریب ہو اُس شخص نے کہا کہ بڑا مالدار ہو جب تو خواجہ کے منھ پانی بھر آیا اور نازنین پر عاشق ہوگئے اور زمیندار کے پاس آکر کہا کہ مین تیر لگاتا ہون پہلے تو زمیندار اسکی صورت دیکھکر حیران ہوا پھر کہا کہ لگائیے آپ بھی اپنا ارمان نکال لین مگر شرط بھی سُن لی ہو اُس نے کہا اجی سب سُنی ہو تمھارے مال پر دانت ہو یہ کہکر اُسنے تیر مارا ایک کٹوری گری دوسرے تیر مین دو گرین لوگون نے دوڑ کر عمرو کو پکڑ لیا اُس نے کہا ہان ہان ای بھئی ٹھہرو تو سہی تم لوگ میرے اوپر رعایت نہ کرو مین کٹوریان گرانے مین کسی طرح عاجز نہین ہون سب نے کہا کہ قضا سے تو عاجز ہو اب تمھین قتل کرینگے جب تو عمرو لگا چیخنے کہ ارے صاحبو غضب ہو داماد کو قتل کرتے ہو تم لوگون کی وہی مثل ہو مثل کیون نہ برسین فلک سے انگارے ۔ بیٹی دیکر داماد کو مارے ۔ عمرو کے غل کی آواز امیر کے کان مین آئی بیتاب ہوکر دوڑے وہ سب سمجھے کہ کوئی بادشاہ ہین غرض سب نے مع زمیندار ادب مجرا کیا امیر نے پوچھا اسے کیون تم ایذا دینے کی فکر مین ہو جب زمیندار نے تمام حقیقت بیان کی اور عرض کیا کہ خداوندنعمت شرط یہ ہو کہ ایک تیر مین ایک کٹوری گری دوسری کو نہ خبر ہو اُسنے ایک تیر مین دو گرادین امیر نے فرمایا کہ اگر ہم تمھاری شرط پوری کرین تو اسے چھوڑ دوگے زمیندار نے عرض کی کہ اگر امر عالی ہو تو مین اسے یونہین چھوڑ دون لیکن عدل یہی چاہتا ہو کہ شرط پوری ہو امیر نے فرمایا کہ تم اسے قتل کردیا نکرو دگر مجھ سے شرط نہ پوری ہو تو ضرور مجھے قتل کرڈالنا یہ کہکر تیر لگانا شروع کیے ہر تیر مین ایک کٹوری اُڑی احسنت و آفرین کی صدا چار جانب سے بلند ہوئی غرض جب شرط پوری ہوئی تو زمیندار نے اپنی بیٹی کو امیر کے سپرد کیا اور عمرو کو رہا کردیا امیر نے عقد اُسکا عمرو کے ساتھ پڑھ دیا اور ایک ماہ بخاطر عمرو وہان قیام کیا اس عرصے مین وہ عورت حاملہ ہوئی اور چالاک اُس سے پیدا ہوگا بعد ایک ماہ کے یہان سے بھی امیر نے مع عمرو کوچ کیا تھوڑے عرصے مین اُردوے معلیٰ مین پہونچے سب سردار واسطے استقبال کے آئے اور امیر بارگاہ مین تشریف لائے یہان زخم رستم کا اچھا ہوچکا تھا اُدھر جمہور نے بھی غسل صحت کیا تھا

اب چند کلمے داستان ملکہ آسمان پری و گردیہ بانو کے بیان کیے جاتے ہین

آسمان پری نے چند دیو اس کام پر مقرر کیے ہین کہ روے زمین پر شہر بہ شہر امیر پھرتے ہین لہذا وقتاً فوقتاً اُنکی خبر ہمین پہونچاتے رہو چنانچہ جب امیر بانو تیر نے ملکہ گردیہ بانو سے عقد کیا تو دیون نے جاکر یہ بھی کیفیت بیان کی مگر اسوقت مین جاکر کہا ہو کہ ملکہ حاملہ ہو اور نوان مہینا بھی ختم ہو غرض یہ خبر سُنکے آسمان پری بہت غصہ ہوئی کہ اس عرب کو بڑا ہوس لگا ہو جب سنو یہی سنو فلان کے ساتھ شادی کی کبھی بار قریشیہ کے طفیل مین چپ ہو رہی مگر ابکی بار نہ مانونگی اُن دیون سے کہا جاؤ اُس عورت کو اُٹھا لاؤ وہ دیو یہ سُنکر چلے جاکے چھپر کھٹ ملکہ کا اُٹھا لیا اور بجنسہ لے کر چلے چونکہ یہ عورت بڑی بہادر ہو ان دیون سے پوچھا تم کون

ہو اُنھون نے جواب دیا کہ ہم ملکہ آسمان پری کے ملازم ہین آپ کو اُنھون نے طلب کیا ہو اُنھین کے حکم سے آپ کو
لیے جاتے ہین اثنائے راہ مین ملکہ گردیہ بانو مبتلاے دردزہ ہوئی کہا کہ اے ملازمان ملکہ آسمان پری
مجھے ایک لمحہ کے واسطے زمین پر اُتار کر تم ہٹ جاؤ دردزہ کے سبب مین بیچین ہون غرضکہ وہ دیو یہ کلام ملکہ
کا سنکے زمین کی طرف متوجہ ہوے اور ایک پہاڑ کی گھاٹی مین چھپر کھٹ ملکہ کا رکھکر ہٹ گئے ملکہ گردیہ بانو
کے یہان اُسی وقت لڑکا پیدا ہوا بعینہٖ امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان کا نمونہ تھا حسن مین مہروماہ
سے دونا تھا ملکہ نے اپنی پیشواز زربفت کا دامن پھاڑا اور اُس دامن مین لڑکے کو لپیٹا پھر بازوبند عطیہ امیر
باتوقیر اُس لڑکے کے بازو پر باندھا اور بلائین لے کر کہا بیٹا ہم اب تمسے رخصت ہوتے ہین تمھین خدا کے
حوالے کیا کیا معلوم آسمان پری ہمسے کسطرح پیش آئے اگر ہم زندہ رہے اور تم بھی جی بچے تو کبھی ملجائینگے
یہ کہکر سات بار گرد پھری اور پھر اپنے چھپر کھٹ پر آکر دیوون کو آواز دی کہ آؤ وہ دیو قریب ملکہ گردیہ
بانو کے آئے اور پھر ملکہ کو لے کر روانہ ہوے اور فوڑا سامنے ملکہ آسمان پری کے پہونچا دیا آسمان پری
نے ملکہ گردیہ بانو سے نام پوچھا ملکہ نے جواب دیا مجھے گردیہ بانو کہتے ہین آسمان پری نے کہا اے گردیہ بانو
کیا تو نہین جانتی تھی کہ حمزہ میرا شوہر ہو اُسکے ساتھ اپنا عقد کر لیا گردیہ بانو نے کہا تیرا شوہر ہرجائی
ہو ملکہ اُسنے خود مجھے اپنے دام تزویر مین پھنسا کر اپنا عقد میرے ساتھ کیا آسمان پری نے اپنے
دیوون سے کہا کہ ہان اسے کھا لو گردیہ بانو نے دوڑکے آسمان پری کے آگے سے تلوار اُٹھائی اور سا
پتیرا بدل کر کھڑی ہو گئی دیو دوڑے ملکہ گردیہ بانو نے دو چار ہاتھ چھوٹ کے بڑھ بڑھ کے مارے
دیو زخمی ہوے اتنے عرصے مین قریشیہ سلطان نے دیوون کو سخت دست کہکر ہٹایا پھر اپنی والدۂ
ماجدہ سے ماجرا دریافت کیا ملکہ آسمان پری نے سب بیان کیا قریشیہ نے کہا اے مادر مہربان یہ بیچاری
محض بیخطا ہین آپ صاحبقران کو رد کیجیے اور بہت سی گردیہ بانو کی شفاعت کی کہ اُنھین میرے
سپرد کیجیے غرضکہ قریشیہ سلطان گردیہ بانو کو لے کر اپنے باغ مین آئی اور کہا اے اماجان حمزۂ صاحبقران
کا مزاج کیسا ہو ملکہ نے کہا اے بیٹی مین نے نو مہینے سے دیکھا تو نہین ہو مگر سنتی ہون کہ اچھے ہین پھر قریشیہ
نے کہا آپ کا چہرہ کیون اُترا ہوا ہو گردیہ بانو نے رو رو کے تمام کیفیت لڑکا پیدا ہونے کی بیان کی
اُسنے اپنے دیوون کو پتا دے کر بھیجا اور لڑکے کو اُٹھوا منگایا مگر اپنی مان کے خوف سے اپنے پاس نہ
رکھ سکی ایک صندوقچہ مرصع کار مین بہت سا زر و جواہر رکھا اور پھر اُس لڑکے کو صندوقچے مین لٹایا
بعد اُسکے صندوقچہ بند کر کے اپنے ملازمون کو دیا اور کہا کہ اردبیل کے دریا مین ڈالدو اور یہ دیکھتے
رہنا کون اس صندوقچے کو نکالتا ہو غرضکہ ملازمان قریشیہ نے وہ صندوقچہ لیجا کر دریا مین ڈال دیا اتفاقاً
رفیع گازر کنارے پر دریا کے کپڑے دھو رہا تھا اور اُسی روز اُسکا لڑکا مر گیا تھا وہ صندوقچہ اُسنے
پایا اپنے گھر مین لا کر جورو کو دیا اُسنے جو وہ صندوقچہ کھولا تو ایک لڑکا اُسمین سے نکلا اُسے ازحد خوشی
ہوئی بلکہ مرگ فرزند دل سے فراموش ہو گئی اپنا بیٹا مشہور کیا نام بدیع الزمان رکھا اُدھر قریشیہ
نے ایک ماہ تک ملکہ گردیہ بانو کو اپنے یہان رکھا بعد اُسکے ملکہ آسمان پری سے رخصت کرا کے
اردبیل مین بھجوا دیا ملکہ نے یہان آکر اپنی ہمنشینون سے یہ سب کیفیت بیان کی پھر ایک نامہ امیر باتوقیر
کو لکھا اور اُسمین یہ سب کیفیت درج کی اور لڑکے کی بھی کیفیت لکھی جب حمزۂ صاحبقران کے پاس

وہ نامہ پہونچا اور اُسے کھولکر اول سے آخر تک پڑھا لڑکے کا حال سُنکر بہت رنج گذرا پھر فرمایا اگر وہ لڑکا زندہ رہیگا تو ایک روز جامع المتفرقین ملا دیگا

اب حال نوشیروان کا معرض تحریر مین آتا ہی

ایک روز نوشیروان نے بختک سے کہا ای مردک تونے مفسدی کرکے پھر مجھے امیر سے لڑوایا فقط میری طرف جمہور باقی ہی تو وہ بھی زخمی ہو گیا تھا فی الحال اچھا ہوا ہی فوج میرے پاس اسقدر نہین ہی کہ امیر سے مقابلہ کرون اب بتا کہ کیا تدبیر کرون بختک نے جواب دیا کہ ایک پروانہ اپنی جانب سے ہیکلان عاد مغربی کو لکھیے اُسے اور اُسکے بیٹے سکندر بن ہیکلان دونون کو طلب کیجیے غرضکہ فوراً نامہ لکھا گیا بعد تعریف لات دمنات کے نوشیروان کی طرف سے لکھا تھا کہ ای ہیکلان عاد بہادر و نیک نہاد مجھے آجکل ایک مہم درپیش ہی لہذا یا تو تم آؤ یا بیٹا تمھارا سکندر فوج جرار لے کر آئے یہ لکھکر نامہ جانب مغرب روانہ کیا

اب کچھ حال شہر اندلس کا بیان ہوتا ہے

راوی شیرین کلام نے روایت کی ہی کہ جسوقت پہلوان عادی کا گذر شہر اندلس مین ہوا تھا اور کسی تقریب سے دختر معروف شاہ مالک اندلس کے ساتھ منعقد ہوا تھا نام اُسکا ملکہ عادیہ بانو ہی پہلوان عادی اُسے حاملہ چھوڑکر خدمت امیر مین چلا آیا تھا چنانچہ بعد نو مہینے کے عادیہ بانو کے بطن سے فرزند نرینہ پیدا ہوا بالکل اپنے باپ کی صورت ہوا نام بھی اُسکا باپ کے نام پر کرب غازی رکھا جب کرب سن تمیز کو پہونچے لکھ پڑھ کر فنون سپاہگری حاصل کرنے لگے جبکہ اسمین بھی کمال حاصل ہوا تو ایک روز اپنی مان سے کہا میرا جی چاہتا ہی لشکر امیر مین جاکر والد بزرگوار سے ملون اُسنے کہا بیٹا تم ابھی اس قابل کہان ہو کہ لشکر امیر با توقیر مین جاؤ وہان ہر ایک شیر بیشۂ شجاعت ہی تمھارے باپ کو خفت ہوگی کرب نے کہا مین امتحان کرون تو جانا تم فلان صحرا مین جاؤ ایک نقابدار آئیگا اگر تم اُسکو زیر کروگے تو پھر مین تمھین نہ روکونگی کرب راضی ہوا اور گھوڑے پر سوار ہو کر اُسی صحرا مین پہونچا دیکھا کہ سامنے سے ایک نقابدار مثل شعلۂ جوالہ کے آیا اور کہا ای لڑکے تو نہین جانتا ہی کہ یہ صحرا بہادرون کی شکارگاہ ہی یہان تو نے کیون قیام کیا کرب نے کہا مین تیری گوشمالی کو آیا ہون نقابدار قریب آیا کرب نے نیزہ مارا نقابدار نے نیزے پر نیزہ کا خط کر بہ آہستگی تمام کمر زنجیر مین نیزہ بند کرکے قاش زین سے کرب کو اُٹھا لیا اور پھر زمین پر چھوڑکر اپنی راہ لی کرب نہایت منفعل ہو کر چلا آیا اپنی مان سے آکر کہا کہ مین اُس سے کم نہ رہا اور نہ وہ زیر ہوا عادیہ بانو نے کہا بیٹا جب تم نقابدار کو زیر کروگے تو مین جانے دونگی غرضکہ چھ سال بھر تک کرب نے خوب ورزش کرکے مان سے خواستگاری کی کہ اب نقابدار کے مثل پچاس بہادر ہونگے تو زیر کرونگا اب مجھے جانے دو عادیہ بانو نے کہا اچھا آج پھر جاکر اُس نقابدار سے مقابلہ کرو کرب پھر صحرا مین گیا وہی نقابدار آیا پھر کرب مقابل ہوا بطرز اول اُسنے نیزے پر اُٹھا لیا اور چھوڑکر چلا گیا کرب نے گریہ وزاری کرنا شروع کی کہ ای کریم ورحیم میری آبرو رکھلے مان سے سرخرو کردے مین نے تو ارادہ یہ کیا ہی کہ تیری راہ مین لڑون اور کافرون کو مسلمان کرون ایسی قوت مجھے عطا فرما

کہ اس نقابدار کو زیر کرون روتے روتے اُسکو غفلت سی آگئی دیکھا کہ آسمان سے زمین تک ایک نور ساطع ہوا اور ایک بزرگ بشکل نورانی تشریف لائے اور فرمایا کہ ای کرب نہ گھبرا کیونکہ تیرے ہاتھ سے بہت سے کار نمایان سرزد ہونگے بعد اسکے سب ہتھیار کھول کر اپنے دست حق پرست سے کرب کے جسم پر آراستہ کیے بعد اسکے اپنے دست مبارک سے تلوار باندھی اور گھوڑے پر بٹھایا اور کچھ فنون سپاہگری تعلیم فرمائے اور ارشاد فرمایا کہ اب تو کسی سے زیر نہوگا کرب نے کہا اگر کوئی آپ کا نام پوچھے تو کیا کہون فرمایا کہدینا شاہ ولایت اسداللہ الغالب علیؑ ابن ابی طالب کہ اتنے عرصے مین یہ ہوشیار ہوگیا اور اپنی مان کے پاس آیا عادیہ بانو نے پوچھا کہو بیٹا کیا ہوا کرب نے کہا آج تو برابر رہا مگر کل زیر کرونگا اور اگر کل بھی زیر نہوا تو پھر کبھی والد ماجد کے پاس جانے کا قصد نہ کرونگا عادیہ بانو نے کہا کل بھی جانا یہ بھی حسرت پوری کرا نا غرضکہ دوسرے روز پھر کرب روانہ ہوے وہی نقابدار آیا کرب سے مقابلہ ہوا نقابدار نے نیزہ مارا کرب نے چھین کر پھینکدیا نقابدار نے تلوار ماری کرب نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا اور تلوار بھی لے لی نقابدار کرب سے پست پڑا کرب نے بسہولت تمام کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکے نقابدار کو سر سے بلند کرلیا اور بلند نقاب توڑڈالے اب جو دیکھا تو عادیہ بانو ہر مان کو دیکھکر بہت منفعل ہوا اور کہا ای مادر مہربان یہ کیا حرکت تھی عادیہ نے کہا بیٹا مین تجھے آزماتی تھی کہ تو کسی لائق ہر یا نہین اب سچ بتا کہ اسمین کیا اسرار ہر کل تو تو مجھسے زیر ہوگیا اور آج ہاتھ نہ لگانے دیا اور مجھے اُٹھا لیا اُس نے کہا مین نظر کردۂ شاہ ولایت غالب کل غالب علی ابن ابی طلب علیہ السلام کا ہوا ہون اور ساری کیفیت اپنی گریہ وزاری کی بیان کی عادیہ بانو اپنے ساتھ شہر مین لائی دوسرے روز کرب جاکے دربار معروف شاہ مین بیٹھا ہر کہ ایک گروہ سوداگرون کا سر و پا برہنہ استغاثہ کنان آیا اور سب نے کہا ای بادشاہ ہماری فریاد کو پہونچیے ہم لوگ تاجر ہین فلان صحرا مین ایک قزاق نے ہمین لوٹ لیا بادشاہ نے کہا وہ فتاح پلنگینہ پوش ہر اُس سے لڑنے کی طاقت عالم مین کوئی نہین رکھتا بارہا مین نے اُسکی گرفتاری کا ارادہ کیا بہت سی فوج بھیجی مگر سب کو اسنے پسپا کردیا یہ سُنکر کرب کو تاب ضبط باقی نہ رہی اور اپنے نانا سے کہا کہ آپ ایسا کلمہ فرمائین تو تعجب کا مقام ہر کہ اُسکا مقابل عالم مین نہین ہر معروف شاہ نے کہا بابا اُسکے مقابل ہو تو تم ہو یہ سنتے ہی کرب اُٹھ کھڑا ہوا اور سوداگرون سے کہا چلکر اُسکا نشان تم ہمین بتادو معروف شاہ نے کرب کو بہت سمجھایا مگر اُسنے نہ مانا جب تو معروف شاہ بہت ہی پریشان ہوا کہ اگر یہ دیوانہ فتاح کے ہاتھ سے مارا گیا اول تو اسکی مان جان دیدیگی دوسرے معدیکرب آکر تمام سلطنت میری تاخت و تاراج کریگا اور کہیگا کہ مین اسی واسطے اپنی زوجہ کو آپ کی تولیت مین چھوڑ گیا تھا کہ آپ میرے بیٹے کو لڑائی مین قتل کرادین اور نہ روکین غرض شامل وشمیل دونون اپنے بیٹون کو مع پانچہزار فوج کے عقب کرب مین روانہ کیا کہ تم اُسکی محافظت کرنا کرب جو قلعۂ فتاح کے قریب پہونچا دیکھا کہ ایک قافلہ سوداگرون کا اُترا ہوا ہر اتنے مین سامنے سے کچھ لوگ آتے ہوے دیکھے اور سب کے آگے ایک شخص جسکا قد قریب تیس آرنچ کے تھا آیا اور کہا ای گرفتاران محبس دنیا اگر زندگی کے خواہان ہو تو سب مال اپنا یہین رکھدو اور چپکے چلے جاؤ ورنہ تم مین سے ایک بھی زندہ نہ بچیگا یہ کیفیت دیکھکر کرب کو تاب نہ رہی گھوڑے کو چھیڑ کر اُسکے سامنے آیا اور کہا ای شخص تیرا کیا نام ہر تو بہت نامرد

معلوم ہوتا ہی زیردستون پر ظلم کرتا ہو اُسنے کہا نام میرا فتاح پلنگینہ پوش ہی تیرا کیا نام ہی جو تو اپنی حسن وجوانی پر رحم نہ کرکے بہادرون سے ایسی نامنزا گفتگو کرتا ہی کرب نے کہا اگر تو بہادر ہی تو مجھسے مقابلہ کر یہ سنکر فتاح نے یہ اکراد تمام نیزہ کرب پر مارا کرب نے نیزے کا بند کھول کے نیزہ اسکا ہوائی کیا اس عرصے مین شامل وشمیل بھی پہونچے مگر ابھی دور ہین فتاح نے جھنجھلا کر تلوار ماری کرب نے تلوار چھین کر پھینکدی اور گریبان مین ہاتھ ڈالدیا اُسنے جھٹکا مارا کرب نے دوسرا ہاتھ کمر زنجیر مین ڈال کر اُسے نال کی صورت سر سے بلند کر لیا کیفیت دیکھکر اُسکے ہمراہی کرب پر ٹوٹ پڑے کرب نے بجاے سپر بائین ہاتھ مین فتاح کو لیا اور دہنے ہاتھ مین تلوار لے کر لڑنا شروع کیا صدہا کو داخل جہنم کیا اور بہت سے زخم فتاح نے سپر بنکر کھائے اتنے عرصے مین شامل وشمیل بھی آکر گرے اُسوقت فتاح نے اپنے ہمراہیون کو آواز دی کہ خبردار اب کوئی ہاتھ نہ اُٹھائے سب ٹھہر گئے فتاح نے کہا ای بہادر اب مجھے چھوڑ دے اور اپنے نام نامی سے اطلاع دے کرب نے اُسے بہ آہستگی زمین پر چھوڑ کر اپنا نام بتایا اور کہا مسلمان ہو اُسنے جواب دیا اے بہادر میرا ایک مطلب ہی اگر وہ پورا ہو تو مسلمان ہو جاؤن کرب نے کہا بیان کر اُسنے کہا سکندر بن ہیکلان کی بیٹی پر مین عاشق ہون صورت اُسکی یہ ہی کہ مین ملازم سکندر کا تھا ایک روز اُسکی بیٹی ملکہ گلچہرہ حمام مین گئی مین نے اسکو بے پردہ وحجاب دیکھ لیا دل مبتلاے الفت ہو گیا بعد کئی ماہ کے جب حالت اپنی تغیر دیکھی تو لوگون کے ذریعہ سے اُسکی خواستگاری کی اُسنے نہ منظور کیا مین نے اُسکی ملازمت ترک کرکے مع تیس ہزار آدمیون کے قلعہ آہن حصار مین رہنا اختیار کیا اور واسطے بسر اوقات کے پیشہ رہزنی کرنے لگا یہ سنکر کرب نے کہا اگرچہ وہ بادشاہ جلیل القدر ہی لیکن میری توخدا پر نظر ہی اگر مدد ایزدی ہوگی تو انشاء اللہ یہ کام بھی مجھسے سرزد ہوگا یہ کہا اور روانہ ہونیپر آمادہ

دوسرے داستان جانا کرب کا مغرب مین اور لانا معشوقہ فتاح یعنی گلچہرہ کو اس اثنا مین مدد کرکے چھڑانا سلطان سعد و پیر فرخاری کو جسکا ذکر اول ہوا ہے

پس ہرچند کرب کو شامل وشمیل نے روکا مگر کرب نے نہ مانا اور فتاح کو ہمراہ لے کر روانہ ہوا شامل وشمیل نے آکر تمام کیفیت معروف شاہ سے بیان کی پہلے تو خوش ہوا پھر بہت ملول ہوا کہ اب شیر کے منھ مین شکار گیا ہی سکندر مغربی سے کون لڑ سکتا ہی اور اگر اس چھوکرے نے وہان جاکر دیوانگی کی باتین کین ضرور وہ قتل کریگا عادیہ بانو کو خبر ہوئی وہ بھی سنکر بہت مضطر ہوئی غرضکہ کرب مع فتاح عاد مغرب مین پہونچا بہ لباس شبروی فتاح کو لیکر خوابگاہ ملکہ گلچہرہ مین پہونچا دیکھا کہ ملکہ سو رہی ہی پرستارین مصروف مروحہ جنبانی ہین یہ دونون تیغ بکف بارہ دری مین در آئے خواصون نے دیکھا کہ دو آدمی نہایت قوی ہیکل سیاہ پوش ننگی تلوارین ہاتھ مین چلے آتے ہین سب کی سب اُسپے اوپر کرکے بھاگین اور چھپ رہین کرب نے ملکہ کو ہوشیار کیا وہ بھی دیکھکر گھبرائی کرب نے کہا ای ملکہ ڈرو نہین مین کرب بن عادی سپہ سالار حمزۂ صاحبقران ہون اور یہ بہادر فتاح پلنگینہ پوش ہی پہلے یہ تمھارے باپ کے پاس ملازم

ایک مرتبہ مجھےاُسنے دیکھا فریفتہ ہو کر سکندر سے تمہاری خواہش کی اُسنے نہ منظور کیا یہ بیچارہ تمہاری
محبت مین جاکر صحرا نشین ہوا مین نے اسے مسلمان کیا اُسنے خبر دی کہ صدق دل سے مسلمان مین اُسوقت
ہونگا جب میری محبوبہ مطلوبہ ملیگی اگر اسکو قبول کرو تو فبہا ورنہ قتل کرونگا ملکہ یہ سنکر بہت ہنسی اور کہا
ای بہادر دوران عرصہ چھ ماہ کا ہوا کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیٰ نبینا و علیہ السلام میرے خواب مین
تشریف لاے مجھے مسلمان کرکے اس شخص کے ساتھ منسوب کیا بعد اُسکے نوشیروان کے بیٹے کے
ساتھ میری نسبت ٹھہری مین نے قبول نہ کیا یہ سنکر کرب و فتاح دونون خوش ہوے ملکہ نے اپنی
خواصون کو پکارا جو چھپی تھین وہان سے دوڑین گلچہرہ سب پر خفا ہوئی کہ مین نے ان دونون جوانون
کو براے امتحان بلایا تھا کہ تم لوگ نمک حلال ہو یا نہین اگر کوئی دشمن اسی طرح آتا تو تم مجھے تنہا چھوڑکر
چلی جاتین جاؤ جلدی سامان عیش و عشرت مہیا کرو وہ سب تو شراب و کباب و طعام کی فکر مین گئین
ابھی تھوڑی رات آئی تھی کہ کرب نے سنا منادی ندا کر رہا ہو کل صبح کو سعد نبیرہ حمزہ کہ گرفتاری ہے
اور کئی ہزار فوج کے جو کہ گرفتار ہو کر آئے تھے سب دار پر کھینچے جاینگے کرب نے گھبرا کر پوچھا فتاح
سُن تو یہ کیا ڈھنڈھورا پٹ رہا ہو ملکہ نے کہا آج صبح سے یہی تمام شہر مین شور ہو کہ کل نبیرہ حمزہ دار
پر کھینچا جائیگا خدا جانے نبیرہ حمزہ کون شخص ہو مگر اتنا جانتی ہون کہ مسلمان ہو خدا اُس بیچارے کی جان
بچائے کرب نے کہا میرا آقا زادہ ہو ابھی مین نے نہین کہا تھا کہ میرا باپ سپہ سالار لشکر حمزہ کا ہو اور
حمزہ وہ شہریار ہو کہ جسنے قاف مین جاکر بہت سے دیوزادون کو تہ تیغ کیا اور صدہا کو زیر کرکے ملکہ
آسمان پری کو اپنے عقد مین لایا اور ای فتاح اب تم تو یہان عیش کرو مین اُس شہزادے کی مدد کو
جاتا ہون خدا نے چاہا تو دشمنون کے ہاتھ سے بچاتا ہون فتاح مانع ہوا اور ملکہ نے بھی سمجھایا ای شہریار
اکیلا جانا بجا نہین ہوتا کرب نے کہا ہزار جانین میری سلطان سعد کے ایک ناخن پا پر نثار ہین یہ کہکر چلا

اب دو کلے داستان پہونچنا کرب کا قلعہ آہن حصار مین مع فتاح و گلچہرہ کے بیان ہوتے ہین۔

چونکہ یہ داستان بیان ہو چکی ہو مگر یہان بہ نظر یاد دہی مجملاً لکھی جاتی ہو یہ کیفیت سب تحریر ہو چکی ہو کہ کیونکر
سلطان سعد کو رہا کیا وہان تک ذکر ہوا ہو کہ کنارے آبجو کے ملکہ نقابدار بنی ہوئی پہونچی اور کرب سے ملی
سعد نے لاکھ لاکھ نام و نشان پوچھا کرب نے خلاصہ اپنا پتا نہ دیا اور رخصت ہوا سعد نے لشکر اسلام مین پہونچکر
کرب کی بہت تعریف کی کہ ایک جوان ایسا جری تھا اُسنے میری مدد کی مگر اپنا پتا نہ دیا امیر نے فرمایا کہ تم نے
ہمراہ اسے کیون نہ لیتے آئے سعد نے عرض کیا کہ وہ نہ آیا اور کہا انشاء اللہ قریب تر مین لشکر امیر مین حاضر
ہوتا ہون امیر خاموش ہو رہے کرب مع فتاح و گلچہرہ قلعہ آہن حصار مین پہونچا جو لوگ فتاح کے وہان
مقیم تھے سب کو مسلمان کرکے اپنے ہمراہ لیا اور شہر اندلس مین آیا معروف شاہ سے ملازمت حاصل کی تمام
کیفیت جو گذری تھی بیان کی معروف شاہ نہایت مسرور ہوا عادیہ بانو نے سنا اُسکے دل سے بھی غم فرقت کرب
دور ہوا فتاح نے بھی اندلس مین سکونت اختیار کی اور بہ آسائش و آرام رہنے لگے

ذکر داستان دلستان معروف شاہ اندلسی اور کرب کا اُسکا حال بیان کرنا اور واسطے شکار کے اپنے ماموں شائل اور جمیل دونون کو لیکر شکار کو جانا اور طلسم کا فتح کرنا

راوی شیرین کلام نے اس داستان کو یون تحریر کیا ہو کہ ایک روز کرب شائل و جمیل کے ہمراہ صحرا مین شکار

کھیل رہا تھا کہ ایک قلعہ دیکھا کرب نے شامل سے کہا اس قلعے مین چل کر شکار کھیلنا چاہیے اُسنے جواب دیا کہ یہ طلسم کرنبوس عادی ہے اسمین جو گیا دنیا سے گیا کرب نے پوچھا کہ اسکی کچھ کیفیت اگر معلوم ہو تو بیان کرو شامل نے کہا اتنا سنا ہی کہ اسمین ایک سو بیس برج ہین سر بفلک کشیدہ اور ہر برج پر ایک غول نفیر منھ سے لگائے کھڑا ہی اور ایک منارہ ہی اُس پر ایک دیو مہیب بشکل عجیب گرز گران بدوش کھڑا ہی جو شخص اس طلسم مین جاتا ہی ایک تیر آکر اٹھا لیجاتا ہی غول نفیرین بجانے لگتے ہین کہ جسکی آواز سے کوہ و بیابان مین لرزہ پڑجاتا ہی کرب نے کہا قسم ہی اُسی خدا کی جسنے مجھے پیدا کیا اس طلسم کو بغیر توڑے ہوے یہان سے نہ جاؤنگا شامل نے کہا طلسم کشائی کے لیے صاحبقرانی درکار ہی اُسنے کہا کہ آج شب کو یہان قیام کرو کل جیسا ہوگا دیکھا جائیگا غرض جا بجا خیمے برپا ہوے کرب اُسی وقت سے اپنے خیمے مین آیا اور سجادہ نشین ہوکر دعا مانگنا شروع کی یہانتک کہ نصف شب گذری تھی کہ غفلت سی آگئی دیکھا کہ ایک مرد ضعیف سامنے سے نمودار ہوا بعد سلام علیک کے کرب سے کہا اے نظر کردہ شیر خدا تیرا ارادہ طلسم فتح کرنے کا ہو لہذا آگاہ ہو کہ میرا نام کرنبوس عادی جسوقت مین دنیا مین تھا تو صدہا پہلوانون اور گردن کشون کو مارا اور زیر کیا اُنکے آلات اور اکثر عجائب دستیاب ہوئے یہ طلسم تیار کیا مگراب میرے نزدیک ان چیزون کے لائق تو اور تیرے لائق وہ عجائبات ہین جامین نے یہ طلسم تجھے بخشا کرب نے کہا کسطرح طلسم فتح ہوسکتا ہی لوح کا نشان تو بتایئے پیر نے کہا بابا تو جانب دست راست کو جانا بائین طرف قلعے کو چھوڑنا ایک عجیب شجر ملیگا جسکی ہر شاخ سے اور ہر برگ دبار سے صدائے اللہ اکبر بلند ہوگی اُسکے نیچے جاکر دو رکعت نماز ادا کرنا پھر آگے چلنا بعد پانچ سو قدم کے ایک سنگ سیاہ زمین پر پڑا دیکھیگا اُسے اُٹھانا ایک کنوان اُسکے نیچے ہوگا اور زینہ بنا ہوگا تو بخط طلسم کشائی کی چاہ مین اُس کنوئین مین اُترنا ایک دروازہ بند ملیگا اُسپر آیہ پاک منقوش ہو آیت کو پڑھنا دروازہ کھل جائیگا اندر جاکر دیکھنا بارہ دری پر صندوقچہ فولادی رکھا ہوگا اُسے کھولنا لوح فولادی اسمین سے ملیگی پھر جو لوح حکم کرے عمل مین لانا اتنا سنکر کرب ہوشیار ہوا فتاح اور دیگر اپنے ہمراہیونکو بلاکر کہا کہ یہ طلسم جسکا ہو اُسنے مجھے دیدیا ہی صبح بھی ہوگئی تھی کہا بہت جلد میرا گھوڑا لاؤ فتاح نے گھوڑا منگایا کرب سوار ہوکر حسب ہدایت پیر روانہ ہوا اور لوح حاصل کی دیکھا اُسمین بخط جلی لکھا ہی جو شخص اس لوح کو پائے صلاح تو یہ ہو کہ طلسم کشائی کا خیال دل مین نہ لائے کیونکہ فتاحی اس طلسم کی ممتنع ہی چالیس حکیمون کی رائے جب متفق ہوئی تو یہ طلسم تیار ہوا اور اگر جرأت کرے کہ ہم اس طلسم کو توڑین تو دست چپ اس مقام سے ایک دروازہ ہی اُسے کھولے باغ دلچسپ ملیگا اُسمین حوض پُر از آب ہی حوض مین وضو کرے اور دو رکعت نماز پڑھے ایک جانور بشکل سیمرغ آسمان کی طرف سے آیگا اُسپر سوار ہوجائے پھر جب ضرورت ہو لوح سے مشورہ کرے غرض کرب نے جاکر اُسی طرح نماز ادا کی جانور آیا یہ اُسکی پشت پر سوار ہوا وہ لے کر بروے ہوا ایسا بلند ہوا کہ زمین نظرون سے غائب ہوگئی پھر چشم زدن مین ایک درخت پر لیجا کر اُتار دیا کہ شاخین اُسکی ایک فرسخ تک محیط تھین اور بلندی صدہا فرسخ تھی کرب نے لوح کو دیکھا لکھا تھا اے طلسم کشا جو اسم پیشانی لوح پر کندہ ہی تو پڑھ ہر شاخ درخت سے ایک دیو پیدا ہوکر تجھے نیب دیگا تو اُسکی جانب مطلق اعتنا نہ کرنا اور نہ جواب دینا وہ درخت پر چڑھیگا تو فوراً جست کرکے اُسکی گردن پر سوار ہونا اور اگر ہیبت اُسکی تیرے دل پر طاری ہوگئی تو وہ تجھے کھا جائیگا کرب نے وہی اسم پڑھا دیو نکلا اور للکار کر درخت پر چڑھنے لگا کرب جست کرکے اُسکی گردن پر سوار ہوا وہ لے کر بالاے ہوا بلند ہوا بعد کئی ساعت کے کنارے ایک دریاے عجیب کے اُتار کر غائب ہوگیا طرح طرح کی آوازین مہیب اس دریا سے پیدا ہوتی تھین باوجود

اُس دلیری کے قریب تھا کہ زہرہ کرب کا آب ہو جائے اور دریا کی ایک طرف کو جنگل دیکھا کہ اُس صحرا سے صدہا جانوران موذی کرب کی طرف چلے آتے ہین کرب نے لوح کو دیکھا لکھا پایا کہ ان جانورون مین ایک شیر ہے اسپر سوار ہو کے بجاے عنان دونون کان اُسکے تھامے بس کرب نے دلیرانہ اُن درندون مین دآکر شیر کو تلاش کیا اگر کسی جانور نے ایذا نہ دی دیکھا کہ فی الحقیقت شیر سامنے سے چلا آتا ہے کرب پر حملہ کیا اُسنے جست کرکے خالی دی جبتک شیر پلٹے یہ دوسری جست کرکے اُسکی پیٹھ پر سوار ہولیا اور دونون کان پکڑ لیے شیر برق جہندہ کی صورت چلا توموج ہواسے کرب کی آنکھون مین اندھیرا چھا گیا بعد کئی ساعت کے شیر زمین پر گر کر بے حس و حرکت ہوا کرب نے آنکھ کھولکر دیکھا تو اپنے تئین ایک عمارت رفیع مین پایا اور شیر کو مردہ دیکھا جب قریب سے دیکھا تو معلوم ہوا خس و خاشاک سے ایک جسد شیر کا بنایا ہے سخت حیران ہوا کہ یہ کیا اسرار ہے غرض اُس مکان مین چار جانب کسی کو نہ پایا ایک دروازہ ملا اُسکو کھولا اُسمین بھی نہایت وسیع و رفیع عمارت دیکھی اسی طرح کئی مکانون مین گیا لیکن ہر مکان مین ایک شیر کو سلسل دیکھا کہ منھ مین ہر ایک شیر کے کوئی عضو آدمی یا غول یا دیو کا تھا کہ یکایک آسمان کی جانب سے ایک دیو نے نعرہ کیا او آدمزاد خیرہ سر و تیرہ روزگاہ باش کہ ترا میخورم کرب دست بقبضہ ہوکر ٹھہر گیا دیو نے آتے ہی وار شمشاد کا وار کیا کرب نے خالی دے کر ہاتھ وار شمشاد پر ڈالدیا اور جھٹکا دے کر اُسکے ہاتھ سے چھین لی اور غور جو کیا تو بھوسے کی دار شمشاد بنی ہوئی تھی اتنے مین وہ دیو دھوان ہوکر تمام مکان مین پھیل گیا کرب سر بزانو ہوکر بیٹھ گیا بعد چند ساعت کے تاریکی دور ہوئی دیکھا نہ مکان ہے نہ دیو ہے مگر ایک ریگستان ہو کا مکان ہے کئی فرسنخ راہ طے کی تھی کہ ایک بت بڑا پھاٹک دیکھا قریب پہونچے تو اُسمین بہت سے خیمے استادہ پائے صدہا بلکہ ہزارہا آدمی اپنے اپنے کام مین مشغول تھے دور ہی سے کرب نے سلام علیک کی کسی نے جواب نہ دیا قریب جاکر کہا بھائی تم لوگ بہرے ہو جو جواب نہ دیا سب آپس مین ہنسنے لگے کوئی انکا منھ چڑھاتا تھا کوئی ہاتھ چمکاتا تھا جب تو کرب کو غصہ آیا اور تلوار کھینچکر دوڑا آنکھ جو جھپکی نہ وہ دروازہ تھا نہ کوئی آدمی تھا اور زیادہ حیرت ہوئی بار آلہا اسمین کیا اسرار ہے ہر شے یہان عجیب و غریب ہے اور آگے چلا ایک کنوان دیکھا کمند کے وسیلے سے اُسمین اُتر گیا دیکھا ایک نقب ہے اُسمین بہت بڑا ظرف چینی کا روغن نفط سے بھرا ہوا رکھا ہے اور دو فتیلے پوست شیر کے اُسمین روشن ہین تھوڑی دور جاکر ایک دروازہ ملا اُسے کھولکر اندر آیا دیکھا دو گائین لڑ رہی ہین دونون کے سینگ گتھے ہوے ہین کرب نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ اپنی قوت بازو سے ان دونون کو جدا کردو کرب نے دامن گردانے آستین چڑھا کر زور کیا دونون الگ ہوگئین اب جو دیکھا تو وہ گائین بھوسے کی بنی ہوئی ہین کرب نے دل مین کہا کہ حکما بھی عجب صاحب مذاق ہوتے ہین جو چیز اُنھون نے بنائی نہایت تعجب خیز ہے اور آگے چلے دو مینڈھے اسی طرح آپسمین لڑ رہے تھے بحکم لوح اُنھین بھی جدا کیا اب جو دیکھا تو مینڈھے بھی موم اور اون کھینے ہوے تھے اور آگے بڑھکر ایک باغ مین گذر ہوا سامنے سے غول زنگیونکا نمودار ہوا گویا بہ ارادۂ قتل کرب غازی چلے آتے ہین کرب نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ اس غول زنگیان مین ایک غول ہے گرز اسکے سینے پر مار کرب نے بمردی و مردانگی ڈھونڈھ کر غول کو بحکم لوح گرز مارا وہ گرا ساتھ اُسکے سب جیسی کہ اور فوراً غائب ہوگئے اب جو دیکھا تو پھر صحراے لق و دق ہے بعد چند قدم کے دو دروازے برابر نظر آئے ایک بند اور دوسرا کھلا تھا بحکم لوح بند دروازے کو کھول دیا اور کھلے دروازے کو بند کیا اُسمین دو قالین رکھے ہوے تھے ایک تہ کیا ہوا رکھا تھا اور دوسرا بچھا تھا یہ دیکھکر کرب نے لوح کو ملاحظہ کیا لکھا تھا جو قالین تہ کیا ہوا ہے اُسے بچھا دے اور جو بچھا ہے اُسے تہ کردے کرب غازی نے ایسا ہی کیا دروازہ باغ کا نمودار ہوا کرب باغ کے اندر آیا ہزارہا درخت سرسبز و

شاداب نظر آئے اور ایک کنوان زیر درخت سیب چرخی لگی ہوئی اُسکے پہلو مین ایک حوض خالی ہو اور ایک دیو کنوین سے پانی کھینچکر حوض مین بھر رہا ہو اور لب حوض ایک بڑھیا چرخہ کات رہی ہو سامنے ایک صفحۂ پاکیزہ سنگ رخام سے بنا تھا اُسپر ایک پیر مرد کسی کتاب کا مطالعہ کر رہا ہو دیو آبکش نے کرب کو دیکھکر فریاد کی کہ اے کرب جلد آ اور مجھے اس مصیبت سے نجات دے کرب نے پوچھا کہ کیونکر تجھے رہائی دو نون اُسنے کہا مین کیا جانون کرب نے ایک ساعت توقف کیا لوح کو دیکھا اتنے مین پھر اُس دیو نے وہی صدا دی کرب نے بحکم لوح تیر اُسکے منھ پر مارا تالو کو توڑ کر گدی سے گذر گیا ایک دھوان پیدا ہوا بعد تھوڑی دیر کے جب دھوان برطرف ہوا بڑھیا کے پاس جاکر بحکم لوح چرخہ اُسکے سر پر مارا پھر ایک دھوان پیدا ہوا جب وہ دھوان بھی برطرف ہو گیا کرب اُس پیر مرد کے پاس آئے اور سلام کیا اُسنے جواب نہ دیا اُسنے کہا آپ کا کیا سن ہو پھر جواب نہ دیا اتنے مین نظر کرب کی کتاب پر پڑی لکھا تھا کہ اس کتاب کو پانی مین ڈالدے کرب نے کتاب کو اُٹھا کر حوض مین ڈالدیا پھر وہی دھوان پیدا ہوا یہان فتاح پلنگینہ پوش و شامل و تمیل جو بیرون طلسم تھے اُنھون نے دیکھا وہ غول جو گنبدون پر کھڑے تھے اُچھل اُچھل کر در طلسم پر گرے سب شاد و مسرور ہوے کہ الحمد للہ آثار فتح طلسم کے ظاہر ہوے مگر وہ دیو جو منارۂ طلسمی پر کھڑا تھا وہ اُسی صورت سے استادہ رہا یہان کرب نے طلسم مین منارۂ بلند دیکھا اور اُسپر ایک دیو استادہ پایا زنجیر آہنی لٹک رہی ہو کرب نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ زنجیر کے وسیلے سے منارے پر چڑھ جا کرب منارے پر آیا ایک دروازہ دیکھا اُس دروازے کو کھولکر اندر آیا دیکھا سو سیڑھیان بنی ہوئی ہین زینے سے نیچے اُترا ایک نازنین کو بالاے تخت مسلسل بہ زنجیر دیکھا اور زیر تخت ایک دیو کو سوتے پایا کرب نے نازنین سے پوچھا کیا باعث تیری گرفتاری کا ہو اُسنے اشارے سے کہا ارے واپس جا نہین تو یہ دیو اُٹھکر ہلاک کر ڈالیگا کرب نے نعرہ کیا دیو خبردار ہوکر دوڑا کرب نے بحکم لوح دونون سینگ اُسکے پکڑ کر جھٹکا دیا کہ سر دھڑ سے جدا ہوا بطور قدیم دھوان محیط ہو گیا فتاح وغیرہ نے بیرون طلسم سے دیکھا کہ وہ دیو بھی گرا یہان کرب نے اپنے تئین قلعے مین دیکھا کہ چالیس مکان اُسمین بنے ہوے ہین اور ہر دروازے مین قفل بند ہو کرب نے قفل کھولنا شروع کیے کسی مین ہیرا بھرا تھا کسی مین یاقوت کسی مین الماس ایک مکان مین پانچ ہزار نقرین زرین رکھی تھین ایک مکان مین چالیس ہزار صندوق پر از یراق زرین ایک مکان مین ایک ہی صندوق تھا لیکن برابر ایک حویلی کے اس مین یراق کرنبوس رکھا تھا کرب بہت خوش ہوا اور کرنبوس عاد کی روح کو فاتحہ پڑھکر بخشا پھر یراق کرنبوس کو زیب جسم کیا گویا اسی کے جسم کے واسطے یہ سب قطع ہوا تھا غرض کرب غازی وہی یراق پہنکر بیرون طلسم آیا سب کو دیکھکر بہت خوشی حاصل ہوئی بعد اُسکے بہت سے آدمی ہمراہ لیے اور جاکر تمام مال طلسمی بار کیا اور لے کر خدمت معروف شاہ مین آیا اُسکو بڑی خوشی حاصل ہوئی کہ میرے فرزند نے اتنا بڑا طلسم فتح کیا

اب دو کلمے داستان سکندر عاد کے بیان ہوتے ہین

راوی بیان کرتا ہو کہ جب نامہ نوشیروان کا سکندر کو پہونچا اُسنے پڑھکر فوراً تیاری کر دی اور فوج گران اپنے ہمراہ لی ایک نامہ معروف شاہ کو بھی لکھا کہ اپنی فوج لیکر فوراً اسطرف کو روانہ ہو کہ مین واسطے غارت کرنے خدا پرستون کے جاتا ہون میرے ہمراہ چل اور نامہ کمیل عاد مغربی کو دیا کہ یہ بہت بڑا بہادر و سردار ہو

کمیل نامہ لیکر معروف شاہ کی بارگاہ مین بغیر پروانگی چلا آیا اور نامے کو چوم کر معروف شاہ کو دیا اُسنے بھی
نامے کو بوسہ دیا اور پڑھا اتنے مین کمیل صندلی کرب پر بیٹھ گیا اور کرب شکار پر گیا تھا اس ثنا مین وہ بھی واپس
ہوکر آیا دیکھا کہ میری صندلی پر ایک دیو بیٹھا ہی اور معروف شاہ بنہایت انتشار کے عالم مین نامہ کو دیکھ رہا ہے
کرب نے کمیل سے کہا ای شخص تو کون ہی کہ بہادرون کی صندلی پر بیخوف بیٹھا ہی وہ دیکھکر ہنسا اور کہا ای لڑکے
ابھی تیرے منہ سے دودھ کی بو آتی ہی بلکہ تیرے سخن مین دودھ کا اثر ہو ایسی سخت کلامی دلیران روزگار سے کرتا ہی
اگر مرنے سے نہین ڈرتا ہی خبردار بارِ دگر ایسا کلام ناسزا اپنی زبان سے نہ نکالنا ورنہ سزا کو پہونچیگا یہ گفتگو اسکی کرب
کو ناگوار ہوئی اور جواب دیا کہ ای شخص یہ خطا تیری بہ لحاظ بادشاہ والا پایگاہ یعنے معروف شاہ معاف کی
نہین تو اسکا مزہ چکھا دیتا چھٹی کے دودھ کا مزہ تیری زبان پر آتا خیر اُٹھ میری صندلی پر سے اور ملازمان
خدمت گزار کی صورت دستِ ادب باندھکر کھڑا ہو ورنہ ہاتھ پکڑ کے اُٹھا دونگا کمیل غضبناک ہوکر اُٹھا اور چاہا کہ
طمانچہ مارے کرب نے دوڑ کر ایک طمانچہ مار دیا کہ منہ اُسکا گُدی کی طرف ہو گیا اور گردن پکڑ کے دھڑ سے اکھاڑ لی
اور سر کو دھڑ سے زمین پر دے پٹکا جو لوگ اُسکے ہمراہ آئے تھے سب بھاگے اور جاکر سکندر سے کہا کرب نواسا
معروف شاہ کا بڑا زورآور ہی اُسنے طلسم کرنبوس کو فتح کرکے بہت سامال دستیاب کیا اور فتاح جو آپکا
سپہ سالار تھا اسے بھی زیر کیا اور اُسی نے کمیل کا سر اکھیڑ کر پھینکدیا یہ سنتے ہی سکندر آگ ہو گیا اور کہا کہ مین
جاکر ابھی اندلس کو غارت کرکے تمام اسباب طلسمی اپنے قبضے مین کرتا ہون یہ کہکر اُٹھ کھڑا ہوا اور جب قریب
اندلس کے پہونچا تو معروف شاہ کو خبر ہوئی کہ سکندر بافوج گران آپہونچا اُسنے کرب سے کہا بیٹا مصلحت
وقت یہ ہی کہ تم بحیلۂ شکار چند روز کے واسطے چلے جاؤ کیونکہ سکندر بہت منغض ہوکر آیا ہی اُس سے مقابلہ ممکن
نہین کرب نے نہ مانا آخر کو معروف شاہ نے بہت منت کی بلکہ ہاتھ بھی جوڑے کہ بیٹا میری خوشی یہی ہی
جب تو کرب مجبور ہوا اور شکار کو چلا گیا یہان معروف بحیلۂ استقبال اُردوے سکندر مین آیا سکندر کو خبر
ہوئی اپنے سامنے بلایا اور کہا او مردک تو نے ہمارے سردار کو قتل ہونے دیا اور کوئی تدارک نہ کیا اُس نے
جواب دیا ای شہریار مین آپکا خراج گذار ہون کیونکر ہو سکتا تھا کہ کوئی دقیقہ مین اُٹھا رکھتا مگر مجبوری اس بات
کی ہی کہ یکبیک یہ واقعہ ظہور مین آیا مین زبان بھی نہ ہلا سکا سکندر نے کہا اچھا تو اُس چھوکرے کو ابھی
میرے سامنے حاضر کر کہ مین قتل کرون اور جو اسباب طلسمی وہ لایا ہی وہ میرے حوالے کر معروف شاہ نے
عرض کی ای شہریار بادقار وہ لڑکا میرا نواسا تو ضرور ہی لیکن جسوقت اُسنے کمیل ولاور کو مارا اُسی روز بخوف
حضور مع تمام مال اپنی مان کو ہمراہ لے کر اپنے باپ کے پاس چلا گیا اور باپ اُسکا لشکر حمزہ کا سپہ سالار ہی غرض کیفیت
معدی کرب کے آنے کی اور عادیہ بانو سے منسوب ہونے کی بیان کی اُسنے کہا کہ تو نے کیون جانے دیا گرفتار کرکے
میرے پاس کیون نہ بھیجا اُسنے جواب دیا کہ مین اُسکا مقابل نہ تھا سکندر نے کہا خیر میرے ہاتھ سے کب زندہ رہیگا
لشکر حمزہ مین جاکر قتل کرونگا اور تو میرے ساتھ چل اسے کچھ عذر نہ بنا مجبور مع فوج ساتھ ہوا اور خفیہ
ایک نامہ کرب کو لکھا کہ فرزند مین بناچاری سکندر کے ساتھ جاتا ہون تو اپنی حفاظت کرتا رہنا جب یہ
تحریر کرب کو پہونچی سخت پریشان ہوا اور اندلس مین آکر تیس ہزار سوار اپنے ہمراہ لیے اور جانب
اُردوے امیر کشورگیر روانہ ہوا چلتے وقت اراکین سلطنت سے کہگیا کہ میرے جانے کے دو روز بعد
سب اسباب طلسمی بار ہوکر اُردوے صاحبقران کی طرف روانہ ہو جائے

اب دوسکلے داستان لشکر امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران کے بیان ہوتے ہین

راوی شیرین کلام اس داستان کو یون تحریر کرتا ہی کہ صاحبقران اپنے لشکر مین پہونچ گئے علم شاہ جمہور غسل صحت
کر چکے ایک شب کو جمہور نے لشکر نوشیروان مین طبل جنگ بجوایا اور صبح کو میدان مین پکارا کہ ہی کوئی حمزہ کے
لشکر مین ایسا بہادر کہ میرے مقابلے مین آئے ادھر سے ارجیب یونانی امیر سے اجازت لے کر میدان مین
گیا دوپہر تک جمہور سے ردوبدل ہوئی بعد دوپہر کے جمہور نے زخمی کیا بعد اُسکے صدف گوش گیا وہ بھی زخمی ہوا
بدف نوش بھی زخمی ہوا شام ہوگئی طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنی اپنی طرف پھر گئے رات کو پھر جمہور نے طبل رزم
بجوایا صبح کو پھر میدان مین آیا اور کہا ای حمزہ کیا خوب ہوتا کہ آج تو میرے مقابلے کو آتا بمجرد سُننے اس سخن کے
صاحبقران اشقر کو اڑا کر میدان مین آئے جمہور نے جھٹکر نیزہ مارا امیر نے بفن سپہ گری نیزہ اُسکا ہوائی کیا آخر
دوڑ کر تلوار ماری صاحبقران نے تلوار بھی چھین لی جب تو جمہور گھوڑے سے کودا امیر بھی زمین پر تشریف لائے
کشتی ہونے لگی تا شام کشتی رہی آخر کار امیر نے زنجیر کمر مین ہاتھ ڈالکر اُسے سر سے بلند کیا اور نوشیروان کو نیب
دی کہ ای کافر کفر تجھے جسپر بڑا ناز تھا دیکھ مین اسے بھی لیے جاتا ہون اب اور کسی کو مدد کے لیے بُلا نوشیروان
کو یہ دیکھکر بڑا صدمہ ہوا اور امیر اُسے لیے ہوئے اپنے لشکر مین چلے آئے بارگاہ سلیمانی مین لاکر اُسے بٹھایا اور
فرمایا کہ ای بہادر دین دلیران اختیار کردہ از سر صدق بے عذر مسلمان ہوا امیر جشن مین مصروف ہوے
وہان نوشیروان کے پاس مغرب سے نامہ وار آیا اور سکندر کا نامہ لاکر نوشیروان کو دیا لکھا تھا کہ اے
نوشیروان ہم آپہونچے حمزہ سے ہرگز خوف نہ کرنا یہ دیکھکر نوشیروان بہت خوش ہوا اتنے مین ملازمان
جمہور نے لشکر نوشیروان پر شبخون مارا صدہا کو زخمی ہزارون کو داصل جہنم کرکے اُردوے امیر مین چلے
آئے یہ خبر امیر کو پہونچی کہ سکندر واسطے مدد نوشیروان کے آتا ہی اور ملازمان جمہور نے شبخون مار کر لشکر
نوشیروان کو خوب تاراج کیا اور اُردوے حضور مین چلے آئے امیر نے سب کی بڑی خاطر کی اور مسلمان کیا
اب حال کرب غازی کا سُنیے کہ یہ جو شہر اندلس سے روانہ ہوے بعد کئی روز کے قریب لشکر سکندر
پہونچے اور بعیف شب کے لشکر سکندر پر شبخون مارا اور نعرے امیر و سعد و قباد و علمشاہ و لندھور وغیرہ کے بلند کیے
قریب دو لاکھ آدمیون کے جہنم واصل ہوے اور پانچ ہزار نفر طلسمی بچتی ہوئی کرب غازی کے ہمراہ تھین
سکندر نے جو یہ ماجرا سُنا دل مین کہا مین نے تو یہ سُنا تھا کہ حمزہ مرد جری و بہادر ہی مگر غلط تھا اگر دلیر ہوتا تو
بہادرون پر کبھی شبخون نہ مارتا صبح کو جو سکندر نے لشکر مین آکر دیکھا تو تمام کشتے اپنی فوج کے ہین کسی غیر کی ایک
لاش بھی نہین سخت تعجب ہوا کہ حریف کی طرف کا کوئی نہ زخمی ہوا اسمین کیا بعید ہی غرض دن کو اور آگے
بڑھا کرب غازی نے بھی آگے بڑھکر کمینگاہ سے شب کو نکل کر پھر شبخون مارا پھر سات ہزار سوار سکندر مغربی
کی طرف کے مارے گئے کرب غازی کی طرف والون مین سے ایک کی بھی نکسیر نہ پھوٹی یہ ماجرا دیکھکر
سکندر نے گلیم گوش عیار کو براے خبرگیری روانہ کیا اتفاقاً اُس روز کرب ایک درخت
کے سائے مین محو خواب تھا اور ہمراہی اُسکے اپنے لباس و یراق کو دھوپ دے رہے تھے گلیم گوش
عیار نے آکر یہ ماجرا دیکھا اور سکندر کو یہ خبر دی کہ مین ابھی دیکھ آیا ہون فلان مقام پر سب غافل پڑے
سو رہے ہین سکندر نے موافق راے وزیر بدتدبیر کے اُس صحرا مین آگ لگا دی جب کرب غازی کی
آنکھ کھلی اور یہ کیفیت ملاحظہ کی مع اپنے ہمراہیون کے اُس آگ مین کود پڑا اور بسم اللہ کہتا ہوا دریاے آتش کو

بعور کر گیا کفیل عاد محاصرہ کیے ہوے تھا اور آگ کو چارون طرف سے گھیرے ہوے تھا کرب نے
آگ سے نکل کر اندھیر برپا کر دیا اور کفیل کو مع چند ہمراہیون کے قتل کیا یہ بھی خبر سکندر کو پہونچی سخت
متعجب ہوا کہ حمزہ بلاے مبرم ہو آگ مین سے بھی صحیح و سالم نکل آیا آدمی نہین جن معلوم ہوتا ہو اور ایک
نامہ اپنے باپ ہیکلان کو اس مضمون کا لکھا ای پدر والا گہر جیسے یہ غلام قدوم میمنت لزوم سے جدا ہوا آجتک
ایک لحظہ راحت نہ ملی حمزہ کئی شبخون اسوقت تک مار چکا ہو لہذا امید وار اس امر کا ہون کہ خداوند ثمرات سخن گو
کا تخت زرین ایک ارابے پر باندھ کر مع تھوڑی فوج کے میرے پاس روانہ فرمایئے کہ خداوند کے قدمون کی برکت
سے مین زار و زبون نہ ہونگا یہ نامہ اپنے فرزند سکندر کا ہیکلان نے پڑھکر کہا کہ بڑے تعجب کا مقام ہو کہ حمزہ
ساحری و بہادر شبخون مارے پھر خداوند ثمرات سخن گو کو بلا کر تمام کیفیت بیان کی اُسنے کہا البتہ اگر تو مجھے
اُس طرف روانہ کرے تو مین سکندر کے حال نیک و بد کا نگران رہون غرضکہ ہیکلان نے ثمرات سخن گو
کا تخت زرین ارابے پر رکھا لشکر و خزانہ فوج بیکران ہمراہ کیے اور دو سردار مجمل عاد مغربی و اجمال عاد مغربی
کو بھی ہمراہ کرکے روانہ کیا یہان کرب غازی نے پھر بعد نصف شب کے شبخون مارا اور معروف شاہ کے
خیمے مین در آیا مع تمام اسباب و شائل و تجمل کے معروف شاہ کو لیکر نکل گیا جب یہ خبر سکندر کو پہونچی
کہ حمزہ آجکے شبخون مین مع خیمہ و خرگاہ معروف شاہ کو لیگیا اُسنے محلول عاد کو مع پانچہزار سوار دین
کے حکم دیا کہ جاکر پکڑ لا یہ سنکر وہ فوراً روانہ ہوا ابھی کرب غازی نصف فرسخ پہونچا تھا کہ عقب سے نعرہ ہوا کہ
ای حمزہ منم محلول عاد مغربی کے گذارم تراکہ از دست من جان بہ سلامت بروی کرب یہ سنکر ٹھہر گیا اور تنہا
لشکریان محلول پر جا پڑا چشم زدن مین آدھے سے زیادہ جہنم واصل ہوے تھے کہ محلول مقابلے مین آیا
اور دوڑ کر کرب پر گرز مارا اُس بہادر نے خالی دے کر ایک ہاتھ تلوار کا لگایا کہ مثل خیار تر کے دو ٹکڑے
اُس کافر کے ہو گئے فوج بھاگی کرب اپنی فوج مین چلا آیا اور اپنی فرودگاہ مین پہونچا معروف شاہ
سے کہا اب آپ اندلس کی طرف تشریف لیجائین اور اسباب طلسمی لے کر خدمت امیر مین آیئے گا اُسنے
کہا ای فرزند میرا جی چاہتا ہو کہ پہلے صاحبقران کی قدمبوسی حاصل کردن پھر جاؤن کرب نے کہا
مصلحت وقت یہی ہو جو مین نے عرض کیا آپ ضرور تشریف لیجائین غرض معروف شاہ اندلس کی جانب
روانہ ہوا راہ مین مجمل و اجمال سے ملاقات ہوئی کہ یہ دونون ہمراہ ثمرات سخن گو آتے ہین معروف
شاہ سے پوچھا ای معروف شاہ خیر تو ہو تم کیون واپس آئے معروف شاہ نے کہا کہ آج تک بائیس تئیس
شبخون حمزہ نے لشکر سکندر پر مارے اور خزانہ وغیرہ بھی لوٹ لیا مین اندلس جاتا ہون کہ اور خزانہ
لاؤن غرض وہ رخصت ہوکر ادھر آئے معروف شاہ اندلس کی طرف چلا یہان ایک روز اندلس تیز رفتار
عیار کرب دربار سکندر مین موجود تھا کہ گلیم گوش عیار سکندر نے اُسے جاسوس خیال کرکے گرفتار کیا اور سکندر کے
پاس لایا اُسنے پوچھا تو کون ہو اندلس نے جواب دیا کہ جاسوس حمزہ ہون سکندر نے کہا تو ہین جلکر حمزہ کا نشان
دے تو اپنی فوج کی سپہ سالاری تجھے دون اور مال و زر سے تجھے نہال کردن اُسنے اقرار کیا اور کہا
کہ اگر مین اپنے عہد سے پھرون تو خداوند ثمرات سخن گو مجھے غارت کردے شب کو اندلس نے کہا
جتنی فوج جرار ہو سب کو اپنے ہمراہ لیجیے گا اسواسطے کہ حمزہ کے ساتھ ہر ایک بہادر رستم وقت سہراعجم
ہو سکندر نے چیدہ چیدہ سردار اپنے ہمراہ لیے اور ساتھ اندلس کے روانہ ہوا وہ لیکر ایسے صحرا مین پہونچا

جہان بانی کو سون منزلون نایاب تھا یہان کرب نے کہ سنا کہ اندلس سکندر کو لیکر کسی طرف بھیلا نکل گیا
کرب نے پھر شبخون مارا اور تمام خزانہ سکندر کا لے کر اپنی فرودگاہ پر آیا ایک درۂ کوہ مین وہ مال دفن
کیا وہان اندلس ان سب کو لیکر جب بہت دور نکل گیا تو ایک پہاڑ پر چڑھ کر آواز دی کہ ای سکندر حمزہ
یہان کہان ہی وہ اگر ہو تو تیرے لشکر مین ہو یہان نہین ہی اور مین تجھے محض ذلت و تکلیف دینے
کی نظر سے لایا اب اگر تو بہادر ہی تو مجھ ایک ادنی غلام حمزہ سے مقابلہ کر سکندر یہ سنکر غیظ مین آیا اور
کہا کہ ہان اسے پکڑ لو جانے نہ پائے لوگ پہاڑ پر چڑھنے لگے جو اسکے قریب پہونچا اسنے ایک سنگ گران
اوپر سے پھینک دیا کہ استخوان اسکے سرمہ چشم کافران ہو گئے اور حقہ ہاے نفت بھی مارنا شروع کیے کہ
جو لوگ دامنہ کوہ مین تھے اُنکی جرأت نہ پڑی جو اسکے مقابلہ کو جاتے آخرکار اندلس دوسری راہ سے
خدمت کرب مین پہونچا اور سب کیفیت بیان کی ادھر سکندر جو پلٹ کر اپنے لشکر مین آیا سنا کہ حمزہ
شبخون مار کر سب خزانہ و مال لوٹ لیگیا اور صدہا بہادران لشکر کو تہ تیغ بیدریغ کیا بہت سے زخمی پڑے
ہین اسنے بڑا افسوس کیا غرض کرب غازی تو مصروف شبخون زنی ہین ادھر سے ثمرات سخن گو مع دو نون
سردارون اور خزانے کے چلا آتا ہی ایک شب کو خیمہ اسکا اسی صحرا مین استادہ ہوا جہان کرب غازی
استقامت گزین تھے مشعلون کی روشنی جو کرب غازی نے دیکھی ایک جاسوس کو روانہ کیا کہ جا کر خبر لا
کہ یہ کون آتا ہی وہ فوراً روانہ ہوا اور آکر خبر دی کہ ثمرات سخن گو مع خزانہ و مال و لشکر کے براے مدد سکندر
آتا ہی فوراً کرب جا کر مع اپنے ہمراہیون گرا اور بہت سے کافرون کو تہ تیغ کر کے خزانہ اسکا بھی اپنے قبضے
مین کیا مجمل و اجمال نے آکر ثمرات کے روبرو استغاثہ کیا اسنے کہا من خود این تقدیر کردہ بودم خاموش
باش و در تقدیر من دخل مدہ مگر ان دونون کو تاب نہ رہی تھوڑی فوج ساتھ لیکر کرب غازی کے
متعاقب ہوے جب قریب پہونچے دونون نے نعرہ کیا باش او قزاق و راہزن ہم آپہونچے اب ہمارے
ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا کرب غازی نے جو دونون کے نعرے سنے پھر کر تلوار مارنا شروع کی داہنی
جانب سے اجمال اور بائین طرف سے مجمل حملہ آور ہوے کرب غازی نے بسرعت تمام چاک کا ہاتھ مارا
کہ سر ان دونون خیرہ سرون کے کنگر خاک پر گر پڑے ہمراہی انکے بھاگے جا کر ثمرات سے فریاد کی
اسنے کہا کہ ان مغضوبان درگاہ نے میری تقدیر مین دخل دیا اسکی سزا مین نے اُنکے واسطے یہی تجویز
کی تم لوگ انکا غم نہ کرو غرض ثمرات جب سکندر کے اردو کے قریب پہونچا اسے بھی خبر ہوئی اسنے
سردارون کو ہمراہ لیکر استقبال کیا اور لیجا کر ایک خیمۂ زربفتی مین اسکا تخت بچھوایا اور سجدہ کر کے مستغیث
ہوا کہ حمزہ نے مجھے بہت پریشان کیا ہی اسنے جواب دیا کہ تو نے میری بے اجازت سفر کیا بلکہ میری تقدیر کے
خلاف کیا اسکا ثمرہ مین نے یہ دیا اب مین آیا ہون اب ہرگز حمزہ تجھپر فتحیاب نہوگا کہ اتنے مین پھر
نعرون کی صدائین بلند ہوئین اور تلوار چلنے لگی ثمرات نے کہا جا دیکھ گھوڑے لڑ رہے ہین سکندر نے
جا کر دیکھا تو تلوارون کی بجلیان چمک رہی ہین اتنے مین صبح ہوئی اب جو سکندر نے دیکھا تو اسکی فوج کے
گھوڑون کی پشتون پر مقوے کے بنے ہوے آدمی سوار ہین اور ہماری فوج آپس مین لڑکے کٹ گئی جب
بہت پریشان ہوا اور آکر ثمرات سے بیان کیا اُسنے کہا دم مدار مین نے یہی تقدیر کی تھی اور یہ سب جھگڑا محض تیری
فتحیابی کی نظر سے پیش کیا ہی تو کچھ خیال نکر اور بیدل نہو اسنے پھر سجدہ کیا دوسرے روز پھر شبخون پڑا جب تو آسے ثابت

نہ رہی اور کہا کہ جاکر دیکھو یہ لوگ کدھر سے آتے ہین اور کہان جاتے ہین عیار نے کہا مشرق سے آتے ہین اور جنوب کی
جانب چلے جاتے ہین سکندر پھر مع فوج کے جانب جنوب بخیال تعاقب حمزہ روانہ ہوا یہان کرب اپنی فرودگاہ پر پہونچ
چکا تھا جاسوسون نے آکر اس کیفیت سے اطلاع دی کرب پھر آکر موجود ہوا اور سبکو زخمی کرکے چلا گیا جب سکندر بے نیل مرام
پھرا یہان آکر پھر شبخون کی کیفیت سُنی ثمرات سے کہا اُسنے منغص ہوکر جواب دیا کہ تو سخت نادان ہو تیری یہی سزا ہو جسنے کہدیا کہ جو
کچھ گذرے دم مارے چپ ہو رہا اور پھر یہان سے جانب نوشیروان کوچ کیا اب وہان پہونچا کہ جہان سے حد اندلس ختم
ہوئی اور ڈانڈا الممالک نوشیروان کا شروع ہوا کرب نے کہا کہ ایک شبخون آخری بھی ضرور ہو یہ کہکر بعد نصف شب کے پھر
شبخون مارا اور یہ اُنیسوان شبخون ہو اسمین آکر سامنا کرب و سکندر کا ہوا سکندر نے تلوار ماری کرب نے پشت تلوار پر روک
کر ایک ہاتھ مارا اُسنے سپر سر کے اوپر کی تلوار نے سپر کو کاٹا اور ایک انگل سر مین در آئی اتنے مین صبح قریب ہوئی کرب اپنی کمینگاہ
مین چلا آیا یہان نوشیروان کو سکندر کے آنے کی خبر پہونچی اُسنے بزرجمہر و بختک وغیرہ کو واسطے استقبال کے روانہ کیا عمرو
بھی یہ خبر سنکر بشکل مبدل بارگاہ سکندر مین آکر موجود ہوا سکندر نے خواجہ بزرجمہر و بختک کی تعظیم کی اور تمام کیفیت شبخون
کی بیان کرکے کہا اے خواجہ مین نے سُنا تھا حمزہ بڑا بہادر ہو مگر یہ کونسی دلیری تھی کہ اندلس سے یہان تک اُسنے انیس
شبخون میری فوج پر مارے بزرجمہر نے کہا اے بادشاہ ہر روز عیاران نوشیروان بارگاہ حمزہ مین موجود رہتے ہین کسی وقت حمزہ
اپنے لشکر سے نہین گئے یہ تو امر قیاس مین نہین آتا کیا ہمزاد حمزہ نے آپ کے لشکر مین شبخون مارے اُسنے کہا اے خواجہ جتنے میرے
اہل لشکر ہین سب مجروح اُسی کے ہاتھ سے ہوے اور آخری شبخون مین میرے سر پر بھی زخم آیا ان لوگون کو خیال گذرا کہ شاید
عمرو نے سردارون کو بشکل حمزہ صاحبقران بناکر دربار مین بٹھا دیا ہو اور امیر نے جاکر شبخون مارے ہون اتنے مین بختک
کی نظر عمرو پر پڑی پہچانا اور کہا اے بادشاہ دیکھیے عمرو بھی آپکی بارگاہ مین موجود ہو اور یہ بڑا مفسد ہو یہ کہتا تھا کہ خواجہ عمرو نے
جست کی اور وہ تاج کہ نوشیروان نے واسطے سکندر کے بطور ہدیہ بھیجا تھا اُسکے سر سے لیکر اپنا راستہ لیا ہر چند عادیون نے
خواجہ کا تعاقب کیا مگر یہ کسکے ہاتھ لگتے ہین غرضکہ آکر روبرو امیر کے سب حقیقت بیان کی صاحبقران کو حیرت ہوئی
کہ وہ کون شخص تھا جس نے میرے نام سے شبخون مارے وہان بختک وغیرہ سکندر کا استقبال کرکے بارگاہ
نوشیروان مین لائے اُسنے بھی سکندر کی بہت خاطر کی اور سامان دعوت و راحت مہیا کیا اُدھر خواجہ عمرو ایک
روز بالا دوی کو کسی صحرا مین نکل گئے دور سے تھوڑی فوج ایک پہاڑ کی گھاٹی مین دیکھی خواجہ بہت خوش ہوے
اور دل مین کہا اے عمرو چلکر دو چار کوڑی کا روزگار کرو ناظرین پر واضح ہو کہ یہ فوج کرب غازی کی
ہو اور اب معروف شاہ بھی اسباب طلسمی لیکر کرب کے پاس پہونچ چکا ہو غرض خواجہ صاحب لشکر کرب
مین پہونچے کسی سے پوچھا بھائی یہ لشکر کس کا ہو اُسنے انکو پکڑ کر غل مچایا کہ مین نے چور کو پکڑا لوگ دوڑے ایک
شخص عجیب الخلقت کو دیکھا سب نے کہا ارے اسے چھوڑ دو یہ کوئی بلا ہو آدمی کبھی اس صورت کا ہوا ہو
لیکن جسنے انھین گرفتار کیا تھا اُسنے نہ مانا اور کہا ہمارے مالک کا حکم ہو کہ جو ہمارا نام پوچھے اُسے گرفتار
کر لو غرض خواجہ اسیر ہوے لوگ سامنے کرب غازی کے لے گئے دیکھا خواجہ نے کہ ایک جوان رشک
دہ کنعان بارگاہ مین بیٹھا ہو اور ایک پیر دیرینہ یعنے معروف شاہ برابر اُسکے متمکن ہو خواجہ نے معروف
شاہ کو بھی نہ پہچانا اور نہ معروف شاہ نے انھین جانا کہ کون ہو کرب نے انکی صورت جو دیکھی کہا اے شخص
تجھے قسم ہو اُس خداے عزوجل کی کہ جسکے قبضۂ قدرت مین روح عالم ہو سچ بتا کہ تیرا کیا نام ہو خواجہ نے
اپنے دل مین خیال کیا کہ یہ بھی مسلمان ہو کیون اپنا نام اس سے پوشیدہ کرو کہا مین ایک غریب و ناچار مفلس

دوقرضدار عمرو بن اُمیہ ضمری حمزہ کا عیار ہون یہ سُنتے ہی کرب اُٹھ کھڑا ہوا اور دست خواجہ کو بوسہ دیکر اپنے پاس بٹھایا خلعت فاخرہ سے مخلع کرکے جو کچھ انکا حصہ مال طلسمی سے تھا دیا اور خزینہاے سکندری سے بھی انکا حصہ جدا کیا اور آگے خواجہ کے رکھدیا پھر اپنی تمام کیفیت مع نام پدر و مادر بیان کی مگر شجون جو ماپے تھے اُسکا ذکر نہ کیا جب خواجہ نے اُسکے باپ کا نام سُنا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ نظر کردۂ علی مرتضےٰ علیہ السلام ہی کہا ای کرب غازی آج سے تو میرا فرزند ہی اب مین تیری عزت افزائی چاہتا ہون امیر کو تیرے استقبال کے واسطے لاتا ہون یہ سُنکر کرب نہایت مسرور ہوا خواجہ نے کہا ای کرب غازی بابت اس مال کے ایک تمسک مجھے لکھدے کیون کہ ابھی مین نہ لیجاؤنگا اس مین مجھے کچھ بہتری مدنظر ہی اور تمسک لکھوانے کا یہ سبب ہی کہ شاید تو نے مجھے لالچ دیا ہو پھر بعد کو مکر جائے تو مین تیرا کیا بناؤنگا کرب نے کہا ای پدر بزرگوار اگر میرا ایسا خیال ہوتا تو مین آپ کو اول ہی نہ دیتا خواجہ نے کہا بابا اس زمانے کے لڑکون کی طبیعت ایک رنگ پر نہین رہتی شاید تجھے بعد کو لالچ آئے اور مجھے نہ دے اُسنے کہا تمام سرداران اہل اسلام کے واسطے تحفہ طلسمی رکھا ہی خواجہ نے کہا میری تسکین بے تمسک ممکن نہین کرب نے تمسک لکھدیا خواجہ لشکر امیر مین آئے اور کہا ای عادی مرجھلے تجھے مبارک ہو کہ میرا بیٹا جو تیرے نطفے سے زبردستی بھوے سے پیدا ہو گیا تھا وہ آیا ہی اور اُسنے نظر کردہ شیر خدا ہو کر طلسم کرنوس عاد کو باطل کیا مگر مجھے بڑا افسوس یہ ہی کہ جو مین کہتا ہون امیر قبول نہین کرتے نہین ایک بات کہتا امیر نے یہ سُنکر فرمایا کیون ای زرد مکار کونسی بات تو نے مجھسے کہی جو مین نے منظور نہ کی خواجہ نے کہا کہ تمھارے تمام لشکر کی زیارت کو ایک بہادر نظر کردۂ غالب کل غالب علیؑ ابن ابی طالب آیا ہی اُسکے استقبال کو محض میری خاطر سے مع اپنے سردارون کے چلو اُسیوقت صاحبقران نے بہ آواز بلند فرمایا کہ جو کوئی سواے قباد شہریار کے میرے ہمراہ کرب کے استقبال کو نہ جائیگا اُسکو اپنا دشمن سمجھونگا کیونکہ میرے سپہ سالار کا فرزند آیا ہی اور وہ سپہ سالار جو ایک زمانے سے میرا جان نثار ہی سب راضی ہوئے مگر رستم پیلتن و خیلکش یعنی علمشاہ کو سخت ناگوار گزرا مگر دم نہین مار سکے بہ مجبوری ہمراہ امیر کے یہ بھی استقبال کرنے پر آمادہ ہوئے اور کہا خواجہ تمھین اُسنے کچھ دیا ہی خواجہ نے کہا ای علمشاہ فی الحقیقت بڑا سخی ہی مثل تیرے دنی نہین ہی بلکہ تیرے واسطے بھی کچھ تحفے لایا ہی رستم نے کہا کہ مجھے اُسکے تحفون کی ضرورت نہین خواجہ نے کہا بیٹا ایک تمسک لکھکر اپنا حصہ میرے نام ہبہ کردو علمشاہ نے کچھ جواب نہ دیا اور ہمراہ امیر کے بہر استقبال روانہ ہوا خواجہ نے بڑھکر کرب کو اطلاع دی کہ حمزہ صاحبقران تمھارے استقبال کو مع تمام سرداران اسلام کے آتے ہین وہ نہایت خوش ہو کر اپنی فوج اور معروف شاہ کو ہمراہ لیکر خیمے سے چلا دور سے امیر کو آتے دیکھا فوراً گھوڑے سے کود کر جانب امیر چلا جب بالکل قریب صاحبقران کے پہونچا راہ مین ایک قعر نہایت عمیق و طویل ملا اُسنے اپنے دل مین کہا کہ یہان سے پھرنا محض نامردی ہی یہ خیال کرکے جست کی اور اُس طرف اُس غار کے پہونچکر دوڑا امیر کے قدمون پر گرا صاحبقران نے سر اُسکا اپنے سینے سے لگایا اُسنے نذر دی امیر نے قبول کی فرداً فرداً سب سردارون سے ملا جب علمشاہ سے ملنے کی نوبت آئی اُنھون نے رکاب سے پانون نکال کر آسکی طرف بڑھا دیا اُسنے پاے علمشاہ کو بوسہ دیا مگر دل مین نہایت منغص ہوا لیکن چپ ہو رہا بعد اسکے ترکات طلسمی اُسنے پیش کیے سب نے بخوشی لے لیے مگر رستم نے بکراہ لیکر اپنے عیار کے حوالے کیے بعد اسکے معروف شاہ نے امیر کی قدمبوسی حاصل کی صاحبقران اُسکے خیمے مین تشریف لائے اور سب خیمہ و خرگاہ بار کرا کر اپنے ساتھ ساتھ آردوے معلی مین تشریف لائے کرب دوڑ کر قباد کے قدمون پر گرا اُنھون نے بھی سر اُس کا

۹۰

اپنے سینے سے لگایا پھر اُسنے نذر دی وہ بھی قبول کی صاحبقران اس سے بہت خوش ہین مگر رستم اس سے کیا خواجہ ناراض ہی کہ جسنے اُنھین کچھ دیدیا اُسکی توقیر اسقدر زیادہ اسکے سبب سے ہوتی ہی کہ قریب مرتبہ صاحبقران کے پہونچ جاتا ہی کہان ایک ادنی نوکر یعنی سپہ سالار کا لڑکا اور کہان ہم لوگون کا استقبال غرض امیر بارگاہ سلیمانی مین بیٹھے اور اسکے واسطے بھی دنگل اپنے پہلو مین بچھوایا یہ اور بھی سب کو شاق گذرا مگر کچھ نہ کہا بعد اسکے ایک نامہ صاحبقران نے سکندر کے نام تحریر کرکے آواز دی کہ ان بہادرون مین سے ہی کوئی کہ اس نامے کو سکندر کے ہاتھ مین جاکر دے اور نامے کی وقعت مین حرف نہ آنے پائے کرب نے فوراً اُٹھکر مجرا کیا اور کہا یہ خدمت غلام کے سپرد کیجائے سب سردار ہنسنے لگے اور امیر نے بھی اعتنا نہ کی پھر یہی آواز صاحبقران نے دی پھر یہ کھڑا ہو گیا غرض تیسری آواز پر جب یہ بولا تو علمشاہ نے جلکر جواب دیا کہ بے جام کلہ عفریت پیے یہ نامہ کوئی نہین لیجا سکتا اُسنے جواب دیا کہ پھر اسمین کسے عذر ہی امیر نے جام منگایا اُسنے اُٹھا کر پی لیا صاحبقران نے نامہ دیکر کہا ای بہادر عادی بڑے مفسد ہین فوج تھوڑی ضرور اپنے ہمراہ لیے جا اُسنے جواب دیا کہ اقبال حضور کافی ہی فوج کی ضرورت نہین پھر صندوق عطیہ امیر منگا کر زرہ پہنی اور تالی بجائی پھر خود سر پر رکھکر تالی بجائی جب تلوار کمر سے لگائی جب بھی تالی بجائی یہ حرکت بھی علمشاہ کو خوش آئی بلکہ صاحبقران نے بھی بنظر استعجاب پوچھا ای بہادر یہ بے موقع تالی بجانے کا کون موقع ہی اُسنے عرض کی کہ میری فوج کا دستور ہی جب مین ایک تالی بجاؤن تو پانچ ہزار جوان لباس سے آراستہ ہون دوسری دستک مین مسلح ہو کر گھوڑون پر سوار ہون تیسری تالی مین دربارگاہ پر موجود ہون حضور بیرون بارگاہ ملاحظہ فرمائین کہ ہین یا نہین صاحبقران نے پردہ بارگاہ کا اُٹھوا کر دیکھا تو فی الحقیقت پانچ ہزار سوار مسلح دربارگاہ پر موجود تھے صاحبقران نہایت خوش ہوئے اور فرمایا کہ ای کرب ان سبکو ہماری خاطر سے اپنے ہمراہ لیجاؤ اُسنے منظور کیا اور نامہ لیکر باہر بارگاہ کے آیا وہ سب ہمراہ ہوئے عمرو پہلے ہی سے بصورت مبدل بارگاہ سکندر مین پہونچ گئے جب نیم فرسنگ اردوے سکندر کا فاصلہ رہا کرب نے اپنے ہمراہیون کو وہین چھوڑا اور کہا کہ جب میرے نعرے کی آواز سنا تو تم سب آجانا اور تنہا روانہ ہوا قریب بارگاہ طلوع عاد طلایہ دار نے روکا اور کہا کون ہی اُسنے جواب دیا کہ منم نامہ دار امیر کشور گیر اُسنے کہا ٹھہر جا مین خبر کرون جب ہمارا مالک طلب کریگا تب جانا اُسنے کہا تیرا یا تیرے مالک کا نوکر نہین ہون جو ٹھہرون اُسنے غصہ ہوکر جواب دیا کیا تو نہین جانتا منم طلوع عاد طلایہ دار کرب نے کہا شاید تو مجکو نہین پہچانتا منم کرب دیوانہ کشندہ کفار طلوع نے کہا مین سر سے بھوت اُتار دیتا ہون کرب نے جواب دیا مین بہت جلد کافر کو مار لیتا ہون طلوع نے جھنجھلا کر ایک تلوار کرب کے سر پر ماری اُسنے سر جھکا کر ایک ہاتھ کمر پر جو تیغہ کرنبوس کا مارا دو کر دیا ہمراہی اُسکے بھاگ گئے اور جا کر سکندر کو خبر کی کہ نامہ دار حمزہ آتا ہی طلوع عاد کو اُسنے مار ڈالا سکندر نے کہا کہ حمزہ نے بیکار مجھے نامہ لکھا ہی قسم ہی ثمرات سخن گو کی کہ جب تک حمزہ کو باندھکر کشان کشان شہر عاد مغرب تک نہ لیجاؤنگا قرار نہ آئیگا بختک نے کہا ای شہریار اس عرب کا قاعدہ ہی کہ جب کوئی بہادر ادھر آتا ہی نامہ لکھکر اُسے ہیبت دلاتا ہی اور پرستش خدائے نادیدہ کی ترغیب دیتا ہی سکندر نے جواب دیا کہ ثمرات سخن گو وہ خداوند ہی کہ جس وقت کوئی مہم ہوئی اپنے پاس بلا لیا یا ہر وقت اپنے ساتھ رکھا خدائے نادیدہ ایسا کون بہادر ہی جسکی مین پرستش کرون اور یہ بھی خداپرستون مین مشہور ہی نہ ہاتھ رکھتا ہی نہ پیر ہین نہ ناک ہی نہ آنکھین پھر ایسے خدا کو ماننا عین حماقت ہی یا نہین کیونکہ زبان نہین جو کلام کرے آنکھ نہین کہ کسی کے حال نیک و بد کا نگران ہو بختک نے کہا ای شہنشاہ ایسی تدبیر کیجیے کہ نامہ دار حمزہ کو یہان ذلت ہو

اور اُسکے دلپر طاری آپ کی ہیبت ہو سکندر نے کہا کہ جتنی صندلیان دربار مین بچھی ہین باستثناے صندلی
طال طویل گرہ پیشانی سب اُٹھا ڈالی جائین طال طویل ہمارا سپہ سالار لشکر ہو اور بہادر بھی ہو اسکا کوئی کیا
بنا سکتا ہو اتنے مین کرب غازی بغیر بے دانگی بارگاہ مین داخل ہوا بیٹھنے کی کہین جگہ نہ دیکھی مگر دیکھا ایک صندلی پہلوے
تخت سکندر مین بچھی ہو اُسپر ایک دیو پیکر پہلوان بیٹھا ہو جسکا قد انسی ارنج کا ہو کرب نے جاتے ہی نہیب دی کہ ای سگ
قصاب برخیز تا بجایت نشینم و نامہ پیش کنم اُسنے کہا ای لڑکے تجھے کس بے ادب نے تعلیم کیا ہو کہ بہادرون کے مرتبے سے
واقفیت اجتک نہین تجھے نہین معلوم کہ میری ضرب سے پہاڑ کا جگر شق ہوتا ہو روح رستم کو گوشۂ تربت مین قلق ہوتا ہو
یہ کہکر نیم قد اُٹھا اور چاہا کہ تھوڑی مین ہاتھ دیکر جھٹکے جیسے ہی ہاتھ اُس لعین کا قریب چہرے کے پہونچا کرب نے ہاتھ
باندھ کر جو مارا معلوم ہوا کہ پہاڑ نے زمین پر غلطک ماری اور ایک مکا کرب نے اُسکے سر پر مارا کہ مغز ناک کی راہ سے نکل گیا
تمام اہل دربار کو ہیبت طاری ہوئی سکندر کو حیرت ہوئی کہ یہ آدمی ہو یا جن ہو کہ جسنے اتنے بڑے پہلوان کو اس آسانی
سے مار لیا اور کہا ای شخص بے ادب تو کون ہو جو میرے دربار مین ایسی گستاخی کی اُسنے جواب دیا کہ کیا تو مجھے نہین
پہچانتا ہو مین وہ ہون جسنے اندلس سے یہانتک تجھپر عافیت تنگ کی اور کوئی ایسا تیرے لشکر مین نہین جسکو مین نے
زخمی نہین کیا حتی کہ تو خود آخری شبخون مین گھائل ہوا عمرو چونکہ بصورت مبدل یہان موجود ہو یہ سُنکر نہایت مسرور ہوا اور
اسکی جرأت پر آفرین کی سکندر نے کہا ای شخص میرے لشکر پر تو ہی نے شبخون مارے اُسنے جواب دیا کہ ہان مین ہی نے
شبخون مارے تو شاید صاحبقران کو سمجھا تھا اُنکے نزدیک تو بچۂ سگ ہندی سے بھی جرأت و ہمت مین کمتر ہو وہ تجھپر
شبخون کیا مارتے یہ کہکر طال کی صندلی پر بیٹھ گیا اور کہا دوزانو بیٹھ اور زر نثار کرکے دونون ہاتھون سے نامہ لیکر بوسہ دے
نہین تو ابھی تجھے بھی مثل طال کے واصل جہنم کرتا ہون غرض کہ سکندر نے نامہ لیکر بختک کو دیا اور کہا بہ آواز بلند پڑھو اُسنے
انکار کیا سکندر نے خواجہ بزرجمہر کو دیا کہ آپ پڑھین خواجہ نے نامہ بہ آواز بلند پڑھا مضمون یہ تھا کہ ای سکندر تو
بادشاہ جلیل ہو مگر بسبب اپنے کفر کے خوار و ذلیل ہو چاہیے کہ بہادرون کا دین اختیار کر معبود حقیقی سے ڈرتا ہی نامہ
پڑھا تھا کہ بختک مردک بولا دیکھیے ای شہریار جیسا مین نے بیان کیا تھا لفظاً لفظاً نامے مین وہی مضمون ہو سکندر نے کہا
بس خواجہ صاحب اب نہ پڑھیے مجھے اُلجھن ہوتی ہو ناظرین پر واضح ہو کہ اسکا ایک بھائی دیوانہ ہو اور نام اُسکا آک مردم در
ہو زنجیرون مین ہر وقت مسلسل رہتا ہو جب کوئی شخص سکندر کا گناہ کرتا ہو تو اُس دیوانے کو کھولکر کہتے ہین کہ اسنے سکندر
کو گالی دی وہ دیوانہ مجرم کو پھاڑ ڈالتا ہو سکندر نے لوگون کو اشارہ کیا کہ آک کو اس طرح لاکر رہا کرو کہ اسپر ظاہر نہونے پائے
لوگ دیوانے کو لیکر آئے جب پشت کرب پر پہونچے زنجیرین اُسکی کاٹ دین اور طرف کرب کے اشارہ کیا عمرو نے لاکھ
طرح سے چاہا کہ کرب کو مطلع کرے مگر ممکن نہوا اتنے مین کرب نے خواجہ بزرجمہر کیطرف دیکھا خواجہ نے اشارے سے
بتایا کہ ای بہادر کیا بیخبر بیٹھا ہو سر پر تیرے دشمن آگیا کرب نے پھر کر دیکھا تو ہاتھ آک کا قریب گردن کرب کے
پہونچ چکا تھا کرب نے سر کو چرا کر گردش جو کی آک آگے آکر اوندھا گرا کرب پھر کر کھڑا ہو گیا وہ پھر دوڑا جیسے
قریب کرب کے آیا ایک ہاتھ اس بہادر نے تلوار کا ایسا لگایا کہ سر اُس خیرہ سر کا مثل گوے عرصۂ ضلالت کے
دور گرا سکندر نے حکم دیا کہ وہان یہ بے ادب ظالم جانے نہ پائے مار لو گروہ عادیان نے آکر اُس بہادر کو گھیر لیا
کرب نے دلیرانہ لڑنا شروع کیا پانچ ہزار عادی اسکے ہاتھ سے واصل جہنم ہوئے اتنے مین لڑتا ہوا بیرون بارگاہ
آیا اور نعرۂ اللہ اکبر جگر سے کھینچا پانچ ہزار سوار جنکو یہ کمینگاہ مین چھوڑ آیا تھا مثل بلاے بیدرمان کے آکر گرے اور
خوب کشت و خون ہوا آخر فوج سکندر کی بھاگی کرب اس عرصے مین اُردوے امیر کی جانب روانہ ہو چکا تھا جب لوگ

آئے اور کرب کو واپس جاتے دیکھکر غنیمت تصور کیا کہ جان تو بچی کسی نے نہ روکا خواجہ عمرو نے آکر دربار امیر مین کرب
کی شجاعت و دلیری بیان کی اور بہت تعریف کی رستم کو بہت ناگوار گذرا اور کہا خواجہ اتنی تعریف ایک سپہ سالارزادے
کی نہ چاہیے عمرو نے کہا ای شہزادے لشکر حمزہ مین کوئی میرے نزدیک اُسکا مقابل نہین اُسنے اکیس شبخون سپاہ
سکندر پر مارے اور کس دلیری سے طال واک وغیرہ کو میرے سامنے تہ تیغ کیا صاحبقران کو بہت خوشی حاصل
ہوئی اس عرصے مین کرب بھی داخل بارگاہ ہوا امیر کو مجرا کیا اور تمام کیفیت دربار سکندر کی خدمت امیر مین
عرض کی صاحبقران نے فرمایا ای بہادر لشکر سکندر پر شبخون مارے اور ہمسے اُسکا اظہار بھی نہ کیا اُسنے عرض کیا
ای شہریار عالی مقدار وہ کام بھی ایسا تھا کہ روبرو بندگان عالی کے بیان ہوتا امیر اس کلام جرأت التیام
سے نہایت محظوظ ہوئے اور داروغگی بارگاہ کی کرب کے نام کردی بلکہ صفوف آرائی لشکر بھی مرحمت کی علمشاہ
کو سخت ناگوار گذرا کہ عمرو نے جس سے کچھ پایا اسکی وقعت امیر سے کہکر وہ چند کرادی یہان رات ہی کو سکندر نے
طبل جنگ بجوایا لشکر صاحبقران مین بھی نقارۂ رزمی بجا صبح کو دونون لشکر وعدہ گاہ مصاف مین آکر صف آرا
ہوئے ابھی کوئی مبارز طرفین سے میدان مین نہ آیا تھا کہ بیابان کی جانب سے گرد اُٹھی جب دامنہ گرد کا
چاک ہوا اکیس علم نشان تیس ہزار فوج کا نمایان ہوئے دونون لشکر اُدھر متوجہ ہوئے جب علم نزدیک پہونچے
دیکھا کہ دو نقابدار سرخ پوش مرکبہاے آہو تگ پر سوار ہین اُنکے عقب مین تیس ہزار سوار ہین غرضکہ اُنھون نے
بھی آکر ایک طرف اپنے خیمے برپا کیے طرفین سے عیار خبر کے واسطے روانہ ہوئے جس سے پوچھا کہ یہ نقابدار کون ہین
اور کہان سے آئے ہین کیا ارادہ ہے اُسنے نام و نشان تو نہ بتایا مگر اتنا کہا کہ قیصر روم کے خون کا انتقام لینے آئے ہین
عمرو نے لاکھ لاکھ کوشش کی کہ نام و نشان اُنکا معلوم ہو مگر ممکن نہ ہوا آخر آکر امیر سے عرض کیا کہ یا امیر نام تو نہین
معلوم ہوا مگر یہ دریافت ہو گیا کہ انتقام خون قیصر لینے آئے ہین صاحبقران خاموش ہو رہے اتنے مین لشکر سکندر سے
کرباس عاد میدان مین آیا اور مبارز طلب ہوا ابھی ادھر سے کوئی نہ جانے پایا تھا کہ ایک نقابدار میدان مین آیا اور مثل
طفل کے اُسے پشت مرکب سے اُٹھا کر زمین پر پٹک دیا کہ استخوان اُسکے توتیاے چشم حشرات ہو گئے بعد اُسکے شمر لیطہ عاد
میدان مین آیا اسکو بھی مانند کرباس کے قاش زین سے اُٹھا کر زمین پر مارا یہ بھی واصل جہنم ہوا غرض اسی طرح پچیس پہلوان
اُسکے ہاتھ سے راہی وادی برہوت ہوئے جب سکندر کی طرف سے کوئی نہ آیا تو نقابدار لشکر امیر کے جانب مخاطب ہوا
اور کہا ای حمزہ صاحبقران اب آپ میرے مقابلے کو آئیے مگر آج شام ہو گئی ہے اگر لشکر سکندر سے کل کوئی مقابلے
کو میرے نہ آئیگا تو آپ سے کل ضرور میدانداری جنگ کی تیاری ہے یہ کہکر اپنے خیمے مین واپس گیا رات کو پھر
سکندر نے طبل جنگ بجوایا صبح کو دونون تینون لشکر میدان مین آئے سکندر کی طرف سے حارث عاد میدان مین
آیا مبارز طلب کیا دوسرے نقابدار نے جاکر مثل نقابدار اول کے حارث کو اُٹھا کر زمین پر مارا مجہول عاد آیا
اُسے بھی شہر خموشان مین پہونچایا غرض اسکے ہاتھ سے بھی پچیس پہلوان مارے گئے شام ہو گئی سکندر نے طبل بازگشت
بجوا دیا تینون لشکر پھرگئے رات کو فیروزہ عاد پسر سکندر نے اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا اور یہ بہت زبردست جوان
ہے صبح کو تینون لشکر پھر میدان مین آئے ابھی دونون نقابدار میدان مین نہ آنے پائے تھے کہ فیروزۂ عاد نے
اپنے لشکر سے نکلکر نعرہ کیا منم فیروزہ عاد مغربی بن سکندر عاد بن ہیکلان عاد مغربی آیا کوئی لشکر حمزہ مین
ہے ایسا کہ میرے مقابلے کو آئے سعد نوجوان امیر سے اجازت لیکر میدان مین آیا فیروزہ نے آتے ہی سعد پر نیزہ
مارا اُسنے ہوائی کیا اُسنے جھنجھلا کر تلوار ماری سعد نے خالی دی اُسنے گرز مارا سعد نوجوان نے سر کو بچا کر کلائی

پر اُسکی ہاتھ ڈالدیا اور جھٹکا مارا گرز در گرا دہ گھوڑے سے کود کر دست و گریبان ہوا سعد بھی کود کر کشتی مین مصروف
ہوا کئی ساعت کے بعد شہزادہ سعد نے اسکی زنجیر کمر پکڑ کے سر سے بلند کیا اور زمین پر مارا ہڈیان اُسکی چور ہوگئین سکندر
کی انکھون مین جہان سیاہ ہوگیا اور کہا یلغار کرکے اسے مارو تمام فوج سکندر نے سعد پر نرغہ کیا جنگ مغلوبہ ہونے
لگی ادھر سے بھی امیر و لندھور و علمشاہ اور کل سردار مع فوج جرار کے ٹوٹ پڑے خوب تلوار چلی اور عادیون نے
سعد نوجوان کو حلقے مین لے لیا کئی ہزار کافرون کو سعد نے تہ تیغ بیدریغ کیا آخر چہار جانب سے کمندین چڑھ گئین سعد
کو گرفتار کر لیا مگر بسبب جنگ مغلوبہ کے ایک کی دوسرے کو خبر نہوئی امیر و علمشاہ و لندھور وغیرہ نے تمام فوج
سکندریہ کو پامال کر ڈالا قریب تھا کہ فراری ہون کہ سکندر نے طبل بازگشت بجوادیا دونون لشکر واپس ہوئے
اب امیر نے تلاش کیا تو سعد کا نشان نہ ملا نہایت متردد ہوئے اور فرمایا کہ ای عمرو جاکر تلاش کرو لوگ گئے مرکب
سعد ملا اُسے لاکر خدمت امیر مین کیا صاحبقران کو اور سب کو قلق ہوا اور حاضرین بارگاہ کا رنگ رو فق ہوا
امیر نے فرمایا کہ جاؤ اُسکی لاش کو تلاش کرکے لاؤ لوگ گئے تمام لاشین الٹ ڈالین کہین سعد کی نعش کا نشان
نہ ملا یہی سب نے آکر بہ قسم بیان کیا کہ یا امیر بخدائے عزوجل کشتون مین سعد نوجوان نہین ہی معلوم ہوتا ہی کہ کفار
نے گرفتار کر لیا امیر نے عمرو سے فرمایا کہ خواجہ اب یہ کام تمھارا ہی یہان سعد کو مسلسل و مطوق کرکے روبروے
سکندر حاضر کیا اُسنے کہا کہ لاشہ فیروزہ کا اور اسکی قید ہیکلان عاد کی خدمت مین روانہ کرو کہ وہ اپنے پوتے
کا عوض جو لائق و سزاوار ہو کرے اور نشواد پہلوان کو بلاکر مع پانچ ہزار فوج کے سعد کی قید اور لاش اُس حبشی کی
طرف مغرب کے روانہ کی اور کہدیا کہ راہ مین جہان جھنڈا اندلس کا شروع ہی خداوند کی بارگاہ وہین استادہ ہی فولاد علم
مع کئی ہزار پہلوانون کے وہان متمکن ہی میری طرف سے خداوند ثمرات کی خدمت مین عرض کرنا کہ بہت جلد تشریف
لائیے خدا پرستون نے زندگی تلخ کر دی ہی غرض نشواد بد بنیاد ثمرات کے پاس پہونچا اور سارا ماجرا بیان کرکے
پیام سکندر کا دیا اُسنے فولاد کو حکم دیا کہ تقدیر کردم بندگان من کوچ کنید غرض اُسی وقت خیمہ و خرگاہ بار کرکے فولاد
روانہ ہوا ادھر نشواد نے لیجا کر سعد کو قلعے مین قید کیا یہان فولاد نے ایک قاصد کو روانہ کیا اُسنے آکر سکندر کو خبر دی
کہ خداوند یہان سے اب دو منزل پر ہین سکندر مع نوشیروان اور بختک کے استقبال کو گیا دیکھا کہ فوج گران
سامنے سے نمودار ہوئی قلب فوج مین چار ہاتھیون پر ایک تخت بار ہی اُسپر وہ مرتد یعنے ثمرات سوار ہی سب کافرون
نے سجدہ کیا یہان سے عمرو واسطے تلاش سعد کے روانہ ہو چکا ہی یہ بھی ساتھ انھین لوگون کے وہان پہونچا ثمرات کا جسم
طلائی دیکھکر حیران ہوا کہ بارخدایا اس سونے کی تصویر مین کیا شی سمائی ہی جو اُسمین گویائی ہی اتنے مین ثمرات نے
آواز دی ای بندگان من شمارا آمرزیدم سب نے پھر سجدہ کیا ثمرات نے کہا کہ اب دیر نہ کرو جلد سوار ہوکر اپنے
اردو مین مجھے لیچلو کہ پھر تم کبھی پسپا نہوگے اور خدا پرستون پر تم فتحیاب ہوگے سب نے سہ بارہ سجدہ کیا اور سوار
ہوکر روانہ ہوے برابر بارگاہ نوشیروان کے خیمہ ثمرات برپا ہوا سب گبر آکر حاضر ہوئے عمرو بھی بصورت
مبدل دربار مین داخل ہوا ثمرات نے آواز دی کہ پیادہ سبز پوش جو فلان گوشے مین کھڑا ہی اسے اسیر کرو یہ
عمرو ہی لوگ دوڑے عمرو بھاگا دو بارہ کسی اور صورت سے دربار مین گیا پھر اُسنے آواز دی لیکن عمرو پھر بھاگا
غرض کئی مرتبہ ایسا ہی ہوا جب تو عمرو حیران ہوکر خدمت صاحبقران مین آیا اور تمام کیفیت عرض کی امیر مع
سب سردارون کے حیران ہوئے کہ اتنے مین نقابدارون نے طبل جنگی بجوایا یہان بھی لشکر امیر مین نقارہ
زری پر چوب پڑی رات بھر طرفین سے تیاریان رہین صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے ایک نقابدار نے

جنگاہ مین آکر آواز دی کہ صاحبقران جس بہادر کا لقب ہو اُس سے مقابلہ کرونگا دوسرے سے نہ لڑونگا یہ سُنکر صاحبقران اشقر پر سوار ہوکر نقابدار کے مقابلے مین تشریف لائے پہلے فنون سپہ گری کا امتحان ہوا بعد اُسکے نقابدار دست و گریبان ہوا صاحبقران نے بھی اشقر کو چھوڑ دیا نقابدار بھی گھوڑے سے کود ا بعضے ایک شبانہ روز اور بعضے تین شبانہ روز کا عرصہ کشتی کو لکھتے ہین بعد اسکے امیر نے نقابدار کی کمر مین ہاتھ ڈالکر سر سے بلند کر لیا قریب تھا خرچ دے کر زمین پر مارین کہ لشکر نقابدار سے دو سوار کہ بعہدۂ وزارت مامور تھے دوڑے اور پکار کر کہا اے صاحبقران خبردار زمین پر اس جوان کو نہ پٹکیے گا کہ یہ آپکا بیٹا ہو اور دوسرا نقابدار بھی آپ کا فرزند دلبند ہو یہ دونون ملکہ گلیسوتن قیصر کے بطن سے توام پیدا ہوئے ہین صاحبقران نے بسہولت تمام نقابدار کو زمین پر چھوڑ دیا وہ دوڑ کر قدمون پر گرا اتنے مین دوسرا نقابدار بھی آکر قدمبوس ہوا صاحبقران نے دونون کے سر اپنے سینے سے لگائے پھر یہ سبب نقاب کے نام پوچھا نقابدارون نے عرض کیا کہ ہم مین سے ایک شیرویہ اور دوسرا شیر افگن ہو سبب نقابدار بنے کا یہ ہو کہ ہمنے حضور کی شجاعت و دلیری کی تعریف سنی تھی تو بطور امتحان نقابدار بنکر حاضر ہوئے امیدوار ہین کہ یہ گستاخی معفو فرمائی جائے صاحبقران نہایت مسرور ہوے اور فرمایا کہ بیٹا یہ تمہاری عین دلاوری ہو اُسکو گستاخی نہ سمجھو غرض صاحبقران ان دونون کو لیکر دربار مین تشریف لائے سب سردارون سے ملایا بادشاہ کو نذر دلوائی اور صندلیان ان دونون کے لیے جانب دست چپ بچھوادین اور جشن مین مصروف ہوے اُدھر ثمرات سخن گو نے سکندر کو بلا کر حکم دیا کہ آج شب کو طبل جنگ بجے مین نے تقدیر کر دی کہ کل فتح تمہارے نام ہو سکندر نے طبل بجوایا صاحبقران کو بھی خبر ہوئی فرمایا کہ ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگ بجے غرض لشکر اسلام مین بھی طبل بجا تمام شب دونون لشکرون مین تیاری جنگ رہی صبح کو میدان مین طرفین سے صف آرائی ہونے لگی نقیب نقابت کر کے نکل گئے لشکر سکندر سے پرتاش عاد نجا سکندر کا وعدہ گاہ مصاف مین آکر مبارز طلب ہوا ثمرات سخن گو کا تخت درمیان تخت سکندر و نوشیروان کے چار ہاتھیون پر بندھا ہوا ہو کرب دلاور صاحبقران سے مرخص ہوکر میدان مین آیا پرتاش نے نہیب دی کہ اے جوان اپنا نام بتا کہ میرے ہاتھ سے بے نشان نہ مارا جائے کرب نے جواب دیا کہ بہادرون کا نام اظہر من الشمس ہو تیرے بتانے کی ہمین ضرورت نہین اور تو کیا سگ ناپاک ہو جو شیر تیرے ہاتھ سے مارے جائینگے یہ سنکر اُسکو غیظ آیا اور دوڑ کر کرب کے نیزہ مارا کرب نے نیزے کو نیزے پر روک کے ایک او چھڑ برچھی کی ڈانڈے دی قریب تھا کہ اوندھے منھ گھوڑے سے گرے کہ یکایک تعام کر تھم گیا مگر گھوڑا اُسکا بھاگا ہرچند اُسنے باگ کو جھٹکے دیے مگر وہ نہ رکا اور جا کر زیر تخت ثمرات ٹھہرا یہان لشکر اسلام مین ایک قہقہہ پڑا پرتاش نہایت خجل ہوا اور کہا یا خداوند یہ کون سی تقدیر تھی ثمرات نے جواب دیا کہ تو میرا بندۂ خاص الخاص ہو اُسوقت تو اس دلیری کے ساتھ لڑ رہا تھا کہ بے ساختہ مجھے پیار آیا مین نے تقدیر اُلٹ دی کہ تو تھوڑی دیر میرے تخت کے نیچے آکر ٹھہرے پرتاس نے جواب دیا یا خداوند یہ کون سا پیار ہو کہ مین سر میدان ذلیل ہوا ثمرات نے کہا ہین خموش باش دم مدار در تقدیر من اعتراض مکنی یہ چپ ہو رہا بعد تھوڑی دیر کے پرتاش نے کہا اے خداوند اب مجھے اجازت ہو کہ جا کر مقابلہ حریف سے کرون اُسنے جواب دیا ابھی تقدیر سیدھی نہین ہوئی ادھر کرب غازی نعرے کر رہا ہو دمبدم مبارز طلب کر رہا ہو ثمرات اُسے رخصت نہین دیتا بعد کئی ساعت کے کہا کہ اچھا جا مقابلہ حریف مین پرتاش نے گھوڑے کو مہمیز کی وہ ایسا خائف ہوا تھا کہ تھوڑی دور تو آیا جب سامنا کرب غازی کا ہوا پھر اُسے لیکر بھاگا اُسنے مارے جھٹکون کے اپنے گھوڑے کے کلے پھاڑ ڈالے مگر وہ نہ ٹھہرا اور پھر جا کر اُسی مقام پر قیام کیا پھر اُسی طرح لشکر اسلام مین قہقہہ پڑا اور پرتاش ایسا شرمندہ ہوا کہ قریب

تھا اپنے پیٹ مین خنجر مارے ثمرات نے آواز دی کہ ای پرتاش تو تو میرا بندۂ خاص ہی کیون کبیدہ خاطر ہوتا ہی یہ عین
محبت ہی کہ مین نے تجھے دوبار بلایا خیر ایکی سجدہ کرکے دوسرے گھوڑے پر سوار ہو کہ یہ مرکب کوفتی ہوگیا ہی نقطۂ کوفتی پر خواجہ
بزرجمہر کو بہت ہنسی آئی مگر بخوف سکندر خموش رہے غرض دوسرے گھوڑے پر سوار ہو کر میدان مین آیا جھلایا ہوا
اور کھسیانا تو تھا ہی آتے ہی برس پڑا کرب غازی نے اُسکے وار روتے رہکتے ایک ہاتھ خنجر کا جو مارا کمر تک اُترا سکندر نے
یہ دیکھکر جنگ مغلوبہ کا حکم دیدیا تمام عادی دوڑ پڑے ادھر سے بھی بہادران اسلام نعرے کرکے شیر صفت آن روبہون
مین درآئے ہزارون کافرون کو قعر جہنم مین پہونچایا بحکم ثمرات سکندر نے طبل بازگشت بجوادیا دونون لشکر اپنی اپنی
آرامگاہ مین آئے سکندر نے پیش ثمرات بہت جزع فزع کی اور کہا کہ جس روز سے مین نے اندلس کو چھوڑا
نا اندیدم راحت نہ پائی ثمرات نے جواب دیا دم مدار ببین کہ برائے مسلمانان چگونہ تقدیر ہا سازیم سکندر نے پھر
سجدہ کیا بعضے اُستادون کے نزدیک پرتاش جہنم واصل ابھی نہیں ہوا فقط ایک زخم کاری شانے پر کھایا سکندر
نے جنگ مغلوبہ کا حکم دیدیا تھا خیر یہ تو جملۂ معترضہ تھا آمدیم بر سر مطلب کہ بعد طبل بازگشت بجنے کے علی الصباح عمرو بن
حمزہ یونانی شکار کو گیا کچھ لوگ ہمراہ تھے کہ ایک آہو زخمی ہو کر بھاگا عمرو بن حمزہ متعاقب ہوا ہمراہی پیچھے رہ گئے ہرن
ایک صحرا مین پہونچ کر کسی قعر مین گر گیا غرضکہ عمرو بن حمزہ کو نہ ملا اُسوقت اُسے تشنگی کی شدت ہوئی اور پانی بھی اس
مقام پر نایاب تھا کہ دور سے ایک منڈھی دکھلائی دی جب قریب آیا تو ایک فقیر کو اُس منڈھی مین بیٹھا دیکھا اُسنے کہا ای درویش
یہان کہین کنوان ہی اُسنے جواب دیا بابا کنوان کہان اگر تجھے پانی کی اس جنگل مین خواہش ہی تو شبانہ روز کنوین جھانکتا رہیگا مگر
پانی نہ پائیگا لیکن تشنگی فرو ہونے کی ایک سبیل ہی اگر تو انکار نہ کرے تو بیان کرون اُسنے کہا للہ بیان کیجیے وہ کیا ہی اُسنے
ایک حب نبات اپنی جھولی سے نکال کر دی کہ اسے کھالے پیاس جائیگی تو نہین مگر اتنا ضرور ہوگا کہ تین حصے پیاس جاتی
رہیگی ایک حصہ باقی رہیگی عمرو بن حمزہ نے بے عذر وہ حب کھالی فی الحقیقت تین حصے کیسے سات حصے پیاس جاتی رہی ایک
حصہ باقی رہی اُسنے کہا ای درویش مجھے اسوقت نیند کا غلبہ ہی لہذا دو ساعت مین سوتا ہون بعد اسکے مجھے بیدار کرنا مین
تجھے خدمت صاحبقران مین اپنے ہمراہ لیجاؤنگا زر و مال بیقیاس دلواؤنگا یہ کہکر ایک پتھر کی چٹان پر عمرو بن حمزہ دراز
ہوا اور سو گیا وہ فقیر عیار گلیم گوش تھا بعجلت تمام اُسنے اُٹھکر اسے بیہوش کیا اور گلیم عیاری مین باندھکر اپنے اُردو کی
طرف متوجہ ہوا اُسوقت پشتارہ لیکر پہونچا کہ عمرو بھی بہ شکل مبدل دربار سکندر مین موجود تھا اُسنے جو گلیم گوش کو پشتارہ
بدوش دیکھا ہوش جلتے رہے اور کہا کہ خدا خیر کرے دیکھیے پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہی یہ ملعون کس سردار کو
پکڑ کر لایا ہی کہ اُسنے سکندر کو مجرا کرکے پشتارہ اُسکے سامنے کھولا اور کہا کہ عمرو بن حمزہ یونانی کو لایا ہون اسکے
بارے مین کیا حکم ہوتا ہی اُسنے جواب دیا کہ اسے مسلسل و مطوق کرکے ہوشیار کر اُسنے فتیلہ رفع بیہوشی دیا عمرو بن
حمزہ نے آنکھ کھولی اپنے تئین گرفتار دربار نوشیروان مین پایا بہ آواز بلند کہا کہ سلام بران کس باد کہ خدا را واحد داند
و خود را بندہ اش گرداند خواجہ بزرجمہر نے جواب دیا سکندر نے کہا کہ سرداران حمزہ بڑے زبردست اور بہادر ہین
کہ اپنی جان کا مطلق خوف نہین کرتے مرنے سے نہین ڈرتے بختک نے کہا ای شہریار یہ پسر حمزہ ہی اور بڑا منجلا ہی
اُسنے بڑے بڑے کارہائے نمایان کیے ہین سکندر نے کہا ای عرب زادے ثمرات سخن گو کو سجدہ کر عمرو بن حمزہ نے
جواب دیا کہ ثمرات پر اور اُسکے پرستارون پر لعنت سکندر نے کہا اب سامنے خداوند کے لیجاؤ اُسکے جمال باکمال کو دیکھکر
ضرور یہ سجدہ کریگا بختک نے کہا ای شہریار یہ سخت گمراہ ہی ہرگز سجدہ نہ کریگا میرے نزدیک یہ قابل گردن زدنی ہی ابھی
اسے قتل کرنا چاہیے سکندر نے کہا ای بختک معلوم ہوا تو بھی مرتد ہی جمال خداوندی کا قائل نہین یہ چپ ہو رہا لوگ عمرو بن حمزہ کو

سامنے ثمرات کے لیگئے اُسنے دیکھتے ہی آواز دی ای بیٹے حمزہ کے ای عمرو مجھے جلد سجدہ کر ابھی مین تجھے خلعت
صاحبقرانی عنایت کرون عمرو بن حمزہ نے کہا لعنت ہو تجھپر اور تیرے سجدہ کرنیوالے پر اُسنے بہ غیظ و غضب تمام
قطعی حکم لگادیا کہ ابھی میرے سامنے اسکی گردن مار خواجہ صاحب یعنے خواجہ عمرو کے حواس مثل طوطے کے اُڑگئے اور
اُردوے امیر کیجانب بھاگے چند ہی قدم گئے تھے کہ علمشاہ سے ملاقات ہوئی رستم نے پوچھا ای خواجہ خیر باشد عمرو نے کہا
خیر کہان نری شر ہی شر ہی جلد چلیے نہین تو عمرو بن حمزہ یونانی قتل ہوا چاہتا ہو پھر علمشاہ نے یہ بھی نہ پوچھا کہ کہان
ہو اور کون قتل کرتا ہو گھوڑا اُڑائے ہوے سیدھا ثمرات کی بارگاہ مین آیا دیکھا کہ نطع تیار کرکے عمرو کو بٹھادیا ہو خط گردن
پر جلاد دوے کر تلوار تول رہا ہو اگر ایک ساعت اور یہ نہ پہونچتے تو قتل ہی ہو جاتے بغیر پروانگی جلتے ہی جلاد کو للکارا کہ او
خیرہ سر کیا کرتا ہو وہ ادھر پھرا ہی تھا کہ رستم نے ایک ہاتھ تلوار کا مارا سر اس خود سر کا کٹکر سامنے ثمرات کے گرا ایک ہنگامہ
بارگاہ ثمرات مین برپا ہو گیا غدر مچ گیا عمرو بن حمزہ نے جو رستم کو دیکھا غیرت آگئی جھٹکا مارا قید مثل ریسمان خام کے توڑ لی جلاد
مردہ کی تلوار ہاتھ مین اُٹھا کر کافرون کو مارنا شروع کیا کتنے ہی سرداران نامی تہ تیغ بیدریغ کیے اور صاف دونون بہادر نکلے
ہوئے چلے آئے کسی کی جرأت نہوئی کہ ان شیرون کو روکتا راہ مین ٹوکتا عمرو پہلے ہی اُردوے حمزہ مین آکر سب
کیفیت بہادری ان دونون کی بیان کرچکا تھا صاحبقران نہایت خوش ہوئے تھے کہ یہ دونون دلاور بھی داخل
بارگاہ امیر ہوئے سبکو نہایت خوشی حاصل ہوئی سب کیفیت از اول تا آخر عمرو بن حمزہ نے بیان کی صاحبقران نے صحبت
جشن ترتیب دی یہان تو جشن ہو رہا ہو وہان بڑا بیٹا سکندر کا خلف عاد جو شکار پر گیا تھا اُسی روز واپس آیا جسدن
رستم جاکر عمرو بن حمزہ یونانی کو چھڑا لائے تھے سب کیفیت سُنی اور کہا مجھے افسوس یہ ہو کہ مین اُسوقت لشکر مین کیون
نہوا کہ ان دونون کو مزہ بہادری کا چکھادیتا و دودھ چھٹی کا یاد دلا دیتا اور اپنے باپ سے کہا کہ ابھی میرے نام طبل جنگ
بجے دیکھون تو حمزہ کے لشکر مین کون سا بہادر ہو جو میرے مقابلے کو آتا ہو اور جان سلامت لیجاتا ہو سکندر نے طبل جنگ بجوایا
لشکر صاحبقران مین بھی نقارۂ رزمی گرگرایا صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے سقون نے چھڑکاؤ کیا سپہ سالارون نے
صفین درست کین نقیب لشکر سے نکل کر پکارے ای بہادرو تمھارے لڑنے بھڑنے کے یہی دن ہین نام کرنے کے یہی سن ہین
خوب لڑو رستم کا کام کرو عالم مین نام کرو ایک دن مرنا ضرور ہو قضا سے ہر بشر مجبور ہو کہان رستم کہان ہو دارا کہان ہے
اسفندیار روئین تن کہان ہو سہراب و برزو و گیو و بہمن بہادرون کو پہلوان قضا نے پچھاڑا تمھین چاہیے
وہ کام کرو جس سے باپ دادا کا نام روشن ہو معرف تمھارا ہر مرد و زن ہو یہ ضرور خیال رہے کہ ایک روز ایسا بھی
آئیگا جس دن کوئی نہ بچائیگا عزرائیل تمھارے طائر روح کو قفس تن سے رہا کردینگے اعزہ کے دل غم و الم سے بھر دینگے
کوئی نہ رہا ہو نہ رہیگا دولت کا خیال دل سے دور کرو اگر تمھین یہان دولت میسر بھی آئی تو بہار کی چاندنی ہو جسکو
ثبات نہین سحاب قضا جسوقت تمھارے ماہ روح کو اپنے دامن مین لیگا ۔ پیسہ کام نہ دیگا ۔ انتقال سکندر ہو تہیدستی
ساتھ دولت کسی انسان کے آئی نہ گئی ۔ اور موافق اسی مضمون کے کسی اور شاعر کا قول ہے ۔ مہیا گرچہ سب اسباب ملکی
اور مالی تھے ۔ سکندر جب گیا دنیا سے دونون ہاتھ خالی تھے ۔ البتہ نام رہجاتا ہو ۔ اب نہ رستم نہ سام باقی ہو ۔ ہے
فقط اک نام ہی نام باقی ہو ۔ ای بہادرو حق نمک اپنے مالک کا ادا کرو تاکہ بعد مرگ دنیا مین نام نیک رہے منچلا بن کر لو سپر بن نہ سرخ
سے بھرتو یہ صدائین جو بہادرون کے کانون مین گئین نشۂ جرأت و شجاعت سے جھومنے لگے قبضہ ہائے شمشیر کو چومنے لگے
خلف عاد بن سکندر عاد اپنے لشکر سے نکلکر وعدہ گاہ مصاف مین آیا اور کلمات لاطائل زبان پر لایا کہ مین وہ بہادر ہون
جسکا مثل و نظیر خداوند ثمرات نے دنیا پر پیدا نہین کیا کون مجھسے مقابلہ کرسکتا ہو اس قسم سے یاوہ گوئی کرنے لگا کہ رستم پیلتن کو لشکر تاب

نہی اور امیر سے اجازت لیکر میدان مین آیا پہلے بہت کچھ سمجھایا کہ ای بہادر دین شجاعان اختیار کر دیکھ یہ وہ مذہب ہی جسکا کوئی ناسخ نہ ہوا ہی نہو گا جب اُسنے اسکے جوابات سخت دیے تو علمشاہ نے کہا او گبر سیاہ قلب کور باطن سہ چار انچہ داری زمردی نشان ۂ کمان کیانی و گرز گران ۂ خلف عاد نا خلف نے گرز مارا علمشاہ نے گھوڑے کو رانون مین ملکر ضرب خالی دی وہ مردود گرز کی جھونک مین مرکب پر سے اوندھا زمین پر گرا دونون لشکرون مین قہقہہ پڑا کھسیانا ہوکر وہ ناخلف پھر اُٹھا اور گردن پر سوار ہوا رستم نے برابر اگر نیب دی کہ ہوشیار و خبردار ہو سہ تو ضرب زدی ضرب من نوش کن ۂ ہمہ شادی از دل غم کن ۂ یہ کہکر اب جو گرز مارا عیاذاً باللہ آجتک تو کاسہ سر کے گوشت کی کرچین نہین ملین باوجودیکہ شیاطین ملاعین روز اُس صحرا مین جاکر مشعل چشم غول کی روشنی مین ڈھونڈھتے پھرتے ہین جسم ناپاک اسکا مع گینڈے کے زمین مین دفن ہوگیا یا شاید پامالی کے خوف سے اُس لعین نے اپنی لاش کو چھپایا یہ دیکھکر سکندر کی آنکھون مین زمانہ تیرہ و تار ہوگیا یا مرگ خلف ناخلف اُسکے سر پر سوار ہوگیا لگا نہ یان بکنے غرض کہ حکم دیا کہ ہان جتنی فوج ہماری ہو سب ملکر اسے مار لین خلف کے قاتل کا سر تن سے اُتار لین فوج یہ سُنکر دوڑی علمشاہ مردانہ جنگ رستمانہ کرنے لگا امیر نے جو یہ حالت دیکھی مع اپنے سردارون کے ٹوٹ پڑے اور کافرون کو مثل گوسفندون کے ان شیرون نے پھاڑنا شروع کیا ایک کو دو دو کو چار چار کو آٹھ پانچ سو کو ہزار بنایا بڑا رن پڑا کشتون کے پشتے لاشون کے انبار ہوگئے آخر سکندر نے طبل بازگشت بجوادیا دونون لشکر اپنی اپنی فرودگاہ پر آئے سکندر مع اپنی سپاہ کے سیہ پوش خمخانۂ الم کا جرعہ نوش ہوا نوشیروان و بختک نے بھی بخاطر سکندر سیہ پوشی اختیار کی سب نخل ماتم بنگئے ادھر صاحبقران نے صحبت جشن ترتیب دی سکندر نے بے مغز لاش اپنے خلف ناخلف کی منگا کر عاد عاد پہلوان سے کہا کہ قلعہ جلیک مین لیجا کیونکہ وہان سعد پوتا حمزہ کا قید ہی مین نے اپنے باپ کی خدمت مین اُسے بھیجا تھا نشواد کو ہمراہ کیا تھا مگر بہ مصلحت وہ وہین قید ہی اب تو اپنے ہمراہ اسکو لیکر خدمت ہیکلان عاد بد نہاد مین جا اور سب کیفیت یہان کی بیان کر کے کہنا بہت جلد مدد بھیجیے ورنہ میری بھی یہی نوبت پہونچیگی غرض کہ وہ ہزار جوان لاش خلف کی لیکر روانہ ہوے یہان امیر نے جشن جو کیا اثنائے شرابخواری مین سعد نوجوان کا ذکر آگیا سب سردار رونے لگے عمرو نے کہا آپ سب صاحب عیش و عشرت مین بسر کرین مین جاتا ہون اُس بہادر کو رہا کر لے لاتا ہون یہ کہکر خواجہ صاحب روانہ ہوئے اور دربارگاہ نوشیروان پر بہ شکل دربان کھڑے ہوئے کہ بختک کسی ضرورت سے باہر آیا عمرو نے پکارا ای بختک کہان جاتے ہو دیکھتے ہی اُسکی تو عقل گم ہوگئی گھبرا کر کہا خواجہ سنا خیر تو ہی عمرو نے کہا میرے ساتھ چل بختک نے گڑگڑا کر پوچھا یہ تو فرمایئے کہ میری جان کی خیر ہی یا نہین عمرو نے کہا اگر بے عذر چلیے تو خیر ورنہ شر ہی بختک چپکا کان دبائے عمرو کے ساتھ ہوا ایک گوشہ تنہائی دیکھکر خواجہ عمرو نے خنجر کھینچا اور کہا بختک سچ بتاؤ سلطان سعد کو کیا کیا اُسنے کہا خواجہ وہ قلعۂ جلیک کوہ مین قید ہی عمرو نے کہا ای بختک اگر تو نے مجھسے جھوٹھ کہا تو یقین ہی کہ پھر تیرے استخوان بھی کسیکو نہ ملینگے ایسے مقام پر تجھے لیجا کر قتل کرونگا بختک نے جواب دیا کہ ای خواجہ قسم ہی اُسی خوف کی کہ جو آپکی طرف سے میرے دلمین سمایا ہی جو مین نے عرض کیا اسمین سر مو فرق نہین بلکہ اب عاد عاد بھی قلعۂ جلیک کوہ مین لاش خلف کی لیکر گیا ہی اُسوقت خواجہ نے قلم دوات اور کاغذ زنبیل سے نکال کر بختک کے آگے رکھدیا اور کہا لے جلد تمسک لکھ بختک نے بخوف جان قلم ہاتھ مین لیا اور کہا فرمایئے کیا لکھون عمرو نے کہا لکھ بسم اللہ الرحمن الرحیم غرض ازین سطور آنکہ منکہ وزارت پناہ کاتب الحروف خواجہ بختک بن رحمت پناہ الفقش ام مبلغ پانصد تومان از مفلس بیچارہ عمرو بن اُمیہ

ضمری قرض گرفتہ در تحت وتصرف خود آوردہ اقرار میکنم ونوشتہ میدہم کہ عند المطالبہ ادا نمایم ولعذر موقوف ندارم تحریر بتاریخ بست وپنجم شہر جمادی الاول سنہ عام الفیل اور حاشیہ پر گواہ شد لکھے نیچے لفظ خدا الکدے العبد کے نیچے اپنا نام لکھوا اُسنے یہ مجبوری سب لکھا خواجہ نے اُس تحریر کو زنبیل مین داخل کیا اور اُسے چھوڑ دیا بعدہ خود بھی بارگاہ امیر مین آیا اور کہا ای امیر سعد نوجوان قلعۂ جلیک کوہ مین قید ہی اور فوج بیکران اُسکی حفاظت کے واسطے مقرر ہی صاحبقران کو بہت مسرت حاصل ہوئی کہ زندہ تو ہی اور فرمایا کہ ایک بہادر جا کر اُسے رہا کرلائے کرب مجر اکر کے اٹھا اور عرض کیا کہ یہ کام غلام سے متعلق ہی امیر نے رخصت کیا لیکن علمشاہ کو سخت ناگوار گذرا کہ یہ ایک ادنی آدمی کا لڑکا ہو اور ہم لوگون پر سبقت لیے جاتا ہو آئے تو سہی ایسی سزا دون کہ تمام عمر یاد رہے یہ سوچ کر اُٹھا اور اپنے خیمے مین آیا ادھر کرب غازی مع تیس ہزار سوارون کے قلعۂ جلیک کی طرف روانہ ہوا اور پردۂ شب مین تنہا چلا علمشاہ بھی اُسکا متعاقب ہوا لیکن بسبب نابلدی کے علمشاہ تو راہ گم کر کے کسی اور طرف چلا گیا اور کرب دو منزلہ کرتا ہوا ارعاد کے قریب پہونچ گیا اُسکے ہمراہیون نے کہا ای پہلوان تمہارے تعاقب مین فوج آتی ہو آثار تو لشکریان حمزہ کے سے پائے جاتے ہین وہ ٹھہر گیا اتنے مین کرب نے مقابل پہونچکر نعرہ کیا کہ باش اوگبر کے میگذارم کہ از دست من سلامت روے اُسنے کہا کہ یہ وہ وقت نہین کہ مثل دزدون کے اُنیس بار لشکر سکندر پر شبخون مارا اب بالمشافہہ بہادرون سے سامنا ہی یہ کہکر دوڑا جب قریب پہونچا گرز گران سنگ مارا کرب نے خنجر کھینچکر اُسکی کلائی کی طرف بلند کیا اور اپنے منھ کو چُرا کر پہلو مین آیا گرز اُسکا خالی گیا مگر پنجہ سے گرز اور پنجہ اُسکا کلائی سے جدا ہو کر زمین پر گرا اُسنے بائین ہاتھ سے تلوار کرب پر ماری اُسنے خالی دیکر ایک ہاتھ تیغۂ کرنبوس کا جو مارا مع گھوڑے کے چار پرکالے ارعاد کے ہوگئے جو لوگ اسکے ہمراہی تھے لشکریان کرب نے سبکو مثل ردیا ہون کے پامال کر ڈالا ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑا اور کرب پھر آگے روانہ ہوا جب قلعہ جلیک کے پاس پہونچا تو دیکھا کہ نشواد بد نہاد نے قلعے کا انتظام بخوبی کرلیا ہو خندق کو بھی پر آب کیا ہو کرب نے چاہا کہ قلعے پر یلغار کردے مگر ممکن نہوا کیونکہ قلعہ نہایت مستحکم تھا کرب نے اپنے ہمراہیون کو سخت تاکید کی کہ ہوشیار رہنا مبادا نشواد رات کو پوشیدہ قید سے سعد کو لیکر نکل جائے تو بڑی قباحت ہوگی اول تو محنت تمام رائگان ہوگی دوسرے پھر اُسکے تجسس مین بڑی کوشش کرنا پڑیگی یہ تو اسی فکر مین ہین ادھر رستم راستہ بھول کر ایک صحراے ہول خیز و وحشت انگیز مین پہونچ گیا اور رات بھی ہوگئی بہت پریشان ہوا اور دست نیاز بدرگاہ بے نیاز بلند کر کے بالحاح وزاری دعا مانگنے لگا کہ ای کس بے کسان دیاری دہ راہ گم کردگان مجھے راہ سے لگا جب دعا ختم ہوئی چارون طرف دیکھنے لگا سامنے سے ایک سیاہی دکھائی دی دلمین کہا خدا خیر کرے یہ کونسی آفت ہی شاید آندھی آئی ہو مگر جب وہ تیرگی وہین قائم رہی تو علمشاہ نے کہا کہ یہ کوئی پہاڑ ہی خدا ایسا کرے قلعۂ جلیک یہی ہو مین سعد کو رہا کر کے چلا جاؤن جب وہ عادی بچہ آئے نادم وخجل ہو غرض صبح تک جاگا کیا جب آفتاب عالمتاب نے دریچۂ مغرب سے سر نکالا تو وہ سیاہی ثابت ہوئی اب دیکھا کہ ایک پشتہ ہی رستم اُسکے اوپر چڑھگیا دیکھا کہ ایک لشکر گران پشتے کے نیچے اُترا ہوا ہی علمشاہ نے جا کر کسی سے پوچھا یہ فوج دریا موج کسکی یہان اُتری ہی اُسنے جواب دیا کہ یہ لشکر حلب سے جانب بصرہ بمدد نوشیروان جاتا ہی مالک اسکا طومان حلبی ہی فوراً رستم در خیمۂ طومان پر آیا اور اندر جانا چاہا لوگون نے پوچھا ای بہادر تو کون ہی کہ بغیر پروانگی اندر جانے کا ارادہ رکھتا ہی رستم نے جواب دیا کہ مین نوشیروان کے پاس سے

آتا ہون اور ایسی ضرورت ہی کہ پروانگی کا انتظار نہین کرسکتا یہ کہکر خیمے کے اندر در آیا دیکھا کہ ایک پہلوان مسند پر بیٹھا
ہی بہ آواز علمشاہ نے کہا سلام میرا اُسپر ہی جو خدا کو واحد جانے طومان نے کہا اُو بے ادب تو کون ہی جو بے حکم
ہمارے خیمے مین چلا آیا اور کلمات خلاف قیاس زبان سے نکالتا ہی کیسا خداے واحد یہ کہکر تلوار جو آگے رکھی
تھی اُٹھاکے رستم پر دوڑا جیسے ہی قریب آیا علمشاہ نے مع تلوار کے ہاتھ اُسکا پکڑ لیا اور دوسرے ہاتھ سے
تلوار چھین لی وہ دیو کی صورت جھٹ گیا رستم نے بدقت اُسے اپنے سے جدا کیا اور دونون بغلون مین ہاتھ
ڈالکر مثل طفل سہ سالہ کے سر سے بلند کیا اور کہا بگو خدا واحد ست ورنہ بر زمین میزنمت کہ استخوانہاے تو ریزہ ریزہ
میشوند اُسنے کہا اے بہادر مین مسلمان ہوا علمشاہ نے بسہولیت اُسے چھوڑ دیا وہ از سر صدق مسلمان ہوا اور کہا کہ آپ
اپنے نام نامی سے بھی اطلاع دیجیے رستم نے کہا میرا نام علمشاہ بن حمزہ ہی وہ نہایت خوش ہوا کہ مین اگر زیر ہوا تو
ایسے بہادر سے کہ جسکی شہرت چار سو ہی اور سامان دعوت مُہیّا کیا کئی دن تک اُسی صحرا مین خیمہ رہا پھر رستم سے
پوچھا کہ اب کدھر تشریف لیجلیے گا رستم نے کہا قلعۂ جلیک کا قصد ہی تم جاؤ لشکر صاحبقران مین بلکہ میرے حال سے
بھی سبکو مطلع کر دینا کہ شکارگاہ مین مجھسے ملاقات ہوئی تھی اُسنے جواب دیا اے شہریار آپ کے قدمون سے جدا نہونگا
جب آپ قلعۂ جلیک سے مراجعت فرمائینگے مین بھی ہمراہ رکاب چلونگا یہ کہکر قلعۂ جلیک کو کوچ کر دیا سات منزل
راہ طے کی تھی کہ سامنے ایک قلعہ دکھائی دیا جب قریب اُس قلعے کے لشکر طومان کا پہونچا دیکھا کہ در قلعہ پر چار درخت
ہین اور ایک نخل مین کمند لٹکی ہی اُسمین ایک ہرن کا گلا پھنسا ہوا ہی یہ دیکھکر طومان بیچین ہوگیا اور کہا اے شہریار
اگر امر عالی ہو تو اس آہو کو کمند قضا سے رہا کر دون رستم نے کہا بسم اللہ کر دو یہ تو کار خیر ہی غرض اجازت لیکر طومان
قریب اُس درخت کے آیا گھوڑے سے اُتر کر چاہا کہ ہرن کو رہا کرے یکبار اُس آہو نے جست کی اور زمین پر لوٹ
کے دیو مہیب کی صورت بنکر دوڑا اگر طومان جلبی کی زنجیر کمر مین ہاتھ ڈالکر اونچا کرکے قلعے مین پھینک دیا رستم
یہ تماشا دیکھکر حیران ہوا اب جو دیکھا تو پھر وہ ہرن بدستور لٹک رہا ہی علمشاہ نے اپنے دلمین خیال کیا کہ یہ کوئی
طلسم ہی اُسی جگہ خیمہ زن ہوا اور سجادہ بچھاکر مصروف عبادت ہوا بعد نصف شب کے غفلت آگئی دیکھا کہ در بچۂ
فلک کھل کر ایک تخت مرصع نمودار ہوا اُسپر ایک شخص ضعیف نورانی صورت متمکن ہی جب تخت زمین پر آکر
قائم ہوا تو علمشاہ نے پہچانا کہ حضرت ابراہیم علی نبینا وآلہ وعلیہ السلام ہین اُٹھکر سلام کیا اور گرد پھرا اُنھون نے
فرمایا اے فرزند کیا قصد ہی رستم نے عرض کی کہ یہ طلسم کسکا ترتیب دیا ہوا ہی فرمایا حکیم فیلقوس نے اُسکو بنایا تھا
اور چار ہزار صندوق اُسمین رکھے ہین اگر ارادہ اسکے فتح کرنے کا ہی تو صبح کو دست راست اس قلعے سے جانا زیر
درخت ایک پارۂ سنگ موسیٰ زمین مین نصب ہی اور کمندون مین اُسے باندھکر درخت کی شاخون مین سے
کمندون کے اُلجھا دیے ہین چاہیے کہ بالاے نخل جاکر بقوت تمام کمند پکڑ کر پتھر کو زمین سے اُٹھانا اُسکے نیچے ایک
نقب ہوگی بے وسوسہ نقب کے اندر جانا ایک قصر وسیع ملیگا اُسمین صندوق آہنی رکھا پاؤگے صندوق کو کھولکر لوح
دستیاب کرنا پھر موافق حکم لوح کے عمل مین لانا علمشاہ نے عرض کیا کہ فتاحی اس طلسم کے کیا میرے نام نہین ہی
جو آپ نے ارشاد فرمایا کہ اگر ارادہ اسکے فتح کرنے کا ہی تو ایسا کر کوئی اور بھی اسکا فتاح ہی آن بزرگ نے فرمایا یہ امر نہین
ہی بلکہ تم اور ہی ارادے سے جاتے ہو اور اپنی خواہش بھی تمنے یہ نہ ظاہر کی کہ مین فتح کرونگا اُسکو اسوجہ سے مین نے
یہ کہا ورنہ سواے تمھارے اسکا شکنندہ کوئی نہین جب تو علمشاہ کو ایسی مسرت حاصل ہوئی کہ مارے خوشی کے
جامے مین پھولے نہ سماتا تھا اتنے مین آنکھ کھل گئی تو دیکھا کہ وقت نماز قریب ہی پھر اُٹھکر وضو کیا اور دو رکعت نماز شکر ادا کرکے

نماز صبح پڑھی باہر آکر طومان کے سپہ سالار کو بلایا جب وہ آیا تو کہا کہ بھائی تمھارا مالک اور ہمارا دوست اس طلسم مین قید ہی
لہذا اب ہم اُسکی رہائی کی فکر مین جاتے ہین ہمارے آنے تک تم یہان سے نہ جانا اُسنے عرض کیا اے شہریار عالی وقار
جبتک وہ جیتا تھا ہملوگ اُسکے تابعدار تھے اور جس روز سے وہ طلسم مین جاکر مردہ ہوگیا آپ کے مطیع ہوئے اگرچہ
قبل بھی آپ کے تابعدار تھے مگر اب پورے طور سے مسلمان بھی ہوئے اور آپ کا حلقۂ غلامی کان مین ڈالا غرض
رستم رخصت ہوا اور جب ہدایت پیر مرد کے جاکر لوح حاصل کی دیکھا تو لکھا تھا کہ طلسم کشا جو اسم کہ پیشانی لوح پر لکھا
ہو اُسے پڑھ پھر لوح کو دیکھنا علمشاہ نے اُس اسم کو پڑھا ہوا ے تند ایسی چلی کہ قریب تھا رستم مثل کاغذ بادی کے بالاے
ہوا بلند ہوجائے بعد کئی ساعت کے علمشاہ نے اپنے تیئن ایک صحرا مین پایا اور ہوا بھی موقوف ہوگئی دیکھا تو چار
جانور مہیب بہ شکل عجیب آکر سامنے رستم کے بیٹھ گئے جنکے سر ہاتھی کے اور دھڑ اونٹ کے پانون شیر کے تھے اور ایک جانور
کے پیر مین زنجیر طلائی پڑی ہو مگر چارون کے شانون پہ پر بھی ہین لوح کو دیکھا لکھا تھا اے شخص زنجیر کو ہاتھ سے خوب
مستحکم تھام کے نعرہ کر اُسنے ایسا ہی کیا وہ چارون جانور اُڑے اور جاکر کسی صحراے سبز و خرم مین زمین پر اُترے
علمشاہ نے زنجیر کو ہاتھ سے چھوڑ دیا چارون اُڑ گئے اب جو دیکھا تو دور سواد شہر نمایان ہو علمشاہ جاکر شہر مین پہونچا
چارون طرف سیر کرنے لگا جب ایک بازار مین گذر ہوا کہ وہ تمام شہر سے زیادہ خوش و آباد تھا تو دیکھا کہ ایک
قصر مین طومان حلبی ساتھ ایک نازنین مہ جبین کے مصروف مباشرت ہو علمشاہ کو سخت ناگوار گذرا اور تلوار پکڑ کر
اُس مکان مین گھس گیا کسی نے نہ روکا مگر طومان نے رستم کو دیکھا مع اُس نازنین کے اپنے تیئن سڑک پر گرا دیا
یہ بھی ساتھ ہی کودا تمام مردان بازار ہر چہار جانب سے دوڑے اور رستم کو گھیر لیا اُسنے تلوار کھینچ کر لڑنا شروع کیا
جاتنک وہ لوگ قتل ہوتے تھے زیادہ ہی ہوتے جاتے تھے جب تو علمشاہ نے پھر لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ اس شہر مین
جو تیر اشنا سا ہو اُسکی داہنی آنکھ پر تیر مار پھر لوح کو دیکھ علمشاہ نے چارون طرف ڈھونڈھنا شروع کیا اور لڑتا بھی
جاتا ہو دیکھا کہ بیچ راہ مین طومان اُس نازنین سے جماع کر رہا ہو رستم نے تیر کمان مین پیوستہ کیا اور آواز سے کہا
او بے ادب یہ کیا بیحیائی ہو جیسے ہی اُسنے سر اُٹھا کر رستم کی طرف دیکھا تیر کمان سے رہا ہوکر چشم راست
طومان مین ترازو ہوا پھر وہی ہوا چلی اور بعد تھوڑی دیر کے اپنے تیئن ایک باغ شاداب مین پایا مگر وہان
بھی طومان کسی ماہرو سے مصروف بوس و کنار تھا رستم تلوار کھینچکر دوڑا طومان بھاگا کئی ہزار حبشی چارون طرف
سے آکر جمع ہوگئے اور علمشاہ پر حملے کرنے لگے اُسنے بھی قتل کرنا شروع کیا بطور اول زیادتی ہوتی جاتی تھی کہ علمشاہ
نے لوح کو پھر دیکھا لکھا پایا کہ جو شخص تنہا سا اس باغ مین ملے اُسے قتل کر اور اگر یہ نہو سکیگا تو ضرور حبشیون مین
گھر جائیگا اُسوقت یہ چاہیے کہ ان سب مین ایک زنگی مہیب ہو اور اُسکی پیشانی پر خال سفید ہو تاک کر تیر اُس
تل پر مار پھر قدرت خالق کا تماشا دیکھ پس علمشاہ نے لڑتے لڑتے اپنے تیئن بالکل دیوار سے ملا دیا اور پشت
بدیوار ہوکر اُسنے زنگی ابیض خال کی پیشانی پر تیر مارا آندھی آئی تاریکی چھا گئی دار و گیر کا شور بلند ہوا اور آواز
آئی کشتی مرا کہ نامم من عرصر جادو بود ومن کوتوال طلسم بودم جب تاریکی دور ہوئی رستم نے اپنے تیئن دربارگاہ پر
استادہ پایا لوح کو معائنہ کیا لکھا تھا کہ اندر بارگاہ کے جا اور بادشاہ جو مسند پر بیٹھا ہو پہلے اُسے مار پھر ایک حبشی اُسکی لاش
کی تلاش مین دیگا اُسکو بھی تہ تیغ کر علمشاہ بارگاہ کے اندر آیا ایک شخص کو دیکھا کہ تخت مرصع نگار پر مسند پر زر بچھی اُسپر
ایک گاؤ رکھا ہو اور وہ شخص گاؤ سے تکیہ لگائے بیٹھا ہو بسرعت تمام رستم جست کرکے برابر تخت کے پہونچا جب تک وہ
کچھ پوچھے اُسنے تلوار کھینچکر ایک ہاتھ مارا کہ سر اُسکا کٹکر فرش پر گرا اُسکے پہلو سے ایک حبشی نکلا اور جھککر لاش کو اُٹھانے لگا علمشاہ نے

ایک ہاتھ اُسکی کمر پر بھی مارا کہ وہ دیسہ روشل خیار تر کے دو ہو گیا اندھیرا ہوا شور وغل مچا جب تاریکی دور ہوئی تو پہلوے لاش بادشاہ مین ایک نقب نمایان ہوئی علمشاہ بحسب حکم لوح نقب مین در آیا پھر اپنے تئین ایک باغ مین دیکھا نہرین اور حوض لبریز درختون مین پھل بہ شکل سر آدمی لٹکتے تھے اور زیر درخت جانور شیر صورت بیٹھے تھے اُسے دیکھکر سب جانور چیخنے لگے اور پانی اُبلنے لگا سامنے سے ایک نازنین نمایان ہوئی کہ صدہا غول صحرائی گرد حلقہ کیے ہوئے تھے علمشاہ نے دوڑ کر دو غولون کے سر آپس مین ٹکرا دیے سب جانور اور غول ہمراہی نازنین حملہ آور ہوئے پانی بھی طغیانی پر آیا علمشاہ لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ جس طرح ممکن ہو اپنے تئین چالیس قدم سمت دست راست پہونچا دے علمشاہ نے اپنے تئین بہزار خرابی چالیس قدم دست راست کی طرف پہونچایا دیکھا ایک کنوان ہو کہ دھوان اسمین سے نکل رہا ہو پھر لوح کو دیکھا اور حسب ہدایت لوح اپنے تئین اُس چاہ مین گرا دیا بعد کئی ساعت کے پانون زمین پر پہونچے دیکھا کہ ایک شخص بہ شکل عجیب بیٹھا ہو اور اُسکی پیشانی سے قطرے پسینے کے ٹپک رہے ہین جو بوند گرتی ہو ایک دریا ہو کر بیرون چاہ جست کرتا ہو جب وہ ہنس دیتا ہو بجلیان چمکنے لگتی ہین اور جب وہ سانس لیتا ہو تو دھوان نتھنون سے نکلتا ہو جب اُسنے لوح کو دیکھا لوح نے حکم دیا کہ اسے قتل کر ڈال علمشاہ نے دوڑ کر تلوار ماری کہ اسر اُس خیرہ سر کا کٹ گیا صداے شور و غوغا بلند ہوئی رستم سر بزانو ایک طرف بیٹھ رہا جب صداے دار و گیر موقوف ہوئی علمشاہ نے سر اُٹھایا اپنے تئین مع جلوس کے ایک قلعے مین پایا کہ جسمین صدہا مکان رفیع الشان بنے تھے اور جواہرات سے بھرے تھے کچھ لوگ بیرون قلعہ تھے وہ بھی آئے اور تمام اسباب مکانون سے نکال کر سامنے علمشاہ کے لائے جب رستم کو تحقیق ہوا کہ طلسم باطل ہوا بہت خوش ہو کر حصے عمرو و امیر و بادشاہ اسلام اور دیگر سردارون کے الگ کیے باقی اپنی فوج پر تقسیم کر کے طومان کو تلاش کیا وہ طلسم باطل ہوتے ہی فوج مین داخل ہو گیا تھا مگر بہ سبب کثافت لباس نئے صورت تبدیل ہو گئی تھی کسی نے پہچانا نہ تھا طومان نے آکر علمشاہ کو مجرا کیا اور تمام صعوبتین طلسم کی بیان کین غرض بعد اطمینان کے پھر علمشاہ عازم قلعۂ جلیک کوہ ہوئے اب حال کرب کا بیان ہوتا ہو کہ دو مہینے تک کرب غازی قلعے کو محصور کیے رہا لیکن فتح نہ کر سکا جب تو سخت متردد و پریشان ہوا کہ یارالٰہا کیا تدبیر کرون کہ قلعہ فتح ہو اگر یونہین واپس جاؤن تو امیر اور دیگر سردارون کو کیا منہ دکھلاؤنگا یہان جس روز علمشاہ شب کو غائب ہوئے تھے امیر نے قیاس کیا کہ مقابلہ کرب کی غرض سے گیا ہو گھبرا کر فرمایا کہ کوئی بہادر جائے اور دونون کو لڑنے سے باز رکھے عمرو بن حمزۂ یونانی یہ سنکر اُٹھا اور دست ادب بستہ عرض کی کہ یہ کام غلام سے متعلق ہو امیر نے مع بارہ ہزار سوار کے رخصت دی اور عمرو پہلے ہی سے چلدیا جا کر قلعۂ جلیک پر پہونچا اور کرب سے احوال رستم کا پوچھا اُسنے محض لاعلمی ظاہر کی عمرو نے کہا کہ خوب ہوا جو سامنا نہوا کرب نے کہا اے شاہ عیاران مین تو خدا سے چاہتا ہون کہ ایک مرتبہ میرے اور اُسکے مقابلہ ہو جائے وہان مین بلحاظ امیر کے طرح دیتا ہون عمرو نے کہا بیٹا اب کب تک یہان پڑے رہوگے کرب نے کہا اے پدر بزرگوار کیا کرون عجب مستحکم قلعہ ہو جسکے فتح کرنے کی کوئی سبیل ذہن مین نہین آتی عمرو نے دیکھا کہ دو پہاڑ برابر ہین اُنکے درمیان مین قلعہ تعمیر ہو فورًا ایک پہاڑ پر چڑھ گیا دیکھا ایک صحراے لق و دق کر اور وہی راستہ قلعے کا ہو آکر کرب سے بیان کیا اُسنے بھی ساتھ عمرو کے جا کر وہ راہ دیکھ کر عمرو سے کہا کہ مین کودتا ہون ہر چند عمرو مانع ہوا مگر کرب نے نہ مانا اور کہا اے خواجہ اگر راہ صحرا سے قصد کرون تو کئی مہینے کے بعد قلعہ تک پہونچون اس سے بہتر یہ ہو کہ یہین سے کودون یہ کہکر جست کی عمرو کانپ گیا اور کہا کہ یہ دیوانہ اپنی جان کا مطلق خوف نہین کرتا یقین تو ہو کہ تموج ہوا سے راہ مین روح جسم سے پرواز کر جائے اور اگر ایسا نہوا تو زمین پر گر کر ہڈیان

ریزہ ریزہ ہو جائیگی مگر چونکہ فضل الٰہی شامل تھا جس مقام پر کرب غازی کودا ہو وہان پر سرگین اسپان قلعہ کا انبار تھا
کسی عضو بدن کو مطلق آسیب نہ پہونچا جب تو عمرو نے بھی پھر جست کرکے اپنے تئین برابر کرب کے پہونچایا اور کہا کہ بیٹا ہم تم
دو آدمی ہین اور قلعہ مین تیس ہزار سے کم نہین آیا ہو سکتا ہو کہ دو آدمی تیس ہزار پر فتحمند ہون کرب نے کہا آپ فقط اتنا
دریافت فرمائین کہ نشواد کہان ہو اور سعد بہادر کس مقام پر قید ہو عمرو کرب کو لیکر حمام قلعہ مین آیا وہان کسی کو نہ پایا عمرو
حمام مین پہونچا دیکھا کہ ایک بڈھا بھٹی روشن کر رہا ہو عمرو نے کہا ای بڈھے فرودگاہ نشواد کہان ہو بتا دے بلکہ ساتھ
چلکر بتا دے تاکہ اُسے مار کر تجھے اس قلعہ کا حاکم کرون بڈھے نے کہا تو کون ہو اُسنے کہا منم عمرو بن امیہ ضمری اور
یہ جوان حمزہ ہو بڈھے نے کہا ای خواجہ اگر حمزہ اقرار اس امر کا کرے کہ ہم تمھین حکومت اس قلعے کی دینگے تو مین چلتا ہون
کرب نے بعوض امیر کے اقرار کیا وہ گلخن افروز حمامی ہمراہ عمرو و کرب کے آیا اور نشواد کا مقام سکونت بتا دیا دیکھا
کہ دروازہ بند ہو کرب در کو اُکھاڑ کر اندر آیا تو وہ ملعون حرام خور کھانا زہر مار کر رہا تھا کرب نے قریب پہونچکر نعرہ کیا
کہ او گندہ خو خبردار باش اُسنے قاب طعام کرب دلاور پر کھینچ ماری اور اپنے پرستارون سے کہا ارے ہان اسے مارو یہ
بے ادب بغیر پروانگی اندر چلا آیا اتنے مین کرب نے ایک ہاتھ اسکے سر پر مارا کہ کاسہ سر چور ہو گیا اور مغز حریرہ بنگیا
جو لوگ اُسکی خدمت مین اُسوقت موجود تھے اُنھین پکڑ لیا عمرو نے سعد کا حال پوچھا اُنھون نے بتانے مین مکث کیا اُسو
عمرو نے حلقہائے کمند اُنکے گلون مین ڈال کے کھینچنا شروع کیا کہ دم اُن سب کے قفس کرنے لگے آخر خوف جان سے
بتایا کہ فلان مقام پر ایک غار ہو اُسکے اندر سعد کو مسلسل و مطوق کرکے محبوس کیا ہو عمرو نے جاکر دیکھا تو غار کے منھ پر
ایک سنگ گران رکھا ہو کرب نے پتھر ہٹایا عمرو غار کے اندر آیا دیکھا کہ سعد سر بزانو مصروف مناجات ہو خواجہ
نے کہا ای سعد ہوشیار ہو اُسنے سر اُٹھا کر عمرو کو دیکھا غیرت مین آکر جھٹکا مارا قید ٹوٹ گئی عمرو نے زنبیل سے نکالکر
تلوار سعد کو دی وہ لیکر ہمراہ عمرو غار سے باہر آیا کرب کو لب غار مسلح استادہ پایا بہت خوش ہوا اتنے مین خبر مرگ
نشواد تمام قلعہ مین منتشر ہو گئی تیس ہزار فوج جو قلعبند تھی مسلح ہو کر کرب و سعد پر آپڑی تلوار چلنے لگی خواجہ عمرو نے
دوڑ کر دروازہ قلعے کا کھولدیا جو فوج ہمراہ کرب آئی تھی پانچ ہزار نفر کرنوسی کو دم دیکر قلعہ مین در آئی آناً فاناً کئین
کافر تہ تیغ ہوئے بقیۃ السیف نے اسلام قبول کیا تمام مال قلعہ کا عمرو اپنے تصرف مین لایا پھر گلخن تاب کو حاکم
قلعہ بنایا پھر بیرون قلعہ آکر استقامت کی یہ خبر سکندر کو پہونچی کہ کرب نے جاکر نشواد کو مارا اور سعد کو رہا کرکے
لاتا ہو اُسنے اُسی وقت ارشاد عاد کو بھائی نشواد کا تھا اور بہت بڑا قدر رکھتا تھا اسی ہزار سوار سے روانہ کیا کہ دونون
کو قتل کر یا گرفتار کر لا وہ مثل باد صرصر کے سہ منزلہ کرتا ہوا رات کو پہونچا جاتے ہی شبخون مارا کرب کی فوج بالکل
بے خبر تھی رات بھر خوب قتل ہوئی علی الصباح قریب تھا کہ لشکر کرب فراری ہو اتنے مین رستم مع تیس ہزار
فوج کے پہونچا دل مین کہا ابھی وقت ہو کرب کو مجمل کرکے باندھ لون اور مع تمام فوج کے آگرا لگی تلوار چلنے کرب
کے ہمراہیون کی جان مین جان آگئی اور کمر ہمت کو چست کرکے لڑنے لگے مگر ارشاد کے بیس ہزار سوار نہایت بہادری
و ثابت قدمی سے لڑنے لگے اور پھر لشکر اسلام قریب پسپا ہونے کے پہونچا کرب نے نعرہ کیا ای مردان کوشید
تا جامہ زنان نپوشید اتنے مین عمرو بن حمزہ مع بارہ ہزار سوار کے آکر گرا اور آتے ہی ایک ہاتھ تلوار کا سر
ارشاد پر مارا کہ گھوڑے سمیت چار ٹکڑے ہو گئے فوج بے حاکم کب لڑ سکتی ہو غرض سب بھاگے اور جا کر
سکندر کو اطلاع دی اُسنے زانو پر ہاتھ مار لیا اور کہا جس روز سے ہم عازم اسطرف کے ہوئے آجتک ہوا
ذلت و رسوائی کے کوئی دن ایسا نہوا کہ کوئی صورت بہبودی کی نظر آئی اودھر کرب نے چاہا کہ علمشاہ کی ملازمت

حاصل کرے مگر اسکی جبین پر بل پڑ گئے عمرو بن حمزہ یونانی نے آکر کہا بھائی صاحب آپ کو قسم ہو سر امیر باتوقیر کی کرب
ولاور سے بصفائی قلب ملیے غرض علمشاہ اسوقت بخوشی تمام کرب سے ملا اور بلطف پیش آیا پھر تمام کیفیت اپنے سفر کی
اور فتح کرنا طلسم فیلقوس کا بیان کیا اور عمرو کا حصہ دیدیا غرض عمرو اپنا حصہ لیکر بھاگا اور لشکر امیر مین پہونچکر تمام
حقیقت رہائی سعد کی بیان کی اور علمشاہ کا طلسم فتح کرنا بھی بیان کیا تمام اہل اسلام شاد و بند غم سے آزاد ہوئے اتنے مین
عمرو بن حمزہ یونانی و سعد و کرب مع لشکر کے داخل بارگاہ ہوئے سب سے ملے طومان قدم شاہ پر گرا بادشاہ نے خلعت سے
سرفراز کیا جشن ہونے لگا ادھر سکندر نے جاکر ثمرات کی بارگاہ مین بہت جزع و فزع کی کہ اے خداوند جس روز سے
مین یہان آیا ہون ایک لمحہ رنج و غم سے فرصت نہ ملی ثمرات نے کہا کہ تو نے ہمارے بے مصلحت وہانسے کوچ کیا ہمنے غیظ
مین آکر یہ تقدیرین کین اور تبدیل تقدیر قانون خداوندی کے خلاف ہو ورنہ مین ضرور بدل دیتا مگر اب تھوڑی تکلیف
و مشقت اور باقی ہو گھبرا نہین سب دفع ہو جائیگی خواجہ صاحب یعنے عمرو نامدار بھی اُسکی بارگاہ مین بہ تبدیل لباس
و صورت یہ کیفیت دیکھ رہے تھے اتنے مین اُسنے کہا اے میرے بندو تم سب مین جو شخص بلباس زردوز کا بذار کی صورت
ہو وہ دزد مکار عمرو عیار ہو اسے گرفتار کیون نہین کرلیتے لوگ یہ سنکر دوڑے عمرو نے گریز کی خواجہ اکاون
مرتبہ صورت بدل کر بارگاہ مین آیا اور ہر مرتبہ ثمرات نے غل مچایا خواجہ ہر مرتبہ گریزان ہوئے آخر مجبور ہوکر مطبخ
ثمرات مین آئے باورچی جو ثمرات کے زہر مار کرنے کو کھانا پکایا کرتا ہو وہ رفع ضرورت کو بیت الخلا مین گیا خواجہ
نے جاتے ہی حباب بیہوشی ماردیا اُسنے چاہا کہ غل مچاؤن مگر بیہوشی قاتل نے اتنی مہلت نہ دی منھ کھولکر رہ گیا اور بیہوش
ہوکر موری مین گر پڑا خواجہ نے اُسی حالت برہنگی سے اُسے ایک موری مین دبادیا اور سینے پر ایک پتھر رکھدیا
خود آکر اُسکے مقام پر کام کرنے لگے تین سو ساون دیگین کھچڑی کی اور سات سو دیگین پلاؤ کی پکتی تھین نمک بیہوشی اُن
سب مین ملایا اور وہ بیہوشی صرف کی کہ اگر ایک دن دریا مین ڈالدی جائے تو تمام مچھلیان بیہوش ہو جائین
غرض کہ وہ سب دیگین اُٹھکر بارگاہ ثمرات مین گئین دروازہ بارگاہ کا بند ہو گیا خواجہ عمرو بھی دیگون کے
ہمراہ اندر گئے اور گلیم اُوڑھکے گوشے مین بیٹھ رہے دیکھا کہ ایک دیو اُس پیکر طلائی سے نکلکر تمام دیگین زہر مار کر گیا
اور فوراً اُس پیکر خالی مین چلا گیا اُس روز شربت بھی نہ پیا سات سو من قند کا شربت روز بنتا تھا وہ یون نہین رکھا رہا
جب خواجہ کو یقین ہوا کہ اب بیہوش ہو گیا گلیم اُتار کر سامنے آیا اُسنے کچھ آواز نہ دی فوراً کمند اصفائے باصفا زنبیل سے
نکال کر اُس تصویر طلا کو اسیر کیا اور اپنے دوش پر رکھکر اُڑ کر اردوے امیر کی راہ لی محافظان دربار نے دیکھا کہ خداوند
ایک آدم ضعیف پر سوار ہو اور وہ شخص مثل برق لامع کے چلا جاتا ہو خیال کیا کہ کجا پیکر خداوند اور کہان یہ بشر ضعیف
معلوم ہوا کہ یہ کوئی فرشتۂ قدرت ہو اور خداوند خدا ستون کو غارت کرنے جاتے ہین ان لوگون نے آکر سکندر سے بیان
کیا کہ خداوند ایک فرشتۂ قدرت کی پشت پر سوار ہوکر لشکر حمزہ کو غارت کرنے گئے ہین بختک بھی بیٹھا تھا اُسنے
کہا کہ اب خداوند سے ہاتھ دھو بیٹھو لشکر حمزہ کو وہ غارت کرنے نہین گئے ہین بلکہ خود وہان جاکر غارت ہو جائینگے
اور وہ فرشتۂ قدرت نہین ہو جسپر وہ سوار ہین بلکہ اُنکے حق مین وقت پر وہی ملک الموت ہو جائیگا سکندر
نے کہا ارے اس مرتد کو خداوند کی شان مین کیا کیا کلمات ناسزا کہہ رہا ہو بختک نے کہا مجھے مارنا تو بہت آسان ہو اور
ہر وقت مین ممکن ہو مگر اب بہت جلد خداوند کی خبر لینا چاہیے عمرو اُنھین لے گیا ہو جب تو سکندر نے گلیم گوش عیار
سے کہا کہ جاکر دیکھ کیا معاملہ ہو وہ روانہ ہوا اور اُڑ کر اردوے امیر مین پہونچکر داخل بارگاہ سلیمانی ہوا یہان عمرو نے
لا کر اُس ملعون کو پیش امیر باتوقیر رکھدیا اور کہا یا امیر یہ وہی مرتد ہو جو اپنے تئین خدا کہلواتا ہے یہ کہکر

فیلتسلہ رفع بیہوشی دیا وہ ہوش مین آیا اور چلایا ای حمزہ جلد اُٹھ اور مجھے سجدہ کر نہین تیرے سامنے لشکر ابھی غارت کرد ونگا
امیر نے فرمایا ای لندھور دلاور ایک ضرب گرز اُس لعنت زدہ کو لگاؤ لندھور اُٹھا چاہتا ہی تھا کہ گرز مارے کہ اُس پیکر
طلا کے منھ سے دھوان نکلنا شروع ہوا اور پھر وہ ایک جا مجتمع ہو کر دیو مہیب کی صورت ہو گیا جب امیر نے پہچانا کہ یہ
ثمرات دیو ہی جو قاف سے بھاگا تھا یکبار اُسنے آواز دی ای حمزہ تیرے ہاتھ سے مین کہان کہان جا کر بھرتا ہون
مگر تو میری جان نہین چھوڑتا متحیر ہون کہ تیرے واسطے کیا تدارک کرون کہ تو پھر میرا تعاقب نہ کرے بلکہ مجھسے ڈرے
یہ کہکر چلا گیا خواجہ نے وہ پیکر طلا جو خالی رہگیا تھا وزن اُسکا نو سو من تھا اُٹھا کر داخل زنبیل کیا گلیم پوش نے یہ سب
واقعہ اگر سکندر سے بیان کیا اُسنے لکھکر ہیکلان کو بھیجا اُسنے تمام شہر مین مشتہر کیا عادیون نے کہا اگر تو سہی ان خداپرستون
کے سر پر بلاے تازہ ہر وقت نہ کی تا وقتیکہ اُنھین غارت نہ کرینگے قرار نہ لینگے کیونکہ ہمارے خداوند کو ایسا رنج کیا کہ وہ
دیو بنکر اپنے پیکر کو خالی کر گئے یہان سکندر نے طبل جنگ بجوایا لشکر اسلام مین بھی نقارہ ندمی بجا صبح کو دونون لشکر میدان
مین صف آرا ہوئے لشکر کفار سے معیار عاد نکلا مبارز طلب ہوا ادھر سے عمرو بن حمزہ یونانی میدان مین آیا معیار نے
دوڑ کر نیزہ مارا عمرو نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا پھر اُسنے جھنجھلا کر تلوار ماری عمرو بن حمزہ نے تلوار بھی چھین لی اُسنے دوڑ کر گرز
مارا عمرو بن حمزہ نے وہ بھی چھین کر پھینک دیا جب تو بہت کھسیانا ہوا اور مرکب سے کود کر دست و گریبان ہو گیا
عمرو بن حمزہ نے گھوڑے سے کود کر اُسے بسہولت تمام زمین سے اُٹھا کر سر سے بلند کیا اور کہا اگر جان کو عزیز رکھتا ہی
تو خداے واحد کو سجدہ کرنا قبول کر ورنہ زندگی تیری محال ہو اُسنے کہا ای عرب یہ دین ہمنے آجتک سنا ہی نہین اگر کوئی
ایسی چیز خداے واحد ہوتا کہ جو پیکر رکھتا تو ہم ضرور سجدہ کر لیتے آخر عمرو بن حمزہ نے اُس مرتد کو زمین پر مارا کہ ہڈیان
چورا ہو گئین الحاصل اُس روز بارہ دن پہلوان عمرو بن حمزہ کے ہاتھ سے مارے گئے قریب تھا کہ سکندر فرط غم سے دیوانہ
ہو جائے بختک نے طبل بازگشت بجوا دیا اُسیوقت سکندر نے اپنے باپ ہیکلان کو دوبارہ طلب مدد نامہ تحریر
کیا اُسنے نامے کو پڑھا اور اسی مضمون کے بہت سے نامے لکھکر اطراف مغرب مین بھیجے کہ علی قدر مقدرت سب مدد
سکندر بن ہیکلان کو دین منجملہ ایک نامہ گنبد گویان مغربی کو لکھا کہ اُسکے یہان دو پہلوان ہین ایک کا نام چوب خان
شش گزی ہو اور دوسرے کا الکوش یہ دونون برادر حقیقی بھی ہین یہان سکندر نے پھر طبل جنگ بجوایا صبح کو شعور عاد
میدان مین آیا ادھر سے کرب غازی نکلا اور جا کر بہ فنون سپہ گری اُسے جہنم واصل کیا اسی طرح پچاس پہلوان
تہ تیغ بیدریغ کیے تمام فوج نے یکبار کرب پر حملہ کیا تیس ہزار سوار ہمراہیان کرب بھی جا کر حملہ آور ہوئے جنگ مغلوبہ
ہونے لگی قریب شام لشکر کفار مین طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنی فرودگاہ مین آئے امیر نے کرب غازی
کو مخلع بہ خلعت کیا اور فوج کرب کو بھی بہت سرفراز فرمایا ادھر ہیکلان عاد نے اپنے سپہ سالار شتران عاد کو مع بیس ہزار
سوار کے مدد سکندر کے واسطے روانہ کیا اُسنے آتے ہی طبل جنگ بجوایا علی الصباح میدان مین آکر مبارز طلب کیا ادھر
سے لندھور نیل سیمونہ کو بڑھا کر سامنے امیر کے آیا اجازت طلب کی صاحبقران نے رخصت دی اور فرمایا کہ جا
حافظ حقیقی کے سپرد کیا کیونکہ یہ ملعون بہت بڑا پہلوان ہی لندھور میدان مین آیا گیارہ ضربین گرز کی شتران عاد
نے اُس بہادر پر لگائین لندھور نے سب رولین اور ایک گرز اُسکے سر پر مارا کہ سر اُسکا دھڑ مین اور دھڑ
پشت مرکب مین مرکب زمین مین سما گیا امیر اس ضرب کو دیکھکر وجد کرنے لگے اور فرمایا کہ حقیقت مین یہ
رستم ہند ہی غرض سکندر نے طبل بازگشت بجا دیا دونون لشکر اپنی آرامگاہ مین آئے اس عرصے مین لاشین کشتون
کی سامنے سکندر کے آئین اور نائرہ ہیکلان بھی ساتھ تھا سکندر نے خیال کیا یہ حرکت کرب کی ہی اور شرارت معروف جاہ

کی معلوم ہوتی ہو بہ غیظ و غضب تمام ایک پہلوان اور فتنہ بادیا کو مع پانچ لاکھ سواران جرار کے جانب اندلس روانہ کیا
اور حکم دیا کہ جاکر ابھی اندلس کو غارت کردے بعد اُسکے عشاق کرگدن پیشانی کو روانہ کیا کہ تو بھی جاکر تاخت و تاراج شہر
اندلس مین مصروف ہو اور الجوب خان کو میری مدد کے واسطے مع بارہ ہزار سوار کے روانہ کر اور ایک نامہ شراراشدہا تن
جادو کو اس مضمون کا بھیجا کہ تو بھی جاکر شہر اندلس کو غارت و برباد کر اس واقعہ کی خبر معروف شاہ کو پہونچی اُسنے
حیران ہوکر ایک نامہ جانب کرب دلاور اس مضمون کا بھیجا کہ بابا اگر مجکو عزیز رکھتے ہو تو کھانا وہان کھاؤ اور ہاتھ
یہان دھوؤ اور تمام کیفیت پرخاش سکندر کی تحریر کی اور ایک جمازہ سوار کے ہاتھ مین دیا کہ بہت جلد جادہ شبانہ روز مین
راطی کرکے اُردوے صاحبقران مین پہونچا جاکر نامہ کرب کو دیا اُسنے جمازہ سوار سے کہا کہ تو فتاح کے پاس جا اور میری
طرف سے کہنا کہ کرب اندلس مین گیا ہی تو بھی بہت جلد اپنے تئین پہونچا اُسنے جاکر فتاح کو خبر دی وہ مع اپنے
قزاقون کے اُسطرف روانہ ہوا معروف شاہ نے ایک نامہ ہلال مغربی کو لکھا کہ اسوقت میری مدد کرنا ضرور ہی
بہت جلد آؤ اُسنے جواب مین تحریر کیا کہ ای شہریار بلا کوہ مین ایک نقابدار ہو اُسے زیر کرون تو مین حاضر ہون یہان
عشاق قلعۂ اندلس پر پہونچکر لب خندق صف آرا ہوا اتنے مین کرب دلاور بھی پہونچ گیا بعد جنگ نیزہ و شمشیر کے
کشتی ہونے لگی بعد چار شبانہ روز کے دونون پہلوان اپنے خیمے مین چلے گئے عشاق نے فتنہ بادیا سے کہا کہ تو جاکر
کرب کو جلا لادہ بعد نصف شب کے خیمۂ کرب مین آیا پرستارون کو بزور دواے بیہوشی کے وسیلے سے بیہوش کرکے
بالین کرب پر پہونچا اور اُسے بھی بیہوشی سنگھا کر پشتارے مین باندھکر سامنے عشاق کے لایا اُسنے اُسی وقت مسلسل
و مطوق کرکے سومنات مغربی کی طرف روانہ کیا دوسرے روز قلعہ پر زغہ کیا اور چاہا کہ خندق کو طی کرکے قلعہ مین گھس جائے
اتنے مین فتاح بھی مع اپنے ہمراہیون کے اندلس مین داخل ہوا دیکھا قریب ترفوج تلعہ کو تاراج کیا چاہتی ہی دور ہی سے نعرہ
کیا یا شیدا ای خیرہ سر کے مگذارم کہ جان خود از دستم سلامت بروید عشاق یہ آواز سنکر پلٹ پڑا اور تنہا فتاح سے مقابلہ کیا
تا شام جنگ نیزہ و تیغ و تیر سے دونون مجروح ہوئے معروف شاہ فتاح کو دیکھکر قلعے سے نکل آیا قریب شام طبل بازگشت
بجا عشاق اپنی آرامگاہ مین گیا معروف شاہ فتاح کو لیکر قلعے مین آیا اور مصروف علاج ہوا مگر ایک نامہ بنام حمزہ
صاحبقران اس مضمون کا بھیجا کہ یا امیر میرے اوپر بڑا سخت و صعب وقت ہی کیونکہ عشاق نے میرے فرزند کرب غازی
کو جرا منگوایا فتاح زخمی ہوا اب کوئی لڑنے والا نہین کسی کو میری مدد کیواسطے بھیجے اور سانڈنی سوار کو دیکر تاکید کی کہ بہت
جلد جادہ لیکر روانہ ہوا اب احوال نقابدار کا سُنیے کہ آذر ملک بصورت نقابدار گلگون پوش شہر اندلس کی طرف
روانہ ہو چکی ہی راہ مین ایک ہرن کو شکار کرکے اُسکے کباب بھوننے مین مصروف تھی کہ ایک جوان صحرا کی طرف سے
نمایان ہوا اور اگر نقابدار گلگون پوش سے طلب جنگ ہوا نقابدار بھی اُٹھ کھڑا ہوا دو دن کشتی رہی مگر کوئی غالب
و مغلوب نہوا جب تو اُس جوان نے کہا کہ ای بہادر اب مین تجھسے کشتی کے عوض آشتی چاہتا ہون اور مکان
میرا یہان سے قریب ہی چلکر وہان قیام کر تاکہ مین تیری خدمت کرون نقابدار ہمراہ اُسکے باغ مین گیا جوان
نے نام پوچھا اُسنے جواب دیا کہ مین ہلال مغربی کی بیٹی ہون اُس جوان نے بھی تمام کیفیت اپنی کہ سُنائی بعد اُسکے
دونون مشغول عیش ہوئے یہ خبر شرارہ جادو کو پہونچی اُسنے آکر دونون کو گرفتار کیا اور اپنے مکان مین لیجاکے نقابدار
کو مسلسل و مطوق کرکے سکندر کی خدمت مین مع ایک عرضداشت کے روانہ کیا مضمون یہ تھا کہ ای شہریار مین بھی شہر اندلس
کو روانہ ہوتا ہون اپنا معشوق آپکی خدمت مین بھیجتا ہون بحفاظت پیش نظر رکھیے گا یہان شب کو سکندر نے طبل جنگ بجوایا
صبح کو دونون لشکر میدان مین آچکے تھے کہ بیابان کی طرف سے گرد نمایان ہوئی جب دامنہ گرد کا چاک ہوا

چالیس ہزار سوار نظر آئے سبکے آگے گھوڑے پر ایک صندوق مستطیل جسکا عرض تین گز اور طول چھ گز کا تھا نظر پڑا کہ فیل
پیک نظر کے چلا آتا تھا یہ دیکھکر سکندر و امیر حیران ہوئے کہ الٰہی یہ کیا ماجرا ہے جب قریب دونون لشکرون کے وہ صندوق
پہونچا پٹ کھلا ایک شخص اسمین سے نکلا اور سکندر کو مجرا کیا وہ اُسے سخت و سست کہنے لگا کہ تمام پہلوانان لشکر قتل ہوگئے
تجھسے کیا ہوسکیگا جو یہان آیا ہے وہ اجازت لیکر میدان مین آیا مگر اُسی صورت سے کہ صندوق گھوڑے کے اوپر بندھا ہوا
ایک ہاتھ صندوق سے باہر نکال کر نعرہ کیا کہ ہے کوئی لشکر خدا پرستان مین کہ میرے مقابلے کو آئے ادھر سے عادی
باجازت صاحبقران میدان مین آیا الجوب خان ششن گزی کا گھوڑا گرد عادی کے چرخ مارنے لگا جب
گرد کا تتق ایسا بلند ہوا کہ عادی گرد مین پنہان ہوا الجوب نے صندوق سے نکلکر ایک کرتانہ عادی پر مارا کہ یہ
بیہوش ہوکر گرا عیاران اسلام اُٹھا کر لیگئے امیر نے دیکھا کہ عادی کے منھ سے خون جاری ہے شفاخانۂ سلیمانی مین
صاحبقران نے بھیجدیا اسی طرح سات سردار الجوب نے زخمی کیے اور وہ سب شفاخانۂ سلیمانی مین بھیجدیے
گئے غرض سات روز مین اسی طرح الجوب نے تمام سرداران اسلام کو زخمی کیا سوا قباد و امیر و عمرو کے شب کو پھر
طبل جنگ بجا یہان امیر نے فرمایا کہ ہمارے نام پر نقارہ رزمی بجے عمرو نے نہ مانا لاکھ امیر نے اصرار کیا لیکن عمرو نے
اپنے ہی نام طبل بجوایا صبح کو الجوب میدان مین آیا امیر نے عمرو کو تلاش کیا کہین پتا نہ ملا خیال ہوا کہ خوف جان
سے بھاگ گیا اسوقت محض میرا دل رکھنے کے واسطے اپنے نام طبل بجوادیا خیر پھر اب تو جو کچھ ہوا اگرچہ ناموس اسی مین ہے کہ
طبل جسکے نام بجا لڑنے کوئی اور جائے مگر با شند مین ہی جاؤنگا اور وہ میدان مین لاف و گزاف مار رہا ہے کہ بیابان کی
طرف سے ایک گھوڑا لاغر نمودار ہوا اُسپر بھی ایک صندوق نو گز کا لنبا اور چھ گز کا چوڑا بندھا ہوا ایک ہاتھ اسمین سے
نکلا ہوا ہے آتے ہی مقابلے مین الجوب خان کے قائم ہوا اور نعرہ کیا منم ملک الموت نہ نیم گزی الجوب خان نے گھوڑے
کو کاوے پر لگایا ملک الموت نے بھی اپنے گھوڑے کو اُسی طرح جولان کیا جب تتق گرد کا بلند ہوا الجوب خان صندوق
نکلا ملک الموت نے نکلکر ایک مکا اُسکے کاندھے پر مارا کہ وہ گرکر بیہوش ہوگیا عیاران لشکر کفار اُسے اُٹھا کر لیگئے سکندر
نے دیکھا تو خون اُگل رہا ہے اُسکی درمان مین مصروف ہوا اور ملک الموت کا گھوڑا جانب صحرا روانہ ہوا امیر نے عیارون سے
حکم کیا کہ جاکر اُس ملک الموت کی خبر لاؤ کہ یہ کون شخص ہے عیار اُدھر روانہ ہوئے دونون لشکر بھی میدان سے پھر گئے تحتانے
کمالات و صنات جھوٹھ نہ کرے یہ وہی ظالم ہے اب حال آذر ملک کا سنیے کہ جب آذر ملک کو روانہ کیا اور لوگ آذر ملک
اور اشرار کے شکست خوردہ داخل ہلال مغرب ہوئے اُسنے ایک عرضداشت امیر کو متضمن احوال آذر ملک بہادر
تحریر کی یہان صاحبقران بارگاہ سلیمانی مین رونق بخش تھے کہ شتر سوار نے حاضر ہوکر عرضداشت ہلال عاد
کی پیش کی امیر اُسے ملاحظہ کر رہے تھے کہ دوسرے نامہ بر نے آکر نامہ معروف شاہ کا حاضر کیا صاحبقران نے
پڑھکر جام کلاعفریت بھر کر رکھا کہ ایک بہادر اسے پیکر اندلس مین جاکر معروف کی مدد کرے مہتر قران حبشی
بجا کرکے جام پیگیا اور طرف اندلس کے روانہ ہوا پھر صاحبقران نے جام بھر کر رکھا فرمایا کہ ایک بہادر اور درکار ہے کہ
آذر ملک کو خلاص کرے فرامرز اپنی جگہ سے اُٹھا اور آداب بجا لاکر جام پیگیا امیر نے رخصت کیا قران جو یہان
سے چلا راہ مین دور سے دیکھا ایک عیار اندلس کی طرف سے پشتارہ کسی کا لیے جاتا ہے یہ کئی کوس آگے جاکر کمند زمین
مین پوشیدہ کرکے ایک جھاڑی مین جا بیٹھا ایک سرا کمند کا ہاتھ مین لیے رہا جب وہ عیار قریب پہونچا اُسنے پہچانا کہ
فتنہ باد پا ہے غرض جب وہ کمند کے حلقے مین آگیا قران نے جھٹکا مارا فتنہ اُلجھکر زمین پر گرا مہتر قران نے کمینگاہ
سے نکلکر خنجر سے اُسے جہنم واصل کیا پشتارہ کھولکر دیکھا تو کرب غازی کو بیہوش پایا اسی طرح بھی باندھکر

پشتارہ بدوش جانب اندلس روانہ ہوا اور یہان عشاق کا زخم بھی اچھا ہو چکا تھا جب یہ دیکھا کہ عشاق قلعہ اندلس
پر نظر کر رہا ہے پشتارے کو کسی مقام محفوظ مین رکھدیا اور نعرہ کرکے دوڑا کہ ای کافر خبردار کہان جاتے ہو ملک الموت
تمھاری روحین قبض کرنے کو آپہونچا عشاق پلٹ پڑا اور دوڑ کر قران پر حملہ آور ہوا کئی وار قران نے روک کر
کمند جو ماری حلقے گلے مین پڑ گئے جھٹکا مار کر گھوڑے سے گرایا اور خنجر کھینچکر پیٹ پھاڑ ڈالا فوج نے چارون
طرف سے گھیر لیا مہتر قران شیرانہ ان روباہون پر حملے کرنے لگا دو پہر مین ہزار ہا کو قعر جہنم مین پھینک دیا آخر
سب سوار فرار ہو گئے قران پشتارہ لیکر قلعے مین داخل ہوا معروف شاہ سے ملکر پشتارہ کرب کا آگے رکھدیا اور
کرب کو پشتارے سے نکالکر فتیلہ رفع بیہوشی دیا کرب نے آنکھین کھول دین مہتر قران کو سرہانے کھڑے دیکھا
اور معروف شاہ کو ایک پہلو مین دوسری طرف فتاح کو پایا اٹھ بیٹھا اور حقیقت گذشتہ سنکر مہتر قران کا بہت شکر گذار
ہوا اور مصروف ضیافت ہوا قران نے کہا ای غازی اب لازم ہے کہ کام اشرار جادو کا بھی تمام کردن نہین تو پھر
بتلائے بلا ہونا پڑیگا یہ کہکر روانہ ہوا ادھر شرار نے ملکہ محبوبہ کو بدست قار عاد کے خدمت سکندر مین روانہ کیا اسنے
قریب پہونچکر ایک عرضی مشتمل بہ احوال ملکہ تحریر کی اسنے جواب لکھا کہ سر اس گیسو بریدہ کا کاٹ کر ہمارے پاس روانہ
کرو کیونکہ سرزمین سومنات مین مسلمان کا خون کرنا منع ہے جب یہ تحریر قار عاد کو پہونچی جہان یہ ٹھہرا تھا اسی مقام کو مقتل
قرار دیا اور ملکہ آذر ملک کو زیر دار بٹھا کر جلاد کو حکم دیا کہ سر اسکا جدا کر کہ بیابان سے گرد اٹھی سب اسی طرف کو متوجہ ہوئے
جب دامن گرد کا چاک ہوا دیکھا کہ فرامرز چالیس ہزار آدمیون کی جمعیت سے آکر ٹوٹ پڑا قار کو قعر جہنم مین پہونچا کر
پہلے ملکہ کو اپنی حراست مین کیا پھر تمامی فوج کو شکست دی اتنے مین مہتر قران بھی پہونچا اور بہت آفرین کی اور لاکھ
مرحبا کا رسے کردی یہ باتین ہو رہی تھین کہ کرب بھی آکر پہونچا مہتر قران نے کہا کہ مین اشرار کی تلاش مین جاتا ہون
تم بھی چلو فرامرز نے ملکہ آذر ملک اپنی ہمشیرہ کو ملک مغرب کی طرف روانہ کیا اور خود مع کرب و مہتر قران و معروف
شاہ کے اشرار کی طرف روانہ ہوا اور اسکے شہر مین پہونچا ابھی وہ شہر ہی مین موجود تھا پہلے قران ایلچی بنکر گیا نامہ کرب
کا دیا اسمین کلمات نصیحت آمیز تحریر تھے کہ تو بخوشی خاطر مذہب اسلام قبول کر اسنے بھی اسکے جواب مین تحریر کیا اگر
مرد میدان ہو تو ہمین چوگان ہین گوئے اور حکم دیا کہ ہان طبل جنگ بجے قران نے واپس آکر سب کیفیت بیان کی اور
تحریر اس ملعون کی پیش کی اتنے مین طبل جنگ کی صدا کان مین آئی کرب نے حکم دیا کہ ہمارے یہان بھی طبل جنگ
نوازش مین آئے غرض رات بھر تیاریان رہین صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے ادھر سے غارت
جادو میدان مین آیا اور مبارز طلب ہوا ادھر سے فتاح مقابلے کو گیا غارت نے دوڑ کر ایک تلوار فتاح
پر ماری اسنے خالی دے کر ایک گرز سر غارت پر مارا کہ وہ غارت ہو گیا فنائے جادو آیا وہ بھی قتل ہوا
غرض سات ساحر اسنے قتل کیے جب تو اشرار نے داہنے بائین دیکھکر کہا کون ہے اسکے مقابلے کو جائے گا
عنصر جادو اٹھکر سامنے آیا اور کہا مین اس خدا پرست کو تہ تیغ کرونگا یا بہزار ذلت قید کرونگا اسنے
خوش ہو کر کہا اچھا جا اسنے آتے ہی ایک ترنج فتاح پر مارا وہ منہ کے برابر بیٹھا فتاح گھوڑے سے زمین پر گرا اسنے
کہا کہ ہان نکلجا اسکو اتنا کہنا تھا کہ زمین شق ہو گئی اور فتاح غرق ہو گیا کرب کو بڑا صدمہ ہوا کہا اب کیا تدبیر کیجائے
مہتر قران نے کہا طبل بازگشت بجوا دیجیے کل دیکھا جائیگا غرض طبل آسائش بجا دونون لشکر پھر کر اپنی اپنی آرامگاہ مین
آئے قران بشکل خدمتگار دربارگاہ اشرار پر جا کر کھڑا ہوا اتنے مین عنصر بارگاہ سے نکل کر اپنے خیمے کیطرف چلا
قران نے موقع پا کر ایک بعنہ اسکے سر پر مارا کہ ناگون کی راہ سے نکل گیا ایک شور برپا ہوا مہتر قران بھاگ

اپنی فرودگاہ مین آیا اور واقعہ بیان کیا اُس کے مرتے ہی معًا فتاح کو ہوش آیا دیکھا کہ زمین پر بیٹھا ہون اُٹھکر خیمے مین
آیا سب مسلمانون کو ایک شادی ہوئی یہ خبر اشرار کو پہونچی کہ عنصر مارا گیا فتاح رہا ہو گیا اُس نے برہم ہو کر کہا کہ ابھی
ان خداپرستون کا کام تمام کرتا ہون یہ کہکر اُٹھا اور ایک صحرا مین جاکر سحر تیار کر کے چلا آیا صبح کو کرب غازی اسواسطے
شکار کے جنگل مین گیا ایک ہرن سامنے سے نمودار ہوا کرب نے تیر مارا وہ زخمی ہو کر بھاگا کرب نے اُسکے تعاقب
مین گھوڑا ڈالا ایک فرسنگ جاکر ہرن نظرون سے غائب ہو گیا کرب نے اپنے تئین قریب ایک باغ کے پایا اندر آکر
دیکھا کہ درختہائے پُرمیوہ جابجا نہرین جاری بڑی تیاری دل مین کہا بیت اگر فردوس بر روے زمین ست ہمین ست
ہمین ست وہمین ست ؛ ناگہ ایک آواز ساز و سرود کی کرب کے کان مین آئی سر اُٹھا کر جو دیکھا تو سطحہ پُر صفا آگے
بارہ دری کے بنا ہی اُس پر نازنین ناچ گانے مین محو ہین اور ایک گلبدن نارپستان سیب زنخدان نارنج ہاتھ مین
لئے کھڑی ہے کرب اُسپر فریفتہ ہوا اور نارنج طلب کیا اُس نے نارنج کرب کے آگے پھینک دیا وہ دلاور مسحور ہو کر لگا
اپنے گریبان کو تار تار کرنے اور زمین پر بیٹھ گیا ایک شبانہ روز وہین بیقرار رہا دوسرے روز ایک اژدہا آیا اور اسے
نگل گیا یہان بہ سبب شب کے صحراے نامعلوم مین گذرنے کے معروف شاہ و فتاح و فرامرز تلاش کرب دلاور
مین نکلے اُسی باغ کے دروازے پر اُس وقت پہونچے کہ اژدہا کرب کو نگل رہا تھا غرض یہ تینون بہادر بھی باغ کے
اندر آئے دیکھا ایک اژدہا کسی آدمی کو نگل رہا ہے ناگاہ اسکی نظر ان پر پڑی دوڑ کر فتاح و فرامرز کو بھی نگل لیا
معروف شاہ یہ حال دیکھکر بھاگا اور آکر تمام واقعہ مہتر قران سے بیان کیا وہ معروف شاہ کو ساتھ لیگیا اسی باغ
مین آیا دیکھا تو بدستور ناچ ہو رہا ہے قران نے آنکھین نیچی کرلین مگر معروف اُس کی طرف نگران رہا کہ ایکبار حالت معروف
کی ردی ہونے لگی اور اُس نازنین سے ترنج مانگا اس نے اُس کے آگے پھینک دیا یہ تو دیوانہ ہو کر آہ و نالہ کرنے لگا
تھوڑی ہی دیر کے بعد ایک اژدہاے دمان پیدا ہوا اور آکر اُسے نگل گیا قران یہ دیکھکر بھاگا اور ایک صحرا مین پہونچکر
کسی درخت کے نیچے گریہ و زاری کرنے لگا ایک غفلت سی آگئی دیکھا کہ کوئی کہتا ہے ای قران اشرار جادو سے یہ مسئلہ
حل ہوگا اتنا سنکر آنکھ کھل گئی اور یہ ہوش آگیا دل مین کہا بار خدایا اُسی ملعون کا تو یہ سب ساختہ و پرداختہ ہے اُس سے کسطرح
یہ عقدہ کھلیگا غرض اسی فکر مین وہان سے چلا شہر اشرار مین پہونچکر دریافت ہوا کہ اشرار کا معشوق دلنواز لمردہی ہے اُسے جاکر بعیاری
قران نے مارا اور خود اُسکی صورت بناکر زیر دیوار باغ اشرار رونے لگا وہ ملعون آواز گریہ سنکر بیرون باغ آیا تو دیکھا
محبوب جان بخش محو گریہ ہے پوچھا ای راحت جان حزین وجہ گریہ مجھسے کیون نہین بیان کرتا دل تنگ ہوا ہے یارای ضبط نہین
اُسنے کہا کچھ نہین اشرار باصرار پیش آیا تب اُسنے کہا ای شخص تیرے باعث تو مین نے سارے زمانے کو ترک کیا ہے پھر کیون
نہ اپنے برگشتہ بخت کو یاد کرکے رووُن اُس نے کہا تجھپر کونسی مصیبت آئی یا مین نے کب تجھے ترک کرنے کا قصد کیا قران
نے کہا اے شخص یہان لشکر خداپرستان اُترا ہوا ہے قریب ہے کہ تیرے دشمنون کو ایذا دین اشرار نے کہا یہ فقط تیرا تقاضاے سن ہے
ارے احمق مین نے اُنکو ایسی جگہ قید کیا ہے کہ جہان پرند خیال کے بھی پر جلتے ہین معشوق وضعی نے کہا مین نے سنا ہے کہ یہ
مسلمان جہان جاتے ہین اُس سرزمین کو بغیر تاخت و تاراج کئے نہین آتے اشرار نے جواب دیا کہ مین نے اُنھین اپنے
بھائی غفلے جادو کے طلسم مین قید کیا ہے اُسکو جب کوئی مارے تو وہ رہا ہون معشوق جعلی نے کہا آدمی کا مار ڈالنا
بھی کوئی امر اہم ہے اشرار نے کہا سبب نہ مرنے کا یہ ہے کہ جس باغ مین وہ رہتا ہے اُسکی دیوار کے نیچے ایک کنوان ہے اُسمین اگر
کوئی جائے ایک دروازہ ملیگا اُسے کھول کر اندر باغ کے پہونچے وسط باغ مین ایک حوض پر درخت چنار دیکھیگا اُسپر ایک
جانور بشکل طاؤس بیٹھا ہے ایک ہی تیر مین اُسے درخت سے گرادے تو البتہ غفلا مر جائیگا اور خداپرست رہا ہونگے

یہ کہکر محبوب زخمی کا ہاتھ پکڑ کر گوشے مین لایا اور چاہا لب لعلین کا بوسہ لے قران نے منہ سے بیہوشی پھونکدی چھینک
مار کر وہ ملعون گرا اور بیہوش ہوگیا قران اُسکو ایک صندوق مین بند کرکے نکلا اور جدھر کا پتا شرار نے دیا تھا چلا جلد کنوین
پر پہونچکر کو واجب پانون زمین پر لگے دروازہ دیکھا اُسکے اندر آیا باغ سرسبز پایا لب حوض چنار کا درخت تھا اُسکو بغور دیکھنے لگا
کہ دیکھا ایک جانور طاؤس کی صورت اُسپر بیٹھا ہی قران نے تیر سہ پہلو ترکش سے لیکر کمان مین پیوستہ کیا اور شست و شت
سے برابر کرکے رہا کیا ہر چند قضا نے سر پر اُس جانور کے خبر دلو پکار انگر کمان چلائی کہ وہ مارا تیر جاکر گردن مین ترازو ہوا
جانور زمین پر گرا غلغلہ گیر و دار ہر سو ہوا یہان یہ جانور مرگیا وہان طائر روح عفتاب جادو قفس عنصری سے پرواز
کر گیا سب اسیران سحر رہا ہوئے اپنے لشکر مین آکر قران کے شکر گذار ہوئے اور سب فوج اپنے ہمراہ لیکر جانب
اُردوے امیر چلنے پر تیار ہوئے یہان کا حال سُنیے کہ عیاران لشکر اسلام نے لاکھ کوشش کی کہ اس ملک الموت کا
کچھ نام و نشان دریافت کرین مگر گردسُم اسپ کو بھی نہ پہونچے آخر مجبور ہو واپس آئے بعد کئی روز کے جب الجوب خان کو
صحت ہوئی پھر طبل جنگ لشکر کفار مین بجا الجوب گھوڑے پر ہودج کسوا کر آیا اور نیب دی ادھر سے پھر امیر عازم
جنگاہ ہوے تھے کہ بیابان کی طرف سے دوسرا الجوب اُسی صورت گھوڑے پر ہودج کسا ہوا آکر الجوب اول کے
مقابلے مین قائم ہوا اور پوچھا تیرا کیا نام ہی الجوب نے کہا کہ مجھے الجوب خان شش گزی کہتے ہین تیرا کیا
نام ہی اُسنے جواب دیا کہ منم ملجوب خان بست و نہ نیم گزی الجوب نے گھوڑے کو گادے پر لگایا ملجوب نے
بھی اُسی طرح اپنے گھوڑے کو دوڑایا الجوب نے جست کی اور بالاے ہوا بلند ہوا جب آدھی دور پہونچا ملجوب
نے بھی جست اور راستے مین الجوب کے دونون شانون پر دونون ہاتھون سے مُکے مارے کہ اُسکی آنکھون
کے نیچے اندھیرا آگیا غرض کئی بار ایسا ہی ہوا جب تو الجوب تنگ آکر اپنے لشکر کو پھر گیا اور طبل بازگشت
بجوا دیا ملجوب صحرا کی طرف چلا امیر نے کرب کو بھیجا کہ جاکر ملجوب کو پکڑ لاؤ کرب دلاور نے جاکر باگ گھوڑے
کی پکڑی اور گھسیٹتا ہوا اپنے لشکر مین روبروے صاحبقران حاضر کیا اب جو دیکھا تو پہچانا کہ خواجہ عمرو ہین سبکو
حیرت ہوگئی اور خواجہ پر زر نثار کیا دوسرے روز پھر الجوب میدان مین آیا اور مبارز طلب کیا عمرو اُسی صورت
سے مقابلے کو گیا پہلی ہی جست مین عمرو بن امیہ ضمری اُسکی بغل مین آگیا الجوب نے خوب مستحکم عمرو کو پکڑ لیا
ہر چند عمرو نے زور کیا مگر خلاصی کی کوئی صورت نہ نکلی وہ یونہین لیے ہوئے چلا گیا جاکر پیش سکندر حاضر کیا
نوشیروان وغیرہ بہت خوش ہوئے بختک نے کہا کہ عمرو کو اسی وقت قتل کرنا چاہیے ورنہ آج رات کو یہ رہا
ہو جائیگا الجوب نے جواب دیا کہ مین بمرتبہ اتم حفاظت کرونگا کیا مجال ہی جو میرے ہاتھ سے رہائی پائے غرض عمرو
کو لیکر اپنے خیمے مین آیا اور پوچھا اے عمرو تجھے قسم ہی خداے نادیدہ کی کہ اگر مجھسے لشکر اسلام مقابلہ کرے تو کون نیچا
ہو عمرو نے کہا اصل تو یہ ہی کہ امیر اگر تیرے مقابلے مین آئینگے تو تجھے بے زیر کیے واپس نہونگے یہ سنکر الجوب نے عمرو
کو رہا کر دیا اور کہا کہ امیر سے جاکر میری طرف سے عرض کرنا کہ سر میدان مجھے آکر زیر کرین تو مین ضرور مسلمان ہون
اور اس کا فرزن جلب کو سزاے معقول دون عمرو اپنی رہائی کو غنیمت سمجھکر وہان سے بھاگا اور خدمت امیر مین آکر
تمام واردات بیان کی وہان اُسنے شور کیا کہ عمرو بھاگ گیا فرزن جلب نے کہا ہم نہ کہتے تھے کہنا ہمارا نہ مانا ہمکو جھوٹا جانا
آخر خود رائی پیش نہ آئی اُسنے اُسیوقت طبل جنگ بجوایا صبح کو میدان مین آیا اور آواز دی کہ یا حمزہ صاحبقران
ایک خواہش میری پوری کرنا واجب ہی وہ یہ کہ مجھسے آکر مقابلہ کیجیے صاحبقران یہ سنکر اشقر پر سوار ہوئے اور میدان
مین آئے الجوب نے بدستور جست کرکے ضرب لکد کتفین صاحبقران پر لگائی امیر کو اُسوقت معلوم ہوا

کہ جو لوگ اسکے مقابلے سے پرہیز کرتے ہین یہی باعث ہی کہ اسکی ضرب کا تحمل دشوار ہی اتنے عرصے مین اُسنے دوبارہ جست
کی جبتک وہ ضرب امیر پر لگائے دوڑکر صاحبقران نے دونون پیر اُسکے پکڑلیے اور کھینچکر اپنی بغل مین دبا لیا لاکھ اُسنے
زور کیا مگر چنگل بازسے کنجشک کی رہائی نہوئی صاحبقران اشقر پر سے جست کرکے زمین پر آئے اور اُسے سر سے
بلند کرلیا چاہا کہ زمین پر ماربن آسنے کہا یا امیر مین مسلمان ہوا صاحبقران نے چھوڑدیا اُسنے کلمہ پڑھا اور آواز دی
کہ ای سکندر بد اختر اگر دعوی مردی ہی تو میرے مقابلے کو آوہ غیظ مین آکر گھوڑے پر سوار ہوا اور میدان مین آیا
الجوب نے ایک ضرب جست کرکے اُسکے شانون پر دی کہ تیوراگیا جبتک سنبھلے دوسری ضرب لگائی پھر تو آنکھین
بند کرکے گھوڑے کو مہمیز کیا وہ بھاگا اور لشکر مین پہونچ گیا الجوب لشکر امیر مین آیا صاحبقران نے اُسے بہت
سرفراز فرمایا اور صندلی اُسکی متصل ستون بارگاہ کے بچھوادی ادھر سکندر کا علاج شروع ہوا مثل پوست گوسفند کے
اُسکو لپیٹ دیا اسوجہ سے کہ تمام ہڈیان اُسکی دوہی ضربون مین بوسیدہ ہوگئی تھین دو مہینے کے بعد صحت ہوئی طبل جنگ
بجواکر میدان مین آیا اور آواز دی کہ ای حمزہ آمیرے مقابلے کو امیر یہ سنتے ہی اشقر کو جولان کرکے میدان جنگ
مین تشریف لائے پہلے ہدایت اسلام کی مگر جب بہت امیر نے فرمایا تو آسنے جواب دیا کہ ای حمزہ اگر مجھکو کوئی خدا پرست
کے ساتھ دیگ مین جوش دے تو میری چربی اُسکی چربی سے مخلوط نہین ہوسکتی تو کس خیال مین ہی صاحبقران
کو یقین ہوا کہ معرکہ ضلالت مین یہ بڑا ثابت قدم ہی فرمایا لا کیا ضرب رکھتا ہی اُسنے نیزہ مارا صاحبقران نے چھین کر
پھینک دیا اُسنے تلوار ماری امیر نے وہبھی چھین لی اُسنے گرز مارا صاحبقران نے ہاتھ کی تھپکی دی گرز ہاتھ سے چھوٹکر
دور گرا اُسوقت صاحبقران نے فرمایا او گبر ناہنجار ہوشیار ہو یہ نہ کہنا کہ مجھے غفلت مین مارا دیکھ نیزے پر اُٹھائے
لیتا ہون اُس ملعون نے سپر کاندھے سے لی صاحبقران نے نیزہ مارا اُسنے سپر سینے کی پناہ کی نیزے نے پہلے سینۂ سپر کو
توڑا بعدہ سینہ کو بر مایا امیر نے یونہین اک ہاتھ پر بلند کرلیا ع فلک گفت احسن ملک گفت زہ ﴿ اور امیر نے ایک ہکہ مارا کہ وہ
مثل کباب سیخ کے چھد گیا جب قریب دست امیر کے پہونچا نیزے کو نکالکر زمین پر مارا کہ ہڈیان اُسکی ریزہ ریزہ ہوگئین
تمام فوج اُسکی امیر پر حملہ آور ہوئی ادھر سے بھی سب بہادر تلوارین کھینچکر دوڑے جنگ مغلوبہ ہونے لگی بعد کئی ساعت
کے فوج کفار پسپا ہوئی اور بھاگ کر کنارۂ آب ڈیرہ کیا نوشیروان نے جو یہ حالت دیکھی فوراً بھاگ کر دامن کوہ مین
جاگزین ہوا بارگاہ استادہ کراکے بیٹھا اتنے مین گلیم گوش عیار سکندر آیا سلام کیا سب سردار واسطے ماتم پرسی کے
آئے گریان ہوئے بختک نے کہا ای سرہنگ تیرے مالک کو امیر نے مارا چاہیے کہ تو بھی صاحبقران یا اُسکے فرزند قباد کو
قتل کرکے حق نمک سکندر سے ادا ہو جائے اور اگر یہ کام تجھسے سرزد ہوگا تو افسر عیاران نوشیروان کردونگا اُسنے مجرا کیا
اور روانہ ہوا اور اردوے امیر مین پہونچکر دلق فقیری تن پر آراستہ کرکے چارسوق لشکر مین پھرنے لگا ایک روز عمرو نے
پہچانا اور آواز دی کہ ای قران بیٹا اسکو گرفتار کرے یہ گلیم گوش عیار سکندر ہی مہتر قران بندہ تان کردوڑا
وہ بھاگ نہ سکا کھڑا ہو رہا قران نے کمند کے حلقے گردن مین پہنا دیے اور سامنے عمرو کے لایا عمرو نے پوچھا ای حرامزادے
تو یہان کیون آیا اُسنے کہا کہ مالک میرا مارا گیا اب مین مغرب مین کسی کے منہ دکھانے کے قابل نہ رہا اسواسطے یہ امر اختیار کیا
کہ بھیک مانگون یا اگر بہ دو طالع خدمت شاہ عیاران مین رسائی ہو عمرو نے کہا ای حرامزادے اگر بہ مکر یہان آیا ہی تو مین بھی
تجھے قتل کرتا ہون اور جو نیت تیری خبث و عداوت کی نہین ہی تو مسلمان ہو وہ فوراً بخوف جان مسلمان ہوا عمرو
نے خلعت دیا اور بہت زر و جواہر پیشکش کیا وہ حرامزادہ لشکر صاحبقران مین رہنے لگا تاکہ احوال سب کا دریافت
کرے اور بارہا قصد کیا کہ سوتے مین کسی سردار کا سر کاٹ ڈالے مگر یہی خیال گذرا کہ مبادا جاگ اُٹھا تو حلالی ہی کر ڈالیگا

جان بچانا مشکل ہو جائیگی غرض کسی وقت فکر سے خالی نہ تھا ایک روز شہریار قباد والا نژاد نے بارگاہ سلیمانی مین بیٹھ کر
امیر سے فرمایا کہ یا صاحبقران حیات مستعار کا کچھ اعتبار نہین آج ہمارا جی چاہتا ہو کہ ساقی گری کرین امیر نے
عرض کی کہ خوشا نصیب ہم لوگون کے کہ حضور اپنے دست حق پرست سے شراب پلائین الغرض قباد شہریار جام
وصراحی لیکر اُٹھے اور مصروف ساقی گری ہوئے تمام اہالیان بارگاہ کو شراب پلائی اور خود بھی خوب پی جب سب
مدہوش ہوئے بادشاہ نے دربار برخاست کیا سب اپنی آرامگاہ مین گئے لیکن بہ سبب زیادتی نشہ کے مزاج
بادشاہ مین ربودگی پیدا ہو گئی تھی اسواسطے تخت حکمرانی پر استراحت فرمائی یہ ملعون اول ہی سے رنگ بھل دیکھکر
کمین مین ہو رہا تھا جب شہریار قباد والا نژاد کی نفیر خواب بلند ہوئی کلیم گوش کمینگاہ سے نکلا اور چار طرف بیہوشی
اڑادی کہ جو پرستار وہان مصروف خدمت تھے سب بیہوش ہو گئے یہ مردود اسکی تخت پر آیا پہلے تو خیال کیا کہ اے کلیم گوش
ایسے جوان کا قتل کرنا کب روا ہو یہ خیال کر کے تخت سے زمین پر اُتر آیا پھر سوچا کہ اسکے باپ نے تیرے مالک کو مارا ہی
قصاص خون سکندر کا اس سے لینا گناہ نہین اور پھر تخت پر آیا خنجر کھینچکر چاہا کہ سر اُس سرور کا جدا کرے مگر ہاتھ
مین رعشہ بلکہ تمام اندام مین لرزہ پڑ گیا پھر تخت کے نیچے اُترا اور کہا اے کلیم گوش تو بڑا نامرد ہو کہ ایک شخص خفتہ کا سر
تجھسے نہین کٹ سکتا پھر دلکو مضبوط کر کے تخت پر گیا اور بیہوشی قاتل اُس قاتل اظلم نے نَے کے وسیلے سے دماغ مین پہونچائی
فوراً قباد کو چھینک آئی اُسنے گیسوے مشکین اپنے دست نجس مین پکڑ کر خنجر سے سر اُس سردار کا جدا کیا اور رومال
مین باندھکر طرف مدائن کے روانہ ہوا راہ مین خیال آیا کہ اگر مغرب مین چلیگا اور ہیکلان عاد کو یہ سر نذر دیگا یقین تو
ہو کہ وہ اپنے بیٹے کے قاتل کا سر دیکھ کے بہت خوش ہو اور مجھے بہت کچھ دے پھر سوچا کہ اگر اُسنے کہا کہ تم لوگ کیسے
محافظ تھے جو میرے بیٹے کو نشیب و فراز سے نہ آگاہ کیا اور مرنے دیا ادھر بختک نے بہت کچھ امید دی ہو وہین چلنا
اچھا ہو غرض یہی سوچتا چلا یہان ملکہ مہر نگار ہمراہ امیر مست خواب ناز تھی کہ عالم خواب مین دیکھا پیارا فرزند قباد دریاے
خون مین ہاتھ پاؤن مار رہا ہو اور کہتا ہو کہ اے مہربان جلد میرا ہاتھ پکڑ لیجیے مہر نگار نے دوڑ کر چاہا کہ ہاتھ قباد شہریار کا
تھام لے مگر ممکن نہوا اور شہزادہ غرق ہو گیا ملکہ یہ واقعہ دیکھکر عالم واقعہ مین ایسی گھبرائی کہ بیدار ہو گئی اور تنہا بارگاہ
سلیمانی مین پہونچی دیکھا کہ سناٹا پڑا ہوا ہو شمعین گل ہین فوراً ماتھا ٹھنکا پاؤن ہر ایک کی من کا ہو گیا دروازہ بارگاہ
پر آئی ایک شمع وہان روشن پائی دربانون کو محو خواب پایا زیادہ دل گھبرایا شمع ہاتھ مین لیکر قریب تخت قباد کے آئی
قسمت نے بیٹے کی لاش مان کو دکھائی آنکھین پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے لگی تو قباد کو بے سر پایا لاشہ خون مین نہایا دیکھکر
آنکھون کے نیچے اندھیرا آیا بیتابانہ ان نے اپنے تئین لاش پسر پر گرایا نعرہ آہ کر کے غش کر گئی جیتے جی مر گئی اسکی
آواز سے عقب بارگاہ جو لوگ سوتے تھے چونک پڑے دوڑے مگر ملکہ کو تخت قباد پر دیکھکر چلے گئے محل مین خبر گئی عورات محل
دوڑین آکر جو دیکھا تو بادشاہ کو مقتول پایا سب نے شور مچایا صداے واویلا سے ملکہ کو ہوش آیا پھر ایک نعرہ آہ کا مار کر بیہوش
ہو گئی پھر تو شور قیامت برپا ہوا چہار جانب سے سرداران اسلام و شاہزادگان ذی کرام دوڑے امیر کی بھی آنکھ کھلی ملکہ کو
پہلو مین نہ پایا اتنے مین شور گریہ گوشزد ہوا پوچھا ارے یہ کیا غل ہو اور ملکہ کہان گئین وہان کون تھا جو جواب دیتا
جب تو صاحبقران گھبرا کر بارگاہ کی طرف سے دوڑے آکر جو دیکھا تو عیاذاً باللہ قریب تھا کہ کلیجا منھ کی راہ سے نکل
آئے ہاے کر کے امیر بھی گرے اور بیہوش ہو گئے تمام سردار دست راست و دست چپ کے آکر جمع ہو گئے کہرام پڑ گیا
عمرو نے جو آکے قباد کو بے سر پایا سب سے زیادہ رویا پیٹا چلایا کیونکہ سب سے زیادہ یہ بادشاہ کو عزیز رکھتا تھا چار جانب لوگ قاتل قباد کی تلاش
مین روانہ ہونے لگے پتا نہ لگا لیکن کلیم گوش کو لشکر مین نہ پایا یقین ہوا کہ اسی لعین نے یہ حرکت کی ہو عمرو کو بڑا قلق ہوا

ادھر گلیم گوش سر شہریار کا رومال مین باندھکر داخل بارگاہ نوشیروان ہوا بختک نے پوچھا کہ ای سرہنگ کیا لندھور
کا سر لایا ہے اُسنے کہا اُس سے زیادہ مرتبے والے کا سر ہی اُسنے کہا علمشاہ کا اُسنے جواب دیا اُس سے بھی زیادہ بختک نے کہا
امیر کا سر ہی اُسنے کہا اُس سے بھی زیادہ جب تو نوشیروان نے کہا دیکھیے تقدیر کیا دکھاتی ہو کہ اُسنے رومال کو کھولکر
سامنے نوشیروان کے رکھدیا دیکھتے ہی اُسنے زانو پر ہاتھ مارا اور چلایا ارے مردود یہ کیا غضب کیا ارے یہ تو جگر
گوشہ ہی جسکو بیجان کردیا اور کہا ارے پکڑو اس ملعون کو لوگون نے فوراً گلیم گوش کو باندھ لیا نوشیروان اپنے تئیں
مع اہل دربار و تمام فوج کے سیاہ پوش ہوا خواجہ بزرجمہر نے کہا میرے نزدیک قاتل قباد و شہریار کو لیکر خدمت امیر
مین حاضر ہونا چاہیے نوشیروان نے ویسا ہی کیا صاحبقران کو اطلاع ہوئی کہ نوشیروان سر قباد مع اُسکے قاتل
کے لاتا ہی امیر نے فرمایا آنے دو غرض بارگاہ مین نوشیروان آکر پہونچا امیر نے لاکر بٹھایا سر کو جسم بے سر سے ملایا اور
گلیم گوش سے پوچھا کہ او مردک تیری سر عنادسے شمع دودمان شاہنشاہی گل ہوئی اسکے عوض مین تجھے سزا ایسی
دونگا کہ نہ تو زندون مین رہے نہ مرے ہمیشہ سسکا کرے مگر کرب و علمشاہ وغیرہ کو تاب نہ رہی تلوارین کھینچکر دوڑے
کہ اسے مار ڈالین صاحبقران نے منع فرمایا کہ اسے نہ مارو کیونکہ اسکے مارنے سے بادشاہ زندہ نہو جائینگے بلا سے چھوڑدو
ہر چند لوگون نے چاہا کہ اسے بھی قتل کرین مگر امیر نے نہ مانا اور رہا کردیا وہ جو وارستہ ہو کر بھاگا تو سیدھا مغرب کی جانب چلا
امیر نے صندل کا تابوت بنوا کر لاش قباد کی اُسمین رکھی اور جانب مکہ معظمہ روانہ کی سارا لشکر صاحبقران کا بھی مع سردارون
کے سیاہ پوش ہوا جب تابوت سامنے عبدالمطلب کے پہونچا تمام شہر مین سیاہ پوشی ہوگئی اور غوغا سے وا ویلا وا مصیبتا
ہر طرف ہونے لگا عمرو نے یہ جو دیکھا کہ امیر نے گلیم گوش کو چھوڑدیا بہت ناگوار گزرا کہ ایسے ملعون کو کب چھوڑنا روا تھا
خیر انھون نے رہا کیا تو مین کب چھوڑتا ہون اُسی وقت اُسکے تعاقب مین روانہ ہوا کئی منزل پر جاکر دیکھا کہ بھاگا چلا
جاتا ہی عمرو نے نعرہ کیا او خیرہ سر ٹھہر جا کہان جاتا ہی آواز سنتے ہی اُسکی جان نکل گئی اور ٹھہر گیا عمرو نے جاکر اسے کمند
مین گرفتار کیا اور پھر سامنے امیر کے لاکر کہا ای صاحبقران اسے مین زندہ ہرگز نہ چھوڑونگا امیر نے افراط الم کے باعث
مطلق اعتنا نہ کی اور نہ کچھ جواب دیا اتنے مین مقبل جولاتی شاہنشاہ کے ساتھ گیا تھا واپس آیا اور بیان کیا کہ
اعیان مکہ سیاہ پوش ہوئے مبتلاے شیون و جوش و خروش ہوئے بعد دفن کے سامان روشنی وغیرہ مقرر کیا خواجہ
عبدالمطلب کا حال بہت غیر ہی امیر یہ سنکر چپ ہو رہے نوشیروان ایک سال تک اُردوے صاحبقران
مین رہا وہ جو نزاع تھی برطرف ہوگئی اور ماتم برپا رہا بعد سال بھر کے بہزار جد و جہد لباس سیاہ امیر نے اُتارا مگر ملکہ
مہر نگار نے لباس ماتم اپنے جسم سے نہین دور کیا اور نوشیروان رخصت ہو کر مدائن مین آیا سال بھر تک امیر و
نوشیروان مین اسطرح کی ملت رہی کہ کبھی صاحبقران اُسکی بارگاہ مین جاتے تھے اور کبھی وہ انکے یہان آتا تھا لشکر
صاحبقران مین تین برس تک کسی نے شراب کا نام بھی منھ سے نہ لیا الا سب مبتلاے جوش و خروش خمخانہ الم کے
جرعہ نوش رہے ایک روز سب سردارون نے متفق ہو کر مشورہ کیا کہ کوئی تدبیر ایسی نکالنا چاہیے کہ صحبت شراب و کباب
مین امیر شریک ہون یا ایک مرتبہ خود نوش کرین تو ہم لوگون کے واسطے بھی شراب پینا جائز ہو جائے آخر یہ صلاح قرار
پائی کہ عمرو کو بلا کر سمجھائین اگر وہ چاہیگا تو ضرور امیر کو شراب پلائیگا غرض عمرو کو بلایا اور کہا ای خواجہ اگرچہ قباد شہریار کے
انتقال کرنے سے لطف زندگی نہ رہا مگر تا کے اب کوئی سبیل ایسی نکالنا چاہیے کہ امیر شراب پئین اور ہم لوگ بھی شراب پئین یہ
کہکر دو ہزار تومان عمرو کے آگے رکھدیے کہ ای خواجہ یہ تمھارا حق ہی صاحبقران کو یہ نہ ثابت ہونے پائے کہ ہم لوگون
کی خواہش ہی عمرو نے کہا ای بے مروتو تمھین غیرت نہین آتی کہ تمھارا ولی نعمت زادہ انتقال کرے اور تم شراب پیو کیا مین

طامع ہون کہ دو ہزار تومان دے کر مجھے راضی کرتے ہو مین جاکر یہ تومان سامنے **صاحبقران** کے رکھدونگا اور تمہارا
پیام دونگا جب تو سب گھبرائے کہ یہ **قباد** کو بہت دوست رکھتا تھا شاید اسوجہ سے اسکے خلاف گذرا سب سردار **عمرو**
کے قدمون پر گرے اور بارہ ہزار تومان دیے جب تو **عمرو** ہنسا اور کہا کہ یہ کام کوئی مشکل نہین ہی مین امیر کو شراب پلائے
دیتا ہون یہ کہکر اپنے خیمے مین آیا اچھا بھلا ہوکر اپنے تئین بیمار بنایا اور ایسی صورت بنائی کہ چہرے پر مردنی چھائی یہ
خبر تمام سرداران لشکر کو پہونچی سب دیکھنے آئے **صاحبقران** نے بھی سُنا کہ **عمرو** قریب بہلاکت پہونچا ہی دیدار
آخری سے محروم رہا جاتا ہی جلد چلیے بیتابانہ **صاحبقران** دوڑے جب سرہانے **عمرو** پہونچے تو دیکھا کہ کسیکو
پہچانتا نہین گھبراکر فرمایا کہ ارے آج کل **نوشیروان** کے ہمراہ **خواجہ بزرجمہر** ہمارے لشکر مین موجود
ہین کوئی جاکر جلد انھین لائے غرض **خواجہ** آئے امیر نے فرمایا کہ اسکے احوال سے تو یہ ثابت ہی کہ قریب تر مرجائگا
مگر آپ نبض ملاحظہ کیجیے اور رمل کی روسے بھی خانۂ حیات کی کیفیت بیان کیجیے **خواجہ بزرجمہر** نے عرض کیا کہ
سوا اسکے کوئی علاج نہین جو مین عرض کرتا ہون یعنے اسکو شراب گرم کرکے پلائیے **صاحبقران** نے فرمایا کہ براے
درمان مضائقہ نہین شراب لاؤ غرض دو صراحیان شراب کی لوگون نے لاکر حاضر کین امیر اپنے ہاتھ سے شراب
گرم کرکے سامنے **عمرو** کے لائے لوگون نے چیخکر کہا **خواجہ** تمھین **صاحبقران** شراب بطور دوا کے پلاتے ہین آنکھین
کھولو **عمرو** نے آنکھ کھولکر دیکھا کہا یا امیر مین ہرگز شراب نہ پیونگا کیونکہ میرا ولینعمت زادہ قبر مین آرام کرے مین شراب
پیون **صاحبقران** نے فرمایا ای خواجہ براے علاج مضائقہ کیا ہی اسنے عرض کی یا امیر مین نے تو جب ہی عہد کیا تھا
کہ اول **صاحبقران** کو شراب پلاؤنگا بعدہ مین پیونگا لہذا ممکن نہین آپ تو شراب نہ پیین اور مین پی لون لوگون
نے عرض کی ہمارے نزدیک تو یہ آپ کا غلام قدیم ہی اگر شراب نہ پلائیے گا مرجائیگا اور آپ کے پینے مین بھی چندان
قباحت نہین کیونکہ اگر بنظر عشرت پیجیے تو البتہ مقام غور ہی کہ بادشاہ **انتقال** کرے اور لوگ مصروف عشرت ہون
مجبوراً امیر نے خود بھی شراب پی اور سب سردارون کو بھی پلائی **عمرو** کو چندان شراب گرم کے پینے سے تسکین معلوم
ہوئی پھر تو **صاحبقران** نے متواتر **عمرو** کو شراب پلائی پھر فرمایا کہ اگر یہ خبر **مہرنگار** تک پہونچی تو یقین ہی کہ ضرور
وہی جان دیدیگی ای **مقبل** تم جاکر ملکہ کی خبر تو لاؤ کہ کس شغل مین ہے مقبل گئے ملکہ نے پوچھا امیر کہان اور کس رنگ مین ہین کہا خیمہ
عمرو مین تشریف رکھتے ہین کہ وہ بہت علیل ہی مہرنگار کو مقبل کی طرز گفتگو سے ثابت ہوگیا کہ شراب پیے ہو قریب بلایا منھ سے بو آئی
ملکہ نے ایک طمانچہ مارا اور کہا کیون ای مقبل قباد مرجائے اور تم شراب پیو افسوس صد ہزار افسوس مقبل چپکا چلا آیا اور امیر سے بیان کیا
صاحبقران کو نہایت شرمندگی ہوئی کہ مقبل میرے ہی پاس سے گیا تھا ضرور ہی کہ میرے شراب پینے کا بھی اسے یقین ہوگیا ہو اُس
خفت کے سبب سے اُس روز **صاحبقران** محل مین نہ تشریف لیگئے **مہرنگار** نے کہا ہمارے پرستار سب حاضر
و مہیا رہین اور سامان سفر درست ہو کل ہم ضرور جائینگے تربت فرزند پر سکونت اختیار کرینگے یہ سنکر **صاحبقران**
محل مین تشریف لائے اور فرمایا کہ ای ملکہ خیر تو ہی **مہرنگار** نے کہا او عرب بے مروت یہی شرط الفت ہی کہ بیٹا مرجاے
باپ خوشی منائے شراب پیے فرمایا کہ بسبب غم کے تمہارا مزاج بالکل خراب ہوگیا ہو کیون ہر ایک پر تہمت لیتی ہو
بھلا ممکن ہی کہ قباد کے غم مین صحبت عیش برپا کرون **مہرنگار** نے کہا ہرگز مین یہان نہین رہونگی اب اپنے فرزند کی
قبر پر چند روز بسر کرونگی جب کچھ غم فرو ہو جائیگا چلی آؤنگی مجبور ہوکر امیر نے فرمایا کہ خیر جو تمہاری خوشی
ہو وہی ہماری رضا ہی تھوڑے غلام ہمراہ کرکے **مقبل** سے فرمایا کہ تم بھی ساتھ چلے جاؤ غرض ملکہ
مہرنگار مع **مقبل** و چند غلامان مسلح کے روانہ ہوئی کئی منزل راہ طی کی تھی کہ **تردہ مین** ملکہ کی خبر سنکر

اپنی فوج سمیت آگیا کہ امیر کی بی بی کو چھین لیجاؤن مقبل نے اس حال کا نامہ جانب امیر روانہ کیا اور خود معرکہ
کارزار ہوا زوبین میدان مین آیا مقبل کی طرف سے مظہر نجدی گیا اُسنے ایک ضرب گرز مین کام اُسکا
تمام کیا بعد مظہر نجدی وغیرہ کے کئی آدمی اُسنے مارے اور زخمی کیے آخر مجبور ہو کر مقبل وفادار خود میدان
مین آیا یہ بھی اُسکے ہاتھ سے زخمی ہوا مہر نگار نے جو خبر زخمی ہونے مقبل کی سُنی کہا حیف ہی کہ صاحبقران کی بی بی
اور نوشیروان کی بیٹی ہو کر گرفتار ہو جاؤن یہ کہکر انگشتری الماس کی انگلی سے اُتار کر چابی اور زوبین بھی قریب
خیمے کے پہونچ گیا تھا چاہتا تھا کہ پردہ اُٹھا کر اندر خیمے کے جلانے کہ پشت پر سے امیر کا نعرہ ہوا اُسنے جو صدائے صاحبقران
سُنی پھر پڑا اور آکر مقابلہ کیا چونکہ عالم غیظ و غضب مین امیر آئے تھے جیسے ہی اُسنے گرز مارا صاحبقران نے خالی دیکے
کر عقرب سلیمانی کا ایک وار جو کیا مع اسپ چار ٹکڑے اُس دیو پیکر کے ہو گئے عمرو نے حملے فقط سے تمام
اُسکی فوج کو مثل ہیزم خشک کے پھونک دیا صاحبقران خیمے مین تشریف لانے تو شور گریہ خادمان بلند پایا
بہت گھبرائے پاس ملکہ کے آئے تو دم واپسین تھا عمرو نے بھی سُنا خواجہ بزرجمہر کو بلا کر حال پوچھا انھون نے
دیکھکر کہا کہ زہر قاتل تن ملکہ مین تاثیر کر چکا ہی اب زندگی محال ہی اتنے مین ملکہ نے آنکھ کھولی اپنا سر زانو صاحبقران
پر پایا کہا الحمد للہ کہ کسی غیر کا ہاتھ ابھی تک میرے جسم مین نہین لگا اور کہا یا امیر جب کسی نازنین سرکلین سے اپنا عقد کرنا
اور صحبت عیش برپا ہو تو میرے حال کو یاد کر کے فاتحہ خیر ضرور پڑھدینا اتنا کہا اور سانس اُکھڑ گئی روین کانون کی بھوگئین
سنکا ڈھل گیا صاحبقران گریان ہوئے مہر نگار جان بحق تسلیم ہو گئی امیر نے فرمایا ؎ ہر دم زمانہ داغ دگر گونہ در دہد
یک داغ نیک ناشدہ داغ دگر دہد ؛ حیف ہی کہ طالع واژون اور زمانہ بوقلمون کے ہاتھ سے کوئی دم آسائش سے نہ گذرا خیر
جو مرضی پروردگار ع پیش آئی ہو رہی جو کچھ کہ پیشانی مین ہی ؛ ایک تابوت تیار کرا کر اُسمین لاش ملکہ کی رکھی اور لیکر طرف مکہ
کے روانہ ہوئے پہلوے قباد مین قبر ملکہ مہر نگار کی بنوائی درمیان دونون قبرون کے ایک سائبان بنوا کر بدلق فقیری خود
بیٹھے اور لندھور کو بلا کر فرمایا کہ ای خسرو بارہ ہزار سوار تیرے متعلق کرتا ہون جزیرے کی خبر گیری تیرے سپرد ہی اور بہرام
کو بغداد و زیرباد ہندی چوترہ مالک کو دیا پھر ملکشاہ کو گلے لگایا اور فرمایا کہ علم اژدہا پیکر و سنج کیدھرنی و طبل سکندری
مین تمہارے متعلق کرتا ہون اور روم کا انتظام بھی تم کرو پھر سعد بن قباد کو گلے لگایا اور آب دیدہ ہو کر فرمایا کہ بابا بارگاہ سلیمانی
مع بارہ ہزار جفت نقارۂ زرین اور نقارخانۂ سلیمانی تمہارے حوالہ ہی اور اصفہان و زابل کا نظم و نسق تمہارے
سپرد ہی مصر مقبل کے حوالے کیا پھر عمرو سے فرمایا کہ ای خواجہ اگر تمہارا جی چاہے تو میرے پاس رہو ورنہ جہان جی چاہے
چلے جاؤ عمرو نے عرض کیا یا امیر میرا گذر کہان ہو سکتا ہی کیونکہ کوئی شہر و مقام ایسا نہین ہی کہ تیرے اور میرے ہاتھ سے تباہ
برباد نہین ہوا جہان جاؤنگا وہان کے در و دیوار میرے دشمن ہو جائینگے مگر واسطے چندے کے ضرور جاؤنگا خبر بھی ہر
تھوڑا سا لاؤنگا یہ کہکر روانہ ہوا صاحبقران نے کرب کو مہر نوش کے پاس بھیجدیا اور آپ مقبرۂ ابراہیمؑ مین دونون
قبرون کے مجاور بنکر بیٹھے کئی سو عالم مقرر کیے کہ وہ صحیفۂ ابراہیمی کی تلاوت قبرون پر کیا کرین

اب ایک کیفیت گذشتہ بیان ہوتی ہی

کہ جب صاحبقران نے ہفت گنج عدن اپنے قبضے مین کیے تھے تو فرامرز بن قارن عدنی کو عنایت کیے تھے اور
فرامرز نہ تبرس جان مسلمان ہوا تھا اتفاقاً اُسنے تعریف ملکہ مہر گہر تاجدار دختر نوشیروان کی زبانی لوگون کے سُنی
اور نادیدہ فریفتہ ہو گیا غرض اگر نوشیروان سے خواہش اپنی ظاہر کی اُسنے بصلاح بختک ہفت گنج عدنی طلب کیے
وہ مردود گیا اور ہفت گنج حاجب عدنی کے ہمراہ جانب مداین نوشیروان کے پاس روانہ کیے خبر

عمرو نے سنی فوراً آکر صاحبقران سے بیان کی کہ یا امیر ہفت گنج جو آپ نے فرامرز بن قارن کو عنایت فرمائے تھے وہ نوشیروان کے پاس آتے ہین بختک نے اپنی حکمت عملی سے منگوا لیے صاحبقران نے ایک نامہ عادی کے نام لکھا کہ تم جا کر چھین لو فوراً عادی نے دائل سے آکر حاجب عدنی کو مارا اور سب مال و خزائن لے لیے اور لا کر سامنے صاحبقران کے حوالہ عمرو کر کے چلا گیا قارن نے جب یہ سنا فوراً لشکر لیکر امیر کے قتل پر مستعد ہوا اور طرف وادی العروش کے روانہ ہوا یہان صاحبقران نے خبر آمد فرامرز کی سنی جازہ ابلک رو پر سوار ہو کر اسکے استقبال کو روانہ ہوئے جب سامنے اُس ملعون کے پہونچے وہ دیکھتے ہی تلوار کھینچکر دوڑا جب قریب امیر کے آیا صاحبقران نے گردن اُس لعین کی پکڑ کر مرکب سے اٹھا لیا اور یونہین لیے ہوئے وادی العروش مین چلے آئے اور فرمایا کہ ای سگ ناپاک مین نے تیرے باپ کو قتل کر کے اُسکا مرتبہ تجھے دیا جب تک مین لشکر مین رہا تو نے سر نہ اٹھایا جب مین نے فقیری اختیار کی تو تو نے سرکشی پر کمر باندھی ہی شرط کہ تن ناپاک سے سر کو اکھاڑ کر پھینک دون اُسنے کہا ای شہریار مین دختر نوشیروان پر عاشق ہوا اُسنے مجھسے خزانے طلب کیے مین نے بھیجدیے امیر نے فرمایا کہ خزانہ واسطے بادشاہون کے ہوتا ہی تو اُسکے سزاوار نہین وہ پھر از راہ مکر مسلمان ہوا صاحبقران نے چھوڑ دیا وہ ناہنجار اپنے ملک مین گیا اور کمنگ عیار مکار کو بلوا کر اُسکے سامنے بہت گریہ وزاری کی اُسنے کہا ای شہریار کیفیت تو بیان فرمائے کہ کیا واقعہ آپ پر گذرا غرض اُسنے تمام حقیقت بیان کی کمنگ نے کہا ای بادشاہ والا بارگاہ مین جاتا ہون اور ابھی صاحبقران کو گرفتار کیے لاتا ہون یہ کہکر وہ سگ مردار خوار وادی العروش مین آیا اور بہ شکل اُمیہ ساربان خدمت امیر مین حاضر ہوا طبق خرمون کا سامنے رکھدیا کہ خواجہ عبد المطلب نے بھیجا ہی اسے نوش فرمائے صاحبقران تو اُمیہ کو پہچانتے تھے بے تکلف تین چار خرمے نوش فرمائے حلق سے اُترتے ہی چھینک مار کر بیہوش ہوگئے چونکہ اُسوقت اتفاق سے بالکل تخلیہ تھا کمنگ امیر کو گلیم عیاری مین باندھ کر گھر کی راہ لی اور سامنے فرامرز بن قارن کے پہونچکر پشتارہ امیر کا رکھدیا اُسنے صاحبقران کو مسلسل و مطوق کر کے چار سو چوب دست لگائین پھر چرم گوسفند مین لپیٹ کر ایک تخت پر لٹایا اور اُس تخت کو زنجیرون مین کسکر عقابین پر کھینچ دیا کہ شب بھر شبنم انیس رہتی تھی دن کو دھوپ ہمنشین ہوتی تھی اور کئی آدمی اس کام پر مامور کیے کہ روز صاحبقران کو عقابین پر سے اُتار کر چوبکاری کیا کرین یہان خواجہ عبد المطلب کو خبر ہوئی کہ امیر مقبرۂ ابراہیمی سے غائب ہوگئے اُنھون نے نامہ بجانب عمرو اس مضمون کا روانہ کیا کہ امیر کو بہت جلد تلاش کر و الیا تو نہین کہ فرط الم سے کہین جا کر اپنی جان دیدین اُمیہ ساربان نامہ لیکر جانب مصر روانہ ہوا کئی روز کے بعد پہونچا تو دیکھا کہ خواجہ صاحب جوہری کی دکان کر کے بیٹھے ہین جیسے ہی یہ نامہ پہونچا فوراً خیال مین گذرا کہ فرامرز نے تو نہین چڑھوا منگایا اُسی وقت دکان چھوڑ کر اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا کہ یہ دکان مین نے حمزہ کے نام پر لٹا دی جسکا جی چاہے لوٹ لے اور خود اُدھر ہی سے جانب آب مکہ روانہ ہوا وہان آکر حال معلوم ہوا تو ایک پجاری کی صورت بنکر بارگاہ فرامرز بن قارن مین آیا لوگون نے پاؤن چومے ہاتھون کو بوسہ دیا فرامرز نے پوچھا آپ کیون تشریف لائے ہین عمرو نے کہا مین لات و منات کا فرستادہ ہون اُنھون نے تمھین پیام دیا ہی کہ صاحبقران جو مشہور ہی میرا بندہ خاص ہی اُسکو ہمنے اپنے کارہائے اہم و دشوار کے واسطے پیدا کیا تھا تمنے اُسے عقابین پر کھینچ دیا ہم تم سے بہت ناخوش ہوئے خیر اگر تمھاری کوئی خطا اُسنے کی ہو تو اُسکے عوض چندے قید رکھو مگر تکلیف اسقدر اُسے نہ دو غذائین لطیف کھلاؤ اُسنے کہا کہ مین اُسے روز مار کھلواتا ہون دن کی دھوپ اور رات کی اوس مین عقابین پر کھنچا رہتا ہی عمرو نے کہا یہی امر تو لات

اعظٰا و منات معلے کے خلاف گذرا ہی کہ مین نے تو اُسے اسواسطے پیدا کیا تھا کہ مین اُس سے اپنے بندگان نافرمان
کو سزا دلواؤن اور تو نے یہ حالت کی ہان اور یہ بھی فرمایا کہ مین نے دیوان قاف کو اُسکے ہاتھ سے زیر کرایا ہی
اب وہ لوگ اُسکے مطیع ہین ایسا نہو کہ اگر اُسے رہا کر لیجایئن اور تجھے بھی آزار پہونچایئن چونکہ تجھے بھی مین بہ سبب
ثابت قدمی کے دوست رکھتا ہون کیونکہ حمزہ سے امتحاناً کئی بار تجھے زیر کرایا اور طرف دین اسلام کے رغبت دلوائی
کہ وہ دین فرضی ہی مگر تو نے بخوف جان اُسوقت قبول کیا مگر دل سے اپنے دین پر قائم رہا اگر یہ امر نہوتا تو ابھی مین تجھے غارت
کر دیتا یہی لات کا بھی قول ہی اور منات کا بھی پس تجھے چاہیے کہ ایک سائبان اسکے سر پر تیار کرا دے کہ دیو نہ دیکھین
اور کھانے عمدہ اُسکے واسطے بھیجا کر یہ کہکر بارگاہ سے باہر آیا چلتے چلتے یہ کہدیا کہ اُسے بہت جلد سزا دے کر ہلاک کرنا اور نہ دکو ہ
سے اب نہ پیش آنا ورنہ لات اعلیٰ و منات معلی رہا کر دینگے اور تمپر بھی غضب نازل کرینگے یہ کہکر بہ شکل فراش خیمہ کہنک مین
آیا اتفاقاً اسوقت کہنگ مع دو سو عیارون کے بالا دوی کو گیا تھا اور چار سو عیار واسطے محافظت **صاحبقران**
کے مقرر کر گیا تھا عمرو نے کسی تقریب سے اُن سب کو نقل کھلا کر بیہوش کیا اور خنجر کھینچکر سبکے سر کاٹ ڈالے پھر اغذیہ
لطیف و شربت لیکر عقابین پر امیر کے پاس آیا اور دے کر خلاصی کی فکر مین سوچنے لگا اتنے مین کہنگ دو سو عیارون
سمیت آیا چار سو عیار جو یہان موجود تھے سبکو کشتہ پایا بہت گھبرایا چارون طرف دیکھنے لگا کہ عمرو کو ایک چوب سے
چمٹا ہوا دیکھا عیارون سے کہا کہ اسے گرفتار کرو وہ سب دوڑے یہ دوندہ بید رنگ جست کر کے بھاگا کہنگ
نے فرامرز کو یہ خبر دی کہ عمرو نے تمارہ عدنی کو مع چار سو عیارون کے قتل کیا اُسنے بختک کو طلب کیا اور کہا کہ
در بارۂ حمزہ جو کچھ آپ کی راے مین آئے وہ کیا جائے اُسنے کہا حفاظت حمزہ کی بہت ہوشیاری کے ساتھ
کیجائے اُسنے جاہل عدنی کو پانچ ہزار آدمیون سے حفاظت حمزہ کے لیے مقرر کیا عمرو صراحیان شراب کی لیکر جاہل کے
پاس پہونچا اور نعرہ کیا کہ منم مدہوش شراب فروش فرامرز نے تیرے واسطے یہ شراب بھیجی ہی اور کہا ہی کہ کسی دوسرے
کے ہاتھ سے کوئی شی لیکر ہرگز اپنے صرف مین نہ لانا اُسنے وہ شراب لیکر آپ پی اور اپنے ہمراہیون کو پلائی سب بیہوش
ہوئے عمرو نے اُن سب کے بھی سر کاٹ ڈالے اور پھر اغذیہ لیکر عقابین پر امیر کے پاس پہونچا اتنے مین **بختک**
واسطے کسی ضرورت کے اُدھر سے نکلا **عمرو** کو عقابین پر دیکھ کر کہنگ کو خبر دی وہ دوڑا اور چاہا کہ عمرو کو گرفتار کرے
یہ پھر جست کر کے بھاگا اور مکۂ معظمہ مین خواجہ عبد المطلب کے پاس آیا وہ امیر کے غم مین روتے روتے کور ہو گئے
تھے وہان سے کوفے مین **خواجہ بزرجمہر** کے پاس آیا اُنھین بھی روتا پایا پوچھا ای **خواجہ بزرجمہر** آپ امیر کے بارہ مین
از روے رمل ملاحظہ فرمایئن کہ رہائی اُنکی اب ہی یا نہین اُنھون نے قرعہ پھینک کر بیان کیا کہ ای عمرو چار مہینے
اور دس روز امیر اس بند سے خلاص نہین ہو سکتے عمرو نے کہا آیا بعد اس میعاد کے رہائی امیر کی کسکے ہاتھ سے
ہوگی بزرجمہر نے جواب دیا کہ ای عمرو جتنے دوست **صاحبقران** کے ہین اُن مین سے ایک بھی نہوگا تو امیر خلاص
نہونگے یہ سنکر عمرو پھر خواجہ عبد المطلب کے پاس آیا اور سارا حال کہہ سنایا اُنھون نے پانچ سو پچاس نامے
ایک مضمون کے تحریر کیے یعنے ای بہادرو ای مجاہدو ای حمزہ کے دوستو بہت جلد اپنے تئین حمزہ کے پاس پہونچاؤ
کنارہ آب مکہ فرامرز بن قارن نے حمزہ کو عقابین پر کھینچا ہی اور ہفت گنج طلب کرتا ہی اتنا ہی لکھکر سب نامے عمرو کو
دیے اُسنے پہلے نامہ **عادی** کو پہونچایا کہ وہ تنگ روحل مین تھا غرض اسی طرح سب نامے اُسنے شام تک دوستان
حمزہ کو پہونچائے دو گھڑی رات گذری تھی کہ مکے مین پاس **خواجہ عبد المطلب** کے پہونچا خواجہ نے کیفیت پوچھی
عمرو نے کہا کہ سب نامے مین نے پہونچا دیے مگر تلوے عمرو کے فگار ہو گئے تھے **خواجہ عبد المطلب** نے

ایک ذرا سی خاک جو انکے پاس رکھی ہوئی تھی اُسکے تلوون مین لگادی فوراً جیسے تھے ویسے ہی ہو گئے شب کو حضرت ابراہیم خواب مین تشریف لائے اور فرمایا کہ ای عمرو عبد المطلب کو بادشاہ لشکر بناکر لیجا صبح کو عمرو نے عالم رویا مین جو واقعہ دیکھا تھا بیان کیا خواجہ عبد المطلب راضی ہوئے اور فوج جرار اپنے ہمراہ لیکر مع عمرو روانہ ہوئے جب کنارۂ آب ملکہ پہونچے خیمہ زن ہوئے رات کو عمرو زیر پاے عقابین پہونچا دیکھا کہ چار ہزار سوار جرار واسطے حفاظت کے مسلح ہین عمرو نے ہوا کے رخ پر ٹھہر کر بیہوشی اڑانا شروع کی یہان تک کہ سب بیہوش ہوئے دیکھا کہ مہتر قران حبشی بھی عقابین پر جانے کا عازم ہی عمرو نے پہچانا اور کہا ای قران جلد چل صاحبقران سے ملاقات کرلے نہین تو فوج آتی ہی ہوگی غرض یہ دونون عقابین پر چڑھگئے امیر نے دیکھکر فرمایا اوبیمروت اب بھی آیا تو بڑا کام کیا عمرو نے عرض کی یا امیر جانم قربان برناخن پایت باد ہفت اقلیم کی خبر لیکر آیا ہون اور آپ کیسے عمرو نے یہان تک کہا تھا کہ کہنگ عیار مع کئی ہزار سوار کے واسطے خبرگیری کے آیا محافظون کو کشتہ پایا بہت گھبرایا عمرو و قران اسے دیکھتے ہی جست کرکرکے بھاگے اُسنے تعاقب کیا یہ دونون لشکر مین داخل ہوگئے کہنگ کوئی صورت بدلکر لشکر مین داخل ہوا اور تمام کیفیت خواجہ عبد المطلب کے آنے کی دریافت کرکے فرامرز کے پاس آیا اُسنے پوچھا خیر باشد اُسنے تمام حقیقت بیان کی اُسنے بختک کو طلب کرکے کہا کہ ای خواجہ کیا رائے ہی عبد المطلب واسطے رہائی حمزہ کے لشکر کشی کرکے آئے ہین اُسنے کہا تم بھی لڑو وہ ملعون بھی اُسیوقت مع اپنی فوج کے چل کھڑا ہوا اور برابر آکر دمے خواجہ عبد المطلب کے خیمہ زن ہوا عمرو نے یہ خبر خواجہ عبد المطلب کو دی وہ بزرگ بہت گھبرائے کہ خواجہ اب کیا کرون عمرو نے کہا آپ گھبرائیں نہین صبح کو دیکھا جائیگا کہ اتنے مین صداے طبل جنگ فرامرز کے لشکر سے بلند ہوئی یہان بھی بادشاہ عیاران عمرو نے طبل رزمی بجایا صبح کو دونون لشکر میدان مین صف آرا ہوئے کرات عدنی میدان مین آیا ادھر سے حارث عرب اُسکے مقابلے کو گیا ایک ضرب شمشیر مین کرات نے اُسے راہی خلد برین کیا خواجہ عبد المطلب نے فرمایا کہ ای عمرو مفت خون حارث مین مبتلا ہوا بس اب لڑائی موقوف کرو عمرو نے ہنس کر کہا آپ ایسی فکر مین نہ فرمائین خون شہیدان کا مواخذہ میرے سر ہی بعد اسکے عاص میدان مین آیا اُسے بھی کرات نے تہ تیغ کیا اسی طرح آٹھ عرب اُس مردود کے ہاتھ سے شہید ہوئے اب خواجہ عبد المطلب نہایت پریشان استغفر اللہ ربی من کل ذنب و اتوب الیہ پڑھ رہے ہین کہ میدان کیطرف سے گرد نمایان ہوئی اور بارہ ہزار فوج سے عادی آکر موجود ہوا عمرو نے کہا ای پہلوان وہ سامنے عقابین پر امیر ہی اُسنے سلام کیا پھر آکر خواجہ عبد المطلب کی قدمبوسی حاصل کرکے فوراً میدان مین آیا سامنا ہوتے ہی ایک ضرب شمشیر مین کرات کو مع اسپ چار پارہ کالے کیے بعد اسکے ہاروت عدنی و قیس عدنی آئے وہ بھی جہنم واصل ہوئے تا غروب آفتاب ستّاون عدنی اسکے ہاتھ سے مارے گئے طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنی اپنی فرودگاہ پر آئے بختک نے پھر طبل جنگ بجوا دیا اور صبح کو الماس تیر انداز فرامرز کی طرف سے مقابلہ مین پہلوان عادی کے آیا دو تیر اُسنے لگائے ایک سے زانوے راست دوسرے سے بایان شانہ عادی کا مجروح ہوا عمرو عادی کو میدان سے لیگیا اور تین عرب بھی اسکے ہاتھ سے زخمی ہوئے اتنے مین پھر گرد اُٹھی اور مقبل وفادار بارہ ہزار سوار لیکر پہونچا پہلے عقابین پر امیر کو دیکھکر گریان ہوا پھر خواجہ عبد المطلب سے ملکر میدان مین آیا الماس نے نو تیر متواتر مارے مقبل نے سب روکے اور ایک تیر جھنجھلا کر خود بھی مارا کہ سینہ الماس کا توڑ کر نکل گیا جنگ مغلوبہ ہوئی شام کو بختک نے طبل بازگشت بجوا دیا دونون لشکر اپنی اپنی آرامگاہ مین آئے فرامرز نے پوچھا ای بختک یہی خدا پرست ہین اُسنے کہا یہ تو دو کرد حصون کا ایک حصہ بھی اسکا عشر عشیر بھی ابھی لشکر نہین آیا ہی اور یہ سب جو لڑرہے ہین کوئی افسر اور بہادر نامی نہین ہی لشکر حمزہ مور و ملخ کی فوج

سے بھی زیادہ ہو ایک ایک بہادر اژدہا ہو کش ہے مصلحت یہ ہے کہ نرغہ کر کے ان سبکو تو مار لو ورنہ دو ہی ایک روز مین سب پہونچا
چاہتے ہین فرامرز نے اُسیوقت طبل جنگ بجوایا صبح کو خود فرامرز میدان مین آیا ادھر سے **علوی** مقابلے کو گیا اُسکے
ہاتھ سے زخمی ہوا مقبل گیا وہ بھی مجروح ہوا اتنے مین پھر صحرا کی طرف سے گرد اُٹھی **خسرو نیستانی** بارہ ہزار سوار
سمیت آکر پہونچا بختک نے کہا یہ خسرو نیستانی ہے اسے راہ مین روک لے مردانہ وار ٹوک لے جیسے ہی یہ آواز
فرامرز کے گوش زد ہوئی سرراہ خسرو آکر کھڑا ہوا اور وہین سے للکار کر حربہ کیا خسرو نے ایک ضرب تیغ اسکی ہوکی
فوراً اُسنے دوسرا ہاتھ مارا کہ سر خسرو کا مجروح ہوا عمرو نے پہونچکر اُسے سنبھالا اور اپنے لشکر مین لایا ابھی یہ باطمینان
بیٹھنے نہ پایا تھا کہ پھر گرد اٹھی اور **سعد بن آغوش** بارہ ہزار سوار سے آپہونچا یہ بھی راہ مین تھا کہ مقبل خشت انداز
بارہ ہزار سوار سمیت آپہونچا اتنے مین رات ہوگئی عمرو نے طبل بازگشت بجوایا اور ان تینون بہادرون کو خواجہ عبد المطلب
کے پاس لایا اتنے مین آواز طبل جنگ کی لشکر کفار سے بلند ہوئی یہان بھی نقارہ رزمی نوازش مین آیا صبح کو فرامرز پھر
میدان مین آیا یہان سے **فضل** کربتائی مقابل ہوکر زخمی ہوا **مقبل خشت انداز** آیا وہ بھی مجروح ہوا فرامرز نے کہا تم
سب نے جنگ مردانہ بہادرون کی دیکھی اب اگر جان عزیز رکھتے ہو تو میری اطاعت کرو ورنہ سب میرے ہاتھ سے مارے جاؤگے
اہل اسلام نے جواب سخت دیا فرامرز حرامزادہ لشکر اسلام مین تلوار پکڑ کر در آیا جنگ مغلوبہ ہونے لگی کہ اتنے مین پھر گرد
اُٹھی اور منظر شاہ یمنی و سعد منظر و طوق حران گرد و سلطان بخت مغربی و بختیار شاہ کردی و دیگر بہادران مغرب
ساٹھ ہزار فوج سے آکر پہونچے یہان طبل بازگشت بجا دونون لشکر فرودگاہون مین آئے پھر صبح کو فرامرز میدان مین
آیا بہت سے بہادران مغرب اُسکے ہاتھ سے زخمی ہوئے فرامرز نے آواز دی کہ قسم ہے اپنے خدا کی کہ آج تم سبکو قتل
کرونگا یہ کہکر تیغ بکف چلا لشکر اسلام بہت ہراسان ہوا قریب تھا کہ رو بفرار لائے کہ اتنے مین گرد اٹھی اور ساٹھ ہزار
سوار نمایان ہوئے عمرو نے نعرہ کیا کہ اے مردان بکوشید تا جامہ زنان نپوشید دیکھو وہ سامنے سے فوج تمہاری مدد کیواسطے
آتی ہے لشکر اسلام نے جان تازہ پائی عمرو واسطے خبر کے دوڑ کہ دیکھون یہ کون بہادر ہے جاکر جو دیکھا تو قباد بن گستہم ہے عمرو
کو دیکھتے ہی سب تلوارین لیکر عمرو کی جانب دوڑے عمرو نے بھی خنجر کھینچکر حملہ کیا چونکہ اسکے خنجر کی شہرت ہے سب بھاگے
عمرو رونے لگا اور دعا کی کہ بارخدایا کیا انجام ہونا ہے ابھی دعا اسکی ختم نہوئی تھی کہ پھر گرد غلیظ صحرا کیطرف سے اٹھی جب دامن
گرد کا شق ہوا لشکر عظیم نمودار ہوا عمرو نے جانا کہ یہ بھی کافرین اور خنجر کھینچکر سرراہ جا بیٹھا جب وہ لشکر قریب پہونچا تو عمرو نے
دیکھا شہنشاہ عراقی و **کشوات عراقی** و خسرو انصاری و **مردافگن** کاشانی و لنگر شاہ کرمانی و بہمن شاہ درخشانی و شاہ
عراقی آتے ہین شاہ عراقی نے **عمرو** کو جو بدل مضمحل دیکھا پوچھا اے خواجہ کیا تمہاری حالت ہے اُسنے عقابین کی طرف اشارہ
کرکے کہا کہ دیکھو وہ امیر تشریف رکھتے ہین شاہ عراقی نے جو عقابین پر امیر کو دیکھا فوراً پیادہ ہوا اور تمام لشکر پیادہ ہوا شاہ عراقی
نے کہا کہ تمام لشکر اپنے حال پر رہے مین رہائی امیر کی فکر مین جاتا ہون عمرو نے یہ کیفیت جاکر خواجہ عبد المطلب سے بیان کی
وہ بہت خوش ہوئے اتنے مین رات ہوگئی **عراقیون** نے آکر **خواجہ عبد المطلب** کی قدمبوسی حاصل کی کہ آواز
طبل جنگ لشکر کفار سے بلند ہوئی یہان بھی نقارہ رزمی بجا صبح کو **فرامرز بن قارن** میدان مین آیا ادھر سے کئی
بادشاہ خراسان و کاشان مع پچیس ہزار بہادرون کے جا جا کر زخمی ہوئے کہ شب ہوئی طبل بازگشت بجا دونون
لشکر پھر گئے **عمرو** بشکل تمام گلگون عدلی کو مع چار ہزار آدمیون کے قتل کر کے بالائے عقابین پہونچا **قران** کو امیر کے
پاس دیکھا جو کچھ طعام و شراب اپنے ساتھ لیگیا تھا سامنے **صاحبقران** کے رکھدیا اور چاہتا تھا کہ کچھ باتین کرے اتنے
مین پھر کنگ کو خبر ہوئی وہ آپہونچا **قران** و عمرو کود کر بھاگے صبح فرامرز نے سنا حکم دیا کہ حمزہ کو ہمارے سامنے لاکر

حاضر کردو لوگ جا کر صاحبقران کو لے آئے آتے ہی امیر نے فرمایا سلام بران باد کہ خدا را بوحدانیت شناسد فرامرز نے کہا کہ
چوب عقابین چھوٹی کر دو کہ حمزہ تماشاے میدانداری ملاحظہ کرے پھر فرامرز نے چاہا کہ صاحبقران کو قتل کرے بختک
مانع ہوا اور کہا ابھی امیر کا قتل کرنا روا نہیں جبتک لشکر امیر پر فتحمندی نہ حاصل ہو جائے اُسنے پھر عقابین پر بھیجدیا صبح
کو طبل جنگ آزما لشکر اسلام سے میدان میں آیا فرامرز نے جا کر زخمی کیا مندیل عراقی میدان میں آیا وہ بھی زخمی
ہوا غرض بہت سے عراقی مجروح ہوئے کہ اتنے میں گرد پیدا ہوئی بہرام گرد بن خاقان چین مع فوج گران کے آلخواجہ
عبد المطلب سے ملا اب جو میدان کی طرف نظر کی تو دیکھا ایک دیو مہیب آسمان کی جانب سے آکر میدان میں
اُترا اور کہا کہ منم خیف بن خیف بن عفیف میں اہل اسلام کے حق میں ملک الموت ہوں اتنا جو سُنا مسلمان بہت
گھبرائے کہ بلائے ہوا ایک تخت نمودار ہوا وہ بھی آکر میدان میں اُترا اسپر قریشیہ سوار تھی چار دیو تخت کو کاندھے
پر لیے تھے آتے ہی قریشیہ نے ایک تلوار کمر خیف پر ماری کہ وہ جہنم واصل ہوا تبر جو اسکے ہاتھ سے گرا پیشانی قریشیہ
کی مجروح ہوئی دیو تخت پر بٹھا کر لیگئے مرہم سلیمانی لگایا یہاں پھر گرد پیدا ہوئی دیکھا کہ لشکر حبشیان بے حد و انتہا
لیکر عمران والوعمرو بن شداد حبشی آیا ہو مگر عمر کی ایک بیٹی میگونہ نہایت بہادر ہو کہ وہ بھی مسلح ہو کر مرکب پر سوار
آگے آگے آکر پہونچی اور داخل اُردوے فرامرز ہوئی جاتے ہی اُس سے کہا کہ ای فرامرز حمزہ کو بلاؤ اُسنے بلوایا جب
سامنے صاحبقران آئے اُسنے کہا کہ ای حمزہ دو صورتیں تیری خلاصی کی ہیں ایک تو یہ کہ میرے خدا کو سجدہ کر دوسرے یہ کہ
میرے تئیں اپنے عقد میں لا امیر نے اُسپر لعنت کی اُسنے حکم قتل دیا مگر بختک نے ہیبت دلا کر قتل سے باز رکھا اور پھر عقابین
پر بھیجدیا اتنے میں پھر گرد اُٹھی اور سلمان شاہ فارسی اور مرزبان خراسانی و سپہ سالار چین یا فوج گران آکر پہونچے
پہلے عقابین کی طرف دیکھکر گریان ہوئے پھر داخل اُردوے اسلام ہو کر خواجہ عبد المطلب سے ملے شب کو
دونوں لشکروں میں طبل جنگ بجا صبح کو میگونہ میدان میں آکر مبارز طلب ہوئی ادھر سے گلگون لاری مقابلے
کو گیا میگونہ نے کہا ای شخص اول ضرب اُسنے جواب دیا کہ ہمارے دین میں یہ آئین نہیں کہ حریف پر پیشدستی
کریں میگونہ نے کہا کہ حسرت دل کی تیرے دل ہی میں رہجائیگی بہتر یہ ہو کہ ایک ہی حربہ کرے گلگون نے جواب دیا
ای میگونہ کیا بکتی ہو لا کیا ضرب رکھتی ہو اُسنے ساطور مارا گلگون نے سپر سر کی پناہ کی مگر ساطور نے سپر کو کاٹا اور چار
انگل کا زخم سر پر بھی آیا عیاران اسلام اُسے آکر میدان سے لیگئے میگونہ نے پھر مبارز طلب کیا فنگول عراقی آیا وہ بھی
بعد گفتگو کے زخمی ہوا غرض چالیس پہلوان اُس روز میگونہ کے ہاتھ سے زخمی ہوئی شام کو طبل بازگشت بجا دونوں
لشکر اپنی اپنی آرامگاہ میں پھر گئے فرامرز نے بہت تعریف کی میگونہ نے کہا ای فرامرز تو نہ گھبرا میں تیرے ساتھ شادی
کرونگی بختک نے کہا ایک شرط ہو کہ اگر تو یہ عہد کرے کہ میں خدا پرستوں کو زندہ نہ چھوڑونگی تو تو وصل فرامرز سے
کامیاب ہوگی ورنہ ممکن نہیں عمر و صحبت فرامرز میں بشکل پیادہ موجود تھا کہ ایک جمازہ سوار آکر حاضر ہوا اور نامہ
فرامرز کے ہاتھ میں دیا اُسنے پڑھا اور ہنسا پھر اہل دربار سے مخاطب ہو کر کہا ایہا الناس دیکھو ہم بھی کیا خوش قسمت
و اقبالمند ہیں کہ بادشاہ ہفت کشور نے ارمغان انواع و اقسام مع زر و جواہر روانہ کیے یہ جو عمرو نے سُنا دلمیں
کہا ای خواجہ یہ تمہارے ہی واسطے ہی اور بارگاہ سے نکل کر مع اپنے عیاروں کے متعاقب جمازہ سوار کے پہونچا شکو
بصورت مبدل جا کر سب محافظان تحائف کو بیہوش کیا دیکھا کہ یہ صد ہا صندوق پُر از مال و جواہر وا تھیلے نادر کو
ہیں سب کو خالی کر کے کسی میں کنکر پتھر کسی میں ہڈیاں جو لوگ بیہوش تھے اُن سبکو اُمط کر دیا اور چاہا سبکو دریا میں
ڈبوئے اور مثل اسکے عجائبات اُن صندوقوں میں بھر کر اپنا راستہ لیا دوسرے خیموں میں جو لوگ تھے سبکو اُٹھا کر خیمہ مال

مین آئے وہان کسی کو نہ پایا سمجھے کہ خوف لشکر اسلام سے گریز کر گئے خیر جانے دو کیا فکر ہو اور سب صندوقون کو بار کرکے
جو سردار ساتھ آئے تھے فرامرز کے پاس آئے اور سامنے رکھدیے اُسنے اپنے سردارون سے کہا کہ ایک ایک صندوق
ان مین سے پسند کر لو نجتنگ نے صندوق آہن پسند کیا میگونہ نے صندوق چوبی کہ اسپر چرم سیاہ منڈھا ہوا
تھا لے لیا اسی طرح ایک ایک سب نے لے لیا پہلے سب سے فرامرز نے اپنا صندوق کھولا اُسمین جل شتر و شانہ
گوسفند وغیرہ تھے میگونہ نے جو اپنا صندوق وا کیا اُسمین سے قضیبہاے سطبر و دراز نکلے وہ تو شرما کر پیچھے ہٹی اسی صورت
سے سبکے صندوقون مین اشیاے مکروہ و مضحک نکلے ایک صندوق مین رقعہ لکھا رکھا تھا مضمون یہ تھا کہ ای زن جلب
منم عمرو بن اُمیہ نامدار یہ سمجھ لے کہ جسوقت قصد کرونگا سبکے سر کاٹ کے پھینک دونگا مگر بخوف امیر کے ایسا نہین
کرتا ہون کہ وہ جب تشریف لائینگے تو اُنکے خلاف گذریگا بس اتنا سننا تھا کہ فرامرز نے مثل مار دم بریدہ کے
پیچ و تاب کھایا اور کہا کہ اگر قارن کا نطفہ ہون تو خدا پرستون مین سے ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑونگا اے ہان بجے
طبل جنگ غرض طرفین سے طبل رزم نوازش مین آیا رات بھر تیاریان رہین صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے عجز
نے لشکر کفار سے نکلکر نعرہ کیا کہ ہے کوئی خیرہ سر کہ میرے مقابلے کو آئے یہان عمرو نے آواز دی ای بہادرو یہ ہنگام جنگ کا ہے
یہی موقع نام و ننگ کا ہے صاحبقران اسوقت بے بس و بیکس ہین جسوقت خداوند عالم اُنھین بخیر لائیگا اور سنینگے کہ فلان
ہمارے دوست نے ہماری یاد مین اپنی جان نثار کی کیسا خوش ہونگے اور یہ کیا ضرور ہے کہ جو میدان مین جائے شہید ہو اور اگر شہید
بھی ہو جائے تو عنداللہ ماجور ہوگا دنیا ایک کارگاہ بے ثبات ہے اسمین کوئی نہ رہا ہے نہ رہیگا دیکھو اور خوب غور کرو کہ بادشاہ
اسلام شہریار ذوی الاقتدار قباد بن حمزہ نامدار کیسا بہادر اور دلاور تھا مگر کس بیکسی کے عالم مین قتل ہوا دنیا مین رہکر
وہ کام کرنا چاہیے کہ جس سے بعد مرگ نام نیک رہے یہ آواز نقابت ساز جو بہادرون کے گوش حق نیوش مین پہونچی خون
شجاعت جوش مین آیا شہید بن مشہد عربی خواجہ عبدالمطلب سے اجازت لیکر عجز کے مقابلے مین آیا اور کہا او کافر خاسر تو
خدا کو بوحدانیت کیون نہین پہچانتا اُسنے جواب دیا کہ سہ زبان درکش و تیغ کش از غلاف ؛ کہ جاے سخن نیست دشت مصاف
شہید نے کہا او سگ ناپاک مین نے لاکھ چاہا کہ تجھے سگ اصحاب کہف کے مرتبے کو پہونچاؤن مگر تو نے نہ مانا خیر سہ
بیار آنچہ داری ز مردی نشان ؛ کمان کیانی و گرز گران ؛ عجز نے جواب دیا کہ او طفل ناآزمودہ کار ایک ضرب تیغ یا گرز
تو لگا کہ حسرت نہ رہجائے پھر تو مین تجھے قتل کر ہی ڈالونگا شہید بولا کہ ہمارے دین و آئین سے پیشدستی بعید ہے لا تو
اپنا حربہ اگر زندہ رہا تو میری ضرب بھی چکھنا عجز نے کہا اچھا تو خبردار یہ کہکر تلوار ماری شہید نے پشت شمشیر پر رد کی
اور نعرہ کیا سہ تو ضربے زدی ضرب من نوش کن ؛ ہمہ شادی اندل فراموش کن ؛ اور وہی تلوار کہ جس سے وار آنکار رد کا
تھا کھینچ کر سر پر ماری اُسنے سر چرایا مرکب بے سر ہوا عجز زمین پر آیا اور چاہا کہ شہید دلاور کے گھوڑے کو ذبح کرے شہید نے
دوسرا ہاتھ تلوار کا مارا عجز شکم مرکب کے نیچے ہو کر دوسری طرف ہو نکلگیا شہید کا ہاتھ چھوٹا پڑ گیا اور جھونک مین قریب تھا کہ
رکاب مین پانوں سے نکل جائین مگر سنبھلا اتنے عرصے مین عجز نے دست چپ کی طرف سے تلوار ماری کہ شہید دلاور شہید ہو گیا غلغلہ
تحسین لشکر کفار بد آئین سے بلند ہوا بھائی شہید کا مقتول بن قاتل تاب نہ لاسکا اور بے اجازت میدان مین آکر عجز سے
مقابل ہوا اور کہا ای مالک جہنم تو نے میرے بھائی کو شہید کیا مین تجھے کب زندہ چھوڑتا ہون عجز نے کہا تو کیا ہے اور
تیرا بھائی کیا تھا ایک لحمہ نہ گذریگا کہ تو بھی اپنے بھائی کے پاس پہونچ جائیگا لا کیا ضرب رکھتا ہے مقتول نے جواب دیا کہ کیا تو نے
میرے بھائی کی زبانی نہین سنا کہ ہمارے مذہب مین پیشدستی ناجائز ہے عجز نے ہوشیار ہوشیار کہکر گرز سر مقتول پر
مارا مقتول نے مرکب سے جست کی اور اُسکی کلائی پکڑ کر لٹک گیا عجز نے سپر کی آڑ جھڑ دی مقتول کے ہاتھ چھوٹ گئے

گرتے گرتے پھر جست کی اور اپنے گھوڑے کی پشت پر قائم ہوا جب تو عجز بھی گھبرایا اور تلوار ماری وہ پھر جست کر کے
گھوڑے سے کئی قدم دور جا کھڑا ہوا وہاں سے ایک تیر عجز پر مارا کہ اگر سپر پر نہ روکے تو سینے کو توڑ کر پار گذر جائے
الغرض پھر اپنے گھوڑے پر آکر قائم ہوا عجز نے پھر تلوار ماری اُسنے بھی سپر کو سر کی پناہ کیا تلوار نے سپر کو کاٹا اور جنا انگل کا
زخم سر پر بھی آیا مقتول نے مجروح ہو کر گھوڑے کو اپنے پیچھے ہٹایا زخم سر کو باندھ کر پھر سامنے آیا اور ایک تلوار اسکے سر پر
ماری اُسنے بھی سپر پر روکی مگر بسبب زخم سر کے ہاتھ اسکا اوچھا پڑا تاہم سپر کو کاٹکر خود کو کاٹا اُسکا سا زخم سر پر بھی آیا جبتک
کہ یہ تلوار کو سنبھال کر دوسرا وار کرے عجز نے قریب ہو کر خنجر مارا کہ مقتول بھی مقتول ہوا پھر اُسنے نعرہ کیا کہ اور کسی
کی اگر قضا آئی ہو تو میرے سامنے آئے مجروح بن جارج لشکر اسلام سے نکلا اور مقابل عجز نے اس سے کچھ کلام نہ
کیا اور تیر مارا مجروح نے سپر پر روکا اور خود بھی تیر مارا اُسنے گھوڑے کو کاوے پر لگایا تیر خالی گیا آخر دونون ملکر لڑنے
لگے خوب تلوار چلی کئی ساعت کے بعد مجروح بھی مجروح ہوا عیاران اسلام میدان سے لے گئے کہ شام ہو گئی لیل آسائش
نوازش میں آیا دونون لشکر پھر کر اپنی آرامگاہ میں گئے رات کو پھر طبل بجا صبح کو عجز میدان میں آیا اور کہا کہ ای
خدا پرستو اگر اب تم میں جرأت میری ہمسری کی نہیں ہی بیس بیس آدمی آکر مجھسے مقابل ہون کسی نے جواب نہ
دیا عمرو یہ کیفیت دیکھکر دست بدعا ہوا کہ ای کس بیکسان وای چارہ ساز درماندگان ارحم ابھی دعا ختم ہوئی تھی
کہ بیابان سے گرد بلند ہوئی جب دامنہ گرد کا چاک ہوا تو دیکھا کہ اسفندیار خان ایک لاکھ چالیس ہزار سوارون
سے آتا ہی اُسکے عقب میں اور گرد نمایان ہوئی دیکھا چالیس ہزار جوان بلند و بالا سب کے آگے عمرو قندھاری و فولاد
غوری و فرہاد غوری و استاد غوری و حداد غوری و رمش غوری و ختر مش غوری اُنکے پیچھے ان سب کے فرزند
اُسکے بعد اور ایک گرد اُٹھی اُسمین سے بہرام شتر خوار مع پچاس ہزار سوار کے ظاہر ہوا جب یہ لوگ لشکر میں پہونچ چکے پھر
گرد اٹھی اور زر رفتال زابلی اور مرد بال کابلی اور رئیسان کابلی تیس ہزار فوج سے پہونچے بعد انکے بہمن مع اپنے
فرزندان صف شکن کے ساٹھ ہزار سوار سے آیا پھر گرد اٹھی بادشاہ یونان با لشکر گران آکر پہونچا اسکے بعد پھر گرد اٹھی گروہ
شیران بیشۂ شجاعت نمایان ہوا سپاہی جو آشفتہ شیران مست ؛ ہمہ نیزہ و گرز و خنجر بدست ؛ پہلے چتر شاہی
دکھائی دیا پھر فوج دریا موج نظر آئی تخت روان پر سلطان سعد بارگاہ سلیمانی ہمراہ عمرو نے پہچانا اور دوڑا جا کر مجرا
کیا عقابین کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ وہ سامنے صاحبقران ہین سعد بن قباد دیکھکر گریان ہوا پہلے زیر عقابین
پہونچکر جبہ سائی کی اور رو یا کیا عمرو نے کہا ای شہریار اب لشکر میں چلیے خواجہ عبد المطلب کو بجلم حضرت
ابراہیم علی نبینا و علیہ السلام بادشاہ کیا ہی سعد نے آکر خواجہ عبد المطلب کو سلام کیا اُنھون نے گلے سے لگایا
عمرو نے کہا ای شہزادے لشکر کفار میں ایک عورت بہت خوب و بہادر ہی صدہا اہل اسلام اُسکے ہاتھ سے مارے گئے
چونکہ آمد مین ان لشکرون کی شام ہو گئی تھی عجز اپنی فرودگاہ مین گیا اور اُسیوقت طبل جنگ بجوایا صبح کو
میگونہ دختر عجز میدان مین آئی اور مرد مبارز طلب کیا ادھر سے سلطان سعد مرکب کو چھیڑ کر میدان مین
اُسکے مقابلے کو گیا میگونہ نے کہا تو کون ہی اپنے نام سے آگاہ کر کہ بے نام و نشان میرے ہاتھ سے نہ مارا جائے
سعد نے کہا اوزن بازاری تو میرا کیا کریگی کب تک لاف و گزاف کا دم بھریگی لا کیا حربہ رکھتی ہی اُسنے ساطور
بارہ سومن کا سر سعد پر مارا سعد نوجوان نے مرکب کو بڑھا کر ٹھکلی دور سے ماری کہ ساطور اسکے ہاتھ
سے نکل گیا جھنجھلا کر تلوار ماری سعد نے چھین کر پھینکدی اُسنے کہا ای نوجوان مین تیرے زور و قوت کی
کی معترف ہوتی ہون سرکشی سے باز آ میرے خدا کو سجدہ کر امیر کو بھی رہا کر دونگی مگر تجھکو مجھے اپنے عقد

مین لاتا ہو گا سعد نے کہا کیون باتین بناتی ہی گوہ کھاتی ہی اُسنے جواب دیا کہ مجھے تیری جوانی پر رحم آتا ہی سعد نے جھنجھلا کر
کہا کہ اگر کوئی حسرت باقی ہو تو نکال لے ورنہ قتل کرتا ہون اُسنے گھوڑے پر سے جست کی اور زمین پر آکر نعرہ کیا کہ یون تو نہ
مانیگا آ مجھسے کشتی لڑ کہ تجھے پکڑ لیجاؤن اور مثل حمزہ کے مبتلاے عقوبت کرون سلطان سعد بھی مرکب سے کود پڑے کشتی
ہونے لگی دو ہی تین بندون مین سعد نے اُسے سر تک بلند کر لیا اور کہا کیا کہتی ہی خداے وحدہ لاشریک لہ کے سجدہ
کرنے مین اُسنے کہا خاموش اب ایسا کلمہ زبان سے نہ نکالنا جو تجھسے ہو سکے میرے حق مین اُٹھا نہ رکھ جو میرا خدا ہی وہی
مجھے بچا لیگا سلطان سعد نے چرخ دے کر زمین پر مارا کہ ہڈیان اُسکی ریزہ ریزہ ہو گئین عمرو نے جو یہ واقعہ دیکھا آنکھون
مین اُس تیرہ بخت کی زمانہ تیرہ و تار ہو گیا فرامرز نے جنگ مغلوبہ کا حکم دیدیا ادھر سے بھی سب بہادر نعرے کرکے
مصروف جنگ ہوئے شام تک لڑائی رہی آخر بختک نے طبل آسائش بجوا دیا دونون لشکر اپنی اپنی آرامگاہ مین
گئے بعد نصف شب کے پھر طبل جنگ طرفین سے بجا صبح کو فرامرز خود میدان مین آیا ادھر سے سعد نوجوان اُسکے مقابلے کو
گیا بعد رد و بدل کے ایک تلوار فرامرز نے سعد کے سر پر ماری شہزادے نے سپر کو سر پر لیا تلوار مثل برق چمککر سپر کو
کاٹ کر سر پر آئی اور چار انگل کا زخم سر پر آیا فرامرز گھوڑے سے کودا کہ شاہزادے کو گرفتار کرے چادر خون کی جو آنکھون
پر آئی سعد کو تیورا آگیا قریب تھا کہ پاؤن دونون رکابون سے نکل جائین کہ پشت پر سے کمند مار کر عمرو میدان سے
لیگیا اور مصروف درمان ہوا فرامرز نے نعرہ کیا کہ اور کوئی بہادر ہی کہ میری تلوار کے منھ پر چڑھے عمرو نے گوشہ چشم سے
سب سردارون کو دیکھا سلطان سعد کے زخمی ہونے سے سبکو بیدل پایا کوئی میدان کی طرف نظر دلیری نہین دیکھتا
عمرو بہت ہراسان ہوا اتنے مین فرامرز نے آواز دی کہ ای عمرو اب کسی کو کیون نہین بھیجتا جسپر تجھے بڑا اعتماد تھا وہ بھی
میرے ہاتھ سے زخمی ہوا یہ سنکر عمرو رونے لگا اور کہا حیف کا مقام ہی کوئی ایسا نہین جو اُسکے مقابلے کو جائے سرداران
اسلام جو موجود ہین اول تو کوئی ایسا نہین جو مجروح نہو دوسرے کسیکی جرأت نہین پڑتی کہ بعد زخمی ہونے سعد کے
جاکر مقابلہ اس دیو کا کرے اور فی الحقیقت یہ ایک عفریت روئین تن ہی کہ کسی کے ہاتھ سے مارا جانا تو درکنار زخمی بھی نہین
ہوتا اور کیسے کیسے دلاوران لشکر شکن و بہادران شیر افگن اسکے ہاتھ سے مجروح ہوئے اور مارے گئے اتنے مین کچھ سوچکر
فرامرز اپنے لشکر کو پھر گیا اور طبل آسائش بجوا دیا شب کو پھر طبل رزم بجوا دیا صبح کو عمرو نے زیر عقابین جا کر دیکھا چار ہزار
آدمیون کو کشتہ پایا سمجھا کہ یہ قران کا کام ہی عقابین پر پہونچا قران کو صاحبقران کے پاس بیٹھا دیکھا عمرو نے سلام
کیا امیر نے جواب نہ دیا عمرو نے کہا ای عرب اگر جواب نہ دیگا تو اپنے خنجر مار لونگا صاحبقران نے اشارے سے
کہا کہ حلق بالکل خشک ہی کیونکر بات کرون عمرو یہ سنکر رو دیا اور شراب و شربت و کباب مرغ سامنے رکھدیے صاحبقران
نے نوش فرمائے مگر یہ بھی ایک معجزہ حضرت ابراہیم علی نبینا و علیہ السلام کا ہی کہ جو کچھ صاحبقران نوش کرتے تھے فضلہ وغیرہ
اُسکا رفع نہوتا تھا عمرو نے چاہا کہ بند اسیر کے کاٹ دے صاحبقران نے منع کیا کہ ای عمرو کل خواب مین میرے
جد بزرگوار تشریف لائے تھے اُنھون نے فرمایا کہ ابھی تھوڑے عرصے تک تجھے اسی عقوبت مین مبتلا رہنا ہی یہ باتین
تھین کہ کمنگ عیار پہونچا عمرو و قران دونون جست کرکے بھاگے فرامرز کو اس حال کی خبر ہوئی بختک نے کہا
کہ ایک خندق گرد عقابین کے کھدوا دی جائے اور ایک آدمی عقابین پر سامنے حمزہ کے ہر وقت بیٹھا رہے اور ہمکلام
رہے تو کوئی عیار وہان جانے کی جرأت نہ کریگا فرامرز کا چچا زاد بھائی مہلال عدنی دربار مین موجود تھا اُسنے دلمین
عہد کیا کہ اگر یہ خدمت میرے سپرد ہو جائے تو مین مسلمان ہو جاؤن اتفاقاً فرامرز نے اُسی سے کہا کہ ای مہلال تم عقابین
پر جاؤ سامنے حمزہ کے ہر وقت بیٹھے رہو ہمنے تمھین اس خدمت پر مامور کیا اور حکم دیا کہ دو ساعت کے عرصے مین خندق

تیار ہو جائے غرض خندق کا کام از کم اسی گز ہو غرض خندق بہت جلد تیار ہو گئی اور مہلال جا کر عقابین پر متمکن ہوا امیر کو
مجرا کیا اور کہا آپ خاطر مبارک جمع رکھین مین بھی ایک ادنیٰ غلام آپکا ہون اور مخفی طور سے اغذیۂ انواع واقسام کی
صاحبقران کے واسطے منگوانا شروع کیا چونکہ فضلہ دفع نہوتا تھا کسی پر ظاہر نہوا کہ صاحبقران کچھ کھاتے ہین یا نہین
اگر کبھی کسی نے پوچھا کہ اے مہلال حمزہ نہ کچھ کھاتا ہو نہ پیتا ہو بے آب و خورش جیتا ہو مہلال یہی کہتا تھا کہ حضرت
ابراہیم و حضرت خضر برگ درختان بہشت لا کر روز حمزہ کو کھلا جاتے ہین غرض طبل جنگ نوازش مین آ ہی چکا
تھا صبح کو فرامرز پھر میدان مین آیا اور پھر لاف و گزاف کا دم بھرنے لگا کہ اے اہل اسلام اب مین نے وہ غافت کی ہو
کہ حمزہ کے ہمزاد تک کسی کی رسائی نہوگی یہ سمجھ لو کہ آج کوئی تم مین سے زندہ نہ رہیگا میری تلوار آج تم سب کا خون
چاٹیگی ایک ایک کا سر کاٹیگی عمرو زار زار رویا کہ اتنے مین بیابان کیطرف سے گرد غلیظ پیدا ہوئی عمرو خبر کیواسطے دوڑا
دیکھا کہ کئی لاکھ ساسانیون کو لیکر نوشیروان آیا ہو جیتے جی مر گیا جب وہ لشکر کفار مین داخل ہوا تو پھر گرد اٹھی ایکی عمرو
کی نظر نظر کردۂ شاہ ولایت یعنے کرب غازی پر پڑی کہ فوج ظفر موج لیے ہوئے مثل برق لامع کے چلا آتا ہو دیکھتے
ہی عمرو ایسا شاد ہوا کہ گویا دار پر سے کسی نے اُتار لیا جاتے ہی کرب سے ملا عقابین کو دیکھکر کرب خوب رویا پھر خواجہ
عبد المطلب کی ملازمت حاصل کی اتنے مین فرامرز کی صدا اسکے کان مین آئی کہ وہ لاف زنی کر رہا تھا کرب مثل شیر
غضبناک کے میدان مین آیا اور کہا او روباہ شیردن کے سامنے لاف و گزاف مارتا ہو اُسنے ہنسکر جواب دیا کہ اے طفل پستان
سپہ گری تیرے لشکر سے کیسے کیسے اژدر دار اور دیو پیکر پہلوان میرے ہاتھ سے مارے گئے یا زخمی ہوئے مگر مجھے اسوقت تک
کسی نے زخمی نہین کیا تو کیا سمجھکر مجھے روباہ کہتا ہو لا کیا حربہ رکھتا ہو کرب نے کہا عورت پر پیش دستی ناروا ہو اے زن
جلب پہلے تو حربہ کر مجھے تیری بھولی بھولی صورت پر پیار آتا ہو فرامرز یہ سنکر بہت جھینپا کہ یہ لڑکا مجھے عورت بناتا ہو
جھنجھلا کر تلوار ماری کرب نے سپر پر روکی سپر کٹ گئی اور ایک اوچھا سا زخم ابروے راست پر لگا کرب نے ہاتھ سے خون
پاک کرکے جو ایک ہاتھ تلوار کا اسکے سر پر مارا ہر چند اُسنے سپر کو سامنے کیا مگر تلوار سپر و خود کو کاٹ کر چار انگل اسکے سر مین
در آئی اُسوقت گیدی نے رخ گھوڑے کا اپنے لشکر کی طرف پھیر دیا کرب نے دوسرا ہاتھ مارا وہ رہوار کو مہمیز کر چکا تھا
اوچھا سا زخم بائین شانے سے کمر تک آیا اُسکی فوج نے جنگ مغلوبہ کر دی کرب کی فوج اور دیگر بادشاہان اسلام کے
لشکر بھی مصروف تیغزنی ہوئے تا شام خونریزی رہی آخر طبل آسائش بجا عمرو کرب پر زر نثار کرتا اپنے لشکر مین لایا
اور کہا بیٹا خراب ہو کہ کسل راہ و اضمحلال ستیز برطرف ہوا اُسنے جواب دیا کیونکر ہو سکتا ہو کہ امیر تمازت آفتاب مین
بسر کرین اور مین جام آفتاب زہر مار کرون بلکہ تا رہائی صاحبقران آب و طعام بھی مجھ پر حرام ہو خواجہ عبد المطلب نے بہت
سمجھایا کہ بابا ہمارا وہ فرزند ہو ہم کھلاتے پلاتے ہین اگر ایسے احتراز کروگے تو لڑنے کی قوت بھی سلب ہو جائیگی جب تو مجبوری کر کے
دو چار نوالے پانی کے گھونٹ سے گلا گھونٹ گھونٹ کر اُتارے عمرو واسطے بالادوی کے کسی جانب نکل گیا اُس شب
طبل جنگ بھی نہین بجا مطمئن ہو کر دور نکل گیا کہ گذر اسکا شہر آردبیل مین ہوا دیکھا کہ ایک نوجوان ہو کہ ابھی سبزہ اچھی طرح
آغاز نہین اور خال سبز در رنگ ہاشمی نمایان ہو ایک دیوانے سے کشتی لڑ رہا ہو کئی ساعت کے بعد نوجوان نے دیوانے کو اٹھا کر
سر سے بلند کیا اور زمین پر مارا گردن اُسکی سینے مین آ گئی عمرو نے پوچھا اے شخص تو کون ہو اُسنے جواب دیا کہ رفیع گازر کا بیٹا
پہلوان نام میرا بدیع الزمان ہو یہ دیوانہ ایک ضعیف پہلوان سے لڑا اور اُسکو زیر کیا مین نے اسکو یہ سزا دی عمرو نے پوچھا اب کیا انکا ارادہ ہو اُسنے
جواب دیا کہ تبریز مین شہریار شاہ کے دو بیٹے ہین آذر برزین اور آذر ملک انھین دونون سے لڑونگا کہ وہ بھی بڑے زور آور مشہور ہین غرض عمرو تو
چلا آیا اور بدیع نے جا کر آذر برزین کو کئی مرتبہ زیر کیا شہریار نے بدیع الزمان کو بلایا اور بہ شفقت پیش آیا ایک روز جمازہ سوار آیا کہ نامہ لایا اسنے

پڑھا شہریار نے کہا کہ مین بدیع الزمان کو بھیجونگا بدیع الزمان نے کہا کہ ایک شرط ہی اگر میرے کام نامہ لائے تو البتہ جاؤنگا اُنکو تو رہنے دیجیے

دوسرے داستان ہلال شاہ مغربی اور فرامرز عاد مغربی کے بیان کیے جاتے ہین

پلا ساقیا آج جلدی شراب　　مرا آتش غم ست دل ہی کباب
گریبان مرادیکھ ہو چاک چاک　　پڑی ہی مرے سر کے باو پہ خاک
ابھی جاؤن لیکر مین فوج کثیر　　سوے دشمنان شہ بے نظیر
بہت غم ہوا ساقی خوش نہاد　　سنا جب سے ہی حال قتل قباد
عطا گر کرے تو مجھے مے کا جام　　تو لون خون شہ کا ابھی انتقام

راوی خوش مقال یہ داستان پر ملال اسطرح بیان کرتا ہی کہ جب ہلال شاہ مغربی اور فرامرز عاد مغربی نے جاسوس سے سُنا کہ بادشاہ لشکر اسلام نبیرۂ نوشیروان یعنے بادشاہ قباد کو گلیم گوش بدنہاد نے باغواے ہیکلان قتل کیا ہی اُسوقت اسقدر رنج وغم ہوا کہ دل صدمہ و رنج سے سینے مین بیتاب ہوا اور کثرت گریہ وبکاسے بجاے اشک آنکھون سے عیان خونناب ہوا تیغ ہلال سے مجروح جگر ہوا اور سارا جہان تیرہ وتاریک پیش نظر ہوا آنسو آنکھون سے روان ہوے آثار حزن وملال چہرون سے عیان ہوے صدمہ وغم نے دلکو گھیر لیا خوشی وشادمانی نے منھ کو پھیر لیا خوشی وخرمی مبدل برنج وملال ہوئی بیتابی وبیقراری بدرجۂ کمال ہوئی صف ماتم بچھوا کر قباد نوجوان کا خوب ماتم کیا لشکر مین بھی ہر صغیر وکبیر نے نالہ بلند کیا شور فریاد وفغان تا آسمان پہونچا بعد گریہ وزاری بسیار ہلال شاہ مغربی وفرامرز عاد مغربی نے باہم مشورہ کیا کہ اب ہیکلان بدنہاد پر لشکر کشی کرنا چاہیے کیونکہ اسی کے کہنے سے گلیم گوش نے بادشاہ لشکر اسلام قباد عالی مقام کو قتل کیا ہی غرض بعد کرنے مشورہ کے دونون نے مردان لشکر کو حکم دیا کہ اسیوقت سب لشکری مسلح ہون سامان جنگ بیدرنگ کرین اور اس جگہ سے جانب مسکن ہیکلان ہمراہ ہمارے کوچ کرین چنانچہ بموجب حکم فی الفور جملہ لشکری جنکے چہرون سے آثار تہور وصفدری ہویدا وآشکار تھے مسلح وکمل ہوے اٹالا خیمہ وخرگاہ کا لادا گیا فوج مین باجے جنگی بجنے لگے افسران فوج صفین آراستہ کرکے منتظر روانگی اپنے اپنے عہدے اور مرتبے کے موافق کھڑے ہوے رسالہ دار اپنے رسالون کے ہمراہ موافق قاعدہ گھوڑون پر سوار ہوکر مستعد ہوے جب تمام لشکر مسلح ہو چکا ہلال شاہ مغربی اور فرامرز عاد مغربی بھی بارگاہ سے برآمد ہوے سردارون وغیرہ نے مودب ہوکر سر واسطے تسلیم اور مجرے کے جھکائے ہلال شاہ مغربی اور فرامرز نے اشارۂ چشم وابرو سے ہر ایک افسر فوج وغیرہ کا سلام لیا پھر سوار ہوے نقیبون نے صداے بسم اللہ اور نصر من اللہ وفتح قریب بلند کی لشکر ظفر اثر حکم پاکر مثل دریا دوان ہوا بعد قطع راہ منازل جب فوج دریا موج قریب مسکن ہیکلان پہونچکر ایک میدان وسیع مین فروکش ہوئی اور ہلال شاہ مغربی اور فرامرز عاد مغربی بارگاہ فلک اشتباہ مین رونق افروز ہوے اُسوقت ہیکلان بدنہاد کو یہ خبر پہونچی کہ ہلال شاہ مغربی اور فرامرز عاد مغربی مع فوج کثیر آکر مقیم ہوے ہین اور ارادۂ جنگ رکھتے ہین ہیکلان یہ خبر وحشت اثر سنکے نہایت گھبرایا حواس خمسہ خوف سے بجا نرہے آخر الامر بعد فکر بسیار کچھ تجویز کرکے مسکرایا اور اپنے تابعین سے مخاطب ہوکر حکم کیا کہ اسیدم سب آراستہ سلاح سے ہون جب حکم جملہ مردان تیار ہوے ہیکلان سبکو ہمراہ لیکر بعد کروفر براے استقبال ہلال شاہ مغربی وفرامرز عاد مغربی بصد عجلت روانہ ہوا جب قریب لشکر ظفر اثر پہونچا ہلال شاہ اور فرامرز کو خبر ہوئی کہ ہیکلان ہمارے استقبال کے واسطے آتا ہی جب ہیکلان متصل بارگاہ پہونچا مرکب سے اترا اور اجازت بارگاہ مین جانیکی حاصل کرکے اندر بارگاہ کے گیا اور ہلال شاہ مغربی اور فرامرز عاد مغربی کو مجرا کیا ہلال شاہ نے بیٹھنے کا اشارہ کیا ہیکلان ایک کرسی زرنگار پر قریب فرامرز عاد مغربی بیٹھ گیا ہلال شاہ مغربی اور فرامرز عاد مغربی نے بعد تھوڑی دیر کے ہیکلان سے چین بجبین ہوکے پوچھا کہ ای ہیکلان افسوس ہزار افسوس تھین باعث

قتل بادشاہ لشکر اسلام یعنی قباد عالی مقام ہوے ہمنے یہی سنا ہی کہ تمھین نے گلیم گوش کو اغوا کیا اور اُسنے بموجب تمھاری
راے کے قباد شہریار کو قتل کیا یہ حرکت تمنے نہایت نامعقول کی کچھ تمنے اپنے انجام کا خیال نہ کیا خیر اب تمسے انتقام قباد
نوجوان بخوبی لیا جائیگا اسوقت تو تم ہماری بارگاہ مین آئے ہو مناسب نہین ہی کہ ابھی تمسے خون ناحق بادشاہ لشکر
اسلام کا انتقام لیا جائے ہلال شاہ مغربی اور فرامرز عاد مغربی یہ گفتگو کرکے خاموش ہوے اور غم قباد
نوجوان مین اشک آنکھون مین بھر لائے ہیکلان تقریر ہلال شاہ و فرامرز عاد مغربی سنکے خدا کی قسم کھا کے
کہنے لگا کہ مین مسلمان ہون ہرگز مین نے قتل قباد نوجوان کیواسطے گلیم گوش کو اغوا نہین کیا آپ صاحبون نے
یہ خبر میری نسبت غلط سنی ہی اگر مین نے قتل قباد کی گلیم گوش کو راے دی ہوتی اور مین مسلمان نہوتا تو بخوف و خطر
آپ صاحبون کے استقبال کیواسطے کیون آتا یہ کہکر کلمہ پڑھا ہلال شاہ مغربی اور فرامرز عاد مغربی گفتگوے
ہیکلان سنکے حیران ہوے اور خیال کیا کہ ہیکلان مسلمان ہی اُسنے گلیم گوش کو قتل قباد پر آمادہ نہ کیا ہوگا یہ خیال
کرکے ہیکلان سے بخلق و مروت پیش آئے غصہ برطرف ہوا ہیکلان نے شگفتہ خاطر دیکھ کر عرض کیا کہ اب آپ
یہان سے فقیرخانہ پر تشریف لیچلین چند روز نان و نمک نوش فرماکر اس کمترین کو خوشنود کرین تو باعث میرے
افتخار کا ہوگا چونکہ انکار کرنا دعوت سے ممنوع ہی اسوجہ سے ہلال شاہ مغربی اور فرامرز عاد مغربی نے اُسکی التماس
قبول کی اقرار کیا کہ ہمین تمھارے مکان پر چلنے سے اور طعام دعوت کھانے سے انکار نہین ہی کیونکہ اسوقت تمھاری
تقریر سے معلوم ہوا کہ تم مسلمان ہو اور تمنے گلیم گوش کو قتل بادشاہ لشکر اسلام پر آمادہ بھی نہین کیا ہیکلان یہ سخن
ہلال شاہ و فرامرز سنکے نہایت مسرور ہوا اور اُسیوقت بصد تکریم و تعظیم ہلال شاہ اور فرامرز کو اپنے مکان پر لایا اور
بارہ دری مین فروکش کیا ہنگام شام نہایت تکلف سے دعوت کی اور آپ بھی بموجب کہنے ہلال شاہ کے شریک
خوان طعام ہوا بعد کھانا کھانے کے بزم نشاط آراستہ ہوئی نازنینان خوبرو بحکم ہیکلان روبروے ہلال شاہ مغربی و
فرامرز عاد مغربی رقص و نغمہ کیا کین بعد نصف شب بزم طرب موقوف ہوئی نازنینان پری رخ ناچ اور
گاکر انعام کثیر لیکر رخصت ہوئین ہلال شاہ مغربی اور فرامرز عاد مغربی بستر خواب پر استراحت پذیر ہوے
ہیکلان بھی رخصت ہوکر اپنے مکان مین سو رہا ہنگام سحر ہلال شاہ اور فرامرز بیدار ہوے خدام نے آب براے
وضو حاضر کیا دونون نے بعد وضو نماز فجر بصد خضوع و خشوع پڑھی ابھی تعقیبات سے فراغت نہوئی تھی کہ ہیکلان
بھی بیدار ہوکر جلد تر خدمت ہلال شاہ مین پہونچا اور شرائط عبودیت و فرمانبرداری بجالایا بعد اُسکے اپنے
ملازمون سے مخاطب ہوکر کہنے لگا جلد تر اغذیۂ لطیف اور فواکہ لطیف و نفیس کی درستی کرو ہرگز تاخیر نہ کرو یہ کہکر
بارہ دری سے باہر گیا اور اُنھین ملازمون سے کچھ آہستہ کہا اُنھون نے دست بستہ عرض کیا بہت خوب جسطرح
حضور نے ارشاد فرمایا ہی بہ تکرار اسیطرح عمل مین لائینگے یہ کہکر وہ ملازم براے درستی طعام چلے گئے ہیکلان نے
حکم دیا جلد ارباب نشاط حاضر ہون موافق حکم مغنی ساز و سامان لیکر حاضر ہوے اور چند نازنینان گل پیرہن
وگلبدن بھی حاضر ہوئین ہلال شاہ مغربی بعد پڑھنے نماز اور تعقیبات کے بیٹھے تھے کہ نازنینان مذکور روبرو حاضر ہوکر
بصد ناز و ادا رقص کرنے لگین اور غزلین عاشقانہ گانے لگین ہلال شاہ اور فرامرز نغمہ انکا سنکے خوش ہونے
لگے اور حاضرین بزم نشاط بھی مسرور ہونے لگے تھوڑی دیر تک مہ جبینان خوش گلو نے رقص و نغمہ کیا جب انواع
واقسام کا طعام لذیذ تیار ہو چکا گانا موقوف ہوا ملازمان ہیکلان نے روبروے ہلال شاہ مغربی فرامرز
عاد مغربی دسترخوان بچھا کر طرح طرح کا کھانا اور انواع و اقسام کی غذائین قابون پلٹیون مین نکالکر بصد

تکلف دسترخوان پر رکھین ایک خادم ابریق و طشت لایا ہیکلان نے دست بستہ عرض کیا حضور یہ نان خشک موجود ہی بسم اللہ نوش فرمایئے یہ کہکر ہلال شاہ اور پسر ہلال شاہ کے خود ہاتھ دُھلائے ہلال شاہ مغربی نے کہا ای ہیکلان تم بھی ہمارے ہمراہ کھانا کھاؤ ہیکلان نے عرض کیا میرے پیٹ مین درد ہی رات سے اسوقت تک کئی دست آچکے ہین کھٹی ڈکارین آتی ہین شبکی غذا ہضم نہین ہوئی سوء ہضمی اسیوجہ سے ہوئی دیکھیے نفخ شکم کسقدر ہی ریاح پیٹ مین بھرے ہین بہت درد ہوتا ہی حضور مع اپنے صاحبزادے کے نوش فرمائین اسوقت مجھے معاف رکھین ہلال شاہ مغربی تقریر ہیکلان سنکے خاموش رہا اصرار نہ کیا پھر دسترخوان پر تشریف لاکر طعام لذیذ خوش ذائقہ کھانا شروع کیا جب ہلال شاہ اور فرامرز اغذیۂ لطیف کھاچکے اور دسترخوان ملازم اُٹھا لیگئے پھر مغنیان خوش آواز آکر گانے لگے ہیکلان نے اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ اب جملہ لشکریان ہلال شاہ کے واسطے طعام لیجاؤ اور علے قدر مراتب ہر ایک کو کھانا کھلاؤ ملازم بموجب حکم گئے اور سب کو کھانا کھلایا ادھر ہیکلان نے بعد ایک لمحہ کے مغنیان خوش آواز کو رخصت کیا کیونکہ ہلال شاہ مغربی اور فرامرز عاد مغربی کے چہرون پر آثار بیہوشی ظاہر ہونے لگے تھے ہیکلان نے اپنے ملازمون سے آہستہ کہا تھا کہ جملہ اغذیہ مین سفوف بیہوشی ملادینا اُنھون نے بموجب کہنے ہیکلان کے بیہوشی شامل طعام کردی تھی چنانچہ تھوڑی دیر مین ادھر ہلال شاہ مغربی اور فرامرز عاد مغربی وہی طعام بیہوشی آمیز کھاکر بیہوش ہوے اُدھر جملہ صغیر و کبیر لشکر بیہوش ہوے ہیکلان نے سب کو بیہوش دیکھکر نعرہ کیا منم ہیکلان ای ملازمو دیکھو مین نے اپنے دشمنوں کو بکر و کید بیہوش کیا جلد ان سب کو قید کرو ملازمون نے سب کو مع ہلال شاہ اور فرامرز قید کیا ہر ایک کو طوق سلاسل مین گرفتار کیا جب سب قید ہوچکے ہیکلان نہایت مسرور ہوا ملازم اُسکی عقل و دانائی کی تعریف کرنے لگے جو ملازم ذی رتبہ تھے اُنھون نے عرض کیا حضور ہم تو حیران تھے کہ آپ کلمہ پڑھکر دفعۃً بے سبب کیون مسلمان ہوگئے اب ثابت ہوا کہ براے گرفتاری اہل اسلام حضور نے یہ کار نمایان کیا ہیکلان نے ہنسکر کہا کہ اگر بمکر و کید کلمہ زبان پر جاری نہ کرتا اور یہ دام تزویر نہ پھیلاتا تو یہ لوگ نہایت دانا ہین ہرگز میرے قابو مین نہ آتے لڑائی ہوتی نہایت کشت و خون ہوتا یہ کہکر حکم کیا کہ سب ملازم ہمارے مسلح ہون بموجب حکم سب بیدین مسلح ہوے ہیکلان فقط تھوڑے آدمی حفاظت قیدیون کے لیے چھوڑکر اور کل لشکر لیکر جانب آب علہ روانہ ہوا اسکا احوال اور ان قیدیون کا حال تو مقام مناسب پر آئندہ تحریر کیا جائیگا انشاء اللہ تعالے

اب چند کلمے داستان شیرازنگ ژولیدہ مو و فرامرز بن قارن کے بیان کیے جاتے ہین ۞

ایک روز بمقابلۂ لشکر اسلام فرامرز بن قارن نے طبل جنگ بجوایا تھا اور میدان نبرد مین مع فوج آکر چاہتا تھا کہ صف لشکر سے نکل کے مبارز طلب کرے ناگاہ ایک جانب سے گرد عظیم پیدا ہوئی قارن اور اہل اسلام متحیر ہوکر سوے گرد دیکھنے لگے جب ہوا سے وہ غبار برطرف ہوا سب نے دیکھا کہ ایک سردار مع سپاہ آتا ہی دونون لشکرون کے مردم دیکھ ہی رہے تھے کہ وہ سردار ایک جانب بمقابلۂ لشکر اہل اسلام آکر ٹھہرا اور صفین اپنی سپاہ کی آراستہ کرکے خود براے مبارز طلبی اپنے لشکر سے نکلا جب اُسنے مبارز طلب کیا لشکر اسلام سے ایک دلیر نے مرکب اپنا نکالا اور مقابل اُسکے آکر پوچھا ای بہادر آ مجھسے مقابلہ کر اور اپنے نام سے اطلاع دے اُسنے درجواب کہا نام میرا شیرازنگ ژولیدہ مو ہی اپنے وقت کا رستم ہون ہزارون دلیرون کو مین نے قتل کیا ہی میری تلوار کی پناہ نہین ہی دیکھ اسی شمشیر آبدار سے ہزارہا مسلمانون کو مین نے قتل کیا ہی مین مسلمانونکا دشمن جان ہون آج تجھکو اور تیرے

ہمراہیون کو تہ تیغ کرونگا یہ کہکر حملہ آور ہوا باہم نیزہ بازی ہونے لگی تھوڑی دیر مین شرارنگ ژولیدہ مونے اُس
بہادر کو ہلاک کیا بعد قتل کرنے کے پھر مبارز طلب کیا لشکر اسلام سے اور ایک دلیر اُسکے مقابلے کیواسطے گیا اُسکو بھی
اُسنے بضرب نیزہ ہلاک کیا اسیطرح تا شام بہت جوانان لشکر اسلام اُسنے قتل کیے ہنگام شام طبل بازگشت بجواکر اپنے
لشکر مین چلا گیا ادھر اہل اسلام مغموم وناکام میدان سے جانب فرودگاہ پھرے آدھر فرامرز بن قارن جنگ
شرارنگ ژولیدہ مو دیکھکر فرودگاہ لشکر کی طرف روانہ ہوا وقت شب ژولیدہ مونے طبل جنگ بجوایا جب
صدائے طبل جنگی اہل اسلام نے سنی اسطرف بھی نقارۂ رزمی بجایا گیا رات بھر دونون جانب تیاری جنگ ہوئی
صبح کو شرارنگ ژولیدہ مو مع اپنی سپاہ کے میدان مین آکر صف آرائی کرنے لگا ابھی صف آرا نہ ہوا تھا کہ فرامرز
بن قارن بھی مع لشکر آکر ایک جانب ٹھہرا اور اُدھر سے لشکر میدان مین آیا بعد صف آرائی جانبین کے شرارنگ اپنی
سپاہ سے نکلا اور مبارز طلب کیا لشکر اسلام اہل اسلام سے ایک بہادر نکلا اور دلیرانہ اُس سے ہم نبرد ہوا
تھوڑی دیر مین بہادر مذکور نے جام شہادت نوش کیا اسیطرح کئی روز تک شرارنگ نے میدان مین آکر ایک
جماعت اہل اسلام کو زخمی اور قتل کرتا شام کو طبل بازگشت بجواکر چلا جاتا آخرکار ایک روز ہنگام سحر شرارنگ نے
حسب معمول میدان مین نکل کر مبارز طلب کیا کرب برائے مقابلہ نکلا جب عنقریب اُسکے گیا اُسنے خبردار خبردار
کہکے نیزہ سینۂ کرب پر مارا کرب بفنون سپہ گری ضرب نیزہ سے بچا شرارنگ نے برہم ہوکر دوبارا بقہر وغضب
نیزہ مارا کرب نے نیزے کو اپنے نیزے کی سنان پر روکا بوجہ لڑنے سنانون کے چنگاریان ہویدا ہوئین کرب نے دوبارہ
اُسکے نیزے سے بچکر خود بھی نعرہ کرکے نیزہ اُسکے پہلو پر مارا اُسنے نیزہ خالی دیا اسیطرح تا دیر جنگ ہوئی آخرکار کرب نے
نیزہ اُسکے ہاتھ سے نکالدیا شرارنگ کو نیزہ ہاتھ سے نکل جانے سے کمال ملال اور غصہ ہوا اُسی عالم غیظ مین قبضۂ تیغ پر
ہاتھ ڈالا اور پکارا ای جوان معلوم ہوا کہ اب تیری قضا ہی آئی ہے یہ کہکر تیغ کھینچکر کرب پر حملہ کیا ادھر کرب نے
سپر فراخ دامن اُٹھائی جب تیغ قریب سر آئی کرب نے دلیرانہ وہ ضرب تیغ سپر پر روکی پھر کرب نے شمشیر آبدار اُس
بدکردار پر لگائی اُسنے بھی وار شمشیر کا سپر پر روکا اسیطرح تا دیر باہم لڑائی ہوئی آخرکار کرب نے بضرب شمشیر آبدار
اُس بدکردار کو قتل کیا مردمان سپاہ شرارنگ ژولیدہ مو یہ حال دیکھکر نہایت ملول ہوے آخر تاب ضبط نہ
لاکر باہم قسم کھائی کہ اس جوان کو جسنے شرارنگ ہمارے سردار کو قتل کیا ہے ضرور ہلاک کرینگے اور لشکر اہل اسلام مین سے
حتی الامکان کسی کو زندہ نہ چھوڑینگے غرض باہم قسم کھاکر تلوارین اور نیزے اور گرز گران سر ہاتھون مین لیکر سب
نے یکبارگی کرب پر حملہ کیا اُدھر برائے مدد کرب لشکر اسلام بڑھا جب دونون لشکر ملگئے لڑائی ہونے لگی تلوار چلنے
لگی جوانان لشکر جانبین قتل ہونے لگے تگاپوے سمندان سے میدان رزم مین ایسا غبار اُٹھا کہ دونون لشکر اُس
غبار مین نہان ہوگئے کثرت گرد وغبار سے کسی کو اچھی طرح اپنا اور غیر معلوم نہ ہوتا تھا جو جسکے روبرو آتا تھا وہ اُسکو
تہ تیغ کرتا تھا دلاوران لشکر اسلام دمبدم نعرۂ شیرانہ کرتے تھے ہر سمت صدائین بزن بگیر بلند تھین زخمی زمین
پر پڑے کراہتے تھے اکثر مجروح اُس جنگ مغلوبہ مین پامال سم اسپان ہوتے تھے زخمی سوارون کے کوتل گھوڑے
دوڑتے تھے چقاچاق خنجر کی دور تک جاتی تھی جھنکار تلوارون کی تا بفلک پہونچتی تھی کمانین باربار کڑکتی تھین
بارش تیر ہوتی تھی قیامت کے آثار میدان رزم مین ہویدا تھے کسی کو کسی کی خبر نہ تھی اپنے اپنے حال مین
سب مبتلا تھے راوی بیان کرتا ہے کہ یہ لڑائی تا شام ہوئی ہزارہا کفار فی النار ہوئے اور صدہا اہل اسلام درجہ
شہادت پر فائز ہوے اور بہت سے اہل اسلام مجروح ہوے کرب نے صدہا بیدینون کو قتل کیا ہنگام شام مردمان سپاہ

شراننگ نے شکست کھاکر میدان مصاف مین قیام نہ کیا راہ فرار اختیار کی اہل اسلام مظفر و منصور ہوئے اور بصد خوشی و خرمی جانب قیام گاہ لشکر پھرے **فرامرز بن قارن** یہ جنگ دیکھکر حیران ہوا اور اپنے فرودگاہ لشکر کی جانب مع فوج چلا گیا اس جنگ مین خواجہ عمرو نے بھی صد اکفار کو خنجر و سنگ سے ہلاک کیا اور بہت کچھ نقد جنس بھی خواجہ کے ہاتھ آیا جب **فرامرز بن قارن** فرودگاہ لشکر پر پہونچا حکم دیا کہ طبل جنگ بجایا جائے ہنگام سحر ان مسلمانون سے مین لڑونگا ہر ایک خدا پرست کو خاک و خون مین بھر دونگا بموجب حکم ملازمون نے طبل جنگ بجایا صدائے طبل جنگ بلند ہوئی ہرکاران فوج اسلام نے خبر نواخت طبل جنگ فی الفور سرداران لشکر کو پہونچائی لشکر اسلام مین بھی نقارہ رزمی پر چوب پڑی صدائے نقارۂ جنگی تا فلک پہونچی ہر چند کہ جملہ اہل اسلام خستہ و شکستہ تھے لیکن توکل بخدا پر کرکے تیاری جنگ مین مصروف ہوئے تلوارون پر صیقل کرنے لگے علاوہ اسکے اور آلات حرب و ضرب کی درستی بھی بخوبی کرنے لگے قصہ کوتاہ دونون لشکرون مین رات بھر تیاری لڑائی کی ہوئی ہنگام سحر فرامرز بن قارن مع سپاہ میدان جنگ مین آیا اور درستی صفوف لشکر مین مصروف ہوا ابھی صفین آراستہ نکر چکا تھا کہ آمد لشکر اسلام کے آثار ہویدا ہوئے یعنی تتق گرد بلند ہوا جب ہوا سے وہ گرد بر طرف ہوئی **فرامرز بن قارن** نے دیکھا کہ عجب انداز دلیرانہ سے لشکر اسلام آتا ہے بموجب اشعار

شکل نوشہ سجے ہوے وہ جوان
سبزہ آغاز جو بنیہ شباب
زیب جسم انکے زیور آہن

دلمین خوش عروس مرگ نہان
سمن اندام عارض آتش ناب
زرہ و خود و بکتر و جوشن

پلٹنین وہ بھی سجائی ہوئین
حسن و صورت مین ایک ایک
صفدر روزگار ضیغم وقت

سب دم جنگ آزمائی ہوئین
غازہ جلوؤن مین قہر کے سرکش
رشک اسفندیار رستم وقت

فرامرز بن قارن آمد لشکر اہل اسلام دیکھکر حیران ہوا اور دلمین خیال کرنے لگا کہ یہ مسلمان نہایت دلیر ہین مرنے سے مطلق نہین ڈرتے ہین آج امین سے جو میرے مقابلے مین آئیگا ایک ہی ضرب تیغ سے ہلاک کرونگا ایسی لڑائی لڑونگا کہ یہ سب بھی متحیر ہون **فرامرز بن قارن** یہ خیال ہی کر رہا تھا ناگاہ لشکر اسلام باشتیاق تمام میدان جنگ مین آیا بعد درستی صفوف لشکر جانبین نقیب اور کڑکیت دونون جانب سے نکلے اور باواز بلند کہنے لگے **اشعار**

قبل اسکے جو تھے میان جہان
تمکو بھی ایک روز مرنا ہے
دشمنون سے لڑو بہ تیغ و سنان

نام کو بھی نہین ہے انکا نشان
کوچ دار فنا سے کرنا ہے
باقی رکھو نہ تم عدو کا نشان

یہ جہان اک سرائے فانی ہے
کیسے کیسے جری قوی بازو
آج ہی کیون نہ لڑکے مرجاؤ

سب کو مرنا ہے جان جانی ہے
مرگئے آہ ہوکے بے قابو
نام دار فنا مین کرجاؤ

جب کڑکیت و نقیب یہ کہکر ہٹ گئے جوانان لشکر نے بے ثباتی عالم پر نظر کرکے اور میدان جنگ مین مرنے کو حیات سے بہتر تصور کرکے خود سر سے اتارا زرہ جسم سے اتاری ایک دوسرے سے بغلگیر ہوا ارادہ کیا کہ لشکر حریف پر بغیر خود زرہ و جوشن حملہ کیجیے اور ضرب تیغ ابدار سے اعدا کو قتل کیجیے روبرو ان سب دلاورون کے منھ پر تلوارین کھائیے خون مین نہاکر سرخرو ہوکر سوے جنان جائیے اس عالم بے ثبات کو چھوڑیے عمر دو روزہ سے منھ کو موڑیے ادھر تو اکثر اہل اسلام یہ ارادہ کر رہے تھے اور مستانہ وار جوش شجاعت سے جھوم رہے تھے ادھر کافران نابکار بھی بصد شوق آمادہ پیکار تھے باجے جنگی دونون لشکرون مین بج رہے تھے پھریرے علمون کے کھلے ہوے تھے ناگاہ **فرامرز بن قارن** نے صف لشکر سے اپنا مرکب نکالا اور میدان مین دلیرانہ آکر پکارا کہ ای فرقۂ خدا پرستان تم مین سے جسکو تمنائے مرگ ہو میرے مقابلے کے واسطے آئے دیر نہ لگائے جسوقت **فرامرز بن قارن** نے میدان مین آکر نعرہ کیا ایک جوان قوی ہیکل سردارون سے رخصت ہوکر برائے مقابلہ نکلا بعد نکلا ورزنی کے فرامرز نے تیغہ گرانبار خبردار خبردار کہکر فرق پر لگایا ہر چند جوان قوی ہیکل نے چاہا

کو تیغ کو سپر پر روکون لیکن تیغ گرانبار سپر پر پڑتے ہی سپر کو کاٹ کر کاسہ سر مین در آیا جوان نے مرکب سے گر کر جان بحق تسلیم کی یون تین اور نے جوان ترک کے پیش فرامرز زرنی فرد کی کہ اب اور کوئی ہے سے مقابلے کے لیے آئے چنانچہ دو تین دلاور انکے بعد دیگرے لشکر اسلام سے نکلے اور ہاتھ سے فرامرز کے قتل اور زخمی ہوے بعد اسکے پھر فرامرز بن قارن نے گھوڑے کو جولان کر کے آواز دی کہ ای گروہ خدا پرستان آج تمھاری دلاوری کہان گئی اگر مرد ہو تو میدان مین آکر مجھسے ہم نبرد ہو یہ کلام ختم نہ ہوا تھا کہ بہرام اپنے توسن تیز گام کو چپیٹر کر میدان مین آیا بعد گفتگو رزمی کے بہرام نے کہا ای ترک ترکیا دیکھتا ہی وار کر فرامرز نے غضبناک ہو کر وہی تیغ خون آلود سر پر لگایا بہرام نے تیغہ سپر پر روکا پھر بہرام نے بھی شمشیر آبدار سر فرامرز پر لگائی اُسنے بقوت بازو سپر پر روکی اسیطرح تا دیر لڑائی ہوا کی انجام کار فرامرز نے ہوشیار باش اور خبردار باش کہکے بقوت تمام تیغہ گرانبار سر بہرام ذوالفقار پر لگایا اسوقت اتفاقاً بہرام کے گھوڑے نے سکندری کھائی جب تک بہرام گھوڑے کو سنبھالے تیغہ سر پر پڑ گیا بہرام نے دستانہ مارا تیغہ تو سر سے نکل گیا لیکن چادر خون کی اسطرح سر سے نکلی کہ بہرام لہو مین نہا گیا یہ احوال دیکھکے کرب نے صف سے گھوڑا نکالا اور میدان مصاف مین پہونچکر بہرام کو لشکر مین بھیجدیا یہان تو بہرام کے زخم سر کا علاج ہونے لگا اُدھر کرب نے فرامرز سے مقابلہ کیا تا دیر لڑائی ہوئی آخرالامر فرامرز نے غضبناک ہو کر وہی تیغہ خون چکان سر کرب پر مارا اتفاقاً اسیوقت پاے سمند کرب موش خانے مین جا تا رہا ہر چند کرب نے سپر اُٹھائی اور گھوڑے کو سنبھالنا چاہا لیکن پاے اسپ موش خانے سے نہ نکلا اور تیغہ سپر پر نہ رکا سر پر جو پڑا تا دو ابرو اُتر آیا کرب نے دستانہ مارا تیغہ تو سر سے نکل گیا چادر خون زخم سے نمود ہوئی چونکہ اسوقت آفتاب غروب ہوتا تھا فرامرز نے لڑنا مناسب نہ جانکر ہنگام شام طبل بازگشت بجوایا کرب غازی کو ملال ہوا اور دل مین خیال کیا کہ اس نابکار نے اجتو طبل بازگشت بجوا دیا ورنہ اسی زخمداری مین اسے قتل کرتا کرب غازی ابھی یہ خیال کر ہی رہا تھا کہ فرامرز بن قارن مع اپنے لشکر کے جانب فرودگاہ سپاہ روانہ ہوا یہان اہل اسلام بیتابانہ دوڑ کر کرب غازی کو لشکر مین لائے بعدازان بحکم بادشاہ لشکر اسلام یعنے خواجہ عبدالمطلب عالی مقام جانب قیام گاہ لشکر روانہ ہوے بعد پہونچنے کے بحکم خواجہ عبدالمطلب بادشاہ لشکر اسلام زخم سر کرب کا علاج ہونے لگا جراح نے زخم سر مین ٹانکے لگا کر بالاے زخم پھاہا مرہم کا رکھا پھر پٹی باندھدی الغرض یہان تو کرب غازی کے زخم سر کا علاج ہو رہا ہی اور بہرام گرد وغیرہ کے بھی زخم سر کا مجنبی چارہ ہوتا ہی مردان لشکر نے جنگاہ سے آکر کمرین کھولی ہین آلات حرب و ضرب جسم سے دور کیے ہین زرہ جسم سے اُتاری ہی اکثر ذکر جنگ کر رہے ہین بعضے بوجہ خستگی کے اپنے بستر پر پڑے ہوے ہین ان سب کو تو اسی حال مین چھوڑیے اور اب حال فرامرز بن قارن کا سنیے جب فرامرز بن قارن فرودگاہ لشکر پر پہونچکر خدمت نوشیروان مین گیا لوازم پرستندگی اور شرائط عبودیت بجا لا کر دربار مین بیٹھا بختک نے دلیری فرامرز کی تعریف کی نوشیروان بھی بہرام و کرب وغیرہ کے زخمی ہونے سے فرامرز سے خوش ہوا پھر بحکم نوشیروان ہنگام برخاست دربار بنام فرامرز بن قارن طبل جنگی کفار نے بجایا صداے طبل بلند ہوئی جسوقت خبر نواخت طبل جنگی خواجہ عبدالمطلب نے سنی حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی طبل جنگ بجایا جائے چنانچہ بموجب حکم نقارہ رزمی پر اہل اسلام نے چوب لگائی دلاوران لشکر صداے نقارہ جنگی سنکے آگاہ ہوے کہ صبح پھر میدان مصاف ہی ہنگامہ جدال و قتال برپا ہوگا بازار اجل گرم ہوگا ہر چند کہ سب اہل لشکر شکستہ خاطر تھے لیکن مدد و اعانت پروردگار پر نظر کر کے تیاری جنگ مین مصروف ہوے اکثر اپنی تیغ آبدار پر اس خیال سے صیقل کرنے لگے کہ تلوار ہماری اور تیز و آبدار ہو جائے

دشمن کے سر و تن مین ہنگام جنگ جلد تر جدائی کرے یعنی تیر انداز اپنے تیرون کو ترکش سے نکالکر درست کرنے
لگے کمانین جو ناقص تھین انھین آگ پر سینکسا کر درست کرنے لگے اکثر اہل اسلام بحکم بادشاہ لشکر خواجہ عبد المطلب
مامور طلایہ لشکر کیواسطے نکلے اور گرد ... سے حفاظت پھرنے لگے غرضکہ شب بھر دونون لشکرون مین تیاری جنگ
اور حفاظت خوب ہوئی جب وہ ہنگام آیا کہ شاہ انجم سپاہ خبر آمد شاہ خاور سنکے مع فوج انجم پنہان ہوا اور شاہ خاور
مشرق سے نکلکر فروغ بخش تخت جہان ہوا فرامرز بن قارن باجمعیت سپاہ اسیطرح نبرد گاہ مین آیا اور صفوف
لشکر آراستہ کر کے انتظار آمد لشکر اسلام کرنے لگا اسطرف اہل اسلام بھی نماز سحر اور تعقیبات سے فرصت و فراغت پاکر
بحکم بادشاہ لشکر اسلام اسلحہ زیب تن کر کے گھوڑون پر سوار ہوے خواجہ عبد المطلب بارگاہ سے برآمد ہوے جملہ
سرداران لشکر نے بصد ادب برائے تعظیم سر جھکائے بادشاہ لشکر اسلام یعنے خواجہ عبد المطلب نیکنام نے سب کا سلام
لیکر فرمایا جلد جانب میدان نبرد روانہ ہو جب خواجہ عبد المطلب مرکب پر سوار ہو چکے بموجب حکم لشکر اسلام سمت
مصاف روانہ ہوا جسوقت لشکر اسلام نبردگاہ مین پہونچا بیلدارون نے لشکر سے نکلکر جھاڑی جھنڈی خس و خاشاک وغیرہ
میدان نبرد سے دور کیے پست و بلند زمین کو ہموار کیا جب درستی رزم ہو چکی اور صف آرائی بھی ہو چکی اسوقت
نقیبان خوش گلو اور کڑکیت دونون جانب سے نکلکر اور جوانان لشکر سے مخاطب ہو کر اسطرح کہنے لگے نظم

جوانون یہ ہی عرصۂ دار و گیرا | کرو اپنے دشمن سے با تیغ و تیرا | کرو آج میدان مین ایسی تیزا | بن آئے عدو کو نہ کچھ جز گریزا

جب نقیب اور کڑکیت جوانون کا دل بڑھا چکے اور جنگ پر آمادہ کر چکے میدان مصاف سے ہٹ گئے دونون لشکر دن
مین جو بہادر تھے تقریر نقیبان خوش آواز اور کڑکیتون کی گفتگو سنکے نشۂ بادۂ شجاعت سے جھومنے لگے دمبدم قبضۂ
شمشیر چومنے لگے ارادہ کیا لشکر سے نکلکر حریفون کو قتل کیجیے نام و نشان دشمنون کا مٹا دیجیے ابھی دونون لشکرون سے
کوئی بہادر نہ نکلا تھا کہ فرامرز بن قارن نے اپنا مرکب صف لشکر سے نکالا اور میدان مصاف مین آکر پکارا اے مسلمانو
آج تم سب مین کون کون جانب ملک عدم جائیگا کون سر میدان میری تیغ کا پھل کھا کر خون مین نہائیگا
کسکو تم سب مین تمنائے عروس مرگ ہے کون شخص اپنی زندگی سے بیزار ہے کسکو سر اپنا اپنے دوش پر بار ہے آج
مجھسے کون مقابلہ کریگا جسکو تمنائے قضا ہو وہ اجل رسیدہ جلد آئے اور مجھسے مقابلہ کرے جوہر تیغ دکھائے زخم کھائے
لہو مین نہائے کف افسوس ملکر دنیا سے جلائے جسوقت یہ کلمات مہمل اور واہیات فرامرز نے اپنی زبان پر جاری
کیے فی الفور ایک جوان خوبرو و قوی بازو بادشاہ لشکر اسلام وغیرہ سے اجازت لیکر بمقابلہ فرامرز گیا اور
کہنے لگا او بیدین مین تجھسے مقابلہ کرونگا اگر چاہا خدا نے تو ایک ضرب تیغ سے تجھکو دو نیم کرونگا سارا لہو
تیرا خاک مین ملا دونگا فرامرز تقریر جوان کی سنکے غضبناک ہوا اور اسی حالت غیظ مین تیغہ گرانبار نیام سے نکال
پکارا کہ ای خدا پرست ہوشیار ہو جا یہ کہکر تیغہ سر جوان پر بعد غضب لگایا ہر چند جوان نے چاہا کہ تیغے کو سپر پر روکے
ضرب تیغہ گرانبار سے بچون لیکن بمقتضائے آیہ وافی اذا جاء اجلهم لا یستاخرون ساعة ولا یستقدمون کسی طرح نہ بچ
سکا تیغہ سر پر پڑھی گیا اور اس زور سے پڑا کہ کاسۂ سر کو کاٹتا ہوا تا گردن تک اُتر آیا جوان گھوڑے
سے گرکر تھوڑی دیر مین تڑپکر راہی سوے جنان ہوا بعد قتل ہونے جوان خوبرو کے فرامرز نے پھر آواز دی کہ ای
فرقۂ خدا پرستان اب جلد اور کسی کو برائے مقابلہ بھیجو اگر کوئی تم مین سے میرے مقابلے کو نہ آئیگا تو مین خود
حملہ کر کے تہ تیغ کرونگا آج تم مین سے کسی کو زندہ نہ چھوڑونگا ہر چند کہ یہ گفتگو سے فرامرز جملہ اہل اسلام نے سنی
لیکن کسی نے مقابلہ فرامرز سے نہ کیا کوئی لشکر اسلام سے بخوف قتل نہ نکلا باوجودیکہ خواجہ عبد المطلب

جانب راست وچپ دیکھا اور عمرو نے جوانان لشکر سے کہا کہ تم سب کلام فرامرز سنتے ہو اور مقابلے کے واسطے تم مین سے کوئی نہین جاتا ہو لیکن کسی نے ارادہ مقابلہ نہ کیا واضح ہو کہ لشکر اسلام مین جتنے سردار نامی اور قوی تھے وہ سب تو ایسے زخمی تھے کہ بستر سے اُٹھ نہ سکتے تھے بیہوش پڑے تھے مثل بہرام گرد اور کرب غازی وغیرہ کے کون فرامرز سے مقابلہ کرتا سواران لشکر مین اتنی قوت وجسارت نہ تھی کہ فرامرز سے فرداً فرداً مقابلہ کرین اسیوجہ سے لشکر اسلام سے کوئی دیر بہر مقابلہ فرامرز نہ نکلا ان خواجہ عبدالمطلب جو بالفعل بادشاہ لشکر اسلام تھے اور جو شجاعان عرب سے لشکر مین موجود تھے وہ بھی برواتیے زخمی نہایت تھے لائق مقابلہ دشمن نہ تھے غرضکہ جب کوئی برائے مقابلہ فرامرز لشکر سے نہ نکلا اسوقت خواجہ عبدالمطلب اور عمرو نے بیتاب وبیقرار ہو کے درگاہ خدا مین دعا کی فی الفور تیر دعاے خواجہ عبدالمطلب ہدف مراد پر پہونچا یعنے دعا قبول ہوئی جانب صحرا غبار عظیم بلند ہوا مردان مع خواجہ عبدالمطلب وعمرو وفرامرز جانب غبار دیکھنے لگے جب وہ غبار ہوا سے دفع ہوا عمرو نے دیکھا کہ آگے لشکر کے علم نہنگ پیکر دست کلدار مین ہو اور راست وچپ الیاس ہندی ودارا ب ہندی وغیرہ سرداران نامی ہین اور سات لاکھ ہندی جنکا شجاعت وجوانمردی مین مثل ونظیر نہین ہو ہر رکاب ہین چہرون سے اُنکے آثار تہور آشکار ہین شیر کا زہرہ اُنکے سامنے آب ہوتا ہو شربتی کے انگرکھے زیب تن ہین ٹوپیان بانکی سرون پر ہین گھوڑون پر سوار ہین تلوارین باندھے ہین سپرین بالاے پشت ہین دلیرانہ سرپٹ گھوڑے دوڑاتے ہوے اسی طرف کو آتے ہین اگر کوئی درخت انھین راہ مین ایسا ملتا ہو کہ جسکی وجہ سے روانگی لشکر مین دیر ہوتی ہو آسے تلوار سے ایک ضرب مین قلم کر دیتے ہین ہر ایک جوان تھتین جرأت مین بے مثل ونظیر ہو بموجب

ابیات

زرہ دست ایک ایک کے شانے
نشے جرات کے نشے مین ہین چور
بانکپن کے بندھے ہوئے بانے
لٹ مرین جنگ زرگری ہین ہو
چشم وابرو کا قہر تیغا ہین تو
برچھے ہاتھون مین عین ڈابو ہین
تیور آفت بلا کی وہ چتون
بدر رخ ماہ نور کا یون ہین

افسر اُنکے اُنسے زیادہ بہادر وجرار بار بار لشکر مین علمہاے لشکر ہوا سے جنبان ہوتے ہین پہرہرے علمون کے کھلے ہوے ہین باجے لشکر مین بجتے ہین ہزار ہا فیلان کوہ پیکر ہمراہ لشکر ہین فیل ہمونہ پر تخت مرصع کسا ہوا ہو اُسی تخت پر لندھور بن سعدان بادشاہ ہندوستان سات کنگورے کا تاج سر پر رکھے ہوے قباے شاہی زیب تن کیے ہوئے مالے موتی ومروارید کے گلے مین ڈالے ہوے گویا دریاے جواہر مین غوطہ مارے ہوے بیٹھا ہو علم نہنگ پیکر کا سر پر سایہ ہو سیر صحرا کرتا ہوا آتا ہو عمرو لندھور کو ایسے وقت مین آتے دیکھکر خوش ہوا اور کچھ سوارون کو ہمراہ اپنے لیکر بتعجیل تمام براے استقبال بحکم عبدالمطلب خوش خصال روانہ ہوا اثناے راہ مین ملاقات ہوئی لندھور نے احوال پوچھا خواجہ نے تمام حال ابتدا سے انتہا تک بیان کیا لندھور بن سعدان کل حقیقت جنگ سنکے حیران ہوا اور خواجہ سے مستفسر ہوا کہ فرامرز کیا بہرام وکرب سے شجاع زیادہ ہو کہ انکو اسنے ہنگام جنگ مجروح کیا ہو عمرو نے کہا میری دانست مین تو بہرام گرد اور کرب غازی اور دیگر سرداران سے فرامرز قوت وشجاعت مین کمتر ہو چونکہ اقبال نوشیروان کا اوج پر ہو اور ستارہ اہل اسلام کا گردش مین ہو اسیوجہ سے حمزہ صاحبقران عقابین پر قفس آہنی مین مقید ہین نامی سرداران لشکر اپنے کم قوت وکم جرأت ہم نبردے زخمی ہوے ہین بادشاہ لشکر اسلام قباد عالی مقام کو گلیم گوش نے باغواے ہیکلان قتل کر ڈالا ہو بالفعل خواجہ عبدالمطلب والد ماجد حمزہ صاحبقران کو بعذر درد بادشاہ لشکر اسلام بنایا ہو غرضکہ اہل اسلام پر فی زمانہ ادبار ہو انسان مشیت الٰہی سے بیخبر ہو اور بلاے آسمانی سے مجبور نہ اعبار ہو اس امر مین کچھین حیرت بیکار ہو آج کل دن اہل اسلام کے ناقص ہین اور ستارہ

اہل اسلام کا بُرا ہی جو کچھ ہو تعجب ہی یہ کہکر خواجہ آبدیدہ ہوے لندھور بھی حال امیر اور سرداران لشکر کا سنکر اشک
آنکھون مین بھر لایا اور پوچھا ای خواجہ عقابین جسپر حمزہ صاحبقران قید ہین کہان ہی عمرو نے کہا دیکھو وہ
عقابین ہی اور وہ قفس آہنی مین امیر با توقیر ہین وہ سامنے گرد عقابین فوج نوشیروان براے حفاظت
قید امیر اُتری ہوئی ہی دیکھو وہ سامنے عقابین کے خندق گرد عمیق ہی اور وہ بارگاہ نوشیروان ہی افسوس ہزار افسوس
ہم سامنے امیر کو عقابین پر قید دیکھتے ہین اور وہان تک براے رہائی امیر با توقیر کسی طرح پہونچ نہین سکتے علاوہ
خندق کے فرامرز بن قارن سد راہ ہی اکثر وہ برلے مقابلۂ فرقۂ خداپرستان میدان جنگ مین آتا ہی چنانچہ اسوقت بھی
میدان مین مبارز طلب کر رہا ہی اور کوئی اُسکے مقابلے کے واسطے لشکر اسلام سے نہین نکلتا ہی لندھور جانب عقابین دیکھکر
گریان ہوا بعد ازان خواجہ سے کہا مین نے گرفتاری امیر کی خبر سنی تھی اسیوجہ سے میرا یہان آنا ہوا اب مین آیا ہون
اگر خدا نے چاہا تو فرامرز وغیرہ کو تہ تیغ کرکے امیر کو چھڑاؤنگا عمرو کو گفتگوے لندھور سے فی الجملہ تسکین ہوئی الغرض
خواجہ عمرو استقبال کرکے لندھور کو لشکر اسلام مین لائے لندھور نے لشکر مین داخل ہوکر اول سامنے عقابین کے
جاکر برلے تسلیم روبروے امیر با توقیر سر اپنا بصد ادب خاک پر جھکایا امیر نے قفس آہنی سے لندھور کو دیکھا
جب لندھور امیر کو تسلیم بصد تعظیم دور سے کر چکا پھر لشکر مین آکر خدمت بادشاہ فوج اسلام یعنے خواجہ عبدالمطلب
عالی مقام مین آیا اور شرائط آداب بجا لایا خواجہ عبدالمطلب لندھور کے آنے سے بہت خوش ہوے بعد تھوڑی
بادشاہ لشکر اسلام لندھور نے خواجہ عبدالمطلب سے اجازت حرب لی اور ارادہ میدان مین جانیکا کیا
بختک نابکار نے جو دیکھا کہ لندھور بن سعدان آیا ہی اور اب براے مقابلہ فرامرز بن قارن
میدان مین نکلا چاہتا ہی اپنے دلمین خیال کرنے لگا کہ لندھور بن سعدان جانشین حمزہ
صاحبقران ازحد قوی دجری ہی فرامرز بن قارن ہنگام جنگ لندھور کے ہاتھ سے ہلاک
ہو جائیگا یہ خیال کرکے خدمت نوشیروان مین جاکر عرض کرنے لگا اسوقت لندھور بن سعدان بجمعیت
سپاہ کثیر آیا ہی اور براے مقابلہ فرامرز بن قارن میدان مین نکلا چاہتا ہی یقین ہی کہ وقت رزم فرامرز
قتل ہو جائیگا کیونکہ لندھور نہایت زبردست ہی میرے نزدیک مناسب یہ ہی کہ آپ طبل بازگشت بجوا دیجیے تاکہ
لندھور لشکر سے میدان مین نہ آیا تھا کہ نوشیروان نے بموجب راے بختک کے طبل بازگشت بجوا دیا فرامرز
صداے طبل بازگشت سنکے اپنے دلمین خوش ہوا اور خیال کرنے لگا کہ اگر لندھور بن سعد سے اور مجھسے
مقابلہ ہوتا مین ضرور ہلاک ہو جاتا لندھور کے ہاتھ سے کسی طرح جانبر نہ ہوتا یہ خیال کرکے ادھر فرامرز مع
فوج فرودگاہ لشکر کی طرف روانہ ہوا ادھر جملہ اہل اسلام ہمراہ خواجہ عبدالمطلب سمت لشکرگاہ روانہ ہوئے
لندھور بھی ہمراہ رکاب خواجہ عبدالمطلب جانب فرودگاہ لشکر یہ خیال کرتا ہوا چلا کہ افسوس طبل بازگشت
نوشیروان نے بجوا دیا ورنہ فرامرز بن قارن اور دیگر سرداران لشکر نوشیروان کو اپنے گرز گران سے
اور تیغ گرانبار سے ہلاک کرتا آج ہی لڑتا ہوا عقابین تک جاتا امیر با توقیر کو عقابین سے اُتارتا ہنگام جنگ
ہزارون سوارون کو پیوند خاک کر دیتا غرض یہ خیال کرتا ہوا فرودگاہ لشکر تک پہونچا بارگاہ فلک اشتباہ
استادہ کراکے اُسی بارگاہ مین فروکش ہوا تمام مردان لشکر اسلام بھی گھوڑون سے اُتر اُترکر سلاح جسم سے
اُتار کر اپنے اپنے خیمون مین گئے اور فرش خواب پر راحت گزین ہوئے۔

داستان مقابلہ کرنا فرامرز بن قارن کا لندھور بن سعدان بادشاہ ہندوستان سے آخر کار اسیر ہو کر رہا ہونا اُسکا مع حال دیگر

دے مجھے ساقیا مئے گلرنگ | نشے میں ہو بچھا لڑائی کا ڈھنگ | تاک انگور سے شراب کھینچے | نشۂ جنگ حباب کھینچے
پھول سی گر شراب پاؤں میں | گل مضمون بیان لاؤں میں | خامہ افسون طراز میرا ہی | کار اعجاز صد مسیحا ہی

نامداران عرصۂ سخن اس داستان دلستان کہن کو اس طرح تازہ کرکے بیان کرتے ہین کہ جب نوشیروان بموجب
کہنے بختک نابکار کے طبل بازگشت بجواکر فرامرز بن قارن کو ہمراہ اُس جنگ گاہ سے لیگیا اور داخل بارگاہ ہوا
حکم کیا کہ ساقیان گلعذار جلد حاضر ہوکر جام شراب گلگون پلائین بموجب حکم ساقیان سیمتن کشتیان شراب ناب کی
لیکر دربار نوشیروان مین گئے پہلے ایک ساقی مہ رخ نے جام آفتاب بصد ادب نوشیروان کو دیا نوشیروان نے
شراب پیکر ساقیان گل اندام کو حکم دیا کہ ہمارے دربار مین اسوقت جسقدر سرداران لشکر بیٹھے ہین سب کو شراب پلاؤ
خصوصًا فرامرز بن قارن کو متواتر ساغر دو ساقیون نے بموجب حکم ہر ایک سردار کو جام شراب سے مملو کرکے دیا
ازانجملہ فرامرز بن قارن کو بھی کئی جام دیے جب دماغ فرامرز کا مئے ناب سے گرم ہوا اپنے دلمین خیال کرنے لگا
کہ ای فرامرز جبتک تو جملہ سرداران لشکر حمزۂ صاحبقران سے مقابلہ کرکے نہین قتل نہ کریگا اور فوج امیر کو
کو تباہ و برباد نہ کردیگا ممالک نوشیروان کے قبضے مین نہ آئینگے اور نوشیروان اپنی دختر ملکہ مہر تاجدار سے تیری
شادی نہ کریگا مدعائے دل تیرا بر نہ آئیگا لندھور سے عبث تو خائف ہو طبل جنگ بجواکر اُس سے مقابلہ کر یہ خیال
کرکے فرامرز نے نوشیروان سے سر دربار عرض کیا کہ ای شہنشاہ آپ نے بے محل طبل بازگشت کیون بجوادیا نوشیروان
نے جواب دیا ای فرامرز بختک نے مابدولت سے کہا کہ لندھور میدان جنگ مین آیا چاہتا ہی اور وہ نہایت قوی ہی ہنگام
مقابلہ فرامرز اسکے ہاتھ سے ہلاک ہوجائیگا پس مناسب ہی کہ طبل بازگشت بجوادیجیے چونکہ مجکو تمہارا ہلاک ہونا منظور نہ تھا
راے بختک کی مین نے پسند کرکے طبل بازگشت بجوادیا فرامرز بن قارن نے عرض کیا ای شہنشاہ فلک جاہ مین
لندھور سے کسیطرح قوت و زور مین کم نہین ہون آپ بخوف و خطر آج میرے نام طبل جنگ بجوا دیجیے کل ہنگام
سحر مین لندھور سے مقابلہ کرونگا اور باقبال حضور اُسکو قتل کرونگا نوشیروان خوش ہوکر بنام فرامرز بن قارن
طبل جنگ بجوایا صداے طبل جنگ بلند ہوئی ہرکارے لشکر اسلام کے آواز طبل جنگ سنکے فی الفور خدمت بادشاہ
اسلام یعنے خواجہ عبد المطلب عالی مقام مین جاکر اسطرح دعا و ثناے شاہی بجالاکر عرض کرنے لگے نظم تا خامۂ خیال
کہ نقاش معنویست ۞ مدح تو بر صحیفۂ ہستی کند رقم ۞ حضرت کہ ہست صورت عصیان ہمیشہ باد ۞ گریان دبیقرار کو نسار
چون قلم ۞ ای ظل اللہ دین پناہ اسوقت نوشیروان بیدین نے بنام فرامرز بن قارن طبل جنگی بجوایا ہی ارادہ اُسکا یہ ہی
کہ فردا ہنگام سحر میدان رزم مین آکر فتنہ و فساد برپا کرے باقی خیریت ہی جسوقت خواجہ عبد المطلب نے زبانی ہرکاروں کی
خبر نواخت طبل جنگ سنی حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی بعد ایزدی دبتائید ربانی نقارۂ جنگی بجایا جائے چنانچہ بموجب
حکم خواجہ عبد المطلب نقارۂ جنگی پر چوب لگائی گئی آواز نقارۂ حربی بلند ہوئی زمین صداے نقارہ سے تھرانے لگی
اہل اسلام صداے نقارۂ جنگی سنکے درستی آلات حرب و ضرب مین مصروف ہوئے جب وہ دن گذرکے شام ہوئی اور شب بسر
ہوکے وہ وقت آیا کہ وردی سحر کی بجی اور بادہ و کوکب پنہان ہوے سفیدۂ سحر فلک پر عیان ہوا مرغان سحر نغمہ سرائی حمد الٰہی
اپنی زبان مین کرنے لگے ہواے سرد سحری چلنے لگی موذن نے نعرہ اللہ اکبر بلند کیا مردان لشکر اسلام براے عبادت خالق خاص
و عام اپنے اپنے بستر ونسے اُٹھے اور وضو کرکے جانمازون پر فریضۂ سحری بصد خضوع و خشوع ادا کرنے لگے خصوصًا بادشاہ لشکر اسلام
خواجہ عبد المطلب نیکنام و لندھور بن سعدان و خواجہ عمرو نماز سحر برجوع قلب پڑھنے لگے جب نماز اور تعقیبات سے فرصت حاصل
ہوئی خواجہ عبد المطلب نے دعا فتح و ظفر خالق بحر و بر سے مانگی بعد دعا کرنے کے حکم دیا مردان لشکر مسلح ہون بموجب حکم ہر ایک

سردار و افسران اور سوار و پیدل علاوہ زخمیوں کے سلح ہوئے جب خواجہ عبد المطلب جانانہ اشکر سوار ہوئے تو جملہ سرداران لشکر وغیرہ ہاتھیوں اور گھوڑوں پر سوار ہوئے نقاروں پر چوب لگائی گئی باجے جنگی بجے علم لشکر ظفر اثر کے بلند ہوا لشکر اسلام مانند دریائے زخار رواں ہوا اسطرف سے اہل اسلام ادھر سے نوشیروان مع فوج بد انجام میدان مصاف میں پہونچکر قیام پذیر ہوئے اسوقت دونوں لشکروں سے چند در چند بیلدار چھڑ دے ہاتھوں میں لیکر نکلے زمین ناہموار کو ہموار کرنے لگے جھاڑی جھنڈی کو میدان نبرد سے دور کرنے لگے جب میدان رزم مانند آئینہ صاف و ہموار ہو گیا اسوقت سقے مشکیں دوش پر لیکر لشکروں سے نکلے پانی چھڑکنے لگے جو گرد و غبار اٹھا تھا اُسے برطرف کر دیا بعد ازاں میدان جنگ کے نقیبان خوش گلو دونوں جانب سے نکلے اور با آواز بلند اہل لشکر سے مخاطب ہو کر یوں کہنے لگے **نظم**

دلیرو یہی عرصہ گیر و دار | کرو اپنی جرأت کو تم آشکار
لڑو دشمنوں سے بشمشیر و تیر | نہ منھ موڑنا تم دم دار و گیر

جب نقیبان خوش آواز جوانان لشکر کو آمادہ حرب و پیکار کر کے میدان سے علیحدہ ہوئے فرامرز بن قارن نوشیروان کے اجازت حرب لیکر صف لشکر سے نکل کر میدان مصاف میں آیا اور پکارا اے فرقہ خدا پرستان آج جسکو تم میں سے تمنائے مرگ ہو وہ مجھسے مقابلہ کرنے کو آئے یہ کلام فرامرز بن قارن کے سردار لشکر لندھور سے ایک سردار تہور شعار نے ارادہ میدان میں نکلنے کا کیا لندھور نے اُس سردار کو روک کر خود اجازت جنگ خواجہ عبد المطلب سے چاہی خواجہ عبد المطلب نے اجازت حرب دیکر ایک آہ سرد کھینچی اور فرمایا اے لندھور آگاہ ہو کہ اسی نابکار نے میرے فرزند دلبند کو عقابین پر کھینچا ہے میرے دل کو اسی نے دکھایا ہے بسم اللہ جاؤ اس نابکار کو ہلاک کر دو یا اسیر کر کے میرے سامنے لاؤ لندھور نے گذارش کیا بہت خوب جسطرح آپنے ارشاد فرمایا ہے انشاء اللہ اسی طرح عمل میں لاؤنگا یہ کہکر لندھور فیل میمونہ پر سوار ہوا اور اشارہ فیلبان سے ہاتھی بڑھانے کے واسطے کیا فیلبان نے کج بانک مستک پر فیل کے لگائی فیل میمونہ نے آگے قدم بڑھایا جسوقت لندھور برائے مقابلہ فرامرز بن قارن لشکر سے نکلنے لگا علمائے لشکر جلوہ گری پر ہوئے باجے جنگی بجے غرض جب لندھور بمقابلہ فرامرز پہونچا فرامرز نے لندھور کو ہاتھی پر سوار دیکھکر کہا اے لندھور یہ تو فن سپہ گری کے خلاف ہے کہ تم ہاتھی پر سوار ہو کے مجھسے مقابلہ کرو اگر مرد میدان نبرد ہو تو ہاتھی سے اُتر کر گھوڑے پر سوار ہو کر مجھسے لڑو فنون سپہ گری دکھاؤ اور میری شمشیر بے نظیر کا پھل کھاؤ لندھور کلمات فرامرز کے ہاتھی سے کود پڑا فی الفور سرداران لشکر لندھور ایک مرکب بے نظیر یا ساز و یراق لشکر سے لیکر آئے اس گھوڑے کے اوصاف میں یہ اشعار لکھنا لازم ہیں **نظم** اشقر دیوزاد کا ہمسر | بلکہ خوبی میں اس سے بھی بہتر
اور یہ کب کسی کے وصف میں ہیں | اشعار استاد اسکے وصف میں ہیں
او وہ مرکب جو برق یا باد ہے | طرفہ دیوانہ دیر زادے

جب لندھور بن سعدان مرکب مذکور پر سوار ہوا اور سرداران لشکر لندھور میدان سے لشکر میں چلے گئے فرامرز بن قارن نے اپنے گھوڑے کو کاوے پر ڈالکر نیزہ سینہ لندھور پر مارا لندھور نے اُسکے نیزے کی سنان کو اپنے نیزہ کی سنان پر بفن سپہ گری رد کیا اسی طرح فرامرز نے بھی نیزہ لندھور کو رد کیا بعد چالیس طعن ہائے نیزہ کے لندھور نے خبردار و ہوشیار کر کے ایک پھندا ایسا باندھا کہ نیزہ دست فرامرز بن قارن سے نکل گیا لشکر اسلام میں شور تحسین و آفرین بلند ہوا فرامرز اور نوشیروان اور بختک کو صدمہ عظیم ہوا اُسوقت بختک نے آگے بڑھ کے کہا اے فرامرز نیزہ ہاتھ سے اگر نکل گیا تو کچھ غم نہ کھا تلوار کھینچکر کام حریف کا تمام کر فرامرز نے بموجب کہنے بختک کے تیغہ گرانبار میان سے کھینچا اور غضبناک ہو کر خبردار خبردار کہکر تیغہ سر لندھور پر مارا لندھور نے تیغے کو سپر فراخ دامن پر رد کیا پھر لندھور نے شمشیر آبدار کھینچکر فرامرز کے سر پر لگائی فرامرز نے چاہا ضرب شمشیر سے بچوں یہ تصور کر کے سر جھکایا تلوار سر پر تو نہ پڑی لیکن مرکب پر جو پڑی گھوڑے کو کاٹ کر زمین میں در آئی یہ حال دیکھکر فرامرز زمین پر آیا گھوڑا دو ٹکڑے ہو کر فرش خاک پر گرا فرامرز گھوڑے کے ہلاک ہونے سے رادم

غضبناک ہوا اور اسی حالت مین چاہا کہ تیغ آبدار سے سمند لندھور کو ڈکردن ہنوز تیغہ مرکب پر لگانے نہ پایا تھا کہ لندھور دامن گردان کے کودا اور تیغہ دست فرامرز سے بقوت بازو چھین لیا فرامرز نے زنجیر کمر مین ہاتھ ڈالدیا مائل کشتی ہوا لندھور نے بھی اسکی کمر کی زنجیر مین ہاتھ ڈالکر لنگر اسکا اٹھانا چاہا تھوڑی دیر مین اکھاڑے کی درستی ہوگئی پھر دونون باہم اکھاڑ مین زور کرنے لگے اور پیچ باندھنے لگے کشتی بڑے زور و شور سے ہونے لگی اسی طرف جاؤ اہل اسلام ادھر تمامی مردان لشکر نوشیروان تماشاے کشتی دیکھنے لگے جب لندھور فرامرز کو نیچے لاکر ارادہ چت کرنے کا کرتا تھا نوشیروان بیقرار ہوجاتا تھا اور جب فرامرز کوئی بند لندھور پر باندھتا تھا یعنے پیچ کرتا تھا نوشیروان اور بختک خوش ہوتے تھے اہل اسلام خالق خاص دعا مے برائے نصرت لندھور بار بار دعا کرتے تھے راوی کہتا ہی کہ فرامرز لندھور سے چار پہر تک بخوبی کشتی لڑا آخر کار تھک گیا اسوقت لندھور نے اسکی کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر نعرہ اللہ اکبر کرکے زمین سے اٹھالیا اور سر سے بلند کرکے زمین پر ٹپک دیا فرامرز بن قارن کی پشت زمین سے آشنا ہوئی فوراً لندھور سینۂ فرامرز پر بیٹھا لشکر اسلام مین شور تحسین و آفرین بلند ہوا اسوقت خواجہ عمرو اور نعمان ہزارہ عیار لندھور دونون زنجیر و طوق وغیرہ لیکر گئے اور فرامرز کو اسیر کرکے میدان نبرد سے لشکر اسلام مین لے آئے لندھور بھی شادان و فرحان میدان سے چلا تھا کہ سرداران نامی حکم بادشاہ لشکر اسلام سے گئے اور زر و جواہر لندھور پر نثار کرتے ہوئے لشکر مین لے آئے بلجے فتح و ظفر کے لشکر مین بجنے لگے اہل اسلام نہایت شادمان ہوے اور نوشیروان وغیرہ کو سخت ملال ہوا اسی حالت ملال مین نوشیروان نے چاہا کہ جنگ مغلوبہ کرکے فرامرز کو رہا کرون لیکن بوجہ ہوجانے شام کے اس ارادے سے باز رہا آخر نالان و بیقرار جانب فرودگاہ لشکر سیاہ چلا گیا ادھر خواجہ عبدالمطلب بھی بخوشی و خرمی سر لندھور پر زر نثار کرتے ہوے اپنی قیامگاہ لشکر کیطرف روانہ ہوے جب قیامگاہ لشکر پر پہونچے حکم دیا کہ فرامرز کو قید کرو بموجب حکم خواجہ عبدالمطلب ایک خیمے مین فرامرز کو اور زیادہ سلاسل مین گرفتار کرکے قید کیا نعمان ہزارہ اور خواجہ عمرو وغیرہ عیاران لشکر اسلام براے حفاظت قید فرامرز مقرر کیے گئے اہل اسلام توبوجہ گرفتار ہونے فرامرز کے خوش و خرم ہین لیکن اب حال نوشیروان کا لکھا جاتا ہی کہ جب اپنے فرودگاہ لشکر پر پہونچا بارگاہ مین داخل ہوا بختک اور دیگر سرداران لشکر دربار مین گئے جب دربار آراستہ ہوا نوشیروان نے ایک آہ سرد کرکے تاج اپنا فرش پر سر سے اتار کر ڈالدیا اور غم گرفتاری فرامرز مین اشک آنکھون مین بھر لایا بختک بدکار نے یہ حال دیکھکر عرض کیا حضور مطلق رنج و غم نکرین مین فرامرز کو ایک تدبیر سے لشکر اسلام سے بلوا لونگا نوشیروان نے پوچھا وہ تدبیر کیا ہی بختک نے عرض کیا خداوند نعمت وہ تدبیر یہ ہی کہ حضور ایک نامہ اس مضمون کا خواجہ عبدالمطلب کو تحریر فرمائین کہ اگر آپ ہمراہ دو سوارون کے فرامرز بن قارن کو اپنی طرف سے روانہ کیجیے تو ہم بھی اس جانب سے آپکے فرزند حمزہ صاحبقران کو عقابین سے اتار کر اور گردن پر سوار کرکے ہمراہ دو سوارون کے ہنگام سحر آپ کے پاس بھیجدین نوشیروان نے جواب دیا حمزہ کا رہا کرنا مجھے منظور نہین بختک نے عرض کیا جو کچھ مین نے عرض کیا ہی حضور میرے کہنے پر عمل تو کرین آپ ملاحظہ فرمائینگے کہ حمزہ صاحبقران پھر آپکے قبضے مین رہینگے اور فرامرز بھی قید سے رہا ہو کر آپکے پاس چلا آئیگا یہ کہکر کچھ آہستہ گوش نوشیروان مین کہا نوشیروان نے خوش ہوکر منشی کو بلوا کر اسی مضمون کا نامہ لکھوایا جو بختک نے مضمون بتایا تھا جب نامہ تیار ہوچکا ایک عیار کو بلاکر وہ نامہ دیا اور نوشیروان نے کہا جلد یہ نامہ خواجہ عبدالمطلب کے پاس لیجا اور جواب اسکا لے آ عیار نامہ لیکر روانہ ہوا جب قریب لشکرگاہ پہونچا چونکہ بعض سرداران لشکر طلایہ دیے رہے تھے انھون نے شخص غیر کو آتے ہوے دیکھکر روکا عیار نے کہا مین نامہ نوشیروان لیکر آیا ہون چاہتا ہون کہ خدمت خواجہ عبدالمطلب مین جاکر یہ نامہ دون انھین سرداران مذکور عیار کو اپنے ہمراہ لیکر پاس بارگاہ فلک فرساے بادشاہ لشکر اسلام یعنے

خواجہ عبد المطلب عالی مقام کے پاس پہونچے اور عرض بیگی کو بلا کر اُس سے کہا کہ جلد جا کر عرض کر کہ اسوقت ایک عیار نامہ نوشیروان کا لیکر آیا ہو امیدوار حضوری کا ہو عرض بیگی نے بموجب کہنے سرداران مسطور کے بارگاہ مین جا کر مجرا گاہ پہ کھڑے ہو کر بعد دعا و ثنائے شاہی کے جو کچھ سرداروں نے کہا تھا عرض کیا اُسوقت بارگاہ خواجہ عبد المطلب مین لندھور بن سعدان و دیگر سرداران لشکر اسلام اپنے اپنے ذگل پر موافق مرتبے کے بیٹھے تھے اور خواجہ عمرو بھی حاضر دربار تھے غرض خواجہ عبد المطلب نے عرض عرض بیگی کی سنکے حکم کیا نامہ دار کو ہمارے سامنے لے آؤ بموجب حکم نامہ دار کو عرض بیگی ہمراہ اپنے لیگیا نامہ دار نے بارگاہ مین داخل ہو کر بعد تسلیم آداب شاہانہ نامۂ نوشیروان پیشکش کیا بادشاہ لشکر اسلام نے وہ نامہ منشی کو بلوا کر بآواز بلند پڑھوایا خواجہ عبد المطلب مضمون نامہ سے آگاہ ہوے لندھور وغیرہ سے باہم مشورہ کر کے چاہا تھا کہ موافق تحریر نوشیروان بہنگام سحر فرامرز کو قید سے رہا کر کے نوشیروان کے پاس بھیجدین لیکن خواجہ عمرو نے اس تجویز کو ناپسند کر کے عرض کیا کہ خبردار اب ہرگز فرامرز کو رہا نہ کیجیے گا نوشیروان کبھی حمزۂ صاحبقران کو اپنے پاس نہ بھیجے گا مجھکو معلوم ہوتا ہو کہ بختک نابکار کوئی مکر و فریب کریگا فرامرز کو قید سے رہا کرایگا اور حمزۂ صاحبقران کو یہان نہ بھیجیگا جب عمرو نے یہ تقریر کی خواجہ عبد المطلب نے اُس نامہ دار سے فرمایا کہ تم جاکر میری طرف سے نوشیروان سے کہدینا کہ فرامرز کا رہا کر کے آپکے پاس بھیجدینا ہمین منظور نہین ہو نامہ دار گفتگوے خواجہ عمرو و ارشاد خواجہ عبد المطلب سُنکے بارگاہ سے نکلکر جانب لشکر نوشیروان روانہ ہوا جب دربار نوشیروان مین پہونچا جو کچھ سنا تھا سو عرض کیا نوشیروان نے بختک سے کہا تیری تدبیر تو کچھ بکار آمد نہ ہوئی بختک نے عرض کیا ابھی حضور نے عیار سے سُنا کہ خواجہ عبد المطلب تو راضی ہو چلے تھے لیکن ہمارے پیر زمر شد خواجہ عمرو وہان موجود تھے اُنھون نے تمام تدبیر میری خاک مین ملادی اور جو کچھ کہ میرے دلمین تھا وہ سمجھ گئے اگر وہ نہوتے تو تدبیر میری ضرور نتیجہ نیک پیدا کرتی خیر اب پھر ایک تدبیر کرونگا مگر وہ تدبیر صبح کو کرونگا یہ کہکر بختک خاموش ہوا جب دربار کے برخاست ہونیکا وقت آیا بختک اور جملہ سرداران لشکر بارگاہ نوشیروان سے نکل کر اپنے اپنے خیام مین گئے نوشیروان بھی فرش خواب پر لیٹا مگر صدمۂ فرامرز مین نیند نہ آئی تمام شب صدمہ گرفتاری فرامرز مین بیدار رہا آخر وہ وقت آیا کہ مرغان سحر کے نغمون کی آواز آنے لگی صبح کی وردی بجی نوشیروان فرش خواب سے اُٹھا بعد تھوڑی دیر کے سرداران لشکر در بارگاہ پر آئے اور اجازت حاصل کر کے بارگاہ مین بیٹھے بختک نابکار بھی دربار مین آیا نوشیروان تو دربار مین بیٹھا ہی گرد سرداران لشکر ذگلون پر متمکن ہوے بختک بعہدۂ وزارت حاضر دربار ہو لیکن اب حال لشکر اسلام کا سنیے کیا جاتا ہو کہ جب صبح ہوئی اور بارگاہ خواجہ عبد المطلب مین لندھور وغیرہ سرداران نامی آ آکر بیٹھے خواجہ عبد المطلب نے خواجہ عمرو کو بلا کر ارشاد فرمایا کہ فرامرز بن قارن کو ابھی ہمارے روبرو لاؤ خواجہ عمرو فرامرز کو اُسیطرح طوق و زنجیر مین گرفتار کیے ہوے روبرو سے خواجہ عبد المطلب لیگئے خواجہ عبد المطلب نے فرامرز کو ہدایت کی اور مسلمان ہوجانیکو کہا فرامرز نے جواب دیا مین ہرگز مسلمان نہونگا مین ہزار جان سے فدائے خداوندان لات و منات ہون علاوہ اسکے سخنان ناشایستہ نسبت اہل اسلام زبان پر جاری کیے اُسوقت لندھور کو غصہ آیا خواجہ عبد المطلب بھی برہم ہوے خواجہ عمرو منغض ہوے پھر بحکم بادشاہ اسلام خواجہ عمرو اور لندھور نے چہل چوب ہاے سخت سے اسقدر فرامرز کو مارا کہ تمام جسم اُسکا گویا ایک آبلہ ہوگیا جا بجا پوست جسم سے اُترگیا خون جاری ہوا آخر تاب اذیت نہ لاکر زمین پر گر پڑا اور بیہوش ہوگیا لندھور نے فرامرز کو قفس آہنی مین بند کر کے ایک بلند لٹھے پر وہ قفس لٹکادیا جب یہ خبر نوشیروان کو پہونچی اور زیادہ بیتاب و بیقرار ہوا اور بختک سے مخاطب ہو کر کہنے لگا تو نے شب کو کہا تھا کہ صبح کو رہائی فرامرز کی تدبیر کرونگا اُسوقت تک تو نے کوئی تدبیر نہین کی اہل اسلام نے اُسے زد و کوب کر کے قفس مین لٹکادیا ہو مجکو یقین ہو کہ اہل اسلام اُسکو دو چار روز مین ایسی ہی بد حیثیتی کر کے ہلاک کر ڈالینگے اور تو کوئی تدبیر رہائی نہ کریگا بختک نے عرض کیا حضور مع سپاہ میدان مصاف مین تشریف لیچلین پھر کوئی تدبیر معقول کیجائیگی نوشیروان

بموجب بختک کے تخت پر سوار ہوا اور جملہ فوج کو ہمراہ لیکر حسب دستور میدان مین پہونچا یہ خبر خواجہ عبد المطلب کو بھی ہوئی کہ
نوشیروان بغیر طبل جنگ بجائے میدان مصاف مین آیا ہو نہین معلوم اُسکا کیا مدعا ہو غرض یہ حال سنکے خواجہ عبد المطلب
بھی موافق دستور جمعیت سپاہ کثیر بصد شان و شوکت میدان نبرد مین پہونچے اور صف آرائی کرکے بمقابلہ نوشیروان قیام پذیر
رہے جب لشکر اسلام عرصۂ رزم مین آچکا نوشیروان نے بختک سے کہا وہ تدبیر رہائی فرامرز کیا ہو جلد بیان کر
بختک نے گوش نوشیروان مین کچھ کہا نوشیروان نے فوراً ایک نامہ میر منشی سے لکھوایا اور اپنی مہر اُس نامے پر کرکے ایک
قاصد کو دیا کہ یہ نامہ خواجہ عبد المطلب کو جاکر دیدے قاصد نے نامہ لیکر پگڑی مین رکھا اور شتر پر سوار ہوکر جانب لشکر
اسلام چلا اور عنقریب لشکر اسلام پہونچکر کہنے لگا کہ ای فرقہ خدا پرستان مین نامۂ نوشیروان لیکر آیا ہون چاہتا ہون کہ تمھارے
بادشاہ لشکر کی خدمت مین جاؤن جب خواجہ عبد المطلب کو معلوم ہوا کہ قاصد نامۂ نوشیروان لیکر آیا ہو فوراً قاصد کو اپنے
پاس بُلایا اور نامہ اُس سے لیکر میر منشی سے پڑھوایا مضمون اُس نامۂ نوشیروان کا یہ تھا کہ ای خواجہ عبد المطلب
بہتر اور مناسب یہی ہو کہ فرامرز کو گھوڑے پر سوار کرکے ہمراہ دو سوارون کے ہمارے پاس بھیجدو اور ہم بھی ادھر سے
حمزۂ صاحبقران کو کرگدن پر سوار کرکے تمھارے پاس روانہ کردین اسی مضمون کا ایک نامہ شب گذشتہ بھی تمھین
لکھا تھا اور اب بھی لکھا ہو تمھین لازم ہو کہ عمرو کے کہنے پر عمل نکرو اور ہماری جانب سے اُس سے کہو کہ اگر فرامرز کو ہمارے
پاس روانہ کرنے مین خلل انداز نہوگا تو ہم ہزار تمن زر تجکو دینگے خواجہ عبد المطلب نے مضمون نامے سے آگاہ ہوکر
لندھور سے پوچھا خواجہ عمرو کہان ہو عمرو نے پس پشت خواجہ عبد المطلب آواز دی غلام حاضر ہو عبد المطلب نے
ارشاد فرمایا ای خواجہ عمرو ہزار تومان نوشیروان دیتا ہو اور حمزۂ صاحبقران کو بھی ہمارے پاس روانہ کرتا ہو تم
فرامرز کو کیون نہین رہا کرکے اُسکے پاس بھیجدیتے خواجہ عمرو نے عرض کیا ہزار تومان میرے سامنے آئین
اُسوقت جو میری راے ہوگی گذارش کرونگا خواجہ عبد المطلب نے نامہ دار سے یہی کہدیا نامہ دار رخصت
ہوکر پاس نوشیروان کے گیا اور تمام حال جو گذرا تھا عرض کیا نوشیروان نے فوراً ہزار تومان اُسی نامہ دار کے
ہمراہ کرکے پھر اُسے روانہ کیا جب وہ نامہ دار لشکر اسلام مین پہونچا اور تومان پیش خواجہ عمرو رکھے گئے خواجہ
عمرو کو لالچ آیا اور حرص دامنگیر ہوئی اُسوقت عمرو نے خواجہ عبد المطلب سے عرض کیا کہ اگر آپ کے نزدیک
مناسب ہو تو موافق اقرار نوشیروان عمل کیجیے اور اب مین بھی راضی ہون خواجہ عبد المطلب نے فرمایا
یہی مجھے بھی منظور ہو غرضکہ اُسیوقت خواجہ عمرو بحکم خواجہ عبد المطلب فرودگاہ لشکر پر گئے اور فرامرز کو جس
خیمے مین قید کیا تھا اُس خیمہ سے نکالکر اور ایک مرکب پر بدشواری بٹھاکر لشکر مین لیکر آئے اور نامہ دار سے
کہا جاکر نوشیروان سے کہدو کہ آپ اُس طرف سے حمزۂ صاحبقران کو ادھر بھیجیے اِس طرف سے ہم فرامرز
کو روانہ کرتے ہین نامہ دار نے نوشیروان سے جاکر تقریر خواجہ عمرو بیان کی نوشیروان نے بختک
کی طرف دیکھا بختک نے عرض کیا خداوندنعمت حمزۂ صاحبقران کو عقابین سے اُتروا کر اُنکے والد کے پاس
بموجب اقرار بھیجدیجیے اگر حکم فرمائیے تو یہ جان نثار ہی اِسکا انصرام کرے نوشیروان نے کہا جا تو ہی حمزۂ
کو عقابین سے اُتروا کر ہمارے پاس لے آ بختک گیا اور عقابین سے امیر با توقیر کو اُتروا کر قفس آہنی سے
نکالا اور ایک مادہ کرگدن کی پشت پر حمزۂ صاحبقران کو مانند مردہ کے ڈالکر رسن سے خوب شکم و پشت
مادہ کرگدن مین دست و پاے امیر باندھ دیے کیونکہ فرامرز اور نوشیروان نے ایسی اذیت جسم نازک
امیر کو دی تھی کہ دست و پاے امیر با توقیر قابو مین نہ تھے اور یہ بھی صاحب دفتر نے لکھا ہو کہ بعد ایذا دینے

تن نازک امیر کو پوست گاؤ سراپاے امیر پر چڑھوا دیا تھا وہ کھال گائے کی بالکل گوشت اور اعضاے امیر سے
لپٹ گئی تھی کسی طرح تن حمزہ صاحبقران سے جدا نہوتی تھی صرف دو آنکھیں امیر کی پوست گاؤ سے محفوظ تھیں القصہ
بختک نابکار مادہ کرگدن کی پشت پر حمزہ صاحبقران کو ڈالکر لشکر مین لیکر آیا جس مادہ کرگدن کی پشت پر امیر کو
بختک نے سوار کیا تھا اُسکا ایک بچہ بھی لشکر نوشیروان مین تھا بختک اُس بچے کو بھی ہمراہ لایا جب نوشیروان
نے ہمراہ دو سوارون کے حمزہ صاحبقران کو مادہ کرگدن پر ڈالکر اپنے لشکر سے جانب لشکر اسلام روانہ کیا ادھر
سے عمرو نے بھی تومان مذکور نذر زنبیل کر کے ہمراہ دو سوارون کے فرامرز بن قارن کو پشت مرکب پر سوار
کر کے بحکم خواجہ عبد المطلب اور بمشورہ لندھور بن سعدان روانہ کیا جسوقت فرامرز بن قارن کو سوارن
لشکر نوشیروان کے قریب تر لائے اور مادہ کرگدن مذکور نصف میدان طے کر کے قریب لشکر اسلام پہونچی سرداران
لشکر اسلام کثرت اشتیاق قدمبوسی امیر با توقیر سے ارادہ استقبال امیر کا کر کے لشکر سے نکلا ہی چاہتے
تھے کہ ناگاہ بختک نابکار نے بچہ مادہ کرگدن کو صف اول لشکر مین لاکر اس طرح کان کو اسکے اذیت دی کہ وہ بچہ
چلانے لگا مادہ کرگدن نے جو اپنے بچے کی آواز سُنی فی الفور جوش الفت سے لشکر اسلام کی جانب سے منھ موڑ کر فوج
نوشیروان مین بصد عجلت چلی آئی کسیطرح سوارون کے روکے سے نہ رکی اور اپنے بچے کے قریب آکر کھڑی ہو گئی
نوشیروان نے کچھ سواران لشکر کو اُسوقت حکم دیا کہ جلد تر آگے بڑھکر مرکب سے فرامرز بن قارن کو اُتار کر فرودگاہ لشکر پر
لیجاؤ سوارون نے ایسا ہی کیا پھر نوشیروان نے بختک سے کہا جلد تر پشت مادہ کرگدن سے حمزہ صاحبقران
کو جدا کر کے قفس آہنی مین بند کر کے عقابین پر لٹکا دو بختک نابکار نے بھی بموجب حکم نوشیروان ایسا ہی
کیا جسوقت یہ واقعہ لندھور بن سعدان نے دیکھا نہایت غضبناک ہوا فوراً فیلبان سے کہا ہاتھی بڑھا اُسنے
ہاتھی بڑھایا لندھور نے گرز گران سر ہاتھ مین لیکر ارادہ کیا کہ یا تو امیر با توقیر کو عقابین پر سے کفار کو قتل کر کے لے آؤن
یا فرامرز بن قارن کو پھر گرفتار کرون ہنوز لندھور عنقریب صف اول لشکر نوشیروان پہونچا تھا کہ نوشیروان نے
جملہ فوج سے کہا کہ لندھور کو روکو آگے نہ بڑھنے دو اور جہان تک ممکن ہو اسے قتل کر ڈالو مردان فوج حکم پاکر آگے
بڑھے لندھور نے بھی قصد آگے بڑھنے کا کیا اُسوقت جملہ مردان لشکر نوشیروان نے لندھور کو چار جانب سے
گھیر لیا اور نیزہ و تیر و شمشیر لگانے لگے لندھور بھی عالم قہر و غضب مین لڑنے لگا جب بادشاہ لشکر اہل اسلام نے دیکھا
کہ لندھور نرغۂ اعدا مین گھیر گیا ہی تلوار چل رہی ہو اُسوقت بادشاہ لشکر اسلام یعنی خواجہ عبد المطلب عالی مقام
نے تمام فوج کو حکم دیا کہ براے مدد لندھور جلد تر جائے چنانچہ بحکم اسطرف سے بھی لشکر ظفر اثر بڑھا جسوقت
دونون لشکر ملگئے جنگ مغلوبہ ہونے لگی تلوار بڑے زور و شور سے چلنے لگی لشکری جانبین کے قتل ہونے لگے جوانمرد
نعرۂ شیرانہ کر کے اپنے اپنے حریف پر حملہ کرنے لگے زخمی زمین پر گر کے کراہنے لگے صداے گیر و دار میدان کارزار مین
بلند ہوئی کسی جری نے ٹوک کر اپنے دشمن کو ضرب تیغ آبدار سے دو نیم کیا کسی بہادر نے اپنے حریف کو نیزے
سے ہلاک کیا کسی دلیر نے تیر جان ستان سے اپنے عدو کو خاک و خون مین بھرا کسی سرکش نے ضرب گرز گران سے
سر دشمن کو پاش پاش کیا راوی بیان کرتا ہو کہ یہ لڑائی کئی کوس کے احاطہ مین ہو رہی تھی سر جوانان لشکر کے ضرب
تیغ سے جدا ہو کر زمین پر گرتے تھے لاشے مانند مرغ نیم بسمل زمین پر تڑپتے تھے دریاے خون کشتگان موجزن تھا سر
کشتگان اُس جوے خون مین حباب آسا معلوم ہوتے تھے اور تن بیسر مانند نہنگ کے بصورت کشتی نظر آتے
تھے گرد و غبار اُسوقت تگاپوے سمندان سے اسقدر بلند اور محیط عالم ہوا تھا کہ روے فلک نظر نہ آتا تھا چنانچہ

روز روشن تھا لیکن مثل شب اندھیرا تھا آفتاب کثرت گرد وغبار سے پنہان تھا کسی کو اچھی طرح کچھ نظر نہ آتا تھا جائی
کو بھائی قتل کرتا تھا اس جنگ مغلوبہ مین اگر فرزند وپدر سے مقابلہ ہو جاتا تھا اور فرزند نعرہ کوہ شگاف کرکے تیغ علم کرتا تھا
باپ اُسکا اپنے فرزند کی آواز پہچان کر کہتا تھا کہ اے فرزند مین تیرا باپ ہون ہرگز مجھپر تلوار نہ لگانا فرزند اُسکا خیال کرتا
تھا کہ یہ حریف مکار ہی مجھے دشنام دیتا ہی اسے ضرور قتل کرنا چاہیے یہ خیال کرکے باواز بلند کہتا تھا کہ او نابکار تو مکر وکید
چاہتا ہی کہ میرے ہاتھ سے جانبر ہو مین ہرگز تجھے زندہ نچھوڑونگا یہ کہکر تلوار بصد غضب لگاتا تھا کام اپنے پدر کا تمام
کرتا تھا اکثر کفار اس طرح باہم لڑکر ہلاک ہوتے تھے سواران ہند دلیرانہ کفار سے لڑتے تھے لندھور بن سعدان ایک
ایک ضرب مین دس دس بیس بیس کافرون کو ہلاک کرتا تھا جب سرحلے کفار پر وہ گرز گرانبار پڑتا تھا کفار پیوند
خاک بلکہ سرمہ سا ہو جاتے تھے شور دار وگیر چار جانب بلند تھا بارکثرت فوج ولشکر ارتکاپوے سمندان سے گاو زمین
کے قدم تھراتے تھے زمین دمبدم کانپتی تھی آفتاب یہ جنگ مغلوبہ دیکھکر تھرتھراتا تھا فلک تماشاے جنگ دیکھکر متحیر تھا
جابجا میدان کارزار مین کشتون کے ڈھیر لاشون کے انبار لگے ہوے تھے لڑائی خوب ہو رہی تھی ہر طرف سے
گرو کاوش جنگ مین تھی کفار پسپا ہونے لگے تھے لندھور لب خندق تک جنگ رستمانہ کرتا ہوا پہونچ گیا تھا
ناگاہ پس پشت لشکر اسلام غبار عظیم بلند ہوا کفار نے اُس غبار کو دیکھکر خیال کیا کہ شاید کوئی سردار مع فوج
جرار بہر مدد مسلمانان آتا ہی یہ خیال کرکے سب نے قصد فرار کیا تھا کہ اُسی غبار سے ہیکلان نابکار بجمعیت سپاہ
ہفت صد ہزار ظاہر ہوا ہیکلان نے جو دیکھا کہ ادھر فوج اسلام ہی اور اُدھر لشکر نوشیروان ہی جنگ مغلوبہ
خوب ہو رہی ہی مسلمان قتل کرتے ہوے آگے بڑھتے چلے جاتے ہین لشکریان نوشیروان پیچھے ہٹے جاتے ہین جہانتک
نظر کام کرتی ہی سواے فوج اور لاشون کے اور کچھ نظر نہین آتا ہی تلوار چلتی ہی برق شمشیر ہر جگہ چمک رہی ہی
دلاورون کے سر وگردن مین جدائی ہو رہی ہی بحر خون کشتگان موجزن ہی کشتی حیات لشکریان نوشیروان
طوفانی ہی چنگاریان تلوارون کی اور چاقاچاق خنجر بلند ہی جنگ عظیم دیکھکر ہیکلان نے اپنے لشکریونکو حکم دیا کہ ان
مسلمانون پر یکبارگی حملہ کرو سبکو تہ تیغ کرو کسی کو زندہ نہ چھوڑو انکے قتل سے منھ نہ موڑو پس بموجب حکم ہیکلان
بدانجام سپاہ نے حملہ کیا چونکہ مردمان فوج ہیکلان تازہ دم تھے تلوار وخنجر وغیرہ آلات حرب وضرب ہاتھون مین لیکر
اسما اپنے خداوندون کے ورد زبان کرکے ایسا سخت حملہ کیا کہ یا تو لشکر اسلام آگے بڑھتا جاتا تھا اب رُکا اور فوج نوشیروان
بھی ہیکلان کے آنے سے خوش ہو کر جم کر لڑنے لگی لشکر اسلام بیچ مین ہو گیا کفار نے گھیر لیا اہل اسلام کو قتل کرنا شروع
کیا ہر چند کہ ہندیان تہور شعار ودیگر جوانان اہل اسلام پر نرغہ کفار چار جانب سے تھا لیکن مردانہ وار موت کو زندگی سے
بہتر جانکر لڑ رہے تھے بڑھ بڑھ کے تیر وشمشیر سینے پر روکتے تھے زخم کھا کر صورت گل شگفتہ خاطر ہوتے تھے جب
کثرت زخم ہاے کاری سے مرکبون سے بروے خاک گرتے تھے سجدہ شکر کرتے تھے راوی بیان کرتا ہی کہ یہ جنگ مغلوبہ
صبح سے تا شام ہوئی ہزارون اہل اسلام درجہ شہادت پر فائز ہوے اور لاکھون کفار قتل ہو کر راہی جانب دار البوار
ہوے جب وہ وقت آیا کہ آفتاب عالمتاب یہ جنگ عظیم دیکھکر لرزان وترسان جانب مغرب جاکر نظر مردم سے پنہان
ہوا اور ماہتاب مع کواکب فلک پر عیان ہوا نوشیروان نے طبل بازگشت بجوایا صداے طبل بازگشت بلند ہوئی اُسوقت
ہر ایک نے جنگ سے ہاتھ روکا جو اہل اسلام تیغ آبدار حلق کافر نابکار پر رکھے تھا اُسنے تلوار گلوے کافر پر سے اُٹھائی اور اُسے
چھوڑ دیا غرض کہ جب طبل بازگشت بجا کفار اہل اسلام سے جدا ہو کر اپنی فرودگاہ لشکر کی طرف روانہ ہوے ہیکلان بدانجام
بھی مع اپنی سپاہ کے جانب بارگاہ نوشیروان چلا گیا ادھر جملہ اہل اسلام مع لندھور بن سعدان بے نیل مرام ہمراہ بادشاہ

لشکر اسلام جانب فرودگاہ لشکر روانہ ہوے لندھور بن سعدان وغیرہ نے افسوس کیا کہ نہ تو حمزہ صاحبقران کو عقابین سے اُتار کر لائے نہ فرامرز بن قارن کو دوبارہ اسیر کیا الحاصل اہل اسلام افسوس کنان لشکرگاہ پر پہونچے آلات حرب وضرب بدن سے جدا کرکے زرہین اُتارین خواجہ عبد المطلب و لندھور بن سعدان داخل بارگاہ ہوئے خواجہ عمرو بھی روبروے بادشاہ اسلام حاضر ہوے۔ لشکری براے استراحت اپنے اپنے بستر پہ گئے زخمیون کے باب مین بادشاہ لشکر اسلام نے فرمایا کہ جلد انکا علاج کیا جائے چنانچہ بموجب حکم زخمیون کا علاج ہونے لگا سرداران لشکر اسلام مع لندھور بن سعدان دربار خواجہ عبد المطلب مین گئے اور اپنے مرتبے کے موافق بیٹھے اُسوقت خواجہ عبد المطلب نے لندھور سے مخاطب ہوکر ارشاد کیا کہ نوشیروان اور بختک نے آج ایسا فریب کیا ہی کہ ہمکو اس فریب کرنیکا مطلق خیال بھی نتھا خواجہ عمرو نے عرض کیا مین نے تو پہلے ہی عرض کیا تھا کہ نوشیروان حمزہ صاحبقران کو کسیطرح رہا نہ کریگا یہ محض بختک نابکار کا ایک فریب ہو آپنے میری عرض قبول نکی دیکھیے جو مین کہتا تھا وہی ہوا خواجہ عبد المطلب نے فرمایا اے عمرو بیشک تم سچ کہتے تھے مجھے نوشیروان سے ایسے مکر وکید کرنیکی امید نہ تھی یہان تو بارگاہ مین درمیان خواجہ عمرو و بادشاہ لشکر اسلام گفتگو ہورہی ہو لندھور بار بار افسوس کرتا ہو سرداران فوج اسلام خاموش بیٹھے ہین انھین تو بیٹھا رہنے دیجیے لیکن احوال نوشیروان کا سنیے جب نوشیروان اور بختک اور ہیکلان مع فوج اپنی فرودگاہ پر پہونچے سواریون سے اُتر کر بالاے زمین آئے نوشیروان بارگاہ مین داخل ہوا ہیکلان ودیگر سرداران لشکر و بختک نابکار وغیرہ بھی بارگاہ نوشیروان مین گئے اور موافق اپنے اپنے رتبے اور مرتبے کے بیٹھے بختک اپنے عہدے پر حاضر ہوا اُسدم نوشیروان نے اہل دربار سے مخاطب ہوکر اپنے وزیر بختک کی عقل ودانائی کی تعریف کی اور کہا فرامرز بن قارن اسی کی تدبیر سے رہا ہوا پھر نوشیروان نے فرامرز بن قارن کو روبرو اپنے بلواکر احوال اُسکا دیکھا چونکہ تمام جسم اُسکا کثرت زدوکوب سے بیشک مجروح تھا نوشیروان نے حکم کیا جلد فرامرز کو یہان سے لیجاؤ اور بخوبی علاج کرو ملازمان نوشیروان فوراً اُسے لیگئے اور علاج اُسکا کرنے لگے بعد جانے فرامرز کے نوشیروان ہیکلان ملک سومنات سے مخاطب ہوکر کہنے لگا کہ آج تم وقت پر یہان پہونچے اہل اسلام حمزہ صاحبقران کی رہائی کے واسطے آج اسطرح میدان مین لڑ رہے تھے اگر تم وقت جنگ نہ آتے تو ضرور حمزہ صاحبقران کو اہل اسلام چھڑا کے لیجاتے اور میرے لشکر کو شکست ہوتی ہیکلان نے بصد ادب عرض کیا اے شہنشاہ مین تو حضور کا فرمانبردار ہون اور اہل اسلام کا عدوے جان ہون مین نے سنا تھا کہ اہل اسلام حضور سے مقابلہ کر رہے ہین تاب ضبط باقی نرہی بصد عجلت لشکر ہمراہ لیکر براے سرزنش اور بہر مقابلہ فرقہ خداپرستان حاضر خدمت ہوا اب میری راے یہ ہو کہ وہ تدبیر حضور کرین کہ یہ جنگ وجدال بالکل موقوف ہو جائے نوشیروان نے پوچھا وہ تدبیر کیا ہو بیان کرو ہیکلان ملک سومنات نے عرض کیا حضور حمزہ صاحبقران کو ابھی اپنے دربار مین بلائین تو مین اُنکو نمایش کرون اگر اُنھون نے میرے کہنے پر عمل کیا تو بھی مطلب حاصل ہو جائیگا اور اگر اُنھون نے میرے کہنے پر عمل نہ کیا تو اُنکو قتل کرونگا سرداران حمزہ صاحبقران خبر قتل حمزہ سنکے متفرق اور مایوس ہو جائینگے حضور سے مقابلہ نکرینگے بلکہ اطاعت شہنشاہ اختیار کرینگے اور اگر فرمانبرداری حضور سے انحراف کرینگے تو مین اُنکو قتل یا اسیر کرونگا دو باغیون کو تو مع اُنکی فوج کے قبل حاضر ہونے کے مین نے اپنے ملک مین اسیر کیا ہو اُنکے مانند اور سرکشون کو بھی اسیر کرونگا نوشیروان نے پوچھا کسے گرفتار کیا ہو ہیکلان نے عرض کیا ہلال شاہ مغربی اور فرامرز عاد مغربی کو اسیر کیا ہو نوشیروان یہ خبر سنکے خوش ہوا پھر بموجب کہنے ہیکلان کے حمزہ صاحبقران کو دربار مین بلوایا جب ملازمان نوشیروان امیر باتوقیر کو عقابین سے اُتار کر دربار مین لائے ہیکلان بدانجام نے امیر باتوقیر سے کہا کہ اے حمزہ صاحبقران اگر تم اپنی رہائی اور زندگی چاہتے ہو تو ہمارے خداوندون کو سجدہ کرو ہم ابھی تمکو رہا کردین شہنشاہ تمسے نہایت خوش ہون تمھاری قدر ومنزلت زیادہ کرین اگر میرے کہنے پر عمل نہ کروگے تو سر تمھارا تمھارے تن سے جدا کیا جائیگا صاحبقران نے گفتگوے ہیکلان بدکردار سنکے بصد غضب بدشعار سے ستہ جواب دیا اور بدانجام خاموش رہ گیا واہیات کلمات

زبان پر جاری کرتا ہوں تجپر اور تیرے خداوندون پر لعنت کرتا ہون ہرگز تیرے خداوندون کو سجدہ نکرونگا مجکو قتل ہونا اپنا
منظور ہی کافر ہونے سے ای ناپاک وہ بیدین لائق سجدہ وہ معبود ہی جسنے زمین وآسمان شمس وقمر شجر وحجر جن وانس وملک کو وحیوانات و
نباتات وغیرہ کو اپنی قدرت کاملہ سے پیدا کیا ہی تیرے خداوند لائق سجدہ کرنے کے نہین ہین اگر تجکو کچھ عقل ہی تو بجاے خود سمجھ کہ
انھین پتھر سے سنگ تراشون نے تراش کر بنایا ہی جیس وبیحرکت پڑے رہتے ہین انمین قدرت کسی طرح کی نہین ہی تجکو لازم ہی کہ
خالق کون ومکان کو سجدہ کر اور اپنے خداوندون پر میری طرح لعنت کر دین اسلام اختیار کر تاریکی کفر سے نکل نور ایمان واسلام سے اپنے دلکو
روشن کر جسوقت اسطرح کے کلمات ہیکلان بدصفات نے حمزہ صاحبقران سے سنے کثرت غیظ وغضب سے کانپنے لگا نوشیروان بھی امیر
باتوقیر کی تقریر سے ناراض ہوا ہیکلان نے اُسی حالت قہر وغضب مین نوشیروان سے عرض کیا کہ ای شہنشاہ حمزہ صاحبقران
کو ابھی قتل کروائیے سمجھے آپ کہ آپکے سب خداوندون پر یہ لعنت کرتے ہین نوشیروان گفتگوے ہیکلان سنکے خاموش رہا
ہیکلان نے خاموشی نوشیروان سے اپنے دل مین خیال کیا کہ نوشیروان کو قتل حمزہ صاحبقران منظور ہی مشہور ہی الخاموشی
نیم رضا یہ خیال کرکے جلاد کو طلب کیا یہان جلاد آیا اور حمزہ صاحبقران کو بارگاہ سے لیکر بیرون بارگاہ گیا وہان بارگاہ
خواجہ عبدالمطلب مین عمرو کا دل گھبرایا فوراً عمرو بارگاہ سے نکلا اور خیال کرنے لگا اسوقت یقیناً کوئی نہ کوئی صدمہ حمزہ
صاحبقران کو ہوا ہی جلد جاکر اُنکی خبر لینا چاہیے یہ خیال کرکے بصد عجلت جانب بارگاہ نوشیروان روانہ ہوا جب قریب
بارگاہ پہونچا دیکھا ایک خدمتگار نوشیروان کا ایک جگہ بیٹھا ہوا پیشاب کر رہا ہی عمرو نے فوراً حباب بیہوشی اُسکی ناک پر مارا
خدمتگار بیہوش ہوا عمرو نے جلد تر ایک گوشے مین جاکر رنگ وروغن زنبیل سے نکالکر اپنی شکل مثل اُسکی صورت کے بنائی پھر
اُسکے کپڑے اُتار کر پہنے اور آپ اُسی گوشے مین ڈالکر کچھ خس وخاشاک سے پوشیدہ کر دیا الغرض عمرو بشکل خدمتگار اندر بارگاہ
نوشیروان تک پہونچا وہان دیکھا کہ جلاد نے امیر کو ریگ کے چبوترے پر بٹھایا ہی امیر سر جھکائے بیٹھے ہین جلاد تیغہ علم
کیے ہوئے سر امیر پر کھڑا ہی نوشیروان وہیکلان وبختک اور جملہ لشکر نوشیروان بیرون بارگاہ بیٹھے ہین بعض راوی
نے یہ بھی بیان کیا ہی کہ عمرو اندر بارگاہ نوشیروان کے گیا وہان دیکھا کہ جلاد سر امیر باتوقیر پر تیغہ کھینچے ہوئے منتظر حکم قتل
کھڑا ہوا ہی غرض بہر طور عمرو یہ حال دیکھکر بیتاب وبیقرار ہوگیا اور خیال کیا جبتک لشکر اسلام مین اس حال پرملال کی خبر
دینے کو جاؤنگا اور جبتک سرداران لشکر اسلام یہان تک آئینگے امیر باتوقیر اُسوقت تک ضرور قتل ہوجائینگے یہ خیال کرکے
خواجہ عمرو قریب بختک کے آئے اور اپنی آنکھ کا تل اُسے دکھایا اور اشارے سے کہا اگر حمزہ صاحبقران قتل ہوجائینگے
تو ای بختک مین سمجھے آج ہی شب کو ہلاک کرونگا جلد کوئی ایسی تدبیر کر کہ حمزہ صاحبقران قتل ہونے سے محفوظ رہین بختک
خواجہ کو دیکھکر اور تقریر خواجہ بایما واشارہ سمجھکر اپنی جان کے خوف سے کانپنے لگا رنگ رخ زرد ہوگیا مردنی منھ پر چھاگئی
دلمین خیال کرنے لگا یہ ذات پاک اسوقت بارگاہ مین تشریف فرما ہین اگر انکے کہنے پر عمل نہ کرونگا تو بلاشک مجکو مار ڈالینگے
کسیطرح نچھوڑینگے یہ خیال کرکے بختک نے ہیکلان ملک سومنات مغرب سے کہا کہ ای ہیکلان یہ تم کیا غضب کرتے ہو کیون
حمزہ صاحبقران کو قتل کرواتے ہو ناحق اپنی زندگی کے پیچھے پڑے ہو بیکار اپنی حیات سے بیزار ہو بہتر ومناسب یہی ہی کہ
امیر باتوقیر کو قتل نہ کرواؤ اگر حمزہ صاحبقران کو تمنے قتل کروایا تو یہ سمجھ لو کہ خواجہ عمرو اور سرداران لشکر حمزہ صاحبقران تمکو کسی
طرح زندہ نچھوڑینگے بڑا فساد برپا کرینگے سرداران لشکر امیر اور فرزندان حمزہ صاحبقران آفت عظیم برپا کرینگے خون امیر کا بخوبی انتقام
لینگے علاوہ سرداران لشکر اور فرزندان امیر کے اگر خواجہ عمرو چاہینگے تو گلیم اوڑھکر تمکو اور تمھارے لشکر کو جلد قتل کر ڈالینگے یہ اتنا
بھی تمہیں عافیت نہ گذریگی روے سحر بھی نہ دیکھوگے تمکو کس بات پر گھمنڈ ہی اتنی جسارت نہ کرو قتل حمزہ صاحبقران ایک امر عظیم ہی
اسکو سہل جانتے ہو کیا ہے اور جملہ فرمانبرداران شہنشاہ سے تم عقیل وفہیم زیادہ ہو دیکھو شہنشاہ ذوالفلک بارگاہ کی خرابی اور

بربادی کے درپے نہو فتنہ و فساد زیادہ تر برپا نہ کرو زندگی غنیمت سمجھو میرا کہنا مانو جلاد کو حکم دو کہ چلا جائے قتل کرنا کیسا امیر کے تن نازک پر ہاتھ بھی نہ لگائے ورنہ ابھی اسی بارگاہ مین رنگ دگرگون ہو جائیگا اہل بارگاہ سے کوئی زندہ نہ رہیگا قتل کرنیوالا تمھین نظر بھی نہ آئیگا عجب نہین کہ ریش تراشندہ کافران و سر برندہ جادوگران مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری شہنشاہ عیاران فرمانروائے مکاران شیخ الاصحاب معلے القاب فطرت مآب عالی جناب خواجہ عمرو بن امیۃ ضمری نامدار فتنۂ روزگار خنجر آبدار لیے ہوے یہان موجود ہون وہ ابھی تمکو قتل کرین بارگاہ مین ہر ایک کو خاک و خون مین بھر دین یا بیہوش کرکے نذر زنبیل کرین عیسٹ کے حوالے کردین وہان مٹی ٹوکری مین بھر بھر کر سر پر اٹھانا پڑے پشتہ بنانا پڑے مزدوری صبح سے تا شام کرنا پڑے ہر چند کہ خواجہ عمرو گلیم اوڑھ کر قتل نہین کرتے ہین انکو حکم نہین ہو لیکن اگر صدمہ حمزۂ صاحبقران مین وہ ایسا کرین تو کچھ عجب نہین بس ای ہیکلان خواجہ عمرو اور سرداران حمزۂ صاحبقران سے بخوف نہو امیر کو قتل نہ کروا انجام اسکا بد ہو شہنشاہ سے اس قسم کی دوستی کرنا سراسر دشمنی کرنا ہو اس امر مین زوال دولت شہنشاہی کا خوف ہو اور تمھاری جان کا ضرر ہو آگے تمھین اختیار ہی ہیکلان ملک سومنات مغرب تقریر بختک سنکے دنگ ہو گیا تھوڑی دیر تک دریائے فکر مین غوطہ زن ہوا بعد فکر بختک سے کہنے لگا ای وزیر شہنشاہ تم مجکو خواجہ عمرو اور سرداران لشکر اسلام سے نہ ڈراؤ میرے لشکر کے سردار ایسے بہادر و جرار ہین کہ رستم وقت اور اسفندیار زمان ہین سرداران حمزہ کی کیا مجال جو انسے مقابلہ کرسکین اگر میری فوج کے سرداران پہاڑ پر گرز لگائین کوہ ٹکڑے ٹکڑے ہوکر سرمہ ہو جائے نیزہ انکا کثرت قوت کے سبب کوہ مین در آتا ہو انکی تلوار کی پناہ نہین ہو جسنے ذرا بھی انکی تلوار کا پھل ہنگام جنگ و جدل کھایا ہو بے تامل سوے عدم گیا ہو جس اجل رسیدہ نے انسے مقابلہ کیا ہو قتل ہوا ہو جس حریف پر ہنگام مصاف انھون نے تیر لگایا وہ حریف نشانۂ تیر اجل ہوا علاوہ اپنے سردارون مذکور کے مین بھی قوت و شجاعت مین بے نظیر ہون اسی وجہ سے مجکو گھمنڈ اور غرور ہو اور اسی سبب سے سرداران لشکر اسلام کی کچھ اصل و حقیقت نہین سمجھتا ہون اور لندھور وغیرہ سے نہین ڈرتا ہون ای بختک کیا مجال کسی خداپرست کی جو میرے سردار پر ہنگام جنگ غالب آئے تم دیکھ لینا میرے لشکر کے سردار ہنگام کارزار کیسے کیسے کارہاے نمایان کرتے ہین بس تم مجکو قتل حمزہ سے مانع نہو اور سرداران لشکر اسلام سے نہ ڈراؤ بختک نے جواب دیا ای ہیکلان اول تو مجکو یقین نہین کہ سردار تمھارے لشکر کے ایسے قوی و بہادر ہین جیسی تمنے انکی تعریف کی ہو اور بالفرض جری و بہادر بھی ہین تو مثل سرداران لشکر اسلام کے جری و بہادر نہونگے اور اگر تمھارے نزدیک تمھارے سردار جیدہ روزگار ہین تو پہلے جملہ سرداران لشکر و فرزندان حمزۂ صاحبقران کو قتل کرلو تو پھر حمزۂ صاحبقران کو تہ تیغ کرنا حمزۂ صاحبقران کہین چلے نہین جاتے ہین قید ہین جسوقت چاہنا قتل کرنا اسوقت قتل کرنا کسی طرح مناسب نہین ہو اور یہ تو بتاؤ کہ بڑے بڑے لشکر کے سردار جنکی قوت و شجاعت پر تمھین ناز ہو انکے کیا نام ہین اور کہان ہین ہیکلان نے کہا میرے لشکر کے اول تو جملہ سردار بے مثل روزگار ہین لیکن بڑے نامی سردار اکوان عاد اور سمراق عاد اور جلاق عاد اور قلاق عاد ہین پھر اشارے سے بتایا کہ دیکھو وہ میرے لشکر کے سردار اس دربار مین شیرانہ اور نہنگانہ ڈنکو نہ بیٹھے ہین بختک نے جواب دیا اب تمھین لازم ہو کہ اپنے نام یا اپنے کسی سردار کے نام طبل جنگ بجواؤ سرداران فوج امیر سے مقابلہ کرو تمھین اپنے سردارون کی جرأت دکھلاؤ حمزۂ صاحبقران کو فی الحال قتل نکرو ہیکلان نے کچھ سوچکر کہا ای وزیر شہنشاہ خیر تمھارے کہنے سے مین حمزۂ صاحبقران کو اسوقت قتل نہین کرتا ہون انکو لیجا کر عقابین پر قید کرو اب امیر کو اسوقت قتل کرونگا جب جملہ سرداران لشکر امیر اور فرزندان امیر کو ہلاک کرونگا یہ کہکر ہیکلان خاموش ہوا بختک نے جلاد کو جھڑک کر حمزۂ صاحبقران کے قریب سے جدا کیا پھر بختک نے امیر کو قفس آہنی مین بند کرکے عقابین پر کھنچوا دیا اور باشارۂ دست بستہ خواجہ عمرو سے کہا کہ مین نے بموجب ارشاد حمزۂ صاحبقران کو قتل ہونے نہین دیا اب آپ بھی مجھے قتل نہ کیجیے گا ہمیشہ مجکو اپنا خادم تصور کیجیے گا خواجہ عمرو نے با یار اشارہ پوچھا کہ ہیکلان نابکار کو کچھ سزا اور ذلت دون سر دربار اسکو ذلیل کرون بختک نے باشارۂ چشم و ابرو منع کیا اور باشارہ کہا کہ اب آپ تشریف یہان سے لیجائیے کوئی فتنہ و فساد

دربار مین برپا نہ کیجیے گا مدعا دلی آپکا برآچکا ہے اب ٹھہرنا آپکا یہان بیکار ہے خواجہ عمرو نے دلمین اپنے خیال کیا کہ بختک سچ کہتا ہے اب یہان توقف کرنا بے سود ہے یہ خیال کرکے عمرو بشکل خدمتگار بارگاہ سے نکلا اور سیر کنان لشکر حمزہ صاحبقران مین آیا یہانپر بارگاہ مین سرداران لشکر روبروے خواجہ عبد المطلب بیٹھے تھے خواجہ نے تمام حال بارگاہ نوشیروان کا روبروے خواجہ عبد المطلب بیان کیا خواجہ عبد المطلب نے زندہ رہنے اپنے فرزند کی حقیقت سنکے شکر کیا پھر جملہ سرداران لشکر نے تعریف عیاری خواجہ کرکے حمد قدرت خدا کی اور قتل ہونے حمزہ صاحبقران سے سرور ہوے یہان تو جملہ سردار لشکر بارگاہ خواجہ عبد المطلب مین بیٹھے ہوے تھے اور شکر و سپاس مسبب الاسباب کر رہے تھے ناگاہ صداے طبل جنگی سنائی دی ہرکارے خبر نواخت طبل جنگی لیکر جلد تر خدمت بادشاہ لشکر اسلام مین آئے اور بہزار ادب مجرا کرکے دعا و ثناے شاہی بجالا کر اس طرح عرض کرنے لگے کہ اسوقت ہیکلان ملک سومنات معہ اپنے نام اور اپنے سردارون کے نام نوشیروان سے اجازت لیکر طبل جنگ بجوایا ہے باقی خیریت ہے خواجہ عبد المطلب نے تمام حال ہرکارون سے سنکے ارشاد فرمایا ہمارے لشکر مین بھی بدر داریزدی نقارہ حربی پر چوب لگائی جاے بموجب حکم نقارہ زرین پر چوب لگائی گئی صداے نقارۂ جنگی بلند ہوئی مردان لشکر اسلام آواز نقارۂ جنگی سنکے ہوشیار ہوے جلد اپنے بستر سے اٹھے تیاری جنگ مین مصروف ہوے اسی وقت خواجہ عبد المطلب نے بھی دربار برخاست کیا ہر ایک سردار اپنی بارگاہ اور خیمے مین گیا اور تیاری رزم مین مصروف ہوا

داستان متواتر جنگ کرنا گوان عاد وغیرہ دلیران لشکر نوشیروان کا سرداران فوج امیر سے اور قتل ہونا بہادران جانبین کا اور ذکر عیاری خواجہ عمرو مع احوال صابر نمد پوش و دیگر عیاران فوج کفار

پلا ساقیا اب مے لالہ رنگ	لکھوں عالم نشہ مین حال جنگ	بادہ ہو لکھوں وہ حال نبرد	جسے سنکے بزدل بھی ہوجا مرد
لکھوں وہ دلیرونکا جوش و خروش	اگر رستم ہو سنکے بھی اڑجائین ہوش	لکھوں ایسی کیفیت کارزار	کہ ہو غیرت جنگ اسفندیار

راویان شیرین زبان و ناقلان رطب اللسان اس داستان دلچسپ کو اسطرح بیان کرتے ہین کہ تمام شب دونون لشکرون مین بخوبی سامان جنگ ہوا جب وہ وقت آیا کہ سیاہی شب دور ہوئی اور روشنی سحر سے سراے دہر پر نور ہوئی اہل اسلام بشوق تمام اپنے اپنے بسترون سے اٹھے اور وضو کرکے جا نمازون پر قیام کرکے نماز سحری ادا کرنے لگے خصوصاً خواجہ عبد المطلب بصد خضوع و خشوع فریضہ صبح ادا کرنے لگے بعد اتمام نماز و تعقیبات خواجہ عبد المطلب نے دست دعا بلند کرکے قاضی الحاجات سے اسطرح مناجات کرنی شروع کی مناجات

ای خطا پوش ای محیط عطا	ای غفور ای سحاب لطف و سخا	نام آمرزگار ہے تیرا	عفو کرنا شعار ہے تیرا
مین ہون بیچارہ چارہ ساز ہے تو	مین گدا ہون گدا نواز ہے تو	گر بھلا ہون دیا برا ہون مین	بندہ ای رب مگر ترا ہون مین
گو گدای منشی خضر تقدیر	رازق رزق کارساز و قدیر	یہ عقیدت مری سرشت مین ہے	دی ہوگا جو سرنوشت مین ہے
مگر ای چارہ ساز مجبوران	ای امید وصال مہجوران	اپنی قدرت سے مجکو قوت دے	جنگ مین کافرون پہ نصرت دے

خواجہ عبد المطلب ذیوقار نے مناجات بدرگاہ پروردگار کرکے سرداران فوج وغیرہ سے فرمایا کہ مسلح ہوکر جانب میدان کارزار جلد چلو چنانچہ بموجب حکم جملہ سردار و لشکری مسلح و مکمل ہوے خواجہ عبد المطلب نصر من اللہ و فتح قریب زبان پر جاری کرکے سوار ہوے پھر تو جملہ سرداران وغیرہ جلد جلد فیل و مرکب پر سوار ہوے باجے جنگی بجے ڈنکے پر چوب لگائی گئی علم لشکر نصرت اثر کا شقہ کھلا لشکر موافق قاعدے کے مانند دریاے ناپیدا کنار سمت میدان مصاف روان ہوا اسطرف سے لشکر اسلام بشوکت تمام ادھر سے ہیکلان بدبنیاد بانی فساد ہمراہ رکاب نوشیروان مع اپنی فوج اور سرداران لشکر کے وارد عرصہ نبرد ہوا اول بیلدار و کلنگ بردار دونون لشکرون سے نکلے انھون نے میدان رزم کو بخوبی درست کیا پھر سقون نے آکر پانی چھڑکا گرد و غبار میدان کارزار سے بالکل دفع کیا جسوقت بخوبی تمام عرصہ مصاف کی درستی ہوچکی نقیبان خوش گلو اور کڑکیت دونون لشکرون سے نکل کر میدان رزم مین آئے اور جوانان لشکر سے مخاطب ہوکر یہ اشعار

زبان پر لائے اشعار

نہ ہٹے پیچھے آگے بڑھ کے قدم
کام اعدا کا بس تمام کرو

اے دلیرو یہ ہے مقام جدل
لڑو اعدا سے ہو لہو مین تر

دیکھو عزت مین یان آئے خلل
روکو شمشیر و تیر سینے پر

تمکو شمشیر اور سپر کی قسم
تم بہادر ہو زمین نام کرو

جسدم کڑکیت اور نقیبان خوش بیان جوانان سپاہ جانبین کو مستعد پیکار کرچکے میدان رزم سے علیحدہ جاکر کھڑے ہوے جوانان صف شکن تیغ زن تقریر نقیبان خوش بیان سن سنکے کثرت نشہ مین جرأت سے جھومنے لگے دلیرانہ قبضہ ہاے شمشیر چومنے لگے ارادہ کیا کہ لشکر حریف پر بے زرہ وجوشن وبکتر حملہ کیجیے جوہر شمشیر دکھایئے شجاعت وجوانمردی اپنی ظاہر کیجیے ابھی بہادران لشکر اسلام سے کوئی دلیر نہ نکلا تھا کہ لشکر نوشیروان وسپاہ ہیکلان ملک سومنات مغرب سے اکوان عاد ہیکلان سے اجازت جنگ لیکر گھوڑے پر سوار ہوکر بصد کبر وغرور میدان مصاف مین آیا راوی نے لکھا ہے کہ اکوان عاد نہایت زبردست پہلوان تھا دست وپا اسکے گویا بصورت شاخہاے بزرگ تھے قد اسکا مانند شجر بلند اونچا تھا صورت نہایت مہیب تھی خود آہنی مانند تنور کلان کے سر پر رکھے تھا زرہ ایسی بھاری پہنے تھا کہ پہننا تو کیسا اگر رستم ہوتا تو اس سے بھی اٹھ نہ سکتی اسیطرح کے جوشن وبکتر اور چار آئینہ گرانبار اپنے جسم پر لگائے تھا اور آراستہ کیے تھا گرانبار اسقدر رہتا کہ گھوڑے کے قدم اسکے بوجھ سے زمین مین ہر قدم دھنسے جاتے تھے توہی ایسا تھا کہ کوہ کو کاہ سمجھتا تھا وہ گرز گرانبار کہ جس سے ارواح سام ورستم پناہ مانگے مثل گل کے ہاتھ مین لیے ہوے تیغہ گرانبار کمر سے باندھے ہوے سپر فراخ دامن پشت پر لگائے ہوے دہری زنجیرون سے کمر بندھی ہوئی نیزہ ترچھا گھوڑے کی ایال پر رکھے ہوے تھا شکل ایسی ہیبت ناک تھی کہ دیکھو اگر آسیب اور خبیث اسکو دیکھ لیتے خوف سے غش کھاکر گر پڑتے یا فی الفور بھاگ جاتے آنکھین دونون اسکی و دطاس خون کے تھے نشۂ بادۂ شجاعت سے دمبدم گھوڑے پر مستانہ وار جھومتا تھا الحاصل جب پہلوان اکوان عاد میدان مین آیا لشکریان اہل اسلام اسکی صورت دیکھکر متحیر ہوے کسی نے کسی سے کہا دیکھو یہ پہلوان اسطرح گھوڑے پر نظر آتا ہے گویا پہاڑی پر دیو سیاہ بیٹھا ہے کسی نے کہا یہ بلاے عظیم ہے خدا اسکے شر وفساد سے محفوظ رکھے کسی نے کہا شاید یہ دجال ہے لیکن سواری مین فرق ہے اگر گدھے پر سوار ہوتا تو شک باقی نہ تھا غرضکہ اکوان عاد نے میدان نبرد مین کھڑے ہوکر اسطرح نعرہ کیا کہ نامردون کے جگر تھرا گئے زمین کانپی میدان مصاف گونج گیا گھوڑے لشکر کے بھڑکے فیلان مست اسکی صدا سنکے خائف ہوے اور ڈر کر چنگھاڑے اکثر مرکب سوارونکو بالاے خاک پٹک کر بے اختیار لشکر سے مارے خوف کے نکل گئے بعد نعرہ کرنیکے اکوان عاد اہل اسلام سے مخاطب ہوکر پکارا کہ اے فرقۂ خداپرستان تم مین سے جسکو تمناے مرگ ہو آکر مجھسے مقابلہ کرے لندھور بن سعدان نے نعرہ اکوان عاد سنکے بادشاہ لشکر اسلام یعنے عبد المطلب عالی مقام سے اجازت جنگ لی اور فیل میمونہ پر سوار ہوکر فیلبان سے اشارہ کیا کہ ہاتھی بڑھاے جسوقت فیلبان نے فیل میمونہ کو لشکر سے نکالا باجے جنگی بجے علم نہنگ پیکر کا شقہ کھلا اہل اسلام نے دعاے فتح ونصرت خدا سے مانگی جب لندھور سامنے اکوان عاد کے پہونچا اکوان عاد نے بصد غیظ وغضب کہا اے دلاور تجکو شرم نہین آتی ہے کہ ہاتھی پر سوار ہوکر مجھسے مقابلہ کرنیکو آیا ہے اگر کچھ دعوے بہادری ہے تو مرکب پر سوار ہوکر مجھسے مقابلہ کر لندھور نے فوراً فیل میمونہ سے اترکر مرکب قوی ہیکل دیری پیکر طلب کیا اکثر سرداران لشکر بصد عجلت سمند بے نظیر لیکر خدمت لندھور مین پہونچے لندھور بسم اللہ کہکر سمند پر سوار ہوا اکوان عاد نے بقصد تگاور گھوڑا اپنا مہمیز کرکے بڑھایا ادھر سے لندھور نے مرکب اپنے بڑھایا جسوقت باہم تگاور زنی ہوئی دیکھنے والون نے دیکھا کہ گھوڑا اکوان عاد کا قریب پانچ قدم کے پیچھے ہٹ گیا اور مرکب لندھور کا ایک قدم پسپا ہوا اکوان عاد گھوڑے کے پیچھے ہٹنے سے نہایت برہم ہوا اور کہنے لگا اے بہادر یہ جانور ہے پیچھے ہٹ گیا میری دلاوری مین اور قوت مین کسی طرح کمی نہین ہے لندھور نے ہنس کر جواب دیا اچھا اب وار کرنیمین سپہ گری دکھلا اکوان عاد نے نیزہ اٹھاکر اور خوب اپنے دست قوی مین سنبھال کر خبردار خبردار کہکر سینہ بے کینہ لندھور پر مارا لندھور نے اسکی سنان نیزہ کو اپنے نیزے کی سنان پر دکا تراسنے کی اسطرح

تیزہ لندھور کو بھی اُسنے روکا تا دیر اسیصورت اور اسیطرح لڑائی ہوئی بعد اسّی طعن ہائے نیزہ کے لندھور نے خبردار خبردار کہکر
اور ایک بند نادر باندھکر نیزہ اُس دیو خصال کے ہاتھ سے نکال دیا نیزہ مثل تیر شہاب چمکتا ہوا دور جا کر گرا اسوقت لشکر اسلام مین ہر ایک
فرد بشر کی زبان پر کلمۂ تحسین و آفرین جاری ہوا ادھر اکوان عاد ایک نیزہ عرق انفعال مین غرق ہوگیا کلائی مین درد ہونے لگا حواس
خمسہ بجا نرہے ایک سکتے کا سا عالم ہوگیا آخر بعد ایک لمحہ کے اکوان عاد نے گرز گران اٹھایا اور للکار کر کہنے لگا کہ ای لندھور روک میرے
اس گرز گران کی ضرب کو اور ہوشیار ہو جا یہ نہ کہنا کہ خبردار نہ کیا یہ وہ گرز گرانبار ہے اور میرا بازو پر قوت ہے کہ اگر اس کی ضرب کوہ پر پڑجائے تو یقین ہے
کہ پہاڑ سرمہ ہو جائے تیری تو کیا حقیقت ہے پیوند زمین ہو جائیگا گوشت و استخوان کا تیرے نشان بھی نہ معلوم ہوگا لندھور نے مسکرا کر جواب دیا
مین بخوبی ہوشیار ہون تو قصور و کوتاہی کسیطرح گرز لگانے مین نہ کرنا خدا میرا حافظ و نگہبان ہے اکوان عاد نے گرز گرانبار کو گردش دیکر بقوت تمام
سر لندھور پر لگایا لندھور نے اُسکے سر گرز کو اپنے گرز پر دلیرانہ روکا اُسوقت ایسی صدا بلند ہوئی گویا دو پہاڑ آپس مین ٹکرائے یا دو فیل مست باہم
ٹکرائے گرد و غبار مین لندھور پنہان ہوگیا اکوان عاد نے خوش ہوکر نعرہ کیا وہ مارا مین نے اپنے حریف کو اہل اسلام نعرۂ اکوان عاد سنکے متفکر ہوئے
جب وہ غبار ہوا سے برطرف ہوا دیکھا کہ لندھور تو بہمہ وجوہ ضرب گرز سے محفوظ ہے لیکن مرکب کے پاؤن گھٹنون تک زمین مین غرق ہوگئے
ہین اہل اسلام لندھور کو زندہ دیکھکر خوش ہوے ادھر اکوان عاد لندھور کو صحیح و سالم دیکھکر متحیر ہوا اُسوقت بختک نے ہیکلان سے کہا کہ ای
ہیکلان اب اکوان عاد کی زندگی سے مایوس ہو بلکہ ابھی سے اسے مردون مین شمار کرین تو اکوان عاد کو ابھی سے مردہ تصور کرتا ہون اب میدان
مصاف سے یہ زندہ پھر کر لشکر مین نہ آئیگا ضرب گرز گرانبار لندھور سے پیوند خاک ہو جائیگا ہیکلان نے بختک سے کہا ای دستور شہنشاہ تم عاقل ہو
یہ نہ کہو کہ اکوان ہلاک ہو جائیگا بلکہ یقین کرو کہ اگر ایک مرتبہ اکوان لندھور پر گرز لگائیگا تو لندھور ہرگز زندہ نہ رہیگا بختک نے جواب دیا یہ خیال
تمھارا خام ہے اکوان کا پیمانۂ عمر لبریز ہو چکا ہے کوئی دم مین سوے عدم جایا چاہتا ہے ابھی بختک ہیکلان سے باتین کر رہا تھا کہ لندھور نے اپنے گھوڑے کو
پا تسنہار کر زمین سے نکالا اور اکوان سے مخاطب ہوکر کہا بیت تو ضرب بندی بزنجین نو غم کن ٭ ہمہ شادی از دل فراموش کن ٭ یہ کہکر گرز گران
سر کو گردش دیکر سر اکوان عاد پر مارا اکوان نے اپنے گرز پر گرز کو روکنا چاہا لیکن گرز گرانبار گرز پر نہ رکا سر اکوان پر پڑا فوراً سر اُسکا فرق
گرز سے سینے مین سما گیا گھوڑا بھی تا سینہ زمین مین غرق ہوکر ہلاک ہوگیا غبار عظیم بلند ہوا جب غبار دفع ہوا مردمان لشکر نے دیکھا کہ اکوان عاد
گھوڑے کی پشت سے مانند ایک پہاڑ کے زمین پر گرا اہل اسلام یہ حال دیکھکر نہایت خوش ہوے باجے فتح کے لشکر مین بجنے لگے ہیکلان
یہ حال پر ملال دیکھکر غم اکوان عاد مین اشک آنکھون مین بھر لایا بختک نے سامنے آکر سلام کیا اور کہا ای ہیکلان کیون دیکھا تمنے جو مین نے
کہا تھا وہی ہوا ہیکلان نے صدمۂ اکوان مین کچھ جواب نہ دیا اور اپنے سرداران لشکر کیطرف مخاطب ہوکر دیکھا سمراق عاد کہ اکوان عاد سے
زیادہ قوی تھا اور بدصورت بدانجام تھا اُسنے فی الفور گھوڑے کو اپنے صف لشکر سے نکالا اور ہیکلان سے اجازت حرب لیکر سامنے
لندھور کے مثل اکوان کے آیا اور تیغۂ گرانبار میان سے لیکر کہنے لگا کہ ای لندھور روک اس تیغۂ گران کو یہ کہکر تیغہ سر لندھور پر مارا
لندھور نے تیغہ کو سپر پر روکا اور نعرہ کو دو شگاف کرکے اور صدائے تکبیر بلند کرکے شمشیر آبدار فرق پر اُس ناہنجار کے لگائی ہر چند سمراق
عاد نے سپر اُٹھائی لیکن شمشیر آبدار سپر کو کاٹکر مثل قضا کے سر پر آئی اور سر و گردن کو کاٹتی ہوئی صندوق سینہ مین پہونچی اور ذرا دم
لیکر شکم و کمر کاٹکر گھوڑے کی پشت پر پہونچی اور اُسے بھی دو نیم کرکے زمین مین غرق ہوئی سمراق عاد دو ٹکڑے ہوکر اسطرح زمین پر گرا
گویا پہاڑ دو ٹکڑے ہوکر بالاے زمین گرا میدان مصاف سمراق عاد کے گرنے سے ہلگیا کفار کے جگر تھرا گئے ہیکلان کی آنکھ سے اسکے الم
مین آنسو نکل آئے اہل اسلام پھر خوش ہوئے اور باجے خوش ہوکر لشکر اسلام مین بجائے گئے بعد قتل ہونے سمراق عاد کے چلاق عادی
و قلاق عادی کہ دونون اکوان عادی اور سمراق عادی سے ہر طرح قوت و جرأت مین زیادہ تھے اور شکلین بھی زیادہ تر
معیوب تھین یکے بعد دیگرے میدان مین آئے اور لندھور کے ہاتھ سے قتل ہوے ان پہلوانون کا سراپا اور انکی آمد بخیال طول تحریر نہین
کی غرض بعد قتل ہونے چلاق اور قلاق سرداران لشکر ہیکلان کے اور متواتر پہلوان اور بہادر نکل کر لڑے لیکن لندھور کے ہاتھ سے

بچے

انجام کار قتل ہوئے راوی بیان کرتا ہے لندھور بن سعدان نے شام تک چالیس سردار اور بہادر لشکر ہیکلان کے قتل کیے ہنگام
شام طبل بازگشت بجا کر ہیکلان نالان و گریان ہمراہ نوشیروان فرودگاہ لشکر کی طرف روانہ ہوا ادھر لندھور بن سعدان خرم
و شادان ہمراہ رکاب خواجہ عبدالمطلب مع تمامی فوج سمت فرودگاہ سپاہ میدان رزم سے چلا اُسطرف نوشیروان اپنی بارگاہ
مین داخل ہوا ادھر فرودگاہ لشکر پر پہونچکر خواجہ عبدالمطلب بارگاہ فلک اشتباہ مین داخل ہوئے لندھور و سرداران دیگر
بھی بارگاہ خواجہ عبدالمطلب مین جا کر علیٰ قدر مراتب بیٹھے خواجہ عبدالمطلب نے شجاعت لندھور کی تعریف کی لندھور نے عرض
کیا یہ آپکے اقبال اور برکت دعا کا باعث تھا کہ چالیس نامدارون کو مین نے یکے بعد دیگرے قتل کیا یہان تو بارگاہ فلک جاہ مین خواجہ
عبدالمطلب مع سرداران لشکر کے بیٹھے ہین لیکن اب احوال بارگاہ نوشیروان کا تحریر کیا جاتا ہو کہ جب نوشیروان بارگاہ
مین گیا ہیکلان بھی وقت دربار بارگاہ مین گیا اور غم سرداران لشکر مین غمگین و ملول بیٹھا بعد تھوڑی دیر کے جملہ سرداران لشکر یکے
بعد دیگرے بارگاہ نوشیروان مین آئے اور اپنے اپنے ڈنگل پر نوشیروان کو تسلیم و مجرا کرکے بیٹھے جب دربار بخوبی سرداران لشکر سے
معمور ہو چکا اُسوقت نوشیروان نے حکم دیا کہ ساقیان سیمین تن کشتیان شراب کی مع گزک لیکر جلد آئین چنانچہ بموجب حکم ساقیان
گلعذار کشتیان مے ناب کی اور گزک لیکر بارگاہ مین حاضر ہوئے اور بعد ادب مجرا کرکے قصد شراب پلانے کا کیا اول ایک ساقی مہوش نے
جام بلورین مین مے ناب شیشے سے انڈیل کر اور خوب مملو کرکے وہ جام نے روبروے نوشیروان لیگیا نوشیروان نے جام نے
لیکر پیا پھر بحکم نوشیروان جملہ سرداران لشکر کو اور ہیکلان بدانجام کو ساغر مے ساقیون نے دیے سب نے شراب پی گزک کھائی جب
دماغ سبکا بادۂ تند سے گرم ہوا اُسوقت ہیکلان نے ایک آہ سرد کرکے نوشیروان سے کہا خداوند نعمت آج مجکو ایسا صدمہ ہوا ہو کہ کبھی
نہ ہوا تھا لندھور نے چالیس نامی و نامور سردار میرے لشکر کے قتل کیے مین اہل اسلام کو ایسا بہادر نہ جانتا تھا بختک نے کہا کہ اے
ملک سومنات مغرب آپ اپنے سردارون کے بھروسے پر کل حمزۂ صاحبقران کو قتل کرتے تھے اور بودون کی تعریف بارگاہ شہنشاہ
مین کرتے تھے جنھین ایک لندھور نے قتل کر ڈالا خوب ہوا کہ تمنے میرے کہنے پر عمل کیا اور امیر کو قتل نہ کیا ورنہ بڑا غضب تھا ہیکلان
نے آبدیدہ ہو کر جواب دیا ای بختک اگر میرے لشکر کے سردار لندھور پر غالب نہو سکے کوئی سردار سرداران لشکر حمزہ سے لڑ نہ سکیگا فرامرز
بہت بڑا سردار ہو اور نوشیروان اسکو بہت عزیز رکھتا ہو اور نہایت زبردست سردار ہی یہ کلام ہیکلان سنکے بے اختیار عالم نشہ
مین اپنے ڈنگل سے کودا اور ہیکلان سے کہنے لگا کہ ای ملک سومنات مغرب یہ تمنے کیا کہا کہ اب کوئی بہادر سرداران لشکر حمزہ سے
مقابلہ نہین کرسکتا تمنے ابھی دلیرون کو نہین دیکھا ہی ایک مین ہون کہ سرداران لشکر حمزہ کی کوئی حقیقت نہین سمجھتا سب کو
ناتوانی مین مانند مور و ملخ کے جانتا ہون ہنگام سحر تم میری کارزار دیکھنا جسطرح لندھور نے تمھارے لشکر کے سردار قتل کیے ہین اسیطرح
فردا فردا سرداران لشکر اسلام کو قتل کرونگا اگر لندھور بھی برائے مقابلہ آئیگا اُسکو بھی ایک ضرب تیغ سے دو نیم کرونگا اگر جنگ مغلوبہ ہوگی
تو کل لشکر اسلام کو تنہا تہ تیغ کرونگا تمھارے لشکر کے سردار کیا تھے جنکے غم مین تم روتے ہو اور جنکی تعریف کرتے ہو ہمارے شہنشاہ کے
لشکر مین ایسے ایسے بہادر موجود ہین کہ جنکا مثل و نظیر نہین ہی یہ کہکر فرامرز بن قارن نے نوشیروان سے عرض کیا ای شہنشاہ اسوقت
میرے نام پر طبل جنگ بجوائیے وقت سحر مین اہل اسلام سے مقابلہ کرونگا شجاعت و جرأت اپنی ہیکلان کو دکھاؤنگا انکو بھی طرح قتل کرونگا
نوشیروان نے فرامرز سے خوش ہو کر عالم نشہ ہی مین حکم دیا کہ بنام فرامرز بن قارن دلاور طبل جنگ بجایا جائے بموجب حکم ملازمون نے
طبل جنگ بجایا آواز طبل رزمی بلند ہوئی ہرکارے جو امر جاسوسی پر مقرر تھے خبر نواخت طبل جنگ لیکر بعجلت روبروے بادشاہ لشکر
اسلام آئے اور مجراگاہ پر کھڑے ہو کر بعد بجا آوری لوازم بندگی دعا و ثنا شاہی اسطرح زبان پر جاری کرکے عرض کرنے لگے نظم تا فلک را بود
شمس و ماہ ؛ روز و شب رابر در اندازد ؛ زد خصم تو شب لباسش باد ؛ نہ لباسیکہ از بر اندازد ؛ مدام دوستون پہ سایہ پروردگار رہے دشمن
بد اندیش ہمیشہ ذلیل و خوار رہے اسوقت نوشیروان نے بنام فرامرز بن قارن طبل جنگ بجوایا ہو قصد فرامرز کا یہ ہو کہ ہنگام سحر میدان

مصاف مین اگر کچھ فتنہ و فساد برپا کرے باقی خیریت ہی ہر کارے تو یہ کہکر چلے گئے خواجہ عبد المطلب نے خبر نواخت طبل رزمی سنکے حکم دیا ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی نقارہ رزمی پر چوب لگائی جائے جو کچھ کاتب تقدیر نے لکھا ہو وہی پیش آئیگا بقول شخصے بیت ہر بشر شام و سحر کیون فکر و حیرانی مین ہو ٭ پیش آئیگا وہی جو کچھ کہ پیشانی مین ہو ٭ یہ فرما کر بادشاہ لشکر اسلام خاموش ہوے اسوقت بمجرد حکم ملازمون نے طبل جنگ اور نقارہ جنگی بجایا صداے نقارہ عالمگیر ہوئی اہل اسلام صداے نقارہ جنگی سنکے سامان جنگ کرنے لگے خواجہ عبد المطلب نے بعد بجنے نقارہ رزمی کے دربار برخاست کیا سرداران لشکر بارگاہ سے اٹھکر اپنی اپنی بارگاہ اور خیام مین گئے اور تیاری جنگ مین بدل مصروف ہوئے چنانچہ شب بھر دونون لشکرون مین خوب تیاری جنگ ہوئی جب شاہ انجم سپاہ خبر جنگ جدال سنکے نہان ہوا اور شاہ خاور بانیزۂ ضیا جانب مشرق سے عیان ہوا اہل اسلام نماز سحر تو پڑھ چکے تھے جلد مسلح ہوکر دربارگاہ پر صف بستہ کھڑے ہوے اور انتظار تشریف آوری خواجہ عبد المطلب کرنے لگے بعد ایک لمحہ کے پردہ بارگاہ کا اٹھا بادشاہ لشکر اسلام نظر آئے جملہ سرداران لشکر نے واسطے تسلیم کے سر جھکائے خواجہ عبد المطلب نے سبکا سلام لیکر اور جواب سلام دیکر ارشاد فرمایا جلد تخت لاؤ ملازم تخت لیکر فی الفور حاضر ہوے خواجہ عبد المطلب نے تخت پر قدم رکھا نقیبون نے صداے بسم اللہ بلند کی جب خواجہ عبد المطلب تخت پر بیٹھ چلے اسوقت بحکم بادشاہ لشکر اسلام جملہ اہل اسلام اپنی اپنی سواریون پر سوار ہوے باجے جنگی بجے ڈنکے پر چوب پڑی علماے لشکر کے پھرہرے کھلے نقیبان خوش گلو نے صداے نصر من اللہ و فتح قریب بلند کی لشکر مانند سیل روانہ ہوا بعد طے کرنے راہ کے جنگ گاہ مین پہونچا ادھر سے نوشیروان بھی بعد کروفر ہمراہ فوج و لشکر میدان کارزار مین آیا بعد درستی میدان جنگ اور صف آرائی کے نقیبان خوش مقال اور کڑکیت بدخصال دونون لشکرون سے بیچ میدان مین آئے اور سردارون اور لشکریون سے مخاطب ہوکر باواز بلند یون کہنے لگے نظم

دلیرو بس اب کھینچ لو تیغ تیز
نہ باز آؤ لڑنے سے وقت مصاف
لڑو اپنے دشمن سے بڑھکر ستیز
دلیری و مردی سے یہ ہی خلاف
لڑو آج میدان مین کھینچو حسام
لڑوگے اگر ہوگی عزت نصیب
تمہارے بزرگون کا روشن ہو نام
جو بھاگوگے تو ہوگی ذلت نصیب

جب نقیب اور کڑکیت جوانون کا دل بڑھا کر اور لڑنے پر آمادہ کر کے علیٰحدہ میدان نبرد سے چلے گئے دونون جانب جو جو دلیر بہادر تھے انھین شوق جنگ ہوا اور کثرت شجاعت سے اعدا کیطرف دیکھکر غیظ سے سرخ رنگ ہوے قدر اندازون نے نیزے دیکھ بھالکے ہاتھون مین سنبھالے صف شکنون نے تلوارون کے قبضون پر ہاتھ ڈالے کمانداروں نے کمانین دوش سے اتارین ترکش سے تیر نکالکر چلہ کمان مین جوڑا لڑنے پر تیار ہوکر کھڑے رہے پہلوانون نے گرزہاے گران ہاتھون مین علم کیے سواران لشکر نے تیغ و سپر کو دونون ہاتھون مین محکم لیا پیادون نے اپنے اپنے آلات حرب و ضرب کی جانب بقصد ستیز دیکھا بلسے جنگی دونون لشکرون مین بجے ہنوز کوئی کسیطرف سے میدان جنگ مین نکلا تھا کہ فرامرز بن قارن اپنے مرکب کو بڑھا کر روبروے نوشیروان گیا اور اجازت حرب حاصل کر کے ہنگامہ صف لشکر سے نکلکر حرب گاہ مین آیا اور پکارا ای لندھور گھوڑے پر سوار ہوکر آج میرے مقابلے کے واسطے میدان مین آؤ یہ صداے قارن سنکے لندھور ہاتھی سے اترکر خدمت خواجہ عبد المطلب مین گیا اور اجازت جنگ لیکر بادپا پر سوار ہوکر شیرانہ صف لشکر سے باہر آیا پھر باہم نگاورزن ہوے گھوڑا فرامرز بن قارن کا چھ قدم پیچھے ہٹ گیا اور مرکب لندھور کا ڈیڑھ قدم پیچھے سرکا فرامرز بن قارن نے برہم ہوکر گھوڑے کو مہمیز کیا اور تیغہ گرانبار نیام سے کھینچکر نعرہ کر کے بعد غیظ لندھور پر لگایا ادھر لندھور نے پشت سے سپر فراخ ہاتھ مین لی تھی اور چاہا تھا کہ تیغہ قارن کو سپر پر روکون اتفاقاً اسیوقت مرکب لندھور نے سکندری کھائی لندھور گھوڑے کے سنبھالنے مین مصروف ہوا کچھ ہاتھ بھی نیچا ہوگیا تیغہ فرامرز بن قارن سر پر پڑا اور تا دوابروآیا اتنے زمانۂ قلیل مین لندھور نے زخم کھا کر اور گھوڑے کو سنبھالکر دستانہ مارا تیغہ تو سر سے نکل گیا لیکن لندھور خون مین نہا گیا اسی عالم زخمداری مین لندھور نے بعد عجلت تلوار کھینچکر اسکے سر پر لگائی فرامرز بن قارن کے کسی قدر سر پر پڑی اوچھا سا زخم آیا کیونکہ فرامرز نے بفنون سپہ گری پیچھے

ہشکر سر کو ضرب تیغ سے بچایا تھا ورنہ فرامرز مع مرکب دو نیم ہوتا یا فرامرز کے سر پر زخم کاری لگتا جب لندھور بسبب زخم کاری کے گھوڑے پر نہ بیٹھ سکا اُسوقت چند سرداران لشکر اسلام نے آکر لندھور کو میدان سے لشکر مین بیجانیکا قصد کیا فرامرز نے انکو آتے دیکھکر انپر حملہ کیا سرداروں کو قتل کرنا شروع کیا جب کچھ سردار قتل ہوے اُسوقت اہل اسلام نے بھی لڑنا شروع کیا فرامرز چہار جانب سے گھر گیا یہ حال دیکھکر نوشیروان از حد گھبرایا اور تمام فوج سے کہا کہ جلد تر اہل اسلام کے اوپر حملہ کرو اور فرامرز کو مسلمانوں کے ہاتھ سے بچاؤ اگر یہ قتل ہو جائیگا تو مجکو صدمۂ عظیم ہوگا مین فرامرز کو مثل جان کے عزیز رکھتا ہون فوج نوشیروان حکم پاکر مانند مور و ملخ کے اپنی جگہ سے چلی اور قریب تر لشکر کے جاکر مسلمانون پر یکبارگی حملہ آور ہوئی اور فرامرز بن قارن کو اہل اسلام کے حرب و ضرب سے بچانے لگی ادھر سے بھی بحکم بادشاہ لشکر اسلام کل لشکر بڑھا دونون فوجین باہم ملگئین لڑائی ہونے لگی سرہاے جوانان لشکر جانبین تنون سے کٹ کٹکر زمین پر گرنے لگے تن بے سر خاک پر گرے مانند مرغ نیم بسمل تڑپنے لگے زمین خون کشتگان سے گلرنگ ہونے لگی کمانین بار بار کڑکنے لگین تیر زنکا مینہ جوانون پر برسنے لگا غرضکہ جنگ مغلوبہ ہونے لگی جبکہ جنگ مغلوبہ مین خواجہ عمرو نے جو دیکھا کہ لاشے کفار کے زمین پر تڑپ رہے ہین تلوارین اور سپرین جابجا کشتون کی بکثرت پڑی ہین کچھ خود اور نیزہ و تیر ناوک اور شکستہ زمین پر پڑے ہین یہ دیکھکر حرص دامنگیر ہوئی خیال کیا ای عمرو مال کفار بیکار پڑا ہوا ہے لینا چاہیے یہ بھی کبھی کام آئیگا اسکو بیچکر کچھ روپیہ جمع کرکے قرضدارون کو دیدونگا بہرطور نفع سے خالی نہین ہے یہ خیال کرکے خواجہ عمرو نے تیر و شمشیر اور خود و زرہ جوانان لشکر نوشیروان کے اُٹھا اُٹھا کر بعجلت نذر زنبیل کرنا شروع کیے تمہاے کفار سے زرہین اور بکتر اور چار آئینے اُتارنا شروع کیے لیکن کسی کو برہنہ نہین کیا ایک پرانا لنگی کا ٹکڑا باندھ دیا اور ہر ایک کی کمر ٹٹول کر زر سرخ و سفید اور جواہر بیش بہا دیکھنے لگے جس سردار یا لشکری کی کمر سے زر سرخ و سفید یا جواہر آبدار ملا خوش ہوکر کہنے لگے یہ جوان اچھا تھا اسقدر اپنی کمر مین روپیہ رکھتا تھا اور جسکی کمر سے کچھ نہ ملا عمرو نے منھ بناکر کہا یہ نابکار مفلس و نادار تھا خداوند عالم اسے ہمیشہ جہنم مین رکھے ایک ٹکا ایک پیسا بھی اسکی کمر سے نہ نکلا جب کوئی جوان لشکر نوشیروان کا خواجہ کو دیکھ لیتا اور کہتا ارے تو کون ہے کیون ہمارے بڑے بڑے جوانان کی زرہ اُتارتا ہے خواجہ غضبناک ہوکر پلٹ کر خنجر اُسکے پہلو پر مارتے تھے کام اُسکا تمام کرتے تھے اور اُسکے تمام آلات حرب و ضرب اور زرہ وغیرہ اُتار کر نذر زنبیل کرتے تھے اور بار بار کہتے جاتے ای دادا آدم اس میرے مال و اسباب کو نہایت خبرداری اور ہوشیاری سے رکھیے گا دیکھیے ضائع نہ کیجیے گا ورنہ میرا بڑا نقصان ہو جائیگا ابھی خواجہ عمرو لوٹ رہے تھے اور جنگ مغلوبہ ہو رہی تھی تلوار بڑے زور و شور سے چل رہی تھی بہادر نعرے کر رہے تھے یکایک جانب پشت لشکر اسلام ایسا غبار بلند ہوا کہ روے آفتاب پنہان ہو گیا خواجہ اُس غبار کو دیکھکر متوحش ہوے اور خیال کرنے لگے معلوم نہین کون فوج کثیر لیکر ادھر آتا ہے دشمن ہے یا دوست ہے ہرچند دل تو خواجہ کا نہ چاہتا تھا کہ لوٹنے سے ہاتھ اُٹھائین لیکن غبار کو دیکھا اشیاے افتادہ پر بحسرت نظر کرکے بجبر دل کو اپنے حرص و ہوا سے مانع ہوے اور پھر تسکین فرمانے لگے کہ حال غبار اور آمد فوج دریافت کرکے پھر آکر یہ سب چیزین اُٹھاکر نذر زنبیل کرونگا غرض فوج سے نکلکر بشکل مبدل جانب غبار روانہ ہوے جب تھوڑی راہ طے کی اور غبار بھی برطرف ہوا دیکھا ایک سردار ہے نہایت مہیب شکل قوی ہیکل داڑھی مونچھین مونڈاے ہوے سر کو بے اُسترے لیے گھٹکے بصد کبر و نخوت گینڈے پر سوار ہے ایک لاکھ بیس ہزار مردان لشکر اُسکے ہمراہ ہین خواجہ نے بڑھکر ایک سوار سے پوچھا بھائی یہ لشکر کسکا ہے نام اس لشکر کے سردار کا کیا ہے کسکی مدد کے واسطے جاتا ہے سوار نے جواب دیا ای شخص آگاہ ہو کہ اس لشکر جرار کے سردار کا نام مفتوح روئین تن ہے دیکھ وہ ہمارے اس لشکر کے سردار ہین جنکی مونچھین اور داڑھی نہین ہے اور سر مونڈھا ہوا ہے بڑے بہادر ہین براے اعانت نوشیروان جاتے ہین سُنا ہے انھون نے کہ کچھ اہل اسلام نوشیروان سے

بر سر پیکار ہین آنکے قتل کرنیکو جاتے ہین یقین ہی کہ سبکو ایک گلے مین ہلاک کر ڈالینگے کسی مسلمان کو زندہ نچھوڑینگے کیونکہ یہ مسلمان کے دشمن جان ہین سوا اسکے خاموش ہوا عمرو نے چاہا کہ اثنائے راہ مین مفتوح روئین تن پر کچھ عیاری کریے پھر خیال آیا کہ وہان جنگ مغلوبہ ہو رہی ہی اس ناہنجار سے پھر سمجھ لیا جائیگا اب آیا ہی تو کہان جائیگا ضرور ایک نہ ایکدن ہمارے دام مکر مین گرفتار ہوگا بہتر اور مناسب یہی ہی کہ لشکر مین جاکر ہر ایک سردار کی خبر لیجیے ایسے وقت مین لشکر کو چھوڑکر اور کوئی کام کرنا نہ چاہیے یہ خیال کرکے خواجہ بصد عجلت لشکر مین آئے اور اکثر سرداران لشکر اسلام سے کہا ہوشیار ہو جاؤ مفتوح روئین تن بجمعیت سپاہ کثیر برائے مدد نوشیروان دیکھو وہ آتا ہی سرداران لشکر ہوشیار ہوے یکایک مفتوح روئین تن بھی آپہونچا جنگ مغلوبہ دیکھکر حیران ہوا پھر لشکر اسلام اور فوج نوشیروان کا نشان دریافت کرکے لشکر اسلام پر مع فوج حملہ آور ہوا وہ دو جانب سے فوج کفار نے لشکر اسلام کو گھیر لیا ہر چند بیچ مین فوج اسلام گھر گئی لیکن مردمان فوج اسلام نے دلیرانہ لڑنا شروع کیا جا بجا کفار اسقدر قتل کیے کہ انبار لاشونکا ہو گیا اور خود بھی درجۂ شہادت پر فائز ہوے اب راوی بیان کرتا ہی کہ تا شام بخوبی تلوار چلی ہزار ہا کفار مارے گئے سیکڑون اہل اسلام قتل اور زخمی ہوے غرض ہنگام شام نوشیروان نے طبل بازگشت بجوایا اہل اسلام نے جنگ سے ہاتھ روکا اُسطرف نوشیروان مع مفتوح روئین تن اور فرامرز بن قارن اور ہیکلان ملک سومنات مغرب وغیرہ کو ہمراہ لیکر سمت فرودگاہ سپاہ روانہ ہوا ادھر خواجہ عبد المطلب جملہ سرداران لشکر وغیرہ کو اپنے ساتھ لیکر قیام گاہ لشکر کی طرف تشریف لیچلے بعد قطع راہ لشکر گاہ پر پہونچے اور زخمیون کے علاج کیواسطے جراح طلب کیے جراح حاضر ہوکر زخمیونکا علاج کرنے لگے جب خواجہ عبد المطلب بارگاہ مین رونق افروز ہوے سرداران لشکر بارگاہ مین جاکر بعد ادائے آداب و تسلیم اپنے اپنے دنگل اور کرسی پر بیٹھے خواجہ عمرو نے حاضر ہوکر احوال مفتوح روئین تن کا بیان کیا اور عرض کیا یہ نابکار نہایت زبردستان روزگار سے ہی خدا اسکے شر و فساد سے محفوظ رکھے خواجہ عبد المطلب نے فرمایا جو خدا کو منظور ہوگا وہی ہوگا اگر مفتوح آیا ہی تو کیا خوف کا مقام ہی حق تعالی حامی و ناصر ہی ایسے ایسے بہت سے آئے اور قتل کیے گئے یہان تو بارگاہ مین خواجہ عبد المطلب مع عمرو و سرداران لشکر تشریف فرما ہین لیکن اب احوال نوشیروان کا شروع کیا جاتا ہی کہ جب نوشیروان میدان نبرد سے اپنی بارگاہ مین پہونچا بعد دربار آراستہ ہونیکے فرامرز بن قارن کو بلوایا جراحون سے اسکے زخم سر کا علاج کرایا پھر ساقیان سیمین تن کو طلب کیا ساقیون نے موافق دستور بعد نوشیروان و فرامرز بن قارن وغیرہ کے جو دربار مین بیٹھے تھے سبکو شراب پلائی از انجملہ مفتوح روئین تن کو بھی شراب دی جب دماغ مفتوح روئین تن کا حرارت مے ناب سے گرم ہوا فی الفور اپنے دنگل سے کود کر دست بستہ نوشیروان سے عرض کرنے لگا ای شہنشاہ اب یہ غلام دلفگار سرکار حاضر ہوا ہی امیدوار ہی کہ حضور اس کمترین کے نام پر طبل جنگ اسیوقت بجوائین صبح کو یہ خاکسار اہل اسلام سے مجادلہ کریگا دشمنان حضور کو تہ تیغ کریگا حق غلامی ادا کریگا نوشیروان نے اُس سے خوش ہوکر اسیوقت طبل رزمی اُسکے نام پر بجوایا صدائے طبل جنگی بلند ہوئی عیاران لشکر اسلام خبر نواخت طبل رزمی لیکر فورًا بارگاہ خواجہ عبد المطلب مین گئے اور زمین کو لب عبودیت سے بوسہ دیکر اسطرح عرض کرنے لگے۔ اشعار

لبریز باد جام حیات موافقت	تا ہست گرم دورۂ این گنبد فلک	بیجوشہ باد کشت مراد مخالفت	چندانکہ دانہ ارد ستور و دہان ...

اسوقت نوشیروان نے بنام مفتوح روئین تن طبل جنگ بجوایا ہی ارادہ مفتوح بدانجام کا یہ ہی کہ ہنگام صبح میدان کارزار مین آتش کینہ و فساد کو مشتعل کرے باقی خیریت ہی جب عیار یہ عرض کرکے چلے گئے بحکم خواجہ عبد المطلب لشکر اسلام مین نقارہ حربی پر چوب لگائی گئی آواز نقارۂ جنگی کی بلند ہوئی بعد بجنے طبل جنگی کے بادشاہ لشکر اسلام نے دربار برخاست کیا جملہ سرداران بارگاہ سے اُٹھکر اپنے خیام و بارگاہ مین گئے اور تیاری جنگ مین مصروف ہوے تمام شب دونون لشکرونمین خوب تیاری جنگ ہوئی ہنگام سحر نوشیروان مع سپاہ مفتوح روئین تن

ہمراہ لیکر میدان مصاف مین آیا بعد صفین آراستہ کرنیکے انتظار لشکر اسلام کرنے لگا اس جانب سے خواجہ عبد المطلب بھی موافق دستور ہمراہ لشکر ظفر اثر جانب میدان کارزار چلے بعد قطع راہ جب عرصۂ مصاف مین پہونچے دیکھا نوشیروان میدان نبرد مین موجود ہی خواجہ عبد المطلب نے فوراً حکم صفوف آرائی لشکر دیا جسوقت صف آرائی ہو چکی اور میدان بخوبی درست ہو چکا اور نقیبان خوش آواز اور کرد کیت مردان لشکر کو آمادۂ مصاف کر چلے مفتوح روئین تن نوشیروان سے اجازت جنگ لیکر حربگاہ مین آیا اور مبارز طلب کیا فوراً لشکر اسلام سے ایک دلیر بادشاہ لشکر سے اجازت رزم لیکر گھوڑے پر سوار ہو کر سامنے مفتوح کے گیا مفتوح نے تیغۂ گرانبار کا وار کیا دلیر مذکور نے ہر چند تیغہ سپر پر روکنا چاہا لیکن تیغہ سپر کو کاٹکر سر پر پڑا اور تا گلو اُتر آیا دلیر گھوڑے سے گرا فوراً زمین پر تڑپ کے ہلاک ہو گیا مفتوح نے پھر مبارز طلب کیا اور ایک جری لشکر سے نکلکر بمقابلہ گیا اُسے بھی مفتوح نے ہنگام جدال قتل کیا اسی طرح تا شام مفتوح روئین تن نے چند غیر نامی اہل اسلام قتل کیے وقت شام نوشیروان طبل بازگشت بجواکر اپنی بارگاہ مین گیا جب دربار سرداروں سے مملو ہوا نوشیروان نے مفتوح کی تعریف کی مفتوح نے عرض کیا اسوقت حضور پھر طبل جنگ بجوائین صبح کو پھر اہل اسلام کو باقبال شہنشاہ اسیطرح قتل کرونگا نوشیروان نے خوش ہو کر طبل جنگ بجوایا ادھر خواجہ عبد المطلب رزمگاہ سے جاکر بارگاہ مین بیٹھے تھے سرداران لشکر دربار مین حاضر تھے ناگاہ چند عیار حاضر ہوے اور شرائط عبودیت بجا لاکر بصد آداب اسطرح عرض کرنے لگے کہ اے بادشاہ لشکر اسلام اسوقت نوشیروان نے بنام مفتوح روئین تن پھر طبل جنگ بجوایا ہی باقی خیر و عافیت ہی خواجہ عبد المطلب نے خبر نواخت طبل جنگ سنکے طبل رزمی اور نقارہ حربی کے بجانیکا حکم دیا فی الفور ملازمون نے طبل جنگ بجایا جب صدائے طبل و نقارۂ رزمی بلند ہوئی اہل لشکر ہوشیار ہوے تیاری جنگ مین ہمہ تن مصروف ہوے بعد تھوڑی دیر کے خواجہ عبد المطلب نے دربار برخاست کیا سرداران لشکر بھی اپنی اپنی بارگاہ اور خیام مین جاکر تیاری مصاف مین مشغول ہوے جب صبح ہوئی ادھر سے نوشیروان میدان نبرد مین مع لشکر آیا اُدھر سے بدستور قدیم بادشاہ لشکر اسلام فوج ظفر موج لیکر نبردگاہ پر پہونچے بعد صفوف آرائی اور درستی میدان کارزار اور نصائح نقیبان خوش آواز کے مفتوح روئین تن اجازت نوشیروان سے لیکر درمیان میدان مصاف کے آیا اور مرکب کو روک کر پکارا اے فرقۂ خداپرستان آج تم مین سے کون مشتاق اجل ہی جسے تمنائے مرگ ہو آکر مجھسے مقابلہ کرے راوی بیان کرتا ہو کہ آٹھ دلیر یکے بعد دیگرے مفتوح سے لڑے مفتوح روئین تن نے سبکو قتل کیا ہنگام غروب آفتاب نوشیروان طبل بازگشت بجواکر میدن سے چلا گیا خواجہ عبد المطلب بھی نبردگاہ سے آکر بارگاہ مین داخل ہوے وقت دربار جملہ سردار بارگاہ مین جاکر روبروے خواجہ عبد المطلب بیٹھے ادھر نوشیروان خرم و شادان اپنی بارگاہ مین داخل ہوا جب دربار مین جملہ سردار آچکے اُسوقت نوشیروان نے مفتوح روئین تن سے خوش ہو کر اُسکی تعریف کی مفتوح نے دست بستہ عرض کیا حضور آج پھر میرے نام پر طبل جنگ بجوائیے ہنگام صبح اہل اسلام کے نامی سرداروں کو ہلاک کرونگا نوشیروان نے طبل جنگ بجوایا ہرکارے صدائے طبل رزمی سنکر بصد ادب روبروے خواجہ عبد المطلب گئے اور خبر نواخت طبل جنگ بیان کی خواجہ عبد المطلب نے فرمایا کہدو ہمارے لشکر مین بھی نقارۂ حربی بجایا جاے پس بمو جب حکم نقارۂ رزمی پر چوب لگائی گئی دربار برخاست ہوا سردار بارگاہ سے نکلکر اپنے اپنے خیام مین گئے تیاری جنگ مین سردار اور غیر سردار مصروف ہوے خواجہ عمرو بارگاہ خواجہ عبد المطلب سے نکلکر جانب عقابین چلے بعد طے کرنے راہ کے جب زیر عقابین بشکل مبدل پہونچے پہلے سر اپنا عقابین پر رکھکر گریان ہوے پھر تاریکی شب مین عقابین پر چڑھکر آہستہ امیر با توقیر کو سلام کیا اور شربت انار زنبیل سے نکالکے دہن حمزۂ صاحبقران مین ٹپکایا کیونکہ سوائے شربت کے امیر با توقیر کوئی چیز

کھانہ سکتے تھے پہلے فرامرز بن قارن نے آہنی تاروں سے دہن امیر وا کیا تھا اب دہن امیر کھلا ہی مگر ضعف ہو اسی وجہ سے عمرو شربت انار دہن مین ٹپکا جاتا تھا اور ناظرین پر واضح رہے کہ جب سے امیر باتوقیر عقابین پر قید ہین ہر روز عمرو ہنگام شب جاتا ہی اور امیر کو شربت انار پلا دیتا ہی اس خاکسار مترجم بے وقار نے بخیال طول بیجا قبل اُسکے شاید نہین لکھا ہی اور نہ حال شربت پلانیکا تحریر کیا جائیگا الحاصل جب خواجہ دہن امیر مین شربت انار ٹپکا چکے عقابین سے نیچے اُترے کسی نے خواجہ کو عقابین پر چڑھتے اور اُترتے نہین دیکھا جب خواجہ خندقون کو طی کر کے قریب خیام سرداران لشکر نوشیروان پہونچے ایک سوار سے خیمہ مفتوح روئین تن کا دریافت کیا اُسنے بتا دیا خواجہ نے اُسوقت اپنے دلمین خیال کیا کہ مفتوح پر اگر پنجہ قابض ہو جاتو اس نابکار کو بیہوش کر کے لیتے چلو اُسنے اکثر اہل لشکر اسلام کو دو تین روز کی مدت مین قتل کیا ہی اسے بھی کچھ سزا دو یہ خیال کر کے خواجہ نگہبان خیمہ مفتوح کو بیہوش کر کے اندر خیمہ مفتوح کے داخل ہوے دیکھا مفتوح پڑا ہوا بیخبر سو رہا ہی خواجہ نے فوراً ایک اور تھوڑی بیہوشی زنبیل سے نکالی بھرنے مین بیہوشی رکھکر قریب مفتوح کے گئے اور نے کو سوراخ بینی سے ملا کر چاہا کہ بیہوشی دماغ مفتوح مین دون ابھی خواجہ بیہوش کرنیکی فکر مین تھے ناگاہ مفتوح روئین تن بیدار ہوا آنکھین کھولکر ادھر اُدھر دیکھنے لگا ہرچند خواجہ نے ارادہ کیا کہ پلنگ کے نیچے چھپ رہون لیکن مفتوح نے خواجہ کو دیکھ لیا گھبرا کر اُٹھا پھر پوچھا ارے تو کون ہی کیون میرے خیمے مین آیا ہی خواجہ نے جواب دیا مین نصیر بن کثیر فرشتۂ خداوندلات ہون حکم لات و منات سے اُنکے بندون کو سلاتا ہون آج مجکو خداوندلات نے حکم دیا ہی کہ ہمارے بندۂ خاص مفتوح روئین تن کے پاس جاؤ اور اُسے بآرام تمام سلاؤ چنانچہ بموجب حکم خداوندلات مین تمھین سُلانے آیا ہون خداوندلات تم سے بہت خوش ہین مجھسے کہتے تھے ہمارے بندۂ خاص مفتوح نے فی الحال اہل اسلام قتل کیے ہین اسیوجہ سے خوش ہوکر مجکو تمھارے پاس بھیجا ہی مفتوح یہ تقریر سُنکے خوش ہوا اور کہنے لگا خداوندلات نے اپنی بندہ نوازی کی یہ کہکر خواجہ سے کہنے لگا اے فرشتہ خداوندلات مجکو تو خواب اسوقت نہین آتا ہی تم کسی طرح مجکو سلاؤ دیر نہ لگاؤ خواجہ نے کہا لیٹ جاؤ آنکھین بند کر لو مین ابھی تمھین سُلائے دیتا ہون مفتوح فوراً لیٹ گیا آنکھین بند کر لین خواجہ نے نَے سے بیہوشی اُسکے دماغ مین پھونک دی فوراً مفتوح کو چھینک آئی بعد چھینکنے کے مفتوح بیہوش ہو گیا خواجہ نے جلد تر اُسکو چادر عیاری مین باندھا اور پشت خیمہ کیطرف جا کر خنجر سے قنات چاک کی پھر پشتارہ دوش پر رکھکر خواجہ لشکر اسلام کی طرف بصد عجلت چلے اتفاقاً اُسوقت قارن طلایہ لشکر کے واسطے اُٹھا تھا خواجہ کو دیکھا کہ پشتارہ دوش پر رکھے بھاگے چلے جاتے ہین یہ تو نہ پہچانا کہ خواجہ عمرو ہین مگر یہ خیال کیا کہ کوئی دزد ہی یا عیار ہی غرض قارن آگے بڑھ کے پکارا کون جاتا ہی ٹھہر جلے ورنہ گرفتار ہو کر قتل کیا جائیگا جب یہ کلام سُنکے خواجہ نہ ٹھہرے قارن دوڑا ملازمان قارن بھی ہمراہ قارن دوڑے جب قارن قریب تر پہونچا خواجہ نے پشتارہ خاک پر ڈالکر بصد تعجیل لشکر اسلام کی راہ لی ہرچند کچھ ہمراہیان قارن عقب خواجہ دوڑے مگر خواجہ جست و خیز کر کے اپنے لشکر مین گئے کسی نے خواجہ کو گرفتار نہ کیا غرض جب خواجہ عمرو گرفتار نہوے قارن نے پشتارہ مفتوح روئین تن کا کھلا دیکھا مفتوح بیہوش ہی قارن نے چھینٹے پانی کے رخ مفتوح پر دیے اور دیگر علاج دفع بیہوشی کیے مفتوح نے ہوشیار ہو کر دیکھا قارن وغیرہ بالائے سر کھڑے ہین مفتوح نے برہم ہو کر کہا اے نالائقو کیون تمنے مجکو بیدار کیا مین تو خواب خوش مین تھا بآرام تمام سو رہا تھا فرشتہ فرستادۂ خداوندلات مجکو سُلا گیا تھا قارن نے جواب دیا ذرا حواس مین آؤ کلمات بیہودہ زبان پر نہ لاؤ تمکو ایک شخص اس چادر مین باندھے ہوے پشتارہ تمھارا دوش پر اپنے اُٹھائے ہوے لیے جاتا تھا مین نے جو اُسکو روکا وہ خوف سے بھاگ گیا پشتارہ تمھارا یہین چھوڑ گیا جب مین نے تمکو چادر سے کھولا بیہوش پایا آخر بدقت تمکو ہوشیار کیا تمھاری جان بچائی ورنہ وہ شخص تمکو لیجا کر مار ڈالتا مین تمھارا محسن ہون تم مجھسے سخت کلامی کرتے ہو

بس بہتر اور مناسب یہی ہو کہ خاموش رہو گفتگوے سخت نکرو ورنہ مین تمھین تیغ زبان سے جواب دونگا مفتوح روئین تن نے
کہا تیری کیا مجال ہو کہ مجھسے مقابلہ کر سکے مین تجھکو مثل ایک مور ناتوان کے جانتا ہون اور جو کچھ تونے ابھی بیان کیا سب غلط ہو مجکو
ہرگز اعتبار تیری گفتار کا نہین ہو میرے حواس بجا ہین تجھکو لازم ہو کہ اپنی خطا پر نادم ہو زیادہ گفتگو مجھسے نکر نہین تو ابھی زبان
تیری تیرے دہن سے کھینچ لونگا قارن نے غضبناک ہوکر جواب دیا او نابکار کیا بکتا ہو دلیرون سے ایسی بدزبانی کرتا ہو تجھکو کچھ خوف اپنی
جان کا نہین ہو عوض احسان ماننے کے ناراض ہوکر سخت کلامی کرتا ہو مجھے بھی تونے کیا کوئی بزدل تصور کیا ہو اگر ایک مرتبہ تونے کوئی
کلمہ بدزبان پر جاری کیا تو خنجر آبدار سے تیرا سینہ و جگر چاک کرونگا ایسی جگہ تجھکو پیوند خاک کرونگا کہ تیرا نشان باقی نہ رہیگا مفتوح یہ
تقریر قارن کی سنکے اٹھا اور جانب قارن بصد غیظ بڑھا قارن نے بھی قبضے پر ہاتھ ڈالا ہمراہیان قارن ادھر قارن کو ادھر مفتوح
کو روکنے لگے غل و شور جو ہوا بختک اپنے خیمے مین سوتا تھا بیدار ہوا اور جلد تر جانب شور و غل بیتابانہ دوڑا جب قریب پہونچا
دیکھا قارن اور مفتوح دونون باہم آمادہ جنگ ہین بختک نے اول احوال قارن سے پوچھا قارن نے تمام و کمال کیفیت بیان
کی پھر مفتوح سے پوچھا اسنے بھی جملہ احوال نصیرین کنیز فرشتے کے آنیکا اور سلانیکا بیان کیا بختک تقریر مفتوح کی سنکر بہت
ہنسا اور کہا اے مفتوح روئین تن جسے تم فرشتہ خواب فرستادۂ خداوند لات سمجھے ہوے ہو وہ وہ ذی رتبہ فرشتہ ہین کبھی نظر آتے
ہین گاہ نظر نہین آتے ہین ایک لحظہ مین ہزار صورتین طرح طرح کی پیدا کرتے ہین کبھی عورت اور گاہ طفل دوازدہ سالہ کبھی جوان گاہے
پیر بن جاتے ہین اور خاصیت ملک الموت کی رکھتے ہین جسپر غضبناک ہوتے ہین ایک چشم زدن مین مار ڈالتے ہین اصل نام انکا
خواجہ عمرو ہو عیار بلاے روزگار ہین خداوندان لات و منات کا شکر کرو کہ تمھاری جان بچ گئی ورنہ وہ تمھین بیہوش کرکے قتل کر ڈالتے
مجکو یقین کامل ہو وہی تشریف لائے ہونگے اور تمھین انھون نے سلایا ہوگا بیہوشی نے ہین رکھکر تمھارے سوراخہاے بینی کی راہ سے
تمھارے دماغ مین پہونچادی ہوگی تمھاری زندگی ابھی باقی تھی کہ وہ پشتارہ تمھارا پھینک کر چلے گئے قارن نے تمھین ہوشیار کیا
ورنہ تم ایسا سوتے کہ قیامت کے روز بیدار ہوتے عمرو تمکو قتل کر ڈالتا اور اب بھی خواجہ عمرو تمھین زندہ نہ چھوڑینگے کیونکہ جسکو
وہ تاک لیتے ہین اسکی زندگی پھر دشوار ہو قارن تمھارا محسن ہو اس سے بیکار تکرار کرتے ہو اور آمادۂ پیکار ہو جاؤ اپنے خیمے
مین بیٹھو صبح عنقریب ہو اب نہ سونا ورنہ پھر خواجہ اگر تمکو بیہوش کرکے لیجائینگے جب یہ کلمات مفتوح نے بختک سے سنے
عیاری خواجہ پر حواس خمسہ منتشر ہوگئے خیال کرکے جو دیکھا تو اپنے تئین خیمے سے کسی قدر دور میدان مین کھڑا پایا اسوقت مفتوح
محجوب اور شرمندہ ہوا قارن سے عذر کرنے لگا پھر بختک سے کہا اے وزیر شہنشاہ اگر عمرو اسیطرح کی عیاریان کریگا تو ہمکو
ایک نہ ایک روز ہلاک کر ڈالیگا بختک نے جواب دیا اسمین کیا شک ہو ہزارون لاکھون کو انھون نے مار ڈالا تمھاری کیا حقیقت
ہو تمھین بھی قابو پاکر وہ مار ڈالینگے اگر کچھ روز اپنی زندگی چاہتے ہو تو اپنے خیمے مین کسی کو آنے نہ دینا بیدار رہنا کسی کے ہاتھ سے
بے سمجھے بوجھے کوئی چیز لیکر نہ کھانا اے مفتوح روئین تن مین تمھین کو فقط نہین ڈراتا ہون مین بھی خواجہ عمرو کے مکر و فریب
سے ہمیشہ ڈرتا رہتا ہون جب وہ تشریف لاتے ہین اور جس کام کیواسطے مجھسے تاکید کرتے ہین بسر و چشم بجالاتا ہون اگر کبھی کچھ
نافرمانی کرتا ہون مجھے تعزیر دیتے ہین دیکھو میری چندیا کو کیسی صاف و شفاف ہو اکثر انھون نے جو مجھے جوتیان لگائی ہین
چندیا کا یہ حال ہوگیا ہو مفتوح روئین تن تقریر بختک کی استماع کرکے از حد خواجہ سے خائف ہوا اور وہان سے ہمراہی
بختک اپنے خیمے مین گیا دیکھا کہ فرش وغیرہ بھی نہین ہو مفتوح نے پوچھا جو کچھ چیزین میرے خیمے مین رکھی تھین کیا ہوئین
بختک نے مسکرا کر کہا خواجہ عمرو لیگئے انکا یہ قاعدہ ہو جہان جس کسی کو بیہوش کرتے ہین جو کچھ وہان ہوتا ہو لے لیتے ہین یہ کہکر
بختک تو چلا گیا مفتوح باقی ماندہ شب اپنے خیمے مین اور فرش بچھوا کر بیٹھا رہا ہر چند غلبۂ خواب ہوا مگر خوف سے خواجہ عمرو کے نہ سویا
جب وہ وقت آیا کہ روے ماہ درخشان خیال آمد خورشید تابان سے متغیر ہوا تارے بے نور ہوے سفیدی سحر جانب مشرق نمایان

ہوئی مرغان خوش الحان نغمہ سرائی کرنے لگے ہوائے سحر چلنے لگی غنچے گل ہونے لگے مسجدون مین موذنون نے نعرۂ اللہ اکبر بلند کیا خواجہ عبد المطلب وجملہ سرداران لشکر وغیرہ بیدار ہوئے پھر بعد فراغ امور ضروریہ وضو کرکے ہر ایک نے فریضہ سحر ادا کیا خصوصًا خواجہ عبد المطلب نے نماز بخضوع وخشوع پڑھی بعد فراغ نماز وتلاوت صحیفۂ ابراہیم کے ہاتھ سوے فلک بلند کرکے براے نصرت وظفر خالق بحر وبر سے اس طرح دعا کی اشعار

آب رحمت سے دھو دل ابتر
مگر اب ہو تباہ حال مرا
گرد عصیان سے پاک دامن کر
رد نہ کر رد نہ کر سوال مرا
یا الٰہی بحق ہفت نجوم
یہ تو کیونکر کہون مجال نہین
فتح دے دشمنون پہ مجکو الٰہ
بہ طفیل خلیل ای قیوم
کہ مجھے کچھ مرا خیال نہین
کہ بہت اب مرا ہی حال تباہ

خواجہ عبد المطلب دعا پروردگار سے مانگ کر تخت پر سوار ہوئے کہارون نے تخت اُٹھایا سرداران لشکر بھی گھوڑون پر سوار ہوئے ڈنکے پر چوب پڑی نشان لشکر آگے بڑھا باجے جنگی بجنے لگے لشکر ظفر اثر جانب میدان کارزار بصد کر وفر روانہ ہوا ناظرین پر واضح ہو کہ جو سرداران نامی علاوہ لندھور کے قبل ازین زخمی ہوئے تھے وہ اب رو بصحت ہوئے ہین خصوصًا بہرام گرد اور کرب غازی چنانچہ آج ہمراہ لشکر بہرام اور کرب بھی چلے ہین الحاصل اسطرف سے خواجہ عبد المطلب آئے ادھر سے نوشیروان مع مفتوح بجمعیت سپاہ کثیر میدان کارزار مین آیا بعد درستی میدان جنگ دونون بادشاہ صف آرا ہوئے یکایک نقیبان خوش گلو اور کڑکیت دونون لشکرون سے نکلے اور لشکریون سے مخاطب ہوکر باواز بلند یون کہنے لگے نظم

جوانو سُنو یہ ہی دار فنا
یونہین ایکدن تم بھی مرجاوگے
جہان جمع ہوتے ہین کچھ تیغ زن
اگر جاتے ہو کر بعد فنا
نہین ہی کسی کو بقا جز خدا
کفن ہال دنیا سے بس پاؤگے
یہ کہتے ہین رستم تھا کیا صف شکن
ہو مانند رستم تمھاری ثنا
کرو تو خیال اپنے اجداد کا
نہین گرچہ رستم میان جہان
ہزارون سے کرتا تھا تنہا دغا
تو اسوقت میدان مین چار سو
گئے وہ جہان سے بملک بقا
مگر نام اُسکا ہی ورد زبان
دلیر اُس سے ڈرتے تھے صبح ومسا
بہادو زمین پر عدو کا لہو

جب نقیب اور کڑکیت جوانان سپاہ کو مستعد پیکار کرکے میدان نبرد سے ہٹ گئے اُسدم مفتوح روئین تن بحکم کرب سے اُترکر نوشیروان کی خدمت مین جاکر اجازت جنگ لی پھر گھوڑے پر سوار ہوکر میدان کارزار مین آیا اور اہل اسلام سے مخاطب ہوکر کہنے لگا کہ ای فرقہ خدا پرستان آج تم مین سے کون کون جوہر میری تیغ آبدار کے دیکھیگا کس کس کو اپنی زندگی دشوار ہی کون میدان سے نکلکر مجھسے مقابلہ کریگا جلد آئے وہ شخص جسکو اپنے دوش پر سر بار ہی یہ کہکر مفتوح روئین تن خاموش ہوا فی الفور لشکر اسلام سے ایک دلیر خواجہ عبد المطلب سے رخصت حرب حاصل کرکے میدان مین نکلا جب قریب مفتوح کے آیا مفتوح نے تیغ آبدار کھینچکر اس دلیر کے سر پر لگایا دلیر مذکور نے سپر اُٹھائی تیغہ سپر کو کاٹکر سر پر پڑا اور کاٹتا ہوا جگرگاہ تک پہونچا دلیر مسطور فرس سے گرکر مرگیا بعد قتل ہونے دلیر مذکور مفتوح روئین تن نے نعرہ کرکے کہا ای فرقۂ خدا پرستان کسی ایسے بہادر کو میرے مقابلہ کے واسطے بھیجو کہ تھوڑی دیر تک تو لڑے کچھ فنون سپہ گری ظاہر کرے میرے تیغۂ گران کی ضرب کو روکے جسوقت یہ کلمات کرب غازی نے سُنے ہر چند کہ زخم بخوبی اچھا نہوا تھا لیکن تقریر مفتوح سے برہم ہوکر فرس تیز قدم کو بڑھا کر خدمت خواجہ عبد المطلب مین جاکر اجازت معارکہ لی پھر کرب غازی دلیرانہ اُسکے مقابلے کے واسطے لشکر سے نکلے جب قریب اسکے پہونچے اول باہم نگاورزن ہوئے گھوڑا مفتوح روئین تن کا سات قدم پیچھے ہٹ گیا اور باد پاے کرب غازی دو قدم پیچھے سرکا مفتوح نے غضبناک ہوکر آگے بڑھکر تیغہ سر پر لگایا کرب نے تیغہ اُسکا سپر پر روکا پھر کرب نے شمشیر آبدار اُسکے سر پر لگائی مفتوح نے بڑھکر سر اپنا آگے بڑھایا تلوار کو سر پر روکا چونکہ مفتوح روئین تن تھا تلوار کرب غازی کی اُسکے سر پر جو بڑی لیکن اُچٹ گئی ذرا بھی زخم اُسکے سر پر نہ آیا مفتوح نے ہنسکر کہا ای بہادر تو نے ہاتھ تلوار کا اچھی طرح نہین لگایا ابکی مرتبہ تلوار بقوت تمامتر لگانا یہ کہکر مفتوح نے تیغہ پہلو سے کرب پر لگایا کرب نے تیغہ کو خالی دیکر اور نہایت غضبناک ہوکر دونون ہاتھون سے قبضہ شمشیر مستحکم پکڑ کر

تلوار مفتوح کے سر پر لگائی مفتوح نے بجاے سپر تلوار پھر اپنے سر پر روکی ہر چند کہ جھنکار تلوار کی بخوبی ہوئی لیکن سر مفتوح ذرا بھی
زخمی نہوا ابکی مرتبہ زیادہ تر کرب کو غصہ آیا رنگ رخ کثرت غیظ سے سرخ ہوگیا مفتوح نے ہنسکر کہا ای دلیر برہم نہو اگر ہزار
مرتبہ تو تلوار اسی طرح لگائیگا تو بھی سر میرا زخمی نہوگا مین رویین تن ہون کوئی حربہ مجھ پر اثر نہ کریگا یہ کلمات زبان پر جاری
کرکے پھر تیغہ مفتوح نے خبردار کہکے سر کرب پر لگایا کرب غازی نے اس طرح تیغہ سپر پر رد کیا کہ تیغہ پٹ پڑا اسوقت
بصد چالاکی بائین ہاتھ مین شمشیر و سپر لیکر داہنے ہاتھ سے مفتوح کی کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تیغہ اسکے ہاتھ سے چھین لیا مفتوح
نے بھی برہم ہوکر زنجیر کمر کرب مین ہاتھ ڈالکر زور کرنا شروع کیا گھوڑے کثرت زور سے سینے کے بھل زمین پر بیٹھ گئے اسوقت
عیاران ہر دو لشکر صف لشکر سے نکلے اور قریب دونون دلاورون کے آکر کہنے لگے ای بہادرو اگر تم مائل کشتی ہو تو مرکبون سے
اترکر بالاے زمین تقدیر آزمائی کرو گھوڑے بیچارے تمھارے زور و قوت کے متحمل ہو نہین سکتے ہین دیکھو قریب ہلاک ہوے
جاتے ہین زور اور لنگر تمھارا کاہکو زمین سنبھالیگی گھوڑے ہلاک ہوجائینگے جسوقت یہ کلمات بہادرون نے سُنے فی الفور دامن
گردانکر دونون مرکبون سے کود پڑے اکھاڑا مدت چشم زدن مین جلدارون نے تیار کردیا بعد درستی زمین کے لیپنے کے بعد تیار
ہونے اکھاڑے کے دونون دلیر باہم کشتی لڑنے لگے ادھر نوشیروان بالاے زمین فرش بچھوا کر تخت پر بیٹھا سرداران لشکر
کرسیون پر بیٹھے بارگاہین اور خیام استادہ ہوے اُدھر خواجہ عبدالمطلب بھی مانند نوشیروان کے مع اپنے سرداران
لشکر کے بیٹھے سواران لشکر جانبین زین پوش بالاے زمین بچھا بچھا کر بیٹھے غرض جملہ صغیر و کبیر اعلیٰ و ادنا تماشاے
کشتی دیکھنے لگے جب کرب غازی مفتوح رویین تن کو پیچ کرکے نیچے لاتا تھا جملہ اہل اسلام خوش ہوتے تھے اور
جب مفتوح رویین تن اُس پیچ کا توڑ کرکے نکل جاتا تھا کفار شادمان ہوتے تھے جب مفتوح اکھیڑ لگاتا تھا کرب
اسکے داؤن سے بچتے تھے گاہ کرب بغلی ڈوب کر اُسکی پس پشت جاکر زنجیر کمر مین ہاتھ ڈالکر لنگر اُسکا اکھیڑتا تھا مفتوح لنگر
اپنا زمین پر قایم کرتا تھا اور زمین سے نہ اُٹھتا تھا غرض باہم شیرانہ اور نہنگانہ کشتی لڑتے تھے ماہران فن کشتی کبھی کرب کی ثنا کرتے
تھے گاہ مفتوح رویین تن کی تعریف کرتے تھے اکثر ٹکرین باہم یون لگاتے تھے کہ ثابت ہوتا تھا دو فیل مست لڑ رہے ہین
راوی بیان کرتا ہے کہ شام تک باہم خوب کشتی ہوئی آخرکار جب مفتوح رویین تن تھک گیا دم اُسکا آگیا ہانپنے لگا قوت
مین بھی کمی ہوئی پسینے مین سراپا تر ہوگیا کرب غازی نے اُسکی کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر نعرہ اللہ اکبر کرکے لنگر اُسکا زمین سے
اکھیڑا زور اول مین تا بزانو زور دوم مین تا بسینہ زور سوم مین اپنے سر سے بلند کیا اور بولے ای مفتوح حالا در
شناختن پروردگار چہ میگوئی مفتوح بدانجام نے جواب دیا مین فداے خداوند لات و منات وغیرہ ہون اور انھین کو اپنا
خداوند جانتا ہون سواے انکے کسی کی پرستش نکرونگا جان دونگا مگر مسلمان نہونگا کرب غازی نے گفتگوے
مفتوح رویین تن سنکے اور غضبناک ہوکے بالاے زمین اسطرح سے پٹکا کہ اُس بیدین کی پشت آشناے زمین
ہوئی مردمان لشکر اسلام مین شور مرحبا بلند ہوا نوشیروان وغیرہ ملول ہوے اور چاہا کہ مفتوح کو دست کرب سے بچائین
فی الفور خواجہ عمرو قریب کرب گئے اور بآواز بلند کہا ای فرزند جلد اس نابکار کو ہلاک کر دیر نہ لگا ایسا وقت پھر
دستیاب نہوگا حریف کو مہلت نہ دے کرب غازی خواجہ عمرو کی آواز سنکے جلد تر اُسکے سینے پر سوار ہوا پھر ایک قدم
اپنا اُسکے مابین سینہ و کمر پر رکھکر ایک پانون اُسکا اپنے دونون ہاتھون سے پکڑکر ایسا زور کیا کہ باوجودیکہ مفتوح
بیدین رویین تن تھا لیکن زیر کمر سے تا سینہ و گلو چیر ڈالا لاشہ مفتوح کا زمین پر تڑپنے لگا بعد ایک لحظے کے مفتوح
رویین تن تڑپکر ہلاک ہوگیا مردمان لشکر اسلام نے صداے تحسین و آفرین بلند کی ہر ایک اہل اسلام خوش ہوا نوشیروان
کو اسکے ہلاک ہونے کا از حد صدمہ ہوا اشک آنکھون مین بھر لایا چہرہ کثرت ملال سے متغیر ہوگیا سرداران لشکر نوشیروان

بھی ملول ہوئے ازانجملہ ہیکلان ملک سومنات مغرب کو بھی کمال غم ہوا چونکہ آفتاب غروب ہو چکا تھا نوشیروان بعد دیکھنے چار
پہر تک تماشائے کشتی کے ہنگام شام محزون و ملول اپنی بارگاہ کی جانب مع اپنے سرداران لشکر وغیرہ کے چلا گیا ادھر خواجہ عبدالمطلب
کرب غازی کو ہمراہ لیکر مع تمامی فوج اسلام اپنی بارگاہ کیطرف خرم و شادان چلے بعد طے کرنے راہ کے اپنی بارگاہ میں داخل ہوئے
جملہ سرداران لشکر و مردان سپاہ بھی اپنے اپنے مرکبوں سے اتر اتر کر بارگاہ و خیام میں داخل ہوئے جب دربار کا وقت آیا جملہ
سرداران لشکر بارگاہ خواجہ عبدالمطلب میں بعد ادائے آداب تسلیم علی قدر مراتب اپنے اپنے دنگلوں پر رونق افزا ہوئے کرب
غازی بھی آکر اپنے دنگل پر بیٹھا خواجہ عمرو بھی اپنی کرسی پر بیٹھے خواجہ عبدالمطلب نے دلیری کرب غازی کی بہت تعریف کی سرداران
لشکر نے بھی قوت و شجاعت کرب کی تعریف کی جب وقت دربار برخاست کرنیکا آیا بادشاہ لشکر اسلام نے دربار برخاست کیا جملہ
سرداران اپنے اپنے خیام و بارگاہ میں گئے بعض سردار واسطے طلایہ لشکر کے مستعد ہوئے اور نگہبانی لشکر کرنے لگے یہاں تو عبدالمطلب نے
دربار برخاست کیا ادھر نوشیروان نالہ کنان جب اپنی بارگاہ میں پہونچا دربار میں جملہ سرداران لشکر کو بلایا جب سب حاضر ہو کر علی قدر مراتب
اپنے اپنے دنگلوں اور کرسیوں پر بیٹھے نوشیروان نے مفتوح روئین تن کو یاد کر کے اک آہ سرد کی اور اشک آنکھوں میں بھر لایا بعد ایک لمحہ
کے وزرا و امرا سے مخاطب ہو کر کہنے لگا عمرو نہایت ظالم ہو اور بلائے روزگار ہو اسکے کہنے سے کرب نے مفتوح روئین تن کو چیر ڈالا
ورنہ کرب اسکو ہلاک نکرتے ماہدولت مع کل لشکر حملہ کر کے مفتوح کو پنجہ کرب سے رہا کر لیتے افسوس عمرو نے مجکو غم مفتوح میں ملول کیا
بختک نے جلد عرض کیا شب گذشتہ ہی خواجہ عمرو مفتوح روئین تن کو بیہوش کر کے چادر عیاری میں باندھکر لیچلے تھے اگر قارن
دیکھ نہ لیتا تو شب گذشتہ ہی خواجہ مفتوح کو قتل کر ڈالتے کل مفتوح روئین تن قتل ہونے سے بچ گیا تھا آج خواجہ نے دست
کرب سے اسے ہلاک کر ڈالا نوشیروان نے بختک کی گفتگو سنکے حکم دیا کہ عیاران نامی ہمارے لشکر کے جلد ہمارے روبرو حاضر
ہوں جب عیاران مذکور حاضر ہوئے نوشیروان نے انسے مخاطب ہو کر کہا ای نمک حرامو اتنے دنوں سے تم ماہدولت کے
ملازم ہو اور نمکخوار سرکار ہو لیکن کوئی کارنمایاں تم سے ظہور میں نہ آیا عمرو نے کل یہاں آکر عیاری کی مفتوح روئین تن کو بیہوش
کیا پشتارہ لیکر چلا تھا کہ قارن نے دیکھ لیا سو جسے مفتوح کل خواجہ کے ہاتھ سے بچ گیا آج خواجہ نے مفتوح کو قتل کروا ڈالا
عمرو کارہائے نمایاں کرتا ہی تم سے اتنا بھی نہیں ہوسکتا کہ اسے گرفتار کر کے کسی طرح ہمارے پاس لے آؤ تا ہم اسکو قتل کریں
صابر نمد پوش و کتارہ کابلی و دانیس جاسوس وغیرہ نے دست بستہ عرض کیا ای شہنشاہ حضور نے ہم غلاموں سے
گرفتاری عمرو کے مقدمہ میں کب تاکید کی اب شہنشاہ نے فرمایا ہی باقبال شہنشاہ صبح کو ہم عمرو کو گرفتار کرا لاینگے عمرو ہمارے
دام مکر میں اگرچہ دانا ہو لیکن پھنس جائیگا نوشیروان نے کہا کل عمرو کو تم گرفتار کر کے نہ لاؤ گے تو عتاب شہنشاہی میں مبتلا ہوگے
عیاروں نے عرض کیا اگر ہم کل عمرو کو گرفتار کر کے شہنشاہ کے روبرو نہ لاینگے تو ہمیشہ عیاری چھوڑ دینگے اور معتوب حضور ہونگے
یہ عرض کر کے عیاران لشکر نوشیروان کی بارگاہ سے باہر آئے ہنگام شب دس عیاروں نے باہم ملکر مشورہ کیا کہ اب کیسا
عیاری کیجائے کہ جس سے عمرو ہمارے دام مکر میں گرفتار ہو ہر ایک عیار نے اپنی اپنی رائے ظاہر کی آخر بعد فکر بسیار ایک
عیاری تجویز کی گئی صابر نمد پوش نے ہر ایک عیار سے جو منظور تھا کہدیا سب نے کہا ہم بموجب تمہارے کہنے کے ضرور عمل
میں لاینگے جب مشورہ ہو چکا اور عیاری تجویز ہو چکی تمام عیار اپنے اپنے خیمے میں جاکر راحت پذیر ہوئے ہنگام سحر صابر نمد پوش تین
عیاروں کو ہمراہ لیکر بشکل مہمل برائے فکر عیاری چلا عیاران لشکر نوشیروان تو برائے گرفتاری خواجہ عمرو جاتے ہیں لیکن اب حال
خواجہ عمرو کا تحریر ہوتا ہی کہ جب صبح ہوئی اہل اسلام بیدار ہوئے اور بعد ادائے فریضہ سحر گاہی ہنگام دربار جملہ سرداران مع خواجہ عمرو بارگاہ
فلک جاہ خواجہ عبدالمطلب میں گئے اور شرائط تسلیم بجا لاکر بصد ادب اپنے اپنے دنگل اور کرسی پر بیٹھے جب بخوبی دربار آراستہ ہو چکا
خواجہ عبدالمطلب نے سرداران لشکر و خواجہ عمرو سے مخاطب ہو کر ارشاد کیا کہ شب کو نوشیروان نے طبل جنگ نہیں

نہیں معلوم کیا باعث ہی بعض سرداروں نے عرض کیا مفتوح روئین تن کل ہلاک ہوا ہی نوشیروان کو اُسکے ہلاک ہونیکا صدمہ ہوگا علاوہ اُسکے احتمال ہی کہ کسی سردار کے آنیکا اُسکو انتظار ہوگا یا اور کوئی باعث ہوگا اسی قسم کی تا دیر گفتگو رہی جب وقت دربار برخاست ہونیکا آیا بادشاہ لشکر اسلام نے دربار برخاست کیا جملہ سردار اپنی اپنی بارگاہ میں گئے خواجہ عمرو خیمے میں آکر کرسی پر جلوہ گر ہوے خواجہ کرسی پر بیٹھے ہی تھے ناگاہ دیکھا ایک عورت چادر سفید سر سے پا تک اوڑھے ہوے ہی منہ تھوڑا سا کھلا ہی رنگ رُخ گندمی ہی مسی اور کاجل لگائے ہی نہ جوان ہی نہ مسن ہی عصا ہاتھ میں ہی دوسرے ہاتھ میں ایک نامہ ہی قریب خیمہ کھڑی ہی اشارے سے بُلاتی ہی نامہ دکھاتی ہی خواجہ عمرو نے اُسوقت خیال کیا یہ کوئی زن بیوہ ہی مفلس و نادار ہی مجھسے کچھ طلب کرتی ہی یا اور کوئی حاجت لیکر میرے پاس آئی ہی یہ خیال کرکے خواجہ نے پوچھا ای عورت یہاں کیوں کھڑی ہی کسواسطے آئی ہی مجکو اشارے سے کیوں بلاتی ہی اگر کچھ خواہش زر ہی تو میرے پاس ایک کوڑی بھی نہیں ہی اور اگر باطنی خواہش و حاجت ہی اس امر سے بھی مجھے معاف رکھ کیونکہ آجکل غم حمزۂ صاحبقران میں مبتلا ہوں طلبگار عیش و راحت نہیں ہوں پس تیری حاجت روائی مجھسے آجکل نہو سکیگی زن مذکور نے گفتگو سے خواجہ کے ہاتھ بڑھا کر نامہ دکھایا اور اشارے سے اپنے پاس بلایا خواجہ سمجھے یہ اور کسی ضرورت کے واسطے آئی ہی اُسکو بُلا کر اصل حال دریافت کرنا چاہیے یہ تصور کرکے اُس عورت کو اپنے خیمے میں بلایا جب وہ عورت خیمے میں گئی خواجہ نے پوچھا کیا کہتی ہی بیان کر اُسنے آہستہ کہا میں ملکہ زر انگیز خاتون کی ملازم ہوں اُنھوں نے مجکو تمھارے پاس بھیجا ہی کچھ زبانی کہا ہی کچھ امور پوشیدہ اس نامے میں لکھے ہیں اور وہ بھی ہمراہ چند عورتوں کے فلاں مقام پر تشریف فرما ہیں آپ کو بلاتی ہیں کچھ آپسے کہینگی خواجہ نے پوچھا ملکہ نے زبانی کیا کہا ہی اُس نے کہا اصل احوال یہ ہی کہ شب گذشتہ کو نوشیروان نے ہماری ملکہ زر انگیز خاتون سے کہا کہ فرامرز بن قارن مرد دلاور ہی اُسنے اقرار کیا ہی کہ میں جملہ سرداران لشکر حمزۂ صاحبقران کو ہلاک کرونگا لشکر کو اُنکے تباہ و برباد کرونگا پھر حمزہ کو قتل کرونگا میں نے اس کارنمایاں کے عوض میں اُس سے عہد کیا ہی کہ اپنی دختر ملکہ مہر گہر تاجدار کے ساتھ تیری شادی کردونگا چنانچہ ای ملکہ اُسنے اکثر سردار قتل اور زخمی کیے ہیں میں تمسے کہے دیتا ہوں کہ ضرور اپنی لڑکی کی شادی فرامرز بن قارن کے ساتھ کردونگا ملکہ زر انگیز نے تقریر شہنشاہ سنکے اور ناخوش ہوکے جواب دیا کہ میں تو اپنی پیاری دختر ملکہ مہر گہر تاجدار کی شادی فرامرز کے ساتھ ہرگز نکرونگی اور نہ شہنشاہ کو کرنے دونگی وہ ہمارا ہمسر نہیں ہی کوئی شاہ جلیل القدر عالی خاندان اگر اس دختر کی خواہش کریگا تو البتہ اُسکے ساتھ بیاہ دونگی ای خواجہ یہ گفتگو ملکہ نے کی شہنشاہ نے کہا ای ملکہ اگر میں ایفاے وعدہ نکرونگا تو میری ذلت ہوگی ہر شہر و دیار میں اخبار نویس یہ خبر اخبار میں درج کرینگے کہ نوشیروان عہد شکن ہی فرامرز سے جو وعدہ کیا اُسے ایفا نہ کیا ملکہ نے جواب دیا صاحب خواہ تمھاری ذلت ہو خواہ رسوائی ہو خواہ تم جھوٹے دغاباز مکار مشہور ہو تو ہو میں تو ہرگز ہرگز شادی اپنی بیٹی کی فرامرز بن قارن کے ساتھ نکرونگی عوض میں اپنی دختر کے ملک و مال دیدونگی اگر وہ راضی نہوگا تو میں اُسکو ایسی سخت سزا دونگی کہ وہ بھی یاد کریگا جسوقت شہنشاہ نے یہ کلمات ملکہ سے سنے تو غضبناک ہوکر کئی طمانچے ہماری ملکہ کے رخسار پر لگائے اور کہا او بدزبان اگر میں چاہوں تو بغیر ایفاے عہد اپنی دختر کی شادی اُسکے ساتھ کردوں ہرچند تو روئے پیٹے ہرگز ہرگز تیرا کہنا نمانوں اور تو زیادہ اصرار کیے جائیگی تو چند ہی روز میں کردونگا ای خواجہ ہماری ملکہ طمانچے کھا کر آنسو بہا کر اُسوقت تو چپکی ہو رہیں لیکن قریب صبح ہمراہ چند عورتوں کے روتی ہوئی پا پیادہ اپنی بارگاہ سے نکلیں اور ویرانے کی راہ لی اب تھوڑی دیر ہوئی فلاں ویرانے میں بیٹھی ہیں وہاں توقف کرکے یہ نامہ آپکو لکھا ہی اور بلایا ہی دیکھیے اس نامے میں کیا لکھا ہی خواجہ نے جلد اُس عورت کے ہاتھ سے نامہ لیا دیکھا سرنامہ پر مہر ملکہ کی ثبت ہی خواجہ نے لفافہ چاک کیا اور نامہ نکالکر پڑھا خلاصہ مضمون اُس نامے کا یہ تھا کہ ای خواجہ عمرو جو واقعہ گذرا ہی

اُسے تو ہماری خواص نے بیان کیا ہوگا اب میرا دل یہ چاہتا ہو کہ تم جلد کوئی ایسی تدبیر کرو کہ حمزہ صاحبقران قید سے رہا
ہون مین فی الفور ملکہ مہر گہر تاجدار کی شادی حمزہ صاحبقران کے ساتھ کردون اگر اسوقت تم میرے پاس آؤ تو اور
بھی کچھ تمسے کہون اور جسطور اعانت تم مجھسے چاہو مین بسر وچشم اعانت کرون اسوقت تمھارا آنا میرے پاس انسب ہو تنہائی
مین مشورہ رہائی حمزہ صاحبقران کا بخوبی ہو جائیگا فقط زیادہ کیا لکھا جاے خواجہ نامے کو پڑھکر اور نہایت خوش ہوکر ہمراہ
اُس عورت کے خیمے سے نکلکر چلے اسوقت کسی عیار لشکر اسلام نے خواجہ کو جاتے نہین دیکھا غرض وہ عورت خواجہ کو جانب ویرانہ
لیکر چلی جب خواجہ ویرانہ مین پہونچے دیکھا چند درختون کے نیچے ملکہ زر انگیز خاتون لباس نفیس زیب کیے ہوے بیٹھی ہی
لیکن چہرے پر آثار رنج وملال ظاہر مین اور نیل طمانچون کا رخسارے پر موجود ہین گرد چند خواصین کھڑی ہین خواجہ ابھی دیکھ
ہی رہے تھے کہ خواصون نے دست بستہ ملکہ زر انگیز سے عرض کیا ای ملکہ عالم ملاحظہ فرمایئے وہ خواجہ عمرو ہمراہ گلرخسار آتے
ہین جب خواجہ قریب تر پہونچے ملکہ زر انگیز اُٹھی ہمراہ ملکہ خواصین چلین خواجہ نے براے تسلیم سر جھکایا ملکہ زر انگیز
نقلی اور خواصون نے فوراً اُلجہا ر کی حلقہ ہاے کمند خواجہ عمرو کی گردن مین ڈالدیے اور جھٹکا دیا خواجہ اس کمندون کے
حلقہ مین پھنس گئے کچھ حلقہ ہاے کمند گردن مین اور کچھ کمر مین تھے ہر چند خواجہ نے چاہا کہ رہا ہون لیکن رہا نہو سکے اُسوقت
صابر نمد پوش وکتارہ کابلی وانیس جاسوس وغیرہ نے نعرہ کرکے خواجہ کو بخوبی تمام طوق وسلاسل مین گرفتار
کیا بعد گرفتار کرنیکے راہ دشت سے خواجہ کو بارگاہ نوشیروان مین لیگئے اور بعد ادب عیارون نے تسلیم اور مجرا کرکے
دست بستہ نوشیروان سے عرض کیا کہ ای شہنشاہ بموجب حکم یہ نمکخوار خواجہ عمرو کو گرفتار کرلائے ہین اب جو حق مین خواجہ
عمرو کے مناسب ہو حضور عمل مین لائین نوشیروان عمرو کے گرفتار ہونے سے بہت خوش ہوا عیارون کو انعام دیا ہیکلان نے
عرض کیا ای شہنشاہ عمرو کو قید نہ کیجیے ابھی قتل کروا ڈالیے اسکی ذات سے فتنہ وفساد برپا ہوتے ہین شہنشاہ کو اسی نے صدمہ
دیا ہو کرب غازی سے مفتوح رو مین تن کو ہلاک کرایا ہو اگر یہ قتل ہو جائیگا لشکر اسلام مین پھر ایسا کوئی عیار بلاے
روزگار باقی نہین ہو جب یہ قتل ہو جائیگا زور لشکر اسلام کا نصف رہ جائیگا بلکہ لشکر پراگندہ ہو جائیگا حمزہ صاحبقران بھی
اسکے غم مین بغیر قتل کیے ہلاک ہو جائینگے کل فساد دفع ہو جائیگا نوشیروان نے تقریر ہیکلان کی سنکے بخاطر ہیکلان اور
خود بھی قتل عمرو منظور تھا اسوجہ سے اسیوقت نوشیروان نے جلاد کو طلب کیا جلاد مہیب ناک تیغہ کھینچے ہوئے گلے مین
ہار ناک اور کانون کے پہنے ہوئے حاضر ہوا اور باادب مجرا کرکے عرض کرنے لگا ای شہنشاہ فلک بارگاہ کسکا پیمانہ عمر لبریز
ہوا ہو کون شخص لائق کشتنی ہو کسپر عتاب شہنشاہی ہوا ہو تیغہ بارھ دار رکھتا ہون بازو پر قوت ہین رحم مطلق میرے
دلمین نہین ہو کسی کی فریاد وزاری پر رحم نہین کرتا ہون قتل کرنا میرا کام ہو جلانا کشتے کا دشوار ہو بلکہ ناممکن ہو سواے
خداوندون کے کوئی مقتولون کو زندہ کر نہین سکتا اور ہمارے خداوندونکی ایسی عادت نہین ہو جو قتل ہو جاتا ہو باوجود
قدرت کے اسے نہین جلاتے ہین حضور کچھ بوجھ کر حکم قتل دیجیے گا نوشیروان نے کہا ای جلاد جلد خواجہ عمرو کو سامنے
عقابین کے لیجا اور قتل کر جلاد نے حکم قتل پاکر خواجہ کا ہاتھ پکڑا اور بارگاہ سے سامنے عقابین کے خواجہ کو لیگیا پہلے چبوترہ
ریگ کا بنایا پھر بوریہ ہلاکت کا چبوترے پر بچھایا جب درستی چبوترے کی کرچکا خواجہ کو اُس چبوترے پر بٹھایا کوتلیکا
خط گردن پر کھینچکر تیغہ میان سے لیکر بالاے سر خواجہ عمرو کھڑا ہوا اور کہنے لگا ای خواجہ عمرو جو چیز کھانا ہو کھا لو پیاسے ہو
تو پانی پی لو جسے دیکھنا منظور ہو اُسے دیکھ لو جو جو ہوس وآرزو ہو اسوقت بیان کرو تھوڑی دیر مین تمھارا رشتہ حیات
قطع ہو جائیگا سر وگردن مین جدائی ہو جائیگی ہوس دلکی دل ہی مین رہ جائیگی خواجہ عمرو نے آبدیدہ ہوکر جوابدیا ای جلاد
مجھے کسی چیز کی خواہش نہین ہو کثرت غم سے پیٹ بھرا ہو بجاے آب خون دل پی رہا ہون دیکھنا حمزہ صاحبقران کا ایسے

وقت آخر مین منظور تھا وہ سامنے عقابین پر ہین مین انکو بخوبی دیکھ رہا ہون وہ بھی مجھے دیکھ رہے ہین تو اپنے کام مین مشغول ہو جلد ہاتھ تیغ کا لگا کہ سر میرا تن سے جدا ہو جائے یہ کہکر خواجہ نے گردن اپنی زیر تیغ جھکائی اتنی دیر مین حکم نوشیروان ہوا کہ ای جلاد عمرو کو قتل کر اسیطرح جب وہ حکم نوشیروان براے قتل عمرو جلاد کو دے چکا ہنوز تیسرا حکم نوشیروان دینے نہین پایا تھا کہ خواجہ نے سر اپنا سوے فلک بلند کیا اور زار زار گریان ہوکر درگاہ خدا مین اسطرح مناجات کی اشعار

ای کریم و معین مظلومان　　ای خبر گیر حال مجبوران
روسیہ ہون گناہ گار ہون مین　　جرم بیحد سے شرمسار ہون مین

شرم عصیان سے آب آب ہون مین　　غرق دریاے اضطراب ہون مین
دو جہان جھکے در پہ سائل ہون　　جس سے مقصد ہراک کے حاصل ہون

سائل آسکا کسی کے در پہ جائے　　ہاتھ غیرون کے سامنے پھیلائے
گو سراپا گناہگار ہون مین　　پر یہ تجھسے امیدوار ہون مین

جب تلک قطع ہو نہ تار نفس　　یا کہ باقی رہے شمار نفس
تیری الفت کا دلمین داغ رہے　　روشن اس گھر مین یہ چراغ رہے

دل رہے تجھ مین تو رہے دلمین　　ہو تری یاد آب اور گل مین
دے وہ اب دیدۂ حقیقت بین　　ہمہ تن ہوئین چشم وحدت مین

بحر وحدت سے آشنائی دے　　اس دوئی سے مجھے رہائی دے
دلکو لبریز معرفت کردے　　نور عرفان سے جسم و جان بھر دے

رنج و غم سے مجھے فراغ رہے　　دل افسردہ باغ باغ رہے
بے تیرے طلبی غیر نہ ہون　　چھوڑ کر کعبہ محو دیر نہ ہون

اس محیط جہان مین ای داور　　آبرو سے رہون برنگ گہر
روح قالب سے جب روان ہووے　　نام تیرا بہ زبان ہووے

قبر کی ہو بہت کڑی منزل　　سہل کر دیجیو مری مشکل
مجکو رسوا نہ حشر مین کیجو　　پردہ ای پردہ پوش رکھ لیجو

یان بھی ای کارساز بندہ نواز　　قتل ہونے سے رکھ مجھے تو باز
قید سے بھی مجھے رہا کردے　　مین ہون نازاں خلعت د زروے

جسوقت بگریہ و زاری و نالہ و بیقراری عمرو نے درگاہ جناب باری مین دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا ناگاہ خواجہ عمرو نے دیکھا سامنے کسیقدر غبار بلند ہوا جب وہ غبار برطرف ہوا دیکھا ایک نقابدار سرخ نقاب منھ پر ڈالے ہوئے ہے اور ایک فرمان اپنے ہاتھ مین لیے ہے گھوڑے پر سوار ہے بصد عجلت آتا ہے خواجہ ابھی دیکھ رہے تھے یکایک وہ نقابدار دربارگاہ پر آیا گھوڑے سے اترکر اندر بارگاہ کے جانے لگا خدام نے روکا نقابدار نے کہا مین اپنے حاکم کا نامہ لیکر آیا ہون اور کچھ زبانی بھی مجھے گوش شہنشاہ مین کہنا منظور ہے وہ ایک مژدہ ہے مجھے زرد کو اندر بارگاہ کے جانے دو دربانون نے حکم لیکر اجازت دی نقابدار بارگاہ کے اندر گیا نقابدار کو تو راہ طی کرنے مین چھوڑیے لیکن اب حال خواجہ عمرو اور حمزۂ صاحبقران کا سنیے کہ خواجہ عمرو بعد مناجات کرنیکے حمزۂ صاحبقران کی طرف دیکھکر اور گریان ہوکر کہنے لگے کہ ای حمزۂ صاحبقران براے خدا و رسول میری خطا و تقصیر عفو فرمایئے گا اگر اس قید سے رہا ہو جیئے گا تو کبھی کبھی میرے مرقد پر آکر سورۂ فاتحہ پڑھیے گا روح کو میری ہدیۂ ثواب سورہ حمد پہونچا دیجئے گا بھول نہ جائیے گا افسوس دلمین تو یہ حسرت تھی کہ آپ اس قید سے رہا ہون کفار سے مقابلہ کرین مین ہمراہ رکاب رہون لیکن قضا سر پر آگئی اب کوئی دم مین قتل ہوتا ہون تمناے دلی بر آئی شکر ہے خدا کا کہ قبل آپکے مین اس دار فنا سے سوے عدم جاتا ہون حمزۂ صاحبقران خواجہ عمرو کی تقریر سنکے اور خواجہ کو زیر تیغ بیٹھا ہوا دیکھکر نہایت ہی غمگین و ملول ہوے پکارے ای یار وفادار برادر غمخوار بعد تیرے خاک ہے اس دنیاے فانی پر مین تیرے غم مین ہلاک ہو جاونگا ادھر ہنوز حمزۂ صاحبقران صدمۂ خواجہ عمرو سے بیتاب و بیقرار تھے خواجہ عمرو زیر تیغ بیٹھے ہوے زار زار رو رہے تھے اور کہ رہے تھے کہ خداوندا مجھے اور تجھسے تو کوہ سراندیپ پر وعدہ ہوا تھا کہ جبتک تین مرتبہ تو موت کی خواہش نکریگا اسوقت تک تو نہ مریگا مین نے تو ابھی ایک مرتبہ بھی موت کی خواہش نہین کی ہے اور سامان میرے قتل ہونیکے نظر آتے ہین جائے تعجب ہے ادھر نقابدار مذکور صحن بارگاہ کو طی کرکے قریب نوشیروان گیا پہلے سلام کیا پھر تخت کے زینون کو طی کرکے پاس نوشیروان کے پہونچا نوشیروان نے واسطے نامہ لینے کے ہاتھ بڑھایا نقابدار عوض نامہ دینے کے بصد غضب سینہ پر کینہ نوشیروان پر سوار ہوا اور خنجر آبدار کمر سے کھینچکر پہلوے نوشیروان پر رکھ دیا اور پھر کر یہ نعرہ کیا نعرہ ودن

مریع السیر چون باد بہاری | جہان سوہنگ و خنجر گذاری | بمیدان اندر آتش نشانم | اسم مہتر قران شیر ژیانم

اسوقت جسقدر سرداران لشکر نوشیروان وامرا وزرا حاضر دربار تھے یہ حال دیکھکر اول تو متحیر ہوے پھر سب اپنی اپنی جگہ سے بیتاب و بیقرار ہوکر اٹھے اور قصد لقابدار کے ہلاک کرنے کا کیا لقابدار نے نوشیروان سے کہا کہ جلد اپنے ملازمون کو میرے ہلاک کرنے سے منع کر ورنہ مین پہلے اس خنجر سے تجھے ہلاک کر ڈالونگا پھر خود مارا جاؤنگا نوشیروان نے سبکو منع کیا کہ اس لقابدار کو قتل نکرو اگر تم اسے قتل کروگے یہ پہلے مجھے ہلاک کر ڈالیگا سبنے یہ تقریر نوشیروان سنکے قتل تو نہ کیا لیکن لقابدار سے پوچھا کہ اے لقابدار بیان کر تیرا کیا مطلب ہے کیون سینہ شہنشاہ پر سوار ہو لقابدار نے جواب دیا کہ اگر خواجہ عمرو قتل سے امان قید سے رہا کر دیے جائین تو مجکو کچھ تمہارے شہنشاہ سے کینہ باقی نرہے ابھی سینے سے اتر کر چلا جاؤن نوشیروان کو قتل نکرون نوشیروان نے گفتگوے مہتر قران سنکے خیال اپنی جان کا کرکے ان سردارون سے کہا کہ جلد جا کر جلاد کو ہمارا حکم پہونچاؤ کہ خواجہ کو قتل نکرے اور قید سے بھی عمرو کو رہا کر دے قران نے کہا اے شہنشاہ اتنے پر اکتفا نکیجے عمرو کو خلعت فاخرہ اور زر کثیر بھی دلوایئے ورنہ مین آپکو قتل کر دونگا نوشیروان نے بحالت مجبوری بخوف جان یہ بھی منظور کیا اور وزرا سے کہا کہ عمرو کو رہا کرکے ہمارے سامنے لاؤ اور خلعت فاخرہ اور زر کثیر ہمارے خزانے سے اسکو دو غرض سرداران لشکر اور وزرا بیتابانہ دوڑتے ہوے قریب جلاد پہونچے اور کہا اے جلاد بڑا غضب ہوا شہنشاہ ہلاک ہوا چاہتے ہین لقابدار یعنے مہتر قران سینۂ شہنشاہ پر خنجر بکف بیٹھا ہے اب تجکو حکم ہے کہ عمرو کو قتل نکر قید سے رہا کر دے جلاد نے یہ حکم نوشیروان پاکر تیغہ میان مین رکھا پھر جلاد آئے بیڑیان خواجہ کے دست و پاے کی کاٹ ڈالین خواجہ از حد خوش ہوے جانتے تھے کہ قید سے رہا ہوکر جا گین لیکن وزرا وغیرہ نے کہا اے عمرو ابھی بھاگنے کا قصد نکر روبروے شہنشاہ چلو خلعت فاخرہ اور زر کثیر لو پھر اپنے لشکر مین چلے جانا خواجہ یہ مژدہ سنکے زیادہ تر خوش ہوے حمزہ صاحبقران بھی بالاے عقابین یہ حال دیکھکر شادان ہوے خواجہ ہمراہ وزرا و سرداران لشکر بارگاہ مین آئے دیکھا قران خنجر بکف سینہ نوشیروان پر سوار ہے ناگاہ وزرا نے خلعت فاخرہ اور زر کثیر حکم نوشیروان سے خواجہ کو دیا پھر لقابدار سے کہا اب تو سینہ شہنشاہ سے اٹھ جو کچھ تو نے کہا تھا وہ تو ہم سب عمل مین لا چکے قران نے کہا جب خواجہ بارگاہ سے نکلکر چلے جائینگے اسوقت مین سینے سے اترونگا ابھی مجکو خیال ہے کہ تم خواجہ کو پھر گرفتار کر لوگے غرض حکم نوشیروان سے ادھر تو خواجہ بیرون بارگاہ جا کر خرم و شادان جانب لشکر اسلام روانہ ہوے خلعت و زر زنبیل مین رکھ لیا ادھر لقابدار سینۂ نوشیروان سے اتر کر قنات بارگاہ کی خنجر سے جلد تر چاک کرکے جست و خیز کرتا ہوا سمت لشکر اسلام روانہ ہوا یہان تو نوشیروان اٹھکر تخت پر بیٹھا جملہ امرا وزرا وغیرہ نے تاج نوشیروان کا لیکر نذرین اس خوشی کی نوشیروان کو دین کہ شہنشاہ کی جان بچ گئی بلائے ناگہانی آئی تھی ٹل گئی وہان لقابدار نے بارگاہ سے نکلکر آگے بڑھکر خواجہ عمرو سے ملاقات کی اور بعد سلام کہا اے استاد لقابدار مین ہی تھا مین نے جو سنا کہ آپ قتل ہوتے ہین فورًا لقابدار بنکے آیا اور آپکو رہا کرایا عمرو نے مہتر قران کو بصد محبت سینے سے لگایا پھر باہم لشکر اسلام مین داخل ہوے خواجہ نے تمام حال جو گذرا تھا سب کہا سب خوش ہوے

داستان طبل جنگ بجوانا نوشیروان کا بنام طول مست بربری اور قتل ہونا اکثر اہل اسلام کا ہاتھ سے طول مست بربری کے اور آنا علمشاہ کا مع ہفت شاہان بجمعیت سپاہ کثیر اور لڑنا سرداران لشکر نوشیروان سے

ساقیا جلد اب قدح بھر دے | کہ گلگونہ کا مجکو ساغر دے
جام بھر بھر کے کر سبو خالی | مجھ سے مستو نکو رکھ نہ تو خالی
پھول سی گر شراب پاؤن مین | گل مضمون بیان لٹاؤن مین
لکھون مین داستان سحر طراز | ہو زبان سے بیان سحر طراز
سیرا جادو نگار خامہ ہے | جنگ سے اب دوچار خامہ ہے

راویان خوش مقال حالات جنگ و جدال وغیرہ اسطرح بیان کرتے ہین کہ جب عیاری مہتر قران سے خواجہ عمرو رہا ہوے نوشیروان برہم ہوکر ہنگام شب طبل جنگی بنام طول مست بربری

بجوایا عیاران لشکر اسلام صداے طبل جنگ سنکے اور خبر نواخت طبل رزمی لیکے بہزار عجلت بارگاہ خواجہ عبد المطلب مین آئے اور مجرا گاہ پر کھڑے ہوکر بصد ادب اسطرح دعا کرکے ملتمس ہوے کہ نظم تا کند گردش عیان راز زمان آسمان ٭ بنا بہ زیب جہان حسن عیان آفتاب ٭ وقف دولت باد سرا یزال آفتاب ٭ نور حشمت باد حسن جاودان آفتاب ٭ بر سر شہ سایہ افگن چون شود بال ہما ٭ چون پر خفاش گرد و سایہ بان آفتاب ٭ تیغ آبدار بادشاہ لشکر اسلام سے جملہ اعداے بد صفات کا کام تمام ہوا اسوقت نوشیروان نے بنام طول مست بربری طبل جنگی بجوایا ہی عزم ارادہ اسکا ہی کہ صبح میدان کارزار مین اگر آتش کینہ وبغض کو شعلہ ور کرکے ظاہر کرے باقی خیریت ہی عیاران مذکور تو التماس کرکے چلے گئے خواجہ عبد المطلب نے خواجہ عمرو سے فرمایا کہدو ہمارے لشکر مین بھی نقارہ جنگی پر چوب لگائی جاے چنانچہ بموجب حکم خواجہ عمر و نقارخانے مین گئے اور غاشیہ اٹھا کر نقارہ رزمی پر چوب لگائی پھر تو نقارہ نوازون نے نقارہ حربی بجانا شروع کیا صداے نقارہ جنگی بلند ہوئی اہل اسلام آگاہ ہوکر تیاری کارزار مین مصروف ہوئے تمام رات دونون لشکرونمین بخوبی سامان جنگ ہوا جب شب قدری اور ستارہ سحری فلک پر چمکا ہواے سرد سحری چلنے لگی مساجد مین نعرہ اللہ اکبر بلند ہوا جملہ مردان لشکر اسلام بیدار ہوے بعد حوائج ضروری وضو کرکے فریضہ سحری ادا کرنے لگے بخشوع وخضوع رکوع وسجود کرنے لگے علی الخصوص خواجہ عبد المطلب نے بصد رجوع قلب فریضہ سحری ادا کیا جب نماز سے فراغت پائی بعدہ سجدہ شکر کرکے بیرون بارگاہ تشریف لائے جملہ سرداران لشکر نے براے تسلیم بصد تعظیم سر جھکائے خواجہ عبد المطلب ہر ایک سردار کا سلام لیکر اور جواب سلام دیکر تخت پہ سوار ہوے کہاروں نے وہ تخت کاندھون پر اٹھایا پھر جملہ سردار اور لشکری گھوڑون پر سوار ہوئے زنگے پر چوب لگائی گئی تیغے علم کے کھلے نقیبون نے صداے دورباش اور آواز بسم اللہ بسم اللہ بلند کی سواری روان ہوئی لشکر ظفر پیکر بادشاہ لشکر اسلام میدان کارزار مین پہونچے ادھر سے نوشیروان بھی بجمعیت سپاہ بسیار میدان نبرد مین آیا بعد درستی میدان مصاف وصف آرائی لشکر جانبین کے نقیبان خوش آواز اور کڑکیت دونون جانب سے نکلے اور جوانان لشکر سے بآواز بلند یون کہنے لگے کہ اے بہادر و یہ دنیا ایک سراے فانی ہی اور مقام عبرت ہی دیکھو کیسے کیسے حسین وخوش گلو بہادر اور قوی بازو جنکا مثل ونظیر نہ تھا اس دنیا سے گذر کر سوے عدم گئے قبرون کا بھی اُنکے نام ونشان باقی نہین ہی ہان وہ لوگ جنھون نے کارہاے نمایان کیے ہین ابتک اُنکے اوصاف اہل جہان کی زبان پر جاری ہین گو وہ مر گئے ہین مگر اس وجہ سے گویا وہ زندہ ہین پس اے دلیرو تم بھی آج اپنے دشمنون سے ایسی جنگ کرو کہ بعد مرنیکے تمھارا بھی نام صفحہ ہستی پر تا قیام قیامت باقی رہے نقیب اور کڑکیت جب یہ کہکر ہٹ گئے طول مست بربری گینڈے پر سوار ہوکر نوشیروان سے اجازت حرب لیکر لشکر سے نکلکر میدان مین آیا اور پکارا اے گروہ مسلمانان بھیجو کسی جری کو کہ مجھسے مقابلہ کرے جسوقت یہ تقریر طول مست بربری سے سنی فی الفور ایک دلیر بادشاہ لشکر اسلام سے اجازت جنگ لیکر عقب لشکر سے باہر نکلا اور قریب اُسکے آکر کہنے لگا او بیدین جلد وار کر طول مست بربری نے گرز گران اپنا اٹھا کر اور گردش دیکر سر دلیر پر مارا ہر چند دلیر نے چاہا کہ اپنے گرز پر سے گرز کو رد کرے لیکن گرز آسمان آسکے گرز پر نہ رک سکا سر پر جو پڑا کاسہ سر چور چور ہو گیا دلیر مسطور فی الفور مرکب سے گر کر جانب گلشن جنان راہی ہوا طول مست بربری نے نعرہ مبارز طلب کیا اور ایک صف شکن براے مقابلہ نکلا اُسکو بھی ضرب تیغ سے اُسنے ہلاک کیا اسیطرح تا شام طول مست بربری نے بیس جوانون کو ہلاک کیا کسی کو گرز سے کسی کو تیغ سے کسی کو نیزے سے قتل کیا ہر ایک جوان لشکر اسلام کی لڑائی بخیال طول تحریر نہین کی گئی الحاصل جب آفتاب غروب ہو گیا نوشیروان طول مست بربری کو ہمراہ لیکر مع کل اپنی فوج کے میدان نبرد سے چلا گیا اور داخل بارگاہ ہوا ادھر خواجہ عبد المطلب بھی ہمراہ جملہ سرداران لشکر اسلام وغیرہ عرصہ مصاف سے تشریف لیجا کر بارگاہ فلک اشتباہ مین رونق افزا ہوے سرداران لشکر حاضر ہوکر بصد ادب نگاہ پیش ادھر نوشیروان نے پھر بنام طول مست بربری طبل جنگی بجوایا ہر کارے جو امر جاسوسی پر متعین تھے خبر طبل جنگ

لیکر فوراً بارگاہ بادشاہ لشکر اسلام مین آئے اور بعد ادب تسلیم کرکے اسطرح دعا و ثنائے بادشاہی بجالا کر عرض کرنے لگے نظم

نہ فلک محصور باد نہ ز حصار دوست ۔ بی غلط گفتم بفضلے لاامکان محصور باد ۔ شاخ تمائش کے بو بخت بلند ستو چنان ۔ اطلام گردون شکن از خوشا گور باد
تبغ شمشیر کنیست دستگاہ وافت است ۔ سار شمشاد و رایت چشمہ سار نور باد

ہر کارے تو خبر نواخت طبل جنگی دیگر چلے گئے بادشاہ لشکر اسلام نے حکم دیا ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی نقارۂ حربی بجایا جائے چنانچہ بموجب حکم نقارۂ جنگی پر چوب لگائی گئی مردان لشکر کو اطلاع ہوئی اُسیوقت بادشاہ لشکر اسلام نے دربار برخاست کیا جملہ سردار بارگاہ سے اُٹھ اُٹھ کر اپنے اپنے خیام و بارگاہ مین گئے اور تیاری جنگ مین مصروف ہوئے جب صبح ہوئی اسطرف سے خواجہ عبد المطلب مع سپاہ کثیر اُدھر سے نوشیروان بجمعیت فوج فراوان میدان مصاف مین آکر صف آرا ہوئے طبول مست بر بری پھر نوشیروان سے سامان جنگ لیکر میدان مین نکلا چاہتا تھا کہ ناگاہ جانب صحرا ایسا غبار بلند ہوا کہ ع از جانب دشت کوہ از رنگ ٭ گردے برخاست تو تیار نگ ٭ نہین نہین وہ گرد و غبار ایسا بلند ہوا اور محیط عالم ہوا کہ روشنی روز روشن کی مبدل بہ تاریکی شب ہوگئی آفتاب عالمتاب کثرت غبار سے نہان ہوگیا موذنون نے اندھی سیاہ کے آنیکا خیال کرکے جابجا مساجد مین اذان دی صدائے اللہ اکبر ہر طرف بلند ہوئی طیور خائف ہوکر اُڑے چوپائے ڈر کر دم دبا کر بھاگے اکثر مردان لشکر نوشیروان خیال کرنے لگے کہ ابر سیاہ اُٹھا ہے اور محیط عالم ہوگیا ہے یقین ہے کہ بارش خوب ہوگی جو عشاق لشکر اسلام مین تھے اُنھون نے جو وہ تاریکی دیکھی ظلمت شب فراق محبوب کا خیال آگیا اُسوقت خواجہ عمرو نے بادشاہ لشکر اسلام سے عرض کیا مین برائے دریافت حال جاتا ہون اور چند سرداران نامی کو اپنے ہمراہ لیے جاتا ہون یقین ہے کہ کوئی اہل اسلام سے بجمعیت سپاہ بیکران اسطرف آتا ہے خواجہ عبد المطلب نے اجازت دی جب خواجہ عمرو سردارون کو مع کچھ فوج ہمراہ لیکر برائے استقبال روانہ ہوئے نوشیروان نے بھی اس خیال سے کہ میرے فرمانبردارون سے کوئی سردار یا بادشاہ لشکر کثیر لیکر آتا ہے اکثر سرداران نامی کو بہر استقبال روانہ کیا جملہ مردمان لشکر جانبین جانب گرد و غبار نگران تھے کہ خواجہ عمرو نے آگے بڑھکر دیکھا کہ علمشاہ زیر سایہ علم اژدہا پیکر سلاح و یراق امیر باتوقیر زیب تن کیے ہوے اشقر دیوزاد پر سوار ہے بادشاہان روم یعنی سیاست بادشاہان جلیل ہمرکاب ہین سرداران نامی راس و چپ شیرانہ مرکبون پر سوار ہین از انجملہ نہنگ بچہ دریائی اور لاگرد فرنگی اور مالاگرد فرنگی و کپتان فرنگی وغیرہ بصد ادب ہمراہ ہین لشکر بیشمار ہمراہ ہے جملہ سواران تہور شعار مرکبہائے ابلق و سرنگ و مشکی پر سوار ہین نقارۂ سکندری پر بار بار چوب پڑتی ہے زمین کانپتی ہے آسمان لرزتا ہے طیور کی کیا حقیقت ہے شیران دشت صدائے نقارۂ سکندری انکے خوف سے بھاگے جاتے ہین کثرت فوج اسقدر ہے کہ گاؤ زمین کے پاؤن تھراتے ہین اور دیکھنے والون کے ہوش اُڑے جاتے ہین ہر ایک جوان نہایت حسین و جرار ہے شجاعت و سرعت رخ سے آشکار ہے سلاح زیب تن ہین فرس رشک برق تہ ران ہین صفین باندھے ہوے باگین گھوڑونکی اُٹھائے ہوے چلے آتے ہین ہر سوار غیرت رستم و اسفندیار معلوم ہوتا ہے نقیبان خوش آوازی زبانپر صدائے دور باش بلند ہے غرض کہ اسطرح سواری علمشاہ ذیجاہ آتی ہے بمقتضائے ابیات

اسطرح سے سواری آئی تھی
ساتھ باد بہاری آئی تھی ۔ صبح کا وقت عمل سواری کا ۔ حوصلہ بلکو جان نثاری کا ۔ پیچھے پیچھے پرے سوار ونکے
غلط کے غٹ تھے پرے سوارونکے ۔ تیز رفتار وہ فرس تہ ران ۔ ساتھ چلتے پہونچ کے ز نگان ۔ فتح و نصرت سدا رکاب کے ساتھ
اسلحہ بھی کس آبتاب کے ساتھ ۔ بسکہ خلقت مین ہے فساد اُنکی ۔ خانہ جنگی پہ خانہ زاد اُن کی ۔ دیکھنے ہی کی وہ سپاہ نہ تھی
انکی تلوار کی پناہ نہ تھی ۔ جو بدار ونکی تھی صدا ہر دم ۔ ہمر دولت بڑھے قدم بقدم ۔ دست بستہ جلو مین فتح و ظفر
نصرت کردگار بازو پر ۔ طرقو گو تھا ور برو اقبال ۔ باادب تھا جلو مین جاہ و جلال ۔ ساعت نیک صبح کا وہ وقت
زہرہ و مشتری کا تھا وہ وقت

خواجہ عمرو علمشاہ کو بعد گرد و غبار کے دیکھکر از حد خوش ہوئے سرداران نامی کو ہمراہ لیکر

اور آگے بڑھے اتنی دیر مین سواری علمشاہ قریب آئی خواجہ استقبال کرکے علمشاہ کو لشکر مین لائے تمام حالات گذشتہ بیان کیے
علمشاہ وغیرہ نے سامنے عقابین کے جاکر بعد انکساری سر برائے تسلیم جھکائے حمزۂ صاحبقران عقابین پر سے علمشاہ اور جملہ
سرداران لشکر علمشاہ کو دیکھکر مسرور ہوئے بعد تسلیم کرنیکے پھر علمشاہ لشکر اسلام مین آئے جب نوشیروان کو معلوم ہوا علمشاہ
پسر حمزۂ صاحبقران بجمعیت سرداران نامی دبکثرت سپاہ آیا ہی اور نہایت جرار و بہادر ہی اسوقت بختک کی رائے سے طبل
مست بربری کو میدان مین نہ جانے دیا اور طبل بازگشت بجواکر اپنی بارگاہ کیجانب چلا گیا ادھر علمشاہ نے لشکر مین داخل
ہوکر خواجہ عبد المطلب کو بصد ادب تسلیم کی خواجہ عبد المطلب نے خوش ہوکر دعاے خیر دی پھر جملہ سردارونکو
اور علمشاہ کو اپنے ہمراہ لیکر فرودگاہ لشکر کی طرف روانہ ہوئے اور بجلی کرنے راہ کے اپنی بارگاہ مین داخل ہوئے علمشاہ
بھی اپنی بارگاہ مین جو بصد عجلت استادہ کی گئی تھی فروکش ہوئے جملہ سرداران نامی وغیرہ بھی مرکبون سے اتر اتر کر اپنے
اپنے خیام مین جاکر راحت گزین ہوئے نوشیروان بھی میدان نبرد سے جاکر اپنی بارگاہ مین پہونچا فرامرز گھوڑے سے
اترکر اپنی بارگاہ مین جب داخل ہونے لگا بختک سے کہا ای وزیر شہنشاہ اسوقت ہماری بارگاہ مین آکر تھوڑی دیر تک
بیٹھو ہم تمسے کچھ مشورہ کرینگے بختک نے کہا بہتر ہی یہ کہکر بختک بھی اپنے خچر سے اترکر بارگاہ فرامرز مین گیا جب بختک
فرامرز کی بارگاہ مین جاکر بیٹھا فرامرز نے کہا ای دانائے دستور شہنشاہ علمشاہ پسر حمزۂ صاحبقران جو آج آیا ہی نہایت بہادر
معلوم ہوتا ہی کیونکہ اسکے چہرے سے آثار تہور و شجاعت عیان ہی تم بھی اسکی بہادری اور جرات سے آگاہ ہو بختک نے
جواب دیا مین خوب واقف ہون یہ وہ بہادر ہی کہ جسنے تخت مرزوق الٹ دیا بڑے بڑے نامی دلیر ونکو زیر کیا شاہان روم
کو اپنا مطیع کیا سرکشونکو تہ تیغ کیا اپنے وقت کا یہ رستم ہی بلکہ رستم کی بھی اسکے آگے کوئی حقیقت نہین اگر رستم ہوتا یہ بہادر اسکو
ناتوانی مین زال تصور کرتا مثل اسکے لشکر حمزۂ مین کوئی شجاع اور بہادر نہین ہی اگر یہ کسی طرح قتل ہوجائے تو لشکر اسلام
کی گویا کمر ٹوٹ جائے حمزۂ صاحبقران بغیر قتل کے اسکے غم مین ہلاک ہوجائین فرامرز نے کہا ای ملک جی مین چاہتا ہون
کہ ایسے بہادر کو اپنی بارگاہ مین بلاؤن اور اسکی ملاقات کرون تم واقف ہو کہ مین جری ہون اسیوجہ سے بہادرونکی صحبت اور
ملاقات کا شائق ہون اگر تمھاری رائے ہو تو مین ایک عریضہ شاہزادہ علمشاہ کی خدمت مین روانہ کرون اگر وہ آئین
تو انکی مہمانی اور خاطر بخوبی کرون تھوڑی دیر بیٹھکر باہم باتین کرون بختک نے کچھ سوچ کے کہا کہ اگر علمشاہ کو بلاتے ہو تو
شراب مین بیہوشی ملاکر اسے جام شراب دینا جب وہ بیہوش ہوجائین تو قید کرلینا اس تدبیر سے یہ بہادر گرفتار ہوجائیگا
ورنہ ہرگز تمسے گرفتار نہوسکیگا اور نہ تم اسکو قتل کرسکوگے اور جب تک سرداران حمزۂ اور پسر حمزہ اور جملہ مردمان لشکر اسلام
کو ہلاک اور برباد و تباہ نکروگے اسوقت تک تمھاری شادی ملکہ مہر نگار تاجدار کے ساتھ نوشیروان نکریگا پس تمکو لازم ہی
کہ کسی سردار کو میدان مین گرفتار کرو کسی کو بکر و کید گرفتار کرو جلد تر خاتمہ لشکر حمزۂ صاحبقران کا کرو اگر ایسا نہ کروگے
تو پچھتاؤگے یا تو ایک روز کسی سردار نامی کے ہاتھ سے قتل ہوگے کوئی دلیر تمھین اسیر کرکے لیجائیگا اور بالفرض تم قتل اور
اسیر کسی کے ہاتھ سے نہوے تو کب تک سرداران لشکر حمزۂ صاحبقران سے لڑوگے تمنے سنا ہو یا نہین لشکر حمزۂ مین
مین نامی دگرامی پانچ ہزار پانچسو پچین صف شکن اور تیغزن ہین علاوہ انکے مردمان لشکر مثل مور و ملخ کے ہین بہت
سے سردار یہان آچکے ہین لشکر اسلام مین داخل ہوچکے ہین تھوڑے سے اور سردار باقی ہین وہ بھی عنقریب آجائینگے
تم کس کس سے لڑوگے زمانہ زیادہ گذر جائیگا بڈھے ہوجاؤگے ملکہ مہر نگار تاجدار بھی ضعیف ہوجائینگی بال سر کے سفید
ہوجائینگے پھر شادی کا لطف باقی نرہیگا آیندہ تمکو اختیار ہی مصرعہ بر رسولان بلاغ باشد و بس بختک یہ تقریر کرکے
چپ ہوا فرامرز نے خیال کیا بختک سچ کہتا ہی یہ خیال کرکے فرامرز بن قاران نے پوچھا ای وزیر شہنشاہ اب یہ

بتاؤ کہ مین کس مضمون کا رقعہ یا عریضہ علمشاہ کو لکھون کہ وہ میری بارگاہ مین ضرور ہی آئین کوئی عذر نکرین بختک نے جوابدیا تم لکھو مین بتاتا جاتا ہون یا کہو تو مین ہی لکھون فرامرز نے کہا مضمون تو بتاتے جاؤ بختک نے مضمون بتایا فرامرز نے لکھا جب نامہ یا رقعہ تیار ہو چکا بختک بارگاہ فرامرز بن قارن سے نکلکر اپنے خیمے مین چلا گیا فرامرز بن قارن بعد واپس آنے دربار نوشیروان سے شب کو اپنی بارگاہ مین سو رہا ہنگام سحر فرامرز بن قارن نے نامہ مذکور اپنے عیار کو دیا اور کہا جلد اس نامے کو علمشاہ کو جا کر دے اور جواب اسکا لے آ عیار نامہ لیکر روانہ ہوا بعد طے کرنے راہ کے عیار مذکور اسوقت لشکر اسلام مین پہونچا کہ علمشاہ اپنی بارگاہ فلک جاہ مین کرسی زرنگار پر بیٹھے ہوئے تھے خواجہ عمرو بھی موجود تھے عیار فرامرز بن قارن نے موافق قاعدہ وہ نامہ علمشاہ کو دیا علمشاہ نے نامہ لیکر پڑھوایا خلاصہ مضمون اسکا یہ تھا بعد القاب و آداب کے لکھا تھا کہ آرزو رکھتا ہون مین مجھسے اور آپ سے تھوڑی دیر تک ایک جگہ ملاقات ہو چونکہ مین بہادر ہون اور آپ بھی جرار ہین اسوجہ سے چاہتا ہون کہ باہم ملاقات ہو بہادر کو بہادر سے الفت ہوتی ہے مجکو آپ سے الفت ہے جب سے آپکو دیکھا ہے دل بیتاب مشتاق ملاقات ہے مین تو اکثر وجوہ سے آپ کے پاس آ نہین سکتا اگر آپ کچھ خوف و خطر نہ کیجیے تو اسیوقت تشریف لائیے بعید از جوانمردی و مروت نہو گا جب علمشاہ کو مضمون نامہ سے آگاہی ہوئی ارادہ کیا کہ جا کر فرامرز بن قارن سے ملاقات کرین خواجہ عمرو نے آہستہ فہمائش کی کہ اے شاہزادہ ذیجاہ وہان جانا آپکا تنہا اچھا نہین ہے بختک نابکار نہایت مکار ہے علاوہ اسکے یہ سب کفار ہم سب اہل اسلام کے دشمن جان ہین پردۂ دوستی مین فرامرز بن قارن ضرور دشمنی کریگا یہی میری رائے نہین ہے کہ آپ وہان جائیے مناسب یہ ہے کہ اُسی کو یہان بلوائیے علمشاہ نے جوابدیا اگر مین نجاؤنگا تو فرامرز بن قارن خیال کریگا کہ علمشاہ ڈر کر یہان نہین آیا مین ضرور جاؤنگا یہ کہکر نامہ دار سے کہا جا کر فرامرز سے کہدو کہ ہم بموجب تمھارے طلب کرنیکے آتے ہین نامہ بر سلام کر کے روانہ ہوا اور جو کچھ علمشاہ نے کہا تھا فرامرز بن قارن سے کہدیا فرامرز بن قارن نے بختک کو بلوایا بختک فی الفور آیا پھر فرامرز نے سامان میکشی درست کروایا اور دیگر تکلفات کا سامان کیا اور ساقی کو بلا کر آہستہ کچھ اُس سے کہدیا جب یہان بخوبی سامان لایق شاہ اور شہریار ہونیکے ہو چکا فرامرز بن قارن انتظار علمشاہ کرنے لگا ادھر علمشاہ یکہ و تنہا مرکب پر سوار ہوئے اور جانب بارگاہ فرامرز بن قارن چلے بعض راوی نکا یہ بھی قول ہے کہ اپنے عیار سیارہ بن عمرو کو ہمراہ لے لیا جب خواجہ عمرو نے دیکھا علمشاہ چلے گئے خواجہ کو تردد ہوا فوراً خواجہ بھی اپنی صورت بدلکر جانب بارگاہ فرامرز بن قارن چلے اتفاقاً اثنائے راہ مین ایک خدمتگار فرامرز کا ملا خواجہ نے پوچھا تم کہان جاتے ہو اُسنے کہا مین خدمتگار فرامرز بن قارن کا ہون آج اُسکے پاس شاہزادہ علمشاہ تشریف لائینگے مین ایک کام کیواسطے جاتا ہون خواجہ نے اُسے ایک گوشے مین لیجا کر کہا کہ بھائی میرے پاس عطر نہایت تحفہ ہے اپنے مالک کے پاس لیجاؤ بکواد و مین تمکو بھی کچھ دونگا یہ کہکر ایک شیشی کمر سے نکالکر دکھائی پھر تھوڑا سا عطر لیکر اُسکی ناک مین مل دیا خدمتگار کو فوراً چھینک آئی جب وہ بیہوش ہو کر گرا خواجہ نے بعجلت اُسکو تو اُسی جگہ کچھ مٹی اور خس و خاشاک سے چھپا دیا اور اُسکی صورت بنکر اور لباس اُسکا اُتار لیا تھا زیب جسم کر کے آگے بڑھے فرامرز بن قارن کو جب خبر ہوئی کہ علمشاہ آتے ہین مع اپنے سرداران لشکر کے واسطے استقبال کے چلا اور استقبال کر کے علمشاہ کو اپنی بارگاہ مین لیگیا شاہزادے نے بارگاہ مین داخل ہو کر سلام کیا کسی نے جواب نہ دیا پھر فرامرز نے مقام صدر پر بعد عزت بٹھایا اور نہایت خوش ہوا بعد تھوڑی دیر کے ساقیان سیمین تن کو طلب کیا جب ساقیان گل رخسار دو شیشے شراب تلخ مع ساغرہائے بلورین کشتی مین بتکلف رکھکر لائے اور ارادہ انھون نے شراب پلانیکا کیا شاہزادہ علمشاہ نے میکشی سے انکار کیا فرامرز بن قارن نے باعث انکار پوچھا علمشاہ نے کہا ہم مسلمان

نہیں ہوا اسوجہ سے مین شراب کے پینے سے انکار کرتا ہون اگر تم مسلمان ہو جاؤ تو ابھی بلا تامل میکشی کرون
فرامرز بن قارن نے کہا میرا مسلمان ہونا دو شرطون پر منحصر ہو شرط اول یہ ہو کہ مین نے سُنا ہو کہ آپ شراب زیادہ پیتے
ہین اگر آج میرے ساتھ میخواری کیجیے اور مین نشے کا متحمل نہو کر گر پڑون تو شرط آپ جیتے اور اگر آپ تاب نشۂ شراب
نہ لا کر گر پڑے تو آپ میرا دین اختیار کیجیے دوسری شرط یہ ہو کہ ہنگام جنگ اگر آپ مجھپر غالب ہون تو مین مسلمان ہو جاؤن
اور اگر مین آپکو زیر کرون تو آپ میرا دین قبول کرین اور یہ جو آپنے فرمایا کہ مین کافر کے ہاتھ سے شراب نہین پیتا ہون
اسکا جواب یہ ہو کہ یہ ساقی جو شیشہ و ساغر لیے ہوے کھڑا ہو یہ مسلمان ہو اور یہ شراب بھی اِسی کے گھر کی ہو اور یہ جو ساقی
دوسرا ہو یہ مسلمان نہین ہو آپ اسکے ہاتھ سے شراب نہ پیجیے مسلمان کے ہاتھ سے میکشی کیجیے مین نے پہلے ہی مسلمان
ساقی تجویز کر رکھا تھا غرضکہ علمشاہ نے شرائط مندرجہ فرامرز بن قارن منظور کرکے فرمایا کہ اچھا میکشی کو ایک ساقی نے
اول ساغر علمشاہ کو دیا شاہزادے نے شراب پی پھر دوسرے ساقی نے دوسرے شیشے سے شراب جام بلورین مین
انڈیل کر فرامرز کو دیا فرامرز نے بھی شراب پی اتنی دیر مین خواجہ بھی بشکل خدمتگار مذکور بارگاہ مین داخل ہوے اور
پس پشت فرامرز کھڑے ہوکر رنگ محفل دیکھنے لگے سیارہ بن عمرو بھی عقب علمشاہ کھڑا تھا کیفیت بزم دیکھ رہا تھا جب
دو تین جام علمشاہ نے پیے اور دو تین جام فرامرز بن قارن نے پیے اُسوقت فرامرز بن قارن بے اختیار بیہوش
ہوکر بالاے فرش گر پڑا نہنگ نے برہم ہوکر ساقی سے پوچھا ارے سچ بتا یہ کیسی شراب تھی کہ فرامرز بن قارن دو تین جام
پیکر بیہوش ہوگیا ساقی نے کہا اے ملک جی سچ تو یہ ہو کہ فرامرز نے ہمسے کہا تھا کہ ایک شیشۂ مے مین بیہوشی بکثرت ملانا اُسی
شیشے کی شراب شاہزادے علمشاہ کو پلانا اور ایک شیشے کی شراب مین بیہوشی نہ ملانا وہ شراب مجھکو پلانا پس بباعث
بلندی اقبال شاہزادے علمشاہ و نیجاوین شیشۂ شراب بیہوشی آمیز اُس شیشے کو سمجھا اور اِس شیشے کی شراب کو شراب ناب
تصور کرکے پلانے لگا اب معلوم ہوا کہ اُس شیشے کی شراب خالص ہو اور اِس شیشے کی شراب بیہوشی آمیز ہو اسیوجہ سے فرامرز
بیہوش ہوگئے بعض راوی نے اِس مقام پر یہ بیان کیا ہو کہ علمشاہ نے ساقی سے پوچھا اور ساقی نے راز نہان عیان کیا غرضکہ
بہرطور شاہزادے علمشاہ نے فرمایا جلد فرامرز کو ہوشیار کرو جب فرامرز بن قارن کو ہوش آیا علمشاہ نے اُس سے فرمایا
کہ اے فرامرز تم اپنے مہمان سے بدسلوکی کرتے ہو یہ کہکر تمام کیفیت شراب بیہوشی آمیز کی جو ساقی کے شیشے مین تھی بیان کی فرامرز
بن قارن محجوب ہوا بعد اسکے علمشاہ نے فرمایا ایک شرط تو ہم جیتے دیکھ لو تمنے کہ ہم بیٹھے رہے اور تم گر پڑے مثل مشہور ہو کہ ظرف
ذرا سی شراب مین مملو ہوکر ابل پڑتا ہو اسمین تم یہ اسوقت امتحان ہوگیا باقی رہی ایک شرط جب تمھارا دل چاہے طبل جنگ بجواکر مجھسے
مقابلہ کرنا اگر خدا چاہیگا تو شرط دیگر بھی جیتونگا یہ کہکر علمشاہ اُٹھے فرامرز بن قارن نے کہا اے شاہزادے ذیجاہ اگر آپ
میرے کہنے پر عمل کیجیے میرا دین اختیار کیجیے تو ممالک روم وغیرہ جو بعقد ملکہ مہر تاجدار نوشیروان اپنی دختر کے جہیز مین مجھکو دیگا
مین وہ سب ممالک آپکو دیدونگا علمشاہ نے مسکرا کر جواب دیا کہ اگر تم اسوقت مسلمان ہو جاؤ تو جسقدر اہل اسلام تمنے لشکر اسلام سے
ہنگام جدال قتل کیے ہین کسی کے خون کا تم سے انتقام نہ لون فرامرز بن قارن نے کچھ جواب نہ دیا علمشاہ بارگاہ سے نکلکر نشیۂ زین
پر بیٹھکر جانب لشکر اسلام روانہ ہوا سیارہ بن عمرو بھی ہمراہ رکاب چلا گیا خواجہ عمرو بھی بارگاہ سے نکلکر جانب لشکر اسلام چلے بارے جب
خدمتگار فرامرز بن قارن کو ہوش آیا جلد خاشاک و مٹی کو ہٹا کر نکلا فقط ایک ٹکڑا پرانی لنگی کا بندھا تھا اُسی صورت سے بارگاہ
فرامرز مین گیا اور کہنے لگا اے خداوند نعمت اسوقت مجھپر عجب واقعہ گذرا ہو حواس میرے بجا نہین ہین مین معلوم نہین زندہ ہون یا مُردہ ہون
بات کرتا ہون اسوجہ سے تو جانتا ہون کہ زندہ ہون اور قبر سے نکلکر جو آیا ہون اس سبب تصور کرتا ہون کہ مردہ ہون فرامرز بن قارن
اور نہنگ نے کہا او نالائق صاف صاف بیان کر مجھپر کیا واقعہ گذرا اُسنے عرض کیا مین بضرورت جاتا تھا ناگاہ ایک شخص راہ مین ملا مجھکو

ایک ویرانے مین لیگیا اور عطر سنگھایا پھر مجھکو نہین معلوم وہ کہان چلا گیا مجھسے کہتا تھا کہ میرے پاس عطر ہی بکواد واسوقت مجھکو ہوش
آیا دیکھا تو اُسی گوشۂ ویرانے مین زیر خاک خون بھرا ہوا ہون گھبرا کر دہانت نکلکر بھاگا دیکھیے میرے کپڑے بھی میرے جسم پر نہین ہین نہین
معلوم کیا ہوا ہی بختک نے ہنسکر کہا وہ عطر فروش یقیناً جناب فطرت آب خواجہ عمرو ہونگے اُنھون نے تجکو بیہوش کیا ہوگا تیری
شکل کا ایک شخص اس بارگاہ مین قبل اسکے کھڑا تھا ثابت ہوا وہ خواجہ عمرو تھے خیر اب جا کر خداوندونکو سجدہ کر جان تیری
بچگئی وہ جناب اکثر مار بھی ڈالتے ہین خدمتگار اپنے تئین زندہ جان کر چلا گیا بعد سجدہ کرنے خداوندون کے پھر اور کپڑے
اُس سے قیمتی پہنے یہان بختک نے فرامرز سے کہا کہ اے فرامرز بن قارن واہ واہ کیا خوب تمنے گرفتار کیا اگر علمشاہ چاہتا تو
تمھین کو اسیر کرکے لیجاتا فرامرز بن قارن نے کہا میری اسمین کیا خطا ہی ساقی نابکار نے سارا کھیل بگاڑ دیا شرط ہروا دی شرمندہ
بھی کیا لیکن ابھی ایک شرط اور باقی ہی یقین ہی کہ وہ شرط مین جیتونگا ہنگام مقابلہ علمشاہ پر غالب آؤنگا آج شبکو شہنشاہ
سے کہکر اپنے نام پر طبل جنگ بجواؤنگا بختک تو چلا گیا فرامرز بن قارن نے اُس ساقی کو بلا کر بخوبی زدوکوب کرکے اپنی
بارگاہ سے نکالدیا اور علمشاہ مع سیارہ اور خواجہ عمرو لشکر اسلام مین پہونچے خواجہ نے علمشاہ سے کہا کیون بیٹے
تمسے پہلے ہی کہا تھا کہ فرامرز بن قارن گرفتار کریگا آخر وہی ہوا جو مین نے کہا تھا علمشاہ نے کہا بیشک جو آپ نے کہا
تھا وہی ہوا لیکن خدا نے مجھکو اُسکے شر سے محفوظ رکھا جب دو دن گذر کے شام ہوئی وقت دربار فرامرز بن قارن
بارگاہ نوشیروان مین گیا اور سلام کرکے قریب تخت نوشیروان اپنے دنگل پر بیٹھا جب دربار بخوبی آراستہ
ہوا فرامرز بن قارن نے عرض کیا اے شہنشاہ علمشاہ پسر حمزۂ صاحبقران فے الحال آیا ہی مین نے سُنا ہی کہ
وہ نہایت جری و قوی ہی لہذا چاہتا ہون کہ اُس سے مقابلہ کرکے اُسکی دلیری و قوت کا امتحان کرون اور
باقبال شہنشاہ اُسکو اسیر کرکے لے آؤن آج آپ پھر میرے نام پر طبل جنگ بجوائیے نوشیروان نے طبل جنگ
بجوایا ہرکارے لشکر اسلام کے خبر نواخت طبل جنگ لیکر فوراً بارگاہ خواجہ عبدالمطلب مین اسوقت پہونچے کہ
دربار آراستہ تھا علمشاہ اور لندھور بن سعدان اور بہرام گرد اور کرب غازی وغیرہ سرداران نامی
بیٹھے ہوئے تھے ہرکارون نے بعد بجالانے دعا و ثناے شاہی کے عرض کیا کہ اسوقت نوشیروان نے بنام
فرامرز بن قارن طبل جنگ بجوایا ہی عزم اُسکا ہی کہ صبح کو میدان مین آکر صف آرا ہو اور کچھ فساد برپا کرے باقی
خیر و عافیت ہی خواجہ عبدالمطلب نے ارشاد کیا کہدو ہمارے لشکر مین بھی بتائید ایزدی طبل جنگی بجایا جائے چنانچہ
بموجب ارشاد نقارۂ سکندری پر چوب لگائی گئی زمین تھرائی گنبد فلک ہلگیا مردمان نوشیروان ڈر گئے دل اُنکے
صدمے نقارۂ سکندری سے دہل گئے اہل اسلام صداے نقارۂ سکندری سُنکے خبردار ہوے بعد بجنے نقارۂ حربی
کے دربار خواجہ عبدالمطلب نے برخاست کیا علمشاہ اور جملہ سرداران لشکر اسلام بارگاہ سے اُٹھکر اپنی بارگاہ
اور خیام مین آئے دو ایک سردار براے طلائیۂ لشکر بیدار رہے اور حفاظت لشکر کیا کیے باقی سردار تیاری جنگ مین
مصروف ہوے جب وہ وقت آیا کہ حکم خالق لیل و نہار سے تاریکی شب دور ہوئی اور روے نورانی سحر سے تمام
دنیا روشن و پر نور ہوئی مرغان خوش الحان سحر حمد الٰہی سے چہچہے کرنے لگے نسیم چلنے لگی غنچے شگفتہ ہونے لگے اہل اسلام
بہر عبادت خالق خاص و عام اپنے اپنے بستروں سے اُٹھے اور بعد فراغ امور ضروری وضو کرکے فریضۂ سحری ادا کرنے لگے
علی الخصوص خواجہ عبدالمطلب بادشاہ لشکر اسلام و علمشاہ و لندھور بن سعدان وغیرہ نامی نے برجوع قلب نماز
پڑھی اور ہر ایک نے براے فتح و نصرت پروردگار سے دعا کی جب بادشاہ لشکر اسلام بارگاہ سے برآمد ہوے جملہ سرداروں نے براے
آداب و تسلیم سر جھکائے بادشاہ لشکر اسلام نے ہر ایک سردار کا سلام لیکر اور جواب دیکر حکم کیا کہ لشکر ظفر اثر جانب میدان مصاف روانہ ہو

بموجب حکم بعد سوار ہونے خواجہ عبد المطلب کے جملہ صغیر و کبیر مرکبون اور فیل پر سوار ہوے ڈنکے پر چوب پڑی باجے جنگی بجے شقے علمونکے کھلے نشان لشکر آگے بڑھا فوج مثل مور و ملخ یا مانند موج دریا بڑھی بعد رادگی کرنیکے خواجہ عبد المطلب نبردگاہ مین اصدکرو فر سے پہنچے اُدھر سے نوشیروان فوج کثیر ہمراہ لیکر آیا بعد درست ہونے میدان جنگ و صفوف آرائی ہر دو لشکر کے نقیب و کرکیت دونون لشکرونسے نکلکر بیچ میدان میں آئے اور باواز بلند جوانان لشکر سے اسطرح کہنے لگے نظم

کہ مشہور دنیا میں ہوجاؤ مرد
بساط اُنکی کیا یہ ہین نامرد و مخنیف
کرو تیغ بران سے اُنکو دو نیم

نہ بازآؤ لڑنے سے اکدم بھی آج
نہین فوج دشمن کا مطلق وقار

خجل تمسے ہو روح رستم بھی آج
ہر اک صف ہو باجو شونکی قطار

دلیرو کرو آج ایسی نبرد
صف آرا ہو میدان مین جو حریف
لڑو اُنسے اسوقت بے خوف و بیم

جب نقیب اور کرکیت جوانونکو مستعد و آمادہ جنگ کرچکے جنگاہ سے علیحدہ جاکر ٹھہرے اُسوقت جتنے بہادر اور دلیر تھے اُنھون نے شوق جنگ مین قبضونپر تلوارونکے ہاتھ ڈالے فرط شجاعت و غیظ سے چہرے گلرنگ ہوگئے اپنے اپنے حریف کو تاکنے لگے ہنوز کچھ دیر نہوئی تھی کہ فرامرز بن قارن نے نوشیروان سے اجازت جنگ لی اور مرکب پر سوار ہوکر میدان کارزار مین آیا اور فرس کو روک کر پکارا کہ ای شاہزادے علمشاہ آؤ مجھسے مقابلہ کرو فی الفور علمشاہ خواجہ عبد المطلب سے اذن حرب لیکر اور اشقر پر سوار ہوکر روبروے فرامرز بن قارن آئے فرامرز بن قارن نے کہا او شاہزادے علمشاہ آپ بالاے اشقر دیوزاد سوار ہین میری تہ ران مثل اشقر مرکب نہین ہے پس لطف نبرد اُسوقت ہے کہ مانند میرے گھوڑے کے آپ بھی ایک اور سمند پر سوار ہوجیے علمشاہ نے منظور کیا فوراً سیارہ بن عمرو اور ایک مرکب بری پیکر لشکر سے لیکر آیا علمشاہ اشقر سے اُترکر اُس گھوڑے پر سوار ہوے سیارہ اشقر دیوزاد کو لشکر مین لیگیا غرض جب علمشاہ مرکب دیگر پر سوار ہوے اسوقت باہم نبرد ہوئی دیکھنے والون نے دیکھا کہ گھوڑا فرامرز کا پانچ قدم پیچھے ہٹ گیا اور فرس علمشاہ قریب ایک قدم پس پا ہوا فرامرز نے برہم ہوکر مرکب ران مین دباکر آگے بڑھایا اور نیزہ اُٹھاکر سینۂ علمشاہ کو تاک کر مارا اودھر علمشاہ نے بفن سپاہ گری نیزے کو اپنے نیزے پر روکا اُسوقت دیکھنے والون کو ثابت ہوا کہ دو افعی زبانین نکالے ہوے بالاے ہوا باہم لپٹے ہین اور دونونکے منھ سے شرارے نکلتے ہین علمشاہ نے ضرب نیزہ روک کر خود بھی نیزے کا وار کیا فرامرز بن قارن نے نیزے کو خالی دیکر دوبارہ نیزہ مارا علمشاہ بھی ضرب نیزہ سے بچے اسیطرح تادیر نیزہ بازی ہوئی آخر بعد سوا سو طعن ہاے نیزے کے علمشاہ نے ایک بند نادر باندھکر کہا ای فرامرز بن قارن ہوشیار ہوجا کہ نیزہ تیرے ہاتھ سے چھٹ جائیگا فرامرز بن قارن نے ہنسکر جواب دیا نیزہ میرے ہاتھ سے ہرگز نہ نکلیگا آپ اپنے نیزے کو سنبھالیے ابھی فرامرز یہ کہہ رہا تھا یکایک علمشاہ نے برہم ہوکر بند نیزہ تو باندھ ہی چکے تھے گھوڑا آگے بڑھایا ہر چند فرامرز نے روکا مگر نیزہ نہ رک سکا آخرکار نیزہ ہاتھ سے نکل گیا اور بہت دور جاکر وہ نیزہ گرا اُسوقت ہر ایک اہل اسلام نے شور تحسین و آفرین بلند کیا خصوصاً رومیان شوخ طبع نے وہ شور و غل بلند کیا کہ آوازین اُنکی گنبد دوار سے بھی گذر گئین خواجہ عمرو نے سفید مہرہ خوش ہوکر بجایا ناظرین پر واضح ہو کہ آواز سفید مہرہ کی جو نسبتہ کوس تک جاتی ہے اور دیو اُسکی آواز سُنکے ناچنے لگتا ہے جب آواز سفید مہرے کی بلند ہوئی گھوڑے لشکر نوشیروان سے خائف ہوکر سوارون کو اپنی پشت سے گراکر بے اختیار سوے صحرا بھاگے ہرگز سوار اُنکے روکے سے نہ رکے خصوصاً مرکب فرامرز بن قارن کا کثرت خوف سے الف ہوگیا اور چاہا اُسنے کہ فرامرز کو زمین پر پٹک کر نبردگاہ سے بھاگ جاؤن اور جان اپنی ایسی بلاے عظیم سے کہ جسکی آواز ایسی ہیبت ناک ہے بچاؤن لیکن فرامرز نے بہزار مشکل گھوڑے کو سنبھالا اول تو نیزہ ہاتھ سے جو نکلگیا تھا برہم تھا اب اور بھی غضبناک ہوا فوراً تیغہ گرانبار میان سے کھینچکر خبردار خبردار کہکر گھوڑے کو مہمیز کرکے آگے بڑھایا اور تیغہ سر علمشاہ پر بقوت تمام لگایا علمشاہ نے

ضرب تیغہ گران سے سر کو بچایا لیکن تیغ ایال فرس علمشاہ پر گرا گردن اسکی قلم ہوئی ہنوز گھوڑا ہلاک ہوکر زمین پر نہین گرا تھا
کہ علمشاہ بصد عجلت برہم ہوکر پشت فرس سے کودے اتنی دیر مین گھوڑا زمین پر گرا چونکہ گھوڑون کی گردش
سے میدان کارزار مین گرد و غبار بلند تھا فرامرز نے خیال کیا کہ مین نے علمشاہ کو قتل کیا یہ خیال کرکے فرامرز
نے بہ آواز بلند کہا کہ ای شہنشاہ آپ کے اقبال سے مارا مین نے علمشاہ کو نوشیروان وغیرہ صداے فرامرز
بن قارن سنکے نہایت خوش ہوے اور صداے تحسین و آفرین جملہ اہل لشکر نے بلند کی علمشاہ نے اسی عالم شور
و غل اور کثرت گرد و غبار مین زیر فرس فرامرز بن قارن جاکر فرس فرامرز کو مع فرامرز بن قارن زمین سے اٹھاکر
بالاے سر بلند کیا اور یہ نعرہ کیا نعرہ علمشاہ رومی شہ فیل زور ؛ کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور ؛ فرامرز بن قارن
اپنے تئین زمین سے بلند دیکھکر اور نعرۂ علمشاہ سنکر نہایت گھبرایا فوراً مرکب سے کود کر بالاے زمین آیا
علمشاہ نے اسکے مرکب کو اسطرح بالاے زمین ٹپکا کہ وہ پیوند زمین ہوگیا استخوان فرس چور چور ہوگئے پہلے اہل
اسلام کو تردد ہوا تھا اب صداے نعرۂ علمشاہ سنکر اور فرس فرامرز بن قارن کو پیوند زمین دیکھکر سب خوش
ہوے اور پھر یکبارگی ہر ایک نے لشکر اہل سلام مین شور مرحبا بلند کیا اُدھر نوشیروان وغیرہ کو تردد ہوا او خیال
کیا کہ علمشاہ زندہ ہے فرامرز پر کوئی آفت آئی ہے غرض علمشاہ نے اپنے گھوڑے کے قتل کرنیکا انتقام فرامرز
بن قارن سے بخوبی لیا ناظرین عالی فہم پر واضح ہو کہ دفتر مین مصنف دفتر نے لکھا ہے کہ علمشاہ اشقر دیوزاد پر
سوار ہوکر میدان مین آئے ہنگام مقابلہ فرامرز بن قارن نے اشقر کو زخمی کیا بعد ازان علمشاہ نے مرکب
فرامرز بن قارن کو ہلاک کیا جیسا کہ لکھا گیا ہے لیکن اس مقام پر شیخ تصدق حسین صاحب داستان گوے
بےعدیل کہتے ہین کہ اشقر دیوزاد کا یہان زخمی ہونا اچھا نہین ہے ہان دست ایرج سے زخمی ہوتا ہے دو دانت بھی
ٹوٹ جاتے ہین پس بموجب کہنے شیخ صاحب موصوف کے اس مترجم نے بھی یہان اشقر دیوزاد کو زخمی نہین کرایا
اور دوسرے گھوڑے کو ہنگام جدال دست فرامرز بن قارن سے قتل کروا ڈالا الحاصل جب علمشاہ نے
فرامرز کے مرکب کو ہلاک کیا اسوقت فرامرز نے از حد غضبناک ہوکر علمشاہ پر تیغہ خون آلود کا وار کیا
علمشاہ نے بازعہ تیغہ گرانباری دیکھکر بفن سپاہ گری بند دست فرامرز پر ہاتھ ڈالکر جھٹکا دیکر تیغہ ہاتھ سے
چھین لیا اہل اسلام یہ حال دیکھکر پھر خرم و شاد ہوے نوشیروان رنجیدہ و ملول ہوا بعد چھن جانے تیغے
کے فرامرز بن قارن نے بصد قہر و غضب زنجیر کمر علمشاہ مین ہاتھ اپنا ڈالدیا علمشاہ نے بھی فرامرز کو مائل کشتی
دیکھکر زنجیر کمر مین پنجۂ قوی ڈالکر زور کرنا شروع کیا جب نوشیروان اور خواجہ عبد المطلب کو معلوم ہوا کہ یہ دونون
دلیر صحراے شجاعت کے شیر مائل کشتی ہین فی الفور دونون جانب سے بیلدار اور کلنگ بردار حکم پاکر نکلے اُنھون نے
ایک چشم زدن مین اکھاڑا نہایت تحفہ بنادیا بعد جانے بیلدارون کے پھر دونون دلیر دامن گردانکر اکھاڑے
مین شیرانہ اور نہنگانہ کشتی لڑنے لگے اُدھر نوشیروان نے بالاے زمین فرش نفیس بچھواکر تکیہ معقول ستادہ
کرکے تخت اپنا بالاے فرش رکھوایا پھر اُسی فرش پر صدہا کرسیان جواہر نگار قطار در قطار رکھوائین اُن
کرسیون پر سرداران لشکر آکر بیٹھے بختک بعہدۂ وزارت کھڑا رہا لشکر اور پیادے بھی اُسی میدان وسیع مین
زمین پوش بچھاکر گھوڑونکو ساتھیونکے حوالہ کرکے برغبت تمام کشتی دیکھنے لگے اسیطرح خواجہ عبد المطلب نے بھی اپنے
لشکر مین سامان کرنیکا حکم دیا جب بخوبی سامان ہوچکا خواجہ عبد المطلب و جملہ سرداران نامی و جوانان لشکر اسلام تخت اور
کرسیون اور فرش زرنگار پر بیٹھکر تماشاے کشتی دیکھنے لگے جب علمشاہ فرامرز بن قارن کو بقوت بازو ریلکر پیچھے لیجاتا تھا

اور ارادہ زیر کرنیکا کرتا تھا اہل اسلام خوش ہو گئے تھے اور جب فرامرز بن قارن لنگر اپنا قائم کرکے دو ایک قدم علمشاہ کو ریلکر
ہٹا دیتا تھا نوشیروان اور سرداران نوشیروان خوش ہوتے تھے دمبدم دونون داؤن پیچ کرتے تھے قصد دستی زبردستی
کرنیکا کرتے تھے کبھی علمشاہ اُکھیڑ لگاتے تھے فرامرز بن قارن اُکھیڑ سے بچتا تھا گاہ فرامرز بن قارن گردھالوٹ کا داؤن
کرتا تھا علمشاہ ہنسکر اُس احمق کے پیچ سے بچتے تھے غرض دونون دلیر شیرانہ لڑ رہے تھے کشتی پھرتی کے ساتھ ہو رہی تھی
فرامرز بن قارن کو پسینا آگیا تھا کسیقدر دم بھی آگیا تھا مردمان لشکر جابجا بیٹھے ہوئے کشتی دیکھ رہے تھے لشکر دنگی بازارین
آراستہ تھین تماشائی بھی صدہا علاوہ اہل لشکر کے جمع تھے وہ بھی بیٹھے ہوئے سیر کشتی کر رہے تھے اکثر فیولی بھی دریان
بچھاکر بیٹھے ہوئے نیشکر ولایتی چاقو سے نہایت خوبی کے ساتھ چھیلتے جاتے تھے اور کشتی بھی دیکھتے جاتے تھے دمبدم اُڑا
رہے تھے افیون چینی کے پیالون مین گھل رہی تھی گنڈیریان اڑائے رومال مین کا نکر جمع کر رہے تھے ناگاہ از جانب گرد بر خاست
گرد سے تیرہ تیرہ سر گرد با سمان رسیدہ مردمان لشکر جابجا بیٹھے یا تو کشتی دیکھ رہے تھے یا سوے گرد و غبار دیکھنے لگے اسوقت
نوشیروان نے متردد ہوکر اپنے چند سردارون سے کہا کہ جلد جاؤ اور دیکھو کہ جمعیت سپاہ فراوان اسطرف کون آتا ہے سرداران
مذکور بموجب حکم روانہ ہوے لشکر اسلام سے فقط خواجہ عمرو بقصد عجلت جانب غبار چلے جب وہ غبار ہوا سے دفع ہوا خواجہ
نے اثناء راہ مین دیکھا ایک سردار نہایت زبردست گینڈے پر سوار ہو پس پشت اُسکے ایک لاکھ چالیس ہزار جوانان تیغزن
ہین اور ایک سو چالیس علم ہمراہ لشکر ہین سردار لشکر بڑے کبر و نخوت سے گینڈے پر بیٹھا ہوا ہے ابرو پر شکن ہے آنکھین قہر آلود
ہین دست و بازو زبردست ہین خواجہ عمرو نے اُسکو نہ پہچانکر فی الفور ایک مسافر کی شکل بنکر آگے بڑھکر ایک سوار سے پوچھا ای برادر
یہ لشکر کہانسے آتا ہے کہان جائیگا اور تمھارے سردار لشکر کا کیا نام ہے اُس سوار نے کہا آگاہ ہو کہ ہمارے سردار لشکر کا نام دیوخان
ہے بیٹے صلصال کے ہین اور صلصال فرزند دال کا ہے اور دال بیٹا دیو کا ہے اور دیو بیٹا شمامہ جادو کا ہے باعث انکے آنیکا یہ ہے کہ
ایک وزرا کے باپ کے دربار مین امرا و وزرا وغیرہ نے ذکر کیا کہ ایک شخص حمزہ صاحبقران خانہ کعبہ کی سرزمین پر پیدا ہوا ہے اُسکی
ذات سے ہزارون بلکہ لاکھون اشخاص مسلمان ہوے ہین اُسنے دین خداپرستی پھیلایا ہے اور اب نوشیروان بادشاہ سے اُسکے سرداران
لڑ رہے ہین صلصال نے پوچھا کیا ہمارے دین کے علاوہ اُسنے اپنا دین علیحدہ مروج کیا ہے وزرا نے عرض کیا ہان خداوند نعمت
یہ سنکے صلصال کو کمال غصہ آیا ہے چنانکہ صلصال کی سوا سو بیٹیان اور ساڑھے چار سو فرزند ہین اور جملہ فرزند دربار مین
آکر بیٹھتے ہین پس پدر دیوخان نے اپنے فرزندون کیطرف دیکھکر کہا تم مین سے کون ایسا جری ہے کہ اسیوقت فوج جرار لیکر
جائے اور نوشیروان کی مدد کرے اور جملہ مسلمانونکو قتل کرے اور خانہ کعبہ کو منہدم کرے پس ای مسافر اور تو کسی نے
جواب نہ دیا لیکن ہمارے سردار دیوخان اُٹھ کھڑے ہوے اور باادب کہنے لگے کہ مین جاکر حکم آپکا بجا لاؤنگا چنانچہ
بموجب حکم پدر یہ آئے ہین نوشیروان کی جانب سے مسلمانونسے لڑینگے ایکدن مین جملہ لشکر اسلام کو قتل کر ڈالینگے پھر خانہ کعبہ
کیطرف جائینگے وہانکے رہنے والونکو قتل کرکے خانہ کعبہ کو گرا دینگے یہ کہکر سوار تو ہمراہ لشکر آگے بڑھا خواجہ نے اپنے دلمین کہا
خداوند کریم دیوخان کے مطالب دلی بر نہ لائے جس ارادہ سے آیا ہے یہ ارادہ اُسکا پورا نہو یہ دلمین کہکر وہانسے بقصد عجلت لشکر اسلام
مین آئے اور خدمت بادشاہ اسلام مین جاکر جو کچھ دیکھا اور سُنا تھا عرض کیا پھر اکثر سردارونسے احوال دیوخان کا بیان کیا
ہر ایکنے کہا خدا اُسکے شر سے محفوظ رکھے ابھی خواجہ سے سردار لشکر اسلام باتین کر رہے تھے یکا یک سرداران لشکر
نوشیروان دیوخان کو ہمراہ لیکر لشکر مین داخل ہوے دیوخان نے نوشیروان کو بوجہ اُسکے محسن ہونیکے سلام کیا
لیکن بکراہت پھر پوچھا کہ لشکر اسلام کسطرف ہے نوشیروان نے اشارے سے بتایا اسطرف ہے دیوخان نے یہ بھی خیال
کیا کہ اکھاڑے مین دو دلیر لڑ رہے ہین لاکھون آدمی کشتی دیکھ رہے ہین فوراً اپنا گینڈا آگے بڑھایا اور اپنے سرداران لشکر سے

کہا جلد سے کل فوج ان مسلمانون پر یکبارگی حملہ کرو حتی الامکان کسی کو زندہ نرکھو بمجرد حکم دیوخان سرداران لشکر دیوخان نے
کل لشکر ہمراہ لیکر اہل اسلام پر حملہ کیا جملہ اہل اسلام مرکبون سے اُتر اُتر کر بیٹھے ہوے کشتی دیکھ رہے تھے جبتک کہ مرکبون پر سوار
ہون دیوخان کے لشکر نے کئی سو مردان لشکر اسلام قتل کر ڈالے تھوڑی دیر مین بعد عجلت جملہ سرداران لشکر اسلام مرکبون پر
سوار ہوے لندھور فیل میمونہ پر سوار ہوا لشکری بھی بصد مشکل گھوڑون پر بیٹھے اور تیغین کھینچکر لشکر دیوخان سے لڑنے لگے
ادھر نوشیروان نے بھی جنگ مغلوبہ کا حکم دیا لشکر نوشیروان بھی بڑھا تینون لشکر ملگئے تلوار چلنے لگی اسی جنگ مغلوبہ مین فرامرز بن
قارن علمشاہ کے پنجہ قوی سے نکل گیا اہل لشکر درمیان مین آگئے علمشاہ نے بھی تیغہ کھینچکر لڑنا شروع کیا اسی جنگ مین
ایک سوار کو قتل کرکے اُسکے گھوڑے پر سوار ہوکر جنگ رستمانہ شروع کی فرامرز بن قارن بھی اہل اسلام سے لڑنے لگا نعرے
دمبدم دلیران لشکر کرنے لگے باجے جنگی لشکرون مین بجنے لگے نقیبان خوش آواز بآواز بلند جوانونکے دل بڑھانے لگے
اہل اسلام مرگ کو زندگی سے بہتر جانکر بیخوف وخطر شیرانہ لڑنے لگے لاشے مردان ہر سہ لشکر کے زمین پر گرنے لگے برق شمشیر
چمکنے لگی گھٹا سیاہ ڈھالون کی اُٹھی بارش خون کشتگان ابر تیغ سے ہونے لگی بہادران لشکر رعد آسا نعرے کرنے لگے جوانون
مثل آنسوونکے کٹ کٹکر گرنے لگے سیل خون کشتگان کا میدان رزم مین ظہور ہوا کھاڑے مین خون کشتگان اسقدر جمع ہوا کہ
مانند تالاب نظر آنے لگا سر اور خود کشتونکے جو اُس لہو کے تالاب مین پڑے تھے مانند حباب نظر آتے تھے اور جو ہاتھ جوانونکے
شانونسے قلم ہوے تھے وہ اُس تالاب مین مانند ماہیان سرخ رنگ نظر آتے تھے ہر طرف برق جہندہ شمشیر سے قصر ہاے تن گر رہے
تھے زخمیونکے زخمونسے مانند پرنالونکے خون جاری تھا بار بار مینھ تیرونکا برستا تھا اُس جنگ مغلوبہ مین سامان فصل بارش پایا جاتا تھا
راوی بیان کرتا ہے کہ عنقریب شام علمشاہ عالی مقام جنگ رستمانہ کرتے ہوے قریب دیوخان کے پہونچگئے تھے کچھ سواران لشکر
دیوخان درمیان مین تھے علمشاہ نے ارادہ کیا تھا کہ ان سوارونکو قتل کرکے دیوخان کو تہ تیغ کرونگا ہنوز علمشاہ قریب تر
دیوخان کے نہ پہونچے تھے کہ بختک نے نوشیروان سے کہا اے شہنشاہ جلد طبل بازگشت بجوائیے دیکھیے وہ علمشاہ قریب
دیوخان لڑتا ہوا پہونچا ہے اگر تھوڑی دیر اور طبل جنگ نہ بجوائیے گا تو یقیناً دیوخان علمشاہ کے ہاتھ سے مارا جائیگا
نوشیروان نے بموجب کہنے بختک نابکار کے قبل شام طبل بازگشت بجوادیا جب صداے طبل بازگشت بلند ہوئی اہل اسلام
نے جنگ کرنے سے ہاتھ روکا دیوخان اپنے لشکر کو لیکر پہلے میدان جنگ سے الگ جاکر کھڑا ہوا پھر لشکر نوشیروان لشکر اسلام سے
علحدہ ہوکر ہمراہ نوشیروان چلا دیوخان بھی مع اپنی جملہ سپاہ کے ہمراہ نوشیروان میدان مصاف سے روانہ ہوا اس لڑائی
مین ہزارہا مردان لشکر کام آئے ہزارہا زخمی ہوے غرض بعد جانے نوشیروان اور دیوخان کے خواجہ عبدالمطلب
بھی اپنے لشکر کو ہمراہ لیکر مع جملہ سردارونکے جانب فرودگاہ لشکر چلے اُدھر نوشیروان اپنی بارگاہ مین داخل ہوا ادھر بادشاہ
لشکر اسلام زخمیون کے علاج کرنیکا حکم دیکر فرودگاہ لشکر مین پہونچکر داخل بارگاہ فلک اشتباہ ہوے جب وہ شب بسر ہوئی
ہنگام سحر نوشیروان بالاے تخت بارگاہ مین آکر بیٹھا سرداران لشکر حاضر دربار ہوے دیوخان بھی دربار مین جاکر
نوشیروان کو سلام کرکے بیٹھا یہان لشکر اسلام مین خواجہ عمرو کا دل گھبرایا فی الفور جانب بارگاہ نوشیروان روانہ ہوے
اثناے راہ مین ایک خدمتگار کو بیہوش کرکے مثل اُسکی شکل کے اپنی صورت رنگ و روغن بناکر خدمتگار نوشیروان کو
ایک گوشے مین مخفی کرکے جلد تر چلے اور داخل دربار نوشیروان ہوے خواجہ عمرو بارگاہ مین بشکل خدمتگار کھڑے تھے
کہ دیوخان نے نوشیروان سے کہا کل آپ نے قبل شام طبل بازگشت بیکار بجوادیا مین شام تک نصف لشکر اسلام کو
قتل کرڈالتا حمزۂ صاحبقران کو اسیر کرلیتا کیونکہ میرے والد نامدار نے مجھسے یہی فرمایا ہے کہ حمزہ کو اسیر کرکے جلد ہمارے پاس
ہمراہ لشکر قلیل ترکان روانہ کردینا خیر جو ہونا تھا وہ تو ہوا مگر اسوقت آپ حمزۂ صاحبقران کا کچھ نشان بتائیے تاکہ

دیو

مین ابھی جاکر حمزہ کو گرفتار کرلاؤن نوشیروان نے جواب دیا حمزہ صاحبقران کو تو ہمنے قید کرلیا ہے دیکھو وہ عقابین پر
حمزہ قید ہین دیو خان نے کہا آپ حمزہ کو بلائیے مین بھی دیکھون کہ وہ کیسی شکل وصورت کے ہین نوشیروان نے حمزہ
کو بلایا ملازمین قفس امیر باتوقیر عقابین سے اُتار کر بارگاہ مین لائے حمزہ صاحبقران نے برسم ملت اسلام اہل دربار
نوشیروان کو سلام کیا کسی نے جواب نہ دیا سواے خواجہ عمرو کے پھر خواجہ نے بزبان جنی یا بزبان عربی عرض کی قربان
ہون مین یا امیر تم یہین اس دربار مین موجود ہون کوئی اہل دربار سے تقریر عمرو نہ سمجھا پھر دیو خان نے حمزہ کو دیکھکر اپنے
ایک سردار لشکر سے مخاطب ہوکر کہا جلد قفس امیر کو اپنے ہمراہ لیجا اور خدمت والد مین پہونچا کر چلا آ وہ سردار اُٹھا اُسوقت
فرامرز بن قارن اور بختک نابکار نے مضطرب ہوکر کہا اے دیوخان حمزہ صاحبقران کو یہین رہنے دو تم اپنے والد کی
خدمت مین انھین نہ بھیجو ورنہ غضب ہوگا سرداران لشکر حمزہ فساد عظیم برپا کرینگے فی الحال کہ ہر وقت حمزہ کو وہ دور سے
دیکھتے ہین اسپر تو جنگ وجدل سے باز نہین آتے اور جب حمزہ اُنکی نظر سے مخفی ہوگئے تو زیادہ غضبناک ہوکر قیامت برپا کرینگے
لشکر شہنشاہ مین چندان نامور نہین ہین کہ اُنکو روکینگے اور اُنسے بخوبی لڑینگے دیو خان نے کہنا پذیرا نہ کیا اور اپنے
سردار لشکر سے کہا تو اس قفس کو لیجا سردار مذکور جانب قفس بڑھا خواجہ عمرو نے بختک کو اپنی آنکھ کا تل دکھایا اور اشارے
سے کہا امیر باتوقیر کو یہان سے اِس سردار کو نہ لیجانے دے ورنہ مین ابھی تجھکو مار ڈالونگا بختک خواجہ عمرو کو پہچان اور گفتگو
خواجہ باشارہ سمجھکر گھبرایا دل مین کہنے لگا یہ ذات پاک یہان تشریف فرما ہین انکا حکم بجا لانا چاہیے وگرنہ مجھے ضرور ہلاک
کر ڈالینگے یہ تصور کرکے دوبارہ بختک نے کہا اے دیو خان ہم سرداران لشکر امیر سے خائف ہین ہمین منظور نہین کہ قید
حمزہ کی یہانسے تمھارے والد کے پاس جائے دیو خان نے برہم ہوکر کہا مین تو کسی سرداران حمزہ سے ڈرتا نہین جسکو کہو
ابھی لشکر اسلام سے جاکر پکڑ لاؤن بختک نے مسکرا کر کہا اکثر سرداران لشکر حمزہ توانا قوی و دلیر ہین اگر تم کرب غازی
کو گرفتار کرلاؤ تو ہم جانین کہ تم بڑے بہادر ہو دیو خان یہ سُنکے غضبناک ہوا اور کہا حمزہ کو تو لیجاؤ عقابین پر قید کردو مین
ابھی جاکر کرب کو گرفتار کرکے لاتا ہون یہ کہکر شعلہ بینے عیار اور چند سردارونکو ہمراہ لیکر بارگاہ نوشیروان سے چلا خواجہ
جلد بارگاہ سے نکلکر راہ طے کرکے لشکر اسلام مین پہونچے اور کرب سے کہا اے فرزند ہوشیار رہو جاؤ دیو خان تمھین گرفتار کرنے
آتا ہے کرب نے مسکرا کر کہا اگر آتا ہے تو آئے کیا مجال اُسکی کہ مجھکو گرفتار کرکے لیجائے ابھی درمیان خواجہ اور کرب گفتگو ہورہی تھی
کہ یکایک دیو خان اکیلا کرب کے قریب آیا اور شعلہ وغیرہ کو تنہا راہ مین چھوڑ آیا ناگاہ قیاس خان سے پوچھا کرب
کہان ہین قیاس خان نے برہم ہوکر جواب دیا اے شخص نام کرب غازی کا بے ادبی سے زبان پر جاری نکر ورنہ سزاے
معقول دیجائیگی دیکھو وہ خیمۂ فلک رفعت انھین کا ہے دیو خان اُس خیمے مین گیا کرب نے اُسکو اپنا مہمان تصور کرکے اپنے
برابر کرسی جواہر نگار پر بٹھایا اور بخلق ومروت پیش آیا دیو خان نے کرسی پر بیٹھکر پھر پوچھا کرب کہان ہے کرب غازی نے
آزردہ ہوکر کہا اے دیو خان تمنے یقیناً نالائقونکی صحبت مین اتنی عمر بسر کی ہے زبان تمھاری اسیوجہ سے بُری ہے کلمات بیہودہ
زبان پر جاری کرتے ہو انجام اسکا بد ہے خیر کہو کرب سے تمھین کیا کام ہے کرب مین ہی ہون دیو خان نے کہا مین تو سمجھا تھا
کہ تو میرے یہان آنیکی خبر سُنکے بھاگ گیا لیکن تو یہان بیٹھا ہے شاید تجھکو میرے آنیکی خبر نہوئی خیر اب جلد اپنا ہاتھ بڑھا مین
تجھکو اسیر کرکے نوشیروان کے پاس لیجاؤن کرب نے برہم ہوکر جواب دیا کیا بیہودہ بکتا ہے اگر آیا ہے تو بیہودہ باتین نکر دیو خان نے
جسارت کرکے ہاتھ بڑھایا تا دست کرب غازی پکڑ کر گرفتار کرے اُسوقت کرب غازی نے غضبناک ہوکر ایک طمانچہ اِس
زور سے اُسکے رخسار پر مارا کہ دیو خان کرسی سے غش کھا کر گرا کرب نے فوراً اُسکو اسیر کرکے چوب خیمہ سے باندھ دیا جب دیو خان
کو ہوش آیا اپنے تئین بندھا پایا گھبرا کر بمنت عجز کہنے لگا کہ اے بہادر مین تجھے ایسا دلیر نہ جانتا تھا مجھ سے خطا ہوئی اب

مجھے چھوڑ دے کسی روز طبل جنگ بجوا کر میدان مین تجھسے مقابلہ کرونگا کرب نے اُسکے عجز کرنے پر خیال کرکے اسیوقت اُسکو
رہا کردیا دیوخان رہا ہوکر جس جگہ اُسکے سرداران لشکر مع شعلہ عیار ٹھہرے ہوے تھے پہونچا سردارونسے کہا تم بارگاہ
نوشیروان مین جاؤ نوشیروان سے کہدینا کہ دیوخان ہمارے سردار براے شکار سمت صحراے سبزہ زار گئے ہین بعد
فراغ شکار کرب غازی کو گرفتار کرکے آپکے پاس آوینگے سردار تو یہ سنکے چلے گئے فقط شعلہ عیار رہگیا دیوخان نے
تنہائی مین اپنے عیار شعلہ سے تمام حال گذشتہ بیان کرکے پوچھا تجھ سے ہوسکتا ہو کہ کسی تدبیر سے کرب غازی کو گرفتار کرکے
میرے پاس لے آئے اب مین بارگاہ نوشیروان مین بغیر گرفتار کرنے کرب کے جا نہین سکتا شرم دامنگیر ہی شعلہ نے دست بستہ
عرض کیا حضور جانب صحرا میرے ساتھ تشریف لیچلین بعد تھوڑی دیر کے مین کرب کو گرفتار کرکے آپکے حوالے کرونگا دیوخان
شعلہ سے خوش ہوکر جانب دشت چلا جب صحرا مین پہونچا شعلہ نے کہا اس درخت کے سایے مین تشریف رکھیے مین براے
گرفتاری کرب جاتا ہون یہ کہکر شعلہ لپکتا ہوا چلا اثناے راہ مین شعلہ ایک درخت سرسبز و شاداب کے نیچے ٹھہرا اور اپنی کسوت
عیاری سے گلدستہ زنگار رنگ بیہوشی آمیز نکالکر اُسی درخت کی شاخون مین چہار طرف لٹکا دیے پھر وہانسے روانہ ہوکر لشکر اسلام
مین آیا ایک سوار سے خیمہ کرب کا نشان پوچھکر خیمہ کرب مین گیا اتفاقاً اُسوقت کرب غازی تنہا اپنے خیمے مین بیٹھا تھا کوئی
پاس نہ تھا غرض شعلہ نے کرب کو سلام کیا دست بستہ عرض کیا خداوند نعمت اسوقت ہمارے مالک آقا دیوخان صحراے
سبزہ زار مین شکار کھیل رہے ہین آپکو بلایا ہو اور کہا ہو کہ اب مین آپ سے دشمنی نہ کرونگا ہرگز مجھسے نہ ڈرے گا میرے پاس
چلے آیے گا کرب نے تقریر شعلہ سنکے خیال کیا اگر مین دیوخان کے پاس نہ جاؤنگا تو وہ سمجھیگا کہ کرب غازی مجھسے ڈرگیا
اسیوجہ سے نہ آیا یہ خیال کرکے کرب غازی ہمراہ شعلہ عیار کے چلا بعد قطع راہ جب شعلہ اُس درخت کے نیچے پہونچا جس
درخت کی شاخون مین گلدستے بیہوشی لٹکائے تھے کہنے لگا حضور اس درخت کے سایے مین توقف کرین مین اپنے مالک سے
جاکر آپکی تشریف آوری کا عرض کرون اُنھین یہان بلالاؤن کرب نے کہا اچھا جاؤ مین یہان کھڑا ہون شعلہ تو وہان سے
آگے بڑھکر ایک جھاڑی مین پنہان ہوکر جانب کرب دیکھنے لگا مگر کرب غازی نے جو اچھی طرح اُس درخت کے پھولونپر نظر کی
متحیر ہوکر خیال کیا کہ اس درخت مین کئی رنگ کے پھول کھلے ہین اور نہایت خوشبودار ہین یہ درخت عجائبات جہانسے ہی اسکے
کچھ پھول توڑکر سونگھنا چاہیے اور لشکر اسلام مین بھی لیجانا چاہیے ہر ایک سردار کو شاخین اسکی دکھاؤنگا سب سرداران
لشکر متحیر ہونگے یہ خیال کرکے کچھ شاخین توڑین اور چند پھول توڑکر سونگھے پھولونکا سونگھنا تھا کہ چھینک آئی کرب غازی
لڑکھڑا کر زمین پر گرا اور بیہوش ہوگیا شعلہ عیار نے جھاڑی سے نکلکر نعرہ کیا منم شعلہ عیار دیوخان یون عیاری کرتے ہین
غرض نعرہ کرکے اور اُس درخت کے نیچے آکر جلد چادر عیاری مین کرب غازی کو باندھکر پشتارہ دوش پر اُٹھا قطع
راہ کرکے دیوخان کے پاس پہونچا دیوخان پشتارہ کرب دیکھکر خوش ہوا پھر کرب کو عالم بیہوشی مین چھوڑکر شعلہ نے
اپنی کسوت سے ہتھکڑی اور بیڑی وغیرہ نکالکر طوق و سلاسل مین بخوبی گرفتار کرکے ہوشیار کیا دیوخان نے کہا ای
کرب مین تجھکو سامنے نوشیروان کے لیے چلتا ہون خبردار یہی کہنا کہ دیوخان نے مجھکو بقوت و جرات گرفتار کیا ہی
کرب نے اسکا تو کچھ نہ جواب دیا لیکن کہا کہ ای دیوخان تو نے مجھسے مکر و فریب کیا خیر دیکھا جائیگا دیوخان نے کہا
اب تم کیا کرسکتے ہو یہ کہکر کرب غازی کو کشان کشان بارگاہ نوشیروان مین لیگیا اور نوشیروان سے کہا دیکھیے
مین کرب کو گرفتار کرکے لے آیا بختک نے جواب دیا بقوت بازو گرفتار کیا ہوگا دیوخان نے کہا کہ تم کرب سے دریافت
کرلو بختک نے کرب سے پوچھا تمھین دیوخان نے کیونکر اسیر کیا ہو کرب نے تمام حال جو گذرا تھا بیان کیا دیوخان نے
برہم ہوکر تیغ کھینچکر وار کیا کرب نے ہتھکڑی پر تیغ کو جو روکا ہتھکڑی کٹگئی اُسیوقت کرب نے بڑھکر ہتھکڑی اُسکے سر

ماری اور تیغہ اُسکے ہاتھ سے چھین کر نعرہ کرکے اُسکی کمر پر لگایا دیوخان مانند خیارہ دو ٹکڑے ہو کر فرش پر گرا دربار مین تہلکہ پڑگیا پھر کرب نے طوق و سلاسل وغیرہ کو اپنے جسم سے مانند تار عنکبوت توڑ کر پھینکدیا اور تیغہ پکڑ کر کہا جسے روکنا ہو روکے مجھے یہانسے نہ جانے دے بختک نے کہا بسم اللہ آپ تشریف لیجائیے آپ کو کوئی نہ روکیگا کرب غازی یہ سُنکے بارگاہ سے نکلا حمزہ صاحبقران نے عقابین پر سے دیکھا کہ کرب نے ایک سائیس کو تیغ سے قتل کیا اور جو وہ مرکب باز زین ولجام آراستہ لیے ہوے کھڑا تھا اُسی مرکب پر سوار ہو کر اپنے لشکر کی راہ لی لشکر اسلام مین گرفتاری کرب غازی کی جو جمع ہوئی بارہ ہزار سواران جرار ہمراہیان کرب نے فوراً توق بجائے گھوڑون پر سوار ہوکے ارادہ روانگی جانب لشکر نوشیروان کیا یکایک کرب لشکر اسلام مین داخل ہوا اور تمام حال جو گذرا تھا بادشاہ لشکر اسلام وغیرہ سے بیان کیا بارگاہ نوشیروان مین جو دیوخان قتل ہوا سرداران نامی یہ خبر سُنکے آئے اور کہنے لگے افسوس ہم اُسوقت موجود نہ تھے ورنہ کرب کو بارگاہ سے جانے نہ دیتے ضرور قتل کرڈالتے غرض جب دیوخان قتل ہوگیا نوشیروان کو اُسکے ہلاک ہونیکا صدمہ ہوا سرداران لشکر

دیوخان لاشہ دیوخان کا اُٹھاکر نالان وگریان مع سپاہ جانب صلصال روانہ ہوے

داستان بادشاہ لشکر اسلام ہونا سلطان سعد کا اور لڑنا خواجہ عمرو کا کہنگ عیار سے اور آنا فرہاد یکضربی پسر لندھور کا اور لڑنا اُسکا اہل اسلام سے اور جانا خواجہ عبدالمطلب کا ہمراہ لندھور جانب مکہ اور آنا مکہ مین جمشید بن حنظلہ اور فرہاد یکضربی اور قلندر نقابدار کا اور لڑنا

ساقیا ساغر شراب پلا
ذکر سلطان سعد گاہ کرون
حال جنگ بہادران جہان
طبع عالی خدا نے دی ہو مجھے

نشہ مین حسن سے سارا پھر قصا
کچھ بیان حال عز وجاہ کرون
گاہ اچھی طرح کرون مین بیان
خوب قوت بیان کی ہو مجھے

داستان وہ تجھے سناؤن مین
کبھی احوال جنگ خواجہ عمرو
کیونکہ ہر رنگ پر ہون مین قادر
مئے گلگون کا جام گر پاؤن

ابھی حیرت مین محجھو لاؤن مین
کہون ای ساقی خجستہ سیر
رزم اور بزم سے بھی ہون ماہر
طبع کا رنگ اپنی دکھلاؤن

تاجداران اقلیم خوش بیانی و فرمانروایان کشور معانی حال تخت نشینی سلطان سعد و دیگر حالات اسطرح بیان کرتے ہین کہ بعد قتل ہونے دیوخان کے ایک روز وقت دربار خواجہ عبدالمطلب نے خواجہ عمرو سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اب شاہان جلیل القدر مانند لندھور وغیرہ کے لشکر اسلام مین آچکے ہین قبل تمنے بضرورت مجھکو بادشاہ لشکر اسلام کردیا تھا فی الحال تجویز کرکے اور کسی کو تخت پر بٹھاؤ خواجہ نے عرض کیا بعد مشورہ تعمیل حکم کرونگا جب دربار برخاست ہوا خواجہ نے سرداران نامی کو جمع کرکے کہا کہ فی الحال بادشاہ لشکر اسلام تخت نشینی سے باز آئے ہین ایکسی کو بادشاہ لشکر اسلام کرنا اب لازم ہوا پس مین تم سب سے پوچھتا ہون کہ کس شخص کو بالائے تخت بٹھایا جائے اکثر سرداران لشکر نے کہا ہمارے نزدیک مناسب یہ ہے کہ علمشاہ کو بادشاہ لشکر اسلام کا کیجیے عمرو نے منظور نکیا جب اُس محفل سے جملہ سرداران لشکر چلے گئے فقط سلطان سعد اور خواجہ عمرو باقی رہگئے اُسوقت سلطان سعد نے خواجہ سے کہا ای خواجہ مین آپکو تین ہزار تومان دونگا اگر آپ مجھکو بادشاہ لشکر اسلام کا کردیجیے خواجہ ذکر تین ہزار تومان کا سُنکر دل مین خوش ہوے حرص دامنگیر ہوئی لیکن جوابدیا ای سلطان سعد اسکا جواب تمکو دیا جائیگا سلطان سعد یہ تقریر خواجہ کی سُنکے خاموش رہے جب شام ہوئی خواجہ بالائے عقابین خدمت صاحبقران مین گئے اور عرض کیا کہ آپکے والد اب بادشاہی لشکر اسلام سے انکار کرتے ہین اگر آپ فرمائین تو سلطان سعد بادشاہ لشکر اسلام کردیے جائین امیر باتوقیر نے ارشاد فرمایا بہتر اور مناسب ہے کہ سلطان سعد تخت نشین کیے جائین خواجہ عمرو اجازت تخت نشینی سلطان سعد لیکر عقابین سے اُترتے تھے ناگاہ عیاران لشکر نوشیروان نے عمرو کو دیکھا شور وغل کرکے واسطے گرفتاری خواجہ عمرو جست و خیز کرکے لشکر اسلام مین آئے کسی عیار وغیرہ نے گرفتار نکیا جب وہ

شب بسر ہوئی صبح کو خواجہ نے سلطان سعد سے تین ہزار تومان لیکر نذر زنبیل کیے اور جملہ سرداران لشکر اسلام سے کہا کہ حمزۂ صاحبقران نے شب گذشتہ سلطان سعد کی تخت نشینی کے بارے مین حکم دیا ہے تم کیا کہتے ہو سبنے کہا جب حمزۂ صاحبقران نے انھین بادشاہ لشکر اسلام کرنیکا حکم دیا ہے ہمین بھی اُنکا بادشاہ ہونا منظور ہے چنانچہ خواجہ عمرو نے سلطان سعد کو بالاے تخت اُسیوقت بٹھا دیا سبکے پہلے علمشاہ نے سلطان سعد کو نذر دی پھر جملہ سرداران لشکر اسلام نے خوش ہوکر نذرین دین اور ہر ایک نے پاے تخت پر بصد ادب سر جھکایا اور تخت کا بوسہ لیا نقارچی حکم پاکر نقارے بجانے لگے شہنانواز مبارکباد گانے لگے ہر طرف لشکر اسلام مین شور تہنیت و مبارکباد بلند ہوا جشن تخت نشینی سلطان بخوبی ہوا اگر سامان جشن مفصل تحریر ہوتا تو نہایت طول ہوتا اسوجہ سے جشن مفصل تحریر نہین کیا گیا جب خبر جشن نوشیروان کو پہونچی نوشیروان نے سرداران اور عیارونسے پوچھا آج لشکر اسلام مین کیسی خوشی ہے باعث شادمانی کیا ہے عیارون نے عرض کیا اے شہنشاہ آج سلطان سعد لشکر اسلام کے بادشاہ ہوے ہین انھین کے بادشاہ ہونیکی یہ خوشی و مسرت ہے نوشیروان یہ خبر سُنکے نہایت ملول و محزون ہوا اور تادیر غمگین رہا دربار مین جملہ سردار بھی سر جھکائے بیٹھے رہے اُسیوقت مہتر کہنگ عیار دربار مین آیا اور نوشیروان کو بصد ادب سلام کرکے فرامرز بن قارن اپنے مالک مخدوم سے دست بستہ عرض کرنے لگا کہ جنگ سواران لشکر تو ہوا تم ہوئی اب مین امیدوار ہون کہ لڑائی پیادونکی ہو تمناے دلی ہے کہ خواجہ عمرو سے مقابلہ کرون ادھر سے مین جملہ عیارونکو اپنے ساتھ لیجاؤن اُدھر سے خواجہ عمرو جملہ عیاران لشکر اسلام کو ساتھ لیکر میدان نبرد مین آئین مجھسے مقابلہ کرین آپ شہنشاہ سے اس بارے مین اجازت لے لین اور خود بھی مجھے جنگ کرنیکی اجازت دین اور ہر امر مین میری اعانت کرین خصوصاً روپے سے میری امداد کرین تا مین سامان جنگ بخوبی کرون فرامرز بن قارن نے اپنے عیار کی التماس کو قبول کیا نوشیروان سے بھی اجازت اس جنگ کی لی لیکن کچھ سوچکر فرامرز نے کہا اے کہنگ مجھے یقین ہے کہ خواجہ عمرو تجھسے مقابلہ نکرینگے لڑنے سے انکار کرینگے اور تجھکو لازم کہ ایک رقعہ اپنی طرف سے خواجہ کو اِسی مضمون کا لکھ دیکھ تو وہ کیا جواب دیتے ہین اگر وہ اقرار لڑنے کا کرین تو پھر سامان جنگ کر کہنگ عیار نے بموجب کہنے فرامرز بن قارن کے اُسیوقت خواجہ عمرو کو ایک رقعہ لکھا مضمون اُس رقعہ کا یہ تھا کہ اے خواجہ عمرو اگر تم شاہ عیاران ہو تو ہمراہی جملہ عیاران لشکر کل ہنگام سحر میدان مین مجھسے مقابلہ کرو فنون عیاری دکھاؤ اور اگر مجھسے خائف ہوکر لڑنے سے انکار کرو تو شاہ عیاران اپنے تئین مشہور نہ کرو اور لکھدو کہ مین شاہ عیاران نہین ہون جب رقعہ لکھکر تمام کیا مہتر کہنگ عیار نے ایک عیار سراپا مکار کو بلاکر وہ رقعہ بطور نامہ دیا اور کہا جلد لشکر اسلام مین جاکر یہ رقعہ خواجہ کو دیدینا اور جواب اسکا لیکر جلد آنا عیار مذکور رقعہ لیکر روانہ ہوا اتفاقاً اُسوقت پہونچا کہ دربار آراستہ تھا جملہ سرداران لشکر دربار مین حاضر تھے سلطان سعد بالاے تخت رونق افروز تھے خواجہ عمرو بالاے کرسی جلوہ فرما تھے عیار مذکور الصدر نے داخل بارگاہ ہوکر بادشاہ اور خواجہ کو سلام کرکے وہ رقعہ خواجہ عمرو کو دیا عمرو نے رقعہ بخوبی پڑھا سلطان سعد اور جملہ سردارون نے پوچھا اے خواجہ یہ رقعہ تمھارے پاس کسنے بھیجا ہے اور مضمون رقعہ کیا ہے خواجہ نے کہا یہ رقعہ کہنگ عیار نے بھیجا ہے اور لکھا ہے کہ کل وقت صبح مجھسے مقابلہ کرو نہین تو شاہ عیاران اپنے تئین مشہور نکرو بادشاہ لشکر اسلام و جملہ سرداران عالی مقام نے پوچھا پھر تمھارا کیا ارادہ ہے عمرو نے بیان کیا مین اس رقعہ کے جواب مین یہ لکھے دیتا ہون کہ تجھسے نہ لڑونگا بادشاہ لشکر اسلام نے فرمایا آخر اے خواجہ کیون نہین لڑتے عمرو نے عرض کیا میرے پاس روپیہ نہین ہے جملہ سرداران لشکر اسلام میری افلاس و ناداری سے آگاہ ہین آپ بھی واقف ہین ظاہر ہے کہ مین چار روپیہ ماہواری کا پیادہ ہون بسر اوقات بھی بجہد مشکل ہوتی ہے اسقدر روپیہ کہانسے لاؤنگا جو لڑونگا اور لڑائی مین روپیہ صرف ہوتا ہے بغیر روپے کے کوئی کام نہین نکلتا ہے

روپیہ مشکلکشاے جہان ہو کسی اُستاد نے کیا خوب یہ شعر کہا ہو شعر ای زر تو خدا نہ ولیکن بخدا ستار عیوب و قاضی الحاجاتی ز روپے
سے انسان کی عزت ہوتی ہو روپے سے دلکو قوت ہوتی ہو زر سے ہر امر دشوار آسان ہو جاتا ہو روپے سے بشر غم و رنج سے نجات
پاتا ہو ہاے روپیہ عجب شی ہو اُسکے دیکھنے سے دل خوش ہوتا ہو آنکھونکو اُسکی چاندنی اور چمک اچھی معلوم ہوتی ہو کانونکو اُسکی
آواز بھلی معلوم ہوتی ہو زردار کو زیادہ اشتہاے طعام نہین ہوتی ہو اہل زر کو ایک قسم کا نشہ ہر وقت رہا کرتا ہو محتاج و مفلس
مثل میرے ہمیشہ فقر و فاقہ کشی مین بسر کرتا ہو اگر کوئی اُسکو کلمات سخت اور درشت کہتا ہو بسبب ناداری کے سُنکے چپ ہو رہتا
ہو پس مین بھی بوجہ ناداری کے مہتر کہنک عیار سے لڑ نہین سکتا جو کچھ اُسنے کلمات سخت لکھے ہین مین نے پڑھکر خون جگر پی کر
صبر کیا ہو یہ کہکر خواجہ خیال زرین آبدیدہ ہوے بادشاہ لشکر اسلام نے فرمایا ای خواجہ تم کہنک عیار سے لڑو روپیہ
ہم دینگے یہ فرماکر سلطان سعد نے حکم دیا کہ پچاس توڑے روپے کے لاکر خواجہ کو دیدو بموجب حکم ملازمون نے خزانے
سے زر مذکور لاکر خواجہ کے سامنے رکھدیا خواجہ نے روپیکیطرف نظر کرکے سر جھکا لیا سرداران لشکر اسلام سمجھے کہ ابھی خواجہ کو
اور روپے کی خواہش ہو یہ سمجھکر ہر ایک سردار نے موافق اپنی لیاقت کے حکم بادشاہ لیکر خواجہ کے روبرو روپیہ رکھا جب روپے کا
انبار ہو گیا خواجہ نے خوش ہوکر سر اُٹھایا اور اُسی رقعہ کی پشت پر لکھا کہ ای کہنک کل مین تجھسے ضرور مقابلہ کرونگا یہ لکھکر رقعہ
عیار مذکور کو دیا عیار جواب رقعہ لیکر مہتر کہنک عیار کے پاس گیا اور رقعہ دیا مہتر کہنک رقعہ دیکھکر خوش ہوا اور فرامرز بن
قارن سے عرض کیا خواجہ عمرو نے اقرار جنگ کر لیا ہو فرامرز بن قارن نے بھی یہ سُنکے زر کثیر اپنے عیار کو دیا کہنک عیار
سامان جنگ مین مصروف ہوا اور جو تدبیر گرفتاری عمرو کی تجویز کی تھی اُسکا انصرام کرنے لگا اور جملہ عیاران لشکر نوشیروان کو اور اپنے
شاگردونکو جمع کرکے تیاری جنگ کا حکم دیا عیاران بلاے روزگار سامان جنگ مین مصروف ہوے ادھر خواجہ عمرو نے بھی
وہ انبار زر لیکر جملہ عیاران لشکر اسلام کو بلاکر کہا کہ جلد سامان مصاف کرو کل ہنگام سحر مین مہتر کہنک عیار سے مقابلہ کرونگا سبھون
نے دست بستہ عرض کیا بہت بہتر یہ کہکر عیاران لشکر اسلام چلے گئے اور موافق حکم خواجہ عمرو تیاری جنگ مین بدل مصروف
ہوے رات بھر خوب سامان جنگ دونون جانب ہوا جب صبح ہوئی فرامرز بن قارن نے نوشیروان سے جاکر
عرض کیا کہ حضور بھی بدستور میدان جنگ مین تشریف لے چلین لڑائی عیارونکی دیکھین دل شہنشاہ یقیناً جنگ
عیاران دیکھکر خوش ہوگا کیونکہ یہ عجیب و غریب لڑائی ہوگی نوشیروان نے کہا اچھا ما بدولت بھی تماشاے جنگ
عیاران ملاحظہ فرماینگے یہ کہکر حکم دیا کہ جملہ فوج ہماری مسلح ہو بموجب حکم مردمان لشکر مسلح ہوے نوشیروان تخت پر سوار
ہوا فرامرز بن قارن نے ایک لاکھ پیادے کہنگ اپنے عیار کے ساتھ لیے پھر آپ بھی ہمراہ نوشیروان میدان جنگ
مین آیا نوشیروان نے خیام و بارگاہین استادہ کرائین کرسیان جواہر نگار خیام و بارگاہ مین بچھوائین پھر خود بارگاہ مین
بالاے تخت آکر بیٹھا سرداران لشکر کرسیون پر بیٹھے جملہ سواران لشکر بھی زین پوش بچھا بچھا کر بیٹھے کہنگ عیار مع لاکھ
پیادونکے صف آرا ہوا ادھر سے سلطان سعد بھی خبر نوشیروان کے آنیکی سُنکے مع فوج بصد کر و فر میدان نبرد مین پہونچے
اور مثل نوشیروان بارگاہین اور خیمے استادہ کراکے فرش پاکیزہ بچھواکے بالاے تخت بارگاہ مین بیٹھے اور جملہ سرداران لشکر
کرسیون پر راست و چپ رونق افروز ہوے لشکر بھی برلے سیر جنگ عیاران مرکبون سے اُترکر زین پوش بچھا بچھا کر بالاے زین
بیٹھے کہنک عیار خواجہ عمرو کے آنیکا انتظار کر رہا تھا اور دل مین کہتا تھا کہ ابھی تک خواجہ میدان کارزار مین نہین
آئے بظاہر معلوم ہوتا ہو کہ مجھسے ڈرکر مخفی ہوے ابھی کہنک عیار یہ تصور کر ہی رہا تھا ناگاہ از جانب صحرا گرد برخاست
ہوئی مہتر کہنگ عیار نے گھبرا کے سوے دشت نظر کی دیکھا کہ چار ہزار سقے پانی کی مشکین دوش و پشت پر رکھے ہوے
سرخ کھاروے کی لنگیان باندھے ہوے چھڑکاؤ بالاے زمین اصلاح کرتے ہوے آتے ہین کہ بربیاری اُنکے چھڑکاؤ کو دیکھکر

تجمل ہوتا ہے دمبدم سکے بالائے زمین یوں پانی چھڑکتے ہیں کہ آبروریزی ابر بہاری کی کرتے ہیں جب وہ سکے میدان مصاف تک بخوبی تمام پانی چھڑک گئے اور گرد و غبار کو بٹھا گئے دوبارہ جانب دشت سے چار سو ساربان قطار اونٹوں کی لیے ہوے فرش نفیس بالائے زمین کرتے ہوے تا نبردگاہ آئے پھر بمقام مناسب بارگاہ اور خیام استادہ کیے صدہا صندلیاں بچھائیں ہنوز خیام و بارگاہ استادہ نہوے تھے کہ ناگاہ جانب دشت پھر غبار بلند ہوا کہنگ عیار نے متحیر ہوکر دیکھا اور خیال کیا کہ اب کون آتا ہے جب غور سے دیکھا معلوم ہوا کہ ستر ہزار پیادے جو دریائے جواہر میں سراپا غرق ہیں کسوت عیاری میں ہانے ہر طرح کے رکھے ہیں آگے انکے صدہا مرکب کوتل ہیں وہ سب بھی با زین و لجام مرصع ہیں ہر عیار نہایت چالاک و چست ہمہ تن عقل و دانائی ہے لباس عیارانہ زیب تن ہے جملہ عیار صفیں باندھے ہوے ہیں اور مہتر برق فرنگی و مہتر قران وغیرہ جتنے مہتر ہیں بعہدہ مہتری ہمراہ پیادوں کے شیرانہ آتے ہیں قلب سپاہ میں خواجہ عمرو ہیں کہ بالائے تخت سوار ہیں تاج سر پر ہے قبائے تلکار زیب تن ہے موتیوں کے مالے گلے میں نفیرین دمبدم بجتی ہیں خواجہ عمرو جب سفید مہرہ بجاتے ہیں جتنے پیادے ہمراہ ہیں سب یکبارگی بیٹھ جاتے ہیں پھر خواجہ سفید مہرے میں ایسا کوئی کلمہ کہتے ہیں کہ سب اٹھ کھڑے ہوتے ہیں مگر قدم آگے نہیں بڑھاتے ہیں گاہ خواجہ عمرو سفید مہرے میں کچھ کہتے ہیں عیار بحکم دہنے سمت کے بائیں سمت چلے جاتے ہیں اور بائیں سمت کے داہنی جانب چلے آتے ہیں کبھی سفید مہرہ بجاکر خواجہ کچھ حکم کرتے ہیں عیار صدائے سفید مہرہ سنکے نصف نصف علحدہ ہو کر باہم مقابل پر صف آرا ہوتے ہیں اور قصد جدال کرتے ہیں گاہ صدائے مہرہ سفید سنکے باہم ملکر ہمراہ رکاب خواجہ چلتے ہیں غرض خواجہ قواعد لیتے ہوے شوکت و شان دکھاتے ہوے بصد کر و فر آتے ہیں کچھ چوبدار مرد بے سواری کے آگے آگے عصا ہائے نقرئی و طلائی لیے ہوے ہیں بار بار کہتے ہیں بہت رہے خواجہ پہ لطف حق ہر دم عمر و دولت بڑھے قدم بقدم اسوقت خواجہ عمرو اسطرح آتے تھے نظم

سورجھل دو طرف ہما کے تھے
ساتھ باد بہاری آتی تھی

تاج جو سر پہ تھا زراہ شکوہ
شوکت و شان عجب دکھاتا تھا

تخت کا تخت گرد فوج کا انبوہ
موتیوں پر تاؤ دیتا جاتا تھا

ساتھ سب اپنے پیشوا کے تھے
اسطرح سے سواری جاتی تھی

الحاصل خواجہ عمرو بصد کر و فر میدان کارزار میں آئے کہنگ عیار کے حواس اڑ گئے دل میں کہنے لگا خواجہ عمرو بڑے کر و فر سے میدان میں آتے ہیں مجھکو اسطرح انکے آنیکا گمان بھی نہ تھا ابھی مہتر کہنگ عیار یہ خیال کر رہا تھا کہ خواجہ عمرو نے سفید مہرہ بجایا عیاروں نے فی الفور صف آرائی کی میمنہ میسرہ قلب جناح ساقہ و کمین گاہ آراستہ کیا نوشیروان اور فرامرز بن قارن وغیرہ بھی خواجہ کی آمد و انتظام دیکھکر دنگ ہوے بعد صف آرائی کے نقیبان خوش گلو دونوں طرف سے نکلے اور بیچ میدان میں آکر پکارے نظم

پیچھے ہٹنا کہیں نہ وقت ستیز
ہو خبردار یہ ہو عرصہ جنگ
دشمنوں کو کرو اسیر کمند

کام ہے بزدلوں کا عجز و گریز
گو بھنور میں رکھو تم اپنے سنگ
ہو جہان میں تمہارا نام بلند

اے پیادو یہ ہے مقام مصاف
تم ہو عیار چست اور چالاک
کھاؤ نہیں دبا لو جلد جواب

ہم کہے دیتے ہیں یہ سب صاف
کامل العقل و صاحب ادراک
کرو بیہوش دشمنوں کو شتاب

جب نقیبان خوش آواز عیاروں کو آمادہ حرب کر چکے میدان نبرد سے علحدہ جاکر ٹھہرے مہتر کہنگ عیار نوشیروان اور فرامرز بن قارن سے اذن حرب لیکر میدان میں آیا اور پکارا اے خواجہ عمرو جلد میرے مقابلے کیواسطے آؤ دیر نہ لگاؤ فنون عیاری دکھاؤ خواجہ عمرو نے جو سنا کہ مہتر کہنگ عیار مجھے طلب کرتا ہے فوراً تخت سے اُترکر تاج اور قبائے تلکار زنداز بیل کرکے اور دیگر کلاہ اور پوشاک پہنکر سلطان سعد بادشاہ لشکر سے اجازت حرب لیکر میدان میں آئے مہتر کہنگ عیار نے گوپھن میں سنگ گران وزن رکھکر گردش دیکر سر خواجہ عمرو پر مارا خواجہ نے بھی جلد تر گوپھن میں سنگ تراشیدہ گرانبار رکھکر تاک کر اُسکے سنگ کو مارا اگر دونوں پتھر درمیان میں اسطرح لڑے کہ تڑاقے کی آواز آئی اور پتھر ریزہ ریزہ ہوکر زمین پر گرے مہتر کہنگ نے

برہم ہوکر حلقہ ہاے کمند سوے خواجہ عمرو پھینکے خواجہ حلقہ ہاے کمند سے یون نکل گئے جیسے گل سے بو یا دام سے آہو
یا چشم سے نظر یا کمان سے تیر مردمان ہر دو لشکر خواجہ کی چالاکی پر متحیر ہوے خواجہ عمرو نے حلقہ ہاے کمند سے بچکر کہنگ عیار
سے کہا دیکھ مین تیر لگاتا ہون اگر تجھکو کچھ فن تیراندازی مین دخل ہے تو میرے تیر پر اسطرح تیر لگا کہ تیرا تیر میرے تیر مین بالاے ہوا
جاکر پیوست ہو جائے اور اگر تجھکو اس فن سے آگاہی نہین ہے تو ایک تیر تو سوے فلک لگا پھر میری قدر اندازی کا تماشا دیکھ مہتر
کہنگ عیار نے ایک تیر چلہ کمان مین رکھکر سوے آسمان لگایا ہنوز بالاے زمین نہ گرنے پایا تھا کہ خواجہ نے اس تیر کو
تاک کر اسطرح تیر لگایا کہ اُسکے تیر مین خواجہ کا تیر پیوست ہو گیا پھر دونون تیر باہم ملکر زمین پر گرے اہل اسلام نے خواجہ کی
تعریف کی بعد اسکے خواجہ نے ایک کبوتر گرہ باز اڑایا جب وہ بلند ہوا ترکش سے تیر لیکر چلہ کمان مین رکھا سینہ کبوتر کا تاک کر تیر
لگایا تیر جاکر سینہ کبوتر پر پڑا کبوتر تیر مین چھد کر جانب زمین گرنے لگا خواجہ نے دوسرا تیر لگایا وہ تیر تیر اول مین جاکر پیوست ہوا
پھر تیسرا تیر لگایا وہ دوسرے تیر مین جاکر پیوست ہوا اسیطرح پندرہ تیر خواجہ نے لگائے ہر ایک تیر تیر مین جاکر پیوست
ہوا آخر پندرہ تیر مع کبوتر باہم ایک دوسرے مین چھدے ہوے زمین پر گرے مہتر کہنگ عیار یہ قدر اندازی مشاہدہ
کرکے دنگ ہوا لشکر اسلام مین شور تحسین و آفرین بلند ہوا کہنگ عیار کو پسینہ آگیا آخر برہم ہوکر نیمچہ کمر سے کھینچکر
نعرہ کرکے خواجہ پر حملہ آور ہوا خواجہ نے بھی دوش پر سے سپر لی اور نیمچہ میان سے کھینچا جب نیمچہ کہنگ عیار کا قریب
خواجہ آیا اُسیوقت عمرو نے اپنی سپر پر روک کر خود بھی نیمچہ لگایا مہتر کہنگ نے بھی خواجہ کے نیمچے کو اپنی سپر پر روکا اسیطرح
تا دیر لڑائی ہوئی کوئی زخمی نہ ہوا آخر کار مہتر کہنگ عیار پیچھے ہٹنے لگا خواجہ آگے بڑھنے لگے ایک مقام پر خواجہ نے
بالٹ کا ہاتھ مارا مہتر کہنگ عیار جست کرکے نکل گیا خواجہ نے اُسکے تعاقب مین قدم آگے بڑھایا یکایک خواجہ زمین مین
سما گئے کہنگ عیار خوش ہوکر کہنے لگا وہ مارا مین نے عمرو کو اب خواجہ میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائینگے مین نے ایک چاہ
کھودا تھا اور خس پوش کر دیا تھا اوسیوجہ سے پیچھے ہٹتا ہوا خواجہ کو اس مقام پر لایا اور کنوئین مین گرا دیا یہ کہکر مہتر کہنگ
بالاے چاہ آیا اور جھانک کر خواجہ کو دیکھنے لگا اہل اسلام پریشان خاطر ہوے عیاران لشکر اسلام بھی یہ واقعہ دیکھکر
ملول ہوے ابھی کہنگ عیار اس چاہ مین خواجہ کو دیکھ رہا تھا کہ ناگاہ خواجہ عمرو نے کنوئین مین سے ایک تیر چلہ کمان
مین رکھکر اور چلہ اُسکی آنکھ کی تاک کر اس خوبی سے لگایا کہ تیر کہنگ عیار کی آنکھ پر پڑا اور کسی قدر آنکھ مین در آیا
کہنگ عیار آہ کرکے کنوئین سے ہٹا خواجہ جست کرکے اُس چاہ سے نکل کر بالاے چاہ آئے اہل اسلام خوش ہوے
اور نوشیروان اور فرامرز بن قارن کہنگ عیار کی آنکھ دیکھکر رنجیدہ ہوے اُسوقت کہنگ نے جسارت کرکے تیر
اپنی آنکھ سے نکالا ہر چند آنکھ مین درد بشدت تھا لیکن برہم ہوکر خنجر کمر سے کھینچکر بقصد ہلاکی خواجہ آگے بڑھا خواجہ
عمرو نے بھی خنجر آبدار کھینچکر اُسکے خنجر کی ضرب سے بچکر وار کیا کہنگ عیار پیچھے ہٹا فرامرز بن قارن اور نوشیروان
نے جو دیکھا کہ اب کہنگ عیار خواجہ عمرو کے ہاتھ سے ہلاک ہوا چاہتا ہے کیونکہ ایک آنکھ کہنگ کی زخمی ہو چکی ہے یہ
دیکھکر نوشیروان اور فرامرز نے ارادہ کیا تھا کہ تمام فوج ہمراہ لیکر خواجہ پر حملہ کرین اور کہنگ عیار کو بچائین
ادھر سلطان سعد مع سرداران لشکر اسلام یہ خیال کر رہے تھے کہ جب نوشیروان براے مدد کہنگ عیار فوج
لیکر بڑھیگا ہم بھی براے اعانت خواجہ عمرو یکبارگی جائینگے خواجہ کو شر اعدا سے بچائینگے ابھی نوشیروان اور
فرامرز سپاہ لیکر آگے نہ بڑھے تھے کہ عیاران نابکار ہمراہیان مہتر کہنگ عیار پیچھے اور خنجر اور کمندین لیکر خواجہ عمرو
پر یکبار حملہ آور ہوے اور چاہا کہ دست خواجہ سے مہتر کہنگ کو بچائین اور عمرو کو قتل کرین جسوقت عیاران مذکور بقصد
قتل خواجہ بڑھے ادھر سے مہتر قران اور مہتر برق وغیرہ جملہ عیاران لشکر اسلام بارادۂ وغا آگے بڑھے

آخر دونون لشکر ملگئے جنگ مغلوبہ ہونے لگی اکثر عیار خنجر آبدار کھینچکر لڑنے لگے چقا چاق خنجر بلند ہوئی عیاران جانبین زخمی ہونے
لگے بعضون نے حلقہ ہاے کمند مین بعض پیادونکو اسیر کیا اُنھون نے خنجر سے حلقہ ہاے کمند کاٹ کر رہا ہوکر حباب بیہوشی مارے
اُنھون نے فی الفور دارو دفع بیہوشی کھائی بیہوش ہونے سے محفوظ رہے کسی عیار نے گوپھن مین پتھر رکھکر کسی عیار کے سر پر
مارا اُسنے یہ چالاکی خود بھی ایسا تیر لگایا کہ دونون تیر باہم لڑکر شکستہ ہوے کسی نے حلقہ ہاے آتشبازی ستوا اپنے حریف پر مارے
خواجہ عمرو نے اُس جنگ مین بیٹھ بیٹھکر خنجر سے صدہا پیادونکے پانون قلم کیے غرض بخوبی جنگ مغلوبہ ہو رہی تھی زخمی بالاے زمین
پڑے تھے شور گیرودار بلند تھا نیچہ عیارونمین چل رہا تھا اُدھر نوشیروان اور فرامرز بن قارن اِدھر سلطان سعد اور جملہ لشکر اسلام
دیکھ رہے تھے نعرے دمبدم عیار کر رہے تھے دلیرانہ لڑ رہے تھے ناگاہ جانب صحرا غبار بلند عظیم ہوا جب وہ غبار ہوا سے
دفع ہوا سب نے دیکھا فوج کثیر چلی آتی ہے ہمراہ فوج فیلان کوہ پیکر ہزارہا ہین سات لاکھ فوج ہے سردار فوج ایک جوان
قوی ہیکل ہے ہاتھی پر سوار ہے گرز گران سر اُسکے ہاتھ مین ہے ہر شقہ لشکر علم کے اوپر مختصر حمد خدا اور ثناے ابراہیم خلیل اللہ
بخط جلی مرقوم ہے اس سے ثابت ہوا کہ سردار لشکر مسلمان ہے ابھی سب دیکھ رہے تھے جنگ مغلوبہ عیارونمین بخوبی تمام ہو رہی تھی
کہ وہ سردار قریب فوج نوشیروان آکر ٹھہرا عیارونکی لڑائی دیکھکر برہم ہوا اپنے سرداران لشکر سے کہنے لگا اِن عیارون سے
کہو کہ باہم جنگ نکرین سرداران لشکر نے ہرچند منع کیا لیکن خواجہ عمرو وغیرہ نے کہنا اُنکا نہ مانا اُسوقت اُس سردار لشکر نے
اپنی فوج کے تیراندازونکو حکم دیا کہ اِن سب عیارون پر بارش تیر کرو عیارونکو ہلاک کرو پس بمجرد حکم تیراندازون نے تیر لگانا
شروع کیے عیاران لشکر جانبین یہ حال دیکھکر جنگ کرنے سے باز رہے لڑائی موقوف ہوئی عیاران لشکر اسلام عیاران
لشکر نوشیروان سے علیحدہ ہوے خواجہ عمرو نے بھی جنگ سے ہاتھ روکا اور اُس سردار اور اُسکے لشکر کثیر کو دیکھکر جا اسی لشکر
کے ایک سوار سے پوچھا کہ نام اس لشکر کے سردار کا کیا ہے سوار نے کہا ہمارے اس لشکر کے افسر کا نام فرہاد دیکضربی ہے
لندھور بن سعدان بادشاہ ہندوستان کا یہ بیٹا ہے تمام فوج یہ ہندوستان کی ہے خواجہ نے یہ حال سُنکے بادشاہ لشکر
اسلام سے بیان کیا ابھی خواجہ عمرو حال فرہاد دیکضربی بادشاہ لشکر اسلام سے عرض کر رہے تھے ناگاہ فرہاد دیکضربی نے
ایک نامہ لکھکر اپنے ایک ملازم کو دیا وہ ملازم نامہ لیکر لشکر اسلام مین آیا اور سلطان سعد کو موافق قاعدہ سلام کرکے
وہ نامہ دیا بادشاہ لشکر اسلام نے اُس نامے کو پڑھوایا بعد حمد خدا اور تعریف ابراہیم خلیل اللہ اُس نامے مین یہ لکھا تھا کہ اے
بادشاہ لشکر اسلام آپ میرے والد کو سمجھائیے کہ حمزہ صاحبقران بیر خواجہ عبدالمطلب مجاور خانۂ کعبہ کی اطاعت نکرین اور
حلقۂ اطاعت اُنکا اپنے گوش سے دور کرین اُنکو شرم نہین آتی ہے کہ بادشاہ ہندوستان ہوکر ایک مجاور خانۂ کعبہ کی اطاعت
کرتے ہین یہ امر مجکو نہایت دشوار اور گران ہے اور باعث میری ذلت کا ہے آپ اُنکو میرے پاس بھیجدیجیے اور اگر وہ حلقۂ اطاعت
صاحبقران اپنے گوش سے جدا نکرین تو مجھسے مقابلہ کرین مین بزور قوت بازو اُنکو اطاعت حمزہ سے باز رکھونگا جب جواب
نامہ لندھور بن سعدان نے سُنی برہم ہوکر کہا اے نامہ دار کہدینا کہ مین ہرگز حلقۂ فرمانبرداری حمزہ صاحبقران اپنے
گوش سے جدا نکرونگا کہنا تیرا ہرگز قبول نکرونگا نامہ دار یہ سُنکے رخصت ہوا اور جو کچھ لندھور نے کہا تھا کہدیا فرہاد دیکضربی یہ
سُنکر غضبناک ہوا ہاتھی پر تو سوار تھا ہی فوراً میدان مین آکر یون پکارا کہ اے پدر اگر میرا کہنا قبول نہین کرتے تو کسی کو برابر
مقابلہ بھیجو یا خود آکر مجھسے ہم نبرد ہو یہ کلام فرہاد دیکضربی کا سُنکے لندھور نے قصد لشکر سے نکلنے کا کیا ارشیون پسر لندھور
نے اپنے باپ سے عرض کیا آپ توقف فرمائین مین براے مقابلہ برادر جاتا ہون یہ کہکر ارشیون بادشاہ لشکر اسلام اور
اپنے باپ سے اجازت لیکر میدان نبرد مین آیا مردان لشکر اسلام بحکم سلطان سعد اُسیوقت گھوڑون پر سوار ہوے
صف آرائی ہوگئی جب ارشیون بمقابلۂ فرہاد دیکضربی فیل پر سوار ہوکر پہونچا پہلے ارشیون نے اپنے بھائی سے

کہا کہ ای برادر ہم اور تم دونون مسلمان ہین اور ہمارے تمہارے والد بھی مسلمان ہین بسا تعجب ہے کہ تم ہمسے لڑتے ہو مقتدین اما کفار سے لازم ہے مین بھائی تمہارا ہون مجھپر تلوار علم کروگے خلق خدا تمکو کیا کہیگی فرہاد بکفضربی نے جواب دیا ای ارشیون جو کچھ تمنے کہا سچ ہے اگر یہ نہین چاہتے کہ مین تمسے لڑون تو جاؤ اپنے باپ کو سمجھاؤ کہو اطاعت و فرمانبرداری حمزۂ صاحبقران کی چھوڑ دین اور ہندوستان کی جانب میرے ہمراہ چلین ارشیون نے جوابدیا حمزۂ صاحبقران عم محمد مصطفےٰ ہین اُنکی اطاعت کرنا باعث نجات اُخروی ہے تم بھی اُنکی فرمانبرداری کرو عاقبت کو بخیر کرو فرہاد بکفضربی نے جوابدیا کہ جد ہمارے حضرت شیث پیغمبر ہین ہمکو یہ وسیلۂ نجات کافی و وافی ہے اسیطرح تھوڑی دیر تک باہم گفتگو ہوئی آخرکار نوبت لڑائی کی پہونچی فرہاد بکفضربی نے نیزہ ارشیون کے سینے پر لگایا ارشیون نے اپنے نیزے پر نیزہ فرہاد بکفضربی کو روکا نیزہ ارشیون کا ٹوٹ گیا پھر فرہاد بکفضربی نے گرز سات سومن کا اُٹھاکر خبردار خبردار کہکر بالاے سر ارشیون لگایا ارشیون نے اپنے گرز دو صدمن پر اس گرز کو روکنا چاہا اور کسیقدر پیچھے ہٹکر سر اپنا ضرب گرز سے بچانے کا ارادہ کیا لیکن گرز فرہاد بکفضربی بخوبی گرز ارشیون پر پڑا سر تو ارشیون کا بچ گیا لیکن سر فیل پر وہ گرز پڑا دماغ فیل کا پاش پاش ہوگیا ہاتھی بالاے زمین گرا ارشیون بھی بالاے زمین آیا فرہاد بکفضربی نے فوراً حلقہ ہاے کمند مین اُسے اسیر کیا اور میدان رزم سے سر شام جاکر ارشیون کو قید کیا اور نوشیروان فرہاد بکفضربی کو میدان رزم سے اپنے ساتھ لے گیا جب بارگاہ مین پہونچا کہنک عیار کی آنکھ کا علاج ہونے لگا بادشاہ لشکر اسلام بھی مع جملہ لشکر اسلام نبردگاہ سے سوے فرودگاہ لشکر چلے اور راہ طی کرکے قیامگاہ لشکر پر پہونچے بعد ازان داخل بارگاہ ہوے وقت دربار جملہ سرداران صغار و کبار دربار مین حاضر ہوے لندھور بھی آکر دربار مین بیٹھا گریلول خواجہ عمرو نے لندھور کو محزون دیکھکر کہا مین براے خبر ارشیون جاتا ہون یہ کہکر خواجہ سمت لشکرگاہ نوشیروان روانہ ہوے وہان جاکر دیکھا کہ لشکر فرہاد بکفضربی کا علحدہ فوج نوشیروان سے اُترا ہے فرہاد بکفضربی اپنی بارگاہ مین بصد شان و شوکت بیٹھا ہوا ہے سرداران لشکر بھی حاضر ہین خواجہ عمرو بشکل مبدل بارگاہ مین کھڑے تھے یکایک فرہاد بکفضربی نے حکم کیا ارشیون کو زندان سے لاؤ ملازمین فوراً گئے ارشیون کو طوق و سلاسل مین گرفتار کیے ہوے روبرو لائے فرہاد بکفضربی نے کہا ای ارشیون اب بھی خیر ہے اطاعت حمزۂ صاحبقران ترک کر میرے کہنے پر عمل کر مین ابھی تجھکو قید سے رہا کردون ارشیون نے قبول نکیا فرہاد بکفضربی نے برہم ہوکر ارشیون کو تعزیر دی اور پھر قیدخانے مین اُسکو بھیجا خواجہ عمرو حال ارشیون دیکھکر لشکر اسلام مین چلے آئے جب وہ دن گذرکر شام ہوئی فرہاد بکفضربی نے طبل جنگ بجوایا بادشاہ اسلام نے بھی خبر نواخت طبل جنگ سُنکے نقارۂ رزمی کے بجنے کا حکم دیا فوراً بموجب حکم نقارۂ جنگی بجایا گیا اہل اسلام سامان جنگ کرنے لگے تمام رات دونون لشکرونمین تیاری جنگ ہوئی وقت سحر فرہاد بکفضربی سپاہ لیکر میدان کارزار مین آیا نوشیروان بھی فوج لیکر برابر فرہاد بکفضربی کے صف آرا ہوا اور کہنے لگا ای بہادر تو دلیران لشکر اسلام سے مقابلہ کر وقت ضرورت مین مدد کرونگا فرہاد نے کہا مجھے آپکی مدد کی ضرورت نہین ہے فقط آپ میری لڑائی کا تماشا دیکھیے پروردگار میرا میری مدد کریگا یہ کہکر میدان مین صف آرا ہوا ادھر سے بادشاہ لشکر اسلام مع فوج دریا موج بصد کر و فر میدان کارزار مین تشریف لائے بعد صف آرائی کے درستی میدان نبرد ہوئی پھر نقیبان خوش گلو دونو طرف سے نکلے اور جوانان لشکر کیطرف دیکھکر باواز بلند کہنے لگے

دلیرو یہ دنیا گذرگاہ ہے
وہ عاقل ہے جو اس سے آگاہ ہے

کسی کو نہین اس جہان مین بقا
فنا ہے ہر اک کو بجز کبریا

جو تھے قبل دنیا مین نامی جوان
نہین اُنکی قبرونکا بھی کچھ نشان

جو تھے مالک ملک و طبل و علم
گئے حکم حق سے وہ سوے عدم

ہوے گو کہ سہراب و رستم فنا
مگر اُنکو حاصل ہے ابتک بقا

جو ہین اس زمانے مین نامی جوان
وہ کرتے ہین جرات کا اُنکی بیان

تمھین خواہش نام ہووے اگر
کرو قتل اُسکو بوقت وغا

لڑو آج میدان مین بے خطر
دلیرونکے نزدیک ہے یہ روا

لڑے گرچہ تمسے تمھارا پدر
لڑو اُس سے تم بھی بصد کروفر

جب نقیبان خوش آواز جوانان لشکر جانبین کو آمادۂ حرب کر چکے میدان رزم سے دور جا کر کھڑے ہوے اُسدم فرہاد بکیضری ہاتھی اپنا بڑھا کر بیچ میدان مین آیا اور پکارا جسکو تمنا اسے مرگ ہو وہ میدان مین آکر مجھسے مقابلہ کرے جسوقت یہ کلام لندھور بن سعدان نے سُنا اُن انوشیرواں بادشاہ سے بعد سلام اجازت جنگ لیکر فیل میمونہ پر سوار ہوکر میدان مصاف مین آیا اور مقابل اپنے فرزند کے فیل میمونہ کو ٹھہرایا فرہاد بکیضری نے بعد سلام لندھور سے کہا کہ ای والد بزرگوار ابھی مین آپ سے کہتا ہون اطاعت حمزۂ صاحبقران ترک کیجیے وہ ایک مجاور خانہ کعبہ کے فرزند ہین آپ بادشاہ ہندوستان ہین برعکس آپ اُنکی فرمان برداری کرتے ہین آپ کو یہ امر کسی طرح شایان نہین ہے سراسر آبروریزی کا باعث ہے مین اسی وجہ سے برسر جنگ ہون کیونکہ یہ امر میری طبع کے نہایت خلاف ہے لندھور نے جواب دیا ہے ای فرزند جبتک مین زندہ ہون بغیر کسی وجہ کے ہرگز اطاعت حمزۂ صاحبقران ترک نکرونگا اور ای فرزند تو اُنکو حقیر اور ذلیل تصور نکر اُنکا مرتبہ نہایت جلیل ہے فرزند خواجہ عبدالمطلب کے ہین عم محمد مصطفیٰ ہین اُنکی فرمانبرداری باعث فخر اور موجب حصول سعادت کونین ہے اور باعث نجات آخرت ہے ای فرزند تجھکو لازم ہے کہ مثل میرے تو بھی اُنکی فرمانبرداری اختیار کر اور جنگ و جدل سے توقف کر فرہاد بکیضری نے برہم ہوکر جواب دیا مین تو اُنکی اطاعت نہ کرونگا عزت اپنی ضایع و برباد نہ کرونگا یہ کہکر غیظ مین آکر فیلبان سے کہا ہاتھی بڑھا فیلبان نے انکس ہاتھی کی مستک پر ماری ہاتھی آگے بڑھا اُدھر سے لندھور نے فیلبان سے اشارہ کیا فیلبان نے فیل میمونہ کو آگے بڑھایا جب دونون ہاتھی آگے بڑھکر باہم ٹکرائے صدا اُنکی اسقدر ہوئی کہ جوانان لشکر کے دل ہل گئے جگر تھرا گئے غبار بلند ہوا فیل میمونہ نے اپنی سونڈ اُس ہاتھی کی سونڈ مین لپیٹی دانت اپنے اُس فیل کے دانتون پر رکھے اور زور کرنا شروع کیا فرہاد بکیضری کا ہاتھی پانچ قدم تاب نہ لاکر ہٹ گیا اور بیتاب ہوکر چنگھاڑنے لگا فرہاد بکیضری یہ حال دیکھکر غضبناک ہوا اور اپنے ہاتھی کو بصد مشکل فیلبان سے کہکر فیل میمونہ سے چھڑایا پھر نیزہ لیکر لندھور کے سینے پر لگایا لندھور نے نیزے کو اپنے نیزے پر روکا پھر لندھور نے نیزہ مارا فرہاد بکیضری نے بھی نیزہ نیزے پر روکا اُسی طرح تادیر نیزہ بازی ہوئی آخر لندھور نے بعد سو اسو طعن ہاے نیزہ کے ایک بندنا در باندھکر فیل میمونہ کو آگے بڑھایا اور کہا ای فرزند ہوشیار ہو کہ اب نیزہ تیرے ہاتھ سے نکلتا ہے فرہاد بکیضری یہ سُنکر ہنسا اور کہنے لگا نیزہ میرے ہاتھ سے نکالنا امر دشوار ہے ابھی لندھور سے فرہاد بکیضری یہ کہہ رہا تھا ناگاہ ایسا ساعد و مرفق پر صدمہ پہونچا کہ نیزہ ہاتھ سے نکلگیا اور مثل تیر شہاب سنان نیزہ چمکتی ہوئی مع نیزہ دور جا کر گری فرہاد بکیضری کو نیزہ ہاتھ سے نکل جانیکا ازحد صدمہ ہوا پھر اُسی عالم صدمہ و رنج مین غضبناک ہوکر گرز سات سو من کا اُٹھایا اور گردش دیکر خبردار خبردار کہکر سر لندھور کو تاک کر مارا لندھور نے اپنے گرز گران سر پر اُس گرز کو روک تو لیا لیکن پسینہ آگیا آنکھین بند ہوگئین شانہ کثرت بار گرز سے اُتر گیا ہاتھی دونون حوف مین حر ہوگئے فرہاد بکیضری کا ہاتھی گھٹنون کے بل بیٹھ گیا فیل میمونہ کے پانون کچھ زمین مین در آئے غبار عظیم بلند ہوا دونون دلاور غبار مین نہان ہوگئے گرز پر گرز جو پڑا ایسا اتفاق ہوا کہ زمین ہلگئی بہادرونکے جگر تھرائے پیر فلک کا رنگ رخ متغیر ہوگیا گھوڑے سوارونکے خائف ہوکر بھڑک گئے فرہاد بکیضری نے گرز لگا کر بے اختیار نعرہ کیا کہ وہ مارا ایسی ہی ضرب مین کاسہ سر ریزہ ریزہ کر دیا پھر افسوس کرکے کہنے لگا وادریغا یہ میرے والد نے جان دی اور کہنا میرا قبول نکیا عمرو نے جو دیکھا کہ غبار بلند ہے لندھور غبار مین نہان ہے کچھ صدمے لندھور نہین آتی ہے یہ دیکھکر گھبرایا اور بیتاب ہوکر چھاگل پانی کی لیکر اُس غبار مین گیا پانی چھڑک کر غبار کو دفع کیا دیکھا گرز تو لندھور کے ہاتھ مین ہے ہاتھ کو خمیدگی مطلق نہین ہے لیکن آنکھین لندھور کی

بند ہین پیشانی پر پسینہ ہی خواجہ عمرو نے پانی کے چھینٹے منھ پر دیکر پکارا ای بادشاہ ہندوستان ای لندھور بن سعدان
کیسا مزاج ہی لندھور نے اشارے سے کہا ای خواجہ میرا ایک ہاتھ بیکار ہو گیا ہی یعنی شانہ اُتر گیا ہی باقی خیریت ہی کچھ پروا
نکرو مین اچھا ہون ادھر طیفور عیار فرہاد بکفرپی نے فرہاد کی خدمت مین آکر مزاج پرسی کی فرہاد نے کہا ای طیفور
ہزار افسوس والد نامدار شاید میری ضرب گرز سے ہلاک ہو گئے افسوس اُنھون نے میرے کہنے پر عمل نہ کیا ابھی فرہاد طیفور سے
یہ کہہ رہا تھا کہ لندھور کو بالا سے فیل بیہوش زندہ دیکھا اور خواجہ عمرو کو اپنے باپ سے کچھ باتین کرتے دیکھا اُسوقت
فرہاد دل مین خوش ہوا تھا کہ باپ میرے زندہ ہین فرہاد اپنے پدر ذیجاہ کو دیکھ رہا تھا کہ خواجہ عمرو نے فرہاد بکفرپی سے
مخاطب ہو کر کہا ای بہادر میرے نزدیک مناسب ہی کہ اِسوقت لڑائی موقوف رکھو ہنگام سحر لندھور کچھ تمسے کہینگے عجب
نہین کہ تمھاری بارگاہ مین جا کر تمسے ملاقات کرین اور مین بھی اقرار کرتا ہون کہ صبح کو مین تمھاری بارگاہ مین آؤنگا
جہانتک ہو سکیگا اس جنگ و جدال کے دفع کرنے مین کوشش کرونگا کیونکہ اگر تم اپنے باپ کے ہاتھ سے ہلاک ہوے
تو لندھور جبتک زندہ رہینگے تمھارے غم مین اشکبار رہینگے اور اگر خدانخواستہ تمھارے ہاتھ سے تمھارے والد قتل ہوے
تو تجھے یقین ہی کہ تمکو بھی صدمہ بیحد ہوگا اور باپ کو اپنے ہلاک کر کے پچھتاؤ گے فرہاد بکفرپی نے کہا ای خواجہ آپ والد کو
سمجھا کر کل میرے پاس لائیے گا مین آپکا ممنون احسان ہونگا یہ کہکر فرہاد بکفرپی طبل بازگشت بجا کر خواجہ کی تقریر کو
سچ جانکر میدان کارزار سے چلا گیا خواجہ لندھور کو لشکر مین لائے بادشاہ لشکر اسلام بھی لندھور وغیرہ کو ہمراہ لیکر
فرودگاہ لشکر کیطرف روانہ ہوے جب سلطان سعد قطع راہ کر کے داخل بارگاہ ہوے اور دربار مین آکر جملہ سردار بیٹھے
اور لندھور بھی آکر دربار مین بیٹھا بادشاہ لشکر اسلام نے مزاج پرسی کی لندھور نے حال دست بستہ بیان کیا بادشاہ لشکر
اسلام نے چارہ ساز طلب کر کے فرمایا ابھی لندھور کے شانے کو درست کرو چنانچہ بموجب حکم چارہ ساز علاج کرنے لگے
درستی شانہ کی تدبیر کرنے لگے جب وہ شب گذر کے سحر ہوئی خواجہ عمرو بارگاہ فرہاد بکفرپی مین گئے فرہاد بکفرپی نے
خواجہ کو باحترام کرسی پر بٹھایا اور پوچھا ہمارے والد کو آپ اپنے ہمراہ کیون نہین لائے خواجہ نے کہا آج تو ہمراہ اپنے انکو
نہین لایا ایک مرتبہ جو آؤنگا تو لندھور کو بخوبی سمجھا کر ہمراہ لے آؤنگا فرہاد بکفرپی نے خوش ہو کر خواجہ عمرو کو کئی
کشتیان زر و جواہر کی دین خواجہ نے لیکر نذر زنبیل کین فرہاد نے کہا ای خواجہ آپکا احسان ہوگا آپ میرے والد کو
سمجھائیے گا کیسے گا حمزہ صاحبقران ایک شخص غیر نامور کی اطاعت نکرین وہ کچھ ایسے جری بھی نہین ہین خواجہ عمرو
نے جواب دیا ای فرہاد حمزہ صاحبقران ذیقدر و ذیوقار ہین والد اُنکے سردار قریش ہین برگزیدہ پروردگار ہین او حمزہ بھی
بندگان خاص پروردگار سے ہین نہایت نامور ہین ایسے شجاع و بہادر ہین کہ دیوار جنگ و ردو دشمنون ہزارون
اور عفریت کو اُنھون نے قتل کیا ہی ہزارہا دیو ونکو ہلاک کیا ہی پردۂ قاف مین دیوان کفار و بدسرشت کو ہلاک کیا ہی
علاوہ اسکے پردۂ دنیا پر بڑے بڑے گردن کشونکو زیر کیا ہی جسنے اُنکا حلقۂ اطاعت اپنے کان مین ڈالا اُسنے تو قتل سے
امان پائی ورنہ دست حمزۂ صاحبقران سے ہلاک ہوا تمھارے باپ بھی بعد سات روز کی کشتی و کارزار کے
مطیع و فرمان بردار حمزۂ صاحبقران ہوے ہین تم بھی ایکروز اُنکے ہاتھ سے زیر ہوگے ابھی تو حمزۂ صاحبقران عقابین
پر قید ہین ہتر کھنگ عیار نے بموجب حکم فرامرز بن قارن کے بہ مکر و کید اُنھین بیہوش کر کے گرفتار کیا ہی غرض حمزۂ
صاحبقران شرافت و نجابت اور دلیری و شجاعت مین بیمثل و بے نظیر ہین اُنکو حقیر نہ سمجھو فرہاد بکفرپی یہ سنکے نہایت
غضبناک ہوا حکم کیا خواجہ کو گرفتار کرو مین اُنکو بدزبانی اور یاوہ گوئی کی سزا دونگا سرداران لشکر فرہاد
بکفرپی برائے اسیری خواجہ عمرو اُٹھے خواجہ عمرو بارگاہ سے نکلکر جست و خیز کر کے لشکر اسلام مین آئے

اور بادشاہ اسلام اور لندھور وغیرہ سے جو کچھ واقعہ گذرا تھا بیان کیا ابھی خواجہ حال فرہاد دیکضربی کہہ رہے تھے
کہ ناگاہ فرہاد دیکضربی نے برہم ہوکر اسیوقت طبل جنگ بجوایا صدائے طبل جنگی بلند ہوئی ہرکارون نے آکر بادشاہ لشکر اسلام
سے عرض کیا کہ فرہاد دیکضربی نے طبل جنگ بجوایا ہے اور سپاہ لیکر میدان کارزار مین آیا ہی چاہتا ہے سلطان سعد نے
بھی طبل جنگ بجنے کا حکم دیا اور فرمایا لشکر مسلح ہوکر جانب میدان نبرد چلے بموجب حکم نقارہ رزمی بجایا گیا جملہ سردار و لشکری
مسلح ہوئے بادشاہ لشکر اسلام تخت پر سوار ہوئے لشکر ہمراہ رکاب ہوا ادھر سے بادشاہ لشکر اسلام نبردگاہ مین پہونچے
اُدھر سے فرہاد دیکضربی مع سپاہ جنگگاہ مین آیا بعد درستی میدان مصاف اور صف لشکرہائے جانبین سے نقیبون نے
نکلکر جوانان لشکر کو آمادہ کارزار کیا اور الگ جاکر میدان نبرد سے ٹھہرے ابھی کوئی دلیر لشکر جانبین سے نہ نکلا تھا نامی
سرداران لشکر اسلام باہم کہہ رہے تھے کہ عجب مقام مشکل ہے اگر ہم لشکر سے نکلکر فرہاد دیکضربی سے مقابلہ کرتے ہین اور اسکو
تہ تیغ کرتے ہین تو ہمیشہ لندھور بن سعدان سے محجوب و شرمندہ رہینگے اور لندھور کو اپنے فرزند کے قتل ہونے کا
صدمہ جانکاہ ہوگا اور یہ بھی نہین دل چاہتا کہ لندھور حالت شکستگی دست مین اُس سے مقابلہ کرے اور لندھور
فیل ہیمونہ پر سوار ہوکر جو ہمراہ لشکر اسلام فرودگاہ لشکر سے میدان نبرد مین آیا تھا اپنے دل مین خیال کر رہا تھا کہ جب فرزند
میرا اپنے لشکر سے نکلکر میدان مین آئیگا تو مین اور کسی سردار کو برائے مقابلہ جانے نہ دونگا خود اپنے پسر سے مقابلہ کرونگا ابھی لندھور
یہ خیال کر رہا تھا ناگاہ جانب صحرا غبار عظیم بلند ہوا فرہاد دیکضربی اور سردار لشکر اسلام جانب غبار دیکھنے لگے خواجہ سمت
غبار لشکر سے نکلکر برائے خبر روانہ ہوئے آگے بڑھکر خواجہ نے دیکھا ایک لاکھ سوا سو علم ہین نشان ایک لاکھ اسی ہزار
سپاہ کا ہے ہر علم پر حمد خدا اور تعریف ابراہیم خلیل اللہ بخط جلی مرقوم ہے آگے آگے علم شیر پیکر ہے زیر سایہ علم مالک مرکب پر سوار ہے
ایک تیغ کمر پر بندھی ہوئی ہے دمبدم فوج مین نقارے پر چوب پڑتی ہے باجے جنگی بجتے ہین لشکر بصد کر و فر ہمراہ رکاب مالک
آتا ہے خواجہ مالک کو دیکھکر خوش ہوئے اور آگے بڑھے اور قریب فرس مالک گئے مالک نے فرس کو روک کر حال لشکر
پوچھا خواجہ نے کہا حمزہ بالائے عقابین قید ہین فرامرز بن قارن کے حکم سے اُسکے عیار کہتا ہے کہ حمزہ صاحبقران کو
گرفتار کیا ہے فرامرز نے بیہوش کرکے بالائے عقابین قید کیا ہے کئی دن سے فرہاد دیکضربی پسر لندھور آیا ہے کہتا ہے کہ لندھور
اطاعت حمزہ صاحبقران نکرین لندھور کو یہ منظور نہین ہے دو روز سے لڑ رہا ہے ارشیون اپنے بھائی کو گرفتار کر لیگیا
ہے لندھور کا اُسکے مقابلے مین شانہ اُتر گیا ہے آج پھر اسوقت میدان مین صف آرا ہے مالک اژدر نے کہا اگر تم کہو تو
مین اُس سے مقابلہ کرون خواجہ نے کہا اچھا چلکر مقابلہ کیجیے مالک یہ سنکے آگے بڑھا اور سامنے عقابین کے گھوڑے سے
اُترا اور برائے تسلیم حمزہ صاحبقران سر جھکایا حمزہ صاحبقران نے مالک کو دیکھا بعد تسلیم بجالانیکے مالک اژدر
مرکب پر سوار ہوکر لشکر اسلام مین آیا پہلے بادشاہ لشکر اسلام کی خدمت مین گیا اور بصد ادب پائے تخت کا بوسہ لیا اور شرائط
آداب بجالایا پھر جملہ سرداران لشکر اسلام سے ملاقات کرکے صف آرا ہوا اُدھر فرہاد دیکضربی فیل پر سوار ہوکر اپنے لشکر سے
نکلا اور میدان مین ٹھہر کر پکارا کہ جسکو آرزوئے مرگ ہو نکلکر مجھسے مقابلہ کرے مالک اژدر بادشاہ اسلام سے اجازت
جنگ لیکر ایک مرکب عربی پر سوار ہوکر اور اپنے مرکب خاص کو شاطر کے حوالے کرکے لشکر اسلام سے نکلا اور
سامنے فرہاد دیکضربی کے جاکر مرکب کو روک کر ٹھہر گیا اور تو باہم نہوئے لیکن فرہاد دیکضربی نے نیزہ اُٹھا کر مالک کے
سینے پر مارا مالک نے نیزے کو روکا پھر مالک نے نیزہ مارا فرہاد دیکضربی نے بھی روکا ہنوز ان دونون بہادرون مین
نیزہ بازی ہو رہی تھی جملہ مردمان لشکر جانبین دیکھ رہے تھے کہ نوشیروان بھی مع فوج آکر مقابلہ اہل اسلام صف آرا ہوا
مالک اژدر نے ایکسو چالیس طعن ہائے نیزہ کیے نیزہ دست فرہاد دیکضربی سے نکالدیا لشکر اسلام مین شور تحسین و آفرین

بلند ہوا حمزۂ صاحبقران نے بالائے عقابین سے جنگ مالک اژدر ملاحظہ کی جب نیزہ دست فرہاد سے نکل گیا اُسوقت فرہاد نے برہم ہو کر گرز اُٹھایا اور غضبناک ہو کر بالائے سر مالک اژدر گردش دیکر مارا مالک نے فی الفور دونون کا بون قدم اپنے خوب رکھکر کھڑے ہو کر اپنے گرز پر گرز فرہاد دیکضربی کو روکا لیکن گرز جو فرہاد دیکضربی کا گرز مالک پر پڑکے نیچے آیا مالک کے گھوڑے پر گرا مرکب مالک کا ہلاک ہو کر بالائے زمین گرنے لگا مالک فرس سے کود کر زمین پر آیا غضبناک ہو کر تیغ گران کھینچکر فرہاد دیکضربی کے فیل کے پانون قلم کیے جب ہاتھی گرنے لگا فرہاد دیکضربی بھی بالائے زمین کودا ہر چند کہ مالک نے جسارت کر کے پائے فیل فرہاد قلم کیے لیکن جو حال لندھور کا ہوا تھا وہی حال مالک کا بھی ہوا یعنے شانہ تو نہ اُترا مگر سینہ آگیا چونکہ اُسوقت غبار میدان کارزار مین بلند تھا دونون دلاور غبار مین نہان ہوئے خواجہ عمرو گھبرا کر درمیان غبار گئے مالک کو زندہ پا کر خوش ہوئے پھر خواجہ عمرو نے لشکر مین آکر کہا برائے سواری مالک مرکب لیجاؤ چنانچہ شاطر مرکب خاص مالک کا پاس لیگیا مالک مرکب پر سوار ہوا اُدھر طیفور ہاتھی لیکر آیا فرہاد ہاتھی پر سوار ہوا اور پھر باہم لڑنے کا ارادہ کیا تھا یکایک جانب دشت غبار بلند ہوا فرہاد دیکضربی جانب غبار دیکھنے لگا جب غبار ہوا سے دفع ہوا سب نے دیکھا کہ ایک قلندر شنگرفی لباس زیب تن کیے ہوئے بالائے رُخ نقاب ڈالے ہوئے بجمعیت چالیس ہزار سواران جرار کہ وہ سب بھی قلندرانہ لباس پہنے ہوئے تھے آتا ہے ابھی فرہاد سوئے قلندر نقابدار دیکھ رہا تھا کہ قلندر مذکور مع اپنی سپاہ کے پشت لشکر فرہاد دیکضربی پر گرا اور مردمان لشکر فرہاد کو قتل کرنا شروع کیا فرہاد دیکضربی نے یہ حال دیکھکر جنگ مالک سے ہاتھ اُٹھا کر رُخ سوئے قلندر کیا اور چاہا کہ قلندر کو ضرب گرز سے ہلاک کرون چونکہ قلندر نہایت بہادر و ہوشیار تھا ہزارہا مردمان لشکر فرہاد کو قتل کر کے بصد عجلت مع اپنی فوج کے جانب صحرا چلا گیا فرہاد دیکضربی افسوس کر کے رہگیا فرہاد دیکضربی نے اپنے عیار طیفور سے کہا کہ جلد جاؤ اور نقابدار قلندر کو دیکھو کہ وہ کہان گیا ہے طیفور روانہ ہوا چونکہ شام ہوگئی تھی فرہاد دیکضربی طبل بازگشت بجوا کر فرودگاہ لشکر کیطرف روانہ ہوا نوشیروان بھی اپنی بارگاہ کیطرف چلا گیا بادشاہ لشکر اسلام بھی لشکر اسلام کو اور مالک اژدر کو ہمراہ لیکر فرودگاہ لشکر پر آکر داخل بارگاہ ہوئے جملہ سوار و سردار بھی مرکبون سے اُتر اُتر کر داخل بارگاہ و خیام ہوئے ادھر فرہاد دیکضربی اپنی بارگاہ مین گیا نوشیروان اپنی بارگاہ مین داخل ہوا طیفور عیار جو بموجب حکم فرہاد دیکضربی روانہ ہوا تھا جب دور تک گیا دیکھا ایک صحرائے سبزہ زار مین قلندر نقابدار مع سپاہ اُترا ہے طیفور یہ دیکھکر ادھر بارگاہ فرہاد دیکضربی مین آیا اور جو کچھ دیکھا تھا بیان کیا فرہاد دیکضربی سُنکے خاموش رہا ادھر قلندر نے اپنے عیار بخجیر سے کہا کہ جلد جا کر لشکر نوشیروان کی خبر لا بخجیر صورت بدلکر روانہ ہوا لشکر نوشیروان مین پہونچا دیکھا نورنگ عادی مع چالیس ہزار سوارون کے بارگاہ نوشیروان اور بارگاہ ہیکلان و جملہ سرداران لشکر کے گرد پھر رہا ہے طلایہ دے رہا ہے بخجیر یہ حال دیکھکر صحرا مین آیا اور قلندر نقابدار سے جو کچھ دیکھا تھا عرض کیا قلندر نے کچھ سوچکر حکم دیا کہ مردمان لشکر مسلح ہون بموجب حکم جملہ قلندر مسلح ہو کر گھوڑون پر سوار ہوئے قلندر نقابدار اپنی فوج کو لیکر وقت نصف شب لشکر نوشیروان مین گیا نورنگ کہ طلایہ دے رہا تھا سد راہ ہوا قلندر نے اُسکو ضرب گرز سے نعرۂ فرہاد دیکضربی کا کر کے ہلاک پھر اُسکے ہمراہیون اور لشکریان ہیکلان کو کہ پڑے ہوئے سو رہے تھے تہ تیغ کیا جب کچھ سردار جاگے اور ہیکلان بیدار ہوا قلندر نعرۂ فرہاد دیکضربی کا کر کے وہانسے جانب صحرا مع لشکر روانہ ہوا ہیکلان بیدار ہو کر نعرہ فرہاد دیکضربی کا سُنکر غضبناک ہوا اور مراحل عاد کو بجمعیت بائیس ہزار سوار اُسیوقت روانہ کیا کہ جہان فرہاد دیکضربی مقیم ہو اُسکو جا کے قتل کر مراحل عاد بموجب حکم لشکر لیکر روانہ ہوا۔

جب فرودگاہ فرہاد دیکھری پر پہونچا دیکھا کہ ایک میدان وسیع مین لشکر اترا ہوا ہی سب عالم غفلت مین ہین ایک
سردار کچھ سوار ہمراہ لیے ہوے طلایہ لشکر دے رہا ہی مراحل عاد یکبارگی لشکر فرہاد پر گرا اور قتل کرنا شروع کیا اور نعرہ کیا مین
مراحل عاد ہون چونکہ جملہ سرداران فرہاد سو رہے تھے اور فرہاد بھی سو رہا تھا مراحل عاد نے چند سردار اور ہزارون لشکری قتل
کیے جب فرہاد بیدار ہوکر اور اپنے لشکر کو ہمراہ لیکر مراحل عاد سے لڑنے لگا مراحل عاد نے خائف ہوکر بھاگنے کا ارادہ کیا
فرہاد نے اسکو قتل کیا لشکر اسکا بھاگ گیا پھر فرہاد دیکھری نے قسم کھائی کہ ایک ایک کو لشکر نوشیروان سے اسطرح قتل کرونگا
کہ دیکھنے والے افسوس کرینگے اور بعد قتل کرنے جملہ مردمان لشکر نوشیروان کے اہل سلام سے مقابلہ کرونگا یہ کہکر فرہاد نے
آخر شب طبل جنگی بجوایا ہا ہیکلان اور نوشیروان کو یہ خبر ہوئی کہ فرہاد نے مراحل عاد کو قتل کر ڈالا اور اب طبل جنگ بجوایا
ہی ہیکلان نے نوشیروان کو اغوا کرکے طبل جنگ بجانے پر آمادہ کیا چنانچہ نوشیروان نے بھی بموجب کہنے ہیکلان کے
نقارہ رزمی بجوایا جب صبح ہوئی نوشیروان مع ہیکلان جملہ سپاہ لیکر میدان کارزار مین آیا اور صف آرا ہوا فرہاد دیکھری بھی
بمقابلہ نوشیروان صفوف آرا ہوا جب درستی میدان کارزار ہو چکی تو نقیبان خوش آواز جوانان لشکر جانبین کو آمادہ حرب کرکے علیحدہ
جا کر ٹھہرے لشکر نوشیروان سے لیغماے عادی گینڈے پر سوار ہوکر نوشیروان اور ہیکلان سے اجازت جنگ لیکر میدان
مین آیا اور پکارا ای فرہاد آ میرے مقابلے کو تونے بڑا غضب کیا شہنشاہ کے اہل لشکر کو قتل کیا ہی مراحل عاد نامی جوان کو
ہلاک کیا ہی ان سب کا انتقام مین تجھسے لونگا اسوقت تجھکو قتل کرونگا فرہاد دیکھری یہ سنکے اپنے لشکر سے فیل پر سوار ہوکر نکلا نوشیروان
کو دشنام دیکر کہنے لگا کہ اسنے میرے ساتھ بدی کی ہی اسکو اور اسکے لشکر کو تہ تیغ کرونگا اور تجھکو تو یون ہلاک کرونگا کہ تو پیوند
خاک ہو جائیگا لیغماے عادی نے یہ کلمات سنکے گرز گران اٹھا کر گینڈے پر کھڑے ہوکر گرز کو گردش دیکر بقوت تمام سر
فرہاد دیکھری پر مارا فرہاد نے اسکے گرز کو اپنے گرز پر روکا اور پھر اسکے سر پر گرز مارا لیغماے عاد نے ہر چند چاہا کہ گرز فرہاد کو اپنے
گرز پر روکے مگر وہ گرز گرانبار نہ رک سکا سر پر جو پڑا کاسہ سر چور چور ہو گیا گینڈا بھی ہلاک ہوا فرہاد نے لیغماے عاد کو قتل کرکے
مبارز طلب کیا فوراً ایک جوان نامی اہرمن نام سرداران لشکر ہیکلان سے نکلا فرہاد نے اسکو بھی ضرب گرز سے پیوند خاک
کیا بعد اسکے ایک دلیر نہایت قوی ہیکل سلطے بدرما لشکر ہیکلان سے میدان مین آیا فرہاد نے اسکو بھی ہلاک کیا اسیطرح تا شام
فرہاد دیکھری نے چوبیس نامی و نامور عادیونکو ہلاک کیا ہنگام شام نوشیروان طبل بازگشت بجوا کر میدان کارزار سے چلا گیا
ادھر فرہاد دیکھری میدان نبرد سے اپنی فرودگاہ لشکر کی طرف گیا جب نوشیروان اپنی بارگاہ مین پہونچا اور دربار آراستہ
ہوا وزرا کیطرف مخاطب ہوکر کہنے لگا کہ فرہاد دیکھری ایک دشمن تازہ پیدا ہوا ہی دیکھیے یہ کس کس جری و بہادر کو قتل کرتا ہی
آج تو چوبیس بہادران یکتاے روزگار کو اسنے ہلاک کیا ہی نہین معلوم میرا دشمن کیون ہو گیا ہی مین نے تو اس سے کوئی
دشمنی نہین کی ہی بختک نے عرض کیا ای شہنشاہ اگر آپ چاہتے ہین کہ اس دشمن تازہ سے آپ کے لشکریونکی جان بچے تو اسیوقت
چند کشتیون مین تحایف رکھوا کر کشتیان میرے ہمراہ کیجیے مین فرہاد کے پاس جاؤن تحفے اسکو دیکر دشمنی سے باز رکھون
نوشیروان نے فوراً کشتیان تحایف کی بختک کو دیکر روانہ کیا بختک کشتیان تحائف کی لیکر بارگاہ فرہاد مین گیا اور
بصد ادب سلام کرکے کہنے لگا کہ شہنشاہ نے یہ تحائف آپکو دیے ہین اور فرمایا ہی کہ تم مجھ سے کیون لڑتے ہو ہم نے
تمھارے ساتھ کیا دشمنی کی ہی اگر تم یہ کہو کہ مراحل عاد نے ہنگام شب تمھارے لشکریونکو قتل کیا ہی تو جواب اسکا یہ ہی کہ شاید
قلندر نقابدار نے ہمارے لشکر کو یا اکثر سوارونکو اور فور تنگ عاد کو ہنگام شب گذشتہ آکر قتل کیا ہی اور تمھارا نعرہ کیا ہی
ہیکلان ملک سومنات مغرب نے بغیر سمجھے ہوے مراحل عاد کو روانہ کیا تھا وہ تمھارے ہاتھ سے ہنگام جنگ ہلاک
ہوا آج تمنے چوبیس عادی قتل کیے اور کچھ دریافت نہ کیا کہ یہ کیا واقعہ گذرا لہذا اب ہمنے تمام احوال گذشتہ سے تمکو خبر

دی ہو مجھکو لازم ہو کہ اب جنگ و جدال موقوف کرو فرہاد یکضربی نے یہ حال سنکے دیر تک فکر کی اور بعد فکر بسیار نخجک کو
موافق اُسکے مرتبے کے اپنے دربار مین بٹھایا اور کہا اے نخجک میری طرف سے کہدینا کہ دل میرا آپ سے صاف ہو گیا کدورت
جاتی رہی قلندر کی چالاکی اور مکاری سے آگاہی ہوئی اب جنگ و جدال آپ سے نکرونگا نخجک یہ سنکر بارگاہ فرہاد سے
اُٹھکر روانہ ہوا جب دربار نوشیروان مین پہونچا سارا حال بیان کیا نوشیروان خوش ہوا جب وہ شب بسر ہوئی ہنگام
سحر فرہاد یکضربی نے ایک نامہ لکھا اور قاصد کو دیکر کہا کہ اس نامے کو بادشاہ لشکر اسلام کو دیدینا اور جواب لیکر چلا آنا قاصد
نامہ لیکر لشکر اسلام مین آیا بادشاہ لشکر اسلام کو قاصد کے آنیکی خبر ہوئی سلطان سعد نے قاصد کو اپنے روبرو بلوایا جب
قاصد بادشاہ لشکر اسلام کے سامنے گیا شرط بندگی و عبودیت بجالاکر نامہ پیشکش کیا سلطان سعد نے نامہ پڑھوایا مضمون
نامہ یہ تھا کہ اے بادشاہ لشکر اسلام آپ میرے والد کو میرے پاس بھیجدیجیے اور اُنسے فرمائیے کہ اطاعت حمزہ صاحبقران
کرین ورنہ مجھکو اپنا دشمن تصور کرین مجھ سے اور نوشیروان سے صفائی ہوگئی ہے اب مین اُنسے نہ لڑونگا پس اگر
آپ اپنی اور اپنے لشکر کی بہتری چاہتے ہین تو میرے والد کو میرے پاس بھیجدیجیے دیر نکیجیے لندھور نے نامہ سنکے کہا مین ہرگز
اُسکے پاس نجاؤنگا اور نہ اُسکے کہنے پر عمل کرونگا یہ سنکے سلطان سعد نے قاصد سے کہا کہ تم جاکر فرہاد سے کہدینا کہ اگر تجکو اپنے
زور بازو پر ناز ہو تو نقارۂ جنگی بجواؤ ہم تمسے مقابلہ کرینگے سردار ہمارے لشکر کے تمسے لڑینگے لندھور کو ہم ہرگز تمہارے پاس
نہ روانہ کرینگے قاصد یہ سنکر بارگاہ سے نکلکر فرہاد کے پاس گیا اور جو کچھ سنا تھا عرض کیا فرہاد یکضربی نے برہم ہوکر طبل جنگ
بجوایا سلطان سعد نے بھی خبر نواخت طبل جنگی سنکے نقارۂ حربی بجوایا روز دیگر اُسطرف سے فرہاد سپاہ لیکر میدان مین آیا ادھر سے
بادشاہ لشکر اسلام جملہ فوج لیکر میدان کارزار مین پہونچے بعد صفوف آرائی لشکر ہاے جانبین نقیبان خوش آواز دو نو طرف سے نکلے
اور جوانان ہر دو لشکر کو آمادۂ پیکار کرکے میدان نبرد سے ہٹ گئے ہنوز کسی جانب سے کوئی بہادر میدان مین برلے مقابلہ
لشکر سے نہ نکلا تھا کہ سوے دشت غبار بلند ہوا سب دیکھنے لگے جب وہ غبار ہوا سے دفع ہوا ہر ایک نے دیکھا کہ قلندر
نقابدار مع چہل ہزار سواران جرار آتا ہے ہنوز مردمان لشکر دیکھ رہے تھے کہ قلندر بمقابلۂ فرہاد یکضربی آکر صف آرا ہوا
فرہاد یکضربی قلندر کو دیکھکر از حد برہم ہوا اور کہنے لگا اگر تو مرد ہے تو جنگ سے گریز نکر قلندر نے جوابدیا مین شیر بیشۂ شجاعت
ہون حریف کے سامنے سے بھاگتا نہین اور تجھسے کیا بھاگونگا تو میرے نزدیک مانند ایک مور ضعیف کے ہے فرہاد یکضربی
نے یہ سنکے ہاتھی اپنا صف لشکر سے نکالا اور میدان مین آکر پکارا کہ اے قلندر اگر تو بہادر ہے تو لشکر سے نکلکر میدان کارزار مین
آکر مجھسے مقابلہ کر آج مین تیرے خون سے زمین میدان رزم رنگین کرونگا قلندر یہ سنکے میدان مین مرکب پر سوار ہوکر آیا
چلے تو باہم نیزہ بازی ہوئی آخر قلندر نے بعد سوا سو طعن ہاے نیزہ کے نیزہ دست فرہاد سے نکالدیا فرہاد کو از حد ملال
ہوا جھنجھلا کر کہنے لگا کہ اب اہل اسلام سے جنگ نیزہ بازی کبھی نکرونگا یہ کہکر عمود گرانبار اُٹھا کر حملہ آور ہوا قلندر نے گرز پر
روکا لیکن گرز دبکر اسکے سر مرکب پر گرا گھوڑا ہلاک ہوا قلندر گھوڑے سے کود کر زمین پر آیا فرہاد نے فی الفور تیغ گرانبار سر پر مارا اسنے
قلندر کسیقدر زخمی ہوا فوج قلندر یہ حال دیکھکر براے اعانت قلندر بڑھی اُدھر سے لشکر فرہاد بڑھا دونون لشکر مل گئے
تلوار چلنے لگی اُسی جنگ مغلوبہ مین قلندر ایک مرکب پر سوار ہوکر جنگ دستانہ کرنے لگا حمزہ عقابین سے لڑائی دیکھ رہے تھے سر جدا
ہوکر تنونسے باربار گرنے لگے نعرے دمبدم دلیر کرنے لگے لڑائی خوب ہونے لگی تا شام تلوار اچھی طرح چلی صدہا دلیر زخمی ہوے اکثر قتل
ہوے ہنگام شام فرہاد طبل بازگشت بجواکر میدان کارزار سے چلا گیا قلندر بھی سوے دشت اپنی فوج لیکر روانہ ہوا بادشاہ لشکر
اسلام بھی مع جملہ لشکر فرودگاہ سپاہ پر تشریف لاکر داخل بارگاہ ہوے پھر جملہ سواران لشکر اسلام مرکبونسے اُترکر خیام مین راحت پذیر ہوے
فرہاد نے اپنی بارگاہ مین جاکر اپنے عیار طیفور سے کہا کہ مین کبتک سرداران لشکر بادشاہ اسلام اور قلندر سے مقابلہ کرونگا جسواسطے

یہان آیا ہون اُس کام کی فکر منظور ہے پس ای طیفور اگر ممکن ہو تو آج کی شب تو جا کر میرے والد کو کسیطرح بیہوش کر کے میرے پاس
لے آ مین اُنھین لیکر ہندوستان کیطرف روانہ ہون طیفور یہ سُنکے عرض کرنے لگا مین ابھی جاتا ہون ور لندھور کو بیہوش کر کے لاتا ہون
یہ کہکر طیفور شکل اپنی بدلکر جانب لشکر اسلام روانہ ہوا جب قریب لشکر پہونچا دیکھا ایک شخص ایک شیشی ہاتھ مین لیے ہوے لشکر اسلام کو
چلا جاتا ہے طیفور نے اُس سے پوچھا ای برادر کہان جاتے ہو یہ کیسی شیشی ہے اسمین کیا ہے اُسنے کہا اس شیشی مین روغن ہے مین کمنگر ہون
برای علاج دست لندھور جاتا ہون طیفور نے جواب بیہوشی مارکر اُسکو بیہوش کیا اور اُسکی شکل بنکر لباس اُسکا پہنکر اُسکو ایک
گوشے مین ڈالکر وہ شیشی لیکر جانب بارگاہ لندھور گیا دیکھا بارگاہ مین کوئی نہین ہے فقط تنہا لندھور بستر پر لیٹا ہے شانے
کے درد سے بیچین ہے کمنگر نقلی نے بصد ادب سلام کیا اور عرض کیا حضور کیواسطے آج ایسی دوا مین تیار کر کے لایا ہون کہ
جلد صحت ہو جائیگی لندھور نے خوش ہو کر پوچھا آج تو نے کونسی دوائین بنائی ہین کمنگر مذکور نے عرض کیا خداوند نعمت
ایک تو روغن برای مالش تیار کیا ہے اور ایک سفوف بنایا ہے اول حضور سفوف ہمراہ آب تازہ نوش فرمائین بعد مین اس روغن کی
مالش کرونگا یہ کہکر ایک پڑیا کمنگر نقلی نے اپنی کمر سے نکالی تھوڑا سا سفوف اُسمین سے لیکر لندھور کو دیا لندھور نے ہمراہ
آب تازہ اُسے پی لیا ہے کمنگر روغن بالای شانہ ملنے لگا تھوڑی دیر مین لندھور بیہوش ہو گیا کمنگر نقلی نے فی الفور لندھور کو
چادر عیاری مین باندھکر پشتارہ دوش پر رکھا اور بارگاہ قنات خنجر سے چاک کر کے بصد چالاکی جانب بارگاہ فرہاد روانہ ہوا اتفاقاً
کسی نے لشکر اسلام سے اُسے جاتے ہوے نہ دیکھا طیفور قطع راہ کر کے خدمت فرہاد مین گیا اور پشتارہ لندھور کا روبرو
رکھدیا فرہاد نے خوش ہو کر حکم کیا کہ عالم بیہوشی مین میرے والد کو طوق سلاسل مین گرفتار کرو چنانچہ بموجب حکم طیفور نے طوق
و سلاسل مین گرفتار کیا جب لندھور گرفتار ہو چکا فرہاد دیکضربی نے کہا ای طیفور اب میرے والد کو ہوشیار کر طیفور نے فوراً
لندھور کو ہوشیار کیا فرہاد نے کہا ای والد اب ہمراہ میرے ہندوستان کیجانب چلیے حمزہ صاحبقران کی فرمانبرداری ترک کیجیے
لندھور نے کچھ جواب نہ دیا فرہاد نے حکم کیا ارشیون کو زندان سے لے آؤ ملازم فوراً گئے اور ارشیون کو لے آئے فرہاد نے
کہا ای ارشیون تم اپنے والد کو سمجھاؤ کہ حمزہ صاحبقران کی اطاعت نکرین اور تم بھی حلقہ فرمانبرداری حمزہ صاحبقران
اپنے کان سے اُتارو ارشیون اور لندھور نے برہم ہو کر جواب دیا ہم تو ہرگز فرمانبرداری صاحبقران ترک نہ کرینگے
اُسوقت فرہاد نے خیال کیا مین نے تو چاہا تھا کہ پدر و برادر کو سمجھا کر اطاعت حمزہ صاحبقران سے باز رکھکر اُنھین ہمراہ
اپنے ہندوستان مین لیجاؤن لیکن یہ کسیطرح نہین مانتے ہین اب اِنکو قتل کرنا چاہیے یہ خیال کر کے جلاد کو طلب کیا وہ
فی الفور حاضر ہوا فرہاد نے کہا جلد میرے برادر و پدر کو یہانسے لیجا کر قتل کر جلاد بموجب حکم ارشیون و لندھور کو برای
قتل لیکر ایک جانب چلا اور کنارہ لشکر لیجا کر زیر تیغ بٹھایا ارشیون اور لندھور نے اپنی خلاصی کے واسطے خدا سے دعا
کی یہان تو ارشیون اور لندھور زیر تیغ بیٹھے ہوے دعا کر رہے ہین اِنکو تو مشغول دعا رکھیے لیکن احوال لشکر اسلام
اور قلندر زنقابدار کا سُنیے کہ جب بارگاہ لندھور مین نعمان ہزارہ عیار لندھور اور خواجہ عمرو آئے دیکھا لندھور
بارگاہ مین نہین ہے بسترا طیفور عیار کا زمین پر پایا جاتا ہے اُسوقت نعمان ہزارہ اور خواجہ عمرو نے بیتاب ہو کر بادشاہ
لشکر اسلام اور اکثر سرداران لشکر سے یہ احوال بیان کیا سب کو رنج ہوا اور آمادہ رہائی لندھور اور ارشیون
ہوے خواجہ عمرو نے سب کو روک کر کہا مین چند عیارونکو لیکر برای رہائی لندھور و ارشیون جاتا ہون جبتک
مین یہان نہ آؤن آپ سب صاحب قدم آگے نہ بڑھائیے گا یہ کہکر خواجہ اور نعمان ہزارہ وغیرہ عیاران لشکر
اسلام جانب لشکرگاہ فرہاد دیکضربی روانہ ہوے ابھی عیاران مذکور راہ مین تھے کہ قلندر زنقابدار مع چہل ہزار
سواران جرار خبر گرفتاری لندھور سُنکے بصد عجلت آیا اور اپنی فوج کے تین حصے کر کے ایک حصہ فوج کا

ایک سردار کے ہمراہ کیے کہا کہ جس جگہ فیلان لشکر فرہاد دیکضربی ہین تو اُسطرف جاؤ ہاتھیون کو لیکر جانب صحرا جانا ہوا مذکور فوراً حملہ آور ہوا اکثر جوانان لشکر فرہاد کو قتل کرکے کئی ہزار فیلونکو لشکر فرہاد دیکضربی سے لیکر سوے دشت روانہ ہوا جب شور و غل لشکر فرہاد مین ہوا کہ فوج دشمن فیلان لشکر کو لیے جاتی ہے فرہاد دیکضربی یہ غوغا سنکے غیظ مین آکر سوار ہوا اور کل فوج کو ہمراہ لیکر سوے دشت چلا ادھر قلندر نے کمین گاہ سے نکلکر دو حصے فوج کے ہمراہ لیکر بازار لشکر فرہاد کو غارت کیا اور جلاد کو قتل کرکے ارشیون اور لندھور کو رہا کیا اور لشکر اسلام مین پہونچا دیا خواجہ عمرو و نعمان ہزارہ وغیرہ یہ حال دیکھکر اپنے لشکر مین آئے ادھر فرہاد دیکضربی نے اُسکے سردار کے قریب جاکر نعرہ کیا سردار لشکر قلندر ہاتھیون کو چھوڑکر سوے دشت چلا گیا فرہاد دیکضربی ہاتھیون کو ہمراہ لیکر فرودگاہ لشکر پر آیا یہان آکر معلوم ہوا کہ قلندر لندھور اور ارشیون کو رہا کرکے لیگیا فرہاد نے پوچھا قلندر کدھر گیا مردمان بازاری لشکر نے عرض کیا پہلے تو سوے لشکر اسلام گیا پھر جانب صحرا چلا گیا اُسکو گئے ہوے دیر ہوئی فرہاد یہ سنکے خاموش رہا ادھر لشکر اسلام مین لندھور و ارشیون کے آنے سے بادشاہ سلام نے جشن کیا

داستان آنا قاصد کا اور جانا خواجہ عبد المطلب کا مع لندھور جانب مکہ و دیگر حالات بیان کیے جاتے ہین

راوی خوش مقال اس داستان بیمثال کو اسطرح بیان کرتا ہے کہ جب لندھور اور ارشیون باعانت قلندر نقابدار قتل سے محفوظ رہکر لشکر اسلام مین آچکے اُسی شب کو ایک قاصد مکے سے خدمت خواجہ عبد المطلب مین آیا اور عریضہ اُسنے پیشکش کیا خواجہ عبد المطلب نے پڑھا شرفاے مکہ نے خواجہ عبد المطلب کو بعد آداب تسلیمات لکھا تھا کہ فی الحال جمشید بن خنظلہ خیبری بجمعیت سپاہ کثیر آیا ہے ارادہ اُسکا ہے کہ ہم سب کو قتل کرے اور خانہ کعبہ سے بے ادبی کرے ہمنے منت آٹھ روز کی اس سے مہلت طلب کی ہے اور یہ عریضہ آپکو لکھا ہے لہذا جسوقت یہ عریضہ خدمت عالی مین پہونچے اُسیوقت روانہ اسطرف ہو جیے گا ہرگز توقف نہ فرمایئے گا اور جلد تر یہان تشریف لاکر جمشید بن خنظلہ خیبری سے ہمین بچایئے گا اور خانہ کعبہ کو اُسکی بے ادبی کرنے سے محفوظ رکھیے گا خواجہ عبد المطلب نے مضمون عریضہ شرفاے مکہ سے آگاہ ہوکر سلطان سعد اپنے پوتے کے پاس جاکر تمام احوال عریضہ مذکور بیان کیا اور رخصت چاہی سلطان سعد نے کہا کہ چند سرداران لشکر کو مع فوج مین آپکے ہمراہ کردیتا لیکن تردد یہ ہے کہ نوشیروان اور فرہاد دیکضربی دونون آمادہ جنگ و فساد ہین اسوجہ سے متردد ہون لندھور نے عرض کیا آپ مجھکو ہمراہ رکاب خواجہ عبد المطلب روانہ کیجیے فی الحال میرا شانہ اُتر گیا ہے جنگ کرنے سے معذور ہون سرداران لشکر فرہاد دیکضربی اور نوشیروان سے مقابلہ کرینگے مین خواجہ عبد المطلب کو مکہ مین پہونچا کر چلا آؤنگا سلطان سعد نے اجازت دی خواجہ عبد المطلب جملہ سرداران لشکر اسلام اور خواجہ عمرو سے رخصت ہوے سامان سفر مہیا ہوا لندھور بارہ ہزار سواران ہند کو ساتھ لیکر ہمراہ خواجہ عبد المطلب جانب مکہ چلا صبح کو فرہاد دیکضربی نے جو سُنا کہ میرے والد سوے مکہ گئے ہین یہ بھی مع لشکر جانب مکہ روانہ ہوا غرض بعد قطع منازل اُس روز خواجہ عبد المطلب قریب مکہ پہونچے جسروز جمشید بن خنظلہ شرفاے مکہ کو قتل کیا چاہتا تھا جب یہ خبر جمشید بن خنظلہ کو ہوئی کہ خواجہ عبد المطلب رئیس و سردار شرفاے مکہ مع فوج آئے ہین فوراً برہم ہوکر فوج کثیر ہمراہ لیکر بمقابلہ خواجہ عبد المطلب آکر صفوف آراے لشکر ہوا اور میدان مین نکلکر مبارز طلب کیا ہر چند کہ لندھور کا ایک ہاتھ بیکار تھا لیکن تاب ضبط نہ لاکر جمشید سے مقابلہ کیا جمشید بن خنظلہ خیبری نے تیغہ گرانبار کا وار کیا بوجہ اسکے کہ بایان ہاتھ لندھور کا بیکار تھا سپر پر تیغہ نہ رُک سکا سر پر لندھور کے پڑا اسیقدر سر زخمی ہوا جمشید بن خنظلہ نے اپنے کل لشکر کو ہمراہ لیکر حملہ کیا اور اپنے مردمان لشکر سے کہا کہ لندھور و خواجہ عبد المطلب کو گرفتار کرو مین انکو خیبر مین لیجاکر قتل کرونگا چنانچہ بموجب حکم مردمان لشکر نے ہنگام حملہ حلقہ ہاے کمند مارکر لندھور اور خواجہ عبد المطلب کو اسیر کیا ہر چند خواجہ عبد المطلب نے پند و نصیحت کی اور اپنے عصا سے اُنکو مار کر ہٹایا لیکن آخرکار اسیر ہوگئے شرفاے مکہ یہ خبر سُنکر گریان ہوے اور دست دعا بدرگاہ خالق دو سرا

ناگاہ اسیوقت جانب صحرا غبار بلند ہوا جمشید بن حنظلہ لندھور اور خواجہ عبدالمطلب کو گرفتار کرکے شرفائے مکہ کیطرف
چلا ہی تھا غبار جو سوے دشت بلند ہوا متحیر ہو کر دیکھنے لگا جب وہ غبار ہوا سے رفع ہوا دیکھا کہ ایک قلندر زنقابدار کلاہ مرصع سر پر
رکھے ہوے چالیس ہزار سواروں کی جمعیت سے آتا ہی ابھی جمشید نابکار دیکھ ہی رہا تھا کہ قلندر زنقابدار آپہونچا پکارا او نابکار غضب کیا تو نے کہ
لندھور اور خواجہ عبدالمطلب کو اسیر کر لیا لشکر لندھور کو قتل کیا اب میں تجھکو اس جرم کے عوض میں قتل کرونگا جمشید بن حنظلہ خیبری
یہ سنکے غضبناک ہوا اور کل اپنی فوج کو ہمراہ لیکر قلندر زنقابدار پر حملہ کیا زنقابدار بھی مع اپنی فوج کے آمادہ نبرد ہوا جب دونوں لشکر ملگئے
تلوار چلنے لگی کفار قتل ہو کر زمین پر گرنے لگے زمین خون کفار سے رنگین ہونے لگی قریب شام قلندر زنقابدار آتا ہوا جمشید بن حنظلہ
کے روبرو ہو پہنچا جمشید نے تلوار لگائی قلندر زنقابدار نے تلوار سپر پر روک کر خود بھی ایسی تلوار اس نابکار کی کمر پر لگائی کہ جمشید
بن حنظلہ خیبری دو ٹکڑے ہو کر اپنے گینڈے سے گرا فوج جمشید یہ حال دیکھکر برہم ہو کر سخت حملہ آور ہوئی راوی بیان کرتا ہو کہ تا شام
خوب لڑائی ہوئی آخر فوج جمشید بن حنظلہ تاب جنگ قلندر زنقابدار نہ لا کر گریزاں ہوئی قلندر زنقابدار نے خیمہ و خرگاہ وغیرہ جمشید
بن حنظلہ کا لوٹ لیا پھر لندھور اور خواجہ عبدالمطلب کو قید سے رہا کیا ابھی قلندر اپنے مرکب سے نہ اترا تھا کہ فرہاد دکیضری
آیا اور بمقابلہ قلندر زنقابدار اترکر ایک نامہ قلندر کو لکھا اور قاصد کو نامہ دیکر روانہ کیا قاصد نے نامہ قلندر زنقابدار
کو جاکر دیا قلندر زنقابدار نے نامہ پڑھا مضمون نامہ یہ تھا کہ ای قلندر زنقابدار بہتر اور مناسب یہ ہو کہ تو ابھی میرے
والد کو میرے پاس بھیجدے اور اپنے نام سے اطلاع دے تا معلوم ہو کہ تو نسل بنی آدم سے ہو یا قوم جنات سے ہو تو نے
مجھکو بہت پریشان کیا ہو عجب طرح کی مجھ سے لڑائی لڑتا ہو ایک جگہ جمکر مقابلہ نہیں کرتا پھر قلندر زنقابدار نے یہ جواب نامہ لکھا کہ
ای فرہاد دکیضری لندھور بن سعدان کو میں ہرگز تیرے پاس نہ بھیجونگا لیکن کل ہنگام سحر تجھسے مقابلہ کرونگا اور ابھی نام اپنا نہ بتلاونگا
یہ لکھکر قاصد کو دیا قاصد جواب نامہ لیکر گیا اور فرہاد دکیضری کو جاکر جواب نامہ دیدیا فرہاد دکیضری نے خیال کیا کہ صبح کو قلندر
مجھسے مقابلہ کریگا ہنگام سحر اسکو قتل کرکے اپنے والد کو ہمراہ لیکر ہندوستان کیطرف چلا جاؤنگا یہ خیال کرکے باطمینان تمام
اپنی بارگاہ میں استراحت پذیر ہوا ادھر قلندر زنقابدار نے مرکب سے اترکر لندھور سے کہا کہ اب آپ سوے لشکر اسلام
جائیے یہاں توقف نفرمایئے لندھور نے کہا اچھا میں آپکا حکم بجا لاؤنگا مگر یہ تو ارشاد کیجیے کہ آپکا نام کیا ہو آپنے متواتر مجھپر
احسان کیے ہیں قلندر نے ہنسکر کہا ای لندھور میں نے تو کچھ بھی احسان نہیں کیا ہاں تمھارے قتل ہونیکی خبر سنکر قبل اسکے میں
وہاں آیا تھا قدرت خدا سے آپ قتل نہوے پھر تمھارے لیے میں جانیکی خبر سنکر اور جمشید کا حال سنکے الحمدللہ میں ایسے وقت پر یہاں
آیا کہ آپکو زندہ پایا اور اظہار نام کے بارے میں جو آپنے کہا ابھی محل وموقع اظہار نام کا نہیں ہو انشاء اللہ جلد آپکو میرے نام اور میری
کیفیت سے اطلاع ہو جائیگی یہ کہکر تھوڑے سوار اپنے لشکر کے لندھور کے ہمراہ کرکے لندھور کو جانب لشکر اسلام روانہ
کردیا پھر خواجہ عبدالمطلب کیخدمت میں آیا اور خواجہ کو اسیطرح کے ہمراہ اسیوقت بھیجدیا جب نصف شب سے زیادہ گذرگئی قلندر زنقابدار
نے اپنے لشکر کو ہمراہ لیکر فوج فرہاد پر یکبارگی حملہ کیا اور ہزاروں لشکریوں کو قتل کرکے قریب ظہور صبح وہاں سے سوے دشت روانہ ہوا
فرہاد شور وغل سنکے بیدار ہوا اور فیل پر سوار ہو کر آگے بڑھا بعد دریافت معلوم ہوا کہ قلندر زنقابدار شبخون مار کر چلا گیا فرہاد نہایت
برہم ہوا خیال کرنے لگا کہ یہ قلندر زنقابدار بڑا مکار ہو پھر اپنے والد کی جستجو کی لندھور کو بھی نہ پایا حیران ہوا آخر مکے میں جاکر خواجہ عبدالمطلب
سے حال لندھور پوچھا عبدالمطلب نے فرمایا لندھور لشکر اسلام میں گیا ہو فرہاد جانب عقب میں روانہ ہوا حال اسکا آیندہ لکھا جائیگا

داستان غائب ہو جانا چند عیاران لشکر اسلام کا اور دریافت کرنا خواجہ عمرو کا نجک سے بعد ازاں جانا خواجہ کا بارگاہ فرمان شاہ میں اور عاشق ہونا اسکی دختر پر پھر گرفتار ہو کر رہا ہونا مع حال دیگر بیان کیا جاتا ہی

ساقیا بدمزاج ہو نہ ذرا بادۂ عشق کا ہمیں تو مزا
شاہوں کو یہ فقیر کرتا ہی یہ گدا کو امیر کرتا ہی

نقش اسکا جگر پہ آفت ہے دو دلون کے لیے قیامت ہے تاج شاہون کا ہے ٹپک دیتا ملک دل ہے خراج مین لیتا
رنگ اسکا سفید ہوتا ہے دل بہت ناامید ہوتا ہے تیغ ابروسے بس اسے ہے کام رستمون کو بناتا ہے یہ غلام
بھاتا تھا جسکے دلکو چنگ رباب دل جلاکر کیا ہے اُنکا کباب سرخ غصے مین رہتے تھے جو سدا عشق مین پھیکا رنگ اُنکا ہوا
شب گیسو تو رات ہے اسکی کیا کہون جو کہ بات ہے اسکی بدقماشون سے بازی کھلواکر ہمکو دیتا ہے گردشین دردر
ہمتو یکلو بس سبنے ہین غم ہین نذر سر صفت میر کو کیون دین اسکی ہاتون نے دلکو دہلایا مجھکو دریاے غم مین نہلایا
چھوٹے جاتے ہین بس کسے چھکے حضرت عشق ہین بہت سچکے کھیل سارا یہ آفتاب کا ہے یہ فسون عجب ماہتاب کا ہے
کیا وہ میری اور کیا تری سمجھے بات اس عشق کی گری سمجھے پانچ اور سات کیا کرین دل مین آٹھ اور چار کو بھرین دل مین
دولت عشق سے ہین مالامال سب کو دیتے ہین ہم وہ دستغال ٹیپ لیتا ہون عشق کی جسمین پنج سہتا ہون دل ہے پر بس مین
کاٹ دیتا ہے یہ وزن دل کا سامنے دل ہو سکے اک چھلکا کیا زبردست سے بھلا چارہ زیردستونکا دل ہے آوارہ
چکمہ کھاتا ہے ہر گھڑی منھ پر ضرب لگتی ہے یہ بڑی منھ پر عشق کا حکم عشق کی ہے بات چور ہم ہین نہین ہے نجات
ہمتو نادار اور ہے وہ شاہ ہم جگر سوختہ ہین وہ ہے ماہ ہائے کمبخت عشق خانہ خراب دل جلاتا ہے سب کا مثل کباب
ابتراب ہم ہوے نہین ہے شعور اپنے دل مین ہے عشق ہی کا وفور رنگ اپنا ہی یہ جماتا ہے ورق دل خراب جاتا ہے
خیر جو ہوئی ہو وہ ہوا بجا عشق کا ذکر بس نکر تو دلا بس کمیت قلم کی باگ کو موڑ گنجفے کے تلازمے کو چھوڑ
ذکر خواجہ عمرو کا کر تو عیان حال لشکر کا کر عیان یہ بیان

راویان خوش تقریر اس داستان دل پذیر کو یون بیان کرتے ہین کہ جب لندھور قریب ملکے سے روانہ ہوکر بعد قطع راہ داخل لشکر اسلام ہوا پہلے بادشاہ لشکر اسلام کی خدمت مین گیا بعد بجاآوری شرائط عبودیت ولوازم بندگی حال راہ مکا وکیفیت جمشید بن حنظلہ و ذکر قلندر نقابدار مفصل بیان کیا بادشاہ لشکر اسلام جمشید کے قتل ہونے سے اور لندھور کے آنے سے اور خواجہ عبدالمطلب کے رہا ہونے سے خوش ہوے پھر لندھور نے ہر ایک سردار لشکر سے ملکر تمام کیفیت بیان کی اور مردمان لشکر نے قلندر نقابدار کو رخصت کیا ابھی لندھور سرداران لشکر اسلام سے باتین کررہا تھا ہر ایک سردار گفتگوے لندھور سُن رہا تھا یکایک گلباد وغیرہ چند عیار گھبرائے ہوے آئے اور خواجہ عمرو سے بعد ادب کہنے لگے کہ رات سے خجستہ اور قہماں خرقہ پوش وغیرہ چند عیار لشکر مین نہین ہین معلوم ہوتا ہے کوئی اُنکو بیہوش کرکے لیگیا ہے خواجہ یہ خبر سُنکے نہایت متردد ہوے آخر بعد فکر بسیار خیال کیا کہ حال عیاران گم شدہ کا بختک سے دریافت ہوگا یہ خیال کرکے خواجہ ہنگام شب جانب بارگاہ نوشیروان روانہ ہوے جب قریب بارگاہ پہونچے دیکھا بڈھا مشعلچی بختک کا پڑا ہوا سورہا ہے مشعل اور کپی اُسکے پہلو مین رکھی ہے خواجہ عمرو نے جلدی سے بیہوش کرکے اُسکو تو کہین مخفی کیا اور آپ اُسکی شکل بنکر وہین بیٹھے جب دربار برخاست ہوا بختک بارگاہ نوشیروان سے نکلکر خچر پر سوار ہوا خدمتگارون نے پکارا او پیرو مشعلچی جلد مشعل روشن کروزیر شہنشاہ سوار ہوچکے ہین اپنی بارگاہ مین آپ جاتے ہین مشعلچی نقلی نے یہ سُنکے بآواز بلند کہا حاضر ہوتا ہون مشعل روشن کرتا ہون یہ کہکر مشعل روشن کی اور کپی اور مشعل لیکر آگے بڑھا جب بختک کے قریب ہوپہنچا بختک نے خچر اپنا آگے بڑھایا بعد تھوڑی راہ طی کرنے کے مشعلچی مشعل قریب تر چہرہ بختک کے لے گیا خدمتگارون نے برہم ہوکر کہا ارے پیرو یہ کیا کرتا ہے کیا اندھا ہے دیکھتا نہین مشعلچی نے جواب دیا تم اندھے ہو اور تمھارے باپ اندھے ہین مین تو بینا ہون یہ کہکر تیل اپنی آنکھ کا بختک کو دکھایا بختک سمجھ گیا کہ خواجہ عمرو ہین بعد سمجھنے کے اپنے خدمتگارون پر خفا ہوا کہ تم کیون بدزبانی کرتے ہو جانتے نہین کہ یہ مرد بزرگ ہین مین انکو اپنے باپ دادا سے زیادہ جانتا ہون

انکا رنجیدہ ہونا مجھے گوارہ نہین یہ کہکر پیرو و شعلی نقلی سے مخاطب ہوکر کہا آپنے اسوقت کیون تکلیف گوارا کی مین حجرے پر سوار ہون آپ پیادہ پا ہین خواجہ نے اشارہ سے کہا خاموش رہ زیادہ بیہودہ نہ بک اسوقت تجھسے کچھ پوچھنا ہو بختک تھوڑی دور کر خاموش ہوا جب اپنے خیمے کے پاس پہونچا حجرے سے اُترکر کہا میان پیرو آپ میرے ساتھ آئیے اور خدمتگارون سے کہا خبردار تم بغیر ہمارے طلب کرنیکے ہمارے خیمے مین نہ آنا خدمتگارون نے دست بستہ عرض کیا آج خلاف قاعدہ آپ پیرو کو اپنے ساتھ خیمے مین کیون لیے جاتے ہین بختک نے برہم ہوکر جواب دیا تمھارا امین کیا اجارہ ہو جاؤ بیٹھو استفسار نکرو خدمتگار چپ ہورہے شعلی نقلی ہمراہ بختک خیمے مین گیا بختک نے مقام صدر پر بٹھاکر پوچھا اب فرمائیے آپ کیون تشریف لائے ہین خواجہ نے کہا ہمارے لشکر کے کئی عیار گم ہوگئے ہین تمکو احوال انکا ضرور معلوم ہوگا بس تم بتاؤ کہ اُن عیارون کو کون لیگیا ہو بختک نے ہاتھ جوڑکر اور قسم کھاکر کہا مین واقف نہین ہون یہ کہکر خواجہ کو کچھ زر و جواہر دیا خواجہ خیمہ بختک سے نکلکر عقابین کے نیچے گئے اور بالائے عقابین جاکر امیر کی مزاج پرسی کی اور اکل و شرب سے سیر و سیراب کرکے پھر زیر عقابین اُترنے کا ارادہ کیا ناگاہ ملازمان نوشیروان نے دیکھ لیا اور شور و غل کیے برائے گرفتاری خواجہ آگے بڑھے خواجہ عقابین سے کود کر جست کرکے نکل گئے ملازمان نوشیروان متحیر ہوکر رہگئے جب خواجہ لشکر نوشیروان سے نکلکر آگے بڑھے دیکھا کہ ایک جوان بلند بالا سیہ پوش ایک بھاری پشتارہ اپنے دوش پر رکھے ہوے لشکر اسلام کی سمت سے آتا ہو خواجہ نے اُسے دور سے دیکھکر کہا کہ ای شخص ٹھہرجا اس پشتارے مین کیا ہو اُسنے کچھ نہ سُنا اور ایک بلندی پر چڑھگیا جبتک خواجہ اُس بلندی پر گئے وہ جوان سیہ پوش اُس بلندی سے اُترکر سوے صحرا جاکر غائب ہوگیا عمرو بھی سوے صحرا اُس جوان کی جستجو کرتا ہوا چلا ناگاہ عمرو نے دیکھا ایک لشکر صحرا مین پڑا ہوا ہو بارگاہین اور خیام استادہ ہین خواجہ نے ایک شخص سے پوچھا یہ لشکر کس کا ہو اُسنے جواب دیا ای شخص یہ لشکر بادشاہ ترکستان فرمان شاہ کا ہو ہمراہ شاہ دختر مسماۃ فتنہ نام بھی آئی ہو فن عیاری مین بےمثل و بےعدیل ہو چارسو عیار اور بارہ مہتر نامی و نامور اُسکے فرمانبردار ہین حسن و جمال مین غیرت حور و رشک پری ہو ہرچند کہ نازنین و نازک بدن ہو لیکن ازحد چالاک و پرقوت ہو جو کوئی اُسکو دیکھتا ہو ہزار جان سے عاشق ہوجاتا ہو خواجہ تمام حال سُنکے خیال کرنے لگے کہ فتنہ کو کسی صورت دیکھا چاہیے یہ خیال کرکے عمرو نے ایک شخص کو کہ بارگاہ سے اُٹھکر باہر آیا تھا لخلخے سے بیہوش کیا اور اُسکی صورت بنکر داخل دربار ہوے دیکھا کہ فرمان شاہ بالائے تخت بیٹھا ہو اور قریب اُسکے فتنہ عجب ناز و انداز سے بیٹھی ہوئی ہو یعنی زلف مشکین رُخ پر ہو چہرہ مانند آفتاب روشن ہو آنکھین نرگسی ہین دہن رشک غنچہ ہو رخسار رشک گل ہین ابرو مانند کمان خمیدہ ہین یا بصورت خنجر آبدار عیان ہین مژگان تیر دلدوزی عاشق پر بس ہین گردن گویا صراحی نور یا شمع کافوری ہو سینے پر آثار ظہور شباب کچھ کچھ عیان ہین کمر نہایت نازک ہو آگے قلم شرم ہو اُسکی تحریر وصف مین شگاف خامہ کو حیرانی ہو لوح پر نور پر لام الف لاثانی ہو ساق پا نہایت خوب ہین عشاق کو سر دست مرغوب ہین دست و پا رنگ حنا سے سرخ ہین غرض سراپا وہ فتنہ فتنہ جہان ہو بمقتضائے ابیات

چہرہ پر نور اسکا ہو اسطرح
لب رنگین سے پھول جھڑتے ہین
وہ پرافشان جبین نور آگین
کاجل آنکھون مین بھی وہ نور کا تھا
لعل لب پر مسی کا وہ جوبن
وزد برکف چراغ دزد حنا
تھی وہ اس جامہ زیب کی پوشاک

ماہ کامل کی ہو جھلک جسطرح
عکس نگے زمین پہ پڑتے ہین
جیسے سیمائے صبح پر پروین
صاف دود چراغ طور کا تھا
جسطرح پھولتی ہو شاخ سمن
کھات مین نقد دل کے صبح و مسا
گرد تھی جس سے اطلس افلاک

زلفین بل کھا رہی ہین چہرے پر
نئی الفت سے آنکھین ہین لبریز
نور مین شام زلف پرافشان
چاٹ کر سنگ سرمہ تیغ نظر
شوخ کیا رنگ دست رنگین کا
رنگ لایا ہو لب پہ کیا غازہ
وہ دوپٹہ تھا دوش پر زرتار

ہو گہن چاند پر لگا یکسر
بہر عشاق جام زہر آمیز
شب انجم سے بھی سوا تابان
قتل عشاق پر تھا بستہ کمر
آب یاقوت مین گندھی تھی حنا
شفق شام زلف تھا غازہ
جسکا تار شعاع تھا ہر تار

کرتی انگیا کی ہے وہ تیاری / کسقدر وہ کٹوریان بھاری
جلوہ اُسکا جو دیکھے حور جنان / ظن غالب ہے ہو اُسے یہ گمان
تار جنت پہ بہر حفظ نظر / تھیلیان مین چڑھی ہوئی پر زر
نازکی اُسکی کیا بیان مین آئے / جو کہ دست خیال سے ملجائے
پائجامہ وہ پر زر اطلس کا / اطلس طور سے چمک مین سوا
کیا رقم اب ثنائے زیور ہو / کہیے کان جواہر اُس گل کو
سر کا چھپکا تھا یا کہ سایہ فگن / سنبلستان مین موتیے کا چمن
ٹیکا مانند کوکب تابان / زیب صبح جبین پرافشان
بالیان کب تھین گوش زیبا مین / عقد پروین تھا گوش زہرا مین
بجلیان کانو مین وہ تابندہ / برق تابان ہو جنسے شرمندہ
عطر گل مین بسی ہوئی وہ نگار / اور پھولونکے گہنے کی وہ بہار
وہ نخوت وہ تمکنت وہ شباب / وہ نزاکت وہ بانکپن وہ حجاب
چستی انگیا کی سینے کا وہ ابھار / دس خداداد حُسن پر یہ نکھار

خواجہ عمرو دیکھتے ہی فتنہ کو عاشق ہو گئے دل بیتاب ہو گیا آرزوے بوس و کنار ہوئی لیکن ضبط کیے ہوئے بیجز بیٹھے رہے یکایک فرمان نوشیروان آیا فرمان شاہ فرمان نوشیروان کو دیکھکر اپنی دختر سے رخصت ہونے لگا فتنہ نے کہا مجھے بھی یہان سے جلد اپنے پاس بلوایئے کا بھول نجایئے کا فرمان شاہ نے اقرار کیا پھر فرمان شاہ تخت پر سوار ہو کر کچھ فوج چھوڑکر باقی لشکر لیکر جانب بارگاہ نوشیروان روانہ ہوا بعد جانے فرمان شاہ کے فتنہ بھی نقاب رخ پر ڈالکر خود سر پر رکھکر مردانہ و دلیرانہ لباس زیب تن کرکے مرکب پر سوار ہو کر اپنی بارگاہ کیطرف چلی خواجہ عمرو نے فوراً اپنی صورت ایک قلندر کی بنائی اور ہمراہ سواری فتنہ روانہ ہوئے اثنائے راہ مین خواجہ نے دعا کر زیادتی حسن و جمال و دولت و اقبال دیگر کہا کہ ایک نظر لطف و کرم ادھر بھی کرنا لازم ہے سائل سے منہ موڑنا مناسب نہین ہے فتنہ نے مرکب کو روک کر پوچھا تو کہان رہتا ہے کہان سے آیا ہے نام تیرا کیا ہے خواجہ نے جواب دیا وطن میرا امین ہے خاص و عام مجھکو فواد قلندر کہتے ہین کئی برس تک لشکر حمزہ صاحبقران مین رہا ہون اب قصد اپنے وطن جانیکا ہے زاد راہ کچھ پاس نہین ہے فتنہ نے یہ سنکے اپنے ملازمون سے کہا اس قلندر کو اپنے ہمراہ لیتے آؤ ملازمون نے کہا اے قلندر ہمارے ساتھ چلا آ قلندر نقلی ہمراہ ہو لیا جب دختر فرمان شاہ اپنی بارگاہ مین پہونچی حکم کیا کہ اُس قلندر کو بلاؤ جلد ہمارے روبرو لاؤ ملازمان ملکہ قلندر کو بارگاہ مین لے گئے فتنہ نے کہا اے قلندر بیٹھ جا خواجہ ایک چوبی کرسی پر بیٹھ گئے دختر فرمان شاہ نے حکم دیا کہ اس قلندر کو بارہ تومان زر دیدو ملازمون نے فوراً تومان زر لاکر قلندر مذکور کو دیدیے قلندر نے اپنی کمر مین رکھ لیے فتنہ یہ دیکھکر حیران ہوئی پھر پوچھنے لگی اے قلندر کچھ اشیائے مسکر کا بھی شوق ہے قلندر نے جواب دیا ہان میکشی کا ذوق ہے فتنہ نے فوراً شراب منگوا کر قلندر کو پلوائی جب دو تین جام شراب قلندر نے پیے دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا اُسوقت فتنہ نے پوچھا آجکل لشکر حمزہ مین کوئی واقعہ تازہ بھی ہوا ہے یا نہین اور تو نے خواجہ عمرو کو دیکھا ہے یا نہین قلندر مسطور نے جواب دیا آجکل لشکر حمزہ مین کئی عیار گم ہو گئے ہین خواجہ عمرو کو تردد ہے مین نے خواجہ کو ہزار ہا مرتبہ دیکھا وہ عیار بے مثل ہے بھائی حمزہ کا مشہور ہے اُسکا احترام بادشاہ اولوالعزم کرتے ہین فتنہ یہ حال سنکر مسکرائی اور پوچھا کہ یہ بھی عمرو کو معلوم ہوا کہ عیارونکو کون لیگیا کسنے انھین گرفتار کیا قلندر نقلی نے بظاہر تو یہ کہا کہ ابھی تک اُسکو معلوم نہین لیکن بباطن قلندر سمجھ گیا کہ اسی ملکہ نے انھین گرفتار کیا ہے بعد اسکے فتنہ نے پوچھا تمھارا نام کیا ہے وطن تمھارا کہان ہے خواجہ نے عالم نشہ مین اور جوش الفت مین جو پہلے بتایا تھا بھول گئے کہنے لگے وطن میرا بلخ ہے اور نام میرا نامراد ہے فتنہ چونکہ نہایت ہوشیار تھی اور ازحد دانا تھی اسیوجہ سے مکرر اُسنے نام اور وطن پوچھا تھا اب جو قلندر نے خلاف اظہار قبل بیان کیا فوراً سمجھ گئی کہ یہ عمرو ہے یا اور کوئی عیار ہے یہ سمجھکر اپنے ملازمین سے اشارہ کیا کہ اسکو گرفتار کر لو ملازمون نے کہ عقب خواجہ تو کھڑے تھے فوراً حلقہ ہائے کمند مین قلندر نقلی کو اسیر کیا ہرچند خواجہ نے کہا بابا فقیر کو کیون گرفتار کرتے ہو اس درویش نے تمھارا کیا کیا ہے لیکن کسی نے خواجہ کی فریاد نہ سُنی جب خواجہ گرفتار ہو گئے اُسوقت فتنہ نے برہم ہو کر پوچھا

اے قلندر سچ بتا تو کون ہے نام تیرا کیا ہے خواجہ نے کہا وہی میرا نام ہے جو پہلے کہا تھا جب خواجہ نے نام اصلی اپنا نہ بتایا
فتنہ نے غضبناک ہو کر جلاد کو بلایا جلاد حاضر ہوا فتنہ نے کہا اے جلاد اُس شخص کو لیجا کر قتل کر یہ نام اصلی اپنا نہین بتاتا ہے
مجھکو معلوم ہوتا ہے کہ یہ عمرو عیار ہے جسوقت بحکم ملکہ جلاد نے خواجہ کا ہاتھ پکڑا عمرو نے کہا اے ملکہ فی الواقع تمنے مجھکو پہچان
لیا میرا ہی نام عمرو ہے کیون مجھکو قتل کرواتی ہو لو اب مین نے اپنا نام بتا دیا فتنہ نے کہا اے عمرو دیکھا تو نے کسطرح تجھکو
گرفتار کر لیا عمرو نے جواب دیا اے ملکہ ہان تمنے مجھے گرفتار تو کیا مگر کچھ کمال نہ کیا کیونکہ اپنے اسیر کمند گیسو اور کشتہ
تیغ ابرو کا قید کر لینا موجب فخر نہین ہے مین تو خود تمھارے دام گیسو مین قبل اسکے گرفتار ہو چکا تھا علاوہ اسکے مین
تمھارے گھر مین آیا ہون تمھارے قبضے مین ہون دل اپنا تمکو دیدیا ہے نشہ شراب کا ہے ایسے وقت مین تمنے مجھے گرفتار
کیا ہے اسیر نادنہ کرو ہان اگر اور کسی روز تم مجھکو گرفتار کروگی تو البتہ مین تمھاری عیاری کا قائل ہونگا دختر فرمان شاہ
تقریر خواجہ سنکے سمجھ گئی کہ عمرو مجھپر عاشق ہو گیا ہے یہ سمجھکر برہم ہو کر ملازمون سے کہنے لگی خواجہ عمرو کو مارو یہ کلمات بیہودہ
زبان پر جاری کرتا ہے خواجہ نے کہا اے ملکہ اگر ملازم تمھارے مجھکو مارینگے تو چوٹ لگے گی اور اگر تم اپنے ہاتھ سے مارو گی
تو تمھارے دست نازک سے چوٹ نہ لگے گی بلکہ جب تمھارا دست نازک میرے جسم سے مس ہو گا روح کو راحت دلکو چین
از حد حاصل ہو گا عشاق اسی آرزو مین ہمیشہ رہتے ہین خوشا تقدیر اُس عاشق کی کہ جسے معشوق اُسکا اپنے دست نگین
و نازک سے تعزیر دے فتنہ نے خواجہ کی گفتگو سنکے حکم کیا اسے ہماری بارگاہ سے نکالدو اور کہدو کہ ہمنے تجھے چھوڑ دیا ہے
اب ہوشیار رہنا پھر تجھکو گرفتار کرینگے تاکہ تو ہماری عیاری کا قائل ہو بمجرد حکم ملازمون نے خواجہ کو بارگاہ سے نکالنے
کا قصد کیا خواجہ نے کہا اے ملکہ مجھے اپنی بارگاہ سے نہ نکالو ایسی بے مروتی اور جفائے سخت نکرو مین تمسے جدا ہو کر ہلاک
ہو جاؤنگا ہرچند کہ دل خواجہ کا یہ نہ چاہتا تھا کہ اِس بارگاہ سے نکلے لیکن ملازمان ملکہ نے بمجرد خواجہ کو بارگاہ سے
نکالدیا خواجہ بیرون بارگاہ آئے وہان لشکر نوشیروان مین فرمان شاہ پہونچا اور حال اپنی دختر کے ہمراہ آنیکا بیان کیا
نوشیروان نے کہا اُسے ہمارے لشکر مین بلاؤ فرمان شاہ نے فوراً چند سوار سوئے دشت روانہ کیے جب سوار صحرا مین پہونچے
انھون نے عرض کیا ہے ملکہ عالم چلیے آپکے والد نے آپکو بلایا ہے ملکہ بہنگام سحر بلباس مردانہ نقاب رخ پر ڈالکر مرکب پر سوار ہوئی
جملہ سوار و عیار ہمراہ رکاب ہوئے فتنہ تو صحرا سے جا کر داخل لشکر نوشیروان ہوئی خواجہ عمرو دشت سے لشکر اسلام مین آئے
لیکایک صدائے نقارہ و طبل لشکر نوشیروان مین بلند ہوئی خواجہ نے بھی آواز نقارہ و طبل سنی اس اثنا مین ہرکارے خبر لیکر
لشکر اسلام مین آئے اور روبرو بادشاہ لشکر اسلام کے جاکر بعد دعا و ثنا عرض کرنے لگے کہ اے ظل اللہ جہان پناہ اسوقت دختر
فرمان شاہ داخل لشکر نوشیروان ہوئی ہے اُسکے آنے سے نوشیروان نے نقارۂ خوشی بجوائے ہین اور بزم عیش مرتب
ہوئی ہے وہ دختر بھی بلباس مردانہ رخ پر نقاب ڈالے ہوئے محفل سرود مین بیٹھی ہے ہر ایک سردار بھی بزم عشرت مین یعنی دربار
نوشیروان مین بیٹھا ہے میکشی کا سامان ہو رہا ہے ہرکارے تو یہ کہکر چلے گئے خواجہ عمرو بیتاب ہو کر بارگاہ نوشیروان
کیطرف ایک ساقی بچے کی شکل بنکر چلے اور جلد راہ طے کرکے بارگاہ نوشیروان مین پہونچے پھر ساقی بچون مین شامل ہو کر شراب
پلانے لگے ہنوز خواجہ نے بیہوشی شراب مین نہ ملائی تھی کہ بختک نے دختر فرمان شاہ سے کہا مین نے سنا ہے کہ تمنے عمرو کو گرفتار
کرکے چھوڑ دیا فتنہ نے جواب دیا اے ملک جی اُس لگوڑے کا گرفتار کرنا کیا مشکل ہے جب ارادہ کروگی پھر لونگی بختک نے
کہا اے ملکہ خواجہ کو لگوڑا نہ کہیے وہ اِس دربار مین اِسوقت ضرور ہونگے عجب نہین کہ ساقی بنکر یہان آئے ہون اور
شراب پلاتے ہون فتنہ نے یہ سنکر ہر ایک ساقی بچے کیطرف دیکھا جب خواجہ کیطرف نظر کی خواجہ نے کہا اے ملکہ مین
یہان موجود ہون تمھین شراب پلانے آیا ہون اکثر ملازمان نوشیروان یہ سنکے برائے گرفتاری بڑھے مگر فتنہ نے

سب کو منع کیا اور خواجہ سے کہا فلان روز فلان مقام پر جہان درخت چنار ہے مین تمسے مقابلہ کرونگی اور یہ شرط ہے کہ جو جسکو عیاری مین زیر کرے خواہ قتل کرے خواہ گرفتار رکھے خواجہ عمرو نے منظور کیا اسکا حال آیندہ لکھا جائیگا عمرو لشکر اسلام مین آیا ۔

داستان نامہ لکھنا ہیکلان عاد کا اپنے برادران خفتان عاد اور رشکبوس عاد کو اور آنا ملکہ آذر ملک خواہر فرامرز مغربی کا برائے رہائی ہلال شاہ مغربی و فرامرز مغربی اور گرفتار کرنا رشکبوس کو اور قتل ہونا خفتان کا اور رہا ہونا سب کا

مخبران بعید بیل اس داستان کو یون لکھتے ہین کہ ایکروز ہیکلان ملک سومنات مغربی نے اپنے برادران رشکبوس عاد اور خفتان عاد کو ایک نامہ اس مضمون کا لکھا کہ ای برادران آگاہ ہو کہ مین قبل اسکے ہلال شاہ مغربی اور فرامرز مغربی کو چاہ مین قید کر آیا ہون اور اُسکے لشکر کے سردار اور جملہ مردمان فوج کو زندان مین مین نے قید کیا ہے تمھین لازم ہے کہ ہلال شاہ اور فرامرز سے بہت ہوشیار رہنا سوائے ایک گردۂ نان اور کوزہ آب کے اور کچھ اُنھین نہ دینا جہانتک ممکن ہو اذیت دینا اور ہر طرح سے ہوشیار رہنا ایسا نہو کوئی سردار یا عیار لشکر اسلام کا اُنھین رہا کر لیجائے مین اُنکی قید کو تمھاری حفاظت مین چھوڑ آیا ہون جب یہ نامہ تیار ہو چکا ہیکلان نے صابر نمد پوش کو بلا کر دیا اور کہا اس نامے کو ہمارے بھائیونکو جا کر دیدینا صابر نمد پوش کہ عیار ہے نامہ لیکر روانہ ہوا اسکو تو اثنائے راہ مین چھوڑ دیجے لیکن اب حال ملکہ آذر ملک کا سنیئے کہ ایک روز ملکہ آذر ملک نے کسی سے سُنا کہ میرے برادر و پدر کو ہیکلان ملک سومنات مغرب نے پکڑ کر قید کیا ہے یہ حال سُنکے ملول ہوئی فوراً اپنے کوکا کو کہ نام اُسکا پروین تھا اور عیار تھا طلب کیا جب وہ آیا ملکہ آذر ملک نے تمام حال اپنے پدر و برادر کا کہا پھر پوچھا اب کیا تدبیر کرنا چاہیے اُسنے کہا جو مناسب ہو کیجیے ملکہ نے کہا میرا دل چاہتا ہے کہ لشکر لیکر جاؤن اور اپنے برادر و پدر کو قید سے چھڑاؤن پروین نے عرض کیا یہ امر تو نہایت بہتر ہے غرض بعد مشورہ پروین ملکہ آذر نے لشکر فراہم کرکے پروین عیار کو ہمراہ لیکے اپنے ملک سے کوچ کیا بعد قطع راہ عنقریب ملک رشکبوس ایک صحرائے سبزہ زار مین پہونچکر مقیم ہوئی یہ خبر خفتان عاد اور رشکبوس عاد کو ہوئی کہ ملکہ آذر ملک دختر ہلال شاہ بجمعیت سپاہ برائے رہائی پدر و برادر عنقریب شہر آکر فروکش ہوئی یہ خبر وحشت اثر سُنکے رشکبوس اپنے بھائی کو شہر مین چھوڑ کر دسی ہزار فوج ہمراہ لیکر برائے مقابلۂ ملکہ آذر ملک شہر سے باہر نکلا و صحرا مین آکر بمقابلۂ ملکہ آذر ملک اُترا ہنگام شب رشکبوس نے طبل جنگ بجوایا جب صدائے طبل جنگی بلند ہوئی ملکہ آذر نے خبر پاکر حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی بجایا جائے چنانچہ بموجب حکم ادھر بھی طبل رزمی پر چوب لگائی گئی رات بھر دونون لشکر مین تیاری جنگ رہی جب صبح ہوئی رشکبوس اپنی فوج لیکر میدان مصاف مین صفوف آرا ہوا ادھر ملکہ آذر ملک لباس مردانہ زیب تن کرکے زرہ وغیرہ پہنکے مُنھ پر نقاب ڈالکے مرکب پر سوار ہوئی پھر جملہ فوج مسلح ہو کر ہمراہ رکاب ہوئی ملکہ آذر ملک بھی بمقابلہ رشکبوس عاد میدان رزم مین آکر صف آرا ہوئی جب نقیبان خوش آواز جوانان لشکر ہائے جانبین کے دونکو آمادۂ کارزار کرکے میدان سے چلے گئے اول رشکبوس اپنے لشکر سے نکلکر میدان مین بڑھکر پکارا ای ملکہ آذر مین نے سُنا ہے کہ تمکو دعوی شجاعت ہے اور فن سپہ گری پہ نازہ ہے پس ای ملکہ متعین میدان مین آکر مجھ سے مقابلہ کرو یہ سُنکے ملکہ آذر نے مرکب بڑھایا سرداران لشکر نے دست بستہ عرض کیا حضور تشریف نہ لیجائین ہم جان نثارون سے ایک تلوار جاتا ہے اور سر اس بد اندیش کا تن سے جدا کرکے ابھی لاتا ہے ملکہ آذر ملک نے جواب دیا اول تو یہ خلاف شجاعت ہے کہ حریف برائے مقابلہ طلب کرے اور اس سے مقابلہ جا کر نہ کرے دوسرے مین نے اپنے والد و برادر سے یہ سُنا ہے کہ لشکر حمزۂ صاحبقران مین یہ قاعدہ ہے کہ جو ہم نبرد جسکو برائے جنگ طلب کرے وہی اُس سے مقابلہ کرے لہذا تم مجھے نہ روکو سرداران لشکر مجبور ہوئے

ملکہ آذر ملک نے مرکب اپنا صف لشکر سے نکالا اول نگاور زن ہوئی مرکب زنگبوس عاد کا تین قدم پیچھے ہٹ گیا
اور گھوڑا ملکہ کا ایک قدم پسپا ہوا پھر زنگبوس نے نیزہ اٹھا کر مارا ملکہ نے نیزے کو نیزے پر روکا بعد چالیس طعن ہائے
نیزہ کے نیزہ زنگبوس کے ہاتھ سے نکال دیا زنگبوس نے غضبناک ہو کر تیغ کھینچا اور نعرہ کرکے تیغ سر ملکہ پر لگایا ملکہ نے اسطرح
تیغ کو سپر پر روکا کہ تیغہ سپر پر پٹ پڑا پھر بچالالی تیغہ اسکے ہاتھ سے چھینکر زنجیر کمر میں ہاتھ ڈالکر پشت مرکب سے اٹھالیا اور
سر سے بلند کر کے زمین پر پٹکا پروین نے فوراً اسکو طوق و سلاسل میں گرفتار کیا لشکریان زنگبوس نے یہ احوال دیکھکر
حملہ کیا ادھر سے بھی جوانان لشکر بڑھے جب دونوں لشکر ملگئے جنگ مغلوبہ ہونے لگی ملکہ آذر ملک نے قلب لشکر زنگبوس
پر گھسکے صدہا سوار تہ تیغ کیے آخر لشکریان زنگبوس تاب جنگ نہ لا کر میدان جنگ سے گریزان ہو کر شہر میں داخل
ہوئے اور خفتان عاد سے تمام احوال جنگ بیان کیا خفتان عاد نے فوراً در شہر بند کیا اور بجائے زنگبوس عاد
تخت حکومت پر بیٹھا اور اپنے بھائی کے گرفتار ہونے سے رنجیدہ ہوا ادھر ملکہ آذر ملک نے لشکر کو شکست دیکر شہر پر
حملہ کیا مگر داخل شہر نہ ہو سکی آخر مجبور ہو کر فرودگاہ لشکر پر چلی گئی بعد کئی روز متواتر حملہ کرنے کے اور شہر میں داخل نہ ہو سکنے کے
ایکروز ملکہ آذر نے پروین اپنے لوکا سے کہا کہ ہم کسیطرح شہر میں داخل نہیں ہو سکتے اگر تو خواجہ عمرو کے پاس جائے اور
وہ یہاں آئیں اور ہماری اعانت کریں تو البتہ ہم شہر میں داخل ہو جائیں کیونکہ وہ قلعہ گیر بے جنگ مشہور ہیں پروین نے
عرض کیا میں خود ایسی تدبیر کرونگا کہ آپ شہر میں داخل ہو جائیے گا عمرو کے پاس التجا لیجانا بیکار ہے یہ کہکر ہنگام شب
پروین ہمراہ ملکہ آذر سوے شہر چلا تا کوئی تدبیر شہر میں داخل ہونیکی کرون جب عنقریب دیوار قلعۂ شہر پہونچا ملکہ نے دیکھا
ایک پیادہ بصد عجلت چلا آتا ہے ملکہ نے اسے روک کر پوچھا تو کہاں سے آتا ہے پیادے نے جواب دیا میں لشکر نوشیروان سے
آتا ہوں پروین نے عرض کیا یہ عیار ہے میرا دل چاہتا ہے کہ اس سے مقابلہ کرون پیادہ ہنسا اور کہنے لگا تو ایک
طفل ہے بھلا تو مجھسے کیا مقابلہ کریگا بڑے بڑے عیار تو مجھسے ڈرتے ہیں میں صابر نمد پوش ہوں کچھ دنوں میری
شاگردی اختیار کر پھر کچھ عیاری تجھکو بھی آجائیگی پروین یہ سنکے برہم ہوا اور صابر نمد پوش سے لڑنے لگا آخر صابر نمد پوش
کو حلقہ ہائے کمند میں گرفتار کیا اور ہمراہ ملکہ آذر ملک کے لشکرگاہ پر آیا ملکہ نے کہا اسکے پاس دیکھو کوئی نامہ تو نہیں ہے
صابر نمد پوش نے عرض کیا میں نامہ دار نہیں ہوں ملکہ نے پوچھا احوال حمزہ صاحبقران اور حال لشکر اسلام
بیان کر صابر نمد پوش نے کہا حمزہ عقابین پر قید تھے آج قتل ہو گئے اور کرب غازی بھی قتل ہوا چاہتا ہے لشکر
اسلام میں شور گریہ و زاری بلند ہے نوشیروان کے لشکر میں نقارہ و طبل خوشی دمبدم بجتے ہیں میں یہی خبر لیکر
خفتان عاد کے پاس جاتا ہوں ملکہ نے پروین سے کہا نامہ اسکے پاس ضرور ہوگا دیکھو نامہ میں کیا لکھا ہے
پروین نے اسکی دستار سے نامہ پایا اسمین ہیکلان کیجانب سے تحریر تھا کہ اے برادران زنگبوس عاد و خفتان عاد
ہلال شاہ اور فرامرز مغربی سے بہت ہوشیار رہنا غفلت نکرنا ایسا نہو کوئی انکو چاہ تاریک سے آکر رہا کر لیجائے جب
مضمون نامہ سے آگاہی ہوئی ملکہ آذر ملک نے برہم ہو کر حکم کیا یہ عیار نہایت مکار ہے جسنے اپنے نامہ کو چھپایا
جھوٹ بولا اسکو قتل کرو پروین نے بموجب حکم جلاد کو بلایا جلاد نے تعمیل حکم پا کر تیغہ لگایا اتفاقاً ہتھکڑی اور بیڑی ٹوٹ
پڑا صابر نمد پوش رہا ہو کر سوے شہر بھاگ گیا اور خفتان سے جا کر تمام حال بیان کیا خفتان نے برہم ہو کر حکم دیا کہ
ہلال شاہ اور فرامرز مغربی کو چاہ تاریک سے نکالکر قتل کرو میں اپنے بھائی ہیکان سے انکے باب میں گفتگو کر لونگا
ادھر تو ملازمان خفتان عاد جانب چاہ تاریک چلے ادھر ملکہ آذر نے سنا کہ صابر نمد پوش رہا ہو کر بھاگ گیا
اسوقت ملکہ نے متردد ہو کر کہا اے پروین صابر نمد پوش خفتان عاد کے پاس گیا ہوگا اور تمام حال اسنے بیان کیا ہوگا عجب

نہین کہ وہ غضبناک ہوکر میرے برادر و پدر کو قتل کرے پروین نے عرض کیا خفتان عاد اگر آپکے برادر و پدر کو زیر تیغ
بٹھائیگا ہم بھی ادھر رشکبوس اُسکے بھائی کو قتل کرینگے بلکہ میرے نزدیک مناسب ہو کہ ہنگام سحر رشکبوس کو قتل کرڈالیے
جب یہ خبر ہرکارون سے خفتان کو پہونچی ہنگام سحر فوج لیکر شہر سے باہر نکلا اور قتل کرنا ہلال شاہ مغربی و فرامرز مغربی
کا موقوف رکھا ملازمون سے کہا اُسکو لیجا کر وہین قید کرو غرض جب برائے رہائی رشکبوس خفتان عاد شہر سے باہر
آیا اودھر ملکہ آذر ملک نے رشکبوس کو زندان سے طلب کیا اور جلاد کے حوالے کیا جب رشکبوس نے دیکھا کہ جلاد
سر پر تیغ کھینچے ہوے کھڑا ہے کوئی دم مین قتل ہو جاؤنگا اُسوقت خیال کرنے لگا کہ ملکہ آذر ملک کی اطاعت قبول کرنا
چاہیے تاکہ قتل سے امان پاؤن اور دولت دین سے کامیاب ہون یہ خیال کرکے جلاد سے کہا کہ مجھکو کچھ ملکہ آذر ملک سے
عرض کرنا ہے جلاد نے ایک شخص کو خدمت ملکہ مین روانہ کیا اور کہلا بھیجا کہ رشکبوس عاد کچھ حضور سے عرض کرنا چاہتا ہے
ملکہ نے رشکبوس کو اپنے روبرو طلب کیا اور پوچھا کیا کہتا ہے اُسنے کہا مین مسلمان ہوتا ہون اور آپکی اطاعت اختیار کرتا ہون
ملکہ نے یہ سُنکے خوش ہوکر قتل سے اُسکو امان دی اور قید سے رہا کیا رشکبوس عاد کلمہ صدق دل سے پڑھکر مسلمان ہوا
اتنی دیر مین خفتان عاد فوج لیکر قریب آیا ادھر بھی لشکر مسلح ہوا رشکبوس عاد اجازت جنگ ملکہ سے لیکر اپنے برادر
خفتان کے مقابلے کے واسطے گیا باہم جنگ ہوئی آخر جنگ مغلوبہ ہوئی بعد تھوڑی دیر کے خفتان شکست کھاکر
شہر مین داخل ہوا اور قلعہ بند کرلیا پل تختہ اُٹھوالیا ہرچند رشکبوس وغیرہ نے چاہا کہ داخل شہر ہون مگر شہر میں نجا سکے
آخر مجبور ہوکر فرودگاہ لشکر پر پھر آئے ادھر خفتان عاد نے دوبارہ اپنے ملازمون سے کہا کہ جاؤ ہلال شاہ اور
فرامرز کو چاہ سے نکالکر لاؤ مین ابھی قتل کرڈالون ملازم گئے دیکھا چاہ مین کوئی نہین ہے ملازم حیران ہوکر خفتان عاد
کے پاس گئے اور کہا کنوئین مین ہلال شاہ اور فرامرز نہین ہین معلوم ہوتا ہے کوئی اُنکو چاہ سے نکالکر لیگیا خفتان عاد
یہ حال سُنکے نہایت پریشان خاطر ہوا اور حکم کیا دریافت کرو کون اُنکو چاہ سے لیگیا ہے مردمان ہر طرف روانہ ہوے
ناظرین پر واضح ہو کہ ملک خفتان عاد مین ایک مرد نامی تھا کہ خاص و عام اُسکو سردار عاد کہتے ہین اُسکی ایک دختر
تھی عیاری مین مہارت کامل رکھتی تھی جسروز خبر قتل ہلال شاہ مغربی اور فرامرز مغربی مشہور ہوئی اُسنے چاہا ہلال شاہ
اور فرامرز قتل نہ ہوے اُسی روز قدرت خدا سے اُسکے دل مین آیا کہ ہلال شاہ اور فرامرز کو قتل ہونے سے بچائیے
قید سے رہا کیجیے چونکہ ایک عیار اُسکا مطیع ہو اور خود بھی عیارہ ہے پس اُس عیار کو بلاکر عنقریب چاہ رات کو جاکر ایک گوشے
مین بیٹھکر زمین کھودنا شروع کیا تمام شب اسی مین گذری قریب صبح دہنہ نقب کا چاہ تاریک مین جاکر وا کیا اور ہلال شاہ
اور فرامرز مغربی کو کنوئین سے نکالکر راہ نقب سے باہر آکر اپنے مکان مین لائی اور بہ راحت و آرام اپنے گھر مین رکھا
چونکہ فرامرز علیل تھا اُسکا علاج کرنا شروع کیا اور ایک نامہ لکھکر تیر مین باندھکر سوے لشکر ملکہ آذر لگایا جب وہ تیر
لشکر ملکہ مین جاکر گرا اہل لشکر نے ملکہ سے جاکر عرض کیا خداوند نعمت اسوقت ایک تیر آکر لشکر مین گرا ہے نامہ اُسمین
بندھا ہے ملکہ نے کہا وہ نامہ مع تیر لے آؤ ملازم نامہ مع تیر لے گئے ملکہ آذر ملک نے اُس تیر سے نامہ کھولکر پڑھا اُسمین
لکھا تھا کہ اے ملکہ آذر ملک آپکو معلوم ہو کہ نام میرا شیوہ ہے مین بیٹی سردار عادی کی ہون مین نے تمھارے برادر و
پدر کی خبر قتل جو سُنی مجھکو رحم آیا اور بفن عیاری مین نے تمھارے برادر و پدر کو قید سے رہا کیا ہے اب وہ میرے مکان مین ہین
اگر آپ کو شہر مین آنا منظور ہو تو ہنگام سحر مع فوج در قلعہ پر آئیے جب ملکہ آذر ملک نے نامہ پڑھا صبح ہو گئی تھی فوراً
لشکر کو ہمراہ لیکر در قلعہ پر آئی خفتان عاد آمادہ کارزار ہوا لشکر مسلح ہونے لگا شیوہ نے ہلال شاہ اور فرامرز
سے کہا اگر تم دلاور ہو تو اسوقت خفتان عاد سے مقابلہ کرو فرامرز مغربی اور ہلال شاہ اُس سے تیغ و سپر لیکے

مکان سے نکلے دومر شیوہ نے اپنے عیار اور دیگر مردمان فرمانبردار سے کہا کہ جلد جاکر در قلعہ کھولدو اُنھون نے
بموجب حکم جاکر در قلعہ کھولدیا ملکہ آذر ملکہ اور زشکبوس عاد اور جملہ سواران لشکر خندق کو عبور کرکے داخل شہر ہوئے
خفتان یہ خبر سُنکر گھبرایا فوج لیکر برائے مقابلہ آیا جنگ مغلوبہ ہونے لگی تلوار چلنے لگی فرامرز مغربی نے اُسی جنگ مغلوبہ
مین سامنے خفتان عاد کے جاکر نعرہ کیا اُسنے تیغ آبدار سر پر لگائی فرامرز نے تیغ کو سپر پر روک کر ایسی تلوار کمر پر لگائی کہ
خفتان دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا فوج خفتان اپنے سردار کا یہ حال دیکھکر طالب امان ہوئی ہلال شاہ اور فرامرز و ملکہ
آذر نے امان دی لڑائی موقوف ہوئی امرا و وزرا نے حاضر ہوکر اطاعت قبول کی بعد حکم ہلال شاہ سے جملہ مردمان فوج اور
تمامی ساکنان شہر گنبد گویان مسلمان ہوئے ہلال شاہ نے در خزانہ ہیکلان کھلواکر زر کثیر فقرا اور مساکین کو دیا تمام
رعایائے شہر خوش ہوئی پھر ہلال شاہ نے شیوہ دختر سردار عاد کو طلب کرکے اُسے اور اُسکے عیار کو انعام کثیر دیا اور
کہا تمنے ہمپر احسان کیا کہ ہمین قید سے رہا کیا بعد اسکے جملہ اپنے سرداران لشکر اور مردمان فوج کو قید سے رہا کیا بعد کئی روز
کے ہلال شاہ نے اپنی دختر ملکہ آذر کو گلے سے لگایا اور پیار کیا اور اُسے اپنے ملک کیطرف مع پروین عیار اور لشکر جرار
روانہ کیا اور زشکبوس عاد کو تخت حکومت پر بٹھا دیا زشکبوس عاد نہایت شاد ہوا صابر نمد پوش کہ ابھی تک یہین
تھا یہ تمام حالات دیکھکر جانب لشکر نوشیروان روانہ ہوا ہلال شاہ مغربی اور فرامرز مغربی نے بعد چند روز کے حکم کیا
کہ لشکر ہمارا مسلح ہو بموجب حکم لشکر مسلح ہوا ہلال شاہ تخت پر سوار ہوا فرامرز مغربی مرکب پر سوار ہوا قصد روانگی جانب
لشکر اسلام کیا زشکبوس عاد بھی مع فوج ہمراہ رکاب ہوا ہلال شاہ نے فرمایا اے زشکبوس عاد تم یہین رہو ہمراہ
ہمارے نہ چلو کیونکہ ابھی یہ شہر تازہ اسلام آباد ہوا ہے زشکبوس عاد نے عرض کیا تھوڑی دور تک تو مین ضرور
ہمراہ رکاب جاؤنگا سعادت کونین حاصل کرونگا ہلال شاہ اصرار زشکبوس عاد سے مجبور رہا غرض لشکر روانہ ہوا
سواری ہلال شاہ جانب عقابین ایسر روانہ ہوئی انکو تو راہ مین چھوڑیے اور اب حال صابر نمد پوش اور ملکہ آذر ملک
کا سُنیے کہ جب صابر نمد پوش لشکر نوشیروان مین داخل ہوا ہیکلان ملک سومنات مغرب کی خدمت مین جاکر عرض
کرنے لگا کہ مین بموجب حکم نامہ لیکر گیا تھا وہان عجب واقعہ گذرا ہیکلان عاد نے پوچھا کیا واقعہ گذرا صابر نمد پوش نے
تمام حال ابتدا سے تا انتہا بیان کیا ہیکلان تمام حالات سُنکے مغموم ہوا اور ملکہ آذر جو روانہ ہوئی تھی چندروز مین اپنے ملک مین داخل ہوئی

داستان طبل جنگ بجوانا فتنہ کا اور زیر درخت چنار گرفتار کرنا خواجہ عمرو کو اور رہا ہونا خواجہ کا بعیاری قران بیان کیا جاتا ہے

راویان عالی طبع اس داستان کو اسطرح بیان کرتے ہین کہ دختر فرمان شاہ نے جو خواجہ عمرو سے زیر درخت چنار مقابلہ کرنے کا
وعدہ کیا تھا بموجب اس عہد و پیمان کے ایکروز فتنہ نے نوشیروان سے عرض کرکے اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا ہرکارے
جو بہ امر جاسوسی مقرر تھے فوراً خبر لیکر لشکر اسلام مین آئے اور بارگاہ بادشاہ لشکر مین جاکر بعد ادائے آداب عادتی
شاہی کے اسطرح عرض کرنے لگے کہ ای ظل اللہ عالم پناہ اسوقت فتنہ دختر فرمان شاہ کہ وہ عیارہ ہے نوشیروان سے
اجازت لیکر اسنے اپنے نام پر طبل مقابلہ بجوایا ہے ارادہ اُسکا ہے کہ ہنگام سحر زیر درخت چنار خواجہ عمرو و شاہ عیاران سے
اگر مقابلہ کرے فن عیاری ظاہر کرے باقی خیریت ہے ہرکارے تو یہ عرض کرکے چلے گئے بادشاہ لشکر اسلام نے خبر نواخت
طبل جنگ سُنکے حکم دیا ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگ بجایا جائے بموجب حکم نقارہ جنگی پر چوب لگائی گئی صدائے
نقارہ بلند ہوئی عیاران لشکر اسلام خصوصاً خواجہ عمرو آگاہ ہوئے کہ صبح کو فتنہ تجھسے مقابلہ کریگی عیاران لشکر اسلام
تو الگ تیاری جنگ مین مصروف ہوئے لیکن خواجہ عمرو زیر درخت چنار جاکر حلقہ ہائے کمند زمین پر بچھا کر خاک و خس سے
حلقہ ہائے کمند کو چھپا آئے جب صبح ہوئی ادھر سے نوشیروان فوج گران لیکر اُس میدان وسیع مین آیا جس میدان مین

درخت چنار تھا اور فتنہ بھی نقاب منھ پر ڈالکر مرکب پر سوار ہوکر ہمراہ لشکر نوشیروان آئی اور علحدہ ایک خیمہ استادہ کرکے مع
اپنے عیاروں کے اُس خیمے مین داخل ہوئی اُدھر سے بادشاہ لشکر اسلام جملہ فوج و عیار ہمراہ لیکر اسی میدان مین جاکر
بارگاہ و خیام استادہ کرکے داخل بارگاہ ہوکے بالاے تخت رونق بخش ہوے سرداران لشکر کرسیون پر اور دنگلون پر
جلوہ گر ہوے خواجہ عمرو بھی اپنی کرسی پر بیٹھے جملہ سوار بھی زین پوش بچھا بچھا کر بیٹھے نوشیروان بھی مثل بادشاہ لشکر اسلام
بارگاہ استادہ کراکے تخت پر بیٹھا سرداران لشکر گرد کرسیون پر بیٹھے سواران لشکر بھی مرکبوں سے اُتر اُتر کر برابر مقابلۂ فتنہ و
خواجہ زین پوش پر بالاے زمین بیٹھے ناگاہ خواجہ نے دیکھا کہ ایک سیاہ پوش خیمے سے نکلا اور جانب درخت چنار چلا
عمرو بھی کرسی سے اُٹھکر بادشاہ لشکر اسلام سے اجازت لیکر جلد تر جاکر زیر درخت چنار کھڑے ہوے جب وہ سیاہ پوش نیچے درخت
کے آیا خواجہ عمرو نے وہی حلقہ ہاے کمند اسطرح کھینچے کہ پانوں اس سیاہ پوش کے حلقہ ہاے کمند مین پھنس گئے خواجہ نے
دوبارہ جھٹکا دیکر جو حلقہ ہاے کمند کھینچے سیاہ پوش لڑکھڑا کر زمین پر گرا جملہ اہل اسلام خوش ہوے خصوصاً عیاران لشکر
اسلام بدرجۂ کمال خوش ہوے خواجہ عمرو نے بھی خوش ہوکر بخیال بوسۂ سینۂ سیاہ پوش پر سوار ہوکر منھ اپنا جانب چہرہ
سیاہ پوش جھکایا اور خیال کیا اے خواجہ بخوبی تو تمناے دل اسوقت بر نہ آئیگی لیکن کچھ تو حظ نفس حاصل ہو جائیگا یہ فتنہ تمھاری
معشوقہ ہی اسکے گل رخسار کے متواتر بوسے لو ادھر تو خواجہ عمرو نے یہ خیال کرکے سر جھکایا اور چاہا نقاب لٹ کر اسکے عارض کا بوسہ لیں
ادھر فتنہ زخیرہ نقاب ڈال کے اُس خیمے سے مثل برق جہندہ نکلی اور جلد تر خواجہ کے پاس پہونچکر حلقہ ہاے کمند خواجہ کی گردن مین
ڈالکر جھٹکا دیا حلقے گردن خواجہ مین پیوستہ ہوے پھر فتنہ نے خواجہ کو طوق و زنجیر مین گرفتار کیا اور اپنے خیمے مین لیگئی یہ حال
دیکھکر جملہ کفار خوش ہوے اور اہل اسلام ملول ہوے سیاہ پوش مذکور اُٹھکر فتنہ کے پاس چلا گیا عیاروں نے وقت گرفتاری
خواجہ چاہا تھا کہ زیر درخت چنار جاکر خواجہ کو رہا کرین لیکن چونکہ خواجہ اور فتنہ سے شرط ہو گئی تھی کہ وقت گرفتاری کوئی عیار
نہ ہمکو تمھارے پنجے سے چھڑائے اور نہ تمکو ہمارے ہاتھ سے رہا کرے اسوجہ سے تمام عیار کھڑے ہوے دیکھا کیے جب خواجہ
گرفتار ہو چکے عیاروں نے اپنے دل مین کہا شب کو جاکر خواجہ کو رہا کر لائینگے اس وقت کی شرط نہین ہے فقط وقت گرفتاری کی شرط تھی
غرض بعد گرفتار ہونے عمرو کے فتنہ خرم و شادان ہمراہ نوشیروان اُس میدان سے فرودگاہ لشکر کیطرف روانہ ہوئی جب
اپنی بارگاہ مین پہونچی خواجہ کو زندان مین بھیجدیا اور عیاروں سے کہا کہ زندان کے قریب کسی کو نہ آنے دینا خبردار غافل
نہونا ایسا نہو کہ کوئی عیار خواجہ کو رہا کرکے لیجائے مین صبح کو عمرو کو قتل کرونگی عیاروں نے کہا کیا مجال کسی عیار کی
جو زندان تک قدم رکھ سکے خداوند ہم خوب ہوشیار رہینگے یہ کہکر عیار چلے گئے اور زندان کے گرد پھرنے لگے بادشاہ لشکر
اسلام وغیرہ سب مغموم و ملول لشکرگاہ کیطرف روانہ ہوے اور راہ طے کرکے فرودگاہ لشکر پر پہونچے بادشاہ لشکر اسلام داخل
بارگاہ ہوے سرداران نامی بھی اپنی اپنی بارگاہ مین گئے سواران لشکر بھی گھوڑوں سے اُتر کر خیام مین داخل ہوے جملہ عیار
بھی اپنے اپنے خیمے مین گئے جب شام ہوئی اور تاریکی شب محیط عالم ہوئی صدہا عیار تشکلین بدل بدلکر لشکر نوشیروان مین گئے
لیکن اُن عیاروں کو ہوشیار اور خبردار دیکھکر زندان تک نہ جا سکے یہان تو عیاران اسلام فکر رہائی عمرو مین ہر سمت پھر رہے تھے
خواجہ قید خانے مین ہین عیاران لشکر نوشیروان وغیرہ گرد زندان پھر رہے ہین کسی کو قریب زندان ٹھہرنے اور آنے نہین دیتے
ہین لیکن اب حال فتنہ کا بیان کیا جاتا ہے کہ جب فتنہ نے خواجہ عمرو سے مقابلہ کرنیکا اقرار کیا تھا اُسی روز سے اپنی حفاظت کی
ایک تدبیر کرلی تھی چنانچہ خواجہ عمرو کو زندان مین بھیجکر اپنے خیمے مین چلی گئی اور مقام محفوظ پر پہونچکر بہ آرام تمام سو رہی ایک عیار
کو بھی براے حفاظت اپنے خیمے کے در پر نہ رکھا اسکا احوال بعد اسکے لکھا جائیگا غرض جب نصف شب گذری خواجہ عمرو نے
خیال کیا کہ فتنہ بموجب اقرار صبح کو مجھے قتل کر ڈالیگی سر گردن مین جدائی ہو جائیگی مجھکو تو فتنہ کے وصل کی آرزو تھی

لیکن اب اپنا کام وقت سحر تمام ہوجائیگا یہ خیال کرکے عمرو نے دست دعا سوے افلاک بلند کیے اور آبدیدہ ہوکر اسطرح مناجات کی مناجات

یا خدا روح قیس کا صدقہ
رحم کر مجھپہ ای مرے معبود

دل مجروح قیس کا صدقہ
تو ہی ہر ایک جا پہ ہی موجود

بہر درد دل شکستہ دلان
مجھکو اس قید سے رہا کر دے

پے سوز دروں خستہ دلان
پُر مطلب سے دامن اب بھر دے

خواجہ ابھی مناجات کر رہے تھے یکایک ایک جا پر زمین زندان کسیقدر شق ہوئی خواجہ نے متحیر ہوکر دیکھا قران زمین سے نکلا خواجہ مہتر قران کو دیکھکر خوش ہوے پھر اُسی دہنۂ نقب سے مہتر قران خواجہ کو لیکر بیرون نقب آیا اور طوق و سلاسل جسم خواجہ سے دور کرکے کہا ای اُستاد اب لشکر مین چلیے خواجہ نے کہا اسوقت فتنہ غافل سو رہی ہوگی اُسکے خیمے مین چلنا چاہیے اگر ممکن ہو تو اُسے گرفتار کرین پھر لشکر اسلام مین چلین قران نے کہا اچھا اُستاد چلیے مین بھی آپکے ہمراہ چلتا ہون یہ کہکر قران ہمراہ ہوا خواجہ چلے جب قریب خیمہ فتنہ کے پہونچے جلد قدم بڑھاکر آگے بڑھے ناگاہ زیر قدم زمین دھنسگئی خواجہ اور مہتر قران دونون سماگئے اور پانی مین گرے خواجہ نے گھبراکر کہا ای مہتر قران مجھے جلد اپنی پشت پر اُٹھالے ورنہ مین ڈوب جاونگا قران نے خواجہ کو اپنی پشت پر لاد لیا اور پیرنا شروع کیا واضح ہو کہ فتنہ نے یہی تدبیر اپنی حفاظت کیواسطے کی تھی چارجانب اپنے خیمے کے خندق عریض و عمیق کھدوائی تھی اور پانی اُسمین اسقدر تھا کہ غواص تھاہ اُسکی نہ لا سکتا تھا اور بالاے خندق ایسی نرم و باریک پتری لکڑی کی بچھائی تھی کہ اگر طفل بھی اُسپر قدم رکھے تو بھی بار سے اُس طفل کے وہ تختے ٹوٹ جائین فتنہ جانتی تھی کہ خواجہ یا عیاران لشکر اسلام مجھے گرفتار کرنے ضرور آئینگے بس کوئی تدبیر ایسی کرنا چاہیے کہ مجھ تک کوئی نہ پہونچ سکے چنانچہ وہی ہوا جو فتنہ نے خیال کیا تھا کہ خواجہ اور مہتر قران براے گرفتاری فتنہ قریب خیمہ جاکر خندق مین گرے راوی کہتا ہی کہ تادیر قران آب خندق مین پیرا کیا وہان اندھیرا اسقدر تھا کہ ظلمت چشمۂ حیوان بھی اُس اندھیرے سے خجل تھی جب زیادہ دیر ہوئی مہتر قران اور خواجہ نے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا یعنی کئی عیاران لشکر اسلام اُس جگہ آنکلے زمین دھنسی ہوئی تھی تختے ٹوٹے ہوے تھے ایک عیار نے دوسرے سے کہا دیکھو یہان پر گڑھا ہی ذرا دیکھکر آنا مہتر قران نے آواز پہچانی اُسی خندق سے آواز دی کہ ای برق خبردار آگے قدم نہ بڑھانا یہ خندق ہی یہان مین ہون اور تمھارے اُستاد ہین ہم دھوکا کھاکر ہم دونون گر پڑے ہین کسیطرح ہماری دستگیری کرو ہمین یہانسے نکالو برق نے آواز قران کی پہچانکر حلقہ ہاے کمند خندق مین ڈالے اول خواجہ عمرو حلقہ ہاے کمند پکڑکر اُس خندق سے نکلے پھر مہتر قران بھی اسیطرح اُس خندق سے باہر آئے خواجہ نے پھر خیمۂ فتنہ مین جانیکا ارادہ کیا عیارون نے منع کیا آخر خواجہ عمرو بموجب کہنے مہتر قران اور برق وغیرہ کے خیمۂ فتنہ مین نہ گئے اور لشکر نوشیروان سے نکلکر جانب لشکر اسلام روانہ ہوے بعد قطع راہ لشکر مین پہونچے جملہ سردار اور غیر سردار خواجہ کے رہا ہونے سے خوش ہوے جب صبح ہوئی عیاران لشکر نوشیروان نے دیکھا کہ خواجہ زندان مین نہین متحیر ہوکر باہم کہنے لگے کہ تمام رات ہم ہوشیار رہے گرد زندان پھرا کیے بسا تعجب ہی کہ عمرو کو کوئی عیار آکر لیگیا نشان نقب موجود ہی یہ گفتگو کرکے خیمۂ فتنہ کے قریب گئے اور پکارکر کہا ای دختر فرمان شاہ ای ملکہ غضب ہوا کوئی عیار نقب لگاکر خواجہ عمرو کو لیگیا فتنہ نے صداے عیاران سنکر کہا تمنے غفلت کی خیر جاؤ مین پھر خواجہ کو گرفتار کرونگی عیار یہ سنکے چلےگئے جب وقت دربار آیا فتنہ نقاب ڈالکر مردانہ لباس زیب تن کرکے بارگاہ نوشیروان مین گئی اور اپنے باپ کے پاس جاکر بیٹھی بختک نے کہا کہ مین نے سُنا ہی کہ خواجہ عمرو کو کوئی عیار رہا کرکے لیگیا افسوس تمنے عمرو کو قید کیون کیا جسوقت گرفتار کیا تھا اُسیوقت قتل کیا ہوتا فتنہ نے جواب دیا ابکی مرتبہ سر میدان اُس سے مقابلہ کرکے اُسے گرفتار کرونگی اور جو تمھاری راے ہوگی وہی کرونگی یہ کہکر فتنہ خاموش ہوئی

داستان مقابلہ کرنا فولاد حاکم کوہستان مغرب کا رشکبوس بادشاہ شہر گنبد گویان مغرب سے اور اسیر ہونا ہلال شاہ مغربی اور فرامرز مغربی کا اور آنا ملکہ آذر ملک کا اور قتل کرنا فولاد کو بیان کیا جاتا ہی

راویان شیرین زبان اس داستان کو یون بیان کرتے ہین کہ جب رشکبوس عاد مسلمان ہوا اور خفتان عاد قتل ہوگیا
ناہید دختر خفتان عاد اپنے باپ کے غم مین نہایت گریان ہوئی اور خیال کرنے لگی کہ ای ناہید تیرے باپ کو گویا تیرے
چچا نے قتل کیا اگر یہ مسلمان ہوکر شریک ملکہ آذر ہوتا تو تیرا پدر قتل نہ ہوتا یہ خیال کرکے نالان و گریان اپنے محل سے مع عورتون
نکلکر جانب سروستان مغرب روانہ ہوئی بعد قطع راہ جسوقت سروستان مغرب مین پہونچی فولاد کو خبر ہوئی ناہید کو
بلاکر حال پوچھا ناہید نے تمام حال ابتدا سے انتہا تک بیان کرکے کہا مین اسواسطے تمھارے پاس آئی ہون کہ تم میری اعانت
کرو میرے باپ کے قاتلونکو ہلاک کرو میرے باپ کے ملک کو اپنے قبضے مین لاؤ فولاد کو حال خفتان عاد سنکے رنج ہوا اور
ناہید سے کہا تم اشکباری موقوف کرو مین تمھارے ہمراہ چلتا ہون تمھارے باپ کے قاتلونکو تہ تیغ کرونگا یہ کہکر حکم دیا
سامان سفر تیار ہو بموجب حکم وزرانے سامان کیا بعد دو روز کے فولاد حاکم شہر سروستان مغرب اسی ہزار سواران جرار
لیکر مع امرا و وزرا و ناہید دختر خفتان عاد اپنے ملک سے روانہ ہوا اور جلد تر منازل طے کرکے شہر گنبد گویان مغرب
مین آیا یہان آکر فولاد نے سنا کہ رشکبوس عاد ہمراہ رکاب ہلال شاہ مغربی و فرامرز مغربی جانب عقابین گیا ہے
فولاد بلا توقف جانب عقابین روانہ ہوا اثنائے راہ مین فولاد نے دیکھا کہ رشکبوس عاد ہمراہ ہلال شاہ مغربی و
فرامرز مغربی جاتا ہے ادھر رشکبوس نے فولاد کو دیکھکر فرامرز مغربی سے کہا ای شاہزادہ ذیجاہ ملاحظہ فرمائیے یہ فولاد
حاکم سروستان مغرب نہایت زبردست ہے قوت و شجاعت مین مشہور جہان ہے فرامرز نے دیکھا اور فرمایا ای رشکبوس
نہین معلوم یہ کیون آیا ہے رشکبوس عاد نے عرض کیا بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ برائے جنگ آیا ہے فرامرز یہ سنکے خاموش رہا چونکہ
اسوقت آفتاب غروب ہوگیا تھا ہلال شاہ مغربی نے اسی جگہ قیام کیا فولاد بھی بمقابلہ ہلال شاہ مغربی اترا اور ایک
نامہ لکھکر قاصد کو دیا اور کہا اس نامے کو جاکر رشکبوس عاد کو دینا اور جواب نامہ لیکر جلد آنا قاصد نے بموجب حکم نامہ رشکبوس
کو جاکر دیا رشکبوس نے نامہ پڑھا مضمون نامے کا یہ تھا کہ ای رشکبوس جو کچھ تمنے افعال ناشایستہ کیے خیر وہ تو کیے مگر اب تمکو
لازم ہے کہ بمجرد دیکھنے اس نامے کے میرے پاس چلے آؤ لات و منات کو سجدہ کرو دین خداپرستی ترک کرو میرے شریک ہوکر
ہلال شاہ مغربی اور فرامرز سے لڑو انھین قتل کرو رشکبوس عاد اس مضمون نامے سے آگاہ ہوکر برہم ہوا اور نامہ بصد غیظ و
غضب چاک کرڈالا اور نامہ بر سے کہا کہدینا فولاد نابکار سے کہ اگر تجھکو دعوی دلیری ہے تو طبل جنگ بجوا کر مجھسے مقابلہ
قاصد یہ سنکر خدمت فولاد مین گیا اور جو کچھ رشکبوس نے کہا تھا عرض کیا فولاد نے غضبناک ہوکر اسیوقت طبل جنگ
بجوایا ہلال شاہ نے خبر نوخت طبل رزمی سنکے اپنے لشکر مین بھی نقارہ رزمی بجوایا شب بھر دونون لشکرونمین تیاری جنگ
ہوئی یہ خبر ملکہ آذر ملک کو پہونچی فوراً اپنے ملک سے جمعیت سپاہ کثیر برائے مدد رشکبوس عاد روانہ ہوئی یہان جب
صبح ہوئی دونون لشکر میدان نبرد مین صفوف آرا ہوئے جب نقیب مردمان لشکر کو آمادہ کارزار کرکے میدان
کارزار سے چلے گئے اسوقت فولاد حاکم سروستان مغرب مرکب پر سوار ہوکر صف لشکر سے نکلکر میدان مین آیا
اور مبارز طلب کیا رشکبوس عاد نے ہلال شاہ سے اذن جنگ لیکر مرکب اپنا سوے میدان نبرد بڑھایا اور بمقابلہ
فولاد پہونچکر مرکب کو روکا فولاد نے برہم ہوکر نیزہ مارا رشکبوس نے نیزہ نیزے پر روکا اسیطرح تا دیر نیزہ بازی ہوئی
آخر دونون کے نیزے ٹوٹ گئے پھر فولاد نے سر رشکبوس پر تیغہ مارا رشکبوس نے سپر پر روکا اور خود بھی تلوار کمر
فولاد پر لگائی فولاد نے بازو تلوار کی دیکھکر بائین ہاتھ مین شمشیر و سپر لیکر داہنا ہاتھ دست رشکبوس پر ڈالا ارادہ
کیا کہ تلوار ہاتھ سے چھین لے رشکبوس نے زور کیا ادھر فولاد نے اپنی طرف کھینچی آخر بعد تھوڑی دیر کے فولاد نے
رشکبوس کو مرکب سے اٹھاکر گرفتار کیا لشکر رشکبوس و ہلال شاہ نے ارادہ بڑھنے کا کیا لیکن رشکبوس نے فوج کو منع کیا فولاد

طبل بازگشت بجوا کر چلا گیا ہلال شاہ مغربی بھی لشکر لیکر فرودگاہ لشکر کیطرف چلا گیا جب فولاد اپنی بارگاہ مین پہونچا
حکم کیا کہ زرشکبوس کو لاؤ ملازمان فولاد زرشکبوس کو لے آئے زرشکبوس نے موافق ملت اسلام اہل دربار فولاد کو سلام
کیا کسی نے جواب نہ دیا فولاد نے برہم ہو کر حکم دیا کہ زرشکبوس عاد کو مارو ملازمان نے چارسو چوب سخت سے خوب
زرشکبوس کو مارا تمام بدن زرشکبوس کا نیلگون ہو گیا اور اکثر اعضا پر اسقدر ضرب لگی کہ پوست شق ہوا اور خون جاری ہوا
بعد اسکے حکم فولاد سے زرشکبوس عاد کو قید کیا فولاد نے اپنے وزرا سے مخاطب ہو کر کہا آج جسطرح مین نے زرشکبوس کو
گرفتار کیا ہے اسیطرح کل ہلال شاہ مغربی اور فرامرز مغربی کو بھی اسیر کرونگا اخیار وزیر نے دست بستہ عرض کیا اے بادشاہ
تو بجا ہے مین نے سُنا ہے کہ فرامرز مغربی نہایت پرقوت ہے اُسکا اسیر ہونا اور قتل ہونا بظاہر بہت مشکل ہے میرے نزدیک حضور اُس کے
مقابلہ نکرین مین نے یہ امر از راہ خیر خواہی عرض کیا ہے آگے جو مناسب ہو فولاد نے پوچھا پھر کیا کیا جائے اخیار وزیر اعظم
نے عرض کیا فرامرز کو پکڑ کر گرفتار کیجیے یا عیار کو روانہ کیجیے کہ وہ کسیطرح اُسے اور ہلال شاہ کو بیہوش کر کے حضور کے پاس لے
آئے فولاد نے رائے اپنے وزیر اعظم کی پسند کی اور اُسیوقت حکم دیا کہ ہمارے عیار ثمن کو جلد بلاؤ جب ثمن عیار آیا فولاد
نے کہا ہلال شاہ مغربی اور فرامرز کو بہ عیاری بیہوش کر کے جلد میرے پاس لے آ ثمن عیار بموجب حکم بانے عیاری کے
اپنے تن پر آراستہ کر کے ایک شاگرد کو اپنے ہمراہ لیکر فی الفور روانہ ہوا جب بارگاہ ہلال شاہ کے قریب پہونچا دیکھا
ایک ساقی بچہ گھبرایا ہوا بارگاہ سے نکلا ثمن عیار نے اُس سے پوچھا اسوقت تم کیون گھبرائے ہوئے ہو اُسنے کہا ہلال نے
شراب کیطرف کی طلب کی ہے مین وہی شراب لینے جاتا ہون ثمن عیار یہ سنکے اُسکے ہمراہ چلا اثناے راہ مین کہ وہان تنہائی تھی
اور کوئی نتھا حباب بیہوشی مار کر اُس ساقی کو بیہوش کیا اور صحرا مین لیجا اُسے مخفی کر کے اُسکی شکل بنکر شیشہ شراب لیکر داخل بارگاہ
ہوا اور ساغر بلور مین شراب بیہوشی آمیز بھر کر روبروے ہلال شاہ لیگیا پھر فرامرز اور دیگر سرداران لشکر کو شراب پلائی بعد تھوڑی
دیر کے سب بیہوش ہوئے ثمن نے فرامرز مغربی کو چادر عیاری مین باندھا اور اپنے شاگرد کو بلا کر کہا ہلال شاہ کو جلد چادر
عیاری مین باندھے شاگرد ثمن نے بموجب حکم اُستاد ہلال شاہ کو چادر عیاری مین باندھا غرض شاگرد اور اُستاد
پشتارے پشت پر رکھکر عقب بارگاہ جا کر خنجرون سے قنات چاک کر کے سوے صحرا روانہ ہوے مردمان لشکر
ہلال شاہ کو اس امر کی ذرا بھی خبر نہوئی غرض ثمن راہ دیگر سے مع اپنے شاگرد کے بارگاہ فولاد مین آیا اور پشتارہ دو روبرو
رکھکر کہنے لگا باقبال حضور ہلال شاہ اور فرامرز کو بیہوش کر کے لے آیا ہون فولاد خوش ہوا اور کہا اب انکو طوق
و زنجیر مین گرفتار کر ثمن نے بخوبی دونو کو طوق و زنجیر وغیرہ مین گرفتار کیا فولاد نے کہا اب انکو لیجا کر اپنے خیمے مین رکھ
اور انکی حفاظت کر ہنگام سحر مین انکو قتل کرونگا ثمن عیار ہلال شاہ اور فرامرز کو اُٹھا کر اپنے خیمے مین لیگیا جب صبح ہوئی
فولاد نے زرشکبوس اور ہلال شاہ اور فرامرز کو طلب کیا ثمن عیار سب کو گرفتار کیے ہوئے لایا فولاد نے زرشکبوس
اور ہلال شاہ اور فرامرز مغربی سے کہا اگر تم خداوند لات و منات کو سجدہ کرو تو مین تمکو رہا کر دون ہلال شاہ اور
فرامرز اور زرشکبوس عاد نے متفق اللفظ ہو کر کہا کہ ہم تیرے خداوندون پر لعنت کرتے ہین ہرگز ہم انکو سجدہ نکرینگے
لایق سجدہ وہ پروردگار ہے جسنے زمین و آسمان وغیرہ اشیاے موجودہ کو خلق کیا ہے غرض فولاد کثرت آتش قہر و غضب
سے سرخ ہو گیا کہنے لگا مین تمکو قتل کرونگا اس بے ادبی کی سزا دونگا یہ کہکر جلادون کو طلب کیا جب جلاد آیا
فولاد نے کہا اے جلادو ان خدا پرستون کو لیجا کر قتل کرو جلاد حکم پا کر ہلال شاہ مغربی اور فرامرز مغربی اور
زرشکبوس عاد کا ہاتھ پکڑ کر براے قتل لے چلے اور صحرا مین ایک جگہ ٹھہر کر تین جیوترے ریگ کے بنائے
اُسپر بورئے بچھائے پھر ہر ایک بورئے پر ایک ایک کو بٹھایا گردن پر کوئے کا خط دیا اور کہا جو کچھ کھانا ہو کھالو

جسکو دیکھنا ہو دیکھ لو اگر پیاسے ہو پانی پی لو پھر ہر ایک بات کی تمنا رہجائیگی کیونکہ ایک دم مین رشتۂ حیات تم سب کا قطع ہو جائیگا ہلال شاہ مغربی اور فرامرز مغربی اور رشکبوس عاد نے جواب دیا اے جلادان خونخوار ہمکو کسی شی کی حاجت اور خواہش نہین ہے لخت دل اور خون جگر سے سیر و سیراب ہین تم اپنے کام مین مشغول ہو جلادون نے تیغ کھینچکر زیر تیغ ہر ایک کو بٹھایا اتنی دیر مین فولاد نے حکم اول دیا کہ اے جلادو ان بدولت کے مجرمون کو قتل کرو بعد تھوڑی دیر کے پھر فولاد نے حکم دیگر برائے قتل دیا ہنوز تیسرا حکم قتل نہین دیا تھا کہ ناگاہ صحرا کی جانب سے غبار عظیم بلند ہوا اور علاوہ اسکے دو سرداران لشکر ہلال شاہ جو دربار مین شراب بیہوشی آمیز پی کر بیہوش ہوئے تھے ہوشیار ہوئے اُنھون نے ہلال شاہ اور فرامرز کو بارگاہ مین نہ پاکر باہم کہا کہ بادشاہ اور شاہزادہ دیکھا کہان ہین دریافت کرنا چاہیے یہ کہکر بارگاہ کے باہر آئے مردمان لشکر سے پوچھا اُنھون نے کہا ہمین نہین معلوم کہان ہین آخر دریافت ہوا کہ سمن اُنکو بہ عیاری بیہوش کرکے شب کو لیگیا ہے اسوقت وہ قتل ہو رہے ہین یہ خبر پاکر شور گریہ و فغان سردارون وغیرہ نے بلند کیا پھر سب برائے رہائی ہلال شاہ و فرامرز و رشکبوس عاد جلد جلد مسلح ہونے لگے اور یہ آواز بلند جملہ صغیر و کبیر رونے لگے فولاد عاد نے اول تو شور نالہ و فغان سُنا دوسرے غبار کو دیکھکر متردد ہوا چاہتا تھا کہ تیسرا حکم قتل دے کہ وہ غبار ہوا سے برطرف ہوا اور ملکہ آذر ملک مع سپاہ کثیر قریب تر آ پہونچی ملکہ نے جو صدائے فریاد و فغان سُنی پروین عیار سے کہا دریافت تو کر اس لشکر مین سب کیون روتے ہین پروین نے جلد دریافت کرکے جاکر کہا اے ملکہ غضب ہوا یہ آپکے والد و برادر کا لشکر ہے سمن عیار شب کو بعیاری آپکے والد و برادر کو بیہوش کرکے لیگیا تھا اسوقت وہ قتل ہوتے ہین سرداران لشکر مع فوج مسلح ہو چکے ہین ارادہ سب کا ہے کہ لشکر دشمن پر گرکے حریفونکو قتل کرکے آپکے والد و برادر کو رہا کرین قتل ہونے سے بچائین ملکہ آذر ملک نے یہ خبر وحشت اثر سُنکے ایک آہ سرد کھینچی اور عنقریب فوج فولاد جاکر نعرہ کیا ہلال شاہ اور فرامرز اور رشکبوس زیر تیغ بیٹھے ہوے دعائے رہائی کر رہے تھے نعرۂ ملکہ آذر کی آواز سُنکے جوش شجاعت آگیا فوراً طوق و زنجیر کو مثل تار عنکبوت توڑکر پھینکدیا ناظرین پر واضح ہو کہ جبتک وقت رہائی نہین آتا ہے سرداران لشکر اسلام قید مین بیٹھے رہتے ہین اور جسوقت وقت رہائی آجاتا ہے طوق و سلاسل کو توڑکر پھینکدیتے ہین غرض آمدیم بر سر مطلب ہلال شاہ اور فرامرز اور رشکبوس نے زنجیر وغیرہ کو توڑکر وہی زنجیرین بقہر و غضب جلادون پر مارین جلادان بدانجام ہلاک ہوکر زمین پر گرے تیغین اُنکے ہاتھ سے گرے ہر ایک نے ایک ایک تیغہ اُٹھالیا اور نعرہ کرکے لشکر فولاد پر گرے فولاد جلد مسلح ہوکر مع فوج آگے بڑھا ادھر ملکہ آذر ملک نعرہ کرکے لشکر فولاد پر گری اُدھر لشکر ہلال شاہ بھی فولاد کی فوج پر گرا تلوار چلنے لگی لاشین کا فرونکی زمین پر تڑپنے لگین شور دار و گیر بلند ہوا برق شمشیر صحرا مین ہر طرف چمکنے لگی گھٹا سیاہ ڈھالون کی اُٹھی دلاور مانند رعد نعرے کرنے لگے زمین گھوڑونکے دوڑنے سے لرزنے لگی زخمی زمین پر گرکے مانند مرغ نیم بسمل تڑپنے لگے ہلال شاہ اور فرامرز اور رشکبوس عاد مین گرمی جنگ مین تین سرداران لشکر فولاد کو قتل کرکے اُنکے مرکبون پر بیٹھے اور لڑنے لگے ملکہ آذر ملک جنگ رستمانہ کرتی ہوئی سامنے فولاد کے پہونچی فولاد نے برہم ہوکر تیغہ مارا ملکہ آذر ملک نے اُسکے تیغے کو سپر پر روک کر تلوار ایسی کمر پر لگائی کہ فولاد دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا مردمان لشکر یہ حال دیکھکر طالب امان ہوے ہلال شاہ اور فرامرز شاہ اور ملکہ آذر ملک نے اُنھین پناہ دی ہزارہا مردمان لشکر فولاد تو مسلمان ہوے اور کچھ نابکار امان پاکر گریزان ہوے ہلال شاہ اپنی دختر کو دیکھکر خوش ہوا پھر جنگ گاہ سے پلٹکر اپنی بارگاہ مین گیا دختر کو بہت پیار کیا اور پوچھا تمھارا آنا کیونکر ہوا ملکہ نے کہا مین نے سُنا تھا کہ فولاد حاکم سروستان مغرب نے رشکبوس

کے ملک پر چڑھائی کی ہو اور اُسکو اسیر کیا ہو اور آپ سے برسرِ جنگ ہو اسوجہ سے مین بعجلت وہان سے یہان آئی الحمد للہ
کہ عین وقت پر یہان پہونچی ہلال شاہ نے کہا اے دختر نیک اختر اب تمکو لازم ہو کہ شہر سروستان مغرب مین جاؤ اور
وہان سب کو مسلمان کرکے وہان کا انتظام کرو یہ کہکر ملکہ کو جانب سروستان مغرب مع فوج روانہ کیا اور زشکبوس کو گنبد گویان
مغرب کیطرف روانہ کیا اور خود مع سپاہ اُسی روز جانب عقابین روانہ ہوا راوی بیان کرتا ہو کہ ملکہ آذر بعد چند روز کے
شہر سروستان مین پہونچی اور رعایا کو وہان کی مسلمان کیا اور زشکبوس عاد بھی اپنی ملک مین پہونچا ہلال شاہ و
فرامرز کوچ و مقام کرتے ہوئے اکثر صحرائے سبزہ زار مغرب مین طائرون اور چوپایون کا شکار کرتے ہوئے سمت لشکر اسلام
چلے جاتے تھے لشکر فراوان ہمراہ تھا سرداران تہور شعار فولاد تن ہمراہ رکاب موجود تھے

داستان جنگ کرنا پشنگ عاد حاکم سواد مغرب کا زشکبوس عاد سے اور بٹھانا تخت پر اپنے برادر مجنون کو پھر جانا جانب عقابین اور قتل کرنا فرامرز کا مجنون عاد کو اور لڑنا پشنگ عاد سے اور اُٹھا لیجانا نہنگ کا پسر ہلال شاہ مغربی کو

راویان رطب اللسان اس داستان کو یون بیان کرتے ہین کہ جب فرامرز مغربی بعد قتل ہونے فولاد کے سوے
عقابین چلا اور زشکبوس اپنے ملک مین جاکر حکمرانی کرنے لگا اُسی زمانے مین پشنگ عاد حاکم سواد مغرب نے کہ
فنون کشتی و تیغ زنی مین مشہور تھا ہزارہا اُسکے شاگرد تھے اپنے دل مین خیال کیا کہ یہان کوئی پہلوان ایسا نہین ہو کہ
جس سے لڑون اور کچھ لطف دلکو حاصل ہو پس بہتر یہ ہو کہ لشکر نوشیروان کیطرف جاؤن قبل اسکے اخبار سے معلوم بھی
ہوا ہو کہ وہان نوشیروان نے حمزہ صاحبقران کو بالاے عقابین قید کیا ہو سرداران لشکر حمزہ کہ بڑے بڑے پہلوان
اور قوی ہین نوشیروان سے لڑ رہے ہین وہان پہونچکر ہر ایک پہلوان سے لڑونگا سبکو زیر کرونگا خصوصاً پہلوان
عادی کو زیر کرکے اپنا مطیع کرونگا اور جو پہلوان میرا مطیع نہ ہوگا اُسے قتل کرونگا یہ تصور کرکے مع چالیس ہزار
سواران جرار کہ وہ سب بھی کشتی گیر تھے اور اپنے چھوٹے بھائی مجنون عاد کو ہمراہ لیکر اپنے ملک سے سوے لشکر
نوشیروان روانہ ہوا اثناے راہ مین ملک زشکبوس عاد کا جو ملا پشنگ کو معلوم ہوا کہ زشکبوس مسلمان
ہوگیا ہو لات پرستی اسنے ترک کردی ہو یہ حال سُنکے نہایت برہم ہوا چونکہ پشنگ لات پرست ہو مسلمانون سے
عناد قلبی رکھتا ہو اسوجہ سے ملک زشکبوس عاد پر حملہ آور ہوا زشکبوس نے شہر سے نکلکر اُس سے مقابلہ کیا
خوب لڑائی ہوئی آخر زشکبوس شکست کھاکر سوے عقابین گریزان ہوا تاکہ جاکر فرامرز سے یہ حال بیان کرے زشکبوس
عاد تو اُدھر روانہ ہوا اِدھر پشنگ عاد نے شہر گنبد گویان مین داخل ہوکر بعد لوٹنے اور قتل کرنے صدہا مردمان کے
اپنے چھوٹے بھائی مجنون عاد کو اُس ملک کا بادشاہ کیا اور تخت حکومت پر اُسکو بٹھاکر مع فوج جانب لشکر
نوشیروان روانہ ہوا زشکبوس عاد جو بصد عجلت سمت عقابین چلا تھا بعد قطع منازل ایک روز ایک صحرا مین
پہونچا دیکھا لشکر اُترا ہو فرامرز صحراے سبزہ زار مین شکار کھیل رہا ہو زشکبوس عاد فرامرز مغربی کو دیکھکر خوش ہوا
اور دوڑکر قدم پر گرا فرامرز مغربی نے سبب آنیکا پوچھا زشکبوس نے احوال پشنگ تمام و کمال بیان کیا اور
عرض کیا آپ میری اعانت کیجیے اسیواسطے مین حاضر ہوا ہون فرامرز مغربی یہ واقعہ سُنکر غضبناک ہوا اور
اُسیوقت تمام فوج ہمراہ لیکر زشکبوس عاد کے ہمراہ جانب شہر گنبد گویان روانہ ہوا جب قریب شہر پہونچا
مجنون عاد فرامرز مغربی کے آنے کی خبر سُنکے براے جنگ لشکر لیکر شہر سے باہر نکلا اور طبل جنگ بجواکر
فرامرز مغربی سے مقابلہ کیا فرامرز نے ہنگام جنگ مجنون عاد کو بضرب شمشیر آبدار قتل کیا لشکر اُسکا تاب مقابلہ

نہ لاکر گریزان ہوا فرامرز مغربی نے شہر مین داخل ہوکر پھر زشکبوس کو تخت پر بٹھایا اور اہل شہر سے دریافت کیا کہ
پشنگ عاد کسطرف گیا ہی مردمان شہر نے عرض کیا کہ جانب لشکر نوشیروان گیا ہی فرامرز مغربی عرشکے مع فوج سمت
لشکر نوشیروان روانہ ہوا انکو تو اثنائے راہ مین چھوڑیے اور اب حال پشنگ کا سنیئے کہ یہ جو شہر گنبد گویان سے
روانہ ہوا تھا بعد قطع راہ ایک صحرا مین جاکر پہونچا دیکھا اُسنے کہ ایک لشکر اور بھی اُترا ہی پشنگ اُس لشکر سے کچھ
متعرض نہ ہوا اور علیحدہ اُس لشکر سے ایک جگہہ اُترا بارگاہ اور خیام برپا کرنے کا حکم دیا جب ملازمون نے بارگاہ
وخیام استادہ کیے پشنگ داخل بارگاہ ہوا سواران لشکر مرکبون سے اُترکر خیام مین داخل ہوے جب وہ دن
گذرکے رات ہوئی اور وہ رات بھی بسر ہوئی بہنگام سحر پشنگ نے حکم دیا اکھاڑا تیار کرو بموجب حکم ملازمون نے
اکھاڑا تیار کیا نال اور مگدر اور نیزم اکھاڑے پر لاکر رکھدیے پشنگ لباس اُتارکر اکھاڑے مین اُترا اور بالات
اعلی سنات معلی کہکر مٹی اکھاڑے کی اُٹھاکر اپنے بازو پر ملی اور خم مارکر گیارہ ڈنڈ کرکے اپنے شاگردون سے کہنے لگا
آؤ زور کرو دس شاگرد کپڑے اُتارکر مانند فیل ہاے مست اکھاڑے مین اُترے اور سب یکبارگی پشنگ کے لپٹے
پشنگ نے ہر ایک کو پیچ کرکے زمین پر ٹپکا پھر شاگرد اُٹھکر لپٹے پھر پشنگ نے اُنھین بقوت بازو مثل طفلان
ناتوان کے زمین پر پٹکا اسیطرح جملہ اپنے شاگردونکو لڑانے لگا قبل اسکے لکھا گیا ہی کہ پشنگ عاد نے دیکھا تھا کہ ایک
لشکر قبل سے اُسی صحرا مین اُترا ہوا ہی وہ لشکر بادشاہ تبریز کا تھا اور شاہزادہ تبریز اور بادشاہ کو فن کشتی سے
ازحد شوق تھا نامی پہلوان دور دور سے بلاکر ملازم کیے تھے اُسی لشکر مین پہلوان بدیع جو پسر رفیع گاذر مشہور
تھا وہ بھی تھا اور رفیع گاذر بھی ہمراہ لشکر تھا جب پشنگ کشتی لڑنے لگا بادشاہ تبریز باشتیاق تمام پہلوان
بدیع اور دیگر پہلوانون کو ہمراہ لیکر واسطے کشتی دیکھنے کے اکھاڑے پر آیا پشنگ نے بعزت و احترام جواہر نگار
کرسی پر بادشاہ تبریز کو اور شاہزادہ تبریز کو بٹھایا اور پہلوانون کو موافق اُنکے مرتبے کے بٹھایا جب سب
بیٹھ چکے پشنگ بدستور پھر لڑنے لگا اور کمال اپنا دکھانے لگا پیچ نادر کرنے لگا بادشاہ تبریز دیکھنے لگا بعد کشتی
لڑنے کے پشنگ نے نال اُٹھائے اور بڑے بڑے گران وزن اُٹھائے شاگرد اُسکے مگدر ہلانے لگے بعضے
نال اُٹھانے لگے اکثر باہم کشتی لڑنے لگے پشنگ نے نال اُٹھاکر سوے پہلوان بدیع دیکھکر خیال کیا کہ یہ جوان
کیا اچھا ہی دست و پا اسکے نہایت قوی معلوم ہوتے ہین کیونکر پشنگ پہلوان بدیع کو اچھا نہ سمجھتا کہ بدیع
گیسوان خلیلی رکھتا تھا اور خال سبز رخ پر عیان تھا اور رگ ہاشمی ظاہر تھی چہرہ مثل آفتاب روشن تھا
رعب ایسا تھا کہ پشنگ بھی بغور جانب بدیع دیکھ نہ سکتا تھا غرض پشنگ نے پہلوان بدیع کو دیکھکر کہا
ای جوان اگر تیرا دل چاہے تو مجھسے مقابلہ کر اکھاڑے مین اُترکر کشتی لڑ مجھسے خائف نہو مین بنرمی تجھسے کشتی
لڑونگا اگر تو میرا شاگرد ہو جائیگا تو جملہ اپنے شاگردون کو تیرے حوالے کردونگا اپنا قائم مقام تجھکو کرونگا جملہ
شاگرد میرے تجھکو خلیفہ کہینگے پہلوان بدیع نے یہ کلمات جو سنے نہایت غصہ آیا ارادہ کیا کہ اکھاڑے مین اُترکر
اس نابکار کو مثل کرباس چیرکر پھینکدیجیے اس بدزبانی کی سزا دیجیے ابھی پہلوان بدیع پسر رفیع گاذر اکھاڑے مین
نہ اُترا تھا کہ ایک جانب غبار عظیم بلند ہوا پشنگ و بادشاہ تبریز اور پہلوان بدیع و جملہ صغیر و کبیر سوے غبار دیکھنے لگے
پشنگ نے اپنے لشکر کے ایک سوار سے کہا جلد جا اور خبر لا یہ غبار کیسا بلند ہی سوار فوراً روانہ ہوا اور تھوڑی دیر کے بعد
آکر عرض کرنے لگا ای بادشاہ فلک جاہ فرامرز و ہلال شاہ کہ دونون خدا پرست ہین مع فوج کثیر اسطرف آتے ہین اُدھر
فرامرز نے دو لشکر صحرا مین اُترے ہوے دیکھکر اپنے عیار کو براے خبر روانہ کیا عیار گیا اور جلد آکر عرض کرنے لگا ای شاہزادہ

ذیجاہ وہ جو لشکر ہے وہ تو بادشاہ بہمن تبریزی کا ہے اور یہ لشکر پشنگ عاد کا ہے پشنگ سوقت کشتی اکھاڑے مین اگرنال دا
دے اُٹھا رہا ہے ادھر تو پشنگ مسلمانون کا نام سنکر برافروختہ ہوا اور حکم دیا کہ مردمان فوج مسلح ہون اور خود بھی جامہ سلح زیب
ہو واسطے کہ مسلمانونکو قتل کرون دھر فرامرز نام پشنگ سنکر برہم ہوا کیونکہ اسی نے زشکبوس کو شکست دی تھی اور اسی کے
تعاقب مین فرامرز مغربی چلا تھا الحاصل جب فرامرز قریب آیا نعرہ کیا کہ او پشنگ نابکار ہوشیار ہو جا کہ اجل تیری قریب
آ گئی ہرگز تجھکو زندہ نچھوڑونگا تو نے مجھکو صدمہ دیا ہے زشکبوس عاد میرے مطیع کو تو نے شکست دی ہے جسطرح مین نے تیرے
بھائی مجنون عاد کو مارا ہے اسیطرح تجھکو بھی ہلاک کرونگا پہلوان عاد وغیرہ فرامرز کو دیکھکر تعریف کرنے لگے کہ یہ جوان نہایت
اچھا ہے آثار دلیری و جوانمردی اسکے رخ سے عیان ہین دست و بازو پر قوت ہین لیکن پشنگ عاد صدائے نعرۂ فرامرز سنکے غضبناک ہوا
اور خیال کرنے لگا کہ اسکی زبانی مجھکو معلوم ہوا یہ میرے بھائی کا قاتل ہے اسکو زندہ نچھوڑون اپنے بھائی کا انتقام لون یہ
خیال کرکے مسلح تو ہو چکا تھا گینڈے پر سوار ہوا اور آگے بڑھکر ہاتھ مین نیزہ اُٹھا کر قریب فرامرز کے جا کر سینے پر فرامرز کے نیزہ مارا
فرامرز نے نیزہ اُسکا اپنے نیزے پر روکا پھر خود نیزہ مارا اُسنے بھی نیزہ اپنے نیزے پر روکا بعد چالیس طعن ہائے نیزہ کے فرامرز نے
خبردار خبردار کہکر ایک بند نیزے کا باندھکر نیزہ دست پشنگ سے نکالدیا بادشاہ تبریز اور پہلوان بدیع اور دیگر پہلوان علازم
بادشاہ تبریز یہ حال دیکھکر فرامرز کی تعریف کرنے لگے پشنگ عاد کو صدمہ ہوا اور اُسی عالم صدمہ مین غضبناک ہوکر تیغہ کھینچکر
سر فرامرز پر لگایا فرامرز نے تیغ کو سپر پر روک کر ایسی تلوار لگائی کہ اگر پشنگ پیچھے ہٹ نجاتے تو مثل خیار دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرتے
پشنگ تو پیچھے ہٹنے سے بچگیا لیکن تلوار جو گینڈے پر پڑی گینڈا دو نیم ہوکر بالائے خاک گرنے لگا پشنگ گینڈے سے کود کر زمین پر آیا اور
برہم ہوکر ایسی شمشیر لگائی کہ پائے مرکب فرامرز قلم ہوئے فرامرز بھی گھوڑے سے کودا اور ارادہ کیا کہ پشنگ کو آب شمشیر بدار سے قتل
کیجیے ناگاہ ایک پنجہ مثل برق جہندہ جانب فلک سے گرا اور فرامرز کو اُٹھا کر سوئے فلک لیگیا اس واقعہ سے ہر ایک شخص متحیر ہوا ہلال شاہ
کو رنج عظیم ہوا پشنگ اپنے لشکر مین چلا گیا اور خیال کرنے لگا خوب ہوا کہ فرامرز کو پنجہ اُٹھا کر لیگیا ورنہ وہ مجھکو ضرور ہلاک کرتا
شاہ تبریز وغیرہ یہ جنگ اور یہ واقعہ دیکھکر اپنے لشکر مین گئے ہلال شاہ بھی غم فرزند مین مغموم و محزون جنگگاہ سے جاکر اُسی صحرا
مین ایک جگہ مقیم ہوا جب رات ہوئی ہلال شاہ نے خیال کیا کہ مین پشنگ سے مقابلہ نکر سکونگا یہ خیال کرکے اُسی تاریکی
شب مین لشکریان پشنگ کو غافل دیکھکر مع لشکر وہانسے جانب عقابین روانہ ہوا جب صبح ہوئی پشنگ نے ہلال شاہ
کو نہ پایا اب پشنگ تو ایک طرف اُسی صحرا مین مقیم ہے اور بادشاہ تبریز علیحدہ اُسی صحرا مین فروکش ہے ہلال شاہ سوئے عقابین
روانہ ہوا ہے فرامرز مغربی کو پنجہ اُٹھائے گیا ہے انشاء اللہ ان سب کا احوال مقامات مناسب پر آیندہ تحریر کیا جائے گا

داستان آنا فرہاد یکضربی کا اور گرفتار کرنا قلندر نقابدار کو بعد ازان مطیع حمزہ صاحبقران ہوکر داخل لشکر امیر باتوقیر ہونا اور مقابلہ کرنا فرامرز بن قارن عدنی وغیرہ سے

راویان شیرین مقال اس داستان بیمثال کو اسطرح بیان کرتے ہین کہ جب فرہاد یکضربی قریب لشکر حمزہ صاحبقران کے ایک
صحرائے سبزہ زار مین مقیم ہوا اپنے عیار طیفور کو بلا کر کہنے لگا اے طیفور جلد جا اور خبر لشکر صاحبقران جا بلا طیفور
بموجب حکم جلد تر روانہ ہوا اور شکل اپنی تبدیل کرکے داخل لشکر اسلام ہوا اور مردمان لشکر سے احوال دریافت
کرکے اور کچھ کیفیت اپنی آنکھون سے دیکھکر بعجلت لشکر سے نکلکر چلا جب فرہاد کی خدمت مین پہونچا عرض کرنے لگا
کہ اے شاہزادہ ذیجاہ مین بموجب حکم لشکر حمزہ صاحبقران مین گیا تھا مین نے دریافت جو کیا معلوم ہوا کہ علمشاہ
اور بہرام گرد بن خاقان چین اور مالک اژدر اور کرب غازی اور دیگر سرداران نامی و نامور بادشاہ لشکر
اسلام سے اجازت لیکر واسطے شکار کے گئے ہین کیونکہ آجکل نوشیروان نے طبل جنگ نہین بجوایا ہے لڑائی موقوف ہے

سرداران مذکور کا دل گھبرایا تھا اسیوجہ سے واسطے شکار کے کسیطرف گئے ہین فقط آپکے والد سرداران نامی سے لشکر مین ہین
وہ اسوجہ سے براے شکار نہین گئے کہ شانہ انکا ابتک درست نہین ہوا ہو اور سر پر زخم شمشیر جمشید بن حنظلہ بھی موجود وہ بھی
ابھی تک اچھا نہین ہوا ہو سواے آپکے والد کے اور کوئی سردار نامی لشکر مین نہین ہو چھوٹے چھوٹے سرداران لشکر البتہ لشکر مین
موجود ہین اور قلندر نقابدار کو خود مین نے دیکھا ہو کہ وہ ہمراہ چند سوارونکے لشکر اسلام مین آیا ہو اور آپکے والد کی بارگاہ
مین قریب آپکے والد نامدار کے بیٹھا ہو بظاہر معلوم ہوتا ہو کہ قلندر نقابدار واسطے عیادت کے آپکے والد ماجد کی خدمت مین
آیا ہو فرہاد یکضربی احوال قلندر نقابدار سنکے برہم ہوا اور کہنے لگا یہ قلندر نقابدار بلاے روزگار ہو اسنے مجھکو نہایت
پریشان کیا ہو آج اسکو ضرور مار ڈالونگا یہ کہکر حکم دیا کہ مردمان لشکر جلد مسلح ہون بموجب حکم مردمان سپاہ مسلح ہوے فرہاد یکضربی
فیل پر سوار ہو کر فوج ہمراہ لیکر چلا یہان قلندر نقابدار لندھور بن سعدان کی عیادت کرکے اور رخصت ہوکے چلا تھا کہ
فرہاد آ پہونچا اور قلندر نقابدار کو دیکھکر نعرہ کیا کہ اے نقابدار اگر تو مرد ہو تو گرز گرز دلیرانہ مجھسے مقابلہ کر قلندر نقابدار نے یہ
سنکے مرکب کو روکا فرہاد یکضربی نے فیل بڑھا کر گرز گران سر قلندر نقابدار پر مارا قلندر نقابدار نے ضرب گرز فرہاد کو تو اپنے
گرز پر روکا لیکن صدمہ بار گرز سے پشت مرکب ٹوٹ گئی قلندر نقابدار پشت فرس سے کودنے لگا اتفاقاً پانون قلندر
نقابدار کا رکاب مین الجھ گیا ہمراہ گھوڑے کے زمین پر گرا فرہاد یکضربی نے فوراً کمند مار کر حلقہ ہاے کمند مین نقابدار کو پکڑا
پھر طوق و سلاسل مین گرفتار کیا یہ احوال دیکھکر لندھور بن سعدان نے عالم زخمداری اور شکستگی شانہ مین ارادہ مقابلہ
کرنیکا کیا تھا لیکن فرہاد یکضربی قلندر نقابدار کو گرفتار کرکے وہانسے چلا گیا اور ایک میدان وسیع مین جاکر بارگاہ وخیام
برپا کرا کر مقیم ہوا اور اسیوقت روبرو اپنے قلندر نقابدار کو بلایا اور کہا اے قلندر نقابدار اب کہ کیا تجھکو سزا دون تو نے
بارہا مجھکو پریشان کیا ہو قلندر نے دلیرانہ جوابدیا تو نے مجھکو عالم مجبوری مین گرفتار کیا ہو جسطرح تیرا دل چاہے مجھے ہلاک کر
فرہاد یکضربی نے یہ سنکے پوچھا تیرے کان مین یہ حلقہ کیسا پڑا ہو قلندر نے جوابدیا یہ حلقہ اطاعت حمزۂ صاحبقران ہو تجھکو بھی
لازم ہو کہ میری طرح تو بھی حلقۂ اطاعت حمزۂ صاحبقران اپنے کان مین ڈال کیونکہ فی زمانا مانند انکے کوئی شجاع اور بہادر
نہین ہو بڑے بڑے سرکشان جہان کو انھون نے زیر کیا ہو بر کوہ قاف مین ہزارہا دیوونکو قتل کیا ہو انسان کی تو کیا حقیقت ہو
دیو اور جن انکے خوف سے تھراتے ہین فرہاد یکضربی تقریر قلندر نقابدار سنکے برہم ہوا اور جلاد کو طلب کرکے حکم دیا کہ
جلد سر اسکا تن سے جدا کر جلاد نقابدار کو براے قتل لیگیا اور ریگ کا چبوترہ بنا کر بوریہ ہلاکت کا اسپر بچھا کر گردن پر کوے کا خط
دیکر زیر تیغ بٹھایا اور قلندر نقابدار سے کہنے لگا کہ اے قلندر اب تیرا رشتۂ حیات کوئی دم مین قطع ہو جائیگا جو تمناے دلی ہو
بیان کر گرسنہ ہو تو کھانا کھاے پیاسا ہو تو پانی پی لے جو نصیحت اور وصیت کرنا ہو کر لے پھر یہ وقت ہاتھ نہ آئیگا قلندر نقابدار
نے برہم ہو کر جوابدیا کیون فضول باتین کرتا ہو اپنے کام مین مشغول ہو جلد تیغ آبدار سے کام میرا تمام کر جلاد یہ سنکے خاموش
ہو رہا فرہاد یکضربی نے حکم دیا اے جلاد قلندر نقابدار کو قتل کر ابھی فرہاد یکضربی نے حکم اول جلاد کو براے قتل قلندر
نقابدار دیا تھا اور قلندر خدا سے دعا کر رہا تھا جلاد سر پر تیغ علم کیے ہوے کھڑا تھا لندھور و دیگر اہل اسلام کو قتل
قلندر سے آگاہی نہ تھی علمشاہ اور کرب غازی اور بہرام گرد بن خاقان چین اور مالک اژدر وغیرہ سرداران نامی شکار گاہ
سے آکر داخل لشکر اسلام ہوے لندھور نے سب سے کہا تھوڑی دیر ہوئی کہ قلندر نقابدار میرا محسن میری عیادت کو آیا تھا
فرزند میرا فرہاد یکضربی اسے گرفتار کرکے لیگیا ہو مجھکو یقین ہو کہ وہ قلندر نقابدار کو قتل کر ڈالیگا مین نے اس حال مین
ارادہ مقابلہ کرنیکا کیا تھا لیکن فرہاد یکضربی قلندر نقابدار کو اسیر کرکے لیگیا مجھسے مقابلہ اسنے نہ کیا بہرام گرد و کرب
غازی نے تمام حال سنکے کہا ہم ابھی جاتے ہین اور قلندر نقابدار کو رہا کرکے لیے آتے ہین یہ کہکر بہرام گرد

بن خاقان چین اور کرب غازی مرکبون پر سوار ہو کر چند خادم و خدمتگار اپنے ہمراہ لیکر بارگاہ فرہاد دیکضری کیطرف چلے جب قریب بارگاہ پہونچے فرہاد دیکضری کو خبر ہوئی کہ بہرام گرد بن خاقان چین اور کرب غازی مع چند خدمتگار چلے آتے ہین فرہاد دیکضری نے یہ سُنکے بارگاہ سے نکلکر استقبال اُنکا کیا اور بارگاہ مین لاکر مقام صدر پر اُنھین بٹھایا بعد مزاج پرسی فرہاد دیکضری نے بہرام گرد بن خاقان چین اور کرب غازی سے پوچھا کہ آپکے کانون مین یہ حلقے کیسے ہین اور کیون آپ نے کان مین ڈالے ہین بہرام گرد اور کرب نے متفق اللفظ کہا ای بہادر ای فرہاد دیکضری آگاہ ہو کہ یہ حلقہ فرمانبرداری حمزۂ صاحبقران ہے ہمنے اُنکی اطاعت اختیار کی اور علامت اطاعت و فرمانبرداری کا یہی حلقہ ہے جو ہمارے کان مین دیکھتے ہو حمزۂ صاحبقران نے ہمین بقوت بازو زیر کیا ہے اور تمھارے پدر عالیوقار کو بھی مثل ہمارے زیر کیا ہے کیوجہ سے وہ اُنکے مطیع ہین تم بیکار اپنے والد سے لڑتے ہو اور اطاعت حمزۂ صاحبقران سے اُنھین باز رکھنا چاہتے ہو فرہاد نے گفتگوے بہرام گرد اور کرب غازی سُنکے فکر کی اور بعد فکر بسیار خیال کیا کہ کچھ تو ایسا باعث ہو کہ ایسے بہادرون نے اطاعت حمزہ قبول کی ہے ای فرہاد تو بھی انکی اطاعت اختیار کر اجتک تو راہ خطا پر تھا ناحق تونے اپنے والد اور دیگر سرداران لشکر حمزہ سے مقابلہ کیا تجھکو مناسب نہ تھا یہ خیال کرکے حکم دیا کہ جلاد و قلندر نقابدار کو قتل نکرے بلکہ قید سے بھی قلندر کو رہا کرکے ہمارے پاس لے آئے بموجب حکم ملازمون نے جلاد سے جاکر کہا جلاد نے تیغہ میان مین رکھا پھر قلندر کو جلاد اور دیگر اشخاص نے قید سے رہا کیا بعدہ قلندر کو بارگاہ فرہاد مین لائے فرہاد نے تعظیم کرکے قلندر کو بعزت و احترام مقام صدر پر بٹھایا اور عذر کیا کہ ای قلندر میری تقصیر معاف کرو پہلے مین گمراہ تھا پر اب راہ راست پایا مین نے بھی مثل آپ سبھون کے حلقہ اطاعت حمزۂ صاحبقران برغبت دل اپنے کانمین ڈالا جب یہ کلمات قلندر نقابدار اور بہرام اور کرب نے سُنے فوراً فرہاد سے خوش ہو کر معانقہ کیا پھر فرہاد ہمراہ بہرام اور کرب غازی اور قلندر نقابدار مع اپنے سرداران فوج اور جملہ مردمان لشکر کے جانب لشکر حمزہ چلا ادھر بادشاہ لشکر اسلام کو ہرکارون سے معلوم ہوا کہ فرہاد راہ راست پر آکر ہمارے لشکر مین آتا ہے یہ خبر پاکر نامی سرداران لشکر سے فرمایا جلد جاؤ اور استقبال فرہاد کا کرکے بعزت تمام لشکر مین لاؤ سرداران نامی بموجب حکم استقبال کرکے فرہاد کو لشکر اسلام مین لیگئے فرہاد نے اول روبروے بادشاہ لشکر اسلام جاکر بصد ادب بجا لایا پھر پایۂ تخت کا سر جھکا کر بوسہ لیا بادشاہ لشکر اسلام نے خوش ہوکر الطاف و مرحمت شاہی سے اُسے سرفراز کیا خلعت فاخرہ عنایت فرمایا اور بارگاہ سلیمانی مین جو قریب لندھور بن سعدان کے دنگل بچھوا کر فرمایا کہ اس دنگل پر بیٹھو فرہاد آداب بجا لاکر دنگل پر بیٹھا پھر اپنے پدر ذیوقار کے قدمونپر گرا اور دست بستہ کہنے لگا آپ میری خطا عفو فرمائین لندھور نے سر اُسکا اُٹھاکر سینے سے لگایا اور خوش ہوا پھر فرہاد جملہ سرداران لشکر سے ملا اور قلندر رخصت ہوکر سوے صحرا چلا گیا اُسیوقت حکم بادشاہ لشکر اسلام سے نقارہ نوازون نے نقارے بجائے اور شہنا نوازون نے شہنا کو بجایا جب صداے نقارہ و شہنا بلند ہوئی نوشیروان نے متحیر ہوکر اپنے وزرا سے پوچھا آج لشکر اسلام مین صداے نقارۂ شہنا کیسی بلند ہے وزرا نے عرض کیا ہم خود متفکر ہو سبب اسکا معلوم نہین حضور ہرکارونکو روانہ فرمائین باعث نقارہ بجانیکا معلوم ہو جائیگا نوشیروان نے اُسیوقت چند ہرکارونکو روانہ کیا ہرکارے لشکر اسلام میں آکر کل حال خوشی و مسرت دریافت کرکے روبروے نوشیروان گئے اور عرض کرنے لگے ای شہنشاہ اسوقت فرہاد دیکضری مطیع حمزۂ صاحبقران ہو کر داخل لشکر ہوا ہے اسلیے داخل لشکر ہونیکی یہ خوشی ہو کر نقارہ شادمانی بجتے ہین نوشیروان یہ خبر سُنکر ملول ہوا اور کہنے لگا اب مجھکو لازم ہے کہ بعوض اس خوشی کے اہل اسلام کو غم فرہاد مین رلاؤن تم مین سے کون سردار صف شکن و جرار فرہاد سے مقابلہ کرکے اُسکا سر تن سے جدا کریگا جب نوشیروان نے دربار مین کل سردارون سے مخاطب ہوکر اسطرح کہا اور تو کسی سردار نے ارادہ مقابلہ نکیا لیکن فرامرز بن قارن نے عرض کی ای شہنشاہ یہ خدمت مین بجا لاؤنگا اقبال شہنشاہ سے فرہاد کو تہ تیغ کرونگا اہل اسلام کو اُسکے غم مین رلاؤنگا حضور میرے نام طبل جنگ بجوائین نوشیروان

نے خوش ہوکر بنام فرامرز بن قارن عدنی طبل جنگ بجوایا یہ خبر بذریعہ ہرکارونکے بادشاہ لشکر اسلام کو پہونچی بادشاہ لشکر اسلام نے
حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی طبل رزمی اور نقارہ جنگی پر چوب لگائی جائے بموجب حکم نقارہ جنگی پر چوب لگائی گئی جملہ مردان لشکر اسلام
آگاہ ہوے اور تیاری جنگ مین مصروف ہوے جب وہ شب گذر کے سحر ہوئی نوشیروان فوج بیکران ہمراہ لیکر مع فرامرز میدان
جنگ مین آیا ادھر سے بادشاہ لشکر اسلام کل فوج ہمراہ رکاب لیکر میدان کارزار مین پہونچے بعد درستی میدان مصاف دونون
جانب صف آرائی ہوئی پھر نقیبان خوش آواز اور کڑکیت دونون لشکرونسے نکلے اور جوانان لشکر سے مخاطب ہوکر پکارے
اے بہادرو یہ وقت مصاف ہے لازم ہے کہ میدان مین بڑھکر حریفونسے لڑو حق نمکخواری بادشاہ ادا کرو دلاوران جہان مین نام پیدا کرو جب
نقیب اور کڑکیت مردان لشکر کو آمادہ کارزار کرچکے میدان مصاف سے دور جاکر کھڑے ہوے اسوقت اول لشکر نوشیروان سے فرامرز
بن قارن عدنی مرکب پر سوار ہوکر بصد کبر و غرور نکلا اور بیچ میدان مین آکر فرس کو روک کر پکارا اے فرقہ خدا پرستان اسوقت
تم مین سے کون مجھ سے مقابلہ کریگا جسکو تمنائے اجل ہو وہ مجھ سے مقابلہ کرے ابھی فرامرز بن قارن یہ کہہ رہا تھا کہ فرہاد بکضری نے
بادشاہ لشکر اسلام سے بڑھکر اجازت جنگ لی اور اپنے والد اور دیگر سرداران لشکر اسلام سے رخصت ہوکر فیل پر سوار ہوکر میدان رزم
مین آیا اور سامنے فرامرز بن قارن کے آکر ہاتھی کو روک کر ٹھہرا فرامرز بن قارن نے رکاب پر پاؤن دیکر سوار کیسے اور کھڑے ہوکر
گرز گرانبار سر فرہاد بن بلند حصور پر لگایا فرہاد نے گرز فرامرز کا اپنے گرز پر روکا پھر فرہاد نے خبردار خبردار کہکر سات سو من کا گرز اٹھاکر
گردش دیکر سر فرامرز بن قارن پر مارا فرامرز گرز کو تو اپنے گرز پر بمشکل تمام روکا لیکن چھٹی کا دودھ یاد آگیا پھر تن سینے مین تر ہو گیا
گینڈے کی کمر ٹوٹ گئی فرامرز گینڈے سے کودا اور تیغہ گرانبار کھینچکر فیل فرہاد کے ایک ضرب مین پاؤن قلم کیے ہاتھی زمین پر گرنے لگا
فرہاد بھی ہاتھی پر سے کودا اور فرامرز کی زنجیر کمر مین ہاتھ ڈالکر ارادہ کیا کہ اُٹھاکر سطح زمین پر ٹپکون کہ پیوند خاک ہو جائے لیکن لشکر
فرامرز بن قارن کا زمین سے نہ اٹھ سکا فرامرز بھی زنجیر کمر فرہاد مین ہاتھ ڈالکر زور کرنے لگا اسوقت فی الفور اکھاڑا درست ہوا دونون
بہادر اکھاڑے مین دامن گردا کر شیرانہ کشتی لڑنے لگے دونو طرف سے داؤن پیچ ہونے لگے ادھر نوشیروان مع سرداران لشکر بارگاہ مین
بیٹھکر تماشائے کشتی دیکھنے لگا ادھر بادشاہ لشکر اسلام مثل نوشیروان کے بارگاہ مین تخت پر رونق افروز ہوکر تماشائے کشتی دیکھنے لگے
راوی بیان کرتا ہے شام تک باہم خوب کشتی ہوئی ہنگام شام فرامرز دل مین سوچا کہ تیرا دم آگیا ہے اور فرہاد کو ابھی پسینہ بھی نہین آیا ہے اگر
اب تو کشتی لڑیگا تو جلد فرہاد تجھکو زیر کر لیگا پس مناسب یہ ہے کہ کوئی مکر کر یہ خیال کرکے فرامرز نے کہا اے بہادر دن واسطے محنت و مشقت
کے ہے اور رات واسطے راحت و آرام کے ہے لہذا اسوقت کشتی موقوف کر ہنگام صبح پھر تجھسے کشتی لڑونگا فرہاد نے جواب دیا کہ اگر تو وقت صبح کشتی
نہ لڑیگا تو مین میدان مین آکر طبل یورش بجواکر لشکر نوشیروان پر حملہ کرکے تجھکو قتل کرونگا فرامرز نے اقرار کیا کہ اگر مین ہنگام صبح کشتی نہ لڑون
تو تم طبل یورش بجواکر مردان لشکر نوشیروان کو اور مجھے قتل کرنا فرہاد نے اقرار لیکر فرامرز کو چھوڑ دیا فرامرز اکھاڑے سے لشکر نوشیروان
مین گیا نوشیروان فرامرز کو ہمراہ لیکر جنگ گاہ سے اپنی بارگاہ مین گیا ادھر بادشاہ لشکر اسلام فرہاد کو ساتھ لیکر میدان رزم سے
چلے اور بعد قطع راہ داخل بارگاہ ہوے جملہ سردار و سوار مرکبونسے اُتر اُتر کر بارگاہ و خیام مین گئے اسلحے تنونسے دور کیے پھر ہر ایک
بستر خواب پر راحت گزین ہوا جب وہ شب گذری اور صبح ہوئی بموجب قرار فرہاد نامدار بادشاہ لشکر اسلام بمعیت سپاہ کثیر
میدان نبرد مین گیا لیکن ادھر سے فرامرز بن قارن نہ آیا ہر چند نوشیروان نے کہا لیکن فرامرز کشتی لڑنے پر راضی نہوا اور کہنے لگا کہ
شہنشاہ مین تین دیونسے مقابلہ کسی فن مین نکرونگا نوشیروان نے پوچھا انکے نام بیان کرو فرامرز نے کہا علمشاہ اور کرب غازی اور
فرہاد خان بکضری سوائے انکے اور جو کوئی مجھسے لڑیگا مین اس سے لڑونگا نوشیروان یہ سنکے ناچار ہوا اور وعدہ جو ہوا تھا بموجب عہد فرہاد
نے طبل یورش بجواکر ارادہ کیا کہ فوج نوشیروان پر گرکے ہزارون کافرونکو ہلاک کرے اور فرامرز کو گرفتار کرکے قتل کرے جب نوشیروان نے
دیکھا کہ فرہاد نے اپنا ہاتھی بڑھایا اور فوج اسکے ہمراہ آتی ہے تو فی الفور گھبراکر فوج کو لیکر آگے بڑھا اور فرہاد کو روکا اسوقت ایک دبیر

مسمی میگونہ لشکر نوشیروان سے گینڈے پر سوار ہو کر میدان نبرد مین نکلا اور گرز گران سر فرہاد پر مارا فرہاد نے اُسکے گرز کو اپنے گرز پر
روکا میگونہ نے پھر گرز کو گردش دیکر سر فرہاد پر مارا فرہاد نے پھر اسکے گرز کو اپنے گرز پر روکا اسطرح تین گرز میگونہ نے متواتر سر فرہاد
پر لگائے اور فرہاد نے اُسکے گرز اپنے گرز پر روکے بعد ازان فرہاد نے سر میگونہ پر یون گرز مارا کہ میگونہ مع گینڈا گویا پیوند خاک
ہوگیا اسوقت خواجہ عمرو نے میدان مین آکر بآواز بلند کہا ای فرہاد ماشاء اللہ کیا گرز لگایا ہو کہ نشۂ شراب میگونہ اُتر گیا
مع گینڈا پیوند خاک ہوگیا جسوقت میگونہ ہلاک ہوا لشکر نوشیروان مین ایک تہلکہ پڑگیا فوج بیدل ہوئی نوشیروان
متردد ہوا ناگاہ ایک جوان سیاہ پوش جانب مغرب سے نمایان ہوا اور لشکر نوشیروان مین آکر کہنے لگا ای شہنشاہ طبل
بازگشت بجوائیے دیر نہ کیجیے مین ایسی تدبیر کرونگا کہ آپ خوش ہو جائینگے اور مراد دلی آپ کی برآئیگی نوشیروان نے بموجب
کہنے سیاہ پوش کے طبل بازگشت بجوایا فرہاد میدان کارزار سے ہمراہ رکاب بادشاہ لشکر اسلام وغیرہ چلا گیا نوشیروان بھی
مع گروہ لشکر اپنی بارگاہ کیطرف روانہ ہوا ادھر بادشاہ لشکر اسلام فرودگاہ لشکر پر پہونچکر داخل بارگاہ ہوئے اور لشکر کے
سردار وغیرہ گھوڑون سے اُتر کر اپنی اپنی بارگاہ اور خیام مین گئے فرہاد بھی خیمہ سے اُتر کر اپنی بارگاہ مین گیا ادھر نوشیروان
اپنی بارگاہ مین پہونچا سیاہ پوش نے عرض کیا غلام جاتا ہے اور کوئی کار نمایان کرکے حاضر ہوتا ہے نوشیروان نے رخصت کیا
سیاہ پوش شکل و لباس بدلکر روانہ ہوا فرہاد مکیضربی وقت شام اپنی بارگاہ مین بیٹھا تھا کہ ایک شخص ضعیف سامنے آیا اور
فرہاد کو جھککر سلام کیا پھر ایک رقعہ جیب سے نکالکر دیا فرہاد نے پڑھا اُسمین لکھا تھا ای صاحب ہم تمھارے اشتیاق
ملاقات مین اپنے والدین اور دیگر اعزا سے چھپکر یہان آئے ہین اگر فرصت ہو تو ایکدم کیواسطے ہمارے پاس چلے آؤ
جب تم یہان آؤگے ہم اپنے نام و نسب سے بھی تمھین اطلاع دینگے فرہاد رقعہ کے مضمون سے واقف ہو کر خیال کرنے لگا
کہ کوئی عورت شاید مجھپر عاشق ہوگئی ہے وہی بیتاب ہو کر اپنے گھر سے نکل آئی ہے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ کوئی شاہزادی ہے
افشاے راز کے خیال سے نام و نسب اپنا اسنے نہین لکھا ہے یہ خیال کرکے عالم شباب مین شایق بوس و کنار ہوا اپنی بارگاہ سے
نکلکر اس شخص کے ہمراہ سوے دشت چلا لندھور بن سعدان نے جو دیکھا کہ فرہاد کو ایک شخص اپنے ہمراہ لیے جاتا ہے اپنے
پسر ارشیون سے کہا ای جان پدر تم اپنے بھائی کے عقب مین جاؤ دیکھو تو کہ فرہاد کو وہ شخص کہان لیے جاتا ہے جب ارشیون
عقب فرہاد روانہ ہوا اُس شخص نے چند گلوریان پان کی نہایت پاکیزہ و نفیس ایک خاصدان مین رکھکر فرہاد سے کہا یہ پان کی
گلوریان ہماری ملکہ نے حضور کے واسطے بھیجی ہین حضور کوئی گلوری نوش فرمائین فرہاد نے ایک گلوری خاصدان سے لیکر خوش
ہو کر کھائی بعد ایک لمحہ کے فرہاد کے سر مین درد ہونے لگا آخر لڑکھڑا کر زمین پر گرا اور بیہوش ہوگیا اُس مرد ضعیف نے نعرہ کیا
تم صابر نمدپوش غضب کیا تو نے کہ میگونہ کو ہلاک کیا اب اُسکے عوض مین مین ابھی لیجاکر تجھے قتل کرونگا شہنشاہ سے انعام
کثیر لونگا غرض صابر نمدپوش نعرہ کرکے فرہاد مکیضربی کو جلد جلد عیاری مین باندھکر پشتارہ دوش پر اُٹھاکر چاہتا تھا کہ آگے بڑھے
یکایک ارشیون بموجب ارشاد پدر بقصد نجات اسی جانب روانہ ہوا اور اسوقت قریب صابر نمدپوش کے پہونچا کہ وہ پشتارہ فرہاد
مکیضربی کا دوش پر رکھکر ارادہ آگے جانیکا کرتا تھا ارشیون نے یہ حال دیکھکر نعرہ کیا کہ او مکار خبردار آگے نہ جانا مین آپہونچا
صابر نمدپوش نے پشتارہ زمین پر رکھکر جلد تر گوپھن مین سنگ گران رکھکر گردش دیکر سینہ ارشیون پر مارا وہ سنگ گران جگرگاہ
ارشیون پر اس زور سے پڑا کہ ارشیون آہ کرکے بیٹھ گیا صابر نمدپوش پشتارہ لیکر بھاگا ارشیون وہین پڑا رہ گیا شدت درد
سے اُٹھ نہ سکا صابر نمدپوش نے اثناے راہ مین خیال کیا کہ راہ صحرا سے فرہاد مکیضربی کو لشکر نوشیروان مین لیجانا
بہتر ہو مبادا اور کوئی سردار یا عیار دیکھ لے تو اچھا نہ ہوگا یہ خیال کرکے سوے دشت پُرخار دور تک بھاگتا ہوا چلا گیا
پھر وہانسے رخ سوے لشکر نوشیروان کیا ہرگاہ ایک جھاڑی سے ایک شیر کے نعرے کی آواز آئی صابر نمدپوش ٹھہرا

اور جھاڑی کیطرف نظر کی جب بغور دیکھا تو معلوم ہوا کہ مہتر قران بغدا ہاتھ مین لیے ہوے اُس جھاڑی سے نکلے اور دوبارہ
نعرہ کیا کہ او نابکار کہان چستارہ لیے جاتا ہے ہوشیار ہو جا کہ مین آپہونچا صابر نمد پوش نے فی الفور چستارہ خاک پر رکھکر
تیغہ کھینچکر مہتر قران کے سر پر مارا مہتر قران نے تیغے کو بغدے پر روکا اور غضبناک ہوکر اسطرح بغدا اسکے سر پر لگایا کہ کاسہ سر
اُسکا چور چور ہو گیا صابر نمد پوش ہلاک ہوکر زمین پر گرا مہتر قران نے سر اُسکا خنجر سے کاٹ لیا چستارے کو کھولکر فرہاد کو
ہوشیار کیا اور تمام حال بیان کیا فرہاد یکضربی مہتر قران سے ازحد خوش ہوا اور ہمراہ مہتر قران اپنی بارگاہ کیطرف چلا
اثنائے راہ مین ارخشیون کو دیکھا کہ بالائے خاک لیٹا ہے کلیجہ پکڑے ہوے دمبدم آہ کرتا ہے فرہاد نے بیتاب ہوکر احوال پوچھا
ارخشیون نے تمام واقعہ بیان کیا بعدازان مہتر قران اور فرہاد یکضربی ارخشیون کو لشکر اسلام مین لائے اور جملہ سرداران لشکر
سے جو واقعہ گذرا تھا بیان کیا لشکر اسلام مین ہر ایک کو فرہاد کے رہا ہونیکی خوشی ہوئی اور سب نے مہتر قران کی تعریف کی یہ خبر
نوشیروان کو پہونچی نوشیروان کو صابر نمد پوش کے ہلاک ہونیکا صدمہ ہوا اور اُسی عالم صدمہ مین نوشیروان نے حکم دیا
کہ طبل جنگ بجایا جائے بموجب حکم طبل رزمی ملازمون نے بجایا ہرکارون نے بادشاہ لشکر اسلام کو طبل جنگ بجنے کی خبر دی
بادشاہ لشکر اسلام نے بھی نقارہ رزمی بجوایا رات بھر دونون لشکرون مین تیاری جنگ ہوئی صبح کو اُدھر سے نوشیروان سپاہ
بیکران ہمراہ لیکر میدان کارزار مین آیا اِدھر سے بادشاہ لشکر اسلام جملہ فوج لیکر عرصۂ مصاف مین گئے بعد درستی میدان
رزم و آراستگی صفوف لشکر جانبین کے نقیب میدان مین نکلے اور جوانون کو آمادۂ رزم کرنے لگے جب نقیبان خوش آواز
جوانون کو مستعد کارزار کر چکے میدان مصاف سے ہٹ کر ایک جا کھڑے ہوے ہنوز دونون لشکرون سے کوئی دلیر و بہادر
برائے جنگ میدان مین نہ نکلا تھا کہ صحرا سے غبار بلند ہوا مردمان لشکر جانبین سمت گرد و غبار دیکھنے لگے جب وہ غبار ہوا سے
رفع ہوا سب نے دیکھا کہ چالیس علم مین نشان چہل ہزار سواران جنگجو کا ہے اور ایک شاہزادہ کلاہ مرصع سر پر رکھے ہوے قلب
لشکر مین زیر سایۂ علم مرکب پر سوار ہے اور سوے جنگاہ آتا ہے خواجہ عمرو نے آگے بڑھکر اُسی لشکر کے ایک سوار سے پوچھا تمہارے
سردار لشکر کا کیا نام ہے اُسنے جواب دیا تہمتن خان بن صلصال خبر قتل دیو خان سنکر صلصال کو کمال صدمہ ہوا اب
اُسنے اپنے دوسرے فرزند ارجمند نامدار کو برائے سرکوبی اہل اسلام روانہ کیا ہے خواجہ عمرو یہ سنکے لشکر مین آئے نوشیروان نے
برائے استقبال تہمتن خان چند سردار روانہ کیے سرداران مذکور تہمتن خان کو لشکر مین لیکر آئے تہمتن خان نے
نوشیروان کو سلام کیا اور پوچھا اسوقت کون میدان مین معرکہ آرائے نبرد تھا نوشیروان نے جواب دیا آج تو کوئی ابھی
تک لشکر سے نکلکر میدان مین نہین گیا ہے تہمتن خان نے کہا اگر آپ اجازت دین تو مین جاکر اہل اسلام سے مقابلہ کرون
نوشیروان نے اجازت دی تہمتن خان مرکب سے اُترکر گینڈے پر سوار ہوا اور بیچ میدان مین جاکر پکارا کہ او مسلمانو آگاہ
ہو کہ مین برادر دیو خان ہون اپنے بھائی کے خون کا انتقام تم سے لینے کو آیا ہون اسوقت تم مین سے کون مجھسے مقابلہ کریگا
وہی مجھسے مقابلہ کرنے کو آئے جو اپنی زندگی سے بیزار ہو فرہاد خان یکضربی تہمتن خان کی گفتگو سنکے برہم ہوا فوراً بادشاہ
لشکر اسلام اور لندھور اپنے باپ سے اجازت لیکر فیل پر سوار ہوکر روبرو تہمتن خان کے گیا اور کہا وار کر تہمتن خان
نے گرز گرانبار کو گردش دیکر بقوت تمام تر سر فرہاد یکضربی پر لگایا فرہاد نے گرز کو اپنے گرز پر روک کر اسطرح گرز
اُسکے سر پر مارا کہ اُس سے گرز پر گرز نہ روکا نہ گیا ہاتھ نے لغزش کی سر پر جو گرز پڑا کاسہ سر اور مغز سر کا پتہ نہ معلوم
ہوا کہ کیا ہو گیا تہمتن خان بن صلصال مع گینڈے ہلاک ہوکے زمین پر گرا فوج تہمتن خان یہ حال دیکھکر
برہم ہوکر فرہاد خان پر حملہ آور ہوئی اُدھر سے بھی لشکر اسلام بڑھا لڑائی ہونے لگی نوشیروان نے بھی حکم کیا کہ
فرہاد خان یکضربی کو آج قتل کر ڈالو زندہ نہ رکھو بموجب حکم تمام فوج یکبارگی بڑھی تینون لشکر باہم مل گئے

تلوار چلنے لگی لاش پر لاش جوانوں کی گرنے لگی فرہاد یکضربی نے صدہا سوار ضرب گرز گران سے ہلاک کیے جس کافر پر گرز مارا
پیوند خاک کر دیا علاوہ فرہاد خان کے سرداران لشکر اسلام نے بھی ہزارہا بیدین قتل کیے تا شام خوب لڑائی ہوئی جب
آفتاب یہ جنگ مغلوبہ دیکھکر خوف سے تھرّاتا ہوا سوے مغرب جا کر پنہان ہوا اور تاریکی محیط عالم ہوئی اُسوقت نوشیروان
طبل بازگشت بجوا کر فوج کو ہمراہ لیکر جنگگاہ سے مغموم ہو کر چلا گیا اور راہ طے کر کے اپنی بارگاہ میں داخل ہوا اسیطرح بادشاہ
لشکر اسلام فرہاد خان یکضربی و جملہ سرداران نامی و سواران لشکر کو ہمراہ لیکر قیامگاہ لشکر کی سمت بصد خوشی روانہ ہوے
اور بعد قطع راہ داخل بارگاہ ہوے نوشیروان نے بارگاہ میں داخل ہو کر حکم دیا کہ جملہ سرداران نامی دربار میں آئیں جب
دربار سرداران نامی سے مملو ہوا نوشیروان نے آہ سرد کھینچی اور کہا افسوس تہمتن خان مارا گیا فرہاد خان زخمی ابھی ہوا یہ
کہکر خاموش ہوا سرداران نامی نے عرض کیا حضور طبل جنگ بجوائیں ہنگام سحر ہم سب اُس سے لڑینگے حضور کے اقبال سے
اُسے قتل یا زخمی کرینگے نوشیروان نے یہ سنکے طبل جنگ بجوایا بادشاہ لشکر اسلام نے جو سُنا کہ نوشیروان نے پھر طبل جنگ
بجوایا ہو ارشاد کیا ہمارے لشکر میں بھی نقارۂ رزمی بجایا جاے بموجب حکم نقارۂ جنگی پر چوب لگائی گئی اہل اسلام تیاری
جدال و قتال میں مصروف ہوے اُدھر لشکریان تہمتن خان لاشۂ تہمتن خان کا میدان کارزار سے اٹھا کر جانب ملک
صلصال گریہ کنان روانہ ہوے جب صبح ہوئی نوشیروان حسب دستور میدان نبرد میں آیا ادھر سے بادشاہ لشکر اسلام بھی
گروہ لشکر لیکر عرصۂ جنگ میں گئے بعد صف آرائی کے نقیب و کڑکیت دونوں لشکروں سے نکلے اور مردان سپاہ کو لڑنے
پر آمادہ کر کے میدان قتال سے چلے گئے ناگاہ اُسی دم ایک سوار لباس چرمی پہنے ہوے نقاب رخ پر ڈالے ہوے
صحرا کیطرف سے ظاہر ہوا جسنے اُس سوار کو دیکھا حیرت ہوئی جب وہ سوار لشکر نوشیروان میں آیا نوشیروان کو سلام
کر کے اجازت حرب لیکر میدان کارزار میں گیا اور مبارز طلب کیا فرہاد خان یکضربی نے اُس سے مقابلہ کیا آخر بعد
جنگ بسیار اُس سوار نے فیل کے پاؤں قلم کیے جب فرہاد یکضربی ہاتھی سے گرا فی الفور فرہاد یکضربی کو اُسنے اسیر کیا
اور حوالے مردان لشکر نوشیروان کے کیا اسیطرح تا شام اکیس دلیروں کو زخمی اور گرفتار کیا جب شام ہوئی نوشیروان
جنگگاہ سے چلا گیا اور سوار چرمی لباس بھی طرف صحرا کے روانہ ہوا بادشاہ اسلام بھی لشکر لیکر اپنی بارگاہ کیطرف روانہ
ہوے لیکن نہایت محزون و ملول جب بارگاہ میں داخل ہوے اور دربار آراستہ ہوا بادشاہ نے کہا کہ یہ عجب سوار نقابدار
آیا تھا کہ جسنے اکثر سرداروں کو اسیر کیا ہے یہاں تو یہ گفتگو ہو رہی تھی وہاں فرامرز بن قارن عدنی نے گرفتاری فرہاد یکضربی
و دیگر سرداران نامی کے اسیر ہونے سے خوش ہو کر نوشیروان سے کہا کہ اے شہنشاہ اب میرے نام پر طبل جنگ بجوائیے
فرہاد خان یکضربی نے تو عمرو سے میگونہ اور تہمتن خان وغیرہ کو ہلاک کیا ہے کل میں گرز سے مسلمانوں کو پیوند
خاک کرونگا ایک ایک کو چُن چُن کے مارونگا نوشیروان تقریر فرامرز سے شاد ہوا

داستان متواتر طبل رزمی بجوانا نوشیروان کا اور زخمی کرنا فرامرز بن قارن عدنی کا اکثر سرداران لشکر اسلام کو اور آنا شیرویہ اور جمہور جہان سوز طرطوس تبرزن کا مع حالات دیگر بیان کیا جاتا ہے

مخبران بے نظیر اس داستان بیعدیل کو اسطرح لکھتے ہیں کہ نوشیروان نے بموجب کہنے فرامرز بن قارن عدنی کے
طبل جنگ بجوایا جب صداے طبل جنگی بلند ہوئی سلطان سعد نے خبر نواخت طبل جنگ سنکے فرمایا کہ ہمارے لشکر
میں بھی نقارۂ سکندری پر چوب لگائی جاے بموجب حکم نقارۂ سکندری پر چوب لگائی گئی اہل اسلام صداے نقارۂ
رزمی سنکے آگاہ ہوے تیاری مصاف میں مشغول ہوے جب وہ رات گذر کر سحر ہوئی اس جانب سے نوشیروان
فوج لیکر میدان مصاف میں آیا اسطرف سے بادشاہ لشکر اسلام سلطان سعد علی مقام جمعیت سپاہ کثیر میدان کارزار میں

تشریف لے گئے بعد درستی میدان جنگ و صف آرائی کے جب نقیبان خوش گلو اور کڑکیت دونون لشکرون سے نکلے
اور جوانون کو آمادہ کارزار کرکے ہٹ گئے فرامرز بن قارن عدنی نوشیروان سے رخصت ہوکر گینڈے پر سوار ہوکر
میدان مین آیا اور پکارا جسکو خواہش اجل ہو مجھسے مقابلہ کرے مالا گرو یہ کلمہ سنکے سلطان سعد سے اذن جنگ لیکر
سامنے فرامرز بن قارن عدنی کے آیا فرامرز بن قارن عدنی نے عمود گران کو گردش دیکر سر مالا گرو پر مارا ہرچند
مالا گرو نے چاہا کہ ضرب گرز سے بچون لیکن نہ بچ سکا زخمی ہوا سر سے خون جاری ہوا مالا گرو زخمی ہوکر لشکر مین چلا گیا پھر
کیی زلزال و اشہر کوتوال و پلنگ پوش یکے بعد دیگرے میدان مین آئے اور دست فرامرز بن قارن عدنی سے
زخمی ہوئے راوی بیان کرتا ہے کہ فرامرز بن قارن عدنی نے شام تک چار سرداران لشکر اسلام مذکور کو زخمی کیا اور
پانچ دیو مکو قتل کیا جب شام ہوئی نوشیروان نے طبل بازگشت بجوایا اور سر فرامرز بن قارن عدنی پر زر و جواہر نثار
کرتا ہوا میدان جنگ سے چلا گیا جب اپنی بارگاہ مین پہونچا فرامرز بن قارن عدنی سے کہنے لگا ای بہادر تیرے سبب سے
دل میرا قوی ہوا اور ہراس مجکو نہین ہے تیرا مثل و نظیر دلاورو نمین نہین ہے فرامرز بن قارن عدنی نوشیروان کے تعریف
کرنے سے خوش ہوا ادھر سلطان سعد سرداران لشکر کے قتل اور زخمی ہونے سے محزون ہوے اور جنگاہ سے جانب فرودگاہ
لشکر روانہ ہوے اور بعد قطع راہ داخل بارگاہ ہوے عمرو ہنگام شب گریہ کنان لشکر سے نکلکر زیر عقابین پہونچا
اور سر عقابین پر رکھکر رویا باوجود اسکے کہ فتنہ پر عاشق تھا لیکن غم سرداران مقتول مین کچھ فتنہ کا بھی خیال نہ تھا
عمرو رو رہا تھا کہ ملازمان نوشیروان نے دیکھا اور براے گرفتاری خواجہ چلے عمرو گریزان ہوا اور اپنے لشکر مین آیا
یکایک نوشیروان نے طبل جنگ بجوایا بادشاہ لشکر اسلام نے خبر نواخت طبل جنگ سنکے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی
طبل جنگ بجایا جائے بموجب حکم ملازمون نے نقارہ رزمی بجایا رات بھر تیاری جنگ ہوئی صبح کو نوشیروان مع
سپاہ میدان کارزار مین آیا سلطان سعد بھی مع سپاہ میدان نبرد مین پہونچے بعد درستی صفوف ہر دو لشکر نقیب اور
کڑکیت نکلکر جوانان لشکر جانبین کو آمادہ جنگ کرکے علیحدہ ہوے ہنوز دونون لشکرون سے کوئی دلیر نہ نکلا تھا کہ جانب
صحرا غبار بلند ہوا سب سوے دشت دیکھنے لگے خواجہ عمرو براے خبر روانہ ہوے جب غبار پھٹا سے دور ہوا خواجہ اور
جملہ مردمان لشکر نے دیکھا کہ ایک جوان خوبرو کلاہ مرصع سر پر رکھے ہوے مرکب پر سوار ہے زیر سایۂ علم مع جمعیت سپاہ آتا ہے بادشاہ
لشکر اسلام نے پہچانا اور چند سردارونکو براے استقبال روانہ کیا اور خواجہ عمرو نے بھی جوان مذکور کو پہچانکر گریہ کنان آگے بڑھکر
کہا ای شیرویہ دیکھو وہ عقابین ہے تمھارے والد نامدار بالاے عقابین قید ہین اور تمام حال لشکر کا بیان کیا شیرویہ
نے سامنے عقابین کے جاکر مرکب سے اُترکر سر واسطے تسلیم کے جھکایا حمزہ صاحبقران نے عقابین پر سے دیکھا
اپنے فرزند کو دیکھکر خوش ہوے شیرویہ بعد تسلیم کرنے کے مرکب پر سوار ہوکر چلا تھا کہ سرداران لشکر اسلام پہونچے
اور استقبال کرکے لشکر مین لائے چونکہ شیرویہ کو خواجہ عمرو سے احوال سلطان سعد کے بادشاہ ہونے کا
معلوم ہوچکا تھا سو جہسے شیرویہ نے اول سلطان سعد کو بعد ادب تسلیم کی اور پاے تخت کا بوسہ لیا پھر ہر ایک
سردار لشکر اسلام سے ملا اسی اثنا مین فرامرز بن قارن عدنی گینڈے پر سوار ہوکر صف لشکر سے نکلا اور میدان مین
آکر مبارز طلب کیا شیرویہ نے سلطان سعد سے اجازت جنگ لیکر مرکب بپا لشکر سے نکالا حمزہ صاحبقران نے عقابین
پر سے دیکھا کہ فرزند میرا براے مقابلۂ فرامرز بن قارن عدنی لشکر سے نکلا ہے حمزہ صاحبقران دیکھ رہے تھے کہ جلال حق
نے کہا ای حمزہ کیا دیکھتے ہو امیر باتوقیر نے جواب دیا اسوقت فرزند میرا بہر جنگ لشکر سے نکلا ہے خداوند عالم اسکو چشم بد سے محفوظ
رکھے جلال نے جواب دیا اگر اسکو بچانا اور اپنے فرزند کا خیال ہے تو خداوندان لات و منات کو سجدہ کرو حمزہ صاحبقران نے

جواب دیا او نابکار خیرہ سر خاموش رہ بیہودہ نہ بک غرض عقابین سے تو حمزۂ صاحبقران دیکھ ہی رہے تھے کہ شیرویہ سامنے
فرامرز بن قارن عدنی کے جاکر گھوڑے کو روک کر ٹھہرا فرامرز بن قارن نے شمشیر کھینچی شیرویہ نے پوچھا اول نیزے کا
وار کیون نہ کیا فرامرز نے جواب دیا مین نے قسم کھائی ہی کہ مسلمانون سے جنگ نیزہ نکرونگا یہ کہکر شمشیر آبدار سر شیرویہ پر لگائی
شیرویہ نے شیرانہ تلوار سپر پر روکی پھر شیرویہ نے تلوار بالاے سر فرامرز بن قارن لگائی اُس نے بھی تلوار سپر پر روکی
اسی طرح قریب شام تک باہم تیغ زنی ہوئی ہنگام غروب آفتاب فرامرز بن قارن نے غضبناک ہوکر شمشیر آبدار
کا سر پر وار کیا شیرویہ نے سپر اُٹھائی یکایک مرکب نے سکندری کھائی ہاتھ کو لغزش ہوئی جبتک شیرویہ فرس
کو سنبھالے تلوار سر پر پڑ گئی اور تا دو ابرو اتر آئی شیرویہ نے دستانہ مارا تلوار تو سر سے نکل گئی لیکن خون سر سے
جاری ہوا چونکہ شام ہو گئی تھی اُدھر نوشیروان جنگاہ سے سوے فرودگاہ چلا اِدھر سلطان سعد شیرویہ کو
ہمراہ لیکر مع تمامی سپاہ قیامگاہ لشکر کیطرف روانہ ہوے اور بعد قطع راہ داخل بارگاہ ہوے شیرویہ کے زخم سر کا
علاج ہونے لگا اُدھر نوشیروان بخوشی و شادمانی اپنی بارگاہ مین پہونچا راوی کہتا ہی کہ جب زخم شیرویہ علمشاہ
نے دیکھا برہم ہوکر کہا کہ بعوض اس زخم سر کے چار زخم شمشیر سر فرامرز بن قارن عدنی پر لگاؤنگا ابھی علمشاہ یہ
کہ رہے تھے کہ اُدھر نوشیروان نے طبل رزمی بجوایا سلطان سعد نے خبر پاکر اپنے لشکر مین بھی نقارۂ جنگی بجوایا
شب کو تیاری جنگ ہوئی صبح کو دونون لشکر میدان مین آکر صف آرا ہوے نقیب دلاورونکو لڑنے پر آمادہ
کرکے علیحدہ ہوے تھے کہ جانب دشت گرد و غبار بلند ہوا مردمان ہر دو لشکر نے غبار کیطرف نظر کی عمرو براے خبر
لشکر سے نکلکر روانہ ہوے جب آگے بڑھا دیکھا چالیس علم ہین اور چالیس ہزار فوج ہی ہر علم کے شقے پر حمد خدا اور
تعریف ابراہیم خلیل اللہ بخط جلی مرقوم ہی فیلان کوہ پیکر بہت سے ہمراہ لشکر ہین اور ملک زادہ از جلال طرطوس بہادر
جمہور تبرزن دلیرانہ مرکب پر سوار ہی علاوہ تبر کے گرز چار سو من کا ہاتھ پر علم کیے ہی نہایت کروفر اور شوکت و شان سے
آتا ہی خواجہ نے پاس جاکر احوال لشکر بیان کیا اور حال حمزۂ صاحبقران ظاہر کیا اُسوقت جمہور جہانسوز طرطوس
تبرزن نے سامنے عقابین کے گھوڑے سے اُتر کے براے تسلیم سر جھکایا حمزۂ صاحبقران نے ملاحظہ فرمایا بعد تسلیم کرکے
شاہزادہ مرکب پر سوار ہوا سرداران لشکر اسلام نے بموجب حکم سلطان سعد طرطوس تبرزن کا استقبال کیا آخر
طرطوس تبرزن ہمراہ سرداران لشکر کے داخل لشکر اسلام ہوا اور سلطان سعد کو بصد ادب تسلیم کرکے پاے تخت
کو چوما بادشاہ لشکر اسلام طرطوس تبرزن کے آنے سے خوش ہوے اور سرداران لشکر اسلام بھی شاد ہوے جب
شاہزادہ جمہور جہانسوز طرطوس تبرزن داخل لشکر اسلام ہوا بختک نے فرامرز بن قارن عدنی سے کہا
یہ جو شاہزادہ آیا ہی نہایت جری اور بہادر ہی خبردار اس سے مقابلہ نکرنا ورنہ ہنگام جنگ تجھکو قتل کر ڈالیگا فرامرز نے
جواب دیا ہی ملک جی مین ضرور اس سے مقابلہ کرونگا اور اگر چاہا خداوندان لات و منات نے تو مثل سرداران لشکر اسلام
کے اسکو بھی قتل کرونگا یہ کہکر صف لشکر سے نکلا اور بیچ میدان مین جاکر مبارز طلب کیا جمہور جہانسوز طرطوس تبرزن
بادشاہ لشکر اسلام سے اجازت حرب لیکر میدان مین آیا فرامرز بن قارن عدنی نے پوچھا او دلیر سچ کہ کہ تیرا کیا نام ہی
شاہزادے نے جواب دیا خاص و عام مجھکو جمہور جہانسوز طرطوس تبرزن کہتے ہین فرامرز بن قارن نے کہا افسوس
باین حسن و شباب تم میرے ہاتھ سے قتل ہو جاؤگے اگر خداوندان لات و منات کو سجدہ کرو تو نہایت بہتر ہی تمکو قتل نکرون
شاہزادہ یہ کلمات سنکے برہم ہوا اور اُسکے خداوندونکو بُرا کہنے لگا فرامرز بن قارن عدنی کو یہ امر ناگوار ہوا غیظ مین
آکر شمشیر آبدار سر پر ماری شاہزادے نے تلوار سپر پر روکی اور خود بھی وار کیا فرامرز بن قارن عدنی بھی ضرب سے بچا

اِسیطرح باہم لڑائی ہوئی آخرکار جمہور جہانسوز طرطوس تبرزن نے نعرہ کرکے اور خبردار خبردار کہکر تبر سر فرامرز پر بالا اُٹھائے تبر اُٹھائی سپر کو کاٹکر کاسہ سر مین در آیا فرامرز بن قارن عدنی نے سر کھینچا پیچھے ہٹا تبر سر فرامرز بن قارن کو زخمی کرکے گینڈے کے سر پر گرا گینڈے کی گردن قلم ہوئی فرامرز بن قارن گینڈے سے کودا جمہور جہانسوز طرطوس تبرزن بہادر نے پھر تبر لگانیکا ارادہ کیا تھا کہ ناگاہ نوشیروان نے فرامرز بن قارن کو زخمی دیکھکر کل فوج ہمراہ لیکر شاہزادہ مذکور پر حملہ کیا ادھر سے بھی جملہ لشکر اسلام جھپٹا دونون لشکر ملگئے جنگ مغلوبہ ہونے لگی سر جوانان لشکر جانبین سے تنونسے جدا ہوکر زمین پر گرنے لگے زمین رزمگاہ خون کشتگان سے رنگین ہونے لگی دلاور شیرانہ عرصہ مصاف مین غرے کرنے لگے زخمی بالاے خاک مرکبونسے گرکر تڑپنے لگے گھوڑونکے دوڑنے سے میدان کارزار مین غبار بلند ہوا زمین باربار لرزنے لگی اہل اسلام کافرونکو قتل کرنے لگے خصوصاً جمہور جہانسوز طرطوس تبرزن اور سرداران صف شکن غضب کا فرونکو قتل کیا ہزارونکو زخمی کیا حمزۂ صاحبقران نے عقابین سے یہ حرکہ عظیم ملاحظہ فرمایا جب معشوقۂ شام نے گیسوے اپنے غم دلیران مین کھولے اور زمانہ صدمۂ بہادران مقتول مین تیرہ و تاریک ہوا تو نوشیروان نے طبل بازگشت بجوایا اہل اسلام لشکر کفار سے علحدہ ہوے نوشیروان فرامرز بن قارن وغیرہ کو ہمراہ لیکر میدان نبرد سے جاکر فرودگاہ لشکر مین پہونچا اور داخل بارگاہ ہوا اسوقت حکم نوشیروان سے جراح حاضر ہوے علاج زخم سر فرامرز ہونے لگا اسطرف سلطان سعد جمہور جہانسوز طرطوس تبرزن بہادر وغیرہ کو ہمراہ لیکر میدان مصاف سے روانہ ہوکر بارگاہ فلک اشتباہ مین پہونچے راوی بیان کرتا ہے کہ اس لڑائی مین دس ہزار کافر اہل اسلام نے قتل کیے اور ایک ہزار سرداران لشکر اسلام درجۂ شہادت پر فائز ہوے سلطان سعد نے لاشے اہل اسلام کے مقتل سے اُٹھوائے اور سب کو غسل و کفن دیکر دفن کیا اِسیطرح نوشیروان نے اپنے لشکر کے جوانون کو جو قتل ہوے تھے موافق اپنے مذہب و ملت کے آگ مین جلادیا اور اکثر کو دفن کیا چونکہ ہیکلان ملک سومنات مغرب کے سردار لشکر قبل اسکے اہل اسلام نے قتل کیے تھے اور ہیکلان کو اُنکے قتل ہونیکا صدمۂ عظیم تھا اِسوجہ سے اُسنے نوشیروان سے عرض کیا اے شہنشاہ فرامرز بن قارن زخمی ہوا ہے لایق مقابلہ نہین ہے مین چاہتا ہون آج آپ میرے سردار مسمی القاب عاد کے نام طبل جنگ بجوائین اور شجاعت اسکی ہنگام جنگ ملاحظہ فرمائین یہ سردار میرے لشکر کا از حد زبردست ہے کوہ کو کاہ سمجھتا ہے فیل کو پشہ جانتا ہے اکثر تنہا ہزارون سے لڑا ہے نوشیروان نے بموجب التماس ہیکلان القاب عاد کے نام طبل جنگ بجوایا سلطان سعد کو خبر آواز طبل جنگ ہرکارونسے جو معلوم ہوئی فرمایا ہمارے لشکر مین بھی نقارۂ سکندری پر چوب لگائی جائے چنانچہ بموجب حکم بادشاہ لشکر اسلام نقارۂ رزمی پر چوب لگائی گئی دونون لشکرونمین تمام شب خوب تیاری جنگ ہوئی جب صدمہ بہادران مقتول مین گریبان سحر چاک ہوا دونون لشکر حسب معمول عرصہ مصاف مین آئے اور درستی میدان جنگ ہوئی بعد صف آرائی کے نقیبون نے لشکرونسے نکلکر میدان مین جاکر جوانان لشکر کو آمادہ حرب کیا جب نقیب میدان رزم سے چلے گئے القاب عاد نوشیروان اور ہیکلان سے اجازت جنگ لیکر میدان مین آیا اور پکارا اے جمہور جہانسوز طرطوس تبرزن آؤ مجھ سے مقابلہ کرو طرطوس تبرزن سلطان سعد سے اجازت جنگ لیکر مرکب پر سوار ہوکر میدان مین گیا القاب عاد نے تیغ گرانبار سر شاہزادے پر مارا شاہزادے نے تیغ کو سپر پر روکا اور خبردار ہوشیار کہکر تبر کو گردش دیکے سر القاب عاد پر لگایا القاب عاد نے گھوڑا پیچھے ہٹایا تبر سر القاب عاد پر تو نہ پڑا لیکن سر مرکب القاب عاد پر گرا مرکب دو نیم ہوکر زمین پر گرنے لگا القاب عاد فوراً زمین پر کودا ہیکلان نے دوسرا گھوڑا القاب عاد کے پاس بھیجا القاب عاد نے اتنی مہلت نہ پائی کہ فرس پر سوار ہوتا شاہزادے نے دوبارہ چاہا تھا کہ تبر سے کام القاب عاد کا تمام کرے ہیکلان فوج لیکر جھپٹا اور القاب عاد

کو دست شاہزادے سے بچاکر لشکر میں لیگیا ادھر سے بھی فوج بڑھی نوشیروان نے طبل بازگشت بجوا دیا جنگ مغلوبہ
ہوئی جب ہیکلان لقاب عاد کو میدان کارزار سے لشکر میں لیگیا اُسیوقت دونون لشکر اپنی اپنی فرودگاہ اور قیام گاہ
کیطرف روانہ ہوے اور قیام گاہ پر پہونچکر آسودہ اور راحت پذیر ہوے نوشیروان نے بارگاہ مین جاکر طبل جنگ
بجوایا لشکر اسلام مین بھی حکم سلطان سعد سے ملازمون نے نقارۂ رزمی بجایا شب بھر حسب دستور تیاری جنگ ہوئی
صبح کو حسب قاعدہ بچودہ دریاے لشکر سوے میدان مصاف روان ہوے اور رزمگاہ مین پہونچکر صف آرا ہوے ہنوز
دونون لشکرون سے کوئی دلیر میدان مین نہ نکلا تھا کہ سوار چرمی لباس نقاب مُنھ پر ڈالے ہوے سمت صحرا سے عیان
ہوا اور لشکر نوشیروان مین جاکر نوشیروان کے پایۂ تخت کو چوما بعد اسکے میدان مین آیا اور مبارز طلب کیا لندھور نے
سوار چرمی لباس کو دیکھکر فریاد و فغان کی اور کہا اسی سوار نابکار نے میرے پارۂ جگر کو اسیر کیا ہو نہین معلوم یہ کون ہے
لندھور تو مشغول آہ و بکا رہا لیکن جمہور جہانسوز طرطوس تبرزن نے سلطان سعد سے اجازت لیکر اس سوار
چرمی لباس سے مقابلہ کیا باہم تیغ زنی اسقدر ہوئی کہ وہ دن گذر گیا آفتاب بغروب ہونے لگا اسوقت سوار چرمی لباس
نے نعرہ کرکے گرز گران سہارا شاہزادے نے اپنے گرز پر اسکے گرز کو روکا لیکن گھوڑے کی کمر ٹوٹ گئی شاہزادہ گھوڑے پر سے
کود کر زمین پر آیا اُس سوار نے آگے بڑھکر ایک ہاتھ سے تو کلہ گرز شاہزاد کو پکڑا اور دوسرا ہاتھ زنجیر شاہزادہ مین
ڈالکر زمین سے مثل گل اُٹھالیا اور گرفتار کرکے نوشیروان کے حوالے کیا نوشیروان نے طرطوس تبرزن کو منقلاے عاد
کے حوالے کیا اُسنے جس جگہ فریاد دیلمی قید تھا وہین طرطوس تبرزن کو بھی قید کیا طرطوس فریاد دیلمی سے ملے
اور حال پوچھا فریاد نے کیفیت گرفتار ہونیکی بیان کی پھر فریاد نے حال اسیری پوچھا جمہور تبرزن نے جو حال گذرا تھا بیان کیا
انکو تو ابھی قید مین رکھیے لیکن احوال دیگر سنیے جب سوار چرمی لباس طرطوس تبرزن کو اسیر کرچکا جسطرف سے آیا تھا
اُسیطرف وقت شام روانہ ہوگیا دونون لشکر بھی میدان کارزار سے جانب فرودگاہ چلے گئے سلطان سعد کو ملال ہو نوشیروان
خوش ہوا نعرہ صاحبقران نے بھی طرطوس تبرزن کو گرفتار ہوتے دیکھا غرض نوشیروان بعد گذرنے رات کے موافق معمول
قدیم سپاہ تیر لیکر وقت سحر رزمگاہ مین آیا اور انتظار سوار چرمی لباس کا کرنے لگا ناگاہ سوار چرمی لباس بھی آیا اور سلطان سعد
حسب دستور قدیم جنگگاہ مین آئے بعد صف آرائی ہر دو لشکر کے سوار چرمی لباس لشکر نوشیروان سے نکلکر میدان مین آیا اور مبارز
طلب ہوا ہنوز لشکر اسلام سے کوئی جری برائے مقابلہ نہ نکلا تھا کہ سوے دشت غبار بلند ہوا جب وہ غبار رفع ہوا مردان
لشکر نے دیکھا کہ قلندر نقابدار مع چالیس ہزار سواران جرار کے چلا آتا ہے قلندر نقابدار نے لشکر اسلام مین آکر بادشاہ لشکر
اسلام سے اجازت مصاف لیکر اُس سوار چرمی لباس سے مقابلہ کیا تا دیر شمشیر زنی ہوئی آخر کار عنقریب شام سوار چرمی لباس نے
قلندر نقابدار کو مانند فریاد دیلمی اور طرطوس تبرزن کے اسیر کیا اور حوالے نوشیروان کیا نوشیروان نے
منقلاے عاد کے سپرد کیا اُسنے اُسی زندان مین قلندر نقابدار کو بھی گرفتار کیا جس جگہ فریاد خان دیلمی اور
طرطوس تبرزن قید تھے اسی طرح چند روز مین سوار چرمی لباس نے بہمن و بہرام وغیرہ اسّی سرداران لشکر اسلام
کو مقابلہ کرکے گرفتار کیا بوجہ خیال طول کے مفصل ہر ایک سردار کی لڑائی تحریر نہین کی گئی جب سوار نقابدار چرمی پوش
نے اسّی سردارون کو اسیر کیا سرداران لشکر اسلام از حد پریشان خاطر ہوے اور باہم کہنے لگے اس سوار نے ان
دلیرونکو مقابلہ کرکے ہنگام جنگ اسیر کیا ہو کہ جو یکتاے روزگار ہین علاوہ سرداران لشکر اور سلطان سعد کے
خواجہ بھی نہایت پریشان خاطر ہوے آخر تاب ضبط نہ لاکر غم گرفتاری سرداران مین زار زار مثل ابر نوبہار روئے بعد چند کے
کے عمر و لشکر اسلام سے نکلکر ایک روز جانب لشکر نوشیروان چلے اور اثناے راہ مین شکل اپنی تبدیل کرکے خمہ فتنہ دختر

فرمان شاہ کے قریب گئے دیکھا ایک عیار در خیمہ پر بیٹھا ہی خواجہ نے اُس سے کہا اے برادر ملکہ سے جا کر کہو کہ ایک شخص
داغ بدل مغموم و حزین آشفتہ خاطر پریشان حواس آیا ہی چاہتا ہی کہ حال دل بیتاب عرض کرے اُس عیار نے خواجہ کو
نہ پہچانا اور ایک کنیز سے حال خواجہ عمرو کہلا بھیجا کنیز نے جا کر دختر فرمان شاہ سے یہ گذارش کیا کہ اے ملکہ عالم ایک شخص
درحضور پر حاضر ہی اور کچھ عرض کرنا چاہتا ہی دختر فرمان شاہ سمجھ گئی کہ عمرو آیا ہی فوراً رخ پر نقاب ڈالکر لباس مردانہ زیب تن کیے حکم دیا
کہ اُس شخص کو بلاؤ کنیز نے آکر کہا ملکہ تجکو طلب کرتی ہین جلد چل مراد تیری بر آئیگی جو کچھ نقد و جنس سے طلب کریگا ملکہ ہماری تجھے
عطا کرینگی فقیری تیری مبدل بامیری ہو جائیگی عمرو نے پوچھا جس شی کی مین خواہش کرونگا ملکہ تمھاری اس سے انکار نہ کریگی
کنیز کچھ سمجھ کے کہنے لگی اے شخص کیا بیہودہ بکتا ہی خاموش رہ اپنے مرتبے سے زیادہ کلام نکر اگر ملکہ سُن لینگی تو سخت تجھکو سزا دینگی غرض
خواجہ اندر خیمے کے گئے فتنہ نے دیکھتے ہی خواجہ کو پہچان لیا اور کہا اے خواجہ عمرو آج کیون آئے کیا سبب ہی کیا ہوا یہ کہکر
خواجہ کو بٹھایا خواجہ نے پہلے تو کہا اے ملکہ تمھارے اشتیاق دید مین میرا یہ حال ہوا پھر اشک آنکھون سے ٹپکا کر بیان کیا اے ملکہ
مین آجکل از حد پریشان ہون کچھ میری سمجھ مین نہین آتا ہی کہ یہ سوار حریری لباس کون ہی نہین معلوم کوئی بلا ہی یا آسیب ہی اسنے
سرداران نامی و نامدار سے اپنے مقابلہ کرکے اُنھین اسیر کیا ہی اگر کچھ تمکو اسکا احوال معلوم ہو تو بیان کرو فتنہ نے جواب دیا
مجھکو احوال سوار حریری پیرہن سے مطلق آگاہی نہین ہی اگر مجھکو اسکا احوال معلوم ہوتا تو بیان کر دیتی ہرگز نہ چھپاتی خواجہ
عمرو یہ تقریر فتنہ کی سُنکے خاموش ہوئے فتنہ نے مسکرا کر کہا تم تو شاہ عیاران مشہور ہو آجتک کچھ احوال تمنے سوار حریری لباس کا
دریافت نہین کیا اور کوئی عیاری اسپر نہین کی خواجہ نے جواب دیا اے ملکہ کیا عیاری کرون حواس خمسہ میرے درست نہین ہین
غم اسیری سرداران لشکر مین مبتلا ہون دختر فرمان شاہ نے کہا اگر تدبیر بن پڑی تو مین احوال سوار حریری لباس دریافت
کرونگی یہ کہکر فتنہ خاموش ہوئی خواجہ عمرو تھوڑی دیر تک مغموم بیٹھے رہے بعد از ان خیمہ فتنہ سے نکلکر آگے بڑھے
اور قطع راہ کرکے لشکر اسلام مین گئے جب شام ہوئی نوشیروان نے طبل جنگ بجوایا ہرکارے جو امر جاسوسی پر مقرر
تھے خبر نواخت طبل جنگ لیکر بادشاہ اسلام کی خدمت مین گئے اور بعد لوازمہ دعا و ثنائے شاہی اسطرح عرض کرنے لگے
کہ اے ظل اللہ جہان پناہ اسوقت نوشیروان نے طبل جنگ بجوایا ہی باقی خیریت ہی بادشاہ لشکر اسلام نے فرمایا کہ
ہمارے لشکر مین بھی نقارۂ رزمی بجایا جائے بموجب حکم سلطان سعد ملازمون نے نقارۂ رزمی بجایا شب بھر تیاری
جنگ ہوئی صبح ادھر سے نوشیروان سپاہ وافر لیکر میدان مین آیا اُسطرف سے سلطان سعد کل لشکر کو ہمراہ لیکر میدان کارزار
مین گئے بعد صف آرائی ہر دو لشکر ابھی کوئی دلیر کسی جانب سے میدان مین نہ نکلا تھا کہ سوار حریری پوشاک جانب دشت سے آیا
اور نوشیروان سے اجازت جنگ لیکر صف لشکر سے نکلکر میدان مین آیا اور مبارز طلب ہوا علمشاہ نے سلطان سعد
سے اجازت جنگ لیکر اُس سے مقابلہ کیا بعد جنگ بسیار سوار حریری لباس نے خبردار خبردار کہکر بہنگام شام کچھ لب پہ لاکر
سر پر تلوار لگائی علمشاہ نے سپر اُٹھائی گھوڑے نے سکندری کھائی علمشاہ جب تک فرس کو سنبھالے تلوار سپر پر جو
پڑی کاسہ سر مین ضرب آئی علمشاہ نے دستانہ مارا تلوار تو سر سے نکل گئی مگر خون سر سے جاری ہوا علمشاہ نے اُسی
عالم خود داری مین تلوار اُسکے سر پر بھی لگائی مگر قوت دست و بازو زائل ہو گئی سوار حریری لباس نے بالائے تلوار کی دیکھکر
بند دست پر ہاتھ ڈالا اور زور کرنا شروع کیا آخر پشت زین سے علمشاہ کو اُٹھا کر اور گرفتار کرکے نوشیروان کے حوالے
کیا نوشیروان نے خوش ہو کر طبل بازگشت بجوایا اہل اسلام مغموم و ناکام ہمراہ بادشاہ لشکر اسلام میدان نبرد سے جانب
فرودگاہ لشکر چلے گئے سوار حریری لباس بھی نوشیروان سے رخصت ہو کر سوے دشت چلا نوشیروان اپنی بارگاہ کی
جانب بہزار خوشی روانہ ہوا حمزہ صاحبقران علمشاہ کو قید دیکھکر گریان ہوے اُسیوقت ایک سوار نقابدار

لشکر نوشیروان سے نکلکر سوار حریری لباس کے پیچھے پیچھے چلا جب سوار حریری لباس صحرا مین پہونچا گھوڑے کے سمون کی
آواز سنکر پیچھے پلٹ کر دیکھنے لگا اور اُس سوار سے کہا کہ او اجل رسیدہ کیون میرے ساتھ آتا ہو جا چلا جا ورنہ تجھکو قتل کرونگا
اُس سوار نے کہنا اُسکا نہ مانا جب سوار حریری لباس آگے بڑھا یہ سوار بھی اُسکے عقب مین روانہ ہوا سوار حریری لباس برہم ہوکر
تیغ کھینچکر حملہ آور ہوا اُس سوار نے سپر اُٹھاکر عمداً خود اپنے سر سے گرا دیا اور بند نقاب توڑ ڈالے گیسوے مشکین پریشان
ہوے چہرہ بے نقاب ہوا سوار حریری لباس ہاتھ روک کر کہنے لگا او نازنین مہ جبین غضب ہوتا اگر تو میرے ہاتھ سے قتل ہو جاتی
مجھکو نہ معلوم تھا کہ تو عورت ہو ورنہ مین تلوار تجھپر کبھی نہ اُٹھاتا خیر اب میری خطا کو عفو کر مجھکو اپنا فرمانبردار اور جان نثار تصور کر
میرا مقام قیام یہانسے نزدیک ہو وہان چلکر شراب و کباب کا شغل کر آرزوے دلی میری بر لا مجھکو اپنا عاشق صادق سمجھ غرض ایسے
کلمات کہکر سوار حریری لباس زن مذکورہ کو سحر مین گرفتار کرکے اپنے مقام خیام پر لیگیا زن خوبروے مسطور نے دیکھا کہ ایک
خیمہ صحرا مین استادہ ہو کچھ اسباب ضروری بھی موجود ہو اور چند شخص سیاہ فام کریہ منظر ملازم سوار حریری لباس کے بھی موجود ہین
سوار حریری لباس نے اپنے ملازمونکو بیرون خیمہ کرکے اس زن خوش جمال کو مقام صدر پر بٹھایا اور کہا اب تو مجھکو اپنا فرمانبردار
خیال کر مین نے سواے تیرے کسی سے خوشامد نہین کی ہو مین بڑے بڑے دلیرون اور شجاعون سے نہین ڈرتا میرا نام افسوس جادو
ہو بیٹا وردہ کا ہون فن سحر و ساحری مین کامل ہون اہل اسلام سے عناد قلبی رکھتا ہون تو نے سُنا ہوگا کہ مین نے بزور سحر
سرداران لشکر حمزہ کو اور پیلان حمزہ کو ہنگام مقابلہ اسیر کیا ہو مین جسکو چاہون بزور سحر گرفتار کرون کوہ کو کاہ بنا دون
فیل کو قوت مین مثل مور ناتوان یا مانند پشہ کردون پس تو میرے کہنے کو سچ جانکر جو کہون اُسپر عمل کر یعنی وصل میرا قبول کر
مراد دلی میری بر لا اور اپنے نام و نسب سے آگاہ کر اس زن خوبرو نے گریان ہوکر کہا او افسوس جادو نام میرا فتنہ
ہو مین بیٹی فرمان شاہ کی ہون واسطے شکار کے سوے صحرا جاتی تھی تم مجکو اپنے ہمراہ یہان لے آئے تمھارے سحر کو انکار
کرنے سے مین تمھارے ساتھ چلی آئی اب مجھکو جانے دو خواہان میری آبرو لینے کے ہو یہ امر نہایت دشوار ہو ہرگز تمھارا کہنا
نہ مانونگی میرے والد نامدار نہایت صاحب غیرت ہین یہ حال سُنکے مجھسے ناخوش ہو جاینگے یقین ہو کہ مجھکو مار ڈالینگے یہ کہکر فتنہ
اور زیادہ رونے لگی اور قصد اُٹھنے کا کیا لیکن اُٹھا نہ گیا کہ سحر مین مبتلا تھی دست و پا بیکار تھے افسوس جادو نے کہا او ملکہ مین
تمسے ابھی کہہ چکا ہون کہ مین ساحر زبردست ہون تم میرے وصل سے بیکار انکار کرتی ہو اگر مین ایک اسم سحر پڑھون تو تم مجھپر
عاشق ہو جاؤ بے اختیار ہوکر مجھسے لپٹ جاؤ خود اپنی زبان سے آرزوے وصل بیان کرو لیکن مین بجبر و ظلم و زور سحر تمسے ہمبستری
نہین چاہتا ملکہ نے جواب دیا تم مجھے اسوقت جانے دو مین اپنے باپ سے تمھارا حال کہونگی اگر وہ منظور کرینگے تو مین تمھارے پاس
چلی آؤنگی اسوقت تمنے مجھپر سحر کیا ہو دست و پا میرے بے حس و حرکت ہین سحر اپنا مجھپر سے اُتار لو مجھے جانے دو افسوس جادو نے کہا
او دلربا تم کیون جاؤ تکلیف گوارا کرو مین خود ابھی جاتا ہون اور تمھارے باپ سے تمھارے بارے مین کہکر اجازت لیے آتا ہون بلکہ
اقرار نامہ مُہری اُنکا لاتا ہون تمھین دکھاتا ہون یہ کہکر اپنے ملازمون سے کہا کہ ملکہ سے ہوشیار رہنا خبردار اُسکے پاس
جانا اگر ملکہ تمسے کچھ کہے ہرگز پذیرا نہ کرنا یہ کہکر ملکہ کو خیمے مین چھوڑ کر مرکب پر سوار ہوا اور اثناے راہ مین مضمون سوچکر ایک جگہ
ٹھہر کر ایک رقعہ لکھا مضمون اُسکا یہ تھا کہ او فرمان شاہ آگاہ ہو کہ مین تمھاری دختر پر عاشق ہو گیا ہون اور اپنے خیمے
مین اُسے لے گیا ہون تم ایک اقرار نامہ مہری دینا اس مضمون کا لکھدو کہ مین نے اپنی دختر برضا و رغبت افسوس جادو
کے حوالے کی اُسکو اختیار ہو جو چاہے کرے جب رقعہ لکھ چکا مرکب پر سوار ہوکر سوے لشکر نوشیروان روانہ ہوا یہان
خواجہ عمرو کو کچھ اسکی خبر نہ تھی کہ فتنہ براے دریافت حال عقب سوار حریری لباس گئی ہو اور سحر مین اُسکے گرفتار
ہو خیمے مین اسکے بے حس و حرکت بیٹھی ہو خواجہ عمرو گرفتاری سرداران لشکر مین مبتلا اپنے خیمے مین محزون و ملول

بیٹھے ہوئے تھے کہ ناگاہ صدائے طبل ونقارہ دہل لشکر نوشیروان مین بلند ہوئی خواجہ نے آواز نقارہ و دہل سنکے خیال کیا
کہ اسوقت لشکر نوشیروان مین شاید کوئی پہلوان یا بادشاہ جلیل آیا ہو اُسکے آنیکی خوشی مین یہ نقارے وغیرہ بجتے ہین ذرا
چلکر دیکھنا چاہیے کہ کون آیا ہو کیا واقعہ ہی یہ خیال کرکے شکل اپنی تبدیل کرکے جانب لشکر نوشیروان چلے اور بہ عجلت
قطع راہ کرکے لشکر نوشیروان مین گئے دیکھا ایک شخص مسن کہ ریش اُسکی دراز ہو بالاے تخت فیل پہ بیٹھا ہو اور بہت سے
آدمی اُسکے ہمراہ ہین خواجہ نے ایک شخص سے پوچھا یہ کون ہو نام اِسکا کیا ہو اُسنے بیان کیا یہ بندۂ مقبول خداوند
لات و منات ہین نام انکا وجدان ریاضت کش ہو صاحب اختیار ہین انکھین کے تشریف لانے سے نقارہ ہاے
خوشی بجتے ہین ابھی وہ شخص خواجہ عمرو سے بیان کرہی رہا تھا کہ پاس وجدان ریاضت کش کے بڑے بڑے
سردار نامی آکر کہنے لگے حضور فیل سے اُترکر بارگاہ شہنشاہ مین تشریف لیچلین شہنشاہ آپکی ملاقات کے ازحد
مشتاق ہین وجدان ریاضت کش فیل سے اُترکر بارگاہ مین گیا سب سردار اور امراو غیرہ براے تعظیم اُٹھے
نوشیروان بھی کسی قدر براے تعظیم اُٹھا وجدان ریاضت کش قریب تر نوشیروان کے بیٹھا خواجہ عمرو بھی بشکل
خدمتگار داخل بارگاہ ہوے اور ایک جانب کھڑے ہو رہے وجدان ریاضت کش نے بعد تھوڑی دیر کے
نوشیروان اور اہل دربار سے مخاطب ہوکر کہا کہ اسوقت تم مین سے جو کوئی جو جو قسم میوہ سے کہے مین ابھی منگا دون
ثمر ریاضت اپنا دکھادون نوشیروان نے کہا اسوقت میرا دل چاہتا ہو کہ سیب کھاؤن ہیکلان عاد نے کہا مین
انار کھاؤنگا منگوا دیجیے فرامرز بن قارن نے کہا میرا دل چاہتا ہو کہ خربزہ کھاؤن اسیطرح ہر ایک شخص نے جدا جدا
ایک ایک میوہ و ثمر طلب کیا وجدان ریاضت کش نے ہر ایک کو بموجب اُسکی خواہش کے اپنے زیردامن سے ہر ایک
چیز نکالکر دی نوشیروان کو سیب تازہ دیا نوشیروان نے سیب کو نوش کیا اسیطرح ہر ایک شخص کو قسم میوہ وغیرہ سے
دیا اور سب نے کھایا ہر ایک شخص نے اُسکے کمال کی تعریف کی نوشیروان نے بھی اُسکی مدح کی خواجہ عمرو جو بصورت
خدمتگار کھڑے تھے یہ کیفیت دیکھکر اپنے دل مین خیال کرنے لگے کہ وجدان ریاضت کش یا تو ساحر ہی یا اُسکے
قبضے مین کوئی مؤکل ہو کہ بذریعہ اُسکے اشیاے مطلوب ہر ایک شخص کو یہ منگا دیتا ہو بہر نوع مکار ہی خواجہ ابھی یہ خیال
کر رہے تھے کہ وجدان ریاضت کش نے خواجہ عمرو کیطرف دیکھکر اہل دربار سے مخاطب ہوکر کہا دیکھو یہ خدمتگار
جو کھڑا ہی یہ عمرو ہی اِسے گرفتار کرو اہل دربار بہ گرفتاری خواجہ اُٹھے اور شور و غل کرکے جانب خواجہ بڑھے خواجہ
بصد چالاکی بارگاہ سے نکلکر جانب لشکر اسلام جست و خیز کرکے روانہ ہوے اور لشکر مین پہونچے اسی اثنا مین سوار
چرمی لباس پیدا ہوا ہیکلان عاد نے سوار مذکور کو دیکھکر وجدان ریاضت کش سے کہا دیکھیے سوار قدرت
لات و منات یہی ہی اسی نے فرہاد اور طوس تبرزن اور بہرام بہمن اور علمشاہ وغیرہ سرداران لشکر اسلام
اور پہلوان حمزہ کو وقت مقابلہ اسیر و گرفتار کیا ہو وہ سب لشکر شہنشاہ مین قید ہین وجدان ریاضت کش نے
ڈاڑھی پر ہاتھ پھیرکر اور مسکراکر کہا یہ افسوس جادو ہی اُسکے باپ کا نام وردہ ہو سوار قدرت لات و منات
نہین ہی ابھی وجدان ریاضت کش یہ کہہ ہی رہا تھا کہ سوار چرمی لباس مرکب سے اُترکر بارگاہ مین آیا اور نوشیروان
اور وجدان ریاضت کش کو سلام کرکے وہ رقعہ جو لکھا تھا وجدان ریاضت کش کو دیا اُسنے رقعہ کی عبارت
پڑھی اور مضمون رقعہ سے آگاہ ہوکر اہل دربار سے پوچھنے لگا فرمان شاہ کس کا نام ہو چونکہ فرمان شاہ دربار مین
موجود تھا بولا فرمان شاہ میرا نام ہو وجدان ریاضت کش نے کہا تیری دختر پر افسوس جادو فریفتہ ہوا ہی
اور اُسکو اپنے خیمے مین لے گیا ہو اب افسوس جادو چاہتا ہو کہ تم ایک کاغذ بطور اقرار نامے کے دس

مضمون کا لکھدو کہ مین نے بخوشی اپنی دختر افسوس جادو کو زوجیت مین دیدی اور اُس کاغذ پر مُہر کردو اور میرے نزدیک
یہ امر اچھا ہی افسوس جادو نے کار ہاے نمایان کیے ہین اسکی خوشی کرو یہ تم سے نیکی کریگا اور اہل اسلام کا خاتمہ کردیگا
سب کو گرفتار کرکے شہنشاہ نوشیروان کے حوالے کردیگا اپنے عزیزون کے خون کا انتقام اہل اسلام سے لیگا کیونکہ
حمزہ صاحبقران نے اُسکے عزیزونکو قتل کیا ہی فرمان شاہ نے کہا مجھکو آپکے فرمانے سے انکار نہین ہی آپکی خوشی مجھے
منظور ہی یہ کہکر اُسی مضمون کا ایک اقرار نامہ لکھکر اُسپر اپنی مہر کردی اور روجدان ریاضت کش کو وہ کاغذ دیدیا
روجدان ریاضت کش نے وہ اقرار نامہ افسوس جادو کو دیا اُسنے کہا اہل دربار اسپر اپنی گواہی کرین اور اپنی
مہر یا دستخط کردین چنانچہ اکثر اہل دربار نے اُس اقرار نامے پر گواہی کی اور مہر کردی بعد ازان سوار حریری لباس وہ کاغذ
لیکر نوشیروان اور روجدان ریاضت کش سے رخصت ہوکر بارگاہ سے نکلکر مرکب پر سوار ہوا اور جانب صحرا
چلا چونکہ دربار نوشیروان مین شیر جنگ عیار بھی بشکل مبدل کھڑا تھا اُسنے تمام احوال سُنا جب سوار حریری لباس
بارگاہ سے نکلکر چلا یہ بھی بارگاہ نوشیروان سے نکلکر جانب لشکر اسلام روانہ ہوا جب لشکر مین پہونچا تو خواجہ عمرو سے
تمام حال بیان کیا خواجہ اول تو غم گرفتاری سرداران لشکر مین مبتلا تھے دوسرے یہ احوال جو سُنا از حد ملال
ہوا اور اُسی وقت اپنے خیمے سے نکلکر اس خیال سے سوے لشکر نوشیروان روانہ ہوے کہ اگر سوار حریری لباس ملجاے
تو اُسکو کسی نہ کسی عیاری سے ہلاک کرون غرض خواجہ عمرو قریب نصف شب لشکر نوشیروان مین پہونچے وہان
جاکر معلوم ہوا کہ نوشیروان نے طبل جنگ بجواکر دربار برخاست کیا اور سوار حریری لباس چلا گیا عمرو کو سوار
مذکور کے نہ ملنے سے بدرجہ کمال صدمہ ہوا آخر خواجہ بشکل مبدل در خیمہ فتنہ پہنچے اور دایہ فتنہ کو بلاکر اُس سے
تمام احوال بیان کیا وہ یہ احوال سُنکر اشکبار ہوئی خواجہ نے کہا اے دایہ آگاہ ہو کہ مین عمرو ہون آج تو سوار حریری لباس
چلا گیا اگر کل آئیگا تو مین اُسے ہلاک کرونگا اور اپنی محبوبہ کو اُسکے شر سے بچاؤنگا یہ کہکر خواجہ اُسوقت لشکر اسلام مین آئے
کہ نقارہ رزمی حکم سلطان سعد سے بجایا جاتا تھا ادھر سوار حریری لباس اپنے خیمے مین پہونچا ملکہ فتنہ سے کہنے لگا
تو دیکھو یہ کاغذ تمہارے باپ نے لکھدیا ہی اور مہر بھی کردی ہی اب تم اپنے باپ کے خوف کا بہانہ نکرو ملکہ نے وہ
کاغذ دیکھکر جواب دیا اے افسوس جادو اگرچہ میرے باپ نے یہ کاغذ لکھدیا ہی مگر مجھکو تمہارا وصل منظور نہین
ہی اگر زور کسیطرح کا قصد کروگے تو اپنے تئین مین ہلاک کرونگی تمکو لازم ہی کہ چندے صبر کرو مجھپر جبر نکرو افسوس نے
گفتگوے فتنہ سنکے خیال کیا کہ اے افسوس جادو جلدی اس امر مین نکر مبادا ملکہ کسی طرح اپنے تئین ہلاک
کرڈالے تو اچھا نہوگا اب یہ تیرے قبضے مین ہی کہان جائیگی دو چار روز مین راضی ہی ہو جائیگی یہ خیال کرکے
افسوس جادو نے ملکہ پر جبر نہ کیا اور علٰحدہ جاکر سو رہا ہنگام سحر ملکہ کو اکل و شرب سے سیر و سیراب کرکے
اور پھر اپنے سحر مین مبتلا کرکے چند ملازمونکو بہر حفاظت چھوڑکر اور ایک ملازم کو اپنے ہمراہ لیکر مرکب پر سوار
ہوا اور راہ طے کرکے اُسوقت میدان کارزار مین آیا کہ ایک طرف لشکر اسلام صف آرا تھا اور دوسری جانب
لشکر نوشیروان صف آرا تھا اور نوشیروان سوے صحرا و میدان دیکھ رہا تھا جب سوار حریری پیرہن لشکر نوشیروان
مین داخل ہوا نوشیروان اُسکے آنے سے خوش ہوا اہل اسلام سوار حریری لباس کو دیکھکر باہم کہنے لگے دیکھو یہ سوار
نابکار آج پھر آیا دیکھیے آج کسکو گرفتار کرکے لیجاتا ہی ابھی اہل اسلام باہم یہ کلام کررہے تھے کہ سوار حریری پوشاک نوشیروان
سے اجازت جنگ لیکر میدان مین آیا اور مبارز طلب ہوا گرب غازی نے سلطان سعد سے اجازت حرب
لیکر ایک عربی مرکب پر سوار ہوکر اُس سے مقابلہ کیا باہم تیغ زنی خوب ہوئی پہر دن باقی تھا کہ سوار حریری لباس

نے غضبناک ہوکر بائے فرس کرب پر تلوار لگائی پاؤن گھوڑے کے قلم ہوے کرب گھوڑے پر سے کود کر بالائے زمین
آیا چاہتا تھا اُسکے بھی گھوڑے کو ضرب شمشیر سے ہلاک کرے ناگاہ سوار حریری لباس نے لب ہلائے کوئی افسون
پڑھا دست و پا کرب کے بیکار ہوے قوت زائل ہوگئی سوار حریری لباس نے نعرہ کرکے زنجیر کمر کرب غازی مین ہاتھ
ڈالکر زمین سے اُٹھا لیا اور طوق و سلاسل مین گرفتار کرکے نوشیروان کے حوالے کیا نوشیروان از حد خوش ہوا اہل
اسلام کو غم ہوا حمزۂ صاحبقران نے عقابین پر سے کرب کو بھی گرفتار ہوتے دیکھا غرض جب کرب غازی گرفتار
ہوا نوشیروان نے طبل بازگشت بجوایا بادشاہ لشکر اسلام محزون و غمگین جنگگاہ سے لشکر لیکر سوے فرودگاہ سپاہ
روانہ ہوے اور راہ طی کرکے داخل بارگاہ ہوے سرداران لشکر اور سواران فوج بھی مرکبون سے اُتر اُتر کر بارگاہ و
خیام مین گئے اِدھر نوشیروان نے منقلاے عاد کو بلایا اور کرب کو اُسکے حوالے کیا اُسنے جہان سب سرداران
لشکر قید تھے کرب کو لیجا کر وہین قید کیا پھر نوشیروان رزمگاہ سے اپنی بارگاہ مین گیا سوار حریری لباس وقت
غروب آفتاب نوشیروان سے رخصت ہوکر سوے صحرا چلا خواجہ نے جو دیکھا کہ سوار حریری لباس جاتا ہے خواجہ
شکل بدلکر پیچھے پیچھے اسکے اس خیال سے روانہ ہوے کہ اثناے راہ مین کوئی عیاری کرکے اسکو ہلاک کرون گا
لیکن برعکس خیال خواجہ واقعہ گذرا یعنی سوار حریری لباس نے پیچھے پھر کر خواجہ سے پوچھا تو کیون میرے ساتھ آتا ہے
کیا تو عمرو عیار ہے خواجہ نے جواب دیا مین تو عمرو عیار نہین ہون ایک مرد دہقانی ہون اپنے گانو مین محنت و مشقت
سے بسر کرتا ہون ہرچند خواجہ نے اپنا نام نہ بتایا لیکن افسوس جادو کو جو شبہہ تھا فوراً خواجہ پر سحر کیا عمرو کے دست و
پا بیکار ہوگئے حس و حرکت باقی نہ رہی علاوہ اسکے بوجہ سحر کے خواجہ نے بے اختیار ہوکر کہا اے افسوس جادو مین ہی
عمرو ہون سوار حریری لباس نے برہم ہوکر اُس شخص سے کہ جس کو اپنے ہمراہ لایا تھا اور نام اُسکا گلہر عیار تھا کہا کہ اے
گلہر عیار خواجہ عمرو کو بیہوش کرکے پشتارہ اُسکا اُٹھا کر لشکر نوشیروان مین لیجا اور وجدان ریاضت کش
اور بختک کے حوالے کرکے جلد چلا آ یا مین آگے چلتا ہون گلہر عیار نے فوراً جاب بیہوشی مار کر خواجہ کو بیہوش کیا
سوار حریری لباس سحر اپنا خواجہ پر سے اُتار کر اپنے مقام قیام کیطرف روانہ ہوا ادھر گلہر عیار چادر عیاری مین
خواجہ کو باندھکر پشتارہ دوش پر رکھکر جانب لشکر نوشیروان چلا ابھی تھوڑی راہ طی کی تھی کہ سامنے سے ایک جوان
قوی ہیکل سیاہ فام پیدا ہوا اُسنے گلہر عیار کے قریب آکر پوچھا اے برادر سچ کہو اس پشتارے مین کیا ہے اُسنے کہا پہلے تم یہ
بتاؤ کہ لات پرست ہو یا مسلمان ہو جوان سیاہ فام نے جواب دیا جو تمھارا دین ہے وہی اپنا بھی مذہب ہے گلہر عیار نے خوش
ہوکر کہا اب تم سے چھپانا بیکار ہے کیونکہ تم ہمارے ہم مذہب ہو اور دوست ہو اس پشتارے مین مین نے خواجہ عمرو
کو بیہوش کرکے بحکم افسوس جادو باندھا ہے اور اب خواجہ عمرو کو لشکر نوشیروان مین لیے جاتا ہون بختک کے
حوالے کرکے اپنے مالک افسوس جادو کے پاس چلا جاؤنگا جوان سیاہ فام مذکور نے یہ سنکر اور خوش ہوکر کہا اے
برادر کیا خبر خوش تمنے سنائی ہے کہ دل میرا از حد شاد ہوا خوب ہوا کہ عمرو کو تمنے گرفتار کیا آؤ ذرا گلے تو مل لو کہ اسوقت
نہایت خوشی حاصل ہوئی ہے اور ذرا اپنے ہاتھ آگے بڑھاؤ کہ مین تمھارے ہاتھ چومون یہ کہکر جوان سیاہ فام آگے
بڑھا گلہر نے خیال کیا کہ یہ میرے ہاتھ چومے گا اور معانقہ کریگا لیکن جوان سیاہ فام نے لپٹ کر زور سے اُس کا گلا
دبایا اور زمین پر پٹک کر اُسکے سینے پر سوار ہوا ہرچند وہ کہا کیا کہ اے برادر یہ کیا کرتے ہو تم تو ہم مذہب ہو کیون مجھکو
قتل کرتے ہو لیکن جوان سیاہ فام نے یہ نعرہ کرکے کہ منم مہتر قران خنجر سے سر اُسکا کاٹ لیا پھر پشتارہ کھولکر خواجہ عمرو کو
ہوشیار کیا اور تمام حال بیان کیا خواجہ خوش ہوے بعد ہوشیار ہونے عمرو کے مہتر قران نے کہا اُستاد

اب آپ لشکر اسلام مین جائیے مین افسوس جادو کی فکر مین جاتا ہون اگر خدا نے چاہا تو سر اُس بجیا کا خنجر سے
کاٹ کر لاتا ہون عمرو نے کہا اچھا جاؤ مہترقران جانب صحرا روانہ ہوا خواجہ عمرو نے گلہر عیار کی کسوت عیاری اور
کپڑے اُسکے اُتار کر نذر زنبیل کیے اور ایک پُرانی پھٹی ہوئی لنگی باندھ دی بعد اُسکے جانب لشکر اسلام روانہ ہوے
اور راہ طے کرکے لشکر مین پہونچے خواجہ تو اپنے خیمے مین جاکر بیٹھے لیکن اب حال سوار حریمی لباس کا لکھا جاتا ہی کہ
جب وہ نابکار اپنے خیمے مین پہونچا تو بعد تناول طعام چند جام شراب ناب پی کر ملکہ فتنہ کے قریب گیا اور کہنے لگا کہ
اے دلربا آج تو میری تمناے دلی بر لا میری آغوش مین آ یارا ے صبر نہین ہی پہلو مین دل بیقرار ہی اب انکار کرنا وصل
سے بیکار ہی تمھارے باپ نے تمھین مجھے بخوشی دیدیا ہی ملکہ نے جواب دیا اے افسوس جادو دیکھو مجھے ہاتھ نہ لگانا
ورنہ مین اپنے تئین ہلاک کرونگی جاؤ اپنے تخت پر سو رہو افسوس جادو گفتگوے ملکہ سُنکے خیال کرنے لگا کہ
اپنے معشوق کو رنجیدہ کرنا اچھا نہین ہی یہ خیال کرکے تخت پر جاکر بیٹھا اور دو تین جام شراب اور پیے جب
خوب نشہ ہوا جھومنے لگا اور پھر عالم نشے مین طالب وصل ہوا ملکہ فتنہ نے پھر انکار کیا افسوس جادو ملکہ فتنہ
سے باتین کر رہا تھا کہ مہترقران نے قریب خیمہ پہونچکر تمام باتین سُنین اُسوقت مہترقران نے پس پشت خیمہ جاکر
ایک گوشے مین بیٹھکر نقب لگانی شروع کی یہانتک کہ زیر تخت افسوس جادو پہونچکر نقب سے نکلکر زیر تخت
قیام گزین ہوا اُسدم ملکہ فتنہ واسطے اپنی رہائی کے دعا کر رہی تھی کہ ناگاہ فتنہ نے مہترقران کو زیر تخت دیکھکر
خوش ہوکر کہا اے دلیر جلد سر جدا کر مجھکو رہا کر افسوس جادو نے پوچھا اے ملکہ تم کس سے باتین کرتی ہو کون آیا ہی
ملکہ نے جواب دیا کوئی بھی نہین آیا ہی مین تم سے کہتی ہون کہ میرے سر کو تن سے جدا کرو مجھے قید غم سے رہا کرو افسوس جادو
یہ سُنکے کہنے لگا مین تیرا فریفتہ ہون بھلا مین تمھین قتل کرونگا یہ مجھسے ہرگز نہوگا یہ کہکر تخت پر لیٹا شراب جو زیادہ پی
تھی کثرت نشے سے آنکھین بند ہوگئین مہترقران نے خیال کیا کب تک زیر تخت نہان رہوگے مناسب یہی ہی
کہ اب کام اِس نابکار کا تمام کرو یہ خیال کرکے زیر تخت سے نکلکر فوراً سینۂ افسوس جادو پر سوار ہوا ایک ہاتھ
سے گلا زور سے دبایا تاکہ سحر نہ کر سکے اور دوسرے ہاتھ سے خنجر چہار وہ من کا کمر سے کھینچا افسوس جادو نے
اُسوقت آنکھ کھولی دیکھا سینے پر مہترقران سوار ہی اور سر پر قضا ہی یہ حال دیکھکر افسوس جادو نے آہ سرد کھینچکے
افسوس کیا ادھر مہترقران نے اُسی خنجر سے سر اُسکا تن سے جدا کیا خیمے مین باوجود روشنی کے تاریکی ہوگئی پیر مُغ کے
سحرکے فریاد و فغان کرنے لگے آندھی سیاہ آئی بعد تھوڑی دیر کے وہ تاریکی دفع ہوئی اور آواز آئی افسوس مُردم
و جان دادم و مطلب خود نرسیدم حیف مارا مجھکو اور قتل کیا مجھکو کہ نام میرا افسوس جادو تھا جسوقت مہتر
قران نے افسوس جادو کو قتل کیا ملازم اُسکے ہوشیار ہوے اور بردے قتل مہترقران اور بہر دریافت حال
خیمۂ افسوس جادو کیطرف چلے اُسوقت مہترقران نے ملکہ فتنہ سے کہا کہ میرے ہمراہ اِس نقب کی راہ سے
نکل چلو فتنہ کے دست و پا قابو مین تو آ گئے تھے افسوس جادو کے قتل ہونے سے سحر اُسکا اُتر گیا تھا اور اُس راہ نقب
سے ہمراہ مہترقران کے پس پشت خیمہ جاکر پہونچی اور نقب سے نکلکر ہمراہ قران کے سوے لشکر نوشیروان روانہ
ہوئی وہان ملازمان افسوس جادو خیمے مین جو گئے دیکھا لاشہ افسوس جادو کا پڑا ہی تن پر سر بھی نہین ہی ملازم
یہ حال دیکھکر رونے لگے اور باہم کہنے لگے نہین معلوم کسنے ہمارے مالک کو قتل کیا ہمنے اُسے جاتے بھی نہین دیکھا
ہاے افسوس کوئی افسوس جادو کا سر تن سے کاٹ کر لیگیا ملازمان افسوس جادو کو تو مشغول آہ و بکا
و گریہ و زاری مین چھوڑیے مگر اب حال مہترقران اور ملکہ فتنہ کا سُنیے کہ جب خیمۂ افسوس جادو سے

ملکہ فتنہ نے نکلکر ہمراہ مہتر قران رہ نوردی اختیار کی اثنائے راہ مین ملکہ فتنہ نے کہا ای مہتر قران تمنے بڑا احسان
کیا افسوس جادو کے پنجے سے مجھے چھڑایا مہتر قران نے کہا ای اُستانی یہ کیا کہتی ہو مین نے کیا ایسا کام کیا ہے جسکے
شکریہ مین تم ایسے کلمات زبان پر جاری کرتی ہو ہمنے تو تمھاری کوئی خدمت ابھی تک اچھی طرح سنین کی ہے تمھارا ہمپر
حق ہے کیونکہ ہمارے اُستاد کی مطلوبہ اور محبوبہ ہو خدا وہ دن دکھائے کہ تم ہمارے اُستاد کی زوجہ مشہور ہو ملکہ
فتنہ نے کہا ایسی واہیات باتین نہ کرو مین تمھارے اُستاد کی نہ تو محبوبہ ہون نہ جورو ہون مجھے اُنسے کچھ طلب
نہین غرض اسیطرح کی باہم باتین کرتے ہوے جانب لشکر اسلام روانہ ہوے انشاء اللہ آئندہ حال اُنکا لکھا جائیگا

داستان رہا ہونا فرامرز مغربی کا اور قتل ہونا زرقہر جادو دختر فولاد مغربی کا بیان کیا جاتا ہے

راویان سحر بیان اس داستان کو یون معرض بیان مین لاتے ہین کہ جب فولاد مغربی مارا گیا تھا اُسکی دختر
زرقہر جادو نے یہ حال سُنا تھا نہایت مغموم ہوئی تھی چونکہ اُسنے ساحرون سے سحر یاد کیے تھے اور ہمیشہ ایک
باغ مین جو درمیان ایک صحرا کے واقع تھا رہتی تھی اور سحر و ساحری مین مشغول و مصروف رہتی تھی ایک روز
اُسنے بزور سحر دریافت کیا کہ فرامرز مغربی پشنگ عاد سے صحرا مین مقابلہ کر رہا ہے یہ دریافت کرکے فوراً اپنے
باغ مین ایک جگہ بیٹھکر تھوڑی زمین خون خوک سے لیپ کر اگیاری گوگل وغیرہ آگ پر ڈالا تھا اور سحر پڑھنا
شروع کیا تھا بعد تھوڑی دیر کے زمین شق ہوئی تھی اور ایک ایسا شخص کریہ منظر کہ جسکی صورت دیکھکر ہیبت
ڈرکر بھاگ جائین ظاہر ہوا تھا اور پکارا تھا کہ ای زرقہر جادو بیان کرو اسوقت تمنے مجھے کیون طلب کیا ہے
زرقہر نے کہا ای خونریز خوک پیکر فرامرز مغربی اور اُسکی خواہر ملکہ آذر ملک نے میرے پدر کو قتل کیا ہے آذر ملک
سے تو پھر انتقام ہوگی لیکن اسوقت تم جاکر فرامرز مغربی کو میرے پاس لے آؤ وہ فلان صحرا مین پشنگ عاد
سے لڑ رہا ہے خونریز خوک پیکر یہ سُنکے غائب ہوگیا تھا اور اُس صحرا مین جاکر تیغہ پیکر گرا تھا اور فرامرز مغربی کو اٹھا لیگیا
تھا اور زرقہر جادو کے حوالے کرکے چلا گیا تھا زرقہر نے بصد قہر فرامرز کو اپنے سحر مین مبتلا کرکے قید کیا تھا
ایک روز زرقہر نے اپنے ملازمون سے کہا کہ فرامرز کو میرے پاس لے آؤ مین اُسے قتل کرون جب ملازم اُسکے
فرامرز کو لائے زرقہر فرامرز کے حسن و جمال پر نظر کرکے فرامرز پر عاشق ہوگئی اور قتل کرنے سے باز رہی لیکن
رہا نہ کیا اور کہا ای فرامرز اگر تو مجھسے ہم بستر ہو تو مین تجھکو رہا کرون فرامرز نے دشنام دیکر جواب دیا کہ تو ساحرہ ہے
اور بیدین ہے جبتک ہمارے دین کو اختیار نہ کریگی اُسوقت تک تیری آرزو بر نہ آئیگی زرقہر یہ سُنکے برہم ہوئی
قتل تو نہ کیا لیکن اپنے ملازمونسے کہا اُسکو لیجاؤ اُس چاہ تاریک مین قید کرو ملازمون نے بموجب حکم قید کیا بعد دو
روز کے زرقہر جادو نے پھر فرامرز کو چاہ سے نکلواکر کہا کہ ای فرامرز مغربی مجھ ایسی نازنین کے وصل سے کیون انکار
کرتا ہے فرامرز نے پھر وہی جواب دیا کہ تو ساحرہ ہے ابھی زرقہر اور فرامرز مین باہم گفتگو ہو رہی تھی کہ ایک سوداگر
مسمے خواجہ محراب اُس دشت سے گذرا اُسنے جو سُنا کہ اس باغ مین دختر فولاد رہتی ہے بخیال فروخت اسباب باغ
پر آیا اور دربانون سے کہا ملکہ سے کہدو کہ ایک تاجر آیا ہے مال و اسباب تحفہ و نادر لایا ہے چاہتا ہے کہ حضور اسباب
ہر قسم کا ملاحظہ فرمائین ملازمون نے سوداگر مذکور کے آنے سے زرقہر کو اطلاع دی زرقہر نے سوداگر کو باغ مین بلوایا
جب خواجہ محراب سامنے گیا جھک کر سلام کیا اور کشتیون مین اسباب نادر ہر قسم کا رکھکر کشتیان روبروے زرقہر کے رکھین
زرقہر نے خواجہ محراب سے کہا بیٹھ جاؤ خواجہ محراب ایک چوبی کرسی پر بیٹھ گیا اُسوقت زرقہر نے اپنے ملازمونسے کہا
فرامرز کو میرے سامنے سے لیجاؤ گوشہ باغ مین بٹھاؤ ملازم حسب الحکم فرامرز کو لیگئے اور گوشہ باغ مین بٹھایا بعد جانے

فرامرز کے زرقہر نے خواجہ محراب سے کہا اے خواجہ جو تمنے کشتیون مین اسباب پیش کیا ہے مین نے دیکھا اور مجھے پسند
آیا لیکن آجکل مین فرامرز کے عشق مین مبتلا ہون اور وہ میرا وصل قبول نہین کرتا ہے اگر تم اُسکو سمجھا کر میرے وصل پر
راضی کردو تو جو اس سب اسباب کی قیمت ہے اُس سے کئی حصے قیمت اسباب زیادہ دون اور تمھاری ممنون احسان ہون
خواجہ محراب نے کہا اگر آپ مجھکو اجازت دین تو مین فرامرز کے پاس جاؤن اور اُسے سمجھاؤن زرقہر نے خوش ہو کر
اجازت دی خواجہ محراب گوشۂ باغ مین گیا اور فرامرز کے قریب بیٹھکر کہنے لگا اے شاہزادۂ ذیجاہ آپ ملکہ کے کہنے پر کیون
عمل نہین کرتے میرے نزدیک مناسب یہ ہے کہ اُسکی تمنائے دلی بر لائیے قید سے رہا ہو جائیے فرامرز نے جواب دیا اے خواجہ
محراب مین اس جادوگرنی سے ہرگز ہمبستر نہونگا اس مقدمے مین تم کچھ دخل نہ دو اور اتنا احسان مجھپر کرو کہ یہان
سے سروستان مغرب مین جاؤ وہانکی حکمران میری ہمشیرہ ہے اُس سے میرا احوال کہدینا کہ تمھارا بھائی زرقہر
جادوگرنی کی قید مین مبتلا ہے یقین ہے کہ وہ میری رہائی کیواسطے یہان آئیگی یہ کہکر خواجہ محراب کو رخصت کیا خواجہ
محراب زرقہر جادو کے پاس آکر کہنے لگا خداوند نعمت فرامرز کو مین نے سمجھایا مگر وہ راضی نہین ہوتا زرقہر جادو
نے یہ سنکے ایک آہ سرد کھینچی اور کہا اے خواجہ محراب اب تم یہ کشتیان اسباب کی لیجاؤ مین نہ لونگی خواجہ محراب
کشتیان اسباب کی اُٹھواکر باغ سے نکلا اور جانب سروستان مغرب کہ اُسیطرف جانا اُسکو منظور تھا روانہ ہوا
بعد قطع منازل سروستان مغرب مین پہونچا ملکہ آذر ملک کو خبر ہوئی کہ ایک سوداگر آیا ہے اسباب نفیس و نادر
لایا ہے ملکہ نے حکم دیا اس سوداگر کو ہمارے پاس لے آؤ ملازمان ملکہ خواجہ محراب کو اپنے ہمراہ لیگئے خواجہ محراب نے
روبروے ملکہ آذر ملک جاکر خم ہو کر سلام کیا اور جو کشتیان اسباب کی ہمراہ لیگیا تھا پیش کین ملکہ نے اشارہ بیٹھنے کا
کیا خواجہ محراب تسلیم بجالاکر ایک کرسی پر بیٹھ گیا ملکہ نے اسباب دیکھا اور قیمت دریافت کرکے کل اسباب اُن
کشتیونکا خرید کیا قیمت اسباب دلوادی خواجہ محراب نے زر قیمت اسباب لیکر کھڑے ہوکر دست بستہ عرض کیا
اے ملکۂ عالم آپ کے برادر فرامرز مغربی باغ زرقہر مین قید ہین اُسنے بزور سحر اسیر کیا ہے میرا اُسطرف جانا ہوا تھا
آپکے برادر نے مجھسے فرمایا تھا کہ ہمارا حال ہماری بہن سے کہدینا لہذا بموجب اُنکے ارشاد کے مین نے حضور سے
عرض کیا یہ کہکر خواجہ محراب رخصت ہوا ملکہ آذر ملک کو یہ خبر سُنکے نہایت صدمہ ہوا آخر بعد فکر بسیار ملکہ
آذر ملک بصورت جواہر فروشان پروین عیار وغیرہ کو اپنے ہمراہ لیکر روانہ ہوئی اور قریب باغ زرقہر پہونچی
اُسی جگہ خیام برپا کرکے مقیم ہوئی ہنگام سحر چند درج گوہر اور جواہر بیش بہا لیکر در باغ پر گئی ملکہ زرقہر نے اُسکو
اُسوقت اپنے روبرو بلایا جب فرامرز مغربی کو چاہ تاریک سے نکلواکر سمجھا رہی تھی اپنے وصل پر اُسکو ترغیب دیتی
تھی ملکہ آذر ملک نے روبروے زرقہر جادو جاکر اول سلام کیا بعدہ جواہر پیش کیا اُسنے کہا بیٹھ جاؤ ملکہ
آذر ملک بیٹھ گئی زرقہر جادو جواہر دیکھنے لگی ملکہ آذر ملک نے اپنے بھائی کو دیکھکر ضبط ملال نہ کرکے
خنجر کمر سے کھینچکر قصد ہلاکی زرقہر جادو کیا اُس نابکار نے ارادے سے اُسکے آگاہ ہو کر اسم سحر پڑھا دست و پاے
ملکہ آذر ملک بیکار ہوگئے بےحس و حرکت ہوگئی اُسوقت زرقہر جادو نے ملکہ آذر ملک کو بھی گرفتار کیا پروین
نے یہ خبر سُنکے نہایت رنج کیا اور ہنگام شب دیوار باغ پر کمند مار کر ارادہ کیا کہ اندر باغ کے جاکر زرقہر جادو کو
ہلاک کرون ملکہ اور فرامرز کو رہا کرون جب پروین بذریعۂ کمند باغ مین دیوار سے اُترنے لگا زرقہر جادو نے
ناگاہ اُسکو دیکھکر ایسا سحر کیا کہ دست و پا اُسکے بھی بےحس و حرکت ہوگئے کمند ہاتھ سے چھوٹ گئی باغ مین گرا زرقہر نے
اُسے بھی قید کیا فرامرز کو اپنی بہن اور پروین عیار کے گرفتار ہونے کا صدمہ ہوا دوسرے روز زرقہر جادو نے

پھر فرامرز کو بلوا کر حال بیتابی دل بیان کیا اور کہا اے فرامرز اگر آج تو میرے وصل پر راضی نہوا تو تجھکو بھی قتل کرونگی اور تیری بہن اور پروین عیار کو بھی ہلاک کرونگی ہنوز فرامرز نے کچھ جواب نہ دیا تھا اور سوے فلک دیکھکر دعاے رہائی کی تھی ناگاہ زرد قہر نے دیکھا کہ آسمان پر سناٹا ہوا ایک دیو پرواز کرتا ہوا نہایت گھبرایا ہوا نظر آیا اور اُسکے تعاقب میں ایک پریزاد تیغ بکف دکھائی دیا دیو بار بار کہتا تھا کہ میں تیرے خوف سے پردۂ قاف ترک کرکے یہاں آیا یہاں بھی تو میرے تعاقب میں آیا یہ کہتا ہوا وہ دیو باغ زرد قہر میں آیا اُس پریزاد نے باغ میں آکر دیو کی کمر پر ایسی تلوار لگائی کہ وہ دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا پریزاد نے نعرہ کیا منم ملکزادہ قمرزاد نبیرہ حمزہ صاحبقران زرد قہر ملکزادہ قمرزاد کو دیکھتے ہی اُسپر عاشق ہوگئی فرامرز کی محبت دل سے دور ہوئی اور بیقرار ہوکر کرسی سے اُٹھی اور کہنے لگی اے جوان خوبرو اگر میرے باغ میں آیا ہے تو چندے قیام کر مجھکو اپنی جان نثار سمجھ پہلو میں میرے بیٹھ لذت بوس وکنار سے مجھکو شاد کام کر اور خود بھی میرے وصل سے محظوظ ہو ملکزادہ قمرزاد نے جواب دیا میں یہاں قیام کر نہیں سکتا کیونکہ پردۂ قاف میں ہمشدوے خرپا میرا دشمن ہے اُس سے بارہا جنگ ہوئی ہے وہ قوی ایسا ہے کہ میل تین ہزار من کا ہنگام جنگ اُٹھا کر لڑتا ہے اُسی کے لشکر کا یہ ایک دیو تھا کہ جسکو میں نے تمھارے سامنے قتل کیا لیکن تمھارے کہنے سے بالکل انکار نہیں ہے اسوقت تجھسے ہمبستر ضرور ہونگا پس جیدو یہانے سے ملکزادہ قمرزاد آگے بڑھا اور زرد قہر کے گلے پر اپنا ہاتھ رکھا وہ سمجھی کہ شاید یہ بھی کوئی طریقہ پیار کرنیکا ہے ملکزادہ قمرزاد نے اُسکے گلے کو ایسا دبایا کہ آمد و شد نفس کی بند ہوئی آنکھیں حلقۂ چشم سے نکل آئیں آخر گھبرا کر دم اُسکا مقام براز سے نکل گیا اُسوقت زرد قہر کے سحر کے پیر زادہ و فریاد کرنے لگے ہواے تند چلنے لگی کسی قدر تاریکی بھی ہوئی بعد تھوڑی دیر کے وہ شور و غل موقوف ہوا تاریکی دور ہوئی اور آواز آئی قتل کیا مجھکو کہ نام میرا زرد قہر جادو تھا بعد مرنے زرد قہر کے فرامرز مغربی اور ملکہ آذر طلعت اور پروین عیار پر سے سحر اُتر گیا فرامرز نے طوق و زنجیر وغیرہ کو مثل تار عنکبوت توڑ کر پھینکدیا اور دوڑکر ملکزادہ قمرزاد سے ملا اور کہنے لگا میں آپ کے والد ماجد کا ایک فرمانبردار ہوں نام میرا فرامرز مغربی ہے میرے باپ کا نام ہلال شاہ ہے میں نے سُنا تھا کہ نوشیروان نے آپ کے والد کو عقابین پر قید کیا ہے سرداران لشکر اسلام نوشیروان سے لڑ رہے ہیں پس میں بھی ہمراہ پدر فوج لیکر نوشیروان کے مقابلے کیواسطے چلا تھا اُسکے راہ میں پیشنگ سے لڑ رہا تھا اس جادوگرنی نے مجھکو بزور سحر وہاں سے اُٹھوا کر یہاں قید کیا تھا روز طالب وصل ہوتی تھی آپنے آکر مجھکو رہا کیا نہایت مجھپر احسان کیا ملکزادہ قمرزاد نے تمام حال سُنکے فرامرز کو اپنے سینے سے لگایا اور کہا اب میں تمھارے ہمراہ جانب عقابین چلونگا یہ کہکر آمادہ چلنے پر ہوا فرامرز نے اپنی بہن اور پروین کو رہا کرکے جانب شہر روانہ کیا اور آپ ہمراہ ملکزادہ قمرزاد باغ سے نکلکر سوے عقابین روانہ ہوا ملازمان زرد قہر نے اُن کو نہ روکا

داستان داخل ہونا مہتر قران اور ملکہ فتنہ کا لشکر اسلام میں اور عیاری کرنا خواجہ عمرو کا اور درمیان کفار اور اہل اسلام کے جنگ عظیم ہونا بیان کیا جاتا ہے

محرران چالاک دست اس داستان کو اسطرح کہتے ہیں کہ جب مہتر قران نے افسوس جادو کو قتل کیا اور ملکہ فتنہ کو رہا کرکے باہم باتیں کرتے ہوے سوے لشکر چلے تھے خواجہ عمرو بھی گلیم اوڑھے ہوے ہمراہ تھے اور باتیں دونوں کی سُنتے تھے اور مسکراتے تھے جب قریب لشکر اسلام پہونچے جلد تر آگے بڑھکر قبل مہتر قران کے لشکر میں داخل ہوکر اپنے خیمے میں گئے اور گلیم اُتار کر کرسی پر بیٹھے بعد ایک لمحے کے مہتر قران

ملکہ فتنہ کو لیکر داخل لشکر ہوے اور خواجہ عمرو کے پاس جاکر سر افسوس جادو زمین پر ڈالدیا اور تمام حال بیان کیا خواجہ خوش ہوے اور ملکہ فتنہ کو مسلمان کرکے لشکر اسلام مین مقیم کیا جب حال قتل سوار چرخی لباس یعنی افسوس جادو بادشاہ لشکر اسلام اور سرداران لشکر نے سُنا اور سر افسوس جادو کا دیکھا سب خوش ہوے جب صبح ہوئی خواجہ بشکل طفل کلاونت جانب دریا روان ہوے اور قریب وجدان پہونچے چونکہ وجدان ریاضت کش نہایت درجہ حسن پرست طفلان تھا اور ہر وقت اطفال حسین اور جوانان پاکیزہ رو اُسکی بزم مین شب و روز رہتے تھے اور وہ اُنسے اپنی صحبت مین چوسر و گنجفہ کھیلا کرتا تھا اُنھین اطفال خوبرو سے ایک لڑکا واسطے نہانے کے دریا پر گیا تھا چند خادم و خدمتگار اُسکے ہمراہ تھے جب خواجہ کنارہ دریا پر پہونچے اِس طفل حسین کو دیکھکر ایک خدمتگار سے پوچھا یہ لڑکا کون ہے اُسنے تمام حال بیان کیا خواجہ اُسکے روبرو گانے لگے وہ طفل جب نہا چکا خواجہ عمرو سے خوش ہوکر کہنے لگا تم خوب گاتے ہو اگر ہمارے ساتھ بارگاہ وجدان ریاضت کش مین چلو اور وہان اپنا کمال ظاہر کرو تو وجدان تمکو زر و جواہر بہت دیگا طفل کلاونت یعنے خواجہ نے کہا اچھا مجھے لے چلو جو کچھ مجھکو اُستاد نے بتایا ہے وہ ہنر ظاہر کرونگا تمھاری عنایت سے اگر میرا گانا اُنھین پسند آیا تو انعام کثیر پاؤنگا خواجہ یہ کہکر خاموش ہوے جب وہ طفل خوبرو دریا سے چلا خواجہ اُسکے ہمراہ ہوے اثناے راہ مین مہترقران ملا خواجہ نے کچھ آہستہ اُس سے کہا اُسنے کہا بہت بہتر یہ کہکر مہترقران چلا گیا خواجہ عمرو ہمراہ اُس طفل حسین کے بارگاہ وجدان مین داخل ہوے وجدان کو سلام کیا چونکہ قبل اسکے خواجہ نے زنبیل پر ہاتھ رکھکر کہا تھا کہ داداجان اسوقت میری صورت ایک طفل کلاونت کی ہوجائے اور بعد ایک چشم زدن کے ویسی ہی صورت خواجہ کی ہوگئی تھی اسوجہ سے وجدان نے خواجہ کو نہ پہچانا اور اُس طفل سے پوچھا یہ کون ہے طفل نے کہا یہ کلاونت ہے کیا خوب گاتا ہے اگر آپ اسکا گانا سُنیے گا نہایت خوش ہوجیے گا وجدان ریاضت کش نے کہا ای کلاونت بچے ایک غزل عاشقانہ ایسی گا کہ ہر شعر اُسکا عاشقانہ ہو کلاونت بچے نے فوراً یہ غزل شروع کی اور گانے لگا غزل

ہو کے دیوانے اُس پریرو کے
ایک ہی وار مین تمام کیا
ہاتھ طولانی ہے مجھے حیرت
اس فسون ساز چشم سے تیری

سخت پچتائے ہم بہت چوکے
نیچے وہ غضب تھے ابرو کے
دیکھکر آ گئے وہ زانو کے
سیکھین ساحر طریق جادو کے

نہ ابھی جاؤ سیر ہونے دو
ہو پریشان کیون نہ اپنا مزاج
تیغ ابرو کا جو نشانہ ہو
اوج پر ہو ستارہ ای اختر

آپکے حُسن کے ہین ہم بھوکے
ہم ہین سودائی زلف کی بو کے
خون آنکھ ہمیشہ وہ تھوکے
رہتے ہو ساتھ یار عمرو کے

جسوقت خواجہ یہ غزل اختر کی گا چکے وجدان وجد کرنے لگا بار بار خوش ہوکر تعریف کرنے لگا اُس بزم مین جتنے جوان و طفل بیٹھے تھے وہ بھی خوش ہوکر ثنا کلاونت کی کرنے لگے اُسیوقت وجدان نے کشتی شراب کی طلب کی ساقیان گلرخسار کشتی شراب کی لیکر حاضر ہوے وجدان نے کلاونت بچے سے پوچھا کیون لڑکے تو بھی شراب پیتا ہے یا نہین کلاونت نے کہا شراب بھی پیتا ہون اور ساقی گری بھی خوب کرتا ہون اگر حکم ہو تو اسوقت حضور کو شراب پلاؤن وجدان نے کہا اچھا شراب پلا کلاونت بچے نے شیشہ شراب و ساغر بلورین کشتی سے اُٹھا کر آنکھ بچا کر سفوف بیہوشی اُسمین ملا کر شیشے سے ساغر مین شراب اُنڈیلی اور اشعار عاشقانہ پڑھکر ساغر سے سر پر رکھکر بہ کمال شائستگی وجدان کے پاس گیا وجدان یہ کمال اُسکا دیکھکر خوش ہوا اور ساغر لیکر شراب پی پھر کلاونت بچے نے اہل بزم کو شراب پلائی بعد شراب پلانیکے پھر گانے لگا اور نی نکالکر بجانے لگا تھوڑی دیر مین وجدان اور جملہ اہل بزم بیہوش ہوے خواجہ عمرو نے دیکھ بھالکر اول وجدان کو اُٹھا کر نذر زنبیل کیا پھر تمام اسباب اُس بارگاہ کا اُٹھا اُٹھا کر داخل زنبیل کیا

اور کہا واہ واہ آدم اس مال واسباب کو ذرا اچھی طرح رکھیے گا بعد اسکے خواجہ نے رنگ و روغن نکالکر اپنی صورت مثل
شکل وجدان ریاضت کش کے بنائی اور اہل بزم کو ہوشیار کرکے کہا خداوندلات ومنات نے سبکی جان بچائی
وہ کلا ونت بچہ نہ تھا خواجہ عمرو تھا تمام مال واسباب بارگاہ کا لیگیا خیر مال واسباب لیگیا کچھ غم نہین جان میری
اور تمھاری اسکے ہاتھ سے بچگئی یہ کہکر سب کو رخصت کیا اور سراپا سرخ پوشاک پہنکر بارگاہ سے نکلکر بارگاہ نوشیروان
مین گیا جملہ سرداران لشکر برائے تعظیم اُٹھ کھڑے ہوئے وجدان ریاضت کش نقلی قریب تر نوشیروان کے
تخت کے بیٹھے ابھی کچھ دیر نہوئی تھی کہ بارگاہ مین ایک شخص برق وار چمک کر آیا اور نعرہ کیا منم فرشتۂ فرستادۂ
خداوندلات اس وقت پلکین جھلملا ئین اہل دربار کی اس چمک سے آنکھین جھپک گئین سبکو حیرت
ہوئی فرشتۂ خداوندلات کی عجیب وغریب شکل دیکھی بختک نابکار بھی متحیر ہوا فرشتۂ فرستادۂ خداوندلات
نے ایک فرمان وجدان ریاضت کش کو دیا اور کہا لیجیے یہ فرمان خداوندلات نے آپ کو بھیجا ہے جو کچھ
اسمین لکھا ہوا اسپر عمل کیجیے وجدان ریاضت کش نقلی نے فرمان پڑھا اور نوشیروان وغیرہ سے
مخاطب ہوکر کہا اس فرمان مین خداوندلات نے مجھے تحریر کیا ہے کہ جو سرداران لشکر اسلام افسوس جادو
نے گرفتار کیے ہین اُنکو بلاکر سمجھاؤ اور اُنسے کہو کہ دین خداپرستی ترک کرین نوشیروان نے یہ سُنکر کہا جو
حکم آپ کو خداوندلات کا ہو اُسے بجالائیے دیر نہ لگائیے وجدان ریاضت کش نقلی نے اُسیوقت حکم
دیا کہ زندان سے کرب غازی کو لے آؤ بموجب حکم ملازم گئے اور کرب غازی کو قیدخانے سے لے آئے
جب کرب غازی روبروے وجدان ریاضت کش آیا وجدان ریاضت کش نے کرب غازی
سے آنکھ ملاکر اور تل اپنی آنکھ کا دکھاکر کہا کہ اے کرب غازی اگر اپنی زندگی چاہتا ہے تو خداوندلات کو سجدہ
کر کرب غازی نے خواجہ عمرو کو دیکھکر کہا کہ جو دین آپ کا ہے وہی دین مین نے اپنا قبول کیا وجدان نقلی
نے خوش ہوکر کرب غازی کو قید سے رہا کیا اور اسلحہ دیکر برابر اپنے ڈنگل پر بٹھایا اور خلعت فاخرہ دلوایا
بعد اسکے علمشاہ کو زندان سے بلوایا اور وجدان ریاضت کش نے مثل کرب علمشاہ سے بھی
کہا علمشاہ نے بھی خواجہ عمرو کو دیکھکر کہا او وجدان ریاضت کش مین نے آپکا دین قبول کیا وجدان
ریاضت کش نے علمشاہ کو بالا دست فرامرز بن قارن عدلی کے رہا کرکے اور اسلحہ اور اسپ
دلواکر بٹھایا اسیطرح جسقدر سرداران لشکر قید تھے وجدان ریاضت کش نے سب کو رہا کرکے
مرکب واسلحہ دلوایا اور بارگاہ نوشیروان مین ڈنگلون پر بٹھایا بختک یہ حال دیکھکر سمجھ گیا کہ یہ وجدان
ریاضت کش خواجہ عمرو ہے یہ سمجھکر بختک نے کہا او وجدان ریاضت کش آپکے فضل وکمال کی
کیا تعریف کیجائے عقل کو حیرانی ہے تقریر آپ کی معجزنما ہے آپنے تو ان سرداران لشکر حمزہ صاحبقران کو اپنا
مطیع کیا ہے کہ جو سواے حمزہ صاحبقران کے کسی کی تابعداری اور فرمانبرداری نہین کرتے اب مین آپ سے
بخوبی واقف ہوگیا وجدان ریاضت کش نقلی نے بختک کی گفتگو سُنکے بہ نظر تند اُس کی طرف دیکھا
بختک ڈرکر خاموش ہوا پھر وجدان ریاضت کش نقلی نے ایک رقعہ اپنے ہاتھ سے لکھکر
فرشتۂ فرستادۂ خداوندلات کو دیا اور کہا یہ رقعہ دیدینا اور احوال جو گذرا ہے کہدینا فرشتۂ
مذکور رقعہ لے کر اسی طرح مثل برق چمک کر بارگاہ سے نکلکر غائب ہوگیا ناظرین پر واضح ہو کہ فرشتۂ
فرستادۂ خداوندلات مستر قران تھا اثناے راہ مین خواجہ عمرو نے جو کہ دیا تھا کہ

اس طرح بارگاہ نوشیروان مین آتا ہین بموجب ارشاد خواجہ مہترقران آیا تھا اور یہ بھی خواجہ نے کہدیا تھا
کہ جو رقعہ مین تمکو دونگا وہ رقعہ بادشاہ لشکر اسلام کو دیدینا چنانچہ مہترقران نے رقعہ خواجہ عمرو کا لشکر اسلام
مین جاکر سلطان سعد کو دیا بادشاہ لشکر اسلام نے وہ رقعہ پڑھوایا لکھا تھا اے ظل اللہ مین نے
عیاری کرکے وجدان ریاضت کش کو گرفتار کرلیا اور جملہ سرداران لشکر اسلام کو جو گرفتار تھے
انکو رہا کرلیا ہے ہر ایک کو مرکب اور اسلحہ دلوادیا ہے سب سرداران لشکر اسلام بارگاہ مین قریب نوشیروان
دنگلون پر بیٹھے ہین اور مین بصورت وجدان ریاضت کش قریب نوشیروان بیٹھا ہون اسوقت
میرے نزدیک مناسب یہ ہے کہ آپ کل فوج لیکر تشریف لائیے اگر ممکن ہو تو حمزہ صاحبقران کو رہا کرلین
ایسا وقت پھر ہاتھ نہ آئیگا سلطان سعد نے اس مضمون سے آگاہ ہوکر حکم دیا کہ جلد لشکر تیار ہو ہر ایک
شخص مسلح ہو چنانچہ حسب الحکم کل مردمان فوج و سرداران لشکر مسلح ہوے بادشاہ لشکر اسلام راہ دشت سے
جانب عقابین لشکر لیکر چلے ادھر بختک نابکار نے ایک پرچہ کاغذ پر یہ عبارت لکھی کہ اے شہنشاہ یہ وجدان
ریاضت کش نہین ہے خواجہ عمرو ہے آپ کسی طرح بارگاہ سے تشریف لیجائیے ورنہ گرفتار ہوجائیے گا تھوڑی
دیر مین بارگاہ مین تلوار چلیگی یہ عبارت لکھکر پرچہ قرطاس نوشیروان کو دیا نوشیروان پڑھکر گھبرایا
اور اسی وقت بے اختیار بارگاہ سے اٹھکر باہر آیا افسران فوج کو حکم دیا کہ سب مسلح ہون اور کل فوج ہماری
مسلح ہو بموجب حکم سب مسلح ہوے نوشیروان نے حکم دیا کہ خواجہ عمرو اور جملہ سرداران لشکر اسلام کو قتل
کرو بموجب حکم ہیکلان عاد نابکار اور فرامرز بن قارن عدنی اور لقاے عاد وغیرہ براے گرفتاری
خواجہ دبہر قتل سرداران لشکر اسلام بڑھے خواجہ عمرو وغیرہ لڑنے لگے اس اثنا مین سلطان سعد فوج لیکر
آگئے اور کفار گھیرے لڑائی ہونے لگی تلوار خوب چلنے لگی لاش پر لاش گرنے لگی زخمی مرکبون سے گرنے لگے زمین پر
مثل مرغ نیم بسمل تڑپنے لگے عرصہ مصاف خون کشتگان سے سراسر رنگین ہوگیا بلکہ جوے خون کشتگان میدان نبرد
مین جاری ہوئی اہل اسلام شیرانہ نعرے کرنے لگے بڑھ بڑھکر اعدا کو ہلاک کرنے لگے لشکر نوشیروان پیچھے ہٹنے لگا
کرب غازی اور علمشاہ اور شیرویہ اور جمہور جہانسوز طوس تبرزن فرہاد خان یکضربی وغیرہ
سرداران لشکر اسلام نے ہزارہا سواران لشکر نوشیروان کو تہ تیغ کیا اور ایسی جنگ رستانہ کی کہ نوشیروان
متردد ہوا چونکہ گرد عقابین چار خندقین تھین اہل اسلام لڑتے ہوے اور آگے بڑھتے ہوے ایک خندق
سے گذر گئے تھے کہ ناگاہ غبار ایک سمت بلند ہوا جب وہ غبار ہوا سے دفع ہوا تشنگ عاد مغربی
جس نے فرامرز مغربی سے صحرا مین مقابلہ کیا تھا اور اکھاڑے مین اپنے شاگرد وسے کشتی لڑا تھا بیس ہزار
سوارون کی جمعیت سے ظاہر ہوا اور نوشیروان پر اہل اسلام کا نرغہ دیکھکر برہم ہوکر اہل اسلام سے لڑنے
لگا اور دوسری خندق حائل کرنیکا مانع ہوا اہل اسلام نے اس بدانجام سے بھی مقابلہ کیا اکثر سواران لشکر اسلام
اسکے ہاتھ سے قتل ہونے لگے ابھی اہل اسلام لڑ رہے تھے کہ ایک جانب پھر غبار عظیم بلند ہوا جب وہ غبار
دفع ہوا ہوشنگ بلخی اور گوشنگ بلخی کہ انکو صلصال بن دال بن دیو بن کشمامہ جادو نے
لکھا تھا کہ تم براے مدد نوشیروان جاؤ چنانچہ نامبردہ بالا سات لاکھ سوارون کی جمعیت سے ظاہر ہوے
اور یہ جنگ عظیم دیکھکر شریک جنگ ہوے اہل اسلام کو ضرب شمشیر و گرز سے ہلاک کرنے لگے لیکن اہل اسلام
نے قدم معرکہ سے پیچھے نہ ہٹایا دلیرانہ مصروف جنگ و جدال رہے مگر حمزہ صاحبقران زمان تک

پہونچ نہ سکے چونکہ زمانہ قید حمزۂ صاحبقران کا منقضی نہوا تھا سرداران لشکر حمزۂ صاحبقران کسطرح امیر
با توقیر کو قید سے رہا کرتے ہر فرد و بشر تقدیر سے مجبور و ناچار ہو تدبیر و زور و شجاعت سے بدی مقدر دفع نہین
ہوتی ہے جو تقدیر مین ہوتا ہے وہی پیش آتا ہے راوی بیان کرتا ہے کہ تا شام اہل اسلام خوب قیسے میدان مین
کشتون کے پشتے لگا دیے شیر اپنے حملے کیے ہنگام شام نوشیروان نے طبل بازگشت بجوایا اہل اسلام نے
جنگ و جدال کرنے سے ہاتھ روکا کشتگان لشکر جانبین کا جو شمار کیا تو معلوم ہوا کہ دس ہزار مردمان لشکر
نوشیروان قتل ہوے اور دو ہزار اہل اسلام درجہ شہادت پر فائز ہوے سلطان سعد نے لاشے
مسلمانون کے اُٹھوا کر غسل و کفن دلوا کر دفن کیا بعد ازان جملہ اپنے لشکر کو لیکر فرودگاہ لشکر کیطرف روانہ ہوے
اور قطع راہ کرکے بےنیل مرام داخل بارگاہ ہوے جملہ سردار و سوار بھی مرکبون سے اُترا پنی اپنی
بارگاہ اور خیمے مین گئے خواجہ عمرو بھی اپنے خیمے مین آگئے اِدھر نوشیروان بھی مع لشکر سمت بارگاہ
چلا اثنائے راہ مین پشنگ عاد مغربی اور ہوشنگ بلخی اور گوشنگ بلخی نے بصد ادب آداب
اور مجرا کیا نوشیروان انھین دیکھا اور اُنکے آنے سے خوش ہوا ہیکلان عاد نے نوشیروان سے
پشنگ عاد کی تعریف کی اور کہا ای شہنشاہ پشنگ عاد مغربی نہایت جری و قوی ہے نوشیروان نے
کہا کل پشنگ عاد مغربی کو اپنے ہمراہ دربار مین لانا یہ کہکر اپنی بارگاہ مین گیا پشنگ عاد مغربی اور
ہوشنگ بلخی اور گوشنگ بلخی بارگاہین برپا کرکے بارگاہ مین گئے لشکر ہر ایک کا جدا جدا اُترا یہ معرکہ بھی
حمزۂ صاحبقران نے عقابین پر سے دیکھا

داستان مقابلہ کرنا فرامرز بن قارن عدنی کا پشنگ عاد سے اور بیطرح مغلوب ہونا اور آنا طول کرخی کا اور لڑنا پشنگ عاد مغربی سے اور قتل ہونا طول کرخی کا مع سرداران لشکر کے بیان کیجاتی ہے

راوی شیرین زبان اس داستان کو اسطور سے بیان کرتا ہے کہ جب وہ شب بسر ہوئی نمایان سحر ہوئی
آفتاب عیان ہوا ضیاے مہر سے پر نور جہان ہوا نوشیروان بیدار ہوکر حوائج ضروریہ سے فارغ ہوکر
برآمد ہوا دربار مین تخت پر آکر بیٹھا اور حکم کیا ایک دنگل زبردست فرامرز بن قارن عدنی کے لیے بچھایا
جاے ملازمون نے بموجب حکم دنگل بچھا دیا ناگاہ ہوشنگ بلخی اور گوشنگ بلخی دربار مین آکر نوشیروان
کو سلام کرکے موافق اپنے رتبے کے بیٹھے نوشیروان نے اُنسے پوچھا یہان تمھارا آنا کیونکر ہوا اُنھون نے
بیان کیا کہ جب لاشہ تہمتن خان کا صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ کے پاس پہونچا اُسکو نہایت
صدمہ ہوا اُسی عالم رنج و ملال مین ایک فرمان ہکو اس مضمون کا بھیجا کہ تم جاکر شریک نوشیروان ہوا اور
اہل اسلام کو قتل کرو کہ اُنھون نے میرے دو فرزندون کو قتل کیا ہے پس بموجب حکم صلصال ہم آپکے پاس
حاضر ہوے اور شریک جنگ ہوے ابھی نوشیروان ہوشنگ بلخی کی طرف متوجہ تھا ناگاہ کچھ
مردم لاشہ بیسرا افسوس جادو کا لیے ہوے آگئے دربارگاہ پر جو شور گریہ ہوا نوشیروان
نے دریافت کیا معلوم ہوا کہ افسوس جادو مارا گیا نوشیروان کو اُسکے قتل ہونے کا صدمہ ہوا
بحکم نوشیروان سے وہ مردم لاشہ افسوس جادو کا لیے گئے اُسوقت نوشیروان یہ خیال
کررہا تھا کہ افسوس جادو تو مارا گیا وجدان ریاضت کش کو نہین معلوم خواجہ عمرو نے

ہلاک کیا یا زنبیل مین رکھ لیا ناگاہ ہیکلان عاد و ملک سومنات مغرب پشنگ عاد کو اپنے ہمراہ لیکر بارگاہ مین
آیا ہیکلان عاد اور پشنگ عاد نے نوشیروان کو سلام کیا پشنگ عاد مغربی سلام کرکے فرامرز
بن قارن عدنی کے دنگل پر بیٹھنے لگا بختک نے کہا اے پشنگ عاد مغربی اِس دنگل پر نہ بیٹھو یہ اُس
شخص کا ہے جو اپنے وقت کا صاحبقران ہے اور داماد شہنشاہ نوشیروان ہے ہر چند کہ شہنشاہ نے ابھی شادی
دختر کی اُسکے ساتھ نہین کی ہے لیکن اقرار شادی کرنے کا کیا ہے شہنشاہ اُسکو نہایت عزیز رکھتے ہین اس
دنگل کے بعد جو دنگل ہے اُسپر بیٹھو پشنگ عاد مغربی نے کہا فرامرز کون ہے اُسکی بھی یہ لیاقت ہے کہ وہ بالا دست
بیٹھے گا مین تو ہرگز اُسکے زیر دست نہ بیٹھونگا یہ کہکر فرامرز کے دنگل پر بیٹھنے لگا اُسی اثنا مین فرامرز بن
قارن عدنی بھی آگیا نوشیروان کو سلام کیا اپنے دنگل کے پاس گیا دیکھا پشنگ عاد مغربی میرے
دنگل پر بیٹھا ہی چاہتا ہے فرامرز بن قارن عدنی کو یہ امر ناگوار جو ہوا برہم ہوکر کہا اے پشنگ عاد
مغربی خبردار اِس دنگل پر نہ بیٹھنا ورنہ تجھکو تہ تیغ کرونگا یہ دنگل میرا ہے پشنگ عاد نے یہ سُنکر غضبناک ہوکر تیغہ
گرانبار کھینچا اور قصد ہلاکی فرامرز بن قارن عدنی کیا اُسوقت نوشیروان اور بختک و ہیکلان عاد و جملہ
اہل دربار نے پشنگ عاد مغربی سے کہا آپس مین نہ لڑو زیر دست فرامرز بن قارن عدنی بیٹھو
پشنگ عاد نے کہنا کسی کا نہ مانا فرامرز بن قارن عدنی کو بھی غصہ آگیا کہنے لگا اے پشنگ عاد کیا
مین تجھسے کم قوت ہون جو تو مجھے دباتا ہے اور میرے دنگل پر بیٹھنے کا ارادہ رکھتا ہے پشنگ عاد مغربی نے
جواب دیا تیری کیا حقیقت ہے تجھسے اچھے میرے شاگرد ہین جب نوشیروان نے دیکھا کہ دونون دلیر آمادہ جنگ
ہین تلوار باہم چلا ہی چاہتی ہے یہ دیکھکر گھبرایا اور خیال کرنے لگا کہ تلوار اگر چلیگی دونون مین سے ایک قتل
ہو جائیگا اس سے بہتر یہ ہے کہ دونون کو کشتی لڑواؤن نوشیروان یہ خیال کرکے فرامرز بن قارن عدنی
اور پشنگ عاد مغربی سے کہنے لگا اے دلیرو باہم تیغزنی نہ کرو اگر اپنی قوت و دلیری تمھین ظاہر کرنا منظور ہے
تو باہم کشتی لڑو پشنگ عاد نے جواب دیا اے شہنشاہ مجھکو منظور ہے فرامرز بن قارن نے بھی کہا اے مالک
ہفت کشور مین اِس سے کشتی لڑونگا نوشیروان نے دونون کی تقریر سُنکے اُسیوقت حکم دیا جلد اکھاڑا تیار
ہو بموجب حکم فوراً ملازمون نے اکھاڑا درست کیا گرد اکھاڑے کے صدہا کرسیان رکھدین خیمہ اکھاڑے
پر استادہ کیا اور ایک تخت جواہر نگار براے نوشیروان اکھاڑے پر لاکر رکھا جب کل سامان ہوگیا نوشیروان
وغیرہ بارگاہ سے باہر جاکر بالاے تخت و کرسی بیٹھے فرامرز اور پشنگ عاد مانند فیلان مست اکھاڑے مین آئے
اور دامن گردانکر خم مارکر باہم کشتی لڑنے لگے داؤن پیچ ہونے لگے جملہ صغیر و کبیر دیکھنے لگے صاحبقران بھی
تھا مین پرسے کشتی دیکھنے لگے جب پشنگ عاد بقوت بازو فرامرز کی گردن زیر بغل دباکر زیر کرنے کا ارادہ
کرتا تھا فرامرز برہم ہوکر اُسکے سینے پر مشت مارتا تھا اور زیر بغل سے نکلجاتا تھا پشنگ بھی برہم ہوکر اُسکی گردن
پر مشت مارتا تھا کبھی پشنگ بن آریخ اُکھیڑ لگاتا تھا فرامرز اُکھیڑ سے بچتا تھا گاہ فرامرز دستی زبردستی کرنیکا
ارادہ کرتا تھا پشنگ ہنستا تھا فرامرز کو غصہ آتا تھا راوی بیان کرتا ہے کہ قریب شام تک بخوبی کشتی ہوئی آخر
فرامرز کا دم اُکھڑ گیا پسینے مین تر ہوگیا اُسوقت پشنگ نے اُسکو نیچے لاکے لنبا گھسا دیا فرامرز نے دھوبی پاٹ مارا پشنگ
نے فوراً الٹ دیا پیٹھ فرامرز کی زمین سے آشنا ہوئی پشنگ نے فرامرز کو زیر کرکے چھوڑ دیا اور خوش ہوکر کہا دہ
مارا نوشیروان یہ حال دیکھکر رنجیدہ ہوا فرامرز نے زیر ہوکر نوشیروان سے کہا اے شہنشاہ پشنگ عاد مغربی

کشتی گیر ہو فن کشتی مین اسکو کمال حاصل ہی اور مین اس فن سے چندان ماہر نہین ہون مین تو تیغ و گرز سے لڑنا جانتا ہون پشنگ مجھسے میدان جنگ مین شمشیر و گرز لیکر مقابلہ کرے اور زیر کرے تو البتہ مین اسکی شجاعت کا قائل ہون پشنگ عادی نے جواب دیا مین تجھسے بہ شمشیر و گرز بھی مقابلہ کرونگا نوشیروان نے کہا ہنگام سحر مقابلہ کرنا یہ کہکر نوشیروان اٹھکر اپنی بارگاہ مین گیا ہر ایک سردار اور سوار بھی اپنی اپنی بارگاہ اور خیمے مین گیا جب صبح ہوئی نوشیروان برآمد ہوکر تخت پر بیٹھا اہل دربار نے واسطے تسلیم کے سر جھکائے اس اثنا مین فرامرز اور پشنگ بھی بارگاہ مین آئے تسلیم و مجرا کرکے کہنے لگے حضور بارگاہ سے میدان نبرد مین تشریف لے چلین ہماری جنگ ملاحظہ فرمائین نوشیروان یہ سنکے تخت سے اٹھا اور بارگاہ سے نکلکر تخت پر سوار ہوکر مع امرا و وزرا سرداران لشکر قریب عقابین میدان مین جاکر ٹھہرا فرامرز اور پشنگ بن آریخ دونون میدان مین آئے فرامرز نے نیزہ سینۂ پشنگ پر مارا پشنگ نے نیزہ اپنے نیزے پر روکا پھر پشنگ نے نیزہ مارا فرامرز نے بھی نیزے کو اپنے نیزے پر روکا اسی طرح تا دیر نیزہ بازی ہوئی آخر پشنگ نے فرامرز کے ہاتھ سے نیزہ نکالدیا فرامرز نے برہم ہوکر گرز گرانبار اٹھاکر پیچ دیکر سر پشنگ پر مارا پشنگ نے آگے بڑھکر فرامرز کی کلائی پر ہاتھ ڈالکر گرز چھین لیا چونکہ گرز فرامرز زمین پر پڑا تھا پشنگ کو گرز سے صدمہ نہ پہونچا جب پشنگ نے بقوت بازو گرز بچاکر چھین لیا اسوقت فرامرز کو نہایت صدمہ ہوا آخر تیغ گرانبار کھینچکر پشنگ کے سر پر مارا پشنگ نے بازو تیغ کی بچاکر کسیقدر داہنی جانب فرامرز کے جاکر اسکے بند دست پر ہاتھ ڈالا اور اسقدر زور کیا کہ تیغ فرامرز کے ہاتھ سے چھوٹ گیا اسوقت پشنگ نے نعرہ کیا اور کہا او عقل اگر اور کچھ ہوس جنگ دل مین ہو تو نکال لے ورنہ اب کبھی دعوی برابری اور برتری الکرنا اگر مجھکو شہنشاہ کے ملال کا خیال نہوتا تو ابھی تجھکو قتل کرتا راوی بیان کرتا ہی کہ فرامرز بن قارن نے یہ کلمات پشنگ کے سنکر اور جنگ گرز و نیزہ و تیغ مین مغلوب ہوکر کثرت رنج و ملال سے چاہا تھا کہ خنجر سے اپنے تئین ہلاک کرے لیکن نوشیروان نے چہرۂ فرامرز پر نظر کرکے پشنگ کو اپنے پاس بلایا اور آہستہ سے کہا اے پشنگ درحقیقت تمھارا مثل و نظیر نہین ہی تمھاری دلیری اور فرامرز کی کم قوتی ظاہر ہوگئی اب ہمارے کہنے سے فرامرز سے گلے ملجاؤ اسکے دنگل کا خیال نکرو مشہور ہی کہ صاحب عزت و توقیر جس جگہ بیٹھین وہی مقام صدر ہی اسیطرح بختک نے بھی پشنگ کو سمجھایا پشنگ نے کہا اے شہنشاہ آپکے فرمانے سے یہام مین قبول کرتا ہون ورنہ ہرگز منظور نہ کرتا یہ کہکر خاموش ہوا نوشیروان نے فرامرز کو بلایا اور پشنگ سے کہا فرامرز سے ملجاؤ دل مین کدورت نہ رکھو پشنگ فرامرز سے گلے ملا لیکن فرامرز کا دل پشنگ سے صاف نہوا ابھی نوشیروان وہان بیٹھا ہی تھا کہ ناگاہ سرخاب عیار آیا اور بعد بجالانے شرائط تسلیم کے دست بستہ عرض کرنے لگا کہ اے شہنشاہ کل وقت سحر برحین شاہ تبریزی اور بیٹا اسکا شمس حسین تبریزی بجمعیت لشکر کثیر اور پہلوانان بے نظیر کے یہان داخل ہونگے سرخاب عیار یہ خبر سناکر چلاگیا نوشیروان اس جگہ سے اٹھکر مع سرداران لشکر بارگاہ کیطرف چلا جب دربارگاہ پر پہونچا سبکو رخصت کرکے داخل بارگاہ ہوا پشنگ اپنی بارگاہ مین گیا اور فرامرز بن قارن عدنی اپنی بارگاہ مین جاکر راحت پذیر ہوا یہ خبر بادشاہ لشکر اسلام اور سرداران لشکر اسلام کو بھی ہوئی کہ پشنگ عادمغربی نے فرامرز بن قارن عدنی کو کشتی اور جنگ تیغ و گرز مین مغلوب کیا

داستان آنا برحین شاہ تبریزی اور شاہزادہ شمس حسین تبریزی کا اور لڑنا بدیع کا پشنگ عادمغربی اور گرب سے بعد ازان ہمراہ شاہ تبریز روانہ ہونا مع حالات دیگر بیان کیا جاتا ہی

راویان ذیوقار اس داستان کو یون بیان کرتے ہین کہ وہ شب گذر کر سحر ہوئی نوشیروان مجلس سے برآمد ہوا امرا و

وغیرہ نے جو حاضر تھے برائے تسلیم سر جھکائے نوشیروان ہر ایک کا سلام باشارۂ چشم و ابرو لیکر بارگاہ مین آیا
بالائے تخت بیٹھا سرداران لشکر اور امرا دنگلون اور کرسیون پر بیٹھے ناگاہ ایک جانب سے غبار بلند ہوا ہر کارہ سے
لشکر نوشیروان کے برائے خبر روانہ ہوے بعد تھوڑی دیر کے روبروے نوشیروان آکر عرض کرنے لگے ای شہنشاہ
برجین شاہ مع سپاہ کثیر آتا ہو نوشیروان تو سرخاب عیار سے پہلے ہی سُن چکا تھا وزرا سے مخاطب ہوکر کہنے لگا
کہ اگر برجین شاہ آتا ہو تو آئے ما بدولت کو اس سے کیا غرض ہو کہ اسکے استقبال کے واسطے سرداران لشکر روانہ
کیے جائین وزرا نے عرض کیا شہنشاہ نے بجا ارشاد فرمایا ابھی وزرا نوشیروان سے عرض ہی کر رہے تھے کہ
برجین شاہ تبریزی آیا اور علیحدہ لشکر نوشیروان سے میدان مین بارگاہین اور خیام استادہ کراکے فروکش ہوا
چونکہ پیشنگ عاد مغربی نے قبل اسکے صحرائے سبزہ زار مین بدیع سے کشتی لڑنے کو کہا تھا اور شہرہ جہان پہلوان
دوران بدیع کشتی لڑنے پر آمادہ ہوا تھا یکایک فرامرز آگیا تھا اُس سے پیشنگ لڑنے لگا تھا اور فرامرز کو بچہ
اُٹھا لیگیا تھا اُسی روز سے بدیع پہلوان کو خیال تھا کہ پیشنگ نے ٹوکا ہو اس سے کشتی لڑکر اسکو سزائے
معقول دیجیے اسیوجہ سے بدیع پہلوان کو برجین شاہ جانب نوشیروان لایا اور نہ بدیع کا ارادہ تھا کہ اہل اسلام
سے ہر طرح لڑونگا اگر وہ نہ لڑینگے تو پھر بادشاہ لشکر اسلام سے فرمان پر کرا لونگا غرض بعد فروکش ہونیکے برجین شاہ بدیع
پہلوان وغیرہ کو اپنے ہمراہ لیکر بارگاہ نوشیروان مین گیا نوشیروان نے موافق اُسکے رتبے کے اُسکو بارگاہ مین
بٹھایا اور پہلوانون کو موافق اُنکے مرتبے کے دنگلون پر بٹھایا بعد تھوڑی دیر کے برجین شاہ تبریزی نے ایک کاغذ
نکالکر بدیع کو دیا اور کہا یہ کاغذ نوشیروان کو دیدو بدیع نے وہ کاغذ دنگل سے اُٹھکر نوشیروان کو دیا نوشیروان نے
اُسکو پڑھوایا مضمون اُس کاغذ پر برجین شاہ کیطرف سے یہ مندرج تھا کہ علاوہ لشکر گران کے صدہا پہلوانان رستم
میرے ہمرکاب ہین خصوصاً ایک پہلوان کہ جسکا نام بدیع ہو مثل و نظیر اپنا نہین رکھتا ہو اکثر ممالک مین یہ گیا ہو
اور پہلوانان نامی کو اسنے زیر کیا ہو اور اگر کوئی پہلوان بعض اقلیم مین اس سے نہین لڑا ہو تو وہان کے بادشاہ نے اس
کاغذ پر لکھدیا ہو کہ ہمارے قلمرو مین کوئی ایسا دلیر نہین ہو کہ جو اس سے مقابلہ کرسکے بس اگر آپ کے لشکر مین کوئی دلیر ہو
تو اُس سے مقابلہ کرے ورنہ مثل اور بادشاہون کے آپ بھی اس کاغذ پر مہر کر دیجیے یا لکھدیجیے کہ ہماری عملداری
مین کوئی بہادر ایسا نہین ہو جو بدیع سے لڑسکے جب نوشیروان مضمون مذکور سے آگاہ ہوا اپنی بارگاہ مین داہنی
اور بائین جانب سرداروں اور پہلوانون کو دیکھنے لگا اُسوقت پیشنگ اپنے دنگل سے کودا اور نوشیروان
سے کہنے لگا ای شہنشاہ مین اس نوجوان سے لڑونگا پہلے بھی مین نے چاہا تھا کہ اس سے لڑون مگر اتفاق لڑنے
کا نہ ہوا نوشیروان نے تقریر پیشنگ کی سُنکر حکم دیا کہ سامان مقابلہ ہر دو دلیر مذکور کیا جائے اور کل ہنگام سحر
مقابلہ ہو وزرا نے بموجب حکم اُسیوقت سے سامان کیا برجین شاہ تبریزی بدیع پہلوان وغیرہ کو ہمراہ لیکر
بارگاہ نوشیروان سے اُٹھکر اپنی بارگاہ مین آیا بعد جانے برجین شاہ اور بدیع پہلوان کے سیلان عاد
اور فرامرز بن قارن عدنی اور بختک وغیرہ کہنے لگے کہ کیا خوب بدیع پہلوان ہو سچ تو یہ ہو کہ نادر زمانہ ہو
قوت دست و پا اور شکل و صورت اور حسن و جمال مین بے مثال معلوم ہوتا ہو بارگاہ مین تو بختک اور فرامرز
وغیرہ باہم بدیع کی تعریف کرتے تھے اور بیرون بارگاہ صاحبقران نے جو بدیع کے سراپا پر نظر کی بے اختیار
دل مین محبت پیدا ہوئی دل نے چاہا کہ اگر بدیع یہان تک آئے تو سینے سے لگائیے فرزند جانکر پیار کیجیے اور
پوچھیے اس نوجوان سے کہ تو گل کس گلستان کا ہو اور سرو کس بوستان کا ہو لیکن بوجہ قید ہونے کے

حمزہ مجبور تھے نہ تو اس سے کچھ پوچھ سکے نہ اپنے پاس بُلا سکے لیکن نظر الفت سے بار بار دیکھا کیے بدیع
نے بھی بارگاہ نوشیروان سے نکل کر سوے عقابین بہ نظر حسرت دیکھا اور ملازمان نوشیروان سے پوچھا
بالاے عقابین کون قید ہی اُنھون نے کہا صاحبقران قید ہین بدیع یہ سُنکر خاموش رہا لیکن اسکے دل مین
بھی کچھ الفت پیدا ہوئی جب وہ دن گذر کر رات ہوئی اور شب بھی بسر ہو کر سحر ہوئی ایکطرف سے نوشیروان
پشننگ کو مع فوج لیکر زیر عقابین میدان مین جا کر ٹھہرا دوسری جانب سے برجین شاہ تبریزی بدیع پہلوانکو
ہمراہ لیکر مع سپاہ کثیر پیش عقابین میدان مین آیا اور اکھاڑے پر تخت رکھوا کر بیٹھا اور جملہ پہلوان ور سرداران
اور رفیع گاذر وغیرہ علی قدر مراتب بیٹھے اُسوقت نوشیروان کی جانب سے پشننگ عاد مغربی باخداوندلات
اعلیٰ اور منات معلیٰ کہکر چیٹ اور لنگوٹ باندھکر اکھاڑے مین اُترا اور تھوڑی مٹی اکھاڑے کی اُٹھا کر اپنے
بازوون پر ملکر خم مار کر مثل فیل مست اکھاڑے مین کھڑے ہو کر چنگھاڑا کہ اے بدیع پہلوان آ کُشتی لڑو
مجھسے ہرگز نہ ڈرو مین تمکو سہولیت سے زیر کرونگا دست و پاے نازک تمھارے نہ توڑونگا ہر چند کہ تمسے کشتی لڑنا
باعث میری آبروریزی کا ہی کیونکہ تم ابھی بچے ہو اچھی طرح سبزہ بھی آغاز نہین ہوا ہی لیکن تمنے دعوے یکتائی
کیا ہی اسوجہ سے براے تنبیہ تمسے لڑتا ہون دیکھ لینا ایک آن مین تمکو زیر کرونگا بدیع پہلوان کلمات مندرجہ
پشننگ عاد مغربی سُنکر برہم ہوا اور فوراً دامن گردانکر اکھاڑے مین اُترا اور کہا اے پشننگ عاد مغربی
زیادہ گوئی اور بدزبانی نہ کرو دلیرون کو تاب کلمات سخت سُننے کی نہین ہی اب تم مجھسے کشتی لڑو جو کچھ انجام ہو گا
دیکھ لینا اور جسقدر یہان صغیر و کبیر بیٹھے ہین سب سیر دیکھینگے یہ کہکر ٹھاٹھ بدل کر خم مارا ادھر سے پشننگ بڑھا
اور بدیع سے لپٹ کر زور کرنے لگا جو لوگ وہان موجود تھے کشتی دیکھنے لگے حمزہ بھی عقابین پر سے کشتی
ملاحظہ فرمانے لگے بعض راوی بیان کرتے ہین کہ اسوقت اکثر سرداران لشکر حمزہ بھی براے سیر کشتی آئے
تھے اور اکھاڑے پر بصد عزت بیٹھے ہوے سیر کشتی دیکھ رہے تھے بسبیل اختصار تحریر کیا جاتا ہی کہ بدیع
پہلوان نے بعد تین پہر کے پشننگ کو اپنے نیچے لاکر اور اسکی زنجیر کمر اور لنگوٹ مین ہاتھ ڈالکر لنگر اُس کا
زمین سے اکھیڑا زور اول مین تا بہ زانو اور زور دوم مین تا بہ سینہ اور زور سوم مین اُسکو سر سے بلند کرکے
او رچرخ دیکر اسطرح اکھاڑے مین پٹکا کہ پشت اُسکی زمین سے آشنا ہوئی استخوان ریزہ ریزہ بلکہ سرما سا ہو گئے
مرغ روح اُسکا قفس تن سے نکلکر سوے سقر روانہ ہوا اُسوقت چہرہ نوشیروان کا یہ حال دیکھکر متغیر ہو گیا سرداران
لشکر نوشیروان دنگ ہو گئے سکتے کا سا عالم ہو گیا برجین شاہ تبریزی اور شاہزادہ شمس حسین تبریزی اور سرداران
لشکر حمزہ بے اختیار تعریف و ثناے بدیع پہلوان کرنے لگے شور تحسین و آفرین بلند ہوا حمزہ زور بدیع دیکھکر
وجد کرنے لگے اور نہایت خوش ہوے اور دل مین اپنے بدیع پہلوان کی تعریف کرنے لگے ہر چند کہ بادشاہ
برجین تبریزی نے منع کر دیا تھا لیکن رفیع گاذر یہ حال دیکھکر بے اختیار ہو کر اُٹھا اور پگڑی اپنے سر سے
اُتار کر اُچھال دی اور بہ آواز بلند اپنی زبان مین کہنے لگا واہ رے مور سے شیر کا جور کیا کیے کہ پشننگ کو بدیع
کر دیا اسیطرح سو ڈیڑھ سو دھوبی جو رفیع گاذر کے ہمراہ تھے اُچھلنے کودنے لگے اور ایسی ہی تعریف کرنے لگے
برجین شاہ نے رفیع گاذر اور جملہ دھوبیون کو شور و غل کرنے سے منع کیا اور نوشیروان سے کہا اب اور
کوئی پہلوان آپکے لشکر کا ہمارے اِس پہلوان سے لڑیگا یا نہین نوشیروان نے کہا اب کوئی تمھارے پہلوان
سے لڑکر اپنی جان نہ دیگا برجین شاہ نے کہا اگر کوئی پہلوان لائق مقابلہ اس پہلوان کے نہین ہی تو آپ اس

فرمان پر مُہر کر دیجیے نوشیروان نے یہ سُنکے بختک کیطرف دیکھا اُسنے عرض کیا البتہ اے شہنشاہ مُہر کر بھی دیجیے لیس
بلاے ناگہانی کو ٹالیے اپنے لشکر کے پہلوانون کو اِس پہلوان کے ہاتھ سے بچائیے ورنہ یہ پہلوان آپکے لشکر کے جملہ
سردارون کو اور تمام پہلوانون کو اسیطرح ہلاک کر ڈالے گا آپ کو مسلمانون سے مقابلہ کرنا ہے نوشیروان نے تقریر
بختک سُنکے خیال کیا کہ بختک سچ کہتا ہے یہ خیال کرکے اِس فرمان پر مُہر کر دی برچین شاہ پہلوان بدیع کو اور
جملہ اپنے لشکر کے سردارون وغیرہ کو اپنے ہمراہ لیکر وہانسے چلا اور راہ طے کرکے اپنی بارگاہ مین پہونچ گیا نوشیروان
نے بختک کو اکھاڑے سے اُٹھوایا اور جملہ اپنے امرا و وزرا کو ہمراہ لیکر اپنی بارگاہ مین گیا سرداران لشکر اسلام
اپنے لشکر مین گئے اور تمام حال کشتی کا بادشاہ اسلام سے بیان کیا بظاہر قول راوی مذکور کا عقلاً صحیح معلوم
نہین ہوتا کہ سرداران لشکر حمزہ زیر عقابین خندقون کو طے کرکے گئے اور پاس صاحبقران کے پہونچے اور امیر
با توقیر کو رہا نکر سکے بلکہ اپنے لشکر مین چلے گئے اور نوشیروان نے اُنھین زیر عقابین آنے دیا پس یہ امر خلاف
عقل و فہم ہے الحاصل جب برچین اپنی بارگاہ مین گیا بدیع نے برچین شاہ سے کہا اب اہل اسلام سے مقابلہ کرنیکا
سوال کیا جائے اگر اُنمین سے کوئی دلیر مقابل ہوے تو خیر ورنہ اِس فرمان پر بادشاہ لشکر اسلام سے مُہر کرا کے
یہان سے تشریف لے چلیے برچین شاہ نے جواب دیا ہنگام سحر یہ قرطاس لیکر تم جانا اور بادشاہ لشکر اسلام سے
جواب لیکر ہمارے پاس آنا یہ کہکر برچین شاہ خاموش ہوا جب وہ شب گذری بدیع وہ فرمان لیکر مرکب پر
سوار ہو کر مع چند خادم و خدمتگار جانب لشکر اسلام روانہ ہوا ہرکارون نے بادشاہ لشکر اسلام کی خدمت مین
جاکر بعد آداے دعا و ثناے شاہی کے عرض کیا اے ظل اللہ اسوقت بدیع پہلوان فرمان لیے ہوے واسطے مُہر
کرانیکے خدمت حضور مین آتا ہے باقی خیریت ہے بادشاہ اسلام نے چند سردارون کو براے استقبال روانہ کیا سردار
گئے اور استقبال کرکے بدیع پہلوان کو لشکر اسلام مین لے آئے بدیع نے بادشاہ لشکر اسلام کو جھک کر سلام کیا اور
وہ فرمان مذکور دیا سلطان سعد نے بارگاہ سلیمانی مین جانب دست راست ایک صندلی پر بعزت تمام بٹھایا اور نہایت
خلق سے پیش آئے اور بوجہ زیادہ تر عنایت و مہربانی کرنیکی یہ تھی کہ دیکھتے ہی بدیع کو سلطان سعد کے دل مین ایسی محبت
و الفت پیدا ہوئی کہ کچھ خیال غیر مذہب ہونیکا بھی نہ کیا علاوہ بادشاہ کے علمشاہ اور شیرویہ و لندھور وغیرہ
سردارون کو بدیع سے ایسی الفت دیکھتے ہی ہوگئی کہ ہر ایک کا دل یہی چاہتا تھا کہ اب یہ بارگاہ سے اُٹھکر بجاے خود
اِس سے معانقہ کرین اور بدیع بھی سواے سلطان سعد اور جانب علمشاہ اور شیرویہ و دیگر سرداران لشکر اسلام
کیطرف بار بار بہ نظر الفت دیکھتا تھا اور دل مین کہتا تھا کہ اِس لشکر مین اور اِس بارگاہ مین ایسے ایسے جری و بہادر نظر
آتے ہین کہ مین نے کہین نہین دیکھے اور یہ سب نہایت حسین ہین بدیع اپنے دل مین یہ خیال کر رہا تھا کہ سلطان سعد نے
وہ فرمان پڑھوایا اور اُسکے مضمون سے مطلع ہوکر ارشاد کیا کہ اے بدیع تُمنے سُنا ہوگا اور دیکھا ہوگا حمزہ فی زماننا علاقہ
بہ قید ہین اِس لشکر مین وہ نہین ہین اگر وہ موجود ہوتے تو تُمسے مقابلہ کرتے لطف کشتی اور تیغزنی تمکو اُنسے حاصل ہوتا
انشاء اللہ جب وہ قید سے رہا ہونگے اور تم یہان آؤگے تو اُنسے مقابلہ کرنا بالفعل مقابلہ موقوف رکھو بدیع نے
یہ سُنکے جوابدیا بسا تعجب ہے کہ اتنے جری و بہادر اِس بارگاہ مین بیٹھے ہین اور کوئی ایسا دلیر نہین ہے کہ مجھ سے کشتی
لڑے کیا یہ سب دیکھنے ہی کے سرداران لشکر ہین جسوقت بدیع نے یہ کلمات کہے کرب کو غصہ آیا اور اپنے دنگل
سے اُٹھکر جوابدیا کہ اے بدیع اِس بارگاہ مین بڑے بڑے بہادر ہین اُنسے تو تم کیا مقابلہ کروگے مجھسے لڑو دیکھو تو مین
ہنگام کشتی کیسی دلیری کرتا ہون بدیع نے کہا اے بہادر اگر تم لڑوگے تو مین ضرور تم سے لڑونگا اسیواسطے تو مین یہان

آیا ہوں یہ کہکر بدیع سلطان سعد سے رخصت ہوا اور ہنگام رخصت کہا کل ہنگام سحر اس بہادر سے کشتی لڑونگا یہ
کہکر وہ فرمان لیکر بارگاہ سلیمانی سے نکلکر مرکب پر سوار ہوا اور جانب لشکر برچین شاہ چلا جب لشکر میں پہونچا برچین سے
تمام حال بیان کیا اور کہا کل میں اس جوان سے مقابلہ کرونگا برچین شاہ نے کہا ای بدیع پہلوان تم سے بھی تاب
لاسکیگے یہ کہکر خاموش ہوا جب وہ دن گذرا اور شام ہوئی اور رات بھی گذر کر صبح ہوئی برچین شاہ بدیع پہلوان کو اپنے
ہمراہ لیکر مع تمامی فوج جانب لشکر اسلام آیا یہاں آکر دیکھا اکھاڑا درست ہے گرد اکھاڑے کے صدہا کرسیاں جواہر نگار
رکھی اکھاڑے پر خیمہ بہت بڑا اور نہایت نادر استادہ ہے بادشاہ لشکر اسلام تخت پر رونق افروز ہیں جملہ سرداران لشکر
کرسیوں پر بیٹھے ہیں بہت سی کرسیاں خالی ہیں لشکری ہزارہا زین پوش وغیرہ بچھائے ہوئے بیٹھے ہیں برچین شاہ و پہلوان
بدیع یہ سامان دیکھکر حیران ہوے جب برچین شاہ اکھاڑے پر آیا بعض بعض سردار برائے تعظیم اُٹھے برچین شاہ
تخت اپنا اکھاڑے پر رکھوا کر بیٹھا پہلوان اور سرداران لشکر کرسیوں پر بیٹھے بعد ازان ادھر سے بدیع اُدھر سے
کرب غازی دامن گردا نکر اکھاڑے میں آئے پھر خم مارکر اور ہاتھ ملاکر باہم لپٹ کر کشتی لڑنے لگے چپت پٹ دونون
دانوں پیچ کرنے لگے پیچ پر پیچ اور توڑ پر توڑ ہونے لگے دیکھنے والے داد دینے لگے کبھی تعریف کرب غازی کی گاہ ثنا
پہلوان بدیع کی کرنے لگے حمزہ بھی عجب ہیں ہے یہ کشتی دیکھنے لگے جب کرب غازی بصد قوت زور بدیع کو اپنے نیچے
لاتا تھا بدیع بلا توقف مثل برق تڑپ کر نکلا جاتا تھا اور سامنے آکر پھر مقابلہ کرتا تھا اور جب بدیع بہزار مشکل کرب کو اپنے
نیچے لاتا تھا کرب فی الفور نکلا جاتا تھا اور سامنے آکر پھر لپٹ کر زور کرتا تھا بدیع متحیر ہوتا تھا راوی بیان کرتا ہے کہ شام تک
کشتی ہوئی وقت شام بدیع نے کرب غازی سے کہا او بہادر اب شام ہوگئی اگر مناسب ہو تو صبح کو پھر کشتی لڑنا اور یہ
اپنے دلمیں خیال نکرنا کہ بدیع تھک گیا ہو تم دیکھو تو ابھی مجھے پسینہ بھی نہیں آیا ہو کرب نے جوابدیا ہم اہل اسلام ہیں ہمارا یہ دستور
نہیں کہ جس سے دنکو لڑیں شام کو اُس سے نہ لڑیں یا بغیر زیر کیے ہملوگ حریف کو نہیں چھوڑتے ہیں علاوہ اس امر کے
بادشاہوں کے نزدیک شب کو روشنی کی کثرت سے روز روشن کر دینا کوئی امر مشکل نہیں ہے ابھی روشنی ہو جاتی ہے تاریکی
شب اسجگہ افراط روشنی سے دور ہو جائیگی بدیع نے یہ سُنکے کہا اگر ایسا سامان ہو جائے تو پھر لڑو ابھی بدیع یہ کہہ رہا تھا
کہ حکم سلطان سعد سے ہزارہا لالٹینیں گرد اکھاڑے کے موافق قاعدہ روشن ہوگئیں ماسوا اسکے صدہا فانوسیں
اور کنول جنمیں شمعیں موی اور کافوری لگی تھیں روشن ہوگئیں ادھر برچین شاہ نے بھی اُسیقدر سامان روشنی کا کیا اُس وقت کثرت
روشنی سے اکھاڑا پر نور ہو گیا فلک پیر اکھاڑے کو بنظر حسرت دیکھنے لگا اور متحیر ہوا کہ اس اکھاڑے پر اتنی فانوسیں
اور کنول اور جھاڑ اور لالٹینیں وغیرہ روشن ہیں کہ ستاروں سے زیادہ ہیں غرض بعد روشنی ہونے کے برچین شاہ
نے کئی کاسہ دودھ کے روبرو بدیع کے بھیجے بدیع نے ہر ایک کاسہ اٹھا کر دہن سے لگا کر شیر پی لیا اسیطرح بادشاہ
لشکر اسلام نے کاسہ ہاے شیر شکر آمیز برائے کرب ارسال کیے کرب نے بھی ہر کاسہ شیر منہ سے لگا کر مثل آب شیر
پی لیا ملازم خالی کاسے اُٹھا کر لیگئے جب دونوں دلیر سیر و سیراب ہو چکے پھر باہم لٹ بلکہ مشت بمشت کشتی لڑنے لگے
باہم زور آزمائی کرنے لگے جلد جلد پیچ پر پیچ ہونے لگے منصف بہ آواز بلند ہر ایک کے کمال کی داد دینے لگے اسیطرح
وہ شب بھر کشتی ہوئی اور پھر دن بھر برابر کشتی ہوئی شب کو پھر بھی سامان روشنی کا ہوا اور وقت اشتہا ہر ایک نے
کاسہ ہاے شیر نوش کیے لیکن دونوں میں سے کوئی دلیر کمزور نہوا اور کسی کی پشت آشنا زمین سے نہ ہوئی جب
زمانہ نصف شب کا آیا خواجہ عمرو دونوں کو کشتی لڑنے میں چھوڑ کر کتے کی کھال بدن پر آراستہ کر کے بطور کتے کے جانب
عقاب میں چلے جب قریب لشکر نوشیروان پہونچے خوب دیکھ بھال کر مردمان لشکر نوشیروان سے چھپکر خندق کو طے کرکے

متواتر جست کرکے زیر عقابین پہونچے اور بالاے عقابین جاکر کھال کتے کی اپنے جسم سے اُتار کر امیر با توقیر سے کہا کہ میرا
فرزند یعنی کرب غازی بدیع پہلوان سے کشتی لڑرہا ہے دو دن اور دو شبین اتنی رات کم گذر چکے ہین لیکن ابھی تک کوئی زیر
نہین ہوا ہے حمزہ نے یہ سُنکے عمرو سے کہا اے عمرو دیکھنے بدیع سے کرب کو لڑوایا ہے وہ نظر کردہ امیر عرب ہے بدیع تو کیا ہے اور کسی سے
لشکر سے بھی اسکی پشت زمین آشنا نہوگی یہ اچھی بات نہین ہے مجھکو اس امر سے گونہ ملال ہوا بہتر اور مناسب یہی ہے کہ ابھی
جاکر کشتی موقوف کرادو مجھکو یہ منظور نہین ہے کہ بدیع کرب نظر کردہ امیر عرب سے زیر ہو جاے اور اے خواجہ ہماری جانب
سے بدیع سے کہدینا کہ بابا ابھی ہم قید ہین جب زمانہ قید کا منقضی ہو جائیگا اور پروردگار ہمکو قید سے رہا کریگا تو اُسوقت تم ہم سے
کشتی لڑنا ہر طرح مقابلہ کرنا عمرو یہ سُنکے زیر عقابین آئے اور کتے کی کھال پہنکر چاہتے تھے کہ آگے قدم بڑھائین ناگاہ القاے
عاد کہ طلایہ دے رہا تھا لشکر کے گرد پھر رہا تھا اُسنے دیکھ لیا اپنے ہمراہیون سے کہا کہ زیر عقابین کون ہے ایک سوار نے
کہا کتا ہے اور کوئی نہین ہے بعض سوارون نے یہ سُنکے کہا ہمین ثابت ہوتا ہے کہ یہ عمرو ہین بصورت سگ آئے ہین لہذا انکو
یہانسے نہ جانے دینا چاہیے اور انکو گرفتار کرکے قید کرنا مناسب ہے وقت صبح شہنشاہ نوشیروان کے روبرو ان کو
بھیجینگے وہ جو چاہینگے انکے حق مین کرینگے القاے عاد یہ سُنکے جملہ سوارونکو جو اُسوقت اُسکے ہمراہ تھے ساتھ لیکر
جانب عقابین براے گرفتاری عمرو روانہ ہوا سوارون نے شور و غل کیا کہ عمرو کتا بنکر آیا ہے اُسکو لکڑیونسے مار دیا جلاد کو
بلاؤ کہ وہ اسیر لٹھ مارے کام اس کتے کا تمام کرے جب یہ شور و غل خواجہ نے سُنا اور دیکھا کہ القاے عاد مع سوارونکے
آتا ہے خواجہ نے برہم ہو کر وہانسے جست کی ایک خندق طے کرکے آگے بڑھے سوار گھوڑونکو دوڑا کر قریب تر آئے خواجہ نے
دوبارہ جست کی دوسری خندق طے کی القاے عاد نے کہا یارو کیا غضب ہے کہ تم سب شیر بیشۂ جرأت ہو اور ایک کتا تم سے
گرفتار نہین ہو سکتا اُنھون نے جواب دیا یہ کتا پردار ہے دیکھتے ہو کسطرح اُڑکر خندق کو طے کرجاتا ہے القاے عاد نے کہا یہ تو سچ کہتے
ہو پھر کتا کتا ہی ہے اور بشر بشر ہی ہے جسطرح ہو سکے اسکو حلقہ ہاے کمند مین اسیر کرو سوار کمندین لیکر گھوڑونکو دوڑا کر
جسوقت قریب عمرو پہونچے اور چاہا کہ کمندون مین اسیر کرین عمرو نے پھر جست کی تیسری خندق بھی طے کی سوارون نے
بھی گھوڑے اپنے خندق سے پھنداے اور قریب اس کتے کے پہونچے خواجہ نے پھر جست کی چوتھی خندق بھی طے کی بعد ازان
خواجہ عمرو بعجلت راہ طے کرکے لشکر اسلام مین آئے وہ کتے کی کھال اپنے جسم سے اُتاری ادھر القاے عاد اور سوار متحیر
ہو کر پھر گئے اور باہم کہنے لگے کہ یہ کتا تھا یا کوئی بلا تھی کسی طرح ہاتھ نہ آیا خیر خوب ہوا بقول شخصے مصرعہ رسیدہ بود
بلاے ولے بخیر گذشت ۔ یہ کہکر حفاظت لشکر کی کرنے لگے اُدھر خواجہ نے اکھاڑے مین آکر کرب غازی سے
کہا اے بیٹا کرب غازی بدیع پہلوان کو چھوڑ دے کرب غازی نے کہا کچھ فرمائیے تو کیون چھوڑ دون خواجہ نے
کہا حمزۂ صاحبقران نے فرمایا ہے کہ کشتی موقوف رکھو جب ہم قید سے رہا ہونگے اُسوقت بدیع پہلوان سے کشتی لڑینگے
کرب غازی نے یہ سُنکے بدیع پہلوان کو چھوڑ دیا بدیع کشتی موقوف ہونے سے خوش ہوا کیونکہ پہلوان بدیع
خیال کرتا تھا کہ دیکھیے انجام کیا ہوتا ہے یہ جوان کسیطرح زیر نہین ہوتا ہے غرض جب کشتی موقوف ہوئی رات گذر چکی تھی
آثار سحر فلک پر عیان تھے اُسوقت ادھر تو کرب غازی اکھاڑے سے نکلا ادھر بدیع پہلوان دونون اپنے اپنے لشکر
مین گئے اہل اسلام اکھاڑے سے اُٹھے اور اپنی اپنی بارگاہون اور خیام مین جاکر ہر ایک نے وضو کرکے نماز پڑھی جب
صبح ہوئی اور آفتاب نکلا بدیع براے رخصت بارگاہ بادشاہ اسلام مین گیا بادشاہ نے اُسیطرح بعزت و توقیر بٹھایا
اور چند کشتیان زر و جواہر اور تحائف کی دین اور رخصت کیا بدیع پہلوان بارگاہ سلیمانی سے برچین شاہ تبریزی
کے پاس آیا اور تمام حال بیان کیا برچین شاہ نے اُسیوقت وہان سے روانہ ہونے کا ارادہ کیا تھا ناگاہ ہو

صحرا غبار بلند ہوا جب وہ غبار ہوا سے دفع ہوا شنکاوہ بن شنکول بدمست دریا باری بائیس ہزار سواروں کی جمعیت سے پیدا ہوا اور مردمان اہل سلام پر گرا اور اہل سلام کو قتل کرنا شروع کیا اہل سلام نے اُسوقت جلد جلد سلاح زیب تن کر کے مرکبون پر سوار ہو کر شنکاوہ بن شنکول سے لڑنا شروع کیا اُدھر بدیع پہلوان نے جو دیکھا کہ شنکاوہ بن شنکول اہل سلام کو قتل کر رہا ہو تاب ضبط نہ لا کر بدیع مع فوج حملہ آور ہوا اور شنکاوہ کے لشکریون کو قتل کرنے لگا یہ خبر نوشیروان کو پہونچی نوشیروان برائے مدد شنکاوہ تمام اپنی فوج لیکر آیا اور شریک جنگ ہوا چار لشکر ہل گئے جنگ مغلوبہ ہونے لگی جوانان لشکر قتل ہونے لگے شام تک خوب لڑائی ہوئی وقت شام نوشیروان طبل بازگشت بجوا کر شنکاوہ کو مع فوج و لشکر اپنے ہمراہ لیگیا سلطان سعد نے اِدھر بدیع پہلوان اور برجین شاہ کی تعریف کی بدیع سلطان سعد وغیرہ سے پھر رخصت ہو کر ہمراہ برجین شاہ تبریزی کے جانب ترکستان روانہ ہوا راوی بیان کرتا ہو کہ شنکاوہ جو لشکر اسلام پر گرا تھا اور مردمان لشکر اسلام غافل تھے اسوجہ سے اس لڑائی مین آٹھ ہزار اہل اسلام شہید ہوے اور پانچ ہزار کفار مارے گئے جب نوشیروان اپنی بارگاہ مین جا کر تخت پر بیٹھا اور شنکاوہ بھی ایک دنگل پر بیٹھا اور جب دربار آراستہ ہوا اُسوقت شنکاوہ نے کہا اے شہنشاہ میرا دل چاہتا ہو کہ حمزۂ صاحبقران کو دیکھون مین نے اُنکی شجاعت و دلیری کی تعریف سُنی ہو بختک وغیرہ نے اُس سے کہا اے شنکاوہ امیر کو کیا دیکھو گے آجکل وہ عقابین پر قید ہین کثرت آلام سے پوست و استخوان ہمہ تن ہین شنکاوہ نے کہا مین تو حمزہ کو ضرور دیکھونگا آخر بلازم حکم نوشیروان سے امیر کو بارگاہ مین لائے امیر نے بہ آواز بلند کہا السلام علیکم سلام میرا اُس شخص پر ہو کہ جو خدا کو یکتا جانتا ہو اور ابراہیم علیہ السلام کو اپنا پیمبر جانتا ہو کسی نے جواب سلام نہ دیا شنکاوہ نے پوچھا امیر کو عقابین پر کیون قید کیا ہو بختک وغیرہ نے کہا وجہ اسکی یہ ہو کہ عیار حمزہ خواجہ عمرو ہو وہ نہایت کامل عیار ہو اُسکے خوف سے امیر کو اس حفاظت سے قید کیا ہو اور اگر اِسطرح امیر کو قید نہ کرتے تو ابتک عمرو حمزہ کو رہا کر کے لے جاتا علاوہ اِسکے سرداران لشکر حمزہ غیرت رستم اور رشک اسفندیار ہین اگر امیر عقابین پر قید نہ ہوتے تو وہ امیر کو ابتک رہا کر کے لیجاتے شنکاوہ نے تمام حال سُنکے کہا امیر کو بارگاہ سے لیجاؤ ملازم نوشیروان لے گئے اور عقابین پر قید کیا پھر شنکاوہ نے اپنے عیار زنگار سے کہا تو ابھی جا اور عیار حمزۂ صاحبقران کو گرفتار کر کے میرے پاس لے آ زنگار نے کہا عمرو کا گرفتار کرنا میرے نزدیک سہل ہو اسکی کیا لیاقت ہو کہ میرے دام مکر سے نکلجائے اتفاقاً اُسوقت خواجہ عمرو بھی دربار نوشیروان مین بشکل خدمتگار موجود تھے زنگار کی گفتگو سُنکے برہم ہوے اور دل مین کہنے لگے کہ یہ نالائق میرے گرفتار کرنے پر آمادہ ہو اسکی گوشمالی کرنا چاہیے یہ کہکر بارگاہ سے نکلکر جانب لشکر اسلام چلے اور اثناے راہ مین اپنی صورت مثل ایک عیار کے بنائی اور ایک جگہ ٹھہرے بارگاہ نوشیروان سے زنگار برائے گرفتاری خواجہ عمرو چلا جب قریب عمرو پہونچا عمرو نے اُسے سلام کیا اُسنے پوچھا تو کون ہو عمرو نے جواب دیا نام میرا ترید عیار ہو فرمانبردار عمرو کا ہون اسوقت چند سوداگر ترکستان سے آئے ہین اُنسے ایک کنیز خوبرو مین نے خریدی تھی عمرو نے تعریف حسن و جمال کنیز مذکور جو سُنی ہو مجھسے طلب کرتا ہو مین نے ہر چند اُس سے کہا ہو کہ اس کنیز سے مین نے عقد کر لیا ہو لیکن خواجہ عمرو بلاے روزگار ہو کہتا ہو کہ تجھ کو چاہیے اسوقت چالیس ہزار تومان دیکر عمرو نے وہ کنیز مجھسے بجبر و ظلم لے لی ہو مجھکو اسوقت رنج عظیم ہو اب تم بتاؤ کہان جاتے ہو زنگار نے یہ خیال کر کے کہ یہ دشمن عمرو وہ ہو کہا مین براے گرفتاری عمرو جاتا ہون ترید عیار نقلی نے کہا کہ اگر تم عمرو کو گرفتار کر کے کنیز مذکور کو میرے حوالے کر دو تو مین لات پرست ہو جاؤن اور شاگرد تو اسی وقت سے

تھا نا ہو گیا زنگار نے جواب دیا یہ کیسی شاگردی جبتک تم عمرو کا تن سر سے جدا کر کے روبرو نہ لاؤ گے اور ہم تمکو اپنے
ہاتھ سے مٹھائی نہ کھلاینگے اُسوقت تک تم ہمارے شاگرد نہیں ہو سکتے تردید عیار نے فی الفور اپنی کسوت عیاری سے مٹھائی
نکالی اور زنگار کو دی اُسنے کچھ مٹھائی اُٹھا کر کہا اے تردید منھ کھولو اور میرے ہاتھ سے مٹھائی کھاؤ تردید نے کہا پہلے آپ
کھائیے پھر مجھے کھلائیے آخر بعد حجت پہلے زنگار نے مٹھائی کھائی کھاتے ہی بیہوش ہو کر زمین پر گرا تردید نے نعرہ کیا میں
خواجہ عمرو ہوں بعد ازان رنگ و روغن نکالکر اپنی صورت زنگار کی شکل کے مانند بنائی اور اُسکی شکل اپنی صورت کے
مثل بنائی پھر اُسکو گرفتار کر کے پشتارہ اُسکا اُٹھا کر بارگاہ نوشیروان میں گئے اور شنگاوہ کے آگے پشتارہ رکھکر
کہا لیجیے میں عمرو کو گرفتار کر کے لایا شنگاوہ نے خوش ہو کر بختک اور نوشیروان وغیرہ سے کہا اسیوقت عمرو اور
حمزہ صاحبقران کو قتل کرداو خواجہ عمرو نے جو یہ کلام سُنا نہایت غصہ آیا اُسی عالم غیظ میں ایک حقہ لگا کر شنگاوہ
سے تاج لیکر نعرہ کر کے بارگاہ نوشیروان سے نکلے اور سوے لشکر اسلام روانہ ہوے ادھر شنگاوہ نے برہم ہو کر نوشیروان
سے کہا اے شہنشاہ میرے نام پر طبل جنگ بجوائیے خواجہ عمرو نے مجھے سر دربار ذلیل کیا ہے ایکدو اور سرداران لشکر حمزہ کو قتل
کرونگا نوشیروان نے طبل جنگ بجوایا ہرکارے جو امر جاسوسی پر مقرر تھے روبروے بادشاہ لشکر اسلام جلد تر حاضر
ہوے اور عرض کرنے لگے اے جہان پناہ اسوقت شنگاوہ نے اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا ہے باقی خیریت ہے بادشاہ لشکر
اسلام نے بھی نقارہ جنگی بجوایا دونون جانب تیاری جنگ ہونے لگی شنگاوہ نے اُس پشتارے کو کھولکر زنگار کو نکالا
جب وہ ہوشیار ہوا شنگاوہ نے کہا واہ واہ تم خوب عمرو کو گرفتار کر کے لائے عمرو ہی تمکو گرفتار کر کے یہان لے آیا
یہی بہتر ہوا اگر وہ تمکو قتل کر ڈالتا تو مفت تمھاری جان جاتی زنگار شرمندہ ہوا غرض بعد بجنے طبل جنگ نوشیروان
نے دربار برخاست کیا شنگاوہ وغیرہ سرداران لشکر اور امرا و وزرا اپنی اپنی بارگاہ اور خیام میں گئے جب صبح ہوئی
نوشیروان شنگاوہ کو اپنے ہمراہ لیکر مع جملہ فوج میدان کارزار میں آیا سلطان سعد بھی جملہ سرداران اور کل فوج
کو ہمراہ لیکر میدان مصاف میں آئے بعد درستی میدان مصاف اور صف آرائی کے نقیب اور کڑکیت دونون لشکرون
سے نکلے اور جوانون کو آمادۂ کارزار کر کے ہٹ گئے ابھی دونون لشکرون سے کوئی دلیر باہر نہ نکلا تھا کہ سوے
صحرا غبار خفیف بلند ہوا اور ایک سوار سیاہ پوش نقابدار ظاہر ہوا ہمراہ اُسکے ایک پیادہ تھا اُسنے سامنے
عقابین کے آکر امیر کو بعد ادب سلام کیا بعد ازان جانب نبردگاہ آیا لشکر نوشیروان سے شنگاوہ نکلا اور بیچ
میدان میں آکر ہمرو مبارز طلب کیا نقابدار سیاہ پوش مذکور نے آگے بڑھکر دلیرانہ اُس سے مقابلہ کیا شنگاوہ نے نیزہ
مارا نقابدار نے وار روک کر بند نیزہ ایسا باندھا کہ نیزے کو اُسکے ہاتھ سے نکال لیا اہل اسلام خوش ہوے شنگاوہ نے
برہم ہو کر تیغہ جہل مین کھینچکر خبردار خبردار کہکر سر نقابدار پر لگایا نقابدار نے وار تیغ کا خالی دیکر ایسی تلوار اُسکی کمر پر لگائی
کہ دو ٹکڑے ہو کر گینڈے سے بروے خاک گرا نوشیروان نے یہ حال دیکھکر طبل بازگشت بجوایا اور میدان کارزار سے
چلا گیا نقابدار سیاہ پوش نے اہل اسلام سے مخاطب ہو کر باواز بلند کہا کہ اے بادشاہ لشکر اسلام و اے سرداران لشکر
اسلام مجھکو معلوم ہوتا ہے کہ تم جانین اپنی عزیز رکھتے ہو اور حمزہ کو قید سے رہا نہیں کرتے ہو یہ کہکر سوے صحرا چلا گیا
عمرو نے اور دیگر سردارون نے پکارا کہ اے نقابدار ذرا ٹھہر جا لیکن سوار نقابدار نے توقف نہ کیا اور سوے صحرا جا کر نظر سے
غائب ہوا بادشاہ لشکر اسلام میدان کارزار سے فرودگاہ لشکر پر آئے داخل بارگاہ ہوے جب وقت شب دربار آراستہ ہوا
سلطان سعد نے فرمایا نہیں معلوم یہ نقابدار کون تھا سردارون نے عرض کیا بظاہر اور یقیناً معلوم ہوتا ہے کہ ہم سب اہل اسلام کا
خیرخواہ اور دوست تھا یہان تو دربار میں سرداران لشکر سلطان سے باتین کر رہے تھے ناگاہ ادھر نوشیروان نے بنام فرامرز بن قارن

طبل جنگ بجوایا سلطان سعد نے خبر نواخت طبل جنگ سُنکے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی نقارہ جنگی پر چوب لگائی جائے
بموجب حکم ملازمون نے نقارہ حربی بجایا خواجہ عمرو نے بعد نقارہ حربی بجنے کے خیال کیا کہ امیر کی خدمت مین چلنا چاہیے یہ
خیال کرکے لشکر سے نکلکر ایک زن خوبرو کی شکل بنکر عطر بیہوشی سراپا اپنے لباس پر تکلف و رنگین پر لگایا اور اپنی ناک مین زعفرانی
کی روئی رکھکر پھر ایک تھال مین تھوڑا میٹھا رکھا اور چوبک اس تھال مین روشن کی بعد ازین تھال کو اپنے ہاتھ پر رکھکر جانب
لشکر نوشیروان روانہ ہوے قریب نصف شب کے لشکر نوشیروان مین پہونچے دیکھا چارسو ملازم نوشیروان گرد عقابین
پھر رہے ہین حفاظت لشکر نوشیروان اور حمزہ صاحبقران کی کررہے ہین اُنھون نے جو دیکھا کہ ایک نازنین مہجبین بلباس
رنگین اور زیور طلا و نقرہ سراپا پہنے ہوے تھال ہاتھ پر رکھے ہوے چلی آتی ہے صداے خلخال پاے نازنین سُنکر اور روے
زیباے زن مذکور دیکھکر وہ سب بیتاب ہوے ایک نے اُنمین سے کسی نے کہا لو بھائی ہماری تو مراد آئی آج کی رات بعیش
عیش بسر ہوگی اُسنے جواب دیا حلوا خوردن را روے باید بھلا تم کیا عیش کروگے ہمارے واسطے خدا و ندلات نے بھیجا
بھیجا ہے اسیطرح باہم سب جوان مشتاق و طلبگار نازنین مذکور ہوے جب وہ نازنین اُنکے درمیان مین پہونچی بہ ناز و ادا بولی کہ
میرا شوہر آج سفر سے آیا ہے مین نے مراد مانی تھی کہ جب خاوند میرا پردیس سے آئیگا قیدی کو مٹھائی کھلاؤنگی بس تم یہ میٹھا
اُس قیدی کو جو بالاے عقابین قید ہے کھلادو جوانون نے ہنسکر کہا اگر ہم تمھارے کہنے کے بموجب اِس قیدی کو یہ میٹھا کھلادین
تو کچھ ہمسے بھی سلوک کروگی نازنین نے جواب دیا یہ باتین اور کسی زن بازاری سے کرو مین صاحب عصمت ہون یہ کہکر تھال رکھا اور
قصد کیا کہ میٹھا نکالکر تھال سے رکھدے اور چلی جائے لیکن جوانون نے چارجانب سے گھیر لیا خوشبوے عطر بیہوشی جو انکے
دماغ مین پہونچی سب کو دفعتہً چھینکین آئین اور بیہوش ہوکر زمین پر گرے خواجہ نے تھال اور میٹھا نذر زنبیل کیا اور خیمۂ
مہلال عاد کی طرف روانہ ہوے اِسوقت مہلال عاد لشکر نوشیروان کے گرد پھرتے پھرتے تھک کر اپنے خیمے مین
گیا تھا اور بالاے فرش خواب لیٹ کے سو گیا تھا یکایک عالم خواب مین اُسنے دیکھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تشریف
لائے اور کہا اے مہلال تو مسلمان ہوجا اپنے دین کو ترک کر خالق کون و مکان کو سجدہ کر سعادت کونین حاصل کر مہلال نے
عالم خواب مین کہا یا حضرت پھر آپ ہی مجھکو مسلمان کیجیے حضرت ابراہیم نے کلمہ پڑھاکر اُسے مسلمان کیا اور فرمایا خواجہ عمرو
آتا ہوگا جو کچھ وہ کہے منظور کرنا یہ فرماکر حضرت ابراہیم تو نظر مہلال سے پنہان ہوے مہلال بیدار ہوا اور خیال کرنے لگا
آج کی شب تیرا طالع یہ تھا اور تو سو رہا اور عالم خواب مین مسلمان ہوا اگر یہ خبر نوشیروان کو ہوگی کہ مہلال عاد نے حفاظت
لشکر اور محافظت حمزہ صاحبقران نہین کی اور اپنے خیمے مین جاکر سو رہا تو وہ مجھے بڑی سزاے سخت دیگا یہ خیال کرکے
چاہتا تھا کہ اُٹھے اور بہر حفاظت لشکر خیمے سے نکلکر جائے ناگاہ دیکھا اُسنے کہ ایک زن خوبرو خیمے مین آئی مہلال نے
اُسے دیکھکر آنکھین بندکر لین اور خیال کیا کہ اگر بموجب ارشاد حضرت ابراہیم علیہ السلام یہ خواجہ عمرو ہین تو زر و مال جو
اِس خیمے مین ہے لوٹ لین گے اور اگر خواجہ نہین ہین فی الحقیقت کوئی عورت ہی ہے تو مال و اسباب نہ اُٹھائیگی مہلال بھی
یہ خیال کر رہا تھا کہ وہ زن خوبرو بالین مہلال آکر ٹھہری اور نے نکالکر اُسمین بیہوشی رکھکر سوراخ بینی مہلال کے قریب لگائی
مہلال جاگتا تو تھا ہی فوراً دست نازنین پر ہاتھ ڈالا اور اسکا ہاتھ پکڑکر فرش خواب سے اُٹھکر پوچھنے لگا سچ بتا تو کون ہے اگر
عمرو ہے تو چھوڑ دونگا کیونکہ ابھی عالم خواب مین حضرت ابراہیمؑ نے مجھے مسلمان کیا ہے اور اگر تو اور کوئی ہے تو ابھی قتل کرونگا
زن خوبرو نے کہا اے مہلال سچ تو یہ ہے کہ مین عمرو ہون چاہتا ہون کہ تمھاری شکل بنکر حمزہ کے پاس جاؤن اور کچھ اُنسے باتین
کرون مہلال نے کہا بسم اللہ آپ جائیے اور مجھے اپنا فرمانبردار جانیے مین مسلمان ہوچکا ہون یہ سُنکر عمرو نے اُسے گلے لگایا
اور فوراً اپنی صورت بشکل مہلال بنائی مہلال تو اپنے پلنگ کے نیچے مخفی ہوا خواجہ خیمے سے نکلکر زیر عقابین گئے

اور اُن چار سو آدمیونکو ہوشیار کیا اور کہا تم کیون سو رہے اُنھون نے کہا بیشک ہمسے خطا ہوئی جھلال نقلی نے کہا جاؤ
لشکر کی حفاظت کرو مین حمزہ کو دیکھنے جاتا ہون کہ وہ عقابین پر ہین یا نہین وہ تو اُدھر روانہ ہوے جھلال نقلی عقابین
پر گیا حمزہ کو ہوشیار کیا اور کہا مین عمرو ہون پھر شربت حیات زنبیل سے نکالا اور حمزہ کو پلایا یہ شربت حیات خواجہ بزرجمہر
نے تیار کر کے اسواسطے عمرو کو دیا ہے کہ وہ حمزہ کو پلا دیا کرے تاکہ اس شربت سے حمزہ کو قوت ہو اور حیات باقی رہے
اور بول و براز بھی نہو ہر چند کہ قبل اسکے لکھا گیا ہے کہ حال شربت پلانے کا مندرج نہ کیا جائیگا لیکن بضرورت جا بجا
لکھا گیا اور اس جگہ بھی تحریر ہوا ہے بعد شربت پلانے کے حال جھلال جادو کے مسلمان ہونیکا اور احوال نقابدار سیاہ پوش
کا بیان کیا حمزہ حال جھلال سنکر خوش ہوے اور نقابدار سیاہ پوش کے بارے مین فرمایا اے خواجہ عمرو مین نے دیکھا
ہے بڑی دلیری سے اُسنے تنتکاوہ کو مارا ہے مین تو اُسکی جرأت پر وجد کرنے لگا خواجہ امیر سے باتین کر کے عقابین پر سے
جنگ کرنے لگے امیر باتوقیر سے عرض کیا اگر آپ فرمائین تو مین آپکو زنبیل مین ڈالکر لشکر اسلام مین لیچلون امیر نے فرمایا مجھکو
زنبیل مین جا کر رہا ہونا منظور نہین ہے جب خدا چاہیگا رہا ہو جاؤنگا خواجہ عمرو یہ سنکر عقابین پر سے اُترے اور جھلال کے
خیمے مین گئے اور اُس سے رخصت ہو کر جانب لشکر اسلام روانہ ہوے بعد جانے خواجہ کے جھلال قریب صبح اپنے خیمے
سے نکلا اُن چار سو جوانون نے باہم کہا کہ ایک جھلال پہلے حمزہ کے پاس گیا پھر ابھی سوے لشکر اسلام روانہ ہوا یہ دوسرا
جھلال اب خیمے سے نکلا ہے اسمین کچھ بھید ہے اور کوئی فتور ہے اسکو گرفتار کرنا چاہیے یہ تقریر باہم کر کے جھلال کو گرفتار کیا
جب نوشیروان محلسرا سے برآمد ہوا وزرا امرا وغیرہ نے بصد ادب سلام کیا بادشاہ تخت پر سوار ہوا کل مردان لشکر
مسلح ہوے ابھی تو وہ جانب جنگاہ روانہ نہوا تھا کہ وہ چار سو جوان جھلال کو گرفتار کیے ہوے روبروے
نوشیروان آئے اور تمام حال شب گذشتہ کا بیان کیا جھلال نے کہا اے شہنشاہ یہ سب دروغگو ہین محض عداوت سے
اُنھون نے مجھے گرفتار کیا ہے اگر آپ انصاف نکیجیے گا تو مین اپنے تئین ہلاک کرونگا نوشیروان نے اُن جوانونکو سخت و
سُست کہکر جھلال کو رہا کر دیا اور خلعت و انعام دیکر کہا مین جانتا ہون تو میرا خیر خواہ ہے ہمیشہ تو حمزہ کی حفاظت کیا کر یہ
کہکر سمت عرصۂ مصاف روانہ ہوا اور میدان جنگ مین جا کر صف آرا ہوا سلطان سعد بھی لشکر لیکر میدان جنگ مین آئے
بعد درستی عرصۂ نبرد صف آرا ہوے پھر نقیب و چرکیت دونون لشکر وضے نکلے اور جوانان ہر دو لشکر کو لڑنے پر آمادہ کر کے
میدان جنگ سے ہٹ گئے فرامرز بن قارن نوشیروان سے اجازت جنگ لیکر میدان مین آیا اور باواز بلند مبارز طلب
کیا لشکر اسلام سے مالک اژدر سلطان سعد سے اذن جنگ لیکر میدان مین نکلا فرامرز نے مالک کو دیکھکر کہا اے کانے اپنی دوسری
آنکھ نہین دکھاتا پٹی آنکھ پر کیون باندھے ہے مالک نے زر تار پٹی اپنی آنکھ سے کھولکر کہا او کور چشم دیکھ یہ کہکر اُسکے گھوڑیکو
دیکھا اور گھوڑے نے جو فرامرز کے مالک کی آنکھ پر نظر کی بیقرار ہو کر میدان جنگ سے بھاگا تاب نہ لا سکا ہر چند
فرامرز نے مرکب کو روکا مگر بوجہ خوف کے نہ رُکا اُسوقت فرامرز نے کہا اے مالک مین نے تمھاری آنکھ کا ادنی اثر دیکھا
اب تمکو اپنے خدا کی قسم پٹی آنکھ پر باندھ لو مالک نے بوجہ قسم دینے کے پھر پٹی باندھ لی فرامرز بہزار خرابی اپنے
مرکب کو میدان مین لایا اور تیغہ کھینچکر سر مالک پر لگایا مالک نے سپر اُٹھائی ناگاہ مالک کے مرکب نے
سکندری کھائی اور خود بھی سر مالک سے سرک گیا جبتک مالک فرس کو سنبھالے تیغہ سر پر پڑا تا دو ابرو اُتر آیا
مالک نے دستانہ مارا تیغہ سر سے نکلگیا مگر خون جاری ہوا اسوقت فرامرز نے ارادہ کیا کہ مالک کا سر کاٹ لون کہ بہرام گرد
بن خاقان چین صف لشکر سے جلد نکلکر میدان مین آیا مالک کو لشکر مین بھیجا اور خود فرامرز سے مقابلہ کیا فرامرز نے
سر بہرام پر بھی تیغہ مارا بہرام گرد نے تیغہ سپر پر روکا پھر بہرام گرد نے شمشیر آبدار سر فرامرز پر لگائی اُسنے بھی تلوار بہرام

کی سپر پر روکی اسیطرح شام تک باہم جنگ ہوئی وقت غروب آفتاب قرامرز نے بعد غضب تیغہ سر بہرام پر مارا بہرام نے
سپر اٹھا کر چاہا کہ تیغے کو سپر پر روکوں ستارہ جو اہل اسلام کا بدی پر تھا پایہ مرکب بہرام موشخانے میں جا کر رہا گھوڑا
بہرام کا مائل بہ پستی ہوا تیغہ سر پر پڑگیا سر بہرام پر زخم کاری لگا بہرام نے اُسیوقت دستانہ مارا تیغہ نکل گیا لہو
زخم سے بہنے لگا چونکہ اسوقت شام ہوگئی تھی نوشیروان طبل بازگشت بجوا کر قرامرز کو ہمراہ لیے ہوئے بخوشی
وخرمی اپنی بارگاہ کیطرف گیا ادھر بادشاہ لشکر اسلام محزون وغمناک اپنی بارگاہ کیطرف چلے جب اپنی بارگاہ
مین پہونچے اور جملہ سرداربارگاہ سلیمانی مین آکر بیٹھے اُسوقت بادشاہ لشکر اسلام نے خواجہ بزرجمہر کیطرف مخاطب ہوکر
فرمایا ای خواجہ بزرجمہر سُنا آپ نے اور دیکھا آپنے کہ قرامرز نابکار نے آج مالک وبہرام کو زخمی کیا اُسکی تو یہ لیاقت
نہین ہے کہ ایسے بہادرونکو ہنگام جنگ زخمی کرے لیکن بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ آجکل اہل اسلام کا ستارہ برا ہے اور دن
اچھے نہین ہین کہ ادنیٰ اعلیٰ پر غالب ہوتا ہے خواجہ بزرجمہر نے بعد فکر کچھ شمار کرکے جواب دیا ای بادشاہ لشکر اسلام مجھکو
علم رمل اور گردش سیارگان سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جسطرح قرامرز سرداران لشکر اسلام کو زخمی کریگا جو اس سے
لڑیگا زخمی ہوگا کیونکہ فی زمانناآپ صاحبون کا ستارہ ناقص ہے اور نوشیروان اور قرامرز کا ستارہ اچھا ہے جبتک
بیرفرخاری نہ آئیگا یہی حال رہیگا اور صاحبقران رہا ہونگے یہان خواجہ بزرجمہر یہ کہتے ہین اور نوشیروان وہان اپنی بارگاہ مین گیا

داستان متواتر طبل جنگ بجوانا نوشیروان کا اور پے در پے آنا سرداران لشکر اسلام اور طبعیان نوشیروان کا
اور زخمی ہونا سرداران لشکر اسلام کا دست قرامرز بن قارن عدوی سے مع حال دیگر بیان کی جاتی ہے

پلا ساقیا مجھکو اب وہ شراب ۔ کہ ہے میکدے میں جو ہو لاجواب
مراد دل ہے اسوقت بیقرار ۔ خبر ہے کہ آیا ہے وقت خمار
مراد دل ہے اسدم نہایت ملول ۔ پلا جو تو ہوئے مسرت حصول
پلا جلد تر بادۂ لالہ رنگ ۔ لکھونگا میں اب نشے میں حال جنگ
کرونگا رقم خوب حال جدال ۔ جو تو مجھکو دیگا مے بیمثال

راویان عالی طبیعت اس داستان نادر کو اسطرح بیان
کرتے ہین کہ جب نوشیروان میدان رزم سے جاکر اپنی بارگاہ مین داخل ہوا اور دربار آراستہ ہوا جملہ سرداران لشکر
دربار مین آکر علی قدر مراتب بیٹھے اسدم نوشیروان نے قرامرز کی تعریف کی اور کہا سرداران لشکر اسلام کو آج کمال
رنج ہوا ہوگا کیونکہ مالک اور بہرام نامی سردار بخوبی زخمی ہوئے ہین قرامرز نے عرض کیا ای شہنشاہ آج پھر آپ میرے
نام پر طبل جنگ بجوائیے کل ہنگام سحر جو ہر میری تیغ تیز کے دیکھیے اگر اقبال شہنشاہ شامل حال ہوا تو کل آفت برپا کرونگا
جو مجھسے لڑیگا اُسے قتل یا زخمی کرونگا نوشیروان نے خوش ہوکر حکم دیا کہ اسیوقت طبل جنگ بجایا جائے بموجب حکم
نقارۂ رزمی پر ملازمون نے چوب لگائی صدائے نقارۂ حربی بلند ہوئی ہرکارے لشکر اسلام کے بصد عجلت خبر نوبت
طبل جنگ لیکر روبروے بادشاہ لشکر اسلام آئے اور حسب ادب اسطرح عرض کرنے لگے نظم ایکہ از اندیشہ عدل علاالدین حق
برنفس بندہ رہ غازی اسرار گل ۔ از دماغ باغ سیمیش رود صد سیل خون ۔ گرد آب چشمہ تیغت شود نہ دار گل ۔ گر زراہ کوے
خصمت رو بگلزار آورد ۔ گردد از فیض نسیم صبحدم بیزار گل ۔ در بپا و روے اعدائے تو گل بر سر زنند ۔ رنگ نیلوفر بر آرد ہم
سر دستار گل ۔ ظل اللہ کا فزون تر اقبال ہو سر بد اندیش ہمیشہ پامال ہو اسوقت نوشیروان نے بنام قرامرز بن
قارن طبل جنگ بجوایا ہے ارادہ اُسکا ہے کہ ہنگام سحر میدان نبرد مین آکر آتش کینہ وعناد کو مشتعل کرے باقی
خیر وعافیت ہے بادشاہ لشکر اسلام نے فرمایا ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگ بجایا جائے جو منظور خدا ہوگا ہنگام
سحر اُسکا ظہور ہوگا ہرکارے یہ سُنکے بیرون بارگاہ آئے اور حکم بادشاہ سے قلاب چینی اور کباب چینی کو
آگاہ کیا اس اثنا میں خواجہ عمرو بھی آئے غرض نقارۂ سکندری پر چوب لگائی گئی اہل اسلام آگاہ ہوئے تیاری

جنگ مین مصروف ہوے بعد طبل جنگ بجنے کے بادشاہ لشکر اسلام نے دربار برخاست کیا سرداران لشکر وغیرہ
بارگاہ سے باہر آئے اور اپنی اپنی بارگاہ اور خیمے مین گئے جب صبح ہوئی ادھر سے نوشیروان مع سپاہ کثیر میدان
نبرد مین آیا اُس جانب سے سلطان سعد مع لشکر فراوان میدان رزم مین پہونچے بعد صف آرائی جانبین
نقیبان خوش گلو نے میدان مین آکر جوانان لشکر جانبین کو آمادہ جنگ و جدال کیا جب نقیب میدان نبرد سے
چلے گئے فرامرز بن قارن صف لشکر سے نکلکر میدان جدال مین آیا اور مبارز طلب کیا مرزبان براے مقابلہ
نکلا جب قریب آیا فرامرز نے تیغہ کھینچکر اُسکے سر پر لگایا ہرچند مرزبان نے سپر اُٹھائی مگر تیغہ اتفاقاً سپر پر پڑا کا
سر پر جو پڑا تا دو ابرو اُتر آیا مرزبان نے دستانہ مارا تیغہ تو سر سے نکلگیا مگر مرزبان لہو مین نہاگیا جمہور
جہانسوز طرطوس تبرزن یہ حال دیکھکر بادشاہ لشکر اسلام سے اجازت لیکر فوراً بمقابلہ فرامرز گیا
مرزبان لشکر اسلام مین زخمی ہوکر چلا آیا فرامرز نے سر شاہزادہ طرطوس تبرزن پر بھی تیغہ خون آلودکا وار کیا
شاہزادہ مذکور نے سپر اُٹھائی ناگاہ گھوڑے نے سکندری کھائی ہاتھ کو اُسی عالم مین لغزش ہوئی جبتک شاہزادہ
فرس کو سنبھالے تیغہ سر پر لگیا اور دو اُنگل سر مین در آیا شاہزادے نے دستانہ مارا تیغہ سر سے نکل گیا فرامرز نے
پھر ارادہ تیغہ لگانے کا کیا فرہاد دیکضربی براے مقابلہ نکلا فرامرز نے فرہاد دیکضربی کو مثل شاہزادہ طرطوس تبرزن
زخمی کیا اگر احوال جنگ سرداران لشکر اسلام مفصل تحریر کیا جائے تو از حد طول ہو لہذا بموجب ارشاد بسبیل اختصار
لکھا جاتا ہے کہ اسی طور سے ایک نہ ایک صورت سے سات روز کی مدت مین اکتالیس سرداران لشکر اسلام کو فرامرز
نے زخمی کیا آٹھوین روز جب فرامرز بن قارن نے میدان مین آکر مبارز طلب کیا ہنوز لشکر اسلام سے کوئی
دلیر براے مقابلہ فرامرز نہ نکلا تھا کہ سوے دشت غبار بلند ہوا مردمان ہر دو لشکر اور فرامرز بن قارن و جملہ
لشکری جانب غبار دیکھنے لگے عمرو براے دریافت خبر لشکر سے نکلکر روانہ ہوا جب وہ غبار ہوا سے دفع ہوا خواجہ
عمرو و جملہ مردمان لشکر نے دیکھا کہ اول آٹھ بہادر و جرار و ہتور شعار گھوڑون پر سوار نظر آئے بعدہ دیکھا ایک بہت
بڑا صندوق ہے اُسمین بطور بگھی کے چھ گھوڑے یکے بعد دیگرے با ساز نادر و نفیس جتے ہوے ہین اس صندوق کو
کھینچتے ہوے لاتے ہین صندوق مین ایک شخص سر منڈا صندوق سے سر لگاے ہوے بیٹھا ہے پس پشت اسکے فوج
کثیر ہے اور صورت اس صاحب صندوق کی وحشیانہ ہے عمرو نے اسکو دیکھکر پہچانا اور اُسکے قریب جاکر کہا اے الجوب خان
ششش گزی آگاہ ہو کہ وہ امیر بالاے عقاب مین قید ہین یہ لشکر نوشیروان ہے اور اُسطرف لشکر اسلام ہے اور یہ شخص جو
درمیان میدان کھڑا ہے نام اُسکا فرامرز ہے بیٹا قارن کا ہے اِسنے سات روز کی مدت مین اکتالیس سرداران نامی
زخمی کیے ہین آج پھر آمادہ جنگ ہے الجوب خان ششش گزی نے زیر عقاب مین پہونچکر پہلے امیر کو سلام کیا پھر لشکر اسلام
مین آیا اول بادشاہ اسلام کی خدمت مین جاکر شرایط تسلیم بجا لایا اور پاے تخت کا بصد ادب بوسہ لیا بعد ازان ہر دار
سے ملکر اُسی صندوق مین بیٹھکر بگھی کو آگے بڑھا کر میدان مین گیا اور سامنے فرامرز کے اُس بگھی کو روک کر کھڑا ہوا
فرامرز بن قارن اُسکی شکل و صورت پر نظر کرکے بے اختیار ہنسا اور بنجنگ سے مخاطب ہوکر کہنے لگا یہ شخص مسخرا ہے
عجیب و غریب اسکی صورت ہے اور نئے طرز سے مقابلہ کرنے آیا ہے بنجنگ نے جواب دیا اے فرامرز بن قارن آگاہ ہو
کہ یہ وہ سردار لشکر حمزہ صاحبقران ہے کہ جسنے قبل مسلمان ہونے کے جملہ سرداران لشکر حمزہ کو زخمی کیا تھا اور
خود حمزہ کو بھی زخمی کیا تھا خواجہ عمرو نے اُسی قسم کی ایک بگھی بناکر اور صندوق مین بیٹھکر اس سے مقابلہ کیا تھا
آخرکار اسکو گرفتار کیا تھا اور یہ مسلمان ہوا تھا اسکو مسخرہ تصور نہ کر یہ بڑا بہادر ہے مین اسکو خوب جانتا ہون

نام اسکا الجوب خان ششش گرزی ہو اور اسکے طریقہ جنگ سے بھی ماہر ہون یہ ہنگام جنگ حریف کے گرد مرکبون کو
گردش دیتا ہو مرکب کل کے زور سے گھومتے ہین وقت گردش دینے مرکبون کے غبار بلند ہوتا ہو پھر ایک آئینہ حریف
کے چہرے کے مقابل دفعتہً آجاتا ہو تمازت آفتاب جو اُس آئینہ پر پڑتی ہو اور وہ آئینہ مقابل روے دشمن ہوتا ہو
اسوجہ سے آنکھین حریف کی تاب نہ لا کر بند ہو جاتی ہین اُسیوقت یہ بہادر صندوق سے جست کرکے پاشنے کنپٹیون
پر حریف کے مارتا ہو حریف کی کنپٹیان ایسی زخمی ہوتی ہین کہ بالاے زمین گرکر ہلاک ہو جاتا ہو اگر زخم کاری نہین
لگتا ہو تو ہلاک نہین ہوتا ہو بس ذرا الجوب خان ششش گرزی سے بہ ہوشیاری مقابلہ کرنا آئینہ کے عکس سے
اور اسکی پاشنہ لگانے سے بچنا فرامرز بن قارن نے یہ تقریر بختک کی سُنکے تیر جلد کمان مین رکھکر تاک کر گلوے
الجوب خان پر لگایا الجوب خان نے سر اپنا صندوق مین نہان کیا پھر اصندوق کا برابر آگیا تیر نے خطا کی
پھر الجوب خان نے کل موڑی گھوڑے گرد فرامرز بن قارن کے گردش کرنے لگے غبار بلند ہوا ناگاہ آئینہ عیان
ہوا فرامرز نے آنکھین اپنی فوراً بند کرلین اس اثنا مین الجوب خان نے جست کرکے پاشنہ ماری چونکہ قبل اسکے
بختک نے فرامرز کو آگاہ کردیا تھا فرامرز نے سر اپنا جھکایا پاشنے پڑے تو مگر زخم کاری و مہلک نہ لگا بعد پاشنہ مارنے کے
الجوب خان پھر صندوق مین گیا اور بعد تھوڑی دیر کے اسیطرح پھر صندوق سے جست کرکے نکلا چاہتا تھا کہ پاشنہ مارے
فرامرز نے برہم ہوکر دونون ہاتھ بلند کرکے دونون پانون الجوب خان کے پکڑکے بقوت تمام کھینچ لیا جب الجوب خان
زمین پر گرا فرامرز نے گرفتار کرکے ارادہ قتل کرنیکا کیا خواجہ عمرو نے بیتاب ہوکر میدان مین جاکر باواز بلند کہا اے فرامرز اگر
تو نے الجوب خان کو قتل کیا تو سمجھ لینا کہ تجھکو اور نوشیروان کو آج ہی کسی نہ کسی طرح مار ڈالونگا بڑا فتور و فساد برپا
کرونگا نوشیروان اور بختک نے تقریر خواجہ عمرو جوسنی خائف ہوکر بیتابانہ کہا اے فرامرز خبردار الجوب خان کو قتل
نہ کرنا ورنہ عمرو تمھین ضرور مار ڈالیگا اور قیامت برپا کریگا فرامرز بن قارن نے تلوار اُٹھائی تھی مگر نوشیروان کے
کہنے سے ہاتھ روکا نوشیروان نے حکم دیا کہ الجوب خان کو ایک قفس آہنی مین بند کرکے عقابین پر برابر صاحبقران
کے لٹکا دو ملازمون نے بموجب حکم ایسا ہی کیا چونکہ قارن کسیقدر زخمی تھا نوشیروان نے طبل بازگشت بجوایا اہل
اسلام محزون و ملول ہمراہ سلطان سعد جانب فرودگاہ گئے اور نوشیروان اپنی بارگاہ کیطرف روانہ ہوا جب اپنی
بارگاہ مین پہونچا ہنگام شب پھر طبل جنگ بجوایا بادشاہ لشکر اسلام نے بھی خبر نواخت طبل جنگ سُنکے نقارہ حربی بجوایا
رات بھر تیاری جنگ کی ہوئی ہنگام سحر پھر دونون لشکر میدان مین آئے اور صف آرا ہوے نقیبان و کڑکیت
جوانان لشکر کو آمادہ حرب کرکے چلے گئے ہنوز دونون لشکرون سے کوئی دلیر و جوانمرد نہ نکلا تھا کہ جانب صحرا سے نقابدار
سیاہ پوش لشکر اسلام کیطرف آیا لشکر نوشیروان سے فرامرز بن قارن پٹی باندھے ہوے زخم پر باہر نکلا اور مبارز طلب
کیا نقابدار سیاہ پوش نے اُس سے مقابلہ کیا تا شام باہم جنگ ہوئی وقت شام نقابدار سیاہ پوش بھی فرامرز کے ہاتھ سے
زخمی ہوا اور سوے صحرا چلا گیا نوشیروان نے طبل بازگشت بجوایا دونون لشکر جانب فرودگاہ اور قیامگاہ لشکر روانہ
ہوے ہنگام شب نوشیروان نے پھر طبل جنگ بجوایا لشکر اسلام مین بھی نقارہ سکندری بحکم سلطان سعد ملازمون
نے چوب لگائی تیاری لڑائی کی ہونے لگی جب سحر ہوئی پھر دو دریاے لشکر میدان مصاف مین موجزن ہوے پھر دو
جانب صف آرائی ہوئی جسوقت نقیب اور کڑکیت لشکریون کو آمادہ جدال و قتال کرکے میدان نبرد سے جب ہٹ گئے
فرامرز بن قارن لشکر سے نکلکر میدان مین آیا اور پکارا اے گروہ لشکر اسلام آج تم مین سے کون کون شخص میرے
تیغ آبدار کے جوہر دیکھے گا کون بہادر مجھ سے مقابلہ کرے گا ابھی فرامرز بن قارن عدنی یہ کہہ ہی رہا تھا کہ یمن سے

سلطان سعد سے اجازت جنگ لی اور لشکر سے نکلکر فرامرز کے سامنے گیا فرامرز نے نعرہ کرکے تیغہ آبدار سر
بہمن پر لگایا بہمن نے سپر فراخ دامن اُٹھاکر ضرب تیغ سے سر کو تو بچایا لیکن تیغہ جو گردن پر فرس کی گرا گردن مرکب کی
قلم ہوئی بہمن گھوڑے سے کودا اسیوقت بعجلت فرامرز نے سر بہمن پر تیغہ مارا سر بہمن کا زخمی ہوا بہمن نے دستانہ مارا
تیغہ سر سے نکل گیا مگر خون سر سے جاری ہوا یہ حال دیکھکر بہرام شترخوار سلطان سعد سے اجازت لیکر میدان مین
گیا اور بہمن کو لشکر مین روانہ کرکے فرامرز سے مقابلہ کیا فرامرز نے تیغہ مارا بہرام شترخوار نے دلیرانہ سپر پر روکا پیشسر
بہرام مذکور نے شمشیر آبدار سر فرامرز بن قارن پر لگائی فرامرز نے بھی تلوار بہرام کی سپر پر روکی اسی طرح تا دیر
جنگ ہوئی آخر فرامرز نے غضبناک ہوکر تیغہ سر بہرام شترخوار پر لگایا بہرام نے سپر اُٹھائی تھی کہ ناگاہ گھوڑے نے
سکندری کھائی بہرام گھوڑے کے سنبھالنے مین مصروف ہوا تیغہ سر پر پڑ گیا اور تا دوابرو اُتر آیا بہرام شترخوار نے
دستانہ مارا تیغہ سر سے نکل گیا بعد زخمی ہونے کے بہرام شترخوار میدان سے لشکر اسلام مین چلا گیا اور مقابلہ نکیا کیونکہ بوجہ
زخم کاری کے طاقت مقابلہ نہ تھی غرض بعد زخمی ہونے بہرام شترخوار کے فرامرز نے پھر مبارز طلب کیا اسوقت لشکر اسلام
سے ہنوز کوئی نہ نکلا تھا کہ سوے صحرا غبار عظیم بلند ہوا تنجک اور فرامرز وغیرہ سوے غبار دیکھنے لگے خواجہ برائے
دریافت خبر روانہ ہوے جب غبار ہوا سے دفع ہوا سب نے دیکھا کہ ایک جوان نہایت خوبرو اور قوی ہیکل بالاے فرس
سوار ہے اور ایک بادشاہ مسن بھی ایک تخت پر سوار ہے پانچ لاکھ سوار ہمراہ رکاب ہین اہل اسلام نے اس جوان اور
بادشاہ کو دیکھکر پہچانا کہ ہلال شاہ اور شاہزادہ فرامرز لشکر کثیر لیے آئے ہین واضح ہو کہ اثناے راہ مین فرامرز اپنے پدر
کے ہمراہ ہوکر اب یہان آیا ہے غرض ادھر عمرو نے برابر ہلال شاہ کے پہونچکر حال حمزہ اور کیفیت لشکر بیان کی ہلال شاہ
اور فرامرز نے تخت اور مرکب سے اُترکر سامنے عقابین کے برائے تسلیم سر جھکائے صاحبقران نے عقابین پر سے ملاحظہ
کیا بعد آداب و تسلیم بجالانے کے ہلال شاہ اور فرامرز سوار ہوکر لشکر اسلام مین آئے اور سلطان سعد کے
روبرو جاکر لوازم بندگی بجالائے بعد ازان سرداران لشکر اسلام سے ملے پھر فرامرز مغربی نے سلطان سعد سے
اجازت کارزار لیکر میدان مین جاکر فرامرز بن قارن سے مقابلہ کیا ہرچند کہ فرامرز نے قسم کھائی تھی کہ اہل اسلام
سے جنگ نیزہ نہ کرونگا مگر اسوقت فرامرز کے دل مین آیا کہ اس جوان کو نیزے سے ہلاک کرون یہ تجویز کرکے نیزہ
اُٹھاکر گردش دیکر سینہ فرامرز پر لگایا فرامرز نے بفنون سپہ گری فوراً ہاتھ بڑھاکر گھوڑے کو مہمیز کرکے درمیان
نیزے پر ہاتھ ڈالا ادھر فرامرز بن قارن عدنی نے زور کیا ادھر فرامرز مغربی نے زور کیا آخر فرامرز مغربی نے
نیزہ اُسکے ہاتھ سے چھین لیا فرامرز بن قارن عدنی نے غضبناک ہوکر گرز گرانبار اُٹھاکر دونون رکابون پر
قدم جماکر اور کھڑے ہوکر گرز کو گردش دیکر سر فرامرز مغربی پر لگایا فرامرز مغربی نے دست راست کو بڑھایا اور
کلہ گرز پر ہاتھ ڈالکر اس زور سے جھٹکا دیا کہ اگر فرامرز بن قارن چھوڑ نہ دے تو گھوڑے سے مُنھ کے بھل
زمین پر گرے اور شانہ اُتر جاے جسوقت فرامرز مغربی نے گرز بھی چھین لیا فرامرز بن قارن عدنی کو نہایت
غصہ آیا چہرہ کثرت غیظ سے سرخ ہوگیا مثل صاحب تپ غصے سے کانپنے لگا آخر اُسی عالم غیظ مین تیغہ گرانبار
و خون آلود کھینچکر خبردار خبردار کہکر سر فرامرز پر لگایا فرامرز مغربی نے بازوے تیغے کی دیکھکر کسی قدر گھوڑے کو
بڑھاکر بند دست فرامرز بن قارن عدنی پر ہاتھ ڈالدیا اور بزور قوت بازو تیغہ بھی اُسکے ہاتھ سے چھین کر
زنجیر کمر مین ہاتھ ڈالکر نعرہ کوہ شگاف کرکے پشت فرس سے اُسکو اُٹھا لیا یہ حال جو نوشیروان نے دیکھا بیتاب
ہوکر کل فوج لیکر بڑھا اور حکم کیا فرامرز مغربی کو قتل کرو اور فرامرز بن قارن کو اسکے ہاتھ سے بچاؤ مردان لشکر

گرز و تیغ و خنجر نے لیکر یکبارگی بڑھے اور فرامرز مغربی کو گھیر لیا اور تلوارین اور تبر و گرز لگانے لگے ادھر سے بھی لشکر اسلام برائے مدد فرامرز مغربی بڑھا دونون لشکر مل گئے تلوار چلنے لگی مردمان لشکر جانبین قتل ہونے لگے دلیرون نے شیرانہ نعرے کرنا شروع کیے راوی بیان کرتا ہو کہ جب کوئی سردار یا سوار فرامرز مغربی پر تیغ یا گرز لگاتا تھا تو فرامرز مغربی بجائے سپر فرامرز بن قارن پر روکنا چاہتا تھا وہ سردار یا سوار ہاتھ روک لیتا تھا اور خیال کرتا تھا کہ اگر تیغ لگاؤنگا تو فرامرز بن قارن دو ٹکڑے ہو جائیگا اس سے بہتر یہی ہو کہ تلوار اور گرز نہ لگاؤ اور فرامرز تیغ تیز سے جو سامنے آجاتا تھا اُسے قتل کرتا تھا عین جنگ مغلوبہ مین ایک پہلوان نے گرز اُٹھا کر چاہا کہ سر فرامرز پر لگاؤن فرامرز مغربی نے بجائے سپر اور گرز فرامرز بن قارن پر اُسکے گرز کو روکنا چاہا یکایک اُس پہلوان نے ہاتھ روکا اور توڑا زنجیر کمر فرامرز بن قارن کا ٹوٹ گیا فرامرز بن قارن دست فرامرز مغربی سے چھوٹ کر زمین پر گرا فوراً مردمان لشکر نوشیروان نے ہجوم کرکے فرامرز بن قارن کو گھوڑے پر سوار کیا خود قتل ہوے مگر فرامرز بن قارن کو بچایا فرامرز بن قارن مرکب پر سوار ہوکر تیغہ ایک سوار سے لیکر آگے بڑھا فرامرز مغربی تو لشکریان نوشیروان سے لڑ رہا تھا انکی طرف متوجہ تھا لیکن فرامرز بن قارن نے ایسے وقت مین نعرہ کرکے تیغہ سر فرامرز مغربی پر لگایا کہ جبتک فرامرز مغربی سپر اُٹھائے تیغہ سر پر پڑ ہی گیا اور چار اُنگل سر مین در آیا فرامرز مغربی نے اُسی عالم مین دستانہ مارا تیغہ سر سے نکل گیا فرامرز مغربی نے زخم سر اُسی عالم مین باندھکر پھر لڑنا شروع کیا جنگ مغلوبہ ہو رہی تھی تلوار بڑے زور و شور سے چل رہی تھی کہ سوے صحرا غبار بلند ہوا جب غبار ہوا سے دفع ہوا دیکھا عفریت خان بن صلصال بن دیو بن شمامہ جادو بجمعیت بست و دو ہزار سواران نابکاران تباہی جب عفریت خان قریب آیا حال دریافت کرکے لشکر اسلام پر گرا اور اہل اسلام کو قتل کرنے لگا اہل اسلام بھی اُس سے لڑنے لگے اور اُسکے لشکر کو بضرب تیغ و گرز و غیرہ آلات حرب و ضرب سے ہلاک کرنے لگے لڑائی ہو رہی تھی کہ پھر سوے صحرا غبار عظیم بلند ہوا بعض مردمان لشکر سمت غبار دیکھنے لگے جب وہ بھی غبار باد تند سے دور ہوا چار لاکھ سوار اور آٹھ بادشاہان اطراف و جوانب خراسان ظاہر ہوے جب قریب میدان جنگ کے آئے تو داخل لشکر اسلام ہوکر شریک جنگ ہوے پھر گرد و غبار سوے دشت پر خار نمایان ہوا جب غبار ہوا سے دور ہوا عمس و تحجن و شتیلین گاو بائی بجمعیت لشکر کثیر آئے اور شریک نوشیروان ہوکر اہل اسلام سے لڑنے لگے یکایک پھر ایک طرف غبار بلند ہوا اور نقابدار سبز پوش چار لاکھ سوارون کی جمعیت سے ظاہر ہوا اور جلد قریب رزمگاہ آکر جنگ مغلوبہ دیکھکر اہل اسلام کیطرف سے جنگ کرنے لگا اور نوشیروان کی فوج کو تہ تیغ کرنے لگا بختک یہ حال دیکھکر گھبرایا ناگاہ پھر ایک جانب غبار نمایان ہوا بعد دفع ہونے غبار کے لشکر سنگساران بائیس ہزار سنگساران کی جمعیت سے عیان ہوا اور جانب نوشیروان سے فوج نقابدار سبز پوش سے لڑنے لگا دفعتاً ایکطرف پھر غبار عیان ہوا بعد تھوڑی دیر کے عبد العزیز شاہ اور نشواط حاکمان زیرباد ہمراہ فوج کثیر دکھائی دیے یہ عبد العزیز اور نشواط وہ ہین کہ جو لندھور سے شکست کھا کر جانب ملک سنگساران گریزان ہوے تھے اب فوج کثیر جمع کرکے براے مدد نوشیروان آئے ہین غرض بادشاہان زیرباد ہند نے جو دیکھا کہ جنگ مغلوبہ ہو رہی ہو تلوار کئی کوس کے حلقے مین چل رہی ہو اہل اسلام شیرانہ لڑ رہے ہین نعرے دمبدم کر رہے ہین یہ حال دیکھکر مع تمامی فوج اہل اسلام پر حملہ آور ہوے اور خنجر تیغ و تبر و تیر و غیرہ آلات حرب و ضرب لے لیکر یا خدا وندان لات اعلی اور منات معلی کہکر لڑنے لگے اہل اسلام

کو زخمی اور قتل کرنے لگے اسی اثنا مین سوے دشت گرد و غبار عظیم بلند ہوا روے آفتاب کثرت غبار سے نہان ہوا
بعد تھوڑی دیر کے لشکر شاہ و مندر شاہ و کندہ کہ کرمانی کئی لاکھ سوارون کی جمعیت سے عنقریب عرصہ نبرد آئے
اور جنگ عظیم دیکھکر بے اختیار تلوارین نیامون سے کھینچکر یا غالب یا ناصر یا معین کہکر مع آٹھ لاکھ سوارون کے
لشکر عبد العزیز اور نشوا طہ پر گرے اور لشکریونکو قتل کرنا شروع کیا راوی کہتا ہے کہ اسوقت ایسی تلوار چل رہی تھی
کہ انسان کی تو کیا حقیقت ہے اگر فرشتے بھی دیکھتے تو وہ بھی متحیر ہوتے کیونکہ بکثرت غبار بلند تھا چقاچاق خنجر تا بہ فلک
جاتی تھی تلوارون کی جھنکار فلک سے گذرتی تھی ہر جگہ میدان مصاف مین سر و گردن مین جدائی ہو رہی تھی ہزارہا
لاشے زمین پر پڑے تھے کوتل گھوڑے دوڑ رہے تھے زمین کراہتی تھی بحر خون کشتگان چارسو جاری تھا زمین
عرصہ نبرد لرزان تھی گاو زمین کثرت بار مردمان لشکر جانبین سے بےچین اور بیقرار تھی پیر فلک بنظر حیرت نگران تھا
آفتاب یہ جنگ دیکھ دیکھ بار بار تھراتا تھا آخر تاب دید کارزار نہ لاکر جانب مغرب جاکر پنہان ہوا نوشیروان
نے طبل بازگشت بجوایا اہل اسلام نے جنگ سے ہاتھ روکا نوشیروان جملہ اپنے مددگارون اور سرداران لشکر وغیرہ
کو ہمراہ لیکر جانب فرودگاہ لشکر روانہ ہوا بادشاہ لشکر اسلام بھی جملہ سرداران وغیرہ کو اپنے ہمراہ لیکر جنگگاہ سے جانب
لشکرگاہ روانہ ہوے لیکن ایک سردار لشکر اور کچھ سوارونکو جنگ گاہ مین چھوڑ گئے اور فرما گئے کہ جملہ مقتولون کو
جو اہل اسلام ہین اور آج کی لڑائی مین کام آئے ہین اُنکو غسل و کفن دیکر دفن کرو چنانچہ بموجب حکم اُس سردار کے
اہل اسلام نے اہل اسلام کی لاشونکو موافق شریعت دفن کیا بعد دفن کرنے کے سردار مذکور و دیگر اہل اسلام
سمت لشکر اسلام روانہ ہوے راوی بیان کرتا ہے کہ اس لڑائی مین سات لاکھ مردمان لشکر نوشیروان اور
مردمان سپاہ مددگاران نوشیروان قتل اور زخمی ہوے اور دو لاکھ اہل اسلام شہید اور زخمی ہوے جب سلطان سعد
اپنی بارگاہ فلک اشتباہ مین پہونچے حکم دیا کہ جو سردار اور سوار زخمی ہین جلد اُنکا علاج کیا جائے بموجب حکم
جراح حاضر ہوے اُنھون نے ہر ایک اعلیٰ و ادنیٰ کے زخمون پر پھاہے مرہم کے رکھکر پٹیان باندھین جب
دربار آراستہ ہوا اور بارگاہ سلیمانی مین جملہ سرداران لشکر جاکر حسب دستور بیٹھے خواجہ عمرو بھی داخل بارگاہ
سلیمانی ہوے اور دفتر اسماے سرداران لشکر طلب کیا جب ملازم بادشاہ لشکر اسلام دفتر مذکور لیکر آئے
خواجہ عمرو نے جو سرداران لشکر آگئے تھے اُنھین شمار کیا بعد شمار کرنے کے معلوم ہوا کہ ابھی اکثر سرداران
لشکر اسلام نہین آئے ہین اور پیر فرخاری بھی نہین آیا ہے ہرچند کہ خواجہ نے چند روز کی مدت ہین قبل ازین
جملہ سرداران لشکر اسلام کو بادشاہ لشکر اسلام کی جانب سے نامے براے طلب پہونچا دیے تھے لیکن ابتک
پیر فرخاری وغیرہ سرداران لشکر نہین آئے تھے الحاصل خواجہ نے دفتر اسماے سرداران لشکر اسلام اُنھین
ملازمان بادشاہ لشکر اسلام کو جو دفتر مذکور دیگئے تھے پھیر بلا کر دیدیا بارگاہ سلیمانی مین تو سلطان سعد تخت پر
رونق افزا تھے جملہ سرداران لشکر بھی علی قدر مراتب بیٹھے ہوے تھے لیکن اب حال نوشیروان کا لکھا جاتا ہے کہ
جب نوشیروان میدان رزم سے اپنی بارگاہ مین گیا اور دربار آراستہ ہوا اُسوقت نوشیروان نے جراحون کو
طلب کرکے حکم دیا کہ جلد زخم سر فرامرز بن قارن عادی وغیرہ کا علاج کرین حسب الحکم جراحون نے اول فرامرز بن
قارن عادی کے پاس جاکر جو زخم کنپٹیون پر تھے اُنھین شراب سے دھو یا پھر پھاہے مرہم کے زخمون پر
لگائے اور پٹی باندھ دی اسیطرح اور جو سردار اور سوار زخمی تھے اُنکے زخمون پر پھاہے رکھے اور پٹیان
باندھین جب کل زخمیون کے زخمون پر پھاہے مرہم کے رکھدیے گئے اُسوقت نوشیروان نے حکم کیا

جو ہمارے لشکر کے سوار اور سردار قتل ہوئے ہین چند سردار جائین اور اُنھین موافق ہمارے مذہب کے آگ مین جلائین
فوراً سرداران لشکر گئے اور حکم نوشیروان بجا لانے مین مصروف ہوئے نوشیروان اپنی بارگاہ مین بیٹھا تھا مع جملہ
سرداران لشکر بارگاہ مین موجود تھے ناگاہ آٹھ لاکھ فوج کی جمعیت سے کاوہ مرزدکی آیا لشکر تو اُسکا میدان مین اترا لیکن
کاوہ مرزدکی گیندلیسے اُترکر بارگاہ مین آیا نوشیروان کو سلام کرکے قریب تخت نوشیروان دنگل پر بیٹھا نوشیروان
کو اُسکے آنے سے خوشی حاصل ہوئی کیونکہ نوشیروان اسکے آنے کا منتظر تھا جب کاوہ مرزدکی دنگل پر بیٹھ چکا
نوشیروان سے پوچھنے لگا اے شہنشاہ مین نے سُنا ہے کہ حضور سے اور اہل اسلام سے ایک مدت سے متواتر
لڑائیان ہو رہی ہین آپکے سرداران لشکر کیسے جری و بہادر ہین کہ اہل اسلام کو شکست نہین دیتے اور سب کو تہ تیغ
نہین کرتے خصوصاً فرامرز بن قارن عدنی موجود ہے اور اہل اسلام کا کام تمام نہین کرتا اگر مین اب تک یہان ہوتا تو
نام و نشان بھی اہل اسلام کا صفحہ ہستی پر نہ رکھتا فرامرز بن قارن عدنی گفتگوے کاوہ مرزدکی سُنکے برہم ہوکر کہنے لگا
اے کاوہ مرزدکی اگر تم یہان ہوتے تو تمسے کچھ بھی نہو سکتا چند سرداران لشکر اسلام کو زخمی بھی نہ کر سکتے شہنشاہ سے
دریافت کرو مین نے صد ہا اہل اسلام کو قتل کیا ہے اکثر سرداران لشکر حمزہ کو زخمی کیا ہے آج انجوب خان شش گزی کو
گرفتار کیا ہے یہ کہکر کہا انجوب خان شش گزی کو لے آؤ ملازم نوشیروان سے اجازت لیکر انجوب خان شش گزی
کو عقابین سے اتار کر لے آئے جب انجوب خان شش گزی بارگاہ نوشیروان مین آیا بطریق اہل اسلام سلام کیا کسی نے
جواب نہ دیا فرامرز بن قارن نے کہا دیکھو مین نے ایسے جری کو قتل کرتا ہون کہ جسنے قبل ازین صد ہا کو قتل کیا ہے اور
بڑے بڑے نامدارونکو زخمی کیا ہے یہ کہکر اُن ملازمون سے کہا انجوب خان کو لیجاؤ اور زیر عقابین قید کرو بموجب حکم
ملازمون نے انجوب خان شش گزی کو زیر عقابین قید کیا کاوہ مرزدکی نے گفتگوے فرامرز بن قارن سُنکے
اور مسکرا کر جواب دیا جو کچھ تمنے کہا مین نے سُنا اس تمھاری یاوہ گوئی کو ہرگز مین باور نکرونگا جبتک کہ تمھاری جرات
و بہادری دیکھ نہ لون اور میری بہادری سے تو سب واقف ہین اگر ایک تم مجھے بہادر و صف شکن نہین سمجھتے تو اس
تمھارے نہ سمجھنے سے کیا ہوتا ہے فرامرز بن قارن نے غضبناک ہوکر کہا اچھا ہنگام سحر تم میری بہادری دیکھ لینا یہ کہکر
نوشیروان سے کہا اے شہنشاہ اسوقت بھی آپ میرے نام پر طبل جنگ بجوائیے ہر چند کہ مین زخمی ہون مگر اپنی دلیری
کاوہ مرزدکی کو دکھاؤنگا نوشیروان نے طبل جنگ بجوایا ہرکارے جو لشکر اسلام کے بام جاسوسی مقرر تھے خبر نوبت
طبل جنگ لیکر روبروے بادشاہ لشکر اسلام گئے اور پایۂ تخت کو بصد ادب چوم کر اور دعا و ثناے بادشاہی ادا کرکے
یون عرض کرنے لگے کہ اے ظل اللہ جہان پناہ اسوقت نوشیروان نے طبل جنگ بجوایا ہے ارادہ اُسکا یہ ہے کہ
ہنگام سحر میدان مصاف مین آکر کچھ فتنہ و فساد برپا کرے باقی خیریت ہے ہرکارے تو یہ کہکر چلے گئے سلطان سعد
نے خبر نواخت طبل جنگ سنکر حکم دیا ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی نقارۂ جنگی پر چوب لگائی جائے چنانچہ
حسب الحکم نقارۂ سکندری پر بازمون نے چوب لگائی زمین تھرائی اہل اسلام صداے نقارۂ سکندری سُن کے
آگاہ ہوے تیاری جنگ مین مصروف ہوے شب بھر دونون لشکرون مین سامان جنگ ہوا صبح ہوئی اسطرف سے
نوشیروان فوج کثیر ہمراہ لیکر میدان مین آیا اُس جانب سے سلطان سعد کل سرداران لشکر اور جملہ فوج کو ہمراہ
لیکر میدان مصاف مین گئے بعد درستی صفوف ہر دو لشکر نقیب اور کڑکیت دونون لشکرونسے نکلکر میدان مین آئے
در جوانان ہر دو لشکر کو آمادہ جنگ و جدال کرکے میدان نبرد سے ہٹ گئے ہنوز دونون لشکرون سے کوئی بہادر
و دلیر براے مقابلہ نہ نکلا تھا کہ ناگاہ سوے صحرا غبار بلند ہوا مردمان ہر دو لشکر جانب غبار دیکھنے لگے جب وہ

غبار باد تند سے دفع ہو گیا اہل اسلام نے دیکھا کہ سلطان سر برہنہ حلبشی مع اپنے سرداران لشکر کے پانچ لاکھ فوج
کی جمعیت سے بصد کروفر آتا ہے خواجہ عمر و سلطان سر برہنہ کو دیکھکر لشکر سے نکلکر مع چند سرداروں کے روانہ ہوے
جب قریب سلطان سر برہنہ کے پہونچے اُسنے خواجہ سے احوال لشکر پوچھا خواجہ نے تمام احوال بیان کیا سلطان سر برہنہ
نے تخت سے اُترکر سامنے عقابین کے جاکر امیر با توقیر کو بصد ادب سلام کیا اور حال صاحبقران پر اشکبار ہوا حمزہ
صاحبقران نے سلطان سر برہنہ کو دیکھا بعد ازین پھر تخت پر سوار ہوکر لشکر اسلام مین آیا پہلے سلطان سعد کی
خدمت مین گیا اور شرائط تسلیم بجالایا بعدہ جملہ سرداران لشکر اسلام سے ملا اسی اثنا مین فرامرز نوشیروان سے
اجازت جنگ لیکر گھوڑے پر سوار ہوکر میدان مصاف مین آیا اور مبارز طلب کیا سلطان سر برہنہ نے
سلطان سعد سے اجازت جنگ طلب کی بادشاہ لشکر اسلام نے فرمایا اے سلطان سر برہنہ فی زمانناستارہ
ہم سب اہل اسلام کا اچھا نہین ہے ہر ایک سردار اس فرامرز کے ہاتھ سے زخمی ہوا ہے تم اس سے مقابلہ نکرو سلطان
سر برہنہ نے کہا مجھے نہ روکیے اجازت جنگ دیجیے مین اس نابکار سے ضرور مقابلہ کرونگا سلطان سعد نے مجبور ہو
اجازت مصاف دی سلطان سر برہنہ مرکب پر سوار ہوکر سامنے فرامرز کے گیا فرامرز نے پوچھا نام تیرا کیا ہے سلطان
سر برہنہ نے نام اپنا بتایا فرامرز نے کہا باوجود اسکے کہ تو سلطان ہے لیکن تجکو بعوض تاج ٹوپی بھی میسر نہین ہے سلطان
سر برہنہ نے جواب دیا مجکو حکم شیر خدا علی مرتضیٰ علیہ السلام ایسا ہی ہے ناظرین نکتہ بین اس مقام پر یہ اعتراض نکرین کہ
جناب امیر علی ابن ابیطالب علیہ السلام ابھی پیدا نہین ہوے ہین اسکو حکم کیونکر سر برہنہ رہنے کا دیا جواب اسکا
یہ ہے کہ نور نبی و علی خداوند عالم نے کل مخلوقات سے پیشتر خلق کیا ہے اور علی ابن ابیطالب علیہ السلام مظہر العجائب و مشکل کشا
ہین قبل ولادت بارہا حکم خدا سے ہر ایک خاص و عام کے ہنگام مشکل کام آئے ہین سلمان کو شیر سے بچایا ہے اپنی والدہ
بنت اسد کو بھی شیر کے شر سے محفوظ رکھا ہے ایسے ہی اکثر حکم پروردگار سے ہر ایک نبی و ولی کے کام آئے ہین اگر سلطان
سر برہنہ سے بھی عالم خواب یا عالم بیداری مین سر برہنہ رہنے کو فرمایا ہو تو بعید از قیاس نہین ہے تامل واعتراض نہین ہے
غرض آمدیم برسر مطلب فرامرز نے گفتگوے سلطان سر برہنہ سنکر گرز گرانبار اٹھا کر سر سلطان سر برہنہ پر لگایا
سلطان سر برہنہ نے اُسکے گرز کو اپنے گرز پر روک کر خود بھی گرز لگایا فرامرز نے اپنے سر کو ضرب گرز سے تو بچایا لیکن مرکب
فرامرز کا ہلاک ہوا سلطان سر برہنہ نے اُسیوقت چاہا تھا کہ دوسرا گرز لگاکر فرامرز کو بھی ہلاک کیجیے ناگاہ حکم نوشیروان سے
صدہا سواروں نے آگے بڑھکر فرامرز کو بچایا اور گھوڑے پر سوار کیا فرامرز نے مرکب پر سوار ہوکر تیغ کھینچکر سر سلطان سر برہنہ
پر لگایا سلطان مذکور نے سپر اُٹھائی تھی کہ ناگاہ پاؤن مرکب کا موشخانے مین جا تار ہا گھوڑا گرنے لگا سلطان سر برہنہ
جبتک پاؤن گھوڑے کا موشخانے سے نکالے تیغ فرامرز سر پر پڑی گیا سلطان سر برہنہ نے فوراً دستانہ مارا تیغہ تو
سر سے نکلگیا مگر وہ اُنگل سر مین زخم آگیا تھا خون سر سے جاری ہوا سلطان سر برہنہ زخمی ہوکر لشکر اسلام مین چلا گیا
فرامرز نے پھر مبارز طلب کیا ناگاہ جانب صحرا پھر غبار نمایان ہوا بعد ایک لمحہ کے اہل اسلام نے دیکھا کہ سوار پلنگینہ پوش
ایک لاکھ چالیس ہزار سوار دونی جمعیت سے پیدا ہوا عمرو نے آگے بڑھکر سوار پلنگینہ پوش سے ملاقات کی اور تمام احوال
ابتدا سے تا انتہا بیان کیا سوار پلنگینہ پوش چشم پرنم ہوکر مرکب سے اُترکر سامنے عقابین کے گیا اور حمزہ کو سلام کیا امیر نے
عقابین پر سے دیکھا تسلیم کرنیکے بعد پلنگینہ پوش مع لشکر داخل لشکر اسلام ہوا سلطان سعد کی خدمت مین جاکر لوازم و شرائط
بندگی بجالایا پھر سرداران لشکر اسلام سے معانقہ و مصافحہ کیا بعد اسکے سعد سے اجازت حرب لیکر فرامرز کے روبرو گیا اور کہا
او نابکار جوہر تیغ دکھا فرامرز نے تیغہ خون آلود سر پر لگایا پلنگینہ پوش نے سپر اُٹھائی تھی تیکا یکسر مرکب نے سکندری

کھائی تیغہ سر پر پڑا پلنگینہ پوش نے دستانہ مارا تیغہ سر سے نکل گیا مگر بوجہ زخم کاری لگنے کے قوت جنگ جاتی رہی سرداران
لشکر اسلام پلنگینہ پوش کو میدان نبرد سے لشکر مین لے گئے ناگاہ سمت دشت سے ایک نقابدار سفید پوش دو لاکھ
سوارونکی جمعیت سے ظاہر ہوا خواجہ عمرو نے آگے بڑھکر اسکی مزاج پرسی کی اُسنے احوال پوچھا خواجہ نے کل حال
بیان کیا اُسنے بھی مثل اور سرداران لشکر کے حمزہ کو بصد ادب تسلیم کی اور مانند اور بہادرونکے سلطان سعد کو جاکر مجرا کیا
پھر سردارونسے ملکر اپنے لشکر صف آرائی کی ناگاہ فرامرز نے مبارز طلب کیا نقابدار سفید پوش نے اُس سے جاکر مقابلہ
کیا تا دیر لڑائی ہوئی آخر نقابدار بھی مثل اور سردارونکے زخمی ہوا پھر نقابدار سیاہ پوش آیا وہ بھی دست فرامرز سے زخمی
ہوا بعد اسکے نقابدار سبز پوش تین لاکھ سوارونکی جمعیت سے آیا وہ بھی انجام کار زخمی ہوا تفسیح دیوانہ جمعیت کثیر آیا وہ
بھی ہنگام مقابلہ دست فرامرز سے زخمی ہوا اسیطرح سوائے پیر فرخاری کے جو سرداران لشکر نہین آئے تھے وہ سب
آئے اور سب فرامرز کے ہاتھ سے زخمی ہوئے احوال اُن سب کا بوجہ خیال طول تحریر نہین کیا کیونکہ ابھی داستانین بہت
باقی ہین اور منظور یہ ہے کہ چند اجزا مین یہ دفتر تمام کر دیا جاوے عبارت زیادہ بڑھانیکی مطبع سے اجازت نہین ہے پس
بمجبوری بسبیل اختصار تحریر کیا گیا الحاصل جب آفتاب پنہان ہوا نوشیروان نے طبل بازگشت بجوایا دونون لشکر میدان نبرد سے
چلے گئے خواجہ عمرو شکل تبدیل کر کے ہمراہ لشکر نوشیروان چلے جب نوشیروان اپنی بارگاہ مین پہونچکر تخت پر بیٹھا امرا و زرا
سرداران لشکر بارگاہ مین آئے اور بدستور قدیم اپنے اپنے دنگل اور کرسیون پر بیٹھے اور وزرا اپنے عہدے کے موافق دربار مین
حاضر رہے خواجہ بھی داخل بارگاہ ہوئے جب دربار بخوبی آراستہ ہو چکا فرامرز نے کاوہ فردی سے کہا آج تُنے میری
دلیری اور شجاعت دیکھی کاوہ فردی نے شرمندہ ہو کر کچھ جواب نہ دیا ہنوز نوشیروان بارگاہ مین آکر تخت پر بیٹھا تھا
دربار آراستہ ہوا تھا کہ ہیکلان اور عبد العزیز شاہ زیرباد ہندی اور نشواط حاکم زیرباد ہند اور سمک سرون
وغیرہ نے باہم مشورہ کر کے نوشیروان سے کہا اے شہنشاہ فی الحال جملہ سرداران لشکر اسلام آگئے ہین اہل سلام مثل مور و
ملخ جمع ہو گئے ہین خوف ہے کہ حمزہ کو رہا نہ کر لین پس ہماری رائے یہ ہے کہ اسیوقت حمزہ کو قتل کر ڈالیے نوشیروان نے جواب دیا ہر چند
کہ جملہ سرداران لشکر بقول تمہارے داخل لشکر اسلام ہو چکے ہین لیکن سب زخمی ہین اُنہین اتنی قوت کہان ہے کہ حمزہ کو رہا
کرین اگر وہ ارادہ رہا کرنیکا کرینگے تو اُسوقت کوئی تدبیر معقول کیجائیگی بالفعل قتل کرنا حمزہ کا اس خیال سے اچھا نہین ہے
نوشیروان یہ کہکر خاموش ہوا خواجہ عمرو تمام گفتگو سنکے بارگاہ سے نکلکر بصد مشکل زیر عقابین گئے اور خوب روئے
بعد ازان وہانسے روانہ ہو کر لشکر اسلام مین اُسوقت آئے کہ سلطان سعد بالائے تخت بیٹھے تھے جملہ سردار بھی بارگاہ
سلیمانی مین موجود تھے سرداران زخمی کے زخمون پر جراحون نے پھاہے مرہم سلیمانی کے رکھکر پٹیان باندھ دی تھین ایک
سردار سر جھکائے بیٹھا تھا اُسوقت خواجہ عمرو نے بادشاہ لشکر اسلام سے جو کچھ بارگاہ نوشیروان مین جاکر سنا تھا عرض
کیا اور کہا ابھی تک پیر فرخاری نہین آیا نہین معلوم وہ کہان ہے اور کس بلا مین مبتلا ہے یہان سرداران لشکر کا یہ حال ہے کہ
ہر ایک سردار زخمی ہے کفار نوشیروان کو حمزہ کے قتل پر آمادہ کرتے ہین اور رہائی امیر با توقیر کی موجب حکم لگانے بزرجمہر کے
پیر فرخاری کے آنے پر موقوف ہے دیکھیے دو چار روز کی مدت مین کیا ہوتا ہے جو کوئی سردار لشکر اسلام کا صحیح نہین ہے سب
زخمی ہین اگر وہ دو تین روز نہ آیا اور نوشیروان نے طبل جنگ بجوایا تو فرامرز سے کون مقابلہ کریگا ہر چند کہ جملہ سرداران
لشکر اسلام نہایت شجاع و بہادر ہین اس عالم زخمداری مین اس سے مقابلہ کرینگے مگر انجام اس مقابلہ کرنیکا اچھا نہوگا
بظاہر اُسکے ہاتھ سے ہلاک ہو جانیکا خوف ہے سلطان سعد نے فرمایا اگر آپ نوشیروان نے طبل جنگ بجوایا اور پیر فرخاری
نہ آیا تو مین فرامرز بن قارن سے مقابلہ کرونگا کسی سردار کو بہر مقابلہ جانے نہ دونگا ابھی سلطان سعد خواجہ عمرو سے

یہ گفتگو کر رہے تھے ناگاہ نوشیروان نے طبل جنگ بجوایا ہرکارون نے حاضر ہو کر بصد ادب پایۂ تخت کو چوم کر عرض کیا
اے ظل اللہ جہان پناہ اسوقت نوشیروان نے بنام فرامرز طبل جنگ بجوایا ہے ارادہ اُسکا ہے کہ صبحکو میدان کارزار مین آکر
فساد عظیم برپا کرے باقی خیریت ہے ہرکارے تو یہ کہکر چلے گئے سلطان سعد نے حکم دیا ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی
و بتائید ربانی نقارۂ سکندری پر چوب لگائی جائے ہنگام سحر جو خالق کون و مکان کو منظور ہوگا وہی ہوگا بموجب حکم
ملازمون نے نقارۂ سکندری پر چوب لگائی جب صدائے نقارہ بلند ہوئی سرداران لشکر و جملہ اہل اسلام نے باہم اتفاق
و مشورہ کرکے بادشاہ لشکر اسلام سے کہا کہ اسوقت ہمارے قلوب یہ چاہتے ہین کہ صحیفۂ ابراہیم علیہ السلام کی اسواسطے
قسم کھائین کہ ہنگام سحر حمزۂ صاحبقران کو حتی الامکان رہا کرینگے جہانتک ممکن ہوگا زیر عقابین اپنے تئین پہونچا دینگے
اور اگر عقابین تک نہ پہونچ سکین گے تو لشکریان نوشیروان سے لڑکر مرجائین گے جبتک نوشیروان کو شکست
نہ دینگے میدان نبرد سے نہ پھرینگے سلطان سعد نے یہ گفتگو سُنکے ارشاد فرمایا مین بھی تمہاری رائے سے اتفاق کرتا ہون
مجھے بھی یہی منظور ہے کہ یا تو حمزۂ صاحبقران تک وقت سحر پہونچون یا میدان مصاف مین قتل ہو جاؤن کیونکہ زندہ
رہنا میرا بغیر رہائی امیر کے باعث بدنامی و شرم ہے یہ فرماکر صحیفۂ ابراہیم علیہ السلام کو منگوا کر درمیان مین اہل اسلام کے رکھا
بادشاہ اور جملہ اہل اسلام نے یہ قسم کھائی کہ ہنگام سحر یا تو ہم دشمنون سے لڑکر مرجائینگے یا زیر عقابین پہونچکر حمزہ کو رہا کرنے
مین کوشش سعی کرینگے اور حریفون کے سامنے سے قدم پیچھے نہ ہٹائین گے بعد قسم کھانے کے باہم اہل اسلام ایک
دوسرے سے رخصت ہونے لگے اور کہنے لگے ہنگام سحر وقت جنگ نہین معلوم زندہ رہین یا نہ رہین آپس مین جو کچھ ہمنے
خطا و قصور کیا ہو عفو کرو چنانچہ ہر ایک نے ہر ایک سے خطا اپنی معاف کرائی بیٹا باپ سے باپ بیٹے سے بھائی بھائی سے
ملکر شب آخر حیات سمجھکر رویا اکثر لشکریون نے گناہان صغیرہ و کبیرہ سے توبہ کی بعضون نے بجائے لباس کفن پہنے جسکی
امانت جسکے پاس تھی اُسنے اُسے دیدی اکثر نے وضو کرکے بعد نماز برائے فتح و ظفر بگریہ و زاری خدا سے دعا کی غرضکہ اہل اسلام
عبادت مین مصروف رہے لاکھون سواران لشکر نے تیاری جنگ کی اکثر تیغ زنون نے اپنی تیغ تیز کو برائے قتل عدو اور آبدار کیا
تیر اندازون نے ترکش سے تیر نکالکر دیکھ بھالکر ترکش مین رکھے کمانین جو ناقص تھین انکو آگ پر سینک کر درست کیا غرضکہ
ہر ایک بہادر و صف شکن اپنے اپنے آلات حرب و ضرب کی درستی مین مشغول تھا یہ جو خبر جاسوس سے نوشیروان کو پہونچی
نہایت متردد ہو کر امرا و وزرا اور سرداران لشکر سے مخاطب ہو کر پوچھنے لگا کہ اب کیا تدبیر کرنا چاہیے ہنگام سحر اہل اسلام کو
کیونکر روکنا چاہیے مجھکو خوف ہے کہ اہل اسلام زیر عقابین آکر حمزہ کو رہا نہ کرلین سبنے عرض کیا اے شہنشاہ جسطرح کہ اہل اسلام
نے قسم کھائی ہے ہم سب کو بھی لازم ہے کہ اپنے خداوندون کی قسم کھاکر قدم جنگ گاہ سے نہ ہٹائین اہل اسلام کو آگے نہ بڑھنے
دین علاوہ اسکے شہنشاہ کو لازم ہے کہ خندقون مین پانی اور بھروادین زیر عقابین چند شیر صحرائی کٹہرون مین بند کروا کے رکھین
جسوقت مسلمان قریب زیر عقابین کے آئین شیران صحرا کو کٹہرون سے باہر نکلوا دین تاکہ وہ اہل اسلام پر حملہ آور ہون
اور عقابین تک نہ آنے دین اور اکثر جلادان خونخوار حضور مقرر کرین کہ جب اہل اسلام قریب عقابین آئین حکم اول
حضور مین حمزہ کو عقابین سے اُتار کر قتل کر ڈالین حکم ثانی و ثالث کا انتظار نہ کرین اور ہر ایک خندق پر ایک دو سردار
بہ فوج کثیر مسلح کھڑے رہین مسلمانون کو خندق سے نہ گذرنے دین نوشیروان نے رائے وزرا وغیرہ کی پسند کی اور
تصویرین خداوندان لات و منات وغیرہ کی جملہ سرداران و سواران کے درمیان رکھین سبنے اُن تصویرون کی قسم کھائی
کہ حتی الامکان ہم مسلمانون کو آگے نہ بڑھنے دینگے اور قدم میدان مصاف سے نہ ہٹائینگے دلیرانہ اہل اسلام سے لڑینگے جسوقت
جملہ صغیر و کبیر قسمین کھا چکے نوشیروان کو اطمینان ہوا اُسوقت چار شیران صحرا منگوا کر زیر عقابین کٹہرون مین بند کروائے چالیس

جلادان بے رحم بلا کر اُنسے کہا کہ ہنگام صبح تم زیر عقابین تیغ بکف کھڑے رہنا جسوقت ہم حکم دین حمزہ کو عقابین سے اُتارکر قتل کرڈالنا ہمارے حکم ثانی وثالث کا انتظار نکرنا جلادون نے عرض کیا ای شہنشاہ ہم بموجب ارشاد حکم حضور بجا لائینگے یہ کہکر جلاد چلے گئے پھر نوشیروان نے خندقون کو پرآب کرادیا اور دربار برخاست کیا لشکری سامان جنگ مین مصروف رہے جب وہ وقت آیا کہ سیاہی شب حکم خالق لیل ونہار سے دفع ہوئی اور نور سحر فلک پر ظاہر ہوا نوشیروان نے بیدار ہوکر مجلس سے باہر آکر جلادان بدنہاد کو زیر عقابین برائے قتل حمزہ مقرر کیا جلاد تیغے کھینچکر حکم قتل امیر کے منتظر کھڑے ہوے بعد اسکے نوشیروان نے ہر خندق پر لاکھ سوار مع دو ایک افسرونکے مقرر کیے بعضے راوی تو یہ بیان کرتے ہین کہ چارون خندقون پر چار صفین لاکھ لاکھ سوارونکی آراستہ کین اور اکثر راوی کہتے ہین کہ سات صفین سات لاکھ سواران جنگجو کی مرتب کین اور چند اشخاص شیرونکے کٹہرون پر اسواسطے معین کیے کہ اگر اہل اسلام عنقریب عقابین آجائین تو ایکبار شیر کٹہرونسے نکالنا بعد صف آرائی لشکر کے آپ قلب فوج مین ٹھہرا ادھر سے بادشاہ لشکر اسلام بعد فراغ نماز ودعا جملہ سرداران لشکر اور سواران فوج کو ہمراہ لیکر بصد کروفر میدان کارزار مین تشریف لائے چونکہ فوج اہل اسلام مانند مور و ملخ یا مانند اعداد ستارہ ہاے افلاک تھی گاو زمین بار کثرت مردم سے سخت بیقرار تھی غرض بعد درستی میدان کارزار اسطرح صف آرائی کیگئی نظم

جو جری جنگ آزمودہ تھے	تھے صف جنگ مین جو خوب لڑے	انکو رکھا یمین اور یسار	کہدیا اُنسے رہو تم ہشیار
منچلے جسقدر تھے اس رہ مین	تھے وہ سب قد و کمین گہ مین	تھے جو نامی جوان ہراول تھے	شیر کیطرح تھے وہ سب آگے
قلب لشکر مین تھے جری جرار	اور ہراول تھے غازی جرار	فوج مین جو کہ تھے قدر انداز	رن مین انکا تھا اک عجب انداز
لیے تیر و کمان تھے آمادہ	تھے نشانے کے زد پہ استادہ	قصد تھا جبکہ وہ کرین تلوار	تیز ہون غرق تالب سوفار
برق انداز جو کہ تھے غازی	انکو تھا شغل برق اندازی	گولے کی زد پہ بیٹھے تاکتے تھے	دیکھکر بزدل انکو بھاگتے تھے
تیغ زن تولتے تھے تلوارین	کہ جو نزدیک ہون گلین مارین	اسقدر تھا غرور تیغ زنی	ایک حملے مین تھے صف شکنی

بعد صف آرائی نقیب ورکرگیت دونون لشکرون سے نکلے اور میدان مصاف مین آکر جوانان لشکر سے کہنے لگے نظم

ای دلیرو یہ ہو وغا کا مقام	کھینچو تیغونکو توڑ ڈالو نیام	تم ہو مثل صفدر و غازی	آج دکھلا دو اپنی جانبازی
دشمنون سے لڑو بہ گرز و حسام	کرو اعدا کا جلد کام تمام	آج مرنے مین ہوگا لطف حیات	رہے میدان مین قدم کو ثبات

جب نقیب ورکرگیت جوانان سپاہ جانبین کو آمادہ ستیز کرکے میدان نبرد سے ہٹ گئے اُسوقت دلاور وجرار از فرط نشہ بادہ شجاعت سے مستانہ وار جھومنے لگے تلوارین نیامونسے کھینچکر قبضہ شمشیر چومنے لگے ہزارہا بہادران لشکر اسلام نے یہ خیال کیا کہ نقیب سچ کہتے ہین آج کا مرنا باعث حیات ابدی ہے تا قیام زمین وآسمان بہادرونکی زبان پر ذکر شجاعت ہوگا مجمع دلیران جہانمین ذکر بہادری ودلاوری ہوگا بس بہتر اور مناسب یہی ہے کہ آج دشمنونسے دلیرانہ جنگ کرکے مرجائین اور اگر خداوند عالم زیر عقابین زندہ اور سلامت ہو بچادے تو حمزہ کو رہا کرکے لے آئین ہنوز دلیران لشکر اسلام یہ خیال کر رہے تھے اور دونون لشکرونسے کوئی جری ودلاور برای مصاف میدانمین نہ نکلا تھا اور بادشاہ لشکر اسلام کا ارادہ تھا کہ آج قرامرز سے مین مقابلہ کرونگا کہ سوے صحرا غبار عظیم بلند ہوا مردمان ہر دو لشکر سمت غبار دیکھنے لگے خواجہ عمرو اُسوقت نہایت بیقرار تھے یہی کہتے تھے کہ بیر فرخاری نہین معلوم کہان ہے باوجود نامہ پہونچنے کے ابھی تک نہین آیا گاہ کہتے تھے کہ دیکھیے آج کی لڑائی مین کیا ہوتا ہے جسوقت غبار مذکور بلند ہوا خواجہ لشکر سے نکلکر جانب غبار روانہ ہوے بعد تھوڑی راہ طی کرنیکے عمرو نے دیکھا کہ بیر فرخاری تھیلے زمین ہاتھون مین لیے ہوے بجمعیت سپاہ کثیر مع اپنے فرزندونکے آتا ہے خواجہ نے آگے بڑھکر نہایت برہم ہوکر کوڑا نکالکر کئی کوڑے پشت بیر فرخاری پر لگائے اُسنے حیران ہوکر پوچھا ای خواجہ مین نے کیا خطا کی جسکے عوض مین تمنے مجھپر کوڑے مارے خواجہ نے

جو ابدیا یہان لشکر اسلام مین جملہ سرداران لشکر زخمی ہین اور حمزہ بالاے عقابین قید ہین لشکر نوشیروان سے متواتر جنگ ہوتی ہے
کل سرداران لشکر اسلام مین آکر داخل ہو چکے ہین فقط تمھاراہی انتظار تھا کیونکہ خواجہ بزرجمہر نے موافق قواعد علم رمل و نجوم کے
حکم لگایا ہے کہ جبتک پیر فرخاری لشکر اسلام مین داخل نہوگا اُسوقت تک حمزہ عقابین پر رہینگے اور تم اب آئے اسیوجہ سے مین نے
تیر کوڑے لگائے پیر فرخاری نے کہا اے خواجہ مجھکو نامہ براے طلب اُسوقت پہونچا تھا کہ مین کنارۂ دریا شکار ماہی کھیل رہا تھا نامہ
مین نے کنارۂ دریا رکھدیا تھا شاید تری آب سے لفظ آب عکہ بگڑکر آب مکہ بنگیا تھا مین بعد شکار ماہی کے پتہ اور نشان
آب مکہ دیکھکر سوے مکہ روانہ ہوا تھا وہان جاکر یہ معلوم ہوا کہ لشکر اسلام یہان فروکش نہین ہے اور آب عکہ پر لشکر اسلام
بمقابلۂ نوشیروان مقیم ہے یہ احوال جب معلوم ہوا مین وہانسے فوراً اُس جانب روانہ ہوا اثناے راہ مین اتفاقاً راہ آب عکہ
مین نے فراموش کی اور راستہ بھولکر ایک صحراے پُرخار و وحشتناک کیطرف چلا گیا اُس وادی پر ہول مین متواتر تھوڑے
زمانے تک ہر طرف پھرا کیا کسی جانب سواے صحراے آبادی نظر نہ آئی اور دشت گردی مین نہایت تکلیف اُٹھائی
اکثر جوانان لشکر اور مرکب اُسی بیابان بے پایان مین ہلاک ہو گئے آخر ایک روز صحرا کیطرف سے ایک قافلہ گذرا اہل قافلہ سے مین نے
پتہ اور نشان آب عکہ کا پوچھا اُنھون نے مجھکو بتایا بموجب اُنکے بتانیکے آج مین یہانتک پہونچا اگر انصاف کرو تو میری کچھ
تقصیر نہین ہے اور بموجب خواجہ بزرجمہر اگر رہائی حمزہ کی میرے ہی آنے پر موقوف تھی تو اب مین آیا ہون انشاءاللہ حمزہ
رہا ہونگے مین اُنکے رہا کرنے مین حتی الامکان کوشش و سعی کرونگا یہ کہکر سوے عقابین قدم بڑھا کر بصد ادب حمزہ کو
تسلیم کی بسر ان پیر فرخاری نے بھی بہزار ادب امیر با توقیر کو تسلیم کی بعد تسلیم کرنیکے پیر فرخاری حمزہ کو بالاے عقابین
دیکھکر گریان ہوا حمزہ نے پیر فرخاری کو دیکھا اور جواب سلام دیا لیکن بوجہ کثرت دوری کے پیر فرخاری نے نہ سُنا خواجہ
عمرو پیر فرخاری وغیرہ کو ہمراہ اپنے لشکر مین لائے پیر فرخاری اول روبروے بادشاہ لشکر اسلام گیا اور شرائط ادب
بجالایا بعد ازان جملہ سرداران لشکر سے ملا ابھی پیر فرخاری سرداران لشکر اسلام سے باتین کر رہا تھا کہ فرامرز بن قارن
نوشیروان سے اجازت جنگ لیکر میدان مین آیا اور مرکب کو روک کر مبارز طلب کیا سلطان سعد نے ارادہ لشکر سے نکلنے کا
کیا تھا کہ پیر فرخاری نے بڑھکر سلطان سعد سے اجازت جنگ لی بعدہ عصاے آہنین ہاتھ مین لیکر پیادہ پا لشکر سے
نکلکر سوے فرامرز چلا فرامرز نے پیر فرخاری کو دیکھکر خیال کیا کہ یہ بڈھا یقیناً براے گفتگوے صلح آتا ہے نہ بہر جنگ فرامرز
یہ خیال کر رہا تھا کہ پیر فرخاری سامنے اُسکے پہونچا فرامرز نے کہا اے پیر خمیدہ قد تو بیکار آیا ہے اگر براے صلح کچھ گفتگو کریگا
مین ہرگز منظور نکرونگا اور نہ شہنشاہ نوشیروان کو صلح کرنے دونگا آج میرا ارادہ ہے کہ جملہ لشکر اسلام کو تہ تیغ کرون کسی کو
زندہ نرکھون از انجملہ تجھکو بھی قتل کرونگا ہرگز بڈھا سمجھکر تجھکو زندہ نچھوڑونگا بعد قتل کرنے جملہ لشکریان اہل اسلام کے حمزہ
کو اس تیغ تیز سے قتل کرونگا پھر بموجب قرار نوشیروان کی دختر سے اپنی شادی کرونگا پیر فرخاری نے گفتگوے فرامرز سنکے جواب دیا
او نابکار کیا بکتا ہے زبان اپنی روک ورنہ ایک ضرب عصا مین تجھکو پیوند خاک کر دونگا فرامرز نے برہم ہوکر تیغہ نیام سے کھینچکر پیر فرخاری
پر لگایا پیر فرخاری نے تیغے کو عصا پر روکا پھر عصا دونون ہاتھون سے پکڑکر گردش دیکر اسطرح شانۂ فرامرز پر مارا کہ سپر توڑکر
شانہ پر پڑا کہ شانہ فرامرز کا اُتر گیا اور مرکب فرامرز کا مر گیا فرامرز گھوڑے سے گرا پیر فرخاری نے دوسرا عصا مارا گردن
فرامرز سے خون جاری ہوا پھر بصد عجلت فرامرز کو گرفتار کرکے اپنے فرزندون کے حوالے کیا نوشیروان نے یہ احوال
دیکھکر مردان لشکر سے کہا کہ اس بڈھے کو بڑھکر قتل کرو فرامرز کو رہا کرو مردان لشکر بموجب حکم بڑھے ادھر سے بھی جملہ
اہل لشکر لڑنے اور جان دینے پر آمادہ کھڑے تھے اور صحیفۂ ابراہیم کی قسم کھا چکے تھے تلوارین کھینچکر نیام کو توڑکر نصر من اللہ
فتح قریب کہکر قشون قشون جوق جوق گروہ گروہ آگے بڑھے علمہاے لشکر کے پھریرے کھلے علمدار علم لیکر آگے بڑھے بلکہ

جنگی ہر غول مین بجے لشکر مانند دریاے قمار بڑھا جب مردمان لشکر اسلام صف اول کے قریب پہونچے دیکھا کہ وہان لشکر نوشیروان
پیر فرخاری کو چار جانب سے گھیرے ہوے ہین تیر و تبر و شمشیر لگا رہے ہین پیر فرخاری دلیرانہ لڑ رہا ہے عصا پر تلوارین اور
گرز روکتا ہے اور عصا بالاے سر اعدا مارتا بھی ہے فرزند بھی اُسکے لڑ رہے ہین یہ دیکھکر جملہ اہل سلام حریفون پر اسطرح گرے
کہ جیسے شیران گرسنہ گلۂ بز پر گرتے ہین یا گروہ غزالان پر شیران دشت حملہ کرتے ہین جسوقت اہل سلام اور کفار ملگئے تلوار
چلنے لگی دلاور بڑھ بڑھکر نعرے کرنے لگے برق شمشیر چمکنے لگی گھٹا ڈھالون کی اُٹھی تگا پوے اسپان سے غبار عظیم بلند ہوا
طبقے گاو زمین کے تھرانے لگے پیر فلک یہ جنگ مغلوبہ دیکھکر حیران ہوا خوف سے کانپنے لگا کثرت گرد و غبار سے زمانہ تیرہ و تار
ہوا پرندے اشجار سے گھبرا کر اُڑے چوپاے مانند شیر و گرگ وغیرہ آثار قیامت دیکھکے بے اختیار صحرا مین ورنگ بھاگتے ہوے
چلے گئے میدان مصاف مین تلوارونکی جھنکار خنجرونکی چقاچاق اس درجہ بلند ہوئی کہ فرشتگان آسمان نے سُنی کسی جانب
کمانین بار بار کڑکتی تھین تیر سینۂ اعدا کو توڑ کر نکلجاتے تھے کسیطرف برق شمشیر چمک چمک کر گرتی تھی خرمن جسم و جان عدا کو ضایع
کرتی تھی سر و گردن مین جدائی ہو رہی تھی سرداران لشکر اسلام زخمون پر بجاے مرہم سلیمانی کے رکھے ہوے پٹیان زخمونپر باندھے
ہوے مثل رستم و اسفندیار گھوڑونپر سوار تیغ و گرز نیزہ و تبر وغیرہ آلات حرب ضرب سے دشمنونکو قتل کرتے تھے ہردم حرب
شیر آسا کرتے تھے کفار بوجہ خندق پر آب کے پیچھے قدم نہ ہٹا سکتے تھے بمجبوری لڑتے تھے اہل اسلام کو قتل کرتے تھے اور خود بھی
قتل ہوتے تھے جب اُنکے سر و دست کٹ کٹکر آب خندق مین گرتے تھے سر تو حباب سا نظر آتے تھے اور دست بریدہ مانند
ماہیان سرخ رنگ دکھائی دیتے تھے آب خندق خون عدو سے سُرخ ہوگیا تھا پانی کو انقلاب ہوگیا آتش ہواے زمانہ سوقت بھی
نہ تھی خندق لاشونسے پٹ رہی تھی اعداے دین غرق بحر فنا ہو رہے تھے زخمی آب خندق مین مانند مچھلیونکے تڑپ رہے تھے راوی
بیان کرتا ہے کہ دلیران لشکر اسلام نے ہزارہا مردمان لشکر نوشیروان کو قتل کرکے خندق کو لاشونسے پاٹ دیا آخر صف اول کو توڑکر
اول پیر فرخاری جست کرکے خندق سے گذر کر صف دوم پر حملہ آور ہوا بعد پیر فرخاری کے جملہ سرداران لشکر اور سواران سپاہ
خندق کو پھاندکر دلیرانہ صف ثانی اعدا کے قریب پہونچے ہیکلان ملک سومنات مغرب اور عبد العزیز بادشاہ زیر باد ہند
اور نشواط حاکم زیر باد ہند کہ یہ تینون مردمان صف ثانی کے افسر تھے اہل اسلام کو آتے دیکھکر ایک لاکھ سوارونکی جمعیت سے آگے
بڑھے اور اہل سلام پر حملہ آور ہوے جسوقت دونون باہم لشکر ملگئے لڑائی ہونے لگی نخل تن سے اعضا مانند برگ خزان دیدہ
جدا ہو کر گرنے لگے ہواے گرم شمشیر میدان دار و گیر مین بصد تیزی چلنے لگی شجر ہاے قامت مردمان ہر دو لشکر تیغ و تبر سے کٹنے لگے گلزار
حیات پر خزان آنے لگی باغبان قضا نے ریاض وغا مین گلہاے حیات مردمان کیطرف ہاتھ بڑھایا روحین اجسام سے اہل سلام کے
مانند بوے گل نکلنے لگین کثرت شوق شہادت مین صد ہا دیندار اعدا کو قتل کرکے پھل تلوارونکے کھاکر باغ جہانسے سوے جنان
جانے لگے مردمان لشکر نوشیروان بھی قتل ہونے لگے زخمی مانند بلبل نالان نالہ کرنے لگے اکثر جوانونکا خون جسم مین مثال رنگ غنچہ خشک
ہوگیا اجسام اُنکے صورت اشجار خشک سوکھ گئے غنچہ ہاے دل پژمردہ ہوگئے اب مان کے ملنے سے یاس ہوگئی رنگ سرخ مثل رنگ
برگ خزان دیدہ زرد ہوگیا راوی کہتا ہے کہ عین گرمی جنگ مین لندھور بن سعدان جنگ رستمانہ کرتا ہوا اُسجگہ پہونچا
جس مقام پر ہیکلان ملک سومنات مغرب بہمراہی لشکر عادیان اہل سلام سے لڑ رہا تھا ہیکلان عاد نے لندھور کو
دیکھکر گرز گران اُٹھا کر مارا لندھور نے اُسکے گرز کو اپنے گرز پر روکا پھر خود بھی اسطرح گرز بصد غضب اُسکے سر پر مارا کہ ہیکلان سے
نہ رُک سکا آخر ہیکلان مع فیل ضرب گرز لندھور سے پیوند خاک ہوگیا عادیان نابکار یہ حال دیکھکر شکستہ خاطر ہوکر پیچھے
ہٹے نشواط حاکم زیر باد ہند نے عادیان نابکار سے پکارکر کہا کہ اے نامردو کہان جاؤ گے پیچھے ہٹکر آب خندق مین ڈوب جاؤ گے
بہتر یہ ہے کہ بڑھکر لڑو اہل اسلام کو تہ تیغ کرو آج ہزارون مسلمانونکو قتل کرکے مرجاؤ قسم خداوندی کی کھا چکے ہو قدم میدان

جنگ سے پیچھے نہ ہٹاؤ یہ کہکر اپنی فوج لیکر آگے بڑھا عادیان نابکار بھی بمجبوری آگے بڑھے ابھی نشو اط سواران لشکر اسلام کو قتل کر رہا تھا کہ علمشاہ نعرہ کرکے قریب اُسکے پہونچا نشو اط نے تیغہ گرانبار سر پر مارا علمشاہ نے تیغے کو سپر پر روک کر تیغہ کیبان فرنگی اسطرح اُسکی کمر پر لگایا کہ نشو اط دو ٹکڑے ہوکر مرکب سے بالاے زمین گرا فوج نشو اط کی یہ حال دیکھکر بھاگنے لگی اہل اسلام نے بھاگنے نہ دیا اُن سب کو تہ تیغ کیا عبدالعزیز بادشاہ زیرباد ہند نشو اط کے قتل ہونے سے ملول ہوا پھر برہم ہوکر سپاہ اپنی اپنے ہمراہ لیکر بقصد قہر بادشاہ لشکر اسلام کی طرف بڑھا جب قریب پہونچا تیغ آبدار سر سلطان سعد پر لگائی سلطان سعد نے تلوار اُسکی روک کر شمشیر بران سے اُسے قتل کیا جب عبدالعزیز بھی قتل ہوکر سوے عدم گیا مردمان سپاہ شکست کھاکر بھاگے ہزارہا وقت بھاگنے کے قتل ہوے سیکڑون خوف اہل اسلام سے آب خندق مین گرے اکثر خندق سے گذر کر صف ثالث مین جاکر شریک ہوے جب صف ثانی بھی دلیران فوج اسلام نے درہم و برہم کی پیر فرخاری جست کرکے صف ثالث کیجانب چلا بعد اُسکے علمشاہ اور کرب اور شیرویہ اور لندھور اور مالک اژدر وغیرہ سرداران لشکر اسلام و سلطان سعد و جملہ مردمان لشکر اسلام خندق سے گذر کر نعرے کرتے ہوے صف ثالث پر پہونچے نوشیروان یہ حال دیکھکر گھبرایا افسران صف ثالث وغیرہ سے پکار کر کہنے لگا ای بہادرو اہل اسلام کو رد کو دلیرانہ لڑو مسلمانون کو قدم آگے نہ بڑھانے دو افسران صف ثالث وغیرہ صداے نوشیروان سنکے بقصد غضب تلوارین نیامون سے کھینچکر اہل اسلام سے لڑنے لگے برق شمشیر چمکنے لگی گھٹا ڈھالونکی اُٹھی بہادران لشکر جانبین رعدآسا نعرے کرنے لگے سرہاے مردمان لشکر مثل اولون کے کٹ کٹکر گرنے لگے زمین پہ بارش خون ہونے لگی قصرہاے تن منہدم گرنے لگے سیل خون کی طغیانی ہوئی آب خندق مین خون کشتگان جو ملگیا تمام پانی سرخ ہوگیا دریاے خون نظر آنے لگا گھوڑے سوارونکے خون کشتگان مین تا بہ سینہ غرق ہوگئے صدہا لاشے سیل خون مین بہگئے اکثر غرق دریاے خون ہوے زخمی اُس جوے خون مین گرکر مانند ماہیان سرخ رنگ تڑپنے لگے اُسوقت لڑائی اسیطرح ہورہی تھی اور اسطور سے خونریزی ہورہی تھی کہ طریقہ فصل بارش کا پایا جاتا تھا مگر اتنا فرق تھا کہ بجاے آب خون برستا تھا زمین پر حوض آب لہو جاری تھا مردمان لشکر نوشیروان اور مردمان فوج اسلام دونون خوب لڑرہے تھے لاش پر لاش گررہی تھی ہر ایک بہادر کی تلوار مثل برق چمک چمک کر اعدا پر گررہی تھی سگ سران نابکار جابجا کتون کیطرح مرے ہوے پڑے تھے زبانین اُنکی مُنھ سے باہر تھین زخمون سے خون جاری تھا عین گرمی جنگ مین کرب نے سگ سرون پر حملہ کیا افغان سگ سرون ناپاک نے مقابلہ کیا تلوار کرب کے سر پر لگائی کرب نے تلوار روک کر ایسی شمشیر اُس ملعون کے سر پر لگائی کہ مع مرکب چار ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا سگ سرون یہ حال دیکھکر مانند کتونکے باواز بلند چلانے لگے اور فغان کرنے لگے اہل اسلام اُنکو قتل کرنے لگے پیر فرخاری انکو ضرب عصا سے ہلاک کرنے لگا آخر سگ سران تاب مقابلہ نہ لاکر پیچھے ہٹے یہ حال دیکھکر کاؤس بن آردمرد برہم ہوکر جانب کرب تیغ بکف بڑھا مالک اژدر نے بڑھکر اُس سے مقابلہ کیا کاؤس نے تیغہ سر مالک پر مارا مالک نے سپر اُٹھائی تیغہ سپر کو کاٹکر دو انگل سر مین در آیا مالک نے دستانہ مارا تیغہ سے نکلگیا کاؤس مالک کو زخمی کرکے جانب کرب چلا تھا کہ مالک نے اُسی عالم زخمداری مین نیزہ سینہ کاؤس پر مارا اور زنجیر کمر مین ہاتھ ڈالکر پشت زین سے اُسکو اُٹھالیا اور حوالے مردمان فوج اسلام کیا نوشیروان یہ احوال دیکھکر بے اختیار چاہتا تھا کہ تاج اپنا اپنے سر سے اُتار کر زمین پر پٹک دے اور نالہ و بکا کرے لیکن بختک وغیرہ نے سمجھایا دل نوشیروان کو جو کچھ تسلی ہوئی جانب صف ثالث دیکھنے لگا بعد تھوڑی دیر کے نوشیروان نے دیکھا کہ مردمان لشکر اسلام نے ہزارہا مردمان صف ثالث کو قتل کیا ہے صدہا کو زخمی کیا ہے خندق کو لاشون سے بھر دیا ہے پیر فرخاری خندق کو پھاند کر آتا ہے پیچھے اُس کے

جملہ سرداران لشکر اسلام اور سلطان سعد وغیرہ خندق کو طے کرکے آتے ہین یہ احوال دیکھکر نوشیروان بازحد گھبرایا نہایت بیتاب و بیقرار ہوا ارادہ کیا کہ راہ گریز اختیار کرے لیکن عمس اور عفریت بن صلصال و ہوشنگ بلخی و گوشنگ بلخی وغیرہ سرداران لشکر مانع ہوے اور عرض کرنے لگے ای شہنشاہ ابھی ہم سب زندہ ہین جسوقت ہم قتل ہو جاینگے پھر آپکو اختیار ہے ابھی راہ فرار اختیار نہ کیجیے یہ کہکر جملہ سرداران سپاہ و فوجکو ہمراہ لیکر آگے بڑھکر پیر فرخاری وغیرہ سے بہ تیغ و گرز وغیرہ لڑنے لگے باجے جنگی دونون لشکرونمین بجنے لگے علمدار علمہاے لشکر لیکر آگے بڑھے دونون لشکر ملکے جنگ مغلوبہ ہونے لگی سرداران لشکر بڑھ بڑھکر شیرانہ نعرے کرکے حریفونکو قتل کرنے لگے کمانین کڑکنے لگین تیر چلنے لگے مردمان لشکر ہدف تیر ہونے لگے ایک جانب جھنکار تلوارونکی بلند تھی کسی جانب عیاران لشکر اسلام و خواجہ عمرو لشکر عدو پر سنگباری کرتے تھے جب پتھر انمین سے نکلکر جس کسی کے سینے پر پڑتا تھا وہ آہ کرکے بیٹھ جاتا تھا اور مرغ روح اسکا قفس تن سے گھبرا کر نکلجاتا تھا حمزہ عقابین پر سے یہ جنگ مغلوبہ دیکھ رہے تھے سرداران لشکر کی ہمت و جرأت پر تحسین و آفرین کر رہے تھے غبار میدان کارزار مین بلند تھا گھوڑونکے دوڑنے سے طبق زمین لرزان تھا ومبدم سر تن سے جدائی ہو رہی تھی تلوار بڑے زور و شور سے چل رہی تھی نعرے بہادر کر رہے تھے زمین پر زخمی تڑپے ہوے ایڑیان رگڑ رہے تھے کوئی انکی نالہ و فریاد نہ سنتا تھا مرکب اکثر زخمیونکو پامال کرتے تھے عجب حال تھا ابیات

ہر طرف ہولی تھی وہاں زد و کشت　　کسیکا مغفر تھا اور کسیکی پشت

تیر جسکا چلا وہ سار ہوا　　زخمی مرکب فنا سوار ہوا

کوئی سینے پہ ہاتھ مین خنجر　　کسی کی تیغ اور کسی کا سر

کوئی زخمونسے سخت عاری تھا　　کسی کو وقت دم شماری تھا

سارے جانباز خون مین سرشار　　بدھیان زخمونکی گلے کے ہار

ہر طرف دار و گیر کا غل تھا　　شاطرون کی نفیر کا غل تھا

سر پہ تلوار جبکہ چلتی تھی　　تنگ کے نیچے سے نکلتی تھی

کسی جا نیزہ تھا کسی جا تیر　　موت تھی جنگ مین گریبان گیر

ایک خنجر اٹھائے بیٹھا تھا　　ایک شمشیر کھائے بیٹھا تھا

کوئی تلوار پھینکا جاتا تھا　　کوئی لڑنے سے جی چراتا تھا

اسی جنگ حرب مین عمس بدانجام نے گرز گران سر فرہاد پر مارا فرہاد نے اسکے گرز کو اپنے گرز پر روکا پھر فرہاد نے گرز گرانبار اٹھاکر بقوت تمام سر عمس پر مارا ہرچند عمس نے چاہا کہ گرز کو گرز پر روکون لیکن گرز فرہاد رک نہ سکا سر پر جو پڑا کاسہ سر چور چور مرکب بھی پیوند خاک ہو گیا لشکری عمس منحوس کے یہ حال دیکھکر بیدل ہوکر پیچھے ہٹنے لگے اُسوقت فرامرز مغربی جنگ رستمانہ کرتا ہوا سامنے عفریت خان کے پہونچا عفریت نے تیغہ سر پر لگایا فرامرز نے تیغے کی باڑھ کو دیکھکر گھوڑے کو آگے بڑھاکر اسکے بند دست پر ہاتھ ڈالکر تیغہ بقوت بازو چھین لیا عفریت نے برہم ہوکر چاہا تھا کہ گرز گران اٹھاکر سر فرامرز پر لگائے یکایک فرامرز نے شمشیر آبدار اسکی کمر پر اسطرح لگائی کہ مانند خیار دو ٹکڑے ہوکر گھوڑے سے بروے خاک گرا اسیطرح اکثر سرداران لشکر اسلام نے بہت سے سرداران نوشیروان کو تہ تیغ آبدار کیا فوج شکست کھاکر پیچھے ہٹنے لگی دلیران لشکر اسلام آگے بڑھنے لگے اسیطرح موافق بیان بعض بعض داستان گویون کے اہل اسلام نے ساتون خندقونکو طے کرکے ساتون صفین توڑکر ہزارہا مردمان لشکر نوشیروان کو قتل کرکے عنقریب زیر عقابین پہونچے اُسوقت نوشیروان نے نہایت پریشان خاطر ہوکر حکم دیا کہ ایک شیر کو کٹہرے سے نکالو بموجب حکم ملازمان نے کٹہرے سے شیر کو نکالا شیر صحرائی نکلکر جو مردم کہ سامنے تھے انپر نعرہ کرکے حملہ آور ہوا چونکہ پیر فرخاری سب کے آگے تھا شیر کو آتے دیکھکر دلیرانہ نعرہ کیا شیر پیر فرخاری کیطرف آیا پیر فرخاری نے عصا اپنا سر شیر پر اسطرح مارا کہ سر شیر کا پاش پاش ہو گیا تیورا کر زمین پر گرا پیر فرخاری شیر کو ہلاک کرکے زیر عقابین تڑپتا ہوا پہونچا اور سر اپنا عقابین پر رکھکر اسقدر رویا کہ غش کھاکر زمین پر گرا اور بیہوش ہو گیا نوشیروان نے پھر حکم دیا دوسرے شیر کو کٹہرے سے نکالو ملازمان نوشیروان نے شیر کو کٹہرے سے نکالا شیر کٹہرے سے نکلکر سوے فوج اسلام نعرہ کرکے چلا کرب غازی نے نعرہ کیا نعرہ کرب کرب شہسوار دم پل نامدار نظر کردہ شیر یزدان کا رہ شیر صحرا نعرہ کرب سنکے جانب کرب غضبناک ہوکر چلا کرب نے آگے بڑھکر ایسی تیغ کمر پر لگائی کہ شیر دو ٹکڑے ہوکر بالاے زمین گرا لشکریان نوشیروان نے

یہ حال دیکھکر حیران ہوے نوشیروان بھی متحیر ہوا کرب ڈرتا ہوا آگے بڑھا نوشیروان نے برہم ہوکر حکم دیا تیسرے شیر کو کٹہرے سے
نکالو ملازمون نے حسب الحکم تیسرے شیر کو کٹہرے سے نکالا شیر جانب لشکر اسلام چلا علمشاہ نے نعرہ کیا سہ علمشاہ رومی شہ فیل زور
کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور۔ شیر بھی نعرۂ علمشاہ سُنکے نہایت برہم ہوکر سمت علمشاہ چلا جب قریب آیا چاہتا تھا کہ جست کرکے
علمشاہ کو زخمی کرے لیکن علمشاہ نے اُسکو جست کرنیکی مہلت نہ دی تیغہ بڑھکر اُسکی گردن پر مارا گردن شیر کی قلم ہوئی بعد قتل
ہونے اسد صحرائی کے علمشاہ مردمان لشکر کو قتل کرتا ہوا آگے بڑھا اسی اثنا میں کرب زیر عقابین پہونچکر اکثر جلادان بیرحم کو تہ تیغ کیا
جلادان خونخوار بھاگ گئے کرب نے بھی زیر عقابین جاکر سر اپنا عقابین پر رکھا اور اس درجہ رویا کہ بیہوش ہوکر زمین پر گرا بعد
کرب کے علمشاہ نے بھی سر اپنا عقابین پر رکھا اور حال امیر پر اسقدر گریہ کیا کہ غش آگیا چونکہ نوشیروان اُسوقت گھبرایا ہوا
تھا زیر عقابین اسنے نہ دیکھا اور نہ اُن سرداران لشکر اسلام کو جو کثرت نالہ و بکا سے بیہوش تڑپ رہے تھے قتل کرتا الحاصل جب تیسرا
شیر بھی ہلاک ہو چکا نوشیروان نے کٹہرے سے جو چوتھا شیر نکلوایا وہ شیر بھی لشکر اسلام کیجانب چلا گھوڑے سواران لشکر اسلام شیر کو دیکھکر
مثل سیماب بیقرار ہوے سواروں نے بصد مشکل اُنھین روکا مالک اژدر نے شیر کو دیکھکر نعرہ کوہ شگاف کیا شیر اُدھر سے بڑھکر جانب
مالک آیا مالک نے فی الفور گرز گران سے شیر کو ہلاک کیا بعد ازان مردم لشکر نوشیروان پر حملہ کیا لشکری خائف ہوکر پیچھے ہٹے مالک
زیر عقابین پہونچا کسی نے بوجہ خوف کے اُسکو نہ روکا جسوقت مالک نیچے عقابین کے گیا مثل علمشاہ کے سر عقابین پر رکھکر حال
امیر پر اسقدر اشکبار رہا کہ روتے روتے بیہوش ہوکر زمین پر گرا نوشیروان نے مالک اور علمشاہ اور کرب و پیر فرخاری
کو زیر عقابین بیہوش بالائے خاک دیکھکر جلادان بیرحم سے کہا کہ ان نامردون کو پڑے ہوے دیکھتے ہو جلد جاکر ان چارون بیہوش سردارونکو
اور حمزہ کو عقابین سے اُتار کر جلد قتل کر ڈالو اس بار حکم کو میرے برابر ہزار حکم کے تصور کرو جلادان خونخوار مع ہزارہا سواران جرار
جانب عقابین برائے قتل امیر و سرداران مذکور چلے یہ احوال دیکھکر عمرو بن حمزہ یونانی اور لندھور اور فرامرز اور فرہاد اور
شیرویہ اور طوس وغیرہ سرداران لشکر اسلام نے مثل سیماب بیقرار ہوکر ان جلادان بیرحم اور سواران خونخوار پر یکبارگی حملہ کیا وہ سوار
اور جلاد بھی لڑنے لگے لڑائی خوب ہونے لگی سرداران لشکر اسلام نے ان جلادون اور سوارونکو بڑھ بڑھکر تہ تیغ کیا پھر جانب
نوشیروان رخ کیا نوشیروان نے جو دیکھا کہ سرداران لشکر میری طرف آتے ہین نہایت مضطر و پریشان خاطر ہوکر بختک وغیرہ
سے پوچھنے لگا کہ اب مین کیا تدبیر کرون کیونکر ان سردارون سے جان بچاؤن اگر بھاگتا ہون تو موجب بدنامی ہے اور اگر ٹہرا
رہتا ہون تو یقین ہے کہ ایکدم مین قتل ہو جاؤنگا یہ سب سرداران لشکر اسلام ہرگز مجھکو زندہ نچھوڑینگے بختک نے عرض کیا اے
شہنشاہ بدنامی کا خیال نکیجیے جان اپنی ان بہادرون سے بچائیے جلدی یہانسے بھاگیے اگر زندہ رہیے گا تو پھر اہل اسلام سے
جنگ کیجیے گا بختک وغیرہ نوشیروان سے یہ کہہ رہے تھے کہ ہوشیار بلخی اور گوشیار بلخی بھی اہل اسلام کے خوف سے
پیچھے ہٹتے ہوے پاس نوشیروان کے آئے نوشیروان نے اُنسے پوچھا کہ اب مین کیا کرون اُنھون نے بھی یہی راے دی کہ ہمارے
ساتھ یہانسے بھاگیے توقف نکیجیے دیکھیے آپکا لشکر قلیل رہگیا ہے وہ بھی تاب مقابلہ اہل اسلام نہ لاکر پیچھے ہٹتا آتا ہے یقین ہے تھوڑی
دیر میں کل ملازم آپکے میدان جنگ سے بھاگ جائینگے حضور کو اہل اسلام گرفتار کرکے قتل کرینگے نوشیروان یہ تقریر اُنکی
سنکے ہمراہ اُنکے جانب ترکستان گریزان ہوا اکثر سرداران لشکر بھی ہمراہ نوشیروان بھاگے احوال نوشیروان کا انشاء اللہ
آیندہ لکھا جائیگا بعد بھاگنے نوشیروان کے فوج باقی ماندہ یہ حال دیکھکر بے اختیار بھاگنے لگی اہل اسلام نے اُنھین گھیر کر قتل
کرنا شروع کیا ہزارہا کو قتل کیا صدہا بھاگ کر ہمراہ نوشیروان جانب ترکستان گریزان ہوے جب کوئی ملازم نوشیروان
میدان جنگ مین زندہ باقی نرہا سواران لشکر اسلام نے خزانہ و مال اسباب نوشیروان کا لوٹنا شروع کیا خصوصاً عمرو
نے یہ جانا کہ آج مال و زر سے زنبیل اپنی بھر لون یہ تصور کرکے لوٹنا شروع کیا جو کچھ نقد و جنس سے ہاتھ آیا اندر زنبیل کیا

لیا تاک کہ تلوارین اور سپرین اور دیگر آلات حرب و ضرب اور لباس مردمان لشکر نوشیروان کا سمیٹ سمیٹ کر اور جال الیاسی
مار مار کر نذر زنبیل کیا اکثر کشتگان لشکر نوشیروان کے کپڑے اُتار لیے فقط ایک ایک لنگی ہر ایک کے باندھ دی ادہر تو خواجہ
اور سواران لشکر لوٹنے مین مشغول و مصروف ہوے اُدھر سرداران لشکر مع سلطان سعد شکر خدا کہکے مظفر و منصور ہوکر
جانب عقابین چلے اول عمرو بن حمزۂ یونانی نے زیر عقابین جا کر حال امیر پر گریان ہوکر اُس ٹیلے پر جسپر قفس صاحبقران
قید تھے زور کرنا شروع کیا اور چاہا کہ اس ٹیلے کو زمین سے نکالکر فرودگاہ لشکر پر لے چلین وہان لیجا کر حمزۂ صاحبقران
کو رہا کرین جب عمرو بن حمزۂ یونانی نے زور کیا وہ ٹیلا سوا گز زمین سے نکل آیا بعد اُسکے لندھور نے زور کرکے دو گرہ کم
سوا گز اور اُس ٹیلے کو زمین سے نکالا پھر فرامرز مغربی نے اُس ٹیلے پر زور کیا اور کسیقدر کم لندھور سے زمین سے ٹیلے
کو نکالا بعد ازین کرب نے ہوشیار ہوکر اُس ٹیلے پر زور کیا اور زیادہ ایک گز سے زمین سے اُسے کھینچا بعد ازان
علمشاہ نے ہوشیار ہوکر اُس ٹیلے پر زور کیا اور تین گرہ ایک گز اُس ٹیلے کو زمین سے نکالا پھر مالک آژدر نے
زور کیا جسقدر لندھور نے وہ ٹیلا زمین سے کھینچا تھا اُس سے آدھ گرہ کم مالک آژدر نے اُس ٹیلے کو زمین سے
نکالا پھر بیرفرخاری نے ہوشیار ہوکر اُس ٹیلے پر زور کیا اور قریب ایک گز اُس ٹیلے کو زمین سے کھینچا بعد بیرفرخاری
کے پھر عمرو بن حمزۂ یونانی نے اُس ٹیلے پر زور کرکے زمین سے نکال لیا ناظرین نکتہ بین پر واضح ہو کہ وہ ٹیلا جسپر حمزۂ
صاحبقران قفس مین قید تھے جسقدر اوپر تھا اُس سے زیادہ زمین مین نہایت استحکام سے گاڑا تھا اور وہ دبیز
اسقدر تھا کہ آغوش مین اچھی طرح نہ آتا تھا اور گران اس درجہ تھا کہ ایسے ایسے بہادرون سے سوا سوا گز یا کم اُس
سے زمین سے باہر نہ نکلا غرض جب عمرو بن حمزۂ یونانی زور آخر مین ٹیلے کو نکال چکے سات قدم لیکر چلے تھے کہ خواجہ
عمرو آئے اور عمرو بن حمزۂ یونانی سے کہنے لگے کہ اگر اسیطرح اس ٹیلے کو فرودگاہ لشکر اسلام تک لیجاوگے تو بڑی تکان
سے حمزۂ صاحبقران کو صدمہ ہوچکیگا میرے نزدیک مناسب یہی ہے کہ اسی جگہ کسی تدبیر سے قفس اُتار کر حمزۂ
صاحبقران کو قفس سے نکالو عمرو بن حمزۂ یونانی نے راے خواجہ کی پسند کی اُسوقت خواجہ عمرو اُس ٹیلے پر چڑھ گئے
مگر حمزۂ صاحبقران اور قفس کو نہ پایا خواجہ گریان کنان ٹیلے سے اُترے اور عمرو بن حمزۂ یونانی وغیرہ سے کہا
دیکھو قفس اس ٹیلے پر نہین ہے عمرو بن حمزۂ یونانی نے مغموم ہوکر وہ ٹیلا ہاتھ سے اپنے چھوڑ دیا وہ زمین پر شل پہاڑ کے گرا
اور ایک صاحب دفتر لکھتے ہین کہ عمرو بن حمزۂ یونانی اُس ٹیلے کو اُٹھائے ہوے فرودگاہ لشکر اسلام تک گئے وہان
جا کر جو ٹیلے پر نظر کی قفس کو نہ دیکھا غرض بہر طور جب حمزۂ صاحبقران مع قفس نظر نہ آئے عمرو بن حمزۂ یونانی نے
نہایت مغموم و ملول ہوکر وہ ٹیلا ہاتھ سے چھوڑ دیا بالاے زمین جو ٹیلا گرا زمین تھرائی اُسوقت جملہ اہل اسلام
خیال حمزۂ صاحبقران مین گریان ہوے جسقدر خوشی حصول فتح کی ہوئی تھی اُس سے زیادہ ملال ہوا آخر بعد
گریہ و زاری باہم کہنے لگے کہ صاحبقران کو کون لے گیا کسی نے کہا کوئی ساحر یا ساحرہ لے گئی ہوگی کسی نے کہا
خداوند عالم کو اس احوال سے آگاہی ہے کچھ بیان کر نہین سکتے اسی طرح ہر ایک نے موافق اپنی عقل و فہم کے بیان
کیا آخر تجویز یہ ٹھہری کہ یہان سے آگے بڑھکر حمزہ کی تلاش کرین شاید کہین کچھ پتا ملے یہ تجویز کرکے بعد بیتابی
و بیقراری اور بہزار گریہ و زاری آگے بڑھے صحرا مین سردار و سوار چہار جانب جستجو کرنے لگے خواجہ عمرو
بھی ہمراہ سب کے جستجوے امیر با توقیر کر رہے تھے ناگاہ زمین سے خواجہ بلند ہوے یہ حال دیکھکر خواجہ چلانے
اور کہنے لگے ارے ظالم کیون مجھکو لیے جاتا ہے مین نے تیری کیا خطا کی ہے مجھ محتاج کے پاس کیا ہے کچھ تجھکو مجھسے
حاصل نہوگا زنبیل مین میری کچھ نہین ہے مجھکو صاحب زر خیال نکرین تو چار روپیہ کا پیادہ ہون فاقہ کشی سے صدمے

اُٹھاتا ہون اور اگر تو آدمخوار ہے تو دیکھ لے مین ہمہ تن پوست و استخوان ہون گوشت مطلق نہین ہے مجھکو چھوڑ دے
اور کسی ہوٹے تازہ آدمی کو لیجا جب خواجہ عمرو نے اِسطرح کہا اُس لیجانے والے نے اپنی زبان مین خواجہ سے کہا
خاموش رہ مین تیرا دشمن نہین ہون یہ کہکر زیادہ بلند ہوکر خواجہ عمرو کو لیگیا اہل اسلام ہرچند دوڑے لیکن خواجہ عمرو
کا کچھ نشان نہ ملا بعد تھوڑی دیر کے خواجہ بزرجمہر کو بھی کسی نے زمین سے اُٹھایا سرداران لشکر تیغ و تبر لیکر دوڑے
خواجہ بزرجمہر نے ہر ایک سے کہا تم مجھکو جانے دو کچھ اندیشہ نکرو مجھکو معلوم ہے جو مجھے لیے جاتا ہے اور جہان مین جاتا ہون
کہ جہان یہ مجھکو لے جائیگا سرداروں نے پوچھا مفصل فرمائیے کون آپ کو لیے جاتا ہے آپ کہان جاتے ہین خواجہ بزرجمہر
کچھ کہنے نہ پائے تھے کہ لیجانے والا خواجہ بزرجمہر کو چشم زدن مین لیگیا جملہ اہل اسلام افسوس کرکے رہ گئے بعد تلاش
بسیار سرداران ذیوقار وغیرہ حال امیر با توقیر پر گریان ہوکر فرودگاہ لشکر پر آئے سلطان سعد نے کشتگان اہل اسلام
کو دفن کردیا وقت شمار معلوم ہوا کہ کچھ کم سات لاکھ مردمان لشکر نوشیروان قتل ہوئے اور تین لاکھ اہل اسلام
شہید ہوئے اور بیس ہزار اہل اسلام زخمی ہوئے زخمیون کا سلطان سعد کے حکم سے علاج ہونے لگا جب دربار
آراستہ ہوا سلطان سعد اور سرداران لشکر اسلام نے خواجہ دریادل اور خواجہ والا گہر پسران خواجہ بزرجمہر سے
پوچھا کہ حمزۂ صاحبقران اور خواجہ عمرو اور آپ کے والد کو کون لیگیا ہے کبتک آئینگے یا نہ آئینگے پسران خواجہ بزرجمہر
نے زائچہ کرکے کہا کہ اگر خدا نے چاہا تو حمزۂ صاحبقران اور خواجہ عمرو اور ہمارے والد ماجد دو تین روز کی مدت مین
یہان تشریف لائینگے یا اور کہی سر زمین پر تشریف لائینگے کچھ تردد نفرمائیے انجام اس جانے کا اچھا ہوگا یہ سنکر
سلطان سعد وغیرہ کو اطمینان ہوا

داستان صحت پاکر تشریف لانا حمزۂ صاحبقران کا مع عمرو و خواجہ بزرجمہر ملک آزدبیل مین بعد ازان داخل لشکر اسلام ہونا ان سب صاحبون کا مع حالات دیگر بیان کیجاتی ہے

محرران خوش رقم اس داستان کو اسطرح لکھتے ہین کہ جس روز نوشیروان شکست کھاکر ہمراہ ہوشیار بلخی و گوشیار
بلخی وغیرہ کے سوے ترکستان گریزان ہوا تھا اُسی روز ملکہ آسمان پری نے خواب سے بیدار ہوکر عبدالرحمان جنی
کو طلب کیا تھا جب عبدالرحمان جنی آئے تھے ملکہ نے سلام کرکے کہا اے عمو جان مین نے آپکو اسواسطے بلایا ہے کہ چند روز
سے برابر خوابہاے پریشان دیکھتی ہون نہین معلوم بدر قریشیہ سلطان کس بلا مین مبتلا ہوئے ہین ذرا آپ تکلیف فرماکر
اپنے علم کے ذریعہ سے احوال والد سلطان قریشیہ سے مجھے اطلاع دیجیے عبدالرحمان جنی نے بہ قاعدۂ علم رمل و نجوم
بخوبی غور و فکر کرکے جواب دیا تھا کہ حمزۂ صاحبقران بالاے عقابین قید ہین سرداران لشکر صاحبقران نوشیروان
سے اسوقت خوب لڑ رہے ہین احوال حمزۂ صاحبقران بھی نہایت ابتر ہے ملکہ آسمان پری نے یہ حال پرملال سنکر
بلا توقف دیو تندک کو بلاکر کہا تھا کہ جلد جا اور حمزۂ صاحبقران کو عقابین پر سے لے آ دیو تندکور بعد گریزان ہونے نوشیروان
کے آیا تھا اور حمزۂ صاحبقران کو عقابین پر سے لے گیا تھا جب دیو مسطور خدمت ملکہ آسمان پری مین گیا اور ملکہ نے
حمزۂ صاحبقران کے سراپا پر نظر کی گھبراکر دیو تندک سے کہا کہ خواجہ عمرو کو لے آوہ یہان اگر کچھ تدبیر صحت امیر با توقیر
کرینگے دیو خواجہ عمرو کو بھی لیگیا تھا جیساکہ قبل اسکے لکھا گیا جب عمرو ملکہ آسمان پری کے سامنے پہونچے آسمان
پری نے گریان ہوکر کہا تھا اے خواجہ میرے شوہر کا یہ کیا حال ہوگیا ہے براے خدا ایسی کوئی تدبیر کرو کہ یہ اچھے ہو جائین
خواجہ عمرو نے جواب دیا تھا کہ اے ملکہ جبتک خواجہ بزرجمہر یہان نہ آئینگے اُسوقت تک حمزۂ صاحبقران کا علاج
اچھی طرح نہ ہوگا دست و پا انکے قابو مین نہ آئینگے یہ کھال جو انکے تمام جسم پر نظر آتی ہے ہرگز انکے تن سے

نہ اتری گی ملکہ آسمان پری نے فی الفور دیو کو روانہ کرکے خواجہ بزرجمہر کو بھی بلوایا تھا جب خواجہ بزرجمہر سامنے
ملکہ آسمان پری کے پہونچے اول ملکہ نے سلام کیا بعد ازان کہا آپ کو مین نے اسواسطے بلایا ہی کہ میرے خاوند کا
علاج کیجیے یہ کھال اُنکے جسم سے دور کر دیجیے خواجہ بزرجمہر نے عبدالرحمٰن جنی سے مشورہ کرکے چند اقسام کے برگ درختان
قاف منگوا کر ایک پُر آب حوض مین رکھے اور کہا نیچے اِس حوض کے آگ روشن کیجائے بموجب حکم پریزاد اور دیوون نے
زیر حوض آتش کثیر روشن کی تھوڑی دیر مین آب حوض مین اُن برگ درختان قاف نے بخوبی جوش کھایا پانی اِس حوض کا
مانند آب حوض حمام گرم ہو گیا اُسوقت خواجہ بزرجمہر نے حمزہ صاحبقران کو اُسی حوض مین بٹھایا گرمی آب اور تاثیر
برگ درختان سے وہ کھال جو بالاے جسم امیر باتوقیر تھی کسیقدر نرم ہوئی خواجہ بزرجمہر نے عمرو سے کہا آپ آہستہ آہستہ
یہ چرم تن امیر سے جدا کرو خواجہ عمرو نے بموجب ارشاد بزرجمہر وہ پوست جسم حمزہ صاحبقران سے جدا کرنا شروع کیا
اُسوقت حمزہ صاحبقران نے ازحد بیچین ہو کر اور تڑپ کر عمرو سے کہا اے خواجہ جب دیوار سنگ کی شاخ سر بالاے چشمہ
ماہیان میرے بازو مین در آئی تھی ایسی تکلیف اُس شاخ کے نکالنے مین بھی مجھے نہوئی تھی یہ کہکر حمزہ صاحبقران
کثرت اذیت سے بیہوش ہو گئے خواجہ عمرو نے بہزار مشکل اُس پوست کو سراپاے امیر باتوقیر سے جدا کیا تن حمزہ
صاحبقران جابجا سے شق ہو گیا ملکہ آسمان پری حال اپنے شوہر کا دیکھکے بے اختیار رونے لگی ملکہ قریشیہ سلطان
بھی گریان ہوئی خواجہ بزرجمہر نے کہا اشکباری نہ کرو حمزہ صاحبقران صحیح ہو جائینگے انکی غیب سے اعانت
ہوتی ہی مرتبہ انکا بڑا ہی یہ کہکر حمزہ صاحبقران کو آب حوض سے نکلوا کر روغن بادام وغیرہ تن پر ملکر لٹا دیا نیچے
اور شاہی کپڑے اوپر ڈالدیے ملکہ آسمان پری وغیرہ بالین پر بیٹھین حمزہ صاحبقران نے اُسی عالم بیہوشی مین دیکھا
کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تشریف لائے اور قریب بیٹھکر بصد شفقت ارشاد فرمایا اے فرزند افسوس صد افسوس
تو نے غم قباد شہریار اور صدمۂ ملکہ مہرنگار دختر نوشیروان مین فقیری اختیار کی تھی اور انکی قبر پر بیٹھا تھا
اور جہاد کفار کو ترک کر دیا تھا اسیوجہ سے قید ہو کر اس صدمہ مین مبتلا ہوا خبردار اب جہاد کفار سے ہاتھ
نہ اُٹھانا نوشیروان وغیرہ سے مقابلہ ضرور کرنا یہ کہکر بصد مہربانی تمامی تن امیر باتوقیر پر ہاتھ پھیرا دست دعا سے
امیر باتوقیر مین قوت آئی اور تمام تن اچھا ہو گیا حضرت ابراہیم علیہ السلام نظر سے غائب ہو گئے حمزہ صاحبقران ہوشیار
ہو کر اُٹھے ملکہ آسمان پری وغیرہ سب خوش ہوئین حال پوچھا حمزہ صاحبقران نے تشریف لانا حضرت
ابراہیم علیہ السلام کا اور جو کچھ اُنھون نے ارشاد فرمایا تھا بیان کیا ملکہ آسمان پری نے حمزہ صاحبقران کے
صحیح ہونے سے ازحد خوش ہو کر حکم جشن دیا فی الفور بزم عشرت آراستہ ہوئی نازنینان پردۂ قاف بزم عیش مین گا
تہنیت اور مبارکبادی دینے لگین بعد مبارکبادی کے اکثر غزلین گائین اہل بزم خوش ہوے ملکہ آسمان پری نے
اُسروز نہا کر پورا لباس ایسا پہنا کہ جیسے شب عروسی مین پہنا تھا جب شب ہوئی صاحبقران بزم عشرت سے اُٹھکر
خوابگاہ ملکہ آسمان پری مین گئے اور وصل آسمان پری سے شادکام ہوے لیکن آسمان پری حاملہ نہوئی اُسی شب کو
آسمان پری نے خلوت مین حمزہ صاحبقران سے کہا کہ تم مجھ ایسی رشک حور کو چھوڑ کر پردۂ قاف سے چلے گئے تھے
اب نہ جانا اگر تمھارا دل گھبرائیگا تو اپنے سرداران لشکر وغیرہ کو یہین بلوا لینا دیو اور پریزاد سب کو جا کرلے آوینگے
مجھسے زیادہ زنان بنی آدم سے تمھین لطف حیات حاصل نہوگا علاوہ اسکے جو عجائب غرائب یہان ہین پردۂ دنیا پر
نہونگے سیر و تماشے مین اپنے دل کو بہلانا دیکھو اب مجھے چھوڑ کر نہ چلے جانا حمزہ صاحبقران نے جواب دیا اے ملکہ دل
تو میرا بھی چاہتا ہی کہ تمھین چھوڑ کر نہ جاؤن لیکن مجبور ہون یہان رہ نہین سکتا مین قبل اسکے تم سے کہ چکا ہون کہ میرے

عالم بیہوشی مین حضرت ابراہیم علیہ السلام تشریف لائے تھے علاوہ دست شفقت پھیرنے کے اور مجھے تندرست کرنے کے فرمائے ہین کہ جہاد کفار سے ہاتھ نہ اُٹھانا پس ممکن نہین کہ فرمانا اُن جناب کا نہ بجالاؤن اور یہان عیش وعشرت مین مصروف ہون ملکہ آسمان پری نے بہ نازوادا کہا تمھاری انھین باتونسے اٹھارہ برس تک مین نے تمھین نہین جانے دیا تھا پھر اب تم وہی باتین کرتے ہو مجھکو تمھارا یہانسے جانا ناگوار ہے امیر باتوقیر نے جواب دیا مین بمجبوری ہنگام سحر یہان سے جاؤنگا ورنہ کبھی نہ جاتا اسی گفتگو مین سحر ہوئی زن ومرد خوابگاہ سے اُٹھکر جدا جدا حمام مین گئے بعد غسل وطہارت ملکہ آسمان پری اور حمزۂ صاحبقران ہر ایک حمام سے باہر آکر جامے خانے مین آکر پوشاک پہنکر بزم مین آئے بعد تھوڑی دیر کے حمزۂ صاحبقران نے ملکہ آسمان پری سے کہا اے ملکہ اب ہمین اجازت جانے کی دو ملکہ آسمان پری نے بعد گفتگوے بسیار دیوؤن کو طلب کیا اور تخت منگوائے جب دیو تخت لائے ایک تخت پر امیر باتوقیر بیٹھے اور دوسرے تخت پر خواجہ بزرجمہر اور عمرو بیٹھے آسمان پری آبدیدہ ہوئی حمزۂ صاحبقران نے ملکہ آسمان پری سے کہا کہ اگر خدا نے چاہا تو جلد یہان آؤنگا پھر قریشیہ سلطان کو گلے سے لگاکر پیار کیا بعد ازان بحکم حمزۂ صاحبقران دیوون نے دوش پر تخت اُٹھائے اور جانب پردۂ دنیا روانہ ہوے اثنائے راہ مین حمزۂ صاحبقران نے ایک شہر نہایت آباد دیکھا خواجہ عمرو سے پوچھا یہ کون شہر ہے خواجہ عمرو نے کہا یہ شہر اردبیل ہے امیر باتوقیر نے دیوون سے فرمایا تخت یہین اُتارو دیوون نے در محلسرائے ملکہ گردیہ بانو پر تخت رکھدیے یہ خبر بدر ملکہ گردیہ بانو کو ہوئی وہ برائے استقبال آیا حمزۂ صاحبقران کو استقبال کرکے زروجواہر حمزۂ صاحبقران پر نثار کرتا ہوا لے گیا پھر حکم سامان دعوت وضیافت کا دیا گردیہ بانو یہ خبر سنکر خوش ہوئی اور پری چہرہ بھی حال خواجہ عمرو سنکے شاد ہوئی غرض بعد طعام دعوت نوش کرنیکے ہنگام شب امیر باتوقیر ملکہ گردیہ بانو کے پاس گئے اور خواجہ عمرو پری چہرہ کے نزدیک گئے بقدرت خدا گردیہ بانو اور پری چہرہ دونون حاملہ ہوئین بطن ملکہ گردیہ بانو سے تو ملکہ زبیدۂ شیردل پیدا ہوگی اور شکم پری چہرہ سے آمنیہ بن عمرو تولد ہوگا حال انکا انشاء اللہ بمقام مناسب لکھا جائیگا غرض جب صبح ہوئی حمزۂ صاحبقران اور خواجہ عمرو نے حمام مین جاکر غسل کیا بعد ازان جامے خانے مین آکر پوشاک پہنی پھر بدر ملکہ گردیہ بانو کے پاس جاکر رخصت طلب کی ہرچند بدر ملکہ گردیہ بانو نے کہا دو چار روز توقف کیجیے لیکن حمزۂ صاحبقران نے پذیرا نہ کیا آخر امیر باتوقیر ملکہ گردیہ بانو وغیرہ سے رخصت ہوے اور تخت پر بیٹھے خواجہ بزرجمہر اور خواجہ عمرو بھی تخت پر بیٹھے دیوون نے تخت اُٹھائے اور سوے عقابین روانہ ہوے جب لشکر اسلام کے قریب پہونچے حکم امیر سے دیوون نے تخت بالاے زمین رکھدیے حمزۂ صاحبقران اور خواجہ بزرجمہر اور عمرو ہر دو تخت سے اُترے دیو امیر سے رخصت ہوکر جانب پردۂ قاف گئے سرداران لشکر اسلام حمزۂ صاحبقران کو دیکھکر نہایت خوش ہوکر برائے استقبال روانہ ہوے اور امیر کا استقبال کرکے حمزۂ صاحبقران کو بارگاہ سلیمانی مین لائے نقارے خوشی وغیرہ و مبارکبادی لشکر مین بجائے گئے امیر ذنگل پر بیٹھے سلطان سعد اور جملہ سردارون نے احوال مزاج پوچھے حمزۂ صاحبقران نے فرمایا بعنایت الٰہی مین اچھا ہون پھر احوال پردۂ قاف مین جانے کا مفصل بیان کیا جب امیر باتوقیر خاموش ہوے سلطان سعد نے تخت سے اُترکر تاج سر سے اُتارکر کہا اب آپ اور کسی کو بادشاہ لشکر اسلام مقرر کیجیے جب آپ بالاے عقابین تشریف رکھتے تھے مجھکو سرداران لشکر اسلام نے بادشاہ

لشکر پناہا بقا اب آپ تشریف لائے ہین جسکو مناسب جانیے تخت پر بٹھائیے حمزہ صاحبقران نے جواب دیا میرے
ہی کہنے کے بموجب خواجہ عمرو وغیرہ نے تمکو تخت پر بٹھایا تھا اب سوائے تمھارے کوئی شخص لائق تخت نشینی نہین ہی
اگر کوئی فرزند قباد شہریار کا ہوتا تو البتہ بعد پدر اس تخت پر بیٹھتا یہ فرما کر سلطان سعد کے سر پر تاج رکھا
اور تخت پر بٹھا دیا اول امیر نے بوجہ بادشاہ ہونے کے سلطان سعد اپنے پوتے کو شمشیر آبدار نذر دی پھر جملہ
سرداران لشکر نے علی قدر مراتب بصد ادب اشرفیان اور لعل و جواہر وغیرہ ہاتھون پر رکھکر نذر دی دوبارہ
سلطان سعد کے بادشاہ ہونیکی خوشی ہوئی نقارے نقارہ نواز بجانے لگے شہنا نواز بھی مبارکبادی گانے لگے ہر صغیر
کبیر خوش و خرم ہوا بعد تخت نشینی سلطان سعد کے حمزہ صاحبقران نے فرامرز بن قارن عدنی و بعض سرداران
لشکر نوشیروان کو جنکو ہنگام جنگ سردارون نے گرفتار کیا تھا طلب کیا جب وہ آئے امیر باتوقیر نے اول فرامرز
بن قارن عدنی سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ اے فرامرز بن قارن کہ اب کیا کہتا ہی اگر دین اسلام قبول کرو تو خیر ہے ورنہ
قسم کھاتا ہون خداوند عالم کی تجھکو بھی قتل کرونگا تو نے مجھکو نہایت اذیت دی ہی اور بڑا کشت و خون تیری ذات سے
ہوا ہی فرامرز نے گفتگوے حمزہ صاحبقران سنکے خیال کیا کہ مین اگر دین اسلام قبول کرنے سے انکار کرتا ہون تو یقیناً آج
قتل ہو جاؤنگا پس بہتر اور مناسب یہ ہی کہ اپنی جان بچانیکے واسطے بظاہر مسلمان ہو جا بعد رہائی دیکھا جائیگا یہ خیال
کرکے حمزہ صاحبقران سے عرض کیا یا امیر باتوقیر آپ مجھے مسلمان کیجیے حمزہ صاحبقران نے خوش ہوکر اُسے
کلمہ تلقین کیا فرامرز بن قارن نے کلمہ زبان پر جاری کیا لیکن صدق دل سے مسلمان نہوا عمرو نے پیشانی فرامرز
کی دیکھکر حمزہ صاحبقران سے عرض کیا اے امیر باتوقیر یہ دل سے مسلمان نہین ہوا ہی دیکھیے پیشانی اسکی روشن نہین ہی
نور دین اسلام اسکی جبین سے آشکارا نہین ہی یقیناً یہ بمکر و کید مسلمان ہوا ہی فقط زبان پر اسنے کلمہ جاری کیا ہی دل
اسکا تاریکی کفر سے سیاہ ہی حمزہ صاحبقران نے جواب دیا اے خواجہ عمرو ہمین اسکے حال دل سے کیونکر اطلاع ہوئی
شریعت اسلام مین کلمہ پڑھنے سے کافر مسلمان ہو جاتا ہی اسنے بھی کلمہ پڑھا ہی مسلمان ہوگیا اب اس سے کچھ اندیشہ و
خوف نکرو یہ فرماکر قید سے اُسے رہا کیا خلعت دیکر سرداران لشکر مین شامل کیا بارگاہ سلیمانی مین دنگل بیٹھنے کو حکم
فرمایا فرامرز بن قارن تسلیم کرکے دنگل پر بیٹھا اسیطرح بعض سرداران نوشیروان کو جو گرفتار کیے گئے تھے مسلمان
کیا ہر ایک کو خلعت دیا بعد اسکے امیر باتوقیر نے فرامرز بن قارن سے پوچھا تمھاری ہمشیرہ اب کہان ہی پہلے تو لشکر
نوشیروان مین تھی اور مین نے اُسکو عقابین پر سے دیکھا تھا فرامرز بن قارن نے عرض کیا ہمشیرہ میری مجھسے نہایت
انس رکھتی ہی جب نوشیروان بھاگ گیا اور مین گرفتار ہوا بہن میری میرے سبب سے ہمراہ لشکر حضور رہی اب بھی لشکر حضور
مین ہی امیر باتوقیر نے فرمایا مین چاہتا ہون تم عقد اپنی ہمشیرہ کا میرے ساتھ کردو مین اُسپر مائل ہون فرامرز نے گو دلسے
بظاہر تو یہ کہا کہ حضور کو مجھسے کہنے کی کیا ضرورت ہی وہ آپ کی ایک خادمہ ہی اور مین ایک خادم ہون حضور جب
چاہین اُسے اپنی خدمت مین لائین لیکن دل مین ناخوش ہوکر خیال کرنے لگا کہ یہ امر اچھا نہین ہی مسلمان کے ساتھ مین
اپنی بہن کی شادی و عقد نکرونگا سوائے اپنی قوم اور اپنے مذہب کے شادی اسکی نکرونگا صاحبقران ظاہری تقریر فرامرز
کی سنکے خاموش ہو رہے جب دربار برخاست ہوا فرامرز بن قارن بارگاہ سلیمانی سے نکلکر اپنی بہن کے خیمے مین گیا اور تمام
حال بیان کیے کہا کہ تو ہرگز صاحبقران سے عقد نکرنا اور کسی طرح مسلمان نہونا فرامرز بن قارن اپنی بہن سے
یہ باتین کر رہا تھا ناگاہ گلباد عراقی اسطرف سے آتا تھا اُسنے تمام گفتگو سنی اور خدمت امیر مین حاضر ہوکر کل تقریر
فرامرز کی بیان کی امیر نے فرامرز بن قارن کو طلب کرکے پوچھا آج تو نے اپنی بہن سے بابت عقد یہ کہا تھا کہ خبردار

حمزہ صاحبقران سے عقد کرنا فرامرز بن قارن نے عرض کیا مین نے تو اپنی ہمشیرہ سے کچھ بھی نہین کہا بلکہ مین اُسکے
خیمے مین بھی نہین گیا حمزہ صاحبقران نے اُسسے راست گو جانکر پھر کچھ نفرمایا فرامرز بن قارن عدنی اپنے خیمے مین چلا گیا
جب صبح ہوئی امیر نے چند ہرکارون کو طلب کرکے فرمایا جلد جاکر خبر لاؤ کہ نوشیروان بھاگ کر کسطرف گیا ہے ہرکارے
بموجب حکم روانہ ہوے امیر باتوقیر نے ہمشیرہ فرامرز بن قارن کو کہ نام اُسکا بلقیس تھا طلب فرماکر خوب
ہدایت کی وہ بموجب ہدایت کرنے امیر کے مسلمان ہوئی امیر باتوقیر نے اُس سے اپنا عقد کیا فرامرز بن قارن کو
یہ امر نہایت ناگوار ہوا ہنگام شب امیر باتوقیر اُس سے ہم بستر ہوے وقت سحر امیر حمام مین تشریف لیگئے بعد غسل و طہارت
پوشاک زیب تن کرکے بارگاہ سلیمانی مین آئے جملہ سرداران لشکر اُٹھے سلطان سعد براے تعظیم نیم قد تخت سے اُٹھے
حمزہ صاحبقران دنگل پر بعد تھوڑی دیر کے مہلال عاد کو طلب کیا جب وہ آیا بصد ادب بادشاہ لشکر اسلام اور
امیر باتوقیر کو سلام کیا امیر نے فرمایا ای مہلال عاد اول تو تمنے دین اسلام قبول کیا ہے دوسرے بالاے عقابین جا
تمنے ہماری خدمت کی ہے اسکے عوض مین ہمنے تمکو بادشاہ عدن کیا اسیوقت یہانسے بروانہ ہوکر جانب عدن جاؤ
اور وہانکی بادشاہت کرو مہلال عاد نے یہ سُنکے دوبارہ واسطے تسلیم کے سر جھکایا امیر نے خوش ہوکر خلعت دیکے مع تھوڑی
سپاہ کے اُسے سمت عدن روانہ کیا چونکہ فرامرز بن قارن حاکم عدن تھا یہ حال دیکھکر نہایت برہم ہوا مگر خاموش
اپنے دنگل پر بیٹھا رہا اسی اثنا مین ہرکارے گرد و غبار مین آلودہ پسینے مین غرق بارگاہ سلیمانی مین آئے اور مجرا گاہ پر
کھڑے ہوکر بعد ادا ے شرائط بندگی یون عرض کرنے لگے کہ ای امیر ہمنے بموجب حکم دور تک جاکر دریافت کیا معلوم ہوا کہ
نوشیروان جانب ترکستان گیا ہے اثناے راہ مین ایک شہر ہے اُسنے اُسمین جانا چاہا اصلح والی ملک نے اُسے اپنے ملک مین آنے
نہین دیا اب نوشیروان سمت بلخ گیا ہے ہرکارے یہ عرض کرکے چلے گئے بادشاہ لشکر اسلام نے بموجب ارشاد صاحبقران پہلوان
عادی کو طلب کیا جب وہ آیا فرمایا پیش خیمہ لیکر سوے بلخ روانہ ہو پہلوان عادی بارگاہ سلیمانی اور بارگاہ شاہی شتر پر بار
کرکے اور دیگر خیمہ و خرگاہ ہمراہ لیکر مع اپنی فوج کے اُسیوقت روانہ ہوا بعد جانے پہلوان عادی کے صاحبقران بھی ہمراہ بادشاہ
لشکر اسلام و جملہ سرداران لشکر و تمامی فوج آمادہ سفر ہوے یکایک نقارۂ سفری پر چوب لگائی گئی بادشاہ لشکر اسلام تخت
پر سوار ہوے جملہ سرداران لشکر بھی گھوڑون پر بیٹھے فرامرز بن قارن بھی مرکب پر سوار ہوا جملہ سواران لشکر بھی جلد جلد
مرکبون پر بیٹھے ڈنکے پر چوب لگائی گئی سواری بادشاہ بڑھی نقیبون نے صداے بسم اللہ و نصر من اللہ بلند کی لشکر ظفر اثر
مسلح ہوکر مانند دریاے ناپیدا کنار روان ہوا غرض شام ایک صحرا مین پہونچکر لشکر مقیم ہوا ہنگام سحر پھر روانہ ہوا اسیطرح
کوچ اور مقام کرتے ہوے حمزہ صاحبقران چلے جاتے تھے اثناے راہ مین جو ملک و شہر ملتے تھے وہانکے بادشاہ بادشاہ
لشکر اسلام اور حمزہ صاحبقران کی اطاعت اختیار کرتے تھے اور دین اسلام قبول کرتے تھے جب صاحبقران
زمان عنقریب گیلان پہونچے عالیجاہ گیلانی اور والا جاہ گیلانی برادران حقیقی حاکم گیلان خبر تشریف آوری
حمزہ صاحبقران سُنکر نہایت متردد ہوے بعد مشورہ یہ راے قرار پائی کہ ہم آمادہ جنگ نہون کیونکہ صاحبقران
نہایت شجاع اور بہادر ہین اور فوج ہمراہ اُنکے زیادہ ہے مقابلہ اُنسے کر نہین سکتے ہین بہتر یہ ہے کہ اُنکو بصد اعزاز و
احترام استقبال کرکے اپنے شہر مین لائین دعوت و ضیافت کرین یہ تجویز کرکے دونون برادر مع جملہ فوج اپنے
شہر سے براے استقبال امیر نکلے اور دو فرسخ جاکر استقبال امیر کا کرکے امیر باتوقیر وغیرہ کو اپنے شہر مین لائے امیر
نے شہر مین داخل ہوکر دیکھا کہ ملک آباد ہے رعایا دلشاد ہے عمارات عالی بکثرت ہین بازار بہت اچھے ہین ہر کوچہ صاف و
پاک ہے شرفا شہر مین بکثرت ہین دو کا ندار دو جانب دوکانون پر ہر قسم کی اجناس و اسباب لیے بیٹھے ہین خریدارون

کے باغ ہر قسم کی چیز دیکھ رہے ہیں امیر سیر کرتے ہوئے ہمراہ والاجاہ و عالیجاہ دار الامارت شاہی تک پہونچے چونکہ قبل ہی سے دار الامارت شاہی کی ہر طرح سے آراستگی ہو چکی ہو والاجاہ گیلانی و عالیجاہ گیلانی سے انہین عمارات بلند و مرتفع مین حمزۂ صاحبقران و سلطان سعد و جملہ سرداران لشکر کو علی قدر مرتبہ مقیم کیا اور لشکر ظفر پیکر کو علاحدہ مقام رہنے اور قیام کرنے کو دیا والاجاہ گیلانی اور عالیجاہ گیلانی بموجب ارشاد حمزۂ صاحبقران صدق دل سے جملہ مردمان مسلمان ہوئے پھر شاہانہ سامان دعوت و ضیافت کیا چند روز تک بخوبی تمام دعوت کی ایک روز حمزۂ صاحبقران نے عالیجاہ سے پوچھا تمھارے حوالی شہر مین کوئی شکارگاہ بھی ہے عالیجاہ نے عرض کیا اس ملک کی حوالی مین ایک صحرائے سبزہ زار ہے ہر قسم کا شکار کھیلنے کا وہان لطف حاصل ہوتا ہے پرندے بھی ہزار ہا ہین چوپائے مانند ہرن وغیرہ بکثرت ہین حضور تشریف لے چلین شکار کھیلین حمزۂ صاحبقران زمان خواجہ عمرو کو اپنے ہمراہ لے کر سوئے صحرائے سبزہ زار وقت فجر روانہ ہوئے جب صحرائے سبزہ زار مین پہونچے دیکھا

نظم

اسکو خوش چشم چرتے ہین ہرجا
غیرت مار زلف پُر افشان
موج زن مثل چشمۂ سیماب
ہر ثمر شکل سیب عارض حور
نغمہ آموز عندلیب جنان

زعفران کا کہین ہی تختہ زرد
بیل بوٹے پہ ہی نیا جو بن
لیئے آب اُسکی نہر سے زیتون
اکطرف چشم نرگس کہسار
نظر آئی جو دشت کی یہ فضا

آ رہی ہی کہین ہوائے سرد
دامن دشت پر کڑھی ہی چکن
سیچتا ہی ریاض باغ جنان
دیدۂ مست کیطرح سرشار
دلمین شوق شکار حد سے ہوا

ہی تر و تازہ سبزہ زار کمال
کوڑ یا لیکے وصف کیا ہون بیان
چند چشمے ہین صاف وہ پر تاب
نخل ہر ایک نخل غیرت طور
وہ درختوں پہ مرغ خوش الحان

حمزۂ صاحبقران بعد سیر سبزہ زار مصروف شکار ہوئے اکثر طائران حلال شکار کیے بعد ازان قصد شکار آہوان خوش چشم کیا چند قدم آگے بڑھے تھے ناگاہ چند آہوے سرخ چشم سبزہ چرتے ہوئے نظر آئے حمزۂ صاحبقران نے اُن آہوون کو دیکھکر بقصد شکار گھوڑا بڑھایا اور تیر حلقۂ کمان مین رکھکر ایک آہو کو تاک کر لگایا تیر آہو کے سینے پر لگا آہو تیر کھا کر بھاگا امیر با توقیر نے اُسکا تعاقب کیا آہو تو صحرا مین ایک سمت جا کر نظر سے غائب ہوا لیکن حمزۂ صاحبقران نے اُسی سبزہ زار مین دیکھا کہ بیس تیس نازنینان خوبرو نوجوان رنگین لباس زیب تن کیے ہوئے سراپا زیور طلا و نقرہ پہنے ہوئے باہم ہنس رہی ہین سیر سبزہ زار کر رہی ہین مانند کبک دری خرام کرتی ہین دل عشاق صورت سبزہ پامال کر رہی ہین درمیان اُن نازنینون کے ایک حور تمثال عدیم المثال اس طرح سے جیسے کواکب مین ماہ درخشان وہ حور لقا بھی بصد ناز و ادا ہمراہ اپنے ہم جولیون کے سیر سبزہ زار کر رہی ہے چند کنیزین پس پشت دست بستہ کھڑی ہین اور قریب ان نازنینان خوش جمال کے ایک بارگاہ استادہ ہے حمزۂ صاحبقران نے اُس حور لقا کو دیکھکر بے اختیار آہ کی خواجہ عمرو کہ ہمراہ رکاب تھے متحیر ہو کر اسطرح مستفسر ہوئے کہ اے حمزۂ صاحبقران اسوقت آہ سرد کر نیکا کیا باعث ہے امیر با توقیر نے جواب دیا اے خواجہ ہمتو برائے شکار آہو اس صحرا مین آئے تھے لیکن اس صیاد غزال چشم کبک رفتار نے میرے طائر دل کو اپنے تیر غمزہ سے شکار کیا عمرو نے عرض کیا آہ سرد نہ کیجیے آپ اپنے محبوب کے پاس چلیے ابھی خواجہ عمرو یہ گفتگو کر رہے تھے ناگاہ اس نازنین گل اندام نے بھی رخ زیبائے حمزۂ صاحبقران پر نظر کی دیکھتے ہی عاشق ہو گئی اور تاب نظارہ نہ لا کر فوراً غش کھا کر بروے خاک گری اسوقت اسکی وزیر زادی کہ نام اسکا گلرخسار تھا اُسے مع چند نازنینو کے متحیر و بیقرار ہو کے بالاے زمین سے اُٹھا کر بارگاہ کیجانب لے چلین کنیزین وغیرہ گریہ و زاری کرنے لگین

اس اثنا مین حمزۂ صاحبقران بھی خواجہ عمرو کے کہنے سے اس حور لقا کیطرف چلے قریب دربارگاہ کے اسوقت
پہونچے جب اس رشک پری کو بارگاہ مین پہونچکر غش سے افاقہ ہوچکا تھا وزیرزادی حال مزاج پوچھ رہی تھی
وہ اپنے عاشق ہونے کے حال سے آگاہ کر رہی تھی یکایک حمزۂ صاحبقران کو عنقریب دربارگاہ دیکھکر اپنی وزیرزادی
سے کہنے لگی کہ ای گلرخسار جلد اس سوار غارتگر ہوش کو کسی تدبیر سے اس بارگاہ مین بلالے اور نام دریافت کر
گلرخسار نے دربارگاہ پر آکر حمزۂ صاحبقران سے عرض کیا اگر خلاف طبع نہو تو اس بارگاہ مین تشریف لائیے
اذیت تمازت آفتاب نہ اُٹھائیے ملکہ ہماری مسافر نواز و رحم دل ہین اکثر غربا پروری کرتی ہین فقرا کو زر و جواہر
دیتی ہین مسافرون کو زاد راہ عنایت کرتی ہین اگر آپ بھی مسافر ہین تو آپسے بھی حسب دستور پیش آئینگی
یہ کہکر گلرخسار نے خواجہ عمرو کو دیکھکر اور عاشق ہوکر پوچھا آپ کے ہمراہ کیا یہ کوئی بدمعاش ہے کیونکہ عجیب الخلقت
ہے شکل اسکی عجیب و غریب ہے مجھکو اسکی صورت دیکھکر خوف معلوم ہوتا ہے یقیناً ایسے شخص کو دیکھکر ہماری ملکہ کو
بھی خوف سے غش آگیا تھا بس تنہا آپ بارگاہ مین تشریف لائیے اسے ہمراہ نہ لائیے خواجہ عمرو بھی گلرخسار کو
دیکھکر عاشق ہوے اور سنکر کہا ای نازنین مین تو انکے ہمراہ ضرور آؤنگا کیونکہ مجھکو انسے جدا رہنا منظور نہین علاوہ
اسکے آپ کا بارگاہ مین تشریف لانا بغیر میری ہمراہی کے ممکن نہین گلرخسار کچھ سمجھکر کہنے لگی ای شخص تیرا اجداد زنا
ہی بہتر لاکھ تو پاس بیٹھنے کی آرزو کرے مگر کوئی تجھے اپنے پاس نہ بٹھائیگا یہ کہکر گلرخسار خاموش ہوئی
حمزۂ صاحبقران مع خواجہ اس بارگاہ مین داخل ہوے ملکہ نے بھاگنے کے بہانے سے اُٹھکر صاحبقران
کی تعظیم کی امیر با توقیر بیٹھے ملکہ مین بیٹھے خواجہ قریب آکر گلرخسار کے بیٹھے ملکہ نے بہ ناز و ادا اور بکثرت
شرم و حیا منھ کو چھپایا گلرخسار نے عرض کیا ای ملکۂ عالم آپکے رحم و الطاف سے بعید ہے دیکھیے یہ تشریف لائے
ہین خاطرشکنی نہ کیجیے منھ نہ چھپائیے کچھ باتین کیجیے ملکہ نے گلرخسار کے کہنے سے حجاب دور کیا اشارے سے
کشتی شراب طلب کی کنیزین کشتی شراب لیکر حاضر ہوئین گلرخسار نے عرض کیا ای ملکۂ عالم آپ اپنے ہاتھ سے
انھین جام شراب دیجیے شرم و حجاب نہ کیجیے ملکہ نے گلرخسار کے کہنے سے اپنے دست نازک سے شراب شیشے
سے جام مین اُنڈیلی بھر جام بلوری ہاتھ مین لیکر حمزۂ صاحبقران کو منھ پھیر کر دینے لگی صاحبقران نے پوچھا ای ملکہ
یہ تو بتاؤ کہ تمھارا نام کیا ہے اور مذہب تمھارا کیا ہے ملکہ نے بصد شرم و اصرار جواب دیا نام میرا لیلی ثانی ہے عالیجاہ گیلانی
بادشاہ گیلان کی بیٹی ہون قبل اسکے تو لات و منات پرست تھی لیکن چندروز ہوے کہ میرے والد اور چچا کو حمزۂ
صاحبقران نے مسلمان کیا ہے مین کلمہ پڑھکر مسلمان ہوئی ہون آپ اپنے نام و ملت سے آگاہ کیجیے حمزۂ
صاحبقران نے مسکراکر جواب دیا ای ملکہ میرا ہی نام حمزہ ہے مین نے ہی تمھارے والد وغیرہ کو اس شہر مین
آکر مسلمان کیا ہے ابھی حمزۂ صاحبقران یہ فرما رہے تھے جام شراب ملکہ کے ہاتھ مین تھا یکایک مادر لیلی ثانی نے
براے طلب دختر خود چند سوار بھیجے تھے وہ بارگاہ پر آئے اور کنیزون کو بلاکر کہنے لگے ملکہ سے عرض کرو کہ ابھی آپکو
آپکی والدہ نے بلایا ہے جلد تشریف لیچلیے دیر نہ کیجیے کنیزون نے ملکہ سے جاکر عرض کیا ملکہ کو سوار ہونا نہایت ناگوار
ہوا آخر بمجبوری اُسیوقت سوار ہوئی اور چھ نسیمین جلیسین بھی سوار ہوئین وہ صحبت درہم برہم ہوئی میکشی نہوئی
جب ملکہ لیلی ثانی اس صحراے سبزہ زار سے چلی حمزۂ صاحبقران بھی مرکب پر سوار ہوکر جانب شہر روانہ ہوے
بعد تھوڑی دیر کے مقام فرودگاہ پر پہونچے لیلی ثانی بھی اپنی مان کی خدمت مین پہونچی عالیجاہ گیلانی کو عشق دختر سے
آگاہی ہوئی بعد فکر و غور عالیجاہ گیلانی خدمت حمزۂ صاحبقران مین حاضر ہوا اور کہنے لگا اسوقت تو مجھکو

کچھ تخلیے مین عرض کرنا منظور ہے حمزۂ صاحبقران نے اپنے پاس سے ہر ایک کو ہٹا دیا جب تخلیہ ہوا عالیجاہ نے عرض کیا مجھکو کل حال آپکا اور اپنی دختر کا معلوم ہوا اب مین چاہتا ہون کہ اُسے اپنی کنیزون مین شامل فرمایئے باعث میرے افتخار کا ہوگا حمزۂ صاحبقران نے منظور کیا عالیجاہ گیلانی نے اُسی روز وقت شب بسامان شاہان جلیل القدر عقد اپنی دختر کا حمزۂ صاحبقران سے کردیا اور خواجہ عمرو سے گلرخسار کا نکاح کردیا حمزۂ صاحبقران اور خواجہ عمروؔ اسی شب کو اپنی اپنی زوجہ سے ہم بستر ہوے بقدرت پروردگار لیلی ثانی اور گلرخسار دونون حاملہ ہوئین لیلی ثانی کے بطن سے بعد گذرنے ایام حمل کے ایک فرزند پیدا ہوا اور گلرخسار کے شکم سے بھی ایک طفل تولد ہوا احوال ان دونون لڑکونکا بمقام مناسب لکھا جائیگا غرض جب صبح ہوئی حمزۂ صاحبقران اور خواجہ عمرو نے حمام مین جاکر غسل کیا پھر تبدیل پوشاک کی بعدہ حمزۂ صاحبقران لیلی ثانی اور عالیجاہ گیلانی سے رخصت ہوکر مع جملہ سرداران لشکر اور کل مردمان سپاہ گیلان سے آگے روانہ ہوے قریب شام زیر کوہ ایک صحراے سبزہ زار فرحت افزا مین پہونچے وہ پہاڑ اور سبزہ زار عجب پُر بہار تھا بمقتضاے

اشعار

دیکھا چھوٹا سا اک جگہ اک کوہ — جانور ہر طرف گروہ گروہ
آبشارین تھی بہتین وان ہر سو — فاختہ کا ہے نالۂ کوکو
کہین رفتار کبک جلوہ کنان — کہین خنیاگری طاؤسان
زعفران کا کہین ہے تختہ زرد — آرہی ہے کہین ہواے سرد
لالہ پھولا ہوا ہے نافرمان — اُسکی خوشبو کی تابع فرمان
ایکجانب ہے سبزہ زار چمن — اُسکو خوش چشم چرتے ہین ہرن
آرہی ہے کہین سے صوت ہزار — کہین پھولی ہوئی گلونکی بہار
پتھر اُس کوہ کے ہین کیا شفاف — سینۂ صاف دل کی طرح ہین صاف

حمزۂ صاحبقران نے کیفیت سبزہ زار دیکھکر اُسجگہ مقام کیا ہنگام شب براے حفاظت صاحبقران علمشاہ و فرامرز دربارگاہ پر آئے کیونکہ اُس شب کو انھین کی باری تھی علمشاہ اور فرامرز دربارگاہ پر موجود تھے حمزۂ صاحبقران درون بارگاہ سورہے تھے فرامرز اپنے دل مین خیال کررہا تھا کہ آج علمشاہ تھوڑی دیر کے واسطے کسی ضرورت کے لیے چلے جائین تو جو تلوار مین نے زہر مین بجھائی تھی اسی شمشیر سے حمزۂ صاحبقران کو قتل کرکے اس لشکر سے نکلجاؤن کیونکہ زمانہ چند روز سے زیادہ گذرا ہے نوشیروان کا کچھ احوال معلوم نہین ہوا ہے نہین معلوم سوے ترکستان گیا ہے یا بلخ مین پہونچا ہے بس یہانسے جاکر مردم سے حال نوشیروان کا دریافت کرکے اُسکے پاس جاؤن ابھی فرامرز یہ خیال کرہی رہا تھا کہ علمشاہ نے فرامرز سے کہا اے بہادر تم بخوبی خبردار رہنا مین اپنی بارگاہ مین براے ضرورت جاتا ہون تھوڑی دیر مین آتا ہون فرامرز نے عرض کیا آپ تشریف لیجائین مین تو یہان موجود ہون علمشاہ یہ سنکے واسطے کسی ضرورت کے اپنی بارگاہ مین گئے ناگاہ ذوالخمار عیار فرامرز بن قارن کا آیا اور فرامرز سے کہنے لگا بارہ ہزار سوار آپ کے لشکر کے ہنگام جنگ شکست کھاکر بھاگے تھے یہانسے قریب ایک دریا ہے اُسی دریا کے کنارے وہ فروکش ہین جبکے یہان آنیکی خبر سنکے انھون نے مجھے بھیجا ہے اور یہ کہا ہے کہ اگر آپ فی الحقیقت مسلمان ہوگئے ہین تو خیر اور اگر ابھی تک آپ اپنے آبا و اجداد کے دین پر ثابت قدم ہین تو لشکر اسلام سے نکلکر چلے آئیے ہم سب آپکے تابعدار اور فرمانبردار براے جان نثاری موجود ہین فرامرز بن قارن نے آہستہ ذوالخمار اپنے عیار سے کہا کہ اے ذوالخمار جیسے کسنگ عیار تیر خواجہ عمرو سے زخمی ہوکر مرگیا ہے مین تجھکو برابر اسی کے جانتا ہون اور تجھسے کوئی بات پوشیدہ نہین کرتا ہون اصل حال تو یہ ہے کہ مین نے بخوف قتل کلمہ پڑھ لیا تھا صدق دل سے مسلمان نہین ہوا تھا اسوقت یہی خیال کررہا تھا کہ حمزۂ صاحبقران کو قتل کرکے اس لشکر سے نکلجاؤن کیونکہ اہل اسلام مین رہون خوب ہوا کہ تمنے یہ خبر سنائی اب تم جاؤ اور ہمارے لشکر کے سوارونسے ہماری سرگذشت بیان کرکے کہدو کہ مین بہت

جلد تمھارے پاس آتا ہوں ذو والخمار عیار یہ سنکے جانب دریا روانہ ہوا یہان فرامرز بن قارن تیغہ زہر آلود کھینچکر پردۂ بارگاہ کو اُٹھا کر درون بارگاہ گیا دیکھا حمزۂ صاحبقران غافل سو رہے ہین فرامرز نے خوش ہوکے چاہا تھا کہ تیغہ سر حمزۂ صاحبقران پر لگائے ناگاہ اُسیوقت عالم خواب مین حمزۂ صاحبقران نے دیکھا کہ ایک مرد بزرگ تشریف لائے اور فرمانے لگے ای حمزۂ صاحبقران کیا سو رہا ہی جلد بیدار ہو دشمن تیرا تیرے سر پر آپہونچا ہی ارادہ اسنے تیرے قتل کرنے کا کیا ہی حمزۂ صاحبقران یہ ارشاد مرد بزرگ مذکور سنکے فی الفور بیدار ہوے فرامرز بن قارن نے تیغہ مارا حمزۂ صاحبقران نے جلد تر سرھانے سے تکیہ نکالکر اُسی تکیے پر تیغہ روکا اور فرمایا او فرامرز بن قارن مین نے تجھکو بچایا تا مجھکو تجھسے یہ امید نہ تھی یہ فرماکے حمزۂ صاحبقران اُٹھے فرامرز بن قارن بارگاہ سے نکلکر بھاگا حمزۂ صاحبقران بھی اُسکے تعاقب مین بارگاہ سے باہر نکلکر آئے اتنی دیر مین علمشاہ بھی اپنی بارگاہ سے نکلکر باہر آئے اور ادھر سرداران لشکر بیدار ہوکر خدمت امیر مین آئے ہر ایک نے احوال مزاج پوچھا حمزۂ صاحبقران نے فرمایا فرامرز بن قارن نے مجھپر تلوار لگائی خدا نے اُسکے ہاتھ سے میری جان بچائی مین ہوشیار ہوا وہ بھی بارگاہ سے نکلکر اسیطرف بھاگا ہوا گیا ہی یہ احوال سنکے علمشاہ نے عرض کیا مین ابھی برائے ضرورت اپنی بارگاہ مین گیا تھا یہ مین نہ جانتا تھا کہ یہ نابکار آپ پر تلوار لگائیگا یہ کہکر آکر سرداران اور سواران کے ہمراہ برائے جستجوے فرامرز اُسی جانب روانہ ہوے لیکن کہین اُسکا نشان نہ ملا آخر سب مجبور ہوکر وقت ظہور صبح پھر آئے حمزۂ صاحبقران نے بعد ادائے فریضۂ سحری بارگاہ سلیمانی مین جاکر دنگل پر بیٹھکر درمیان جملہ سرداران لشکر کے جام شربت رکھوا کر فرمایا تم سب مین کون ایسا بہادر ہی کہ اس جام شربت کو پیے اور سر فرامرز بن قارن کاٹ لائے علمشاہ یہ سنکر فوراً اُٹھے اور شربت قدرے جام سے پیکر عرض کرنے لگے مین جاتا ہون اور سر فرامرز نابکار کا لاتا ہون یہ کہکر بارگاہ سلیمانی سے نکلکر اپنے مرکب پر سوار ہوے اُسوقت سرداران لشکر علمشاہ مانند کیی زال اور کیی زلزال اور نہنگ بچہ دریائی وغیرہ بھی ہمراہ چلنے پر موجود ہوے علمشاہ نے سب سے کہا تم لشکر ہی مین رہو میرے ہمراہ نہ چلو سب بحکم علمشاہ سے مجبور ہوے علمشاہ مرکب پر سوار ہوکر جسطرف فرامرز بن قارن گیا تھا اُسی جانب روانہ ہوے بعد جانے علمشاہ کے پھر حمزۂ صاحبقران نے جملہ سرداران لشکر سے مخاطب ہوکر فرمایا اب تم مین سے کون ایسا دلاور ہی کہ برائے اعانت علمشاہ جائے کرب غازی یہ سنکر اپنے دنگل سے اُٹھا اور عرض کرنے لگا یہ حقیر جائیگا صاحبقران نے اجازت جانیکی دی کرب غازی نے بارگاہ سلیمانی سے نکلکر بوق بجایا چالیس ہزار سوار فوراً مسلح ہوے پھر کرب غازی وغیرہ نے بوق بجائی گھوڑے جو صحرا مین متفرق تھے اور گھانس کھا رہے تھے فوراً بوق کی آواز سنکے جانب قیام گاہ لشکر روانہ ہوے بار سوم بوق بجایا سوارون نے گھوڑون کو زین و لجام سے جلد جلد آراستہ کیا اور فی الفور گھوڑون پر سوار ہوے فتاح بلنگینہ پوش کہ سردار لشکر ہی وہ بھی مسلح ہوکر فرس پر سوار ہوا کرب غازی لشکر مذکور کو ہمراہ لیکر جسطرف علمشاہ گئے تھے اُسی سمت روانہ ہوا بعد جانے کرب غازی کے خواجہ عمرو نے حمزۂ صاحبقران سے عرض کیا یا امیر آپنے میرے فرزند کرب غازی کو نہ روانہ کیا ہوتا مجھکو خوف ہی کہ وہ علمشاہ کے ہاتھ سے زخمی یا ہلاک ہو جائیگا کیونکہ ہمیشہ علمشاہ کرب غازی کو دربان زادہ کہتا ہی اور کرب کو یہ کلمہ ناگوار ہوتا ہی وہ باعث باہم کادش و کدورت کا ہی حمزۂ صاحبقران نے فرمایا ای خواجہ تم سچ کہتے ہو مجھے کچھ خیال اس امر کا نہوا ورنہ مین کرب کو کبھی نہ روانہ کرتا یہ فرماکر بارگاہ سلیمانی سے

نکلکر اشقر دیوزاد پر سوار ہوئے خواجہ عمرو ہمراہ ہوئے اُسوقت جملہ سرداران لشکر نے عرض کیا اگر حکم ہو تو ہم بھی
ہمراہ رکاب چلین حمزۂ صاحبقران نے جواب دیا تم سب یہین رہو میرے ہمراہ نہ آؤ جملہ سرداران لشکر حکم امیر
سے مجبور ہوئے حمزۂ صاحبقران فقط خواجہ کو ہمراہ لیکر روانہ ہوئے انھین تو اثناے راہ مین چھوڑیے لیکن
اب اول احوال فرامرز بن قارن کا سُنیے کہ جب فرامرز بن قارن عنقریب صبح بارگاہ امیر سے نکلکر بھاگا تو
اثناے راہ مین اُسنے دیکھا کہ سیلس اعرابی مرکب سیہ قیطاس کو واسطے نہلانے کے جانب دریا لیے جاتا ہو فرامرز
بن قارن نے سیلس اعرابی سے کہا یہ مرکب تو مجھے دیدے آج حمزۂ صاحبقران نے یہ مرکب مجھے دیدیا ہو سیلس
اعرابی نے جوابدیا حمزۂ صاحبقران اس مرکب کو بادشاہ لشکر اسلام سلطان سعد عالیمقام کو دیچکے ہین ہرگز تجھے
نہ دیا ہوگا تو سراسر جھوٹ کہتا ہو تیری بات کا مجھے اعتبار نہین ہو تو وہی ہو کہ قبل اسکے تو نے حمزۂ صاحبقران کو بالاے
عقاب مین قید کیا تھا فرامرز بن قارن نے یہ سُنکے نہایت برہم ہوکر سیلس اعرابی کے سر پر تلوار لگائی ہرچند سیلس اعرابی
نے چاہا کہ تلوار روک کر خود بھی شمشیر آبدار سر فرامرز نابکار پر لگاؤن لیکن قضا نے اتنی مہلت نہ دی تلوار جو سر پر
پڑی تا جگرگاہ اُتر آئی سیلس اعرابی زمین پر گرکے فوراً تڑپ کر مرگیا فرامرز بن قارن مرکب سیہ قیطاس کو
لیکر جلدتر آگے روانہ ہوا جب کنارۂ دریا پہونچا دیکھا ذوالخمار عیار اور جملہ سواران لشکر منتظر ہین بمجرد دیکھنے
فرامرز کے سب نابکار خوش ہوئے فرامرز نے اُن سب سے کہا جلدتر یہانسے چلو اور اُس کنارۂ دریا پر
چلکر قیام پذیر ہو کیونکہ سرداران لشکر حمزہ میرے تعاقب مین آتے ہونگے جملہ سواران لشکر بموجب حکم پل پر سے
گذرکر اُس کنارہ پر جاکر مقیم ہوئے فرامرز بن قارن نے دریا سے گذرکر حکم دیا کہ اس پل کو جلد توڑ ڈالو تاکہ پل
پر سے کوئی سردار لشکر حمزہ یہان تک نہ آسکے ملازمان فرامرز بن قارن نے حسب الحکم جلدتر اُس پل
کو پھاوڑونسے کھود ڈالا بعد اسکے فرامرز ہنگام دوپہر بارگاہ مین جاکر سو رہا ہنوز فرامرز سوتا تھا کہ
علمشاہ کنارۂ دریا کے پہونچے دیکھا لشکر اُسکا دوسرے کنارہ دریا پر اُترا ہوا ہو اور دریا نہایت زور شور سے
بہتا ہو بڑے بڑے پتھر مانند خس و خاشاک دریا مین بہے ہین چونکہ مرکب علمشاہ پسینے مین ہمہ تن تر تھا علمشاہ
نے خیال کیا کہ اگر فی الحال اپنے گھوڑے کو دریا مین ڈالدونگا تو یقیناً مرکب کے دست و پا بیکار ہو جاوینگے
ذرا پسینہ مرکب کا خشک ہو جائے تو اس دریا سے عبور کرون یہ خیال کرکے گھوڑے سے اُتر کر کنارہ دریا
ٹہلنے لگے یکایک علمشاہ نے دیکھا کہ کرب غازی مع اپنے چالیس ہزار سوارون کے بصد عجلت
آتا ہو جب کرب غازی قریب تر آیا علمشاہ نے کرب سے پوچھا تم کیون آئے کرب نے دست بستہ
عرض کیا کہ بعد آپکے ادھر آنے کے حمزۂ صاحبقران نے ارشاد فرمایا کہ ایک سردار لشکر میرے فرزند
کی خدمت مین جائے اور اعانت میرے فرزند کی کرے کیونکہ فرزند میرا تنہا ہو پس بموجب حکم امیر با توقیر یہ
خاکسار حاضر ہوا ہو علمشاہ نے برہم ہوکر پوچھا کیا مین کم قوت ہون جو تم میری مدد کرنیکے واسطے آئے ہو
کرب نے جوابدیا آپ تنہا آئے ہین اسوجہ سے امیر با توقیر نے مجھے بھی روانہ کیا ہو چونکہ علمشاہ شعلۂ خو
آتش مزاج ہین کرب غازی کی گفتگو سُنکے کہنے لگے تمھارا یہان آنا بیکار ہی ہوا کیونکہ تم فرامرز بن قارن
سے مقابلہ کر نہ سکوگے اور اس دریاے پر شور سے گذر نہ سکوگے کرب غازی نے عرض کیا
اے شاہزادۂ ذیوقار اگر حکم ہو تو یہ خاکسار جائے اور سر فرامرز تن سے جدا کرکے لے آئے علمشاہ نے
جوابدیا سر فرامرز لانا دشوار ہو کرب غازی نے سُنکے گھوڑا اپنا دریا مین ڈالدیا پھر فتاح پلنگینہ پوش درجب

سواروں نے گھوڑے اپنے دریا میں ڈالدیے گھوڑے پیرتے ہوے دریا سے گذر کر کنارہ پر پہونچے سواران لشکر فرامرز
بن قارن نے جو دیکھا کہ فوج اہل اسلام آگئی باہم گھبراکر شور و غل کرنے لگے اور سلاح تن پر جلد جلد آراستہ
کرنے لگے فرامرز بن قارن سور ہا تھا شور و غل سے بیدار ہوکر بیتابانہ بارگاہ سے نکلا کرب غازی کو مع
فوج دیکھکر گھبرا گیا ہر چند اُسنے عالم اضطراب میں اپنے ملازموں سے کہا کہ مرکب سیہ قیطاس کو زین ولجام سے
آراستہ کرکے لاؤ مگر کسی ملازم نے اُس شور و غل میں نہ سُنا آخر فرامرز بن قارن ناچار ہوکر جلد تر
سلاح جنگ اپنے تن پر آراستہ کرکے قریب مرکب سیہ قیطاس گیا سائیس سے کہا جلد زین ولجام سے
اس فرس کو آراستہ کر اُسنے بموجب حکم مرکب مذکور کو زین ولجام سے آراستہ کیا اگاڑی گھوڑے کی کھولدی
پچھاڑی کھولنا بھول گیا فرامرز بن قارن گھبرایا ہوا تھا فوراً مرکب پر سوار ہوا اور مرکب کو جانب کرب
غازی بڑھایا میخ اُکھڑ کر زیر پشت فرامرز پڑی چوتڑوں میں درد ہونے لگا گھبراکر پیچھے مڑ کر دیکھنے لگا اور
سائیس سے کہنے لگا او نابکار نمک حرام تونے گھوڑے کی پچھاڑی نہیں کھولی میرے سرین پر میخ زور سے
لگی سائیس نے عرض کیا بیشک یہ مجھسے خطا ہوئی معاف فرمایئے اسوقت مجھپر عتاب نہ فرمایئے حریف نزدیک تر
آگیا ہو حضور اُس سے مقابلہ کریں فرامرز بن قارن نے سائیس کیجانب سے مُنھ پھیرکر اپنے اہل لشکر سے کہا اے
بہادرو جلد زرہ پہن پہن کر ہتھیار لگاؤ و بعجلت گھوڑوں پر سوار ہو سواران لشکر یہ سُنکے مسلح ہونے لگے
گھبراہٹ میں اُلٹی زرہ پہننے لگے کمر میں بجاے تیغ ترکش رکھنے لگے سر پر بجاے خود سپر اُٹھاکر رکھنے لگے غرض
ایک تہلکہ عظیم فوج میں پڑگیا جو سوار قبل سے مسلح ہو چکے تھے وہ ہمراہ فرامرز بن قارن آگے بڑھے فرامرز نے
قریب کرب غازی کے جاکر نعرہ کرکے تیغ آبدار سر پر لگائی کرب نے تیغ سپر پر روک کرکے تیغ تیز کھینچکر
حملہ کیا فرامرز نے اُسوقت چاہا کہ بھاگ کر اس جگہ سے نکلجاؤں لیکن موت دامنگیر ہوئی اُس جگہ سے بھاگ
نہ سکا سپر پشت سے لیکر چاہتا تھا کہ تیغ کو بالاے سپر روکوں لیکن تیغ جو کمر پر پڑی فرامرز مثل خیار تر دو ٹکڑے
ہوکر فرس سے بالاے خاک گرا لشکریان فرامرز یہ حال دیکھکر نہایت مغموم ہوے اور یکبارگی کرب
غازی پر حملہ آور ہوے اودھر سے بھی لشکریان کرب غازی دلیرانہ تیغیں کھینچ کھینچکر بڑھے جب دونوں
لشکر ملگئے تلوار چلنے لگی تھوڑی دیر میں صدہا مردمان لشکر فرامرز قتل ہوے باقی ماندہ تاب مقابلہ نہ لاکر بھاگے
سواران لشکر کرب غازی نے اُنھیں چار جانب سے گھیر کر تہ تیغ کیا معدودے چند بھاگ کر جانبر ہوے جب کچھ
سوار بھاگ گئے اور جملہ سواران نابکار قتل ہو چکے اُسوقت کرب غازی نے فتحیاب ہوکر گھوڑے سے اُتر کر سر
فرامرز بن قارن کا تیغ تیز سے تن سے جدا کیا بعدہ سر اُسکا مع اسپ سیاہ قیطاس لیکر مع اپنی فوج کے دریا سے
گذر کر خدمت علمشاہ میں آیا اور سر فرامرز بن قارن کا قدم علمشاہ پر ڈالدیا اُسوقت علمشاہ نے یہ خیال کیا کہ
میں تو براے قتل فرامرز بن قارن یہاں آیا تھا یہاں یہ واقعہ گذرا کہ مرکب میرا سینہ میں تر تھا گرایا ہوا تھا اسوجہ سے
میں نے تامل کیا تھا ناگاہ کرب آگیا اور سر فرامرز کا جدا کرکے لے آیا اب یہ بارگاہ سلیمانی میں جاکر حمزہ صاحبقران
میرے والد نامدار سے تمام احوال کہیگا اپنی شجاعت و دلاوری کا تذکرہ کریگا میں محجوب ہونگا یہ خیال کرکے نہایت غصہ
آیا اُسی عالم غیظ میں علمشاہ نے کہا او دربان زادے تونے اپنی جرأت مجھے دکھائی میں براے قتل فرامرز آیا تھا تو نے
اُسے قتل کیا اب مجھسے مقابلہ کر دیکھوں تو کہ تو کیسا شجاع ہو یہ کہکر شمشیر آبدار کھینچی کرب غازی نے کہا آپکو اس نابکار کے
قتل کرنے میں گونہ تکلیف ہوتی اسوجہ سے میں نے اس بدانجام کو تہ تیغ کیا میری کیا مجال ہو کہ آپ ایسے بہادر سے مقابلہ کروں

آپ پر تلوار کھینچون علمشاہ نوجوان نے برہم ہو کر جواب دیا او دربان زادے تو نہین تلوار کھینچتا میرا کہنا نہین مانتا بہتر یہی ہے کہ جلد تلوار کھینچکر مجھسے مقابلہ کر شجاعت اپنی مجھے دکھا جب اسیطرح کئی مرتبہ علمشاہ نے کرب غازی سے کہا اور کرب نے تلوار نہ کھینچی اُسوقت علمشاہ نے غضبناک ہو کر اُلٹی تلوار سر کرب غازی پر لگا کر کہا او نالایق مین کہتا ہون اور تو تیغ نہین کھینچتا جسوقت اُلٹی تلوار سر کرب غازی پر پڑی سر پھٹ گیا خون سر سے نکلنے لگا اُسوقت فتاح پلنگینہ پوش نے کرب غازی سے آہستہ کہا آپ کیون عجز کرتے ہین کیا کچھ آپ انسے قدرے زور و قوت مین کم ہین یا بسبب دب ہو گئے اب تلوار کھینچکر انکے سر پر لگایئے جسطرح انھون نے آپکے سر کو زخمی کیا ہی اسیطرح آپ بھی انھین زخمی کیجیے کرب غازی نے فتاح پلنگینہ پوش کے کہنے سے ارادہ تلوار کھینچنے کا کیا تھا کہ یکایک حمزۂ صاحبقران مع خواجہ عمرو ظاہر ہوے چونکہ کرب غازی ہم سردار و ہم عیار تھے امیر باتوقیر کو دیکھکر تلوار کھینچنے سے باز رہکر خون سر کا رومال سے پوچھنے لگے خواجہ عمرو نے کرب غازی کو زخمی دیکھکر حمزۂ صاحبقران سے بیتاب ہو کر کہا اے امیر باتوقیر دیکھیے غضب ہو گیا میرے فرزند کو علمشاہ نے زخمی کیا اگر تھوڑی دیر اور آپ یہان تشریف نہ لاتے تو علمشاہ میرے فرزند کو مار ڈالتا حمزۂ صاحبقران نے گفتگوے خواجہ سنکے جانب کرب غازی جو نظر کی دیکھا سر کرب سے خون جاری ہی روبروے علمشاہ کرب سر جھکائے کھڑا ہی علمشاہ کے ہاتھ مین تلوار علم ہی یہ احوال دیکھکر حمزۂ صاحبقران کو غصہ آیا جب قریب تر علمشاہ کے پہونچے فرمایا او نامرد تو نے کرب غازی کو کیون زخمی کیا کرب نے تمام احوال بیان کیا علمشاہ نے جواب دیا کہ آپ مجکو ایک دربان زادے کی طرفداری کرکے نام رکھتے ہین مجبور ہون کہ آپ میرے والد ہین اگر اور کوئی شخص یہ کلمہ کہتا تو اپنی نامردی اور مردی اُسپر ظاہر کر دیتا یا لڑکر مر جاتا یا اُسے مار ڈالتا جسوقت امیر باتوقیر نے یہ تقریر سنی برہم ہو کر کوڑا بازوے علمشاہ پر مارا کوڑا گوشت مین در آیا لہو جاری ہوا شاہزادۂ علمشاہ غیظ سے کانپنے لگا اور غصے کو ضبط کرکے آبدیدہ ہوا حمزۂ صاحبقران نے پھر کوڑا اُٹھایا کرب غازی اور خواجہ اور فتاح پلنگینہ پوش درمیان مین آگئے اور عرض کرنے لگے اے امیر باتوقیر بس اب کوڑا نہ ماریے یہ کہکر امیر کو اُس جگہ سے ہٹا کر تھوڑی دور لیگئے ادھر علمشاہ نے اپنے خون بازو سے ایک پرچہ قرطاس پر اپنے بھتیجے سلطان سعد بادشاہ لشکر اسلام کو بعد القاب و آداب یہ لکھا کہ اب مین تنہا سوے صحرا جاتا ہون مجھے نہایت ذلت حاصل ہوئی ہی جبتک منظور خدا ہوگا اُسوقت تک نہ آؤنگا صحرانوردی کرونگا اب جہان خدا لیجائیگا وہان جاؤنگا اسیطور سے چند سطور لکھکر زرہ اور اسلحہ اُتار کر کنارہ دریا رکھکر گھوڑے پر سوار ہو کر ایک جانب سوے خارستان روانہ ہوے اور چلتے وقت خواجہ سے پکار کر کہدیا کہ اے خواجہ یہ اسلحہ اور یہ رقعہ سلطان سعد کو ضرور دیدینا بعض داستان گو یہ بھی بیان کرتے ہین کہ گھوڑا بھی چھوڑ کر پیادہ پا علمشاہ سوے خارستان چلے گئے اور جھاڑی جھنڈ مین جا کر نظر مردم سے نہان ہو گئے امیر باتوقیر نے علمشاہ کو نہ دیکھکر خواجہ عمرو وغیرہ سے پوچھا علمشاہ کہان گیا ہی دکھائی نہین دیتا ہی بعض سوارون نے عرض کیا حضور علمشاہ سوے خارستان چلے گئے ہین اور یہ اسلحہ اور یہ رقعہ یہان رکھ گئے ہین ہماری اتنی مجال نہ تھی کہ ہم اُنکو روکتے جانے ندیتے امیر نے اُس رقعہ کو اُٹھا کر پڑھا بے اختیار الفت پدری سے ایک آہ سرد کی اور اشک آنکھون مین بھر لائے پھر خواجہ عمرو وغیرہ سے فرمایا فرزند میرا مجھسے ناراض ہو کر چلا گیا ہی جلد اُسے ڈھونڈھکر میرے پاس لے آؤ خواجہ عمرو وغیرہ ارشاد حمزۂ صاحبقران سے براے جستجوے علمشاہ سوے خارستان گئے تو لیکن بسبب اسکے کہ علمشاہ نے کرب غازی کو زخمی کیا تھا اچھی طرح نہ ڈھونڈھا بعد تھوڑی دیر کے سب خدمت حمزۂ صاحبقران مین حاضر ہو کر عرض کرنے لگے کہ ہمنے بخوبی ڈھونڈھا لیکن شاہزادۂ علمشاہ

نہ ملے نہین معلوم خارستان مین جاکر کدھر چلے گئے حمزہ صاحبقران یہ سُنکے نہایت مغموم ہوے چونکہ کنارہ دریا مین
اعرابی کی لاش پڑی تھی حمزہ نے لاش سیس اعرابی کو دیکھکر حکم دیا کہ اسے دفن کرو خواجہ عمرو وغیرہ نے سنتے الفور
اُٹھا کے اُسی جگہ دفن کیا بعد دفن ہونے لاش سیس اعرابی کے حمزہ صاحبقران کنارہ دریا سے محزون و ملول
جانب لشکرگاہ پھرے خواجہ عمرو اسلحہ علمشاہ اور مرکب سیاہ قیطاس اور وہ رقعہ لیکر ہمراہ رکاب امیر چلے
کرب غازی وغیرہ بھی ہمراہ رکاب ہوے جب امیر باتوقیر داخل بارگاہ سلیمانی ہوے خواجہ عمرو نے اسلحہ
علمشاہ اور وہ رقعہ سلطان سعد کو دیا بادشاہ لشکر اسلام نے عبارت رقعہ پڑھکر چشم پُرآب ہوکر حمزہ صاحبقران
سے کہا کہ اب آپ اور کسی شخص کو بادشاہ لشکر اسلام کیجیے مین تلاش عموی ذیوقار مین صحرا صحرا دشت دشت پھرونگا
حتی الامکان اُنکی جستجو کرونگا آپ خوب واقف ہین کہ مجکو اُنسے اُنس قلبی ہو اکثر اُنکے ہمراہ رہا ہون وہ بھی مجکو
بجاے پسر تصور کرتے ہین پس بغیر اُنکے یہ بادشاہی لشکر اسلام فقیری سے بدتر ہو حمزہ صاحبقران نے
اشکریزان ہوکر جوابدیا فی الحقیقت مین نے عالم غیظ مین علمشاہ کو کوڑا مارا تھا مین یہ نجانتا تھا کہ وہ
رنجیدہ ہوکر سوے صحرا چلا جائیگا مجکو بھی اُسکے چلے جانیکا صدمہ عظیم ہو تم بادشاہت لشکری دست بردار ہوا گر
خداوند عالم چاہیگا تو بعد چندے پھر اُس سے ملاقات ہوئی یہ فرماکر خواجہ بزرجمہر سے مخاطب ہوکر فرمایا
جناب والا اورا آپ بقاعدہ علم رمل دریافت تو کیجیے کہ علمشاہ سے کب تک ملاقات ہوگی خواجہ بزرجمہر نے
موافق قاعدہ رمل زایچہ کہے اور خوب فکر و غور کرکے کہا معلوم ہوتا ہو کہ بعد چالیس برس کے ترکستان
مین علمشاہ سے ملاقات ہوگی بادشاہ لشکر اسلام سلطان سعد عالیمقام یہ سُنکے نہایت مغموم ہوے
اور حمزہ صاحبقران وغیرہ بھی ملول ہوے بعد ازان حمزہ صاحبقران نے سلطان سعد کو سمجھا کر ترک
کرنے بادشاہت لشکر اسلام سے باز رکھا اور اُسیوقت اُس جگہ سے مع جملہ لشکر کوچ کیا ہنگام شام ایک
صحراے سبزہ زار مین پہونچکر قیام کیا چونکہ اُس سبزہ زار مین غزال و طایر بکثرت تھے شب بسر کرکے صبح کو
امیر باتوقیر مع اکثر سرداران لشکر وغیرہ کے براے شکار روانہ ہوے تھوڑی راہ طے کی تھی کہ ایک آہوے
شوخ چشم نظر آیا حمزہ صاحبقران نے اُس آہو کو دیکھکر تیر و کمان لیکر آہو کو تاک کر تیر لگایا تیر آہو کی
ران پر لگا آہو زخمی ہوکر بھاگا حمزہ صاحبقران نے اُسکے تعاقب مین گھوڑا دوڑایا ہرچند کہ خواجہ
عمرو اور اکثر سرداران لشکر بھی ہمراہ امیر باتوقیر چلے تھے لیکن امیر سب سے آگے بڑھ گئے اور دور تک
اُس آہو کے تعاقب مین چلے گئے وہ غزال تو نظر سے غایب ہوگیا حمزہ صاحبقران تنہا اُس صحراے
سبزہ زار مین گھوڑے کو روک کر زیر شجر سایہ دار کھڑے ہوے ہواے سرد سے دل کو فرحت حاصل
ہونے لگی پسینہ خشک ہونے لگا ہنوز امیر باتوقیر زیر نخل سایہ دار کھڑے تھے ناگاہ صداے دردناک
سنی امیر متوجہ اُس آواز کیطرف ہوے سُنا کہ کوئی باواز نحیف و ضعیف نالہ و بکا کررہا ہو امیر کے
دل مین رحم آیا اشقر دیوزاد کو جانب صداے دردناک بڑھایا بعد تھوڑی راہ طے کرنیکے آخر امیر نے دیکھا
کہ ایک ضعیفہ باحال پریشان زیر شجر بیٹھی ہوئی رو رہی ہو دمبدم نالہ و آہ کررہی ہو امیر نے اُسکے پاس
جاکر بصد مہربانی فرمایا ای ضعیفہ تجھپر کیا مصیبت پڑی ہو کیون اس صحرا مین نالہ و بکا کررہی ہو اپنے حال
سے آگاہ کر ضعیفہ نے آواز امیر سُنکے سر اٹھا کر حمزہ صاحبقران کو دیکھا اور اپنے حال پر مہربان پاکر
جوابدیا ای شخص مجھپر کوہ الم دفعتہ گر پڑا ہو مبتلاے صدمہ و محن ہوگئی ہون سواے رونے کے کچھ چارہ جوابہ

ہو نہین سکتا ہو اصل حال میری گریہ وزاری کا یہ ہو کہ آٹھ فرزند میرے جوان تھے اور شوہر میرا تھا اسی صحرا مین
قزاقون نے اُنھین قتل کیا ہو اسکو زمانہ ایک ماہ سے زیادہ گذرا ہو جو کچھ مال و متاع تھا قزاق لوٹکر لیگئے مجھ
ضعیفہ کو رحم کھاکر قتل نہین کیا مین اسی وجہ سے روتی ہون حیات جو باقی تھی اس سبب سے موت نہین آئی
برگ درختان اور ثمر اشجار صحرا ہنگام گرسنگی کھاتی ہون پانی یہ جو جابجا چشمہ ہین اُنھین چشمون سے لے کر
پی لیتی ہون خیال فرزندون اور صدمۂ خاوند مین روز و شب رویا کرتی ہون حمزۂ صاحبقران نے جو احوال
اُس پیرزال کا سُنا دل بھر آیا آنکھون سے آنسو اُسکی مصیبت پر جاری ہوے بعد گریہ امیر نے اُس سے
پوچھا اے ضعیفہ یہ بھی تجھے معلوم ہو کہ وہ قزاق کہان رہتے ہین مین اُنکو قتل کرون تیرے شوہر اور فرزندون کا
اُنسے قصاص لون ضعیفہ نے جواب دیا تم اکیلے ہو وہ قزاق بہت ہین مین یہ نہین چاہتی کہ تم اُنکے ہاتھ سے
ہلاک ہو جاؤ بس تمنے میرا احوال سُنا اب چلے جاؤ ارادہ اُنکے قتل کرنیکا نکرو تمسے وہ قزاق قتل نہو سکینگے حمزۂ
صاحبقران نے فرمایا اے ضعیفہ اُنکے مسکن سے مجھے آگاہ تو کر اگر خدا چاہیگا تو اُن سب کو تہ تیغ کرونگا ضعیفہ
یہ سُنکے خوش ہوئی اور زیر درخت سے اُٹھکر کہنے لگی اے شخص اگر مسکن قزاقان پوچھتا ہو تو میرے ساتھ چلا آ مین تجھے
بتا دون امیر اُسکے ہمراہ چلے بعد تھوڑی راہ طے کرنے کے ضعیفہ نے حمزۂ صاحبقران سے کہا دیکھو یہ چاہ ہو اسمین
زینے بہت ہین اسی مین وہ قزاق رہتے ہین اکثر میرے سامنے اس چاہ سے باہر آتے ہین اور پھر چاہ مین چلے
جاتے ہین حمزۂ صاحبقران نے دیکھا فی الحقیقت ایک چاہ ہو گرد اُسکے بہت سے درخت ہین کنوان پختہ بنا ہوا ہو
امیر باتوقیر کنوئین کو دیکھکر اشقر دیونژاد سے اُترے اور چاہ مذکور کے قریب جاکر اول اُس کنوئین کو بخوبی دیکھا پھر
اُس کنوئین مین اُترے ہنوز دو تین زینے طے کیے تھے کہ اُس کنوئین سے دھوان بکثرت نکلنے لگا شور و غوغا بلند
ہوا صدائے بگیر و بکش آنے لگی حمزۂ صاحبقران چونکہ ناواقف تھے اسم اعظم نہ پڑھا آنکھین امیر کی بند ہوگئین
تھوڑی دیر کے بعد جو آنکھین کھلین دیکھا نہ تو وہ چاہ ہو نہ وہ تاریکی ہو نہ وہ صحرا ہو نہ وہ ضعیفہ ہو مین ایک
زندان مین طوق سلاسل مین گرفتار بیٹھا ہوا ہون کچھ ساحر در زندان پر موجود ہین امیر یہ واقعہ دیکھکر نہایت متحیر ہوے
پھر خیال کیا کہ یہ ساحرون کا مقام ہو تم سحر مین گرفتار ہوگئے یہ خیال کرکے امیر نے چاہا اسم اعظم پڑھون اسم اعظم
یاد نہ آیا آخر مجبور و ناچار ہوکر قید خانہ مین بیٹھے رہے امیر تو یہان زندان مین بیٹھے ہین انکا حال آیندہ لکھا
جائیگا مگر اب احوال خواجہ عمرو اور اُن سرداران لشکر اسلام کا لکھا جاتا ہو کہ جو ہمراہ امیر باتوقیر تعاقب آہو مین
چلے تھے اور اثنائے راہ مین امیر سے پیچھے رہگئے تھے جسوقت وہ سب سردار اُس جگہ آئے جس مقام پر اشقر دیونژاد
کھڑا تھا امیر باتوقیر کو نہ دیکھکر نہایت متردد ہوے ہر چند چاہا کہ کسی سے احوال امیر دریافت کرین مگر کوئی نہ ملا کہ
اُس سے حال امیر پوچھتے آخر مجبور ہوکر چہار جانب اُس صحرا مین جستجو کی مگر امیر کو نپایا ناچار اس حال پر ملال سے
بادشاہ لشکر اسلام کو خواجہ عمرو نے جاکر اطلاع دی بادشاہ لشکر اسلام اور جملہ سردار و لشکری اُس جگہ سے
روانہ ہوکر اُس مقام پر آئے جس جگہ اشقر دیونژاد کھڑا تھا وہان آکر ہر ایک نے دیکھا کہ صحرائے سبزہ زار ہو نہ
چاہ ہو نہ کوئی انسان ہو غرض جملہ خاص و عام اُسی جگہ مقیم ہوے خواجہ عمرو نے بادشاہ لشکر اسلام سے کہا نہین
معلوم حمزۂ صاحبقران پر کیا واقعہ گذرا سلطان سعد نے فرمایا اے خواجہ حمزۂ صاحبقران کی جستجو کرو
حتی الامکان اُنکی تلاش کرو اگر تمھاری کوشش و جستجو سے حمزۂ صاحبقران کا احوال دریافت ہوگا تو زر کثیر
بعوض اس امر کے دیا جائیگا خواجہ عمرو نے سلطان سعد سے کہا مین برائے تلاش امیر جاتا ہون اگر خدا نے چاہا تو

انکا احوال دریافت کرکے جلد آتا ہوں یہ کہکر خواجہ عمرو اور مہتر قران ایک جانب روانہ ہوئے اثنائے راہ مین مہتر
قران علٰحدہ ہوگیا خواجہ تنہا ایک سمت چلے تھوڑی راہ طے کی تھی ناگاہ خواجہ نے دیکھا کہ ایک آہوے خوش چشم
جسکے سر کی شاخین طلائی ہین گردن مین اُسکی رشتہ مروارید کے پڑے ہوئے ہین سبزہ زار مین سبزۂ نودمیدہ چر رہا ہے
خواجہ نے اُس آہو کو دیکھکر خیال کیا اس آہو کو کسی تدبیر سے گرفتار کرنا چاہیے خالی نفع سے نہین ہے یہ خیال کرکے
اُس آہو کیطرف چلے آہو خواجہ کو دیکھکر ایک طرف بھاگا یہ پیچھے اُسکے دوڑے بعد تھوڑی دیر کے ایک جدول
آب اثنائے راہ مین واقع ہوئی آہو جست کرکے اُس جدول آب سے نکل گیا خواجہ نے بھی جست کی جسوقت اُس
جدول آب کو پھاند کر جسطرف گئے آہو نظر سے غائب ہوگیا خواجہ نے اُس طرف سے ارادہ پھرنیکا کیا پس جانب پشت
جو نظر کی دریاے ناپیدا کنار موجزن ہے خواجہ نے متحیر ہوکر داہنی جانب ارادہ چلنے کا کیا اُس جانب بھی
دیکھا کہ پر امواج ہے غرض اسطرح چار جانب دریا کو محیط دیکھکر خواجہ گھبرائے اور نہایت پریشان خاطر ہوئے چار
جانب بنظر یاس و حسرت دیکھنے لگے اُسوقت داہنی جانب عمرو نے دیکھا کہ دریا کنارے مہتر قران بشکل اصلی کھڑا ہوا ہے
خواجہ نے مہتر قران کو دیکھکر پکار کر کہا اے مہتر قران جلد آؤ مجھکو بچانے اپنی پشت پر سوار کرکے لیچلو تم جانتے ہو کہ
مین دریا سے نہایت ڈرتا ہون دیکھو چار جانب میرے دریاے مواج ہے بیچ مین تھوڑی جگہ خشک ہے اب یقین ہے کہ
تھوڑی دیر مین مجھ تک بھی آب دریا آجائیگا مین آب دریا مین ڈوب کر مرجاؤنگا مہتر قران نے جو اپنے اُستاد
کو اس بلا مین مبتلا دیکھا باواز بلند پکار کر کہا اے اُستاد آپ نہ گھبرائیے گا مین ابھی آتا ہون یہ کہکر مثل ماہی بیقرار
ہوکر چاہا تھا کہ دریا مین قدم ڈالے لیکن ایک آواز پس پشت سے اسطرح آئی کہ اے مہتر قران خبردار دریا مین قدم
نہ ڈالنا ورنہ مثل اپنے اُستاد خواجہ عمرو کے قید سحر مین مبتلا ہو جاؤ گے مہتر قران نے یہ صدا سُنکے دریا مین
قدم نہ ڈالا اور پس پشت مڑکر دیکھا کسی کو نہ پایا ہنوز مہتر قران کنارہ دریا متحیر کھڑا تھا ناگاہ بالاے چرخ ایک جانب
ابر سیاہ کا ٹکڑا نمایان ہوا اُس ابر مین برق کی چمک تھی آواز رعد دمبدم اُس ابر سے آتی تھی وہ ابر ایک لحظہ مین سر مہتر قران
پر آکر ٹھہرا قران ابر کو دیکھکر ہوشیار ہوا تھا ناگاہ درمیان ابر مین ایک برق چمکی اور تڑاقا ہوا ابر درمیان سے دو ٹکڑے
ہوا تخت پر ایک ساحر کریہ منظر مہیب شکل نظر آیا قران اُس ساحر کو دیکھکر مشوش ہوا اور فکر کرنے لگا کہ اب اس ساحر سے
کیونکر بچون کیا عیاری کرون ہنوز مہتر قران فکر و تردد مین تھا ناگاہ اُس ساحر کریہ منظر نے باواز بلند پکار کر کہا کہ او حبشی
اب تو میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا جسطرح تیرے اُستاد کو قید سحر مین مبتلا کیا ہے اسیطرح تجھکو بھی اسیر کرتا ہون یہ
کہکر سوے زمین سحر سے تخت اپنا اُتارنے لگا مہتر قران گفتگوے ساحر مذکور سُنکے زیادہ متفکر ہوا آخر ایک چھوٹی
سی مشک کسوت عیاری سے نکالکر قریب ایک غار کے رکھدی اور آپ اُسی غار مین پنہان ہوگیا جب ساحر مذکور
تخت اپنا قریب زمین لایا مہتر قران کو غار مین نہان ہوتے دیکھکر تخت کو بالاے ہوا قایم رکھکر قریب غار تخت پر
سے کودا اتفاقًا اسی مشک پر پانون اُسکے پڑے مشک شق ہوگئی درمیان سے اُسکے بیہوشی بکثرت اُڑی جب
کچھ سفوف بیہوشی اُسکے دماغ مین پہونچا فورًا اُسے چھینک آئی بے اختیار زمین پر گرکے بیہوش ہوا مہتر قران نے
غار سے نکلکر فی الفور بغدا اُسکے سر پر مارا کاسہ سر اُسکا چور چور ہوگیا تھوڑی دیر مین تڑپ کر مرگیا جسوقت
وہ ساحر ہلاک ہوا آندھی سیاہ آئی پھر اُسکے سحر کے فریاد و فغان کرنے لگے بعد تھوڑی دیر کے وہ آندھی
اور تاریکی موقوف ہوئی آواز آئی افسوس قتل کیا مجھکو کہ نام میرا فرتوت جادو تھا بعد مرنے فرتوت جادو
کے وہ دریا جو خواجہ عمرو کے گرد تھا بالکل معدوم ہوگیا زمین پر تری بھی نظر نہ آئی خواجہ عمرو شکر خدا

کرکے وہان سے مہتر قران کے پاس آئے قران کو بہ محبت سینے سے لگایا لاشہ فرتوت جادو کا اُسیوقت غبار مین بلند ہوکر ایک سمت گیا خواجہ مہتر قران سے باتین کرتے ہوے ایک سمت چلے اثنائے راہ مین خواجہ عمرو نے مہتر قران سے کہا تم لشکر مین جاؤ مین حمزہ صاحبقران کی جستجو مین جاتا ہون مہتر قران تو بموجب کہنے عمرو کے لشکر اسلام کیطرف چلا لیکن خواجہ عمرو ایک سمت بقصد عجلت روانہ ہوے راوی کہتا ہے کہ خواجہ دو روز قطع راہ کرکے تیسرے روز ایک صحراے سبزہ زار مین پہونچے چونکہ اُس وقت تمازت آفتاب زیادہ تھی خواجہ کو تشنگی معلوم ہوئی پانی کی جستجو کی مگر پانی نظر نہ آیا اُسوقت خواجہ نے چاہا تھا کہ زنبیل سے شکیزہ نکالکر پانی پیون ناگاہ خواجہ نے دیکھا کہ ایک بڈھا بہت سی گوسفندونکو سبزہ چرا رہا ہے خواجہ نے اُس سے پوچھا یہان کہین پانی بھی ہے مین بہت پیاسا ہون اُسنے جواب دیا پانی تو یہان نہین ہے مگر پیاس تمھاری دفع ہوجائیگی یہ کہکر اپنی بغل سے ایک پیالہ چوبی نکال کر خواجہ کو دیا اور کہا جاؤ شیران گوسفندون کا دودھ پی لو خواجہ بموجب اُسکے کہنے کے قریب ایک مادہ گوسپند کے گئے اور دودھ دوہنے لگے اُس بڈھے نے خواجہ کو غافل دیکھکر پس پشت خواجہ آکر ایک چھڑی پھولون کی کچھ افسون پڑھکر تن عمرو پر لگائی اور کہا جلد آہو ہوجا خواجہ نے الفور بشکل آہو ہوگئے اُس بڈھے نے نعرہ کیا کہ تم [illegible] جادو وا ناچار اگر مین یہ تدبیر نکرتا تو تو کبھی گرفتار نہوتا یہ کہکر آہو یعنے خواجہ عمرو اور جملہ گوسفندونکو لیکر اُس صحراے سبزہ زار سے چلا تھوڑی دور جاکر ایک خانہ باغ مین درخت سرو سے خواجہ کو رسّی سے مضبوط باندھ دیا اور جملہ گوسپندونکو علیحدہ ایک حجرے مین بندکردیا پھر کسی کام کے واسطے چلا گیا جب شام ہوئی خواجہ کے کان مین آواز گانے کی آنے لگی بعد تھوڑی دیر کے ایک نوجوان عورت آہستہ گاتی ہوئی اُس جگہ آئی جہان خواجہ بشکل آہو کھڑے تھے خواجہ اُس زن نوجوان کو دیکھکر گانا اُسکا سُنکر کھر بار بار زمین پر مارنے لگے گردن ہلا ہلاکر جھومنے لگے گاہ رقص کرتے تھے کبھی اپنے کھر زمین پر مارکر تال دیتے تھے وہ زن نوجوان آہو کو اپنے گانے پر رقص کرتے دیکھکر حیران از حد ہوئی آخر وہان سے جلد جاکر ماہ جادو دختر خضران شاہ سے اُسنے دست بستہ عرض کیا اے ملکۂ عالم اسوقت مین نے ایک تماشا عجیب و غریب دیکھا ہے مجکو نہایت حیرت ہے ملکہ ماہ جادو نے پوچھا اے نوبہار سچ کہہ تو نے کیا تماشا دیکھا ہے اُسنے عرض کیا خداوندنعمت ابھی مین گاتی ہوئی باغ مین گئی تھی ایک آہو درخت سے بندھا تھا وہ میرے گانے پر ناچنے لگا کھر اپنے زمین پر مارنے لگا گردن بار بار ہلاکر جھومنے لگا یہ کیفیت دیکھکر مین ابھی آتی ہون ملکہ ماہ جادو نے حکم دیا اے نوبہار جلد اُس آہو کو ہمارے روبرو لاؤ نوبہار وغیرہ جملہ کنیزین باغ مین آئین آہو کو درخت سے کھول کر روبرو ملکہ لیگئین ملکہ ماہ جادو نے آہو کو دیکھکر اپنی کنیزون وغیرہ سے کہا ارے یہ آہو نہین ہے ہمارے استاد سخیف جادو نے کسی آدم زاد کو اپنے سحر سے بنایا ہے کنیزون نے عرض کیا اے ملکۂ عالم ہمارا دل چاہتا ہے کہ اس آہو کو بشکل انسان بنائیے آرزو دلی ہماری برلائیے ملکہ نے اپنی وزیرزادی سے کہ نام اُسکا گل اندام جادو تھا کہا کہ اس شخص پر سے سحر کو دفع کرو تمکو تو اُستاد نے صدہا سحر بتائے ہین مین تو ابھی دو روز سے شاگرد ہوئی ہون پورا ایک سحر بھی ابھی تک مجھے یاد نہین ہوا ہے اگر مجکو سحر اُتارنے مین مداخلت ہوتی تو مین ہی سحر اُتارلیتی تجھسے نہ کہتی گل اندام جادو نے بموجب حکم چند ماش کے دانون پر سحر پڑھکر وہ دانے ماش کے آہو پر مارے پھر تھوڑے پانی پر کچھ پڑھکر اُس پانی کے چھینٹے آہو پر دیے تھوڑا دین

پر بوت کر صورت اصلی پر آگیا خواجہ عمرو نے بشکل اصلی ہوکر ملکہ ماہ جادو سے کہا اے ملکہ تمنے مجھپر احسان کیا قبل اسکے آہو تھا تمنے بشکل انسان بنوا یا ملکہ نے کہا اگر تمھین کچھ گانے مین دخل ہو تو گاؤ خواجہ عمرو نے فوراً زنبیل سے ز نکالکر یہ غزل گائی غزل

ڈالکر بانہہ گلے مین مرے وہ پوچھتے ہین
بل ترا آج تو ہو سنبل پیچان نکلا
عاشقو نین ہوا غل یار نے اٹھی جو نقاب
دل بھی پہلو مین مری جان کا خواہان نکلا

خوش ہوا آزادی عشاق کا فرمان نکلا
مدعاے دل پر حسرت و ارمان نکلا
شکوہ افشان جو چُنی یار نے بالاے جبین
لوگ کہن سے رخ مہتاب درخشان نکلا
یاد مین زلف کی رو یا جو مین وسوسہ کبھی

لے دلا اب جو خط عارض جانان نکلا
ہو گیا گیسوے جانان سے تجلی گلشن مین
بہر نظارہ ہر اک کوکب تابان نکلا
کھینچکر سامنے قاتل کے لیے جاتا ہی
دود دل آہ کے ہمراہ پریشان نکلا

خواجہ عمرو نے چند اشعار مندرجہ گا کر ز رکھدی ملکہ ماہ جادو تو خواجہ کی آواز پر عاشق ہوگئی خیال کرنے لگی ایسا خوش گلو دنیا مین کوئی نہو گا کنیزین وغیرہ بھی خواجہ کے گانے سے خوش ہوکر باہم چپکے چپکے کہنے لگین صورت تو یہ ہی کہ زیرہ سی آنکھین کلچہ سے گال تاگا سی گردن ڈبلا پتلا تین گز کا دھڑ نیچے کا اور چار گز کا دھڑ اوپر کا مگر کس خوبی سے گاتا ہی کہ دل اسکے گانے سے بیچین ہوا جاتا ہی یہ باتین کرکے کنیزین خاموش ہوئین خواجہ رُخ ملکہ ماہ جادو بنظر غور دیکھنے لگے اور حسن و جمال اُس کا دیکھکر خیال کرنے لگے کہ یہ جادوگرنی ہی یہ سن وسال اور یہ حسن و جمال اسنے بزور سحر بنایا ہو گا یہ خیال کرکے خواجہ نے ملکہ ماہ جادو سے پوچھا اس سرزمین کا حاکم کون ہی اور تمھارا سن کیا ہی ملکہ نے مسکرا کر جواب دیا اے خواجہ حاکم اس سرزمین کا نضران شاہ باپ میرا ہی اور نخیف جادو جنھون نے تمھین گرفتار کیا تھا وہ میرے استاد ہین یہ بارہ دری اور باغ میرا ہی یہین استاد بھی میرے رہتے ہین ایک دو روز سے سحر مجھے سکھاتے ہین مگر مجھکو الفاظ سحر یاد نہین رہتے سن میرا نہایت کم ہی چودھوان سال شروع ہی اکثر تو یہین رہتی ہون دو تین روز کے بعد والد کے روبرو جاتی ہون فقط سلام کرکے اور تھوڑی دیر بیٹھکر پھر یہین چلی آتی ہون اس وقت نوبہار نے آکر تمھارے کچھ احوال سے مجھے اطلاع دی تھی مین نے اپنی وزیرزادی سے کہکر تمھین بشکل اصلی بنوا یا سحر تم پر سے اُتروایا تمنے گا کر میرے دل کو خوش کیا اب مین تمھین کیا قید کرون دل تو یہ نہین چاہتا کہ تم میرے سامنے سے جاؤ لیکن اُستاد اب آتے ہونگے تم یہان سے چلے جاؤ مین تمھارے باب مین کچھ جھوٹ سچ کہدونگی خواجہ عمرو بزم ملکہ ماہ جادو سے اُٹھکر باغ مین آئے تھے ناگاہ نخیف جادو بھی آگیا خواجہ کو اُسنے دیکھکر چہار جانب باغ و بارہ دری کے سحر کر دیا پھر جانب خواجہ براے گرفتاری چلا خواجہ نے فوراً گلیم نکالکر اوڑھ لی نخیف جادو متحیر ہوکر آنکھین ملکر دیکھنے لگا اور کہنے لگا ابھی تو عمرو سامنے کھڑا تھا ابھی غائب ہوگیا یہ کہکر تمام باغ مین ڈھونڈھنے لگا خواجہ در باغ پر گئے دیکھا دریا موج زن ہی راستہ جانے کا نہین ہی خواجہ دوسرے دروازہ باغ پر گئے وہان دیکھا دریاے آتش سد راہ ہی خواجہ تیسرے دروازہ باغ کے پاس گئے اور چاہا کہ باغ سے نکل جاؤن مگر خوف سے جا نہ سکے کیونکہ در باغ پر ایک شیر جو طول مین چالیس گز تھا موجود تھا خواجہ عمرو در چہارم باغ پر گئے دیکھا ایک اژدہا بیٹھا ہی شعلے اُس کے دہن سے نکل رہے ہین خواجہ عمرو چارون دروازہ ہاے باغ پر جا کر اور راہ نہ پا کر مجبور ہوے آخر پھر درمیان باغ آکر دیکھا کہ نخیف جادو میری جستجو کر رہا ہی جب نخیف جادو تمام باغ مین تلاش کرچکا ملکہ

ماہ جادو کے پاس گیا اور کہا ای ملکہ خواجہ عمرو پر سے کس نے سحر اُتارا ملکہ نے کہا مجھے نہین معلوم یہ
کہکر ملکہ ماہ جادو تخت پر بیٹھکر وزیر زادی کو ہمراہ لیکر سوے خضران شاہ روانہ ہوئی نخیف جادو
نے خیال کیا گل اندام جادو نے عمرو پر سے سحر اُتارا ہوگا سواے اُسکے اور کوئی ایسا نہین کہ جو میرے
سحر کو برطرف کرے خیر اگر عمرو رہا ہو تو اِس باغ سے نکل کر نہ جاسکے گا اور اگر وہ بھی ساحر زبردست ہو تو میرے
سحر کو دفع کرکے نکل گیا ہوگا تادیر یہی خیال کرتا رہا آخر دفعتہً خواجہ کے پوشیدہ ہو جانے سے اُسکو یقین ہوا کہ
عمرو بھی ساحر تھا مجکو دیکھکر باغ سے چلا گیا نخیف جادو یہ خیال کرکے عمرو سے بیخوف ہو کر خوابگاہ مین جاکر
سو رہا خواجہ عمرو بھی اُسی جگہ آئے جہان وہ سو رہا تھا گلیم اُتاری پھر نعرہ کیا او نخیف جادو ہوشیار ہو جا کہ
تیری قضا تیرے سر پر آگئی نخیف جادو گھبراکر بیدار ہوا اور سحر کرنے نہ پایا تھا کہ خواجہ نے خنجر آبدار سے اُسے
قتل کیا اُسکے مرتے ہی صداے گیرو دار بلند ہوئی تاریکی محیط عالم ہوئی پھر اُسکے سحر کے نالہ و فریاد کرنے لگے پتھر
آسمان سے برسنے لگے بعد تھوڑی دیر کے تاریکی برطرف ہوئی آواز آئی دریغا قتل کیا مجکو کہ نام میرا نخیف جادو
تھا بعد اس آواز آنے کے چند پنجے آسمان سے گرے اور لاش نخیف جادو کی اُٹھا کر روبروے خضران شاہ
لے گئے ملکہ ماہ جادو بھی پدر کے قریب بیٹھی تھی خضران شاہ کے پاس لاشہ فرتوت جادو کا پہونچ چکا تھا
کہ لاشہ نخیف جادو کا بھی پہونچا خضران شاہ کو نخیف جادو کے قتل ہونے کا زیادہ صدمہ ہوا بذریعہ
سحر دریافت جو کیا تو معلوم ہوا کہ خواجہ عمرو نے قتل کیا ہی اُسوقت خضران شاہ نے چاہا تھا کہ پنجہ سحر روانہ
کرکے خواجہ عمرو کو اپنے پاس بلوا کے قید کرے ملکہ ماہ جادو کہ خواجہ کا گانا سُنکے عمرو پر عاشق ہو چکی تھی
کہنے لگی ای والد نامدار ایک عیار کو کیا گرفتار کیجیے گا وہ تدبیر کیجیے کہ جملہ مردان لشکر اسلام اندھے ہو جائین اس
سر زمین سے کہین جانہ سکین پھر اُنکو قتل کر ڈالیے خضران شاہ نے راے اپنی دختر کی پسند کی اور ایک شیشہ پر خاک
طلب کرکے اُسپر کچھ سحر پڑھنے لگا اِدھر خواجہ عمرو باغ سے نکل کر جانب لشکر اسلام روانہ ہوے کیونکہ بعد مرنے
نخیف جادو کے سحر اُسکا برطرف ہو چکا تھا پہرہ وغیرہ دربانی پر باقی نہ رہے تھے جب خواجہ لشکر اسلام مین پہونچے
روبروے سلطان سعد گئے اور تمام احوال جو گذرا تھا بیان کیا اور کہا اس سرزمین کا مالک خضران شاہ
ہی وہ نہایت سحر و افسون مین دستگاہ رکھتا ہی بظاہر معلوم ہوتا ہی کہ اُسی کے حکم سے کسی اُسکے ملازم نے حمزہ
صاحبقران کو سحر مین گرفتار کرکے کسی جگہ قید کیا ہی سلطان سعد نے گفتگوے خواجہ سُنکے ایک نامہ خضران
شاہ کو اس مضمون کا لکھا کہ ای خضران شاہ بہتر اور مناسب یہی ہی کہ حمزہ صاحبقران کو رہا کرکے ہمارے
پاس بھیجدو اور تم ہماری اطاعت کرو ورنہ انجام تمھارا اچھا نہوگا جب نامہ تیار ہو چکا سلطان سعد
نے اپنی مہر کی پھر سلطان سعد نے ارشاد کیا کون ایسا بہادر ہی کہ یہ نامہ خضران شاہ کے پاس لیجاے
اور جواب اس نامہ کا لاے خواجہ نے فوراً کہا نامہ مجھے دیجیے مین نامہ لیجاؤنگا سلطان سعد نے نامہ
خواجہ کو دیا خواجہ نامہ لیکر ایک جانب روانہ ہوے اثناے راہ مین مردم سے مقام و مسکن خضران شاہ
دریافت کرکے جلد تر قطع راہ کرکے در دولت خضران شاہ پر پہونچے خضران شاہ کو ساحرون نے یہ
خبر دی کہ ایک نامہ دار در دولت پر آیا ہی چاہتا ہی کہ خدمت حضور مین حاضر ہو کر نامہ پیش کرے خضران شاہ
نے دربار مین نامہ دار کو طلب کیا ساحران نابکار خواجہ کو دربار مین لے گئے خواجہ نے دربار مین جاکر
دیکھا کہ خضران شاہ بالاے تخت بیٹھا ہی صدہا ساحران نابکار کریہ منظر دربار مین حاضر ہین خواجہ نے

خضران شاہ کو سلام کرکے موافق قاعدہ نامہ دیا خضران شاہ نے نامہ پڑھوایا اور مضمون نامہ سے مطلع ہوکر
نہایت برہم ہوکر جواب نامہ جنگ وجدال دیکر خواجہ کو رخصت کیا ہنوز خواجہ دربار سے دو قدم بھی نہ چلا تھا
کہ خضران شاہ نے وہ شیشہ پر خاک جسپر سحر پڑھا تھا اشرف جادو کو دیکر کہا اے اشرف جادو یہ شیشہ لیجاکر
لشکر اسلام پر مار دیکھنا ایک دم میں سب اندھے ہو جاینگے پھر مین بعد تین روز کے سب کو قتل کرونگا خواجہ
عمرو نے تمام گفتگو خضران شاہ کی سنی اشرف جادو وہ شیشہ لیکر تخت پر سوار ہوکر سوے لشکر اسلام چلا
خواجہ عمرو نے دار الامارہ خضران شاہ سے نکلکر خیال کیا کہ اشرف جادو کو کسیطرح مارنا چاہیے یہ تصور
کرکے جلد تر ایک ساحر کی شکل بنکر دوڑے دوڑتے دوڑتے ہوے چلے گئے جب قریب تخت اشرف جادو پہونچے
پکارکر کہا ای برادر اشرف جادو ذرا ٹھہر جاؤ یہان سے زمین پر تخت اتار دو خضران شاہ ہمارے بادشاہ نے جو
پیام معین دیا ہے وہ سن لو پھر جاکر لشکر اسلام پر شیشہ مارو اشرف جادو نے غور کرکے دیکھا اور تخت زمین پر لاکر پوچھا
شہنشاہ نے کیا فرمایا ہے ساحر نقلی نے قریب جاکر حباب بیہوشی مارا اشرف جادو کو چھینک آئی فوراً بیہوش
ہوکر زمین پر گرنے لگا خواجہ نے اسیوقت خنجر مارا اشرف جادو زمین پر گرکر ہلاک ہوگیا خواجہ نے وہ شیشہ
اسکے تخت پر سے اٹھاکر زنبیل مین رکھ لیا جسوقت وہ ساحر مر گیا علامت اسکے مرنے کی ظاہر ہوئی تاریکی ہوئی
بعد تھوڑی دیر کے وہ تاریکی دور ہوئی آواز آئی افسوس ہزار افسوس قتل کیا مجھکو کہ نام میرا اشرف جادو تھا
خواجہ نے اسوقت خیال کیا کہ اگر ممکن ہو اسیطرح خضران شاہ کو قتل کرون حمزہ صاحبقران کو قید سے
چھڑاؤن یہ تجویز کرکے پھر دار الامارہ خضران شاہ کیطرف چلے بعد قطع راہ دربار مین گئے چونکہ خواجہ گلیم اوڑھے ہوے
ہین کسی نے خواجہ عمرو کو نہ دیکھا خواجہ عمرو دربار خضران شاہ مین موجود تھے کہ لاشہ اشرف جادو کا بلندی سے
گرا پیرون نے اسکے نالہ و فریاد کی خضران شاہ لاشہ اشرف جادو دیکھکر حیران ہوا اور دلمین کہنے لگا ابھی تو
اشرف جادو یہان سے گیا تھا نہین معلوم کسنے اسکو قتل کیا واقعہ اسپر گذرا بعد تحیر ہونیکے اوراق جمشیدی مین
فقط یہ نیت کرکے دیکھا کہ اشرف جادو کو کسنے قتل کیا اوراق مذکور سے ثابت ہوا کہ اسکو خواجہ عمرو عیار حمزہ
صاحبقران نے ہلاک کیا جب خضران شاہ اوراق جمشیدی دیکھ چکا حکم دیا لاشہ اشرف جادو کا اٹھاکر لیجاؤ
ساحر وغیرہ لاشہ اٹھا لیگئے بعد اسکے خضران شاہ نے برہم ہوکر سر دربار کہا کہ آج تو آفتاب غروب ہوچکا ہے
کل ہنگام سحر مین خود سحر کرکے خواجہ عمرو اور جملہ اسلام کو ہلاک کرونگا یہ کہکر بعد تھوڑی دیر کے دربار برخاست
کرکے محل سرا مین گیا اور بعد اکل و شرب سو رہا خواجہ عمرو بھی خوابگاہ خضران شاہ تک بصد مشکل پہونچے پھر
گلیم اتارکر خنجر کھینچکر جملہ عورتون کو بیہوش کرکے چاہا تھا کہ نعرہ کرکے خنجر سے سر جدا کیجیے یکایک ایک تعویذ کہ بازو سے
خضران شاہ پر بندھا ہوا تھا فوراً بازو سے جدا ہوکر مثل برق چمکا اور مانند رعد آواز بلند پکارا کہ ہوشیار
ہوجایئے عمرو آتا ہے خضران نے سحر کیا خواجہ کو زندہ پکڑ لیا خضران شاہ نے خوابگاہ سے اٹھکر خواجہ کو
ستون سے باندھا اور گرد خواجہ عمرو سحر کردیا بعد اسکے خضران شاہ نے کہا ہنگام سحر عمرو کو قتل کرونگا
یہ کہکر پھر خوابگاہ کیجانب جاکر ہر ایک کو بصد تدبیر ہوشیار کرکے آرام پذیر ہوا ادھر خواجہ عمرو نے بعد
گریہ دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا یعنے ملکہ ماہ جادو سو رہی تھی عالم خواب مین اسنے دیکھا کہ ایک
مرد بزرگ سراپا نورانی ایک تخت پر سوار ہین جب وہ تخت قریب تر آیا مرد بزرگ نے شفقت فرمایا
ای ملکہ ماہ جادو سامری اور جمشید وغیرہ کی پرستش سے باز آ اس خالق کون و مکان کی پرستش کر جسنے

یہ زمین و آسمان و جملہ موجودات کو خلق کیا ہو بہتر دین اسلام سے کوئی ملت نہین تجکو لازم ہو کہ اپنے مذہب آبائی کو
ترک کرکے مسلمان ہو کلمہ زبان پر جاری کر تا انجام تیرا بخیر ہو ملکہ ماہ جادو نے عالم خواب مین پوچھا آپ کا
اسم شریف کیا ہو فرمایا مین ایک بندۂ ذلیل رب جلیل کا ہون خاص و عام تجکو ابراہیم کہتے ہین لقب میرا خلیل ہو
ملکہ ماہ جادو نے عرض کیا آپ مجکو مسلمان کیجیے آنجناب نے خوش ہوکر کلمہ پڑھایا ملکہ ماہ جادو کلمہ پڑھکر
عالم خواب مین مسلمان ہوئی ملکہ مذکورہ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا اے ملکہ اب جلد بیدار ہو کر اپنے
باپ کی خوابگاہ کی جانب جا وہان خواجہ عمرو ستون مین بندھا ہو تیرے باپ نے اُسے قید سحر مین مبتلا کیا ہو
اُسے رہا کر یہ فرماکر حضرت ابراہیم علیہ السلام نظر ملکہ سے نہان ہوے ملکہ ماہ جادو بیدار ہوئی اُسی وقت اپنی
وزیرزادی گل اندام کو اپنے ہمراہ لے کر جانب خوابگاہ پدر چلی جب قریب پدر پہونچی اپنی وزیرزادی سے کہنے لگی
اے گل اندام اُسوقت میرے اوپر احسان کر خواجہ عمرو کو قید سحر سے رہا کر گل اندام سحر اُتارنے کی تدبیر کرنے لگی
ناگاہ خضران شاہ بیدار ہوا اور پوچھنے لگا کون کھڑا ہو جلد نام اپنا بتا ورنہ ابھی آتش سحر سے جلادونگا ملکہ
ماہ جادو نے کہا مین آپکی دختر ہون اور میری وزیرزادی گل اندام ہو خضران شاہ نے کہا اسوقت تو یہان
کسواسطے آئی ملکہ نے عرض کیا سچ تو یہ ہو کہ مجکو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اُسی شب عالم خواب مین مسلمان کیا ہو
برائے رہائی خواجہ عمرو آئی ہون خضران شاہ نے برہم ہوکر پوچھا او نالائق تو کیون مسلمان ہوئی خداوندان
سامری و جمشید وغیرہ سے تو نے کیون انحراف کیا خدائے نادیدہ کی پرستش کیون تو نے اختیار کی ملکہ نے
تادیر وحدت خدا اور دین اسلام کی خوبی مین گفتگو کی بعدہ خضران شاہ سے کہا اے والد نامدار اب آپ کو
لازم یہی ہو کہ دین اسلام اختیار کیجیے سامری اور جمشید وغیرہ کی پرستش نہ کیجیے کیونکہ یہ بھی مثل ہمارے بندگان
خدا تھے ہمسے اور آپ سے زیادہ سحر مین دستگاہ رکھتے تھے بس بندون کی پرستش کرنا کفر ہو آیندہ آپ کو اختیار ہو
خضران شاہ نے تقریر اپنی دختر کی سنکے تھوڑی دیر فکر کی بعد فکر کہا اے دختر نایاب اختر مین ایک شرط سے
مسلمان ہوتا ہون وہ شرط یہ ہو کہ اگر میرے بھی خواب مین حضرت ابراہیم تشریف لائین اور مجھے ہدایت کرین
ملکہ ماہ جادو نے جواب دیا کہ اے والد ذیوقار اگر آپ اس شرط سے مسلمان ہونے پر راضی ہین تو ابھی حمزۂ
صاحبقران کو زندان سے بلوائیے ہر چند کہ وقت شب تھا مگر خضران شاہ نے اپنے ملازمونکو حکم دیا کہ ابھی
صاحبقران کو قیدخانہ سے لے آؤ ساحران غدار اُسیوقت حمزۂ صاحبقران کو زندان سے جاکر لے آئے
ملکہ ماہ جادو نے حمزۂ صاحبقران کو تسلیم کرکے عرض کیا مین تو مسلمان ہو چکی ہون لیکن والد میرے اس
شرط پر مسلمان ہونے پر راضی ہوے ہین کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام مجکو عالم خواب مین ہدایت کرکے مسلمان کرین
لہذا آپ مع اپنے عیار کے دعا کیجیے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام میرے والد کو عالم خواب مین مسلمان کرین حمزۂ صاحبقران
اور خواجہ عمرو اور ملکہ ماہ جادو نے برجوع قلب درگاہ خدا مین دعا کی فوراً دعا مقبول ہوئی خضران شاہ
دفعۃً سو گیا عالم خواب مین حضرت ابراہیم حکم خدا سے تشریف لائے اور خضران شاہ کو ہدایت کی جب خضران
شاہ عالم خواب مین کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوا اُسوقت حضرت ابراہیم علیہ السلام نظر سے پوشیدہ
ہوگئے خضران شاہ نے بیدار ہوکر حمزۂ صاحبقران کو قید سحر سے رہا کرکے سر اپنا قدم امیر پر رکھا اور
عذرخواہ ہوا امیر با توقیر نے خطا اس کی عفو کرکے سر اُسکا اپنے سینے سے لگایا بعد اسکے حمزۂ صاحبقران
نے فرمایا اے خضران شاہ خواجہ عمرو کو بھی رہا کرو خضران شاہ نے خود سحر اُتارا کیونکہ بوجہ مسلمان

ہونے کے سحر بھول گیا تھا لیکن اُنھین ساحرونسے کہا جنھون نے حمزۂ صاحبقران پر سے سحر اُتارا تھا خواجہ عمرو
کو بھی قید سحر سے رہا کرو وُن ساحرون نے سحر اُتارا خواجہ کے دست و پا قابو مین آئے جب صبح ہوئی خضران
شاہ نے دربار مین بالاے تخت بیٹھکر جملہ ساحران خاص و عام کو طلب کیا جب سب حاضر دربار ہوے خضران
شاہ نے سب سے کہا آگاہ ہو کہ مین نے دین اسلام اختیار کرکے حمزۂ صاحبقران کی فرمانبرداری قبول کی ہے
تم مین سے جس جس کو مسلمان ہوتا اور میرے ساتھ رہنا منظور ہو تو ابھی کلمہ پڑھکر مسلمان ہووے ورنہ انکار
کرے اُسوقت تھوڑے ساحرون نے تو کلمہ پڑھکر دین اسلام اختیار کیا اور بہت سے ساحران نابکار نے
برہم ہوکر جواب دیا کہ ای بادشاہ تو نے خداوندان سامری وجمشید کی پرستش ترک کردی مسلمان ہوگیا
خداوندونکو ناراض کیا ہم ہرگز تیری اطاعت نہ کرینگے حاشا تیرا کہنا نہ مانینگے یہ کہکر دربار سے چلے گئے اور ایک جگہ
وہ سب جمع ہوے باہم یہ کہنے لگے کہ آج تو سحر تیار کرو کل ہنگام سحر خضران شاہ وغیرہ جو یہان مسلمان ہین اُنھین
سحر مین گرفتار کرکے مار ڈالو یہ تجویز کرکے جملہ ساحران بدکردار سحر خوانی مین مصروف ہوے یہ خبر خضران شاہ کو
پہونچی خضران شاہ نے وقت نصف شب حمزۂ صاحبقران اور خواجہ عمرو اور تازہ مسلمانون کو ہمراہ لیکر سب کو
سلاح جنگ دے کر اُن ساحران نابکار پر حملہ کیا ساحران نابکار ہوشیار ہوگئے اور سحر کرنے لگے جملہ اہل
اسلام مبتلاے سحر ہونے لگے حمزۂ صاحبقران نے اسم اعظم پڑھ پڑھکر پانی پر دم کیا اور ہر ایک کے اوپر
وہ پانی چھڑکا سحر برطرف ہوا اہل اسلام ساحرون کو تیغ و تیر سے قتل کرنے لگے خصوصاً حمزۂ صاحبقران نے
صدہا بلکہ ہزار ساحر تہ تیغ کیے تا صبح لڑائی رہی ہنگام سحر کوئی ساحر زندہ نظر نہ آیا سب ہلاک ہوگئے خضران
شاہ فتحیاب ہوکر حمزۂ صاحبقران وغیرہ کو لیکر اپنے دولت سرا کیجانب روانہ ہوا جب مقام دربار پر پہونچا
صاحبقران سے عرض کرنے لگا اب آپ تخت پر بیٹھیے مین روبرو آپ کے حاضر رہونگا حمزۂ صاحبقران نے
جواب دیا ای خضران شاہ تخت و تاج ملک و مال تمھارا تمکو مبارک ہو مجکو ہوس تخت نشینی نہین ہے یہ فرماکر
خضران شاہ کو تخت پر بٹھادیا خضران شاہ خوش ہوا چونکہ گل اندام وزیرزادی ملکہ ماہ جادو کی بھی
مسلمان ہوئی تھی اُسنے خضران شاہ سے کہا تھا کہ ملکہ ماہ جادو آپ کی دختر کو خواجہ عمرو سے عشق و الفت
ہے بسبب جب دریافت ہوئے احوال کے خضران شاہ نے اپنی دختر کا سامان عقد مانند شاہان جلیل القدر
کردیا خواجہ ہنگام شب ملکہ ماہ جادو دختر خضران شاہ سے ہم بستر ہوے بقدرت خالق انس و جان اُسی
شب کو ملکہ کو حمل رہا واضح ہو کہ اسی ملکہ کے بطن سے سمک یلطاقی پیدا ہوتا ہے احوال اسکے پیدا ہونیکا
بمقام مناسب لکھا جائیگا جب صبح ہوئی خواجہ عمرو نے بیدار ہوکر خوابگاہ سے باہر جاکر غسل کیا پھر خدمت
امیر میں حاضر ہوے امیر باتوقیر نے اُسی روز وہانسے مع خضران جادو و ہومان جادو و میت بن مرزوق
جادو وغیرہ کوچ کیا جب قریب لشکر اسلام پہونچے بادشاہ لشکر اسلام نے خبر تشریف آوری حمزۂ صاحبقران
سُن کے مع جملہ سرداران لشکر و تمامی مردان سپاہ امیر باتوقیر کا استقبال کیا جب امیر فرودگاہ لشکر پر
آئے داخل بارگاہ سلیمانی ہوے اور چند روز اُسی جگہ مقام کیا قبل اسکے لکھا گیا ہے کہ دختر فرمان شاہ
مسلمان ہوکر داخل لشکر اسلام ہوئی ہے خواجہ عمرو نے اُسی جگہ اُس سے عقد کیا اور ہم بستر ہوے اُسکے بطن
سے بقول بعض چالاک پیدا ہوا واضح ہو کہ بعض داستان گو یہ بیان کرتے ہین کہ پدر ملکہ فتنہ یعنے
فرمان شاہ بھی مسلمان ہوا تھا اور ہمراہ لشکر اسلام تھا اُسنے برضا و رغبت عقد اپنی دختر کا خواجہ عمرو سے

گردیا غرض بہر طور ملکہ فتنہ سے خواجہ عمرو نے عقد کیا جیسا کہ لکھا گیا اور اس مترجم کے نزدیک بطن ملکہ فتنہ سے چالاک بن عمرو پیدا نہین ہوا ہے چالاک قبل اسکے پیدا ہو چکا ہے غرض بعد عقد خواجہ عمرو حمزہ صاحبقران نے پیر فرخاری کو مع اُسکے دونون فرزندون کے طہماس یونانی اور ساطلان شاہ وطوغان بن بہمن وغیرہ اور سرداران لشکر اسلام کو اُسی مقام سے رخصت کیا پیر فرخاری وغیرہ اپنے اپنے ملک شہر کیجانب بافوج و سپاہ روانہ ہوے بعد رخصت کرنے اکثر سرداران لشکر اسلام کے حمزہ صاحبقران اُسی جگہ سے مع کل لشکر کوچ کرکے جانب بلخ بہ تعاقب نوشیروان روانہ ہوے

حال شاہزادہ علمشاہ نوجوان و ذکر نوشیروان و حال حمزہ صاحبقران بیان کیا جاتا ہے

کہان ہے تو او ساقی مہ لقا
تجھے اپنے ناز و ادا کی قسم
قسم ہے تجھے شیشہ و جام کی
تجھے اپنے جام و سبو کی قسم
ترے ہجر کا اب تحمل نہین
ارادہ ہے لکھون میں وہ داستان

مرے روبرو جلد آ جلد آ
تجھے میری آہ و بکا کی قسم
قسم تجھکو مجھ رند ناکام کی
بس اب تجھکو میرے لہو کی قسم
مجھے دیر سے نشہ کُل نہین
جسے پڑھکے حیران ہون پیر و جوان

مرے قلب مضطر کی تجھکو قسم
تجھے حق بنت العنب کی قسم
تجھے اپنے اس میکدہ کی قسم
ذرا دیکھ تو آکے صورت مری
پلا ساغر بادہ مشکبو

مرے دیدۂ تر کی تجھکو قسم
تجھے میرے رنج و تعب کی قسم
نظر مجھ پہ فی الحال ظلم و ستم
ہے بے لطف از حد طبیعت مری
نہ کر دیر او ساقی خوبرو

داستان گویان جنیال اس داستان کو اسطرح بیان کرتے ہین کہ علمشاہ جو کنارہ دریاے جشم پرآب سوے خارستان روانہ ہوے تھے تین روز تک اُس صحراے بے آب و گیاہ مین سرگردان رہے تشنگی و گرسنگی سے بدرجہ کمال اذیت اُٹھائی تیسرے روز قریب شام سامنے ایک کوہ مختصر کے پہونچے دیکھا کہ ایک قافلہ سوداگرون کا اُترا ہے اُن سوداگرون مین ایک خواجہ سیاح تھا اُسنے حوالی روم مین علمشاہ کو بجاہ و حشم دیکھا تھا اس صحراے مذکور مین جو اُسنے علمشاہ کو باحال پریشان دیکھا دوڑکر خدمت علمشاہ مین گیا اور بعد تسلیم کے عرض کرنے لگا اے شاہزادہ ذیوقار آپ کا اسطرف تشریف لانا اس حال خراب سے کسوجہ سے ہوا علمشاہ نے تمام حال گذشتہ جو کنارہ دریا ظہور مین آیا تھا بیان کیا خواجہ سیاح نے نہایت افسوس کرکے عرض کیا حضور تشریف لیچلین چند روز میرے قافلہ مین تشریف رکھین علمشاہ اُسکی تقریر سُنکے خاموش رہے خواجہ سیاح علمشاہ کو قافلہ مین لیگیا خدمتگزاری مین مصروف ہوا آب و طعام سامنے لایا علمشاہ نے کھانا کھایا آب سرد پیا حواس درست ہوے شکر خدا کیا اسیطرح چند روز تک خواجہ سیاح نے موافق اپنی لیاقت کے علمشاہ کی دعوت و مہمانی کی ایک روز علمشاہ اُس سے رخصت ہونے لگے خواجہ سیاح نے دست بستہ عرض کیا دو روز حضور اور نہ تشریف لیجائین پھر آپ کو اختیار ہے علمشاہ نے عرض اُسکی قبول کی خواجہ سیاح دعوت و ضیافت و مہمانی مین مصروف ہوا علمشاہ تو خواجہ سیاح کے قافلہ مین ہین لیکن اب حال نوشیروان کا لکھا جاتا ہے کہ جب نوشیروان عقابین سے گریزان ہوکر ہمراہ ہوشیار بلخی و گوشیار بلخی وغیرہ داخل شہر بلخ ہوا ہوشیار بلخی نے نوشیروان کو اپنے شہر مین براحت و آرام مقیم کیا دعوت و ضیافت مین مصروف ہوا بعد دو روز کے ہوشیار بلخی اور گوشیار بلخی نے ایک عرضی لکھکر قاصد کو دیکر کہا یہ عرضی ہماری خدمت مین صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو مین لیجاؤ قاصد مذکور عرضی مسطور لیکر روانہ ہوا بعد روانہ کرنے قاصد کے ہوشیار بلخی و گوشیار بلخی نے سعد سنجر بلخی اور سعید بلخی کو

کہ عیاران نامی تھے اور قلعہ ہندوان بلخ مین رہتے تھے شاگرد اُنکے بہت تھے بالجملہ ہندوان بلخ مین جسقدر مردم تھے
سب عیار پیشہ تھے طلب کیا جب وہ حاضر خدمت ہوئے ہوشیار بلخی نے کہا تم ایک زمانہ سے ہمارے نمک کی مدد سے
اور ہماری عنایات سے سرفراز ہو لیکن کوئی کار نمایان آجتک تمنے نہین کیا فی زمانہ شہنشاہ نوشیروان ہمارے
ملک مین آئے ہین اُنکے تعاقب مین سُنا ہی کہ حمزۂ صاحبقران مع لشکر فراوان آتے ہین پس یا تو تم جاؤ یا کسی دو عیار کو
روانہ کرو کہ حمزۂ صاحبقران یا فرزندان حمزہ سے کسی فرزند کو بعیاری گرفتار کرکے لے آئے دونون عیارون نے
عرض کیا ہم اپنے ایک شاگرد رشید کو کہ نام اُسکا طوغان ہی روانہ کرتے ہین وہ جاکر حمزہ یا کسی پسر حمزہ کو ضرور
بیہوش کرکے لے آئیگا یہ کہکر بارگاہ ہوشیار بلخی سے نکلکر طوغان کو بلایا اور کہا جلد اُس جانب جا حمزۂ صاحبقران
یا پسران حمزہ سے کسی کو گرفتار کرکے لا طوغان با لباس عیاری اپنے تن پر آراستہ کرکے اُسی جانب روانہ ہوا
بعد ایک روز کے صحرا مین جاکر راہ اُسنے گم کی ہر جانب صحرا مین پھرنے لگا دوسرے روز قریب شام بشکل مسافر
ایک صحرا مین گیا دیکھا ایک قافلہ سوداگرون کا اُترا ہی طوغان اس قافلہ مین گیا اور کہا مین مسافر ہون راہ
بھول گیا ہون کئی روز سے سوائے برگ درختان کے قسم غلہ سے کچھ نہین کھایا ہی آپ سب حضرت میرے
حال پر مہربانی کرکے کچھ قسم طعام سے مجھے دیجیے اور رستہ مجھے بتائیے ایک شب یہان بسر کرکے پھر چلا جاؤنگا
خواجہ سیاح کہ رحم دل تھا اُسنے کہا اے مسافر تو میرا مہمان ہی جو کچھ ما حضر ہی نوش کر یہ کہکر اُسنے آب و طعام دیا
طوغان نے کھانا کھایا آب سرد پیا بعد اکل و شرب کے علمشاہ کو دیکھکر خواجہ سیاح سے پوچھا یہ کون صاحب ہین کچھ
انکے حالات سے اطلاع دیجیے انکے چہرے سے شان امیری و سرداری عیان ہی اور شجاعت و جوانمردی آشکار ہی خواجہ
سیاح نے جواب دیا اے مسافر آگاہ ہو کہ یہ شاہزادۂ علمشاہ پسر حمزۂ صاحبقران ہین مسافر نقلی یہ حال سُنکر خوش ہوا
دل مین کہنے لگا کہ اب برائے حمزۂ صاحبقران جانا بیکار ہی علمشاہ کو بیہوش کرکے لیچلیے یہ تجویز کرکے خاموش
رہا جب ہنگام شب اہل قافلہ بسترون پر آرام پذیر ہوئے مسافر نقلی بھی ایک جا لیٹ رہا جسوقت علمشاہ وغیرہ
سو رہے مسافر نقلی اپنے بستر سے اُٹھا اور قریب علمشاہ جاکر نے مین بیہوشی رکھکر سوراخ نے کو سوراخ ناسے بینی
علمشاہ کے پاس لیگیا پھر بیہوشی پھونکدی جب بیہوشی دماغ علمشاہ مین پہونچی چھینک آئی علمشاہ بیہوش ہوئے
طوغان عیار نے فوراً علمشاہ کو چادر عیاری مین باندھا بعدہ پشتارہ اُٹھاکر بالائے دوش رکھکر خیمے سے نکلکر بلخ کی جانب
روانہ ہوا جب صبح ہوئی ادھر خواجہ سیاح نے علمشاہ کو خیمہ مین نہ پایا اور وہ مسافر نظر نہ آیا خواجہ سیاح نے
خیال کیا کہ وہ مکار مسافر نہ تھا بلکہ کوئی عیار تھا علمشاہ کو بیہوش کرکے لیگیا یہ خیال کرکے مجبوری صبر کیا اور
طوغان عیار وقت سحر کنارۂ دریا پر پہونچا اور ایک صندوق بہم پہونچاکر اُس صندوق مین علمشاہ کو رکھکر
ملاح سے کہا کہ جلد تر مجھکو کشتی پر سوار کرکے شہر بلخ مین پہونچا دے کیونکہ اس صندوق مین اسباب گران بہا ہی
بحکم ہوشیار بلخی و گوشیار بلخی مین نے خرید کیا ہی ملاح نے گفتگوے طوغان سُنکے وہ صندوق کشتی پر رکھا اور
طوغان کو کشتی پر بٹھاکر کشتی جانب شہر بلخ لیچلا تھوڑی دور کشتی گئی تھی ناگاہ آسمان پر ابر آیا ہوائے تند چلنے لگی
طوفان عظیم آیا ملاح طوفان کو دیکھکر گھبرایا ہر چند اُسنے تدبیر کی مگر کشتی تلاطم امواج سے کسی طرح نہ ٹھہری ایک
کوہ سے ٹکراکر ٹوٹ گئی ملاح غرق آب دریا ہوا ایک تختہ پر وہ صندوق بہتا ہوا چلا دوسرے تختہ پر طوغان
ہوا تھا وہ تختہ بھی بہتا ہوا چلا کہ جس تختہ پر طوغان بیٹھا تھا وہ تختہ بعد دو روز کے کنارہ دریا پر پہونچا
تختہ سے اُترکر سوئے بلخ روانہ ہوا بعد قطع راہ بلخ مین پہونچا اور سعد سحر بلخی اور ہوشیار بلخی سے جو

واقعہ گذرا تھا بیان کیا اور جس تختہ پر صندوق رکھا تھا وہ تختہ دریا مین بہتا ہوا چلا جاتا تھا اثناے راہ مین علمشاہ کو ہوش آیا بیہوشی کا اثر برطرف ہوا آنکھین کھول کر علمشاہ نے دیکھا کہ مین ایک صندوق مین بند ہون علمشاہ نے ایک مشت مار کر صندوق کو توڑا دیکھا کہ صندوق ایک تختہ پر رکھا ہوا ہی تختہ دریا مین بہتا ہوا چلا جاتا ہی چونکہ دو روز گذر چکے تھے علمشاہ کو خواہش طعام از حد تھی حالت گرسنگی اور حال تلاطم آب دریا مین برجوع قلب خدا سے دعا کی دعا قبول ہوئی وہ تختہ کنارہ دریا پر پہونچا علمشاہ نے تختہ سے اترکر برگ درختان و ثمر اشجار بے اختیار کھاے گو نہ گرسنگی زائل ہوئی پھر ایک جانب روانہ ہوے قریب شام ایک در باغ پر پہونچے دیکھا در باغ کھلا ہی باغ مین طائران خوش الحان اشجار پر بیٹھے ہوے نغمہ سرا ہین علمشاہ بے اختیار اس باغ مین گئے باغ کو چہار جانب دیکھا غنچۂ دل صورت گل شگفتہ ہوا کیونکہ وہ باغ رشک باغ ارم تھا بمقتضاے ابیات

بارہ دری کے گرد مین تھا باغ
دیکھے رضوان تو کھائے سینہ پہ داغ

مشک خالص کی تھی زمین بھی
اور کرنگی تھی اسپہ گھاس بھی

تھے خزف کی جگہ پڑے یاقوت
روح حورونکی جیسے پائے قوت

تھی طلائی کٹہری جو وہ دیوار
اسپہ تھا سب جڑاؤ مینا کار

اسمین نوع نوع قسم کے تھے درخت
ایستادہ تھے سرو ہوکے کرخت

تھے جواہر نگار وہ جو شجر
بلبلین بیٹھی تھین جا جا کر

چہچہاتی تھین بلبلین خوش ہو
انگور انسے لڑاتی تھی شب بو

اشرفی بجا ہی جوہی ہر سنگار
تھی ہر اک طرح کی ہر اک پہ بہار

کہین گیندے لگے ہوئے تھے زرد
یار کے رخ کے عکس سے پر درد

سیوتی کی بہار ایک طرف
کیتکی کی قطار ایک طرف

تختہ تھا اک طرف گلاب کا جو
کیا بیان آب و تاب اسکی

نسترن رائے بیل اور نسرین
باغ مین انکا تھا جدا آئین

کہین نرگس کہین پہ داودی
اور جھومی ہوئی گھٹا اودی

بادلہ ہر روش پہ بچھا تھا
صحن گلشن سپہر آسا تھا

نخل وان وہ تمام الماسی
صاف ترشے ہوے اناسی

یون نہالونکی انمین جلوہ گری
جسطرح سے نگینہ تشجری

بادلہ پوش وہ ہر ایک شجر
وہ تمامی کی کٹھلیونین ثمر

دست ہر شاخ تھا کف موسا
پھول پھل صورت ید بیضا

نخل انگور تھے وہ نور آگین
خوشہ خوشہ تھا خوشۂ پروین

تھی لبالب گلاب سے ہر نہر
جوش سے پانی مارتا تھا لہر

نہر کو دیکھکر یہ لہر آئے
منھ مین کوثر کے پانی بھر آئے

ہر حباب اسکا رشک غنچۂ گل
گیسوی موج طرۂ سنبل

تھا بڑا اسمین قصر مینا کار
تھی جواہر سے سب بھری دیوار

طاق کسریٰ سے حسن مین چند
قصر قیصر سے مرتبہ مین بلند

چار سو اک چبوترہ پر نور
صاف مانند لوح سینۂ حور

سائبان وہ ہر ایک زر دوزی
غیرت افزاے ابر نوروزی

شیشہ آلات وہ لگا تھا تمام
صبح جنت بھی جیسے نور کے دام

آئنے سنگ کوہ طور کے تھے
جھاڑ سب ایک ڈال نور کے تھے

طرفہ فرشی کنول پہ جوبن تھا
نور زار ایک جا بجا روشن تھا

کیا کہون تھا جو نور فرش کا روپ
چاندنی بگھی تھی پھیلی تھی دھوپ

صدر مین ایک مسند پر زر
مہر جیسے بساط گردون پر

پردے زربفت کے بہت بھاری
شیر ماہی کی وہ چقین ساری

علمشاہ نے چہار جانب جاکر خوب باغ و بارہ دری کی سیر کی بعد سیر مسند زرین پر بیٹھے دلمین خیال کرنے لگے یہ باغ کسی شاہ ذیوقار کا ہو ورنہ ایسا سامان اور کسی کو ممکن کہان ہو ہنوز علمشاہ مسند پر بیٹھے ہوے تھے ناگاہ ایک پیر سلیقہ طلائی دستہ اسکا نقرئی ہاتھ مین لیے ہوے خس خاشاک ہر ایک چمن سے دور کرتا ہوا پھر بونکو درست کرتا ہوا سامنے بارہ دری کے آیا دیکھا اُسنے کہ ایک جوان خوبرو بالاے مسند بیٹھا ہی اُس بڈھے نے آگے بڑھکر پوچھا تم کون ہو کہانسے آئے ہو یہان کیون بیٹھے ہو اس باغ مین کسی کے آنیکا حکم نہین ہی تم کیون چلے آئے علمشاہ نے جوابدیا او بڈھے مین ایک مسافر غریب ہون راہ بھول کر اس باغ مین چلا آیا ہون باغ کی سیر کرکے یہان بیٹھا ہون تھوڑی دیر مین چلا جاؤنگا بڈھے نے مہربان ہوکر کہا کہ اے نوجوان میرے کہنے کا برا نہ ماننا مین اس باغ کے باغبانون کا

اشہر ہون نام میرا شیخ لدھا ہی اسوقت تمھین دیکھکر مجھے اپنا فرزند نوجوان یاد آگیا افسوس وہ پورا جوان بھی نہونے پایا تھا کہ اس گلشن عالم سے سوے عدم گیا اگر تم میرے گھر مین رہو تو مین تمکو بجاے فرزند پرورش کرون اور ہر وقت تمکو دیکھکر صورت گل شگفتہ خاطر رہون علمشاہ نے جواب دیا کہ ای مرد پیر تم مجھکو بجاے پسر تصور کرو مین چندے تمھارے مکان مین رہونگا تمھاری خاطر شکنی نہ کرونگا مجھے تمھارے حال پر رحم آیا ہی شیخ لدھا یہ تقریر علمشاہ سنکر خوش ہوا فوراً ایک طبق مین انار و سیب و انگور اُسی باغ سے لیکر روبروے علمشاہ رکھدیے علمشاہ نے چند دانہ انگور کھاے اور کہا انگور ذائقہ شراب رکھتا ہی اسوقت اسکے کھانے سے شراب انگور کا ذائقہ یاد آگیا شیخ لدھا نے پوچھا کہ ای فرزند کیا تمھین میکشی کا بھی شوق ہی علمشاہ نے کہا البتہ شیخ لدھا یہ سنکے چلا گیا اور شیشہ و ساغر لیکر آیا اور سامنے علمشاہ کے رکھکر کہنے لگا یہ شراب موجود ہی جسقدر دل چاہے پیو علمشاہ نے کہا تم بھی ہمارے ساتھ میکشی کرو اُسنے انکار کیا آخر بعد اصرار شیخ لدھا بھی شریک میکشی ہوا ہنوز ایک ایک جام شراب پیا تھا ناگاہ در باغ پر شور و غل ہوا شیخ لدھا نے گھبراکر علمشاہ کیطرف دیکھا علمشاہ نے پوچھا یہ شور و غل کیسا ہی اُسنے کہا ای فرزند آگاہ ہو کہ یہ شہر خاور ہی حاکم اس ملک کا خسرو خاوری ہی اُسکے چار فرزند ہین اور ایک دختر ہی فرزندونکے نام یہ ہین ایک کا نام قیاس خان ہی دوسرے فرزند کا نام تہمتن خان ہی تیسرے لڑکے کا نام الماس خان ہی چوتھے پسر کا اسم سیلتن خان ہی اور دختر کا نام خورشید خاوری ہی یہ باغ اُسی دختر کا ہی اور سیرگاہ ہی اکثر براے تفریح طبع اس باغ مین آتی ہی چنانچہ اسوقت ملکہ خورشید خاوری آئی ہی ہمراہ سواری اکثر ہمجولیان اُسکی ہین اور سواران لشکر ہین تم ذرا اُس گوشہ باغ مین جاکر ٹھہرو اب ملکہ خورشید خاوری یہان سواری سے اُترکر آئیگی اگر تمھین یہان دیکھیگی مجھپر غضبناک ہوگی علمشاہ یہ سنکے گوشہ باغ کیجانب چلے گئے اور جاکر ایک کرسی پر گوشہ باغ مین بیٹھے اتنی دیر مین ملکہ خورشید خاوری سواری سے اُترکر باغ مین آئی پیر نے جھککر سلام کیا ملکہ بارہ دری مین آکر مسند زرنگار پر بیٹھی اتفاق سے اُس روز ملکہ تنہا باغ مین آئی تھی کوئی ہمجولی اُسکے ساتھ نہ تھی فقط چند کنیزین ہمراہ تھین بعد تھوڑی دیر کے ملکہ براے سیر باغ مسند سے اُٹھکر جانب چمن نرگس چلی چونکہ علمشاہ قریب چمن نرگس بیٹھے تھے ملکہ خورشید خاوری رُخ زیباے علمشاہ کو دیکھکر عاشق ہوئی علمشاہ بھی اُسکے حسن و جمال پر نظر کرکے بے اختیار ہنسے ملکہ بناز و ادا وہان سے بھاگ کر بارہ دری مین جاکر بالاے مسند بیٹھی اور شیخ لدھا سے کہنے لگی ای بڈھے آج تونے کس جوان کو باغ مین بٹھایا ہی سچ بیان کرو ورنہ ابھی تجھکو قتل کراؤنگی لدھا نے دست بستہ عرض کیا ای ملکۂ عالم اصل حال یہ ہی کہ فرزند میرا براے ملازمت جانب ایران چلا گیا تھا آج آیا ہی وہی باغ مین بیٹھا ہی ملکہ نے کہا اگر تیرا فرزند ہی تو اُسے میرے پاس لے آ باغبان مذکور گیا اور علمشاہ کو ہمراہ لیکر خدمت ملکہ مین آیا اب علمشاہ نے ملکہ خورشید خاوری کو بخوبی دیکھا نہایت حسین و صاحب جمال پایا اگر یہ مترجم سراپاے ملکۂ خورشید خاوری کی توصیف کرے تو محض طول ہوگا اسوجہ سے توصیف خوبی سراپاے ملکہ رقم نہین کی گئی الغرض جب علمشاہ روبرو آئے ملکہ نے علمشاہ سے کہا بیٹھ جاؤ علمشاہ پہلوے ملکہ مین بالاے مسند بیٹھ گئے اُسوقت ملکہ نے اپنے دل مین خیال کیا کہ اگر یہ جوان پسر باغبان ہوتا تو ایسی جسارت نہ کرتا ہرگز میرے پہلو مین نہ بیٹھ جاتا یہ خیال کرکے ملکہ نے علمشاہ سے پوچھا سچ کہو تمھارا نام کیا ہی کسکے تم فرزند ہو میرے باغ مین تمھارا آنا کسطرح ہوا علمشاہ نے جوابدیا ای ملکہ نام میرا علمشاہ ہی حمزۂ صاحبقران کا فرزند ہون بعد اسکے تمام احوال اپنا بیان کیا چونکہ شیخ لدھا علمشاہ اور ملکہ سے دور کھڑا تھا اسوجہ سے اُنکے گفتگو

ملکہ اور علمشاہ کی نہین سُنی ہنوز علمشاہ پہلوے ملکہ مین بیٹھے تھے اپنے احوال سے ملکہ کو آگاہ کر چلے تھے ارادہ ملکہ یہ تھا کہ کشتی شراب طلب کرکے میکشی کرے ناگاہ در باغ پر کچھ سوار فرستادہ خسرو خاوری آئے انھون نے کنیزان ملکہ کو بُلاکر کہا جلد جاکر ملکۂ عالم سے کہدو کہ ابھی آپ کے برادر قیماس خان داخل خاور ہوے ہین حضور کے دیکھنے کے لیے باغ مین آتے ہین کنیزون نے ملکہ سے عرض کیا ملکہ گھبراکر پہلوے علمشاہ سے اُٹھی علمشاہ نے پوچھا ای ملکہ خیر تو ہے کہان جاتی ہو ملکہ نے کہا ہان خیر ہو تم اس باغ مین رہنا مین وقت شب آؤنگی یہ کہکر ملکہ سوار ہوکر اپنے باپ کی خدمت مین گئی قیماس خان اپنے بھائی کو دیکھکر خوش ہوئی اور پوچھا ای برادر یہ تو کہو کہ صلصال بن دیو بن شمامہ جادو کی خدمت سے اسقدر جلدی کیون چلے آئے قیماس خان نے کہا ای ہمشیر اول تو دل میرا گھبرایا دوسرے صلصال نے چاہا تھا کہ اپنے پسر تمتاج خان کو واسطے تعلیم کرانے ہنرہاے پہلوانی وسپہگری کے میرے حوالے کرے اسے مین نے منظور نہ کیا اور اُس سے رخصت ہوکر یہان چلا آیا ملکہ تقریر اپنے برادر کی سُنکے خاموش ہورہی ہنگام شب مع اپنی ہمرازون کے سوار ہوکر پھر باغ مین آئی پہلوے علم شاہ مین بیٹھی اور شیخ لدھا کو بلاکر بتاکید کہا کہ تم اپنے فرزند کو براحت آرام اس باغ مین رکھنا جس چیز کی ضرورت ہو مجھسے طلب کرنا کسی طرح کی اپنے فرزند کو تکلیف نہ دینا ورنہ تمکو سزاے سخت دونگی اور ہنگام سحر اپنے فرزند کو دربار مین میرے والد کے لانا خبردار بھول نہ جانا شیخ لدھا نے عرض کیا یہ نمک خوار حکم سرکار ضرور بجالائیگا ملکہ تھوڑی دیر بیٹھکر علم شاہ سے رخصت ہوکر پھر سوار ہوکر چلی گئی وقت سحر شیخ لدھا علمشاہ کو اپنے ہمراہ لیکر دربار خسرو خاوری مین گیا بعد ادائے لوازم تسلیم دست بستہ روبرو کھڑا ہوا قیماس خان اُسوقت قریب اپنے پدر خسرو خاوری کے بیٹھا تھا اُسنے شیخ لدھا سے پوچھا کہ ای لدھا آج یہ نوجوان تمھارے ہمراہ کون ہے ہمنے اُسکو کبھی نہین دیکھا ہے لدھا نے عرض کیا ای شاہزادہ ذیجاہ یہ میرا فرزند ہے زمانہ زیادہ ہوا یہ برائے ملازمت ایران مین گیا تھا اب نوکری چھوڑکر چلا آیا ہے آج مین اسے دربار مین لے آیا ہون چونکہ اُسنے فن سپاہگری بخوبی حاصل کیا دست و بازو مین قوت ہے علاوہ اسکے جاہل ہے اسوجہ سے کسی کے آگے سر نہین جھکاتا ہے بندگی سلام نہین کرتا ہے اب یہ یہان آیا ہے مین اسکو آداب و قواعد دربار شاہی سکھاؤنگا قیماس خان نے رُخ علمشاہ پر نظر کرکے خیال کیا کہ چہرہ سے اس جوان کے آثار شجاعت و دلیری عیان ہین اُسکو اپنے پاس رکھنا چاہیے یہ خیال کرکے کہا ای شیخ لدھا تم اپنے فرزند سے کہو کہ ہر روز ہماری خدمت مین حاضر رہا کرے شیخ لدھا نے علمشاہ سے کہا علمشاہ نے قبول کیا اور اُسیوقت پس پشت قیماس خان جاکر کھڑے ہوے قیماس خان شیخ لدھا سے گفتگو کرکے خاموش ہوا تھا ناگاہ دربارگاہ پر شور و غل ہوا قیماس خان نے ملازمون سے پوچھا یہ شور و غل کیسا ہے بعض بعض ملازمون نے حال دریافت کرکے عرض کیا کہ اسوقت قاصد ترک توسن ملیطاقی کا ترکستان سے آیا ہے نام قاصد کا فولاد زنگی ہے نہایت قوی ہے اُسی کے آنے کیوجہ سے یہ شور و غل ہے قیماس خان تو یہ سُنکے خاموش ہوا لیکن خسرو خاوری نے خبر اسکے آنے کی سُنکے حکم دیا کہ اُسے ہمارے روبرو لے آؤ ملازم گئے اور فولاد زنگی کو دربار مین لے آئے فولاد زنگی نے موافق دستور خسرو خاوری کو سلام کیا اور نامہ حوالے کیا خسرو خاوری نے حکم دیا بیٹھ جاؤ فولاد زنگی ایک کرسی پر بیٹھ گیا خسرو خاوری نے نامہ تمام و کمال پڑھکر وہ نامہ قیماس خان کو دیا قیماس خان نے بھی عبارت اُس نامہ کی پڑھی خلاصہ مضمون نامہ یہ تھا کہ ای خسرو خاوری ہمنے ہمراہ فولاد زنگی محافہ بھی بھیجا ہے تمھین لازم ہے کہ اپنی دختر ملکہ خورشید خاوری کو محافہ مذکور مین سوار کرکے ہمارے

پاس بھیجدو تاکید جانو اور یہ امر موجب تمھاری عزت افزائی کا ہی علمشاہ نے بھی عبارت نامہ کی پڑھی غرض بعد پڑھنے عبارت نامہ کے قیماس خان نے فولاد زنگی سے کہا آجتک تو کبھی شاہان ترکستان نے بادشاہ خاوری کی دختر طلب نہین کی تھی اور کبھی بیاہنے بادشاہون نے بیٹی اپنی نہین دی ہی اب ترک توسن یلطاقی یہ امر ایجاد کرتا ہی فولاد زنگی نے جواب دیا بہتر یہی ہی کہ ملکہ خورشید خاوری کو محافہ مین سوار کر دیجیے ورنہ میرے ہمراہ فوج آئی ہی اور علمشاہ بھی مجھے یو نہین ہی کہ اگر خسرو خاوری یا برادران ملکہ خورشید خاوری خلاف ہمارے حکم کے عمل مین لائین تو بزور شمشیر ملکہ کو لیکر ہمارے پاس چلے آنا جسوقت یہ تقریر علمشاہ نے سُنی فولاد زنگی سے کہا او بیہودہ کیا بکتا ہے خاموش رہ ہم ہرگز ملکہ خورشید خاوری کو محافہ مین سوار کرکے نہ روانہ کرینگے فولاد زنگی نے غضبناک ہو کر جواب دیا او دنے ملازم خسرو خاوری کے تجکو امور سلاطین مین کیا دخل ہی تو کیون اس امر مین گفتگوے بیجا کرتا ہی یہ کہکر ایک مشت او پر سینۂ علمشاہ کے لگا کر چاہتا تھا کہ قیماس خان سے کچھ کلام کرے کہ علمشاہ نے بھی برہم ہو کر ایک طمانچہ اُسکے رخسارہ پر اس زور سے مارا کہ سر اسکا چنبر گردن سے بالاے دوش گرا منکا اُسکا ڈھلک گیا روح اُسکی جسم سے فی الفور نکل گئی فولاد زنگی کرسی سے روبروے خاک گرا ہمراہیان فولاد زنگی لاشہ فولاد زنگی کا اُٹھا کر نالان و گریان سوے ترکستان روانہ ہوے یہان خسرو خاوری اور قیماس خان نے علمشاہ سے کہا کہ ای جوان تو نے غضب کیا فولاد زنگی کو مار ڈالا جب لاشہ فولاد زنگی کا ترک توسن یلطاقی دیکھیگا تو یقیناً غضبناک ہو کے ہمپر لشکر کشی کریگا اُسکے پاس فوج زیادہ ہی ہمارے پاس فوج کم ہی ہم اُس سے مقابلہ کر نہین سکتے دیکھیے انجام اسکا کیا ہوتا ہی علمشاہ نے کہا آپ کچھ فکر و اندیشہ نہ کیجیے جسوقت ترک توسن یلطاقی مع فوج یہان آئیگا مین اُس سے مقابلہ کرونگا جسطرح سے فولاد زنگی کو ہلاک کیا ہی اُسی طرح ہنگام جنگ اُسے بھی تہ تیغ کرونگا قیماس خان یہ قوت و زور دیکھکر اور گفتگوے علمشاہ سُنکر متحیر ہوا ابھی قیماس خان غرق دریاے فکر مین تھا کہ یکایک دروازہ بارگاہ پر غلغلہ ہوا قیماس خان نے پوچھا اب یہ شور و غل در بارگاہ پر کیون ہوتا ہی کچھ ملازم گئے اور جلد دریافت کرکے حاضر ہوے اور دست بستہ عرض کرنے لگے ای شاہزادۂ عالی تبار ایک ناقہ سوار نامہ صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو لے کر آیا ہی چاہتا ہی کہ حاضر دربار ہو خسرو خاوری نے حکم دیا کہ اُسے دربار مین لے آؤ ملازمون نے اُسے دربار مین بلایا نامہ دار نے قیماس خان کو موافق قاعدہ مجرا کرکے نامہ دیا قیماس خان نے تعظیم نامہ لیا بعدہ عبارت نامہ ملاحظہ کی صلصال نے قیماس خان کو لکھا تھا کہ نوشیروان بلخ مین آکر پہونچا ہی عرضی ہوشیار بلخی سے معلوم ہوا ہی اور خود حمزۂ صاحبقران مع فوج کے آئے ہین لہذا تمکو لکھا جاتا ہی کہ تم بمجرد پہونچنے ہمارے نامہ کے مع فوج جلد آؤ مجکو نوشیروان کی مدد کرنا ضرور ہی کیونکہ اول تو وہ ہمارے قلمرو مین بھاگ کر آیا دوسرے حمزۂ صاحبقران کے سرداران لشکر نے میرے تین فرزندون کو قتل کیا ہی اسوقت دو فرزندون کے لاشے یکے بعد دیگرے میرے پاس آئے ہین میری آنکھون مین کثرت غم سے جہان تاریک ہی مجکو اہل اسلام سے اپنے فرزندون کا انتقام لینا واجب و لازم ہی تم بھی جلد تر ہمتک اپنے تئین پہنچاؤ قیماس خان نے نامہ پڑھکر اُسی وقت ایک عرضی اس مضمون کی لکھی کہ مین تو بالفعل حاضر خدمت حضور نہین ہو سکتا کیونکہ فی الحال ترک توسن یلطاقی مع لشکر براے جنگ اسطرف آنے والا ہی مین اُس سے لڑونگا جہانتک ممکن ہوگا اُسے شکست دونگا لیکن اختر ابر خاوری کو خدمت والا مین روانہ کرتا ہون بعد فراغ جنگ مذکور مین بھی حاضر خدمت ہونگا غرض اس مضمون مندرجہ کی عرضی لکھکر اختر ابر خاوری کو ت

وہ عرضی دیگر مع تھوڑی سپاہ روانہ کیا جب وقت دربار برخاست ہونے کا آیا اور خسرو خاوری نے دربار برخاست
کیا قیماس خان اور خسرو خاوری داخل محلسرا ہوے علمشاہ باغ مین آے بوقت شب ملکہ خورشید خاوری
اپنے باپ اور بھائیون سے پوشیدہ ہوکر سوار ہوئی باغ مین آئی پہلوے علمشاہ مین بیٹھی علمشاہ نے حال فولاد زنگی
کا بیان کیا ملکہ خوش ہوئی تھوڑی دیر کے بعد ملکہ باغ سے چلی گئی اسیطرح ملکہ ہر شب باغ مین آتی اور علمشاہ کے
پہلو مین بیٹھتی اب علمشاہ کو باغ مین رہنے دیجیے احوال انکا انشاء اللہ بعد ازین لکھا جائیگا لیکن اب احوال حمزۂ صاحبقران
کا لکھا جاتا ہے کہ حمزۂ صاحبقران کوچ اور مقام کرتے ہوے جانب بلخ چلے جاتے تھے ایک روز سر شام
ایک صحراے سبزہ زار مین پہونچے اُسی جگہ مقام کیا وہان سے تین منزل شہر بلخ تھا شب بسر کرکے وقت سحر
حمزۂ صاحبقران نے ایک نامہ ہوشیار بلخی اور گوشیار بلخی کو اس مضمون کا لکھا کہ اب تمکو لازم یہی ہے کہ
دین اسلام قبول کرو نوشیروان کی اعانت نہ کرو جسوقت نامہ تمام وکمال تحریر ہو چکا سر نامہ پر مہر کرکے امیر نے
فرمایا کہ کون دلاور اس نامہ کو لیجائیگا اور جواب اُسکا ہوشیار بلخی سے لائیگا ہنوز کوئی دلاور کچھ کہنے نہ پایا تھا
کہ خواجہ عمرو نے عرض کیا اے امیر اس نامہ کو مین لیکر جاؤنگا امیر با توقیر نے نامہ خواجہ عمرو کو دیا خواجہ نامہ
لیکر سوے بلخ روانہ ہوے بعد قطع راہ جب دروازہ شہر بلخ پر پہونچے ہوشیار بلخی اور گوشیار بلخی کو خواجہ کے
آنے سے آگاہی ہوئی دونون نے حکم دیا کہ نامہ دار کو آنے دو خواجہ سیر شہر کی کرتے ہوے روبروے ہوشیار بلخی اور
گوشیار بلخی کے پہونچے بدستور قدیم خواجہ نے نامہ دیا ہوشیار بلخی نے اشارہ بیٹھنے کا کیا خواجہ بالاے کرسی
بیٹھ گئے ہوشیار بلخی اور گوشیار بلخی نے مضمون نامہ سے آگاہ ہوکر خواجہ سے کہا کہدینا کہ ہم ہرگز تمہاری اطاعت نکرینگے
حتی الامکان آپ سے لڑینگے یہ کہکر خواجہ کو رخصت کیا عمرو دربار سے اُٹھکر جانب لشکر اسلام روانہ ہوے بعد روانگی
خواجہ کے وہ نامہ دار جسکو ہوشیار بلخی نے خدمت صلصال مین روانہ کیا تھا آیا اور جواب عرضی ایک نامہ
اس مضمون کا لایا کہ اے ہوشیار و گوشیار بلخی عرضی تمہاری ہمارے پاس پہونچی شہنشاہ نوشیروان کو آرام تمام رکھنا
ہمنے جملہ شاہان ممالک کو جو ہمارے فرمانبردار اور مطیع ہین نامے لکھے ہین سب مع فوج و لشکر میری اور تمہاری مدد
اور کمک کو جلد آئینگے ہوشیار و گوشیار بلخی عبارت نامہ پڑھکر خوش ہوے اور شہر کا بخوبی انتظام کرکے سامان
جنگ مین مصروف ہوے چندے شاہان بلخ کو تو سامان جنگ مین مصروف رہنے دیجیے اور خواجہ عمرو کو تماے راہ
مین چھوڑیے لیکن اب احوال حمزۂ صاحبقران کا سُنیے کہ حمزۂ صاحبقران نے بعد روانہ کرنے خواجہ عمرو کے
لشکر کو اسی جگہ چھوڑکر قصد شکار کیا اشقر دیو زاد پر سوار ہوکر جانب صحرا تنہا روانہ ہوے بعد تھوڑی راہ طے
کرنیکے ایک آہو نظر آیا امیر نے اُسے تیر سے زخمی کیا آہو زخمی ہوکر بھاگا امیر نے اسکا تعاقب کیا آخر آہو ایک جگہ گرا
امیر نے مرکب سے اُترکر اُسے ذبح کیا اور زیر شجر اُس آہو کو لیجاکر گوشت اُسکا پوست سے جدا کیا اور ارادہ کیا کہ کباب
گوشت آہو کے تیار کیجیے اور اسی صحرا مین کھائیے امیر تو تیاری کباب مین مصروف ہوے لیکن ادھر ہوشیار
بلخی نے سعید بلخی عیار کو بلاکر کہا کہ جلد جا حمزۂ صاحبقران یا خواجہ عمرو کو کسی طرح بیہوش کرکے لے آ
سعید بلخی فوراً بصد عجلت روانہ ہوا یہان صحراے سبزہ زار مین امیر زیر شجر بیٹھے ہوے تیاری کباب مین
مشغول تھے ناگاہ دیکھا کہ ایک درویش سامنے سے نمایان ہوا اور قریب حمزۂ صاحبقران کے آکر کہنے لگا
بابا داتا بھلا کرے سدا بول بالا رہے سرداری و امیری کی مرتبہ پر ہمیشہ خدا برقرار رکھے اقبال دمبدم فزون ہو
دشمن سدا ذلیل و خوار رہے معبود ہر آفت و بلا سے بچائے حمزۂ صاحبقران نے کہا اے شاہ جی معلوم ہوتا ہے

کہ تم صاحب کشف و کرامات ہو مجھے تم پہچان گئے کہ مین حمزۂ صاحبقران ہون یہ کہکر چند اشرفیان جیب سے
نکال کر درویش کو دین فقیر نے دعا دے کر اور خوش ہو کر کہا ہان بابا مرشد کی خدمت سے یہ شرف حاصل
ہو گیا ہو فقیر روشنضمیر ہو یہ کہکر درویش نے کہا بابا تم ہٹ جاؤ آگ کے پاس نہ بیٹھو دھوین سے تکلیف نہ اٹھاؤ
اس فقیر کو کباب تیار کرنے مین مداخلت ہو قبل اسکے مجکو شوق شکار تھا صاحب زر تھا اب فقیر ہو گیا ہون یہ تقریر
کرکے درویش بیٹھ گیا اور کچھ لکڑیان اور خس و خاشاک جمع کرکے آگ ایسی تدبیر سے روشن کی کہ دھوان
حمزۂ صاحبقران کی طرف جائے جسوقت دھوان حمزۂ صاحبقران کیطرف گیا اور دماغ امیر مین پہونچا
امیر کو چھینک آئی فوراً امیر بیہوش ہوے درویش نے نعرہ کیا تم سعید سنجر بلخی واضح ہو کہ سعید سنجر بلخی نے اُس
آتش پر سفوف بیہوشی بکثرت ڈالا تھا اُسکے دھوین سے امیر بیہوش ہوے تھے غرض عیار مذکور امیر کو چپادر
عیاری مین باندھکر فیتارہ دوش پر اُٹھا کر سوے بلخ روانہ ہوا اشقر دیوزاد یہین قرار پا سعید سنجر بلخی بلخ مین
پہونچا ہوشیار بلخی و گوشیار بلخی نے خوش ہو کر کہا کہ امیر کو طوق و زنجیر مین گرفتار کرکے زندان مین قید کرو
سعید بلخی بعد تعمیل حکم کے کسی ضرورت کے واسطے چلا گیا یہان لشکر اسلام مین بادشاہ اسلام اور جملہ سرداران
لشکر انتظار کرکے متردد ہوے آخر اکثر سردار برائے تلاش امیر سوے صحرا روانہ ہوے صحرا مین اشقر دیوزاد کو پایا اور
آہو کو ذبح کیا ہوا بالاے زمین پڑا دیکھا اور کچھ آگ افسردہ بھی وہان دیکھی سرداران لشکر نے خیال کیا کوئی عیار بلخ سے
آکر امیر کو بیہوش کرکے لیگیا ہو غرض سرداران مذکور اشقر کو لیکر لشکر مین آئے اور خدمت سلطان سعد مین جاکر
عرض کرنے لگے بظاہر معلوم ہوتا ہو کہ بلخ سے کوئی عیار آیا تھا وہ حمزۂ صاحبقران کو بیہوش کرکے لیگیا ہو ابھی
سرداران لشکر اسلام سلطان سعد سے عرض کر رہے تھے کہ خواجہ عمرو آئے اور سلطان سعد کی خدمت
مین جاکر جو کچھ ہوشیار بلخی اور گوشیار بلخی نے کہا تھا عرض کیا سلطان سعد نے فرمایا اے خواجہ بعد تمھارے
جانے کے امیر با توقیر صحرا مین براے شکار گئے تھے ابھی سرداران لشکر اشقر دیوزاد کو لائے ہین امیر کا کچھ پتہ
اور نشان نہین ہو کہ وہ کہان گئے کون اُنھین لے گیا بس اب تمھین جاکر امیر کی جستجو کرو خواجہ اُسیوقت
جانب بلخ بشکل مبدل روانہ ہوے وقت شب قریب تر بارگاہ ہوشیار بلخی کے پہونچے خواجہ نے سُنا کہ آج
ہوشیار اور گوشیار بلخی نے بزم عشرت آراستہ کی ہو خواجہ یہ سُنکے سوے بارگاہ چلے اتفاقاً ایک ساقی بچہ بارگاہ
سے واسطے کسی ضرورت کے باہر آیا خواجہ نے اُسے بیہوش کرکے ایک گوشے مین ڈالدیا اور زنبیل پر ہاتھ رکھکر
کہا یا دادا آدم صفی اللہ اس وقت میری صورت اور قد میرا مثل اس ساقی بچہ کے ہو جائے فی الفور ایک
لمحہ مین ویسی ہی شکل ہو گئی خواجہ اندر بارگاہ کے گئے دیکھا نوشیروان بالاے تخت بیٹھا ہو بختک بعہدۂ
وزراعت حاضر ہو ایک جانب ہوشیار بلخی اور گوشیار بلخی وغیرہ بیٹھے ہین ساقی بچے کشتیان
شراب ناب کی لائے ہین ارادہ شراب پلانے کا ہو خواجہ نے اُن ساقی بچون سے شیشہ شراب لیکر دیکھ
بھال کر بیہوشی بجالا کی کل شیشون مین ملائی پھر شیشہ سے شراب جام مین اُنڈیل کر ہوشیار بلخی کے سامنے
جام کو لیکر گئے اُسنے اشارہ سے کہا پہلے نوشیروان کو شراب پلاؤ خواجہ اشعار عاشقانہ پڑھتے ہوے
ناز و ادنداز سے قدم اُٹھاتے ہوے ہر ایک سے بچشم و ابرو اشارہ کرتے ہوے مُسکراتے ہوے نوشیروان
کے سامنے گئے اور کہا بیت بنوش بادہ کہ ایام غم نخواہد ماند ؛ چنان نماند و چنین نیز ہم نخواہد ماند ؛
نوشیروان نے جام لے کر شراب پی پھر خواجہ نے ہوشیار بلخی اور گوشیار بلخی اور اُسکے جملہ سرداران

لشکر کو جو اُس بزم مین موجود تھے سب کو شراب پلائی بعدہ جام شراب سے بھر کر سامنے بختک کے لیگئے ہر چند خواجہ نے
بجزہ زنبیل سے طلب کیا تھا رنگ و روغن سے شکل اپنی تبدیل نہین کی تھی مگر چونکہ بختک حرکات عمرو سے
واقف تھا سمجھ گیا یہ ساقی خواجہ عمرو ہین یہ انداز مجھین کے شراب پلا نیکا ہو یہ سمجھ کر آہستہ دست بستہ کہنے لگا
مجھے تو یہ شراب نہ پلائیے میرے حال پر رحم کیجیے خواجہ نے اشارہ سے کہا اے بختک فتنہ و فساد برپا کروگے ہماری
عیاری مین خلل انداز ہوگے بہتر یہ ہو کہ یہ شراب پیلو اگر یہ شراب نہ پیوگے تو خنجر سے تمھین ہلاک کرونگا بختک خواجہ کی
تقریر سے مطلع ہو کر نہایت خائف ہو کر آہستہ کہنے لگا اچھا آپ خفا نہون مین شراب پیونگا آپکے حکم کو بجا لاؤنگا یہ کہکر
جام لیکر شراب بمجبوری پی گیا تھوڑی دیر مین سرداران لشکر ہوشیار بلخی و گوشیار بلخی وغیرہ کو جو نشہ ہوا اور بیہوشی نے
کچھ تاثیر کی ایک سردار نے دوسرے سردار سے کہا بھئی اسوقت تمھاری موچھ پر بہاڑی کوا بیٹھا ہو کیا تمکو خبر نہین
ہو بڑے بے خبر ہو یہ کہکر اُسکی مونچھون پر ہاتھ مار کر مونچھین نوچ لین اور کہا دیکھو یہ کوا پکڑ لیا جسکی مونچھین نوچین
تھین اُسے غصہ آیا اور کہا تمھاری ٹھوڑی مین چمگادڑ لٹکتا ہو تمکو بھی تو اس احوال سے اطلاع نہین ہو یہ کہکر
اُسکی داڑھی پر ہاتھ ڈال کر ریش اُسکی نوچ لی اُسے بھی غصہ آیا پہلے اُسنے طمانچہ مارا اُسنے اُسے گھونسا مارا آخرش
دونون کھڑے ہوگئے اور تلوارون کے قبضون پر ہاتھ ڈالے یہ احوال دیکھکر ہوشیار بلخی اور گوشیار بلخی اور نوشیروان
وغیرہ برائے رفع فساد جو اُٹھے بیہوشی نے اثر تو بخوبی کیا تھا لڑکھڑا کر ہر ایک بالائے فرش و تخت گر کر بیہوش ہوگیا
جب سب بیہوش ہوچکے اُسوقت خواجہ نے رنگ و روغن نکالکر ہوشیار بلخی کو بصورت زن خوبرو بنایا
اور پہلوے نوشیروان مین لٹایا اور گوشیار کیطرف سے ایک رقعہ اس مضمون کا لکھا کہ اے شہنشاہ یہ نازنین آپکی
خدمت مین حاضر کی گئی ہو اس سے کام دل حاصل کیجیے رقعہ لکھکر نازنین کے شانے پر ڈوری سے باندھکر گوندسے
لگا دیا اور اسی طرح بختک کو عورت کی شکل بنا کر پہلوے گوشیار بلخی مین لٹا دیا مگر رقعہ نہ لکھا غرض اسی صورت
سے خواجہ نے کسی کو عورت بنایا کسی کی ڈاڑھی مونڈی کسی نوجوان کو حسین لونڈی کی شکل بنا کر کسی کے پہلو
مین لٹا دیا اکثر سردارون کے ہاتھ زیر گردن معشوق نقلی کے رکھدیے بعد اسکے خواجہ نے کل مال و اسباب بارگاہ
کا اُٹھا کر نذر زنبیل کیا اور بارگاہ سے نکلکر حمزۂ صاحبقران کی جستجو کی مگر کہین نشان نپایا تمام شب تلاش مین
بسر ہوئی وقت سحر خواجہ بشکل خدمتگار بنکر پھر بارگاہ ہوشیار بلخی مین گئے دیکھا ہر ایک کو ہوش آیا ہو بعضے
اپنی صورت آئینہ مین دیکھکر شرمندہ ہین بعضے اپنی داڑھی مونچھ کے نہونے سے اور ننگے ہونے سے سرنگون ہین
بعضون کو اپنے حال پر تاسف ہو اکثر اشخاص غصہ مین بیٹھے ہوئے ہین ہوشیار بلخی نے پوشاک و لباس سبکے
واسطے منگوائے تھے ہر ایک شخص نے لنگی جو خواجہ نے باندھی تھی اُسے کھول کر لباس پہن رہا ہو خواجہ کھڑے
ہوے دیکھ رہے تھے ناگاہ سعد سنجر بلخی آیا ہوشیار اور گوشیار بلخی نے اُس سے کہا دیکھو ہم سبکا یہ حال
عمرو نے کیا ہو سب کو ننگا کرکے چلا گیا ہو مال و اسباب لوٹ لیگیا ہو اب تجکو لازم ہو کہ تو بھی کوئی عیاری کر عمرو
کو پکڑ لا تاکہ مین اُسکو سزا دون سعد سنجر بلخی چاہتا تھا کہ برائے گرفتاری خواجہ روانہ ہو کہ بختک نے اشارہ سے
اُس سے کہا دیکھو وہ جو خدمتگار کھڑا ہو یہی خواجہ عمرو ہو سعد سنجر بلخی جانب خدمتگار بڑھا اور پکارا اے
خواجہ اب تم میرے ہاتھ سے بچکر کہان جاؤگے خواجہ نے فوراً قنات خنجر سے چاک کی اور بیرون بارگاہ آئے
سعد بھی بارگاہ سے باہر آیا اور خنجر کھینچکر دوڑا خواجہ لڑتے ہوئے پیچھے ہٹتے اور ایک کوچہ مین جا کر
غائب ہوگئے سعد سنجر بلخی تو ادھر خواجہ کی جستجو کرنے لگا اُدھر خواجہ بشکل سعد سنجر بلخی بن کر ہوشیار اور

گوشیار بلخی کے پاس آئے کہا عمرو تو بھاگ گیا اب حضور حمزہ صاحبقران کو ابھی بلوا کر میرے حوالے کر دیجیے مجکو
یہ خوف ہی کہ عمرو حمزہ صاحبقران کو رہا کر کے نہ لیجائے ہوشیار بلخی نے فوراً اپنے ملازمونکو بھیجا کہ حمزہ صاحبقران
کو زندان سے لے آؤ ملازم گئے اور حمزہ صاحبقران کو طوق زنجیر وغیرہ مین گرفتار کیے ہوے لے آئے سعد سنجر بلخی
نقلی سر زنجیر ہاتھ مین لیے تھا ناگاہ سعد سنجر بلخی اصلی عمرو کو تلاش کر کے عاجز ہوکے قریب بارگاہ آیا سب نے دیکھا
کہ ایک سعد سنجر بلخی اور چلا آتا ہی نہین معلوم ان دونون مین اصلی سعد سنجر بلخی کون ہی اور نقلی کون ہی سعد سنجر بلخی
خواجہ کو اپنی شکل دیکھکر خنجر کھینچکر دوڑ اُ پکارا او عمرو ارے غضب کیا تو نے حمزہ صاحبقران کو لے ہی چلا تھا
اگر مین تھوڑی دیر اور نہ آتا تو ستم ہوتا تو حمزہ کو لیجاتا جب سعد سنجر بلخی خنجر بکف دوڑا خواجہ نے سر زنجیر ہاتھ سے
چھوڑ کر جست کی ایک مکان کے کوٹھے پر پہونچے سعد نے بھی جست کی جب سعد اُس بام پر پہونچا خواجہ دوسرے
مکان کے کوٹھے پر جست کر کے پہونچے اسی طرح جست وخیز کرتے ہوے ایک میدان مین پہنچے سعد سنجر بلخی وہان
پہونچا خواجہ نے بھی خنجر کشی کی تا دو پہر دونون مین خوب لڑائی ہوئی کوئی زخمی نہین ہوا بعد دو پہر کے خواجہ
وہان سے جست وخیز کر کے جانب لشکر اسلام روانہ ہوے سعد سنجر بلخی گرد قدم خواجہ کو بھی نہ پاسکا صورت
آئینہ حیران ہوکر رہ گیا آخر ناچار ہوکر بارگاہ ہوشیار بلخی کیطرف چلا وہان ہوشیار بلخی وگوشیار بلخی نے
اپنے ملازمون سے کہا جلد امیر کو زندان مین لیجاؤ ملازمون نے پھر امیر کو زندان مین لیجا کر قید کیا خواجہ عمرو
قطع راہ کر کے لشکر اسلام کے قریب پہونچے

داستان جانا فرامرز پسر نوشیروان کا شہر طیب مین اور اطاعت کرنا حاکم طیب کا پھر ممالک مفتوحہ امیر پا توقیر پر لشکر کشی کرنا اور پسر خاوری وغیرہ سے لڑنا اور احوال کرب غازی وغیرہ

راویان عالی طبیعت اس داستان کو یون ظاہر کرتے ہین کہ جب شہر عدن سے نوشیروان ہنگام جنگ بھاگا تھا
اور فرامرز پسر نوشیروان بھی بعد گریزان ہونے نوشیروان کے میدان جنگ سے مع تھوڑی فوج کے گریزان ہوا تھا
اثنائے راہ مین فرامرز بن نوشیروان نے اپنے دل مین خیال کیا تھا کہ میرے باپ کو اہل اسلام نے ہنگام جنگ
قتل کر ڈالا ہوگا ہرگز زندہ نہ رکھا ہوگا یہ خیال کر کے فرامرز نے چاہا تھا کہ بعد قتل ہونے پدر کے زندہ رہنا
اچھا نہین ہی جان اپنی بھی دیدینا چاہیے یہ سمجھکر چاہ مارو چہ پر پہونچکر چاہا کہ کنوئین مین اپنے تئین گرا دون جلد
ہلاک ہو جاؤن مگر چونکہ حیات اُسکی باقی تھی دفعتہً یہ دلمین اُسکے آیا کہ خود اپنے تئین ہلاک کرنا خلاف عقل ہی
جو کچھ ہونے والا تھا وہ تو ہوا اب جو تقدیر مین ہوگا اُسکا ظہور ہوگا یہ دل مین تجویز کی چاہ مارو چہ سے
آگے روانہ ہوا اثنائے راہ مین نہایت تکلیف اُٹھاتا ہوا بعد خرابی عنقریب دریائے شہر طیب پہونچا اور
چاہا کہ دریا سے عبور کرے یہ خبر حاکمان شہر طیب کو پہونچی کہ پسر نوشیروان بحال خراب عدن سے بھاگ کر
کنارہ دریائے شہر طیب آیا ہی یہ دونون حاکمان شہر طیب برائے استقبال فرامرز مع فوج کنارہ دریائے
شہر طیب پر آئے اور فرامرز کا استقبال کر کے اُسکو اپنے شہر مین لیگئے ایک مکان مکانات شاہی مین سے
واسطے اُسکے رہنے کے خالی کر کے اُسے مقیم کیا احوال پوچھا فرامرز نے تمام احوال بیان کیا حاکمان شہر طیب نے
اُس سے کہا تم اطمینان رکھو یہان چندے رہو ہم دونون مع فوج ہمراہ تمھارے چلین گے اور ممالک
مفتوحہ امیر پر لشکر کشی کر کے وہان کے حاکمون کو قتل کر کے تمھین وہانکا بادشاہ کر دینگے فرامرز نے یہ گفتگو

اسنے سنکر جواب دیا اسی واسطے مین تمھارے پاس آیا ہون غرض چندروز حاکمان شہر طیب نے فرامرز کی دعوت وضیافت کی بعد چندروز کے حاکمان شہر طیب نے عتیمان دیو کو کہ شہر طیب مین یہ پہلوان نہایت زبردست رستم وسام تھا اور جملہ اپنی فوج کو ہمراہ لیکر جانب شہر کشمیر کوچ کیا فرامرز کو ہمراہ لیا جب حاکمان شہر طیب عنقریب کشمیر پہونچے شاطلان شاہ والی کشمیر کو جواسیس سے معلوم ہوا کہ حاکمان شہر طیب ہمراہی فرامرز دولاکھ سواران جرار سے بارادۂ جنگ آیا ہی اور ایک پہلوان مسمی عتیمان دیو کہ مثل دیو کے قد وقامت رکھتا ہی اُسکے ہمراہ ہی یہ خبر سنکے شاطلان شاہ اسی ہزار سوار اپنے ہمراہ لیکر شہر سے باہر نکل کر برائے مقابلہ آیا اور بمقابلہ حاکمان شہر طیب ایک میدان مین فروکش ہوا ہنگام شب حاکمان شہر طیب نے طبل جنگ بجوایا شاطلان شاہ نے خبر نواخت طبل جنگ سنکے اپنے لشکر مین بھی نقارہ جنگی بجوایا شب بھر دونون لشکرون مین لڑنے کا سامان ہوا ہنگام صبح دونون لشکر میدان مین صف آرا ہوے جب نقیب ترکیت جوانان لشکر کو آمادۂ مصاف کرکے میدان سے ہٹ گئے عتیمان دیو گینڈے پر سوار ہوکے حاکمان شہر طیب سے اجازت جنگ لے کے لشکر سے نکلا میدان مین جا کر گینڈے کو روک کر پکارا ای شاطلان شاہ کسی جوان کو میرے مقابلہ کیواسطے بھیجو یا تم خود مقابلہ کرو شاطلان شاہ نے یہ سنکے جانب یمین دیکھا کہ ایک پہلوان قوی ہیکل صف لشکر سے نکلا اور شاطلان شاہ سے اذن حرب لیکر سامنے عتیمان دیو کے گیا اُسنے اس پہلوان کو دیکھکر ناتوان اُسکو خیال کرکے ہنسا اور گرز گران سر اُٹھا کر گینڈے کو آگے بڑھا کر گرز کو گردش دیکر سر پر اُسکے مارا اُس پہلوان نے اپنے گرز پر ہرچند چاہا کہ گرز عتیمان دیو کو روکون مگر ہاتھ نے لغزش کی ضرب گرز گرانبار روک نہ سکی گرز سر مرکب پر جو گرا مرکب اُس پہلوان کا ہلاک ہوا وہ پہلوان گھوڑے پرسے بالاے زمین آیا عتیمان دیو نے چاہا کہ دوبارہ گرز لگا کر حریف کو ہلاک کرون یہ حال دیکھکر کچھ سوار ایک مرکب کو لیکر لشکر سے نکلے تھے ابھی اُس پہلوان قوی ہیکل تک نہ پہونچے تھے کہ بحکم حاکمان شہر طیب جملہ سواران لشکر برائے مدد عتیمان دیو یکبارگی بڑھے شاطلان شاہ بھی مع جملہ سواران اہل اسلام بڑھا جوانون نے تیغین کھینچین جسوقت دونون لشکر مل گئے تلوار چلنے لگی وہ پہلوان قوی ہیکل بھی گھوڑے پر سوار ہوکر لڑنے لگا سواران لشکر جانبین قتل ہونے لگے مرکبونکی پشت سے دلاور قتل ہوکر بالاے خاک گرنے لگے زمین خون کشتگان سے رنگین ہونے لگی عتیمان دیو نے ضرب گرز گران سے صدہا اہل اسلام کو ہلاک کیا میمنہ میسرۂ لشکر اسلام پر حملہ آور ہوا جدھر گیا بہت سے اہل اسلام اُسکے ہاتھ سے قتل ہوے تا دوپہر لڑائی ہوئی آخر فوج شاطلان شاہ تاب مقابلہ نہ لا کر بھاگی شاطلان شاہ بھی بمجبوری ہمراہ فوج شکست کھا کر شہر مین داخل ہوکر قلعہ بند ہوا پل دخندہ اُٹھوا لیا در قلعہ بند کروا دیا خندق مین اور زیادہ پانی بھروا دیا حاکمان شہر طیب نے قلعہ پر مع فوج حملہ کیا ملازمان شاطلان شاہ نے اسقدر گولے مارے کہ سواران لشکر حاکمان شہر طیب در قلعہ تک پہونچ نہ سکے جب شام ہوئی حاکمان شہر طیب طبل بازگشت بجوا کر فرودگاہ لشکر پر چلے گئے عتیمان دیو نے کہا ای بادشاہان ملک طیب میرے نام پر طبل یورش بجوائیے مین دقت سحر اس قلعے کو لے لونگا حاکمان شہر طیب نے اُسکے نام پر طبل یورش بجوایا شب کو تیاری جنگ ہوئی صبح کو عتیمان دیو گینڈے پر سوار ہو جملہ سواران فوج مسلح ہوے عتیمان دیو گرز گران ایک ہاتھ مین اور سپر فراخ دامن دوسرے ہاتھ مین لے کر جانب در قلعہ چلا عقب اُسکے جملہ سواران لشکر چلے ادھر سواران شاطلان شاہ نے

گولہ اندازون کو حکم دیا کہ آج بھی اسی طرح گولہ اندازی کرو کہ دشمنان نابکار و قلعہ تک نہ آسکین گولہ اندازون
نے بموجب حکم گولہ مارنا شروع کیا عتیمان دیو گولون کو سپر پر روکتا ہوا دریاے آتش کو طے کرتا ہوا عنقریب
خندق پہونچا گولہ اندازون نے گولے مارنا موقوف کرکے باروت کی ہنڈیان وغیرہ قلعہ پر سے ہر چند پھینکین
لیکن عتیمان دیو نے زُر کا خندق کو طے کرکے در قلعہ پر پہونچا اور گرز گران سر سے در قلعہ کو توڑ کر داخل
قلعہ ہوا ہمراہ اسکے جملہ سوار بھی داخل قلعہ ہوے شاطلان شاہ پھر لڑا مگر ہنگام جنگ گرفتار ہوا حاکمان
شہر طلیب نے کشمیر مین اپنی طرف سے ایک شخص کو بادشاہ کیا دوسرے روز جانب کتور مع فوج روانہ ہوے
جب قریب کتور پہونچے طوغان بن بہمن والی کتور نے شہر سے مع فوج باہر نکل کر جنگ کی ہنگام جنگ
عتیمان دیو کے ہاتھ سے زخمی ہوا آخر جنگ مغلوبہ ہوئی لڑائی تا شام رہی آخر طبل بازگشت بجایا گیا
طوغان بن بہمن پھر تاب مقابلہ نہ لاکر قلعہ بند ہوا ہنگام سحر عتیمان دیو نے مثل قلعہ کشمیر کے قلعہ کتور بھی
فتح کیا طوغان بن بہمن گریزان سوے کابل ہوا حاکمان طلیب جانب کابل روانہ ہوے کہان تک
تحریر کیا جائے اسی طرح چند ملک حاکمان طلیب نے فتح کیے وہان کے حاکمون نے بھاگ کر ایک عرضی
خدمت پیر فرخاری مین روانہ کی مضمون اُس عرضی کا یہ تھا کہ فرامرز پسر نوشیروان ہمراہ حاکمان شہر
طلیب آیا ہے اُسنے نہایت پریشان کیا ہے ممالک ہمارے اپنے قبضے مین کر لیے ہین ہم اب صحراے وحشت ناک مین
مقیم ہین امید کہ بمجرد پہونچنے عرضی کے ہماری مدد کے واسطے آئیے یا ہماری سرگذشت بادشاہ لشکر اسلام کو
تحریر کیجیے اور آپ بھی غافل نہ رہیے کیونکہ آپ کے بھی ملک پر حاکمان طلیب لشکر کشی کرینگے اور اب ہم سب
چند روز کی مدت مین آپکی خدمت مین حاضر ہوتے ہین جب عرضی لکھ چکے قاصد کو عرضی دیکر روانہ کیا اور
خود بھی صحرا سے خدمت پیر فرخاری مین چلے اول قاصد پہونچا عرضی شاہان مذکور کی پیر فرخاری کو دی
پیر فرخاری نے عرضی دیکھکر خوب مضمون عبارت عرضی سے آگاہ ہو کر خود بھی ایک عرضی اسی مضمون کی لکھی اور
قاصد کو دیکے کہا جلد اس عرضی کو خدمت سلطان سعد بادشاہ لشکر اسلام مین لیجا قاصد عرضی لیکر جلد تر
جانب بلخ روانہ ہوا بعد قطع منازل بلخ سے تین منزل آگے بڑھکر لشکر اسلام مین پہونچا اور سلطان سعد کی خدمت
مین جا کر وہ عرضی پیش کی سلطان سعد نے عرضی پڑھوا کر سنی بعد عبارت سننے کے نہایت متردد ہو کر
جام شربت درمیان جملہ سرداران لشکر اسلام رکھوایا اور فرمایا کون ایسا بہادر ہے کہ براے مدد پیر فرخاری
یہان سے جائے اول فرامرز حاد مغربی اپنے دنگل سے اُٹھا اور دست بستہ عرض کیا براے مدد
پیر فرخاری جاؤنگا سلطان سعد نے اجازت دی فرامرز حاد مغربی مع فوج اُسیوقت روانہ ہوا پھر
بادشاہ نے فرمایا اب کون بہادر براے اعانت پیر فرخاری جائیگا ساقط شاہ نے عرض کیا مین جاؤنگا
بادشاہ لشکر اسلام نے اُسے رخصت کیا پھر بادشاہ نے کہا اب کون دلاور پیر فرخاری کی کمک کیواسطے
جائیگا نہنگ بچہ دریائی اُٹھا اور مع فوج روانہ ہوا غرضکہ اسیطرح ایک سو سرداران لشکر مع فوج روانہ ہوے
ان سرداران لشکر اسلام اور پیر فرخار کا احوال آئندہ لکھا جائیگا مگر اب احوال شہر ترمذ کا لکھا جاتا ہے شہر
ترمذ کا جو بادشاہ تھا نام اُسکا قاسم ترمذی تھا اُسکے شہر کے حوالی مین ایک اژدہا از حد عریض اور
طویل ظاہر ہوا تھا اکثر اُسکی وجہ سے انسان و حیوان کو ضرر پہونچتا تھا ہر چند اُسکے دفع کرنے کی تدبیر
کرتا تھا مگر وہ اژدہا کسی طرح دفع نہ ہوتا تھا بلکہ جو اُسکے سامنے جاتا تھا ہلاک ہوتا تھا جب قاسم ترمذی

از حد عاجز ہوا ایک روز اپنے وزرا اور امرا اعیان دولت و ارا کین سلطنت کو جمع کرکے اُنسے کہنے لگا اب مین
اس اژدہے سے نہایت عاجز ہوا ہون اگر چندے یہ اژدہا اسیطرح اس شہر مین رہا تو یہ شہر ویران ہو جائیگا
رعایاے شہر جو اژدہے سے بچین گی جاگ جائینگی کوئی تدبیر ایسی بتاؤ کہ یہ اژدہا ہلاک ہو جائے سبھون نے
ایک زبان ہو کر عرض کیا اے شاہ ذیوقار ہمنے سُنا ہے کہ اہل اسلام نہایت بہادر و جرار ہین خصوصاً حمزۂ
صاحبقران شجاعت و جوانمردی مین یکتاے روزگار ہین اُنھون نے پردۂ قاف مین صدہا دیوون
کو ہلاک کیا ہے پردۂ دنیا پر بڑے بڑے سرکشون کو زیر کیا ہے اُنکے خدا نے اُنکو ایسی قوت دی ہے کہ کوئی اُنسے
مقابلہ کر نہین سکتا ہے شیر صحرا اُنکے آگے روباہ ہے پس یہ اژدہا بھی اُنکے نزدیک ایک ذرا سا کیڑا ہے اگر وہ یہان کسیطرح
تشریف لائین تو ایک تیر سے اُسے ہلاک کر ڈالین مگر اُنکا آنا مشکل ہے کیونکہ وہ مسلمان ہین حضور اور ہم سب
لات پرست ہین ہمارے اُنکے رسم و راہ بھی نہین ہے بالفعل اخبار سے معلوم ہوا ہے کہ لشکر اُنکا قریب بلخ اترا
ہے قاسم ترمذی نے حال غنیمت حمزۂ صاحبقران سُنکے اپنے عیار سہراب خنجر زن کو بُلایا جب وہ حاضر
ہوا اُس سے کہا کہ جلد سوے بلخ جا قریب بلخ لشکر حمزۂ صاحبقران اُترا ہے لشکر مین داخل ہو کر کوئی عیاری
کرکے حمزۂ صاحبقران کو بیہوش کرکے میرے پاس لے آ اگر وہ شاید نہ ملین تو اور کسی بہادر کو بیہوش کرکے
لے آنا خبردار خالی ہاتھ نہ آنا سہراب خنجر زن بموجب حکم روانہ ہوا بعد قطع راہ لشکر اسلام مین بشکل مبدل
داخل ہوا اکثر مردم سے اُسنے دریافت کیا حمزۂ صاحبقران کون ہین مردم بازی نے کہا آجکل حمزۂ صاحبقران
لشکر مین نہین ہین سہراب خنجر زن نے جملہ سرداران لشکر اسلام کو دیکھا ازانجملہ کرب غازی کو بھی دیکھا
کرب غازی کو دیکھتے ہی خیال کرنے لگا یہ جوان نہایت بہادر و جرار معلوم ہوتا ہے اسی کو کسی تدبیر سے بیہوش
کرکے لیجانا چاہیے یہ خیال کرکے لشکر مین مقیم ہوا ہنگام شب نقب لگا کر خیمہ مین گیا اور سوراخ سے بیہوشی دوا
بینی کرب مین پھونکدی جب بیہوشی دماغ مین پہونچی کرب کو چھینک آئی پھر بیہوش ہو گیا سہراب خنجر زن
نے چادر عیاری سے کرب غازی کو باندھا اور پشت خیمہ کیطرف جا کر خنجر سے قنات چاک کرکے پشتارہ
دوش پر رکھکر جانب شہر ترمذ روانہ ہوا جب صبح ہوئی بادشاہ لشکر اسلام کو خبر ہوئی کوئی عیار کرب غازی
کو بیہوش کرکے لے گیا ہر چند عیارون اور سردارون نے جستجو کی لیکن کچھ نشان کرب غازی کا نہ ملا سہراب
خنجر زن بعد قطع منازل شہر ترمذ مین پہونچا اور روبروے قاسم ترمذی جا کر پشتارہ کرب غازی کا رکھدیا
قاسم ترمذی نے خوش ہو کر انعام کثیر دیکر کہا آفرین ہوشیار کرو عیار نے کرب غازی کو فتیلہ رفع بیہوشی
سونگھایا کرب غازی کو ہوش آیا قاسم ترمذی نے تخت سے اُٹھکر بصد ادب تسلیم کرکے کہا مین نے
آپکو واسطے ایک کام کے عیار بھیجکر بُلایا ہے مین آپ کا دوست ہون دشمن نہین ہون اگر مین یون
آپکو بلاتا تو آپ کبھی نہ تشریف لاتے اسوجہ سے مین نے عیار کو بھیجا وہ آپکو بیہوش کرکے لے آیا یہ گستاخی
معاف فرمائیے کرب غازی نے پوچھا تمہارا کیا کام ہے بیان کرو قاسم ترمذی نے کہا مین عرض کرونگا
آپ بالاے تخت تشریف لائیے یا جہان مناسب ہو بیٹھیے پھر مین بیان کرونگا کرب غازی قریب
تخت ایک دنگل بیٹھے قاسم ترمذی نے حکم دیا کشتی شراب جلد لاؤ کرب غازی نے کہا مین شراب
ابھی نہ پیونگا تم اپنا مطلب بیان کرو قاسم ترمذی نے کہا میرے شہر کے حوالی مین ایک اژدہا سے
دہان ظاہر ہوا ہے چاہتا ہون کہ آپ اُسے قتل کر ڈالیے اگر آپ اژدہے کو مار ڈالیے تو مین اقرار کرتا ہون

کہ آپ کا دین اختیار کرونگا مسلمان ہو جاؤنگا کرب غازی نے اُسیوقت اُٹھکر کہا مجھے کوئی مسکن اژدہے کا
بتا دے مین اُسے بقوت الٰہی ہلاک کرونگا قاسم ترمذی نے ہرچند کہا ابھی آپ دو چار دن توقف فرمایے
بعد ازان اژدہے کو ماریے گا مگر کرب غازی نے کہنا نہ مانا اور کہا مین ابھی اُسے جاکر مارونگا ناچار ہوکر
قاسم ترمذی مع اپنے وزرا اور امرا وغیرہ سے مقام ظہور حق چلا کرب غازی ہمراہ اُسکے چلے قاسم ترمذی
نے دور سے بتا دیا وہ اژدہا بیٹھا ہے کرب غازی اژدہے کو دیکھکر پہلے تو نہایت حیران ہوے کیونکہ کبھی ایسا طویل
اژدہا نہ دیکھا تھا نہ سُنا تھا بعدہ اعانت خدا پر نظر کرکے اژدہے کیطرف تیر و کمان لیکر چلے جب قریب اژدہے
کے پہونچے اژدہے نے سر اُٹھا کر دیکھا مُنھ سے شعلہ ہاے آتش دمبدم نکالے پھر سانس اس زور سے
کھینچی کہ پتھر اور کنکر اور کرب غازی اُسکے دہن مین بے اختیار کھنچکر چلے گئے قاسم ترمذی نے یہ حال دیکھکر
نہایت افسوس کیا اشک آنکھون مین بھر لایا ماتم کرب غازی مین اشکبار ہوا آخر روتا ہوا اپنی دارالامارت
کیطرف چلا گیا اب احوال کرب غازی کا لکھا جاتا ہے کہ جب کرب غازی اُسکے شکم مین داخل ہوا بعد
دو گھڑی کے آنکھین کھولکر جو دیکھا تو ایک باغ پربہار نظر آیا کرب نے کبھی ویسا باغ نہ دیکھا تھا سیر باغ کرکے
کرب غازی نے خیال کیا یہ باغ شاید باغ بہشت سے ہو کیونکہ تم دہن اژدر مین سما گئے تھے یقین ہو کہ مر گئے
ہوگے بعد مرنے کے بہشت مین داخل ہوے ہو پھر اپنے دست و پا اور لباس اپنا دیکھکر دل مین کہا مین زندہ
ہون مرا نہین گیا تھا غرض کرب غازی حیرت مین تھا کبھی تصور کرتا تھا کہ بعد مرگ بہشت مین داخل ہوا ہون
کبھی برعکس اسکے خیال کرتا تھا ناگاہ کرب غازی نے دیکھا چبوترہ پر جو تخت جواہر نگار رکھا ہے اُسپر ایک
زن خوبرو ایسی خوبصورت بیٹھی ہے کہ اگر اُسے پری کہیے تو بجا ہے اور اگر حور کہیے تو بھی درست ہو بلکہ غیرت حور اور
رشک پری اُسے کہنا زیبا ہے اور مناسب ہے کرب غازی اُس نازنین کو دیکھتے ہی عاشق ہوے رونمائی
مین دل دے دیا وہ زن خوبرو کرب غازی کو دیکھکر فریفتہ ہوکر تخت سے اُٹھی اور ہاتھ کرب غازی
کا پکڑ کر اپنے پہلو مین بٹھا لیا پھر اُس نازنین نے کشتی شراب طلب کی چند کنیزین خوبصورت کشتی شراب لیکر
آئین اُس نازنین تخت نشین نے اپنے ہاتھ سے شیشہ اُٹھا کر جام بلورین مین شراب اُنڈیلی پھر جام لے کر
کرب غازی کو دینے لگی اور کہنے لگی کہ اے جوان تجھکو میرے سر کی قسم یہ جام شراب لے پی جب اُس نازنین نے
یہ گفتگو کی مُنھ سے بوے بد آئی کرب غازی بیتاب و بیقرار ہوکر تاب ضبط نہ لاکر اُسکے پہلو سے اُٹھے اُس
نازنین نے کہا اے جوان افسوس ہزار افسوس تو مجھ ایسی نازنین کے پہلو سے اُٹھکر جاتا ہے شاہان جہان
میرے پہلو مین بیٹھنے کی آرزو رکھتے ہین مگر مین قبول نہین کرتی چونکہ مین تجھپر عاشق ہوگئی تھی اس وجہ سے
تجھے مین نے اپنے پہلو مین مثل دل جگہ دی تھی تو نے بیوفائی کی مجھ میری قدر نہ کی یہ امر اچھا نہ کیا کوئی دنیا
مین مجھ ایسی عورت تجھکو نہ ملے گی نام میرا سوسن جادو ہے میری تقریر سے بلبلان گلشن خجل ہین میری نزاکت
و رنگ و رخ سے گلہاے چمن شرمندہ و منفعل ہین کرب غازی نے جواب دیا تو جادوگرنی ہے جبتک کلمہ
پڑھکر مسلمان نہوگی اُسوقت تک تیرے پہلو مین نہ بیٹھونگا اور ہمبستر تجھسے نہ ہونگا یہ گفتگو
کرب غازی سے سُنکے اُس نازنین نے برہم ہوکر سحر پڑھا دست و پاے کرب غازی بحس و حرکت ہوے
پھر چند چوبہاے سخت سے کرب غازی کو مارا بعدہ طوق و زنجیر وغیرہ مین گرفتار کرکے حکم دیا کہ اُسے
زندان مین لیجاکر قید کرو ملازم اُسکے کرب غازی کو زندان مین لے گئے صبح کو پھر اُس نازنین نے کرب غازی

کو زندان مین بلوا کر کہا ای کرب غازی میرا وصل قبول کر تیرے حق مین بہتر ہوگا روے زمین کا تجھے بادشاہ
کر دونگی کوئی تجھ سے مقابلہ کر نہ سکیگا جس دلیر اور بہادر پر دو مانش سحر کے پڑھکر مارونگی دست و پا اُسکے بیحس
ہو جائینگے تو اُسکو قتل کر ڈالنا اسی طرح ہر ایک بادشاہ کو ہلاک کرنا مشرق سے مغرب تک اور جنوب
سے شمال تک جملہ ممالک روے زمین فتح کر لینا کرب غازی نے جواب دیا مجکو روے زمین کی بادشاہت
منظور نہین ہی مین ہرگز تیرا کہنا نہ مانونگا سوسن جادو نے پھر کرب غازی کو جو بہا سے سخت سے ایذا دیکر
پھر زندان مین بھجوا دیا اسی طرح سے چند روز تک سوسن جادو نے کرب غازی سے کہا کرب غازی نے
اُسکے وصل سے انکار کیا ایک روز زندان مین کرب غازی نے خیال کیا ای کرب تم فرزند خواجہ عمرو کے مشہور
ہو اتنے روز ہوے کوئی عیاری بھی نہین کی یہان سپہ گری سے رہائی نہوگی جبتک کوئی عیاری نہ کروگے
کرب غازی یہ باتین دل مین کر رہا تھا ناگاہ ملازمان سوسن جادو آئے اور کرب غازی کو زندان سے
لے گئے جب کرب غازی سامنے سوسن جادو کے پہونچا اُسنے پھر کہا ای کرب غازی اب بھی میرے کہنے پر
عمل کر میرا وصل قبول کر کرب غازی نے کہا اچھا مین اب تمھارے کہنے پر عمل کرونگا سوسن جادو نے خوش ہو کر
قید آہن سے رہا کرایا اپنے پہلو مین بٹھایا کرب کو سینے سے لگا کر پیار کرنے لگی کرب بھی اُس سے اختلاط کرنے لگا
اُسی حالت اختلاط مین کرب غازی نے اُسکے گلو پر ہاتھ رکھکر اس زور سے دبایا کہ آنکھین اُسکی
حلقۂ چشم سے باہر نکل آئین آمد و شد نفس کی بند ہوئی آخر روح اُسکی گھبرا کر نکل گئی سوسن جادو کے مرتے
ہی تاریکی ہوئی آندھی سیاہ آئی بعد تھوڑی دیر کے وہ تاریکی رفع ہوئی آواز آئی افسوس قتل کیا مجکو اور مارا
کہ نام میرا سوسن جادو تھا ابھی عمر میری پوری دو ہزار برس کی بھی نہ تھی بعد اس آواز آنیکے کرب غازی نے
دیکھا کہ ایک ضعیفہ نہایت لاغر و نحیف اور کریہ منظر ہمہ تن پوست و استخوان بالاے خاک پڑی ہے اُس باغ پر بہار کا
کہین نام و نشان بھی نہین ہے نہ وہ کنیزین ہین نہ جادوگر ہین ایک صحراے خارستان کرب غازی نے اُسے
ہلاک کر کے شکر خدا کیا اور اُس جگہ سے روانہ ہوا قاسم ترمذی کو اژدہے کے غائب ہونیکی اور کرب غازی
کے آنیکی خبر ہوئی نہایت متحیر اور خوش ہو کر مع امرا و زرا براے استقبال آیا کرب غازی کو بعد تعظیم و تکریم لیگیا بہزار
عزت و حرمت قریب تر اپنے تخت دنگل پر بٹھایا احوال پوچھا کرب غازی نے تمام کیفیت جادوگری کی بیان کی قاسم
ترمذی بموجب وعدہ کلمہ پڑھکر مع اپنے اعیان دولت و اراکین سلطنت کے مسلمان ہوا پھر حکم کیا تمام اہل شہر چھوٹے
اور بڑے مسلمان ہون بموجب حکم بادشاہ کچھ تابکار تو مسلمان نہ ہوے اور سب صغیر و کبیر کلمہ پڑھکر مسلمان ہوے
پھر قاسم ترمذی نے کرب غازی سے کہا اب آپ بالاے تخت بیٹھیے یہ تخت و تاج آپکے لائق ہے کرب غازی نے
جواب دیا تاج و تخت تمھارا تمکو مبارک ہو مجکو ہوس تخت نہین ہے قاسم ترمذی یہ سُنکے خوش ہوا بزم عیش آراستہ
کی دو تین روز تک جلسۂ نشاط آراستہ رہا بعد موقوف ہونے بزم طرب کے کرب غازی قاسم ترمذی سے رخصت
ہوا بعض داستان گو بیان کرتے ہین کہ قاسم ترمذی بھی اپنے فرزند کو تخت پر بٹھا کر ہمراہ کرب غازی مع فوج چلا
کرب سوے لشکر اسلام جاتا تھا اثناے راہ مین خبر سُنی کہ فرامرز پسر نوشیروان نے بہمراہی و اعانت عثمان دیو
و حاکمان شہر طیب کشمیر و کتور و کابل وغیرہ ممالک کو لوٹ لیا ہے طہماس یونانی قلعہ بند ہوا ہے طوغان رومی
وغیرہ بھاگ کر سوے زرطاشیہ گئے ہین بعض داستانگو یہ بھی بیان کرتے ہین کہ طہماس یونانی قلعہ بند نہین ہوا
بلکہ آمادہ جنگ ہوا غرض یہ خبر سُنکر کرب غازی لشکر اسلام کیطرف نہ گیا اور سوے زرطاشیہ روانہ ہوا غرض

عقیمان دیو اور فرامرز پسر نوشیروان اور حاکم شہر طیب اور زلزال بن حسام نے حملہ طہماس یونانی پر کیا لڑائی ہوئی
آخر عقیمان دیو گرز گران سر لیکر جانب در قلعہ پہونچا چاہتا تھا کہ در قلعہ کو توڑکر داخل قلعہ ہو کہ پیر فرخاری برائے مدد
طہماس یونانی پہونچا اُسوقت جنگ مغلوبہ خوب ہوئی ہنگام جنگ پیر فرخاری دست عقیمان دیو سے زخمی ہوا دونوں
پسر اُسکے اسیر ہوئے فوج اہل اسلام شکست کھاکے پیچھے ہٹنے لگی اکثر سواران لشکر بھاگ گئے پیر فرخاری ایک بلندی
پر سے تیراندازی کرنے لگا فوج عدو نے پیر فرخاری وغیرہ کو چہار طرف سے گھیر لیا قریب تھا کہ پیر فرخاری قتل ہو
ناگاہ فرامرز مغربی جو لشکر اسلام سے اول روانہ ہوا تھا مع لشکر پہونچا پیر فرخاری اُسے دیکھکر خوش ہوا فرامرز
پسر نوشیروان اور عقیمان دیو نے فرامرز مغربی کو دیکھکر پیر فرخاری کے قتل کرنے سے باز رہکر فرامرز مغربی کو
روکا آخر کار جنگ عظیم ہوئی ہنگام جنگ فرامرز عاد مغربی دست عقیمان دیو سے زخمی ہوا جب وقت شب ہوا
طبل بازگشت بجواکر حاکمان شہر طیب فرودگاہ لشکر پر گئے فرامرز عاد مغربی اور پیر فرخاری وغیرہ علیحدہ مقیم ہوئے ہنگام
شب حاکمان شہر طیب نے طبل جنگ بجوایا اہل اسلام کے لشکر میں بھی نقارہ جنگی بجایا گیا اب پھر دونوں جانب تیاری
جنگ ہوئی صبح کو حاکمان شہر طیب نے میدان میں آکر صف آرائی لشکر کی پیر فرخاری اور فرامرز نے بھی اپنے لشکر کی
صف آرائی کی جب نقیب جوانان ہر دو لشکر کو آمادہ جنگ کر چکے اور میدان مصاف سے ہٹ گئے طہماس یونانی بھی قلعہ سے
نکلکر شریک اسلام ہو چکا اُسوقت عقیمان دیو نے اپنے گینڈے کو صف لشکر سے نکالا اور میدان میں آکر پکارا اے فرقہ
اہل اسلام آج تم میں سے جسکو تمنائے مرگ ہو میرا مقابلہ کرے ہنوز کوئی جوان لشکر سے نہ نکلا تھا پیر فرخاری دعا
کر رہا تھا کہ نہنگ بچہ دریائی مع فوج نمایاں ہوا پیر فرخاری خوش ہوا بعد نہنگ بچہ دریائی کے سرداران زندی
اور ساقط شاہ یکے بعد دیگرے مع فوج و لشکر آنے لگے میدان جنگ کثرت سپاہ سے بھر گیا عقیمان دیو و حاکمان
شہر طیب و فرامرز پسر نوشیروان یہ احوال دیکھکر حیران ہوئے بعدہ کثرت لشکر اسلام کا کچھ خیال نہ کرکے باطمینان
تمام دیکھنے لگے کہ کون برائے مقابلہ آتا ہے اول نہنگ بچہ دریائی لشکر اسلام سے نکلا عقیمان دیو نے اُسے زخمی
کیا پھر ساقط شاہ نے مقابلہ کیا وہ بھی دست عقیمان دیو سے زخمی ہوا اسیطرح جملہ سرداران لشکر اسلام جو لڑنے
کو آئے تھے سب دست عقیمان دیو سے زخمی ہوئے کئی روز تک لڑائی رہی آخر ایک روز ہنگام سحر حاکمان شہر طیب نے
طبل یورش بجواکر اہل اسلام پر حملہ کیا طہماس یونانی اور جملہ سرداران لشکر اسلام تو زخمی تھے سب نے رجوع قلب دعا
کی دعا مقبول ہوئی ہنگام جنگ مغلوبہ کرب غازی اور مقبول سقفی مع قاسم ترمذی ظاہر ہوا اور عقب سے قلج
پلنگینہ پوش کہ برائے جستجوے کرب غازی مع لشکر نکلا تھا تلاش کرتا ہوا پہونچا کرب غازی جنگ مغلوبہ دیکھکر
شریک اہل اسلام ہوا بڑی خونریزی ہوئی ہزارہا مردمان لشکر جانبین قتل ہوئے عین ہنگام جنگ مغلوبہ میں عقیمان
دیو لڑتا ہوا سامنے کرب کے آیا اور نعرہ کرکے تیغہ گرانبار سر کرب غازی پر مارا کرب غازی نے تیغہ کو
سر پر روک کر نعرہ کرکے ایسی تلوار کمر عقیمان دیو پر لگائی کہ عقیمان دیو مثل خیارہ دو ٹکڑے ہو کر بالائے خاک
گھوڑے سے گرا گویا پہاڑ زمین پر گرا اہل اسلام عقیمان دیو کے قتل ہونے سے خوش ہوئے اعدا کو رنج ہوا اب
اہل اسلام نے فوج اعدا پر یکبارگی حملہ کیا زلزال بن حسام اہل اسلام کو روکنے لگا سواران لشکر کو قتل کرنے لگا کرب نے
اُسے بھی قتل کیا اب فوج عدو بیدل ہوکر شکست کھاکر بھاگی اہل اسلام نے ہزاروں کو قتل کیا خیمہ و خرگاہ مال اسباب خزانہ
لوٹ لیا جب حاکمان شہر طیب قتل ہوگئے فرامرز پسر نوشیروان جانب بلخ گریزان ہوا اہل اسلام فتحیاب ہوئے کرب
غازی نے اُسی جگہ مقام کیا تین روز تک اُسی جگہ رہے زخمیوں کا علاج ہونے لگا جو اہل اسلام شہید ہوئے تھے

اُنھین دفن کیا تیسرے روز فرمان سلطان سعد براے طلب سرداران لشکر آیا کرب غازی نے طہماس بن نانی اور طوغان
بن بہمن اور بہیر فرخاری کو مع اُنکے فرزندون کے کہ قید اعدا سے رہا کیے گئے ہین اور دیگر حاکمونکو رخصت کیا ہر ایک
وے اپنے ملک و شہر کیطرف مع فوج گیا اور جو حاکم وہانکا شاہان شہر طیب کی جانب سے تھا اُسے قتل کرکے تخت پر بیٹھا
بعد روانہ کرنے حاکمان مذکور کے کرب غازی ہمراہ نہنگ بچہ دریائی و ساقط شاہ و فرامرز عاد مغربی وغیرہ کے سوے
لشکر اسلام روانہ ہوا قاسم ترمذی بقول بعض ہمراہ رکاب کرب غازی رہا ان سبکو تو اثناے راہ مین چھوڑیئے
مگر اب احوال دیگر تحریر کیا جاتا ہے ملاحظہ کیجیے جب خواجہ عیاری کرکے اور سعد سخر بلخی سے لڑکر جانب لشکر اسلام روانہ
ہوے سعد سخر بلخی نے ہوشیار و گوشیار بلخی سے عرض کیا حمزہ صاحبقران کا یہان قید رکھنا اچھا نہین ہے ایک دن
عمرو امیر کو رہا کرکے لیجائیگا میرے نزدیک مناسب یہ ہے کہ حمزہ صاحبقران کو میرے حوالے کیجیے مین قلعہ ہندوان
بلخ مین اُنھین لیجاکر قید کرون اور بخوبی حفاظت کرون ہوشیار بلخی اور گوشیار بلخی نے اپنے عیارون کی راے
پسند کرکے امیر کو اُسکے حوالے کیا سعد سخر بلخی اور سعید سخر بلخی نے امیر کو لیجاکر قلعہ ہندوان مین قید کیا اور
بخوبی بندوبست کیا تاکہ عمرو امیر کو رہا کرکے نہ لیجائے وہان تو عیاران مذکور نے امیر کو قلعہ مین قید کیا یہان لشکر
اسلام مین خواجہ آئے تمام احوال جو گذرا تھا سلطان سعد سے کہا اس اثنا مین خواجہ نے سُنا کہ سعد سخر بلخی
اور سعید سخر بلخی نے امیر کو قلعہ ہندوان بلخ مین قید کیا ہے خواجہ فوراً جانب قلعہ مذکور روانہ ہوے اثناے راہ
مین شکل اپنی تبدیل کی جب قلعہ ہندوان بلخ مین داخل ہوے بصورت نان فروش بازار مین بیٹھے تھے ناگاہ
سعد سخر بلخی مع عیارون کے بازار شہر مین آیا نان فروش کو دیکھکر عیارون سے کہنے لگا کہ اس نان فروش کو ہمارے
پاس لے آؤ ثابت ہوتا ہے یہ نان فروش نہین ہے بلکہ کوئی عیار ہے عجب نہین کہ عمرو ہو جب عیاران مذکور روبرو
عمرو گئے اور کہا اے نان فروش جلد چل ہمارے اُستاد سعد سخر بلخی نے تجھے بُلایا ہے خواجہ نے یہ سُنتے ہی خنجر کھینچا اور
اُن عیارون سے لڑنے لگے بازار شہر مین اژدہام مردمان ہوا دکاندار گھبرائے سعد سخر بلخی یہ حال دیکھکر سمجھا کہ
یہ نان فروش عمرو ہے یہ تصور کرکے آگے بڑھا اور خنجر کھینچکر خواجہ کیطرف دوڑا خواجہ درمیان عیاران سے نکلکر
صحرا کیطرف روانہ ہوے ہرچند شاگردان سعد سخر بلخی نے خواجہ کا تعاقب کیا لیکن خواجہ کو نہ پایا سب عیار تو
عاجز ہوکر ٹھہر گئے لیکن ایک عیار کہ نام اُسکا سرغنہ تھا اُسنے عمرو کا تعاقب کیا شہر مین جسوقت شاگردان سعد سخر بلخی
آئے اور سعید بلخی بھی یہ ہنگامہ دیکھکر سعد سخر بلخی کے پاس آیا اُسوقت شاگردون نے کہا اُستاد آپ ناحق حمزہ صاحبقران
کو یہان لائے عمرو سے جان بچانی اب مشکل ہوگی آپ حمزہ کو نہین لائے ہین بلکہ اپنے اور ہمارے واسطے ایک بلاے عظیم
لائے ہین دیکھیے انجام اُسکا کیا ہوتا ہے سعد بلخی نے جواب دیا عمرو سے ہم نہین ڈرتے ہین اگر اب وہ واسطے رہائی حمزہ صاحبقران
یہان آئیگا تو ہم اُسے گرفتار کرینگے شاگردان سعید سخر بلخی یہ سُنکے خاموش رہے قبل اسکے لکھا تھا کہ سرغنہ عیار تعاقب عمرو
مین گیا تھا خواجہ عمرو نے جو پھر کر اُسے دیکھا برہم ہوکر خنجر کھینچ کر کھڑے ہوے جب سرغنہ عیار قریب آیا خواجہ نے کہا
او ناعیار اگر اپنی زندگی چاہتا ہے تو چلا جا میرے ہمراہ نہ آ اُسنے جواب دیا مین تجھکو گرفتار کرکے لیجاؤنگا خواجہ کو غصہ آیا دونو
مین خوب لڑائی ہوئی آخر خواجہ نے اُسے زیر کیا اور مسلمان ہونیکو کہا اُسنے انکار کیا خواجہ نے اُسکا سر تن سے جدا کیا پھر
رنگ و روغن نکالکر اُسکے سر کی شکل مثل اپنی صورت کے بنائی اور اپنی صورت مثل اُسکی صورت کے تبدیل کی بعدہ سر اُسکا
اُٹھاکر جانب بلخ روانہ ہوے جب بلخ مین پہنچے سعد سخر بلخی و سعید سخر بلخی اور دیگر عیارونکے پاس جاکر وہ سر دکھایا
اور کہا مین نے بڑی مشکل سے سر عمرو کا جدا کیا سعید سخر بلخی اور سعد سخر بلخی سر عمرو کا دیکھکر نہایت خوش ہوے سرغنہ عیار

کی تعریف کی پھر سرغنہ عمرو نقلی کا روبرو ہوشیار بلخی اور گوشیار بلخی سے گئے وہ از حد خوش ہوے اور سرغنہ عیار نقلی کو
خلعت و انعام دیا عیاروں نے قلعہ ہندوان میں عمرو کے قتل ہونے سے خوش ہوکے بزم عشرت آراستہ کی دو پہر رات تک
بزم عشرت آراستہ رہی وقت نصف شب جلسۂ عشرت برخاست ہوا ہر ایک عیار فرش خواب پر باطمینان تمام سو رہا جسدم
سب عیار سو رہے خواجہ عمرو کہ بصورت سرغنہ عیار تھے اُٹھے اور جس جگہ حمزۂ صاحبقران قید تھے اُسطرف چلے قریب
حمزۂ صاحبقران پہونچ چکے تھے کہ سعد سنجر بلخی اور سعید سنجر بلخی خواب سے بیدار ہوے سرغنہ عیار کو نہ دیکھکر متردد
ہوکر جانب زندان مع اپنے شاگردونکے روانہ ہوے خواجہ قریب امیر پہونچے تھے چاہتے تھے کہ امیر کو رہا کریں ناگاہ
سعید سنجر بلخی وغیرہ نے نعرہ کرکے کہا او عمرو کہاں جاتا ہے ہوشیار ہو جا کہ ہم آپہونچے ہمیں پہلے ہی تیرا سو دیکھکر کچھ خیال ہوا تھا
ابھی تجھی معلوم ہو گیا کہ تو عمرو ہے خواجہ گروہ عیاران کو دیکھکر بھاگے سعد سنجر بلخی و سعید سنجر بلخی تیغ بکف دوڑے خواجہ جست
کرکے ایک مکان کے کوٹھے پر گئے سعید سنجر بلخی اور دیگر عیار بھی پیچھے بعد دیگر جست کرکے اس مکان کے بام پر گئے خواجہ وہاں سے
دوسرے مکان کی بام پر جست کرکے پہونچے یہ سب عیار بھی اُسی کوٹھے پر پہونچے اسیطرح خواجہ جست کرتے ہوے بہت سے
کوٹھوں پر گئے اور ہمراہ خواجہ سعید سنجر بلخی اور سعد سنجر بلخی مع اپنے شاگردونکے پہونچے آخرکار خواجہ عمرو ایک مکان کے کوٹھے پر
جست کرکے گئے صحن مکان میں دیکھا کہ ایک نازنین نہایت خوبرو لباس رنگین و نفیس زیب تن کیے ہوے چار طرف اس طرح
دیکھ رہی ہے گویا کسی کی منتظر ہے اور کسی کی جستجو کر رہی ہے خواجہ اس مکان کے بام سے صحن میں آئے اُس نازنین نے دوڑ کر
خواجہ کے پاس جاکر پوچھا اے شخص تو کون ہے خواجہ نے جواب دیا کہ میں ایک بندۂ خدا ہوں اُس تن خوبرو نے کہا معلوم ہوتا ہے تو
عمرو ہے خواجہ نے کہا تجھے کیونکر معلوم ہوا کہ میں عمرو ہوں اُس نازنین نے جواب دیا میں سوتی ہی تھی عالم خواب میں حضرت ابراہیم نے
تشریف لاکر مجھے مسلمان کیا اور فرمایا جلد بیدار ہو خواجہ عمرو تیرے مکان میں آتا ہوگا اُس سے بہ نیکی پیش آنا ایسی ہی خواجہ اسوجہ سے
میں نے تمھیں پہچانا اب کچھ تم اندیشہ نکرو ہر چند کہ میں زوجہ سعد سنجر بلخی ہوں مگر چونکہ مسلمان ہو چکی تم سے نیکی کرونگی خواجہ نے کہا
تمھارا شوہر سعد سنجر بلخی مع اپنے شاگردونکے میری گرفتاری کے لیے آتا ہے کہیں مجکو پوشیدہ کر اُسنے کہا کہ یہ خم کلاں جو رکھا ہے
اسمیں پوشیدہ ہو جاؤ خواجہ خم میں جاکر بیٹھے اُس عورت نے بالاے خم ایک کپڑا اوڑھا دیا ہنوز خواجہ خم میں بیٹھے تھے کہ
سعد سنجر بلخی اپنے مکان کے کوٹھے پر آیا اور زینہ سے صحن میں آکر اپنی زوجہ سے پوچھنے لگا یہاں عمرو تو نہیں آیا اُسکی زوجہ
نے کہا ہاں آیا ہے اُس خم میں جسپر کپڑا پڑا ہوا ہے بیٹھا ہے سعد سنجر بلخی جانب خم چلا خواجہ نے درمیان خم کہا افسوس اس
عورت نے بیوفائی کی تمھیں گرفتار کرا دیا اب سعد سنجر بلخی گرفتار کر لیگا یہاں سے بھاگ کر کہاں جاؤگے اُس عورت نے
نہایت فریب کیا اور تم بھی اسکے فریب میں آگئے خواجہ درمیان خم افسوس کر رہے تھے ناگاہ وہ عورت خندہ زن
ہوئی اور سعد سنجر بلخی سے کہا صاحب تم بھی بڑے احمق ہو میں نے جو کہا کہ عمرو خم میں بیٹھا ہے تمھیں یقین ہوا کہ سچ سچ
عمرو خم میں نہاں ہے یہ خیال نہ کیا کہ وہ شاہ عیاران ہے مثل و نظیر اُسکا پردۂ دنیا پر نہیں ہے وہ تمھارے گھر میں آکر خم میں
چھپے گا سعد سنجر بلخی قریب پہونچ چکا تھا یہ گفتگو اپنی زوجہ کی سُنکے شرمندہ ہوکر پلٹکر اپنی زوجہ کے پہلو میں بیٹھ گیا زوجہ نے
اُسکو سمجھایا کہ تم خواجہ عمرو سے دشمنی نہ کرو انجام اسکا برا ہے ایسا نہو کہ اُنکے ہاتھ سے تمھیں کچھ ضرر پہونچے میرے
نزدیک مناسب ہے کہ عمرو کی اطاعت کرو دین اسلام کہ بہترین دین ہے اختیار کرو اسیطرح کچھ دیر تک سمجھایا سعد سنجر بلخی نے
بعد فکر و تامل بسیار کہا زوجہ میری سچ کہتی ہے یہ خیال کرکے سعد سنجر بلخی نے کہا اگر عمرو یہاں آئے تو میں اُسکی اطاعت
کروں اور دین اسلام بھی اختیار کروں وہ زن خوبرو یہ سُنکے پہلو سعد سنجر بلخی سے اُٹھی اور قریب خم جاکر خواجہ سے کہا کہ
خواجہ عمرو خم سے اب باہر آؤ تردد و اندیشہ کچھ نکرو خواجہ عمرو تو تمام گفتگو سے زن و شوہر سُن چکے تھے خم سے باہر نکلے

سعد سخر بلخی قدم خواجہ پر گرا اور کہنے لگا اب مین آپکی اطاعت کرتا ہون اور دین اسلام بھی اختیار کرتا ہون جو کچھ مجھ سے خطا ہوئی ہو معاف فرمایئے خواجہ نے سر اُسکا اپنے پانون سے اُٹھا کر اپنے سینے سے لگایا پھر کلمہ اُسے پڑھایا سعد سخر بلخی کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوا خواجہ کو جاے صدر پر لاکر بٹھایا اتنی دیر مین سعید بلخی وغیرہ بھی جستجوے خواجہ عمرو کرتے ہوے بالاے مکان سعد سخر بلخی آے سعد سخر بلخی اور خواجہ عمرو کو ایک جا بیٹھے ہوے دیکھکر حیران ہوے پھر سعید سخر بلخی مع اپنے شاگردونکے سعد سخر بلخی کے پاس آیا سعد سخر بلخی نے کہا اے برادر مین نے تو خواجہ عمرو کی اطاعت اختیار کی ہے اور دین اپنا ترک کرکے مسلمان ہوا ہون تمھین بھی لازم ہے کہ فرمانبرداری خواجہ عمرو کی کرو اور دولت دین اسلام کی خواجہ سے خواہش کرو سعید سخر بلخی نے سعد سخر بلخی کے سمجھانے سے فی الفور قدم خواجہ پر سر اپنا رکھا خواجہ نے اُسکے سر کو بھی اپنے سینے سے لگایا اور کلمہ اُسے پڑھایا سعید سخر بلخی کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوا پھر سعد سخر بلخی اور سعید سخر بلخی نے اپنے گھر سے نکلکر اپنے جملہ شاگردونکو مسلمان کیا اور حمزۂ صاحبقران کو قید سے رہا کیا پھر جملہ عیاران قلعہ ہندوان بلخ نے سر اپنا قدم امیر پر جھکا دیا امیر با توقیر نے ہر ایک پر مہربانی و نوازش کی پھر امیر نے خواجہ سے ملاقات کی اور احوال لشکر پوچھا خواجہ نے تمام حالات جو گذرے تھے بیان کیے حمزۂ صاحبقران قلعہ ہندوان بلخ سے مع خواجہ عمرو و جملہ عیاران مذکور کے اپنے لشکر کیطرف روانہ ہوے بعد قطع راہ قریب لشکر پہونچے سلطان سعد و جملہ سرداران لشکر اسلام نے امیر کا استقبال کیا جب امیر داخل بارگاہ سلیمانی ہوے سعد سخر بلخی نے دست بستہ حمزۂ صاحبقران سے عرض کیا اگر حکم ہو تو مین روبروے ہوشیار بلخی اور گوشیار بلخی جاؤن اور اُنھین سمجھا کر آپکا مطیع و فرمانبردار کرون امیر با توقیر نے اجازت دی سعد سخر بلخی خدمت شاہان بلخ مین گیا اور تنہائی مین دیر تک اُنھین سمجھایا شاہان بلخ سعد سخر بلخی کے سمجھانے سے اطاعت حمزۂ صاحبقران پر راضی ہوے سعد سخر بلخی اُنھین ہمراہ لیکے لشکر اسلام کیطرف لیچلا امیر نے خبر پاکر براے استقبال چند سردارونکو روانہ کیا سرداران مذکور نے ہوشیار بلخی اور گوشیار بلخی کا استقبال کیا پھر اُنھین ہمراہ اپنے لشکر اسلام مین لاے شاہان بلخ نے سر اپنے قدم امیر پر جھکاے امیر نے سر اُنکے اپنے سینے سے لگاے اور نہایت اُنپر مہربانی کی اُنھون نے عرض کیا اب ہمین دولت دین اسلام مرحمت فرمایئے امیر نے اُنھین کلمہ پڑھایا ہوشیار بلخی اور گوشیار بلخی کلمہ زبان پر جاری کرکے صدق دل سے مسلمان ہوے امیر نے بارگاہ سلیمانی مین موافق اُنکی عزت و لیاقت کے اُنھین بٹھایا جملہ اہل اسلام شاہان بلخ کے مسلمان ہونے سے خوش ہوے نوشیروان ہوشیار بلخی اور گوشیار بلخی کے مسلمان ہونے کی خبر سنکے مع بختک و دیگر کافران نابکار کے بلخ سے بھاگا اور جانب فاریاب روانہ ہوا ہوشیار بلخی نے بلخ مین جاکر جملہ صغیر و کبیر کو مسلمان کیا مساجد کے بنانے کا حکم دیا مسجدین جابجا اہل اسلام اُسوقت سے بنوانے لگے ہوشیار بلخی نوشیروان کے گریزان ہونے کی خبر سنکے خدمت صاحبقران مین آیا اور حال نوشیروان کا بیان کیا پھر عرض کیا شہر مین تشریف لے چلیے چند روز بلخ مین تشریف رکھیے حمزۂ صاحبقران ہمراہ ہوشیار بلخی و گوشیار بلخی مع جملہ فوج کے داخل شہر بلخ ہوے شاہان بلخ نے چند روز تک بخوبی تمام حمزۂ صاحبقران اور کل مرزبان لشکر کی دعوت و ضیافت کی اور کئی روز تک بزم عشرت آراستہ رکھی اسی اثنا مین کرب غازی و نہنگ بحیرہ دریائی و ساقط شاہ دربندی وغیرہ سرداران لشکر اسلام داخل بلخ ہوے کرب غازی نے تمام احوال بیان کیا قاسم ترمذی نے قدم امیر پر سر جھکایا امیر نے سر اُسکا قدم سے اُٹھاکر سینے سے لگایا

داستان روانہ ہونا حمزۂ صاحبقران کا سوے فاریاب حال نوشیروان مکاری کی ظفر فاریابی بیان کیجاتی ہے

محرران بعید دلیل اس داستان کو یون تحریر کرتے ہین کہ جب ہوشیار بلخی اور گوشیار بلخی دعوت وضیافت حمزہ صاحبقران کر چکے اُسوقت امیر باتوقیر نے پہلوان عادی کو بُلاکر بارگاہ سلیمانی حوالے کرکے جانب فاریاب روانہ کیا بعد ازان خود بھی جملہ سرداران لشکر و تمامی فوج بلخ سے سمت فاریاب روانہ ہوے اثناے راہ مین دو دو چار چار روز مقام کرتے ہوے شکار صحرا مین کھیلتے ہوے بہ تعاقب نوشیروان چلے جاتے تھے لیکن نوشیروان جو بلخ سے بھاگا تھا بعد اضطراب فاریاب مین پہونچا مظفر فاریابی نے اُسکا استقبال کرکے کہا آپ میرے قلعہ مین تشریف رکھیے نوشیروان نے کہا مین ہرگز یہان توقف نکرونگا کیونکہ حمزہ صاحبقران میرے تعاقب مین آتے ہونگے یہان اُنکے ہاتھ سے میری جان نہ بچیگی تمھارے پاس اتنی فوج نہین ہو کہ تم اُنسے مقابلہ کرسکو اب جانب ترکستان جاؤنگا صلصال بن دال سے ملاقات کرونگا اپنا احوال اُس سے بیان کرونگا وہ بخوبی میری اعانت کریگا یہ کہکر نوشیروان وہانسے روانہ ہوا بعد جانے نوشیروان کے پہلوان عادی اثاثہ بارگاہ سلیمانی کا ہمراہ لیے ہوے مع اپنے بھائیون اور سواران لشکر کے فاریاب کیجانب پہونچا مظفر فاریابی پہلوان عادی کے آنے کی خبر سنکے متردد ہوا آخر کچھ تجویز کرکے چند تحائف ہمراہ لے کر مع اپنی فوج کے قلعہ سے باہر نکلکر روانہ ہوا اثناے راہ مین پہلوان عادی کا استقبال کرکے وہ تحائف دیکر قدمبوس ہوا بعدہ کہنے لگا مین حمزہ صاحبقران کا فرمانبردار ہون کیا مجال جو سرکشی کرون قبل تو لات پرست تھا اب مسلمان ہون اسیوجہ سے مین نے نوشیروان کو اپنے قلعے مین ٹھہرنے نہین دیا آپ قلعے مین تشریف لے چلیے جو کچھ مجھ سے خدمت ہوسکے گی کرونگا پہلوان عادی نے گفتگوے مظفر فاریابی سنکے نہایت خوش ہوکر ایک عرضی اس مضمون کی لکھی کہ اے امیر باتوقیر مظفر فاریابی حاکم قلعہ فاریاب نے آپ کی اطاعت قبول کی یہ غرض عرضی لکھکر ایک سوار کو کہا خدمت حمزہ صاحبقران مین جلد جا اور یہ عرضی اُنھین پہونچا سوار مذکور وہ عرضی لیکر روانہ ہوا بعد قطع راہ دراز سوار نے دیکھا کہ امیر ایک صحراے سبزہ زار مین مع لشکر ظفر اثر فروکش ہین سوار نے خدمت امیر مین جاکر وہ عرضی پہلوان عادی کی پیشکش کی امیر باتوقیر عبارت عرضی کی پڑھکر خوش ہوے پہلوان عادی ہمراہ مظفر فاریابی قلعہ مین آیا مظفر فاریابی نے سامان دعوت وضیافت کا کیا بزم عشرت آراستہ کی جب طعام ہاے لذیذ و خوش ذائقہ تیار ہوچکے اُس وقت مظفر فاریابی نے دسترخوان بچھواکر بعد تکلف ظروف نادر و نفیس مین طعام ہاے لذیذ منگواکر دسترخوان پر رکھوائے پہلوان عادی سے دست بستہ کہا کہ امیدوار ہون کچھ نوش فرمائیے پہلوان عادی نے ہاتھ دھوکر ظروف اُٹھا اُٹھاکر طعام ظروف اپنے حلق مین ڈالنا شروع کیا تھوڑی دیر مین جملہ طعام کھالیا مظفر فاریابی نے بموجب خواہش پہلوان عادی اور طعام منگوایا عادی وہ طعام بھی جلدتر کھاگیا آخر مظفر فاریابی نے بہت سی دیگین پر از طعام منگوائین عادی دیگون کو دیکھکر خوش ہوا اور ہر ایک دیگ کو اُٹھا اُٹھاکر طعام اپنے دہن مین ڈالنے لگا اور مظفر فاریابی کی بار بار توصیف کرنے لگا تھوڑی دیر مین کل دیگین طعام سے خالی کردین مگر پیٹ نہ بھرا بھوکھا رہگیا جب مطلق طعام باقی نہ رہا پہلوان عادی نے مجبور و ناچار ہوکر آب سرد پی کر پانی سے ہاتھ دھویا برادران پہلوان عادی نے بھی اکل و شرب سے فرصت حاصل کی دسترخوان اُٹھایا گیا مظفر فاریابی پہلوان عادی کے سیر نہونے سے نہایت حیران ہوا بعد حیرت بسیار وہان سے اُٹھکر باہر گیا شیشہ ہاے شراب اور میناے مے بیشنے بکثرت

بیہوشی ملواکر روبروے پہلوان عادی آیا اور عرض کرنے لگا آپ بزم عشرت مین تشریف لیچلیے پہلوان عادی
اور برادران عادی ہمراہ مظفر فاریابی بزم عشرت مین جاکر بیٹھے اُسوقت حاکم قلعہ فاریاب نے حکم دیا ساقیان گلرخسار
کشتیان شراب کی مع گزک جلد لائین بموجب حکم ساقیان گلرخسار شراب بیہوشی آمیز لیکر بزم مین آئے اور جام
بلورین مین شراب بھر بھر کر پہلوان عادی اور برادران پہلوان عادی کو پلانے لگے پہلوان عادی نے
کہا اے مظفر فاریابی تم بھی شراب پیو اُسنے کہا اسوقت مجھے معاف فرمایئے پھر ہمراہ آپکے میکشی کرونگا پہلوان
عادی نے پھر اُسکے اصرار نہ کیا جب ساقیان مہجبین وہ انگبین پلا چکے اشیاے گزک سے ہر ایک نے ذائقہ دہن
تبدیل کیا پھر حکم مظفر فاریابی سے ساقیان خوش گلو بزم مین مع سازندونکے حاضر ہوے بناز و ادا ناچنے اور گانے
لگے بعد تھوڑی دیر کے پہلوان عادی اور برادران پہلوان عادی کے سر مین درد ہونے لگا بیہوشی نے اپنا اثر
دکھایا پہلوان عادی نے پوچھا یہ کیسی شراب تھی کہ جسکے پینے سے میرے سر کو گردش ہے مظفر فاریابی نے کہا یہ شراب
دو آتشہ تھی جو آپ نے پی ہے اُسنے نشہ زیادہ کیا ہے اسیوجہ سے آپ کے سر کو گردش ہے اگر مناسب ہو تو آپ براے
تفریح طبع مع اپنے بھائیون کے باغ مین تشریف لے چلیے سیر باغ کیجیے پہلوان عادی نے کہا اچھا باغ مین
چلو تاکہ ہواے سرد لگنے سے میری طبیعت شگفتہ و درد سر موقوف ہو یہ کہکر پہلوان عادی اُٹھا برادران
پہلوان عادی بھی اُٹھے چونکہ بیہوشی بخوبی اثر اپنا کر چکی تھی ہر ایک شخص لڑکھڑا کے بالاے فرش گرا گرتے ہی
بیہوش ہو گیا مظفر فاریابی نے خوش ہو کر اپنے ملازمون کو طلب کرکے کہا جلد ان سب کو طوق و زنجیر مین گرفتار
کرو بارگاہ سلیمانی اپنے قبضہ مین کرو لشکریان پہلوان عادی کو گھیر کے تہ تیغ کرو ملازمان مظفر فاریابی نے
اول تو پہلوان عادی اور برادران عادی کو طوق و سلاسل مین گرفتار کیا زندان مین لیجاکر قید کیا پھر لشکریان
حاکم قلعہ فاریاب نے مردمان فوج عادی پر حملہ کیا کچھ سواران سپاہ قتل ہوے باقی تاب مقابلہ نہ لاکر گریزان ہوکے
حمزہ صاحبقران ایک صحرا مین فروکش تھے کہ لشکریان پہلوان عادی مضطر و پریشان خاطر خدمت امیر
مین پہونچے امیر نے احوال پوچھا سب نے عرض کیا پہلوان عادی اور برادران پہلوان عادی کو مظفر
فاریابی نے قید کر لیا ہے بارگاہ سلیمانی اپنے قبضہ مین کر لی ہے براے اطلاع ہم حاضر ہوے ہین امیر با توقیر نے
احوال پہلوان عادی وغیرہ سے آگاہ ہو کر جام کلہ عفریت مین شربت منگوا کر درمیان مین جملہ سرداران لشکر
اسلام کے رکھا اور فرمایا کون ایسا بہادر ہے کہ یہ شربت پیے اور مظفر فاریابی کو جاکر گرفتار کرے اور پہلوان
عادی کو قید سے رہا کراے کرب غازی نے فوراً اُٹھکر قدرے شربت پیکر عرض کیا یہ حکم مین بجا لاؤنگا امیر با توقیر
نے فرمایا جلد جاؤ کرب غازی اپنی فوج کو اپنے ہمراہ لیکر سوے فاریاب بصد عجلت چلا جب قریب قلعہ پہونچا
مظفر فاریابی خبر آمد کرب غازی سن کے چالیس ہزار سوار ہمراہ لیکر قلعہ سے نکلا اس اثنا مین کرب
غازی عنقریب قلعہ پہونچا مظفر فاریابی نے کرب غازی کو روک کر کہا خبردار آگے بڑھنے کا ارادہ نہ کرنا
ورنہ اپنی تیغ تیز سے سر تیرا جدا کرونگا کرب غازی نے کہا او نابکار کیا بکتا ہے مین تجھکو قتل کرکے قلعے کو فتح کرونگا
اپنے باپ کو قید سے چھڑاؤنگا مظفر فاریابی نے یہ سُن کے غضبناک ہو کر نیزہ سینہ کرب غازی پر
مارا کرب غازی نے اُسکے نیزہ کو اپنے نیزہ پر روکا پھر کرب غازی نے نیزہ مارا اُسنے بھی اپنے نیزہ
پر نیزہ کرب غازی کو روکا اسی طرح تھوڑی دیر باہم گرجنگ نیزہ ہوئی آخر کرب غازی نے ایک
بند نادر باندھ کر نیزہ دست مظفر فاریابی سے نکال دیا جسوقت نیزہ ہاتھ سے نکل گیا مظفر فاریابی

نے خیال کیا حریف زبردست ہو ایسے سے لڑنا نہ چاہیے اور کوئی تدبیر کرنا چاہیے یہ خیال کرکے مظفر فاریابی نے
کہا اے بہادر بیشک تیرا شجاعت و قوت مین مثل و نظیر نہین ہو کیا خوب بند نیزہ کا باندھکر میرے ہاتھ سے
نیزہ نکال دیا آج تک میرے ہاتھ سے کسی نے نیزہ نہ نکالا تھا مین نے عہد کیا تھا جو کوئی دلاور میرے ہاتھ
سے نیزہ نکال دیگا مین اُسکی اطاعت کرونگا اور جو دین اُسکا ہوگا وہی مذہب اختیار کرونگا پس
اے بہادر اب مجھ کو اپنے دین مین لا مین نے تیری اطاعت اور حمزۂ صاحبقران کی فرمانبرداری اختیار کی
کرب غازی نے لڑنے سے ہاتھ روک کر نہایت خوش ہو کے اُسے کلمہ پڑھایا مظفر فاریابی نے جھکر
سر اپنا قدم کرب غازی پر جھکایا کرب غازی نے سر اُسکا اپنے سینے سے لگایا مظفر فاریابی نے کہا
اب میرے قلعہ مین چلو مجکو اپنا خادم سمجھو کرب غازی مع فتاح پلنگینہ پوش ہمراہ اُسکے قلعہ مین گئے
مظفر فاریابی نے کہا اب تخت پر بیٹھو یہان کی بادشاہت کرو کرب غازی نے جوابدیا تمھارا تخت و
تاج تمکو مبارک ہو مین تخت پر نہ بیٹھونگا یہ کہکر مظفر فاریابی کو تخت پر بٹھایا اور آپ قریب تخت ایک نگل
پر بیٹھے جب دربار آراستہ ہوا مظفر فاریابی نے حکم دیا پہلوان عادی اور برادران پہلوان عادی
کو قید سے رہا کرو ملازمون نے فی الفور جاکر سب کو قید سے رہا کیا مظفر فاریابی نے اُنھین بلاکر اپنے دربار
مین بعزت و حرمت بٹھایا پھر بارگاہ سلیمانی منگوا کر کرب غازی کے حوالہ کی کرب غازی نے بارگاہ
سلیمانی کو اپنے لشکریون کے سپرد کی اور اُسی وقت ایک عرضی مثل عرضی پہلوان عادی تحریر کرکے
حمزۂ صاحبقران کو روانہ کی حاکم قلعہ فاریاب نے سامان دعوت کیا نہایت تکلف سے کرب غازی
کی دعوت کی طعام دعوت مین بیہوشی آمیز کرائی وہان جاکر سوار نے عرضی کرب غازی کی حمزۂ
صاحبقران کو دی امیر با توقیر عرضی ملاحظہ فرماکر خوش ہوے یہان کرب غازی و پہلوان عادی و
برادران عادی طعام بیہوشی آمیز کھاکر بیہوش ہوے مظفر فاریابی نے سب کو طوق و زنجیر مین گرفتار
کرکے زندان مین قید کیا یہ خبر امیر کو پہونچی امیر با توقیر حال گرفتاری کرب غازی وغیرہ جو اسیس
سے سُنکے بہت برہم ہوے جام کلۂ عفریت مین شربت منگوا کر بیچ مین جملہ سرداران لشکر اسلام رکھا اور
فرمایا کون ایسا جری ہو کہ مظفر فاریابی کو اس مکاری کی جاکر سزا دے اور کرب غازی کو قید
سے چُھڑا دے لندھور بن سعدان نے اُٹھکر کسی قدر شربت پی کر عرض کیا مین جاتا ہون جو کچھ آپ نے
حکم دیا ہو بجا لاتا ہون یہ کہکر مع سات لاکھ سواران ہندی کے روانہ ہوا مظفر فاریابی کو یہ خبر ہوئی
کہ لندھور بن سعدان سات لاکھ سوارون کی جمعیت سے آتا ہو مظفر فاریابی نے پریشان خاطر
ہوکر در قلعہ بند کرایا پل و تختہ اُٹھوالیا خندق مین آگ روشن کرائی قلعہ پر چڑھا توپین لگائین گولہ اور
باروت بکثرت گولہ اندازون کو دے کر اُن سے کہا جس وقت لندھور بن سعدان سامنے قلعہ کے آئے
اسقدر گولے مارنا کہ قدم آگے بڑھا نہ سکے بلکہ ہلاک ہوجائے گولہ اندازون نے عرض کیا حتی الامکان
ہم ایسا ہی کرینگے یہ کہکے گولہ اندازون نے توپین بھر کر مہتابین روشن کین اسی اثنا مین لندھور
بن سعدان بھی سامنے قلعہ کے پہونچا مظفر فاریابی نے گولہ اندازون سے کہا دیکھو حریف آپہونچا
اپنے کام مین مشغول ہو اب اُسکو در قلعہ تک نہ آنے دو گولہ اندازون نے جلد جلد گولے مارنا شروع
کیے لندھور بن سعدان ایک ہاتھ مین گرز گران اور دوسرے ہاتھ مین سپر فراخ دامن لیکر جانب

در قلعہ چلا جب گولہ سامنے آتا تھا لندھور بن سعدان ضرب گرز سے اُسے دفع کرتا تھا اور سپر سے بھی اعضا کو گولون سے بچاتا تھا اسی طرح سواران ہندی بھی عقب لندھور بن سعدان جانب در قلعہ جاتے تھے لیکن گولون سے اکثر سوار ہلاک ہوتے تھے گولے مثل اولون کے قلعہ سے گر رہے تھے توپون کی صدا سے اطباق زمین لرزتے تھے دھوان اسقدر تھا کہ زیر آسمان ایک دھوئین کا آسمان گویا نظر آتا تھا گولہ انداز ہر چند دمبدم گولہ اندازی کرتے تھے مگر لندھور بن سعدان گولون کو دفع کرکے آگے بڑھتا جاتا تھا لشکری کچھ ہلاک ہوتے تھے جب لندھور بن سعدان خندق پر پہونچا گولہ اندازون نے گولے مارنا موقوف کیے قلعہ پر سے باروت کی ہانڈیان لندھور بن سعدان پر پھینکین لندھور بن سعدان نے سپر پر روک کر اپنے مرکب کو خندق پر پھیندایا مظفر فاریابی اُسوقت نہایت گھبرایا کرب غازی کو زندان سے بلواکر اُسکے قدمون پر گرا اور بصد منت کہنے لگا ای برادر تجھ سے خطا ہوئی عفو کر اب مین صدق دل سے مسلمان ہوا یہ کہکر کلمہ پڑھا کرب غازی نے پوچھا کیون قدم پر گرتا ہو اسقدر منت و عاجزی کس وجہ سے کرتا ہو اُسنے کہا لندھور بن سعدان در قلعہ تک آگئے ہین گرز سے در قلعہ توڑا ہی چاہتے ہین برای خدا آپ اُنھین منع کیجیے اور کہیے کہ مظفر فاریابی اب صدق دل سے مسلمان ہوتا ہو کرب غازی نے اُسے راست گو جان کر لندھور بن سعدان سے بآواز بلند کہا ای بادشاہ ہندوستان لندھور بن سعدان در قلعہ نہ توڑیے گا مظفر فاریابی کہتا ہو کہ اب مین صدق دل سے مسلمان ہوا اب مکر و فریب نکرونگا لندھور بن سعدان نے در قلعہ نہ توڑا مظفر فاریابی در قلعہ کھول کر لندھور بن سعدان کو بعزاز عزت و حرمت قلعہ مین لایا لشکر لندھور بن سعدان بیرون قلعہ رہا لندھور بن سعدان نے سیر قلعہ کی پھر تخت کے قریب دنگل پر بیٹھا کرب غازی اور پہلوان عادی وغیرہ کو مظفر فاریابی نے رہا کیا ہر ایک سے عذر کیا اپنی خطا کا مقر ہوا پھر مانند قبل لندھور بن سعدان کی دعوت کی لندھور بن سعدان وغیرہ طعام بیہوشی آمیز کھاکر بیہوش ہوے مظفر فاریابی نے اپنے ملازمون سے کہا ان سب کو طوق و زنجیر مین گرفتار کرکے زندان مین لیجاؤ اگر مین یہ فریب نہ کرتا یہ سب مسلمان کبھی گرفتار نہ ہوتے ملازم بموجب حکم حاکم کرب غازی اور لندھور بن سعدان وغیرہ کو سلاسل مین گرفتار کرکے زندان مین لے گئے بعد گرفتار کرنے سرداران لشکر اسلام کے مظفر فاریابی نے در قلعہ بند کر لیا پل و تختہ اُٹھوا لیا قلعہ پر اور زیادہ توپین لگانے کا حکم دیا سواران ہند خبر گرفتاری لندھور بن سعدان و کرب غازی سن کے جانب امیر باتوقیر روانہ ہوے امیر باتوقیر سوے قلعہ فاریاب مع لشکر چلے آتے تھے اثنای راہ مین سواران ہند وہمراہیان کرب غازی و لشکریان پہلوان عادی نے امیر باتوقیر سے کل حال مکاری مظفر فاریابی عرض کیا امیر باتوقیر کو نہایت غصہ آیا خود مع لشکر ظفر اثر جانب قلعہ فاریاب روانہ ہوے بعد قطع راہ جب سامنے قلعہ کے پہونچے مظفر فاریابی کو حال آمد حمزۂ صاحبقران سے آگاہی ہوئی فوراً لندھور بن سعدان اور کرب غازی اور پہلوان عادی کو زندان سے طلب کیا بالای قلعہ لیگئے جلادون کو طلب کیا جلاد حاضر ہوے ہر ایک سردار کو زیر تیغ بٹھایا ادھر حمزۂ صاحبقران نے در قلعہ کی طرف قدم بڑھایا مظفر فاریابی نے بالای قلعہ سے بآواز بلند کہا ای حمزۂ صاحبقران اگر آپ برای فتح قلعہ آگے قدم بڑھائیے گا تو مین آپ کے ان سرداران لشکر کو ابھی قتل کرون گا حمزہ

صاحبقران لندھور بن سعدان وغیرہ کو زیر تیغ بیٹھا ہوا دیکھکر اور گفتگوے مظفر فاریابی سُن کے
خیال کرنے لگے کہ سوے قلعہ جانا فی الحال بہتر نہین ہی مظفر فاریابی لندھور بن سعدان و کرب غازی
کو قتل کر ڈالیگا یہ سمجھکر امیر باتوقیر آگے نہ بڑھے اُسی جگہ مقیم ہوے مظفر فاریابی نے لندھور بن سعدان
اور سب کو زندان مین بھیجدیا امیر باتوقیر نے خواجہ سے کہا ای خواجہ تم قلعہ گیر بے جنگ مشہور ہو اگر یہ قلعہ
کسی تدبیر سے لے لوگے تو مین تمکو کل مال و زر اُس قلعہ کا دیدونگا خواجہ عمرو نے اقرار کیا کہ مین اس قلعہ
کو لے لونگا مظفر فاریابی کے گرفتار کرنے کی بھی تدبیر کرونگا غرض جب تاریکی شب محیط عالم ہوئی نصف شب
کو خواجہ عمرو امیر باتوقیر کو ہمراہ لیکر زیر دیوار قلعہ گئے اور دیوار قلعہ پر کمند پھینکی پھر بذریعہ دیوار قلعہ پر جاکر
بذریعہ کمند زیر دیوار اُترے حمزۂ صاحبقران بھی ہمراہ خواجہ داخل قلعہ فاریاب ہوے خواجہ عمرو نے
دیکھا مردمان قلعہ تو سو رہے ہین لیکن ایک ضعیفہ ایک حجرے مین بیٹھی ہی خواجہ عمرو نے اُس سے پوچھا
ای ضعیفہ اسوقت مظفر فاریابی کس جگہ ہی اگر تجھے معلوم ہو تو بیان کر ضعیفہ نے کہا اسوقت مظفر فاریابی
اپنے باغ مین بزم عشرت مین بیٹھا ہی دیکھو وہ سامنے باغ ہی خواجہ عمرو نے گفتگوے ضعیفہ سُن کے
وہان سے آگے قدم بڑھایا امیر باتوقیر نے در قلعہ پر جاکر در قلعہ کھولدیا جملہ سرداران لشکر اسلام و تمامی مردمان
فوج داخل قلعہ ہوے عمرو و امیر باتوقیر براے قتل مظفر فاریابی جانب باغ چلے قلعہ مین مردم بیدار ہوکر شور
و غل کرنے لگے مظفر فاریابی نے شور و غل سُنکے پوچھا یہ شور و غل کیون ہوتا ہی ملازمون نے دریافت
کرکے عرض کیا خداوند نعمت حمزۂ صاحبقران مع لشکر داخل قلعہ ہوکر اسطرف آتے ہین مظفر فاریابی یہ
سُنکے نہایت گھبرایا شراب کا نشہ اُتر گیا فوراً لندھور بن سعدان اور کرب غازی اور پہلوان عادی کو
زندان سے بلواکر بارگاہ سلیمانی اور خزانہ اور دیگر اسباب و مال لیکر براہ نقب سے مع اپنی فوج کے روانہ
ہوا لندھور بن سعدان وغیرہ کو ادا ہم پہنچایا بعد قطع راہ نقب ایک صحراے سبزہ زار مین نکل کر
سوے ترکستان چلا یہان حمزۂ صاحبقران باغ مین پہونچے دیکھا مظفر فاریابی نہین ہی امیر باتوقیر
نے باغبانون سے پوچھا مظفر فاریابی کہان ہی اُنھون نے کہا وہ آپ کے خوف سے اس قلعہ سے
نکل گیا ہی نہین معلوم کہان گیا امیر باتوقیر قلعۂ فاریاب مین مقیم ہوے اہل قلعہ نے اطاعت حمزۂ
صاحبقران اختیار کی کلمہ پڑھکر مسلمان ہوے

اب حال بمثال خواجہ عمرو بن امیہ ضمری و مظفر فاریابی بیان کیا جاتا ہی

بعد گریزان ہونے حاکم قلعہ فاریاب کے عمرو بن امیہ ضمری نے حمزۂ صاحبقران سے کہا ایفاے وعدہ فرمائیے
خزانہ اور جواہرات اس قلعے کا بندہ کو دلوائیے مین نے قلعہ لے لیا ہی حمزۂ صاحبقران نے جواب دیا مظفر
فاریابی خزانہ اور مال و اسباب لیکر گریزان ہوا ہی اس سے جاکر لے لو اگر اسنے خزانہ و اسباب نہین لیا یہان ہوتا
تو البتہ مین تمکو دیدیتا خواجہ قائل ہوکر اور زیادہ اس امر مین گفتگو نہ کر سکے اور بخیال حصول زر بغیر قلعہ فاریاب سے
نکل کر سوے صحرا روانہ ہوے خواجہ کو اثناے راہ مین چھوڑا جاتا ہی اور اب حوال امیر و مظفر فاریابی لکھا
جاتا ہی امیر نے بعد جانے خواجہ کے ایک سردار بزرگ فاریابی کو تخت حکومت فاریاب پر بٹھاکر وہانسے کوچ کیا اور مظفر
فاریابی نقب سے جو نکل کر صحرا نوردی کرتا ہوا چلا جاتا تھا ایک روز قریب ایک کوہ کے پہونچا دل مین خیال
کرنے لگا حمزۂ صاحبقران نے میرے ملک پر اپنا قبضہ کیا مجکو آوارہ دشت کیا ہی اُنکے لشکر کے سردار

میرے ہمراہ قید ہین دشت نوردی مین آنھین ہمراہ اپنے رکھنا اچھا نہین ہی مناسب یہ ہی کہ آنھین قتل کرون
کچھ اپنے دل غمگین کو شاد کرون یہ خیال کرکے زیر کوہ قیام کیا جلادونکو طلب کیا جلادان بیرحم تیغ بکف حاضر ہوے
مظفر فاریابی نے کہا ای جلادان بیرحم جلد لندھور اور کرب غازی اور پہلوان عادی وغیرہ کو ارابون سے
اُتار کر قتل کرو جلادون نے سرداران مذکور کو ارابون سے اُتار کر زیر تیغ بٹھایا تھا کو تلہ کا گردنون پہ خط دیا
تھا آب وطعام کیواسطے سردارون سے کہا تھا سب نے جوابدیا تھا کہ ہم اپنی زندگی سے سیر ہین خون جگر
پی چکے ہین کسی امر کی ہمین آرزو نہین ہی سواے ملاقات حمزۂ صاحبقران کے کوئی حسرت نہین ہی
جلادون نے جوابدیا تھا کہ اب تمسے اور حمزۂ صاحبقران سے روز جزا ملاقات ہوگی اس آرزو کو باغ دنیا
سے دل ہی مین لیجاؤگے اتنی دیر مین دو حکم مظفر فاریابی براے قتل سرداران لشکر امیر جلادون کو
دے چکا تھا تیسرا حکم نہین دیا تھا سرداران مذکور زیر تیغ گردنین جھکاے بیٹھے تھے واسطے اپنی
رہائی کے خدا سے دعا کررہے تھے پہلوان عادی کا عجب حال تھا چہرہ کثرت غم سے متغیر ہوگیا تھا
تھوڑی دیر مین افراط الم سے لاغر ہوگیا تھا پیٹ جو مانند دل کے کلان تھا خیال مرگ سے ایسا پچک گیا
تھا کہ سینہ وشکم ہموار ہوگیا تھا زار زار روتا تھا اپنی رہائی کے لیے درگاہ قادر وقیوم مین برجوع قلب دعا
کرتا تھا کبھی جلادون سے کہتا تھا ای بیرحمو قتل توکرتے ہو مجھے اتنا کھانا توکھلادو کہ میرا پیٹ بھرجائے
اور اسقدر پانی پلادو کہ سیراب ہوجاؤن جلاد جواب دیتے تھے کہ ہمکو تمھارے اکل وشرب کا احوال
معلوم ہوچکا ہی بہت سی دیگین تمنے طعام کی خالی کردی ہین کئی مٹکے پانی کے پی گئے ہو لیکن سیراب
نہین ہوے ہو اسقدر یہان آب وطعام کہان ہی کہ ہم تمکو کھلاکر سیر وسیراب کرین اگر دس ہزار
آدمیون کے کھانے کا غلہ بھی تم کھاجاؤگے اور بکثرت پانی پیوگے توبھی تم سیر وسیراب نہوگے بھوکھے
اور پیاسے رہوگے بس اب امید اکل وشرب منقطع کرو پھل تیغ کا کھاؤ آب شمشیر سے اپنے حلق کو ترکرو
تھوڑی دیر مین رشتۂ حیات تمھارا قطع ہوجائیگا سر تمھارا تیغ تیز سے جدا ہوجائیگا تیسرا حکم ہمین تمھارے
قتل کا ملا ہی چاہتا ہی پہلوان عادی تقریر جلادان بیرحم سنکے سوے فلک دیکھنے لگا خدا سے دعا کرنے لگا
تھا سرداران دیگر بھی برجوع قلب دعا کرنے لگے تھے ناگاہ تیر دعا ہر ایک کا ہدف مراد پر پہونچا یعنے
سوے صحرا غبار بلند ہوا بعد ایک لمحہ کے وہ غبار ہوا سے دفع ہوا لندھور اور کرب غازی نے
دیکھا نقابدار قلندر چالیس ہزار قلندرون کی جمعیت سے نمایان ہوکر بصد عجلت زیر کوہ آیا جب قلندر
نے لندھور اور کرب غازی اور پہلوان عادی کو زیر تیغ بیٹھا ہوا دیکھا مظفر فاریابی سے بڑھکر
کہا او نابکار انھین کیون قتل کرتا ہی مظفر نے جواب دیا او درویش تجھے امور سلاطین مین کیا دخل ہی
یہ میرے گنہگار ہین مین انکو قتل کرواتا ہون اگر توکچھ انکی حمایت کریگا تو ابھی تجکو بھی قتل کرون گا
نقابدار قلندر نے جواب دیا او نابکار کیا مجال تیری کہ لندھور اور کرب غازی سرداران لشکر
حمزہ کو قتل کرسکے مظفر فاریابی یہ سُنکے غضبناک ہوا فی الفور مسلح ہوکر مرکب پر سوار ہوا اُسکے حکم سے
مردمان فوج بھی مسلح ہونے لگے اور لندھور اور کرب غازی اور پہلوان عادی وبرادران پہلوان
عادی نے طوق وزنجیر وغیرہ کو مانند تار عنکبوت توڑ توڑ کر پھینکدیا واضح ہو کہ جبتک وقت رہائی نہین
آتا ہی سرداران لشکر اسلام قید سہتے ہین اور جب وقت رہائی آجاتا ہی طوق وزنجیر کو اپنے تن سے

جدا کر ڈالتے ہین غرض لندھور اور کرب غازی نے بعد توڑکر پھینکنے طوق و زنجیر کے ایک ایک ٹکڑے سے زنجیر کے
اُن جلادان بیرحم کو ہلاک کیا ادھر مظفر فاریابی نے بعد جنگ نیزہ و گرز تیغہ سر نقابدار قلندر پر لگایا نقابدار نے بار
تیغہ کی دیکھکر بائین ہاتھ مین شمشیر و سپر جلد لیکر انتظار کیا جب تیغہ قریب سر آیا فوراً اُسکی بند دست پر ہاتھ ڈالکر زور و قوت
بازو تیغہ اُسکے ہاتھ سے چھین لیا پھر اُسکی زنجیر کمر مین ہاتھ ڈالکر نعرہ اللہ اکبر کر کے پشت زین سے اُٹھا لیا اور زمین پر
اسطرح پٹکا کہ ہلاک ہو جائے اسوقت عیارانہ نقابدار قلندر نے جلد تر مظفر فاریابی کو طوق و زنجیر مین گرفتار کیا
یہ احوال دیکھکر مردمان لشکر مظفر فاریابی نے یکبارگی نقابدار قلندر پر حملہ کیا لشکر نقابدار بھی بڑھا ایک جانب
سے کرب غازی نے سوار کو مشت مار کر تیغ اُسکی لیکر اُسی کے مرکب پر سوار ہوکر لشکر کفار پر حملہ کیا لندھور نے بھی
اسیطرح پشت لشکر عدو پر حملہ کیا پہلوان عادی نے مع اپنے بھائیونکے اسیطور سے سوارونکو ہلاک کر کے اُنکی تلوارین
لیکر اُنکے گھوڑونپر سوار ہوکر قلب لشکر فوج عدو پر حملہ کیا ادھر مردمان نقابدار قلندر نے تلوارین کھینچکر سپرین تھا کر حملہ
کیا لڑائی ہونے لگی تلوار چلنے لگی تھوڑی دیر مین صدہا کفار قتل ہوئے آخر بہادران لشکر اسلام سے مقابلہ نکر سکے
بارادہ گریز پیچھے ہٹنے لگے بہادران لشکر اسلام نے تھوڑی دیر مین جملہ کفار کو تہ تیغ کیا کوئی تو لشکر مظفر فاریابی
سے زندہ نرہا جسوقت جملہ اعداے نابکار قتل ہو چکے نقابدار قلندر نے خزانہ و اسباب مظفر فاریابی کا اپنے قبضہ مین
کیا بارگاہ سلیمانی اور سرداران لشکر اسلام کو ہمراہ لیکر سوے قلعہ فاریاب روانہ ہوا اثناے راہ مین خواجہ عمرو سے
ملاقات ہوئی خواجہ نے کہا اے نقابدار قلندر جو خزانہ و اسباب مظفر فاریابی کا ہے وہ میرا ہے کیونکہ حمزہ صاحبقران
نے مجھسے یہ وعدہ کیا تھا کہ اے عمرو تمھاری تدبیر سے اگر یہ قلعہ فتح ہوگا تو خزانہ و مال و اسباب مظفر فاریابی کا
مین تمھین دونگا مین نے اس قلعہ کو اپنی تدبیر سے فتح کیا ہے بس جو خزانہ مال و اسباب تمنے لوٹا ہے اور تمھارے پاس
ہے میرے حوالہ کرو نقابدار قلندر نے یہ سنکر جواب دیا کہ یہ خزانہ و مال حق غازیونکا ہے عیارونکا اسمین حصہ نہین ہے غرض اسیطرح
کی باتین کرتا ہوا نقابدار سوے قلعہ جاتا تھا ناگاہ اثناے راہ مین دیکھا کہ امیر باتوقیر مع لشکر تشریف لاتے ہین نقابدار
نے امیر کو بصد ادب تسلیم کی پھر بارگاہ سلیمانی دی اور تمام حال بیان کیا بعد ازان مظفر فاریابی کو حوالے امیر کر کے
جانے لگا امیر نے پوچھا تمھارا نام کیا ہے نقابدار قلندر نے عرض کیا نام اپنا سمرقند مین بتاؤنگا یہ کہکر نقابدار
قلندر چلا خواجہ نے کہا اے نقابدار کیا تو خزانہ و مال لے ہی جائیگا مجھے نہ دیگا فقراکو تو لازم ہے کہ قناعت کرین مال و
زر کی خواہش نکرین تو کیسا فقیر ہے کہ روپیہ سے محبت رکھتا ہے میرا حق چھینے لیتا ہے نقابدار نے مسکراکر کل مال و خزانہ
مظفر فاریابی کا خواجہ کو دیدیا خواجہ نے خوش ہوکر کہا جیسا فقیر و سخی مین نے تجھے دیکھا ایسا کسی فقیر کو سخی نہین
دیکھا نقابدار قلندر تو سوے صحرا مع اپنی فوج کے چلا گیا خواجہ نے تمام مال و زر بند زنبیل کیا امیر نے اسی جگہ مقام کر کے
مظفر فاریابی کو بُلایا جب وہ قریب آیا امیر باتوقیر نے اُس سے فرمایا اے مظفر تو نے اپنی مکاری کا نتیجہ دیکھا اب بھی خیر ہے
کہ اگر صدق دل سے مسلمان ہو تو مین تجھے رہا کر دون مظفر فاریابی نے کہا اے امیر باتوقیر جو کچھ میری تقدیر مین تھا وہ
ہوا مگر اب صدق دل سے مسلمان ہوتا ہون اب کوئی مکر و فریب نکرونگا یہ کہکر روبروے امیر کلمہ شہادت اپنی زبان پر
جاری کیا حمزہ صاحبقران نے فوراً اُسے رہا کر دیا مظفر فاریابی قدم امیر پر گرا امیر نے سر اُسکا اُٹھا کر اپنے سینے سے
لگایا الطاف و مہربانی سے سرفراز کیا بارگاہ سلیمانی مین اُسے جگہ بیٹھنے کو دی مظفر فاریابی نے چندروز مین اسقدر
فرمانبرداری و اطاعت امیر باتوقیر کی کہ امیر مثقال شاہ کے مانند اُسے سمجھنے لگے جسطرح مثقال شاہ شرف مصاحبت
امیر سے سرفراز تھا اسیطرح مظفر فاریابی عہدہ مصاحبت امیر سے ممتاز ہوا اکثر خدمت امیر مین شب و روز حاضر رہنے لگا

ایک روز ہنگام شب امیر نے مظفر فاریابی سے فرمایا اے مظفر آج تم اپنے خیمے مین نجاؤ ہماری ہی بارگاہ مین سو رہو مظفر نے عرض کیا بہت بہتر مین اپنے خیمے مین نجاؤنگا یہ کہکر مظفر امیر سے باتین کیا کیا جب نصف شب گذری امیر مائل بہ خواب ہوے آخر امیر نے مسہری پر آرام کیا مظفر فاریابی بھی اُسی بارگاہ مین علیحدہ لیٹا مظفر فاریابی کو یقین ہوا کہ امیر سوتے ہین آہستہ اُٹھکر تلوار کھینچکر چاہتا تھا کہ امیر پر تلوار لگائے ناگاہ امیر بیدار ہوے مظفر فاریابی تلوار سے قنات چاک کرکے بھاگا امیر نے مقبل کو پکارا مقبل وفادار حاضر ہوا امیر نے تمام حال بیان کیا مقبل و سرداران لشکر عقب مظفر فاریابی روانہ ہوے بعد تھوڑی راہ طے کرنے کے مظفر راہ مین ملا مقبل نے اُسے دیکھکر نعرہ کرکے اسکے سر پر تلوار لگائی مظفر فاریابی نے ہاتھ اپنا بجاے سپر اُٹھایا تلوار جو ہاتھ پر پڑی ہاتھ کٹکر زمین پر گرا مظفر فاریابی زخمی ہوکر وہانسے اسطرح بھاگا کہ مقبل وغیرہ کے ہاتھ نہ آیا احوال اسکا پھر لکھا جائیگا

ذکر حالات شاہزادہ علمشاہ و ذکر قیماس خان خاوری بیان کیا جاتا ہے

محرران بیمثال اس داستان نادر کو اس طرح تحریر کرتے ہین کہ ایک روز علمشاہ چند آدمیونکو اپنے ہمراہ لیکر بہلے شکار صحراے سبزہ زار مین گئے بعد شکار کرنے طائرون اور چرپاؤن کے علمشاہ نے دیکھا صحراے سبزہ زار مین ایک بارگاہ ایستادہ ہے کچھ سوار اور پیادے اُترے ہوے ہین علمشاہ نے ایک سوار سے پوچھا یہ بارگاہ کس کی ہے سوار نے جوابدیا یہ بارگاہ وزیر ترک توسن ملیطاقی کی ہے نام اسکا احرم ملیطاقی ہے ایک نامہ ترک توسن ملیطاقی و نامہ دیگر صلصال بن دال کا لیکر آیا ہے اور ایک امر کیواسطے اور بھی آیا ہے علمشاہ نے پوچھا وہ امر کیا ہے سوار نے کہا واسطے لینے ملکہ خورشید خاوری کے آیا ہے کل ہنگام سحر روبروے خسرو خاوری جائیگا علمشاہ تمام احوال سُنکے صحراے سبزہ زار سے باغ مین آئے ہنگام شب حسب دستور ملکہ خورشید خاوری باغ مین آکر پہلوے علمشاہ مین بیٹھی بعد تھوڑی دیر ملکہ نے کشتی شراب کی طلب کی کنیزین کشتی شراب لے آئین ملکہ نے شیشہ اُٹھاکر جام بلورین مین شراب بھری پھر وہ جام شراب علمشاہ کو دینے لگی علمشاہ نے کہا اے ملکہ اگر تم ہمسے الفت رکھتی ہو تو ہمارا مذہب بھی اختیار کرو ملکہ نے پوچھا تمھارا دین کیا ہے علمشاہ نے جوابدیا ہمارا دین اسلام ہے ملکہ نے بوجہ الفت و محبت کے کہا اگر تمھاری یہی خوشی ہے تو مجھے مسلمان کرو علمشاہ نے خوش ہوکر ملکہ کو کلمہ پڑھایا ملکہ کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوئی علمشاہ نے جام مے ملکہ کے ہاتھ سے لیکر شراب پی پھر شراب شیشے سے جام مین انڈیل کر جام مے ملکہ کو دیا ملکہ نے بھی بعد عذر بسیار شراب پی اسیطرح چند جام شراب باہم پیے جب علمشاہ کو نشہ ہوا ملکہ سے کہا اے ملکہ آج مین براے شکار صحرا مین گیا تھا وہان مین نے دیکھا ایک بارگاہ ایستادہ ہے تھوڑی فوج اُتری ہے ایک سوار سے جو پوچھا معلوم ہوا کہ احرم ملیطاقی وزیر ترک توسن ملیطاقی کا دو نامے لیکر آیا ہے ایک نامہ صلصال کا اور دوسرا نامہ ترک توسن ملیطاقی کا ہے اور آنا اسکا محض اسواسطے ہے کہ تمھین ترک توسن ملیطاقی کے پاس لیجائے تو مین ابھی سے تمسے کہے دیتا ہون کہ اگر تمھارے والد یا تمھارے بھائیون نے تمھین اس وزیر نابکار کے ہمراہ روانہ کردیا تو مجھے نہایت صدمہ ہوگا اور مین وزیر مذکور کو مار ڈالونگا ملکہ خورشید خاوری نے ہنسکر جوابدیا کہ اگر احرم ملیطاقی آیا ہے تو کیا اندیشہ ہے میرے والد اور میرے بھائی ہرگز مجھکو اُس وزیر کے ہمراہ روانہ نکرینگے تم ہنگام صبح میرے والد کے دربار مین ضرور جانا جو مین کہتی ہون اپنی آنکھونسے دیکھ لینا علمشاہ یہ سُنکے خاموش رہے ملکہ خورشید خاوری بعد تھوڑی دیر کے علمشاہ سے رخصت ہوکر چلی گئی علمشاہ نے وہ شب بفکر و تردد سحر کی ہنگام سحر علمشاہ ہمراہ شیخ لدھا کے دربار خسرو خاوری مین گئے اور بعد تسلیم و آداب قیماس خان کے قریب جاکر ٹھہرے ناگاہ دربارگاہ خسرو خاوری پر

شور و غل ہوا قیماس خان نے اپنے ملازمونسے کہا جاکر دریافت کرو یہ شور و غل کیسا ہی ملازم گئے اور جلد تر آکر عرض کرنے لگے
احرم یلطاقی وزیر ترک توسن یلطاقی دربارگاہ پر مع فوج قلیل آیا ہی ایک محافہ بھی اُسکے ہمراہ ہی امیدوار ملازمت ہی
خسرو خاوری نے حکم دیا جلد احرم یلطاقی کو ہمارے روبرو لے آؤ ملازم گئے اور اُسے لے آئے وزیر ترک توسن یلطاقی نے موافق
قاعدہ خسرو خاوری کو تسلیم کی بعدہ وہ دونون نامے پیش کیے گئے خسرو خاوری نے موافق اُسکی عزت کے اُسے بٹھایا
بعدہ اُن نامونکو پڑھوایا مضمون ہر دو نامہ مذکور کا یہی تھا کہ ای خسرو خاوری تمنے پہلے فولاد زنگی کو ہلاک کرایا بلکہ خورشید
خاوری کو سوار کرکے نہ بھیجا اب ہمنے وزیر احرم یلطاقی کو روانہ کیا ہی تمکو لازم ہی کہ اپنی دختر کو فوراً محافہ مین سوار کرکے
بھیجدو تاکید جانو یہی تمھارے حق مین بہتر ہی جسوقت قیماس خان نے عبارت نامہ سُنی نہایت غصہ آیا وزیر مذکور سے مخاطب ہوکر کہا
ترک توسن یلطاقی باربار کیون نامہ بھیجتا ہی ہم ہرگز اُسکا کہنا نہ مانینگے احرم یلطاقی نے کچھ بیہودہ تقریر کی قیماس خان نے اُسے بخوبی
زدوکوب کرکے دربار سے نکلوا دیا وزیر مذکور خاور سے خدمت ترک توسن یلطاقی مین چلا علمشاہ یہ احوال دیکھکر خوش
ہوے بعد تھوڑی دیر کے چند مردم دربارگاہ خسرو خاوری پر حاضر ہوے اور دربانوسے کہنے لگے ہماری جانب سے یہ عرض
کرو کہ چند کس امیدوار ہین کہ دربار حضور مین حاضر ہوکر کچھ عرض کرین دربانون نے عرض بیگی سے کہا اُسنے خسرو خاوری سے عرض
کیا خسرو خاوری نے حکم دیا اُنھین بلالو ملازمان خسرو خاوری نے اُن اشخاص کو دربار مین بلایا جب وہ دربار مین آئے سب نے
بصد ادب برائے تسلیم سر جھکائے خسرو خاوری نے موافق اُنکے رتبہ و مرتبہ کے اُنھین اشارہ بیٹھنے کا کیا وہ اشخاص بیٹھ گئے
خسرو خاوری نے اُنسے پوچھا تم کیون آئے ہو اُنھون نے عرض کیا ہم ایک کمان لیکر آئے ہین یہ کمان تمغاج خان ترک خطائی
کی ہی کسی سے کھنچ نہین سکتی ہمنے قیماس خان کے پاس بدست ہمارے روانہ کی ہی اور کہا ہی قیماس خان کو بھی دعویٰ دلیری کا ہی بس اس
کمان کو کھینچین یہ کہکر وہ اشخاص خاموش ہوے تھے کہ قیماس خان نے ارادہ کمان طلب کرنے کا کیا ناگاہ علمشاہ نے اُن اشخاص
سے کہا وہ کمان کمان ہی ذرا دیکھین انھون نے کمان مذکور علمشاہ کو دی علمشاہ نے جو اس کمان کو کھینچا کمان کے کئی ٹکڑے ہو گئے
وہ اشخاص اور قیماس خان اور جملہ اہل دربار یہ قوت و زور دیکھکر نہایت متحیر ہوے بعد حیرت بسیار قیماس خان نے خوش
ہوکر علمشاہ کو خلعت فاخرہ دیا اور شیخ لدھا کو بھی موافق اُسکے رتبہ کے انعام دیا پھر قیماس خان نے کہا ای مہران بخت
تمنے یہ سخت کمان توڑ ڈالی علمشاہ نے کہ نام انکا یہان مہران بخت ہی کہا ای شاہزادہ ذیجاہ یہ تو کمان کچھ سخت نہ تھی نہایت
نرم اور بودی تھی آپنے ملاحظہ کیا کہ ذرا سے کھینچنے مین اس کمان کے کئی ٹکڑے ہو گئے قیماس خان نے بعد خلعت دینے کے مہران بخت کو کرسی
بیٹھنے کو دی علمشاہ بالاے کرسی زرنگار بیٹھے وہ اشخاص ٹکڑے کمان کے اُٹھاکر دربار سے اُٹھکر سوے تمغاج خان روانہ ہوے
بعد جانے اشخاص مندرجہ کے یزک خطائی کہ یہ عیار نہایت ہوشیار او فن عیاری مین کامل و اکمل ہی نامہ صلصال بن زال لایا
خسرو خاوری کو اُسکے آنیکی اطلاع ہوئی خسرو خاوری نے اپنے روبرو اُسے بلایا اُسنے باادب سلام کرکے نامہ صلصال قیماس خان
خاوری کو دیا قیماس خان نے کہا بیٹھ جاؤ یزک خطائی ایک کرسی چوبی پر بیٹھ گیا قیماس خان نے نامہ پڑھوایا مضمون نامہ
یہ تھا کہ ای قیماس خان عرضی تمھاری احمار خاوری لیکر یہان آیا ہی اُسکے آنے سے کچھ فائدہ متصور نہین ہی فی زمانا بادشاہ
نوشیروان حمزہ صاحبقران سے شکست کھاکر بلخ مین آئے تھے ہمنے سنا ہی کہ شاہان بلخ بھی مسلمان ہو گئے شہنشاہ قلعہ فاریاب
کی راہ طی کرکے ہمارے قلمرو مین آگئے ہین قریب ہی کہ وہ ہم تک پہونچین پس تمکو لازم ہی کہ بمجرد پہونچنے ہمارے نامہ کے مع
لشکر روانہ ہوکر ہمارے پاس آؤ حمزہ صاحبقران لشکر لیے چلے آتے ہین انھین روکو ترکستان مین نہ آنے دو اس تھوڑے
لکھے ہوے کو بہت جانو قیماس خان نے مضمون نامہ سے آگاہ ہوکر حکم دیا جلد ہمارے لشکر کے جوان مسلح ہون حسب الحکم
لشکری بلد مسلح ہوے قیماس خان نے مرکب رہوار کا طلب کیا جب مرکب کو زین و لجام سے آراستہ کرکے ملازم لائے قیماس خان نے

ہین وبسیار اپنے ملازمون کیطرف باین خیال دیکھا کہ اب مجھے مرکب پر سوار کرین ناظرین پر واضح ہو کہ قیماس خان ہر وقت نشۂ شراب مین رہتا ہو شراب بکثرت پیتا ہو اور اسقدر تن و توش اور قد و قامت رکھتا ہو کہ سو آدمی قوی ملکر بمشکل اسکو مرکب پر سوار کرتے ہین الغرض سو آدمی واسطے سوار کرنے قیماس خان کے اُٹھے اور ہر ایک نے بقوت تمام زور کر کے شانہ و بازو قیماس خان کا پکڑ کر چاہا کہ قیماس خان کو اُٹھا کر پشت فرس پر بٹھائین لیکن قیماس خان اچھی طرح اپنی جگہ سے نہ اُٹھا جملہ مردمان کو پسینہ آگیا ہانپنے لگے مہران بخت یعنی علمشاہ نے جو یہ حال دیکھا اُن سو آدمیو نسے کہا تم ہٹجاؤ مین شاہزادہ کو گھوڑے پر سوار کر دونگا ہر ایک شخص گفتگوے مہران بخت سُنکے متبسم ہوا اور دل مین خیال کرنے لگا ہم سو آدمیون سے تو قیماس خان اپنی جگہ سے اچھی طرح اُٹھ نہین سکتا ہو یہ ایسے شجاع ہین کہ تنہا قیماس خان کو اُٹھا کر مرکب پر سوار کر دینگے یہ خیال کر کے ہر ایک نے کہا اے مہران بخت کیا کہتے ہو کیا اسوقت نشۂ شراب زیادہ ہو مہران بخت نے جواب دیا مین سچ کہتا ہون تنہا بسہولیت شاہزادے کو مرکب پر سوار کر دونگا مجکو نشۂ شراب نہین ہو یہ سُنکے وہ سو آدمی جدا ہوے مہران بخت نے قیماس خان کو بصورت طفل ناتوان اُٹھا کر ایک لمحہ مین پشت فرس پر بٹھا دیا وہ سو آدمی یہ زور و قوت مہران بخت کی دیکھکر بدرجہ کمال حیران ہوے خصوصاً قیماس خان از حد متحیر ہوا تا دیر مہران بخت کو دیکھا کیا آخر اپنے پدر خسرو خاوری سے کہنے لگا مین تو خدمت صلصال مین جاتا ہون مہران بخت کو آپ کے حوالے کیے جاتا ہون اس جوان کو بعزت و حرمت اور بآرام تمام رکھیے گا یہ کہکر قیماس خان لشکر کو ہمراہ لیکر جانب ترکستان روانہ ہوا ترک خطائی بھی خسرو خاوری سے رخصت ہوکر تسلیم کر کے بعد عجلت جانب ترکستان روانہ ہوا اور قبل پہونچنے قیماس خان خاوری کے خدمت صلصال مین پہونچکر عرض کرنے لگا کہ قیماس خان خاوری بموجب حکم حضور خاور سے روانہ ہوے ہین اثناے راہ مین ہین مین چونکہ تیز رو ہون اس وجہ سے قبل اُنکے حاضر خدمت ہوا ہون صلصال بن دال عرض ترک خطائی سُن کے خاموش ہو رہا

داخل ہونا نوشیروان کا سمرقند مین اور نامہ روانہ کرنا صلصال کا طول مست آبلہ روے حاکم سمرقند کو اور ذکر طہماسپ ترک تجندی اور جنگ کرنا پہلوان عادی و فرامرز مغربی کا طہماسپ تجندی سے اور حال حمزہ صاحبقران وغیرہ کا

راویان شیرین زبان اس داستان کو یون بیان کرتے ہین کہ جب نوشیروان صعوبات راہ اُٹھا کر نواحی سمرقند مین پہونچا والی سمرقند یعنے طول مست آبلہ روے براے استقبال نوشیروان مع فوج شہر سے باہر نکلا اور دو فرسخ راہ طے کر کے استقبال نوشیروان کا کر کے عرض کرنے لگا خوشا قسمت میرے اور زہے مقدر میرے کہ آپ میرے ملک مین تشریف لاے افسوس تمام ممالک پر آپکے حمزہ صاحبقران نے قبضہ اپنا کر لیا اور اب بھی وہ آپکے تعاقب مین آتے ہین خیر اگر آتے ہین تو مین اُنسے حتی الامکان مقابلہ کرونگا آپ میرے ملک مین تشریف لاے ہین تو چندے قیام فرمایے میری جانبازی و سرفروشی کا تماشا دیکھیے نوشیروان نے ایک آہ سرد بھر کے جواب دیا میرا یہان ٹھہرنا میرے نزدیک اچھا نہین ہو کیونکہ حمزہ صاحبقران میرے تعاقب مین آتے ہین بڑے بڑے نامی سرداران لشکر اُنکے ہمراہ ہین علاوہ سردارونکے لشکر عظیم اُنکے ساتھ ہو تم اُنسے کیا مقابلہ کر سکوگے اب مین سوے ترکستان جاؤنگا صلصال بن دال سے ملاقات کرونگا تمام سرگذشت اپنی اُس سے بیان کرونگا ابھی نوشیروان یہ باتین کر رہا تھا اور طول مست آبلہ روے سُن رہا تھا ناگاہ سوے صحرا غبار بلند ہوا نوشیروان اور بختک وغیرہ جانب غبار دیکھنے لگے جب غبار ہوا سے مرتفع ہوا سب نے دیکھا کہ طہماسپ ترک تجندی بجمعیت چہل ہزار سواران جرار آتا ہو چہرے

اسکے آثار شجاعت عیان ہین واضح ہو کہ مطیعان صلصال صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو فرزند صلصال و
سرداران لشکر صلصال مین ہر چند کہ سب علی قدر مراتب جری و بہادر ہین مگر چار شاہ و شاہزادے مطیعان
صلصال سے نہایت شجاع ہین صلصال بن دال انہین نہایت عزت و حرمت سے اپنے دربار مین بٹھاتا
ہی یعنے اپنے تخت کے برابر اُنھین ڈنگلون پر بٹھاتا ہی اول اُن چارون مین سے قیماس خان خاوری
ہی دوسرا جری اُنہین سے تمغاج خان ترک خطائی ہی تیسرا بہادر اُنہین سے ترک توسن یلطاقی ہی اور
چوتھا اُنہین سے طہماسپ ترک تجندی ہی جسکا قبل اسکے ذکر کیا ہی اور اب بھی حال اُسکا لکھا جاتا ہی غرض
جب طہماسپ ترک تجندی قریب نوشیروان آیا گھوڑے سے اُترکر بصد ادب برائے تسلیم اُسنے سر جھکایا نوشیروان
نے سلام اُسکا لیکر طول مست آبلہ رو سے کہا اب مین جانب ترکستان جاتا ہون مجکو حمزہ سے خوف ہی ایسا نہو
کہ وہ آجائے طہماسپ ترک تجندی نے عرض کیا ای شہنشاہ آپ پریشان خاطر نہون مین تو حاضر خدمت ہون
کیا مجال کسی کی جو بغیر اجازت حضور یہان آسکے ہنوز طہماسپ ترک تجندی نوشیروان سے عرض کر رہا تھا
کہ یکایک سامنے سے یزک خطائی ظاہر ہوا اُسنے قریب آکر نوشیروان اور طول مست آبلہ رو کو تسلیم کی اور
نامہ صلصال بن دال کا طول مست آبلہ رو کو دیا طول مست نے نامہ صلصال بصد تکریم و تعظیم لیا
بعد ازان عبارت نامہ پڑھی مضمون نامہ یہ تھا کہ ای طول مست آبلہ رو تمھین اور جملہ ہمارے مطیعون کو
واجب و لازم ہی کہ شہنشاہ نوشیروان کی حتی الامکان مدد و اعانت کرین اور بخوبی تمام اس امر مین کوشش
وسعی کرین اور نوشیروان کو بآرام تمام رکھین جسوقت حمزہ صاحبقران ہمارے قلمرو مین قدم رکھین اُنکو اور
جملہ اُنکے ہمراہیونکو تہ تیغ کرین بعد ازان نوشیروان کو اُنکے ممالک پر از سر نو قابض و متصرف کرادین چونکہ ہمنے سنا ہی
کہ حمزہ صاحبقران اسطرف آتے ہین لہذا تمھین لکھا جاتا ہی کہ جسبر جیحون پر سے حمزہ صاحبقران کو گذرنے نہ دینا
دلیرانہ اُنھین روکنا اگر وہ لڑین خون اُنکا آب جیحون مین گرانا خبردار اس امر مین غفلت نہ کرنا جب اس مضمون
نامہ سے نوشیروان آگاہ ہوا دل مین خوش ہوا طول مست آبلہ رو اور طہماسپ ترک تجندی نے
عرض کیا کہ ای شہنشاہ اب تو آپکو یہان سے جانا کسی طرح مناسب نہین ہی عبارت نامہ شہنشاہ صلصال آپنے
سُنی آپ کے بارے مین ہمین کسدرجہ تاکید لکھی ہی نوشیروان نے کہا اچھا صلصال نے میرے بارے مین تمھین خوب
لکھا ہی موافق حکم صلصال تم عمل کرو مین یہان قیام کرتا ہون یہ کہکر نوشیروان ہمراہ طول مست آبلہ رو
شہر سمرقند کیطرف چلا یزک خطائی نامہ دیکر سوے ترکستان گیا اور جلد راہ طی کرکے خدمت صلصال
مین پہونچا اور تمام حال نوشیروان وغیرہ کا جو کچھ دیکھا تھا بیان کیا طول مست تو نوشیروان کو سمرقند
مین لایا اور دعوت و ضیافت مین مصروف ہوا لیکن طہماسپ تجندی نے طول مست آبلہ رو سے
مشورہ کرکے کہا بالفعل مین جاکر جیحون کے پل کا بندوبست کرتا ہون راستہ روکتا ہون پھر بروقت تم
بھی شریک ہونا یہ کہکر طہماسپ ترک تجندی مع اپنے لشکر کے جسبر جیحون پر گیا کنارۂ دریا بارگاہ ایستادہ کی
خیام برپا ہوے طہماسپ ترک تجندی راستہ روک کر وہان مقیم ہوا اسے تو کنارۂ دریا پر چھوڑا جاتا ہی
اور اب حال حمزہ صاحبقران کا لکھا جاتا ہی کہ جب مظفر فاریابی ہنگام شب بارگاہ امیر سے نکل کر
بھاگا اور مقبل وفادار نے اُسکا ایک ہاتھ تلوار سے کاٹا مظفر فاریابی تو بھاگ کر سوے صحرا گیا لیکن
مقبل وغیرہ فرمانبرداران امیر خدمت حمزہ صاحبقران مین آئے اور تمام حال مظفر فاریابی کا

عرض کیا جب وہ شب بسر ہوئی صبح کو حمزۂ صاحبقران نے جواسیس سے سُنا کہ جسر جیحون پر طہماسپ ترک تجندی مع لشکر مقیم ہو راستہ اُسنے روکا ہو یہ خبر سُنکے امیر نے پہلوان عادی کو اثاثہ بارگاہ سلیمانی کا حوالے کر کے جانب جسر جیحون روانہ کیا جب اتنی دیر ہوئی کہ دو تین فرسخ پہلوان عادی چلا گیا اُس وقت امیر نے خیال کیا کسی سردار کو برائے مدد پہلوان عادی روانہ کرنا چاہیے ایسا نہو کہ طہماسپ ترک تجندی پہلوان عادی سے لڑکر بارگاہ سلیمانی چھین لے یہ خیال کر کے امیر باتوقیر نے کاسۂ عفریت مین شربت منگوا کر درمیان مین جملہ سرداران لشکر کے رکھا اور فرمایا سب مین کون ایسا بہادر ہو کہ اس جام شربت کو پیے اور برائے مدد پہلوان عادی یہانسے روانہ ہو ہنوز حمزۂ صاحبقران یہ فرماکر خاموش ہوے تھے کہ فرامرز عادمغربی اور ہلال شاہ عادمغربی نے اُٹھکر عرض کیا کہ ہم جائینگے اور حکم آپ کا بجا لائینگے امیر باتوقیر نے فرمایا اچھا جاؤ فرامرز عادمغربی نے تھوڑا سا شربت پیکر حکم دیا کہ جلد تر ہمارے ملازم مسلح ہون بموجب حکم جملہ سواران فوج ہلال شاہ مغربی مسلح ہوے ہلال شاہ بالاے تخت بیٹھا فرامرز عادمغربی مرکب پر سوار ہوا ڈنکے پر چوب لگائی گئی باجے جنگی بجائے گئے علم ہاے لشکر جلوہ گر ہوے نشان لشکر آگے بڑھا سواری شاہ و شاہزادہ مذکور جانب جسر جیحون روانہ ہوئی دو لاکھ سواران جرار ہمراہ رکاب ہوے بعد جانے ہلال شاہ مغربی اور فرامرز عادمغربی کے حمزۂ صاحبقران بھی مع کل لشکر سمت جسر جیحون روانہ ہوے ان سبکو اثناے راہ مین بالفعل چھوڑا جاتا ہو مگر اب حوال پہلوان عادی کا تحریر کیا جاتا ہو کہ پہلوان عادی جو اپنے بھائیون اور اپنے لشکر کے ہمراہ اثاثہ بارگاہ سلیمانی کا لیکر روانہ ہوا تھا بعد طے کرنے راہ کے قریب جسر جیحون پہونچا طول مسافت بلا روبہ خبر سُنکے دو لاکھ سوارونکی جمعیت سے مع نوشیروان و بختک جسر جیحون پر آیا طہماسپ ترک تجندی اُسے دیکھکر خوش ہوا پھر دونون نے اپنے اپنے لشکر کی جسر جیحون پر صف آرائی کی اسی دیر مین پہلوان عادی کنارے جیحون کے پہونچا طہماسپ ترک تجندی سد راہ ہوا پہلوان عادی نے کہا ہٹجا تو مجھے نہ روکو ورنہ مین تمھین قتل کرونگا طہماسپ ترک تجندی نے جواب دیا خبردار آگے قدم نہ بڑھانا حکم شہنشاہ صلصال نہین ہو پہلوان عادی نے برہم ہوکر جواب دیا مین صلصال بن دال کو نہین جانتا اُسکا حکم نہین مانتا وہ کون نابکار ہو جسکے حکم سے تم مجھے روکتے ہو جانتے ہو مجھے کہ مین کون ہون اگر نہین جانتے تو سُنو مین برادر حمزۂ صاحبقران ہون مقدمۃ الجیش ہون ہمراہ میرے بارگاہ سلیمانی ہو مین ضرور اسی راہ سے سوے ترکستان جاؤنگا تمھارے روکے سے کبھی نہ رکونگا جب یہ گفتگو پہلوان عادی نے کی طہماسپ ترک تجندی کو غصہ آیا مرکب اپنا آگے بڑھاکر تیغہ گرانبار کھینچکر نعرہ کر کے تیغہ سر عادی پر لگایا پہلوان عادی نے جلد سپر پشت سے لیکر سر کو تو سپر سے بچایا پیٹ کو ہر چند بچایا مگر نہ بچا تیغہ گوشۂ سپر کاٹ کر شکم پر پڑا پیٹ پہلوان عادی کا پھٹ گیا آنتین نکل آئین خون شکم سے نکلنے لگا برادران پہلوان عادی یہ حال دیکھکر برائے مدد برادر آگے بڑھے تھے ناگاہ فرامرز عادمغربی ہمراہ اپنے پدر ہلال شاہ مغربی کے دو لاکھ سواران جرار کی جمعیت سے ظاہر ہوا دور سے پہلوان عادی کو زخمی دیکھکر جلد تر مرکب کو بڑھاکر جسر جیحون کے قریب پہونچا طہماسپ ترک تجندی نے ارادہ کیا تھا کہ سر پہلوان عادی کا تن سے جدا کرے یکایک فرامرز عادمغربی نے جسر جیحون پر پہونچکر نعرہ کیا او نابکار خبردار سر پہلوان عادی تیغ سے جدا نکرنا مین آپہونچا مجھسے مقابلہ کر طہماسپ ترک تجندی جانب فرامرز عادمغربی متوجہ ہوا تھا کہ سوے صحرا گرد عظیم بلند ہوئی طہماسپ ترک تجندی سوے غبار دیکھنے لگا جب

وہ غبار ہوا سے دفع ہوا دیکھا اُسنے لشکر گران مثل دریاے ناپیدا کنار بڑھتا ہوا چلا آتا ہے لشکر مین ہر ایک سردار رشک رستم
و اسفندیار ہے جب وہ لشکر حمزہ کنارہ دریا صف آرا ہو چکا اور برادران پہلوان عادی کو اُٹھا کر لیگئے طہماسپ
ترک خجندی نے گرز گرانبار جس سے روح سام بھی پناہ مانگے اور اُسکی ضرب سے جگر کوہ تھرا جائے اُٹھا کر گردش
دیکر رکابون پر قدم جما کر بقوت تمام تر سر فرامرز عاد مغربی پر مارا فرامرز نے گرز پر اُسکے گرز کو روکا گھوڑون کے
قدم زمین مین دھنس گئے غبار بلند ہوا چونکہ جسر جیحون پر لڑائی ہو رہی تھی پل جیحون کا تھرا گیا بعد گرز لگانے کے
طہماسپ ترک خجندی نے بے اختیار کہا وہ مارا مین نے اپنے عدو کو جب غبار رفع ہوا طہماسپ ترک
خجندی نے دیکھا کہ فرامرز عاد مغربی زندہ ہے بالاے مرکب بیٹھا ہے ہاتھ مین گرز ہے فرامرز کو دیکھکر طہماسپ
حیران ہوا اپنے دل مین خیال کرنے لگا اگر یہ گرز اپنا مین پہاڑ پر مارتا تو پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جاتا اس جوان کا
کام ہی تمام نہ ہوا طہماسپ یہ خیال کر رہا تھا کہ فرامرز عاد مغربی نے کہا بیت تو ضربے زدی ضرب
من نوش کن ؛ ہمہ شادی از دل فراموش کن ؛ یہ کہکر فرامرز عاد مغربی نے بس رکابون پر قدم خوب
جما کر گرز کو دونون ہاتھون مین تھام کر گردش دیکر نعرہ کرکے سر طہماسپ مذکور پر لگایا طہماسپ نے بھی دلیرانہ
گرز کو اپنے گرز پر روکا ایسا ایک تڑاکا ہوا گویا دو پہاڑ باہم ٹکرائے اُسوقت جسر جیحون اس درجہ تھرایا گویا
زلزلہ آیا طہماسپ نے ہرچند گرز کو روکا مگر وہ سینہ و شانے پر آگیا ساعد و بازو مین درد ہونے لگا ہمہ تن
غبار مین نہان ہو گیا حمزہ صاحبقران دونون دلیرون کی لڑائی دیکھ رہے تھے اور دونون کی تعریف
کرتے تھے سرداران اسلام و سواران لشکر و مردمان لشکر حریف سب جانب ہر دو جوان متوجہ تھے
دیکھ رہے تھے بعض اہل اسلام براے نصرت فرامرز عاد مغربی دعا کرتے تھے اکثر مردمان حریف واسطے
طہماسپ کے اپنے خداوندون سے طالب ظفر تھے الحاصل جب غبار دفع ہوا کسی قدر حواس درست
ہوے طہماسپ نے غضبناک ہو کر گرز کو مانند فیل سر فرامرز پر لگایا فرامرز نے دلیرانہ پھر اپنے گرز
پر اُسکے گرز کو روکا اب کی مرتبہ جسر جیحون کو اسقدر صدمہ پہونچا کہ کچھ مٹی اور کچھ اینٹین جسر کی پانی مین
گرین اور ہنگام ضرب گرز کی ایسی صدا بلند ہوئی گویا دو فیل باہم ٹکرائے بزدلون کے جگر تھرائے پھر فرامرز
بن ہلال شاہ مغربی نے از حد برہم ہو کر اچھی طرح رکابون پر قدم استوار رکھکر گرز گرانبار کو گردش
دے کر بتمامی قوت سر طہماسپ پر لگایا طہماسپ ترک خجندی نے اپنے گرز پر گرز فرامرز عاد
مغربی کو روکا راوی کہتا ہے کہ اُس وقت جسر جیحون کو ایسا صدمہ پہونچا اور اسقدر تھرایا کہ ٹوٹ کر
آب جیحون مین گرا چونکہ ہر دو دلیر بالاے جسر جیحون لڑ رہے تھے بوجہ گرنے اور ٹوٹ جانے جسر جیحون
کے یہ بھی آب جیحون مین گرے طوطول مست آبلہ رو وغیرہ تو طہماسپ ترک خجندی کے گرنے سے
مضطر و گریان ہوے اور حمزہ صاحبقران اور دیگر سرداران لشکر اسلام وغیرہ فرامرز عاد مغربی کو
آب جیحون مین گرتے ہوے دیکھکر پریشان خاطر ہوے آخر تاب ضبط نہ لا کر امیر با توقیر واسطے نکالنے
فرامرز عاد مغربی بجلد تر بڑھے اور تنگ کھول کر اشقر دیوزاد کو آب جیحون مین ڈالدیا اسوقت لندھور
نے بھی اسی طرح اپنا مرکب دریا مین ڈالا اُسوقت لندھور فیل پر سوار نہ تھا پھر مرکب کرب غازی نے
بھی تنگ کھول کر آب جیحون مین ڈالا پھر امیر وغیرہ جستجوے فرامرز عاد مغربی کرنے لگے چونکہ اسوقت
آفتاب نہان ہو گیا تھا تاریکی تھی ادھر طوطول مست آبلہ رونے اور سرداران لشکر اسلام نے جلدجلد

سامان روشنی کا کرکے کنارے دریا آئے اور روشنی مین طہماسپ ترک خجندی اور فرامرز عاد مغربی کو دیکھنے لگے چونکہ آب جیحون ازحد بہتا تھا فرامرز عاد مغربی اور طہماسپ ترک خجندی اور امیر بالوقیر وغیرہ آب دریا مین بہو بحکر دور تک بہگئے تھے کرب غازی اور طہماسپ دونون غوطے کھاتے تھے اور بہتے تھے کیونکہ دونو کے مرکب زیر ران سے نکل گئے تھے زور شور آب سے دریا مین بہ گئے تھے اور ہرچند لوگون نے روشنی مین دیکھا اور جال ڈالے گئے مگر کچھ فائدہ نہوا کوئی شخص نظر نہ آیا احوال ان سب کا انشاء اللہ آیندہ لکھا جائیگا

داستان راز عشق افشا ہونا ملکہ خورشید خاوری کا اور زخمی کرنا برادران قیماس خان کا علمشاہ کو اور آنا خاور مین ترک توسن یلطاقی کا برائے جنگ اور زخمی ہو کر دست علمشاہ سے بھاگنا پھر خسرو خاوری وغیرہ کا مسلمان ہونا اور عقد کرنا ملکہ خورشید خاوری کا علمشاہ سے

راوی شیرین سخن ایسا داستان کو یون بیان کرتا ہو کہ ایک شب حسب دستور ملکہ خورشید خاوری اپنے باغ مین آکر پہلوے علمشاہ مین بیٹھی بعد شغل بادہ کشی اختلاط باہم ہونے لگا باغ مین تو ملکہ خورشید خاوری پہلوے علمشاہ مین بیٹھی ہو اسے بیٹھا رہنے دیجیے مگر حال گلعذار دایہ خورشید خاوری کا سنیئے کہ اسکو کنیزان ملکہ سے حال عشق ملکہ خورشید خاوری جو معلوم ہوا بیتاب ہو کر اسی شب کو خدمت مادر ملکہ مین گئی اور بعد تسلیم دست بستہ عرض کرنے لگی اسوقت مجکو تخلیہ مین کچھ کہنا منظور ہو مادر ملکہ خورشید خاوری نے اُسے تخلیہ مین بلاکر پوچھا کیا کہتی ہو بیان کر دایہ مذکور نے عرض کیا مین نے سُنا ہو کہ حضور کی صاحبزادی ہر شب اپنے باغ مین جاتی ہین اور جہران بخت پسر شیخ لدھا کے پہلو مین بیٹھتی ہین باغبان بچہ پر عاشق ہوئی ہین اسوقت بھی باغ مین ضرور ہی اُسکے پہلو مین بیٹھی ہونگی بس مین نے حضور کو اطلاع دیدی ہو حضور کچھ اسکا تدارک کرین مادر ملکہ نے کہا ای گلعذار تو ٹھہر جا ابھی بجانا دایہ ٹھہر گئی ادہر خسرو خاوری دربار برخاست کرکے محل مین آچکا تھا مادر ملکہ خورشید خاوری نے خسرو خاوری سے تمام احوال جو دایہ سے سُنا تھا بیان کیا اور کہا اگر چندے اس امر مین غفلت کیجائیگی تو بدنامی دور تک پہونچیگی ابھی سے ایسی تدبیر کرنا چاہیے کہ آبرو مین خلل نہ آئے ذلت و رسوائی نہو خسرو خاوری یہ حال سُنکے نہایت برہم ہوا اور اُسیوقت خسرو خاوری نے دایہ گلعذار کو ہلاک کرکے اپنے فرزندونکو طلب کیا جب تینون فرزند حاضر خدمت ہوے خسرو خاوری نے کہا ای فرزند و تمھارے بھائی قیماس خان خاوری تو سوے ترکستان گئے ہین اُنکے ملازم جہران بخت نے نہایت نمک حرامی پر کمر باندھی ہو تمھاری ہمشیرہ سے اُسنے آشنائی کی ہو لہذا تمکو لازم ہو کہ اسیوقت اپنی ہمشیرہ کے باغ مین جاؤ جہران بخت کو قتل کرو اور جملہ کنیزان خورشید خاوری کو تہ تیغ کرو تاکہ یہ بات مشہور نہو نہ پہنچے برادران ملکہ خورشید خاوری یہ احوال سُنکے کثرت غیظ سے کانپنے لگے اور اُسیوقت جانب باغ روانہ ہوے جب باغ مین گئے دیکھا جہران بخت نشہ شراب مین مدہوش پہلوے خورشید خاوری مین بیٹھا ہو برادران ملکہ عقب سے آکر تلوارین کھینچ کر جہران بخت پر لگانے لگے ملکہ خورشید خاوری یہ حال دیکھکر زار زار رونے لگی پھر خوف سے بھائیون کے گوشہ باغ مین جاکر مخفی ہوئی اپنے بھائیون کو سخت سُست کہنے لگی کنیزین چلانے لگین تھوڑی دیر مین برادران ملکہ نے جہران بخت کو سرا پا زخمی کیا اور ایک تلوار گردن پر ایسی لگائی کہ فقط شہرگ باقی رہگئی باقی تمام گردن کٹ گئی علمشاہ کثرت جراحت سے گرا برادران ملکہ کو یقین ہوا کہ جہران بخت ہلاک ہو گیا اُسوقت ہر سہ برادران ملکہ خورشید خاوری نے اُن کنیزونکو جو باغ

مین موجود تھین سبکو قتل کیا کنیزونکو تو گوشہ باغ مین ڈالدیا مگر مہران بخت نے علمشاہ کو ایک چادر مین باندھکر
باغ سے نکل کر بیرون شہر چلے جب قریب قصبۂ اقمش کندی کے پہونچے ایک غار مین مع چادر علمشاہ کو ڈالکر پھر
باغ مین آئے شیخ لدھا کو بھی قتل کیا بعدہ اپنی بہن ملکہ خورشید خاوری کو باغ سے سوار کرکے لیگئے جب ملکہ داخل
محل ہوئی پدر و مادر نے ملکہ کو نہایت سخت و سست کہا ملکہ نے کچھ جواب نہ دیا پھر برادران ملکہ نے اپنے پدر و
مادر سے تخلیہ مین تمام احوال مہران بخت اور کنیزون کا بیان کیا تاکہ محل مین اور باہر یہ امر کسی زن و مرد پر ظاہر
نہو اُس روز سے ملکہ خورشید خاوری تنہائی مین خیال علمشاہ مین رویا کرتی تھی چہرہ کثرت رنج سے زرد
ہوگیا تھا غذا اکثر اوقات تناول نہین کرتی تھی رات اور دن رویا کرتی تھی نہایت نحیف و لاغر ہوگئی تھی خواتین
ملازم محل حال ملکہ دیکھکر پریشان تھین ملکہ کو فراق علمشاہ مین چندے رکھا جاتا ہے مگر اب احوال علمشاہ
لکھا جاتا ہے کہ جس شب کو برادران ملکہ خورشید خاوری نے علمشاہ کو مجروح کرکے غار مین جاکر ڈالدیا
تھا اُسی روز فرہاد اقمشی ساکن قصبہ اقمش کندی براے ضرورت شہر خاور مین آیا تھا ہنگام شب اپنے
مکان کیطرف جاتا تھا جب قریب اپنے مکان کے پہونچا دیکھا اُسنے غار مین ایک پشتارہ خون مین آلودہ
چادر مین لپٹا ہوا پڑا ہے فرہاد نے عنقریب جاکر چادر کو کھولا دیکھا جوان خوبرو سراپا زخمی ہے غور کرکے جو
دیکھا تو ثابت ہوا کہ زندہ ہے فرہاد کو رحم آیا علمشاہ کو اُسی چادر مین پھر باندھکر اپنے گھر لیگیا اور اُسیوقت
جراحونکو بلاکر اُنسے کہا اس جوان کا علاج کرو اگر یہ جوان تمھارے علاج سے اچھا ہوجائیگا تو مین موافق اپنی
لیاقت کے تمھین انعام دونگا جراحون نے علاج کرنا شروع کیا جو زخم شمشیر لائق ٹانکے لگانے کے
تھے اُن زخمون مین ٹانکے لگائے بعد ازان کل زخمون پر پھائے مرہم کے بناکر رکھے غرض بعد چندروز کے
علمشاہ کسی قدر رو بصحت ہوئے فرہاد اقمشی خوش ہوا علمشاہ نے اُس سے کہا تمنے مجھپر احسان کیا
اُسنے عرض کیا مین آپکا ایک بندہ فرمانبردار ہون میرے بارے مین اسطرح ارشاد نہ کیجیے کچھ اپنے نام و نسب
سے اطلاع دیجیے علمشاہ نے کہا بعد صحت اگر تم پوچھوگے تو بیان کرونگا غرض جب اچھی طرح علاج ہوا جملہ زخم
بالکل اچھے ہوگئے علمشاہ نے غسل صحت کیا فرہاد نے زیادہ تر خوش ہوکر جراحون کو انعام دیا ایکروز علمشاہ نے
فرہاد اقمشی سے کہا کسی کو شہر مین بھیجکر حال خسرو خاوری دریافت کراؤ چونکہ فرہاد اقمشی لاولد تھا علمشاہ
کو مثل اپنے فرزند کے چاہتا تھا کہنے لگا تمکو خسرو خاوری کے احوال دریافت کرنے سے کیا فائدہ ہے علمشاہ
نے جواب دیا ایک مطلب ہے اگر تمھین میری خوشی منظور ہے تو جو مین کہتا ہون میرے کہنے پر عمل کرو فرہاد
نے کہا اچھا مین خود جاتا ہون اور حال خسرو خاوری دریافت کرکے جلد آکر تم سے بیان کرتا ہون یہ
کہکر فرہاد گیا جب شہر خاور مین داخل ہوا اُسوقت مردم سے سُنا کہ ترک توسن یلطاقی مع فوج گران آیا ہے
شہر مین ایک تہلکہ ہے فرہاد اقمشی نے مردمان شہر سے پوچھا باعث بغاوت کیا ہے مردم نے بیان کیا قبل اسکے
ترک توسن یلطاقی نے دختر خسرو خاوری کی خواستگاری کی تھی اور غولاد زنگی کو مع محافہ بھیجا تھا
مہران بخت پسر شیخ لدھا نے اُسے ہلاک کیا تھا لاشہ اُسکا ترک توسن یلطاقی کے پاس پہونچا تھا پھر
ترک توسن یلطاقی نے اپنے وزیر احرم یلطاقی کو نامہ دیکر براے طلب ملکہ خورشید خاوری یہان بھیجا تھا
قیماس خان خاوری نے اُس وزیر کو مار پیٹ کر خاور سے نکلوا دیا تھا جب وہ ترک توسن یلطاقی کی خدمت
مین گیا اور تمام حال اُس سے بیان کیا ترک توسن یلطاقی کو غصہ آیا فی الحال جو ترک توسن نے یہ سُنا کہ قیماس خان

سوے ترکستان گیا ہو کوئی روکنے والا نہین ہو اسوجہ سے فوج لیکر چڑھ آیا ہو اب یقین کامل ہو کہ لڑائی ہوگی فرہاد
قمشی نے پوچھا خسرو خاوری کی کیا صورت ہو مردم نے بیان کیا ظاہر خسرو خاوری پریشان خاطر ہوگا کیونکہ
حریف زبردست فوج لیکر بارادہ جنگ آیا ہو فرہاد قمشی احوال دریافت کرکے اپنے مکان کیطرف چلا یہان
خسرو خاوری کو ترک توسن یلطاقی کے آنیکی خبر ہوئی تہمتن خان وغیرہ پسران خسرو خاوری اسی ہزار
سوار لیکر براے مقابلہ بیرون شہر روانہ ہوے اور مقابلہ ترک توسن یلطاقی فروکش ہوے ہنگام شب
ترک توسن یلطاقی نے طبل جنگ بجوایا صداے طبل جنگ بلند ہوئی پسران خسرو خاوری نے بھی نقارہ رزمی
بجوایا تمام شب دونون لشکرونمین تیاری جنگ ہوئی ہنگام سحر دونون لشکر میدان مین صف آرا ہوے جب
نقباے خوش آواز جوانان لشکر کو آمادہ جنگ کرکے میدان رزم سے ہٹگئے ترک توسن یلطاقی لشکر سے نکلکر میدان
مین آیا مبارز طلب کیا تہمتن خان پسر خسرو خاوری نے اُس سے مقابلہ کیا تا دیر باہم لڑائی ہوئی آخرکار
ترک توسن یلطاقی نے برہم ہوکر شمشیر آبدار لگائی تہمتن خان خاوری نے سپر اُٹھائی تھی ناگاہ گھوڑے
نے سکندری کھائی ہاتھ کو لغزش ہوئی تیغ سر پر جو پڑی تا دوابرو اُتر آئی تہمتن خان نے دستانہ مارا تلوار
سر سے نکل گئی اُسوقت ترک توسن یلطاقی نے ارادہ کیا تھا اور گھوڑا آہستہ بڑھایا تھا کہ سر تہمتن خان
خاوری کا تیغ سے جدا کرے ناگاہ برادران تہمتن خان سوارون کو ہمراہ لیکر براے مدد برادر آگے بڑھے
اُدھر سے بھی تمام لشکر ترک توسن یلطاقی کا آگے بڑھا جب دونون لشکر مل گئے لڑائی ہونے لگی تلوار چلنے لگی
مردمان ہر دو لشکر قتل ہونے لگے عین مغلوبہ مین دونون بھائی تہمتن خان کے دست ترک توسن
یلطاقی سے زخمی ہوے تا شام لڑائی رہی ہنگام شب ترک توسن یلطاقی نے طبل بازگشت بجوایا
اپنے لشکر کے سوارون کو لیکر فرودگاہ لشکر پر جاکر آرام پذیر ہوا اِدھر پسران خسرو خاوری ہنگام شب
میدان جنگ سے روانہ ہوکر داخل قلعہ ہوے خسرو خاوری نے قلعہ کو خوب آلات حرب و ضرب
سے آراستہ کیا گولہ اندازون کو گولہ اندازی پر مقرر کیا در قلعہ بند کر لیا پل و تختہ اُٹھوا لیا خندق
مین آگ روشن کرادی غرض بخوبی سامان جنگ کیا اُسی شب کو فرہاد قمشی اپنے مکان پر پہونچا علمشاہ
نے اُس سے پوچھا کل تم کہان رہگئے تھے اُسنے کہا مین احوال دریافت کرکے چلا تھا اثناے راہ مین دفعۃً علیل
ہوگیا تھا ایک اپنے دوست کے مکان پر ٹھہر گیا تھا آج طبیعت درست ہوئی دوست سے رخصت ہوکر یہان
آیا علمشاہ نے پوچھا تمنے کیا احوال دریافت کیا اُسنے جو کچھ حال دریافت کیا تھا بیان کیا علمشاہ نے کہا
مجھے ایک اسپ تو تازی خواہ عربی ہو یا ترکی ہو کہین سے لادو اور شمشیر و سپر بھی لادو اگر روپیہ تمھارے پاس
نہو تو کچھ تردد نکرو اِکا میرے بازو کا لیجاؤ اُسے فروخت کرکے اسپ خرید کرو مین ہنگام سحر شہر مین جاؤنگا فرہاد
قمشی نے کہا اِکا رہنے دو مین اسپ و شمشیر و سپر لادونگا چنانچہ اُسی شب کو فرہاد قمشی نے اسپ و اسلحہ
و شمشیر و سپر خرید کرکے علمشاہ کے حوالے کیے ہنگام سحر علمشاہ مرکب پر سوار ہوکر تیغ و سپر سے زینت کردہ
دوش کرکے فرہاد قمشی سے رخصت ہوکر سوے شہر چلے بعد قطع راہ اُسوقت قریب قلعہ خاور پہونچے
کہ ترک توسن یلطاقی توپ کے گولون سے بچتا ہوا خندق تک پہونچ گیا تھا ارادہ اُسکا یہ تھا کہ خندق کو
طے کرکے در قلعہ کو گرز گران سے توڑ کر داخل قلعہ ہو علمشاہ نے یہ حال دیکھکر فوج ترک توسن یلطاقی پر حملہ
کیا تلوار کھینچکر سوارونکو قتل کرنا شروع کیا جس سوار پر تلوار لگائی مع مرکب دو ٹکڑے کیے چار سو سوار قتل

کے لشکر مین تہلکہ پڑگیا پرے درہم و برہم ہوگئے شور و غل ہوا ترک توسن یلطاقی نے مڑکر دیکھا کہ ایک جوان تیغ
لشکر سے لڑرہا ہے لشکری تاب مقابلہ نہ لاکر پیچھے ہٹے آتے ہین اکثر سوار بھاگے جاتے ہین یہ احوال دیکھکر ترک
توسن یلطاقی قلعہ کیطرف سے منھ موڑکر گھوڑے کو دوڑاکر سوے علمشاہ چلا جب سامنے علمشاہ کے پہونچا
برہم ہوکر پوچھنے لگا ای جوان تو کیون لڑتا ہے تیرا نام کیا ہے علمشاہ نے جواب دیا تیغ و سپر ہمنے اسواسطے باندھی
ہے کہ لڑین برای آرایش نہین باندھی ہے اور نام جو پوچھتا ہے اس سے تجھے کیا فائدہ ہوگا اگر تو بہادر ہے تو مجھسے
مقابلہ کر ترک توسن یلطاقی نے برہم ہوکر تیغہ گرانبار کھینچکر نعرہ کرکے سر علمشاہ پر مارا علمشاہ نے تیغہ سپر پر
روکا پھر تیغ آبدار علمشاہ نے اُسکے سر پر لگائی اُسنے بھی تلوار اپنی سپر پر روکی تا دیر اسیطرح لڑائی رہی آخر
علمشاہ نے برہم ہوکر تیغ آبدار اسطرح اُسکے سر پر لگائی کہ سپر اُسکی کاٹکر تا دو ابرو اُتر آئی ترک توسن
یلطاقی نے دستانہ مارا شمشیر آبدار سر سے نکل گئی ترک توسن یلطاقی کے سر پر زخم کاری آیا علمشاہ نے
اس ارادہ سے گھوڑا آگے بڑھایا تھا کہ سر ترک توسن یلطاقی کا تلوار سے کاٹلون ناگاہ سواران لشکر
ترک توسن یلطاقی نے یکبارگی علمشاہ پر حملہ کیا کچھ سوار درمیان مین آگئے اپنے بادشاہ کو دست
حریف سے بچاکر علیحدہ لیگئے علمشاہ سواران فوج سے جنگ کرنے لگا جانب یمین و یسار و پشت اعدا پر حملہ
کرنے لگا سوارونکو تہ تیغ کرنے لگا ہزارون سوارونکو دوپہر کی مدت مین قتل کیا آخر سواران لشکر تاب جنگ
نہ لاکر میدان مصاف سے بھاگے ترک توسن یلطاقی زخمی ہوکر شکست کھاکر سوے قلعہ بال خطا روانہ ہوا
خسرو خاوری نے جب دیکھا کہ ایک جوان نے ترک توسن یلطاقی کو مع اُسکے لشکر کے بھگا دیا میدان جنگ
مین اعدا سے کوئی دشمن باقی نرہا اُسوقت خوش ہوکر در قلعہ کھولکر بیرون قلعہ آیا علمشاہ سے پوچھنے لگا ای بہادر
تیرا کیا نام ہے تو نے ہمپر از حد احسان کیا ہے دشمن زبردست سے ہماری جان بچائی ہے ایسے وقت بیکسی و مجبوری مین
ہماری مدد کی علمشاہ نے جواب دیا مین وہی اسیر شیخ لدھا ہون جسے آپکے فرزندون نے باغ مین تلوارونسے مجروح
کرکے باہر شہر کے ڈالدیا تھا اُنھون نے اپنی دانست مین مجھے مردہ سمجھا تھا خدا نے پھر مجھے صحت دی زخم تمام اچھے
ہوگئے چونکہ مین نے سُنا تھا کہ دشمن آپکا فوج لیکر آیا ہے تاب ضبط نہ لاکر مین یہان آیا اور آپکے دشمن کو باعانت پروردگار
بھگا دیا ناظرین پر واضح ہو کہ خسرو خاوری نے علمشاہ یعنی مہران بخت کو اسوجہ سے نہ پہچانا تھا کہ بوجہ بیمار یا
مجروح ہونیکے خون بکثرت جسم سے نکلگیا تھا چہرہ متغیر ہوگیا تھا غرض جب خسرو خاوری کو معلوم ہوا کہ یہ مہران بخت
ہے اُسدم خسرو خاوری نے کہا ای مہران بخت تمنے جو ابھی اپنی زبان پر یہ سخن جاری کیا کہ مجکو خدا نے صحت دی
بس تمھارے اس سخن سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ تم لات و منات پرست نہین ہو اور اسیر شیخ لدھا بھی نہین ہو
اب تمکو مین قسم دیتا ہون اُس تمھارے خدا کی جسنے تمھین صحت دی ہے تم اپنے نام اصلی اور حسب سے مجھے
اطلاع دو مہران بخت نے کہا سچ تو یہ ہے کہ میرا نام علمشاہ ہے پسر ہون مین زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ
صاحبقران امیر عالیشان کا خسرو خاوری نام و حسب سُنکے فوراً قدم علمشاہ پر سر اپنا رکھنے لگا
علمشاہ نے کہا آپ بزرگ ہین میرے قدم پر سر نہ رکھیے خسرو خاوری نے علمشاہ کو اپنے ہمراہ لیجاکر قریب
اپنے تخت کے دنگل پر بٹھایا اپنے بیٹونکو بلایا جب وہ آئے خسرو خاوری نے علمشاہ سے کہا مجھے کلمہ
پڑھاکر مسلمان کرو دین تمھارا اچھا ہے علمشاہ نے خسرو خاوری کو کلمہ پڑھایا خسرو خاوری کلمہ
پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوا پھر خسرو خاوری کے کہنے سے فرزندان خسرو خاوری اور جملہ

اہل دربار کلمہ پڑھکر از سر صدق مسلمان ہوے پسران خسرو خاوری نے قدم علمشاہ پر سر رکھکر عذر کیا اور عفو قصور کے بارے مین التجا کی علمشاہ نے خوش ہوکر سر ہر ایک کا اپنے سینے سے لگایا خطا عفو کی پھر حکم خسرو خاوری سے تمام ساکنان شہر خاور مسلمان ہوے محلسرا مین بھی جملہ خواتین کو خسرو خاوری نے مسلمان کیا صدمہ و رنج زائل ہوا بزم نشاط حکم خسرو خاوری سے آراستہ کی گئی نازنینان خوبرو رقص و نغمہ کرنے لگین ساقیان گلرخسار جام بادہ گلنار اہل بزم کو پلانے لگے ملکہ خورشید خاوری بھی خبر علمشاہ کے آنیکی سنکے خوش ہوئی غم فرقت دل سے دور ہوا گریہ و زاری موقوف ہوئی علمشاہ نے بزم عشرت مین آہستہ خسرو خاوری سے پوچھا آپکی دختر کا مزاج کیسا ہی خسرو خاوری نے آہستہ جواب دیا جبسے باغ سے محل مین آئی ہی طبیعت اُسکی اچھی نہین ناتوان ہوگئی ہی آج کچھ مزاج اُسکا اچھا ہی غرض بعد چند روز کے خسرو خاوری نے مادر ملکہ خورشید خاوری سے خلوت مین کہا اے ملکہ تم جانتی ہو کہ بیٹی تمھاری علمشاہ سے محبت رکھتی ہی اور اُسکو بھی تمھاری دختر سے الفت ہی حسب و نسب جرات و شجاعت مین بے مثل و بعدیل ہی میرے نزدیک مناسب ہی کہ اب عقد اپنی دختر کا علمشاہ سے کردو ایسا داماد ممکن نہوگا ملکہ نے خسرو خاوری سے کہا مجھے بھی یہ منظور ہی غرض جب صبح ہوئی خسرو خاوری محلسرا سے برآمد ہوکر دربار مین بالاے تخت بیٹھا وزرا سے مخاطب ہوکر کہنے لگا جلد سامان شادی مہیا کرو مجھکو یہ منظور ہی کہ جلد عقد اپنی دختر کا کردون وزرا امرا نے بموجب حکم سامان سے شادی کرنا شروع کیا در خزانہ وا ہوا جب جملہ سامان شادی ہوچکا خسرو خاوری نے نجومیون اور رمالون کو طلب کرکے اُنسے پوچھا اس ماہ مین کون دن اور کونسی تاریخ اچھی ہی علاوہ اسکے یہ بتاؤ کہ علمشاہ سے ملکہ خورشید خاوری کا عقد کرنا اچھا ہی یا بُرا ہی انجام اس عقد کرنیکا کیسا ہوگا جو کچھ تمھین تمھارے علم سے دریافت ہو جلد بیان کرو نجومیون اور رمالون نے بقاعدہ نجوم و رمل خوب غور و فکر کرکے نجوم و اشکال زائچہ پر نظر کرکے خسرو خاوری سے عرض کیا اے بادشاہ فلک بارگاہ اس مہینے مین آیندہ کی تاریخ نہایت اچھی ہی دن بھی سعد ہی زہرہ و مشتری ایک برج مین دونون ثابت ہوتے ہین انجام شادی کا اچھا ہوگا باہم الفت محبت ہوگی خسرو خاوری نے خوش ہوکر اُنھین اُسوقت خلعت و انعام دیکر رخصت کیا جب وہی روز آیا بصد تکلف بزم آراستہ ہوئی ہر چند قبل سے بزم عشرت آراستہ کیگئی تھی لیکن اُسروز زیادہ تر تکلف کیا گیا وزرا نے حکم خسرو خاوری سے علمشاہ کیطرف سے سامان کیا علمشاہ کو دولھا بنایا بزم عشرت مین لاکر بٹھایا خلاصہ یہ کہ خسرو خاوری نے موافق قاعدہ شاہ و شہریار بڑے تزک و تجمل سے اپنی دختر کا عقد کردیا ہنگام شب علمشاہ محلسرا مین ملکہ خورشید خاوری کے پاس گئے ہمبستر ہوے بقدرت خدا ملکہ کو حمل رہگیا بعد گذرنے ایام حمل کے اُسی ملکہ کے بطن سے ملک قاسم پیدا ہوگا المدعا جب صبح ہوئی علمشاہ محلسرا سے برآمد ہوے اول حمام مین جاکر غسل کرکے جامہ خانے مین آکر پوشاک نفیس پہنکر دربار خسرو خاوری مین آئے اور اپنے خسر کو سلام کرکے عنقریب تخت دنگل پر بیٹھے محلسرا مین ملکہ خورشید خاوری نے غسل کیا علمشاہ دنگل پر بیٹھے تھے کہ فرہاد قمشی یاد آیا علمشاہ نے خسرو خاوری سے کہا قصبۂ قمش گندی مین ایک شخص رہتا ہی نام اُسکا فرہاد قمشی ہی وہی مجھکو اپنے گھر اُٹھا کر لیگیا تھا اُسنے میرے زخمون کا علاج کرایا تھا اب مین چاہتا ہون کہ آپ اُسکو طلب کرین مجھے لازم ہی کہ مین بھی اُس سے سلوک نیک کرون بعوض اُسکے احسان کے زر و جواہر اُسے دون خسرو خاوری نے فرہاد قمشی کو بلوایا

سوار اُسکے بلانے کو گئے جب سوار اُسکے مکان پر پہونچے فرہاد اُمشتی اپنے گھر مین تھا سوارون نے اُسے پکارا فرہاد اُمشتی گھر سے باہر آیا سوارون نے کہا چل تجھکو خسرو خاوری نے بلایا ہی فرہاد اُمشتی خوف سے متردد ہوا آخر بحکم حاکم روبروے خسرو خاوری حاضر ہو کر مجرا گاہ پر سے مجرا کر کے دست بستہ کھڑا ہوا علمشاہ نے سوافق اُسکی عزت کے اُسے دربار مین بٹھا کر خلعت زر و جواہر دلوایا فرہاد اُمشتی نے علمشاہ کو پہچانا پھر علمشاہ نے اُسے رخصت کیا فرہاد اُمشتی نہایت شاد و خرم اپنے مکان پر گیا اب علمشاہ تو ہر روز قریب تخت دنگل پر بیٹھتے ہین اور شب کو محلسرا مین داخل ہو کر ملکہ خورشید خاوری کے پاس جاتے ہین بعیش و راحت شب و روز بسر کرتے ہین اُنھین تو عیش و عشرت مین مصروف رکھا جاتا ہی مگر احوال ترک توسن یلطاقی کا لکھا جاتا ہی کہ ترک توسن یلطاقی میدان جنگ سے گریزان ہو کر جو سوے قلعہ بال خطائی روانہ ہوا تھا بعد قطع راہ قلعہ بال خطا مین پہونچکر تمام احوال اپنا زرہ زرہ خان سے بیان کیا زرہ زرہ خان ترک توسن یلطاقی کو پیش صلصال لیگیا اور تمام حال خاور کا عرض کیا اسی اثنا مین صلصال کو یہ خبر پہونچی کہ خسرو خاوری نے مسلمان ہو کر عقد اپنی دختر کا علمشاہ پسر حمزہ صاحبقران سے کر دیا ہی صلصال بن دال نے یہ احوال سُنکے نہایت برہم ہو کر ایک خشت طلب کر کے ایلتنگ اقاصی دہ دہ کو دیکر حکم دیا کہ جلد سوے خاور روانہ ہو یہ خشت خسرو خاوری کو دیکر کہدینا کہ اپنی دختر خورشید خاوری کو ترک توسن یلطاقی کے حوالے کر کے مذہب اسلام کو ترک کر دے ایلتنگ اقاصی بجاے نامہ خشت لیکر مع تھوڑے آدمیونکے روانہ ہوا ناظرین نکتہ بین پر واضح ہو کہ صلصال بن دال نے یہ قاعدہ ایجاد کر کے جاری کیا تھا کہ جس حاکم یا بادشاہ کے پاس جس مطلب کے واسطے بجاے نامہ خشت یا چوب یا سنگ ریزہ کسی کے ہاتھ روانہ کرتا تھا حاکم حکم تاکیدی جان کر فرمان صلصال بجالاتا تھا اور انکار بجا آوری حکم سے نہ کرتا تھا پس بموجب طریقہ و قاعدہ مذکور کے ایلتنگ اقاصی دہ دہ کو خشت دے کر روانہ کیا ہی جب ایلتنگ اقاصی مسطور قطع راہ کر کے قریب خاور آکر ایک صحراے سبزہ زار مین مقیم ہوا خسرو خاوری کو اُسکے آنے کی خبر ہوئی اور یہ بھی سُنا کہ خشت لیکر اس واسطے آیا ہی کہ خورشید خاوری کو ہمراہ لیجا کر ترک توسن یلطاقی کے حوالے کرے خسرو خاوری یہ خبر سُنکے نہایت گھبرایا علمشاہ سے مضطر ہو کر کہنے لگا اب مجھکو کوئی تدبیر بن نہین پڑتی ہی کیا کرون علمشاہ نے جواب دیا کہ آپ پریشان خاطر نہ ہون جس وقت ایلتنگ اقاصی نابکار آئیگا اول اُس سے بملائمت گفتگو کیجیے گا کہیے گا کہ مین نے اپنی دختر کا عقد کر دیا ہی اگر قبل اسکے حکم حضور صادر ہوتا تو فوراً تعمیل حکم کرتا اب مجبوری ہی اگر یہ کلمات وہ سُنکے گفتگوے سخت کریگا اُسوقت دیکھا جائیگا خسرو خاوری نے راے علمشاہ کی پسند کی ایلتنگ اقاصی نے ایک روز تو انتظار اس امر کا کیا کہ خسرو خاوری میرے استقبال کو آئیگا یا اپنے فرزندون کو میرے استقبال کے لیے بھیجے گا جب کوئی یہان سے نہ گیا دوسرے روز ایلتنگ اقاصی خود دربار خسرو مین آیا خسرو خاوری نے موافق اُسکی عزت کے اُسے بٹھایا ایلتنگ نے خشت دیکر حکم صلصال سے آگاہ کیا خسرو خاوری سے جو کچھ علمشاہ نے کہا تھا وہی اُس سے بیان کیا اور عذر کیا ایلتنگ نے برہم ہو کر کہا مین اس عذر کو ہرگز پذیرا نہ کرونگا ملکہ خورشید خاوری کو لیجاؤنگا علمشاہ نے جو یہ تقریر اُسکی سُنی غضبناک ہو کر ملازمون سے حکم کیا ایلتنگ اقاصی کی داڑھی اور موچھین اور

ہیوے سر مونڈوا کر زدوکوب کرکے نکالدو اور ہمراہیان ایلشاک کی ناک اور کان کاٹ ڈالو القصہ ازان
خسرو خاوری نے بموجب حکم علمشاہ ایلشاک اقاصی کے موے ریش و سر اور موچھین مونڈوا کر
مار پیٹ کرکے دربار سے نکالدیا اور اُسکے ہمراہیون کی ناک اور کان کاٹ ڈالے ایلشاک اقاصی دربار
خسرو خاوری سے ذلیل ہوکر جب باہر گیا نالان و گریان سوے ترکستان روانہ ہوا جب ایلشاک
اقاصی قلعۂ بال خطا مین پہونچا زرہ خان سے تمام حال بیان کیا اپنے سردار اور مردمان ہمراہی کے
ناک اور کان کٹے ہوے دکھائے زرہ خان نے خیال کیا اگر یہ حال صلصال بن دال سے بیان کرونگا
تو باعث اُسکی ذلت و توہین کا ہوگا پس اس امر کو مخفی رکھنا چاہیے یہ خیال کرکے صلصال سے یہ احوال نہ
بیان کیا ایک روز ترک توسن یلطاقی دربار صلصال مین گیا اور تمام حال ایلشاک اقاصی و دیگر
مردمان کا بیان کیا ترک توسن یلطاقی کو یہ نہ معلوم تھا کہ زرہ خان نے بخیال توہین صلصال یہ
واقعہ بیان نہین کیا ہی جب صلصال کو ایلشاک اقاصی وغیرہ کے احوال سے آگاہی ہوئی زرہ خان
کو بلاکر پوچھا تمنے یہ احوال ابتک ہمسے کیون نہین کہا زرہ خان نے عرض کیا مصلحتاً عرض نہین کیا تھا کہ
باعث توہین حضور تھا صلصال کو غصہ آیا ملازمون سے کہا زرہ خان کو مارو ملازم بحکم حاکم زرہ خان
کو مشت و چوب مارنے لگے اس قدر مارا کہ زرہ خان قریب مرگ ہوگیا زمین پر مانند ماہی بے آب
تڑپنے لگا اُس وقت یزک خطائی عیار نے دست بستہ عرض کیا اے شہنشاہ فلک بارگاہ مین امیدوار
ہون کہ اب خطا زرہ خان کی حضور عفو کرین صلصال نے یزک خطائی عیار کی شفاعت سے
جرم اُسکا معاف کیا مردم زرہ خان کو اُٹھا لے گئے علاج اُسکا ہونے لگا بعد خطا معاف کرنے
زرہ خان کی صلصال بن دال نے غضبناک ہوکر آردشیر خان اور ملبب خان و صعصع خان
وغیرہ کو بائیس ہزار سواران جرار دیکر کہا جلد سوے خاور جاؤ اور خسرو خاوری اور علمشاہ کا سر کاٹکر
میرے پاس لے آؤ آردشیر خان وغیرہ لشکر لے کر روانہ ہوے جب قریب خاور کے آئے
خسرو خاوری کو اُنکے آنے کی خبر ہوئی خسرو نہایت پریشان خاطر ہوکر علمشاہ سے کہنے لگا مین
آردشیر خان وغیرہ سے مقابلہ کر نہین سکتا وہ نہایت زبردست ہین اسوجہ سے اب قلعہ بند ہوتا ہون
جان اپنی اُنسے بچاتا ہون علمشاہ نے خسرو خاوری سے کہا آپ ہرگز قلعہ بند نہ ہوجیے لشکر لیکر
قلعے سے نکلیے میدان مصاف مین چلیے مین اُنسے مقابلہ کرونگا پہلے جہانتک ممکن ہوگا اُنسے صلح
چاہونگا اگر وہ نہ مانین گے تو لڑونگا خسرو خاوری نے کہا اے فرزند آردشیر خان وغیرہ سے لڑنا
گویا صلصال سے لڑنا ہی صلصال شہنشاہ ہی وہ ہمسے ہر طرح ملک و مال و فوج و لشکر مین بہت زیادہ
ہی اُسکی شر سے بچنا بہتر ہی اُس سے لڑنا خلاف عقل ہی علمشاہ نے جوابدیا آپ کچھ اندیشہ نہ کیجیے لشکر
لیکر قلعے سے چلیے خداوند عالم ہماری آپ کی مدد کرے گا بقول شخصے مصرع دشمن اگر قویست نگہبان
قوی ترست ؎ خسرو خاوری علمشاہ کے کہنے سے بیس ہزار سواران جرار لیکر مع علمشاہ قلعے
سے باہر نکلا اور بمقابلہ آردشیر خان وغیرہ فروکش ہوا علمشاہ نے ایک نامہ اس مضمون کا لکھا
کہ جنگ سے بہتر صلح ہی لازم ہی کہ تم ہمسے نہ لڑو باہم صلح کرو غرض جب نامہ تیار ہوا بطریق حمزۂ
صاحبقران ایلچی کو دیکر روانہ کیا نامہ بر نے نامہ آردشیر خان کو دیا آردشیر خان نے نامے کو

پڑھکر نامہ کی پشت پر لکھدیا ہمین تمسے صلح کرنا منظور نہین ہے حکم صلصال کا یہ ہے کہ باغیون کے سر کاٹ کے لے آؤ ہم تعمیل حکم کرینگے نامہ بر جواب نامہ لیکر خدمت علمشاہ مین آیا نامہ دیا علمشاہ نے پشت نامے پر جو عبارت لکھی تھی پڑھی پھر خسرو خاوری سے کہا دیکھیے مین نے یہ نامہ لکھا تھا آردشیر خان نے یہ جواب دیا ہے اگر وہ آمادہ جنگ ہے تو کچھ اندیشہ نہین ہے بحول و قوت الٰہی مین اُنکو خاور سے بھگا دونگا ابھی علمشاہ خسرو خاوری سے یہ کہہ رہے تھے رات ایک پہر سے زیادہ نہ گذری تھی کہ آردشیر خان نے طبل جنگ بجوایا ہر کارون نے خبر نواخت طبل جنگی خسرو خاوری سے آکر عرض کی علمشاہ نے خسرو خاوری سے کہا آپ بھی نقارہ جنگی بجوائیے کچھ تامل نہ کیجیے خسرو خاوری نے نقارہ حربی بجوایا شب بھر دونون لشکرون مین سامان جنگ ہوا ہنگام صبح آردشیر خان میدان جنگ مین آیا بعد درستی میدان جنگ صف آرا ہوا اسطرف سے خسرو خاوری مع اپنے فرزندون اور علمشاہ وغیرہ کے میدان مصاف مین دبار صف آرا ہوا بعد صف آرائی نقبائے خوش آواز دونون لشکرون سے نکلکر بیچ میدان مین آکر جوانون سے مخاطب ہوکر کہنے لگے ای بہادرو یہ وقت کارزار ہے لازم ہے کہ دلیرانہ اپنے حریفون سے لڑو قدم جنگ گاہ سے نہ اُٹھاؤ نقبا یہ کہکر میدان سے ہٹ گئے آردشیر خان صف لشکر سے نکلکر میدان مین آکر مرکب کو روک کر پکارا ای خسرو خاوری کسی اجل رسیدہ کو میرے مقابلہ کیواسطے جلد بھیجو علمشاہ فوراً خسرو خاوری سے رخصت ہوکر اُسکے سامنے گئے آردشیر خان نے واسطے تگاور کے اپنے مرکب کو بڑھایا اُدھر علمشاہ نے اپنے فرس کو بڑھایا جب تگاور ہوئی سب نے دیکھا سات قدم مرکب اردشیر خان کا پیچھے ہٹا ایک قدم فرس علمشاہ پسپا ہوا اردشیر خان نے برہم ہوکر تیغہ گرانبار کھینچکر خبردار کہکر سر علمشاہ نوجوان پر لگایا علمشاہ نے تیغے کو اپنی سپر پر روکا شمشیر آبدار سپر حریف پر لگائی ہر چند اُسنے سپر اُٹھائی لیکن تلوار سپر کو کاٹ کر سر اردشیر خان مین در آئی تا دو ابرو اُتر آئی تھی کہ آردشیر خان نے دستانہ مارا تلوار سر سے نکل گئی اردشیر خان خون مین تر ہو گیا زخم سر سے لہو بکثرت نکلنے لگا یہ احوال دیکھکر صعب خان اور ملب خان وغیرہ کل لشکر کو لیکر علمشاہ پر حملہ آور ہوے کچھ سوار آردشیر خان کو اور بے علمشاہ سے ہٹا کر علیحدہ لیگئے اِدھر سے خسرو خاوری مع اپنے فرزندون اور تمامی مردمان لشکر کے بڑھا جب دونون لشکر ملگئے جوانان ہر دو لشکر تلوارین کھینچکر لڑنے لگے جنگ مغلوبہ ہونے لگی لاش پر لاش جوانون کی گرنے لگی عین جنگ مغلوبہ مین علمشاہ لڑتے ہوے سامنے صعب خان کے پہونچے اُسنے سر علمشاہ پر گرز مارا علمشاہ نے اُسکے بند دست پر ہاتھ ڈالکر ہاتھ اُسکا مروڑکر گرز چھین کر شمشیر آبدار اُسکے سر پر لگائی تلوار سپر پر پڑی تا دو ابرو آئی تھی کہ صعب خان نے دستانہ مارا تلوار سے نکلگی علمشاہ نے پھر چاہا تھا کہ تلوار اُسکی کمر پر لگا کر دو ٹکڑے حریف کے کرین ناگاہ سیکڑون سوار گھوڑے اُٹھاکر درمیان مین آگئے خود قتل ہوے صعب خان کو قتل ہونے سے بچایا علمشاہ لڑتے ہوے سیکڑون سوارونکو قتل کرتے ہوے بڑھتے ہوے چلے جاتے تھے کہ ملب خان سامنے نظر آیا علمشاہ نے اُسکی طرف گھوڑا بڑھایا ملب خان نے تیغہ مارا علمشاہ نے تیغے کو سپر پر روکا شمشیر آبدار اُسکے سر پر لگائی ملب خان نے ہر چند سپر اُٹھائی مگر تلوار سپر کو کاٹکر اُسکے سر پر جو گری بقدر چار انگشت سر مین در آئی تھی کہ ملب خان نے دستانہ مارا تلوار سر سے نکلگئی جب تین سرداران لشکر زخمی ہوے اِدھر ہزار ہا لشکری قتل ہو چکے اردشیر خان وغیرہ تاب مقابلہ

نہ لا سکے علمشاہ نے بہ فتح و فیروزی مراجعت کی اور صحبت جشن آراستہ فرمائی لیکن اب حال یہاں کا یہ ہے کہ اردشیر خان نے اپنے عیار گرپا کو بلا کر کہا کہ اگر تو علمشاہ کو گرفتار کر لا تو کل مطلب دلی تیرا حاصل ہو جائیگا یہ عیار وہان سے روانہ ہوا دیکھا کہ علمشاہ اپنے سرداروں سے بیٹھے باتیں کر رہے ہیں شمعہاے موسی و کافوری جابجا کنول اور مردنگ میں روشن ہیں گرپا نے پڑیری پروانوں کے پروں پر خوب بیہوشی ملکر اور چھڑک کر اُنھیں اڑایا پروانے شمعوں پر گرے جل کر خاک ہوے دھواں جو اُن پروانوں کا دماغ علمشاہ میں اور دیگر سرداروں کے دماغ میں پہونچا سب کو چھینک آئی اور ہر ایک بیہوش ہو گیا گرپا نقب سے نکلکر علمشاہ کو چادر عیاری میں باندھکر پشتارہ اُٹھا کر راہ نقب سے باہر آکر سوے لشکر روانہ ہوا جب سامنے اژدر خان کے پہونچا پشتارہ دوش سے اُتار کر سامنے اژدر خان کے رکھدیا اور گرپا نے بموجب حکم اژدر خان کے علمشاہ کو گرفتار کیا اژدر خان نے کہا اب علمشاہ کو حفاظت سے رکھکر صبح کو جو مناسب ہوگا کرونگا گرپا نے ایسا ہی کیا جب صبح ہوئی علمشاہ کو ہوش آیا اپنے تئین گرفتار دیکھا ادھر خسرو خاوری نے صبح کو بارگاہ میں علمشاہ کو نہ پایا بارگاہ میں ہر طرف دیکھنے لگا گوشہ بارگاہ میں دہنہ نقب کا نظر آیا اُسوقت خسرو خاوری کو معلوم ہوا کوئی عیار راہ نقب سے علمشاہ کو بیہوش کر کے لیگیا خسرو خاوری کو سہ درنج بدرجہ کمال ہوا ابھی خسرو بارگاہ علمشاہ میں تھا کہ اژدر خان فوج ہمراہ لیکر لشکر خسرو خاوری پر حملہ آور ہوا اُسوقت خسرو خاوری نے سرداران لشکر اور جملہ لشکریوں کو بارگاہ علمشاہ سے نکلکر حکم دیا جلد مسلح ہو سردار و لشکری مسلح ہو کے گھوڑوں پر سوار ہوے فرزندان خسرو خاوری بھی مسلح ہو کر مرکبوں پر بیٹھے اتنی دیر میں مردان فوج عدو آکر لشکر خسرو خاوری پر گرے فرزندان خسرو خاوری وغیرہ لڑنے لگے آخر بعد تھوڑی دیر کے خسرو خاوری تاب مقابلہ نہ لا کر اپنے قلعہ میں جا کر قلعہ بند ہوا اژدر خان نے قلعہ کا محاصرہ کیا اور علمشاہ نوجوان کو قفس آہنی میں بند کر کے اُس قفس کو ایک ٹیلے پر لٹکا دیا

داستان ہمیال حمزہ صاحبقران و کرب غازی و طہماسپ ترک تجندی و فرامرز عاد مغربی وغیرہ بیان کیجاتی ہے

راوی خوش مقال اس داستان بمیال کو اسطرح بیان کرتا ہے کہ جب طہماسپ ترک تجندی اور فرامرز عاد مغربی بسبب ٹوٹ جانے پل جیحون کے آب جیحون میں گر پڑے تھے اور صاحبقران اور لندھور اور کرب غازی واسطے نکالنے فرامرز عاد مغربی کے جیحون میں اُترے تھے اور زور و شور آب جیحون سے مرکب سواران مذکور کو لیکر بھگے تھے سلطان سعد اور طولِ مست آبلہ روے نے روشنی کرا کے جال دریا میں ڈلوائے تھے تو کوئی بہادران مذکورسے جال میں نہ نکلا تھا یہان سب کنارہ دریا متردد و متفکر تھے لیکن حمزہ صاحبقران اور کرب غازی اور لندھور جو دریا میں اُترے تھے زور آب جیحون سے دور تک بھگتے تھے طہماسپ ترک تجندی اور کرب غازی دونون غوطے کھا رہے تھے حمزہ صاحبقران نے قریب تر آگے جا کر اول طہماسپ ترک تجندی سے کہا اے بہادر نہ گھبرا نا میں آپہونچا جلد میرے مرکب کی رکاب تھام لے طہماسپ ترک تجندی نے بائین جانب کی رکاب تھام لی پھر امیر با توقیر نے کرب غازی سے کہا اے کرب غازی تم بھی رکاب پکڑو کرب غازی نے بھی داہنے جانب کی رکاب پکڑ لی اُسوقت امیر نے پوچھا تمھارے گھوڑے کیا ہوے کرب غازی و طہماسپ ترک تجندی نے عرض کیا ہمارے مرکب بھگتے نہین معلوم بہکر کہان گئے اسیوجہ سے ہم ڈوبتے تھے کہ آپ تشریف لائے آپکی وجہ سے غرق ہونے سے بچ گئے حمزہ صاحبقران نے یہ سنکے فرامرز عاد مغربی اور لندھور کی جستجو کی مگر آب جیحون میں انھیں نہین ڈوبتے ہوے نہ دیکھا امیر کو صدمہ ہوا آخر اشقر دیوزاد سے زبان جنی میں فرمایا اے اشقر اب کنارہ

جیحون پر مجھے لیچل اشقر آب دریا کو طی کرتا ہوا بخوبی تمام پھرتا ہوا بعد چھ پہر کے ہنگام سحر کنارہ دریا آیا چونکہ امیر باتوقیر اور کرب غازی اور طہماسپ ترک خجندی چھ پہر دریا مین رہے تھے کثرت گرسنگی سے سب لوگون کو غش آگیا بعد پہر بھر کے امیر کو غش سے افاقہ ہوا پھر کرب غازی اور طہماسپ ترک خجندی ہوشیار ہوا ہر ایک کا حال کثرت گرسنگی سے ابتر تھا ضعف کا غلبہ تھا ناگاہ بقدرت رزاق مطلق اس جگہ ایک ماہی گیر آیا جیحون مین اُسنے جال ڈالا کئی مچھلیان بڑی بڑی اُسکے جال مین آئین حمزہ صاحبقران نے قیمت دیکر اُس ماہی گیر سے وہ مچھلیان لین پھر کرب غازی نے صحرا سے کچھ لکڑیان جمع کرکے ماہی گیر سے آگ لیکے لکڑیان جلائین اور مچھلیونکے کباب بنائے جب کباب تیار ہوے امیر نے طہماسپ ترک خجندی سے کہا اے بہادر یہ کباب ماہی موجود ہین اگر دل چاہے تو کھاؤ طہماسپ ترک خجندی نے ہو نوقت خیال کیا اول تو صاحبقران نے احسان کیا ہے غرق ہونے سے مجھے بچایا ہے دوسرے دین اُسکا اچھا ہے یہ خیال کرکے طہماسپ ترک خجندی قدم امیر پر گرا اور کہنے لگا اے امیر باتوقیر میری خطا عفو کیجیے مین آپکے سردار لشکر فرامرز سے رہا تھا اب مجھے کلمہ پڑھائیے مسلمان کیجیے امیر باتوقیر نے خوش ہوکر سر اُسکا اپنے سینے سے لگایا کلمہ پڑھایا خطا اسکی عفو کی طہماسپ ترک خجندی کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوا پھر کباب ماہی لیکر ہمراہ امیر اور کرب غازی کے کھانے لگا جب امیر وغیرہ کباب کھا چکے اور پانی پی چکے اُسی ماہی گیر سے پوچھا یہانسے سمرقند کتنی دور ہے اُسنے کہا بہت دور ہے امیر نے پھر پوچھا یہان نزدیک کوئی شہر بھی ہے اُسنے کہا ہان آگے بڑھکر ایک شہر قیطاسیہ ہے امیر اُسی شہر کیطرف چلے تھوڑی راہ چلی کہ سامنے ایک کوہ نظر آیا امیر نے دیکھا کہ فرامرز اُس کوہ پر کھڑا ہے امیر اُسے دیکھکر خوش ہوے اور بہ آواز بلند کہا اے فرامرز یہان آؤ فرامرز مع دو مرکبون کے کوہ سے اُترا جب قریب آیا امیر نے پوچھا تم کوہ پر کیونکر پہونچے اُسنے بعد تسلیم عرض کیا اے امیر باتوقیر جب پل جیحون کا پانی مین گرا مین بھی آب جیحون مین گرا تھا مرکب تیران تھا اور مرکب کرب بھی پیرتا ہوا جاتا تھا تنگ میرے مرکب اور اُس مرکب کا بقدرت خدا ٹوٹ گیا تھا پہلے مرکب کرب غازی کا دریا سے نکل کر سوے صحرا جا کر اُس پہاڑ پر گیا بعدہ مین دریا سے نکلکر واسطے ابرش گل اندام سکندری کے کوہ پر گیا تھا امیر تقریر فرامرز سنکے خاموش رہے کرب غازی اپنے مرکب ابرش گل اندام سکندری کے ملنے سے خوش ہوا پھر کرب غازی نے حال طہماسپ ترک خجندی بیان کیا فرامرز عاد مغربی کو جب معلوم ہوا کہ یہ مسلمان ہوا ہے دوڑکر اُس سے گلے ملا امیر بہادران مذکور کو ہمراہ لیکر صحرا نورد ہوے راہ صحرا مین نہایت صعوبت اُٹھائی بعد دو روز کے آبادی نظر آئی امیر شہر مین پہونچکر سرا مین مقیم ہوے بعد اکل و شرب براے سیر شہر ہمراہ کرب غازی وغیرہ چلے شہر نہایت آباد دیکھا بازار مین پاکیزہ نظر آئین دوکانداروںکو دیکھا دوکانون پر ہر قسم کی چیزین اور اسباب انواع و اقسام کا لیے بیٹھے ہین خریدار ونکے ہجوم رہتے ہین جب بازار سے آگے بڑھے دیکھا عمارتین پختہ اور بلند ہین سڑکین صاف اور درست ہین غرض امیر تھوڑی دور جاکر کچھ سیر شہر کرکے پھر سرا مین آئے شب بھر سو رہے صبح کو بیدار ہوے صاحبقران وغیرہ نے وضو کرکے نماز سحر پڑھی بعد اداے نماز سحر امیر باتوقیر بیٹھے تھے آفتاب طلوع ہوچکا تھا بازارین شہر مردم سے بھری ہوئی تھین دوکاندار دوکانون پر بیٹھے تھے ناگاہ شور و غل ہوا امیر نے اہل سرا سے پوچھا یہ شور و غل کیسا ہے اُنھون نے کہا کئی روز ہوے ہین اس شہر مین ایک بادشاہ آیا ہے ہمراہ اُسکے ایک پہلوان ہے اطراف ایران سے آیا ہے اُسکے پاس ایک کاغذ ہے اُس کاغذ پر کچھ لکھا ہے اور بہت سی مہرین ہین بادشاہ کا نام آذر برجین شاہ تبریزی ہے اور پہلوان کا نام بدیع ہے مجھے سنا ہے برجین شاہ یہان اسواسطے آیا ہے کہ یا تو بدیع پہلوان سے کوئی پہلوان اس ملک کا کشتی لڑے نہین تو بادشاہ یہان کا اسی کاغذ پر مہر کردے یا یہ لکھدے کہ ہمارے ملک مین کوئی پہلوان ایسا بہادر نہین ہے کہ بدیع

پہلوان سے مقابلہ کرے پس وہی پہلوان ہمراہی دیگر پہلوانان قوی ہیکل ہنگام سحر برائے تفریح طبع شہر میں نکلتا ہے
اُسوقت وہی پہلوان راہ سے گذرا اُسکی مردمان بازاری تعریف کر رہے ہیں یہی باعث شور و غل کا ہے ہمارے ملک کا جو
بادشاہ ہے اُسنے آذر شاہ پرچین تبریزی اور پہلوان بدیع کو بعزت و حرمت اپنے شہر میں مقیم کیا ہے اور یہ وعدہ کیا
ہے کہ ایک پہلوان سے کشتی ہوگی دیکھیے کب کشتی ہوتی ہے امیر باتوقیر واسطے دیکھنے پہلوان بدیع کے اُٹھے تھے کہ پہلوان
بدیع اس بازار سے کسی اور جانب چلا گیا امیر نے کرب غازی وغیرہ سے کہا جبتک بدیع کی کشتی نہ دیکھونگا اس
شہر سے نہ جاؤنگا کرب اور فرامرز مغربی نے عرض کیا ہمیں بھی اشتیاق کشتی دیکھنے کا ہے غرض امیر اسی سرا میں قیام پذیر
ہیں انشاء اللہ حال امیر باتوقیر وغیرہ کا آیندہ لکھا جائیگا

داستان لڑنا بہرام آب باز کا آب جیحون میں سرداران لشکر اسلام سے اور قتل ہونا اُسکا پھر آنا شاہین
و عفریت خان اژدہا چشم کا عین جنگ مغلوبہ میں اور قلعہ بند ہونا طول مست آبلہ روے وغیرہ کا اور
بیان احوال عیاری قاقولہ و مرغولہ و جمشید و خواجہ عمرو و دیگر عیاران لشکر اسلام کا بیان کیجاتی ہے

راویان عالی طبیعت نے اس داستان کو یون ظاہر کیا ہے کہ جب جسر جیحون ہنگام جنگ ٹوٹ گیا اور پانی میں گر گیا
ہر چند سلطان سعد اور طول مست آبلہ روے نے فرامرز عاد مغربی اور امیر اور طہماسپ ترک خجندی
وغیرہ کی جستجو کی مگر کوئی بہادر نہ ملا جب طول مست آبلہ روے کو یقین ہوا کہ طہماسپ ترک خجندی آب جیحون
میں ڈوب کر مر گیا جستجوے طہماسپ ترک خجندی سے باز آکر مغموم و محزون کنارہ جیحون مقیم ہوا اور سلطان سعد
نے جستجوے امیر باتوقیر وغیرہ کرکے آبدیدہ ہو کر خواجہ زادگان بزرجمہر سے پوچھا اب امیر باتوقیر اور کرب غازی
اور لندھور وغیرہ سے ملاقات ہوگی یا نہیں اور یہ سب زندہ ہیں یا آب جیحون میں ڈوبکر ہلاک ہوگئے خواجہ زادون
نے موافق قاعدۂ علم رمل زائچہ کرکے خوب غور و فکر کرکے کہا حمزۂ صاحبقران وغیرہ زندہ ہیں انشاء اللہ اُنسے ملاقات
ہوگی کچھ رنج و غم نہ کیجیے بادشاہ لشکر اسلام و سرداران لشکر خواجہ زادون کے کہنے سے مطمئن ہوے پھر سلطان سعد
کنارہ جیحون قیام پذیر ہوے اور کئی بارگاہیں اور خیام ایستادہ کیے گئے لشکر ظفر اثر اترا بادشاہ لشکر اسلام
نے چند روز تک انتظار حمزۂ صاحبقران کرکے ایک نامہ طول مست آبلہ روے کو اس مضمون کا لکھا
کہ اے طول مست جسر جیحون ٹوٹ گیا ہے ادھر ہمارا لشکر ہے اُدھر تمھاری فوج ہے بیچ میں جیحون حائل ہو بہتر
یہ ہے کہ یا تو تم ہماری اطاعت کرو یا ہمسے لڑو بس لازم ہے کہ یا تم اس دریا کا پل بنواؤ یا ہم اس بحر کا پل بنوائیں
اگر اطاعت ہماری کرو اور مسلمان ہو تو بہتر ورنہ ہمسے لڑو کیونکہ ہم اس کنارے پر مقیم رہیں جانا ہمیں سوے
ترکستان ہے درمیان میں تمھارا ملک دفع ہو بہر صورت تم سے فیصلہ کرنا ضرور ہے لازم ہے کہ بمجرد پہونچنے ہمارے
نامے کے جو منظور ہو جواب دو جب نامہ تحریر ہو چکا سلطان سعد نے سر نامہ پر اپنی مہر کرکے سر تیر میں وہ نامہ
رشتہ سے باندھکر چلۂ کمان میں رکھکر سوے لشکر طول مست آبلہ روے وہ تیر لگایا تیر مذکور لشکر طول
آبلہ روے میں جا گرا مردمان لشکر تیر میں نامہ بندھا ہوا دیکھکر اُس تیر کو اُٹھا کر روبروے طول مست
آبلہ روے لیگئے اور عرض کرنے لگے یہ تیر لشکر اسلام سے یہان آگرا ہے طول مست آبلہ روے نے تیر سے
نامہ کھولکر پڑھا پھر نوشیروان کو وہ نامہ دیا اور پوچھا کیا جواب اس نامہ کا دیا جائے نوشیروان نے او رختک نے
کہا پل بنوانا کسیطرح اچھا نہیں ہے اہل اسلام دلیرانہ اسطرف چلے آئینگے اور ہمیں قتل کرینگے طول مست
نے پوچھا پھر لڑائی کیونکر ہوگی ہنوز بختک اور نوشیروان کچھ کہنے نہ پائے تھے کہ بہرام آب باز نے

اٹھکر عرض کیا مین بغیر درستی جسر جیحون کے اہل اسلام سے لڑونگا آپ میرے نام پر طبل جنگ بجوائیے طول مست
آبلہ روے حاکم سمرقند نے متحیر ہوکر پوچھا ای بہرام آب باز بغیر تیاری جسر کیونکر لڑوگے اُسنے عرض کیا مین تو
کوئی تدبیر کرونگا دریا مین بارہا مین نے جنگ کی ہی اس امر مین مجھکو کمال حاصل ہی طول مست آبلہ روے
نے کہا میرے ذہن مین مطلق نہین آتا ہی کہ تو کسطرح درمیان دریا اہل اسلام سے مقابلہ کریگا یہ دریا وہ ہی کہ تھماسپ
ترک خجندی اور فرامرز عاد مغربی وغیرہ مع جسر بہگئے کسی کا کچھ پتا نہ ملا بہرام آب باز نے عرض کیا ای بادشاہ
اس تدبیر سے مین لڑونگا کہ ایک زنجیر آہنی گران وزن اس کنارہ سے اُس کنارہ تک بذریعہ غواصون و پیراکون
کے پہونچا کر دونون جانب زنجیر کو کنارہ ہاے دریا پر تھماے آہنی مین بندھوا دونگا اور زنجیر مذکور مین دو چار سو
پیپے اُنمین سیسہ بھروا کر نصب کرا دونگا زنجیر زور آب دریا سے نہ بہیگی اور میرا حریف بھی بہنے سے محفوظ رہونگا
اگر زور آب جیحون سے مین یا حریف بہونگا بھی تو زنجیر روک لیگی بہنے نہ دیگی طول مست یہ تقریر اپنے سردار لشکر
کی سنکے خوش ہوا اور کہا تو نہایت عقلمند ہی یہ کہکر ایک نامہ اس مضمون کا لکھا کہ جسر جیحون مجھے بنوانا منظور
نہین ہی اور مین آپکو اجازت بنانے کی نہین دیتا ہون لیکن مین آپ سے لڑونگا جب نامہ تیار ہوا طول مست
نے بھی اسیطرح سر تیر مین نامہ ڈورے سے لپیٹ کر چلہ کمان مین رکھکر وہ تیر لشکر اسلام کے ایک خیمے پر مارا تیر خیمہ پر
آکر گرا اہل اسلام اُس تیر کو اُٹھا کر خدمت بادشاہ لشکر اسلام مین لے گئے سلطان سعد نے نامہ پڑھکر
سرداران لشکر اسلام سے کہا کہ طول مست آبلہ روے لکھتا ہی بغیر تیار ہونے پل کے مین لڑونگا مجھے حیرت ہی
کیونکر لڑیگا کیا تدبیر کریگا سرداران لشکر نے عرض کیا ہمارے بھی ذہن مین یہ امر نہین آتا ہی سلطان سعد تو
سرداران لشکر اسلام سے ہمکلام تھے ناگاہ اُدھر طول مست آبلہ روے بموجب کہنے بہرام آب باز کے
پیپے اور زنجیر بہم پہونچا کر جسطرح بہرام آب باز نے تدبیر بتائی تھی اُسی طرح اُس کنارہ سے اس کنارہ تک زنجیر
دریا مین ملازمان طول مست آبلہ روے نے ڈالدی صبح سے شام تک زنجیر کا بندوبست ہوگیا ہنگام شب
طول مست نے بنام بہرام آب باز طبل جنگی بجوایا سلطان نے خبر نواخت طبل جنگی سنکے حکم دیا ہمارے لشکر
مین بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی طبل جنگ بجایا جاے بموجب حکم ملازمون نے نقارۂ سکندری پر چوب
لگائی زمین تھرائی دریا مین جزر و مد زیادہ تر ہوا جانوران آبی صداے نقارۂ سکندری سنکے خائف ہوے
سونس اور گھڑیال اور مگر اور مچھلیان وغیرہ اس جگہ سے سب بھاگ کر دور نکل گئے تمام شب دونون لشکرون مین
جنگ کی تیاری ہوئی ہنگام سحر بہرام آب باز ایک مرکب پر قوت و توانا پر سوار ہوکر درمیان بحر کے بذریعۂ
زنجیر آہنی آکر ٹھہرا اُدھر بھی جملہ اہل اسلام مسلح ہوکر مرکبون پر سوار ہوکر صف آرا ہوے تھے کہ بہرام آب باز نے
مرد مبارز طلب کیا جلاب فرنگی ہوا خواہ ملکشاہ نوجوان فوراً صف لشکر سے نکلکر سلطان سعد سے اجازت
حرب لیکر بذریعۂ زنجیر مذکور اُسکے روبرو گیا اور گھوڑے کو روک کر ٹھہرا گھوڑا بہنے لگا بہرام آب باز نے نیزہ
کو گردش دیکر اسطرح نیزہ سینۂ جلاب فرنگی پر لگایا کہ سنان نیزہ سینۂ جلاب فرنگی کے پار نکل گئی جلاب فرنگی
مرکب سے آب جیحون مین گر کے غرق دریاے فنا ہوا مرکب اُسکا پھر کر لشکر اسلام مین آیا بہرام نے پھر مبارز طلب
کیا مالک اژدر نے مرکب اپنا صف لشکر سے نکالکر خدمت سلطان سعد مین جاکر اجازت جنگ طلب کی بادشاہ
لشکر نے فرمایا ای مالک اژدر تم اس بدکار کے مقابلہ کیواسطے نجاؤ اور کوئی بہادر اس سے لڑنے جائیگا مالک نے عرض کیا
مجھی کو جانے دیجیے مین اس بدکار کو قتل کرونگا خون جلاب فرنگی کا عوض لونگا سلطان سعد نے مجبور ہوکر اجازت

جنگ دی مالک نے اپنے مرکب کا تنگ کھولکر مرکب کو دریا مین ڈالا مرکب پیر کر بہرام آب باز کے روبرو پہونچا بہرام
آب باز نے پھر نیزہ کو گردش اور تکان دیکر سینہ مالک اژدر پر لگایا مالک نے سنان نیزہ کو اپنی سنان نیزہ پر روکا شرارے
نکلے آب جیحون مین گرے بعد روکنے ضرب نیزہ کے مالک اژدر نے بھی نیزہ اُسکے پہلو پر مارا اُسنے بھی نیزہ کو بہ فن
سپہگری روکا اسیطرح تا دیر جنگ ہوئی اُدھر سے سلطان سعد اور جملہ سرداران لشکر اسلام وغیرہ جنگ دیکھ رہے
تھے اور تعریف کر رہے تھے ادھر سے طول مست آبلہ رو وغیرہ لڑائی دیکھ رہے تھے جب بہرام آب باز
نیزہ کا وار کرتا تھا طول مست بے اختیار اُچھلکر بآواز بلند اُسکی تعریف کرتا تھا بختک اپنے دلمین کہتا تھا اب
تھوڑی دیر مین عوض اس خوشی کے طول مست آبلہ رو روئیگا بہرام آب باز مالک اژدر کے ہاتھ سے مارا جائیگا
ہرگز جانبر نہوگا بختک اپنے دل مین یہ کہہ رہا تھا کہ مالک اژدر نے ایک بند نادر نیزہ کا باندھکر مرکب کو آگے بڑھایا
بہرام نے ہر چند زور کیا مگر نیزہ ہاتھ سے نکلگیا سنان نیزہ مثل برق چمکتی ہوئی آب جیحون مین گری بہرام آب باز
کے ہاتھ سے جو نیزہ نکل گیا ہمہ تن غرق بحر انفعال ہوا پھر غضبناک ہوکر شمشیر آبدار کھینچکر سر مالک پر لگائی مالک نے
شمشیر سپر پر روک کر خود بھی تلوار اُس نابکار پر لگائی ہر چند اُسنے سپر اُٹھائی لیکن شمشیر آبدار سپر کو کاٹکر کاسہ سر مین
درآئی پھر گلو و صدر و کمر کو کاٹتی ہوئی زین فرس پر پہونچی وہانسے جو بڑھی زیر تنگ مرکب جاکر خون نجس بہرام کو
آب جیحون مین دھوکر صاف و پاک ہوکر اُٹھی بہرام آب باز مع مرکب چار ٹکڑے ہوکر آب جیحون مین گرا خون
اُس نابکار کا پانی مین ملگیا سونس و گھڑیال وغیرہ جانوران آبی اُس نابکار کے قتل ہوتے ہی دوڑے اور ٹکڑے اسکے
تن نجس کے برغبت تمام کھاگئے اہل اسلام بہرام آب باز کے قتل ہونے سے خوش ہوے طول مست کو صدمہ
ہوا اُسوقت ہمراہیان بہرام یعنے لشکریان بہرام آب باز تنگ مرکبونکے کھولکر زندگی سے تنگ ہوکر یکبارگی
گھوڑے دریا مین ڈالکر قریب مالک اژدر پہونچے اور نیزہ و گرز و شمشیر سے لڑنے لگے یہ حال دیکھکر مردمان لشکر مالک نے
بھی فی الفور مرکبونکے تنگ کھولکر فرس بے تامل جیحون مین ڈالدیے اور قریب فوج عدو پہونچکر درمیان جیحون مین
تلوارین کھینچکر اعدا کو قتل کرنے لگے لڑائی ہونے لگی لاش پر لاش جوانونکی دریا مین گرنے لگی جانوران آبی خوش ہوکر
گوشت جوانونکا کھانے لگے شکر رزاق مطلق کرنے لگے اُسوقت جیحون مین ایسی خونریزی ہوئی کہ آب جیحون کثرت خونریزی
سے سرخ ہو گیا سر جوانونکے جیحون مین حباب سا نظر آنے لگے لاشے مانند کشتیونکے بہنے لگے جانوران آبی گوشت جوانان
مقتول کا کھاتے کھاتے سیر ہوگئے درمیان جیحون تو جنگ ہو رہی تھی ادھر سلطان سعد نے صد ہا ناو اور ڈونگیان
ملاحونسے طلب کرکے آب جیحون مین جابجا تہ پل ناو و ڈونگا باندھکر مع کل لشکر دریا سے عبور کرکے طول مست کو قتل
کیجیے طول مست نے یہ حال دیکھکر اپنے لشکر کے جوانونکو حکم دیا تیر بار و پل ناو و ڈونگا نہ بندھنے دو تیر انداز کھینچ تیرونکا برسانے لگے
اہل اسلام زخمی ہونے لگے درمیان دریا مین مالک اژدر جملہ اعدا کو قتل کرکے اُس کنارہ پر مع اپنے لشکر کے پہونچے نوشیروان
یہ حال دیکھکر گھبرایا بختک پریشان خاطر ہوا طول مست آبلہ رو تمام اپنی فوج لیکر حملہ آور ہوا لڑائی ہونے لگی تلوار چلنے لگی
سلطان سعد نے وقت فرصت پاکر اس خیال سے ناو و ڈونگا پل درست کروایا کہ بآسانی لشکر گذر جائے یہان ناو و ڈونگا
پل درست ہوا تھا اہل اسلام نے قصد عبور دریا کیا تھا ناگاہ شاہین اور عفریت خان اژدہا چشم وغیرہ کو صلصال
نے برائے مدد طول مست نے بھیجا تھا عین وقت جنگ مغلوبہ پہونچے شریک جنگ ہوے سرداران لشکر اسلام پر حملہ آور ہوے
بازار جنگ گرم ہوا تلوار چلنے لگی یہ احوال دیکھکر سلطان سعد نے حکم کیا جلد تر دریا سے عبور کرکے دشمن کے لشکر
پر حملہ کرو بموجب حکم جملہ سرداران لشکر اور لشکری ہمراہی بادشاہ لشکر اسلام ناو و ڈونگے پل پر سے گذر کر کنارہ دریا پہونچکر تلوار چلا

کھینچکر اعدا کو قتل کرنے لگے اگر مترجم مفصل یہ لڑائی لکھے تو از حد طول ہوگا خلاصہ یہ کہ جنگ مغلوبہ مین دست مالک اژدر
مین وعفریت خان اژدہا حشم زخمی ہوئے صدہا نابکار قتل ہوئے اہل اسلام نے ہزارون عدو کو قتل کیا کنار دریا
جیحون ایک دریاے خون جاری ہوا آخر طول مست تاب جنگ نہ لاکر مع نوشیروان و بختک وغیرہ سوے قلعہ بھاگا
جلد داخل قلعۂ سمرقند ہوکر پل تختہ اُٹھوالیا قلعہ بخوبی تمام آلات حرب و ضرب سے آراستہ کیا اہل اسلام نے مظفر و منصور
ہوکر بارگاہ مین قیام کرکے دیگر اسباب شاہ سمرقند لوٹ لیا سلطان سعد نے مع جملہ لشکر قلعہ کا محاصرہ کیا
طول مست پریشان خاطر ہوا آخر بمشورہ نوشیروان و بختک اپنے دونون عیارونکو بلایا جب قاقولہ و رمغولہ
عیار ہوشیار حاضر ہوے طول مست آبلہ رو نے اُنسے کہا تمنے ایک مدت سے ہمارا نمک کھایا مالک نے ہم تن بہت
ستایا ہے بہرام آب باز میرے سردار لشکر کو قتل کیا ہے شاہین وعفریت خان اژدہا حشم کو زخمی کیا ہے تم اُسے جاکر
کسی تدبیر سے بیہوش کرکے لے آؤ عیاران مذکور صورتین بدلکر راہ نقب سے لشکر اسلام مین آئے قریب بارگاہ مالک
کے دو گھڑی ٹھہرے جب شام ہونے لگی دو ملازم واسطے روشنی کرنیکے بارگاہ مالک اژدر کیطرف چلے اثناے راہ مین قاقولہ و
رمغولہ نے اُنھین اپنے قریب بلاکر ساب بیہوشی مارکر اُنھین تو ایک گوشے مین ڈالدیا اور آپ اُنکی صورت رنگ روغن
سے بناکر داخل بارگاہ مالک اژدر ہوے کنول و مردنگین وغیرہ صاف کرکے شمعہاے مومی و کافوری روشن کین اور
بہت سے پروانے اُنکے پر و نیر بیہوشی ملکر اور چھڑک کر چھوڑے پروانے شمع پر گر گر کے گرتے ہی جلنے لگے دھوان جو اُنکا
دماغ مالک وغیرہ مین پہونچا سبکو چھینکین آئین ہر ایک بیہوش ہوگیا قاقولہ و رمغولہ عیارون نے اور سردارونکو
بیہوش پڑا رہنے دیا فقط مالک اژدر کو چادر عیاری مین باندھا قاقولہ نے پشتارہ اُٹھاکر دوش پر رکھا رمغولہ نے
اسلحہ مالک کا اُٹھالیا پھر پشت بارگاہ کیطرف جاکر خنجر سے قنات بارگاہ کی چاک کرکے بارگاہ سے نکلکر لشکر اسلام سے چلے
بعد قطع راہ جب دہنۂ نقب پر پہونچے راہ نقب سے داخل ہوے اور روبروے طول مست جاکر پشتارہ مالک کا
دوش سے رکھکر قاقولہ عرض کرنے لگا اے بادشاہ ذیجاہ ملاحظہ کر پشتارہ کھولکر دیکھیے ہم مالک اژدر کو موافق حکم
بیہوش کرکے لے آئے ہین طول مست نے خوش ہوکر کہا اب اسکو طوق و زنجیر مین گرفتار کرو عیارون نے بموجب
حکم سلاسل مین گرفتار کیا بختک نے کہا اے طول مست مالک اژدر کو قتل کر ڈال قید نکر سرداران لشکر طول مست
نے کہا ابھی قتل کرنا مالک اژدر کا اچھا نہین ہے اہل اسلام نے ابھی تو قلعہ کا محاصرہ کیا ہے جب خبر قتل مالک وہ
سنینگے فوراً در قلعہ توڑکر قلعہ مین چلے آئینگے ہم سبکو قتل کر ڈالینگے طول مست نے سردارونسے کہا تم سچ کہتے ہو
یہ کہکر مالک کو زندان مین قید کیا ہنگام صبح جب اُن سردارونکو ہوش آیا جو بارگاہ مالک مین بیہوش ہوئے تھے
اُنھون نے جو مالک کو بارگاہ مین نہ دیکھا بادشاہ لشکر اسلام سے کہا یہ خبر سنکے جملہ سردار و عیار مشوش ہوے وہ
دونون آدمی جنھین قاقولہ و رمغولہ نے بیہوش کیا تھا وہ بھی ہوشیار ہوکر لشکر مین آئے کیفیت اپنی بیان کی آخر
عیار نے بارگاہ مین آکر دیکھا نشان پاے عیاران زمین پر پاے قنات کو خنجر سے چاک دیکھا یقین ہوا مالک کو عیار
بیہوش کرکے لیگئے ہین جب سلطان سعد کو یہ احوال معلوم ہوا برہم ہوکر حکم دیا جملہ مردان لشکر مسلح ہون بموجب
حکم سب مسلح ہوے سلطان سعد نے طبل یورش بجواکر قلعہ پر حملہ کیا طول مست گھبرایا گولہ اندازونکو حکم دیا
گولے مارو گولہ انداز گولے مارنے لگے اکثر سواران لشکر اسلام توپ کے گولون سے ہلاک ہونے لگے سرداران لشکر
اسلام گولونسے بچتے ہوے قریب خندق پہونچے چاہا کہ خندق سے گذر کر در قلعہ کو توڑکر داخل قلعہ ہون اسوقت
طول مست از حد گھبرایا بیتابی و اضطراب مین بے اختیار کہنے لگا یارو اب مین کیا کرون اہل اسلام در قلعہ تک

آگئے کیونکر انکو روکون بختک نے کہا اہل اسلام کے روکنے کی تدبیر یہ ہی جلد مالک کو زندان سے بلا کر بالائے قلعہ
زیر تیغ بٹھاؤ یا دار پر چڑھاؤ اور بہ آواز بلند اہل اسلام سے کہو کہ اگر تم قلعے مین آ وگے تو ہم مالک اژدر کو مار ڈالینگے
جسوقت اہل اسلام مالک کو زیر تیغ دیکھین گے اور تمہاری یہ گفتگو سنین گے فی الفور در قلعہ سے ہٹ جائینگے طول ست
نے بختک کی رائے پر عمل کیا اہل اسلام در قلعہ سے ہٹ گئے سلطان سعد نے فرودگاہ لشکر پر جاکر خواجہ عمرو کو بلا
کہا اے خواجہ اگر تم اس قلعے کو کسی تدبیر سے فتح کرا دو تو ہم تمکو تمام مال و زر اس قلعے کا دیدینگے خواجہ نے کہا اچھا
اس مضمون کا رقعہ لکھ دیجیے مہربانی کر دیجیے مین اس قلعے کو فتح کرا دونگا سلطان سعد نے رقعہ لکھدیا خواجہ
نے رقعہ کو زنبیل مین رکھکر سعید منجر بلخی اور گلباد وغیرہ آٹھ عیارونکو بلا کر ایک خیمہ مین بیٹھکر باہم مشورہ کیا پھر سب
شکل تبدیل کرکے خیمہ سے نکل کے ایک جانب روانہ ہوے اور قلعے کے گرد پھرنے لگے کسیطرف سے راستہ ایسا نہ پایا
کہ کمند مار کر بذریعہ کمند داخل قلعہ ہون خواجہ وغیرہ تو گرد قلعہ پھر رہے تھے اُنھین تو ابھی زیر قلعہ فکر عیاری مین
چھوڑا جاتا ہی اور حال دیگر لکھا جاتا ہی وہ حال یہ ہی کہ قاقولہ اور مرغولہ کے دو سو عیار شاگرد تھے از انجملہ ایک
عیار تھا نام اُسکا جمشید تھا چونکہ نوجوان تھا ایکروز وہ دختر قاقولہ سرو آسا کو دیکھکر عاشق ہوگیا تھا ہر چند
تدبیرین کرتا تھا مگر وصل سرو آسا کا میسر ہوتا تھا اُس زمانہ مین جسروز مالک کو قاقولہ نے بیہوش کیا تھا جمشید
نے عالم خواب مین ایک مرد بزرگوار کو دیکھا تھا اُس مرد بزرگ نے جمشید سے کہا تھا اے جمشید تو شب و روز فراق
محبوب مین روتا ہی وہ تدبیر نہین کرتا ہی جس تدبیر سے تیری مراد بر آئے جمشید نے پوچھا اے مرد بزرگ وہ تدبیر کیا ہی
مرد بزرگ نے فرمایا وہ تدبیر یہ ہی کہ راہ نقب سے نکلکر بیرون قلعہ جا اول تجھسے خواجہ عمرو سے ملاقات ہوگی اُسے
مع اُسکے ہمراہیون کے راہ نقب سے قلعہ مین لا اور دین اسلام اختیار کرنا خواجہ سے اپنی آرزو بیان کرنا وہ عیار
جمیل روزگار ہی تیری محبوبہ کو تجھ تک پہونچا دیگا مدعا تیرا بر آئیگا پیر مرد تو یون یہ کہکر نظر سے غائب ہوگئے تھے
جمشید بیدار ہوکر ہنگام سحر قلعہ کی نقب مین داخل ہوا تھا بعد قطع راہ اُسوقت نقب سے باہر نکلا کہ خواجہ عمرو
زیر دیوار قلعہ فکر عیاری مین کھڑے تھے جمشید نے زیر دیوار قلعہ آکر خواجہ کو جھک کے سلام کیا اور پوچھا کیا
تمھین خواجہ عمرو ہو خواجہ نے کہا مین عمرو نہین ہون تمھین عمرو سے کیا کام ہی اُسنے کہا کیونکر کہون کہ تم خواجہ
عمرو نہین ہو مجھ سے پیر مرد نے خواب مین کہا تھا کہ اول تجھسے خواجہ سے ملاقات ہوگی اگر تم خواجہ نہین ہو تو میرا
خواب جھوٹا ہی خواجہ نے عقل سے دریافت کیا کہ یہ مکار نہین ہی کچھ مجھسے فریب نکریگا یہ خیال کرکے خواجہ نے
کہا سچ تو یہ ہی کہ مین ہی عمرو ہون جمشید یہ سنتے ہی قدم خواجہ پر گرا اور تمام حال اپنا اور خواب بیان کیا خواجہ نے
اُس سے اقرار کیا مین تیری محبوبہ کو تجھ سے ملا دونگا جمشید یہ سنکے خوش ہوا عمرو نے اُسے کلمہ پڑھایا وہ کلمہ پڑھکر
صدق دل سے مسلمان ہوا پھر خواجہ عمرو کو سوے صحرا لیگیا اور دہنہ نقب دکھا کر کہنے لگا اسی راہ نقب سے
قلعہ مین چلیے خواجہ نے اُسی جگہ بیٹھکر اپنی صورت ایک درویش کامل کی بنائی پھر ہر ایک عیار نے اپنی اپنی شکل
فقیرونکی بنائی خواجہ نے کسی کو دست پناہ دیا کسی کو خارپشت کسیکو چھتری اسیطرح ہر ایک عیار کو ایک ایک چیز دی سب
بلکے بے خواجہ اُنکے مرشد بنے جمشید بھی فقیر کی صورت بنا جب سب عیار شکل اپنی اپنی تبدیل کر چکے گیروے
لباس زیب تن کیے بھبوت تمام جسم پر ملا خواجہ نے اکتارہ ہاتھ مین لیا پھر ہمراہ خواجہ کے سب نقب مین گئے
بعد قطع راہ نقب قلعہ مین جاکر نقب سے نکلکر شہر مین پھرنے لگے خواجہ اکتارہ بجاکر بھجن گانے لگے دیگر عیار جو
بالکے بنے تھے وہ بھی ہمراہ خواجہ بھجن گانے لگے دوکاندارا اور مردم بازاری نے بھجن سُنکے پیسا کوڑی آنا دیا

بانکے ہر ایک سے لیکر مرشد کو دینے لگے خواجہ بازار شہر میں بھجن گا رہے تھے مردمان تماشائی کا ہجوم تھا ہر ایک شخص
بھجن سُنکے کہتا تھا یہ فقرا کیا خوب بھجن گاتے ہیں درویش کامل معلوم ہوتے ہیں ناگاہ اُسطرف سے قاقولہ و مرغولہ مع اپنے
جملہ شاگردوں کے آتے تھے ہجوم مردم دیکھکر کھڑے ہوئے بھجن سننے لگے خواجہ اُنھیں دیکھکر زیادہ خوش الحانی سے بھجن گانے
لگے قاقولہ نے بھجن سُنکے خواجہ سے پوچھا داتا کہاں سے آنا ہوا اب کہاں جاؤگے خواجہ نے جواب دیا بابا جہان
سے سب آئے ہیں وہیں سے فقیر بھی آیا ہے جہان سب جائینگے وہیں یہ فقیر بھی جائیگا یہ دنیا تو ایک سراے فانی
ہے بڑے بڑے نامی و نامور اس جہان سے گذر گئے شاہان اولوالعزم زیر خاک نہان ہوگئے ہیں تو ایک درویش
ہوں بشر کو لازم ہے اپنے پیدا کرنے والے کو نہ بھولے ہر دم اُسکی پرستش کرے قاقولہ و مرغولہ درویش کی گفتگو
سُنکے اور بھجن سُنکے دل میں کہنے لگے یہ فقیر بیشک کامل ہے کچھ اسے دیکر اسکی دعا لینا چاہیے یہ سوچکر پانچ اشرفیاں
قاقولہ نے جیب سے نکالکر خواجہ کو دیں خواجہ نے اشرفیاں لیکر یہ دعا دی بابا عیاری میں کوئی عیار تم سے گوے سبقت
نہ لیجائیگا کبھی کوئی عیار تمھیں گرفتار نہ کریگا فقیر کو تمنے خوش کیا ہے تمھارا بھلا ہوگا اب قاقولہ اور مرغولہ کو اور بھی
یقین ہوا کہ یہ فقیر بیشک و بے شبہہ کامل ہے برگزیدۂ لات و منات ہے ہمارے حالات سے اُسے آگاہی ہوگئی ہے یہ
جان گیا کہ ہم عیار ہیں غرض قاقولہ اور مرغولہ ہجوم سے مردم کے نکلکر فقیر کی تعریف کرتے ہوئے دربار طول مست
آبلہ رو میں گئے اور سلام کرکے موافق اپنے رُتبے کے بیٹھے بختک نے پوچھا ہے قاقولہ اور مرغولہ اسوقت
کہاں سے آتے ہو کہو آجکل کوئی تازہ امر بھی دیکھا ہے دونوں نے کہا ہم بازار سے آتے تھے درمیان بازار کے چند
فقرا کو دیکھا وہ بھجن گا رہے تھے آوازیں اُنکی اچھی ہیں اور وہ فقیر صاحب کمال معلوم ہوتے ہیں ہمارے احوال
سے اُنھیں اطلاع ہوگئی ہمیں جان گئے کہ ہم عیار پیشہ ہیں سواے اس تازہ حال کے اور تو کوئی امر تازہ
شہر میں نہیں ہوا ہے بختک نے مسکراکر کہا اگر کوئی واقعہ نہیں گذرا ہے تو اب گذریگا تمھارے قول سے نہایت
شک ہوا ہے کہ فقیر کامل آئے ہیں وہ بیشک اپنے فن میں کامل ہیں اُنکے مرشد ہونے میں کسیطرح کا شک نہیں وہ
ایسے ہی صاحب کمال ہیں صورت دیکھکر حال دل بتا دیتے ہیں جسکو چاہتے ہیں مار ڈالتے ہیں کوئی اُنھیں ہلاک
کر نہیں سکتا ہے خداوندان لات و منات اُنکے ہاتھ سے تمھیں بچائے قاقولہ اور مرغولہ نے کہا اے ملک جی یہ تو
آپنے عجب تقریر کی ہم کچھ نہ سمجھے مفصل فرمائیے بختک نے کہا مجھے معلوم ہوتا ہے کہ خواجہ وغیرہ چند عیار کسی بھیس میں
داخل قلعہ ہوے ہیں اب وہ مالک اژدر کو چھڑا لینگے تمھیں قتل کرینگے شہر میں فتنہ و فساد برپا کرینگے اگر تم اور
اپنے بادشاہ کی بہتری چاہتے ہو تو اُن فقیروں کو لالچ دیکر یہاں لے آؤ میں اُنھیں دیکھکر بتا دونگا اگر فقیر ہونگے
تو اُنکو چھوڑ دینا ورنہ جب میں تمھیں اشارہ کروں تم سب کو گرفتار کر لینا اور سمجھ جانا کہ یہ عیار ہیں قاقولہ اور
مرغولہ گفتگوے بختک سُنکے فی الفور دربار سے اُٹھکر اُسی بازار میں گئے دیکھا وہ سب فقیر بازار میں بھجن گاتے
ہوے چلے جاتے ہیں قاقولہ اور مرغولہ نے کہا شاہ جی ہمنے آپ کی تعریف اپنے بادشاہ سے جا کی ہے وہ
آپکی زیارت کا مشتاق ہے کئی لاکھ روپیہ اُسنے آپکی نذر کے واسطے خزانہ سے منگوائے ہیں جلد چلیے دیر نہ کیجیے
پہلے تو خواجہ نے خیال کیا یہ عیار ہیں مکر کرتے ہیں اسقدر زر کثیر بہا تکا بادشاہ کبھی نہ دیگا بلکہ گرفتار کرنے کو
بختک نابکار اُسکے دربار میں موجود ہوگا پس وہان جانا اچھا نہیں بعد ازان خواجہ نے یہ بھی تصور کیا
کہ شاید یہ عیار سچ کہتے ہوں روپیہ بادشاہ نے خزانہ سے منگوایا ہو بلاکر ہمیں دیدے اور گرفتار نکرے غرض خواجہ
نے بعد ایک لمحہ کے یہ خیال کرکے بطمع زر اُنسے کہا اچھا بابا فقیروں کو سامنے بادشاہ کے لیچلو قاقولہ اور مرغولہ خواجہ

وغیرہ کو ہمراہ لیکر دربار مین آئے بادشاہ کو دعا دیکر کہنے لگے ای بادشاہ تو نے ہم فقیرونکو کیون بلایا ہی طول مست آبلہ رو نے پوچھا مجھے کچھ تمسے پوچھنا ہی اول تو یہ بتاؤ کہ تمھارا نام کیا ہی خواجہ نے کہا اس فقیر کا نام درویش مسافر ہی طول مست آبلہ رو نے پھر پوچھا دوسرے یہ بتاؤ کہ تمھارا مسکن کہان ہی خواجہ نے جواب دیا تکیہ مسکن ہی ہنوز طول مست آبلہ رو خواجہ سے گفتگو کر رہا تھا ناگاہ نجنک نے خواجہ کو پہچانکر قاقولہ سے باشارہ کہا یہ عمرو ہی اور اسکے ہمراہ یہ سب عیار ہین ان سب کو گرفتار کرو قاقولہ اور مرغولہ نے فوراً حلقہ ہای کمند خواجہ پر مارے خواجہ نے پیچھے ہٹکر خنجر کھینچا تمام عیاران لشکر اسلام نے بھی خنجر کھینچے اور قاقولہ اور مرغولہ سے لڑنے لگے جب دربار مین غل وشور ہوا تو دونون شاگرد قاقولہ اور مرغولہ کے وہ بھی دربار مین گئے اور خواجہ وغیرہ کو چہار جانب سے گھیر لیا خنجر کھینچکر لڑنے لگے بعضے حلقہ ہای کمند مارنے لگے اُسوقت خواجہ پریشان تھے عیارون مین گھرے ہوے لڑ رہے تھے ناگاہ آسمان سے ایک پنجہ مثل برق تڑپ کر گرا اور خواجہ کو عیارون کے درمیان سے اُٹھا لیگیا چند عیارونکو تو قاقولہ ومرغولہ نے گرفتار کر لیا مگر گلباد عراقی اور جمشید وہان سے بھاگ کر ایک جانب راہی ہوے نجنک نے قاقولہ سے کہا ان عیارون کو قتل کر ڈال قید نہ کر اُسنے کہا ای ملک جی ابھی ان عیارونکو قتل نہ کرونگا کیونکہ اول تو عمرو گرفتار نہین ہوا ہی اور دو عیار بھاگ گئے ہین اُنھین گرفتار کرنا ہی دوسرے یہ کہ ہم ترک خطائی کے شاگرد ہین بغیر اُنسے مشورہ کیے ہوے ان عیارونکو قتل نہ کرینگے نجنک برہم ہو کر خاموش رہا جواب کچھ نہ دیا دل مین کہنے لگا بظاہر معلوم ہوتا ہی کہ ان دونون عیارونکی قضا آئی ہی عیاران لشکر اسلام کی زندگی ابھی باقی ہی یہ سب رہا ہو جائینگے ہمارے کہنے پر عمل نہین کرتے ہین قاقولہ ومرغولہ پچھتائینگے ضروری سب عیاران لشکر اسلام کے ہاتھ سے ہلاک ہونگے یا مسلمان ہونگے

داستان بے نظیر بادشاہ ہندوستان لندھور بن سعدان وسموات جادو اور خواجہ عمرو وحمزہ صاحبقران وغیرہ کی بیان ہوتی ہی

محرران خوش تحریر اس داستان بے نظیر کو یون لکھتے ہین کہ جب لندھور نے آب جیحون مین مرکب اپنا ڈالا تھا زور وشور آب جیحون سے مرکب لندھور کا دریا مین بہگیا تھا اور پیرتے پیرتے گھوڑا ہلاک ہوگیا تھا لندھور آب جیحون مین مرکب سے گرا تھا پانی مین غوطہ کھا رہا تھا ناگاہ ایک پنجہ گرا تھا اور دریا سے لندھور کو اُٹھا کر لیگیا تھا جب لندھور کو وہ پنجہ اپنی جگہ پر لیگیا تھوڑی دیر کے بعد لندھور نے آنکھین کھولکر جو دیکھا تو اپنے تئین ایک باغ پُر بہار مین پایا اور ایک نوجوان حسین عورت کو بالای تخت بیٹھا دیکھا لندھور گھبرا کر فرش سے اُٹھا اور خیال کرنے لگا واہ واہ عجب واقعہ گذرا مین وہان جیحون مین ڈوب رہا تھا اب اپنے تئین باغ مین پاتا ہون شاید خواب دیکھتا ہون یہ خیال کرکے لندھور آنکھین اپنی ملنے لگا اور متحیر ہو کر چہار جانب دیکھنے لگا اُس زن خوبرو نے مسکرا کر کہا ای شخص کیون متردد ہی آگاہ ہو کہ میرا نام سموات جادو ہی قبل تیرے مین ایک نوجوان پر عاشق ہو کر اُسے دریای فرنگ سے بزور سحر پنجہ بنا کر اُٹھا لائی تھی ابتک وہ نوجوان یہان موجود ہی لیکن میرے وصل پر کسیطرح راضی نہین ہوتا ہی مجھ ایسی نازنین سے ہم بستر نہین ہوتا ہی آج مین تخت پر سوار ہو کر برای سیر گئی تھی اثنای راہ مین تجھے دریا مین ڈوبتے ہوے دیکھا تیرے دست وبازوی ہیکل دیکھکر اور تیرے حُسن وجمال

پر نظر کرکے عاشق ہو گئی تجھے دریا سے بجنبہ نکال لائی ہون اب تو مجھ سے ہم آغوش ہو تجھ سے آرزوے دلی میری بخوبی بر آئیگی تو اس جوان سے زیادہ موٹا ہو لندھور نے کہا اے نازنین اگر وہ جوان تیرے وصل پر راضی ہو جائے تو پھر مجھ سے کیون ہم آغوش ہو اُسنے جواب دیا اول تو وہ میرے وصل سے انکار کرتا ہو دوسرے تجھے دیکھکر اب اس جوان سے دل میرا بیزار ہو گیا ہو اُسکی محبت میرے دل سے جاتی رہی ہی تجھپر فریفتہ ہو گئی ہون لندھور نے کہا اس جوان کو ذرا یہان بُلاؤ مین تو دیکھون کہ وہ جوان کیسا ہی سمموات جادو نے اپنی کنیزون مین سے ایک کنیز سے کہا اس نوجوان کو جسے مین نے قید کیا ہو جلد جا کرلے آ وہ کنیز گئی اور تھوڑی دیر مین اُس جوان کو لے آئی لندھور نے جو غور سے دیکھا اپنے فرزند الماس کو پایا دل مین کہا یہ نابکار میرے فرزند کو اُٹھا لائی تھی اور اس سے طالب وصل تھی خوب ہوا کہ مجھکو بھی یہ لے آئی اب کوئی تدبیر ایسی کرنی چاہیے کہ فرزند میرا اسکی قید سے رہا ہو یہ دل مین تجویز کرکے لندھور نے سمموات جادو سے کہا مین اس نوجوان کو سمجھا کر تیرے وصل پر راضی کر دونگا یہ کہکر اُس نوجوان کو بلا کر اپنے پہلو مین بٹھایا اور بشفقت و مہربانی اُس سے کہا اس زن خوبرو کی اطاعت کرو جو یہ کہتی ہو اُسکا کہنا مانو بظاہر تو کہا لیکن باطن مین اور کچھ تجویز کیا وہ جوان شرمگین ہوا کچھ جواب نہ دیا لندھور نے سمموات جادو سے کہا یہ جوان راضی ہو مگر چونکہ مسلمان ہو چاہتا ہو کہ بغیر نکاح تمسے ہمبستر نہو اسیوجہ سے انکار کرتا ہو اگر تم خواجہ عمرو عیار نامدار حمزہ صاحبقران کو لے آؤ تو وہ اس جوان کا صیغہ نکاح تمھارے ساتھ پڑھ دین پھر یہ جوان بصد خوشی تمھارے وصل کی تمنا کریگا سمموات جادو نے کہا مین ایک شرط سے خواجہ عمرو کو لاؤنگی اور اس جوان سے ہم بستر ہون گی وہ شرط یہ ہو کہ تم بھی میرے وصل پر راضی ہو کبھی یہ جوان کبھی تم مجھ سے ہم بستر ہوا کرو اور جو تمنے کہا صیغہ نکاح خواجہ آکر پڑھ دینگے ذرا یہ بتاؤ کہ صیغہ نکاح کسے کہتے ہین ہم لوگ تو نکاح کو نہین جانتے جب دل چاہتا ہو ہر ایک سے مدعاے دل حاصل کر لیتے ہین لندھور نے کہا اے سمموات جادو تم خواجہ عمرو کو تو لاؤ پھر تم جو کہو گی مین قبول کرونگا اور حال نکاح جب خواجہ عمرو کو تم لے آؤ گی اُس وقت تمھین خود معلوم ہو جائے گا سمموات جادو گفتگوے لندھور سُن کے خوش ہوئی اور چند اوراق جھولی سے نکال کر اُنھین دیکھنے لگی وہ چند ورق اوراق جمشیدی تھے سمموات جادو نے اُن اوراق مین یہ دیکھا تھا کہ اسوقت خواجہ عمرو کہان ہو اُن اوراق سے اُسے ثابت ہوا کہ قلعہ سمرقند دربار طول مست آبلہ رو مین عمرو عیارون سے لڑ رہا ہو یہ دیکھکر کچھ افسون پڑھکر چند دانے ماش کے لندھور اور الماس پر مارے پھر اور کچھ الفاظ سحر زبان پر جاری کرکے دفعۃً تخت پر سے غائب ہو گئی لندھور نے اپنے فرزند کو سینے سے لگایا بہت پیار کیا اُسنے اپنے پدر کو تسلیم کی دونون نے اپنا اپنا احوال کہا بعدہ لندھور نے اپنے فرزند سے کہا اب یہان سے نکل چلو دیر نہ کرو یہ کہکر لندھور اُٹھنے لگا مگر اُٹھا نہ گیا الماس نے چاہا اُٹھون اُس سے بھی اُٹھا نگیا آخر بمجبوری دونون بیٹھے رہے لندھور نے اپنے فرزند سے کہا معلوم ہوتا ہو کہ یہ جادوگرنی ایسا سحر کر گئی ہو کہ ہمسے اور تم سے اُٹھا نہین جاتا ہو زمین پاؤن پکڑے ہو الماس نے کہا یہ ساحرہ نہایت ہوشیار ہی چلتے وقت سحر کر گئی ہو تاکہ آپ اور ہم کہین چلے نہ جائین لندھور نے اپنے فرزند سے کہا اے پارہ جگر مین نے

خواجہ عمرو کو اسواسطے بلوایا ہی کہ وہ یہان آکر کوئی عیاری کرینگے اس ساحرہ کو ہلاک کرینگے اور
تمھین اور مجھے اسکی قید سے رہا کرینگے پس وہ جو کچھ کہین اُسے قبول کرنا انکار نہ کرنا الماس نے کہا
مین انکا حکم بجالاؤنگا ابھی یہ باتین کررہے تھے کہ وہ ساحرہ خواجہ کو لیکر باغ مین آئی خواجہ
پر سحر کرکے بالاے فرش ڈال دیا خود تخت پر بیٹھی بعد تھوڑی دیر کے خواجہ کو ہوش آیا آنکھین کھولکر
لندھور وغیرہ کو دیکھا گھبراکر پوچھا یہ کونسا مقام ہی مجھے یہان کون لایا ہی تم یہان کیونکر آئے
لندھور نے تمام احوال اپنا اور الماس کا بیان کرکے کہا تمھین اسواسطے یہان سموات جادو
لے آئی ہی کہ تم اس جوان کا عقد اسکے ساتھ پڑھدو زبان سے تو یہ کہا لیکن اشارے سے کہا
خواجہ نکاح نہ پڑھنا کچھ الفاظ مہمل زبان پر جاری کردینا اور کسی طرح سے اسے بیہوش کرنا
خواجہ عمرو تقریر لندھور سمجھ گئے سموات جادو سے کہنے لگے ای سموات جادو کیا
سبب ہی مجھ سے اُٹھا نہین جاتا ہی اگر مین اُٹھون تو صیغۂ نکاح پڑھون سموات جادو نے پھر
ایسا سحر کیا کہ خواجہ اُٹھ کے تو بیٹھے مگر دست و پا سحر سے بیکار کردیے خواجہ نے بیٹھ کے سموات جادو
سے کہا اب تم دولھن بنو تو مین صیغہ نکاح پڑھون سموات جادو نے کہا اچھا مین پوشاک دیگر پہنتی ہون
اپنی آرایش کرتی ہون مسلمان نہ ہونگی محض اس جوان کے کہنے سے صیغہ نکاح تمسے پڑھواتی ہون
مگر تم ایسا صیغہ نکاح پڑھو کہ ایک ہی مرتبہ ان دونون جوانون سے نکاح ہوجاے خواجہ نے
جواب دیا اچھا ایسا ہی نکاح پڑھونگا اس نکاح کے پڑھنے کے عوض مجھے کیا دوگی اُس نے کہا
مین ایک مشت زر و جواہر تمکو دونگی یہ کہ کے عجب طریقے سے دولھن بنی کنیزون نے لباس
جشن اُسے بٹھلا کر پہنایا ناریل کا تیل اُسکے موے سر مین لگایا کنگھی کی کاجل گہرا اُسکی آنکھون مین
لگایا اسی طرح سے بیہودہ طور سے آرایش و زیبایش کی سموات جادو گھونگھٹ نکالکر گردن
جھکاکر بیٹھی خواجہ نے کنیزون سے کہا تم اپنی ملکہ سے کہو کہ ایک کشتی مین شربت و نقل منگوائین
کنیزون نے اُسکی کہا سموات جادو نے منگوادی اُسوقت خواجہ نے لندھور سے باشارہ کہا
اب مین تمھارے پسر کا سموات جادو سے نکاح اصلی پڑھون یا نقلی پڑھون لندھور نے باشارہ
یہ جواب دیا کہ ای خواجہ براے خدا نکاح اصلی نہ پڑھیے گا کچھ الفاظ مہمل واہیات زبان پر جاری
کردیجیے گا خواجہ نے تقریر لندھور سمجھکر جام شربت مین بجالالی بیہوشی بخوبی آمیز کرکے الفاظ
مہمل مین نکاح پڑھنا شروع کیا تھوڑی دیر تک عجب عجب لغت زبان پر جاری کیے وہ لغت ایسے
تھے کہ منتخب و مصطلحات و صراح مین بھی نہ تھے غرض جب خواجہ نکاح پڑھ چکے خواجہ کے پڑھنے
پر لندھور اور الماس ہنسے خواجہ نے کہا مبارک ہو نکاح ہوچکا یہ کہکے جام شربت اُٹھایا
پسر لندھور سے اشارے سے کہا شربت نہ پینا اور بہ آواز بلند کہا ای جوان ذرا سا شربت
اس جام سے پی لے باقی شربت دولھن کو پلایا جائیگا کیونکہ رسم یہی ہی الماس نے ساغر کو ہونٹون
سے لگاکر کہا مین نے شربت پی لیا خواجہ نے وہ جام شربت سموات جادو کو دیا وہ خوش ہوکر
پی گئی اُسوقت خواجہ نے شربت اُسے دیکے کہا حق نکاح پڑھنے کا دیجیے اور مجھے رخصت کیجیے
سموات جادو نے کچھ اشرفیان اور جواہر خواجہ کو منگاکر دیا چونکہ خواجہ عمرو نے شربت مین

بیہوشی زیادہ ملائی تھی جلد سموات جادو بیہوش ہونے لگی اُسوقت خواجہ عمرو نے اُس سے کہا اے سموات جادو اب تو ان جوانوں پر سے اور مجھپر سے اپنے سحر کو برطرف کر ان دونوں سے تمھارا عقد ہو گیا ہے اب یہ تمھارے دوست ہوے اور مین بھی تمھارا خیر خواہ ہوں دشمن نہین ہوں سموات جادو نے ہر ایک پر سے سحر برطرف کیا لندھور اُٹھکر اُسکے پہلو مین جاکر بیٹھا اختلاط کرنے لگا دفعۃً وہ بیہوش ہو گئی خواجہ عمرو نے اشارے سے کہا اب گلا اس ساحرہ کا دبا دو کام اسکا تمام کرو لندھور نے گلا اُسکا اسطرح زور سے دبا دیا کہ روح اُسکی راہ مقام براز سے نکل گئی مرتے ہی سموات جادو کے تاریکی ہو گئی وہ باغ جلنے لگا کنیزین بھی جلنے لگین ہوائے تند چلنے لگی آگ اور پتھر آسمان سے برسنے لگے بعد تھوڑی دیر کے وہ تاریکی دفع ہوئی آواز آئی افسوس قتل کیا مجھکو نام میرا سموات جادو تھا ابھی عمر کم تھی کچھ اوپر دو ہزار برس کا سن وسال تھا اچھی طرح جوان بھی نہ ہوئی تھی بعد اس آواز کے آنے کے خواجہ عمرو نے دیکھا نہ تو وہ باغ ہے نہ کوئی ساحرہ ہے ایک کوٹھری مین لاش سموات جادو کی پڑی ہوئی ہے اور اُسی کوٹھری مین چند صندوق رکھے ہوے ہین سموات جادو کی عجب شکل ہے ہمہ تن پوست واستخوان ہے بال سر کے مثل روئی کے سفید ہین شکل اُسکی نہایت سیاہ اور خوفناک ہے خواجہ اور لندھور نے شکر خدا کرکے وہ صندوق اُٹھا کے جو دیکھا اُسمین اشرفیان اور جواہر بھرا ہوا تھا لندھور نے دونون صندوق اپنے قبضے مین کیے ہرچند خواجہ نے طلب کیے لیکن لندھور نے نہ دیے اور کہا یہ صندوق حمزہ صاحبقران کو دونگا وہ مجھین اسمین سے جو مناسب ہوگا دیدینگے غرض خواجہ اور لندھور اور الماس پسر لندھور ہر سہ اشخاص وہان سے چلے بعد چند روز کے اتفاقاً اُسی شہر مین پہونچے جس شہر مین حمزہ صاحبقران اور کرب غازی تھے خواجہ ولندھور والماس بشکل سوداگران سرا مین داخل ہوے اور ایک کوٹھری مین مقیم ہوے صاحبقران بھی اُسی سرا مین مقیم تھے جبتک صاحبقران کے پاس اشرفیان تھین صرف کین جب اشرفیان ہو چکین امیر باتوقیر پریشان خاطر ہوے اتفاقاً امیر باتوقیر کی جیب مین ایک لعل بدخشان پڑا ہوا تھا وہ لعل امیر کو جیب سے ملا بھٹیاری سے کہا ہمین ایک لعل بیچنا منظور ہے اگر کوئی جوہری اس لعل کو ہم سے مول لیتا تو ہم بیچ ڈالتے چندے اس سرا مین رہتے بھٹیاری نے عرض کیا خداوند آج اسی سرا مین ایک سوداگر اُترا ہے آپ لعل بیا اُسکے ہاتھ بیچ ڈالیے اگر فرمائیے تو مین اُسے بُلا لاؤن امیر نے ارشاد کیا اچھا اس سوداگر کو ہمارے پاس بُلا لاؤ بھٹیار آگیا اور خواجہ عمرو کو بُلا لایا خواجہ نے آکر دیکھا امیر باتوقیر مع کرب غازی اور فرامرز عادمونی اور طہماسپ ترک تجندی سرا مین بیٹھے ہوے ہین خواجہ سب کو دیکھکر خوش ہوے امیر نے سوداگر کو اپنے قریب بٹھاکر وہ لعل اُسے دکھایا خواجہ نے وہ لعل خوب دیکھکر بچالاکی اُسے بدل کر دو ایک مصری کا لعل اُسی رنگ اور قطع کا زنبیل سے نکالکر امیر کو دیا اور کہا اے شخص یہ لعل اچھا نہین ہے وزن مین بہت ہلکا ہے بنا ہوا معلوم ہوتا ہے تم مجھکو بڑے فریبی معلوم ہوتے ہو سوداگرونکو ٹھگتے ہو تمھارے ساتھ جو یہ موٹے تازے جوان ہین انکے بھروسے پر کچھ خوف حاکم شہر کا نہین کرتے ہو یہ کام اچھا نہین کرتے ہو ایک نہ ایک روز گرفتار ہو جاؤگے اس فریب کی سزا پاؤگے صاحبقران نے پوچھا یہ لعل کیا جھوٹا ہے سوداگر نے کہا بیشک اس امر مین کیا شبہہ ہے جسکی سے ملکر دیکھیے حال معلوم ہو جائیگا امیر نے اُس لعل کو چکی

سے ملا اور دبایا وہ لعل سرمہ سا ہوگیا امیر حیران ہوئے فرامرز عاد مغربی پہچان گیا کہ یہ خواجہ عمرو ہین بعد پہچاننے کے فرامرز نے اُٹھکر کہا ای سوداگر واہ واہ سبحان اللہ کیا خوب تمنے لعل کو پہچانا تمھارے ہاتھ چومنا چاہیے یہ کہکر خواجہ کے ہاتھ چومے امیر کو یہ امر ناگوار ہوا فرامرز عاد مغربی نے کہا ای امیر با توقیر یہ خواجہ عمرو ہین اسوجہ سے مین نے اُنکے ہاتھ چومے امیر نے خوش ہوکر کہا ای خواجہ لعل میرا مجھے دیدو خواجہ نے جوابدیا وہ لعل تو نذر زنبیل ہوگیا اُسکا اب نکلنا دشوار ہے امیر نے کہا میرے پاس کچھ صرف کیواسطے نہین ہے مین کسے بیچکر اپنے صرف مین لاؤنگا خواجہ نے کہا جب آپکو ضرورت ہوگی دو چار پیسے مجھ سے لیجیے گا پھر دیجیے گا غرض جب امیر و عمرو سے یہ گفتگو ہوئی تو سب ہنسنے لگے امیر نے خواجہ سے پوچھا تم یہان کسطرح آئے خواجہ نے تمام حال بیان کیا امیر نے فرمایا لندھور اور الماس کو بلاؤ خواجہ دونون کو امیر کے پاس لے آئے لندھور اور الماس نے امیر کو آداب و تسلیم کی امیر خوش ہوئے اور الماس پر نہایت مہربانی کی اور اپنے قریب بٹھایا لندھور نے وہ صندوق اشرفیون اور جواہر کے پیش کیے امیر نے کچھ اشرفیان لیکر بھٹیارے کو دین اور کہا جلد طعام لذیذ تیار کر بھٹیارہ اشرفیان لیکر گیا اور تیاری طعام مین مصروف ہوا یہان خواجہ نے کہا ای امیر سموات کو مین نے مارا ہے اگر مین عیاری نہ کرتا وہ ہرگز ہلاک نہوتی بس یہ اشرفیان اور جواہر مجھے دیجیے امیر نے بعد گفتگوے بسیار کچھ اشرفیان اور جواہر خواجہ کو دیدیا بعد تھوڑی دیر کے آفتاب غروب ہوا امیر با توقیر و سرداران اسلام نے نماز پڑھی بعد فراغ نماز طعام نوش کیا ہنوز امیر کھانا کھاکر بیٹھے تھے کہ منادی نے سرہانے آکر ندا دی کہ وقت سحر اس شہر قیطاس مین بادشاہ یہانکا طوغان قیطاسی شاہ قیطاسی کو ایک پہلوان سے کہ نام اُسکا بدیع ہے کشتی لڑوائیگا حکم بادشاہ ہے کہ جملہ خاص و عام بہرے تماشاے کشتی اکھاڑے پر آئین بخوف و خطر کشتی دیکھین حمزہ صاحبقران نے یہ خبر سُنکے کہا ہم بھی صبحکو واسطے کشتی دیکھنے کے ضرور جائینگے سردارون نے عرض کیا ہم بھی ہمراہ رکاب چلینگے خواجہ نے کہا ای امیر آپ ہرگز نہ جائیے گا آپکے وہان جانے سے ضرور کوئی نہ کوئی فساد برپا ہوگا آپکو اور آپکے سردارونکو سب پہچانتے ہین پس میرے نزدیک آپکا جانا اچھا نہین ہے امیر نے جوابدیا مین تو ضرور جاؤنگا غرض شبکو یہی گفتگو رہی ہنگام سحر فرامرز وغیرہ ہمراہ امیر چلنے پر موجود ہوئے خواجہ نے کہا ای امیر اگر آپ میرا کہنا نہین مانتے تو اتنا ضرور کیجیے کہ اپنی اور اپنے سردارونکی شکلین تبدیل کر لیجیے امیر نے کہا اچھا شکلین تبدیل کردو خواجہ نے کہا مجھے کیا دیجیے گا اگر مین شکلین تبدیل کردون امیر نے یہ سنکر کچھ اشرفیان اور کچھ جواہر دیا خواجہ نے امیر وغیرہ کی شکلین تبدیل کین اور اپنی بھی شکل تبدیل کی امیر با توقیر سب کو ہمراہ لیکر جس جگہ اکھاڑا تھا پہونچے دیکھا ایک میدان وسیع مین اکھاڑا بنا ہے ہزارہا کرسیان گرد اکھاڑے کے بچھی ہین انتظام معقول ہے طوغان قیطاسی ایک جانب بالاے تخت بیٹھا ہے ایک سمت آذر برزین شاہ تبریزی تخت پر بیٹھا ہے شرفا و امرا کرسیون پر بیٹھے ہین اہل حرفہ کھڑے ہین مجمع خلائق ہے ہزارون آدمی جمع ہین ہر قسم کے دوکاندار موجود ہین غرض امیر و جملہ ہمراہی کرسیون پر جاکر بیٹھے بعد تھوڑی دیر کے پہلوان بدیع نے طوغان قیطاسی سے کہا قبل کشتی کے مین چاہتا ہون کچھ اپنا زور آپکو دکھاؤن لہذا اسوقت ایک شیر کی تازہ کھال منگوائیے طوغان قیطاسی نے جواب دیا میرے شہر مین ایک شیر کٹہرے مین بند ہے اگر کہو تو اُس شیر کو مع کٹہرا یہان طلب کرون تم اُسکی کھال نکلوالو بدیع پہلوان نے کہا اچھا آپ شیر کو منگوائیے طوغان قیطاسی نے حکم دیا اُس شیر کو مع کٹہرا جلد لے آؤ ملازم گئے اور شیر کو مع کٹہرا لے آئے بدیع

کٹھرا اکھاڑے مین رکھوا کر مردم سے کہا شیر کو کٹھرے سے نکالو مردم ڈرے آخر حکم طوغان سے کٹھرا کھولا شیر
نعرہ کر کے کٹھرے سے نکلا بدیع پہلوان نے اُسوقت نعرہ کیا شیر بدیع پہلوان کیطرف چلا جب قریب پہونچا چاہتا
تھا کہ بدیع کو ہلاک کرے بدیع نے اُسکے ہاتھ پکڑ کر ایک ایسا جھٹکا دیا کہ کمر شیر کی ٹوٹ گئی پھر بدیع نے ایک مشت
مار کر سر شیر کو پھاڑا شیر زمین پر گر کر ہلاک ہوا لوگون نے اُس شیر کی کھال کھینچی بدیع پہلوان نے پوست شیر پر
ایک خشت طلائی رکھکر خشت پر قدم رکھا اور مردم سے کہا جو شخص اس خشت کو میرے پانون کے نیچے سے
نکال لے وہ یہ خشت طلائی لیلے سیکڑون مردمان قوی ہیکل نے زور کیا لیکن زیر قدم سے خشت نہ نکل سکی
ہر ایک شخص نے یہ قوت و زور دیکھکر تعریف کی حمزہ صاحبقران نے بھی تعریف کی اسیطرح چند طور سے
اپنا زور دکھایا پھر شاپور قیطاسی سے کشتی ہوئی بدیع پہلوان نے بعد پھیر پھیر کے اُسے اُٹھا کر اسطرح ٹپکا
کہ استخوان اُسکے چور چور ہو گئے شاپور مذکور فوراً ہلاک ہو گیا طوغان قیطاسی یہ حال دیکھکر برہم ہوا اپنے
ملازمون سے کہنے لگا اس پہلوان کو مارو اسنے میرے پہلوان کو ہلاک کیا ہے ملازم چوب وغیرہ سے مارنے
لگے ہنگامہ ہو گیا آخر تلوارین کھینچکر باہم جنگ ہونے لگی جب بدیع پہلوان پر ہجوم مردم ہوا حمزہ صاحبقران
بیتاب و بیقرار ہو کے آگے بڑھے قبضے شمشیر پر ہاتھ ڈالا خواجہ عمرو نے ہر چند منع کیا کہ آپ اس مقدمہ مین
دخل نہ دیجیے لیکن حمزہ صاحبقران جوش الفت پدری سے تاب ضبط نہ لا کر بہر مدد پہلوان بدیع پہونچے
کرب غازی اور فرامرز عاد مغربی اور لندھور و طہماسپ ترک تجندی بھی لڑنے لگے امیر توقیر
نے قریب طوغان قیطاسی پہونچکر نعرہ کیا اُسنے تلوار لگائی امیر نے سپر پر روک کر پھر تلوار اُسکے ہاتھ سے
چھینکر زنجیر کمر مین ہاتھ ڈالکر نعرہ اللہ اکبر کر کے پشت زین سے اُٹھا لیا اور چاہا کہ زمین پر ٹپک کر اُسے ہلاک
کرین طوغان نے کہا مجھے امان دیجیے امیر نے فرمایا امان بشرط ایمان اُسنے کہا مین ایک شرط سے ایمان اسلام
قبول کرونگا اُسوقت مجھے چھوڑ دیجیے صبحکو تشریف لایئے گا مین عرض کرونگا امیر نے کہا اسیوقت بیان کر اُسنے کہا
میرے ملک مین ایک درخت چنار ہے جو کوئی اُس درخت کے نیچے جاتا ہے فوراً ایک زنگی پیدا ہوتا ہے اور اُسے ایک
چوب لگاتا ہے وہ شخص بیہوش ہو جاتا ہے زیر شجر ایک غار ہے وہ زنگی پھر اُس شخص کو غار مین لیجا کر غائب ہو جاتا ہے
اگر آپ اُس درخت کے نیچے جا کر حال اُسکا دریافت کر کے مجھسے بیان کیجیے تو مین مسلمان ضرور ہونگا امیر نے یہ سُنکے
اقرار کیا بعدہ آہستہ اُسے زمین پر رکھدیا طوغان قیطاسی نے بہ آواز بلند کہا یارو اب جنگ نکرو ملازم اُسکے
لڑنے سے باز رہے لڑائی موقوف ہوئی پہلوان بدیع نے خدمت امیر مین آکر عرض کیا آپنے مجھپر اسوقت احسان
کیا یہ احسان مین آپکا نہ بھولونگا طوغان قیطاسی امیر وغیرہ کو اپنے ہمراہ لیگیا اور بعزت و حرمت بیا مہمان
کیا روز دیگر امیر طوغان قیطاسی کے ہمراہ گئے دیکھا درمیان کوہ ایک درخت چنار ہے قریب اُسکے ایک غار ہے
امیر نے اُس درخت کو دور سے دیکھکر فرمایا کوئی بہادر نیچے درخت کے جائے طہماسپ ترک تجندی گیا
فوراً ایک زنگی غار سے پیدا ہوا اُسنے ایک چوب نرم آہستہ جسم پر طہماسپ ترک تجندی کے لگائی
طہماسپ بیہوش ہو کر زمین پر گرا وہ زنگی طہماسپ کو اٹھا کر لیگیا غار مین جا کر غائب ہو گیا امیر نے
یہ حال دیکھکر خیال کیا کہ یہ کوئی ساحر ہے یا اس جگہ کوئی طلسم ہے یہ خیال کر کے امیر وہانسے مع طوغان
و دیگر اشخاص پھرے بعدہ طوغان قیطاسی بادشاہ شہر قیطاس کے ہمراہ دار الامارۂ شاہی مین
پہونچے اور مع کرب غازی اور لندھور و عمرو وغیرہ فروکش ہوے احوال اُنکا پھر لکھا جائے گا

آنا ترک توسن یلطاقی کا لشکر اژدر خان مین اور حملہ کرنا قلعۂ خاور پر اور عجز کرنا وزیر نیک راے کا اور روانہ کرنا خسرو خاوری کا ملکہ خورشید خاوری کو جانب قلعۂ ہوشنگیہ پھر جانا اژدر خان وغیرہ کا سوے ہوشنگیہ اور آنا مالک ترک سفید جامہ کا اور لڑنا علمشاہ سے پھر مغلوب ہوکر مسلمان ہونا اُسکا مع اژدر خان وغیرہ کے مع حالات دیگر

محرران رنگین طبیعت اِس داستان کو یون بیان کرتے ہین کہ جب اژدر خان نے علمشاہ کو قفس مین بند کرکے بیٹھے پر لٹکایا خسرو خاوری کو بدرجہ کمال رنج ہوا ایک روز اژدر خان نے طبل یورش بجوایا تھا لشکر لیکر سوے قلعۂ خاور چلا تھا ناگاہ جانب صحرا گرد و غبار اُٹھا اژدر خان ٹھہر کر سوے غبار دیکھنے لگا جب غبار ہوا سے دفع ہوا ترک توسن یلطاقی مع ساٹھ ہزار سوارونکے نمایان ہوا جب ترک توسن قریب اژدر خان کے آیا حال پوچھا غرض اژدر خان نے کہا دیکھو مین نے علمشاہ کو قید کرلیا ہی اسوقت ارادہ قلعے پر حملہ کرنیکا کیا تھا کہ تم آگئے اب ہم تم شریک ہوکر قلعے پر حملہ کرین ترک توسن نے کہا بہتر ہی غرض دونون نے مع فوج قلعے پر حملہ کیا خسرو خاوری نے گولہ اندازونسے حکم کیا گولہ انداز گولے بازی کرنے لگے سواران لشکر تو ہلاک ہونے لگے لیکن ترک توسن یلطاقی سپر فراخ دامن سے اپنے سراپا کو بچائے ہوے گرز سے گولونکو رد کرتا ہوا خندق پر پہونچا اُسوقت خسرو خاوری نہایت گھبرایا وزیر نیک راے نے خسرو سے کہا اسوقت مین ایک مکر کرتا ہون ترک توسن کو روکتا ہون آپ میری تدبیر ملاحظہ فرمائیے خسرو نے کہا اے وزیر جلد تدبیر کرو وزیر نے بالاے قلعہ باواز بلند کہا اے ترک توسن یلطاقی اگر در قلعہ سے ہٹ جاؤ تو مین تمسے اگرکچھ باتین کرون ترک توسن نے خیال کیا وزیر خسرو خاوری اگر اب میرا حکم بجا لائیگا ملکہ خورشید خاوری کو میرے پاس لے آئیگا یہ تصور کرکے خوش ہوکر در قلعہ سے پھرا اور اژدر خان وغیرہ سے کہا اب یہانسے فرودگاہ لشکر پر چلو بموجب کہنے ترک توسن یلطاقی کے جملہ سرداروں لشکری فرودگاہ لشکر پر پہونچے وزیر نیک راے قلعے سے نکلکر پاس ترک توسن یلطاقی کے گیا اُسنے وزیر کو بٹھایا اور پوچھا کہ کیا کہنے آئے ہو بیان کرو وزیر نے عرض کیا حضور کیون لڑتے ہین صدہا بلکہ ہزارہا آدمیون کا کشت و خون ہوتا ہی اگر براے ملکہ خورشید خاوری یہ جنگ و جدال ہی تو مین اقرار کرتا ہون کہ چند روز مین اپنے بادشاہ کو سمجھا کر ملکہ خورشید خاوری کو محافے مین سوار کرکے آپکی خدمت مین لے آؤنگا جبتک مین حاضر نہون آپ قلعے پر حملہ نکیجیے گا ترک توسن یلطاقی نے خوش ہوکر کہا یہ لڑائی براے ملکہ خورشید خاوری ہوئی تھی اگر تم ملکہ کو لے آؤگے تو مین تمسے نہایت خوش ہونگا وزیر نیک راے رخصت ہونے لگا ترک توسن یلطاقی نے اُسے خلعت دیا وزیر خلعت پہنکر داخل قلعہ ہوا اور جو کچھ گفتگو ہوئی تھی سب مفصل عرض کرکے کہنے لگا اب میری راے یہ ہی کہ حضور ملکہ کو قلعہ ہوشنگ مین بھیجدیں یہان نرکھین وہ قلعہ نہایت مستحکم ہی درمیان دریا واقع ہی سامان جنگ بھی وہان زیادہ ہی خسرو خاوری نے وزیر نیک راے کی راے پسند کرکے ملکہ خورشید خاوری کو مع چند خواتین محل وزیر نیک راے کے ہمراہ جانب قلعہ ہوشنگ روانہ کیا جب ملکہ خورشید خاوری قلعۂ ہوشنگیہ مین داخل ہوئی تو بعد دو روز کے اُسکے بطن سے ایک فرزند شیر صولت پیدا ہوا نام اُسکا ملک قاسم رکھا گیا یہان ترک توسن یلطاقی وزیر نیک راے کے آنے کا منتظر تھا ایک روز ترک توسن نے سُنا کہ ملکہ خورشید خاوری کو خسرو خاوری نے قلعۂ ہوشنگیہ مین بھیجدیا ہی یہ خبر سُنکے ترک توسن نے اژدر خان پسر صلصال سے کہا دیکھو

وزیر بنگ اسے نے کیا فریب کیا ہو ملکہ کو قلعۂ ہوشنگیہ مین لیگیا ہو اب کیا تدبیر کرنا چاہیے اژدر خان نے کہا تم
اس قلعے کو فتح کرو مین جانب قلعۂ ہوشنگیہ جاتا ہون ہرچند کہ وہ قلعہ نسبت اور قلعونکے بہت مستحکم ہو اور اُس
قلعے مین داخل ہونا بہت مشکل ہو مگر مین اُس قلعے کو فتح کرونگا ملکہ خورشید خاوری کو گرفتار کرونگا تمھارے پاس
لے آونگا ترک توسن بلطاقی نے یہ راے پسند کی اژدر خان مع آردشیر خان و صعب خان علمشاہ وغیرہ کے
لشکر کثیر لیکر جانب قلعۂ ہوشنگ روانہ ہوا اثناے راہ مین دیکھا ایک جانب غبار بلند ہوا جب غبار ہوا سے دفع
ہوا مالک ترک سفید جامہ برادر صلصال ایک لاکھ سوارونکی جمعیت سے ظاہر ہوا جب قریب آیا اژدر خان
وغیرہ نے اُسے سلام کیا اُسنے حال پوچھا اژدر خان نے تمام احوال بیان کیا مالک ترک سفید جامہ نے اُسی جگہ
مقام کیا بعد تھوڑی دیر کے اژدر خان سے کہا علمشاہ کو بلاؤ اژدر خان نے ملازمونسے کہا علمشاہ کو لے آؤ
ملازم علمشاہ کو لیگئے علمشاہ نے بارگاہ مین جاکر بآواز بلند کہا السلام علیکم سلام میرا اُسپر جو خدا کو واحد جانتا ہو اور
حضرت ابراہیم علیہ السلام کو پیغمبر اپنا مانتا ہو کسی نے جواب ندیا بلکہ ہر ایک شخص برہم ہوا خصوصاً مالک ترک سفید جامہ
غضبناک ہوا علمشاہ سے کہنے لگا باوجود اسکے کہ تمکو اژدر خان میرے بھتیجے نے قید کیا ہو مگر تمھاری بیہودہ باتین
ابتک نہین جاتین خداے نادیدہ کا ہمارے روبرو ذکر کرتے ہو اگر اپنی رہائی چاہتے ہو تو خداوندان لات و منات
کی تصویرونکو سجدہ کرو علمشاہ نے جواب دیا تمھارا بھتیجا بزدل ہو جوانمردی سے اُسنے مجھے گرفتار نہین کیا ہو اگر مین
قید نہوتا تو اسوقت تمھاری بدزبانی کی تمھین سزا دیتا اور مین خداپرست ہون لات و منات کو کبھی سجدہ نکرونگا
جب وقت رہائی آئیگا رہا ہو جاؤنگا مالک ترک سفید جامہ نے اژدر خان سے پوچھا اے فرزند تمنے علمشاہ کو کیونکر
قید کیا ہو اُسنے کہا اے عموی نامدار سچ تو یہ ہو کہ مین نے عیار کو بھیجکر اسے بیہوش کراکر قید کیا ہو جب یہ حال برادر صلصال
نے سُنا ملازمونسے حکم کیا علمشاہ کو قید سے رہا کرو مین بقوت بازو اسے گرفتار کرونگا ملازم بڑھے رہائی دیتے
تھے کہ علمشاہ نے جوش شجاعت مین آکر طوق سلاسل کو مانند تار عنکبوت توڑ کر تن سے جدا کیا مالک ترک
سفید جامہ نے علمشاہ کو مرکب و اسلحہ دیکر کہا اے بہادر مجھسے مقابلہ کر علمشاہ نے مرکب پر سوار ہوکر اُس سے
مقابلہ کیا پہلے نیزہ اُسکے ہاتھ سے نکال دیا پھر گرز اُسکے ہاتھ سے چھین لیا آخر اُسنے تلوار لگائی علمشاہ نے باڑھ
تلوار کی دیکھکر اُسکے بند دست پر ہاتھ ڈالکر زور کیا اُسنے بھی زور کیا آخر علمشاہ نے تلوار اُسکے ہاتھ سے
چھین لی اُسنے برہم ہوکر زنجیر کمر علمشاہ مین ہاتھ ڈالا علمشاہ نے بھی اُسکی کمر مین ہاتھ ڈالکر زور کیا گھوڑے
سینے کے بھل زمین پر بیٹھ گئے بلبل خان اور صعب خان نے کہا اگر کشتی لڑنے کا ارادہ ہو تو مرکبونسے اُتر کر
کشتی لڑو فرس ہلاک ہوے جاتے ہین اُسوقت دونون دلیر گھوڑونسے اُترے اور دامن گردانکر دلیرانہ کشتی
لڑنے لگے پیچ اور توڑ کشتی کے ہونے لگے جوانان لشکر کشتی دیکھنے لگے راوی بیان کرتا ہو کہ علمشاہ نے دوسرے
روز مالک ترک سفید جامہ کو زمین سے اُٹھاکر سر سے بلند کیا چاہا کہ زمین پر پٹک دے مالک ترک سفید جامہ
نے کہا اے شاہزادے مجھے پناہ امان دیجیے شاہزادے نے فرمایا امان بشرط ایمان مالک ترک سفید جامہ نے
عرض کیا مجھے مسلمان کیجیے علمشاہ نوجوان نے اُسے کلمہ پڑھایا وہ کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوا
علمشاہ نوجوان نے اُسے آہستہ زمین پر رکھدیا مالک ترک سفید جامہ قدم علمشاہ نوجوان پر گرا علمشاہ
نوجوان نے سر اُسکا اپنے سینے سے لگایا پھر مالک ترک سفید جامہ سب سے بآواز بلند کہنے لگا یارو
سب مخاطب ہو اور آگاہ ہو کہ دین اسلام برحق ہو مین تو مسلمان ہوا واطاعت اِس شاہزادے کی

مین نے اختیار کی جسے میری ہمراہی اور اپنی عاقبت بخیر کرنا ہو وہ مسلمان ہو اور ہمراہ میرے آئے اُسوقت
اژدہا خان پسر صلصال اور آردشیر خان برادر صلصال اور صعب خان اور ہلب خان
وغیرہ مع جملہ لشکر مسلمان ہوئے اور ہر ایک قدم علمشاہ پر گرا علمشاہ نے علی قدر مراتب ہر ایک پر مہربانی
وشفقت کی بعد ایک روز کے علمشاہ اُس جگہ سے جانب خاور روانہ ہوئے یہان ترک توسن نے قلعہ
پر حملہ کیا تھا اہل قلعہ گولے مار رہے تھے لشکری ترک توسن کے ہلاک ہو رہے تھے دھوان بکثرت بلند
تھا زمین گولونکی آواز سے لرز رہی تھی ترک توسن یلطاقی قریب در قلعہ گرز بکف پہونچ چکا تھا اہل قلعہ خدا سے
دعا کر رہے تھے کہ یکایک جانب صحرا سے غبار بلند ہوا ترک توسن یلطاقی غبار کو دیکھکر خیال کرنے لگا کہ شاید
قیماس خان خاوری آتا ہی ہنوز ترک توسن یہ خیال کر رہا تھا کہ علمشاہ مع لاکھ سوارونکی جمعیت سے
نمایان ہوئے ترک توسن یلطاقی کے ہوش اُڑ گئے علمشاہ نے اُسے دیکھکر وہین سے نعرہ کیا کہ او ترک توسن
یلطاقی کہان جاتا ہی ہوشیار ہو جا کہ مین آپہونچا ترک توسن یلطاقی نے اپنی فوج کے سوارون سے کہا
کہ اب قلعے سے مُنھ موڑکر اس حریف سے مقابلہ کرو سواران لشکر اُسطرف بڑھے دونون لشکر باہم ملگئے
تلوار چلنے لگی عین جنگ مین علمشاہ قریب ترک توسن یلطاقی پہونچے اُس نے تلوار لگائی علمشاہ
نے تلوار روک کر خود بھی تلوار لگائی ہرچند ترک توسن نے سپر کی پناہ لی لیکن تلوار سپر کو کاٹکر تا دوار پر
اتر آئی ترک توسن نے دستانہ مارا تلوار سر سے نکل گئی خون سر سے نکلنے لگا یہ احوال دیکھکر سواران
نابکار بے اختیار درمیان مین آگئے کچھ تو دست علمشاہ سے قتل ہوئے اور کچھ سوار ترک توسن
یلطاقی کو علمشاہ کے سامنے سے ہٹا لیگئے آخر ترک توسن یلطاقی تاب مقابلہ نہ لایا میدان
جنگ سے بھاگ کر اپنے ملک مین یعنے یلطاق مین پہونچا خسرو خاوری در قلعہ کھولکر مع امرا و وزرا
برائے استقبال آیا اور علمشاہ کو قلعے مین لیگیا پھر ملکہ خورشید خاوری کو خسرو خاوری نے
قلعۂ ہوشنگیہ سے بلوایا وزیر نیک رائے ملکہ کو لیکر آیا علمشاہ نے وزیر نیک رائے کی
کی تدبیر کا ذکر سُنکے اُسے خلعت و انعام دیا اُسنے دست بستہ عرض کیا اے شاہزادہ نیکجاہ مبارک ہو
کہ بطن ملکہ سے فرزند پیدا ہوا ہی نام اُسکا شاہزادہ ملک قاسم رکھا گیا ہی علمشاہ اپنے فرزند کے
پیدا ہونے کی خبر سُنکے نہایت خوش ہوئے فوراً داخل محل سرا ہوگئے آغوش ملکہ خورشید خاوری سے
اپنے فرزند کو لیکر خوب سا پیار کیا اور سینے سے لگایا پھر چھٹی نہایت دھوم دھام سے کی گئی اسیطرح
ہر تقریب نہایت تکلف سے کی گئی جب شاہزادہ قاسم لائق تربیت ہوا علمشاہ نے مالک ترک
سفید جامہ کو واسطے پڑھانے اور لکھوانے ملک قاسم کے معین کیا

اب داستان احوال عیاران لشکر اسلام و فوج کفار و ذکر مالک اژدر حالی و قار و حال جنگ قیماس خان خاوری و احوال سرداران لشکر امیر و پہلوان بدیع و ذکر طوغان قیطاسی و حمزۂ صاحبقران و فتح سمرقند کی بیان کیجاتی ہی

راوی شیرین زبان اس داستان نادر کو اسطرح بیان کرتا ہی کہ جب خواجہ عمرو کو تختہ اُٹھا لیگیا تھا اور
چند عیار لشکر اسلام کو قاقولہ دم غولہ نے گرفتار کیا تھا کلباد عراقی اور جمشید مرغولہ اور قاقولہ کے ہاتھ
نہ آئے تھے کلباد عراقی جو ہمراہ جمشید کے چلا تھا بعد قطع راہ اُسکے مکان مین گیا دو روز سیر کرکے

ہنگام شب برائے رہائی عیاران مذکور و مالک اژدر ہمراہی جمشید چلا اثنائے راہ مین ایک سیاہ پوش
دور سے نظر آیا گلباد نے جمشید سے کہا یہ بھی کوئی عیار ہے ہوشیار ہو جانا چاہیے یہ کہکر گلباد نے خنجر
کھینچا جب وہ سیاہ پوش قریب آیا گلباد نے پوچھا تو کون ہے اُسنے کہا نام میرا حارث عرب ہے برائے
رہائی مالک اژدر آیا ہون گلباد خوش ہو کر ہمراہ اُسکے چلا ہر چند تدبیر کی مگر عیاران لشکر اسلام
مالک اژدر کو رہا نہ کر سکے قاقولہ اور مرغولہ نے بوجہ منع کرنے نجاک کے عیاران لشکر اسلام کو قتل
تو نہ کیا مگر اپنے اُستاد زیرک خطائی کے پاس بھیجدیا گلباد و جمشید و حارث عرب تمام شب
فکر عیاری مین پھر کر قریب صبح جمشید کے مکان مین گئے صبح کو طول مست آبلہ رو دربار مین
بالائے تخت آکر بیٹھا دربار آراستہ ہوا اُسوقت ہومان سمرقندی اور بارمان سمرقندی کہ
یہ دونون طول مست آبلہ روکے دربار مین نامی پہلوان ہین اُنھون نے طول مست سے عرض
کیا اے بادشاہ اسلحہ مالک اژدر کا ہمین مرحمت کر دیجیے ہنوز طول مست نے کچھ جواب نہ دیا تھا کہ
نجاک نے اُنسے کہا اسلحہ مالک کا اُس شخص کو دیا جائیگا جو کمان مالک کی کھینچے اُنھون نے کہا ہم کھینچ لینگے
جب کمان اُنھین دیگئی دونون مین سے ایک سے بھی کھینچ نہ سکی اُسوقت طول مست آبلہ رو نے ہنسکر
کہا یہ کمان میری دختر کھینچ لیگی یہ کہکر وہ کمان محلسرا مین بھیجی جب کمان مالک اژدر کی پاس ملکہ دل فروز
کے پہونچی اُسنے بمشکل بیار انگل کھینچی طول مست کو خبر ہوئی کہ آپکی دختر نے کمان کھینچ لی اُسنے خوش ہوکر
تمام اسلحہ مالک اژدر کا اُسے بھجوا دیا دل افروز نے اسلحہ مالک کا دیکھکر اور کمان پر نظر کرکے خیال کیا
کہ جس جوان کا ایسا اسلحہ ہے اور ایسی سخت کمان ہے وہ جوان کیسا قوی ہیکل ہوگا یہ خیال کرکے دل فروز نے
اپنی دایہ سے کہا اے مادر مہربان میرا دل چاہتا ہے کہ جس جوان کا یہ اسلحہ ہے اُسے ایک نظر دیکھوں اُسنے
بلائین لیکر کہا واری آج شب کو در زندان پر چلکر اُسے دیکھ لیجیے یہ تو کوئی امر مشکل نہین ہے غرض جب شام
ہوئی دایہ ملکہ کو ہمراہ لیکر در زندان پر گئی نگہبانان زندان سے کہا ذرا ہٹ جاؤ ملکۂ عالم قیدی کو کھانا
کھلائینگی اُنھون نے ایک مراد مانی تھی وہ بر آئی ہے نگہبانان زندان ہٹ گئے ملکہ دل فروز قریب
مالک اژدر کے گئی دیکھتے ہی عاشق ہوئی مالک بھی ایسے اُسپر فریفتہ ہوئے کہ اشتیاق ہم آغوشی مین اُٹھ
کھڑے ہوئے ملکہ نے کہا آج ہمنے تمھاری کمان کھینچی تھی مالک اژدر نے جواب دیا اسوقت تمنے میرے پہلو سے
میرا دل کھینچ لیا مین تمھارے بار عشق سے مثل کمان خمیدہ قد ہو گیا دل افروز بھی یہ بھی مجھپر عاشق ہو گیا
ہے بعد ایک لمحہ کے دل افروز بمجبوری وہانسے ہمراہ دایہ محل مین گئی اور اُسیوقت پرویز اپنے عیار کو بُلاکر
اُس سے کہنے لگی اے پرویز مجھے خوب معلوم ہے کہ تو میری وزیر زادی گلچہرہ پر عاشق ہے اگر تو مالک اژدر
کو کسی تدبیر سے میرے پاس لے آئے تو مین اپنی وزیر زادی تجھے دیدون پرویز نے از حد شاد ہو کر
عرض کیا مین آج ہی حکم آپ کا بجا لاؤنگا یہ کہکر چلا گیا ہنگام شب شکل اپنی تبدیل کرکے ایک گھڑا قند کے
شربت کا بیہوشی آمیز لیکر در زندان پر گیا اور نگہبان زندان سے کہنے لگا بھائیو آؤ شربت پیو نگہبانان
زندان نے پوچھا یہ شربت کیسا ہے پرویز نے کہا میری جورو کے لڑکا ہوتا تھا مین نے مراد مانی تھی کہ جب
لڑکا ہوگا شربت پر خداوندان لات اعلیٰ اور منات معلیٰ کی نذر دلوا کر ہر ایک کو شربت پلاؤنگا پس مراد
میری بر آئی ہے یہ شربت نذر کا ہے اگر دل چاہے تو پیو نگہبانان زندان نے کہا اس شربت کو تو ضرور پینگے کیونکہ

نذر کاہی پرویز نے اُن سب کو خوب شربت پلایا تھوڑی دیر مین وہ سب بیہوش ہوے پرویز نے مالک اژدر کو
زندان سے نکالکر عرض کیا چلیے ملکہ نے آپ کو بلایا ہی مالک اژدر طوق و زنجیر کو توڑکر ہمراہ اُسکے ایک خانہ باغ
مین گئے ملکہ دل افروز وہان موجود تھی مالک کو دیکھکر خوش ہوئی بزم آراستہ ہوئی مالک پہلوے ملکہ مین
بیٹھے ملکہ نے گلچہرہ کو پرویز کے حوالے کیا پھر کشتی شراب کی طلب کی جب کشتی شراب کی آئی ملکہ نے اپنے ہاتھ سے
جام شراب سے مملو کرکے مالک اژدر کو دیا مالک نے جام اُسکے ہاتھ سے لے تو لیا مگر شراب نہ پی دایہ نے
احوال شراب کے نہ پینے کا پوچھا مالک نے کہا مین مسلمان ہون ملکہ لات پرست ہین اگر ملکہ مسلمان ہوجاین
تو بلا عذر شراب پیون ملکہ دل افروز تقریر مالک اژدر سنکے مع دایہ اور پرویز عیار و جملہ کنیزون اپنی
کے مسلمان ہوئی مالک نے شراب پی پھر مالک نے ملکہ کو ساغر دیا ملکہ نے بھی شراب پی یہان تو شوق
بادہ کشی ہو رہا تھا وہان طول مست آبلہ رو کو خبر پہونچی کہ مالک اژدر کو کوئی زندان سے لے گیا
طول مست نے قاقولہ کو بلاکر کہا اگر تو مالک اژدر کو پھر گرفتار نہ کریگا اور پتہ اُسکا نہ لگاے گا
تو ضرور تجھکو قتل کرونگا بختک نے کہا اے قاقولہ ہم جانتے ہین جس جگہ مالک اژدر ہین قاقولہ نے پوچھا
جلد بتایئے کہان ہین بختک نے سرگوشی مین کہا جہان گمان ملکہ کی گئی تھی وہین مالک ہونگے قاقولہ
یہ سنکے دربار سے باہر گیا اور بذریعہ کمند دیوار مکان پر جاکر جو دیکھا تو فی الواقع مالک کو پہلوے ملکہ مین
بیٹھے دیکھا قاقولہ نے بختک کے پاس آکر اُسکے ہاتھ چومے اور آنکھون سے لگاے پھر کہا اے ملک جی
آپ سچ کہتے ہین مالک اژدر وہین ہین اب مین اُنکی گرفتاری کی تدبیر کرتا ہون یہ کہکر دو شیشے شراب
بیہوشی آمیز لیکر در محلسرا پر گیا اور محلدار کو پکارا جب محلدار آئی قاقولہ نے کہا دایہ ملکہ دل افروز
کو ذرا بھیجدو مجھے اُس سے کچھ کام ہی محلدار اُس مکان مین تو نہ گئی جہان ملکہ دل افروز تھی لیکن پکارکر کہا
اے لالہ رخ جلدی جاؤ تمکو قاقولہ عیار بلاتا ہی دایہ محلدار کی آواز سنکے دروازے پر گئی قاقولہ نے دایہ
سے کہا ان دونون شیشون مین شراب بیہوشی آمیز ہی ملکہ دل افروز کو جاکر دیدو اور کہو کہ یہ شراب
تمھارے باپ نے تمھارے پینے کے واسطے بھیجی ہی قاقولہ یہ نجانتا تھا کہ دایہ بھی مسلمان ہوچکی ہی ورنہ
یہ راز دایہ سے نہ کہتا غرض دایہ شیشہاے مذکور لیکر ملکہ کے روبرو گئی اور تمام حال کہا ملکہ نے کہ
شاید میرے حال سے میرے پدر کو آگاہی ہوگئی ہی اب یہان رہنا اچھا نہین مالک نے کہا اے ملکہ تم ابھی میرے
ساتھ لشکر اسلام مین چلو یہ کہکر مالک نے اسلحہ ملکہ سے لیکر زیب تن کیا ملکہ کو محافے مین سوار کیا دایہ وغیرہ کو
ہمراہ لیکر اُس مکان سے باہر نکلا دربان سمرقندی نے در قلعہ پر روکا مالک اُسے قتل کرکے در قلعہ کھولکر قلعے
سے نکلا کلیباد عراقی اور حارث عرب و جمشید ہر سہ عیار بھی ہمراہ مالک کے قلعے سے نکلے طول مست
آبلہ رو فوج لیکر پہونچنے نہ پایا تھا کہ مالک اژدر مع محافہ ملکہ قریب لشکر اسلام پہونچا سلطان سعد نے
خبر مالک کے آنیکی سنکے شاہان ہفت ملک کو برائے استقبال روانہ کیا شاہان ہفت ملک مالک اژدر
کو لشکر اسلام مین لیگئے مالک نے ملکہ کو لشکر اسلام مین جاکر ایک خیمے مین اُتارا بعد تھوڑی دیر کے قلعہ
سمرقند مین سے صداے نقارہ بلند ہوئی سلطان سعد متحیر ہوے ناگاہ ہرکارے خدمت سلطان سعد
مین آکر بعد اداے دعا و ثناے شاہی اسطرح عرض کرنے لگے کہ اے بادشاہ فلک بارگاہ اسوقت قیماس خان
خاوری ایک لاکھ سوارونکی جمعیت سے براے مدد طول مست آبلہ روے خاور سے آیا ہی اُسکے آنیکی وجہ سے

خوش ہوکر طول مست نے نقارہ ہاے خوشی کے بجوائے ہین باقی خیریت ہو قیماس خان نے طول مست سے تمام احوال سنکے اُسیوقت طبل جنگ بجوایا بادشاہ لشکر اسلام نے بھی خبر نواخت طبل جنگ سنکے اپنے لشکر مین نقارۂ رزمی بجوایا باقی ماندہ شب تیاری مین بسر ہوئی ہنگام سحر قیماس خان در قلعہ پر آیا قلعہ کھلوایا اور طول مست آبلہ رو کو ہمراہ لیکر مع فوج میدان جنگ مین آیا بعد درستی میدان رزم صف آرا ہوا بادشاہ لشکر اسلام بھی جملہ سرداران لشکر و سپاہ کو ہمراہ لیکر میدان کارزار مین پہونچے بعد صف آرائی لشکر نقیب میدان مین سے نکلے جب نقیب جوانون کو آمادہ رزم کرکے چلے گئے قیماس خان خاوری گینڈے پر سوار ہوکر لشکر سے باہر نکلا اور درمیان میدان جنگ آکے گینڈے کو روک کر پکارا کہ اے فرقۂ اہل اسلام کسی اجل رسیدہ کو میرے مقابلے کے واسطے بھیجو چونکہ زخم شکم پہلوان عادی اچھا ہوگیا تھا اسوجہ سے پہلوان عادی بادشاہ لشکر اسلام سے اجازت جنگ لیکر سامنے قیماس خان کے آیا قیماس خان نے تیغۂ گرانبار کھینچکر پہلوان عادی کے سر پر لگایا پہلوان عادی نے سپر اٹھائی تیغہ گوشۂ سپر کو اور کسی قدر سر کو کاٹتا ہوا شکم پہلوان عادی پر گرا اینٹ پہلوان عادی کا زخمی ہوا اور آنتین نکل آئین سرداران لشکر اسلام پہلوان عادی کو لشکر مین لے گئے علاج اُسکا ہونے لگا پھر ایک برادر پہلوان عادی نے مقابلہ کیا وہ بھی زخمی ہوا اسیطرح شام تک جملہ برادران پہلوان عادی زخمی ہوے قیماس خان نے ہنسکر کہا یہ عادی شاید زخمی ہونے کے عادی ہین اسی وجہ سے سب میرے ہاتھ سے زخمی ہوے ہین یہ کہکر طبل بازگشت بجواکر فرودگاہ لشکر پر چلا گیا ہنگام شب پھر طبل جنگ بجوایا صبح کو حسب دستور دونون لشکر میدان مین صف آرا ہوے قیماس خان نے شہنشاہ عراقی کو مع جملہ سرداران اُسکے کے زخمی کیا وقت شام پھر طبل بازگشت بجواکر چلا گیا اور فرودگاہ سپاہ پر جاکر پھر طبل رزمی بجوایا لشکر اسلام مین بھی حکم سلطان سعد سے نقارۂ رزمی بجایا گیا شب تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو پھر اُسی طرح صف آرائی ہر دو لشکر ہوئی قیماس خان میدان مین آیا فرہاد خان نے مقابلہ کیا قیماس خان نے گرز گران سر فرہاد خان بکضری پر مارا فرہاد خان نے گرز کو بالاے گرز روکا مگر کمر گھوڑے کی ٹوٹ گئی فرہاد خان گھوڑے سے گرنے لگا اسی عالم مین قیماس خان نے شمشیر آبدار سر پر لگائی سر فرہاد خان بکضری کا زخمی ہوا دستانہ مارا تلوار تو سر سے نکلگئی فرہاد خان زخمی ہوکر لشکر مین چلا آیا شام ہوگئی تھی جنگ موقوف ہوئی رات کو قیماس خان نے طبل رزمی بجوایا لشکر اسلام مین بھی نقارۂ جنگی بجا دونون لشکر میدان نبرد مین آئے آج سلطان سعد کو بہت غصہ ہو رہا تھا ہوے کانپ رہے ہین بعد صف آرائی قیماس خان نے لشکر سے نکلکر مبارز طلب کیا بہرام بن خاقان نے مقابلہ کیا قیماس خان نے تیغہ مارا بہرام نے سپر اٹھائی ناگاہ مرکب نے سکندری کھائی اُسی عالم مین تیغہ سر پر پڑ گیا بہرام کا سر زخمی ہوا دستانہ مارا تیغہ سر سے نکل گیا بہرام زخمی ہوکر لشکر مین آیا قیماس خان نے مبارز طلب کیا مالک نے لشکر سے نکل کے مقابلہ کیا قیماس خان نے کہا اے مالک مین نے سنا ہے کہ تمہین نیزہ بازی مین کمال حاصل ہے لہذا مین تمسے نیزے سے لڑونگا یہ کہکر نیزہ لیکر سینۂ مالک پر مارا مالک نے نیزے کو اپنے نیزہ پر روکا پھر مالک نے نیزہ مارا قیماس نے نیزہ پر نیزہ کو روکا بعد چالیس طعن ہاے نیزہ کے مالک نے قیماس کے ہاتھ سے نیزہ نکالدیا قیماس کو غصہ آیا تیغہ سر پر مالک کے مارا مالک نے سپر اٹھائی تیغہ سر سے نکلگیا مالک زخمی ہوکر لشکر مین

آیا راوی بیان کرتا ہی کہ چند روز مین جسقدر سرداران لشکر اسلام موجود تھے اُن سبکو قیماس خان خاوری
نے زخمی کیا یہانتک کہ کوئی سردار لشکر مین باقی نرہا اُسوقت سلطان سعد نے مقابلہ کیا سلطان سعد
بھی دست قیماس خان سے زخمی ہوے جس روز بادشاہ لشکر اسلام زخمی ہوے وقت شام قیماس خان
طبل بازگشت بجواکر فرودگاہ لشکر پر چلا گیا اہل اسلام غمگین فرودگاہ پر اپنی مقیم ہوے مگر قیماس خان نے فرودگاہ
لشکر پر جاکر پھر طبل جنگی بجوایا اور طول مست آئینہ رو سے کہا کل لشکر اسلام پر حملہ کرکے سبکو تہ تیغ بیدریغ کرو
جب صدا ے نقارہ رزمی بلند ہوئی سلطان سعد نے بھی نقارہ جنگی بجوایا اور خواجہ زادونسے پوچھا انجام
لڑائی کا کیا ہوگا خواجہ دریادل اور خواجہ والاگہر نے بقاعدہ رمل زائچہ کرکے عرض کیا انشاء اللہ انجام اسکا
اچھا ہوگا آپکے لشکر کو شکست نہوگی سلطان سعد کو اطمینان ہوا دونون جانب تیاری جنگ ہونے لگی بیان
تو دونون لشکرونمین تیاری رزم ہورہی ہی انھین تو تیاری جنگ مین چھوڑا جاتا ہی اور یہانسے احوال حمزہ
صاحبقران کا لکھا جاتا ہی کہ دوسرے روز امیر باتوقیر ہمراہ طوغان قیطاسی و کرب و لندھور و الماس
پسر لندھور و پہلوان بدیع و خواجہ عمرو اُسی درخت کے قریب پہونچے امیر نے کہا کون ایسا بہادر ہی کہ زیر درخت
جاکر جائے اور زنگی کو ہلاک کرے الماس بن لندھور گیا زنگی غار سے نکلا پھر چوب الماس پر لگائی الماس
بن لندھور بیہوش ہوا زنگی اُسی غار مین لیگیا بعد الماس کے لندھور گیا وہ بھی مثل الماس گرفتار بلا
ہوا بعد اُسکے کرب غازی گیا وہ بھی مثل لندھور و الماس دست زنگی سے بیہوش ہوا زنگی اُسی غار مین
لیگیا بعد جانے کرب غازی کے پہلوان بدیع نے ارادہ جانیکا کیا امیر نے روکا بدیع نے نمانا آخر بدیع کو بھی وہ
زنگی بیہوش کرکے غار مین لیگیا اُسوقت طوغان قیطاسی نے اپنے ملازمونسے کہا اب صاحبقران سے بھی
یہ زنگی ہلاک ہوگا یہ بھی مثل اورونکے گرفتار ہوجاینگے یہ کہکر کچھ امیر کی شان مین کلمات نامناسب کہے
امیر کو غصہ آیا طوغان کو اُٹھاکر سر سے بلند کرکے چاہا کہ بالاے خاک پٹکین اُسنے کہا مجھے امان دیجیے مین بغیر
دریافت حال زنگی کے مسلمان ہوتا ہون مجھے ہلاک نہ کیجیے امیر نے اُسے چھوڑ دیا وہ بکر مسلمان ہوا امیر نے اُس سے
کہا اے طوغان اگرچہ تم مسلمان ہوے مگر مین حال زنگی کا تم پر ضرور ظاہر کردونگا یہ فرماکر ہمراہ اُسکے مع عمرو عیار کے
چلے طوغان امیر و عمرو کو اپنے مکان پر لایا ہنگام شب اپنے عیار سے علحدہ بلاکر کہا پہلوان بدیع نے میرے
پہلوان شاہور کو ہلاک کیا ہی آج تم امیر کو اور عمرو کو بیہوش کرو صبح کو مین امیر کو قتل کرونگا شاہور کا انتقام
لونگا عیار نے امیر و عمرو کو شراب بیہوشی آمیز پلاکر بیہوش کیا طوغان نے دونونکو طوق و سلاسل مین گرفتار
کرکے شب کو توزندان مین قید کیا صبح کو امیر اور خواجہ کو زیر تیغ بٹھایا اُسوقت امیر و عمرو نے خدا سے دعا
کی دعا مستجاب ہوئی فوراً ایک جانب غبار بلند ہوا جب غبار دفع ہوا نقابدار قلندر چالیس ہزار قلندرونکی
جمعیت سے اُسجگہ آیا جس جگہ امیر و عمرو زیر تیغ بیٹھے تھے نقابدار قلندر نے طوغان پر حملہ کیا امیر نے طوق
و زنجیر کو اپنے جسم سے دور کیا پھر امیر نے طوغان کو زیر کیا طوغان نے کہا یا امیر مجھے چھوڑ دیجیے اب مین
از سر صدق مسلمان ہوتا ہون امیر نے اُسے چھوڑ دیا طوغان قیطاسی کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوا
پھر اُسنے جملہ صغیر و کبیر کو مسلمان کیا امیر نے قلندر سے کہا اے نقابدار قلندر براے خدا اپنی صورت دکھا
اُسنے کہا یا امیر مین نے آپ سے عرض کیا تھا کہ سمرقند مین اپنے حال سے اطلاع دونگا مگر اب آپ نے تشریف
ہی اسوجہ سے یہان اپنے تئین ظاہر کرتا ہون یہ کہکر نقاب چہرے سے اُٹھائی امیر نے دیکھا قمر شہسوار

ہی امیر نے اُسے سینے سے لگاکر پیار کیا اُسنے بعد سلام قدم امیر پر سر جھکایا امیر نے سر اُسکا سینے سے لگایا اور پوچھا
ای فرزند تمنے لباس قلندری کیون پہننا اختیار کیا ہی فرخ شہسوار نے عرض کیا مین نے سُنا تھا کہ آپ دست اعدا
سے ہلاک ہوگئے اسوجہ سے آپ کے صدمۂ غم مین مین نے لباس فقیری اختیار کیا تھا امیر نے پھر پوچھا تم اسوقت
یہان کسوجہ سے آئے فرخ نے جوابدیا اس شہر کے قریب ایک شہر ہی نام اسکا اعزازے واج ہی بادشاہ اُس شہر کا
کاؤس کج کلاہ ہی مین نے کاؤس پر حملہ کیا تھا وقت جنگ وہ زیر ہوا اُسنے کہا شہر قیطاسیہ مین ایک کوہ ہی
وہان ایک درخت چنار اور ایک غار ہی جب کوئی زیر درخت جاتا ہی ایک زنگی غار سے نکلتا ہی اور اُس شخص کو
چوب لگاکر بیہوش کرکے غار مین لیجاتا ہی اگر تم اُس زنگی کا حال دریافت کرکے یا اُس زنگی کو قتل کرکے اُسکا
سر لاؤ تو مین کلمہ پڑھکر مسلمان ہون پس اُسی زنگی کے قتل کرنے کیواسطے یہان آیا تھا آپ کو زیر تیغ بیٹھا ہوا
دیکھا امیر نے فرمایا میرے بھی چند سرداران لشکر اور پہلوان بدیع کو وہی زنگی بیہوش کرکے غار مین لیگیا
ہی فرخ نے عرض کیا آپ مجھے وہان لیچلیے مین اُسے قتل کرونگا امیر باتوقیر فرخ اور خواجہ عمرو اور طوغان
کو ہمراہ لیکر قریب درخت چنار گئے فرخ شہسوار زیر درخت چنار گیا فی الفور وہی زنگی غار سے نکلا فرخ نے قبل
اُسکے چوب لگانے کے اُسپر تلوار لگائی چونکہ وہ زنگی روئین تن تھا تلوار نے کچھ اثر اپنا نہ دکھایا زنگی مطلق زخمی نہوا
پھر اُسنے چوب جسم فرخ پر لگائی فرخ بیہوش ہوکر گرا زنگی فرخ کو غار مین لیگیا امیر نے اُسی جگہ ایک خیمہ استادہ کراکے
تنہا بیٹھکر عبادت کرنا شروع کی اور یہ نیت کی کہ مین حال زنگی سے آگاہ ہوجاؤن اور اپنے سرداران لشکر کو
چھڑاؤن امیر عبادت الٰہی کر رہے تھے ناگاہ غفلت ہوئی حضرت خضر علیہ السلام نے عالم غفلت مین امیر سے کہا ای امیر
ہنگام سحر جانب جنوب ہمراہ عمرو جانا ایک آہو نظر آئیگا اُسے تیر لگانا وہ زخمی ہوکر بھاگیگا تم اُسکے تعاقب مین جانا
جس جگہ وہ ہرن گرے وہین زمین کھودنا ایک چاہ تاریک عیان ہوگا اُس کنوئین مین مع خواجہ عمرو جانا
پھر جو کچھ وہان نظر آئیگا دیکھ لینا یہ کہکر حضرت خضر نظر امیر سے نہان ہوے امیر ہوشیار ہوے دیکھا وقت سحر ہی
امیر نے نماز پڑھکر خواجہ عمرو اور طوغان کو مع فوج ہمراہ لیکر جانب جنوب قدم اُٹھایا راہ صحرا مین آہو نظر آیا امیر نے
تیر لگایا وہ آہو بھاگا امیر نے تعاقب کیا آخر وہ آہو ایک جگہ گرا امیر نے اُسی جگہ کھودا چاہ تاریک نظر آیا امیر نے
خواجہ سے کہا ای خواجہ تم اس چاہ مین میرے ساتھ چلوگے خواجہ نے کہا مجھے اپنی جان عزیز ہی مین نہ جاؤنگا امیر
نے چاہ مین نظر کرکے کہا ای خواجہ دیکھنا بہت بڑا لعل پڑا ہی اُسکی روشنی سے کنوئین مین کیسی روشنی ہی خواجہ نے
لعل کا نام سُنکر لالچ سے کنوئین مین دیکھا امیر نے خواجہ کو کنوئین مین گرادیا اور خود بھی چاہ مین کود ے
طوغان وہین فروکش ہوا بعد تھوڑی دیر کے کنوئین مین جاکر امیر کی آنکھ کھلی اپنے تئین ایک مکان مین
پایا خواجہ عمرو کو اپنے پاس پایا اُسوقت چند آدمی امیر کے پاس آئے کہنے لگے ہمارے بادشاہ نے آپ دونون
آدمیونکو بُلایا ہی امیر نے پوچھا تمھارے بادشاہ کا کیا نام ہی اُنھون نے کہا ہمارے بادشاہ کا نام خرد شاہ ہی
ہر فرقے سے صد ہزار آدمی اپنے پاس رکھتا ہی مذہب اُسکا یہ ہی کہ ہوائی پرستش کرتا ہی پس امیر و عمرو اُنکے
ساتھ چلے بعد قطع راہ سامنے بادشاہ کے پہونچے اُسنے امیر کو سلام کیا قریب اپنے تخت کے ڈنگل پر امیر کو بٹھایا
اور کہا ای امیر باتوقیر آپ اس طلسم کے فتح کرنے مین کدوکاوش نہ کیجیے مین آپکو خبر دیتا ہون کہ آپکے فرزند یعنی علمشاہ
کی زوجہ کے بطن سے ملک قاسم پیدا ہوا ہی وہ ہمپر احسان کریگا اور یہ طلسم آپکی اولاد سے کوئی فتح کریگا
پس بوجہ اسکے کہ آپکا پوتا مجھپر احسان کریگا مین بھی آپکے ساتھ اتنی نیکی کرتا ہون کہ در طلسم کی سیر دکھائے دیتا ہون

اور جسقدر آپ کے سرداران لشکر اور بدیع اور فرخ قید مین ہین اُنھین رہا کرتا ہون یہ طلسم آپ سے فتح
نہو سکیگا یہ کہکر لوح طلسم اپنے گلے سے اُتار کر امیر کو دی اور کہا چلیے سیر درِ طلسم دیکھ لیجیے امیر نے کہا خواجہ
کو بھی لیجاؤن خرد شاہ نے منع کیا امیر تنہا بالاے کوہ گئے دیکھا چار جانب چار قلعے ہین اور درمیان اُنکے چار
چاہ ہین اژدہے صدہا تا کمر بصورت اژدر ہین درِ طلسم پر طلایہ دیتے ہین پیش دروازہ ایک اژدہاے مہیب بہایت
طویل قد سو رہا ہی دروازۂ طلسم مین کئی ہزار پیالہ طلا و نقرہ لٹکے ہوے ہین پر [illegible] معلق ہین پیالونکو ہاتھون پر
رکھے ہوے ہین بالاے درِ طلسم ایک گنبد سبز ہی وہ پیچ ہر ساعت کے تین مرتبہ گردش کرتا ہی اور بیچ ہر دورہ کے
ایک مرغ اور اُسکے پر و بال کھولکر پرواز کرتا ہی اور تین مرتبہ صدا دیتا ہی ہیہات ہیہات ہیہات اسی سبب سے اُسکو
طلسم ہیہات کہتے ہین امیر نے اُس گنبد سبز کو دیکھکر ملاحظہ کیا کہ دو برج اور ہین اُنمین غول نفیر ہاتھون مین لیے ہوے
بیٹھے ہین واضح ہو کہ امیر کے پاس لوح طلسم تھی اسوجہ سے محفوظ رہے ورنہ جسوقت اُس مرغ نے تین مرتبہ
ہیہات کہا تھا امیر بیہوش ہو جاتے کسی بلا مین ضرور مبتلا ہو جاتے غرض امیر دیکھ رہے تھے اور متحیر تھے کہ بالاے
درِ طلسم ابر آیا درِ طلسم نظر سے نہان ہو گیا امیر نے لوح دیکھی کچھ نظر نہ آیا آخر امیر وہانسے خرد شاہ کے پاس آئے
لوح دیدی خرد شاہ نے بزم آراستہ کی امیر نے دیکھا ہزارہا جن و پری و دیگر اقوام کے مردم موجود ہین شب بھر
امیر بزم عشرت مین رہے صبح کو خرد شاہ نے طہماسپ ترک خجندی اور بدیع کشتی گیر و فرخ و دیگر سرداران
لشکر امیر کو بلا کر امیر کے حوالے کیا اور اُسی چاہ تاریک سے امیر کو صحرا مین پہونچا دیا طوغان امیر کو اور سبکو
دیکھکر خوش ہوا امیر نے اُس سے کہا اے طوغان آگاہ ہو کہ وہ زنگی ان سب کو بیہوش کرکے بادشاہ طلسم
ہیہات کے پاس لیگیا تھا مین نے اُس سے جاکر ملاقات کی اور درِ طلسم کی سیر کی اگر میرے پاس لوح طلسم
نہوتی تو ہلاک ہوتا اور درِ طلسم مجھکو نظر نہ آتا طوغان قیطاسی یہ سُنکے خوش ہوا اور امیر کو اپنے ہمراہ لیکر دار الامارة
مین گیا بدیع پہلوان امیر سے کہنے لگا اب مین رخصت ہوتا ہون سوے ترکستان جاتا ہون اگر زندگی باقی ہی تو
وہین آپ سے ملاقات ہوگی یہ کہکر بدیع رخصت ہوا اور آذر برزین شاہ کے پاس جاکر ہمراہ اُسکے [illegible] سوے
ترکستان روانہ ہوا امیر نے وہانسے کوچ کیا طوغان قیطاسی اپنے پسر کو تخت پر بٹھا کر چالیس ہزار سوار کی
جمعیت سے ہمراہ ہوا جبکہ امیر قریب سمرقند پہونچے وہی روز تھا کہ قیماس خان نے شب کو طبل جنگ
بجوایا تھا اور طول مست سے کہا تھا کہ صبح کو لشکر امیر کو تہ تیغ کرونگا غرض ہرکارونسے بادشاہ کو معلوم ہوا کہ
امیر آتے ہین سب سردار براے استقبال امیر گئے اور امیر کو لشکر مین لائے پھر احوال پوچھا امیر نے تمام احوال
اپنا بیان کرکے فرمایا ہمنے سُنا ہی کہ فرزند ہمارا علمشاہ ملک خاور مین ہی دختر شاہ خاور نے اُسنے اپنا عقد کیا
ہی ایک فرزند پیدا ہوا ہی نام اُسکا قاسم رکھا ہی یہ خبر سُنکے سب خوش ہوے خصوصاً سیارہ بن عمرو نہایت
شاد ہوا اور اسیوقت امیر سے رخصت ہوکر جانب خاور روانہ ہوا بعد جانے سیارہ کے قیماس خان
خاوری کہ بمقابل لشکر اسلام صف آرا تھا لشکر سے نکل کر میدان مین آیا گینڈے کو روک کر مرد مبارز
طلب کیا فرخ شہسوار نے اُس سے مقابلہ کیا قیماس خان نے تیغۂ گرانبار کھینچکر سر پر لگایا فرخ
یعنے نقابدار قلندار نے سپر اُٹھائی ناگاہ پانون مرکب فرخ کا موش خانے مین جا رہا
گھوڑا گرنے لگا فرخ مرکب کی جانب متوجہ ہوا تیغہ سر پر پڑا تا دو ابرو اُتر آیا فرخ شہسوار نے
بھی پانون گھوڑے کا موش خانے سے نکال کر تلوار سر پر لگائی قیماس خان خاوری نے سپر اُٹھا کر

سر اپنا ضرب تیغ سے بچانا چاہا مگر تلوار گوشۂ امیر کو کاٹ کر کسی قدر سر کو زخمی کرتی ہوئی گینڈے کی گردن پر گری
گینڈا ہلاک ہوا قیماس خان بالاے زمین آیا لشکریان قیماس خان یہ حال دیکھکر یکبارگی براے مدد
قیماس خان آگے بڑھے ادھر سے لشکر فرخ بڑھا امیر مع لشکر کھڑے رہے جب دونون لشکر ملگئے جنگ
مغلوبہ ہونے لگی تا شام لڑائی ہوئی اُسی جنگ مغلوبہ مین مرکب فرخ کو لشکر سے لیکر سوے صحرا روانہ ہوا کسی نے
نہ دیکھا وقت شام قیماس خان طبل بازگشت بجواکر فرودگاہ لشکر کیطرف روانہ ہوا اہل اسلام نے اُسوقت
فرخ شہسوار کو نہ دیکھا امیر مغموم ہوے اُسوقت کچھ عیار براے تلاش فرخ امیر نے روانہ کیے لشکریان
فرخ بھی براے جستجوے فرخ ایک سمت روانہ ہوے روز دیگر قیماس خان بدستور میدان مین آیا حمزہ
صاحبقران نے اُس سے مقابلہ کیا نیزہ اُسکے ہاتھ سے نکالدیا قیماس خان کو غصہ آیا زنجیر کمر امیر مین
ہاتھ ڈالکر زور کرنے لگا امیر نے بھی اُسکی زنجیر کمر مین ہاتھ ڈالا اور زور کیا اُسوقت مردم نے کہا اگر قصد کشتی
لڑنیکا ہو تو بالاے مرکب سے اُترکر کشتی لڑو قیماس اور امیر یہ سُنکے گینڈے اور مرکب سے اُترکر دامن گردانکر
کشتی لڑنے لگے پیچ اور توڑ باہم ہونے لگے ہنوز زمانہ دو پہر سے زیادہ نہ گذرا تھا ناگاہ درمیان کشتی ایک
ناقہ سوار آیا نامہ اُسنے قیماس خان کو دیا امیر ٹھہر گئے اور منہ اپنا نامہ کی جانب سے پھیر لیا تا عبارت
نامہ پر نظر نہ پڑے قیماس خان نے عبارت نامہ پڑھکر ایک آہ سرد کھینچی امیر نے باعث آہ سرد پوچھا قیماس خان
نے کہا اس نامہ مین ایسی خبر مندرج ہے جس سے مجھکو نہایت صدمہ ہوا ہے دست و پا میرے قابو مین نہین ہین
بس اسوقت جسطرح دل چاہے مجھے مغلوب کر لیجیے امیر نے فرمایا اسوقت کشتی موقوف رکھو پھر ہمسے کشتی لڑنا یہ کہکر
اُسکے بازو کو چھوڑ دیا ناظرین پر واضح ہو کہ نامہ مذکور ترک توسن یلطاقی نے قیماس خان کو اس مضمون کا
لکھا تھا کہ اے قیماس خان آگاہ ہو کہ پسر شیخ لدھا نے تمھاری ہمشیرہ ملکہ خورشید خاوری سے عقد کیا ہے
اور ایک لڑکا مسمی ملک قاسم تمھاری بہن کے شکم سے پیدا ہوا ہے جب مین نام قاسم زبان پر جاری کرتا ہون
خوف سے تپ آجاتی ہے علاوہ عقد مذکور کے تمھارے پدر و برادر اور جملہ مردمان شہر مسلمان ہوے ہین جہان بخت
یعنے علمشاہ بعیش و عشرت بسر کرتا ہے تمھین کچھ شرم و حیا اگر ہو تو پسر شیخ لدھا کو قتل کرو اطلاعاً لکھا گیا
غرض یہی مضمون نامہ باعث صدمۂ قیماس خان ہوا اور اُسی عالم صدمہ و ملال مین نامہ بر کو قتل کرکے مع
اپنی فوج کے اُسیوقت سوے خاور روانہ ہوا یہان لشکر طول مست آئینہ رو سے ہومان پہلوان براے
نبرد نکلا فرامرز عاد مغربی نے اُسے قتل کیا طول مست کو رنج جو ہوا حکم کیا تمام فوج فرامرز پر حملہ آور ہو
بموجب حکم فوج نے حملہ کیا اُدھر سے لشکر اسلام بڑھا جنگ مغلوبہ ہونے لگی عین جنگ مین ترک طہماس خجندی
نے طول مست آئینہ رو کو پشت زین سے اُٹھالیا مالک اژدر نے نصر بن طول کو پشت فرس سے
اُٹھایا طہماسپ ترک خجندی نے طول سے مسلمان ہونیکو کہا اُسنے انکار کیا لیکن نصر بن طول نے
دین اسلام قبول کیا نوشیروان مع اپنے ہمراہیون کے بھاگ کر سوے قلعۂ بال خطا گیا امیر مظفر و منصور
ہوے جملہ ساسانی و سمرقندی مسلمان ہوے قاقولہ اور مرغولہ بھی مع اپنے شاگردونکے جانب ترکستان
گریزان ہوے اس اثنا مین سعید بلخی وغیرہ چند عیار ہمراہ بہت سے عیارونکے آئے عمرو نے اُنسے پوچھا تم کیونکر
رہا ہوے اُنھون نے بیان کیا قاقولہ نے ہمین ہمراہ طوغان وغیرہ عیارون کے سمت ترکستان روانہ
کیا تھا اثناے راہ مین ایک نقابدار مرصع پوش سترہ سو عیارون کی جمعیت سے آیا تھا سب کو اسیر

دیکھکر طوفان سے کہا ان سب کو چھوڑ دو طوفان نے نہ مانا آخر لڑائی ہوئی پھر طوفان وغیرہ دو سو عیار
مغلوب ہوکر مسلمان ہوے ہم سب رہا ہوے دیکھیے طوفان و دیگر عیار ہمارے ہمراہ آئے ہین طوفان وغیرہ
نے خواجہ کو سلام کیا خواجہ خوش ہوے جب امیر جنگاہ سے سمرقند مین داخل ہوے اور قصد کیا کہ تالہ بارگاہ
سلیمانی کا سوے ترکستان روانہ کرین نصیر بن طول مست نے عرض کیا بارگاہ سلیمانی ایسے کسی سردار کے ہاتھ
روانہ کیجیے کہ کوئی راہ مین بارگاہ کو چھین نہ لے کیونکہ راہ ترکستان مین ایک دربند ہے حاکم وہانکے جہین خان
اور اویس خان ہین وہ نسل پیران ویسہ سے نہایت ہی شجاع و بہادر ہین فوج بھی رکھتے ہین امیر نے یہ سنکے
مالک اژدر کو تالہ بارگاہ سلیمانی کا دیا کرب غازی کو یہ امر ناگوار ہوا امیر سے کہنے لگا اس خدمت کو میرے
والد اور مجھسے متعلق کیجیے امیر نے جواب نہ دیا کرب نے آنکھوں مین بھر لایا قرامرز نے باعث گریہ پوچھا کرب نے امیر کی
شکایت کی غرض ایک طرف مالک اژدر تالہ بارگاہ سلیمانی کا لیکر مع ایک لاکھ اسی ہزار نیزہ دارونکے روانہ
ہوے اور ایک جانب کرب غازی امیر سے ناراض ہوکر مع اپنی فوج کے چلا گیا بعد دو روز کے امیر نے نصیر کو
تخت پر بٹھاکر سمرقند سے سوے ترکستان کوچ کیا

دو کلمے داستان ذکر حال فرخ شہسوار و احوال علمشاہ و قیماز خان خاوری و کرب غازی و مالک اژدر کے بیان ہوتے ہین

نغمہ پردازان گلشن تقریر اس داستان کو یون معرض تحریر مین لاتے ہین کہ جب فرخ بن حمزہ کو گھوڑا جنگاہ سے
لیکر ایک جانب روانہ ہوا چونکہ فرخ کثرت درد اور زخم کاری سے بیہوش تھا گھوڑے کو نہ روک سکا مرکب ایک
صحرا مین قریب ایک چشمے کے گیا ٹھہر کر پانی پیا پھر ہری جولی فرخ پشت زین سے بروے زمین گرا گھوڑا وہین
کھڑا رہا اتفاقاً ایک آسیابان اُسطرف سے گذرا شہر کو جاتا تھا فرخ کو دیکھکر رحم کھاکر مرکب پر فرخ کو ڈالکر اپنے گھر
مین لیگیا اور فرس فرخ کو بادشاہ کے ہاتھ بیچکر علاج کرنا شروع کیا تھوڑے زمانے مین جراحون نے زخم اچھا کیا ایک
روز فرخ نے اُس سے پوچھا تو نے ہمپر احسان تو کیا لیکن ہمارا مرکب کیا کیا اُسنے عرض کیا آپکے گھوڑے کو بیچکر علاج
آپکا کیا فرخ کو مرکب کا رنج ہوا غرض بعد صحت کلی فرخ نے آسیابان کو بعوض خدمت کچھ زر و جواہر دیکر وہانسے کوچ
کیا اثناے راہ مین پیادہ پائی سے بہت تکلیف اُٹھائی خار صحرا تلوؤن مین در آئے آبلے کف پا مین پڑ گئے فرخ نے یہ
مصائب اُٹھاکر پھر لباس فقیری اختیار کیا اور دل سے کہا فقیری بہتر از شاہی ہے غرض بعد قطع راہ ایک قبرستان
پر پہونچے دیکھا ایک مرشد کے گرد سیکڑون چیلے بیٹھے ہوے ہین فرخ نے اُس مرشد سے پوچھا تمھارا کیا نام ہے اُسنے
کہا خاص و عام مجھکو فرید بابا کہتے ہین فرخ نے کہا اگر تمھاری خوشی ہو تو مین بھی تمھارے پاس اس قبرستان مین رہکر
یاد معبود کیا کرون فرید بابا نے کہا بچا ابھی تم تو جوان ہو فقیری اختیار نکرو فرخ نے کہنا اُنکا نہ مانا فرید بابا لاچار
ہوکر بولا اچھا بچا آ ہم سب مین شامل ہو جا فرخ مجمع فقرا مین بیٹھے بعد چند روز کے چیلے فرید کے باہم کہنے لگے یہ
نوجوان فقیر بیٹھا رہتا ہے بھیک نہین مانگتا ہے کیا ہم اسکے تابعدار ہین کہ اسکے واسطے گدائی کرین اور یہ بیٹھا ہوا ہر ایک
چیز کھائے فرید نے یہ تقریر سنکر کہا اے قلندر تم بھی ان فقرا کے ساتھ شہر مین جایا کرو فرخ نے قبول کیا ایک روز
فرخ بن حمزہ صاحبقران بھی ہمراہ اُن فقرا کے شہر ختشب مین گئے وہ سب فقیر دوکاندرون اور مردم بازاری سے
سوال کرنے لگے فرخ نے ہرچند سوال نکیا مگر ہر ایک شخص نے فرخ ہی کو روپیہ پیسا دیا ہنوز فقرا بازار مین تھے
ناگاہ فرخ نے دیکھا ایک محافہ کے ہمراہ صدہا سوار و پیادے ہین اور بہت سی کہاریان ساتھ ہین اتفاقاً

ہوا سے پردہ محافہ کا جو اُڑا فرخ نے محافہ نشین کو دیکھا اور ایک آہ کی اُدھر اُسنے بھی فرخ کو دیکھا اور عاشق ہوئی
پھر فرخ نے مردم سے پوچھا یہ سواری کسکی ہے مردم نے کہا یہ سواری دختر بادشاہ تخشب کی ہے فرخ تو یہ سنکے خاموش ہو رہا
لیکن جب دختر شاہ تخشب داخل محل ہوئی عشق فرخ سے بیتاب ہو کر دایہ سے تمام حال بیان کیا پہلے تو اُسنے نصیحت
کی پھر کہا واری اسکی یہ تدبیر ہے کہ میں تمھارے باپ سے جا کر یہ کہتی ہوں کہ ملکہ نے ایک خواب پریشان دیکھا ہے اگر
اجازت ہو تو فقرا کو بلا کر اُنھیں کھانا کھلایا جاوے تا کہ وہ سب دعا کریں ملکہ سرو قامت نے کہا اے دایہ جلد
جا یہی تدبیر خوب ہے جب فقرا آوینگے یقین ہے وہ نوجوان فقیر بھی آئیگا میرا مطلب نکل جائیگا دایہ روبروے شاہ گئی
حال خواب ملکہ بیان کیا اور فقرا کے کھانا کھلانیکے لیے اجازت لی دوسرے روز حکم بادشاہ سے جملہ فقراے شہر
در ملکہ سرو قامت پر آئے از انجملہ فرید بابا بھی مع اپنے بالکون کے آیا فرخ شہسوار بھی اُسکے ساتھ آئے
چونکہ ملکہ سرو قامت ایک کمرے میں بیٹھی تھی چلمن کا پردہ پڑا تھا فقرا کو دیکھ رہی تھی ملازموں سے فقرا کو کھانا
کھلانے کی تاکید کر رہی تھی ملازم فقرا کو طعام لذیذ دے رہے تھے فقرا کھانا کھا رہے تھے ملکہ کو دعائیں دے رہے تھے
ناگاہ ملکہ نے فرخ شہسوار کو دیکھا دایہ سے کہا اے مادر مہربان دیکھو وہ جوان فقیر جو کھڑا ہے اُسی پر میرا دل آیا ہے
اسکو کسی تدبیر سے بلا لاؤ یہ کہکر ملکہ نے کچھ سوچکر ایک رقعہ اشتیاقیہ لکھا اور دایہ سے کہا اس جوان کو یہ کاغذ دیدو
اگر پڑھا ہوا ہوگا تو پڑھ لیگا ورنہ اور کوئی تم تدبیر کرنا دایہ وہ رقعہ لیکر پاس فقرا کے گئی اور پوچھنے لگی تم سب میں
کوئی فقیر پڑھا ہوا ہے یا نہیں فرید بابا نے کہا ہاں ہمارے ساتھ ایک فقیر ہے کہ وہ دن بھر اور شب کو بہت سی
دعائیں پڑھا کرتا ہے اور لکھا کرتا ہے دایہ نے پوچھا وہ کون فقیر ہے اُسنے فرخ کیطرف اشارہ کیا دایہ نے وہ رقعہ
فرخ بن حمزۂ صاحبقران کو دیا اور کہا اس رقعے کو پڑھکر اور ذرا چلکر ملکہ کو سنادو فرخ نے وہ رقعہ پڑھا علاوہ
اشتیاق ملاقات کے کچھ اپنا حال تباہی دل مضطر بھی لکھا تھا اور یہ بھی تحریر تھا کہ فقط تمھارے ہی بلانے
کیواسطے ہمنے اتنے فقیروں کو جمع کیا ہے جلد ہمارے پاس آؤ فرخ اُس رقعے کو پڑھکر ہمراہ دایہ اندرون محل گئے
ملکہ نے بیرون پردہ فرخ کو بعزت بٹھا کر پوچھا اے نوجوان قسم ہے تجھکو اپنے دین و مذہب کی سچ بیان کر کہ تیرا کیا نام ہے
اور تو کس خاندان سے ہے چہرے سے تیرے شان و شوکت نمایاں ہے مگر لباس فقیری سے آفتاب گہن میں نظر آتا ہے
فرخ شہسوار نے ہنسکر کہا اے ملکہ نام میرا فرخ بن حمزۂ صاحبقران ہے میں امیر عالیشان کا پسر ہوں پھر تمام حال
اپنا بیان کیا ملکہ سرو قامت نے پردہ اُٹھا کر نہایت شادمان ہو کر فرخ کو اپنے برابر بٹھایا ملکہ و دایہ و جملہ کنیزیں
مسلمان ہوئیں ملکہ نے تمناے وصل کی شاہزادے نے جواب دیا اے ملکہ آگاہ ہو جبتک نکاح نہو جائیگا میں ہرگز
تجسے ہمبستر نہونگا ہنوز یہ کلام شاہزادے کا ناتمام تھا کہ شاہ تخشب کو یہ خبر ایک کنیز نے دی کہ ایک نوجوان
فقیر پہلوے ملکہ میں بیٹھا ہے ملکہ اُسپر عاشق ہوگئی ہے شاہ تخشب برہم ہو کر اُس مقام پر آیا جہاں سرو قامت
بیٹھی تھی بادشاہ نے پوشیدہ ہو کر جو تمام گفتگوے فرخ بن حمزۂ صاحبقران سُنی خیال کرنے لگا کہ دین اسلام
اچھا دین ہے کہ بغیر نکاح اس مذہب میں زن و مرد کا ہمبستر ہونا گناہ ہے اور یہ شاہزادہ ہے فقیر نہیں ہے میری بیٹی نے
شاہزادے سے عشق کیا ہے فقیر سے محبت نہیں کی ہے یہ خیال کرکے شاہ تخشب یعنی الپ خاقان روبروے
دختر آیا سرو قامت خوف سے کانپنے لگی شاہ نے کہا اے دختر مجھسے خائف نہو میں تجھے ایذا نہ دونگا بلکہ اس
شہزادے کی اطاعت اختیار کرونگا یہ کہکر فرخ سے کہنے لگا اے شاہزادۂ ذیوقار آپ مجھے مسلمان کیجیے فرخ نے
اُسے کلمہ پڑھایا وہ کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوا پھر تمامی خواتین محل و جملہ خاص و عام کو مسلمان کیا اور

بہ تکلف تمام عقد اپنی دختر کا فرخ شہسوار سے کردیا جہیز مین وہی گھوڑا فرخ کا جو مول لیا تھا دیدیا ہنگام شب فرخ
سرو قامت اسے ہمبستر ہوے ملکہ حاملہ ہوئی اُنکے بطن سے فرزند خجستہ سیر پیدا ہوا بعد عقد ملکہ بادشاہ نخشب نے فرخ
کو زر و جواہر دیکر رخصت کیا فرید بابا نے بادشاہ سے کہا ایک فقیر میرے ساتھ تھا وہ اندرون محل ایک خط پڑھنے گیا
تھا اُسے بلوا دیجیے بادشاہ نے جوابدیا وہ فقیر خط پڑھکر چلا گیا اب تم یہانسے جاؤ فرید بابا یہ سُنکر قبرستان کیطرف روانہ
ہوا بعد دو روز کے لشکریان فرخ جستجو کرتے ہوے شہر نخشب مین آئے فرخ نے اُنسے ملاقات کی سب خوش ہوے
اب شاہزادہ فرخ کو تو یہان بعیش و عشرت مشغول چھوڑا جاتا ہے اب حال رستم پیلتن و پیلکن یعنی شہزادہ علمشاہ
نوجوان تحریر ہوتا ہے کہ شاہزادہ علمشاہ ملکہ خورشید خاوری سے شب و روز بہ عیش و عشرت بسر کرتا تھا ایکروز
ہنگام شب محل مین شور و غل بلند ہوا علمشاہ نے محل مین آکر خواتین محل سے باعث شور و فغان دریافت کیا
سب نے عرض کیا ابھی ایک پنجہ مثل برق تڑپکر گرا ملکہ کو اُٹھا لیگیا علمشاہ نے جو یہ حال سُنا ازحد ملال ہوا اور اسیوقت
ملک قاسم کو خسرو خاوری اور مالک ترک سفید جامہ کے حوالہ کیا اور آپ جستجوے ملکہ مین مغموم و حزین پوشیدہ
ہوکر شہر سے نکلا اور سمت صحرا روانہ ہوا بعد چند روز کے علمشاہ ایک صحراے وحشتناک مین صحرا نوردی کرتے
ہوے پہونچے اُسی زمانے مین سیارہ بن عمرو بھی خاور مین آیا قاسم کو دیکھکر نہایت خوش ہوا اور حال علمشاہ سُنکر
ازحد ملول ہوا آخر براے تلاش علمشاہ جلد روانہ ہوا ادھر علمشاہ بادیہ پیمائی کرتے ہوے کوہ و صحرا سے گذرتے ہوے
چلے جاتے تھے ناگاہ دیکھا ایک غول زنجیر مین بندھا ہوا زیر درخت کھڑا ہے اُسنے علمشاہ کو دیکھکر بصد منت و عاجزی
اپنی زبان مین کہا مجھکو زنجیر سے کھولدو علمشاہ نے اُسکی عاجزی پر نظر کرکے اُسے زنجیر سے کھولدیا بعد کھلنے کے غول
نے حملہ کیا علمشاہ نے کہا او غول مین نے تیرے ساتھ نیکی کی ہے تو مجھسے بدی کرتا ہے اُسنے اپنی زبان مین جوابدیا اس شجر
سایہ دار کے نیچے مین بندھا تھا تو نے مجھے کھولدیا بیشک میرے ساتھ نیکی کی لیکن نیکی کا بدلہ بدی ہے کیونکہ مین نے
دیکھا ہے مسافر زیر درخت بیٹھتے ہین درخت اُنپر سایہ کیے رہتا ہے ہواے سرد سے مسافر کو آرام دیتا ہے مسافر چلتے وقت
ایک شاخ شجر بعض اوقات توڑ لیتا ہے بعوض نیکی بدی کرتا ہے اسیطرح مین بھی تجھ سے بدی کرتا ہون علمشاہ کچھ اُسکی
تقریر تو نہ سمجھے لیکن جب اُسنے حملہ کیا اُنھون نے ایک مشت مارکر اور صحیفہ ابراہیم پڑھکر اُسے ہلاک کیا اُسکے ہلاک
ہوتے ہی ایک برق چمکی پھر تخت پر ایک ساحرہ نہایت مہیب شکل نظر آئی جب وہ قریب آئی بنالہ و بکا کہنے لگی ارے
غضب کیا تو نے غول کو ہلاک کرڈالا اب کون مجھ سے ہمبستر ہوگا مین تو اُسے یہان چھوڑ گئی تھی تو نے ناحق اُسے
مار ڈالا اب اگر اپنی زندگی چاہتا ہے تو مجھ سے ہمبستر ہو ورنہ تجھے ابھی مار ڈالونگی علمشاہ نے جوابدیا اول تو کیا
ہے تیری ایسی بُری صورت ہے کہ کوئی بشر تجھسے ہمبستر نہوگا اُسنے کہا اے جوان اگر تو زن خوبرو چاہتا ہے تو مین ایک شہزادی
کو اُٹھا لائی ہون اُسے تجھے دیدونگی بشرطیکہ دو چار روز تو مجھ سے پہلے ہمبستر ہو علمشاہ نے کہا پہلے اس شہزادی کو
لے آ بعدہ تجھکو تیرے سوال کا جواب دیا جائیگا وہ ساحرہ علمشاہ پر سحر کرکے فوراً غائب ہوئی اور اس شہزادی کو
فی الفور لے آئی علمشاہ نے جو دیکھا پہچانا کہ ملکہ خورشید خاوری ہے علمشاہ ملکہ کو دیکھکر بہت خوش ہوے ساحرہ
نے کہا اے شخص جو اس ملکہ کو بھی دیکھ چکا اب تو مراد دلی میری برلا علمشاہ نے ملکہ خورشید خاوری سے باشارہ پوچھا
کیون اے ملکہ مین اس ساحرہ سے ہمبستر ہون ملکہ نے بھی بایما جوابدیا ہمارے سامنے اس سے فعل بد نہ کرنا
ہمین ملال ہوگا ابھی ملکہ اور علمشاہ مین باہم بایما و اشارہ تقریر ہورہی تھی ساحرہ طالب وصل تھی ناگاہ
ایک حلوائی تھال مین کچھ مٹھائی اور حلوا رکھے ہوے سامنے سے ظاہر ہوا اور قریب علمشاہ و ساحرہ آکر ٹھہرا

اتنی دیر مین پھر ساحرہ نے کہا ای جوان طبیعت میری بے لطف ہوتی ہے آ مجھ سے لپٹ جا وہ کام کر کہ جس سے میرے دل کو سرور حاصل ہو حلوائی نے کہا لطف ہمبستری بعد اکل و شرب حاصل ہوتا ہے پہلے یہ حلوا کہا اور اس شخص کو بھی کھلا بعد ازان ہمبستر ہو ساحرہ نے کہا ای بڈھے حلوائی تو سچ کہتا ہے لا تھوڑا سا حلوا پہلے مجھے کھلا پھر اس شخص کو دینا حلوائی نے حلوا اُسے دیا اُسنے برغبت تمام کھایا بعد ایک لمحے کے وہ بیہوش ہوئی حلوائی نے نعرہ کیا میں سیارہ بن عمرو جلد خنجر سے اُس ساحرہ کو ہلاک کیا اُسکے مرنے سے تاریکی ہوئی بعد تھوڑی دیر کے وہ تاریکی دفع ہوئی آواز آئی افسوس قتل کیا مجھکو کہ نام میرا کیہان جادو تھا بعد قتل ہونے ساحرہ مذکور کے سحر علمشاہ پر سے اُتر گیا سیارہ دوڑ کر قدم علمشاہ سے لپٹا علمشاہ نے پوچھا ای سیارہ تمھارا یہان آنا کیونکر ہوا اُسنے تمام احوال عرض کیا علمشاہ ملکہ کو ہمراہ لیکر اُس صحرا سے چلے قریب آبادی آئے سیارہ محافہ لایا ملکہ کو سوار کیا پھر علمشاہ خاور مین داخل ہوے خسرو خاوری نے استقبال کیا اور زر و جواہر نثار کرتا ہوا محلسرا مین لیگیا بزم عشرت آراستہ کی علمشاہ مع بزم عشرت مین بیٹھے ہین انھین تو بزم عشرت مین چھوڑیے اور اب حال قیماس خان خاوری سنیے کہ جب قیماس سمرقند سے قریب خاور آیا اثناے راہ مین یکتاش خان حاکم قلعۂ یکتاش نے قلعے سے نکلکر قیماس خان کا استقبال کیا قیماس خان نے اُس سے پوچھا کچھ تجھے حال خاور معلوم ہے اُسنے کہا مجھے کچھ آگاہی نہین ہے ہان ایک قافلہ سوداگرون کا فی الحال خاور سے آیا ہے اُنسے وہانکا حال معلوم ہوگا اُنسے دریافت کیجیے قیماس خان قلعۂ یکتاش مین گیا سوداگرون کو بلا کر احوال خاور پوچھا اُنھون نے کہا خسرو خاوری مع اپنے اہل و عیال کے مسلمان ہو گیا ہے علمشاہ کے ساتھ اُسنے اپنی دختر کی شادی کر دی ہے ایک لڑکا بھی پیدا ہوا ہے تمام شہر کے آدمی مسلمان ہو گئے ہین قیماس خان نے تمام حال سُنکے خیال کیا یہ سوداگر جس ملک مین جائینگے حال خاور بیان کرینگے یہ خیال کرکے سبکو قتل کیا اور وہانسے بلا توقف قریب تر خاور کے آکر مقیم ہوا یہ خبر خسرو خاوری کو ہوئی کہ قیماس براے جنگ آیا ہے خسرو خاوری یہ خبر سُنکے خائف ہوا علمشاہ سے کہنے لگا فرزند میر الفوج کثیر آیا ہے وہ نہایت شجاع ہے فوج اُسکے ہمراہ ایک لاکھ ہے مین اُس سے مقابلہ نہین کر سکتا ہون بدرجۂ مجبوری قلعہ بند ہوتا ہون علمشاہ نے کہا جاے اندیشہ نہین ہے جلد لشکر ہمراہ لیکر اُسکے مقابلے کیواسطے چلیے مین اُس سے لڑونگا خسرو خاوری بموجب کہنے علمشاہ کے لشکر لیکر بمقابلۂ قیماس خان ہمراہ علمشاہ گیا اور فرو کش ہوا ہنگام شب قیماس خان نے طبل جنگ بجوایا خسرو خاوری نے بھی خبر نواخت طبل جنگی سُنکے اپنے لشکر مین نقارۂ رزمی بجوایا تمام رات دونون لشکرونمین سامان جنگ ہوا ہنگام سحر دونون جانب میدان جنگ مین صف آرائی ہوئی جب نقیبا جوانان سپاہ جانبین کو آمادۂ رزم و پیکار کر کے چلے گئے قیماس خان خاوری نے بعد از جنگ نیزہ و گرز سر علمشاہ پر تیغہ مارا مگر علمشاہ نے اتفاقاً اسیوقت سکندری کھائی سپر پر وار نہ رکا تیغہ سر پر پڑا تا دو ابرو اُتر آیا علمشاہ نے دستانہ مارا تیغہ سر سے نکل گیا علمشاہ نے زخمی ہوکر سر قیماس خان پر تلوار لگائی ہر چند اُسنے سپر اُٹھائی لیکن تلوار سپر کو کاٹ کر تا دو ابرو اُتر آئی قیماس نے بھی دستانہ مارا شمشیر سر سے نکل گئی اُسوقت علمشاہ نے ارادہ کیا کہ ایک ضرب تیغ اور لگا کر قیماس خان کو ہلاک کرون یہ تجویز کر کے شہزادۂ علمشاہ تیغ بکف بڑھا تھا کہ یکبارگی سرداران لشکر قیماس خان علمشاہ پر حملہ آور ہوے ادھر سے بھی آرد شیر خان اور اژدہا خان اور مالک ترک سفید جامہ وغیرہ لشکر لیکر آگے بڑھے جسوقت دو دریاے لشکر ملگئے خوب لڑائی ہونے لگی لشکریان ہر دو لشکر قتل ہونے لگے اسی جنگ مغلوبہ مین ایک جانب قیماس خان کو گینڈا لشکر سے نکالکر لیگیا چونکہ قیماس خان بیہوش تھا

گردن مین گینڈے کی ہاتھ ڈالے ہوے تھا اسوجہ سے گینڈے کو نہ روک سکا اسیطرح علمشاہ بھی بیہوش جو
ہوے استرمالاکبود علمشاہ کو ایک جانب سے نکال لیگیا ادہر تو مرکب علمشاہ کو لیکر سوے صحرا روانہ ہوا
ادہر سرداران لشکر علمشاہ نے اسقدر فوج قیماس خان کو قتل کیا کہ لاشون کے انبار لگادیے
صدہا بلکہ ہزارہا سوار قتل کیے آخر باقی ماندہ تاب جنگ نہ لاکر میدان جنگ سے گریزان ہوے
سرداران لشکر علمشاہ نے مظفر و منصور ہوکر خیمہ و بارگاہ وغیرہ لوٹ لیا بعدہ داخل قلعہ خاور ہوے
لیکن غمگین کیونکہ علمشاہ کا کچھ احوال انھین معلوم نہ تھا سرداران لشکر تو داخل قلعہ ہوے لیکن سیارہ بن
عمرو براے جستجوے علمشاہ روانہ ہوا اب حال علمشاہ کا لکھا جاتا ہی کہ ایک صحرا مین استرمالاکبود نے علمشاہ
کو اپنی پشت سے گرایا قبل اس جنگ کے ترک توسن یلطاقی نے بہ عداوت علمشاہ اپنے عیار سمک یلطاقی
کو براے گرفتاری علمشاہ روانہ کیا تھا سمک یلطاقی اسی راہ سے گذرا جس جگہ علمشاہ زخمی پڑے تھے سمک نے
اُنھین علمشاہ کو دیکھکر بہت نہایت خوش ہوکر چادر عیاری مین باندھکر چاہتا تھا کہ پشتارہ اُٹھاے ناگاہ سیارہ
بن عمرو ہونچا بعد جنگ و گفتگوے بسیار سمک نے کہا تو پشتارہ اُٹھا مین مرکب کو لیے چلتا ہون سیارہ نے
بہ این مصلحت قبول کیا کہ جس جگہ سمک یلطاقی غافل ہوگا عیاری کرونگا غرض سیارہ نے وہ پشتارہ اُٹھایا
سمک نے گھوڑے کو ہمراہ لیا دونون سوے یلطاق روانہ ہوے اثناے راہ مین سیارہ نے دعا کی دعا قبول
ہوئی فوراً نقابدار مرصع پوش مع سترہ سو عیارون کے پیدا ہوا اُسنے بعد جنگ سمک کو گرفتار کیا سمک نے کہا
اے نقابدار مین نے عہد کیا تھا کہ اگر علمشاہ کو گرفتار کرکے لے آؤنگا اور راہ مین گرفتار نہونگا تو جانونگا کہ دین
لات پرستی اچھا ہی اور اگر گرفتار ہو جاؤنگا تو مسلمان ہو جاؤنگا دین اسلام اچھا جانونگا یہ کہکر صدق دل سے
کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا علمشاہ کو ہوشیار کیا علمشاہ نے نقابدار سے کہا اپنا نام بتاؤ صورت دکھاؤ تاکہ معلوم
ہو تم کون ہو اُسنے کہا بوقت مناسب نام اپنا بتادونگا ہرچند سیارہ و علمشاہ نے پوچھا اُسنے نام نہ بتایا اور
سمت صحرا چلاگیا علمشاہ مع سیارہ اور سمک یلطاقی خاور مین آئے سب سردار وغیرہ خوش ہوے
بعد چند روز کے زخم سر اچھا ہوگیا علمشاہ نے خسرو خاوری اور اپنے سردارونسے کہا اب مین سمت ترکستان
جاتا ہون قلعۂ بال خطا کو فتح کرونگا ہرچند سب نے منع کیا لیکن علمشاہ نے نہ مانا آخر ملک قائم کو مالک
ترک سفید جامہ کے حوالے کرکے سیارہ کو چھوڑکر فقط سمک یلطاقی کو ہمراہ لیکر سوے ترکستان روانہ
ہوے اور تشکل بنجار داخل قلعۂ بال خطا ہوے اسکا احوال پھر لکھا جائیگا اب حال امیر باتوقیر اور کرب
غازی اور مالک اژدر تحریر کیا جاتا ہی اول حال کرب غازی مندرج کیا جاتا ہی کہ کرب غازی جو امیر
سے ناراض ہوکر روانہ ہوے تھے بعد قطع راہ بسیار ایک روز ایک صحرا لے سبزہ زار مین پہونچے اُس صحرا مین
اویس خان اور ادریس خان براے شکار آئے تھے وہ صحرا اُنھین کی عملداری مین تھا جب اُنھون نے کرب
کو مع فوج دیکھا سد راہ ہوکر آمادۂ جنگ ہوے کرب غازی نے اُن دونونکو مغلوب کرکے اُنھین
مسلمان کیا اویس خان اور ادریس خان کرب غازی کو اپنے قلعے مین لیگئے بعد دو روز کے غلط دس خان
کیجانب سے مالک اژدر بارگاہ سلیمانی کا اثالہ لیے ہوے گذرا کرب غازی بشکل قزاق نقاب منھ پر ڈال کے
فوج ہمراہ لیکر سد راہ ہوا چاہا کہ بارگاہ سلیمانی چھین لے لیکن مالک اژدر نے بارگاہ نہ دی اور آمادہ جنگ ہوا
لڑائی ہونے لگی اسی لڑائی مین خواجہ عمرو بھی پہونچے کیونکہ خواجہ واسطے بالا دوی کے لشکر امیر سے نکلکر گئے تھے

یہ جنگ دیکھکر تو باؤ وہانسے روانہ ہوے اور خدمت امیر مین آکر حال جنگ کہا امیر براے دید جنگ بصد عجلت
وہان پہونچے دیکھا ایک نقابدار مالک سے کشتی لڑرہا ہے امیر نے نقابدار کی کشتی دیکھکر تعریف کی تین روز
تک برابر کشتی ہوئی دونون مین کوئی غالب مغلوب نہوا آخر امیر نے مالک اژدر کو کرب غازی سے
جدا کیا اور نقابدار سے کہا او نقابدار اپنی شکل دکھلا نقابدار نے اپنی نقاب اُٹھائی امیر نے دیکھا کرب
غازی ہے کرب غازی نے رکاب امیر پر بوسہ لیکر عرض کیا کہ میری کیا مجال کہ ادنی بندگان حضور سے
لڑون یہ گستاخی محض اسواسطے کی تھی کہ آپ نے بارگاہ سلیمانی کو میرے والد اور میرے حوالے نہ کیا تھا امیدوار
ہون خطا معاف فرمائیے امیر نے خطا عفو کی پھر اویس خان ادریس خان نے قدم امیر پر سر جھکائے
امیر نے ان پر مہربانی کی اور اُنکو بدستور اُنکے قلعے کا حاکم کیا و خلعت دیے اور اثالہ بارگاہ سلیمانی کا ہمراہ
مالک اژدر و کرب غازی و پہلوان عادی کرکے اُسجگہ سے سوے ترکستان روانہ کیا اویس خان
نے بزم طرب آراستہ کی اس بزم مین بادشاہ لشکر اسلام اور جملہ سرداران لشکر اور حمزۂ صاحبقران
اور خواجہ عمرو و دیگر عیاران لشکر اسلام فراہم ہوے بعد میکشی جب دماغ بادۂ تند سے ہر ایک کا گرم
ہوا ذکر قلعۂ بال خطا و ترکستان اور صلصال کا باہم ہونے لگا اُسوقت عمرو نے صاحبقران سے
عرض کیا اگر حکم ہو تو مین مع عیاران لشکر اسلام سوے ترکستان جاؤن خبر وہانکی لاؤن چند عیاریان
بموقع و مقام مناسب کرون امیر نے عمرو کو جانے کی اجازت دی ادریس خان و اویس خان نے
کہا اے خواجہ یہان سے دو رستے ترکستان کے جانے کے ہین ایک راہ نزدیک کی اور ایک راہ دور کی
ہے راہ نزدیک تو صحراہاے رواق حیران اور آق حیران سے ہے اور راہ دور کوہستان سے ہے رواق حیران
اور آق حیران مین بوجہ چشمہاے سیار خنکی اور سردی زیادہ ہے اور نافہاے آہوے خطا از حد بالاے زمین
صحراہاے مذکور مین پڑے ہین لیکن کسی کی یہ مجال نہین ہے کہ ایک نافہ بھی وہانسے اُٹھالے کیونکہ اُن صحراؤنکا
محافظ جانب صلصال سے مریخ رہزن ہے دو ہزار پیادے ہر وقت اُسکے ہمراہ رہتے ہین اور چہار جانب
صحرا مین پھرتے ہین آہوونکو گرفتار کرکے نافے نکالکر صحرا مین ڈالتے ہین اور اگر کوئی ناواقف وہانسے مشک
اُٹھاتا ہے پیادے اُسے گرفتار کرتے ہین اگر اُسنے نافہ اُٹھانیکا اقرار کیا تو بحکم مریخ رہزن مار ڈالتے ہین اور
اگر اُسنے انکار کیا اور کہا مین نے نافہ نہین اُٹھایا ہے تو پیادے اُسے اسدرجہ مارتے ہین کہ وہ شخص اقرار کرتا ہے کہ
ہان مین نے نافہ مشک اُٹھایا ہے پس اے خواجہ تم اُن صحراؤن سے نہ جانا مبادا کوئی نافہ اُٹھالو تو موجب
ہلاکت ہو خواجہ نے کہا مین تو اُسی راہ سے جاؤنگا مریخ رہزن سے مین نہین ڈرتا یہ کہکر خواجہ بزم طرب
سے باہر گئے جملہ عیار روبروے خواجہ آئے خواجہ نے درباب روانگی ترکستان سب سے مشورہ کیا آخر بعد
مشورہ خواجہ روانہ ہوے چتر قران بھی عقب خواجہ روانہ ہوے عیاران لشکر اسلام بھی متفرق ہوکر اُسی
جانب روانہ ہوے پہلے حال عمرو کا لکھا جاتا ہے کہ جب عمرو صحراے اوراق حیران مین پہونچا نافہاے مشک
کو دیکھتا ہوا اور اُٹھاتا ہوا داخل زنبیل کرتا ہوا جاتا تھا ناگاہ ایک پیادے نے خواجہ کو نافہ اُٹھاتے ہوے
دیکھ لیا اُسنے خنجر کھینچکر خواجہ پر حملہ کیا عمرو وہانسے بھاگا پیادے نے اپنے ساتھیونکو پکارا فی الفور سب
پیادے جمع ہوگئے اور سب نے عمرو کو گھیر کر گرفتار کیا ایک درخت مین باندھکر چوب سے مارنا شروع کیا
اور نافے خواجہ کی کمر مین دیکھنے لگے آخر خواجہ کو خوب زدوکوب کرکے سامنے مریخ رہزن کے لیگئے اُسنے

کہا دیکھو اسکے پاس کسی چیز مین نافے ہین یا نہین زنبیل مین جو دیکھا تو کچھ نظر نہ آیا مرخ رہزن نے کہا ناحق تمنے
اسے گرفتار کیا اسے چھوڑ دو پیادون نے چھوڑ دیا بحکم مرخ پیادے برائے حفاظت نافہ ہائے مشک چلے گئے یہ
تو بعض کا قول لکھا گیا اس مترجم خاکسار کے نزدیک اسطرح ہے کہ جب پیادون نے خواجہ کو گرفتار کرکے درخت
کے تنہ مین باندھکر مارنا شروع کیا تھا اسیوقت مہتر قران اور کئی سو عیاران لشکر اسلام آگئے مرخ رہزن
اور جملہ پیادونکو قتل کرکے خواجہ کو درخت سے کھولا خواجہ اُنسے رخصت ہوکر ایک طرف روانہ ہوئے
ناگاہ خواجہ کو ایک آہو نظر آیا خواجہ نے اُسکا تعاقب کیا آہو خواجہ کو دیکھکر بھاگا خواجہ بھی دوڑے
ہرچند ناخن یا ضرب سنگ سے زخمی ہوا لیکن خواجہ پیچھے اُس آہو کے دوڑے چلے گئے ایک جگہ خواجہ نے
قریب آہو پہونچکر کمند ماری آہو اسیر کمند نہ ہوا اور جست کرکے سوے صحرا چلا گیا خواجہ ٹھہر گئے ناگاہ اُسی جگہ
ایک غار عظیم مانند تہخانہ کے نظر آیا خواجہ اُس غار مین اُترے دیکھا خمہاے زر و جواہر رکھے ہین اور ہر ایک
خم پر مہر صلصال بن دال کی ہے خواجہ کو ثابت ہوا کہ یہ خزانہ صلصال ہے خواجہ دیکھکر بہت خوش ہوے
اور غار سے نکل کے ایک سنگ گران دہن غار پر رکھکر وہانسے آگے روانہ ہوے راہ مین خیال کیا کہ پھر
یہان آکر یہ خزانہ لیلونگا غرض بعد قطع راہ داخل قلعہ خطا ہوے دروازے شہر کے چالیس دیکھے اور ہر ایک
دروازہ دوسرے دروازے سے فاصلہ ایک نیم فرسخ کا رکھتا تھا ہر کوچہ شہر کا اسقدر وسیع تھا گویا مختصر
ایک شہر تھا کثرت مردم مانند ریگ بیابان و ستارہ ہاے ہفت آسمان کے تھی عمرو نے بصورت سوداگر آکر
بازار شہر کی سیر کی ناگاہ ایک دکان پر اخی سعید سے ملاقات ہوئی وہ عمرو کو پہچانکر لپٹ گیا خواجہ
عمرو اُس سے گلے مل رہا تھا ناگاہ عمران خطائی آیا ایک شخص غیر کو دیکھکر برہم ہوا اخی سعید نے کہا
اے فرزند یہ خواجہ عمرو تمہارے ماموں ہین عمران خطائی نے تسلیم کرکے خواجہ کے دست و پا چومے حال
پوچھا خواجہ نے تمام حال بیان کیا اخی سعید نے خواجہ کی دعوت و مہمانی کی روز دیگر وقت صبح خواجہ
بازار شہر مین بشکل سوداگر گئے دیکھا جملہ عیاران لشکر اسلام صورتین اپنی تبدیل کیے ہوے شہر مین پھر رہے
ہین خواجہ سب عیارون کو اپنے ہمراہ لیکر خانہ اخی سعید پر لے گئے

دوکلمے داستان عاشق ہونا عیاران لشکر اسلام کا فتانہ دختر مہتر بزرگ خطائی پر اور جانا خواجہ کا مکان بزرگ خطائی مین و ذکر علمشاہ و پہلوان بدیع و تحال نوشیروان و ذکر صلصال وغیرہ بیان ہوے ہین

زمزمہ سرایان حدیقہ سخن اس داستان کو یون بیان کرتے ہین کہ ایک روز خواجہ عمرو مع عیارونکے بصورتہا
تبدیل شدہ بازار شہر مین گئے سیر شہر کر رہے تھے ناگاہ شور و غل ہوا عمرو نے پوچھا یہ شور و غل کیسا ہے
مردمان شہر نے بیان کیا دختر بزرگ خطائی حمام مین آئی تھی اب نہا کر جاتی ہے خواجہ و جملہ عیاران لشکر اسلام
کھڑے تھے کہ ہزارہا سوار اور پیادے ظاہر ہوے بعد گذر جانے سوارون اور پیادون کے ایک محافہ نظر آیا
اتفاقاً ہوا سے پردہ محافے کا جو اُڑا تمام عیاران لشکر اسلام نے رخ زیبا فتانہ دیکھا سب بے اختیار عاشق
ہوے کوئی کلیجہ تھام کر بیٹھ گیا کوئی عیار بے اختیار یہ شعر زبان پر لایا شعر سنا یوسف کو حسینان جہان بھی دیکھے
تجھ سا بے مثل طرحدار نہ دیکھا نہ سنا * اسیطرح ہر ایک عیار دختر بزرگ خطائی پر شیفتہ و فریفتہ ہوکر دیوانہ وار
اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا اور طالب وصل ہوا قران عیارون کی گفتگو سنکے آزردہ ہوکر کہنے لگا جس

نازنین پر مین عاشق ہون تم سب کو لازم ہی کہ اُسکے طالب ہنو عیاران لشکر اسلام نے دل مین کہا قران کی
بیہودہ تقریر ہی یہ جسکی تقدیر مین ہوگی اُسکے پہلو مین بیٹھیگی عمرو نے قران سے پوچھا اگر یہ دختر مین تیرے واسطے
لے آؤن تو مجھے کیا دیگا قران نے کہا خزانہ صلصال دونگا دیگر عیارون سے جو پوچھا اُنھون نے کہا
ای خواجہ جو کچھ مال و زر ہمارے امکان مین ہوگا ہم دینگے خواجہ سب کی تقریر سُنکے سمت مکان یزک خطائی
روانہ ہوے ہنگام شب زیر دیوار مکان یزک خطائی پہونچے فوراً کمند دیوار پر لگائی اور بذریعہ کمند دیوار مکان پر
جاکر زیر دیوار اُترے زمین پر قدم رکھتے ہی زمین مین سماگئے وجہ اسکی یہ تھی کہ یزک خطائی نے اپنے صحن مکان
مین چہار سمت خندق کھودی تھی کچھ راہ براے آمد و رفت رہنے دی تھی اور خندق پر باریک و نازک لکڑی کے
پٹرے رکھکر کسیقدر مٹی ڈالدی تھی یزک خطائی جانتا تھا کہ ہمراہ لشکر حمزۂ صاحبقران خواجہ عمرو اور جملہ
عیاران لشکر اسلام اس شہر مین آئینگے یقین ہی میرے مکان مین بھی ضرور کوئی عیار آئیگا مجھپر عیاری کریگا
اسوجہ سے یزک خطائی نے یہ تدبیر کی تھی غرض جب خواجہ خندق مین گرے یزک خطائی گھر مین موجود تھا
اپنی دختر و دیگر خواتین سے کہنے لگا اسوقت کوئی خندق مین گرا ہی نکل کے تو کسی طرح جا نہ سکیگا شب بسر کرکے
صبح کو دیکھونگا کہ کون خندق مین گرا ہی خواجہ نے گفتگوے یزک خطائی سُنکے فوراً خندق مین گرکے وہ کھال
کتے کی جو برق فرنگی سے لی تھی زنبیل سے نکالکر اپنے تن پر آراستہ کی صبح کو یزک خطائی نے قریب خندق
آکر جھانکے دیکھا ایک کتا سفید رنگ نظر آیا یزک خطائی نے کتے کو خندق سے نکالا دیکھتے ہی اُس کتے کو
بمحبت اُسپر ہاتھ پھیرنے لگا وہ کتا بھی دُم ہلاکر دوڑنے لگا یزک خطائی سے الفت جتانے لگا یزک خطائی
نے اس سگ سفید سے ازحد خوش ہوکر اسے پیار کیا قریب اپنے اسے بٹھایا ناگاہ قاقولہ و مرغولہ عیاران
طول مست آئینہ رو سمرقند سے بھاگ کر دروازہ یزک خطائی پر آئے یزک خطائی کو آواز دی یزک خطائی
نے اُنھین اپنے گھر مین بلایا اُنھون نے سلام کیا یزک خطائی نے اُنھین بٹھا کر احوال پوچھا قاقولہ و مرغولہ
نے جملہ حال سمرقند بیان کیا پھر کتے پر نظر کرکے کہا ای اُستاد کیا اچھا کتا ہی آپ نے یہ کتا کس سے مول
لیا ہی یزک خطائی نے تمام حال کتے کا بیان کیا اُسوقت خواجہ نے گھنڈیان اُس کھال کی کھول کر
قاقولہ اور مرغولہ سے مخاطب ہوکر کہا کتے تم دونون ہو مین بشر ہون اگر میرے نام سے آگاہ نہین
ہو تو اب آگاہ ہو یہ کہکر عمرو نے نعرہ کیا نعرۂ عمرو

تراشندۂ ریش کفار ہون — زمانیکا مکار و غدار ہون
اڑا دون صباکے بھی مین ہوش کو — نہ پائے مری گرد پاپوش کو
عمرو ہون مین عیار صاحبقران — مرے مکر سے کانپتا ہی جہان
مرا تیز رفتار ہو گر قدم — صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم

یہ نعرہ کرکے خنجر ٹیک کر خواجہ نے جست کی دیوار مکان
پھاندکر بیرون مکان آئے ہر چند یزک خطائی اور قاقولہ اور مرغولہ براے گرفتاری خواجہ دوڑے مگر خواجہ
ہاتھ نہ آئے آخر یزک خطائی اپنے گھر مین آیا اس عیاری سے نہایت حیران ہوکر کہنے لگا خواجہ عمرو اس شہر مین
داخل ہوگئے اُنکے ہمراہ اور بھی عیار آئے ہونگے اب مین خبردار ہو اسب کو گرفتار کرونگا یزک خطائی کہ عیار
صلصال ہی اپنے گھر مین قاقولہ اور مرغولہ سے ہم سخن ہی اسے تو یہین بالفعل رکھا جاتا ہی مگر اب حال خواجہ
تحریر کیا جاتا ہی کہ خواجہ مکان یزک خطائی سے نکلکر مکان اخی سعید مین گئے قران اور دیگر عیارون سے
تمام حال بیان کیا جب وہ دن گذرا ہنگام شب خواجہ بصورت سوداگر ہمراہی دیگر عیاران براے سیر شہر
گئے اور وضعی لعل و جواہر جوہریون کے ہاتھ بیچنے لگے بعد بیچنے لعل و یاقوت و دیگر اقسام جواہرات کے

سیر کرتے ہوئے ایک نجار کی دوکان پر آئے دیکھا ایک جوان دکان پر بیٹھا ہو نشانیان اولاد ابراہیم کی اُسکے چہرے سے ظاہر ہین عمرو تسخیر ہو کر قریب گیا اور ایک رومال مین کچھ روپیہ باندھکر اُسکے سامنے ڈالدیا اُس جوان نے کہا ای سوداگر اس رومال کو تو نے میرے سامنے کیون ڈالدیا خواجہ نے کہا اس رومال مین روپے ہین یہ روپیہ تم لیلو اور اپنی دکان مین مجھے جگہ دو مین تمھاری دکان مین چندے قیام کرونگا اُس جوان نے جواب دیا مین تجھے ہرگز یہان مقیم ہونے نہ دونگا خواجہ نے کہا مین تو ضرور یہان قیام کرونگا آخر بعد گفتگوے بسیار اُس جوان کو غصہ آیا واسطے مارنے کے ہاتھ اُٹھایا خواجہ عمرو اُس جوان کی تقریر سُنکے سمجھ گئے تھے کہ یہ علمشاہ ہی اسوجہ سے اپنی آنکھ کا تل دکھایا جوان مذکور نے ہاتھ روک کر پوچھا ای خواجہ عمرو تم یہان کب آئے خواجہ نے تمام حال اپنے آنیکا بیان کیا علمشاہ خواجہ کو دیکھکر خوش ہوے اور سمک یلطاقی کو دکھاکر کہنے لگے یہ عیار ترک توسن یلطاقی ہی کہ ابھی چند روز سے مسلمان ہوا ہو سمک نے خواجہ کو سلام کیا خواجہ عمرو سمک کو دیکھکر اور احوال اُسکا مفصل سُنکے خوش ہوے پھر علمشاہ نے احوال اپنے فرزند قاسم کے پیدا ہونیکا بیان کیا خواجہ از حد شاد ہوے خواجہ نے علمشاہ سے پوچھا بصورت نجار تم یہان کیون آئے ہو علمشاہ نے کہا چاہتا ہون کہ قلعہ بال خطا کو موقع پاکر فتح کرون ابھی باہم یہ باتین آہستہ آہستہ ہو رہی تھین کہ مردم بازار شور و غل کرنے لگے خواجہ نے مردم بازاری سے پوچھا تمکو کچھ معلوم ہو کہ یہ شور غل کیسا ہی اُنھون نے کہا ایک پہلوان مسمی بدیع ہمراہ ایک بادشاہ کے شہر قیطاسیہ سے آیا ہو وہ پہلوان نہایت زبردست ہی مردمان شہر اُسے دیکھکر اُسکی تعریف کرتے ہین اور وہ اسوقت اس شہر مین آیا ہی سیر شہر کر رہا ہی خواجہ عمرو اور علمشاہ مع سمک و دیگر عیاران براے دید پہلوان بدیع اُسیوقت روانہ ہوے جب قریب پہلوان بدیع کے پہونچے دیکھا شیربانان صلصال ایک شیر کو زنجیرون مین جکڑے ہوے کشان کشان لاتے ہین وہ شیر ایک جگہ برہم ہو کر ٹھہر گیا شیربانون نے اُسے چوب تخت سے مارا اور چاہا کہ یہ آگے بڑھے شیر نے غضبناک ہو کر زنجیرون کو توڑ کر ڈالا پھر حملہ کیا شیربان کچھ ہلاک ہوے کچھ بھاگ گئے بازار شہر مین ایک تہلکہ پڑ گیا ہر صغیر و کبیر اُس بازار سے بھاگنے لگا مگر علمشاہ اور پہلوان بدیع اور خواجہ عمرو نہ بھاگے پہلوان بدیع نے یہ سُنکر نعرہ کیا شیر نے حملہ کیکے مرکب پہلوان بدیع کو ہلاک کیا بدیع گھوڑے سے زمین پر آگرا ایسا غضبناک ہوا کہ ایک مشت مارکر اُس شیر کو ہلاک کیا شیربانان مذکور نے بدیع کشتی گیر سے کہا تمنے شیر کو کیون مار ڈالا اب ہم تمکو گرفتار کرکے شہنشاہ صلصال کے سامنے لیجاینگے وہ تمکو سزاے معقول دیگا یہ کہکر براے گرفتاری آگے بڑھے بدیع کشتی گیر نے کہا تم سب کیون آمادۂ فساد ہو عوض ہلاک ہونے شیر کے ہزار تومان زر تم مجھ سے لیکر چلے جاؤ اب زیادہ حجت و تکرار نکرو شیربانون نے قبول نکرکے سخت کلامی کی اُسوقت بدیع کو ایسا غصہ آیا کہ چند شیربانون کو بضرب مشت ہلاک باقی شیربان بھاگنے پر آمادہ ہوے اور نالہ و فریاد کرنے لگے مردمان شہر یہ حال دیکھکر شور و غل کرنے لگے اکثر مردم بھاگنے لگے شہر مین تہلکہ پڑ گیا ترک خطائی اُس ہنگامے سے آگاہ ہو کر مع اپنے شاگردون کے اُسی جگہ آیا خواجہ عمرو نے دیکھا کہ ترک خطائی کلاہ زرین بر سر قباے قلمکار در بر تمام باہنے عیاری سے تن پر آراستہ کیے ہوے ہمراہ صدہا اپنے شاگردون کے آیا ہی خواجہ اُسکی کلاہ زرین کو بجواہش تمام دیکھ رہے تھے اور متحیر تھے کیونکہ ایسے بڑے بڑے موتی اُسکی کلاہ مین لگے ہوے تھے کہ جو دو موتی

حمزۂ صاحبقران برائے خواجہ عمرو پردۂ قاف سے لائے تھے اُنسے بھی بیش قیمت تھے غرض خواجہ نے کلاہ
مذکور کو دیکھکر خیال کیا کہ یہ کلاہ سر یزک خطائی سے ضرور موقع پاکر اُتارونگا خواجہ یہ خیال کررہے تھے کہ
یزک خطائی نے اول شیربانون سے باعث نالہ و فریاد دریافت کیا اُنھون نے تمام احوال بیان کیا پھر بدیع
کشتی گیر سے احوال دریافت کیا بدیع نے بہ شیرین زبانی و خوش بیانی تمام حال ظاہر کیا یزک خطائی نے بخوبی
آگاہ ہوکر شیربانون کو کلمات سخت و درشت کہے اور کہا اے نالائقو اگر یہ بہادر شیر کو ہلاک نہ کرتا تو شیر مردمان شہر
کو ہلاک کرتا خوب کیا اس دلاور نے شیر کو مارڈالا بیکار تم اُس سے آمادۂ فساد ہو شیربان گفتگو یزک خطائی
کی سنکے قہر و عتاب سے اُسکے خائف ہوکر لاشین اپنے ہمراہیون کی اُٹھاکر ایک جانب نالہ کنان روانہ ہوے
یہان یزک خطائی نے بدیع کشتی گیر سے پوچھا تمھارا کیا نام ہو اس ملک مین کیون آئے ہو صاف صاف
بیان کرو اُسنے جواب دیا نام میرا بدیع کشتی گیر ہو ہمراہ آذر برجین بادشاہ تبریز کے آیا ہون اکثر ملکونمین
گیا ہون صدہا پہلوانون سے لڑا ہون جس ملک مین کوئی پہلوان نہین لڑا وہان کے حاکم سے اُسس
قرطاس پر یہ عبارت لکھوائی ہو کہ ہمارے ملک مین کوئی پہلوان ایسا نہین ہو کہ جو بدیع کشتی گیر سے لڑ سکے
پس اس ملک مین بھی اسی واسطے آیا ہون کہ یہانکا بادشاہ کسی پہلوان کو مجھسے لڑوائے تماشا میری شجاعت کا
دیکھے اگر حاکم یہانکا کسی پہلوان کو مجھسے نہ لڑوائیگا تو حسب دستور بادشاہونکے اسی قرطاس پر مہر اسکی بھی کرکے
یہ عبارت لکھوالونگا کہ بدیع کشتی گیر بیمثل و بے نظیر پہلوان ہو ہمارے ملک مین کوئی جوانمرد اس سے مقابلہ
نہین کرسکتا یزک خطائی نے کہا اگر تم اس ارادے سے اس شہر مین آئے ہو تو امید تمھاری پوری ہوگی یہانکا
حاکم تمسے کئی پہلوانونکو لڑوائیگا اب تمکو لازم ہو کہ میرے مکان کے قریب قیام پذیر ہو مین مقرب بارگاہ بادشاہ ہون
عیار ذیجاہ ہون نام میرا یزک خطائی ہو کسی روز معین دربار شہنشاہ مین لیجاؤنگا بدیع کشتی گیر نے رضامندی
اپنی ظاہر کی یزک خطائی اُسیوقت بدیع کشتی گیر اور آذر برجین بادشاہ تبریز کو مع اُسکے ہمراہیونکے اپنے
ہمراہ لیگیا اور دیر قدیم مین قریب اپنے مکان کے مقیم کیا سامان دعوت مہیا کیا شہزادہ علمشاہ اور خواجہ عمرو
اور عیاران لشکر اسلام بعد جانے بدیع کشتی گیر کے اُسجگہ سے چلے بعد قطع راہ علمشاہ تو اپنے مقام قیام پر گئے
خواجہ مع عیارون کے خانۂ اخی شعید مین داخل ہوے دوسرے روز وقت صبح خواجہ خانۂ اخی سعید مین
بیٹھے تھے کہ شور و غل ہوا عمرو نے جو باعث شور و غل دریافت کیا معلوم ہوا کہ اسوقت بدیع کشتی گیر کشتی لڑرہا ہی
مردمان تماشائی تعریف کررہے ہین خواجہ یہ خبر سُنکے اُسیوقت جانب دیر قدیم روانہ ہوے جب دیر مین پہونچے
دیکھا کہ ہزارہا مردمان تماشائی جمع ہین یزک خطائی بھی موجود ہو بدیع اپنے ہمراہی پہلوانون سے کشتی لڑرہا ہی
مردم بہ آواز بلند بے اختیار تعریف کررہے ہین جب بدیع کشتی لڑچکا بڑے بڑے گران وزن نال اور اُکے
اُٹھانے لگا بعد اسکے پوست تازہ ایک شیر کی زمین پر ڈالکر اور ایک خشت طلا اُسپر رکھکر بالائے خشت
مذکور اپنا پانون رکھا اور جملہ مردمان تماشائی سے مخاطب ہوکر کہا تم مین ہو کوئی ایسا جری کہ یہ خشت
طلا بزور و قوت بازو میرے زیر قدم سے نکال لے عہد کرتا ہون کہ جو کوئی زور آور یہ اینٹ میرے
قدم کے تلے سے نکال لیگا بلا عذر یہ خشت طلا اُسے دیدونگا چونکہ اُسی وقت ہزارہا مردمان شہر کا مجمع
تھا جو قوی ہیکل تھے اُنھون نے بطمع خشت طلا پر بخوبی زور کیا مگر کوئی زیر قدم بدیع سے وہ خشت طلا
نہ نکال سکا جب وہ سب عاجز ہوے اُس وقت بدیع کشتی گیر نے بہ آواز بلند کہا کہان ہین پہلوانان

یکتاے روزگار سام و زال و رستم و اسفندیار اگر نامبردہ یہ قوت و طاقت میری دیکھ لیتے بعد آرزو
حلقہ میری اطاعت کا اپنے کان مین ڈالتے یہ تقریر بدیع کشتی گیر کی یزک خطائی سُنکے اسقدر برہم ہوا
کہ مجمع مردمان سے نکلکر سوے دربار صلصال روانہ ہوا بعد قطع راہ داخل دربار ہوا یہان خواجہ
عمرو اور عیاران لشکر اسلام جو اُس مجمع مین موجود تھے سب نے زور و قوت بدیع کشتی گیر کی تعریف کی
اُسیوقت اخی سعید عمرو کے پاس آکر کہنے لگا برادر آگاہ ہو کہ نوشیروان اور قرامرز و ہرمز پسران
نوشیروان مع اپنے ہمراہیون کے اہل اسلام سے شکست کھاکر زمانہ ایک ماہ سے اس ملک مین بھاگ کر
آئے ہین کل تک خبر اُنکی کسی نے صلصال تک نہ پہونچائی تھی آج زرہ خان نوشیروان وغیرہ کے آنے
سے آگاہ ہوا ہے یقین ہے کہ اُسیوقت اُن سبکو اپنے ہمراہ دربار صلصال مین لیجائیگا یہ کہکر اخی سعید چلا
گیا یہ وہین کھڑے رہے جب بدیع اپنی قوت دکھا چکا اور وہ مجمع متفرق ہوا عمرو وہانسے ایک جانب چلے تھوڑی
راہ طے کی تھی کہ زرہ خان بائیس ہزار زرہ پوشونکی جمعیت سے نظر آیا ہمراہ اُسکے نوشیروان ہرمز و فرامرز و
بختک وغیرہ تھے اُسوقت عمرو نے خیال کیا اسوقت تم بھی ہمراہ زرہ خان دربار صلصال مین رنگ دربار دیکھو
تدبیر حصول زر کرو یہ خیال کرکے خواجہ شکل اپنی تبدیل کرکے ہمراہ زرہ خان روانہ ہوے جب دار الامارۂ
صلصال پر پہونچے زرہ خان تو نوشیروان اور ہمراہیان نوشیروان کو دربار صلصال مین لیگیا مگر
خواجہ داخل دربار نہوسکے کیونکہ جب خواجہ نے اندر جانے کا ارادہ کیا دربانون نے روکا آخر خواجہ ٹھہر کر
تدبیر دربار مین جانیکی سوچنے لگے ناگاہ ایک ساقی بچہ ملازم صلصال نظر آیا خواجہ نے اُسے اشارے سے
بلایا جب وہ قریب آیا خواجہ نے اُسکو بہ مکر و فریب ایک ویرانہ مین لیجاکر بیہوش کیا اُسکو تو وہین ایک غار مین
ڈالکر خس و خاشاک سے پوشیدہ کیا اور خود اُسکی شکل بنکر اور لباس اُسکا زیب تن کرکے دولتسراے صلصال پر
آئے دربانون نے ساقی بچے نقلی کو اصلی جانکر اور ملازم صلصال خیال کرکے نہ روکا خواجہ عمرو نے دربار
مین جاکر ایک گوشے مین ٹھہر کر دیکھا کہ ایک ایسا قصر بلند و وسیع ہے کہ ہزار ستون نقرہ و طلا اُسمین ہین فرش
نہایت نفیس بچھا ہے قصر شیشہ آلات و جملہ اشیاے تکلفات سے آراستہ ہے شعر اُسکی تعریف کیا کرون مین بیان
قصر وہ تھا کہ قصر باغ جنان ٭ اُسی قصر وسیع و نادر مین صدہا امرا ہزارہا پہلوانان قوی ہیکل اور سرداران
لشکر ندما و کملا کو بیٹھے ہوے دیکھا ہر ایک شخص موافق اپنی لیاقت کے بیٹھا تھا امرا جواہر نگار کرسیون پر
بیٹھے تھے پہلوان اور سردار دنگلون پر بیٹھے تھے وزرا حاضر تھے ایکطرف زرہ خان بصد عزت بیٹھا تھا
ایک جانب نوشیروان مع اپنے ہمراہیون کے بیٹھا تھا صلصال بالاے تخت تھا یزک خطائی قریب
تخت صلصال ایک تخت کوچک پر بیٹھا تھا خواجہ سوے دربار دیکھ رہے تھے اور یزک خطائی کے مرتبے
پر نظر کرکے نہایت متحیر تھے کہ محلسرا سے صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو بصد کبر و نخوت برآمد ہوا
جملہ اہل دربار صغار و کبار برسے تعظیم اُٹھے ہر ایک نے بصد ادب واسطے مجرا اور تسلیم کے سر جھکایا خواجہ نے
جو سوے صلصال نظر کرکے دیکھا کہ صلصال سات کنگورے کا تاج جواہر نگار سر پر رکھے ہے قبلے نادر
روزگار پہنے ہوے آثار کبر و نخوت چہرے سے عیان ہین ریش تا ناف ہے موے ریش ہفت رنگ ہین بقول
بعضے داستان گوے شیرین بیان تین رنگ کے ہین یعنے موے ریش سرخ و سفید و سیاہ ہین قدامسی ایرج
یا چالیس برج کا ہے خواجہ سراپاے صلصال پر نظر کر رہے تھے کہ وہ بہزار غرور دربار مین آکر بالاے تخت

بیٹھا اُسوقت ہرمز اور نوشیروان اور فرامرز نے بطریق شاہ و شہریار صلصال کو سلام کیا صلصال
نے زرہ خان سے مخاطب ہوکر پوچھا یہ کون ہین اُسنے عرض کیا ای شہنشاہ یہ نوشیروان ہین اور یہ
دونون نوجوان پسران نوشیروان ہین نام اُنکا ہرمز و فرامرز ہی یہ دونون جوان اور نوشیروان
اہل اسلام سے شکست کھاکر بہ امید اعانت حضور قریب ایک ماہ سے اس ملک مین فروکش تھے آج مین
اُنکے حال سے آگاہ ہوکر اُنھین ہمراہ اپنے یہان لے آیا ہون صلصال یہ احوال سُنکے خوش ہوا مسکراکر
جانب نوشیروان دیکھکر کہنے لگا تم میرے تخت کے زینۂ چہارم پر بیٹھو نوشیروان نے جواب دیا مین اسی جگہ
بیٹھونگا آخر نوشیروان ایک مسند نادر بہ قریب تخت صلصال بیٹھا صلصال نے احوال مزاج پوچھا
نوشیروان نے کہا شکر کرتا ہون خداوندون کا کہ ابھی تک بقید حیات ہون مگر لطف حیات نہین ہی کیونکہ
حمزۂ صاحبقران کے ہاتھ سے بہت صدمات اُٹھائے ہین خلاصہ یہ کہ بھاگ کر یہان آیا ہون صلصال نے
افسوس کرکے کہا اب کچھ صدمہ و رنج اپنی تباہی و بربادی کا نہ کرو مین تمھارے ممالک موروثی پر قابض و متصرف
کردونگا اہل اسلام کو دنیا سے نیست و نابود کردونگا خصوصاً حمزۂ صاحبقران اور اُنکے سرداران لشکر کو
تہ تیغ کرونگا نوشیروان یہ تقریر سُنکے خوش ہوا بختک مسکرایا صلصال نے بختک کیطرف دیکھکر
زرہ خان سے پوچھا یہ کون بے ادب ہی کہ ما بدولت کی باتون پر ہنستا ہی زرہ خان نے دست بستہ
عرض کیا خداوند نعمت یہ کوتاہ گردن تنگ پیشانی زرد رو زشت خو ثانی شیطان وزیر نوشیروان ہی
نام اسکا بختک ہی یہ شخص مسخرہ ہی حضور اسکے مسکرانے پر برہم نہ ہون جب صلصال بختک کے حال سے
آگاہ ہوا غصہ فرو ہوا خواجہ عمرو گوشے مین کھڑے ہوئے رنگ دربار دیکھ رہے تھے تقریر زرہ خان
کی سُن رہے تھے جملہ اہل دربار اُسوقت تک کھڑے تھے خواجہ عمرو حیران تھے کیونکہ جملہ اہل دربار اور
فرزندان صلصال اور برادران صلصال جسوقت سے صلصال برآمد ہوا تھا سب کھڑے تھے
وجہ سب کے کھڑے رہنے کی یہ تھی کہ جبتک حکم صلصال نہ ہوتا تھا کوئی نہ بیٹھتا تھا یہی قاعدہ دربار کا
تھا جب صلصال زرہ خان اور نوشیروان سے گفتگو کر چکا یزک خطائی سے کہنے لگا کہدو اہل دربار
سے بیٹھ جائین یزک خطائی نے اہل دربار سے کہا جملہ صغیر و کبیر علی قدر مراتب بیٹھ گئے جب سب اہل دربار
بیٹھ چکے یزک خطائی نے اُٹھکر اسطرح عرض کیا کہ ای شہنشاہ گیتی پناہ حضور کے ملک مین ایک کشتی گیر
مسمی بدیع ہمراہ آذر برجین بادشاہ تبریز کے آیا ہی قوت و شجاعت مین وحید عصر ہو کلمات کبر و غرور اپنی
زبان پر جاری کرتا ہی مین نے اُسے دیر قدیم مین مقیم کیا ہی وہ کہتا ہی کہ شہنشاہ اپنے ملک کے کسی پہلوان
سے مجھے لڑوائین یا لکھدین کہ ہمارے قلمرو مین کوئی ایسا پہلوان نہین ہی کہ بدیع کشتی گیر سے لڑسکے اگر
مناسب ہو تو حضور اُسکو مع آذر برجین بادشاہ کے دربار مین طلب فرمائین صلصال نے حکم دیا
ای یزک خطائی ابھی جاکر اُس کشتی گیر اور آذر برجین بادشاہ کو ہمارے روبرو لے آ یزک خطائی بموجب
حکم گیا اور جلد تر نامبردگان کو ہمراہ اپنے روبروے صلصال کے لے آیا بدیع اور آذر برجین نے سلام کیا
صلصال نے گوشۂ چشم سے سلام لیکر اشارہ بیٹھنے کا کیا بدیع اور آذر برجین بادشاہ اور یزک خطائی
علی قدر مراتب بیٹھے صلصال نے چہرۂ بدیع کشتی گیر پر نظر کیے اور خوش ہوکے یہ حکم دیا کہ ساقیان گلرخسار
و خوش گفتار کشتیان مے گلنار کی لیکر جلد حاضر ہون ہرگز دیر نہ لگائین ما بدولت اور اہل دربار کو

شراب ناب پلائین موافق حکم ساقیان ماہرو کشتیان مے مشکین کی لیکر دربار مین آئے خواجہ عمرو بھی اُنھین ساقیون مین شامل ہوے ہنوز خواجہ عمرو نے بیہوشی شراب مین نہ ملائی تھی کہ بختک نابکار نے ایک آہ سرد کھینچی صلصال نے سبب آہ پوچھا بختک نے عرض کیا اے شہنشاہ باعث آہ سرد کھینچنے کا یہ ہے کہ اسوقت ساقیان غنچہ دہن گل پیرہن شراب ناب کی کشتیان لیکر دربار مین آئے ہین اب بہ حکم حضور اہل دربار کو مے گلنار پلائینگے اس دربار دُربار مین دور ساغر مے ہوگا بس یہ رنگ دربار دیکھکر مجھکو خواجہ عمرو یاد آئے اگر وہ اس بزم رشک جمشیدی مین موجود ہوتے تو بیہوشی شراب مین ملاکر سب کو بیہوش کرتے دربار کو لوٹ لیتے اہل دربار کے کپڑے اتار لیتے رنگ و روغن سے اہل دربار کی صورتون کو تبدیل کرتے کسی جوان کو زن خوبرو بناتے کسی ضعیف کو بصورت طفل امرد بناتے اکثر اشخاص کی داڑھیان مونڈتے جسکو انکا دل چاہتا مار ڈالتے جسے وہ چاہتے زنبیل مین ڈال لیتے کوئی عیار اور غیر عیار اُنھین روک نہ سکتا اے شہنشاہ مین سچ سچ عرض کرتا ہون وہ ایسی ہی صدہا عیاریان کرچکے ہین جوتیان میرے سر پر مار چکے ہین دیکھ لیجیے چندیا میری کیسی صاف و شفاف ہو اُنکی جوتیان کھاتے کھاتے چکنی ہوگئی ہو بال سر کے گر گئے ہین اُنھین کی جوتیون کے تصدق مین ایسی میری چندیہ صاف اور چکنی ہوگئی ہو گویا بال خورہ ہوگیا جو کچھ اُنھون نے رنج و صدمے دیے ہین سب مجھکو یاد آتے ہین ہنگام شب اُنکے خوف سے نیند نہین آتی ہو جب کسی بزم عیش مین بیٹھتا ہون اُس بزم کی آراستگی پر نظر کرکے خواجہ اور جو اُنھون نے صدمے دیے ہین یاد آجاتے ہین دل بیقرار ہوجاتا ہو اشک آنکھون مین بھر آتے ہین یہی باعث تھا کہ اسوقت مین نے آہ سرد کی اے شاہنشاہ فلک بارگاہ اس امر کا مین نے امتحان کیا ہو کہ جس انجمن مین جس جگہ خواجہ کا نام زبان پر آتا ہو اور ذکر اُنکا ہوتا ہو ضرور وہ بھی وہان موجود ہوتے ہین پس عجب نہین کہ اسوقت وہ یہان تشریف رکھتے ہون عیاری کی تدبیر مین ہون صلصال بن دال پہلے تو بختک کی چندیا دیکھکر اور باتین سُنکے بہت ہنسا اور اسکی ہنسی کے سبب سے اہل دربار بھی مسکرادئے پھر ہنسی کو ضبط کرکے کہنے لگا اے بختک تم ہمارے دربار مین عمرو سے نہ ڈرو کیونکہ اول تو وہ دزد گردن باریک ہمارے رعب و جلال کی وجہ سے ہمارے دربار مین نہ آئیگا دوسرے اگر آئیگا تو نیزک خطائی اُسے گرفتار کریگا عمرو کی کیا مجال جو میرے عیار سے مقابلہ کرسکے ہرچند سُنا ہو کہ عمرو عیار بلاے روزگار ہو مگر بادولت کے عیار کے روبرو ایک طفل مکتب ہو اگر عمرو ایک ادنے عیاری نیزک خطائی کی دیکھے تو بصد رغبت شاگرد ہوکر نیزک خطائی کے دست و پا چومے خواجہ اول تو تقریر بختک کی سُنکے دل مین خوب ہنسے پھر صلصال کی گفتگو سُنکے ایسا غصہ آیا کہ دربار سے بہ چالاکی تمام باہر گئے ساقیان مہ جبین نے ساغر بلورین شراب سے مملو کرکے پہلے صلصال کو شراب پلائی پھر اہل دربار کو جام بادۂ تند دے کر مست و سرشار کیا خصوصاً نوشیروان اور آذر برزین بادشاہ تبریز اور بدیع گشتی گیر اور فرامرز و ہرمز پسران نوشیروان اور ہمراہیان نوشیروان کو خوب شراب پلائی ہنوز ساقیان مہ لقا شراب پلا رہے تھے اکثر اہل دربار مے گلنار پی رہے تھے بعضے کثرت نشہ بادۂ تند سے مستانہ وار جھوم رہے تھے یکایک بالاے ہوا ایک تڑاقا ہوا شعلے نمود ہوے اہل دربار نے جو فلک نظر کی دیکھا زمین سے چند گز بلندی پر ایک ایسا مرد ضعیف سوے زمین آیا ہو کہ جسکی ریش سفید طول مین برابر ناف کے ہو اور موے ریش ہفت رنگ یا سہ رنگ ہین لباس ایسا زیب تن کیے ہین

کہ دمبدم رنگ بدلتا ہو ہاتھ میں اُسکے پاے خر مع سم جواہر نگار ہو مُنھ سے ہر نفس شعلۂ آتش نکلتے ہیں زبان
پر یا خداوند لات و منات جاری ہو جب وہ مرد پیر بلندی سے زمین پر آکر کھڑا ہوا اُسکا نام پابُوس بزرگوار
فرستادۂ خداوندان لات و منات جسوقت صلصال اور جملہ اہل دربار نے اس ضعیف پر نظر کی
سب بے اختیار اُٹھے یزک خطائی بھی براے تعظیم اُٹھا بختک نے کچھ خیال کرکے صلوٰۃ کو زبان پر
جاری کیا اول صلصال نے اپنے تخت چہل زینہ سے اُترکر بصد ادب پابُوس بزرگوار کے قدم چومے
پھر ایک اعلی اور ادنے نے شرف قدمبوسی حاصل کیا یزک خطائی نے بھی برغبت تمام نہایت
ادب سے دست و پا چومے اور آنکھوں سے لگائے بختک دور سے دیکھا کیا اور صلوٰۃ پڑھنے میں معروف
رہا جب صلصال وغیرہ دست و پاے پابُوس بخوبی تمام چوم چکے اُسوقت صلصال نے قریب تر
اپنے تخت کے پابُوس بزرگوار کو بٹھاکر خود تخت پر بیٹھکر بصد ادب پوچھا فرمائیے یہ آپکے دوش پر کیا چیز
ہو مرد بزرگ مذکور نے جواب دیا یہ عطیہ خداوندان لات و منات کا ہو ایکروز میری پرستش و پرستندگی سے
خوش ہوکر خداوند نے مجھے عنایت کیا تھا بظاہر تو یہ پانوں گدھے کا ہو لیکن اس پانوں کے اوصاف
بہت ہیں مفصل سردست بیان نہیں ہو سکتے مختصر صفت اُسکی یہ ہو کہ اگر میں کسی کے تن پر ایک مرتبہ
اِسے لگاؤن تو چار ہزار سال کی اُسکی زندگی ہو جائے اسیطرح یہ پاے خر جتنی مرتبہ لگاؤن اُتنی ہی زندگی
بحساب مذکور بڑھ جائے صلصال نے دست بستہ عرض کیا میں چاہتا ہوں آپ میری عمر بڑھا دیجیے
پابُوس بزرگوار نے عرض اُسکی قبول کرکے اُسے پاے خر سے مارنا شروع کیا صلصال بخیال زیادتی
زندگی جھکا بیٹھا رہا ہر چند کہ اُسکے اعضا کو صدمہ پہونچتا تھا مگر اُف نہ کرتا تھا جب پابُوس بزرگوار
موافق خواہش صلصال پاے خر مار چکا اُسوقت اہل دربار نے بھی یہ عرض کیا کہ اے برگزیدۂ لات
و منات یہ پاے خر معجز نما ہمارے بھی تنوں پر لگائیے زندگی ہماری بھی از حد بڑھا دیجیے آپ بیشک بندۂ
خاص خداوندان لات و منات ہیں صاحب کمال ہونے میں آپکے کوئی شبہ نہیں ہو ازراہ عنایت
امید ہماری بھی بر لائیے ایسی نعمت عظمیٰ سے ہمیں محروم نہ رکھیے پابُوس بزرگوار نے خوش ہوکر داڑھی
داڑھی پر ہاتھ پھیر کر جواب دیا التماس تم سب کی ہمنے قبول کی اب تم سب جھک جاؤ پشت ہماری طرف
کرو جبتک تم سب انکار نہ کروگے ہم زندگی تمھاری بڑھاے جائینگے سبھوں نے عرض کیا بہت خوب
یہ کہکر سب جھک گئے پابُوس بزرگوار ہر ایک کی پشت اور سرین پر پاے خر مارنے لگا اُس وقت
عجب تماشا تھا ہر ایک شخص بامید زیادتی زندگی ایک دوسرے پر مار کھانے میں سبقت کرتا تھا اور
خوش ہوتا تھا یزک خطائی بھی بصد آرزو بہزار اعتقاد پاے خر کے کوڑے گو بار بار اذیت پاتا تھا مگر
انکار نہ کرتا تھا پابُوس بزرگوار بھی برابر سم خر مارتے تھے جب یزک خطائی تاب ضبط نہ لا سکا کہنے لگا
اب ہاتھ روک لیجیے زیادہ عمر نہ بڑھائیے ہڈیاں ٹوٹی جاتی ہیں روح صدمے سے نکلی جاتی ہو یہ کلمات
سنکے پابُوس بزرگوار نے ہاتھ روکا اسی طرح جبتک ہر ایک شخص نے یہ نہ کہا کہ اب ہاتھ روکیے بزرگوار
مسطور سم خر لگائے ہی گئے جب نوشیروان اور جملہ اہل دربار کی زندگی بڑھا چکے بختک سے کہا کہ
تیری بھی زندگی بڑھا دون اُسنے ہاتھ جوڑکے عرض کیا مجھے اپنی زندگی بڑھوانا منظور نہیں ہو آپ مجھے
معاف فرمائیے پابُوس بزرگوار نے برہم ہوکر آنکھیں ملاکر کہا او نالایق تو کتنا ہمارا نہیں مانتا ہی جانتا نہیں

جانتا کہ ہم کون ہین بہتر یہی ہو کہ ہمارا حکم بجا لاؤ ورنہ ہم تجھکو مار ڈالینگے بختک یہ سُنکے خائف ہوا قریب آکر کہنے لگا مین آپ کو خوب جانتا ہون سم خر سے جانتک دل چاہے مجھے مارئیے یہ کہکر سر جھکا کر کھڑا ہوا پابوس بزرگوار نے چند بار پائے خر اُسکی پشت و سرین پر لگایا تھا کہ بختک چلانے لگا اور بآواز دردناک کہنے لگا بس اب زیادہ عمر نہ بڑھائیے اسلیے کہ زیادہ عمر کے بڑھنے مین سامنا موت کا ہو جائیگا بختک بموت مر جائیگا یہ کہکر دست بستہ کچھ اشارے سے کہا بزرگوار نے ہاتھ روکا الغرض جب سب اہل دربار عمر اپنی بڑھوا چکے اور پابوس بزرگوار کو سجدہ بھی کر چکے اُسوقت پابوس بزرگوار نے صلصال سے مخاطب ہو کر کہا ای صلصال آگاہ ہو کہ مین فرستادۂ خداوندان لات و منات ہون خداوندون نے تمسے یہ فرمایا ہے کہ نوشیروان ہمارا بندۂ خاص ہو اہل اسلام سے شکست کھا کر بھاگا رہے پا ہوا یا ہو تمھین لازم ہو کہ اُسکی بخوبی تمام مدد کرو اور اہل اسلام سے لڑو اسکی تمنائے دلی بر لاؤ اسکو اسکے ملکون پر قابض و متصرف کرا دو لشکر حمزہ کو تباہ اور برباد کردو جملہ اہل اسلام کو تہ تیغ بیدریغ کرو اگر لڑائی مین زر کثیر کی ضرورت ہو تو صحرائے آق حیران مین قریب کوہ ایک غار ہو اُس غار مین جا کر جو کوئی دیکھیگا اُسے ایک تہ خانہ وسیع نظر آئیگا اس تہخانے مین صدہا خمہائے زر و جواہر رکھے ہین اُن خمون سے جسقدر دل چاہے زر و جواہر لیکر لڑائی مین صرف کرو اور یہ بھی فرمایا ہو کہ ہر چند ہم مین یہ قدرت ہو کہ لشکر حمزۂ صاحبقران کو ایک آن مین نیست و نابود کردین مگر ہم چاہتے ہین کہ تم ہی لشکر حمزہ کو غارت و برباد کرو و شرف قتل حمزہ وغیرہ تمھین حاصل کرو بڑے بڑے شاہ و شہریار اور پہلوان یکتائے روزگار اسی آرزو مین مر گئے کہ ہم حمزۂ صاحبقران کو تہ تیغ کرین زندہ نہ رکھین مگر کسی کی یہ امید نہ بر آئی ہمین منظور ہو کہ تمھارے ہاتھ سے حمزہ اور لشکر حمزہ کو قتل کرائین یہ کہکر پابوس بزرگوار خاموش ہوا صلصال نے از حد خوش ہو کر عرض کیا آپ خداوندون سے میری جانب سے عرض کیجیے گا کہ صلصال آپ کا بندۂ ناچیز حکم آپ کا بسر و چشم ضرور بجا لائیگا یہ کہکر ساقیان سیمین ساق سے کہا مئے ناب پابوس بزرگوار کو بصد ادب پلاؤ ساقیان گلرخسار پابوس بزرگوار و دیگر اہل دربار کو شراب پلانے لگے ہر شخص اپنی اپنی جگہ پر بیٹھکر شراب پینے لگا بعد میکشی کے حکم صلصال سے نازنینان خوبرو و خوش گلو پیش پابوس بزرگوار رقص و نغمہ کرنے لگین جب تھوڑی دیر تک نازنینان مہ جبین رقص و نغمہ کر چکین پابوس بزرگوار رقص دیکھکر کہنے لگا اب ہم رخصت ہوتے ہین صلصال نے عرض کیا تھوڑی دیر اور توقف فرمائیے یہ کہکر حکم کیا جلد کشتیان زر و جواہر کی لے آؤ ملازم فی الفور گئے اور بہت سی کشتیان پر از زر و جواہر لے آئے ملازمون نے باشارۂ صلصال وہ سب کشتیان پابوس بزرگوار کے پیش کین کہ پابوس بزرگوار نے کہا ای اہل دربار تم سب اپنی آنکھین بند کر لو میرے کمالات دیکھو صلصال اور جملہ اہل دربار نے آنکھین اپنی بند کر لین پابوس بزرگوار نے فوراً وہ سب کشتیان غائب کر دین جب سب نے آنکھین کھولکر دیکھا وہ کشتیان نظر نہ آئین یہ حال دیکھکر اہل دربار کو اور زیادہ تر اعتقاد ہوا الغرض پابوس بزرگوار کشتیان اپنے قبضے مین کرکے اپنی جگہ سے اُٹھے اور صلصال سے رخصت ہو کر چند قدم دربار سے آگے جا کر ایک مقام پر ٹھہر کر مانند سیماب کے اُڑ گئے اہل دربار یہ کیفیت دیکھکر جمیع کمالات پابوس بزرگوار کی ثنا کرنے لگے لیکن بختک نے صلصال سے عرض کیا ای شہنشاہ گیتی پناہ آپ نے پابوس بزرگوار کو بھی پہچانا ہو کہ یہ کون ذات پاک مجمع کمالات تھے صلصال نے جواب دیا فرستادۂ خداوندان لات و

منات پابُوس بزرگوار عالی صفات تھے نجنک نے ہنسکر عرض کیا حضور یہ جو پابُوس بزرگوار بنکر آئے تھے
مین اُنسے خوب واقف ہون وہ جناب فطرت مآب شیخ الاصحاب معلےٰ القاب بڑے ذات پاک مجمع کمالات
ریش تراشندۂ کافران و سر برندۂ جادوگران عیار نامدار حمزۂ صاحبقران عالیوقار خواجہ عمرو بن
امیۂ ضمری تھے پابُوس بزرگوار بنکر تشریف لائے تھے عیاری کرگئے کمال اپنا دکھا گئے پاے خر سے
ہر ایک کو سزا دے گئے اور مجھکو بھی سرفراز فرما گئے اگر بادشاہ اقرار زر و جواہر دینے کا نہ کرتا اسقدر
پاے خر سے مجھے مارتے کہ پوست میرے جسم سے اُتر جاتا افسوس سواے میرے کسی نے اُنھین نہ پہچانا
مفت کشتیان زر و جواہر کی لے گئے داغ دل پر کیا بلکہ چوترون پر دے گئے حضور نے یزک خطائی کی بہت
تعریف کی تھی اُنھون نے بھی اُنھین نہ پہچانا حضور نے تو فرمایا تھا کہ اگر عمرو اُدنے عیاری یزک خطائی کی
دیکھ لیتے تو دست و پاے یزک خطائی چومتے یہان برعکس واقعہ گذرا یعنے یزک خطائی نے دست و پا
بھی چومے اور خواجہ عمرو بن امیۂ ضمری کو سجدہ بھی کیا سواے میرے سب نے خصوصاً حضور نے
عمرو کے دست و پا چومے اور سجدہ کیا غرض اس تقریر سے یہ تھی کہ ضرور ہی خواجہ عمرو اپنا کمال
دکھا گئے اور برخلاف ارشاد حضور ظہور مین آیا خیر اسی مار پیٹ پر آفت ٹل گئی جان ہر ایک شخص کی بچگئی
بقول شخصے ؎ رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت ؛ صلصال نے جواب دیا او بداعتقاد تو پابُوس
بزرگوار کو خواجہ عمرو کہتا ہے ایسی ہی بداعتقادی تیری اور تیرے بادشاہ کی باعث بربادی ہوئی
ہے اے بیوقوف یہ تو خیال کر کہ اگر عمرو پابُوس بزرگوار بنکر آتا تو جانب فلک سے نہ آتا اور مُنھ سے
شعلۂ آتش نہ نکلتا اسطرح کی ریش اور لباس اُسکے جسم مین نہ ہوتا علاوہ اسکے بابدولت نے سنا
ہے عمرو ایک ایک کوڑی کو ایک ایک اشرفی جانتا اور ازحد طامع ہے پس ایسا شخص صحراے
آق حیران میں خزانے کا نشان نہ بتاتا خود ہی خزانے پر قبضہ اپنا کرتا اور کشتیان زر و جواہر
کی ایک چشم زدن مین غائب نہ کرتا وقت رخصت سوے آسمان بلند ہوکر غائب نہ ہو جاتا نجنک نے
مسکراکر جواب دیا اے شہنشاہ عمرو عیار بلاے روزگار ہے سوے فلک سے آنا اسکا کچھ عجب نہین ہے
جست کرکے آیا ہوگا اور مُنھ سے شعلۂ آتش نکالنا عیارون کے نزدیک کچھ مشکل نہین یہ ادنے سا
شعبدہ ہے اور لباس کے بارے مین جو فرمایا عمرو کے پاس دیو جامہ ہے وہ ایک لمحہ مین صدہا رنگ
بدلتا ہے اور خزانے کا پتہ بتانا اسمین کچھ مصلحت ہوگی اور کشتیان غائب کردینا کچھ جاے عجب نہین
ہے اُسکے پاس زنبیل ہے اگر چاہے تو جملہ اسباب روے زمین کو زنبیل مین رکھ لے کیونکہ زنبیل ایک
معجزے کی شے ہے اور فوراً بلند ہوکر اُسکا غائب ہو جانا یہ بھی قرین قیاس ہے وہ جست
ہمیشہ کرتا ہے مثل شعلے کے بلند ہو جاتا ہے اُسکے یہان آنے مین کسی طرح کا شبہہ نہین مین نے خبر
پہلے ہی سُنی تھی کہ خواجہ عمرو مع عیاران لشکر اسلام آئے ہین ہرچند نادر نجنک نے اسطرح کی
گفتگو کی مگر صلصال کو خواجہ عمرو کی عیاری کرنے کا یقین نہ ہوا آخر اپنے صداقت قول کے واسطے
اُسی واسطے یزک خطائی کو جانب صحراے آق حیران روانہ کیا یزک خطائی بموجب حکم ایک
مشت زر و جواہر اُسی تہخانے مین سے لے آیا صلصال نے وہ زر و جواہر نجنک کو دکھاکر کہا دیکھ
یہ زر و جواہر اور پابُوس بزرگوار کے تشریف لانے کا مقر ہے نجنک نے عرض کیا اے شہنشاہ مین تو

یہی کہونگا کہ خواجہ عمرو پابوس بزرگوار بنکر تشریف لائے تھے ہنوز بختک یہ کہ رہا تھا کہ وہ ساقی بچہ جسکو خواجہ عمرو نے بیہوش کیا تھا ہوشیار ہوکر بدحواس و پریشان دربار مین آیا اہل دربار نے اُسے دیکھا کہ وہ ایک پُرانی پھٹی ہوئی لنگی باندھے ہوے اور از سر تا پا عریان ہی گھبرا گھبرا کر چہار طرف دیکھتا ہی اور کہتا ہی ارے کسنے کپڑے میرے اُتار لیے صلصال نے ساقی بچہ کا یہ احوال دیکھکر پوچھا کہ تو کہان سے آتا ہی اسقدر کیون گھبرایا ہی اُسنے دست بستہ عرض کی خداوند نعمت مین اپنے گھر سے جانب دربار آتا تھا اثنائے راہ مین ایک شخص نے مجھے بلایا ہی اور کچھ ایسی باتین کین کہ مین اُسکے ساتھ ایک مقام ویرانہ تک گیا وہان اُسنے کوئی شی ایسی میرے مُنھ اور ناک پر لگائی کہ مین فوراً غش کھا کر زمین پر گرا اور بیہوش ہوگیا ابھی مجھکو ہوش آیا وہانسے بھاگ کر یہان آیا نہین معلوم وہ کون شخص تھا ابھی صلصال کچھ کہنے نہ پایا تھا کہ بختک نے خوب ہنسکر کہا ای شہنشاہ یہ حال سُنا آپ اب بھی عمرو کے یہان آنے کا اور عیاری کرنے کا خیال نہ فرمایئے گا صلصال بظاہر تو قائل نہ ہوا مگر باطن قائل ہوا واضح ہوکہ درحقیقت خواجہ عمرو پابوس بزرگوار بنکر آئے تھے اور عیاری کرکے چلے گئے تھے صلصال بدتامل عیاری خواجہ عمرو پر متحیر بیٹھا تھا کہ چند جواسیس آلودہ گرد و غبار دربار مین آئے اور شرائط آداب شاہی بجا لاکر دست بستہ اسطرح عرض کرنے لگے ای شہنشاہ فلک بارگاہ ہم غلامون نے بچشم خود دیکھا ہے حمزہ صاحبقران باسپاہ گران راہ بیابان آق حیران سے چار ہزار شتر بار نافہ مشک لیکر مقام چمن بیلاق تک آتے ہین اور اُسی جگہ فروکش ہین لشکر مین ہر ایک جوان بہادر ہی سرداران لشکر بہت زبردست ہین باقی خیریت ہی جواسیس تو یہ کہکر دربار سے باہر گئے صلصال یہ خبر سُنکے ایسا برہم ہوا کہ اُسی وقت سرداران لشکر سے مخاطب ہوکر کہنے لگا ای بہادران ترکستان کون تم سب مین ایسا جری و دلاور ہی کہ ابھی جاکر حمزہ صاحبقران کو قتل کرے اور سر اُسکا روبرو میرے بدولت لے آئے اُسوقت سرداران دست راست سے زال خان پسر کلان صلصال کا اپنے دنگل سے کودا اور اپنے پدر سے کہنے لگا اگر حکم ہو تو مین جاؤن اور سر حمزہ تن سے جدا کرکے لے آؤن ہنوز صلصال نے اجازت نہ دی تھی کہ بختک نے مسکرا کر کہا ای شہزادہ ذیجاہ اتنی قوت آپ مین نہین ہی کہ حمزہ صاحبقران سے مقابلہ کیجیے اُنکا سر تو لانا بہت دشوار ہی اُنکے سرداران لشکر کا قتل کرنا مشکل ہی خصوصاً لندھور اور مالک اژدر علمشاہ و دیگر سرداران نامی و نامور کو تو کوئی قتل کرہی نہین سکتا بس تمہارا جانا بیکار ہی تم سے کچھ نہین ہوسکیگا اگر جاؤگے یا تو قتل ہو جاؤگے یا مسلمان ہو جاؤگے زال خان نے برہم ہوکر کہا ای بختک کیا تم مجکو بہادر نہین جانتے ہو جو ایسے کلمات واہیات اپنی زبان پر جاری کرتے ہو اب تم جس سردار کو بہت شجاع جانتے ہو اُسکا نام بتاؤ تا مین لشکر حمزہ مین گھسکر اُسی کو تہ تیغ کرون اور سر اُسکا تیغ آبدار سے کاٹکے لے آؤن بختک نے قہقہہ مار کر جواب دیا ای شاہزادہ نازک اندام ایسے کلام زبان سے نہ نکالو سرداران حمزہ صاحبقران سے تم ہرگز مقابلہ نہ کرسکوگے وہ سب نہایت شجاع اور بہادر ہین اُن سب مین ایک ادنیٰ سردار کرب غازی ہی اگر تمھین دعوی بہادری ہی تو اُسی کا سر کاٹ کرلے آؤ پھر مین یہ تصور کرونگا کہ کچھ تم بھی دلاور ہو زال خان نے کہا مین کرب غازی کو جاکر قتل کرتا ہون اور سر اُسکا لیے آتا ہون یہ کہکر پھر اپنے باپ سے اجازت طلب کی صلصال نے خوش ہوکر مع تیس ہزار سواران جرار کے اُسے روانہ کیا

زال خان راہ طے کرکے جب قریب چمن بیلاق پہونچا ایک جگہ فروکش ہوا اور سرداران لشکر سے کہنے لگا کہ
تم یہان ٹھہرے رہو مین برائے مقابلہ کرب غازی جاتا ہون جبتک مین سر اُسکا نہ لاؤن تم یہان سے کہین
نہ جانا سرداروں نے عرض کیا تنہا آپ کا جانا اچھا نہین ہے اگر حکم ہو تو ہم سب بھی ہمراہ رکاب حضور چلین
زال خان نے جواب دیا اگر مین تمھین ہمراہ لیجا کر کرب غازی کو قتل کرونگا تو بختک میری دلاوری
مین شک کریگا اسواسطے مین تنہا جاتا ہون سرداران لشکر یہ سُنکے خاموش ہو رہے زال خان اسجگہ سے
سوے چمن بیلاق مرکب پر سوار ہوکے روانہ ہوا اسے تو اثناے راہ مین چھوڑا جاتا ہے اور اب یہان سے
کچھ حال امیر حمزہ صاحبقران زمان اور سرداران لشکر کا لکھا جاتا ہے کہ جب امیر با توقیر حمزہ صاحبقران
مع لشکر بمقام چمن بیلاق فروکش ہوے ایک روز بعد نماز سحر مع لندھور و مالک اژدر اور
فرامرز مغربی و دیگر سرداران لشکر کو ہمراہ اپنے لیکر براے سیر چمن بیلاق روانہ ہوے تھوڑی دور
جاکر ایک ایسے میدان سبزہ زار مین پہونچے کہ ہر جانب اس میدان پر فضا مین گلہاے رنگا رنگ
کھلے تھے اور مرغان خوش الحان نغمہ سرائی کرتے تھے اور اکثر چشمے جاری تھے ہنوز حمزہ
صاحبقران سیر کررہے تھے فرحت دل کو حاصل ہو رہی تھی فتاح بلنگینہ پوش ہمراہ کرب غازی
ایک خیمے مین میکشی کررہا تھا اکثر سرداران لشکر ہمراہ امیر با توقیر سیر کررہے تھے اور ثناے صناعی باغبان
قضا و قدر کررہے تھے بوے گلہاے رنگا رنگ سے دماغ معطر تھے کہ سامنے سے زال خان نمایان
ہوا جب قریب خیمہ آیا گھوڑے کو روک کے فتاح بلنگینہ پوش سے پوچھنے لگا تم سب یہان کہانسے
آے ہو اگر لشکر حمزہ سے ہو تو بتاؤ کہ دربان زادہ جسکا نام کرب غازی ہے وہ کہان ہے مین اُسکا
سر لینے آیا ہون فتاح نے بصد غضب جواب دیا اے بیہودہ گو خاموش ہو کلمات واہیات زبان پر جاری
نہ کر ہمارے آقا اور مالک کو بُرا نہ کہ ورنہ ابھی زبان تیغ سے تجھے جواب دونگا یا زبان تیری تیرے
دہن سے کھینچ لونگا زال خان نے کہا تو بیکار آمادہ پیکار ہے نشان اُس دربان زادے کا مجھے بتادے
تا مین اُس سے مقابلہ کرکے سر اُسکا کاٹ کر اپنے والد کی خدمت مین لے جاؤن دربار شہنشاہ مین
بہادر مشہور ہون بختک سے خواستگار تحسین و آفرین ہون یہ کہکر خاموش ہوا کرب غازی کہ
میکشی کررہا تھا یہ کلمات بیہودہ سُنکے نہایت غضبناک ہوا فوراً خیمہ سے نکلکر ابرش گل اندام سمند
پر سوار ہوکر نعرہ کیا او بد زبان آگاہ ہو کہ میرا ہی نام کرب غازی ہے اگر تجھکو مجھ سے آرزوے جنگ
ہے تو مقابلہ کر زال خان یہ سُنکے گھوڑا اُڑاکر قریب کرب غازی کے آیا اور نیزہ سینۂ بے کینۂ کرب غازی
پر مارا کرب نے اُسکے نیزے کو اپنے نیزے پر روک کر کہا شعر تو ضربے زدی ضرب من نوش کن ؛ ہمہ شادی
از دل فراموش کن ؛ یہ کہکر بصد قہر و غضب نیزہ مارا اُسنے بھی بفن سپہ گری نیزے کو روکا اسیطرح تھوڑی
دیر باہم نیزہ بازی ہوئی حمزہ صاحبقران اور سرداران لشکر دیکھا کیے آخرکار زال خان نے نعرہ
کرکے بقوت تمام سینہ کرب غازی پر نیزہ لگایا جب نیزہ قریب سینہ آیا کرب غازی نے ہاتھ اپنا
بڑھاکر اُسکے بند دست پر ہاتھ ڈالکر نیزہ اُسکے ہاتھ سے چھین لیا پھر زنجیر کمر مین ہاتھ ڈالکر زین فرس سے
اُسے اُٹھاکر سر سے بلند کیا اور چرخ دے کے زمین پر آہستہ ٹپکا اور جلد گھوڑے سے اُترکے اُسکے سینے پر
سوار ہوکر ارادہ کیا کہ تیغ سے سر اُسکا جدا کرے زال خان طالب امان ہوا کرب غازی نے کہا

تا وقتیکہ تو مسلمان نہوگا امان تجھکو نہ دونگا موت تیرے سر سے نہ ٹلیگی زال خان نے یہ سنکے خوف جان سے
مسلمان ہونیکا اقرار کیا کرب غازی نے کلمہ پڑھایا وہ کلمہ پڑھکر بظاہر مسلمان ہوا صدق دل سے
دین اسلام نہ قبول کیا القصہ جب زال خان کلمہ زبان پر جاری کرچکا کرب غازی اُسکے سینے پر سے
اُترا زال خان نے زمین سے اُٹھکر قدم کرب غازی پر سر رکھا کرب نے کہا اے بہادر دیکھو یہ ہمارے آقا
اور مالک امیر حمزہ صاحبقران عالیشان ہین اُنھین تسلیم کر اور شرائط فدویت بجا لا سر میرے قدم سے
اُٹھالے زال خان نے بموجب ارشاد کرب غازی عمل کیا امیر با توقیر نے سر اُسکا اپنے قدم سے اُٹھاکر
موافق اُسکے مرتبے کے اُسپر عنایت و مہربانی کی جبکہ بخوبی تمام سیر اُس میدان کی کرچکے زال خان کو مع
کرب غازی وغیرہ کے لشکر مین لائے اور داخل بارگاہ سلیمانی ہوئے زال خان کو جانب راست
ایک دنگل پر بیٹھنے کا حکم دیا وہ مکار خوش ہوکر آداب بجا لاکر دنگل پر بیٹھا امیر با توقیر نے نام پوچھا اُسنے
اپنا نام بتایا اور کہا اے امیر کشور گیر مین بڑا بیٹا صلصال کا ہون حمزہ صاحبقران نے جو حالات فوج
و لشکر صلصال دریافت کیے اُس بد انجام نے عرض کیا صلصال کے پاس لشکر کثیر ہے صدہا بلکہ ہزارہا
بڑے بڑے نامی سردار اور پہلوان اُسکے فرمانبردار ہین اسیطرح تادیر اپنے باپ کے جاہ و حشمت کی ثنا
کرتا رہا امیر با توقیر حمزہ صاحبقران نے جملہ حالات لشکر صلصال سُنکے میر منشی کو طلب کیا جب وہ آیا
امیر نے فرمایا ہماری جانب سے ایک نامہ صلصال کو اس مضمون کا لکھو کہ اگر اپنی بہتری منظور ہو تو بمجرد
پہونچنے اس نامہ کے نوشیروان کو ہمارے حوالے کردو اور دین اسلام سے مشرف ہو میر منشی نے موافق حکم
بعد لکھنے حمد و نعت کے مضمون مندرجہ بالا تحریر کیا جب نامہ لکھکر تمام ہوا سر نامہ پر مہر بادشاہ اسلام کی
ثبت کی گئی جسوقت تکمیل نامہ ہوچکی امیر با توقیر نے کلۂ عفریت مین شربت منگوا کر بارگاہ سلیمانی مین رکھوا دیا
اور فرمایا کون ایسا بہادر ہے کہ اس نامے کو صلصال کے پاس لیجائے اور جواب اس نامے کا لائے
اسوقت اکثر سرداران دست راست نے ارادہ کیا تھا کہ سب کے پہلے مالک اژدر نے اپنے دنگل
سے اُٹھکر قدرے شربت پیا اور حمزہ صاحبقران سے عرض کیا امیدوار ہون کہ اس نامے کو مین لیجاؤن
اور جواب لیکر آؤن امیر با توقیر نے خوش ہوکر اشارہ کیا مین بھی یہی چاہتا تھا کہ تم ہی جاؤ اچھا
بسم اللہ نصر من اللہ و فتح قریب نامہ لے کر روانہ ہوا مالک اژدر نامہ لیکر بارگاہ سلیمانی سے
برآمد ہوئے اپنا فرس بیمثال طلب کیا اور اپنے لشکر کو مسلح ہونے کا حکم دیا جملہ اہل لشکر نے فی الفور
مسلح و مکمل ہوئے مالک اژدر مرکب پر سوار ہوئے ایک لاکھ اسی ہزار نیزہ باز مرکبون پر سوار
ہوکر ہمراہ رکاب سعادت انتساب ہوئے ادھر تو مالک اژدر نامہ لیکر مع فوج روانہ ہوئے
اور پہلوان عادی نے جو شربت بصورت کلۂ عفریت مین تھا خوش ہوکر پیا ایک قطرہ بھی ظرف مین
باقی نہ رکھا ناظرین پر واضح ہو کہ جب کلۂ عفریت مین شربت رکھا جاتا ہے اور کوئی بہادر حکم بادشاہ
لشکر یا ارشاد امیر با توقیر سے کسی قدر شربت پی کر برائے انصرام کار جاتا ہے تو پہلوان عادی کل
شربت پی جاتے ہین اُنکی بھوک اور پیاس سے ناظرین دفتر خوب واقف ہین مکرر بیان کرنا بیفائدہ ہے
اب مالک اژدر جو نامہ لے کر روانہ ہوئے ہین اُنکو تو اثنائے راہ مین چھوڑا جاتا ہے اور ابکچھ حال
زال پسر صلصال کا بیان کیا جاتا ہے کہ یہ مکار بعد جانے مالک اژدر کے اپنے دل مین خیال

کرنے لگا کہ جب مالک اژدر میرے پدر کے دربار مین جائیگا عجب نہین کہ میرے مسلمان ہونیکا احوال بیان
کرے اور یہ امر میرے حق مین اچھا نہین ہی موجب ذلت و تباہی ہی لہذا کوئی تدبیر ایسی کرنا چاہیے کہ پیش پدر
اور سنجاک مجھے ذلت نہو یہ خیال کرکے وقت کا منتظر رہا ایک روز حمزۂ صاحبقران زمان سے اجازت
شکار کھیلنے کی لیکر تنہا وقت سحر جانب صحرائے سبزہ زار روانہ ہوا اثنائے راہ چمن بلاق مین دیکھا کہ
حارث بن مثقال شاہ سیر گلہائے رنگا رنگ کر رہا ہی اور بصد سرور عالم جوانی مین میکشی کر رہا ہی ایک
چھوٹا سا خیمہ استادہ ہی اُسمین بیٹھا ہوا ہی چند خادم خدمتگار دست بستہ حاضر ہین کثرت نشۂ شراب سے
جھوم رہا ہی زال خان نے حارث بن مثقال شاہ کے پاس جاکر پوچھا ای برادر تم یہان کسوقت آئے
حارث نے جوابدیا تھوڑی دیر ہوئی کہ مین امیر سے اجازت سیر کی لیکر یہان آیا ہون تم بھی آؤ شراب پیو
لطف زندگی اُٹھاؤ بعد مرنے کے یہ بادہ کشی اور سیر کجا نہین معلوم بعد مرگ کیا گذریگی بقول شخصے سوا ابتو
آرام سے گذرتی ہی ؛ عاقبت کی خبر خدا جانے ؛ زال خان نے گفتگوے حارث سنکے دل مین خیال کیا کہ
کب تک تو لشکر حمزہ مین رہیگا اہل اسلام مین اوقات بسر کریگا مناسب یہ ہی کہ اپنے باپ کی خدمت مین چل
یہ جوان حارث بن مثقال شاہ بھی ایک جوان نامی ہی سر اُسکا تیغ سے کاٹ لے اگر سر کرب غازی ہاتھ نہ آیا
تو اسی کا سر کاٹ کر خدمت پدر مین چل کچھ تو دربار پدر مین سرخروئی حاصل کر یہ اپنے دل مین گفتگو کرکے فوراً
تیغ آبدار کھینچی اور حارث بیچارہ پر حملہ کیا حارث کہ نشۂ شراب سے جھوم رہا تھا اور قضا بھی دامنگیر تھی اتنی
مہلت بھی قضا نے نہ دی کہ اُٹھے اور روار روکے تلوار سر پر جو پڑی تا دو ابرو اُتر آئی اجل نے شکل اپنی دکھائی
حارث بن مثقال شاہ غش کھاکر زمین پر گرا زال خان نے فوراً سر اُسکا تن سے جدا کیا خادم
و خدمتگار جو حارث کے تھے اُنہین اتنی قوت نہ تھی کہ زال خان سے مقابلہ کرتے سوائے گریہ وزاری
اُنسے کچھ نہو سکا زال خان سر حارث لیکر وہان سے اپنے لشکر مین گیا اُدھر خادمان حارث لاشۂ بیسر
حارث اُٹھاکر جانب لشکر اسلام چلے اُدھر زال خان لشکر کو اپنے ہمراہ لیکر جلد راہ طے کرکے اپنے باپ
کے دربار مین پہونچا اور رومال مین سر حارث باندھکر آگے اپنے باپ کے ڈالدیا اور کہا ای پدر ذیجاہ
ملاحظہ ہو کہ مین سر کاٹ کرکے آیا صلصال نے نہایت خوش ہوکر جانب سنجاک دیکھا سنجاک نے متحیر ہوکر
کچھ خیال کرکے کہا ای شہنشاہ آپ شادمان نہون بلکہ نالہ کنان ہون کیونکہ مجھکو یقین نہین ہی کہ یہ سر کرب
کا ہی کرب غازی کا قتل کرنا نہایت دشوار ہی یہ اور کسی کا سر ہوگا اب آپ اُسکی زندگی سے مایوس ہون
بہادران لشکر حمزہ سے اب کوئی بہادر آکر اسے قتل کریگا جس مسلمان کا یہ سر کاٹکر لائے ہین اُسکے خون کا
انتقام لیگا اُنھین قتل کریگا یہان تو صلصال گفتگوے سنجاک سُن رہا تھا وہان خادمان حارث لاشۂ
حارث روبروے بادشاہ لشکر لیگئے اور جو احوال گذرا تھا بیان کیا حمزۂ صاحبقران اور بادشاہ لشکر اسلام
کو جو حارث کے قتل ہونے کا ملال ہوا فوراً اکلہ عفریت مین شربت منگواکر رکھوادیا اور کہا کون ایسا جری
ہی کہ شربت کو لیکر قاتل حارث کا سر لائے کرب غازی نے فوراً دنگل سے اُٹھکر کچھ شربت پیا
اور جلد بارگاہ سلیمانی سے باہر جاکر بوق بجایا گھوڑے جو لشکر کرب کے صحرائے سبزہ زار مین چر رہے
تھے آواز بوق سُنکے سب یکبارگی لشکر مین آئے کرب نے دوبارہ بوق ترکی بجایا قزاقون نے گھوڑونکو
زین و لجام سے آراستہ کیا بار سوم کرب غازی نے جو بوق بجایا جملہ قزاق مرکبون پر سوار ہوئے

فتاح پلنگینہ پوش بھی گھوڑے پر سوار ہوا جب کل قزاق سوار ہو چکے کرب غازی بھی ابرش گل اندام
پر سوار ہوا اور جانب دربار صلصال روانہ ہوا سب قزاق ہمراہ رکاب ہوئے کرب غازی قبل
پہونچنے مالک اژدر کے قریب دارالامارۂ صلصال پہونچا کیونکہ کرب غازی نے بصد عجلت راہ طے
کی اور مالک اژدر اثنائے راہ مین ٹھہرتا ہوا سیر کرتا ہوا آتا ہے حال اُسکا بھی عنقریب لکھا جائیگا الغرض
جب کرب غازی قریب مقام دربار صلصال پہونچا ملازمان صلصال نے شور و غل کیا صلصال
شور و غل سُنکے گھبرایا بجنک شور مردم سُنکے بے اختیار اُٹھکر دربار مین مسخرہ پن کرنے لگا ناچ کر کہنے لگا
ای شہنشاہ ہوشیار ہو جائیے قضا حضور کے صاحبزادے کی آگئی یقینی کوئی سردار لشکر اسلام سے آتا ہے
زال خان کو جلد چھپائیے یہان سے اُنکو بھگائیے میرے کہنے پر عمل فرمائیے ورنہ پچھتائیے گا اس بیٹے فرزند
کے الم مین روئیے گا ہنوز بجنک یہ کہ رہا تھا اور صلصال بجنک کی باتون پر برہم ہو رہا تھا کہ دارالامارۂ
صلصال پر کرب غازی پہونچا دربانون نے بڑھکر روکا کرب غازی نے چند دربانونکو ہلاک کر کے
اپنے لشکر کو باہر چھوڑکر اندر دربار کے قدم رکھا اور مثل شیر غضبناک داخل بارگاہ ہو کر زال خان سے
مخاطب ہو کر کہا او نامرد تو مجھسے زیر ہو کر بظاہر مسلمان ہوا اور موقع پا کر سر حارث کا کاٹکر لے آیا اب بتا کہ
تو میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا یہ کہکر ایسی تلوار لگائی کہ سر زال خان کا تن سے جدا ہو کر زمین پر گرا
لاشہ اُسکا مثل ماہی بے آب تڑپنے لگا یہ واقعہ دیکھکر اہل دربار نے چاہا کہ کرب غازی سے اُٹھکر مقابلہ
کرین لیکن صلصال نے اس امر سے سب کو باز رکھا اور کہا ہر چند کہ زال خان میرا فرزند تھا لیکن اُسنے
بزدلی کی تھی اُسکی سزا یہی تھی خوب ہوا کہ اس بہادر نے اُسے ہلاک کیا مین اس جوان کی دلاوری سے بہت
خوش ہوا خبردار کوئی اس جرار سے آمادۂ پیکار نہو صلصال تو یہ کہکر خاموش ہوا مگر کرب نے سر اُسکا اور
حارث کا اُٹھا کر احتیاطاً یہ آواز بلند کہا کہ ای کافران بدکردار اب مین زال خان کو قتل کر کے جاتا ہون
اس دربار مین جسکا دل چاہے اُٹھکر مجھے روکے اور خون زال خان کا قصاص چاہے بجنک نے جواب دیا
حضور بخوف و خطر تشریف لیجائین یہان کوئی آپ کو نہ روکیگا کسی کو اپنی زندگی دشوار نہین ہے جسے تمناے
مرگ ہو وہ آپ سے آمادۂ رزم و پیکار ہو کرب غازی یہ سُنکے بیرون دربار آیا اور اپنی فوج کو اپنے ہمراہ
لیکر جلد راہ کو طے کر کے خدمت حمزۂ صاحبقران مین گیا پہلے سر زال خان کا روبروے امیر ڈالدیا بعدہ
سر حارث بن مشقال شاہ کا دیا امیر کشورگیر نے حکم دیا کہ سر حارث کا تن سے ملا کر غسل و کفن دیکر دفن
کرو ملازمون نے فوراً تعمیل حکم کی یہان تو بعد دفن حارث بادشاہ لشکر اسلام اور حمزۂ صاحبقران و دیگر
سرداران لشکر اسلام صدمۂ حارث بن مشقال شاہ مین ہین اُنکو تو اسی حال مین چھوڑا جاتا ہے مگر
اب احوال دربار صلصال اور مالک اژدر کا تحریر کیا جاتا ہے جب کرب غازی زال خان کو قتل
کر کے چلا گیا صلصال نے حکم دیا لاشہ زال خان کا اُٹھایا جاوے بموجب حکم ملازمون نے لاشہ
مذکور اٹھایا اور موافق اپنی ملت کے جملہ سامان کیا ہنوز ملازم حکم صلصال بجا لاکر دربار مین آکے بیٹھے تھے کہ
چند جاسوس نہایت پریشان خاطر و بدحواس روبروے صلصال آئے شاہ ترکستان نے پوچھا تم کیون
مقدر گھبرائے ہوئے آئے ہو کیا خبر لائے ہو جلد بیان کرو اُن کافرون نے اُس کافر کا سر کو ہاتھ اُٹھا کر
زبان اُردو مین اسطرح دعاے بددی لمولفہ ای شہ کافران زشت عمل ہے تمنا کہ تیری آئے اجل

ستائے تو جلد تر تم بن ہم پہنچا شاد و خرم ہون ہم ترے غم مین :: اکثر اہل دربار نے کہ وہ ترکی تھے زبان اُردو مین
سُنکر کہا کہ تمھارے منھ مین گھی اور شکر جملہ خداوند ایسی ہی تقدیر کرین کیا خوب تمنے ہم سب کو دعا دی ہم
بھی اکثر ایسی ہی دعا کیا کرتے ہین خیر اب بیان کرو کہ کیا خبر وحشت اثر لائے ہو جواسیس نے تب صلصال
سے مخاطب ہو کر عرض کیا اے شہنشاہ واضح ہو کہ مالک اژدر سردار نامی و نامور نامہ بادشاہ لشکر
اسلام کا لیکر بجمعیت ایک لاکھ اسی ہزار نیزہ بازون کے فلان مقام تک آیا ہے تھوڑی دیر مین اِس
دربار مین داخل ہوگا باقی خیریت ہے جواسیس تو یہ خبر دے کر چلے گئے صلصال بد مآل یہ خبر سُنکے متردد
ہوا بختک نے صلصال سے کہا اے شہنشاہ مالک اژدر کا یہان آنا اچھا نہین ہے وہ بہت بڑا سردار
لشکر اسلام کا ہے اگر وہ یہان چلا آئیگا آج ہی اہل دربار کا خاتمہ ہو جائیگا اگر اُسے غصہ آجائیگا تو کسی
کو اہل دربار سے زندہ نہ چھوڑے گا سب کو قتل کرے گا میرے نزدیک مناسب یہ ہے کہ حضور کسی
اپنے سردار لشکر کو روانہ فرمائین تاکہ وہ نامہ اُس سے لے آئے اگر وہ نامہ نہ دے تو سردار آپ کی
سپاہ کا اُسے قتل کرے صلصال نے راے بختک کی پسند کرکے قلیچ خان اپنے پسر کو مع فوج کثیر
اُسی وقت روانہ کیا جب قلیچ خان روبروے مالک اژدر پہونچا مع لشکر ٹھہر کر نامہ طلب کیا مالک نے
کہا مجکو حکم میرے مالک کا یہی ہے کہ نامہ صلصال کے ہاتھ مین دون ہرگز تمھین نہ دونگا قلیچ خان رعب
و شان مالک اژدر سے ایسا خائف ہوا کہ مائل جنگ نہوا اور اُسیوقت ایک سوار سے کہا کہ جلد جا
اور جو کچھ تو نے گفتگوے مالک سُنی ہے میرے پدر سے بیان کر اور جو کچھ وہ فرمائین جلد مجھسے آکے
اظہار کر سوار بموجب حکم دربار مین آیا اور صلصال سے دست بستہ کہنے لگا اے شہنشاہ مالک اژدر
سے نامہ طلب کیا تھا وہ نامہ نہین دیتا ہے کہتا ہے کہ یہ نامہ دست شہنشاہ مین دونگا اب جو حکم ہو مین جاکر
شہزادہ ذیجاہ سے کہدون صلصال یہ احوال سُنکے نہایت برہم ہوا اور اُسی حالت غضب مین فیلان خان
اپنے فرزند کیطرف دیکھکر کہا اے پسر تو بھی مع فوج جلد جا اور مالک اژدر سے کہہ کہ نامہ دیدے اگر وہ نامہ نہ دے
تو سر اُسکا کاٹ کے لے آنا خبردار خالی ہاتھ نہ آنا فیلان خان یہ حکم پدر سُنکے بجمعیت سپاہ ہمراہ اُس سوار کو لیکر
روانہ ہوا جب سامنے مالک اژدر کے پہونچا کہنے لگا اے مالک اژدر اگر تم اپنی بہتری چاہتے ہو تو نامہ میرے
حوالے کرو چندے یہان توقف کرو مین نامہ خدمت والا مین ارسال کر دونگا اور جو کچھ وہ فرمائینگے اُس حکم
سے تمھین اطلاع دونگا مالک اژدر نے جواب دیا یہ نامہ مین تمھارے باپ کے ہاتھ مین دونگا تمھین نہ دونگا
اور اگر لڑوگے تو لڑونگا قلیچ خان نے کہا اے مالک اژدر بہتر یہی ہے کہ نامہ دینے مین حجت و تکرار
نکرو مناسب یہ ہے کہ نامہ دیدو ہمارے کہنے پر عمل کرو مالک نے پھر انکار کیا فیلان خان اور قلیچ خان کو
غصہ آیا دونون نے فوراً نیزہ و شمشیر لیکر حملہ کیا مالک اژدر نے غضبناک ہو کر وار اُنکے روک کر دونون کے
ہاتھون سے نیزہ و شمشیر چھین کر دونون ہاتھ اپنے اُن دونون کی زنجیر مین ڈالکر نعرہ اللہ اکبر کرکے زین سے
مرکبون کے اُٹھا لیا اور سر سے بلند کرکے دونو کو باہم اسطرح ٹکرایا کہ سر دونو کے ٹکرا کر پاش پاش ہو گئے جب
وہ مر گئے انکو زمین پر ڈالدیا لشکریان فیلان اور قلیچ خان نے یہ واقعہ جان گداز دیکھکر مالک اژدر پر
یکبارگی حملہ کیا اسطرف سے دلاوران لشکر مالک بھی بڑھے لڑائی ہونے لگی سر و تن مین جدائی ہونے لگی
زمین خون کفار سے گلنار ہونے لگی صداے شمشیر و خنجر تا بہ فلک جانے لگی کمانین کڑکنے لگین تیر چلنے لگے

نیزے جگر کے پار ہونے لگے مالک اژدر نے ہزارہا کافرون کو قتل اور زخمی کیا بعد تھوڑی دیر کے کفار تاب مقابلہ نہ لاکر بھاگے اور جلد راہ طی کر کے خدمت صلصال مین آئے تمام حال جنگ بیان کیا صلصال کو صدمہ ہوا بختک نے کہا اے شہنشاہ اب مالک اژدر یہان آئیگا آپ اسکو اپنے دربار مین ذلیل اور کرسی پر نہ بٹھائیے گا اُسے کہین بیٹھنے کا حکم نہ دیجیے گا اُسنے آپ کے فرزندونکو قتل کیا ہے آپ اُسے اپنے دربار مین ذلیل کیجیے گا ابھی بختک نابکار یہ کہہ رہا تھا کہ مالک اژدر اپنے لشکر کو بیرون دربار چھوڑکر آپ تنہا دربار مین آیا اور بطریق خداپرستان سلام کیا کسی نے جواب سلام نہ دیا مالک نے کچھ انتظار کیا کہ صلصال مجھے میرے بیٹھنے کے بارے مین کچھ کہے جب صلصال نے بیٹھنے کو نہ کہا اُسوقت مالک اژدر نے دیکھا کہ گنجم خان پسر خرد صلصال ایک کرسی جواہر نگار پر بیٹھا بس قریب اُسکے جاکر کرسی سے اُسے اُٹھاکر کہا اے طفل اُٹھ تا مین اس کرسی پر بیٹھون اور نامہ دیکر جواب لیکر چلا جاؤن جسوقت یہ تقریر مالک اژدر کی صلصال نے سُنی بے اختیار مسکرایا کیونکہ اسطرح مالک نے کہا تھا کہ صلصال اُسکے تیور دیکھکر مسکرایا اور خوش ہوکر کہا اے بہادر کرسی پر بیٹھ جا مالک اژدر کرسی پر بیٹھا شاہ ترکستان نے اپنے فرزند گنجم خان کو زینہ چہارم تخت پر بٹھا لیا اُسوقت بختک نے باشارہ صلصال سے کہا اسے کچھ سزا دیجیے شاہ ترکستان نے باشارہ چشم و ابرو جواب دیا یہ نامہ دار ہے اس سے دشمنی کرنا اچھا نہین ہے بختک کو یہ امر گو ناگوار ہوا مگر خاموش بیٹھا رہا جب زر و جواہر نامے پر نثار ہو چکا اور جو قواعد نامہ دینے کے تھے وہ سب تکمیل پا چکے اُسوقت مالک اژدر نے نامہ صلصال کو دیا اُسنے نامہ پڑھواکر سُنا بعد سُننے کے برہم ہوکر جواب مین اُسکے یہ لکھوا دیا کہ ہمین مسلمان ہونا اور نوشیروان کو تمھارے حوالے کرنا منظور نہین ہے ہم تم سے لڑینگے جہانتک ممکن ہوگا تمھین اور تمھارے لشکر کو قتل کرینگے یہ عبارت پشت نامہ پر لکھواکر نامہ مالک اژدر کے حوالے کیا مالک اژدر جواب نامہ لیکر دربار صلصال سے باہر جاکر اپنے مرکب پر سوار ہوا اور مع اپنے لشکر کے اُسجگہ سے کوچ کیا بعد قطع راہ جب خدمت امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران اور بادشاہ لشکر اسلام مین گیا جواب نامہ دیکر تمام حال جو گذرا تھا بیان کیا امیر اور بادشاہ لشکر اسلام تمام حال سُنکے خوش ہوے اور ارادہ آگے چلنے کا کیا اُدھر صلصال نے سامان جنگ کرنا شروع کیا

داستان ذکر بیتابی و بیقراری عیاران لشکر اسلام کا عشق فتانہ مین اور گرفتار ہوکر رہا ہونا انکا مع بیان عیاری خواجہ عمرو

کدھر ہے تو اے ساقی نیک پے
ہے صورت یار پیش نظر
وہ مے جس سے ہے گرم بازار حسن
وہ مے جس سے ہے دل برشتہ کباب

عطا کر مجھے جلد اک جام مے
وہ مے جس سے ہے خشکو کوئے عشق
وہ مے جس سے ہے رونق کار حسن
پلادے جو ایسی مے بے نظیر

وہ مے جسکے پینے سے اے خوش سیر
وہ مے جس سے گلزار نرگس ہو عشق
وہ مے بلبل جسکا ہو رشک گلاب
تو لکھے ہنر قصہ دلپذیر

ناقلان شاہد رعنائے تحریر و کاتبان داستان ہائے دلپذیر اس داستان شیرین کو اسطرح رقم کرتے ہین کہ جس روز سے عیاران لشکر اسلام نے چہرۂ زیبا فتانہ دختر بزرگ خطائی کو دیکھا تھا ہر ایک عیار سوائے خواجہ عمرو کے اُس گل پیرہن غنچہ دہن پر عاشق ہوگیا تھا اور سب سے زیادہ خواجہ عمرو سے

کہتا تھا کہ اگر آپکی تدبیر سے قتانہ تک ہماری رسائی ہو جائے تو ہمکو جسقدر مال و زر ممکن ہوگا آپکو دینگے قبل
اسکے لکھا گیا ہو کہ خواجہ مکان بزرک خطائی مین گئے تھے اور خندق مین گر پڑے تھے پھر کتے کی کھال پہنکر عیاری
کی تھی فی الحال یہی ہر ایک عیار نے برائے مطلوب خواجہ سے کہا عمرو نے خیال کیا کہ اگر کسیواسطے قتانہ
کو لاتا ہون تو قران اور دیگر عیاران اسلام کو ملال ہوگا اسیطرح جس عیار کے بارے مین اسکے مطلب کیواسطے
کوشش کرونگا اور تمنا اُسکی بر لاؤنگا اور سب عیارونکو صدمہ عظیم ہوگا یقین ہے کہ فساد و فتنہ براے
قتانہ برپا کرینگے پس بہتر یہ ہے کہ اس امر مین دخل نہ دینا چاہیے چنانچہ خواجہ نے ہر ایک سے کہا تم اس مقدمہ
مین مجھ سے کچھ نہ کہو آپ ہی اپنے حصول مطلب کیواسطے کوشش کرو تم مین سے جو کوئی قتانہ کو لے آوے اور
قتانہ اُس سے راضی ہووے وہی اُسکے وصل سے شاد و کام ہو عیاران لشکر اسلام یہ تقریر خواجہ کی سُنکے
اعانت خواجہ عمرو سے مایوس ہوے شب و روز جدائی قتانہ مین آہ و نالہ کرنے لگے اور مثل ماہی بے آب
اُسکی مفارقت مین تڑپنے لگے آنکھوںکو اشک سے پُرنم کرنے لگے آخر ایک روز ہنگام شب تاب صدمہ
جدائی نہ لاکر جملہ عیاران لشکر اسلام زیر قصر قتانہ گئے اور اشعار عاشقانہ پڑھنے لگے گاہ غم دوری سے
نالہ و فریاد کرنے لگے بزرک خطائی احوال عیاران لشکر اسلام سے ماہر ہوکر جملہ اپنے شاگردونکو جمع کرکے اُنکی
گرفتاری کے واسطے ایک گوشہ مین بیٹھا اور جابجا اپنے عیارون کو اُنکے گرفتار کرنے کو معین کیا عیاران
لشکر اسلام نے بعد نالہ و بکا ارادہ کیا کہ دیوار قصر قتانہ پر جائین اور ممکن ہو تو قتانہ کو قصر سے نکال
لائین اول شہاب خرقہ پوش گیا ہنوز دیوار قصر سے اندرون قصر اُترا تھا کہ بزرک خطائی اور اُسکے
شاگردون نے اُسے حلقہ ہائے کمند مین گرفتار کیا بعد اُسکے گلباد عراقی گیا دیوار قصر پر سے روے زیباے
قتانہ دیکھکر آہ سرد کھینچکر بیہوش ہوکر درون قصر گرا اسے بھی بزرک خطائی نے قید کیا اسی طرح جملہ عیاران
لشکر اسلام کو جو ہمراہ خواجہ ترکستان مین آئے تھے بزرک خطائی نے گرفتار کیا فقط مہتر قران اور خواجہ
گرفتار نہوے جب صبح ہوئی بزرک خطائی نے جملہ عیارون کو بازار گندم فروشان مین جو قید خانہ تھا اسی زندان
مین قید کیا اور اپنے شاگردون سے کہا کہ تم سب اس قید خانہ کے گرد رہو بخوبی حفاظت کرو شاگردان
بزرک خطائی عیاران لشکر اسلام کو قید کرکے دربار مین گیا اور تمام حال عیاران لشکر اسلام کا جاکر
صلصال سے بیان کیا بختک نے یہ احوال سُنکے کہا عیارون کو قتل کر ڈالو ورنہ عمرو سب کو قید سے رہا
کرکے لیجائیگا بزرک خطائی نے جواب دیا آج شب کو عمرو براے رہائی عیاران ضرور آئیگا مین اُسکو گرفتار
کرونگا کل وقت سحر جملہ عیاران لشکر اسلام کو مع خواجہ عمرو کے قتل کرونگا یہ کہکر بزرک خطائی دربار سے
چلا گیا عمران خطائی نے مہتر قران سے آکر کہا کچھ تمھین خبر بھی ہے تمھارے ساتھ جتنے عیار یہان آئے تھے
وہ سب گرفتار ہوگئے بزرک خطائی نے اُنھین قید خانہ مین قید کیا ہے قران نے پوچھا وہ قید خانہ کہان ہے
عمران نے نشان زندان بتایا ہنگام شب مہتر قران نے ایک حمام کہنہ مین کہ قریب زندان تھا بیٹھکر
نقب لگانا شروع کی یہانتک کہ دہنہ نقب قید خانہ مین جا کر وا کیا اور جملہ عیارون کو جو قید سے تھے
اُنھین رہا کرکے راہ نقب سے لے آیا اور باقی ماندہ شب خانہ اخی سعید مین مع جملہ عیارون کے
بسر کی وقت سحر بزرک خطائی نے زندان مین عیارون کو نہ دیکھا نہایت حیران ہوا دل مین کہنے لگا تمام
شب تو مین نے مع اپنے شاگردون کے حفاظت کی قید خانہ کے گرد پہرا دیا کیے نہین معلوم عمرو کس طرح

عیاروں کو رہا کر کے لے گیا یہ تقریر اپنے دل سے کر کے ہر طرف جستجوئے نقب کرنے لگا بعد تلاش بسیار حمام کیطرف نشان
نقب ملا یزک خطائی حمام سے جانب دربار صلصال جاتا تھا اثناے راہ میں ایک پیر نہایت خمیدہ کمر نظر آیا
اُس ضعیف نے دست رعشہ دار اُٹھا کر یزک خطائی کو سلام کیا اور کہا جو عیار تم نے گرفتار کیے تھے
وہ رہا ہو کر ایک مکان میں شب کو رہے تھے اس وقت اُسی مکان میں ہیں یزک خطائی نے پوچھا کہ وہ
مکان کہاں ہے بڈھے نے کہا تم میرے ساتھ آؤ میں تمھیں بتاؤں یزک خطائی ہمراہ اُسکے چلا بڈھا بوجہ
ناتوانی اور اپنے مطلب کے خیال سے آہستہ قدم اُٹھانے لگا یزک خطائی کسی قدر آگے بڑھ گیا اسوقت
پیر مذکور نے بصد چالاکی وہی کلاہ جسمین بڑے بڑے موتی ٹکے ہوئے تھے سر یزک خطائی سے اُتار کر ایک
مکان کے کوٹھے پر جست کی اور نعرہ کیا منم عمرو دیکھو یون عیاری کرتے ہیں یزک خطائی نے پیچھے پلٹ کر
کہا او ظالم غضب کیا تو نے کہ کلاہ میری بمکر و فریب لے لی ارے یہ کلاہ میری خراج ملک مین کی قیمت رکھتی ہے
بہتر اور مناسب یہ ہے کہ ٹوپی میری مجھے دیدے ورنہ مین تجھے مار ڈالون گا اگر تو بھاگیگا مین تیرا تعاقب کرون گا
مجھے یہ کلاہ لیکر نہ جانے دونگا خواجہ عمرو نے تمام تقریر اسکی سنکے یہ جواب دیا ع پنجہ در صید بردہ ضیغم را چہ
تفاوت اگر شغال آید ۔ ادنی عیار تو کلاہ مجھسے کیا لے لیگا وہ تو داخل زنبیل ہو گئی تو تو کیا ہے تیرے فرشتون کو بھی
نہ ملیگی یہ سنکر یزک خطائی نے نہایت برہم ہو کر خواجہ عمرو کا تعاقب کیا جس کوٹھے پر خواجہ جست کر کے
جاتے تھے اُسی کوٹھے پر یزک خطائی بھی جست کر کے جاتا تھا مگر خواجہ عمرو کو گرفتار نہ کر سکتا تھا کوتاہ چند
کوٹھے پھاند کر یزک خطائی کو خوب پریشان کر کے خواجہ عمرو نظر سے غائب ہو گئے یزک خطائی رنجیدہ اور مغموم
ہو کر دربار صلصال گیا اور تمام احوال جو گذرا تھا وہ بیان کیا بختک نے ہنسکر جواب دیا کہ آج تو تمھارے
پیر و مرشد نے تمھاری کلاہ لے لی ہے اب اور اور اشیا پر ہاتھ مارینگے ذرا تم اپنا سر بچا لے رکھنا خوب ہوشیار
رہنا ایسا نہو وہ تم کو ایک طفل کتب جانکر تمھارے سر پر برائے تنبیہ ایک چپت لگائین دیکھو میرے تو سر کو
اُنھون نے خوب چکنا کر دیا ہے اتنی تعزیر دی ہے کہ اب ایک بال بھی سر پر باقی نہین ہے یہ کہکر سر اپنا دکھایا پہلے تو
یہ کلام بختک سنکر یزک خطائی کو غصہ آیا پھر سر اُسکا دیکھ کر بے اختیار مسکرایا غصہ فرو ہو گیا دل مین کہنے لگا یہ شخص
نہایت مسخرہ ہے اسکی باتون پر کچھ خیال نہ کرنا چاہیے یزک خطائی یہ خیال کر رہا تھا کہ صلصال نے برہم ہو کر
حکم دیا کہ ابھی جا کر عمرو کو گرفتار کر کے میرے روبرو لے آ اور اگر تو عمرو کو نہ لائیگا تو آج ہی تجھے قتل کرون گا
یزک خطائی بموجب حکم تلاش عمرو مین دربار سے نکلکر چلا تھوڑی راہ طے کی تھی کہ ایک پیر سوداگر وضع نظر آیا
قریب جا کر جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ دست پیر مین عصاے بادام تلخ ہے سر پر دستار برین نفیس چکن کمر سے پٹکا
بلبل چشم کا لپٹا ہوا ہے شرع کا پائجامہ ہے نعلین پاؤن مین مخملی ہے دست و پا کثرت ضعف و ناتوانی سے کانپتے
ہین جھریان تن پر عیان ہین ایک خادم سیاہ فام قوی ہیکل ہمراہ ہے ہنوز یزک خطائی سوداگر مذکور کو دیکھ رہا تھا
کہ اُس سوداگر نے بعد سلام کہا اے یزک خطائی تم مجکو بھی جانتے ہو کہ مین کون ہون یہ سنکر یزک خطائی
نے جواب دیا مین تمھارے نام سے آگاہ نہین ہون اُس پیر نے کہا اگر تم نہین جانتے ہو تو آگاہ ہو خاص و
عام مجکو خواجہ عتق بن حتق بن نتق بن عنوق بن طوق بن طروق بن کبوتر بن شیم بن مائدہ تاجر بلخی
کہتے ہین یزک خطائی نے ہنس کر کہا یہ نام آپ نے اپنا کیون رکھا اور مجھ سے کیون آپ نے بیان
کیا تاجر نے جواب دیا یہ نام میرا میرے بزرگون نے واسطے میری زیادتی زندگی کے رکھا تھا اور

نام اپنا ظاہر کرنے سے یہ مطلب ہے کہ فی الحال میں نے سنا ہے کہ کلاہ تمھاری کوئی عیار لیگیا ہو مجھیں اس کلاہ کے خیال
مین صدمہ ہے کیونکہ اس کلاہ مین موتی بیش قیمت ٹکے ہوئے تھے اور جواہر بیبہا تھا وہ کلاہ جو تمھاری تھی اچھا تم کو
ویسے ہی موتیون کی جستجو ہے میرے پاس بھی چند دانے گرانمایہ آبدار ہیں مین چاہتا ہون کہ تمھارے ہاتھ بیچ ڈالون
یہ سنکر بزرک خطائی نے کہا وہ موتی مجھے دکھایئے اگر مجھے اچھے معلوم ہونگے تو خرید لونگا تاجر نے ایک ڈبہ
ڈبا نہایت نفیس نکالا اُسے کھولکر صد ہا تہ پنبہ اور پارچہ کی دور کرکے وہ دانے گوہر کلان کے نکالے اور
بزرک خطائی کو دکھائے بزرک خطائی اُن موتیون کو دیکھتے ہی حیران ہوگیا کیونکہ ویسے موتی کبھی نہ دیکھے تھے
بعد دیکھنے کے بزرک خطائی نے قیمت دریافت کی تاجر نے کہا اسی ہزار روپیہ انکی قیمت ہے بزرک خطائی نے بعد
گفتگو کے بیاسی ساٹھ ہزار روپیہ دیکر وہ موتی مول لیے اور اُسی وقت وہ گوہر آبدار لیکر خدمت مین صلصال
کی گیا اور تمام حال موتیون کے خریدنے کا بیان کیا صلصال نے کہا وہ موتی با دولت کو دکھا بزرک
خطائی نے ڈبا کھولکر جو موتی نکالے تو ہر ایک موتی ٹیڑھا نظر آیا یہ رنگ موتیون کا دیکھکر بہت گھبرایا
صلصال نے باعث اضطراب پوچھا بزرک خطائی نے عرض کیا خداوند نعمت یہ موتی مین نے تاجر سے
جب لیے تھے اُسوقت تو نہایت کلان اور گول تھے اسوقت جو دیکھتا ہون تو کچھ چھوٹے اور ٹیڑھے معلوم
ہوتے ہین بختک نے کہا بیشک جو تم کہتے ہو سچ ہے ہمارے پیرومرشد خواجہ عمرو بن امیہ ضمری ایسے موتی بنا کے
ہزارون بلکہ لاکھون روپیہ کے اکثر شاہون اور جوہریون کے ہاتھ بیچ ڈالتے ہین یقیناً انھین جناب خلافت مآب نے
نے تمھارے ہاتھ بھی یہ وہی موتی بیچے ہونگے اب زیادہ پریشان خاطر نہو ان موتیون کو چھینک دو نمک یا
مصری یا موم کے بنے ہوے ہونگے افسوس ہزار افسوس تم عیار ہو اور عمرو کے دام فریب مین آگئے
انھین گرفتار کرنے گئے تھے خود اُنکے دام مکر مین پھنس گئے صلصال یہ احوال سنکے اسقدر
برہم ہوا کہ جلاد کو طلب کرکے بزرک خطائی کے قتل کرنے کا حکم دیا اُسوقت نوشیروان نے کہا اب اسکی
جان بخشی کیجیئے صلصال نوشیروان کے کہنے سے اسکے خون سے درگذرا اور کہا اے بزرک خطائی اگر اب کی
مرتبہ عمرو کو گرفتار کرکے نہ لائے گا تو ضرور تجھے قتل کرونگا بزرک خطائی یہ سنکے براے گرفتاری خواجہ عمرو
روانہ ہوا تھوڑی دیر خواجہ کی تلاش کرکے دربار مین آیا اُسوقت ہرمز پسر نوشیروان نے سیر شہر کی
اجازت طلب کی صلصال نے اجازت دیکر بزرک خطائی کو اور بختک کو اُسکے ہمراہ کیا ہرمز دربار سے
نکلکر گھوڑے پر سوار ہوا بختک اپنی خچری پر سوار ہوا بزرک خطائی مع یلدا عیار کے ہمراہ ہوا ہرمز شہر کی
سیر کرتا ہوا جاتا تھا اثناے راہ مین نشہ ہوا اُتر گیا اتفاقاً دکان شعبان مے فروش کی جانب گذر
ہوا دیکھا اکثر اشخاص اُسکی دکان پر شراب پی رہے ہین ہرمز بھی اُسکی دکان پر گیا اور ایک اشرفی دیکر شراب
طلب کی شعبان مے فروش نے بعزت تمام بٹھا کرکے گلنار سے پلائی اس وقت خواجہ عمرو بھی بصورت
تاجر اسی دکان پر بیٹھے ہوے تھے اور عیاری کی فکر مین تھے کہ بختک نے عمرو کو پہچان کر بزرک خطائی
سے اشارہ کیا کہ یہ عمرو ہے ہو سکے گرفتار کرلے بزرک خطائی نے فوراً یلدا سے کہا کہ
صندوقچہ جواہر کا نکال اُسنے ایک صندوقچہ نکالکر دیا بزرک خطائی کو دیا اُسے کھولا اور کہا اگر اس
دکان پر کوئی جوہر شناس ہو تو اس جواہر کو دیکھے اور کم قیمت جواہر بیش قیمت جواہر سے جدا کردے
عمرو نے کہا مین خوب دیکھتا ہون یہ کہکر قریب آکر سر جھکا کر جواہر دیکھنے لگا اور بچا لاکی جواہر بیش بہا

داخل زنبیل کرنے لگا اور ویسے ہی جواہر اُس جواہر مین ملانے لگا یزک خطائی نے جلد تر ہاتھ عمرو کا پکڑ لیا اُسنے حلقہ کمند مین خواجہ کو اسیر کیا ہرچند خواجہ نے فریاد کی کہ مجھے کیون گرفتار کرتے ہو مین نے کیا خطا کی ہو لیکن یزک خطائی نے رہا نہ کیا اور کہا اے عمرو تو نے مجھے نہایت صدمے دیے ہین آج مین نے تجھے گرفتار کیا ہو اب مکاری نہ کر اپنے تئین پوشیدہ نہ کر اس تیرے نالہ و فریاد سے ہرگز تجھپر رحم نہ کرون گا کسی طرح رہا نہ کرونگا یہ کہکر ہمراہ ہرمز و بختک خواجہ عمرو کو لیکر خدمت صلصال مین آیا اور تمام حال گرفتار کرنے کا عرض کیا صلصال نے حکم دیا عمرو کو قتل کرو جلاد کو طلب کرو جب جلاد روبرو سے عمرو آیا عمرو نے کہا اے شہنشاہ فلک بارگاہ مجھے قتل نہ کرائیے اہل و عیال میرے تباہ و برباد ہوجائینگے بعد میرے اُن کی کوئی خبر نہ لیگا حمزہ ایک عرب سبے مروت اور بخیل ہو میرے اہل و عیال کو پرورش نہ کریگا میری زندگی مین اُسنے میری کیا قدر کی جو بعد میرے اطفال و ازواج سے سلوک کریگا مدام چار روپیہ ماہواری دیتا ہو کبھی اس سے زیادہ نہین دیتا ہو ہرچند مین کار ہاے نمایان کرتا ہون لیکن تنخواہ مین ترقی نہین کرتا نہ کبھی انعام دیتا ہو ازحد تکلیف و مصیبت مین زندگی بسر کرتا ہون اگر حضور مجھے نوکر رکھ لین تو حمزہ اور سرداران لشکر حمزہ کو گرفتار کرلاؤن صلصال گفتگو خواجہ کی سُنکے اور قول عمرو کو راست تصور کرکے خوش ہوا خواجہ کو نوکر رکھکر خلعت و انعام دیا بختک نابکار کو یہ امر نہایت ناگوار ہوا اب خواجہ عمرو کو تو ملازمت صلصال مین چھوڑا جاتا ہو اور اس جگہ سے حال مہتر قران صاحب بغداد گران تحریر کیا جاتا ہو ایک روز مہتر قران ہجر قتانہ مین نہایت غمگین ہوا آخر تاب صبر نہ لاکر ہنگام شب بذریعہ کمند قصر قتانہ پر گیا دیکھا کہ قتانہ سہری پر غافل سو رہی ہو اور یزک خطائی نہین ہو چہرہ پر نور اسکا بمقابلہ ماہ کامل ہو قمر خجالت سے ابر مین مُنھ چھپاتا ہو زلفین چہرے پر چین افشان چنی ہو پیر فلک کواکب کو اُسکی افشان پر دمبدم نثار کرتا ہو یہ حسن و جمال اُس شاہد بیمثال کا دیکھکر مہتر قران نے ایک آہ کی آخر تاب ضبط نہ لاکر دیوار سے نیچے اُترا کنیزون کو سوتا دیکھکر قریب اُس گل پیرہن غنچہ دہن کے گیا چاہا ہم آغوش ہوکر مدعاے دلی حاصل کرے لیکن بخیال بیدار ہوجانے اُس نازنین کے اس امر سے باز رہا فوراً سوراخ ز سے بیہوشی اُس کے دماغ مین پہونچا کر اُسے بیہوش کرکے چادر عیاری مین باندھکر جلد تر وہان سے خانہ اخی سعید مین آیا قریب صبح اس دلربا کو ہوشیار کیا جب قتانہ نے ہوشیار ہوکر چشم نرگسی وا کی ایک جوان سیاہ فام قوی ہیکل کو دیکھا بخیال دیو سیاہ خوف سے کانپنے لگی آخر کثرت خوف سے اُسے غش آگیا مہتر قران نے عرق گلاب اور کیوڑہ چھڑکا اور بھی دیگر تدابیر دفع بیہوشی کرکے اُسے ہوش مین لایا پھر قدم پر گر کے منت کہنے لگا اے دلربا مجھسے خائف نہو مین تیرا دشمن نہین ہون جس روز سے تجھے دیکھا ہو تیرا عاشق ہون نام میرا مہتر قران ہو براے خدا میرے حال زار پر رحم کر اپنے وصل سے مجھے شادکام کر قتانہ گفتگوے قران سُنکے بناز و عشوہ کہنے لگی پہلے اپنے روے سیاہ کو تو آئینہ مین دیکھ پھر مجھسے طالب وصل ہو مہتر قران نے سر اپنا اُسکے قدم سے اُٹھاکر کہا اے محبوب اب تاب ضبط باقی نہین ہو دل پہلو مین بیتاب ہو بے التفاتی اختیار نکر اسقدر ناز نہ کر اپنے عاشق پر جفا نہ کر قتانہ نے پھر مثل قبل گفتگو کی اسی طرح تا سحر گفتگوے راز و نیاز رہی آخرکار قتانہ وصل مہتر قران پر راضی ہوئی مہتر قران نہایت شاد ہوا اگر اسوقت وصل سے شادکام نہوا ہنگام صبح

مہتر قران فتانہ کو خانہ اخی سعید مین چھوڑکر بضرورت بازار مین گیا عمران خطائی جو احوال فتانہ سے آگاہ
ہوا بخیال عتاب صلصال اور بخوف یزک خطائی فتانہ کو ایک دوست ہیزم فروش کے مکان
مین لیگیا اور وہین چھوڑکر چلا آیا اور اپنے باپ سے اس امر کو نہ کہا بعد تھوڑی دیر کے مہتر قران
جو بازار سے آیا فتانہ کو گھر مین نہ دیکھ کر متحیر ہوا ہرچند عمران خطائی سے پوچھا اُسنے مفصل حال بیان نہ کیا
مہتر قران سمجھ گیا کہ عمران ہی فتانہ کو لیگیا ہی یہ خیال کرکے اخی سعید کے پاس گیا اور عمران خطائی کی
شکایت کی اخی سعید نے عمران خطائی کو بلاکر چند کوڑے مارے اور کہا جلد بیان کر کہ فتانہ کو کہان تو نے
چھپایا ہو اور کہان تو لے گیا عمران خطائی نے صاف صاف بیان کردیا مہتر قران جانب مکان ہیزم فروش
ہمراہ عمران خطائی روانہ ہوا انھین تو اثناے راہ مین چھوڑیے اور اب احوال دیگر سُنیے کہ جب ہنگام سحر یزک
خطائی خواب سے بیدار ہوا اپنی دختر کے گھر مین گیا ہاے عیار کے جا بجا نشان دیکھ کر مضطربانہ وشتابانہ
دربار مین گیا اور احوال اپنی دختر کا صلصال سے بیان کیا صلصال نے جانب خواجہ عمرو
دیکھا عمرو نے عرض کیا اے شہنشاہ بیشک یہ کام کسی عیار کا ہو یقینا کوئی عیار عیاران لشکر اسلام سے
فتانہ کو لے گیا ہو تدبیر اسکی یہ ہو کہ یزک خطائی اور سب شاگردان یزک خطائی ہر جگہ شہر
مین فتانہ کی جستجو کرین حتے الامکان مین بھی اس امر مین کوشش کرون گا یہ سُنکر صلصال نے
اسی وقت جملہ شاگردان یزک خطائی کو حکم دیا کہ ابھی جاکر فتانہ کو تلاش کرو شہر مین جس
کسی کے مکان مین ملے بلا تامل اُس کے مکان سے نکال لے آؤ اور صاحب مکان کو پکڑ لاؤ بموجب حکم شاہ
ترکستان شاگردان یزک خطائی روانہ ہوے شہر مین فتانہ کی جستجو کرنے لگے ان عیارون کو تو تلاش
فتانہ مین سرگردان رہنے دیجیے اور اب احوال بعض بعض عیاران لشکر اسلام کا سُنیے کہ جب شاگردان
یزک خطائی شہر مین پھرنے لگے اور ہر ایک مکان مین فتانہ کی جستجو کرنے لگے یہ خبر گلباد عراقی کو جو معلوم
ہوئی زار زار فتانہ مین بیقرار ہو کر رویا سمک یلطاقی نے سبب گریہ پوچھا اُسنے تمام احوال جو سنا تھا بیان
کیا سمک یلطاقی اُسی وقت صورت اپنی بدلکر ایک جانب روانہ ہوا ہر ایک مکان مین بصورت زن پیر
جاکر تلاش فتانہ کرنے لگا آخر بعد جستجوے بسیار مکان ہیزم فروش مین تنہا فتانہ کو پایا نہایت خوش ہو کر
اُس سے کہنے لگا او دلربا تو نے مجھے پہچانا بھی کہ مین کون ہون اُسنے جواب دیا مین نے تو تجھکو نہین پہچانا
سمک یلطاقی نے صورت اصلی اپنی دکھا کر کہا آگاہ ہو کہ مین عیاران لشکر اسلام سے ہون نام میرا سمک
یلطاقی ہو جس دن سے تجھے دیکھا ہو اُسی روز سے تجھپر شیفتہ اور فریفتہ ہون اگر تو میرے وصل پر راضی ہو
تو مین تجھکو یہان سے لیچلون فتانہ نے کچھ جواب ندیا سمک یلطاقی نے خیال کیا اس کو یہان سے
لیچلنا مناسب ہو بعد چند روز کے ضرور ہی یہ میرے وصل پر راضی ہو جائیگی یہ خیال کرکے فی الفور اُسے
بیہوش کرکے چادر عیاری مین باندھکر گھر سے نکلا گلباد عراقی بھی تلاش کنان آتا تھا کہ راہ مین سمک
یلطاقی سے ملاقات ہوئی گلباد عراقی کو معلوم ہو گیا کہ سمک یلطاقی نے فتانہ کو بیہوش کرکے چادر
عیاری مین باندھا ہو اور پشتارہ لیے جاتا ہو جب یہ امر معلوم ہو چکا گلباد عراقی پشتارہ سمک یلطاقی
سے چھیننے لگا باہم دونون مین تکرار ہونے لگی ہنوز دونون مین تکرار ہو رہی تھی کہ شاگردان یزک خطائی
اور مہتر قران اور عمران خطائی آگئے شاگردان یزک خطائی نے بقصد گرفتاری

سمک لیطاقی کیا چہار طرف سے گھیر لیا سمک یہ حال دیکھکر مجبور و ناچار ہوا پشتارہ اُسی جگہ رکھکر بھاگ گیا
شاگردان یزک خطائی نے پشتارہ اُٹھالیا اُسوقت ہرچند عمر قران نے چاہا کہ پشتارہ اُس سے چھین لے
مگر ملن نہوا شاگردان یزک خطائی پشتارہ لیکر چلے یہ خبر یزک خطائی کو پہونچی وہ بھی آیا پھر پشتارہ
اپنے شاگردون سے لیکر اپنے مکان مین گیا دختر کو اپنی ہوشیار کیا اب حال فتانہ کا آیندہ لکھا جائیگا اس جگہ
کچھ احوال یلدا عیار اور علمشاہ کا لکھا جاتا ہو یلدا عیار شاگرد رشید یزک خطائی کا ہو اور خلیفہ شاگردان
یزک خطائی کا ہو نہایت مکار اور چور ہو اکثر شب کو تاجرون کے گھرون سے مال وزر چرا کے لاتا ہو موافق
عادت قدیم ایک شب کو براے وزدی بخانۂ تاجر سیاح جہانگرد جو گیا دیکھا علمشاہ بیٹھے ہین چند عیاران
لشکر اسلام بھی موجود ہین علمشاہ تاجر مذکور اور عیارون سے کہہ رہے ہین اب کسی روز موقع پاکر
لشکر صلصال پر حملہ کرونگا سرداران لشکر کو تہ تیغ کرونگا قبل تشریف لانے والد نامدار کے
صلصال کو قتل کرونگا عیار عرض کر رہے ہین حضور کے سامنے لشکر شاہ ترکستان کی حقیقت کیا ہو
صلصال کی کیا لیاقت ہو بیشک آپ قبل تشریف لانے حمزہ صاحبقران کے صلصال اور لشکر کو
اُسکے تہ تیغ کیجیے گا یلدا عیار گفتگوے علمشاہ سُنکے مکان سیاح جہانگرد سے نکلا اور بازار مین آکے
ایک دُکاندار سے پوچھا کچھ تم کو معلوم ہو کہ سیاح جہانگرد کے مکان مین کون رہتا ہو اُس نے کہا
اور تو مجھے نہین معلوم اسقدر جانتا ہون کہ ایک جوان تاجر نے آکر یہان بکرایہ دُکان لی اور پیشہ
تاجری شروع کیا تھا چند روز سے اُسنے دکان پر بیٹھنا ترک کر دیا ہو مکان سیاح جہانگرد مین فروکش
ہوا ہو یلدا یہ احوال سُنکے اپنے گھر مین گیا وقت دربار خدمت صلصال مین گیا اور ارادہ جوان تاجر
یعنے حال علمشاہ سے اطلاع دی صلصال نے برہم ہوکر اپنے فرزند تمر تاس خان کو دس ہزار
سواران جرار دے کر کہا جلد جاکر اُس بد اندیش کا سر کاٹ لا جب وہ روانہ ہوا تو صلصال نے
یلدا عیار کو بھی ہمراہ اُسکے کیا تمر تاس خان ہمراہ یلدا مع فوج مکان تاجر سیاح جہانگرد پر آیا مکان
کو چہار طرف سے گھیر لیا سمک لیطاقی نے علمشاہ کو تمر تاس خان کے آنے سے آگاہ کیا علمشاہ نے مکان
سے برآمد ہوکر ایک مرکب پر سوار ہوکر مقابلہ کیا اول تمر تاس خان نے تیغہ گرانبار کھینچکر سر حریف پر
لگایا علمشاہ نے فوراً سپر اُٹھائی تھی کہ پانون مرکب کا ایک موشخانہ مین جا تا رہا ہاتھ کو ایسے ہنگام مین
کسی قدر لغزش ہوئی سپر سر سے سرکی تیغہ سر پر پڑ گیا تا دو ابرو اُتر آیا علمشاہ نے دستانہ مارا تیغہ
سر سے نکل گیا خون سر سے صورت دریا جاری ہوا علمشاہ نے باوجود زخمی ہونے کے پانون گھوڑے کا
موشخانہ سے نکال کر تیغ تیز سے تمر تاس خان کو قتل کیا یہ احوال دیکھ کر سوارون نے حملہ کیا
علمشاہ نے ہزارون سوارون کو بھی تہ تیغ بیدریغ کیا آخر بوجہ زخم کاری کے غش آنے لگا سوارون
نے چاہا کہ قاتل تمر تاس خان کو گرفتار کرین اُسوقت علمشاہ نے گھوڑے کی گردن مین ہاتھ
ڈالکر ہر سنے پر رکھ کر کہا اے اسپ وفادار مجکو اس گروہ دشمنان سے نکالکر کہین لیجا فی الفور اسپ
سواران خونخوار سے نکل کر ایک جانب روانہ ہوا ہر چند سوارون نے تعاقب کیا مگر گرد سمند
علمشاہ بھی ہاتھ نہ آئی آخر مجبور ہوکے چند عیاران لشکر اسلام کو گرفتار کر کے خدمت صلصال
مین گئے اور تمام احوال جنگ عرض کیا صلصال کو اپنے فرزند کے قتل ہونیکا رنج ہوا سمک لیطاقی

انہوں سواران جرارسے نکل نہ سکا اسوجہ سے ہمراہ رکاب علمشاہ نہ جا سکا اب حال علمشاہ بمقام مناسب تحریر کیا جائیگا صلصال نے صدمہ مین اپنے فرزند کے یہ حکم دیا کہ عیاران لشکر اسلام کو قتل کرو عمرو نے عرض کیا حضور انھین قید کرین شاید یہ بت پرستی اختیار کرین صلصال نے عمرو کے کہنے پر عمل کیا

دو کلمے داستان لیجانا زر افشان جادو کا عمرو بن حمزہ یونانی کو بعدہ آنا نامہ بر کا ملک خاور سے اور جانا امیر کا بمدد خسرو خاوری اور گرفتار کرنا قماس خان کو مع حال ملک قاسم بیان کئے جاتے ہین ۔ ساقی نامہ

پلا ساقیا اب تو جام شراب
غزلخوان ہو مرغ خوش الحان عجب
کھلے ہین جو گل رنگ پر ہو چمن
قبا سرخ ہر گل کی تھی زیب بر
بھرے ہین مے رنگ سے جام گل
لیے ساغر گل کو پھرتی ہو مست

نمایاں ہوا ہو فلک پر سحاب
خوشا فصل گل جوش پر ہو بہار
درختون پہ ہین بلبلین نغمہ زن
پئے سجدۂ شکر پروردگار
زبان عنادل پہ ہو نام گل
یہی میکشی کا تو ہنگام ہو

مہیا ہو ہر سمت سامان عیش
چمن سرخ صحرا زمرد نگار
وفور طرب سے ہین رقصان شجر
ہر اک شاخ گل جھکتی ہو بار بار
نسیم سحر صورت مو پرست
ہنر دیر سے طالب جام ہو

راویان سحر بیان و داستان گویان شیرین زبان اس داستان بینظیر کو یون بیان کرتے ہین کہ لشکر زادل قاف ثانی سلیمان امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران کا بمقام بیلاق اُترا ہوا تھا و ورنگ بارگاہین اور خیام برپا تھے ایک روز وقت شب حمزہ صاحبقران زمان واسطے حفاظت لشکر کے اُٹھے تھے ناگاہ ایک برق چمکی بجھا ہوا ان ایکمرتبہ بارگاہ عمرو بن حمزۂ یونانی مین در آیا اور عمرو بن حمزہ کو اُٹھا لے گیا ہرچند صاحبقران اور سرداران لشکر نے دیکھا مگر کچھ نظر نہ آیا وہ پنجہ شہزادۂ موصوف کو لیجا کے غائب ہوگیا امیر باتوقیر صدمۂ جدائی فرزند مین مغموم و ملول بارگاہ سلیمانی مین آئے ہنوز کچھ دیر نہ گذری تھی کہ ایک ناقہ سوار آیا اُشتر کو ٹھہرا کر مردمان لشکر سے پوچھنے لگا حمزۂ صاحبقران امیر عالیشان کس بارگاہ مین تشریف رکھتے ہین مین نامہ لیکر آیا ہون چاہتا ہون کہ خدمت امیر باتوقیر مین جا کر نامہ دون مردمان لشکر اس قاصد کو خدمت امیر مین لیگئے قاصد نے بعد ادائے شرائط تسلیم و تعظیم دستار سے نامہ نکال کے دیا امیر باتوقیر نے اُس نامے کو جو پڑھوایا معلوم ہوا کہ یہ نامہ خسرو خاوری نے لکھا ہو کہ قماس خان نے سخت عاجز کیا ہو قلعہ کا محاصرہ کیا ہو براے اعانت آپ سے مجھے طلب کیا ہو حمزہ صاحبقران مضمون نامہ سے آگاہ ہوکر اُسی وقت اشقر دیوزاد پر سوار ہوکر لشکر بادشاہ اسلام کے سپرد کرکے جانب خاور ہمراہ نامہ بر روانہ ہوے بعد قطع منازل اُسوقت عنقریب قلعۂ خاور پہونچے کہ جب قماس خان نے طبل یورش بجوا کے قلعہ پر حملہ کیا تھا اہل قلعہ گولے مارتے تھے دھوان بلند تھا توپون کی آواز سے زمین دہلتی تھی لشکری گولون سے ہلاک ہوتے تھے مگر قماس خان گولون کو سپر فراخ دامن سے اور گرز گران سر سے روکتا ہوا اپنے تئین بچاتا ہوا خندق سے گزر کر در قلعہ پر پہونچ گیا تھا چاہتا تھا کہ ضرب گرز گران سے در قلعہ کو توڑ کر داخل قلعہ ہو اُسوقت اہل قلعہ مضطربانہ ہاتھ فلک کی جانب بلند کرکے اس طرح خالق بحر و بر سے دعا کر رہے تھے کہ اے خالق کون و مکان و اے مددگار انس و جان واسطہ تجکو اپنے نبی ابراہیم خلیل اللہ کا اس دشمن سخت سے ہماری جان و آبرو بچا امیر کشورگیر نے اہل قلعہ کو

جو حال مندرجہ مین مبتلا دیکھا تاب ضبط باقی نہ رہی وہین سے نعرہ کیا اور بہ آواز بلند کہا او قیماس خان ہوشیار
ہوجا کہ مین آپہونچا خبردار و رقلعہ نہ توڑنا قلعہ مین جانیکا ارادہ نہ کرنا قیماس خان نعرہ حمزۂ صاحبقران سُنکے
پیچھے مڑکے دیکھنے لگا اتنی دیر مین امیر قریب اُسکے پہونچے خسرو خاوری و اہل قلعہ امیر باتوقیر کو دیکھکر
نہایت شاد ہوئے نعرۂ امیر سُنکے سمجھ گئے کہ یہی حمزۂ صاحبقران ہین اُسی وقت در قلعہ کھول کر
خسرو خاوری مع اپنی فوج کے خدمت امیر مین آیا شرائط آداب بجالایا قیماس خان نے خشمناک
ہوکر امیر باتوقیر سے مقابلہ کیا اول نیزہ سینے پر لگایا حمزۂ صاحبقران نے اُسکے نیزے کو اپنے نیزے پر
روکا اسی طرح تھوڑی دیر تک وار اُسکے روک کر اور روک کے نیزہ اُسکے ہاتھ سے نکال دیا پھر باہم جنگ
شمشیر و گرز ہوئی آخر قیماس خان نے عاجز ہوکر زنجیر کمر امیر باتوقیر مین ہاتھ ڈالا امیر نے بھی اُسکی
زنجیر کمر مین ہاتھ ڈالا باہم زور کرنے لگے فرس اور گینڈا متحمل نہوکر سینہ کے بھل زمین پر گرنے لگے
اُسوقت لوگون نے بڑھکر کہا اے بہادران یکتائے روزگار اگر تم مائل بکشتی ہو تو گینڈے اور گھوڑے
سے اُترکے کشتی لڑو گینڈا اور گھوڑا دونون بیچارے ہلاک ہوے جاتے ہین یہ سُنکے قیماس خان اپنے
گینڈے سے زمین پر کودا امیر باتوقیر بھی اپنے فرس بیمثل سے بالائے زمین تشریف لائے اور دامن عبا
گردان کر قیماس خان سے اکھاڑے مین کشتی لڑنے لگے پیچ اور توڑ پذیرا ہونے لگے مردمان لشکر مرکبون
سے اُترکر کشتی دیکھنے لگے راوی کہتا ہے کہ تیسرے روز امیر نے قیماس خان کو زمین سے اُٹھاکر
بالائے سر بلند کرکے اور چرخ دیکر زمین پر ٹپکا اور جلد سینہ پر چڑھکر فرمایا او قیماس خان اگر تو دین اسلام
قبول کرے تو مین تجھے چھوڑ دون تیرے خون سے زمین رنگین نہ کرون اُسنے مسلمان ہونے سے انکار کیا
چاہے امیر نے چاہا کہ سر اُسکا تیغ آبدار سے جدا کرین پھر خیال کیا کہ یہ جوان نہایت بہادر ہے چندے اسے قید
کرنا چاہئیے شاید یہ بعد چند روز کے دین اسلام قبول کرے یہ خیال کرکے اُسے ایک صندوق آہنی مین بند کیا
اور خسرو خاوری کے ملازمون کے حوالہ کیا خسرو خاوری یہ حال دیکھ کر ازحد خوش ہوا مردمان لشکر
قیماس خان یہ واقعہ دیکھ کر کچھ لڑے آخر تاب مقابلہ نہ لاکر مسلمان ہوے بعد جنگ کے خسرو خاوری
امیر باتوقیر کو قلعہ مین لے گیا نہایت تکلف سے امیر کی دعوت کی اور جشن کیا ایک روز خسرو خاوری
امیر کو محلسرا مین لیگیا بعد عزت بٹھاکر خورشید خاوری زوجۂ علمشاہ کو طلب کیا جب وہ حاضر ہوئی
کہا اے دختر نیک اختر یہ والد ماجد مین تیرے شوہر کے انھین تسلیم کر اور اپنے فرزند کو بلاکر انکی آغوش مین
بٹھا ملکہ خورشید خاوری ارشاد پدر بجا لائی امیر نے نہایت شاد ہوکر دعائے طول عمر دی اور جواہر بیش بہا
مرحمت کیا بعدہ ملک قاسم کی جانب بہ شفقت نظر کرکے اُسے سینے سے لگایا خوب پیار کیا قاسم نے بعد
تسلیم عرض کیا مین نے اپنی والدہ ماجدہ سے آپکا اسم مبارک اور حال صاحبقرانی سنا تھا آج مین نے آپ کو
دیکھا اور جانا کہ آپ ہی صاحبقران ہین چاہتا ہون کہ اب اسامۂ صاحبقرانی مجھے دیدیجیے اگر اب نہ دیجیے گا
تو جوان ہوکر مین بقوت بازو آپسے لے لونگا قاسم نے ایسے تیور اور ایسے انداز سے یہ تقریر کی کہ امیر کو
ہنسی آئی اور سمجھے کہ یہ طفل بہادر و جرار شعلہ خو آتش مزاج ہے جوانی مین اس سے زیادہ جری و بہادر رہیگا
یہ سمجھ کر اور قاسم کی باتون پر کچھ خیال نہ کرکے مسکراکر فرمایا فرزند ابھی اسامۂ صاحبقرانی لیکر کیا کروگے جب
ہماری طرح قوی اور جوان ہونا اُسوقت بقوت بازو لے لینا یہ کہکر پھر بعد الفت پیار کیا اور آلۂ جمشیدی

اُسکے بازو پر باندھ کر چند بندیز کیے تعلیم کیے اور ہمراہ خسرو خاوری کے محل سے برآمد ہو کے طالب رخصت ہوے خسرو خاوری نے بمجبوری عرض کیا اچھا آپ تشریف لیجائین امیر با توقیر فرزندان خسرو خاوری اور خسرو وغیرہ سے رخصت ہو کے وہ صندوق آہن جس مین قیماس خان کو بند کیا تھا ہمراہ اپنے لیکر جانب لشکر ظفر اثر روانہ ہوے بعد قطع راہ لشکر مین داخل ہوے بادشاہ لشکر اسلام اور جملہ سرداران لشکر خوش ہوے

دوسری داستان رہا ہونا عیاران لشکر اسلام کا بعیاری عمرو اور جانا اُنکا مع خواجہ عمرو لشکر اسلام مین اور روانہ ہونا امیر کشورگیر کا جانب ترکستان اور لڑنا سرداران لشکر صلصال کا حمزۂ صاحبقران اور دلاوران لشکر اسلام سے مع حال شادی تمغاج خان۔ ساقی نامہ

کدھر تو ہے ساقی گلعذار — پلا مجکو آئی ہے فصل بہار
کسی سمت کو تختۂ لالہ زار — چراغان کی دکھلا رہا ہے بہار
جو دیکھین بہار گل و نسترن — تو دین نقد جان رونمائی مین تن
پیون مین جو اس وقت تھوڑی شراب — لکھون حال صلصال خانہ خراب
کرون پھر رقم حال صاحبقران — بجالاؤن ارشاد پیر و جوان
لکھین تھوڑا تھوڑا سا سب انکا حال — کرے ہے طول فتر کا مجکو خیال
لیے ہے ہر اک غنچہ مٹھی مین زر — کرے تا فدا شاہد باغ پر
طرب ریز ہے خاطر جز و کل — بنا ہے ہر اک سرو مینای مُل
یہ ہے قابل دید صحرا کی سیر — کرین مو نظارۂ گل وحش و طیر
لکھون پھر مین کچھ حال خواجہ عمرو — یہ ہے قصد اے ساقی نامور
لکھون نشۂ مے مین احوال جنگ — دکھاؤن مین اپنی طبیعت کا رنگ
یہ ہے جانتا تو کہ مجبور ہون — ہنر ہون زمانے مین مشہور ہون

غزل ہمسر نہین دنیا مین کوئی یار تمھارا
کھاتا ہے بہت پیچ گرفتار تمھارا
اک بوسہ عنایت کرو انعام سمجھ کر
ہو وصل اگر غیرت گلزار تمھارا
عالم مین نہ کیون ہو تپش حسن کا شہرا
دنیا سے چلا آج وفادار تمھارا
اے شیخ جی میخانہ مین زنہار نہ آؤ
گردن پہ پھرا خنجر خونخوار تمھارا
جنبش مین جدا اسکی ہوں سر کرتا ہے تن سے
بیہوش کسی طرح ہو ہشیار تمھارا
پوچھا جو انھون نے کہ کھڑا کون ہے در پہ
جو چاہیے سزا دو ہے گنہگار تمھارا

تابان ہے قمر کیطرح رخسار تمھارا
مین ناظرہ خوان خوب کرون اُسکی تلاوت
مین بندۂ درگاہ ہون سرکار تمھارا
سو عدے کیے تمنے کہ ہم آئینگے شب کو
بھڑکا ہے بہت شعلۂ رخسار تمھارا
مین اور حسین کا تو کرون ذکر بھلا کیا
عمامہ اُچھل جائیگا بیکار تمھارا
دکھلا دو اگر شکل بت ہوش ربا تم
ابرو ہے صنم صورت تلوار تمھارا
کس باغ کی محفل مین ہے شب کے گل تر
مین بولا کہ حاضر ہے گنہگار تمھارا
گستاخ شب وصل مین سب ہوتے ہین عاشق

کہنا یہ صبا جا کے دل آزار سے میرے
آئے جو نظر مصحف رخسار تمھارا
بلبل کیطرح نغمہ سرا ہون مین خوشی سے
پورا نہ ہوا ایک بھی اقرار تمھارا
اغیار دم نزع مرے بولے یہ اُس سے
یوسف ہی ہوا غاشیہ بردار تمھارا
کیون شکر کا سجدہ نکرے عاشق ابرو
کلمہ پڑھین سب کافر و دیندار تمھارا
تم کھلوا دو زلف اسے آکے سنگھا دو
کھلا گیا جو پھول سا رخسار تمھارا
بوسہ جو لیا رُخ کا خطا دل کی تھی صاحب
قیمر سے بگڑنا تو ہے بیکار تمھارا

راویان رطب اللسان اس داستان لاجواب کو یون بیان کرتے ہین کہ ایک روز صلصال بدخصال نے زرک خطائی اور خواجہ عمرو سے کہا اسی وقت جا کر عیاران لشکر اسلام کو جنھین قید کیا ہے سمجھاؤ اگر وہ خداوندان لات و منات کی تصویرون کو اپنا خداوند جانکر اُنھین سجدہ کرین تو اُنھین رہا کرکے ہمارے پاس لے آؤ ورنہ اُنھین قتل کرو عیاران مذکور بموجب حکم در زندان پہنچے اور کہا اے عیاران لشکر اسلام

مناسب ہو کہ بحکم شہنشاہ صلصال خداوندان لات و منات کی پرستش کرو جملہ خداوندون کو سجدہ کرو ورنہ قتل
کیے جاؤ گے گلبار اور سمک وغیرہ نے جواب دیا ہم تو پتھر کی تصویرون کو سجدہ نہ کرینگے مرجانا اپنا گوارہ کرین گے
یزک خطائی یہ گفتگو سنکے برہم ہوا چاہا کہ اُنھین قتل کرے اُسوقت خواجہ عمرو نے کہا اے یزک خطائی
ابھی انھین قتل نہ کر بعد تھوڑی دیر کے قتل کرنا شاید اتنی دیر مین یہ سب بت پرستی پر راضی ہو جائین
یزک خطائی نے قبول کیا اور اُسوقت خواجہ عمرو کو اپنے مکان پر لے گیا ایک مقام خلوت مین بٹھلایا
خواجہ عمرو نے شراب طلب کی یزک خطائی شیشہ و ساغر لے آیا عمرو اور یزک باہم باتین کرنے لگے
اور شراب پینے لگے خواجہ نے شیشہ اُٹھا کر جام مین شراب ملو کی اور بچالاکی سفوف بیہوشی جام مین شامل کر کے
کہا اے یزک خطائی ایک جام مو ہمارے ہاتھ سے لیکر پیو یزک خطائی نے بیخوف و اندیشہ وہ ساغر عمرو کے
ہاتھ سے لیکر منھ سے لگایا تمام شراب پی گیا خالی جام رکھدیا بعد تھوڑی دیر کے سر مین درد ہونے لگا
غش سا آنے لگا گھبرا کے متردد ہوا چاہتا تھا کہ داروے دفع بیہوشی کھائے اور اُٹھکر خواجہ کو گرفتار
کرے یکایک بیہوش ہوکر بالاے زمین گرا خواجہ نے ایک بوسیدہ لنگی اُسکے باندھکر تمام کپڑے اس کے
اُتار لیے اور اُسترا زنبیل سے نکال کر موے سر و ریش سراسر مونڈی ایک بال تک ریش یزک مین
نہ چھوڑا بعد ریش تراشی کے اُسکی شکل بنکر اُسکے گھر مین جاکر تمام مال و اسباب جال ایلیاسی مارکر نذر زنبیل
کیا پھر ایک رقعہ لکھکر ایک ڈورے مین باندھکر وہ ڈورا یزک خطائی کی گردن مین باندھدیا مضمون
رقعہ یہ تھا کہ اے یزک خطائی تو مثل ایک طفل کے ہے سراسر نادان ہو دعوی عیاری نکر دیکھ عیاری یون
کرتے ہین تجھکو بیہوش کرکے اپنے شاگردون کو زندان سے لیے جاتے ہین غرضکہ خواجہ عمرو رقعہ باندھکر شیشہ
و ساغر بھی نذر زنبیل کرکے بصورت اصلی وہان سے در زندان پر آئے حافظان زندان سے کہا حکم شہنشاہ
یہی ہو کہ انھین رہا کرو اُنھون نے خواجہ کو ملازم صلصال جانکر عیاران لشکر اسلام کو زندان سے
رہا کیا خواجہ عمرو ان سب کو ہمراہ لیکر اُسی وقت لشکر اسلام کی طرف روانہ ہوے بعد قطع راہ داخل لشکر
ہوے خدمت امیر با توقیر مین جا کے تمام احوال اپنی عیاری کا اور احوال دربار صلصال بیان کیا امیر
با توقیر خواجہ عمرو کے آنے سے بہت خوش ہوے یہان یزک خطائی کو بعد جانے خواجہ عمرو کے
ہوش آیا پہلے رقعہ دیکھا پھر سراپا پر اپنے نظر کرکے گھبرایا گھر مین جو گیا دیکھا کہ کوئی شے باقی نہین ہے یہ حال دیکھکر
نہایت ملول ہوا اُسی وقت ایک شاگرد اُسکا آیا یزک خطائی نے تمام واقعہ جو گذرا تھا بیان کرکے پوشاک طلب
کی وہ فوراً گیا اور لباس لے آیا یزک اس لباس کو پہن کر سوے زندان گیا وہان دیکھا کہ قیدخانہ خالی
ہے عیاران لشکر اسلام زندان مین نہین ہین یزک محافظان زندان سے برہم ہوکر کہنے لگا تمنے عیارون
کو کیون رہا کر دیا اُنھون نے جو حال گذرا تھا بیان کیا یزک خطائی خاموش ہوکر دربار صلصال
مین گیا شکایت عمرو وہان پر لایا مفصل احوال بیان کیا صلصال نے کہا رنج نہ کر اگر عمرو تیرا مال و اسباب
لیگیا ہے تو لیجانے دے ہماری دولت ابھی تجھکو مالامال کیے دیتے ہین یہ کہکر اُسی وقت مال و اسباب اور زر و جواہر
موافق اُسکے مرتبے کے اُسے مرحمت کیا بختک نے یزک خطائی کی صورت دیکھکر قہقہہ مارکر کہا ہمارے پیر و
مرشد نے آج تو تمھین بھی سرفراز کیا ریش تراشی بخوبی تمام کی کورے اُسترے سے سر مونڈا کمال اپنا دکھایا گھر تمھارا
لوٹ لیا ایک طفل نادان جانکر تمھین چھوڑ دیا شکر کرو کہ جان تمھاری بچ گئی ورنہ وہ جناب اگر چاہتے تو قتل کر ڈالتے

بزرک خطائی نے برہم ہوکر جواب دیا ملک جی بس خاموش رہو تمکو جراحت پر نہ چھیڑو کلمات بیہودہ زبان سے نہ نکالو ورنہ مرد ربار ذلیل ہو گے بختک نے کہا خفا کیون ہوتے ہو مار پیٹ سے کیون ڈرا تے ہو مین مار پیٹ سے نہین ڈرتا ہمیشہ سے مار پیٹ کا عادی ہون خواجہ عمرو سلامت رہین انھون نے زیادہ تر میرے سر پر مشق کاری کی ہو سر میرا مضبوط ہو گیا ہو بزرک خطائی گفتگوے بختک سنکے سٹپٹا گیا خاموش رہا بزرک خطائی تو بدستور قدیم دربار صلصال مین ہو لیکن اب حال امیر با توقیر کا تحریر کیا جاتا ہو کہ جب امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران داخل لشکر ہوے اور خواجہ بھی مع عیارون کے لشکر مین آپہنچے امیر نے چمن بیلاق سے مع لشکر آگے کوچ کیا چند منازل طے کر کے ایک میدان وسیع مین قریب آبادی شہر قیام کیا یہ خبر جب صلصال کو پہونچی ہمراہ چند سردارون کے لشکر کثیر براے مقابلۂ امیر روانہ کیا سرداران لشکر صلصال مع فوج بمقابلۂ لشکر امیر آ کے فروکش ہوے تین روز تک بوجہ انتظام جنگ طبل رزمی نہ بجوایا صلصال نے برہم ہو کے پروانہ بنام سرداران لشکر اس مضمون کا بھیجا کہ تمنے ابتک طبل جنگ کیون نہ بجوایا جنگ آغاز کیون نہ کی لازم ہو کہ بمجرد پہونچنے نامہ بلا دولت کے نقارہ جنگی بجوا کر لڑائی شروع کرو حمزہ اور سرداران لشکر حمزہ کو تہ تیغ کرو لشکر امیر کو تباہ کرو تاکید جانو سردارون نے بموجب حکم ہنگام شب طبل جنگ بجوایا جب صداے نقارہ حربی بلند ہوئی چند عیاران لشکر اسلام نے روبروے بادشاہ لشکر اسلام آکر بعد آداے مراتب فدویت و سرافگندگی و بعد دعا و ثناے شاہی عرض کیا اے ظل اللہ جہان پناہ اسوقت لشکر حریف مین صداے طبل جنگ بلند ہوئی ہو قصد سرداران صلصال بد افعال کا یہ ہو کہ وقت سحر میدان کارزار مین اکر آتش فتنہ و فساد مشتعل کرین باقی خیریت ہو بادشاہ لشکر اسلام نے خبر لو اخت طبل رزمی سنکے حکم دیا ہمارے لشکر مین بھی بعنایت ایزدی نقارہ جنگی پر چوب لگائی جائے جو کچھ پروردگار کو منظور ہو گا وقت سحر اسکا ظہور ہو گا عیارون نے حکم بادشاہ لشکر اسلام سے خواجہ عمرو اور قلاب چینی اور کباب چینی کو آگاہ کیا خواجہ نقارخانہ مین گئے قلاب چینی اور کباب چینی نے چند اشرفیان خواجہ کو بہ ادب نذر دین خواجہ نے نذر قبول کر کے چوب اٹھا کر نقارۂ سکندری پر لگائی پھر قلاب چینی وغیرہ نقارۂ رزمی بجانے لگے جب آواز نقارۂ سکندری بلند ہوئی زمین تھرائی بزدلون کے دل دہل گئے رنگ چہرۂ پیر فلک متغیر ہو گیا دلاوران لشکر اسلام تیاری جنگ مین مصروف ہوے تمام رات دونون لشکرون مین بخوبی سامان جنگ ہوا جب آفتاب عالمتاب جانب مشرق سے نمایان ہوا جانبین کے لشکر میدان جنگ مین آئے بعد درستی عرصۂ رزم صف آرا ہوے بعد صف آرائی کڑکیت اور نقیبان خوش آواز دونون جانب سے نکلے اور میدان جنگ مین آکر بہادران لشکر سے مخاطب ہو کر اسطرح انکو آمادہ کارزار کرنے لگے — نظم

بہادر ہو جرار ہو لا کلام
کرو آج روشن بزرگون کے نام
زمین پر بہا کر عدو کا لہو
جوانان نامی مین ہو سرخرو
جوانون یہ ہو عرصۂ کارزار
حریفون سے اپنے ذرا ہو شیار
بڑھو کھینچکر تیغۂ خون چکان
مٹا دو حریفون کا نام و نشان

جب نقیبا اور کڑکیت جوانان لشکر ہر دو جانب کو آمادۂ جنگ پر کر کے میدان رزم سے ہٹ گئے اسوقت دلاورون کا یہ حال ہوا کہ نشۂ بادۂ شجاعت سے مستانہ وار جھومنے لگے قبضۂ شمشیر دمبدم چومنے لگے اول لشکر کفار سے قرالا چین گینڈا بڑھا کر بصد غرور صف لشکر سے نکل کر میدان مین آیا اور بہ آواز بلند وہ بدمست پکارا اے فرقۂ خدا پرستان تم مین سے جس کو تمنا مرگ کی ہو وہ آکر مجھسے مقابلہ کرے لشکریان فوج اسلام نے دیکھا کہ قرالا چین نہایت زبردست جوان ہے گویا دیو

سے ہنوز سواران لشکر اسلام اُس کافر بد انجام کو دیکھکر متحیر تھے کہ فرامرز عاد مغربی نے بادشاہ لشکر اسلام اور امیر حمزہ صاحبقران عالیمقام سے اجازت جنگ لیکر روبرو اُس بد اندیش کے جا کر کہا او سیاہ رو تیرہ درون دار کر آرزو جنگ تا دل مین تیرے باقی نہ رہجائے اُس گبر نے مانند دیو کے ہنسکر کہا میری ضرب گرز و تیغ سے کبھی حریف جانبر نہین ہوا ہے سیدھا سوے عدم گیا ہے پہلے تو ہی وار کر فرامرز نے قبول نہ کیا اُس مست بادہ نخوت نے کہا معلوم ہوتا ہے تیری اجل ہی آئی ہے یہ کہکر گرز گران سر اُٹھا کر گردش دیکر دونون پاؤن رکاب پر خوب جما کے نعرہ کر کے بقوت تمام گرز سر حریف پر لگایا فرامرز نے اُسکے گرز کو اپنے گرز پر روکا اُسوقت گرز پر گرز پڑنے سے مردان لشکر جانبین کو یہ ثابت ہوا کہ دو پہاڑ باہم ٹکرائے یا دو فیل مست مین باہم جنگ ہوئی یہ جنگ دیکھ کر ہر ایک متحیر تھا چونکہ غبار مین فرامرز تھا قرالاچین بھا کہ مین نے حریف کو اپنے ہلاک کیا یہ خیال کر کے خوش ہوا بعد تھوڑی دیر کے جب وہ غبار ہوا سے دفع ہوا فرامرز کو زندہ دیکھکر متحیر ہو کر پھر گرز اُسی طرح مارا اب کی مرتبہ فرامرز نے اُسکے وار کو خالی دیکر نعرہ کر کے اسطرح گرز گران بار اُس کے سر پر لگایا کہ وہ اور اُسکا گھوڑا دونون پیوند خاک ہوئے کہ استخوان سرمہ سا ہو گئے لشکر اہل اسلام مین صدا ے تحسین و آفرین بلند ہوئی ہر ایک اعلی وادنی خوش ہوا کفار کو اسقدر صدمہ ہوا کہ طبل بازگشت بجوا کر فرودگاہ لشکر پر چلے گئے ادھر بادشاہ لشکر اسلام اور امیر باتوقیر فرامرز عاد مغربی کو ہمراہ لیکر بخوشی و شادمانی جنگاہ سے جا ئے مقام لشکر رکھنے دوسرے روز پھر وقت سحر دونون لشکر حسب دستور میدان جنگ مین آئے بعد درستی میدان جنگ اور آمادہ جنگ کرنے تسبا کے آق لاچین اور گوگر لاچین وغیرہ چند پہلوانان نامی و نامور کے بعد دیگرے میدان مصاف مین آئے اور ہاتھ سے فرامرز عاد مغربی کے ہلاک ہوئے وقت شام مردان لشکر کفار نے طبل آسایش پر چوب لگائی دونون لشکر اپنی اپنی فرودگاہ پر گئے جب یہ خبر صلصال نے سنی کہ دس سرداران لشکر جو نامی و نامور تھے دست فرامرز سے ہلاک ہوئے نہایت برہم ہو کے کہنے لگا کہ فرامرز سرداران لشکر حمزہ مین بڑا جری ہے کہ اُسنے کیماج خان اور یوسف خان اور دیولاچین اور گوگر لاچین وغیرہ کو قتل کیا بدولت کو ملول کیا کیونکہ یہ خدا پرست قتل ہو کر مجھے خوشی حاصل ہو یہ کہکر طلب امراو وزرا کو جمع کیا اور اُنسے اس باب مین مشورہ کیا سبھون نے دست بستہ عرض کیا کہ اگر حضور تمغاج خان کو قید سے رہا کر کے اور اُسکی تمناے دلی کے بر لانے کا اقرار کر کے براے مقابلہ خدا پرستان روانہ فرمائین تو وہ بیشک جا کر فرامرز وغیرہ سرداران لشکر کو قتل کریگا بلکہ حمزہ صاحبقران کو بھی ہنگام جنگ بہ تیغ کریگا خاتمہ لشکر اسلام کا کر دیگا صلصال کو جو یہ راے پسند آئی اُسی وقت حکم دیا تمغاج خان کو قید سے رہا کر کے ہمارے روبرو لے آؤ ملازم فوراً حکم بجالاے صلصال نے نہایت نوازش کر کے خلعت دامادی تمغاج خان کو دیا ناظرین پر واضح ہو کہ صلصال نے تمغاج خان کو اس وجہ سے قید کیا تھا کہ یہ زلفین دختر صلصال کو دیکھکر فریفتہ ہوا تھا ایک روز صدمہ ہجر زلفین سے بیتاب ہو کر سر دربار صلصال سے طالب زلفین ہوا تھا شاہ ترکستان نے برہم ہو کر قید کیا تھا اب اُسے قید سے رہا کر کے خلعت دامادی دیا ہے اور اقرار کیا ہے کہ جب سر حمزہ وغیرہ کاٹ کر تو لے آئیگا اُسوقت زلفین کو تیرے حوالے کر دونگا الحاصل جب صلصال تمغاج خان کو خلعت دامادی دیکا فوج کثیر اُسے دیکر بمقابلہ صاحبقران روانہ کیا تمغاج خان نے بمقابلہ لشکر اسلام قیام کر کے طبل جنگ بجوایا جب آواز طبل رزمی بلند ہوئی

ہرکارے جو بامر جاسوسی اور خبر رسانی معین تھے اُنھون نے خدمت بادشاہ اسلام مین اسطرح عرض کیا **نظم**

ای شہ فوج و لشکر اسلام ‌ ‌ ای شہ ذی وقار و نیک انجام ‌ ‌ تا شود مہر بر فلک تابان ‌ ‌ تا بود مہ بارض نور افشان
دشمنانت ذلیل و خوار شوند ‌ ‌ زیر افلاک بے وقار شوند

اسوقت **تمغاج خان** نے طبل جنگ اپنے نام پر بجوایا ہے وہ سردار نہایت زبردست ہے ارادہ اُسکا یہ ہے کہ وقت سحر میدان مصاف مین آکے دلاوران لشکر اسلام سے مقابلہ کرے باقی خیریت ہے بادشاہ لشکر اسلام نے یہ خبر سُنکے فرمایا کہ وہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی طبل جنگی بجایا جاے ہرکارون نے حکم بادشاہ سے **قلاب چینی** اور **کباب چینی** نقارہ نوازون کو آگاہ کیا اُس وقت بدستور قدیم نقارۂ جنگی پر چوب لگائی گئی صداے نقارۂ رزمی سُنکے دلاوران لشکر اسلام تیاری جنگ مین مصروف ہوے تمام شب ہر دو لشکر مین تیاری جنگ ہوئی جب وہ وقت آیا کہ شاہ خاور جانب مشرق سے نمایان ہوکر تخت **لاجورد فلک** پر رونق افزا ہوا اُدھر سے **تمغاج خان** مسلح ہوکر مرکب ہوو رکابہ پر سوار ہوکر مع سپاہ کثیر میدان کارزار مین آیا اس جانب سے بادشاہ لشکر اسلام نماز سحر سے فارغ ہوکر لشکر ظفر پیکر ہمراہ لیکر عرصۂ مصاف مین آئے بعد درستی میدان نبرد اور صف آرائی کے نقباے خوش گلو نے جوانان ہر دو لشکر کو آمادۂ جدال و قتال کیا جب نقیب میدان جنگ سے ہٹگئے **تمغاج خان** نے صف لشکر سے اپنے مرکب کو نکالا اور میدان مین آکر مرکب کو روک کر پکارا اے بادشاہ لشکر اسلام کسی اجل رسیدہ کو میرے مقابلے کے واسطے بھیجو بادشاہ لشکر اسلام نے سوے دلاوران لشکر اسلام نظر کی اول **اہرمن** مازندرانی لشکر اسلام اور **حمزۂ صاحبقران** سے اجازت جنگ لیکر روبروے **تمغاج خان** گیا اُسنے ضرب تیغ گران سے اہرمن کو زخمی کیا اور حلقۂ کمند مارکر گرفتار کیا پھر **طول مست** بربری براے مقابلہ گیا اُسکو بھی **تمغاج خان** نے اسیطرح زخمی کیا اور گرفتار کیا اسی طور سے چند دلاوران لشکر اسلام کو تا شام زخمی کیا اور گرفتار کیا ہنگام غروب آفتاب طبل آسائش بجوا کر **تمغاج خان** فرودگاہ لشکر پر چلا گیا اس طرف بادشاہ لشکر اسلام و **حمزۂ صاحبقران** مع اپنی فوج قیامگاہ سپاہ پر آئے اُدھر **تمغاج** نے پھر طبل جنگ بجوایا بادشاہ لشکر اسلام نے بھی خبر نواخت طبل رزمی سُنکے نقارہ رزمی بجوایا پھر دونون لشکرون مین تیاری لڑائی کی ہونے لگی جب صبح ہوئی تو دونون لشکر اسی طرح میدان مین صف آرا ہوے جب کوکیت اور نقیب بہادرون کو لڑنے پر آمادہ کرکے میدان نبرد سے چلے گئے **تمغاج خان** نے اپنے لشکر سے نکل کر میدان مین آکر مبارز طلب کیا راوی کہتا ہے کہ ایک سردار صف دست چپ سے نکل کر اجازت جنگ بادشاہ سے لیکر ہم مقابلہ گیا **تمغاج خان** نے تیغ گران سے اُسے مجروح کیا اسی طرح تا شام **تمغاج خان** نے سات سرداران فرنگ کو زخمی کیا وقت شام طبل آسایش بجوا کر چلا گیا بادشاہ لشکر اسلام نے بھی مع جملہ سردارون اور لشکریون کے فرودگاہ لشکر پر آکے داخل بارگاہ ہوکر حکم دیا کہ نامبردہ زخمیون کا علاج کیا جائے بموجب حکم چارہ گر علاج کرنے لگے ہنوز جملہ دلاوران لشکر اسلام گھوڑون سے اُترکر سلاح تن سے جدا کرکے بارگاہ و خیام مین بیٹھے تھے کہ پھر **تمغاج خان** نے طبل رزمی بجوایا بادشاہ لشکر اسلام نے بھی خبر طبل جنگ بجنے کی سُنکے اپنے لشکر مین بھی نقارۂ جنگی بجوایا صداے نقارۂ جنگی سُنکے جملہ اہل لشکر سامان جنگ کرنے لگے جب وہ ہنگام آیا کہ سفیدۂ سحر فلک پر نمایان ہوا جملہ اہل اسلام نے وضو کرکے فریضۂ سحری برجوع قلب ادا کیا خصوصًا بادشاہ لشکر اسلام اور **حمزۂ صاحبقران** نے نماز سحر بصد خشوع و خضوع ادا کی اور براے فتح و ظفر خدا سے دعا کی بعد دعا اور وظائف کے حکم کمربندی کا دیا اور جملہ سردار

اور سوار مسلح ہوکر مرکبون پر سوار ہوے جب بادشاہ لشکر اسلام بارگاہ سے برآمد ہوے جملہ سرداران ذیوقار رسنے
باادب تمام سلام کیا بادشاہ لشکر اسلام سب کو جواب سلام دیتے ہوئے تخت پر سوار ہوے ڈنکے پر چوب پڑی علمہاے
لشکر کے پھریرے کھلے باجے جنگی ہر ایک رسالے مین بجے سواری بادشاہ جانب میدان کارزار روانہ ہوئی جملہ سپاہ
ہمراہ چلی اسوقت سواری بادشاہ اور روانگی لشکر لایق دیدنی تھی وہ صبح کا وقت وہ نسیم سحر کا چلنا وہ کم کم آفتاب کا
طلوع ہونا وہ صحرا مین سبزے کی لہک وہ گلہاے خود رو کی شگفتگی وہ بلبلونکی نغمہ سرائی وہ نقیبون کا بولنا وہ سواری
بادشاہ کی شوکت وہ دلاورون کی صولت وہ علمون کا بلند ہونا وہ سپرون کا کھٹکنا وہ جنگی باجون کا بجنا وہ بہادرون کا
سُن سُنکے جھومنا وہ صف بصف سوارون اور پیدلون کا چلنا عجب لطف دکھاتا تھا جب بادشاہ لشکر میدان جنگ
مین پہونچے دیکھا کہ **تمغاج خان** صف آرا ہے چندم ادھر بھی صف آرائی ہوچکی دونون جانب سے کڑکیت اور
نقیبون نے نکل کر بہادران ہر دو لشکر کو لڑنے پر آمادہ کیا جب وہ میدان نبرد سے ہٹ گئے **تمغاج خان** اپنے
لشکر سے نکل کر میدان مین آیا گھوڑے کو روک کر پکارا اے **حمزہ صاحبقران** مین نے سُنا ہے کہ آپ نہایت شجاع
ہین اور دلاوران عرب مشہور ہین مین چاہتا ہون کہ آج آپ سے مقابلہ کرون تاکہ کچھ لطف جنگ حاصل ہو آپکے
سرداران لشکر سے لڑنے مین کچھ بھی لطف جنگ مجھے نہین ملا ہے حوصلہ دل کا نہین نکلا ہے واضح ہو کہ یہ قاعدہ لشکر
اسلام کا ہے کہ حریف جسکو ہر جنگ طلب کرتا ہے وہ اُس سے مقابلہ کرتا ہے پس بموجب قاعدہ مندرجہ کے امیر
کشورگیر بادشاہ لشکر اسلام سے رخصت ہوکر جس وقت بمقابلۂ حریف جانے لگے علمہاے لشکر جلوہ گری پر
آئے باجے جنگی ہر ایک رسالے اور پلٹن مین بجے علم اژدہا پیکر سے یا صاحبقران یا صاحبقران کی صدا
آنے لگی جب **امیر** سامنے **تمغاج خان** کے پہونچے مرکب کو روک کر طالب ضرب ہوے **تمغاج خان** رعب
وشان **امیر** پر نظر کرکے اور خوش ہو کے خیال کرنے لگا کہ اسوقت امیر سے لڑنے مین بیشک لطف جنگ
حاصل ہوگا یہ خیال کرکے گرزگران بار دونون ہاتھون سے پکڑ کر رکابون پر قدم جما کر گرز کو گردش دیکر سر
امیر پر لگا امیر نے بسہولت اپنے گرز پر اُسکے گرز کو روکا جب امیر ضرب گرز سے محفوظ رہے **تمغاج خان** نے
گرز کو بالاے خاک پٹک کر نیزہ سینے پر لگایا **حمزہ صاحبقران** نے اُسکے نیزے کو بھی اپنے نیزے پر روکا
بعد نیزہ روکنے کے خود بھی نیزے کا وار کیا **تمغاج خان** نے بھی وار روکا اسی طرح تھوڑی دیر جنگ ہوئی آخر
امیر نے ایک بند نادر باندھکر اُسکے ہاتھ سے نیزہ نکال دیا **تمغاج خان** نیزے کے نکل جانے سے ایسا خجل ہوا کہ ایک
نیزہ آب خجالت مین غرق ہوگیا بعد انفعال برہم ہوکر تیغۂ گرانبار کھینچکر خبردار کہکر سر امیر پر تو قبضہ لگایا
جب تیغہ قریب سر آیا امیر نے اُسکے بند دست پر ہاتھ ڈالدیا اُسنے بھی زنجیر کمر امیر مین ہاتھ ڈالا دونون جرار
زور کرنے لگے گھوڑے عاجز ہوکر سینے کے بل زمین پر بیٹھنے لگے اُس وقت شاطرون نے لشکر سے نکل کر
کہا اے دلاوران یکتاے روزگار اگر قصد کشتی لڑنے کا ہے تو مرکبون سے اُتر کر زور آزمائی کرو گھوڑے مین تمھارے
زور اور بار کی تحمل ہوگی بیچارے گھوڑے ہلاک ہوے جاتے ہین یہ سنکے امیر نے ہاتھ اُسکا چھوڑ دیا
اُسنے بھی کمر زنجیر کو چھوڑ دیا ادھر امیر ادھر **تمغاج خان** دونون مرکبون سے بالاے زمین آئے اور دامن
گردانکر کشتی لڑنے لگے پیچ اور توڑ متواتر ہونے لگے جملہ سرداران لشکری جانبین کے گھوڑون سے اُتر اُتر کر
علی قدر مراتب بیٹھکر کشتی دیکھنے لگے بادشاہ لشکر اسلام نے بھی اپنا تخت بالاے فرش رکھوا دیا اور
حکم کیا جا بجا بارگاہین اور خیام براے راحت وآرام استادہ ہون ملازم حکم فوری بجا لانے چھیدہ

روز گذر کر شام ہوئی تمغاج خان نے امیر باتوقیر سے کہا اب وقت مغرب آیا ہے مناسب ہے کہ شب کو بہ آرام بسر
کیجے ہنگام سحر پھر مجھسے کشتی لڑیے گا امیر نے جواب دیا ہمارا یہ قاعدہ نہیں ہے تا وقتیکہ ہم حریف کو زیر نہیں کر لیتے
آرام پذیر نہیں ہوتے اگر تمھیں عذر شب کا ہے تو ہمارے اور تمھارے نزدیک تاریک شب کو کثرت روشنی سے
مثل روز روشن کرنا آسان ہے تمغاج خان نے یہ سُنکے اپنے ملازمون کو حکم روشنی کرنے کا دیا ملازمون
نے فوراً تعمیل حکم کی ادھر حکم بادشاہ لشکر اسلام سے اسقدر روشنی ملازمون نے کی کہ وہ شب تار گویا
مثل روز روشن روشن ہو گئی بعد پینے کاسہ ہاے شیر کے پھر دونون جرار کشتی لڑنے لگے راوی بیان
کرتا ہے کہ بعد تین روز کے چوتھے روز امیر نے تمغاج خان کو زمین سے اُٹھا کر سر سے بلند کر کے چاہا کہ
زمین پر ٹپکین یکایک تمغاج خان نے کہا یا امیر مجھے امان دیجیے فرمایا امان بشرط ایمان تمغاج خان نے
کہا مسلمان کیجیے امیر نے کلمہ پڑھایا وہ کلمہ پڑھ کر صدق دل سے مسلمان ہوا امیر باتوقیر نے اُسے آہستہ زمین پر
رکھدیا وہ قدم امیر پر گرا امیر نے اُسے اپنے سینے سے لگایا اور بارگاہ سلیمانی مین جا کر زیر دست فرامرز
عاد مغربی اُسے دنگل پر بیٹھنے کو فرمایا یہ امر تمغاج خان کے خلاف جو ہوا خواجہ عمرو سے اس امر کی
شکایت کی وقت سحر خواجہ عمرو نے امیر باتوقیر سے یہ کہا کہ تمغاج خان کل آپکی شکایت کرتا تھا کہتا
تھا مجھے زیر دست فرامرز عاد مغربی امیر نے بٹھایا ہے حالانکہ مین فرامرز سے زور و قوت مین زیادہ ہون
امیر نے جواب دیا اے خواجہ عمرو مین عادل ہون نامنصف نہین مین نے خلاف اُسکے مرتبہ کے اسے
جگہ نہین دی ہے یہ اُسکا خیال خام ہے کہ مین فرامرز عاد مغربی سے قوی تر ہون مین بخوبی جانتا ہون کہ
فرامرز اُس سے زور و قوت مین زیادہ ہے اگر اُسے میرے کہنے کا یقین نہ ہو تو فرامرز عاد مغربی سے
زور آزمائی کرے خواجہ عمرو نے یہی تمغاج خان سے کہا اُسنے کہا مین فرامرز سے لڑونگا ایک روز
تمغاج خان فرامرز عاد مغربی سے کشتی لڑنے پر موجود ہوا فرامرز بھی حکم امیر باتوقیر سے کشتی لڑنے پر
آمادہ ہوا جب دونون مین کشتی ہوئی آخرکار فرامرز تمغاج خان پر غالب آنے لگا اس وقت امیر نے
فرمایا اے تمغاج خان اب تو قائل ہوے یا نہین تمغاج خان نے عرض کیا بیشک مین قائل ہوا امیر نے
فرامرز سے فرمایا چھوڑ دو اب کشتی نہ لڑو اُسنے چھوڑ دیا اُس روز سے تمغاج خان زیر دست فرامرز بیٹھنے لگا
مگر ملول اور رنجیدہ رہتا تھا ایک دن امیر نے اُسے غمگین دیکھکر احوال مزاج پوچھا اُسنے کہا کیا عرض کرون
بسبب حجاب کے عرض نہین کر سکتا امیر باتوقیر نے فرمایا اگر تم ہمسے بوجہ حجاب نہین کہتے تو خواجہ
عمرو بن اُمیہ ضمری سے بیان کر دینا وہ ہمسے کہدیگا تمغاج خان نے قبول کیا دوسرے روز خواجہ عمرو
سے تمام حال اپنا زلفین پر عاشق ہونے کا بیان کیا خواجہ عمرو نے جو کچھ سنا تھا امیر سے بیان کیا امیر
نے اپنے سردار بہرام گرد بن خاقان چین کی دختر سے عقد اُسکا کر دیا اسکے صاحب سے اور بطن دختر مذکور
سے زرین تاج نام ایک پسر پیدا ہوگا بروقت ضرورت اُسکا ذکر کیا جائیگا جب عقد تمغاج خان کا
ہو چکا ایک روز تمغاج خان نے صلصال سے یہ کہلا بھیجا کہ او بادشاہ ظالم و کافر تجکو میرے احوال
سے اطلاع ہوئی ہوگی اب تو مجکو اپنا دشمن جان بہت جلد میرے مقابلے کے واسطے کسی کو روانہ کر یا خود
آکر مجھسے مقابلہ کر ورنہ مین سر دربار آکے تجھے قتل کرونگا صلصال نابکار اول تو پہلے ہی مسلمان
ہونے تمغاج خان سے ملول ہوا تھا اب پیام مندرجہ سُنکر زیادہ تر رنجیدہ اور برہم ہوا چند اپنے

بھائیون کو فوج کثیر دیکر براے مقابلہ روانہ کیا جب وہ بمقابلہ لشکر امیر آئے اور اُنھون نے طبل جنگ بجایا لشکر امیر مین بھی نقارۂ رزمی بجایا گیا وقت سحر طلب خاقان برادر صلصال اپنے لشکر سے نکل کر میدان مین آیا حریف کو طلب کیا تمغاج خان آیا ہنگام مقابلہ اُسے قتل کیا پھر ترب خاقان اور گرخا خان اور تمور خاقان بے دفعہ دفعہ لشکر سے نکل کر مقابلہ کیا تمغاج خان نے سبکے بعد دیگرے نامبردگان کو تہ تیغ کیا وقت شام باقی ماندہ سرداران لشکر کفار نے طبل بازگشت بجوایا دونون لشکر اپنی اپنی فرودگاہ کی طرف روانہ ہوے صلصال اپنے بھائیون کے قتل ہونے کی خبر سُنکے ملول و غمگین ہوا اور بیں درجہ تمغاج خان پر غضبناک ہوا کہ حکم کیا اموال و سواکن تمغاج خان لوٹ لو متعلقین کو اُسکے قید کر ملازم حکم اُس کا بجا لاسکے

دوسرے داستان آنا حفظ بن داؤد کا اور ذکر عیاری خواجہ عمرو مع حال بدیع کشتی گیر غزل

سکتے ہو ہاتھ پڑا ہو مرا پورا کیسا
ماہ کی طرح ترا نام ہو چمکا کیسا
حضرت دل ابھی الھڑ ہین وہ یہ کیا جانین
ہم نہین جانتے تسبیح و مصلے کیسا
ہم بھی ہنگامۂ محشر مین دہائی دینگے
ہمنے موسیٰ یہ بتاؤ اُسے دیکھا کیسا
اختر صبح کا شب کو نہ گمان کیونکر ہو
وہ نہ کیون مجھسے یہ پوچھین کہ تڑپنا کیسا
اثر عشق پس مرگ جو ہوگا ان کو
مجکو استاد نے مجنون ہو پڑھایا کیسا

یہ بھی تو کہیے کہ سر ہمنے جھکایا کیسا
بگڑا بیٹھا ہو وہ کمسن یہی ضد کرتا ہی
ہجر کہتے ہین کسے وصل ہو ہوتا کیسا
ہجر مین دیدۂ تر سے نہین تھمتے آنسو
دیکھنا تم بھی کہ ہوتا ہو تماشا کیسا
واے تقدیر نہ سینے سے وہ دلدار لگا
اُنکی پیشانی پہ تابندہ ہو ٹیکا کیسا
جب اک پردہ نشین ہی لگی آنکھ مری
خود چلے آئینگے میت پہ وہ پڑدا کیسا
وصف رخسار پری رو جو لکھا الٹی تیر

حسن کا تیرے زمانے مین ہو شہرا کیسا
ہمکو دکھلاؤ کہ ہوتا ہو جنازا کیسا
بندۂ عشق ہین بت پوجتے ہین اے زاہد
موج زن آج ہوا دیکھیے دریا کیسا
تا بہ تم جلوۂ محبوب کی لائے نہ ذرا
ہمنے سمجھایا شب وصل ہین کیسا کیسا
رات دن جو کہ رقیبون سے رہے ہم بستر
ہین نہین جانتا راتون کو کہ سونا کیسا
عشق بازی کا نہین خاک سبق یاد تجھے
آکے مقطع مین مرے قافیہ چکا کیسا

راویان خوش مقال اس داستان عدیم المثال کو یون بیان کرتے ہین کہ جب حکم صلصال بہال سے متعلقین تمغاج خان قید ہوے اُس وقت صلصال خوش ہوا روز دیگر دربار مین جب بالاے تخت آ کے بیٹھا اُمرا اور وزراے مخاطب ہوکر پوچھنے لگا اب کیا تدبیر کرون کس دلیر کو براے مقابلہ امیر روانہ کرون ہنوز اُمرا وزرا کچھ عرض نہ کرنے پائے تھے کہ چند ہرکارے بیتابانہ دربار مین آئے اور بعد آداے دعا و ثناے شاہی اس طرح بعد ادب عرض کرنے لگے کہ حفظ بن داؤد تشریف لاتے ہین داخل ترکستان ہو چکے ہین عجب نہین کہ آج تا شام داخل دربار سرکار ہون صلصال یہ خبر سُنکے نہایت شاد ہوا کہنے لگا اب حفظ بن داؤد آتے ہین مقدمۂ جنگ و جدال مین اُنسے مشورہ کرونگا جو وہ کہینگے اُسپر عمل کرونگا یہ کہکر چند اُمراے ذیوقار کو واسطے اُسکے استقبال کے روانہ کیا اُمرا بموجب حکم صلصال گئے اور استقبال کر کے حفظ کو دربار مین لائے شاہ ترکستان نے نہایت تعظیم و تکریم اُسکی کی اور قریب اپنا تخت کے بعزت اُسے بٹھایا اُسنے بعد مزاج پرسی حالات دریافت کیے صلصال نے تمام حال جنگ و جدال کا جو گذرا تھا بیان کیا اور پوچھا اب مین کیا تدبیر کرون کیونکر امیر باتوقیر اور اُن کے سرداران لشکر کو قتل کرون حفظ بن داؤد نے مسکرا کر کہا اے شہنشاہ کچھ تردد نہ کیجے اب مین آیا ہون ایسی تدبیر کرونگا کہ حمزہ ہلاک ہو جائیگا بعد اُسکے اُسکے سرداران لشکر کا قتل کرنا چندان مشکل نہین ہو اُن سب کے واسطے بھی کوئی تدبیر کرونگا یہ کہکر اُسی وقت ایک نامہ لکھکر ایک نامہ بر کو دیکر کہا یہ نامہ حمزہ صاحبقران کو دے آ

اور جواب اسکا لے آنا مر برنامہ کو لیکر گیا جب روبروے امیر پہونچا نامہ دستار سے نکالکر پیش کیا امیر نے میر منشی کو طلب کیا اُسنے حاضر ہوکر نامہ کو وا کرکے بہ آواز بلند پڑھا مضمون نامۂ حفظہ بن داؤد یہ تھا کہ اے امیر آپ بڑے شجاع و بہادر مشہور ہین اور نسل ابراہیم خلیل اللہ سے ہین اگر واقعی آپ شجاع اور نسل ابراہیم خلیل اللہ سے ہین تو آگ مین کسی روز ہمراہ میرے تشریف لیجائیے تاکہ مجھے آپ کے شجاع ہونے اور نسل ابراہیم خلیل اللہ سے ہونے کا یقین ہو عہد کرتا ہون کہ جب آپ آگ مین جاکے زندہ نکل آئیگا اُس وقت مین دین اسلام اختیار کرونگا جب امیر کشورگیر کو مضمون مندرجہ نامہ سے آگاہی ہوئی جواب مین اُسکے تحریر فرمایا اے حفظہ جو کچھ تونے لکھا ہے مینے پڑھوا کر سنا جس روز تھارا دل چاہے انبار ہیزم مین آگ رکھو جب آتش مشتعل ہو ہمراہ میرے آگ مین چلو میری نسل اور میری شجاعت کا امتحان کرلو بعد ازان ایفاے وعدہ کرو جب نامہ تیار ہوچکا سر نامہ پر مہر کرکے نامہ بر کے حوالے کیا قاصد جواب نامہ لیکر حفظہ کے پاس گیا اور جواب نامہ حوالے کیا حفظہ جواب نامہ پڑھکر نہایت خوش ہوکر کہنے لگا اے شہنشاہ اگر چاہا خداوندان لات و منات وغیرہ نے تو امیر کو مین نے ہلاک کیا اب آپ ایک میدان وسیع مین لکڑیان بکثرت جمع کرائیے اور جس روز مین حمزہ کو آگ مین لیجاؤن اُس دن آپ بھی وہان تشریف لیچلیے میرے کمال کو ملاحظہ فرمائیے صلصال نے خوش ہوکر منظور کیا اور اُسی وقت حکم کیا بیرون شہر ایک میدان وسیع مین لکڑیان فراہم کی جائین ملازم تعمیل حکم کرنے لگے جب انبار ہیزم بخوبی تمام ہوچکا ملازمین نے صلصال اور حفظہ سے عرض کیا کہ ہم سب خدام نے لکڑیان بکثرت میدان مین جمع کردی ہین صلصال نے یہ سنکر انھین کچھ انعام دیا حفظہ نے ایک روز مقرر کرکے اُس روز اور وقت معینہ سے امیر کو آگاہی دی یعنی ایک ملازم حفظہ بحکم حفظہ گیا اور روز مقررہ سے اطلاع دے آیا یہ خبر خواجہ عمرو کو ہوئی کہ حفظہ امیر کو آتش مشتعل مین ہمراہ اپنے لیجائیگا خواجہ کو سخت تردد ہوا اُسی وقت بیتابانہ امیر سے عرض کیا آپ ہمراہ اُسکے آگ مین تشریف نہ لیجائیےگا مبادا کچھ ضرر پہونچے تو اچھا نہوگا امیر نامور نے جواب دیا اے خواجہ مین نے حفظہ سے وعدہ کرلیا ہے ہمراہ اُسکے آگ مین ضرور جاؤنگا اگر خدا چاہیگا تو جسطرح میرے جد عالی تبار پر حکم پروردگار سے آگ گلزار ہوگئی مجھپر بھی آگ گلزار ہوجائیگی مجھے کسی طرح ضرر نہ پہونچائیگی خواجہ نے عرض کیا آپ کے جد نامدار پیغمبر تھے آپ نبی اور پیغمبر نہین اور آگ کا کام جلا دینا ہے میرے نزدیک مناسب نہین ہے کہ آپ آگ مین تشریف لیجائین راوی کہتا ہے کہ ہرچند خواجہ عمرو نے اس امر مین امیر کو سمجھایا مگر حمزۂ صاحبقران نے نہ مانا یہی فرمایا کہ اب تو مین اُس سے اقرار کرچکا ہون ضرور آگ مین جاؤنگا جب خواجہ سمجھانے سے عاجز ہوے مجبور ہوکر وہان سے اُٹھکر جانب مسکن حفظہ بن داؤد روانہ ہوے یہان روز مقرر حفظہ بن داؤد نے اپنے ملازم مسمی خورشید سیر سے کہا وہ دونون شیشے روغن کے جو مینے تیرے حوالے کیے تھے جاکر لے آ ملازم مذکور شیشے جو لینے گیا ایسی طبیعت کسل مند ہوئی کہ فرش پر لیٹ کر سو گیا عالم خواب مین حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اُسے سلیمان کرکے فرمایا اے خورشید سیر جلد بیدار ہو شیشے لیکر جا اثناے راہ مین تجھے اس شکل و صورت کا ایک شخص ملیگا خبردار یہ دونون شیشے روغن کے اُسے دیدینا نام اُسکا عمرو ہوگا یہ فرما کر حضرت ابراہیم اُسکی نظر سے نہان ہوگئے جب وہ بیدار ہوا شیشے لیکر چلا اثناے راہ مین دیکھا ایک مرد ضعیف خمیدہ کمر مسافرون کی سی وضع چلا آتا ہے جب وہ شخص قریب آگیا خورشید سیر نے پوچھا اے شخص کیا تیرا نام خواجہ عمرو ہے مرد پیر نے حیران ہوکر پوچھا تجھے میرے نام سے کیونکر آگاہی ہوئی

اُسنے جواب دیا مجکو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عالم خواب مین مسلمان کرکے ارشاد کیا تھا کہ راہ مین تجھے جو شخص
اس وضع کا ملے تو اُسے خواجہ عمرو جاننا بموجب ہدایت آن حضرت مین نے تمہین پہچانا خواجہ نے پوچھا اے برادر یہ
بتاؤ کہ یہ دونون شیشون مین کیا ہے اُسنے دست و پاے عمرو چوم کر عرض کیا اے خواجہ آپکو معلوم ہو کہ ایک طائر
قوی الجثہ ہے مردم اسکو ققنس کہتے ہین عمر اُسکی ہزار سال کی ہوتی ہے ہر روز ایک لکڑی اپنے آشیانے مین رکھتا ہے اُس
طائر کی منقار سوراخدار ہوتی ہے اور دراز ہوتی ہے وقت سانس لینے کے اُسکے سوراخہاے بینی سے صداے دلکش نکلتی ہے
اُستادان علم موسیقی نے اُسی کی آواز ہاے بینی سے علم موسیقی ایجاد کیا ہے اگر مفصل حالات علم موسیقی مع مقامات بیان کرون
تو نہایت طول ہوگا مختصر یہ ہے کہ اسی طائر کی آواز سوراخہاے بینی سے جملہ راگ اور راگنیان اُستادان علم موسیقی نے بنائی
ہین وہ طائر بعد ہزار سال کے اپنے آشیانے مین بیٹھکر ایسا نوحہ کرتا ہے کہ منقار سے اُسکے شعلہ ہاے آتش اُسکے آشیانے پر
گرتے ہین فوراً آشیانہ اُسکا جلنے لگتا ہے وہ طائر بھی اپنے آشیانہ مین جل جاتا ہے مگر بقدرت پروردگار اُسی وقت ایک
بچہ بھی قبل جلنے کے ققنس کا پیدا ہوتا ہے وہ بھی مثل اپنے پدر کے ہر روز ایک لکڑی اپنے آشیانے مین رکھا کرتا ہے
غرض جب ققنس جلجاتا ہے اور لکڑیان جلکر خاک ہو جاتی ہین جو لوگ اُس راکھ کی تاثیر جانتے ہین وہ اُس راکھ کو لے
آتے ہین چنانچہ حفظہ بن داؤد نے بھی وہی راکھ منگوا کر روغن اُسکا نکلوایا ہے انھین شیشون مین وہی روغن
ہے خاصیت اس روغن مین یہ ہے کہ جو شخص اس روغن کو اپنے جسم پر ملکر آگ مین چلا جائے ہرگز آگ اُسے ضرر
نہ پہونچائے پس اسی روغن کی وجہ سے حفظہ نے امیر کو نامہ لکھا تھا اگر وہ گبر اپنے تن نجس پر ملکر آگ مین جاتا
تو بھی آگ اُسے جلا نہ سکتی چونکہ جناب ابراہیم نے مجھے مسلمان کرکے حکم دیا تھا کہ یہ دونون شیشے خواجہ عمرو کو
دینا اسوجہ سے مین آپ کو دیتا ہون انھین آپ لے لیجیے خواجہ عمرو نے تمام تقریر اُسکی سُنکے نہایت خوش ہوکے
وہ دونون شیشے اُس سے لے لیے اور ویسے ہی دو شیشے کہ جسمین روغن تھا اُسے دیکر کہا کہ یہ شیشے حفظہ کو دے کر
اُس کے پاس اوقات بسر کر لشکر اسلام مین چلے آنا اُسنے منظور کیا خواجہ تو شیشے لیکر لشکر اسلام مین آئے
خورشید سیر راہ طے کرکے حفظہ کے پاس گیا شیشے اُسے دے کر لشکر امیر مین چلا گیا حفظہ نے ان
شیشون سے روغن نکالکر تمام اپنے اعضا پر لا بعدہ صلصال اور نوشیروان اور بختک اور جملہ
عزیزان صلصال وغیرہ کو ہمراہ اپنے لیکر اُس میدان مین گیا جہان انبار ہیزم تھا اُس جانب سے امیر
با توقیر بھی مع خواجہ عمرو اور جملہ سرداران لشکر بکروفر اسی میدان مین تشریف لائے بعد تشریف لانے امیر کے
حفظہ نے انبار ہیزم پر آگ رکھوائی جب شعلے تابہ فلک جانے لگے حفظہ نے امیر سے کہا آپ میرے ہمراہ آگ
مین تشریف لے چلیے اُسوقت عمرو نے عرض کیا اے امیر با توقیر میرے پاس ایسا روغن ہے کہ آگ آپ کو ضرر نہ
پہونچا سکیگی براے زندگی اور سلامتی اپنے تن پر مل لیجیے پھر آگ مین تشریف لے جائیے امیر نے جواب دیا روغن کیا
مجھے بچائیگا پروردگار میرا میرا حافظ و مددگار ہے مجھے اُسی کی اعانت و حفاظت پر توکل ہے یہ کہکر حفظہ کا ہاتھ پکڑ کر اندر
اُس دریاے آتش کے اسم اعظم پڑھتے ہوئے تشریف لے گئے برکت اسم اعظم اور بقدرت پروردگار آگ نے امیر
کے جسم پر کچھ بھی اثر نہ کیا بلکہ لباس تن بھی نہ جلا چونکہ امیر حفظہ کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے وہ بھی شعلہ ہاے آتش سے
محفوظ رہا جب یہ حال خواجہ عمرو نے دیکھا بیتاب ہوکر زبان حبشی مین کہنے لگا یا امیر جلد حفظہ کا ہاتھ چھوڑ دیجیے
امیر نے بموجب کہنے خواجہ کے عمل کیا حفظہ فی الفور جلکر خاک ہو گیا دوزخی تھا نار جہنم مین گیا امیر با توقیر اسم
اعظم پڑھتے ہوئے اُس آگ سے باہر نکل آئے بادشاہ لشکر اور جملہ سرداران لشکر اسلام خوش ہوئے اور فرودگاہ

لشکر کیطرف روانہ ہوے اُسوقت خواجہ عمرو نے وہ ہی روغن جو خورشید سیر سے دستیاب ہوا تھا اپنے تمام
تن پر ملکر پہلے آزمائش کے لیے ایک اُنگلی اپنی آگ پر رکھکر تاثیر روغن دیکھکر جلد تر بصورت پابوس بزرگوار بن کر
ایسی جانب سے اُس آگ مین گئے کہ کسی نے خواجہ کو جاتے نہ دیکھا جب درمیان آگ کے پہونچے صلصال سے
مخاطب ہو کر کہنے لگے اے صلصال آگاہ ہو کہ مین پابوس بزرگوار دیکھ کہ حفظہ بن داؤد اور یہ خداوندان لات
ومنات وغیرہ پونے دو سو خداوند بیٹھے ہین لیکن تجھے نظر نہ آئینگے سب خداوند فرماتے ہین کہ ہماری جانب سے
صلصال ہمارے بندہ برگزیدہ سے کہو کہ جلد اپنے فرزندون اور برادرون کو ہمراہ پیشکش ایک خم زرین کرکے یکے
بعد دیگرے ہمارے روبرو بھیجدے تاکہ وہ سب ہماری زیارت کرین بعد اُنکے تو بھی ہماری زیارت سے مشرف ہونا
صلصال نے گفتگوے پابوس بزرگوار سُنکے اور کچھ سشش کرکے کچھ اگر اپنے ہر ایک فرزند و برادر کو ایک ایک خم زر
دیکر آگ مین بھیجا جو گیا جلکر خاک ہو گیا خواجہ نے خم زر اُٹھا کر نذر زنبیل کیا راوی کہتا ہے کہ جب سب پسر و برادر
صلصال کے آگ مین جا کر جلگئے اُسوقت خواجہ نے پکار کے کہا اے صلصال اب تجھکو سب خداوند بلاتے ہین صلصال
برغبت تمام چلا تھا کہ بختک نابکار نے دامن پکڑ کے کہا اے شہنشاہ آپ ہرگز آگ مین نہ جائیے مجھے معلوم ہوتا ہے کہ اسوقت
یہ پابوس بزرگوار بنے ہوے خواجہ عمرو ہین صلصال نے برہم ہو کر جواب دیا او بداعتقاد عمرو کی یہ مجال ہے کہ
آگ مین کھڑا رہے اور نہ جلے بختک نے عرض کیا اے شہنشاہ خفا نہوجیے پہلے امتحان پابوس بزرگوار کا کر لیجیے بعد
اُسکے آگ مین تشریف لیجائیے وہ امتحان یہ ہے کہ پابوس بزرگوار سے کہیے کہ ایک میرے فرزند کو واسطے تھوڑی
دیر کے روبروے خداوندان سے یہان بھیجدین اگر فرزند آپکا آپکے پاس آگ سے نکلکر چلا آئے تو بلا تامل آپ بھی جائیے
صلصال یہ راے بھی پسند نہین کرتا تھا لیکن جب بختک نے بہت کہا اُسوقت صلصال نے پابوس بزرگوار
سے کہا اے منتخب برگزیدۂ خداوندان جب تک میرے فرزندون یا بھائیون سے کوئی میرے پاس نہ آئیگا اُسوقت
تک مین قدم نہ رکھونگا پابوس بزرگوار نقلی نے صلصال کے آنے سے مایوس ہو کر کہا اے صلصال
آگاہ ہو کہ مین عمرو ہون مین نے جملہ فرزند اور برادر تیرے آگ مین جلا دیے سب جلکر خاک ہو گئے کوئی انمین
سے زندہ نہین رہ گئے تیرے پاس بھیجون یہ کہکر آگ سے نکلکر ایک جانب چلا گیا صلصال یہ احوال سُنکے از حد
گریہ کنان ہوا بختک نے کہا اے شہنشاہ صبر کیجیے جو ہونا تھا وہ تو ہو چکا اگر مین آپ کو نہ روکتا تو آپ بھی آگ مین
جاکر مثل حفظہ اور اپنے فرزندون اور برادرون کے جلجاتے اب یہان توقف نہ فرمائیے گریہ وزاری موقوف کیجیے
صلصال بختک کے سمجھانے سے اُس جگہ سے روانہ ہو کر بارہ مین جا کر غمگین بالاے تخت بیٹھا اُس وقت زرہ خان
اور زیرک خطائی نے بخیال رنج و غم دفع کرنے کے صلصال سے عرض کیا اے شہنشاہ بدیع کشتی گیر
ایک مدت سے ہمراہ آذر برچین بادشاہ تبر مذ آیا ہے اکثر دربار شہنشاہ مین بھی حاضر ہوا ہے آج تک جس واسطے
وہ آیا ہے مطلب اُسکا بر نہین آیا ہے پس ہم امیدوار ہین کہ اُسے بلا کر کسی پہلوان زبردست سے لڑوائیے
کشتی دیکھیے صلصال نے انھین خیرخواہ اپنا خیال کرکے اُسیوقت حکم دیا کہ منادی اسی وقت شہر مین جا کر
ندا کرے ہر صغیر و کبیر کو اس امر سے آگاہ کرے کہ فردا وقت سحر گرشش خطائی بدیع پہلوان سے کشتی لڑیگا
جسے کشتی دیکھنا منظور ہو آکر کشتی دیکھے بموجب حکم منادی نے جا کر اہل شہر کو آگاہ کیا ادھر حکم صلصال
سے ایک میدان وسیع مین اکھاڑہ ملازمون نے درست کیا اور گرد اکھاڑے کے تخت اور کرسیان بچھائین
اور ایک نگرہ نفیس اکھاڑے پر استادہ کیا جب وہ دن گذر کر سحر ہوئی صلصال ہمراہ اپنے

اراکین سلطنت کے اکھاڑے پر جاکر بالائے تخت بیٹھا امرا کرسیون پر بیٹھے جملہ ساکنان ترکستان اعلےٰ و
ادنی جوق جوق گروہ گروہ آکر گرد اکھاڑے کے علی قدر مراتب بیٹھے جب مجمع کثیر ہوچکا **صلصال** نے **گھرش**
خطائی اور **بدیع کشتی گیر** کو طلب کیا جسدم وہ دونون اکھاڑے مین آئے اول **بدیع کشتی گیر** نے
بڑے بڑے اِکے اور نال گران وزن اٹھاکر زور و قوت اپنی دکھاکر باواز بلند کہا کہان ہین اسوقت رستم و سام
و زال اگر وہ اسدم موجود ہوتے اور میرے اس زور و قوت کو دیکھتے تو حلقہ میری اطاعت کا اپنے کان
مین ڈالتے **صلصال** یہ گفتگو **بدیع کشتی گیر** سے سُنکے برہم ہوا **گھرش خطائی** کہنے لگا اے بہادر تو پہلوانی
مین اپنا مثل و نظیر روے زمین پر نہین رکھتا ہے جلد اس سے کشتی لڑکے دست و پا اسکے توڑ ڈال بدزبانی کی
اُسے سزا دے **گھرش خطائی** چٹ لنگوٹ باندھکر یا خداوندالات زبان پر جاری کرکے مانند فیل مست کے
اکھاڑے مین اُترکر مٹی اکھاڑے کی اپنے بازوؤن پر مل کر خم مارکر طالب کشتی ہوا پہلوان **بدیع** بھی دامن
گردان کر مثل شیر غضبناک اُسکے روبرو آیا اور خم مارکر کشتی اُس سے لڑنے لگا پیچ اور توڑ پے در پے ہونے لگے
جملہ تماشائی سیر کشتی کی دیکھنے لگے راوی کہتا ہے کہ بدیع پہلوان نے وقت غروب آفتاب اُسی روز اسے زیر کیا
سینے پر سوار ہوکر کچھ ایسی آہستہ باتین کین کہ کسی نے نہ سنین اور **گھرش** نے اطاعت بدیع قبول کی ہنوز بدیع
پہلوان سینہ **گھرش خطائی** سے اُٹھا چاہتا تھا کہ **صلصال** نے برہم ہوکر حکم دیا گھرش اور بدیع کو گرفتار کرکے قید
کرو کیونکہ یہ دونون نابدولت کے مجرم ہین **گھرش** نے تو یہ خطا کی کہ بدیع سے زیر ہوا نابدولت کو مجمع عام مین
سبک کیا اور **بدیع** نے یہ تقصیر کی ہے کہ مجھ ایسے شہنشاہ کے پہلوان نامی کو اسطرح بخوف و بیم زیر کرلیا غرض بموجب حکم
یزک خطائی اور شاگردان یزک نے جلد حلقہاے کمند مین اُن دونون کو گرفتار کیا ہرچند آذربیجین بادشاہ تبریز اور
ہمراہیان بدیع نے چاہا کہ **بدیع کشتی گیر** کو گرفتار نہ ہونے دین مگر یہ امر ممکن نہوا جب **گھرش خطائی** اور **بدیع کشتی گیر** دونون
گرفتار ہوے حکم **صلصال** سے دونون زندان مین قید کیے گئے **صلصال** اکھاڑے سے اُٹھکر دربار مین آکر تخت پر بیٹھا
اہل دربار بھی حاضر ہوے **صلصال** نے امرا وزرا کی جانب مخاطب ہوکر پوچھا اب کس سردار کو براے مقابلہ اہل اسلام
روانہ کیا جاے سب نے دست بستہ عرض کیا اول تو حضور لیقوس شاہ ختن کو نامہ لکھکر طلب کیجیے دوسرے بدیع
کشتی گیر کو زندان سے رہا کرکے خلعت فاخرہ دیکر بمقابلہ حمزہ روانہ کیجیے **صلصال** نے راے اُسکی پسند کرکے پہلے نامہ
لکھواکر نامہ بردار کو جانب ختن روانہ کیا پھر امرا سے کہا ابھی جاکر **بدیع کشتی گیر** اور گھرش سے کہو کہ اگر تم شہنشاہ **صلصال**
کی اطاعت قبول کرکے اُنکے دشمنون سے مقابلہ کرو تو ابھی قید سے رہا ہوجاؤگے امرا نے فوراً بدیع اور گھرش خطائی سے
کہا انھون نے منظور کیا امرا نے اُنھین قید سے رہا کرکے دربار صلصال مین لاکر خلعت فاخرہ دلواے صلصال نے
خلعت دیکر دونون کو براے مقابلہ امیر روانہ کیا جب بدیع کشتی گیر مع گھرش بمقابلہ لشکر امیر پہونچا جاتے ہی ہنگام شب
طبل جنگی بجوایا جسوقت صداے طبل بلند ہوئی بادشاہ لشکر اسلام نے بھی نواخت طبل جنگ سُنکے اپنے لشکر مین نقارہ رزم
بجوایا صبح ہر دونون لشکرون مین تیاری جنگ ہوئی ہنگام سحر دونون لشکر میدان مین آکر صف آرا ہوے جب
کرکیت اور نقیب جوانون کو آمادہ رزم کرکے عرصہ جنگ سے ہٹ گئے بدیع پہلوان نے لشکر سے نکلکر میدان مین آکر
باواز بلند یہ کہا کہ اے امیر با توقیر کسی جری کو بھیجیے تاکہ وہ مجھسے کشتی لڑے **حمزہ صاحبقران** نے ہنوز سوے سرداران
لشکر دیکھا تھا کہ فوراً **کرب غازی** نے صف لشکر سے نکلکر اجازت طلب کی بادشاہ لشکر اسلام اور امیر عالی مقام نے
اجازت دی **کرب غازی** بامید اعانت ایزد تعالی میدان مین گیا ادھر **بدیع کشتی گیر** ادھر **کرب غازی** دونون

دلاور مرکبون سے اُترکر دامن گردانکر سرگرم کشتی ہوے سپاہ جانبین مین ہر ایک اعلی اور ادنی اپنی اپنی سواری سے
اُترکر علی قدر مراتب بیٹھکر کشتی دیکھنے مین مصروف ہوے جب بدیع کشتی گیر کوئی پیچ کرتا تھا بادشاہ لشکر اسلام
اور حمزہ وغیرہ بے اختیار باواز بلند تعریف کرتے تھے اور جسدم کرب غازی اُس پیچ کا توڑ کرتا تھا اُسوقت بھی
جملہ اہل اسلام خوش ہوکر ثنا کرتے تھے اسی طرح تا شام کفار اور اہل اسلام دونون نے بہادرون کی کشتی دیکھکر تعریف کی
جب آفتاب غروب ہوا بدیع نے کرب غازی سے کہا اے دلاور اب زمانہ شب آگیا ہی تجھے لازم ہو کہ شب کو براحت و آرام
بسر کر صبح کو پھر مجھسے کشتی لڑنا کرب غازی نے جواب دیا لشکر امیر کشور گیر کا یہ قاعدہ ہو کہ جب تک حریف کو زیر نہین کرتے
میدان سے جا کر راحت پذیر نہین ہوتے پس مین بھی بموجب قاعدہ مذکور بجا لاؤنگا اگر زمانہ شب کا خیال ہو تو روشنی کا حکم
دیجیے بدیع نے سرداران لشکر صلصال سے واسطے روشنی کے کہا اُنھون نے جلد تر سامان روشنی کا کیا اودھر بھی
حکم بادشاہ اسلام سے ملازمون نے اسقدر جھاڑ فرشی اور کنول وغیرہ روشن کیے کہ وہ شب تاریک غیرت دہ روز روشن
ہوگئی جب بخوبی روشنی ہوچکی اسدم حکم سے آذر برچین بادشاہ تبریز کے ملازم ایک کاسہ مین شیر گاو لبریز کرکے روبرو
بدیع کشتی گیر کے لے گئے اُسی طرح حکم بادشاہ لشکر اسلام سے چند ملازم دودھ کاسہ مین روبروے کرب غازی
لائے دونون دلاورون نے کاسہ دہن سے لگاکر شیر کا نوش کر پھر باہم کشتی لڑنا شروع کیا ہرچند تمام شب کشتی لبعد
بزد دستی ہوئی لیکن کوئی دونون مین غالب و مغلوب نہوا راوی بیان کرتا ہو کہ اس طرح تین روز کشتی ہوئی روز
چہارم بدیع کشتی گیر نے برہم ہوکر بازو کرب غازی کے پکڑ کر سر اپنا اُسکے سینے سے لگاکر بقوت تمام جو زور دیا
تو کولا کرب غازی کا اُکھڑ گیا ایسا صدمہ پہونچا کہ رنگ رخ زرد ہوگیا بدیع کشتی گیر نے رنگ چہرہ کرب
غازی دیکھکر خیال کیا کہ ضرور اس جوان کا شانہ یا کولا اُکھڑ گیا ہو یہ تصور کرکے کرب غازی سے کہا اے
بہادر مجھے ظاہر ہوگیا کہ تیرے کسی عضو پر صدمہ پہونچا ہو شاید شانہ اُکھڑ گیا ہو بہتر یہ ہو کہ اب جاکر اپنا علاج کر بعد صحت
اگر دل چاہے تو پھر مجھسے کشتی لڑنا کرب نے جواب دیا اے دلاور مین اسی حال مین کشتی لڑونگا بدیع نے کہا اے جوان
خلاف عقل تقریر نہ کر مناسب یہ ہو کہ میرے کہنے پر عمل کر یہ کہکر ہر دو بازوے کرب کو چھوڑ دیا کرب غازی بدقت
اپنے لشکر مین گیا اودھر تو بدیع میدان جنگ سے وقت شام طبل آسائش بجواکر فرودگاہ کو پھر گیا اودھر بادشاہ
لشکر اسلام مع کل لشکر قیامگاہ لشکر کیجانب روانہ ہوے بعد قطع راہ جب فرودگاہ سپاہ پر پہونچے حکم دیا کہ چارہ گر
جلد علاج کرب غازی کا کرین بموجب حکم چارہ گر علاج کرنے مین مصروف ہوے یہان تو علاج کرب کا ہو رہا ہی کہ اب
حال بدیع کشتی گیر کا لکھا جاتا ہو کہ جب بدیع میدان رزم سے اپنی بارگاہ مین گیا گہرشن خطائی کو بلاکر کہنے لگا
میرے نزدیک حمزہ صاحبقران اور سرداران امیر یا تو قیر سے لڑنا بہتر نہین ہو کیونکہ حمزہ صاحبقران ایک
مرد بزرگ و ذی وقار ہین مجھے اُنسے کچھ عداوت نہین ہو بلکہ انس ہو بس اُنکا رنجیدہ ہونا مجھے ناگوار ہو علاوہ اسکے
صلصال نابکار نے ہمین اور تجھین بجرم دخل قید کیا تھا اب ہمین بھی یہ لازم ہو کہ اُسکی جانب سے امیر کشور گیر سے
مقابلہ نکرین اور حمزہ صاحبقران پر کچھ احسان کرکے یہان سے کسی طرف چلے جائین گہرشن خطائی نے عرض کیا
مین بھی اس راے کو پسند کرتا ہون یہ کہکر مذمت صلصال کی کرنے لگا جب زلف لیلی شب تا کمر پہونچی بدیع
کشتی گیر گہرشن خطائی کو ہمراہ اپنے لیکر در زندان پر گیا اور جملہ محافظان زندان کو تہ تیغ کرکے سرداران لشکر امیر
اور متعلقین تمغاج خان کو قید سے رہا کرکے اُنسے کہا جب تم خدمت حمزہ صاحبقران مین جانا یہ کہدینا کہ ہمین
بدیع کشتی گیر نے قید سے رہا کیا ہو اور وہ ہمراہ آذر برچین بادشاہ تبریز ترکستان سے ایک جانب گیا ہو سرداران

لشکر امیر نے نہایت ممنون ہوکر کہا جو کچھ آپ نے فرمایا ہے ہم خدمت امیر مین جاکر عرض کرینگے یہ کہکر سوے لشکر امیر چلے متعلقین تمغاج خان بھی انکے ہمراہ ہوئے انھین تو اثنائے راہ مین چھوڑ دیئے اور اب حال بدیع کشتی گیر کا سنئے کہ جب بدیع پہلوان سردارون وغیرہ کو قید سے رہا کر چکا جلد راہ طے کرکے خدمت بادشاہ تبریز مین آیا ارادہ اپنا بیان کیا اسی وقت مع اپنے لشکر کے ترکستان سے کوچ کیا راہ صحرا اختیار کی اس احوال سے صلصال کو اطلاع ہوئی احوال بدیع کشتی گیر کا تو بمقام مناسب لکھا جائیگا لیکن اب ذکر سرداران لشکر امیر کیا جاتا ہے جسوقت اہرمن مازندرانی او طوس تبریزی وغیرہ قریب صبح نزدیک لشکر امیر پہنچے چند عیاران لشکر اسلام نے اس احوال سے امیر کو بیدار کرکے اطلاع دی امیر نے خوش ہوکر چاہا تھا کہ چند سردارونکو واسطے انکے استقبال کے روانہ کرین ناگاہ وہ سب خدمت امیر مین حاضر ہوئے بعد ادائے تسلیم و قواعد عبودیت جو کچھ بدیع کشتی گیر نے احسان کیا تھا اور جو کچھ کہا تھا زبان پر لائے امیر نے گفتگو انکی سنکے بدیع کو دعا دیکر فرمایا اُسنے ہمپر احسان کیا تم سبکو قید سے رہا کیا چونکہ اسوقت آثار سحر فلک پر ظاہر ہو چکے تھے امیر نے واسطے وضو کے پانی طلب کیا لازمون نے پانی حاضر کیا حمزہ صاحبقران نے وضو کیا اتنی دیر مین جملہ اہل اسلام بھی برائے نماز بیدار ہوئے جب انھون نے احوال رہائی سرداران لشکر او متعلقین تمغاج خان کا سنا سب خوش ہوئے سرداران لشکر تو اہرمن مازندرانی وغیرہ سردارون سے گلے ملے اور تمغاج خان اپنے متعلقین سے ملکر شاد ہوا پھر ہر ایک نے وضو کرکے نماز سحر ادا کی حمزہ صاحبقران اور بادشاہ لشکر اسلام نے بھی فریضۂ سحری ادا کیا اُدھر صلصال نابکار خواب سے بیدار ہوکر وقت سحر دربار مین آکر بالائے تخت بیٹھا جملہ اہل دربار بھی حاضر ہوئے ابھی صلصال تخت پر آکر بیٹھا تھا کہ بیرک خطائی آیا اور بعد بجا لانے لوازم عبودیت کے عرض کرنے لگا اے شہنشاہ فلک بارگاہ ہنگام شب کوئی محافظان زندان کو قتل کرکے اُن سرداران لشکر حمزہ صاحبقران کو جنکو تمغاج خان نے گرفتار کیا تھا اور متعلقین تمغاج خان کو جنھین حضور نے قید کیا تھا رہا کرکے لیگیا صلصال یہ خبر سُنکے متحیر ہوا بعد حیرت بسیار کہنے لگا دریافت کرو کون شخص قیدیون کو رہا کرکے لیگیا بیرک برائے دریافت خبر روانہ ہوا جب لشکر مین گیا بدیع کشتی گیر اور گُہرش خطائی وغیرہ کو نہ دیکھکر خیال کرنے لگا شاید بدیع پہلوان ہی نے قیدیونکو رہا کیا ہو اور بعوض اپنے قید ہونیکا عوض لیا ہو یہ خیال کرکے روبروے صلصال گیا اور تمام حال بیان کیا صلصال تمام احوال سُن کے خیال کرنے لگا اب کون سردار دلاور بمقابلہ امیر روانہ کیا جائے

داستان گرفتار ہوکر آنا علمشاہ کا روبروے صلصال اور عاشق ہونا شاہزادہ ذیجاہ پر زلفین جادو دختر صلصال کا اور مبتلا سے سحر کرکے نام دیکر روانہ کرنا علمشاہ کو خدمت امیر مین اور احوال زردہنگ عیار یعقوب شاہ ختنی اور لڑکر خواجہ عمرو ساقی نامہ

پلا ساقیا جلد مجکو شراب
وہ وہ قہقہہ زن ہے جسسے سبو
وہ وہ جو ہو آئینہ روئے یار

عطا کر مجھے ساغر آفتاب
وہ وہ بوے یار کی جسسے آتی ہو بو
وہ وہ جسکا میخانہ ہو کوئے یار

وہ وہ جو ہو ہمدم جان نثار
وہ وہ جو ہو سر جوش فرخندگی
پلادے جو ایسی ہی لاجواب

وہ وہ جسسے آتا ہو دلکو قرار
وہ وہ جو ہو سرمایۂ زندگی
تو کرون شروع داستان باشتاب

عاران ذی کمال و کاتبان عدیم المثال اس داستان نادر کو اسطرح تحریر کرتے ہین کہ جب ہنگام جنگ مغلوبہ مرکب علمشاہ کو لیکر ایک طرف روانہ ہوا تھا بعد قطع راہ دراز ایک صحرائے سبزہ زار مین پہونچا چونکہ بھوکا اور پیاسا تھا چشمۂ آب اور سبزہ زار دیکھکر ٹھہر گیا پانی جو چشمہ سے پیا پیٹ بھرکر گھاس کھا کر سیری ہوئی اُس وقت علمشاہ زین فرش سے عالم غشی مین زمین پر گرے گھوڑا وہین کھڑا رہا ہنوز علمشاہ کو ہوش نہ آیا تھا کہ قاقولہ عیار کا اُس جگہ گذر ہوا دیکھا ایک جوان شیر صولت زخم شمشیر سر پر کھائے ہوئے بیہوش بالائے زمین پڑا ہے یہ حال دیکھکر قریب تر آیا اور ہاتھون مین دیکھا

تام پڑھکر نہایت خوش ہوا اور کہنے لگا اے قاقولہ آج تو اچھی ساعت سے واسطے بالادوی کے اُدھر آیا تھا عنایت و الطاف خداوندان لات ومنات سے نہایت دل کو مسرت حاصل ہوئی علمشاہ پسر حمزہ کو عالم غشی مین پایا یہ گفتگو اپنے دل سے کرکے فی الفور علمشاہ کو سلاسل مین گرفتار کیا پھر مرکب پر علمشاہ کو ڈالکر لجام فرس کو پکڑکر وہان سے روانہ ہوا بعد قطع راہ یزک خطائی کے پاس گیا اور تمام حال علمشاہ کے گرفتار کرنیکا بیان کیا اُسنے تقریر اُسکی سنکے نہایت خوش ہوکے کہا جلد چل دربار صلصال مین وہ تجکو انعام کثیر دیگا یہ کہکر ہمراہ اپنے قاقولہ اور علمشاہ کو لیکر روبروے صلصال گیا اور کہا اے شہنشاہ نام اس جوان مجروح کا علمشاہ ہے یہ فرزند حمزہ ہے آپکے فرزند کا قاتل ہے قاقولہ میرا شاگرد اسے ایک صحراے سبزہ زار مین زخمی پڑا ہوا دیکھکر گرفتار کرکے لے آیا ہے اب جو مناسب ہو اس جوان کے حق مین کیجیے صلصال نابکار علمشاہ کو دیکھکر اپنے فرزند مقتول کا خیال کرکے پہلے تو چشم پرنم ہوا پھر حکم دیا ابھی جلاد آئے اور سر اسکا تیغ آبدار سے جدا کرے بموجب حکم فوراً ایک جلاد بیرحم و زشت خو حاضر ہوا بعد تسلیم عرض کرنے لگا شہنشاہ فلک بارگاہ نے اس خادم کو کیون طلب کیا ہے عنایت خداوندلات سے مین بازو پرقوت رکھتا ہون تیغہ گرانبار و آبدار اپنے قبضہ مین رکھتا ہون سفاکی اور سنگدلی مین شہرۂ آفاق ہون خاصیت مریخ کی رکھتا ہون کون فی الحال مغضوب درگاہ شہنشاہ ہے کون معتوب سرکار فلک پناہ ہے کسکا رشتۂ حیات قطع ہوا چاہتا ہے کسکا پیمانۂ عمر لبریز ہوا ہے صلصال نے کہا اے جلاد اس جوان مجروح کو دربار سے لیجاکر قتل کر جلاد نے دست بستہ عرض کیا خداوند نعمت میرا کام قتل کرنا ہے زندہ کرنا خداوندونکا کام ہے ذرا سمجھ بوجھکر حکم قتل دیجئے گا صلصال نے جواب دیا مینے خوب سمجھکر حکم قتل دیا ہے تو اب دیر نکر جلد اسے بیرون دربار لیجاکر قتل کر جلاد نابکار نے بموجب حکم شاہ ترکستان چاہا تھا کہ علمشاہ کو دربار سے لیجاکر قتل کرے یہ خبر محلسراے صلصال مین گئی کہ قاتل تمرتاش خان گرفتار ہوکر آیا ہے اب وہ بھی بحکم شہنشاہ قتل ہوتا ہے چونکہ جس روز سے جملہ فرزند و برادر صلصال کے خواجہ نے پابوس بزرگوار بنکر آگ مین جلا دیے تھے اُس دن سے جملہ ازواج و دختران صلصال یکجا فراہم ہوئی تھین اور شب و روز اپنے اپنے فرزند و بھائی کے غم مین نالہ و بکا کرتی تھین زلفین جادو دختر صلصال بھی براے تعزیت برادران آتی تھی پس خبر گرفتاری و قتل قاتل تمرتاش خان سنکے بے اختیار نالہ کنان زلفین جادو وغیرہ چند عورتین محلسراے سے سردربار اس خیال سے نکل آئین کہ قاتل تمرتاش خان کو قتل ہوتے ہوئے دیکھینگے کچھ دل کو سرور حاصل ہوگا جب زنان مذکور سردربار چلی آئین اکثر عورتین تو علمشاہ کو کلمات سخت و درشت کہنے لگین لیکن زلفین جادو چہرۂ زیباے علمشاہ کو دیکھکر رنج برادران بھول گئی علمشاہ پر عاشق ہوئی جلاد سے مخاطب ہوکر کہنے لگی تو اس جوان کو نہ لیجا وہ عرض کرنے لگا حکم شہنشاہ سے قتل کرنے کیلیے جاتا ہون زلفین نے برہم ہوکر کہا او نالائق ہم کہتے ہین کہ تو اس جوان کو ہرگز قتل نہ لیجا تو نہین مانتا یہ کہکر روبروے صلصال گئی پہلے اپنے پدر کو سلام کیا پھر کہا اے والد نامدار آپ اس جوان کو کیون قتل کراتے ہین میرے نزدیک تو بہتر یہ ہے کہ اس جوان کو اپنا مطیع کرکے براے مقابلہ حمزہ روانہ کیجیے اگر یہ سر حمزہ و سرہاے سرداران لشکر حمزہ کاٹکر لے آئے تو فہوالمراد اور اگر قتل ہوگیا تو بھی کچھ غم نہوگا اس امر مین بھی اپنا مطلب حاصل ہوگا صلصال نے گفتگو اپنی دختر کی سنکے اُسکی عقل و فہم کی بہت تعریف کی اور خیال قتل علمشاہ سے درگذرا بیٹی کو اپنے قریب بٹھاکر کہنے لگا اے جلاد اب اس جوان کو قتل نہ کر مین نے اپنی دختر کی سفارش سے اسے قتل سے امان دی جلاد یہ تقریر شاہ ترکستان کی سُن کے چلا گیا صلصال نے یزک خطائی سے کہا جلد اس جوان کو کسی تدبیر سے ہوشیار کر اسنے چند تدبیرین ایسی کین کہ علمشاہ کو ہوش آیا آنکھین جو کھولین اپنے تئین دربار مین گرفتار دیکھا بعد شکایت مقدر فرش زمین سے اُٹھکر بطریق اہل اسلام اہل دربار سے مخاطب

ہوکر سلام کیا اور کسی نے جواب نہ دیا لیکن زلفین جادو نے علمشاہ کے پاس آہستہ جاکر کہا اے جوان ذرا میری طرف دیکھ اچھی طرح نظارہ میرے حسن وجمال کا کر مقدر تیرا اچھا تھا کہ مجھ ایسی رشک حور تجھ پر مائل ہوئی تجھے قتل ہونے سے بچایا اب تو بھی میری تمنا سے دل بر لا خداوندان لات ومنات وغیرہ کو سجدہ کر اطاعت میری اور میرے پدر کی اختیار کر علمشاہ نے اسکے حسن وخوبی سراپا پر نظر کرکے خیال کیا عجب خداوند عالم نے اس صنم کو حسن دلفریب دیا ہی زاہد کش عابد فریب ہی حور اور پری حسن اور دلبری مین اسکے ہمسر نہین ناظرین عالی طبع پر واضح ہوکر تحریر صاحب دفتر سے صاف ثابت ہی کہ زلفین نہایت حسین تھی اگر کوئی اسکے قد بالا اور حسن چہرہ زیبا کی کچھ تعریف کرے تو بھی اسکی تعریف کو پسند نہ کرے یہ چند اشعار مثنوی ثنائے حسن سراپاے زلفین مین پڑھو

مثنوی

نگو از قد سرشت دیگرست این
بجز این کار را ہر روز کردہ است
جنبش را بہ کف زاہد کلید ے
بپایش سایہ از بالاے شمشاد
زبویش نسترن در تازہ کارے
سواد خط بہار گلشن روے

پرس از رخ بہشت دیگرست این
براے دیدن ایزد آفرینش
گشادہ ہر دو رے نو روز عیدے
لبش در فیر شکر کردہ در عہد
زرنگش ارغوان در غازہ کارے

از و صبح این صفا در یوزہ کردہ است
دگر خود را ندیدہ آنکس کہ دیدش
قد در باغ زان بالاے آزاد
ز حرفش گوش رنگ طبلہ شہد
بیاض گردنش صبح شب موے

القصہ ہرچند کہ حسن زلفین پر نظر کرکے دل علمشاہ بیتاب ہوا لیکن بخیال ملت ومذہب برہم ہوکر جواب دیا او بیہودہ گو بس خاموش ہو اب ایسے کلمات زبان پر جاری نکر نہ مین ہرگز ہرگز تیرے حسن وجمال پر فریفتہ ہوکر تیرے خداوندونکو سجدہ نکرونگا دین اسلام سے منھ نہ موڑونگا زلفین نے برہم ہوکر چند پھولون پر سحر پڑھکر وہ پھول علمشاہ پر ڈالدیے جب خوشبو گلونکی دماغ مین گئی رنگ طبیعت بدل گیا قلب علمشاہ کا الٹ گیا بنظر الفت جانب زلفین دیکھکر کہنے لگے اے ملکہ کیون مجھسے ناراض ہوتی ہو مین تو تجھپر فریفتہ ہون جو حکم کرو بجالاؤن زلفین نے کہا اگر مجھسے الفت رکھتے ہو تو ہمارے خداوندونکی تصویرونکو سجدہ کرو اور اپنے گلے مین ڈالو علاوہ اسکے جو کچھ ہم کہین ہمارے کہنے پر عمل کرو علمشاہ نے کہا جو کچھ اے ملکہ تم کہوگی مین بسر وچشم بجالاؤنگا زلفین نے سنکے حکم دیا سلاسل جسم علمشاہ سے جدا کرو ملازم براے تعمیل حکم بڑھتے تھے کہ علمشاہ نے خود ہی وہ طوق وزنجیر مثل تار عنکبوت توڑ کر پھینکدیا بعد اسکے بموجب حکم معشوقہ چند تصویرین بتونکی اپنی گردن مین ڈالین صلصال یہ حال دیکھکر نہایت خوش ہوا اہل دربار بھی شاد ہوے بختک اپنے دلمین کہنے لگا ان مسلمانونکی زندگی دراز ہی قضا انکی بالین پر آکر ٹل جاتی ہی کوئی نہ کوئی سبب انکے زندہ رہنے کا نکل ہی آتا ہی ہرچند کہ علمشاہ نے بتونکو اپنے گلے مین سحر مین گرفتار ہوکر ڈالا ہی مگر جب سحر اتر جائیگا ہوش مین آکر صلصال اور لشکر صلصال کو قتل کریگا ابھی بختک اپنے دلمین اسی قسم کے خیالات کر رہا تھا کہ زلفین نے ایک نامہ اس مضمون کا لکھوایا یا امیر حمزہ پہونچنے اس نامے کے تم بھی مثل اپنے فرزند علمشاہ کے ہمارے خداوندون کو سجدہ کرو اور اطاعت ہمارے والد کی اختیار کرو اگر خلاف ہمارے کہنے کے عمل کروگے تو بہت پچھتاؤگے جب نامہ تیار ہوچکا زلفین نے سرنامہ پر مہر کرکے علمشاہ کو دےکے کہا یہ نامہ اپنے والد کو جاکر دیدینا اور جواب اسکا لکھواکر لے آنا علمشاہ نے نامہ لیکر زخم سر باندھکر گھوڑے پر سوار ہوکے سوے لشکر امیر رہروی اختیار کی زلفین بھی بعد جانے علمشاہ کے تخت سحر پر بیٹھکر سوے لشکرگاہ امیر روانہ ہوئی اسے تو اثناے راہ مین چھوڑا جاتا ہی مگر اب حال شاہزادہ کا تحریر کیا جاتا ہی جب علمشاہ بعد قطع راہ عنقریب لشکرگاہ پہونچے عیارون نے حال علمشاہ سے امیر کو اطلاع دی ہنوز عیاران لشکر اسلام خبر تشریف آوری

علمشاہ امیر ذوی جاہ سے عرض کر رہے تھے کہ علمشاہ لشکر میں داخل ہوئے گھوڑے سے اُتر کر روبروئے امیر
باتوقیر گئے نامہ زلفین امیر کو دیا امیر نے نامہ پڑھوا کر اُسی نامہ کی پشت پر یہ عبارت لکھوا دی کہ اے زلفین ہم
خدا پرست ہیں ہرگز تیرے خداوندوں کو سجدہ نکرینگے اور تیرے پدر نابکار کی اطاعت اختیار نکرینگے جہانتک
ممکن ہوگا تجھسے اور تیرے پدر سے لڑینگے یہ عبارت امیر نے لکھوا کر نامہ مذکور علمشاہ کو دیکر حال علمشاہ پر نظر کرکے
نہایت افسوس کیا اور بصد الفت فرمایا اے فرزند دلبند تو نے بتوں کی تصویروں کو اپنے گلے میں کیوں ڈالا دین حق سے
کیوں منہ موڑا مناسب یہ ہے کہ اصنام کو اپنی گردن سے جدا کر اپنے پروردگار کو سجدہ کر بت پرستی اختیار نکر علمشاہ
نے جواب دیا آپ مجھے ہدایت نہ کیجیے بہتر یہی ہے کہ میری معشوقہ زلفین کے حکم پر عمل کیجیے ورنہ بارگاہ سلیمانی اور
دیگر اسباب صاحبقرانی بقوت بازو چھین کے لیجاؤنگا جو کوئی مجھسے لڑیگا اُسے قتل کرونگا امیر یہ تقریر سنکے متحیر ہوے
اُسوقت سرداران دست چپ نے امیر سے عرض کیا یقین ہے شاہزادہ علمشاہ ذیجاہ گردون بارگاہ مبتلائے سحر
ہیں اسیوجہ سے بتونکو گلے میں ڈالے ہیں اور ایسے کلمات زبان پر جاری کرتے ہیں اسوقت آپ تھوڑے پانی پر اسم
اعظم پڑھ کر وہی پانی انکے چہرہ پر چھڑکیے ابھی سحر برطرف ہو جائیگا انہیں ہوش آجائیگا امیر نے فرمایا تم سچ کہتے ہو فرزند
میرا سحر میں گرفتار ہے یہ فرماکر تھوڑے پانی پر اسم اعظم دم کرکے چہرۂ علمشاہ پر اس پانی کا چھینٹا دیا برکت اسم اعظم سے
فوراً سحر برطرف ہوگیا علمشاہ کو ہوش آیا بتون کو اپنے گلے میں دیکھکر نہایت منفعل ہوا اُسوقت علمشاہ نے چاہا
تھا کہ بتونکو اپنے گلے سے جدا کرکے قدم امیر پر سر رکھکے عذر کیجیے ناگاہ زلفین نے آکر بلندی سے یہ احوال دیکھا فوراً
بیتاب ہوکر علمشاہ پر سحر کرکے بزور سحر پنجہ بنکر گری اور علمشاہ کو اٹھا لیگئی چوب خیمہ سے سر علمشاہ کا بھی زخمی ہوگیا امیر باتوقیر اور سرداران دست
چپ یہ واقعہ دیکھکر نہایت مغموم ہوے بادشاہ لشکر اسلام بھی غمگین ہوے اُسدم ہرچند عیاران لشکر اسلام عقب
زلفین گئے اور اثناء راہ میں ہزارہا تدبیریں کیں مگر علمشاہ کو رہا نکر سکے مجبور ہوکر خدمت حمزۂ صاحبقران
میں آئے عرض کیا ہمنے نہایت کوشش کی مگر شاہزادۂ عالی وقار کو رہا نکرسکے معلوم نہیں کون لیگیا ہے
امیر گفتگوے عیاران لشکر سنکے اور زیادہ مغموم ہوے انھیں تو ماتم شاہزادہ علمشاہ میں کہا جاتا ہے اور اب
حال زلفین کا لکھا جاتا ہے کہ جب زلفین راہ طے کرکے اپنے پدر کی خدمت میں گئی علمشاہ کو بالاے زمین ڈالکر اپنے
پدر سے کہنے لگی اگر میں اسوقت اس جوان کے ہمراہ نہ جاتی تو یہ جوان قید سحر سے رہا ہوکر پھر میرے ہاتھ
نہ آتا حمزہ نے میرا سحر دفع کر دیا تھا اس جوان کو ہوش آگیا تھا میں ہی ایسی ساحرہ زبردست تھی کہ پنجہ بنکر
گری اور اسے اُٹھا لائی اب اس جوان کی بخوبی ہوشیاری کرونگی حمزہ کے روبرو اکیلا اسے نجانے دونگی
خود بھی ہمراہ اسکے جایا کرونگی صلصال نے خوش ہوکر کہا اے دختر نیک سیرت بیشک تو نے کارنمایان کیا کہ
لشکر امیر سے اسے لے آئی یہ کہکر سوے علمشاہ مخاطب ہوا نامہ طلب کیا علمشاہ نے نامہ حوالے کیا
صلصال نے مضمون جواب نامہ سے آگاہ ہوکر زلفین کو محل میں بھیجکر اپنے ملازموں سے حکم کیا جلد اس
جوان کے زخم سر کا علاج کیا جائے ملازم علاج کرنے میں مصروف ہوے بعد چند روز کے زخم سر اچھا ہوگیا
صلصال نے علمشاہ کو قریب اپنے تخت کے ایک دنگل پر بٹھایا اور سامان جنگ کی فکر کرنے لگا شاہ ترکستان کو تو
چندے سامان وتیاری جنگ میں مشغول رکھا جاتا ہے اور اب حال نامہ بر تحریر کیا جاتا ہے جب وہ نامہ بر جسے صلصال نے
نامہ دیکر سوے ختن روانہ کیا تھا بعد قطع راہ ختن میں پہونچا یعقوب شاہ ختنی کو اُسکے آنے سے آگاہی ہوئی
فوراً اسے اپنے روبرو طلب کیا جسدم وہ نامہ بر سامنے گیا بموجب قاعدہ تسلیم بجا لایا اور نامہ حوالہ کیا شاہ

ختن نے مضمون نامہ سے آگاہ ہوکر قاصد کو اپنے دربار مین ایک کرسی پر بیٹھنے کو اشارہ کیا نامہ بر تسلیم کرکے بالاے
کرسی بیٹھ گیا یعقوب شاہ خیال کرنے لگا جب شہنشاہ صلصال حمزہ صاحبقران سے لڑ نہین سکتے تو مین اُنسے
اور اُنکے سرداران لشکر سے کیا لڑونگا ہان کوئی تدبیر ایسی ہو کہ حمزہ صاحبقران کو گرفتار کرون پھر یہان سے
جاکر لشکر امیر سے مقابلہ کرون یہ خیال کرکے اپنے عیار زرد ھنگ کو بلاکر آہستہ اُس سے کہا مجھے خوب معلوم ہی کہ تو
ایک مدت سے میری دختر پری چہرہ پر فریفتہ ہو اور طالب وصل ہو اگر تو بفن عیاری حمزہ صاحبقران کو گرفتار کرکے
یا بیہوش کرکے میرے روبرو لے آئے تو مین بلا عذر اپنی دختر تیرے حوالے کردون زرد ھنگ نے از حد خوش ہوکر
آہستہ عرض کیا مین آج ہی جاتا ہون لشکر حمزہ مین داخل ہوکر حمزہ کو بیہوش کرکے چند روز مین روبروے حضور
لاتا ہون یعقوب شاہ نے خلعت دیکر اُسے جانے کی اجازت دی زرد ھنگ مہتر ضیم خنجر زن اور مہتر سلیم خنجر
زن وغیرہ چار سو اپنے شاگردونکو اپنے ہمراہ لیکر جانب ترکستان روانہ ہوا یعقوب نے بجواب ایک عرضی اس
مضمون کی لکھوائی کہ اے شہنشاہ فلک بارگاہ نامہ حضور کا پہونچا باعث سربلندی کا ہوا جو حکم ہوا ہی بسر و چشم بجالاؤنگا
سامان جنگ درست کرکے جلد خدمت عالی مین آؤنگا جب عرضی میرمنشی لکھ چکا یعقوب شاہ نے اسی نامہ بر کو عرضی
دیکر خلعت دیا اور اسے رخصت کیا ادھر تو قاصد راہ طے کرکے خدمت صلصال مین پہونچا اور عرضی یعقوب شاہ
ختنی کی پیشکش کی اُدھر زرد ھنگ اپنے شاگردون کو اثناے راہ مین ایک درۂ کوہ مین چھوڑکر بہنگام نصف
شب بشکل درویش لشکر امیر مین گیا دیکھا کہ دورنگ خیام اور بارگاہین استادہ مین لشکر ہشیار اُترا ہی ایک
سردار کئی ہزار سوارون کے ہمراہ حفاظت لشکر کر رہا ہی صداے ہوشیار باش بلند ہی چوکی پھرتا ہین اور رن جھتا ہین
دمبدم روشن کیجاتی ہین زرد ھنگ یہ حال دیکھکر حیران ہوا دلمین کہنے لگا بارگاہ امیر کیونکر دریافت کرون اور کیونکر پہونچون یہان انتظام بخوبی ہی بہتر یہ ہی کہ اسوقت کسی صحرا مین شب بسر کرون صبحکو یہان آکر بارگاہ امیر دریافت
کرون شب کو عیاری کرون یہ خیال کرکے لشکر سے نکلا ایکطرف چلا تھوڑی دور جاکر ایک غار مین اُترکر پنہان ہوا بعد
ایک لمحہ کے اُنھین سوارون مین سے جو حفاظت لشکر کر رہے تھے ایک سوار کو ضرورت پیشاب کرنیکی
ہوئی وہ سوار اپنے بیڑے کے سوارون سے جدا ہوکر اُسی جگہ واسطے پیشاب کرنے کے آیا جس جگہ زرد ھنگ
نہان تھا جب وہ پیشاب کرکے طہارت کرنے لگا زرد ھنگ نے جا ب بیہوشی مار کر اُسے بیہوش کیا پھر
اُسکی صورت بنکر اور لباس و ہتھیار اُسکے اُتار کر زیب تن کرکے اُس سوار کو توو ہین غار مین پنہان کیا اور خود
اُسکے گھوڑے پر سوار ہوکر اُن سوارون مین شامل ہوکر گرد لشکر کے پھرنے لگا بعد تھوڑی دیر کے ایک سوار
سے کہنے لگا اسوقت میری عجب کیفیت ہی درد سر مین شدید ہوتا ہی آنکھونسے اچھی طرح نظر نہین آتا ہی نہین معلوم
یہ بارگاہ کسکی ہی اُس سوار نے جواب دیا اے برادر اگر مزاج تمھارا ناساز ہی تو اپنے خیمہ مین جاکر سو رہو حفاظت لشکر ایسے
حال مین نکرو اور یہ بارگاہ جسے تم پوچھتے ہو یہی بارگاہ شاہی ہی امیر با توقیر آج اسی بارگاہ مین راحت گزین ہین
سوار نقلی یعنی زرد ھنگ بارگاہ امیر سے آگاہ ہوکر اُس سوار سے رخصت ہوکر ایک جانب چلا کنارہ لشکر پر آکر
گھوڑے سے اُترکر ایک گوشہ مین بیٹھکر نقب لگانے لگا کچھ رات باقی تھی کہ بارگاہ شاہی مین پہونچا دہنہ نقب کا وا کیا نقب
سے نکالکر دیکھا امیر غافل سوتے ہین شمعدانے موی و کافوری روشن ہین پہلے زرد ھنگ نے پروانونکے پرون پر بیہوشی چھڑکی
نہین چھوڑا وہ شمعون پر گرکر شمعین بجھاکر خود بھی جلگئے پھر زرد ھنگ نے نقب سے نکلکے باقی ماندہ شمعونکو گل کرکے
حمزہ صاحبقران کو بیہوش کیا اور چادر عیاری مین باندھا بعد اسکے پشتارہ دوش پر رکھکر راہ نقب سے روانہ ہوا بعد قطع راہ

نقب کنارۂ لشکر پر نکلا وہانسے بصد عجلت سوے ختن رخ کیا اس عیار کو تو اثناے راہ مین چھوڑیے اور اب حال عمرو کا
سُنیئے کہ خواجہ کا دل جو گھبرایا بیتاب ہو کر بارگاہ امیر مین گئے دیکھا امیر باتوقیر بارگاہ مین نہین ہین خواجہ کو تردد ہوا
بادشاہ لشکر اسلام اور اکثر سرداران لشکر بھی اس واقعہ سے مطلع ہوے وہ سوار جسے زردھنگ نے بیہوش کیا تھا
وہ بھی ہوشیار ہو کر لشکر مین آیا حال اپنا بیان کیا آخر خواجہ نے بارگاہ مین دہن نقب کا دیکھکر اور نشان پاے عیار زمین پر
پاکر خیال کیا کوئی عیار امیر کو بیہوش کر کے لیگیا ہے یہ تصور کر کے بادشاہ لشکر اسلام اور جملہ سرداران لشکر سے کہا مین جاتا
ہون اگر خداوند عالم نے چاہا تو امیر کو رہا کر کے لاتا ہون آپ سب صاحب یہین تشریف رکھین یہ کہکر نقب مین جاکر راہ
نقب سے کنارہ لشکر پر نکلے پھر وہانسے فال دیکھکر عیاری کے بانون سے آراستہ ہو کر ایک طرف مثل باد تند روانہ ہوے
زردھنگ جو حمزۂ صاحبقران کا پشتارہ اُٹھا کر روانہ ہوا تھا بعد قطع راہ دراز درۂ کوہ تک تو نہ پہونچا اثناے راہ
مین ایک شجر کے نیچے گلیم بچھا کر خستگی راہ سے پشتارہ امیر کا قریب اپنے رکھکر استراحت پذیر ہوا ہنوز جاگتا تھا کہ صداے زنگ
کانین آئی بیقرار ہو کر اُٹھا سوے آواز زنگ دیکھنے لگا جب خواجہ قریب اُسکے آئے زردھنگ نے ایک سنگ تراشیدہ
گوپھن مین رکھکر خواجہ کو تاک کر مارا عمرو نے جست کی تپھر دور جا کر گرا عمرو نے نعرہ کیا او عیار ہوشیار ہو جا کہ مین آپہونچا
ارے غضب کیا تو نے کہ امیر باتوقیر کو بیہوش کر کے لیچلا حالا نگذارم کہ از دست ما زندہ و سلامت روی یہ نعرہ کر کے قریب تر
اُسکے آئے چاہا پشتارہ امیر کا اُٹھائین زردھنگ نے برہم ہو کے خنجر کھینچا آمادۂ جنگ ہوا خواجہ بھی خنجر کھینچکر متصدی رزم
ہوے آخر کار باہم لڑائی ہونے لگی خواجہ قریب پشتارہ پہونچ چکے تھے زردھنگ پس پا ہوا تھا ناگاہ سیلم خنجر زن اور صمیم
خنجر زن مع چار سو عیارون کے آگئے زردھنگ نے خوش ہو کر اُنسے کہا چلو اس عیار کو گھیر کر گرفتار کرو شاگردان زردھنگ
نے ہجوم کر کے چاہا کہ عمرو کو گرفتار کرین حلقہ ہاے کمند مین اسیر کرین یہ حال دیکھکر خواجہ نے جست کی اُن عیارون مین سے یون
نکل گئے جیسے ابر سے برق یا گل سے بو یا مجمع صیادان سے آہو زردھنگ اور جملہ اُسکے شاگرد یہ جست وخیز عمرو کی دیکھکر
حیران ہوے خیال کرنے لگے یہ عیار تھا یا چھلاوا تھا طرفۃ العین مین نظر سے غائب ہو گیا یہ تصور کر کے سیلم خنجر زن نے
کہا اے اُستاد جب آپ ہم تک تادیر نہ آئے ہمین تردد ہوا آخر وہان سے بصد عجلت ہم سب اُدھر روانہ ہوے یہان آکر
دیکھا کہ آپ عیار سے سرگرم کارزار ہین خوب ہوا کہ ہم سب عین وقت پر یہان آگئے ورنہ نہین معلوم کیا واقعہ گذرتا زردھنگ
نے کہا بیشک تمھارے آنے سے بہتری ہوئی اب یہان توقف کرنا چاہیے یقین ہے کہ پھر وہ عیار دونکو ہمراہ لیکر یہان آئیگا
سد راہ ہوگا یہ کہکر وہان سے پشتارہ اُٹھا کر مع اپنے شاگردونکے روانہ ہوا بعد قطع راہ دراز وقت دوپہر تمازت آفتاب سے
پریشان خاطر ہو کر ایک شجر سایہ دار کے نیچے ٹھہرا ناگاہ ایک قلندر لباس قلندری سے سراپا آراستہ نظر آیا جب وہ قریب آیا
زردھنگ سے بعد سلام پوچھنے لگا بچا تو کہانسے آتا ہے کیون اسقدر گھبرایا ہوا ہے یہ پشتارہ کیسا ہے اسمین کیا چیز ہے بعد اسکے
زردھنگ نے بعد دست بوسی تمام احوال اپنا مفصل بیان کیا قلندر نے خوش ہو کر کہا بابا حمزۂ صاحبقران جسے [illegible]
...کے چادر مین باندھا ہے یہ تو مسلمان ہے خداے نادیدہ کی پرستش کرتا ہے پونے دو سو خداوندونکو بُرا کہتا ہے اُنکی پرستش کرنیوالونکو
قتل کرتا ہے اسکا تو قتل کرنا میرے نزدیک واجب ہے ابھی تک تو نے اسے زندہ کیون رکھا اب اس پشتارہ کو میرے حوالہ
کرین امیر کو تیرے سامنے قتل کر ڈالون جملہ خداوند اس فعل سے نہایت خوش ہونگے زردھنگ نے جواب دیا داتا حکم
بادشاہ ختن یہی ہے کہ امیر کو زندہ میرے روبرو لاؤ ورنہ مین حمزہ کو قتل کرتا قلندر نے کہا اپنے بادشاہ سے کہدینا کہ
قلندر جو روبرو ہمین راہ مین ملا تھا اُسکے کہنے سے ہمنے امیر کو قتل کر ڈالا یہ کہکر پشتارہ کی طرف بڑھا زردھنگ نے
روکا اُسنے تکرار کی اُسے غصہ آیا انجام کار قلندر نے خنجر کھینچکر نعرہ کیا نعرہ

عمرو ہون مین عیار صاحبقران

مرے مکر سے کانپتا ہے جہان　　صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم
ہوا افشندہ ریش کفار ہون　　اُڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو
زمانے کا مکار غدار ہون　　نہ پائے مری گرد پاپوش کو
مرا تیز رفتار گر ہو قدم

یہ نعرہ کرکے دلیرانہ لڑنے لگا زرد ھنگ اور چند شاگرد بھی اسکے تیغ اور کمندے لیکر مصروف جنگ ہوئے تا دیر لڑائی ہوئی ہر چند کئی شاگرد زرد ھنگ کے دست عمرو سے زخمی ہوئے لیکن پشتارہ خواجہ کے ہاتھ نہ آیا ناچار ہو کر عمرو نے راہ فرار اختیار کی زرد ھنگ اُس جگہ سے پشتارہ اُٹھا کر مع اپنے شاگردونکے خوف عمرو سے ایسا بھاگا کہ کہین راہ مین نہ ٹھہرا بعد قطع راہ روبروے یعقوب شاہ ختن پہونچا تمام احوال اپنی عیاری اور عمرو کے سد راہ ہونے اور لڑنے کا بیان کیا شاہ ختن نے خوش ہو کر کہا امیر کو طوق و سلاسل مین گرفتار کرکے ہوشیار کر زرد ھنگ نے تعمیل حکم کی امیر نے ہوشیار ہو کر اہل دربار سے مخاطب ہو کر بآواز بلند کہا السلام علیکم سلام ہے اُس شخص پر جو خداوند عالم کو اپنا معبود جانتا ہو اور دین اسلام سے مشرف ہو اسوقت اہل دربار سے کسی نے جواب نہ دیا بلکہ ہر ایک شخص برہم ہوا خصوصًا یعقوب شاہ نہایت غضبناک ہو کر کہنے لگا اے امیر باوجود اسکے کہ قید ہو مگر خداے نادیدہ کا نام میرے دربار مین زبان پر جاری کرتے ہو اگر زندگی اور بہتری اپنی چاہتے ہو تو ہمارے خداوندون کو سجدہ کرو حمزۂ صاحبقران نے جواب دیا او بے ایمان کیا بکتا ہے خاموش ہو مین تیرے خداوندونکو بُرا جانتا ہون اکثر انمین محض ایک پتھر کی تصویرین ہین لائق سجدہ و حمد وہ معبود حقیقی ہے کہ جسنے اپنی قدرت کاملہ سے شجر و حجر شمس و قمر آسمان و زمین جن و انس و ملک وغیرہ کو پیدا کیا بمقتضاے

نظم

وہ ہے باعث رفعت آسمان　　وہ رزاق ہے ذات رب قدیر
اسی سے کیلیے ہے ہمیشہ ثبات　　وہی جان و تن کا نگہدار ہے
اسی سے ہین قائم زمین و زمان　　کہ قبل ولادت کیا خلق خیر
اسی کے ہے قبضہ مین موت و حیات　　وہی ہر بشر کا مددگار ہے
ثنا کے ہے لایق وہ یکتا خدا　　سپید و سیہ روز و شب مہر و ماہ
وہ ہے باعث فضل و احسان وجود　　اسی کے لیے ہے ہمیشہ بقا
مرا بھی نگہبان ہے اب وہ کریم
نہین جسکا ثانی کوئی دوسرا　　یہ مصنوع ہین اور صانع اکہ
وہی بس ہے معبود رب ودود　　سوا اسکے اک دن ہے سبکو فنا
نہین تجھسے دشمن کچھ خوف و بیم

یعقوب شاہ گفتگوے امیر سے ایسا غضبناک ہوا کہ جلاد کو بلا کر حکم قتل دیا جلاد امیر کو بیرون دربار لیگیا ریت کے چبوترے پر بوریۂ ہلاکت بچھا کر امیر کو اُس بوریہ پر بٹھایا گردن پر کوئلہ کا خط دیا آب و غذا کیواسطے کہا امیر نے فرمایا آب و طعام کی خواہش نہین ہے یہ فرما کر زیر سایۂ تیغ سر جھکا کر بیٹھے جب شاہ ختن نے جلاد کو تیسرا حکم قتل امیر دیا جلاد نے ارادہ قتل کرنے کا کیا تیغہ گرانبار و آبدار گلوے امیر پر لگانا چاہا ناگاہ ایک سمت سے ایک سنگ تراشیدہ آکر اس طرح اُسکے سر پر پڑا کہ سر اُسکا ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا فورًا زمین پر گر کے ہلاک ہو گیا یہ خبر شاہ ختن کو ہوئی وہ نہایت متحیر ہوا زرد ھنگ نے عرض کیا اے بادشاہ یقینًا یہان عمرو آیا ہے اُسی نے سنگ سے جلاد کو ہلاک کیا ہے شاہ ختن نے برہم ہو کر جواب دیا تو عمرو سے ڈرتا ہے اسی وجہ سے یہ خیال کرتا ہے مین اور جلاد کو حکم دیتا ہون وہ ابھی سر حمزہ کاٹ لائیگا یہ کہکر دوسرے جلاد کو حکم دیا وہ تیغہ علم کرکے قریب حمزۂ صاحبقران گیا اُس وقت مردمان تماشائی کا ہجوم تھا بعضے خوش ہوتے تھے اور بعضے افسوس کرتے تھے اشعار عبرت آمیز زبان پر جاری کرتے تھے امیر با توقیر زیر تیغ بیٹھے ہوئے دعا کر رہے تھے جب خواجہ عمرو نے ایک جلاد کو ہلاک کرکے دیکھا کہ دوسرا جلاد آیا ہے یہ حال دیکھ کر خیال کیا اے عمرو تو کہانتک جلادون کو ہلاک کریگا کوئی تدبیر ایسی کر کہ زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران قتل ہونے سے محفوظ رہے یہ تصور کرکے اور ایک تدبیر سوچ کے دلیرانہ دربار شاہ ختن مین گیا اور بآواز بلند کہا اے یعقوب شاہ آگاہ ہو کہ نام میرا عمرو ہے بیشمار کفار کو مین نے ہلاک کیا ہے اگر تو نے ایک موے تن امیر کو بھی اذیت دی تو یہ سمجھ لینا کہ تجھے

اور تیرے متعلقین کو ہلاک کرونگا شہر مین آگ لگادونگا کسی کا ذکر زندہ نہ چھوڑونگا یعقوب شاہ گفتگوے عمرو
سُنکے ایسا خائف ہوا کہ کانپنے لگا آخر بخیال خوف عمرو حکم دیا امیر کو قتل نکرو بمقام مناسب قید کرو ملازم حکم شاہ ختن
بجالائے زردھنگ بہر گرفتاری خواجہ دوڑا عمرو وہان سے بھاگا دربار سے نکل کر جست کرکے ایک بام بلند پر
گیا زردھنگ بھی جست کرکے اُس کوٹھے پر گیا عمرو دوسرے کوٹھے پر گیا اسیطرح جست وخیز کرکے آبادی سے
نکلکر راہ صحرا اختیار کی زردھنگ بھی تعاقب مین صحرانورد ہوا خواجہ نے جھاڑی جھنڈیون مین نہان ہوکر اور
زردھنگ کو صحرا مین سرگردان چھوڑکر اُسکی شکل بنکر جلد راہ طے کرکے دربار شاہ ختن مین قدم رکھا اور یعقوب
سے کہا اے بادشاہ عمرو بلا کا عیار ہے ہرچند مین نے چاہا کہ اُسے گرفتار کرون مگر وہ ایسا بھاگا کہ میرے ہاتھ نہ آیا اب
حضور کو لازم ہے کہ امیر کو میرے سپرد کیجیے عمرو پھر آئیگا حمزہ کی رہائی مین کوشش کریگا شاہ ختن نے جواب دیا اچھا
امیر کی تو ہی حفاظت کر عمرو دربار سے چلا ہی تھا کہ زردھنگ اصلی سامنے سے ظاہر ہوا اہل دربار دوسرے
زردھنگ کو دیکھکر متحیر ہوے باہم کہنے لگے واہ واہ عجیب واقعہ اور ماجرا ہے کہ دوسرا زردھنگ آیا ہے زردھنگ
نقلی نے جواب دیا یہ عمرو ہے اسے آنے دو مین گرفتار کرونگا جب وہ قریب تر آیا پکار کر کہنے لگا اے بادشاہ ہم شبیہ میرا عمرو ہے
اسکے دام مکر مین گرفتار نہ ہوجیے گا زردھنگ نقلی نے عرض کیا خداوند یہ جھوٹ کہتا ہے عمرو عیار ہے باتین مکروفریب
کی کرتا ہے چاہتا ہے کہ حمزہ کو یہان آکر رہا کرے آپ اسکی باتون پر عمل نہ کیجیے گا جب درمیان زردھنگ اصلی اور
نقلی مین تکرار ہوئی آخر کار زردھنگ نے عاجز ہوکر شاہ ختن سے کہا اے بادشاہ آپ مجھسے اور میرے ہم شبیہ سے
کچھ احوال گذشتہ سے سوال کرین جو کوئی جواب معقول دے اُسے آپ زردھنگ اصلی تصور کرین یعقوب شاہ
کو یہ راے پسند آئی پہلے زردھنگ نقلی سے پوچھا زمانہ ایک ماہ کا ہوا مین نے تجھے کیا خبر دی تھی زردھنگ نقلی جواب
دینے مین عاجز ہوا شاہ ختن نے دوسرے زردھنگ سے جو دریافت کیا اُسنے کہا حضور نے یاقوت کی انگوٹھی مجھے
عنایت کی تھی زردھنگ نقلی نے کہا اے عمرو تو بلا کا عیار ہے ارے مین کچھ کہنے نہ پایا کہ تو بول اُٹھا اے بادشاہ ذیجاہ
اب اور کچھ سوال کیجیے شاہ ختن نے نہایت حیران و پریشان خاطر ہوکر پوچھا کہ قبل ازین چند روز مین نے تجھے کیا حکم
دیا تھا زردھنگ نقلی نے عرض کیا حضور کے کان مین آہستہ کہونگا جواب اسکا بخوبی دونگا آواز بلند نہ کہونگا عمرو
سن لیگا شاہ ختن نے اجازت دی زردھنگ نقلی نے دہن اپنا قریب گوش یعقوب شاہ لیجا کر ایک ہاتھ سے
تاج اُتارا دوسرے ہاتھ سے ایک طمانچہ روے شاہ ختن پر مارا اور یہ نعرہ کرکے بصد چالاکی دربار سے نکل کر ایک
جانب روانہ ہوا نعرہ ؎ عمرو ام کہ کلاہ از سر قیصر ببرم ٭ رنگ از رخ بختک بد اختر ببرم ٭ در مجلس خسروان چو گردم ساقی
تیغ و سپر و سبو و ساغر ببرم ٭ ہرچند اہل دربار اور عیار عقب خواجہ دوڑے مگر گرد قدم خواجہ بھی کسی کے ہاتھ
نہ آئی سب مجبور ہوکے پھر آئے شاہ ختن کو نہایت اس توہین سے صدمہ ہوا وزرا امرا نے جلد دوسرا تاج پیشکش
کیا شاہ ختن نے وہ تاج اپنے سر پر رکھا زردھنگ اصلی نے عرض کیا کیون حضور مین نہ کہتا تھا کہ یہ عمرو ہے
وہی ہوا جو مین نے عرض کیا تھا خیر جان بچگئی بموجب مصرع رسیدہ بود بلاے ولے بخیر گذشت ٭ اب حضور
حمزۂ صاحبقران کو میرے حوالے کرین ورنہ عمرو امیر کو رہا کرکے لیجائیگا شاہ ختن نے کہا جا امیر کی حفاظت کر
زردھنگ اجازت لیکر دربار سے نکل کر در زندان پر گیا اور امیر کو زندان سے نکالکر ایک قفس مین بند کرکے
ایک بلند لٹھے پر قفس کو لٹکایا گرد اُس لٹھے کے مع اپنے شاگردون کے واسطے حفاظت کے بیٹھا شاگردون سے کہنے
لگا مین نے امیر کو اسوجہ سے قفس مین بند کرکے اس لٹھے پر قید کیا ہے کہ یہان سے عمرو امیر کو نہ لیجا سکیگا اگر امیر کو زندان مین

رہنے دیتا تو عمرو لقب لگا کر امیر کو رہا کر لیتا شاگردون نے کہا اُستاد آپ نہایت عقیل وہوشیار ہین یہ تدبیر آپنے خوب کی
ہر ایسی ہی باتون مین وہ دن تو بسر ہوا ہنگام نصف شب **زردھنگ** کو ضرورت بیت الخلا مین جانے کی ہوئی شاگردونکو
اپنے قید امیر کی سپرد کر کے سوے بیت الخلا روانہ ہوا اسلیم **خنجر زن** اور صمیم **خنجر زن** وغیرہ عیار ہوشیار بیٹھے تھے کہ
عمرو نے قریب اُنکے آکر باآواز بلند کہا اے نالائقو بہتر یہ ہر کہ امیر کو میرے حوالے کردو وگرنہ تم سبکو مار ڈالونگا شاگردان
زردھنگ صداے **عمرو** سُنکے بہر گرفتاری **خواجہ** دوڑے تھوڑی دور بھاگ کر **خواجہ** ایک غار مین نہان ہوے
جب شاگردان **زردھنگ** تلاش **عمرو** مین جلد آگے بڑھ گئے **خواجہ** غار مذکور سے نکلکر قریب اُس ٹیلے کے آئے جس جگہ
امیر قید تھے دیکھا وہان کوئی نہین ہر میدان صاف ہر ایسا موقع پاکر اُس ٹیلے پر چڑھ گئے چاہا امیر کو قفس سے نکالین ناگاہ
زردھنگ ودرجلد شاگرد اُسکے آگئے شاگردون نے کہا اُستاد ابھی **عمرو** آیا تھا ہم سب اُسکے گرفتار کرنے کو گئے تھے وہ ایسا بھاگا
کہ ہمارے ہاتھ نہ آیا **زردھنگ** نے برہم ہوکر کہا تم سب بہر گرفتاری **عمرو** کیون گئے تھے اگر تمھاری عدم موجودگی مین وہ امیر کو
رہا کر کے لیجاتا تو بڑا غضب ہوتا یہ کہکر سوے قفس دیکھنے لگا جب **خواجہ** بالاے قفس نظر آئے **زردھنگ** نے خوش ہوکر
کہا اے **عمرو** اب کہ کیونکر میرے ہاتھ سے بچکر بھاگ نہ جائیگا تو نے مجھے بہت پریشان کیا تھا اب مین تجھے گرفتار کر کے ایسی بلا مین مبتلا
کرونگا کہ تیرے حال پر مرغان ہوا اور ماہیان دریا افسوس کرینگے **خواجہ** نے بمصلحت وقت کہا اے **زردھنگ** بیشک عیاری
مین تمھارا مثل ونظیر نہین ہر اب مین یہان سے بھاگ نہین سکتا قسم ہر تمھارے خداوند کی میرے حال پر رحم کرو مجھے گرفتار نہ کرو
زردھنگ نے جوابدیا او **عمرو** کیون تو ہمارے مکر وفریب کرتا ہر ہرگز ہم تجھپر رحم نکرینگے تجھے گرفتار کر کے قتل کرینگے بعد تیرے **حمزہ** کو
بھی تہ تیغ کرینگے اب قضا تیری تیرے سر سے نہ ٹلیگی **خواجہ** ذکر اجل سُنکے نہایت برہم ہوے اور کہا او بیحیا اگر تو میرے حال پر
رحم نہین کرتا تو مجھے گرفتار بھی نکر سکیگا یہ کہکر اعانت خدا پر نظر کر کے وہین سے جست جو کی ایک بام بلند پر پہونچے **زردھنگ**
بھی اُس کوٹھے پر جست کر کے گیا **عمرو** نے وہانسے بھی جست کی اور ایک گلی مین کود ایک دروازہ کھلا تھا پٹ کی آڑ مین چھپ گیا
زردھنگ نے کوٹھے سے اُترکر ہرچند **عمرو** کو تلاش کیا پتہ نہ لگا ناچار پلٹ آیا اور خوب ہوشیار بیٹھا کہ ابکی **عمرو** آئے تو مار لو
رات بسر کی دوسرے دن پہر دن باقی ہوگا کہ دیکھا ایک ضعیفہ کوزہ پشت لٹھیا ٹیکتی ہوئی بدن پر جھریان سر ہلتا ہوا بال
سفید نیچے پنجرے کے آئی اور منہ اُٹھا کر کہا کہ خدا کی مار ہو اس موے پر جسنے تجھکو قید کیا ہو ہاے تیرے ماں باپ اگر اس
حال مین دیکھین اُنکی کیا کیفیت ہو دن کی دھوپ رات کی اوس عیارون نے کہا اری اوقحبہ کیا بکتی ہر **عمرو** نے کہا او موذیو
تمھاری بھی آنکھو نمین شل **زردھنگ** چربی چھائی ہوئی ہر اُسکو خدا غارت کرے ایک عیار نے ہاتھ پکڑ کر کہا کہ دور ہو
عمرو لوٹ گیا اور کہا ہاے ہاے میرا کولا اُکھڑ گیا اور کوسنے دینے لگا **زردھنگ** بھی آپہونچا **عمرو** نے کہا دہائی ہر
ملکہ مکھرہ بانو کی بھلا جوان مرگو مین ملکہ کے سامنے کہانی کہتی ہون ابکی ایک کو قتل کروا دونگی **زردھنگ** نے جو نام
ملکہ کا سنا قریب مین آگیا سب سے کہا ہٹو اور آکر ضعیفہ کے سامنے ہاتھ جوڑے کہ میری خطا معاف کرو اور ملکہ سے ذکر نکرنا
اور اے ضعیفہ مین تجکو بہت کچھ دونگا کبھی **ملکہ** میرا بھی ذکر کرتی ہر **عمرو** نے کہا ہان جب کوئی نام تیرا لیتا ہر بُرا بھلا کہتی ہر
زردھنگ نے اب کچھ پہچانا عیارون سے اشارہ کیا کہ پکڑ لو ادھر **عمرو** بھاگا اب نعرہ بھی کیا کہ منم شاہ عیاران
عمرو بن امیہ اب آگے **عمرو** پیچھے **زردھنگ** دوڑتے چلے جاتے ہین **عمرو** ایک سہ راہے پر پہونچا دیکھا دونون
راستون سے بہت عیار آتے ہین اور تیسری راہ سے تو خود آیا تھا اُدھر سے **زردھنگ** کے آنے کا ڈر تھا جست کر کے
ایک کوٹھے پر گیا **زردھنگ** بھی آپہونچا اُسنے بھی جست کی وہ بھی کوٹھے پر آیا **عمرو** بھاگا جب کوٹھے کے پیچھے پر
پہونچا دیکھا کہ نیچے گڑھا ہر اور اُس پار ایک سوداگر کا مکان ہر **عمرو** نظر بہ پروردگار کر کے جست کر کے اُس

مکان کے کوٹھے پر آیا زردھنگ نے جست کی یہ بھی وہین پہونچا عمرو تو اتنی دیر مین سنبھل چکا تھا تلوار ماری زردھنگ
جھکا پاؤن اُسکا پھسل گیا کیونکہ کائی جمی تھی گڑھیا مین گرا عمرو نے کہا گوہ کھائے جو ہمارا سامنا کرے اور اُس گڑھیا مین
تمام شہر کا غلیظ اور جانوران مردہ پڑے تھے زردھنگ کا مارے بو کے عجب حال ہوا تمام غلیظ مین لت پت ہو گیا
اُسکے شاگردون نے پگڑیان پھینکین اور سرے پکڑے رہے زردھنگ سہارا پاکر نکلا لیکن ایک گدھا بہت پھولا ہوا
پڑا تھا اُسپر جو زردھنگ کا ہاتھ لگا پیٹ اُسکا پھٹا ہزارون کیڑے نکلے مُنھ مین اُسکے گھس گئے زردھنگ بہزار
خرابی باہر نکلا حمام مین گیا وہان عمرو پہلے سے حمامی کی شکل بن کر منتظر بیٹھا تھا کہ زردھنگ اس حالت سے پہونچا
خوب زردھنگ کو نہلایا دُھلایا اور ڈاڑھی موچھون مین نورا لگا دیا بعد اسکے حمام سے باہر آیا زردھنگ نے آواز دی
کہ ارے کپڑے لاؤ بس عمرو نے وہی خراب کپڑے اُٹھائے اور سب سے پہلے زردھنگ کے مکان پر پہونچا آواز دی ماما نکلی اُسے
وہ کپڑے دکھا کر دست بقچہ کپڑون کا لیکر بھاگا یہان زردھنگ غل مچا رہا ہے کہ ارے کپڑے لاؤ عیارون نے کہا خواص تو
گیا ہے اُسنے کہا دوسرا اور بھیجو کہ جلد لائے دوسرا خواص گیا اور آکر عرض کیا کہ کپڑے تو آپکے پہلا خواص لے آیا اب زردھنگ
سمجھا کہ عمرو ہو گا اور کپڑے عیارون سے منگوائے جب پہنکر باہر نکلا کنگھی کرنے لگا دیکھا تو ڈاڑھی موچھ سب کنگھی کے ساتھ
چلی آتی ہین حمامیون پر بہت خفا ہوا اُنھون نے کہا ہم کیا جانین جسنے آپکو نہلایا اُسی سے کہیے کہا آخر تمہین لوگون مین کا
کوئی ہو گا اُنھون نے کہا ہم مین کا کوئی نہ تھا جسے اُسنے کہا کہ آج مہتر جی نے مجھے نہلانے کو طلب کیا تھا تو مین پہلے سے
آگیا کہ یکایک نگاہ زردھنگ کی دیوار حمام پر پڑی کاغذ لگا دیکھا جسمین لکھا تھا کہ منم مہر سپہر عیاری شاہ عیاران عیار
عمرو بن امیہ نامدار کیون ادگیدی ہم نے نہ کہا تھا کہ گوہ کھائے جو پھر ہمارا سامنا کرے زردھنگ اور بھی خفیف ہوا
چہار ابرو کا صفایا آئینہ مین دیکھکر سکتے کے عالم مین ہوا دلمین کہا کہ بادشاہ کے سامنے کس منھ سے جاؤن وہان یہ سب خبر
یعقوب شاہ کو ہوئی زردھنگ کو طلب کیا اُسنے پہلے بہانا کیا کہ مجھے بخار ہے اُٹھا نہین جاتا جب یہ حکم آیا کہ سواری پر
آؤ جسطرح ہو آؤ ناچار سامنے آیا جسنے دیکھا مسکرانے لگا یعقوب شاہ نے کہا بس اسی منھ پر دعوی عیاری کا خبردار جسطرح ہو
جلد عمرو کو پیدا کر غرض پھر آکر عقابین کے نیچے بیٹھا فکر کرنے لگا کہ کیا کرون وہان عمرو جو پھر کر رات کے وقت آیا دل گھبرایا دھیان
آیا کہا اے عمرو وائے تیرے حال پر کہ حمزہ عقابین پر فاقے سے ہو اور تو کھانا کھائے کسیطرح کھانا امیر کو پہونچایے کافر ایک وقت
کھانا دیتے ہین وہ بھی خراب غرضکہ برلب خندق پہونچا اور ایک پتلہ بنا کے خندق پر دکھایا ایک آدھ عیار نے دیکھا
زردھنگ سے کہا دیکھیے وہ عمرو دیکھ رہا ہے زردھنگ نے تیر مارا پتلہ تیر کھا کر خندق مین گرا سب عیار دوڑ پڑے عمرو
میدان خالی دیکھکر عقابین پر پہونچا اور لپٹ کر خوب رویا اور کہا اے آقا عمرو کھانا کھائے اور آپ فاقے سے رہین
اب بھی راضی ہو جیسے لوزنیل مین ڈالکر لیچلون امیر نے کہا خواجہ مین نے خوب جانبازی اور عیاری تیری دیکھی مگر اب
جان کیونکر بچیگی عمرو نے کہا مین نکل جاؤنگا وہان زردھنگ نے خندق سے جو عمرو کو نکالا دیکھا تو بانس کا ڈھانچہ پر
کاغذ بہ گیا وہان سے سب پھرے کہ تری دغا کی دیکھا تو عمرو عقابین سے لپٹا ہوا ہے سب نے چار طرف سے گھیر لیا اور
کہا بچہ اب نکلکر کہان جاؤ گے عمرو نے زردھنگ کو گالیان دین اُسنے چاہا کہ تیر مارے کہ عیارون نے کہا زینہ لگا کر
پکڑ لیے جب سیڑھی لگائی عمرو نے لاٹھی مین کملی باندھ کے ہلانا شروع کیا اور سب کو دوڑایا کبھی ادھر کبھی اُدھر خوب پریشان
کرکے اور دھوکے دیکر کملی کو ایک جانب پھینکدیا وہ سب جا پڑے اور تلوارین مارنا شروع کیا عمرو عقابین سے کودا
اور پشت پر سے زردھنگ کو چپت رسید کی اور روانہ ہوا زردھنگ نے ہرچند تعاقب کیا عمرو کو نہ پایا آخر ذلیل
ہو کر پھرا عیارون سے کہا کہ بادشاہ کو خبر نہ کرنا جب صبح ہوئی پرچہ گذرا بادشاہ نے زردھنگ کو

بلا کر بہت لعنت ملامت کی اور زیادہ عمرو کی جستجو ہونے لگی عمرو بھی صورت بدل بدل کر آتا تھا دوسرے روز جو زردھنگ دربار سے پھرا گذر قبرستان کی طرف سے ہوا دیکھا کہ ایک فقیر گدڑی اوڑھے مُنہ لپیٹے پڑا ہی بدن مین جذام مکھیان بھن بھنا رہی ہین زردھنگ کو دیکھا پکارا کہ لات اعلی تمہارا بھلا کرین جو مطلب ہو وہ بر آئے محتاج ہون یا تو زردھنگ جاتا تھا یا دل مین سوچا کر تو اتنے بڑے کام کو جاتا ہی کہ عمرو کو پکڑ لاؤن ایسا نہ ہو کہ لاتیں کو بُرا لگے دعا اس فقیر کی سُن لے بس آکر پانچ روپیہ عمرو کو دیے اور چلا تھوڑی دور جاکے سوچا کہ او زردھنگ اسی عُمر پر عیاری جری چوک ہوئی شاید یہی عمرو ہو تو نے مُنہ کھول کے نہ دیکھا بس پھرا اور آکر چادر منہ سے ہٹائی دیکھا تو عمرو ہی اور عمرو تڑپا چاہا کہ نکلجاؤن یکمند پہلے ہی لگا چکا تھا عمرو کو باندھ لیا اور گرفتار کرکے لیچلا عیارون کو اُس کے خبر ہوئی وہ بھی آئے اور تعریفین کرنے لگے اور عمرو کو بُرا کہنے لگے ابن سعد کو قتل کرکے تجھے کوئی کتا تھا یا استاد ہین دوہم ابھی مار ڈالین زردھنگ نے کہا بادشاہ پاس لیچلونگا اور روانہ ہوا جی مین آیا کہ ملکہ کے باغ کی طرف سے چل شاید غل سُن کے جھروکے سے جھانکے وہان ملکہ گلچہرہ بھی سارا حال عمرو اور امیر کا سُن چکی تھی زردھنگ کو کوس رہی ہو سمن رخ سے کہ رہی ہو کہ کیونکر عمرو سے ملاقات ہو اور خدا اُس کو ان بارہ سو بکھیڑون سے بچائے بیچارہ اکیلا ہی کہ ایک غل ہوا کہ عمرو کو پکڑے لاتے ہین ملکہ نے سمن رخ سے کہا کسی طرح عمرو کو مانگ لاؤ مین ایک نظر دیکھ تو لین سمن رخ کوٹھے پر آئی اور پکاری او زردھنگ ذرا دروازے پر آ مجھے کچھ کہنا ہی زردھنگ دروازے پر آیا سمن رخ نیچے اُتری اور کہا کہ ملکہ نے بھی اسکی صورت کا حال سُنا تھا تو چاہتی ہین کہ عمرو کو دیکھوں تو مجکو دے کہ مین دکھلاؤن زردھنگ نے کہا کہ ملکہ سے میرا آداب کہنا اور کہنا یہ بلا ہی ایسا نہ ہو کہ بھاگ جائے سمن نے کہا او موئے تو ملکہ کو خفا کرے گا ارے جس روز سے ملکہ نے سنا ہی کہ تیرے ساتھ نکاح ہو گا روتی تھی اور تجھکو کوستی تھی مین نے سمجھایا کہ بی بی ماں باپ جسکو ہاتھ اُٹھا کے دیدین تمکو عذر کیا ہی اور زردھنگ کا تو مرتبہ بہت بڑا ہی داری وہ بہت خوبصورت ہی جب ایسے ایسے فقرے دیے تب ملکہ راضی ہوئی اب جو وہ سُنے گی کہ عمرو کو نہ دیا تو پھر تمام عمر راضی نہو گی بس اس فریب مین زردھنگ نے عمرو کو دیدیا اور کہا خبردار رہنا سمن نے کہا مجھے لینا یہ کہاں جائیگا اور عمرو کو اندر لائی ملکہ بھی اشتیاق مین عمرو کے مسند پر بیٹھی تھی جب سمن عمرو کو لائی ملکہ دوسرے مکان مین چلی گئی دو گھڑی بعد زردھنگ نے پکارا سمن نے آکر کہا ملکہ کوٹھے پر ہین جب اُتریگی اور عمرو کو دیکھ لیگی تو مین لاؤنگی تو ان عیارون کو رخصت کر دے پلنگ مخملدار کا بچھا ہی اُسپر بیٹھ زردھنگ نے ناچار ہو کر عیارون کو رخصت کر دیا دس بیس عیار رکھ لیے سمن اندر آئی ملکہ بھی پوشاک بدلکر اندر آکر بیٹھی عمرو سے کہا خواجہ مین نے ایک خواب دیکھا ہی ایک ہفتہ کا عرصہ ہوا کہ ایک بزرگ نے خواب مین امیر کو دکھایا اور کہا کہ تو اسکی قسمت کی ہی اور خواجہ ہمنے تمہارے گانے کی بڑی تعریف سُنی ہی اور کسی طرح امیر کو بھی لاؤ عمرو نے بانسری بجائی اور خوب گایا بعد اُسکے سمن سے کہا کسطرح زردھنگ کو شراب پلاؤ سمن نے کہا ابھی اور شراب لیکر پاس زردھنگ کے آئی اور کہا اے موئے مین نے تیرے واسطے ہزار ریاض کیا اور سنا تو نے ملکہ نے مجھے کہا کہ مین نے عمرو کے بہانے سے زردھنگ کو بلایا ہی اور میری جان جاتی ہی او سمن تو رات کو اُسکو لے آنا اور یہ جھوٹی شراب دی ہی اب تو ان عیارون کو بھی رخصت کر دے اور ذرا عطر لگا رات کو مین ملکہ پاس لیچلونگی اور یہ گلوری بھی دی ہی غرض شراب پی اور گلوری کھائی بیہوش ہوا عمرو نے آکر اُسے زنبیل مین ڈالا اور اُسکی صورت بنکے عقاب مین کے نیچے آیا کہا پنجرا امیر کا اُتار کر قید امیر کی لیکر باغ مین آیا بے تکلف اندر چلا گیا عیار حیران ہوے کہ اب ملکہ کو راضی کر لیا کہ مقرر اندر چلے گئے اور وہاں سے

پھر عمرو باہر آیا اور عیارون سے کہا صاجو دیکھا تمنے کہو اگر عمرو اس حال مین بھی چھوٹ جائے تو اُسکا دین قبول کروگے یا نہین سب نے کہا البتہ عمرو نے کہا منم عمرو عیار اور صورت اپنی دکھائی کلمہ بتایا از رصدق بارہ سو پیک پر مسلمان ہوے اب عمرو اندر آیا امیر کو پنجرے سے باہر نکالا

اب دو کلمے داستان عاشق ہونا امیر کا ملکہ گلچہرہ بانو بیٹی پر یعقوب شاہ کی اور مسلمان ہونا سب کا اور پیدا ہونا کورزاد بن حمزہ کا بیان ہوتے ہین

امیر بھی ملکہ پر عاشق ہوے قید کو کوڑ ڈالا عمرو نے حال ملکہ کے خواب کا امیر سے بیان کیا امیر نے آپ کلمہ بتایا سب ملکہ سمیت مسلمان ہوے اُسوقت عمرو نے کہا اب مین یعقوب شاہ کو بھی لاتا ہون جبکہ دو پہر رات گئی عمرو بڑے محل مین آیا یعقوب شاہ کو بیہوشی دے کر پشتارہ باندھ کے امیر کے پاس لایا ملکہ تو ہٹ گئی امیر نے کہا اس کو ہوش مین لاؤ اور امیر نے یعقوب شاہ سے کہا کہ دیکھا قدرت خدا کو اب اگر مسلمان ہو تو تیرا ملک تجکو دیدون یعقوب شاہ مسلمان ہوا اور کہا میری دختر کو قبول کیجیے امیر ہنسے اور سارا حال ملکہ کا بیان کیا پھر تو ملکہ بھی آئی باپ کو مجرا کیا اُسنے اُسے گلے سے لگایا اور کہا بیٹا تو رہبر ہوئی صبح کو سارے شہر کو مسلمان کیا امیر آکر بارگاہ مین بیٹھے عمرو نے زردھشنگ کو نکالا تلقین بدین اسلام کیا یہ ترس جان سے مسلمان ہوا اور فکر کرنے لگا کہ کسی طرح امیر کو چرا کے خان اعظم پاس لیجاؤن امیر نے ملکہ سے عقد کیا اور بطن سے اُسکے کورزاد بن حمزہ پیدا ہوا جب زردھشنگ نے دیکھا کہ کوئی قابو نہین چلا تو بھاگ کر خان اعظم کی خدمت مین روانہ ہوا صبح کو خبر امیر کو ہوئی عمرو نے کہا اسکی پیشانی پر سیاہی موجود تھی بس امیر بھی رخصت ہوے اور رخ ترکستان کا کیا یعقوب شاہ نے کہا آپ تو جاتے ہین خان اعظم سے ہمین خوف ہے امیر نے کہا مجکو خبر کرنا مین مدد کو آؤنگا دو کلمے لشکر اسلام کے سُنیے کہ یہان عرصہ ہوا اور بادشاہ کو معلوم ہوا کہ امیر نقب مین سے غائب ہوگئے آخر ناچار ہو کر میدان مین آسنے دیکھا کہ رستم برابر خان اعظم کے کھڑا ہے اس صورت سے کہ بت گلے مین پہنے ہوے بازو پر بت بندھے ہوے زلفین جادو بھی گلابی جوڑا پہنے سر سے پالنگ جواہر مین غرق جوڑا باندھا ہوا تخت پر الگ سوار ہے رستم کو دکھا رہی ہے اور نجتک سے کہ رہی ہے کہ مجکو خوف ہے کہ رستم پر زخم نہ آئے نجتک نے کہا اس سے خاطر جمع رکھو کوئی رستم پر ہاتھ نہ اُٹھائیگا اور رستم کسی سے کم بھی نہین ہے اب اشارہ کرو کہ میدان مین جائے سر امیر کا لائے اور یہ حال یہان کسی کو نہین معلوم کہ امیر چوری گئے ہین غرض زلفین نے اشارہ کیا رستم نوشیروان اور خان اعظم سے اجازت لیکر میدان مین آیا اور پکارا کہان ہین امیر آئین کہ سر میدان سر کاٹ کر لیجاؤن یہ دیکھکر آصف اور الیاس رستم کے دونون مامون خدمت مین بادشاہ کی آئے اور عرض کیا کہ اگر ارشاد ہو تو ہم جاکر سمجھائین ہمین یقین ہے کہ رستم کہنا ہمارا مان لیگا بادشاہ نے کہا اچھا جاؤ دونون سامنے رستم کے آئے رستم نے پہچانا چین بر جبین ہوا دونون نے سلام کیا رستم نے کہا مین پہچانتا ہون اندھا نہین ہون تم کیون آئے ہو کیا لڑنے آئے ہو دونون نے کہا کیا مجال وہ ہاتھ قطع ہون جو تمپر اُٹھین رستم نے کہا پھر کیون آئے ہو مین تو امیر کو بلاتا ہون دونون نے کہا اے رستم لشکر مین امیر نہین ہین انکو تمنے پہلے ہی چروا منگوایا اور دیکھو اے رستم امیر نے تمھارے سوال پر کچھ نہ کہا اور کہا کہ بیٹا اگر تو لات کو سجدہ نہ کرتا مین سر دیدیتا جو کہ یہ کہے وہ آپ تیرے مقابل نہ آئے رستم نے کہا یہ کہو کہ مجھسے رو پوش ہوے ہین بس جاکر انکو بھیجو دونون نے کہا تو مسحور ہے یہ قحبہ جو کھڑی ہے اسنے سحر کیا ہے علمشاہ نے نام جو زلفین کا اسطرح سُنا کہا دور ہو اور ایک تلوار ماری کہ آصف زخمی ہوا دوسرے ہاتھ مین الیاس کو زخمی کیا الیاس قبضہ پر

ہاتھ ڈالکر پکارا کہ کیا کرون مجبور ہون اگر تو آپ مین ہوتا تو ایک ہاتھ مین بھی لگاتا رستم نے ایک اور تلوار ماری کہ زخم سر
چوپارہ ہوگیا بادشاہ نے عیارون سے کہا کہ جلد جاکر دونون کو لاؤ غرض انکو تو عیار لے گئے خدمت مین بادشاہ کی
دونون نے بیان کیا کہ دیکھیے وہ کیسا بیہوش ہو رہا ہو نام زلفین کا سنتے ہی ہمارا یہ حال کیا اور رستم پھر پکارا کہ امیر
نہین آتے کب تک مُنھ چھپائے بیٹھے رہینگے مین وہین آکر سر کاٹونگا اب چپ ہین آخر سلطان سعد نے تخت اپنا
بڑھایا لوگون نے منع کیا آپنے نہ مانا اور سامنے رستم کے آئے رستم نے پہچانا سلام کیا اور کہا مین جانتا ہون کہ تم بادشاہ
ہو سعد نے کہا عمو جان بجا ہو مین بھی آپکو اپنا بزرگ جانتا ہون اسی واسطے تو آیا کہ جاکر سمجھاؤن ساری محبت
ہماری فراموش کی رستم نے کہا مین نہین جانتا میری ہی جان نہین بچتی آپ ہی جاکر امیر کا سر کاٹ لائین سعد نے
کہا اور رستم سر میرا حاضر ہو کاٹ لیجیے اور امیر یہان نہین ہین رستم نے کہا تمھارا سر مین کیا کرونگا سعد نے کہا اچھا
زلفین کو لیجیے گا اسی کو منگا دون علمشاہ کو نام پر زلفین کے غصہ آیا اور کہا تم کیا منگا دوگے کیا وہ میرے پاس نہین ہو
یہ باتین مین خوب جانتا ہون اگر امیر نہین آتے تو اب مین ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا یہ کہکر ایک تلوار ماری سعد نے سر بچایا
وار سپر کا روکا لیکن گردہ سپر کا کٹا دو انگل کا زخم آیا وہان سے جو تلوار گری ایک پایہ تخت کا کاٹا یہ دیکھکر اہل اسلام کو تاب نہ رہی
خصوصاً کرب اور لندھور سب دوڑ پڑے رستم نے انھین بھی لڑنا شروع کیا اب انمین سے کوئی رستم پر ہاتھ نہین اُٹھاتا آپ
زخمی ہوتے ہین کرب نے دیکھا کہ یہ تو مشکل ہوئی بس مرکب اُٹھا کے چالیس ہزار جوانون سے خان اعظم اور نوشیروان
پر جا پڑے قتل کرنا شروع کیا پھر تو منم منم کے نعرے کر کے سب آکر لشکر پر خان اعظم کے گرے اور کشتون کے پشتے باندھ دیے یہان
سعد نے کہا کہ خبردار رستم کو چشم زخم نہ پہونچے ہان کمند مار کر اسیر کر لو اب ہر طرف سے کمندین پڑنے لگین رستم کی یہ کیفیت ہو کہ
کمندین توڑ توڑ کر نکلا جاتا ہو زلفین نے دیکھا کہ رستم اسیر ہوا چاہتا ہو عقاب بنکے سامنے رستم کے آئی اور کہا بس اب نہ لڑو
چلو اُدھر بختک نے طبل بازگشت بجوایا سب پھر کر اپنی فرودگاہ پر آئے رستم جو پلٹ کر گیا خان اعظم پر خفا ہوا کہ طبل
بازگشت کیون بجوایا بختک نے کہا ایک تو شام ہو گئی تھی دوسرے وہ سب یہان آگرے ہزارون کو قتل کیا یہ نئی لڑائی
اُنھون نے نکالی ہو اور تمھارے پکڑنے کی تدبیر کی ہو زلفین نے بچایا خیر کل پھر لڑ لینا امیر بھی تو نہین آئے اب سب نے
جانا کہ امیر روپوش ہوے غرض جب خیمون مین آئے رستم نے بختک سے کہا ملک جی تمنے کہا تھا کہ ملکہ کے پاس لیچلونگا
بختک نے کہا کہ ہان مین نے راہ نکالی ہو ایک آدھ روز مین لیے چلتا ہون اور وہان زلفین نے بھی بختک کو بلایا اور کہا
کہو ملک جی رستم کا کیا حال ہو کہا اچھا ہو چاک کیے پھرتا ہو کسیطرح مین ملکہ کے پاس جاؤن زلفین نے کہا کیون
ملک جی شامتین آئی ہین پھر تم مجھسے ہنستے ہو یہ چاک کیسا بختک نے کہا خیمہ چاک کر کے چاہتا ہو کہ چلا آؤن زلفین بھی تو
لیکن چپ ہو رہی اور کہا پھر رستم کو لاؤ بختک نے اُسکو بھی دم دیا اور چلا آیا اور رستم نے پھر طبل بجوایا صبح کو دونون
لشکر میدان مین آئے رستم پھر نکلا اور کئی مرتبہ پکارا کہ امیر کو جلد بھیجو کیون عرصہ لگاتے ہین میرا غیر حال ہو کسی نے کچھ
جواب نہ دیا اور نہ کوئی نکلا آخر اُسوقت مالک نے بادشاہ سے کہا اگر فرمایئے تو مین جاؤن بادشاہ نے کہا جب میرا کہنا نہ
مانا تو تم جاکر کیا کروگے اور خبردار صاحبو مین پھر کہتا ہون رستم پر حملہ نہ کرنا اور رستم نے دیکھا کہ کوئی نہین آتا مرکب اُڑا کر
لشکر پر آگرا اور مارنا شروع کیا کوئی روکتا ہو کوئی بھاگتا ہو رستم قتل کیے چلا آتا ہو آخر فرہاد و خان کیقبادی اور فرامرز نے
مرکب اُٹھائے اور خان اعظم پر آگرے پھر تو کرب و لندھور شاہان ہفت اقلیم غرض جو چلا اسی طرف چلا
اور لشکر خان اعظم سے تلوار چلنے لگی یہان پھر علمشاہ کی گرفتاری کی تدبیر ہوئی زلفین پھر عقاب بنکے آئی اور
رستم کو اُٹھا لیگئی اپنے باغ مین لائی اور خوب ہم آغوش ہوئی اور یہان بختک نے طبل بازگشت بجوایا

دونون لشکر الگ ہوے خان اعظم بارگاہ مین آیا یہ خبر زلفین کو ہوئی رستم سے کہا تم بھی جاؤ اور اب جب تک امیر
نہ آئین نہ لڑنا رستم خان اعظم پاس آیا خان اعظم نے بختک سے کہا اب کیا کرین حمزہ تو روپوش ہوا اور
ان خدا پرستون نے نئی لڑائی نکالی ہی بختک نے کہا ہرگز امیر روپوش نہین ہوے ہین خوب آئین سے اُن کے
آگاہ ہون آخر دو چار روز مین خبر آئیگی ابھی لڑائی موقوف رکھو اب یہان تو لڑائی موقوف ہوئی رات کو رستم زلفین
پاس جایا کرتے ہین صبح کو بارگاہ مین آکر بیٹھتے ہین خان اعظم پر بھی حال کھل گیا کہ رستم زلفین پاس جایا کرتا ہی
خان اعظم نے کہا کیا مضائقہ ہی آخر ایک روز عقد ہوگا اور رستم اسیطرح میدان مین آتا ہی جب سامنا گرفتاری کا
ہوتا ہی زلفین نکال لیجاتی ہی کہ ایک روز زردھنگ جو بھاگا خان اعظم پاس پہونچا اور سب حال امیر کا بیان کیا کہ
یعقوب شاہ تمام شہر سے مسلمان ہوا اور اپنی دختر کی شادی امیر کے ساتھ کر دی خان اعظم نے کہا یہ کہو امیر یہان
پہونچے بختک نے صلواۃ پڑھی اُدھر امیر آتے آتے چین مین پہونچے بیرم خان بن بہرام نے دعوت کی امیر حمزہ ایک روز رہکر
روانہ ہوے بہت اُسنے کہا پھر دو نون تو رہیئے امیر نے کہا نہ معلوم لشکر میرا کس حال مین ہوا قریب اپنے لشکر کے پہونچے عیار جو
بالا دوی مین بیٹھا انھون نے دیکھا آکر بادشاہ کو خبر دی تمام سردار واسطے استقبال کے گئے دیوانہ بن قندس اشقر لیکر گیا امیر کو
بڑی دھوم سے لیکر آئے امیر نے ایک ایک کو گلے سے لگایا بادشاہ سے حال رستم کا پوچھا سلطان سعد نے سب حال بیان کیا امیر
کو نہایت ملال ہوا یہ خبر خان اعظم کو ہوئی رستم نے کہا کیا ہو کہا امیر آگئے کہا بس اب مین سر کاٹونگا اور یہان امیر نے وہ رات تو رنج مین
بسر کی صبح کو بارگاہ مین آکر نامہ رستم کو لکھا کہ بیٹا مین نے سارا حال تمھارا سُنا یہی چاہیئے تھا جو تمنے کیا کہ بادشاہ کو زخمی کیا قسم ہی
پروردگار عالم کی کہ اگر تو بت پرست نہو جاتا تو مین اپنا سر کاٹ کر البتہ دیتا تو نے خانہ کعبہ کو چھوڑا اب تو آکر سجدہ خدا کا بجالا
دیکھ سر دیتا ہون یا نہین یہ لکھکر فرمایا کوئی لیجائے نزیان بن قنطور اپنے دنگل سے اُٹھا اور نامہ امیر کا لیکر چلا چار سو
سوار ہمراہ ہوے یہ خبر خان اعظم کو ہوئی رستم نے کہا کوئی لینے کو جائے جب دروازے پر آیا رستم نے کہا بلا لو نزیان
نے ہمراہیون کو وہین چھوڑا کہ تمھارا کیا کام ہی چار لاکھ ہوتے تو کیا کرتے یزک تو آیا ہی تھا کہ چلیے بلایا ہی نزیان اندر آیا
سلام کیا سب نے بل کھائے مگر نزیان پاس رستم کے آیا اور کہا یہ سرفراز نامہ تیرے باپ کا ہی اگر تو نے
استقبال نہ کروایا میر آگیا اور اب بھی جو سلوک کریگا اپنے باپ سے کریگا اور نے یہ نامہ ہاتھ مین جب رستم نے
نامہ پڑھا بہت خفا ہو کے پرزے پرزے کر ڈالا نزیان کے بند بند مین لرزہ پیدا ہوگیا اور کہا کیا کرون ناچار
ہون اور رستم بیٹھے سے منھ اس کاغذ کے چاک کرنے مین رستمی تھی رستم نے غصے مین آکر تلوار ماری کہ نزیان کا
زخمی ہوا نزیان نے بھی تلوار رستم پر ماری ستون بیچ مین تھا وہ کٹا پھر تو غل ہوا خان اعظم اور رستم اُٹھے
تمام ترک بھی اُٹھے کہا مار لو نزیان نے بھی خوب تلوار کی وار کی کہ تمام بارگاہ خون سے رنگین ہوئی لیکن آپ بھی
زخمی ہوا اسی طرح لڑتا ہوا باہر آیا مرکب پر سوار ہونے لگا لیکن ایسی تلوارین پڑین کہ مرکب بھی زخمی ہوا اور آپ بھی
چور ہو کے گرا بیہوش ہوگیا وہ چار سو جوان جو ساتھ تھے بڑتے لگے دو سو جان سے مارے گئے باقی دو زخمی ہو کر
لڑتے بھڑتے نکل گئے یہ خبر امیر کو ہوئی اہل دربار نے دیکھا کہ امیر اسقدر غصے مین آئے کہ دنگل تھر تھرانے لگا
اور تلوار ٹیک کر اُٹھ کھڑے ہوے اشقر پر سوار ہو کر چلے سب کو منع کیا کہ کوئی نہ آئے عمرو پیچھے پیچھے چلا اور امیر نے
اشقر کو دوڑایا اور وہان بختک نے زلفین سے کہا بڑا غضب ہوا یہ نہ جاننا کہ امیر طرح دینگے کوئی دم مین
دیسا کل ہو لیگا کہ ایک نہ بچیگا کیونکہ وہ مالک باطل السحر ہی ذرا خیال رکھنا کہ اتنے مین خبر آئی کہ امیر آپہونچے
سبکی جان نکل گئی بختک نے کہا بی زلفین ایک کام کرو جو ہم کہین تم رستم کو لیکر اس گھر مین چلی جاؤ طلسم مین

دیکھو رستم کو شراب و کباب کھلاؤ لیکن امیر کو اُسے نہ دکھانا جب حمزہ یہان آئیگا اور تمکو نہ دیکھیگا اسم اعظم نہ پڑھیگا چہار طرف تجھین اور رستم کو ڈھونڈھیگا مین باتون مین لگاؤنگا بس تم اپنی کارروائی کرنا ہاتھ پانون اُسکے قابو سے نکلجائیں ہم قید کروالینگے بس زلفین اُٹھی رستم کو اشارہ کیا رستم بھی اُٹھا کمرے پردے کئی شراب و کباب کھلانے لگی

اب دو کلمے داستان گرفتار ہونا امیر کا سحر سے اور سر کٹنا سحر سے بیان کیے جاتے ہین

ادا امیر مع مرکب بارگاہ مین داخل ہوے دروازے پر لوگون نے روکا جسے کوڑا مارا وہ پھڑک کر مر گیا جو گھوڑے کی جھپٹ مین آیا ہلاک ہوا اسی طرح اندر بارگاہ کے آئے چہار طرف سے دیکھنے لگے بختک نے اُٹھکر مجرا کیا اور کہا مین غلام ہون اب امیر آنکھین پھاڑ پھاڑ کر دیکھتے ہین کہ رستم کہان ہے کہ یکایک زلفین نے سحر کیا کہ ہاتھ پانون مین امیر کے رعشہ پیدا ہوا اور گھوڑے سے گرے بیہوش ہوگئے بختک نے یزک اور گرگ سے کہا گرفتار کرلو ان دونون نے امیر کو حلقہ کمند مین اسیر کیا کہ عمرو بھی پہونچا دیکھا تو امیر گرفتار ہین عمرو اشقر کو لیکر بارگاہ سے باہر آیا اور سوار ہوکے بھاگا خیال کیا کہ اے عمرو اگر تو ٹھہرا رہا قید ہوجائیگا چلکر بادشاہ کو خبر کر غرضکہ وہان سے خدمت مین بادشاہ کی آیا تمام حال بیان کیا سب کو سنکر نہایت صدمہ ہوا وہان امیر کو طوق و زنجیر مین گرفتار کیا زلفین اور رستم کمرے سے باہر نکلے کہا لاؤ امیر کو قتل کرین بختک نے زلفین سے کہا اب ایک کام کرو اگر امیر کو قتل کیا یہ جان لو کہ پھر عمرو ایک کو زندہ نہ چھوڑیگا تم ایک پتلہ امیر کی شکل سحر سے تیار کرو اور رستم کو دکھاؤ وہ سر کاٹ ڈالے باپ تمہارا حسب العہد تمہین رستم کے حوالے کریگا چین کرنا اور امیر کو ایسی جگہ قید کرو کہ کسی کو خبر نہو جب کئی دن گذرین اور یہ سب خداپرست روپیٹ کر بیٹھ رہین پھر امیر کو بھی قتل کرڈالنا اودھر خان اعظم سے بختک نے کہا تو کل صبح کو حمزہ کو قتل کرنا صلصال چپ ہو رہا اور زلفین امیر کو باغ مین لائی ایک برج تھا اسمین قید کیا اور پتلہ سحر کا بصورت امیر تیار کیا اور بارگاہ مین لیکر آئی رستم سے کہا تو سر امیر کا کاٹ رستم اُٹھا اور تلوار سے سر کاٹا لاش پھنکوا دی سر دروازے پر لٹکوا دیا جاسوسان لشکر اسلام روتے پیٹتے آئے اور سارا حال بیان کیا سلطان سعد کا تو یہ حال ہوا کہ گریبان پھاڑا تاج پر ہاتھ ڈالا کہ اُتار کر پھینکدے کہ عمرو نے روکا بادشاہ تخت سے نیچے اُتر بیٹھے کہ اب تخت سے کیا کام جسنے صاحب تخت کیا تھا وہی نہ رہا عمرو نے کہا یہ کیا غضب آپ کرتے ہین جو یہ خبر مشتہر ہوئی سارا لشکر تباہ ہوجائیگا غرضکہ منتین کرکے تخت پر بٹھایا بادشاہ نے لباس سیاہ پہنا سب سیہ پوش ہوے محل مین کہرام مچ گیا ہر سردار زمین پر لوٹ رہا تھا جب ہوش آتا تھا یہی کہتے تھے کہ چلکر خان اعظم کو قتل کرین عمرو نے کہا جیسی مرضی بادشاہ کی ہوگی ویسا کرنا اور وہان خان اعظم نے عقد رستم کا زلفین سے کردیا یہ مقدمہ امیر کا سوا بختک اور زلفین کے کوئی نہین جانتا تھا رستم نے شب زلفین کے ساتھ عیش و عشرت مین بسر کی یہان عمرو حیران ہے کہتا ہے مجکو یقین نہین کہ بختک زندہ ہو اور امیر قتل ہوجائین تو چپنے عتاب مین پر تو نہ مارا اسے بختک سے پوچھو تو جان نکلے ادھر یہان رستم نے سمک یلطاقی کو یاد کیا یزک سے کہا کہ میرا عیار ہے اُسکو کسی طرح لاؤ یزک جو تلاش مین نکلا دیکھا کہ کلوار کی دوکان پر نشے مین چور پڑا ہے یزک نے گرفتار کیا اور ہوشیار کرکے کہا تیرا آقا بلاتا ہے چل اور سمک کو سامنے رستم کے لایا رستم نے کہا کیون بھائی تم ہمکو بھول گئے اور ہمین چھوڑ دیا سمک نے کہا او شہریار آپنے باپ کو چھوڑا مین نے آپکو چھوڑا رستم نے کہا تو بھی بت کو سجدہ کر سمک نے کہا میرا ہاتھ مضبوط تھامیے تو کیا مضائقہ ہے رستم نے خان اعظم سے کہا اُسنے ایک بت یاقوت کا منگوا کر سامنے رکھا سمک نے تین انگلیون کی محراب بناکے سجدہ کیا بت کو اُٹھالیا رستم نے کہا یہ کیا کہا اب یہ مین روز پوجا کیا کرونگا رستم چپ ہو رہا سمک نے کہا اور رستم مین یہ سوچ رہا تھا

نہ کیونکر عمرو پاس جاؤن اب نذر معقول ہاتھ لگی جاکر عمرو کو دونگا اور تو تو کافر ہو گیا رستم اُٹھا سمک بھاگا رستم
باہر آیا مرکب پر سوار ہوا بختک نے روکا رستم نے کہا یہ بارگاہ مین جائیگا مین وہین جاکے مارونگا آپ آگے سمک پیچھے
رستم دوڑتے چلے جاتے ہین سمک نے دیکھا کہ سامنے دریائے مواج ہے اور طرف بھاگنے کا راستہ نہین جان بچنے کی
کو مجبور ہو کر دریا مین کودا ایک کنارے مین ایک کوہ تھا اُسمین چھپ رہا اب رستم کنارے دریا کے پہونچا وہان بختک
نے زلفین سے کہا کہ عیار رستم کا رستم کو لگا لے گیا رستم وہان گرفتار ہو جائیگا پھر کس سے خواہش بتاؤگی زلفین سوقت
سوار ہو کے آئی اُدھر رستم نے مرکب کو دریا مین ڈالا تنگ نہ ڈھیلا کیا تھا گھوڑے سے علیحدہ ہو کر غوطے کھانے لگا عین وقت پر
زلفین پہونچی اور رستم کو نکالا کنارے پر لائی اور کہا واہ اے رستم ایکبت کیواسطے چلے تھے رستم نے کہا اے زلفین
مجھے عیار پر غصہ آیا بت کے لیے نہین چلا تھا زلفین نے کہا اچھا اب پھر چلو رستم نے کہا مین بغیر مارے نہ جاؤنگا
یا گرفتار کرونگا یہان تو یہ ردوبدل ہے سمک جھاڑیون کی آڑ پکڑ کر نکلگیا اُدھر سے عمرو امیر کی تلاش مین آتا تھا سمک
سے ملاقات ہوئی سمک نے عمرو کو مجرا کیا اور سب حال کہا اور بت نکال کے نذر دیا کہ اسی واسطے نہ آتا تھا کہ خالی ہاتھ کیا
جاؤن اور اب رستم کو زلفین نے دریا سے نکالا ہے لیے جاتی ہے عمرو کا تو یہ حال ہوا کہ بت کو دیکھکر بت بنگیا پلک پر پلک
نہین مارتا کہ ایسا نہو آنکھونسے چھپ جائے سمک کو گلے سے لگا لیا اور کہا بیٹا تو لشکر مین جا مین بھی آتا ہون اور برزک کی
صورت بنکر سامنے زلفین کے گیا سلام کیا زلفین نے کہا دیکھو اے برزک رستم کسی طرح نہین مانتا اس کو
سمجھا کر پھیر لیچل برزک نے رستم کو سمجھایا کہ آپ اس ٹیکرے پر بیٹھیے مین سمک کو لاتا ہون اور یا خبر لاتا ہون زلفین خوش
ہوئی اور کہا اچھا جاؤ برزک علی تھوڑی دور گیا اور شراب کی بوتل اور گزک کا سامان لاکر زلفین کے سامنے رکھدیا اور
کہا اسے آپ نوش کرین مین راہ مین سوچا کہ شاید مجھے دیر ہو جائے آپ جبتک شغل کرین زلفین اور زیادہ خوش
ہوئی اور کہا اے برزک یہ تو نے میرے دل کی بات کی عمرو تو پوشیدہ ہو گیا اور اُن دونون نے شراب پی بیہوش ہوسے
عمرو نے جال مین دونون کو باندھا اور لشکر مین آیا سامنے بادشاہ کے رکھدیا کہ یہ رستم و زلفین حاضر ہین
سب نے بہت تعریف کی عمرو نے رستم کو مسلسل کیا اور ہوش مین لایا رستم کی آنکھ کھلی اپنے کو سامنے سعد کے اسیر
دیکھا بادشاہ نے پوچھا اے رستم یہی چاہیئے تھا کہ تم نے باپ کو قتل کیا اب سچ بتا امیر کو مار ڈالا یا نہین ہر ایک نے چاہا کہ
رستم کو قتل کرے جب امیر نہین پھر کسکا پاس بادشاہ نے منع کیا کہ ٹھہرے رہو اور رستم سے کہا کہ اب بھی توبہ کرو رستم
نے کہا اے سعد یہی بہادری ہے کہ ایک عیار سے پکڑ بلوایا سعد نے کہا کیا تمھاری رستمی یہی تھی کہ ایک تو نامے پر زور
آزمائی کی کہ اُسے چاک کیا دوسرے ایک شقل کے عشق مین امیر کو قتل کیا وہ بھی یون کہ امیر سوتے تھے رستم چپ ہوا
یہان زلفین جادو کے ہیرون نے اُسے ہوشیار کیا یہ چلمن سے روبکاری رستم کی دیکھ رہی تھی اب عمرو نے چاہا کہ
زبان پر زلفین کی سوزن دے اور اُسکی روبکاری کرے کہ اُسنے سحر کیا ساری قید مثل تاگے کے ٹوٹ گئی اور تڑپ کر
پر پرواز پیدا کیے رستم کو اُٹھا کر لے اُڑی مقبل وغیرہ تیر جوڑ کر رہگئے یہ صاف نکل گئی سب کو رنج ہوا یہ سب فکر مین بیٹھے
تھے کہ دیکھا سامنے سے ہنگ جز عیاری و شیر نیشہ طرازی صاحب بندہ گران نظر کردہ علی عمران یعنی مہتر قران پشتارہ
بدوش آتے ہین مہتر قران نے پشتارہ سامنے بادشاہ کے رکھا دیکھا تو خان اعظم یعنی صلصال ہے سب خوش ہوے
کہ سمک بلطائف بھی پشتارہ بختک کا لیے ہوسے آیا بادشاہ نے دونون کو خلعت دیے اور اُن کافرون کو ہوش مین
لا کے پوچھا کہ واقع مین امیر کو قتل کیا یا سرے سے قتل کیا ہے صلصال نے قسمین کھائین کہ مجکو نہین معلوم
بختک سے پوچھا اسنے بھی کہا کہ حقیقت مین امیر کو قتل کیا بہت سا دھمکایا مگر نہ بتایا آخر بادشاہ نے کہا

کہ تنی رات انہیں قید رکھو صبح کو قتل کرینگے غرض ایک خیمے مین قید کیا ہوئی پہرہ قائم ہوا اگر یہ خبر رستم اور زلفین کو ہوئی کہ
خان اعظم کو کوئی چرالیگیا رستم نے کہا مین ابھی جا کر لاتا ہون زلفین نے منع کیا کہ ابھی نہ رستم تم نہ جاؤ میرا دم جو کوئی
لیجا سکے ابھی لیے آتی ہون یہ تو ادھر اپنی فکر مین مصروف ہوئی وہان صبح کو عمرو جو آیا دیکھا تو خان اعظم نہیں ہین نقب
لگی ہوئی ہے بستر ازرد ھنگ عیار کا معلوم ہوتا ہے صبح ہو چکی تھی اس سبب سے بختک کو نہ لیجا سکا عمرو نے بختک کو
نکالا اور کہا کہ سچ بتا ہے بختک امیر کو قتل کیا یا زندہ ہین اگر سچ کہا ہمین سے خلعت دے کر رخصت کر دونگا
کوئی تجھسے نہ بولیگا اور اگر نہ بتایا تو یہ جان لے کر یہ خنجر بار ہے اور نوک خنجر کی کوکھ مین چبھوئی بختک بلبلا گیا اور کہا
مین ابھی بتائے دیتا ہون مگر قسم کھائیے عمرو نے قسم کھائی کہ تجھے چھوڑ دونگا بختک نے کہا کہ حضور بھلا آپ کی
اور میری سلامتی مین کوئی امیر کو مار سکتا ہے اور سارا حال اول سے آخر تک بیان کیا کہ فلان جگہ قید ہین بس عمرو
نے بختک کو خلعت و مرکب دیا اور چھوڑ دیا یہ خبر بادشاہ کو ہوئی کہ خان اعظم کو چوری لیا اور بختک کو عمرو نے
چھوڑ دیا سعد نے کہا لاؤ عمرو کو عمرو سامنے آیا سلطان سعد نہایت برہم ہوئے عمرو نے دیکھا کہ بادشاہ نہایت
غیظ مین ہین مثل امیر کے غصہ ہے چپکے سے کان مین کہا کہ مبارک ہو امیر زندہ ہین بختک سے مین نے اقرار کیا تھا
کہ اگر امیر کو بتادیگا تو تجھے چھوڑ دونگا اُسنے قسم لے لی تھی اب آپ امیر کو مجھسے لیجیے کہ امیر قید ہین یہ بادشاہزادہ
سعد یہ خبر سنکر بہت خوش ہوئے اور کہا کہ جلد جا کر امیر کو رہا کر کے لا عمرو بارگاہ سے باہر آیا عیارون کو جمع
کیا داراب گلبرگی کو خواجہ بازرگان بنایا اور آپ گماشتہ بنا اور مہتر قران اور سمک نے غول الگ کیا
تین غول ہوئے اپنی اپنی راہ الگ اختیار کی عمرو ایک طرف گیا وہان بختک جو آیا زلفین سے کہا کہ عمرو نے سب
حال امیر کا پوچھ لیا اب حمزہ چھوٹ جائیگا زلفین نے کہا او گیدی آپ ہی تو امیر کو پوشیدہ کروایا اور آپ ہی بتادیا
بختک بولا کہ اگر نہ بتاتا تو جان نہ بچتی مثل مشہور ہے کہ جان ہے تو جہان ہے اور زلفین اب کسی طرح امیر کو بچاؤ سب
عیار آئینگے بس زلفین جادو باغ مین آئی اور کچھ سحر کیا کہ ایک روشنی قلعہ پر پیدا ہو گئی عمرو چلا جاتا تھا رات کا وقت
تھا کہ قران نے آکر عرض کیا آپ کہان جاتے ہین اب آگے نہ بڑھیے گا کہ حصار سحر ہے میرے ساتھ کے کچھ عیار جیسے ہی روشنی
مین پہونچے بیہوش ہو کر گرفتار ہو گئے مین بھاگا بس عمرو نے وہین قیام کیا رات بسر کی صبح کو قافلہ سمیت داخل شہر ہوا سرائے
مین اترا یہ جو خبر خان اعظم کو ہوئی کہ امیر زندہ ہین یزک کو حکم دیا کہ خبردار رہنا عیار آئینگے سارے شہر مین عیارون
سمیت انتظام کرتا پھرتا ہے جو سوداگر آتا ہے اُسکو دیکھ جاتا ہے مہتر قران بھی داخل شہر ہوا قافلہ کو چھوڑا تنہا نکلا ایک
ضعیفہ کے دروازے پر پہونچا دیکھا کہ چرخا کات رہی ہے سلام کیا اُسنے کہا پوت تو کون ہے قران نے کہا مسافر ہون
میرے کوئی نہین ہے ضعیفہ نے کہا اگر تو خدا پرست ہوتا تو مین بھی مسلمان ہوتی اور قاعدے اسلام کے پوچھتی کلمہ پڑھتی
اور اپنا بیٹا بنا کر سارے گھر کا تجھے مختار کرتی بیٹا مینے ہزارون خون کیے ہین لاشین گھر کے کنوئین مین ڈالدی ہین اب
مجکو خواب ہوا جہنم دیکھ کر بہت ڈری اور اپنے فعل سے توبہ کی قران نے کہا مین بھی خدا پرست ہون بس ضعیفہ نے
کلمہ پڑھا ہاتھ پکڑ کر گھر مین لائی سب مال و اسباب دکھایا قران نے دیکھا کہ بڑی دولت ہے ہزارون کو اسنے
قتل کیا ہے لیکن پڑوس مین ایک رنگریز رہتا تھا اُسکے یہان کچھ شادی تھی کھانا پک رہا تھا سامنے کوتوالی چبوترہ تھا
اُسپر خان اعظم کی طرف سے پیادے اُترے ہوئے تھے قران نے ضعیفہ سے کہا کہ مائی تجھسے اور رنگریز سے بھی
ملاقات ہے اُسنے کہا بڑی دوستی ہے دوسرے ہمسایہ ہے قران نے کہا اگر کہو تو مین شادی کا بندوبست کرون ضعیفہ نے
کہا بہتر ہے اور رنگریز سے بیان کیا اُسنے کہا مفت مین کام کرنے والا ملا قران کے سپرد کھانے کا انتظام کیا

قران نے زنگر زیسے کہا کہ ان پیادون کو بھی کھانا جائیگا اُسنے کہا سب چلے اور یہان سرا مین یزک آیا اور کہا کہ سوداگر کہان ہو داراب بچو بے سے باہر آیا یزک کو سلام کیا اُسنے پہچانا کہ یہ کوئی عیار ہو مگر یہ نہ جانا کہ داراب ہو اپنے شاگردون سے کان مین کہا کہ انھین پکڑ لو سب کمندین لے کے گر آئے اور حلقے کمند کے چلنے لگے یہ سب بھی نیچے پڑے پڑا کے کودے اور لڑنے لگے دم بھر کے بعد بھاگے جسنے جہان سے راہ پائی رات بھی ہوگئی تھی صاف نکل گیا یزک سب کو بھگا کر پھر آکر چاہا کہ ان کا مال لینا چاہیے یہان جو آیا دیکھا کہ ایک لڑکا چار پانچ برس کا بہت خوبصورت بیٹھا ہو یزک کو دیکھکر رونے لگا یزک اُس کی صورت پر عاشق ہو گیا کہا کیون روتا ہو کہا آپ ہی قزاق کرتے ہو آپ ہی پوچھتے ہو یزک نے کہا یہ کیا لڑکے نے کہا تم بھی انھین کے ساتھ والے معلوم ہوتے ہو جو ابھی بھاگ گئے یہ قزاق تھے مان باپ کو میرے قتل کیا سارا مال اسباب لوٹ لائے مجکو ہمراہ لے لیا تھا یزک کو یقین آگیا عیارون نے یزک کی تعریف کی کہ واہ مہتر جی خوب پہچانا یزک نے لڑکے سے کہا بیٹا تو نڈر ہو مین قزاق نہین ہون تو میرا فرزند ہوا اور مال بھی تجکے بہت دونگا تو میری جان و مال کا مختار ہو اور یہ خبر زلفین کو ہوئی کہ مہتر یزک نے آج یہ کام کیا زلفین نے بلوایا یزک سامنے آیا پوچھا وہ لڑکا کہان ہو یزک لڑکے کو لیکر سامنے آیا زلفین لڑکے کو دیکھکر بے اختیار ہوئی کہا اے یزک اسکو مجھے دے مین پالونگی یزک نے کہا یہ مجھسے نہ لیجیے یہ میرے کام کا ہو اسکی چتون سے ظاہر ہو کہ عیار بے بدل ہوگا جو جیسے گا وہ دیکھیگا زلفین نے کہا مین اسے بیٹا کرونگی مگر لڑکا یزک کے پیچھے چھپنے لگا اور رونے لگا کہ مین تیرے پاس رہونگا زلفین نے مٹھائی منگوائی میوے لاکر رکھے لڑکا نہ بہلا اب اُسنے کچھ کھلونے جواہر نگار منگوائے تو یہ لڑکا چپ ہوا اور کھیلنے لگا یزک تو چلا گیا زلفین لڑکے کو پیار کرنے لگی اور رستم سے کہا شاید بکولات اسکے سبب سے فرزند دے کہ اس اثنا مین خبر پہونچی ملک بختک آتے ہین سبب یہ تھا کہ روز رات کو بختک ملکہ کے پاس رہتا تھا اور مسخراپن کرتا تھا عمرو نے جو سنا کہ بختک آتا ہو جان نکل گئی کہ یہ گیدی ضرور پہچان لیگا غرض جب بختک سامنے آیا لڑکا جو گود سے تڑپا نیچے گر پڑا اور ایک چیخ ماری آنکھین بند کر لین اور ایسا رویا کہ دم اُلٹ گیا ہچکی لگ گئی اب سب بہلاتے ہین مگر چپ نہین ہوتا زلفین نے کہا کیا ہوا لڑکے نے کہا یہ جو آیا ہو اسی کی صورت کا تھا جسنے میرے باپ کو قتل کیا زلفین نے کہا ملک جی تم ہٹ جاؤ اُسنے کہا کیون زلفین نے کہا تمھاری صورت اسکے باپ کے قاتل سے مشابہ ہو اس سبب سے اُسکی جان نکلی جاتی ہو بختک نے صلواۃ پڑھی اور کہا ذرا مجکو تو دکھائیے زلفین نے کہا او حرامزادے تو میرے بچے کی جان لیگا کیا مضائقہ ہو تو باہر رہ بلکہ ملکہ نے جلدی سے ایک قنات بیچ مین رکھوا دی بختک تو ایک حرامزادہ ہو قنات سے جھانکنے لگا اور لڑکا پھر تڑپا کہ وہ دیکھ رہا ہو زلفین اور رستم بختک پر بہت خفا ہوے آخر بختک منگیا لڑکے کو ایک صحنچی مین پلنگ بچھوا کر لٹا دیا اور تھپک تھپک کے سلا دیا جب جانا کہ لڑکا سو گیا زلفین باہر آئی بختک نے کہا لڑکے نے تو آپ سے ہمین خوب جدا کروایا زلفین نے کہا ملک جی اسمین کیا عجب ہو ایک صورت کے ہزار ہوتے ہین بختک نے کہا دیکھا تمنے اگر یزک نہ پہچانتا تو عیار آ چکے تھے اور مجکو تو اب بھی خوف ہو ذرا لڑکے کو دکھا دو کہا ملک جی دو چار روز مین وہ ہل مل جائیگا دیکھ لینا غرض یہ باتین کر کے اندر آئی اور آپ رستم کو لیکر پلنگ پر لیٹی باہر بختک اپنے پلنگ پر سو رہا جب دو پہر رات گئی سب سو رہے عمرو اُٹھ اور آکر بختک کو جگایا جب دیکھا بختک نے کہ وہی لڑکا ہو سہم گیا کہ شبہ مین عمرو نے بائین آنکھ کا تل دکھلایا بختک نے کہا صدقے مین آپکے غلام پہلے ہی سمجھ گیا تھا کچھ پہچنوانے کی احتیاج نہ تھی عمرو نے کہا بس اب چلکے بتاؤ کہ امیر کہان ہین بختک نے کہا مین نے تو آپکو بتا دیا تھا آپ جانین عمرو نے کہا یہ دم اور کسی کو دو بس چپکے چلے چلو آخر ناچار بختک ہمراہ ہوا اور عمرو کو اس گنبد مین لایا

عمرو نے کہا قفل کھولو بختک نے کہا اگر حکم ہو زلفین کے پاس سے کنجیان لے آؤن عمرو نے کہا او حرامزادے سب مجھے
دم دیتا ہے کنجی کے بہانہ خبر کر دون بختک نے کہا فی الحقیقت مین نے بھی یہی سوچا تھا سچ سچ کہدیا عمرو نے کنجیان
نکالین اور قفل کھولا اندر اور مکان ملا اُسکا قفل بختک سے کھلوایا بختک نے تکرار کی عمرو نے خنجر نکالا غرض قفل
کھول کے اندر آئے امیر نے بھی آواز دروازے کی سُنی خاک پر بیٹھے تھے بال بڑھ گئے تھے اندھیرا گھپ عمرو اور بختک نے
سلام کیا امیر سمجھے بختک آیا ہے ابھی یہ جانکے قتل کریگا اسمین امیر کے پانون مین نوک خنجر کی لگی جانا کہ بچھو نے ڈنک
مارا امیر نے پانون ہٹایا کہ طبقہ زمین کا شق ہوا اور قران نے سر نکالا بختک کو دیکھکر پیچھے نقب کے کر لیا عمرو نے
کہا اے آقائے نامدار آپنے غلام کو نہین پہچانا جیسے ہی عمرو کی آواز امیر نے سُنی خوش ہوئے کہ یار وفادار آپہونچا لہ
عمرو نے فتیلہ عیاری روشن کیا اُجالا ہوا قران نے بھی آواز استاد کی پہچانی یہ بھی نقب سے باہر آیا عمرو نے سارا حال
اپنے آنے کا بیان کیا قران کی تعریف کی کہ اے جان بخش عمرو تو نے بڑا کام کیا یہ مرتبہ تیرے ہی واسطے ہے قران نے
عرض کیا کہ حضور مین ایک ضعیفہ کے گھر مین رہا اور کھانا سب کو کھلا کے بیہوش کیا اور یہانتک نقب دے کر اپنے کو
پہونچایا الغرض امیر کو باہر لائے قید امیر نے توڑ ڈالی اور چلے عمرو نے کہا کہ اب دروازے کیطرف سے چلو بختک نے
کہا اسی طرف سے چلیے عمرو نے کہا او کیدی اب ہم زلفین کیطرف جائین تاکہ تو اُسے ہوشیار کر دے غرض دروازے
پر آئے دروازہ جو کھولا دیکھا چالیس سر کٹے پڑے ہین اور ایک شخص سیاہ پوش پٹ مین چھپ گیا عمرو نے پہچانا آواز دی
سمک سامنے آیا عمرو نے کہا شاباش تو بھی امیر کو چھڑا اچھا تھا جب یہان تک سر آیا اب کیا باقی رہا کیا تو عمرو نے بختک
سے کہا دو مرکب منگواؤ بختک نے کہا دوسرا کیا ہوگا عمرو نے کہا تیرے واسطے بختک کی جان نکلگئی منتین کرنے لگا کہ
اب آپ جائین میری جان نہ بچیگی صبح کو خان اعظم مار ڈالیگا عمرو نے کہا بچا صبح کیسی تم ابھی مارے جاؤگے بختک
نے کہا اچھا ذرا آگے چلیے تو چوبدار کو آواز دون اور تھوڑی دور بڑھکر آواز دی کوئی حاضر ہو ایک چوبدار آیا عرض
کیا فرمایئے کہا جلد جاکر دو مرکب لا اُسنے کہا آپ تو اکیلے ہین دو مرکب کیا کیجیے گا اور اس وقت مرکب کا کیا کام ہے
بختک نے کہا تو اندھا ہے مین اکیلا ہون اگر مجھے کہون گا تو تو کیا کر سکتا ہے ارے میرے ساتھ ملک الموت
ہین اُسنے کہا یہ تو امیر معلوم ہوتے ہین بختک نے کہا پھر مجھ سے کیون پوچھتا ہے جا کے مرکب لا اور عمرو نے کھنکھارا
بختک نے شور کیا کہ جلد مرکب لا وہ جلدی سے دو مرکب لایا ایک پر امیر دوسرے پر بختک کو سوار کیا اب
بختک ڈلکی چلا عمرو نے کہا پھر حرامزدگی کرتا ہے کہ جسمین صبح ہو جائے جلد گھوڑے کو بھگا آخر کار مجبور ہو کر گھوڑے کو
دوڑایا طلایہ گشت پھر رہا تھا روشنی معلوم ہوئی عمرو نے کہا بچا اب ان سب کو منع کرو بختک آگے بڑھا ان سب نے کہا کون ہے
اُسنے کہا بختک اُنھون نے کہا آپ اسوقت کہان چلے اور یہ کسکو لیے جاتے ہین بختک نے کہا تم سب اندھے ہو
ارے حرامزادو یہ راز شاہی ہین جو خواصون نے حکم کیا وہ مین بجالایا اب صبح کو پھر کر تمسے کہونگا جاؤ اپنی چوکی پہرے پر
وہ وہین پھر گئے بختک پلٹا وہ لوگ پھر پیچھے پیچھے چلے کہ دیکھین کیا ہے عمرو نے کہا کیون تو منع نہین کرتا اور بختک نے
گالیان دین وہ لوگ گالیان سُنکر پلٹے کہ ہے ہین کیا غرض اسی طرح جو ملا اُسے بختک نے ڈانٹا وہ جدھر سے آیا
تھا اُدھر پھر گیا آخر شہر سے دو کوس تک نکل آئے بختک قدم پر امیر کے گر پڑا کہ اب مجھکو آزاد کیجیے امیر نے عمرو سے
کہا ہمارے سر کی قسم جانے دو عمرو نے کہا جا اور گہنا مرکب کا اُتار لیا تھوڑی دور بختک گیا ہوگا کہ عمرو دوڑا اور کہا
ابھی ٹھہر جا بختک ٹھہرا کہ اب کیا ہے جب عمرو قریب پہونچا کہا کپڑے بھی اُتار دے مرکب بھی چھین لیا کسی دھوبی کا گدھا
پھر رہا تھا بختک کو ننگا اُسپر سوار کیا ایک ہاتھ آگے اور ایک پیچھے کیا کہا چلا جا بختک اسی حالت سے چلا دروازہ شہر پر

جو آیا صبح ہو چکی تھی لوگون نے نجتک کو پہچانا سلامی اُتری وہ بھی بیٹیا بے پروا ہی نہین زلفین کے باغ مین آیا یہان بھی مجرا
کیا اور سلامی ہوئی اندر رستم و زلفین ابھی سوتے سے جاگے ہین پلنگ سے نیچے تک نہین اُترے ہین کہ دیکھا نجتک
چلا آتا ہے اس حال سے کہ برہنہ زلفین نے منھ پھیر لیا کہا ارے حرامزادے یہ کیا کیا نجتک نے کہا جو کچھ کیا آپ کے
صاحبزادے نے کیا خوب بیٹا بنایا تھا ارے وہ عمرو تھا امیر کو لیگیا زلفین نے گنبد کا دروازہ کھلوایا نجتک نے
سب حال بیان کیا رستم نے کہا دور ہو زلفین نے کہا جا یہان سے نجتک اسی طرح وہان سے خان اعظم
کے پاس آیا نوشیروان بھی بیٹھا ہے خان اعظم حیران ہو کے یہ کیا سوانگ ہے نجتک نے کہا یہ ساری خطا اور بختا
بزرک کی ہے خوب رنگے کو پہچانا بزرگ بھی ذلیل ہوا نجتک کو زلفین نے جوتیان لگائین خان اعظم خفا ہوا
نوشیروان تو بہت کھسیانا ہوا کہ تو نے مجھکو ذلیل کیا دور ہو ملعون نجتک نکل کے حمام مین آیا وہان عیارون نے
امیر کو آتے دیکھا سب دوڑے جاکر بادشاہ کو خبر کی سب سردار آئے استقبال کر کے امیر کو لیگئے بادشاہ نے حکم دیا کہ
طبل شادمانی بجے اُسی وقت طبل سکندری پر چوب پڑی یہ خبر خان اعظم کو بھی پہونچی کہ امیر اپنے لشکر مین پہونچ گئے
اتنے مین نجتک بھی کپڑے بدل کے آگیا اپنی جگہ پر بیٹھا رستم و زلفین سب بیٹھے خان اعظم کو بڑا صدمہ ہوا نجتک
کی طرف دیکھکر کہا کہ مجھسے زیادہ نامرد نہین ہون امیر کو نکالدیا نجتک نے کہا مین کیا کرتا یہان تو اتنی ہی بات پر خیر
گذری کہ نامرد کہا گیا جوتیان پڑین وہان تو جان نہ بچتی کہ رستم نے کہا مین سر میدان سر کاٹونگا اور اے زلفین
تو نے یہ کیا کیا کہ امیر کو قتل نہ کروایا نہین تو اب تک لاش کا پتا بھی نہ لگتا نجتک نے زلفین سے چپکے سے کہا
کہ دیکھو ہم تمھاری نیکی کے لیے کہتے ہین رستم کو سر میدان نہ جانے دینا اب تمھارا مطلب تو ہوسے جاتا ہے اگر یہ
گیا لوگ اسے گرفتار کر لین گے پھر شکل دیکھنے کو ترسو گی زلفین سوچی کہ یہ سچ کہتا ہے غرض دربار برخاست ہوا
زلفین اپنے باغ مین گئی رستم اُٹھ کے اپنے رہنے کے مکان مین آیا

داستان آنا اکوان جادو منگیتر کا زلفین کے پاس اور پنجہ بنکے رستم کو لیجانا

رستم جیسے ہی دروازے پر اپنے مکان کے پہونچا ایک بجلی چمکی کہ آنکھین جھپک گئین اور ایک پنجہ پیدا ہوا رستم کو
اُٹھالے گیا ایک شور ہوا کہ کوئی رستم کو لیگیا یہ خبر خان اعظم کو ہوئی بزرک سے کہا جاکر تلاش کرو تمام عیار جاکر
کوسون تک ڈھونڈھ پھرے زلفین سے کہا کہین پتا نہین لگتا یہ سنکر زلفین کو تپ چڑھ آئی ماش کے آٹے کا
پتلا تیار کیا پیشانی کا خون لیکر اُسکے منھ مین دیا اور کہا حال رستم کا بیان کر پتلا اُسیوقت اُٹھ کھڑا ہوا اور بیان کیا کہ
اکوان جادو آپکا منگیتر آکر اُٹھا لیگیا اور فلان کوہ پر ہے یہ کہکر پتلہ جلگیا اور زلفین عقاب بنکر طرف کوہ کے
روانہ ہوئی وہان اکوان جادو کہ ظلمات مین تھا جب اسے یہ خبر پہونچی کہ نکاح زلفین کا رستم کے ساتھ ہو گیا
بازبسکہ یہ عاشق تھا زلفین پر کمال رنج ہوا اور اُس سے شمامہ جادو سے کچھ قرابت بھی تھی بلکہ اسی نے یہ شادی بھی
ٹھہرائی تھی غرضکہ اکوان جادو بارہ سو ساحر ساتھ لیکر قریب شہر کے ایک کوہ تھا اُسپر آکر اُترا وہان سے تلاش رستم
مین نکلا اُٹھا لیگیا بالاے کوہ لاکر گرفتار سحر کر کے سامنے رستم کو کھڑا کیا سب ساحر گرد بیٹھے تھے رستم سے پوچھا تیرا
نام رستم ہے رستم نے کہا او گیدی جان بوجھکر پوچھتا ہے اگر تو نے مجھکو نہین پہچانا تو کیونکر لایا منم رستم پیلتن
ہو پیل کن اکوان نے کہا تو پھر کیا وجہ تھی کہ تو نے میری منگیتر سے عقد کیا اب تجکو قتل کرونگا بلکہ تیرے باپ کو
بھی کہ اُسنے بہت ساحرون کو مارا ہے جب رستم سمجھا کہ یہ زلفین کا منگیتر ہے کہا او گیدی کیا بکتا ہے ایک ہاتھ مارونگا
کہ دو پرکالے ہونگے اور چاہا دوڑ کر حملہ کرون ہاتھ پاؤن قابو مین نہ تھے اکوان ہنسا اور کہنے لگا

کہ زور وفطر عقل کی کوتاہی رسی جل گئی گر بل نہین گیا رستم نے کہا بہادر ہو تو میرے ہاتھ پانون پر سے سحر اُتار دیکھ کیا حال کرتا
ہون اکوان نے کہا اب تیرے کباب لگاتا ہون ذرا اُس گیسو بریدہ کو بھی لے آؤن کہ اتنی دیر مین زلفین بھی آ پہونچی
اور اُسنے رستم کو بندھے دیکھا خون آنکھون مین اُتر آیا اور صورت اصلی پیدا کر کے بالاے کوہ آئی ایک ساحر نے خبر کی کہ صلصال
کی دختر ملکہ زلفین آئی ہین اکوان دیکھنے لگا جیسے ہی نگاہ پڑی عاشق تو تھا ہی سارا غصہ فرو ہو گیا اٹھ کھڑا ہوا زلفین
پاس اسکے آکر کرسی پر بیٹھنے لگی رستم نے زلفین کو دیکھا کہا کہان جاتی ہو ادھر سے زلفین نے جوابدیا کہ مجھکو تجھسے
کیا کام رستم بگڑا اگالیان دونون کو دینے لگا زلفین برابر اکوان کے بیٹھی پوچھا کیا ہو اکوان نے کہا اس سے
زیادہ کیا ہوگا کہ تجکو اور تیرے باپ کو میرا ذرا خوف نہ آیا کہ اسکے ساتھ شادی کی زلفین نے کہا تو حقیقت سے
نہین واقف ہو ارے جب چار سو بیٹے خان اعظم کے مارے گئے اور یہ پسر حمزہ گرفتار ہوا بختک کی صلاح ہوئی
کہ اسکے ہاتھ سے مع حمزہ سب کو قتل کروائیے بعد اُسکے اسکو بھی قتل کیجیے تا عوض ہو خون کا باپنے میرے مجھسے کہا مین نے
سحر کر کے اسکو دام محبت مین پھنسا لیا نہین تو یہ کون مین کون یہ خدا پرست اور تو میرے باپ کو بلوا کر اس سے بھی دریافت
کرلے اکوان خوش ہوا اور کہنے لگا سو جان جہان مین نے اور کچھ سُنا تھا کہا دروغ ہوگا غرض اکوان نے ایوان
جادو کو پاس خان اعظم کے بھیجا کہ جا کر کہنا کہ آپ آئیے اور نوشیروان و بختک وغیرہ جسکا جی چاہے آوے
ایوان تو اُس طرف روانہ ہوا یہان رستم دونون کو گالیان دے رہا ہو اور کہہ رہا ہو کہ او مردار میرے پاس نہین آتی
اکوان خفا ہوا اور زلفین سے کہا کہ مین ایک لات مارتا ہون کہ سارا غل مچانا یہ ابھی بھول جاتا ہو زلفین نے کہا
ایسا نہ کرنا باپ میرا خفا ہوگا ابھی اس سے بڑے بڑے کام لینا ہین دیکھو مین سمجھائے دیتی ہون اور پاس رستم کے آئی
اور چپکے سے کہا کہ تو کیون خفا ہوتا ہو ارے مین تجھپر عاشق ہون اکوان کو دم دیا ہو اگر ایسا نہ کرتی جان تیری کبھی
رستم چپ ہو رہا زلفین سامنے اکوان کے اختلاط کرنے لگی اور وہان ایوان جادو ایوان مین خان اعظم کے آیا
بزرک نے خبر کی خان اعظم نے سامنے بلایا ایوان سامنے گیا اور پیغام پہونچایا نوشیروان پسران نوشیروان بختک
سب چلے اور ستر ہزار سوار ہمراہ لیے اور نوبت و نقارہ بجاتا ہوا بڑی دھوم سے کوہ پر پہونچے دیکھا تو عجب مقام فضا کا ہو
سبزہ تلے کوہ سے پائین کوہ تک نظر آتا ہو تمام چمن گلہاے رنگا رنگ سے مہک رہے ہین بوے خوش چلی آتی ہو جا در
آبشار عجب رہی ہو اکوان کو خبر ہوئی واسطے استقبال کے آیا اور خان اعظم کو ہمراہ کر کے لیگیا زلفین نے چاہا
مین بھی جاؤن رستم نے نہ جانے دیا زلفین نے کہا ارے میرا باپ کیا کہیگا کہ اتنے مین خان اعظم پہونچا
داخل بارگاہ ہوا بختک نے زلفین اور رستم کو جو دیکھا کہا واہ بی زلفین اور اہو رستم یہی چاہیے ہم سب کا تو
تمھاری تلاش مین عجب حال تھا تم یہان مزے کر رہے ہو یہان سے پھر خان اعظم پاس آیا اور کہا کیا خوب ایک کو
سائی دوسرے کو بدھائی اب یہ ہنستا ہوا بیٹھا خان اعظم نے بھی اکوان سے وہی کہا جو زلفین نے کہا تھا
اکوان نے کہا اگر مین یہ جانتا تو نہ آتا بختک نے کہا خوب ہوا آپ آئے اور آپ کیا بڑے بیٹے خان اعظم
کے بیٹے بڑے داماد ہین اکوان نے کہا بڑے داماد کیسے بختک نے کہا بھئی اصلی آپ ہین اور ایک نقلی بنے ہوے ہین
یہ سنکر اکوان بگڑا کہا یہ کون مسخرہ ہو خان اعظم نے حال بختک کا بیان کیا غرض یہان تو جام گردش مین آیا
مگر یہ خبر جاسوسون سے امیر کشور گیر کو پہونچی

اب چند کلمے داستان مارنا اکوان جادو کو امیر کا اور چھوٹنا رستم کا بیان ہوتے ہین

جیسے ہی امیر نے سنا کہ خان اعظم اکوان جادو کے پاس گیا ہو کیونکہ وہ رستم کو پکڑ لے گیا تھا اور ارادہ قتل کا

رکھتا ہو مہر پدری نے جوش کیا فرمایا صاحبو یہ میرا بیٹا مجھسے برخلاف ہو مین جو چاہون اُسکے حق مین کرون دوسرا کون ہو
کہ اُسے قتل کرے اور وہ بھی بت پرست میری زندگی مین قتل ہو جائے اور مین مدد نہ کرون اور یہ بھی ظاہر ہو کہ سوار
ہوا اپنے ہوش مین نہین ہو یہ کہکر عقرب سلیمانی کو ٹیک کر اُٹھ کھڑے ہوے ساتھ ہی امیر کے پانسو چھپن تلوریے فوراً
اُٹھے امیر اشقر پر سوار ہوے سب سردار اپنے اپنے گھوڑون پر بیٹھے عمرو نے رکاب تھامی راستہ کوہ کا لیا وہان
بختک کہ رہا ہو کہ او میان اکوان تم جانتے ہو کہ یہ کون ہو یعنی رستم بن حمزہ ہو یہ یقین جانو کہ اگر اسکے باپ کو خبر
ہوئی وہ جائز نہ رکھیگا کہ کوئی اسے قتل کرے اکوان نے کہا حمزہ میرا کیا کر سکتا ہو ایک پھونک کرتے مین تو تمام حال لشکر کا
تباہ کر دونگا یہی ذکر تھا کہ سامنے سے گرد اڑی اور بختک کی نگاہ پڑی پہچانا نوشیروان سے کہا کچھ رنگ بدلا چاہتا ہو
اور کبھی اُٹھتا ہو کبھی بیٹھتا ہو کہ دامنہ گرد کا شگاف ہوا دیکھا تو امیر آتے ہین بختک نے خان اعظم اور نوشیروان کو
تو سوار کیا اکوان نے کہا آپ کیون گھبراتے ہین مین ابھی ان سب کو غارت کیے دیتا ہون اور اپنے جادوگرون
سمیت نیچے کوہ کے اُترا عمرو نے دیکھا دوڑ کر امیر کے پاس آیا کہا یا امیر اسم اعظم یاد ہو امیر نے فرمایا ہان یاد ہو کہا جلد
پڑھکر دم کیجیے امیر باطل السحر پڑھنے لگے اکوان نے سحر کیا جتنے سردار جہان تھے سب وہین رہگئے لیکن دیکھا تو امیر
بڑھتے چلے آتے ہین اب تو اکوان گھبرایا کہ امیر قریب پہونچگئے تھے سرسون کے دانے سحر کر کے تین مرتبہ مارے
وہ بلا گردان ہوگئے پھر چھر کر کے گر پڑے مرچ مارا وہ بھی سامنے آکر بیٹھا اور گر پڑا اب اکوان بھاگا امیر دوڑے
اکوان ٹھوکر کھاکر گرا ہنوز سنبھلا نہ تھا کہ سر پر تیغ چمکتی نظر آئی آن واحد مین صورت بدل گئی ایک کے دو ہوگئے
خاک اُڑی آندھی چلی بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من اکوان جادو بود ادھر علشاہ چھوٹا یہان امیر
نے اسکو مارکر نعرہ کیا نعرہ امیر سے امیر عرب ضیغم روزگار ٭ بحکم خدا بستہ شمشیر چار ٭ یکے تیغ قمقام وصمصام نام ٭
یکے تیغ عقرب یکے ذو الانجام ٭ بن کافران از جہان پاک کرد ٭ سر سرکشان جملہ خاک کرد ٭ اکوان کو مار کر اور
جادوگرون پر جا پڑے جو سردار امیر کے سحر اکوان سے رک گئے تھے وہ بھی چھوٹے اب جادوگرون کو قتل کرنا شروع
کیا امیر برابر اسم اعظم پڑھے جاتے ہین سحر کسی کا تاثیر نہین کرتا اُدھر سے رستم چلا کہ امیر کا سر کاٹون زلفین عقاب
بنکر رستم کو اُٹھا لیگئی یہان بہت سے جادوگر مارے گئے آخر کو کچھ ساحر لاش اکوان کی لیکر طرف ظلمات کے روانہ ہوے
العجوبہ خان شش گزی جدا لڑ رہا ہو جسکے دولتی ماری پشت کو توڑ کے پار گزری خان اعظم نے کہا یہ کون ہو
بختک نے کہا اگر مین تجکو سوار نہ کرتا تو اُسکے ہاتھ سے نہ بچتا ایک دولتی مین کام تمام کرتا بس اب بھاگو یہ سنکر
نوشیروان اور صلصال دونون بھاگے ترکون نے دیکھا یہ بھی بھاگے میدان صاف ہوگیا امیر فتحیاب ہوے
عمرو نے کہا یا امیر بس اب چلیے امیر نے کہا رستم کہان ہو عمرو نے کہا اسکو زلفین لیگئی غرض امیر سارا مال لوٹ کے
اپنی بارگاہ مین آئے بادشاہ سے کل کیفیت بیان کی زخمیون کے ٹانکے دلوائے اُدھر خان اعظم بھی بارگاہ مین آیا
بعد اسکے زلفین بھی رستم کو لیے ہوے پہونچی بختک نے کہا او زلفین اب تم کمر ہمت باندھو تو امیر کا کٹے اسلیے
کہ وہ رستم کو قتل نہ کرینگے پکڑ لیجائینگے لڑائی بھی تمنے دیکھی لیکن اب اسطرح جاؤ کہ کوئی تمکو نہ دیکھے اگر کسی نے دیکھ لیا
تو پھر امیر بارگاہ سلیمانی مین سو رہینگے وہان سحر کسی کا اثر نہین کرتا زلفین نے کہا بہتر غرض زلفین اپنے گھر مین آئی اور
لوٹ کر عقاب بنی اور لشکر امیر کی طرف چلی جب لشکر مین پہونچی ہر طرف پھری اور سحر کرتی گئی جو جہان تھا وہ
وہین بیہوش ہوگیا لیکن امیر بارگاہ سلیمانی مین آرام کرتے تھے عمرو نے پہلے ہی سے کچھ سوچ کر بند و بست
کر لیا تھا کہ شاید ساحرہ آئے اور جاسوسون نے بھی آکر خبر دی تھی کہ کچھ زلفین سے اور ملک بختک سے

مشورہ ہوا ہے غرض زلفین سامنے دروازہ بارگاہ کے آئی دیکھا مقبل تیر و کمان لیے ہوئے لیس ہے جاگ رہا ہے اور سایہ مین دروازے کے بیٹھا ہے اور عمرو نے بھی امیر کے پاس رہنا اختیار کیا ادھر امیر پلنگ پر گئے عمرو پیچھے پٹی کے لیٹ رہا اب عمرو کو اندر ہے اور زلفین نے پرچھائین اپنی دکھائی مقبل ہوشیار ہو گیا زلفین نے سحر کیا مقبل پر اثر نہوا جب رات کم رہی مارے نیند کے مقبل کو غنودگی آنے لگی برابر دروازے کے آبدارخانہ تھا پانی سے منہ دھو لیتا تھا نیند برطرف ہو گئی آخر زلفین نہ جا سکی پھر کر چلی گئی اور جا کر سارا حال بختک سے کہا بختک نے کہا مقبل سے ڈرتی رہنا اور یہ بھی سمجھ لو کہ اگر تمہارا کپڑا بھی چھو گیا بارگاہ مین تو جلکر خاک ہو جاؤ گی زلفین کو خوف ہوا بختک سے کہا کبھی ایسا نہ کرنا کہ جانا ترک کرو شاید ایک دن لوہار کی بھی ہو سو دن سنار کی تو ہوتی ہے اور یہ خبر امیر کو بھی ہوئی کہ رات کو زلفین آئی تھی عمرو کو سنکے بڑا خوف ہوا اور لوگون پر تاکید کی کہ رات کو غافل نہ رہنا غرض مہینہ بھر روز زلفین آئی لیکن مقبل کو کسی روز غافل نہ پایا صورت اصلی بن بن کے چہرہ دکھاتی ہے جب مقبل تیر و کمان اٹھاتا ہے بھاگ جاتی ہے آخر ایک روز جو آئی رات بھر پھرا کی جب چار گھڑی رات رہی مقبل کو غنودگی آنے لگی آبدارخانے مین آیا پانی لیکر منہ پر ڈالا اتنے عرصہ مین زلفین اسطرح مانند ہوا کے بارگاہ مین آئی کہ دامن تک نہ لگا مقبل پھر اپنی جگہ پر آ بیٹھا زلفین جو اندر آئی دیکھا امیر پلنگ پر سوتے ہین اور عمرو بھی سو رہا ہے زلفین نے خنجر نکالا کہ امیر کا سر کاٹون خوف طاری ہوا کہ یہ مرد ہے اور زلزلۂ قاف اسکا لقب ہے شاید جاگ اٹھے اور میرے خنجر سے نہ قتل ہو سکے تو بہتر یہ ہے کہ اسے کسیطرح لیچل یہ سوچ رہی تھی کہ عمرو کی آنکھ کھلی زلفین کو دیکھکر جان نکل گئی اب حیران ہوا کہ کیا کرون اگر امیر کو آواز دیتا ہون جب تک یہ کام تمام کر چکیگی افسوس اے عمرو جان امیر کی مفت گئی کہ اتنے مین مقبل نے باہر سے دیکھا کہ پردہ مسہری کا ہل رہا ہے مقبل حیران ہوا کہ ایسی ہوا اندر بارگاہ کے جاتی ہے جس سے پردہ اسقدر متحرک ہے بس جلدی سے تیر و کمان لیے ہوئے اندر آیا اور پردہ ہٹایا دیکھا کہ زلفین ہے بس اتنی تو آواز دی کہ او چڑیل کیا کرتی ہے اور تیر چلایا زلفین نے روبسوے آسمان کیا کہ بھاگ کر بچاؤن کہ تیر جو لگا اسفل کے پار گذر گیا چرخ کھا کر گری اس غل مین امیر کی بھی آنکھ کھل گئی دیکھا کہ عمرو نے جست کی اور خنجر مارا کہ سر اس بیسوا کا بیاض گردن سے جدا ہو گیا غل ہوا کشتی مرا نام من زلفین جادو بود امیر اٹھ بیٹھے دیکھا کہ لاش زلفین کی خون مین غلطان پڑی ہے امیر نے عمرو کو گلے لگایا اور بہت تعریف کی پھر سب کو خبر ہوئی بادشاہ بھی آئے جو آیا عمرو کی تعریف کی کہ اسین مقبل بھی گوشے سے باہر آیا عمرو نے کہا برادر تم کہان تھے اور آج ایسا غافل ہوئے مقبل نے سارا حال کہا کہ مین نے تیر مارا امیر نے کہا دیکھو تیر کس جگہ لگا ہے غرض لاش کو دیکھا تو ایک راہ کی دو راہین نظر آئین پھر تو مقبل کو خلعت ہوا عمرو کو روپیے دیے وہان خان اعظم کی بارگاہ مین بسبب نہ آنے زلفین کے رستم دو گھڑی رات رہے سے آیا ہوا بیٹھا تھا کہ یکایک اوندھے منہ دنگل سے نیچے گر پڑا خان اعظم نے کہا ارے جلد اٹھاؤ یہ کیا ہوا غرض بعد تھوڑی دیر کے رستم کو ہوش آیا دیکھا کہ نوشیروان خان اعظم سب کافر بیٹھے ہین نہ بادشاہ اسلام نہ امیر نہ اور بھائی بند کوئی نظر آتا خان اعظم سے کہا کہ یہ کیا ماجرا ہے مین یہان کب آیا اور کیونکر آیا صلصال نے بختک کی صورت دیکھی بختک نے کہا خدا خیر کرے کچھ دال مین کالا معلوم ہوتا ہے کچھ سوچ کر بختک نے رستم سے کہا کہ اے رستم تم یہ کیا کلمہ کہتے ہو تمنے باپ کا سر مہر زلفین مین لکھا نہین بت باندھے خدا پرستون سے لڑے بت پرستی اختیار کی جب تو اس بارگاہ مین بیٹھے آج تم کو کیا ہوا ہے ملکہ آئی ہو گی امیر کا سر لینے گئی ہین بس یہ سنتے ہی بت توڑکر پھینک دیے اور بہ نگاہ غیظ طرف خان اعظم کے

دیکھا اور کہا او گیدی یہ تو نے میرا حال کیا اب مین باپ کو کیا صورت دکھاؤنگا ہو غرض کہ ایک ہاتھ مارون کہ مع
تخت چار ٹکڑے ہون اور تلوار کھینچ کر اُٹھا بختک نے کہا ای خان اعظم جبتک زلفین کی خبر آئے اسے نہ جانے دو
اور وہان عمرو نے امیر سے کہا کہ رستم کی خبر منگوا لیجئے کہ اُسکو ضرور ہوش آیا ہوگا امیر نے ڈاک بٹھا دی جب
رستم بارگاہ سے باہر آیا لوگون نے حسب معمول مجرا کیا کہ اتنے مین خان اعظم کو خبر قتل زلفین کی پہونچی تاج سر
سے پھینک دیا ترکون سے کہا کہ رستم کو قتل کرو ادھر رستم یہ سوچا کہ اب کیا منہ لے کر سامنے باپ کے جاؤنگے
اس سے مرجانا بہتر ہو اور خان اعظم کو سزا دینا چاہیے پھر اندر بارگاہ کے آیا ترکون سے تلوار چلنے لگی بختک خان
اعظم اور نوشیروان کو باہر لایا سوار کیا رستم بھی لڑتا ہوا باہر آیا اندر ہی بارگاہ کے کشتون کے پشتے باندھ دیے تھے
یہان بھی لڑنے لگا اب لشکر نے خان اعظم کے یورش کی اور رستم پر ریلے فوج کے ہونے لگے جو عیار لشکر اسلام
کے واسطے خبر کے آئے ہوئے تھے یہ ماجرا دیکھکر کچھ خبر لیکر روانہ ہوئے اور رستم کو گھوڑا پہونچا یار رستم مرکب پر
سوار ہوکے ایک دیوار کی آڑ پکڑ کر لڑنے لگا پشت پر دیوار ہی جو سامنے سے آتا ہو اُسے مارتا ہو ادھر امیر خبر منگا رہے ہین کہ پہلے سمک یلطاقی پہونچا اور اپنے آقا کا شریک ہوا پروانہ وار لڑنے لگا کسی کو طرف رستم کے
جانے نہین دیتا پھر امیر بھی سوار ہوکے چلے اور سردارون نے بھی مرکب اُٹھائے جسنے خبر سُنی چل کھڑا ہوا اور سب کے
بعد سمک یلطاقی کے مالک اژدر بے اذن امیر کے آلاگرد و مالاگرد اور کپی زلزال اور ضیمران شاہ بھی آکر
لڑنے لگے بعد انکے آنے کے نعرہ امیر کا ہوا بختک کی جان نکل گئی صلواۃ پڑھنے لگا نوشیروان کو اشارہ کیا
کہ بھاگ اب بغیر اسکے جان نہ بچیگی غرض ساتھ امیر کے اور سردار بھی آکر گرے لڑنے لگے لشکر بھی جوق جوق
گروہ گروہ آکر شریک ہوتا جاتا ہو یہانتک کہ اب دونون لشکر مل گئے خوب جنگ مغلوبہ ہوئی ایسی لڑائی ہوئی کہ کبھی
ترکستان مین ایسی تلوار نہ چلی تھی ہر ایک اپنی اپنی لڑائی لڑ رہا ہو امیر نے جوش محبت مین پکارا کہ ای بیٹا رستم
کہان ہو رستم نے جو یہ سُنا اور پوشیدہ ہوگیا بلکہ جس سردار پر یورش زیادہ دیکھی اُسکی مدد رستم نے کی مگر آنکھ
سب سے چرائے جب بھیڑ چھٹی اور طرف نکل گیا ادھر امیر سے اور قباد بن گستہم سے سامنے ہوا اُسنے تلوار امیر پر
ماری امیر نے پشت شمشیر پر روک کر جو ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا مع مرکب چار ٹکڑے ہوئے ادھر ابوالمحاجن گردسے
عام کو لشکر کفار کے قلم کیا خان اعظم نے بختک کی طرف دیکھا اُسنے جاتا بھاگنے کو کہتا ہو اسنے نوشیروان کو
بھگایا کہ اب ٹھہرنا مناسب نہین خان اعظم بھی مع ترکون کے بھاگا اور ایسا بھاگا کہ بالاخطا مین گھس گیا اور
دروازہ قلعہ کا بند کر لیا ہر دروازے پر پانچ پانچ ہزار سوار بٹھا دیے امیر کی فتح ہوئی رستم تو اسی وقت نکل گیا
جی مین سوچا کہ اب امیر کو کیا صورت دکھائے گا ادھر عمرو نے امیر سے کہا کہ دشمن تو بھاگ گئے اب بارگاہ
کو چلیے امیر نے رستم کو پوچھا ہر طرف تلاش ہوئی کہین پتا نہ ملا امیر کو نہایت رنج ہوا بادشاہ نے کہا
دیکھیے ہمارے صاحبزادے کا غصہ ابھی نہین فرو ہوا عمرو نے کہا یا امیر غصہ نہین اسکو ندامت ہو کہ کیا شکل امیر کو
دکھاؤن وہ خاور کو گیا ہوگا امیر نے حکم کیا کہ جلد خبر منگواؤ مگر رستم جو روانہ ہوا خاور کا رخ کیا اور یہان
خان اعظم نے دروازہ قلعہ کا بند کر لیا ہو دل مین خوف غالب ہو ظاہر مین کہ رہا ہو کہ میرے جو لوگ زخمی ہین
وہ اچھے ہو لینگے تو لڑاونگا اور یزک سے کہا کہ تو کسی طرح امیر یا عمرو کو پکڑ لا یزک روز لشکر مین بصورت
بدل آیا کرتا ہو کہ کسی طرح غافل پاؤن تو امیر یا عمرو کو پکڑ لاؤن وہان خان اعظم کو خبر پہونچی
کہ ترک توسن یلطاقی آتا ہو خان اعظم نے کھڑکی قلعہ کی کھلوا کر اُسے اندر قلعہ کے بلوا لیا ترک توسن نے

اگر سارا ماجرا خاور کا بیان کیا اور اپنا دکھی ہونا تعاقب ارعنی بدیع الزمان سے سب کہا اور کہا کہ دیکھیے آپ کی
تو وہ پرورش خسرو خان پر کہ اسکے بیٹے کو میرزا بخش کیا اور وہ خود مسلمان ہوگیا دختر کو رستم کے ساتھ بیاہ دیا
اب آپ میری مدد کریں اور خورشید خاوری کو دلوا دیں بلکہ اگر کسی صاحبزادے کو میرے ساتھ کریں تو میں بھی
تاوان دے لیتا ہوں خان اعظم از بسکہ رستم سے جلا ہوا تھا اژدر خان اور بیرم خان کو دو لاکھ سوار دیکر سوار
کیا اور ایک عیار برزک کا شاگرد رشید تھا مہتر بلند نام اسکو بھی ہمراہ کر دیا اور اپنے بیٹوں کو بھی خوب سمجھا دیا کہ
جاکر رستم سے لڑنا غرض یہ تو طرف خاور کے چلے ادھر رستم منزلوں کو طے کرکے خاور میں پہونچا لیکن پہلے جو خبر
خورشید کو ہوئی تھی کہ رستم زلفین پر عاشق ہوا اور اسکے عشق میں بت پرستی اختیار کی یہ سنتے ہی رنج ہوگئی
تھی دن رات رویا کرتی تھی غرضکہ رستم کے پہونچنے کی خبر سنکر خسرو خان اپنے بیٹوں سمیت آیا استقبال کرکے شہر
میں لایا ملکہ نے کہلا بھیجا کہ رستم سے کہدو کہ محل میں نہ آئے کہ کافر ہو اور اپنی زلفین پاس جائے رستم نے یہ سن کر سب
حال خسرو خان سے بیان کیا خسرو نے آکر دختر کو سمجھایا کہ وہ سحر میں گرفتار ہوگیا تھا جب زلفین ماری گئی رستم اپنے
فعل پر نادم ہوا باپ کا سامنا نہ کیا یہاں چلا آیا یہ سنکر ملکہ کا غصہ فرو ہوا رستم اندر محل کے آیا دونوں ملکر بیٹھے جام
شراب گردش میں آیا غرضکہ اب علمشاہ رہنے لگے کہ دو تین روز کے بعد خبر پہونچی کہ ترک توسن اور دو بیٹے
خان اعظم کے اس طرف آتے ہیں خسرو شاہ سنتے ہی گھبرایا اور کہا کہ اگر میں کچھ کہونگا تو آپ خفا ہونگے میری
رائے تو یہ ہے کہ یہ مقدمہ ناموس کا ہے ملکہ پورے دنوں پیٹ سے ہے لشکر اسکا بہت ہے اگر کہیے تو دروازہ قلعے کا بند
کر دیں رستم نے چین بجبین ہوکر کہا کہ آپ نے پھر وہی کلمہ کہا جو کہ ہمارے آئین کے خلاف ہے بس خیمے باہر نکلوائیے
غرضکہ شہر سے دو کوس آگے بڑھ کر خیمے برپا ہوئے اور پڑاؤ پڑا کہ اتنے میں گرد اڑی کہ جہان کو تیرہ و تار کر دیا اور
ترک توسن مع فوج کثیر پہونچا سنا کہ رستم آیا ہے دلمیں خوش ہوا اور اژدر خان نے کہا یہ خوب ہوا کہ رستم
قلعہ سے باہر آیا بس اب میں طبل بجواتا ہوں صبح کو آپ دیکھیے گا کہ کیا ہوتا ہے اژدر خان نے کہا کیا خوب پھر ہم
کس واسطے آئے ہیں کل کی میدان داری ہمپر موقوف ہے اور طبل بجوا دیا خبر رستم کو ہوئی یہاں بھی نقارہ
بجا صبح کو دونوں لشکر میدان میں آکر صف آرا ہوئے بیرم خان تخت پر سوار اژدر خان اور ترک توسن
گھوڑوں پر میدان میں آکر قائم ہوئے جب نقیب نیب دیگر چلے گئے اژدر خان نے مرکب اپنا دہنی طرف
اٹھایا اور دیکھتا چلا گیا پھر بائیں طرف قلب کو دیکھا بعد چار گھڑی کے مرکب کو پھیر کے اپنے لشکر میں آیا اور طبل
بازگشت بجوا کے پلٹ گیا رستم بھی پھر گیا لیکن حیران کہ یہ کیا تھا وہاں بیرم خان اور ترک توسن نے کہا
یہ تو نے کیا کیا اژدر خان نے کہا میں نے دیکھا کہ رستم سے کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا ہاں اگر رستم نہو تو میں
ان سب کا کام تمام کروں ابھی رستم کا علاج معقول کروں اور مہتر بلند کو بلا کر کہا کہ جاکر رستم کو چرا لا وہاں سیارہ کو
خسرو خان نے واسطے خبر ملکہ کے قلعے میں بھیجدیا تھا یہاں بلند عیار فقیر کی صورت بنا ہوا دوپہر رات گئے
دروازہ پر پہونچا دیکھا پاسبان ہوشیار ہیں اور بیٹھے ہوئے نقش کھیل رہے ہیں بیچ میں روشنی رکھی ہے اسنے
یہاں سے پروانے بیہوشی کے شمع کی لو پر مارے کہ وہ جلے دھواں ان کا دماغ میں پہونچا پاسبان
بیہوش ہوئے اسنے جاکر سر کاٹے اندر بارگاہ کے پہونچا دیکھا کہ خدمتگار چھپ رہا ہے لیکن بیٹھا اونگھ رہا ہے
قریب جاکر اسکی ناک لی دی وہ بھی بیہوش ہوا اسکا بھی سر کاٹا ہاتھ پر کپڑا عیاری سے چڑھایا اور بیہوشی
رکھ کر سامنے رستم کے لایا جیسے ہی اوپر کی سانس لی چھینک مار کر بیہوش ہوا بلند نے ملتفانے کنستے

باندھ کر پشتارہ پشت پر لگایا اور لیکر روانہ ہوا یہان تک لشکر سے رستم کے بقنون عیاری بچتا ہوا نکل گیا صبح کو بیرم خان کے پاس پہونچا اژدرخان نے سلوقی و مسلسل کیا صبح کو غل ہوا کہ رستم کو کوئی چرا لے گیا بس خسروخان جلدی سے مع لشکر قلعے مین چلے آئے دروازہ بند کرلیا پل تختہ اٹھوالیا ملکہ نے جو سُنا کہ رستم غائب ہوگیا اپنا غیر حال رکیا وہان اژدرخان نے کہا چلو اب خسروخان کو گرفتار کرین کہ خبر پہونچی وہ بھاگ کر قلعہ بند ہوا اژدرخان نے ایک سوار کو بھیجا اور کہلا بھیجا کہ او خسروخان رستم کو ہمنے پکڑ لیا اب بہتر یہ ہو کہ دروازہ قلعے کا کھولدو اور خان اعظم کا حکم ہو کہ ملکہ کو ترک توسن کے حوالے کرو خسرو نے کہا ایک ہفتہ کی مہلت دو یا ملکہ کو دونگا یا مقابلہ کرونگا کیونکہ ملکہ کو سمجھا تو لون جب وہ راضی ہوگی جب لیجانا اژدرخان سے اُس سوار نے پیغام دیا کیا مضائقہ ہو مہلت دی ترک توسن نے کہا ہرگز یہ نہوگا اژدرخان نے کہا مین تو خان اعظم پاس جاتا ہون میرا مطلب تو ہوگیا تم جانو تمہارا کام جانے ترک توسن نے منت کی کہ ابھی دو تین روز بجائیے مین قلعہ لے لیتا ہون ادھر خسروخان کا وزیر تھا نعمان خان اُسنے کہا کہ مین انکو دم دیتا ہون آپ وہ جو قلعہ تبرک یہان سے سات منزل پر ہو وہان نکل چلیے اور نعمان نے دروازہ قلعے کا کھولا پاس اژدرخان کے آیا اور کہا کہ خسروخان کہتا ہو کہ میرا قصور معاف کیجیے جو آپ فرماتے ہین مجکو بدل و جان قبول ہو بلکہ ملکہ بھی راضی ہو لیکن میری بی بی روتی ہو اور کہتی ہو کہ جس طرح شادی ہوتی ہو اُس طرح ہو تو کیا مضائقہ ہو تو آپ اتنا کیجیے کہ ترک توسن کو دولھا بنا کے لائیے اور ملکہ کو بیاہ لیجائیے تاکہ میری عزت ہو ترک توسن تو خوش ہوا اور کہا اچھا نعمان نے کہا بس تیاری کیجیے ہم بھی تیاری کرتے ہین آج کے دسوین روز آپ آئین یہ کہکر داخل قلعہ ہوا اسی وقت سے تیاری چلنے کی ظاہر مین دروازہ بھی کھولدیا اور کہا مکان جڑ رہے ہین چتر تیار ہو رہے ہین اور نقب کی راہ سے نکلکر سب تبرک مین آئے جب وہ دن آیا جسکا وعدہ تھا اژدرخان و بیرم خان ترک توسن کو دولھا بنا کر برات لیکر قلعے پر آئے کچھ پاسیون کو چھوڑ گئے تھے اُنھون نے دروازہ بند کرلیا ان لوگون نے جانا واسطے نیگ لینے کے بند کرلیا ہو جب اُنکو کچھ دیا اُنھون نے دروازہ کھولا برات اندر آئی آتشبازی دغی وہ پاسی بھی سب کے سب بھاگ گئے یہ سب جو اندر آئے دیکھا کہ قلعہ خالی ہو فرش تک نہین ہو ترک توسن کے مُنھ پر ہوائیان چھوٹنے لگین چہرہ فق ہوگیا وہ لوگ جو بستے تھے رعایا تھے اُن کو پکڑ کر پوچھا جب بہت دھمکایا اُنھون نے بیان کیا کہ قلعہ تبرک جو بیچ دریا مین واقع ہو وہان سب گئے ہین ترک توسن نے کہا مین جاؤنگا اژدرخان نے کہا اب تو جا ہمتو خان اعظم پاس جاتے ہین کیونکہ رستم ہاتھ آگیا اور اسی لیے آئے تھے خان اعظم نے کہدیا تھا کہ عیار سے پکڑ لینا نہین تو جسکے اتنے بیٹے مارے گئے وہ باقی ماندون کو کیون موت کے سامنے بھیجتا غرض ترک توسن کو اُسی وقت طرف قلعہ تبرک کے روانہ ہوا اور یہ دونون بھائی بیرم خان و اژدرخان ترکستان کو چلے چوتھی منزل تھی کہ لوگون نے خبر دی آپ کے استاد مالک ترک سفید جامہ بھی یہانسے کوس بھر پر اُترے ہین اژدرخان نے بلد عیار سے کہا کہ کو رستم سے کہ اگر خان اعظم یا کوئی اور پوچھے تو کہنا کہ ہان جو اژدرخان کہتا ہو وہ سچ ہو اگر یہ کہیگا تو ہم تجکو چھوڑ دینگے تیرا مرتبہ زیادہ کرینگے بلکہ تیری حمایت بھی کرینگے کہ ہماری عزت رہتی ہو رستم نے یہ سُنکر کہا کہ اچھا میرا کیا نقصان ہو مگر جو کوئی قسم لیگا تو صاف کہدونگا غرض رستم کو سکھا پڑھا کر لیگئے اور مالک ترک سفید جامہ کو استقبال کرکے لائے اور پوچھا کہ آپ کہان جاتے ہین کہا کہ مجکو خان اعظم نے بلوا کر کہا جاؤ رستم سے اور میرے بیٹون سے مقابلہ ہو مدد کرو اژدرخان نے

کہا اُستاد آپ کی جوتیون کے صدقے سے مین نے رستم کو سر میدان گرفتار کیا مالک ترک سفید جامہ نے کہا کس طرح
اژدر خان نے کہا رستم کو سامنے لاؤ بلد سامنے لایا اژدر خان نے کہا کہ جب اسنے تلوار مجکو ماری یا اُستاد مین نے
آپکا بتایا ہوا فلان پیچ کیا بس باڑھ بچا کر تلوار چھین لی اور کمر زنجیر پکڑ کر گھوڑے سے اٹھا کر مشکین باندھ لین یقین ہو
تو آپ پوچھ لین اسلیے مین نے اُسے بلا کر سامنے اُسکے بیان کیا مالک ترک سفید جامہ نے کہا کیون رستم سچ ہے رستم
نے کہا اگر تمکو یقین ہو تو سچ ہے تمھارا دل گواہی دیتا ہے مالک نے کہا نہین رستم نے کہا تو پھر ایک ہی ہاتھ میرا کھول دو پھر
اگر ہتھکڑی پہنا دو تو مین جانون مالک نے کہا اچھا اژدر خان نے کہا ایسا کام نہ کرنا دشمن کی بات کا کیا اعتبار
خدا پرست سب جھوٹ بولتے ہین مالک نے کہا مین نہ مانونگا کہا ہم خان اعظم سے کہینگے مالک نے کہا آہنگرونکو
لاؤ کہ قید دور کرین یہ سنتے ہی رستم نے قید توڑ ڈالی پھر ہاتھ پاؤن سے بجنے لگا مالک ترک جامہ سفید نے کہا مین
اس سے مقابلہ کرونگا رستم نے کہا آپ نے کہا کہ ابھی نہین تم اچھے ہو لو رستم نے کہا اسکا مضائقہ نہین مین تو اب بھی موجود
تھا اتنے مین مالک ترک سفید جامہ رستم کی طرف بڑھا رستم سمجھا لڑنے آتا ہے رستم نے ہاتھ بڑھایا مالک ترک
سفید جامہ قدمون پر رستم کے گر پڑا اور دست بستہ عرض کیا مین آپسے کیا لڑونگا اے شہریار اگر مین اور
میرا باپ دونون ملکر زور کرتے تو یہ قید نہ ٹوٹتی پھر مین کیا سمجھ کر آپ سے لڑون کلمہ بتایئے تاکہ دین آپ کا اختیار
کرون علمشاہ نے کلمہ بتایا مالک از سر صدق مسلمان ہوا اور بعد اُس کے اژدر خان اور بہرام خان
کو بھی مالک نے مسلمان کروایا سب لشکر بھی مطیع دین اسلام ہوا لیکن بلد عیار نے چپکے سے پوچھا کہ واقع مین
آپ مسلمان ہوے اور اژدر خان نے لات پر لعنت کی بس یہ تو بھاگ کر طرف خان اعظم کے روانہ ہوا کہ
چلکر خبر دون یہان اژدر خان سے ترک توسن کا حال پوچھا اور مالک سے کہا کہ ایک مرکب ہم کو دو مالک نے
کہا جان تک حاضر ہے غرض رستم مرکب پر سوار ہوا اور سب ہمراہ ہوے راستہ قلعہ تبرک کا لیا وہان خسرو خان نے
آکر قلعہ کو آراستہ کیا توپ و برج سب نئے سرے سے منگوا کے گرد قلعے کے کر لیے اور تہمتن خان سے کہا کہ جسوقت یہ
ترک اسپار آجائے تم ملکہ کو مار ڈالنا یہ انتظار ہو ہی رہا تھا کہ بیابان سے گرد نمایان ہوئی اور ترک توسن پہونچا
تہمتن تلوار کھینچکر اندر مکان ملکہ کے آیا اس انتظار مین کہ ادھر ترک اس پار آئے اور ملکہ کو مار ڈالین لیکن
ترک توسن نے آتے ہی مع رفقا دریا مین گھوڑے ڈالدیے اور رُخ قلعہ کا کیا ادھر سے گولہ پڑنے لگا وہان
ملکہ کو درد زہ لگے اب تو خواصین گھبرائین کہ کیا کرین عجب بدنصیب لڑکا پیدا ہوا ہے اور ساعت بھی مریخ کی ہے اب
عورتین ٹوٹکے کرنے لگین غرضکہ قاسم پیدا ہوا ایک نے نال کاٹی دوسری نے نہلا کے پہلے لیا اور ملکہ دعا کرنے لگی
وہان ترک توسن قریب قلعے کے گولے روکتا ہوا پہونچا ہے خسرو خان گھبرایا دعا مانگنے لگا کہ پردہ بیابان
سے گرد اڑی اور رستم مع فوج پہونچا ترکون نے جو دیکھا ترک توسن کو آواز دی کہ کہان جاتا ہے رستم سر پر
آپہونچا ترک توسن پھرا دریا سے باہر آیا لشکر رستم سے اور ترکون سے تلوار چلنے لگی خسرو خان نے جو رستم کو
دیکھا محل مین کہلا بھیجا کہ اے تہمتن ملکہ کو قتل نہ کرنا کہ رستم آگیا یہان رستم کا اور ترک توسن کا سامنا ہوا اسنے
تلوار ماری رستم نے رد کر کے جو ہاتھ تلوار کا مارا ترک نے سپر کو چہرہ کی پناہ کیا لیکن تلوار نے سپر کو مثل قرص پنیر کے
دو ٹکڑے کیا سر پر جو بجلی خود کو کاٹکر تا دو ابرو اُتر آئی ترک کا سر پھٹنے سے الگ گرا لوگ بیچ مین آگئے اور ترک کو لیکر
بھاگے خسرو خان اور سب رفیق اسکے گھوڑون پر سوار ہو ہو کر رستم کو لینے آئے رستم نے خسرو کو سلام کیا
خسرو خان نے قاسم کے پیدا ہونے کی خوشخبری دی غرض رستم خوش ہوا اور جلدی سے سوار ہو کے قلعہ مین آیا قاسم

گود مین لیا خوب پیار کیا غرض بہت دھوم سے چھٹی ہوئی بعد اُسکے رستم سب کو شہر خاور مین لایا اور وہان رہنے لگے

داستان اندھا ہونا امیر کا مع سردارون دخمہ جمشیدی مین

جب امیر نے دیکھا کہ خان اعظم قلعہ بند ہوا فرامرز نے امیر سے اجازت شکار کی لی بعد اُسکے جانے امیر کا دل
گھبرایا خود بھی بادشاہ سے اجازت لیکر مع سرداران نامی و عمرو چلے لیکن فرامرز کہ پہلے چلا تھا ایک صحرا مین
پہونچا وہ دیکھا بیابان معلوم ہوئی وہ لوگ جو وہان رہتے تھے اُنسے پوچھا کہ بیابان کیسی ہو اُنھون نے کہا یہ کوہ ہو
اور اسکے سامنے ایک باغ ہو اُسمین دخمہ جمشید ہو فرامرز نے کہا دخمہ کیسا اُنھون نے کہا ہمنے یہی سُنا ہو
حقیقت سے نہین واقف فرامرز کو اشتیاق ہوا اُس باغ مین آیا دیکھا تو چار مینار ہین اُن مین قلابے لگے ہین
اور ایک صندوق زنجیرون مین معلق ہو کہ وزن اُسکا ہزار من کا ہوگا اُسمین بھی قلابے لگے ہین وہ لوگ جو
ساکن اُس باغ کے تھے اُنھون نے منع کیا کہ خبردار اس صندوق کو نہ کھولنا فرامرز نے نہ مانا زور کرکے صندوق
کو کھولا پردہ کا ہٹنا تھا کہ ایک دھوان اُسمین نکلا فرامرز کی آنکھون کو نابینا کردیا جو لوگ ہمراہ تھے وہ بھی
نابینا ہوگئے لوگون سے کہا یہ میرا کیا حال ہوا غرض لوگ فرامرز کو سوار کرکے جہان اُس کا خیمہ تھا وہان
لے گئے فرامرز کو ایسا صدمہ ہوا کہ قریب تھا کہ سر اپنا پھوڑ ڈالے ادھر امیر بھی شکار کھیلتے ہوے اسی باغ
مین پہونچے لوگون نے فرامرز کا حال امیر سے بیان کیا امیر نے عمرو سے کہا تم فرامرز سے جاکر پوچھ آؤ عمرو
تو اس طرف روانہ ہوا امیر نے کہا ہم بھی تو چلکر اس صندوق کو دیکھین سردارون نے منع کیا کہ فرامرز کا یہ
حال ہوچکا ہو امیر نے فرمایا مین صاحب اسم اعظم ہون سحر مجھپر تاثیر نہ کریگا اور اُس صندوق کے پاس آئے گرد
لندھور مالک بہرام جمہور سب سردار تھے کہ امیر نے اُس صندوق کو کھولا اور دھوان اُسمین سے نکلا جسکی
آنکھون مین لگا وہ اندھا ہوگیا پھر تو کیسا قلق امیر کو ہوا کہ گویا جیتے جی مرگئے کہ یکایک عمرو فرامرز پاس ہوکر آیا
دیکھا تو امیر مع سردارون کے نابینا ہوگئے ہین عمرو کی جان نکل گئی زیرا سی آنکھون سے بسورنے لگا
اور کہا یا امیر مجکو بھی نہ آنے دیا جان بوجھ کے اپنا یہ حال کیا اب جو خان اعظم اور نوشیروان کو خبر ہوگی
تو کیا ہوگا ایسی بہادری کا نتیجہ یہ ہوتا ہو غرض سب کو عمرو نے سوار کیا فرامرز کو بھی ساتھ لیا اور لشکر مین آیا
اور عیارون سے کہا یہ خبر مشتہر نہ ہونے پائے ایسا کہ صلصال کو خبر ہوجائے مگر بادشاہ نے جو امیر کا یہ حال
مع سردارون کے دیکھا بڑا صدمہ ہوا امیر نے کہا مجکو مسجد کے پاس مین لیچلو غرض سب اندھے مع امیر اُس مسجد مین
رہنے لگے اور یہ خبر آخر کار نہ چھپ سکی اور خان اعظم کو معلوم کہ امیر اندھے ہوگئے خوش ہوا بختک سے کہا بس
اب کبھی امیر اچھے نہ ہونگے کیونکہ مالک اُس دخمہ جمشید کا الماس جادو ہو شہر صندل مین رہتا ہو میرا
تابعدار ہو غرض اُسی وقت خان اعظم نے مہتر یزک کو بلاکر کہا کہ امیر سے کہو کہ اب تم نابینا ہوے کیا تم سے
لڑون لیکن اب مناسب یہی ہو کہ اثاثہ صاحبقرانی اور اشقر و بارگاہ وغیرہ سب میرے حوالے کرو جان تمھاری
مین نے چھوڑ دی خانہ کعبہ مین جاکر بیٹھو یزک اُسی وقت چلا اور بارگاہ سلیمانی مین آیا امیر تو یہان نہ تھے
بادشاہ سے یزک نے بیان کیا سلطان سعد نے عمرو کے ہاتھ امیر سے کہلا بھیجا کہ صلصال نے ایسا
کچھ کہا ہو مین بغیر آپ کی رائے کے جواب نہین دے سکتا جب امیر نے یہ سُنا کہلا بھیجا بادشاہ سے کہ مین نے
آپ کو اختیار دیا جو چاہیے وہ جواب دیجیے اور جو مناسب ہو وہ کیجیے اسوقت بادشاہ نے یزک کیطرف دیکھکر اشارہ
کیا کہ خان اعظم سے کہنا اوگیدی جھک مارتا ہو کل کی بات ہو کہ تو بھاگ کر قلعہ بند ہوا اب جو امیر کا یہ حال سُنا

تو دروازہ قلعے کا کھولکر لشکر لیکر باہر آیا ہے تو او نامرد اگر امیر کا وہ حال ہوا تو ابھی ہماری آنکھون مین روشنی ہے اور مالک امیر کے ہم ہین ہان اگر تو مسلمان ہوجائے تو پھر جو کچھ کہیگا وہ ہم کرینگے اور نہین جو تجھسے ہوسکے کوتاہی نکریک یہ جواب لیا خان اعظم پاس آیا اور بیان کیا بختک نے کہا مین پہلے ہی جانتا تھا کہ وہ بادشاہ کچھ اور بادشاہون کیطرح مرغ زرین تھوڑی ہے خان اعظم کو برا معلوم ہوا بختک سے کہا یہ ہمکو در پردہ سناتا ہے آیا ہم مرد نہین ہین بس اب مین آپ لڑونگا اگر سلطان سعد میدان مین آئیگا مین آپ مقابلہ کرونگا لشکر تو اس کا باہر قلعے کے آہی چکا تھا خیمہ برپا تھا حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اُسیوقت نقارۂ رزمی پر چوب پڑی خبر بادشاہ اسلام کو ہوئی فرمایا کچھ اندیشہ نہین ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی بجے طبل جنگ غرض دونون طرف طبل بجا رات بھر تیاری رہی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے بعد آراستگی صفوف قتال و جدال خان اعظم نے نوشیروان سے آنکھ ملائی اور میدان مین آیا نوشیروان ذلیل ہوا بختک سے کہا دیکھا تو نے کہ خان اعظم نے مجکو ذلیل کیا نامرد جانا بختک نے کہا تم ایسی باتونکا خیال نکرو نامرد ہوتے تو اتنی بڑی حکومت پر نہوتے اب تماشا دیکھو کہ کیا ہوتا ہے غرض خان اعظم نے مبارز طلب کیا یہان مظفر شاہ مصری اپنا مرکب بڑھا کر سامنے تخت شاہی کے آیا زمین ادب کو مرکب سے کود کر بوسہ دیا اجازت میدان چاہی بادشاہ نے کہا کہ تم کیون نکلے ارادہ تو میرا تھا مظفر نے کہا اگر نام آپ کا وہ لیتا مین نہ جاتا اور اب بھی اگر حضور کو پکاریگا مین نجاؤنگا بادشاہ نے کہا بہتر جاؤ خدا نگہبان ہے کہ اتنے مین خان اعظم پھر مبارز طلب ہوا مظفر مرکب اپنا اُڑا کر سامنے آیا ہمگاور رہوا پانچ قدم مرکب مظفر کا تین قدم گھوڑا خان اعظم کا پسپا ہوا مظفر نے کہا اے خان اعظم آج یہ جرات کی تو نے کہ میدان مین آیا ابھی کل کی بات ہے کہ تو بھاگ کر قلعہ بند ہوا تھا اب امیر کے اندیہ ہوجانے سے پھر تو نے سرکشی کی صلصال نے کہا اے مظفر مین تجکو پہچانتا ہون مجھسے تو یہ باتین کرتا ہے دشمن کو جس طرح ہو قتل کرے اسپر بھی مین نے کہلا بھیجا تھا کہ اثاثہ صاحبقرانی بیسجد و حمزہ سے کیون نہ منظور کیا جیسا نہ مانا ویسا بچتائے گا مظفر نے کہا او گیدی بس زبان کو بند کر لا حربہ بہادری کا خان اعظم نے نیزہ مارا مظفر نے نیزے کو نیزے پر روکا طعنین چلنے لگین آخر خان اعظم نے نیزہ مظفر کا ہوائی کیا مظفر نے جھنجلا کے تلوار ماری خان اعظم مثل دیو کے ارہ پشت ہنگ باندھتا تھا اسکی پشت پر روک کر اپنا وار کیا کہ سپر مظفر کی کٹی اور سر پر بیٹھا زخم مظفر کے کاری لگا کہ بیہوش ہوگیا بادشاہ اسلام نے آواز دی کہ مظفر کو بچاؤ عیار دوڑے ہوئے گئے اور مظفر کو لے آئے صلصال نے پھر مبارز طلب کیا سلطان بخت مغربی میدان مین آیا یہ بھی زخمی ہوا آقا رن بخت مغربی آیا کچھ دیر لڑا آخر کار زخمی ہوا شام ہوگئی طبل بازگشت بجا دونون لشکر میدان سے پھرے خان اعظم اپنے خیمہ مین آیا پوشاک رزم اُتاری لباس بزم پہنکر بیٹھا جام شراب گردش مین آیا اسنے دو چار جام پیکر پھر طبل بجوا دیا اُدھر بادشاہ اسلام زخمیونکو لیکر بارگاہ سلیمانی مین آئے ٹانکے زخمون مین دلوائے عمرو امیر پاس گیا سارا حال لڑائی کا صلصال سے بیان کیا امیر نے کہا خواجہ مین کیا کرون بادشاہ کو اختیار ہے عمرو پھر کر خدمت مین بادشاہ کی آیا یہان طبل جنگ تو بج ہی چکا تھا صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے بعد صف آرائی خان اعظم پھر میدان مین آیا مبارز طلب کیا آج ناصر ملک پہلے نکلا نیزہ بازی ہوئی مطلب نہ نکلا تلوار چلی ناصر ملک زخمی ہوا نور ملک نکلا یہ بھی زخمی ہوا اور ایک آدھ سردار زخمی ہوا تھا ابھی شام نہونے پائی تھی کہ بختک نے طبل بازگشت بجوا دیا خان اعظم پھر کر بارگاہ مین آیا اور پھر طبل بجوا دیا آج جو بادشاہ پلٹ کر میدان سے آئے سب کو منع کیا

کہ کل کوئی نہ نکلے مین آپ جاؤن گا غرض جب صبح ہوئی دونون لشکر میدانین آئے صفوف جدال آراستہ ہوئین خان
اعظم مرکب کو چمکا کر میدان مین آیا اِدھر بادشاہ نے خنگ سیہ قیطاس کو طلب کیا کہ ایکی مبارزطلب ہو تو مین جاؤن
ہنوز سوار نہین ہوئے ہین کہ از پردۂ بیابان گردے برخاست مگر گرد تیرہ تیرہ و خیرہ خیرہ برآسمان رسیدہ و پاے
گرد در زمین پیچیدہ یہ آئی اور یہ آئی ہوا نے مارا گرد کو گرد نے مارا ہوا کو کہ دامنۂ گرد کا شگافتہ ہوا اور دل گرد سے
چار نقابدار کہ تاج زیب سر اور پشت پر اُنکے چار لاکھ سوار میدان مین پہونچکر پرے جما کر کھڑے ہوئے اب دونون
طرف حیرت ہو کہ یہ کون ہین اور کسکے شریک ہین کہ ایک نقابدار جو یاقوت پوش تھا اُسنے مرکب چمکایا اور زمرد پوش
اور سفید پوش اور بنفشہ پوش کھڑے رہے یاقوت پوش خان اعظم سے ہمتگا در ہوا کہ پانچ قدم مرکب صلصال کا
اور تین قدم گھوڑا نقابدار کا پسپا ہوا خان اعظم نے کہا او نقابدار تو کون ہو اور کہان سے آیا ہو اور تو
خداپرستون کی طرفداری کیون کرتا ہو نقابدار نے کہا ہم شالیہ پربت کے رہنے والے ہین حقیقت مین ہمین کیا کام
لیکن ہمنے سُنا کہ امیر اندھے ہوئے اور تو انکو دباتا ہو ہم بھی مرد میدان ہین ہمکو برا معلوم ہوا کہ کوئی کسی پر ظلم و
بدعت کرے بس زیادہ گفتگو بیکار ہو لاحربہ بہادری کا صلصال نے نیزہ مارا نقابدار نے نیزے کو نیزے پر روکا
اور چند طعن مین نیزہ اُسکا ہوائی کیا خان اعظم نے ارہ پشت نہنگ بصد غیظ و غضب مارا نقابدار نے سپر کو چہرے
کی پناہ کیا اور سر جھکایا ارہ سپر کو کاٹ کر سر مرکب پر لگا کہ گھوڑا نقابدار کا زخمی ہوا نقابدار نے بھی تیغہ مارا کہ مرکب
صلصال کا بھی کام آیا اور خان اعظم مرکب کے ساتھ غلطان ہوا ترک دوڑ پڑے ادھر سے لشکر نقابدار کا آپڑا
جنگ مغلوبہ ہوئی تلوار چلنے لگی لیکن ترکون نے جانین دین اور خان اعظم کو بیچ مین لے لیا نقابدار نے عیارونکو
اشارہ کیا عیارون نے کمند کے حلقے مارے اور خان اعظم کو پکڑ لیا سلطان سعد نے لشکر کو حکم دیا کہ شرکت کرو
نقابدار کی بس اب جو لشکر امیر کا مثل سمندر کے موج مارتا ہوا چلا بختک کی جان نکلی کہ خان اعظم کو پکڑ لیا بس
آج ہی ترکستان کو لے لینگے جلدی سے طبل بازگشت بجوادیا نقابدارون نے جو دیکھا کہ طبل بازگشت بجا ہو صلصال کو
لیکر جہان خیمہ انکا میدان سے پانچ کوس پر تھا وہان آئے بادشاہ اسلام اپنے خیمے مین آئے عمرو سے کہا خواجہ نقابدارونکی
جلد خبر لاؤ کہ یہ کون ہین اور ہماری طرف سے کہنا کہ تمھاری ملاقات کا نہایت اشتیاق ہو عمرو تو ادھر روانہ ہوا وہان
بختک نے بھی جاسوس بھیجے کہ صلصال کی خبر لاؤ کہ نقابدار کو کہان لیگئے غرض عمرو لشکر مین نقابدارونکے داخل ہوا
حیران تھا کہ کس سے پوچھون دیکھا تو دو شخص آپسمین نقابدارونکا ذکر کر رہے ہین عمرو اُنکے پاس آیا اور نقابدارون کی
تعریفین کرنے لگا اور کہا تم کو معلوم ہو کہ یہ کون ہین اور کہان رہتے ہین اُنھون نے کہا ہم مسافر ہین کیا جانین اور اے
شخص تو کون ہو عمرو نے کہا مین بھی مسافر ہون تلاش روزگار مین آیا ہون کہ اُن دونون شخصون نے عمرو کو باتون مین
لگا کر بند و بست پکڑ لیا عمرو نے کہا ہان ہان یارو کیا مین چور ہون یا کسی کا قصوروار ہون مین نے کیا کیا جو مجھے پکڑتے ہو
انھون نے کہا تو جاسوس ہو عمرو نے دیکھا کہ آٹھ آدمی خان اعظم کے بھی لوگ پکڑے ہوئے لاتے ہین دو عیار لشکر کے بھی
گرفتار آئے عمرو نے کہا مین صلصال کے لشکر کا نہین ہون اُسپر لعنت کرتا ہون انھون نے کہا ہمین اس سے مطلب نہین
جو ہم کو حکم تھا وہ ہمنے کیا اب ہم جا کر نقابدارون سے کہتے ہین اُنکو اختیار ہو عمرو نے لاکھ غل مچایا اُنھون نے ایک
نہ سنی بلکہ اسیر غل و زنجیر کرکے سامنے نقابدارون کے لیگئے نقابدارون نے پہلے صلصال کے لوگونکی روبکاری کی بہت پوچھا
کہ تم کون ہو اُنھون نے نہ بتایا یہی کہا کیے کہ ہم مسافر ہین حکم ہوا انکو بھی خان اعظم پاس قید رکھو بعد اُسکے
عمرو کو بلایا پوچھا اے شخص تو عمرو ہو عمرو نے کہا مین کیا جانون کہ عمرو کون ہو غرض جب بہت پوچھا اور عمرو نے

نہ بتایا نقابداروں نے کہا خیر ہمکو تو عمرو کی تلاش تھی اگر یہ عمرو نہین ہو اسے بھی قید رکھو غرض عمرو کو زندان خانے کی طرف لیچلے عیاروں نے راہ مین سمجھایا کہ ارے تو نے کیون نہ بتایا کہ مین عمرو ہون اگر تو عمرو ہوتا تیری عزت ہوتی عمرو نے کہا پھر اب کیا کرینگے اُنھون نے کہا مار ڈالیگی عمرو نے کہا پھر اگر اب مین کہون کہ عمرو ہون وہ دروغ گو جانینگے اُنھون نے کہا ایسا نہوگا اور ایک نے جاکر نقابداروں سے کہا کہ اب وہ کہتا ہو مین عمرو ہون پھر عمرو کو سامنے بلایا عمرو نے اپنے کو ظاہر کیا کہ مین عمرو ہون نقابدار اُٹھے تعظیم کی کرسی پر بٹھایا سات کشتیان جواہر کی نذر کین عمرو نے کہا ای بہادر و مجکو بادشاہ نے بھیجا تھا کہ جاکر کہنا کہ ہم تمھارے مشتاق ہین اور ممنون احسان ہین نقابدارون نے کہا خواجہ یہ کیا انھون نے فرمایا احسان اُنکا ہو اگر لشکر شریک نہوتا کفار اتنے جلد نہ بھاگتے اور اسی واسطے خواجہ ہم تمھاری تلاش مین تھے کہ تم جاکر کہنا کہ ہم ایک کام کے واسطے جاتے ہین جب وہان سے پھرینگے آکر قدمبوس بھی ہونگے اور اپنے کو ظاہر بھی کرینگے ابھی ایک مصلحت ہی اور دوسرے یہ کہ اس صلصال کو ہم کہان لیجائین اسے ہماری طرف سے بادشاہ کو نذر دینا اور خان اعظم کو منگوا کر عمرو کو دیا عمرو نے اپنے دونون عیار بھی چھڑوا لیے نقابدار تو اُسیوقت کوچ کرکے چلے گئے اور وہ آٹھ آدمی جو خان اعظم کے گرفتار ہوے تھے اُنھین بھی عمرو نے چھوڑ دیا اُسین سے دو چار بھاگے ہوے خدمت مین نوشیروان کی آئے اور سارا ماجرا بیان کیا نوشیروان اُسی وقت لشکر لیکر سد راہ ہونے کو عمرو کی چلا ادھر عیارون نے لشکر اسلام مین خبر دی کہ نوشیروان لشکر لیکر چلا ہو بادشاہ نے اپنے لشکر کو بھی روانہ کیا بعد کو آپ بھی سوار ہوکے چلے اور عمرو نے خان اعظم کو بیہوش کیا پشتارہ لگا کر چلا کہ جلد لشکر مین پہونچ جاؤن وہ جو دو چار جاسوس خان اعظم کے باقی رہگئے تھے بعد عمرو کے وہ بھی چلے آے کہ ایک دو کوس عمرو آیا ہوگا کہ سامنے سے تتق گرد وغبار بلند ہوا ذوالنقیس عجمی اور قارن عجمی دونون بھائی چار لاکھ کی جمعیت سے خان اعظم کی مدد کو آتے تھے کہ جاسوسون نے خبر دی کہ عمرو پشتارہ بدوش آتا ہو خان اعظم کو طرف لشکر اسلام کے لیے جاتا ہو اُنھون نے حکم دیا فوج کو کہ لینا عمرو کو جانے نہ پائے چار لاکھ نے عمرو کو گھیرا عمرو بھی نیمچہ پکڑ کر لڑنے لگا مگر کس کس سے لڑے کسے روکے کسے مارے خان اعظم کو بچانے پسر رکھ لیا اب لوگ ناچار ہوئے تلوار کا مارنا موقوف کیا کمندین عمرو پر مارنے لگے اب عمرو گھبرایا اُس گھبراہٹ مین خان اعظم ہاتھ سے چھوٹ گیا لوگ دوڑے عمرو تو جست کرکے نکل گیا لوگون نے آکر خان اعظم کو اُٹھایا ہوشیار کیا پشتارے سے نکالکر تخت پر سوار کیا اس اثنا مین نوشیروان اور بزرک بھی پہونچے اُدھر سے لشکر اسلام آیا تلوار چلنے لگی چار گھڑی تلوار چلی کہ اب آمد بادشاہ کی ہوئی بختک نے طبل بازگشت بجوا دیا لوگون نے دوڑکر بادشاہ کو خبر کی کہ حضور اب پھر چلیے لڑائی موقوف رہی بادشاہ پھرے بارگاہ مین آئے عمرو بھی پہونچا بادشاہ نے کہا واہ خواجہ آپ کی عقل سے بڑا تعجب ہو کہ خان اعظم کو زنبیل مین نہ ڈال لیا یا انھین نقابدارون سے کہتے وہ یہان پہونچا دیتے عمرو نے کہا حقیقت مین عقل نے میری قصور کیا اے شہریار مین سمجھا تھا نزدیک ہو جلد پہونچ جاؤن گا یہ نہ جانتا تھا کہ وہ عجمی آئین گے اور مین کیا جانون کہ پیچھے جاسوس بھی چلے آتے ہین اور زنبیل مین اسلیے نہ ڈالا کہ اگر وہ زنبیل مین ہوتا تو میری جان نہ بچتی

جب اُسے بچاے سپر کیا جب حربون سے بچا

اب دو کلمے داستان خان اعظم کا بزرک خطائی کو بھیجنا واسطے چرانے عمرو کے اور جملہ سردارون کے مع امیر بیان ہوتے ہین

غرضکہ جب خان اعظم بہزیمت اُٹھاکر اپنی بارگاہ مین آیا بزرک سے کہا کہ تو جاکر عمرو یا امیر اور بیٹے اندھے ہین

اُن مین سے جو ہاتھ لگے لے آیزک رات کو تلاش مین نکلا ادھر عمرو کو خیال آیا کہ آج خان اعظم نے طبل جنگ نہین
بجوایا ایسا نہو کہ عیارون کو بھیجکر مجھے یا امیر کو چرا منگالے تین پہر رات تو یہ طلایہ پھرا کیا جب پہر رات رہی اپنے
خیمے مین آیا ایک صندوق کھولکر اُسمین لیٹ رہا اوپر سے ایک عیار سے قفل دلوا دیا کہ اگر یزک آویگا
پلنگ خالی دیکھ کر پھر جائیگا ادھر یزک بھی تلاش مین نکلا تھا جب کوئی ہاتھ نہ آیا عمرو کے خیمے مین پہونچا دیکھا کہ
عمرو نہین ہے پلنگ خالی پڑا ہی ایک صندوق رکھا ہی یزک نے کہا اگر عمرو نہین ملا تو یہی صندوق لیچل ساری کرامات
عمرو کی اسی مین ہوگی صندوق سر پر رکھ کر چل نکلا صبح ہوتے خان اعظم کی بارگاہ مین آیا خوشی خوشی صندوق
سامنے صلصال کے رکھدیا ادھر عمرو کی بھی آنکھ کھلی جان نکل گئی لیکن دم کو سادھا خان اعظم نے پوچھا
اسمین کیا ہی یزک نے کہا کوٹ عیاری اور کیا عجب ہی زنبیل بھی ہو اور ساری جمع جتھا عمرو کی اس مین ہوگی اگر
وہ سُن پائیگا جیتے جی مرجائیگا خان اعظم نے کہا کھول اسے یزک نے جو صندوق کا پڑا اُٹھایا عمرو جست
کر کے بیچ ایوان مین آیا خان اعظم نے عمرو کو تیر مارا عمرو نے تو جھک کر خالی دیا سامنے زر دھنگ خطنی کھڑا تھا
تیر پشت کے پار نکل گیا عمرو نے تو جست کر کے سرایچے پھاندے اور نکل گیا یہان خان اعظم کو کیسی ندامت اور
افسوس ہوا کہا مین کیا کرون اسکی قضا یونہین بدی تھی غرض خان اعظم نے اُسی افسوس اور غیظ مین
آکر طبل جنگ بجوایا عمرو نے لشکر مین آکر بادشاہ سے سارا حال بیان کیا بعد اُسکے امیر پاس آیا اُنسے بھی سب
کیفیت کہی امیر نے کہا خواجہ ذرا ہوشیار رہنا بھائی اب خدا تمہارے دم کو رکھے غرض صبح کو دونون لشکر میدان
مین آئے بعد آراستگی صفوف قتال و جدال خان اعظم میدان مین آیا مبارز طلب ہوا اس طرف سے بادشاہ اسلام
خنگ سیہ قیطاس پر سوار ہو کے اُسکے مقابل ہوئے صلصال تگاور زن ہوا کہ تین قدم مرکب بادشاہ کا اور پانچ
قدم مرکب خان اعظم کا پیچھے ہٹا نیزہ بازی ہوئی بادشاہ نے نیزہ بھی ہوائی کیا خان اعظم نے کہا ای سعد
تو کیون لڑتا ہی آخر مین نے کیا بُری بات کہی تھی کہ یا امیر اب تم خانہ کعبہ مین جا بیٹھو اگر اب بھی تم امیر کو راضی
کرو تو مین تم سے نہ لڑون سعد نے کہا او سگ کیا بکتا ہی خان اعظم کو بہت غصہ آیا اور وارہ پشت نہنگ بادشاہ
پر مارا سعد نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا اور دھار تلوار کی بچا کر قبضے پر ہاتھ ڈالدیا مروڑ کر کلائی تلوار چھین لی اور کمربند
مین ہاتھ ڈال کر قاش زین سے اُٹھالیا گویا ساری سلطنت ترکستان ہاتھ پر اُٹھالی ترکون نے جو دیکھا
دوڑ پڑے ادھر سے لشکر اسلام آپڑا تلوار چلنے لگی بادشاہ بھی لڑنے لگے ایک مرتبہ کمربند خان اعظم کا ٹوٹا اور
بادشاہ کے ہاتھ سے گرا بہت چوٹ آئی ترک دوڑ پڑے بیچ مین آگئے اپنی جانین دین اور خان اعظم کو
بچایا خیمہ مین لے گئے بیٹھ خان اعظم کی کشاکش مین چل گئی تھی نجتک نے جو یہ رنگ دیکھا طبل بازگشت
بجوا دیا دونون لشکر جدا ہوئے بادشاہ ادھر چلے آئے مگر خان اعظم کے ایسی چوٹ آئی کہ طبل بجوانا موقوف
کردیا عمرو نے بادشاہ اسلام سے کہا کہ ذرا مین جاکر خبر لاؤن کہ صلصال کا کیا حال ہی کوئی مدد کو آویگا
اُس کا راستہ دیکھتا ہی یا چوٹ بہت آئی اس سے طبل نہین بجوایا اور دوسرے شاید حال زخمہ کا معلوم ہوجائے
یہ کہکر عمرو نے صورت اپنی تبدیل کی اور لشکر مین خان اعظم کے داخل ہوا لیکن جس وقت امیر
نابینا ہوئے تھے عمرو نے امیر سے کہا تھا کہ یہ جو کوہ ہی بہت مستحکم ہی اسپر آپ مع ناموس چلکر رہین امیر نے
نہ مانا بلکہ کہا تھا کہ ای خواجہ ناموس کو وہان پہونچا دو عمرو نے سب کو اُس کوہ پر پہونچایا مقبل کو دو لاکھ کا
لشکر دیکر واسطے حفاظت کے مقرر کیا غرضکہ عمرو بارگاہ مین خان اعظم کی آیا اُسوقت ذکر ہو رہا تھا کہ اب

طبل جنگ نہ بجوانا اسلیے کہ **القازشاہ** مدد کیلیے آتا ہی جب وہ آئیگا اسوقت طبل جنگ بجیگا **عمرو** منتظر تھا کہ کچھ امیر کے اچھے ہونیکا ذکر آئے وہان اُسکا کچھ تذکرہ نہ ہوا غرضکہ پھر کر اپنی بارگاہ مین آیا بادشاہ سے سب حال بیان کیا اور وہان **خان اعظم** نے **یزک** سے کہا کہ جب تک تو جا کر امیر یا **عمرو** یا بادشاہ یا کوئی شخص انمین سے ہاتھ نہ لگے تو لے آ **یزک** اسی تاک مین روز لشکر اسلام مین آیا کرتا ہی جب موقع نہین ملتا چلا جاتا ہو ایک روز بادشاہ کے خیمے مین آیا لوگون نے دیکھ لیا غل ہوا یہ تو بھاگ کر نکل گیا **عمرو** نے اور زیادہ چوکی پہرہ مقرر کیا غرض دو تین روز بعد وہ لوگ جو امیر کے اندیشے سرداروں کی خدمت مین متعین تھے اُنھون نے دیکھا کہ **فرامرز مغربی** نہین ہی امیر سے عرض کیا امیر کو بہت صدمہ ہوا **عمرو** سے بلا کر کہا کہ دریافت تو کرو **عمرو** نے کہا یا امیر مین اسی واسطے کہتا تھا کہ آپ کوہ پر رہین امیر نے کہا خواجہ مجھے الزام دیتے ہو اپنی خطا کو نہین کہتے یہان یہ باتین تھین کہ جاسوسان لشکر اسلام **خان اعظم** کی فوج سے پھر کر آئے اور **عمرو** سے بیان کیا کہ وہان تو فرامرز کا ذکر بھی نہین ہی دوسرے روز **عمرو** بھی **خان اعظم** کی بارگاہ مین آیا مگر کچھ ذکر **فرامرز** کا نہ سُنا امیر سے آکر عرض کیا کہ اے شہریار مین خود بھی گیا تھا مگر وہان کچھ **فرامرز** کا ذکر بھی نہین معلوم نہین کون **فرامرز** کو لے گیا اور وہان **خان اعظم** کو بھی خبر ہوئی کہ **فرامرز** غائب ہی **بختک** بھی حیران ہوا کہ کون لے گیا **یزک** کو حکم دیا کہ تو بھی دریافت کر کہ **فرامرز** کہان ہی

اب چند کلمے داستان طبل جنگ بجوانا خان اعظم کا اور آنا نقابدار زرد پوش کا اور بہت سے ترکون کو مارنا بیان کیے جاتے ہین

لیکن وہ ترک جو رفیق خاص تھے **خان اعظم** کے اُنھون نے کہا کہ آپ طبل جنگ بجوائین ہم لڑینگے آخر کس دن کیلیے ہین ترکون نے نقارہ بجوایا خبر لشکر اسلام مین ہوئی یہان بھی طبل جنگ بیدرنگ بجا رات بھر تیاری رہی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے بعد آراستگی صفوف قتال وجدال نقیب نیب دے کر چلے گئے تھے کہ **سہراب خان ترک** میدان مین آکر مبارز طلب ہوا ادھر سے بادشاہ اسلام نے سب کو منع کیا کہ کوئی اسکے مقابلے کو نہ جائے کیونکہ **صلصال** نے کئی میدانداریان کین اور مین ایک ہی مرتبہ اُسکے مقابلہ کو گیا اب مین لڑونگا جو سردار نکلنے کو تھے اُنھون نے اپنے مرکبون کو روکا بادشاہ نے خنگ سیاہ **قیطاس** کو طلب فرمایا ملازم گھوڑا لے کر حاضر ہوے ہنوز بادشاہ تخت سے نیچے نہین اُترے تھے کہ پردہ بیابان سے بگولہ گرد کا پیدا ہوا جب قریب آیا دیکھا کہ ایک نقابدار **زرد پوش** ہی نقابدار آکر **سہراب** سے ہمنگا ور ہوا تین قدم نقابدار کا مرکب اور پانچ قدم **سہراب** کا گھوڑا پیچھے ہٹا **سہراب** نے کہا او بیحیا تو کہان سے آیا کیا مجکو نہین جانتا کہ مین کس کا رفیق خاص ہون **خان اعظم صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو** کا رفیق ہون نقابدار بولا او گیدی مین کیا جانون کہ **صلصال** کون کتا ہی اور تو کون گدھا ہی لاحرب اپنا کہ یہ میدان جنگ ہی **سہراب** نے جھنجھلا کر نیزہ مارا نقابدار نے چند طعنون مین نیزہ اُس کا ہوائی کیا **سہراب** نے گھوڑے کو بڑھا کر تلوار ماری نقابدار نے بفن سپہ گری خالی دی اور ایسی تلوار ماری کہ سر خود و بلغہ عرق چین زرہ ٹوپ کو کاٹتی ہوئی تا دو ابرو اُتر گئی نقابدار نے جھٹکا مارا تا جگرگاہ پہونچی **سہراب** تڑپ کر گھوڑے سے گرا اور واصل جہنم ہوا **بختک** نے صلوٰۃ پڑھی **صلصال** نے پھر کر دیکھا **نوشیروان** نے ایک کہنی ماری اور کہا مین نہین جانتا جو تو **خان اعظم** کے ہاتھ سے ذلیل ہو اگر وہ کہیگا مین ہاتھی پر سے گرا دونگا کہ اتنے مین

تمغاج خان نے مرکب اپنا پرے سے نکالا اور خان اعظم سے اجازت لیکر میدان مین آیا بعد تگاور زنی کے کہا او
نقابدار غضب کیا تو نے کہ سہراب ایسے بہادر کو مار لیا لاجرم اپنا نقابدار نے کہا مین سمجھا کہ تجکو اسکا بڑا صدمہ ہی بس مین
تجھکو اسی کے پاس بھیجے دیتا ہون تمغاج خان نے کہا اچھا وار کر نقابدار نے کہا تو دیکھ لے پیشدستی اسے کہتے ہین اور
جنیو کا وار کیا کہ شانے پر تلوار پڑی تھی کوسے سے اُتر گئی تمغاج بے اختیار بول اُٹھا مگر فقط لفظ صلوٰۃ کہکر رہگیا اور
پھر خان اعظم نے پلٹ کر دیکھا اور کہا کیا تو حرامزادہ ہو کفیل خان ترک سہراب کا بیٹا باپ کے مارے جانے
سے نکلنے کو تھا کہ تمغاج نکلا وہ جو مارا گیا اب یہ اپنا مرکب بے اجازت صلصال بڑھا کر میدان مین آیا اور ایسا
بدحواس آیا کہ نقابدار سے کہا کہ جہان میرے باپ کو مارا وہان مجھے بھی قتل کر نہین مین آپ مر جاؤنگا نقابدار نے کہا آپ
اپنے ہاتھ کو کیون تکلیف دین کہ خنجر گلے پر پھیرین تن باپ سے ملائے دیتا ہون لیکن ہوس دل مین رہجائیگی حوصلہ نکال لے
کفیل نے کہا تجکو قسم ہو اپنے دین و مذہب کی تو ہی پہلے وار کر نقابدار نے اُسکو بھی سر بتا کر جوکر کا ہاتھ مارا دو ٹکڑے
ہوئے غرضکہ اسی طرح سات ترک مارے قریب شام تھی طبل بازگشت بجا نقابدار جس طرف سے آیا تھا اُدھر گیا
خان اعظم کو سناٹا آگیا یہان بادشاہ کو بھی حیرت ہو کہ یہ کون تھا عمرو سے کہا تم دریافت کرو ادھر خان اعظم نے
ترک سے کہا کہ اسکا پتا لگاؤ کہ کہان گیا اور پھر طبل بجوا دیا ادھر بھی نقارہ بجا صبح کو دونون لشکر میدان مین آگئے
لیکن اب خوف نقابدار کا غالب ہو کر ایسا تھو پھر آئے بختک نے کہا نہین معلوم کل کہانسے آگیا تھا آج وہ کہان ہو کہ اتنے
مین ہفتہ خان ترک نے جرأت کی اور میدان مین آیا مبارز طلب نہ کیا تھا کہ پھر ویسی ہی گرد اُڑی اور نقابدار پیدا ہوا
آج دونون طرف نقابدار کے آنے کا ایک غل ہوا کہ وہ آیا وہ آیا اُدھر نقابدار ہفتہ خان سے ہمتگاور ہوا بعد اسکے
نیزہ بازی ہوئی یہانتک کہ دونون کے نیزے بیکار ہوگئے بادشاہ اسلام تعریف کر رہے ہین مالک اژدر کو یاد کرکے
افسوس کیا کہ نیزہ بازی اپر ختم تھی کہ اتنے مین ہفتہ خان نے تلوار ماری نقابدار نے رد کر کے جو تلوار ماری
ہفتہ خان کی سپر کٹی تلوار سر پر پڑی کہ تا دو ابرو اُتر گئی دستانہ مارا تلوار کو جھٹکا کر نکل گئی مگر یہ بیہوش
ہوگیا ترک دوڑے اور اسے اٹھالے گئے غرضکہ آج بھی نقابدار نے سات ترک جان سے مارے اور
بہت سے زخمی کیے اور پھر گیا اسی طرح سات روز میدان داریان کین اور پانچ سات ترک روز مارے آخر کو
پرابند ہوگیا نقابدار چلا گیا صلصال نے مارے خوف کے طبل نہ بجوایا

اب دیکھیے داستان آنا القاز شاہ کا واسطے مدد صلصال کے اور حال کھلنا دختر کا اسکی یعنی عشق فرامرز مین نقابدار زردپوش بنکے خان اعظم کے لوگون کو قتل کرنا بیان ہوتے ہین

دو تین روز گذرے ہونگے کہ خبر آئی القاز شاہ مدد صلصال کے لیے آپہونچا خان اعظم نے لوگون کو واسطے
استقبال کے بھیجا جب القاز شاہ آیا صلصال نے طبل شادمانی بجوا دیا سلطان سعد حیران ہوئے کہ یہ
بیوقت طبل کیسا بجا ہو عمرو واسطے خبر کے بارگاہ مین خان اعظم کی آیا کہ القاز نے آکر خان اعظم سے حال امیر کا
پوچھا بختک نے سارا حال بیان کیا خان اعظم نے کہا وہ قصہ تو بالائے طاق رکھیے اب حال کا ذکر ہو کہ
ایک نقابدار سفاک روزگار آتا ہو آٹھ سات ترک مار کر چلا جاتا ہو آخر طبل بجوانا موقوف کر دیا القاز شاہ نے کہا
بجا ہو اُسکو مین نے بھیجا تھا پھر اچھا ہوا کہ اُسنے اتنے خدا پرست روز مارے مجھسے بھی روزانہ خبر دیتا تھا کہ آج مین نے
اتنے خدا پرست مارے خان اعظم نے کہا کچھ ترنشہ بھی پیتے ہو مین کہتا ہون کہ میرے لوگون کو قتل کیا
القاز نے کہا اب مین جاؤن تو اُس سے پوچھون مین تو یہی جانتا ہون کہ خدا پرست مارے گئے

خان اعظم نے وزیر اور بختک سے کہا کہ اسکو مالیخولیا ہو گیا ہو سودائی بھی ہو یہ میدان مین کیا کریگا کیونکر لڑے گا القاز اُسی وقت اپنے لشکر مین آیا کہ وہان سے پانچ چار کوس پر خیمہ اسکا برپا تھا عمرو ادھر آیا سارا حال بادشاہ سے بیان کیا یہان بھی سبکی عقل گم ہوئی کہ یہ کیا ماجرا ہو مگر سب خوش مین قضاے کار وہان بزرک خطائی جو بالا دوی کے لیے نکلا القاز کے لشکر مین آیا رات کا وقت تھا پھرتے پھرتے قریب ایک خیمے کے آیا باتین کرنے کی آواز آئی اسیلیے پشت پر سے قنات کو چاک کیا دیکھا کہ فرامرز بیٹھا ہو اور ایک ماہ طلعت بغل مین ہو بوس وکنار ہو رہا ہو یہ کون ہو القاز شاہ کی دختر ملکہ خورشید سیمبر یہی نقابدار بنکے جاتی تھی پہلے فرامرز پر عاشق ہو کر اسکے سبب سے آئی مسلمان ہوئی بعد اُسکے روز آکر ترکون کو قتل کیا روز جتنے ترک مارتی تھی باپ سے جاکر کہتی تھی کہ آج مین نے اتنے خدا پرست مارے اور فرامرز سے آکر کہا کہ مین نے ترکون کو قتل کیا فرامرز نے کہا ملکہ ہمارے یہان عورتون پر سے جہاد ساقط ہو تم کیون جاتی ہو بس بزرک نے جو سُنا بھاگا ہوا خدمت مین خان اعظم کی آیا صبح ہو چکی تھی خان اعظم بارگاہ مین بیٹھا تھا کہ بزرک پہونچا اور سارا ماجرا بیان کیا القاز شاہ بھی صبح کو دربار مین آیا ہوا تھا خان اعظم نے طرف القاز شاہ کے دیکھا اور کہا کیون صاحب خوب آپنے لڑکی پالی ہو القاز بہت ذلیل ہوا گردن جھکالی کہا کہ مین جاکر اس گیسو بریدہ کو پکڑے لاتا ہون آپ جو چاہیے اُسکے حق مین کیجیے قسم ہو لات اعلی ومنات معلی کی مجکو نہین معلوم وہ روز مجھسے یہی کہتی تھی کہ خدا پرستون کو قتل کرتی ہون خان اعظم نے کہا تمھارے جانے کی کوئی احتیاج نہین ہو مین ابھی بلوائے لیتا ہون اور لوگ بھیجے کہ جاکر دونون کو پکڑ لاؤ جب لوگ خان اعظم کے لشکر القاز مین داخل ہوے لیکن چلتے وقت القاز نے رقعہ اپنا دیدیا تھا کہ میرے لشکر کے لوگون کو دکھا دینا کہ آپسمین جنگ نہ ہو وہی رقعہ خان اعظم کے لوگون نے لشکر القاز کے افسرون کو دکھایا اُس مین لکھا تھا کہ اگر یہ لوگ ملکہ کو اسیر کرکے لائین تم انسے نہ بولنا انھون نے کہا ہمین کیا کام ہو جس بات کو مالک منع کرے ہم اس مین کیون دخل دین غرضکہ لوگ خان اعظم کے ملکہ کے خیمے مین درانہ چلے آئے فرامرز تو نابینا تھا اُسے گرفتار کر لیا ملکہ نے تلوار کھینچی خوب لڑی ساری بارگاہ خون سے رنگین کردی بیس بائیس ترک مارے آخر کمند مین پھنس کر گرفتار ہوئی ایک ارابہ پر فرامرز دوسرے پر ملکہ کو بٹھا کر لوگ پھرے فرامرز کا عجب حال ہو کہتا ہو کہ اگر مر جاؤن تو عزت ہو افسوس میرا ناموس کہلاکے یون جاے غرضکہ ترک دونون کو سامنے خان اعظم کے لائے صلصال نے ملکہ کا حسن وجمال جو دیکھا عاشق ہو گیا غصہ جاتا رہا بختک سے کہا مین چاہتا ہون کہ اس سے عقد کرون اسے سمجھاؤ بختک نے کہا او خان اعظم اس سے بہتر کیا ہو جو پھول مسہری چڑھے بختک نے القاز شاہ سے بیان کیا اُسنے دختر سے کہا کہ او شوخ دیدہ گیسو بریدہ تونے مجکو خوب ذلیل کیا بس اب عزت اسیمین رہتی ہو کہ خان اعظم کو قبول کر ملکہ سوچی کہ جان تو گئی ہر طرح کہ یہ فرامرز کو ضرور قتل کرینگے بعد اُسکے تو جینے کی نہین پھر دین کیون چھوڑ جواب دیا کہ سن او باپ مین نے کچھ برا نہین کیا آیا یہ بھی شاہزادہ ہو کوئی چارہ نہین ہو ہان ایک کلمہ پڑھنے کی گنہگار ہون غرض جب بہت سمجھایا اور ملکہ نے نہ مانا خان اعظم نے کہا ایک خیمے مین اسکو رکھو آج نہین مانتی کل مانے گی ملکہ کو تو وہان بھیجدیا اور خواجہ سرا اور بختک اور ملکہ کا باپ سب کو سمجھانے پر مقرر کیا کہ راضی کریگا اسے بہت خوش کرونگا اور فرامرز کے واسطے جلاد بلوایا بختک نے منع کیا کہ جبتک سب اندھے نہ ہاتھ آلین ایک کو نہ قتل کروائیے دوسرے خوف عمرو کا ہو کر ان کی قید رہنا یہان مشکل ہو شہر سے باہر جو قلعہ ہو اُسمین بھجوا دیجے بس اس راز کو سوا خان اعظم اور بختک کے

کوئی نہین جانتا کہ فرامرز کہان ہو اور یہ خبر امیر کو بھی ہوئی امیر عمرو سے گلے لپٹ کر خوب روے فرمایا اے برادر افسوس
کہ فرامرز میرا پسر خواندہ ہو اُسکا ناموس یون بے حرمت ہو اور ہم جیتے ہون بھائی کسی طرح ملکہ کو لاؤ فرامرز
بھی آجائیگا آبرو کو اُسکی بچے عمرو نے کہا یا امیر میری جان آپ پر نثار مین ابھی جاتا ہون اور فکر مین روانہ ہوا
وہان روز لوگ ملکہ کو سمجھایا کرتے ہین لیکن وہ کسی طرح نہین مانتی آخر خان اعظم خفا ہوا باپ نے بھی ملکہ کے کہا کہ
بس اب اس کو قتل کیجیے خان اعظم نے کہا بس اب کوئی اس کے سمجھانے کو بھی نجاے مین سمجھ لونگا اور اسی
روز عمرو اتفاق سے چلا تھا کہ جس دن کوئی ملکہ کو سمجھانے نہ آیا تھا خیمہ خالی تھا فقط نگہبان بیٹھے تھے عمرو نے سب
کو بیہوشی اُڑا کر بیہوش کیا اندر خیمے کے آیا دیکھا کہ ملکہ منہ لپیٹے پڑی ہو اور نیچے پلنگ کے کیچڑ ہو ملکہ اس قدر روئی ہو
کہ پلنگ کے نیچے کیچڑ ہو گئی ہو عمرو نے منہ پر پانی کا چھینٹا مارا ملکہ گھبرا کر اُٹھی اور پھر چھینک مار کر بیہوش ہوئی عمرو
نے پشتارہ باندھا اور لے کر خدمت مین امیر با توقیر کے حاضر ہوا اور عرض کیا کہ غلام حاضر ہو امیر نے کہا
خواجہ کیا خبر ہو عمرو نے کہا یا امیر فرامرز کو بہت تلاش کیا کہین پتا نہ لگا امیر نے کہا ملکہ کو نہ لائے عمرو نے
کہا وہ حاضر ہو امیر نے کہا پشتارے سے باہر نکالو غرض عمرو نے ملکہ کو کھولا اور کہا یہ امیر ہین انھین
مجرا کر ملکہ نے مجرا کیا امیر نے کہا خواجہ اسے ہمارے ناموس مین پہونچا دو اور اے ملکہ فرامرز بھی آجائیگا گھبرانا
نہین عمرو نے اُسی کوہ پر جہان اور خواتین تھین ملکہ کو بھی پہونچا دیا اور آپ پھر بارگاہ مین خان اعظم کی آیا وہان
صبح کو لوگ دوڑے ہوے آئے خان اعظم سے کہا کہ ملکہ کو کوئی لیگیا صلصال کی تو جان نکل گئی یزک
خطائی سے کہا کہ بتا کون لیگیا اسنے کہا پتا عمرو کا ہو نجتک نے کہا تم سب اسی طرح رہو گے مجال نہین کہ
تم اُنکا ایک آدمی بھی قتل کرسکو یہ اُنھین مین قوت ہو کہ جسے چاہا مار ڈالا تم ایک فرامرز کو بھی کہ نابینا ہو نہ قتل
کرسکوگے صلصال کو غصہ آیا کہا دیکھ اب مین سبکو غارت کیے دیتا ہون اور یزک کو قریب بُلا کر کچھ کان مین
چپکے سے کہا یزک مجرا کر کے چلا خان اعظم نے پھر بلایا اور کچھ کہا ایسا ہی تین مرتبہ ہوا اور پکار کر بھی اتنا کہا کہ
دیکھ بہت جلد جواب لانا یزک روانہ ہوا عمرو بھی پیچھے پیچھے چلا کئی کوس شہر سے نکلکر عمرو یزک کے دہنے ہاتھ
کی طرف سے تیر نکل گیا اور یزک سے آگے بڑھ گیا دیکھا کہ ایک گڑریا دنبیان چرا رہا ہو عمرو نے بیضہ مار کر
اُسے بیہوش کیا اور ایک گڑھے مین ڈال دیا آپ اُسکی صورت بنکے کملی کی گھونگی بنا کے لاٹھی کاندھے پر رکھکر دودھ
دوہنے لگا اور اُسمین نمک سرکاری ملا دیا کہ اتنے مین یزک پہونچا کئی کوس چل چکا تھا پیاس لگی ہوئی تھی قریب
گڑریے کے آیا اور کہا کچھ دودھ ہو عمرو نے لُٹیا دودھ کی دی یزک نے لُٹیا تو لے لی مگر دل کا چاہا نہ پیا عمرو نے
کہا مہتر جی کیون تردد کیا ہو کیون نہین پیتے جمع پھر دیدیجیے گا یزک نے کہا مین مانداتھا ابھی جلاب سے فراغت
پائی ہو حکیم صاحب نے دودھ کو منع کیا تھا اب مجکو یاد آگیا لیکن ان باتون مین یزک نے جو غور سے دیکھا
عمرو کو پہچانا پکارا او عمرو غضب کیا تھا تو نے مار چکا تھا مجکو اور نیچہ پکڑ کر عمرو پر برس پڑا عمرو نے کملی پھینکی
اور سپر پر روکنے لگا پسپا ہوتا جاتا تھا پیچھے ہٹ کر نیچہ کھینچکر یہ بھی برس پڑا یزک پسپا ہونے لگا اُسی حالت
مین یزک کو عمرو بن امیہ ضمری نے ساتھ تلوار کے بیضہ بیہوشی بھی مارا یزک بیہوش ہوا عمرو بن امیہ
ضمری نے مشکین باندھین اور ہوش مین لایا یزک نے کہا اے عمرو تیرا جواب نہین ہو اب مین
غلام ہون کلمہ پڑھا عمرو نے کہا اگر مسلمان ہوتے ہو تو بتاؤ کہ خان اعظم نے کیا کہا ہو یزک نے کچھ اور
بتایا عمرو بن امیہ ضمری نے کہا اے یزک مین خوب کافر کے چہرے کی سیاہی پہچانتا ہون

اب چند کلمے داستان مسلمان ہونا یزک کا بہ مکر اور لیجانا عمرو کو شہر صندل مین الماس جادو کے پاس اور باتون باتون مین گرفتار کروا کے خان اعظم کے پاس چلے آنا بیان ہوتے ہین

جب یزک نے دیکھا کہ کسی طرح جان نہین بچتی صاف صاف بیان کردیا کہ شہر صندل مین الماس جادو نائب ملکہ شمامہ جادو کا رہتا ہی اُسے خان اعظم نے بلایا ہی مین اسی کے پاس جاتا ہون عمرو نے کہا وہ آکر کیا کریگا کہا کہ خداپرستونکو غارت کریگا اور دخمہ بھی اسی کے اختیار مین ہی عمرو نے کہا مجکو بھی لیچل اُسنے کہا خواجہ سوا میرے دوسرا نہین جاسکتا مجھے خوف ہی کہ دوسرے آدمی کو دیکھکر مجھے بھی نہ کھلے عمرو نے کہا جسطرح ہو لیچل مین ضرور چلونگا یا لے یار حمزہ کو اچھا کیا یا اپنی بھی جان دی یزک تھرایا کہ یہ اتنا بڑا ارادہ رکھتا ہی مگر اسکا کیا کرے گا کہا اچھا مہتر گرزک کی شکل بنیے عمرو نے صورت اپنی گرزک کی بنائی عمرو نے کہا اب تو کیا کہیگا یزک نے کہا مین کہونگا کہ بھائی کو اسلیے ہمراہ کرلیا ہی کہ شاید میری طبیعت راہ مین بدمزا ہو تو یہ پیغام پہونچا دے اور اگر وہ ماندہ ہو تو مین خبر دون یعنی کام نہ بند رہے غرض عمرو نے یزک کو کھولا اور دونون ساتھ چلے تھوڑی دور جاکے یزک ٹھہرا اور عمرو سے کہا الامر فوق الادب اے اُستاد تم حال ابھی دیکھتے ہو اگر میرے دل مین دغا ہوتی جیسے ہی آپ آگے بڑھے تھے مین چاہتا کمند مار دینا چاہتا خنجر عمرو نے کہا اے یزک مین نے تجکو جان دیا کہ تو دغا نہ کریگا اور مین تو ہوشیار رہتا یہ بھی ایک حکمت تھی کہ ابھی حال کھلجانے غرض دو دن راہ چلے ایک کوہ پر پہونچے اسمین ایک غار تھا یزک اُسی غار مین اُترا عمرو بھی پیچھے پیچھے ہمراہ ہی باہر درہ کے نکل کر میدان ملا بعد اسکے ایک جنگل ملا بعد اسکے پھر میدان ملا اب تو پیاس عمرو پر غالب ہوئی عمرو نے یزک سے کہا کہ پیاس کے مارے برا عجب حال ہی یزک نے کہا وہ سامنے سیاہی شہر کی معلوم ہوتی ہی آپ نہ گھبرائین غرض دونون شہر مین پہونچے جو ساحر ملا اُسنے یزک کو سلام کیا اور ساتھ ہی پوچھا کہ یہ کون ہی یزک نے کہا میرا بھائی ہی عمرو نے جانا کہ اب یہ دغا کریگا اور یہ بھی سچ کہتا تھا کہ سوا میرے کوئی نہین آتا غرض دروازے پر پہونچے صد ہا چوبدار جادوگر بیٹھے تھے یزک کو دیکھ کے سلام کیا اور اندر جاکر خبر کی کہ یزک کے ساتھ ایک اور شخص بھی آیا ہی الماس جادو نے کہا بلاؤ غرض یزک اور عمرو سامنے آئے الماس جادو کو سلام کیا اُسی طرح عمرو نے بھی سلام کیا دیکھا تخت جواہر نگار پر الماس جادو تاج سر پر رکھے بیٹھا ہی اور کئی ہزار جادوگر بیٹھے ہین نام تو الماس لیکن رنگت بالکل سیاہ بقول شخصے کہ برعکس نہند نام زنگی کافور الماس جادو نے یزک سے پوچھا کہ یہ کون ہی عمرو کا دل تھرایا کہ دیکھیے کیا کہتا ہی یزک نے کہا میرے پیرو مرشد برحق ہین الماس جادو نے کہا تیرا بڑا بھائی ہی یزک نے کہا جی ہان اور اسواسطے ساتھ آیا ہی کہ شاید مین راہ مین ماندہ پڑ جاؤن یہ کہکر پیغام خان اعظم کا کہا الماس جادو نے کہا کہ تم میری طرف سے کہنا کہ مجبور دن تخت مین اس غار سے باہر نہین نکل سکتا اور امید تو اب اچھے نہ ہونگے کیونکہ کوئی مجکو مار لیگا نہ امیر اچھے ہونگے رہے اور خداپرست کچھ روز طبل جنگ نہ بجواؤ مین آکر سب کو غارت کرونگا یزک نے کہا انمین ایک شخص ہی کہ ہمکو سب خبرین پہونچتی ہین یہ سب باتین جو خان اعظم نے کہین انکو بھی خبر ہوئی ساتھ ہوے اور سارا ماجرا راہ کا بیان کرکے کہا کہ وہ گرزک نقلی عمرو ہی عمرو نے یزک کو خنجر مارا یزک خالی دے کر الماس کے تخت کے نیچے چھپا الماس جادو نے کہا گیر عمرو کے پاؤن زمین نے پکڑ لیے عمرو مجبور ہوا یزک تخت کے نیچے سے باہر آیا اور کیفیتین مفصل عمرو کی بیان کین الماس نے کہا کچھ تیرے کہنے کی احتیاج نہین ہی اسکی کل کیفیت کتاب جمشید مین لکھی ہی یزک نے کہا بس اسکو قتل کیجیے الماس نے کہا بھلا مین اسے چھوڑونگا یزک نے کہا اگر آپ میرے سامنے قتل کر ڈالین تو مین جاکر

خان اعظم سے کہون اور مین زیادہ ٹھہر نہین سکتا الماس نے جلاد کو بُلوایا اور یزک سے کہا کہ تو جا اور یہی مجھ کہیو
قتل ہو گیا خان اعظم سے قسم کھا کر کہدینا کہ عمرو قتل ہو گیا اور خود بھی قسم کھائی کہ مین اسے ضرور قتل کرون گا
تین حکم کا ایک حکم دونگا یزک نے کہا بس سارا خوف اسی کا تھا اب کام تمام کرنا خداپرستون کا آسان ہے یہ کہکر
یزک تو چلا گیا الماس جادو نے عمرو سے کہا کہ بڑا تیرا دل ہو کسلیے آیا تھا عمرو نے کہا امیر کے اچھے ہونے کی
تدبیر مین آیا تھا الماس ہنسا اور کہا یہری تو قضا نہین جلانے سے جلتا نہین کاٹے سے کٹتا نہین کیونکر تو مجھے مارتا عمرو
نے کہا تو میری بھی قضا نہین اسمین اور جادوگرون نے کہا کہ اے شہنشاہ یہی تعریف اسکی جمشید لکھ گئے تھے کہ ایک گیرکے
کہدینے مین یہ ایسا مجبور ہو گیا کہ کچھ نہین کرسکتا بل نہین سکتا الماس نے کہا یہ نکھوا سمین بڑے بڑے کمال ہین
لگا تا ایسا ہو کہ جواب نہین جادوگرون نے کہا پھر اس سے گوایئے الماس نے عمرو سے کہا گا عمرو نے کہا خاک گاؤن
اس حال مین خیال میرا اور طرف ہے سر دھن رہا ہون الماس نے کہا اچھا مین تیرا تردد رفع کیے دیتا ہون اور ایک
پنجہ منگوا کر کہا اگر نہ گائیگا تو یہ بھونکا جائیگا عمرو نے کہا اچھا کسی نے بجانیوالے کو بلوایئے اسی وقت نے نواز حاضر ہوئے
سب ساز و سامان موجود ہو گیا عمرو نے ایسا بروگ گایا کہ سب محو ہو گئے الماس جادو رونے لگا عمرو چپ ہوا
الماس نے پنجہ اُٹھایا غرض جب عمرو چپ ہوتا ہے پنجہ دکھاتا ہے عمرو پھر ڈر کے مارے گانے لگتا ہے رات بھر عمرو
گایا اور سب نے سُنا بعد اُسکے ایک پنجرے مین بند کر کے بیچ باغ مین ایک درخت بلند تھا اُس مین لٹکوا دیا اور
کہا کہ یہ اگر زندہ بھی رہا تو مردے سے بدتر ہے میرا کیا کرسکتا ہے مگر پھر بھی ایسا خوف تھا کہ اس طرح قید کیا اب روز
گانا سُنا کرتا ہے اور یہان یزک نے آکر خان اعظم سے پہلے پیغام دیا الماس جادو کا بعد اُسکے عمرو کا سب
حال اول سے آخر تک بیان کیا کہ مین نے یون گرفتار کروایا اور وہ مارا گیا مبارک ہو خان اعظم اور نوشیروان
تو بہت خوش ہوئے بختک نے کہا اے خان اعظم مجکو یقین نہین آتا اُسکی تو قضا نہ تھی اور اے یزک تیرے سامنے وہ
مارا گیا یزک نے کہا جلاد آیا تین حکم کا ایک حکم دیا گیا اور الماس نے قسم کھائی کہ مین ضرور قتل کرونگا تو خان اعظم سے
کہدینا کہ عمرو مارا گیا اُسے مردہ ہی جانو پھر تو سربارگاہ پکار کر کہا کہ عمرو مارا گیا اور خان اعظم
نے جشن کیا نوبتین بجوائین جاسوسان لشکر اسلام روتے پیٹتے آئے اور بادشاہ اسلام سے بیان کیا بادشاہ
نے کہا امیر کو خبر نہونے پائے وہان امیر کو بھی پہلے ہی خبر پہونچی تھی سنتے ہی ایک چیخ ماری اور بیہوش ہو گئے جب
ہوش آیا پکارے ہائے عمرو مجکو تمسے یہ توقع نہ تھی کہ اتنی جلدی دنیا سے رحلت کرجاؤگے تمنے وعدہ خلافی کی اور
اب مجکو بھی جینا منظور نہین ہے موت آئے تو بہتر ہے غرض ایک شور برپا ہوا سب سردار بھی ساتھ امیر کے رو رہے ہین
سب نے سیہ پوشی اختیار کی اسی حال مین دوسرے روز خبر آئی کہ وہ چارون نقابدار جو مدد کو آئے تھے دخمۂ جمشیدی
مین جا کر اندھے ہوئے امیر نے اُنسے کہلا بھیجا کہ تم بھی ہمارے پاس چلے آؤ ایک جگہ رہین تو بہتر ہے

اب چند کلمے داستان شیرویہ بن حمزۂ صاحبقران کے بیان کیئے جاتے ہین

کہ اُنکو بھی خبر پہونچی کہ امیر نابینا ہوئے بادشاہ اسلام اکیلے ہین اور خان اعظم سے لڑائی ہے بس یہ خبر
سنتے ہی اپنے لشکر سمیت کوچ کر کے طرف ترکستان کے روانہ ہوئے اور قریب ایک کوہ کے اُترے اور حاکم اُس کوہ کا
عجم خان کو ہی تھا اسکو بھی نامہ صلصال کا آیا تھا کہ خداپرست نہایت زبردست ہین کہ جنکے ہاتھ سے ہم تنگ
آگئے ہین یہ سنکر اسکو اشتیاق پیدا ہوا اسکا عیار تھا کہ نام اُسکا قمری تھا اُس سے کہا کہ میرا جی چاہتا ہے کہ مین بھی
خداپرستون کو دیکھون کہ وہ کیسے ہین اگر کوئی بیٹا یا سردار امیر کا ہاتھ لگے تو چلا لا قمری اسی وقت چلا زیر کوہ

دیکھا کہ کوئی دو کوس پر لشکر اُترا ہوا ہی جا کر دریافت کیا معلوم ہوا کہ شیرویہ بن حمزہ اپنے باپ کی مدد کو جاتا ہی یہ
سنکر چپ ہو رہا شب کیوقت اس فکر مین رہا کہ موقع پاؤن تو چرا لیجاؤن جب آدھی رات گئی تمام عالم محو خواب ہوا
کچھ پاسبان رہے وہ بھی اونگھ رہے تھے اسنے پشت پر سے قنات چاک کر کے دیکھا خدمتگار چپی کر رہا ہی نیند غالب ہی
اسنے دو چار پروانے بیہوشی کے شمع پر مارے دھوان اُنکا منتشر ہوا خادم بردار چھینک مار کر بیہوش ہوا قمری اندر آیا
اور شیرویہ کو بھی بیہوش کر کے پشتارہ باندھکر نکل گیا پاس عجم خان کے آیا عجم خان کو ہی نے کہا جلد اسکو کھول
دیکھون کالا ہی یا گورا چار ہاتھ ہین یا دو قمری نے کہا یہ سانپ کے سنپولیے ہین قید کر لو جب ہوشیار کرنا مناسب ہی
منگوا آسنے اُسیوقت ہتھکڑی بیڑی ڈالدی ہوشیار کیا دیکھا کہ عجب حسن و جمال ہی عجم خان نے کہا اے پسر حمزہ بیچ
دشمنی سے تجکو نہین بلوایا ایک امر ہی تو وہ کر کے چلا جا مین چھوڑ دون شیرویہ نے کہا وہ کیا ہی کہا لات و منات کو اچھا کہ
اور سجدہ کر شیرویہ نے کہا لعنت ہی لات پر عجم خان نے کہا یہ تو نے کیا کہا شیرویہ نے کہا مین نے جانا تو خدا پرست
ہی کہتا ہی کہ لات پر لعنت کرین سنے لعنت کی عجم خان بہت خفا ہوا اور کہنے لگا کہ اب قتل تیرا واجب ہوا جلاد کو بلوایا
شیرویہ نے کہا معلوم ہوا تمھارے یہان جوانمردی اسی کا نام ہی کہ عیاری سے بہادر کو چروا منگوایا اور دست و پا باندھ
کے قتل کیا عجم خان کو غیرت آئی کہا اسکو کھولدو مین اسکو بمردی زیر کر کے باندھونگا قمری نے کہا ہرگز ایسا نکرنا جب
عجم خان اسکے کہنے سے مجبور ہوا کہا کہ اچھا اب مین اسے قتل بھی نکرونگا قید رکھو کیونکہ اسنے بہت بڑی بات کہی ہی
بس شیرویہ کو زندانخانے مین بھجوا دیا دو تین روز گذرے ہونگے کہ ایکدن عجم خان کو خبر آئی کہ ملکہ محروق جادو
بھانجی شمامہ جادو کی آتی ہین مکان محروق کا بھی نزدیک اس کوہ سے تھا بارہا آیا جایا کرتی تھی عجم خان یہ خبر
سنکر باہر آیا دیکھا کہ صدہا آدمی ہمراہ چوبدار وغیرہ سب سامان شاہنشاہی موجود اور تخت پر ملکہ محروق سوار
جوڑا بندھا ہوا جواہر مین غرق پندرہ سولہ برس کا سن نہایت حسین صاحب جمال عجم خان عاشق ہو گیا جھک کے
مجرا کیا ملکہ نے سلام لیا سواری چلی عجم خان جو آیا بستر غم پر پڑا اشعار عاشقانہ زبان پر جاری اسی حال مین وہ دن
تمام ہوا دوسرے روز خبر آئی کہ کوئی بدیع الزمان کشتی گیر آیا ہی عجم خان نے کہا کسلیے کہا کہ منشور پر مہر کرانے
عجم خان نے بلوایا تعظیم کی دنگل پر بٹھایا بدیع الزمان سے کہا ہمکو زور دکھایئے تا کہ منشور پر مہر کرین بدیع الزمان
نے کہا جب کہو غرضکہ ایکدن کشتی کا معین ہوا عجم خان کو بھی بڑا خیال ملکہ محروق سے کہلا بھیجا کہ آپ بھی آکر تماشا
دیکھین کہ یہان فلان روز کشتی ہو گی محروق نے کہا اچھا حاضر ہونگے عجم خان نے بڑی تیاری کی

اب چند کلمے داستان کشتی لڑنا بدیع الزمان کا سامنے عجم خان کے اور لاف زنی کرنا اور قید
توڑنا شیرویہ کا اور لڑنا بدیع الزمان سے اور عاشق ہونا محروق جادو کا شیرویہ پر اور
سحر سے دریا پیدا کرنا نہنگ سحر کا دونون کو اپنے منہ مین لیجانا باغ مین ملکہ کے بیان ہوتے ہین

غرضکہ جو دن بدا تھا جب وہ روز آیا محروق جادو آئی عجم خان ملکہ کو استقبال کر کے لایا بلندی پر کرسی جواہر نگار
بچھوا دی ملکہ اُسپر بیٹھی اور رفیق سب دنگلون پر بیٹھے شیرویہ نے بھی سپاہیون سے حال کشتی کا سُنا عجم خان سے
کہلا بھیجا کہ اگر اجازت ہو تو مین ایک جگہ بیٹھکر کشتی دیکھون لوگون نے آکر عجم خان سے کہا کہ وہ قیدی
لا دست پر آ چلا ہی کہتا ہی کہ مین کشتی دیکھونگا عجم خان نے کہا جان بڑی شی ہی اونٹ جب پہاڑ تلے دبتا ہی جب
اسکا بلبلانا جاتا ہی خیر کیا مضائقہ ہی اسکو بھی لے آؤ تماشا دیکھے غرض شیرویہ بھی مسلسل ایک طرف آکر
بیٹھے بدیع الزمان اپنے پہلوانون سے لڑنے لگا جب سبکو زور دلا چکا پہلوان ایک کمال لائے بدیع الزمان

خشت طلا ہر کرا ہوا سینے کھال کو کھینچا ٹکڑے ٹکڑے ہاتھون مین آ گئے مگر خشت نہ کھسکی اُسوقت بدیع الزمان نے
لاف زنی کی کہ کہان ہے رستم کہان سام کہان افراسیاب کہان ہین امیر حمزہ صاحبقران کہ آئین اور حلقہ
غلامی کا کان مین ڈالین بس یہ سنتا تھا کہ شیرویہ کی آنکھون مین جہان تیرہ و تار ہو گیا قید کو توڑ ڈالا اور عجم خان سے
کہا کہ تم نہ گھبرانا مین اس کشتی گیر کو سرِ جنگ دے لون پھر آپ ہتھکڑی بیڑی پہن لونگا یہ کہکر بدیع الزمان کے پاس آیا
اور کہا خبردار پھر نام امیر کا نہ لینا بدیع الزمان نے کہا تم کو کیا مین تو اُسوقت تک کہونگا کہ جسوقت تک کوئی مجکو زیر
نہ کریگا شیرویہ نے خفا ہو کر بند دست پر ہاتھ ڈالا بدیع الزمان سے کشتی ہونے لگی مخروق کی نگاہ جو شیرویہ
پر پڑی عاشق ہو گئی بڑی دیر تک کشتی رہی کہ بعد اُسکے زور شیرویہ کا کم ہونے لگا دونون گھٹنے زمین سے آشنا ہوے
بدیع الزمان نے چاہا تھا کہ کمربند پکڑ کر اُٹھا لون شیرویہ نے لنگر مارا اگر بدیع اوپر چھایا ہوا ہے مخروق نے جو
یہ حال دیکھا دلمین کہا کہ اگر یہ زیر ہو گیا تو مارے غیرت کے مر جائیگا بس مخروق نے چپکے چپکے سحر کیا کہ ایک دریا
پیدا ہو گیا اور بارگاہ مین آیا بدیع بھی الگ ہو گیا لوگ بھاگے اور دریا مین سے ایک نہنگ نکلا اور دم کشتی کی کہ
شیرویہ اور بدیع دونون اُسکے منہ مین جا رہے بس نہنگ اور دریا دونون غائب ہو گئے بعد اس شور و
غل کے مخروق بھی اپنے باغ کو چلی گئی اب جو شیرویہ کی آنکھ کھلی اپنے کو ایک باغ مین مولسری کے درخت کے
تلے کھڑے پایا دیکھا کہ ایک زن ضعیفہ آئی شیرویہ کی چٹ چٹ بلائین لین اور چلی گئی بعد اُسکے دو عورتین اور آئین
وہ بھی بلائین لیکر چلی گئین بعد اُنکے اور ایک کنیز آئی اور کہا مین صدقے آپکے دشمن کو ہماری ملکہ نے قید کیا جس
سے تیسے کشتی ہوئی تھی اور تمکو بلایا ہے ہمارے ساتھ بارہ دری مین چلو شیرویہ اُس کے ساتھ ہوا وہ پہلے حمام مین
لے گئی پوشاک بدلوائی کہ اتنے مین اور چند خواصین آ پہونچین وہ سب لیکر بارہ دری مین آئین شیرویہ نے
دیکھا ملکہ کھڑی ہے گرد پانچ چار سو خواصین دُر در گوش مرصع پوش مثل ستارگان کے بیچ مین ملکہ مانند مہر تابان کے
اس کیفیت سے جو دیکھا شیرویہ بھی عاشق ہوا مخروق نے کہا آئیے مسند پر جلوہ افروز ہوجیے بعد اُسکے کہا کہ اے
شراب پیجیے اور یہ کباب اُس کشتی گیر کے ہین اُنکو نوش فرمائیے شیرویہ نے کہا ارے کیا اُسے مار ڈالا ملکہ نے
کہا ہان تمہارا دشمن تھا اُسے مین نے قتل کیا شیرویہ نے کہا تو بس مجکو بھی تجسے کوئی کام نہین ارے وہ میرا دشمن
نہ تھا ارے اُسکو ابھی پیدا کر دیگی تو مین رہونگا ورنہ ابھی جان دیدونگا یہ سنکر ملکہ گھبرائی اور دل مین کہا بھلے کو اُسے قتل
نہ کیا تھا عرض کیا کہ اُسے قتل تو نہین کیا البتہ قید کیا ہے وہ ابھی حاضر ہوتا ہے تم کو اختیار ہے جو چاہو اُسکے حق مین کرو
اور اُسیوقت بدیع الزمان کو بلوایا شیرویہ نے کہا اے ملکہ اگر بدیع الزمان مارا جاتا تو میری شجاعت مین
فرق آتا اور یہ لڑائی تو ہم لوگون مین ہوا ہی کرتی ہے غرض جب بدیع الزمان سامنے آئے شیرویہ اُٹھ کھڑا ہوا
تعظیم کر کے مسند پر بٹھایا اور کہا معاف کیجیے گا حقیقت مین آپ کا جواب نہین ہے اور مین آپ سے نہین لڑ سکتا تھا
بدیع الزمان نے کہا اے بہادر کبھی کسی نے ایسا زور مجھے نہ کیا تھا اور آپ نے کشتی بھی تو نہین کھائی شیرویہ
نے کہا اچھا اب آپ اور ہم ایک جگہ رہین اور کھانا نوش کیجیے بدیع الزمان نے کہا اگر مین یہان رہونگا تو لوگ
میرے ساتھ کے تباہ ہو جائینگے اور نہین معلوم اُنکا کیا حال ہوگا اور کانین کہا البتہ آپ یہان رہین شیرویہ نے
شرما کر کہا کہ آپ جو مجھے ہین ہر کو وہی لیکن یہ ساحرہ ہے مین اسکو قبول نہ کرونگا آپ کو مین پہونچائے دیتا ہون
اور بدیع کو اُسکے لشکر مین پہونچوا دیا بدیع جو آئے اپنے لوگون سے حال بیان کیا اور شیرویہ کی تعریف کی
اور اُسیوقت وہان سے کوچ کیا اور یہان ملکہ نے کہا لو اب شراب پیو شیرویہ نے کہا کلمہ پڑھو ملکہ نے کلمہ پڑھا اور

کہا اسمین کچھ عذر نہین ہی شیرویہ نے کہا ایک اور اور باقی ہی کہ تم ساحرہ ہو اور ہمارے یہان کسی نے ایسا نہین کیا ہان ایک بات ہی کہ تمنے کلمہ پڑھا ہی اسواسطے مجکو منظور ہی اور میرا دل بھی تمپر مائل ہی لیکن بغیر مان باپ کی رضامندی کچھ نہین کرسکتا اگر وہ بھی راضی ہون تو مجھے کچھ عذر نہوگا اور امیر کا راضی کرنیوالا عمرو ہی اسکو ڈھونڈھکے لاؤ اس کے کہنے سے یقین ہی کہ امیر راضی ہوجائین جب تمہارا حال سنین گے کہ شمامہ جادو کی بھانجی ہی اور کلمہ پڑھا ہی ملکہ نے کہا یہ تم مجکو دم دیتے ہو اگر مین جانون کہ تم دراصل مجکو چاہتے ہو تو پھر مین عمرو کو لاؤن شیرویہ نے قسم کھائی ملکہ نے کہا مین ابھی عمرو کی تلاش کرتی ہون شیرویہ نے کہا تو پھر مجھے میرے لشکر مین پہونچا دو تاکہ مین امیر پاس جاؤن باپ میرے اندھے ہین جاکر اُنسے ملون جنگ وجدل ہو رہی ہی مدد کرون تم عمرو کو ڈھونڈھکر اُنسے التجا کرو تاکہ شادی ہماری تمہارے ساتھ ہو مخروق نے اُسیوقت دستک دی ایک تخت پیدا ہوا شیرویہ کو اُسپر سوار کرکے آپ بھی بیٹھی کچھ شراب کی بوتلین کچھ گزک رکھ لی اور تخت کو اشارہ کیا کہ وہ بلند ہوا راہ مین دور جام کا ہوتا جاتا ہی باہم اختلاط بوس وکنار عجب لطف سے وہ راہ طی ہوئی اب لشکر شیرویہ کا دو کوس ہوگا کہ تخت ملکہ نے زمین پر اُتارا شیرویہ رخصت ہوکر اپنے لشکر مین آیا ملکہ تلاش مین عمرو کی روانہ ہوئی لوگون نے جو شیرویہ کے اُسے پیدل آتے دیکھا مرکب لیکر دوڑے سوار کرکے لائے شیرویہ نے اُسیوقت کوچ کردیا قریب لشکر امیر کے پہونچے تھے کہ خبر بادشاہ اسلام کو ہوئی نہایت خوش ہوے کہ ایسے وقت مین بیٹے امیر کے آئے اُسیوقت باقی سردارونکو واسطے استقبال کے بھیجا شیرویہ اُنکے ہمراہ بارگاہ سلیمانی مین آئے وہان سے خدمت امیر مین حاضر ہوے لوگون نے صاحبقران سے کہا کہ فرزند آپکا آیا ہی امیر نے گلے لگایا بادشاہ اسلام نے طبل شادمانی بجوائے یہ خبر خان اعظم کو ہوئی بختک نے تو صلوٰۃ پڑھی کہ کیا کیا مدد آتی ہی لیجیے ہمنے جانا تھا کہ دس بارہ روز مین الماس جادو آینگا سب کو غارت کردیگا اور اے خان اعظم تمکو عمرو کے مرنے کی خوشی ہی اور مجکو اُسکے مرنیکا یقین نہین خان اعظم نے کہا پہلے بھی مین لڑا تھا اب بھی طبل جنگ بجوا کے مقابلہ کرونگا بختک نے منع کیا کہ الماس نے جو کہا ہی اُسپر عمل کیجیے خان اعظم چپ ہو رہا اور یہان لشکر اسلام مین چار سو نقابدار نابینا ہوکر آئے اور ہمنے لگے امیر کا ساتھ دیا

اب دو کلمے داستان مہتر قران کے بیان کیے جاتے ہین

کہ قران نے جو عمرو کا حال سنا کہ قتل ہوگیا اُسیوقت لشکر سے نکلکیا جنگل جنگل کوہ کوہ پھرا کرتا ہی لیکن گذر راستہ شہر صندل کا پاؤن غرض ایک روز ایک کوہ پر روتے روتے سوگیا خواب دیکھا گھبرا کر آنکھ کھول دی دیکھا کہ سرپر ایک سپاہی کھڑا ہی قران نے دلمین شکر کیا کہ خوب آنکھ کھل نہین تو اسنے کام تمام کیا تھا اُسنے سلام کیا اور کہا آپ نہ گھبرائین آپکا نام مہتر قران ہی قران نے کہا تجکو میرے نام سے کیا کام سپاہی نے کہا ہمارے تاجدار آپکو بلاتے ہین اور کار ضروری ہی قران نے کہا وہ کہان ہین اور تنہا ہین یا لشکر ہمراہ ہی اسنے کہا وہ سامنے چند لوگون سے بیٹھے ہین اور آپ کچھ خوف نکرین قران نے کہا مین تو نظر کردہ شاہ مردان ہون شیر سے بھی نہین ڈرتا چلو اور دلمین کہا اے قران جینا تو مین خود منظور نہین بعد عمرو کے اور راہ مین اُس سپاہی سے کہا اے عزیز اگر مین ڈرتا تو اس کوہ پر کاہے کو رہتا لیکن وہ مرد ہی یا عورت غرض ایسی باتین راہ مین اُس سے کین کہ جس سے ثابت ہوا کہ عورت ہی آکر اُس درے مین دیکھا کہ ایک جگہ صندل کا ہی کرسی جواہر پر مخروق جادو بیٹھی ہی اور پیچھے پردہ پڑا ہی ایک مرتبہ ہوا سے پردہ اڑا قران نے دیکھا کہ کچھ خواصین ملکہ کی ہین مگر سب دُر در گوش مرصع پوش حسین صاحب جمال قران نے ملکہ کا حسن دیکھکر بہت پسند کیا اور سلام کیا ملکہ نے جواب سلام دیا اور کہا آئیے بیٹھیے جب قران بیٹھے ملکہ نے کہا کہ مین نے ایک بڑے محرم راز سے سنا ہی کہ لشکر اسلام مین

عمرو کے شاگرد رشید و جان بخش عمرو مہتر قران ہین اگر آپ قران ہون تو مین اپنا حال بیان کرون قران سوچا کہ انکی
باتون مین بوے محبت پائی جاتی ہو او قران اپنے کو ظاہر کردے۔ کہا ای ملکہ مین ہی مہتر قران ہون مجکو دین دونیا کا
ہوش نہین زندگی سے سیر اور جان سے بیزار ہون کہ عمرو نہ ہوا ور مین جیون اسی واسطے کوہ کوہ پھیرا ہون
کہ کہین شہر صندل کا اور عمرو کا پتا ملے مخروق نے کہا بس اسی واسطے مین نے تم کو بلایا ہو کہ تم سے بہتر کوئی نہین
ہو اور سارا سلسلہ شیرویہ کا اول سے بیان کیا اور کہا کہ وہ الماس میری خالہ کا نائب ہو اور مین شہر صندل کو
جایا کرتی ہون وہ مجھسے محبت کرتا ہو لیکن اتنی مجال نہین اُسکی کہ مجھسے کسی طرح کا سوال کرے اگر تم چلو تو مین پہونچا دون عمرو
کو چھڑا لو کہ شیرویہ نے کہا ہو کہ بغیر اُسکے سمجھائے امیر راضی نہونگے اور مجکو ایک گھڑی فرقت شیرویہ کی شاق ہی
قران یہ سُنکے بہت خوش ہوا اور کہا جو کچھ انھون نے کہا سچ ہو عمرو کو ایسی ہی طاقت ہو جس بات کا اقرار
کرے جان لینا کہ امیر بھی راضی ہین عمرو راضی ہوے اور یہ سمجھو کہ نکاح تمھارا شیرویہ سے ہوگیا مخروق نے
کہا اچھا اب تم کسی خواص کی شکل بنو تو مین شہر صندل مین لیچلون کیونکہ مرد سے وہ بھڑکیگا اور جلیگا کہ یہ
کسکو اتنی عورتون مین ساتھ لیے پھرتی ہو قران نے کہا کہ ای ملکہ عورت بنتے مجکو غیرت آتی ہو اگر کہو تو خواجہ سرا
بنون مخروق نے کہا اچھا کیا مضائقہ ہو وہ بھی محرم کار بجاے عورت ہوتا ہو قران اُسیوقت رنگ و روغن
عیاری لگا کر صورت ایک خواجہ سرا کی بنکر تیار ہوا کہ سترہ برس کا سن سبزہ رنگ نہایت حسین کہ مخروق بھی دیکھکر
غش غش کر گئی تین خواصین جو محرم راز تھین اُنکو ہمراہ لیا تخت پر قران کو بٹھا کے لیچلی وہی کوہ بیابان جدھر
سے برق عمرو کو لیگیا تھا اُسی غار سے ملکہ قران کو لیچلی اور کہا کہ راستہ دیکھتے چلو کیونکہ تم عیار ہو شاید ایسا موقع
ہو کہ تم کو اکیلے آنا پڑے قران نے کہا واہ ای ملکہ کیا کہنا تم بہت ہوشیار ہو میرے بھی دل مین یہی تھا غرض اب شہر
مین پہونچے ہزارہا جادوگر کان پھٹے ہوے شعلے منہ سے نکلتے ہوے سبنے ملکہ کو مجرا کیا اور دوڑ کر الماس کو خبر کی
الماس جادو خوش ہو کر دوڑا ملکہ کو مجرا کیا بارگاہ مین لایا اور کہا آپنے سرفراز کیا مگر کیونکر ادھر آنا ہوا ملکہ
نے کہا صاحب میرے درد سر تھا اور آج کل رنج و غم مین گرفتار ہون کہ ماں میری قریب مرگ ہو دل جو گھبرایا سوچی
کہ کہان جاؤن دل سے دل کو راہ ہوتی ہو جی تمھارے دیکھنے کو چاہا یہین چلی آئی جی تو یہ چاہتا ہو کہ کوئی دم
صحبت ہو تمسے باتین کرون مگر ساتھ ہی یہ خیال آتا ہو کہ جہان کیا لعنت کریگا کہ دیکھو اس ڈھنگ سے بیٹی کو کہ جسکی
مان کا تو وہ حال اسکو ایسے وقت مین سیر سوجھی ہو اور آئی بھی تو مرد کی ملاقات کو لوگ کیا کیا گمان کرینگے مگر
دل سے مجبور ہون الماس تو ان باتون پر مر گیا ہاتھ باندھ کر کہنے لگا کہ اگر حضور نے سرفراز کیا ہو تو کچھ دنون رہیے
ملکہ نے کہا کیا مضائقہ ہو اور ساتھ الماس کے بارگاہ مین آئی الماس نے کرسی جواہر نگار بچھوا دی ملکہ بیٹھی اور کہا
آج مجھپر کیا مہربانی تھی کہ یہ کرسی میرے لیے بنوائی گئی الماس نے کہا اسکی کیا حقیقت ہو ایسی ایسی بہت سی
لات کی دی ہوئی پڑی ہین اور یہ سب آپ ہی کا صدقہ ہو غرض ادھر مخروق جادو بیٹھی ہو اُدھر الماس جادو
دنگل پر بیٹھا ہو پانچ ہزار جادوگر جانباز گھیرے ہوے بیٹھے ہین باتین ہو رہی ہین کہ یکایک جو نگاہ الماس کی
خواجہ سرا پر پڑی ساری خوشی بھول گیا دل مثل بید کے لرزنے لگا مخروق سے کہا یہ کون ہو مخروق نے
کہا یہ قدیم خواجہ سرا ہو کیا تم نہین جانتے الماس نے کہا مین نے تو کبھی آپکے پاس اس کو نہین دیکھا
ملکہ نے کہا ہان البتہ یہ میرے ساتھ نہ آتا تھا خواصون سے پوچھو گھر مین میرے بچپن سے ہو وہ جو ہمراز
تھین انھون نے کہا کیا آپ بھول گئے الماس نے کہا مین بارہا آپکے مکان پر گیا اسکو کبھی نہین دیکھا ملکہ نے کہا

شاید یہ اُسوقت کہین گیا ہوگا تمہارا سامنا نہ ہوا اور اس تکرار سے کیا آیا ہم تمہارے دشمن ہین کہ غیر کو ساتھ لا ینگے
اور خیر صاحب مین اسی واسطے تمہارے پاس آئی تھی کہ دشمنون کو گھر بتاؤن اب جاتی ہون میرا رہنا اچھا نہین
الماس نے کہا آپ خفا نہون اے جان جہان میری کھال کی جوتیان بناکر پہنو تو مجکو گوارا ہی ہان اتنا ہوا کہ اس کو
دیکھ کر دل کانپا کیونکہ کئی دن مجھپر ایسے سخت باقی ہین کہ جنمین خوف جان ہی اسواسطے تکرار کی کہ کوئی غیر اس
دھوکے سے نہ چلا آئے قران کا ان باتون پر عجب حال ہوا دل مین کہہ رہا ہی کہ خدا بچائے تین لاکھ جادوگرون مین
تنہا آئے ہو کہ اتنے مین الماس نے کہا ملکہ صاحبہ اگر آپکے پاس یہ چھپن سے ہی تو سحر بھی ضرور جانتا ہوگا محروق
نے کہا تم سحر اسکا دیکھوگے الماس نے کہا البتہ محروق نے کہا میان محبوب کچھ سحر تو کرو قران چپ حیران دلمین
کہا کہ اس بی بی نے تمکو میان میان کرکے دھر دیا جیسے بزک نے اُستاد کو پھنسایا محروق نے پھر کہا کہ میان
محبوب ہمارے سر کی قسم آؤ ذرا سحر تو کرو اور ایک خواص سے کہا بیچ بارگاہ مین چوکا تو دے خواص چوکا دیکر
نکلگئی محروق نے کہا لو میان آؤ ذرا ہاتھ تو رکھو قران ناچار آیا بسم اللہ کہکے چوکے مین ہاتھ رکھا محروق نے کہا
میان کچھ پڑھو ہمارا مردہ دیکھے جو نہ پڑھے اور اے الماس میرے میان کو لحاظ آتا ہی کہ آپکے سامنے ساحری کیسے
قران نے دل مین پڑھنا شروع کیا کہ بسم اللہ بچانا یا اللہ خیر کرنا تیرے بندون کی رہائی کو آیا ہون کہ ان کا فرون کو
قتل کرون قران تو یہ کہا کیا محروق نے چپکے چپکے سحر کیا گھڑی نہوئی تھی کہ طبل سکندری کی آواز بلند
ہوئی اور دروازہ بارگاہ پر نعرہ امیر ولندھور و مالک و بہرام و کرب جمہور وغیرہ کی صدا بلند ہوئی طبل کی
صدا اور نعرون کی آواز جو الماس اور جملہ جادوگرون نے سُنی دل کانپ کر اتنے مین جاسوس بھی آئے
الماس سے کہا کہ امیر مع بادشاہ اور جملہ سرداروںکے آپہونچے بس یہ سُنکر الماس کی جان نکلگئی محروق سے
کہا بڑا غضب ہوا ارے دلزلہ قاف یہان کیونکر آئے جب زیادہ سب گھبرائے محروق نے کہا میان بس اب
ہاتھ اپنا اُٹھا لو الماس کا بُرا حال ہی قران نے ہاتھ اُٹھا لیا صدا طبل کی موقوف ہوئی لوگون نے کہا کہ اب
نہ لشکر ہی نہ امیر ہین محروق نے کہا اے الماس تمنے میرے میان کا سحر دیکھا اب الماس کا خنک مٹا جاتا کہ یہ
ساحر زبردست ہی اور سب نے کانون پر ہاتھ دھرے کہ ایسا سحر نہ سُنا نہ دیکھا اُسوقت محروق نے کہا بس صاحب
اب مین جاؤنگی نہین معلوم یہ دل کیون یہان لایا مین نے چاہا تھا کہ کوئی دن صحبت بات کی یادن کی ہمارے
تمہارے یہان ہوگی پھر اگر مین دشمن ہوئی تو میرا رہنا کس کام کا کل مجھسے بھی خوف کروگے اور تمہارا بھی قصور
نہین آج کل میرے مقسوم مین آگ لگی ہوئی ہی گھر سے جلتی یہان آئی تھی یہان بھی جلی الماس کی تو جان نکل گئی
منتین کرنے لگا کہ اے ملکہ میرے پوست کی جوتیان بناکر پہنو مجکو گوارا ہی یہ اسواسطے تکرار کی تھی کہ مجھپر قران صعب ہی
اب وہ شک بھی گیا یقین کامل ہوا محروق نے کہا خیر تمہاری خاطر ہی ایک آدھ روز اور رہجاؤنگی کوئی باغ ہو
تو اُسمین رہون الماس کا جو باغ تیار تھا ملکہ اُسمین آئی جب وقت سونے کا آیا قران سے تنہائی مین کہا کہ
دیکھا تمنے قران نے تعریف کی اور کہا ایسی عیاری ہمسے بھی نہوتی اور آپ کا سحر زیادہ ہی محروق نے کہا پھر اب
تم عمرو کو چھڑاؤ قران نے کہا اے ملکہ بے اسکے قتل ہوئے عمرو نہ چھوٹیگا اور یہ کہتا ہی کہ میری قضا نہین کسی
طرح تم باتون مین اس سے پوچھو کہ کیا وجہ جو تیری قضا نہین اور جب قضا کا خطرہ نہین تو پھر کیون ڈرتا ہی
محروق نے کہا اچھا لیکن اے قران تم گواہ رہنا یہ جو مین اس سے باتین کرتی ہون صرف دم دیتی ہون نہین
اس موئے سے مجھے کیا واسطہ قران نے کہا مین جانتا ہون غرض صبح کو محروق جو الماس پاس گئی باتین کرکے

کہا اے الماس ہم تو سحر کرکے اور سیکھ کے پچھتائے کہ ناپائدار ہو ہمنے سنا ہو کہ امیر آجکل نابینا ہین اور بیچ کوئی اُنکا کام تمام نہین کرسکتا آخر ایک روز بینا ہو جاینگے الماس نے کہا آپ اس سے خاطر جمع رکھیے میری زندگی مین تو امیر بینا نہین ہوسکتے اور میری قضا نہین محروق نے کہا اے الماس یہ بات تمنے عجب طرح کی کہی بھلا کون ایسا ہو جو نہ مریگا آخر اسکی وجہ تو بیان کرو الماس نے کہا اے ملکہ در و دیوار ہم گوش دارد یہ کہنے کا نہین محروق خفا ہوکے اُٹھ کھڑی ہوئی اور اپنی خواصون کی طرف دیکھ کر کہا کہ بھلا مردار و گھر چلیے تم سے بھونگی ایک ایک کا سر مونڈونگی تمنے مجکو خراب کیا کیا کہا الماس نے کیطرف سے کہتی تھین کہ وہ یون تمھین چاہتا ہو سو تمنے ایک بات بھی نہ دیکھی اتنی سی بات مین نکل گیا اور آپ ہی ذکر چھیڑا تھا جانتا نہین کہ تریاہٹ مشہور ہو اُن خواصون نے آکر الماس پر دو تھپڑ مارے اور کہا کہ میان الماس خدا تم کو غارت کرے تمنے ہماری محنت کو خاک مین ملا دیا الماس اُٹھ کر ملکہ کے قدمون پر گر پڑا کہ آپ اتنے کیواسطے خفا ہوجائیگی یہ مین نہ جانتا تھا آپ چل کر بیٹھیے مین بیان کردون ملکہ نے کہا اب مجکو کچھ کام نہین چاہو کہو چاہو نہ کہو غرض ہاتھ جوڑکے پانون پڑکے لاکر بٹھایا اور کہا اے ملکہ وہ جو دخمہ ہو پہلے کوئی اُس صندوق کو اُٹھائے اس طرح کہ نیچے سے اُٹھے کہ دھوان نہ لگے اور وہ بے اسکے نہ اُٹھیگا کہ اوپر کوہ کے چار پتھر رکھے ہین ایک پانچ سو من کا دوسرا تیس سو من کا تیسرا سات سو من کا چوتھا چالیس سو من کا اور وہ صندوق ہزار من کا ہو پتھر اُس سے زیادہ ہوے بس اُن زنجیرون مین پتھرون کو باندھے دوسرا سرا زنجیر کا نیچے جو قلابے صندوق مین لگے ہین اُن مین لگا دے اور وہ پتھر اوپر سے لڑھکا دے مثل ترازو کے جب بوجھ پتھرون کا زیادہ ہوگا نیچے لنگر کھائیگا وہ صندوق اوپر اُٹھکے ستون سے لگ جائے گا نیچے صندوق کے دخمہ نکلیگا سیڑھیان بنی ہین اُسمین جائے آگے دروازہ مقفل ہو اسکو کھول کے اندر جائے اور طلسم جمشیدی کو توڑے خنجر الماس وہان سے لائے اُس سے مجکو قتل کرے تو مین مرون بعد اُسکے میرا دل اور گردے لیجائے اُسکی دھونی دے جب امیر اچھے ہونگے یہ سب کہدیا اُسپر بھی ایک بات باقی رکھی اور نہ کہی محروق نے کہا اے اب مین تجھسے سچ کہتی ہون اسی واسطے مین نے پوچھا تھا کہ مین تجکو چاہتی ہون اب میرے دل کو تشفی ہوئی کہ تیری قضا نہین ہو غرضکہ ملکہ اپنے باغ مین آئی قران سے کہا لو اب بتاؤ قران نے کہا مین جاؤنگا اب کوئی بہانہ کرکے مجکو رخصت کرو دوسرے روز جو محروق آئی الماس سے کہا رات کو مین نے اپنی مان کو خواب مین دیکھا کہ گویا مرگئی اور محروق رونے لگی چہرہ زرد اور کہا لو اب مین جاتی ہون الماس کی جان نکل گئی رونے لگا محروق نے کہا اچھا تو عزم نہ کرو مین پہلے خبر منگوائے بھیجتی ہون اور قران کو بھیجا اور کہا کہ جب میان آئین تو کوئی روکے نہین الماس نے سب سے کہدیا اُسپر بھی محروق نے کہا صاحب مجکو تمھارے لوگون کا اعتبار نہین دو خواصین ساتھ کردین کہ تم شہر کے باہر میان کو پہونچا آؤ اور وہین دروازے پر رہنا جب میان آئین میرے پاس لے آنا

اب چند کلمے داستان جانا قران کا دخمہ پر اور طلسم جمشید کو توڑکے خنجر لانا مد نقابدار سے اور مارنا الماس جادو کو اور دل گردے اُسکے لیکر دھونی دیکر امیر اور سب سردارون کو بینا کرنا بیان ہوتے ہین

غرض قران شہر سے نکلا آگے دو راہہ ملا ایک راہ دخمہ کو دوسری راہ لشکر اسلام کو گئی تھی قران نے دل مین کہا کہ پہلے تو امیر پاس چل اور یہ حال بیان کر وہ دعا کرین تاکہ یہ مشکل آسان ہو قران لشکر مین آیا غل ہوا کہ مہتر قران آئے لیکن قران سیدھا امیر پاس پہونچا اور سارا حال بیان کیا اور کہا اب جاتا ہون آپ

سب صاحب فکر دعا کرین امیر نے سردارون کے ہاتھ دعا کے لیے بلند کیے اور قران دخمہ پر آیا اُسیطرح پتھر وطلسم کا
صندوق اُٹھا قران نیچے آیا زینہ دیکھا لیکن ایسی بوسے بد آتی تھی کہ دماغ قران کا پھٹا جاتا تھا غور سے جو دیکھا تو
لاش ایک ساحر کی پڑی ہے پیٹ پھول گیا ہے یہی کلہ الماس نے محروق سے نہ کہا تھا کہ اے الماس کوئی بات تو
رکھ اگر کوئی بھوج گیا اور صندوق کو اُٹھا لیا اُسکے نیچے ارنا ئیس جادو رہتا ہے وہ زندہ چھوڑیگا تو وہ قدرت
خدا سے تین دن پہلے مرگیا تھا اُسی کی لاش سڑ گئی تھی غرض قران اندر اُترا آگے دروازہ ملا اُس کے قفل کو توڑا
اندر جو آیا باغ دیکھا بارہ دری مین ایک تخت جواہر نگار پر ایک کتا بیٹھا تھا اور اُسکے برابر چھت مین ایک پنجرا
لٹکا تھا اُسمین ایک بڈھا تھا قران کو دیکھ کے کتا بھونکا اور بڈھے نے غل مچایا کہ اے باشندہ طلسم دوڑو کہ شکنندۂ
طلسم آیا قران نے دیکھا دو شیر پیدا ہوے ایک سونے کے رنگ کا دوسرا فولادی اور قران پر حملہ کیا کہ ایک
نقابدار زمردپوش پیدا ہوا شیرون کو للکارا شیر اُس طرف پلٹے قران نے ایک کو بغدا مارا کہ گردن اُس کی قلم ہوئی
دوسرا اچلا نقابدار نے لوح شیر کو دکھائی شیر اندھا ہوگیا نقابدار نے تلوار ماری وہ بھی مارا گیا ایک غل و شور
ہوا اور کتا اور بڈھا دونون غائب ہوگئے قران نے نقابدار کو سلام کیا کہ یہ آپ نے جان بخشی کی اب
اپنا نام بتائیے نقابدار نے خنجر الماس نکال کر دیا اور کہا اِسے تم لو اور اپنا کام کرو یہ طلسم میرے نام کا
ہے مین فتح کرکے امیر پاس آؤنگا لوح اسکی میرے پاس ہے اور اب جادوگرون کو خبر ہوگی اُنسے لڑائی پڑیگی
اگر تم امیر پاس پہونچنا میرا مجرا کہنا کہ نقابدار زمردپوش نے یہ کہا ہے کہ مجھے ابھی نام ظاہر کرنا مناسب
نہین غرضکہ قران باہر آیا اور پھر امیر پاس گیا اور کہا کہ آپکی دعا سے خنجر لایا آپ پھر دعا کرین کہ مین جاکر
الماس کو قتل کرون اور قران شہر صندل کو چلا مہتر بلدا ابھی آیا ہوا تھا سارا ماجرا سُنا وہ بھی قران
کے آنے سے صحرا مین کمند بچھا کے جھنڈیون مین بیٹھا جب قران وہان آیا دل قران کا کانپا اُسی راہ سے جو
اوپر چڑھ کے گیا دیکھا تو بلدا بیٹھا ہے قران کو دیکھ کر آپڑا پیچ چلنے لگا بلدا نے کہا اے قران کیا کہون تیری
قضا نہ تھی مین آیا تھا کہ تجھسے خنجر الماس لے لون اور جاکر خان اعظم کو دون اگر مین یہ جانتا تو تیرا سامنا
کرنا جاکر صلصال کو خبر کرتا قران نے جو یہ سُنا شکر کیا کہ خوب ہوا کہ دل مین یہ آئی اب اسکا پکڑنا واجب
ہوا ایسا نہو کہ یہ نکلجائے اور خبر کرے دو تین گھڑی بلدا لڑا آخر کو بھاگا قران بھی دوڑا بلدا بیٹھ گیا قران جست کرکے نکلگیا بلدا نے
کمند کے حلقے مارے قران صاف نکلگیا بلدا پھر اُٹھکر لڑنے لگا قران نے بیضۂ بیہوشی اور حلقے کمند کے ایک بار
مارے بلدا اُلجھ کر گرا اور بیہوش ہوا قران مشکین اُسکی باندھ کر لشکر کو چلا راہ مین ابوالفتح ملا اُس کو
دیدیا اور سارا حال کہا کہ امیر سے کہنا کہ حضور جبتک مین نہ آؤن اسے رہا نہ کیجیے گا اسکو خنجر الماس کا حال معلوم
ہوگیا ہے اسنے مجکو بھی دم دیا تھا کہ مین مسلمان ہوتا ہون ابوالفتح بلدا کو لیکر روانہ ہوا قران پھر چلا اور یہان محروق
روز خواصون سے کہتی ہے کہ دیکھیے کیونکر قران کامیاب ہوتا ہے اور طلسم توڑ کر خنجر لاتا ہے آیا تم کو بھی یقین ہے خواصون نے
کہا ملکہ یہ کام بہت مشکل ہے لیکن پروردگار سب آسان کردیگا انشاءاللہ قران آئیگا اور ملکہ نے الماس کے پاس
جانا بھی ترک کیا اور اپنے کو مان کے غم مین ڈالا جب الماس بہت کہلا بھیجتا ہے دوسرے تیسرے دو گھڑی کو جاتی ہے غرض
ایک روز جو گئی الماس سے اِدھر اُدھر کی باتین کرکے کہا کہ ایک شب ہم تمکو بلائینگے الماس تو شادی مرگ ہوگیا ملکہ چلی
آئی اور وہان ابوالفتح نے مسجد کر پاس مین جاکر امیر سے کہا کہ یہ بلدا حاضر ہے اور مہتر قران کا حال کہا کہ آپ عرض کی
امیر جبتک مین نہ آؤن اسے نہ چھوڑیے گا کیونکہ اسے خنجر الماس کا حال معلوم ہے بس امیر نے یہ سنکر سجدہ شکر ادا کیا کہ یہ ترقی دنیا ہے

جو بلدا کے دلمین یہ آگئی اور خان اعظم سے نہ کہا بس اپنے پاس بلدا کو نگاہ رکھا اُدھر قران نے راہ دخمہ کی چھوڑی
سمت نزدیک راستے سے شہر صندل مین پہونچا منزل بھر پھرے صورت اپنی خواجہ سرا کی بنالی کیونکہ امیر پاس بصورت اصلی
گیا تھا غرض یہان محروق کی دونون جادوگرنیان موجود تھین پس قران کو لیکر چلین ساحرون نے کہا لیجایئے ہماری
مجال نہین کہ ہم ملکہ کے آدمی کو روکین اور اگر ملکہ کی خواصین نہوتین تو حقیقت مین کوئی قران کو پھر نہ آنے دیتا غرض
قران شہر مین آیا ملکہ کا حال پوچھا کہ کہان ہین اُنھون نے کہا آج کئی دن کے بعد الماس کی بارگاہ مین گئی ہین تم بھی چلو
قران سوچا کہ تمھارے پاس خنجر الماس ہے ایسا نہو کہ کیدی تمسے ڈرا ہوا ہے دیکھکر پہچان لے خنجر کو باغمین کسیطرح رکھ آؤ یہ سوچکر
کہا اس وقت مجکو بڑی احتیاج ہے بلکہ پیٹ مین درد ہو رہا ہے ایک دم کو باغ مین چلو تو پھر مین ملکہ پاس چلون اُنھون نے
کہا کیا مضائقہ ہے غرض قران نے اس بہانے سے خنجر اپنے اسباب مین چھپا کر رکھا اور وہان سے بارگاہ الماس مین
آیا الماس اور ملکہ محروق کو مجرا کیا الماس کو تو دیکھتے ہی ایک خوف طاری ہوا کہ پھر آیا ملکہ نے کہا آؤ میان اور
بیٹھا یا اور کہا حال میری مان کا بیان کرو کیسی ہین قران نے کہا اے ملکہ مجبولات نے بچایا مین بند ہو چکا تھا جسوقت
مین پہونچا تو حال احتضار کا تھا لوگ گھیرے ہوئے تھے سبکو وصیت نصیحت کر رہی تھین اور آپکو پوچھا کہ میری بچی کہان ہے
آپ جانیے کہ لوگ دوست دشمن سبھی ہوتے ہین کسی نے کہدیا کہ وہ تو شہر صندل مین گئی ہوئی ہین ملکہ نے کہا صاحبو
جہان ہون خوش رہین سلامت رہین پھر لوگون نے کہا حضور محبوب بھی آیا ہے بلکہ یہ بھی ملکہ کے ساتھ گیا تھا یہ سنکر تمھاری
مان نے شور کیا کہ اس موئے کو قید کرو مین باہر بھاگا لوگون نے آپکے لحاظ سے مجکو قید نہ کیا بس دروازے تک
آیا تھا کہ آواز رونے کی سُنی جانا مین نے کہ ملکہ گذر گئین تو بس اے ملکہ اُنکا کام تمام ہوا محروق یہ سنکر رونے لگی اور کہنے لگی
کہ کیون میان کیا یہ سچ ہے کہ کام تمام ہوا قران نے کہا ہان بالکل ایک ذراسی بھی گنجلک نہین ابھی سب کام ہو گیا یعنی وہ
دفن بھی ہو گئین جب تو محروق نے الماس سے کہا کہ لو صاحب اب مین جاتی ہون ناچار ہون الماس منھ دیکھنے
لگا کہ اے ملکہ میری طاقت نہین جو آپکو روکون محروق نے کہا کیا مشکل آپڑی ہے اِسسے دل کا ستیاناس جائے مگر
دنیا کے سبب سے جانے کو کہتی ہون کہ لوگ کیا کہینگے نہین تو جی نہین چاہتا الماس دلمین خوش ہوا کہنے لگا اے ملکہ مین تو
کہ نہین سکتا اگر آپ جائینگی تو وہ کچھ زندہ تو ہو نہ جائینگی محروق نے کہا یہی مین بھی سوچتی ہون خیر اجتو تیرے واسطے تو کرا
بدنامی کا سہرا رکھا اب رات کو جسدن مین بلاؤنگی اُسدن آنا کہ ایک صحبت کرکے مین چلی جاؤن یہ کہکر محروق قران کو لیکر
باغ مین آئی حال پوچھا قران نے سارا حال امیر پاس آنے جانیکا اور نقابدار کی مدد سے خنجر ملنے کا بیان کیا اور کہا
ملکہ خدا نے بڑا فضل کیا نہین تو اس کیدی نے ایک بات نہ کہی تھی تو اُسکو مین نے مردہ پایا یعنی ارتالیس جادوگر اور کچھ
حال شیرویہ کا بھی کہا ملکہ خوش ہوئی قران نے خنجر الماس دکھایا اُسوقت محروق کی خاطر جمع ہوئی کہا اب اسے
قتل کرو قران نے کہا اے ملکہ رات کو صحبت کرو اور الماس کو بلاؤ عمرو کو بھی گانا سننے کے بہانے سے طلب کرو تو
اُسکے ساتھ چالیس جادوگر اور بھی آئینگے اُنھین بھی بہانے سے باہر رکھنا جب وہ آکر بیٹھین پانی مجھسے طلب کرنا مین بیہوشی
ملا کر رکھ جاؤنگا بس تمھارا اتنا کام ہے کہ اُسکے گلے مین ہاتھ ڈال کے وہ صراحی پلا دینا جسمین وہ نہ دیکھے نہین تو بیہوشی
پہچان لیگا مین بھی چھپا رہونگا جسوقت وہ بیہوش ہوگا آکر کام تمام کرونگا محروق نے کہا اور سب تو مین کرونگی یہ نہوگا
کہ اُسکے بدن سے مین بدن لگاؤن اگر یہ خبر شیرویہ کو ہوگی وہ خفا ہوگا اور تم گواہ ہو کہ لاکھ باتین مین نے ابتک کین مگر
آنچ تک نہین لگا قران نے کہا ملکہ اس سے خاطر جمع رکھو مین شیرویہ سے کہدونگا اے ملکہ وہ بھی سنکے خوش ہوگا کچھ نہ کہیگا کہ
امیر کی رہائی ہوتی ہے آخر ملکہ راضی ہوئی سوار ہوکے سیر کرنے تالاب پر آئی یہ خبر الماس کو ہوئی وہ بھی سوار ہوکے

آیا محروق نے کہا اے الماس آج رات کو پہر بجے ہم تمھین بلاوینگے تیار رہنا تاکہ مین جلدی جاؤن بھلا سوم مین تو شرمگین
ہون ملکہ تو چلی آئی الماس مارے خوشی کے پھولا ہوا ہے لوگون سے کہتا تھا کہ آج کونسا دن ہو کر لات نے یہ سامان
کیا اور محروق کو میری ایسی محبت دی آیا مین کچھ خوبصورت ہون اُنھون نے کہا تو چاند ہے جوان اچھا ہے دیکھ کر
محروق پھل گئی پھر تو الماس بھی اُنکے کہنے سے پھولا نہ سمایا جانا کہ مین ایسا ہی ہون حمام کرنے لگا اور پوشاک
اعلی درجے کی جواہر نگار پہنی اور وہان محروق جو گئی قران نے ملکہ کو بھی خوب بناؤ کروایا سفید پوشاک پہنوائی اور
زیور بھی الماس نگار پہنوایا محروق مسند پر آکر بیٹھی اور قران نے سب بندوبست کیا مکان کی بھی تیاری
روشنی کا بھی سامان درست کیا شب ماہ بھی تھی آخر جب پہر رات گئی الماس گھبرایا اور تخت پر سوار ہوا چالیسون جادوگر
بھی ہمراہ ہوئے کہ ہم اکیلا نہ چھوڑینگے دو دن ابھی قران صعب ہے اور سامنا اُسکا جس سے تو لرزتا ہے یعنی دہی
خواجہ سرا الماس نے کہا ملکہ خفا ہوا اُنھون نے نہ مانا کہا ہم باہر رہینگے ملکہ سے کہکے ہمین اندر بلوا لینا اور اگر نہ بلائیگی
تو ہم دروازے پر تو ہونگے غرض الماس دروازے پر ملکہ کے آیا خبر ملکہ کو ہوئی سمن ویاسمن سے کہا کہ
جاکر الماس سے کہدو کہ تو بے بلائے کیون آیا مین نے تو کہا تھا جب مین بلاؤن اُسوقت آنا ایسا بے صبر ہے خبردار ابھی
نہ آنا باہر بیٹھ الماس کو جو خبر ہوئی جان نکل گئی سمن کی منتین کہنے لگا کہ میری طرف سے کہنا کہ جب پہر بج گیا جب
مین آیا آخر دو گھڑی کے بعد محروق نے بلا بھیجا اور کہا خبردار اکیلا آنا جب تو چالیسون جادوگر گھبرائے الماس
نے کہا تم خوف نہ کرو ارے میری قضا نہین ہے بھلا طلسم الماس کے توڑنے کو برسون چاہیے ہین یہان دو روز
تخت باقی ہین آخر وہ چپ ہو رہے الماس اندر آیا ملکہ نے پہلے تو منھ پھیر لیا تیوری بدل کے کہا مین تجھسے نہین بولتی
اے مردوے ایسی بھی بے صبری مجھے بری لگتی ہے خیر بیٹھ الماس دست ادب بستہ سامنے مسند کے بیٹھا ملکہ نے کہا آگے آؤ
غرض برابر مسند کے بٹھایا اور کہا لو اب اپنے دل کا مطلب کہو الماس نے کہا سوا اطاعت کے کیا کہون ملکہ نے کہا
تو مجکو چاہتا ہے الماس نے کہا مین تو آپکی لونڈی تک کو چاہتا ہون ملکہ نے کہا میرے سر کی قسم کس لونڈی کو چاہتا ہے
معلوم ہوا یہ دلربا تجکو محبت سے دیکھ رہی ہے کیون اے مردار خوب دھگڑا تا کا اُسنے کہا میرا ستیاناس جائے مین تو
آگاہ بھی نہین ملکہ نے کہا ارے اس کو نکال دو اور یار و خواصون نے اُسکو الگ کیا اُسنے دہائی دی ملکہ نے کہا خیر
چھوڑ دو لیکن ہمارے سامنے یہ نہ آئے بعد اُسکے الماس سے کہا کہو صاحب مین نے سُنا ہے کہ تمھارے ساتھ کچھ لوگ بھی
آئے ہین آیا مجھے ایسا خوف ہے پھر اب تم اُنکو لیے بیٹھے رہو مجھسے کیا کام الماس نے کہا اے ملکہ مین تو اُنکو منع کرتا رہا وہ
زبردستی ساتھ آئے ہین اگر فرمایئے تو اُنکو گھر بھیجدون ملکہ نے کہا نہین صاحب مجکو کیا تم یہان بلا لو میرا کیا حرج ہے تمھارا
مطلب دلی نہوگا الماس نے کہا کیا مجال جو وہ اندر آئین غرض باتین کرکے پوچھا کہ مین نے سُنا ہے کہ کوئی زرشت اشنے
کا قران دسر بریدہ جادوگران تمھارے یہان آیا ہے وہ خوب گاتا ہے اللہ ہمکو نہ سنوایا بلواؤ الماس نے اُسی وقت
عمرو کو بلوایا پنجرے سے باہر نکالا پوچھا یہی عمرو ہے کہا ہان کہا اچھا گاؤ عمرو نے تامل کیا الماس نے پنجہ دکھایا
ناچار عمرو گانے لگا لیکن عمرو حیران ہے کہ یہ اسکی معشوق ہے عمرو آپ محروق پہ عاشق ہوا اور خوب گایا
قران بھی روزن سے دیکھ رہے تھے کہ اتنے مین ملکہ نے پانی طلب کیا میان پانی لیکر آئے اور صراحی ادل بدل
گئے الماس تو میان سے ڈرا عمرو کی نگاہ جو پڑی اُسکو شک ہوا جانا کہ کوئی عیار ہے جب قران پانی پلا کے پھرا
تو ملکہ سے پوچھا کہ ملکہ سر بریدہ جادوگران یہی ہے الماس نے کہا ہان اُس وقت عمرو نے بخوبی قران کو پہچانا
دل بحال ہوگیا جی مین سوچا کہ ضرور یہ معشوقہ قران کی ہے اسی کے لگاؤ سے یہان تک قران

آیا ہوگا عمرو نے دل مین توبہ کی لاحول پڑھا اور کہا یہ بجاے فرزند ہو کر اتنے مین ملکہ نے کہا او میان محبوب تمکو ہو ہوا
تمنے بھی یاد نہ دلایا آیا اُن چالیسون جادوگرون نے شراب وکباب کی بھی خبر لی کہ نہین لو یہ کشتیان بھجوا دو قران نے
کہا آپ کی عنایت ہو یہ بھی بھیجتے بھجیے اور مین نے تو سب چیزین بھیجدین ملکہ نے میان کی تعریف کی الماس سے کہا دیکھا
تو نے میرا میان کیسا کارکن ہو یہ ساری تیاری اسی نے کی ہو ظاہر مین تو الماس نے بھی تعریف کی دلمین کہتا ہی
ہاے یہ میان غارت ہو املکہ بعد دو گھڑی کے خواصون پر خفا ہوئی کہ ادھر امزا دیو مجھکو بات کرنا دشوار ہو آٹھ پہر سر پر
سوار رہتی ہو دور ہو غرض اسی پیچ سے قران بھی چلا گیا دروازے کے پٹ سے لگ کر کھڑا ہوا درارسے دیکھنے لگا اب
محروق نے دلمین کہا او محروق یک نشد دو شد دو گواہ ہوے اب مین کیا کرون غرض بگے مین ہاتھ تو نہ ڈالا
پٹے الماس کے پکڑے اور کہا میرا حلوا کھائے جو منھ نہ کھولدے مردے مجھے نشہ نہین ہوا ہی یہ کہکر وہ صراحی اُٹھاکر
پہلے اپنے لبسے لگائی بعد کہا نہین تو پی لے تیری جھوٹی مین پیونگی الماس اس کلام پر مر گیا پردے آنکھون مین پڑ گیے پھر
تو منھ کھولدیا البتہ ذرا سہارا سر کے نیچے ہاتھ کا ملکہ نے دیا اور باقی سب طرح اپنے کو الگ رکھا اور ساری صراحی منھ مین اونڈیل
دی جب حلق سے نیچے شراب اُتری الماس نے کہا اُف یہ تو جیسے زہر ہلاہل ملا ہوا تھا اور حقیقت مین الماس بھی بلا ہوا
تھا زبان اُسکی لڑکھڑائی الماس نے کہا میرے لوگونکو خبر کرو ملکہ نے خواص کو پکار کے کہا اُسنے کہا آتے ہین ہمنے کہدیا
آخر الماس خود گھبرا کر اُٹھا کہ مین جادوگرون تک پہونچون گر کر بیہوش ہوا بس قران نے نکلکر جگر کو اُسکے چاک کیا
لیکن عمرو سے اذن لے لیا تھا دل گردے اُسکے نکال لیے عمرو بھی قید سحر سے رہا ہوا قران باہر آیا وہ چالیسون پہلے
سے بیہوش پڑے تھے اُنکو بھی مار آندھی چلی برفباری آتشباری ہوئی بعد بڑی دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام الماس جادو
بود جو چیزین سحر کی بنی ہوئی تھین سب برطرف ہوئین محروق نے عمرو اور قران کو تخت پر بٹھایا اور کہا جلدی یہان سے
نکل چلو تین لاکھ جادوگر ہین غرض محروق جلدی سے دروازے پر آئی لوگون سے کہا کہ مین اپنی مان کے بُرے کو جاتی ہون
بخوبی تمام صبح ہوئی ہو غار سے باہر آئی یہان آکر عمرو سے کہا اب آپ لشکر کو جائین ایسا نہو کہ جادوگر آئین تو مطلب
رہجائیگا مین اُنسے سمجھ لونگی اور قران سے کہا آپ خواجہ سے میرا حال کہدیجیے گا لیکن تھوڑا سا حال مین بھی کہتی ہون
کہ او عمرو جان عوض اس احسان کا یہ ہو کہ امیر کو راضی کیجیے کہ شیرویہ پر مین عاشق ہون کلمہ پڑھا ہو سحر سے توبہ نہین
کی کہ شاید ساحرونکا سامنا ہو جائے بعد مین انکار کرونگی عمرو نے کہا انشاء اللہ قران نے کہا بس ملکہ اب سب کام تمھارا
ہو گیا غرض رخصت ہو کر دونون لشکر امیر مین آئے غل ہوا کہ عمرو آیا بادشاہ نے سُنا اشتیاق مین خود سوار ہو کر آئے
عمرو کو گلے لگایا سب ملکر امیر پاس آئے عمرو دوڑ کے امیر کے قدمون پر گرا کہ اے آقائے عمرو پھر غلام آپکا آیا امیر نے گلے لگایا
اور کہا اے عاشق حمزہ بھائی واللہ اپنے اچھے ہونے کی اتنی خوشی نہین جتنی تیرے آنے سے طبیعت خوش ہوئی عمرو نے
کہا یا امیر دونون مطلب خدا کے فضل سے ہوے قران نے بڑا کام کیا اور ایک محسن اور ہو سو اُسکا بھی مطلب چاہیے کہ
پورا کرنا امیر نے کہا پہلے جب عمرو نے کہا کو لے لاؤ امیر نے کہا بھائی یہ ہمت سے بعید ہو چار نفقا بدار ہین اُنکو بھی
بلاؤ وہ سب بھی اپنے خیمون سے آئے آگ روشن ہوئی کہ امیر کو فرامرز یاد آیا کہا خواجہ ابھی آگ پر نہ رکھنا
پہلے فرامرز کو لاؤ مین نے اُس کو فرزند کیا ہو وہ کیا کہیگا خلق کیا کہیگی عمرو نے کہا یا امیر اُس کا تو ٹھکانا بھی نہین
معلوم جب تک اُس کا پتا لگے گا ان گردون اور دل کا اثر جاتا رہیگا پھر سب اندھے رہجائین گے کہ اتنے مین
لشکر حضور اور ملک کو جلدی ہوئی کہ کسی طرح ہماری آنکھین روشن ہون امیر نے قسم کھائی کہ تم سب
آنکھین روشن کرلو مین تو بے فرامرز کے نہ ملونگا غرض امیر نے مع بادشاہ کسی کا کہنا نہ مانا

جب تو عمرو ناچار ہوا امیر سے کہا بھئی آپ کی بہت خفگی کی ہوئی ہے میں نے عیاروں سے اتنا سنا ہے کہ کوئی قلعہ اٹلی
شہر سے باہر نہیں معلوم کتنی دور ہے خیر جاتا ہوں غرض عمرو نکلا اور چلا صحرا کی طرف مگر روتا ہوا کہ کہاں جاؤں نہیں
معلوم وہ قلعہ اٹلی ملی کہاں ہے کس سے پوچھوں اگر بخت سے جا کر پوچھوں وہ بھی ایک حرامزادہ ہے غرض ہو گا ڈھائی دن کی
اسکی تاثیر ہے اور ابھی ایک رات گذر چکی اور پھر دن چڑھ آیا غرض روتا ہوا ایک باغ میں آیا اور ایک گوشے میں بیٹھ کر فکر کرنے لگا

اب چند کلمے داستان فرامرز کے بیان کیے جاتے ہیں

کہ وہ قلعہ اٹلی میں ہے مالک اسکا دلیر نامی ہے اسی نے ایک برج میں جو چاہ ہے اسمیں فرامرز کو بند کیا اور پر بڑی سی سل رکھدی
ہے ایک وقت آ کر کھولتا ہے سوکھی روٹی آبخورا بھر پانی دیجاتا ہے چند روز میں یہ حال ہم پہونچا کہ قریب تھا سل کی بیماری
ہو جائے ناچار سنگ آمد سخت آمد لیکن دلیر جو آتا ہے سمجھاتا ہے کہ اے جوان میں تجکو جانتا ہوں کہ تو شہزادہ ہے بہارستان مغرب
کا پھر کیا تیری شامت آئی کہ دین قدیم کو چھوڑا آخر نابینا ہوا اگر اب بھی توبہ کر تو آنکھیں تیری روشن ہو جائیں اور
نوشیروان سے قصور بھی عفو کرا دوں فرامرز نے کہا اے دلیر تو نہیں جانتا حقیقت اس دین کی یہ تو آنکھیں ہیں اگر
لاکھ جانیں ہوں تو قربان ہیں اور چند کلمے وحدانیت الٰہی میں بیان کیے دلیر نے کہا ہاں یہ ایسا ہی دین ہے پھر اگر تیرا دین
قبول کر دوں تو جان اور شہر کیونکر بچے خاقان اعظم چھوڑیگا فرامرز نے کہا جانے والا پروردگار ہے پھر بیان کیوں رہے
امیر پاس نہ جائے یہ سنکر دلیر گیا اور اپنے لوگوں سے مشورہ کیا کہ یہ بہکاتا ہے غرض صلصال کو لکھی مضمون جسکا یہ
تھا کہ فرامرز لوگوں کو بہکاتا ہے اب اسکا کام جلد تمام کیجیے سیدل بری روانہ کی اسی رات کو خواب دیکھا اور صبح کو
فرامرز کے پاس آیا کہا غضب ہوا کہ میں نے عرضی صلصال کو لکھی ہے اور شب کو خواب میں ایک بزرگ نے اس طرح
فرمایا کہ تو دین امیر کا قبول کر ہنوز سے بچیگا اب میں کیا کروں فرامرز نے کہا کچھ نہیں بس رات کو یہاں سے سوار ہو کے امیر کے
پاس چلو امیر بہادر کا جوہری ہے غرض گیا اور آدمی دلیر کے جو جو خواب سنکے شریک ہوے بارھواں آپ تیرھواں
فرامرز اسکو مرکب پر باندھا اور رات کو سب نکلے لیکن کلمہ پڑھکر سب از سر صدق مسلمان ہو چکے تھے راہ میں فرامرز
امیر کا حال کہتا چلا آتا تھا کہ عمرو نے آواز مرکبوں کی سنی عمرو پکارا کون ہے باش باش دلیر کی جان نکل گئی کہ اب راز
افشا ہوا اور عمرو نے آواز فرامرز کی پہچانی کہا یہ تو آواز پسر خواندہ امیر کی آتی ہے فرامرز نے کہا کہ مجکو شیخ العجم معلوم
ہوتے ہیں اور راہ ہو خواجہ اگر آپ ہیں تو میں نابینا ہوں آپ اپنے کو ظاہر کیجیے بس عمرو دوڑ کر رکاب سے فرامرز کے
لپٹ گیا فرامرز نے چاہا مرکب سے کود دوں عمرو نے منع کیا کہا جلد چلو امیر راہ دیکھ رہے ہیں اور سارا حال کہا فرامرز
نے دلیر سے کہا کہ دیکھا تم نے امیر آقا کیسا ہے غرض راہ میں باتیں کرتے چلے فرامرز نے دلیر کا ماجرا سب بیان کیا کہ اتنے
ابوالفتح بھی آتا تھا اسنے بھی فرامرز کو دیکھا بھاگا ہوا امیر پاس آیا اور کہا کہ فرامرز آتا ہے بعد اسکے گلباد نے خبر دی
کہ اتنے میں عمرو پہونچا فرامرز کو راہ میں چھوڑا امیر سے آ کر حال کہا امیر نے کہا خواجہ مجکو تم سے پہلے تمہارے بھانجے اور
گلباد نے خبر دی عمرو نے دل میں کہا کہ یہ جوانا مرگ کہاں لگے ہوے تھے کہ فرامرز ہی مسجد میں آیا بارہ آدمی ہمراہ تھے
بادشاہ کو پوچھا عمرو نے کہا دو بیٹھے ہیں پہلے بادشاہ کو مجرا کیا لیکن پشت کیطرف غرض عمرو نے ہاتھ پکڑ کے بادشاہ اور
امیر کو مجرا کرایا جو بینا ہیں وہ انکا حال دیکھ دیکھ روتے تھے بس اب امیر نے ایک ایک کو یاد کر کے بلوایا جب عمرو
نے کہا سب حاضر ہیں امیر نے بادشاہ سے کہا حضور باہر جائیں کا میکو اسکی چراہند سونگھیں پہلے تو بادشاہ نے
کہا یا امیر آپکی آنکھیں روشن ہوں ہم کو سب گوارا ہے لیکن عمرو بادشاہ کو لیکر دروازہ مسجد پر آیا پردے چھوڑ دیے کہ
ہوا نہ جانے دھواں اندر رہے اسوقت انگاروں پر دلی گروسے رکھدیے جسکی آنکھوں میں دھواں لگا پانی آنکھوں سے نکلا

اور آنکھین روشن ہوگئین پھر تو ایک نے ایک کو دیکھا لندھور مالک نے امیر کو مجرا کیا امیر سبکو لیکر بارگاہ مین آئے حکم کیا
کہ طبل سکندری بجے پھر تو ہر ایک بہادر کے لشکر مین نوبتین بجنے لگین اور ایسا زر نثار ہوا کہ سب محتاج غنی ہوگئے عمرو
سے کہا نازنان محل کو بھی لاؤ عمرو گیا پہاڑ پر سے سبکو لایا جہان انکے خیمے تھے وہان نصب ہوئے نذرین ہونے لگین
امیر آکر چنبر پر بیٹھے بادشاہ تخت پر جلوہ افروز ہوئے دست چپ سب آکر بیٹھے ناچ ہونے لگا نقابداروں سے امیر
نے کہا اب اپنا حال کہو انھون نے عرض کیا کہ ہم چار بادشاہ ہین اتنا تو آپ سے کہدیا اور باقی جب وقت آئے گا تو اپنے
کو ظاہر بھی کرینگے امیر چپ ہو رہے قیرویہ کو گلے لگایا عمرو نے سارا حال مخروق کا بیان کیا اور کہا اسنے بڑا
کام کیا ہی امیر نے فرمایا تو اچھا بعد فتح ترکستان کے مین شادی کردونگا مگر یہ خبر خان اعظم کو ہوئی خان اعظم بختک
کہ رہا تھا کہ یہ کیسا طبل امیر کے یہان بج رہا ہی بختک نے کہا معلوم ہوتا ہی کہ کوئی اور بیٹا امیر کا آیا یہ ذکر تھا کوئی
دو گھڑی رات گئی ہوگی کہ خبر پہونچی عمرو اور مہتر قران آئے اور کہتے ہین کہ الماس جادو کو مار کر دل لائے ہین بختک تو
ناچا اور کہنے لگا کہ میان یزک سے پوچھیے خان اعظم نے یزک کو بلا کے پوچھا کہ تو تو کہتا تھا کہ عمرو مارا گیا یزک نے کہا مین
کیا کرون جو مجھسے الماس نے کہا تھا وہ مین نے آپ سے کہدیا تھا کہ دوسرا جاسوس آیا اور بیان کیا کہ امیر کہتے ہین
جبتک فرامرز نہ آیگا مین بینا نہونگا بس خان اعظم خوش ہوا بختک سے کہا خیر گو الماس مارا گیا اور عمرو جھوٹ
آیا نہ فرامرز آیگا نہ امیر اچھے ہونگے اور اُسکے اثر کا زمانہ بھی اب پانچ پہر باقی ہی غرض جب صبح ہوئی خان اعظم کو
تحقیق خبر آئی کہ فرامرز بھی آیا اور سب اچھے ہوئے بارگاہ مین جشن ہو رہا ہی آج تو بختک خوب ناچا اور ہنسکر کہا اے
خان اعظم دیکھا تو نے ہم کو دروغ گو جانتا تھا خان اعظم نے کہا ابھی تک مجکو یقین نہین بختک نے کہا کیا خوب یہ بھی
جو لانے کا تیر ہی ہم کو تو یقین ہی چاہے تجھے نہو غرض پھر تو جتنے جاسوس آئے سبنے یہی خبر کہی اور بختک نے خان اعظم
کو اور جلایا صلصال نے نوشیروان سے کہا کہ چار سو بیٹے اس شخص کے مارے گئے ایسا رنج نہوا جو اس بختک نے
دل کو برمایا ہی اور اے بختک خوب ہوا جو وہ بینا ہوئے یہ بھی لوگ کہتے کہ اگر اندھون کو مارا تو کیا کمال کیا

اب چند کلمے داستان طبل جنگ بجوا کے لڑنا خان اعظم کا شیرویہ سے اور زخمی ہوکے مع نوشیروان بالاخطا مین قلعہ بند ہونا بیان کیے جاتے ہین

اسی وقت حکم دیا کہ بجے طبل جنگ مین آپ حمزہ سے لڑونگا یہ خبر امیر کو ہوئی امیر نے عمرو سے کہا عمرو تو خوشی خوشی
روز تو ایک چوب لگاتا تھا آج تین چوبین مارین اور کل سرداروں کو آج کوئی اندیشہ نہین ہی بلکہ خوش ہین کہ خوب
لڑینگے غرض صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے آج کئی مہینے کے بعد امیر بعہدۂ صاحبقرانی چالیس قدم لشکر سے
آگے ٹھہرے ہوئے کل سردار دست راست و دست چپ پرے جما کر کھڑے ہوئے بختک کی جان آدھی ہوئی جاتی ہی کہ
اتنے مین خان اعظم میدان مین آیا اور پکارا کہ اے گروہ خداپرستان بیا بمیدان کہ شیرویہ بن حمزہ نکلا اجازت
مانگی امیر نے کہا اے فرزند تو کیون نکلا مگر خیر جا خدا نگہبان ہی شیرویہ اگر ہمگا ر ہوا برابر رہا پانچ پانچ قدم مرکب
پیچھے ہٹے خان اعظم نے نام پوچھا اور کہا یہ تیرے سبب سے امیر کی آنکھین روشن ہوئین الماس مارا گیا مین کب
تجھے چھوڑتا ہون لا ضرب بہادری کی شیرویہ نے کہا او سگ آیا ہے تجھے آئین اہل اسلام کا نہین معلوم پہلے تو حربہ کر
صلصال نے نیزہ مارا شیرویہ نے بعد دو گھڑی کے بہ برکت اسلام نیزہ اُسکا ہوائی کیا خان اعظم نے ار دپشت ننگ
مارا شیرویہ نے سپر چہرہ کی پناہ کی پشت تیغ کو پیچھے دیدیا وہ سپر کو کاٹ کے تیغ پر پڑ کر پھسل گیا شیرویہ نے تلوار
ماری اسکی بھی سپر کٹی اور سر پر زخم آیا شیرویہ نے دبانے جو ہاتھ کو کھینچا خان اعظم نے سر پیچھے ہٹایا تلوار ناک پر

لیکر ڈالتی ہوئی رکیب کے بیچ سر پر زخم دیکر صاف نکل گئی ترک دوڑے ادھر سے لشکر امیر کا چلا جنگ مغلوبہ ہونے لگی
خان اعظم کو لوگون نے لاکر تخت پر بٹھایا زخم رومال سے باندھا کہ ایسا نہو لشکر بیدل ہو جائے پھر تو امیر ایک طرف
لندھور مالک بہرام کرب فرامرز جمہور وغیرہ اپنی اپنی لڑائی خوب لڑے کبھی میمنہ کبھی میسرہ دوپہر کامل لڑائی
رہی علم کفار کا سرنگون کیا قریب خان اعظم کے پہونچے بختک نے گھبرا کے طبل بازگشت بجوایا دونون لشکر جدا ہوئے
بختک تو نوشیروان اور خان اعظم کو لیکر بھاگا لشکرگاہ مین آیا امیر نے کھڑے ہوکر ایک ایک کو پوچھا یہانتک
کہ شیرویہ آیا پوچھا زخم تو نہین لگا عرض کیا کہ خدا نے بچایا اسوقت امیر بارگاہ سلیمانی مین آئے دنگل پر بیٹھے وہان
بختک نے خان اعظم سے کہا کہ اب کسی طرح چپکے چپکے سب کو قلعے مین روانہ کرو اور خود بھی چلے چلو ایسا نہو کرب
یا فرامرز آکر شبخون ماریں جب اچھے ہولوگے یا کوئی مدد کو آئیگا گڑ لڑ لینا غرضکہ سب کو قلعے مین لے گیا اور دروازے
پر دو ہزار زرہ پوش بٹھا دیے یہ خبر امیر کو ہوئی عمرو نے کہا یا امیر اب آپ گرد لشکر کے حصار کر دیجیے ایسا نہو کہ گیدی
نو ماہ شمامہ کو بلوائے اور اس کو بھی الماس کی خبر ضرور ہوگی وہ عوض لینے آئیگی امیر نے کہا خواجہ کیون ڈرتے
ہو مجکو تو تکیہ خدا پر ہے جب قلعہ سے لونگا حصار بھی کر دونگا اور ہمارا خیمہ وہان ہے کہ جہان صلصال کا خیمہ تھا
عمرو نے کہا یا امیر جب وہ نکلیگا آپ کو ہٹنا پڑیگا امیر نے کہا مجھے لینگے اب اگر وہ نکلیگا مین قلعہ نہ چھوڑونگا غرض
چار کوس بڑھکے بارگاہ برپا کی رہنے لگے دو تین دن ہوئے تھے کہ رات کو فرامرز اور کرب چوری گئے امیر نے عمرو
سے کہا دریافت کرو اب عیار اور عمرو دوڑکر سامنے قلعے کے آئے جب کوئی راہ نہ دیکھی پھر آئے دوسرے دن مہلیل
جنگ عراقی بہرام گرد چوری گئے پھر امیر نے عمرو پر تاکید کی عمرو بھی حیران ہے تیسرے دن جمہور
چوتھے روز ارشیون اور فرہاد خان لندھور کے بیٹے غائب ہوئے پھر آج تو امیر اور بادشاہ عمرو پر
بہت ہی خفا ہوئے کہ جلد خبر لاؤ اور بادشاہ نے بیس ہزار زر سرخ اور ایک خلعت سلیمانی منگا کر بارگاہ مین رکھا
اور کہا جو خبر لائے وہ لے ابو الفتح نے کہا آیا خواجہ سلامت کے سوا اور بھی کوئی جائے تو لے عمرو نے
ابو الفتح کو گھورا اور کہا او جوانا مرگ تو ہر بات مین چالاکی کرتا ہے ابو الفتح نے کہا کچھ آپ کا نام نہین
رکھا تھا اس سے مین نے حضور سے پوچھا عمرو نے کہا حضور اسکو توشہ خانے مین رکھوا دین جب مطلب پکا
ہو جائے کوئی لے لیگا اور عمرو باہر آیا چالیس عیار ساتھ ہوئے قران تو مجرا کرکے ایک طرف چلا گیا
عمرو نے ان سب سے کہا تم میرے ہمراہ نہ آؤ کیا کروگے انھون نے نہ مانا آخرکار ہمراہ عمرو کے چلے تین دن تک
عمرو اور سب عیار کوشش کیا کیے اور کہین راہ قلعہ با خطا مین جانے کی نہ پائی تیسری رات ہے کہ عمرو سب سے
الگ ہوا چہار طرف پھرا ایک کوہ دیکھا کہ دیوار قلعے کی اس سے نزدیک ہے اور وہ دو تین گز بلند بھی ہے فقط وہ
خندق بیچ مین ہے اور سارا قلعہ معلوم ہوتا ہے یعنی اندر کی زمین اور مکان تک عمرو سوچا اگر جست کرکے
کودے تو ہڈی پسلی چور ہو گئی اور نیچے گرے خندق ہے غرق ہو جاؤ گے

اب دو کلمے داستان جانا عمرو کا چند عیارون سے قلعہ مین مینار مینارہ نشین رکھکے واسطے خبر لینے سرداران اسلام کے بیان کیے جاتے ہین

آخر پشت دست کو دیکھا چھتیس سوکر یاد آئے اور خیال گذرا وہ مینار کہ خداوند مینارہ نشین کو مارکے لیا تھا زنبیل سے
نکالا اور معجزہ داوداے طلب کیا کہ مینار کو دیجیے اور زنبیل سے نکالکر شل پل کے دیوار پر قایم کیا اور با فراغت سے چلے
چالیسون عیار بھی پیچھے پیچھے کہ واہ وا استاد سبحان اللہ ہمکو بھی لیے چلو عمرو نے دل مین کہا کہ ان جوانا مرگون نے ناک مین دم

آخر سب قلعے مین آئے صورتین بدلین جب دن ہوا عمرو بارگاہ خان اعظم مین آیا کھڑا اُسنا کیا اور سب باتین ہوئین لیکن کچھ ذکر سردارونکا نہ آیا عمرو باہر نکل آیا غرض تیسرے دن عمرو سوچا کہ یہ جوانا مرگ ہر وقت مجھسے مڑک کی لیتے ہین انکو سرخیت معقول یہان دباؤ یہ سوچ کر یزرک خطائی کے مکان مین آیا کمند ڈالکے اترا وہ زوجہ کے ساتھ سو رہا تھا اسے بیہوش کیا اور دالان مین ایک صندوق رکھا تھا اُسمین بند کیا اُسکی صورت بنکے آپ پلنگ پر لیٹ رہا جب صبح ہوئی کمر باندھکے سب کو سلام مجرا لیکر باہر آیا عیارون سے مجرا کیا بارگاہ خان اعظم مین آئے دروازے پر چوبدارون نے سلام کیا اور بارگاہ کے آگے جہان یزرک کے بیٹھنے کی جگہ تھی وہان سلام کرکے بیٹھے کہ اتنے مین خان اعظم نے یزرک کی تعریف کی کہا ہے بختک اس طرح سردارونکو لایا کہ ثابت نہوا کون لیگیا عمرو نے سُنا یزرک علی تو بنے ہوئے تھے خان اعظم سے کہا آپکا اقبال تھا میری کیا اصل و حقیقت ہو اور اگر لات و منات چاہتے ہین تو سبکو لاتا ہون یہ کہکر اب جو دیکھا عمرو نے تو چالیسون عیار بھی موجود ہین کوئی فراش کوئی خواص کوئی سقہ بنا کھڑا ہے عمرو چپکے سے اُٹھا کہا اے وزارت و اقبال پناہ آیا آپنے بھی پہچانا بختک نے کہا کیا اور گھبرایا کہ کہین آپ ہی مرشد کامل تو نہین بختک نے کہا اے یزرک مین نے نہین پہچانا کہا یہ جو فلان فلان کھڑے ہین یہ عیاران لشکر اسلام سے ہین انکو گرفتار کیجیے بختک نے چپکے سے خواص کو بلا کر کہا اسنے عیارون سے کہا اور یہ سب بے خبر کھڑے دیکھ رہے ہین کہ استاد یزرک نے نہین معلوم بختک سے کیا کہہ رہے ہین کوئی عیاری سوچ ہونگے اور عیارون نے سبکو پیچھے سے آکر کسی کی کمر تھامی کسی کے ہنسنے گانٹھے کسی کو کمند سے باندھا جب تو سب حیران ہوے پھر سوچ کہ شاید یہ بھی کوئی عیاری ہوا تب خان اعظم بھی خوش ہوا یزرک علی کو بہت سا انعام دیا اور کہا اے یزرک ایسی چالاکی تو تمنے آجتک نہین کی تھی یزرک علی نے کہا اے خان اعظم جب مین نے دیکھا کہ تیرا یہ حال ہوا مین نے بھی ہاتھ پانون ہلائے بلکہ کل لشکر کو پکڑ لاؤنگا اور بلوایئے جلاد کو کہ انکی گردنین قلم کرے جب تو ابوالفتح و برق سب حیران ہوے کہ اس ساربان زادے نے خوب دھر دبایا اور وہان یزرک کو صندوق مین ہوش آیا لگا غل مچانے کہ ارے کس نے مجکو بند کیا ہے خواصون نے نکالا اور کہا آپ تو بارگاہ کو گئے تھے یہان کسوقت آکر بند ہوے جب تو یزرک سوچا کہ یہ کام عمرو کا ہے باہر آیا اور دروازہ پر خان اعظم کے پہونچا لوگ حیران ہوے کہ دوسرا یزرک کہان سے آیا یزرک سے پوچھا تو اسنے کہا اس طرح مجکو عمرو بند کر گیا تھا انھون نے کہا تو جھوٹا ہے تو ہی ساربان زادہ ہے ارے یزرک اصلی تو اندر ہے اور آج اتنا بڑا کام کیا ہے کہ چالیسون عیار پکڑ لایا ہے مین خلعت پا رہے مرتبہ زیادہ ہے یہ سنکر جان یزرک کی نکلگئی کہ خوب رنگ عمرو کا جما غرض چوبدارون سے منتین کین کہ ذرا میری خبر کرو چوبدار نے آکر چپکے سے بختک کے کان مین کہا اسنے صلوٰۃ بھیجی عمرو پہچان گیا کہ یزرک آیا ہوگا جب تو آپکو بھی ہوش آیا کہا اے عمرو یہ تونے کیا عیاری کی ارے زنبیل مین نہ ڈال لیا تجھسے اس عمر بھر مین بلا خطا مین دو خطائین ہوئین اب کوئی عیار نہ بچیگا عمرو نے خان اعظم سے کہا کہ آپ میرا ہاتھ پکڑلین اور کہین کہ عمرو کو پکڑ لیا دیکھیے وہ ساربان زادہ دروازے پر آیا ہے ایسا نہو کہ سنے یزرک اندر ہے بھاگ جائے جب وہ سنیگا کہ عمرو پکڑا گیا اس دھوکے مین اندر چلا آئیگا اُسوقت مجکو چھوڑ دیجیے گا اُسے گرفتار کر لیجیے گا خان اعظم نے ہاتھ پکڑا سب نے غل مچایا کہ عمرو کو پکڑ لیا اور چوبدار نے بھی یزرک سے جاکر کہا یزرک اندر آیا مجرا کرکے کہا اے خان اعظم بس اسکو نہ چھوڑیے گا مجکو اسطرح بند کرکے یہ آیا ہے یہ کو کہا کیا عیارون سنے دوڑ کر اسی کی مشکین باندھ لین اور جوتیان پڑنے لگین عمرو بھی ہاتھ چھڑا کے یزرک کے پاس آیا اور یزرک نے خان اعظم سے کہا کہ اس سے پوچھیے کہ ساتون سردار کہان ہین یا نہین بتاؤن عمرو نے کہا ہان مین بتاؤنگا اور دل مین کہتا ہے کہ بڑی مشکل ہوئی جان نکلی جاتی ہے بختک حرامزادہ جلا ہوا تو تھا ہی

پیچھے سے صلصال سے کہا جبتک تحقیق ہو اس یزک کو بھی قید کرو عمرو کو بھی لوگون نے پکڑا عمرو نے غل مچایا اور
رونے لگا کہ واہ اے خان اعظم تو نے بختک کے کہنے سے مجھے ذلیل کیا یہ مجھسے خار کھایا کرتا ہے خیر اب تو دونون کو
قتل کیجیے عمرو بھی قتل ہو جائیگا یا مین ہون یا یہ اسمین تیری سلطنت تو قایم ہو جائیگی ایک غلام آپکا مارا گیا تو کیا اور بہت سے
غلام آپکے ایسے ہین یہ جو رو کر کہا صلصال کو ترس آگیا کہا چھوڑ دو بختک لاکھ کہا کیا عمرو چھوٹ گیا غرض پھر
یزک سے پتے کو کہا عمرو نے خان اعظم سے کہا مین وہ پتا دون کہ جو آپ نے کسی سے نہین کہا اور کان سے منھ لگا کے کہا
منم عمرو عیار اور تاراج سر کالیکر ایوان مین نعرہ کیا صلصال نے کہا لینا عمرو کو جانے نہ پائے عمرو نے جست و جو کی
دروازہ ایوان کا پھاندگیا مگر جہان پر پیر قایم ہوا وہان پر کائی جمی تھی پانون پھسلا لاکھ چاہا کہ ہاتھ ہی ٹیکون ایسی کائی
ساری دیوار پر تھی کہ نیچے گرا لوگ تو کمندیں لیے کھڑے تھے عمرو بن امیہ ضمری کو گرفتار کر لیا

اب چند کلمے داستان قید ہونا عمرو کا عیارون سمیت اور چھڑانا مہتر قران کا سبکو مسلمان ہونا یزک
نطاقی کا اور وزیر صلصال کا اور قلعہ امیر کے ہاتھ آنا اور بھاگنا نوشیروان او صلصال کا بیان ہوتے ہین

یزک کو خان اعظم نے چھوڑ دیا اور اس سے عذر کیا خان اعظم نے کہا بس اب تو میرے سامنے جلاد کو بلوا کے عمرو کو قتل کر
مین حکم کا غصے مین ایک حکم دیا ہے ابو الفتح اور برق سب عمرو سے کہ رہے ہین کہ خوب عیاری کی سردارونکو چھڑایا عمرو
رو رہا ہے کہ دروازے پر غل ہوا چاہا کہ دریافت کرے کہ ایک سپاہی نظر آئی اور نعرہ کیا مہتر قران نے کہ اے صلصال
اور نوشیروان اور بختک اگر استاد کا بال بیکا ہوا تو تمکو مار ڈالونگا خان اعظم نے کہا لینا اسے یہ نہ جانے پائے اسے بھی
گرفتار کرو قران نے بھی بغدہ لے کر مارنا شروع کیا دم بھر مین کشتون کے پشتے لگا دیے اور جست کر کے نکل گیا لوگ پیچھے دوڑے
اس گلی اس کوچے سے نکل کر تنہائی کا گوشہ دیکھ کر صورت بدل کر کہین کھڑا ہو رہا جو آیا اس سے کہا وہ لوگ آگے جاتے ہین
تم بھی جاؤ اور یہان خوف ہوا بختک نے خان اعظم سے کہا اب قتل کی صلاح نہین انھین قید رکھو جب قران بھی
گرفتار ہو جب قتل کرنا خان اعظم نے یزک سے کہا تو ہی نگاہ رکھ یزک اپنے گھر مین لایا مکان کے آگے ایک ایوان تھا ایک
ایک کو بارہ دری کے ستونون سے باندھا اور باہر کے مکان مین کہ تیسرا درجہ تھا چودہ سو عیارون کا پہرہ مقرر کیا بیچ مین عمرو
کو قید کیا اندر مکان کے یزک باہر عیار دف و چکارے بجا رہے ہین غزلین گا رہے ہین شراب چل رہی ہے اور جب
یہ سب عیار نامی بالا خطا مین آکر گرفتار ہوے خان اعظم نے یزک کزک یلدا اب سے کہا کہ جا کر تلاش کر دیکھ
عیار کس طرف سے آئے اور دروازے والون پر بھی عتاب نازل ہوا انھون نے قسمین کھائین کہ ہماری طرف سے کوئی
نہین آیا غرض یلدا پھرتے پھرتے ادھر آیا جہان وہ مینار مینارہ نشین رکھا ہوا تھا عمرو اسے واسطے قران کے چھوڑ آیا تھا
کہ میرا جان بخش کیونکر آئیگا اور اسکا آنا مقدم ہے کیونکہ شاید مین قید ہو جاؤن تو وہ آکر رہا کریگا اور وہی ہوا غرض یلدا
آیا اور خان اعظم سے حال مینار کا بیان کیا اسنے لوگون کو واسطے اٹھانے کے بھیجا بھلا وہ کس سے اٹھ سکتا اور یہان
مہتر قران دوپہر رات گئے یزک کے مکان پر پہونچا اور ایک درخت برابر دیوار کے تھا اسپر چڑھا یہ ارادہ کیا کہ اسی پر سے
دیوار دیوار جہان عیار قید ہین وہان جاؤن گا اور نیچے سب عیار گا بجا رہے تھے قران کو چھینک آئی لنگر جو پڑا ڈالا
درخت کا پھٹا قران ڈالی سمیت عیارون پر گرا کسی کا سر کسی کی ناک کسی کا ہاتھ ٹوٹا سب گھبرا گئے کہ یہ کیا بلا آئی اور
قران اٹھ کے بھاگا عیار پیچھے چلے قران بھاگتے بھاگتے ایک اندھے کنوئین مین جا رہا اندھیری رات تھی اور
عیارون کو بن پڑی انھون نے پاٹنا شروع کیا ایک آن مین زمین برابر کر دی اور اطمینان سے آکر بیٹھے کہ قران
تو زندہ در گور ہوا لیکن قران نے اندر اس کنوئین کے ایک کول دیکھا اندر گھس گیا اور بغدے سے

نقب کھودنا شروع کی ایک اور کنوان تھا اُسمین وہ نقب پھوٹی قران کو آسمان نظر آیا اوپر آیا دیکھا کہ ایک مکان ہی
اور دروازہ اُسکا بند ہی قران چپکا کھڑا تھا کہ آواز کرب و فرامرز کی آئی قران نے کہا ای پسر خواندہ امیر اگر تم ہو
تو جواب دو اور اُنھون نے بھی آواز قران کی پہچانی خوش ہوئے پکارے کہ ہمین ہین قران نے فتیلۂ عیاری
روشن کیا اور ساتون سردارونکو دیکھا پوچھا یہان تم کو کسنے رکھا ہی کرب نے کہا یہ مکان یزک کا ہی جب سے لایا ہی ہمین
رکھا ہو بس ہر ایک نے قید توڑ دی قران نے اپنا اور عمرو کا ماجرا کہا اور پوچھا کہ یزک کا مکان یہان سے کتنی دور ہی
فرامرز نے کہا ذرا دور ہی لیکن کوٹھون کوٹھون چلیے تو بہتر ہی قران نے کہا اب مین ایک عیاری کرتا ہون جو تم شریک
ہو سب نے کہا بسم اللہ قران نے شکل اپنی خان اعظم کے خواجہ سرا کی بنائی اور چار سردارون کو کہار بنایا ایک کو
مشعلچی دو کو خواص ایک میانہ اس مکان مین یزک کا رکھا تھا اُسمین قران سوار ہوا فرامرز سے پوچھا یہان کچھ تیل ہی
فرامرز نے کہا گھر عیار کا ہی ضرور ہو گا غرض قران نے مشعل بنا کر تیار کی اور میانہ مین سوار ہو کے وہان جہان عیار
گار ہے تھے میانے سے اُترا اُنھون نے مجرا کیا قران نے کہا یزک کہان ہی اُنھون نے کہا محل مین سو رہا ہی قران نے
کہا دروازہ کھولو خان اعظم نے ایک بات یزک سے کہلا بھیجی ہی اُنھون نے دروازہ کھولدیا قران اندر آیا اور
دروازہ بند کر لیا قریب عمرو کے آیا خواجہ نے نہ پہچانا قران نے کہا یا اُستاد مجکو نہ پہچانا غلام آپکا ہون آنکھین پھوٹین
جو اس حال سے آپکو دیکھے اور جلدی سے قید عمرو کی کاٹی اور کہا بس مجکو آپسے کام تھا آپکو رہا کیا عمرو نے کہا بیٹا انکو
بھی رہا کرو قران نے اُن سب سے کہا کیون صاحبو تمکو چھوٹنا منظور ہی یا قائنہ کو لو گے اب تو عمرو بھی سمجھا کہ شاید یہ
اُسپر عاشق ہی سب نے مع خواجہ کہا کہ ہماری بیٹی کی جگہ ہی اب قران نے سبکو رہا کیا اور عمرو سے قران نے کہا کہ مین
سردارونکو بھی لیتا آیا ہون لیکن اب یزک کو جا کر پکڑ لون تو کام پورا ہو عمرو نے کہا بیٹا اب مین سمجھ لون گا اور دروازہ
یزک کے مکان کا کھلوایا کہ جلد کھولو میان منظور آئے ہین یزک بھی گھبرا کے اُٹھا عمرو اور قران گھر مین اُسکے بصورت
اصلی آئے اور عمرو نے یزک سے کہا کہ اب کہو دیکھا تمنے قدرت خدا کو کہ یہی اتنی رات درمیان تھی کل کی تو خان اعظم نے
قسم کھائی تھی کہ صبح کو قتل کرونگا بلکہ بختک نے منع بھی کیا صلصال نے کہا تو قران سے ڈرتا ہی مین اگر ایک ایک
سے ڈرا کرون تو حکومت کیونکر کرون اب اگر کوئی حیلہ باقی ہو وہ بھی کہدو یزک نے کہا حقیقت مین تیرا جواب نہین ہی
لیکن اگر مجکو لڑکر زیر کرے تو البتہ مسلمان ہون قران بڑھا تھا کہ عمرو نے روکا کہ تم تماشا دیکھو اب اندر دالان مین تو
یزک کے گھر کی عورتین دیکھ رہی ہین اور یزک سے عمرو سے گتھ چلنے لگا عمرو نے کئی چوٹین روکین پھر آپ بھی
پینچ کھینچا تھوڑے عرصے مین عمرو نے کمند کا حلقہ مارا یزک گرفتار ہوا بس کلمہ پڑھ کر از سر صدق مسلمان ہوا اب
عورتون کو بھی مسلمان کیا اور عمرو سے کہا اب چلیے کہ مین سردارونکو لے آؤن عمرو ہنسا اور کہا انکو قران پہلے ہی
چھڑا لایا مگر اب جلدی چند مرکب منگواؤ یزک اُسی وقت دوسری راہ سے مرکب بھی لایا اور سردارون کو سوار کیا
یزک کی عورتون نے کہا ہمکو بھی لیچلو نہین تو خان اعظم ہمین بندی کریگا غرض دو دو عورتون کو ایک ایک نے بٹھلایا
اور سب کو لیکر یزک نکلا اور اُس دروازے کی طرف سے چلا کہ جدھر سیراب اژدر گیر اور فولاد اژدر گیر کی چوکی تھی
جو طلایہ راہ مین ملا یزک اُس سے نکال لیگیا مگر جب دیکھا تو وزیر خان اعظم کا زرہ خان ہمراہ پانچ سو سوار سے
چلا آتا ہی یزک کی جان نکل گئی یزک نے کہا اب زندگی نہو گی عمرو نے کہا تمھین کسی طرح ٹالو یزک نے کہا
آپ سبکو لیکر کہین چھپ جائین میرا اسلام اسپر ظاہر نہین ہی مین کوئی حیلہ کرتا ہون یہ کہکر دوڑا ہوا آیا مجرا کیا اور
کہا حضور اسوقت کہان زرہ خان نے کہا کہ خان اعظم کا حکم ہوا آج تم ہی طلایہ پھرو کہ یہ رات بہت کٹھن ہی

اور ای یزک تو کہان یزک نے کہا مین بھی طلایہ کو آیا ہون وزیر نے کہا تو مجھسے چھپاتا ہے مسلمان ہوکے عمرو اور سب کو
لیے جاتا ہے یزک کا دم نکل گیا مکرنے لگا وزیر نے کہا تو ڈر نہین مجکو بھی دو خواب ہوے ہے تو نہجا کہ وزیر سے اور
طلایہ سے کون نسبت ہے پہلے خواب کو تو مین نے خیال نہ کیا اب آج پھر ایک بزرگ نے ارشاد کیا کہ اس طرح یزک
جاتا ہے بس تو بھی شریک ہو امیر کا تاکہ تیری نجات ہو یہ سُنکر یزک خوش ہوا اور دوڑکر عمرو کو بلا لایا وزیر نے عمرو
سے کلمہ یاد کرکے پڑھا از سر صدق مسلمان ہوا گزک بھی ہمراہ تھا وہ دیکھ رہا ہے کہ یہ ماجرا کیا ہے مگر وزیر نے عمرو سے
کہا کہ یہ جو پانچ آدمی مین لایا ہون یہ اسلیے کہ میرا ساتھ دینگے اُنکو بھی کلمہ بتاؤن غرض اُسنے کہا وہ سب مسلمان ہوے
الا گزک کہ یہ حال دیکھ کر بھاگا اب وزیر بھی یزک کے ہمراہ ہے سب دروازہ قلعہ کیطرف چلے پہلے یزک پہونچا کہا دروازہ کھولو
خان اعظم کو خبر ہوئی کہ سردار امیر کے چھوٹ کر نکل گئے سُنا ہے کہ باہر قلعہ کے کسی گانون مین ہین اور پانچ سو سوارون
سے وزیر کو بھی ہمراہ کیا ہے بس اُنھون نے دروازہ کھول دیا سہراب چونکا کہا ارے کیا ہے پیادون نے حال کہا سہراب
نے یزک کو دکھا ادھر سب نے مرکب اُٹھائے مگر جب سہراب نے عورتون کو دیکھا اُسوقت گھبرایا اور کہا ای یزک
یہ عورتین کیسی ہین ارے ہان یہ جانے نہ پائین اور جلد دروازہ بند کرو کرب فرامرز بیچ مین آکر کھڑے ہوگئے عورتون
کو تو باہر نکال دیا اور دروازہ نہ بند کرنے دیا ہشت مشت ہونے لگی ایک نے آکر کرب کے پانون پکڑے کہ گرادون
کرب نے قبضہ مار کر بھیجا اُسکا نکل پڑا پھر تو غل ہوا تلوارین کھنچ گئین لاش پر لاش گرنے لگی ادھر گزک یزک کا بھائی جو
زرہ خان کے ساتھ کھڑا یہ تماشا دیکھ رہا تھا اُسنے خان اعظم کو خبر کی کہ یزک اور آپ کا وزیر دونون مسلمان ہوے
سب ملکر سردارون کو بھی لیے جاتے ہین بلکہ اب تلوار چلنے کی بھی خبر پہونچی خان اعظم ارہ پشت نہنگ پکڑکر اُٹھ کھڑا
ہوا یہ خبر بختک اور نوشیروان کو بھی ہوئی یہ بھی آئے خان اعظم نے کہا کیون ای شاہ مین نہ کہتا تھا کہ اُنکو قتل کر
بختک نے کہا یہ باتین راہ مین کرنا جلدی چلو غرض کمر بندی ہونے لگی اور خان اعظم و نوشیروان سب چلے اور
یہان کرب و فرامرز نے عمرو اور یزک اور وزیر سے کہا کہ تم عورتون کو لیکر لشکر امیر مین جاؤ اور خبر کرو ہم دروازہ
تھامے رہینگے وزیر نے عذر بھی کیا کہ مین جان دینے کو موجود ہون فرامرز نے نہ مانا کیونکہ وزیر صرف قوت عقل رکھتا تھا
پہلوان نہ تھا غرض یہ عورتون کو لیکر لشکر امیر مین آیا اور عمرو مسجد کے پاس مین گیا امیر وظیفہ پڑھ رہے تھے کہ
باہر سے عمرو نے پکار کر باندھو امیر نے پلٹ کر دیکھا عمرو نے اندر جا کر سب ماجرا امیر سے بیان کیا امیر مسجد سے باہر
آئے غرض اب یہ خبر لشکر مین امیر کے پھیلی لندھور ملک بہرام وغیرہ آنے لگے جو آیا امیر کو مجرا کیا اور قلعہ پر چڑھ دوڑا
امیر نے اتنا تامل کیا کہ زرہ خان کو گلے لگایا اور کہا کہ یہان کی حکومت تم کو دونگا یزک کی بھی تعریف کی بعد اُسکے سوار ہوکر
چلے وہان سردارون نے پہونچ کر لاش پر لاش گرادی سہراب سے اور کرب سے سامنا ہوا سہراب نے تلوار ماری
کرب نے پشت شمشیر پر روک کر جو ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا دو ٹکڑے ہوئے اُدھر فرامرز سے اور فولاد سے مقابلہ پڑا
فولاد نے تیر مارا فرامرز نے خالی دیا اور تلوار ماری کہ گردن اُڑ گئی اب دروازے پر لاشون کا انبار ہو گیا کہ اتنے
مین خان اعظم لشکر مین ترکون کے آیا اور تلوار چلنے لگی ناگاہ نعرہ لندھور کا ہوا اور ہندی کھماچی ترکون سے
لڑنے لگے بختک نے نوشیروان سے کہا کہ آج عدالت نہین کرتا داد ان ہندیون کی نہین دیتا کہ کیسے لڑ
رہے ہین نوشیروان خفا ہوا کہ یہ وقت کون ہنسی کا ہے اور راوگیدی جو چاہا تو نے کیا بختک نے کہا مین نے کیا
کیا اپنے لات و منات کو کہو کہ کبھی آکر مدد نہ کی خان اعظم تو یہ سُنکر بہت خفا ہوا اور کہا او بختک ہان جو کچھ ہوا
تیرے سبب سے ہوا یہ فساد تیری ذات سے ہین وہان عمرو بصورت بدل قلعے کے دوسرے دروازے پر

آیا اور بانون سے کہا کہ خان اعظم تو وہان کھڑا ہو تم کیا کرتے ہو چلو خان اعظم نے بلایا ہو وہ سب تو اودھر گئے عمرو نے سفید مہرہ نکالا اور بجایا مالک اودھر لڑتا بھڑتا چلا آتا تھا اسکو اس دروازے کا مالک کیا پھر تو امیر بھی اسی دروازے سے آئے اور نعرہ کیا نعرہ ۔ امیر عرب ضیغم روزگار ؛ منم صف شکن حمزۂ نامدار ؛ اگر بر کشم تیغ بر فوج کین ؛ فتد لرزہ بر آسمان و زمین ؛ پھر تو منم منم کے نعرے ہونے لگے امیر نے کرب کو پکارا کرب نے وہان سے نعرہ کرکے آواز اپنی سُنائی کہ مصروف جانفشانی ہون کہ اتنے مین سواری بادشاہ اسلام کی پہونچی طبل سکندری کی صدا بلند ہوئی اور تیسرا دروازہ بھی امیر نے جا کر لے لیا اب تو بختک گھبرایا نوشیروان سے کہا تو تو بھاگ اب ایک دروازہ رہگیا ہو اور صلصال سے کہا کہ جان ہو تو جہان ہو خان اعظم بختک کے ورغلانے سے اور بھی ڈر کر بھاگا جسنے دیکھا وہ ساتھ اسکے نکلا جو ترک رہگئے وہ لڑا کیے مارے گئے اور وہ دروازہ قلعہ اُنکی کیطرف تھا خان اعظم اُسی طرف بھاگا یہان تین پہر کامل تلوار چلی جب ترکون کو یہ معلوم ہوا کہ صلصال بھاگ گیا سبنے امان مانگی ہتھیار پھینکدیے امیر نے تلوار میان مین کی بس سب نے ہاتھ روک لیا امان ہو گئی اب لوٹ پڑی قلعہ لٹنے لگا وزیر نے امیر سے عرض کی کہ قلعہ نہ لٹوایئے امیر نے منع کیا اب بادشاہ کو لیکر جس جگہ بارگاہ صلصال کی تھی وہان آئے بادشاہ تخت پر جلوہ افروز ہوے ناچ ہونے لگا سارا قلعہ مسلمان ہوا نذرین گذرین عمرو نے اپنا مینار لیا مال بھی خوب لوٹا امیر ایک ہفتہ وہان رہے بعد اُسکے دو منزل پر بارگاہ برپا کی اور وہان اُترے

اب چند کلمے داستان رستم کے ترک توسن کا پھر خاور پر آنا اور علمشاہ کے ہاتھ سے زخمی ہو کر بھاگنا اور جنگل مین جانا بعد چند روز کے علمشاہ کا شکار کو جانا اور اسی شہر مین پہونچنا بیان ہوتے ہین

ترک توسن زخم کا علاج کرکے پھر خاور پر آیا اور سرکشی کی علمشاہ بھی دو لاکھ سوار لیکر قلعے سے باہر نکلا طبل جنگ بجا صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے بعد صف آرائی کے نقیب نسب دیکر نکل گئے ترک توسن میدان مین آیا اور کہا اے رستم آج تجھے زندہ نہ چھوڑونگا رستم نے کہا تیری قضا تجھے لائی ہو اور میدان مین آیا ہتھگا در ہوا گرد برد کر دیا ترک توسن نے نیزہ مارا علمشاہ نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا ترک توسن نے خنجر مارا علمشاہ نے تلوار سے خنجر اُسکا کاٹا اور اپنا وار کیا اُسنے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تلوار نے سپر کو کاٹا تا دوابرو اُتر گئی ایک خط ناک پر بھی پڑگیا اُسے غش آیا رستم پکارا کہ لیجاؤ اسے لوگ اُسکے آکر اٹھا لیگئے رستم با فتح و فیروزی قلعے مین آیا مگر بعد چند روز کے دل گھبرایا واسطے شکار کے نکلا اب ایسا شکار کا لپکا پڑا کہ روز شکار کو جایا کرتا ہو ایک روز آہو کے پیچھے مرکب اُٹھایا آہو تو قریب شام کے نکل گیا لوگ پیچھے رہگئے رستم نے راہ گم کی جاتے جاتے تین دن کے بعد شہر چگل مین پہونچے سرا مین اُترے اور ترک توسن بھی بھاگ کر یہین آیا تھا حال اپنا لاہان شاہ اور فضیلان شاہ سے کہا یہ دونون بادشاہ شہر چگل کے تھے یہان ایک روز سرا سے بھٹیارے بھاگے رستم نے پوچھا کیا ہو مہترانی نے کہا کوئی کشتی گر بدیع الزمان آیا ہو کشتی ہو رہی ہو یہ دیکھنے کو گئے ہین رستم نے زرہ اور خود مین منہ اپنا چھپایا اور وہان آئے جہان دنگل تھا ترک توسن کو بھی دیکھا مگر جب بدیع الزمان لڑ چکا خشت طلائی پر لات ماری کہ کہان ہو رستم کہان ہو سام کہان ہو حمزہ بس امیر کا نام سُنکر علمشاہ کو تاب نہ رہی اور سامنے بدیع الزمان کے آکر کہا کہ اب نام امیر کا نہ لینا

کشتی ہونا بدیع الزمان اور علمشاہ سے اثنائے کشتی مین پہچاننا ترک کا علمشاہ کو اور قید ہونا رستم کا

غرضکہ بعد گفتگوے بسیار بدیع الزمان اور علمشاہ سے کشتی ہونے لگی بہت دیر تک زور ہوا کیے کہ خود علمشاہ کا

رک گیا ترک توسن نے پہچانا فضلان شاہ سے کہا میرا رقیب رستم یہی ہے اُسے گرفتار کرائیے اسنے چپکے سے لوگون سے کہا لوگون نے کمندین مارکر رستم کو پکڑ لیا ترک توسن نے کہا ابھی جلاد کو بلواؤ اور قتل کرو بدیع الزمان نے فضلان شاہ سے کہا کہ اسکو قتل نکرو لوگ مجھی پر الزام دینگے کیونکہ یہ میری کشتی مین گرفتار کر لیا گیا جب مین چلا جاؤن بعد ایک ہفتے کے کسی اور قصور پر قتل کرنا فضلان اور لاہان شاہ نے کہا اے کشتی گیر تجھے ہماری حکومت مین کیا دخل ہم جو چاہینگے کرینگے تو کون اور کہا اسے نکالدو بدیع الزمان کو لوگون نے نکال دیا اب شام بھی ہوگئی تھی فضلان شاہ نے ترک توسن سے کہا کہ اب کل قتل کرنا ترک توسن آوکتا تھا ابھی قتل کیجیے انھون نے نہ مانا اور حکم کیا کہ کل سب جمع ہون رستم کو گردن مارینگے گر بدیع الزمان نے اپنے پہلوانون سے کہا کہ صاحبو مین کل رستم کو چھڑاؤنگا سب نے منع کیا کہ یہ شہر پرایا ہے جب بدیع الزمان نے نہ مانا سب نے کہا ہم ہمراہ ہین اور صبح کو سب نے غسل کیا اور مسلح و مکمل ہوکر پہونچے وہان جلاد نے رستم کو زیر تیغ بٹھایا ہے تلوار کھینچے حکم کا منتظر ہے ترک توسن کہتا ہے جلد قتل کر جلاد مین حکم کا پابند ہے کہ اتنے مین بدیع الزمان مع پہلوانونکے پہونچا اور لڑنے لگا آتے ہی پہلے تلوار جلاد کو ماری کہ سر اسکا کٹ گیا اور جو بڑھا اُسے مارا رستم نے بھی قید توڑ ڈالی اور فضلان شاہ پاس پہونچا اُسنے تلوار ماری رستم نے بارہ بچاکے تلوار چھین لی اور کمر بند مین ہاتھ ڈالکر اُٹھالیا ادھر بدیع الزمان قریب لاہان شاہ کے پہونچا اُسنے بھی تلوار ماری بدیع الزمان نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا اور کمر زنجیر پکڑ کر اُٹھا لیا ترک توسن نے یہ دیکھ کر بدیع الزمان پر تلوار ماری بدیع الزمان نے خالی دیکر اُسے بھی اُٹھالیا اور قتل کرنا شروع کیا کہ فضلان شاہ اور لاہان شاہ اور ترک توسن نے امان مانگی بدیع الزمان نے کہا اے شہریار یہ امان مانگتے ہین رستم نے کہا بشرط ایمان انھین چھوڑ دو

اب چند کلمے داستان چھڑانا بدیع الزمان کا علمشاہ کو اور خاور مین آکر بیٹا کرنا قاسم کو اور دنگل دینا علمشاہ کا بدیع الزمان کو اور ترک توسن کا پھنسا دینا طلسم افراسیابی مین علمشاہ کو بیان کیے جاتے ہین

غرض دونون بھائی از سر صدق مسلمان ہوے تمام شہر کو بھی مسلمان کیا ترک توسن نے بھی مکر سے کلمہ پڑھا اور رستم سے کہا بس اب مین نے توبہ کی اور جانا کہ خدا تمھارا برحق ہے لاکھ لاکھ لعنت ہے لات پر رستم نے ایک ہفتہ وہان رہکر چلنے کی تیاری کی اور بدیع الزمان سے بھی کہا کہ تم ہمارے ہمراہ چلو ترک توسن بھی ساتھ ہوا خاور مین آئے بدیع الزمان نے قاسم کو بہت پیار کیا بلکہ جب تک رہے سوا قاسم کے دین و دنیا کی خبر بدیع الزمان کو نہوئی بعد چند روز کے بدیع الزمان نے کہا اے رستم اب مجھے رخصت کر دیجیے کہ ابھی چند شہر باقی ہین بلکہ ترکستان مین اب جاؤنگا رستم نے کہا اچھا لیکن بارگاہ امیر مین ہمارا دنگل ہے وہ ہمنے تم کو دیا جاکر لے لینا کیونکہ کوئی چیز ہمنے تم کو دی نہین بس دنگل لے لو بدیع الزمان نے کہا خدا آپکے فرزند کو سلامت رکھے مالک یہ ہے رستم نے کہا یہ سچ ہے لیکن ہمارے ہوتے یہ کون بدیع الزمان نے کہا تو پھر لکھدیجیے کہ امیر کو مین نوشتہ دکھا کر لے لون رستم نے سب کی مہرین کردین بلکہ قاسم کی مہر نہ تھی اُسی وقت کھدوائی کاغذ دنگل کا مکمل کر دیا بدیع الزمان تو روانہ ہوا کئی دن کے بعد رستم کا جی گھبرایا واسطے شکار کے چلے ترک توسن کا یہ صحرا دیکھا ہوا تھا آگے آگے شکار کھلواتا ہوا جابجا بتاتا ہوا چلا جاتا ہے وہان لایا جہان طلسم افراسیاب ہے اب یا تو آگے تھا یا پیچھے ہو گیا رستم سے کہا یہان جو درہ ہے اسکے اندر بہت شکار ہے رستم آگے چلا تھوڑی دور رستم نے بھی

بڑھ کر کہا کہ تو کیون نہین آتا کہا اے شہریار آپ دیکھتے ہین کہ کیسی گرد ہے اور میری مجال ہے کہ آپکے آگے چلون اب حضور مرکب
اُٹھائین مین بھی آتا ہون بس جیسے ہی رستم نے مرکب اُٹھایا سرحد طلسم مین تو پہونچ چکے تھے آندھی چلی بجلی کڑکی اور
پنجہ پیدا ہوا رستم کو اُٹھا لے گیا ترک توسن خوش ہوکر پھرا سیارہ اور تہمتن خان الماس خان وغیرہ سب پیچھے
تھے اُن کو دیکھ کے رونے لگا کہ رستم کو پنجہ لیگیا یہ سُنکر سارے لشکر مین رستم کے کہرام پڑگیا ترک توسن تو اپنے
خیمے مین آیا اور الماس خان وغیرہ کا خیمہ جدا تھا اسقدر کہ ترک توسن کے خیمے سے دو تین کوس ہٹ کر تھا وہان
آکر اُترے یہان سب تو ملول ہین مگر ترک توسن خوش ہے سیارہ خاک اُڑاتا پھرتا ہے اُسی حالت ملال مین بصورت
مبدل ترک توسن کے لشکر مین جو آیا ترک توسن اپنے لوگون سے کہ رہا تھا کہ مین نے رستم کو طلسم مین پھنسا دیا
زندہ درگور ہوا اب نہ آسکیگا یہان سے چلکر اُنپر شبخون مارو اور پکڑ لو یا قتل کرو تاکہ یہ خاور مین نہ جانے پائین مین
بے خوف وخطر جاکر خورشید خاوری کو لے لون خسرو خان کو پکڑ لون سیارہ نے باہر سے خیمے کے کھڑے
ہوکر یہ سب سُنا روتا ہوا تہمتن خان پاس آیا اور سارا حال بیان کیا کہ ترک توسن کا یہ ارادہ ہے بس جلد نکل
چلو تاکہ قلعہ بند ہون یہ کہکر اُسیوقت سیارہ سب کو لیکر روانہ ہوا اور قلعہ مین پہونچا آکر سارا حال بیان کیا اندر
باہر رونا پیٹنا پڑگیا اور کہا اب کیا کرین ترک توسن آتا ہوگا قلعہ لے لیگا سیارہ نے کہا عرضی امیر کو لکھو وہ یا خود
آئینگے یا کسی کو برائے مدد روانہ کرینگے خورشید خاوری نے عرضی امیر کو لکھی کہ اس طرح رستم کو ترک توسن غائب
کروا آیا اور ہمپر چڑھائی کی ہے جلد مدد کیجیے یہ عرضی خدمت امیر مین روانہ کی وہان ترک توسن کو خبر ہوئی کہ تہمتن
خان وغیرہ بھاگ کر قلعہ بند ہوے ہین کہا خیر کہان جائینگے بھاگ کر اب راہ مین تو نہ ملین گے پھر مین کیون حیران
ہون جاکر قلعہ لے لونگا منزل بمنزل بلکہ دو دو تین تین کوس سیر کرتا شکار کھیلتا چلا دل مین کہتا ہے کہ اب کسکا
خوف ہے جسکا ڈر تھا اُسکا کام تمام کیا خسرو خان وغیرہ تو میرے دیکھے ہوے ہین

اب چند کلمے داستان حمزہ صاحبقران کے بیان کیے جاتے ہین

کہ ترکستان کو فتح کرکے قلعے سے باہر آئے اور اب یہ فکر ہے کہ خان اعظم بھاگ کر کس طرف گیا ہے عمرو کہتا ہے کہ یا امیر
گرد لشکر کے حصار اسم اعظم کا کر دیجیے میرا دل دھڑکتا ہے اور خان اعظم اور نوشیروان جو بھاگے قلعہ آتکی مین آئے
اور کچھ ترک بھاگ کر ختن کو گئے یعقوب شاہ سے کہلا بھیجا کہ دروازہ کھول دو یعقوب شاہ نے کہلا بھیجا کہ اوگیدیو
مین خدا پرست ہون یہان سے تم چلے جاؤ اور اگر خان اعظم بھی آئے تو نہ آنے دونگا آخر ناچار وہ پھرے
دریافت کیا کہ خان اعظم کہان گیا ہے معلوم ہوا کہ قلعہ آتکی مین ہے یہ سب قلعے پر پہونچے اور سارا حال یعقوب شاہ کا
بیان کیا خان اعظم سُنکر بہت خفا ہوا اور کہا اگر ختن کی اینٹ سے اینٹ نہ بجوائی ہوگی تو نام اپنا صلصال
نہ رکھا ہوگا یہ خبر جاسوسان لشکر اسلام بھی سُن رہے تھے امیر کی خدمت مین آکر بیان کیا کہ خان اعظم قلعہ
آتکی مین ہے اور یعقوب شاہ کا حال کہا امیر نے سُنکر بہت تعریف کی یعقوب شاہ کی اور حکم دیا کہ پیش خیمہ
روانہ کرو اُسی وقت نامہ بر خورشید خاوری کا پہونچا اور عرضی دی امیر مضمون سے مطلع ہوے بادشاہ سے
کہا اب حضور آگے بڑھنے کا ارادہ نہ کرین تا وقتیکہ مین نہ آلون اور مین بہو کی مدد کو جاتا ہون یہ کہکر کئی
ہزار سوار بہرام کے اور مقبل کو مع تیراندازون اور عمرو کو ہمراہ لیا اور طرف خاور کے روانہ ہوے انھین تو
راہ مین چھوڑیے وہان کا حال سُنیے ترک توسن خاور مین پہونچا اور پہلے ایک سوار بھیجا کہ خسرو خان سے
کہنا کہ اب تو قصہ رستم کا پاک ہوا خورشید خاوری کو مجھے دو خسرو خان نے بُرا بھلا کہلا بھیجا اور کہا جو بات تجھسے

ہو سکے کوتاہی نہ کریں یہ سنکر ترک توسن نے غیظ و غضب مین آکر طبل جنگ بجوا دیا اُسوقت خورشید خاوری کا عجب
حال ہوا قاسم کا سن نو برس کا تھا اسکو کچھ لوگون کے سپرد کیا کہ اسے جانے نہ دینا ایسا نہو توپ کی آواز سنکر قلعے سے
باہر نکل جائے بیٹا کس بھلے کا ہے خواصون نے کئی دن پیشتر سے قاسم کو بہلانا شروع کیا کہ واری اب تمھاری سالگرہ
ہوگی قاسم نے کہا سالگرہ مین کیا ہوگا اُنھون نے کہا توپین چلینگی مبارکباد ہوگی ناچ ہوگا گرد ہان ترک توسن
طبل جنگ بجوا چکا تھا ساری رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی اہل قلعہ نے بھی خوب انتظام کر لیا مرنے پر آمادہ ہوے
صبح کو ترک توسن لشکر لیکر قلعہ کیطرف چلا ملکہ بھی برج مین آکر دیکھنے لگی اب اندر عورتین بال سرون کے کھولے دعا
مانگ رہی ہین ترک توسن نے پھر خسرو سے کہلا بھیجا کہ اب بھی کچھ نہین گیا ہے اور اگر لڑکر قلعہ لون گا تو پھر جان بخشی نہ
کرونگا خسرو خان نے جواب مین کہا کہ کیا جھک مارتا ہے تب تو توسن نے غیظ مین آکر حملہ کیا جب اہل قلعہ نے دیکھا
کہ زد پر آگیا توپین مارنے لگے ہزارہا کو اُڑا دیا باقی بھاگے مگر ترک توسن نہ رکا گرز اسکے ہاتھ مین تھا جو گولہ سامنے
آیا اُسپر گرز مارا کبھی خالی دیا اسی طرح بر لب خندق پہونچا قاسم توپونکی آواز سنکر بار بار کہتا ہے کہ یہ کیا معرکہ ہے کوئی جانے
نہین دیتا آخر کو تاب نہ آئی دامن چھڑا کے چلا برج پر سے ملکہ نے دیکھا کہا واری پہلے مجھے قتل کرتے جاؤ خبردار نہ جانا
قاسم نے کہا یہ آپکی باعث سے مین ابتک رکا مجکو سب نے دھوکے سے روکا مین ابھی اس حرامزادے کو مارتا ہون اور
باہر نکلا لوگون نے منع کیا کہ آپ کہان جاتے ہین وہان ترک توسن آیا ہے توپین چل رہی ہین ملکہ کو مانگتا ہے بس
یہ سننا تھا کہ قاسم کی آنکھون مین اندھیرا آگیا کہا او گیدی تو میری ماں کا نام بے حرمتی سے لیتا ہے اُسنے کہا میری
کیا مجال ہے مگر ترک یہ کلمہ بار بار کہتا ہے قاسم نے کہا وہ سگ سزا پائیگا اور دروازہ قلعہ پر آیا کہا کھولدو دربان نے
نہ کھولا ایک طمچہ مارا کہ شانہ اُسکا زخمی ہوا دوسرا ہاتھ کنڈی پر مارا دروازہ کھل گیا باہر نکلا یہ خبر خسرو خان کو
ہوئی یہ بھی پکارا کہ توپ مارنا موقوف کی کہین اسکے کوئی گولہ نہ لگجائے قاسم نے پل تختہ گرایا اور سامنے ترک
توسن کے آکر کہا او گیدی کیا بکتا ہے لا ضرب بہادری کی وہ ہنسنے لگا اور کچھ خیال بھی نہ کیا قاسم خفا ہو رہا ہے اور
کہتا ہے ایسی تلوار مارون کہ تیرے مرکب کے تنگ سے نکلے وہان خورشید خاوری نے بلبلا کے دعا کی باپ سے
اپنے کہلا بھیجا کہ میرے بچے کو جسطرح ہو اندر لے آیئے کہ گرد کا تق جانب صحرا سے بلند ہوا وہان امیر نے آواز توپ کی
سُنی اشقر کو دوڑایا اور آن واحد مین آپہونچے سیارہ نے پہچانا عمرو بھی چلا آتا ہے پھر تو شادیانے بجنے لگے اور
عمرو دوڑا قاسم پاس آیا کہا تم کون ہو قاسم نے کہا یہ کون آئے ہین عمرو نے کہا امیر ہین قاسم نے کہا تو دادا
جان سے مجرا کہنا مین اسے مار کر آتا ہون اور عمرو سے پوچھا تو کون ہے عمرو نے کہا منم عمرو بن امیہ ضمری قاسم
نے کہا ہان مین نے اپنے باپ سے سنا تھا کہ ایک ساربان زادہ تین روپے کا پیادہ امیر کے یہان ہے لیکن امیر اُسے برادر
کہتے ہین باپ بھی ہمارے عمو کہتے ہین اس راہ سے بھی تجکو سلام کرتا ہون عمرو نے جھنجھلا کر کہا کچھ ہو رہو گے بیٹے ایسے ہی
کے ہو اور چلو تمھارے دادا منع کرتے ہین کہ ہمارے ہوتے تم نہ لڑو ہم اسے سزا دیے دیتے ہین اور ہاتھ قاسم کا پکڑ کر
الگ لیگیا قاسم عمرو سے کہتا ہے تم مجھے جانے دو کہ اس گیدی کو مین ہی سزا دون عمرو نہین جانے دیتا امیر
اتنے مین سامنے ترک توسن کے آئے اور پکارے کہ این چہ حرکت است تو بڑا نامرد ہے اُسنے کہا مین نے تو مین مردی کی کہ
کسی حربے کو نہین مانا اور بر لب خندق آپہونچا امیر نے کہا لا ضرب بہادری کی ترک توسن نے تلوار ماری امیر نے کلائی پر
ہاتھ ڈالدیا اور مروڑ کر ہاتھ تلوار چھین لی اور کمر بند پکڑ کر اُٹھا لیا لوگ اُسکے امیر پر دوڑ پڑے قلعے پر سے خسرو خان
وغیرہ لشکر لیکر نکلے تھے کہ مقبل کے تیراندازون نے ترک توسن کے لشکر پر ایک ڈھوبڑ ماری ہزارہا

قضا کا نشانہ ہوئے اور جو بچکر امیر کے پاس آ بھی گئے اور تلوار ماری امیر نے ترک توسن کو بجائے سپر کیا وہ چھوکا اب جو
تلوار ماری اُسکے دو ٹکڑے ہوئے آخر ترک توسن نے امان مانگی کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا امیر نے چھوڑ دیا ترک توسن نے
اپنے لوگون سے کہا کہ صاحبو مین آزمایش کرتا تھا اب مجھے یقین کامل ہوا کہ دین امیر کا مضبوط ہے تم کیا کہتے ہو سبنے کہا جو
آپکی راہ وہ ہماری راہ اور وہ سب مسلمان ہوئے اب امیر نے گھوڑے سے اُترکر قاسم کو گود مین لیا بہت پیار کیا کہ
اتنے مین خسرو خان وغیرہ سامنے آئے مجرا کیا امیر کو قلعے مین لائے خورشید خاوری نے کہلا بھیجا کہ کنیز کو بھی عزت
بخشیے یہان تشریف لائیے اور کئی پیغام بھیجے امیر نہ جاتے تھے کہ قاسم نے اُٹھکر امیر کی اُنگلی پکڑی اور اپنے ہمراہ اندر
محل کے لایا ملکہ نے مجرا کیا امیر نے کہا ملکہ تمھارے بلانے سے ہم آئے بڑی فکر مین لشکر کی اپنے ہو ملکہ نے کہا یا امیر
ترک توسن ایک مرتبہ مسلمان ہوکر دغا کرچکا ہے اب یہ پھر جب موقع پائیگا دغا کریگا اور سارا حال اسکا اول سے
کئی مرتبہ زخمی ہوکے بھاگنا اور شہر جنگل کا حال بعد اُسکے رستم کو طلسم مین پھنسانا سب بیان امیر نے کہا مین اسکو
اپنے ساتھ لیتا جاؤنگا ملکہ نے قاسم کی شکایت کی کہ کہنا نہین مانتا قلعے سے نکل کر لڑنے کو پہونچا تھا کہ آپ آگئے امیر
اسکی جرأت کو سُنکر عش عش کرگئے اور پھر بہت پیار کیا اب امیر نے رستم کا ذکر چھیڑا کہ ملکہ رستم نے ہمارا قصور نہ معاف کیا
ملکہ نے قسمین کھائین کہ رستم روز آپکو یاد کرکے رویا کرتا تھا کہ کیونکر میرا قصور عفو ہوگا اب تو صورت دکھانے کے
قابل نہین رہا غرضکہ امیر نے خاصہ کھاکر آرام کیا ایک ہفتہ رہے بعد اُسکے سب سے رخصت ہوکر چلے ترک توسن ہمراہ
ہوا اور ایسے صحرا مین لایا کہ آگے ریگ ملی پانی نایاب امیر کے یہان جسقدر پانی تھا ترک توسن کے لشکر کو بھی دیا اور
اپنے لشکر پر بھی تقسیم کیا آخر کو پانی ہوگیا جب دوسرا دن ہوا گرمی شدت کی تھی اُسمین راستہ چلنا صدہا جانور آدمی
مرگئے زانو زانو تک ریگ مین گھسے جاتے ہین عمرو امیر سے کہتا ہے کہ اسکے چہرہ کی سیاہی ابھی نہین گئی اور یہی یہان لایا ہے
مگر ترک توسن نے اپنے لشکر مین ایک بیچوبے کے اندر پانچ ہزار پکھال پانی سے لبریز رکھے اور اوپر سے دری چاندنی بھی
ڈلوادی اپنے لشکر کو پلاتا ہے امیر کی فوج پیاسون مرتی ہے ایک بوند نہین دیتا عمرو جو پانی کی تلاش مین نکلا تھا پھرتے
پھرتے ترک توسن کے لشکر مین آیا اُسی بیچوبے مین پہونچا مین کچھ خنکی معلوم ہوئی دیکھا کہ پکھالین پانی سے بھری ہوئی
رکھی ہین اور اوپر سے کپڑے پڑے ہین نگاہ عیاری سے دیکھکر بھاگا ہوا امیر کے پاس آیا اور بیان کیا امیر با توقیر نے
ترک توسن سے کہا کیون برادر یہ کیا حرکت ہے ترک توسن پاؤن پر گر پڑا اور کہا بشر کا جامہ رکھتا ہون مین نے سوچا کہ
بے پانی زندگی نہوگی اس سے اتنا پانی اپنے لیے بچا رکھا قصور ہوا اب ایسی خطا نہوگی آپکا خیال نہ رہا لہذا اب تو معاف فرمایئے
امیر نے پانی لشکر کو دیا اور کچھ اسکے واسطے بھی چھوڑ دیا بعد پہر بھر چلنے کے وہ ریت برطرف ہوئی امیر بارگاہ مین
اُترے اب ترک توسن عمرو سے خار کھاتا ہے کہ اسکے باعث سے ایک نہین چلتی نہین تو اسی سرزمین طلسم مین
امیر کو بھی لاچکا تھا یہ عمرو نہ جانے دیگا اب جو امیر صبح کو چلے سیارہ بھی ہمراہ ہوا اس درہ کو پہچان کے کھڑا ہوکے
رونے لگا امیر جو وہان پہونچے سیارہ کو روتے دیکھ کر پوچھا کیا ہے کیون روتا ہے عرض کیا رستم اسی جگہ سے غائب
ہوئے امیر نے عمرو سے کہا خواجہ بس یہین اُترو مین اپنے فرزند کی خبر کو جاؤنگا جب ہم غیرون کی مدد کرتے ہین
تو وہ فرزند ہے بلکہ یہ کہکر چلے عمرو نے روکا امیر نے کہا اے عمرو تو مجکو روکتا ہے فرزند کا میرے حال سن چکا ہے عمرو نے
کہا مین اسلیے روکتا ہون کہ پہلے کسی گنہگار کو بھیجے دیکھیے اسپر کیا گذرتی ہے بعد آپ بھی جائیے گا امیر نے گنہگار کو
بھیجا جسوقت وہ سرحد طلسم مین پہونچا آندھی چلی اور ایک پنجہ اسے لیگیا اسوقت امیر نے عبادتخانہ برپا کرایا
اور آپ اندر عبادتخانہ کے گئے عمرو دروازے پر بیٹھا امیر نے رات بھر دعا کی روتے صبح ہوتے خواب ہوا

کہ یہ تمھاری قسمت مین نہین ہو اور رہائی رستم کی تمھارے ہاتھ سے ہو اور دوسری روایت مین یہ ہو کہ حضرت خضر امیر کے پاس آئے اور کہہ گئے کہ طلسم کی فتاحی آپکے نام نہین ہو امیر باہر آئے عمرو سے خواب بیان کیا عمرو سُنکر خوش ہوا اور کہا یا امیر بس اب جلدی چلو لشکر کی خبر لو امیر رستم کو یاد کرکے بہت روئے اور روانہ ہوے اب پھر راہ سے بھٹک کر چلے تیسرے دن ایک سیاہی دیکھی جب قریب پہونچے دیکھا کئی ہزار سوار ہین اور ایک نوجوان ہو خود سر پر فروغ چہرہ پر امیر کو دیکھکے مرکب سے کودا اور جھک کے مجرا کیا امیر نے کہا ہان ہان جلد مرکب پر سوار ہو اُسنے کہا کیا مجال ہو میری اور حضور میرا خیمہ بھی یہان سے نزدیک ہو آپ چلین تو اپنا حال بیان کرون امیر وہان آئے اُسنے کہا میرا نام افراسیاب کوچک ہو اور باپ کا نام قدر ارسلان ترک ہو سارے ترکستان کی بادشاہت میرے باپ کی تھی خان اعظم نوکر تھا شمامہ دمامہ کے سبب سے سلطنت چھین لی اُس حرامزادی نے سحر کیا سب کے ہاتھ پانون رہگئے خان اعظم نے سب کو مار کے باپ کو میرے پکڑ لیا اور کہا قتل کرو اُس وقت باپ نے میرے کہا کہ میری عرض خان اعظم سے ذرا کردو کہ مجھے کچھ کہنا ہو صلصال نے سامنے بلوایا میرے باپ نے کہا کہ جبتک مجھے اختیار تھا اور مین صاحب حکومت تھا ہو سکتا تھا کہ اگر مین تجھے قتل کر ڈالتا اب سلطنت تو تونے لے لی جان میری کیون لیتا ہو آیا اگر مین کسی طرح کا دعوی کرون تو قتل کر جہان تو کہہ مین وہان جا کر اپنی زندگی بسر کرون آخر حیات باقی تھی اُسکے دل مین آگئی کہا اچھا جا دشت گنجاب ایک جگہ ہو وہان رہو بس یا امیر جب سے وہ وہین ہین بارہ برس ہوے ایک خواب دیکھا تھا کہ کسی بزرگ نے کہا تو خاطر جمع رکھ امیر آئینگے تو انکا دین قبول کر نا وہ تیری سلطنت دلادینگے تو یا امیر یہان سے پانچ منزل پر وہ ہو آپ چلین امیر نے کہا مجکو جلدی ہو کہ لشکر کا حال نہین معلوم اب جو اُدھر جاؤن کو دس منزل کا چکر ہو مین رقعہ لکھے دیتا ہون جو کلمہ کہ تجھے بتاؤن تو جاکے اپنے باپ کو مسلمان کرکے ترکستان مین لیکر آ افراسیاب نے کہا کہ مین تو آپ کے قدم اب نہ چھوڑونگا رقعہ کسی اور کے ہاتھ بھیجدونگا اور اُسی وقت رقعہ اپنے ایک رفیق کے ہاتھ کچھ لوگ ساتھ کر کے بھیجدیا کہ تو میرے باپ کو لیکر ترکستان مین آنا

اور آپ امیر کے ہمراہ ہوا امیر اُسکو ہمراہ لیے ہوے روانہ ہوے

صلصال بن وال کا نامہ لکھنا شمامہ جادو کو اور اُسکا آکر برفباری کرنا لشکر اسلام کی تباہی بعد اُسکے شمامہ کا چلے جانا ایک ساحرہ کو واسطے مدد کے چھوڑکر

صلصال جب بہ قوت شکست فاش اٹھا کر قلعہ اٹکی مین آیا سوچا کہ کیا کرون ایک ساحر کو کہ واسطے خبر گیری کے طرف سے شمامہ کے اسکے پاس رہتا تھا نامہ دیکر روانہ کیا کہ جلد پہونچا ساحر روانہ ہوا بعد دو روز کے خان اعظم پلنگ پر لیٹا تھا کہ بجلی چمکی آنکھیں اسکی جھپک گئین اب جو دیکھا پہلو مین شمامہ جادو کو پایا خان اعظم نے سارا حال رو رو کر بیان کیا شمامہ نے کہا تو نہ رو مین ایک دم مین سب کو غارت کر دونگی خان اعظم نے کہا امیر یہان نہین ہین شمامہ نے کہا جب آئین گے بھاجائیگا اور صلصال سے لپٹی اسنے خوب منہ کالا کیا بس اُسی خوشی مین اسنے کہا کہ دیکھ مین یہ چاہتی ہون کہ میرے آنے کی خبر کسی کو نہ ہو اسی واسطے چپکے سے آئی ہون کہ اگر مین نے انکو غارت کر دیا تو تیرا نام کچھ نہ ہوگا مین چاہتی ہون کہ جیسی تیری سُبکی ہوئی ہو ویسا ہی اب ترکون کا نام ہو کہ ایسے بہادر ہین تو کوچ کرکے جا اور لشکر اسلام کے مقابل خیمہ برپا کر مین سحر سے برف برساتی ہون جب ہاتھ پانون بے قابو ہون رات کو جاکر شبخون مار بس تیرا کام ہو جائیگا خان اعظم بہت خوش ہوا پلنگ پر گر پڑا غرض شمامہ رات بھر اُس کو ہمپایا کی خان اعظم صبح کو نہا کر تخت پر بیٹھا نوشیروان اور بختک سے کہا کہ

یہ راجی چاہتا ہے کہ ان خداپرستون پر شبخون مارون اور یہ نکرون تو کہان تک بھاگون آخر ایک دن مرنا ہے بختک حیران ہوا کہ
آج یہ مرد کیونکر بنا سوچا کہ ضرور اسکی خالق نے مدد کی ہے پھر اس سے ہمین کیا اور خان اعظم نے اُسی وقت کوچ کیا اور
پانچ کوس لشکر اسلام سے ہٹ کر خیمہ برپا کیا یہ خبر بادشاہ کو ہوئی سلطان سعد بھی حیران ہین کہ یہ یہان کیون آیا ہے
مرزبان خراسانی جو وزیر تھا اُس سے کہا آیا تمھارے خیال مین یہ کیا امر ہے مرزبان نے کہا عمرو کہتا تھا کہ یا امیر
حصار کرتے جاؤ معلوم ہوتا ہے کہ شاید شمامہ جادو آئی ہے یہان سب اس تردد مین ہین کہ وہان شمامہ نے سحر کیا ہے پہر
دن چڑھا تھا کہ ایک ابر سیاہ اُٹھا اور دوسری طرف سے سفید ابر آیا دونون آملے اور لشکر امیر پر چھا گئے اور برف
پڑنے لگی ہوا سرد چلنے لگی بس یہ کیفیت ہوئی کہ سب کے کلیجے تھرانے لگے شام تک اسقدر برف پڑی کہ سارے
خیمون مین جم گئی اب ہر طرف آگ روشن کی جاتی ہے مگر سردی کم نہین ہوتی بلکہ دروازے خیمون کے ہر طرف سے
بند ہونے لگے بیلدارون سے بھی وہ برف نہ کٹ سکی اب سب بہادر لشکر مین ہین صرف کرب نہین ہے کہ شکار
کو گیا تھا کہ اتنے مین قران آیا اور بادشاہ سے بیان کیا کہ یہ سحر ہے بس بہتر یہ ہے کہ ناموس کو یہان سے
نکال دیجیے سلطان سعد نے کہا اچھا تم سب کو لے کر نکل جاؤ قران اور سب عیار تو ناموس کو لیکر
کسی طرف نکل گئے تمام لشکر رات بھر سردی کھایا کیا دوسرے روز ہاتھ پاؤن اینٹھ گئے یہان یہ حالت ہے وہان خان اعظم
نے ترکون سے کہا کہ جاکر شبخون مارو ترک اور کچھ ساسانی بھی شریک ہو کر لشکر پر آکر گرے قتل کرنے لگے
اہل اسلام کی یہ کیفیت ہے کہ پہلے ہی سے مردہ ہو رہے ہین ہاتھون مین اتنی قوت نہین کہ قبضہ تلوار کا پکڑین
عجب بیکسی سے قتل ہو رہے ہین آخر کار سردارون کی یہ کیفیت ہوئی کہ پہلے فرامرز اور ہلال زرین تاج
نے چلنے کا سامان کیا مرکبون پر سوار ہوئے کچھ مغربی ہمراہ اُسی حال مین لڑتے بھڑتے ایک طرف
نکل گئے پھر لندھور دونون بیٹون سمیت ہندی ہمراہ نعرہ کرکے لڑتے ہوئے دھاک زبردستی کی باندھتے
ہوئے نکل گئے پھر مالک اژدر اپنے نیزہ بازون سمیت ایک جانب روانہ ہوئے اسی طرح سب سردارون نے
اپنی اپنی راہ لی اور اُسی حال مین بہت سے زبردست سردار کمزورون مین سے زخمی ہوئے کہ ہاتھ پاؤن قابو مین
نہ تھے اسیطرح جسکا جدھر منھ پڑا وہ اُدھر نکل گیا امیر بھی دس بارہ لاکھ آدمی مارے گئے رات بھر ترکون نے قتل کیا
صبح کو دیکھا تو سارا مال سب بارگاہین پڑی ہین ترکون نے آکر خان اعظم سے سب حال بیان کیا صلصال
نے طبل شادمانی بجوایا تاج کو کج کر کے بختک سے کہا دیکھا ملک جی تمنے بختک بھی خوش ہوا کہ اتنے مین
قیماس خان خاوری بھی صندوق سے نکلا خان اعظم کو مجرا کیا صلصال نے خلعت دیا
بختک سے قیماس کی بہت تعریف کی کہ میرا امیر بخشی ایسا بہادر ہے کہ اُسنے لات پرستی نہ چھوڑی اور
قیماس خان سے کہا کہ تم جاکر امیر کی بارگاہ اور سب مال و خزانہ لوٹ لاؤ قیماس خان نے کہا ابھی
اُسی وقت گیا بارگاہ سلیمانی تو لدی ہوئی کھڑی تھی جبسے امیر گئے تھے باقی بارگاہ ہشامی اور تمام خیمہ بارگاہین
خزانہ لیکر قیماس خان آیا وہ لوگ خداپرست جو بارگاہ کے محافظ تھے ہمراہ چلے آئے قیماس خان نے چوکی
پہرہ ترکون کا مقرر کیا کہ بختک نے خان اعظم سے کہا کہ آپ کو ایسی فتح اور اتنی بڑی خوشی حاصل ہوئی آیا
ہم بھی دوست ہین ہمسے آپ نے کچھ حال مفصل نہ کہا کہ کیونکر فتح ہوئی اُسوقت خان اعظم نے شمامہ کا آنا بیان کیا
بختک نے کہا تو میری بھی ملازمت کرا دیجیے بلکہ ہمراہ لیتے چلیے جب طلب ہو دروازے پر سے بلا لیجیے گا غرض
خان اعظم بختک کو لیکر شمامہ پاس آیا آپ اندر گیا بختک کو دروازے پر چھوڑا اور جاکر شمامہ سے کہا کہ آپکے

صدقہ سے فتح نصیب ہوئی اور کہا نوشیروان کا ایک وزیر بختک ہو وہ آنا چاہتا ہو شمامہ نے کہا بلاؤ بختک کو بلایا
اُسنے آکر مجرا کیا دیکھا شمامہ نے کہ بڑا سرامزادہ ہو اور اُسنے سب حال امیر کا اول سے آخر تک بیان کیا اور کہا ایک
پیادہ بھی اُسکے لشکر مین ہو جسکے پاس چلی ہوئی تیغ تیار رہتی ہو اُس سے ناک مین دم ہو شمامہ نے کہا یہ تو مجھے ہنساتا ہو
بختک نے کہا مین آپسے جھوٹھ نہین کہتا ہون اور سربرندہ جادوگران بھی اُسکا لقب ہو شمامہ ہنسی اور کہا میرا وہ کیا کریگا اُسکا بھی
علاج کرونگی بختک نے کہا ہان آپ کا کیا کہنا باتین کرتا جاتا ہو اور پیڑو کو اُسکے دیکھتا جاتا ہو شمامہ گھبرائی کہ یہ موا
پیڑو کو میرے کیون دیکھتا ہو بختک دل مین کہ رہا ہو کہ اس پیڑو کی شمع جلانے والے نہین ہین اور شمامہ کبھی پیڑو
کبھی سینہ دوپٹے سے چھپاتی ہو ایک گلی خشک رنڈی ہو حسرت اپنے کو بنا رکھا ہو نہین معلوم کَے سو برس کا سن ہو
غرض بختک نے بہت تعریف کی اور اُٹھ کر چلا آیا اتنے مین ایک جادوگر ظلمات سے آیا مگر کچھ گھبرایا ہوا شمامہ سے
کہا سرامہ جادو دمامہ کی بیٹی قریب مرگ ہو شمامہ یہ سنتے ہی گھبرائی خان اعظم سے کہا اب مین جاتی ہون لیکن
یہ کہ کر چاہا کہ رخصت ہون جس وقت چلنے لگی خان اعظم نے کہا اب تو تم جاتی ہو اگر امیر آئینگے تو کیا کرونگا
شمامہ نے کہا تو نہ گھبرا اور ایک دستک دی دیکھا بجلی چمکی اور ایک نازنین تخت سحر پر سوار سامنے آئی مجرا کیا شمامہ
نے کہا کہ اے اندروس جادو تو اس کے پاس رہ جو یہ کہے وہ کرنا یہ اندروس الماس جادو کی بہن ہو
اور ساحرہ نہایت زبردست ہو غرضکہ شمامہ نے اُسے چھوڑ کر بارہ ہزار ساحر بھی چھوڑے اور آپ پردۂ ظلمات کو
چلی گئی اندروس جادو پر کہ اسکا سن بھی کم ہو اور بہت خوبصورت ہو خان اعظم عاشق ہو گیا کہا اے اندروس
بموجب حکم ملکہ کے جو ہم کہین وہ کروگی اُسنے کہا جو کہیے دل مین سوچی کہ یہ بُری طرح دیکھتا ہو خیر کیا مضائقہ ہو امین
کچھ ہی ایسی صفت ہو کہ شمامہ فریفتہ ہو غرض اُسی وقت سے ہنسی مشرو ع ہو گئی

داستان مصیبت بیان صلصال کا سر کٹوانا اہل اسلام کے اور لاشون کی سڑک بنوانا اور کرب کا یہ حال سُنکر شبخون مارنا اندروس جادو کا سحر سے کرب کو پکڑنا بر وقت شمامہ کا آکر اندروس کو مارنا قماس خان خاوری کا مسلمان ہو کر بارگاہ امیر لشکر خان اعظم سے لیجانا

خان اعظم نے تباہی لشکر اسلام کی خوشی کا جشن کیا بعد اسکے حکم کیا کہ لاشین اُٹھا لاؤ سر کاٹ کر مینار اور کنگرے
بناؤ اور لاشون کی سڑک اُسی وقت بناؤ اہل اسلام کے مردون پر یہ بدعت ہوئی کہ تین فرسخ تک لاشون کی سڑک
بنی اُنہی سرون کے مینار اور کنگرے بنائے گئے اب ہرکارون نے آکر عرض کیا کہ سڑک اور مینار تیار رہین
خان اعظم جلوس شاہانہ سے مع نوشیروان تخت پر سوار اُسی سڑک کے بیچ مین سیر کرتا چلا گیا اور پھر
آیا جب رات ہوئی ابوالفتح بالاوی کو نکلا تھا آیا یہ حال دیکھ کر روتا ہوا پھرا صحرا مین ایک طرف روشنی
معلوم ہوئی جیسے سواری آتی ہو ابوالفتح نے دو کوس آگا باندھا دیکھا کرب دلاور بارہ ہزار
قزاقون سے چلا آتا ہو ابوالفتح نے سلام کیا اور کہا آپ کہان جاتے ہین کرب نے کہا برادر مین
اب شکار سے پھرا ہون لشکر کو اپنے جاتا ہون ابوالفتح نے کہا لشکر تباہ ہو گیا اور رو رو کر سب
کیفیت بیان کی اور کہا اب وہان کون ہو اس سے بہتر یہ ہو کہ بادشاہ کی تلاش کیجیے کرب نے
کہا اے ابوالفتح اُن کا خدا حافظ ہو مین داروغہ بارگاہ کا کہلاتا ہون بغیر بارگاہ لیے نہ رہونگا
امیر کو کیا منہ دکھاؤنگا ابوالفتح نے لاکھ منع کیا نہ مانا پھر تو دوپہر کے عرصے تک اور بھی

قزاق بھاگے ہوے اپنے آقا کی خبر سنکے جمع ہوگئے یہان تک کہ پچیس ہزار قزاق ہوے کرب دو پہر رات سے گئے
لشکر صلصال پر شبخون گرا قتل کرنا شروع کیا غل ہوا پکار مچی کرب نے صبح تک اسی ہزار کافر مارے اور
بوق بجائے کہ اے یاران بدررویدا اور نشان پہلے ہی بتا دیا تھا کہ فلان جھیل پر جمع ہونا سب نکل گئے صبح کو خبر
خان اعظم کو ہوئی بختک نے صلوٰۃ پڑھی اور کہا اے خان اعظم اسکا ذکر شمامہ نے نہ کیا تھا اب یہ بہت
پریشان کریگا غرض دن گذرا رات ہوئی پھر کرب نے شبخون مارا ہزارون کو قتل کیا اور نکل گیا دوسرے روز
صلصال نے کہا کیا تدبیر کرون اس دیوانے نے تو اور بھی پریشان کیا ہے بلاکر مہتر گزک کو کہا کہ جا اس
دیوانے کی خبر لا کہ آیا کس طرف سے آتا ہے گزک خطائی مجرا کر کے واسطے تلاش کرب کے چلا ادھر ادھر کئی کوس
تک ڈھونڈھا لیکن کرب کا پتا نہ لگا اور کرب جو پلٹ کر جھیل پر آیا کچھ کھایا پیا بعد اس کے فتاح
سے کہا کہ جب تک بارگاہ نہ لے لون گا روز شبخون مارون گا مین کیا منھ لیکر امیر کے پاس جاؤن اور
دوسرے جسکے ایسے یار دنیا سے اُٹھ جائین اُس کا جینا مرنے سے بدتر ہے مجھ کو بھی بعد لشکر اسلام کے
زندگی منظور نہین فتاح نے سمجھ لیا کہ اسنے جس طرح سکندر کے لشکر پر شبخون مارے تھے یہان بھی
ویسا ہی کرے گا غرضکہ جب رات ہوئی کرب نے پھر شبخون مارا اور نکل گیا صبح تک ترک
آپسمین لڑا کیے جب روشنی ہوئی اور آفتاب نکلا ایک نے دوسرے کو پہچانا کشت و خون موقوف ہوا
خان اعظم نے عاجز آکر اندروس جادو کو طلب کیا اور کہا تو کوئی تدبیر کر اندروس نے کہا ہم کو
معلوم ہو کہ اسوقت شبخون آیا تو کچھ علاج کیا جائے یہ خبر کرب کو ہوئی آج کرب پہلے تو لشکر پر شبخون گرا
بعد اُسکے جادوگرون پر آپڑا قتل کرنے لگا ترکون نے کرب کا پیچھا کیا کہ آج اسے نہ چھوڑو اور کرب نے
جب بہت سے جادوگر مارے دیکھا کہ اب وہ سحر جگانے لگے ایک آدھ اگیاری روشن نظر آئی بوق بجایا
کہ اے یاران بدررویدا اور قزاقون سمیت نکل گیا ترک کہ عقب مین کرب کے آئے تھے جادوگرون نے جانا یہی
شبخون آئے تھے اور ترکون نے جانا کرب کے لوگ ہین آپسمین تلوار چلنے لگی ساحرون نے سحر کیا بہت سے
ترک مارے گئے کسی ساحر نے ناریل مارا کہ صفین توڑتا ہوا نکل گیا صدہا اُس مین گر گئے کسی نے گولہ مارا وہ
پھٹا اور برقین چمک چمک کے ترکون پر گرین کہ کام تمام کیا اسی طرح صبح تک ہزارہا ترک مارے گئے
جب آفتاب نکلا ایک نے دوسرے کو پہچانا یہ خبر اندروس کو ہوئی خان اعظم سے کہا کہ آج تمہارے
ترکون نے میرے جادوگر مارے ترکون نے آکر ساحرون کی شکایت کی یہ کیفیت دیکھ کر بختک تو خوب
تا دھنا ناچا اور کہا واہ اے کرب خوب لڑوا گئے کیا کہنا آج خان اعظم نے پھر گزک پر تاکید کی اور گرکس
ساسانی سابر نمد پوش وغیرہ سب سے کہا کہ خبر کرب کی جلد لاؤ کہ کہان ہے عیار واسطے خبر کے روانہ ہوے
یہان خان اعظم اندروس سے مصروف اختلاط ہوا اور ایک خیمہ مین لایا اندروس نے کہا کیون درمیان
میرے اور اپنے خرابی لایا چاہتا ہے شمامہ سن لیگی تو نہین معلوم کیا کریگی اسنے نہ مانا اور مطلب اپنا نکالا کہ اسقدر
غل ہوا کہ کرب شبخون گرا ہے قتل کر رہا ہے صلصال نے جلدی سے فراغت حاصل کی اندروس کو ساتھ لیکر
تخت پر بیٹھکر باہر آیا کہ علاج اسکا کرے کرب شبخون مار کر نکل گیا کہ شاید ساحر سحر کرین مگر آج گزک خطائی اُس
صحرا مین پہونچا جہان سے کرب شبخون آتا تھا اور جاکر ٹھہرتا تھا دوڑا ہوا آیا اور خان اعظم سے بیان کیا کہ کرب فلان
بیابان مین ہے خان اعظم دیکھنے لگا کہ کسے بھیجون فرید شاہ بیٹا خان اعظم کا ایک باقی رہگیا تھا اُسے کہا کہ

نہ مین جاتا ہون خان اعظم نے منع بھی کیا کہ تو ایک رہگیا ہو کوئی اور چلا جائیگا اسنے نہ مانا قضا دامنگیر ہوئی اور اسی ہزار ترک ہمراہ لیکر روانہ ہوا گزک بھی ہمراہ تھا راستہ بتانے کے لیے اُس خیمے مین لایا جہان کرب مقیم تھا وہان اندلس بن عمرو نے دیکھا کہ فوج آتی ہو دوڑکر کرب کو خبر کی کرب نے بوق بجائی سب تیار ہو گئے اور ایک طرف چلے کہ فرید شاہ بھی پہونچا اور پکارا کہ او دیوانے مجہول نامرد بھگوڑے کہان جاتا ہو یہ سنکر کرب نے خیال کیا کہ جب مین نے سنا ہو تو کیا ان سب کے کان بند ہین ضرور سبنے سنا ہوگا فتاح نے بھی سنا ہوگا یہ ایسا سخت کلمہ کہتا ہو ہمراہیون سے کہا تم چلو اور آپ پھرا فرید نے بھی اپنا مرکب روکا کرب نے کہا او گیدی نامرد تو تیرا باپ ہو کہ ایک عورت کے بھروسے پر لڑتا ہو اور نہین تو بھاگنے کا راستہ نہ ملتا فرید نے یہ کلمہ سنکر تلوار ماری کرب نے سپر کرز نوس عادیر روکی اور تیغہ کرز نوس مارا سپر اُسکی چہرے تک نہ آنے پائی تھی کہ تیغ سر پر پڑی مع مرکب چار ٹکڑے کیے یہ تو مارا گیا اور کرب گھوڑا اُڑا کر راہی ہوا ترک آکر اسکی لاش پر رونے لگے فوج بے سردار ہوئی کرب گو تنہا تھا مگر کسی نے پیچھا نہ کیا غرضکہ ترک اسکی ارتھی بناکر خان اعظم پاس لائے صلصال بارگاہ مین بیٹھا تھا بختک کہ رہا تھا کہ آپنے بیٹے کو بھیجا تو ہو چارسو مین سے ایک کم تھا اب پورے ہو جائین گے خان اعظم نے اسے جوتیان ماریں کہ کیا بکتا ہو ایک بیٹا رہگیا ہو تو فال بد مُنھ سے نکالتا ہو وہ بہت زبردست ہو کرب اسکا کیا کریگا کہ اتنے مین رونے کی صدا بلند ہوئی ہرکارون نے آکر کہا کہ فرید شاہ کی لاش آتی ہو کرب کے ہاتھ سے مارا گیا خان اعظم سمجھا کہ کرب مارا گیا کہا کیونکر مارا گیا اور ساتھ والے کیا ہوے کہا سب بھاگ گئے اور اُسکے دو ٹکڑے ہوے خان اعظم نے کہا پھر اچھا ہوا فرید کے لیے خلعت بھیجو کہ کرب کو مارکر آتا ہو انھون نے کہا وہ نہین آپ کا فرزند مارا گیا خان اعظم نے نوشیروان کی طرف دیکھا بختک نے کہا سنا آپ نے کہ فرید مارا گیا صلصال نے کہا خبردار تو ایسی ہنسی نہ ہنسا کر بختک سمجھا کہ یہ بیٹے کے غم مین دیوانہ ہو گیا کہ اتنے مین ارتھی فرید شاہ کی پہونچی اب تو صلصال نے تاج سر پر سے دے مارا اور رونے لگا بختک بھی رونے لگا مگر خان اعظم کے دکھانے کو اور اُس روز خان اعظم نے جشن کی تیاری کی تھی کہ اندروس جادو سے وعدۂ وصل ہوا تھا اندروس نے کہا تھا کہ آج رات کو مین تیرے پاس رہونگی سارا جشن کا سامان سامان غم ہو گیا صلصال نے ارتھی اُسکی جلادی اور بختک سے کہا کہ اسکی ماں نہ جیتی کہ وہ اس سے بہت محبت رکھتی تھی بختک نے کہا قضا اسکی آچکی تھی وہان نہ مارا جاتا گھر مین مرجاتا خان اعظم کو غصہ آیا لیکن بختک کے رو رو کے کہنے سے چپ ہو رہا اتنے مین رات ہوئی دو پہر رات گئے پھر غل ہوا کہ دیوانہ شبخون گرا ہو کرب نے جب کہ ساحرون کو دیکھ لیا ہو تھکتا نہین شبخون مارا اور نکل گیا صبح کو صلصال نے پھر عیارون پر تاکید کی کہ اسکا پتا لگاؤ گزک نے دو تین روز مین پھر پتا لگایا کہ کرب روز شبخون مارتا ہو آج شب کو خان اعظم نے اندروس سے منھ کالا کیا اور صبح کو بارگاہ مین آیا کہ گزک خطائی پہونچا اور کہا کہ کرب فلان جنگل مین ہو خان اعظم مع نوشیروان اندروس جادو کو بارہ ہزار جادوگرون سمیت ہمراہ لیکر چلا مہتر قران واسطے خبر کے آیا ہوا تھا یہ حال دیکھ کر بھاگا کرب سے جاکر بیان کیا کہ صلصال بارہ ہزار ساحرون سے آتا ہو کرب نے بوق بجائی تب قزاق تیار ہوے کہ اتنے مین خان اعظم پہونچا کرب نے دیکھا کہ اب بھاگ کر بچ نہ سکو گے کیونکہ ساحر ساتھ ہین اس سے ہر طرح مرنا بہتر ہو تلوار کھینچکر ترکون پر آپڑا قتل کرنا شروع کیا چھبیس ہزار قزاق بوقین بجا بجا کر گرے قتل کرنے لگے دم بھر مین کشتون کے پشتے

باندھ دیے اب تو خان اعظم گھبرایا اندروس جادو سے کہا کہ کھڑی کیا دیکھتی ہو کوئی تیر مار دیگا تیرا ابھی خاتمہ ہوجائیگا
اندروس یہ سنکر آگے بڑھی اور کچھ اسم سحر پڑھ کر دانے ماش کے مارنا شروع کیے جسکے ہوا ابھی دانون کی لگ گئی ہاتھ
پاؤن اسکے رہگئے اندروس جادو نے کہا بس اب چاہو انکے سر کاٹو چاہو قید کرو اور ترک تلوارین لیے چلے کہ
سب کو قتل کریں ہر ایک مسلمان کی یہ کیفیت کہ زندہ مردے سے بدتر ہاتھ پیر بے حس و حرکت دعا مانگنا شروع کیا
ایک مرتبہ ترک قریب کرب کے پہونچا چاہتا ہو کہ تلوار مارے کہ ابر سیاہ پیدا ہوا بجلی چمکی آنکھین اسکی جھپکین مگر وہ
بجلی چمک کر اندروس جادو پر گری کہ مع تخت دو ٹکڑے ہوے نعرہ ہوا منم شمامہ جادو واد صلصال
حرامزادے مین نے تو تیری مدد کے لیے اسے چھوڑا تو نے لونڈی کو میری جورو بنایا او بیمروت اب اگر تو
مارا بھی جائیگا تو بھی نہ آؤن گی اور یہ کہکر ابر غائب ہوگیا ادھر تو وہ ترک تلوار کھینچے سر پر کرب کے کھڑا تھا کہ
کرب کے ہاتھ پاؤن کھل گئے اُسنے تلوار ماری کرب نے خالی دیا اور تیغہ کر نہوس مارا کہ دو ٹکڑے ہوے
اور بوق بجا کر ترکون کو قتل کرتا ہوا ایک طرف نکل گیا خان اعظم رنجیدہ پھرا جادوگرون نے مارے خوف کے
لاش بھی اندروس کی نہ اُٹھائی کہ یہ شمامہ کی مغضوب ہو بختک نے خان اعظم سے کہا کہ یہ کون سی حرکت تھی
آپنے ذرا سے مزے کے لیے ایسے مددگار کو اپنے خفا کر دیا یہ سنکر خان اعظم نے ندامت سے سر جھکالیا کچھ نہ کہا رات کو
قیماس اپنے پلنگ پر لیٹا تھا کہ اندروس کے واقعہ پر قیماس خان خاوری کو حیرت ہوگئی اور سوچا کہ بیشک دین
امیر کا برحق ہو کس وقت کرب کو خدا نے بچایا اور افسوس ہو کہ امیر مجھسے کس کس طرح کہلاکے اور تو مسلمان نہوا
مگر اب بھی اگر امیر پاس تو جائیگا تو تیری بہت عزت ہوگی مگر خالی ہاتھ کیا جانا اگر چل تو واسطے نذر کے بارگاہ
لیچل اور خان اعظم بھی کچھ نہین ہو حد کا بودا ہو یہ سوچ کے خاوریون کو جمع کیا اور سب حالت اپنے دل کی
بیان کی اُنھون نے کہا بیشک سچ ہو کہ دین امیر کا برحق ہو غرض قیماس خان ستر ہزار خاوریون سے جتنی بارگاہین
تھین مع اثاثہ صاحبقرانی لیکر روانہ ہوا صبح کو یہ خبر خان اعظم کو ہوئی کہ قیماس خان خاوری بارگاہین لیکر روانہ
ہوگیا خدمت صاحبقران مین گیا ہو صلصال نے آردشیر اور مردشیر دونون بھائیون کو بھیجا کہ جاکر بارگاہین
چھین لاؤ وہ دونون ساٹھ ساٹھ ہزار سوار لیکر آگے پیچھے روانہ ہوے یہان بختک نے خان اعظم سے کہا کہ آپ
تو بڑی تعریف کرتے تھے قیماس خان خاوری کی کہ میرا امیر بخشی ایسا ہو اور ایسا ہو خان اعظم نے جواب نہ دیا
وہان کرب جب رات ہوئی شبخون لیکر چلا کر راستے مین مہتر قران سے ملاقات ہوئی قران نے کہا اے قطر کردہ
شاہ مردان کہان جاتے ہو کرب نے کہا جب تک بارگاہ نہ لے لونگا شبخون مارے جاؤن گا قران نے کہا کہ
بارگاہ تو قیماس خان خاوری لے گیا کرب کو یقین نہ آیا اندلس کو واسطے خبر کے روانہ کیا اندلس بھی بعد کچھ
دیر کے پھر کر آیا اور کہا قران سچ کہتے تھے کرب نے کہا تو پھر مجکو صلصال سے کیا کام مجھے تو بارگاہ سے غرض ہو اور
تلاش مین قیماس خان خاوری کے روانہ ہوا قیماس خاوری بارگاہین لیے ہوے چلا جاتا ہو کہ
لوگون نے آکر عرض کی کہ اردشیر آپ کے عقب مین آپہونچا قیماس خان خاوری ٹھہر گیا ہو کہ اس سے
فیصلہ کرکے آگے بڑھونگا کہ گرد اڑی اور اردشیر مع ساٹھ ہزار سوار پہونچا قیماس خان خاوری
کو سلام کیا اور کہا یہ آپ نے کیا حرکت کی خان اعظم نے مجھے بھیجا ہو بہتر یہ ہو کہ بارگاہ لیکر پلٹ چلیے قیماس خان
خاوری نے کہا اے آردشیر مین تمکو بھی سمجھاتا ہون کہ تم بھی میرے ساتھ امیر حمزہ صاحبقران پاس چلو اور
دیکھو کہ کرب کیسا بہادر ہو اکیلے نے کتنے شبخون مارے جب سحر مین گرفتار رہا تو یون مدد ہوئی کہ اپنے ہی

طرف والا دشمن ہو گیا شمامہ جادو و اندروس جادو کو مار کر چلی گئی کرب کو گرفتار کر کے بھی نہ دے گئی دیکھو انکا
خدا کیسی مدد کرتا ہی یہ سُن کر آردشیر نے کہا کہ مین ہمراہی نہ کرونگا اور ای قیماس خان خاوری یا تو چل یا بارگاہ
میرے حوالے کر قیماس خاوری نے کہا کیا بکتا ہی اگر کچھ اور ارادہ ہو تو مین موجود ہون مین نے تیرے سمجھانے کو
یہ کلمات کہے آردشیر نے کہا لاضرب بہادری کی قیماس خان خاوری نے کہا اب مین نے غلامی امیر کا
عہد کیا ہی تو انکا آئین بھی اختیار کیا پیشدستی نہ کرونگا آردشیر نے نیزہ مارا قیماس خان خاوری
نے چند طعن مین نیزہ اسکا ہوائی کیا اُسنے تلوار ماری قیماس خان خاوری نے سپر روکی اور کمر کا
ہاتھ مارا کہ دو ٹکڑے ہوئے ترکون نے جو دیکھا مارے خوف کے کچھ نہ بولے جب قیماس خان
خاوری اُسے مار کر پلٹا تو لاش آردشیر کی لیکر بھاگے یہ پھرے ہوئے آتے تھے کہ مردشیر پہونچا اُس سے بھی
رو رو کر بیان کیا کہ یہ قیماس خان خاوری کے ہاتھ سے مارا گیا مردشیر سب کو لیکر پھرا یہ خبر قیماس خان
خاوری کو ہوئی کہ بھائی اسکا مردشیر آتا ہی قیماس خاوری پھر پلٹا کہ مردشیر پہونچا اور پکارا ای قیماس خان
خاوری غضب کیا تو نے کہ میرے بھائی کو مارا خیر اب بھی خان اعظم پاس چل عذر کر قیماس نے کہا او
نامرد کیسا خان اعظم مین نے لعنت کی اُسپر اور لات و منات پر بھی لعنت کی مردشیر نے اس گفتگو مین
تلوار ماری قیماس خان خاوری نے خالی دی اپنے کو تو بچایا مگر گردن کرگدن کی قلم ہوئی وہ تڑپنے لگا قیماس
گر پڑا مردشیر نے ایک ہاتھ اور مارا قیماس خان خاوری نے سنبھلکر بار بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا اور مروڑ کر
ہاتھ تلوار چھین لی کمربند پکڑ کر اُٹھا لیا مردشیر نے امان مانگی قیماس خان خاوری نے کہا بشرط ایمان صاحبقران
مردشیر نے قبول کیا قیماس خان خاوری نے چھوڑ دیا مردشیر نے کہا کہ مین اپنے لوگون کو بھی راضی کر دون اور
شام بھی ہو گئی تھی قیماس خان خاوری اپنے خیمہ مین گیا وہ اپنے خیمے مین آیا رفیقون سے مشورہ کیا کہ تمھاری
کیا صلاح ہی اُنھون نے کہا کہ خان اعظم پاس بھاگ چلیے اور لات پرستی کیونکر ترک کی جائے اسکی بھی مت
برگشتہ ہوئی رات ہی کو سب بھاگ گئے صبح کو خبر قیماس خان خاوری کو خبر ہوئی کہا میری بلا سے مجھے کیا ایمان
لاتا اُسکی آخرت بنتی یہ کہکر اُسی وقت طرف امیر کے کوچ کیا پہر دن چڑھا ہو گا کہ گرد اُڑی قیماس خان خاوری
ٹھہرا جب دامن گرد کا شگافتہ ہوا کرب دلاور پہونچا اگر مستعد بہ جنگ آیا تھا قیماس خان خاوری نے سلام
کیا کرب نے جواب سلام دیا اور کہا کہان جاتے ہو قیماس خان خاوری نے کہا ای بہادر یہ سب تیرے
سبب سے ہوا میرے دلمین آئی کہ دین خدا پرستی برحق ہی تیری شجاعت پر دل وجد کرتا ہی اگر تلوار باندھے تو تیرا
نام لیکر اور ایمان ایسا مضبوط کہ کس وقت مین خدا سے مدد کی کہ جان بچنے کی کوئی صورت نہ تھی جادو گردون سے
سامنا تھا تو اب مین بارگاہ مین لیکر خدمت مین امیر کشور کی جاتا ہون کہ نذر دونگا خالی ہاتھ کیا جاؤن کرب نے کہا
تمھین جانا ہی تو جاؤ بارگاہ تو نہ جائیگی مالک اسکا مین ہون اور قیماس خان خاوری نے اُن لوگون سے کہدیا تھا
کہ جب تک کرب آئے تم بارگاہ لیکر چلو اُنھون نے جو اپنے داروغہ کو دیکھا اور لیس ہو گئے چھکڑون پر کھڑے
تماشا دیکھ رہے ہین کہ قیماس خان خاوری نے کرب سے کہا آپ تو ہمیشہ کے داروغہ ہین اور اب بھی امیر
آپ ہی کو دینگے مین اتنا چاہتا ہون کہ جان پر کھیل کر محنت سے لایا ہون تو نذر دون کرب نے کہا یہ ہرگز نہو گا
قیماس خان خاوری نے کہا اچھا ایک کام کیجیے نہ آپ بارگاہ اُٹھا کے چلینگے نہ مین چھکڑے ہین ہم آپ
دونون ہمراہ چلین کرب نے کہا بس زیادہ نہ بکو میرا مغز خالی ہوتا ہی تم اکیلے خدمت امیر مین چلے جاؤ اور

بارگاہ تو مین لے لونگا جب تو قیماس خان خاوری کو بھی غصہ آیا اور کہا کیا تجکو تمنے حلوا مقرر کیا ہو مین وہی ہون
کہ تمھارے بادشاہ تک کو زخمی کیا ہو اور میری تلوار نے کسکا لہو نہین چاٹا کرب نے کہا تو پھر مین کیا حلوا ہون
قیماس خان خاوری نے کہا مین نے آپ کو کب کہا بلکہ مین تو آپکی تعریف کرتا ہون اور نہین مانتے تو ہم
دونون سے جب تک ایک نہ رہیگا فیصلہ نہوگا کرب نے کہا تو لا ضرب قیماس خان خاوری نے کہا مین تو
پیشدستی نہ کرونگا اور دوسرے امیر کو کیا جواب دونگا کرب نے کہا تو بہتر مین بھی حملہ نہ کرونگا اور تو مجھسے کیا مقابلہ
کریگا قیماس خان خاوری نے کہا بس زبان کو بند کرو تم کیا ہو تمھارے باپ سے بھی لڑونگا یہ سنکر
رگ دیوانگی حرکت مین آئی نیزہ مار بیٹھا قیماس خان خاوری نے روک لیا اور نیزہ بازی ہونے لگی بڑی دیر تک
نیزہ چلا کیا کہ اتنے مین عمرو آپہونچا اور یہ ماجرا دیکھ کر جاکے امیر سے بیان کیا امیر کو جو خبر ہوئی اشقر پر سوار
افراسیاب کو چابک ہمراہ مقبل وفادار ساتھ گھوڑون کو دوڑا کر قریب پہونچے امیر نے دونون کو لڑتے
دیکھ کر نعرہ کیا ادھر قیماس خان خاوری اُدھر کرب امیر حمزہ صاحبقران کے نعرے کی آواز سنکر کھے
امیر حمزہ صاحبقران بیچ مین آگئے قیماس خان خاوری نے مجرا کیا امیر حیران ہین کہ قیماس خان
خاوری کہا اور یہ بارگاہ کہان آخر امیر حمزہ صاحبقران نے پوچھا قیماس خان خاوری نے سارا
ماجرا بیان کیا کہ مین بارگاہ آپ کی خدمت مین لاتا تھا راہ مین کرب نے روکا مین نے ہر چند منتین کین نہ
مانا اور مجھسے مقابلہ کیا امیر حمزہ صاحبقران نے کہا یہ بارگاہین کیونکر تمھین ملین اور تم کیونکر چھوٹے آیا
میرے سردار مع بادشاہ کیا ہوے قیماس خان خاوری نے شمامہ جادو کا حال اول سے آخر تک بیان کیا
عمرو بن امیہ ضمری نے کہا کیون امیر حمزہ صاحبقران میرا کہنا نہ مانا آخر یہ حال لشکر کا ہوا امیر حمزہ صاحبقران
کو یہ سنکر نہایت صدمہ ہوا قیماس خان خاوری کو کلمہ بتایا اور کرب کو قیماس خاوری کے گلے ملوایا عمرو سے
کہا خواجہ تم خبر لاؤ کہ میرے ناموس اور بادشاہ کیا ہوے عمرو بن امیہ ضمری چلا جاتے جاتے راہ مین
لوگون سے معلوم ہوا کہ امیر حمزہ صاحبقران کے لوگ بھاگ کر ختن مین گئے ہین عمرو ختن کو چلا اور یہ خبر
خان اعظم کو ہوئی کہ امیر حمزہ صاحبقران کے ناموس ختن مین ہین خان اعظم نے کہا چلو مین اس ختن کی
اینٹ سے اینٹ بجاؤنگا غرض نوشیروان اور طائر جادو سبکو ہمراہ لیکر خان اعظم ختن مین آیا یہ خبر یعقوب شاہ
کو ہوئی اسنے بادشاہ کو خبر نہ کی کہ کہانتک ایسی خبر چھپ سکتی ہو سلطان سعد کو بھی معلوم ہو گیا کہ خان اعظم آیا
ہو سلطان سعد نے چاہا کہ قلعے سے باہر نکلون گو زخمی ہون یعقوب شاہ قدمون پر گر پڑا اور کہا مین امیر
حمزہ صاحبقران کو کیا منہ دکھاؤنگا آپ سیر دیکھین کہ کیسا قلعے کو آراستہ کرتا ہون کہ اسکے فرشتے بھی نہ آسکین
بادشاہ اسکی خاطر سے چپ ہو رہے اور خان اعظم نے دوسرے روز سوار یعقوب شاہ پاس بھیجا کہ دروازہ
کھولدے خدا پرستون کو باندھ کے میرے حوالے کر یعقوب شاہ نے خان اعظم کو برا بھلا کہا خان اعظم نے
اُسی وقت طبل جنگ بجوا دیا اور صبح کو حملہ کیا ادھر سے توپین چلین ہزارون مارے گئے آخر بھاگے جب تو
خان اعظم نے طائر جادو سے کہا کہ کچھ تدبیر نہین کرتا طائر جادو آگے بڑھا سحر جو کیا توپ بند ہوگئی ہتاب
اور بارود کا یہ حال ہوا کہ جیسے مہینون کے پانی مین بھیگی ہوئی ہو اور گولہ اندازون کے ہاتھ پانون رہگئے یہ
رنگ دیکھ کر بادشاہ اپنے سردارون کو لیکر قلعے سے باہر آئے اور وہین سے تلوار کھینچکر ترکون پر چلے کہ
عمرو بن امیہ ضمری بھی پہونچا یہ حال دیکھ کے بھاگا اور امیر حمزہ صاحبقران کو خبر کی اور کہا یا امیر

اسم اعظم پڑھتے چلے اور یہان طائر جادو نے پھر سحر کیا انکے بھی ہاتھ پاؤن رہ گئے خان اعظم سے کہا بس انکے سر کٹوا ڈالو اور ترک یار او قتل چلے تھے کہ امیر پہونچے اور نعرہ کیا پہلے ساحرون پر گرے قتل کرنا شروع کیا طائر جادو نے جانا کہ اسے بھی ایک دانہ ماش کا پڑھ کر مارون گا ہاتھ پاؤن بیکار ہو جاینگے بھلا امیر پر سحر کب اثر کر سکتا ہو کہ اسم اعظم پڑھ رہے تھے بلائی سرسون ماش کے دانے بھادر ہو گئے طائر جادو سمجھا کہ مین نے ہاتھ پاؤن باندھ دیے اب اسے گرفتار کر لون کیونکہ سرخیل مسلمانان ہو سبکے قریب امیر کے آیا چاہا کہ امیر حمزہ صاحبقران کو اسیر کرون مگر امیر حمزہ صاحبقران بھی اسے آتے دیکھ کر چپ کھڑے تھے چاہا کہ ہاتھ امیر حمزہ صاحبقران کا پکڑون عقرب سلیمانی کا ہاتھ امیر حمزہ صاحبقران نے مارا کہ دو ٹکڑے ہوئے اسکے مرتے ہی آندھی چلی آگ برسی بعد کچھ دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من طائر جادو بود سبکے ہاتھ پاؤن قابو مین ہوئے اور ترکون پر چلے جادوگرون نے آپس مین کہا کہ ارے جلد ظلمات کو بھاگو دیکھو بغیر حکم شمامہ جادو کے لڑنے سے اسکا کیا حال ہوا ساحر تو بھاگے بختک کی جان نکل گئی جلدی سے طبل بازگشت بجوا دیا امیر پھر کر بادشاہ کے پاس آئے پوچھا کیا دیکھا کہ زخم سر بندھا ہوا ہو بعد اُس کے ہر سردار نامی کو زخمی دیکھا امیر حمزہ صاحبقران نے شکر کیا کہ خیر جس حال مین ہین زندہ تو ہین غرض سب کو لیکر ختن مین آئے خان اعظم جو بھاگا پھر قلعہ آگی مین پہونچا اگر امیر حمزہ صاحبقران جو ختن مین آئے یعقوب شاہ نے خلعت دیا بادشاہ نے سب حال برفباری کا بیان کیا وہان خان اعظم کی پھر شامت آئی کہا کہ نوّے لاکھ کی فوج ہو مین جا کر امیر حمزہ صاحبقران سے لڑون گا یا تو جان گئی یا ترکستان گیا کہ اتنے مین ایک بچہ پیدا ہوا اور خان اعظم کو لے گیا بختک کا دم فنا ہوا جاتا کہ کوئی دشمن لے گیا ہو نوشیروان سے کہا اب یہانسے بھاگ مگر خان اعظم وہ بچہ لے گیا تو موج ہوا سے یہ بیہوش ہو گیا تھا جب بچہ نے زمین مین اتارا اور بعد کچھ دیر کے اسے ہوش آیا دیکھا کہ ایک کوہ پر بیٹھا ہون اور مامیار دیو جس سے بڑی دوستی ہو وہ سامنے کھڑا ہوا اُسنے سلام کیا اور کہا اچھی طرح ہو بہت روز سے ملاقات نہوئی تھی اسلیے لے آیا ہون یہ سنکر خان اعظم رونے لگا اور سارا حال تباہی کا ہاتھ سے خدا پرستون کے بیان کیا دیو نے کہا چل مین ایک دم مین سب کو غارت کرون خان اعظم نے کہا وہ بڑے بڑے دیوون سے لڑ چکے ہین اور نہ امیر تاثیر کرتا ہو دیو نے کہا مین سامنا انکا تھوڑی کرونگا دور سے پتھر اُنکے لشکر پر برساؤنگا سب مر جاینگے خان اعظم خوش ہوا کہ یہ تدبیر خوب ہو دیو نے کہا سات دن کی مہلت مانگتا ہون کہ دیوون کو جمع کر لون خان اعظم نے کہا اچھا اب دیو نے شراب وکباب سے خاطر کی بعد اُسکے پھر بچہ بنکر خان اعظم کو بارگاہ مین پہونچایا بختک نے دیکھا کہ خان اعظم کچھ بشاش ہو پوچھا اے صاحب اقبال کہان تھے ہم کو تو بڑی فکر ہوئی تھی خان اعظم نے کہا کہ قریب آ اور چپکے سے سارا ماجرا بیان کیا اور خدا اہل دربار بھی اس راز سے واقف ہوئے سبکو خوشی ہوئی کہ اب امیر کی جان نہ بچیگی اور وہان دیو نے ساٹھ ہزار دیو جمع کیے کہ تیاری دعوت ہو اور سبکو کھانے کھلوائے اور پھر اپنا مطلب بیان کیا دیوون نے پتھر جمع کیے اور خان اعظم پاس چلے کہ اس سے کہکر لشکر صاحبقران کو غارت کرین مگر ایک آدھ دیو نے کہ قمرزاد اور گہرزاد کا دوستدار تھا جا کر اپنے مالک سے بیان کیا کہ آج فلان دیو نے بہت سے دیو مہمان کیے ہین کوئی امیر حمزہ صاحبقران ہو اسکے لشکر پر سنگباری کرینگے یہ سنتے ہی دونون بھائی گھبرائے اور چالیس ہزار دیو ہمراہ لیکر روانہ ہو گئے اور انھون نے بھی سنگریزے اُٹھائے تھے اُس وقت

ہوپنچے کہ دیو ماہیار خان اعظم کے لشکر پر بالاے ہوا چھایا ہوا تھا اور خود بارادہُ اطلاع نیچے اُترنے کو تھا کہ قمر زاد اور
گہر زاد کے دیوون نے پتھر مارنا شروع کیے کسی دیو کا سر پھٹا کسی کا شانہ ٹوٹا جب پتھر ہو چکے تو دار شمشاد اور دارہ
پشت نہنگ اوپر سے پڑنے لگا دیون کے ہاتھ پانون کٹ کٹ کر گرنے لگے اتنی لاشین گرین کہ خان اعظم کا چوتھائی
لشکر دبگیا اور غارت ہوا آخر کو دیو بھاگے کہ یہ اوپر سے کونسی بلا نازل ہوئی قمر زاد و گہر زاد پھر سے
ایک دیو کو امیر حمزہُ صاحبقران کی خدمت مین بھیجدیا کہ ہمارا مجرا کہنا اور سب کیفیت بیان کرنا
دیو نے آکر امیر حمزہُ صاحبقران نے سب حالت بیان کی صاحبقران بہت خوش ہوے اور فرمایا
حافظ حقیقی یون بچاتا ہو وہان لشکر صلصال کی جو وہ کیفیت ہوئی بختک خوب ناچا اور کہا واہ
او خان اعظم لشکر امیر حمزہُ صاحبقران خوب غارت ہوا دیو آپ کا بڑا دوست تھا خان اعظم بھی
حیران ہو کہ یہ کیا ہوا کہ ماہیار سنے آکر خان اعظم سے سارا ماجرا بیان کیا دیو تو چلا گیا خان اعظم نے
کمر بندی کروائی اور لشکر لیکر طرف بالاخطا کے چلا

اب چند کلمے داستان جانا خان اعظم کا واسطے مقابلہ امیر حمزہُ صاحبقران کے راستے مین قدرارسلان شاہ بادشاہ سابق ترکستان سے ملاقات ہونا اور گرفتار ہونا صلصال کا بیان کیے جاتے ہین

غرضکہ خان اعظم نے یہ ارادہ کیا کہ مین خود لڑونگا امیر حمزہُ صاحبقران سے یہان امیر حمزہُ صاحبقران
نے بھی جو کہ زیادہ زخمی تھے اُنکو خادمان محل کے پاس ختن مین چھوڑا اور خود کوچ کرکے طرف ترکستان کے روانہ
ہوے مگر خان اعظم کو تیسری منزل تھی کہ جانب صحرا سے تیق گرد و غبار بلند ہوا خان اعظم حیران ہو کر ٹھہرا کہ یہ کون
آتا ہو کہ یکایک گرد پھٹی ہری دیکھا کہ قدرارسلان شاہ ہو اُسنے جو خان اعظم کو دیکھا جان نکل گئی مگر سوچا
کہ اس سے بغیر فریب کیے جان نہ بچیگی اور آکر صلصال کو مجرا کیا دو لاکھ سوار اسلحہ جنگ سے آراستہ و پیراستہ ہمراہ
تھے خان اعظم نے کہا او قدرارسلان کہان جاتے ہو جواب دیا کہ مین نے سُنا کہ کسی خدا پرست نے
آپ کو حیران کر رکھا ہو اور آجکل بڑی تشویش تھی مین بھی واسطے مدد کے آیا ہون خان اعظم یہ سُنکے خوش
ہوا بختک متحیر ہو کر دیکھنے لگا خان اعظم نے کہا کہ ارے یہ ہمارے بادشاہ مین مین ان کا ملازم تھا بسبب تمامہ
جادو کے مجکو سلطنت ملی یہ دشت گنجاب کین رہنے لگے قدرارسلان نے کہا او خان اعظم یہ کیا کلمہ کہتے ہو
مین تمہارا غلام ہون جیا کہتے نامے لکھے مجکو بھی خیال آیا کہ مجھے بھی چلنا ہوگا تیاری کی جب آپ نے نہ طلب کیا
مین خود چلا آیا خان اعظم نے کہا آپ نے خوب کیا بختک نے کہا او خان اعظم ہم اس کا پہلو سمجھ گئے آیا
تم بھی سمجھے کہ یہ کلام آخر کو اُسنے کیا کہا کہ مجکو خیال آیا یعنے سلطنت کا خیال آیا کہ اب چلکر امیر سے کہون وہ ضرور
سلطنت دلوادینگے خان اعظم نے کہا کیا حرامزادے تیرا خیال بدی کی طرف جاتا ہو اگر اسے جانا
ہوتا تو پہلے ہی امیر کے پاس نہ گیا اس بیچارے نے تو کبھی دعوی نہین کیا اب تو بڈھا ہو گیا قدرارسلان
نے کہا یہ کون ہو خان اعظم نے کہا کہ بختک اسی کا نام ہو قدرارسلان نے کہا مین اُس کے اوصاف
پہلے ہی سن چکا تھا آج زیارت بھی ہو گئی غرضکہ خان اعظم نے قدرارسلان کی بہت خاطر کی
اور اپنے خیمے مین لایا پانچ کوس خان اعظم کے لشکر سے ہٹکر قدرارسلان کا لشکر بھی اُترا جب رات
زیادہ گئی قدرارسلان اپنے خیمے مین آیا صبح کو اُٹھ کے آگے چلا خان اعظم اور قدرارسلان باہم

چلے جاتے ہین کہ قدر ارسلان نے خان اعظم سے کہا کہ میرا جی چاہتا ہو آپکی دعوت کرون اگر قبول کیجیے کیونکہ اسمین میری عزت افزائی ہوگی اور لوگ جو جانتے ہین باہم رنجش ہو وہ شک رفع ہوجائیگا خان اعظم نے کہا کیا مضائقہ ہو قدر ارسلان نے کہا تو پھر دو ایک مقام یہان کیجیے سامان میرا تیار ہو یہ سنکر بختک نے کہا اے خان اعظم یہ جو کہتا ہو مین ہاتھ دھلاؤن کہین جانسے نہ ہاتھ دھونا پڑے پھر خان اعظم خفا ہوا بختک چپ ہو رہا اور قدر ارسلان نے چار طرف کے باورچی بلاے آتشبازی کا بھی سامان کیا اور خان اعظم کو اپنے لشکر مین لایا جو اسکے لشکر سے پانچ کوس پر تھا نوشیروان بختک سب ہمراہ ہین لشکر کو تو خان اعظم نے وہین چھوڑا اور پانچ ہزار ترک منچلے ہمراہ لے کر قدر ارسلان کے لشکر مین آیا قدر ارسلان نے استقبال کیا جب دروازۂ بارگاہ پر خان اعظم پہونچا قدر ارسلان نے نذر دی خان اعظم نے ہنس کر ہاتھ رکھدیا قدر ارسلان نے کہا میری خوشی جب ہو کہ آپ قبول کرین تاکہ یہ معلوم ہو اب مین منظور نظر ہوا دوسری نذر خان اعظم مسند پر بیٹھا جب دی خان اعظم بہت خوش ہوا ناچ ہونے لگا شراب کا ساغر گردش مین آیا سب کو کھانا کھلوایا آتشبازی دکھلائی جب پہر رات رہی اُس وقت بختک کو چکر آیا خان اعظم سے کہا میرے سر مین درد ہو آیا آپ کے بھی ہو اور مین تو بسبب اسکے کہ آدھا خدا پرست ہون بچا ہون چوٹ نہین لگتی کوئی مجھکو آسمان پر لے جاتا ہو اور پھینک دیتا ہو اور یہ لوگ جو میرے ساتھ ہین کس وقت کے لیے لگا رکھے ہین آیا کیا وہ وقت ابھی نہین آیا لعین جلد حکم دے خان اعظم نے کہا ابے او حرامزادے کیا بکتا ہو بختک نے کہا بس زبان کو اپنی سنبھالیے مین بھی نشہ مین ہون کبے کا جواب تبے ہو اب جپ ہو تو فضیحت کیجیے خان اعظم نے کہا کیا پاجی ہو بختک نے کہا آیا یہ سب جو بیٹھے ہین یہ خان اعظم نے کہا اس کا جواب نہ دو یہ جوتی خوردہ ہو کر اتنے مین بختک اُٹھا اور کہا میرا جی چاہتا ہو کہ آج قدر ارسلان کے سامنے ناچون اُٹھا تھا کہ لڑکھڑا کر گرا لوگ اسکے اُٹھانے کو دوڑے تھے وہ بھی گرے نوشیروان گھبرا کے اٹھا خان اعظم بھی اُٹھا چکر آیا ستون پکڑ لیا آخر تا پہر کہ یہ سب بھی بیہوش ہوے

اب چند سطرے قدر ارسلان کا لیجانا خان اعظم کو خدمت مین امیر با توقیر کے راہ مین مقابلہ نقابدار سے سرداران امیر کا واسطے مدد قدر ارسلان کے آنا پھر آنا امیر کا اور حال کھلنا نقابدار کا بیان ہوتے ہین

غرض جسوقت سب بیہوش ہوے اُسوقت قدر ارسلان نے اپنے لوگون کو طلب کیا وہ بیڑیان ہتھکڑیان طوق زنجیر لائے اور سب کو قید کیا اور اُسی وقت کوچ کردیا کہ ایسا نہوا اسکے لشکر مین خبر ہوجائے دوسرے دن خبر لشکر مین خان اعظم کے پہونچی لوگ سمجھے کہ قدر ارسلان واسطے شکار کے لیگیا ہوگا آخر کھلا کہ گرفتار کرکے امیر کے پاس لیگیا ہو پھر تو کل لشکر خان اعظم کا عقب مین چلا یہ خبر قدر ارسلان کو ہوئی کہ فوج عقب مین آتی ہو اُسنے ڈر کر عرضی امیر کو لکھی کہ مدد دیجیے اور جب لشکر خان اعظم کا قریب پہونچا قدر ارسلان نے کہلا بھیجا کہ اگر میرے لشکر مین تمنے قدم رکھا تو خان اعظم اور نوشیروان وغیرہ سے کسی کو زندہ نہ پاؤگے سب کو مار ڈالونگا یہ سنکر لشکر پر ایسا ہراس غالب ہوا کہ کوئی تیار بھی واسطے خبر کے نہین آیا مگر جب بختک کو اور سب کو ہوش آیا کہا اے خان اعظم خوب دعوت مین عداوت ہوئی کہ اسمین دو تین روز کا عرصہ ہوا تھا قدر ارسلان کوچ بکوچ جاتا تھا کہ ایک گرد اُٹھی جب گرد قریب پہونچکر شق ہوئی دیکھا کہ نقابدار بنفشہ پوش دو لاکھ سوار کی جمعیت سے آیا مقابل مین لشکر قدر ارسلان کے خیمہ برپا کیا اور کہلا بھیجا کہ اگر تو خدا پرست ہو تو خیر نہین

تو تجھے قتل کرونگا بہتر اسی مین ہو کہ قیدیون کو لیکر در دولت پر حاضر ہو قدر ارسلان نے کہا کہ مین ایک امیر سے کیا دب گیا کہ ہر ایک مجکو دبانے لگا او مفلوک تو امیر کی برابری کرتا ہو نقابدار نے کہا مین صاحبقران ہون اور طبل جنگ بجوا دیا ادھر قدر ارسلان نے بھی مجبور ہو کر طبل رزمی بجوایا اور دوسری عرضی اسی حال کی امیر کو لکھی اور صبح کو مقابل لشکر نقابدار کے صف آرا ہوا کئی میداندار یان کین جو منچلے ہمراہ تھے کچھ نقابدار کے ہاتھ سے زخمی ہوے کچھ لوگون کو نقابدار باندھ لیگیا قدر ارسلان نے زخمیون کے ٹانکے دلوائے اب اسکا یہ ارادہ ہوا کہ کل مین خود سامنا کرون مگر وہان جو عرضی اسکی امیر کو پہونچی امیر نے افراسیاب کوچک سے حال بیان کیا اسنے کہا پھر مجکو حکم ہو تو مین جاؤن اپنے باپ کی مدد کرون امیر نے فرمایا ہم بھی چلینگے اُسنے اصرار کیا امیر نے کہا اچھا جاؤ افراسیاب اُسی وقت روانہ ہوا بعد اسکے جانے کے امیر نے فرامرز کو بھیجا کہ افراسیاب سے اور فرامرز سے دوستی بھی تھی بعد فرامرز کے کرب بھی روانہ ہوا پھر قیاس خان نے عرض کیا کہ مجکو بھی رخصت کیجیے کہ مین ان ترکون سے خوب واقف ہون وہ بھی روانہ ہوا مگر وہان رات بھر طبل جنگ بجا صبح کو نقابدار میدان مین آیا ہوا مبارز طلب کر رہا ہو ارسلان خود نکلنے کو ہو کر گرد اُڑی اور افراسیاب کوچک پہونچا باپ کو سلام کیا سارا ماجرا پوچھکر میدان مین آیا ہمتگاور ہوا پانچ قدم گھوڑا افراسیاب کا تین قدم مرکب نقابدار کا پسپا ہوا افراسیاب نے کہا او مفلوک تو امیر کی برابری کرتا ہو نقابدار نے کہا تجھے اس سے کیا ضرب اپنی لا افراسیاب نے کہا تو پیشدستی کر آخر نقابدار نے نیزہ مارا افراسیاب سے نیزہ بازی ہونے لگی آخر نقابدار نے نیزہ ہوائی کیا اور تلوار ماری افراسیاب نے قبضے پر ہاتھ ڈالدیا نقابدار نے گریبان پکڑا گھوڑون سے نیچے کودے کشتی ہونے لگی پہر بھر نہ گذرا تھا کہ نقابدار نے لنگر افراسیاب کا توڑا اور باندھ کے اپنے لوگون کے سپرد کیا اور پھر مبارز طلب ہوا فرامرز نکلا بعد گفتگو کے نیزے چلے دونون نیزے خلال ہوگئے نقابدار کی تلوار سے فرامرز کا مرکب کام آیا فرامرز نے نقابدار کے مرکب کی ایک ٹانگ اڑا دی نقابدار بھی مرکب سے نیچے آیا اور ایک ہاتھ پالٹ کا مارا فرامرز نے خالی دیا اور بند دست پکڑ لیا اسنے گریبان مین ہاتھ ڈالدیا کشتی ہونے لگی پہر بھر کی کشتی مین نقابدار ایک مقام پر فرامرز کو لیچلا تھا کہ پاؤن فرامرز کا موشخانہ مین جا رہا کر کولا اُتر گیا یہ دیکھکر نقابدار نے چھوڑ دیا فرامرز نے کہا او بہادر تو زور کر اور لڑ نقابدار نے کہا یہ نہوگا جب اچھے ہوسکے پھر لڑلینا فرامرز نے کہا کہ یہ احسان کیا ہو تو اپنے حال سے بھی آگاہ کر نقابدار نے کہا اگر یہ ارادہ ہو تو ہمراہ میرے چل غرض فرامرز کو اپنے خیمے مین لایا اور لوگون کو منع کیا کہ خبردار کوئی نہ آتا اور افراسیاب کو بھی بلوایا اور اپنے کو ظاہر کیا نقاب اُلٹ دی بس فرامرز اور افراسیاب نے مجرا کیا حلقہ غلامی کان مین ڈالا اور قدر ارسلان کو بھی افراسیاب نے لکھ بھیجا فرامرز نے قیاس خان خاوری اور کرب کو بلوایا قیاس خان تو چلا آیا اور غلامی اختیار کی قدر ارسلان بھی سب قیدیون اور اپنے لشکر کو لیکر آیا اور کہا پہلے آپنے کیون اظہار نکیا مگر کرب نہ آیا اور کہا کہ مین سوا امیر کے اور کسی کو نہین جانتا بلکہ اس سے مقابلہ کرونگا غرضکہ دوسرے دن امیر بھی پہونچے اور یہ حال کرب سے سنکے حیران ہوے نقابدار نے امیر کو دیکھتے ہی طبل جنگ بجوا دیا صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے بعد صف آرائی نقابدار میدان مین آکر للکارا کہ سوا امیر کے کوئی نہ نکلے امیر بادشاہ سے اجازت لیکر میدان مین آئے نقابدار مرکب سے کودا اور امیر کو اسقدر جھککر مجرا کیا کہ مثل کمان کے ہوگیا کہ تیر محبت امیر کے دل دوز ہوا فرمایا او بہادر کیا ارادہ ہو عرض کیا جو آپکی مرضی امیر نے کہا بھلا میری مرضی تھی کہ قدر ارسلان میرے پاس آتا تمہارا راہ مین اسکو تمنے روکا اب مین یہ چاہتا ہون کہ کوئی آزمائش ایسی ہو کہ تلوار نہ چلے کیونکہ تلوار کا کام ضایع کرنا ہو نقابدار نے کہا بہتر امیر بھی مرکب سے اُترے اُسوقت نقابدار گرد پھرا امیر کے

قدم پر گر پڑا کہ مین غلام ہون میری مجال ہی کہ آپ سے سامنا کرون پس یہ چاہتا تھا کہ میرا بھی نام ہو اور قابل بارگاہ مین
بیٹھنے کے ہون امیر نے سر چھاتی سے لگایا اور کہا صورت دکھاؤ نقابدار نے سر جھکا لیا امیر نے بند نقاب کھولے
گویا اپنے کو آئینہ مین دیکھا حیران تھے کہ یہ کون ہی کہ عیار نقابدار یعنی کیلاک بچہ بن عمرو نے عرض کی کہ عالیجاہ کی دختر
کبرے بہادر سے یہ آپ کا فرزند ہی اسفندیار گیلانی اسکا نام ہی یہ سنکر امیر اور زیادہ مسرور ہوے پادشاہ
پاس لے گئے نذر دلوائی فرامرز اور قباس سے کہا تمنے بھی نہ کہا انھون نے کہا ہم کو منع کر دیا تھا اور جنے جو آپکے
فرزند کو دیکھا جیسے آپ ویسے یہ غلامی اختیار کی کربنے کہا مجھسے کھل سکے نہ کھلا بھیجا غرض امیر اسے لیے ہوے
بارگاہ مین آئے دنگل پر بیٹھے بادشاہ تخت پر جلوہ افروز ہوے اسوقت قدر ارسلان نے بھی مجرا کیا اور سارا حال
بیان کیا اور کہا سب قیدی مع نوشیروان حاضر ہین اور یہان بختک نے خان اعظم سے کہا کہ امیر سے
کہنا کہ یہ تجکو بہ فریب پکڑ لایا ہان اگر سر میدان زیر ہوتا تو اطاعت کرتا خان اعظم چپ ہو رہا کہ امیر نے
قیدیون کو طلب کیا داروغۂ زندان سب کو سامنے لایا امیر نے نوشیروان کو دیکھ کر اُسے مجرا کیا قید
توڑ کے تخت پر بٹھایا اور کہا مین آپ کا نمکخوار ہون اُسوقت نوشیروان سر نیچا کیے ہوے تھا اور امیر نے
خان اعظم سے کہا او گیدی تو نے جو مجکو لشکر مین نہ دیکھا تو برف برسوائی خیر اب بھی توبہ کر اور دین اسلام
قبول کر خان اعظم نے کہا یا امیر آپ نے تو مجکو زیر نہین کیا ہان اگر دو شرطین میری قبول کیجیے تو مین کلمہ پڑھون
ایک تو مجکو سر میدان زیر کیجیے خیر وہ تو ہو رہیگا لیکن دوسری بات پہلے ہو وہ یہ ہی کہ یہان سے نو منزل پر ایک
چاہ ہی جو اُس مین ڈول ڈالتا ہی ڈول کٹ کے اُس مین رہ جاتا ہی اور اگر جھانکنے کا ارادہ کرتا ہی تو سر قلم
ہوتا ہی آپ اگر اُس کی حقیقت دریافت کر دیجیے تو جو کیجیے وہ قبول ہی امیر نے بھی قبول کیا اور خان اعظم کو رہا
کر دیا اور کہا بتا وہ چاہ کہان ہی خان اعظم نے کہا آج کے تیسرے دن آپ چلین مین جا کے تیاری کرتا
ہون نوشیروان نے بھی یہی حیلہ کیا اور اپنے لشکر مین گئے جان مین جان آئی بختک نے کہا اے
خان اعظم حکمت تو خوب کی امیر وہان جائین ہم یہان کل لشکر کا خاتمہ کرین

دو کلمہ داستان کہنے سے خان اعظم کے جانا امیر کا چاہ مین

غرض جب تین روز گذرے امیر خان اعظم و نوشیروان مع کل لشکر اُس چاہ پر آئے دونون لشکر میدان مین اُترے
امیر کو عمرو نے منع کیا کہ آپ نہ جائین وہ مکار ہی امیر نے کہا خواجہ جو وہ حیلہ شری کرتا ہی شاید مسلمان ہو خدا نے
چاہا تو مین خبر لاؤن گا اور ابو الفتح سر ہنگ مصری گلیاد عراقی وغیرہ عیاران لشکر اسلام اور کچھ عیار لشکر خان اعظم
کے اُس چاہ پر آئے اور واسطے آزمایش کے ڈول ڈالا جو ڈول گیا اسمین رہ گیا مارے خوف کے جھانک نہ سکے اور آکر
امیر سے سارا ماجرا بیان کیا بس امیر نے کرب غازی کو خلعت دیا اور کہا تمکو مین نے ہراول لشکر کیا کہ اپنے فوج کو
لیکر سامنے لشکر خادمان محل کے ہر وقت تیار رہنا شاید بعد میرے شبخون کا ارادہ کرے تو تمھارے پاس جو قین ہین
اُنکو بجانا تاکہ لشکر ہمارا تیار ہو جائے بعد اُسکے فرامرز کو خلعت دیا اور کہا تم کو عہدہ پانی کا دیا اس صحرا مین آب
نایاب ہی ایک چاہ ہی تو اسکا یہ حال ہی خان اعظم اسی لیے یہان لشکر کو لایا ہی کہ بے آب و دانہ مر جائینگے
تو خبردار لشکر کو پانی اچھی طرح پہونچانا بعد اُسکے بہرام کو خلعت دیکر فرمایا کہ تم رسد اناج کی بھیجنا ایسا نہو
رسد بند کر وا دے یہ عہدے سپرد کیے مگر لوگ حیران تھے کہ جو جانشین تھا اسکو خلعت نہ دیا مگر لندھور بھی منھ
امیر کا دیکھ رہا تھا کہ امیر نے لندھور سے کہا اے جانشین من تم ہمارے ہمراہ چلو غرض وہ دن تو یون گیا

دوسرے دن امیر سوار ہوئے سب سردار مع بادشاہ ہمراہ ہین اور ادھر نوشیروان مع صلصال سبکو لیکر چاہ پر آئے تب امیر مرکب سے اُترے بادشاہ سے اجازت لی اُسوقت سبکا عجب عالم تھا کہ عمرو چھاڑین کھاتا تھا بادشاہ روتے تھے خان اعظم نے چاپلوسی کی کہ اب آپ نہ جائین مین آپ کو آزماتا تھا امیر نے نہ مانا لندھور کا ہاتھ پکڑ کے برابر چاہ کے آئے اور چار رسّے بہت مستحکم منگوائے اُسمین ایک کھٹولا بندھوایا آپ کھٹولے مین بیٹھے لندھور کے ہاتھ مین رسا دیا اور کہا اسے لیے بیٹھے رہو جبتک مین نہ آؤن یہان سے نہ ہلنا جسوقت مین رسا ہلاؤن اُسوقت تم کھینچ لینا لندھور نے کہا بہت خوب اور رسا چھوڑنا شروع کیا رسا جب قریب سو گز کے گیا اُسوقت پاؤن امیر کے زمین سے آشنا ہوئے یہان جب پہر بھر کا عرصہ ہوا بختک نے خان اعظم اور نوشیروان سے کہا کہ تم چلو امیر غارت ہوئے نوشیروان اور خان اعظم اپنے لشکر مین آئے یہان عمرو نے بھی ایک ڈاک تو چاہ سے اپنے لشکر تک اور دوسری لشکر سے تا کرب اور لشکر کرب سے تا لشکر صلصال مقرر کی تاکہ دمبدم کی خبر ملے اور وہان بختک نے خان اعظم سے کہا کہ دیکھا تمنے ہمنے تو او رتدبیر کی تھی کہ شبخون مارینگے وہان امیر کیا حکمت کر گئے ہین بس اب ایک کام کرو کہ لشکر لیکر خدا پرستون پر جا پڑو جب اتنا بڑا لشکر آئیگا سب لوگ امیر کے اُدھر لڑنے مین مصروف ہونگے اور کئی لاکھ خرجیان پتھرون سے بھروا کے چاہ پر بھیجو کہ لندھور پر پتھر مار وہ لڑنے لگے گا لوگ چاہ کو پاٹ دین اگر امیر زندہ بھی ہون تو یون کام تمام ہو جائے یہ سنکر خان اعظم نے اُسی وقت تیاری کی لیکن پھر حوصلہ نہ پڑا ایک دن ایک رات گذر گئی لندھور اسی طرح کنوین پر بیٹھا رہا ہندی کہ رہے ہین کہ اب کچھ کھا پی لو رسا ہمین دیدو ابتک لندھور نے کچھ نہ کھایا نہ پیا آخر جب ہندیون نے بہت کہا تو وہین بیٹھے بیٹھے کچھ کھا لیا اور یہان امیر کے پاؤن جو زمین پر لگے اسم اعظم عمرو کے کہنے سے پڑھتے جاتے تھے رستا نہ کٹا جس طرف امیر نے اسم اعظم پڑھکر دم کیا دیکھا تو اسی دیوار مین دروازہ ہو گیا امیر جو اس دروازے سے باہر نکلے ایک دروازہ باغ کا ملا صاحبقران اُسمین آئے دیکھا کہ باغ نہایت دلچسپ ہے بارہ دری کے اندر آئے لیکن آدمی کا نام نہین اب جو امیر غور کرتے ہین تمام باغ مین جتنے سنگریزے ہین جواہر کے ہین اور مکان مین بھی ہر درجہ مین جواہر بھرا ہے امیر کو ایک حیرت تھی کہ اتنا جواہر کہان سے آیا ناگاہ دیوار جو شق ہوئی ایک اژدہا پیدا ہوا شعلے اُسکے منہ سے نکلتے ہوئے امیر اگر اسم اعظم نہ پڑھتے ہوتے تو جلکر رہ جاتے بس امیر نے جو اسم اعظم پڑھکر پھونکا ایک آگ تھا اُسکی بجھ گئی اور اُسنے چیخ ماری چاہا کہ پرواز کرون کہ تیر امیر کا اُسکے لگا وہ اسی حال سے پرواز کرکے چلا اور پکارا او آدمزاد دیکھ کیسی بلا تجھپر نازل کرتا ہون اور سامنے دیو زنگار جادو کے پہونچا سارا ماجرا بیان کیا اور مر گیا یہ اُسکا دربان تھا بس اُسنے جو یہ حال اُسکا دیکھا اور نام آدمی کا سُنا نہایت غیظ و غضب مین چلا یہان امیر بارہ دری سے باہر آئے تھے کہ دیکھا تمام باغ مین زلزلہ پیدا ہے قریب ہے کہ سب عمارت گر پڑے دیوارین جھک گئین کہ ایک دیو سامنے امیر کے آیا اور پکارا غضب کیا تونے کہ میرے دربان کو مارا اور راہ کو تونے بند کیا کہ جدھر دیکھو آگ لگی ہے امیر نے کہا او دیو بس بہتر اسی مین ہے کہ لوگو نکو نہ ستا اور کلمہ پڑھ اُسنے کہا نام تیرا کیا ہے امیر نے کہا زاہد قاف جب دیو نے کہا ارے تو ہی کشندۂ عفریت ہے کب چھوڑتا ہون تجھے بس ماش کے دانے ہو کر کے مارے امیر نے اسم اعظم پڑھا تصدق ہو کر گر گئے جب اُسنے دیکھا کہ سحر نے اثر نہ کیا دار تشادا امیر پر ماری امیر نے بازو سے لپٹ کر وار چھین لی وہ لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی یہانتک کہ دو روز کشتی رہی کہان امیر نامور اور کہان یہ دیو خبیث لیکن امیر پیچ کرکے اُسکے نیچے سے نکل جاتے ہین وہ بھی حیران ہو کہ آدمزاد بلا کا ہے آخر دیو بند پر امیر نے اُسے مارا اور کہا کلمہ پڑھ دیو نے کہا بس مجکو معلوم ہوا کہ تو ساحر زبردست ہے امیر کو جو غصہ آیا دونون شاخین اُسکی پکڑ کر زور کیا کہ منہ اُسکا پشت کیطرف پھر گیا دوسرے زور مین سر گردن سے

کھینچ کر پھینکدیا اُسکے مرنے سے ایک شور و غل ہوا پیر اُسکے چلانے کہ کشتی مرا نام من زنگار جادو ولیو جب تاریکی برطرف
ہوئی اور اُجالا ہوا امیر نے سر اُسکا لیا اور وہان بارہ دری مین جتنی چاندنیان تھین اُن مین جواہر بھرکے پوٹ
باندھے اور سوچے کہ پہلے ان دونون چیزون کو اوپر بھیجون اور یہان جب ایک روز گذرا دوسرے دن بختک نے کہا
کہ خان اعظم بس لشکر کو حکم دے کہ اُنپر جا پڑے لشکر خان اعظم و نوشیروان کا کرب پر آپڑا تلوار چلنے لگی
اُنھون نے نوبتین جو بجائین امیر کا بھی کل لشکر تیار ہوگیا اور تلوار چلنے لگی وہ لوگ جو خان اعظم نے لندھور
کی طرف مقرر کیے تھے لندھور پر آپڑے لندھور کے ہندی بھی لڑنے لگے مگر کچھ لوگ قریب لندھور کے جا پہونچے
اور تیر مارنے لگے اب ایک ہاتھ مین لندھور کے رسا ہے دوسرے ہاتھ مین سپر ہے روکتے جاتے ہین اور جو تیر بدن پر لگتا ہے
اُسے کھینچ کے پھینکدیتے ہین ایک آدھ پیشانی پر لگا اُسے بھی نکال کے پھینک دیا اب زخمون سے لہو جاری ہے اسی
حالت مین جو قریب آجاتا ہے اُسے اوجھڑ سپر کی کافی ہوجاتی ہے اور وہ لوگ جو لنگر پتھر لیے ہین کس کس طرح اُنھون نے
چاہا کہ کنوین تک پہونچین ممکن نہ ہوا ہندیون نے ایسا روکا کہ قریب نہ جانے دیا اب تین جگہ تلوار چل رہی ہے دونون
لشکرون مین کئی لاکھ آدمی مارے گئے آخر کو اسی طرح صبح ہوگئی اور تلوار نہ موقوف ہوئی سبکے آگے خان اعظم
ہے پیچھے اسکے نوشیروان اب لندھور کا عجب حال ہوا دعا مانگنے لگا کہ رسا متحرک ہوا لندھور
نے کھینچا جب کھٹولا باہر آیا سر دیکھا سب حیران ہوے کہ یہ سر کیسا ہے مگر لندھور نے سر نکال کے پھر رسا
کنوین مین ڈالا دوبارہ امیر نے جواہر رکھکر رسا ہلا دیا لندھور نے جو کھینچا جواہر دیکھا تیسری مرتبہ امیر آپ بیٹھے
اور رسا ہلایا لندھور نے کھینچا جب امیر قریب پہونچے صدا نعرون کی کان مین آئی سمجھے کہ لڑائی ہو رہی ہے اب امیر بھی
بیتاب ہوے پہلے اسلیے خود نہ نکلے تھے کہ اب کون آکر اس جواہر کو نکالیگا اسیلیے چلو یہ نہ معلوم تھا کہ تلوار چلنے
لگی ہوگی آخر جب باہر آئے اور لندھور کو بہت زخمی دیکھا پوچھا لندھور نے سارا ماجرا بیان کیا امیر نے گلے سے لگایا
اور کہا اے جانشین من مین تجھکو ایسا ہی جانتا تھا جب تو ایسے کام پر معین کیا اور امیر مرکب پر سوار ہوے
لندھور بھی ہمراہ ہوا اور عین گرمی جنگ مین نعرہ کرکے لشکر کفار پر آپڑے گر خان اعظم نے جو صدا نعرہ امیر کی سُنی
جان نکل گئی چاہا کہ بھاگ جاؤن کہ امیر اُسکے لوگون کو مار کر قریب پہونچ چکے تھے خان اعظم نے امیر کو تلوار ماری
امیر نے کلائی مروڑ کر تلوار چھین لی اور کمربند پکڑ کر اُٹھا لیا لیکن مرکب امیر کا کام آیا امیر نے خان اعظم کے مرکب کو
بھی مارا خان اعظم نیچے گرا تو کون نے چاہا کہ خان اعظم کو بچالین امیر نے کمربند باندھکر پھر اُٹھا لیا اور بجائے سپر ہاتھ پر
لیا اور کر قریب نوشیروان کے پہونچا اُسے تخت پر سے اُٹھا لیا اسی بیچ بہرام و فرامرز وغیرہ نے بختک اور پسران
نوشیروان سبکو پکڑ لیا بجائے سپر ہاتھون پر لیکر جو لشکر مین در آئے لشکر بے سردار نے شکست کھائی ترک بھاگے امیر کے
لشکر مین فتح کا نقارہ بجا خان اعظم وغیرہ کو قید کرکے طبل ظفر بجاتے ہوے میدان سے پھر بارگاہ سلیمانی مین آئے
امیر نے قیدیون کو طلب کیا نوشیروان سے جو سر دال ایران کیا اُسنے کہا مین نے توبہ کی کہ کبھی مین آپ سے سامنا
نہ کرونگا اور کلمہ بھی پڑھونگا بس امیر اُٹھے اور نوشیروان کو لاکر تخت پر بٹھایا اور اُسکی خاطر سے ہرمز و فرامرز کو
بھی رہا کرکے دنگل دیے اور نوشیروان سے کہا مین وہی تیرا ملازم ہون بعد اسکے خان اعظم سے جو امیر نے کہا کہ دین
اسلام قبول کر اُسنے کہا مین اپنا دین کبھی نہ چھوڑونگا یہ سُنکر امیر نے بادشاہ کیطرف دیکھا سلطان سعد نے عمرو سے کہا کہ
خان اعظم کو قتل کرو عمرو نے ذوالخمار عادی کو بلا کر اُسکے سپرد کیا اس گفتگو مین رات ہوگئی تھی رات بھر اُسکو دار سے
بندھا رکھا اور یہان نوشیروان کی دعوت کی جب صبح ہوئی ایک حکم پہونچا کہ صلصال کو قتل کرو دوسرا حکم پہونچا

تیسرا حکم نہ پہونچنے پایا تھا کہ نیچہ پیدا ہوا اور خان اعظم کو اُٹھا لے گیا

زیردار سے نیچہ کا خان اعظم کو اُٹھا لیجانا اور کچھ حالات متعلق داستان بیان کیے جاتے ہین

یہ خبر امیر کو ہوئی کہ خان اعظم کو نیچہ لے گیا امیر کو بہت تشویش ہوئی اور نوشیروان کو دو تین دن تک نہ جانے دیا اور کہا کلمہ پڑھو نوشیروان نے اقسم کھائی کہ مین مدائن مین جاکر مسلمان ہونگا امیر چپ ہو رہے نوشیروان رخصت لیکر اپنے لشکر مین آیا اور وہ لوگ جو خان اعظم کے لازم تھے بعضے تو بھاگ گے بعضون نے کلمہ پڑھا بعضے نوشیروان پاس چلے آئے غرض امیر نے وہان سے ایک منزل آگے ہٹ کر ہفتہ بھر خان اعظم کی راہ دیکھی نوشیروان بھی روز امیر کے پاس آیا کرتا تھا ایک روز امیر نے خواب مین دیکھا کہ ایک بزرگ فرماتے ہین کہ ابھی قضا صلصال کی نہین ہے یہ نوشیروان نقابدار قدرت کے ہاتھ سے مارا جائیگا تم اپنے بندوبست کار مین کیون ہرج کرتے ہو بس امیر نے صبح کو ترکستان کو کوچ کیا اور بالاخطا مین مع نوشیروان پہونچے جو لوگ پھر باغی ہو گئے تھے اُن کو مسلمان کیا قدر ارسلان سے کہا اپنی سلطنت لو اُسنے خوف کیا اور سوچا کہ ابھی خان اعظم زندہ ہے اور شمامہ غار افراسیاب مین لاکھون ساحرون سے موجود ہے پھر چھین لیگا اور ابکی زندہ نچھوڑیگا یہ سمجھکر انکار کیا کہ مین ابھی خدمت مین رہونگا قدموں سے جدا نہونگا بعد اسکے امیر نے تمغاج خان اور زرہ خاقان ترک سے کہا اُنھون نے بھی انکار کیا یہانتک کہ امیر نے اپنے سردارون سے کہا کسی نے قبول نہ کیا بلکہ بعضون نے عرضیان دین کہ ہمین معاف کیجیے اور ترک توسن دیکھ رہا ہے کہ مجکو امیر نے نہ کہا مگر امیر جب مجبور ہوے تو اُس سے بھی کہا بلکہ تخت پر بٹھا دیا سارے شہر سے نذرین دلوادین کہ شاید اسکے دل مین دغا ہو تو احسان مانکر اس سے باز رہیگا اور زرہ خاقان سے کہدیا کہ ہم تمھین وزیر اسکا کرتے ہین ہر قسم کی خبر ہمکو پہنچاتی دیتے رہنا جب یہ سب ہو چکا امیر فارغ ہو کر بیٹھے تھے کہ غل ہوا پوچھا کیا ہے کہا رات کو نوشیروان ایران نوشیروان بختک بختیارک سب بھاگ گئے رات کو بختک نے ورغلایا تھا اسطرح گئے کہ اپنی فوج بھی نہ لیگئے لوگ روتے پھرتے ہین امیر کو یہ سُنکر بڑی حیرت ہوئی اور رنج ہوا کہا کوئی بھی ایسا ہے جو خبر لائے غرض عیار گئے دس دس بیس بیس کوس پھر آئے کہین پتا نہ ملا تب امیر نے کہا کوئی ہے ایسا کہ نوشیروان کو پکڑ لائے یہ سُنکر اسفندیار گیلانی اپنے لشکر سے کود پڑا اور چالیس ہزار سوار ہمراہ لیکر روانہ ہوا اگر نوشیروان جو بھاگا تھا ایک کوہ کے نیچے پہونچا وہان قزاق رہتے تھے انھون نے آکر سبکے کپڑے اُتروا لیے بختک نے کہا بھی کہ ارے یہ شاہ ہے اسے تو برہنہ نہ کرو انھون نے کہا ہم نے بتر کے جانکر اسکے کپڑے لیے ہین غرض وہان سے ننگے بھاگے جب کئی کوس آئے ایک کوہ پر لشکر دیکھا اور ایک خیمہ مین ایک تختہ فولادی دیکھا اُسپر ایک شخص ہاتھون مین ہتھکڑیان پاؤن مین بیڑیان پہنے قید مین بیٹھا ہے اور ایک شخص برابر تخت کے بیٹھا ہوا گوسالہ پرستی کر رہا ہے اور ایک تختہ فولادی ہے جب اُسمین میخ آہنی مارتا ہے مین گز اُس تختہ کو توڑ کر نکل جاتی ہے تین روز مین لوگ تختہ کو برابر اسی طرح کھینچ لیتا ہے اور دو میل آہنی بہت بڑے رکھے ہین انھین اُٹھا لیتا ہے یہ زور اس کا ہے بس بختک لشکر مین آیا نوشیروان تو مارے شرم کے چھپ رہا بختک نے آکر لوگون سے پوچھا کہ یہ لشکر کسکا ہے اُنھون نے دیکھا کہ ایک ہاتھ تو آگے ہے ایک پیچھے جواب دیا کہ یہ لشکر فرامرز بن فارق عدنی کا ہے اور یہ قیدی ہلال عدنی ہے جو امیر سے مل گیا تھا اور اب ارادہ ہے کہ امیر سے مقابلہ کرے یہ سُنکر بختک بہت خوش ہوا اور کہا تم جاکر کہو کہ نوشیروان کا وزیر آیا ہے پھر تو ایک نے جوتیان لگائین اور بختک بھاگا دور جاکر کہا ارے ۔ ۱ ۵ مین

نہ کہونگا کہ اُنھون نے جوتیان ماری ہین لیکن جو مین کہتا ہون تم کہدو لوگ اُسکو تالی دینے لگے کہ بڑی ہو مگر غل جو ہوا
فرامرز نے کہا یہ غل کیسا ہو لوگون نے بیان کیا کہ ایک شخص ننگا کہتا ہو مین نوشیروان کا وزیر ہون فرامرز نے کہا بلوا
بختک جو سامنے آیا سارا حال کہا فرامرز نے نوشیروان کے لیے خلعت بھیجا اور بُلا کر تخت پر بٹھایا ب ماجرا امیر کا سُنا
مگر اسفندیار گیلانی جو تلاش مین چلا تھا خبر ملی کہ نوشیروان فلان مقام پر ہو انکا لشکر بھی سامنے اُترا اور فرامرز
نے نوشیروان سے پوچھکر اسکے لشکر کو بھی بلوایا اب نو لاکھ تو فرامرز بن قارن کے لوگ باقی نوشیروان کا لشکر کا اسفندیار
گیلانی نے نامہ فرامرز کو لکھا اور مسعود کوہی کو پانچ ہزار سوار دیکر روانہ کیا مسعود بارگاہ فرامرز مین گیا سلام علیک
کی فرامرز نے کہا او بے ادب یہان کون ہے جسکو سلام کیا ایلچی نے کہا کیا بکتا ہو بس زیادہ سخن نہ نکالنا فرامرز نے کہا
نامہ لا ایلچی نے کہا زنہار کر فرامرز نے کہا پھر تو واہیات بکتا ہو ایلچی نے قبضے پر ہاتھ رکھا اور فرامرز بن قارن کو مع
نوشیروان جو جاہا سو کہا کہ بختک نے کہا اچھا نامہ تو دو غرض بعد رسم قدیم کے نامہ پڑھا لکھا تھا کہ او فرامرز نوشیروان
کو ہاتھ باندھکے مع بختک دہر مزد و فرامرز و بختیارک بارگاہ آسمان جاہ مین بھیجدے تو بہتر ہو نہین تو سزا ملیگی فرامرز
نے نامہ نوشیروان کو دکھایا اور کہا اس عرب کو کیا ہوا ہو بڑا بے ادب ہو ایلچی نے کہا بس زبان کو سنبھال نہین گدی
سے زبان کھینچ لونگا فرامرز نے کہا یہ جانے نہ پائے ایلچی نے تلوار فرامرز کو ماری اُسنے خالی دی اور لوگ بیچ مین آگئے اُنسے تلوار
چلنے لگی آخر ایلچی زخمون سے چور ہوا لیکن بائیس سردارون کو مار کر اور لڑتا ہوا باہر نکلا یہان اُن پانچ ہزار جوانونسے تلوار
چلنے لگی اُسمین سے بھی بہت سے مارے گئے کچھ بھاگ گئے اسفندیار پاس آئے سب کیفیت بیان کی مگر مسعود کوہی جو زخمی
بہت ہوا غش کھا کر گرا فرامرز نے لوگون کو منع کیا کہ سر اسکا نہ کاٹنا اور اُٹھوا کے خیمے مین لایا زخمون مین ٹانکے دلوائے کہ
جوان بہادر ہو شاید لات کو سجدہ کرے مگر یہ خبر اسفندیار نے جو سنی مارے غصے کے کانپنے لگا ارادہ کیا ابھی بارگاہ مین
گھس جاؤن لوگون نے قسمین دیکر روکا مگر غصہ اسقدر تھا کہ نقارہ بجوا دیا یہ خبر فرامرز کو ہوئی اُسنے بھی نقارہ بجوایا
رات بھر کمر بندھی رہی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے مارے غصہ کے آئین بھی امیر کا نہ یاد رہا طبل جنگی بھی بجوایا و نہ
میدان مین بھی پہلے آکر فرامرز کو للکارا فرامرز شاہ مدائن سے اجازت لیکر نکلا ہمگا در ہوا چھ چھ قدم مرکب برابر
سے ہٹے اسلیے کہ فرامرز بہت زور و شور سے آیا تھا کہ اتنے مین فرامرز نے اسفندیار سے کہا او لڑکے کیا تو مجکو نہین جانتا
جو مقابل میرے آیا مین نے تیرے باپ کو تو عقابین پر چڑھا دیا تھا اور باقی تیرے بھائیون اور سردارون سے لڑا وہ کون تھا
جسے مین نے زخمی نہین کیا بس بہتر یہ ہو کہ پھر جا اسفندیار نے کہا مین نے سب تیری نامردی سنی ہو کہ تو نے فریب سے بابا جان کو
گرفتار کیا بس آج سب حال کھلا جاتا ہو لا ضرب بہادری کی فرامرز نے نیزہ مارا اسفندیار نے نیزہ تو اسکا بہ برکت
اسلام چند طعن مین ہوائی کیا اُسنے تلوار ماری اسفندیار نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر سپر کٹی اسفندیار نے سر اپنا
کھینچکر بچایا مگر مرکب کی گردن قلم ہوئی اُنھون نے بھی فرامرز کے مرکب کے پاؤن اُڑا دیے فرامرز گرا عدنی سمجھے کر
مارا گیا سب دوڑ پڑے ادھر سے لشکر اسفندیار کا چلا دونون لگے تلوار چلنے لگی ان دونون نے بھی مرکب سوار ان
فوج کے اُٹھا کر چھینے اور سوار ہوکر مصروف تیغ زنی ہوئے پھر تو وہ تلوار چلی کہ خدا کی پناہ اسفندیار اُس فوج کثیر سے
یون لڑ رہا ہو جیسے شیر مجمع روباہ پر جاتا ہو کہ نام رستم و اسفندیار مٹا دیا مگر زخمون سے چور ہوگیا اور غش کھا کر گرا فوج
کل چالیس ہزار تھی اُسمین سے بھی پانچ ہزار جانین اپنی بچا کر نکل گئے باقی سب مار کر مر گئے فرامرز بن قارن اسفندیار کو
اُٹھوا کے لشکر مین لایا قید کیا زخمون مین ٹانکے دلوائے مگر اُن لوگون نے جا کر امیر حمزہ صاحبقران سے سارا حال
بیان کیا امیر حمزہ صاحبقران کو بڑا صدمہ اپنے فرزند کا ہوا

اب دو کمے داستان جانا عمرو کا بحکم امیر حمزہ صاحبقران واسطے خبر اسفندیار کے لشکر نوشیروان مین اور بختک کی نہاری پکاکے نوشیروان اور اُسکے دونون بیٹون اور فرامرز بن قارن عدنی کو کھلانا بیان کیے جاتے ہین

امیر حمزہ صاحبقران نے عمرو بن امیہ ضمری سے کہا کہ خواجہ تم جاکر خبر نوشیروان اور فرامرز اور میرے
فرزند کی لاؤ کہ کس طرح یہ لوگ اُس سے پیش آئے عمرو بن امیہ ضمری نے کہا ابھی اور کہا یا امیر حمزہ صاحبقران
عالیشان اب مین اس بختک کو نہ چھوڑونگا ضرور قتل کرونگا اور قبل بھی عمرو بن امیہ ضمری امیر حمزہ
صاحبقران سے کئی مرتبہ کہہ چکا تھا امیر حمزہ صاحبقران سُنکر چپ ہو رہتے تھے آج بھی چپ ہو رہے جانا کہ عمرو
یونہین کہا کرتا ہو مگر یہ جو چلا لشکر فرامرز مین آیا ایک باورچی کی شکل بنکر جہان داروغہ باورچی خانہ کا تھا وہان آیا
اور سلام کیا اُسنے پوچھا کہان سے آنا ہوا نام کیا ہو عمرو بن امیہ ضمری نے کہا مین رہنے والا ختن کا ہون خان اعظم کا
نوکر تھا جب اُسپر تباہی آئی مین بھی واسطے روزگار کے نکلا حیران ہون کہ کون ایسا ہوگا جو مثل خان اعظم کے کھانا
پکوا کر کھائیگا میرے ہی کھانے کی قوت سے چار سو بیٹے اسکے یہان ہوے اور ہر وقت عورت کی خواہش رہتی تھی ایسی
نہاری اور ہریسہ پکاتا ہون اس لاگت کے دینے کا کسی مین حوصلہ نہین دیکھتا اور نام میرا اُستاد چربدست جلد دست
خطائی ہو داروغہ اور باورچی سُنکے چپ ہو رہے اور نہایت حیران ہوے مگر داروغہ نے کہا مین بادشاہ سے کہتا
ہون وہ پکوائیگا اور تمکو نوکر بھی رکھ لیگا خان اعظم تو کیا تھا یہ بادشاہ ہفت اقلیم ہو عمرو بن امیہ ضمری
نے کہا دل تو ویسا نہین غرض داروغہ نے جاکر عرض کی کہ ایسا باورچی آیا ہو نوشیروان نے بلوایا بختک اُسوقت
نہ تھا عمرو بن امیہ ضمری نے جو داروغہ سے کہا تھا اُس سے زیادہ ہی کہا یہ سُنکر شاہ اور فرامرز اور پسران شاہ
سب کو کھانیکا اشتیاق ہوا کہا جو یہ طلب کرے سب جنس دلوا دو داروغہ نے کہا جو کہو عمرو بن امیہ ضمری نے کہا
صاحب پانچ سات متصدی کو بلاؤ کہ وہ لکھتے جائین داروغہ نے کہا میان چربدست ایک متصدی تو سارے پرگنہ
کا حال لکھتا ہو عمرو بن امیہ ضمری نے کہا بھلا آپ لکھوائین کو معلوم ہو جائیگا اور بیان کرنا شروع کیا یہانتک کہ
کوئی جانور پرندون مین نہ باقی رکھا سوا پتنگ کے اور چارپاؤن مین سوا چارپائی کے کوئی شئے نہ چھوڑی اور تمام
جہان کے مصالحے خوشبویات جواہر مع لکھ اور علاوہ اسکے ایک لاکھ روپیہ نقد مانگے داروغہ نے فوراً سب کچھ
منگوا دیا عمرو بن امیہ ضمری نے کہا کہ ایک خیمہ علیحدہ کھڑا کرو آگے قناتین گھروا دو کہ کسی طرف سے سامنا
نہ رہے جبکہ خیمہ استادہ ہو چکا اور سب اسباب نقدی سمیت آیا عمرو بن امیہ ضمری نے سب اندر خیمے کے رکھوا لیا
دو دیگین اور کئی پتیلے بھی چاندی کے عمرو بن امیہ ضمری نے منگوا لیے تھے اب عمرو بن امیہ ضمری نے
اندر خیمے کے جاکر جو کچھ کہ تھا سب کو نذر زنبیل کیا اور ابوالفتح کو ساتھ لیگئے تھے اُس سے بڑا سا چولھا بنوا دیگ
کو اوپر چولھے کے رکھوا دیا سب باورچی اشتیاق مین ہین کہ دیکھا چاہیے میان چربدست اسقدر اجناس کو کیونکر
پکاتے ہین اور کیا تدبیر کرتے ہین عمرو بن امیہ ضمری نے سبکو حیرت زدہ دیکھکر کہا کہ صاحبو تم کو کیا خیال ہو اور
کس بات کا تعجب ہو تم یہ جانتے ہو کہ چربدست کیونکر اسقدر اجناس کو کھپائیگا مین کہتا ہون کہ اگر ایک
چھلکا پیاز کا بھی خیمے سے باہر نکالون تو گنہگار ہون اور مجکو دغلو جاننا مین اس امر مین مشتاق ہون اگر
کہو تو اس لڑکے سے دیگ شوربے کی پکوا دون تم سب تو باورچی کہلاتے ہو آجتک تمکو یہ تو معلوم نہین کہ جسوقت چولھا
بناتے ہین تو کیا اسم پڑھتے ہین اور جسوقت دیگ کو چولھے پر رکھتے ہین تو کیا کہتے ہین اور ترکاری چھیلتے ہین

کیا کہتے جاتے ہین گھی اور گوشت کو صاف کرنے مین کیا پڑ ہین اور مصالحہ پیسنے مین کیا کہین اور جبکہ لکڑیان لگا کر آگ دہکاتے ہین تو اُسوقت چولھا آگ سے اور آگ چولھے سے کیا کہتی ہو اور دیگ کفگیر سے اور کفگیر دیگ سے کیا کہتی ہو اور جسوقت دال چانول آپس مین ملتے ہین تو وہ کیا باتین کرتے ہین اور یہ جو آپسمین مغل پٹھان کی لڑائی ہوتی ہو یہ تو مشہور ہو بھلا یہ تو بتلاؤ کہ یہ کیون لڑتے ہین اور سب کو رہنے دو یہ سُنکر باورچیون کو سکتا ہو گیا سات پانچ بھولے جواب نہ دیا دم بخود رہگئے خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نے پھر کہا کہ تم سب ہمارے خیمے سے باہر چلے جاؤ کسواسطے کہ جب یہ ہریسہ تیار ہو جائے تو دیکھنا اگر کسی نے ناتیاری مین دیکھ لیا تو ذائقہ بھی بدل جائیگا اور مزا و رامزے کے زور اور قوت بھی جاتی رہیگی کہ جس سے چار سو بیٹے خان اعظم کے گھر مین ہوے تھے مین نے مطلع کر دیا ہو مجکو کوئی الزام نہ دے سب لاگت برباد ہو جائیگی مین نہین جانتا ہون پھر مجھسے کچھ نہوگا اور جسوقت تیار ہو جائیگا بشوق تمام جسکا جی چاہے دیکھے بلکہ مین آپ سبکو بلا کے دکھاؤنگا داروغہ باورچی خانہ نے سبکو منع کیا کہ خبردار کوئی جھانکے نہین اور سب کو باہر کر دیا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نے اپنے کو تنہا پاکر جسقدر جانور مناسب سمجھے پر زے بمیت مصالحہ ملا کر دیگ مین ڈالدیے اور پکانا شروع کیا اور مابقی کو نذر زنبیل کیا سو اُس دیگ کے کہ جو چولھے پر تھی کل ظروف نقرئی اور مسی بھی داخل زنبیل بے عدیل کیے آدھی رات گئے تک خواجہ نے سب جانورون کو ہریسہ کرکے یخنی نچوڑ لی پھر ابوالفتح کو چولھے کے قریب بٹھلا دیا اور کہا کہ دھیمی دھیمی آنچ کرتے رہنا مین ایک کام کو جاتا ہون یہ کہکر باہر آئے اور باورچیون سے کہا کہ دیکھو مین خالی ہاتھ جاتا ہون واسطے اُس چیز کے کہ سب طاقت و مزہ اُسی سے ہوتا ہو اور تم سب سے چھپایا ہو نام اُسکا نہین بتایا مگر دیکھا چاہیے کہ کیونکر ملتی ہو مین اپنے لڑکے کو چھوڑے جاتا ہون خبردار خبردار کوئی اندر قنات کے نہ جائے ورنہ سب لاگت شاہ کی برباد ہو جائیگی آگے مین نہین جانتا باورچیون نے کہا اے اُستاد صاحب آپ خاطر جمع رکھیے ہم لوگ ایسی حرکت کبھی نکرینگے لیکن اسکے امیدوار ہین کہ یہ نسخہ ہمین بھی بتا دیجیے گا عمرو نے کہا کیا مضائقہ ہو لیکن شرط یہ ہو کہ خدمت کرنا خدمت سے عظمت ہو بتلا نا کیسا مین تمھین سے پکوا دونگا یہ کہکر تلاش بختک مین روانہ ہوے مگر حال بختک کا سنیے کہ آج دن بھر یہ بیقرار رہا نہ بارگاہ شاہ مین گیا نہ گھر مین اُس کا دل لگتا ہو چار چار ہاتھ کلیجہ اُچھل رہا ہو جبکہ شام ہوئی سر شام سے ایسی گھبراہٹ اسکے دل مین ہونے لگی کہ کبھی اندر سے باہر آتا ہو اور پھر جب باہر دل نہین بہلتا تو اندر چلا جاتا ہو آخر چار گھڑی رات گئے زیادہ بدحواس ہوا اور شدت خفقان کی ہوئی حبشی کہ غلام اسکے تھے سب پر تاکید کی کہ آج کی رات خبردار خبردار کوئی نہ سوئے سب بیدار رہین اور نگہبانی میری کرین اور روشنی بھی بہت رہے انتہا کی ہوشیاری کرو کوئی اندر خیمے کے نہ آنے پائے سب پہرے پر ہوشیار ہو گئے پھر بھی اس کا دل نہ بہلا اور بیقراری زیادہ ہوئی اُسوقت بت سونے اور چاندی کے نکالے اور برابر برابر تخت جواہر نگار طلائی پر رکھے اور سونے کے چراغون کو روغن گل سے بھر کے بتیان رنگ رنگ کی اُسمین ڈال کے روشن کین ہار پھول پیڑے بتاشے اشرفیان روپیہ چراغی کے سامنے رکھے اور ڈنڈوت کرکے ہاتھ بتون کے سامنے باندھ کے کہنے لگا کہ اے خداوند لات منات آپ کی ذات غریب پرور ہو امیدوار ہون کہ یہ بیقراری میری کھو دیجیے اور آج کی رات جان میری بچا لیجے عمر بھر آپکی پرستش کی ہو زندگی اسمین گذری ہو یہ کوئی بڑی بات نہین اب زندگی غلام کی آپ کے ہاتھ ہو سوا آپکے کس سے فریاد کرون امیدوار آفت سے بچا لینے کا ہون نہین معلوم کہ آج مجکو کیا ہو گیا ہو کہ کلیجہ منہ سے باہر نکلا آتا ہو اپنی خداوندی کیواسطے

فریاد کو میری سُن لیجے یہ کہکر عود عنبر عود سوز ون مین اسقدر جلا دیا کہ سارا خیمہ معطر ہو گیا باہر والے بھی خوشبو
سونگھتے ہین کہ خداوندون کے پیرہن کی خوشبو ہو اسپر بھی بختک کو چین نہ آیا زیادہ جب بُری کیفیت ہوئی سب
کارخانہ بت پرستی کا یونہین چھوڑا قنات عقب کی چاک کرکے لشکر مین آیا مگر چادر سے مُنھ لپیٹے ہوے وہ بھی
سیاہ رنگ کا کہ اندھیری رات مین کوئی نہ دیکھے پھرتے پھرتے دوپہر رات گئے شتر خانے مین پہونچا وہان بالان شتر رکھے
ہوے تھے اُسکے اندر چھپ کے بیٹھ رہا قضاے کار ایک روز پیشتر لوٹا تانبے کا ایک شتربان کا چوری گیا تھا وہ تاک
مین تھا آج جو شتر خانے مین کسی کو اُسنے آتے ہوے دیکھا تو چپکا پڑا رہا جب بیپالان مین چھپا بس شتربان چپکے سے
اُٹھا اور سونٹا الی کا بہت بڑا توڑ رکھا تھا دونون ہاتھون سے پکڑے ہوے پشت کی طرف چھپاے ہوے دبا دبا
آیا اور بھر زور بختک کی پیٹھ پر مارا اور کہا کہ ابے چوٹٹے کل تو لوٹا لے گیا آج کیا لینے کو آیا ہو اور کس چیز کو
تاکا ہو بس پھر تو موے پر سو درے بختک چلایا کہ ہاے مجکو مار ڈالا اُسنے دوسری ضرب چوتڑون پر
دی پھر تو بختک نے دیکھا کہ ہاے اور واویلا سے کچھ نہو گا بھاگا اور شتربان پیچھے دوڑا کہ ابے مار ہی ڈالون گا
کہان جائیگا اور ساربان بھی شور سُنکر دوڑے بختک تو نکل گیا شتربان ڈھونڈھ کر پھر آئے اور سب شترخانے
مین جمع ہوے بڑا ساحقہ بھر کر بیچ مین رکھا دو گھٹی چلنے لگی اور اس شتربان کی سب تعریفین کرنے لگے کہ بھئی واہ
خوب ہی تاک لگائی اور عوض لوٹے کا کر لیا یہ کہ رہا ہو کہ اگر سر پر پڑتا تو البتہ مزا تھا مگر کئی دن تک بچا سکین گے
یہان تو یہ ہو رہا ہو اور وہان بختک جو بھاگا تو بازار مین لشکر کے چوتڑ سہلاتا ہوا آیا دیکھا ایک طوائف اپنے
مکان کے دروازے پر کرسی بچھائے بیٹھی ہوئی ہو چراغ جل رہا ہو رات جو زیادہ آئی ہو بیٹھی ہوئی جماہیان لے رہی
ہو بختک نے آکر پانچ اشرفیان جیب سے نکال کر اُسکے ہاتھ پر رکھدین یہ بھی کسبی تھی پکڑ کر ہاتھ اسکا اپنے
گھر مین لائی گلوری کھلائی پھر بختک کو ساتھ لیکر پلنگ پر آئی اور کیسا کیسا لپٹی مگر یہ مانند مردے کے پڑا رہا مجبور
نہوا پھر تو طوائف نے جھنجھلا کر اسکو پلنگ پر سے ڈھکیل دیا یہ پلنگ کے نیچے گھٹنون کو پیٹ سے لگا کے اوندھا پڑا
رہا اب حال خواجہ کا بیان ہوتا ہو کہ یہ جو آئے بختک کی خوابگاہ پر بڑا بند وبست دیکھا کہ کسی طرح اندر جانا
ممکن نہین حبشی پہرے پر بہت ہوشیار تھے روشنی بیحد و بے حساب تھی پشت کی طرف سے نقب دے کر اندر خیمے
کے آئے دیکھا کہ تخت طلائی مرصع کار پر بچھا ہو بت جواہر نگار بے شمار رکھے ہین چراغ سونے کے جل رہے ہین
عمرو بن اُمیہ ضمری نے بختک کو جو نہ پایا سب مال کو مع تخت وغیرہ داخل زنبیل کیا ادھر اُدھر خوب
ڈھونڈھا جانا کہ پوجا کرکے باہر گئے ہونگے آپ بھی اسی راستے سے باہر آئے تلاش کرتے ہوے چلے
شتر خانے مین پہونچے وہان چور کا ذکر ہو رہا تھا اور سونٹے مارنا شتربان کا سب سنا معلوم کیا کہ
ملک جی یہان آئے تھے مگر ٹھکانا چھپنے کو یہان نہ پایا اور کسی طرف کو چلے گئے ہین بس اُسی وقت
ہرکارے کی وضع بنائی ڈنڈے شاہی کمر مین رکھ کر سُرخ پگڑی چنت دار سر پر رکھی زرد چڑھنوا جوتا
پہنا کمر مین دھوتر کا دوپٹہ باندھ کے انگرکھے نیچے مینون کی مرزئی بھی تھی پکارنا شروع کیا کہ جواہر بادشاہ کا
چور لیکر بھاگا ہو جسکو معلوم ہو چور کو بتلا دے یا جسکے گھر مین چور چھپا ہو آکر نشان دے ورنہ جسوقت
تحقیقات ہوگی اور دریافت ہوگا کہ فلان کے گھر سے چور نکلا اُس شخص کا گھر کھدجائیگا اور عمر بھر قید رہیگا
اگر کسی عورت کے پھندے مین پھنسا ہوا ملیگا یا کسی عورت نے اپنے گھر مین رکھا ہوگا تو ناک اور چوٹی
اُسکی کاٹی جائیگی مال اسباب ضبط ہوگا چاہیے کہ جو جانتا پہچانتا ہو خود بتلا دے ورنہ تباہ و برباد

ہوگا قضا سے کار پکارتے ہوئے وہان پہونچے جہان طوائف کا مکان تھا طوائف کے کان مین جو یہ آواز پہونچی سمجھی کہین
یہ چور نہو اسلیے کہ پانچ اشرفیان تو دین اور مقاربت نہ کی ڈھکیل دینے پر بھی کچھ نہ بولا پلنگ کے نیچے اوندھا پڑا ہی
سانس ڈکار نہین لیتا ہی تو ہی چلکر کہدے ورنہ بڑی بات ہو لالچ برا ہوتا ہی مال جان سب کچھ کھوتا ہی بس یہ خیال کرکے
چپکے سے دبے پانٔون اُٹھکے باہر آئی جبکہ خواجہ سلامت بصورت ہرکارہ قریب آئے اُسنے ہاتھ پکڑ کے کہا اِی
میان ایک مردوا میرے گھر مین چار گھڑی سے آیا ہوا ہی مین کیون آپ سے چھپاؤن صاف کہے دیتی ہون کہ پانچ
اشرفیان بھی مجکو دی ہین چلکر آپ پہچان لیجیے اگر وہی چور ہو پکڑ لیجایئے مین نے خود آکر کہدیا کہ عتاب شاہی
نہ آئے بس خواجہ نے کہا تو نے بڑی عقلمندی کی کہ بتادیا اب چلکر دکھادے طوائف لیکر اندر آئی اور پلنگ
کی طرف اشارہ کیا دیکھا عمرو نے کہ کوئی نہین ہی کیونکہ **بختک** نے طوائف کو جاتے ہوئے دیکھ لیا تھا اور
ہرکارے کے پکارنے کو بھی سُنا تھا یہ سمجھ کے کہ قضا آپہونچی اُسی وقت چھپکر نکل گیا تھا عمرو نے پلنگ کے نیچے بھی
دیکھا جب نہ پایا تو طوائف پر آنکھین نکالین اور کہنے لگے کہ جلد بتا قحبہ کہ اُسے کہان چھپایا وہ کدھر گیا سرکاری چور ہی
تو بھی دھری جائیگی بڑی جعلساز ہی کہ اُسے پہلے ہی نکالدیا اور بریت کیواسطے کہہ بھی دیا صبح کو حال معلوم ہوگا
طوائف کی جان نکل گئی پانچون اشرفیان پاندان سے نکالکر نذر دین اور ہاتھ جوڑنے لگی کہ میان صاحب
خدا آگاہ ہی مین نہین جانتی کہ موا کہان سے آیا تھا اور کدھر گیا اور کب چلا گیا مین آپکو بلانے گئی وہ پیچھے سے پلنگ
کے نکلکر بھاگ گیا ہوگا عمرو نے پاندان بھی اُسکا چھین لیا اُسنے دم بھی نہ مارا لیجانے دیا اب خواجہ آگے تلاش مین
روانہ ہوئے رات پچھلی رہگئی تھی حیران و پریشان بیرون لشکر پہونچے ایک تکیہ پرانا تھا قبرین زمین جو تھین وہ بھی
ٹوٹی ہوئی اُس تکیہ مین فکر کرتے ہوئے چلے آئے اور ایک قبر پر بیٹھکر سوچنے لگے کہ اب کہان جاؤن رات گذر گئی اور وہ
نہ ملا ناگاہ آواز آئی کہ توبہ توبہ ای لات اعلی منات معلی آجکی رات مجکو چھپا لیجیے تو جانون کہ خدائی آپکی برحق ہی تمہاری
درگاہ مین توبہ کرتا ہون خواجہ **عمرو بن امیہ ضمری** اُسی طرف کو آئے ایک ٹوٹی قبر مین **بختک** کو اوندھا پڑے
ہوئے دیکھا بس آواز بلند سے پکارے کہ خوب ہم کو سرگردان و پریشان کیا ساری رات پھرتے اور جستجو کرتے
گذر گئی آئیے قبر سے باہر تشریف لایئے توبہ قبول ہوجائیگی ذرا باہر تو آئیے **بختک** نے دانت نکال دیے اور
گڑگڑانے لگا اور دوڑکر **عمرو بن امیہ ضمری** کے پانٔون پر گر پڑا اور کہنے لگا کہ مین تو غلام قدیم ہون
اور مجھسے کوئی خطا عمداً اور سہواً نہین ہوئی ہی آپ نے کس لیے کمترین کو سرفراز کیا **عمرو بن امیہ**
ضمری نے کہا کہدیا جائیگا پہلے یہ تو کہو کہ توبہ کس بات کی کرتے ہو کیا حرکت تمسے سرزد ہوئی ہی اور
کہتے ہو کہ کوئی خطا مین نے نہین کی او نالایق ایک خطا دو خطا ہو تو معاف کرون ہزارہا خطائین تو نے
کی ہین کہان تک معاف کرون اور توبہ توبہ کرتا ہی توبہ تیری قبول نہوگی یہ کہکر چند دانے خرمے کے کمر سے نکالکر
سامنے کیے کہ لیجیے کھایئے تبرک ہی **بختک** نے ہاتھ باندھے کہ حضور آپ کے واسطے بہت سامال و جواہر
رکھا ہی بلکہ نکالکر خیمے مین چن آیا ہون حضور جاکر سب لے لین **عمرو بن امیہ ضمری** نے کہا کہ جی صاحب
جنکو آپ رکھ آئے تھے وہ تو جاکر ہم نے لے لیے اور اس کے سوا جو و احسان ہی **بختک** نے کہا
جی وہی مال تھا اور فی الحال تو نہین ہی مگر عمر بھر کا دیندار رہونگا آپ تشریف لیجائین **عمرو بن امیہ**
ضمری نے کہا لو کھالو ہرج ہمارے کام مین نہ کرو اُسنے منت کی کہ آپ تو مالک ہین اور ہمیشہ سے
شفقت و عنایت کرتے ہین کہ تبرک مرحمت فرماتے ہین مگر غلام کو چند روز سے میوہ اور مٹھائی سے رغبت

نہین ہو ورنہ عذر نہ کرتا کہ لیتا کیا قباحت تھی مجبور ہون کہ بیمار ہو جاتا ہون جب کچھ ایسی چیز بھولے سے بھی کھا لیتا ہون مہینون چھینا پڑتا ہے یہ سنکر **عمرو بن امیہ ضمری** نے خنجر نکالا اور دکھایا کہ ملک جی جلدی نوش کیجیے ورنہ خنجر حاضر ہے دیکھ لیجیے **بختک** نے ناچار ہو کر کھا لیے اسقدر بیہوشی ملی ہوئی تھی کہ فوراً چھینک آئی اور بیہوش ہوا **عمرو بن امیہ ضمری** نے چادر مین پشتارہ باندھا اور لیکر راہی ہوا صبح کے قریب باورچی خانے مین پہونچا باورچیون کی نظر جو پڑی پکارے آیئے اُستاد چرب دست اور کچھ لائے ہی آپنے کہا کہ بھنی لائے تو میتک گروانتون پسینہ آگیا ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے جان عاجز ہو گئی جب یہ چیز ملی ہے اللہ نے سرخرو کیا ورنہ سب کام خراب و برباد ہوتا یہ کہکر اندر قنات کے چلے آئے اور سرپوش ہٹا کے اُسیطرح پوٹ کا پوٹ دیگ مین ڈالدیا **ابو الفتح** نے پوچھا کہ ماموں جان آپ نے کیا ڈالدیا ہے کچھ نہ بتلایا کہ لڑکا ہے ایسا نہو کہ ڈر جاے اور مونڈھا اچھا کے قریب دیگ کے کچھ ہاتھ مین لیکر بیٹھے اور خوب طرح **بختک** کی نخنی نخوڑی ہڈیون کو خوب کفگیر سے دبایا پانی تو رات بھر کا کھولا ہوا تھا دیر نہوئی کہ ہریسہ تیار ہو گیا چار گھڑی دن چڑھتے چڑھتے آپ نے **نمک مصالح** برابر کرکے خوشبو زعفران لونگ الایچی کی زیادہ کرکے تیار کیا پھر تو وہ خوشبو پھیلی کہ باہر تک سارا مکان اور میدان مہکنے لگا سب باورچی کہنے لگے کہ واہ واہ کیا خوشبو ہے استاد چرب دست صاحب آپکے ہاتھون کے صدقے ہو جایئے یہان خواجہ نے سرپوش وہان دیگ پر رکھکے تھیلی آٹے کی کرکے انگارے سرپوش پر رکھدیے اور دم دیر لگا دیا پسینہ پونچھتے ہوے آکر باہر بیٹھے اور کہنے لگے کہ اب تیار ہے کہ اتنے مین **نوشیروان** نے دربار کیا خرد و کلان پیر و جوان حاضر ہوے اُسوقت شاہ نے کہا کہ رات بھر اشتیاق ہریسہ کا رہا ہے جاکر کوئی دیکھے تیار ہوا یا نہین اگر تیار ہو تو لاؤ اُسی وقت لوگ گئے اور باورچیون نے پلاؤ زردہ قلیا قورما نکالنا شروع کیا اور **خواجہ** سے کہا کہ آپ بھی ہریسہ نکالیے **عمرو بن امیہ ضمری** نے کہا کہ ہم تو ساری دیگ انگارون پر لیجلینگے کہ گرما گرم مالک کھائے سرد ہونے مین شاید خداوند نعمت ناراض ہون تو ساری محنت برباد ہو۔ **مصرع**

چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی یہ کہکر ایک میانہ منگوا لیا دیگ کو اُسی صورت سے بجنسہ اُسپر رکھکر کہارون سے کہا کہ لیچلو کہار لیکر چلے آپ بھی ساتھ میانہ کے ہو لیے جبکہ خاصہ بادشاہ کے پاس روشن چوکی بجتی ہوئی جا پہونچا اور دسترخوان بچھایا بادشاہ نے کہا آج بجز ہریسہ کے کوئی نعمت نہین مرغوب ہے چرب دست خطائی سے کہو کہ جلد حاضر کرے، آپ سامنے آئے اور مجرا کرکے فرش بارگاہ سے علیحدہ بیٹھ گئے اور دیگ منگوا کے پانچ پیالے غوری کے بڑے بڑے لیکر ہریسہ نکالا اور پانچ عضو سالم ایک ایک کا سر تقسیم کیے بعد اسکے شوربا نکالا کہ کاسہ لبالب ہو گئے باقی اور بہت سے پیالے بعد کو نکالے اور ہر ایک سردار کے آگے رکھنا شروع کیے اور وہ پانچون کاسے اس طرح تقسیم کیے کہ ایک تو **نوشیروان** کے روبرو اور ایک ایک **ہرمز** **فرامرز** کے سامنے اور ایک **فرامرز بن قارن عدنی** کے آگے اور پانچوان ملک **بختیارک** کے سامنے رکھا اُسوقت ہاتھ دھو کر سب نے مع بادشاہ تافتا نین توڑ کر بھگو دین چمچے لیکر ہاتھون مین چاہا تھا بادشاہ نے کہ کھائے اتنے مین **بختک** یاد آگیا چمچہ ہاتھ سے رکھدیا اور کہا کہ کوئی جاے اور بہت جلد **بختک** کو لے آئے کہ اُسکے بغیر دل نہین لگتا اُستاد چرب دست نے ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ بادشاہ کی عمر دراز ہو نمک خوار کو سواری وزیر اعظم کی ملی تھی مجھ سے کہا کہ ہم حاجت رفع کرکے آتے ہین شاہ انتظار نفرمائین نوش جان کرین ہمارا حصہ رکھ چھوڑنا تو غلام نے اُنکا حصہ

رکھ چھوڑا ہی جبکہ وہ آئینگے گرم گرم کھلاؤنگا نوشیروان کو بھوک بشدت تھی یہ سنکر جھٹ سے نوالا منہ مین رکھا پھر تو سب شریک طعام کھانے لگے آدھے آدھے پیٹ بھر چکے تھے کہ نوشیروان نے تعریف کرکے ایک زوج دوشالا گلنار اور پانچ ہزار روپیہ عنایت کیے اور بہت تعریف کی کہ فی الحقیقت ایسا خوش ذائقہ ہریسہ ہم نے نہین کھایا تھا اتنے مین شوربا جو کم رہا اعضاے سالم جو تھے وہ نظر آئے انکو جو اُٹھایا تو ہرمز و فرامرز کے ہاتھ مین انثیین آئے انھون نے انکو کھال مین جو پایا وباد پاکے دکھانے لگے اور وہ بیضے کھال مین دوڑنے لگے آپس مین مزاح ہونے لگی کہ یہ کیا ہے اتنے مین فرامرز بن قارن کے ہاتھ مین اعضاے تناسل آیا اسکے کاسرین تھا اُسنے نکالکر دکھا دیا کہ یہ کیا چیز ہی ابھی تک تو ہنسی ہو رہی تھی کہ ملک بختیارک نے جو ڈھونڈھا تو اُسکے پیالے مین تھیلی چھنگلیا سمیت نکلی اور انگوٹھی مع نگین مہر کہ بختک اُسپر کندہ تھا نکلی بس بختیارک نے جو شور بہ چوس کر مہر پر نگاہ کی ملک بختک کھدا پایا کہ مہر دستی تھی بس چلایا کہ ہاے بابا جان تم کو کسنے مارا اور مجکو یتیم کیا یہ کہکر سر پر ہاتھ مارا اور زمین پر لوٹنے لگا بادشاہ نے جو یہ ماجرا دیکھا خود بھی مہر پڑھی اور اُستاد چہ بدست سے کہا کہ ای چہ بدست سچ کہو کہ یہ کیا ماجرا ہی اسوقت آپ نے کہا باش او آتش پرست منم مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری خواجہ عمر و بن امیہ ضمری مارا مین نے بختک نابکار و مکار کو اور یاد رکھنا کہ یہ تصدق سر صاحبقران تو بچا ہوا ہی ورنہ تیرا بھی یہی حال کرونگا کہ بارہا تو نے اقرار ایمان لانے کا اور دار الاسلام مین آنے کا کیا اور پھر کافر بنا رہا اگر جان تجھکو پیاری ہو تو پھر کبھی کوئی ایسی بات نکرنا کہ جسمین اب میرے آقا کو رنج پہونچے ورنہ اگر یہی انجام تیرا بھی نہو تو جو چاہنا کہنا سب ساسانی کھڑے ہوگئے اور چاہا کہ گرفتار کرلین بھلا یہ کب ہاتھ آتے ہین جست جو کی سراچون کے پا رہوے وہان سے میدان پکڑا اور شل ہولکے اُڑنے لگے کافرون نے لینا پکڑنا کا غل کیا مگر یہ صاف نکل گئے سب مجبور و ناچار پھر آئے بختیارک اور سبنے بہ تدبیر استفراغ کیا کہ تمام آنتین دوہری ہوگئین اور کلیجے منہ کو آگئے اور سب واسطے بختک کے روئے مگر بختیارک نے وہ برا حال کیا کہ بیان سے باہر ہی چار روز تک یہ دربار مین نہین آیا اور گھر مین تڑپا کیا پانچوین روز نوشیروان نے بلا کر خلعت وزارت کا دیا اور دلجوئی و خاطر بہت کی پھر تو یہ بہت خوش ہوا اور مخلع ہو کر گھر مین آیا مگر عمر و بن امیہ ضمری پھر لشکر نوشیروان مین بہیئت مصنوعی اُسی شام کو نقب لگا کر اندر زندان کے آئے اور اسفندیار خان گیلانی مسعود کوہی کو گرفتار کرکے پشتارہ باندھکر نقب کی راہ سے روانہ ہوئے اور آتے آتے داخل بارگاہ آسمان جاہ ہوے اور مجراگاہ پر سے بادشاہ کو مجرا کیا امیر حمزہ صاحبقران کے قدم چومے اور اسفندیار خان گیلانی اور مسعود کوہی کو سامنے رکھدیا امیر حمزہ صاحبقران نے خلعت عنایت فرمایا اور بہت تعریف خواجہ کی پھر اپنے فرزند کو قید دور کرکے گلے سے لگایا بعد اسکے خواجہ عمر و بن امیہ ضمری نے احوال ہریسے کا بیان کیا اور کہا کہ غلام نے بختک کو مار ڈالا امیر حمزہ صاحبقران نے سنکر آنکھون مین آنسو بھر کر فرمایا کہ خواجہ عمر و بن امیہ ضمری تم بھی بہت بُرے آدمی ہو غضب کیا کہ مار ہی ڈالا عمرو نے کہا یا امیر حمزہ صاحبقران مین تو آپ سے پوچھ ہی گیا تھا اور مطلع کر چکا تھا کہ اب غلام بیشک اُس کو مار ڈالے گا جب آپنے کچھ نہ ارشاد فرمایا آپ خاموش ہو رہے مین بے گنہ ہون بادشاہ نے فرمایا کہ آپ ناحق متاسف و ملول ہوتے ہین خوب ہوا خواجہ نے بہت اچھا کیا خس کم جہان پاک بلا دفع ہوئی وہ اسی قابل تھا پھر امیر حمزہ صاحبقران ہنس پڑے اور پوچھنے لگے کہ کیونکر اور کس طرح اُسکو پکڑا اور وہ کچھ کہتا بھی تھا عمر و بن امیہ ضمری نے سب کچھ بیان کیا بڑی دیر تک ہنسی رہی غرض کہ بادشاہ نے

عمرو بن امیہ ضمری کو خلعت دیا اب سارے لشکر اسلام مین بختک کے مارے جانے کا ذکر ہوا اور سب یہی باتین کر رہے ہین وہان نوشیروان نے جبکہ بختیارک کو وزیر کیا تو کہا کہ سب صاحب سن لین مین ہرگز امیر حمزہ صاحبقران سے مقابلہ نہین کرنے کا بلکہ بہزاد طوسی سے بجنسہ کہا کہ تم جاؤ اور امیر حمزہ صاحبقران سے کہو میری طرف سے کہ یا امیر حمزہ صاحبقران اب مین کبھی تم سے نہ لڑونگا جو مجکو تم سے لڑواتا تھا وہ نہ رہا اب کبھی ایسا نہوگا اور بھی کچھ چپکے سے کہدیا بہزاد طوسی طرف صاحبقران کے راہی ہوا مگر بختیارک نے ہرچند چاہا اور ورغلایا کہ نوشیروان کو لڑوا کے عوض خون بختک کا کرے مگر شاہ کسریٰ نے کسی طور پر منظور نہ کیا بلکہ یہ کہا کہ جسکا جی چاہے وہ لڑے مین یہ ارادہ رکھتا ہون کہ اب مدائن مین جا کر دین بھی انھین کا اختیار کرون کہ انکو پھر کوئی مناظرہ مجھ سے باقی نہ رہے فرامرز بن قارن عدنی یہ سنکر کہا کہ اے بادشاہ ہفت کشور آپ کو جو بہتر معلوم ہو وہ کیجیے جبکہ آپ مدائن مین پہونچ جائینگے مین ضرور امیر حمزہ صاحبقران سے لڑونگا مین جو یہ فوج لیکر چلا تھا اسی واسطے چلا تھا اگر آپ کو اپنے امور مین اختیار ہے لیکن مین تو ضرور لڑونگا شاہ چپکا ہو رہا وہان بہزاد طوسی پیغامبر نوشیروان کا جو لشکر اسلام مین آیا امیر حمزہ صاحبقران نے ساتھ آبرو کے بلوا کے کرسی معقول پر بٹھایا شیشہ وساغر ساقی نے پیش کیے اُس وقت بہزاد نے امیر حمزہ صاحبقران سے عرض کیا کہ اے امیر حمزہ صاحبقران آپسے بادشاہ ہفت کشور نے یہ کہا کہ جو شخص مجکو تم سے لڑواتا تھا وہ نہ رہا مارا گیا اب آپ کو رنج کسی نوع کا مجھ سے نہوگا بلکہ مین مدائن مین پہونچکر بعد دو تین روز کے مسلمان بھی ہو جاؤنگا لیکن یہ کہدیا ہے کہ جب مین مدائن مین پہونچون تو دو تین دن کے بعد آپ کا جی چاہے تو چلے آیئے گا یہان جو مین مسلمان نہوا تو اس سبب سے کہ ہکو لوگ کہینگے بادشاہ نے خوف جان سے اسلام اختیار کیا اور آپ کو ساتھ لیچلنے مین بدنامی ہے کہ لوگ جانینگے شاہ کو امیر حمزہ صاحبقران پکڑ لائے ہین ورنہ مین آپ کو ساتھ لیچلتا مجکو کسی طرح اب آپسے لڑنا منظور نہین ہے امیر حمزہ صاحبقران نے یہ سنکر بہزاد کو خلعت دیا اور کہا کہ بہت اچھا شاہ تشریف لیجائین بعد شاہ کے پہونچنے کے انشاء اللہ مین بھی مدائن مین آؤنگا اور اگر شاہ اسلام اختیار کرے تو میرے بھی کل ملکون کا اُسے اختیار ہے سب ملک اپنے قبضے مین رکھے مجھے عذر نہوگا بہزاد خوش خوش روانہ ہوا اور جاکر جواب وپیغام امیر حمزہ صاحبقران کا شاہ سے بیان کیا خلعت امیر حمزہ صاحبقران کا دیا ہوا دکھایا شاہ نے اُسی وقت طرف مدائن کے کوچ کیا اور بعد قطع منازل اور طے مراحل کے مدائن مین پہونچا مگر راستہ بھر بختیارک نے کیسا کیسا بہکایا اور سمجھایا کہ بادشاہ امیر سے لڑیے اور میرا مدعا حاصل ہو یعنی عوض خون پدر کا لون مگر ہرگز نوشیروان نے نہ مانا بلکہ جس بات سے پہلو لڑائی کا نکلا شاہ ناراض ہوا اور خفا ہوا امیر حمزہ صاحبقران نے ہرکارے ساتھ کر دیے جب نوشیروان مدائن مین پہونچا امیر حمزہ صاحبقران سے آکر ہرکارون نے خبر کی امیر حمزہ صاحبقران نے پہلوان عادی کو بلوا کر حکم دیا کہ اٹالہ بارگاہ بار کرا کے طرف شہر مدائن کے چلو ہم بھی آتے ہین عادی پیش خیمہ لیکر طرف مدائن کے روانہ ہوے بعد صاحبقران بھی مع بادشاہ وجملہ ہواخواہ روانہ ملک مدائن ہوئے

اب چند کلمے داستان بدیع الزمان کے بیان کیے جاتے ہین

کہ طے مراحل کرتے ہوے جاتے تھے ایک صحراے پر فضا مین مقام کیا بارگاہ بر پا کرا کے اُترے تھے پردہ بارگاہ آسمان جاہ کا اُٹھا ہوا تھا سیر صحرا کی کر رہے تھے بادشاہ تخت پر جلوہ افروز تھے جملہ سردار دورہ باندھے

دنگون پر بیٹھے تھے کہ صحرا سے ایک بگولا نمایان ہوا جب قریب پہونچا دیکھا ایک سوار گرد مین اٹا ہوا ہی سب نے دیکھا ہر ایک نے بیک فکر کو دوڑایا کہ کون ہی اور کہان سے آتا ہی مگر امیر حمزۂ صاحبقران ذیشان نے بادشاہ سے کہا کہ ای شہنشاہ گیتی پناہ فدوی کو یہ قاصد معلوم ہوتا ہی اتنے مین وہ قریب آیا گھوڑے سے اترا باادب کھڑے ہو کر آداب بجا لایا اور عرض کی کہ ای شہریار فلان بدیع الزمان کشتی گیر کیطرف سے مین آیا ہون کہ وہ یہان سے کچھ دور ساتھ ساز و سامان کے ایک صحرا مین اُترے ہوے ہین مدعا اُنکا یہ ہی کہ یا تو مجھ سے آپ مقابلہ کشتی مین کیجیے یا منشور پر میرے مہر کر دیجیے مین سب ملکون سے مہرین اپنی یکتائی پر کرا چکا ہون آپکی مہربانی ہی جیسا ارشاد ہو غلام آج احکام رسانی کریگا امیر حمزۂ صاحبقران نے فرمایا بہتر ہی وہ یہان آئین تو قاصد روانہ ہوا اور جاکر بدیع الزمان سے کہا بدیع الزمان شاد شاد مع لشکر اور جملہ شاگردون کے تیاری چلنے کی کرتے ہین اُنھین راہ مین چھوڑیے امیر حمزۂ صاحبقران بارگاہ مین جلوہ افروز تھے کہ آواز ڈنکے کی آئی اور اکثر پیر و جوان اشتیاق مین آگے بڑھے کہ دیکھیے کون آتا ہی کہ تتق گرد و غبار صحرا سے بلند ہوا جب گرد شق ہوئی تو کچھ لشکر بعد اُسکے جلوس سواری کا اور ایک بادشاہ تخت پر نمایان ہوا امیر حمزۂ صاحبقران نے حسب عادت بادشاہ سے حکم لیکر واسطے پیشوائی کے سردارون کو روانہ کیا سردار حکم پاکر گئے اور راستے سے لاکر قریب بارگاہ کے پہونچا دیا اُس بادشاہ نے تخت سے اُتر کر مجرا کیا اور عرض کیا کہ نام غلام کا بہرام شاہ ہی ایک شہر ہی برج وہان کا حاکم ہون اپنی ایک حاجت لیکر آیا ہون امیر حمزۂ صاحبقران نے فرمایا بیان کرو اُسنے کہا کہ ای امیر آفاق گیر ایک فرزند ہی غلام کا کہ اُسے ہردم بردعی کہتے ہین وہ سودائی ہو گیا ہی اور پہلوان زبردست ہی اُسکی بہن ہی مہینہ بانو اُسے پکڑ کر ایک صحرا مین لیگیا ہی کہ وہان لکو پڑا ہی ایک مکان درختون پر بنا کر رکھا ہی غلام نے کچھ خواصین واسطے خدمت کے بھیج دی ہین فرامرز بن نوشیروان چاہتا ہے کہ عقد ساتھ مہینہ بانو کے کرون ہردم نے کہا کہ مین بیاہ ہونے دونگا کسیکا سالا نہونگا عمر بھر بٹھا رکھونگا وہ مارے خوف کے مری جاتی ہی اور وہ دیوانہ ہی کہ حق ناحق نہین سمجھتا جا بیجا جو چاہتا ہی کہتا ہی اور خفا ہوا کرتا ہی غلام امیدوار ہی کہ اُسکو زیر کرکے مہینہ کو جس کے ساتھ مزاج مین آئے کتخدا کر دیجیے غلام ایمان بھی لائے گا آپ بڑے وقت مین ہر ایک کے شریک ہوتے ہین مین بھی لطف و کرم کا اُمیدوار ہون امیر حمزۂ صاحبقران نے فرمایا بہتر ہی اور علیحدہ عمرو بن امیہ ضمری سے چپکے فرمایا کہ جاکر دیکھ تو آ کہ جو اُس نے اظہار کیا ہی مطابق اُس کے ہی یا غلط اور وہ دیوانہ کیسا ہی اور زور و طاقت کا بھی اُس کے حال دریافت کرکے بیان کر عمرو بن امیہ ضمری نے پتا نشان لکو پڑ کا بہرام بردعی سے پوچھا اور روانہ ہوا

اب چند کلمے داستان جانا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کا طرف ہردم بردعی دیوانے کے اور دریافت کرکے آنا اور لیجانا امیر حمزۂ صاحبقران کو بیان کیے جاتے ہین

غرض کہ جاتے جاتے عمرو بن امیہ ضمری نے دیکھا کہ ایک مقام پر برابر بہت سے درخت لگے ہین اور بہت طبند بلند درخت ہین کوسون تک گھٹا چھائی ہوئی معلوم ہوتی ہی عمرو بن اُمیہ ضمری اندر اُس لکو پڑ کے آیا دیکھتا چلا جاتا ہی کہ دیکھا ایک مکان ستونون پر آہن کے نصب کیا ہوا ہی دروازے لگے ہوئے ہین اور پردے پڑے ہین نہایت موضوع ہی عمرو بن امیہ ضمری نیچے اُس قصر کے ٹھہرے

اور ہر چہار طرف دیکھنا شروع کیا کہ اتنے مین ایک فراشنی کی نظر اسپر پڑی اور وہ گھبراکر بھاگی اور جاکر دوسری کو بلالائی اور کہا دیکھو یہ بن مانس کدھر سے نکل آیا ہی اُسنے اور ون کو پکارا پھر تو سب نے آکر دیکھا عمرو بن امیہ ضمری ایک تماشا ہوگئے ایک دہوم ہوئی مہینہ بانو سے بھی کہا وہ بھی مشتاق ہوکر آئی دیکھتے ہی بے ساختہ ہنس پڑی کہ آواز قہقہہ کی بلند ہوئی اور بولی کہ ارے تو کون ہی آدمی ہی یا کوئی جانور صحرائی ہی یا غول بیابانی ہی مگر عمرو بن اُمیہ ضمری نے جو صورت ملکہ کی دیکھی تعریف کرنے لگے کہ فی الحقیقت صورت اچھی ہی اچھی صاحب اچھی بلکہ بہت اچھی ملکہ نے پوچھا کہ کیا کہتا ہی جواب دیا کہ ای ملکہ تمھارے باپ نے جاکر میرے آقا صاحبقران دوران سے فریاد تمھاری کی ہی اور مدعا تمھاری رستگاری کا دیوانے کے ہاتھ سے ظاہر کیا ہی میرے آقا نے مجکو دریافت وتحقیقات کے لیے بھیجا ہی اب یہ بتاؤ کہ وہ دیوانہ تمھارا بھائی کہاں ہی مہینہ بانو نے کہا پہلے اپنا نام تو بیان کرو عمرو بن اُمیہ ضمری نے کہا برادر رہجان برابر امیر حمزۂ صاحبقران نامو خواجہ عمرو بن امیہ ضمری یہ سنکر ملکہ لفظ برادر پر بہت ہنسی اور کہنے لگی خوجون سے کہ ایسی ہی صورت امیر حمزۂ صاحبقران کے بھائی کی چاہیے ہونا مجھے کبھی یقین اس بات کا نہ آئیگا مین تو انسان بھی نہ کہونگی کوئی بلا صحرائی معلوم ہوتے ہین دیکھیے کیا قد و قامت کیا ستھرا نقشہ ہی عمرو بن امیہ ضمری نے کہا ای ملکہ میرا آقا جبکہ یہان تشریف لائیگا اور ہر دم کو زیر کرکے تمکو عقد مین اپنے لائیگا اُسوقت میری صورت کو دیکھنا یقین تو یہ ہی کہ کبھی نہ پہچان سکوگی کیونکہ ہتر صورتین بدلنے کا ہر وقت مجکو اختیار ہی جیسی صورت چاہون بنون اور یہ صورت جسپر ہنستی ہو اسی کو شاہزادیان ہر روز دیکھتی ہین حرم صاحبقران کی مجھ سے کوئی پردہ نہین کرتا اور کہنا بیکار ہی تم بھی دیکھ لینا مہینہ نے کہا کہ اچھا جیسا ہوگا دیکھ لینگے لیکن اب تو تم یہان سے چلے جاؤ اور یا کہین چھپ رہو اگر دیوانہ بھائی میرا آجائیگا تو بڑا غضب ہوجائیگا ضرور ایک آدھ کا خون کر ڈالیگا اور تم بھی نہ بچوگے عمرو بن امیہ ضمری نے کہا کب آئیگا کہین جلد آجلے یہی باتین تھین کہ جانور چوپایہ بھاگتے ہوے نظر آئے بعد اُسکے صدا زنجیر کی بلند ہوئی گویا کہ پیل مست جھومتا ہوا چلا آتا تھا لنگر ہر قدم پر صدا دیتا تھا مہینہ بانو تو جلدی سے ہٹ گئی مگر نگاہ دیوانے کی اور عورتون پر بھاگتے مین پڑ گئی اور قریب مکان کے آیا تو عمرو بن امیہ ضمری کو بھی کھڑے دیکھا بس غصے سے آنکھین سرخ ہوگئین اور عمرو بن امیہ ضمری پر دوڑا کہ ارے تو کیون یہان آیا ہی اب تجھے کب زندہ چھوڑتا ہون اور میل فولادی پکڑکے چلا قصر کو بھی دیکھتا جاتا ہی جان عورتون کی نکلی ہوئی ہی دیکھیے کیا ہوتا ہی مگر دیوانے نے آتے ہی میل کو سر پر چرخ دے کر عمرو بن امیہ ضمری پر مارا دیکھا عمرو بن امیہ ضمری نے کہ بیس برس کا سن وسال ہوگا تھان کمخواب کا کمر سے بندھا ہوا ہی گریبان مثل جیب سحر کے چاک ہی طوق گینڈے دار مرصع کار وجواہر نگار گلے مین پڑا ہوا ہی زنجیر فولادی بہت بھاری کمر مین بندھی ہوئی ہی ایک سرا زنجیر کا دور پر ہی دوسرا سرا طوق کے کنڈے مین پڑا ہوا ہی وہ سرا سینے پر لگتا جاتا ہی جھن جھن کی آواز آتی ہی چوب فولاد کاندھے پر رکھے ہوے قریب عمرو بن امیہ ضمری کے ہو کر حربہ کر بیٹھا عمرو بن اُمیہ ضمری نے آنکھون کو بند کرکے بہت زور سے جست کی داہنی طرف ہٹکر خالی دیا میل جو زمین پر پڑا نالا سا بن گیا عمرو بن امیہ ضمری پھر جست کرکے سامنے آیا اور دیوانے کو دکھا کر انگوٹھا دیوانے نے میل مارکر آنکھین بند کرلی تھین ہوگی آواز سنکر جلدی سے آنکھین کھولکر دوسری ضرب ماری لیکن

عمرو بن امیہ ضمری نے بائین کو جست کرکے اپنے تئین بچایا اور اسیطرح پھر سامنے آکر ہوگیا دیوانے کو بہت
غصہ آیا میں کو تو چھوڑ دیا چاہا دوڑ کر پکڑ لون اور گردن مروڑ کر مار ڈالون بس یہ خیال کرکے دوڑا اور عمرو بن
امیہ ضمری بھاگا لیکن دیوانے نے بھی تعاقب کیا اب عمرو بن امیہ ضمری درختون کے گرد گرد بھاگتے
پھرتا ہے اور دیوانہ بھی ساتھ ہی چکر لگا رہا ہے کہ کسیطرح پکڑ لون ایک جگہ خواجہ کے ردبرو آ ہی گیا اب عمرو
بن امیہ ضمری بدحواس ہوا آنکھین دیوانے کی لال لال ماتھے پر پسینہ ابرو مین بل تیوری چڑھی ہوئی
غصہ ظاہر تو معلوم ہوا کہ آئینہ رو مین جلوہ عروس مرگ ہے بس چھکے پانون اُڑ گئے اور دوڑ کر ایک درخت
پر چڑھ گئے کہ تنہ اُسکا بہت تھوڑا تھا اور جب اوپر چڑھ گئے تو پکارے کہ ہو دیوانہ اور زیادہ خشمگین ہوا
اور دوڑ کر جڑ مین اُس درخت کی ہاتھ حائل کرکے جھٹکا مارا کہ بنیاد اُس درخت کی شادی زمین سے اُکھڑ
لیا اور چرخ دیکر زمین پر مارا خواجہ جلدی سے اُچک کر دوسرے درخت پر پہونچے اور ہر دم نے درخت جو
زمین پر مارا شاخین اور برگ سب جدا ہوگئے لیکن اب جو دیکھا تو عمرو بن امیہ ضمری کو نپایا سر جو اونچا
کیا دوسرے درخت پر عمرو کو دیکھا چیخ ماری کہ او جنگجو تو وہان پہونچا اب اسے بھی اُکھڑ کے لیتا ہون عمرو
بن امیہ ضمری نے دانت نکالکر آواز بلند سے منہ چڑھایا دیوانہ اور جھلایا ترتیب سے دوسرے درخت
کو بھی اُکھیڑ کر زمین پر مارا عمرو بن امیہ ضمری تیسرے درخت پر جا پہونچا اور وہی حرکت ساتھ ہر دم کے کی
حتے کہ چند درختون کو ہر دم نے یونہین اُکھیڑا اور عمرو بن امیہ ضمری ہاتھ نہ آیا اب جو ایک درخت پر
خواجہ عمرو بن امیہ ضمری اُچک کر آئے ڈالا تھا کمزور سارے ڈیل کا بوجھ جو پڑا ڈالا چرچرا کے ٹوٹا اور عمرو
بن امیہ ضمری غلطان و پیچان چلے دیوانہ نے یہ دیکھکر ہاتھ اونچے کیے کہ بالا سے ہوا روک لون پھر کہان
جائیگا عمرو بن امیہ ضمری نے اُسکی کلائی پر انگوٹھا لگا کر جو جست کی مثل برق کے چمک کر نکل گئے اور دو
گز سے دیوانہ چیخ مارکے پھر دوڑا عمرو بن امیہ ضمری نے مجبور ہو کر حقہاے نفطی اور قارورہاے آتشبازی
چقماق سے آگ نکالکے داغ کر مارے جب وہ قریب دیوانے کے آکر پھٹے اور دھوان منہ پر چھا گیا
چمک سے حقون کی آنکھون مین اندھیرا آگیا تھم گیا عمرو بن امیہ ضمری نے پھر سامنے کھڑے ہو کر اُسکو پکارا
کہ اسے او دیوانے کیون سٹری پن کرتا ہے باز آ ان حرکتون سے ورنہ مارا جائیگا پھر تو ہر دم غصہ زیادہ کرکے
دوڑا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری بھاگے اور پھر حقہ داغ کے تنہ درخت کے نیچے چھپ گئے دیوانہ ٹھٹکا جب
دھوان برطرف ہوا عمرو بن امیہ ضمری کو نہ دیکھا وہان سے پھرا اور قصر پر آیا بعد اُسکے عمرو بن امیہ ضمری بھی
زیر قصر آیا کہ دیکھون دیوانہ کیا کرتا ہے مگر دیوانہ قصر پر آیا مہینہ بانو کو دیکھکر بولا کہ نگوڑی تیرا دل مرد کو چاہتا ہے سچ
بتا دے کہ تو ہی نے اُسکو بلایا تھا مہینہ بانو یونہین مارے خوف کے مردہ ہو رہی تھی ہاتھ جوڑکے بولی کہ ای
بھائی مین تمھارے ڈر سے دروازے پر تو جاتی نہین ہون بھلا کسی کو بلاونگی کیا لیکن یہ فراشنی البتہ پہلے
سے جھانک رہی تھی شاید اُسنے بلایا ہو بس اُسنے فراشنی کو پتھر مارا کہ سر اُسکا اُڑ گیا گویا طمانچہ ملک الموت
نے مارا عمرو بن امیہ ضمری یہ دیکھکر بھاگا اور سب حال امیر حمزہ صاحبقران سے بیان کیا امیر حمزہ
صاحبقران نے بادشاہ سے کہا ای شہریار فدوی تو شہر برسغ کو جاتا ہے اگر یہان بدیع الزمان کشتی گیر
کرانے والا ہے آ جائے تو آپ اُسے ٹھہرا لیجیے گا اور فرما دیجیے گا کہ وہ اگر تمھارے سوال کا جواب دین گے
جو تم کہو گے وہ کرین گے اور اگر جلدی کرین تو جس سے چاہے کشتی لڑین آپ کو اس مین

اختیار ہی یا کر بہرام شاہ کو ساتھ لیکر طرف بردع کے روانہ ہوے عمرو بن امیہ ضمری بھی ہمراہ رکاب تھا جب قریب لکھ پیڑے کے پہونچے بہرام شاہ سے کہا تم یہین ٹھہر و تمھارا آگے جانا مناسب نہین ہی کیونکہ وہ دیوانہ اگر تمھارے ساتھ مجھے دیکھے گا تو کسیوقت مین تمھین آزار دیگا پروردگار کو یاد کرو وہی مراد تمھاری حاصل کریگا یہ فرما کر عمرو بن امیہ ضمری کو ساتھ لیکر چل کھڑے ہوے اور لکھ پیڑے مین آئے عمرو بن امیہ ضمری اُسی جگہ لایا جہان ایوان تھا امیر حمزۂ صاحبقران نیچے اُسکے اشتر سے اُترکے کھڑے ہوے عمرو بن امیہ ضمری نے زین پوش بچھا دیا امیر حمزۂ صاحبقران بیٹھ گئے عمرو بن امیہ ضمری پشت پر کھڑے ہوکر رومال ہلانے لگا اتنے مین ایک خواص نے دیکھ لیا اور ملکہ مہینہ بانو کو آگاہ کیا کہ ای ملکہ آج وہ لاغر کسی بہادر و توانا کو ساتھ لیکر آیا ہی نیچے قصر کے بیٹھا ہی مہینہ بانو ساتھ اُسکے آئی دروازہ کھولکر جو دیکھا تو نظر جمال بیمثال امیر حمزۂ صاحبقران پر پڑی اور دروازہ کھلنے کی آواز سنکر امیر حمزۂ صاحبقران نے بھی نگاہ اُدھر کی تو اُس حور طلعت کو دیکھا نگاہ سے نگاہ لڑگئی دونون طرف برابر دو تیر عشق کلیجون کے پار ہوگئے مجروح تیغ محبت ہوے مہینہ بانو نے اپنے کو سنبھال کے کمال محبت سے کہا کہ ای عمرو بن امیہ ضمری امیر حمزۂ صاحبقران دوران کو کیون لائے کیا نہین دیکھا تھا تمنے کہ وہ دیوانہ کیسا چالاک و تندخو ہی قد و قامت کو بھی اُسکے دیکھ چلے ہو یا امیر حمزۂ صاحبقران آپ جلد یہان سے چلے جائیے عمرو بن امیہ ضمری کے کہنے پر یہان نہ ٹھہریے وہ جو آجائیگا تو آج آپ کو دیکھکر مجکو مار ڈالیگا اور آپ سے مقابلہ کریگا بلاے روزگار ہی للہ آپکو بچائیے صاحبقران نے کہا ای ملکہ مین خود نہین آیا ہون بلکہ تمھارے باپ نے مجھسے فریاد کی ہی اُسکی خاطر سے آیا ہون کہ دیوانہ کے ہاتھ سے تمھین نجات دون اور تمھارے باپ کے سپرد کردون تم خاطر جمع رکھو مہینہ نے کہا یا صاحبقران آپ کو اختیار ہی مگر مین نے اسلیے کہدیا تھا کہ وہ جلاد ہی اور نہایت زبردست ہی آپ چلے جائین امیر نے فرمایا خدا کو یاد کرو اور کلمہ پڑھو وہ خلاصی بخشنے والا ہی اور بچانے والا ہی یہی باتین تھین کہ جانور بھاگتے ہوے نظر آئے مہینہ نے امیر حمزۂ صاحبقران سے کہا کہ بیجیے وہ آپہونچا اب بھی ہٹ جائیے کہ ابھی نگاہ اُسکی آپ پر نہین پڑی ہی امیر حمزۂ صاحبقران نے نہ مانا اور کھڑے ہوگئے اتنے مین دیوانہ آپہونچا اور غل زنجیر کا ہوا اور مہینہ کو اُسنے دیکھ لیا امیر حمزۂ صاحبقران پر بھی نگاہ پڑگئی پکارا کہ ارے دیکھا مین نے اور ای مہینہ دیکھ تو تجھے کیسا درست کرتا ہون اور امیر حمزۂ صاحبقران کو جو دیکھا پکارا ای مرغ کندہ زن تو کون ہی اور یہان تو کیون آیا ہی معلوم ہوا کہ یہ جنگ جو جسنے عمرو بن امیہ ضمری تجکو لیکر آیا ہی کب چھوڑتا ہون تجکو یہ کہکر دہن سے چوب فولادی کو جنبش دیتا ہوا اچھلا امیر حمزۂ صاحبقران نے فرمایا کہ ارے او دیوانے بیوقوف تونے جوانی بہن کو بٹھا رکھا ہی اس سے کیا فائدہ ہی سب عورتین بیاہی جاتی ہین تجکو لازم ہی کہ اسکی شادی کسی کے ساتھ کردے کیون دیوانگی کرتا ہی یہ سنکر ہر دم اور غصہ مین آیا اور میل فولادی قریب امیر حمزۂ صاحبقران کے پہونچکر مارا امیر حمزۂ صاحبقران نے خالی دیا میل جو زمین پر پڑا نالا بن گیا اور امیر حمزۂ صاحبقران نے پھر سامنے آکر للکارا دیوانے نے جھنجھلا کر پھر میل مارا امیر حمزۂ صاحبقران نے دوسری جانب جست کرکے پھر خالی دیا اور جلدی سے قریب ہوکر دستہ پکڑ لیا دیوانے نے جو یہ دیکھا میل کو ہاتھ سے چھوڑ دیا قصر پر چڑھ گیا اور ساریق فولادی اُٹھا لایا صورت اُس حربے کی یہ ہی کہ میل فولادی مین چار کڑے ڈالکر زنجیرین باندھتے ہین ایک مین چھری ایک مین کٹار ایک مین خنجر ایک مین تلوار لگی ہی غرضکہ

دیوانے نے سارتیق کو سر پر چرخ دیا جب کہ زنجیرین چرخ کھانے لگین چیخ مار کر امیر پر مارا امیر حمزۂ صاحبقران نے لاکھ اسپٹ کو بچایا نہ بچ سکے کیونکہ چار زنجیرون مین چار حربے متفرق بندھے ہوے تھے تلوار کے پھل سے پیشانی امیر حمزۂ صاحبقران کی زخمی ہوئی اور لہو بہنے لگا اُسی حالت مین بجلی چمکی کہ آنکھ سب کی جھپک گئی ایک پنجہ پیدا ہوا امیر حمزۂ صاحبقران کو اٹھا لیگیا ہرم پیچھے پیچھے چلا جبکہ پنجہ غائب ہو گیا اُسوقت ہرم بر دگی یاد آئی ہوئے امیر کے جو پھلے زمین پر گرا تھا اُنگی ترکے چوسنے لگا بعد اسکے عمرو بن امیہ ضمری پر چلا کہ اوجنت توہی اسکو لایا تھا عمرو بن امیہ ضمری نے دیکھا کہ امیر حمزۂ صاحبقران کو پنجہ لیگیا تو اس دیوانہ کا کیا کر سکیگا بس شتر پر سوار ہوئے اور زبان جنی مین بولے کہ ای کجاہ منائیں تیرے آقا کو ڈھونڈنے چلتا ہون مجکو لے چل شتر نہ بولا اور سوار کر کے اپنی پشت پر عمرو بن امیہ ضمری کو لے بھاگا ہرم نے پیچھا نہ کیا اور دور قصر کے پہونچا اور پاس مہینہ بانو کے جا کر ارادہ کیا کہ آج اسے مار ہی ڈالون کہ اسی کے سبب سے یہ فساد پیدا ہوا کرتے ہین مہینہ بانو پہلے سے رو رہی تھی جب سے کہ امیر حمزۂ صاحبقران زخمی ہوے تھے اب یقین ہوا کہ یہ مجھے آج مار ہی ڈالیگا زندہ نہ چھوڑیگا مگر مثل ہ جا کو راکھے سائیان مار نہ سا کے کوے ہ بال نہ بیکا کر سکے جو دیگ بری ہوے ہ دیوانے نے جا کر کہا کہ تو تو کہتی تھی کہ مین کسی کو نہین بلاتی اگر تو نہین بلاتی تو دیکھنے کو کیون گئی تھی مہینہ بانو نے کہا کہ مین یہ نہ جانتی تھی کہ کوئی کھڑا ہوا ہے مین تو جنگل کی سیر کو گئی تھی اُس مرد کو دیکھتے ہی پلٹ آئی یہ جو دردہ کر کہا خون عزیزی نے جوش مارا غصہ اُتر گیا چپ ہو رہا اور گھور گھور کے رعب بنا جا کے چلا گیا سر رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت ہ مگر عمرو بن امیہ ضمری جو اشتر پر سوار ہو کے بھاگا پہلے بہرام سے بیان کیا کہ امیر حمزۂ صاحبقران کو پنجہ لے گیا چلو لشکر کو تاکہ کچھ تدبیر ہو بہرام ساتھ ہوا اب عمرو بن امیہ ضمری آتے آتے داخل لشکر ظفر اثر ہوا بارگاہ مین داخل ہوا دیکھا کہ بادشاہ تخت پر بیٹھے ہوے ہین سردار گرد اگرد کرسیون پر بیٹھے ہین اور بدیع الزمان کشتی گیر آیا ہوا ہے بادشاہ حال امیر حمزۂ صاحبقران کا طرف بردع کے جانے کا بیان کر رہے ہین عمرو بن امیہ ضمری نے پہونچکر سلام کیا بادشاہ نے امیر حمزۂ صاحبقران کو پوچھا عمرو بن امیہ ضمری نے کیفیت پنجہ کے لیجانے کی بیان کی سب کو ایک تردد پیدا ہوا مگر پنجہ جو صاحبقران کو لیکے اُڑا تھا متوجہ ہوا سے امیر حمزۂ صاحبقران نے آنکھین بند کر لی تھین اب جو آنکھ کھلی سامنے اپنے ایک دیو کو دیکھا کہ ہاتھ باندھے کھڑا ہے اسنے سلام کیا اور عرض کی کہ ملکہ آسمان پری نے مجکو بھیجا تھا مین ہی آپ کو اُٹھا لایا ہون امیر حمزۂ صاحبقران یہ سنکر چپ ہو رہے اتنے مین آسمان پری اور قریشہ سلطان مع پریزاد و جنات کے آئین قریشہ نے امیر حمزۂ صاحبقران کو مجرا کیا امیر حمزۂ صاحبقران نے گود مین اُٹھا لیا پیشانی کو چوما اب ساتھ چلے اور آکر گلستان ارم مین داخل ہوے آسمان پری نے زخم صاحبقران کا دیکھکر مرہم سلیمانی منگا کر لگایا کہ اُسی وقت زخم اچھا ہو گیا نشان بھی نہ رہا اتنے مین سب پریزاد حاضر ہوے کہ مشتاق دیدار صاحبقران کے تھے بہت روز سے نہ دیکھا تھا گرد آکر جمع ہوے امیر نے گلہ شکایت بہت کی کہ ای آسمان پری تم نے بڑا غضب کیا کہ مجکو سامنے سے حریف کے اُٹھوا منگایا دیوانہ سے مقابلہ تھا کوئی اگر بلاتا ہے تو پوچھکے اطلاع دے کر یا یہ کہ کسی حال مین ہو دبوچ لیا اور پنجہ بھیجکر لے اُڑا یہ کونسا طریقہ ہے آج مجکو اس امر کا بہت صدمہ ہوا آیندہ خیال رہے ایسا امر وقوع مین نہ آئے نہین تو اچھا نہ ہوگا صاحبقرانی مین میری رخنہ پڑیگا اور بروے دشمن سے چلے آنا موجب ہتک اور بدنامی کا ہوتا ہے آسمان پری

یہ سُنکر زرد ہو گئی کہ امیر غصہ سے فرما رہے تھے اور محجوب ہو کر بولی کہ ای زلزلۂ قاف ثانی سلیمان قصور تو بیشک
مجھ سے ہوا لیکن واقعہ ایسا ہی تھا جو مین نے آپ کو تکلیف دی وہ یہ کہ گرزیٹ بن قہقہہ سہ چشمی ملکہ
قریشہ سلطان کا خواستگار رہا جبکہ مین نے نہ مانا اور ایلچی کو جھڑک دیا اُسنے لشکر جمع کر کے مجھ سے مقابلہ کیا جبکہ
کئی مرتبہ شکست ہوئی تو بلاتا آپ کا ضرور جانا کیونکہ قریشہ آپ کی دختر ہی امیر سنکر چپ ہو رہے اور بولے کہ اب گرزیٹ
کہان ہی آسمان پری نے جواب دیا چند روز سے ادھر کا رخ نہین کیا ہی مگر آنے کی خبر لگی ہوئی ہی کسی طرف کو گیا
ہوا ہی امیر نے دو روز انتظار کیا تیسرے دن کہا کہ ای آسمان پری اب تک تو وہ نہین آیا اب مجھے جانے دو
طرف دنیا کے کیونکہ بزبردستی دشمن کے مجھے دیو اُٹھا لایا ہی اسی جگہ مجھے پہونچا دو لیکن اقرار کرتا ہون کہ جسوقت اُسے
زیر کیا اُسی وقت یہان آؤنگا لشکر مین بھی اپنے جاؤنگا آسمان پری نے دیوون سے کہا وہ تخت لیکر آئے
امیر سوار ہوئے چار دیو تخت کو لے کر اُڑے اور آن واحد مین اُسی لکھ پیڑے مین لا کر اُتارا امیر زیر قصر مہینہ بانو
آ گئے اور دیوون سے کہا کہ تم الگ رہو ایسا نہو کہ آدمزاد تمکو دیکھکر ڈرین جب کہ فیصلہ لڑائی کا ہو جائے تم
تخت لیکر پاس چلے آنا دیو یہ سنکر ہٹ گئے اور پوشیدہ ہو گئے امیر طرف قصر کے دیکھنے لگے اتنے مین
کسی خادمہ نے آکر دیکھا اور مہینہ بانو سے جاکر بیان کیا کہ ای بی بی وہ زخمی تین دن مین اچھا ہو کر پھر آیا بڑا
صاحب کمال ہی کہ اتنی جلدی زخم سر اچھا کر کے آیا مہینہ بانو یہ سنکر دوڑی ہوئی آئی اور دروازہ کھولکر جو دیکھا
امیر کو کھڑا پایا شادمان ہو کر پکاری کہ یا امیر آپنے پھر لونڈی کو سرفراز کیا مگر یہ تو فرمایئے کہ نہ مہینہ نہ دو مہینے
آپ اتنی جلد اچھے کیونکر ہوئے امیر نے سارا حال آسمان پری کا بلوانا دیو کو بھیجکر اور مرہم سلیمانی سے
اچھے ہونے کا بیان کیا یہان تو باہم نظارہ بازی ہو رہی تھی تیر ناز و ادا کے چل رہے تھے نگاہ سے نگاہ
لڑی ہوئی تھی کہ صدائے زنجیر کی بلند ہوئی مہینہ پکاری کہ یا امیر خبردار ہو جیئے کہ ہر دم آتا ہی امیر بھی طرف صحرا کے دیکھنے
لگے اتنے مین ہر دم نے امیر کو دیکھا وہین سے میل فولادی کو چرخ دیتا ہوا پہونچا اور پکارا سرخ کندہ زن تو
پھر آیا اُس روز تو بھاگ گیا اب آج بچکر کہان جائیگا لے اجل آگئی یہ کہکر میل مار بیٹھا امیر نے پہلو تہی کر کے
میل کو خالی دیا اور بند دست کو پکڑ کر جھٹکا مارا کہ میل اُسکے ہاتھ سے چھوٹ گئی دیوانہ امیر سے لپٹ پڑا صاحبقران
بھی مصروف تلاش ہوئے پھر دیوانے نے کیسے کیسے پیچ کیے کہ کیسا ہی شہ زور ہوتا مگر دب جاتا لیکن امیر نے
پیچ اُسکے کھولے اور زور پر زور کیا یہانتک کہ خود ہی اُسکا دم پھولا اور زور گھٹا اُسوقت دونون شانے پکڑ کر
جھٹکیان جو دین اور ریلا تو دیوانہ سنبھل نہ سکا لنگر اُکھڑ گیا اب پیچھے ہٹا چلا جاتا ہی داہنے پر آکر لنگر مارتا ہی تو امیر
بائین پر جھٹکی دیتے ہین اور دیوانہ بائین پر لنگر مارتا ہی تو داہنے پر جھٹکی دیتے ہین ایک پانون دوسرے
کے پیچھے ہٹا ہوا چلا جاتا ہی سات قدم اُسکو ریل کر لیگئے وہان اُسنے لنگر مارا امیر نے آگے کی جھٹکی دی کہ دیوانہ
اوندھا زمین پر آ رہا امیر نے کمر بند تھاما اور نعرہ کر کے جھٹکا دیا کہ دیوانہ اُٹھ آیا بس ایک ہی زور مین کمر تک
لے آئے تھے کہ دیوانہ تڑپا کمربند ڈھیلا پڑ گیا دیوانہ چھوٹ گیا اور زمین پر گرا صاحبقران دوران پھر
بیٹھے اور چاہا تھا کہ پچھاڑ دین کہ ہر دم دیوانے نے جلت ماری شانہ امیر کا زور سے کاٹا صاحبقران نے
گھونسا گلے پر مارا کہ دیوانے نے گھبرا کے منھ کھول دیا پھر دیوانے نے چاہا کہ کلائی پر جلت لگاؤن امیر نے
گھونسا تانا دیوانے نے کہا ای سرخ کندہ زن تو مجکو مارتا کیون ہی امیر نے کہا کہ تو کاٹتا کیون ہی دیوانہ نے کہا
تو بڑا بیوقوف ہی اتنا بھی نہین جانتا کہ مین شیر ہون اور شیر کا کام کاٹنا ہی اور نوچنا ہی اب تو کاٹنے کو منع

کرتا ہی مین نوچونگا اور پنجہ کھول کے چاہا کہ منھ نوچے امیر نے ڈانٹا کہ خبردار پھر مارونگا دیوانہ گھبرایا اور بولا کہ نوچنے کو
بھی منع کرتا ہی پھر کیون لڑتا ہی امیر نے اتنی باتون مین پھر توڑہ فولادی جو کمر مین دیوانے کے پڑا تھا مضبوط پکڑا اور زور
کر کے سینے تک دیوانے کو کھینچا اور وہان سے شانے کا زور شریک کر کے بازوون کا ہم پایہ کے نعرہ اللہ اکبر دل
سے کھینچکر سر سے بلند کیا اور چرخ دیا دیوانہ بدحواس ہوا اور لگا ہاتھ پانون ہلانے ناگاہ ہاتھ دیوانے کا خود
مین امیر کے لگ گیا ذرا سا خود سر پاک سے سرک گیا اور پیشانی کھل گئی خال سبز ابھی نمودار ہوا دیوانے
نے جو خال کو دیکھا پکارا کہ جلد مجکو چھوڑ دیجیے مین آپ سے نہین لڑتا مین تو غلام ہون غضب کیا آپ نے کہ مجھے
آگاہ نہ کیا ورنہ مجھ سے کبھی یہ خطا سرزد نہوتی کہ مین آپ سے لڑتا اور نام سے آگاہ کیجیے امیر نے یہ سنکر چھوڑ دیا
دیوانہ پانون پر گر پڑا اور کہنے لگا یہی پتا اور نشان مجکو خواب مین ایک بزرگ نے بتایا تھا جو خال سبز آپ کے
ہی اور کہا تھا کہ تجکو وہ زیر کرینگے تو اونکی اطاعت اختیار کرنا اور ایمان لانا مہینہ اونھین کی زوجہ ہی اسیطے مین نے
یہ مکان بنا کر مہینہ کو لاکر یہان رکھا تھا اور سر کو اپنے در دیوانگی پر مارا تھا اب اپنے نام مبارک سے آگاہ کیجیے
امیر نے نام نامی اپنا بتایا دیوانہ شاد ہوا اور کہا یہی نام مین نے خواب مین بھی سنا تھا پر مین نے آزمائش کے
لیے پوچھا کہ آپ وہی ہین یا کوئی اور اب کلمہ بتائیے مین مسلمان ہوتا ہون امیر نے کلمہ طیبہ زبان پر جاری کیا دیوانہ
از سر صدق مسلمان ہوا اور پانون کو امیر کے چوما امیر نے گلے لگایا دیوانے نے عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو مین ملازمونکو
بھی بلالون امیر نے اجازت دی دیوانے نے پکارا اور نعرہ کیا دیکھا تو چہار طرف سے سوار چلے آتے ہین آن واحد
مین کئی ہزار کا لشکر جمع ہو گیا اور دیوانے کی اطاعت مین امیر کی پاکر دست ادب بستہ سر جھکا کے کھڑا تھا گھوڑون
سے اُتر کے صف باندھکر سلام کیا دیوانے نے کہا کہ یہی میرا آقا ہی اور صاحبقران زمان کو لیکر قصر پر آیا اور مہینہ
کو پکارا کہ او نکرک یہ صاحبقران جہان ہین مین نے تجکو خود اجازت دی کہ اونکی فرمانبرداری اور تابعداری کر خبردار
خدمتگذاری مین انکار نہ کرنا ملکہ کا یہ حال ہی کہ جب سے دیوانہ زیر ہو کر مسلمان ہوا ہی سارے قصر مین سجدے
شکر کے کرتی پھرتی ہی اور سب خواصین شاد و خوش ہین خوف دیوانے کا دل سے دور ہوا ہی ہر ایک شاد و مسرور
ہوا ہی اب جو صاحبقران کو دیکھا دولت لازوال پر قبضہ پایا جامے مین نہین سماتی غرضکہ مہینہ بانو کو کلمہ
طیب تو امیر نے اول ہی روز سے پڑھا دیا تھا پھر پڑھایا اور دیوانے سے کہکر بہرام شاہ کو بلوایا اور مسلمان
کیا بہرام شاہ مع سب ساکنان برج کے مسلمان ہوا باپ بیٹے سے ملا پھر صاحبقران نے دیوانے سے
کہا کہ ابھی میرا رہنا تمھارے پاس ناممکن ہی مین تو قاف کو جاتا ہون اے برادر ہرومہ تم ملکہ مہینہ بانو کو لشکر اسلام
مین لیجاؤ بعد فتح پانے جنگ دیوان کے کوہ قاف سے آنا ہو گا تمکو چاہیے کہ ذرا خبرداری اور ہوشیاری سے
لشکر اسلام مین پہونچا دو اور جہان پناہ سے جانا میرا طرف پردۂ قاف کے عرض کرنا یہ فرما کر زبان جنی مین دیونکو
پکارا وہ تخت یاقوت نگار لیکر حاضر ہوئے امیر سلیمان سریر تخت پر سوار ہو کر قاف کو روانہ ہوے یہان دو ایک
روز کے بعد سامان مہیا کر کے بہرام شاہ اور ہرومہ بردعی دیوانہ اسی ہزار سوار ہمراہ لیکر عماری مین مہینہ بانو
کو سوار کر کے طرف لشکر ظفر اثر صاحبقران نامور کے روانہ ہوے

داستان فرامرز بن نوشیروان کا بھیجنا فرامرز بن قارن کو نولاکھ عدد نیو لے واسطے چھین لانے مہینہ بانو کے

مگر حال نوشیروان اور مدائن کا بیان ہوتا ہی کہ قصر مین ملکہ مہینہ بانو کی بہرام شاہ بردعی نے ہر طرف بھیجدی تھین

کہ جو کوئی دیوانے سے مہینہ بانو کی اصل تصویر کو چھین لے وہی اسکا مالک ہے جب تصویرین اطراف مین پہونچین تو ہر شاہ و شہریار نے دیکھین ہر کسی نے پسند کیا مگر دیوانہ سے لڑنا یہ شرط دیکھکر چپکے رہے کہ زبردست ہے مگر فرامرز بن نوشیروان تصویر اُس رشک مہ منیر کی دیکھکر بدل و جان فریفتہ و شیدا ہو گیا اب جو اُسنے ہر چہ اخبار سے دریافت کیا معلوم ہوا کہ امیر حمزہ صاحبقران نے دیوانے کو زیر کیا اور مسلمان کیا تیر غم جگر کے دو سار ہو گیا کہ دوسرے اخبار سے معلوم ہوا کہ دیوانہ مہینہ بانو کو طرف لشکر اسلام کے لیے جاتا ہے یہ سنکر تاب ضبط باقی نرہی آہین بھرنے لگا یاس ہو گئی کہ اب ملنا مشکل ہے اسی غم مین بیمار ہو گیا خار جدائی دلمین خلش کرنے لگا اور رشک وصل غیر نے زیادہ بیقرار کیا جبکہ حالت زار ہوئی فرامرز بن قارن عدنی نے پوچھا کہ اے شاہزادہ کیا حال ہے تمھارا فرامرز نے رو رو کر سب کیفیت بیان کی ور دامن پکڑ لیا کہ اے قارن مین دامن نچھوڑونگا جبتک تم اقرار یہ نہ کرو گے کہ مین مہینہ بانو کو لا دونگا تمھارے نزدیک کوئی بڑی بات نہین ہے اگر فوج عدن کی لیکر جاؤ گے چھین لاؤ گے ایک دیوانے کی کیا حقیقت ہے فرامرز نے اقرار کر لیا اور غرور مین شہزوری کے لاف زنی کی کہ تم وادرم مجھ سے لینا ایلیز لذمہ غرضکہ تین روز مین سامان سفر مہیا کر کے نو لاکھ عدنی ہمراہ لیکر روانہ ہوا اور نوشیروان نے بھی یہ حال سنا اور بیٹے کی حالت سنکر فرامرز سے التجا کی ہے کہ اے فرامرز بن قارن کوشش کر کے مہینہ بانو کو لا اُس سے اور زیادہ خیال ہے کہ بہمہ وجوہ جسطرح ہو مہینہ کو لا کر فرامرز کے سپرد کر دیو تو اسطرف جاتا ہے اور اُدھر سے ہر دم آتا ہے کئی فرسخ کا فاصلہ باہم تھا کہ دونو طرف خبر ہوئی اُدھر ہر دم نے مقام کیا اُدھر فرامرز بن قارن نے منزل کی یہین تو یہین چھوڑیے

اب وہ کلمے داستان لشکر اسلام کے لڑنا بدیع الزمان پہلوان زمان کا مرزبان خراسانی وزیر اثانی سے اور بعد دو روز کے شاہزادہ کرب نامور سے عمرو کے کہنے پر پانچ روز تک کشتی ہونا بعد اُسکے بلوانا امیر کا دونون کو پردہ قاف مین بیان کیے جاتے ہین

جس وقت سے کہ عمرو لشکر اسلام مین آیا ہے اور حال امیر کا یعنی پنجہ کا اُٹھا لیجانا بیان کیا ہے تمام لشکر مین ہر ایک کو ترود وفتنا ہے سب کو صدمہ عظیم ہوا ہے اور بدیع الزمان آئے ہوئے ہین دونون وقت دربار کرتے ہین انتظار صاحبقران نامدار کا ہے سب سرداروں سے محبت و اتحاد ہو گیا ہے لیکن حال امیر کا زبانی عمرو کی سنکر اُنکو بھی ملال ہے ایک روز بادشاہ اسلام نے خواجہ بزرجمہر کے بیٹون سے کہا کہ حال امیر کا رمل سے دریافت کیجیے کہ کون لیگیا ہے اور کہاں ہین کب تک تشریف لائینگے اُنھون نے عرض کیا کہ بہت خوب اور تخت طلائی پر بیٹھکر قرعون کو تختی پر پھینکا اور زائچہ کھینچکر خوب دیکھا دست بستہ عرض کیا کہ خانہ حیات حمزہ صاحبقران دوران کا آباد ہے قریب ہے کہ بخیریت تمام پہونچین خاطر جمع رکھیے اندیشہ کسی بات کا نفرمائیے بادشاہ اسلام سنکر خاموش ہو رہے مگر بدیع الزمان کو یہ خیال ہوا کہ دیکھیے امیر کب آتے ہین ایک روز جہان پناہ سے عرض کیا کہ اے شاہ گردون بارگاہ فدوی کو رخصت کر دیجیے امیر تو عرصے مین آئینگے دریا منشور پر مہر کر دیجیے بادشاہ نے فرمایا کہ مجکو اس امر مین دخل نہین ہے امیر کو اختیار ہے بغیر اُنکے آئے مین مہر نہین کر سکتا کبھی ایسا نہین ہوا ہے ان اُمور مین اُنھین کو دخل ہے اور اگر ایسی ہی تمکو جلدی ہے تو روز ہمارے کسی سے کشتی لڑو ہم بھی دیکھین اس عرصے مین وہ بھی آ جائینگے اور تمھارا بھی دل بہلیگا بدیع الزمان نے اقرار کر لیا کہ بہت خوب جس سردار سے فرمائیے مین لڑون سب سرداروں پر بادشاہ نظر ڈالنے لگے قضاے کار یہ ذہن مین آیا کہ مرزبان خراسانی سے لڑو اور حکم دیا کہ مرزبان بدیع الزمان سے لڑین سبکو معلوم ہوا کہ مرزبان سے اور بدیع الزمان سے کشتی ہوگی عمرو نے جو یہ حال سنا بادشاہ سے التماس کی کہ اے کیہان خدیو آپ نے مرزبان سے کشتی ٹھہرائی ہے مرزبان سے لاکھ طرح شاہزادہ کرب غازی بہتر ہے کیونکہ

نظر کردہ بھی ہی اور جوان ہی اور مرزبان ضعیف ہی شاہ نے فرمایا کہ کہتے آپ سچ ہین مگر کرب سے جو کشتی ہوگی تو سب کہینگے کہ کرب نظر کردہ شاہ مردان ہین اسوجہ سے زیر ہوے جب امیر انکا کچھ نہین کر سکتے ہین تو دوسری کیا حقیقت ہی آپمین بہتری نہین ہی ہان اگر نظر کردہ نہوتے تو کیا مضائقہ تھا خواجہ نے کہا جو ظل اللہ فرماتے ہین وہ بجا ہی مگر اپنی جیت دیکھنا چاہیے فرمایا کہ خیر یو نہین سہی مگر بدیع الزمان سے بھی پوچھ لو عمرو نے عرض کیا کہ حضور کے منھ سے نکل گیا ہی تو پہلے مرزبان ہی کو لڑوائیے مگر برابر چھڑوا دیجیے گا کسی پہلو سے یہ راے بادشاہ کو بہت پسند آئی اور عمرو نے کہلا بھیجا بدیع الزمان سے کہ کرب دلاور سے لڑنا ہوگا مرزبان ماندا ہوگیا ہی موافق حکم بادشاہ کے ایک دو روز اُس سے پہلے لڑ لینا بدیع الزمان نے کہا جب مین امیر سے لڑنے آیا ہون تو دوسرے سے ڈر کیا ہی جسکا جی چاہے لڑے غرضکہ اکھاڑا تیار ہونے لگا ڈھنڈھورا پٹا کہ بدیع الزمان اور کرب سے کشتی ہوگی ہر طرف دھوم مچگئی سب کو اشتیاق ہوا کہ کشتی خوب ہوگی جبکہ روز مقرر آیا بادشاہ اکھاڑے پر تشریف لائے اور تمام اہالی موالی ساتھ آئے بدیع الزمان بھی شاگردون سمیت خبر شاہ کے آنے کی سنکر آئے دیکھا کہ مجمع خلائق ہی صغار و کبار جمع ہین بدیع الزمان شاہ سے اجازت لیکر اکھاڑے مین اُترے اور پہلے اپنے شاگردون کو زور دلایا بعد اسکے پوست گاؤ بچھائی اور خشت طلائی کو پانون کے نیچے رکھکر بدیع الزمان نے خم پر خم مارے اور نعرہ کیا کہ کہان ہی رستم اور کہان ہی سام کہان ہی سہراب کہان ہی اسفندیار اور گیو و افراسیاب و زال کہ آئین اور زور و قوت کی داد دین اور کہان ہین حمزہ صاحبقران کہ مجھسے مقابلہ کرین شاگردون نے بدیع الزمان کے ہر طرف سے پوست کو چاہا کہ کھینچ لین مگر ممکن نہوا کھال کے ٹکڑے ٹکڑے اُڑگئے اور اینٹ زمین کی پوست ٹکڑے ٹکڑے ہو کر ہاتھ مین آگئی یہ دیکھ کے سب نے تعریف کی مگر مرزبان خراسانی نے چٹ لنگوٹ کسا اور بادشاہ سے اجازت لی اور اکھاڑے مین اُترا اور نہیب دی کہ خبردار لے اوبی نکر و صاحبقران یہان کہان ہین جو اُنکا نام لیتے ہو مین تو خدمت گذاری کو موجود ہون جب مجھ سے زیر ہوگے تو اُنھین پکارنا بدیع الزمان نے عذر کیا کہ بہتر صاحبقران سے دوسرا نہین ہی اس سبب سے نام نامی ہمیشہ لیا کرتا ہون آپ بھی آیئے حوصلہ نکال لیجیے سب ملکون سے منشور یکتائی پر مہرین کرواتا چلا آتا ہون یہان جو کچھ مقدر دکھائیے شعر سر مپیچ ز شمشیر حبیب * ہرچہ آید بر سر من یا نصیب * یہ کہکر بدیع الزمان نے ایک ہاتھ گردن پر رکھدیا دوسرا کلائی پر ڈالا تادیر زور ہوا کیے پھر داؤن پیچ ہونے لگے جھڑ اکا کشتی کا بندھ گیا دن بھر کشتی رہی شام کو عمرو نے چاہا جدا کرین مرزبان نے نہ مانا غرضکہ دو دو دن کشتی رہی اب دم مرزبان کا بھر آیا شام ہوگئی تھی عمرو نے دونون سے کہا کہ اب بادشاہ کا حکم ہی کہ نلڑو دونون علیحدہ ہوے سب نے دونون کی تعریفین کین اب کرب کی کشتی کی دوسری تاریخ معین ہوئی سب پھر پھر کے اپنے خیمون مین آگئے بادشاہ داخل بارگاہ ہوے سردار جمع ہوے مرزبان نے کہا اے شہریار ایسا قوی زور مین نے تو نہین دیکھا واقع مین اسکا مثل نہین سوا امیر کے کسی کی طاقت نہین ہی کہ اسے زیر کر سکے غرضکہ پھر وہ دن آیا جس روز کشتی کرب سے ٹھہری تھی اکھاڑا تیار رہا خلقت جمع ہونے لگی آج اُس دن سے بھی سوا مجمع ہی بادشاہ بھی تشریف لائے سب سردار جمع ہوے بدیع الزمان بھی آگئے ہر ایک کو اشتیاق ہی کہ دیکھیے کیا ہوتا ہی یہ پہلوان زمان وہ نظر کردہ شاہ مردان ہین غرضکہ بدیع الزمان اکھاڑے مین آ رہے اپنے پہلوانون کو زور دلا کر خشت طلائی پر کھڑے ہو کر خم مارا کرب غازی بادشاہ سے اجازت لیکر اکھاڑے مین کودے اور زور ہونے لگے ایک ہاتھ گردن پر کرب کے بدیع الزمان نے رکھا دوسرا کلائی پر ڈالا کرب نے ہاتھ کو لپیٹ

بچایا اور اسکا ہاتھ ہٹادیا بدیع الزمان چاہتا ہی کہ ہاتھ کو گرفت مین لاکر پیچ باندھے کرب لاور ہٹادیتا ہی دور دز تک یہی
اور سب بچور دخواب ہے کوئی نہ ہٹا سب ڈٹے ہوے دیکھا کیے پھر بعد دو روز کے داؤن پیچ شروع ہوے وہ جوڑ توڑ
ہوے کہ یہ معلوم ہوتا تھا دو برقین کوندہ رہی ہین کھلنا بندھنا پیچ کا ثابت نہوتا تھا شاہ وشہریار اور کل حضار صدا
تحسین و آفرین کی دے رہے تھے جو پیچ کرب نے باندھا بدیع الزمان نے کھولا جو بدیع الزمان نے باندھا
کرب نے کھولا غرضکہ پانچ روز کشتی رہی کوئی کسی کے پیچ مین نہ آیا نہ کسی کا دم پھولا وہی کیفیت رہی تماشائیون
کی یہ حالت ہی کہ آنکھین سرخ ہوگئی ہین جھوم رہے ہین جبکہ تڑاقا خمون کا ہوتا ہی چونک پڑتے ہین چھاگلین پانی سے
بھری ہوئی آگے رکھی ہین جب نیند کا زیادہ غلبہ ہوتا ہی منھ دھو ڈالتے ہین چھینٹے پانی کے منھ پر دیتے ہین اور
کہتے ہین کہ صاحب سونا تو تمام زندگی ہی یہ کشتی یادگار رہیگی ہر روز تو نہ ہوا کریگی کوئی دقیقہ دیکھنے سے رہ نجائے
وہین بیٹھے ہوئے کھانے منگا کر کھاتے ہین بعضے فواکہات پر بھوک کو ٹالتے ہین مگر ہلتے نہین کہ ہماری جگہ دوسرا نہ
آجائے پہلوانون کیلیے خوان میوون کے اور کاسے دودھ کے آتے ہین وہ نوش کرلیتے ہین وہ دودھ پسینہ بنکر رونگٹون
کی راہ سے بہ جاتا ہی سب کہ رہے ہین کہ یہ نہ زیر ہونگے ابھی تک تو برابر ہین دونون لڑکے مرجائینگے ایسے یہ دونون
نہین ہین کہ کوئی پچھڑ جائے غرضکہ سبکی راے اسباب پر متفق ہوئی کہ دونون کو چھڑا دینا چاہیے کہ ہر ایک کی بات ہے
ایک تو پہلوان دوران ہی دوسرا نظر کردہ شاہ مردان ہی پانچ روز گذر چکے ہین کمی بیشی معلوم نہین ہوتی

اب کچھ داستان بلالینا امیر کا بدیع الزمان و کرب وغیرہ کو پردہ دینا سے بیان ہوتے ہین

وہان امیر حمزہ صاحبقران ہردم بردعی کو زیر کرکے قاف مین پہونچے ملکہ آسمان پری نے امیر کے آنے کا
جشن کیا امیر نے پوچھا کہ ای آسمان پری قہقہہ یا گریٹ بن قہقہہ کوئی بعد میرے جانیکے آیا تھا یا نہین ملکہ نے کہا ابھی
ابھی نہین آیا مگر آمد لگی ہوئی ہی ضرور آئیگا امیر چپ ہوگئے جب کئی روز گذرے اور کچھ خبر نہ آئی امیر نے ملکہ آسمان پری
سے کہا کہ عبدالرحمن جنی سے کہو کہ علم سے دریافت تو کرین کہ لشکر مین ہمارے بدیع الزمان ہی یا چلا گیا
آسمان پری نے عبدالرحمن کو بلایا اور حکم دیا کہ حال لشکر امیر کا دیکھو انھون نے قرعہ پھینک کر دریافت کیا اور
عرض کی کہ بدیع الزمان اور کرب غازی سے کشتی ہو رہی ہی پانچ روز گذرے ہین اور ابھی تک کوئی کسی پر غالب
ہوتے معلوم نہین ہوتا یہ سنکر امیر نے بڑا افسوس کیا کہ ہم نے یہ کشتی کرب سے نہ دیکھی ایسی کشتی کبھی کاہیکو ہوئی ہی
ملکہ نے امیر کو ملول دیکھکر کہا کہ آپ ملال ناحق کرتے ہین اگر فرمائیے تو مین دیوون کو بھیج کر بلوالون آپ یہین
تماشا کشتی کا دیکھیے امیر خوش ہوکر بولے کہ یہی تو خوب بات ہی مگر ساری صحبت آئے کہ جسطرح سب کشتی کا
تماشا دیکھ رہے ہین مع بادشاہ اسلام تو لطف ہی یہ کیا کہ ہم دیکھین اور وہ سب نہ دیکھین یہ سنکر آسمان پری نے حکم دیا
کہ پانچہزار دیوان زجائین اور سبکو اٹھا لائین پھر مجمع دیوزادون کا طرف پردہ دینا کے روانہ ہوا وہان پانچوین
روز سب نے دیکھا کہ ایک ابر سیاہ آسمان پر نمایان ہوے سب دیکھ رہے تھے کہ ہوا زور شور کی چلی اور مجمع درہم
برہم ہونے لگا وہ آدمی جو دبلے پتلے تھے اڑ اڑکر گرنے لگے ہوا کے وہ سناٹے تھے کہ سب الامان الحفیظ
پکارتے تھے اسی تہلکہ مین صدہا پنجے پیدا ہوے پہلے ایک پنجے نے بادشاہ اسلام سعد نوجوان کو تخت پر سے
اٹھا لیا اور طرف آسمان کے بلند ہوا پھر دوسرے پنجے نے بدیع الزمان کو لیا تیسرے نے کرب غازی کو پھر تو
پنجے کو لوگ گرگرے اور جتنے دست راسی و چپی تھے مثل لندھور بن سعدان و رمالک اژدر فرام زبلو
مغربی وغیرہ سب کو پنجے لے اڑے سب لوگ حیران و پریشان پھر کر چلے آئے سارا کشتی کا مزا

سنگیا ہر ایک مناسبت تھا کہ کیا لطف کی کشتی تھی بڑا غضب ہوا کہ بادشاہ تک غائب ہو گئے نہین معلوم کیا سانحہ
ہو مگر دیوسکو لیکر پردہ قاف مین پہونچے ہرکارے آسمان پری کے یہان کے مہران کاس اور اکوان کاس
دوڑتے ہوئے آئے اور امیر و ملکہ آسمان پری کو خبر کی کہ غلام آپکے جا کر سب کو لے آئے امیر اسیوقت اُٹھ کھڑے ہوئے
اور پیشوائی کو گئے باادب کھڑے ہو رہے راہ مین جبکہ بادشاہ نظر آئے امیر نے مجرا کیا بادشاہ نے جو امیر کو دیکھا خوش
ہو کر بغل گیر ہوئے اور سب سردارون نے امیر کو مجرا کیا امیر نے سب کو مہربانی سے پوچھا اور استفسار حال کیا بعد اسکے
بادشاہ کو لا کر گلستان ارم مین داخل کیا تخت بلقیس پر جگہ دی اور سب سردارونکو دنگل کے دست راست و دست چپ
آباد ہوا بدیع الزمان کو بھی امیر نے بہت دیر تک بغل گیر رکھا اور جبکہ بادشاہ نے بیان کیا کہ اے صاحبقران
بدیع الزمان پانچ روز تک شاہزادہ کرب نوجوان سے لڑے آسیر بھی زیر ہوئے امیر نے فرمایا کہ فضل اللہ مجکو
سب خبر ہے علم رمل سے عبد الرحمن نے دریافت کیا جب تو فدوی نے دیوون کو بھیجکر ان سبکو اور آپ کو
بلوایا کیا بات ہے اُنکی کہ نظر کردہ سے لڑے ہین کسی کی طاقت ہے کہ کرب غازی سے لڑے اور زیر ہو یہ بات انھین کے
لیے تھی شاباش و مرحبا فرما کر بدیع الزمان سے مخاطب ہوئے کہ ای پہلوان دوران اب دو چار روز آرام
لیلو بعد اسکے ہم تم سے لڑینگے کرب سے تو لڑ چکے ہو اب مثل کرب کے دوسرا سردار ہمارے یہان نہین ہے
بدیع الزمان نے کہا کہ یا امیر ثانی سلیمان مجکو بھی آرزو آپ ہی سے لڑنے کی باقی ہے اسیواسطے مین اتنے روز تک
آپکے لشکر مین پڑا رہا اور کہین نہ گیا حسب الحکم سلطانی کہ جہان مطاع اور عالم مطیع ہے بحکم بادشاہ انجم سپاہ
کے مین کرب سے لڑا مین خوشی اور رضامندی میری یہ ہے کہ حضور سے لڑون اور کمترین اسطرح موجود ہے آج
ہی اکھاڑا تیار ہو جائے اور کشتی شروع ہو جائے امیر نے فرمایا کیا جلدی ہے دو روز تامل کرو آسودہ ہو لو اور جو لوگ
کہ مشتاق ہین وہ بھی سب آج نہین آسکتے ہین یہ فرما کر حکم دیا سامان عیش مہیا کرو اسیوقت رقاصان ماہ طلعت
حاضر ہوئین مجرے پریزادون کے ہونے لگے اور شیشہ و ساغر لیکر ساقیان سیمین ساق حاضر ہوئے ناچ
ہونے لگا جام مے گلرنگ گردش مین آیا باجے پرستان کے بجنے لگے دوپہر تک صحبت بے تکلفانہ رہی بادہ ناب کا دور
رہا بعد اسکے خاصہ طلب ہوا دسترخوان بچھا سب نے ہمراہ امیر کے نوش کیا پھر بارگاہ سے اُٹھ اُٹھکر اپنی اپنی خوابگاہ
مین گئے سو رہے سہ پہر کو پھر دربار ہوا سب حاضر ہوئے ملکہ آسمان پری اور قریشہ سلطان نے جو سنا کہ
امیر سے اور بدیع الزمان سے کشتی ہوگی تو آسمان پری نے امیر سے کہلا بھیجا کہ ہم بھی آپکی کشتی دیکھنے کے
مشتاق ہین کبھی آپ کو لڑتے نہین دیکھا ایسی جگہ اکھاڑا ہو کہ ہم سب بھی دیکھین امیر نے یہ سنکر حکم دیا کہ اپنے زیر قصر
مجمع ذیل مین ارم کے اکھاڑا کھدے قصر پر عورات و پریزاد بیٹھین نیچے کے مکانون مین بادشاہ اسلام اور
کل سرداران عالیمقام ہون فوراً پریزادون اور جناتون نے اکھاڑا تیار کر دیا میلہائے فولادی گاڑ کر زنجیرین
باندھ دین حد اکھاڑے کی مقرر کر دی گرد بگرد میلون کے دنگل کرسیان صندلیان بچھا دین جگہ بادشاہ کی ایک
جانب خالی رکھی پہر دن نہ چڑھا تھا کہ صدا نقارے کی بلند ہوئی یعنے بروز مقررہ جہان پناہ کے ہمراہ صاحبقران
دوران مع کل گردان جہان و مجمع دیو پری ہمراہ بدیع الزمان ساتھ ساتھ اکھاڑے پر آئے ملکہ آسمان پری اور
ملکہ قریشہ سلطان اور راشدہ پری بن شہپال بن شاہرخ اور اکوانہ پری صندل پری زعفران پری
جواہر پری اور سلاسل پریزاد و زلازل پریزاد و سلطان ارزق پریزاد کہ یہ تینون افسرین پریزاد و نیز
سب ساتھ ملکہ آسمان پری کے آئے بالائے قصر مجمع پریزادون کا ہوا چلمنین چھوٹ گئین نیچے

قیصر کے بادشاہ تخت پر جلوہ افروز ہوئے چوبدار مورچھل بال ہما کے جواہر دوز سر پر ہونے لگے امیر سلیمان سر پر دست راست
شاہ پر متمکن ہوئے اور باقی سب سردار حسب لیاقت دلکھوں کرسیوں صندلیوں پر بیٹھے مگر اکھاڑا یہ معلوم ہوتا ہے
کہ خوشبو کی کان ہے مشام جان معطر ہوتا ہے یعنی مشک و عنبر کی مٹی آتی ہے کیوڑے و گلاب سے زمین تر کرکے اکھاڑا
گوڑا گیا ہے علاوہ اسکے سب سرداروں نے کنٹر خالی کیے ہیں پاؤں ورکیہ دون میں عطر ملا ہوا ہے عطر بھی پرستان کا عجب
ایک کیفیت ہے باغ فردوس کا نمونہ معلوم ہوتا ہے جدھر نگاہ اٹھتی سب جواہر پوش و زرین پوش ہی نظر آتے دیر تک
نشست و برخاست کی کیفیت رہی ہمنشین کی صحبت ہی پھر بدیع الزمان نے امیر کیجانب نظر کرکے کہا کہ دن بہت
چڑھتا ہے اب دیر نفرمائیے امیر نے فرمایا کہ بہت بہتر ہے جو آپ کی رائے تب بدیع الزمان نے جانگیا پہنی چست سی زنجیر
فولادی کمر سے باندھی اور اکھاڑے میں اتر کے ڈنڈ کیے شاگردوں نے مٹی اکھاڑے کی جو چھانی تھی گولہ سونے کا بنا کر
سب شہزادوں نے مٹی جو ملی ڈنڈ پھول گئے اس تیاری کو دیکھکر کہ ایک خوبصورتی کے ساتھ تھی دیو زادنی و پری
بھول گئے رشک کرنے لگے دو ران جانگھ سینہ و کمر گردن مونڈھے سب سانچے میں ڈھلے ہوئے معلوم ہوتے تھے
سختی میں فولاد ناب کا قد و قامت معلوم ہوتا تھا واہ واہ ماشاء اللہ کی صدا چار سمت سے بلند تھی تب بدیع الزمان نے
کسرت ہر قسم کی دکھانا شروع کی یعنی مگدر بھی ہلائے نال بھی اٹھائی لیزم بھی ہلائی شاگردوں کو زور بھی دلایا جب کہ
پسینہ میں تر ہوگئے اسوقت پھر پوست گاؤ آئی اسپر خشت طلائی کو رکھکر ایک پاؤں اپنا جما کر خم پر خم مارکے
پکارے کہ کہاں ہے رستم کہاں ہے سہراب و اسفندیار و زال آئیں اور زور کی میرے داد دیں اور شاگردوں
نے پوست کو حسب دستور کھینچا ٹکڑے ٹکڑے اڑ گئے ایک ایک ٹکڑا سب کے ہاتھ میں رہگیا مگر پاؤں کے نیچے
سے خشت نہ سرکی اسپر بھی ہر طرف سے واہ واہ کی صدا بلند ہوئی اسوقت امیر حمزہ صاحبقران نے بھی تعریف
کی اور بادشاہ سے اجازت لیکر دنگل سے نیچے اترے خادموں نے اسباب تلاش حاضر کیا صاحبقران نے
بجلدی تمام یراق کشتی پہن لیا اور اکھاڑے میں داخل ہوئے اور از راہ انکسار بہت کلمات تعریفی بدیع الزمان
کے ارشاد کیے کہ حقیقت میں تمھارے زور کے موافق میرا زور کیا کہ تم جوان اور میں ضعیف مگر خوشی تمھاری کرتا ہوں
یہ فرما کر ہاتھ پر ہاتھ ڈالا ایک ہاتھ سے ہاتھ بدیع الزمان کا پکڑا دوسرا ہاتھ گردن پر رکھدیا اور سر سے سر
ملا کر ایک دستی کرنے لگے بڑی دیر تک یہ صورت رہی بعد اسکے بدیع الزمان نے دو دستی کی امیر حمزہ
صاحبقران دوران نے زبردستی بدیع الزمان کو کھینچا پھر تو زبردستیوں سے داؤ پیچ ہونے لگے تمام
ساکنان قاف جھکے ہوئے تماشا کشتی دیکھ رہے ہیں اور عورات چلمنوں سے مشاہدہ کر رہی ہیں جو پیچ
بدیع الزمان نے باندھا امیر حمزہ صاحبقران دوران نے کھولدیا جب امیر حمزہ صاحبقران دوران
نے کوئی پیچ کیا بدیع الزمان نے کھولا کسی پر کسی نوع کا پیچ دن بھر نہ پڑا دن بھر آپس میں داؤں پیچ ہوا
کیے جب شام ہوئی اسوقت روشنی پرستان کی آئی کہ اکھاڑہ روشن ہوگیا دن معلوم ہونے لگا پھر دونوں
سرگرم تلاش ہوئے آدھی رات جب ہوئی خوان میووں کے آئے اور کاسے دودھ کے بدیع الزمان
نے میوہ تو نہ کھایا مگر دودھ پیا صاحبقران نے دودھ بھی نہ پیا بدیع الزمان نے ہر چند اصرار کیا
امیر حمزہ صاحبقران دوران نے ارشاد فرمایا کہ میرا قاعدہ یہ ہے کہ جس وقت تک فیصلہ نہیں
ہو لیتا ہے میں اکل و شرب نہیں کرتا اپنے قاعدے سے مجبور ہوں غرض کہ تمام رات
کشتی رہی دونوں کے چہروں پر کسی طرح کا حزن و ملال تک نہ آیا اور نہ فیصلہ ہوا تمام حاضرین

مارے نیند کے بیچین ہونے لگے بعضون نے کہا کہین جلد فیصلہ ہو نیند کے مارے بُرا حال ہی بعضے دلجلون نے
جواب دیا کہ پھر چپٹے جاؤ کہا کیونکر چلے جائین یہ تماشا پھر کہان دیکھنے مین آئیگا غرض کہ سات شبانہ روز کشتی رہی
اُسوقت سب نے دیکھا کہ دو بار امیر باتوقیر بدیع الزمان کو دونون گھٹنون سے نیچے لائے بدیع الزمان
پیچ کرکے مانند برق کے تڑپ کے نکل گیا اور ایک بار بدیع الزمان امیر حمزہ صاحبقران دوران کو
ایک گھٹنے سے نیچے لائے یہ بھی جسطرح گنج مین سے ہوائی اور سنگ مین سے شرارہ نکل جاتا ہے نکل گئے
اب سب کی رائے یہ ہوئی کہ چہرادہ سات شبانہ روز بے خور و خواب دونون کو گذر چکے ہین باہم
صلاح کرکے کہا کہ یا امیر اور ای بدیع اب کشتی موقوف رکھو پھر سمجھ لینا کوچک سلیمان نے
بدیع الزمان کی بہت تعریف کی اور فرمایا کیا خوب لڑے ہو کیا بات ہی تمھاری سبحان اللہ کوئی دقیقہ
باقی نہین رہا مگر ایک بات البتہ باقی ہی کہ ہم نے قاعدہ رکھا ہی کہ جب عرصہ ہوتا ہی اور فیصلہ کشتی کا نہین ہوتا
تو جنگ عزلی لڑتے ہین اور وہ یہ ہی کہ ایک چار زانو بیٹھے اور دوسرا اُٹھائے جو اُٹھا لیجائے گویا کہ اُسنے
کشتی مار لی اگر منظور ہو تو یہ طور بھی فیصلہ کا ہی جلد فیصلہ ہو جائے ورنہ مین لڑنے کو یون بھی موجود ہون
اور دوسری کشتی ترکی ہی وہ واہیات گرگون کی لڑائی یعنے گھونسہ گھانسا اور یہ جو سب لوگ لڑتے ہین دم ہم
لڑے اسے تلاش عجمی کہتے ہین بدیع الزمان نے سنکر مان لیا کہ کہین جلد فیصلہ ہو سات روز سے بیخور و
خواب تھا کسی سے کا ہیکو ایسا لڑنا ہوا تھا کہ سات روز گذر گئے ہون کہا کہ یا امیر واقع مین جنگ عزلی
خوب ہی فدوی کو منظور ہی بس امیر لنگر مار کے بیٹھے اور بدیع الزمان نے کمر مین ہاتھ ڈال کے زور کیا اور
ہکہ مارا کہ لنگر امیر کا ٹوٹا اور زانون تک کھینچ کے لائے پھر چاہا کہ سینہ تک اونچا کرین کہ امیر نے لنگر مارا
زنجیر کمر ڈھیلی پڑ گئی امیر چھوٹ کر زمین پر آ گئے اب بدیع الزمان چار زانو بیٹھے صاحبقران نے انکسار
بہت فرمایا کہ ای رب بے نیاز و کارساز و تعز من تشاء و تذل من تشاء بیدک الخیر خداوندا تو قادر و توانا کر
بندہ عاجز ہی ای مالک اگر تو نے مجھے صاحبقرانی کا مرتبہ دیا ہی تو اُمیدوار ہون کہ رخنہ اس نام مین نہ پڑے اور
موجب خندہ زنی کا نہو تو ہی سرخرو کریگا ورنہ مین کیا ہون اور حقیقت میری کیا ہی نہ طاقت بازو نہین رکھتا ہون
نہ زور کلائیون مین پاتا ہون الحکیم الواحد القہار و الحکیم الملک الجبار المدد یا پروردگار یہ کہکر کمر زنجیر مین بدیع الزمان
کی ہاتھ ڈال دیا اور پنجہ خورشید نما کو مستحکم زنجیر مین کرکے اور خوب مضبوط پکڑ کے جھٹکا جو مارا القدرت قادر مطلق
بدیع الزمان جو مثل پیل دمان کے تھے ہاتھ پر صاحبقران دوران کے اُٹھ آئے اول ہی زور مین تا کمر
کھینچا اور دوسرے زور مین تا سینہ کھینچ لائے تیسرے زور مین ذرا سا توقف کرکے شانون کا جو ہکہ مارا اور
بازوون کا زور شریک کرکے بس سر سے بلند کیا سب نے دیکھا کہ بدیع الزمان کو کوچک سلیمان نے سر سے
اونچا کر لیا پھر تو ہر طرف سے ایک شور واہ واہ کا بلند تھا کہ کان پڑی آواز نہین سنائی دیتی تھی ور بنی جان سلیمان کا
پرستان کا تو یہ عالم تھا کہ اُٹھ اُٹھ کھڑے ہوتے اور دوڑ دوڑ کے بریزاد بالغ پری کی ہوا میر باتوقیر کو دینے لگے دیوزاد ادھر
اُدھر کودتے پھرتے تھے دیونیان دھمال مارنے لگین سبحان اللہ سبحان اللہ خاص و عام کی زبان پر جاری ہی بادشاہ
سلام نے حکم دیا کہ طبق ہائے زر و جواہر امیر باتوقیر پر سے نثار کرو اور ملکہ آسمان پری دو قرشیہ سلطان نے بھی
بہت سا جواہر تصدق کو بھیجا یہان امیر کو بسبب دیر مین زیر کرنے کے غصہ تھا کہ سات شبانہ روز گذر چکے تھے چاہا
تھا کہ سر پر چرخ دیکر زمین پر مارین ناگاہ پیچ جو چرخ دینے مین کھلا اور بال بدیع الزمان ہوا سے ادھر اُدھر اُڑتے

اور نگاہ ملکہ قریشیہ سلطان کی پڑی دیکھا بال طلائی ہین بدیع کے سر پر فوراً سلاسل پریزاد کو جو مضطرب
اشارہ کیا کہ جلد جا اور باباجان سے کہہ میری طرف سے کہ بدیع الزمان کو مار نہ لیجے گا چھوڑ دیجیے سلاسل
دوڑا ہوا آیا اور پیغام ملکہ قریشیہ سلطان کا صاحبقران کو سنایا امیر کشورگیر والی قاف دنیا نے بدیع الزمان
کو آہستہ سے زمین پر رکھدیا مگر بدن امیر کا فرط غضب کے سبب کانپنے لگا آنکھین سرخ ہو گئین منہ مین کف بھر آیا تیغہ
عقرب سلیمانی کو اُٹھالیا اور زینہ پر قصر مُعجم کے چڑھے جبکہ سامنا قریشیہ سلطان کا ہوا ملکہ پکاری کہ
باباجان آپ نے بڑا غضب کیا تھا شاید کہ آپ بدیع الزمان کو قتل کرتے امیر کو کلمہ سعی کا زبانی سلاسل
کی سنکر خیال ہوا تھا کہ شاید قریشیہ بدیع پر عاشق ہوئی ہے اسی وجہ سے تیغہ پکڑ کر قتل کو قریشیہ کے آئے تھے
اس خیال سے کہ مجکو سب مین اس نے بدنام کیا اور اب جو ملکہ قریشیہ سلطان نے خود امیر سے کہا اور امیر نے
بدحواس دیکھا جانا کہ واقعی فریفتہ ہے بس تیغ علم کر کے چلے کہ او شوخ دیدہ ابھی تجکو مزا چکھاتا ہون جیسا تو نے
مجکو سب مین ذلیل کیا تاکہ تجھے بھی معلوم ہو کہ عاشقی کی یہ سزا ہے قریشیہ سلطان یہ سنکر زرد پڑ گئی اور دوڑ کر
قدمون سے لپٹ گئی اور کہنے لگی کہ باباجان قصور لونڈی نے کیا کیا ہے جو آپ قتل فرماتے ہین مین نے
جو کہلا بھیجا تھا کہ بدیع کو قتل نہ کیجیے گا اُسکا سبب یہ ہے کہ بدیع میرا بھائی ہے آپ کا فرزند ہے
ملکہ گردیہ بانو کے بطن سے پیدا ہوا ہے ایک دن ملکہ گردیہ بانو کو ہماری والدہ نے جس صورت
سے زہرہ مصری کو شبہے مین مہرنگار کے دیوزاد سے اُٹھوا منگایا تھا اُسی صورت سے حسب
عادت ماشاءاللہ غصہ تو اُنکو بہت ہے ملکہ گردیہ بانو کو دیوزادون سے اُٹھوا منگوایا تھا مین نے
بچالیا اور دنیا مین بھجوا دیا جسوقت کہ اُنکو دیوزاد لائے تھے راہ مین وضع حمل ہوا تھا اور
لڑکا راہ مین رہگیا تھا مین نے جو دیوزادون سے حال لڑکے کے تولد ہونے کا سنا منگوا لیا
جب وہ لے آئے فرط محبت سے چشمۂ سلیمانی مین غسل ولادت دیا تھا اور خاصہ اُس چشمہ کا یہ ہے
کہ جو نہاتا ہے اُسکے بال طلائی ہو جاتے ہین اُنکے بھی بال سونے کے ہو گئے تھے بعد اسکے خواجہ عبدالرحمن
کی صلاح سے اُنکو مین نے صندوق مین بند کیا اور جواہر بہت سا رکھ کے ایک سفارش نامہ
بھی لکھکر رکھدیا تھا اور دریاے اخضر مین بہا دیا تھا رقعہ کا یہ مضمون تھا کہ یہ لڑکا رئیس قوم کا ہے
جو پاوے اسے اچھی طرح پرورش کرے اب جو مین نے بال بدیع الزمان کے سونے کے دیکھے وہ
صورت و کیفیت مجکو یاد آ گئی جانا مین نے کہ یہ وہی لڑکا ہے اور بھائی میرا ہے آپ اس امر کو عبدالرحمن سے
دریافت کر لیجیے اگر خلاف لونڈی کے بیان کے نکلے تو بلے تامل آپ مجکو قتل کرین بھائی میرا تھا
اگر سعی مین نے کی تو کیا بُرا کیا یون آپ بہر صورت مالک ہین شعر گر کشی در جرم بخشی رو دسر بر آستانم
بندہ را فرمان نباشد ہر چہ فرمائی بر آنم غرضکہ یہ سنکر امیر نے تیغہ کو ہاتھ سے رکھدیا اور عبدالرحمن کو
تخلیہ مین بلا کر پوچھا تو مطابق اظہار قریشیہ کے اُنھون نے بھی بیان کیا اُسوقت غصہ امیر کا زائل
ہوا قریشیہ کو گلے سے لگایا پیشانی کا بوسہ دیا اور نیچے قصر کے اُترے سب حضار ہمدیگر آپس مین
تہنیت دیتے تھے اور تمام خرد و کلان پیر و جوان بسر نوید تھے کہ بادشاہ اسلام نے امیر سے فرمایا کہ
یا امیر با توقیر آپ تلوار لیکر کے کہان گئے تھے خیر تو ہے فرمایا امیر نے کہ اے شہریار زبانی قریشیہ کی یہ
سنا کہ بدیع الزمان میرا بیٹا ہے یہ فرما کے بدیع الزمان کی طرف جو نگاہ کی تو نشانیان

اپنے چہرۂ زیبا کی پائین آجتک بدیع الزمان چہرے پر نقاب رکھتے تھے جبکہ زیر ہوے وہ نقاب ور ہوئی
بس امیر نے دوڑکر بدیع الزمان کو گلے سے لگایا بوسہ ماتھے پر دیا اور کہا ای بہادر رنجیدہ ہو خدا نے اپنا فضل
کیا کہ کسی دوسرے سے زیر نہین ہوے اپنے باپ سے زیر ہونے مین عزت نہین کم ہو جاتی تم ہمارے فرزند ہو
بدیع الزمان یہ کلمات شفقت آمیز سنکر بہت شاد ہوے پہلے قصد کیا تھا کہ اپنے کو ہلاک کرین کہ زیر ہونے کے بعد
یکتائی نہین رہتی اب جینا بیفائدہ ہی مگر جبکہ امیر نے پوچھا کہ ای فرزند سچ کہو پرورش تم نے کہان پائی ہی جواب دیا
کہ ہم تو اپنے کو رفیع گاذر کا بیٹا جانتے تھے اُسی نے ہم کو پالا ہی اب آپ جو فرماتے ہین یہی ہوگا اور
وہ گاذر قریہ مین شہر اردبیل کے اب بھی ہی امیر نے دیوزادون سے فرمایا کہ جو تم مین سے شہر اردبیل
کو جانتا ہو اور ملکہ گردیہ بانو کو لایا ہو وہ جائے اور رفیع گاذر کو لے آئے ایک دیو کہ وہ قیصیت لکھا
تھا روانہ ہوا اگر رفیع گاذر کو جو چودھراہٹ کے منصب پر تھا بادشاہی دھوبی کہلاتا تھا بیٹھا ہوا اور
دھوبیون سے کاروبار لے رہا تھا پیتل کا حقہ خمدار آگے لگا ہوا پگڑی سر پر رکھی ہوئی مرزائی پہنے چوکی
پر بیٹھا ہوا حقہ پی رہا تھا کہ سناٹا ہوا کا ہوا اور ایک پنجہ کمر مین ہاتھ دیکر لے اُڑا رفیع گاذر تو ہوا سے بیہوش
ہو گیا اور دھوبی بھاگ گئے اور رفیع کے عزیز دار جمع ہوکر رونے پیٹنے لگے یہان وہ دیو رفیع گاذر
کو سامنے امیر کے لایا امیر نے پنکھے جھلوا کے گلاب کیوڑا چھڑکوا کے رفیع گاذر کو ہوشیار کیا اور سامنے
بدیع الزمان کے بلا کے کہا کہ ای گاذر سچ کہہ کہ یہ تیرے کون ہین گاذر نے جو بدیع الزمان کو دیکھا خوش
ہو کر بولا کہ ای بیٹا تم کہان تھے دیکھنے کو تمھارے آنکھین ترستی تھین آؤ میرے ساتھ چلو اور دوڑکر لپٹ گیا
ہاتھ پکڑ لیا اور امیر سے کہا کہ یہ میرا بیٹا ہی ساری برادری میری گواہ ہی کہ انکی پیدائش مین مین نے بہت روپیہ
صرف کیا تھا بڑی دھوم سے ساری برادری جمع کرکے شادی کی تھی اور کئی روز برادری کو روٹی دی تھی
آپ دریافت فرمائین یہ سنکر صاحبقران حیران ہوے کہ اب کیا کیا جائے یہ تو اور ہی کچھ کہتا ہی عمرو نے جو
امیر کو متفکر دیکھا پاس آکر کہا کہ یا امیر اگر روپیہ صرف کیجیے تو مین ابھی رفع تردد کردون امیر نے زر خطیر دینے کو
کہا اور کہا خواجہ جلد دریافت کرو عمرو نے ایک دیو سے اشارہ کیا کہ اسے اُٹھا کے طرف آسمان کے لیجا
مگر خبردار کسی نوع کی گزند یا آزار نہ ہونے پائے نہین تو مارڈالونگا بس دیو نے رفیع گاذر کا بازو تھاما اور بلند
ہوا اور منھ کھولکر کہا کہ تجھے کھائے لیتا ہون اُسوقت یہ چلایا کہ صاحبو مجکو دیو کھائے لیتا ہی میری جان
بچاؤ عمرو نے پکار کے کہا کہ ای دیو اسے لے آ ابھی نہ کھانا دیو گاذر کو لے آیا اُسوقت عمرو نے کہا ای دھوبی سچ
کہہ تو نے اس لڑکے کو کہان سے پایا اور کیونکر یہ تیرے ہاتھ آیا گاذر نے کہا کہ آپ کہتے کیا ہین یہ میرا لڑکا
ہی اور کہان سے مین نے پایا ہی عمرو نے دیو سے کہا کہ اسے لیجا کر کھالے دیو پھر گاذر کو لیکر طرف آسمان
کے گیا اور منھ کھولا پھر یہ چلایا کہ مجھے بچاؤ اب مین سچ سچ کہہ دونگا عمرو نے پھر بلا لیا اُس وقت گاذر نے جو
کچھ حال تھا کہا کہ لب دریا مین نے ایک صندوق پایا تھا اُسمین یہ لڑکا بند تھا سب سے چھپا کر اپنے گھر
مین لا کر اپنا فرزند ظاہر کیا تھا اور برادری کو روٹی دی تھی اُسوقت امیر کی خاطر جمع ہوئی اور دیو سے کہا کہ تجھے
حکم ہی کہ اسے جہان سے لایا تھا وہین پہونچا دے اور گردیہ بانو کو لے آ وہ لشکر اسلام مین ہی اور کچھ زر جواہر
رفیع گاذر کو دیا دیو تو روانہ ہوا عمرو سے جو کچھ اقرار تھا اُنھون نے بھی لیا اب بدیع الزمان کو اپنے برابر
دنگل جواہر نگار پر جگہ دی تنے مین وہ دیو ملکہ گردیہ بانو کو لے آیا امیر نے اُنکو پردے مین بٹھایا اور بدیع الزمان کو

روبرو علین کے کھڑا کیا جیسے ہی نگاہ گردیہ بانو کی بدیع الزمان پر پڑی مہر مادری نے جوش مارا دودھ کی دھار نکل کر منھ پر بدیع الزمان کے پڑی اور گردیہ بانو دیکھکر بدیع الزمان کو بیتاب ہوگئی عرق میں لہو نے جوش کیا یا محبت مادری ظاہر ہوگئی بس پھر تو امیر نے شاہزادے کو اندر بلا لیا اور گردیہ بانو کے پاس بٹھایا سب حال انکی تولد کا بیان کیا گردیہ بانو یاد کرکے اُس حال کو کہ دو لیے آتے تھے اور درد زہ نے غلبہ کیا تھا اور بہت دیووں سے کہکے دامنہ کوہ میں وضع حمل سے فراغت پاکے لڑکے کو وہین چھوڑا تھا رونے لگی اور بہت سا جواہر زیور کہ جو پہنے ہوئے تھیں انپر نثار کیا عمر دینے مانگ لیا کہ اسکا مستحق میں ہون اور میں ہی نے حقاق حق کیا ہے ورنہ دھوبی لیجاتا تمھارے ہاتھ نہ آتے پھر تو امیر نے جشن سلیمانی کیا کار پردازان قاف نے بارگاہ ہو کلو استاد کرکے فرش شاہانہ کر دیا اور رنگ رنگ سندلیان اور کرسیان جواہر نگار لاکر بچھا دین تخت بلقیس کو واسطے بادشاہ کے آراستہ کیا بادشاہ اسلام مع جملہ سرداران والا مقام رونق افروز سریر ہوئے ارباب نشاط آگرموجود ہوئے ساز ندے ساز ملانے لگے طبلے پر تھاپ پڑنے لگی ناچ شروع ہوا باجے پرستان کے بجنے لگے جام بادہ گلفام گردش میں آیا سات روز جشن سلیمانی رہا بعد برخاست جلسہ عشرت کے سب سرداران اتفاق کرکے صاحبقران سے عرض پیرا ہوے کہ بڑی حسرت ہے ہمین کہ سیر پردہ قاف کی کرین اور شکار یہان کے مرغزار میں کھیلین امیر نے عرض کو سب کی قبول کیا اور حکم دیا کہ سامان سفر تیار ہو یہ تو اس مکان میں ہین

اب وے کلمے داستان ہردم بردعی و فرامرز بن قارن عدنی کے بیان ہوتے ہین

فرامرز بن قارن جو نو لاکھ سوار سے سدراہ ہردم بردعی کا ہوا تھا اور ہردم مع بہرام شاہ باپ مہینہ بانو کا اسی ہزار سوار سے راہ میں لشکر اسلام کے تھا جب فرامرز کو ہرکارون نے آگاہ کیا کہ ہردم یہان سے قریب ہے فرامرز نے بصلاح بہمن سگان و بہمن خزان و زلفین مشرقی کہ اسکے اور رشتہ دار فرامرز بن نوشیروان کے تھے ایک عدنی کو برسم ایلچی گری بھیجا جب وہ ایلچی آیا خبر ہردم کو ہوئی طلب کیا ایلچی نے آکر نامہ ہاتھ میں ہردم کے دیا پڑھا تو یہ لکھا تھا کہ ای ہردم یہ نامہ فرامرز بن قارن کا ہے تجکو لازم ہے کہ اپنی بہن کو سوار کرکے خود لیکر ہمارے پاس چلا آ یا اسی ایلچی کے ساتھ کر دے کہ فرامرز بن نوشیروان خواہان اسکا ہے اگرچہ امیر درجۂ اعلی پر ہون لیکن بجز نوکر کے کوئی شاہزادہ نہ کہیگا ورنہ یہ خوب سمجھ لے کہ میں وہی ہون جسنے امیر بانوقیر کو نو مہینے عقابین پر قید کر رکھا تھا اور سب سرداروں نے ہر روز سر میدان لڑتا تھا تلوار نے میری سب کا خون پیا تھا میں وہی ہون اور وہی تلوار باندھے ہون اسطرح مار ڈالونگا کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا تیرے حال پر گریہ کرینگے والسلام جبکہ نامہ دیوانہ پڑھ چکا بس غصہ مین نامہ کو تو پھاڑ ڈالا اور دوڑ کے ناک ایلچی کی دانت سے کاٹ لی اور نکلوا دیا وہ روتا ہوا پاس فرامرز کے آیا اور کہا کہ یہ حال ہمارا ہردم نے کیا ہے آپکا فرستادہ تھا غیرت کی جگہ ہے اگر سمجھئے تو بڑے بڑوں کی ناک کٹ گئی بس فرامرز نے لہو لہان جو انکو دیکھا لال ہو گیا اور طبل جنگ بجوا دیا یہان ہردم بردعی اندر آیا اور اپنی بہن سے کہنے لگا کہ ای مہینہ بانو تیری صلاح ہمین کیا ہے ایلچی فرامرز بن قارن عدنی کا آیا تھا اور نامہ لایا تھا مطلب اُس نامہ کا یہ تھا کہ تجکو فرامرز بن نوشیروان چاہتا ہے اور مانگتا ہے مہینہ بانو نے کہا بھائی جواب اسکا یہ ہے کہ اول تو جو صلاح تمہاری وہی رائے میری دوسرے یہ کہ دس انگلیاں منھ پر سے ہٹا کے جسکا منھ دیکھا دیکھا اب کسی اور کا منھ دیکھنا اور کسیکو اپنا چہرہ دکھانا بیکار ہے جو میرے مقدر میں لکھا تھا وہ تو اب ہو چکا اب کچھ ضرور نہیں ہے اسمین جو چاہے وہ ہو بس یہ جو دیوانہ ہردم بردعی نے ملکہ مہینہ بانو سے سنا بہت خوش ہوا اور کہا شاباش و مرحبا

کیا کہنا ہی تیرا اے مہینہ بیرا بھی یہی قصد ہی مگر میں تیرا دل دیکھتا تھا میں کب کسی کی اصل حقیقت جانتا ہوں ہوا کرے بیٹا نوشیروان کا حمزۂ صاحبقران ایسے ہیں کہ خود نوشیروان اُنسے بھاگتا پھرتا ہی یہ کہکر مہینہ سے باہر آیا اور حکم دیا کہ طبل جنگی بجے اُسیوقت نقارۂ رزمی نوازش میں آیا ساری رات تیاری جنگ میں بسر ہوئی کہ آواز کوس حربی سے میدان لرزا کیے اور من چلے بہادروں نے اسلحہ دیکھ بھال کر علیحدہ کیا تلواروں کو باڑھ دار کیا چار آئینہ خود و مغفر زرہ کو صیقل گروں نے صاف کرایا اچھے اچھے پیکانوں کے تیر داخل ترکش کیے جن پیکانوں میں زنگ لگا تھا اُنھیں چھانٹ ڈالا کیلوں کو آگ پر رکھکے لوہے کو اُنکے نرم کیا ساری رات بیدار باشید و ہشیار باشید کا غل رہا جب تھوڑی سی رات رہی اور شمع باد سحر سے جھلملانے لگی اُسوقت نقیب آ کر پکارے اشعار زبانی نقیبان ۔ جوانو خوفزدہ تیار رہو ٭ سلاحوں سے اپنے خبردار ہو ٭ وگیر رات تھوڑی رہ گئی باد نسیم آنے لگی ٭ شمع کا رنگ اُڑ گیا اور لو بھی تھرانے لگی ٭ یہ سنکر ہر تہمتن اور بہادر کی آنکھ کھلی جو پشتارے باندھ کے علیحدہ رکھے تھے اُنکو کھولکر اسلحہ پہنے ہاتھوں میں دستانے پاؤنمیں موزے رانوں میں راناں چڑھاکے زرہ کا دامن کو گلے میں ڈال لیا خود و مغفر کو سر پر رکھا کمر کو زنجیر فولاد سے چست باندھکر چار آئینے کو بالائے زرہ چہار طرف جسم کے سنوارا اشعار یلان غرق آہن ز سر تا بہ پا ٭ چو شیر کہ گیرد در آئینہ جا ٭ چنان مرد خود را در آہن گرفت ٭ کہ فرگان او شکل سوزن گرفت ٭ پھر گھوڑوں پر چلے آگے آگے نشان بردار و سالار پیچھے سواروں کے غول گروہ گروہ انبوہ انبوہ پلٹن کی پلٹن دستے کے دستے رسالے کے رسالے طوق طوق جوق جوق علم علم پرچم پرچم حشم حشم خدم خدم تیرق تیرق سنجق سنجق کھل کے کھل دل کے دل سوار و پیدل میدان کارزار کو روانہ ہوئے ابھی گریبان صبح دامن تک چاک ہونے نہ پایا تھا کہ میدان کارزار میں فوجوں کا ہجوم ہوگیا زرہ پوش جوشن پوش بکتر پوش دوش بدوش چار آئینہ بند سم سے سم دم سے دم تھوتھنی سے تھوتھنی کنوتی سے کنوتی بغل سے بغل ران سے ران شانے سے شانہ ملائے ہوئے تھے صف آرا جو تھے وہ ہر طرف دیکھتے پھرتے تھے جس کسی کا گھوڑا ذرا سا بھی پیچھے ہٹا دیکھا دہانے میں ہاتھ ڈال کے کھینچکر صف کے برابر کر دیا اور جسکا گھوڑا آگے بڑھا ہوا پایا اُسکو چابک مار کے پیچھے ہٹا دیا اب چار گھڑی دن چڑھا تھا کہ ادھر ہرمز بردعی اور بہرام شاہ اور ادھر فرامرز بن قارن عدلی نو لاکھ سوار سے آ کر موجود ہوئے اگرچہ دیوانے کے ساتھ اسی ہزار سوار جنگ دل تھے مگر نو لاکھ سے آنکھ ملاتے تھے اور دکھائے جاتے تھے جبکہ سردار بھی آ چلے اُسوقت تبردار بیلدار کلنگ بردار میدان میں نکلے تبرداروں نے جھاڑی جھنڈی کاٹ ڈالی اور بیلداروں نے پست و بلند زمین کو ہموار کیا بعد اُسکے سقوں نے آب پاشی کی گرد بٹھائی نقیبوں نے نقابت کی اشعار روز جنگ ست جنگ باید کرد ٭ کوشش نام و ننگ باید کرد ٭ اندرین بحر غوطہ باید زد ٭ جان بکام نہنگ باید کرد ٭ تا شوی مرد خاصۂ میدان ٭ تنگ بر اسپ تنگ باید کرد ٭ بعد اُسکے گرد کیت نکلے یہ سب لانبے جوان لانبی پگڑیاں سرخ باندھے ہوئے کمروں میں تلواریں لگی ہوئیں سرود نوازوں سے یوں ہم آواز ہوگئے اشعار

ہر سحر طائران خوش الحان	پڑھتے ہیں کل من علیہا فان	مہت سے کسکو رستگاری ہے	آج وہ کل ہماری باری ہے
رستم رہا جہان میں نہ بہرام رہ گیا	مردوں کا آسمان تلے نام رہ گیا		

جسوقت گرد کیت کر کا کہا صفوں میں چلے آئے مردان عالم کے دل مانند کوہ کے ہوگئے چہرہ پر سرخی آئی دہشت کے ڈورے گلابی آنکھوں میں پڑ گئے حوصلے بڑھ گئے قبضہ شمشیر چومنے لگے مانند شیران مست کے جھومنے لگے غلغلہ اب میدان کارزار میں سور و بیر لہو کا پیاسا آسمان پر منڈلا رہا ہی دلال اجل بر سر خریداری کمر باندھے آ چکا ہی پیر نود سالہ اور طفل دہ سالہ کا

ایک بجا و ہیر رن گہم ملک الموت نے میدان حرب مین گاڑا ہی مرغ نقد جان ارزان دریاے آہن بجا دو حرف جزن
ہی سپرون کی وہ دی اودی گھٹا مین دور تک چھائی ہوئی ہین تلوارون اور سنانونکی بجلیان چمک رہی ہین بس
اُسوقت صف بصف دہل و دف چہار طرف بجنے لگے اور یل ہین مبارز کی صدائین پیدا ہوئین فرامرز بن قارن
عدنی نے اپنے یمین و یسار دیکھا اسکے بھائی ہلال عدنی کے گھوڑا پہ سے نکلا تمام علم لشکر عدن سے
جلوہ گری پر آئے اور ہلال نے فرامرز سے ہاتھ باندھ کر اجازت مانگی یہ سلح شوری کرتا ہوا آیا اور غضب میدان
مین کھڑے ہوکر پکارا کہ اے لشکر زبردستان واے گروہ خدا پرستان ہر کرا آرزو مقابلہ باشد بیاید بمقابلہ ما
یہ سنکر ہردم بردعی نے اپنے باپ سے اجازت لیکر مرکب کو بڑھایا ادھر سے علم پنجے جلوہ گری پر آئے
پھر برسے ہوا پر لہرائے باجے جنگی بجنے لگے کوس و قرنا کی صدا بلند ہوئی بیرقین ہوا پر اُڑتی نظر آئین ہردم
بردعی نے گھوڑے کو اپنے بہ ارادہ تیغ مہمیز کیا اور تیز تیز اُڑتا ہوا سامنے اسکے بہ تہیہ نگادر آیا ادھر سے ہلال
بڑھا شعر عنان نگادر بدولت سپردہ بنمود آن قوی دست را دست بردہ ایسی گرزند ہوئی کہ سُرین اُسکے زمین سے اُٹھ گئے
قریب تھا کہ زین سے زمین پر گرے بہ ہزار خرابی سنبھلا مگر شمار جو کیا تو پانچ قدم پر ہلال کا گھوڑا پسپا ہوکر ٹھہرا
اور تین قدم پر دیوانے کا مرکب اُسوقت ہلال نے پوچھا کہ تیرا نام کیا ہی جواب دیا کہ ایک تو ہردم بردعی
دوسرا ملک الموت جان کفاران ہو بس ہلال نے جھنگر برچھا مارا اور کہا ہوشیار ہو یہ نہ کہنا کہ خبردار نہ کیا تھا
دیوانے نے نیزے کو نیزے پر لیا اور سانوین طعن مین نیزہ ہلال عدنی کا ہوائی کیا اور چوبدست فولادی کو چرخ
دیکر ہلال پر مارا ہلال نے چاہا کہ سپر پر گانٹھون مگر سپر جو تونی مگر ہاتھ تھرایا اُسنے سر پیچھے کھینچا چوبدست سرزین
پر پڑی کہ سر گھوڑے کا پاش پاش ہوگیا ہلال عدنی نے چاہا کہ کود کر الگ ہون پانون رکاب مین پھنسا زور
جو کیا گٹا اکھڑ گیا کہ اتنے عرصے مین گھوڑا زمین پر گرا زین بھی ہلال کے نیچے فرس کے دبگئی بزور تمام پانون
کو کھینچا کولا اکھڑ گیا عدنی دوڑ پڑے اور اُسکو اٹھا لیگئے یہ دیکھکر فرامرز بن قارن عدنی کو جوش
غیظ آیا خود مرکب بڑھا کر سامنے آیا اور جلد دستی سے تلوار دیوانے پر ماری دیوانے نے چوب فولاد
پر روکی اور وہی چوب چرخ دیکر اُسپر بھی ماری یہ پیچھے ہٹا گھوڑا اسکا مارا گیا جلدی سے کود کر تلوار
کھینچ کر پانون کر گدن ہردم کے قتل کیے دیوانہ بھی پیدل ہوا اور پھر چوبدست فرامرز پر ماری اُسنے خالی
دے کر تلوار ماری دیوانے نے پنجہ پلی کو دراز کیا بازو بچا کے قبضے پر ہاتھ ڈالدیا اور مروڑ کر کلائی تلوار چھین لی
اور ایک جھٹکا دیا کہ فرامرز اوندھے منھ زمین پر آرہا یہ حال فرامرز کا دیکھکر عدنی کہ نولاکھ تھے دوڑ پڑے
اور چاہا کہ فرامرز کو اُٹھا لین دیوانے نے بجلدی تمام کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکے کھینچا سنبھلنے نہ دیا کندے سے باندھکر
شاطر کے حوالے کیا وہ لیکر روانہ ہوا اور فوج مین دیوانے کی لیجا کر قید کر آیا یہان جنگ مغلوبہ ہوئی کہ سب عدنی
دیوانے پر ٹوٹ پڑے مگر دیوانہ چوب پکڑ کے ایسا لڑا کہ جسے چوبدست ماری برابر کر دیا فوج بھی دیوانے کی
آکر شریک ہوئی تلوار چلنے لگی ذوالفقار شاہ شرقی اور بہمن سگان بہمن خزان نے یہ رنگ دیکھکر طبل باز
گشت بجوا دیا کہ اسمین معرفت جان فرامرز کے لیے ہی اگر کسی نوع کا دیوانے کو آزار پہونچا تو وہ اُسے زندہ نہ
چھوڑیگا غرضکہ سب اہل اسلام اور کفار میدان سے پھرے اپنی اپنی آرامگاہ پر گئے کفار نے عرضی نوشیروان کو
لکھی کہ فرامرز قید ہوگیا اور طرف مدائن کے روانہ کی دیوانے نے فرامرز کو اپنے سامنے بُلا کے کہا کہ تیرے حق
مین یہی بہتر ہی کہ تو مسلمان ہوا اور کلمہ پڑھ امیر با توقیر کے پاس تجھے بھیجون ورنہ قتل کرونگا فرامرز نے جواب دیا

کر مجھے ایمان سے تمھارے کیا کام ہی ایمان تو فرامرز بن نوشیروان کا اختیار کر چکا مین تو اسکا بھیجا ہوا آیا تھا اُس سے کہو
وہ جانے اُسکا کام جانے یہ جواب سُنکر دیوانے نے حکم دیا کہ لیجا کر اسے قید مین رکھو لوگون نے لیجا کر ایک خیمہ کو زندان قرار دیا اور
فرامرز کو اُس مین قید کیا ہردم بردعی نے بخیال خلاف ہونے امیر با توقیر کے فرامرز بن قارن عدلی کو قید کیا اور نہ
قتل کرتا حکم دیدیا کہ جبتک امیر آوین اُسوقت تک اُسے قید رکھو کیونکہ یہ گنہگار بحین کا ہی مجھے اسمین دخل نہین

داستان پہونچنا عرضی کا مدائن مین اور مطلع ہونا نوشیروان کا احوال فرامرز سے اور تدبیر کرنا رہائی فرامرز کی در مدد ہر صورت سے کرنا

جبکہ عرضی ذوالفقار شاہ مشرقی کی نوشیروان کو پہونچی مضمون سے ہر کس و ناکس آگاہ ہوا فرامرز بن نوشیروان
کو تو مارے صدمے کے بخار آنے لگا اور حال اپنا اُسنے بہت تباہ کیا ملنے سے مہینہ کے یاس ہوئی نوشیروان
نے سمجھایا کہ مین تیری شادی کسی اور اچھی خوبصورت عورت کے ساتھ کر دونگا تو صبر کر اور خیال مہینہ بانو
کا نہ کر ایک سے ایک بہتر معشوق جہان مین پڑا ہوا ہی کیون مفت اپنی جان دیتا ہی اور رو رو کر اپنے کو ہلاک
کرتا ہی فرامرز نے کہا مین کیا کرون دل سے مجبور ہون یہ نہین مانتا اگر مہینہ بانو نہ ملی تو زندہ نہ رہونگا
ورنہ کوئی ایسی تدبیر کیجیے کہ وہ ملجاے نوشیروان نے یہ سُنکے جواب عرضی کا اسطرح ذوالفقار شاہ کو لکھا
کہ بہر صورت فرامرز کو چھڑاؤ جو تدبیر ہوسکے وہ کرو اور بعد چھوٹنے فرامرز کے اگر دیوانہ ہاتھ آجاے تو
سب کام بنجائین پھر باپ ملکہ کا خود سوار کرکے اُسے بھیجدیگا یہ تدبیر خوب ہی آیندہ جیسا بن پڑے وہ کرو مگر یہ
سمجھ لو اگر مہینہ بانو نہ ہاتھ آئی تو جان فرامرز کی مفت گئی اگر تم لوگون نے اُسے امیدوار کیا ہی تو امید اُسکی بر لاؤ نہین
تو اگر کوشش مین کمی کی تو زندگی بھر منھ تم لوگون کا نہین دیکھونگا جسوقت یہ جواب عرضی کا ذوالفقار شاہ
کو پہونچا اہل دربار نے بھی سُنا سب متفکر ہوے مگر نعمان سگ دندان کہ عیار قدیم فرامرز بن قارن
کا تھا اُسنے کہا مین اپنے آقا کے رہا کرنے کی تدبیر کرتا ہون اور شب آہنگ عیار کو اپنے ساتھ لیکر روانہ
ہوا اور لشکر مین دیوانے کے داخل ہوا فقیر بنکر دن بھر پھرا اور راستے دیکھے جب رات ہوئی نعمان اور شب آہنگ
دونون مطرب بنے رنگین کپڑے پہنے ایک نے ڈھول گلے مین ڈالا اور دوسرے نے سارنگی کمر مین رکھی
اور ساز چھیڑتے ہوے چلے اور کچھ منھ سے بھی الاپتے ہوے وہان پہونچے کہ جہان ہردم بردعی کی خوابگاہ
تھی دیوانہ کھانا کھا رہا تھا کہ آواز ساز کی کان مین آئی دل بیچین ہو گیا حکم دیا کہ ان لوگون کو بلاؤ ملازم
گئے اور بُلا لائے جب یہ دونون سامنے حاضر ہوے دیوانے نے گانے بجانے کو کہا ان دونون نے ایسا
خوش و محظوظ کیا کہ دیوانے نے اشرفیان بھی دین اور تعریف بھی کی جب یہ اُٹھکر چلنے لگے دیوانے نے
کہا ذرا ٹھہر جاؤ جبکہ یہ ٹھہرے دیوانے نے کہا ہماری جانب سر تو اُٹھاؤ اور ہم سے آنکھ تو ملاؤ جب اُنھون
نے دیوانے کو نظر بھر کے دیکھا دیوانے نے سر سے پانون تک دو بار اُنکو گھور گھور کر دیکھا اور کہا ارے
ان دونون کو لیجا کر قید کرو مگر تکلیف نہو کھانا پانی پہونچتا رہے مجکو انکی نگاہ سے پایا جاتا ہی کہ یہ عیار ہین
اور ماسوا اسکے جسوقت میرا گانا سُننے کو جی چاہے گا اُنھین بُلا بھیجونگا اگر یہ یہانسے چلے جائینگے تو پھر ہاتھ
نہ آئینگے ہر چندان دونون نے بہت سا کہا سنا کہ ہم ہر روز حاضر ہوا کرینگے مگر دیوانے نے نہ مانا اور
دونونکو قید کیا یہ خبر لشکر فرامرز مین پہونچی کہ دونون عیار جو رہائی کی تدبیر کو گئے تھے وہ بھی قید ہوے

یہ سنکر سبکو زیادہ تردد ہوا لیکن دیوانہ ہر روز دو خوان طعام لذیذ کے اُنکو بھیجا کرتا تھا یہ کھا لیتے تھے اور تدبیر رہائی کی
سوچتے تھے الغرض یہ بن پڑی کہ سپاہیون سے محبت و اتحاد بڑھایا اور کھانا بچا ہوا سپاہیون کو دینے لگے کہ
چار خوان سحر و شام مین آتے تھے وہ بھی نعمات دیکھکر کھا لیتے تھے کہ مثل مشہور ہے جھوٹا کھانے مین میٹھے کی لالچ
سے بجبکہ عیارون نے دیکھا کہ پہرے والے کھانا خوش ہوکر کھا لیتے ہین بس ایک روز کھانے مین بیہوشی
ملا دی آج جو کھانا سب نے کھایا بیہوش ہوے اور گر پڑے رات کا وقت تھا کوئی مطوق و مسلسل تو تھے
نہین صاف نکل گئے اور باہر زندان سے آکر صلاح کی کہ نکلے کیسے لیکن دیوانے کو یا فرامرز بن قارن عدنی
کو غرضکہ فرامرز بن قارن عدنی کو تو نہ چھڑا سکے کہ دربان بہت ہوشیار تھے ناچار دیوانے کی طرف آئے یہان
چندان خوف نہ تھا کہ دیوانہ سو رہا تھا باری دار چستی کر رہے تھے اُنھون نے خیمے کو چاک کیا اور دونون ہاتھون
پر سفوف بیہوشی رکھکر دونون ہاتھ چاک خیمہ سے اندر کرکے بیہوشی اُڑا دی کہ باریدار بیہوش ہوے اُنھون
نے اندر جاکر دیوانے کو بھی بیہوش کیا اور پشتارہ چادر عیاری مین کمر سے کھول کر اُسمین باندھا حلقہ
ہاے کمند سے ہاتھ پانون جکڑے اور لیکر اپنے لشکر کو چلے اور قریب صبح پہونچگئے بہمن خسروان
اور بہمن سگان اُنکو دیکھکر بہت خوش ہوئے اور انعام دیا اور گلے سے لگا لیا اور کہا جسوقت شاہزادہ
فرامرز کا مطلب بر آئیگا اُسوقت تمکو تمغہ اور سپر دلوا دینگے مگر دیوانے کو جو دیکھا ہر چند کہ وہ بیہوش تھا
مگر وہ رعب تھا کہ سب دیکھکر ڈرے گویا کہ ایک شیر پڑا ہوا تھا آہنگردن کو بلا کر دُہری قید مین اسیر کیا
اور زندانخانہ مین بھیدیا اور مسرت نامہ نوشیروان کو لکھا مگر صبح کو جو بہرام شاہ کے ملازم زندانخانہ کی
طرف سے خبر اُنکے بھاگ جانے کی سنکر پہرے دیوانے کے خیمے کی طرف آئے کہ چلکر بیان کرین یہان بھی
سناٹا پایا غل کیا کہ ارے باریدار و مزاج ہر وم بردعی کا کیسا ہے جب کچھ جواب نہ آیا اور باہر کے نگہبان بھی
گھبرائے کہ یہ کیا معرکہ ہے سب اندر آئے دیکھا تو تمام باریدار اوندھے سیدھے پڑے ہین کوئی اپنے ہوش مین نہین
ہے ہاتھ پانون کھینچ کھینچ کر جگایا اور دیوانے کو چہار طرف ڈھونڈھا کہین نہ پایا ایک شور و غل برپا ہوا ہر
ایک رفیق گریبان پھاڑ کر روتا پیٹتا پاس بہرام شاہ کے آیا اور سب حال بیان کیا بہرام شاہ بردعی کا
یہ حال سنکر متردد ہوا اور سب کو بلا کے صلاح لینے لگا کہ صاحبو بتلاؤ کہ اب کیا کرون سب نے کہا کہ فرزند کو
تو بھول جائیے اور رہنے دیجیے جو ہونا ہوگا وہ ہوگا مگر فرامرز بن قارن عدنی کو
بہت ہوشیاری سے رکھیے ایسا نہو کہ اسکو بھی لیجائین تو پھر کچھ بنائے نہ بنیگی ہر وم کی جان جائیگی یا مہینہ بانو
کو دیدینا پڑیگا بہرام شاہ نے سرہنگان لشکر کو جمع کیا اور طلایہ کی گشت پر لشکر کو مقرر کیا سب بندوبست ہو گیا
پھر کئی مرتبہ نعمان آیا اور بے نیل مقصود پھر گیا دسترس نہوا یہان بہرام شاہ نے پھر تجویز کی کہ اگر مہینہ بانو کو
عیار لشکر ظفر اثر مین امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران کے پہونچادین تو بہتر ہے یہان بہرام شاہ اس فکر مین ہے

دو کلمے داستان شہر مداین کے بیان ہوتے ہین

وہان عرضی ذوالفقار شاہ کی جو پہونچی نوشیروان نے پڑھی معلوم کیا کہ دیوانہ قید ہوا سب خوش ہوے
فرامرز بستر غم سے اُٹھ بیٹھا اور مدد واسطے ذوالفقار شاہ کے بھیجی اور روپیہ بھی روانہ کیا کہ تنخواہ فوج کی
بانٹ دو جبکہ فوج اور روپیہ چلا اُسوقت نجران لشکر اسلام یعنے ابو سعید لنگری ابو شہاب خرقہ پوش

یہان موجود تھے حال دریافت کرکے لشکر اسلام مین آئے اور سلمان شاہ فارسی پیر فخاری شہنشاہ عراقی یہ چند لوگ
بڑھے بڈھے رہگئے تھے اور الکھادیے کی سیر دیکھنے قاف مین نہین گئے تھے اُنسے بیان کیا اُنھون نے واسطے تصدیق کے پھر
عیارون کو روانہ کیا کہ اگر یہ خبر صحیح ہی کہ ناموس کی قافا کا دہان گھرا ہوا ہی تو بہر کیف مدد کرنا لازم ہی اور یہی وقت سرفروشی اور
جانبازی کا ہی یہ بھی سامان سفر مہیا کر رہے ہین بر وقت انکا بھی ذکر ہوگا اور عیار خبر کی تصدیق کو گئے ہوئے ہین

اب ورق گلگونے داستان امیر کشورگیر کو چاہ سلیمان والی قاف و دنیا کے بیان کیے جاتے ہین

کہ جب امیر نے جشن سے فراغت پائی سردارون نے شکار کھیلنے کو عرض کیا اور کہا کہ عجائبات پرستان کے اور مکان
حضرت سلیمان علی نبینا وعلیہ السلام کا دیکھین کا ہمکو اس سرزمین پر ہمارا مسکن ہوگا یا کیون ادھر آئینگے امیر
باتوقیر نے یہ سنکر بائیس سردار اول درجہ کے مثل لندھور ومالک وبدیع الزمان وفرامرز عاد مغربی وبہرام
وغیرہ کو ساتھ لیا اور شکار کھیلنے کو طرف صحرائے قاف کے روانہ ہوئے سیر کرتے چلے جاتے ہین جسطرف دیکھتے
ہین گل بلائے رنگارنگ وجانوران مختلف اللون نظر آتے ہین انکو دیکھ دیکھ کر عجب فرحت ہوتی ہی ہر گل بوٹا ایسا
ہر مرغ عنقا ہی کہ کبھی نظر سے نگذرا تھا ہوائے سرد چل رہی ہی اس کیفیت فرحت اثر کو دیکھکر سردارون نے امیر باتوقیر
سے عرض کیا کہ آج بازگشت نہ فرمائیے شب کو یہین رہجائیے صبح کو بعد نماز کے واسطے شکار کے چلیے کہ دن بھر
صید افگنی ہو بہت روز سے اتفاق شکار کھیلنے کا نہین ہوا ہی خوب جی بھر کے شکار کھیلین امیر باتوقیر نے عرض
انکی قبول فرمائی اور خیمے وہین استادہ کرائے اور جو شکار ہاتھ آیا اسکو باورچی خانہ مین بھیجا خاصہ کے وقت
کباب اُسکے نوش کیے آدھی رات گئے تک سب بیدار رہے بعد اُسکے آرام کیا مگر امیر نے ایک دیو خدمت
سلطان سعد نوجوان شاہ ایران مین روانہ کیا کہ بسبب خواہش مند ہونے سرداران لشکر اسلام کے آج حصول
حضوری سے قاصر ومحروم رہا کل شام تک ضرور حاضر ہونگا دیو نے جاکر عرض کیا بادشاہ نے تاکید سے فرمایا
کہ کل ضرور چلے آئین آج کیطرح انتظار نکرائین دیو حکم شاہی لیکر آیا صبح کو امیر اور سب سردار گھوڑون پر سوار
ہوکر بعد نماز صحرے سیر بیابان کی کرتے ہوئے جستجوے شکار مین چلے بہت شکار نظر آیا صید افگنی شروع ہوگئی
اب جسقدر آگے بڑھتے جاتے ہین بیابان پُر فضا ملتا جاتا ہی شکار بکثرت نظر آتا ہی بڑھتے چلے جاتے ہین
کیسا کیسا فربہ شکار ملا کہ چربی آنکھون مین چھاگئی اب چار گھڑی دن باقی رہگیا ہی مگر سید کم نہین ہوتے
اور حوصلہ بڑھتا جاتا ہی اتنے مین سب سردارون نے دیکھا کہ سامنے ایک کوہ ہی کہ عجب پُر فضا ہی خودبخود
دل چاہتا ہی کہ چلکر اس کوہ کی سیر کیجیے حمزۂ صاحبقران سے عرض رسا ہوے کہ آج رات تو ہوگئی اور
بجا آوری احکام بادشاہ سے بھی کنارہ نہین کرسکتے کیونکہ ترک ادب ہی لیکن یہ کوہ جو سامنے معلوم ہوتا
ہی اگر اسپر بھی ہو آتے اور سیر کر آتے تو خوب تھا اگر پھر وقت اتنا نہ رہیگا کہ خدمت مین بادشاہ کی پہونچ
سکین اور نہین جاتے ہین تو دل نہین مانتا صاحبقران مطلب سمجھکر یون حرف زن ہوے کہ صاحبو آج
پہونچنا ضرور چاہیے ہی لیکن تمھاری خواہش سے مجبور ہون اچھا چلو کوہ کو بھی دیکھو اور وہین سے دیوون
پر سوار ہوکر چلینگے کہ جلد خدمت مین پہونچین سب بہت خوش ہوے امیر باتوقیر کو دعائین دینے لگے کہ عرض
قبول ہوئی الغرض جب امیر مع جملہ سرداران باتوقیر زیر کوہ پہونچے فرط اشتیاق سے ہر ایک ایسا بیخود ہوا
کہ سردار دوڑ دوڑ کر پہاڑ پر چڑھ گئے کچھ پس وپیش کا بھی کسی سردار نے خیال نہ کیا مگر جو جو سردار اوپر پہونچے

دیکھا کہ ایک باغ بہشت آئین ہی گلہاے رنگارنگ پھولے ہوے ہین عجب باغ دلفریب ہی کہ ہواے جنون خیز سے
طبیعت وحشت انگیز ہوئی جاتی ہی ہر ایک نے بیساختہ یہ کہا کہ کبھی دیکھتے ہو یہ پہاڑ ہی یا گلستان صدا بہار ہی ہم تو
یہان سے کہین نہ جائینگے پھر یہان آنا کیون نصیب ہوگا یہ کہتے ہوے قریب سر کوہ پہونچے تو یہ عالم ہوا کہ
ہر سردار عالیوقار جھومنے لگا اور آنکھین بند ہوگئین اب جو آنکھ کھلی تو ہر ایک نے گریبان پھاڑا اور جسکا جدھر منھ
پھرا وہ اُسطرف محویانہ حرکات کرتا ہوا چلا یہ محویت ہوئی کہ ایک دوسرے کی خبر نہین لیتا کہ کہان جاتے ہو
سب ایک رنگ مین تھے مثل وحشیون کے کوئی خاک اُڑاتا ہی کوئی روتا ہی کوئی ہنستا ہی اتنے مین ثانی سلیمان
نے جو اپنے کو سُست دیکھا ہوا یہ عمرو ہمراہ تھے اُنسے فرمایا کہ اَی برادر مجکو اسوقت کچھ طور اور معلوم ہوتے ہین جس
طرح کبھی طلسم مین جا پڑتے ہین اور بیخودی طاری ہوتی ہی وہی کیفیت ہی کہین ایسا نہو کہ کوئی اُفتاد پڑے تو
ابھی سیر ہوجائے دیکھو تو سرداران باتمیز کو کہ اسوقت نہ ادب نہ لحاظ ہی یہ کہکر خود بھی گھاٹیون کو طی کرتے
ہوے واسطے معائنہ احوال سرداران اسلام کے چلے جب قریب اُس گلزار کے پہونچے اور سنبل و سوسن
نسرین و نسترن دیکھے صل علی کہا اور سردارونکو دیکھا تو عجب عالم تھا کہ کوئی شخص خاموش متصل سرو کھڑا تھا کوئی
بیہوش پڑا تھا کوئی دوڑتا پھرتا تھا کوئی روتا تھا کوئی ہنستا تھا اگر دو آدمی ایک جگہ بھی ہین تو ایک کو دوسرے
کی خبر نہین ہی ایک ہنس رہا ہی دوسرا رو رہا ہی وہ یہ نہین پوچھتا کہ بھائی روتے کیون ہو کیا صدمہ پہونچا ہی امیر
نے جو یہ حال دیکھا وہین ٹھہرے اور عمرو سے فرمایا کہ دیکھا اَی خواجہ مجکو جو خیال تھا وہی حال نظر آتا ہی اور کہا کہ ذرا
نام لیکر پکارو خواجہ عمرو نے سب کے نام لیکر پکارا کہ ارے صاحبو صاحبقران جہان یاد فرماتے ہین یہان
آؤ کسی نے جواب نہ دیا کہ کون ہو اور کہتے کس سے ہو اسوقت صاحبقران نے ملکہ آسمان پری سے کہ ساتھ
تھی پوچھا کہ تم جانتی ہو کہ یہ کونسی جگہ ہی اور کیا معاملہ ہی کہ یہ حال میرے سردارون کا ہوا آسمان پری نے
قسم حضرت سلیمان کی کھا کر کہا کہ مجکو نہین معلوم کہ یہ کیا بات ہی امیر باتوقیر نے دیوون سے کہا کہ سب کو زیر کوہ
لاؤ دیوزاد خیمہ بن بنکر اُٹھا لاے اب امیر نے بادشاہ وغیرہ کو بھی یہین بُلوا لیا سب آگئے خیمے برپا ہوے ہرچند
تدبیرین کرتے ہین مگر وہ اپنے ہوش مین نہین آتے چار روز تک تدبیرین کین جب عاجز آئے اُسوقت صاحبقران
آسمان پری سے ناراض ہوے آسمان پری تھرائی اور کہا کہ عبدالرحمن جنی سے یہ احوال دریافت ہوگا
اور ایک پریزاد کو بُلانے کے لیے روانہ کیا وہ نہ آئے کہ چلے مین تھے مگر حال سنکر اتنا کہلا بھیجا کہ جبتک اوپر
کوہ کے صاحبقران نہ تشریف لیجائینگے یہ ہوش مین نہ آئینگے امیر نے اُسی وقت عمرو کو ساتھ لیا اور روانہ
ہوے کوہ پر چڑھتے عمرو نے کہا کہ اسم اعظم پڑھتے چلیے ایسا نہو کہ سحر کا کرشمہ ہو امیر باتوقیر باطل السحر پڑھتے
ہوئے بالاے کوہ آئے تو ایک باغ جنت نظیر تعمیر دیکھا سامنے دروازۂ باغ کے جو پہونچے تو دیکھا کہ ایک
چبوترہ پتھر کا ہی اُسمین ایک میل نصب ہی اُس میل مین ایک طاق ہی اور طاق مین ایک پیر مرد بیٹھا ہوا ہی
کہ آنکھون مین سُرمہ دنبالہ دار لگا ہوا ہی عمامۂ سفید سر پر لپٹے ہوے ڈاڑھی کافوری تا بہ سینہ لٹک رہی ہی اُسمین
شانہ کیا ہوا ہی جامہ ستر پاٹ کا بر مین ہی تنبورہ کاندھے پر لگائے ہوئے مضراب اُنگلی پر چڑھی ہوئی ہی اور
سامنے اُس طاق کے ایک درخت چنار کا بے برگ و بار خشک لگا ہوا ہی پیر مرد نے جو امیر کو دیکھا پکارا کہ السلام علیک
یا ابوالبرکات کوچک سلیمان امیر نے جواب سلام دیا لیکن عمرو نے چپکے سے کہا کہ یا امیر اسم اعظم کو
ورد رکھیے یہ د[illegible] دغیہ ہی مجکو اسکی آنکھون سے فریب ثابت ہوتا ہی لیکن امیر نے فرمایا

کہ کیون فریفتے ہو اور پیر مرد سے کہا کہ ای عزیز تو کون ہی اور تو نے نام کو ہمارے کیونکر جانا اُسنے کہا کہ مجکو سلیم کوہی
کہتے ہین اور آپکو حال اس شہر کا بھی معلوم ہوا ہوگا کہ سیکڑون ملک آپنے تسخیر کیے ہین اصل اس شہر کی کیا ہی فرد کوہی کو
ایکسا دیو مع زوجہ یہان اُٹھا لایا اس خیال سے یہان لاکر رکھا کہ بچہ پیدا ہو بلکہ اُسے یہ منظور ہی کہ بہت سے جوڑے
یہان لگائے اور بچے ہوئے لیکن حسب اتفاق کچھ دنون مین زوجہ میری فوت ہو گئی مین اکیلا رہگیا ایکروز کوئی
بزرگ خواب مین میرے آئے اور فرمایا کہ ایک دن زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران یہان آئینگے
تو ایمان اُنکا اختیار کرنا تو رہائی تیری اُنکے ہاتھ سے ہوگی اب جو میں آپ کو یہان دیکھا اُس بزرگ کا ارشاد مجکو
یاد آیا آپ کلمہ مجکو تلقین کیجیے مین مسلمان ہوتا ہون عمرو نے امیر باتوقیر کو منع کیا کہ یہ آپ کو فریب دیتا ہی بیشک
دروغ گو ہی اعتبار اسکی باتون کا نہ کیجیے ہرچند عمرو نے امیر کو منع کیا لیکن امیر نے کہنا عمرو کا نہ مانا کلمۂ طیبہ بزبان
الہام بیان سے ارشاد فرمایا اُسنے خوشی خوشی کلمہ پڑھا اور شاد شاد ہوکر ہاتھ باندھکر امیر سے عرض کیا کہ غلام
نوازی اور سرفرازی سے مجکو محروم نہ رکھیے یہان تھوڑی دیر تشریف رکھیے امیر اُسکی خاطر سے قریب اُسکے
بیٹھے ہرچند عمرو نے پھر روکا مگر امیر نے نہ مانا اُسنے طنبورہ اُٹھا کے روبرو امیر کے چھیڑا تھوڑی دیر کے
بعد جب امیر طنبورے کی طرف مخاطب ہوے یعنی بجانا اُسکا ہمہ تن گوش ہوکر سننے لگے اُسوقت اُس مکار نے
طنبورے کے اندر سے کہ سوراخ اُسکی تونبی مین تھا رائی سرسون کے دانے نکالے اور امیر کو غافل
و محو تماشا دیکھکر اسم سحر پڑھکر اُن دانون پر دم کرکے امیر پر مارا اور اپنے نزدیک جانا کہ مین نے گرفتار
کیا امیر نے بھی اپنے کو سست پایا اور خاموش ہوکے رہگئے جنبش و حس و حرکت موقوف کی مگر دل مین
اسم اعظم باطل السحر کو پڑھا کیے وہ دانے بہ برکت نام خدائے تعالے نثار ہوکر رہگئے متوثر نہوے
مکار نے امیر کو بے حس و حرکت دیکھکر آواز دی کہ منم ارباب جادو یا امیر کب چھوڑتا ہون تمکو کہ زندہ
و سلامت یہان سے جاؤ عمرو نے تو گلیم اوڑھلی اور امیر سے کہا کہ دیکھا یا نہین اور میرے کہنے کو نہ مانیے اور
جاکر پاس بیٹھیے مگر گذشتہ را صلوٰۃ آیندہ را احتیاط اب بھی سُن لیجیے کہ یہ جلنے نہ پائے ورنہ آپ بہت
پریشان و حیران ہونگے اور آفت عظیم مین گرفتار ہونگے یہ کہکر عمرو نے تو سرگوشی کی وہان ارباب نابکار نے
جو امیر کو بے اختیار خاموش دیکھا طنبورے کو توڑ رکھدیا اور ہاتھ بڑھایا کہ امیر کو پکڑ کے قید کرے امیر نے عقرب
سلیمانی کے قبضے پر ہاتھ رکھا ارباب جادو نے جو دیکھا جانا کہ یہ بھی ساحر ہی سحر نے میرے اثر نہ کیا بس شتاون
پر اپنے اسم سحر پڑھکر پھونکا فورًا کلیان پھوٹین اور پر پیدا ہوے جنبو بازو ہلائے امیر نے عقرب سلیمانی کو
کھینچا لیکن ارباب نے بلند ہوکے پکارا کہ یا امیر دیکھ تو کیسی آفت تیرے سر پر لاتا ہون کہ تمام عمر تو یاد
کرے یہ ندا دیکر اُڑ گیا اور ایک طرف چلا گیا امیر نے عمرو کو آواز دی عمرو نے جواب نہ دیا مگر شتاعقرب
امیر باتوقیر کے ہاتھ رکھدیا اور کہا آپ غُل کرتے ہین مین تو پاس آپکے کھڑا ہون ایسا نہو کہ ساحر چھپا کھڑا
ہو اور زیادہ تر تو میرا ہی دشمن ہوگا امیر نے کہا کہ وہ چلا گیا عمرو نے کہا اسم اعظم مجھپر اور اپنے اوپر دم کر دیجیے
امیر نے کہا کہ بھی عرصہ ہوا کہ مین نے حصار کر دیا ہی گھبراؤ نہین اب عمرو نے بھی گلیم سر سے اُتاری امیر عمرو کا
ہاتھ پکڑ کے داخل باغ ہوے دیکھا امیر نے کہ سارا باغ جواہر کار ہی روش پیٹری کین بندی سرو خیتی داغ
بیل بلیچہ کاری سب موجود ہی سڑکین سنجرف کی سرخ ہین بید مشک کا چھڑکاؤ ہی سبزہ گیاہ نقرہ کار ہی آسپر مینا
بنا ہوا ہی اور نہرین طلائی ہین عجب کیفیت ہی جو وقت باد صبا طمانچہ مارتی ہی اُسوقت ایک نغمہ پیدا ہوتا ہی

اور پھر بھری بنتی ہو سارے چمن گلہاے زنگار رنگ سے بھرے ہوے مگر ہر چیز جواہر کی ہو نہر بہت بڑی کہ سارے
باغ مین ہو اسمین شیر بھرا ہوا ہو اسقدر صاف کہ سنگریزے اسکی تھاہ کے اوپر معلوم ہوتے ہین بارہ دری کے
سامنے وہ نہر جو واقع ہو تو فوارے ہزارے جواہر کے آب فشان و قطرہ زن ہین مینڈون پر نہر کے ڈالیان پھولون
کی رکھی ہین اور نیچے ڈالیون کے پتے کیلون کے بچھے ہوے ہین قطرے پانی کے جو فوارون سے اُن پتون پر گرتے
ہین بعضے تو ٹپک جاتے ہین اور جو سجاتے ہین وہ مروارید ناسفتہ معلوم ہوتے ہین گویا کہ موتی پتون ہین ورخستہ ہین
بارہ دری مین وہ تیاری تھی کہ چشم فلک نے بھی نہ دیکھی ہوگی سائبان سبز رنگ مخمل کا شاہانی کا جواہر دوز جو بہاسے
جواہر نگار و طلا کار سے کھنچا تھا اور استحکام دیا ہوا ڈوریان مقیش کی سونے کی کیلون مین باندھکر سائبان کو پایدار کیا ہو
چبوترے پر بھی بارہ دری کے فرش مخملی بچھا ہوا ہو سیر فرش زمرد کے چارون کونون پر رکھے ہوے ہین دروازے
طلائی لگے ہوے ہین جواہر انمین نصب عکس آفتاب سے برقین چمکتی ہین نظر خیرگی کرتی ہو بارہ دری اور چار دیوار
سونے کی بنی ہوئی معلوم ہوتی ہو غرضکہ اندر اس بارہ دری کے آئے دیکھا کہ فرش مخملی اور اطلس زر اندود خطائی ہر طرف
تھا اور جس رنگ کا درجہ اُسی رنگ کا فرش اور سقف مین جواہر نصب ہر ایک چھت سپہر برین سے زیادہ تزئین
رکھتی تھی اور مزین تھی درمیان مین بارہ دری کے دو طرف دو چھپر کھٹ سنچے تھے قریب اُنکے مسند جواہر نگار
آراستہ تھی میزون پر جواہر کے گلدستے رکھے تھے اور چنگیر چوگھڑے آگالدان خاصدان طلا کار جواہر نگار رکھے تھے
میز بھی لیتب کافوری اور بلوری کی تھی اُس باغ مین مرغ تک جواہر کے عشوہ گری مین تھے مونڈھے چمنستان
مین واسطے سیر دیکھنے کے یاقوت احمر کے ترشے ہوے بچھے تھے امیر سلیمان سریر سیر مین مصروف تھے
خواجہ عمرو ہر ایک شے دیکھتے تھے اور خوش ہوتے تھے کہ جواہر کا انبار ہو اور کوئی محافظ نہین ہو جسقدر چاہینگے
امیر کو غافل دیکھکر لے لینگے ہمارا تو ہو ہی چکا ہو بخوف امیر باتوقیر اسوقت نہین لیسکتے نرگس دار ہر شی کو
تکتے ہین اتنے عرصے مین ایک پنجہ پیدا ہوا اور کمربند مین خواجہ کے ہاتھ ڈالکر لیگیا عمرو نے شور کیا
کہ یا امیر مجکو چھڑائیے ای آقاے نامدار بفریادم برس امیر باتوقیر نے تڑاقا بھی سنا تھا اب جو عمرو
نے فریاد کی دیکھا تو پنجہ عمرو کو لیکر بلند ہو چکا ہو جلدی سے کمان مین تیر پیوستہ کیا سیسر جو کڑکی پنجہ مثل برق
کے تڑپکر غائب ہوگیا اب آواز بھی عمرو کی نہین آتی ہو امیر کو کمال رنج ہوا کہ ایک صفہ سنگ پر بیٹھ گئے تھوڑے
ہی عرصے مین ایک جھونکا ہواے سرد کا ایسا آیا کہ آنکھ بند ہونے لگی ناچار سنگ آمد و سخت آمد لیٹ گئے معاً
بیہوش ہوگئے کہ ایک بجلی سے چمکی اور آواز رعد کے گڑگڑاہٹ کی پیدا ہوئی اور گوش اقدس امیر مین پہونچی
آنکھ کھولکے جو دیکھا تو چار دیوان زبردست جنگی نیلی پتلیان اور نہایت کریہ منظر بیچ مین اُنکے ایک ساحرہ
سیاہ فام نیلے نیلے مسوڑے بڑے بڑے دانت مانند خوک کے منھ سے نکلے ہوے بوے بد اسقدر آتی تھی کہ
سارے باغ کی خوشبو پر چھاگئی معلوم ہوتا تھا کہ سنڈاس کا منھ کھل گیا روبرو امیر کے آکر کہنے لگی کہ کیون حمزہ تو
اسی منھ پر طلسم کشائی کو آئے تھے چاہون تو ابھی ہلاک کر ڈالون لیکن رحم آتا ہو گذر کرتی ہون لیکن ایک شرط سے
کہ مجکو قبول کرو مجھ سے ہمبستر ہو نہین تو اسطرح مار ڈالونگی کہ لوگ عبرت کرینگے اور اگر وصل قبول کرے گا
تو مرتبہ عظیم دونگی اور زمانے کو تابعدار بنا دونگی صاحبقران عالیشان نے سخت و سست کہا اور پھر فرمایا
کہ آجتک کسی ساحرہ سے وصل یا عقد نہین کیا مگر جبکہ اُسنے امیر کو ڈرایا اور اپنے زور سحر کا اظہار کیا کہ اے دیوزادو
اس آدمی کو لو صاحبقران غصہ کھاکے اسم اعظم پڑھنے لگے کہ اسکو پکڑکے مار ڈالون اسم اعظم یاد نہ آیا پاؤن تھرانے لگے اور

طاقت و زور نہ پایا ناچار ہوئے ہرچند باطل السحر کو یاد کیا یاد نہ آیا اُسوقت ساحرہ نے قریب آکر رو رو کر کہا کہ او آدمزاد تجھ مین
ذرا آدمیت نہین صبر میرا اور قہر خدا کا تیری جان پر پڑے کہ تمامی مردان مین تونے مجکو ذلیل کیا کہ سوال مکرر کیا خدا مجھے
سمجھے اور بہت منتین لین مگر امیر نے قبول نہ کیا آخر شرمندہ ہوکر خود تو اُڑ گئی مگر دیوون سے کہگئی کہ اُسکو فلان جگہ لیجاؤ دیوون
نے امیر کو ایک تخت سنگ پر بٹھایا اور لے اُڑے اور وہان پہونچایا کہ جس کوہ کے نیچے کیچڑ بہ رہی تھی گویا ایک دریاے غلیظ
جاری تھا بو سے بدبت دماغ پھٹا جاتا تھا کوسون ہوا سے بو اُسکی جاتی تھی امیر بانو قیر کو دیو اُس کوہ پر چھوڑ کے چلے گئے امیر
نے دیکھا سامنے ایک مکان عالیشان پتھر کا بنا ہوا ہی اور اندر اُسکے زینہ چکر دار بنا ہوا ہی دروازہ اُس مکان کا بند ہی حمزہ
صاحبقران تنہائی کی کیفیت مین سُست ہوکر ایک پتھر پر سامنے اُس مکان کے بیٹھے کہ آواز گریہ کرنے کی کان مین امیر کے
آئی اُدھر جو دیکھا تو کچھ فاصلے سے ایک درخت بہت بڑا تھا کہ ہزار آدمی اُسکے سایے مین آرام لین تو سایۂ آفتاب نہ پڑے اُسکے نیچے
ایک دیو کو دیکھا کہ زنجیرون سے جکڑا ہوا کھڑا ہی کہ زنجیرین جسم مین اُسکے گڑی جاتی ہین تمام اعضا اسقدر جکڑے ہوے ہین
کہ ہل نہین سکتا اور روتا ہی امیر کو اُسکے حال پر رحم آیا اور خرامان خرامان قریب گئے اور پوچھا کسنے تجھے باندھا ہی اور نام
تیرا کیا ہی اُسنے عرض کیا کہ نام میرا دیو منارہ ہی لشکر آسمان پری کی طرف سے واسطے دریافت حال سردارون
کے آیا تھا کہ ابھی تک کوہ ستندر پر دیوانے بنے ہوے پھرتے ہین ہاتھ نہین آتے کہ ایک ساحرہ ملی کہ نام اُسکا
انور جادو ہی مجھ سے خواہش مند فعل بد کی ہوئی مین نے انکار کیا اُسنے جھلا کر قید سحر مین مبتلا کرکے بہت سا دھمکایا
ڈرایا مین نے جب بھی انکار کیا اُسنے اپنے دیوون سے مجھے بندھوا دیا اب چلی گئی امیر نے اُسکو کھول دیا اُسنے
حمزہ صاحبقران نامدار سے عرض کیا کہ غلام بھی شریک ہی دروازے کو اس مکان کے جو سامنے ہی کھولیے
امیر نے پہلے قفل کو توڑ کر پھینکدیا پھر در کو کھول کے اندر آئے اور اُس چکر دار زینے کو طی کرکے بالاے بام پہونچے
دیکھا کہ ایک باغ پُر بہار ہی یہ زینہ اُس باغ مین جانے کے لیے بنا ہوا ہی امیر دیو کو لیے ہوے اُس باغ مین
داخل ہوے دیکھا کہ یہ تو وہی باغ ہی کہ جسمین قید ہوئے تھے اندیشہ پیدا ہوا کہ دیکھیے کیا ہوتا ہی اسم اعظم تو فراموش
ہی اور وہ ساحرہ جو آئیگی اور رنج دیگی دیو منارہ کھڑا ہوا ادھر اُدھر دیکھ رہا ہی اتنے مین وہی ساحرہ پیدا
ہوئی اور دیو منارہ کو جو آزاد دیکھا کہا کہ ری کہ تو کیونکر کھل گیا اور کسنے تجکو کھولدیا منارہ نے جواب دیا کہ مین نے
خود کھول لیا اور کون مجکو کھولیگا انور جادو نے کہا خیر اب بھی نہین کچھ گیا ہی جو مین کہتی ہون وہ کر یعنے
مجھ سے ہمبستر ہو تو مین ابھی رہا کر دون اور جو کچھ مانگ وہ دون دیو نے کہا کہ اے ساحرہ تو اسطرح کہتی ہی مین
ضرور تیرا کہنا کرتا اب انکار کبھی نہ کرتا مگر مین کیا کرون کہ مجکو شہوت نہین ہوتی مین نامرد ہون انور جادو غصہ
کھا کر آئی اور دیو کو پکڑ کر کوہ پر لیگئی اور سحر سے پھر اسیر کیا وہان سے پھر کر پھر امیر کے پاس آئی اور سوال وصل کیا امیر
نے پھر انکار کیا اُسنے جہان پہلے امیر کو قید کیا تھا وہین پھر قید کیا اور یہ دستور رکھا تھا کہ بوقت شام ایک آبخورہ پانی
کا اور دو نان خشک بھیجدیتی تھی اور گاہ گاہ ذکر عشق اپنا جتاتی تھی جب امیر انکار کرتے تھے اور جھڑک دیتے تھے پھر
چلی جاتی تھی اسی حال مین چند روز بسر ہوے ایک روز امیر بہ ناچاری گریہ کرتے تھے کہ نقابدار زمرد پوش
پیدا ہوا اور امیر کو سلام کرکے لوح گلے مین امیر کے ڈالدی اور بولا کہ آپ طلسم کشائی کیجیے یہ لوح طلسمی ہی امیر نے
شاد ہوکر فرمایا کہ اے نقابدار دلاور یہ تو احسان تمنے کیا جانا کہ محب صادق ہمارے ہو دوستی دل سے رکھتے ہو
جب تو ایسے وقت بیکسی و ناچاری مین یہ احسان تمنے کیا ہی لیکن یہ بھی تمکو لازم ہی کہ القاب نامی و خطاب گرامی سے
بھی ہمکو آگاہ کرو کیونکہ جو کوئی ہمسے پوچھے کہ لوح کیونکر ملی یعنے کسنے تمکو دی تو آخر اُس سے کیا کہین نقابدار نے

کہا کہ حضور ایسے کلمات نہ ارشاد کرین کہ احسان کیا مین بھی ایک ادنیٰ غلامان حضور سے ہون احسان کیسا غلامونکی
یہ طاقت ہو کہ آقا پر احسان کرین اگر حق خدمت آقا کا اُنسے ادا ہو جائے تو جلے فخر وسعادت اُنکی ہو اور نام بھی
اپنا یہ خادم بتا نہین سکتا کہ مناسب وقت نہین ہو جو کوئی آپسے پوچھے تو آپ مہتر قران سے پوچھکر دریافت
کرکے بتلا دیجیے گا اور اس طور سے مہتر قرآن سے پوچھیے گا کہ وخنجر جمشیدی مین تمکو جسنے دیا تھا مین نے اُنکو
خنجر دیا تھا کہ جس سے الماس جادو مارا گیا وہ واقف ہین بس یہ نشان کفایت کرتا ہو یہ کہکے مجرا بجا لا کے چلا گیا
امیر بانوقیر خوش ہوکر لوح کو مشاہدہ کرتے ہوے پہلے وہان آئے جہان دیو منارہ قید تھا بہ برکت لوح اُسکو رہا
کیا یعنے عکس لوح جو اُسپر ڈالا قید سحر سب دور ہوگئی دیو چھوٹ گیا امیر نے دیو کو ساتھ لے لیا اب جو آگے بڑھے دیکھا
کہ ایک مکان ہو اُسکا دروازہ کھولا اندر گئے دیکھا کہ خواجہ عمرو بندھے کھڑے ہین عمرو نے امیر کو جو دیکھا شور کیا کہ اوعرب
اسکی کیا وجہ کہ تو نے میری خبر تک نہ لی اور تو کبھی قید ہوتا ہو تو ہم بیچین ہو جاتے ہین کھانا پانی حرام ہو جاتا ہو ایک
تیرا دل ایک ہمارا دل ہو انصاف کر امیر نے فرمایا کہ تم سچ کہتے ہو ہم ایسے ہی فراموش کار ہین لیکن خدا آگاہ ہو اس
امر سے کہ مجکو اختیار نہ تھا کہ تمھارے پاس آتا خود درماندہ و ناچار تھا کبھی چھوٹتا تھا کبھی پھر قید ہو جاتا تھا اب
خدا نے فضل کیا کہ لوح ہاتھ لگی مین اُسی وقت تمھاری تلاش مین چلا اور آپہونچا یہ فرما کے عکس لوح کا جو عمرو پر ڈالا
خود بخود ساری قید جسم پر سے عمرو کے دور ہوگئی عمرو نے بھی رہائی پائی اب امیر بانوقیر نے خواجہ عمرو کو بھی ساتھ لیا
اور باتین نقابدار کی کرنے لگے اثنے مین جاتے جاتے دروازہ ایک باغ کا نظر آیا امیر نے دروازہ کھلا ہوا جو دیکھا
عمرو اور دیو منارہ کو لیے ہوے اندر تشریف لائے اور نہر پر بیٹھے عمرو سے فرمایا کہ ای برادر یہ سب مصیبت ہمپر
اور تمپر ڈالی ہوئی قہقہہ سر حبشی کی ہو کیونکہ نقابدار نیک شعار نے بروقت لوح دینے کے کہدیا تھا کہ قہقہہ سر حبشی نے
مصور جادو سے آپکے بارے مین استدعا کی تھی اُسنے آپکے سردارون کو بیخود و بیحواس کر دیا دیکھیے کب
خدا سردارونکو اچھا کرتا ہو یہ فرما رہے ہین اور باغ کو دیکھ رہے ہین کہ حقیقت مین باغ نہایت خوش اسلوب اور
دلچسپ ہو نہرین جاری ہین گل لالہ و نافرمان ہزارہا طرح کے پھول شگفتہ ہین اور ایک بارہ دری بیچ مین باغ کے
سر بفلک کشیدہ بہت تیاری کی بنی ہوئی ہو پردے سب درون مین پڑے ہوئے ہین امیر بانوقیر کو اشتیاق ہوا
کہ یہ پردے کیسے پڑے ہین اندر اُسکے کیا ہو دوڑ کر ایک پردہ اُٹھا دیا اندر گئے دیکھا تو بڑے بڑے آئینے چار طرف
لگے ہوے ہین اور بہت سی تصویرین بھی رکھی ہوئی ہین کہ قد و قامت رکھتی ہین جسطرح برنجی یا فولادی ڈھلی ہوئی
ہون جنکو دیکھکر انسان کا شبہ ہوتا ہو یہ معلوم ہوتا ہو کہ مردم کھڑے ہین امیر نے یہ دیکھکر پردے سب طرف کے
اُٹھوا دیئے اب جو دیکھا تو سب سردار اپنے پائے قد و قامت وصورت مین کوئی لندھور کوئی مالک کوئی بدیع الزمان
کوئی بہرام وغیرہ سب ہین ذرا فرق نہین معلوم ہوتا امیر نے یہ دیکھکر ایک نعرہ کیا اور پکارے کہ افسوس
ہزار افسوس خواجہ دیکھو ہمارے سب سردار نامی وگرامی کس مصیبت وآفت مین گرفتار ہین عمرو نے جو اُن
سب کو اس حال سے دیکھا انھین بھی صدمہ ہوا امیر کو خیال آیا کہ دیکھو تو کہ آخر زبان انکی کس وجہ سے بند ہوگئی
ہو یہ خیال کرکے قریب جاکر جو غور سے دیکھا تو زبانون مین سوزن پائے بس معلوم ہوا کہ نہ بولنے کا یہی سبب ہو
عمرو نے بھی قریب جاکر یہ حال دیکھا کہ یکایک سناٹا ہوا اور زور و شور سے پیدا ہوئی گویا کہ سیاہ آندھی آئی اور تمام باغ
مین ایک شور و غوغا ہوا امیر گھبرا کر بارہ دری سے باہر نکل آئے اور بدحواسی کی حالت مین اِدھر اُدھر جو دیکھا
ایک ساحرہ مہیب نظر آئی کہ تازیانہ مار سیاہ کا ہاتھ مین تھا اور اژدہے پر سوار تھی کہ منھ سے اُسکے شعلے

نکلتے ہوسے امیر باتو قیرنے الامان والحفیظ کہا اور لوح کو دیکھا اُسمین یہ لکھا تھا کہ ثانی سلیمان مصوّر جادو دوست قہقہہ کی ہی ہر خبردار بچ کے نہ جانے پاسے جب امیر لوح دیکھ چکے مصوّر جادو نے کہا کہ او آدمزاد خبردار و ہوشیار رہ نہ منا کہ آگاہ نہ کیا تھا کی گذارم کہ از دست من زندہ و سلامت روی یہ کہکر آردہوے مرطکے دانے جھولی سے نکال کے اسم سحر دم کرکے امیر پر مارے مگر سب بہ برکت لوح امیر پر سے نثار ہوکر گر پڑے سحر نے تاثیر نہ دکھائی بس امیر نے جو دیکھا کہ یہ حربہ اپنا کرچکی تیغہ عقرب سلیمانی پر ہاتھ ڈالا اور کھینچکر سر پر مصوّر جادو کے مارا مصور نے سر پیچھے کو کھینچا انگل بھر کا زخم پھر بھی آیا مگر تیغہ اژدہے پر گرا کہ سر اُسکا قلم ہوگیا مصور جادو نے دیکھا کہ سحر نے تیرے امیر تاثیر نہ کی اژدہا مرا اور تو بھی زخمی ہوئی بس پر پرواز پیدا کرکے اڑ گئی اور اژدہا تڑپ تڑپ کر مر گیا پیر اُسکے چلانے لگے کہ مردیم وجان دادیم و بمطلب خود نہ رسیدیم کشتی مرا نام من بگراس جادو بود تھوڑی دیر تک تو یہ شور و غل رہا بعد اُسکے امیر کو اُسکے نکلجانے کا بڑا رنج ہوا اور فکر پیدا ہوئی کہ دیکھیے اب جاکر کیا آفت برپا کرتی ہی یہ سوچکر امیر نے پھر لوح کو معائنہ کیا اُسمین لکھا تھا کہ یا امیر اس اسم کو سب تصویرون پر دم کیجیے اور نہر مین دھوئیے پھر سوزن زبانون سے نکالیے خدا نے چاہا تو سب اچھے ہوجائینگے بس امیر باتوقیر سب تصویرون کو اُٹھا کے کنارے نہر کے لائے اور بیٹھ بیٹھکر تصویرون کو دھونے لگے اُنھین تو چھوڑیئے جب تصویرون سے فرصت ہوگی تب ذکر کیا جائیگا۔ شعر

ازین قصہ یکدم فراموش کن ؎	زجائے دگر داستان گوش کن

داستان ملکہ آسمان پری و قریشیہ سلطان اور سرداران امیر حمزہ صاحبقران کی کہ جو پاس ملکہ موصوفہ کے گنگ بنے ہوے ہین

جسوقت قہقہہ سہ چشمی اور ہزبر بن قہقہہ اور گزمیت بن قہقہہ نے یہ سُنا کہ امیر طلسم مین جا کر اسیر ہوسے اور مصور جادو نے جیسا کہ چاہیے حق دوستی کا ادا کیا اسوقت یہ دونون بیٹے قہقہہ کے دو لاکھ دیو ہمراہ اپنے لیکر ملکہ آسمان پری کیطرف چلے ملکہ قریشیہ سلطان بھی اُنکے آنے کی خبر سُنکر کئی لاکھ دیو اور جن اور پریزاد ہمراہ لیکر واسطے مقابلے کے گلستان ارم کے باہر نکلین اور ملکہ آسمان پری امیر کے سردارون کو لیے ہوسے کہ بیحواس و بیخود تھے ایک جانب اُترین مگر ہزبر بن قہقہہ قلعہ بلور پر آیا اس خیال سے کہ وہان سلطان ابزق ہر اُسکو لیلون القصہ جبکہ رات ہوئی تو گزمیت بن قہقہہ نے یہ خیال کیا کہ قریشیہ سلطان سامان لڑائی کا ساتھ رکھتی ہی اور دیوان نر پاس ہین اس سے کنارہ کشی کر آسمان پری کہ مع سرداران اسلام علیحدہ اُتری ہوئی ہی اُسپر چڑھائی کر اور سرداران امیر کو چھین لا رہے امیر اُنکا وہین طلسم مین علاج ہوجائیگا ملکہ آسمان پری تو غافل تھین جانتی تھین کہ قریشیہ سلطان سے لڑائی ہوگی ادھر کوئی کیون آنے لگا یہ اس خیال مین وہان گزمیت مردود چل چکا تھا لاکھ دیوون سے شبخون گرا کہ غفلت مین ہزارہا دیو و پری ملکہ آسمان پری کی طرف کے مارے گئے آخر فوج اُنکی تاب نہ لاسکی جان اپنی بچاکر سب بھاگ نکلے گزمیت نے سرداران امیر کو مع بادشاہ اسلام پکڑ لیا اور یہ بھی گزمیت کو خبر پہونچی تھی کہ قہقہہ سہ چشمی بھی آتا ہی یہ سب کو قید کرکے اُسی طرف چلا کہ جلد پہونچ جاؤن بلکہ راہ مین ارادہ کیا کہ انکو قتل بھی کر ڈالون مگر جو سن رسیدہ تھے اُنھون نے منع کیا اور کہا کہ بغیر اجازت قہقہہ کے مارنا انکا اچھا نہین آگے اختیار ہی اُسنے پوچھ لو پھر قتل کرنا گزمیت نے راے کو انکی پسند کیا اور کہا کہ اگر قتل کرنا صلاح نہین تو اُنکو وہ زہر مہرہ جو طلسم زرینہ

مین طلسم نبدہی اُسمین لیجاکے قید رکھو القصہ گزیت تو سب کو لیکر طرف کوہ زہر مہرہ کے روانہ ہوا اور یہان جبکہ صبح ہوئی آسمان پری نے سارا حال رات کا جاکر قریشیہ سلطان سے بیان کیا بس سنتے ہی اسیوقت قریشیہ نے گزیت کا پیچھا کیا اور کہا کہ رات تک تو طلسم کے پھاٹک نہ چھوڑونگی مگر قریشیہ تو بعد تین پہر کے ادھر سے چلی ہو اور گزیت قبل سے راہ کو طی کرتا ہوا سب سرداروں کو لیے ہوے چلا جاتا ہو کہ اسمین رات ہوگئی تب تو سب سردار دہ سیاہی شب دیجور کی اور صحراے وحشت خیز کا سناٹا دیکھکر بہت پریشان ہوے صحراے قاف اور ساتھ دیوون مہیب کا جسے دیکھا دشمن جان پایا بس اُسی حالت اضطراب مین دست بدرگاہ قاضی الحاجات براے مناجات بلند کیے اور عرض رسا ہوے کہ اے مالک یا ہمین اس بلا سے نجات دے یا ہمین فنا کردے کہ تیر دعا کا ہدف مراد پر پہونچا ناگاہ ہوا پر ایک نقابدار زمرد پوش بصد جوش وخروش اور آٹھ لاکھ دیوان نر کے ساتھ چلا آتا تھا کہ دیوان نقابدار نے مجمع دیوون کا جو دیکھا کہ بہت سے دیو ہین ہوا سے اُترکے شریک مجمع ہوکے استفسار حال کیا اور کیفیت دریافت کرکے نقابدار بہادر سے عرض کیا کہ گزیت بن قمقمہ سرداران امیر کو طلسم کوہ زہر مہرہ مین قید کرنے لیے جاتا ہی اور بادشاہ اسلام تک اسیر ہین نقابدار یا تو جاتا تھا یا پلٹ پڑا اور کہا قتل کردو انکو یہ سننا تھا کہ تمام دیو آپڑے پہلے ہی حملے مین ہزارہا دیو مار ڈالے اور نقابدار اپنے دیوون کو لیکر اب الگ ہٹگیا دیوان گزیت اُس شب تاریک مین باہم لڑنے لگے کالا بجالا زنکالا سنکو کوست آرہ پشت نہنگ چقماق جادر دار گولہ آئین دار شمشاد برق جادر آتش جادر سب حربے دیوون کے چل رہے ہین کسی کو کسی کی صورت نظر نہین آتی اندھیرے کی لڑائی ہی باپ نے بیٹے کو مار ڈالا بیٹے نے باپ کو قتل کیا دوست کو دوست بھائی کو بھائی نہین پہچانتا ایک ایک کو دشمن سمجھتا ہی یہان تو آفت مچی ہوئی ہی اور وہان امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران نے تصویرون کو دھوکے فراغت پائی ہی اور سوزن زبانون سے کھینچے ہین اور مصور جادو جو تلوار سے امیر کی زخمی ہوکے بھاگی ہر چند اپنے کو بچایا مگر موت سے بچکے کہان جاتی لاکھ زخم کا علاج کیا ہر روز وہ زخم مین ترقی ہوا کی کوئی علاج کارگر نہوا کہ اجل آچکی تھی آخر تڑپ تڑپ کر مر گئی اور جہنم داخل ہوئی سحر اُسکا سب سردارون پر سے اُتر گیا اب بادشاہ وغیرہ سب ہوشیار ہین اتنے مین گزیت نے جو اپنے لشکر مین شور وغوغا دیر تک دیکھا دیو افریج اور شنگاہ کو حکم دیا کہ آدمزادون کو کھالو یہ دونون بہت سے دیو ہمراہ لیکر واسطے کھانے سرداران اسلام کے چلے جسوقت قریب پہونچے اوّل اوّل لندھور بن سعدان جانشین امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران نے دیوون کو دیکھکر قید اپنی توڑ ڈالی بعد انکے شہزادہ بدیع الزمان اور فرامرز عاد مغربی اور بہرام کرد بن خاقان چین مالک اژدر وغیرہ نے قید کو توڑ ڈالا اور وہی ہتھکڑیان بیڑیان پکڑکے مارنا شروع کیا ایسی مار ماری کہ دیو قریب نہ آسکے مگر دیو شنگاہ کو لندھور نے للکارا کہ سامنے آ وہ جھپٹ کر سامنے آیا ہاتھ بڑھایا کہ پکڑ کر کھالون لندھور نے ہاتھ اُسکا پکڑ کر اس زور سے جھٹکا مارا کہ دونون گھٹنے زمین پر جالگے پھر تو لندھور نے تمام اُسکے پکڑ کر دے مارا اور ایک پانون نیچے اپنے پانون کے دبایا دوسرا پانون ہاتھ سے پکڑ کر سینے تک اُسے چیر ڈالا اور دیو افریج بدیع الزمان کے ہاتھ سے زخمی ہوکے بھاگا اور بھی بہت سے دیو بہرام و فرامرز و مالک وغیرہ نے مار ڈالے آخر کو اب مقابلہ نہ لاسکے بیتاب ہوکے بھاگے گزیت نے جو دیکھا لڑائی بگڑ گئی یہ بھی مارے ڈر کے بھاگا کہ سب تو بھاگے جاتے ہین مین کیا کرونگا القصہ لڑائی بسبب شرکت نقابدار زمرد پوش کے فتح ہوگئی اُسوقت نقابدار نے اپنے ملازمون کو اشارہ کیا کہ بادشاہ اسلام

کیا کہ بادشاہ اسلام سلطان سعد عالیمقام کو ہمارے تخت پر بٹھاؤ دو دیوؤن نے تعمیل حکم کی اُسوقت نقابدار خود
بھی سامنے بادشاہ عالیجاہ کے دست بستہ حاضر ہوا اور نہایت فروتنی سے مجرا و آداب بجا لایا سب سردار کہ چپ
و راست تخت شاہ کے تھے نقابدار کی تعریف کرنے لگے اور کہا کہ ای نقابدار بہادر ہم سب پر تمنے احسان کیا کہ لڑائی
فتح ہوئی خاص تمھاری شرکت سے نقابدار نے یہ سنکر جواب دیا صاحبو احسان کیسا مین غلام تم سب کا ہون
امیر باتوقیر کو بھی مین نے لوح طلسمی پہونچادی ہی یہ کہکر نقابدار نے سوال رخصت کیا بدیع الزمان وغیرہ بلکہ بادشاہ تک
نے قسمین دیکر روکا نہ جانے دیا اتنے مین سب مال و اسباب نقد و جنس خیمہ خرگاہ گرزمیت بن قہقہہ کا دیوزاد لوٹ
کر لائے اُسوقت بادشاہ نے نقابدار کو ساتھ لیا اور وہان سے بڑھے اثنائے راہ مین نقابدار نے بدیع الزمان سے
احوال صاحبقران گیتی ستان کا بیان کیا کہ یقین ہی امیر باتوقیر نے بہ برکت لوح طلسم کو توڑا ہوگا اور وہ ساحرہ
جسنے آپ لوگون کو بیہوش کیا تھا قتل ہوگئی ہوگی اب وہ امیر کا کچھ نہ کر سکیگی یہ سنکر سب نے کہا کہ ای بہادر سب احسان
تو آپ نے کیے اپنے نام نامی سے بھی آگاہ فرمایئے نقابدار نے کہا کہ ایک شرط سے نام بتاتا ہون اگر آپ اقرار
فرمایئن کہ ہم ملکہ آسمان پری سے تصور تیرا معاف کرادینگے یہ سنکر بدیع الزمان نے کہا کہ سب
کامون سے پہلے یہ کام کرینگے بلکہ بادشاہ بھی سفارش کرینگے ہماری کیا حقیقت ہی خاطر جمع رکھو کیونکہ
تمنے ہم سب پر بڑا احسان کیا ہی اور ملکہ آسمان پری اور قریشیہ سلطان کی بھی جان بچائی ہی پھر کیونکر وہ
تمھارا قصور نہ معاف کرینگی جبکہ یہ اقرار ہو چکے اُسوقت نقابدار عالیمقدار نے کہا کہ نام غلام کا قمرزاد بن حمزہ کا
ملکہ قمر چہر میری مان ہی امیر کشورگیر میرے والد ہین بس یہی قصور معاف کرا دیجیے کہ ملکہ آسمان پری
والدہ کو سوت جانتی ہین اور مجھ سے جلتی ہین بلکہ میری تلاش کیا کرتی ہین کیا عجب ہی کہ اگر اُنکے ہاتھ مین آجاؤن
تو مجکو مار ہی ڈالین امیدوار ہون کہ ملکہ آسمان پری مجکو اپنے غلامون مین شامل کرین اور غیر نہ سمجھین یہ باتین
ہوتی تھین اور راہ بھی کٹتی جاتی تھی کہ ناگاہ ملکہ قریشیہ سلطان کہ عقب مین گرزمیت کے چلی تھی آپہونچی راہ مین
بادشاہ اسلام کو تخت پر سوار سردارون کو رہا دیکھا اور ہوشیار پایا نہایت مسرور ہوئی اور بادشاہ کو مجرا
کرکے مستفسر حال ہوئی کہ رہائی کیونکر ہوئی بدیع الزمان نے اشارہ طرف نقابدار کے کیا کہ انھین کی وجہ
سے ہم سب چھوٹے ہین تو اب تمکو بھی یہ مناسب ہی کہ اپنی مان سے اس بہادر کی سعی کرو کہ یہ تمھارے
بھائی ہین قریشیہ نے کہا بسر و چشم مین سعی کرونگی یہ تو علاوہ بھائی ہونے کے محسن بھی ہو چکے ہین حق احسان
کا ادا کرنا واجب ہی اسی طرح گلستان ارم مین یہ سب پہونچے ملکہ قریشیہ نے سب سے پہلے جاکے آسمان پری
کو سلام کیا ملکہ آسمان پری نے شاد و مسرور ہوکر قریشیہ کو گلے سے لگایا اور حال لڑائی کا پوچھا قریشیہ سلطان نے
خوشخبری سنائی کہ سبنے اسطرح رہائی پائی آسمان پری سنکر بہت خوش ہوئی اور سردارون کو بُلایا سب کو
دیکھکر شکر کا سجدہ کیا کہ بڑا فضل خدا نے کیا کہ میرے گھر مین آکر سردارون کو تکلیف ہوئی تھی خدا نے امیر سے
مجکو سرخرو کیا کیا عجب تھا کہ امیر رنج کی بیخودی مین مجکو مار ڈالتے اگر جان سے نہ مارتے تو نہین معلوم کیا
حال میرا کرتے اور کس مدد سے کو پہونچاتے بعد تھوڑی دیر کے قریشیہ نے ذکر نقابدار کا چھیڑا اور بادشاہ بدیع الزمان
نے سعی نقابدار کی کی قریشیہ نے سب حال بیان کیا کہ ہمپر نقابدار نے یہ احسان کیا کہ اُسکی وجہ سے سب کی جان
بچی نہین تو کوئی صورت رہائی کی نہ تھی بعد اسکے کہا کہ یہ بھی غلام ہین آپکے اُنکا قصور معاف کیجیے آسمان پری یہ
سنکے متحیر ہوئی اور کہا کہ یہ تو ہمارے محسن ہین اتنا بڑا احسان اُنھون نے کیا جو کچھ وہ کہینگے سب مجھے قبول ہی کسی امر

مین عذر نہ کرونگی ابھی مفصل حال نہ بیان کیا تھا کہ یہ بیٹا امیر کا بطن سے ملکہ قمر چہرے کے ہو کہ کڑا کا ہوا بجلی چمکی اور ایک پنجہ پیدا ہوا اور بدیع الزمان کو اُٹھا لیگیا سب نے دیکھا کہ وہ پنجہ طرف آسمان کے لیگیا وہان ایک ابر سیاہ تھا اُسمین جاکر غائب ہو گیا یہان تو سب واسطے شہزادہ بدیع الزمان کے رونے پیٹنے لگے اور وہان امیر باتوقیر تصویرون کو دھوکر جو آگے چلے اُسی باغ مین آئے کہ جہان پہلے گئے تھے اور جواہر کے سنگریزے دیکھے تھے دیو منارہ اور عمرو بھی ہمراہ تھے امیر کئی روز سے سوئے نہ تھے ایک صفۂ سنگ پر جو لیٹے آنکھ بند ہو گئی دیو منارہ اور عمرو بیدار رہے اور باہم یہ صلاح کی کہ باری باری پہرہ دین ایک جاگے تو ایک سوئے مگر نیند کا یہ غلبہ تھا کہ یہ دونون بھی سو گئے خبر بھی نہ رہی صبح ہو گئی نسیم سُبک خیز چلنے لگی طائران باغ بولنے لگے آنکھ امیر کی حسب عادت نماز صبح کے وقت کھل گئی تو دیکھا کہ ایک غار عظیم گرد ہمارے ہی اور وہ سب آگ سے بھرا ہوا ہی اور وہ صفۂ سنگ جسپر آرام کیا تھا اُسکو گردش ہی اور چرخ کھا رہا ہی اور ہاتھون کو کسی نے باندھ دیا ہی اور اسقدر شعلے غار سے بلند ہوتے ہین کہ آسمان تک پہونچتے ہین اور جسم اُسکی سوزش سے جلا جاتا ہی اور لوح گلے مین نہین ہی امیر یہ دیکھکر حیران ہوئے کہ الٰہی یہ کیا ماجرا ہی جبکہ سوئے تھے عمرو اور منارہ دونون تھے اب عمرو تو البتہ ہی کہ پائینتی سو رہا ہی منارہ کا پتا نہین ہی کہ اتنے مین عمرو نے امیر سے کہا کہ اگر یہان سے چلے جاتے اور مقام نہ کرتے آرام نہ لیتے تو صاحبقرانی مین رخنہ نہ پڑتا اور شوکت مین فرق نہ آتا مگر کیونکر ایسا ہوتا فکر سے نجات جو ملی چین و آرام سوجھا مین جانتا ہون کہ تم تو فربہ ہو اگر آٹھ روز بھی بھوکے رہوگے تو صدمات کی برداشت کر جاؤگے ہم تو زار و ناتوان منحنی سے آدمی ضعیف البنیان مشت استخوان ہین گھڑی بھر مین حال نزع دگر ہو جاتا ہی بموجب شعر
تا شود جسم فربہی لاغر ✤ لاغری مردہ باشد از سختی ✤ امیر نے فرمایا کہ بھائی کیا اختیار ہی گریہ و زاری بیفائدہ ہی بموجب شعر عرفی اگر بہ گریہ میسر شود وصال ✤ صد سال میتوان بہ تمنا گریستن ✤ مگر نظر افضال ایزد متعال پر رکھو سب مشکلین آسان ہو جائینگی مصرع دشمن اگر قویست نگہبان قوی تر است ✤ امیر نے ہرچند سمجھایا مگر عمرو نے چورونا شروع کیا تو کسی طرح بھی نہین تھمتی اور کہے جاتا ہی کہ یا امیر یہ بھی آپ خوب جانتے ہین کہ مین آگ سے بہت ڈرتا ہون ایسا نہو کہ جلکر رہجاؤن اسواسطے روتا ہون کوئی تدبیر تو ایسی کیجے کہ مین یہان سے چلا جاؤن استے مین ہوا تند چلنے لگی اور ایک آواز پیدا ہوئی کہ او آدمزاد غضب کیا تو نے کہ ساحرون کو قتل کرکے صاف نکل چلا تھا منم انور جادو کہ گذارم ترا کہ زندہ و سلامت روی عمرو نے جو یہ آواز سُنی دم نکل گیا اور امیر سے لڑنے لگا کہ اپنے ساتھ مجھکو بھی گرفتار بلا کرایا مین نے کسی کو کب اور کسوقت مارا ہی مجھ دن کو بھی پنکھے سے ہنکا دیا کہ کوئی مر نا جائے یہان تو عمرو امیر سے بحث کر رہا ہی

اب داستان شہزادہ بدیع الزمان بن صاحبقران کی بیان ہوتی ہی

انکو پنجہ اُٹھا کر لیگیا تھا بعد تھوڑے عرصے کے آنکھ جو کھلی اپنے کو ایک باغ مین پایا اور دیکھا تو ایک ساحرہ کریہ منظر بدشکل بڑے بڑے بال سر کے کھلے ہوئے کانون مین مندرے پہنے ہوئے سامنے کھڑی ہی اور کہہ رہی ہی کہ او آدمزاد مین تیری عاشق صادق ہون یہ بات خوب سمجھے کہ میری جان نکلی جاتی ہی بغیر تیرے وصل کے زیست میری نہوگی اور نام میرا انور جادو ہی اگر تو مجھے اپنی کنیزی مین قبول کر تو صورت میری زندگی کی ہو جائے اور مین تیرے لیے دُنیا بھر کا سامان مہیا کر دونگی لا نہی تو بھی تجھے کہ قتل کرونگی اب مین آپ ہی قتل ہو گئی اسمین جو چاہے وہ ہو چاہے جان جائے چاہے رہے مگر مین تجکو نہ قتل کرونگی جو چاہے میرے حق مین

ساحران زمانہ کرین مین تیرے عشق سے نہ ہاتھ اُٹھاؤنگی راہ محبت مین جان کھوؤنگی بدیع الزمان نے یہ کلام اُس فاجرہ کا سنکر جواب دیا کہ آجتک ہمارے بزرگون نے کبھی ایسا نہین کیا ہی کہ ساحرہ کو بی بی بنایا ہو اور نکاح کسی جادوگرنی سے کیا ہو مجھ سے اس امر کی اُمید نہ رکھنا کیونکہ مین اپنے بزرگون کی تقلید ضرور کرونگا انور جادو نے یہ سنکر کلمات سخت سمجھ کے لیے کہ بدیع الزمان کو ڈراؤن شاید یہ دب کر راضی ہو جائے بدیع الزمان نے غصے مین آکے منھ پر اُسکے تھوک دیا اور چاہا کہ طمانچہ مارون کہ جس دہن نجس سے بُرا کہا ہی وہ بگڑ جائے مگر جو نہین ارادہ بڑھنے کا کیا اُسنے یہ دیکھکر سحر کیا کہ بدیع الزمان کے پاؤن شل میل فولاد کے ہو گئے آگے نہ بڑھ سکے اُسنے قہقہہ مارا اور بولی کہ بس اسی منھ پر انکار کرتے ہو اب آکے قتل کرو تو جانون بدیع الزمان نے طیش کھاکر گالیان دین اُسنے سحر کرکے دستک دی کہ ایک زنگی پیدا ہوا نہایت فربہ جسیم و ضخیم و ہیبت ناک قوی بازو انور جادو نے اُس سے کہا کہ اس آدمزاد کو اچھی طرح ساتھ ہوشیاری اور خبرداری کے رکھ کہ کہین یہ جانے نہ پائے ورنہ مین تجھسے لونگی یہ کہکر وہ تو کسی طرف کو چلی گئی اور اُس زنگی نے ایک درخت کے نیچے بستر لگایا اور اپنی پیش نگاہ بدیع الزمان کو رکھا دوسرے روز انور جادو بہت حسین جوگن بنکے آئی اور سامنے بدیع الزمان کے بیٹھکر انگوٹھا دکھانے لگی کہ او آدمزاد وہ وقت اور زمانہ اور تھا اب اگر تو خود میری خواہش کرے جب بھی وصل میرا میسر نہ آئے مین نے اپنے دل کو قابو مین کر لیا ہی اور علاوہ اسکے تو ہی کیا پیلا چمڑہ رکھتا ہی جہان مین لاکھون حسین پڑے ہین مجھ سی جمیلہ کو اگر پائین سر پر بٹھائین تجکو اپنی صورت پر ایسا غرور ہوا کہ مجکو گالیان دین اب وہ وقت گیا مصرع آن قدح بشکست وآن ساقی نماند ؛ شعر سدا دور دوران دکھاتا نہین ؏ گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہین ؛ بدیع الزمان نے جو یہ چوچلے اُسکے سُنے اور بناوٹ کی صورت دیکھی بیساختہ ہنس پڑے اور بولے کہ او حرامزادی تو بکتی کیا ہی اور کہتی کس سے ہی کون تیری طرف دیکھتا ہی جو تو انگوٹھا دکھا رہی ہی اور غمزے کرتی ہی دور ہو میرے سامنے سے اگر تو حور بھی ہو جائے تو بھی ہم تجکو نہ تھوکین یہ سنکر وہ پھر منتین کرنے لگی اور رو کے کہنے لگی ارے مین دل سے مجبور ہون کیا کرون کچھ بن نہین آتی اور یہ بھی خوب جانتی ہون کہ میری قضا بھی تیرے ہاتھ سے ہی اور تجھسے دل کا لگانا بہت برا ہی مگر نہین معلوم کہ مجکو کیا ہو گیا ہی یہ کہکر اُٹھکر بارہ دری مین باغ کی چلی گئی وہان ایک صندوق رکھا ہوا تھا اسکو کھولا اور لوح نکالکر لائی اور بدیع الزمان سے کہا کہ او جوان سنگدل دیکھلے کہ یہی لوح طلسمی ہی ابھی اور آج ہی تیرے باپ کے گلے سے اُتار لائی ہون اور اسی کے سبب سے منصور جادو اُسکا کچھ نہ کر سکی یہ بھی مین تیرے سپرد کرتی ہون اگر تو میرے کہنے کو مانے یہ کہکر پھر لوح کو صندوق مین رکھ آئی اور تختہ اُسکا بند کرکے قفل چڑھا دیا اور پلنگ پر جاکر سو رہی آدھی رات جبکہ آئی پھر اُٹھی اور باغ مین سناٹا دیکھکر کہنے لگی ہیچ و تاب اُسنے کھائے کہ کمبخت کسی طرح راضی نہین ہوتا کیا لطف ہوتا اگر یہ مجھسے ہمبستر ہوتا ساری زندگی کا لطف اُٹھ جاتا گھڑ دلین سو چکے پھر سامنے بدیع الزمان کے آئی اور کہنے لگی کہ او جان لینے والے تو جو مجھ سے وصل قبول نہین کرتا اور انکار رکھتا ہی آخر کچھ تو سہی کہ کونسا عیب اور برائی مجھ مین ہی وجہ تو انکار کی بیان کر بدیع الزمان نے کہا پھر تجکو شیطان نے انگلی دکھائی کیون بک بک کرتی ہو دور ہو ایک عیب تو تجھ مین یہی ایسا ہی کہ تو گندہ دہن ہی منھ سے تیرے عفونت آتی ہی یہ سُنکر وہ بولی کہ تجکو میرے منھ سے کیا کام ہی تو اپنا منھ میرے منھ مین نہ لگانا پیارے مجھے نہ کرنا آخر مجھ کو تجھ سے غرض ہی مین تو بہت صاف و شفاف ہون جیسے آئینہ کہ منھ دیکھلے بلکہ تمہی پر نقرہ مجکو کہنا چاہیئے

مجھ مین تو بو نہین آتی اگر تجکو اعتبار نہو سونگھ لے یہ کہکر چاہا کہ گردن مین ہاتھ ڈالدے بدیع نے لا حول کہکر منھ اپنا
پھیر لیا اور پھر گالیان دین وہ ناچار ہوکے رونے لگی اور رنجیدہ ہوکر جاکے پلنگ پر لیٹی اور سو گئی بدیع الزمان نے
پچھلی رات کو دیکھا کہ وہ حبشی بھی نظر نہین آتا اور انور جادو غافل پڑی سو رہی ہی نفیر خواب بلند ہی اور آواز خراٹے
کی چلی آتی ہی خیال ہوا کہ ای بدیع الزمان پانون تو تمھارے اسوقت قابو مین ہین یعنے اسنے زنگی کے بھروسے پر
اور اس خیال سے کہ منتین بہت کی ہین شاید ایذا نہ دے سحر اپنا آتار لیا تھا لوح صندوق مین تو رکھی ہی چپکے
سے چلکر نکال لے پھر یہ تجبہ تیرا کیا کر سکتی ہی یہ خیال کرکے بارادۂ اخذ لوح دبے پانون آہستہ آہستہ بارہ دری
مین آئے اور صندوق تک پہونچے لاکھ لاکھ طرح چاہا کہ صندوق کو کھولین اور لوح کو نکالین کسی طرح وہ صندوق
نہ کھلا ناچار پھر کے چلے آئے اور طرف آسمان کے دیکھکر دعا کرنے لگے **اشعار دعائیہ** ای صدق تو در سینۂ ہر صاحب
راز ٭ پیوستہ در رحمت تو بر ہمہ باز ٭ ہر کس کہ بدرگاہ تو آید بہ نیاز ٭ محروم ز درگاہ تو کی گردد باز ٭ **قطعہ**
ای آنکہ بہ ملک خویش پایندہ توئی ٭ در دامن شب صبح نمایندہ توئی ٭ کار من بیچارہ قوی بستہ شدہ ٭
بکشای خدایا کہ کشایندہ توئی ٭ ہنوز مناجات ختم نہوئی تھی کہ ایک زن شاطرہ لباس سیاہ بر مین بدستیاری
کمند دیوار باغ سے نیچے اُتری اس صورت سے کہ قنطورہ دبیتا بہ دلسوت عیاری سے لیس زنگولے بندھے ہوئے
گھنگھرون مین روئی بھری ہوئی کہ آواز نہ دین شہزادہ کو دیکھکر انگلی منھ پر رکھی اور اشارہ خاموش رہنے
کا کیا یعنے خبردار خبردار منھ سے نہ بولنا چپکے رہنا بعد اُسکے جب قریب پہونچی اشارے سے پوچھا کہ یہ سوتی
ہی یا جاگتی ہی بدیع الزمان نے اشارہ کیا کہ سوتی ہی یہ سُنکر وہ عورت پاس پلنگ کے آئی اور نلکیہ مین عنبر بیہوشی
رکھکر دماغ مین اُسکے پھونک دیا کہ فوراً چھینک آئی اور وہ بیہوش ہوئی جب بدیع الزمان نے دیکھا کہ بیہوش
ہوئی پاس چلے آئے شاطرہ سے پوچھا کہ تم کون ہو اور کہان سے آئی ہو اور کس وجہ سے ہم سے دوستی رکھتی ہو
شاطرہ نے کہا کہ مین بیٹی شاہ عیاران عالم کی ہون جبکہ ہماری ملکہ آسمان پری نے دنیا مین جاکر خود شادی
ملکہ مہرنگار کی امیر سے کی تھی میرے باپ نے بھی ایک پری سے نکاح کیا تھا مین اُسی کے شکم سے پیدا ہون
بدیع الزمان بہت خوش ہوئے بعد اسکے دختر عمرو نے خنجر کھینچکر انور جادو کا گلا ریتا ہرچند رگڑے
دیے مگر خنجر کارگر نہوا جھنجلاکے شکم پر خنجر مارا صاف اُچٹ گیا ناچار ہوکر بولی کہ ای شہریار اب آپ اسکو
قتل کرین مگر انور جادو نے جب بدیع الزمان نے کہا اُسکا نہ مانا تھا اسنے دیو منارہ کو زنگی سے
منگاکر سامنے بدیع الزمان کے باندھکر کوڑے مارے تھے کہ جسمین یہ ڈرکر وصل پر راضی ہوجائے وہ
گرفتار سحر تھا بدیع الزمان نے کہا کہ ای دختر عمرو اسکا جسم سحر بند ہی یہ کسی سے قتل نہوگی تم کیسی خواجہ
کی بیٹی ہو کچھ تدبیر سوچو کہ یہ قتل ہو اور دیو بھی نجات پائے اُسوقت اُسنے پشت دست کو دیکھا مثل عمرو کے
اور پھانسی کمند کی گلے مین انور جادو کے لگائی اور بقوت تمام اُسکو اُٹھاکے نہر مین باغ کی لٹکے ڈالدیا
جبکہ منھ اور نتھنون اور کانون سے پانی شکم مین اُسکے بھر النفس کی آمد و شد موقوف ہوئی دم بھر مین مرگئی
ایک شور و غل ہوا بیرون نے اُسکے بہت شورش کی نزول آفات و بلیات باغ مین رہا بعد اسکے آواز
آئی کشتی مرا نام من انور جادو بود افسوس مُردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم جب روشنی تیرگی
سے مبدل ہوئی اور پہر رات جو باقی تھی اسی ہنگامہ مین گذری صبح ہوگئی بدیع الزمان نے دوگانہ شکرانہ
پڑھا اور نماز سحر سے فراغت کرکے دختر خواجہ سے کہا کہ اب صندوق کھول کے لوح طلسمی نکال لو اُسنے

ہرچند کھولا پڑا صندوق کا نہ کھلا کہ بہت بھاری تھا وہ کمزور تھی بدیع الزمان نے کھول کر لوح کو نکال لیا
اور بیٹی عمرو کی جدھر سے آئی تھی اُدھر چلی گئی بدیع الزمان نے عکس لوح کا ڈالکر دیو منارہ کو رہا کیا اُسکو ساتھ
اپنے لیکر طرف امیر کے تلاش کنان روانہ ہوئے یہ طرف امیر کے کمال مضطر و بیقرار جاتے ہین کہ لوح تو چھن گئی تھی مین قید ہونگے

دو کلمے داستان امیر و عمرو کے بیان کیے جاتے ہین

کہ امیر کشور گیر سلیمان سریر دہر سپہر عیاری قطب فلک خنجر گذاری انور جادو کی قید مین صفحہ سنگ پر سنگ آمد و سخت
آمد ناچار بیٹھے ہوئے ہین کہ لوح بھی ہاتھ سے جا چکی ہی اور چار طرف غار عمیق کھدا ہوا ہی گویا طبقہ زمین کا شق ہوا ہی
اور آگ سے وہ غار عمیق لبالب ہی عمرو امیر سے لڑ رہا ہی کہ آپکی غفلت سے یہ سب آفتین آئین اب کون بچائیگا
اور چھڑائیگا یونہین خشک ہوکر رہجائینگے امیر فرما رہے ہین کہ بھئی خدا کو یاد کرو کہ یکایک وہ آگ گل ہو گئی اور وہ
صفحہ سنگ کہ گردش مین تھا ساکن ہوگیا اور ہاتھ پاؤن مین طاقت آگئی خون رگون مین دوڑا بس یہ حال جو امیر
باتوقیر نے دیکھا جلدی سے سجدہ شکر ادا کیا اور عمرو سے کہا کہ دیکھا تو نے حافظ حقیقی کی قدرت کو نہین معلوم کیونکر وہ
ساحرہ مری کہ ہم اس بلا سے بچے خدا یون بچاتا ہی اب چلکر اُسے دیکھو جسنے اُسے مارا ہی عمرو نے اب جو باغ کو دیکھا
جلا ہوا پایا نہ گل کہین تھے نہ بوٹے اب امیر و عمرو آگے بڑھے دیو منارہ کو تو حال امیر کا معلوم تھا یہ بدیع الزمان
سے آگے بڑھ آیا ادھر سے امیر آتے تھے راہ مین سکتا ہوا امیر نے اُس سے پوچھا کہ کیونکر رہائی ہوئی منارہ
نے سب حال بدیع الزمان کا بیان کیا یہ کہ رہا تھا کہ بدیع الزمان بھی آ پہونچے ادھر سے تو امیر چلے اُدھر سے
بدیع الزمان دوڑے اور پاؤن پر اپنے باپ کے گر پڑے امیر نے پاؤن سے اُٹھا کے گلے سے لگا لیا پھر سب
حال کہا اب سب ملکے وہان آئے کہ جہان دروازہ باغ پر اندر طاق کے ساحر ضعیف یعنے ارباب جادو ملا
تھا اور اُسنے طنبورہ بجایا تھا اب جو اُسنے امیر کو مع دیگران زندہ آتے دیکھا خوف سے جان فنا ہونے لگی آخر کو
اُٹھکر دوڑا اور جھک کے امیر کو سلام کیا اور ہاتھ باندھکر بولا کہ اب مین آپکے دین کا قائل ہوا امتحان بھی کر چکا
کہ ہر آفت سے بچے بیشک دین آپکا برحق ہی مین مسلمان ہوتا ہون یہ سنکر امیر نے عمرو کیطرف دیکھا
عمرو نے کہا کہ یہ مسلمان ہونے والا نہین ہی یہ دروغگو ہی پہلے روز کیا کچھ اسنے نہین کہا تھا اب بھی فریب
دیتا ہی بس پھر تو امیر باتوقیر نے لوح کو ملاحظہ کیا لکھا پایا کہ یا امیر ہرگز اسکے کہنے کو پذیرا نہ فرمایئے گا یہ
مکار دغاباز ہی جان بچاتا ہی پھر دغا کریگا یہ دیکھکر امیر نے ارباب جادو سے فرمایا کہ ای ارباب جادو اب مین
ناچار ہون کہ لوح مین ممانعت نکلی ہی ورنہ تجھے نہ قتل کرتا یہ سنکر اسنے کہا کہ بہتر اب آپ لوح پر عمل کیجیے بندہ
تو جاتا ہی یہ کہکر سحر سے پر پیدا کیے اور اُڑکر چلا امیر نے پھر لوح کو معائنہ کیا لکھا تھا کہ پشت پر اسکی تیر مارو
سینے پر نہ مارنا امیر نے ایسا ہی کیا فوراً وہ ساحر گرا تڑپنے لگا بیرون نے اُسکے شور و غل کیا آخر آواز آئی کشتی
مرا نام من ارباب جادو بود اب امیر نے پھر لوح کو پڑھا لکھا تھا کہ یہ جو خشک درخت چنار ہی اسے اُکھیڑ لو
امیر نے اُسے جڑ سے اُکھیڑ لیا فوراً چار دیو اُسکی جڑ سے نکلے کہ آنکھ کی نیلی تیلیان تھین حربے ہاتھ مین لیے تھے
امیر کو چار طرف سے گھیر لیا اور وار کیے امیر نے خالی دیے اور تیغ عقرب کھینچکر دو کو قتل کیا تھا کہ دو
مسلمان ہوے اور عرض کیا کہ ہم مال طلسمی اور خزانہ لاتے ہین آپ یہین گھڑی بھر توقف فرمایئے
یہ کہکر وہ دیو گئے اور اُسی غار سے نکال کر جواہر و اسباب کا ڈھیر امیر کے سامنے کر دیا امیر

نے فرمایا کہ ایک تخت لاؤ اور تم یہ مال گلستان ارم مین پہونچا دینا انھون نے تخت لشب کالا دیا اور دو دیو اور بلائے وہ امیر اور بدیع الزمان اور عمرو کو تخت پر بٹھا کے لے اُڑے جسوقت یہ خبر ملکہ قریشیہ سلطان اور آسمان پری کو ہوئی آئین اور پیشوائی کر گے لیگئین گلستان ارم مین داخل ہوئین بعد آسکے مال خزانہ بھی وہ دیو لیکر آئے امیر نے وہ سب مال پریزادون پر تقسیم کر دیا غرضکہ کئی روز وہان رہے جشن سلیمانی رہا پھر جو جُبلن نے زور کیا امیر نے آسمان پری سے اجازت مانگی اُنھون نے بمجبوری رخصت کیا پھر تو بادشاہ اسلام اور تمام سرداران عالیمقام کو امیر نے تختون پر سوار کیا اور آپ ہمراہ بادشاہ کے ہوے مع خواجہ عمرو طرف دنیا کے روانہ ہوے کہ اُسی حال مین ایک پریزاد نے روبروے امیر آکر عرض کیا کہ ہزبر بن قہقہہ قلعہ بلور پر تاخت لایا ہی اور اوسکا چڑھائی کرنے کا ارادہ ہی بلکہ اطراف مین قلعے کے ہزبر کا قبضہ بھی ہوگیا اب وہ منتظر گزیت کا ہی اس لیے گزیت جیسے نقابدار کے سامنے سے بھاگ گیا تھا کہتا تھا کہ اب آسمان پری کی طرف نہ جاؤنگا لیکن ہزبر نے اسکو نامہ لکھکر بلایا ہی اُسی کا انتظار ہی وہ آنے والا ہی جبکہ وہ آجائیگا بیشک حملا کریگا سلطان ارزق قلعہ بند ہوا ہی تاب ہزبر کی لڑائی کی نہین لا سکتا ہی مگر ملکہ آسمان پری نے مجکو آپ پاس بھیجا ہی کہ اطلاع دے آؤ آگے اختیار ہی امیر نے بادشاہ سے کہا کہ ای ظل اللہ اگر مزاج مین آئے تو آپ سردارون سمیت جانب دنیا تشریف لیجائین مین آپ کو پہونچا دون لیکن فدوی کا جانا فی الحال محال ہی کہ مُلک آسمان پری کا چھن جائیگا اور آسمان پری کو مجسے ملال پہونچیگا اور یہ خیال رہیگا کہ امیر نے سنکر کچھ خیال نہ کیا میرے ملکون کو چھنوا دیا بادشاہ نے کہا ہم بھی آپ کے ساتھ چلینگے جب آپکے مزاج مین آئے چلیے ہمکو تعجیل نہین ہی جب آپ یہان سے فرصت پائیے جب چلین ہم بغیر آپ کے نہین جائینگے یہ سُنکر امیر نے مراجعت فرمائی اور پھر گلستان ارم مین داخل ہوے تخت پر تخت ہوا سے اُترنے لگا جبکہ سب فراہم ہو چکے اُسوقت امیر نے ہر سردار کی جانب نظر کی شہزادہ تہمتن یعنے بدیع الزمان گرد لشکر شکن اُٹھ کھڑا ہوا اور امیر سے رخصت چاہی امیر نے ایک لاکھ دیو ہمراہ کر دیے بدیع الزمان اُسی وقت طرف قلعۂ بلور کے واسطے سد راہ ہونے ہزبر و گزیت کے روانہ ہوا بعد جانے بدیع الزمان کے امیر نے بیقرار ہوکر کل لشکر کو ساتھ لیا اور خود بھی روانہ ہوئے راہ مین تھے کہ خبر آئی کہ قہقہہ سہ چشمی آتا ہی اور چاہتا ہی کہ پہلے چلکے آسمان پری کو قتل کرون پھر ملکون کو چھینون امیر نے یہ سنکر وہین مقام کیا اب امیر تو انتظار مین قہقہہ کے ہین

دو کلے داستان ترک توسن یلطائی کے کہ اُسکو امیر باتوقیر نے بادشاہ ترکستان قائم مقام خان اعظم کا کیا ہی بیان کیے جاتے ہین۔

کہ جسوقت امیر نے اُسے تخت پر بٹھا دیا تھا اور سارے ترکستان مین عمل اُسکا ہوگیا تھا امیر تو ترکستان سے چلے آئے تھے اور وہ ترک سلطنت کرتا تھا جسوقت کہ اسکو عرصہ برس روز کا گذرا اور اسنے دیکھ لیا کہ سارے ملک مین تمام رعایا میرے حکم مین ہی اُسوقت اُسنے غرور کو اپنے دل مین جگہ دی اور بولا کہ لات پرستی دین قدیم تیرا ہی چھوڑنا نہ چاہیے امیر نے ایک ترکستان تجکو دیا لیکن تو بھی ایسا کمذات نہین ہی تو بھی بادشاہ تھا اگرچہ ایک ملک دیا تو کیا غریب دیکر مسلمان کیا چھوڑیے دین امیر کو وہ تیرا کیا کر سکینگے یہ سمجھکر ترک توسن نے تخلیہ کیا اور اپنے ملازمان قدیم سے مشورہ کیا کہ ہمارا یہ ارادہ ہی کہ دین قدیم کو اپنے پھر اختیار کرلین تمھاری اسمین کیا صلاح ہی سب نے کہا کہ ای شاہ ہم تو تابعدار آپ کے ہین بخوف جان مسلمان ہوگئے ورنہ

ہمارا کب دل چاہتا ہی کہ اپنے دین قدیم کو چھوڑ دین یہی بہتر ہی جو حضور کے دل مین آیا ہی یہ سنکر ترک توسن یلطاقی نے
مسلمانون پر ظلم و بدعت کرنا شروع کی اور خود زنار پہن لی بت باندھ لیے چند روز بہ اخفا ظلم کرتا رہا پھر تو بعد چند دن
کے سردارون کو حکم دیدیا کہ جو کوئی بت پرستی اختیار کرے وہ بچے اور جو مسلمان ہو وہ قتل ہو جائے مین لات پرست
ہون میرے ملک مین مسلمان نظر نہ آئے پھر تو صدہا آدمیون نے زنار پہن لیے اور جسنے انکار کیا ثابت قدم
راہ ایمان مین کی اُسکو اسنے قتل کیا تمام شہر مین حشر برپا ہوا اور مردم شہر کو چھوڑ کے چلے گئے جب تو ترک
توسن نے چار سو عالم و فاضل جو اسکی سرکار مین تھے اُنکو بلا کے بحث مذہبی اور دینی کرنا شروع کی جب
سے گفتگو مین عاجز آیا تو اُنکو دیگون مین بند کروا کے دیگون کو چولھون پر رکھوا کے آگ لگوا دی اور
سب کو جلوا دیا یہ حال دیکھکر زرہ خاقان وزیر اور تمکاج خان ترک اور دیگر رئیسان ترکستان
نے جلاے وطن اختیار کی کوئی تو طرف چین کے اور کوئی طرف ختن کے چلا گیا اور اکثر نے تقیہ کر لیا ایک مہینے
کے عرصے مین تمام شہر کفرستان ہو گیا اور مسجدین منہدم کر دی گئین تمام شہر بتخانون سے بھر گیا بدستور
قدیم لیئمون نے بت باندھ لیے اور زنار پہن لیے بعد اسکے اسنے نجومیون اور رمالون اور کاہنون کو کہ رہنے
والے قدیم وہان کے تھے اور ملازم سرکار مین خان اعظم کے تھے طلب کیا اور اُنسے پوچھا کہ دیکھو تو میری سلطنت اور
حکومت کو بھی زوال ہو یا نہین ہمیشہ بلا خطر میرے قبضہ اور تصرف مین یہ سلطنت رہیگی سب نے اپنے اپنے
طور پر دریافت کر کے کہا کہ ای شاہ سلطنت کو تیری بہت جلد زوال ہو گا اسنے پوچھا کہ کس کے ہاتھ سے انھون
نے جواب دیا کہ ایک طفل کے ہاتھ سے اسنے کہا کہ دیکھو تو وہ لڑکا کہان ہو سب نے کہا کہ ایسا معلوم ہوتا ہی گویا
یہین موجود ہی اور اسی شہر مین ہو یہ سنکر اُسنے یہ ظلم کرنا شروع کیا کہ تمام شہر کی عورتون کے شکم چاک
کروا ڈالے جسپر ذرا سا بھی حمل کا شبہ پایا گیا بخیال اسکے کہ لڑکا جسکے شکم مین ہو گا مر جائیگا حاصل یہ ہوا کہ ہوے
اُسوقت برہمنون وغیرہ نے دست بستہ عرض کیا کہ ای شہریار ہم سبنے تو یہ خبر آپکو دی ہی کہ اسقدر
جلد سلطنت کو آپ کی زوال معلوم ہوتا ہی کہ گویا وہ یہین موجود ہی لیکن وہ لڑکا پیدا ہو چکا ہی بلکہ بارہ
برس کا ہی اور پسر امیر حمزۂ صاحبقران کا نواسا یعقوب شاہ ختنی کا ہی مان اُسکی جسوقت فوت
ہوئی تھی یہ شکم مین اُسکے تھا جبکہ لاش کو قبر مین اُتارا اُسوقت یہ پیدا ہوا اسی سبب سے نام اُسکا گورزاد مین
حمزۂ صاحبقران ہی یہ سنکر ترک توسن نے کہا کہ بڑی مشکل ہوئی اسلیے کہ یعقوب شاہ بھی بادشاہ اپنے
ملک کا ہی اور فوج کثیر رکھتا ہی آخر کو جب زیادہ بدحواس ہوا اپنے رفقا سے کہا کہ تم مین سے ایک دلاور جائے
اور شہر ختن کو بے چراغ کر دے اور نواسے کو یعقوب شاہ کے یا قتل کرے یا گرفتار کر لائے یہ سنکر بیٹا اُسکا
ترک بن توسن اپنے مقام سے اُٹھا اور کہنے لگا کہ ای پدر بزرگوار مین جاتا ہون ترک توسن نے کہا کہ ای
پسر تو نے میرے دل کے موافق جرأت کی کیون نہو شاباس و مرحبا سوا تیرے یہ مہم کسی سے سر نہوگی بس
دو لاکھ سوار اُسکے ساتھ کر دیے اور طرف ختن کے روانہ کیا جب یہ قریب ختن کے پہونچا اور خبر مشتہر ہوئی تو رعایا
نے فریاد کی کہ دو لاکھ کی فوج آتی ہی تمام ملک کو پائمال کریگی یعقوب شاہ نے یہ دیکھکر مشیران سلطنت کو جمع کیا
اور مشورہ لیا کہ کیون بھئی اب کیا کرون فوج میری فوج ترکستان سے نہین لڑ سکتی اور نواسا بھی ایلام کمسن
ہو نہ ایسا شہزور ہی کہ لڑ سکے بہرکیف کوئی صورت جان بچنے کی بظاہر معلوم نہین ہوتی بس بہتر یہ ہی
کہ مین یہان سے گورزاد کو لیکر طرف چین کے چلا جاؤن وہان خاقان چین باپ بہرام گرد کا بادشاہ

ہی اور ملازم امیر کا ہی اگر وہ شرکت کرے تو البتہ مقابلہ برابر سے ہو اور جان بچے اور خاقان چین مدد ضرور کریگا
کیونکہ ایسا نہین ہو سکتا وہ سنے کہ پسر امیر کا میرے دامن مین پناہ لینے آیا ہی اور وہ مدد نہ کرے یہ صلاح کرکے
فوج اپنے ساتھ لیکر طرف چین کے روانہ ہوا بعد جانے یعقوب شاہ کے چھٹے روز ترک بن توسن ختن مین آیا
رعایا کو تباہ پایا اور یعقوب شاہ کو نہ دیکھا قلعہ ختن خالی ملا بارگاہ مین سناٹا پایا پوچھا کہ یعقوب شاہ کہان
گیا ہی لوگون نے بیان کیا کہ چھ روز کا عرصہ ہوا کہ طرف چین کے گئے ہین اور نواسا بھی ہمراہ ہی یہ سنکر
اسنے بھی قصد طرف چین کے جانے کا کیا مگر ملازمون نے اسکے اس سے کہا کہ آپ اس امر مین اپنے باپ سے
اجازت لے لیجیے پھر آگے جائیے گا کیونکہ اور کہین کی اجازت آپنے نہ لی تھی بے پوچھے جانا مناسب نہین
ہی یہ سنکر اسنے اپنے لشکر کو تو حکم دیا کہ طرف چین کے آہستہ آہستہ چلے اور خود اپنے باپ کو لکھا کہ مین طرف
چین کے جاتا ہون اور خود بھی طرف چین کے روانہ ہوا کہنا کسی کا اسنے نہ مانا اب یہ تو راہ مین ہی مگر
وہان یعقوب شاہ بھاگا بھاگ چلا جاتا ہی منزل نہین کرتا جب قریب چین کے مع لشکر پہونچا مقام
کیا اور نامہ خاقان چین کو لکھا اور اپنی روداد اور آنے کی وجہ سے مطلع کیا جسوقت نامہ خاقان چین کو پہونچا
اسنے دبیر سے پڑھوا کر سنا معلوم ہوا کہ ترک بن توسن عقب مین اسکے آتا ہی اور ترک بن توسن گورزاد بن
حمزہ کی جان کا دشمن ہوا ہی چونسٹھ لاکھ فوج ترکستان پاس ترک بن توسن کے ہی اور اب یہ بادشاہ ترکستان
خان اعظم کی جگہ پر ہی مضمون نامہ کا سنکر بہت گھبرایا اور ملازمان خیراندیش سے مشورہ کیا کہ اگر بلا لیتا
ہون انکو تو ترک بن توسن ضرور چڑھ کر آئیگا فتح و شکست مین کوئی اجارہ نہین فرض کردم اگر شکست
ہوئی تو سارا شہر برباد ہوا جنگ کوئی آفت چین پر نہین آئی ہی یہ شہر سب آفتون سے ہمیشہ بچا رہا ہی وہ
اپنی آفت میرے سر پر بھی ڈالنے آئے ہین اور شہر کو میرے تاراج و برباد کرانا چاہتے ہین سب نے کہا
کہ یہ بات تو سچ ہی اسمین کوئی فرق نہین ہی آپ ہرگز انکو شہر مین اپنے نہ آنے دیجیے اور انھین کہلا بھیجیے
کہ آپ اور کسی طرف جائین مجکو چین کا برباد کروانا منظور نہین ہی آپ جانین اور آپکا کام جانے مین تاب
مقاومت شاہ ترکستان نہین لا سکتا ہون یہی باتین ہو رہی تھین کہ معظم خان بن بہرام کھیلتا ہوا وہان
آنکلا اور یہ ہم سن شاہزادہ گورزاد بن حمزہ کا ہی کوئی چودہ برس کا سن ہی ہو بہو بہرام کی صورت ہی اپنے
دادا سے پوچھا کہ ای جد امجد یہ کیا ماجرا ہی مین بھی تو سنون کون آتا ہی اور پیچھے اسکے غنیم کون آتا ہی خاقان نے سارا
حال بیان کیا کہ بیٹا ترک توسن بلیطاقی کا ختن پر چڑھ آیا تھا کیونکہ اسکو قتل گورزاد بن حمزہ کا منظور ہی اہل
ختن بھاگ کر میرے ملک مین آئے ہین اور لڑکے کو امیر کے لائے ہین ترک توسن چونسٹھ لاکھ فوج ترکان رکھتا
ہی مین برابر اسکے نہین ہون شہر برباد ہو جائیگا میرے نزدیک یہ بہتر ہی کہ انکو نہ آنے دون اور منع کروا بھیجون
کہ کسی اور طرف جائین مجکو نہ سرفراز کرین یہ سنکر معظم خان نے کہا کہ واہ واہ سبحان اللہ کیا خوب بات آپ
نے کہی ہی اور ہی بھی یہی کہ شہر کو بچانا مقدم ہی کیونکہ دادا صاحب میرے باپ کے نام کو برباد کیا چاہتے
ہو جبکہ باپ میرا پوچھیگا کہ میرے آقازادے کو کیون نہ آنے دیا اور قتل کرا دیا تو کیا جواب دوگے ماسوا
اسکے یعقوب مسلمان بھی ہی اور مسلمان کی مدد کرنا بہرکیف لازم ہی ہم ضرور مدد دینگے اور لڑینگے کیا اصل ہی
ترک بن توسن کی اگر آئیگا تو کیا کریگا ایسی سزا پائیگا اور مزا چکھیگا کہ پھر ادھر کا رخ کرکے گھر مین بھی
نجا سکیگا حیف ہی کہ آپ دشمن کا تو ڈر کرتے ہین اور دوستون کو نہین یاد کرتے اگر آپ شریک فرزند امیر کے ہو جائینگے

تو کچھ فوج اسلام بھی کام آئیگی یا فقط نام ہی نام ہی یہ سنکر خاقان چین نے ہر چند نشیب و فراز عالم سمجھائے مگر معظم خان نے نہ مانا اور چین سے نکل کر پیشوائی کو چل کھڑا ہوا جب تو ناچار ہوے خاقان بھی جلوس و تجمل کے ساتھ واسطے استقبال کے روانہ ہوا پانچ کوس پر آکر معظم خان نے شہزادہ گورزاد کو پایا اور سلام کرکے دست بستہ عرض کیا کہ آپ مالک ہین آقازادے ہمارے ہین آپکو لڑنے بھڑنے کی کیا ضرورت ہی گھر آپ کا کفش خانہ ہی بے خوف و خطر آپ تشریف لیچلیں کیا جان رکھتا ہی ترک بن توسن کہ آپ کو ٹیڑھی نگاہ سے دیکھے یا آپ پر ہاتھ اُٹھائے یہی باتین تھین کہ خاقان چین بھی پہونچے اور بصد حشمت و شوکت یعقوب شاہ اور شہزادہ گورزاد بن حمزہ کو لیکر داخل شہر ہوا مگر خاقان چین معظم خان کا منھ دیکھتا ہی اور کچھ نہین کہتا مگر معظم خان نے بڑی دھوم سے دعوت کی ناچ کیا آتشبازی صدہا روپیہ کی شب کو چھڑوائی بعد کئی دن کے ترک بن توسن بھی پہونچا خبر اُسکے آنے کی سنکر یعقوب شاہ اور معظم خان نے قلعۂ چین کو آراستہ کیا دروازہ بند کروالیا اور خندق کو بھروادیا سب سامان لڑائی کا قلعۂ مین موجود کرلیا مگر ترک بن توسن کو مخبرون سے سب حال معلوم ہوا اُسنے ایک جلودار کو حکم دیا کہ جاؤ اور کہو کہ اے ساکنان چین بہتر اور لایق تم کو یہ ہی کہ گورزاد بن حمزہ کو لیکر ہاتھ باندھکر جلد خدمت مین حاضر ہو تو تمھاری جان بخشی مین نے کی اور اگر خلاف کیا تو سارے قلعے کو تاراج کرونگا یہ سنکر حکم لیکر جلودار چلا اور سامنے قلعہ کے آیا اہل قلعہ نے جو دیکھا ایک توپ خالی چھوڑدی جلودار نے رومال ہلایا یعنے مین ایلچی ہون پھر دوسری ضرب نہوئی یہ قلعۂ مین آیا اور پیغام پہونچایا خاقان چین اور معظم خان نے جواب دیا کہ کہدینا کہ او گیدی تیری حقیقت کیا ہی تو گُو کھاتا ہی اور جھک مارتا ہی یہ کیونکر ہو سکتا ہی کہ ہم آقازادے کو تیرے حوالے کردین کہ تو قتل کرے کیا تجھ سے دبتے ہین کیون سودائی پن کی باتین کرتا ہی دور ہو یہان سے اور باز رہ اس ارادے سے ورنہ مارا جائیگا یہ سنکر جلودار چلا آیا اور سب روئداد آکے ترک بن توسن سے بیان کی اُسنے نامہ اپنے باپ کو لکھا کہ وہ برسر فساد ہین اب جیسا حکم ہو ویسا کرون نامہ دار تو طرف ترکستان کے روانہ ہوا مگر خاقان چین نے جو سنا کہ اسنے نامہ اپنے باپ کو لکھا ہی اُنھون نے بھی ایک خط شہر خاور مین خسرو خان خاوری کو لکھا اور شتر سوار کو روانہ کیا اور کہدیا کہ زبانی بھی سمجھا دینا کہ آپ کو براے مدد بلایا ہی جلد چلیے کہ بیٹا امیر کا وہان گھرا ہوا ہی شتر سوار جو خاور مین آیا سیارہ بن عمرو دروازۂ بارگاہ پر بیٹھا ہوا تھا اُسنے شتر سوار کو اندر پہونچا دیا خسرو خان نے نامہ پڑھا اور اُسیوقت تخلیہ کرکے اپنے بیٹون کو بلا کے کہا کہ تم جانتے ہو کہ ترک توسن نے کیسا کیسا بھگایا ہمارا کیا زخمی بھی ہوا بار ہا مگر خواستگاری خورشید خاوری سے ہاتھ نہ اُٹھایا اب ہمارا جانا وہان بمقابل ترک بن توسن گویا سوتے فتنے کو جگانا ہی خدا خدا کرکے تو اب بھولا ہی ماسوا اسکے ہم آپ سے رہ بھی نہین سکتے کیونکہ وہ فوج جرار رکھتا ہی ہمارے نزدیک تو یہ اچھا ہی کہ ہم خاقان چین کو جواب صاف دین کہ ہمارا آنا نہین ہو سکتا مگر اب حال ملک قاسم کا گذارش کیا جاتا ہی کہ سن انکا بارہ برس کا ہی اور حال دیوانوں اور سڑھے کا یہ ہی کہ بات بات پر گھر مین خواصون پر تلوار نکالا کرتے ہین اور قتل کرنے کو اُنکے برہنہ تلوار لیکر دوڑا کرتے ہین اور یہ کہتے ہین کہ میرا دل چاہتا ہی کہ سب کے گلے کاٹ ڈالون اور ورگڑا دیکر دیکھون کہ کیسی باڑھ میری تلوار مین ہی خواصین مارے ڈر کے بھاگی پھرتی ہین اور جس روز یہ پیدا ہوے تھے اُسی روز کئی ہزار لڑکے اور بھی انکے شہر مین پیدا ہوے تھے تو خسرو خان نے جتنے اِن کے ہم سن تھے سب کو نوکر رکھکے ان کی خدمت کو چھوڑا ہی وہ سب ہر وقت پاس حاضر رہتے ہین اور فن سپاہگری

ساتھ انکے سیکھا کرتے ہین اور ایک بارگاہ مین انکا بھی دربار ہوتا ہی ترک سفید جامہ سا اُستاد تعلیم کرتا ہو اُسنے اتنے ہی سے سن مین قاسم کو مع اُنکے رفیقون کے فن سپاہ گری مین طاق اور یگانہ آفاق کر دیا ہی یہ زورون پر چڑھے ہوے ہین قضاے کار جسوقت نامہ پڑھا گیا ہی تو قاسم بھی اپنے نانا پاس موجود تھے اُنھون نے کہا کہ نانا جان مین سمجھا نہین اس شتر سوار نے کیا کہا کہ آپ کو تشویش ہوئی کہا بیٹا تم سے کیا کہون اُنھون نے کہا کہ آخر ہم کوئی دشمن ہین اُسوقت خسرو خان نے سارا حال بیان کیا قاسم نے کہا پھر آپ کا کیا ارادہ ہی خسرو خان نے کہا کہ میرا ارادہ جانے کا نہین ہی کہ ترک توسن ایک تو یونہین دشمن ہی دوسرے اور بھی دشمن ہو گا خدا اُسکے ہاتھ سے آبرو بچاے یہ کلمات جو قاسم نے سنے کہا کہ نانا جان خوب تدبیر آپ سوچے سبحان اللہ ایسا ہی چاہیے کہ امیر کے فرزند اور رفیق پر تو یہ آفت ہو اور ہم منھ چھپائین اور اُنکا ساتھ جا کر نہ دین ماسوا اسکے اتنا تو سمجھیے کہ امیر کا فرزند میرا کون ہوا آیا چچا کی شرکت کرنا مجکو لازم ہی یا نہین وہ تو مصیبت مین گرفتار رہا اور ہم چین سے بیٹھے رہین یہ امر بھلا ہو سکتا ہی جب دادا جان اور بابا جان کا سامنا ہو گا تو مین اُنکو کیا منھ دکھاؤنگا آنکھ میری کیونکر چار ہوسکیگی خسرو خان خاوری نے قاسم کو لڑکا سمجھکر طعن سے کہا سب کی طرف اشارہ کر کے کہ لو صاحب طرفہ ماجرا ہی آپ یعقوب شاہ کی مدد کو جائینگے جیسا گھر مین خواصون پر تلوار برسایا کرتے ہین ویسا ہی سمجھے ہین کہ وہان بھی جا کر سب کو ڈرا دینگے اور وہ ڈر جائینگے فوجین بھاگ جائینگی بس یہ کلمے سنکر قاسم آگ ہو گیا اور اپنی جگہ سے اُٹھکے کہنے لگا کہ ہم جائینگے اور دیکھیون جاتے ہین خسرو خان نے پھر طعن کے کہا کہ جی ہان گئے اور لڑائی فتح ہو گئی بس قاسم کو تاب باقی نہ رہی اُسیوقت پشت مرکب پر بیٹھکر کسی رفیق کو بھی خبر نہ کی جو اُنکے ساتھ کے کھیلے ہوے لڑکے تھے صرف شتر سوار کو ساتھ لیکر باہر آئے اور کہا کہ تو آگے آگے چل کہ ہمین راستہ نہین معلوم ہی شتر سوار نے اُشتر کو آگے بڑھایا پیچھے پیچھے شاہزادہ نامور سیاہ ملک قاسم بن رستم نے اپنے مرکب کو جولان کیا اور طرف چین کے چل کھڑے ہوے یہ خبر خسرو خان خاوری کو ہوئی کہ واقع لعین قاسم چلے گئے اب حیرت ہو گئی اور اب تو یہ گھبرایا اور تہمتن خان بیٹے کو اپنے بلا کر کہا کہ ای فرزند جاؤ اور بہر صورت اُسکو پھیر لاؤ نہین تو خورشید خاوری اپنی جان دیدیگی تہمتن خان نے باہر نکل کر جو دیکھا تو قاسم دور نکل گیا تھا بس اُسیوقت گھوڑے پر سوار ہو کر پکارتا ہوا چلا کہ ای ملک قاسم ٹھہر جاؤ ایک بات ہماری سنتے جاؤ نانا تمھارے بلاتے ہین قاسم نے ساعت بھی نہ کی کہتے کیا ہو جب بہت پکارا اور قاسم نے جواب نہ دیا پھر تو اُنھون نے شبدیز گام اور کو سرپٹ ہانکا اور قریب قاسم کے پہونچے اور کہا کہ ای فرزند چلے آؤ غصّے کو دور کرو برا کیا جو تم سے بتنے گھر چلو کہان جلتے ہو اور تم ابھی کم سن بہت ہو کیونکر لڑوگے اور لڑائی کا بہت دیر مین فیصلہ ہو گا قاسم نے جواب دیا کہ ماموں صاحب آپ پھر جائین مین نہین پھرونگا مردون نے جو قصد کیا کیا اب آگے آگے تو قاسم ہو پیچھے پیچھے تہمتن خان ہر چند سمجھایا مگر نہ مانا آخر مجبور ہو کر یہ بھی ساتھ ہو لیے خسرو خان نے جو سنا دونون چلے گئے بہت گھبرایا اور انتہا کا صدمہ ہوا اُسی اثنا مین ملکہ خورشید خاوری کو بھی یہ خبر ہوئی کہ ملک قاسم یعقوب شاہ ختنی کی مدد کو چلا گیا بس یہ سنتے ہی حواس جاتے رہے ماں کی محبت بھلا کیسی ہلتی ہی روتی پیٹتی دروازے پر چلی آئی دربانون سے کہا کہ ارے جلدی کوئی میرے باباجان سے کہو کہ آپنے

یہ کیا ستم کیا کہ میری عمر بھر کی کمائی کو کھو دیا جا کے قاسم کو پھیر لائیے ورنہ میں آپ نکلی ہوں اور بے پردہ ہوتی ہوں دربانوں نے جو جا کر خسرو خان سے کہا بے اختیار ہو کر کہا تہمتن خان تو ساتھ قاسم کے جا چکا الماس خان وغیرہ میرے ہمراہ چلینگے پھر کچھ سوچ کر کہا کہ ارے خیمہ بھی ساتھ نہیں ہی نہیں معلوم وہ کتنی دور نکل گیا اگر کہیں مقام کریگا تو کیونکر آرام پاویگا بہت تکلیف ہوگی غرضکہ یہ بھی سب سامان لیکر روانہ ہوا کہ جا کر جسطرح ہو قاسم کو پھیر لائے

داستان حیرت بیان شہزادۂ ملک قاسم بن علمشاہ کی کہ مدد کو گورزاد بن حمزہ کیطرف شہر کے گئے ہیں بیان کیجاتی ہی

راویان اخبار و ناقلان آثار قصہ اسطرح روایت کرتے ہیں کہ ملک قاسم ساتھ ستر سوار کے تین شبانہ روز تک برابر چلے گئے کہیں مقام نہ کیا کچھ میوہ وغیرہ راستے میں کھا لیا چوتھے روز صحرا میں ایک گروہ سواروں کا نظر آیا کہ سامان شکار کا بحری جرہ باز شاہین شکرا وغیرہ ساتھ تھے چاہا قاسم نے کہ انسے علیحدہ ہو کے چلے چلیے مگر انھوں نے جو نشانیاں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی چہرۂ انور میں دیکھیں تو اپنے سرداروں کو واقف کیا وہ دو جوان سرداران نامدار مانند تاجداروں کے مالک اس گروہ کے تھے آگے ملک قاسم کو سلام کیا اور کہا کہ اے شہریار آپ کہاں سے آتے ہیں اور کدھر جائینگے اور نام آپ کا کیا ہی ملت و نسب کیا رکھتے ہیں قاسم نے انسے کہا کہ پہلے تم اپنے کو ظاہر کرو کہ تم کون ہو اور کیا نام و نسب ہی انھوں نے کہا کہ ہم تو ملازم شہزادۂ علمشاہ کے ہیں اور نام ہمارے فضلان شاہ اور لایان شاہ ہیں اور سلطان ہیں آپ کو ہم آقا سے اپنے مشابہ پاتے ہیں اسی سبب سے دریافت کرتے ہیں قاسم نے جو سنا کہ یہ رفیق پدر بزرگوار کے ہیں اپنے نام سے انکو بھی واقف کیا انھوں نے کہا آپ کہاں جاتے ہیں قاسم نے سارا حال ترکستان میں تورتین کے یورش کرنے کا حصن پر اور یعقوب شاہ کا گورزاد بن حمزہ کو ملک چین لیجانا بیان کیا اور کہا کہ میں مدد کو اپنے چچا کی جاتا ہوں اسوقت انھوں نے کہا کہ اب تو ہمارے شہر میں کہ شہر جنگل کہتے ہیں چلیے ہم کو سرفراز و ممتاز فرمائیے بعد تھوڑے دنوں کے ہم بھی ہمراہ رکاب ظفر انتساب ہونگے ملک قاسم نے ہرگز نہ مانا اور آگے روانہ ہوئے یہ مایوس ہو کر رہ گئے تھوڑی دیر میں خسرو خان خاوری شہریار خاور مع لشکر وہیں آپہونچا اور فضلان شاہ وغیرہ کو دیکھکر شہزادۂ ملک قاسم کو پوچھا انھوں نے کہا کہ ابھی سامنے گئے ہیں ہر چند ہم نے کہا کہ شہر جنگل میں چلیے مگر کسیطرح نہ مانا چلے گئے یہ سنکر خسرو خان کے تن میں جان آئی اور عقب میں قاسم کے چلا فضلان شاہ اور لایان شاہ بھی ہمراہ ہوئے مگر ملک قاسم کہ آگے چلے جاتے ہیں صحرا میں ایک طرف کچھ مکانات آنکھیں نظر آئے سر اٹھا کر جو غور سے دیکھا تو وہ مکانات اندر باغ کے تھے اور سامنے ایک ٹیکرے پر رنگ کے ایک جوان نہایت حسین مگر کاہش غم و الم سے مثل ہلال انگشت نمائے عالم ہی نظر آیا اشعار

سب خشک دلوں گواہ عطش
بھوین دونوں تھیں سوت مراہ
گریبان پہ چھینٹے خون کی بہار

بال پریشان و زرد لیدہ مو
سندی آنکھیں دو ساغر واژگون
عیان وحشت نگہ سے اور خون جگر
دل افسردہ غمناک و اندوہگین

تنگ بے در حسرت و آرزو
صراحی گردن ہمیشہ نگون
تڑپ دل سے پیدا کلیجے میں درد
لکھا اسکی قسمت کا چین بر جبین

دہن ساغر یاس کی جرعہ کش
ازل سے غم دل کی اسکی گواہ
سر ناخن غم سے سینہ فگار
قید مقید سلاسل میں گرفتار

با جان حزین و دل زار خاموش از خود فراموش بیٹھا ہوا ہی مگر فروغ چہرے سے نمایاں ہو گیسوان لیلی اور خال سبز ابراہیمی رگ ہاشمی موجزن ہی ملک قاسم نے متحیر ہو کر اس اسیر سے پوچھا کہ اے جوان کیسی وجہ

نام داری کسنے تجکو قید کیا ہی اور مذہب تیرا کیا ہی اُسنے اُنسے کہا کہ پہلے تم بتاؤ کہ تم کیون پوچھتے ہو اور باعث پوچھنے کا کیا ہی مگر ملک قاسم نے اصرار کیا کہ ای جوان پہلے تو ہی اپنا حال کہہ بیان کیا اُس اسیر نے کہ مین بھائی ہون شہزادۂ رستم بن حمزہؑ کا جنکو علمشاہ کہتے ہین قاسم نے جو سنا کہا کہ وہ باپ ہین میرے اور آپ عمّو ہوے مین قاسم بن رستم ہون ای عمّو جان اب نام بھی اپنا بتلائیے اُس جوان نے آہ کھینچکر کہا کہ نام میرا گہر زاد بن حمزہؑ ہی بطن سے ریحانہ پری کے ہون اور اسیری کی صورت یہ ہی کہ ایک ساحرہ ہی کہ نام اُس ساحرہ کا عنقاروس ہی وہ عاشق ہوکر مجکو یہان لائی اور طالب وصل ہوئی مجکو ساحرہ سے نفرت ہی مین نے قبول نہ کیا اور اُسکا کہنا نہ مانا تب اُسنے جھنجھلا کر بزور سحر اس صورت سے قید کیا ہی اور ایذائین دیتی ہی کہ کسی طرح دباؤ کھاکر مجکو قبول کرے ملک قاسم نے جو یہ سنا ایک تو یہین دو سے شرارت پوچھا کہ آخر مطلب اُسکا کیا ہی اُنھون نے کہا کہ وہ مجھسے کہتی ہی کہ ساتھ میرے سو رہو قاسم نے کہا بہت بُرا کیا تم نے آخر کیون نہ سو رہے کہ اس آفت مین پھنسے گہر زاد بن حمزہؑ نے جواب دیا کہ مین ساتھ اُس ساحرہ کے کیونکر سوتا کہ ہمارے یہان کوئی ساحرہ کے ساتھ نہین سوتا ہی اور زیادہ مشکل کی بات تو یہ ہی کہ وہ کہتی ہی مجھسے حرام کر و حرام مین کیونکر کرتا قاسم نے جواب دیا کہ وہ حرام کو کہتی تھی آپ نے اُسکو حلال کیا ہوتا یہ سنکر گہر زاد نے جانا کہ یہ سودائی ہی اسے عارضہ سودے کا ہی پھر تو قاسم نے کہا کہ یہ تو بتاؤ کہ اتنے دنون قید مین اُسکی کیونکر رہے کیونکہ بیٹے ہو آپ اُسکے جسکو زلزلۂ قاف کہتے ہین اور بھائی آپ اُسکے جسے رستم پیلتن کہتے ہین مگر ثابت ہوتا ہی کہ آپکے بدن مین طاقت بالکل نہین کہ قید توڑ ڈالیے گہر زاد نے کہا کہ ای جان عمّو زور و طاقت کا یہان کیا کام ہی کوئی اس قید کو توڑ نہین سکتا کیونکہ یہ قید سحر ہی اور ای فرزند اب تم بھی یہان سے چلے جاؤ کیونکہ یہ وقت اُسکے آنے کا ہی آتی ہوگی خدا نہ کرے اگر اُسنے یہان تم کو مجھسے باتین کرتے دیکھ لیا تو تم کو بھی وہ آزار پہونچائیگی ایسا نہو کہ اس قید مین تقدیر مجکو داغ تمھارا دکھائے ملک قاسم نے کہا بھلا عمّو جان یہ کیونکر ہو سکتا ہی کہ مین اس حالت مین آپ کو چھوڑ کے چلا جاؤن اگر وہ آئیگی تو تجبہ کیا بتائیگی خدا کرے کہ جلد آئے یہ سنکر گہر زاد بن حمزہ نے بہت منّت اور خوشامد کی کہ ای جان عمّو کہین پوشیدہ ہی ہو جاؤ اور قسم بھی دی قاسم نے کہا بہتر قسم سے مجبور ہون اور ادھر اُدھر دیکھنے لگے کہ کہان چھپون نیچے ٹیکرے کے انبار پھولون کا تھا کہ روز رات کو عنقاروس گلہاے اقسام اقسام لیکر آتی تھی اور اسقدر لیکر آتی تھی کہ گرد و پیش اُنکے انبار لگا دیتی تھی جب خشک ہو جاتے تھے نیچے ٹیکرے کے گرا دیتی تھی وہی انبار ہو گیا تھا قاسم سوچے کہ اس سے بہتر جگہ نہین ہی اور اُس انبار مین گھُس گئے اور پوشیدہ ہوکر بیٹھے تہمتن خان کہ قاسم کے ساتھ تھے یہ اور شتر سوار دونون دور چلے گئے کہ اتنے مین ہوا تند چلی اور عنقاروس جادوآئی اور گہر زاد سے بولی کہ او پریزاد بانی بیداد کیون میرے واسطے جلّاد بنتا ہی اور جان میری لیتا ہی ارے مجکو قبول کر یہ کہہ رہی تھی اور چار طرف دیکھتی بھی جاتی تھی جیسے کوئی کسی کو تلاش کرتا ہی جب گہر زاد نے حسب عادت انکار کیا اُسوقت عنقاروس نے کہا ٹھہر جا پہلے تیرے حمایتی کو مار لون پھر تجھسے سمجھون یہ کہکر بولی کہ سچ بتا کہ کون حمایتی تیرا آج آیا ہی اور تو نے میرے خوف سے اُسکو کہان چھپا دیا ہی گہر زاد نے

جواب دیا کہ ارے یہ تو بتلا کہ میرا حمایتی کہان سے آویگا اتنے دلون سے تو نے مجکو قید سحر مین مبتلا کیا ہی آجتک
کوئی نہ آیا جواب آئیگا عنقار وس نے کہا کیون جھوٹ بولتا ہی کوئی تو ضرور آیا ہی کہ مجکو بیرون نے خبر دی
ہی تو کیتا کیا ہی اور دیکو ڈھونڈھ کے لاتی ہون کہان چھپ سکتا ہی یہ کہکر ڈھونڈھتی ہوئی چلی یہ دیکھکر جان گہرزاد
کی نکل گئی اور وہ ٹیکرے کے نزدیک پہونچی مگر بقدرت پروردگار ایسی طرف گئی کہ پشت عنقار وس کی ملک قاسم
کی طرف ہو گئی تھی اور یہ ڈھونڈھتی ہوئی آگے چلی جاتی تھی شاہزادے نے جب یہ دیکھا کہ آگے بڑھگئی پھولون
مین سے نکل کر تیر کو کمان مین جوڑا اور گوشہ سے گوشہ کمان مین ملاکے سیسر کو کڑکایا جبکہ تیر کمان سے
لیس ہو چکے اور بقواعد تیر اندازی پیتیر ابدل چلکے آواز دی کہ او قحبہ کہان جاتی ہی اور کسکو ڈھونڈھتی
ہی مین تو ادھر ہون بس آواز دشنام جو عنقار وس نے سنی جلدی اُدھر رُخ کیا وہین تیر اجل جو بیٹھا تو تودۂ دل
کو توڑکے پس پشت سے نکلا کہ ایک قد آدم اُچھلکر گری اور چاہا کہ کچھ افسون سحر کا پڑھے اور پھونکے شاہزادے
نے تیغ آبدار سے سر اُسکا کاٹ ڈالا ایک وار مین تیغ دودم کے بیدم کیا دم مارنے کی مُہلت نہ دی بس ایک
غل وشور ہوا آندھی چلی آگ برسی اندھیرا ہو گیا نزول بلیّات ہونے لگا سلین کی سلین آسمان سے گرنے لگین جنیشاد
وشیاطین جو اسکی قید مین تھے اُنھون نے رہائی پائی فریاد و بیداد کرتے ہوئے چلے گئے برقین قسم قسم کی برسے
زمین آسمان سے گرین بڑی دیر تک نزول بلیّات رہا جبکہ روشنی ہوئی آواز آئی کہ مُردیم وجان دادیم بمطلب
خود نہ رسیدیم کشتی مرا نام من عنقار وس جادو بود دیکھا قاسم نے کہ لاشہ اُسکا پڑا ہوا ہی یا تو شل شمع حال
روشن تھا یا شل سنگ سیاہ کے ہو گئی عجب مہیب شکل ہی یہ صورت جو ملک قاسم نے اسکی دیکھی لاحول پڑھکر
ٹھوکر ماری اور شہزادۂ گہرزاد بن حمزۂ نے رہائی پائی قید سحر دور ہو گئی اور وہ باغ وعمارت
نیست ونابود ہو گئے نشان بھی باقی نہ رہا بس شاہزادۂ ملک قاسم کو گہرزاد بن حمزہ نے
گلے سے لگایا اور تعریف کرکے کہا کہ اے جان عم بعد فضل خدا کے تو نے میری جان بچائی خدا تجکو سلامت
رکھے اب میرے ساتھ پردۂ قاف مین چلو تھوڑے دنون سیر قاف کی کرو پھر جہان کہوگے وہان پہنچا
دونگا یہ سنکر قاسم نے کہا کہ عمو جان ابھی تو فدوی کا جانا نہین ہو سکتا ہی مگر جبکہ چین سے پھرونگا
تو البتہ آپ کے ساتھ چلونگا گہرزاد بن حمزۂ نے ہرچند کہا ملک قاسم نے نہ مانا پھر گہرزاد نے
کہا کہ ہرگز مین تنہا جانے نہ دونگا قاسم نے کہا اچھا پردۂ قاف کو کیونکر چلیے گا نہ تخت ہی نہ پریزاد ہین
گہرزاد نے کہا مین ابھی دیوؤن کو بلاتا ہون اور تخت منگاتا ہون تم یہین ساعت بھر ٹھہرو چلے نہ جانا
قاسم نے کہا بہت اچھا گہرزاد بن حمزۂ ایک طرف کو چلے گئے بعد گہرزاد کے چلے جانے کے ملک قاسم
نے اپنے گھوڑے کے تنگ کو تنگ کھینچا اور سوار ہو کے طرف چین کے روانہ ہوئے وہان گہرزاد نے
آواز دی دیوزاد اُنکا تخت طلائی لیکر حاضر ہوئے اور اپنے شہزادے کو قید سے رہا دیکھکر بلاگردان
ہوئے اور کہا کہ قاف کو چلیے گہرزاد نے کہا کہ میرا بھتیجا ملک قاسم وہان ہی جہان مین قید تھا
اُسی نے ساحرہ کو مار کر مجھے رہا کیا ہی وہان تخت لیچلو اُسکو بھی سوار کرکے طرف قاف کے لیچلونگا
وہ وہان میرا منتظر ہوگا دیوزاد تخت کو لیکر ساتھ گہرزاد کے وہان آئے جہان ملک قاسم کھڑے
تھے اب جو دیکھا لاشہ عنقار وس کا پڑا ہی صد ہا زاغ وزغن نوچ نوچ کر کھا رہے ہین اور
ملک قاسم کا پتا بھی نہین گھوڑے کے سمون کے نشان بنے ہوئے ہین گہرزاد کو نہایت

صدمہ ہوا بڑی دیر تک کھڑے رویا کیے اتنے مین لشکر خسرو خان خاوری کا بھی آپہونچا گہرزاد
کو دیکھکر حال ملک قاسم کا پوچھا گہرزاد نے کہا کہ ابھی یہین تھے اور یہ لاشہ جادوگرنی کا جو پڑا ہی یقین
اُسکو مارکر مجھے قید سے رہا کیا ابھی میرا فرزند یہین کھڑا تھا مین تخت لینے گیا اتنے عرصے مین نہین معلوم کہان چلا
گیا مین ڈھونڈھ رہا ہون خسرو خان نے جو یہ سنا جانا کہ طرف چین کے گیا ہو گا خود بھی طرف چین کے چل
نکلا اور گہرزاد تخت پر بیٹھکے طرف پرستان کے راہی ہوے حال ملک قاسم کا یہ ہو کہ یہ جو مار کر ساحرہ کو اور
گہرزاد کو فریب دیکر مرکب پر سوار ہو کر گئے تو ابھی راہ مین چلین کی ہین وہان ترک بن توسن یلطاقی نے
پھر خاقان چین سے کہلا بھیجا کہ یہی تمھارے لیے بہتر ہو کہ پسر حمزہؓ صاحبقران یعنے گورزاد کو باندھکر میرے
پاس بھیجدو ورنہ پچھتاؤ گے خاقان چین نے پیام زبانی شتر سوار کی سنکر کہدیا کہ او گیدی تو کیا جھک
مارتا ہی ہو سکتا ہو کہ ہم اپنے شہزادے کو پکڑ کر تجکو اسلیے دیدین کہ تو قتل کرے یہ نمکحرامی تو کبھی نہوگی
کہ جیسی تیرے باپ نے نمکحرامی کی ہو کہ آقا نے تو ہمارے اُسکو بادشاہت ترکستان کی دی اور اُسنے آنکی اولاد
کو قتل کرنے پر کمر باندھی ہو ہم سے ایسا نہوگا جو تجھ سے ہو سکے کر گذر درگذر نہ کر دیر کیون کرتا ہی خدا
ہمارا معین و مددگار ہو یہ جواب جو شتر سوار نے اگر ترک بن توسن کو خاقان چین کی طرف سے دیا اُسنے
پیچ و تاب کھا کر حکم لشکر کو دیدیا کہ کل ہم قلعہ لے لینگے چاہیے کہ سب تیار رہین اور نقارۂ شرطیہ بجوا دیا کہ کل
قلعہ ضرور لے لینگے سب ترک خبردار ہو گئے اور تیاری مین مصروف ہوے ساری رات بیدار رہے اسلحہ اپنا
اپنا درست کرتے رہے اور تلوارون کو چرخ پہ چڑھواتے رہے یہان یہ صورت ہو اور اندر قلعے کے کیفیت
ہو کہ جب سے شہزادہ گورزاد بن حمزہؓ آئے ہین معظم خان بن بہرام کو ایسی محبت گورزاد سے ہو گئی
ہو کہ جسکی حد نہین جان فدا کرنے کو موجود ہو بسبب ہم سنی کے اب جو معظم خان نے یہ سنا کہ نقارۂ شرطیہ
ترک بن توسن نے بجوا دیا ہو کل حملہ کریگا تو یہ گھبرایا ہوا پاس گورزاد کے آیا یہان گورزاد کو بھی انتظار
مین پاکر دست بستہ عرض کیا کہ آپ کسی بات کا اندیشہ نہ فرمائین کیا مجال اور طاقت ہو ترک بن
توسن کی کہ اندر قلعے کے اگر آپ کو آزار پہونچائے پہلے مین آپ پر سے نثار ہو لونگا پھر جو خدا کریگا
وہ ہو گا بلکہ آپ قلعے مین بیٹھے رہین اور تماشا دیکھین مین باہر نکل کر اُس سے مقابلہ کرونگا اور قلعے مین
چھپکر مجھ سے نہ بیٹھا جائیگا یہ سنکر گورزاد نے کہا کہ بھئی معظم خان یہ ہمین کب شایان ہو کہ لڑائی تو
ہمارے سبب سے ہو اور دشمن تو ہمارے لیے چڑھکر آیا ہو اور ہم یہان چھپکر بیٹھین اور تم کو کہین کہ قلعے
سے باہر نکل کر لڑو یہ کبھی نہو گا ہم تمھارے ساتھ ضرور چلین گے چاہے مارے جائین چاہے بچین معظم خان
نے جرأت کی تعریف کی اور کہا کہ غلام کے ہوتے آقازادے کو لڑنا مناسب نہین ہو مگر گورزاد نے نہ مانا کہ
ایسا نہین ہو سکتا پھر تو یہ دونون مشورہ علیحدہ کرنے لگے اسی حال مین صبح ہو گئی اور ترک بن توسن
نے حملہ کیا او پر سے ہزارون ضربین گولہ اندازون نے مارین کہ ہزارون ترک مر گئے آخر کو تاب نہ
لائے اور بھاگے ہمراہ اُنکے ترک بن توسن بھی پلٹ گیا اور اپنے لشکر مین پہونچ کر سب پر خشمگین
ہوا کہ تم نے اپنے ساتھ مجکو بھی بھگوا دیا اگر تم نہ بھاگتے تو مین کا ہیکو بھاگتا گھڑی دو گھڑی دم
لیکر کہا کہ اب مین تنہا جاتا ہون خبردار کوئی ہمراہ میرے نہ آئے اور یکہ و تنہا روانہ ہوا معظم خان
نے گولہ اندازون کو منع کر دیا کہ زنہار زنہار کوئی ضرب اُسکو نہ مارے تنہا کوئی سوار پیغام رسانی کو

آتا ہو سب نے ہاتھون کو روک لیا آگ توپون کو نہ دی اتنے مین ترک بن توسن آپہونچا اور برلب خندق کھڑے ہوکر للکارا کہ یون آتے ہین اور قلعہ چین بیٹھتے ہین اب سب نے دیکھا کہ بڑا غضب ہوا یہ تو ترک ہی ہم سب فریب مین آگئے کہ ایلچی سمجھ کر توپ نہ ماری اب قلعے مین تہلکہ پڑگیا اور اسنے پکارا کہ ای خاقان اب بھی بہتر ہی اور خیریت اسی مین ہی کہ دروازہ قلعے کا کھول دو ورنہ دروازہ توڑ کر گھس آؤنگا اور چن چن کر قتل کرونگا اتنا دل مین سمجھ لو لیکن یہ کلمہ شہزادہ گورزاد بن حمزہ نے جو سنا تاب باقی نہ رہی پکڑ کر تلوار اٹھ کھڑے ہوئے اور دربانون سے کہنے لگے کہ در کو کھول دو ہم باہر جا ئینگے دربانون نے بچہ سمجھ کر کہنا نہ مانا انھون نے اصرار کیا اور ڈانٹا بعضے تو ایسے بھاگے یہان تک کہ کھل گئے بعضے کہین یہ جا چھپے تب اسکا قدم یہان آیا فساد ہمراہ لایا اسی سبب ہم سب پر آفت آئی اور چین مین ہنگامہ برپا ہوا لیکن معظم خان نے جو دیکھا کہ شہزادہ دروازہ کھلواتا ہی اسوقت معظم خان بھی دوڑ کر قریب آیا اور شہزادے سے کہنے لگا کہ پیر و مرشد قلعے مین ٹھہرین غلام جاتا ہی جب یہ جانباز قربان ہوئے اسوقت آپکو اختیار ہی غلام اپنی زندگی مین کسی طرح آپکو جانے نہ دیگا اور دربانون سے کہا کہ حرامزادو دروازہ کھول دو دربانون نے ڈر کے دروازہ کھول دیا معظم خان باہر قلعہ چین سے آیا اور پل تختہ رکھوا کر خندق سے عبور کر کے مقابل مین ترک بن توسن کے آیا اسنے نام پوچھا بتلایا کہ معظم خان بن بہرام گرد نام ہی اسنے یہ سنکر برچھا مارا معظم خان نے برچھے پر روکا اور خود بھی برچھا مارا اسنے بھی روکا اب یہ حال ہوا کہ اسکے گھوڑے کا پلیٹ تو اسکا گلہ اور اسکا گلہ تو اسکا پیٹ نہ آن را خطر نہ این را ظفر نہ این را خطر نہ آنرا ظفر بموجب مضمون اشعار

بدین گونہ ہر گز نہ پیچیدہ مار — شہان را چنین کی بود کارزار
چنان نیزہ با نیزہ آمیختہ — سنان یک بہ دیگر برانگیختہ
دو نیزہ دو بازو دو مرد دلیر — تو گوئی کہ بودند دو نرہ شیر

یہان تک برچھا چلا کہ سنا مین جھڑ کر بیکار ہوگئین تین سو ساٹھ طعن کی طرفین مین رد و بدل ہوگئی مگر کسی کا کام تمام نہوا اب یہ حال پہونچا کہ انیان چلنے لگین چوڑیان ڈھونڈھی جانے لگین رنجون کی نوبت پہونچی ڈانڈا مینڈی شروع ہوئی اسپر بھی مدعا نہ برآیا ناچار معظم خان نے لیسے زور سے برچھا برچھے پر مارا کہ چوب جھڑ ٹوٹ گئی اور ترک بن توسن کو خفت حاصل ہوئی اسنے جھلا کر قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈالا اسی حالت مین پردۂ بیابان سے ایک گرد بلند ہوا سب نے دیکھا مگر گرد باریک جیسے سوار کہ آتا ہی پھر پنجہ صبا نے دامان گرد کو چاک کیا اسمین سے ملک قاسم دکھلائی دیے قاسم نے یہ دیکھکر کہ ترک نے قبضے پر ہاتھ ڈالا ہی آواز دی کہ خبردار او ترک اگر تلوار کھینچ لی تو مارہی ڈالونگا اور معظم خان کو بھی ڈانٹا ترک نے جو قاسم کو دیکھا تو معظم خان سے بھی کم سن پایا قد و قامت مین بھی کم پایا بس خیال قاسم کے کہنے کا نہ کیا اور تلوار میان سے کھینچ لی یہ دیکھکر پھر قاسم نے للکارا کہ ابے او دیوانے سودائی ترک توسن کے بچے مین منع کرتا ہون اور تو نہین مانتا کیون شامت آئی ہی یہ کہتے ہوئے قریب آگئے اسوقت ترک بن توسن نے جھلا کر انپر بھی برچھا مارا اور تیغ میان مین کر لی قاسم نے برچھے کو برچھے پر گانٹھا اور وار اسکا روکیا چوتھی یا پانچوین طعن مین برچھا ترک بن توسن کا بند صاحبقرانی باندھ کر ہوائی کیا منھ پر ترک کے ہوائیان اڑنے لگین سب نے ملک قاسم کی تعریف کی کہ اس سن مین یہ جرأت یہ کمال یہ قوت پھر ترک نے تلوار میان سے لی اور اہل قلعہ نے ملک قاسم سے کہا کہ ای شہریار ہم آپ پر نثار آپنے ہمارے واسطے جدال کی ہی بس جنگ موقوف کیجیے کیونکہ سامنا تلوار کا ہی آپ ہٹ جائین

ہم تجھ لینگے بھلا اس کہنے کو یہ کب سنتے ہین اور ترک نے تلوار ماری قاسم نے سپر پر تیغے کو ترک بن توسن کے روکا اور قبضے پر ہاتھ ڈال کر سپر کو پشت پر پھینکا اور اس زور سے جھٹکا دیا کہ اگر تلوار نہ چھوڑ دے تو یقین تھا کہ ہاتھ بھی اسکا ساتھ تلوار کے اُکھڑکر چلا آئے بس تیغہ چھین کر جلدی سے کمر بند پکڑ کر قاش زین سے ترک بن توسن کو اُٹھالیا اور سر سے بلند کیا پھر کچھ خیال کرکے معظم خان کو بھی کمر بند مین ہاتھ ڈال کر اُٹھالیا اور دونوں کو سر سے بلند کرکے چکر دیا اُسوقت معظم خان نے کہا اے جوان اب دیر نہ کر ہم دونون کو قتل کر قاسم نے ترک بن توسن سے کہا کہ ارے مین تجکو تو پہچان گیا کہ تو ہی ترک بن توسن ہی یہ کون ہی وہ بولا کہ مین کیا جانون اب معظم خان نے کہا کہ مین بیٹا ہون بہرام گرد بن خاقان چین کا اور نام میرا معظم خان ہی باپ میرا ملازم وخادم امیر با توقیر حمزہ صاحبقران کا ہی اور وہین اب بھی موجود ہی تب قاسم نے کہا کہ مین بہرام کو جانتا ہون بڑے بہادر ہین یہ کہکر معظم خان کو بروے زمین آہستہ سے کھڑا کر دیا اب معظم خان نے کہا کہ اے شہریار آپ کا القاب وخطاب کیا ہی غلام بھی سنے کہا کہ مجکو ملک قاسم بن علمشاہ کہتے ہین اتنے عرصے مین خسرو خان خاوری مع تہمتن خان کہ راہ مین قاسم نے چھوڑ دیا تھا اور الماس خان وغیرہ مع لاحان شاہ وفضلان شاہ پہونچے اور دور سے دیکھا تھا کہ ملک قاسم نے دونون کو اُٹھالیا ہی اب ایک کو تو چھوڑ دیا ہی اور ایک کو چرخ دے رہے ہین اور یہان قاسم نے ترک بن توسن سے سوال اسلام لانے کا کیا اُسنے جواب دیا کہ اے شہریار مین نے اطاعت آپ کی بجان ودل قبول کی مجکو بھی ایک بندہ بے دام سمجھیے ملک قاسم نے یہ سنکر اُسکو بھی زمین پر کھڑا کر دیا ترک بن توسن نے ملک قاسم سے کہا کہ کیون اے شہریار آپ نے مجکو دو باتون مین چھوڑ دیا دشمن کے کہنے کا یقین آپکو ہو گیا ابھی جو مین پھر جاؤن اور منحرف ہو جاؤن تو کیا ہو قاسم نے یہ سنکر جواب دیا کہ اے ترک مینے یہ سمجھ کر تجکو چھوڑ دیا ہی کہ جس نے اب مجکو تجھ پر فتحیاب کروا دیا ہی اگر لاکھ بار تو لڑیگا تب بھی وہی ہمکو فتحیاب کرائیگا یہان تو یہ باتین ہو رہی ہین اور لوگ ترک کے طرف قاسم کے تلوارین علم کرکے چلے مگر یہ جو دیکھا کہ ترک سامنے اُس جوان سرخ پوش کے دست بستہ کھڑا باتین کر رہا ہی سب ٹھہر رہے اور آگے نہ بڑھے اندر سے قلعہ کے یعقوب شاہ ختنی بھی نکلکر پاس ملک قاسم کے آئے پل تختہ خندق پر رکھوا دیا یہان معظم خان نے قاسم سے کہا کہ اے شہریار میرا باپ تو حضور کے دادا جان کا غلام ہی ملک قاسم نے کہا کہ برادر من تم میرے بھائی ہو مجھے تمھارے احوال کی خبر نہ تھی تم اپنے دل مین کچھ خیال نہ کرنا اور آزردہ نہونا اسوجہ سے کہ مین نے تمکو اُٹھا لیا تھا اگر تمھارا دل چاہے تو تم اب مجکو اُٹھا لو معظم خان نے کہا کہ اے شہریار کچھ اس امر کا مضائقہ نہین ہی اور مجکو رنج کسی بات کا نہین ہی بلکہ خوشی ہوئی کہ باپ کو میرے آپ کے دادا جان نے زر دیا تھا وہ اُنکا غلام مشہور ہوا اور آپ نے مجکو اپنے ملازمون مین سرفراز کیا ہی مین آپ کا کملا اُونگا اس مین میرے واسطے موجب فخر وعزت کا ہی مجکو جگہ خوشی کی ہی نہ کہ رنج کی قاسم نے اس کلام پر معظم خان کی بہت دلداری کی اور بعد اُسکے اشارے سے گورزاد کو پوچھا کہ یہ جوان کون ہی اور نام اسکا کیا ہی معظم خان نے کہا کہ اے شہریار یہ بیٹے امیر کے ہین اور چچا حضور کے نام انکا گورزاد بن حمزہ ہی قاسم نے گھوڑے سے اُترکے گورزاد بن حمزہ کو سلام کیا اُنھون نے مرکب سے اُترکر قاسم کو گلے سے لگایا قاسم نے کہا حضور بندے کو گنہگار کرتے ہین کسواسطے کہ آپ میرے عمو جان ہین اور بزرگ ہین آپ سوار ہون اور مین

رکاب مین حاضر رہون اور یونہین رکاب تھامے ہوئے چلونگا میرے واسطے باعث فخر و عزت کا ہی اور سعادت
اپنی جانتا ہون ترک بن توسن نے کہا کہ ای ملک قاسم اگر حکم دیجیے تو مین جاکر اپنی فوج کو مسلمان کرون
اور پھر حاضر خدمت ہون قاسم نے کہا کہ جو تمھارے دلمین آئے وہ کرو مین کیا روکتا ہون بسم اللہ اسی دم
جاؤ ترک بن توسن یلطاقی اپنے لشکر مین چلا آیا لوگون نے اسکے جانا کہ سردار ہمارا جان اپنی بچاکر چلا آیا ہی
یہ سمجھ کر کہا کہ ای شہریار لات اعلیٰ اور منات معلی آپ کو لائے ہمکو تو اُمید نہ تھی ترک نے کہا کہ تم نے دیکھا تھا کہ کیا
حال میرا ہوا تھا اُنھون نے کہا کہ کیا کہنا ہی آپ کا حقیقت مین سپہگری کے بہت فن ہین کیا کام کیا آپ نے یہی
چاہیے تھا اور آپ کا حال کیا ہوا تھا ہمارے تو نزدیک کچھ بھی نہین ہوا سوا اسکے کہ آپکو اُسنے گھوڑے سے اُٹھالیا
تھا تو اُسکا کچھ اندیشہ نہین نہین معلوم یہ کون شخص جنگل سے نکل آیا تھا کچھ آپ اُن لوگون سے تو زیر نہین ہوے
کہ جو آپ کے حریف ہین اگر اُنسے زیر ہوتے تو مقام رنج کا تھا اسکا کیا آج یہ یہان ہی کل چلا جائیگا ترک
بن توسن نے کہا کہ مطلب میرا یہ نہین ہی بلکہ مین یہ کہتا ہون کہ مین نے نام پر لات کے لات ماری ہی تم ہمراہ
میرے چلو اور دین اسلام قبول کرو بعضون نے تو فوراً کلمہ پڑھا اور بعض نے کہا کہ مطیع اسلام تو ہم بیشک ہوے
لیکن مال و اموال اور ناموس و عیال ہمارے ترکستان مین ہین اُنھین ہم لے آئین ورنہ ترک توسن
قتل کریگا اور مال کو غارت کردیگا یہ حیلہ کرکے ایک لاکھ ترک تو چلے گئے اور پچاس ہزار اسی دم مسلمان
ہوے اور ہمراہ ترک کے پاس ملک قاسم کے چلے آئے پھر تو خاقان چین نے تین روز تک وہ دعوت
اور ضیافت کی کہ جیسی چاہیے بعد اسکے قاسم نے قصد خاور کا کیا گورزاد نے کہا کہ ہم بھی چلینگے ہمراہ تمھارے
قاسم نے کہا کہ یہ کلمہ آپ کیا کہتے ہین فدوی خود رکاب ظفر انتساب مین حاضر رہیگا اور اگر مرضی ہو تو آپ کو
ختن مین پہونچا دون اُنھون نے ختن مین جانا قبول نہ کیا ملک قاسم نے کہا کہ بہت بہتر ہی لشکر مین
ہمارے دادا جان کے بھی بادشاہ ہین فدوی آپ کو تاجدار اپنی سپاہ کا کریگا یہ بات سب سے بہتر ہی یہ کہکر
شاہزادہ گورزاد کو خلعت پہنا کر تاج مکلل بجواہر سر پر رکھدیا اور تخت پر بٹھا کے پہلے سب سے خود نذر
دی بعد اسکے سب سے نذرین دلوائین اور مانند شاہون کے ادب و لحاظ کی تاکید کردی کہ سب بادشاہ
اپنا جانین کسی نے عذر نہ کیا الغرض بعد کئی دن کے خیال آیا کہ کبھی خدانخواستہ ترک توسن یلطاقی سنے کہ
شہر خاور خالی ہی اور چلا آئے تو وہان کون ہی جو روکیگا بڑا غضب ہو جائیگا یہ ناموس کا مقدمہ ہی ذرا سی بات
مین عزت جاتی رہتی ہی بس یہ جو خیال آیا گورزاد بن حمزہ کو تخت پر بٹھا لیا اور آپ مع ترک بن توسن
اور معظم خان بن بہرام گرد اور کل لشکر ترکستان کا اور فوج خاور کو مع خسرو خان و الماس خان و تہمتن
خان وغیرہ کو ساتھ لیکر طرف خاور کے روانہ ہوے راستے مین سلام اور مجرا گورزاد کو مانند بادشاہون کے کرتے
آتے ہین جہان بارگاہ استادہ ہوتی ہی وہان قرینہ دربار کا ہوتا ہی اور قاسم نے گورزاد کو سمجھا دیا ہی کہ آپ بادشاہ
سب کے ہین برابر سے سلام ہاتھ اُٹھا کے نہ لیجیے گا سینے پر ہاتھ رکھ کے سلام لیجیے گا یا اشارہ چشم سے
غرضکہ سب باتین سکھا دی ہین اور انھون نے بھی عمل کیا ہی رفتہ رفتہ بعد چند روز کے ایک صحرا سے
ہولناک مین وارد ہوے اور اس جنگل مین ایک کوہ عظیم دیکھا درے مین اُسکے دیکھا کہ کوئی شخص مانند
وحشیون کے رو رہا ہی اور خاک پر پڑا ہوا ہی حال اُس شخص کا یہ ہی کہ جان دیے دیتا ہی یہ سیارہ
بن عمرو عیار شہزادہ گلشاہ رومی کا ہی ملک قاسم نے جو اُسکو روتے ہوے دیکھا پاس جا کے

اُس سے پوچھا کہ ای شخص آخر تو کیون اسقدر خاک اُڑاتا ہی اور کون ہی اس ویرانے مین ایسا کونسا غم تجکو پہونچا ہی کہ بیان سے نہین ٹلتا ہم سے بیان کر اگر ہو سکیگا تو ہم تیری شرکت کرینگے اُسنے سر خاک پر سے اُٹھا کر جو دیکھا تو اپنے آقازادے کو پایا بلا گردان ہوا اور کہا کہ ای شہریار مین کیونکر نہ روؤن اور جان اپنی نہ دون کہ مالک کو میرے ترک بن توسن پلید نے گرفتار بلا کیا ہی یہ جو وہ طلسم افراسیابی ہی مالک میرا اُسکے بلانے سے یہان چلا آیا تھا اور دہوکے سے آگے بڑھ گیا تھا کہ پنجہ آکر اُسکو لیگیا یہ سنکر شاہزادے نے کہا مین اپنے باپ کو لاؤنگا اور جہان قید ہونگے چھڑاؤنگا سیارہ نے کہا کہ آپ ایسا ارادہ نہ کرین کیونکہ دادا جان نے آپ کے یہان کئی دن مقام کیا تھا اور چاہا تھا کہ جاوین مگر کچھ نہ ہو سکا ناچار پھر کر چلے گئے **ملک قاسم** نے کہا مین ابھی جاتا ہون دادا جان پھر گئے تو پھر جلنے دو مین ضرور جاؤنگا بس یہ کہکر گھوڑا اُسی طرف بڑھایا اور جانے پر مستعد ہوے اُسوقت سیارہ نے دیکھا کہ یہ بھی ہاتھ سے جاتا ہی روتا ہوا وہان آیا کہ جہان گورزاد بن حمزہ تھے اور اُنسے عرض کیا کہ حضور **ملک قاسم** کو روکنا ہو سکے تو روک لیجیے ورنہ ہاتھ سے جاتے رہین گے طلسم مین جاتے ہین **گورزاد** اُسی وقت **ملک قاسم** کے پاس آئے اور کہا کہ آپ نے مجکو حقیقت مین بادشاہ کیا ہی یا کہ مرغ زرین جانتے ہین اگر بادشاہ جانا ہی تو بغیر ہماری اجازت کے جانا اور آنا کیسا **ملک قاسم** نے یہ سنکر گردن جھکالی اور جیسے کوئی خوف زدہ ہوتا ہی اسطرح عرض کیا کہ ای شاہ کیا مجال ہی کہ بغیر آپ کی مرضی کے ایک قدم آگے بڑھاؤن جیسا آپ فرمائینگے ویسا ہی کرونگا یہ سنکر سیارہ نے شاہ کو سمجھا دیا کہ آپ کہیے کہ اگر جانا ہی منظور ہی تو پہلے عبادت خانہ بنواکے اُسمین بیٹھو اور عبادت کرکے خدا سے دعا کرو بشارت ہو جو تمکو حکم ہو وہ کرنا شاہ نے یہی قاسم سے کہا قاسم نے کہا بہت اچھا مین ایسا ہی کرونگا مگر یہ کہے دیتا ہون کہ اگر بشارت نہوگی اور حکم جانے کا نہ ملیگا تب بھی جاؤنگا رکنے کا نہین یہ سنکر سیارہ نے گورزاد کو اشارہ کیا کہ سنیے **گورزاد** نے کہا کہ اگر ایسا ہی منظور رہا کہ ضرور جاؤگے تو بشارت نہ لو اگر بشارت نہوئی اور تم چلے گئے تو اور بھی ہم سب کو اندیشہ رہیگا قاسم نے کہا کہ ای ظل اللہ مین تو ہنستا تھا اسوجہ سے مین یہ کہتا تھا بھلا ہو سکتا ہی کہ بشارت نہو اور مین پھر چلا جاؤن یہ کبھی نہوگا یہ کہکر ترک بن **توسن** سے کہا کہ بھئی اگر تمہارے باپ کو بُرا کہون تو خفا نہونا کسواسطے کہ تمہارے باپ نے میرے باپ کو طلسم مین پھنسایا ہی اُسنے کہا کہ ای شہریار یہ آپ کیا فرماتے ہین مین تو آپ کا غلام ہون آپ جو چاہین فرمائین مجکو اُس سے کیا کام ہی وہ کافر مین آپ کا غلام ہون یہ جو ترک نے کہا قاسم بہت خوش ہوے اور سیارہ سے کہا کہ بھلا تم جانتے ہو کہ دادا جان ہمارے بر وقت دعا مانگنے کے کیا پڑھتے تھے سیارہ نے کہا کہ غلام کیا جانے کہا کہ اچھا خیر عبادت خانہ تیار کرو ایک جگہ اُسی درے کے سامنے زمین کو کیوڑے گلاب سے لیپ پوت کے فرش سفید کرویا اور ایک راوٹی سفید کھڑی کرکے خوشبو روشن کردی **ملک قاسم** نے غسل کیا اور اندر جاکے نماز پڑھی اور پروردگار سے عرض کرنے لگے کہ خداوندا تو عالم ودانا ہی کہ مین نہین جانتا میرے دادا جان کیا مناجات پڑھکے دعا مانگتے تھے مجکو وہ مناجات نہین معلوم ہی لیکن دعا کرتا ہون کہ ای خالق واسطہ اپنی رحیمی اور کریمی کا مجھپر ظاہر کر دے کہ یہ طلسم میرے ہاتھ سے فتح ہوگا یا نہین اگر یہ معلوم ہو کہ فتح ہوگا تو جاؤن اور مشقت کرون اور اگر یہ معلوم ہو جائے کہ نہ فتح ہوگا تو مین کاہیکو اپنے کو عذاب مین پھنساؤن یہ کہکر اشکبار ہوے اور اسماے حسنہ پروردگار پکار پکار کر پڑھنے اور سجدے مین گئے قریب صبح آنکھ **ملک قاسم** کی لگ گئی تو دیکھا کہ حضرت خضر تشریف لائے ہین **قاسم** نے اُٹھکر مودب ہوکے سلام کیا اور عرض کیا کہ یا حضرت تشریف لائیے اور یہ فرمائیے کہ یہ طلسم مین فتح کرونگا یا کہ نہین اُن حضرت نے فرمایا

کہ مقرر تمہارے ہاتھ سے فتح ہوگا لیکن دیر مین اور بہت مشکل سے قاسم نے کہا کہ پھر کچھ مجکو عنایت ہو کہ مین اُسکو دیکھکر
کام کرون مجکو سب انجام نیک و بد معلوم ہوجایا کرے حضرت خضرؑ نے فرمایا کہ نیچے سجادے کے مکتوب رکھا ہوا
ہو اسکو لیلو اور اُسی پر عمل کرو جو لکھا ہوا پانا اُسکو نوشتۂ قسمت سمجھنا جس بات کا حکم ہو وہ کرنا اور جس بات کی
مخالفت ہو وہ نہ کرنا یہ فرماکر حضرت تو نگاہ سے ملک قاسم کی پوشیدہ ہوگئے خوشبو جامہ عنبرین شمامہ کی باقی
رہگئی قاسم کی آنکھ جو کھلی تو وقت نماز سحر کا تھا جانماز جو اُلٹی تو مکتوب پایا اُسے لیکر پہلے تو نماز صبح ادا کی بعد اُسکے وہان
سے چلے کہ اسے لوہم نے توڑا طلسم کو اور پھر طلایا اپنے باپ کو وہ توڑا اور وہ فتح کیا اسے تیرے طلسم کی ایسی تیسی
بڑا مشکل تھا اور فتح نہین ہوتا تھا سب نے جو سنا کہ وہ توڑا طلسم کو ہنسکے کہنے لگے کہ پڑھا جو اس میں بھی دیوانگی
چلی جاتی ہو کہ سب سے دین کہ وہ توڑا اور وہ فتح کیا غرضکہ باہر آئے اور مکتوب سب کو دکھایا سب نے کہا کہ اب
جائیے کوئی نہین روکتا بسم اللہ الرحمن الرحیم بس پھر تو ملک قاسم نے لباس پہنا اور خوشی خوشی اسلحہ
لگایا اور چاہا تھا کہ روانہ ہون اُسوقت ترک بن توسن نے کہا کہ اے آقا مین بھی ساتھ آپ کے چلونگا
شاہزادے نے کہا کہ اے برادر ایسا نہین ہوسکتا ہو کیونکہ طلسم کشائی تنہا ہوتی ہو دوسرا نہین جاتا ہو ترک
نے کہا کہ مین ضرور چلونگا کسواسطے کہ باپ میرا کافر ہو وہ جو سنیگا کہ ترک یہان ہو اور قاسم نہین ہین تو آکے
مارڈالیگا مجکو لیتے چلیے معظم خان نے کہا کہ مین بھی ہمراہ ہون قاسم نے جو یہ دیکھا کہ اسی طرح سب کہینگے یہ توبڑا
غضب ہوا مین کس کس کو ساتھ لونگا جلدی سے قسم کھائی کہ خیر بغیر تمہارے مین نہ جاؤنگا تمکو لیتا چلونگا مگر
اور کسی کو نہین لیجاؤنگا یہ کہکر گورزاد بن حمزہ سے رخصت چاہی اور کہا کہ آپ یہین تشریف رکھین مین
طلسم فتح کرکے جو پھرونگا یہین آؤنگا اور خسرو خان سے بھی یہی کہا اور سب سرداروں سے رخصت ہوکے
مع ترک بن توسن و معظم خان بن بہرام روانہ ہوے اور سامنے درۂ طلسمی کے آئے معمول ہو اُس درے
کا کہ ایک آہو سفید پیدا ہوتا ہو اور جبکہ طلسم کشا پیچھا اُسکا کرتا ہو تو وہ آہو درے کی طرف بھاگتا ہو بس جبکہ
ملک قاسم سامنے درے کے آئے فوراً وہ آہو پیدا ہوا اُنھون نے مکتوب کو دیکھا تو ثابت تھا کہ جب یہ آہو
بھاگے تم بھی پیچھے اُسی کے چلے جانا جدھر وہ جائے غرضکہ وہ آہو سامنے آگے بھاگا اور اُنھون نے پیچھے اُسکے
گھوڑے اُٹھائے ہرن پاس درہ کوہ کے جو آیا تو وہ درہ خود بخود شق ہوگیا اور آواز شق ہونے کی تڑاق
سے آئی کہ سب نے سُنی اندر وہ آہو اندر درے کے چلاگیا یہ بھی بہ ہدایت مکتوب اندر داخل ہوے پھر وہ
درہ بند ہوگیا ملک قاسم نے اندر آکر دیکھا کہ میدان لق و دق کوسون تک کا ہو اور وہ ہرن بھاگا
جاتا ہو اُنھون نے بھی پیچھا کیا آگے جاکر دیکھا کہ ایک دریا ہو اور اُسطرف دریا کے ایک قلعہ سر بفلک کشیدہ
ہو مگر برجیان اور برج اُسکے کلان یاقوت احمر کے ہین اور گلستان زمرد کے ہین اور وہ قلعہ بہت خوشنما ہو اُس
پار ایک مینار سونے کا ہو مگر وسعت اُسمین بہت ہو ایک طرف کو اُسطرلابی بیٹھا ہوا تیر اڈلوا رہا ہو اور سامنے
گھڑیال لٹک رہا ہو الغرض وہ ہرن بھاگ کر لب دریا آگیا جب یہ تینون جوان بھی قریب آگئے تو ہرن
دریا مین جا پڑا اور ڈوب گیا قاسم افسوس کرنے لگے اور کہا اے ترک جوشن پوش واہ معظم خان کیسا
اچھا ہرن تھا مگر اسنے جان دیدی کہ اتنے مین ایک پنجہ پیدا ہوا اور اُسنے معظم خان کو پکڑ کر زمین سے
اُٹھالیا اور لیچلا معظم خان نے ہاتھ پاؤن بہت مارے لیکن کچھ نہوا پھر تو یہ پکارے کہ اے شہریار خدا حافظ
قاسم نے پھر کے جو دیکھا تو پنجہ لیے جاتا ہو چاہا کہ تیر مارین کہ اُدھر سے ترک جوشن پوش نے

آواز دی کہ ای آقا مجکو بچایئے ملک قاسم نے گھبرا کے اوپر جو نگاہ کی تو ایک پنجے کو انکا بھی گلو گیر پایا کہ کشان
کشان سوے آسمان لیے جاتا ہو اتنے عرصے مین آواز معظم خان کی فریاد و فغان کی آنا سو قوت ہوئی قاسم
نے اوپر جو دیکھا تو معظم خان کو نہ پایا پھر جو اُدھر رُخ کیا کہ ترک ہی کو چھڑاون اب ترک کہان ہو وہ بھی دکھائی
دیا دونون کو پنجے لیگئے ملک قاسم کو وہ صدمہ غم ہوا کہ بیان نہین ہو سکتا کہنے لگے کہ ای قاسم اس سفر غربت مین
دو رفیق ساتھ تھے وہ بھی نہ رہے کوئی لیگیا اب ہم اکیلے رہگئے اور ایسے رفیق و شفیق کہان ہاتھ آتے اپنی قسمت سے
ملیلے ہین بڑا غضب ہوا اسی رنج مین کنارے کنارے دریا کے روتے ہوے چلے جاتے تھے کہ ایکبار اُس پار
کچھ عورتین دکھائی دین اور پھر وہ عورات مورپنکھیون اور کشتیون پر سوار ہوئین لیکن اسی طرف کو وہ کشتیان
اور مورپنکھیان چلین دیکھا ایک مورپنکھی بہت تیاری کی ہو کہ نمگیرہ کھنچا ہوا ہو اور ایک نازنین مہر تمکین آفت ہوش
ماہ تمثال حور خصال تیرہ برس کا سن دسال آفتاب حسن و جمال عین جوانی دریاے جواہر مین غوطہ مارے ہوے
جوڑا دھوم دھامی پہنے ہوے ہاتھ پانؤن مین مہندی لگی ہوئی مجلس حیران کی دھڑی جمی ہوئی پان کھائے
ہوے آنکھون مین سرمہ لگاے ہوئے مسند پُر زر پہ نمگیرہ کہ جسمین جواہر دوختہ اور جواہر بھی آسکے زرتار ہوا
آویزان بیٹھی ہوئی اور کشتیون اور زر ورقون پہ خواصین سہیلیان قلماقنیان مغلانیان پیشخدمتین اپنے
اپنے عہدے لیے ہوے سوار ہین اور دو پرستارین پس پشت اُس نگار طرحدار شاہد روزگار کے چنور مرچھل
بال ہما کے کہ انمین جواہر اور موتی ٹکے ہوے تھے اور دستی ڈنڈیان طلائی جواہر نگار لیے ہوے مگس رانی
کرتی ہین اور ایک عورت سن رسیدہ کوئی ساٹھ برس کی عمر سفید دُلائی جامدانی کی اوڑھے ہوے کانون
مین انتیان اور ہاتھون مین بتانین سونے کے پہنے ہوے ناخون پر مہندی لگی ہوئی بالون مین سر کے
خضاب مہندی کا کیا ہوا قریب تر اُس معشوق کے بیٹھی ہوئی ہو کبھی بلائین لیتی ہو اور کبھی صدقے قربان جاتی
ہو دلداری اور دلجوئی مین مصروف ہو ناچتین ڈانڈ طلائی کہ جنمین گھنگھرو سونے کے چھچے کے بندھے ہوے ہین
لگائے ہوے اسیطرف مورپنکھی کو لیے آتی ہین آواز چھم چھم کی ڈانڈون سے آتی ہو اور ناچتین بھی لباس و زیور
مناسب اپنے اپنے عہدے کے پہنے ہوے ہین گاتیان مارے ہوے گاتی ہوئی چلی آتی ہین اور مورپنکھی بھی بڑی
تیاری کی ہو کہ جسپر چہرہ پری کا زمردی چڑھا ہوا ہو اور آنکھین یاقوت کی جڑی ہوئی ہین یہ معلوم ہوتا ہو کہ پری
زمرد نگار کا چہرہ ہو بس شاہزادے نے جو یہ دیکھا کہ مورپنکھی دھارے پر تیر کے مانند چلی آتی ہو بادبان کھنچا ہوا
ہو اور وہ نازنین ساتھ اپنی ہمرازون کے شراب و کباب مین مشغول و مصروف ہو یکایک ماجھیون نے رُخ
اُس مورپنکھی کا اور طرف کو پھیر دیا جبکہ مورپنکھی اور طرف کو چلی اور موڑ کھایا اُس مین اُس نازنین نے جو نگاہ
کنارے پر کی تو نظر اسکی شاہزادہ ملک قاسم پر پڑی جب تو اُنھون نے بھی اُس رشک قمر کو دیکھا بس آنکھین چار
ہوتے ہی دونون طرف سے تیر ہاے نگاہ جو چھوٹے تو تو وہ دل و جگر کو جانبین کے توڑ کے پار نکل گئے دونون
عاشق بیقرار ہوے آخر کو قاسم کو صبر نہ آیا بیتاب ہوکے پکارے اور چلاکے کہنے لگے کہ ای صاحبو تمکو قسم
ہو اپنے ملت و مذہب کی کہ ذرا تھوڑی دیر کے واسطے ادھر مورپنکھی کو پھیر لاؤ اور دو باتین میری سن جاؤ
یہ کلمہ سنکر اُس ماہ پیکر نے حکم کیا کہ مورپنکھی کو پھیر دو اور اُدھر کو چلو دیکھو تو کہ یہ کیا کہتا ہو معلوم ہوتا ہو کہ کوئی
مصیبت کا مارا ہو ضرور سُننا چاہیے کہ کیا کہتا ہو ماجھیون نے حسب الحکم مورپنکھی کو پھیر دیا تھوڑی دیر مین
کنارے پر آئین اور سب قاسم کو دیکھنے لگین اور وہ پیرزال کہ جو قریب اُس ماہ پیکر کے بیٹھی ہوئی صدقے اور

ور قربان جاتی تھی اور بلائیں اُس گلرخسار کی لیتی تھی نام اُسکا نیلم جادو تھا ملک قاسم سے بولی کہ اے شخص کیا کہتا
ہے اور مدعا تیرا کیا ہے قاسم نے کہا کہ مین نے فقط تمکو اسواسطے بلایا ہے اور یہ کہا ہے کہ تم مجکو بھی اس مورپنکھی پہ بٹھا لو
اور اپنے ساتھ اُس پار لیچلو تمھارا احسان ہوگا کہ تمھارے طفیل سے مین بھی اُس پار پہونچ جاؤنگا ورنہ کوئی راہ
نہین ہے کہ مین اُس پار جاؤن بڑے عرصے سے کھڑا ہوا ہون اور سوچ رہا تھا کہ کیونکر اُس پار جاؤن اسلیے
کہ کوئی پل ہے نہ کشتی ہے کہ اُجرہ دیکر اُس پار جاؤن میرے نصیب کی خوبی تھی کہ تم آئی ہو بس یہی مطلب ہے یہ
تو اُس سے اسطرح کی باتین کر رہے ہین اور عورتین ساتھ کی کہ جو اور کشتیون پر سوار ہین اور مورپنکھی والیان بھی
سب ملکر ملک قاسم کو دیکھ رہی ہین اور تعریف اُنکے حسن و جمال کی کر رہی ہین کہ ایک عورت اُنمین سے
بول اُٹھی کہ ای بوا تم نے کچھ دیکھا اور پہچانا بھی کہ یہ جوان کون ہے یا نہین اُسنے کہا تو ہی بتا تو نے پہچانا ہوگا مین
تو کچھ بھی نہین جانا یہ سنکر اُسنے جواب دیا بوا ذرا بانو دیکھو تو مجھے تو یہ ہو بہو طلسم کشا معلوم ہوتا ہے اُس عورت
نے بھی اتنو کہا کہ اری ہان سچ کہتی ہے اب تیرے کہنے سے مین نے بھی جو خیال کیا تو نقشہ طلسم کشا کا میری
آنکھون مین پھر گیا وہی تو ہے خوب تو نے پہچانا ہے جو حلیہ طلسم کشا کا ہمارے یہان کی کتابون مین لکھا ہے
اور آمد کا طلسم کشا کی طور مرقوم ہے اور گفتگو بھی اُسکی تصریح سے کتابون مین لکھی ہوئی ہے کہ جب وہ آئیگا
تو یہ کلام کریگا اور کنارے دریا کے کھڑا ہوگا سب مطابق و درست ہے اب سب کچھ یاد آیا غضب ہی جاتا
جو دھوکا کھا جاتے بس پھر تو آپس مین کھچڑیان پکنے لگین اور اشارے ہونے لگے نیلم جادو نے اُنسے پوچھا
کہ ارے خیر تو ہے کیا بک بک کر رہی ہو اور اشارے کرتی ہو کچھ ہم سے بھی کہو کہ ماجرا کیا ہے اور اُس
آدمی کو کیا دیکھ رہی ہو ہم بھی تو سنین اُس عورت نے نیلم جادو سے کہا کہ اے بی بی نیلم صاحب اور
تو کچھ نہین ہے لیکن ہم کو یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ مرد طلسم کشا ہے اور آپ یہان نہ ٹھہرین اور اس سے بات
کرنا نہ چاہیے یہ سنکر نیلم جادو نے بھی خوب سا سر سے پیر تک قاسم کو دیکھا اور کہا کہ ارے ہان سچ تو کہتی
ہے وہی تو ہے خوب تو نے دیکھا اور ہمکو بھی تو نے بتلایا بڑا کام کیا انعام تجکو ملے گا اور ملک قاسم سے کہا
کہ کیون میان کیا تم طلسم کشا ہو ملک قاسم نے کہا کہ تمھارے منھ مین گھی شکر خدا ہمکو طلسم کشا کرے اللہ
کرے یونہین ہو کہ ہم طلسم کشائی کرین اور طلسم کو فتح کرین جو تم سمجھتی ہو وہی ہو نہین بھی ہون تو ہون
پھر کیون کیا کہتی ہو یہ سنکر نیلم جادو نے کہا کہ ہم یہ تم سے کہتے ہین اور مدعا ہمارا یہ ہے کہ ہم جو تمکو ساتھ
اپنے لیچلین تو ہمکو فائدہ کیا ہوگا اگر تم اس امر کا ہم سے وعدہ کرو اور پیمان دو کہ جب ہم طلسم کو فتح کرینگے تو تمکو مالک
اس طلسم کا کرینگے اور حکومت طلسم کی دینگے حاکم بنا دینگے تو پھر ہم تمکو اُس پار دریا کے لیچلین ملک قاسم
نے کہا انشاء اللہ العزیز اگر خدا اپنا فضل و کرم کریگا تو بیشک ہم تمکو یہان کا حاکم کرینگے اسمین فرق نہ پڑیگا
ہم لوگ جھوٹ نہین بولتے جو کہتے ہین وہی کرتے ہین یہ گفتگو ہو رہی تھی اور مورپنکھی پر جام تو چل ہی
رہا تھا کہ نیلم جادو نے جلدی سے ایک جام بادۂ گلفام سے لبریز کرکے اُس نازنین مہر تمکین ماہ تزئین
زہرہ جبین کے ہاتھ مین دیا اور کہا کہ تم اس جوان طلسم کشا کو اپنے ہاتھ سے پلاؤ وہ اُس صنم نے جام نیلم کے
ہاتھ سے لیکر ملک قاسم کو دیا کہ لو پیلو قاسم نے کہا بہت اچھا اور چاہا تھا کہ پیے کہ اُس
محبوبہ مرغوبہ نے اشارے سے دو انگلی کے کہا کہ جام نہ پینا قاسم نے اپنے دل مین کہا کہ کچھ تو
بڑائی ہے کہ آپ ہی تو اُسنے مجکو جام دیا ہے اور اب آپ ہی پھر منع بھی کرتی ہے یہ بات کیسا ہے

پینا اس جام کا تمھارے حق مین اچھا نہین ہو اس سوچ مین عرصہ ہو لگا اور تامل **ملک قاسم** نے کیا نیلم جادو بگڑی اور کہنے لگی کہ ای طلسم کشا اگر پینا ہو تو پیلو ہمکو عرصہ ہوتا ہو جام پیکر مورپنکھی پر آ بیٹھو تمکو اپنے ہمراہ لیتے چلین اہرت ہماری سیر مین ہوتا ہو اور اگر نہین پینا ہو تو دیسا کہو کہ ہم چلے جائین **ملک قاسم** نے پھر شاہزادی کیطرف دیکھا اُسنے پھر گوشۂ چشم سے منع کیا کہ زنہار زنہار نہ پینا ابتو **ملک قاسم** لعل خفتان خونریز خاوری کو خیال ہوا کہ مکتوب تو تمھارے پاس ہو اسکو تو دیکھو تو سب شک مٹجائے جو اُسمین لکھا ہو درست و صحیح ہو بس اُنھون نے مکتوب نکالا اور پڑھنے لگے نیلم جادو نے کہا کہ میان ابھی سے تو تمکو یہ سوچ ہو ایک جام کے پینے مین اتنا عرصہ کر رہے ہو اور جبکہ طلسم فتح کروگے تو پھر کا ہیکو ہمین یاد کروگے وہ وقت اور ہوگا خوشی کا ہنگامہ ہوگا **ملک قاسم** نے کہا کہ پیتا ہون جلدی کیون کرتی ہو مگر مکتوب کو پڑھے جاتے ہین جب تو نیلم جادو اور بگڑی اور خواصون سے کہنے لگی کہ اری حرامزادیو تم نے جام کے پینے کو منع کردیا ہو جب تو یہ نہین پیتا ہو اُنھون نے قسمین کھائین اور کہا کہ خدا ہم کو غارت کردے اگر ہم نے منع کیا ہو لیکن بیشک ہم نے دیکھا ہو کہ یہ جو آپکے پاس بیٹھی ہین اُنھون نے اشارہ کیا تھا بس یہ سننا تھا کہ نیلم جادو نے اُس ماہ طلعت کی طرف دیکھکر ابرو پر بل ڈالے اور کہا کہ کیون یہ کیا اُسنے بھی انکار کیا کہ مین نے کاہیکو منع کیا وہ خود نہین پیتا اتنے عرصے مین قاسم نے مکتوب کو پڑھلیا لکھا تھا کہ ای عزیز خبردار اس شراب کو دیکھ پی لینا اور اگر پی لیا تو کشتی حیات طوفان مین پڑجائیگی پھر کسی صورت سے خلاصی نہوگی موت کا گھاٹ نظر آئیگا چاہئے تجکو کہ جام کی شراب کشتیون اور مورپنکھی پر پھینکدے اور جست کرکے مورپنکھی پر سوار ہوجا بس یہ جو **ملک قاسم** نے پڑھا نیلم جادو سے کہا کہ تم نے جو مجھ سے شراب کے بارے مین زیادہ بحث بڑھائی تو اب مین شراب نہ پیونگا اور زبردستی کشتی پر سوار ہوکر تمھارے ساتھ جاؤنگا دیکھون تو کیونکر نہین لیجلتی ہو اور کیا کرتی ہو وہ بولی کہ دیکھا نہین ہو کہ زبردستی مورپنکھی پر چلو اور ماتحتون کو اشارہ کیا کہ کشتی بڑھا لیچلو بس قاسم نے یہ جو دیکھا جام کو اپنے ہاتھ سے مورپنکھی پر پھینکدیا اور جست کرکے خود بھی مورپنکھی پر جا بیٹھے انکے کودنے سے مورپنکھی تہلکہ مین آگئی اور پانی کنارون پر سے اندر آگیا عورات نے جو یہ دیکھا کہ طلسم کشا اندر آگیا مورپنکھی سے سب کی سب دریا مین کود پڑین اور پیرنے لگین جنھین پیرنا نہ آتا تھا وہ ڈوب گئین جو کہ پیرتی تھین وہ پار نکل گئین غرضکہ نیلم جادو بھی کود پڑی اور کہنے لگی کہ بھلا او طلسم کشا اچھا کیا تونے کہ تو اس مورپنکھی پر چلا آیا دیکھ اس زبردستی کی کیا سزا ملتی ہو اور تیرا کیا حال ہوتا ہو کہ تو بھی جانے کہ کسی کے ساتھ زبردستی کی تھی مگر قاسم نے جواب بھی نہ دیا اور وہ ماہ پیکر بھی ساتھ نیلم جادو کے چلی گئی قصہ مختصر کہ مورپنکھی بہتی ہوئی چلی جاتی ہو یہانتک کہ دھارے پر پہونچی اسوقت مینار پر جو اُسطرلابی بیٹھا ہوا تھا اِدھر اُدھر دیکھ رہا تھا اُسنے گھڑیال کو موگری ماری آواز بلند ہوئی **ملک قاسم** کے کان مین جو آواز آئی پھر کر دیکھنے لگے اور قلعہ یاقوت نگار کو دیکھا کہ وہ چرخ کھا رہا ہو بس پھر تو ایک تماشا ہوگیا اِدھر گھڑیال بج رہا ہو اُدھر بارہ برج چرخ کھا رہے ہین اس عرصے مین **ملک قاسم** نے جو دیکھا کہ وہ مورپنکھی بھی چرخ کھا رہی ہو اور گرداب مین پھنسی ہو پچپن کا تقاضا گھبرائے کہ بار الٰہا خیر کرنا کہین مورپنکھی ڈوب نہ جائے اب پانی مورپنکھی مین بھر گیا اور وہ ڈوبنے لگی بس پھر تو قاسم ششدر و حیران رہگئے اتنے عرصے مین ایک پنجہ دریا مین سے پیدا ہوا پہلے تو کشتی کو ڈبویا پھر قاسم کو کھینچ لیا جبکہ آنکھ قاسم کی کھلی تو اپنے کو ایک باغ مین پایا اور مکتوب پاس نہ تھا کیونکہ مکتوب ہاتھ سے دریا مین چھوٹ گیا تھا جب انھین پنجے نے کھینچا تھا قصہ مختصر جبکہ یہ داخل باغ ہوئے سیر کرتے ہوئے چلے بھوک

لگی ہوئی تھی خوب میوہ کھایا نہر سے پانی پیا جبکہ آسودہ ہو چکے اور دل بھی سیر سے بھر ا تو مکانات باغ کے دیکھے
اُنکی سیر پر بھی دل راغب ہوا اور پھرنے لگے ایک سہ درے مین قاسم نے کچھ لوگون کو بیٹھے دیکھا وہان جا کر کہنے
لگے کہ تم کون ہو اور یہان کیون آئے ہو اُنھون نے قاسم سے کہا کہ ہم سب تو قیدی طلسم کے ہین تم بھی اب
قید ہوئے ہو اور قید ہو کے یہان آئے ہو یہ زندانخانہ طلسم کا ہی جو قید ہوتا ہی وہی یہان آتا ہی قاسم نے کہا کہ
ہمکو کون قید کر سکتا ہی تم سب قیدی ہو گے مگر یہ تو بتلاؤ کہ کس طرح یہان سے نکلینگے راہ کدھر کو ہی اور کسطرف جائیں
اُنھون نے کہا ای جوان کیا پوچھتا ہی ہم بھلا کیا جانین کہ راستہ کدھر سے ہی اگر یہ جانتے ہوتے تو خود ہی نہ نکل جاتے
کاہیکو قید بیٹھے رہتے قیدی طلسم کیونکر نکلیگا اور ماورا اسکے نگہبانی کو کیا لوگ نہین ہین جو نکل جاؤگے یہ سنکر
قاسم نے خفا ہو کر کہا کہ ارے قیدیو ہم سیر کرنے کو یہان آئے ہین ہمکو کون روک سکتا ہی ابھی جا ہین تو چلے
جائین ہان تم قیدی ہو تمھارا جانا ممکن نہین ہی اور ہمکو کسکی مجال کہ روکیگا اور جانے نہ دیگا مگر بڑے پاجی
اور شُہدے تم سب ہو کہ ایک راستے کے بتلانے مین یہ حجت نکالی ہی جی مین آتا ہی ایک طمانچہ مارون کہ
سر اڑ جائے یہ سُنکر وہ لوگ چپ ہو رہے اور کہنے لگے کہ بہت اچھا آپ خود آئے ہین قید ہو کے نہین آئے ہین تو نہین
ہو گا کوئی کیا جانے ہم قیدی ہین آپ نہین قیدی ہین خفا نہ ہوجیے مگر یہ کہے دیتے ہین کہ کچھ دنون رہیے گا تو آپ
کو ہمارے کہنے کا حال کھل جائیگا کہ سچ کہتے تھے یا جھوٹ یہ سُنکر یہ بھی چپ ہو رہے اتنے مین شام ہوئی اور
ایک طرف روشنی باغ مین دکھائی دی سب اُٹھکے نیچے سہ درے کے آئے ملک قاسم بھی دیکھ رہے تھے کہ
اکتالیس خوان کھانے کے کہاریان سرون پر رکھے ہوئے اور ایک مشعلچی ساتھ اور ایک زن سن رسیدہ زیور
پہنے ہوئے یہ معلوم ہوتا ہی کہ داروغہ اُن سب کی ہی چلی آتی ہی جبکہ نیچے سہ درے کے کوٹھے سے آئی اُسوقت
اُس عورت نے وہ خوان اُنکو دیے اور کہا کہ آج ایک خوان زیادہ ہی یہ کہکر وہ تو چلی گئی قیدیون نے ایک ایک
خوان اپنے اپنے حصہ کا لیکر اندر سہ درے کے رکھا اور آپسے بھی کہا کہ ای صاحب اپنا خوان لیلو کہ تمھارے
حصے کا ہی ایسا نہو کہ آزردہ ہو تم سے بات کرتے ہوئے ڈر معلوم ہوتا ہی قاسم کہ بھوکے تو نہ تھے میوہ چکھ چکے
تھے کہنے لگے کہ ہم نہین کھائینگے جو لایا ہی وہ اپنا کھانا لیجائے کیا ہم محتاج ہین کھائینگے اُسوقت ان لوگون نے کہا
کہ ای حضرت کیا محتاج ہوتا ہی تو کھانا لیتا ہی اور جو کوئی امیر کو بھیجتا ہی تو وہ پھیر دیتا ہی یہ بات آپنے عجب طرح کی
کہی یہ جو کھانا آیا ہی ایسے اس خیال سے کہ آپ آج تو ضرور یہان رہینگے رات بسر کرینگے اور کھانا ضرور ہی کہ بے اسکے زندگی
نہین ہوتی یہ سُنکر اُنھون نے کہا کہ اگر یہ بات ہی تو خیر اُٹھا رکھو اُن لوگون نے کہا کہ ابھی لیکر ہو نچا بھی دو ورنہ آپ
بھوک کے گھبرائیگا تو اور بھی پریشان کریگا اسوقت تو غُصّہ مین ہی القصہ سب نے ملکر وہ خوان اوپر کوٹھے
کے رکھدیا آپ بیٹھکر کھانے لگے آدھی رات گئے باقی کھانا ملا کر اُنھین آدمیون کو دیا اُنھون نے کہا کہ ہم تو
کھا چکے ہین آپ نوش کیجیے یہان ہر ایک کا حصہ علیحدہ ہوتا ہی کوئی دوسرے کا حصہ نہین کھاتا یہ سُنکر
قاسم نے کہا کہ پھر مین کیا کرون لیجاؤ اسے یہان سے مین کسے دون یہ سُنکر انھون نے عذر نہ کیا کہ سڑی تو ہی
کہین غصہ نہ کرنے لگے الغرض کھانا کھا کے سو رہے جب صبح ہوئی سب سو کر اُٹھے اور یہ بھی چونکے پھر تو سب
آج خوش مزاجی سے کلام بھی کیا اور ہنسکر بات بھی کی سب خوش ہوئے کہ شکر ہی آج تو غصہ نہین ہی
جب کہ پھر شام ہوئی وہی عورت کھانا لیکر آئی آج اُنھون نے بے عذر لیلیا اور سب کے ساتھ
بیٹھکر کھایا اور کہنے لگے کہ بھئی کل کے دن ہم واقف نہ تھے اسی واسطے ہم تم سے علیحدہ

بیٹھتے تھے اور نہ بولتے تھے سب نے کہا حضور ہم سب آپکے خیر خواہ ہین جو بات سچ تھی آپسے کہدی تھی یہ
بولے کہ بھلا کیا سچ ہو یہ بات کہ کوئی یہان سے نکل نہین سکتا اور راستہ نکلنے کا کسی کو نہین معلوم ہو سب نے آپس
مین اشارے کیے کہ یہ صاحب ابھی تک یقین نہین اور جانتے ہین کہ ہم نے جھوٹ کہا ہو حقیقت مین سودائی ہین
انسے کچھ نہ بولو جو کچھ کہین سُن لو اور چپ ہو رہو جبکہ کھانے سے فراغت پائی تو انھون نے ایک ایک سے بہ ملائمت بات
کی اور پاس اپنے بٹھایا وہ سب انکے حرکات پر ہنستے رہین غرضکہ تیسری شام ہوئی اور وہی عورت خوان کھانے
کے لیکر آئی آج اُسنے ملک قاسم سے کہا کہ آپکے اپنا کھانا بیجا اور روز مین دیکھتی ہون کہ ایک خوان علٰحدہ رکھا رہتا
اسکی کیا وجہ ملک قاسم نے کہا کہ ہم نہین لیتے تھے مگر یہ لوگ ایسے مصر ہوے کہ لینا پڑا خیر یہ تو بتلاؤ کہ کھانا
جو بھیجتا ہو اُس سے کچھ پیغام بھی ہمارا دے سکتی ہو اور عورتون نے کہا کہ آپ بیان کیجیے یہ انھین کے پاس
رہتی ہین اور داروغہ ہین ملک قاسم نے کہا کہ اے عورت وہ جو کھانا بھیجتی ہین اُنسے کہدینا کہ ہم نے گناہ تمھارا
کیا کیا ہو جو تم نے ہمکو یہان قید کیا ہو یہی نہ کہ تم نے جو ہمکو جام پینے کو دیا تھا اور ہم نے نہین پیا اسی سبب سے
تم آزردہ ہوئین اور ہمکو پکڑ کر تم نے یہان بھیجدیا ہو یہ کوئی قصور نہین ہو لازم ہو تمکو کہ اب راستہ بتلادو کہ یہان
سے نکل جائین یہ پیغام ہمارا ضرور بضرور پہونچا دینا اور جو کچھ وہ اس بات کا جواب دین ہم سے کل کی شام کو
جاتا تو کہدینا اور جس طرح ہو سکے راستہ پوچھتی آنا اُس عورت نے انسے تو ہنسکر کہا کہ اچھا مین کل کو پوچھ آؤنگی
اور سب نے کہا کہ دیکھو سڑی نہین ہین تو کیا ہوشیار ہین یہ بات بھلا یا نون کی ہو کہ داروغہ سے کہتے ہین
کہ راستہ پوچھتی آنا غرضکہ وہ عورت کچھ بڑبڑاتی چلی گئی جبکہ چوتھی شام ہوئی آج ملک قاسم سیر مین ایسے
مصروف ہوے کہ وہ کھانا رکھکر چلی بھی گئی یہ جو آئے کھانا رکھے دیکھا اُن لوگون سے پوچھا کہ ارے
صاحبو یہ تو کہو کہ وہ کچھ کہہ بھی گئی ہو کہ ہمارے سوال کا کیا جواب دیا وہ سب بولے کہ کہتی تھی کہ کچھ
دنون ابھی یہان رہو پھر بتلا دینگے کہ راستہ ادھر سے ہو یہ سنکر چپ ہو رہے جب کہ آدھی رات گذری اور
سب قیدی سو رہے اُسوقت ملک قاسم اُٹھکر زینہ سے ہو کے مہتابی پر پہونچے اور ادھر اُدھر
دیکھنے لگے ایک پنجدرہ معلوم ہوا قاسم جھک کے تکنے لگے کہ کہین راستہ ہو تو کودکر نکل جاؤن
یہان کیون بیکار ہون کہ روشنی اس پنجدرے مین انکو معلوم ہوئی اور دیکھا کہ چلمن بہت پر تکلف اور
پردے پڑے ہوے ہین اور فرش سارے پنجدرے مین ہو یہ دیکھکر ملک قاسم نے کھنکھارا اور پاؤن
سے کھٹکا دیا تھا اندر سے اُس پنجدرے کے ایک عورت نے سر نکالا اور چلمن سے باہر آئی اب جو قاسم نے
غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہ وہی نگار ہو کہ جسکو مور نکھی پر دیکھا تھا اور جام پینے کو اُسنے منع کیا تھا بس قاسم
کودکے اُس کوٹھے پر آئے جہان وہ نگار کھڑی تھی اس عورت نے جو انکو دیکھا بولی کہ دیکھو اے طلسم کشا مین
نے تیرے واسطے یہ قید سہی اور اپنے کو عذاب مین مبتلا کیا جیسے مین نے تمکو جام پینے کو منع کیا اور تم
مور نکھی پر کودکے چلے آئے اور جام کو تم نے پھینکدیا نیلم جادو نے جاکر سارا حال بادشاہ سے کہا
اُسنے مجکو نظر بند کیا ہو آج کئی دن سے یہان قید مین بیٹھی ہون اب آپ جلدی یہان سے چلے جایئے
ایسا نہو کوئی دیکھ لے تو بڑا غضب ہو جائیگا ملک قاسم نے نام پوچھا اُسنے کہا کہ مجھے ناہید
کہتے ہین دختر وزیر کی ہون قاسم نے کہا کہ ناہید جادو نام ہو گا اور تم ساحرہ ہو کہا
کہ اگر جادو جانتی ہوتی تو قید ہو کر یہان نہ رہتی مگر حال یہ ہو کہ طاؤس شاہ جادو کہ بادشاہ

یہان کا ہو وہ مجھپر عاشق ہی لیکن تصرف مین اُسکے مین نہین آئی ہون کیونکہ ہاتھ اُسکے نہین لگی ہون وہ مجھپر جان دیتا ہی
اب یہان سے دو ایک روز مین چھوٹ کر جا اپنے گھر مین جاؤنگی تو لوح کا حال اپنی مان سے پوچھونگی اگر اُسنے بتادیا اور میرے
امکان مین ہوا تو بیشک لوح مین تمکو لادونگی لیکن اسکا اقرار کرو کہ بعد فتح طلسم مجکو اپنی کنیز سمجھوگے تو پھر مین بھی کوئی
بات اُٹھا نہ رکھونگی جس طرح ہوگا یہان سے لا دونگی قاسم نے کہا کہ ای ملکہ ناہید یہ کیا بات کہتی ہو مین تمکو
تمھارا اپنے گھر کا کرونگا کنیزی کیسی ہوتی ہی اور لونڈی کسکو کہتے ہین میری جان تمپر نثار ہی تمھارا یہ کہنا بیکار ہی غرضکہ قول
و اقرار کرکے ملک قاسم تو کوٹھے پر چڑھ آئے مگر جب صبح ہوئی تو وزیر نے بادشاہ سے اجازت لیکر ملکہ ناہید
کو بلوایا وہ بھی از بسکہ جان دیتا ہی راضی ہوگیا اور نظر بندی سے ناہید کو آزاد کیا یہ چھوٹ کر اپنے
گھر کو گئی اور جاکے اپنی مان سے جو ملی ادھر اُدھر کی باتین کرکے کہنے لگی کہ میری امان جان لوح بھی کیا کوئی چیز
ہی کہ سب آدمی یہی کہتے ہین کہ اگر لوح کسی کے ہاتھ آجائے تو وہ طلسم کو فتح کرلے کچھ بڑی بات نہین ہی تم مجھے
یہ بتاؤ کہ لوح کیا شی ہی اور ایسی جگہ تو نہین رکھی ہی کہ کسی کے ہاتھ لگجائے اور وہ لوح لیجاکر طلسم توڑدے یہ سُنکر
ناہید کی مان نے کہا واری مجکو لوح کی کیفیت نہین معلوم ہی یہ جانتی ہون کہ لوح بھی بیشک کوئی چیز ہی
مگر نہین معلوم کہ کہان رکھی ہی مگر البتہ اتنا جانتی ہون کہ یہ صندوق جو رکھا ہی اسمین ایک مکتوب رکھا
ہی کہ وہ بھی مثل لوح کے ہی جسکے پاس وہ ہو مطلب اُس کا مکتوب سے ظاہر ہوگا اور اگر مطابق نوشتے
کے کرے تو ساحر اُسکا کچھ نہین کرسکتے اور وہ چاہے تو سب کو مار ڈالے اور جہان چاہے بغیر راستہ
جانے چلا جائے ناہید اس بات کو سُنکر چپ ہو رہی جبکہ رات زیادہ گئی اور سب بستر خواب پر لیٹے
ناہید بھی اپنی مان سے علاوہ ایک پلنگ پر لیٹ رہی جب دیکھا اُسنے کہ سب غافل سو رہے ہین نیند خواب
بلند ہو چکی سے اُٹھکر صندوق کو کھولا اور مکتوب کو نکال لیا اور آہستہ آہستہ اُسی پنجرے مین آئی یہان
ملک قاسم کا یہ حال تھا کہ شام سے گھڑی گھڑی کوٹھے پر آتے تھے اور ناہید کو دیکھ جاتے تھے اب جو آئے
تو ناہید کو کھڑا ہوا دیکھا بس جلدی سے بام پر اُس پنجرے کے آئے اور ناہید سے کہنے لگے کہ ای ملکہ کہان
عرصہ لگایا تھا بہت انتظار کرایا راستہ دیکھتے دیکھتے آنکھین پتھرا گئین ناہید نے کہا ای شہریار مین نے جو وعدہ
کیا تھا کہ لوح لادونگی اُسی کی فکر مین تھی مان سے اپنی مین نے بہت پوچھا مگر اُسنے کہا کہ شاید تمھارے باپ
کو معلوم ہو مجکو نہین معلوم مگر مکتوب کو تبلایا تھا کہ شاید صندوق مین رکھا ہوا اسی واسطے مین ٹھہری رہی جبکہ
مین نے موقع پایا مکتوب کو نکال لائی یہ حاضر ہی اسکی تاثیر بھی مثل لوح کے سُنی ہی کیا عجب ہی کہ مدعا آپکا اسی سے حاصل
ہوجائے ملک قاسم نے جو نام مکتوب کا سُنا شاد ہوگئے اور سمجھے کہ جو میرے پاس سے کھو گیا تھا یقیناً وہی ہوگا
شاید کہ کوئی ساحر بروقت کشتی غرق ہونے کے چھین لیگیا تھا قسمت سے ہاتھ آیا جلدی سے ملکہ ناہید
کے ہاتھ سے لیلیا اور مارے خوشی کے ناہید سے لپٹ گئے اور کہنے لگے کہ ملکہ جس راہ سے تم آتی جاتی ہو ہمکو
بھی وہی راہ بتادو کہ ہم نکل جائین ناہید نے کہا کیا مضائقہ ہی بسم اللہ اسی وقت چلیے پھر تو ملک قاسم
نے مکتوب کو اچھی طرح کمر بند مین رکھ لیا اور ساتھ ناہید کے باہر آئے ناہید نے پنجرے سے باہر لاکر
کہدیا کہ اب آپ کو جدھر راستہ ملے چلے جائیے اللہ حافظ ہی مگر مجکو بھول نہ جائیے گا مین نے دامن دولت
کو آپکے پکڑا ہی اور سب میرے دشمن ہین حال مکتوب کا بھی کھل جائیگا چھپا نہین رہیگا اب کنیز
اپنے گھر جاتی ہی تاکہ مان کو میری شُبہت نہو قاسم نے ناہید کو گلے سے لگا لیا اور بوسے بھی لیے اور پھر کہا کہ ای

ملکہ ناہید قسم ہو مجکو اُس یزدان پاک کی کہ جسنے مجکو خلق کیا ہو اور تمام ذی روح بلکہ ممکنات کو پیدا کیا ہو کہ مین تمکو زوجہ بناؤنگا اور احسانمند تمہارا رہونگا بھولنا کسے کہتے ہین اور اے ملکہ خدا حافظ یہ کہکر ایک طرف روانہ ہوسے اور ملکہ ناہید بھی اپنے گھر چلی آئی ملک قاسم نے تھوڑی دور آکے مکتوب کو دیکھا تو لکھا پایا کہ اے عزیز خبردار زنہار بھولنا نہین جو لکھا ہو اُسپر عمل کرنا یعنے دست راست پر جانا اور کسی طرف کو نہ جانا ورنہ خراب ہوگا آگے جاکے تمکو ایک جھیل دکھائی دیگی اُسمین سے ایک ہرن سفید نکلے گا چاہیے کہ جب وہ بھاگے تو یہ اسم پڑھکر تیر اُس آہو کو مارنا جبکہ وہ گر جائے تو لوح اُسکے گلے مین سے اُتار لینا اور کام مین لانا پھر آگے جاکر لوح کو دیکھ لینا فراموش احکام نہ کرنا ملک قاسم نے یہ پڑھکر جلد قدم اُٹھانا شروع کیا دور نکل گئے آگے جاکر دیکھا کہ وہی جھیل ہو کہ جسکی خبر مکتوب مین لکھی ہوئی تھی ملک قاسم قریب آئے کہ ایک مرتبہ پانی مین تلاطم ہوا اور سفید ہرن پانی کے اندر سے نکلا اور جھیل کو جھیل کے باہر آیا اُنکی طرف دیکھکر میدان پکڑا اور بھاگا قاسم نے پیکان تیر پر اسم پڑھا اور کمان مین جوڑکے ہرن پر مارا وہ خدنگ اجل ہوکر گلے مین اُسکے پیوست ہوگیا ہر چند اُسنے چاہا کہ بھاگون مگر خون گلے سے بہنے لگا دم رُکا سست ہوکر گر پڑا ملک قاسم نے جلدی سے لوح اُسکے گلے سے اُتار لی وہ لوح زمردی تھی ڈورا موتیون کا پڑا تھا اور مدوّر مانند کف دست کے اور ہشت پہل تھی قلم سرخ سے بسم اللہ الرحمن الرحیم کے بعد لکھا ہوا تھا کہ ہذا لوح طلسم افراسیابی پھر تو ملک قاسم ایسے شاد ہوے کہ پیراہن مین نہ سماتے تھے بند تڑاق تڑاق ٹوٹ گئے جبکہ کوح پا چلے دیکھا کہ روز روشن ہو خیال ہوا کہ تمہاری تلاش مین ساحر ضرور آئینگے چاہیے کہ دور نکل چلو پھر سوچے کہ اگر جادوگر آئینگے بھی تو کیا کر سکتے ہین کہ لوح فضل خالق سے تمہارے پاس ہو یہ سوچ کے آگے بڑھے ایک کوس آئے ہونگے کہ ایک مکان سامنے دکھائی دیا جب کہ قریب اُس مکان کے پہونچے دیکھا کہ دروازہ اُسکا باہر سے بند ہو مگر آواز کسی کی آتی ہو کوئی قیدی خدا سے فریاد کر رہا ہو کہ الٰہی ہمارے آقا کو جلد بھیج کہ اب سختی قید کی اُٹھائی نہین جاتی اور مفارقت اُسکی شاق ہو دل دیکھنے کا مشتاق ہو جسکی رہبری سے بیابان ضلالت سے نکل کر چشمۂ ہدایت پر پہونچے اُسی کو واسطے رہا کرنے کے بھی بھیجدے قاسم نے کہا یہ آواز تو ایسی معلوم ہوتی ہو جیسے کبھی کی سنی ہوئی ہو اور بارہا سنا ہو غرض کان لگا کر جو سنا تو وہ آواز معظم خان بن بہرام کی تھی بس بیتاب ہوے پکارے کہ بھائی معظم خان تم کیون فریاد کرتے ہو مین آپہونچا اندر سے آواز آئی کہ اے آقا سے من وا ے شہریار من ہم دونون غلام آپکے یہان قید ہین اور امیدوار مخلصی ہین خدا آپ کو لایا آپ ہی کی امید تھی اور سوا آپکے ہمارا کون ہو خدا آپ کو سلامت رکھے جلد صورت دکھائیے کہ اب تاب مفارقت باقی نہین ہو قاسم نے خوش ہوکر کہا کہ بھائیو مین آپہونچا ہون گھبراتے کیون ہو یہ کون بات ہو اگر کیسی ہی بلا مین پھنسے ہوتے اور مین یہ بھی سمجھتا کہ یہان جانے مین فساد عظیم ہوگا اور بلا مین پھنسونگا تو بھی مین ہاتھ نہ اُٹھاتا میری جان تمپر نثار ہو تم مجھپر فدا ہو تو مین تمپر تصدق ہون یہ کہکر جلدی سے عکس لوح کا قفل اور دروازے پر ڈالا فوراً تڑاق سے آواز آئی اور کھل گیا اندر آئے دونون پر عکس لوح کا ڈالا قید سحر دور ہوئی دونون قدمون سے لپٹے قاسم نے گلے سے لگایا اور کہا بھئی اب کوئی آزار نہ پہونچیگا لوح خدا کے فضل سے دستیاب ہو چکی ہو اب کسی کا مکر اللہ نہین ہو یہ کہکر اُس مکان سے دونون کو نکال لائے اور روانہ ہوسے راہ مین مفصل احوال دستیاب ہونے لوح کا معظم خان اور ترک جوشن پوش سے کہا کہ ناہید کے باعث سے

لوح فی ہیچ تو یہ ہو کہ میرے ساتھ بڑا احسان کیا ہو کبھی نہ بھولونگا اگر وہ مکتوب نہ لادیتی یا کشتی پر شراب پیتے وقت
اشارہ نہ کرتی کہ نہ پینا تو غضب ہوتا کا ہیکو قید سے نجات پاتے دائم الحبس رہتے مگر یہ بھی مین تم سے کہے دیتا
ہون کہ مجھ مین اُسپر عاشق نہین ہون چاہے وہ مجکو پیار کرتی ہو اسکی مجکو خبر نہین لیکن مین نے جو اقرار کیا
ہو اپنے مطلب کے واسطے اب تو مین نے کام اپنا نکال لیا آیندہ دیکھ لیا جائیگا تم یہ خیال نہ کرنا کہ مین اُسکو پیار
کرتا ہون یہ کہتے ہوئے اور باتین کرتے ہوئے چلے جاتے ہین آگے بڑھکر لوح کو دیکھا تو لکھا ہوا پایا کہ ای عزیز
اب آگے تجکو ایک میدان وسیع ملیگا اور چار میل کنارہ دن پر اُسکے بنے ہین چاہیے تجکو کہ یہ اسم جو کنارے پر
لوح کے لکھا ہو اُسکو پڑھکر ایک حلقہ اسی لوح سے بیچ مین اُن میلون کے کھینچ اور اُس حلقے مین بیٹھکر یہ اسم ایک
ہزار یا زیادہ بار پڑھ جبتک تمام نہ کر لینا کسی سے بات نہ کرنا کیسا ہی کوئی بولے اور فریب دے زنہار بات
نہ کرنا اگر ایسا ہی فریب دے اور تو بھولے سے کہین ایکبار بول بھی اُٹھیگا تو خیر مضائقہ نہین ہو ورنہ
بڑا غضب ہو جائیگا عمداً نہ بولنا نہ پانون اُس حلقے سے باہر نکالنا جب تک کہ اسم تمام نہ ہوے بعد اُسکے جب
اسم کو تمام کریگا دیکھنا کہ ایک جہان تیرا مطیع ہوگا اور پھر لوح کو دیکھ لینا ملک قاسم نے ترک جوشن
پوش اور معظم خان سے یہ حال بیان کیا اور کہا کہ بھئی مین تو حلقے مین بیٹھکر اسم پڑھتا ہون اور تم علیحدہ
بیٹھے ہوئے تماشا دیکھو لوح مین یہ حکم نکلا ہو دونون نے کہا بہت اچھا اور خود ایک جانب کو ایک میل کی آڑ مین
کھڑے ہوکے تماشا دیکھنے لگے لیکن روبرو ٹھہرے کہ اپنے مالک کو دیکھتے بھی رہین القصہ شاہزادہ خاور
بجا دونے وہ اسم کہ بروقت حلقہ کھینچنے کے پڑھنے کو لکھا تھا پڑھا اور لوح سے حلقہ کھینچا اور اُسی کے اندر بیٹھکر
اسم پڑھنا شروع کیا یہ دونون آڑ مین ایک میل کی علیحدہ اُسکے پیچھے رہے قاسم تو اسم پڑھ رہے ہین اور
وہان جو لوگ کھانا قیدیون کا لیکر آتے تھے اُنھون نے آج اگر ملک قاسم کو جو نہ پایا ہر طرف ڈھونڈھا
جب پتا نہ لگا گھبرا کے طاؤس شاہ جادو سے کہا طاؤس جادو نے کہا کہ ارے وہ تو طلسم کشا ہو
بڑا غضب ہوا اب دیکھیے کہ کیا ہوتا ہو یہ اسی تردد مین تھا کہ اتنے مین اور نگہبان آئے اور اُنھون نے
طاؤس شاہ جادو سے کہا کہ ای شاہ دونون رفیق طلسم کشا کے نہین معلوم ہوتے ہین اور دروازہ
زندانخانہ کا کھلا ہوا ہو نہین معلوم کہ قفل سحر کو کسنے کھولا اور وہ کیونکر نکل گئے یہ سُنکر وہ صدمہ اُسکو ہوا
کہ بیان سے باہر ہو گھبرا گیا مگر ایک جادوگر کہ نام اُسکا زلزلہ جادو ہو اور یہ کاہن بھی ہو حاضر دربار تھا
اُسنے اپنی کتاب مین دیکھکر ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ ای بادشاہ اور ستم پر ستم ہوا کہ ایک تو رفیق اُسکے چھوٹ کر
چلے گئے دوسرے یہ کہ لوح طلسمی بھی اُسکے ہاتھ آگئی ہو اور ناہید نے اُسے مکتوب دیا جسکی ہدایت سے لوح
دستیاب ہوئی یہ سُنکر طاؤس جادو کا دم نکل گیا اور کانپ اُٹھا سلطنت کو نقش بر آب سمجھنے لگا یہانتک
یہ لرزان و ترسان ہوا کہ افراسیاب جادو سے اسکے لوگون نے جاکر کہا کہ آپ ذرا طاؤس شاہ کی
خبر لیجیے کہ کیا حال ہو اور بانی طلسم افراسیاب ہی ہو طاؤس کو بادشاہ کر دیا ہو افراسیاب نے پوچھا
کیون یہ کیا حال ہو کہا کہ سُنا ہو طلسم کشا چھوٹ گیا اور لوح بھی اُسکے ہاتھ آگئی اب کا ہیکو جینے دیگا جان سے
مار ڈالیگا یہ سُنکر افراسیاب جادو پاس طاؤس شاہ کے آیا کہ اُس ناہید کو تو سزا دو کیسی تمھاری
دوستدار تھی کہ مکتوب حوالے کیا اُسنے وزیر پر اپنے بدعت کی اُسنے عرض کیا کہ جس نے برائی کی ہو اُسے
سزا دیجیے آپ مالک ہین اسیے قید کیجیے اگر مین حمایت کرون تو البتہ گنہگار ورنہ میری کیا خطا ہو یہ سُنکر طاؤس شاہ

نے ناہید کو وزیر کے ہاتھ بہ مکر و تذویر بلوایا اور قید کیا پھر **افراسیاب** سے کہا کہ کوئی تدبیر مجکو بتاؤ کہ اب مین
کیا کرون میرے تو ہوش و حواس سب جاتے رہے ہین یہ سُنکر افراسیاب نے ہنسکر کہا کہ ای طاؤس تم کیون
ڈرتے ہو وہ تمھارا کیا کر سکتا ہی مین ابھی فریب دیکر لوح لیے آتا ہون پھر تمکو اختیار ہی کہ چاہنا پکڑ کر مارنا باندھنا
یہ سنکر **طاؤس** نے کہا کہ زندگی ہماری تمھارے ہاتھ ہی اور تم ہی نے طلسم باندھا ہی اسنے کہا کہ یہ کتنی بڑی بات ہی
یہ کہکر **افراسیاب** نے چار ہزار ساحر اپنے ساتھ لیے اور **انجم جادو** ایک ساحرہ کہ حسینہ اور جمیلہ تھی اُسکو تخت
جواہر نگار پر سوار کر لیا اور **ملک قاسم** کو دریافت کرکے وہین آیا **قاسم** نے جو دیکھا کہ لشکر ساحرونکا سامنے
سے آتا ہی تو یہ بھی سنبھل بیٹھے اور دلکو اپنے مضبوط کرکے اسم جلدی جلدی پڑھنے لگے **افراسیاب** نے پہلے
تو مؤدب سلام کیا اور پھر ساحرون سے کہا قرار واقعی اپنا رعب و تجمل دکھاؤ تمام ساحرون نے سامنے ملک قاسم
کے آگ شعلے منھ سے نکالے اور ترنج نارنج اُچھالے باجے سحر کے بجائے اور سامنے ڈٹ کر صف جماکر کھڑے
ہوے مگر **ملک قاسم** نے خیال بھی نہ کیا اُسوقت **افراسیاب** نے فوج پر اپنی تاکید کی کہ ارے تمکو
سوجھتا نہین کہ مین تو سلام کرتا ہون تم کیون رُعب دکھاتے ہو وہ کوئی دشمن ہی وہ تو ہمارے مالک
ہین ہم اُنکے تابعدار وہ ہمسے تھوڑی ہی لڑینگے کوئی بھی غلامون سے مقابلہ کرتا ہی یہ کہکر پھر دست ادب
بستہ سامنے آکر ٹھہرا مگر **ملک قاسم** نے نہ تو اسم پڑھنا موقوف کیا اور نہ اسکی جانب دیکھا اگرچہ
خوف بھی غالب ہوتا ہی کہ یہ ہزارون ساحران غدار تمکو گھیرے ہوے ہین مگر پھر یہ خیال کرتے ہین کہ ای
قاسم اس لشکر اور اس گیدی سے خوف نہ کرنا چاہیے کیونکہ تم پوتے **امیر حمزہ صاحبقران** کے ہو اور
بیٹے شاہزادہ عملشاد کے اپنے باپ اور دادا کی طرف خیال کرو نہین جانتے ہو کہ انھون نے بھی زمانہ کمسنی مین
کیا کیا کام کیے ہین اور کیسا کیسا جادوگرون سے لڑے ہین تم بھی تو اُسی باغ کے شجر ہو ڈرتے کیون ہو خدا کو
یاد کرو وہ مالک ہی یا سوا اسکے تمکو یہ بھی سہارا بہت بڑا ہی کہ اس گنڈے مین کوئی تمھارے قریب نہین آئیگا
پھر خوف کیون کرتے ہو اتنے عرصے مین **ترک جوشن پوش** پکارا کہ ای شہریار خبردار خبردار ہرگز اسم
پڑھنا موقوف کیجیے گا بس ساتھ ہی اس آواز کے **قاسم** نے داہنی جانب کو دیکھا کہ ایک اژدہا پیدا ہوا
اور **ترک جوشن پوش** کو نگل گیا **معظم خان** نے یہ حال دیکھکر غل کیا کہ ای **شہریار ترک** کو بچائیے
قاسم نے معظم خان کو اشارے سے منع کیا کہ کیون غل کرتے ہو خدا کو یاد کرو وہی حافظ ہی اسم ترک نہین
کر سکتا جب ختم کرلونگا ڈھونڈھ لونگا **ملک قاسم** یہ کہہ رہے تھے کہ ایک اور اژدر پیدا ہوا اور **معظم خان** کو
بھی نگل گیا ملک قاسم یہ دیکھکر آنکھون مین آنسو بھر لائے پھر چپ ہو رہے صبر کی سل سینے پر دھر لی یہ دیکھکر
افراسیاب نے **ملک قاسم** کی بہت تعریف کی اور بولا کہ ای طلسم کشا کیا بات ہی آپ کا مثل نہین
ہو چاہیے کہ جس کام مین ہاتھ ڈالے تو ایسا ہی استقلال کرے مرحبا صد مرحبا برین ہمت مردانہ لیکن
اب آپ کیون محنت و مشقت کرتے ہین ہم نے جان لیا کہ آپ طلسم کشا ہین بس تکلیف نہ کیجیے اسم پڑھنے
کی کیا ضرورت ہی ہم تو سب آپ کے غلام ہین اب کسکے لیے آپ پڑھتے ہین جو حکم ہو بجا لائین کچھ لیجیے
تو سہی اور یہ عورت تخت نشین جو ہمارے ساتھ ہی اگر قبول کیجیے اور مرغوب ہو تو ہاتھ منھ دھلانے کو
ہمراہ کر دین اور جو چیز آپ کو مطلوب ہو اور جس واسطے آپ آئے ہون وہ بھی لیجیے **ملک قاسم**
نے یہ سنکر اشارے سے کہا کہ ہمکو کچھ نہین چاہیے پھر تو **افراسیاب جادو** نے صدہا کر

وفریب کیجے کہ کسی طرح یہ اسم کا پڑھنا موقوف کرے اور ٹھہر جائے یا بول اُٹھے تو ہماری بن آئے کیونکہ اسم پڑھنے
مین قید ہی کہ ایک جلسہ مین ایک ہی سانس مین یعنے بلا توقف اور بے فاصلہ ایک ہزار گیارہ بار پڑھے اور اگر فرق
پڑ جائے تو پھر اسی طرح لاکھ بار ایک سانس مین بلا فاصلہ پڑھے مگر قاسم نے پڑھنا موقوف نہ کیا اور کان لگا کے
بھی نہ سنا کہ یہ بکتا کیا ہی جب **افراسیاب جادو** نے یہ دیکھا کہ طلسم کشا تو نہین ڈرتا اور پڑھنا موقوف نہین
کرتا اپنی جھولی مین سے استخوان خرس نکالے اور کچھ اُنپر سحر دم کر کے طرف **ملک قاسم** کے پھینکدیے وہ استخوان
لوٹ پوٹ کر صورت خرس کی بنگئے اور قاسم پر حملہ آور ہوے کہ آنکھین اُس خرس کی مانند شمع کے روشن
تھین اور کوئی نوگز کا قدوقامت تھا لیکن وہ خرس گنڈے کے باہر ہی رہا اندر نہ آیا مگر بہت ڈرایا اور
غل مچایا آخر یہ بھی تو انسان کا جامہ رکھتے تھے دوسرے بچے تھے کچھ خوف آہی گیا پیچھے سرک کر دست
بقبضہ ہوے اور ارادہ اُسکے مارنے کا کیا پھر سوچے کہ ای قاسم بغیر حکم لوح یہ کیا کرتے ہو یہ سمجھکر پھر اسم کو
پڑھنے لگے اور لوح کو بھی دیکھا تو یہ نکلا کہ خبردار بغیر اتمام اسم کے کوئی کام نہ کرنا جب تو **ملک قاسم** دلمین کہنے لگے
کہ لوح کو پھینک بھی دو یہ لوح تمکو قتل کرائیگی دشمن تو حملہ کرتا ہی اور یہ سوا بیٹھے رہنے کے کچھ نہین بتاتی اور
کوئی حکم نہین دیتی یہ ماجرا کیا ہی آخر ناچار ہو کر پھر جلدی جلدی پڑھنے لگے **افراسیاب** نابکار نے جو یہ
دیکھا کہ یہ اس سے بھی نہ ڈرا تو پھر اُسنے ایک اسم ایسا پڑھا کہ وہ ریچھ اور طرف کو چلا گیا اور اسنے اور ایک
استخوان اپنے جھولی سے نکالی اور زمین پر پھینکی اور دانے رائی سرسون کے پڑھکر مارے وہ ہڈی ہاتھی
کی تھی ایک فیل مست بنکر **ملک قاسم** پر دوڑا اور سامنے آ کے خاک اُڑانے لگا اور ٹھوکرین مار مار
کے زمین کے ڈھیلے اُکھاڑ کر خرطوم سے اُنپر پھینک مارے اور دانتون کو بھی دراز کر کے اُنپر حملہ آور
ہوا مگر کبھی کبھی خاک اور ڈھیلے گنڈے کے اندر بھی آجاتے ہین اور **ملک قاسم** کا اب یہ حال ہی کہ کبھی
تو پیچھے ہٹ جاتے ہین اور کبھی کھڑے ہو جاتے ہین اور وہ ہاتھی قریب گنڈے کے آیا ہوا ہی اور قیق
مار رہا ہی کہ جنگل صدا سے اُسکی ہلجاتا ہی اور کبھی بر بھا بر جھا کے جھوم جھوم کے اُنپر دانت مارتا ہی گو یہ اُسکے
حربہ سے بچے ہوے تو ہین اور کئی بار ضبط کیا جب دیکھا کہ کسی طرح نہین ہٹتا تو قبضے پر ہاتھ رکھکر بیساختہ
بول اُٹھے کہ دور ہو یہان سے کہان کا شور وغل کر رہا ہی کہ تو بیٹھے بیتابی مین مگر ساتھ ہی خیال آیا کہ لوح
مین بولنے کی ممانعت لکھی تھی اور تم بول اُٹھے یہ کیا کیا غرضکہ جلدی سے بیٹھکر پھر پڑھنے لگے اور لوح کو دیکھا
تو یہ لکھا پایا کہ اگر ایک مرتبہ دھوکے مین بول اُٹھے تو مضائقہ نہین ہی گر عمداً نہ بولنا ورنہ مشکل پڑجائیگی
اب خاطر جمع ہوئی اور مستعد ہو کر پڑھنے لگے قصہ مختصر کہ وہ ہاتھی بھی ایک طرف کو بھاگا اور **ملک قاسم**
پڑھنے مین بدستور رجوع رہے پھر تو **افراسیاب** اور زیادہ گھبرایا اور بولا کہ کیون طلسم کشا تم نہین
مانتے ہو ہی شرط کہ ساحرون سے کہدون وہ چہار طرف سے تمپر آپڑین اور وہ مارنے لگین جب
بھی **ملک قاسم** نے کچھ نہ کہا پھر **افراسیاب** نے ہڈی سانپ کی نکالی اور اسم سحر دم کر کے
طرف **قاسم** کے پھینکی وہ مار سیاہ بنگئی کہ آنکھین مثل یاقوت کے روشن تھین اور دو زبانین نکلی
ہوئی تھین اُنپر دوڑا اور پھن اُٹھا اُٹھا کے پھنکارتا تھا کہ کسی طرح قاسم پر خوف غالب ہوا اور گنڈے
سے نکل جائے **قاسم** اُسپر بھی نہ ہٹے مگر کئی مرتبہ ایسا ہوا کہ کھڑے ہو ہو گئے اور تلوار پکڑ پکڑ
کے چاہا کہ مار بیٹھین جب کھڑے ہوتے ہین تو منھ سے تو کچھ نہین کہتے مگر دل مین قائل اور نادم

ہوتے ہین کہ اللہ نے کیا بہتر کیا تمھارے حق مین کہ اسوقت دونون رفیق نہین ہین اگر ہوتے تو بگڑ جاتے
اور یہ دل مین ضرور کہتے گو منھ تک بات نہ آتی کہ بڑے بزدلے ہین فقط زبان کے تڑتے ہین جیسا سنتے ہین
کہ اس گنڈے مین وہ سانپ نہین آپکا اسپر بھی کھڑے ہو جاتے ہین الغرض وہ سانپ اپنا من مارکے
چلا گیا اب **افراسیاب جادو** نے انجم جادو کو اشارہ کیا وہ سامنے انکے آئی اور ہاتھ باندھکر بولی کہ ای
طلسم کشا اللہ اللہ تم کو یہ غرور ہی کہ آدمی کو آدمی نہین سمجھتے ہو اور ہم سے کہ پہر بھر سے سوا ہوا کہ تمھارے سامنے
کھڑے ہین بات نہین کرتے ہو ایسے مغرور اپنے حسن پر ہو ہان صاحب جانتے ہو کہ ہماری صورت اچھی
ہی اور ہم صورت دار ایسے ہین کہ نازنینین ہمکو چاہتی ہین اور پیار کرتی ہین اتنا غرور نہ چاہیے ہم بھی جو اچھے
ہوتے تو ہم کو بھی لوگ یون نہین چاہتے خدا کے واسطے تم ہم سے بات کرو ورنہ ہم سب مین ذلیل ہو سنگے
اور ساتھی ہمارے یہ کہینگے کہ یہ عورت ہوکر ہاتھ باندھتی ہی اور وہ نہین بولتے بڑی بیحیا ہی صورت اس
کی نہ دیکھو کہ بڑی فاحشہ ہی مرد کی طرف سے اصرار اور عورت کی طرف سے انکار چاہیے سو یہان بالعکس
ہی ذرا بات کر لینے مین تمھارا کیا نقصان ہی ہمارا مطلب نکلیگا اور بدنامی سے بچینگے مگر اسپر بھی **ملک قاسم**
نے آنکھ اٹھاکر بھی نہ دیکھا کہ بکتی تو کیا ہی اور ہی تو کون پھر تو یہ بھی اپنا سا منھ لیکے رہگئی اور پیچھے ہٹ آئی
افراسیاب جادو نے **ملک قاسم** سے کہا کہ بھلا ای طلسم کشا تم نہ بولو اور نہ بات کرو ہم جاکر **ناہید** کو
مارے ڈالتے ہین اور عوض اس نہ بولنے کا اس سے لیتے ہین جسنے تمکو مکتوب دیا ہی اور سازتم سے کیا ہی
یہ بات خوب یاد آئی اور یہ کہکر غل کرتا ہوا چلا کہ ارے جادوگر دجاؤ اور **ناہید** کو یہین پکڑ لاؤ ای
جگہ انکے سامنے اسکو قتل کرین آخر تو یہ ہم سے نہین بات کرتے ہین اور نہین جواب ہماری بات کا دیتے
ہین گو ہم کہے جاتے ہین کہ جو منظور ہو وہ ہم سے لیجیے اور تکلیف نہ دیجیے یہ نہین سنتے اب **ناہید** کو مارو
ملک قاسم نے جو یہ سنا بیتاب ہوگئے اور اپنے دل مین کہنے لگے کہ ای **قاسم** ولے ستم اگر ملکہ
ناہید پر کسی طرح کی آنچ آئی اور وہ ماری گئی تو ساری شیخی تمھاری بھی کرکری ہوئی اور یہ کیونکر ہو سکے
کہ جسنے یہ احسان کیا ہو وہ تمھارے آگے جان سے ماری جاے اور تم دیکھو اب چاہے اسمین جان جائے
چاہے رہے مگر یہ تو نہو سکیگا اسوقت کچھ دہیان جو **ملک قاسم** کو آیا اور تسبیح کو جو دیکھا اور شمار دانون کا
کیا تو معلوم ہوا کہ ایک سو یازدہ مرتبہ پڑھنا اور باقی ہی بس انھون نے **افراسیاب جادو** کو
اشارہ کیا ہاتھ اٹھاکے اور کھنکار کے بلایا اور اشارے سے کہا کہ ایک ذرا تم ٹھہرو جو کچھ کہتے ہو مین
سن رہا ہون اور تم سے بات کرتا ہون اور کہدونگا کہ جو تمکو مطلب ہو یہ سنکر **افراسیاب** کو
دھارس ہوئی اور کہنے لگا کہ اگر یہی بات ہی تو پھر تسبیح کو ہاتھ سے رکھ دیجیے اور ہم سے کہدیجیے
ملک قاسم نے پھر سر ہلایا کہ اچھا اچھا ذرا دم لو اور تسبیح کو دکھایا کہ دیکھلو تھوڑے سے دانے پڑھنے
کو رہگئے ہین انسے فراغت کرلون تو پھر بولون **افراسیاب** نے جو دانون کو دیکھکر شمار کرلیا کہ تھوڑے
سے رہگئے ہین بہت ڈرا اور جان گیا کہ جان گئی کہنے لگا کہ ارے لڑکے تو بڑا دلیر ہی کہ مین تو کیسا کیسا
تجھسے منت کیا کیا اور ڈرایا بھی مگر تو نے بات نہ کی اور اپنے کام مین مشغول رہا اب نہ مانونگا اور
ناہید کو مارونگا یہ کہکر چلا اور چاہا کہ بھاگ جاؤن **ملک قاسم** نے جو یہ دیکھا اور جلدی جلدی
پڑھنے لگے حتی کہ بفضل الہی سے اسم تمام کیا **افراسیاب** ابھی نظرون سے پنہان نہین ہوا تھا اتفاقاً

کو پہونچا اُسوقت یہ شکر اُلٹے لگے پکارے کہ او ساحر کہان جاتا ہی مین تو تجھ سے سب کچھ کہرہا ہون اور جواب دیتا
ہون اور تو نہین سمجھتا اِدھر آ کہ مین تجھ سے کہدون جو کچھ منظور ہی یہ کہکے لوح کو بھی دیکھا اُسمین لکھا ہوا تھا کہ ای
عزیز جب یہ ساحر تمھارے سامنے سے بھاگے اور پشت اُسکی تمھاری طرف ہو تو یہ اسم پڑھکر پیکان پر دم کرو اور
تیر اُسکی پشت پر مارو **ملک قاسم** نے حسب ہدایت لوح تیر جو اُسکی پشت پر مارا فورًا ایک نیزہ اُچھلکر گرا اور
زمین تک آتے آتے فنا ہوگیا زخم تیر سے عوض خون کے آگ نکلی اور اُسکو جلادیا بیر اُسکے چلانے لگے کہ مُردیم وجان
دادیم و بمطلب خود نہ رسیدیم افسوس مارا مجکو کہ نام میرا **افراسیاب جادو** تھا اور تزلزل بلیات ہوا قاسم
نے آنکھین بند کرلی تھین اور لوح کو منھ پر رکھ لیا تھا سنگین پتھر گری اور اولے بڑے بڑے آسمان سے اور برقین
گرین خبیثات قید سے **افراسیاب** کی جو چھوٹے شور وغل کرتے ہوے چلے گئے جبکہ آندھی برطرف
ہوئی اور مطلع صاف ہوا **ملک قاسم** نے آنکھین کھولین ملازم **افراسیاب جادو** کے سب ساحر
سامنے انکے آئے قاسم نے تیغ کو علم کیا اور چاہا کہ مارین اُنھون نے پہلے تو ارادہ کیا کہ اسباب سحر وساحری
اپنا مارین پھر کچھ سوچ کے باہم صلاح کی کہ بھائیو جب **افراسیاب** ایسا جادوگر اسکا کچھ نہ کرسکا
تو ہماری کیا اصل ہی ناحق کو جان دینا ہی کچھ بھی اسکا نہ کرسکینگے یہ مشورہ کرکے ہاتھ باندھکر **ملک قاسم**
سے عرض کیا کہ ای شہریار ہم سب آپکے غلام ہین اور تابعدار ہین ہم پر آپ تلوار کیون اُٹھاتے
ہین ہماری یہ مجال نہین ہی کہ آپ سے لڑین اور سامنا آپ کا کرین جو کچھ آپ فرمائین ہم بجالائین
اور بارگاہ **افراسیابی** اور بلارک **افراسیابی** تیغہ لاجواب و انتخاب اور خفتانین یاقوتی
کہ چالیس ہزار ہین اور خزانے جواہر سب لیے آتے ہین سب آپ کا ہی یہ سُنکر **ملک قاسم** نے تلوار میان
مین کرلی اور انکو اپنا ملازم بنایا اور کہا کہ جاؤ سب کچھ اسباب طلسمی لے آؤ ہم یہین ٹھہرتے ہوئے ہین
خبردار دیر نہ کرنا جلدی چلے آنا اور **طاؤس جادو** سے بھی جاکر کہو کہ جلد رکاب ظفر انتساب مین حاضر
ہو ورنہ مین وہین آیا اور پھر بغیر ہلاک کیے نچھوڑونگا ساحر تو مال وخزانہ لینے کو گئے یہان **ملک قاسم** نے
لوح کو ملاحظہ کیا تو لکھا تھا کہ ای عزیز تو نے طلسم کو اب فتح کرلیا اور فرصت کرچکا کوئی اب ایسا نہین ہی کہ تیرا
سامنا کرے اور لڑے سب تیرے تابعدار اور فرمانبردار ہین مگر یہ چاہیے تجکو کہ آگے جاکے اپنے رفیقون
کو بھی رہا کرے کہ وہ قید مین بیٹھے ہوے ہین بس یہ دیکھکر **ملک قاسم** شاد شاد آگے بڑھے تو دیکھا کہ ایک
مکان پتھر کا بنا ہوا ہی اور دروازہ اُسمین نہین ہی چار طرف دیوارین بلند ہین اور راستہ اندر جانیکا
نہین ہی چار طرف سے بند ہی **قاسم** نے لوح کو دیکھا لکھا ہوا تھا کہ یہی قیدخانہ ہی اور یہین تیرے رفیق قید
ہین انکو اسطرح چھڑاؤ کہ لوح کو دیوار شرقی پر رکھو **ملک قاسم** نے ایسا ہی کیا دیوار مین زلزلہ پیدا ہوا اور
دھم سے گری **قاسم** اندر آئے تو دیکھا کہ **ترک جوشن پوش** اور **معظم خان** گرد دونون تخت فولادی پر
بیٹھے ہین اور ہتھکڑیان بیڑیان پڑی ہوئی ہین اور اسقدر زرد ہورہے ہین کہ پہچانے نہین جاتے ہین
ملک قاسم نے جو پکارا کہ بھائیو کیا کررہے ہو آپچے تو ہو یہ سُنکر اُن دونون کی جان مین جان
آئی اور خوش ہو ہوکر سلام کیے اور کہنے لگے کہ خدا آپ کو سلامت رکھے ہم آپ کے غلام ہین اور بے
گناہ ساحر ہم کو پکڑ کر یہان چھوڑ گیے ہین کوئی پوچھتا نہین اور خبر بھی ہماری نہین لیتا جیسے حضور
پڑھنے مین **مشغول** ہوئے تھے ہمکو اژدہے نگل گئے تھے آپ نے بھی مشاہدہ کیا ہوگا جب ہم یہان

ہمو بچے کئی بار ساحر آئے اور ہمکو خوف دلائے گئے اور کہتے تھے کہ اگر تم **قاسم** کو وہان سے اُٹھالاؤ اور وہ جو پڑھ رہے ہین نہ پڑھین تو ہم **افراسیاب** سے تمھاری سعی کرکے چھڑا دین ہم نے کہا کہ ہم مین کون جو اُنکو منع کرین اور اُٹھا لائین آقا سے تابعدار کب اصرار کرسکتا ہے یہ سُنکر اُنھون نے ایسی ایسی بلائین دکھائین کہ مارے خوف کے ہم زرد پڑ گئے خون خشک ہوگیا کبھی سانپ اور کبھی شیر ببر اور کبھی ریچھ آکر ہم کو ڈراتے تھے حضور تو فرمائین کہ آپ نے کیا کیا اور اسم پڑھکر اختتام کو پہونچایا یا یونہین چلے آئے شاہزادے نے کہا کہ بھائیو مین کیا بیان کرون کیا کیا مجکو ساحرنے بعد تمھارے چلے جانے کے فریب دیا اور منت و خوشامد کی کہ کسی طرح یہ بولے اور بات کرے مگر مین نے کسی طرح بات نہ کی اور نہ بولا ہرچند کہ اُسنے ایک حسین عورت بھی دکھائی وہ بھی ساتھ اُسکے کئی بار منت کیا کی کہ مجھ سے تو کلام کرو مین عورت ہون اور تم پر عاشق ہوکے آئی ہون مین نے سنا بھی نہین کہ تو کیا کہتی ہے اور ہے کون غرضکہ اُسنے سب طرح چاہا مگر مین نے پڑھنا موقوف نہ کیا اور پڑھے گیا پھر تو اُسنے جو تمھارا اظہار ہے کہ جانوران مہیب آزار رسان پیدا کیے وہ بھی مجھ پر حملے کیا کیے مگر خدا نے استقلال عطا فرمایا اور پاؤن میرے احاطے سے باہر نہ نکلے لغزش نہوئی جبکہ مین ختم کرچکا تو **افراسیاب جادو** کہ وہی بانی طلسم تھا اُس نے **طاؤس جادو** کو بادشاہ کیا تھا میرے سامنے سے بھاگا مین نے بہ ہدایت لوح تیر سے اُسے مارا اب کئی ہزار ساحر کہ ساتھ **افراسیاب** کے تھے میرے مُطیع ہوے اور اسباب طلسمی لینے گئے ہین مین ادھر تمھارے چھڑانے کو چلا آیا تھا کہ جلدی چلو ایسا نہو کہ وہ آئین اور مجکو نہ دیکھین تو تلاش کرتے پھرینگے یہ کہکر لوح کا عکس ڈالکے دونون کو قید سے رہا کیا اور ہمراہ لیکر مکان سے باہر آئے یہان تو **قاسم** منتظر ساحرون کے ہین وہان جادوگر سامنے **طاؤس جادو** کے آئے اور سارا حال روبرو اُسکے کہا کہ **افراسیاب** مارا گیا اور ہم سب نے ہاتھ باندھے جب اُسکے ہاتھ سے جانبر ہوے اور مال و گنج طلسمی اور بارگاہ وغیرہ لینے کو آئے ہین چاہیے تم کو کہ جلد یہان سے چلے چلو کہ تم کو یاد کیا ہے کہ بہت جلد آئے ورنہ مین خود آؤنگا اور زندہ نچھوڑونگا تو اب آپ یہ سمجھیے کہ جب **افراسیاب** ایسا ساحر اُسکا کچھ نہ کرسکا تو آپ کیا کرسکینگے بس لازم ہے کہ مال و گنج و جواہر و بارگاہ وغیرہ سب تحفے طلسمی لیتے چلو اور اطاعت اُسکی اختیار کرو ورنہ جان نبچیگی کہ وہ بہت بے ڈھب معلوم ہوتا ہے بگڑ جائیگا تو بنائے نہ بنیگی **طاؤس جادو** یہ سنکر گھبرا گیا اور سب گنجہائے طلسمی اور چالیس ہزار خزانے یاقوت کی اور جواہر کا انبار بزائے کا بزا یہ اور بارگاہ طلسمی اور تیغہ پلارک افراسیابی اور اسلحہ بیشمار نادر روزگار اور خیمے سراپردے سب کچھ ہمراہ لیکر اور بار کراکے ساتھ لیا اور ہاتھ اپنے رومال سے باندھ کے پیدل تخت و تاج ساتھ لیکر چلا آیا اور دوڑکے قدمون پر شاہزادے کے گرا اور فرد تفصیل اسباب کی پیش کی اور تیغہ پلارک افراسیابی کو نذر دیا **ملک قاسم** نے باوجودیکہ اتنا مال و اسباب تھا نظر نہ کی مگر پلارک افراسیابی کو جو دیکھا تو کھینچکر میان سے دیکھنے لگے کہ قبضہ اُسکا ایک ڈال یاقوت کا تھا دونون بالگین کسا یا اور فولاد جوہر دار تھا ہلکا تُنک پھول کے اور خوش قطع مانند مصرعے کے دیکھکر اُسکو نہایت شاد ہوے بڑی دیر تک **ہاتھ** مین لیے رہے اور دیکھا کیے بعد اُسکے **طاؤس جادو** سے کہا کہ سحر سے توبہ کرو کلمہ پڑھو اُسنے صدق دل سے کلمہ پڑھا اور ملت بیضا کو اختیار کیا پھر تو کل لشکر اسکا کہ سات لاکھ ساحر تھے سب مسلمان ہوئے اور بدل کلمہ پڑھا کوئی کافر باقی نہ رہا زنار

ٹوٹے ہوئے بت پتھر کے صدہا اور ہزارہا گلی کوچوں میں مارے مارے پھرنے لگے اور ٹھوکرونمین اڑنے لگے ہزاروں
پتھر سے بتخانے توڑے گئے منادر منہدم ہوئے مسجدین تمام شہر میں بنگئین اور مسافرخانے اور مدرسے بنا ہوئے
کاروان سرائین تیار ہوئین ہرطرف دھوم دھام لشکر اسلام کی ہوئی آوازہ اذان کی ہرطرف صبح و شام بلند ہوتی
تھی کئی دن کے بعد شاہزادے نے ملکہ ناہید سے عقد کیا اور شہر کو اُسکے سپرد کیا اور طاؤس جادوکو بدستور
سلطنت برقائم رکھا یعنی نیابت طاؤس کی اور بادشاہی ناہید کی کردی اور ترک جوشن پوش اور
معظم خان بن بہرام کو زرین یاقوت کی دین اور دست راست و چپ پر بٹھلالیا اب جشن ہوتا ہو اور
عیش میں مصروف ہین کہ ایک دن بر سبیل مذکور معظم خان وغیرہ نے کہا کہ ای شہریار خوب یاد آیا جہان ہم تھے
تیرے برابر اُسکے ایک گنبد اور ہو شاہ ہو کہ اُسمین قیدی بہت سے ہین اور سالہا سال گذرے ہین کہ رہا نہین
ہوسے ہین اگر مزاج مبارک مین آئے تو حضور انکو بھی رہا کرین شاہزادے نے جو یہ سُنا فرمایا ابھی
تم نے وہین کیون نہ مجھ سے کہا مین پہلے اُنھین کو چھڑاتا اور ابھی جاتا ہون اور اُنکو چھڑاتا ہون بس یہ کہکے
اُٹھ کھڑے ہوئے اور ساتھ اپنے دونون رفیقون کو لیلیا اور رہائی قیدیان دائم الحبس کو چلے جبکہ قریب گنبد
کے آئے تو دیکھا کہ گنبد بہت بڑا ہو اور اونچا اسقدر ہو کہ اگر شخص سر اُٹھاکے دیکھے تو دستار سر سے گر پڑے
بڑا سا قفل دروازے مین اُسکے لگا ہوا ہو شہزادہ ملک قاسم نے دو اُنگلیان کنڈے مین ڈال کے قفل جڑسے
توڑا اور دروازے کو کھولا دونون رفیقون کو باہر ہی چھوڑا اور آپ اندر گئے اور داخل گنبد ہوئے

داستان ملاقات ہونا شاہزادہ علمشاہ رومی سے اور نہ پہچاننا علمشاہ کا اُنکو پھر پہچان کے رونا دونو نکا اور آنا زنگار جادو کا اندر گنبد کے کہ جو علمشاہ پر عاشق ہو کر لائی ہو اور انکار وصل پر یہان قید کیا ہو بعد رد و بدل کے ملک قاسم کا اُسپر حملہ آور ہونا اور اُسکا بے بس ہو کر علمشاہ کو پنجہ مین دابکر اُٹھا لیجانا اور قاسم کا روتے رہجانا اور پھر بہلانے سے دونون رفیقون کے چلے آنا اور سامان شاہی سے طرف لشکر صاحبقران کے مع گورزاد بن حمزہ صاحبقران زمان جانا اور رخصت کر دینا اپنے نانا خسرو خان خاوری کو طرف ملک خاور کے بیان کیے جاتے ہین

جبکہ قاسم اندر گنبد کے آئے تو ایک باغ دیکھا کہ تعریف مین جسکی زبان ناطقہ لال ہو بلکہ صفت اوسکی محال ہو اشعار

نمایان شد چو بہشتش طرز بلند
ز بار و سایہ بیدش ہزاران
چمن اثمار شیرینش توان بخش

گذر در دل ارم را بود داغے
چکیدہ ماہیان در جوی باران
ہوائش چون دم عیسی روان بخش

شکستہ گل ز غنچہ در عماری
زمینش معدن فیروزہ ناب

بفرش نادین در چتر داری
ہوا نہارش خضر شد طالب آب

خوب سیر کی مگر غنچہ دل کو شگفتگی حاصل نہوئی القصہ ایک
مقام پر شاہزادہ عالیمقام نے ٹھہر کر آرام لیا ادہر ادہر دیکھنے لگے ایک گنبد اور نظر پڑا کہ اُسکے اندر سے ایک آواز
ضعیف سی آتی ہو گویا کسی نحیف و ضعیف کی صدا ہو اور یہ ثابت ہوتا ہو کہ جیسے کوئی کنوئین مین بولتا ہو انکو
آواز سُنکر صدمہ ہوا اور اُسکی آواز دردناک سے دل انکا بھلا اور گداز ہوا بس یہ اُٹھ کے قریب گنبد کے
آئے اور لوح کے ذریعہ سے دروازہ اس گنبد کا کھولا اندر گئے دیکھا کہ بہت وسعت ہو اور ایک شخص
ہو ضعیف و ناتوان زرد رنگت ناخن و بال بڑھے ہوئے چت لیٹا ہوا ہو اور ایک سل پتھر کی سینے پر

اُسکے رکھی ہوئی ہو اُسکے بارسے کروٹ لینے کی مجال نہین ہے بلکہ سانس لینا بھی دشوار ہی ملک قاسم کو یہ دیکھکر حال پر اُسکے رحم آیا اور اُس سل کو سینے پر سے جدا کیا اور کمال شفقت و مہربانی سے کہا کہ اے عزیز اب اُٹھ مین نے وہ سل سینے سے جدا کر دی اپنے احوال سے مجھے واقف و آگاہ کر کہ کس جرم سنگین پر یہ قید تیرے واسطے ہوئی کہ قریب بہلاکت ہی اور نام تیرا کیا ہی کہان کا باشندہ ہی اور مذہب و ملت کیا رکھتا ہی اور وہ کون بیدرد ہی کہ جسنے تیرا یہ حال کیا ملک قاسم کی یہ باتین حیرت انگیز سُنکر وہ جوان اُٹھ بیٹھا اور یہ رستم ہین یعنے علمشاہ باپ ملک قاسم کے مگر دونون مین سے کسی نے کسیکو نہین پہچانا بلکہ ایک نے دوسرے کو بیگانہ جانا پھر علمشاہ رومی ملک قاسم سے کہنے لگے کہ صاحبزادے خدا تم کو عمر طبعی کو پہونچائے اور بہت شاد و آباد رکھے اسوقت وہ ایذا تھی کہ بیان نہین ہو سکتی اور جب سے مین قید ہوا ہون یہ سل میری چھاتی پر رہتی ہی مگر تم نے میری جان کو بچایا لیکن یہ تو کہو کہ ماں باپ نے تمہارے کیونکر گوارا کیا کہ جبر کی سل تمہاری مُفارقت مین اُنھون نے اپنے دل مضطرب پر رکھلی انکا کیا کلیجہ ہی کہ اُنھون نے تمکو یہان آنے دیا اب بتاؤ کہ گل کس گلستان عالیشان جنت نشان کے ہو اور چراغ کون سے شبستان اور ماہ کس آسمان شوکت نشان کے ہو قاسم نے یہ سُنکے جواب دیا کہ اے شاہ صاحب مین اسکا حال بھی کہدونگا مگر پہلے تم اپنے حال سے واقف کرو کہ تمہارا یہ حال کسنے کیا اُسکا کیا نام اور کون ہی انسان ہی یا کہ کوئی بلیّات و خبثیات سے ہی یا کہ ساحر ہی علمشاہ نے کہا صاحبزادے حال میرا یہ ہی کہ ایک ساحرہ ہی کہ نام اُسکا زنگار جادو ہی وہ مجھپر فریفتہ و شیدا ہی وہی مجکو بزور سحر پکڑ لائی ہی یہان لاکے مجھسے کہنے لگی کہ تو مجکو قبول کر مین نے اُسکا کہنا نہ کیا اُسنے یہ قید مجھپر کی تاکہ ایذا کی برداشت نہ لائے اور کہنے کو میرے مان لے قاسم نے کہا آخر وہ کہتی کیا ہی جواب دیا کہ وہ کہتی ہی کہ میرے ساتھ حرام کرو قاسم نے کہا اگر وہ حرام کو کہتی ہی اور تم کو حرام کرنے سے عار ہی تو پھر اُسکو حلال کیا ہوتا اپنی جان بچائی ہوتی اور اب بھی کچھ نہین گیا ہی جان کا بچانا ضرور ہی ساتھ اُسکے سو بھی رہو برائی کیا ہی یہ کونسی جہالت ہی کہ اُس سے سنگاری کا اختیار تو نہین اور انکار کیے جاتے ہو اگر اختیار ہوتا تو مضائقہ نہ تھا علمشاہ نے یہ باتین سُنکر کہا کہ خیر بہت اچھا جیسا ہوگا مین کرونگا لیکن تم اب یہان سے چلے جاؤ کیونکہ اُس ساحرہ کے آنے کا وقت ہی کہین ایسا غضب نہو کہ وہ آجائے اور تم کو مجھسے باتین کرتے دیکھے اور مجکو قید سے آزاد پائے تو پھر تم کو بھی وہ آزار پہونچائے قاسم نے کہا کہ اگر آتی ہو تو آنے دو وہ میرا کیا کر سکتی ہی کیونکہ مین نے ترک جوشن پوش اور معظم خان بن بہرام گرد کو زیر کیا ہی طلسم افراسیابی کو توڑا ہی افراسیاب جادو کو مارا جیسا کہ وہ ساحر زبردست تھا لوگ جانتے ہین اب لاکھون ساحر میرے تابعدار ہین جیسے وہ ساحر ہین ویسی ہی وہ بھی ہوگی اور کیا وہ اس طلسم کی رہنے والی نہین ہی کہ میری اطاعت و فرمانبرداری سے باہر ہوگی ایسا کبھی نہو گا کہ وہ مجھسے لڑے اور میرے آنے سے وہ خفا ہو تم نہ گھبراؤ علمشاہ نے کہا کہ فی الحقیقت تمہارا مثل نہین کہ اتنی سی عمر مین بڑے بڑے تم نے کام کیے مگر وہ ساحرہ یہان کی رہنی والی نہین ہی کہ تمہاری مطیع ہوگی اُسنے مجکو لاکر یہان رکھا ہی اس سبب سے وہ یہان آتی ہی ورنہ یہان سے اُسکو کیا کام ہی لیکن جہان تم نے یہ احسان مجھپر کیا ہی ایک احسان اور کرو کہ اگر جانا تمہارا طرف ترکستان کے ہو تو باپ سے میرے جاکے یہ کہدینا کہ بابا جان تمہارا

فرزند بڑی مصیبت مین ہی یہ تمہاری بددعا کا اثر ہی للہ قصور کو میرے معاف کرو کہ عذاب میرا کٹے اور زندگی ہو
ورنہ مین مرجاؤنگا قاسم نے کہا کہ یہ تو بتلاؤ کہ گھر تمہارا کہان ہی علمشاہ نے کہا کہ صاحبزادے گھر میرا امیر حمزہ صاحبقران
کے لشکر مین ہی وہین تم جاکے پوچھ لینا قاسم نے کہا کہ عزیز تمہارا کون ہی نام بھی بتلا دو تاکہ لشکر اسلام مین
مجھے زیادہ تلاش نہ کرنا پڑے علمشاہ نے رو کے کہا کہ وہان میرے بھائی باپ عزیز اقربا ہین ملک قاسم نے
کہا کہ پھر نام تو انکا بتلاؤ علمشاہ نے کہا کہ نام میرے بڑے بھائی صاحب کا عمرو بن حمزہ ہی اور وہ یونان مین
پیدا ہوے ہین اور میرے باپ کو زلزلۂ قاف کوچک سلیمان بھی کہتے ہین مگر نام انکا امیر حمزہ صاحبقران
ہی اور وہ داماد نوشیروان کے ہین ملک قاسم نے کہا کہ تم بھی تو اپنا نام بتلاؤ اُنھون نے کہا کہ نام میرا
رستم پیلتن نیلتن علمشاہ رومی کشندۂ تو پیل و دو دیل و کشندۂ کپتان فرنگی ہی یہ سننا تھا کہ ملک قاسم
بے اختیار ہوکے دوڑ پڑے اور گلے مین ہاتھ حائل کردیے سینے سے علمشاہ کے لپٹ گئے اور زار زار مثل
ابر بہار کے رونے لگے اور کہنے لگے کہ ای والد بزرگوار وای پدر عالیوقار یہ کیا ظلم وستم ہی کہ آپنے غلام کو
نہ پہچانا افسوس صد افسوس ہی آپ کا فرزند ملک قاسم ہون جو کہ خاور مین ملکہ خورشید خاوری کے
بطن سے پیدا ہوا تھا یہ سنکر رستم نے بھی آہ سرد دل پُردرد سے کھینچی اور شاہزادہ خاور سیاہ کو اپنے
سینے سے لپٹا لیا اور اسقدر روئے کہ دونون کی حالت غیر ہوگئی اور بیہوشی طاری ہوئی ہچکی لگ گئی کون
آتی جو انکو چھڑاتے یہ تو بابا جان کہکے روتے ہین اور وہ فرزند کہکے جان کھوتے ہین آخرکار دونون کو غش
آگیا بڑی دیر تک دونون فرش خاک پر پڑے رہے بعد ایک عرصے کے غش سے چونکے تو رستم نے کہا کہ ای
فرزند اب تم جاؤ اور میرے بھائی سیارہ سے بھی حال میرا کہدینا اور شہر خاور مین بھی سب کو میری طرف
سے جو جو ہین بڑے ہین اُنکو بندگی اور جو چھوٹے ہین اُنکو دعا کہنا لو خدا حافظ اب وہ لکاتہ آتی ہی ہوگی
تم یہان ہرگز نہ ٹھہرو چلے جاؤ ٹھہرنا تمہارا اچھا نہین ہی ملک قاسم نے کہا کہ ای پدر بزرگوار آپ
یہ کیا بار بار ارشاد کرتے ہین مین سیارہ سے منکر خاص آپ کی رہائی کے واسطے تو طلسم مین آیا
اسے فتح کیا ورنہ یہان میرا کیا کام تھا اور کون آتا کیسا مال طلسمی اور جاہے کیسے تھا اب جو مین نے آپ
کو اسطرح دیکھا ہی تو بغیر آپ کے لیے ہوے مین نہ جاؤنگا اور یہ ہو سکتا ہی کہ میرے ہوتے وہ آکے
پھر آپ کو قید کرے اور مین دیدہ و دانستہ ظالمہ کی قید مین آپ کو چھوڑکے چلا جاؤن ہنوز یہی گفتگو تھی کہ
ایک بار زمین کو زلزلہ ہوا اور وہ سارا طبقہ تھرایا اور ہوا ایسی تند و تیز چلنے لگی جیسے آندھی زور و شور سے
آتی ہی قاسم گھبراکر ادھر اُدھر دیکھنے لگے ایک دم نگذرا تھا کہ وہ ساحرہ زنگار جادو اژدر پر سوار شعلے
آگ اور دھوئین نکلتے ہوے آکے موجود ہوئی پہلے تو دروازہ گنبد کا کھلا ہوا دیکھ کے گھبرائی اب اندر آکے
یہ دیکھا کہ رستم بیٹھے ہوے ہین اور ایک لڑکا کم سن پاس انکے بیٹھا ہوا ہی بس دیکھتے ہی آگ ہوگئی اور
رستم سے کہنے لگی کہ ارے یہ کون تیرا حمایتی آیا ہی یہ سنتا رستم نے کہا کہ اری قحبہ اب مجھ سے تو کیا پوچھتی
ہی ٹھہر تو جا دیکھ تو کہ جیسا تو نے میرا حال کر رکھا ہی ویسا ہی آزار تجھکو پہونچاتا ہون اب نوبت
تیری ہوچکی اب باری میری ہی یہ جو رستم نے کہا تو زنگار جادو بولی کہ خیر جو تیرا دل
چاہے میرا حال کرنا اور درجہ میرا بنانا مین بھی تیری رستمی دیکھ لونگی مگر یہ تو بتلا کہ یہ تیرا
کون سا رشتہ دار آیا ہی رستم نے کہا کہ انکو کیا پوچھتی ہی یہ میرے فرزند ہین اور میرے

چھڑانے کو آئے ہیں آنھوں نے تو یہ کہا اور ملک قاسم نے یہ گفتگو سنکر اُس ساحرہ سے کہا اری او بے حرفی کُٹنی
تو سمجھی یہ کیا تیری حرکت ہے کہ جس بندۂ خدا کو چاہتی ہے اُسکو اُٹھا لاتی ہے اور اذیت دیتی ہے اُسکی کیا وجہ ہے تجھکو
خوف نہیں آتا کہ ان لوگوں کا جس وقت کوئی پوچھنے والا آئے گا تو اُسے کیا جواب دیگی اور وہ جیتا چھوڑیگا
یہ سنکر زنگار جادو نے کہا کہ او چھوکرے تو تو مجھے باپ سے بھی بڑھا ہوا معلوم ہوتا ہے بڑا زبان کا تیز ہے لے مارنے کو اپنی
جان بچا بڑا پوچھنے والا ہے یہ کہکر رائی سرسوں مٹر کے دانے جھولی سے نکالے کہ زیر بغل لیے ہوے تھی اور سحر پڑھکر
ملک قاسم کی طرف پھینکے وہ سب بسبب برکت لوح کے بلا گردان ہوکر رہگئے کچھ اثر نہوا یہ ماجرا دیکھ کے
زنگار جادو بدحواس ہوئی اور ڈری کہ شاید یہ بھی سحر و ساحری میں دخل کامل رکھتا ہے جب تو اس نے
میرے سحر کو رد کردیا اور سحر میرا اسپر کارگر نہوا بس خوف زدہ ہوکر بھاگی ملک قاسم نے تیغۂ بلارک
افراسیابی کو علم کیا اور پیچھے اُسکے دوڑے اور کہنے لگے کہ کہاں میرے ہاتھ سے بھاگ کر جائیگی بغیر مارے
نہ چھوڑونگا پہلے تو وہ اِدھر اُدھر چار طرف بھاگی پھری اور قاسم کو حیران کیا کسی طرح زد پر نہ آئی اب ملک
قاسم نے شانے سے کمان لی اور تیر کو اُسمین پیوستہ کیا نشانہ باندھنے لگے جبکہ اُسنے یہ معرکہ دیکھا سمجھی کہ اب
جان نہ بچیگی جلدی سے دوڑ کے علمشاہ پاس آئی اور اسم سحر دم کیا کہ یہ بیحس ہوے خود خنجر بکر
سحر سے غائب ہوکے علمشاہ کو لے اڑی اب قاسم تیر کسے ماریں کہ وہ دکھائی نہیں دیتی اور علمشاہ
اونچے ہوتے چلے جاتے ہیں قاسم نے ایک چیخ ماری اور ہائے بابا جان کہکے رویا کیے
اور پکارا کیے وہ بھی قاسم کو پکارتے تھے اور روتے تھے یہانتک کہ نگاہوں سے ایک دوسرے کی چھپ گئے اب ملک قاسم نے
اپنے تئیں خاک پر گرادیا اور حال اپنا بہت برا کیا روتے روتے بیہوش ہوگئے کسی طرح ہچکی نہ تھمتی تھی خاک پر تڑپنے لگے آواز
دردناک اُنکے رونے کی باہر گئی کہ ترک جوشن پوش اور شاہزادہ معظم خان بن بہرام گرد نے سنی وہ دونوں گھبرا کے اندر چلے
آئے اور شہزادۂ ملک قاسم کو خاک پر سے اُٹھایا اور پانی لاکے منھ دُھلایا اور حال سنکر
تشفی دی کہ خدا کو یاد کیجیے وہ مالک و حافظ ہے تو کوئی کیا کر سکتا ہے خدا کو منظور ہوگا تو پھر ملینگے
اب نہ روئیے اور صبر کیجیے انکے سمجھانے سے غم ملک قاسم کا کم ہوا اور باہر اُس در گنبد کے آئے
اور ایک شخص باہر درۂ طلسمی کے واسطے بلانے شیارہ کے روانہ کیا کہ شیارہ جب سے کہ ملک
قاسم طلسم کشائی کو آئے تھے درۂ کوہ سے نہیں ہٹے تھے وہیں کھانا پینا اختیار کرلیا تھا جب کہ
حجاب طلسمی برطرف ہوا اسی وقت سے یہ اندر چلے آئے تھے راہ میں آدمی شہزادۂ ملک قاسم
کا ملا ساتھ اُسکے پاس ملک قاسم کے آئے پھر تو قاسم نے سب حال علمشاہ کا شیارہ
سے بیان کیا بعد چند روز کے طاؤس جادو اور ملکہ ناہید سے رخصت ہوے اور باہر
طلسم کے مع بارگاہ اور خزانہ ہاے طلسمی آئے اور شاہزادہ گورزاد بن حمزہ صاحبقران
سے ملاقات کی ترک توسن اور معظم خان کو حکم دیا کہ فوج نوکر رکھو اور لشکر جمع کرو اُنھوں نے حکم
جاری کیا اور بھرتی شروع کی ملک قاسم نے لاکھ سوار آزمودہ کار چھانٹے اور آپ ایک
زرہ یاقوت کی پہن لی اور شاہزادہ گورزاد بن حمزہ کو بدستور تخت شاہی پر قائم رکھا
داہنی طرف معظم خان تو بائیں جانب ترک جوشن پوش کو کیا اور آپ نقاب سرخ منھ پر ڈالکے

فوج بے قیاس سے طرف ترکستان کے روانہ ہوے خسرو خان خاوری نے بہت کہا کہ ای فرزند اب
تم جاتے ہو واللہ اعلم کہ کب آؤ اور دیدار فرحت آثار دکھاؤ چاہیے کہ پہلے خاور مین ہوتے چلو اور ملکہ خورشید
خاوری کو اپنا جمال دکھاتے جاؤ ملک قاسم نے کہا کہ نانا جان آپ کو اور والدہ کو حوالے خدا کے کیا
مین ابھی نہین جا سکتا ہون پھر آؤنگا اور آپ یہان سے خاور کو جائین اور ہمارا آداب خدمت مین والدہ
کی کہین اور جو ہمکو پوچھے سلام ہمارا کہدیجیے گا اور خزانہ طلسی سے بہت کچھ دیا کہ یہ عزیزون کو اور
یگانون کو ہماری طرف سے دیجیے گا خسرو خان تو ناچار و مجبور طرف خاور کے روانہ ہوے
اور یہ جانب ترکستان برائے مقابلہ ترک توسن چلتے ہین

داستان ترک توسن یلطاقی کی بیان ہوتی ہی

کہ اسکو نبردان پر خبرین پہونچتی ہین کہ تیرے بیٹے ترک جوشن پوش کو یون قاسم نے زیر کیا اور طلسم افراسیابی
کو بھی فتح کیا اور اب با فوج بسیار آنے والا ہی بس یہ دل مین اپنے قائل ہو گیا کہ بیشک سلطنت کو بہت جلد زوال
ہوگا اور زندگی بھی دشوار و محال ہی کچھ دنون کا کارخانہ ہی بھی تیرا قائل ہی جبکہ بہت خوف اسپر غالب ہوا تو
اسنے گبر اکر کاہنون اور رمالون کو بلایا اور پوچھا کہ تمکو کیا ثابت ہوتا ہی کہ یہ لڑکا زوال سلطنت کا باعث تو
نہین ہی بلکہ یہی ہی ان سب نے اپنے طریقون مین دیکھکر ہاتھ باندھ کر عرض کیا کہ ای شاہ ترکستان اسی
کے ہاتھ سے تجکو امان نہین ہی اور وہ یہی ہی جسکی خبر ہم لوگون نے آپ کو دی تھی یہ سنکر اسنے نجومیون
سے کہا کہ پھر وہ میرا کیا کر سکتا ہی اور تم دیکھ لینا کہ کیسا محاربہ ہوتا ہی اور اس اپنے بیٹے ترک کو تو ایسی سزا دونگا
اور عذاب الیم مین مبتلا کر دونگا کہ وہ یاد کرے کہ مسلمانون سے ملنے کی یہ سزا ہوتی ہی یہ کہکر ترک
نے چالیس لاکھ کا لشکر ساتھ لیا اور دو کوس ترکستان سے آگے بڑھکر مقام کیا یہان ملک قاسم طے مراحل
و قطع منازل کرتے ہوے قریب ترکستان کے پہونچے اور پانچ کوس ہٹکر مقام کیا کہ انکو خبر لگ گئی
تھی کہ اب یہان سے چار یا پانچ کوس پر شہر سے باہر ترک توسن میرے مقابلے کے لیے فوج
کثیر سے اترا ہوا ہی ملک قاسم کو جب یہ خبر پہونچی تو یہ اس وقت پاس گورزاد بن حمزہ کے بیٹھے ہوے
تھے جواب دیا کہ اگر بعزم پیکار شہر سے نکلا ہی تو آنے دو ہم خود اسکے مقابلے کو آئے ہین اور وہان سے اٹھکے
اپنی بارگاہ افراسیابی کی طرف کہ ہر منزل پر برپا ہوتی چلی آتی ہی چلے آتے تھے کہ اثنائے راہ مین ایک
ابر پیدا ہوا اور گرد زنجیر کا بند پکڑ کر برسے ہوا ہوا ہو گیا یہ حال دیکھکر لشکر اسلام مین سناٹا ہو گیا سب کے
چہرون کی رنگتین اڑ گئین اندیشہ جان ہوا کہ اب دیکھیے ترک توسن یلطاقی کے ہاتھ سے کیونکر
جلنبری ہوتی ہی جبکہ ہراس زیادہ ہوا اور لوگ چار طرف ڈھونڈھ کے پھر آئے اور کہین پتا شاہزادۂ
عالی تبار کا نہ لگا سب کہنے لگے کہ اب زندگی یہان ٹھہرنے مین نہوگی خصوصًا وہ لوگ کہ جنکو ابھی نوکر رکھا ہی ملازم
نودین سب سے زیادہ گھبرائے ہوے ہین گو کہ ابھی کوئی آفت نہین آئی ہی اور شہزادۂ ملک قاسم کے
گم ہونے کو عرصہ نہین ہوا ہی مگر وہ طریق سے ان بہادرون کے واقف نہ تھے کہ یہ مؤید من اللہ اور
خسرو ذی جاہ ہین انپر مدد خدا رہتی ہی سب آمادہ ہوے کہ کہین ہٹ چلو اور علحدہ ہو رہو تاکہ جان
بچے اور شہریار ہمارا آئے تو اسکے ہمراہ ہو لین مگر معظم خان نے جو یہ رنگ لشکر کا اپنے دیکھا
اور پھر اس مین سب کو بتسلا پایا ہر ایک کی خاطر جمع کر دی اور کہا کہ صاحبو کیون ڈرتے ہو خدا کو

تو نہ ہو تو مقابلہ ترک سے مین کرونگا اگرچہ شاہزادہ میرا نہین ہو وہ بھی آجائیگا مین تو ہون تم کاہکو
بھاگے جاتے ہو اور ڈرتے ہو یہ جو معظم خان نے کہا تو ہراس فوج کا برطرف ہوا اور بھاگنے سے باز
رہے استقلال پیدا کیا اور وہان ہرکارون نے جاکر ترک توسن کو خبر دی کہ اب وہ لڑکا لشکر مین
نہین ہو بنجہ اُسکو اُٹھا لیگیا بس ترک توسن ملطانی نے طبل جنگ بجوادیا ہرکارون نے خبر اہل اسلام
کو دی معظم خان نے بھی بادشاہ سے اجازت لیکر لشکر مین اپنے طبل بجوادیا رات بھر طرفین مین تیاری
رہی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے باہم دیگر صفین باندھکر مقابل ہوے نقیب نہیب دیکر چلے گئے
تھے کہ ترک توسن ملطانی خود مرکب کو جھڑکر میدان مین آیا اور للکارا کہ ای فرقہ اسلامیان ریزدان شناسان
بمیدان بیایئد یہ سنکر ترک جوشن پوش بن توسن نے اپنے گھوڑے کی باگ کو اشارہ کیا اور مرکب پرے
سے نکالا ادہرسے تو یہ چلا اور دوسری جانب سے معظم خان بن بہرام نے اپنے مرکب کی باگ کو جھٹکادیا
اور پرے سے مرکب کو نکالا مگر یہ جو دیکھا کہ ترک کسی قدر پیشقدمی کرچکا ہو تو باگ کو روکا مگر ترک جوشن پوش
نے شاہزادہ عالی تبار کو مجرا کیا مرکب سے اُترکے اجازت میدان چاہی شاہ نے تحت کو بج کروادیا اور
ترک جوشن پوش کو سینے سے لگایا اور تعریف جرأت کی کی پھر کہا کہ ای بہادر اگر تم مجکو بادشاہ اپنا اور جانتے ہو اور
میرے حکم کے تابع ہو تو اور کسی کو جانے دو کیونکہ تم بیٹے ہو اور ترک توسن تمہارا باپ ہو یہ سب جانتے
ہین شاہزادہ ملک قاسم بھی جب آئین گے تو مجھ کو الزام دینگے کہ تم تھے لشکر مین
اور پھر باپ بیٹے سے لڑائی ہوگئی اور تم نے نہ روکا اس سے یہ بہتر ہو میرے لیے کہ مین خود جاؤن
اُسنے کہا کہ ای شہریار آپ ملاحظ فرمائین کہ مجکو سارا عالم بُرا کہیگا اور سب جانینگے کہ یہ بڑا نامرد
تھا کہ اپنے سامنے شاہ کو لڑوایا اور آپ منھ دیکھا کیا دوسرے مین نکل بھی چکا ہون یہ بھی آئین کر
آپ کے یہان کا کہ جو کوئی پہلے نکلتا ہو وہی لڑتا ہو اور ماسوا اسکے مین اُس سے لڑنے کو نہین جاتا
ہون بلکہ سمجھانے کو چلا ہون آپ کو کوئی الزام نہ دیگا القصہ ترک جوشن پوش نے شاہزادہ گورزاد
بن حمزہ سے اجازت لی اور سیدھا گھوڑا اُڑاتا ہوا میدان مین آیا ادہر ترک توسن نے جو دیکھا کہ
بیٹا میرا مجھ سے لڑنے کو آیا ہو تو اُسکو دیکھکر ایسا غصہ آیا کہ تھرتھرانے لگا مگر ترک جوشن پوش جو سامنے
باپ کے آیا تو عوض تگاورزنی کے بہت فروتنی سے سلام کو خم ہوا اور سر جھکا کر مثل گنہگارون کے اور
ندامت زدون کے کھڑا ہوا ترک توسن نے یہ دیکھکر کہا کہ ای موذی او ناشدنی اب تو مجکو کیون سلام
کرتا ہو کیونکہ تو نے پرستش خداوندان لات ومنات کی چھوڑدی ہم سے اب تجکو علاقہ کیا ہو پہلے تو میری
اُن تمام باتون کا جواب دے کہ مین نے تجکو کس لیے بھیجا تھا اور گیا تو کہان تھا ارے مین نے تجکو اسی
واسطے بھیجا تھا کہ تو جاکر مسلمان ہوجا اور وہین رہنا اختیار کر اب یہ بتا کہ مین تیرا حال کیا کرون اور کیا
سزا نافرمانی کی تجھے دون ترک بن توسن نے یہ سنکر کہا کہ ای پدر بزرگوار مین نے بُرا کیا کیا بلکہ بہت اچھا
کیا کہ مذہب باطل کو چھوڑکے دین حق اختیار کیا اور حقیقت مین کہ خدا وہی ہو جس کو کسی نے نہین
دیکھا اور قدرت اُسکی ہر چیز سے ہویدا ہو اور باقی وہ سب خداوند کہ جنکی پرستش آجتک کی تھی اور
اب آپ بھی کرتے ہین یہ کچھ اصل نہین رکھتے یہ تو بت ہین کہ سنگ تراشون نے اُنکو بنایا ہو اگر انکی ناک
کاٹ کر شہد لگایے تو کھیان تک وہ اپنی نہ اُڑا سکینگے پھر جو اُنکو خدا جانے اور سجدہ کرے تو سراسر خلاف عقل کے

آپ کو یہی چاہیے کہ کلمۂ توحید ورد زبان فرمائیے اور مکافات کو اپنے خدا سے معاف کرائیے دنیا چندروزہ ہی
اسکا کچھ اعتبار نہین ہی عقبیٰ کو پاک کیجیے اور مسلمان نہونے مین خسر الدنیا والآخرہ ہی دیکھیے کہ جس وقت سے
آپ نے اسلام اختیار کیا تھا سب طرف سے مطمئن ہوے تھے ہماری فکرین آپ کی مبدل بخوشی ہو گئی
تھین اور سب اہل اسلام وقت مصیبت مین آپ کے شریک ہوتے تھے اور ما سوا اسکے یہ تو اپنے دل مین
سوچیے کہ امیر حمزہ صاحبقران گیتی ستان نے کیسا احسان آپ پر کیا ہی کہ بادشاہی ترکستان کی آپ کو دی
ہی اگر انصاف کیجیے تو اُنکے احسان سے سر آپ کا اُٹھ نہین سکتا اور اب بھی کچھ نہین گیا ہی آپ میرے ہمراہ
تشریف لیچلیں مین بادشاہ سے آپ کو ملوادون اور آپ کو اپنے ساتھ لیچلوں یہ کلمات سُنکر ترک توسن کو
غصہ آیا اور نیزہ سینۂ بے کینۂ ترک جوشن پوش پر مارا ترک نے نیزے کو نیزے پر لگا لیا اور برکت
اسلام سے بائیسوین طعن مین نیزہ ترک توسن کا نکالدیا اُسنے خفیف ہوکر غصے سے تلوار ماری ترک
بن توسن نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تلوار نے سپر کو کاٹا اور چار انگل سر مین اُتر گئی وستانہ مارا تلوار چھینا
کے نکل گئی بادشاہ نے جو یہ حال دیکھا لوگون سے کہا کہ ارے ترک زخمی ہوا لاؤ اُسے لوگ دوڑے وہان
ترک توسن نے اُسے زخمی دیکھکر دوسرا وار کیا اب کی ترک بن توسن نے خالی دیکر خود بھی تیغہ آبدار
کھینچکر بقوت تمام وار کیا ترک توسن نے سپر سامنے کی اور سر کو عقب مین سپر کے چرایا مگر تلوار نے سپر کو
کاٹا وہان سے غیال مرکب پر گری اور گھوڑے کو زخمی کیا گھوڑا تاب زخم کی نہ لایا اور گر کر تڑپنے لگا ترک
توسن کو دیکھ پڑا ملازم اسکے اسے پیدل دیکھکر اور گھوڑا لیکر دوڑے ترک توسن جب تک گھوڑے
پر سوار ہو بادشاہ کے لوگ بھی پہونچ گئے اور ترک جوشن پوش کو سمجھا بجھا کر فرمان شاہی
سے ڈرا کر پھر لائے وہان ترک توسن نے گھوڑے پر سوار ہوکر پھر مبارز طلب کیا اب کی معظم خان
بن بہرام گرد بادشاہ سے اجازت لیکر میدان مین آئے اور ہمتگاور ہوے بعد اسکے ترک توسن
نے تیغہ مارا معظم خان نے سپر پر روکا اور خود بھی وار کیا دو دو تین تین ہاتھ چلے تھے کہ ایک مرتبہ
قدرے سر معظم خان کا زخمی ہوا اس بہادر نے بھی جوش غصے مین آکر تلوار ماری ترک توسن بھی زخمی
ہوا ابکی بار جو ترک توسن ملطاقی نے تلوار ماری معظم خان تو بچے مگر گھوڑا مارا گیا ملازمان لشکر
اسلام اور گھوڑا لیکر دوڑے مگر جب تک وہ لوگ آئین معظم خان نے ترک کے گھوڑے کو بھی پکڑ کر
ڈالا اسکے بھی ملازم گھوڑا لیکر چلے پہلے معظم خان کا مرکب آگیا یہ جست کرکے سوار ہوئے اتنے عرصے
مین ترک کا گھوڑا بھی ملازم لائے وہ سوار ہوا اسوقت لوگون نے ترک توسن سے کہا کہ ای شاہ
کاہن و منجم منع کرتے ہین لڑنے کو کہ آج ستارہ اچھا نہین ہی اگر آپ اسوقت چلے نہ آئینگے تو کیا
عجب ہی کہ ایذا پہونچے اور آپ تکلیف مین مبتلا ہون یہ سُنکر ترک توسن نے طبل بازگشت بجوادیا
اور پھر کے اپنے لشکر مین آیا اور سب کو پھیر لایا یہ دیکھکر معظم خان بھی اپنے لشکر مین چلے آئے
اور خدمت مین شاہزادہ گورزاد کی حاضر ہوے گورزاد بن حمزہ صاحبقران سب کو ساتھ لیکر
داخل بارگاہ ہوے وہان بعد تھوڑی دیر کے سب ترکون نے دیکھا کہ لشکر اسلام ایک جانب
بھاگا جاتا ہی اور سب خوشیان کرتے ہوے دوڑے چلے جاتے ہین یہ دیکھکر ترک توسن سے
خبر کی اُسنے حکم دیا کہ تم لوگ دریافت کرو کہ یہ سب کہان دوڑے جاتے ہین لڑائی آج موقوف ہی

پھر بھاگنے کا کیا سبب لوگ اسکے خبر کو گئے اور صورت یہ تھی کہ ملک قاسم کو جو پنجہ لیگیا تھا تو باعث اُسکا یہ تھا کہ خان اعظم جو چھپکر غار افراسیابی مین بیٹھا تھا تو ساحرون کو اُسنے جمع کیا تھا اس ارادے پر کہ امیر حمزہ صاحبقران کیہان سے مقابلہ کرونگا جب اسے یہ خبر پہونچی کہ امیر یہان نہین ہین اور ترکستان مین ترک توسن نے بت پرستی جاری کی ہر تو اُسنے تامل کیا کہ اب جانا کیا ضرور ہے امیر تو وہان ہین نہین ہم اور ترک توسن ہم مذہب ہین اور یہ بھی یقین ہر کہ جسوقت مین ترکستان جاؤنگا ترک توسن ضرور مجکو نذر دیگا اس سے یہی بہتر ہر کہ ابھی نہ جاؤ مگر اب جو اسنے یہ خبر سُنی ہر کہ گورزاد بن حمزہ اور نبیرہ صاحبقران ترک توسن پر چڑھ گئے ترک توسن بھی مقابلے کو نکلا ہر یہ خبر سُنکے خان اعظم نے ایک ساحر کو حکم دیا کہ جلد جاکر تو قاسم کو اُٹھاکر ہمارے پاس لے آ ہم بھی تو دیکھین کہ وہ کیسا جوان ہر اور کسطرح کے دست و بازو رکھتا ہر بس اسکے حکم سے وہ ساحر آیا اور قاسم کو اُٹھاکر لیچلا راہ مین قاسم نے اُس سے پوچھا کہ تو کون ہر اور ہم کو کہان لیے جاتا ہر اُسنے کہا کہ تجکو خان اعظم نے بلایا ہر مین اُسکے پاس تجکو لیے چلتا ہون ڈرتا کیون ہر قاسم نے نام خان کا سُنکر کہا کہ وہ کیا گیدی ہر جس سے مین ڈرونگا یہ تو بہت بہتر ہوا جو اُسنے مجکو بلایا دادا جان کے سامنے سے وہ بھاگا تھا اب مین چلکر اُسکو قتل کرونگا غرض کہ پنجہ نے قاسم کو غار افراسیابی مین سامنے صلصال کے چھوڑا قاسم نے خان کو دیکھکر بطریق اہل اسلام سلام کیا خان نے کہا او لڑکے تو کسکو یہان خداپرست سمجھا ہوا ہر جو اسطرح سلام کرتا ہر اور تو نہین جانتا کہ ہم سب [illegible] لات و منات کے ہین ہمارے سلام کرنے کا یہ آئین نہین ہر تونے خداے آسمان کا نام لیکر سلام کیا اور کچھ خوف ہمارا نہ کیا بس تیرے لیے بہتری اسی مین ہر کہ لات و منات کو سجدہ کر نہین تو تیرے حق مین بہت بُرا ہوگا اسے اپنے دل مین خوب طرح سمجھ لے کہ مفت مین مارا پڑیگا یہ جو قاسم نے سنا تو سو بار لات و منات پر لعنت کی اور خان اعظم کو بھی کلمہ سخت کہے اُسنے غصے مین آکر اپنے لوگون سے کہا کہ جاکر اس لڑکے زبان دراز کو قتل کرو بڑا بدزبان ہر کہ جناب مین خداوندون کی بے ادبی کرتا ہر ملازمون نے صلصال کے جلاد کو پکارا وہ اُسی وقت حاضر ہوا صورت یہ کہ ناک کان کے ہار گلے مین پہنے ہوے بہت مہیب صورت نیلی پگڑی سر پر لپٹی ہوئی تلوار کے خون پوچھنے کا رومال شانے پر پڑا ہوا سامنے ملک قاسم کے آکر کھڑا ہوا اور پکارا کہ او لڑکے اب زندگی تیری نہوگی کہ حکم خان اعظم کا تیرے قتل کو پہونچا ہر جو کہنا ہو کہلے جو سنا ہو سُن لے کہ آرزو تیری نکال دیجائے بعد کو پھر قتل کرین قاسم نے کہا کچھ مجکو کہنا سننا نہین ہر تو اپنے کام مین مشغول ہو مگر یہ کر کہ میرا منھ قبلہ کی طرف پھیر دے بس یہی آرزو میری ہر اُسوقت جو لوگ وہان تھے خرد و کلان پیر سے جوان تک سب افسوس کمسنی پر قاسم کی کر رہے تھے کہ یکایک برق چمکی اور پنجہ پیدا ہوا قاسم کو اُٹھا لیگیا سب دیکھتے رہگئے قاسم کی جو آنکھ کھلی تو اپنے کو ایک پہاڑ پر دیکھا اور سامنے ایک زن بست سالہ کو دیکھا کہ وہ عورت لباس سفید اور پُر تکلف پہنے ہوے ہر اور نہایت حسینہ اور جمیلہ اور شکیلہ تھی اور ہزار ہا کنیزین مصاحبین انیسین جلیسین جادوگرنیان خدمت مین اُسکی حاضر ہین اور خدمتگذاری مین اُسکی مصروف ہین قاسم نے اُس سے کہا کہ کیا تم مجھپر عاشق ہو جو تم نے مجکو یہان بلوایا ہر اُسنے جواب دیا کہ محبت تو مجکو بیشک بہت ہر اور دل سے تمپر فدا ہون قاسم نے

یہ سنکر کہا کہ تم تو بہ نسبت میرے سن رسیدہ ہو اور عمر تمھاری مجھے زیادہ معلوم ہوتی ہو اور اطوار تمھارے یہ ہین کہ اپنے
سے چھوٹون پر عاشق ہوتی ہو یہ بہت بری حرکت ہو اگرچہ مین یہ جانتا ہون کہ وہان میری جان جاتی اور یہان
آنے سے جانبری ہوئی لیکن وہ مرنا مجھے اس جینے سے بہتر تھا کہ تم میرے منھ پر کہتی ہو کہ مجھے تم سے محبت ہو باتین
قاسم کی سنکر وہ عورت ہنسی اور کہا ارے لڑکے مین تیری بزرگ ہون کیا بزرگ خردون سے محبت نہین
رکھتے ہین قاسم نے کہا مین بھی آپ کو اپنا بزرگ جانتا ہون مگر آپ کس رشتے سے میری بزرگ ہین اُس عورت
نے کہا کہ مین زوجہ ہون شیرویہ کی اور بہو ہون امیر کی امیر نے مجھسے وعدہ کیا ہو کہ مین ضرور تمکو ساتھ
شیرویہ نامدار کے بیاہونگا اور شادی کرودنگا مگر وقت کا مقتضا ہو کہ ابتک بے نیل مرام ہون اور وصل
سے شاہزادے کے ناکام ہون دیکھیے کب تک فلک ناکامیاب رکھتا ہو اب سمجھے کہ اب بھی نہین مین
چچی تمھاری ہون خدا تمکو سلامت رکھے یہ سنکر قاسم نے کہا کہ حقیقت مین اس صورت سے تم میری چچی ہو اسمین
فرق نہین شیرویہ بیشک میرے چھوٹے چچا ہین اُنکا نام مین نے اپنے والد سے سنا ہو اور ماں نے تیری
سب کے نام بتلا دیے ہین مگر ابھی مین نے اپنے عزیزون کو دیکھا نہین خدا چاہیگا تو اب دیکھونگا
لیکن یہ بڑے غضب کی بات ہو اور حیرت کا مقام ہو کہ تم کیسی بہو امیر با توقیر کی ہو اور زوجہ اُنکے
فرزند کی کہ سر میدان بالاے کوہ بے پردہ و حجاب بیٹھی ہوئی ہو کچھ شرم و لحاظ میدان مین
پھرنے کا اور صحرا نوردی کا نہین نام کی تو غیرت چاہیے امیر کی بہو ہوکر اور یون پڑی پھرتی ہو جو
کوئی سنیگا تو اُنکو کیا کہے گا تمھارا تو کچھ نہ جائیگا اُنکا نام خراب ہوگا ایک تم بہو امیر با توقیر کی ہو اور ایک
ہماری ماں ہین ملکہ خورشید خاوری کہ کیسی مجھپر عاشق و شیدا ہین کہ روح و جان مجھکو سمجھتی ہین اور ایک
لمحہ نظر سے اوجھل رہنا شاق ہو مگر جبکہ مین ترکون سے لڑنے کو قلعۂ خاور سے باہر نکلا تو وہ اسقدر بیتاب
تھین کہ جسکی حد نہین مگر پردے سے باہر قدم نہین نکالا کیونکہ بے پردگی اُنکی باعث ہتک حرمت بزرگون
کی تھی اور وہ زوجہ ملشاہ رومی کی ہین باپ میرے اگر سن لیتے کہ زوجہ میری بیٹے کی محبت مین گھر سے
نکل پڑی تو اُنکو بھی بہت ملال ہوتا اور خدا جانے کیا عوض اُسکا کرتے دوسرے عالم دیکھکر ہنستا کہ واہ
کیسی بہو امیر کی ہین کہ شرم و لحاظ نہین گھر سے نکل پڑتین بہوون کا یہ شیوہ نہین ہوتا کہ گھر سے باہر
قدم نکالین کیسی ہی مصیبت کیون نہو اس سے یہ ثابت ہوتا ہو کہ آپ جھوٹھ بولتی ہین استغفر اللہ مجھکو
کبھی اعتبار نہ آئیگا کہ تم میری چچی ہو اور بہو صاحبقران عالیشان کی ہو یہ سنکر محروق جادو نے کہا
اے فرزند تمھاری ماں مین اور مجھ مین بڑا فرق ہو وہ جو باہر نہین نکلین اور قدم گھر سے نہین نکالا تو باعث
یہ تھا کہ وہ لوگ بجز محافے اور چنڈول اور بانفل کے کسی چیز پر سوار نہین ہوتے ہین اور ہم لوگ
سوا تخت کے دوسری سواری نہین رکھتے اور ماسوا اسکے ماں تمھاری عقد مین شاہزادۂ رستم پیلتن کے
ہین کیونکر باہر آئین اور مین تو پہلے ہی کہہ چکی ہون کہ ابھی عقد میرا ساتھ شیرویہ کے نہین ہوا فقط
امیدوار ہون اور امیر اقرار کر چکے ہین دیکھیے کب مدعا حاصل ہوتا ہو اور ہم لوگ ساحر ہین سر
میدان لڑتے ہین پھر نا کیسا محروق جادو ہمارا نام ہو قاسم نے کہا کہ اب مین نے جانا
بیشک آپ میری چچی ہین اور مہربانی بزرگانہ فرماتی ہین کہ زیر تیغ مجکو دیکھکر بلوا لیا اور جان کو میری
بچایا مین ممنون آپکا ہون اللہ آپکو سلامت رکھے لیکن اب امیدوار ہون کہ جہان آپنے یہ مہربانی فرمائی ہو کہ

جان میری بچائی وہان یہ بھی کیجیے کہ مجکو میرے لشکر تک پہونچوا دیجیے لشکر میرا روبرو ترکستان کے پڑا ہوا ہی محروق
جادو نے کہا کہ ای فرزند چلے جانا ابھی مین نے تمکو اچھی طرح دیکھا نہین ہی دعوت تو کرلون جلدی کیا ہی قاسم نے
کہا کہ مین بمقابلہ ترک توسن ملطاقی کے تھا جب پنجہ لیگیا تھا یعنے صلصال نے بلوالیا تھا اور قتل کرتا تھا کہ آپنے
بچالا یُن ملازم میرے اور رفیق میرے سب پریشان ہونگے کیونکہ ترک توسن پہلوان زبردست ہی خدا
جانے اُسنے کیا حال میرے لشکر کا کیا ہوگا سوا میرے لشکر مین کوئی اسکے مقابل کا نہین ہی میرا جلد پہونچنا
مناسب ہی یہ سُنکر محروق جادو نے تخت پر قاسم کو سوار کیا اور کئی ساحر اپنے ساتھ اُنکے کر دیے اور تاکید کر دی
کہ خبردار خوب دریافت کر کے انکو انکی فوج مین پہونچا دینا دہوکا نہ کہانا کہ کہین کسی اور کے لشکر مین اُتار دو
اگر ایسا کیا تو سزا دونگی اور پہونچا کر رسید انکی مُہری لا کے مجھے دو ساحر بموجب حکم ملکہ محروق کے تخت کو لیکر
اُڑے اور تھوڑی ہی دیر مین اُنکو ترکستان مین لے آئے جب قاسم نے قلعۂ ترکستان کو پہچان لیا تو کہا
اے جادوگرو ہمکو یہین اُتار دو لشکر ہمارا یہین ہی وہ سامنے جو لشکر مین نشان اور جھنڈے معلوم ہوتے
ہین وہی ہماری سپاہ ہی اُنھون نے کہا کہ شاہزادۂ عالم ملک قاسم ابھی فاصلہ بہت ہی یہان اُترنا بہتر نہین
ہی کیونکہ آپ بلند ہین اس سے نزدیک معلوم ہوتا ہی ابھی ہم نہ اُتارینگے قاسم نے اُنکو گالیان دین اور کود
پڑنے کو مستعد ہوے آخر اُنھون نے مجبور ہو کے تخت زمین پر اُتارا اور مہر کروائی اور رسید لیکر راہی ہوے
یہ تیغ بکف چلے چلتے چلتے عاجز آ گئے خدا خدا کر کے بعد قطع مسافت قریب جو پہونچے اور انکے لشکر نے انکو آتے
دیکھا سب دوڑ پڑے ہرکارون نے ترک توسن کے جو یہ دیکھا کہ باحشم و خدم لشکر ملک قاسم کا ایک
طرف کو گیا ہی اور سنا کہ ملک قاسم آتے ہین دوڑ کر ترک توسن سے خبر کی کہ لشکر حریف کا جو بھاگا ہوا
گیا ہی سبب یہ ہی کہ وہ لڑکا جسے پنجہ لیگیا تھا اب کہین سے آیا ہی لوگ اُسی کو لینے کو گئے ہین ہرکارے
یہ کہہ رہے تھے کہ آواز شادیانون کی پیدا ہوئی اور توپین دمطلے کی چھوٹنے لگین نوبت و نقارے بجنے لگے ترک
توسن یہ سُنکر زرد ہو گیا اور اندام مین رعشہ پڑ گیا مانند برگ بید کے تھرایا منھ پر ہوائیان اُڑنے لگین آخر
بارگاہ سے اُٹھ گیا اور خیمے مین جا کر سو رہا خواب مین دیکھا کہ ایک سیاہی پیدا ہوئی ہی اور اُسنے آ کے میرے تمام
لشکر کو گھیر لیا ہی اور اسقدر اندھیرا ہی کہ دم گھٹا جاتا ہی ہرچند آنکھون کو مل ملکر اُسنے دیکھا بجز تیرگی کے کچھ نہ دکھائی
دیا جب تو یہ گھبرایا اور خواب مین بدحواس ہونے لگا اتنے مین ایک لکیر نور کی درمیان اُس تیرگی کے پیدا ہوئی
اور پھیلنے لگی اور اُس سفیدی مین ایک باز سفید بلکہ شہباز تیز پرواز کنان آیا اور اس تیہانے سر پر ترک توسن
کے اس زور سے منقار ماری کہ بھیجا نکل آیا اور سر مین اسکے سوراخ پڑ گیا یہ دیکھکر آنکھ کھل گئی گھبرا کر سر کو ٹٹولنے
لگا کہ زخم تو نہین ہی غرضکہ جب صبح کو دربار کیا تو نجومیون اور کاہنون کو بلایا اور خواب اپنا بیان کیا اور
کہا کہ تعبیر کا خواہان ہون اُنھون نے کہا کہ ای شاہ ترکستان دلاں ہوا گاہ باشید کہ وہ سیاہی کفر کی ہی اور سفیدی
جو تونے دیکھی تو یہ نور اسلام ہی اور باز سفید وہ باز نہین ہی بلکہ شیر بیشۂ خاوری نبیرۂ صاحبقران
زیجاہ ملک قاسم خفتان خونریز خاور ہی اور یہ لڑکا وہی ہی کہ جس سے تمہاری سلطنت کو زوال
ہوگا اور عجب نہین کہ وہ تجکو زخمی کرے اور کیا بعید ہی کہ جان بھی تیری ہاتھ سے اسکے جائے کیونکہ زخم
سے مغز سر کا نکل آنا دلیل جان کے جانے کی ہی یہ سُنکر ترک توسن بہت پریشان ہوا اور
ارادہ بھاگ جانے کا کیا کہ جان ہی تو جہان ہی اگر جان جائیگی تو دولت دنیا کس کام آئیگی

پھر یہ سوچا کہ ای ترک بھاگ جانا بھی اچھا نہین ہو کیونکہ سب خلق تجھکو ہنسیگی کہ اتنا بڑا جوان اور اسقدر لشکر
رکھتا تھا اور ایک لڑکے سے بھاگ گیا یہ بات خوب نہین ہو قبل از مرگ واویلا نہ کرنا چاہیے پہلے ایک مقابلہ
کرے جب زخمی ہونا تو علاج کے بہانے بھاگ چلنا یہ سوچکر اپنے ملازمون سے کہا کہ کیون صاحبو بھلا یہ
تو بتاؤ کیا کریگا اور اب مین اتنی جلدی اسکو مارے لیتا ہون کہ تم سب کو حیرت ہو جائے بجاؤ طبل جنگی پھر صبح
کو جو کچھ ہو گا آپ ہی دیکھ لینا مین کیون ابھی تیغی مارون یہ سُنکر سب نے تعریف ترک کی کی کہ بھلا آپکا سامنا
وہ کیا کریگا وہ وہی ہو آپ آپ ہی ہین نہین معلوم کہ نجومی لوگ کیا کہتے ہین بلکہ ہمکو تو یہ ثابت ہوتا ہو
کہ نجوم مین تھوڑی بات بہت معلوم ہوتی ہو وہی نظر آیا ہو گا شاید کہ لڑائی مین آپکے قدرے زخم سر آئے
اُنھون نے اسکو ایسا طول دیا یہ کہکر طبل جنگی ملازمان ترک توسن نے بجوا دیا آواز نقارۂ رزمی کی پیدا ہوئی
مخابر کارے لشکر اسلام کے خبر لیکر خدمت مین شاہزادۂ نامور کے حاضر ہوے اور بیان کیا شہزادے نے فرمایا
کہ ہمارے یہان بھی کوس حربی بجے کچھ اندیشہ نہین ہو تمام رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی کہ مردان میدان
اسباب رزم کو دیکھتے رہے تمام شب بیداری جانبین مین رہی صبح کو دو سپاہ مین جنگاہ مین آئین اُدھر سے
ترک توسن ملطاقی کرگدن مست پر سوار چالیس لاکھ ترک خون آشام پشت پر ادھر سے شاہزادہ گورزاد
بن حمزہ کو ملک قاسم نے تخت پر سوار کیا آپ بعہدۂ سپہ سالاری آگے آگے تخت کے گھوڑے
کو جولان کرتا ہوا لباس یاقوتی زیب تن کیے ہوے ایک طرف کو ترک زرہ پوش بیٹا ترک توسن
ملطاقی کا دوسری جانب معظم خان بن بہرام گرد لباس سُرخ پہنے ہوے تیس لاکھ کی جمعیت سے
میدان کارزار مین صف آرا ہوے غرضکہ ترک توسن ملطاقی میدان مین نکلا اور پکارا کہ اے وہ لڑکا
خاوری کہان ہو آئے میرے سامنے اسطرح مارڈالون کہ ماہیان دریا اور مُرغان ہوا اُسکو روئین یہ سُنکر
قاسم کو غصہ آیا اور چھیڑکر خوشخرام تیز گام کو معرکۂ جنگ کے عازم ہوے اور سامنے شاہ کے آئے گورزاد بن حمزہ
سے اجازت چاہی اُنھون نے کہا کہ ای شہزادے ابھی کیون جاتے ہو اور کسی کو بھیجو اُسکی لڑائی کا اندازہ کرلو
پھر جانا ابھی تمھارا جانا مناسب نہین ہو قاسم نے یہ سُنکر ناک بھوین چڑھائین اور دل مین کہا کہ چچا جان
بھی نہایت کم جرأت ہین کہ مجکو روکتے ہین اور ظاہر مین یہ کہا کہ ظل اللہ کیا آپ نے نہین سنا کہ وہ مجکو
بلاتا ہو اور نام لیتا ہو پھر اب مین کیونکر نہ جاؤن وہ یہ نہ سمجھے گا کہ قاسم مجھسے ڈر گیا اور نہ نکلا یہ سُنکر گورزاد
نے کہدیا کہ خیر آپ ہی جائیے مین نے نہین سُنا تھا کہ اُسنے آپکو پکارا ہے بس ملک قاسم گھوڑا اُڑا کر سامنے
ترک توسن کے آئے اور تگاور زن ہوے چھ قدم گھوڑا ترک کا پسپا ہوا ترک کو غصہ آیا
اور پکارا کہ سُن تو سہی او لڑکے خاوری کہ تو نے جو طلسم کو فتح کیا اور مال و خزانہ و بارگاہ وغیرہ کو لیا
تو کچھ شاہ ترکستان کے لیے نہ لایا اسکی کیا وجہ قاسم نے کہا او گیدی تو بکتا کیا ہو اور کہتا کیا ہو تو بھی
اس قابل ہو کہ خلعت سیاہ تجکو مدد دیتا بس خبردار زیادہ کلام نہ کرنا لا ضرب کونسی رکھتا ہو ترک
نے برچھا اُٹھایا اُنھون نے برچھے کو برچھے پر رد کیا نیزہ بازی ہونے لگی کہ سترھوین طعن مین سنان تیز نے
کی قاسم نے نکالدی جب اُسے خبر بھی نہوئی کہ کب سنان نکل گئی تو قاسم نے جھڑ کو جھڑ پر مارا کہ ڈنڈا
ترک کے نیزے کی ٹوٹی یہ اور بھی خفیف ہوا تلوار کھینچ لی چاہا تھا کہ وار کرے کہ ایک پنجہ پیدا ہوا اور
قاسم کو اُٹھا لے گیا یہ دیکھ کر ترک کی جان مین جان آئی ورنہ بیدم ہو رہا تھا سوے

آسمان دیکھکر ملک قاسم کو چلایا کہ ای لڑکے اب کہان جاتا ہی ذرا سامنے تو آ دیکھ کیا حال کرتا ہون یہ تو یقین
لکتا رہا اور پنجہ ملک قاسم کو لیکر غائب ہو گیا ترک توسن نے اپنے ملازمون سے کہا کہ دیکھا تم نے کیسا وہ لڑکا
میری نہیب شمشیر سے بھاگا جب اسنے یہ دیکھا کہ اب مین مارا جاؤنگا تو سامنے سے میرے چلا گیا حمزہ نے
حمایتی تو لگا ہی رکھے ہین کہ دیو پری نگاہون سے پوشیدہ لگے رہتے ہین اور تاکید ہی کہ اگر مجکو یا میری اولاد کو
مصیبت مین مبتلا دیکھنا تو اُٹھا لیجانا وہی دیکھ رہے تھے اور اُٹھا لیگئے سب نے ترک توسن کی تعریف کی
کہ آپ ایسے ہی ہین بھلا کہان آپ اور کہان وہ لڑکا یہ سُنکر ترک پھر کر خیمے مین گیا اور لڑائی اس روز موقوف
رکھی اور لشکر مین قاسم کے سناٹا ہو گیا جسکو دیکھا بیدم پایا یہان تو سناٹا ہی اور سب اُداس ہین کہ دیکھا چاہیے
اب ترک توسن کیا کرتا ہی اور وہان شاہزادہ قاسم نے جو دیکھا کہ کوئی مجکو زمین سے اُٹھا کر لیے جاتا ہی بس یہ
خیال کیا کہ دیکھو تو لو کہ یہ ہی کون اور چار طرف ہاتھ دوڑایا کسی کو بھی نہ پایا پھر تو اُنھون نے ہاتھ اونچا کیا تو اتفاق
سے ایک شاخ اُنکے ہاتھ مین آگئی اور وہ دیو تھا کہ پنجہ بنکرے چلا تھا بس ملک قاسم نے شاخ اُسکی زور سے کھینچی
کہ اگر وہ دیو سر تا زمین جھکا دے تو یقین تھا کہ شاخ ٹوٹ جاتی مگر اسنے غل مچایا کہ ارے لڑکے کیون مجھے ہلاک
کرتا ہی مین تیرا دشمن نہین ہون شاخ کو میری چھوڑ دے تجھے پرستان لیے جاتا ہون یہ سُنکر ملک قاسم نے شاخ
اُسکی چھوڑ دی اسنے اُنکو پرستان مین پہونچا دیا کہ ایک مجمع دیو پری کا تھا مکان مین دردانہ پری کے ہزارہا
دیو و پری بیٹھے تھے مگر اُنھون نے کسی کو نہین دیکھا کیونکہ دیو پری آدمی کو نہین دکھائی دیتے تا وقتیکہ سرمہ
سلیمانی آنکھون مین نہ لگا ہو رضوان پری ماں دردانہ پری کی دروازے پر بیٹھی ہوئی تھی اُسنے
حکم دیا کہ جلد اِنکی آنکھون مین سرمۂ سلیمانی لگاؤ کارندون نے حسب الحکم میل سرمہ کی آنکھون مین پھیر دی
اب تو قاسم نے دیکھا کہ پریزاد لباس جواہر دوز پہنے ہوے بیٹھے ہین اور مجمع پریون کا دروازے
پر ہی ایسی پریان ایسے مجمع اُنھون نے کبھی دیکھے کا ہیکو تھے محو تماشا ہو گئے لیکن رضوان پری نے
نے باادب انکے سامنے آکے سلام کیا اور عرض کیا کہ لونڈی کو آپ نے سرفراز کیا عزت بڑھائی کہ میرے
سلیمان ثانی کا قدم میرے گھر مین آیا آبرو بڑھی مین ساری عمر سرنگون آپ کے احسان کی رہونگی یہ کہکر
اندر ایوان طلائی کے لیگئی قاسم نے اندر آکر عجب عمارت بازیب و زینت دیکھی کہ کبھی نہ دیکھی تھی اور وہان
دردانہ پری نے جو ملک قاسم کو دیکھا کہ ایک جوان مہ لقا بالباس سرخ آیا ہی یہ بھی فریفتہ ہوئی رضوان
پری نے ملک قاسم کو کرسی جواہر نگار پر بٹھایا اور ہاتھ باندھکر سامنے کھڑی ہو رہی اسمین اُس دیو نے
کہ ملک قاسم کو لایا تھا ہاتھ باندھکر رضوان پری سے کہا کہ مجکو تو اس بہادر نے مار ہی ڈالا ہوتا کیا
کہتا ہی انکے زور و قوت کا پکڑ کر شاخ کو میری اس زور سے جھٹکا دیا تھا کہ اگر مین فریاد نہ کرتا تو شاخ
میری میرے سر مین قائم نہ رہتی لیکن جب مین نے کہا کہ مین دشمن نہین ہون اور پرستان لیے چلتا ہون
تو میری شاخ چھوڑ دی نہین تو مار ہی ڈالا ہوتا رضوان پری نے کہا کہ ماشاء اللہ چشم بد دور اور
ملک قاسم نے رضوان پری سے کہا کہ یہ تو بتاؤ کہ تم نے جو مجکو حریف کے سامنے سے بلوا لیا اسکا
کیا سبب ہی اور مطلب اپنا مجھسے کہو کہ کیا ہی رضوان نے عرض کیا کہ میری لڑکی دردانہ پری یہ جو
سامنے آپکے حاضر ہی اسکی ابھی شادی نہین ہوئی ہی ایک دیو الماس بیٹا سمات کا ہی وہ اسکے حسن و
جمال پر عاشق ہی اور مجھسے طلب کرتا ہی کہ اس کے ساتھ شادی مین کرونگا مجھے دے لونڈی کو یہ بات

یہ بات منظور نہین ہی جسطرح امیر نے مدد آسمان پری کی کرکے حرمت کو اُسکی بچایا تھا اور عفریت کو مارا تھا اُسی طرح آپ میری حرمت کو اُسکے ہاتھ سے بچایئے اور الماس کو ماریئے کہ میری بیٹی کی جان بچے وہ دیو ہی اور ہم بھی جان وہین ہمارے اُسکے نسبت اور سیل کیا ہی مین نے لاہوت سے کہ عزیزہ عبدالرحمن جنی کی ہین اور علم رمل مین بھی دخل رکھتے ہین اُنسے پوچھا تھا کہ کی شکستین ہو چکی ہین یہ کسکے ہاتھ سے مارا جائیگا یہان تو کوئی ایسا نہین ہی کہ اُسے زیر کرسکے اُنھون نے علم رمل سے دریافت کرکے مجھ سے کہا کہ نبیرۂ حمزۂ صاحبقران ملک قاسم کے ہاتھ سے اُسکی شکست ہی اور یہ مارا جائیگا اسواسطے لونڈی نے آپ کو تکلیف دی ہی اُمیدوار ہون کہ آپ بالفعل اُسے کو مارکے جان میری لڑکی کی بچایئے جسطرح آپ کے دادا جان نے شہیال بن شہرخ کی مدد کرکے آسمان پری کو ہاتھ سے عفریت کے بچایا تھا اُسی طرح آپ بھی الماس کو ماریے خدا آپ کو بہت عرصے تک سلامت رکھے دوست آپکے شاد دشمن پائمال رہین آپ کی ذات کرم گستر ہی آپ لوگ بیکسون کی مدد کرنا لازم جانتے ہین اور بےبسون کو نجات رنج والم سے دیتے ہین شہزادۂ ملک قاسم نے یہ سُنکر کہا کہ اے رضوان پری خیر کچھ مضائقہ نہین ہی کیونکہ بضرورت تم نے مجھکو بلایا ہی ورنہ بڑا رنج ہوا تھا کہ حریف کے روبرو سے دیو تمھارا مجھکو اُٹھا لایا تھا اگر وہ شور وغل نہ کرتا تو مجھے ایسا غصہ تھا کہ اُسے بھی مین نے مار ہی ڈالا ہوتا لیکن خیر جو ہوا سو ہوا اب تم جو کہتی ہو مین وہی کرونگا یہ سُنکر رضوان پری خوش ہو گئی اور بولی کہ اے شاہزادے آپنے مجھکو مول لیلیا اور بڑا احسان کیا مجھکو معلوم تھا کہ لندھور نے بھی دیو کو مارکے اشتد پری کو بچایا تھا اگر حضور نہ سرفراز فرمائینگے تو لندھور وغیرہ سے مدد چاہونگی مگر آپ کے ہوتے کیونکر اُنسے کہتی کہ آپ مقدم تھے پہلے آپ ہی سے عرض کیا اور کسی کی ممنون نہوئی یہ کہکر حکم دیا سامان عیش مہیا کرو کارپردازون نے فرش انبساط بچھایا اور ارباب نشاط کو لاکر حاضر کیا جام شراب گردش مین آیا ناچ سامنے ملک قاسم کے ہونے لگا وہ پریون کا ناچ اور پرستان کے باجے عجب کیفیت تھی ملک قاسم نہایت محظوظ ہوے اور ایسا وہ ناچ مرغوب ہوا کہ ہمہ تن چشم بنکر دیکھنے لگے اتنے مین ایک پریزاد گلفام جام شراب سُرخ رنگ کا سامنے اُنکے لائی اُنھون نے بھی بزم عیش دیکھکر پی لیا اور نشہ ہوا پھر تو اور ہی کیفیت ہو گئی اور دین و دُنیا سے فراموش ہو گئے یہان تو یہ عالم ہی اور وہان مخبرون نے دیو الماس سے جاکر کہا کہ رضوان پری نے پردہ دُنیا سے ایک آدمزاد کو واسطے مدد کے بلوایا ہی جسطرح شہیال بن شہرخ نے امیر کو بلا کے عفریت کو قتل کروایا تھا اب وہ آدمی آیا ہوا ہی اور بیٹھا ناچ دیکھ رہا ہی اور دردانہ پری بھی پاس اُسکے بیٹھی ہی کیا عجب ہی کہ رضوان پری دردانہ پری کو اُسی سے منسوب کردے الماس نے جو یہ سنا آگ لگ گئی اور وار شمشاد پکڑکے طرف رضوان کے چلا کہ اب اُس عورت کی شامت آئی ہی کہ آدمزاد کو واسطے مدد کے بُلایا ہی بلکہ اُس آدمی کے سبب سے جان اُسکی بھی جائیگی پہلے اُس آدمی کو قتل کرون تو پھر اس رضوان کو مارونگا یہ سُنکر سب دیوون نے تعریف الماس کی کی کہ بھلا تیرے سامنے آدمی کی کیا اصل ہی الماس تعریف اپنی سُنکر اور پھولا اور چڑھ دوڑا ایک ساعت مین جا پہنچا تو دیکھا واقعی ملک قاسم پاس دردانہ پری کے بیٹھے ہوے ہین اور دور شراب کا چل رہا ہی ناچ ہو رہا ہی بس ہمہ تن آتش غیظ بنکر شعلہ ور ہوا اور پکارا کہ او آدم زاد سفید دندان و سیاہ سر ارے تو یہان کیونکر آیا اور کیا سمجھ کر یہان بیٹھا ہی کچھ خوف تجھکو ہمارا نہوا تو نہین جانتا کہ مین کئی لڑائیان مار

چکا ہون اور جس طرح ہو گا در دانہ پری کو رضوان سے دونگا تو اپنی جان دینے کو کیا سمجھ کر آیا ہے مین
اگر تو کہے تو مین تجکو تیرے مان باپ کے پاس کسی دیو کے ذریعہ سے پہونچا دون ملک قاسم نے جو یہ
سُنا تو کھڑے ہو گئے لیکن سب پریزاد کہ حاضر صحبت تھے ایسے بد حواس ہوے کہ چھپنے لگے اور سارے
ایوان مین سناٹا پڑ گیا بس پھر تو ملک قاسم نے اُس سے کہا کہ او گیدی تو بکتا کیا ہے اور کیا جھک مارتا ہے
کیا نہین جانتا ہے کہ جہان ہم لوگ جاتے ہین تا وقتیکہ دُشمن کو مار نہین لیتے ہین قدم نہین ہٹاتے
اب بھلا مین بغیر قتل کیے تیرے کب جاتا ہون یہ سُنکر الماس نے وار شمشاد قاسم پر ماری شاہزادے نے
وار کو خالی دیا مگر وار جو سنگ لاخ پر پڑی تو شرارے پیدا ہوے دیو پکارا کہ او آدم زاد افسوس شور بیترا
مین نے نہین کھایا قاسم پکارے کہ اے کلنگ دراز گُس کو تو نے مارا مین تو موجود ہون یہ سُنکر اسنے
پہلو کی طرف جو دیکھا تو قاسم کو کھڑے پایا بس اُسنے غیظ و غضب مین آکے پھر وار ماری ابکی بار شیر بیشۂ
خاور نے تڑپ کر جست کی اور پھر وار کو خالی دیا دیو نے دیکھا کہ دو وار تیرے خالی گئے وار پھینک کر
تیغ پر ہاتھ ڈالا قاسم نے جلدی سے جست کرکے شاخ اُس کی پکڑ لی اور اس زور سے کھینچا کہ اگر وہ سر
نیچا کر دے تو شاخ سر سے اُکھڑ آئے لیکن جب سر اُسکا زمین سے جا لگا تو قاسم نے پہلو کی جانب جھٹکا دیا
کہ شاخ سنٹرّاق سے ٹوٹ گئی اور ڈیڑھا خون کا سر سے اُسکے مثل پرنالے کے جاری ہوا پس الماس
بد حواس ہو کے چیختا ہوا بھاگا جب سب پریزادون نے دیکھا کہ آدمزادے نے دیو کو زخمی کیا اور شکست
دی وہ بھاگا جاتا ہے سب جہان جہان چھپے تھے نکل آئے اور قاسم پر سے زر و جواہر نثار
کیا گرد پھرے شاہزادے نے رضوان پری سے کہا کہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ شکار
ہاتھ سے نکل گیا اور اب بھی سامنے بھاگا جاتا ہے لیکن کیا مجبوری ہے کہ نہ تو مین پر رکھتا ہون
کہ اُڑ کے اُسکو مارون اور جانے نہ دون اور نہ کوئی سواری ایسی ہے کہ اسکا پیچھا کرون رضوان
پری نے کہا کہ اے شہر یار دولت مدار یہ سب دیو اور پری جو روبرو حاضر ہین آخر کس کام کے ہین
جسپر چاہیے سوار ہو کر پیچھے اسکے جائیے یہ غلام آپ کے ہین یہ سُنکر ملک قاسم نے دیوزادون کی طرف
دیکھا ایک دیو دراز قد دفر بہ کو اشارہ کیا وہ سامنے آکے بیٹھ گیا یہ جست کرکے اُسپر سوار ہوے اسنے گردن
پر بٹھا لیا دونون پانون دونون طرف لٹکے ہوے ہین اور یہ ملک قاسم کو لیکر اوڑا اور اونچا ہوا اب ملک قاسم
نے نگاہ دوڑائی کہ دیکھون حریف نظر آتا ہے یا نہین دیکھا تو دیو الماس بھاگا جاتا ہے اتنے مین اُسنے بھی جو ملٹکر
نظر کی دیکھا کہ ملک الموت چلا آتا ہے ملک قاسم نے اُسے اپنی طرف دیکھتے ہو کے للکارا کہ او نابکار بھاگ کر
کہان جائیگا جہان جائیگا وہین گھسکر مارونگا جان نہین چھوڑونگا دیو یہ آواز سُنکر اور بد حواس ہو کر تیز بھاگا

اب آگے دیو ہے پیچھے ملک قاسم تیغ بکف گرم

دو کلمے داستان امیر حمزہ صاحبقران کے بیان ہوتے ہین

کہ یہ جو رستے مین خبر بد عقعقہ کی سُنکر اُترے تھے اور سد راہ ہوے تھے دو دنون مین عقعقہ بھی آیا اور پانچ فرسخ پر اُترا
جب یہ سُنا کہ امیر راہ روکے ہوے ہین تو یہ بھی نو لاکھ دیوون سے اُتر پڑا اور طبل جنگ بجوا دیا یہان تو یہ ماجرا در پیش ہے

داستان بدیع الزمان کی سُنیے

کہ یہ جو کوہ بلور پر ایک لاکھ دیو لیکر واسطے مدد سلطان ازرق کے گئے تھے جب وہان پہونچے تو کیا دیکھتے ہین کہ

ہزبر سے اور سلطان ارزق سے لڑائی ہو رہی ہے اور دونوں طرف دیو لڑ رہے ہیں کالا۔ بھالا۔ زنگالا سنگول دستہ۔ دار شمشاد۔ اژدہ پشت نہنگ۔ آتش چادر۔ برق چادر۔ تختہ سنگدار۔ گرز فولادی۔ یہ سب حربے چل رہے ہیں میدان جدال وقتال گرم ہے ہزبر للکار رہا ہے اور فوج ارزق کی پسپا ہو رہی ہے بس یہ حال دیکھکر انجم گروہ رستم شکوہ نے نعرہ کیا اور نو لاکھ دیوون سمیت حملہ آور ہوے وہ لوگ اُنسے غافل تھے پہلے ہی وار مین ایک لاکھ دیو ہزبر کے مارے گئے اور باقی پراگندہ ہوے صف ٹوٹی انتظام بگڑا اب ایسی تلوار چلنے لگی کہ جسکی حد و انتہا نہین ہزبر اپنی فوج کو پراگندہ دیکھکر گھبرایا کہ یہ کیا معرکہ ہے کہ ابھی کیسے جیے ہوے تھے سنا کہ بدیع الزمان فرزند صاحبقران سلطان ارزق کی مدد کو آیا ہے القصہ خوب تلوار چلی کہ ایک لاکھ تیئیس ہزار دیو ہزبر کے مارے گئے اور تین ہزار دیو سلطان ارزق کے دریاے خون جاری ہوا کشتون کے پشتے نظر آنے لگے آخر کو ہزبر تاب حرب نہ لا سکا اور دیوون کو اپنے ہمراہ لیکر بھاگا بدیع الزمان گردنشکر شکن کی فتح ہوئی لڑائی ماری اب اُنھون نے اپنے لشکر کو فراہم کیا زخمیون کو علحدہ کرکے حکم علاج کا دیا اور تندرستون کو لیکر چلنے کا ارادہ کیا کہ اتنے مین سلطان ارزق دست بستہ سامنے آیا اور عرض کیا کہ اے شہریار عالی وقار آپکی بدولت فتح پائی اور باعث سے آپ کے لڑائی فتح ہوئی امیدوار ہون کہ قلعے مین چلکر قدم رنجہ فرمایئے اور میری عزت افزائی کیجیے بدیع الزمان شاہزادہ دوران نے منظور کیا اور ساتھ سلطان ارزق کے باحشمت وجاہ داخل قلعۂ بلور ہوے سلطان ارزق نے صحبت جشن آراستہ کی سامان عیش مہیا ہوا بدیع الزمان تو جشن مین ہین جام شراب چل رہا ہے وہان ہزبر نے جو سنا کہ بدیع الزمان قلعۂ بلورین مین اُتر پڑے تعاقب مین نہین آئے تو اسکے جان مین جان آئی ورنہ مارے خوف کے قوت سلب ہوگئی تھی روح تک رو بفرار تھی بس یہ کوئی پانچ کوس قلعۂ بلور سے بڑھ آیا تھا وہین اُتر پڑا رات بھر ساری فوج کو مجتمع کرتا رہا زخمی وغیر زخمی کو فراہم کیا علی الصباح پھر سامنے قلعے کے آکر طبل جنگ بجوا دیا اور کہا اے دیو میرے ہاتھ سے یہ آدمی بچکے کہان جائیگا اب دیکھنا کیسا معرکہ مارتا ہون بدیع الزمان نے جو یہ سنا کہ لشکر ہزبر مین طبل جنگ بجا ہے اور پھر چڑھ آیا ہے یہ بھی مع فوج نکلے اور باہر قلعۂ بلور سے آکر طبل جنگ بجوا دیا تمام رات نقارون کا شور رہا صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے صفین آراستہ ہوئین ہزبر اپنے لشکر سے نکل کر میدان مین آیا اور مبارز طلب ہوا کہ او آدمزاد آمیرے مقابلے کو آ یہ سنکر اِدھر سے شاہزادہ بدیع الزمان ایک اسپ دیوزاد پر کہ دیو گھوڑا بنا ہوا تھا اور ساز اُسپر کھنچا ہوا تھا سوار ہوے اور سامنے ہزبر کے آئے اور کہا کہ او بھگوڑے کیا کہتا ہے مین آیا ہون غرضکہ بعد گفتگوے بسیار ہزبر نے سنگول دستہ پھرا کر اوپر مارا بدیع الزمان نے ایک دیو سے میل فولادی لیلیا تھا سنگول دستہ کو میل پر گانٹھا افضل ایزد ذو المنن وار تو کیا مگر بیہوش ہوگئے ہزبر تن سے پسینہ جاری ہوا اور مرکب کا تو بالکل کام تمام ہوگیا وہ دیو مر کے رہگیا کہان حربہ دیو زبردست کا کہان یہ انسان ضعیف البنیان یہی ایسے تھے جو اتنی بڑی ضرب اُٹھا کر جی بچے ہزبر یہ حال شاہزادے کا دیکھکر پکارا کہ اے دیو آؤ اور اپنے شاہزادے حامی کو دیکھو کہ کام اُسکا تمام ہوا ذرا غور سے دیکھنا کہ پسلیان بھی باقی ہین یا کہ سُرمہ سا ہوگئین کیا آسان جانا تھا دیو سے لڑنا بس انکی فوج مین پہلے سے ہراس تھا اب سب کو یقین ہوا کہ بیشک کام بدیع الزمان کا تمام ہوا کیونکہ دیو دیو ہے آدمی آدمی ہے کہان وہ کہان یہ اکثر دیوون نے کہا کہ

بھائی تو یہ بھی تو سمجھو کہ امیر کا فرزند ہو اسنے تو بارہا ایسے معرکے امیر کی زبان سے سنے ہونگے اور کچھ سمجھ ہی کے
وار کو اُسکے روکا ہوگا ورنہ اگر اپنے کو اس قابل نہ سمجھتا تو کیا خالی دینا نہ جانتا تھا حربہ دیو کا تھا غش آگیا ہو تو بعید
نہیں ہی اور غش میں دست و پا کی خبر نہیں رہتی مردہ کی اور بیہوش کی حالت ایک ہوتی ہو غرض کہ عیار دوڑے
ہوے آئے اور بشرے پر جو نظر کی تو کہا کہ یارو تیور تو درست ہیں اور بشرے سے تو معلوم ہوتا ہو غش آگیا ہو یہ
کہکر پانی کے چھینٹے دیے اور پکارے کہ ای شہریار گردون وقار ہوشیار ہو جیے کہ حریف لاف و گزاف کر رہا ہو اور
آپ تو یہ کہہ رہا ہو لازم ہو کہ آواز سنائیے اور جواب اُسکا دیجیے یہ آواز اکوان کاس کی جو شاہزادے
نے سُنی اور پانی کی تری سے ہوش آیا پکارے کہ ای اکوان کاس اندیشہ نہ کرنا میں ابھی زندہ ہوں اور خدا
نے بچایا بلکہ کسنے دوا اسکو جو یہ کہتا ہو تھوڑی دیر میں معلوم ہوا جاتا ہو کہ کسنے مارا اور کون مارا گیا بس یہ کہکر
طرف ہزبر کے دوڑے اُسنے انکو صحیح و سالم جو پایا دوبارہ سنگول دستہ اٹھایا اور ہاتھ پر اپنے تانا اور پکارا کہ
ای پسر کوچک سلیمان تو بچ گیا اُس ضرب گران سے لیکن اب کی کام تیرا تمام ہوا چاہتا ہو اپنے پیرون سے
تو قبر کا راستہ چلتا ہو کہ میری طرف بڑھ رہا ہو یہ کہکر چرخ دیا کہ سنگول دستہ الماس کا چرخ کھاکر سر پر
بدیع الزمان کے سایہ فگن ہوا بدیع الزمان نے پھر چاہا تھا کہ وار اُسکا سپل پر روکے مگر خیال آیا کہ ای
بدیع الزمان ایک مرتبہ تو یہ حال ہوا تھا کہ غش تک آگیا تھا ابکی ایسا نہو کہ کوئی عضو بیکار ہو جائے تو خرابی
ہو گیا ضرورت ہو کہ حربہ اسکا رد کرو امیر نے بھی اکثر دیوون کے وار خالی دیے ہیں اور رد نہیں کیے ہیں تم کو
بھی بزرگون کی پیروی کرنا چاہیے ابکی خالی دو رد نہ کرو بس یہ سمجھ کر جیسے ہی اُسنے وار کیا انھون نے آتا ہوا
سنگول دستہ نگاہ میں کیا داہنی جانب اپنا پانون ہٹایا اور پہلو بدل کر مثل برق تڑپ کے خالی دیا اور اپنے
کو بچایا سنگول دستہ زمین پر پڑا اور دستہ تک غرق ہو گیا دیو پکارا کہ زدم و پست کردم ہو کوئی اسکا خبر گیر کہ غربال
لیکر خاک اسکی چھان دیکھے تو ابکی بار کوئی ریزہ پسلیون کا واسطے نشان کے بھی باقی رہگیا ہو یا نہیں بدیع الزمان
نے پہلو سے آواز دی کہ او کیدی کسکو تونے مارا اور پست کیا میں تو موجود ہوں یہ کہکر کلائی پر ہزبر کی ہاتھ ڈالیا
اور ایسے زور سے جھٹکا مارا کہ سنگول دستہ اُسکے ہاتھ سے چھوٹ گیا اور انھون نے آگے اپنے کھینچکر ایسا پیچ باندھا
کہ قابو میں کر لیا لاکھ تڑپتا ہو نکل نہیں سکتا کہ تلاش کرے مگر کہاں تک بدیع الزمان روکیں کہ وہ بھی دیو کا
بچہ ہو اور خود بھی زبردست ہو تڑپکر نکلیا اور کشتی لڑنے لگا اب بدیع الزمان نے اُسکے زور کو روکنا شروع
کیا جب یہ تھک گیا اور ہانپنے لگا تب بدیع الزمان نے اُسکی دونون کلائیاں پکڑ کر جو کھینچا تو یہ آگے
آرہا اور گھٹنے زمین پر ٹیک دیے بس بدیع الزمان نے جست کرکے شاخ کو اسکی پکڑا اور زور سے کھینچا اور
زمین کی طرف جھکایا ہزبر کی جان پر صدمہ ہوا اور ایذا پہونچی اُسنے سر کو اپنی طرف کھینچا اور چاہا کہ شاخ
اُسکے ہاتھ سے چھوٹے اور میری جان بچے مگر شیر کے پنجے سے شکار کا نکلنا دشوار ہو لاکھ ہزبر نے زور کیا
کہ کسی طرح شاخ ہاتھ سے بدیع الزمان کے نکل جائے ممکن نہوا آخر اسنے جھٹکا مارا اور یہاں بدیع الزمان
شاخ کو مضبوط پکڑے ہوے تھے کہ کڑاکے سے آواز آئی اور شاخ ہزبر کی ٹوٹی اب شاخ تو ہاتھ میں اُنکے
رہگئی وہ بیہوش ہوا مگر [illegible] اور لہو کا زخم سے جاری ہوا کہ یہ لہو میں نہا گیا اور سمجھا کہ اب جان نہ بچیگی
[illegible] اکہ سر و در جادر ابھا گا جاتا ہو بس یہ حواس ہو گئے میدان [illegible]
[illegible] بدیع الزمان [illegible] لہو سر سے بہا ہو کہ یہ غش میں نہایا جاتا ہو اور بھاگا یہ اپنا [illegible]

بدیع الزمان نے افسوس کیا کہ شکار مفت ہاتھ سے نکلا جاتا ہی کیا کرون کیونکر اُس تک پہونچون کہ پوری فتح حاصل
ہو اور کھٹکا جاتا رہے ایک دیو سامنے کھڑا تھا کہ نام اُسکا شہاب تھا بدیع الزمان کو افسوس کرتے دیکھکر عرض کیا کہ
آپ ملال کیون فرماتے ہین مجھپر سوار ہو جیے مین آپکو اُسکے عقب مین لیے چلتا ہون جہان جائے وہان پہونچکر
قتل کیجیے بدیع الزمان یہ سنکر شاد ہوے اور سر پر اُس دیو کے سوار ہوے وہ انکو لے کر سوے آسمان اُڑا اور
بلند ہوا اب آگے آگے تو دیو ہزبر بھاگا جاتا ہی اور پیچھے اُسکے شاہزادہ بدیع الزمان دیو شہاب پر سوار چلے
جاتے ہین لیکن اب حال امیر آفاق گیر کا سُنیے کہ یہ بمقابلۂ قہقہہ سہ چشمی اُترے ہوے ہین اُدھر قہقہہ نو لاکھ
دیوون سے اُترا ہی اور طبل جنگ بھی قہقہہ نے بجوایا ہی اور امیر کے لشکر مین بھی نقارۂ رزمی بجا ہی دونون لشکر
مقابل باہم دیگر صف آرا ہین اُدھر قہقہہ لشکر لیے کھڑا ہی ادھر امیر سلیمان سریر فوج دیوان پشت پر لیے
ہوے کھڑے ہین اتنے مین ہزبر بن قہقہہ سہ چشمی لہو مین تر آیا اور سامنے اپنے باپ قہقہہ سہ چشمی
کے کھڑا ہو کر کہنے لگا کہ ایک آدمی نے میرا یہ حال کیا ہی کہ شاخ کو میرے توڑ ڈالا ہی کہ مارے درد کے
میری جان نکلی جاتی ہی اور یہ بھی مجھکو یقین ہی کہ وہ یہان بھی آئے گا آپ مجھکو کہین چھپا رکھین اور جان میری
بچالین وہ بڑا سرہنگ ہی قہقہہ نے جو یہ سُنا کہ آدمزاد کے ہاتھ سے یہ شاخ تڑواکے بھاگا ہی تو قہقہہ نے
ہزبر پر غصہ کیا اور کہا کہ ارے نامرد زوف ہی تیری زندگانی پر اس جینے سے تو اگر مر جاتا تو بہتر تھا کہ اپنے
کھاب کے ہاتھ سے زخمی ہوا اور شکست کھا کر بھاگا طرہ اُسپر یہ کہ یہان بھائی بندون مین بیان کر رہا ہی تجھکو
غیرت نہین آئی کہ خان قاف کا فرزند ہو کر اس قدر ڈرتا ہی اور ایسا کانپتا ہی کہ گویا جسم مین جان نہین ہی اے
نامرد دور ہو میرے سامنے سے آپ بھی ذلیل ہوا اور ساتھ اپنے مجھے بھی ذلیل کیا جی یہ چاہتا ہی کہ مین خود تیرا سر کاٹوں
یہ سُنکر ہزبر کو غیرت دامن گیر ہوئی اور بولا کہ اے خان قاف وہان رنگ لڑائی کا بگڑ گیا تھا اس سے مین
ناچار رہ گیا اگر ہٹ نہ جاتا تو وہ مجھکو مار لیتا اس وجہ سے مین ہٹ کر چلا آیا اور دوسرے یہ اُفتاد ہوئی کہ شاخ
میرے اُسنے تلاش مین پکڑ لی اور زور ہونے مین وہ ٹوٹ گئی لیکن اب یہان وہ آئے گا تو مین آپکے
آپکے سامنے مار ہی ڈالونگا اور مین کیا اُس سے کمزور ہون وہ میرا کیا کر سکتا ہی اب آپ دیکھ لینگے کہ
جس طرح مین اُسے مارون گا قہقہہ چپ ہو رہا اتنے مین شہزادہ بدیع الزمان بھی آ پہونچے اور اُنھون
نے دیکھا کہ لاکھون دیوزاد صف بستہ ہین ادھر ملکۂ آسمان پری اٹھارہ لاکھ دیوزاد و پریزاد و جنات
کو لیے ہوے کھڑی ہین اُدھر قہقہہ سہ چشمی نو لاکھ دیوان نر ساتھ لیے کھڑا ہی مقابلہ ابھی نہین شروع ہوا
ہی قہقہہ نکلا چاہتا ہی یہ دیکھکر بدیع الزمان نے دیو شہاب سے کہا کہ اب مجھکو جلد یہین اُتار دے کیونکہ
والد ماجد سامنے کھڑے ہین اور ترک ادب ہی سامنے بزرگون کے سوار رہنا دیو نے اُنکے حکم کی تعمیل کی
اور بیٹھ گیا بدیع الزمان اُسکی پشت پر سے اُتر پڑے اب امیر نے بھی دیکھا کہ پہلے تو ہزبر خون مین ڈوبا
ہوا آیا تھا اب بدیع الزمان بھی دکھائی دیے کہ دیو پر سوار آئے امیر یہ دیکھکر خوش و مسرور ہوے مگر
بدیع الزمان نے آتے ہی باپ کو اپنے سلام کیا اور ہاتھون کو جوڑ کے اجازت خواہ ہوے کہ ہزبر
کو جاکر مارون اگر حکم ہو امیر نے فرمایا کہ جاؤ حافظ مطلق نگہبان ہی بدیع الزمان تیغ کھینچ کر بے خوف
طرف لشکر قہقہہ کے بقصد قتل ہزبر روانہ ہوے اور قہقہہ نے جو اُنکو ادھر آتے ہوے دیکھا تو پکارا کہ ارے
ہزبر لے وہ آیا نکل اور اس سے لڑ ورنہ مین تجھکو قتل کر ڈالونگا کہ نام میرا تو نے خراب کیا یہ سُنکر ہزبر

وارشمساد پکڑ کر نکلا اور بدیع الزمان کو للکارا کہ ارے او پسر حمزہ تو یہان بھی آیا معلوم ہوا کہ قضا تیری دامن گیر
ہوئی ہی تو اپنے زعم مین مجکو کیا سمجھا ہی دیکھ تو کہ کیا تیرا حال کرتا ہون کہ تو بھی جانے کہ کسی دیو سے سامنا ہوا تھا
یہ کہکر ہزبر نے وارشمشاد بدیع الزمان پر ماری بدیع الزمان نے وہنی جانب جست کرکے خالی دیا وار
تو واستہ تک زمین مین در آئی اور اُنھون نے تیغہ کھینچ کر بڑھ کے وار کیا ہزبر نے جوانمردی سے ہاتھ
قبضہ شمشیر پر ڈال دیا اور تیغہ پکڑ لیا اُس وقت شاہزادہ دلاور نے گریبان ہزبر کا پکڑا اور اُسنے بھی گردن
پر ہاتھ رکھدیا اب دونون مین کشتی ہونے لگی سب تماشا دیکھ رہے ہین کبھی ہزبر بدیع الزمان کو
بے قابو کرتا ہی اور کبھی بدیع الزمان ہزبر پر غالب آتے ہین غرض یہ تو دونون محو تلاش ہین کہ اتنے مین دیو
الماس خون مین ڈوبا ہوا فلک پر دکھائی دیا کہ یہ ملک قاسم کے ہاتھ سے شاخ تڑوا کر بھاگا تھا اب
جو یہان آکر پہونچا اور اُسنے مجمع ہم جنسون کا دیکھا تو جان مین جان آئی اور کندے جوڑ کے پاس قہقہہ کے
اُترا اور رو رو کر کہا کہ ای خان قاف امان امان اُس نے جو دیکھا کہ یہ بھی شاخ نہین رکھتا ہی کسی نے اسکے
بھی شاخ سر سے کھینچ لیے ہین اس سے بشفقت پیش آیا اور دلاسا دیا کہ ای بھائی تم کیون ڈرتے ہو یہان کوئی
نہین آئے گا اور کہو تو سہی کہ کیا ماجرا ہی کون ہی کہ جس نے تمہارا یہ حال کیا ہی کہ گویا جان تمہاری جسم مین نہین
ہی اور ہو بھی یہ رہا ہی الماس نے کہا کہ مین اپنا حال آپ سے کیا بیان کرون ای خان قاف ایک آدمی ہی اُسنے
مجکو بے قابو کیا ہی اور یہ نوبت میری بہم پہونچائی ہی یقین ہی کہ وہ یہان بھی آجائے بڑا سرہنگ ہی میرا قابو اُس پر
نہین پڑتا ہی اگر وہ یہان آجائے تو آپ مجکو چھپا رکھیے گا قہقہہ نے کہا کہ ایسا ہی ہو گا اور وہ یہان کیون
آنے لگا بالفرض اگر آیا بھی تو یہ سب تمہارے طرفدار ہین وہ کیا کر سکتا ہی قہقہہ سے الماس نے کہا
کہ وہ ایسا ہی کہ اگر مجکو دیکھ لے گا تو پھر کسی کے روکے نہ رُکے گا بڑا سرہنگ ہی جب مجھ ایسے
دیو کو کہ افسر کئی لاکھ دیوون کا ہون اُسنے زخمی کیا تو دوسرے کی اُسکے آگے کیا اصل ہی ہان آپ
شاید مجھے بچائیے تو بچون قہقہہ نے یہ سُنکر قہقہہ مارا کہ تجھ پر اسوقت بڑا ہراس غالب ہی اب وہ آئے تو
معلوم ہو یہان تو یہی باتین تھین اور وہان امیر با توقیر کشتی بدیع الزمان کی دیکھ رہے تھے اور خوش ہوتے
تھے کہ میرا فرزند دیو سے تلاش دانہ کر رہا ہی اور یہ بھی دیکھا تھا کہ بعد ہزبر کے آنے کے اور ایک دیو یہان آیا
اور قہقہہ کے پاس جاکر چھپا ہی صاحبقران متحیر ہوے کہ بھلا ہزبر تو بدیع الزمان کے ہاتھ سے زخمی ہو کر
آیا تھا یہ دیو کون ہی اور کہان سے آیا ہی اسے کس نے آزار پہونچایا کہ یہ بھی زبردست ہی یہ کیا سانحہ ہی ہنوز سخن
در دہان بود کہ ایک لکہ ابر سیاہ آسمان پر نمودار ہوا اور پھر اُسی ابر مین ایک چاند جلوہ کنان نظر آیا یہ دیکھ کر سب نے
غل کیا کہ یا امیر کشور گیر آپ دیکھین تو سہی کہ یہ کون ہی یہ سُنکر صاحبقران نے جو نظر کی تو دیکھا کہ واقعی
ایک سیاہی مین چاند کی روشنی پیدا ہی اور وہ سیاہی اور روشنی اس طرف کو بڑھتی آتی ہی بغور جو سب نے
نگاہ کی تو ہیبت دیو کی معلوم ہوئی اب تو سب نے بالاتفاق کہا کہ دیو ہی کسی نے کہا ہم کو تو ثابت
ہوتا ہی کہ ایک آدمی بھی دیو پر سوار ہی جس طرح ابھی شاہزادہ بدیع الزمان آچکا ہی اور ہی بھی یہی
کہ یہ شاہزادہ ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاوری خاور سپاہ عالی جاہ جو تعاقب دیو الماس مین دیو پر
سوار ہو کے چلا تھا اب آکے یہان پہونچا الغرض ملک قاسم نے جو قریب پہونچکر نظر کی تو دیکھا کہ ایک جانب فوج دیو
کھڑی ہوئی ہی اور دوسری جانب لشکر آدمزادون کا صف آرا ہی مقابلہ دیوان کو کھڑا ہی یہ دیکھ کر اپنے

دل مین کہا کہ ای خاور سیاہ یہ کون آدمی ہین کہ دیوزادون سے لڑنے کو آئے ہین بڑے بہادر ہین بعد اسکے الماس پر نظر
پڑی دیکھا کہ قہقہہ کے پیچھے چھپا کھڑا ہی اور مارے خوف کے تھر تھر کانپ رہا ہی اندام مین رعشہ ہی یہ دیکھکر للکارے
کہ ارے دیو اب تو ہمکو وہان سے چل جہان دشمن ہمارا ہی وہ بولا کہ ای شہریار نہین پہونچ سکتا ہی کہ مین آپ لیکر مجمع
دیوان مین چلا جاؤن یہ بہت دشوار ہی مین دشمن آپ کی جان کا نہین ہون ملک قاسم نے کہا کہ او نامرد
معلوم ہوا مجکو کہ تو بڑا بزدلا ہی خیر اب تو ہم کو یہین اتار دے ہم آپ تنہا جاکر اس مغرور کو مارینگے وہ یہ سنکر ڈرا کہ ایسا
نہو جو تامل کرون تو مجھے یہ تلوار مار بیٹھے تو سر میرا قلم ہو جائے اور جان میری جائے بس وہین سے چرخ کھانا شروع
کیا اور ہوا سے نیچے اترا جب ملک قاسم نے یہ دیکھا کہ زمین قریب رہی ہی تو جرات کرکے تیغ کھینچ کر جگہ سے کود پڑے
اور زمین پر پاؤن قائم کیے اور سنبھل کر تیغ بلارک افراسیابی پکڑے ہوے طرف الماس کے بڑھتے ہوے
چلے کہ اب یہان کہان تو چھپا ہی نکل میرے سامنے آ یہ سنکر اسکی جان فنا ہوئی پکارا کہ ای خان تان مجکو بچاؤ کہ
ملک الموت لینے کو آگیا قہقہہ نے دیوون سے کہا کہ اسے الماس کے پاس جانے نہ دینا مگر قاسم اس تیزی
سے گیا کہ دیو بڑھتے ہی رہ گئے اور قاسم قریب پہونچ گیا اور ہاتھ جنیو کا مارا کہ اسکے دو ٹکڑے ہوے یہ
دیکھکر شور نصف دیوان مین اٹھا کہ وہ مارا بس قہقہہ نے جو دیکھا کہ آنے الماس کو مار لیا غصہ کھاکے خود بڑھا
ملک قاسم کہ تیغ تو علم کیے ہوے تھا مار بیٹھا کہ ہاتھ اسکا زخمی ہوا ملک قاسم نے پلٹ کر دیکھا کہ الماس تڑپ
رہا ہی ایک ہاتھ اور مارا کہ سر گردن سے اڑگیا قہقہہ ہر چند ہان ہان کیا کیا کچھ نہو سکا اور قاسم مارکے دیو الماس
کو اپنے دیو کی طرف چلے ادھر سے وہ بڑھا اور قاسم کو جلدی سے پشت پر سوار کرکے اڑا قہقہہ نے پیچھا بھی نہ کیا
کہ ایک تو جسکے باعث سے فساد تھا وہ مارا گیا اب کس کے لیے لڑین اس سے دوسرے یہ سمجھا کہ جب یہ اتنے دیوون
مین گھسکر الماس کو مار گیا اور مجھے بھی زخمی کیا تو اسکا تعاقب اچھا نہین مگر قضائے کار اتفاقات روزگار اسی وقت
بدیع الزمان نے بھی چند قدم ہزبر کو پشت پا کیا اور کلائیان پکڑکر جھٹکا مارا کہ یہ اوندھے منھ زمین پر آرہا بس
شاہزادہ بدیع الزمان نے کمر مین ہاتھ ڈالکر جو زور کیا تو تین زور مین سر سے بلند کیا اور دو بار چکر دے کر زمین
پر مارا کہ چارون شانے چت گرا یہ دیکھکر غریو ساری فوج مین ہوا کہ وہ دیوزاد کو آدمزاد نے مارا یہان ہزبر نے
چاہا تھا کہ مونڈھے کی کھاکر سنبھلے مگر بدیع الزمان نے سنبھلنے نہ دیا اور جست کرکے سینہ پر کینہ پر اسکے سوار ہوے
ایک ہاتھ زیر زنخدان اور دوسرا ہاتھ سر پر ہزبر کے قائم کرکے پیچ و تاب جو دیا تو سر اسکا اکھڑ آیا اور پرنالہ لہو کا
گردن سے جاری ہوا دوبارہ لشکر امیر مین غل ہوا کہ وہ مارا وہ مارا ملک قاسم نے بھی دیکھا کہ آدمزاد نے
اتنے بڑے دیو کو سر سے بلند کرکے چرخ دیا اور پھر چھاتی پر چڑھکے سر کو دھڑ سے کھینچ لیا تو انھون نے
بھی اپنے دل مین تعریف انکے زور و قوت کی کی اور کہا کہ یہ جوان بھی بڑا زبردست ہی یہ کہتے ہوے ملک
قاسم تو بسواری دیو نباد راہی ہوے اور قہقہہ نے جو قاسم کو نہ پایا اور ذلت مارے جانے
الماس کی ہوئی کہ وہ اسکے پیچھے چھپا تھا اور دوسرے یہ کہ لاشہ جوان بیٹے کا سامنے تھا اور وہ مارا
ہوا پڑا تھا اور لشکر اسلام مین طبل شادی بجا تھا اور مرنے کی ہزبر کے خوشی ہوئی تھی بس اسکو تاب نہ ائی
اور دار شمشاد پکڑ کے طرف بدیع الزمان کے جھپٹا ساتھ ہی اسکے تمام دیو چلے اور آکے بدیع الزمان
کو گھیرا شاہزادے نے تلوار کھینچی اور قتل کرنا شروع کیا ادھر امیر نے جو دیکھا کہ فرزند میرا
گھر گیا ہی بس عقرب سلیمانی پکڑکر طنطنۂ اللہ اکبر جگر سے کھینچ کر آپڑے اور دیوون سے لڑنے لگے

قہقہہ کی بھی تمام فوج نولاکھ دیوون کی چلی ادھر سے ملکہ آسمان پری بھی اپنا لشکر لے کر مانند دریاے مواج کے
چلی ملکہ قریشیہ نے بھی تیغچہ سلیمانی کھینچا دیوون سے لڑنا شروع کیا ایک غلغلہ محشر خیز برپا ہوا دیوزادون
کی لڑائی تھی عجب طرح کا ہنگامہ گرم تھا کہ کالہ - بھالہ - نرنکالہ - سنگ گلدستہ - وارہ پشت نہنگ در شمشاد
وغیرہ چلنے لگے سر پر سر دھڑ پر دھڑ گرنے لگے برق شمشیر ہر طرف چمکنے لگی دریا خون کا بہ نکلا امیر با توقیر مع
بدیع الزمان دیوون کے حلقے مین جو آگئے تھے تو معلوم بھی نہوتے تھے کیونکہ قد دیوون کے صدہا گز کے تھے
لیکن یہ بیچ مین اُنکے صفائی ہاتھ کی دکھا رہے تھے کہ جب ہاتھ مارا ٹانگین دیوون کی قلم کردین اُسوقت دیوزاد
حیران تھے کہ یہ کیا بات ہی کہ ہم تو دیو کو مارتے ہین اور وہ ہمکو قتل کرتے ہین لیکن یہ کون ہی کہ جو ٹانگون کو قلم کر دیتا ہی
جو دیو گرتا ہی معلوم ہوتا کہ پہاڑ پھٹ پڑا آخر قہقہہ سر جشتی کہ ہاتھ اُسکا ملک قاسم نے زخمی کیا تھا کبھی تو یہ لڑتا تھا اور کبھی
ہٹ کھڑا ہوتا تھا اُسی حالت مین ایک زخم اور لگا کسی دیو نے آسمان پری کے اسے غافل پاکر تلوار ماردی کہ پھر بھی
زخمی ہوا اور لہو بہا سارا جسم قہقہہ کا کانپنے لگا یہ حال دیکھکر دیوون نے اسکے سمجھایا کہ ای خان قاف اب آپکا
جنگاہ مین ٹھہرنا مناسب نہین ہی کیونکہ اول تو آپ زخمی ہین اور دوسرے یہ کہ ہم لوگ تو لڑ رہے ہین آپ
جو یہان ٹھہرے ہوے ہین اس سے کیا فائدہ ہی یہ سنکر قہقہہ نے کہا کہ پھر کیا مین بھاگ جاؤن اُنھون نے
کہا کہ ہٹ کر کھڑے ہو رہیے قہقہہ رنجیدہ تھا کہ جوان بیٹے کا غم دل پر تھا دوسرے زخمی تھا قبول کر لیا
اور چند قدم پر ہٹ کر ٹھہرا ملازمون نے اسکے یہ جو دیکھا کہ قہقہہ ہٹا جاتا ہی اور بعضون نے اسے جہان
کھڑے ہوے دیکھا تھا وہان نہ پایا بس سب سمجھے کہ قہقہہ بھاگ گیا پھر تو سب نے صلاح کی اور اشارے
ہوگئے کہ قہقہہ تو بھاگ گیا ہم جواب لڑین تو کیا حاصل اور کسکے واسطے بس سارا لشکر قہقہہ کا ہٹ گیا
اور یہان اہل اسلام نے چڑھائی کی یہ رنگ دیکھکر قدم نہ جمے اور بھاگ کھڑے ہوے قہقہہ نے دیکھا کہ تمام
لشکر بھاگا جاتا ہی اب کیا کرون یہ سوچ رہا تھا کہ کچھ دیوون نے اس سے یہی کہا کہ ای خان قاف دو لاکھ
دیو آپکے مارے گئے اور آپ بھی زخمی ہین رہی سہی فوج فرار ہوئی جاتی ہی اور مقابلہ کو آپسے کشندۂ دیو عفریت
چلا آتا ہی اب آپ کا یہان کھڑے رہنا ہرگز مناسب نہین ہی اس وقت تو طرح دیجیے اور چلے چلیے پھر جیسا ہوگا
دیکھ لیا جائے گا قہقہہ دل تو ہارے ہوے ہی تھا فوراً بھاگ کھڑا ہوا اور ایسا بھاگا کہ پردۂ سوم کوہ قاف مین بھی
نہ ٹھہرا وہان سے بھی کچھ آگے بڑھ گیا یعنی تاریک علاقے مین ظلمات کے رہی وہان جاکر مرہم پٹی اپنی کی اور شب
تاریک مین چھپا یہان امیر سلیمان سریہ کی فتح ہوئی پھر تو سب کو ساتھ لے کر ملکہ آسمان پری اور قریشیہ سلطان
شادان و فرحان نوبت نقارے بجاتے ہوے قہقہہ لگاتے ہوے ذکر قہقہہ کے بھاگنے کا کرتے ہوے داخل
گلستان ارم ہوے اور ملکہ آسمان پری اور قریشیہ سلطان نے طبق جواہر کے امیر پر سے نثار اور
تصدق کیے اور بڑے دھوم سے جشن سلیمانی کیا لیکن جب سے امیر نے قاسم کو دیکھا ہی کہ اس
دبدبہ سے تنہا فوج دیوان مین گھس کر الماس کو قتل کر آیا اُسوقت سے یاد شاہزادہ خاور سیاہ
کی نہین بھولتی اور بار بار خواجہ عمرو سے فرماتے ہین کہ خواجہ دیکھا تو تم نے بھی تھا کہ اُس لڑکے سُرخ
پوش نے کس تہور اور جرأت سے الماس کو مارا تھا عجب جوان تھا مگر افسوس یہ ہی کہ حال اُسکا ہم کو معلوم
نہوا کہ کون تھا اور کہان سے آیا تھا اور نام اُسکا کیا تھا عمرو نے کہا کہ یا امیر کیا جانتے تھے کہ آپ کو اس قدر خواہش
اور عشق اُس جوان سے ہوگا ورنہ ہر پہنچ تفحص کیا جاتا آپ تو قدردان اور جوہر شناس دلاوران ہین اس مین

ذرا فرق نہین ہی کہ جسے آپ بہادر دیکھتے ہین اُسکے آپ عاشق ہو جاتے ہین لیکن اب وہ کہان ہی کہ جسکو آپ پوچھتے ہین ہان
کبھی سامنا ہوگا تو پوچھ لیا جائیگا امیر نے ایک مہینہ جشن کیا کہ ایک روز امیر بانو تیر کو یاد مہینہ بانو کی آئی بس امیر بیچین
ہوگئے اور برداشتہ دل ہوکر ملکہ آسمان پری سے فرمایا کہ ای ملکہ اب مجھکو پردہ دنیا پر پہونچوا دو نہین معلوم کہ میرے
ملازمون پر کیا گذرتی ہوگی کیا حال اُنکا میری مہاجرت اور مفارقت مین ہوا ہوگا یہ حیلہ کرکے امیر نے آسمان پری
کو رخصت دینے پر راضی کیا آسمان پری نے سامان سفر مہیا کرنا شروع کیا اب جو لوگ کہ نہین گئے تھے وہ
بھی امیر کی ملاقات کو آئے اور سب نے قدمبوسی حاصل کی یہانتک کہ سب سامان تیار ہو گیا اب امیر کوچ
کیا چاہتے ہین طرف پردہ دنیا کے

داستان بہرام شاہ بردعی اور ہُردم دیوانہ کی بیان ہوتی ہی

ہُردم دیوانہ پسر بہرام شاہ تو لشکر مین فرامرز بن قارن عدی کے قید ہی اور فرامرز لشکر بہرام شاہ مین اسیر ہی
ایک روز نعمان سنگ دندان عیار فرامرز کا اپنے لشکر سے نکل کر لشکر ہُردم مین آیا شکل اپنی فقیر کی بناکر پھرا کیا
خوب راستے دیکھے جب رات ہوئی تو خیمے تک فرامرز کے اپنے کو پہونچایا اور فکر و کوشش مین مصروف ہوا
جب آدھی رات رہی تو پشت پر سے خیمہ چاک کیا دیکھا کہ باری دار بیٹھے ہین بس پروانہ بیہوشی شمع پر مارے
گروہ جلے اور دود اُنکا منتشر ہو کر سب کے دماغون مین پہونچا سب بیہوش ہوے اب اُسنے اندر آکے چادر
عیاری بچھا کر روشنی گل کی اور فرامرز بن قارن کو بھی بیہوش کرکے پشتارہ اُسکا پیٹھ پر لگایا اور صاف لشکر سے
نکل گیا اور لشکر مین پہونچا دیا جبکہ ملازمان فرامرز اور عزیزان فرامرز مثل بہمن سگان اور بہمن خران اور ذوالفقار
شاہ مشرقی وغیرہ کے اس خبر فرحت اثر سے واقف ہوے ہاتھون ہاتھ فرامرز کو لیا اور اندر خیمے کے لیجاکر
فرش پر لٹاکر فتیلہ رفع بیہوشی دیا جبکہ فرامرز چونکا اور آنکھین اُسنے کھولین تو اپنے کو فوج مین پاکر بہت خوش
ہوا اور شکر بجا لاکر نعمان سنگ دندان کو خلعت بھاری دیا اور بہت سا روپیہ بخشا اور بغلگیر ہوکے بہت تعریف
کی بعد اسکے حکم دیا کہ شادیانے بجا اور پھر تو سارے لشکر کفار مین وہ خوشی تھی کہ جسکی حد و انتہا نہین ہی وہان صبح
کو باریدار جو چونکے تو اپنے کو نیچے پلنگ کے پڑا دیکھا گھبرائے اور فرامرز کو ڈھونڈھنے لگے کیونکہ اسکو بہرام شاہ
نے آرام سے رکھا تھا اس خیال سے کہ اگر ہم اسکو آرام سے رکھینگے تو ہمارا بھی بیٹا راحت سے رہیگا اس سبب
سے اسنے باریدار رکھے تھے غرض اُنھون نے جبکہ فرامرز کو نہ پایا تو جاکر بہرام شاہ بردعی سے کہا کہ فرامرز
گم ہوگیا یہ سنکر وہ بد حواس ہوگیا اور کہنے لگا کہ اب بڑا ستم ہوا کہ فرامرز تو چھوٹ گیا اور بیٹا میرا وہان
پھنسا ہوا ہی اب آفت یہ آئی کہ وہ مہینہ کو مانگین گے تو مجھکو دیدینا پڑے گا کیا کرون کچھ بن نہین آتی
یہ کہکر سوچ مین گیا بعد مدت کے سر اونچا کیا اور دو عیار لشکر مین اسکے ہین کہ نام ایک کا مہتر سہیل ہی اور دوسرے
کا نام مہتر شعلہ ہی دونون کو طلب کرکے کہا کہ آج ہماری تم دونون سے ایک التجا ہی وہ یہ ہی کہ اگر تم مہینہ بانو کو
طرف لشکر حمزہ اختر امیر کشور گیر کے لیجاؤ اور وہان پہونچا دو تو گویا تمنے مجھکو مول لے لیا اور یہ بات تعین سے جسکی
بڑے غضب کی بات ہی کہ ناموس امیر حمزہ صاحبقران کا پاس کاڈ کے جائیگی یہ ذلت و خواری مجھے
سہی نہ جائیگی مین اپنی جان کو تلف کر دونگا یہ سنکر دونون نے عرض کیا کہ ہم جو نمک شاہی کھاتے ہین تو کس
کام کے ہین آپنے ہمسے کب ارشاد فرمایا تھا کہ جو ہمنے دیر کی ابھی جاتے ہین اور پہونچائے دیتے ہین
یہ سنکر مہتر سہیل نے تمرّد اعظم بہرام شاہ کو دیا اور کہا کہ آپ ملکہ مہینہ بانو کو منگا دیجیے گا

دم تو جانتی نہ تھی کہ یہ عطر کیا ہی فوراً اسو سونگھ لیا اُسی وقت چھینک مار کر بیہوش ہوئی مہتر تہیل نے پشتارہ اسطرح باندھا کہ ملکہ مہین نبو اور پشت پر لگا کر سپر کی آڑ کرکے تلوار کھینچکر راہی لشکر قیامت اثر ہوا مہتر شعلہ بھی پیچھے عیاری کھینچکر واسطے مدد کے ساتھ ہو لیا بعد انکے جانے کے بہرام شاہ بردعی نے آل کا خیال کرکے بمزید احتیاط دو سو سوار آزمودہ کار کو بلایا حکم دیا کہ خبردار آج حق نمک ادا کرنا جتنا کہتے ہین اسمین فرق نہو یعنی ملکہ مہینہ بانو کو عیار لیے جاتے ہین مین نے طرف لشکر امیر کے بھیجا ہی تمکو چاہیے ہی کہ جاؤ اور انکو نگاہون مین لیے رہو جس وقت کوئی پیچ پڑے اُسوقت ظاہر ہو کر مدد کرنا وہ یہ سُنکر الامر فوق الادب کہکر چل کھڑے ہوے بعد انکے جانے کے کچھ سوچ سمجھکر اور سو سوار بہرام شاہ نے روانہ کیے اب آگئے تو عیار پشتارہ ملکہ مہینہ بانو کا لیے جاتے ہین اور وہان لشکر اسلام مین بھی حال فرامرز اور بہرام شاہ کا معلوم ہو چکا ہی یہان پیر فرخاری اور سلمان شاہ فارسی اور شہنشاہ عراقی چند ضعیف رہگئے ہین اور باقی تو سب پردۂ قاف مین ہین انھون نے مہتر سخر بلخی اور یزک خطائی کو اور چند عیارون کو بلاکر حکم دیا تھا کہ تم جاؤ اور خبر لاؤ کہ فرامرز اور بہرام شاہ سے کیا گذری اور لڑائی کا فیصلہ کیونکر ہوا سُنا ہی کہ ناموس امیر کشور گیر کا وہان ہی یہ عیاران نام گرفتہ بھی اس طرف کو چل چکے ہین اب حال سنیئے فرامرز بن قارن عدنی کا کہ یہ جو سو کر صبح کو اٹھا تو جاسوسان لشکر اس خبر کو لیکر آئے کہا بہرام شاہ بردعی نے ملکہ مہینہ بانو کو ساتھ عیارون کے روانہ کر دیا ہی اور وہ لیکر طرف لشکر امیر کے چلے جاتے ہین فرامرز بن قارن نے یہ سُنکر حکم دیا کہ مہتر نعمان کو بلاؤ جب وہ سامنے آیا کہا تمھین مجھکو چھڑا لائے تھے اب جسطرح بنے جلد جاکر پشتارہ ملکہ مہینہ بانو کا عیارون سے چھین لاؤ یہ اُسی وقت چل کھڑا ہوا مگر فرامرز نے بنظر احتیاط مہتر پروین کو بھی اسکے ساتھ کر دیا یہ دونون روانہ ہوے بعد انکے جانے کے فرامرز کو قرار نہ پڑا خود بھی پچاس ہزار سوار آزمودہ کار ہمراہ لیکر چل نکلا لیکن اسکی سپاہ نے اسے جو جاتے ہوے دیکھا باہم مشورہ کیا کہ مالک تو ہمارا جا چکا ہم یہان رہکر کیا کرینگے ایک کے بعد ایک یونہین سب بعد فرامرز کے چل کھڑے ہوے فقط چوکی پہرے کے لیے پانچ ہزار عدنی رہ گئے باقی سب چلے گئے بہرام شاہ بردعی کو بھی یہ خبر ہوئی کہ فرامرز بن قارن عدنی کو ملکہ مہینہ بانو کے جانے کی خبر ہو گئی اور وہ واسطے چھین لینے کے عیارون سے روانہ ہو گیا یہ سُنکر اسکو تشویش پیدا ہوئی ملازمون نے جو اُسے متردد و متفکر پایا استفسار حال کیا بہرام شاہ نے رو رو کر کہا بڑا غضب ہوا کہ ہردم قید مین ہی اور فرامرز عقب مین گیا ہوا ہی فوج بھی اسکے ہمراہ بہت ہی عیارون سے مہینہ کو چھین لیگا اب مین امیر کو کیونکر منہ دکھاؤنگا وہ یہ نہ کہینگے کہ تم جیتے رہے اور ناموس کو میرے چھنوا دیا اور مین ایسا نہین ہون کہ فرامرز سے عہدہ برا ہو سکون کیا کرون جی مین یہ آتا ہی کہ پیش قبض مار کر اپنے کو ہلاک کرون تاکہ امیر سے محجوب نہون یہ سُنکر سب نے کہا کہ ای شہریار آپ کیون تردد کرتے ہین ایسا وقت پھر ہاتھ نہ آئیگا فرامرز تو ادھر گیا ہوا ہی آپ کیون نہین چلکر ہردم شاہ کو چھڑا لیتے ہین یہان کون ہی چند متنفس رہ گئے ہین وہ بھی ایسے ویسے وہ آپکا کیا کر سکینگے جب جا پڑیے گا چھوڑ کر بھاگ جاینگے یہ تدبیر بہت خوب ہی جلد چلیے یہ سُنکر بہرام شاہ نے سلاح جنگ بدن پر آراستہ کیے اور مرکب پر بیٹھکر مع فوج چل کھڑا ہوا جب قریب لشکر پہونچا پہلے تو تیرون کا مینھ برسایا کہ بہت سے بے پیر تیر سے مارے گئے یہ رنگ دیکھکر باقی سامنے سے بھاگے مگر کچھ دلیرون نے قدم جمائے ادرحر یہ سنبھالے بہرام شاہ آگے گرا اور قتل کرنے لگا بہتون کو تیغ تیز دم سے بیدم کیا اور مارے تلوارون کے پرون کو درہم و برہم کر دیا

پھر تو ہر طرف برق شمشیر چمکنے لگی اور سپروں کی بدلی گھر گئی مینہ تیروں کا برسنے لگا بوچھار لہو کی آنے لگی کوئی دوپہر تک
فوج مخالف رکی اور لڑائی جبکہ فوج بہرام نے سب کو زیر تیغ رکھ لیا اور شیرازۂ جمعیت ہستی کتب اعدا کو تیغ آبدار سے
کاٹ کے سب کو مثل اوراق کے متفرق کر دیا پھر تو سب رو بفرار لائے مگر بعضوں نے جو یہ دیکھا کہ لڑائی کا فیصلہ
ہوا چاہتا ہے اب سوا بھاگنے کے جان بچتی نہیں معلوم ہوتی اور کوئی بات بن نہیں پڑتی یہ دیکھکر باہم صلاح
کی کہ چلکر دیوانے کو کیوں نہیں مار ڈالتے ہو یہ ہنگامہ اسی کے واسطے ہے ورنہ بہرام کو کیا کام ہمسے تھا جب اسکو
مار ڈالینگے یہ بھی جانیگا کہ اب لڑنا بیکار ہے جسکے واسطے لڑ رہے تھے جب وہ ہی نرہا اور مارا گیا تو لڑانے سے کیا فائدہ
یہ سمجھکر خود پلٹ جائیگا اور ہمارا مالک بھی ہمارا مہینہ بانو کو لاتا ہوگا یہاں بھی خاتمہ کر رکھو تاکہ وہ آئے تو ہمسے خوش ہو یہ صلاح
کرکے پچاس آدمی تلواریں پکڑ کے اندر زندان کے چلے آئے ہرمز شاہ بردعی کہ زیور آہنی پہنے ہوئے بیٹھا تھا اور
غل پہلے سے دارو گیر کا سن رہا تھا انکو آتے دیکھکر بولا کہ ارے تم یہاں کس لیے آتے ہو اور یہ شور کیسا ہو رہا ہے
معلوم ہوتا ہے جیسے لڑائی ہو رہی ہے یہ کیا ماجرا ہے ان سپاہیوں نے اپنے کو زیادہ جو پایا اور ہرمز کو قید میں
تنہا دیکھا صاف صاف راست راست بے کم و کاست بیان کر دیا کہ اے ہرمز بڑا فساد تیری ذات سے ہوا
ہے تیرا باپ بہرام شاہ تیری رہائی کے لیے چڑھ آیا ہے یہ اسی کا غل و شور ہے اور ہمارا مالک یہاں نہیں ہے وہ
تھوڑا عرصہ ہوا کہ تیری بہن کے چھین لینے کو طرف لشکر ظفر اثر صاحبقران نامور کے گیا ہے ہم چند ہزار یہاں
پر تھے اب جو ہنگامہ لڑائی کا زیادہ ہوا اور ہم سب نہیب شمشیر سے بہرام شاہ کی خائف ہوئے تو یہ صلاح
کی کہ تجھکو مار ڈالیں اسی لیے ہم یہاں آئے بھی ہیں تاکہ تیرا باپ جو آئے تو سوا لاشے کے کچھ نہ پائے یہ کہکر
تلواریں علم کرکے یہ بڑھے اور ہرمز نے جو سنا کہ بہن کو میری کافر چھیننے گئے ہیں اور باپ میرا لڑ رہا ہے بس غیظ
و غضب میں آکر زور جو کیا ساری قید مثل تار عنکبوت کے توڑ ڈالی اور وہی ہتھکڑیاں پکڑ کے بڑھا کہ ایسی کر دی دن
کہ یہ کافر جو جاگیں سیدھے جہنم کو جائیں مگر وہ بزدلے یہ دیکھکر خائف ہوئے کہ جسنے اتنی بڑی قید توڑ ڈالی اس سے لڑا
چاہیے سب بھاگے ہرمز نے دوڑ کر ایک چوب خیمہ کی اکھیڑ لی اور باہر زندان سے نکلا دنل دنل اور پیش بیش
کو ایک ایک وار میں مارا غرضکہ کوئی تاب مقابلہ لشکر اسلامیان کی نلا سکا اور طرفۃ العین میں سب خرد و کلاں بھاگ
گئے ہرمز شاہ و بہرام شاہ کی فتح ہو گئی پھر تو سارا اسباب اور خزانہ اور خیمہ و خرگاہ لوٹ لیا اور سب مال فرامرز
کا قبضہ میں کیا باجے فتح کے بجنے لگے بہرام شاہ نے جو اپنے بیٹے کو دیکھا گھوڑے سے کود کر دوڑ کے گلے سے
لگا لیا ہرمز نے بہرام سے پوچھا کہ اے بادشاہ مہینہ بانو کہاں ہے بہرام شاہ نے سارا حال ابتدا سے
انتہا تک بیان کیا کہ میں نے ناچار ہو کر طرف لشکر ظفر اثر کے بھیجا ہے مگر سنا ہے کہ فرامرز بن قارن عدی
بھی با فوج بسیار گیا ہوا ہے اتفاق سے بچ جائے اور کہیں مہینہ اسکے ہاتھ نہ آجائے نہیں تو ہمکو اپنی جانوں کو
آپ دینا پڑیگا اور امیر حمزہ سے آنکھیں چھپانی پڑینگی یہ جو ہرمز شاہ بردعی نے زبانی اپنے باپ کے سنا زیادہ
تر اسکو ملال ہوا کہا کہ سچ ہے اگر مہینہ بانو چھن گئی تو بڑا ستم ہوا اب میں بھی عقب میں فرامرز کے جاتا ہوں یہ کہکے
اپنے لشکر کو ہمراہ لیکر یہ بھی روانہ ہو گیا

اب داستان عیاروں کی بیان کی جاتی ہے

کہ مہتر سیل پشتارہ مہینہ بانو کا لیے ہوئے چلا جاتا ہے اور پیچھے مہتر شعلہ بھی جا پہنچا کو موجود ہے یہ دونوں اکیلے
چلے جاتے ہیں مگر یہ پشتارہ بدوش ہیں اور مہتر نعمان سنگ دندان و مہتر پرویز کہ انپر کوئی بار نہ تھا

جلد جا پہونچے اور مہتر سہیل کے سدراہ ہوے اور نعمان پکارا اُو دزد ٹھہر جا کہان جاتا ہی میرے ہاتھ سے بچکر اگر
عیار ہو تو خبردار اب قدم آگے نہ بڑھانا مہتر سہیل یہ آواز سنکر تھما اور جواب دیا کہ تو بکتا کیا ہی مین نے کسی کی چوری
نہین کی ہی یا مال کسی کا نہین مارا ہی جو تو مجھکو چور بناتا ہی کیا تیرے باپ کو کوئی اپنا مال و اسباب بھی نہ لیجائے دیوانہ
ہوا ہی یہ سنکر نعمان پکارا کہ ارے مین تجھسے کہتا ہون کہ تو ٹھہر جا مگر تو نہین مانتا اب شامت تیری آئی ہی یہ سنکر
سہیل نے دلمین کہا کہ ارے تو بھاگتا کیون ہی اور ٹھہر کیون نہین جاتا اسلیئے کہ بھاگ کر نکلنا ابھی ناممکن ہی پھر کیا
حاصل اور تو بھی کچھ ایسا چلوا نہین ہی کہ وہ نکل جائیگا یہ سمجھکر مہتر سہیل ٹھہر گیا اور بولا کہ او گیدی کیا بکتا ہی لے مین
کھڑا ہون مطلب اپنا بیان کر یہ کہکر مہتر سہیل نے پشتارہ تو ملکہ مہینہ بانو کا کھول کر رکھدیا اور آپ بڑھ آیا نعمان
نے نیمچہ کھینچا سہیل نے بھی نیمچہ کھینچا اُدھر مہتر پرویں سے اور شعلہ سے نیمچہ چلنے لگا اب یہ چارون تو لڑ رہے ہین
کچھ دیر کا عرصہ ہوا تھا کہ وہ دو سو سوار مرسل بہرام شاہ کے جو مدد کو عیارون کی چلے تھے آ پہونچے اور نیمچہ چلتے
دیکھکر مہتر سہیل کو پکارے کہ ای نامدار گھبرانا نہین کیا طاقت ہی کسی کی کہ تمکو ہاتھ لگا سکے ہم آ پہونچے ہین مہتر سہیل
یہ دیکھکر خوش ہو گیا اور برس پڑا نعمان پر اُسنے جو دیکھا کہ مدد انکی آ پہونچی اور ابھی تک یہ ساتھ ہوش و حواس سے
لڑ بھی رہے ہین انکا سامنا آسان نہین ہی بھلا پشتارہ لینا تو کیسا جان بچانا مشکل پڑ جائیگی یہ سمجھکر سامنے
سے دونون بھاگے اور یہ کہتے ہوے چلے کہ کیا ہوا اگر تمھاری مدد آگئی ہم بھی اپنے مددگارون کو بلائے لاتے ہین
یہ حیلہ کرکے بھاگ گئے مہتر سہیل نے جو مطلع صاف دیکھا کہ جو حریف سدراہ تھے بھاگ گئے پھر پشتارہ ملکہ
مہینہ بانو کا پشت سے لگایا اور چلنے کو مستعد ہوا قریب تھا کہ قدم اُٹھائے کہ حق گرد بلند ہوا اور آوازین گھوڑون
کی ٹاپ کی آنے لگین یہ دیکھکر مہتر سہیل ٹھہر گیا اور گرد کو دیکھنے لگا کہ آمد لشکر کی معلوم ہوتی ہی مگر دیکھیے کون آتا ہی دوست
ہی یا کہ دشمن کہ یکایک دامن گرد کا شگافتہ ہوا اور فرامرز بن قارن عدنی مع فوج نمودار ہوا اُسنے جو عیارون
کو دیکھا آواز دی کہ لینا جانے نہ دینا کہ اُدھر سے سوار اسکے چلے اُدھر سے یہ دو سو سوار جاکر سدراہ ہوے
تلوار چلنے لگی مگر تھوڑی ہی دیر مین یہ کیفیت ہوئی کہ آدھے رہ گئے نصف کٹ گئے یہ دو سو تھے وہ پچاس
ہزار کا لشکر کہان لڑ سکتے تھے آخر کار سب کٹ گئے اسوقت لشکر فرامرز نے پھر سہیل کا پیچھا کیا اور نعمان نے
جو اپنے مالک کو دیکھا شیر ہو گیا تھا پھر سہیل کو جاکر گھیرا اور للکارا کہ کہان جاتا ہی مین آ پہونچا بہتر یہ ہی کہ پشتارہ
رکھدے پھر جدھر تیرا جی چاہے چلا جا لاچار مہتر سہیل تھم گیا اور پشتارہ زمین پر رکھکر نظر بر پروردگار
کی اور لڑنے لگا اور شعلہ پرویں سے مصروف حرب ہوا یہان تو یہ لڑ رہے ہین مگر فوج فرامرز کی قریب
آگئی اور چاہا کہ پشتارہ کو قبضہ مین کرین اب عیار گھبرائے تھے کہ قدرت خدا سے وہ سو سوار جو بعد کو
بہرام شاہ نے روانہ کیے تھے وہ آگئے اور فوج قارن کے سدراہ ہوکر مقابلہ کرنے لگے تلوار چلنے لگی یہ سب لڑ رہے
تھے کہ اتنے مین مہتر سخر بلخی اور بزرک خطائی بھی آ پہونچے کہ اُنکو سلمان شاہ فارسی اور پیر فرخاری نے
واسطے خبر کے بھیجا تھا اب یہ پہونچے اگر دیکھا کہ فوج سے کچھ لوگ علحدہ لڑ رہے ہین اور دو عیار ایک طرف
نیمچہ لیے ہوے باہم اُلجھے ہوے لڑ رہے ہین اور ایک پشتارہ بھی میدان مین ایک طرف رکھا ہوا ہی
عیارون مین کوئی زخمی نہین ہوا ہی مہتر سخر بلخی سمجھ گئے کہ جو خبر سُننے مین آئی تھی کہ ناموس اسیر بانو قیر کو کفار
نے گھیرا ہی کیا عجب ہی کہ یہی تو نہ ہو کیونکہ وہ دونون جب المدد کہتے ہین تو نام بتون کے لیتے ہین اور یہ
دونون عاجزی کے وقت سوے آسمان دیکھتے ہین یہ دیکھکر سخر بلخی نے دوڑکر پشتارہ مہینہ بانو کا

اُٹھالیا سہیل نے جو یہ دیکھا کہ ایک عیار نے پشتارہ اُٹھالیا اور اپنے قبضے مین کیا بس جان اُسکی نکل گئی بخوف جعفران
تھرایا قریب تھا کہ مرجائے رعشہ تمام بدن مین پڑگیا مہتر سخر بلخی نے جو یہ حال اسکا دیکھا سمجھا کہ پشتارہ کے لیے
یہ لڑرہا ہی مین نے جو اُٹھالیا اسی سبب سے اسکا یہ حال ہوگیا کیونکہ مجھے یہ پہچانتا نہین ہی بس سامنے آگر اشارہ
سے کہا کہ ای مہتر نامدار گھبراتے کیون ہو مین کوئی غیر نہین ہون تمھارا ہی طرفدار ہون تم کسی امر کا اندیشہ
نہ کرنا یہ دیکھکر مہتر سہیل کی خاطر جمع ہوئی شکر اللہ کہکر اور چمک چمک کر لڑنے لگا مگر مہتر سخر بلخی نے کیسا
عیاری کی کہ پشتارہ ملکہ مہینہ بانو کا اُتار کے مہتر یزک خان خطائی کے سپرد کیا اور حسب اتفاق
اُسوقت ابو شہاب خرقہ پوش بھی آگیا تھا اُسکو ساتھ یزک خطائی کے کردیا اور کہدیا کہ تم دونون طرف
لشکر ظفر اثر کے جاؤ ہم بھی پیچھے تمھارے آتے ہین جب وہ بڑھ گئے تو مہتر سخر بلخی نے ایک لاشہ
کسی مرد کا کہ ڈاڑھی دراز رکھتا تھا اُٹھا کر پشتارہ اُسکا درست کیا اور پشت پر لگا کر دوڑتا ہوا
پسینے مین تر ہانپتا ہوا پاس فرامرز بن قارن عدنی کے عیارون کے آیا اور کہا کہ ارے تم کیون لڑتے ہو مین
تو پشتارہ لے آیا اور ایک شرط سے دیتا ہون کہ تمھارا مالک مجھکو خلعت سے سرفراز کرے تو مین خود چلکر پشتارہ ملکہ مہینہ بانو
اُسکے سپرد کرون نعمان سگ دندان تو یہ خبر فرحت اثر سنکر خوش ہوگیا اور دوڑا ہوا پاس فرامرز کے گیا
اور بیان کیا کہ اسطرح سے ایک عیار پشتارہ ملکہ کا لیکر آیا ہی اور خلعت و انعام چاہتا ہی اگر آپ اُسکو سرفراز
کرین تو مین لے آؤن فرامرز یہ مژدہ جان بخش سنکر بشاش ہوگیا اور کہا لا ای نعمان بس اب لڑائی موقوف
کردیا اور جلد پشتارے کو میرے پاس لے آؤ مین اُسے بہت کچھ دونگا اور جو کہیگا وہ کرون گا کیونکہ بڑا
مرحلہ اُسکی ذات سے سر ہوا کسرا اور فرامرز بن کسرا سے سرخروئی حاصل ہوئی ہر وقت یہی دھیان رہتا
تھا کہ دیکھا چاہیے ملکہ کیونکر ہاتھ آتی ہی خدا نے دعا قبول کی القصہ نعمان نے لڑائی موقوف کی اور سخر بلخی کو ساتھ
لیا وہ مع پشتارہ پاس فرامرز بن قارن عدنی کے آیا اور خمیدہ ہوکر نہایت ادب سے سلام کیا اور کہا
کہ یہ پشتارہ ملکہ کا حاضر ہی لیکن ایک خیمہ سب سے علیحدہ کھڑا ہو جائے تاکہ مین پشتارہ اُسمین کھولون اسلیے
کہ یہ شاہزادی ہی ایسی ویسی نہین ہی کہ زیر آسمان اسکو بے پردہ کرون آپکو بھی عزت اور آبرو اسکی کرنا چاہیے اگرچہ
یہ قید مین ہی جو چاہیے اسکے ساتھ سلوک کیجیے فرامرز نے کہا ارے جاؤ اور جلد ایک خیمہ علیحدہ برپا کردو لوگ
گئے واسطے خیمہ استادہ کرنے کے سخر بلخی نے کہا کہ یہ بھی تو اقرار کیجیے کہ مجھے کیا دیجیے گا فرامرز نے کئی ہزار اشرفیان
تو اُسی وقت منگا کر مہتر سخر بلخی کو دین اور کہا کہ خاطر جمع رکھو ہر مزار فرامرز بیٹے نوشیروان کے بہت کچھ
ابھی تمکو دینگے اور مین جاگیر بھی تمھارے نام کرادون گا علاوہ اسکے کیا عجب ہی کہ اگر تو حاضر حضور رہا کرے تو
سرخیل شاطران اور سرگروہ عیاران ہو جائے ہنوز یہ کلام ہو رہے تھے کہ اُن لوگون نے آکر عرض کیا
کہ خیمہ تیار ہی فرامرز سخر بلخی کو ساتھ لیے ہوے اندر اُس خیمہ کے آیا اور کہا ای شاطر نامدار عجب سلوک
تو نے کیا ہی کہ مجھکو تیرا نہال کرنا واجب و لازم ہی اب پشتارہ ملکہ کا کھول اور شکل اُسکی دکھا اب سخر بلخی
کو پریشانی ہوئی اور کہنے لگا دل سے کہ ای مہتر سخر بلخی اب کیا کروگے یہ تو بڑی مشکل ہوئی کہ وہ پشتارہ
کھلواتا ہی اور دیکھا چاہتا ہی پہچانیگا تو کیا حال تیرا کرے گا اب کیا کرون کیونکر جان بچے بھاگنے کا ارادہ کرون
جب بھی نکلنا دشوار ہی کہ باہر سب گھیرے ہوے کھڑے ہین جانے نہ دینگے مگر آنا بُرے بھنسے خدا ہی بچاے
آخر کو دل مین دعا مانگی کہ الٰہی اپنے فضل و کرم سے مجھکو بچاے اور فرامرز سے ایک اور بات

ایسی کی کہ پشتارہ کھلنے مین دیر ہوئی اُدھر تیر دعا کا ہدف اجابت پر بیٹھا بفضل خالق لم یزلی ہردم بردعی با فوج کثیر آپہونچا اور تلوار چلنے لگی غلغلہ برپا ہوا ساری فوج دیوانے کی فوج فرامرز پر ٹوٹ پڑی اور جنگ عظیم ہوئی تھوڑی ہی دیر مین نمایان ہوگی ہنگامہ شور دار و گیر جو بلند ہوا تو فرامرز گھبرا گیا کہ ارے یہ شور و غل کیسا ہو لوگون نے آکر عرض کی کہ ای بہادر دوران ہردم بردعی دیوانہ آیا ہو اور تلوار کشی کر رہا ہو آپکی فوج پسپا ہو رہی ہو سنا ہی کہ آپ کے چلے آنے کے بعد اُسکے باپ نے اُسے چھڑا لیا دیوانہ جوشان و خروشان بڑھتا چلا آتا ہو یہ جو فرامرز بن قارن علفی نے سنا بد حواس ہوگیا اور گھبرا کر بولا کہ ای شاطر اب کیا کرون یہ تو بڑی خرابی ہوئی کہ اسوقت دیوانہ آگیا یہ ملکہ کو ضرور چھین لیگا کیونکر بچاؤن سخر بلخی نے جواب دیا کہ ای بہادر دوران آپ اندیشہ نہ کرین آیا ہو تو کیا کریگا ملکہ کے بچانے کی مین تدبیر بتاتا ہون وہ یہ کہ پشتارہ ملکہ کا یہان رہے کیون جو دہ چھین لیجائے نعمان کو بلا کر پشتارہ اُسے دیجیے کہ وہ لیکر طرف مدائن کے پاس فرامرز بن نوشیروان کے روانہ ہو اور آپ یہان خیمے سے نکلکر دیوانہ سے مقابلہ تو نہ کیجیے لیکن تھوڑی دیر سامنے اُسکے رہیے فوج آپ کی اور جمعیت دیوانہ کی جبکہ آپکو خوب دیکھ لے اُسوقت آپ بھی چلے جائین پھر یہ دیوانہ کہان پائیگا جو ملکہ کو چھینیگا فرامرز کو رائے اُسکی بہت پسند آئی اور تعریف کی کہ ای بھائی خوب تدبیر تمنے بتائی بس اب دیر نہ کرو اور ملکہ کو روانہ کرو سخر بلخی نے در خیمہ پر آکر نعمان کو آواز دی جب نعمان آیا تو پشتارہ سخر بلخی نے نعمان کو دیا اور کہا کہ تم لیکر طرف فرامرز بن نوشیروان کے چلو پیچھے تمھارے ہم بھی آتے ہین یہ سُنکر نعمان تو پشتارہ لیکر روانہ ہوا بعد اُسکے جانے کے فرامرز بھی روبرو ہردم کے کچھ دیر ٹھہرا اور فوج کو لڑوا تا رہا بعد کو خود بھی پیچھے نعمان کے روانہ ہوا سب فوج بھی اُسکی چلی گئی مہتر سخر بلخی نے سب کیفیت آکر پاس ہردم کے کہی کہ اب آپ پیچھا نہ کرین فرامرز کا کیونکہ ہفت بندگان خدا کی جان جائیگی اور ناحق قتل ہونگے مین نے ملکہ مہینہ بانو کو لشکر اسلام کیطرف بھیجدیا یہ سُنکر بہرام شاہ اور ہردم دیوانہ خوش ہوا اور تعاقب فرامرز کا نہ کیا مگر فرامرز جو بھاگا تو کوئی بیس کوس پر جا کر دم لیا جب سب لوگ اُسکے وہان جمع ہو چکے تو اُسنے ایک خیمہ برپا کیا اور عیار نعمان سنگ دندان سے کہا کہ پشتارہ کھول تاکہ مین بھی دیکھون کہ وہ ملکہ کیسی ہی جسکے واسطے یہ خونریزی ہوئی ہو نعمان نے فرمان اپنے مالک کا سُنکر پشتارے کو آگے فرامرز کے کھولا اور فرامرز جھکا کہ دیکھون صورت ملکہ کی دیکھا خون مین غلطان ہی اور یہ ثابت ہوتا ہو کہ بیکر بیجان ہو فرامرز یہ دیکھار بھا کہ کسی بہادر کی تلوار لڑائی مین اسپر پڑ گئی ہوگی اب جو غور سے دیکھا داڑھی مونچھین نظر پڑین اب تو فرامرز بن قارن گھبرایا کہ یہ کیا معرکہ ہو اور غصہ کرکے نعمان سنگ دندان سے کہنے لگا کہ کیون بیوقوف اسی منھ پر دعوی مہتری کا کرتا ہو اور اپنے کو عیار اور شاطر جانتا ہو ارے تجھکو مرد و عورت مین تمیز نہوئی اور کچھ نہ سوجھا تو آدمی ہی یا کہ حیوان ہو اب دیکھ تو سہی کہ یہ کسکا لاشہ ہو بیشک تیرے سخر بلخی نے چونا لگایا اور پھر یہان سے صاف نکل گیا عیاری اسے کہتے ہین اسنے بھی غور سے جو دیکھا تو واقعی مرد کا لاشہ خون مین ڈوبا ہوا پایا نعمان کو یہ دیکھکر ندامت حاصل ہوئی اور فرامرز بن قارن کے سامنے منھ نہ کھولا جب فرامرز نے بہت بُرا بھلا کہا تو اُسنے اتنا کہا کہ اب آپ مجھکو زیادہ ذلیل نہ کرین مجھے آپ پشتارہ ملکہ کا دیجیے اگر ملکہ کو نہ لاؤنگا تو منھ بھی نہ دکھاؤنگا یہ کہکر نعمان تو چلا گیا بعد اُسکے جانے کے فرامرز بن قارن بھی سوار ہو کر چل نکلا پھر تو کل لشکر اسکا روانہ ہوا یہ خبر جاسوسون نے آکر ہردم بردعی دیوانہ کو بھی دی کہ نعمان عیار اور فرامرز عقب مین مہتر یزک خطائی کے گئے ہین اور پشتارہ

ملکہ کا اسی کے پاس ہی یہ سُنکر ہُردم دیوانہ اور بہرام شاہ دونون باپ بیٹے بافوج کثیر روانہ ہوے اب حال
سنیے مترِ یزک خطائی کا کہ یہ بیے ہوے پشتارے کو چلا جاتا ہی دم نہین لیتا کہ فرامرز بن قارن جا
پہونچا اور راہ مین یزک کو ٹوکا کہ او دزد کہان جاتا ہی یزک خطائی نے جو آواز اسکی سنی پلٹ کر
دیکھا کہ فرامرز چلا آتا ہی بس جان اسکی نکل گئی قریب تھا کہ غش کھا جائے اور مارے ڈر کے مرجائے کہ ملک الموت
تیغ بکف سر پر موجود ہوا آخر ٹھہر گیا اور منت کہنے لگا کہ ای شاہ عُوق یہ کیا کہتا ہی فرامرز بن قارن عدلی
نے کہا مین تجھسے یہ پوچھتا ہون کہ یہ پشتارہ کسکا ہی اور تو یہ کسکو لیے جاتا ہی اسکا جواب دے ورنہ تیر مارونگا
کہ یہان سے سیدھا قبر مین چلا جائیگا یزک نے کہا کہ کہین تیر بارھی نہ بیٹھیے گا آیندہ آپ کو اختیار ہی
خون کرنا میرا اچھا نہین کیونکہ میں بے گناہ ہون یہ اپنی بہو کا پشتارہ مین لیے جاتا ہون اور باعث اسکا
یہ ہی کہ ہمیشہ میرے بیٹے سے اور اس سے لڑائی رہتی تھی ایک دن بھی نہ بنتی تھی مین نے ہر روز کی لڑائی
تاحق کی جھک جھک دیکھکر گھر کا رہنا چھوڑ دیا تھا آج میری بہو نے مجھسے کہا کہ آپ کو بھی تکلیف رہتی ہی میرے
رہنے سے آپکا گھر کا رہنا چھوٹ گیا اور مجھکو بھی کاہش رہتی ہی کسی صورت سے آرام نہین ملتا ہی
اور چین سے نہین بیٹھنے پاتی ہون اِس سے بہتر یہ ہی کہ مجھے آپ میرے میکے پہونچا دین مین اپنے
مان باپ سے لونگی مین بھی مناسب سمجھا کہ دو مفسدون کا ایک جگہ رہنا اچھا نہین ہی بس یہ سمجھ کر
اسے لیکر چلا ہون آپ دزد کہتے ہین کہین ایسا بھی ہوا ہی اور کسی نے یہ بھی ظلم کیا ہو کہ پرائی بہو بیٹی
کو چھین لے یا چرا لائے اب آپ فرمائیے کہ ارادہ آپکا کیا ہی اور کیون مجھکو روکا ہی میری تو منزل
کھوٹی ہوتی ہی کہ شام بھی قریب ہی قزاقون کا بھی خوف ہی جلد کہیے جو آپ کو کہنا ہی یہ سنکر فرامرز نے
کہا اے او مکار یہ تو مجھکو دم دیتا ہی مین سب حال تیرا جانتا ہون مجھسے کیون پوشیدہ کرتا ہی یہ سُنکر
یزک خطائی نے کہا کہ حضور مین نے تو کوئی قصور نہین کیا ہی آپ کیون مجھپر خفا ہوتے ہین اور کیا حال
میرا آپکو معلوم ہی فرامرز نے کہا تو مہینہ بانو کو لیے جاتا ہی اور مجھسے جھوٹ بولتا ہی یزک خطائی نے
کہا واہ واہ کیا خوب سمجھ آپکی ہی یہ تو فرمائیے کہ مہینہ بانو سے اور مجھسے کیا علاقہ ہی کہان شاہزادی کہان یہ
ایک غریب فرامرز نے کہا اچھا اگر پشتارہ مہینہ بانو کا نہین ہی اور تیری بہو کا ہی تو مجھکو دکھا دے جب مین
آنکھون سے اپنے دیکھونگا جب مجھکو یقین آئیگا یزک خطائی نے کہا کہ خیر اِسکا مضائقہ نہین ہی گو میری بہو ہی اور
آبرو میری ہی مگر خیر آپکو دکھا دونگا یہ سب جو کھڑے ہین انکو ہٹا دیجیے اور سب سے علحدہ ہوکر آپ میرے ساتھ
چلیے تو مین آپکو دکھا دون اور یہ تو مجھسے ہرگز نہو گا کہ اتنے نامحرمون مین اپنی بہو کا منہ کھولون اور سب کو
دکھاؤن یہ سُنکر فرامرز بن قارن نے سب کو وہین چھوڑ دیا اور آپ تنہا یزک خطائی کو ساتھ لیکر آگے
بڑھ آیا اور ایک درخت کے نیچے ٹھہر کر کہنے لگا کہ ای مسافر یہان کوئی نہین ہی کہ تیری بہو کو دیکھیگا اب تو تیری
خاطر جمع ہوئی دکھانے مین کچھ عذر نہین ہی یزک خطائی نے چپکے سے کہا بہت اچھا لیکن دل اسکا تھرا رہا ہی
ہاتھ بھی کانپ رہے ہین بظاہر کہتا ہی ای شاہ مجھسے کھل نہین سکتا دیکھ لیجیے کہ ہاتھون مین میرے رعشہ ہی
فرامرز نے پھر سمجھایا کہ کچھ قباحت نہین ہی مین دور سے دیکھکر چلا جاؤنگا ڈر نہین غیر عورت کو ہم مثل اپنے ناموس
کے جانتے ہین اگر تیری بہو ہی تو میری بہن ہی اب تو یزک خطائی کا دم فنا ہوا دل مین کہنے لگا ای یزک
زیادہ تکرار بھی بُری ہی اگر یہ خود جھنجھلا کر آکے کھول ڈالیگا تو پھر بڑا غضب ہو گا اب مستعد ہوا پشتارہ کھولنے پر لیکن

ایک گرہ کھول کر پھر رکا اور کہنے لگا خداوند ذرا ٹھہر جائیے مین سہولیت سے کھولتا ہون کہ پشتارہ بہت کسا ہوا
بندھا ہی جلدی نہ فرمایئے اور دل مین کہ رہا ہی کہ خداوندا تو ہی اس حال مین بچائیگا زیست کا نقشہ بگڑ تا ہی بچالے
اسکے ہاتھ سے فضل اپنا شریک حال کر کیونکہ تو حافظ حقیقی ہی دعا بزرک خطائی کی قبول ہوئی کہ بیابان سے
گرد کا تتق بلند ہوا اور آن واحد مین دامن گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا بزرک خطائی نے کہ سلمان شاہ فارسی
اور پیر فرخاری دونون چلے آتے ہین اور حال انکا یہ ہی کہ پہلے تو انھون نے عیار انکو واسطے خبر کے
بھیجا تھا بعد انکے آپ بھی کل لشکر لیکر واسطے مدد ناموس صاحبقران کے روانہ ہوے تھے اس خیال سے
کہ عیار خدا جانے کبتک آئین اس سے تم خود نہ چل کھڑے ہو اور ابو الفتح اصفہانی ساتھ ہی کہ مہتر
بزرک خطائی نے جو ابو الفتح کو دیکھا بیساختہ نام لیکر پکارا کہ بھائی ذرا مجھ تک آ ابو الفتح آواز بزرک خطائی
کی سنکر چلا اب فرامرز نے طرف ابو الفتح کے دیکھا کہ یہ کون ہی اور مہتر بزرک خطائی نے جو اسے غافل پایا کہ یہ ادھر
دیکھ رہا ہی تو حقہ ہاے بیہوشی اور قارورہ ہاے نفطی داغ کر ایک باڑھ جو ماری تو سراپا مین فرامرز
کے آگ لگ گئی جیب و دامن جلنے لگے یہ تو آگ بجھانے مین مصروف ہوا اور بزرک خطائی طرف سلمان
فارسی کے بھاگا فرامرز تو آگ بجھانے مین رہا مگر لشکر نے اسکے بزرک خطائی کا پیچھا کیا اور چاہا کہ پکڑ لین
جب دیکھا کہ یہ نکل جائیگا تو ایک پیادے نے تیر مارا کہ شانہ مہتر بزرک خطائی کا مجروح ہوا مگر یہ کب
ٹھہرتا ہی بھاگا ہوا سیدھا پاس پیر فرخاری اور سلمان شاہ کے پہونچا پشتارہ سپرد کیا مگر لشکر بھی
فرامرز کا عقب مین بزرک خطائی کے آیا تھا لشکر اسلام پر گرا ادھر سے یہ سب غازی تلوارین کھینچ کھینچکر جا
پڑے کشت و خون ہونے لگا اس زور شور سے تلوار چلی کہ کشتون کے پشتے بندھ گئے اور لاشون کے
انبار ہوگئے سرون کے مینار بنے دریاے خون جاری ہوا اب فرامرز بھی آگ اپنی بجھا کر آگیا ہی تلوار
کھینچے ہوے لڑ رہا ہی لیکن لشکر اسلام بھی جان لڑائے ہوے ہی فوج حریف پراگندہ ہوتی ہی اور پھر فراہم
ہو جاتی ہی کہ فرامرز بڑے زور و شور سے لڑ رہا ہی کہ اتنے مین اور گرد اڑی اور ہردم دیوانہ بھی چالیس
ہزار کی جمعیت سے جوشان و خروشان آیا اور شریک لشکر اسلام ہوا اب قوت اہل اسلام کی دوچند ہوگئی
مگر جب سے ہردم مبدعی آیا ہی فرامرز روبرو نہین آتا کہ ایسا نہو یہ ٹوکے دور سے فوج کو لڑا رہا ہی
مگر دیوانہ اس کی تلاش مین ہی یہانتک کہ رات ہوگئی اور لڑائی نہ موقوف ہوئی تمام رات زور شور
سے تلوار چلی اسی حالت مین پھر صبح ہوگئی اور قصہ لڑائی کا فیصل نہ ہوا اب کوئی پہر دن چڑھا
ہوگا کہ ٹکڑے ابر سیاہ کے بالاے آسمان نمایان ہوے سب نے دیکھا کہ آسمان سیاہ ہوا جاتا ہی
اور حال اس ابر کا یہ ہی کہ صاحبقران زمان جو مع بادشاہ ایران سعد نوجوان اور کل گردان زمان و شاہ
عیاران جو قاف سے طرف پردۂ دنیا کے چلے تھے اب اگر یہان پہونچے ہین کیا دیکھتے ہین کہ دو
لشکر سے لڑائی ہو رہی ہی اور تلوار زور و شور سے چل رہی ہی فرمایا کہ اے دیو نژاد تخت کو
جلدی سے یہین اتار دو یہ فوج ہماری ہی جس سے تلوار چل رہی ہی دیوون نے تخت کو امیر کے
جلدی سے یہین اتار دیا امیر نے تخت سے کود کر تیغ عقرب سلیمانی کو میان سے لیا اور نعرۂ اللہ اکبر
کہکر مع فرزندان خرد و کلان مثل شاہزادہ بدیع الزمان و گرب نوجوان ولندھور بن سعدان وغیرہ
کے فوج پر حملہ دیوون نے چاہا تھا کہ کفار کو لقمہ کرین کہ امیر مانع ہوے اور انکو غصہ سے دکھائی کہ خبردار

جو کسی نے ایسا کام کیا تو سب کو قتل کرونگا دیوزاد تو جاہی لیکر رہ گئے اور حمزہ صاحبقران لڑنے لگے اور سپاہ ادہر بھی
جو ساتھ امیر کشورگیر کے آئے تھے لشکر کفار سے لڑنے لگے بعد امیر باتوقیر کے آنے کے تھوڑی دیر تک تو علی لڑنے بعد اسکے
سب بھاگے فرامرز بن قارن عدنی بھی بسبب شمشیر سے امیر کے ہٹ گیا آخرکار قدم اُٹھ گئے مع فوج بھاگا اور یہ کہتا
تھا کہ ہماری شامت ہی کہ کو چک سلیمان سے لڑین اُنھون سے دیکھ چکے ہین کہ دیو ون پر سوار ہو کے آئے ہین کہان
پری زاد جو اُنکی ہی دیو و پری جن سب اُنکی حکومت مین ہین غرضکہ جب لشکر کفار بھاگ گیا اور کوئی میدان مین نہ رہا
نقل نصر تب بجنے لگا امیر نے تیغہ میان مین کیا پھر تو سب تلوارین میان مین ہو گئین اور صاحبقران گیتی ستان نے ہرایک
کو بغل گیر کیا اور تعریف دلاوری کی کہ ہر دم بردعی دیوانہ امیر سے آ کر ملا امیر نے گلے سے لگایا اور فرمایا کہ شاباش
مرحبا جو چاہیے تھا وہ تم نے کیا مین نے جو قلعہ کو تمھارے سپرد کیا تھا ایسا ہی تو تم کو سمجھ لیا تھا کہ جسکا ظہور دیکھا ای ہر دم
کیا بات ہی تمھاری ہر دم بردعی نے کہا یا امیر آپ کے اقبال سے یہ سب کچھ ہوا ورنہ مین کس قابل تھا اور اب بھی آپکی
تشریف آوری سے کفار فرار ہوئے القصہ امیر نے سب کو انعام و اکرام دیا اور دیوزادون کو رسید اپنی دے کر رخصت کر دیا وہ
تو بردہ قاف کو روانہ ہوئے امیر نے سب اسباب کفار کا لٹوالیا اور غازیون پر تقسیم کر دیا بعد اسکے امیر نے اپنا نکاح
ساتھ مہینہ بانو کے عمرو سے پڑھوایا اور معلے دلی حاصل کیا اُسی شب یہ حاملہ ہوئی کہ شکم سے مہینہ بانو کے شاہزادہ
شیر شکار ہاشم تیغزن نامدار پیدا ہونگے کہ جنکی شجاعت کا ذکر بر وقت ہوگا غرضکہ پھر تو بزم عیش امیر نے آراستہ کی اور
جشن نوروزی کیا اُسی روز جشن ہوا اب اس مقام کو بصرہ کہتے ہین یہی مقام لشکر اسلام کا ہی اور حال فرامرز بن عدنی
کا یہ ہی کہ شکست کھا کر یہ جو بھاگا سیدھا مداین مین پہونچا تو نوشیروان اور اُسکے بیٹے مطلع ہوئے کہ امیر نے آ کے الغرض
لڑائی فتح کی اور مہینہ بانو اُنھین کے پاس رہی ہاتھ نہ آئی فرامرز بن نوشیروان کو بڑا صدمہ ہوا یہ سنکر نوشیروان کو
یہ اندیشہ ہوا کہ اب امیر سلیمان سریر کے ہاتھ سے ملک مداین بھی نہ بچیگا وہ ضرور یہان آوینگے اور ملک کو
چھین لینگے نان شبینہ کو محتاج ہو جاؤنگا اس جھگڑے سے اور بھی امیر باتوقیر دشمن ہو گئے اگر جان سے بھی
مار ڈالین تو عجب نہین یہ خیال کر کے بہت ترسان ہوا ایک روز کچھ سوچ کر نوشیروان ملک العادل نے خواجہ بزرجمہر
کو بلوایا اور اُنسے کہا کہ ای خواجہ کوئی تدبیر ایسی بتاؤ کہ ملک میرا اور جان میری بچے اور روٹی کھانے کا سہارا باقی رہے اب
امیر باتوقیر دشمن جان ہوئے ہونگے ضرور سمجھے ہونگے کہ یہ لشکر کشی اور فرامرز بن قارن عدنی کا آنا واسطے ملکہ مہینہ بانو
کے اُسی کے حکم سے ہوا ہوگا یہ بڑا جھوٹا اور فسادی ہی کہ ہم جو پردہ قاف مین گئے اُسنے میدان خالی پایا تو ارادہ ناموس
چھین لینے کا کیا اب کوئی ایسی بات کیجیے کہ رفع ملال صاحبقران ہو اور جان بھی میری بچے اور روٹی کا سہارا
بھی باقی رہے خواجہ بزرجمہر نے کہا ای شاہ یہ بات تو بہت مشکل ہی کیونکر ایسا ہوگا کہ صاحبقران آپکا
پیچھا نہ کرین اور عوض اس بات کا آپ سے نہ لین جو بات جھوٹ ہو اُسکو البتہ نابود کر دی ہی
اور کذب ثابت ہو سکتا ہی جب ایک امر سچ ہی تو اُسے کیونکر چھپا سکیے یہ بھی مجکو معلوم ہی اور خوب
مین واقف ہون کہ صاحبقران دوران بامروت ہین اور رحم دل ہین اگر اُنسے کوئی ہاتھ باندھ کر
عذر خواہی کرتا ہو گو کہ کیسا ہی گنہگار ہو اور جرم سنگین اُسنے کیا ہو تو عذر پذیرا کر لیتے ہین اور خطا اُسکی معاف
کر دیتے ہین مین تو یہ کہتا ہون کہ اگر آپ امیر سے سماجت و عجز کرینگے تو وہ مقرر گناہ آپ کا معاف کر دینگے
اور ملک مداین کو نہ چھینینگے کیونکہ رحم دل ہین اور صورت عفو کی یہ ہی کہ ملکہ زرانگیز خاتون لباس
جوگیانہ اور کفنی گیروی پہن کر جائین اور امیر سے کہین کہ آپ سے نام خدا مین ملکر روٹی کا کھانے کو مانگتی ہون

آپ دیکھیے تو امیر ایسے نہیں ہین کہ وہ نہ دین جس وقت یہ کہینگی کہ تمہارے دروازے پر بھیک مانگنے آئی ہون
مگر طاروٹی کا نام خدا پر دو کہ مین اور میرا شوہر فاقہ نہ کرین اور بیرانہ سالی مین بیٹھکر آرام سے بسر کرین شہر مدائن ہم
کو اپنی طرف سے بخشو تو امیر ایسے ہین کہ مدائن تو ایک طرف کیا عجب ہی کہ ساتون ملکون کا سعد نامہ لکھ کر بخشدین
اور روپے بھی دین تمہارے حال پر تو عجب نہیں کیونکہ وہ سراپا خلق و احسان ہین شاہ نے یہ رائے پسند فرمائی اور جاکر
زرانگیز خاتون سے بیان کردیا کہ اگر اے ملکہ تم تکلیف کرو اور بصرہ تک گیروا لباس پہن کر جاؤ اور امیر
صاحبقران سے سوال کرو تو روٹی باقی رہتی ہی ورنہ نان شبینہ کو محتاج ہو جائینگے زرانگیز خاتون نے کہا
مجھکو عذر کیا ہی حاضر ہون جاؤنگی کوئی صورت ایسی پیدا ہو کہ تم کو اطمینان حاصل ہو مگر ساتھ کون جائے گا کوئی
ایسا عالی منش ہمراہ ہو کہ وہ بھی کچھ امیر سے کہے اور امیر بھی اُسکو عزیز سمجھے رائے شاہ کی یہ ہوئی کہ خواجہ بزرجمہر کو
ساتھ کردون اور باہر آکر خواجہ بزرجمہر سے کہا کہ ساتھ زرانگیز خاتون کے کون جائے یہ بھی تجویز کرو خواجہ بزرجمہر نے
خود کہا کہ مین حاضر ہون مجھکو بھیج دیجیے اس کام کو آنکھون سے بجالاؤنگا نمک کھاتا ہون عذر کیا ہی یہ سنکر شاہ
شاد ہوا اور ایک محافہ گیروا تیار کرایا اور ملکہ زرانگیز خاتون کو بھی گیروا لباس پہنایا اور جھولی گیروی فقیرون
کی سی زیر بغل لٹکوادی اور سراپا لباس تجرفی پہنایا بعد اسکے کہار اور خدمتگزارون کو بھی ویساہی لباس
پہنایا یہان بزرجمہر نے بھی ایک میانہ تجرفی منڈھوایا اور آپ بھی لباس فقیری پہنا اور اپنے ملازمون کو بھی
گیروے کپڑے پہنائے اور ہمراہ ملکہ زرانگیز خاتون زوجہ شہنشاہ ہفت کشور کے چلنے کو مستعد ہوے جب
شاہ کشوران کو معلوم ہوا کہ سب سامان تیار ہوگیا ہی بزرجمہر بھی جانے کو موجود ہین اُسوقت نوشیروان نے
زرانگیز خاتون کو محافے مین سوار کردیا اور خواجہ بزرجمہر میانہ مین سوار ہوے اور پیچھے پیچھے محافے کے
اُنکا میانہ ہوا اور کئی خدمتگار سولہ کہار ساتھ تھے غرض کہ ملکہ زرانگیز خاتون ہان ملکہ مہرنگار کی طرف بصرہ کے
پاس امیر کے اس صورت سے روانہ ہوئین صاحبقران زمان بصرہ مین فردکش ہین خیمہ بارگاہ مین استادہ ہین
ہر روز زناج کی صحبت رہتی ہی چاہ پیار ملکہ مہینہ بانو کا زیادہ ہی عیش شبانہ روز کرتے ہین غم ناپدید ہی ہر روز
روز عید ہی اتنے مین جوڑی ہرکارون کی آئی اور دست ادب بستہ بعد تعریف اور دعا کے عرض کیا کہ ملکہ
زرانگیز خاتون اور خواجہ بزرجمہر حکیم لباس قلندری پہنے ہوے اور گیروا بستر کیے ہوے ادھر آتے ہین
سواری ملکہ زرانگیز خاتون کی قریب پہونچی ہی امیر نے جو یہ سنا عمرو سے فرمایا کہ خواجہ یہ کیا معاملہ ہی کہ
نوشیروان تو یہان سے اقرار کرکے گئے تھے کہ مدائن مین پہونچ کر مین مسلمان ہو جاؤنگا پھر انکو اس طرح
کیون بھیجا ہی معلوم ہوتا ہی کہ کچھ فساد برپا ہی نوشیروان مسلمان نہیں ہوا البتہ ہی وہ صدمہ نو مہینے کا جو
عقابین پر مین نے اٹھایا ہی ابھی تک یاد ہی پھر یہ بھی خیال آتا ہی کہ ایسا کبھی اُس نے مقابلے سے انکار نہ
کیا تھا جیسا ابکی وہ ترسان ہوا ہی اور بختک بھی اب نہیں ہی جو ہمیشہ بہکاتا تھا عمرو نے جواب دیا کہ یا
امیر یہ تو آپ سچ فرماتے ہین کہ بختک نہیں ہی لیکن بچہ تو اُسکا موجود ہی بختیارک کہ کچھ اُس سے بھی زیادہ
حرامزادہ ہی شعر عاقبت گرگ زادہ گرگ شود ✤ گرچہ با آدمی بزرگ شود ✤ امیر نے فرمایا خیر جو کچھ ہوگا کھل
جائے گا یہ فرماکر حکم دیا کہ سندیل اصفہانی اور مہلیل جنگ عراقی اور کندہ کوہ کرمانی اور مسلسل شاہ
یزدی اور فضل گرگستانی اور خسرو دشتیانی اور جمشید شاہ بلوانجری اور لواتم شاہ اور
فرخ شاہ فیروانی وغیرہ جائین اور استقبال کرکے ملکہ کو لائین اور یہ حکم دیا کہ جب ملکہ اُترین

توسب مخدرات اور کل محلات نامحافہ پیشوائی کو جائین اور نذر مت کر مجرا بجا لائین اور سب باادب سلام کر کے
ملکہ کو مسند پر زر پر بٹھادن القصہ شاہان ہفت ملک گئے اور پانچ کوس سے پیشوائی کر کے ساتھ تجمل و احتشام کے لائے
اور امیر کو مطلع کیا صاحبقران خود بھی تھوڑی دور آئے اور محافے کے ساتھ ساتھ تا بارگاہ حرم سرا آئے اور اہتمام
کرنے لگے قناتین کھڑی کروادین اور محافہ اندر قناتون کے کروا دیا اور خود باہر کمر بستہ اہتمام کرتے رہے پھر تو سب
پردگیان عصمت و طہارت آئین اور ملکہ زر انگیز خاتون کو محافے سے اُتروایا اور نذرین دین پھر صف باندھ کر
کھڑی ہو کر ملکہ نے سب کا سلام لیا اور گلے سے ہر ایک کو لگایا مہر نگار کی خواصین شل دلشاد و دلنواز اور خوبان
طراز زہرہ مصری و فتنہ وغیرہ کے جو سامنے آئین ملکہ انھین دیکھکر بہت روئین کہ ملکہ مہر نگار یاد آگئین
پھر سب باتوران ملکہ زر انگیز خاتون کو مسند تک لائین اور بٹھایا تھوڑی دیر مین صاحبقران بھی اندر داخل
ہوئے اور ملکہ کو نذر دے کر مجرا کیا ملکہ نے امیر کی بلائین لین اور کھڑی ہو گئین اور کہا کہ واری یہ نذر کیسی ہم تو
آپ کی نظرون سے گرے ہوئے ہین پھر ہمکو نذر دینا کیا ضرور ہے نذر اُسکو چاہیے جو قابل نذر کے ہو امیر جہانگیر یہ کلمہ
سنکر اور لباس قلندری کو دیکھکر رو دیے اور فرمایا کہ آپ یہ کیا ارشاد کرتی ہین مین ہر صورت آپکا فرمانبردار ہون اور یہ
لباس فقیری آپ نے کیون اختیار کیا اسکی کیا وجہ ہے زر انگیز خاتون نے جب سے دلشاد وغیرہ کو دیکھا تھا اس قدر غم
طاری ہوا تھا کہ رو رہی تھین آنسو نہ تھمتا تھا کبھی مہر نگار کبھی قباد شہریار کی تصویر آنکھون مین پھر جاتی تھی غرض کہ اسی
حالت گریہ و زاری مین جھولی پھیلا کر کہا کہ واری مجکو اور تیرے فرزندون کو خدا سلامت رکھے یہ لباس فقیری پہن کر
مین تیرے پاس بھیک مانگنے آئی ہون کہ گداوارونی کا آپ اپنی طرف سے مجکو بھیک دین تاکہ مین اور میرا شوہر دونون فاقہ
نہ کرین آیندہ تو مالک ہے جو کچھ کہ تجکو بہتر معلوم ہو وہ ہمارے حق مین کر ہم کو عذر کیا ہے ہم سزاوار اسی کے ہین امیر نے
یہ سنکر زیادہ افسوس کیا اور ارباب محل کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ صاحبو دیکھو تو کیا گردش زمانہ ہے یہ مقام عبرت کا
ہے ڈرنا چاہیے غضب الٰہی سے کہ کل تو انکے واسطے کیا سامان تھا اور آج انکا کیا حال ہے یہ فرما کے پھر زر انگیز خاتون
سے ارشاد کیا آپ بیٹھ جائین جو کچھ آپ فرمائینگی مین سب بجا لاؤنگا مجکو بدل و جان منظور ہے مین اُسی
صورت سے آپ کا تابعدار اور فرمانبردار ہون اور اب بھی مجکو اُسی طرح اپنا ملازم و فرمانبردار سمجھیے
کہ جس طور سے تھا اب بھی مین آپ کا ملازم ہون مجکو گنہگار نہ کیجیے مین آپ کے کھڑے رہنے سے گنہگار ہوتا
ہون یہ سنکر ملکہ زر انگیز خاتون نے کہا کہ واری جب مجکو بھیک دوگے اور اقرار کروگے اُسوقت مین
بیٹھونگی امیر نے یہ اصرار دیکھکر فرمایا کہ خیر مین نے سات ملک تم کو دیے اُنھین قبول کرو اور اُسی وقت
حکم دیا کہ تیرون پر معافی نامہ ہفت ملک کی عطا کا کھدوا دو فوراً تانبے کے تیرون پر مہر کندون نے کہ
ملازم سرکار فیض آثار تھے معافی نامہ ہفت ملک کھود دیا امیر سلیمان سریر نے وہ تیر حوالہ ملکہ زر انگیز خاتون
کے کیے اور نہایت فروتنی سے کہا کہ اب جو کچھ اور ارشاد ہو اُسے بھی بجا لاؤن ملکہ زر انگیز خاتون خوش
ہو گئین اور امیر با توقیر کی سر سے اتنک بلائین لین اور کہا کہ واری تم نے تو وہی بادشاہت ہماری پوری
قائم کر دی اور اب کیا مانگون مین نے تو فقط ایک ملک مدائن کا سوال کیا تھا کہ اگر بخشوگے تو فراغت روٹی
سے ہو جائے گی ساتھ اپنے شوہر کے بے منت خلق کھائینگے یہ چند روزہ زندگی بسر ہو جائے گی خدا تجکو
ہمیشہ سلامت رکھے اور تیرے فرزندون اور متعلقون کو آباد و شاد رکھے امیر نے ملکہ سے کہا کہ حضور اسے
خوب واقف ہین کہ یہ سارا فساد بختک کی ذات سے تھا وہی شاہ کو مجھ سے لڑواتا تھا ورنہ مین کاہے کو

رہتا اور شاہ بھی مجھ سے کئی بار کہہ چکا تھا کہ ہم تم سے مقابلہ نہ کرینگے مگر وہ شیطان مجسم ما نہ لینے دیتا تھا ہمیں لڑواتا
تھا ملکہ نے کہا کہ سچ ہی یا امیر مگر اب تو وہ مواغارت ہوا اُسکو نہ یاد کرو دور بھی کر وا لیسے موذی کا تذکرہ کیا بیشک
شیطنت اس موذی کی ہوتی تھی اور یہان تم کو عمرو عیار بہکاتا تھا اور یہ حال ہمارا عمر نے کر دیا القصہ امیر
نے ملکہ کو مسند پر چھوڑا اور آپ سامان دعوت مین مصروف ہوے سات روز تک کی دعوت ٹھہرائی تھی باہم
اگر خواجہ بزرجمہر سے کہا کہ آپ نے بھی مجکو نہ لکھا کہ یہ ہوتا ہو اور ملکہ زرانگیز خاتون اس لباس سے آئی ہین
بزرجمہر نے کہا کہ یا امیر آپ خوب واقف ہین کر مین بھی ملازم نوشیروان کا ہون خلاف اُسکی مرضی کے
مین کیونکر کر سکتا ہون وہ ناراض نہ ہوتے پھر تو صاحبقران نے بوجہ احسن دعوت ملکہ زرانگیز خاتون کی جیسی
چاہیے تھا اور مناسب و زیبا تھا دیا کیا جب کہ سات دن گذر گئے اور ملکہ کو جلدی ہوئی کہ اب جا کر نوشیروان
کو معافی نامہ دکھاؤن اور اُسے بھی خوش کرون امیر سے کہا کہ واری اب مجھے رخصت کرو سات دن گذر گئے اور تم نے
تو وہ دعوت کی کہ ساری زندگی کھاینگے اور دعا دینگے اُس وقت امیر نے بہت سا جواہر اور تحفہ لباس وغیرہ
واسطے نوشیروان کے دیا اور وہ اسباب نایاب ملکہ کو دیا کہ بہت خوش ہوئین اور بزرجمہر کو بھی کشتیان جواہر
کی دے کر ملکہ کو محافہ طلائی مین سوار کر کے کمال انتظام اور احتشام سے رخصت کیا وہ دعائین دیتی ہوئی چلی گئین
اب تمام لشکر مین یہی باتین ہوتی تھین کہ امیر نے وہ کیا جو کوئی نہ کرے گا یونہین چاہیے تھا جیسا کیا کیا بات ہی
آفرین صد آفرین اور وہان ملکہ زرانگیز خاتون بعد طے مراحل و قطع منازل مدائن مین پہونچین اور دھوم سارے
شہر مین ہوئی سب دیکھنے کو آئے اب جو دیکھا کہ ملکہ محافہ طلائی مین سوار ہین جانا کہ بامراد آئین اور جس واسطے
گئی تھین وہ کام سرانجام کو پہونچا ملکہ جب محل مین جا کر اُترین تو نوشیروان نے شاد و بشاش پاکر پوچھا
کہ کہو تمھارے ساتھ امیر نے کیا سلوک کیا ملکہ نے سب جواہر پیش کیا اور کہا کہ لو بادشاہی ہفت ملک
کی مبارک ہو سلطنت کرو دیکھو تو عنایت امیر کی کہ ایک ملک مدائن کی خواہش تھی امیر نے ساتون ملک
دے دیے اور یہ معافی نامہ موجود ہو اُسکو پڑھو بادشاہ نے جو پڑھا بہت خوش ہوا اور ہاتھ اُٹھا کر دعائین
درازی عمر کی امیر کو دین بعد اُس کے ساری فوج کو برطرف کر دیا تھوڑے سے آدمی واسطے چوکی پہرے
کے رکھ لیے اور ہر وقت امیر کی سخاوت اور مروت کا ذکر کیا کرتا تھا اور شکایت بختک کی کیا کرتا تھا
الغرض چند روز یونہین گذرے اور بختیارک انگاروں پر لوٹا کرتا تھا اور دل مین کہتا تھا کہ تیرا باپ
مارا گیا ہر چند اُسکا بدلا لیا گیا اور تو عوض خون پدر کا عمرو عیار سے نہ لے سکا اب تو نوشیروان نے امیر سے
صلح کر لی اور بھیک مانگی اُنھون نے بھیک کے مانگنے سے ہفت ملک بخشے یہ سوچ کر سوانگ بنا اور بالکل
برہنہ ہوا فقط ایک لنگوٹی باندھ لی چند گرہین ہلدی کی لہسن پیاز کی گٹھیان اور تھوڑا سا آٹا اور کچھ کوڑیان
اور ایک کپل لوہے کی پوتھی بغل مین دبا کر ننگے پاؤن تلک ماتھے پر لگائے ہوے خیمہ ہرمز و فرامرز مین
آیا یہ دونون اندر بیٹھے ہوے تھے کہ اُس نے آواز لگائی کیون صاحبو نام پر لات اعلے اور سنات معلے
بھیک دوگے تمھارے دروازے پر آیا ہون ہرمز و فرامرز نے جو یہ سُنا اور صورت اسکی دیکھی بولے
کہ ای بختیارک تو نے یہ کیسی صورت اپنی بنائی ہو ارے تجکو یہ غیرت نہین آتی کہ تو وزیر ہو کے ننگا
ایسی صورت گدایانہ بنا کر چلا آیا اور بھیک سب کے روبرو مانگ رہا ہو یہ کیا معاملہ ہی
کچھ کہو تو سہی بختیارک نے کہا کیون کیا تمکو نہین معلوم کہ باپ میرا عمرو عیار کے ہاتھ سے مارا گیا

اور پھر بیسہ بچا کر اُسنے سب کو کھلایا تمنے بھی کھایا اور نوشیروان نے حمزہ سے بھیک مانگی بھیک کی روٹی کھاتا ہی فوج تک برخاست کر دی ابھی مین عوض اپنے باپ کے خون کا کیونکر لون اور حیران ہون کہ یہ کیسی شاہی ہی ملازم سے اپنے بھیک مانگ کر روٹی کھائی اور پھر خوش ہو کر فوج کو برخاست کر دیا تو تمھارے باپ نے تو امیر سے بھیک مانگی مین تیرے ... لگتا ہون تم مجھکو دو ہرمز و فرامرز نے کچھ سمجھکر اسکو اندر خیمے کے بلا لیا اور کہا کہ پھر ہمارا اختیار کیا ہی ہم کیا کرین بادشاہ اپنے کامون مین اختیار رکھتے ہین ہمکو انکی راے مین کیا دخل تھا اگر اُنھون نے فوج کو چھڑا دیا تو ہم کیا کرین اور عوض تیرے باپ کے خون کا کیونکر لین بہت مشکل ہے نہ زور نہ زر کسی بات کا بل نہین بختیارک نے [illegible] اور کہا اے شاہزادو اگر تم اقرار اس بات کا کرو کہ ہم مقابلہ امیر سے کرینگے تو مین سب فوج کو شریک تمھارا کردون اور تم نوشیروان کو تخت پر سے اُٹھا دو آپ سلطنت کرو فوج نوکر رکھکر مقابلہ کرو کیا غضب ہی کہ وہ ہزارون طرح کی تکلیف ہمکو دین اور خود عمر بھر باستقلال عیش کرین کہ جیسے کوئی دنیا مین انکا ہمسر وہی نہین رہا ہرمز و فرامرز نے کہا کہ اے بختیارک ہمکو بھی غیرت آتی ہی کہ باپ نے ہمارے بھیک مانگ کر حمزہ سے ملک لیے ہین ہمارا دل اس روٹی کے کھانے کو نہین چاہتا سامنے ہر شخص کے شرمندہ ہوتے ہین لیکن کیا کرین تو جانتا ہی کہ ہم کو کہین کچھ دخل نہین ہی وہ بادشاہ وقت ہی جو چاہتا ہی کرتا ہی بختیارک نے کہا کہ پھر جبکہ تم کو غیرت و شرم ہی ایسی روٹی کھانے کی تو پھر کیا مشکل ہی نہ کھاؤ اپنے باپ کو تخت سے اُٹھا دو مین ساری فوج کو تمھارا شریک کیے دیتا ہون اور سب کی مہرین کرائے لاتا ہون تم اپنی ذات سے مضبوط رہو ہرمز و فرامرز نے کہا کہ اگر ایسا ہو جائے کہ سب فوج ہماری شریک ہو جائے تو پھر ہم تیرے شریک ہین بیشک حمزہ سے مقابلہ کرینگے اور باپ کو تخت سے اُٹھا کے آپ تخت نشین ہو جائینگے بختیارک کے جی مین خوشی سے مسرور ہو کر خیمہ سے نکلا اور افسران فوج کو جمع کیا اور خیمہ علحدہ کھڑا کرا کے کوٹ کیا جب افسر جمع ہوے بختیارک نے کہا کہ کیون بہادرو روٹی تو تمھاری جا چکی ہی یعنی نوشیروان نے لڑنے سے ہاتھ کھینچا اور جنگ کرنا امیر سے اُسے منظور نہین ہی خانہ نشینی اختیار کی بھیک امیر سے مانگی ملک پائے وہ کاہیکو لڑیگا اور خصومت کا ہیکی ہی یہ بات مین تمسے کہتا ہون کہ اب کونسی اقلیم اور بادشاہت ہی کہ جہان روزی میسر ہوگی اور جہان نوکری کروگے اسکا جواب دو اگر تم میرے کہنے کو منظور کرو تو ایک بات ایسی ہی کہ سب کی روٹی برقرار رہتی ہی سبنے کہا کہ بتلایئے کہ وہ کیا تدبیر ہی بختیارک نے کہا تم شرکت شاہزادون کی کرو اور نوشیروان سے ملت نہ رکھو اگر تم سب مہرین محضر پر کر دو تو پھر شاہزادے نوشیروان کو تخت سلطنت پر سے اُٹھا دین اور آپ بادشاہت کرین اور حمزہ سے لڑین پھر تمام فوج نوکر ہوتی ہی اور لشکر کشی مسلمانون پر ہوتی ہی سب نے کہا کہ آپ محضر لایئے ابھی ہم سب مہرین کرین تاکہ آپ کو یقین ہو جائے کہ ہم جو کہتے ہین وہی کرینگے بختیارک نے محضر ڈالدیا کہ لکھا ہوا پہلے سے اسکے پاس موجود تھا افسرون نے اپنی اپنی مہرین کر دین مضمون محضر نامہ کا یہ تھا کہ ہم سب افسران فوج رسالدار و کمیدان و اجیٹن وغیرہ اقرار کرتے ہین اور لکھے دیتے ہین کہ جس وقت شاہزادے نوشیروان کو تخت پر سے اُٹھا دینگے تو ہم شاہ کی شرکت نہ کرینگے بلکہ آنکھ بھی شاہ سے نہ ملائینگے چپکے بیٹھے ہوے دیکھا کرینگے جبکہ سب نے مہرین کر دین اور مہرین سب کی محضر نامہ پر ثبت ہو چکین پھر تو بختیارک نے سب افسرون سے کہا کہ جاؤ سب فوج کو کہ جو برخاست کی گئی یہ حکم سناؤ کہ تم سب خاطر جمعی سے بیٹھے رہو قریب ہی کہ تمھارا روزگار برقرار ہو جائے کچھ دنون کا عرصہ ہی سب افسران فوج باہر خیمے سے نکلے اور اپنی اپنی آرام گاہ کو گئے بختیارک نے وہ محضر مہر شدہ لا کر ہرمز و فرامرز کو دیا کہ لو پڑھو یہ ہمارا کردار ہی کہ جو لکھا گیا تھا

وہ کیا اب تم کو چاہیے کہ جو کہتے ہو اسمین فرق نہ پڑے یہ جو شاہزادون نے دیکھا ہر محضر پڑھا تو شاد ہو گئے اور کمر
عناد دشمنی پر نوشیروان سے باندھی کہ بیشک یہ اُٹھا دینے کے قابل ہو کیسا بادشاہ ہو کہ جسکو اپنے کردار کی غیرت
نہین یعنی اپنے ملازم سے بھیک مانگ کر روٹی لی اور پھر کچھ بھی شرم وحیا نہین ہو ہم کو بھی یہی روٹی کھلاتا ہو ہمین
منظور نہین ہو کہ بھیک کی روٹی کھائین یہ سُنکر سب لوگ جو موجود تھے اُنھون نے کہا کہ جس وقت آپ شاہ کو تخت
پر سے اُٹھا دینگے تو ہم سب تائید آپ ہی کی کرینگے آپ خاطر جمع رکھین کوئی طرفداری شاہ کی نہ کریگا پھر ہرمزد فرامرز
نے کہا کہ کل کے روز تمھارے ظہور مین آجائیگا مگر چاہیے کہ کل سب دربار گاہ شاہ مین فراہم ہو رہین اور ہم جو کرین سب
ہمارے شریک ہون یہ سنکر سب ملازم خرد و کلان پیر وجوان فراہم ہوے آج بھی نوشیروان حسب معمول برآمد ہا
سب نے مجرا کیا وزیر امیر سب حاضر حضور ہوے اُسوقت جبکہ دربار خوب آراستہ ہو چکا تو ہرمزد و فرامرز حاضر ہوے اور
مجراگاہ پر سے مجرا نہ کیا اور سامنے آکر کھڑے ہو رہے جب شاہ نے دیکھا اُسوقت سلام تو شرماشرمی کر لیا مگر کھڑے رہے
بیٹھے نہین یہ حال دیکھکر نوشیروان نے کہا کہ بابا بیٹھو یا کہ کوئی بات کہنی ہو اس سے کھڑے ہو یہ سُنکر دونون نے کہا
کہ بات تو کوئی بھی نہین کہنی ہو اور اگر ہو بھی تو یہ بات ہو کہ آپ بیٹھنے کو فرماتے ہین مگر ہم اب جو بیٹھینگے تو ایک ہی دفعہ
بیٹھینگے یہ سُنکر نوشیروان حیران ہوا کہ یہ کیا کہا ایک دفعہ بیٹھنا کیسا آخر نوشیروان پھر مخاطب ہوا کہ او بیٹھو کیا بیٹھے
نہین کہہ سکتے ہو وہ کون سی ایسی بات ہو جو بیٹھکر نہین کہی جائیگی یہ جو شاہ نے کہا تو ہرمزد فرامرز دہنی اور بائین
طرف شاہ کے آئے ایک نے اِدھر کا بازو پکڑا اور دوسرے نے اُدھر کا بازو پکڑا اور بولے کہ باباجان بات تو اور کچھ نہین ہو
فقط یہ کہ آپنے جو امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران سے بھیک مانگ کر ملک لیے تو ہمکو یہ بھیک کی روٹی کھانا پسند نہین
ہو ہماری غیرت کا یہ مقتضا نہین ہو جسے یہ بے آبروئی گوارا ہوگی نوشیروان نے یہ سُنکر کہا کہ پھر مین کیا کرون اگر
امیر حمزہ سے مین لڑون تو کیا ہوگا فتح اگر پاؤن تو ایسا بھی کرون ورنہ ذلت وخواری سے کیا فائدہ ہو اُسوقت
ہرمزد فرامرز وغیرہ نے کہا کہ اگر آپ نہین لڑتے تو پھر تخت حکومت کو چھوڑیے ہم سلطنت کرینگے اور لڑینگے بہادری
امیر باتوقیر کی دیکھ لینگے بس اب تخت پر سے اُٹھ کھڑے ہو جیے اسی مین بہتری ہو یہ جو اُنھون نے کہا تو نوشیروان نے
غصہ کھا کر حضار مجلس کی طرف دیکھا کہ کوئی میری طرفداری کرے لیکن کسی نے آنکھ اُٹھا کر بھی نہ دیکھا سر جھکائے چپکے سبکے
سب بیٹھے رہے یہ حال دیکھکر حوصلہ ہرمزد فرامرز کا بڑھا اور دونون نے زیر بغل ہاتھ دیکر زور کیا اور کہا کہ بس اب تخت
سے اُٹھیے تمھاری سلطنت کا زمانہ ہو آپ اس قابل نہین رہے بس اب روٹی گدائی کی کونے مین بیٹھکر کھایا کیجیے ہم بادشاہ ہین
ہم کو نہین منظور ہو کہ ایسی روٹی کھائین یہ کہکر بازو نوشیروان کے تھام لیے اور زور کر کے تخت سے اُٹھا دیا نوشیروان نے
چہار جانب نظر کی کہ کوئی ملازم میری طرفداری کرے جب ایک نے بھی خبر نہ لی اور کسی نے دیکھا بھی نہین بس
مجبور ہو کے تخت سے اُٹھ کھڑے ہوے اور روتے ہوے اندر محل کے چلے گئے اور ملکہ زرانگیز خاتون سے
زیادتی اور دست اندازی دشمن کی بیان کی زرانگیز خاتون نے یہ سُنکر کہا کہ دور کرو جہنم مین ڈالو اُن کو آپ
کا کیا بگڑیگا ایسی ہی تو سزا ہے سنگدل امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران کے ہاتھ سے وہ پائینگے کہ بہت دنون تک
یاد کرینگے نوشیروان تو گھر مین بیٹھ رہے باہر نکلنا چھوڑا لیکن کئی خدمتگار ضعیف ضعیف ساتھ ہوے ہین
وہ درمیان مین بولے بھی تھے ہان ہان بھی کیا کیے لیکن اُن غریبون کی کون سنتا اور اب جو نوشیروان
خانہ نشین ہوے تو وہ دروازے پر محل کے بیٹھے رہتے ہین اوقات بسر کرتے ہین بیٹون سے نوشیروان
کے کچھ سروکار نہین ہو الغرض ہرمزد فرامرز بعد اُٹھا دینے نوشیروان کے آپ تخت

بادشاہت اور حکومت پر بیٹھ چلے سب سے بختیارک نے نذر دی بعد اسکے سب ساسانی گرگانی کیومرثی کیقبادی فرخی
فیروزی تاجداری نے نذرین گذرانین بعد اسکے سب آبرودار رہا ہے دار نشین وار نے نذرین دین تو بین چھوٹنے لگین
دہائی ہرمزو فرامرز کے نام کی پھیری مبارکباد ہونے لگی کئی روز کے بعد ہرمزو فرامرز نے بختیارک سے کہا کہ اب تدبیر بتاؤ کہ
ہم کیا کرین بختیارک نے کہا آپ گھبرایئے نہین دیکھیے تو کہ ہوتا کیا ہی یہ کہکر نامے لکھوائے ایک نامہ چوطویل زنگی حاکم شہر زنگبار
کو لکھا اور دوسرا خاقان گردون اساس حاکم شہر پام کو اور اول سے آخر تک سارا حال تحریر کر دیا تھا بعد اسکے صابر تجد پوش
عیار سے کہا کہ تو نامہ شہر زنگبار مین پاس چوطویل زنگی کے پہونچادے اور کرگس ساسانی سے کہا کہ تو طرف شہر پام کے
روانہ ہو یہ دونون عیار تیز رفتار نامے لیکر اپنی اپنی طرف روانہ ہوے دیکھیے آگے کیا ہوتا ہی بس اب جلد دوم
نوشیروان نامہ کی تمام ہوئی اسکے آگے ہرمز نامہ شروع ہوگا

خاتمۃ الطبع از جانب کارپردازان مطبع

آخر آمد زپس پردۂ اسرار پدید	اسد الحمد ہر آن چیز کہ خاطر میخواست

کہان ہین مشتاقان فسانہای عجیب کدھر ہین مشتاقان داستانہای غریب بسم اللہ بسم اللہ جلد تشریف لائین اس مژدۂ مسرت
افزا کو سن جائین کہ جس محبوب رنگین ادا و دلفریب غارتگر صبر و شکیب کے جمال باکمال کے دیکھنے کو ایک مدت مدید سے تمام عالم کی آنکھین
ترستی تھین فقط اُسکے ذکر سے برائے نام اپنی طبیعت خوش کر لیتے تھے اِدھر اُدھر کے سنے سُنائے دو چار فقرون سے دل بیتاب کو
کچھ تسلی دیتے تھے مگر بغیر حصول دولت دیدار مضطر و بیقرار رہتے تھے بار بار عالم شوق و اشتیاق مین یہ شعر پڑھنے لگتے تھے شعر آئے تو وہ
یوسف سر بازار کسی دن یہ ہم بیچکے جان اپنی خریدار رہینگے ٭ وہ اب بفضل ایزدی کشاکش حجاب سے نکلکر بالکل بے نقاب بحجاب مثل آفتاب
عالمتاب جلوہ افروز ہوا ہی دیکھین کون کون شائقین منچلے اپنی بات کے سچے کمر ہمت باندھ چلے اسکے طالب دیدار آتے ہین اور اسکی نظارہ بازی سے
اپنی آنکھون کو خنک اور دل کو ٹھنڈا کرتے ہین غرض اس تمہید سے یہ ہی کہ داستان امیر حمزہ صاحبقران جسکی نسبت مشہور ہی کہ علامہ
شیخ ابو الفیض فیضی نے جلال الدین محمد اکبر بادشاہ دہلی کی تفریح طبع اور دل بہلانے کے واسطے زبان فارسی مین اس خوبی و خوش اسلوبی سے
تصنیف کی تھی کہ اکبر بادشاہ پر کیا موقوف ہی بڑے بڑے باکمال نازک خیال فصحا اور بلغا اُسپر دلدادہ ہوگئے رفتہ رفتہ اُسکی ایسی شہرت
ہوئی اور ایسی مطبوع خلائق ہوئی کہ عالم مین اسکے ڈنکے بجنے لگے جھنڈے گڑ گئے کوئی امیر و رئیس وارفتہ مزاج ایسا نہ تھا جسکو اسکے
سُننے کا شوق نہو حتی کہ غربا مین بھی اسکا چرچا ایسا پھیلا کہ ہر شخص کو اپنا غم غلط کرنے کا ایک ذریعہ ہاتھ آگیا جہان چار دوست
احباب جمع ہوے داستان اُڑنے لگی لڑائی کا ذکر سنکے کم ہمتون کو بھی جوش جرأت آنے لگا حسن و عشق کے تذکرے سے عاشق
مزاجون کے دلون مین محبت و الفت کی لہر آنے لگی پھر وہ زمانہ آیا کہ فارسی زبان کی فوج نے اُردوے معلی کے لشکر سے اس
ملک مین شکست کھائی فارسی زبان کہین خال خال رہگئی اُردو کی روز افزون ترقی ہوئی اس داستان کے فارسی دفتر بھی
کمیاب و کالعدم ہوگئے مگر چونکہ لوگون کے دلون مین اشتیاق اُسی طرح تازہ بتازہ نو بہ نو باقی تھا اکثر حضرات نے جا بجا سے
اسکو اُردو زبان مین بیان کرنا شروع کیا اور پھر وہی رنگ جم گیا کہ اکثر صحبتون مین داستان بیان ہونے لگی چونکہ ذات ستودہ
صفات فیض آیات جناب مستطاب معلی القاب عالی ہمم والا شیم منبع جود و کرم مخزن بذل اتم جناب منشی نولکشور صاحب سی
آئی۔ ای مرحوم باعث بقا و ترقی زبان اُردو تھی کیسی کیسی نایاب و لاجواب عربی فارسی بھاکا انگریزی مستند کتابون کو
جو یادگار سابقین تھین زر کثیر صرف کرکے اُردو زبان مین ترجمہ کراکے عالم مین شایع کیا از انجملہ داستان امیر حمزہ
کہ حسب ذیل دفترون پر منقسم ہی دفتر اول نوشیروان نامہ دو جلدون مین دفتر دوم کوچک باختر دفتر سوم بالا باختر
دفتر چہارم ایرج نامہ دو جلدون مین دفتر پنجم ہوش ربا سات جلدون مین دفتر ششم صندلی نامہ دفتر ہفتم تورج نامہ دو جلدون مین

دفتر ہشتم لعل نامہ مصنفہ ملا فیضی کو بھی اپنے حلیۂ زبان اردو سے محلی کرا کے شایع کرنے کا قصد فرمایا قبل ازین اس داستان کے دفتر پنجم
ہوش ربا کی جلد اول و دوم و سوم و چہارم کو جناب منشی سید محمد حسین صاحب جاہ مرحوم اور جلد پنجم و ششم و ہفتم کو ابا احمد حسین صاحب قمر مرحوم
سے نہایت شستہ و رفتہ اردو زبان مین ترجمہ کرا کے شایع فرمایا جسکے ملاحظہ سے ناظرین اعجوبہ گزین کا شوق دو چند ہو گیا اور باقیماندہ دفترون کی
سیر کا اشتیاق پیدا ہوکر ان دفترون کے انتظام مین ہر وقت چشم براہ اور گوش بآواز رہنے لگے جب شایقین کے اشتیاق نے اسقدر تقاضا کیا
تو گل گلزار خوش بیانی سرو جویبار سحر بیانی رطب اللسان عذب البیان شیخ تصدق حسین صاحب داستان گو نے حسب ایماے مالک مطبع
باقیماندہ دفترون کے ترجمہ کرنے کا ارادہ کیا چنانچہ بفضلہ تعالی جملہ دفاتر ترجمہ ہو کر معرض طبع مین آئے اور اطراف و اکناف عالم مین اشاعت پذیر
ہوے بلکہ بعض دفاتر کی نوبت طبع مکرر بھی آگئی۔ فی الحقیقت ان کل دفاتر کے ترجمہ مین مترجم صاحب موصوف نے نہایت دماغ سوزی کر کے
فرمایا کہ ایسی صاف صاف فصیح زبان مین ترجمہ کیا ہی کہ ایک بچہ بھی سمجھ سکتا ہی اور جاہل سا جاہل بھی بخوبی اسکے مطلب کو بیان کر سکتا ہی کہین
مغلق الفاظ کا نام نہین علاوہ لطف زبان اور حسن بندش و تسلسل عبارت و محاورات روزمرہ کے یہ نہایت تکلف کیا ہی کہ ایسے طولانی دفتر کو جسمین کا
ایک حصہ ہوشربا سات جلدون پر منقسم ہی نہایت اختصار کے ساتھ لکھا ہی گویا دریا کو کوزے مین بند کیا ہی شعر وغیرہ کہین کہین شاذ و نادر مقامات
پر بضرورت لگے ہین ورنہ نثر ہی نثر ہی اور اگر ایسا اختصار ملحوظ خاطر نہوتا تو ہر ہر جلد اسکی ہوشربا سے کہین حجم مین زیادہ ہو جاتی مترجم موصوف
نے اسکی تدوین و ترتیب کے اہتمام مین بڑی ہی جانکاہی و جانفشانی کو صرف کیا ہی حق تو یہ ہی کہ یہ آپ ہی اپنی نظیر ہین ہم کیا تعریف کر سکین اگر
ملا فیضی طاب ثراہ بقید حیات ہوتے تو اسکی داد دیتے اور جانتے کہ علاوہ میرے اب بھی ایسے ایسے باکمال لوگ دنیا مین موجود ہین اور دیکھتے کہ مترجم
نے کس فصیح و بلیغ زبان مین ترجمہ کیا ہی چیدہ چیدہ الفاظ ہین کہین حشو کا نام نہین جہان جیسا مقام آگیا ہی وہان ویسا ہی بیان کیا ہی
ہر لفظ گویا کانٹے مین تلا ہوا ہی ہر فقرہ چست و موزون ہی جہان امیر ابو العلا رکی کا پیدا ہونا اور صحبت عیش و نشاط کا آراستہ ہونا تحریر کیا ہی ناظرین
کو صحبت کا مرقع دکھا دیا ہی جہان کہین اٹھا لیجانا دیوون کا پردۂ قاف مین کوچک سلیمان کو اور ملکہ آسمان پری کے ساتھ نکاح ہونا اور یہان کے
غائب ہو جانے سے خواجہ عبد المطلب اور ملکہ عادیہ بانو دایہ کا بیقرار ہونا اور تڑپ تڑپ کے نوحہ و بکا کرنا اور دعائین مانگنا بیان کیا ہی مجال کیا ہی
کہ بشر متنفس سنکے خصوصاً صاحبان اولاد کو تو تاب ہی باقی نرہے جس مقام پر ملکہ مہر نگار دختر ملک العادل نوشیروان کے عشق کا حال تحریر کیا ہی حسن و
عشق کا نقشہ دکھا دیا ہی ہر فقرے سے عاشق مزاجون اور شوخ طبیعتون کو بیچین کر دیا ہی جس جگہ امیر کشور گیر کی جنگ و جدال نوشیروان وغیرہ
بیان کی ہی خوب ہی زور طبیعت دکھایا ہی سرداران لشکر اسلام کی بہادریان اس عنوان سے لکھی ہین کہ اگر بزدل و نامرد بھی سنے تو بیساختہ جوش
جرأت اسکے جنگ و جدال کی امنگ دل مین پیدا ہو جس موقع پر ساحرونکی داستان چھیڑی ہی عجب جادو بیانی کی ہی جہان کہین خواجہ عمرو
عیار وغیرہ کی عیاریان بیان کی ہین وہان نہایت طبیعت کی طراری دکھائی ہی جو صاحب ان دفاتر دلپذیر کو نظر انصاف سے ملاحظہ کرینگے ضرور فرماینگے
مصرع این کار از تو آید و مردان چنین کنند ۞ ہم یقین کرتے ہین کہ شایقین اس دفتر کے ملاحظہ کے بعد اور دفترونکی بھی ضرور خواہش ظاہر فرماینگے
کہ ہر دفتر اور ہر جلد مین ایک جداگانہ لطف پیدا ہی اور ایسے ایسے امور عجیبہ و غریبہ درج ہین کہ جنکو سنکے عقل انسان کی دنگ ہوتی ہی اور یہ تو ظاہر ہی کہ
جبتک کل دفاتر ملاحظہ نہونگے تسلسل بیان اور خوبی واقعات کا لطف کماحقہ حاصل نہوگا اور تعلق خاطر باقی رہیگا پس الحمد للہ والمنہ کہ یہ ترجمہ
جلد دوم نوشیروان نامہ دفتر اول داستان امیر حمزہ صاحبقران مطبع فیض منبع مشہور و نزدیک و دور جناب منشی نولکشور
صاحب سی۔ آئی۔ ای۔ مرحوم واقع لکھنو مین حسب ایماے جناب آقاے نامدار رئیس بہادر منشی پراگ نراین صاحب بماہ اکتوبر
۱۹۱۵ء مطابق ماہ ذی الحجہ ۱۳۳۴ھ بہ اصرار ہزار در ہزار شایقین والاہتمام بار سوم با ہزاران زیب و زینت
چھپکر نذر ناظرین ہوا۔

نام کتاب	قیمت
سیرت محمدیہ - مطبوعہ غیر	ے ر پ
الف لیلہ دنیازاد بطرز ناول - مطبوعہ غیر	۱۲ ار پ
الف لیلہ نثر - بطور ناول معروف بہ شبستان حیرت،	عہ ر پ
ترجمہ اُردو رابن سن کروسو چھاپہ ٹیپ نہایت دلچسپ ناول قابل دید ہے مطبوعہ غیر	۱۱ ر پ
ترجمہ داستان امیر حمزہ باتصویر - ہر چہار دفتر سلسل ہندسہ ترجمہ مولوی عبداللہ و نظر ثانی مولوی سید تصدق حسین مرحوم	عہ ر ۲ ۲
بوستان خیال - مصنفہ محمد تقی خان جن کو میر تقی خیال بھی کہتے ہین باشندہ گجرات - یہ باکمال بعہد سلطنت محمد شاہ بادشاہ دہلی مین وارد ہوے اُنکو قصہ گوئی سے بہت شوق تھا اُنکے ہمسایہ مین داستان امیر حمزہ بیان ہوا کرتی تھی یہ بھی سننے جاتے تھے - آخر اُنھون نے چند اجزا ایک قصہ تازہ کے تصنیف کر کے اس محفل مین سنائے لوگون نے بہت پسند کیے جب اس قصہ دلاویز کی شہرت ہوئی دربار شاہی مین طلب کئے گیے اور خلعت فاخرہ سے ممتاز ہوے اور بہ تعین مواجب مناسب حکم اختتام اس قصہ عجیب کے واسطے دیا گیا یہ کتاب دربار شاہی مین ہمیشہ پڑھی جاتی تھی لیکن چونکہ زبان اس کی فارسی تھی رفتہ رفتہ بوجہ ترقی اُردوے معلی کے اسکا رواج جاتا رہا - اس زمانہ مین کہ فارسی کا رواج کالعدم ہو گیا تو اتنی بڑی کتاب کا اُردو مین شایع ہونا مناسب تھا لہذا ان اجلاد کے ترجمے اور طبع مین کارخانہ نے جو صرف کثیر کیا وہ اظہر من الشمس ہے پہلے دہلی مین خواجہ امان صاحب نے اول جلد چھوڑ کر چند جلدون کے ترجمے کیے مگر ترجمہ کرتے کرتے اُنکا پیمانہ عمر لبریز ہو گیا اصل کتاب کی بزبان فارسی ۱۸ جلدین	

نام کتاب	قیمت
ہین اور ترجمہ کی ہر ایک جلد مین دو دو جلدین شریک ہین جس کی نو جلدین بہ تفصیل ذیل ہین -	
۱ - جلد مہدی نامہ	للعہ ر پ
۲ - جلد دوحۃ الابصار موسوم بہ معز الدین نامہ	للعہ پ
۳ - جلد ضیاء الابصار موسوم بہ جمشید نامہ	۴ ہے پ
۴ - جلد شمس النہار ترجمہ خورشید نامہ	معہ ر پ
۵ - جلد مطلع الانوار	سے ر پ
۶ - جلد خزینۃ الاسرار	صہ ر پ
۷ - جلد نور الانوار ترجمہ خورشید نامہ	صہ ر پ
۸ - جلد مشرق الآثار ترجمہ خورشید نامہ	صہ ر پ
۹ - جلد تفریح الاحرار - ترجمہ معز الدین نامہ	سیے ر پ
الف لیلہ باتصویر - دو کالم مین مشہور افسانہ ہزار اور ایک رات کا عربی مین ہے اُسکا ترجمہ اُردو مین منجانب مطبع منشی طوطا رام شایان مرحوم نے کیا تھا - بہ مزید نظر ثانی مولوی محمد حامد علیخان متخلص بہ حامد - کاغذ حنائی گندہ	عہ ر پ
الف لیلہ باتصویر - کامل ہر چہار جلد یکجائی ترجمہ مولانا حامد علی خان صاحب مطبوعہ ۱۹۱۵ء کاغذ رسمی	۱۴ ار
سوانح عمری شیطان -	عہ ر پ
کامروپ کا جادو - اُردو کاغذ سفید	۲ ر پ
قصہ سندباد جہازی -	۲ ر پ
جادہ تسخیر - قصہ دلچسپ - مصنفہ نواب محمد حیدر علی خان صاحب	عہ ر پ
فسانہ عجائب جلی قلم باتصویر بعبارت رنگین و نمکین از مرزا رجب علی بیگ سرور کاغذ سفید گندہ	۹ ر پ
ایضاً کاغذ حنائی گندہ	۷ ر پ
فسانہ عجائب متوسط قلم - از مرزا رجب علی بیگ	۶ ر
ایضاً - بلا تصویر خفی قلم - حسب مراتب بالا	۳ ر